بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے

قرآن و حدیث سے پریشانیوں اور مشکلات کا حل

موضوعِ کتاب ——— گلدستۂ وظائف

جمع و تدوین ——— حافظ محمّد ابراہیم نقشبندی مجدّدی ظلہٗ

تخریج ——— مولانا عبدالرحمٰن عارف (فاضل جامعہ اشرفیہ)

اشاعتِ اوّل ——— فروری 2017

ڈیزائننگ و پرنٹنگ ——— محمّد صفتِ الٰھی (آرٹ ڈائریکٹر)

میڈیا سروسز۔لاہور +92 301 84 27 281

شانِ دوعالم پرنٹنگ پریس۔لاہور +92 423 73 20 993

ملنے کا پتہ

الکھف ایجوکیشنل ٹرسٹ

بالمقابل قطب مسجد احاطہ مولچند اچھرہ لاہور

042-354 04 425

الکھف ایجوکیشنل ٹرسٹ

AL-KAHAF EDUCATIONAL TRUST

گلدستۂ وظائف

جمع و تدوین

حافظ محمد ابراہیم نقشبندی مجددی مدظلہ

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

پیش لفظ!

انسان کو دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے، کبھی اللہ رب العزت خوشیاں اور نعمتوں کی فروانی عطا فرما کر آزماتے ہیں کہ یہ شکر کرتا ہے یا ان ہی نعمتوں میں گم ہو کر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اور کبھی اللہ رب العزت غم اور آزمائشوں کے ذریعے سے آزماتے ہیں، کہ بندے کا ایمان کتنا مضبوط ہے اور پھر اس امتحان میں جو کامیاب ہوتا ہے اس کے لیے انعامات اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے فیصلے ہوتے ہیں۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ
''جس کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ
وہ بڑی مصیبت تھی۔ (کنز جلد 3 صفحہ 301)

بعض مرتبہ پریشانی اور آزمائش اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ابن عطاء اسکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ''پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے غفلت میں پڑے ہوئے بندوں کو پریشانیوں، بیماریوں اور تکلیفوں کی زنجیروں میں جکڑ جکڑ کر اپنے در پہ لے کے آتا ہے۔

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں۔

توہمیں چاہیے کہ جب ایسی کوئی پریشانی کے حالات آئیں تو اللہ تعالیٰ کی کی طرف رجوع میں اورزیادتی کردیں ۔اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قرآنی آیات اورادعیہ ماثورہ کو اہتمام سے اپنے عمل میں لائیں ۔زیرنظر کتاب میں بھی مختلف حالات میں آسانی کے لیے دعاؤں کوجمع کیا گیا ہے۔

ان دعاؤں کا کامل اثر لینے کے لیے پانچ وقت کی نماز کی پابندی ضروری ہے اور ان دعاؤں کے الفاظ کی ادائیگی ٹھیک ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین و دنیا کی تمام اچھائیاں عطا فرمائیں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائیں آمین۔

فہرست

سید الوظائف

آج کل مردوں میں بھی اور خاص طور سے خواتین میں وظیفوں کا بہت رواج چل پڑا ہے، ہر چیز کا وظیفہ مانگتے ہیں، تو سب سے بڑا اور اعلیٰ اور پکا ترین وظیفہ "دعا" ہے۔

کہ ہم دو رکعت نفل پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں، اس وظیفے کو ہم روزانہ کریں اور تاحیات کرتے رہیں، ان شاء اللہ ہماری مرادیں ضرور پوری ہوں گیں۔ یہ سب سے بڑا وظیفہ ہے اس سے بڑا وظیفہ اور کوئی بھی نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ"

مجھ سے مانگو! میں دوں گا۔ (سورۃ المؤمن: 60)

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ نیک مانگے گا تو دوں گا گناہ گار مانگے گا تو نہیں دوں گا، بس فرمایا مانگو! میں دوں گا۔

اب یہاں شیطان یہ شبہ ڈالتا ہے کہ بھئی تم تو گناہ گار ہو، اللہ تعالیٰ تمہاری کہاں سنے گا؟ جو نیک لوگ ہیں ان سے دعاؤں کا کہو۔ نیک لوگوں کو دعا کا کہنا بہت اچھی بات ہے، لیکن ہم خود بھی خوب دعائیں کریں اور اپنی دعاؤں پر یقین بھی کریں۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے جب شیطان کو مردود قرار دیا تھا، اس کے آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار پر، تو اس

نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے قیامت تک کی مہلت دی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس غضب و ناراضگی کی حالت میں بھی اس کی دعا کو قبول فرما لیا تھا۔ تو جب ہم اللہ کے حضور نماز پڑھ کر دعا کریں گے، تو ہمارا یہ عمل تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے، اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں ضرور قبول فرمائیں گے، بس یقین سے مانگتے رہیں۔

از افادات

حضرت شیخ حافظ محمد ابراہیم نقشبندی

امراض سے شفاء کے لیے

کسی بھی بیماری سے شفا کے لیے 41 بار پانی پر دَم کر کے پیئں

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيۡهَا ؕ

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 71)

ترجمہ ''پوری طرح صحیح سالم ہو جس میں کوئی داغ دھبہ نہ ہو۔''

دل کی بیماری میں ایک بار پانی میں دَم کر کے پیئں

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَٮِٕنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَٮِٕنُّ الۡقُلُوۡبُ ؕ ﴿۲۸﴾

(پارہ نمبر 13، سورۃ الرعد، آیت نمبر 28)

ترجمہ ''یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں، اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

گردے کی پتھری ہو تو 41 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پانی پی لیں

ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالۡحِجَارَةِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ
الۡحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ ؕ وَ

اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 74)

ترجمہ ''اس سب کے بعد تمہارے دل پھر سخت ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ ایسے ہو گئے جیسے پتھر بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی زیادہ (کیونکہ) پتھروں میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے نہریں پھوٹ بہتی ہیں اور انہی میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں جو خود پھٹ پڑتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے اور انہی میں وہ (پتھر) بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے لڑھک جاتے ہیں اور (اس کے برخلاف) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔''

سر کا درد ختم کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾

(پارہ نمبر 27، سورۃ الواقعہ، آیت نمبر 19 تا 20)

ترجمہ ''جس سے نہ ان کے سر میں درد ہوگا اور نہ ان کے ہوش اڑیں گے۔ اور وہ پھل لے کر جو وہ پسند کریں۔''

جسے بخار ہو یہ لکھ کر مریض کو باندھ دیجیے یا 7 مرتبہ پڑھ کر دم کیجیے

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء آیت نمبر 69)

ترجمہ ''ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔''

لو لگنے پر 101 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پی لیں

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 118 تا 119)

ترجمہ ''یہاں تو تمھیں یہ فائدہ ہے کہ نہ تم بھوکے ہوگے، نہ ننگے۔
اور نہ یہاں پیاسے رہو گے، نہ دھوپ میں تپو گے۔''

آنکھوں کی روشنی کے لیے ہر نماز کے بعد 3 مرتبہ پڑھ کر انگلیوں پر دَم کر کے آنکھوں پر لگائیے

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾

(پارہ نمبر 26، سورۃ ق، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''اب ہم نے تجھ سے وہ پردہ ہٹا دیا جو تجھ پر پڑا ہوا تھا۔
چنانچہ آج تیری نگاہ خوب تیز ہو گئی۔''

ہر مرض کے لیے

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٤﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ توبہ، آیت نمبر 14)

ترجمہ ''اور مومنوں کے دل ٹھنڈے کر دے۔''

چینی کی پاک اور صاف پلیٹ پر لکھ کر اس میں پانی ملائیں اور وہ پانی مریض کو پلائیں۔
اگر زعفران سے لکھ لیں تو اچھا ہے۔

وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ

(پارہ نمبر 11، سورہ یونس، آیت نمبر 57)

ترجمہ ''اور دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔''

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 82)

ترجمہ ''اور ہم وہ قرآن نازل کر رہے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت کا سامان ہے۔''

فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 14، سورہ نحل، آیت نمبر 69)

ترجمہ ''جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ ۙ

(پارہ نمبر 19، سورۃ الشعراء، آیت نمبر 80)

ترجمہ ''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے۔''

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ

(پارہ نمبر 24، سورہ حٰمٓ السجدہ، آیت نمبر 44)

ترجمہ ''کہہ دو کہ جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے یہ ہدایت اور شفا کا سامان ہے۔''

بولنے میں لکنت ہو یا بولتے ہوئے جھجک ہو تو ہر نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۙ﴿۲۵﴾ وَ يَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۙ﴿۲۶﴾
وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۙ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۠﴿۲۸﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ ''پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔''

پھنسیوں، چھالے کا علاج: سورہ کوثر پڑھ کر دم کیا پانی پلائیں، سینے میں درد کا علاج: یہ آیت لکھ کر گلے میں پہن لیں یا پڑھ کر دم کریں

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ
قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ زمر، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''بھلا کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے جس کے نتیجے میں وہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں آچکا ہے (سنگ دلوں کے برابر ہوسکتا ہے؟) ہاں! بربادی ان کی ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہوچکے ہیں۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔''

کھانسی کا علاج

ایک مرتبہ پڑھ کر شہد پر دم کر کے گرم پانی میں ملا کر پلائیں

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

(پارہ نمبر 18، سورہ مومنون، آیت نمبر 115 تا 116)

ترجمہ ''بھلا کیا تم یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ہم نے تمھیں یوں ہی بے مقصد پیدا کردیا اور تمھیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟ غرض بہت اونچی شان ہے اللہ کی جو صحیح معنی میں بادشاہ ہے۔''

جلدی امراض اور جذام کے علاج کے لیے

مریض پر یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء، آیت نمبر 83)

ترجمہ ''اور ایوب کو دیکھو! جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ ''مجھے یہ تکلیف لگ

گئی ہے اور تو سارے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔“

برص کا علاج

سات مرتبہ یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ۚ

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 49)

ترجمہ ”میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں (اور وہ نشانی یہ ہے) کہ میں تمہارے سامنے گارے سے پرندے جیسی ایک شکل بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کر دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور تم لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کر کے رکھتے ہو وہ سب بتا دیتا ہوں، اگر تم ایمان والے ہو تو ان تمام باتوں میں تمہارے لیے (کافی) نشانی ہے۔“

خارش کا علاج

روزانہ 21 مرتبہ پانی پردم کر کے 41 روز تک پانی پیجیے

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ؕ ﴿١٤﴾

(پارہ نمبر 18، سورہ المومنون، آیت نمبر 14)

ترجمہ ''پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اُٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا۔ غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاری گروں سے بڑھ کر کاری گر ہے۔''

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

حدیث 1

قرآن مجید میں سب سورتوں سے بہتر (افضل) سورۂ الحمدللہ رب العالمین ہے۔

(مسند احمد 177/4)

حدیث 2

عَوَذَنِيْ رَسُوْلُ للهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تِفْلًا.

(المعجم الكبير للطبراني : 159/7)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سانپ کے کاٹے ہوئے پر دَم کیا۔
اللہ کے حکم سے وہ اچھا ہو گیا۔
(صحیح مسلم، کتاب الطب، باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن والاذکار، رقم:۲۲۰۱)

حدیث 3

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ. (سنن الدارمی:445/2)

سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔

حدیث 4

اِذَا قَرَأْتَ الْفَاتِحَةَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَدْ اٰمِنْتَ
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْمَوْتُ

اور جب تم نے سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھ لیا تو سوائے موت کے ہر آفت سے مامون ہو گئے۔ (مجمع الزوائد 122/10)

بدن کی سلامتی کی دعا

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

(ابوداود:۵۰۹۰، عن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: اے اللہ! میرے بدن کو درست رکھیے، اے اللہ! میرے کان عافیت سے رکھیے،

اے اللہ! میری آنکھیں عافیت سے رکھیے، آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔فضیلت/حدیث: رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح وشام کے وقت یہ دعا تین تین بار پڑھا کرتے تھے۔

حفاظت کے لیے ہاتھ، ٹانگ، پیر، کان اور آنکھ کی معذوری سے بچنے کے لیے بکثرت پڑھیں

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۟ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۟ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۟ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾

(پارہ نمبر 9،سورہ اعراف،آیت نمبر 195)

ترجمہ ''بھلا کیا ان کے پاس پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں؟ یا ان کے پاس ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں؟ یا ان کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں؟ یا ان کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنیں؟ (ان سے کہہ دو کہ 'تم ان سب دیوتاؤں کو بلا لاؤ۔جنہیں تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے اور میرے خلاف سازش کرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔''

گیارہ بار پڑھ کر دم کرلیں تو ان شاء اللہ عزت قائم رہتی ہے

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ ۚ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ ۚ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ ع

(پارہ نمبر 23،سورۃ الصّٰفّٰت،آیت نمبر 180 تا 182)

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاكَ نَعْبُدُ
وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ۠﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚۖ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ؕ﴿۲﴾ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَیْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ ؕؔ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۙۛ﴿۴﴾
سَلٰمٌ ۛ۫ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۠﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

چور اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لیے

روزانہ رات کو ایک مرتبہ پڑھیے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ
كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۗ
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ
عَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ

عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا
بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 285-287)

کتے کے کاٹنے سے حفاظت کے لیے اور اگر کتا بھونکنے لگے یا حملہ کرے تو 3 مرتبہ پڑھیے

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ

(پارہ نمبر 16، سورہ کہف، آیت نمبر 18)

ترجمہ ''اور ان کا کتا دہلیز پر ایسے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے (بیٹھا) تھا۔''

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

سورۂ کہف کی فضیلت

حدیث : ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔ اس لیے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔

(ابوداؤد، الملاحم، خروج الدجال: ۲/ ۲۳۷)

حدیث : جو اس کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب فضل سورۃ الکھف، رقم: ۸۰۹)

سورۂ واقعہ کی فضیلت

حدیث : جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورت کو پڑھیں۔

(شعب الایمان للبیہقی، فصل فی فضائل السوروالآیات: ۴/ ۱۱۹، رقم: ۲۲۶۹)

حدیث : جو اسے ہر رات پڑھے گا اس کو فقر و فاقہ نہیں ہوگا اور جو شخص پڑھا کرے گا وہ اللہ کے فضل و کرم سے کبھی محتاج نہیں ہوگا۔

حدیث : مَنْ قَرَءَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو کبھی فاقہ کشی کی نوبت نہیں آئے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کچھ مال دینا چاہا کہ اس کو اپنی لڑکیوں پر خرچ کریں۔

(شعب الایمان، للبیہقی ۲/ ۴۱۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَتَخْشٰی عَلَیْھِنَّ الْفَقْرَ وَقَدْ اَمَرْتُھُنَّ بِقِرَاءَۃِ سُوْرَۃِ الْوَاقِعَۃِ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ: مَنْ قَرَءَ ھَا کُلَّ لَیْلَۃٍ لَمْ تُصِبْہُ الْفَاقَۃُ

(شعب الایمان للبیہقی: ۲/۴۱۹)

کیا آپ ان لڑکیوں پر محتاجی کا خیال کرتے ہیں، جب کہ میں نے انھیں سورۂ واقعہ پڑھنے کا حکم دے رکھا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو فاقہ نہیں آئے گا۔

ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے
ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ترمذی، ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل و عیال کی

ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلَى اَهْلِىْ وَمَا لِىْ وَوَلَدِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِىَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّجَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِىِّ ۦَ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکو کاروں کا کارساز ہے۔

کسی بھی چیز کے شر سے حفاظت کی دعا

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

(مسلم: ۷۰۵۳، عن خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا)

ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں تمام مخلوق کے شر سے۔

فضیلت/حدیث:...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی بھی جگہ پر قیام کرے پھر یہ دعا پڑھے تو جب تک وہاں ٹھہرا رہے گا کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کھانے پر یہ دعا پڑھے تو اسے کسی قسم کا ضرر نہ ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ فِي الْاَرْضِ وَفِي السَّمَآءِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْهِ بَرَكَةً وَّعَافِيَةً وَّشِفَاءً

ترجمہ اللہ کے نام سے شروع جس کا نام زمین و آسمان میں بہترین ہے، اس کے نام سے کسی بیماری کا ضرر نہیں۔ اے اللہ! اس میں برکت و عافیت اور شفا عطا فرما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 10، صفحہ 344)

نظر بد دور کرنے کا وظیفہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نظر بد دور کرنے کا ایک خاص وظیفہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا

اور کہا کہ حضرت حسن وحسین پر پڑھ کر دم کیا کریں۔ابن عساکر حدیث کی کتاب میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔آپ غمگین تھے، سبب پوچھا تو فرمایا حسن وحسین کو نظر لگ گئی ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یہ کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا۔رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یوں کہیے:

اَللّٰهُمَّ ذَا السُّلْطَانِ الْعَظِيْمِ وَالْمَنِّ الْقَدِيْمِ ذَا الْوَجْهِ الْكَرِيْمِ وَلِيَّ الْكَلِمَاتِ التَّامَّةِ وَلِيَّ الدَّعْوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ عَافِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مِنْ اَنْفُسِ الْجِنِّ وَاَعْيُنِ الْاِنْسِ

رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی کہ وہ دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے کھیلنے کودنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو اپنی جانوں، بیویوں اور اپنی اولاد کو اس پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو اس جیسی کوئی اور پناہ کی دعا نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر 24/8)

نوٹ: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی جگہ جس شخص کے لیے پڑھی جا رہی ہے اس کا نام لیا جائے۔

مقصد میں کامیابی کے لیے

کسی بھی مقصد میں کامیابی کے لیے سات دن تک 123 مرتبہ پڑھیے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

کسی بھی جائز مقصد کے لیے 121 بار
نماز عشا کے بعد 21 دن تک پڑھیے

قُلِ اللّٰہُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَ تَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۫ وَ تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۶﴾ تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ تُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ ۫ وَ تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ تُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَ تَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 26-27)

ترجمہ ”کہو! اے اللہ! اے اقتدار کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے اقتدار بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا

ہے رسوا کر دیتا ہے۔ تمام تر بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو بے جان چیز میں سے جان دار کو برآمد کر لیتا ہے اور جاندار میں سے بے جان چیز نکال لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''

امتحانی پرچوں میں اچھے نمبرات حاصل کرنے کے لیے ہر روز 7 مرتبہ پڑھیں

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 197)

ترجمہ ''اور تم اس کو چھوڑ کر جن جن کو پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں، نہ اپنی مدد کرتے ہیں۔''

سات دن تک ہزار بار کسی بھی وقت پڑھنے سے کام آسان ہوتے ہیں

حَسْبِیَ اللّٰهُ ۖۗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۲۹﴾

(پارہ نمبر 11، سورہ توبہ، آیت نمبر 129)

ترجمہ ''میرے لیے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔''

امتحان میں کامیابی کے لیے تین بار پڑھیے

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثَىٰ ﴿٢٧﴾ وَمَا لَهُمْ بِهِ
مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿٢٨﴾ فَأَعْرِضْ
عَنْ مَنْ تَوَلَّىٰ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ
الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿٣٠﴾ وَ
لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ
الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ﴿٣١﴾ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا
اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَإِذْ
أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ﴿٣٢﴾
أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ﴿٣٣﴾ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْدَىٰ ﴿٣٤﴾ أَعِنْدَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ
﴿٣٥﴾ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ﴿٣٧﴾ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴿٣٨﴾ وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿٣٩﴾ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ﴿٤٠﴾
ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ﴿٤١﴾ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ ﴿٤٢﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَ
أَبْكَىٰ ﴿٤٣﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ﴿٤٤﴾ وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ ﴿٤٥﴾ مِنْ
نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ﴿٤٦﴾ وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿٤٧﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ﴿٤٨﴾ وَ
أَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَىٰ ﴿٤٩﴾ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ﴿٥٠﴾ وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ ﴿٥١﴾ وَقَوْمَ
نُوحٍ مِنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ﴿٥٢﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ﴿٥٣﴾ فَغَشَّاهَا

مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ
الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ
تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدة

(پارہ نمبر 27، سورۃ النجم، آیت نمبر 27 تا 62)

نوٹ: آخری آیت پڑھ لینے کے بعد سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے اس لیے آیت پڑھنے کے بعد سجدہ تلاوت کرلیجیے۔

کسی بھی مقصد کے لیے ایک ایک تسبیح صبح وشام پڑھیے

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(پارہ نمبر 28، سورۃ الطلاق، آیت نمبر 12)

ترجمہ "کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔"

خوف، غصہ اور پریشانی خوف

غصہ اور جادو ختم کرنے کے لیے سات بار پڑھیے

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 18)

ترجمہ "وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔ چنانچہ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔"

غصہ دور کرنے کے لیے 101 بار چینی پر دم کر کے چینی استعمال کریں، یا ہر نماز کے بعد 2 مرتبہ پڑھیں

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط

(پارہ نمبر 4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 134)

ترجمہ ''جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں۔''

غصہ، فتنہ دور کرنے کے لیے اکتالیس دن تک ایک بار پڑھ کر پانی پئیں

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى
مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 80 تا 81)

ترجمہ ''چنانچہ جب جادوگر آ گئے تو موسیٰ نے ان سے کہا: ''پھینکو جو تمہیں پھینکنا ہے۔'' پھر جب انہوں نے (اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو) پھینکا (اور وہ سانپ بن کر چلتی ہوئی نظر آئیں) تو موسیٰ نے کہا کہ: ''یہ جو کچھ تم نے دکھایا ہے، جادو ہے۔ اللہ ابھی اس کو ملیا میٹ کیے دیتا ہے۔ اللہ فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔''

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ۬ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ﴿۷﴾ؑ

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚۖ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ۬ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓٮِٕكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛ ۙ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ قف هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾ؑ

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

دشمن، فتنہ فساد

سے بچنے کے لیے ہر نماز کے بعد 21 بار پڑھیے

وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 6، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 67)

ترجمہ ''اور اللہ تمہیں لوگوں (کی سازشوں) سے بچائے گا۔''

فتنہ سے بچنے کے لیے ایک بار پڑھیے

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 85 تا 86)

ترجمہ "اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان ظالم لوگوں کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈالیے اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات دے دیجیے۔"

دشمن سے حفاظت کے لیے تعوذ پڑھ کر 11 مرتبہ یہ آیت پڑھ کر دشمن کی طرف پھونک دیں اگر دشمن کہیں دور ہے تو اس کا تصور کر کے پھونک دیں

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿٤٨﴾

(پارہ نمبر 14، سورۃ الحجر، آیت نمبر 48)

ترجمہ "وہاں نہ کوئی تھکن ان کے پاس آئے گی اور نہ ہی ان کو وہاں سے نکالا جائے گا۔"

"فتنے سے بچنے کے لیے کسی بھی وقت بکثرت پڑھیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾

(پارہ نمبر 17، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 87 تا 88)

ترجمہ ’’تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے بے شک میں قصوروار ہوں۔ اس پر ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں گھٹن سے نجات عطا کی اور اسی طرح ہم ایمان رکھنے والوں کو نجات دیتے ہیں۔‘‘

فتنہ، فساد اور دشمن کے خوف سے بچنے کے لیے کثرت کے ساتھ پڑھیے

وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ﴿۱۰﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ السبا، آیت نمبر 10)

ترجمہ: ’’اور ان کے لیے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا ہے۔‘‘

فتنہ، جادو اور دشمنی سے بچنے کے لیے دونوں سورتوں کو گیارہ گیارہ بار پڑھیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الفلق)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الناس)

قید سے رہائی کے لیے دوران قید اس آیت کا بکثرت ورد کیا جائے

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾

(پارہ نمبر 7، سورہ انعام، آیت نمبر 63 تا 64)

ترجمہ ”کہو، خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے اس وقت تمھیں کون نجات دیتا ہے۔ جب تم اسے گڑگڑا کے اور چپکے چپکے پکارتے ہو (اور یہ کہتے ہو کہ) اگر اسی نے ہمیں اس مصیبت سے بچا لیا تو ہم ضرور بالضرور شکر گزار بندوں میں شامل ہو جائیں گے؟ کہو! اللہ ہی تمھیں اس مصیبت سے بھی بچاتا ہے اور ہر دوسری تکلیف سے بھی، پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔“

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ”ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَاُوْا سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا

يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم: 804،805/1874)

حدیث : جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رم: ۷۸۰ (۱۸۲۴))

حدیث : سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آسکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث : ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/ ۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

امن الرسول سے آخر تک:

حدیث : یہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں ہیں۔ جس گھر میں روزانہ متواتر یہ آیتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب فصل القرآن، باب ماجاء فی آخر سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۸۸۲)

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت

ایک یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کردیا تھا۔ جادو کے اثرات سے آپ ﷺ علیل

ہو گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر اطلاع دی اور بتایا کہ جادو کا عمل جس چیز میں کیا گیا ہے وہ فلاں کنویں کے اندر ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا جو جادو کی چیز کنویں سے نکال لائے۔اس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں۔اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔آپ ہر گرہ پر ایک آیت پڑھتے اور ایک گرہ کھولتے رہے یہاں تک سب گرہیں کھل گئیں تو آپ سے اچانک ایک بوجھ سا اتر گیا۔

(مسند احمد، الرقم:۱۸۷۸۱)

سانپ بچھو کے کاٹے کا علاج

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے کاٹ لیا تو آپ نے پانی اور نمک منگوایا۔ پانی کاٹنے کی جگہ پر لگاتے جاتے اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ۝۱ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ۝۱ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ۝۱ پڑھتے جاتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ۝۱ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ۝۲ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ۝۳ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ۝۴ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ۝۵ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَ لِیَ دِیْنِ ۠۝۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ۝۲ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ۝۳ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ۝۴ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۠۝۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

نگاہوں کی حفاظت کا آزمودہ نسخہ

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

(المومنون : 97، 98)

اس کو 12 ہزار دفعہ پورا کرنا ہے چاہے ایک مہینے میں کریں یا دو مہینے میں اس نیت اور دعا کے ساتھ کہ اے اللہ! مجھے نگاہوں کی حفاظت کی توفیق عطا فرما۔

(از افادات: حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالی رحمہ اللہ)

رزق میں کشادگی کے لیے ہر روز 7 بار پڑھیے

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً

(پارہ نمبر 7، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 114)

ترجمہ ''یا اللہ! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار دیجیے۔''

آفس اور دکان کی برکت کے لیے

درج ذیل آیت لکھ کر لگائیں

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ

فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ ۟ وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ وَ
الۡقُرۡاٰنِ ؕ وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِعَہۡدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَیۡعِکُمُ الَّذِیۡ بَایَعۡتُمۡ بِہٖ ؕ وَ
ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۱۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورہ توبہ، آیت نمبر 111)

ترجمہ "واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اوران کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت انہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے تورات اور انجیل میں بھی لی ہے اور قرآن میں بھی۔ اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ لہٰذا اس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کرلیا ہے اور یہی زبردست کامیابی ہے۔"

رزق کے لیے کسی بھی وقت 33 بار پڑھیے

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّیۡنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ بِرَحۡمَۃٍ مِّنَّا وَ مِنۡ خِزۡیِ
یَوۡمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ ﴿۶۶﴾

(پارہ نمبر 12، سورہ ھود، آیت نمبر 66)

ترجمہ "پھر جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے صالح کو اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے، ان کو اپنی خاص رحمت کے ذریعے نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے بچالیا۔ یقیناً تمہارا پروردگار بڑی قوت کا، بڑے اقتدار کا مالک ہے۔"

برکت کے لیے چالیس بار عشا کے بعد پڑھیے

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾

(پارہ نمبر 20، سورۃ القصص، آیت نمبر 24)

ترجمہ "میرے پروردگار! جو کوئی بہتری تو مجھ پر اوپر سے نازل کردے میں اس کا محتاج ہوں۔"

رزق کے لیے فجر کی نماز کے بعد گیارہ بار پڑھیے

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَ یَقْدِرُ لَہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 62)

ترجمہ "اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں کشادگی کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا مکمل علم رکھتا ہے۔"

رزق کے لیے بکثرت پڑھیے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ
لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 30)

ترجمہ "لہٰذا تم یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف قائم رکھو۔ اللہ کی بنائی ہوئی اس فطرت پر چلو جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی

نہیں لائی جاسکتی۔یہی بالکل سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

برکت کے لیے بکثرت پڑھیے

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾

(پارہ نمبر 21،سورہ لقمان،آیت نمبر 25 تا 26)

ترجمہ ''اور اگر تم ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ ''اللہ'' کہو ''الحمدللہ!'' اس کے باوجود ان میں سے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔اللہ ہی کا فی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔بے شک اللہ ہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے، بذاتِ خود قابل تعریف ہے۔''

45

رزق کے لیے اور کسی بھی مقصد کے لیے 101 مرتبہ کسی بھی وقت بکثرت پڑھیے

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

(پارہ نمبر 24،سورہ المومن،آیت نمبر 44)

ترجمہ ''اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔
یقیناً اللہ سارے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔''

کشادہ رزق حاصل کرنے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 19)

ترجمہ ’’اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ وہی ہے جو قوت کا بھی مالک ہے اقتدار کا بھی مالک ہے۔

علم میں ترقی کے لیے فجر کی نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ ’’پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے۔‘‘

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ”ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

سورۂ یٰسین کی فضیلت

حدیث: سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۷۶)

حدیث: جو سورۂ یٰسین کو دن کے شروع حصہ میں پڑھ لے گا جس کی حاجت پوری ہو گی۔ (سنن الدارمی: ۳۴۱۹)

رزق میں برکت کے لیے (ہر فرض نماز کے بعد)

اوّل و آخر درود شریف (ابراہیمی) 7 مرتبہ سورہ قریش

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍۙ ۞١ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِۚ ۞٢ فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِۙ ۞٣
الَّذِىۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ۞٤

اس کے علاوہ سچ بولنا، صدقہ کثرت سے کرنا، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

صلوٰۃ الحاجۃ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو۔ خواہ

اللہ جل شانہ سے متعلق ہو یا کسی بندے سے تو اس کو چاہیے کہ خوب اچھی طرح وضو کرے۔اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھے۔پھر اللہ کے حضور میں اس طرح عرض کرے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ o سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ o وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ o لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ o وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ o (رواہ الترمذی وابن ماجه)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی مالک و معبود نہیں۔وہ بڑے حلم والا اور بڑا کریم ہے پاک اور مقدس ہے وہ اللہ جو عرش عظیم کا بھی رب اور مالک ہے۔ساری حمد و ستائش اس اللہ کے لیے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اُن اعمال اور اُن اخلاق و احوال کا جو تیری رحمت کا موجب اور وسیلہ اور تیری مغفرت اور بخشش کا پکا ذریعہ بنیں اور تجھ سے طالب ہوں ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے اور حصہ لینے کا، ہر گناہ اور مصیبت سے سلامتی اور حفاظت کا۔خداوند! میرے سارے ہی گناہ بخش دے اور میری ہر فکر اور پریشانی دور کر دے اور میری ہر حاجت جس سے تو راضی ہو اُس کو پورا فرما دے۔اے ارحم الرحمٰن سب مہربانوں سے بڑے مہربان۔

شادی کے لیے ایک تسبیح فجر کے بعد پڑھیے

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ یٰسٓ، آیت نمبر 82)

ترجمہ ''اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرلے تو صرف اتنا کہتا ہے ''ہوجا'' بس وہ ہوجاتی ہے۔

آپس میں محبت اور اتفاق کے لیے روزانہ 11 بار پڑھیں

وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ انفال، آیت نمبر 63)

ترجمہ ''اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کردی۔ اگر تم زمین بھر کی ساری دولت بھی خرچ کرلیتے تو ان کے دلوں میں یہ الفت پیدا نہ کرسکتے، لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا وہ یقیناً اقتدار کا بھی مالک ہے۔ حکمت کا بھی مالک ہے۔''

خاوند کی ناراضگی دور کرنے کے لیے!!!

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ (البقرۃ : 165)

خاصیت: جس کا شوہر ناراض ہو اس آیت کو (11 بار) شیرینی پر پڑھ کر کھلائے، ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائے گا مگر واضح رہے کہ ناجائز مواقع (مثلاً غیر شادی شدہ کے لیے) اثر انداز نہیں ہوگا۔

(اعمال قرآنی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

حمل اور اولاد

حمل ٹھہرنے کے لیے عشاء کے بعد 40 دن تک 100 بار پڑھے

فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٨٩﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 189)

ترجمہ ”پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو عورت نے حمل کا ایک ہلکا سا بوجھ اٹھا لیا، جسے لے کر وہ چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تو دونوں (میاں بیوی) نے اللہ سے دعا کی کہ ”اگر تو نے ہمیں تندرست اولاد دی تو ہم ضرور تیرا شکر ادا کریں گے۔“

خوب صورت بچے کے لیے سورۂ یوسف نو ماہ تک روزانہ ایک بار پڑھیے قرآن حکیم کے 12 ویں پارے میں ہے۔

اولاد کے لیے 41 مرتبہ تین ماہ تک دودھ پر پھونک کر پیئیں

وَ مِنۡ اٰیٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِكُمۡ وَ اَلۡوَانِكُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ
لَاٰیٰتٍ لِّلۡعٰلِمِیۡنَ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 22)

ترجمہ ”اور اُس کی نشانیوں کا ایک حصہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ یقیناً اس میں دانش مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔“

ضدی بچوں پر 11 مرتبہ پڑھ کر دم کریں

اَللّٰهُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 13)

ترجمہ ”اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔“

اولاد کی فرماں برداری کے لیے تین بار
ہر روز پڑھ کر دم کریں

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا
تَرۡضٰهُ وَ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡكَ وَ اِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۵﴾

(پارہ نمبر 26، سورۃ الاحقاف، آیت نمبر 15)

ترجمہ ”یارب! مجھے توفیق دے دیجیے کہ میں آپ کی اُس نعمت کا شکر ادا کروں جو آپ

نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی اور ایسے نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہو جائیں اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صلاحیت دے دیجیے میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں فرماں برداری میں شامل ہوں۔"

حمل کے لیے ایک سو گیارہ بار نو ماہ تک پڑھیے
لڑکے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ﴿۱۳﴾

(پارہ نمبر 29، سورۃ نوح، آیت نمبر 12 تا 13)

ترجمہ "اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور تمہاری خاطر نہریں مہیا کر دے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرتے۔"

جو بے اولاد ہو تو دو نفل پڑھ کر چالیس بار یہ پڑھیں اور دعا مانگیں

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؕ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ؕ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۠﴿۳﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الکوثر)

ترجمہ "(اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دی ہے۔ لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو، یقین جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔"

اولاد اور گھر والوں کی اصلاح کے لیے!

اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لیے ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ آیت مبارکہ پڑھیں:

”رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○

(سورۃ الفرقان:74)

سکون

ڈپریشن دور کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾

(پارہ نمبر 9، سورۃ الانفال، آیت نمبر 11)

ترجمہ ”تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے، اور اس کے ذریعے (تمہارے) پاؤں اچھی طرح جما دے۔“

کسی سے اپنا گھر خالی کرانا ہو اور وہ خالی نہ کر رہا ہو تو بکثرت پڑھیے

وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ﴿۴﴾

ترجمہ ”اس کے اندر جو کچھ ہے وہ اسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔“

مطلوبہ جگہ تبادلے (ٹرانسفر) کے لیے

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ
سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 80)

ترجمہ "یارب! مجھے جہاں داخل فرما اچھائی کے ساتھ داخل فرما اور جہاں سے نکال اچھائی کے ساتھ نکال اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ تیری مدد ہو۔"

دل کی گھبراہٹ کے وقت 11 مرتبہ آیات پڑھیے

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ
الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵۳﴾

(پارہ نمبر 23، سورۃ الزمر، آیت نمبر 53)

ترجمہ "کہہ دو کہ "اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقین جانو اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔"

نیند نہ آئے تو ایک مرتبہ پڑھیے اور پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھیے

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

(پارہ نمبر 22،سورہ احزاب،آیت نمبر 56)

ترجمہ ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو!تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔“

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3،سورہ آل عمران،آیت نمبر 9)

ترجمہ ”ہمارے پروردگار!تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

دنیا وآخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

(ترمذی: ۳۵۱۲، عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:...... ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آ کر یہی سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہی دعا بتائی، جب تیسرے دن آ کر اس نے یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی دعا بتائی اور فرمایا: جب تمہیں دنیا وآخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔

دل کو محبت الٰہی سے بھرنے کا نسخہ

لَا مَرْغُوْبِیْ اِلَّا اللہ. لَا مَطْلُوْبِیْ اِلَّا اللہ.

لَا مَحْبُوْبِیْ اِلَّا اللہ. لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ.

جو انسان روزانہ ہر نماز کے بعد 41 بار یا دن میں تین سو (300) بار پڑھے گا ان شاء اللہ اس کے دل کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے غیر سے خالی فرما کر اسے اپنی محبت خاصہ عطا فرمائیں گے۔

نوٹ: یہ عمل مستقل کرتے رہیں جب تک کہ مقصود حاصل نہ ہو۔

(ازافادات: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم)

آخرت اور مغفرت

سورۂ ملک کی فضیلت

حدیث 1 قرآن میں تیس آیات کی ایک سورت ہے جس نے آدمی کے لیے شفاعت کی حتیٰ کہ اس کی بخشش ہوگئی، وہ تبارك الذی بیده الملك ہے۔
(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی سورۃ الملک، رقم: ۲۸۹۱)

حدیث 2 جو اس سورت کو ہر رات میں پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے بچالے گا۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل سورۃ الملک، رقم: ۲۸۹۰)

حدیث 3 رسول اللہ ﷺ رات کو سوتے وقت الم تنزیل (سورۃ السجدہ) اور تبارک الذی (سورۃ ملک) دونوں سورتیں پڑھ کر سوتے۔

حدیث 4 اپنے پڑھنے والوں کی مغفرت کا اس وقت تک سوال کرتی رہتی ہے کہ اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

سورۂ اخلاص کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب جمع ہو جاؤ تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو آپ ﷺ تشریف لائے اور (قل هو الله احد) پڑھی اور ارشاد فرمایا یہ سورۃ ایک تہائی (یعنی تیسرا حصہ) قرآن کے برابر ہے۔ (صحیح المسلم، صلاۃ المسافرین، فضائل القرآن، رقم: ۸۱۲)

صبح وشام یہ سورتیں ضرور پڑھیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝

(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم:۵۸۹)

اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ میں آنے کے لیے بہترین سورتیں ہیں۔'' (سنن النسائی، کتاب الاستعاذہ، باب ماجاء فی سورۃ المعوذتین، رقم: ۵۴۳۴)

حدیث: سوتے وقت آپ ان دونوں سورتوں کو ہتھیلیوں پر دَم کر کے پورے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔ اسی طرح یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، رقم:۵۰۱۷)

حدیث: کیا تم نہیں دیکھتے کہ آج کی رات ایسی آیات اتری ہیں کہ ان کی مثل کبھی نہیں گئیں اور وہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ ہیں۔

دنیا وآخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

(ترمذی:۳۵۱۲، عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:...... ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔ آپ ﷺ نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین

فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آکر یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے یہی دعا بتائی،
جب تیسرے دن آکر اس نے یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے یہی دعا بتائی اور فرمایا:
جب تمہیں دنیا و آخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔

قرض کی ادائیگی

دوسرا شخص آپ کی ذاتی رقم واپس نہ کر رہا ہو تو
اپنا پیسہ وصول کرنے کے لیے پڑھیے

وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا
مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

(پارہ نمبر 13، سورہ یوسف، آیت نمبر 56)

ترجمہ "اور اس طرح ہم نے یوسف کو ملک میں ایسا اقتدار عطا کیا کہ وہ اس میں جہاں چاہیں، اپنا ٹھکانہ بنائیں۔ ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں، پہنچاتے ہیں اور نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔"

ادائے قرض کے لیے نبوی دعا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا جو کہ مقروض تھا اور قرض کے ادا کرنے سے عاجز ہونے پر آپ سے اعانت کا طالب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے ایسا کلمہ نہ

سکھا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے؟
"اگر جبلِ صبیر کے برابر بھی قرضہ ہوتو اللہ تعالیٰ ادا فرمادیں گے":

أَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

ترجمہ اے اللہ! کافی فرمادے میرے لیے حلال کو حرام کے مقابلے میں اور اپنے فضل سے مجھے غنی بنادے اپنے علاوہ سے۔

(ترمذی، ترغیب جلد 2، صفحہ: 613)

مسنون دعائیں واذکار

فائدہ: ان دعاؤں کو اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل فرمائیں اور اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیں اور دنیا وآخرت کی برکتیں حاصل کریں۔

وضو کے وقت کی خاص دعا

سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

جو شخص وضو کے وقت یہ دعا پڑھ لے اس کی مغفرت کا پرچہ لکھ کر مہر لگا کر رکھ لیا جاتا ہے، قیامت تک اس کی مہر توڑی نہ جائے۔ اور بخشش کا حکم برقرار رہے گا۔

(طبرانی اوسط جلد 2 صفحہ 123)

① تمام گناہوں کے کفارہ کے لیے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (۳) مرتبہ پڑھیں:

اَسۡتَغۡفِرُ اللهَ الَّذِیۡ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وَأَتُوۡبُ إِلَیۡهِ

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور کائنات کو تھامنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔

② جنت کا پروانہ لینے کے لیے سید الاستغفار (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ رَبِّیۡ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ خَلَقۡتَنِیۡ وَاَنَا عَبۡدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهۡدِكَ وَوَعۡدِكَ مَا اسۡتَطَعۡتُ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ شَرِّ مَا صَنَعۡتُ اَبُوۡٓءُ لَكَ بِنِعۡمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوۡٓءُ لَكَ بِذَنۡبِیۡ فَاغۡفِرۡلِیۡ فَاِنَّهٗ لَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ (بخاری شریف)

اے اللہ آپ میرے رب ہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا فرمایا، میں تیرا بندہ ہوں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جہاں تک ہو سکے میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے بُرے اعمال کے شر سے جو میں نے کے۔ میں آپ کی عطا کردہ نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا۔

③ دنیا آخرت کے تمام مسائل کے حل میں اللہ کے کافی ہونے کے لیے (۷) مرتبہ پڑھیں۔ (ابوداؤد)

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

④ ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

⑤ جن بھوت سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ترمذی)

آیۃ الکرسی. (مکمل)

حٰمٓ ۚ ① تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۙ ② غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوْلِ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ③

حٰم۔ یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت سزا دینے والا ہے، قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اسی کے پاس سب کو جانا ہے۔

⑥ دعا سیّدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ حادثات سے بچنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (کنز العمال جمع الجوامع)

اے اللہ آپ میرے پروردگار ہیں کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے میں آپ پر ہی بھروسہ کرتا ہوں اور آپ ہی عزت والے عرش کے رب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوگیا جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، گناہوں سے بچنے اور نیکی پر لگنے کی طاقت صرف اس بلند و برتر عظیم ذات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز پر قادر ہے، اور بے شک اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر چوپائے کے شر سے بے شک آپ ہی اس کو پیشانی کی چوٹی سے پکڑنے والے ہیں، بے شک میرے پروردگار سیدھے راستہ پر ہیں۔

⑦ ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (ترمذی، ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

⑧ ستر ہزار فرشتوں کی دعا اور شہادت کی موت کے لیے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۳ مرتبہ)

میں اللہ تعالیٰ بہت سننے والے جاننے والے کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٤﴾ (ا مرتبہ)

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا ہے وہی رحمٰن اور رحیم ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس سراسر سلامتی والا امن دینے والا نگہبان سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا۔ پاک ہے اللہ اُس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے۔ اس کے لیے بہترین نام ہیں ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح کر رہی ہے۔ اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔

⑨ دس نیکیاں لینے، دس گناہ مٹوانے، دس درجات کی بلندی، دس غلاموں کی آزادی کا اجر لینے، شیطان اور ہر مکروہ چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (بخاری)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے سارا ملک ہے اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

⑩ دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل و عیال کی ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰٓى اَهْلِيْ وَمَا لِيْ وَوَلَدِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکوں کاروں کا کارساز ہے۔

⑪ قیامت کے دن اللہ کی رضا کے یقینی حصول کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ترمذی)

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا

میں اللہ کو رب اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔

⑫ دن رات کی نعمتوں کا شکرانہ ادا کر کے نعمتوں میں اضافے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

أَللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ

الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ (ابوداؤد)

اے اللہ جو کوئی بھی نعمت مجھے یا تیری کسی بھی مخلوق کو (آج صبح ملی ہے) (آج شام ملی ہے) وہ صرف اور صرف تیری ہی طرف سے ملی ہے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ تعریف تیرے ہی لیے ہے اور تیرے ہی لیے سب شکر ہے۔

نوٹ: صبح کے وقت (ما اصبح) اور شام کے وقت (ما امسی) پڑھیں۔

⑬ جہنم کی آگ سے آزادی ومغفرت کے لیے (ا) مرتبہ صبح پڑھیں:

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ اَمْسَيْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ. (ابوداؤد)

اے اللہ میں نے اس حال میں صبح کی شام کی کہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے عرش کو اٹھانے والوں اور تیرے فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں اس بات پر کہ اللہ تو ہی ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات پر کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔

⑭ صبح کے وقت اللہ کی حمد وثنا کے بعد دن کی ساری بھلائیاں مانگنے کے لیے (ا) مرتبہ پڑھیں:

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا

اَلْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ رَبِّ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسْلِ وَسُوْٓءِ الْكِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

ہم نے اور سارے ملک نے اللہ کے لیے صبح کی اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارا ملک اسی کے لیے ہے اور سب تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے میرے رب! میں تجھ سے اس دن میں اور اس دن کے بعد کی بھلائی اور بہتری کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے اس دن میں اور اس دن آنے والے ہر شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے رب! میں تجھ سے سستی اور بڑھاپے کی پناہ مانگتا ہوں۔ یا رب! میں تجھ سے جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

⑮ دین و دنیا کی بھلائیاں مانگنے اور ہمہ قسم بلاؤں کے حملوں سے بچنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَأَهْلِیْ وَمَا لِیْ. اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِیْ. اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ يَّمِيْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ

سے اپنے دین اور دنیا اور اپنے اہل وعیال اور مال میں معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔
ے اللہ تو میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرما اور میرے خوف اور پریشانی کو امن سے بدل
ے اے اللہ! تو میرے آگے سے اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں اور میرے
بائیں سے بھی اور میرے اوپر سے بھی میری حفاظت فرما۔ اور میں آپ کی عظمت کی پناہ
یں آتا ہوں ہے کہ مجھے نیچے سے اچانک ہلاکت میں ڈال دیا جائے۔

⑯ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مدد طلب کرنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (مستدرک حاکم)

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّهٗ
وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ

ے زندہ اور قائم رکھنے والے میں آپ کی رحمت کے واسطہ سے آپ سے فریاد کرتا
ہوں۔ میرے حال کو پورے طور پر بہتر فرمادے اور مجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی
میرے نفس کے سپرد نہ فرما۔

⑰ ادائیگی قرض اور ہر پریشانی سے نجات کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ابوداؤد)

اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ
الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکرمندی اور رنج سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بے بس ہو جانے سے اور سستی کے آجانے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور کنجوسی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبہ سے اور لوگوں کی زورآوری سے۔

⑱ اوراد واذکار میں تقصیر کی تلافی (کمی کو پورا کرنے) کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝۱۷ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝۱۸ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝۱۹ (ابوداؤد)

پس تم اللہ کی شام کے وقت اور صبح کے وقت پاکی بیان کرو اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور زوال کے بعد اور ظہر کے وقت وہی ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے بنجر ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

⑲ ساری مخلوق کے اعمال کے برابر پانے کے لیے اس درود پاک کو (۱۰) مرتبہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَا يَنْبَغِيْ لَنَآ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى

مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ کَمَآ اَمَرْتَنَآ اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ

اے اللہ رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر تیری مخلوق میں سے آپ پر درود بھیجنے والوں کی تعداد کے برابر۔ اور درود نازل فرما نبی کریم محمد ﷺ پر جیسا کہ ہمیں آپ پر درود بھیجنا مناسب ہے۔ اور درود نازل فرما نبی کریم محمد ﷺ پر جیسا کہ ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔

⑳ اہل وعیال اور گھر کو راحت وچین کا مرکز بنانے کے لیے یہ درود شریف (۱۱) مرتبہ پڑھیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلَ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اے اللہ رحمت نازل فرما نبی کریم ﷺ پر اور آپ کی بیویوں پر جو ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ اور آپ ﷺ کی اولاد پر اور آپ ﷺ کے گھر والوں پر جیسا کہ رحمت نازل فرمائی تو نے سید ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو تعریف کے لائق بزرگی والا ہے۔

سورتوں کے فضائل احادیث مبارکہ کی روشنی میں

سورۂ بقرہ کی فضیلت

حدیث : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَاؤُوْا سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ فَاِنَّ اَخْذَھَا بَرَکَۃٌ وَتَرْکَھَا حَسْرَۃٌ وَلَا یَسْتَطِیْعُھَا الْبَطَلَۃُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم:804،1874/805)

حدیث : جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

(صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب اتحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رم: ۷۸۰ (۱۸۲۴))

حدیث : سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آسکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث : ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

امن الرسول سے آخر تک:

حدیث: یہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں ہیں۔ جس گھر میں روزانہ متواتر یہ آیتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب فصل القرآن، باب ما جاء فی آخر سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۸۸۲)

سورۂ کہف کی فضیلت

حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔ اس لیے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔ (ابوداؤد، الملاحم، خروج الدجال: ۲/ ۲۳۷)

حدیث: جو اس کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب فضل سورۃ الکہف، رقم: ۸۰۹)

سورۂ یٰسین کی فضیلت

حدیث: سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۷۶)

حدیث: جو سورۂ یٰسین کو دن کے شروع حصہ میں پڑھ لے گا اس کی حاجت پوری ہو گی۔ (سنن الدارمی: ۳۴۱۹)

اللہ اللہ اللہ

معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

1 استغفار 1 تسبیح صبح 1 شام

اَستَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

2 درود شریف 1 تسبیح صبح 1 شام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

3 تلاوت قرآن

ایک پارہ روزانہ

4 مراقبہ

تھوڑی دیر کے لیے سب کاموں سے ہٹ کٹ کر اللہ کی یاد میں گردن جھکا کر بیٹھنا، اور یہ نیت کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آ رہی ہے اور میرے دل میں سما رہی ہے، میرے گناہوں کی ظلمت وسیاہی دور ہو رہی ہے اور میرا دل شکریہ کے طور پر کہہ رہا ہے: اَللہ، اَللہ، اَللہ۔

5 وقوفِ قلبی

چلتے، پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے ہر دم توجہ اللہ تعالیٰ کی رکھنا۔

6 رابطہ شیخ

دین سیکھنے کے لیے اپنے شیخ سے آگاہی لینا۔

اللہ اللہ اللہ

جامعہ رقیہ للبنات
JAMIA RUQIYA LIL-BANAT

ابراھیم اکیڈمی
IBRAHIM ACADEMY

ابراہیم اکیڈمی و جامعہ رقیہ للبنات

اغراض ومقاصد

ابراہیم اکیڈمی و جامعہ رقیہ للبنات کی بنیاد حضرت شیخ حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کی اجازت اور دعاؤں سے خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے رکھی گئی ہے۔نئی نسل کو مذہب سے قریب کرنا اور اسلامی آداب وثقافت سے روشناس کرانا۔دور حاضر کے مسائل کا شرعی حل پیش کرنا۔قرآن و حدیث کی روشنی میں علم الاخلاق (یعنی تصوف) کو اجاگر کرنا تاکہ مسلمانان عالم کی معیشت،معاشرت معاملات میں نبی کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ آجائے۔معاشرے کو کفر کی بے راہ روی، بے حیائی سے نکال کر اسلام کی باحیا و پاکیزہ زندگی کی طرف لانا۔موجودہ دور کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے جدید انداز میں تصنیفی اور تالیفی شعبے کا قیام۔

ہماری ترجیح!

تعلیم کے ساتھ ساتھ معاشرتی و روحانی تربیت کا اہتمام ان شاء اللہ۔امت کو ایسے نوجوان مہیا کرنا جن کی تنہائیاں اللہ تعالیٰ کی یاد سے آباد اور گناہوں سے پاک ہوں۔ہر

اللہ اللہ اللہ

ممکن اور مناسب ذریعے سے امت تک مثلاً سوشل میڈیا (فیس بوک، واٹس ایپ، ٹیلی گرام وغیرہ) کے ذریعے سے شرعی حدود میں رہتے ہوئے اسلامی تعلیمات کو پہنچانا۔ زمینی اداروں کے ساتھ ساتھ دور دراز کے مسلمانوں کی دینی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے ''آن لائن'' کلاسز کا اہتمام۔ تاکہ ان تک بھی اسلامی تعلیمات پہنچانے کا اہتمام ہوجائے۔ تعلیم وتعلّم کے ساتھ ''اصلاحی تربیت'' کا بطور اہم وخاص اہتمام، تاکہ تعلیم وتعلّم کا مقصد اصلی حاصل ہو۔ نبی کریم ﷺ کی سنن مبارکہ پر مشتمل بیانات کی کتابی شکل ''گلدستہ سنت'' کی زیادہ سے زیادہ ترویج۔ بچوں کے لیے جدید آلات مثلاً پروجیکٹر وغیرہ کے ذریعے سے اسلامی و اصلاحی تربیتی ورکشاپس وسمر کیمپس و ونٹر کیمپس۔ خواتین کے لیے ان کی ضروریات وذمہ داریوں کے اعتبار سے مختلف ورکشاپس وکورسز۔ حفظ قرآن کی کلاسز کا قیام۔

40 روزہ ورکشاپ

اس میں ہر عمر کی خواتین شامل ہوکر تجوید قرآن، تفسیر، حدیث اور روزمرہ پیش آمدہ فقہی مسائل کا علم حاصل کرسکیں گی۔ امت کی خواتین کی ایسی تربیت کرنا کہ وہ اپنی عادات و اطوار میں اسلاف کا نمونہ ہوں، تاکہ ان کی گود میں تربیت حاصل کرنے والے بچے بھی اسلاف کے بچوں کا نمونہ ہوں، بلکہ اپنے پورے کنبے کی اصلاح اور دین پر چلنے کے لیے معاون ہوں۔ سارا سال طالبات (حاضر و آن لائن) کے لیے تفسیر کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک میں دورہ قرآن کی کلاسز کا انعقاد۔

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

الحمدللہ! ہماری پانچ شاخیں کام کررہی ہیں۔

1 ٹاؤن شپ 2 شاہ جمال 3 شاہدرہ 4 مغلپورہ 4 آن لائن

مرکزی شاخ کے لیے 1000 گز (2 کنال) جگہ خریدی گئی ہے، جس کی قیمت کی ادائیگی کے بعد بیسمنٹ سمیت تین سے چار منزلوں کی تعمیر کے لیے خطیر رقم درکار ہے۔ جہاں پر ابتدائی طور پر ''تعلیم قرآن''، ''تحفیظ قرآن''، ''ناظرہ قرآن'' بچوں اور ہر عمر و شعبہ کے مرد حضرات کے لیے شروع کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ

ہماری مستقبل کی ضروریات ومنصوبے!!!

اسلامی واصلاحی ماحول وعملہ سے آراستہ عصری اسکولز کا سلسلہ۔

شرعی دائرہ کار میں رہتے ہوئے ایسے خاکے (کارٹونز) بنانا جن کے ذریعے سے چھوٹے بچوں کی اسلامی تربیت کی جاسکے۔ مرد حضرات کے لیے بزنس، حلال وحرام غذائیں، قربانی ورکشاپ، حج و رکشاپ، کفن، دفن ورکشاپ اور دیگر حسب موقع و ضرورت ورکشاپس و پریزنٹیشن سیشنز کا اہتمام۔ غرباء و مستحقین کی مدد (مثلاً جامعہ رقیہ کی مستحق طالبات کے لیے شادی وجہیز وغیرہ کا انتظام، مستحق مریضوں کے لیے شفاء خانہ یا ادویات اور علاج معالجے میں تعاون اور دیگر ضروری حاجات کا انتظام)۔ مرد حضرات کے لیے بھی آن لائن مختلف کلاسز وکورسز کا قیام۔

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اللہ اللہ اللہ

تعلیم بالغاں

اس شعبہ میں صبح کے اوقات میں مصروف احباب مثلاً اسٹوڈنٹس، کاروباری حضرات، ملازمین غرض کسی بھی شعبے اور عمر کے احباب شام کے ٹائم شریک ہوسکیں گے۔

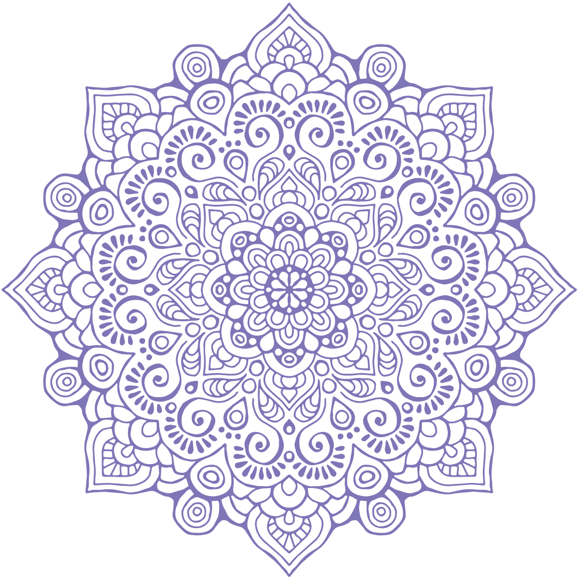
سیرت میوزیم کا قیام

جس میں نبی کریم ﷺ کے زمانے کے مکہ اور مدینہ کو مثالی ماڈلز کے ذریعے سیرت کے شائقین کے لیے سیرابی کا سامان کرنا۔ان سب مقاصد کو پورا کرنے کے لیے بقدر ضرورت تعمیرات۔ ہماری فوری واہم ضروریات: ابراہیم اکیڈمی کی مرکزی شاخ کے لیے خریدی گئی جگہ کی قیمت کی ادائیگی۔

ہماری ماہانہ ضروریات

اساتذہ وعملہ کے وظائف۔ طالبات کے لیے ٹرانسپورٹ۔ یوٹیلیٹی بلز اور دیگر اخراجات۔مختلف توسیعی وتعمیراتی کاموں میں حسب توفیق وذوق اپنا حصہ ڈال کر اللہ تعالیٰ سے نفع کا سودا کریں، کیونکہ آپ کا یہ تعاون اللہ تعالیٰ کے آخرت کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتا رہے گا اور دنیا میں اللہ تعالیٰ رزق میں برکت عطا فرمائیں گے۔مشکلات آسان ہوں گی۔عمر میں برکت ہوگی۔ برے خاتمے سے حفاظت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی دور ہو کر اللہ کی رضا حاصل ہوگی ان شاء اللہ۔

اللہ اللہ اللہ



بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے

قرآن وحدیث سے پریشانیوں اور مشکلات کا حل

موضوعِ کتاب ——— گلدستۂ وظائف

جمع وتدوین ——— حافظ محمد ابراہیم نقشبندی مجددی ﷫

تخریج ——— مولانا عبدالرحمٰن عارف (فاضل جامعہ اشرفیہ)

اشاعتِ اوّل ——— فروری 2017

ڈیزائننگ و پرنٹنگ ——— محمد صفت الٰہی (آرٹ ڈائریکٹر)

میڈیا سروسز ـ لاہور +92 301 84 27 281

شانِ دوعالم پرنٹنگ پریس ـ لاہور +92 423 73 20 993

ملنے کا پتہ

الکہف ایجوکیشنل ٹرسٹ

بالمقابل قطب مسجد احاطہ مولچند اچھرہ لاہور

042-354 04 425

الکہف ایجوکیشنل ٹرسٹ

AL-KAHAF EDUCATIONAL TRUST

گلدستۂ وظائف

جمع و تدوین

حافظ محمد ابراہیم مجددی نقشبندی مدظلہ

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مجددی نقشبندی مدظلہ

پیش لفظ!

انسان کو دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے، کبھی اللہ رب العزت خوشیاں اور نعمتوں کی فروانی عطا فرما کر آزماتے ہیں کہ یہ شکر کرتا ہے یا ان ہی نعمتوں میں گم ہو کر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اور کبھی اللہ رب العزت غم اور آزمائشوں کے ذریعے سے آزماتے ہیں، کہ بندے کا ایمان کتنا مضبوط ہے اور پھر اس امتحان میں جو کامیاب ہوتا ہے اس کے لیے انعامات اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے فیصلے ہوتے ہیں۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ
''جس کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ
وہ بڑی مصیبت تھی۔(کنز جلد 3 صفحہ 301)

بعض مرتبہ پریشانی اور آزمائش اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ابن عطاء اسکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ''پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے غفلت میں پڑے ہوئے بندوں کو پریشانیوں، بیماریوں اور تکلیفوں کی زنجیروں میں جکڑ جکڑ کر اپنے در پہ لے کے آتا ہے۔
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں۔

توہمیں چاہیے کہ جب ایسی کوئی پریشانی کے حالات آئیں تو اللہ تعالیٰ کی کی طرف رجوع میں اورزیادتی کردیں ۔اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قرآنی آیات اورادعیہ ماثورہ کو اہتمام سے اپنے عمل میں لائیں ۔زیرنظر کتاب میں بھی مختلف حالات میں آسانی کے لیے دعاؤں کو جمع کیا گیا ہے۔

ان دعاؤں کا کامل اثر لینے کے لیے پانچ وقت کی نماز کی پابندی ضروری ہے اور ان دعاؤں کے الفاظ کی ادائیگی ٹھیک ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین و دنیا کی تمام اچھائیاں عطا فرمائیں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائیں آمین۔

فہرست

سید الوظائف

آج کل مردوں میں بھی اور خاص طور سے خواتین میں وظیفوں کا بہت رواج چل پڑا ہے، ہر چیز کا وظیفہ مانگتے ہیں، تو سب سے بڑا اور اعلیٰ اور پکا ترین وظیفہ "دعا" ہے۔

کہ ہم دو رکعت نفل پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں، اس وظیفے کو ہم روزانہ کریں اور تاحیات کرتے رہیں، ان شاء اللہ ہماری مرادیں ضرور پوری ہوں گیں۔

یہ سب سے بڑا وظیفہ ہے اس سے بڑا وظیفہ اور کوئی بھی نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اُدۡعُوۡنِیۡ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ"

مجھ سے مانگو! میں دوں گا۔ (سورۃ المؤمن: 60)

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ نیک مانگے گا تو دوں گا گناہ گار مانگے گا تو نہیں دوں گا، بس فرمایا مانگو! میں دوں گا۔

اب یہاں شیطان یہ شبہ ڈالتا ہے کہ بھئی تم تو گناہ گار ہو، اللہ تعالیٰ تمہاری کہاں سنے گا؟ جو نیک لوگ ہیں ان سے دعاؤں کا کہو۔ نیک لوگوں کو دعا کا کہنا بہت اچھی بات ہے، لیکن ہم خود بھی خوب دعائیں کریں اور اپنی دعاؤں پر یقین بھی کریں۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے جب شیطان کو مردود قرار دیا تھا، اس کے آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار پر، تو اس

نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے قیامت تک کی مہلت دی جائے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس غضب و ناراضگی کی حالت میں بھی اس کی دعا کو قبول فرما لیا تھا۔تو جب ہم اللہ کے حضور نماز پڑھ کر دعا کریں گے،تو ہمارا یہ عمل تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے، اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں ضرور قبول فرمائیں گے،بس یقین سے مانگتے رہیں۔

ازافادات

حضرت شیخ حافظ محمد ابراہیم نقشبندی

امراض سے شفاء کے لیے

کسی بھی بیماری سے شفا کے لیے 41 بار پانی پر دَم کر کے پیئں

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 71)

ترجمہ ''پوری طرح صحیح سالم ہو جس میں کوئی داغ دھبہ نہ ہو۔''

دل کی بیماری میں ایک بار پانی میں دَم کر کے پیئں

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ ۲۸

(پارہ نمبر 13، سورۃ الرعد، آیت نمبر 28)

ترجمہ ''یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں، اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

گردے کی پتھری ہو تو 41 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پانی پی لیں

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ
الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ

اِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ‌ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷۴﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 74)

ترجمہ ''اس سب کے بعد تمہارے دل پھر سخت ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ ایسے ہو گئے جیسے پتھر بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی زیادہ (کیونکہ) پتھروں میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے نہریں پھوٹ بہتی ہیں اور انہی میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں جو خود پھٹ پڑتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے اور انہی میں وہ (پتھر) بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے لڑھک جاتے ہیں اور (اس کے برخلاف) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔''

سر کا درد ختم کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

لَّا يُصَدَّعُوۡنَ عَنۡهَا وَلَا يُنۡزِفُوۡنَ ۙ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوۡنَ ۙ﴿۲۰﴾

(پارہ نمبر 27، سورۃ الواقعہ، آیت نمبر 19 تا 20)

ترجمہ ''جس سے نہ ان کے سر میں درد ہوگا اور نہ ان کے ہوش اڑیں گے۔ اور وہ پھل لے کر جو وہ پسند کریں۔''

جسے بخار ہو یہ لکھ کر مریض کو باندھ دیجیے یا 7 مرتبہ پڑھ کر دم کیجیے

قُلۡنَا يٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ ۙ﴿۶۹﴾

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء آیت نمبر 69)

ترجمہ ''ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔''

لو لگنے پر 101 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پی لیں

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 118 تا 119)

ترجمہ "یہاں تو تمہیں یہ فائدہ ہے کہ نہ تم بھوکے ہو گے، نہ ننگے۔
اور نہ یہاں پیاسے رہو گے، نہ دھوپ میں تپو گے۔"

آنکھوں کی روشنی کے لیے ہر نماز کے بعد 3 مرتبہ پڑھ کر انگلیوں پر دَم کر کے آنکھوں پر لگایئے

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾

(پارہ نمبر 26، سورۃ ق، آیت نمبر 22)

ترجمہ "اب ہم نے تجھ سے وہ پردہ ہٹا دیا جو تجھ پر پڑا ہوا تھا۔
چنانچہ آج تیری نگاہ خوب تیز ہو گئی۔"

ہر مرض کے لیے

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٤﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ توبہ، آیت نمبر 14)

ترجمہ "اور مومنوں کے دل ٹھنڈے کر دے۔"

چینی کی پاک اور صاف پلیٹ پر لکھ کر اس میں پانی ملائیں اور وہ پانی مریض کو پلائیں۔
اگر زعفران سے لکھ لیں تو اچھا ہے۔

وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ

(پارہ نمبر 11، سورہ یونس، آیت نمبر 57)

ترجمہ ’’اور دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔‘‘

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 82)

ترجمہ ’’اور ہم وہ قرآن نازل کر رہے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت کا سامان ہے۔‘‘

فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 14، سورہ نحل، آیت نمبر 69)

ترجمہ ’’جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔‘‘

وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ۪ۙ (۸۰)

(پارہ نمبر 19، سورۃ الشعراء، آیت نمبر 80)

ترجمہ ’’اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے۔‘‘

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ

(پارہ نمبر 24، سورہ حم السجدہ، آیت نمبر 44)

ترجمہ "کہہ دو کہ جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے یہ ہدایت اور شفا کا سامان ہے۔"

بولنے میں لکنت ہو یا بولتے ہوئے جھجک ہو تو ہر نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۙ﴿۲۵﴾ وَ يَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۙ﴿۲۶﴾
وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۙ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۠﴿۲۸﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ "پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔"

پھنسیوں، چھالے کا علاج: سورہ کوثر پڑھ کر دم کیا پانی پلائیں، سینے میں درد کا علاج: یہ آیت لکھ کر گلے میں پہن لیں یا پڑھ کر دم کریں

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ
قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ زمر، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''بھلا کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے جس کے نتیجے میں وہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں آچکا ہے (سنگ دلوں کے برابر ہوسکتا ہے؟) ہاں! بربادی ان کی ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔''

کھانسی کا علاج

ایک مرتبہ پڑھ کر شہد پر دم کرکے گرم پانی میں ملا کر پلائیں

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

(پارہ نمبر 18، سورہ مومنون، آیت نمبر 115 تا 116)

ترجمہ ''بھلا کیا تم یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ہم نے تمھیں یوں ہی بے مقصد پیدا کر دیا اور تمھیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟ غرض بہت اونچی شان ہے اللہ کی جو صحیح معنی میں بادشاہ ہے۔''

جلدی امراض اور جذام کے علاج کے لیے

مریض پر یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ۚ

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء، آیت نمبر 83)

ترجمہ ''اور ایوب کو دیکھو! جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ ''مجھے یہ تکلیف لگ

گئی ہے اور تو سارے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔“

برص کا علاج

سات مرتبہ یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ﴿۴۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 49)

ترجمہ ”میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں (اور وہ نشانی یہ ہے) کہ میں تمہارے سامنے گارے سے پرندے جیسی ایک شکل بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کر دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور تم لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کر کے رکھتے ہو وہ سب بتا دیتا ہوں، اگر تم ایمان والے ہو تو ان تمام باتوں میں تمہارے لیے (کافی) نشانی ہے۔“

خارش کا علاج

روزانہ 21 مرتبہ پانی پر دم کر کے 41 روز تک پانی پیجیے

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ؕ﴿۱۴﴾

(پارہ نمبر 18، سورہ المومنون، آیت نمبر 14)

ترجمہ ''پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اُٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا۔ غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاری گروں سے بڑھ کر کاری گر ہے۔''

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

حدیث 1

قرآن مجید میں سب سورتوں سے بہتر (افضل) سورۂ الحمد للہ رب العالمین ہے۔

(مسند احمد 177/4)

حدیث 2

عَوَّذَنِيْ رَسُوْلُ للهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تِفْلًا.

(المعجم الکبیر للطبرانی : 159/7)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سانپ کے کاٹے ہوئے پر دَم کیا۔
اللہ کے حکم سے وہ اچھا ہو گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الطب، باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن والاذکار، رقم: ۲۲۰۱)

حدیث 3

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ. (سنن الدارمی: 445/2)

سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔

حدیث 4

اِذَا قَرَأْتَ الْفَاتِحَةَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَدْ اٰمِنْتَ
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْمَوْتُ

اور جب تم نے سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھ لیا تو سوائے موت کے ہر آفت سے مامون ہو گئے۔ (مجمع الزوائد 122/10)

بدن کی سلامتی کی دعا

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

(ابوداود: ۵۰۹۰، عن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میرے بدن کو درست رکھیے، اے اللہ! میرے کان عافیت سے رکھیے،

اے اللہ! میری آنکھیں عافیت سے رکھیے، آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔فضیلت/حدیث: رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح وشام کے وقت یہ دعا تین تین بار پڑھا کرتے تھے۔

حفاظت کے لیے ہاتھ، ٹانگ، پیر، کان اور آنکھ کی معذوری سے بچنے کے لیے بکثرت پڑھیں

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾

(پارہ نمبر 9،سورہ اعراف، آیت نمبر 195)

ترجمہ ''بھلا کیا ان کے پاس پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں؟ یا ان کے پاس ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں؟ یا ان کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں؟ یا ان کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنیں؟ (ان سے کہہ دو کہ ٗتم ان سب دیوتاؤں کو بلالاؤ۔جنہیں تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے اور میرے خلاف سازش کرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔''

گیارہ بار پڑھ کر دم کرلیں تو ان شاء اللہ عزت قائم رہتی ہے

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

(پارہ نمبر 23،سورۃ الصفات، آیت نمبر 180 تا 182)

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

چور اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لیے

روزانہ رات کو ایک مرتبہ پڑھیے

اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓـئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ ۚ وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ۖ غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ

عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا
بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 285-287)

کتے کے کاٹنے سے حفاظت کے لیے اور اگر کتا بھونکنے لگے یا حملہ کرے تو 3 مرتبہ پڑھیے

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ

(پارہ نمبر 16، سورہ کہف، آیت نمبر 18)

ترجمہ ''اوران کا کتا دہلیز پر ایسے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے (بیٹھا) تھا۔''

مال چوری ہوجائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لا پتہ ہوجائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

سورۂ کہف کی فضیلت

حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔ اس لیے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔

(ابوداؤد، الملاحم، خروج الدجال: ۲/۷ ۲۳)

حدیث: جو اس کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب فضل سورۃ الکہف، رقم: ۸۰۹)

سورۂ واقعہ کی فضیلت

حدیث: جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورت کو پڑھیں۔

(شعب الایمان للبیہقی، فصل فی فضائل السور وال آیات: ۴/۱۱۹، رقم: ۲۲۶۹)

حدیث: جو اسے ہر رات پڑھے گا اس کو فقر و فاقہ نہیں ہوگا اور جو شخص پڑھا کرے گا وہ اللہ کے فضل وکرم سے کبھی محتاج نہیں ہوگا۔

حدیث: مَنْ قَرَءَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو کبھی فاقہ کشی کی نوبت نہیں آئے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کچھ مال دینا چاہا کہ اس کو اپنی لڑکیوں پر خرچ کریں۔

(شعب الایمان، للبیہقی ۲/۱۹ ۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَتَخْشٰی عَلَیْھِنَّ الْفَقْرَ وَقَدْ اَمَرْتُھُنَّ بِقِرَاءَۃِ سُوْرَۃِ الْوَاقِعَۃِ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَءَ ھَا کُلَّ لَیْلَۃٍ لَمْ تُصِبْہُ الْفَاقَۃُ

(شعب الایمان للبیہقی: ۲/۴۱۹)

کیا آپ ان لڑکیوں پر محتاجی کا خیال کرتے ہیں، جب کہ میں نے انھیں سورۂ واقعہ پڑھنے کا حکم دے رکھا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو فاقہ نہیں آئے گا۔

ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے
ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ترمذی، ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل وعیال کی

ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰٓى اَهْلِىْ وَمَالِىْ وَوَلَدِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِىَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّجَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِيِّ ۦ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکو کاروں کا کارساز ہے۔

کسی بھی چیز کے شر سے حفاظت کی دعا

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

(مسلم: ۷۰۵۳، عن خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا)

ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں تمام مخلوق کے شر سے۔

فضیلت/حدیث: ......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی بھی جگہ پر قیام کرے پھر یہ دعا پڑھ تو جب تک وہاں ٹھہرا رہے گا کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کھانے پر یہ دعا پڑھے تو اسے کسی قسم کا ضرر نہ ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ فِي الْاَرْضِ وَفِي السَّمَآءِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ دَاءٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْهِ بَرَكَةً وَّعَافِيَةً وَّشِفَآءً

ترجمہ اللہ کے نام سے شروع جس کا نام زمین و آسمان میں بہترین ہے، اس کے نام سے کسی بیماری کا ضرر نہیں۔ اے اللہ! اس میں برکت و عافیت اور شفا عطا فرما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 10، صفحہ 344)

نظر بد دور کرنے کا وظیفہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نظر بد دور کرنے کا ایک خاص وظیفہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا

اور کہا کہ حضرت حسن وحسین پر پڑھ کر دم کیا کریں۔ابن عساکر حدیث کی کتاب میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔آپ غمگین تھے،سبب پوچھا تو فرمایا حسن وحسین کو نظر لگ گئی ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یہ کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا۔رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یوں کہیے:

اَللّٰهُمَّ ذَا السُّلْطَانِ الْعَظِيْمِ وَالْمَنِّ الْقَدِيْمِ ذَا الْوَجْهِ الْكَرِيْمِ وَلِيَّ الْكَلِمَاتِ التَّامَّةِ وَلِيَّ الدَّعْوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ عَافِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مِنْ اَنْفُسِ الْجِنِّ وَاَعْيُنِ الْاِنْسِ

رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی کہ وہ دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے کھیلنے کودنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو اپنی جانوں، بیویوں اور اپنی اولاد کو اس پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو اس جیسی کوئی اور پناہ کی دعا نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر 24/8)

نوٹ: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی جگہ جس شخص کے لیے پڑھی جا رہی ہے اس کا نام لیا جائے۔

مقصد میں کامیابی کے لیے

کسی بھی مقصد میں کامیابی کے لیے سات دن تک 123 مرتبہ پڑھیے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ
وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ
الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

کسی بھی جائز مقصد کے لیے 121 بار
نماز عشا کے بعد 21 دن تک پڑھیے

قُلِ اللّٰہُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَ تَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۫ وَ
تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۶﴾
تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ تُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ ۫ وَ تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ تُخۡرِجُ
الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَ تَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 27-26)

ترجمہ ”کہو! اے اللہ! اے اقتدار کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے اقتدار بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا

ہے رسوا کر دیتا ہے۔ تمام تر بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو بے جان چیز میں سے جان دار کو برآمد کر لیتا ہے اور جاندار میں سے بے جان چیز نکال لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''

امتحانی پرچوں میں اچھے نمبرات حاصل کرنے کے لیے ہر روز 7 مرتبہ پڑھیں

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 197)

ترجمہ ''اور تم اس کو چھوڑ کر جن جن کو پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں، نہ اپنی مدد کرتے ہیں۔''

سات دن تک ہزار بار کسی بھی وقت پڑھنے سے کام آسان ہوتے ہیں

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

(پارہ نمبر 11، سورہ توبہ، آیت نمبر 129)

ترجمہ ''میرے لیے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔''

امتحان میں کامیابی کے لیے تین بار پڑھیے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۝٢٧ وَمَا لَهُمْ بِهٖ
مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۚ ۝٢٨ فَاَعْرِضْ
عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ۬ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ ۝٢٩ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ
الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝٣٠ وَ
لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ
الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۚ ۝٣١ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا
اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ
اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۧ ۝٣٢
اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۙ ۝٣٣ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝٣٤ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى
۝٣٥ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۙ ۝٣٦ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۙ ۝٣٧ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِّزْرَ اُخْرٰى ۙ ۝٣٨ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۙ ۝٣٩ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۖ ۝٤٠
ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۙ ۝٤١ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۙ ۝٤٢ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ
اَبْكٰى ۙ ۝٤٣ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۙ ۝٤٤ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۙ ۝٤٥ مِنْ
نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۝٤٦ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۙ ۝٤٧ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۙ ۝٤٨ وَ
اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۙ ۝٤٩ وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى ۙ ۝٥٠ وَثَمُوْدَاۡ فَمَآ اَبْقٰى ۙ ۝٥١ وَقَوْمَ
نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ؕ ۝٥٢ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۙ ۝٥٣ فَغَشّٰىهَا

مَا غَشّٰی ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰی ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ
الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ
تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدة

(پارہ نمبر 27، سورۃ النجم، آیت نمبر 27 تا 62)

نوٹ: آخری آیت پڑھ لینے کے بعد سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے اس لیے آیت پڑھنے کے بعد سجدہ تلاوت کرلیجیے۔

کسی بھی مقصد کے لیے ایک ایک تسبیح صبح وشام پڑھیے

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(پارہ نمبر 28، سورۃ الطلاق، آیت نمبر 12)

ترجمہ ”کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔“

خوف، غصہ اور پریشانی خوف

غصہ اور جادو ختم کرنے کے لیے سات بار پڑھیے

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 18)

ترجمہ ”وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔ چنانچہ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔“

غصہ دور کرنے کے لیے 101 بار چینی پر دم کر کے چینی استعمال کریں، یا ہر نماز کے بعد 2 مرتبہ پڑھیں

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 134)

ترجمہ ''جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں۔''

غصہ، فتنہ دور کرنے کے لیے اکتالیس دن تک ایک بار پڑھ کر پانی پئیں

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى
مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 80 تا 81)

ترجمہ ''چنانچہ جب جادوگر آ گئے تو موسیٰ نے ان سے کہا: ''پھینکو جو تمہیں پھینکنا ہے۔'' پھر جب انہوں نے (اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو) پھینکا (اور وہ سانپ بن کر چلتی ہوئی نظر آئیں) تو موسیٰ نے کہا کہ: ''یہ جو کچھ تم نے دکھایا ہے، جادو ہے۔ اللہ ابھی اس کو ملیا میٹ کیے دیتا ہے۔ اللہ فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔''

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۧ﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚۖ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ؕ﴿۲﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ؕؔ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۛۙ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ۫ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۧ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

دشمن، فتنہ فساد

سے بچنے کے لیے ہر نماز کے بعد 21 بار پڑھیے

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 6، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 67)

ترجمہ ”اور اللہ تمہیں لوگوں (کی سازشوں) سے بچائے گا۔“

فتنہ سے بچنے کے لیے ایک بار پڑھیے

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَ نَجِّنَا
بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 85 تا 86)

ترجمہ "اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان ظالم لوگوں کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈالیے
اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات دے دیجیے۔"

دشمن سے حفاظت کے لیے تعوذ پڑھ کر 11 مرتبہ یہ آیت پڑھ کر دشمن کی طرف پھونک دیں اگر دشمن کہیں دور ہے تو اس کا تصور کر کے پھونک دیں

لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ﴿۴۸﴾

(پارہ نمبر 14، سورۃ الحجر، آیت نمبر 48)

ترجمہ "وہاں نہ کوئی تھکن ان کے پاس آئے گی اور نہ ہی ان کو وہاں سے نکالا جائے گا۔"

"فتنے سے بچنے کے لیے کسی بھی وقت بکثرت پڑھیں

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖۗ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ
الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾

(پارہ نمبر 17، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 87 تا 88)

ترجمہ ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے بے شک میں قصوروار ہوں۔ اس پر ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں گھٹن سے نجات عطا کی اور اسی طرح ہم ایمان رکھنے والوں کو نجات دیتے ہیں۔''

فتنہ، فساد اور دشمن کے خوف سے بچنے کے لیے کثرت کے ساتھ پڑھیے

وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ﴿۱۰﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ السبا، آیت نمبر 10)

ترجمہ: ''اور ان کے لیے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا ہے۔''

فتنہ، جادو اور دشمنی سے بچنے کے لیے دونوں سورتوں کو گیارہ گیارہ بار پڑھیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۧ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الفلق)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ۬ الْخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۧ﴿۶﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الناس)

قید سے رہائی کے لیے دوران قید اس آیت کا بکثرت ورد کیا جائے

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾

(پارہ نمبر 7، سورہ انعام، آیت نمبر 63 تا 64)

ترجمہ ''کہو، خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے اس وقت تمھیں کون نجات دیتا ہے۔ جب تم اسے گڑگڑا کے اور چپکے چپکے پکارتے ہو (اور یہ کہتے ہو کہ) اگر اسی نے ہمیں اس مصیبت سے بچالیا تو ہم ضرور بالضرور شکر گزار بندوں میں شامل ہوجائیں گے؟ کہو! اللہ ہی تمھیں اس مصیبت سے بھی بچاتا ہے اور ہر دوسری تکلیف سے بھی، پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔''

مال چوری ہوجائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہوجائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَاؤُوْا سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا

يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم: 804، 1874/805)

حدیث: جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رقم: ۷۸۰ (۱۸۲۴))

حدیث: سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آسکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث: ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/ ۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

امن الرسول سے آخر تک:

حدیث: یہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں ہیں۔ جس گھر میں روزانہ متواتر یہ آیتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب فضل القرآن، باب ما جاء فی آخر سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۸۸۲)

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت

ایک یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کر دیا تھا۔ جادو کے اثرات سے آپ ﷺ علیل

ہوگئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو آکر اطلاع دی اور بتایا کہ جادو کا عمل جس چیز میں کیا گیا ہے وہ فلاں کنویں کے اندر ہے۔آپ ﷺ نے وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا جو جادو کی چیز کنویں سے نکال لائے۔اس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں۔اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔آپ ہر گرہ پر ایک آیت پڑھتے اور ایک گرہ کھولتے رہے یہاں تک سب گرہیں کھل گئیں تو آپ سے اچانک ایک بوجھ سا اتر گیا۔

(مسند احمد، الرقم:۱۸۷۸۱)

سانپ بچھو کے کاٹے کا علاج

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کو بچھو نے کاٹ لیا تو آپ نے پانی اور نمک منگوایا۔ پانی کاٹنے کی جگہ پر لگاتے جاتے اور قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ پڑھتے جاتے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۙ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَكُمۡ دِیۡنُكُمۡ وَ لِیَ دِیۡنِ ﴿۶﴾

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾
وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ۵
الْخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾ ع

نگاہوں کی حفاظت کا آزمودہ نسخہ

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

(المومنون : 97، 98)

اس کو 12 ہزار دفعہ پورا کرنا ہے چاہے ایک مہینے میں کریں یا دو مہینے میں اس نیت اور دعا کے ساتھ کہ اے اللہ! مجھے نگاہوں کی حفاظت کی توفیق عطا فرما۔

(از افادات: حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالی رحمہ اللہ)

رزق میں کشادگی کے لیے ہر روز 7 بار پڑھیے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً

(پارہ نمبر 7، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 114)

ترجمہ ''یا اللہ! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار دیجیے۔''

آفس اور دکان کی برکت کے لیے

درج ذیل آیت لکھ کر لگائیں

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ

فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ ۟ وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ وَ
الۡقُرۡاٰنِ ؕ وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِعَہۡدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَیۡعِکُمُ الَّذِیۡ بَایَعۡتُمۡ بِہٖ ؕ وَ
ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۱۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورہ توبہ، آیت نمبر 111)

ترجمہ ”واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اوران کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت انہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے تورات اور انجیل میں بھی لی ہے اور قرآن میں بھی۔ اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ لہٰذا اس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کر لیا ہے اور یہی زبردست کامیابی ہے۔“

رزق کے لیے کسی بھی وقت 33 بار پڑھیے

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّیۡنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ بِرَحۡمَۃٍ مِّنَّا وَ مِنۡ خِزۡیِ
یَوۡمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ ﴿۶۶﴾

(پارہ نمبر 12، سورہ ھود، آیت نمبر 66)

ترجمہ ”پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے صالح کو اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے، ان کو اپنی خاص رحمت کے ذریعے نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے بچا لیا۔ یقیناً تمہارا پروردگار بڑی قوت کا، بڑے اقتدار کا مالک ہے۔“

برکت کے لیے چالیس بار عشا کے بعد پڑھیے

رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾

(پارہ نمبر 20، سورۃ القصص، آیت نمبر 24)

ترجمہ ”میرے پروردگار! جو کوئی بہتری تو مجھ پر اوپر سے نازل کردے میں اس کا محتاج ہوں۔“

رزق کے لیے فجر کی نماز کے بعد گیارہ بار پڑھیے

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 62)

ترجمہ ”اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں کشادگی کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا مکمل علم رکھتا ہے۔“

رزق کے لیے بکثرت پڑھیے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙۗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ۙ

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 30)

ترجمہ ”لہٰذا تم یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف قائم رکھو۔ اللہ کی بنائی ہوئی اس فطرت پر چلو جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی

نہیں لائی جاسکتی۔ یہی بالکل سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

برکت کے لیے بکثرت پڑھیے

وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۲۶﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ لقمان، آیت نمبر 25 تا 26)

ترجمہ ”اور اگر تم ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ ”اللہ“ کہو ”الحمدللہ!“ اس کے باوجود ان میں سے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ اللہ ہی کا فی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بے شک اللہ ہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے، بذاتِ خود قابل تعریف ہے۔“

45

رزق کے لیے اور کسی بھی مقصد کے لیے 101 مرتبہ کسی بھی وقت بکثرت پڑھیے

وَ اُفَوِّضُ اَمۡرِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۴۴﴾

(پارہ نمبر 24، سورہ المومن، آیت نمبر 44)

ترجمہ ”اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ سارے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔“

کشادہ رزق حاصل کرنے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 19)

ترجمہ ''اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ وہی ہے جو قوت کا بھی مالک ہے اقتدار کا بھی مالک ہے۔

علم میں ترقی کے لیے فجر کی نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ ''پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے۔''

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

سورۂ یٰسین کی فضیلت

حدیث: سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا اس کی بخشش ہوجائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:۱۰۷۶)

حدیث: جو سورۂ یٰسین کو دن کے شروع حصہ میں پڑھ لے گا جس کی حاجت پوری ہوگی۔ (سنن الدارمی:۳۴۱۹)

رزق میں برکت کے لیے (ہر فرض نماز کے بعد)

اوّل وآخر درود شریف (ابراہیمی) 7 مرتبہ سورہ قریش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ﴿۲﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ﴿۳﴾
الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾

اس کے علاوہ سچ بولنا، صدقہ کثرت سے کرنا، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

صلوٰۃ الحاجۃ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو۔ خواہ

اللہ جل شانہ سے متعلق ہو یا کسی بندے سے تو اس کو چاہیے کہ خوب اچھی طرح وضو کرے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھے۔ پھر اللہ کے حضور میں اس طرح عرض کرے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ○ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ ○ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ ○ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○ (رواه الترمذی وابن ماجه)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی مالک و معبود نہیں۔ وہ بڑے حلم والا اور بڑا کریم ہے پاک اور مقدس ہے وہ اللہ جو عرش عظیم کا بھی رب اور مالک ہے۔ ساری حمد و ستائش اس اللہ کے لیے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اُن اعمال اور اُن اخلاق و احوال کا جو تیری رحمت کا موجب اور وسیلہ اور تیری مغفرت اور بخشش کا پکا ذریعہ بنیں اور تجھ سے طالب ہوں ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے اور حصہ لینے کا، ہر گناہ اور مصیبت سے سلامتی اور حفاظت کا۔ خداوند! میرے سارے ہی گناہ بخش دے اور میری ہر فکر اور پریشانی دور کردے اور میری ہر حاجت جس سے تو راضی ہو اُس کو پورا فرمادے۔ اے ارحم الرحمٰن سب مہربانوں سے بڑے مہربان۔

شادی کے لیے ایک تسبیح فجر کے بعد پڑھیے

اِنَّمَآ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡـًٔا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۸۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ یٰس، آیت نمبر 82)

ترجمہ ''اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرلے تو صرف اتنا کہتا ہے ''ہوجا'' بس وہ ہوجاتی ہے۔

آپس میں محبت اور اتفاق کے لیے روزانہ 11 بار پڑھیں

وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیۡنَہُمۡ ؕ اِنَّہٗ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۶۳﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ انفال، آیت نمبر 63)

ترجمہ ''اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کردی۔ اگر تم زمین بھر کی ساری دولت بھی خرچ کرلیتے تو ان کے دلوں میں یہ الفت پیدا نہ کرسکتے، لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا وہ یقیناً اقتدار کا بھی مالک ہے۔ حکمت کا بھی مالک ہے۔''

خاوند کی ناراضگی دور کرنے کے لیے!!!

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَہُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ وَ لَوۡ یَرَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اِذۡ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ ۙ اَنَّ الۡقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ (البقرۃ : 165)

خاصیت: جس کا شوہر ناراض ہو اس آیت کو (11 بار) شیرینی پر پڑھ کر کھلائے، ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائے گا مگر واضح رہے کہ ناجائز مواقع (مثلاً غیر شادی شدہ کے لیے) اثر انداز نہیں ہو گا۔

(اعمال قرآنی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

حمل اور اولاد

حمل ٹھہرنے کے لیے عشاء کے بعد 40 دن تک 100 بار پڑھے

فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 189)

ترجمہ ''پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو عورت نے حمل کا ایک ہلکا سا بوجھ اٹھا لیا، جسے لے کر وہ چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تو دونوں (میاں بیوی) نے اللہ سے دعا کی کہ ''اگر تو نے ہمیں تندرست اولاد دی تو ہم ضرور تیرا شکر ادا کریں گے۔''

خوب صورت بچے کے لیے سورۂ یوسف نو ماہ تک روزانہ ایک بار پڑھیے قرآن حکیم کے 12 ویں پارے میں ہے۔

اولاد کے لیے 41 مرتبہ تین ماہ تک دودھ پر پھونک کر پیئیں

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''اور اُس کی نشانیوں کا ایک حصہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ یقیناً اس میں دانش مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔''

ضدی بچوں پر 11 مرتبہ پڑھ کر دم کریں

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 13)

ترجمہ ''اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔''

اولاد کی فرماں برداری کے لیے تین بار ہر روز پڑھ کر دم کریں

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾

(پارہ نمبر 26، سورۃ الاحقاف، آیت نمبر 15)

ترجمہ ''یا رب! مجھے توفیق دے دیجیے کہ میں آپ کی اُس نعمت کا شکر ادا کروں جو آپ

نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی اور ایسے نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہو جائیں اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صلاحیت دے دیجیے میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں فرماں برداری میں شامل ہوں۔"

حمل کے لیے ایک سو گیارہ بار نو ماہ تک پڑھیے
لڑکے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝۱۲ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝۱۳

(پارہ نمبر 29، سورۃ نوح، آیت نمبر 12 تا 13)

ترجمہ "اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور تمہاری خاطر نہریں مہیا کر دے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرتے۔"

جو بے اولاد ہو تو دو نفل پڑھ کر چالیس بار یہ پڑھیں اور دعا مانگیں

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳

(پارہ نمبر 30، سورۃ الکوثر)

ترجمہ "(اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دی ہے۔ لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو، یقینی جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔"

اولاد اور گھر والوں کی اصلاح کے لیے!

اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لیے ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ آیت مبارکہ پڑھیں:

”رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا○

(سورۃ الفرقان:74)

سکون

ڈپریشن دور کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝١١

(پارہ نمبر 9، سورۃ الانفال، آیت نمبر 11)

ترجمہ ”تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے، اور اس کے ذریعے (تمہارے) پاؤں اچھی طرح جما دے۔“

کسی سے اپنا گھر خالی کرانا ہو اور وہ خالی نہ کر رہا ہو تو بکثرت پڑھیے

وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝٤

ترجمہ ”اس کے اندر جو کچھ ہے وہ اسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔“

مطلوبہ جگہ تبادلے (ٹرانسفر) کے لیے

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا ﴿۸۰﴾

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 80)

ترجمہ ”یارب! مجھے جہاں داخل فرما اچھائی کے ساتھ داخل فرما اور جہاں سے نکال اچھائی کے ساتھ نکال اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ تیری مدد ہو۔“

دل کی گھبراہٹ کے وقت 11 مرتبہ آیات پڑھیے

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵۳﴾

(پارہ نمبر 23، سورۃ الزمر، آیت نمبر 53)

ترجمہ ”کہہ دو کہ ”اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقین جانو اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔“

نیند نہ آئے تو ایک مرتبہ پڑھیے اور پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھیے

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ احزاب، آیت نمبر 56)

ترجمہ ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔“

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى

اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى

اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لا پتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ”ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

دنیا وآخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

(ترمذی: ۳۵۱۲، عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:...... ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔ آپ ﷺ نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آکر یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے یہی دعا بتائی، جب تیسرے دن آکر اس نے یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے یہی دعا بتائی اور فرمایا: جب تمہیں دنیا وآخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔

دل کو محبت الٰہی سے بھرنے کا نسخہ

لَا مَرْغُوْبِیْ اِلَّا اللّٰه. لَا مَطْلُوْبِیْ اِلَّا اللّٰه.

لَا مَحْبُوْبِیْ اِلَّآ اللّٰه. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه.

جو انسان روزانہ ہر نماز کے بعد 41 بار یا دن میں تین سو (300) بار پڑھے گا ان شاء اللہ اس کے دل کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے غیر سے خالی فرما کر اسے اپنی محبت خاصہ عطا فرمائیں گے۔

نوٹ: یہ عمل مستقل کرتے رہیں جب تک کہ مقصود حاصل نہ ہو۔

(از افادات: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم)

آخرت اور مغفرت

سورۂ ملک کی فضیلت

حدیث 1 قرآن میں تیس آیات کی ایک سورت ہے جس نے آدمی کے لیے شفاعت کی حتیٰ کہ اس کی بخشش ہوگئی، وہ تبارك الذی بیده الملك ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی سورۃ الملک، رقم: ۲۸۹۱)

حدیث 2 جو اس سورت کو ہر رات میں پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے بچالے گا۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل سورۃ الملک، رقم: ۲۸۹۰)

حدیث 3 رسول اللہ ﷺ رات کو سوتے وقت الم تنزیل (سورۃ السجدہ) اور تبارک الذی (سورۃ ملک) دونوں سورتیں پڑھ کر سوتے۔

حدیث 4 اپنے پڑھنے والوں کی مغفرت کا اس وقت تک سوال کرتی رہتی ہے کہ اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

سورۂ اخلاص کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب جمع ہو جاؤ تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو آپ ﷺ تشریف لائے اور (قل ھو اللہ احد) پڑھی اور ارشاد فرمایا یہ سورۃ ایک تہائی (یعنی تیسرا حصہ) قرآن کے برابر ہے۔ (صحیح المسلم، صلاۃ المسافرین، فضائل القرآن، رقم: ۸۱۲)

صبح وشام یہ سورتیں ضرور پڑھیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱

(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم:۵۸۹)

اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ میں آنے کے لیے بہترین سورتیں ہیں۔" (سنن النسائی، کتاب الاستعاذہ، باب ماجاء فی سورۃ المعوذتین، رقم: ۵۴۳۴)

حدیث: سوتے وقت آپ ان دونوں سورتوں کو ہتھیلیوں پر دَم کر کے پورے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔ اسی طرح یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، رقم:۵۰۱۷)

حدیث: کیا تم نہیں دیکھتے کہ آج کی رات ایسی آیات اتری ہیں کہ ان کی مثل کبھی نہیں گئیں اور وہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ ہیں۔

دنیا وآخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

(ترمذی: ۳۵۱۲، عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:......ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین

فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آ کر یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے یہی دعا بتائی، جب تیسرے دن آ کر اس نے یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے یہی دعا بتائی اور فرمایا: جب تمہیں دنیا و آخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔

قرض کی ادائیگی

دوسرا شخص آپ کی ذاتی رقم واپس نہ کر رہا ہو تو

اپنا پیسہ وصول کرنے کے لیے پڑھیے

59

وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾

(پارہ نمبر 13، سورہ یوسف، آیت نمبر 56)

ترجمہ ’’اور اس طرح ہم نے یوسف کو ملک میں ایسا اقتدار عطا کیا کہ وہ اس میں جہاں چاہیں، اپنا ٹھکانہ بنائیں۔ ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں، پہنچاتے ہیں اور نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔‘‘

ادائے قرض کے لیے نبوی دعا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا جو کہ مقروض تھا اور قرض کے ادا کرنے سے عاجز ہونے پر آپ سے اعانت کا طالب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے ایسا کلمہ نہ

سکھا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے؟

”اگر جبلِ صبیر کے برابر بھی قرضہ ہو تو اللہ تعالیٰ ادا فرما دیں گے“:

أَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

ترجمہ اے اللہ! کافی فرمادے میرے لیے حلال کو حرام کے مقابلے میں اور اپنے فضل سے مجھے غنی بنادے اپنے علاوہ سے۔

(ترمذی، ترغیب جلد 2، صفحہ: 613)

مسنون دعائیں واذکار

60

فائدہ: ان دعاؤں کو اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل فرمائیں اور اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیں اور دنیا و آخرت کی برکتیں حاصل کریں۔

وضو کے وقت کی خاص دعا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

جو شخص وضو کے وقت یہ دعا پڑھ لے اس کی مغفرت کا پرچہ لکھ کر مہر لگا کر رکھ لیا جاتا ہے، قیامت تک اس کی مہر توڑی نہ جائے۔ اور بخشش کا حکم برقرار رہے گا۔

(طبرانی اوسط جلد 2 صفحہ 123)

① تمام گناہوں کے کفارہ کے لیے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (۳) مرتبہ پڑھیں:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَیْهِ

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور کائنات کو تھامنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔

② جنت کا پروانہ لینے کے لیے سید الاستغفار (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْٓءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (بخاری شریف)

اے اللہ آپ میرے رب ہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا فرمایا، میں تیرا بندہ ہوں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جہاں تک ہو سکے میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے بُرے اعمال کے شر سے جو میں نے کیے۔ میں آپ کی عطا کردہ نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا۔

③ دنیا آخرت کے تمام مسائل کے حل میں اللہ کے کافی ہونے کے لیے (۷) مرتبہ پڑھیں۔ (ابوداؤد)

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

④ ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

⑤ جن بھوت سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ترمذی)

آیة الکرسی. (مکمل)

حٰمٓ ۚ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ ② غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③

حٰم۔ یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت سزا دینے والا ہے، قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اسی کے پاس سب کو جانا ہے۔

⑥ دعا سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حادثات سے بچنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (کنز العمال جمع الجوامع)

اے اللہ آپ میرے پروردگار ہیں کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے میں آپ پر ہی بھروسہ کرتا ہوں اور آپ ہی عزت والے عرش کے رب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہو گیا جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، گناہوں سے بچنے اور نیکی پر لگنے کی طاقت صرف اس بلند و برتر عظیم ذات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز پر قادر ہے، اور بے شک اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر چوپائے کے شر سے بے شک آپ ہی اس کو پیشانی کی چوٹی سے پکڑنے والے ہیں، بے شک میرے پروردگار سیدھے راستہ پر ہیں۔

⑦ ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (ترمذی،ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

⑧ ستر ہزار فرشتوں کی دعا اور شہادت کی موت کے لیے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۳مرتبہ)

میں اللہ تعالیٰ بہت سننے والے جاننے والے کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ (۱مرتبہ)

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا ہے وہی رحمٰن اور رحیم ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس سراسر سلامتی والا امن دینے والا نگہبان سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا۔ پاک ہے اللہ اُس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے۔ اس کے لیے بہترین نام ہیں ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح کر رہی ہے۔ اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔

⑨ دس نیکیاں لینے، دس گناہ مٹوانے، دس درجات کی بلندی، دس غلاموں کی آزادی کا اجر لینے، شیطان اور ہر مکروہ چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (بخاری)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے سارا ملک ہے اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

⑩ دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل و عیال کی ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰٓى اَهْلِيْ وَمَا لِيْ وَوَلَدِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِيِّ ـےَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکوں کاروں کا کارساز ہے۔

⑪ قیامت کے دن اللہ کی رضا کے یقینی حصول کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ترمذی)

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا

میں اللہ کو رب اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔

⑫ دن رات کی نعمتوں کا شکرانہ ادا کر کے نعمتوں میں اضافے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ

اَلْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ (ابوداؤد)

اے اللہ جو کوئی بھی نعمت مجھے یا تیری کسی بھی مخلوق کو (آج صبح ملی ہے) (آج شام ملی ہے) وہ صرف اور صرف تیری ہی طرف سے ملی ہے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ تعریف تیرے ہی لیے ہے اور تیرے ہی لیے سب شکر ہے۔

نوٹ: صبح کے وقت (ما اصبح) اور شام کے وقت (ما امسی) پڑھیں۔

⑬ جہنم کی آگ سے آزادی و مغفرت کے لیے (۱) مرتبہ صبح پڑھیں:

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ اَمْسَيْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ. (ابوداؤد)

اے اللہ میں نے اس حال میں صبح کی شام کی کہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے عرش کو اٹھانے والوں اور تیرے فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں اس بات پر کہ اللہ تو ہی ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات پر کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔

⑭ صبح کے وقت اللہ کی حمد و ثنا کے بعد دن کی ساری بھلائیاں مانگنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں:

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا

الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ رَبِّ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسْلِ وَسُوْٓءِ الْكِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

ہم نے اور سارے ملک نے اللہ کے لیے صبح کی اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارا ملک اسی کے لیے ہے اور سب تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے میرے رب! میں تجھ سے اس دن میں اور اس دن کے بعد کی بھلائی اور بہتری کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے اس دن میں اور اس دن آنے والے ہر شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے رب! میں تجھ سے سستی اور بڑھاپے کی پناہ مانگتا ہوں۔ یارب! میں تجھ سے جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

⑮ دین ودنیا کی بھلائیاں مانگنے اور ہمہ قسم بلاؤں کے حملوں سے بچنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَایَ وَأَهْلِيْ وَمَا لِيْ. اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِيْ. اَللّٰھُمَّ احْفِظْنِيْ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ

سے اپنے دین اور دنیا اور اپنے اہل وعیال اور مال میں معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔
ے اللہ تو میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرما اور میرے خوف اور پریشانی کو امن سے بدل
ے اے اللہ! تو میرے آگے سے اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں اور میرے
بائیں سے بھی اور میرے اوپر سے بھی میری حفاظت فرما۔ اور میں آپ کی عظمت کی پناہ
یں آتا ہوں ہے کہ مجھے نیچے سے اچانک ہلاکت میں ڈال دیا جائے۔

⑯ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مدد طلب کرنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (مستدرک حاکم)

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ
وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ

ے زندہ اور قائم رکھنے والے میں آپ کی رحمت کے واسطہ سے آپ سے فریاد کرتا
ہوں۔ میرے حال کو پورے طور پر بہتر فرمادے اور مجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی
میرے نفس کے سپرد نہ فرما۔

⑰ ادائیگی قرض اور ہر پریشانی سے نجات کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ابوداؤد)

أَللّٰهُمَّ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ
الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکرمندی اور رنج سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بے بس ہوجانے سے اور سستی کے آجانے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور کنجوسی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبہ سے اور لوگوں کی زورآوری سے۔

⑱ اوراد واذکار میں تقصیر کی تلافی (کمی کو پورا کرنے) کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ
وَعَشِيًّا وَّحِيۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ يُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ وَيُحۡىِ
الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۱۹﴾ (ابوداؤد)

پس تم اللہ کی شام کے وقت اور صبح کے وقت پاکی بیان کرو اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور زوال کے بعد اور ظہر کے وقت وہی ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے بنجر ہوجانے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

⑲ ساری مخلوق کے اعمال کے برابر پانے کے لیے اس درود پاک کو (۱۰) مرتبہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنۡ صَلّٰى عَلَيۡهِ مِنۡ خَلۡقِكَ
وَصَلِّ مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَا يَنۡبَغِىۡ لَنَآ اَنۡ نُّصَلِّىَ عَلَيۡهِ وَصَلِّ عَلٰى

مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ کَمَآ اَمَرْتَنَآ اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ

اے اللہ رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر تیری مخلوق میں سے آپ پر درود بھیجنے والوں کی تعداد کے برابر۔ اور درود نازل فرما نبی کریم محمد ﷺ پر جیسا کہ ہمیں آپ پر درود بھیجنا مناسب ہے۔ اور درود نازل فرما نبی کریم محمد ﷺ پر جیسا کہ ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔

⑳ اہل وعیال اور گھر کو راحت وچین کا مرکز بنانے کے لیے یہ درود شریف (۱۱) مرتبہ پڑھیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلَ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اے اللہ رحمت نازل فرما نبی کریم ﷺ پر اور آپ کی بیویوں پر جو ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ اور آپ ﷺ کی اولاد پر اور آپ ﷺ کے گھر والوں پر جیسا کہ رحمت نازل فرمائی تو نے سیدا ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو تعریف کے لائق بزرگی والا ہے۔

سورتوں کے فضائل احادیث مبارکہ کی روشنی میں

سورۂ بقرہ کی فضیلت

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَاؤُوْا سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم:804،805/1874)

حدیث: جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

(صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب اتحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رم: ۷۸۰ (۱۸۲۴))

حدیث: سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آ سکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث: ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/ ۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

امن الرسول سے آخر تک:

حدیث: یہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں ہیں۔ جس گھر میں روزانہ متواتر یہ آیتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب فضل القرآن، باب ما جاء فی آخر سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۸۸۲)

سورۂ کہف کی فضیلت

حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔ اس لیے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔ (ابوداؤد، الملاحم، خروج الدجال: ۲/۲۳۷)

حدیث: جو اس کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب فضل سورۃ الکہف، رقم: ۸۰۹)

سورۂ یٰسین کی فضیلت

حدیث: سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا اس کی بخشش ہوجائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۷۶)

حدیث: جو سورۂ یٰسین کو دن کے شروع حصہ میں پڑھ لے گا اس کی حاجت پوری ہوگی۔ (سنن الدارمی: ۳۴۱۹)

معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

1 استغفار 1 تسبیح صبح 1 شام

اَستَغفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

2 درود شریف 1 تسبیح صبح 1 شام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

3 تلاوت قرآن

ایک پارہ روزانہ

4 مراقبہ

تھوڑی دیر کے لیے سب کاموں سے ہٹ کٹ کر اللہ کی یاد میں گردن جھکا کر بیٹھنا، اور یہ نیت کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آ رہی ہے اور میرے دل میں سما رہی ہے، میرے گناہوں کی ظلمت وسیاہی دور ہو رہی ہے اور میرا دل شکریہ کے طور پر کہہ رہا ہے: اَللّٰہ، اَللّٰہ، اَللّٰہ۔

5 وقوفِ قلبی

چلتے، پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے ہر دم توجہ اللہ تعالیٰ کی رکھنا۔

6 رابطہ شیخ

دین سیکھنے کے لیے اپنے شیخ سے آگاہی لینا۔

ابراھیم اکیڈمی
IBRAHIM ACADEMY

جامعہ رقیہ للبنات
JAMIA RUQIYA LIL-BANAT

ابراھیم اکیڈمی و جامعہ رقیہ للبنات

اغراض ومقاصد

ابراھیم اکیڈمی و جامعہ رقیہ للبنات کی بنیاد حضرت شیخ حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کی اجازت اور دعاؤں سے خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے رکھی گئی ہے۔ نئی نسل کو مذہب سے قریب کرنا اور اسلامی آداب وثقافت سے روشناس کرانا۔ دور حاضر کے مسائل کا شرعی حل پیش کرنا۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں علم الاخلاق (یعنی تصوف) کو اجاگر کرنا تاکہ مسلمانان عالم کی معیشت، معاشرت معاملات میں نبی کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ آجائے۔ معاشرے کو کفر کی بے راہ روی، بے حیائی سے نکال کر اسلام کی باحیا و پاکیزہ زندگی کی طرف لانا۔ موجودہ دور کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے جدید انداز میں تصنیفی اور تالیفی شعبے کا قیام۔

ہماری ترجیح!

تعلیم کے ساتھ ساتھ معاشرتی و روحانی تربیت کا اہتمام ان شاء اللہ۔ امت کو ایسے نوجوان مہیا کرنا جن کی تنہائیاں اللہ تعالیٰ کی یاد سے آباد اور گناہوں سے پاک ہوں۔ ہر

اللہ اللہ اللہ

ممکن اور مناسب ذریعے سے امت تک مثلاً سوشل میڈیا (فیس بوک، واٹس ایپ، ٹیلی گرام وغیرہ) کے ذریعے سے شرعی حدود میں رہتے ہوئے اسلامی تعلیمات کو پہنچانا۔ زمینی اداروں کے ساتھ ساتھ دور دراز کے مسلمانوں کی دینی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے ''آن لائن'' کلاسز کا اہتمام۔ تاکہ ان تک بھی اسلامی تعلیمات پہنچانے کا اہتمام ہو جائے۔ تعلیم و تعلّم کے ساتھ ''اصلاحی تربیت'' کا بطور اہم و خاص اہتمام، تاکہ تعلیم و تعلّم کا مقصد اصلی حاصل ہو۔ نبی کریم ﷺ کی سنن مبارکہ پر مشتمل بیانات کی کتابی شکل ''گلدستہ سنت'' کی زیادہ سے زیادہ ترویج۔ بچوں کے لیے جدید آلات مثلاً پروجیکٹر وغیرہ کے ذریعے سے اسلامی و اصلاحی تربیتی ورکشاپس و سمر کیمپس و ونٹر کیمپس۔ خواتین کے لیے ان کی ضروریات و ذمہ داریوں کے اعتبار سے مختلف ورکشاپس و کورسز۔ حفظ قرآن کی کلاسز کا قیام۔

40 روزہ ورکشاپ

اس میں ہر عمر کی خواتین شامل ہو کر تجوید قرآن، تفسیر، حدیث اور روزمرہ پیش آمدہ فقہی مسائل کا علم حاصل کر سکیں گی۔ امت کی خواتین کی ایسی تربیت کرنا کہ وہ اپنی عادات و اطوار میں اسلاف کا نمونہ ہوں، تاکہ ان کی گود میں تربیت حاصل کرنے والے بچے بھی اسلاف کے بچوں کا نمونہ ہوں، بلکہ اپنے پورے کنبے کی اصلاح اور دین پر چلنے کے لیے معاون ہوں۔ سارا سال طالبات (حاضر و آن لائن) کے لیے تفسیر کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک میں دورہ قرآن کی کلاسز کا انعقاد۔

اللہ اللہ اللہ

الحمدللہ! ہماری پانچ شاخیں کام کر رہی ہیں۔

1 ٹاؤن شپ 2 شاہ جمال 3 شاہدرہ 4 مغلپورہ 4 آن لائن

مرکزی شاخ کے لیے 1000 گز (2 کنال) جگہ خریدی گئی ہے، جس کی قیمت کی ادائیگی کے بعد بیسمنٹ سمیت تین سے چار منزلوں کی تعمیر کے لیے خطیر رقم درکار ہے۔ جہاں پر ابتدائی طور پر ''تعلیم قرآن''، ''تحفیظ قرآن''، ''ناظرہ قرآن'' بچوں اور ہر عمر و شعبہ کے مرد حضرات کے لیے شروع کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ

ہماری مستقبل کی ضروریات و منصوبے!!!

اسلامی واصلاحی ماحول وعملہ سے آراستہ عصری اسکولز کا سلسلہ۔

شرعی دائرہ کار میں رہتے ہوئے ایسے خاکے (کارٹونز) بنانا جن کے ذریعے سے چھوٹے بچوں کی اسلامی تربیت کی جاسکے۔ مرد حضرات کے لیے بزنس، حلال وحرام غذائیں، قربانی ورکشاپ، حج ورکشاپ، کفن، دفن ورکشاپ اور دیگر حسب موقع و ضرورت ورکشاپس و پریزنٹیشن سیشنز کا اہتمام۔ غرباء و مستحقین کی مدد (مثلاً جامعہ رقیہ کی مستحق طالبات کے لیے شادی وجہیز وغیرہ کا انتظام، مستحق مریضوں کے لیے شفاء خانہ یا ادویات اور علاج معالجے میں تعاون اور دیگر ضروری حاجات کا انتظام)۔ مرد حضرات کے لیے بھی آن لائن مختلف کلاسز وکورسز کا قیام۔

اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ

تعلیم بالغاں

اس شعبہ میں صبح کے اوقات میں مصروف احباب مثلاً اسٹوڈنٹس، کاروباری حضرات، ملازمین غرض کسی بھی شعبے اور عمر کے احباب شام کے ٹائم شریک ہوسکیں گے۔

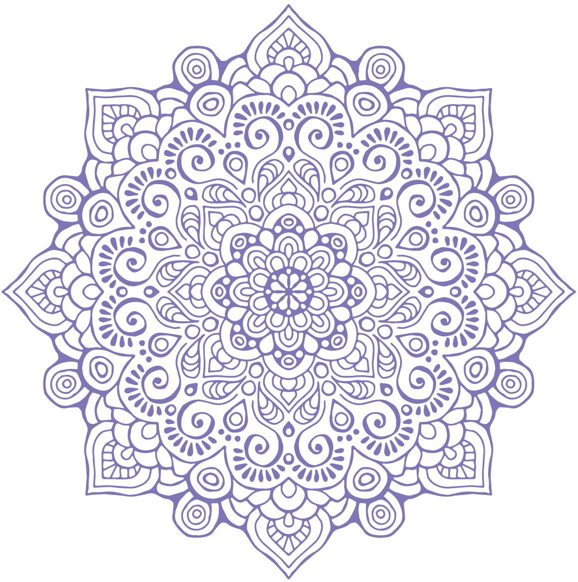
سیرت میوزیم کا قیام

جس میں نبی کریم ﷺ کے زمانے کے مکہ اور مدینہ کو مثالی ماڈلز کے ذریعے سیرت کے شائقین کے لیے سیرابی کا سامان کرنا۔ ان سب مقاصد کو پورا کرنے کے لیے بقدر ضرورت تعمیرات۔ ہماری فوری واہم ضروریات: ابراہیم اکیڈمی کی مرکزی شاخ کے لیے خریدی گئی جگہ کی قیمت کی ادائیگی۔

ہماری ماہانہ ضروریات

اساتذہ وعملہ کے وظائف۔ طالبات کے لیے ٹرانسپورٹ۔ یوٹیلیٹی بلز اور دیگر اخراجات۔ مختلف توسیعی وتعمیراتی کاموں میں حسب توفیق و ذوق اپنا حصہ ڈال کر اللہ تعالیٰ سے نفع کا سودا کریں، کیونکہ آپ کا یہ تعاون اللہ تعالیٰ کے آخرت کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتا رہے گا اور دنیا میں اللہ تعالیٰ رزق میں برکت عطا فرمائیں گے۔ مشکلات آسان ہوں گی۔ عمر میں برکت ہوگی۔ برے خاتمے سے حفاظت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی دور ہوکر اللہ کی رضا حاصل ہوگی ان شاء اللہ۔

اللہ اللہ اللہ



گلہائے رنگارنگ

علمی، ادبی، قرآنی نورانی
حقائق ودقائق، لطائف ووظائف
عجائب ونوادر، لعل وجواہر، مخفی و
ظاہر اسرار ومعانی کے علاوہ صحابہؓ وتابعینؒ،
ائمہ مجتہدینؒ، صوفیاء، مجاہدینؒ، علماء
صلحاء، اتقیاء، اذکیاء کے چشم کشا بصیرت
افزاء حالات وواقعات، تاجدار گداؤں
اور بے تاج بادشاہوں کی عبرت ناک
حکایات اور اردو زبان وادب کے نامور
معماروں، قلم کاروں کے شاہکار
شہ پاروں پر مشتمل
خوب صورت گلدستہ

تقریظ
مولانا محمد اسلم شیخوپوری

تاثرات
ابن الحسن عباسی

ترتیب وتالیف
مولانا ثناء اللہ شجاع آبادی

مکتبہ عمر فاروقؓ

گلہائے رنگارنگ

گلہائے رنگارنگ

علمی، ادبی، قرآنی نورانی
حقائق ودقائق، لطائف ووظائف
عجائب ونوادر، لعل وجواہر، مخفی و
ظاہر اسرار ومعانی کے علاوہ صحابہؓ وتابعینؒ،
ائمہ مجتہدینؒ، صوفیاء، مجاہدین، علماء
صلحاء، اتقیاء، اذکیا کے چشم کشا بصیرت
افزاء حالات وواقعات، تاجدار گداؤں
اور بے تاج بادشاہوں کی عبرت ناک
حکایات اور اردو زبان وادب کے نامور،
معماروں، قلم کاروں کے شاہکار
شہ پاروں پر مشتمل
خوب صورت گلدستہ

*

مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی

تقریظ
محمد اسلم شیخوپوری

تاثرات
ابن الحسن عباسی

نام کتاب .... گلہائے رنگا رنگ

مرتب .... مولانا ثنا اللہ شجاع آبادی

اشاعت .... نومبر 2011

تعداد 1100

طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر .... فیاض احمد 0334-3432345 021-34594144

مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

ای میل..... M forooq12317@yaho.com E-mail:

ملنے کے پتے

دار الاشاعت، اردو بازار کراچی

اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی

ادارۃ الانور، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ

کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ العارفی، جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد

مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور

مکتبہ علمیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

وحیدی کتب خانہ، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

نقشِ آغاز

اللہ ہی کے لئے ہیں مشرق و مغرب، اور صرف مشرق و مغرب ہی نہیں شمال و جنوب بھی اللہ ہی کیلئے ہیں۔ کون و مکاں کے سب کونے کھدرے، سب نشیب و فراز، سب دشت و جبل، سب اندھیرے اُجالے اور سب ایام و شہور اللہ ہی کیلئے ہیں، یخ بستہ ہوائیں ہوں یا جلاتی جھلساتی فضائیں، موسم پت جھڑ کا ہو یا مشکبار بہاروں اور مرغزاروں کا، کون ہے جوان پر حاکمیت اور قدرت کا دعویٰ کرے سوائے اللہ کے؟ ان کی تاثیر و تنویر، تطہیر و تسخیر اور تعجیل و تاخیر کا ریموٹ کنٹرول بھی تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

کس قدر حیرت انگیز ہے ایک مشتِ خاک کا یہ جذبہ تکبر و نخوت کہ وہ شعوری یا لاشعوری طور پر اس ذاتِ عظیم الصفات کے وجود کا انکار کرتا ہے اور کبھی اس کے مقابلے کیلئے لنگوٹ کس لیتا ہے، اس کے احکام کو توڑتا مروڑتا پھرا چھلتا، پھدکتا اور قہقہے لگاتا ہے، اللہ اگر چاہے تو اس مجسمۂ حقارت و غلاظت کے قدموں کی زمین کو دو گز نیچے لے جا کر اوپر سے برابر کر دے، اور یہ کارروائی اس قدر خفیہ رہے کہ اس کے یمین و یسار کو کانوں کان بھی خبر نہ ہو، اور اس کے ہم ذات اسے تلاش کرتے کرتے چٹانوں سے سر ٹکرا ٹکرا کر خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق بن جائیں۔

کسی فردِ واحد یا چند افراد و احزاب کی کیا مجال، اللہ اگر چاہے تو گردشِ لیل و نہار کو چند لمحوں کیلئے تھم جانے یا جم جانے کا حکم فرمائے تو کائنات کی ہر ظاہر و باہر وسعت میں اور گہرائیوں یا پنہائیوں میں خفتہ و خوابیدہ مخفی و مستور اس کے تمام اعداء اور عصر حاضر کے تمام فراعنہ و نماریدہ موسم کی برودت و جمودت یا حدّت کی شدت کی تاب نہ لا کر بھسم ہو جائیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ایسی کوئی

کارروائی قبل از وقت ہونے کیوں لگی؟ کیا ہم مسلمانوں کا اللہ ہماری طرح بے صبر اور جلد باز ہے؟ کیا اس کے انعامات اور خزائن سے کچھ کم ہو گیا ہے کہ دشمنوں پر ضائع کرنے کا اسے دکھ ہو؟ کیا ئل کو اسے کسی کمزوری کے غالب آ جانے کا اندیشہ ہے کہ آج وہ اپنی قوت وشجاعت کی دھاک بٹھانے کیلئے جلد از جلد کوئی کارروائی ڈال کر ان نام نہاد شہ زوروں کو ملیا میٹ کر دے؟ کیا وہ حلیم وکریم، عفو غفور اور بصیر وقدیر نہیں ہے؟ اور کیا اس کی کوئی صفت زوال پذیر ہے؟ اور کیا وہ اپنے کمزور بندوں پہ ظلم ہوتا دیکھ کر اہلِ زور وزر اور ظلم وجبر کے مقابل ہر میدان میں خود اتر آئے یا اپنی خصوصی افواج کی پلٹنیں بھیج دیا کرے تو یہ "بے چارے" اور مظلوم لوگ اپنی کمزوری پر قناعت کر کے ہڈ حرام نہیں بن جائیں گے؟______ ان سب سوالوں پر غور فرمائیے!

......☆......

عصرِ حاضر کا مظلوم اور غریب وکمزور مسلمان جن آفات وابتلاؤں کا شکار ہے ان میں سے ایک آفت وابتلاء الیکٹرانک وپرنٹ میڈیا کی یلغار ہے۔ بہت سارے قارئین جانتے ہوں گے اور جو نہیں جانتے وہ جان لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیروکاروں' نام لیواؤں اور دم بھرنے والوں کو "بھیڑوں" کا خطاب دیا تھا۔ آج عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی وہی بھیڑیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کھیتی کو چرتے چگتے ان کی امت کے ہر گھر میں داخل ہو گئی ہیں۔ ان کی اس یلغار سے ہر ڈالی اور ہر پتے، ہر خوشے ہر شگوفے، ہر پھول اور ہر پھل کو خطرہ لاحق ہے۔

اعداءِ اسلام شب و روز تاروں کے جوڑ توڑ کے ذریعے سینکڑوں چینلو سے ہمارے گھروں میں جھانکتے، اپنی نت نئی سائنسی ایجادات واختراعات سے ہمیں مرعوب کرتے، ہماری بوریت دور کرنے کیلئے ہمیں نادھن دھن نا اور تا تا تھیا کی تعلیم دیتے، اعضاء کی شاعری کے نام پر ہماری بہنوں بیٹیوں کو اچھل کود سکھاتے، جدید فیشن کے عنوان سے نیم عریاں لباسوں سے تزئین وآرائش کا درس دیتے اور بالآخر عصمت، غیرت اور شرم وحیا کی اصطلاحات تک کو فرسودہ ودقیانوسیت قرار دیتے ہوئے خود ننگے ہو کر دکھاتے اور نوجوان نسل کے جنسی جذبات میں ہیجان برپا کر کے انہیں ننگا ہو جانے پر کھلے عام آمادہ کر جاتے ہیں۔ اور یہ طوفانِ بدتمیزی شب وروز کی ہر ساعت میں جاری رہتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا ادیب، لکھاری، صحافی اور شاعر بھی "قبولِ عام" حاصل کرنے اور "معاشی

استحکام'' کیلئے اسی ڈگر پہ چل نکلا ہے۔ جس قوم کے فرزند از خود دشمن کے عزائم کی تکمیل میں لگ جائیں، اس کی تباہی و بربادی یقینی ہوتی ہے۔ اس سے بڑھ کر ہمارا رب ہماری کیا مدد فرمائے کہ اس نے ان حالات میں بھی ہمیں باقی رکھا ہوا ہے۔

☆

ہمیں زندہ رہنے اور سر بلند ہونے کیلئے دشمن کی ہر یلغار کو روکنا ہوگا۔ خالقِ کائنات کے احکام اور شریعتِ محمدیہ کے دائرے میں رہتے ہوئے حصہ بقدر جثہ ہر محاذ پر ہر مسلمان کی محنت ضروری ہے، جو شخص کسی بھی کارِ خیر کی استطاعت رکھتا ہے وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے، علم و ادب، تہذیب و ثقافت، سائنس و سیاست، حرب و ضرب سب کے سب میدان ہمارے منتظر ہیں۔ اتنی طول طویل معروضات کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ اب بھی قارئین پر زیر نظر مجموعے کی تالیف، ترتیب و تدوین کے جواز پر دلائل فراہم کروں۔ "للعاقل تکفیه الاشاره"

آج فروری ۲۰۰۳ء کی ۲۱ تاریخ ہے، فصلِ بہاراں کا آغاز ہو چکا۔ اسی مناسبت سے اس مجموعے کا نام ''گلہائے رنگا رنگ'' تجویز کیا جا رہا ہے۔ داد و بیداد کی خواہش و خوف سے بے نیاز راقم کی محنت کا اصل ثمرہ یہی ہوگا کہ قارئین اپنے اپنے ظرف کے مطابق اپنی ذمہ داری کو پہچانتے ہوئے ملت کے اجتماعی مقاصد کی طرف متوجہ ہوں۔

کراچی سے حضرت اقدس مولانا ابن الحسن عباسی دام ظلہم، اور ملتان سے نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری، سید محمد ذوالکفل بخاری بطورِ خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ میرے دوستوں میں سے جناب سلیم اختر قریشی، جناب ظفر اقبال ظفر، جناب سیف اللہ خالد، جناب سید حسان اکبر گیلانی، جناب سعد علی شاہ، جناب محمد افضل خان بلوچ کی مشاورت، معاونت اور دعائیں میرے شامل رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دامن کو رحمت و عافیت سے بھر دے۔

ثناء اللہ سعد

سب ایڈیٹر ''روزنامہ اوصاف'' ملتان

مدیر اعلیٰ ''گوشۂ علم و ادب'' بستی مٹھو شجاع آباد (ملتان)

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

تاثرات حضرت مولانا ابن الحسن عباسی مدظلہ

مولانا ثناء اللہ سعد صاحب روزنامہ ''اوصاف'' ملتان کے سب ایڈیٹر اور ایک نوجوان عالم ادیب ہیں، ان کے قلم میں شکوہ کا رنگ، جرأت و جسارت کا ڈھنگ اور جوانی کا ترنگ پایا جاتا ہے۔

پیش نظر کتاب عبوری مطالعہ کے لئے انہوں نے مختلف کتابوں سے دلچسپ حکایات، واقعات، لطائف، عبر اور ادبی عبارات و نکات منتخب کر کے مرتب کی ہے، آج کی نوجوان نسل میں ٹھوس، تحقیقی اور سنجیدہ موضوعات کے مطالعہ کا ذوق بہت کم پایا جاتا ہے، اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہلکے پھلکے اسلوب میں متنوع موضوعات سے متعلق دلچسپ چیزیں جمع کر کے کتابیں مرتب کی جائیں کہ بسا اوقات ایک ایک عام بات سمجھنے سے آدمی کی زندگی بدل جاتی ہے، کسی ایک واقعہ کا مطالعہ انقلابی تبدیلی کا سبب بن جاتا ہے اور حکمت کا کوئی قول انسان کی کایا پلٹ دیتا ہے، ایسی کتابوں کا حلقہ قارئین بھی کافی وسیع ہوتا ہے۔

انہوں نے اردو زبان کے مشہور اہل قلم، علماء اور ادیبوں و دانشوروں کی تحریریں اس میں جمع کی ہیں اور یہ کتاب اپنے نام کی طرح واقعتاً ''گلہائے رنگارنگ'' ہے۔

امید ہے کہ قاری اس میں وہ تمام چیزیں پائے گا جو عبوری مطالعہ کی تسکین کے لئے ایک انسان تلاش کرتا ہے۔

اللہ کرے یہ کتاب قارئین کے لئے مفید اور مرتب کے لئے مزید علمی نقوش کا سنگ میل ثابت ہو۔

ابن الحسن عباسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ

کتابوں کی دنیا بھی بڑی عجیب وغریب، دلچسپ، چشمہ کشا، حیرت افزا اور حیرت انگیز دنیا ہے، جس کا اس دنیا میں دل لگ جاتا ہے، اس کا دل پھر کہیں اور نہیں لگتا، جن لوگوں نے فراغت، گوشۂ چمن اور کتاب کی آرزو کی ہے، بے جا نہیں کی، اور جس کسی نے کتاب کو زمانے بھر میں بہترین ہم نشین قرار دیا ہے تو غلط قرار نہیں دیا، اور جس اللہ کی بندی نے شوہر کے کتابی استغراق کو دیکھ کر کتاب کو سوسوکنوں پر بھاری ٹھہرایا تھا، اس دل جلی نے یونہی دل کے پھپولے نہیں پھوڑے تھے۔ اس دنیا میں پورا کردینے والے صحرا بھی آتے ہیں۔ اور ظلمت میں ڈوبے ہوئے دشت وبیاباں بھی ٹمٹماتے ہوئے ستارے بھی دکھائی دیتے ہیں اور دل ودماغ کو معطر اور تروتازہ کرنے والے پھولوں پر بھی نظر پڑتی ہے، کبھی کوئی شعر تڑپا دیتا ہے اور کبھی کوئی جملہ وجد کی سی کیفیت طاری کردیتا ہے، کبھی کوئی واقعہ ہمدرد معلم کا روپ دھار لیتا ہے اور کبھی کوئی حکایت مربی اور مرشد کا کام دے جاتی ہے، ایسے مواقع پر ایک باذوق قاری کے دل میں بے ساختہ یہ خیال آتا ہے کہ جن مناظر نے مجھے متاثر کیا ہے وہ دوسروں کو بھی دکھاؤں، جن اشعار اور جملوں نے تڑپایا ہے، وہ اوروں کو بھی تڑپائیں۔ جن واقعات وحکایات نے میرے دل کی دنیا کو تہہ وبالا کیا ہے، وہ سب کے دل پر اثر کریں، فیض رسانی اور افادۂ عام کا یہی وہ جذبہ ہے جو ''گلہائے رنگارنگ'' جیسی کتابوں کی تالیف وترتیب کا سبب بنتا ہے۔

کتاب کے ناشر فیاض احمد صاحب کے اصرار پر ناچیز نے یہ چند سطریں سپردِ قلم کردی ہیں ورنہ وہ نہ تو اپنے آپ کو تقریظ کا اہل سمجھتا ہے اور نہ ہی چلتے ہوئے رواج کے مطابق اس کی افادیت کا قائل ہے۔

محتاجِ دعا

محمد اسلم شیخوپوری

فہرست

گلہائے رنگارنگ

باب اول

علمی لطائف ودقائق

باب اول

علمی لطائف ودقائق

اولوالعزم پیغمبر کون ہیں

بڑے بڑے اور اولوالعزم پیغمبر پانچ ہیں:۔

(۱) نوح علیہ السلام (۲) ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام (۳) موسیٰ علیہ السلام
(۴) عیسیٰ علیہ السلام (۵) خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔

ماں کے پیٹ سے مختون پیدا ہونے والے پیغمبر

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جن انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے مختون پیدا کیا ہے ان کی تعداد تیرہ ۱۳ ہے:۔

(۱) ابوالبشر آدم علیہ السلام (۲) شیث علیہ السلام (۳) ادریس علیہ السلام (۴) نوح علیہ السلام
(۵) سام علیہ السلام (۶) لوط علیہ السلام (۷) یوسف علیہ السلام (۸) موسیٰ علیہ السلام
(۹) شعیب علیہ السلام (۱۰) سلیمان علیہ السلام (۱۱) یحییٰ علیہ السلام (۱۲) عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام
(۱۳) خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ۔

محمد بن حبیب الہاشمی کہتے ہیں کہ وہ انبیاء جو ماں کے پیٹ سے مختون پیدا ہوئے ان کی تعداد چودہ ۱۴ ہے اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام (۲) شیث علیہ السلام (۳) نوح علیہ السلام (۴) ہود علیہ السلام
(۵) صالح علیہ السلام (۶) لوط علیہ السلام (۷) شعیب علیہ السلام (۸) یوسف علیہ السلام

(۹) موسیٰ علیہ السلام (۱۰) سلیمان علیہ السلام (۱۱) زکریا علیہ السلام (۱۲) عیسیٰ علیہ السلام

(۱۳) حنظلہ بن صفوان علیہ السلام (جو اصحاب الرث کے لئے بھیجے گئے تھے)

(۱۴) خاتم النبیین نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ''کاتبین وحی''

(۱) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۳) عثمان غنی بن عفان رضی اللہ عنہ

(۴) علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (۵) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (یہ سب سے پہلے کاتب وحی ہیں)

(۶) زید رضی اللہ عنہ بن ثابت الانصاری (۷) معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

(۸) حنظلہ بن الربیع الاسدی رضی اللہ عنہ (۹) خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص

بلکہ زید رضی اللہ عنہ بن ثابت اور معاویہ رضی اللہ عنہ زیادہ پابندی سے لکھا کرتے تھے۔

دور نبوت کے حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(۱) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (۲) معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل (۳) ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ (۴) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

(۵) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۶) عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان (۷) تمیم الداری رضی اللہ عنہ

(۸) عبادہ رضی اللہ عنہ بن الصامت (۹) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کے سامنے کفار کی گردن اڑانے والے صحابہ کرامؓ

(۱) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۲) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (۳) عباد بن بشر رضی اللہ عنہ

(۴) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ (۵) محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ

دور نبوت کے مفتیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(۱) حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (۲) عمر فاروق رضی اللہ عنہ بن الخطاب

(۳) عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان (۴) علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (۵) عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف

(۶) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (۷) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۸) معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل

(۹) عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر (۱۰) حذیفہ رضی اللہ عنہ (۱۱) زید رضی اللہ عنہ بن ثابت (۱۲) سلمان رضی اللہ عنہ

(۱۳) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (۱۴) ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء

(۱) سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ (۲) ابوبکر رضی اللہ عنہ بن عبدالرحمٰن بن الحرث (۳) قاسم رضی اللہ عنہ

(۴) عبیداللہ رضی اللہ عنہ (۵) عروہ رضی اللہ عنہ (۶) سلیمان رضی اللہ عنہ (۷) خارجۃ رضی اللہ عنہ

شیر خوارگی کی حالت میں گفتگو کرنے والے

(۱) صاحب جریج جس نے زنا سے برأت کا اظہار کیا تھا۔

(۲) سیدنا یوسف علیہ السلام کا گواہ جس نے زلیخا سے برأت کی تھی

(۳) ابن الماشطہ جس نے فرعون کو کفر سے ڈرایا تھا اور الماشطہ وہ خاتون ہے جس نے فرعون کو دودھ پلایا تھا

(۴) سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام انہوں نے اپنی ماں سیدہ مریم بنت عمران پر قوم کی طرف سے زنا کی تہمت کے بعد ان کی برأت کا اظہار کیا تھا۔

موت کے بعد گفتگو کرنے والے

(۱) یحییٰ بن زکریا علیہ السلام، جس وقت ان کی قوم نے انہیں ذبح کر دیا تھا

(۲) حبیب بن النجار، انہوں نے کہا تھا یالیت قومی یعلمون (کاش میری قوم مجھے پہچان لیتی)

(۳) جعفر طیار نے کہا تھا **لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا** (جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید کر دیئے گئے ہیں انہیں مردہ مت سمجھو)

(۴) حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ **وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون.** ''عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ وہ کس طرح بدلتے ہیں۔''

(حیات الحیوان، علامہ کمال الدین دمیریؒ)

رحم مادر میں اصل مدت سے زائد رہنے والے

(۱) سفیان بن حیان...... یہ جس وقت پیدا ہوئے چار سال کے تھے۔ گویا چار سال ماں کے

پیٹ میں رہے۔

(۲) محمد بن عبداللہ بن حسن الضحاک بن مزاحم ...... یہ جس وقت پیدا ہوئے تو ۱۲ ماہ ماں کے پیٹ میں گزار چکے تھے۔

(۳) یحییٰ بن علی بن جابر البغوی

(۴) سلیمان الضحاک۔ یہ دو سال ماں کے پیٹ میں گزار چکے تھے۔

ائمہ مذاہب اربعہ

(۱) امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت انتقال ۱۵۰ھ بغداد میں ہوا۔ عمر ستر ۷۰ سال کی ہوئی

(۲) مالک بن انس ۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں ۱۷۹ء میں انتقال ہوا

(۳) امام شافعی ابوعبداللہ محمد بن ادریس ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ مصر میں اواخر رجب ۲۰۴ھ میں انتقال ہوا۔

(۴) امام احمد بن حنبل، کنیت ابوعبداللہ تھی، بغداد میں ۲۴۱ھ ربیع الثانی میں انتقال ہوا۔

جلیل القدر محدثین کرام

(۱) امام ابوعبداللہ البخاریؒ بروز جمعہ ۱۳/شوال ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور عیدالفطر کی رات ۲۵۲ھ میں انتقال ہوا۔

(۲) امام مسلمؒ نیشاپوری ۲۵ رجب ۲۶۱ میں انتقال ہوا۔ عمر ۵۵ سال کی تھی۔

(۳) امام ابوداؤد بصرہ میں ماہ شوال ۲۷۵ھ میں انتقال ہوا۔

(۴) امام ابوعیسیٰ الترمذی۔ ۱۳/ رجب ۲۶۹ھ میں ترمذ میں انتقال ہوا۔

(۵) امام ابوالحسن الدارقطنی ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ماہ ذی قعدہ ۳۸۵ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

(۶) ابوعبدالرحمٰن النسائی ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔

نمرود نامی چھ بادشاہ

(۱) نمرود بن کنعان بن حام بن نوح علیہ السلام ...... جوان بادشاہوں میں تھا جن کو ساری

دنیا کی بادشاہت نصیب ہوئی اور یہ بادشاہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کا ہے۔

(۲) نمرود بن کوشش بن کنعان بن جام بن نوح علیہ السلام...... یہ صاحب المنسو رتھا اس کا واقعہ مشہور ہے۔

(۳) نمرود بن ماش بن کنعان بن جام بن نوح علیہ السلام

(۴) نمرود بن سنجار بن نمرود بن کوش بن کنعان بن جام بن نوح علیہ السلام

(۵) پانچویں نمرود بن ساروع بن اغو بن نانخ

(۶) نمرود بن کنعان بن المصاص بن نقطا۔

تین فراعنہ مصر

(۱) فرعون سنان بن الاشعل بن علوان بن العمید بن عملیق...... یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔

(۲) فرعون ریان بن الولید...... یہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانے کا ہے

(۳) فرعون الولید بن مصعب...... یہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ہے۔

عقل کا دائرۂ کار

علامہ ابن خلدونؒ فرماتے ہیں کہ عقل کی مثال اس ترازو کی سی ہے کہ جس سے سونا اور جواہرات تولے جائیں۔ اگر اس ترازو سے سونے چاندی کا وزن معلوم کرنا چاہو تو صحیح وزن معلوم کر سکتے ہو لیکن اگر اس ترازو سے پہاڑوں کو تولنا چاہو تو یہ ناممکن اور محال ہے۔

اسی طرح عقل سے اس کی دائرہ کی چیزیں معلوم ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر یہ چاہو کہ اس بے چاری اور کمزور عقل سے خداوند ذوالجلال کی ذات وصفات اور عالم غیب اور عالم ملکوت کی چیزوں کو معلوم کرلو تو یہ امر محال ہے۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عقل بے کار ہے ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ بارگاہِ قدس اور عالم غیب کی چیزوں کے ادراک اور معرفت میں قاصر اور درماندہ ہے۔ اپنے محدود دائرہ کی چیزوں کے معلوم کرنے کی صحیح میزان ہے اس میں بے کار نہیں جیسے سونے چاندی تولنے کی ترازو فی حد ذاتہ صحیح میزان اور صحیح ترازو ہے سونے اور چاندی کا وزن ٹھیک بتلاتی ہے لیکن اس سے پہاڑوں کے وزن کا تصور کرنا حماقت ہے۔

(مقدمہ ابن خلدونؒ ص ۲۵۰، بحث علم الکلام)

☆

امتِ محمدیہ ؐ کے علوم ومعارف

اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک ایسی جاہل قوم کو کہ جو ہر قسم کی جہالت اور گمراہی میں گھری ہوئی تھی تعلیم دے کر ظلم اور تعدی کو عدل اور انصاف سے اور ان کے خشونت اور درشت مزاجی کو حلم اور بردباری سے اور ان کی جہالت کو علم اور معرفت سے اور ان کے باہمی بغض اور عداوت کو محبت اور الفت سے اور ان کی شقاوت اور ضلالت کو سعادت اور ہدایت سے اور ان کے عصیان کو اطاعت سے اور تفرق اور تشتت کو اجتماع سے ضعف کو قوت سے۔ خیانت کو امانت سے، اور فحش اور بے حیائی کو غیرت اور عفت اور احسان سے، رذائل کو شمائل سے بدل دینا اور علوم الٰہیات اور علوم نبوات اور علوم معاش ومعاد اور علوم اخلاق اور علوم عبادات اور علوم معاشرت اور علوم معاملات اور علوم

سیاست ملکیہ اور مدنیہ میں رشک افلاطون اور استاذ حکماء عالم بنا دینا کیا یہ آنحضرت ﷺ کے کمال علم ومعرفت کی روشن اور کھلی دلیل نہیں۔

اعتبار نہ ہو تو علماء اسلام کی تصانیف کا تمام دنیا کے علماء مذاہب کی تصانیف سے مقابلہ اور موازنہ کر لیں اور خوب کر لیں وہ حقائق اور دقائق جو علماء اسلام کی تصانیف میں دریا کی طرح بہہ رہے ہیں ان کا ایک قطرہ بھی دیگر علماء مذہب کی تصانیف میں تا قیامِ قیامت انشاء اللہ العزیز ہرگز ہرگز نہ مل سکے گا۔

امت محمدیہ میں اس قسم کے علوم ومعارف اسرار ولطائف انوار وبرکات خوارق وکرامات کا موجود رہنا یہ اس امر کی بین اور روشن دلیل ہے کہ ہنوز آپ کی نبوت باقی ہے اور آپ کی شریعت ابدی اور دائمی ہے۔ اس لیے کہ یہ سب کچھ آپ ہی کی نبوت کی تصدیق کی برکت اور آپ ہی کی شریعت کے اتباع کا ثمرہ ہے۔ اگر شریعت موسویہ عیسویہ ابدی ہے تو پھر بتلائیں کہ یہود ونصاریٰ کیوں ان علوم ومعارف اور انوار وکرامات سے یکسر محروم اور تہی دست ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کی شریعت تحریف وتبدیل سے بالکل پاک ہے اس لیے کہ تبدیل شدہ شریعت کا اتباع موجب خیر وبرکت نہیں ہو سکتا بلکہ وہ موجب لعنت ونقمت ہے۔

پس جس نبی کی امت کے علوم ومعارف کا یہ حال ہے تو اندازہ کر لو کہ خود اس نبی کے علوم ومعارف کا کیا حال ہو گا۔ امت تو اپنے نبی کے اجمالی علوم کی شرح اور تفصیل ہے ساڑھے تیرہ سو برس گذر گئے کہ امت محمدیہ کے علماء اپنے نبی امی فداہ نفسی وابی وامی کے علوم کی شرح اور اسی کی تفصیل اور اسی کی توضیح وتلویح میں لگے ہوئے ہیں مگر ہنوز شرح ناتمام ہے۔ دنیا کی تمام قومیں ساری امتیں مل کر یہ چاہیں کہ اپنے مذہب میں ابوحنیفہؒ اور مالکؒ جیسا فقیہ اور مجتہد اور بخاریؒ اور مسلمؒ جیسا حافظ اور حسن بصریؒ اور معروف کرخیؒ جیسا عابد وزاہد اور ابوالحسن اشعریؒ اور غزالیؒ اور رازیؒ جیسا متکلم دکھلا سکیں تو ناممکن اور محال ہے اور اگر ہے تو دکھلائیں اور بتلائیں، خدا کی قسم نہیں دکھلا سکتے۔

"وتلک یمین لست فیہا باثم" (یہ وہ قسم ہے جس میں میں جھوٹا اور گناہ گار نہیں)

(علم الکلام، شیخ المحدثین مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

......☆......

حب جاہ و مال کی کثرت

زمین کے مزاج میں جب کوئی خرابی آتی ہے تو اس کی وجہ سے زمین پر زلزلے آتے ہیں۔ جس سے زمین شق ہو جاتی ہے۔ بہت سے لوگ اس میں قارون کی طرح دھنسا دیئے جاتے ہیں اور بہت سی بستیاں اس میں بیٹھ جاتی ہیں یہ زلزلہ زمین کے حق میں بمنزلہ تپ اور لرزہ کے معلوم ہوتا ہے ایک ہی زمین ہوتی ہے کہ اس میں عرصہ تک خوب پیداوار ہوتی ہے مگر چند سال کے لیے پیداوار رک جاتی ہے کسی سال میں درخت ثمر دار خوب بار آور ہوتا ہے اور کسی سال ایسا نہیں ہوتا۔ یہ تمام صورتیں زمین کے مزاج میں فساد آنے کے باعث پیدا ہوتی ہیں۔ برسات کا کثرت سے ہونا، اولے پڑنا پانی کے مزاج کی خرابی پر دلالت کرتے ہیں اور بجلی کا گرنا اور دمدار ستاروں کا نظر آنا کرۂ نار یعنی طبقۂ آگ کی خرابی پر دلالت کرتا ہے۔

اور چاند سورج کا گہن یہ عالم کے لیے بمنزلہ آشوب چشم کے ہے اور جس طرح انسان ظاہری امراض کے علاوہ باطنی امراض میں مبتلا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ عالم بھی ان ظاہری امراض کے علاوہ جن کا اوپر ذکر ہوا باطنی امراض میں مبتلا ہوتا ہے بلکہ باطنی امراض ظاہری امراض سے کہیں زائد ہیں۔ اکثر بنی آدم کا بد اخلاق ہونا اور ان سے افعال ناپسندیدہ کا سرزد ہونا یہ عالم کے حق میں باطنی امراض ہیں۔ دنیا میں زنا اور سرقہ کی اتنی کثرت نہیں جتنا کہ حب جاہ اور حب مال اعجاب اور استکبار تحاسد اور تباغض تفاخر اور تنافر وغیرہ کی کثرت ہے۔ دنیا میں اگر کوئی مرض بھی نہ ہو تو حق جل شانہٗ سے غفلت بھی ایک ایسا مرض ہے کہ ہلاک کرنے کے لئے کافی ہے۔ (ایضاً)

☆

مادر مہربان اور رب رحمان

جس ماں نے بچے کو ہزار ناز و نعمت میں پرورش کیا ہو اگر وہ بچہ ماں کی اطاعت نہ کرے تو ماں اس کو گھر سے نکال کر دروازہ بند کر لیتی ہے لیکن اگر وہ بچہ یہ سمجھ کر کہ میں نے غلطی کی۔ مادر مہربان سے زائد میرے لئے کوئی شفقت اور مہربانی کرنے والا نہیں۔ یہ سمجھ کر نہایت ندامت اور

شرمساری کے ساتھ واپس ہوا، اور دروازہ کی چوکھٹ پر سر رکھ کر نہایت ندامت کے ساتھ اپنے قصور کی معذرت کرنے لگا، اور یہ کہنے لگا کہ اے ماں تجھ سے زائد میرا کوئی شفیق اور مربی نہیں مجھ سے قصور ہوا آئندہ سے ایسا نہ ہوگا اس وقت ماں کی مسرت اور خوشی کا حال نہ پوچھو کہ اس کا بھاگا ہوا لخت جگر اور نورِ بصر پھر واپس آ گیا۔ فرط مسرت اور جوش محبت میں بچے کو سینہ سے چمٹا لیتی ہے۔ اور یہ کہتی ہے کہ اے میرے نادان بچے تو کہاں چلا گیا تھا۔ میرے سوا تیرا کہاں ٹھکانہ تھا۔ مجھ سے زائد تیرا کون شفیق اور مہربان اور خیر خواہ اور ہمدرد تھا۔

اسی طرح جب خدا کا بھاگا ہوا بندہ اور اس کا حبیب مخصوص اس کے جود و کرم اور اس کے بے شمار آلاء و نعم کو یاد کر کے پھر واپس آتا ہے اور خدا کے در پر سر رکھ کر نہایت تضرع اور زاری اور عجز و انکساری، ندامت اور شرمساری سے اپنے قصور کی معافی چاہتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار تیرے سوا میرا کوئی ماویٰ و ملجا نہیں تیرے سوا میرا کوئی سہارا اور پناہ نہیں۔ تو ارحم الراحمین اور تواب و رحیم اور جواد کریم ہے۔ ہم تیرے فضل کے محتاج ہیں اور تو ہمارے عقاب سے مستغنی اور بے نیاز ہے۔ تیری بارگاہ میں عفو انتقام سے زیادہ محبوب ہے رحمت عقوبت سے زیادہ پسندیدہ ہے فضل عدل سے زیادہ تجھ کو عزیز اور پیارا ہے۔

اس وقت حق جل شانہٗ کی رحمت واسعہ کا دریا اس قدر جوش میں آ جاتا ہے کہ ماں کے جوش محبت کو اس کے دریائے رحمت سے وہ نسبت بھی نہیں ہوتی جو ایک قطرہ کو دریا کے ساتھ ہے کیونکہ وہ ارحم الراحمین ماں سے کہیں زائد مہربان ہے۔

(علم الکلام، از مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

☆

ایک منکر حدیث سے گفتگو

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ (م ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) فرماتے ہیں:

''میں ایک دفعہ یہیں پاکستان میں کراچی سے لاہور آ رہا تھا۔ ریل کا سفر تھا۔ اسی گاڑی

میں ایک صاحب سوار ہوئے جو اپ ٹو ڈیٹ قسم کے آدمی تھے۔ انہوں نے اس قدر نیاز مندی سے میرے ساتھ برتاؤ کیا اور اتنی خدمت کی کہ ذرا میں لوٹے کی طرف ہاتھ بڑھاؤں تو فوراً پانی بھر کر لائیں اور کسی چیز کا اشارہ بھی کروں سمجھ جائیں، وہ لا کر رکھ دیں۔ بہت بڑی خدمت کی، خیر کئی گھنٹے تک وہ بچارے محبت سے خدمت کرتے رہے۔ میرے دل میں قدر ہوئی کہ بھئی بالکل ہی جدید تعلیمیافتہ اور نوفکر آدمی اور اس طالب علم کے آگے اس قدر محبت سے پیش آئے، بڑی دل میں قدر ہوئی۔

وہ تھے اصل میں منکرِ حدیث۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ مجھے انکارِ حدیث (کی بحث وتمحیص) کے اوپر لائیں۔ اس لیے خدمت کو انہوں نے پیش خیمہ بنایا اخیر میں انہوں نے اپنا مقصد ظاہر کیا ____ احادیث پر کچھ اعتراضات کرنے شروع کیے کہ وہ قابلِ اعتبار نہیں۔ اک تاریخ کا درجہ رکھتی ہیں۔

''میں نے کہا، آپ کسی چیز کو مانتے بھی ہیں؟ کہنے لگے قرآن ____ مَیں نے کہا، قرآن کا قرآن ہونا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ کیا آپ پر وحی آ گئی تھی کہ یہ قرآن ہے۔ کیسے پتہ چلا؟ کہنے لگے اللہ کے رسول کے ارشاد سے ____ میں نے کہا، وہ ارشاد ہی تو حدیث ہے، تو قرآن کا قرآن ہونا تو حدیث پر موقوف ہے۔ حدیث کا آپ انکار کر دیں گے تو کون سی شرط ہے قرآن کے قرآن ہونے کی؟ کیسے آپ انکار کرتے ہیں؟ تو وہ چپ ہو گئے۔

کہنے لگے کہ دل سے تو حدیث کا انکار واقعی مشکل ہے۔ باقی حدیثیں ایسی بھی ہیں کہ بعض قابلِ اعتبار نہیں ____ تو میں نے کہا کہ جنس کو تو آپ نے مان لیا آپ مصر کیوں ہیں کہ حدیث کی قسمیں ہیں ____ میں نے کہا جہاں تک حدیث کی قسمیں ہیں محدثین نے خود ان کی صراحت کی ہے ____ کہ ہر حدیث کا ایک درجہ نہیں ہے۔

جو حدیث متواتر ہے اور تواتر سے ثابت ہے وہ مورثِ یقین ہے اس کا انکار ایسا ہی ہے جیسے قرآن کا انکار۔ قرآن کی ایک آیت کا آدمی انکار کر دے تو اسلام سے خارج ہو جاتا ہے حدیثِ متواتر کے انکار سے بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

دوسرے درجہ کی حدیث، حدیثِ مشہور ہے۔ وہ اگر مورثِ یقین نہیں تو ظنِ غالب کی

مورث تو ہے ہی۔ ظنِ غالب تو پیدا ہوگا اور ظنِ غالب پر ہزاروں احکام کا مدار ہے تو وہ بھی حجت ہو گی۔

تیسرا درجہ خبرِ واحد کا ہے۔ وہ اگر ظنِ غالب نہیں تو مطلق ظن تو پیدا کرتی ہے اور ظن سے انکار نہیں کیا جا سکتا ____ بہت سے احکام ظن اور گمان پر مبنی ہیں کہ آدمی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ وضو میں پیروں کا دھونا ضروری ہے اور ذرا بھی خشک رہ جائے وضو نہیں ہوگا، لیکن آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ایڑی دھل گئی ہے یا نہیں؟ آپ دیکھ ہی نہیں سکتے۔ ظنِ غالب ہی تو ہوتا ہے کہ پیر دُھل گیا۔ اس ظنِ غالب پر شریعت بھی حکم دیتی ہے کہ ہاں دُھل گیا۔ وضو ہو گیا ____ تو بہت سے احکام کا مدار ظن پر بھی ہوتا ہے، تو حدیث اگر ظن ہی پیدا کر دے وہ بھی حجت کی شان رکھتی ہے۔ آپ کا گمان جب فعل کے جائز ہونے پر حجت بن جاتا ہے تو حدیث اگر ظن ہی پیدا کرے تو وہ کیوں حجت نہیں بنے گی؟ تو میں نے کہا یہ تو خود محدثین نے تصریح کر دی ہے کہ ہر حدیث ایک درجے کی نہیں ہے ____ تو جنسِ حدیث کو آپ نے مان لیا۔ اقسامِ حدیث قابلِ اعتراض ہیں تو خود محدثین ہی تقسیم کرتے ہیں۔ اب آپ کو اعتراض کیا ہے؟ کہنے لگے اب تو کچھ اعتراض نہیں۔ میں نے کہا اب حدیث ____ کا انکار نہیں کرو گے؟ کہنے لگے نہیں اب نہیں کروں گا ____ تو لاہور آتے آتے ان کا خیال درست ہوگیا۔“

(خطباتِ حکیم الاسلام ج ا ص ۷۷ تا ۷۹)

......☆......

اسلامی اعتقادات کی سائنسی تصدیقات

امت مسلمہ نے اعتقادات کا یہ مسئلہ پیش کیا کہ قیامت کے دن انسان کے تمام اعضاء بدن اپنے کئے ہوئے اعمال پر خود بول اٹھیں گے اور بدن کا رواں رُواں انسانی کرتوتوں پر گواہ بن جائے گا تو مادہ پرست معترض ہو گئے کہ بدن کی کھال ہڈیاں اور گوشت پوست کیسے بول سکتے ہیں؟

لیکن گراموفون کی ایجاد نے انہیں سمجھا دیا کہ مسالہ کے ایک سیاہ رنگ ریکارڈ کو اگر ایک چھوٹی سی سوئی سے چھیڑ دیا جائے تو وہ فوراً سب کچھ بتلا دیتا ہے جو اس میں بھر دیا گیا ہے، تو کیا بعید

ہے کہ انسانی جسم بھی جو اِس کی پوری زندگی کا ایک پورا ریکارڈ ہے، قدرت الٰہی کی سوئی لگتے ہی بجنا شروع ہو جائے اور وہ سب کچھ اگل دے جو انسان نے اپنے اعمال سے اس میں بھر دیا ہے۔

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام، حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ)

......(۲)......

واقعۂ معراج کی برق رفتاری پر بھی اعتراض کیا گیا' لیکن موجودہ دور کے بلند پرواز سائنس دانوں اور ماہرین ہیئت نے نہ صرف انسان کو چاند پر پہنچا دیا بلکہ خلا میں بستیاں آباد کرنے کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے اور اس طرح ایک عام انسان کے خلائی سفر کے ثبوت مہیا کر دیئے۔ (ایضاً)

......(۳)......

حضرت عمر نے جب سینکڑوں میل دور مصروف جنگ اپنے سپہ سالار ''ساریہ'' کو اپنی آواز پہنچا کر کہا! ''اے ساریہ پہاڑ کی آڑ لے لے'' تو عقیل روحیں اس کا ادراک نہ کر سکیں لیکن وائرلیس کی ایجاد نے انہیں اس غیر معمولی کارنامہ کو ماننے پر مجبور کر دیا۔

......(۴)......

قرآن نے ہمیں یقین دلایا کہ تم نے اور تم سے پہلے سارے انسانوں نے جو کچھ بھی زبان سے نکالا ہے' وہ محفوظ ہے اور بالآخر وہ تمام آوازیں تمہارے سامنے آ جائیں گی' جو چودہ سال بعد سائنس دانوں نے یہ ثابت کر دیا کہ دنیا کی اب تک کی آوازیں فضا میں موجود ہیں جو جدید آلات کے ذریعے ہمارے کانوں تک آنے لگی ہیں' کیا عجب کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ خطبہ دریافت ہو جائے جو انہوں نے اپنے حواریوں کو دیا تھا' گویا اس انکشاف نے نہ صرف آوازوں کا محفوظ ہونا تسلیم کرا لیا' بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی تمہید بھی ڈال دی۔ (ایضاً)

......(۵)......

اسلام نے خبر دی کہ درخت تسبیح وصلوٰۃ میں مصروف ہوتے ہیں' اس کو ماہرین نباتات نے ثابت کر دیا اور کہا کہ پودے دیکھتے ہیں' سنتے ہیں آپس میں گفتگو کرتے ہیں' بیمار و تندرست ہوتے ہیں' سوتے، جاگتے ہیں' حتیٰ کہ عشق و محبت کے جذبات بھی ان میں سرایت کرتے ہیں۔ (ایضاً)

......(۶)......

اسی طرح فرمایا گیا کہ "تمہارے وہ اعمال جنہیں کرنے کے بعد تم ہوا میں گمشدہ اور معدوم تصور کرتے ہو، اسی طرح محفوظ ہیں اور یوم حشر انہیں تولا جائے گا"

آج کل ہر چیز تولی جا رہی ہے بلکہ ہوا تولی جانے لگی ہے اور وزن کر کے بھری جاتی ہے۔

(ایضاً)

......(۷)......

اسی طرح روایت صحیحہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کر کے فرشتوں نے اس میں علم و حکمت اور نور و معرفت بھرا اور پھر سینہ مبارک بدستور درست کر دیا، آج کل بعینہٖ یہی کچھ ہو رہا ہے، ماہر سرجن انسانی سینہ چاک کرتے ہیں، دل، جگر، پتہ اور دیگر متاثرہ اعضا کی مرمت کرتے ہیں اور پھر سینے کو بند کر کے برابر کر دیتے ہیں، یوں جوں جوں انکشافات کا سلسلہ وسیع ہوتا جا رہا ہے اسلام کی حقانیت واضح اور اس کے دعوے پایۂ ثبوت کو پہنچتے جا رہے ہیں۔

(تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام از قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند)

......☆......

قرآن کے سائنسی خیالات

قرآن کے سائنسی خیالات نے مجھے محو حیرت کر دیا۔ اس وقت تک میں نے یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ تیرہ سو سال پہلے کی تحریریں جس میں انتہائی مختلف النوع مضامین بیان ہوئے ہیں، جدید سائنسی معلومات سے کلی طور پر ہم آہنگ ہوں گے۔ میری رائے میں اس کے لئے کوئی تاویل ممکن نہیں کہ جس زمانہ میں "ڈیگو گوبرت" (۶۳۹۔ ۶۲۹ء) فرانس میں حکومت کر رہا تھا، اس وقت جزیرۃ العرب کا ایک باشندہ بعض موضوعات پر ایسی سائنسی معلومات رکھتا ہو جو ہمارے زمانے سے بھی دس صدی بعد کے دور سے تعلق رکھتی ہوں۔

میں نے کوشش کی ہے کہ قرآن میں ان حوادث کا ذکر بھی تلاش کروں جن تک انسانی فہم و ادراک کی رسائی ہے لیکن جن کو جدید سائنس نے تسلیم نہیں کیا، میرے خیال میں مجھے قرآن میں

کائنات کے ایسے سیارگان کا ذکر ملا ہے جو کرۂ ارض کے مشابہ ہیں اور یہاں یہ اضافہ کر دینا ضروری ہے کہ بہت سے سائنسدان اس کو مکمل طور پر قابلِ عمل سمجھتے ہیں۔

قرآن کا یہ مطالعہ اگر تیس سال پہلے کیا ہوتا تو اس کے ساتھ خلا کی تسخیر کے واقعہ کا اضافہ کرنا ضروری ہوتا، جس کی پیشین گوئی قرآن میں کی گئی ہے۔ اسی طرح قرآن کی ایک آیت کی طرف بالکل جائز طور پر زیادہ توجہ دی جاسکتی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ حیات کی ابتداء پانی سے ہوئی۔

اس وقت ہم ان پانچ مخصوص نکات کا جائزہ لیں گے جن پر تخلیق سے متعلق قرآن میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

۱۔ آسمان و زمین کے چھ ادوار، قرآن کے بموجب اجرام سماوی اور زمین کی تشکیل اور مؤخر الذکر کی ترقی پر محیط ہیں۔ یہاں تک کہ وہ (مع اپنے سامان زیست کے) انسان کا مسکن بنی اور جہاں تک زمین کا تعلق ہے اس کے جن حوادث کا قرآن میں ذکر کیا گیا ہے وہ چار ادوار میں رونما ہوئے غالباً ان سے وہ چار اراضیاتی ادوار مراد لئے جائیں گے جن کا جدید سائنس میں ذکر ہے۔ لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ اجرام سماوی اور زمین کی تشکیل جیسا کہ سورۃ ۴۱ کی آیات ۹ تا ۱۲ میں بیان کیا گیا ہے دو کیفیات کی طالب ہے۔ اگر ہم سورج اور اس کی ذیلی تخلیق زمین کو بطور مثال سامنے رکھیں تو اس کے بارے میں سائنس ہمیں یہ اطلاع بہم پہنچاتی ہے کہ ان کی تشکیل ابتدائی قسم کے ''سدیم'' کے انجماد اور بعد میں ان کے ایک دوسرے سے علیحدگی کے عمل سے ہوئی۔

یہ وہی بات ہے جس کو قرآن نہایت صاف طور پر بتاتا ہے جب وہ ایک سماوی دخان سے شروع کر کے اس عمل کا حوالہ دیتا ہے جس سے مختلف مادوں کی آمیزش (رتق) ہوئی جس کے نتیجہ میں وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ (فتق)

۲۔ سائنس ایک ستارے (جیسے سورج) اور اس کے طفیلی (جیسے زمین) کی تشکیل کے دو مدارج کے باہم ملے ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔ آپس کا یہ تعلق قرآن کے متن میں یقیناً نہایت نمایاں ہے۔

۳۔ کائنات کے ابتدائی مرحلے میں ''دخان'' کی موجودگی جس کا حوالہ قرآن میں موجود ہے اور جس سے مراد مادہ کی زیادہ تر گیسی حالت ہے۔ صریحاً اس ابتدائی ''سدیم'' کے تصور سے مطابقت رکھتا ہے جو جدید سائنس نے پیش کیا ہے۔

۴۔ سماوات کا تعدد جس کی تعداد قرآن نے سات بتائی ہے۔ سماوات اور ارض کے بیچ میں ایک درمیانی تخلیق کے وجود کو جس کا ذکر قرآن میں ہوا ہے۔ مادہ کے ان ''قناطر'' یعنی پلوں کی دریافت سے مماثل قرار دیا جاسکتا ہے۔ جو باقاعدہ فلکیاتی نظاموں کے ماوراء موجود ہے۔

ان کے علاوہ علم ہیئت' اجرام سماوی کی نوعیت' چاند سورج کے مداروں کا وجود' وسعت کائنات کرہ باد میں بجلی' عالم حیوانی اور عالم نباتات' عمل تخلیقِ انسانی کی تشریح' طوفانِ نوح' اور دیگر کئی اہم موضوعات پر قرآن کی توجیہ اور تشریح سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن کے لئے کوئی بشری توضیح وتشریح ممکن نہیں۔ (بائبل' قرآن اور سائنس۔ از موریس بوکائیٹے)

☆

''قرآن'' میں خداوند کریم نے فرعون کے متعلق فرمایا! (ترجمہ)

''اب ایمان لاتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے۔ تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشانِ عبرت بنے' اگرچہ بہت سے ایسے انسان ہیں جو ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں۔''

جدید سائنس نے اس فرعون کی ممی دریافت کر کے دنیا کو حیرت زدہ کر دیا' جو لوگ صحف مقدس کی صداقت کے لیے جدید معلومات میں ثبوت تلاش کرتے ہیں وہ مصری عجائب گھر قاہرہ کے شاہی ممی خانہ کا معائنہ کر کے فرعون کے جسم سے متعلق آیاتِ قرآنی کی ایک شاندار مثال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

(بائبل' قرآن اور سائنس۔ از موریس بوکائیٹے)

☆

فقیہ الامت مفتی محمود الحسن گنگوہی کے ملفوظات

دارالعلوم دیوبند میں ایک دیہاتی میواتی کی تقریر

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند تشریف لائے۔ بڑے جوش میں تھے تمام اساتذہ دارالعلوم کو جمع فرمایا پھر ایک میواتی دیہاتی کو جو آپ کے ساتھ تھا تقریر کے لئے کہا' اس نے معذرت کی' حضرت کے مقرر فرمانے پر وہ کھڑا ہوا' اور کہا دیکھو جی تقریر تو مجھے کرنی آتینا' حضرت کا حکم ہے وہ امیر ہیں اور امیر کی اطاعت ضروری' اس لئے کھڑا ہو گیا ہوں ایک بات تم سے کہتا ہوں۔ وہ یہ کہ اگر کسی زمیندار کے دو چھورے ہوں ایک بڑا چھورو ایک چھوٹا چھورو اور وہ بڑے کو کہے کہ یہ مٹکی مکھن کی تقسیم کرو اور وہ یہ کہہ دے میں تو کام میں لگا ہوا ہوں مجھے فرصت نا' اور واقعۃً ہے بھی وہ کام میں لگا ہوا' پھر وہ چھوٹے چھورو کو کہے جس سے اس مٹکی کا اٹھنا مشکل ہے اور وہ اٹھا کر لائے مگر ہاتھ سے درمیان میں چھوٹ کر گر پڑے اور پھوٹ جائے تو تم بتاؤ زمیندار کس پر خفا ہوگا؟ ظاہر ہے کہ بڑے چھورو پر خفا ہوگا کہ کام اس کے کرنے کا تھا...... اسی طرح آپ لوگ بڑے چھورو ہو اور ہم چھوٹے چھورو ہیں اب یہ دین کی مٹکی تم اٹھاتے نا...... عذر کرتے ہو کہ ہمیں فرصت نا...... ہم دوسرا کام کر رہے ہیں' ہم کمزوروں نے اٹھالی ہے گرے گی تو پکڑ تمہاری ہوگی ہم سے تو وہ خراب ہی ہوگی۔

......☆......

مرض نسیان کے چھ اسباب

ارشاد فرمایا کہ شامی ص ج ۱۵۰۱ پر ہے" ست تورث النسیان "یعنی چھ ۶ چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں۔

(۱) چوہے کا جھوٹا کھانا۔

(۲) زندہ جوں کا زمین پر چھوڑ دینا۔

(۳) ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔

(۴) اونٹوں کی قطار کے درمیان آنا۔

(۵) مصطگی چبانا۔

(۶) ترش سیب کھانا۔

بعض لوگوں نے ان کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ذکر کی ہیں ان میں سے دنیا کے سبب رنج وغم ہے، تیز گرم روٹی کھانا ہے، معاصی میں مبتلا ہونا ہے، پھر فرمایا کہ حضرت امام شافعیؒ نے اپنے استاذ حضرت وکیعؒ سے سوء حفظ کی شکایت کی تھی تو انہوں نے ترک معاصی کی تلقین کی جس کو امام شافعیؒ نے اس طرح نظم کیا ہے۔

شکوت الی وکیع سوء حفظی

فاوصانی الی ترک المعاصی

فان العلم نور من الٰھی

ونور اللہ لا یعطی لعاصی

......☆......

ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کے بارے میں اکابر کا قول

ارشاد فرمایا کہ اکابر نے ابن تیمیہؒ اور ان کے تلمیذ ابن قیمؒ کے بارے میں کہا ہے "علمھما اکثر من عقلھما" کہ ان کا علم ان کی عقل سے زائد ہے ...... جس کا مطلب ظاہر ہے جس حدیث میں حق تعالیٰ شانہ کے سمائے دنیا پر نازل ہونے کا تذکرہ ہے اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا نزول اس طرح ہوتا ہے۔ اور منبر کے اوپر کی سیڑھی پر بیٹھ کر اس سے اتر کر بتاتے ہیں گویا حق تعالیٰ کا نزول اس طرح ہوتا ہے۔ اور منبر کے اوپر کی سیڑھی پر بیٹھ کر اس سے اتر کر بتاتے ہیں گویا حق تعالیٰ شانہ بشانہ کے لئے جسم ثابت کرتے ہیں۔ تجسیم کے قائل ہیں۔

......☆......

ابن خلکانؒ کی وجہ تسمیہ

فرمایا کہ مورخ ابن خلکان کو اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ موصوف کا تکیہ کلام کان تھا وہ بات بات میں کان کہتے تھے ان سے اس کان کو چھوڑانے کے لیے کہا گیا خل کان اس سے ان کا یہ نام مشہور ہو گیا۔

☆

جمل اور ابل کی تفسیر

فرمایا کہ مولانا عبدالحق صاحب حقانی بھی مولانا گنج مرادآبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا کہ آپ بڑے مفسر ہیں قرآن شریف کی تفسیر (تفسیر حقانی) بھی آپ نے لکھی ہے پھر پوچھا کہ اچھا آپ نے سورۂ اعراف کی آیت "**ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط**" میں جمل کی کیا تفسیر کی ہے عرض کیا اونٹ سے۔ فرمایا کہ اس جگہ اونٹ مراد نہیں موٹا رسا مراد ہے اس لئے کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہونے والی چیز کی جنس سے نہیں البتہ موٹا رسا جس سے رسی باندھی جاتی ہے اس کی جنس سے ہے اس لئے جمل سے یہاں اونٹ مراد نہیں موٹا رسا مراد ہے۔ پھر پوچھا کہ اچھا سورۂ غاشیہ کی آیت "**افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت**" میں ابل کی کیا تفسیر کی ہے؟ عرض کیا اونٹ سے تفسیر کی ہے۔ تو فرمایا کہ یہاں بھی اونٹ مراد نہیں بلکہ بادل مراد ہے اس لئے کہ یہاں کائنات کی عظیم ترین اشیاء سماوات وارض و جبال کا تذکرہ ہے ان کے ساتھ اونٹ کا کیا جوڑا؟ البتہ بادل ان کے مناسب ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتا ہے اس کے بعد حضرت دام مجدہ نے فرمایا کہ جمل کے معنی اونٹ اور موٹا رسہ اسی طرح ابل کے معنی اونٹ اور بادل دونوں کتب لغت میں ذکر کئے گئے ہیں۔

☆

"اللہ میاں" لکھنے پر مولانا احمد رضا کا اعتراض اور اسکا جواب

فرمایا رضا خانیوں نے ایک مناظرہ میں کہا فتاویٰ رشیدیہ میں جگہ جگہ لکھا ہوا ہے اللہ میاں،

اللہ میاں۔ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا ناجائز ہے۔ میں نے کہا بھئی کیوں ناجائز ہے؟ انہوں نے کہا کہ مولانا احمد رضا خانصاحب نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو میاں کہنا بے ادبی اور گستاخی ہے کیونکہ ''میاں'' کے تین معنی ہیں۔ ایک معنی ہیں ''شوہر''۔ یہاں یہ معنی مراد لینا غلط ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کا شوہر نہیں۔ دوسرے معنی ''دلال'' ہیں جو کسی مرد اور عورت کے درمیان ناجائز تعلقات کرائے اِدھر سے بھی فیس لے اُدھر سے بھی فیس لے۔ یہ معنی بھی درست نہیں۔ تیسرے معنی ہیں ''آقا''۔ یہ معنی صحیح ہو سکتے ہیں۔ مگر جب اوّل دو معنی شانِ خداوندی کے خلاف ہیں تو ایسا موہم لفظ بولنا درست نہیں۔ جیسے "یاایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا" (الآیۃ) راعنا کے ایک معنی صحابہ مراد لیتے تھے (یعنی ہماری رعایت کیجئے) وہ صحیح تھے۔ ایک معنی یہودی مراد لیتے تھے (ہمارے چرواہے) وہ غلط تھے۔

حق تعالیٰ نے ایسا لفظ بولنے سے منع کر دیا کیونکہ دوسرے غلط معنی کا احتمال ہے۔ لہٰذا فتاویٰ رشیدیہ میں جو لکھا ہے اللہ میاں' اللہ میاں یہ غلط اور ناجائز ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خانصاحب نے اپنے دو بیٹوں کو کچھ وصیتیں کی ہیں۔ اس میں لکھتے ہیں بڑے میاں' چھوٹے میاں۔ بڑے بیٹے کو بڑے میاں' چھوٹے بیٹے کو چھوٹے میاں۔ پہلے معلوم ہو چکا میاں کے تین معنی ہیں۔ ایک معنی شوہر۔ وہ تو یہاں مراد ہو نہیں سکتے۔ اس واسطے کہ خانصاحب بھی مرد' بیٹے بھی مرد۔ مرد کا شوہر مرد نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں کہا گیا ہے "نساء کم حرث لکم" تمہاری عورتیں تمہارے لئے حرث (کھیتی) ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مرد حرث نہیں لہٰذا یہ معنی تو یہاں مراد ہو نہیں سکتے۔ نیز ارشاد ہے "فانکحوا ما طاب لکم من النساء" مردوں کو حکم ہے کہ عورتوں سے نکاح کریں۔ یہ نہیں کہا گیا کہ مرد مردوں سے نکاح کریں۔ اور اگر خانصاحب کو عورت فرض کیا جائے تو بھی یہاں یہ معنی مراد نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ خانصاحب ہوگی بیوی' بیٹے ہوں گے شوہر ماں کو بیوی بنانا لازم آئے گا جو سخت گالی ہے۔ عوام میں بھی مشہور ہے' قرآن پاک میں بھی ہے "حرمت علیکم امھتکم" تم پر تمہاری مائیں حرام ہیں۔ پس خانصاحب عورت اور بیٹے شوہر فرض کئے جائیں تو بھی یہ نکاح ناجائز ہے۔

علاوہ ازیں ایک وقت میں ایک عورت کے دو شوہر ہو بھی نہیں سکتے دوسرے معنی آقا

کے ہیں۔ وہ بھی یہاں مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ بیٹے ہوئے آقا اور اعلیٰ حضرت غلام ہوئے۔ سوال ہوگا یہ غلام بیٹوں کی ملکیت میں کہاں سے آیا۔ کہیں بازار سے خرید کر لائے یا کہیں سے میراث میں ملا' یا جہاد میں گرفتار کر کے لائے آخر اس عبد مشترک کی کیا حیثیت ہے۔ پس یہ معنی بھی مراد نہیں ہو سکتے۔ لامحالہ وہ تیسرے معنی ''دلال'' کے متعین ہو گئے۔ جس سے پتہ چلا گھر میں آمدنی کا ذریعہ کیا تھا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے ایک دوست تھے ایک دفعہ انہوں نے کہا لغت کی کتابیں منگاؤ تاکہ میاں کے معنی دیکھوں۔ میں نے کہا بگھارتے رہئے آپ لغت کی کتاب۔ میاں کے معنی تلاش کرتے رہئے مگر آپ کو ملنے کے نہیں۔

☆

بکرے کی حلت اور سؤر کی حرمت پر پنڈت سے گفتگو

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک پنڈت میرے پاس آیا۔ کبھی کبھی آیا کرتا تھا۔ کہنے لگا مولوی صاحب آپ کے مذہب میں ایک مسئلہ بڑا عجیب ہے میں نے کہا ہم سارے ہی عجیب ہیں آپ نے دیکھا ہی کیا ہے بتلایئے؟ اس نے کہا دو جانور ایک صورت شکل کے ایک کو آپ حلال کہتے ہیں ایک کو حرام کہتے ہیں یعنی بکرا اور سور ایک طرح کے ہیں مگر آپ ایک کو حلال کہتے ہو ایک کو حرام اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا پنڈت جی ذرا جواب کڑوا ہے ناگوار نہ گزرے' اس نے کہا ہوگا ہی نہیں جواب' میں نے کہا جواب تو ایسا ہے کہ اگر سمجھ میں آ گیا تو ناک کے بال بھی جل جائیں گے منہ سے حلق تک سب چھل جائے گا اور زندگی بھر کبھی یہ سوال زبان پر نہیں لاؤ گے۔ لیکن چونکہ آپ سے تعلق ہے اس لئے زیادہ کڑوے اجزاء نکال کر ہلکی کڑواہٹ کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ سنئے۔ کون اندھا ہے جو بکرے اور سور کو ایک جیسا کہہ دے گا (میں نے اپنی طرف اشارہ کر کے کہا)

بکرے کے داڑھی ہے سؤر کے داڑھی نہیں۔

بکرا گھاس پات کھاتا ہے۔ سور پاخانہ اور دوسری غلاظتیں کھاتا ہے۔

بکری کے تھن دو ہوتے ہیں اور سورنی کے زیادہ بکری کے تھن دونوں رانوں کے بیچ ہوتے ہیں اور سورنی کے سینے پر ہوتے ہیں۔

بکرے کے سینگ ہوتے ہیں سؤر کے سینگ نہیں ہوتے۔

غرض صورت اور اعضاء کی خلقت دونوں کی الگ الگ ہے۔ لیکن ہم نے مانا کہ دنیا میں اندھے بھی رہتے ہیں ان کی رعایت بھی ضروری کرنی ہے (جن کو یہ فرق نظر نہیں آتا) اچھا آپ بتلایئے کہ آپ کی والدہ زندہ ہے۔

اس نے کہاں ہاں زندہ ہے۔

میں نے پوچھا بہن ہے کوئی؟

اس نے کہا ہاں ہے۔

میں نے کہا بیوی ہے؟ کہا ہاں۔

میں نے پوچھا کہ بچے بھی ہیں؟ اس نے بتایا دو بچے ہیں۔

میں نے کہا کس سے؟

اس نے کہا کس سے کا کیا مطلب؟

میں نے کہا بھئی آپ کے گھر میں تین عورتیں ہیں ایک آپ کی والدہ اور دوسرے آپ کی بہن تیسرے آپ کی بیوی۔ وہ دو بچے آپ کے کس عورت سے ہیں؟

اس پر غصہ میں جواب دیا بیوی سے ہیں اور کس سے ہوتے۔

میں نے کہا آپ کی بیوی والدہ بہن تینوں عورتیں ہیں شکل وصورت بھی ایک ہی ہے۔ دونوں ایک جیسی ہیں۔ دو آنکھیں ان (بیوی) کے دو آنکھیں ان (والدہ) کے دو کان دو ہاتھ دو پیر بیوی کے بھی والدہ کے بھی شکل بھی ایک اعضاء بھی ایک خلقت بھی ایک لیکن کیا وجہ ہے آپ اپنے لئے بیوی کو حلال سمجھتے ہیں اور والدہ کو حرام؟ (ان کی پیشانی پر تغیر آیا) پھر بیوی اور ماں میں تو عمر کا فرق بھی ہے۔ بیوی اور بہن میں کوئی خاص فرق نہ ہوگا عمر بھی ایک جیسی ہوگی۔ کیا وجہ ہے کہ آپ بہن کو اپنے لئے حرام سمجھتے ہیں اور بیوی کو حلال سمجھتے ہیں۔

پنڈت جی غصہ میں آ کر کہنے لگے دیکھئے۔ یہ ہیں مسلمان یہ ہیں ان کے اخلاق یہ ہے ان کی تمیز پہنچ گئے ماں بہن پر۔

میں نے کہا توبہ توبہ پنڈت جی آپ غلط سمجھ گئے۔ میں آپ کی ماں بہن پر نہیں پہنچ رہا

ہوں آپ ایسا سمجھے تو بے واقعی غصہ کی بات۔ کسی شریف آدمی کی ماں بہن کے پاس کوئی غیر آدمی پہنچ جائے تو غصہ آ ہی جاتا ہے آپ کا غصہ بالکل صحیح ہے لیکن سمجھے آپ غلط۔ (آپ ہی نے سوال کیا تھا کہ ایک ہی شکل وصورت کے دو جانور ہیں اسلام عجیب ہے کہ ایک کو حلال ایک کو حرام کہہ دیا اسی کا جواب سمجھا رہا ہوں) بس اب اول فول بکنا شروع کیا۔

میں نے کہا دیکھئے میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ جواب بہت زیادہ کڑوا ہے تاہم اس میں سے بہت کڑوے اجزاء میں نے نکال لئے تھے۔ کہنے لگے۔ کہہ دو وہ بھی کہہ دو۔ میں نے کہا کہہ دوں؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اب کچھ تحمل کا مادہ پیدا ہو گیا ہے۔ تو سنئے مجھ میں اور آپ میں کوئی فرق تو نہیں' کیا وجہ ہے کہ آپ اپنی بیوی کو خود کے لئے حلال سمجھتے ہیں اور میرے لئے حرام' مجھے اجازت دواور دو بچے مجھ سے بھی جنوادو اسی طرح مجھ میں اور آپ کے بہنوئی میں کوئی فرق نہیں کیا وجہ ہے کہ اپنی بہن کو اپنے بہنوئی کیلئے آپ جائز سمجھتے ہیں اور میرے لئے ناجائز اسی طرح کیا وجہ ہے کہ اپنی والدہ کو اپنے والد کے لئے حلال سمجھتے ہیں اور میرے لئے حرام کہتے ہو۔ حالانکہ بظاہر مجھ میں اور آپ کے والد میں کوئی فرق نہیں بلکہ پرانی وضع قطع کے ہوں تو شاید ان کے بھی داڑھی ہو۔ غرض ہم دونوں ایک سے ہیں کیا وجہ ہے کہ ان کے لئے آپ کی والدہ حلال میرے لئے حرام؟ پنڈت جی بہت بہت شرمندہ ہوئے اور جتنے الفاظ ان کی ڈکشنری میں تھے غصہ میں سارے ہی کہہ دیئے۔ میں نے کہا پنڈت جی اب بہت ہو گیا اب ذرا سنبھل کر بیٹھو آپ کا غصہ اور ناراض ہونا حماقت اور جہالت ہے۔ آپ اپنے مذہب سے واقف نہیں جو ناراض ہو رہے ہیں۔ آپ کی کتاب ستیارتھ پرکاش ص ۱۲۹ میں لکھا ہے کہ جو شخص روپیہ حاصل کرنے کے لئے یا علم حاصل کرنے کے لئے باہر پردیس میں گیا ہو اور اس کے پیچھے اس کی بیوی کو اولاد حاصل کرنے کی خواہش ہو تو اس کے واسطے جائز ہے کہ اپنے پڑوسی سے حاصل کر لے۔ میں نے کتاب کھول کر دکھا دی۔ اس کے بعد میں نے کہا اب بتایئے میں نے کیسے خلاف کیا اگر کوئی آپ کے پڑوس میں رہتا ہو اور آپ کہیں باہر گئے ہوں اور آپ کی بیوی کو اولاد حاصل کرنے کی خواہش ہو تو آپ کی کتاب کی رو سے بلا تکلف جائز ہے کہ غیر سے اولاد حاصل کر لے بس اب اٹھ کر چل دیئے۔ میں نے کہا پنڈت جی معاف کرنا سور کا جواب تو ایسا ہی ہو۔ اس نے کہا ہاں اب سور بھی مجھے کہہ دو میں نے کہا کہ میں تو بہت دیر سے کہہ رہا ہوں کوئی نہ سمجھے تو میں کیا کروں۔ (ملفوظات فقیہ الامت سے ماخوذ)

ادیبوں کے لطیفے

ایک روز نواب مرزا داغ دہلوی (۱۸۳۱ء ۔ ۱۹۰۵ء) نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب ان سے ملنے آئے اور انھیں نماز میں مشغول دیکھ کر لوٹ گئے۔ اس وقت داغ نے سلام پھیرا۔ ملازم نے کہا "فلاں صاحب آئے تھے اور چلے گئے"۔ فرمانے لگے "دوڑ کر جا ابھی راستے میں ہوں گے"۔ وہ بھاگا بھاگا گیا اور ان صاحب کو بلا کر لایا۔ داغ نے ان سے پوچھا کہ "آپ آکر چلے کیوں گئے؟" وہ کہنے لگے "آپ نماز پڑھ رہے تھے اس لئے میں چلا گیا۔" داغ نے فوراً کہا "حضرت! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ لاحول تو نہیں پڑھ رہا تھا جو آپ بھاگے۔"

----------------------*-----------*-----------

الٰہ آباد میں ایک ایٹ ہوم میں اکبر الٰہ آبادی (۱۸۴۶ء ۔ ۱۹۲۱ء) خان بہادر سید اکبر حسین اکبر بھی شریک ہوئے۔ وہاں طرح طرح کے انگریزی لباس پہنے ہوئے ہندوستانی جمع تھے۔ ایک کالے صاحب بھی تھے۔ ان کو انگریزی لباس جچتا نہ تھا۔ ان پر حضرت اکبر پھبتی کستے ہیں۔

ہر چند کہ کوٹ بھی ہے پتلون بھی ہے　　بنگلہ بھی ہے پاٹ بھی، صابون بھی ہے

لیکن میں پوچھتا ہوں تجھ سے ہندی　　یورپ کا تیری رگوں میں کچھ خون بھی ہے

----------------------*-----------*-----------

ایک دن حضرت اکبر اس راہ سے گزرے جس طرف کلال تھے۔ آپ کی نظر جو پڑی، وہاں مسلمانوں کو مجمع دوسری قوم کے مقابلے میں زیادہ تھا۔ اس پر فرمایا:

مسجدیں چھوڑ کے جا بیٹھے ہیں میخانوں میں

واہ کیا جوشِ ترقی ہے مسلمانوں میں

----------------------*-----------*-----------

ایک مرتبہ حضرت اکبر الٰہ آبادی کے ایک دوست نے انھیں ایک ٹوپی دکھائی جس پر قل ہو اللہ کڑھا ہوا تھا آپ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ "بھئی بہت عمدہ ہے، کسی دعوت میں کھانا ملنے میں دیر ہو جائے تو یہ ٹوپی پہن لیا کرو

سمجھ لیں گے کہ انتڑیاں قل ہواللہ پڑھ رہی ہیں۔"

----------------------*-----------*-----------*

ایک بار مشاعرہ ہو رہا تھا، ایک مسلم الثبوت استاد جگر مراد آبادی (۱۸۹۰ء ۱۹۶۰ء) اٹھے اور انھوں نے طرح کا ایک مصرع دیا۔

ع چمن سے آ رہی ہے بوئے کباب

بڑے بڑے شاعروں نے طبع آزمائی کی لیکن کوئی گرہ نہ لگا سکا، ان میں سے ایک شاعر نے قسم کھالی کہ جب تک گرہ نہ لگائیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے، چنانچہ وہ ہر صبح دریا کے کنارے نکل جاتے اونچی آواز سے الاپتے۔

چمن سے آ رہی ہے بوئے کباب

ایک روز ادھر سے ایک لڑکا گزرا' جونہی شاعر نے یہ مصرع پڑھا' وہ لڑکا بول اٹھا

ع کسی بلبل کا دل جلا ہوگا

شاعر نے بھاگ کر اس لڑکے کو سینے سے لگایا۔ یہی لڑکا بڑا ہو کر جگر مراد آبادی کے نام سے مسلم الثبوت استاد بنا۔

----------------------*-----------*-----------*

محترمہ بیگم حمیدہ سلطان صاحبہ پنڈت ہری چند اختر (۱۹۰۰ء ۱۹۵۸ء) جنرل سیکریٹری انجمن ترقی اُردو (دہلی) کے ہاں علی منزل میں ایک شعری نشست میں مرحوم ناروی غزل سنا رہے تھے۔ ردیف تھی' کیا کیا' نوح صاحب نے اپنی مخصوص تحت اللفظ طرز ادا میں جب یہ مصرع پڑھا:

یہ دل ہے' یہ جگر ہے' یہ کلیجہ

تو پنڈت ہری چند اختر بے ساختہ کہہ اٹھے۔

قصائی لایا ہے سوغات کیا کیا

سامعین تو کیا خود حضرت نوح کا ہنستے ہنستے بُرا حال تھا۔ حال آنکہ ہنسی اور حضرت نوح میں اینٹ اور کتے والا بیر تھا۔

چراغ حسن حسرت ولادت: (۱۹۰۵ء ۱۹۵۵ء) (ایڈیٹر ''شیرازہ'' لاہور) کا قد لمبا تھا۔ ایک روز بازار گئے' آموں کا موسم تھا ایک دکاندار سے بھاؤ پوچھا۔ دکاندار نے کہا۔ پانچ آنے سیر۔ حسرت نے کہا ''میاں آم تو بہت چھوٹے ہیں''

دکاندار نے کہا۔ ''میاں نیچے بیٹھ کر دیکھو آم چھوٹے ہیں یا بڑے۔ قطب مینار سے تو بڑی شے چھوٹی نظر آتی ہے۔

--------------------------*-------------*-------------*

کسی صاحب نے ایک بار اسرار الحق مجاز (۱۹۱۱ء ۱۹۵۵ء) سے پوچھا۔ ''کیوں صاحب! آپ کے والدین آپ کی رندانہ بے اعتدالیوں پر کچھ اعتراض نہیں کرتے؟'' مجاز...... ''جی نہیں۔!'' ''کیوں......؟'' مجاز ''لوگوں کی اولاد سعادت مند ہوتی ہے لیکن خوش قسمتی سے میرے والدین سعادت مند ہیں۔''

--------------------------*-------------*-------------*

حیدرآباد دکن میں ''قاف'' کی جگہ عام طور پر لوگ ''خ'' بولتے ہیں۔ کسی حیدرآبادی نے مجاز کو ایک دعوت پر مدعو کرتے ہوئے کہا۔ ''مجاز صاحب! کل میری فلاں عزیزہ کی تخریب (تقریب) ہے غریب خانے پر تشریف لائیے۔'' مجاز نے خوفزدہ ہو کر جواب دیا۔ ''نہیں صاحب مجھ سے یہ دردناک منظر نہیں دیکھا جا سکے۔''

--------------------------*-------------*-------------*

ایک ادب نواز مجسٹریٹ نے مجاز کو بستی آنے کی دعوت دی۔ مجاز نے کہا۔ ''کچھ کام کی بات بھی ہوگی۔'' اس نے جواب دیا ''تم آؤ تو نہلا دونگا'' مجاز مسکرا کر بولے۔ ''خیر وہاں تو نہلا دو گے۔ یہاں کم از کم وضو تو کرواہی دو۔''

--------------------------*-------------*-------------*

ڈاکٹر تاثیر اور احسان دانش (۱۹۱۱ء ۱۹۸۲ء) ریل میں اکٹھے سفر کر رہے تھے۔ ایک اسٹیشن پر تاثیر کے ایک دوست اسی ڈبے میں داخل ہوئے۔ تاثیر نے ان سے احسان دانش کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ آپ ہیں اُردو کے مشہور شاعر' مصور فطرت' شاعرِ مزدور' حضرت احسان دانش کاندھلوی۔ اس دوست نے پوچھا وہی جو

مزدوروں کے بارے میں نظمیں لکھتے رہتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں وہی۔ وہ دوست کہنے لگا'' خدا کی قسم ان کی نظمیں پڑھ کے یہ جی چاہتا ہے کہ صبح کو اٹھتے ہی ہر مزدور کے سر سو جوتے لگائے جائیں۔''

------------------------*------------*------------*

ہری پور ہزارہ میں قتیل شفائی (۱۹۱۹ء) اور انکے دوستوں نے ۱۹۳۹ء میں ڈاکٹر اقبال کی پہلی برسی کے سلسلے میں مشاعرے کا اہتمام کیا۔ چندہ اکٹھا کرنے کے سلسلے میں جب ایک دکاندار کو انھوں نے بتایا کہ ڈاکٹر اقبال کی برسی کے سلسلے میں یہ مشاعرہ ہو رہا ہے تو اس نے آبدیدہ ہو کر پوچھا کیا سچ مچ ڈاکٹر اقبال وفات پا گئے ہیں؟ اس پر قتیل شفائی نے حیران ہو کر پوچھا کیا آپ انھیں جانتے تھے۔ اس پر انھوں نے فرمایا۔ کیوں نہیں ابھی دو سال پہلے میری بھینس بیمار ہو گئی تھی انھوں نے بڑی توجہ سے اس کا علاج کیا تھا۔ یہ سننا تھا کہ سب کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

------------------------*------------*------------*

ایک مشاعرے کی نظامت کے فرائض بشیر بدر (۱۹۳۵ء) کر رہے تھے۔ شاعر کو داد دی جا رہی تھی۔ واہ واہ کے ساتھ مجمع کے کسی شریر لڑکے نے کتوں کی طرح بھوں بھوں کر کے داد دی۔ بشیر بدر نے کہا کہ ہر شخص کو اپنی مادری زبان میں داد دینے کا حق حاصل ہے۔

------------------------*------------*------------*

مشہور عالم آفاقی' کمال جعفری اور شان بھارتی ذکریا اسٹریٹ سے پیدل ہی چاندنی چوک جا رہے تھے۔ چلتے چلتے جدیدیت پر بات چل نکلی اور لوگ اس قدر مستغرق ہوئے کہ بجائے چاندنی چوک کے دھرم تلہ کے قریب پہنچ گئے۔ اس کا احساس سب سے پہلے شان بھارتی کو ہوا۔ انھوں نے کمال جعفری سے کہا'' بھئی ہم لوگ شاید دوسرے راہ پر آ گئے ہیں۔'' یہ سنتے ہیں مشہور عالم آفاقی نے کہا۔'' جدیدیت جو سوار تھی۔ اس لئے بے راہ روی تو ہوگی ہی۔''

------------------------*------------*------------*

عربی کے مشہور شاعر ابونواس کے پاس ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ ''ابونواس' میں سارے عرب کا سفر کرنا چاہتا ہوں۔ تم مجھے ایک رقعہ لکھ کر دے دو' جسے میں عرب کے امیروں کو دکھلاؤں' تا کہ وہ میری مدد

کریں۔‘‘ ابونواس نے رقعہ لکھا اور اسے بند کر کے اس کے حوالے کر دیا۔ وہ چلا گیا۔ تھوڑی دور جا کر اس نے لفافہ کھولا پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔ ’’یہ شخص مکار ہے میرے نام سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ لہٰذا کوئی اس کی امداد نہ کرے۔‘‘

رقعہ پڑھتے ہی اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور واپس آیا۔ اور غصہ سے خطاب کرتے ہوئے بولا۔ ’’ابونواس! یہ کیا فریب کاری ہے۔‘‘ ابونواس نے جواب دیا۔ ’’گھبراتے کیوں ہو یہ ہماری سوسائٹی کے اصطلاحی الفاظ ہیں۔ جس کی امداد مقصود ہوتی ہے اسے ہم اسی قسم کے الفاظ لکھ کر دیتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس نے کہا ’’ابونواس تم بڑے بے ایمان ہو دغا باز ہو۔‘‘ انھوں نے کہا ’’بھائی مجھے میرے احسان کے بدلے میں گالیاں کیوں دیتے ہو۔‘‘ اس نے کہا ’’گھبراتے کیوں ہو یہ میری سوسائٹی کے اصطلاحی الفاظ ہیں جو شکریہ کے ہم معنی ہوتے ہیں۔‘‘

------------------------*------------*------------

مولانا سمیع اللہ کی دکان پر اکثر شاعروں اور ادیبوں کی محفلیں ہوتی تھیں ایک دن کچھ ادیب تذکرہ کر رہے تھے کہ فلاں پبلشر رائلٹی نہیں دیتا۔ شاہراہ والے پرکاش پنڈت کو وقت پر تنخواہ نہیں دیتے وغیرہ۔ اس پر مولوی سمیع اللہ بولے کہ ہمارے رائٹر اچھے ہیں جو ہم سے کبھی معاوضے یا رائلٹی کا مطالبہ نہیں کرتے۔ اس پر سب نے حیران ہو کر یک زبان پوچھا میاں ایسے کون سے شاعر و ادیب ہیں جو بغیر معاوضے کے کام کرتے ہیں۔ اس پر سمیع اللہ صاحب بولے کہ اللہ۔ رسول۔ (کیونکہ مولانا صاحب قرآن شریف اور سورے وغیرہ شائع کرتے تھے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ابو نعیم نے اپنی کتاب ''الحلیہ'' میں مجاھد کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول "اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ" یعنی جہاں کہیں بھی تم ہوگے موت تم کو آجائے گی اگر چہ تم مضبوط قلعوں میں بھی ہو۔ کی تفسیر میں فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک عورت تھی اور اس کے یہاں ایک تنخواہ دار ملازم تھا۔ اس عورت کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس نے نوکر سے کہا کہ کہیں سے آگ لے آ۔ چنانچہ جب نوکر آگ لینے کے لئے گھر سے نکلا تو اس کو دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہوا ملا۔ اس نے نوکر سے پوچھا کہ اس عورت کے ہاں کیا پیدا ہوا ہے؟ نوکر نے جواب دیا کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ یہ لڑکی جب تک سو۱۰۰ امردوں سے زنا نہیں کرائے گی ہرگز نہیں مرے گی اور آخر میں اپنے نوکر سے نکاح کرے گی اور اس کی موت ایک مکڑی کے ذریعہ واقع ہوگی۔ یہ پیشین گوئی سن کر نوکر نے اپنے دل میں کہا کہ میں ایسی لڑکی سے نکاح کر کے کیا کروں گا جو سو۱۰۰ امردوں سے زنا کر چکی ہو۔ لہٰذا اس لڑکی کو قتل کر دینا بہتر ہے۔ چنانچہ اس نے ایک چھری لی اور اندر جا کر اس لڑکی کا شکم چاک کر دیا اور وہاں سے فرار ہو گیا اور ساحل پر پہنچ کر ایک جہاز میں سوار ہو گیا۔

ادھر لڑکی کے زخم کاری نہیں لگا تھا لہٰذا لڑکی کے پیٹ میں ٹانکے لگوائے گئے اور اس طرح وہ چند دن کے بعد تندرست ہوگئی۔ پھر وہ جوان ہوگئی اور اس کا رنگ روپ نکھرا تو اپنے وقت کی نہایت حسین وجمیل عورتوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ کچھ دن بعد اس لڑکی نے جسم فروشی کا دھندہ شروع کر دیا اور ساحل سمندر کے قریب سکونت اختیار کر لی اور مسلسل مذموم کام میں مشغول رہی۔

اتفاق کی بات وہ ملازم ایک عرصہ کے بعد اس شہر میں واپس آیا اور ساحل پر اس جہاز سے اترا۔ اب اس کے پاس کافی دولت تھی جو کہ اس نے اس عرصہ میں دوسرے شہروں سے کمائی تھی۔ چنانچہ اپنے شہر کے ساحل پر اتر کر اس نے اہل ساحل سے کہا کہ میرے لئے کوئی حسین عورت تلاش کرو تا کہ میں اس سے نکاح کر سکوں۔ اہل ساحل کی عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا یہاں ساحل پر ایک حسین وجمیل عورت رہتی ہے مگر وہ جسم فروشی کا دھندہ کرتی ہے۔ اس ملازم نے کہا کہ اچھا ذرا اس کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ یہ عورت اس لڑکی کے پاس گئی اور تمام ماجرا بیان کیا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ

میں نے اب جسم فروشی کا دھندہ چھوڑ دیا ہے اگر وہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

غرضیکہ اس ملازم اور لڑکی کا اہل ساحل نے نکاح کرادیا اور اس طرح اس شخص کی پیشین گوئی کا پہلا جزو پورا ہو گیا۔ ملازم کو یہ لڑکی بہت پسند آئی اور وہ اس سے محبت کرنے لگا اور ایک دن اس نے اپنی بیوی کو آپ بیتی سنائی اور یہ بھی اس کو بتادیا کہ میں ایک نوزائیدہ لڑکی کو قتل کر کے یہاں سے کافی عرصہ پہلے بھاگا تھا۔ بیوی نے یہ ماجرا سن کر کہا کہ میں وہی نوزائیدہ لڑکی ہوں اور اپنا پیٹ کھول کر شوہر کو چھری کے زخموں کے نشانات دکھائے اور اپنے زانیہ ہونے کا بھی اعتراف کرلیا اور کہا کہ مجھ کو یہ اندازہ نہیں کہ میں نے سو مردوں کے ساتھ یہ فعل کیا ہے۔ شوہر نے بیوی کے تمام حالات سننے کے بعد کہا کہ تمہاری موت کا سبب ایک مکڑی بنے گی۔

اس کے بعد اس کے شوہر اور بیوی نے جنگل میں ایک مضبوط محل بنوایا اور چونا اور گچ سے اس کو مزید پختہ کرایا تاکہ کوئی موذی جانور اور مکڑی وغیرہ اس میں نہ گھس سکے اور تمام اطراف سے اطمینان کر لینے کے بعد یہ دونوں میاں بیوی اس محل میں رہنے لگے۔ ایک دن شوہر نے چھت میں ایک زہریلی مکڑی دیکھی تو اس نے بیوی سے کہا کہ یہ دیکھنا یہ وہی مکڑی تو نہیں ہے جو تیری موت کا سبب ہوسکتی ہے۔ بیوی نے مکڑی کو دیکھ کر کہا کہ ہاں یہ مکڑی ہی ہے مگر میں اس کو ابھی مار ڈالتی ہوں۔

چنانچہ اس نے مکڑی کو گرا کر اپنے پیر کے انگوٹھے سے رگڑنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ مکڑی نے اچانک اچھل کر اس کے انگوٹھے میں کاٹ لیا جس سے اس کا زہر بیوی کے جسم میں سرایت کر گیا اور اس کا پاؤں سیاہ پڑ گیا اور دھیرے دھیرے تمام خون زہر آلود ہو گیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا واقعہ ہی آیت مذکورہ بالا کا شان نزول ہے۔ لیکن اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت غزوہ احد کے موقع پر منافقین مدینہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ منافقین نے شہداء احد کے بارے میں کہا تھا:

"لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا"

یعنی یہ لوگ اگر ہمارے ساتھ ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اسی قول کا جواب اس آیت میں دیا ہے یعنی

"اینما تکونوا یدرککم الموت"

عیسائیت میں پاپائیت کا کام اور مقام

عیسائیت کو سرکاری مذہب کا مقام قسطنطین شہنشاہ روما نے عطا کیا اس لحاظ سے مذہبی اور دنیاوی امور یکجا ہو گئے اور حکومت روما مقدس بن گئی اس دور میں کلیسا کا انتظام پانچ بڑے پادریوں کے ذمے تھا جنہیں (Patriachs) کہا جاتا تھا۔ جو انگریزی میں فادر کے ہم معنی ہے۔ کلیسا دو تھے مغرب میں روم کا اور مشرق میں قسطنطنیہ کا۔ رومی کلیسا کو اس بات پر ناز تھا کہ پطرس اور پولوس نے روم میں ہی وفات پائی تھی اور وہی عیسائیت کی اصل روایات کا علمبردار تھا۔ دوسری طرف قسطنطنیہ کا کلیسا بھی اپنے آپ کو کم اہم نہ سمجھتا تھا۔ اس لئے کہ اس دور میں قسطنطنیہ ہی سلطنت روما کا دارالحکومت یا مرکزی مقام تھا۔ اس لئے وہ رومی کلیسا پر برتری رکھتا تھا۔ دونوں کلیساؤں میں اختلافات کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ دونوں کی زبانیں مختلف تھیں ۔ رومی کلیسا میں لاطینی اور قسطنطنیہ میں یونانی ۔ دونوں کی تعلیمات کا ترجمہ جب ایک زبان سے دوسری زبان میں ہوتا تو مطالب و مفہوم میں اختلاف پیدا ہو جاتا ۔ اور دونوں میں بحث چھڑ جاتی ۔ ان ہی وجوہات کی وجہ سے دونوں میں اختلافات کی خلیج اس حد تک وسیع ہوئی کہ دونوں کبھی متحد نہ ہو سکے اور مذہب کے ایک منظم ادارے کی حیثیت سے کلیسا کا نظام پارہ پارہ ہو گیا۔ اس پر مزید ستم یہ کہ صلیبی جنگوں کے دوران عیسائی افواج نے کلیسائے قسطنطنیہ کے علاقوں کو تخت و تاراج کیا جس سے اختلافات اور بڑھ گئے۔

وہ شخص جس نے سب سے پہلے پاپائی نظام کو مستحکم بنیادوں پر استوار کیا۔

گریگوری اول (۵۴۰ءتا۶۰۹) تھا۔اس دور میں بہت سی وحشی اقوام عیسائیت میں داخل ہوئیں جس سے پوپ کی قوت میں اضافہ ہوا۔وہ دینوی اور دنیاوی دونوں طاقتوں کا منبع و سرچشمہ قرار دیا گیا اوراس سلسلے میں اسے غیر محدود اختیارات حاصل ہو گئے حتیٰ کہ بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کو پوپ کی حمایت حاصل کئے بغیر چارہ نہ رہا۔

پوپ کی زبردست طاقت کا یہ دور ۸۰۰ء سے شروع ہوا۔جب رومتہ الکبریٰ کی مقدس سلطنت کے پہلے شہنشاہ شارلی مان کو روما میں پوپ نے مذہبی رسوم کے ساتھ اپنے ہاتھ سے تاج پہنایا۔اسی تاج پوشی کے بعد سے ہی سلطنت روما کا نام ''مقدس سلطنت روما'' رکھ دیا گیا۔جب پوپ نے شارلی مان کو اس سلطنت کا فرمانروا بنایا تھا اس وقت اس کی حدود میں وہ تمام ممالک شامل تھے جو آج کل فرانس،جرمنی،اٹلی اور وسط یورپ کی ریاستوں یوگوسلاویہ اور رومانیہ کے نام سے موسوم ہیں۔یہ وہ زمانہ تھا جب بحر روم سے لے کر بحر ہند تک دولت عباسیہ کے سلاطین کا آفتاب اقبال جگمگا رہا تھا اور اسپین میں عرب سلاطین کے ہاتھوں قرطبہ وغرناطہ کی بنیادیں رکھی جا رہی تھیں۔

۸۰۰ء کے بعد پوپ ہی یورپ کا معنوی فرمانروا تھا۔اس تاریخ کے بعد سے سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی تک یورپ کے بادشاہوں کا تخت وتاج عملاً پوپ کے ہاتھ میں تھا۔وہ جسے چاہتا تخت پر بٹھا سکتا اور جسے چاہتا تخت سے محروم کر سکتا تھا چنانچہ شارلی مان کی وفات کے بعد جب اس مقدس سلطنت روما میں انتشار پیدا ہو گیا اور ہر چھوٹا حکمران اپنی جگہ خود مختار بن بیٹھا تو یہ پوپ ہی تھا جس کی مداخلت سے آٹو اعظم کو باقاعدہ تاجدار تسلیم کیا گیا۔اس تاج پوشی کے بعد یورپ کے تمام سرداروں جاگیرداروں اور چھوٹے بڑے سب فرمانرواؤں نے یہ طے کیا کہ آئندہ سے بادشاہ کی تاجپوشی پوپ یا اس کے مقرر کئے ہوئے نائب ہی کیا کریں گے۔یہ تعداد بعد میں محدود ہو کر سات تک رہ گئی۔ان میں تین پاپائیت کے نمائندے ہوتے تھے اور چار رؤسا کے۔ان رؤسا پر بھی پوپ کا اثر رسوخ ہوتا۔ گویا بادشاہت کا پورا اختیار پوپ کے ہاتھوں میں تھا۔تیرھویں اور چودھویں صدی میں

پورے یورپ میں صرف پوپ ہی کا ڈنکا بج رہا تھا۔ یورپ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام چھوٹے بڑے فرمانروا اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھے۔ پوپ کا قانون ہی سب کچھ تھا۔

پوپ کے اثر واقتدار کا اندازہ اس بات سے لگا لیجئے کہ پوپ صرف شہنشاہ ہی نہیں تھا بلکہ ظاہری شان وشوکت کے لحاظ سے بھی اس کا دربار بڑے بڑے حکمرانوں کے دربار کو شرماتا تھا۔ پوپ کا بھی باقاعدہ تاج ہوتا جس پر لاکھوں کے جواہرات ٹکے ہوتے اور جب بھی نیا پوپ مقرر ہوتا ــــــــــــــــــــ

ــــــــــــ تو اسے وہ تاج انہیں مذہبی رسوم کے ساتھ پہنایا جاتا جو بادشاہوں کی تاجپوشی کے وقت ادا کی جاتی تھیں **پوپ کے صرف مصاحب خاص کے لئے** جو جاگیر تھی اس کا رقبہ تیرھویں صدی عیسوی میں سترہ ہزار مربع میل تھا۔

پاپائیت کا مرکز روم تھا۔ جہاں ''ٹی کن'' مقام پر پوپ کا محل ہے۔ اسے ۱۳۷۷ء میں پوپ گریگوری یازدہم نے اپنا مستقر بنایا تھا اور جو اس وقت سے آج تک پاپائیت کا مستقر ہے۔ یہ اپنی وسعت کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی عمارت ہے۔ یہ محل گیارہ سو اکاون فٹ لمبا اور سات سو چھتر فٹ چوڑا ہے۔ اس کے کمروں کی تعداد چار ہزار کئی منزلیں ہیں۔ جن پر جانے کے لئے بے شمار زینے ہیں۔ بیسیوں ایوان ہیں متعدد پائیں باغ ہیں اور چند در چند بڑے ہال ہیں۔

پوپ کے ایک ہاتھ میں یورپ کے بادشاہوں کے تاج تھے تو دوسرے ہاتھ میں عوام کے دل ودماغ کی باگ ڈور' سیاسی قوت اور مذہبی اثر' پھر دولت نے کلیسا کو وقت کا اہم ترین ادارہ بنا دیا تھا۔ لیکن کلیسا نے ان اختیارات کا صحیح استعمال نہ کیا اگر بادشاہ کلیسا کے احکام سے سرتابی کی جرات کرتے تو وہ تخت وتاج سے محروم کر دیئے جاتے اور اگر عوام میں سے کسی کے سر میں سرکشی کا سودا سماتا تو اسے الحاد وبے دینی کی سزا دی جاتی تھی۔ جب اس قسم کے سرکش افراد کی تعداد کچھ بڑھنے لگی تو ۱۲۴۸ء میں پوپ انوسینٹ چہارم (Innocent IV) نے عدالت تفتیش (Ihquisi Tion) کے نام سے استیصال الحاد

کے لئے ایک عدالت قائم کی جس کی شاخیں پورے یورپ میں تھیں پندرہویں صدی عیسوی میں یہ عدالت اپنے شباب پر تھی ہر وہ شخص جس کے خلاف پوپ کی بے چون و چرا اطاعت سے سرتابی کرنے کا شبہ ہوتا اسے فوراً گرفتار کر کے اس عدالت کے ججوں کے سامنے لایا جاتا۔ مگر ملزم کو نہ تو الزام لگانے والے کا پتہ ہوتا اور نہ اسے صفائی کا موقع دیا جاتا۔ مقدمے کی کاروائی بند کمرے میں ہوتی دوٹوک فیصلہ ہوتا۔ ملزم اقرار کرے یا انکار دونوں صورتوں میں موت اس کی منتظر تھی۔ ملزم اگر اقرار جرم نہ کرتا تو سمجھ لیا جاتا کہ جھوٹ بول رہا ہے۔ سچ بلوانے کے لئے اس پر ہولناک سختیاں کی جاتیں۔ بالآخر وہ اقرار جرم کر لیتا ــــــــــــــــــــــــــــــــ ایک اندازے کے مطابق ۱۴۸۱ سے ۱۸۰۸ء تک ان احتسابی عدالتوں نے تقریباً تین لاکھ چالیس ہزار آدمیوں کو مختلف سزائیں دیں۔ ان میں سے صرف ۳۲ ہزار وہ تھے جنہیں دہکتی آگ کی نذر کیا گیا۔ جن لوگوں کو سزائیں دی گئیں ان میں گلیلیو جیسے ماہرین سائنس شامل تھے۔ اٹلی کے مشہور سائنس دان برونو کو بھی اشاعت علم کے جرم میں آگ کی نذر کر دیا گیا۔

کلیسا کے ان ہی مظالم کی بناء پر بہت سے لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مذہب اور سائنس ایک دوسرے کے مخالف ہیں اور اسی پس منظر کی بناء پر آج بھی بعض لوگ مذہب اور سائنس کو متضاد تصور کرتے ہیں۔

عیسائیت میں کفارے کے عقیدہ کا بانی پولوس یا سینٹ پال قرار دیا جاتا ہے۔ عہد نامہ جدید میں پولوس کے خطوط میں یہ عبارت نہایت واضح ہے کہ:

''تمہیں ایمان کے وسیلہ سے ہی نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں۔ خدا کی بخشش ہے اور نہ اعمال کے سبب سے ہے...... (افسیول ۲:۹۔۸)

''چنانچہ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب سے راست باز ٹھہرتا ہے''...... (رومیوں کے نام ۳،۲۸)

پھر پوپ کے متعلق یہ بھی طے ہوا تھا کہ اس کا فیصلہ غلط نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کے کسی حکم پر بحث و تمحیص کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ وہ خدا کا نائب تھا اور عیسیٰ مسیح کا قائم مقام، وہ

گنہگاروں کے گناہ معاف کرا سکتا تھا اور خدا کی رحمت و بخشش کے دروازے لوگوں پر کھول سکتا تھا۔ اسی عقیدے نے رفتہ رفتہ معافی ناموں (Indul Gences) کی صورت اختیار کر لی اور ان کی ابتدا یوں ہوئی کہ صلیبی جنگوں کے دوران میں پوپ اربن دوم نے حکم جاری کیا کہ جو لوگ بذات خود جنگ میں شریک نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنی طرف سے کسی اور کو بھیج دیں اور اس کے بدلے میں انہیں معافی نامہ دے دیا جائے گا جو ان کی نجات کا کفیل ہوگا۔

پھر سولہویں صدی عیسوی میں جب پوپ کو سینٹ پیٹر کے نام کا گرجا بنوانے اور اپنے محل کی رونق بڑھانے کے لئے روپے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے دستاویز مغفرت (معافی نامے) فروخت کرنے شروع کر دیئے۔ صلائے عام تھی ان گنہگاروں کے لئے جو اپنے گناہ معاف کرانا چاہیں۔ اپنے گناہوں کی مقدار کے مطابق ان دستاویزوں میں سے ایک دستاویز خرید لے۔ ہر گناہ کی بخشش کی قیمت مقرر تھی اور ہر قیمت کی دستاویز تیار۔ کہا جاتا ہے کہ خدا کی رحمت کا خزانہ کبھی خالی نہیں ہو سکتا اور پوپ کے ہاتھ میں اس خزانے کی کنجی ہے۔ اس لئے وہ جسے چاہے رحمت و بخشش سے مالا مال کر سکتا ہے۔ معافی نامے یا دستاویز مغفرت کی عبارت یہ تھی۔

> ''تم پر خداوند یسوع مسیح کی رحمت ہو اور وہ تمہیں اپنے مقدس ترحم سے (گناہوں کی سزا سے) آزاد کرے۔ میں اس کی اور اس کے بابرکت شاگرد پولوس اور مقدس پوپ کی اس سند کی رو سے جو مجھے انہوں عطا فرمائی ہے۔ تمہیں آزاد کرتا ہوں سب سے پہلے کلیسا کی تمام علامتوں سے خواہ وہ کسی مشکل میں ہوں۔ پھر تمہارے ہر ایک گناہ' حدود شکنی اور زیادتی سے' خواہ وہ کیسے ہی مہیب اور شدید کیوں نہ ہو اور میں وہ سزا تم سے اٹھا لیتا ہوں جو تمہیں تمہارے گناہوں کی پاداش میں جہنم میں ملنے والی تھی۔ تاکہ تم جب مرو تو جہنم کے دروازے تم پر بند ہوں اور جنت کی راہیں کشادہ' باپ' بیٹے اور روح القدس کے نام پر۔''

اس معافی نامے میں مختلف گناہوں کی قیمتیں مختلف تھیں۔ معافی نامے کے ہر

ایجنٹ کے پاس ان کی فہرست موجود تھی جس کی اصل (Tax of the Sacred Roman Chancery) کی کتاب میں محفوظ رکھی جاتی تھی۔ چند ایک گناہوں کی معافی کی قیمتیں بھی ملاحظہ فرمالیجئے:

۱۔اسقاط حمل.............................۳ شلنگ ۶ پنس

۲۔چوری.............................۹ شلنگ

۳۔عفیفہ کی عصمت دری.............................۹ شلنگ

۴۔زنا کی بھیانک صورتوں میں.............................۷ شلنگ ۶ پنس

۵۔قتل.............................۷ شلنگ ۶ پنس

یہ معافی نامے صرف اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے ہی نہ تھے بلکہ مردوں کے گناہوں کے لئے بطور کفارہ بھی خریدے جاسکتے تھے۔ چنانچہ ان معافی ناموں کے ایجنٹ کچھ اس قسم کی آوازیں لگایا کرتے تھے۔

''آؤ بڑھو! جنت کے دروازے کھل رہے ہیں اگر تم اب داخل نہ ہوگے تو کب داخل ہوگے تم بارہ پنس کے عوض اپنے باپ کی روح کو جہنم سے نکلوا سکتے ہو۔ کیا تم ایسے ناخلف ہو کہ اپنے باپ کیلئے اس قدر سستی نجات بھی نہیں خرید سکتے۔ اگر تمہارے پاس اور کچھ نہیں ایک کوٹ ہے تو وہی اتار دو تا کہ اس متاع گراں بہا کو خرید سکو۔''

(See Bucks Theologkal Dictionary Ndulgeces)

چنانچہ اسی دور سے نصرانیت کا پانچواں بنیادی رکن ''اپنی سیاہ کاریوں کا پادری کے سامنے اعتراف'' ٹھہرا۔

اب ایک عیسائی کے لئے کافی ہے کہ جو چاہے کرے' کیونکہ پادری کے سامنے گناہوں کا اعتراف گناہوں کی بخشش اور ان کے عقیدے کے مطابق بلاحساب کتاب ملکوت اعلیٰ میں داخلے کی ضمانت ہے۔ اس بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے الشیخ ابراہیم سلمان جبہان نے مزید کئی گوشے وا کئے ہیں، ان کی کتاب سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

''پادری کے سامنے اعتراف اس مذہب کے اعجوبوں میں [illegible]

ہے جس کے عجائبات کی کوئی حد نہیں مثلاً ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر عیسائی آخر میں عفریت کے پنجے میں ہوتا ہے اور اس وقت اس کے انجام کا انحصار پادری کے ہونٹوں پر ہوتا ہے۔ وہ چاہے تو اس کے لئے بخشش کا پروانہ صادر کر دے اور چاہے تو محرومی کا ٹھپہ لگا دے۔ پہلی صورت میں ان کے عقیدے کے مطابق جنت کا نگران فرشتہ (رضوان) اپنی ایک جماعت کے ساتھ اس متوفی کے اعزاز کے لئے انتظار میں ہوتا ہے اور دوسری صورت میں اس کے گناہ کوئی نہیں بخش سکتا۔

یہ بخشش اور محرومی کے پروانے کے تمسخر کا فیصلہ اس کانفرنس میں ہوا جو ۱۲۱۵ء میں روما میں منعقد ہوئی۔ وہاں کلیسا کو اختیار دیا گیا کہ وہ جسے چاہے بخشش کا اور جسے چاہے محرومی کا پروانہ دے سکتا ہے۔ اس مسخرے پن کا نتیجہ یہ ہوا کہ پروانوں کے ذریعے جنت کی خرید و فروخت کی عام لہر چل نکلی اور پادریوں اور ان کے دم چھلوں کو سادہ لوح اور مغفل قسم کے لوگوں کو ورغلانے اور لوٹنے کا خوب موقع مل گیا۔ ایک یہودی نے اس مسخرے پن کا پردہ چاک کرنے کے ارادے سے پوپ کو پیشکش کی کہ وہ اس سے دوزخ خریدنا چاہتا ہے۔ پوپ نے ایک خاص رقم کے عوض اس کے ساتھ دوزخ کا سودا کر دیا اور اس کا پروانہ لکھ کر اسے دے دیا۔ یہودی نے یہ پروانہ اپنے قبضے میں لینے کے بعد اعلان کر دیا کہ اب دوزخ اس کی ملکیت ہے وہ اس پر قفل لگادے گا اور کسی شخص کو اس میں نہیں جانے دے گا اس لئے اب لوگ جو چاہیں کریں انہیں کسی سزا کا کوئی خطرہ نہیں۔ پوپ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ سخت پریشان ہوا۔ اسے اپنی فاش غلطی کا احساس ہوا کہ اس نے تو تاریخ میں ہمیشہ کے لئے عیسائیت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ اس نے یہودی کے پیچھے آدمی بھیجا کہ جتنی رقم تم نے بھیجی ہے اس سے کئی گنا زیادہ رقم ہم سے لے لو اور یہ پروانہ واپس کر دو۔ ہم سودا منسوخ کرتے ہیں۔ یہودی نے کافی لیت ولعل کے بعد یہ پیش کش قبول کر لی۔ چنانچہ کئی گنا رقم لے کر اس نے پروانہ واپس کر دیا۔ اگر وہ یہودی پروانہ واپس نہ کرتا اور تاریخی ریکارڈ میں وہ محفوظ رہ جاتا تو آج تاریخ کا رنگ کچھ اور ہوتا۔ اور عیسائیت کا نام صرف قرون ماضیہ کی ایک یاد کے طور پر باقی ہوتا۔

اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ وہ پوپ کو تو معصوم سمجھتے ہیں اور ان

کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کے گناہ بخشنے کا اختیار بھی رکھتا ہے لیکن اللہ کے نبیوں کو وہ چور سمجھتے ہیں...... کاش موتی آپنے آپ کو ہضم کر لیتی۔

(مسیحیت اور سامراج کے اسلام دشمن عزائم ص ۱۱۲)

ذرا اس پادری کی حالت کا تصور کیجئے جس کا مذہب اس پر ظلم کرتے ہوئے غیر فطری طور پر اس کے لئے لازم ٹھہراتا ہے کہ وہ قانوناً شادی نہیں کر سکتا پھر ایسے فتنوں میں مبتلا کرتا ہے اور ایک زانیہ کے لئے وہ ضروری قرار دیتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے اس غیر شادی شدہ پادری کے پاس اپنے اس جرم کا اعتراف کرے۔ اس اعتراف کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ عورت اس پادری کو خلوت میں تفصیل سے بتائے کہ فلاں شخص پر وہ فریفتہ ہوئی۔ فلاں کے ساتھ اس نے عشق کیا۔ عشق کے ان مراحل میں اسے یہ اور یہ واقعات پیش آئے۔ اتنی مرتبہ اس نے اپنا جسم شیطان کے حوالے کیا اور اتنی مرتبہ اس نے معمولی معاوضے پر اپنی عصمت دری کرائی۔

میں کہتا ہوں کہ ذرا تصور تو کیجئے کہ پادری کی اس وقت کی کیفیت کیا ہوتی ہوگی۔ جب وہ یہ سب کچھ اتنی تفصیلات کے ساتھ سنتا ہوگا۔ اس وقت تو کوئی بھی انسان اللہ کی مدد اور خاص توفیق کے بغیر اپنے فطری جذبات پر قابو نہیں پا سکتا۔ اس وقت پردے کے پیچھے کیا ہوتا ہے؟ میں اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتا کیونکہ اس میں حیا مانع ہے۔ اس زانیہ کو اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اپنی وارداتوں میں پادری صاحب کے ساتھ ایک واردات کا اضافہ کر لے جب کہ بخشش کا پروانہ اس کے لئے اور اس ایسی ہزاروں دوسری فاحشہ عورتوں کے لئے کافی ہے۔

اسی طرح چوروں، ڈاکوؤں، دھوکہ بازوں، رشوت خوروں اور دوسرے حرام کمانے والوں کو اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اپنی حرام کمائی کے ایک نہایت قلیل حصے کے عوض بخشش کا پروانہ حاصل کر لیں جو ان کے لئے بلاحساب جنت میں داخلے اور رہائش کے پاسپورٹ اور ویزے کی حیثیت رکھتا ہے۔ (ایضاً)

بخشش کے پروانوں کا اگر ہم مطالعہ کریں تو ان حقائق کا انکشاف ہوتا ہے کہ

عیسائی معاشرے میں روحانی افلاس، فکری اضطراب اور اخلاقی فساد کا دور دورہ ہے۔ عیسائیوں کے ہاں الفاظ کے مفہوم اور قدروں کے پیمانے بدل چکے ہیں اور وہ ذہنی وفکری انتشار اور اخلاقی انحطاط کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکے ہیں۔

پروانۂ مغفرت کی عبارت یہ ہے:

''اے فلاں! ہمارا رب یسوع مسیح تم پر رحم کرے اور اپنی رحمت کاملہ سے تجھے طہارت عطا فرمائے۔ مجھے جو پیغمبرانہ اختیارات تفویض کئے گئے ہیں، ان کے ذریعے میں تجھے تمام احکام، ہر قسم کے قصاص اور کلیسا کے سارے واجبات سے سبکدوش کرتا ہوں۔ تو نے جو بھی زیادتیاں کیں، تجھ سے جو بھی لغزشیں سرزد ہوئیں، تو نے جن جن گناہوں کا ارتکاب کیا، وہ گناہ کتنے ہی بڑے اور بھیانک کیوں نہ ہوں، میں نے وہ سب معاف کر دیئے۔ تو نے ہمارے مقدس بابا یا منصب رسالت کے بارے میں بھی کوئی زیادتی کی ہو اُسے بھی میں معاف کرتا ہوں۔ میں تیرے تمام گناہوں کی غلاظتوں کو صاف کرتا ہوں۔ اس وقت ملامت کی جتنی بھی علامتیں تو اپنے اندر پاتا ہے، میں ان سب سے تجھے پاک کرتا ہوں، میں تمام قصاص، جو تم پر واجب ہیں، منسوخ کرتا ہوں۔ میں پاک لوگوں کے زمرے میں تجھے شامل کرتا ہوں اور طہارت اور نیکی کی وہ کیفیت پیدا کرتا ہوں جو بپتسمہ کے وقت تیرے اندر تھی۔ موت کے وقت تیرے سامنے وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا جس سے خطا کار عذاب وعقاب کی جگہ داخل ہوتے ہیں اور جنت کا دروازہ تیرے سامنے کھول دیا جائے گا۔ اگر تو لمبی مدت تک نہ مرا، تو بھی یہ نعمت اسی طرح باقی رہے گی۔ یہاں تک کہ باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام پر تیری آخری گھڑی آجائے۔''

اس پروانے کو پڑھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسے جاری کرنے کی جرأت وہی کر سکتا ہے جسے خدا ہونے کا دعویٰ ہو۔ کیونکہ جو شخص یہ سمجھتا اور کہتا ہو کہ وہ لوگوں کی قسمتوں کے فیصلے کرنے اور اپنی مرضی سے جنت اور دوزخ کے دروازے کسی کے لئے کھولنے اور کسی کے لئے بند کرنے کے اختیارات رکھتا ہے، وہ درحقیقت اپنی الوہیت اور اللہ کے اقتدار میں شریک ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ (ایضاً)

بیک وقت ہنسانے اور رُلانے والے والی بات یہ ہے کہ کوئی بھی شخص قتل، خونریزی اور بدکاری جیسے جرائم کے ارتکاب کے بعد بھی چند سکوں کے عوض مغفرت کا پروانہ حاصل کرسکتا ہے اور یہ پروانے لکھنے اور بیچنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں اپنے ہاتھ کی محنت سے کما کر کھانا پڑے تو وہ روکھی سوکھی روٹی سے اپنا پیٹ نہ بھر سکیں۔

جس شخص کے پاس پروانہ خریدنے کے لئے دولت نہ ہو وہ دوزخ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوجائے کیونکہ اس الٹی منطق کے مطابق جنت سرمایہ داروں اور بورژواؤں کے لئے مختص ہوگی اور مزدوروں میں سے کوئی اس میں قدم بھی نہیں رکھ سکے گا' اب کارل مارکس اور اس کے پیرو اپنے سر دیوار سے ٹکرائیں۔

گھر کے بھیدی کی گواہی

سینٹ جروم عیسائیت کے مراکز میں فساد کے سرچشموں کی نقاب کشائی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''اہل کلیسا کے تعیش کے سامنے امراء اور دولت مندوں کی عیش وعشرت بھی شرماتی ہے۔ خود پوپ اخلاقی انحطاط میں مبتلا تھے اور دولت کی ہوس اور مال کا عشق تو ان پر اتنا غالب تھا کہ منصب اور عہدے معمولی سامان تجارت کی طرح بکتے تھے اور کبھی کبھی ان کا نیلام ہوتا تھا' جنت کے قبالے جائداد کی معمولی دستاویزوں کی طرح' مغفرت کے پروانے' نقض قانون کے اجازت نامے اور نجات کے سرٹیفکیٹ بے تکلف بکتے تھے۔ مذہبی عہدہ دار سخت راشی اور سود خور تھے' فضول خرچی اور اسراف کا یہ حال تھا کہ پاپائے انوسینٹ ہشتم نے پاپائی کا تاج رہن رکھا اور پاپائے یہودنہم کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے تین پاپاؤں کی آمدنی اڑاڈالی۔ یعنی سابق پوپ نے جو دولت چھوڑی تھی' پہلے وہ خرچ کی' اس کے بعد اپنی دولت اور پھر اپنے جانشین کی آمدنی پہلے سے وصول کرکے صرف کرڈالی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مملکت فرانس کی پوری آمدنی بھی ان پاپاؤں کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہوتی تھی۔''

(معرکۂ مذہب وسائنس بحوالہ انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر ص ۲۵۹)

پادری عام لوگوں پر ٹیکس عائد کیا کرتے تھے۔ پھر امیروں اور غریبوں سے اس کی وصولی کے لئے نہایت ہی بھونڈے اور تکلیف دہ طریقے اختیار کرتے تھے۔ وہ یہ ٹیکس ان طوائفوں سے وصول کرنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے تھے جو اپنی عزت و عصمت بیچ کر روٹی کماتی تھیں، بلکہ وہ ان بیسواؤں کو بخشش کے پروانے جاری کر کے عصمت فروشی کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کرتے تھے اور جو طوائفیں عصمت فروشی کو پیشے کی حیثیت سے اختیار کرنا چاہتی تھیں ان کے لئے وہ اس سلسلے میں آسانیاں پیدا کرتے تھے۔

صرف ایک پوپ کے زمانے میں اکیلے روما شہر میں جن عورتوں نے اس مقصد کے لئے اجازت نامے حاصل کیے ان کی تعداد سولہ ہزار (۱۶۰۰۰) تھی۔

(اضواء علی المسیحیۃ بحوالہ مسیحیت اور سامراج ص ۱۲۰)

باب دوم

شاہوں اور گداؤں کی حکایات

شاہوں اور گداؤں کی حکایات

امام ابن سیرینؒ اور خوابوں کی تعبیرات

حضرت انس بن مالکؓ (خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک آزاد کردہ غلام جنہیں دنیاءِ علم وفن علامہ ابن سیرینؒ کے نام سے جانتی ہے، امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں سب سے بڑے معتبر مانے جاتے ہیں،

آپ کے زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ ابن سیرین ہی آکر مجھے غسل دیں وہی کفن پہنائیں اور وہی میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت انسؓ کا انتقال ہوا تو ابن سیرین قیدخانہ میں بند تھے۔لوگوں نے حاکم وقت سے اجازت لے کر آپ کو قیدخانہ سے نکالا۔آپ نے وصیت کے مطابق تجہیز وتکفین کر دی اور فارغ ہوکر پھر قیدخانہ میں چلے گئے گھر نہیں گئے۔

آپؒ مشہور تابعین میں سے ہیں۔آپ کی تعبیرِ خواب کے چند واقعات ملاحظہ ہوں:

بیہقیؒ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ ابن سیرین کے پاس ایک شخص آیا اور بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک کبوتر نے ایک موتی نگل لیا اور پھر وہ موتی اس کے پیٹ سے جیسا وہ موتی تھا ویسا نکلا یعنی گھٹا یا بڑھا نہیں۔ پھر ایک تیسرا کبوتر آیا اور اس نے بھی ایک موتی نگل لیا مگر اس کے پیٹ میں وہ موتی چھوٹا ہوکر نکلا۔امام ابن سیرین نے خواب سن کر اس کی تعبیر یہ

دی کہ وہ موتی جو پیٹ سے بڑا ہو کر نکلا اس سے مراد امام حسن بصریؒ ہیں۔ حسن بصریؒ حدیث سنیں گے اور اپنی زبان سے اس میں جدت پیدا کریں گے اور اپنے مواعظ کے ذریعے اس میں تسلسل پیدا کر دیں گے۔ یعنی کسی بات کو سن کر اسے اپنی منطق سے عمدہ بنا لیتے ہیں اور پھر اس میں اپنی نصائح میں شامل کر لیتے ہیں اور دوسرا موتی جوں کا توں نکلا اس سے مراد قتادہ ہیں جو حدیث کے بہترین حافظ ہیں اور عظیم حافظہ کے مالک ہیں۔ اور تیسرا موتی جو چھوٹا ہو کر نکلا اس سے مراد خود ابن سیرین ہیں کیونکہ وہ حدیث کو سنتا ہے مگر اس کو مختصر کر دیتا ہے یعنی جو بات سنتے ہیں اس کو کم کر کے بیان کر دیتے ہیں۔

ابن خلکان نے محمد ابن سیرینؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس خواب کی تعبیر پوچھنے آیا اور بیان کیا کہ میں نے خواب میں پڑوسی کی کبوتری پکڑی اور اس کے بازو توڑ دیئے۔ یہ سن کر ابن سیرین کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ آگے بیان کر! پھر اس شخص نے کہا کہ اس کے بعد ایک سیاہ کوا آیا اور میرے مکان کی پشت پر بیٹھ گیا اور پھر اس کوے نے مکان میں نقب لگائی اور اس میں گھس گیا۔ علامہ ابن سیرینؒ نے پورا جواب سن کر فرمایا کہ کس قدر جلد تیرے رب نے تجھ کو تنبیہ فرما دی۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے پاس ناجائز طور پر آتا جاتا ہے اور وہ کالا کوا ایک حبشی غلام ہے جو تیری بیوی کے ساتھ ناجائز تعلق رکھتا ہے۔

......☆......

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص محمد بن سیرینؒ کے پاس آیا اور بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے گھر میں داخل ہو کر جَو کے دانے چگ لئے۔ ابن سیرینؒ نے جواب دیا کہ اگر تمہارے گھر سے کوئی چیز غائب ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔ کچھ دن کے بعد اس شخص نے آ کر عرض کیا کہ میرے گھر کی چھت پر سے ایک چٹائی چوری ہو گئی۔ ابن سیرینؒ نے کہا کہ وہ موذن نے چوری کی ہے۔ چنانچہ جب تحقیق کی گئی تو یہی واقعہ نکلا۔

ایک شخص نے ابن سیرینؒ سے آ کر عرض کیا کہ میں نے خواب میں مرغ کو اللہ اللہ کہتے ہوئے دیکھا ہے۔ ابن سیرینؒ نے جواب دیا کہ تیری زندگی کے صرف تین دن باقی رہ گئے ہیں چنانچہ تین روز کے بعد وہ شخص مر گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا تقویٰ

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی زوجہ محترمہ کو ان کے والد خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ایک بیش قیمت گوہر دیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز جب امیر المومنین ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ اپنا تمام زیور بیت المال میں داخل کر دو ورنہ میں تم سے الگ ہو جاؤں گا۔ کیونکہ مجھے گوارا نہیں کہ تم اور تمہارے زیور (جو رعایا کے روپے سے بنے ہیں) اور میں ایک گھر میں رہ سکیں وہ بھی نیک بخت بیوی تھی اس نے سارا زیور بیت المال میں داخل کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز کے بعد جب یزید بن عبدالملک بادشاہ ہوا تو اس نے اپنی بہن یعنی آپ کی زوجہ محترمہ سے کہا۔ آپ چاہیں تو اپنا زیور واپس لے سکتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ جو چیز اپنی خوشی سے میں ان کی حیات میں داخل خزانہ کر چکی ہوں اب میں ان کے بعد واپس لے کر کیا کروں

عمر بن عبدالعزیز کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو جعفر منصور (خلیفہ دوم عباسیہ) نے پوچھا تمہارے والد کی کیا آمدنی تھی۔ کہا کل چار سو دینار۔ یہ آمدنی رفتہ رفتہ کم ہو رہی تھی۔ اگر وہ اور زندہ رہتے تو اور بھی کم ہو جاتی۔

عمر بن مہاجر (جن کو آپ نے کوتوال شہر مقرر کیا تھا) کہتے ہیں آپ کی تنخواہ دو درہم روزانہ مقرر تھی۔ آپ کا چراغ دان تین لکڑیوں کو کھڑا کر کے اس پر مٹی رکھ کر بنایا جاتا تھا۔ جب اراکین سلطنت آپ کے پاس رات کو جمع ہوتے اور معاملات سلطنت میں گفتگو کرتے تو آپ بیت المال کا چراغ جلائے رکھتے جب دربار برخاست ہو جاتا تو اس کو گل کر کے اپنا چراغ جلا لیتے۔

جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ نے گھر کے اخراجات کم کر دیئے گھر سے شکایت ہوئی۔ آپ نے فرمایا میری تنخواہ میں اس قدر وسعت نہیں ہے۔ کہ تمہارا سابق خرچ جاری رکھوں۔ باقی رہا بیت المال اس میں تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اور مسلمانوں کا۔

ایک دن بنو مروان یعنی شاہی خاندان کے لوگ آپ کے رشتہ برادری والے آپ کے مکان پر آئے آپ کے بیٹے سے ملے اور کہا خلیفہ سے جا کر کہو کہ آپ سے پہلے جس قدر خلفا ہوئے ہیں سب ہمارے لئے عطایات اور جاگیریں مخصوص کرتے رہے ہیں۔ آپ نے ہم پر تمام چیزیں

حرام کر دیں کیا بوجہ قربت بھی ہمیں کچھ حق نہیں پہنچتا۔ آپ نے جواب دیا۔ جاگیریں اس لئے بند ہیں اور عطایا اس لئے موقوف ہیں کہ بیت المال میں غریبوں اور امیروں سب کا روپیہ جمع ہے تمہیں جاگیریں دے دوں اور روپیہ تمہارے عیش و عشرت کے لیے وظیفوں کی صورت میں بانٹ دوں تو یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور حق داروں کو کیا دوں اور خدا کی نافرمانی کر کے قیامت کے عذاب سے کس طرح نجات حاصل کروں۔ باقی رہا حق قرابت۔ تو میرے نزدیک اس معاملے میں تم اور ایک ادنیٰ مسلمان (جس کو تم ادنیٰ سمجھتے ہو) برابر ہو۔

سلیمان بن عبدالملک بن مروان کے دو نمایاں کام

امام محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالملک کی خوبی یہ ہے کہ اس نے دو نمایاں کام کئے اوّل یہ کہ خلافت پر متمکن ہوتے ہی نماز اوّل وقت میں پڑھنے کی زندہ مثال قائم کی۔ دوسرے یہ کہ اپنی خلافت کے خاتمہ پر اپنا بہترین خلیفہ اور جانشین بنایا اور وہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز ہیں۔

مفضل وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سلیمان جمعہ کے دن غسل کر کے حمام سے باہر آیا۔ سبز جوڑا پہنا، سبز ہی عمامہ باندھا، سبز فرش پر بیٹھا اور اردگرد سبز رنگ کی چیزیں رکھ دی گئیں۔ پھر اس نے اپنی صورت آئینہ میں دیکھی تو وہ اس وقت خوب جچ رہا تھا۔ نشاط میں آ کر کہنے لگا کہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے۔ ان کے جانشین خلیفہ اوّل ابوبکر صدیق اکبرؓ نرم دل تھے۔ خلیفہ ثانی عمرؓ حق و باطل میں فرق کرنے والے تھے۔ عثمان ذی النورین شرم وحیا کے پیکر تھے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ دلیر و بہادر اور امیر معاویہؓ بردبار، یزید صبر و تحمل کے عادی تھے، عبدالملک مدبر سیاست دان تھے اور ولید بن عبدالملک جابر و ظالم تھا اور میں ایک نوجوان بادشاہ ہوں۔ یہ کہہ کر جمعہ کی نماز کے لئے چل پڑا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ گھر کے صحن میں ایک باندی یہ اشعار گنگنا رہی ہے۔

انت نعم المتاع لو کنت تبقی　　غیر ان لا بقاء للانسان

آپ بہترین سامان ہیں کاش ہمیشہ رہتے۔ لیکن انسان کے لئے بقاء اور دوام نہیں ہے۔

لیس فیما بد النامک عیب　　عابه الناس غیر انک فانٍ

جو بھی آپ نے ہمارے لئے کیا اس میں کوئی عیب نہیں۔ لوگوں نے آپ میں سوائے

فنا ہونے کے اور کوئی عیب نکالا''۔

جب سلیمان نماز جمعہ سے فارغ ہو گئے تو گھر آئے آپ نے باندی سے پوچھا کہ جس وقت میں نماز کے لئے جا رہا تھا تو کیا پڑھ رہی تھی کیا گا رہی تھی تو اس نے کہا میں تو کچھ بھی نہیں گا رہی تھی، سلیمان نے کہا تو عنقریب میری ملکیت سے نکل جائے گی، اس نے کہا کیسے نکل سکتی ہوں تو سلیمان نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون' تو نے مجھے موت کی اطلاع دے دی ہے۔ پھر اس کے بعد جمعہ بھی نہیں گزرا تھا کہ سلیمان کی وفات ہو گئی۔ (حیات الحیوان، علامہ کمال الدین دمیریؒ)

مامون الرشید کی پیدائش کا عجیب واقعہ

عیون التاریخ میں لکھا ہے کہ ایک دن خلیفہ مامون الرشید، ملکہ زبیدہ ام امین کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ زبیدہ ہونٹوں کو خاموشی سے حرکت دے رہی تھی۔ کہنے لگا اے ماں! کیا آپ میرے لئے بددعا کر رہی ہیں محض اس لئے کہ میں نے تمہارے بیٹے کو قتل کر کے اس کی سلطنت چھین لی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں اے امیر المومنین! ایسا نہیں کر رہی۔ مامون نے کہا اچھا پھر آپ کیا کہہ رہی تھیں؟ ماں نے کہا امیر المومنین جان بخشی فرمایئے' ضرورت محسوس ہوئی ہونٹ حرکت کرنے لگے ورنہ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ مامون نے کہا نہیں آپ ضرور کچھ نہ کچھ کہہ رہی تھیں۔ زبیدہ نے کہا میں یہ کہہ رہی تھی کہ مجبور کن حالات کا برا ہو۔ مامون نے کہا وہ کیسے؟ تو زبیدہ نے کہا کہ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں ہارون رشید کے ساتھ برضا و رغبت شطرنج کھیل رہی تھی تو وہ مجھ سے جیت گئے۔ میں ہار گئی۔ انہوں نے مجھے یہ حکم دیا کہ ننگے ہو کر محل کا چکر لگا کر آؤں، میں نے ان سے معافی چاہی۔ لیکن انہوں نے مجبور کیا۔ چنانچہ میں نے محل کا برہنہ طواف کیا۔ حالانکہ طبیعت نفرت کر رہی تھی۔ پھر ہم دوبارہ کھیلنے لگے تو اس مرتبہ میں جیت گئی وہ ہار گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ مطبخ جا کر سب سے بدصورت باندی سے جماع کریں۔ انہوں نے مجھ سے معاف کرنے کو کہا۔ میں نے بھی معاف نہیں کیا۔

انہوں نے جماع نہ کرنے کے عوض مجھے عراق و مصر کا خراج بھی دینے کی پیشکش کی لیکن میں نے انکار کر دیا۔ پھر میں نے انہیں اتنا مجبور کیا کہ ہاتھ پکڑ کر مطبخ لے گئی۔ چنانچہ تیری ماں مراجل سے زیادہ کوئی بھی بدصورت باندی میں نے نہیں دیکھی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اس

سے جماع کریں تو انہوں نے اس سے صحبت کی۔ چنانچہ تم اس طرح پیدا ہوئے۔ اور اب میرے بیٹے امین کے قتل اور اس سے ملک چھیننے کا سبب بن گئے۔ (ایضاً)

قاہر باللہ سے اللہ "قہار" کا انتقام

مقتدر باللہ کے بعد ان کے بھائی ابومنصور محمد بن معتضد باللہ تخت نشین ہوئے۔ جب انہیں خلیفہ بنایا گیا تو انہوں نے اپنے بھتیجے مکتفی باللہ کو ایک ایسے گھر میں بند کر دیا جسے اینٹوں اور گچ سے بند کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ مکتفی اسی حالت میں انتقال کر گیا۔ قاہر نے مقتدر کی ماں سیدہ کو بھی گرفتار کرالیا اور ان سے اتنے زیادہ فدیہ کا مطالبہ کیا جو ان کی طاقت وسکت سے زیادہ تھا۔ ان کو ڈرایا دھمکایا، مارا، اذیتیں دیں، طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا کیا یہاں تک کہ سیدہ کو الٹا لٹکایا کہ پیشاب بہہ کر منہ میں آتا تھا اور سیدہ یہ کہتی تھیں کہ کیا میں اللہ کی کتاب کی رو سے تمہاری ماں نہیں ہوں؟ کیا میں نے پہلی مرتبہ اس سے قبل اپنے بیٹے سے تجھے نجات نہیں دلوائی؟ اس کے باوجود تم مجھے سزائیں دے رہے ہو۔ فدیہ اس وقت مانگ رہے ہو جب کہ میرے پاس مال ودولت ختم ہو گیا ہے...... چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد سیدہ کا انتقال ہو گیا۔ اب خدا کی کرنی دیکھئے کہ کچھ دنوں کے بعد قاہر باللہ کے فوجیوں نے بغاوت کردی اور فساد برپا کر کے محل پر حملہ کر دیا۔ آخر کار قاہر غسل خانہ کی چھت پر بھاگ کر کسی جگہ چھپ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد فوجیوں نے آکر قید کرلیا۔ خلافت سے معزول کر کے آنکھیں نکال لیں۔ غالباً یہ حادثہ ماہ جمادی الثانیہ ۳۲۲ھ میں پیش آیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں بغداد کی جامع مسجد منصور میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا چہرہ مسخ ہے جسم پر زرد رنگ کا جبہ اور روئی کا گدا ہے۔ اور وہ آدمی صدا لگا رہا ہے کہ لوگو! تم میری صدقات وغیرہ سے مدد کرو۔ کل میں امیر المومنین تھا اور آج میں مسلمانوں میں سب سے زیادہ فقیر ہو گیا ہوں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ بھائی ان کے بارے میں کیا معلومات ہیں تو مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ قاہر باللہ ہے۔

قاہر باللہ کی خلافت ۶ سال ۶ ماہ ایک ہفتہ رہی۔ قاہر زبردست بے ہودہ خوں ریز شہ باز خلیفہ تھا۔ اس کے پاس ایک نیزہ تھا جب تک یہ اس کے ذریعہ سے کسی کو قتل نہیں کر دیتا تھا اسے نہیں رکھتا تھا اگر سلیم الطبع دربان موجود نہ ہوتے تو یہ لوگوں کو تباہ کر دیتا۔ (حیات الحیوان)

حضرت فروخؒ کا ایمان افروز واقعہ

حضرت فروخؒ تابعین میں سے ہیں، مسجد میں ترغیب ہوئی کہ کون ترکستان کیلئے تیار ہے؟ انہوں نے اپنا نام پیش کیا۔ گھر میں آئے، کہنے لگے بیگم! میں نے ترکستان کیلئے اللہ کے راستے میں نام دے دیا ہے، ان کی بیوی حاملہ تھیں، کہنے لگی میرا کیا بنے گا؟ میں تو حاملہ ہوں؟ کہا تو اور جو کچھ تیرے اندر ہے اللہ کے حوالے۔ کہنے لگی، اچھا ٹھیک ہے جاؤ، میرا اللہ وارث ہے، میرا تم سے کوئی مطالبہ نہیں، ساٹھ ہزار درہم دیئے اور اللہ کے راستے میں نکل گئے، ان کی بیوی نے خود تیار کروایا، گھوڑے پر زین رکھی اور روانہ کیا۔

انتظار کی گھڑیاں شروع ہو گئیں ...... کیا گھنٹے ...... کیا گھڑیاں ...... کیا دن ...... کیا ہفتے ...... کیا مہینے ...... کیا سال پہ سال ...... دن پہ دن ...... ہفتوں پہ ہفتے ...... مہینوں پہ مہینے ...... سال پہ سال، سورج چڑھ چڑھ کے ڈوبتا پر فروخؒ کی کوئی خبر نہیں، کتنی بہاریں آئیں، کتنی خزائیں آئیں، بہار خزاں سے، خزاں بہار سے بدلی، گرمی سردی سے سردی گرمی سے بدلی، پر فروخؒ آیا نہ خبر ملی، کبھی پتہ چلے شہید ہوا، کبھی پتہ چلے قید ہوا، کبھی پتہ چلے زندہ ہے، کوئی موت کی پکی خبر ہوتی تو آگے دوسری شادی کرتیں، اسی ادھیڑ بن میں چلتے چلتے اس کی جوانی کی بہار ہی خزاں میں بدل گئی اور سر میں سفید چاندی آ گئی اور وہ رات کی سیاہی گئی اور بڑھاپے نے آ کے ڈیرے جمائے، ساری جوانی دیواروں کے ساتھ گزار دی اور سارا دکھ اپنے سینے پہ جھیلا، اپنے اوپر جھیلا، بچے کو پڑھایا، پروان چڑھایا، اسے عالم بنایا، تیس برس گزر گئے ...... تین چلے نہیں ...... ایک سال نہیں ...... سات مہینے نہیں ...... چلہ نہیں ...... چار مہینے نہیں ...... تیس سال گزر گئے اور نہ وہ آیا نہ اس کی خبر، اور اس کی جوانی بڑھاپے میں بدل گئی اور

مدت سے لگ رہی تھی لبِ بام ٹکٹکی
تھک تھک کے گر گئی نظر انتظار آج

ان کی نگاہیں تھک تھک کے، آخر گر گئیں، لوٹ گئیں، تیس برس گزرے۔

آج ایک اندھیری رات ہے، ایک بڑے میاں گھوڑے پہ سوار خاموش چال کے ساتھ، مدینے میں داخل ہوئے، ایک نسل ختم ہو چکی ہے، کوئی پتہ نہیں یہ کون بڑے میاں آ گئے؟ یہ کون

بوڑھا آ گیا، یہ وہ بوڑھا ہے جو یہاں سے تیس برس پہلے خوبصورت جوان بن کے نکلا تھا، یہ وہ جوان ہے جو اپنی جوانی کو اسلام پہ بوڑھا کر کے آیا، اپنی ہڈیوں کا گودا سارا ختم کر کے آیا، اپنی جوانی کی بہار کو اللہ کے نام پہ لٹا کے آیا اور یہ تھکن سے چور، بدحال، پریشان، پتہ نہیں میری بیوی، زندہ کی خبر ملے گی یا مردہ کی خبر ملے گی، بچہ ہوا، بیٹی ہوئی، گھر اسی جگہ موجود ہے، ساتھی زندہ موجود، انہی خیالات میں حیران ہیں، پریشان ہیں، دروازے پر پہنچے، اندر داخل ہوئے، کہنے لگے میرا ہی گھر لگتا ہے، اندر داخل ہوئے گھوڑے کی آواز، اترنے کی آواز، ہتھیاروں کی آواز، ان کے بیٹے سو رہے برآمدے میں، آنکھ کھلی دیکھا ایک بڑے میاں، چاند کی چاندنی اور ہتھیار سجے ہوئے آئے تو ان کو ایک دم غصہ آیا، اٹھے جھپٹے، گریبان سے پکڑا جھنجھوڑا، بڑے میاں تجھے شرم نہیں آتی، مسلمان کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہوتے ہوئے؟ ایسا جھٹکا دیا، وہ تو پہلے ہی شک میں تھے کہ پتا نہیں میرا گھر ہے بھی سہی کہ نہیں؟ میری دنیا اجڑی ہے کہ آباد ہے؟ وہ گھبرا گئے، کہنے لگے بیٹا معاف کر دینا، مجھے نہیں پتا چلا میں سمجھا یہ میرا گھر ہے، تو وہ کہنے لگے اچھا ایک چوری ایک سینہ زوری، ایک بغیر اجازت کے آتے ہو، ایک اوپر سے کہتے ہو میرا گھر ہے۔ کس ظالم سے جھوٹ بولا، اس بڑھاپے میں شرم نہیں آتی، یہ جھوٹ بولتے ہوئے۔ اتحاکمُ الی القاضی ...... چل میں ابھی تجھے قاضی کے پاس لے چلتا ہوں، اب یہ جان چھڑانے کو اور وہ پکڑنے کو، اور یہ دب رہے اور وہ چڑھ رہے۔ اسی چھینا جھپٹی میں ان کی ماں چوبارے پہ سوئی، اس کی آنکھ کھل گئی، اس نے یوں کھڑکی کو کھولا کہ یہ نیچے کیا ہو رہا ہے؟ خاوند کا چہرہ یوں سامنے تھا، یوں جو جھانکا تو تیس سال زمانہ پیچھے لوٹ آیا، ایک سیکنڈ میں اور سارے ماضی کے در، کھڑکیاں کھلتے کھلتے، سارے دریچے جو کھلے، تو تیس سال پرانا فروخ" گھوڑے پہ سوار الوداع ہوتا نظر آیا، تو اس کی چیخ نکلی، کہا ربیعہ کیا ہوا؟ کہا جانتے ہو کون ہے؟ کہا نہیں جانتا ہوں! کہا ارے ظالم یہی تو تیرا باپ ہے جس کے لئے تیری ماں کی جوانی دیواروں کے ساتھ گزر گئی۔

گر گئے قدموں میں، پاؤں چوم رہے، کیا ملاقات ہے باپ بیٹے کی؟ کیا منظر ہے؟ زمین آسمان دیکھ رہا، کس طرح اللہ کے لئے لوگ جدا ہوئے۔ کیا جدائی اور کیا ملاپ ہے؟ آہاہا...... جس زمین و آسمان نے اس امت کا یہ منظر دیکھا ہو، وہ زمین و آسمان آج دیکھ کے روئے گا نہیں تو

اور کیا کرے گا؟ باپ بیٹے میں معافیاں ہو رہی، کہانیاں ہو رہی، رات بیت گئی آنکھوں میں، فجر کی اذان میں پہنچے، بیٹے پہلے چلے گئے یہ بعد میں پہنچے۔

نماز ہو چکی، نماز پڑھی، حضور پاک ﷺ کے روضے پر درود و سلام پڑھا، یوں دیکھا تو مسجد بھری ہوئی تھی اور ایک نوجوان حدیث پڑھا رہے، نظر کمزور ہو چکی، نظر نہیں آ رہے، پیچھے بیٹھ گئے سنتے رہے، درس ختم ہوا ساتھ والے سے پوچھا، بیٹا یہ کون درس دے رہا ہے؟ اس نے کہا چچا آپ انہیں نہیں جانتے، آپ مدینے کے نہیں ہیں، کہا نہیں بیٹا مدینے کا ہوں، آیا بڑی دیر سے ہوں، کہا یہ تو ربیعہ ہیں مسلمانوں کے امام، وہ تیزی میں باپ کا نام نہیں جوڑ سکا، عرب تو باپ بیٹے کا نام ساتھ جوڑتے ہیں۔ کہا یہ ربیعہ ہیں مسلمانوں کے امام، کہا بیٹا! اس کا باپ کون ہے؟ کہا اس کے باپ کا نام فروخ ہے جو اللہ کے راستے میں کہیں نکل گیا تھا، پھر کبھی لوٹ کے نہیں آیا۔

میرے بھائیو! یہ کہانیاں پڑھو تو پھر آپ کو پتہ چلے کہ یہ امت کس کام کے لئے آئی اور کہاں چلی گئی؟ ہم کوئی نیا سبق نہیں دہرا رہے، پرانا سبق ہے، پرانی دھن ہے، پرانا سر ہے، پر کان نا آشنا ہو گئے، گانے بجانے میں ڈوب گئے تو یہ نغمہ کہاں سے سمجھ میں آئے گا؟ ہم اس کو یاد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کو پھیلانے کیلئے سیکھنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ تو بھئی اس کیلئے ارادے فرماؤ۔

اللھم صل علی محمد و علی الہ و اصحابہ و بارک وسلم

(مولانا طارق جمیل کی تقریر سے انتخاب)

☆

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی دہریے سے گفتگو

ایک ملحد مادہ پرست خلیفہ ہارون رشید کے پاس آیا اور کہا:

اے امیر المؤمنین! تیرے عہد کے علماء مثلاً امام ابو حنیفہؒ نے اس پر اتفاق کیا کہ اس دنیا کا کوئی خالق ضرور ہے ان میں سے جو عالم و فاضل ہو اسے یہاں ضرور حاضر ہونے کا حکم دیا جائے تاکہ میں تیرے سامنے اس کے ساتھ بحث کروں کہ "دنیا کا کوئی بنانے والا نہیں۔"

ہارون الرشید نے امام ابوحنیفہؒ کے پاس پیغام بھیجا اور کہا:

''اے تمام مسلمانوں کے امام! آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں ایک مادہ پرست آیا ہوا ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ دنیا کا صانع کوئی نہیں اور وہ آپ کو مناظرے کی دعوت دیتا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ میں ظہر کے بعد جاؤں گا۔ وقت مقررہ پر خلیفہ نے امام صاحب کا استقبال کیا، آپ کو ساتھ لایا اور بلند مقام پر جگہ دی۔ امراء اور رؤسا دربار میں جمع ہوئے، ملحد نے کہا:

اے ابوحنیفہ! آپ نے آنے میں دیر کیوں کر دی؟

امام صاحب نے کہا:

مجھے ایک عجیب بات درپیش آئی۔ اس لئے دیر ہوگئی۔ وہ یہ کہ میرا گھر دریائے دجلہ کے اس پار ہے۔ میں اپنے گھر سے نکلا اور دجلہ کے کنارے آیا تاکہ اسے عبور کر دوں۔ میں نے دجلہ کے کنارے ایک پرانی اور شکستہ کشتی دیکھی، جس کے تختے بکھر چکے تھے، جونہی میری نگاہ اس پر پڑی تختوں میں اضطراب پیدا ہوا، پھر انہوں نے حرکت کی اور اکٹھے ہو گئے۔ ایک حصہ دوسرے کے ساتھ پیوست ہو گیا اور بغیر کسی بڑھئی کے سالم کشتی تیار ہوگئی، میں اس کشتی پر بیٹھا، پانی عبور کیا اور یہاں آ گیا۔

ملحد نے کہا:

اے رئیسو! جو کچھ تمہارا پیشوا اور امام اور تمہارے عہد کا افضل انسان کہہ رہا ہے اسے سنو! کیا تم نے اس سے زیادہ جھوٹی بات کبھی سنی ہے۔ یہ تو خالص جھوٹ ہے جو تمہارے فاضل ترین عالم سے ظاہر ہوا ہے۔

یہ سن کر امام ابوحنیفہ مخاطب ہوئے اور فرمایا:

تمہارا کیا خیال ہے میں غلط کہہ رہا ہوں؟

ملحد نے کہا، جی ہاں! کیا غلط نہیں تو یہ صحیح ہے کہ کشتی بغیر بنانے والے کے بن جائے۔ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا۔

امام اعظم نے فرمایا:

سن اے کافر مطلق! اگر کسی کارندے اور بڑھئی کے بغیر کشتی حاصل نہیں کی جاسکتی تو یہ

کیسے ممکن ہے کہ اس قدر عظیم نظام دنیا بغیر کسی خالق کے وجود میں آجائے اور بغیر کسی چلانے والے کے چل سکے۔ تو صانع کی نفی کا کیسے قائل ہو گیا۔

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

(ماخوذ از مخزن اخلاق)

☆

قیصر روم نے ایک دفعہ خلیفہ منصور کے پاس اپنا وزیر اس غرض سے بھیجا کہ وہاں کے علماء و فضلاء کو جمع کر کے ان سے تین سوالات دریافت کرے۔ اگر وہ ان کے مسکت اور تسلی بخش جواب دے دیں تو ٹھیک ورنہ خلیفہ کو کہنا کہ آئندہ خراج ادا کرنا ہوگا۔

خلیفہ منصور نے دربار لگایا اور علماء کو جمع کیا ان میں امام ابوحنیفہؒ بھی شامل تھے۔ رومی وزیر منبر پر بیٹھا اور اپنے سوال پیش کیے۔ مختلف اصحابِ علم نے جواب دیئے مگر بات قاطع نہ ہو سکی۔ آخر امام ابوحنیفہؒ نے جوابات دینے کی اجازت حاصل کی۔

امام ابوحنیفہؒ (رومی وزیر سے) تم اس وقت سائل کی حیثیت میں ہو اور میں مجیب (جواب دینے والا) پس منبر پر بیٹھنا سائل کا نہیں بلکہ مجیب کا منصب ہے۔

خلیفہ: ہاں یہ بات بہت درست ہے (اس پر رومی وزیر منبر سے اتر آیا اور امام ابوحنیفہؒ اس جگہ اطمینان سے بیٹھ گئے۔ اس ڈرامائی صورت واقعہ سے مجلس کا ماحول تبدیل ہو گیا۔)

امام ابوحنیفہؒ: (رومی وزیر سے) اب اپنے سوالات پیش کرو۔

رومی وزیر: میرا پہلا سوال یہ ہے کہ خدا سے پہلے کیا چیز تھی؟

امام ابوحنیفہؒ: تم ایک، دو، تین، چار، پانچ کی گنتی تو جانتے ہو۔ ذرا یہ بتاؤ کہ ایک سے پہلے کون سا عدد ہے؟

رومی وزیر: ایک سے پہلے کوئی عدد نہیں۔ یہی سب سے پہلے ہے۔

امام ابوحنیفہ: تو پھر جب محض حسابی عدد "ایک" کا حال یہ ہے کہ اس سے پہلے کسی عدد کا تصور نہیں کیا جا سکتا تو خدا جو حقیقت میں واحد (ایک) ہے اس سے پہلے کوئی چیز کیسے ہو سکتی ہے؟

رومی وزیر: میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ خدا کا منہ کس طرف ہے؟

امام ابوحنیفہ: پہلے یہ بتاؤ کہ چراغ کی روشنی کا منہ کس طرف ہے؟

رومی وزیر: چاروں طرف

امام ابوحنیفہ: اب سوچو کہ آگ جو عارضی نور ہے جب اس کے لئے کوئی خاص سمت معین نہیں کی جا سکتی کہ اس کا منہ فلاں طرف ہے تو پھر اس اصلی نور یعنی خدا کے لئے کوئی خاص رخ کیوں کر معین ہو سکتا ہے۔

رومی وزیر: میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟

امام ابوحنیفہؒ: اس وقت اس نے اپنے دوسرے کاموں کے ساتھ ایک کام یہ بھی انجام دیا ہے کہ اس نے تمہیں منبر سے اتار کر میرے سامنے کھڑا کر دیا ہے اور تمہاری جگہ مجھے منبر پر بٹھا دیا ہے۔

رومی وزیر ساکت ہو گیا اور اس کا سر جھک گیا۔ خلیفہ منصور اور مجمع علماء حضرت امام ابوحنیفہ کی حاضر جوابی اور نکتہ رسی پر حیران رہ گئے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔ منشی محبوب عالم)

امام ابو یوسفؒ کا دلچسپ واقعہ

حضرت امام ابو یوسفؒ کے والد ابراہیم ان کے بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے ان کی والدہ نے فکر معاش کی وجہ سے انہیں ایک دھوبی کے حوالے کر دیا' لیکن انہیں پڑھنے کا شوق تھا' یہ جا کر امام ابوحنیفہؒ کے درس میں بیٹھنے لگے۔ والدہ کو علم ہوا تو انہوں نے منع کیا' اور اس بناء پر کئی روز امام ابوحنیفہؒ کے درس میں نہ جا سکے۔ ذہین اور شوقین طالب علم کی طرف استاذ کی توجہ طبعی بات ہے۔ جب کئی دن کے بعد وہ درس میں پہنچے تو امام صاحبؒ نے غیر حاضری کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے درس کے بعد انہیں بلایا' ایک تھیلی حوالے کی جس میں سو درہم تھے۔ اور فرمایا کہ "اس سے کام چلاؤ' اور جب ختم ہو جائیں تو مجھے بتانا" حضرت امام ابو یوسفؒ خود فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی مجھے امام صاحب کو یہ بتانے کی نوبت نہیں آئی کہ تھیلی ختم ہو چکی ہے' ہمیشہ جب پیسے ختم ہو جاتے' امام صاحبؒ خود ہی مزید پیسے عطا فرما دیتے' جیسے انہیں ختم ہونے کا الہام ہو جاتا ہو۔

ان کی والدہ شاید یہ سمجھتی ہوں گی کہ یہ سلسلہ کب تک چل سکتا ہے؟ کوئی مستقل ذریعۂ معاش ہونا چاہئے۔ اس لئے ایک مرتبہ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے کہا یہ یتیم بچہ ہے میں چاہتی ہوں کہ کوئی کام سیکھ کر کمانے کے لائق ہو جائے۔ اس لئے آپ اسے اپنے درس میں شریک ہونے سے روک دیں۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا کہ: "یہ تو پستے کے گھی میں فالودہ کھانا سیکھ رہا ہے۔" والدہ نے اسے مذاق سمجھا اور چلی گئیں۔

لیکن امام ابو یوسفؒ خود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی علم کی بدولت وہ قدر و منزلت عطا فرمائی کہ میں قضاۃ کے منصب تک پہنچا، اور اس دوران بکثرت خلیفۂ وقت ہارون رشید کے دستر خوان پر کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تھا۔ ایک روز میں ہارون رشید کے پاس بیٹھا تھا کہ اس نے ایک پیالہ مجھے پیش کیا، اور بتایا کہ "یہ بڑی خاص چیز ہے جو ہمارے لئے بھی کبھی کبھی بنتی ہے۔" میں نے پوچھا "امیر المومنین! یہ کیا ہے؟" کہنے لگے کہ "یہ پستے کے روغن میں بنا ہوا فالودہ ہے۔" یہ سن کر مجھے حیرت کی وجہ سے ہنسی آ گئی۔ ہارون رشید نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو میں نے اسے سارا قصہ سنایا، وہ بھی حیرت زدہ رہ گیا، اور کہنے لگا کہ

"اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہؒ پر رحم فرمائے، وہ اپنی عقل کی آنکھ سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو چشم سر سے نظر نہیں آ سکتا۔"

(تاریخ بغداد للخطیب ص ۲۴۵، ج ۱۴)

امام شافعیؒ کا علمی سفر

امام شافعیؒ فرماتے ہیں جب میں مکہ سے روانہ ہوا تو میری عمر چودہ برس تھی، میرے جسم پر صرف دو یمنی چادریں تھیں۔ "ذی طویٰ" پہنچا تو ایک پڑاؤ دکھائی دیا، میں نے وہاں جا کر صاحب سلامت کی تو ایک ضعیف العمر شخص میری طرف بڑھا اور مجھے کھانے کی دعوت دی، میں نے بے تکلفی سے وہ دعوت قبول کر لی۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کا اور اس بوڑھے میزبان کا شکریہ ادا کیا۔

میری باتیں سن کر میزبان نے سوال کیا "کیا تم مکی ہو؟"

میں نے اثبات میں جواب دیا

پھر اس نے پوچھا ''کیا تم قریشی ہو؟''

میں نے جواب میں ہاں کہہ کر ان سے پوچھا ''اچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں ''مکی'' اور ''قریشی'' ہوں۔

انہوں نے جواب دیا کہ شہری ہونا تمہارے لباس سے ظاہر ہے اور قریشی ہونا تمہارے کھانے سے معلوم ہوا، جو شخص دوسروں کا کھانا بے تکلفی سے قبول کر لیتا ہے وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس کا کھانا دل کھول کر کھائیں اور یہ خصلت صرف قریش میں ہے۔

پھر میں نے پوچھا ''آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟''

جواب ملا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مدینہ میرا وطن ہے۔''

میں نے پوچھا ''مدینے میں کتاب وسنت کا سب سے بڑا عالم ومفتی کون ہے؟''

اس بزرگ نے جواب دیا ''قبیلہ بنی اصبح کا سردار مالک ابن انس (امام مالکؒ)۔''

میں نے عرض کیا ''خدا جانتا ہے مجھے امام مالکؒ سے ملنے کا کتنا شوق ہے۔''

انہوں نے کہا ''خوش ہو جاؤ۔ خدا نے تمہارا شوق پورا کر دیا، اس بھورے اونٹ کو دیکھو یہ ہمارا سب سے اچھا اونٹ ہے، تم اسی پر سوار ہو جاؤ۔''

قافلہ روانہ ہوا، دورانِ سفر میں نے قرآن پاک کے سولہ ''ختم'' کیے، آٹھویں دن عصر کے وقت ہمارا قافلہ مدینہ میں داخل ہوا، مسجد نبویؐ میں نماز پڑھی، پھر مزار مبارک کے قریب حاضر ہوا، درود وسلام بھیجا، امام مالک دکھائی دیئے، ایک چادر کی تہہ بند باندھے تھے، دوسری طرف چادر اوڑھے ہوئے تھے اور بلند آواز سے حدیث کی روایت کر رہے تھے، روایت یوں کرتے تھے:

''مجھ سے ''نافع'' نے ''ابن عمر'' کے واسطے سے اس قبر کے مکیں ﷺ سے روایت کیا'' ......

یہ کہہ کر اپنا ہاتھ پھیلا کر قبر کی طرف اشارہ کرتے۔

یہ انداز دیکھ کر میرے دل پر امام مالکؒ کی ہیبت چھا گئی اور درس میں جہاں جگہ ملی وہیں بیٹھ گیا، میں نے جلدی سے ایک تنکا اٹھا لیا، امام صاحب جب کوئی حدیث بیان کرتے میں تنکے کو لعاب دہن میں تر کر کے اپنی ہتھیلی پر لکھ لیتا، امام صاحب میری یہ حرکت دیکھ رہے تھے، مگر مجھے اس

کی خبر نہ تھی۔ آخر مجلس ختم ہوگئی، میں اپنی جگہ بیٹھا رہا، امام مالکؒ نے مجھے اشارے سے بلایا، میں قریب گیا تو کچھ دیر بڑے غور سے مجھے دیکھتے رہے پھر فرمایا، تم حرم کے رہنے والے ہو؟

میں نے عرض کیا جی ہاں۔

پوچھا ''مکی'' ہو؟

میں نے کہا ''جی ہاں۔''

فرمایا سب اوصاف پورے ہیں، مگر تم میں ایک بے ادبی بھی ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبہ سنا رہا تھا، اور تم تنکا لئے اپنے ہاتھ سے کھیل رہے تھے۔

میں نے عرض کیا ''کاغذ پاس نہیں تھا، اس لیے جو کچھ سنتا ہاتھ پر لکھتا جاتا تھا''

اس پر امام مالکؒ نے میرا ہاتھ کھینچ کر دیکھا اور فرمایا ''ہاتھ پر تو کچھ بھی لکھا ہوا نہیں ہے۔''

میں نے عرض کیا ''لعاب تو باقی نہیں رہتا، لیکن آپ نے جتنی حدیثیں سنائی تھیں مجھے سب یاد ہو چکی ہیں۔''

امام صاحبؒ کو تعجب ہوا، فرمایا ''سب نہیں ایک ہی سنا دو۔''

میں نے امام صاحبؒ کے انداز میں اور ہاتھ کے اشارے سے ایک نہیں پوری پچیس احادیث مبارکہ جو اس محفل میں بیان ہوئی تھیں، سنا دیں۔ سورج غروب ہو چکا تھا، امام مالکؒ نے نماز پڑھی، پھر میری طرف اشارہ کر کے اپنے خادم سے کہا ''آقا کو گھر لے جاؤ۔''

تھوڑی دیر کے بعد امام صاحبؒ بھی آ گئے، میرے ساتھ کھانا کھایا اور جب رات زیادہ ہوگئی تو فرمایا، اب تم آرام کرو۔ رات کے پچھلے پہر دروازے پر دستک ہوئی، میں نے اٹھ کر دیکھا تو امام صاحبؒ کو پانی کا لوٹا لئے موجود پایا، مجھے بڑی شرمندگی ہوئی، کہنے لگے، کچھ خیال نہ کرو، مہمان کی خدمت تو فرض ہے۔ نماز مسجد نبوی میں ادا کی۔ جب روشنی ہوئی تو آج بھی اسی جگہ جا بیٹھے جس جگہ کل بیٹھے تھے۔ اپنی کتاب ''مؤطا'' میرے ہاتھ میں دے دی، میں نے کتاب سنانی شروع کر دی، لوگ سن کر لکھنے لگ گئے۔ میں امام مالکؒ کے ہاں آٹھ مہینے رہا۔ پوری ''مؤطا'' مجھے یاد ہوگئی۔ مجھ میں اور امام صاحب میں اس قدر محبت اور بے تکلفی پیدا ہوگئی کہ کوئی ناواقف ہمیں دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ مہمان کون ہے اور میزبان کون۔

عراق سے کچھ لوگ ''زیارت'' کے لیے اور ''مؤطا'' سننے کے لئے آئے۔ انہیں کی زبانی مجھے ''ابو یوسفؒ'' اور ''محمد بن حسنؒ'' (جو کہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں) کے متعلق پتہ چلا' چنانچہ مجھے عراق جانے کا شوق پیدا ہو گیا اور امام صاحب سے اذنِ سفر مانگا' انہوں نے میرے حصولِ علم کے شوق کی ہمت افزائی کی اور مجھے زادِ راہ دے کر فرمانے لگے' رات عبدالرحمان قاسم ہدیہ لائے اور منت کر کے سو دینار کی ایک تھیلی دے گئے' پچاس دینار میں نے اپنے اہل خانہ کے لئے رکھ لئے اور بقیہ پچاس دینار تمہارے لیے ہیں۔ پھر امام صاحبؒ نے چار دینار میں ایک اونٹ طے کر کے باقی رقم میرے حوالے کر دی اور خدا حافظ کہا۔

حاجیوں کے ایک قافلہ کے ساتھ ہم بیسویں دن کوفہ پہنچ گئے' وہاں کی مسجد میں عصر کے وقت محمد بن حسنؒ اور ابو یوسفؒ (امام محمدؒ و امام ابو یوسفؒ) سے ملاقات ہوئی' میری باتوں سے انہیں میرے صاحبِ علم ہونے کا گمان ہوا' مجھے پوچھا' امام مالکؒ کو تم نے دیکھا ہے؟

میں نے عرض کیا ''جی ہاں انہیں کے پاس سے آ رہا ہوں۔''

یہ سن کر پوچھا ''مؤطا'' بھی دیکھی ہے؟

میں نے کہا ''پوری حفظ کر چکا ہوں۔''

محمد بن حسنؒ متعجب ہوئے' اسی وقت لکھنے کا سامان منگوایا' اور ''فقہ'' کے مسائل لکھ کر نیچے جگہ خالی چھوڑ دی' میں نے ''مؤطا'' کے مطابق جواب لکھ دیئے' اس کے بعد امام صاحبؒ نے مجھے اپنے گھر بھجوایا' کچھ دیر کے بعد امام محمدؒ بھی آ گئے' میرے بوسیدہ کپڑے دیکھ کر ایک ہزار درہم کا قیمتی جوڑا مجھے پہنایا اور اپنے کتب خانہ سے امام ابوحنیفہؒ کی کتاب ''الاوسط'' نکال کر دی' میں نے صبح تک اسے حفظ کر لیا' کچھ دن کے بعد میں نے ان سے سفر کی اجازت مانگی' وہ کہنے لگے' میں اپنے کسی مہمان کو جانے کی اجازت نہیں دیتا' بہرحال جو مال و دولت میرے پاس موجود ہے اس میں سے آدھ تم لے لو' پھر انہوں نے ساری نقدی منگوائی' تین ہزار درہم نکلے' آدھے میرے حوالے کئے اور میں عراق کی سیاحت کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

اب میری عمر اکیس برس کی ہو گئی تھی' یہ امیر المومنین ہارون الرشید کا زمانہ تھا' جب میں بغداد میں آیا تو دروازے پر میرا نام اور کوائف قلمبند کیے گئے' میں ایک مسجد میں جا کر قیام پذیر ہوا'

آدھی رات کو چھاپہ پڑا اور ہر شخص کو روشنی میں دیکھنا شروع کیا گیا' آخر میری باری آئی تو انہوں نے پکار کر کہا' ڈرنے کی کوئی بات نہیں جس کی تلاش تھی وہ مل گیا' پھر مجھے شاہی محل میں لے گئے' امیر المومنین کو میری باتیں پسند آئیں اور انہوں نے کہا' کیا تم پسند کرو گے کہ کتاب وسنت کے مطابق حکم سنانے کے لیے قاضی بنادیئے جاؤ؟

میں نے جواب دیا' سلطنت میں شرکت تو مجھے ایک دن کے لئے بھی منظور نہیں۔ یہ سن کر امیر المؤمنین رو پڑے' اب مجھے تین سال اور ہو چکے تھے' اسی دوران کچھ حاجی حجاز سے لوٹے' میں نے ان سے امام مالکؒ کی خیریت دریافت کی' تو انہوں نے بتایا کہ امام صاحب تندرست اور بہت دولتمند ہو چکے ہیں' یہ سن کر مجھے شوق ہوا کہ ان کو غربت میں دیکھ چکا ہوں اب دولت مندی میں بھی دیکھنا چاہیے۔

ایک دولت مند شخص نے مجھے اصرار کر کے چالیس ہزار دینار پیش کئے' چنانچہ میں روانہ ہو پڑا' راستے میں مجھے ''احمد بن حنبلؒ''، سفیان بن عینیہؒ اور اوزاعیؒ اصحابِ حدیث ملے۔ میں نے ان تمام اصحاب کو اپنے پاس سے اتنا کچھ دیا جتنا ان کا مقدر تھا' میرے پاس صرف دس دینار رہ گئے' بالآخر ستائیسویں دن مدینہ منورہ پہنچ گیا۔

مسجد نبویؐ میں نماز پڑھی' اب کیا دیکھتا ہوں کہ لوہے کی ایک کرسی مسجد میں رکھی ہے' کرسی پر قباطی مصر کا تکیہ رکھا ہے' میں حیرت سے ابھی یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ امام مالکؒ آگئے اور پوری مسجد عطر کی خوشبو سے مہک اٹھی' ان کے جلو میں چار سو یا اس سے زیادہ کا مجمع تھا' سب لوگ ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے' امام صاحب کرسی پر بیٹھ گئے اور اپنے شاگردوں کے سامنے عملاً زخم لگانے کا مسئلہ پیش کیا۔ میں نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک جاہل آدمی کو اس کا جواب لکھ دیا' اس نے بلند آواز سے یہ جواب بتادیا' باقی تمام شاگردوں کے جواب غلط تھے' دو تین بار ایسا ہوا تو امام صاحب اس جاہل آدمی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''یہاں آجاؤ' وہ جگہ تمہاری نہیں ہے۔''

اس آدمی نے صاف بتادیا کہ میرے ساتھ ایک اور نوجوان بیٹھا ہے جو مجھے یہ جواب لکھوا رہا ہے۔

امام صاحبؒ نے میری طرف گردن گھمائی' قریب بلایا اور غور سے دیکھ کر پوچھا ''شافعی'' ہو؟

میں نے عرض کیا ”جی ہاں!“

انہوں نے مجھے سینے سے لگایا اور اپنی کرسی سے اتر کر مجھ سے کہا ”جو باب ہم شروع کر چکے ہیں اس کو تم پورا کرو“ میں نے تعمیل کی لیکن میرے سوالوں کا کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔

امام صاحبؒ نے میری پیٹھ تھپکی میری تعریف کی اور نماز مغرب کے بعد مجھے اپنے گھر لے گئے پرانی عمارت کی جگہ اب نئی عمارت کھڑی تھی میں یہ دیکھ کر بے اختیار رو دیا۔

یہ دیکھ کر امام صاحبؒ نے کہا ”تم روتے کیوں ہو؟“ شاید سمجھ رہے ہو کہ میں نے دنیا کے لئے آخرت تج دی ہے تم مطمئن رہو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں یہ سب ہدیہ اور تحفہ ہے خراسان سے مصر سے دنیا کے دور دراز گوشوں سے ہدیے چلے آ رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرمالیا کرتے تھے اور صدقہ رد فرما دیتے تھے میرے پاس اس وقت خراسان اور مصر کے اعلیٰ ترین کپڑوں کے تین سو خلعت موجود ہیں اب یہ سب تمہارے لئے ہدیہ ہیں صندوقوں میں پانچ ہزار دینار ہیں ان کی زکوٰۃ نکلی ہوئی ہے اس کی آدھی رقم اب تمہاری ہے۔

صبح نماز فجر ادا کرنے نکلے تو ہم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے دروازے پر خراسانی گھوڑے اور مصری خچر کھڑے تھے میرے منہ سے نکل گیا ”ایسے خوبصورت گھوڑے تو میں نے آج تک نہیں دیکھے۔“

امام صاحبؒ نے فرمایا ”یہ تمام سواریاں اب تمہارے لیے ہدیہ ہیں۔“

میں نے عرض کیا ”کم از کم ایک جانور تو اپنے لئے رکھ لیجئے۔“

فرمانے لگے ”مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندوں جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔“

تین دن بعد میں اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی خیر و برکت اور مال و متاع کے ساتھ مکہ روانہ ہو گیا۔ حدودِ حرم کے قریب مجھے اپنی والدہ مکرمہ چند عورتوں کے ساتھ ملیں انہوں نے مجھے گلے سے لگا لیا لیکن میرا مال متاع دیکھ کر فرمایا ”کل تو مکہ سے فقیر کی صورت نکلا تھا آج امیر بن کر لوٹا ہے تا کہ اپنے چچیرے بھائی بندوں پر گھمنڈ کرے۔“

میں نے عرض کیا ”پھر کیا کروں؟“

فرمانے لگیں ''منادی کرادو' بھوکے آئیں اور کھائیں' پیدل آئیں اور سواری لے جائیں' ننگے آئیں اور کپڑے پہن لیں' اس طرح دنیا میں تیری آبرو بڑھے گی اور آخرت میں اجر بھی محفوظ رہے گا۔''

چنانچہ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی۔ یہ خبر امام مالکؒ نے بھی سنی تو کہلا بھیجا ''جتنا دے چکا ہوں' اتنا ہر سال بھیجتا رہوں گا۔''

(بروایت ربیع بن سلیمان' بذریعہ ''آئین)

صحیح بخاری کی تالیف و ترتیب

ایک دن امام بخاریؒ اسحاق بن راہویہؒ کی مجلس میں حاضر تھے۔ اسحاق بن راہویہؒ کے احباب نے کہا کہ اچھا ہو اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی توفیق دے کہ سنن میں ایسا کوئی مختصر مجموعہ تیار کرے' جس میں صرف وہ صحیح حدیثیں ہوں جو صحت میں اعلیٰ مرتبہ رکھتی ہوں تاکہ عمل کرنے والے بلا خوف و تردد مجتہدین کی طرف مراجعت کئے بغیر اس پر عمل پیرا ہوں' امام بخاری کے دل میں یہ بات جاگزیں ہوگئی اور اسی وقت سے اس ''جامع'' کی تصنیف کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ چھ لاکھ حدیثوں کے اس ذخیرے میں سے جو اِن کے پاس موجود تھا' انتخاب شروع کیا' جو ان میں صحیح ترین تھیں ان پر اکتفا کیا اور بعض وہ احادیث جو اسی درجے پر صحیح تھیں' ان کو طوالت کے خوف یا کسی دوسرے سبب سے چھوڑ بھی گئے۔ امام بخاریؒ جب کسی حدیث کو لکھنے کا ارادہ کرتے تھے تو اول غسل کر کے دو رکعت نفل ادا کرتے تھے تو پھر اس کو لکھتے' چنانچہ سولہ سال کے عرصے میں اس انتخاب سے فراغت پائی۔

جب اس کا قصد کیا کہ ان حدیثوں کی ان کے مضمون کے مطابق ترتیب دی جائے (اس کو اصطلاحِ محدثین میں ''ترجمۃ الباب'' کہتے ہیں) تو مدینہ منورہ میں قبر مبارک اور منبر رسول ﷺ کے درمیانی مقام میں اس اہم کام کو انجام دیا' ہر ''ترجمے'' پر دو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔ الغرض امام بخاریؒ کی حسنِ نیت کا نتیجہ تھا کہ یہ ''جامع'' اس قدر مقبول ہوئی کہ ان کی زندگی میں ہی اس کو نوے ہزار آدمیوں نے آپ سے بلا واسطہ سنا' جن میں سب آخری ''فربری'' ہیں اور آج کل ان کی روایت ہی علو اسناد کی وجہ سے شائع و مشہور ہے۔ امام بخاریؒ کی نادر باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے مجھ کو امید ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کسی شخص کی غیبت کا سوال نہ کیا جائے گا۔

کیوں میں نے بفضل اللہ کسی کی غیبت نہیں کی۔

طریقِ صالحین کے مطابق امام بخاریؒ کو بھی محنت وابتلا یہ پیش آیا کہ خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا نے ان کو اس امر کی تکلیف دینی چاہی کہ اس کے مکان پر آ کر اس کے بیٹوں کو ''جامع'' اور ''تاریخ'' اور دوسری کتابوں کا درس دیں۔ امام بخاریؒ نے جواب دیا کہ یہ حدیث کا علم ہے' میں اس کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔ اگر تم کو غرض ہے تو اپنے بیٹوں کو میری مجلس میں بھیج دیا کرو تا کہ دوسرے طلبہ کی طرح وہ بھی علم حاصل کریں۔ امیر نے کہا' کہ اگر یسا ہے تو جس وقت میرے بیٹے آپ کے پاس آئیں آپ دوسرے طلبہ کو اپنی خدمت میں نہ آنے دیں۔ میرے دربان اور چوب دار دروازے پر تعینات رہیں گے۔ میری نخوت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ جس مجلس میں میرے بیٹے موجود ہوں وہاں جولاہے' دھنیے بھی ان کے ہم نشین ہوں۔ امام بخاریؒ نے اس کو بھی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ یہ علم' پیغمبرؐ کی میراث ہے۔ اس میں ساری امت شریک ہے۔ کسی کو کوئی خصوصیت نہیں۔ اس گفت وشنید سے مذکورہ امیر امام امام بخاریؒ سے رنجیدہ ہو گئے۔ طرفین میں کدورت بڑھتی رہی۔ نوبت بایں جارسید کہ امیر مذکور نے ابن ابی الورقاء اور اس وقت کے دوسرے علمائے ظاہری کو اپنے ساتھ ملا لیا اور امام بخاریؒ کے مسلک پر طعن کرنے لگے اور ان کے اجتہاد میں غلطیاں نکال کر ایک محضر تیار کرایا اس حیلے بہانے سے ''بخارا'' سے ان کو نکال دیا۔ امام بخاریؒ وہاں سے روانہ ہوئے تو انہوں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے اللہ ان لوگوں کو اس بلا میں مبتلا کر جس میں وہ مجھ کو کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی ایک ماہ بھی پورا گزرنے نہ پایا تھا کہ خالد بن احمد معزول ہوئے۔ خلیفہ کا حکم پہنچا کہ ان کو گدھے پر سوار کر کے شہر میں گھمائیں۔ انجام کار ان کو کامل تباہی کا سامنا ہوا' جیسا کہ کتاب تاریخ میں لکھا ہوا اور مشہور ہے۔ حریث ابن ابی ورقاء کو بھی بے حد رسوائی اور فضیحت کا منہ دیکھنا پڑا۔ ان کا وقار خاک میں مل گیا۔ نیز اس وقت کے ان علماء کو بھی جو امام بخاریؒ کے درپے تذلیل اور (خالد بن احمد) مشورے میں شریک تھے' پوری پوری آفت پہنچی۔ امام بخاریؒ اس بے کسی کی حالت میں پہلے نیشاپور گئے۔ جب وہاں کے امیر سے بھی نہ بنی تو وہاں سے مراجعت کر کے خرتنگ تشریف لائے (یہ ایک گاؤں کا نام ہے جو سمرقند سے تین فرسخ (دس میل) کے فاصلے پر واقع ہے۔) سنہ ۲۵۶ھ میں انتقال ہوا۔ عید کے دن نماز ظہر کے بعد دفن کر دیئے گئے۔ انا للہ

وانااليه راجعون . امام بخاریؒ کی عمر ۶۲ سال کی ہوئی۔

چنانچہ کہا گیا "ولد فی صدق وعاش حمیداً ومات فی نور" اس جملے میں صدق کے اعداد ۱۹۴ ان کی پیدائش حمید کے اعداد ۶۲ ان کی عمر اور نور کے اعداد ۲۵۶ ان کی وفات کا سال ظاہر کرتے ہیں۔

عبدالواحد طوسیؒ نے جو اس زمانے کے صلحا اور اکابر اولیاء میں سے تھے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول ﷺ معہ اپنے احبابؓ کے برسر راہ منتظر کھڑے ہیں۔ انہوں نے سلام کر کے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ کس کا انتظار ہے؟ آپؐ نے فرمایا محمد بن اسمٰعیل امام بخاریؒ کا انتظار کر رہا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے چند روز بعد ہی میں نے امام بخاریؒ کی وفات کی خبر سنی۔ جب میں نے لوگوں سے وقت وفات کی تحقیق کی تو وہی ساعت معلوم ہوئی جس میں' میں نے حضور سرکائنات ﷺ کو خواب میں منتظر دیکھا تھا۔

حضرت معروف کرخیؒ، جنہیں توحید کیلئے چن لیا گیا

حضرت معروف بن فیروز کرخی رحمۃ اللہ علیہ دوسری صدی ہجری کے مشہور اولیاء کرام میں سے ہیں' حضرت علی بن موسیٰ الرضاء کے آزاد کردہ غلام تھے۔

آپ ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے' لیکن آپ کے بھائی عیسیٰ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے سے ان کو عقیدۂ توحید کے لئے چن لیا تھا' میں اور وہ ایک عیسائی استاد کے پاس پڑھا کرتے تھے' استاد ہمیں "باپ' بیٹا" کا عقیدہ سکھاتا' لیکن حضرت معروف کرخیؒ جواب میں "احد' احد" فرماتے' اس پر استاد انہیں مارتے تھے' ایک مرتبہ استاد نے انہیں اتنا مارا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے' اور لاپتہ ہو گئے' ان کی والدہ رو رو کر کہتی تھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے معروف کو میرے پاس لوٹا دیا تو وہ جو دین چاہے گا اسے اختیار کرنے سے نہیں روکوں گی۔ کئی سال بعد آپ واپس آئے تو ماں نے پوچھا بیٹا! تم کس دین پر ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ اسلام پر' اس پر والدہ بھی مسلمان ہو گئیں' اور ہمارا پورا گھر مشرف باسلام ہو گیا۔

(صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی ص ۱۸۰، جلد ۲، جہان دیدہ ص ۲۵)

آپ ان اولیائے کرامؒ میں سے ہیں جن پر کثرت نوافل سے زیادہ ذکر وفکر کا غلبہ تھا۔
ان کے ایک معاصر راوی ابوبکر بن ابی طالبؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معروف کرخیؒ کے پاس ان کی مسجد میں گیا۔ جب انہوں نے آذان شروع کی تو میں نے دیکھا کہ حضرت معروف کرخیؒ قدس سرہٗ پر اضطراب کی ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ اور جب موذن نے اشھدأن لا الہ الااللہ کہا تو ان کی ریش مبارک اور ابرو تک کے بال کھڑے ہوگئے، اور وہ بے قابو ہوکر اس درجہ جھکنے لگے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ آذان پوری بھی کرسکیں گے یا نہیں۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیمؒ ج۸ ص۳۶۱)

ایک مرتبہ آپ دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے، سامنے سے ایک کشتی گذری جس میں کچھ بے فکر نوجوان گاتے بجاتے جارہے تھے، کسی نے حضرت معروف کرخیؒ سے کہا کہ "دیکھئے یہ لوگ دریا میں بھی اللہ کی نافرمانی سے باز نہیں آتے، ان کے لئے بددعا کردیجئے" اس پر حضرت معروف کرخیؒ نے ہاتھ اٹھائے، اور دعا فرمائی کہ:

"یاالٰہی! اے میرے آقا! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ان نوجوانوں کو دنیا میں مسرتیں بخشی ہیں، ان کو جنت میں بھی مسرتیں عطا فرمائیے۔"

حاضرین نے کہا کہ ہم نے تو آپ سے بددعا کے لئے کہا تھا، فرمایا کہ "اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں آخرت میں مسرتیں عطا فرمائیں تو ان کے دینوی اعمال سے ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اس میں تمہارا تو کوئی نقصان نہیں۔" (صفۃ الصفوہ ص۱۸۱ ج۲)

حضرت سعیدؒ بن المسیب کی بیٹی کی شادی

حضرت سعید بن المسیب مشہور تابعی ہیں، بڑے محدثین میں شمار ہیں، ان کی خدمت میں ایک شخص عبداللہ بن ابی دواعہؒ کثرت سے حاضر ہوا کرتے تھے، ایک مرتبہ چند روز حاضر نہ ہوسکے کئی روز کے بعد جب حاضر ہوئے تو حضرت سعید نے دریافت فرمایا کہاں تھے عرض کیا کہ میری بیوی کا انتقال ہوگیا ہے اس کی وجہ سے مشاغل میں پھنسا رہا، فرمایا کہ ہم کو خبر نہ کی ہم بھی جنازہ میں شریک ہوتے، تھوڑی دیر کے بعد میں اٹھ کر آنے لگا، فرمایا دوسرا نکاح کرلیا؟ میں نے عرض کیا، حضرت مجھ سے کون نکاح کرے گا، دو تین آنے کی میری حیثیت ہے، آپ نے فرمایا ہم کردیں گے، اور یہ کہہ کر خطبہ پڑھا اور اپنی بیٹی کا نکاح نہایت معمولی مہر آٹھ دس آنے پر مجھ سے کردیا، اتنی مقدار مہر کی ان

کے نزدیک جائز ہوگی' جیسا کہ بعض اماموں کا مذہب ہے' حنفیہ کے نزدیک اڑھائی روپے سے کم جائز نہیں) نکاح کے بعد میں اٹھا اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ مجھے کس قدر مسرت تھی' خوشی میں سوچ رہا تھا کہ رخصتی کے انتظام کے لئے کس سے قرض مانگوں کیا کروں' اور فکر میں شام ہوگئی' میرا روزہ تھا مغرب کے وقت روزہ افطار کیا نماز کے بعد گھر آیا چراغ جلایا روٹی اور زیتون کا تیل موجود تھا اس کو کھانے لگا کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟ کہا سعید ہے' میں سوچنے لگا کہ کون سعید ہے' حضرت کی طرف میرا خیال بھی نہیں گیا کہ چالیس برس سے اپنے گھر یا مسجد کے سوا کہیں آنا جانا تھا ہی نہیں باہر آکر دیکھا کہ سعید بن المسیبؒ ہیں میں نے عرض کیا آپ نے مجھے نہ بلایا فرمایا میرا آنا مناسب تھا' میں نے عرض کیا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا مجھے یہ خیال آیا کہ اب تمہارا نکاح ہو چکا ہے' تنہا رات کو سونا مناسب نہیں' اس لئے تمہاری بیوی کو لایا ہوں' یہ فرما کر اپنی لڑکی کو دروازے کے اندر کر دیا اور دروازہ بند کر کے چلے گئے' وہ لڑکی شرم کی وجہ سے گر گئی میں نے اندر سے کواڑ بند کئے اور وہ روٹی اور تیل جو چراغ کے سامنے رکھا تھا وہاں سے ہٹا دیا کہ اس کی نظر نہ پڑے اور مکان کی چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں کو آواز دی' لوگ جمع ہو گئے تو میں نے کہا کہ حضرت سعیدؒ نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا ہے' اور اس وقت وہ خود ہی اس کو پہنچا گئے ہیں' سب کو بڑا تعجب ہوا کہنے لگے واقعی وہ تمہارے گھر میں ہے؟ میں نے کہا! ہاں اس کا چرچا ہوا میری والدہ کو خبر ہوئی وہ بھی اسی وقت آ گئیں اور کہنے لگیں کہ اگر تین دن تک تو نے اسے چھیڑا تو میرا منہ نہ دیکھو گے' ہم تین دن میں اس کی تیاری کر لیں' تین دن کے جب میں اس لڑکی سے ملا تو دیکھا نہایت خوبصورت قرآن شریف کی حافظہ اور سنت رسول سے بھی زیادہ واقف' شوہر کے حقوق سے بھی زیادہ باخبر' ایک مہینہ تک نہ تو حضرت سعید میرے پاس آئے نہ میں ان کی خدمت میں گیا ایک ماہ کے بعد میں حاضر ہوا تو وہاں مجمع تھا' میں سلام کر کے بیٹھ گیا جب سب چلے گئے تو فرمایا اس آدمی کو کیسا پایا' میں نے عرض کیا نہایت بہتر ہے کہ دوست دیکھ کر خوش ہوں دشمن جلیں' فرمایا اگر کوئی بات ناگوار ہو تو لکڑی سے خبر لینا' میں واپس آ گیا' تو ایک آدمی کو بھیجا جو بیس ہزار درہم (تقریباً پانچ ہزار روپیہ) مجھے دے گیا' اس لڑکی کو عبدالملک بن مروان بادشاہ نے اپنے بیٹے ولید کے لئے (جو ولی عہد بھی تھا) مانگا تھا' مگر سعیدؒ نے عذر کر دیا تھا' جس کی وجہ سے عبدالملک ناراض بھی ہوا' ایک حیلہ سے حضرت سعید کو سو کوڑے سخت

سردی میں لگوائے اور پانی کا گھڑا بھی ان پر گروایا۔ (ساعتے با اولیاء)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا ایمان افروز واقعہ

''گیلان'' کے قصبے میں ایک خدا پرست' ولی کامل ''حضرت ابوصالح موسیٰ'' رہتے تھے ایک دفعہ انہوں نے دیکھا کہ ندی میں ایک سیب بہتا ہوا آ رہا ہے' چنانچہ انہوں نے اسے نکال کر کھالیا' معاً خیال آیا کہ باغ کے مالک سے اجازت لئے بغیر مجھے سیب کھانے کا حق نہیں تھا۔ سخت پشیمان ہوئے' باغ کے مالک ''حضرت عبداللہ صومعی'' کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی طلب ہوئے۔

حضرت عبداللہ صومعی اس نوجوان کا زہد و اتقا دیکھ کر حیران رہ گئے' ان کا حسب نسب دریافت کیا' کچھ دیر تامل کیا' اس کے بعد فرمایا ''میں اس وقت تک تمہیں معاف نہیں کروں گا جب تک میری ایک شرط پوری نہ کرو۔''

انہوں نے کہا ''میں آپ کی ہر خواہش پوری کرنے کے لیے تیار ہوں۔''

حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا کہ میری بیٹی ''ام الخیر'' کو اپنی زوجیت میں قبول کرلو لیکن یہ سمجھ لو کہ وہ گونگی' بہری' لولی' لنگڑی اور اندھی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ یہ سن کر کچھ دیر کے لیے خاموش ہوگئے' لیکن پھر خیال آیا کہ تمام عمر کا زہد وتقویٰ ضائع جانے کا اندیشہ ہے' رزق حلال میں حرام کی آمیزش ہوگئی ہے' یہ شرط مانے بنا چارہ نہیں' چنانچہ انہوں نے یہ رشتہ منظور کرلیا۔

جب حضرت ابوموسیٰ صالح حجلہ عروسی میں پہنچے تو وہاں ایک پیکرِ حسن و جمال کو دیکھ کر توبہ استغفار کیا اور حضرت عبداللہ صومعی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ''آپ نے میرا عقد ایک اندھی' لولی' لنگڑی' اپاہج دوشیزہ سے کیا تھا' لیکن حجلہ عروسی میں تو کوئی نامحرم موجود ہے جوان تمام خامیوں سے پاک ہے؟

حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا' عزیزم حجلہ عروسی میں جو موجود ہے' وہی میری بیٹی ''ام الخیر فاطمہ'' ہے۔ میں نے اس کو اندھی اس لیے کہا کہ آج تک اس کی نظر کسی نامحرم پر نہیں پڑی۔ بہری اس لحاظ سے کہ آج تک کوئی بری بات اس نے نہیں سنی۔ گونگی اس لحاظ سے کہ اس نے کبھی بری بات نہیں کی۔ لولی اس لیے کہ اس نے کوئی خلافِ شریعت کام نہیں کیا اور لنگڑی اس لیے کہ اس

نے آج تک اللہ کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے پر قدم نہیں رکھا۔ انہیں فرشتہ خصال والدین کے ہاں "حضرت عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی" پیدا ہوئے۔ (دیباچہ غنیۃ الطالبین از شمس بریلوی)

ابن تیمیہؒ کی ذہانت

"صاحب العقود الدریہ" لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ "حلب" کے ایک بڑے عالم دمشق آئے، انہوں نے سنا کہ ایک بچہ ہے جس کا نام "احمد بن تیمیہ" ہے اور وہ بہت جلد یاد کر لیتا ہے، ان کو اس کے دیکھنے اور امتحان لینے کا شوق ہوا، جس راستے سے "ابن تیمیہؒ" گزرا کرتے تھے وہاں وہ ایک درزی کی دوکان پر بیٹھ گئے۔

درزی نے کہا "وہ بچہ آتا ہی ہوگا، یہی اس کے مکتب کا راستہ ہے، آپ تشریف رکھئے۔ تھوڑی دیر میں کچھ بچے مکتب جاتے ہوئے گذرے۔ درزی نے کہا، دیکھئے وہ بچہ جس کے پاس بڑی سی تختی ہے، وہی ابن تیمیہؒ ہے۔

شیخ نے اس بچے کو آواز دی، وہ آیا تو اس کی تختی لے لی اور کہا بیٹا جو کچھ لکھا ہے اس کو پونچھ ڈالو، جب وہ صاف ہو گیا تو انہوں نے اس پر کوئی ۱۱ یا ۱۳ حدیثیں لکھوا دیں، اور کہا ان کو پڑھ لو، بچے نے ان کو ایک مرتبہ غور سے پڑھا، شیخ نے تختی اٹھالی اور کہا سناؤ۔ بچے نے پوری حدیثیں سنا دیں۔

شیخ نے کہا، ان کو بھی پونچھ ڈالو، پھر چند سندیں لکھ دیں اور کہا، پڑھو۔ بچے نے ایک بار غور سے دیکھا اور سنا دیا۔

شیخ نے یہ تماشا دیکھ کر فرمایا، اگر یہ بچہ جیتا رہا تو کوئی چیز بنے گا، اس لئے کہ اس زمانہ میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت از مولانا ابوالحسن علی ندویؒ)

فاتح سومنات سلطان محمود غزنویؒ

تاریخ فرشتہ کے مصنف نے "طبقات ناصری" کے حوالے سے لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو مشہور حدیث "العلماء ورثۃ الانبیاء" کی صحت پر پورا یقین نہ تھا اسے قیامت کے آنے کے بارے میں بھی شبہ تھا۔اس کے علاوہ اسے سبکتگین کا بیٹا ہونے میں بھی شک تھا۔ایک رات کا واقعہ ہے کہ سلطان محمود اپنی قیام گاہ سے نکل کر پیدل ہی کسی طرف چل رہا تھا۔فراش سونے کا شمع دان لے کراس کے آگے آگے چل رہا تھا۔راستے میں اسے ایک ایسا طالب علم ملا جو مدرسے میں بیٹھا ہوا اپنا سبق یاد کررہا تھا مگراس کے پاس جلانے کے لئے تیل نہ تھا۔اس لئے وہ پڑھتے پڑھتے جب کچھ بھول جاتا تو ایک بنئے کے چراغ کے پاس آکراپنی کتاب میں سے دیکھ کرتصحیح کر لیتا۔محمود کو اس نادار طالب علم کی حالت پر بڑا رحم آیا اوراس نے وہ شمع دان جو فراش نے اٹھا رکھا تھا'اس طالب علم کو دے دیا۔جس رات یہ واقعہ پیش آیا اسی رات کو خواب میں محمود کو حضرت محمد ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔آپؐ نے محمود سے فرمایا۔"اے ناصرالدین سبکتگین کے بیٹے فرزند ارجمند خداوند تعالیٰ تجھ کو ویسی ہی عزت دے جیسی تو نے میرے ایک وارث کی قدر کی ہے۔" آنحضرت ﷺ کے اس فرمان سے سلطان محمود کے دل میں متذکرہ بالا تینوں شکوک دور ہو گئے۔

(تاریخ فرشتہ جلد اول۔ص ۸۹ مطبوعہ لاہور)

سلطان محمود کے عدل وانصاف کا ایک یادگار واقعہ

سلطان محمود کے انتقال کے دوسرے سال غزنی میں ایک زبردست سیلاب آیا۔اس کی وجہ سے شہر کی بہت سی عمارتیں گر گئیں خدا کے بہت سے بندوں کی جانیں ضائع ہو گئیں۔وہ پل جو عمر بن لیث صفانے اپنے عہد حکومت میں دریا پر تعمیر کیا تھا اس سیلاب کی زد میں آکر مسمار ہوا اوراس کا

نام ونشان تک مٹ گیا۔ اہل نظر کے نزدیک یہ حادثہ محمود کے انتقال کی ایک بہت اہم نشانی ہے اور وہ اس کو محمود کے عدل وانصاف کی دلیل سمجھتے ہیں۔ محمود کے عدل وانصاف کے بہت سے واقعات مشہور ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور اور اہم واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز ایک شخص محمود کے دربار میں انصاف حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا جب محمود اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس شخص نے عرض کیا۔ ''میری شکایت ایسی نہیں ہے کہ میں اسے سر دربار سب لوگوں کے سامنے بیان کردوں۔'' محمود فوراً اٹھا اور اسے تنہائی میں لے جا کر اس کا حال پوچھا'' اس شخص نے روتے ہوئے فریاد پیش کی کہ'' آپ کا بھانجا ایک عرصے سے رات کو مسلح ہو کر میرے گھر پر آتا ہے مجھے کوڑے مار مار کر باہر نکال دیتا ہے اور پھر خود تمام رات میری بیوی کے ساتھ ہم بستری کرتا ہے میں نے امیر کو اپنا حال سنایا لیکن کسی کو میری حالت پر رحم نہ آیا اور کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے یہ بات بیان کرتا۔ جب میں ان امراء سے مایوس ہو گیا تو میں نے آپ کے دربار کے دروازے پر آنا شروع کر دیا۔ اور موقع کی انتظار میں رہا کہ کسی طرح آپ سے اپنا حال بیان کر سکوں۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کو ملک کا حاکم اعلیٰ بنایا ہے اس لئے رعایا اور کمزور بندوں کی نگہداشت آپ کا فرض ہے۔ اگر آپ مجھ پر رحم فرما کر میرے معاملے میں انصاف کریں گے تو زہے نصیب ورنہ میں اس معاملے کو خدا کے سپرد کروں گا اور اس کے منصفانہ فیصلے کی انتظار کروں گا۔''

محمود پر اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ وہ یہ سن کر زار وقطار رونے لگا اور کہا: ''اے مظلوم! تو اس سے پہلے میرے پاس کیوں نہ آیا اور اتنے دنوں تک یہ ظلم کیوں برداشت کرتا رہا۔'' اس شخص نے جواب میں کہا۔'' اے بادشاہ ایک مدت سے یہ کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح آپ کے حضور حاضر ہوسکوں۔ لیکن دربار کے چوکیداروں اور دربانوں کی روک تھام کی وجہ سے کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ یہ خدا ہی بہتر طور پر جانتا ہے کہ آج میں کس تدبیر اور بہانے سے یہاں پہنچا ہوں اور کس طرح ان چوکیداروں کی نظر بچا کر آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں ہم جیسے فقیروں اور غریبوں کی یہ قسمت کہاں کہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے سلطانی دربار میں چلے آئیں اور بادشاہ سے بالمشافہ اپنی روداد غم بیان کریں۔'' محمود نے جواب دیا۔'' تم یہاں مطمئن ہو کر بیٹھو لیکن اس ملاقات اور گفتگو کا حال کسی کو نہ بتانا اور اب خیال رکھنا کہ جس وقت وہ سفاک تمہارے گھر میں آئے تو فوراً مجھے اطلاع دینا' میں

اسی وقت تمہارے ساتھ انصاف کروں گا اور اس سفاک کو اس بدکرداری کی سزا دوں گا۔''
اس شخص نے کہا ''اے بادشاہ! مجھ جیسے نادار شخص کے لئے یہ ناممکن ہے کہ جب چاہوں بلا کسی روک ٹوک کے آپ سے مل سکوں۔''
محمود نے فوراً دربانوں کو بلایا اور ان سے ان شخص کو متعارف کروا کر انہیں حکم دیا کہ جس وقت بھی یہ شخص ہمارے حضور میں آنا چاہے اسے بغیر کسی اطلاع اور روک ٹوک کے آنے دیا جائے۔
دربانوں کو رخصت کرنے کے بعد سلطان محمود نے اس شخص کو قریب بلایا اور کہا۔ ''اگرچہ اب میرے حکم کے مطابق یہ لوگ تمہیں روکنے کی جرأت نہ کریں گے، لیکن پھر بھی احتیاطاً تمہیں یہ بتائے دیتا ہوں کہ اگر کبھی اتفاقاً یہ چوبدار میری عدیم الفرصتی یا آرام کا عذر کر کے تمہیں روک دیں تو تم فلاں جگہ سے چھپ کر چلے آنا اور آہستہ سے مجھے آواز دینا۔ میں یہ آواز سنتے ہی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔'' یہ کہہ کر اس شخص کو رخصت کیا اور اس کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔'' دو راتیں سکون سے گزریں، تیسری رات سلطان محمود کا بھانجا اس کے گھر داخل ہوا اور حسب دستور اسے مار پیٹ کر باہر نکال دیا اور خود اس کی بیوی کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا۔ وہ شخص اسی وقت شاہی محل کی طرف دوڑا اور دربانوں سے کہا کہ بادشاہ کو اس کی آمد کی اطلاع دی جائے۔ دربانوں نے جواب دیا کہ بادشاہ اس وقت دیوان خانے کی بجائے اپنی حرم سرا میں ہے لہٰذا تمہیں وہاں جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ وہ شخص مایوس ہو کر پیچھے ہٹا اور اس جگہ پر پہنچا جس کے بارے میں سلطان محمود نے اسے بتا رکھا تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ ''اے بادشاہ اس وقت آپ کس کام میں مشغول ہیں؟'' سلطان محمود نے جواب دیا۔ ''ٹھہرو میں آتا ہوں'' تھوڑی دیر کے بعد محمود باہر آیا اور اس شخص کے ساتھ اس کے گھر پہنچا وہاں جا کر محمود نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کا بھانجا اس غریب شخص کی بیوی سے ہم آغوش ہو کر سویا ہوا ہے اور شمع اس کے پلنگ کے سرہانے جل رہی ہے۔ محمود نے شمع بجھائی اور خنجر سے اس ظالم کا سر تن سے جدا کر دیا پھر اس مظلوم شخص سے کہا۔ ''اے بندۂ خدا ایک گھونٹ پانی اگر مل سکے تو فوراً لے آ تاکہ میں اپنی پیاس بجھاؤں۔''
اس شخص نے فوراً پیالے میں پانی لا کر سلطان کی خدمت میں پیش کیا۔ محمود نے پانی پیا اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نادار سے یوں مخاطب ہوا۔ ''اے شخص اب تو اطمینان کے ساتھ آرام کر میں

جا تا ہوں۔" اور رخصت ہونے لگا لیکن اس شخص نے بادشاہ کا دامن پکڑ لیا اور کہا "اے بادشاہ! تجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس نے تجھے اس عظیم الشان مرتبے پر سرفراز کیا ہے تو مجھے یہ بتا شمع گل کرنے اور سفاک کا سر تن سے جدا کرنے کے فوراً بعد پانی مانگنے اور پینے کی کیا وجہ ہے؟ سلطان محمود نے جواب دیا "اے شخص میں نے تجھے ظالم سے نجات دلا دی اور اس کا سر اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ شمع کو میں نے اس لئے بجھایا کہ کہیں اس کی روشنی میں مجھے اپنے بھانجے کا چہرہ نہ نظر آجائے اور میں اس پر رحم کھا کر انصاف نہ کرسکوں۔ پانی مانگ کر پینے کی وجہ یہ تھی کہ جب تم نے مجھ سے اپنی روداد غم بیان کی تھی تو میں نے عہد کیا تھا کہ جب تک تمہارے ساتھ پورا پورا انصاف نہ ہوگا تب تک میں کھانا نہ کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا۔" (تاریخ فرشتہ جلد اول)

قارئین کرام اگرچہ تاریخوں میں بادشاہوں کے عدل وانصاف کے بہت سے قصے لکھے ہیں لیکن ایسا قصہ کسی بادشاہ کے متعلق نہیں ملتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

سلطان محمودؒ کی شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے ملاقات

محمد قاسم فرشتہ نے "تاریخ بنائے گیتی" کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب سلطان محمود خراسان گیا تو اس کے دل میں شیخ ابوالحسن خرقانیؒ (سلسلہ نقشبندیہ کے ایک مشہور بزرگ) سے ملاقات کا خیال پیدا ہوا، لیکن ساتھ ہی یہ خوف بھی لاحق ہوا کہ وہ خراسان میں اس بزرگ سے ملنے نہیں آیا، بلکہ ملکی سیاسیات کے پیش نظر اس نے یہ سفر اختیار کیا ہے۔ اس حالت میں خداوند تعالیٰ کے خاص بندوں کی زیارت کرنا خلاف ادب ہے۔ اس نے شیخ ابوالحسنؒ سے ملاقات کا ارادہ ترک کر دیا اور خراسان سے ہندوستان چلا گیا۔ وہاں معرکہ آرائیاں کرنے کے بعد غزنی واپس آیا۔ غزنی پہنچ کر اس نے شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی زیارت کے لئے احرام باندھا اور خرقان روانہ ہوگیا۔ وہاں پہنچ کر ایک شخص کو شیخ صاحبؒ کی خدمت میں روانہ کیا اور پیغام بھجوایا کہ "بادشاہ آپ سے ملنے کے لئے غزنی سے چل کر یہاں آیا ہے۔ اب آپ اپنی خانقاہ سے باہر تشریف لائیں اور مجھ سے ملاقات کریں۔" اس کے ساتھ ہی محمود نے قاصد سے یہ کہہ دیا کہ اگر حضرت شیخ باہر آنے سے انکار کریں تو انہیں یہ فرمان خداوندی سنا دینا کہ "ایمان والو! اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم پر حاکم ہیں۔" قاصد نے حضرت شیخ کی خدمت میں سلطان محمود کا پیغام پہنچایا شیخ نے اپنی خانقاہ سے باہر نکلنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ

انہیں اس خدمت سے معذور سمجھا جائے۔" اس پر قاصد نے محمود کی ہدایت کے مطابق متذکرہ بالا آیت پڑھ کر سنائی، جواب میں شیخؒ نے کہا محمود سے جا کر یہ کہو کہ میں اب تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس حد تک مستغرق ہوں کہ رسول کی اطاعت کے مرتبے تک نہ پہنچنے کی بڑی ندامت ہے۔ بھلا ایسی صورت میں حاکم کی اطاعت کی طرف کیسے توجہ کر سکتا ہوں۔"

قاصد واپس پہنچا اور شیخ کا جواب سنایا سلطان محمود یہ سن کر رو پڑا اور کہنے لگا، ہم نے شیخ کو سمجھنے میں غلطی کی ہے "چلو ہم خود ہی شیخ کے پاس چل کر لطف ملاقات و زیارت حاصل کریں۔ یہ کہہ کر سلطان محمود نے خود تو ایاز کا لباس پہنا اور اپنے کپڑے ایاز کو پہنائے اور دس عدد کنیزوں کو غلاموں کے کپڑے پہنا کر اپنے ساتھ لے لیا۔ اور ان سب کی معیت میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور سلام علیک کی شیخ نے سلام کا جواب تو دے دیا، لیکن تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوئے۔ اور محمود (جس نے ایاز کے کپڑے پہن رکھے تھے) کی طرف کوئی توجہ نہ کی بلکہ ایاز (جس نے محمود کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا) کی طرف ملتفت ہو کر کچھ فرمانے کے لئے آمادہ ہوئے۔ اس پر ایاز (یعنی اصل میں محمود) نے شیخؒ سے کہا۔

"اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ نہ تو بادشاہ کی تعظیم کے لئے اٹھے اور نہ ہی اس کی طرف توجہ کی۔ کیا فقر کے جال کی یہی کائنات ہے کہ بادشاہ کو اس طرح نظر انداز کیا جائے؟"

شیخؒ نے جواب دیا۔ "ہاں جال تو یہی ہے، لیکن تیرا مشار الیہ اس جال کا گرفتار نہیں ہے تو سامنے آ کیونکہ تو خود اس جال کا سب سے بڑا شکار ہے"۔

سلطان محمود نے جب دیکھا کہ شیخ نے اصل حقیقت کو بھانپ لیا ہے تو بڑے ادب سے شیخ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا "مجھ سے کچھ فرمائیے۔"

شیخؒ نے غلاموں کے لباس میں بیٹھی ہوئی لونڈیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ان نامحرموں کو محفل سے باہر کر دو۔"

سلطان نے ان کنیزوں کو وہاں سے اٹھا دیا اور پھر شیخ سے مخاطب ہوا۔ "حضرت! بایزید بسطامی کی کوئی حکایت مجھے سنائیے۔"

شیخ نے کہا "بایزید نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھ لیا وہ ظلم و ستم کی تمام برائیوں سے

محفوظ ہو گیا۔''

اس پر محمود نے سوال کیا۔'' یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا بایزید کا مرتبہ حضرت ﷺ کے رتبے سے بھی زیادہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے دیکھنے والوں میں بھی سبھی اچھے نہ تھے۔ ابوجہل اور ابولہب ویسے ہی کافر رہے تو پھر بایزید کے دیکھنے والوں میں ہر ظالم کس طرح اچھا انسان بن سکتا ہے؟''

شیخ نے فرمایا:'' اے محمود تو اپنی بساط سے بڑھ کر باتیں نہ کر' ادب کو ملحوظ رکھ' بے ادبی سے ولایت کی دنیا میں قدم نہ رکھ' تو جان لے کہ حضرت محمد ﷺ کو سوائے چار (۴) یاروں اور چند دیگر صحابہ کرام کے کسی اور نے نہیں دیکھا۔ کیا تو نے قرآن کریم کی یہ آیت سنی نہیں کہ'' اور تم دیکھتے ہو ایسے لوگوں کو وہ **نظر** کرتے ہیں تمہاری طرح' حالانکہ وہ حقیقتاً تم کو نہیں دیکھ سکتے۔''

سلطان محمود کو حضرت شیخ کی یہ بات بہت پسند آئی اور کہا'' مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔''

شیخؒ نے فرمایا:'' تجھے چاہئے کہ چار چیزوں کو اختیار کرے۔ اول پرہیزگاری' دوم نماز با جماعت' سوم سخاوت' چہارم شفقت۔''

اس کے بعد محمود نے درخواست کی'' میرے حق میں دعا کیجئے۔''

شیخ نے فرمایا'' میں پانچوں نمازوں کے بعد یہ دعا کیا کرتا ہوں **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ**''

محمود نے کہا۔'' یہ دعا تو عام ہے میرے لئے کوئی خاص دعا فرمایئے۔''

شیخؒ نے فرمایا۔'' جا تیری عاقبت محمود ہو۔''

اس کے بعد سلطان محمود نے روپوں کا ایک توڑا شیخ کی خدمت میں پیش کیا' شیخ نے جَو کی روٹی سلطان کے سامنے رکھی اور کھانے کے لئے کہا۔ محمود نے دیکھا کہ روٹی بہت سخت ہے اس نے ہر چند اسے چبایا' لیکن نہ تو وہ دانتوں سے کٹتی تھی اور نہ ہی گلے سے نیچے اترتی تھی۔

شیخؒ نے پوچھا کیا یہ روٹی تمہارے گلے میں اٹکتی ہے؟''

محمود نے اثبات میں جواب دیا......

شیخ نے فرمایا۔'' جس طرح ہماری یہ سوکھی روٹی تمہارے گلے سے نیچے نہیں اترتی' اسی طرح تمہارا یہ روپوں سے بھرا ہوا توڑا بھی ہمارے گلے سے نیچے نہیں اترتا۔ اس کو ہمارے سامنے

سے اٹھاؤ کیونکہ ہم اسے بہت پہلے سے طلاق دے چکے ہیں۔"

محمود نے التماس کی، شیخ! کوئی چیز بطور یادگار عنائت فرمائیے' انہوں نے اسے اپنا ایک خرقہ دے کر رخصت کیا۔

جب محمود رخصت کے وقت اٹھا تو اس مرتبہ شیخ بطور تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے۔

محمود نے کہا۔" آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ جب میں آپ کے پاس آیا تھا تو آپ نے میری کوئی پروا نہیں کی تھی' اب آپ میرے لیے اٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں؟"

شیخؒ نے جواب دیا۔" جب تم میرے پاس آئے تھے، تم بادشاہی کے غرور میں سرشار تھے اور میرا امتحان کرنے کی غرض سے آئے تھے' اب تم عاجزی اور انکساری کے ساتھ واپس جا رہے ہو۔"

خرقہ شیخ کی کرامت

شیخ سے رخصت ہو کر سلطان محمود غزنوی واپس آیا اور ان کے عطا کردہ خرقے کو بڑی حفاظت سے اپنے پاس رکھا۔ جس زمانے میں محمود نے سومنات پر حملہ کیا تو پرم اور داشلیم سے جنگ کے دوران محمود کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں مسلمانوں کے لشکر پر ہندوؤں کا لشکر غالب نہ آ جائے۔ چنانچہ پریشانی کے عالم میں سلطان محمود شیخ کے خرقہ کو ہاتھ میں لے کر سجدے میں گر گیا اور خداوند تعالیٰ سے دعا کی۔" اے خدا اس خرقے کے مالک کے طفیل میں مجھے ان ہندوؤں کے مقابلہ میں فتح دے۔ میں نیت کرتا ہوں کہ جو مال غنیمت یہاں سے حاصل کروں گا اسے غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دوں گا۔" مؤرخین کا بیان ہے کہ جونہی محمود نے یہ دعا مانگی آسمان کے ایک حصے سے سیاہ بادل اٹھے اور سارے آسمان پر محیط ہو گئے۔ بادل کی گرج اور بجلی کی چمک کڑک سے ہندوؤں کا لشکر ہراساں ہو گیا اور ایسی تاریکی چھائی کہ ہندو اس پریشانی کے عالم میں آپس ہی میں ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ اور اس باہمی جنگ کی وجہ سے پرم دیو کی فوج میدان سے بھاگ نکلی اور مسلمانوں نے ہندوؤں پر فتح پائی۔

محمد قاسم فرشتہ کہتے ہیں کہ" میں نے ایک معتبر تاریخ میں یہ روایت دیکھی ہے کہ جس روز سلطان محمود نے شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کے خرقے کو ہاتھ میں لے کر خدا تعالیٰ سے دعا مانگ کر فتح حاصل کی اسی رات کو محمود نے خواب میں شیخ ابوالحسنؒ کو دیکھا انہوں نے محمود سے فرمایا" اے محمود تو نے

میرے خرتے کی آبروریزی کی ہے اگر تو فتح کی دعا کی جگہ تمام غیر مسلموں کے اسلام لے آنے کی دعا کرتا تو وہ بھی قبول ہو جاتی۔''

''جامع الحکایات'' میں یہ لکھا ہے کہ جب سلطان محمود شیخ ابوالحسن کی خدمت میں پہنچا تو اس نے شیخ صاحب سے کہا۔''اگرچہ خراسان میں مجھے بہت ضروری کام تھے لیکن میں ان تمام کاموں کو نظر انداز کر کے غزنی سے یہاں خاص طور پر آپ کی زیارت کے مقصد سے آیا ہوں۔'' شیخ نے جواب دیا اے محمود! اگر تو نے غزنی سے میری زیارت کا احرام باندھا ہے تو کیا تعجب کہ اس کی برکت سے لوگ خانہ کعبہ سے تیری زیارت کا احرام باندھ کر غزنی میں آئیں'' سبحان اللہ! سلطان محمود کی برتری کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے اس کی بابت یہ الفاظ کہے۔

قاضی ابو بکر بغدادیؒ کا عجیب واقعہ

حافظ ابن رجب حنبلیؒ (م ۷۹۵ھ) اپنی کتاب ''ذیل طبقات الحنابلہ'' میں قاضی ابو بکر بن محمد بن عبدالباقی بغدادیؒ (بزاز انصاری م ۵۳۵ھ) کے حالات میں ان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

''میں ایک زمانہ میں مکہ مکرمہ آ کر پڑ گیا تھا، ان دنوں ایک مرتبہ بہت ہی سخت بھوک لگی۔ پاس کچھ تھا نہیں جس سے بھوک مٹاتا۔ اتفاق سے ایک ریشم کی تھیلی پڑی ہوئی مل گئی جس کا پھُندنا بھی ریشم کی ڈوری سے بندھا ہوا تھا۔ میں اسے اٹھا کر گھر لے آیا، اسے کھول کر دیکھا تو اس میں موتیوں کا ایسا نفیس وقیمتی ہار تھا کہ میں نے آج تک اس جیسا نہیں دیکھا تھا۔ میں باہر نکلا تو دیکھا ایک بوڑھا آدمی اسی کا اعلان کر رہا ہے، اس کے پاس ایک پھٹے پرانے کپڑے میں پانچسو دینار تھے اور وہ یہ آواز لگا رہا تھا۔''موتیوں کی تھیلی واپس کرنے والے کو یہ رقم انعام میں دی جائے گی۔'' میں نے دل میں کہا میں ضرورت مند اور بھوکا ہوں کیوں نہ ان اشرفیوں کو لے کر کام میں لاؤں اور اس کو تھیلی واپس کر دوں۔

میں نے اس سے کہا، میرے پاس آیئے۔ میں اس کو لے کر گھر پہنچا۔ اس نے ہر چیز کی نشانی بتائی۔ تھیلی کیسی ہے، پھُندنا کیسا ہے، موتی کس طرح کے ہیں اور کتنے ہیں اور یہ کہ جس دھاگے سے باندھا گیا ہے وہ کیسا ہے؟ علامت صحیح پا کر میں نے تھیلی نکال کر اسے دے دی۔ اس

نے پانچسو دینار میرے آگے کر دیئے، مگر اس وقت میری عجیب حالت ہوئی۔ میں نے لینے سے نکار کر دیا، میں نے کہا یہ میرا فرض تھا کہ میں آپ کو لوٹاؤں۔ میں اس پر کوئی بدلہ نہیں چاہتا! اُس نے کہا، یہ آپ کو لینے پڑیں گے اور بہت ہی اصرار کیا، لیکن میں تیار نہیں ہوا، آخر وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ اِدھر میرا قصہ یہ ہوا کہ میں مجبور ہو کر مکہ سے نکلا اور بحری سفر شروع کر دیا۔ اتفاق سے راستے میں کشتی ٹوٹ گئی، اور مسافر ڈوب گئے اور ان کا سامان ضائع ہو گیا تنہا ایک میں تھا جو کشتی کے اک ٹکڑے پر زندہ بچا رہا۔ عرصہ تک سمندر میں تیرتا رہا۔ مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ خدا خدا کر کے ایک جزیرے میں پہنچا، جہاں کچھ لوگ آباد تھے۔ میں ایک مسجد میں جا کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے مجھے قرآن پڑھتے دیکھا تو جزیرہ کا کوئی شخص ایسا نہ بچا جس نے میرے پاس آ کر یہ نہ کہا ہو کہ ''آپ ہمیں قرآن پاک پڑھا دیجئے'' اس طرح مجھے ان لوگوں سے ڈھیروں مال حاصل ہوا۔

کچھ دن بعد میں نے اس مسجد میں قرآنِ پاک کے چند بوسیدہ اوراق رکھے ہوئے دیکھے۔ میں انہیں اٹھا کر پڑھنے لگا، انہوں نے پوچھا: ''آپ خوشنویسی بھی جانتے ہیں؟'' میں نے کہا، جی ہاں۔ انہوں نے کہا ''آپ ہمیں لکھنا سکھا دیجئے۔'' غرض وہ اپنے بچوں اور جوانوں کو لے کر آ گئے اور میں انہیں سکھانے لگا۔ اس سے بھی مجھے بہت کافی مال واسباب حاصل ہوا۔

ایک دن وہاں کے لوگوں نے مجھ سے کہا، ہمارے یہاں ایک یتیم بچی ہے اور اس کے پاس مال ومتاع بھی کافی موجود ہے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس سے شادی کر لیں۔ میں نے منع کر دیا، لیکن وہ میرے پیچھے پڑ گئے اور مجھے ان کی بات ماننی پڑی۔ جب شبِ زفاف میں اُسے لے کر میرے پاس آئے تو میں نظر اُٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ میں نے اس کی گردن میں بعینہٖ وہی ہار لٹکا ہوا دیکھا تو بھونچکا رہ گیا۔ اب میں صرف اس ہار کو دیکھ رہا تھا۔ لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو کہا: ''جناب آپ نے اس یتیم بچی کا دل توڑ دیا۔ آپ اسے دیکھنے کے بجائے ہار دیکھ رہے ہیں۔''

میں نے انہیں ہار کا قصہ سنایا تو سب نے ایک ساتھ نعرہ لگایا اور اتنی زور سے اللہ اکبر کہا کہ تمام جزیرے والوں تک وہ آواز پہنچی۔ میں نے کہا، کیا ہوا؟ انہوں نے کہا، جن بڑے میاں نے تم سے ہار لیا تھا وہ اسی بچی کے باپ تھے۔ وہ کہا کرتے تھے مجھے دنیا میں صرف ایک سچا اور پکا مسلمان ملا اور وہ، وہ تھا جس نے مجھے ہار لوٹایا۔ وہ خدا سے دُعا کرتے تھے، ''خدایا مجھے اس سے پھر ملا

دے تاکہ میں اسے اپنی بیٹی بیاہ دوں۔'' اور اب وہ آپ کو مل گئی۔

میں ایک مدت تک اس کے ساتھ رہا، اللہ نے مجھے اس سے دو بیٹے بھی دیئے۔ پھر اس کا انتقال ہو گیا اور ہار کا وارث میں اور میرے دونوں لڑکے ہوئے۔ کچھ دنوں بعد بچے بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اور ہار تنہا میرے قبضے میں آیا۔ میں نے اسے ایک لاکھ دینار میں فروخت کیا اور یہ جو مال و متاع تم کو نظر آ رہا ہے یہ سب اسی رقم کا باقی ماندہ حصہ ہے۔

(ترغیب المسلمین)

صاحب حضوری شیخ عبدالحقؒ کا عجیب واقعہ

ایک بزرگ گذرے ہیں حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ مدینہ طیبہ (زادہا اللہ شرفا وکرامۃ) میں رہتے تھے صاحبِ حضوری تھے، صاحبِ حضوری وہ شخص کہلاتا ہے جس کو روزانہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ کس طریقہ پر ہوتی ہے سوتے میں یا جاگتے میں یہ تو وہی حضرات جانیں۔ ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان جاؤ، یہ بھی فرمایا کہ غریبانِ ہند پر نظر کرم رکھنا۔ نظرِ شفقت رکھنا، انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہاں تو روزانہ حاضری و زیارت کا موقع ملتا ہے ہندوستان سے (کہ اتنی دور ہے) اس کا موقع کیسے میسر آئے گا۔ اس پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کو وہاں سے بھی موقع دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ ہندوستان آئے، دہلی میں قیام کیا، یہاں حدیث شریف کا مشغلہ شروع کیا، تصوف کی بھی بعض کتابیں لکھیں۔ اگر کہیں معلوم ہوتا کہ فلاں جگہ کوئی اللہ اللہ کرنے والا موجود ہے تو اس کی زیارت کے لئے جاتے، ایک روز معلوم ہوا کہ کوئی درویش آیا ہے۔ بہت لوگ اس کی طرف متوجہ ہیں وہاں بھی یہ تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک فقیر ہے اور اس کے اردگرد مجمع ہے اور اس کے پاس ایک پیالہ شراب کا رکھا ہوا ہے، فقیر نے ان کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ پیالہ شراب کا پی لے۔ انہوں نے انکار کر دیا کہ شراب تو حرام ہے میں نہیں پیوں گا، اس نے بھی کچھ اصرار نہیں کیا اور نہ کچھ اور بات ہوئی، رات کو انہوں نے خواب دیکھا کہ کچھ لوگ چلے جا رہے ہیں، جانے والوں سے پوچھا بھائی کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے بتلایا کہ فلاں مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ان کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ اس پر یہ بھی چل دیئے، مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ وہی فقیر ڈنڈا لئے

دروازہ پر کھڑا ہے۔اس نے اوروں کو تو اندر جانے کی اجازت دے دی مگر انہوں نے جانا چاہا تو ان کے اوپر ڈنڈا اٹھایا اور کہا تو نے شراب کا پیالہ نہیں پیا تھا اس لئے اندر جانے کی اجازت نہیں۔گھبرا کر آنکھ کھل گئی، چونکہ زبردست عالم تھے حدود شرع کو جانتے تھے فوراً لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا۔سمجھ گئے کہ تلبیسِ ابلیس ہے، شیطانی دھوکہ ہے یعنی شراب پئیں تو زیارت نصیب ہو اور شراب پینے سے انکار کر دیں تو محروم رہیں یہ تلبیسِ ابلیس ہے۔اگلے روز پھر اس فقیر کے یہاں گئے دیکھا اسی طرح مجمع لگا ہوا ہے اور شراب کا پیالہ رکھا ہوا ہے جیسے ہی یہ پہنچے تو اس نے کہا اب تو پی لے، اس سے یہ سمجھے کہ یا تو اسی کا تصرف تھا رات میں یا پھر اس کا کشف ہے، جواب دیا کہ یہ شعبدے کسی اور کو دکھانا میں نہیں پیوں گا۔چنانچہ نہیں پی چلے آئے۔آج رات پھر اسی طرح خواب دیکھا کہ لوگ جا رہے ہیں۔یہ بھی گئے۔دیکھا کہ پھر وہی فقیر ڈنڈا لئے کھڑا ہے، ان کو اندر جانے نہیں دیا روک دیا۔گھبرا کر آنکھ کھل گئی، پھر لاحول پڑھا۔دن میں پھر اس فقیر کے پاس گئے، اس نے کہا دیکھو دو روز ہو گئے حاضری سے محروم ہو زیارت سے محروم ہو اب تو پی لو۔انہوں نے فرمایا ساری عمر بھی محروم رہوں گا تو بھی نہیں پیوں گا۔مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کر کے حاضری و زیارت منظور نہیں۔اگر میں حاضری سے محروم ہوں تو کیا ہوا میری خدمات تو قبول ہیں، یہ میرا انکار کر دینا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں قبول ہے پینا تو مقبول نہیں۔تیسری رات پھر اسی طرح سے خواب میں دیکھا کہ لوگ جا رہے ہیں یہ بھی گئے تو دیکھا کہ پھر وہی فقیر دروازہ پر ڈنڈا لئے کھڑا ہے اب ان کو بڑا تردد ہوا کہ کمبخت یہاں آ کر کھڑا ہو گیا دروازے پر، اندر جانے نہیں دیتا۔یہ عجیب بات ہے شراب پی لوں تو اندر جانے کی اجازت ملے نہ پیوں تو اجازت نہ ملے۔سوچ ہی رہے تھے کیا تدبیر اختیار کروں کہ اندر سے آواز آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرما رہے ہیں دو روز ہو گئے عبدالحق نہیں آئے جیسے ہی ان کے کان میں یہ آواز پہنچی تو انہوں نے باہر ہی سے کہا کہ حضور میں تو حاضر ہونا چاہتا ہوں مگر یہ فقیر دروازہ پر کھڑا ہے اندر آنے نہیں دیتا۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کون ہے؟ کیا بات ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ ایک شرابی فقیر ہے جو دروازے پر کھڑا ہے۔

آپ ؐ نے ارشاد فرمایا اخسأ یا کلبُ، دور ہو اے کتے۔حضرت علیؓ بھی وہاں موجود تھے وہ تلوار لے کر اس فقیر کی طرف دوڑے اس پر وہ بھاگا وہاں سے۔تب راستہ کھلا اور یہ حاضر خدمت

ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عبدالحق دو روز ہو گئے تم کہاں تھے؟ عرض کیا حضور دو روز ہو گئے آتے ہوئے مگر یہ فقیر کہتا ہے کہ شراب پی لو تو اندر جانے کی اجازت ہے، ورنہ نہیں۔ بھلا آپ نے تو شراب کو حرام بتلایا، شراب پینے والے پر لعنت فرمائی میں کیسے پی لیتا۔ آپ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا اور پھر شفقت و مہربانی فرمائی۔ آج جب صبح کو اٹھے تو بہت خوش تھے، دن چڑھے اس فقیر کے یہاں پھر آئے۔ دیکھا مجمع تو موجود ہے اس کے مریدین کا مگر خود موجود نہیں۔ ان سے پوچھا کہ تمہارا پیر کہاں ہے؟ مرید نے کہا اندر کمرہ میں ہیں۔ حضرت شیخ نے دروازہ پر دستک دی تو کوئی جواب نہیں ملا۔ دروازہ کھول کر دیکھا تو اس میں کوئی نہیں ہے، اس پر لوگوں سے کہا دیکھو وہ تو یہاں نہیں ہے، جب سب نے دیکھا تو تعجب ہوا کہ وہ تو کمرہ کے اندر تھے اور کوئی راستہ بھی کمرہ سے نکلنے کا نہیں پھر گئے تو کہاں گئے؟ اس کے بعد شیخ نے ان سے پوچھا کہ یہاں سے کوئی نکلا بھی ہے؟ بتلایا کہ ہاں ایک کتا تو نکل کر بھاگا تھا۔ اس پر شیخ نے اپنا سارا واقعہ سنایا اور فرمایا وہی تمہارا پیر تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو مسخ کرنا چاہا تھا حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کی صورت کو مسخ کر کے کتا بنا دیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ''دور ہوا اے کتے'' جس کو آپ نے کتا فرما دیا وہ پھر انسان کیسے رہتا۔ (ملفوظات فقیہ الامت سے ماخوذ)

علاؤ الدین خلجی کی ''بلند پروازیاں''

ابتدائی ایام میں جب ''علاؤ الدین خلجی'' کو پے در پے اہم کامیابیاں ہوئیں تو اس کے ''طائر ہوس'' نے بلند پروازیاں شروع کیں اور اس کے دل میں طرح طرح کی خواہشات گدگدانے لگیں، مثلاً وہ کہتا کہ رسول اکرم کو خدا نے چار یار عطا کئے، جن کی مدد سے انہوں نے شریعت کا آغاز کیا، اگر میں بھی اپنے چار یار یعنی ''الماس بیگ، الغ خان ظفر خان' ملک نصرت خان اور سنجر الپ خان'' کی مدد سے ایک نئے دین و مذہب کی بنیاد ڈالوں' تو قیامت تک میرا اور میرے ساتھیوں کا نام یادگار رہے گا۔ اس کا دوسرا منصوبہ یہ تھا کہ چونکہ اس کے پاس بے شمار خزانہ و لشکر اور بے اندازہ ہاتھی گھوڑے ہیں' اس لئے چاہئے کہ وہ دہلی کو ایک معتمد درباری کے سپرد کر کے یونان کے بادشاہ اسکندر اعظم کی طرح عالمگیر فتوحات کا آغاز کرے' اسی لئے اس نے خطبہ میں اپنے آپ کو سکندر ثانی کہلوایا' اور سکوں پر بھی یہ لقب کھدوایا۔

بادشاہ کے درباریوں میں سے ایک شخص ملک علاؤالدین علاؤالملک کوتوال دہلی (جو کہ ضیاءالدین برنی کا چچا تھا) بھی تھا ایک دن وہ حسب معمول بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بادشاہ نے اپنے دونوں منصوبوں کی نسبت اس سے بھی پوچھا۔

''علاؤالملک'' نے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور کہا! بادشاہ سلامت! دین و شریعت کی باتیں انبیاء علیہم السلام سے تعلق رکھتی ہیں' اور نبوت کا انحصار وحی آسمانی پر ہے اور یہ بات حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی' سب خاص و عام' چھوٹے بڑے' نزدیک و دور اس کو جانتے ہیں' اگر عام لوگوں کو حضور بادشاہ کے منصوبۂ نبوت کا پتہ چلا تو بادشاہ سے یقیناً بددل ہو جائیں گے' اور ملک میں فساد و بدنظمی پھیل جائے گی' مصلحت ملکی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے بعد سلطان جہاں اس ارادے کو بالکل اپنے صفحۂ دل سے محو کر دیں اور پھر کبھی ایسی چیز کا خیال نہ کریں' جواب کسی آدم زاد کو میسر نہیں آسکتی۔

یہ حضور پُرنور پر روشن ہوگا کہ چنگیز خان اور اس کی اولاد نے سالہا سال تک اس امر کی بڑی کوشش کی کہ مذہب اسلام دنیا سے ناپید ہو جائے اور ان کا اپنا دین جو ہزار ہا سال سے ترکستان میں رائج ہے' دنیا میں عام ہو۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا، لیکن ان کی یہ خواہش کسی طرح پوری نہ ہوئی، اور بالآخر ان کی اولاد کے دل میں دینِ متین محمدیؐ کی استواری ذہن نشین ہوئی اور وہ مسلمان ہو گئے اور اسلام کی تقویت کے لئے انہوں نے کفار سے جنگ کی۔

''سلطان علاؤالدین خلجی'' نے بڑی دیر تک ''علاؤالملک'' کے مشورے پر غور و تامل کیا پھر اس سے کہنے لگا جو کچھ تم نے کہا ہے درست اور حقیقت کے مطابق ہے، خدا تمہارے والدین پر صد ہزار رحمت کرے کہ تم نے نمک حلالی سے ایسا مشورہ دیا، آج کے بعد کوئی شخص مجلس میں مجھ سے اس مسئلہ پر کوئی بات نہیں سنے گا۔

پھر بادشاہ نے اپنے دوسرے ارادے یعنی فتح ممالک کی نسبت پوچھا کہ وہ ٹھیک ہے یا ناقص؟ ''علاؤالملک'' نے عرض کیا، ارادہ نیک ہے اور جہاں پناہ کی ہمت عالی کی دلیل، لیکن اس کے متعلق بھی چند امور غور طلب ہیں۔

ایک تو یہ کہ جب جہاں پناہ دہلی چھوڑ کر بیرون ممالک میں جائیں گے تو ہندوستان میں

نیابت کے فرائض کون انجام دے گا؟ اور جب آپ عرصہ دراز کے بعد دہلی واپس آئیں گے تو وہ نائب اپنے عہد و پیمان پر قائم ہوگا یا منحرف ہو جائے گا؟ حضور والا! آج کا زمانہ سکندر کا زمانہ نہیں۔ وہ عہدِ وفا تھا، جس نے کوئی عہد باندھا مرتے دم تک اس پر قائم رہا، پھر سکندر کے پاس ''ارسطو'' جیسا وزیر باتدبیر تھا، جس نے سکندر کی عدم موجودگی میں سب کو مطیع و تابع دار رکھا اور سکندر کی عدم موجودگی میں سلطنت کو محفوظ و درست رکھا، اگر حضور کے امراء اس حد تک قابل اعتماد ہیں تو ''حسبی اللہ'' آپ کا ارادہ مبارک۔

بادشاہ نے اس بات پر دیر تک غور و خوض کیا اور کہا! اگر میں ان مشکلات کا خیال کروں تو مجھے گوشۂ دہلی پر قناعت کرنی پڑے گی۔ پھر میرا یہ لاؤ لشکر کس کام آئے گا اور میرے نام کی شہرت کس طرح ہوگی؟ ''علاؤ الملک'' نے پھر پتے کی بات کی اور عرض کیا کہ ابھی جہاں پناہ کو دو مہمیں اس طرح کی درپیش ہیں کہ تمام خزانے ان کے لیے درکار ہوں گے' ایک تو تمام ممالک ہندوستان کی تسخیر اور وسطی ہندوستان کے بعض قلعوں مثلاً رنتھمبور' چتوڑ' چاندیری' وغیرہ اور مشرقی سمت دریائے شور' اور شمال میں 'طمغان' و کابل تک سب علاقوں کی فتح۔ دوسرے مغلوں کا سدِ باب، یعنی دیپال پور اور ملتان اور اس طرح کے دوسرے جو قلعے ان کے راستے میں ہیں ان کا مکمل استحکام' جب دونوں مہمیں بخیر و خوبی سرانجام پا جائیں گی تب بادشاہ سلامت کے لیے ممکن ہوگا کہ خود بدولت تو دہلی میں قیام کریں اور امرائے معتمد کو آراستہ فوجوں کے ساتھ اطراف و اکناف میں روانہ کریں تا کہ دور دور کے ممالک کو فتح کر کے حضور کا نام جہانگیری روشن کریں' لیکن یہ سب کچھ اسی صورت ہوگا جب بادشاہ سلامت کثرت شراب نوشی' سیر و شکار' اور عیش و عشرت سے دست بردار ہو جائیں گے۔

سلطان علاؤ الدین یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوا۔ ''علاؤ الملک'' کی رائے صائب اور تدبر کی تعریف کی اسے دو گاؤں' گھوڑے اور بے شمار زر و جواہر انعام دیا۔

(آب کوثر از شیخ محمد اکرم بحوالہ ضیاء الدین برنی)

آصف خاں کی طرف سے شاہ جہان کی دعوت

امراء جب بادشاہوں کو اپنے یہاں مدعو کرتے تو وہی شان و شوکت دکھاتے جو درباروں میں ہوا کرتی تھی، ''اعتماد الدولہ'' نے جہانگیر کو اپنے ہاں مدعو کیا تو جہانگیر کی رہ گذر کو طرح طرح کے

فانوسوں سے روشن کیا اور جو نذرانے پیش کیے، ان میں ایک سونے کا تخت بھی تھا جو تین سال کی مدت میں ساڑھے چار لاکھ روپے میں تیار ہوا تھا۔

عہد جہانگیری میں آصف خان نے برطانوی سفیر کو جو دعوت دی اس کا ذکر ''ایڈور ڈیٹری'' نے اس طرح کیا ہے۔ سفیر کی دعوت ایک بہت بڑے اور خوبصورت خیمے میں کی گئی' خیمہ خوشگوار قسم کی خوشبوئیات سے معطر کیا گیا تھا' چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھانا پیش کیا گیا جو تقریباً ستر اقسام پر مشتمل تھا' اور نہایت لذیذ تھا...... یہ دعوت روم کی مشہور ''اپی کیور'' کی دعوت سے یقیناً بہتر کہی جا سکتی ہے۔ جو اپنی بھوک رفع کرنے کے لئے زمین' ہوا' اور سمندر کی تمام چیزیں فراہم کرنے کا عادی تھا۔

نور جہاں کا بھائی آصف خان اپنے محل میں شہزادوں اور شہزادیوں کی دعوت کرتا تو ان کے استقبال اور دعوت میں جتنا زیادہ تکلف ممکن ہوتا وہ کیا کرتا۔ اسی زمانہ میں ایک فرنگی سیاح ''ایف۔ ایس منریق'' لکھتا ہے کہ:

میں نے پہرہ دار کی سازش سے اس محل کے اندر چھپ کر ایک ضیافت کو دیکھنے کی کوشش کی' آصف خان نے شاہجہان کو اپنے زنان خانے میں مدعو کیا' تو جس وسیع ایوان میں اس نے یہ دعوت کی' اس کے فرش کو زرنگار قالین سے آراستہ کیا' چاندی کی انگیٹھیوں میں جا بجا عنبر اور دوسری خوشبودار چیزیں جلائی جا رہی تھیں' تمام فضا معطر تھی' مرصع اور زریں برتنوں سے پورا ایوان جگمگا رہا تھا' ایوان میں داخل ہونے کے راستے میں ایک چاندی کی بڑی مچھلی آویزاں تھی۔ اس کے منہ سے سات معطر فوارے چھوٹ رہے تھے۔

جب شاہجہان ایوان میں داخل ہوا' تو بغلی کمروں سے سرود و نغمہ کی آوازیں بلند ہوئیں' شاہجہان کے آگے آگے شہزادیاں تھیں' جو سونے اور چاندی کے کام والے زرق برق لباس پہنے ہوئے تھیں۔ ان کے گلوں اور سروں پر سونے اور موتیوں کے ہار جگمگا رہے تھے، دائیں طرف اس کی خوش دامن' اور بائیں طرف اس کی چہیتی بیگم ''ممتاز محل'' تھیں۔

اس کے پیچھے دارا شکوہ اور آصف خان تھے' شاہجہان زرنگار مسند پر آ کر بیٹھ گیا' اس کے بیٹھتے ہی دو حسین عورتیں ''مورچھل'' ہلانے لگ گئیں' اس کے فوراً بعد آصف خان کے گھر والے

خود شاہجہان کے شہزادے اور شہزادیاں آگے بڑھیں اور جھک کر کورنش اور چہار تسلیمات بجالائیں۔ شاہجہان اپنی خوش دامن کے ساتھ نہایت تواضع سے پیش آیا اور اسے اپنے دائیں جانب بٹھایا۔

دوسروں کو بھی بیٹھنے کے لئے کہا' پہلی اور دوسری بار کہنے پر وہ سب کھڑے رہے' لیکن جب تیسری بار ان سے بیٹھنے کو کہا تو وہ ادب سے بیٹھ گئے، ان کے بیٹھتے ہی نہایت شیریں نغموں کی آوازیں آنی شروع ہوئیں' ان نغموں میں بادشاہ کے جنگی کارنامے بیان کئے جارہے تھے۔

بعد میں چار حسین لڑکیاں داخل ہوئیں جو آصف خان کے خاندان کی تھیں' اور اپنے حسن وجمال میں کسی جگہ کی بھی حسین عورتوں سے کم نہ تھیں' وہ نہایت ادب سے بادشاہ کی طرف بڑھیں۔ ان میں سے ایک نے اس کے سامنے سفید ساٹن کا ایک کپڑا بچھایا' دوسری نے ایک خوبصورت ''طلائی سیلانچی'' سامنے رکھی' جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ تیسری نے اسی قسم کے جواہرات سے مرصع طلائی برتن سے ہاتھ دھلائے' اور چوتھی نے ہاتھ پونچھنے کے لئے تولیہ پیش کیا۔

ان چاروں کے بعد بارہ عورتیں داخل ہوئیں' جو پہلی چار لڑکیوں کی طرح تو معزز نہ تھیں لیکن تہذیب میں کم بھی نہ تھیں' انہوں نے شہزادوں' اور شہزادیوں کے ہاتھ اسی طرح دھلائے' اتنے میں کھانا دوسرے دروازے سے آنا شروع ہوا' تو طرح طرح کے نغمے بھی تیز ہونے لگے۔ خواجہ سرا سونے کے برتنوں میں کھانا لارہے تھے۔ ان خواجہ سراؤں کا لباس اعلیٰ اور معطر تھا چار خواجہ سرا کھانا لا کر دو خواجہ سراؤں کو دیتے پھر یہ دو خواجہ سرا ان دو حسین عورتوں کو جو بادشاہ کے پاس کھڑی رہتیں' یہ برتن دے دیتے، وہ دونوں عورتیں گھٹنے ٹیک کر بادشاہ کے سامنے رکھتیں۔

دستر خوان پر روٹیوں اور مٹھائیوں کی بہت سی قسمیں تھیں' کھانے کے بعد رقص ہوا' پھر نذرانے پیش ہوئے جن میں طرح طرح کے جواہرات تھے۔

(ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے تمدنی جلوے از صباح الدین عبدالرحمان)

مرزا عبدالرحیم خانِ خاناں کے ''انعامات''

خانِ خاناں مرزا عبدالرحیم دربارِ شاہی سے رخصت ہو کر برہان پور کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلی ہی منزل پر ڈیرہ لگایا' شام کو مصاحبوں اور ملازموں کے ساتھ دربار لگائے بیٹھے تھے کہ ایک آدمی سامنے سے گزرا' اور پکار کر یہ کہا

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

منعم خاں ان کا خطاب بھی ہو چکا تھا' (یہ برموقعہ شعر سن کر) خزانچی کو حکم دیا کہ اسے ایک لاکھ روپیہ دے دو۔ وہ دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ دوسری منزل پر اسی وقت وہ پھر آیا اور وہی شعر پڑھا' انہوں نے پھر کہہ دیا کہ لاکھ روپیہ دے دو' غرض وہ سات دن برابر اس طرح آتا رہا اور یہ اسے ایک لاکھ دیتے رہے۔

پھر یہ سوچ کر کہ زیادہ لالچ اچھی نہیں' خدا جانے کس وقت یہ امیر آدمی خفا ہو کر سب کچھ نہ چھین لے وہ نہ آیا' آٹھویں دن خان خاناں پھر اسی طرح دربار لگا کر بیٹھا' معمول سے زیادہ وقت گزارا' دربار برخاست نہ کیا' شام ہوئی تو کہنے لگے ''آج وہ ہمارا فقیر نہیں آیا'' برہان پور آگرہ سے ستائیس منزل دور ہے' ہم نے تو پہلے ہی دن ستائیس لاکھ روپیہ خزانے سے نکلوا لیا تھا' تنگ حوصلہ تھا' خدا جانے دل میں کیا سمجھا۔ (دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

''خان خاناں'' جب فتح یاب ہو کر واپس آئے تو بادشاہ کے لیے بہت سی عجیب و غریب اور نفیس چیزیں خاندیس و دکن اور ممالکِ فرنگ سے لے آئے، ان میں ایک عجیب تحفہ یہ تھا کہ ''رائے سنگھ جھالا'' علاقہ گجرات کے راجہ کو حاضر کیا۔

معلوم ہوا کہ راجہ نوجوانی کے عالم میں براَت لے کر خوشی کے نقارے بجاتا ہوا واپس آرہا تھا راستے میں ''جسا راجہ کچھ'' کے بھائی کے ملک سے گزر ہوا' براَت محلوں کے پاس پہنچی تو پیام آیا کہ نقارے نہ بجاؤ اور جلدی سے دور نکل جاؤ اور اگر نہیں تو پھر مردِ میدان بنو' تلوار نکالو اور جنگ کرو۔

اگرچہ سامانِ جنگ ساتھ نہیں تھا' پھر بھی راجپوت خون نے جوش مارا اور دولہا جہاں تھا وہیں تلوار نکال کر کھڑا ہو گیا ''جسا'' جھٹ فوج لے کر آیا۔ بڑا کشت و خون ہوا' وہ اور اس کا بھائی راؤ صاحب دونوں مارے گئے' ایسا بھاری رن پڑا کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی' دولہا بھی زخمی ہو کر گر پڑا' کسی نے کسی کو نہ پہچانا کہ کس کی لاش کہاں رہی۔

دولہا بہت زخمی ہوا تھا' لیکن ابھی سانس باقی تھے، اتفاق سے رات کو کوئی جوگی ادھر آیا، زندہ دیکھ کر اپنے پاس لے گیا۔ مرہم پٹی کی، خدا نے بچا لیا۔ احسان کا بندہ' اس کا چیلا ہو گیا۔ انیس

برس اسی کی خدمت کرتا اور جنگلوں میں پھرتا رہا، گھر میں سب کا یہی خیال تھا کہ میدانِ جنگ میں کام آ گیا۔ کئی رانیاں ''ستی'' ہو گئیں۔ دلہن رانی کو کسی طور اس کے مرنے کا یقین نہیں تھا اس لیے رانی دل کے ''ست'' اور راجہ کے خیال میں انیس برس خدا کو یاد کرتی اور روتی رہی۔

''خان خاناں'' امیر و فقیر سب کے یار تھے، ان کے دربار میں فقیر، امیر، جوگی، سبھی برابر تھے۔ جوگی کے درشن ہوئے، تمام حالات اس سے معلوم ہوئے تو گورو اور چیلے دونوں کو دربار میں لے آئے۔ اکبر بھی ایسے معاملات کے مشتاق رہتے تھے، اس عجیب واردات کو سن کر حیران ہوئے اور راجہ کو اعزاز و اکرام کے ساتھ اس کے ملک روانہ کیا۔ کل کا چیلا آج پھر راجہ بن گیا، اپنے ملک پہنچے تو وہ جشن برپا ہوا کہ سبحان اللہ۔ سب سے زیادہ رانی خوش ہوئی کہ بے زبان بن کر اس کی یاد میں وقت گزار رہی تھی، دیکھو رسم کا ''ست'' تو مار چکا تھا، محبت کا ''ست'' کام کر گیا۔

(دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

''خان خاناں مرزا عبدالرحیم خان'' دربار جا رہے تھے، ایک مصور نے اپنی ایک تصویر لا کر پیش کی، (جس میں دکھایا گیا تھا) کہ ایک صاحبِ جمال عورت نہا کر کرسی پر بیٹھی ہے، ایک طرف جھک کر سر کے بال جھٹک رہی ہے، لونڈی پاؤں دھلا رہی ہے اور ''چھانواں'' کر رہی ہے۔

''خان خاناں'' اسے دیکھتے ہوئے دربار میں چلے گئے، واپس آ کر حکم دیا کہ اس مصور کو بلاؤ اور پانچ ہزار روپیہ دے دو۔

مصور نے عرض کی، انعام تو فدوی جبھی لے گا کہ جو بات حضور قابل انعام خیال فرماتے ہیں، وہ ارشاد فرما دیں۔

سب مصاحب متوجہ ہو گئے۔ خان خاناں نے کہا کہ اس کی مسکراہٹ اور چہرہ کا انداز دیکھا؟

سب نے کہا دیکھا۔ بہت خوب، بہت زیبا۔

''خان خاناں'' نے کہا، پاؤں کی طرف دیکھو (دراصل) اسے گدگدی ہو رہی ہے، اس نزاکت و لطافت پر پانچ ہزار کی کیا حقیقت پانچ لاکھ بھی تھوڑا ہے۔

مصور نے کہا بس حضور! میں نے انعام پا لیا اور میں آپ کا غلام ہو گیا، ہم لوگ قدر شناس

کے غلام ہیں۔ میں اپنی یہ تصویر تمام امیروں کے پاس لے کر پھرتا رہا' سوائے آپ کے یہ نکتہ کسی نے نہیں پایا۔ (دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

''خان خاناں'' نہایت حسین تھا' اس کی خوبیاں اور محبوبیاں سن کر ایک عورت کو اشتیاق پیدا ہوا' وہ بھی حسین تھی اس نے اپنی تصویر کھنچوائی اور ایک بڑھیا کے ہاتھ اس کے پاس بھجوائی، وہ خلوت میں آ کر ''خان خاناں'' سے ملی اور مطلب کو اس پیرایہ میں ادا کیا کہ ایک بیگم کی یہ تصویر ہے، انہوں نے پیغام دیا ہے کہ آپ کی خوبیاں سن سن کر میرا جی بہت خوش ہوتا ہے، ارمان یہ ہے کہ آپ جیسا ایک فرزند میرے ہاں پیدا ہو جو بادشاہ کی آنکھیں ہو' زبان ہو' اور دست و بازو ہو۔

خان خاناں نے کچھ سوچ کر کہا ''تم میری طرف سے انہیں کہنا، یہ بات کچھ مشکل نہیں' مگر خدا جانے اولاد ہو یا نہ ہو اور ہو تو کیا خبر ہے بیٹا ہی ہو اور وہ زندہ بھی رہے۔ پھر خدا جانے ایسی صورت ہو یا نہ ہو' یہ بھی ہو تو اقبال مندی پر کس کا زور ہے۔ خدا چاہے دے خدا چاہے نہ دے' اگر انہیں مجھ جیسے بیٹے کی آرزو ہے تو کہنا تم ماں میں بیٹا' خدا کا شکر کرو' جس نے پلا پلایا بیٹا تمہیں دے دیا' اپنی ماں کو جس قدر روپیہ دیتا ہوں وہی تمہیں بھی بھیجا کروں گا۔

(دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

ایک شخص ''خان خاناں'' کے پاس آیا اور یہ قطعہ لکھ کر دیا۔

اے خانِ جہاں خانِ خاناں
دارم صنمے کہ رشک چین است
گر جاں طلبد مضائقہ نیست
زر مے طلبد سخن درین است

ترجمہ:۔ ''اے خان خاناں' خانِ جہاں' میری ایک محبوبہ ہے جو بہت خوبصورت ہے' وہ اگر میری جان مانگے حاضر ہے' لیکن وہ دولت مانگتی ہے' مشکل یہی ہے۔

''خان خاناں'' نے اس سے پوچھا' وہ کیا مانگتے ہیں؟

اس نے کہا ایک لاکھ روپے

حکم دیا، سوا لاکھ دے دو!!

(دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

ایک دن ''خان خاناں مرزا عبدالرحیم'' سواری سے اتر رہے تھے' ایک بڑھیا سامنے آئی اور اپنی بغل سے ''توا'' نکال کر اس کے بدن سے ملنے لگی' نوکر اسے پکڑنے کے لیے دوڑے' انہوں نے سب کو روک دیا اور حکم دیا ''اس توے کے برابر سونا تول کر اسے دے دو''

مصاحبوں نے سبب پوچھا

مقدمہ کوتوال سے ہو کر اکبر کے پاس جا پہنچا۔ دربار میں جا کر ایک بھائی کی بیوی نے کہا ''حضور! میرے والی کا دس برس کا بیٹا مر گیا تھا' اسے بیٹے کے مرنے کا بہت صدمہ تھا۔ اس لاش کا سینہ چیر کر دیکھئے اگر اس کے جگر پر داغ ہو یا سوراخ ہو تو جانئے وہی ہے' لیکن اگر نہیں تو پھر وہ نہیں۔

اسی وقت اس کی چھاتی کو چاک کر کے دیکھا گیا تو سوراخ موجود تھا' اکبر حیران رہ گیا اور کہنے لگے! بزرگ کہا کرتے تھے بادشاہ اور اس کے امیر ''پارس'' ہوتے ہیں۔ (جن سے اگر لوہا بھی لگ جائے سونا بن جاتا ہے) یہ دیکھنے آئی تھی کہ یہ بات سچ ہے یا نہیں اور کیا اب بھی ویسے لوگ ہیں یا کوئی نہیں رہا۔

ایک دفعہ ''خان خاناں'' کے دربار میں ایک سوار سپاہ گری کے ہتھیار لگائے سامنے آیا اور سلام کیا۔ انہوں نے کام پوچھا۔

اس نے کہا نوکری چاہتا ہوں۔ بانک پن کا یہ عالم کہ پگڑی میں دو میخیں بھی باندھی ہوئی تھیں۔ ان کے متعلق پوچھا۔

اس نے عرض کی ایک میخ تو اس کے واسطے کہ نوکر رکھے اور تنخواہ نہ دے' دوسری اس نوکر کے واسطے کہ تنخواہ لے اور کام چوری کرے۔

''خان خاناں'' نے تنخواہ مقرر کی اور اس سے پوچھا کہ انسان کی زیادہ سے زیادہ عمر ہو تو کتنی ہو؟

اس نے کہا عمر طبعی **120** برس کی ہوتی ہے۔

انہوں نے خزانچی کو حکم دیا کہ سپاہی کی عمر بھر کی تنخواہ بے باق کر دو' اور اس سے کہا لیجئے حضرت! ایک میخ کا بوجھ تو سر سے اتار دیجئے۔ دوسری کا آپ کو اختیار ہے۔

(دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

''نواح اکبر آباد'' میں ایک بغاوت دبانے کے لیے اکبر نے فوج بھیجی' وہاں لڑائی ہوئی' بادشاہی لشکر میں دو جڑواں کھتری بھائی بالکل ہم شکل تھے۔ لڑائی کے دوران ایک بھائی مارا گیا' چونکہ لڑائی جاری تھی اس لیے دوسرا بھائی میدانِ جنگ میں رہ گیا' جب مقتول کی لاش گھر واپس آئی تو دونوں بھائیوں کی بیویاں ''ستی'' ہونے کو تیار ہوگئیں۔ یہ کہتی میرا شوہر ہے' وہ کہتی میرا شوہر ہے۔ کہا ''سچی تم ہو اور جلنے نہ جلنے کا اختیار بھی تمہیں ہے۔'' (دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

ایک دن ''اکبر'' فوج کا معائنہ کر رہا تھا' دو راجپوت نوکری کے لیے سامنے آئے' اکبر کی زبان سے نکلا'' کچھ بہادری دکھاؤ گے؟''

ان میں سے ایک نے اپنی برچھی کی ''بوڑی'' اتار کر پھینک دی' اور دوسرے کی برچھی کی ''بھال'' اس پر چڑھادی۔ تلواریں سونت لیں' برچھی کی انیاں سینوں پر لیں اور گھوڑوں کو ایڑیاں لگا دیں' بے خبر گھوڑے چمک کر آگے بڑھے' دونوں بہادر چھد کر بیچ میں آن ملے' اس نے اس کے تلوار کا ہاتھ مارا اس نے اس کے' دونوں وہیں کٹ کر ڈھیر ہوگئے اور دیکھنے والے حیران رہ گئے۔

''اکبر'' کو بھی یہ دیکھ کر جوش آیا اور حکم دیا کہ تلوار کا قبضہ دیوار میں خوب مضبوطی سے اس طرح گاڑو کہ اس کی نوک باہر نکلی رہے' پھر تلوار کی نوک پر اپنا سینہ رکھ کر چاہتا تھا کہ زور لگائے کہ یہ دیکھ کر راجہ مان سنگھ دوڑ کر بادشاہ سے لپٹ گیا اور گتھم گتھا ہو کر بادشاہ کو ایک طرف ہٹادیا' اس کشتم کشتا میں ان کے ہاتھ میں زخم بھی آ گیا۔ (دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے گورنر کا کھانا ٹھکرادیا

حضرت لاہوریؒ کو ایک مرتبہ گورنر مغربی پاکستان امیر محمد خاں کے لڑکے کی شادی پر بلایا گیا حضرت فرماتے تھے کہ مجھے اتنی سخت پریشانی کبھی نہیں ہوئی جتنی اب ہوئی، کیونکہ گورنر کچھ کھلائے گا اور دے گا میں کچھ نہ کھاؤں گا اور نہ لوں گا لیکن خدا کی قدرت کہ جب نکاح کے بعد سب کھانے کے کمرے میں چلے گئے تو (حضرت لاہوریؒ فرماتے تھے کہ) میں کمرے میں علیحدہ رہ گیا اور دوسرے دروازے سے نکل کر کار میں بیٹھ کر گھر آ گیا نہ انہیں اصرار کرنا پڑا اور نہ مجھے انکار'' اور حضرت ''اس واقعہ کو بیان فرما کر بہت خوش ہوئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ان کا کھانا کھانے سے محفوظ رکھا۔

جب اللہ کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے

حضرت لاہوریؒ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے تو اللہ ضرور دیتے ہیں پھر ارشاد فرمایا۔

تھوڑے دن ہوئے کہ مجھے ایک تانگے میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا اس بوڑھے تانگے والے نے بتایا کہ "میں بے نماز تھا' دہلی میں اپنے تانگے میں مولانا الیاسؒ' مفتی کفایت اللہؒ مولانا احمد سعیدؒ کو بٹھایا کرتا تھا ایک دفعہ مولانا محمد الیاسؒ (بانی تبلیغ جماعت) نے مجھ سے پوچھا کہ تم نماز پڑھتے ہو؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو انہوں نے مجھے نماز پڑھائی اور سکھائی اس کے بعد سے میں پکا پانچ وقت کا نمازی ہوں اس نے مجھے اپنا واقعہ سنایا کہ میں ایک بوڑھی عورت کو سٹیشن سے بٹھا کر مزنگ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں دو آدمی ملے وہ بھی مزنگ جانا چاہتے تھے اس عورت نے انہیں بھی بٹھانے کو کہا میں نے انہیں بٹھا لیا راستے میں عورت اتری اور کہا کہ میرے سامان کو ساتھ گلی میں پہنچا دو میں سامان لے کر اس کے مکان تک پہنچا آ کر دیکھا تو تانگہ غائب تھا' تھانے گیا تو کوئی رپورٹ نہ لکھے آخر اللہ تعالیٰ کے دروازے (مسجد) میں آیا اور گڑگڑا کر دعا کی دوسرے دن ایک اور تانگے والے کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا اور وہ دونوں آدمی پکڑ لئے گئے اور اس طرح میرا تانگہ بھی برآمد ہوا' پولیس کہنے لگی تو نے رپورٹ کیوں نہیں لکھوائی؟ میں نے کہا کہ "آج جس کے پاس پیسے ہیں وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے چونکہ میرے پاس پیسے نہیں تھے اس لئے میں تھانے نہیں گیا' میں نے اللہ کا دروازہ کھٹکھٹایا' اللہ تعالیٰ نے سن لی۔"

استغناء کی تلوار

حضرۃ الامام لاہوریؒ اللہ کے سچے بندے' عاشق زار' وفادار اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص جانثار تھے دنیا سے کنارہ کش اور بے زار تھے مولانا انور نے کتنا دلچسپ واقعہ سنایا کہ:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک واحد مثال ہے چودہ مرتبہ حج نصیب ہوا حلال مال حلال راستوں میں لگایا مسجدیں بنوائیں اور غرباء پر خرچ کرتے رہے اگر وہ چاہتے تو مجھے لندن میں بھی تعلیم دلوا سکتے تھے چار دفعہ مجھے حج کروایا ایک دفعہ بھی لندن کی سیر نہیں کرائی نہ کوٹھی بنائی نہ کار لی ایک اللہ کا بندہ جرمنی سے نئی کار لے کر آیا اور حضرتؒ کو پیش کی اور عرض کیا کہ اس کار کی مرمت پٹرول

کاخرچ اور ڈرائیور کی تنخواہ میرے ذمے، آپ اس کو قبول فرمالیں حضرتؒ نے کار لینے سے انکار فرمادیا' فرمایا کرتے تھے کہ دنیاداروں کی غرور کی گردن کو کاٹنے کے لئے میں نے استغناء سے تیز دھار آلہ نہیں دیکھا۔

(ساعتے بااولیاء)

حیات امیر شریعتؒ کی چند جھلکیاں

امیر شریعتؒ کی اپنے ''قاتل'' سے ملاقات

حالات کی پیشانی شکن آلود تھی، فضاؤں میں انتقامی ارادوں کے تیور ہنوز سرخ تھے کہ امرتسر میں راجندر سنگھ آتش سے پھر ملاقات ہوگئی۔ اس نے امیر شریعتؒ سے ملنے کا ارادہ ظاہر کیا' لیکن میں اسے طرح دے گیا۔ آخر جب اس کا اصرار بڑھا تو میں اسے امیر شریعتؒ کے مکان پر لے گیا۔ قاتل اور مقتول کا آمنا سامنا ہونے سے پیشتر میں نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اپنی تسلی کے لئے راجندر سنگھ کے جسم کو ہاتھ اور نگاہوں سے کنگھال ڈالا' جس پر وہ مسکرایا۔ اس کی یہ مسکراہٹ میرے شبہ پر طنز تھی۔

''لباس اور جسم کی تلاش میں اب کیا رکھا ہے جانباز! دل اور آنکھوں میں دیکھو' جن میں ندامت کے کس قدر آنسو ہیں' جو شاہ جی کی بھینٹ کرنے آیا ہوں۔ میں اپنے پرماتما کی سوگند کھا کر کہہ رہا ہوں کہ میرے پاپ مجھے پچھیا تاپ کے لئے اس عظیم انسان کے چرنوں میں سیس جھکا دینے کے لئے مجبور کر رہے ہیں کہ جس کی زبان نے میری چھری کو کند کر دیا اور میرے ارادوں کو موت آگئی' ورنہ آج قاتل اور مقتول کا رشتہ ٹوٹ چکا ہوتا۔''

یہ کہتے ہوئے راجندر سنگھ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور میں نے امیر شریعتؒ کے دروازے پر دستک دی۔

''کون ہے بھائی! اندر آ جاؤ'' یہ امیر شریعتؒ کی آواز تھی، ہم بیٹھک میں چلے گئے۔ امیر شریعتؒ پان بنانے میں مصروف تھے۔

''یہ آپ کا قاتل ہے شاہ جی!'' میں نے عرض کیا۔ امیر شریعتؒ نے ایک نظر راجندر سنگھ کی طرف دیکھ کر فرمایا ''ہاں بھائی! ایسے ہی لوگ میرے قاتل ہوتے ہیں''۔ میں نے اپنے فقرے کو

دوبارہ ذرا وضاحت سے دہرایا تو سنبھل کر بیٹھ گئے اور متعجب ہو کر سوال کیا: ''کیا مطلب؟''

''یہ راجندر سنگھ آتش ہے، یہ آپ کے حالیہ سفر میں مرزائیوں کی طرف سے آپ کے قتل پر مامور کیا گیا تھا۔''

''اچھا...... کیوں بابو! یہ درست ہے؟''

''ہاں شاہ صاحب!''

''تو پھر کون سی چیز مانع رہی؟''

''یہ میں نہیں جانتا شاہ صاحب! مگر آپ کے طرز تکلم نے مجھے اس گناہ سے بچائے رکھا۔'' اس پر امیر شریعتؒ نے زور سے قہقہہ لگایا اور راجندر سنگھ کو مخاطب کر کے کہا:

''میرا طرزِ تکلم مجھے کیا بچا سکتا ہے بابو! موت اور زندگی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکھو' جو رات قبر کی ہے وہ باہر نہیں آ سکتی، اور جس رات کو باہر آنا ہے' اسے دنیا کی کوئی طاقت قبر کے سپرد نہیں کر سکتی۔ البتہ تمہیں میری نصیحت ہے کہ بحیثیت انسان ہمیشہ انسان کی بھلائی کے لئے سوچا کرو۔ دولت ہاتھ کی میل ہے بابو! اس کے لالچ میں اگر تم مجھے قتل بھی کر دیتے اور میرے قتل کے الزام سے تمہارا دامن محفوظ بھی رہتا تو کسی دوسرے موقع پر بغیر جرم کے مارکھا جاتے...... خیر!''

امیر شریعتؒ پھر مسکرائے اور قرآن کریم کی چند آیات کا ترجمہ سناتے رہے کہ اتنے میں چائے آ گئی۔ راجندر امیر شریعتؒ کی گفتگو اور قرآن عزیز کے لفظوں میں اپنے ماضی پر غور کرتا ہوا بے اختیار رونے لگ پڑا اور روتا ہوا امیر شریعتؒ کے قدموں میں گر پڑا۔

''اپنے رب کے سامنے گرو جو تمہیں معاف کرے۔ میں تمہارا چاکر ہوں بابو! چائے پیو''

امیر شریعتؒ اور راجندر سنگھ آتش کے درمیان یہ ملاقات مغرب کی نماز تک رہی۔

(حیات امیر شریعتؒ، جانباز مرزا)

......☆......

شاہ جیؒ کے ہاتھوں قانون کی شکست

سیاسیات کی بادِ سموم کے باعث ہندوستان کی فضا نے اس قدر گرمی پیدا کر دی تھی کہ جس دل و دماغ میں احساس کی آگ جل رہی تھی، اس کے لئے گوشہ تنہائی میں بیٹھنا دشوار ہو گیا تھا۔

چنانچہ ان دنوں اتحادی اور محوری فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے صف آراء تھیں۔ اقوام یورپ کی اس جنگ نے ایشیا کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ ۱۲/اکتوبر ۱۹۴۰ء کو کانگریس نے اس لڑائی کے خلاف انفرادی ستیہ گرہ شروع کیا تو ہندوستان میں ڈیفنس رولز آف انڈیا ایسے ہنگامی قوانین کا نفاذ ہو چکا تھا۔ محب وطن لوگ جیل خانوں میں مقفل کر دیئے گئے۔

امیر شریعتؒ نے انہی دنوں انگریز کے خلاف جلتے ہوئے دلوں کی بھٹیوں میں جذبات و نفرت کا ایندھن بھرا، وہ ہندوستان کے ہر کوچہ بازار میں گئے اور لاکھوں انسانوں کے اجتماع سے خطاب کیا۔

پنجاب میں سر سکندر حیات خاں کی فوجی حکومت برطانوی سامراج کے دشمن سے شکست کھا چکی تھی۔ قانون اپنی پوری گرفت کے باوجود امیر شریعتؒ تک نہ پہنچ سکا۔ لیکن امیر شریعتؒ مجلس احرار کی جنگ (جنگ عظیم) کے خلاف تحریک کی بڑی بے باکی اور چابکدستی سے سارے ہندوستان میں راہنمائی کرتے رہے۔ حکومت کی پوری مشینری ان کے تعاقب میں رہی۔ امیر شریعتؒ اپنے رضا کاروں کو فوجی بھرتی کے خلاف سول نافرمانی پر اُکساتے رہے۔ گاؤں، قصبات اور شہروں کے ہزاروں عوام اس تحریک کے تحت جیل خانوں میں گئے۔ ملتان اور مظفر گڑھ کا ضلع خصوصیت کے ساتھ اس تحریک سے براہ راست بہت متاثر ہوا۔

جاپان جنگ میں شریک ہو چکا تھا اور دوسری طرف جرمن فوجیں جنرل رومیل کی کمان میں سکندریہ کے ساحل تک بڑھ آئی تھیں۔ اتنے میں ۱۹۴۲ء کی عمر کا جام لبریز ہو گیا اور ۱۹۴۳ء کی شعاعوں نے آگے بڑھ کر اپنا اقتدار قائم کر لیا۔

اپنے ماضی کی طرح ہندوستان ان دنوں بھی سیاسی طور پر دو دھڑوں میں منقسم تھا۔ رجعت پسند انگریزی حکومت کے معاون تھے، اور انتہا پسند گروہ اس موقع کو غنیمت جان کر غیر ملکی حکومت کے خلاف بغاوت کو اپنا دین سمجھتا تھا۔ چنانچہ اول الذکر گروہ فوجی بھرتی کے لئے گاؤں گاؤں گھوم کر پھر سادہ لوح عوام کو انگریزی اقتدار کی بقاء اور دوسری جنگ عظیم کی آگ میں جھونکنے کے لئے خوبصورت وردی، بندوق اور مفت راشن کا لالچ دے کر بھرتی کر رہا تھا۔ والدین کو جب معلوم ہوتا کہ ہمارا لڑکا فوج میں بھرتی ہو گیا ہے تو وہ پریشان ہو کر امیر شریعتؒ کے پاس آتے اور

امیر شریعتؒ پہلے تو انہیں سخت سست کہتے' پھر ان سے مجلس احرار کے لئے پانچ روپے چندہ وصول کرتے اور اس کی رسید اس لڑکے کے نام کاٹتے جو فوج میں بھرتی ہو کر ٹریننگ کے لئے جا چکا تھا۔ ساتھ ہی جماعت کے طبع شدہ فارم پر اس لڑکے کے نام حسب ذیل خط لکھتے۔

''عزیزم......!

سلام مسنون۔ تمہارا چندہ برائے مجلس احرار بڑی پابندی سے پہنچ رہا ہے، شکریہ! اپنی جماعتی ذمہ داریوں کو خوب اچھی طرح نبھانا' فوج کے اندر رہ کر جماعت نے جو ڈیوٹی تمہارے سپرد کی ہے اسے خیال سے انجام دینا۔

فقیر عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ''

یہ خط جب فوجی افسروں کے پاس پہنچتا تو وہ متعلقہ لڑکے کو بلا کر دریافت کرتے' تمہارا عطاء اللہ سے کیا تعلق ہے؟

سولجر: ''میں تو انہیں جانتا بھی نہیں صاحب!''

آفیسر: ''تم تو اس کی جماعت کو چندا بھی دیتے ہو''

سولجر: ''نہیں صاحب''

آفیسر: ''لیکن تمہارے نام اس کا خط اور چندے کی رسید کیسے آ گئی؟ چلو تمہیں فوج کی ملازمت سے علیحدہ کیا جاتا ہے''

گویا خط پہنچنے کے چوتھے روز لڑکا اپنے گھر واپس پہنچ جاتا' اور گھر والے امیر شریعتؒ کو دعائیں دیتے۔ انگریز جوان دنوں محاذ جنگ پر مصروف تھا، امیر شریعتؒ کی ان حرکات سے چیں بہ جبیں ہوا' لیکن اندرون ملک وہ حالات سے مجبور تھا کہ اپنے کسی سیاسی حریف کو قانونی گرفت میں لیتا۔ اس طرح سے سینکڑوں نو جوانوں کو انگریزی فوج سے نکالنے کا سہرا امیر شریعتؒ کے سر ہے' اور یہ سلسلہ اختتامِ جنگ تک جاری رہا۔

......☆......

طوائف کی زندگی بدل گئی

ایک دن کا ذکر ہے کہ امیر شریعتؒ ایکا ایکی کتاب زندگی کے ورق پلٹنے لگے' خستہ یادوں

کی بھولی بسری کہانیاں ایک ایک کر کے یاد آنے لگیں تو امیر شریعتؒ مسکرا دیئے۔ بوڑھے جسم کی جوان آنکھوں میں روشنی کا سیلاب امڈ آیا' اور اپنے اردگرد دیکھنے لگے' جیسے وہ کسی واقعہ کا گواہ تلاش کر رہے ہوں۔ پھر آپ سے آپ گویا ہوئے:

''۱۹۴۳ء میں میری زندگی میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ نواب جان کے بیٹے افضل کو میری گود میں ڈال دیا گیا۔ ناپاک دامن میں پرورش پانے والا معصوم' گناہوں کی بستی سے بغاوت کر کے ایمان کی اوٹ میں امان چاہتا تھا۔''

نواب جان اس بازار کی جنس تھی جہاں عورت تاش کے پتوں کی طرح تقسیم ہوتی ہے۔ حسن اس کے چہرے پر ہی نہیں آواز میں بھی تھا۔ جب وہ لاہور ریڈیو سے آواز کا جادو بکھیرتی تو ہوائیں جھولیاں بھر کر اسے کائنات میں پھیلاتیں۔ اُس حسن بے پروا کی بلائیں لینے والوں میں کچھ پردہ نشینوں کے نام بھی آتے ہیں۔ افضل نواب جان کی تمناؤں کا آخری سہارا تھا۔ اگرچہ دولڑکیاں بھی نواب جان کی وراثت میں شامل تھیں' لیکن تیرہ سالہ افضل اب ماں کے گندے اور ناپاک دامن پر پاؤں رکھنا بھی گناہ سمجھتا تھا۔ اسے خاندانی بغاوت کے جرم میں گھر سے باہر کیا گیا' اور وہ امیر شریعتؒ کی جھولی میں آ گرا۔

انسان بھی کیا شے ہے؟ برائی کا رخ کرتا ہے تو راستے کی ہر شے معاونت کرتی ہے' اور جب نیکی کی طرف مڑتا ہے تو اپنے بھی پرائے ہو جاتے ہیں۔

امیر شریعتؒ کا کہنا ہے کہ:

''جب میں اس سنڈاس کے قریب پہنچا تو گناہ آلود دامن میرے گرد جال بننے لگا' انتقامی نگاہیں میرے تعاقب میں رہنے لگیں۔ برائی اپنے تمام وسائل سمیٹ کر میری دشمنی پر آمادہ ہو گئی' لیکن افضل اولاد کی طرح دل کے حرم میں مقیم رہا۔''

بیٹے کی ناراضگی نے ماں کی ممتا کو بیدار کر دیا۔ لیکن افضل کا ماں سے مطالبہ تھا کہ یہ دھندا ترک کر کے شرافت کی پناہ میں بیٹھ جائے' اور میری دونوں بہنوں کو بھی ازدواجی زندگی سے منسلک کر دے۔

گناہوں سے تھکی ہاری زندگی شاید نیکی کی آواز پر لبیک کہتی۔ مگر برسوں سے خاندانی

پیشہ قدم قدم پر رکاوٹیں ڈال رہا تھا' جنہیں راستے سے ہٹانا عورت کے بس کا روگ نہیں تھا۔
ماں کی ممتا اور خاندانی وقار! نواب جان اس دوراہے پر کھڑی تھی' کہ حالات بگڑتے چلے گئے۔

امیر شریعتؒ فرماتے ہیں:

''ایک دن میں میلسی (ضلع ملتان، جہاں نواب جان کا گھر تھا) سے دس میل دور قصبہ فتح پور سے واپس آ رہا تھا' مجھے اطلاع ملی کہ میلسی سے پولیس تھانے میں علاقے کے زمیندار' وکلاء اور نواب جان کے رشتے دار جمع ہیں کہ جیسے ہی میں میلسی میں داخل ہوں' مجھے افضل کے اغوا بمعہ گھر کے زیورات اور پارچا جات چوری کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا جائے۔

مولانا خدا بخش نے جو شہر کی جامع مسجد کے امام تھے' مجھے یہ قصہ سنایا تو میں نے کوچوان سے کہا ''تانگہ تھانے لے چلو۔'' سب دوست حیران ہوئے، جیسے ہی تانگہ تھانے کے قریب پہنچا' انچارج تھانہ، وکلاء، علاقے کے روٴسا، میرے مذہبی اور سیاسی حریف، جن میں ضلع کا مال آفیسر بشیر احمد تارڑ بھی تھا۔ مجھے دیکھتے ہی سب کے سب سلام کرنے تھانے سے باہر چلے آئے۔ میں نے کہا ''مجھے منافق قسم کا سلام قبول نہیں۔ میں آ گیا ہوں، تم اپنی کاروائی جاری رکھو۔'' یہ کہہ کر میں اپنے میزبان کے گھر جو نواب جان کے گھر کے برابر تھا، چلا گیا۔ افضل اس وقت بھی میرے ساتھ تھا۔

جب واقعات اس موڑ تک آن پہنچے تو نواب جان نے اپنے عزیز و اقارب سے کہا:
''میں شاہ صاحبؒ کے خلاف تھانے میں کوئی رپورٹ درج کرانا نہیں چاہتی۔ وہ سید ہیں اور درویش بھی۔'' یہ کہہ کر نواب جان نے امیر شریعتؒ کے نام ایک دستی خط لکھا' جس کا مفہوم کچھ اس طرح سے تھا۔

پیر سائیں!

السلام علیکم! میں اور میرا خاندان برسہابرس سے گناہوں کی زندگی گزار رہا ہے' افضل بھی میری اسی گناہ کی کمائی کا نتیجہ ہے۔ جس دامن پر گندگی کے چھینٹے پڑ چکے ہوں وہ دامن اس قابل ہے کہ آپ تک رسائی حاصل کر سکے؟

امیر شریعتؒ نے اسی وقت جواب میں کہا:

''عیب وثواب انسانی زندگی کا خاصہ ہیں۔ موت وحیات کے درمیان کئی موڑ آتے ہیں، جہاں انسان پھسل کر سنبھلتا ہے اور سنبھل کر پھسلتا ہے۔ ثبات صرف اُسی ایک ذاتِ باری کے لئے ہے۔ میں تیرے حالات سے نا آشنا ہوں، اتنا ہی جانتا ہوں اور وہ بھی تیرے بیٹے کی زبانی سنا ہے کہ تو گناہ میں مبتلا ہے اور اپنی اولاد کو بھی خراب کر چکی ہے۔ حاشا وکلا مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ ندامت کے آنسوؤں سے بھیگی ہوئی چادر میں لپٹ کر اگر تو میرے مولائے کریم کے سامنے توبہ کی بھیک مانگے گی تو تیری جھولی خالی نہیں آئے گی۔ میں بھی تیرے لئے دعا کروں گا۔''

اسی خط کے جواب میں دوسرے روز نواب جان کا ایک اور دستی خط آیا۔

پیر سائیں! السلام علیکم!

اگر ندامت کے آنسوؤں سے گناہ کے داغ دھل سکتے ہیں تو میں ساری رات گھر والوں سے چوری روتی رہی ہوں۔ میرے ایسے گناہ کی گٹھڑی کو کون اٹھائے گا۔ تاہم آپ حکم کریں تو میں کسی سے نکاح کر لوں، جب کہ میرے گرد حرص و ہوس کے انسانوں کی بے شمار دولت جمع ہے اور میرے خاندان کے لوگ اس دولت کے پجاری ہیں۔

پیر سائیں! مجھے ان کے چنگل سے نجات کے لئے وقت کی ضرورت ہے، میں کوشش کرتی ہوں، آپ دعا کریں۔ میرے افضل سے کہنا وہ بھی ماں کے گناہ کو معاف کر دے۔ میری مجبوریوں سے وہ واقف ہے۔''

اس خط کا امیر شریعتؒ نے مختصر جواب دیا:

''انسان کو نیکی کرنے کی توفیق تو اللہ تعالیٰ دیتے ہیں۔ اسلام کا ایک ادنیٰ مبلغ ہونے کی حیثیت سے میں تیرے لئے دعا گو ہوں۔ پروردگار تجھے نیکی کی راہ پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین)

تو سیس گندالے، چنریا رنگالے
اری کیا کرے گی کھڑی دن کے دن

نواب جان کی یہ کہانی دنوں اور مہینوں میں نہیں، سالوں میں جا کر ختم ہوئی۔ اور اس میں کئی موڑ آئے۔ آخر ہوا یہ کہ امیر شریعتؒ کی دعائیں کام آئیں کہ ضلع ملتان کی اس مشہور طوائف نے بیٹے کا کہا مان کر اپنی سابقہ زندگی سے توبہ کر کے تحصیل میلسی کے ایک زمیندار خدا بخش بھٹہ سے شادی کر لی، جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ یہ زمیندار ۱۹۶۰ء میں انتقال کر گیا۔ نواب جان نے اپنی دونوں لڑکیوں کے نکاح بھی شریعت کے مطابق کیے۔ افضل اپنی ماں کے پاس واپس چلا گیا۔

(ایضاً)

......☆......

شاہ جیؒ کو روحانی صحت کی نوید

۱۹۶۰ء میں امیر شریعتؒ کے معالج حکیم حنیف اللہ نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا' اور اس کے لئے درخواست دی۔ امیر شریعتؒ کو جب اس کا علم ہوا تو حکیم صاحب سے کہا:

''جب آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہوں تو میرا سلام عرض کر دیں اور میری صحت کے لئے دعا کی درخواست کریں۔''

حکیم حنیف اللہ اس پر خاموش رہے، لیکن امیر شریعتؒ نے انہی دنوں ان کے والد حکیم عطاء اللہ خاں سے اس بات کا ذکر کیا' تو بڑے حکیم صاحب نے کہا:

''شاہ جی! گذشتہ دنوں میں نے آپ کی یہ درخواست خاتم الانبیاء کی خدمت میں پیش کر دی ہے۔''

امیر شریعتؒ: (تعجب سے) ''وہ کیسے؟''

حکیم صاحب: ''مجھے پچھلے دنوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ سرکار کائناتؐ کے گرد ایک حلقہ بیٹھا ہے۔ میں بھی اسی میں شامل ہوں۔ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ ''سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی صحت کے لئے دعا فرمائیں'' مگر حضورؐ نے دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے، بلکہ ایک کاغذ کی طرف اشارہ کیا، جس پر لفظ ''صحت'' لکھا تھا۔''

امیر شریعتؒ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور حکیم حنیف اللہ سے آ کر کہا:

''آپ نے تو میری درخواست حضورؐ کی خدمت میں لے جانے کی حامی نہیں بھری تھی، مگر بڑے حکیم صاحب نے یہ کام کر بھی دیا۔''

یہ کہہ کر تمام واقعہ بیان کر دیا۔

والد صاحب کا خواب سن کر حکیم حنیف اللہ نے اس کا ذکر اپنے استاد حضرت مولانا عبدالرؤف سے کیا، جس سے انہوں نے حدیث اور فقہ پڑھی تھی۔ انہوں نے فرمایا ''اس خواب کی یہ تعبیر نہیں جو شاہ جی سمجھے ہیں' بلکہ یہ ہے کہ شاہ جی کو روحانی صحت ہو گی۔ یعنی ان کے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔'' لیکن مصلحتاً امیر شریعتؒ کو یہ تعبیر نہیں بتائی گئی تھی۔ (حیات امیر شریعتؒ)

باب سوم

جہادیات

باب سوم

جہادیات

اسلام سے اگر جہاد کو الگ کرلیا جائے!

جہاد اور اسلام ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں اور ایک ہی معنی کے لئے دو مترادف الفاظ۔یعنی اسلام کے معنی جہاد اور جہاد کے معنی اسلام ہیں پس کوئی ہستی مسلم ہو نہیں سکتی جب تک کہ مجاہد نہ ہو اور کوئی مجاہد ہو نہیں سکتا جب تک مسلم نہ ہو۔اسلام کی لذت اس بد بخت کے لیے حرام ہے جس کا ذوق ایمانی لذتِ جہاد سے محروم ہو اور زمین پر گو اس نے اپنا نام مسلم رکھا ہو لیکن اس کو کہہ دو کہ آسمانوں میں اس کا شمار کفر کے زمرے میں ہے.... آج جب ایک دنیا لفظ جہاد کی دہشت سے کانپ رہی ہے.... جبکہ عالم مسیحی کی نظروں میں یہ لفظ عفریت مہیب یا ایک حربہ بے امان ہے.... جبکہ اسلام کے مدعیان حویت نصف صدی سے کوشش کر رہے ہیں کہ کفر کی رضا کے لئے اہل اسلام کو مجبور کریں کہ وہ اس لفظ کو لغت سے نکال دیں.... جب کہ بظاہر انہوں نے کفر و اسلام کے درمیان ایک راضی نامہ لکھ دیا کہ اسلام لفظ جہاد کو بھلا چکا ہے۔لہٰذا کفر اپنے توحش کو بھول جائے۔ تاہم آج کل کے ملحد مسلمین اور مفسدین کا ایک حزب الشیطان بے چین ہے کہ بس چلے تو یورپ سے درجہ تقرب و عبودیت حاصل کرنے کے لئے "تحریف الکلم عن مواضعه" کے بعد سرے سے اس لفظ کو قرآن سے نکال دے۔تو پھر یہ کہا ہے کہ میں جہاد کو صرف ایک رکن اسلامی ایک فرض دینی ایک حکم شریعت بتلاتا ہوں حالانکہ میں تو صاف صاف کہتا ہوں کہ اسلام کی حقیقت ہی جہاد ہے دونوں لازم و ملزوم ہیں......اسلام سے اگر جہاد کو الگ کرلیا جائے تو وہ ایک ایسا لفظ ہوگا جس میں معنی نہ ہوں.... ایک اسم ہوگا جس کا مسمّٰی نہ ہو.... ایک قشر محض ہوگا جس سے مغز نکال لیا

گیا ہو۔ پھر کیا میں ان تمام اعمال مصلحین، مجاہدین کو غارت کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے تطبیق بین التوحید والتثلیث یا اسلام اور مسیحیت کے اتحاد کے لئے انجام دی ہیں۔ وہ اصلاح جدید کی شاندار عمارتیں جو مغربی تہذیب وشائستگی کی ارض مقدس پر کھڑی کی گئی ہیں۔ کیا دعوت جہاد دے کر جنود مجاہدین کو بلاتا ہوں کہ اپنے گھوڑوں کی سموں سے انہیں پامال کر دیں اور چاہتا ہوں کہ اسلام کی زندگی کا افق جو حرارتِ حیات کی گرد سے پاک کر دیا گیا تھا، مجاہدین کی اڑائی ہوئی خاک سے پھر غبار آلود ہو جائے۔

ہاں! اے غارت گرانِ حقیقت اسلامی، اے دُزدانِ متاعِ ایمانی! اور اے مفسدینِ ملت و مدعیانِ اصلاح! ہاں میں ایسا ہی چاہتا ہوں، میری آنکھیں ایسا ہی دیکھنا چاہتی ہیں، میرا دل ایسے ہی وقت کے لئے بے قرار ہے، خدائے ابراہیم ومحمد علیہما السلام کی شریعت ایسا ہی چاہتی ہے۔ قرآن کریم اسی کو حقیقت اسلامی کہتا ہے۔ وہ اس اسوۂ حسنہ کی طرف ہی اپنے پیروؤں کو بلاتا ہے۔ اسلام کا اعتقاد اسی کے لیے ہے اور اس کی تمام عبادتیں اسی کے لیے ہیں، اس کے تمام جسم اعمالی کی روح میں یہی شے ہے اور یہی چیز ہے جس کی یاد کو اس نے ہمیشہ زندہ رکھنا چاہا۔

(اسلام اور جہاد، از مولانا ابوالکلام آزاد)

☆

بحرِ ظلمات میں گھوڑے یا خشکی پہ جہاز؟

فاتحین اسلام کی جانبازی اور جفاکشی کی محیر العقول داستانیں تاریخ اسلام کا روشن ترین باب ہیں، بقولِ اقبالؒ:

دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

فاتحین اسلام میں ایک نہایت ہی محترم اور باوقار نام ترکی کے ساتویں نوجوان عثمانی خلیفہ، فاتح قسطنطنیہ سلطان محمد فاتح کا ہے۔ اس شمشیر زن نوجوان شہزادے نے اپنی عمر کے ۲۲ویں سال میں سلطنتِ عثمانیہ کی زمام خلافت سنبھالی تو اس کے ذہن میں حضورؐ کی وہ حدیث مبارکہ گردش

کر رہی تھی جس میں حضورؐ نے قسطنطنیہ کو فتح کرنے والے امیر کو بہترامیر اور اس کے لشکر کو بہتر لشکر قرار دیا تھا۔ چنانچہ اس نے قسطنطنیہ کو فتح کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ لیکن اس مہم میں اس شہزادے کو جو معرکہ سر کرنا پڑا، وہ بحرِ ظلمات میں گھوڑے دوڑانے سے بھی زیادہ حیرتناک تھا۔ شیخ الاسلام محمد تقی عثمانی اس کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

قسطنطنیہ چونکہ باسفورس، بحیرہ مرمرا اور شاخ زریں (گولڈن ہارن) نامی سمندروں میں گھرا ہوا ہے، اور اس کے صرف مشرقی جانب خشکی ہے، اس لئے اس پر کامیاب حملے کے لیے ایک طاقتور بحری بیڑہ بھی ضروری تھا۔ چنانچہ محمد فاتح نے ایک سو چالیس جنگی کشتیوں پر مشتمل ایک بیڑہ بھی تیار کرلیا۔ ان تیاریوں کے بعد سلطان نے قسطنطنیہ کا اس طرح محاصرہ کیا کہ بری فوج شہر کی مشرقی فصیل کے سامنے پہنچ گئی اور بحری بیڑہ آبنائے باسفورس میں پھیل گیا۔ قسطنطنیہ کا محل وقوع کچھ ایسا ہے کہ باسفورس کی ایک پتلی سی شاخ ایک سینگ کی شکل میں مشرق کی طرف جاتی ہے۔ جو شاخ زریں (گولڈن ہارن) کہلاتی ہے۔ قسطنطنیہ کی بندرگاہ اسی گولڈن ہارن میں واقع تھی، لہٰذا باسفورس سے بندرگاہ یا شہر کی جنوبی دیوار کے سامنے پہنچنے کے لئے گولڈن ہارن سے گزرنا ضروری تھا۔ لیکن اہل قسطنطنیہ نے اس گولڈن ہارن کے اس دہانے پر جو باسفورس میں گرتا ہے، لوہے کا ایک بڑا زنجیرہ باندھ دیا تھا جس کی وجہ سے کوئی جہاز باسفورس سے گولڈن ہارن میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ لہٰذا محمد فاتح کے جہاز باسفورس میں محدود ہو گئے تھے اور جہازوں کے ذریعے بندرگاہ کا محاصرہ کرنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فصیل پر حملہ صرف مشرق کے خشکی کے راستے سے ممکن تھا اور اہل شہر نے بحری سمت کو مکمل محفوظ سمجھ کر اپنی ساری طاقت مشرق کی فصیل پر لگادی تھی۔

اب آگے بڑھنے سے پہلے قسطنطنیہ اور گرد و پیش کا ایک سرسری سا نقشہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

سلطان محمد فاتح کی کوشش یہ تھی کہ کسی طرح اس کے کچھ جہاز آبنائے باسفورس سے گولڈن ہارن میں داخل ہو جائیں، تاکہ بندرگاہ کی سمت سے بھی شہر پر حملہ کیا جاسکے، لیکن گولڈن ہارن کے دہانے پر لوہے کا زنجیرہ بھی نصب تھا، اور اس کے آس پاس توپیں بھی گولہ باری کے لئے موجود تھیں اور بڑے بڑے بازنطینی جہاز بھی گولڈن ہارن کے اندر زنجیرے کی مدافعت کے لیے

کھڑے رہتے تھے۔اس لئے اس راستے سے کامیابی ممکن نظر نہیں آتی تھی۔ بہت دن گزر گئے تھے لیکن گولڈن ہارن میں پہنچنے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکی۔

بالآخر ایک دن سلطان محمد فاتح نے ایک ایسا فیصلہ کیا جو دنیا کی تاریخ میں اس کی منفرد اور محیّر العقول یادگار بن کر رہ گیا۔اس کا فیصلہ یہ تھا کہ جہازوں کو گولڈن ہارن میں پہنچانے کے لئے انہیں دس میل خشکی پر چلا کر لے جایا جائے گا۔اور اس غرض کے لیے باسفورس کے مغربی ساحل سے جہاز خشکی پر چڑھا کر انہیں ایک ترچھے راستے سے گولڈن ہارن کے بالائی جنوبی کنارے تک پہنچایا جائے گا (جو آج کل قاسم پاشا کہلاتا ہے) اور وہاں سے انہیں گولڈن ہارن میں ڈال دیا جائے گا۔ خشکی کا یہ درمیانی علاقہ گبن کے بیان کے مطابق تقریباً دس میل لمبا اور سخت ناہموار اور پہاڑی اتار چڑھاؤ سے معمور تھا لیکن محمد فاتح کی اولوالعزمی نے یہ محیّر العقول عجوبہ صرف ایک رات میں کر دکھایا۔ اس نے خشکی کے اس راستے پر لکڑی کے تختے بچھوائے۔انہیں چکنا کرنے کے لئے ان پر چربی ملوائی۔ پھر ستر جہاز نما کشتیوں کو یکے بعد دیگرے باسفورس سے ان تختوں پر چڑھا دیا۔ ہر کشتی میں دو ملاح سوار تھے، اور ہوا کی مدد لینے کے لئے بادبان بھی کھول دیئے گئے تھے۔ان کشتیوں کو بیل اور آدمی کھینچتے ہوئے دس میل کی یہ پہاڑی مسافت طے کر کے گولڈن ہارن تک لے گئے۔

ستر کشتیوں کا یہ جلوس رات بھر مشعلوں کی روشنی میں محوِ سفر رہا۔ بازنطینی فوج قسطنطنیہ کی فصیل سے باسفورس کے مغربی ساحل پر مشعلوں کی چہل پہل دیکھتی رہی۔لیکن اندھیرے کی وجہ سے سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے؟ بالآخر جب صبح کے اجالے نے راز سے پردہ اٹھایا تو فاتح کی ستر کشتیاں اور بھاری توپ خانہ گولڈن ہارن کے بالائی علاقے میں پہنچ چکا تھا۔

دس میل خشکی پر جہاز چلانے کا یہ کارنامہ، جو فاتح سے پہلے کسی کے تصور میں بھی نہ آیا ہو گا اس قدر حیرت انگیز ہے کہ مغرب کے متعصب مؤرخین بھی اس حیرت کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ایڈورڈ گبن جیسے مؤرخ نے بھی اس کو ایک "معجزہ" (Miracle) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

گولڈن ہارن میں عثمانی کشتیوں کے پہنچنے میں ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ یہاں سمندر کا پانی اتھلا تھا' اور زیادہ گہرائی نہ ہونے کی وجہ سے بازنطینیوں کے بڑے جہاز اس میں آزادی سے نقل و حرکت نہیں کر سکتے تھے۔اس کے برعکس عثمانی کشتیاں نسبتاً چھوٹی تھیں' اس لئے ان کے لئے حسب

منشاء آمد ورفت میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ چنانچہ یہاں کی بحری لڑائی میں عثمانی کشتیوں کو غالب آنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی، اور بندرگاہ کی جانب سے بھی بحری محاصرہ بالکل مکمل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی محمد فاتح نے گولڈن ہارن پر ایک پل تعمیر کیا' اور اس پر اپنا بھاری توپ خانہ نصب کرا دیا۔

مشرق اور جنوب دونوں طرف سے محاصرے کی گرفت مضبوط ہونے کے بعد عثمانی توپوں نے دونوں طرف سے شہر کی فصیلوں پر زبردست گولہ باری شروع کی اور سات ہفتوں کی متواتر گولہ باری کے بعد دیواروں میں تین مقامات سے بڑے بڑے شگاف نمودار ہو گئے اور گبن کے الفاظ میں "وہ فصیلیں جو صدیوں سے ہر دشمن کے تشدد کا مقابلہ کر رہی تھیں' عثمانی توپوں نے ہر طرف سے ان کا حلیہ بگاڑ دیا' ان میں بہت سے شگاف پڑ گئے اور سینٹ رومانوس کے دروازے (جو بعد میں توپ دروازہ یا توپ کاپے کے نام سے مشہور ہوا) کے قریب چار مینار زمین کی سطح کے برابر ہو گئے۔"

اب سلطان محمد فاتح کو آخری حملے کی کامیابی کا یقین ہو چکا تھا' لیکن اس نے حملے سے پہلے ۱۵ جمادی الاولیٰ ۸۵۷ھ مطابق ۲۴ رمئی ۱۴۵۳ء کو بازنطینی بادشاہ قسطنطین کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اگر ہتھیار ڈال کر شہر سپرد کر دے تو رعایا کی جان و مال سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا اور موریا کا علاقہ اسے دے دیا جائے گا۔ لیکن قسطنطین نے یہ پیشکش منظور نہ کی اور اس طرح پانچ دن بعد سلطان محمد نے آخری اور فیصلہ کن حملے کا فیصلہ کر لیا۔

سلطان محمد کا آخری حملہ اور فتح

چنانچہ ۲۰ر جمادی الاولیٰ ۸۵۷ھ کی رات عثمانی فوجوں نے ذکر و تسبیح اور دعاؤں میں گزاری' نماز فجر کے بعد محمد فاتح نے عام حملہ کا حکم دے دیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ اس نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ہم ان شاء اللہ ظہر کی نماز آیا صوفیا کے کلیسا میں ادا کریں گے۔

حملہ مختلف سمتوں میں جاری رہا' لیکن زیادہ زور سینٹ رومانس کے دروازے پر تھا۔ (جو اب توپ کاپے کہلاتا ہے) کیونکہ یہاں کی دیوار بہت مجروح ہو چکی تھی' خندق کو اوپر اوپر سے عبور کرنے کے لئے سیڑھیاں اور کمندیں ڈال دی گئی تھیں' دوپہر تک دونوں طرف آگ اور خون کا

زبردست معرکہ جاری رہا' بازنطینی بھی اس روز غیر معمولی شجاعت کے ساتھ لڑے۔ دوپہر تک کوئی ایک سپاہی شہر میں داخل نہ ہو سکا' بالآخر سلطان محمد فاتح خود اپنی خصوصی فوج ینی چری کو لے کر سینٹ رومانس کے دروازے کی طرف بڑھا اور ینی چری کا سردار آغا حسن اپنے تیس جانباز ساتھیوں کے ساتھ دیوار پر چڑھ گیا۔ حسن اور اس کے اٹھارہ ساتھی فوراً فصیل سے گرا دیئے گئے اور انہوں نے جام شہادت نوش کیا لیکن بارہ ساتھی دیوار پر جمنے میں کامیاب ہو گئے اور اس کے بعد دوسرے عثمانی دستے بھی یکے بعد دیگرے پہنچتے گئے اور اس طرح دیوار قسطنطنیہ پر سرخ ہلالی پرچم لہرا دیا گیا۔

بازنطینی بادشاہ قسطنطین جواب تک بے جگری سے حالات کا مقابلہ کر رہا تھا' اپنے بعض انتہائی بہادر ساتھیوں کے حوصلہ چھوڑ دینے کے بعد مایوس ہو گیا' اور اس نے پکار کر کہا کہ ''کیا کوئی عیسائی نہیں ہے جو مجھے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دے؟'' لیکن جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے شاہانِ روم (قیاصرہ) کی خاص پوشاک اتار کر پھینک دی اور عثمانی فوج کے بڑھتے ہوئے سیلاب میں گھس کر ایک سپاہی کی طرح بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا اور اس کی موت پر اس گیارہ سو سال کی بازنطینی سلطنت روما کا خاتمہ ہو گیا جس کی ابتدا بھی قسطنطین سے ہوئی تھی اور انتہا بھی قسطنطین پر ہوئی اور اس کے بعد ''قیصر'' کا لقب ہی ایک تاریخی داستان بن کر رہ گیا۔ سرکار دو عالم ﷺ کا وہ ارشاد پورا ہوا کہ:

اذا ھلک قیصر . فلا قیصر بعدہ

جب قیصر ہلاک ہو گیا تو پھر کوئی قیصر پیدا نہیں ہوگا۔

ظہر کے وقت سلطان محمد فاتح اپنے وزراء اور دوسروں کے جلو میں شہر کے سینٹ رومانس کے دروازے سے داخل ہوا۔ اور سب سے پہلے قسطنطنیہ کے شہرہ آفاق کلیسا آیا صوفیا کے دروازے پر پہنچ کر گھوڑے سے اترا' کلیسا کی دیواروں پر تصویریں بنی ہوئی تھیں' انہیں مٹا کر دھویا گیا' سلطان کی ہدایت پر یہاں مؤذن نے اذان کہی' اور شرک و کفر کے اس مرکز میں پہلی بار ''اشھدان لا الہ الا اللہ، اشھدان محمدًا رسول اللہ'' کی زمزمہ بار صدا گونجی۔ سلطان نے نماز ظہر یہیں ادا کی' اور اس وقت سے اس کلیسا کو مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔

اس کے بعد سلطان شاہی محلات میں داخل ہوا۔ یہ زرق برق محلات جو صدیوں سے قیاصرہ کی شان و شوکت اور ان کے طمطراق کے مظہر تھے، آج ویران پڑے ہوئے تھے۔ سلطان محمد

فاتح کے دل پر اس عبرتناک منظر کا ایسا اثر ہوا کہ بے ساختہ فردوسی کا یہ شعر اس کی زبان پر آ گیا۔

پردہ داری می کند بر قیصر عنکبوت
چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

یہ تھا فتح قسطنطنیہ کا وہ واقعہ جس کے بعد قسطنطنیہ (استنبول) خلافت عثمانیہ کا مرکز بنا اور صدیوں تک اسے عالم اسلام میں نمایاں مرکزیت حاصل رہی۔

(جہان دیدہ، ص ۳۲۴ تا ۳۲۹)

......☆......

سید احمد شہیدؒ کا بھاوج سے نکاح

''سید صاحب نے احیائے سنت کے جو ممتاز کارنامے انجام دیئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے گھر سے نکاحِ بیوگان کا آغاز کیا۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ میل جول میں جو معیوب اور سراسر غیر شرعی رسمیں اختیار کر لی تھیں۔ ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ کسی خاتون کا شوہر فوت ہو جاتا تو ضرورت کے باوجود دوسرا نکاح نہ کرتی، بلکہ ایسے نکاح کو نجابت اور شرافت کے منافی سمجھا جاتا۔ خصوصاً اونچے گھرانوں میں تو اس کا تصور بھی موجب ننگ تھا۔ اکبر و جہانگیر کے زمانے تک مسلمانوں میں یہ بری رسم نہ تھی۔ خود اکبر نے بیرم خان کی بیوہ سلمہ سلطان بیگم سے نکاح کیا جو بادشاہ کی عم زاد بہن تھی۔ سلمہ سلطان بیگم زندگی کے آخری سانس تک شاہی محل کی ممتاز ترین ہستی سمجھی جاتی رہیں۔ جہانگیر نے نور جہاں بیگم سے بیوگی کی حالت ہی میں شادی کی تھی، اور اس وقت نور جہاں کی عمر کم و بیش چونتیس برس تھی۔''

یہ بری رسم بعد ہی میں رواج پائی، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جو ہندو اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے، وہ اپنی پرانی رسموں پر بھی قائم رہے اور ان ہی میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ بیوہ عورتوں کے نکاح ثانی کو بری نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ آہستہ آہستہ ان خاندانوں میں بھی یہ رسم جڑ پکڑ گئی جو ظہور اسلام کے وقت سے مسلمان چلے آتے تھے۔

سید صاحب کے منجھلے بھائی سید اسحاق کی بیوہ جوان تھیں'ان کا صرف ایک بچہ تھا جس کی عمر بصد مشکل چھ سات برس ہوگی۔ سید صاحب نکاحِ بیوگان کا اجرا چاہتے تھے۔ احیائے سنت اور تجدید شیوۂ اسلامیت کے سلسلے میں وعظ و تبلیغ سے بڑھ کر فائدہ عملی اقدام سے پہنچ سکتا تھا۔ اس بنا پر خود ہی اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کے لئے تیار ہو گئے۔ اسی زمانے کی ایک روایت ہے کہ سید احمد نے ایک خواب دیکھا جس میں ایک بوجھل اور بہت وزنی لکڑیوں کا گٹھا زمین پر پڑا ہے اور ایک ہجوم ہے جو اس کو اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن کوئی اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اس موقع پر آپ کی بھاوج سیدہ اسحاق بھی موجود ہیں۔ سید احمد نے بعد منت ان کو اپنے ساتھ گٹھے کو اٹھانے کے لیے راضی کر لیا اور سید احمد اور سیدہ اسحاق دونوں مل کر اس گٹھے کو اٹھانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس خواب کے بعد آپ نے اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کا ارادہ پختہ کر لیا۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ کے علمی عملی اور جہادی معرکے

شاہ اسماعیل کی سب سے بڑی خوبی یہ رہی ہے کہ انہوں نے اپنی آنے والی مجاہدانہ زندگی کے واسطے عالم شباب ہی میں تیاریاں شروع کر دی تھیں، وہ علم اور بہادری میں ابتدا ہی سے یکتا تسلیم کئے جاتے تھے۔ چنانچہ خود شاہ عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے:

"ہر تعریف اس خدائے پاک کے لئے ہے جس نے بڑھاپے کے عالم میں بھی اسماعیل اور اسحاق عطا کیے۔"

ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

"اسماعیل کا علم کسی خاص شعبے میں محدود نہیں۔ جن لوگوں نے میرا عہد شباب دیکھا ہے وہ اگر اس کا نمونہ دیکھنا چاہیں تو اسماعیل کو دیکھ لیں۔"

شاہ اسماعیل شہیدؒ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب آپ نے مختلف علوم میں مہارت حاصل کر لی تو ورزش اور جفاکشی کی طرف متوجہ ہوئے۔ پٹا اور گتکا (بنوٹ) کی مشق کے لئے مرزا رحمت اللہ بیگ کی شاگردی اختیار کی۔ اور یہ وہی رحمت اللہ بیگ تھے جن کی شاگردی میں آنے کے لئے مغلیہ خاندان کے شہزادے منتیں مانا کرتے تھے۔ اسی طرح گھوڑا سواری آپ نے میاں رحیم بخش چابک سوار سے سیکھی۔ یہ میاں رحیم بخش اپنے دور کے مانے ہوئے چابک سوار تھے' جو اپنے شاگرد

سے اتنا متاثر ہوئے کہ ان کے حلقے میں شامل ہو گئے اور ان ہی کے جلو میں سرحد پار پہنچ کر اپنی جان بھی ہارنے سے گریز نہیں کیا۔ بالآخر جام شہادت نوش کیا۔ شاہ اسماعیل نے اپنے مکان کے قریب باقاعدہ اکھاڑہ قائم کیا اور دن رات لنگر لنگوٹ کس کر' کسرت کرنے میں مصروف رہے۔ جمنا میں پیراکی کا سلسلہ شروع کیا تو مہینوں یہ مشغلہ جاری رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آپ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری کر چکے تھے۔ چنانچہ طلبا کو ہدایت تھی کہ وہ کتابیں لے کر جمنا پر پہنچا کریں۔ شاگرد کتابیں لے کر جمنا کے کنارے پہنچ جاتے' استاد تیرتا ہوا آتا' سبق دیتا اور پھر پانی میں گم ہو جاتا۔ وہ سانس پر کنٹرول کی مشق کے لئے دہلی سے آگرے تک تیرتے ہوئے جاتے۔ یہ سلسلہ ختم ہوا تو تپتی زمین پر ننگے پاؤں چلنے کی مشق شروع کر دی۔ مئی اور جون کی جھلسا دینے والی دھوپ اور گرمی میں فتح پوری مسجد کے صحن میں ننگے پاؤں کئی کئی گھنٹے چلنے کی مشق کرتے۔ پھر نشانہ باندھنا اور بندوق چلانا شروع کی تو اس میں کمال حاصل کیا۔ خود ہی کہا کرتے تھے کہ:

''ناممکن ہے کہ جانور میرے سامنے آئے اور پھر زندہ بچ نکلے''

ایک مرتبہ کسی دوست نے کہا کہ اگر اس کی موت ہی نہ آئی ہو تو آپ کیسے مار ڈالیں گے؟ تو بولے ''اگر اس کی موت نہ آئی ہو گی تو میرے سامنے آئے گا ہی نہیں۔''

شاہ اسماعیل نے سید احمد کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے بہت پہلے رسوم اور بدعات کے خلاف جہاد شروع کر دیا تھا۔ اس لئے کہ اس وقت مسلمانوں اور ہندوؤں کی زندگی میں توہم پرستی اتنی زیادہ گھر کر گئی تھی کہ اس نے انسانی خود اعتمادی تک کو مجروح کر رکھا تھا۔ شاہ اسماعیل نے اپنی پوری توجہ ان بدعات اور جہالت پر مبنی رسوم کے خاتمے کے لئے جد و جہد پر مرکوز کیے رکھی۔ سید احمد کے ساتھ جب شریک تحریک ہوئے تو اس کی بنیاد بھی انہی بدعات کے خاتمے پر رکھی۔ مدتوں ان کے وعظ دہلی میں ایک متنازعہ مسئلہ بنے رہے۔ کچھ تھے جو ان کے وعظوں پر جان چھڑکتے اور کچھ تھے جو اسماعیل کی جان کے دشمن ہو رہے تھے۔ یہی زمانہ ہے جس میں آپ کی فضل حق خیر آبادی سے ٹھن گئی تھی۔

شاہ اسماعیل نے اپنے وعظوں کو محراب و منبر ہی تک محدود نہ رکھا بلکہ وہ گلی کوچوں' میلوں ٹھیلوں اور بازاروں میں پہنچ جاتے' وہاں لوگوں کو پند و نصیحت کرتے۔ جامع مسجد کی سیڑھیاں جہاں

روزانہ بازار لگتا تھا وہاں اچھا خاصا ہجوم تھا۔ یہ سیڑھیاں تو مرکزی دارالارشاد کی حیثیت اختیار کر گئی تھیں' اسی دارالارشاد کا ایک واقعہ ہے کہ شاہ اسماعیل انہی سیڑھیوں پر کھڑے وعظ کر رہے تھے کہ ایک ہیجڑے کا ادھر سے گزر ہوا۔ وہ وعظ سننے کے لئے رک گیا۔ اس کے ہاتھوں میں مہندی لگی تھی' بانہوں میں چوڑیاں' پاؤں میں جھانجن اور سرخ جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔ شاہ اسماعیل نے جب اسے دیکھا تو اسے خطاب کر کے وعظ کہنا شروع کر دیا۔ اس ہیجڑے کا یہ عالم ہوا کہ اس نے وہیں کھڑے کھڑے چوڑیاں توڑ ڈالیں' زیور اتار پھینکے اور ہاتھوں سے مہندی کی لالی مٹانے کے لئے اس زور سے سیڑھیوں پر ہاتھ رگڑے کہ ہاتھوں سے خون بہنے لگا۔ جب وعظ ختم ہوا تو توبہ کی اور شاہ اسماعیل کے حلقے میں شامل ہو گیا۔ یہی ہیجڑا جہاد میں شاہ شہید کے ہمراہ گیا اور شہید ہوا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی عجیب و غریب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مدرسہ رحیمیہ کے دروازے پر آپ کھڑے تھے کہ سامنے سے چند ہوش ربا موشیں کھلے منہ بناؤ سنگھار کیے بہلیوں میں بیٹھی گزریں' معلوم ہوا کہ یہ مسلمان کسبیاں ہیں جو کسی رنڈی کے ہاں کسی تقریب میں جا رہی ہیں۔ اس پر شاہ شہید نے کہا کہ جب یہ مسلمان ہیں تو ہماری بہنیں ہیں۔ کیا خدا ہم سے نہیں پوچھے گا کہ اس قدر مسلمان عورتیں بدکاری اور زناکاری میں گرفتار تھیں اور تم نے ان کو نصیحت نہیں کی؟ اس واسطے اب تو میں ان کے مکان پر جا کر نصیحت کروں گا۔ دوستوں نے منع کیا کہ یہ وضع داری کے خلاف ہے۔ لیکن شاہ شہید نے رات کو فقیرانہ لباس پہنا اور چل پڑے۔ دروازے پر پہنچ کر آواز دی:

''او اللہ والیو! او اللہ والیو! خادمہ دوڑی ہوئی آئی' تم کون ہو؟ فرمایا فقیر ہے، صدا سنائے گا اور تماشا دکھائے گا۔ وہ اپنے ساتھ لے گئی۔ آپ نے مالکہ کو دریافت کیا کہ کہاں ہے تو معلوم ہوا کہ بالا خانے پر مہمانوں کے ساتھ جشن نوروز منا رہی ہے۔ آپ وہیں تشریف لے گئے۔ گو لباس فقیرانہ تھا لیکن دلی کا کون سا فرد تھا جو شاہ اسماعیل کو نہ پہچانتا ہو' جب ان رنڈیوں نے شاہ صاحب کو اپنے ہاں دیکھا تو ششدر رہ گئیں' ان کو مسند پیش کی اور آپ زمین پر بیٹھ گئیں۔ شاہ صاحب نے ان کو نصیحت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے توبہ کر لی۔

مولانا اسماعیل شہید کا قاعدہ تھا کہ جہاں کہیں کوئی میلہ ہوتا' خواہ ہندوؤں کا یا مسلمانوں کا' یا کوئی اور مجمع جیسے ناچ یا قوالی کی محفل' تو آپ وہاں پہنچ جاتے اور وعظ فرماتے۔ جس کا اثر یہ ہوتا

کہ ان محفلوں میں شریک اکثر آدمی جگہ چھوڑ چھوڑ کر آپ کا وعظ سننے لگتے۔ آپ حضرت نظام الدین اولیاء کی درگاہ میں بھی پہنچ کر وعظ فرماتے اور وہاں بھی یہ اثر ہونے لگا تھا۔ مجاوروں نے یہ رنگ دیکھا تو ان کو سخت ناگوار ہوا۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ مولوی اسماعیل صاحب کو کسی طرح قتل کر دیا جائے۔ ایک بوڑھے نے آپ کے قتل کا بیڑا اٹھایا۔ ایک روز جب کہ مولانا اسماعیل شہید جامع مسجد کے بیچ کے در میں وعظ فرما رہے تھے اس بڈھے نے تلوار کا وار کیا۔ مولانا تو بچ گئے لیکن تلوار ان کے ایک دوست کے لگی اور شانہ زخمی ہو گیا۔ مولانا کے زخمی دوست اس بڈھے سے لپٹ گئے اور تھپڑ مارنے لگے۔ مولانا نے اس بڈھے کو چھڑا دیا اور کوئی مقدمہ تک نہیں کیا۔

ایک روز جب کہ مولانا شاہ اسماعیل شہید جامع مسجد فتح پوری میں دوپہر کے وقت ٹہل رہے تھے تو نوجوان وہاں پہنچ گئے۔ یہ گرمیوں کی تپتی ہوئی دوپہر تھی۔ جب یہ مسجد کے باہر جوتے اتار، ننگے پاؤں فرش پر دو چار قدم چلے تو فرش کی تپش اور گرمی سے ان کے قدم جلنے لگے۔ یک دم انہیں احساس ہوا کہ یہ شخص پائے کا ہوگا جو برہنہ پا اس فرش پر اس قدر اطمینان سے ٹہل رہا ہے۔ چنانچہ اپنے ارادے سے تائب ہو گئے اور پھر تمام عمر شاہ اسماعیل کے جاں نثار خادم بن گئے۔

......☆......

شہدائے بالاکوٹ کا مقام و پیغام

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی شہداء بالاکوٹ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اس معرکے میں وہ پاک نفوس شہید ہوئے' جو عالمِ انسانیت کے لیے رونق و زینت اور مسلمانوں کے لئے شرف و عزت اور خیر و برکت کا باعث تھے۔ مردانگی و جوانمردی' پاکیزگی و پاکبازی' تقدس و تقویٰ' اتباعِ سنت و شریعت اور دینی حمیت و شجاعت کا وہ عطر جو خدا جانے کتنے باغوں کے پھولوں سے کھینچا گیا تھا اور انسانیت اور اسلام کے باغ کا جیسا ''عطر مجموعہ'' صدیوں سے تیار نہیں ہوا تھا اور جو ساری دنیا کو معطر کرنے کے لئے کافی تھا' ۲۴ ذوالقعدہ ۱۲۴۶ھ کو بالاکوٹ کی مٹی میں مل کر رہ گیا۔ مسلمانوں کی نئی تاریخ بنتے بنتے رہ گئی۔ حکومتِ شرعی ایک عرصہ تک کے لئے خوابِ بے تعبیر ہو گئی۔ بالاکوٹ کی زمین اس پاک خون سے لالہ زار اور اس گنجِ شہیداں سے گلزار

بنی، جس کے اخلاص وللّٰہیت، جس کی بلند ہمتی واستقامت، جس کی جرأت وہمت اور جس کے جذبۂ جہاد وشوقِ شہادت کی نظیر پچھلی صدیوں میں ملنی مشکل ہے۔ بالاکوٹ کی سنگلاخ وناہموار زمین پر چلنے والے بے خبر مسافر کو کیا خبر کہ یہ سرزمین کن عُشاق کا مدفن اور اِسلامیت کی کس متاعِ گرانمایہ کا مخزن ہے۔

یہ بُلبُلوں کا 'صبا' مشہدِ مقدّس ہے
قدم سنبھال کے رکھیو' یہ تیرا باغ نہیں

اللہ کے کچھ مخلص بندوں نے ایک مخلص بندے کے ہاتھ پر اپنے مالک سے اُس کی رضاء اُس کے نام کی بلندی اور اُس کے دین کی فتح مندی کے لئے آخری سانس تک کوشش کرنے اور اس راہ میں اپنا سب کچھ مٹا دینے کا عہد کیا تھا۔ جب تک اُن کے دم میں دم رہا' اسی راہ میں سرگرم رہے۔ بالآخر اپنے خونِ شہادت سے اس پیمانِ وفا پر آخری مُہر لگا دی۔ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ۲۴ ذوالقعدہ کا دن گزر کر جو رات آئی' وہ پہلی رات تھی' جس رات کو وہ سبک دوش وسبک سر ہو کر میٹھی نیند سوئے۔

وہ خلعتِ شہادت پہن کر جس کریم کی بارگاہ میں پہنچے' وہاں نہ مقاصد کی کامیابی کا سوال ہے' نہ کوششوں کے نتائج کا مطالبہ' نہ شکست وناکامی پر عتاب ہے' نہ کسی سلطنت کے عدمِ قیام پر محاسبہ۔ وہاں صرف دو چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔ صدق واخلاص اور اپنی مساعی اور وسائل کا پُورا استعمال۔ اس لحاظ سے شہداء بالاکوٹ اس دنیا میں بھی سرُخرو ہیں اور انشاء اللہ دربارِ الٰہی میں بھی باآبرو کہ اُنہوں نے اخلاص کے ساتھ اپنے مالک کی رِضا کے لیے اپنی مساعی اور وسائل کے استعمال میں ذرّہ برابر کمی نہیں کی۔ اُن کا وہ خونِ شہادت' جو ہماری مادی نگاہوں کے سامنے بالاکوٹ کی مٹی میں جذب ہو گیا اور اس کے جو چھینٹے پتھروں پر باقی تھے' ۲۶ ذی القعدہ کی بارش نے اُن کو بھی دھو دیا' وہ خون' جس کے نتیجے میں کوئی سلطنت قائم نہیں ہوئی' کسی قوم کا مادی وسیاسی عرُوج نہیں ہوا' اور کوئی نخلِ آرزو اس سے سرسبز ہو کر بارآور نہیں ہُوا' اُس خون کے چند قطرے اللہ کی میزانِ عدل میں پوری پوری سلطنتوں سے زیادہ وزنی ہیں۔ یہ فقیرانِ بےنوا' جنہوں نے عالمِ مسافرت میں بے کسی کے ساتھ جان دی اور جن کی اب دنیا میں کوئی مادّی یادگار نہیں' یہ اللہ کے ہاں اُن بانیانِ سلطنت اور

مؤسّسینِ حکومت سے کہیں زیادہ قیمتی اور معزز ہیں، جن کی تصویر قرآن نے ان الفاظ میں کھینچی ہے۔

وَاِذَا رَأَیْتَهُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ کَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ. (آلمنافقون : ۴)

بے شک شہداء بالاکوٹ کے خون نے دنیا کے سیاسی وجغرافیائی نقشے میں کوئی فوری تغیر نہیں پیدا کیا۔ خونِ شہادت کی ایک مختصری سُرخ لکیر اُبھری تھی۔ اُس کی جگہ نہ جغرافیہ نویس کے طبعی نقشے میں تھی، نہ مؤرّخ کے سیاسی مرقّع میں، لیکن کسے خبر کہ یہ خونِ شہادت دفترِ قضاء وقدر میں کس اہمیت واثر کا مستحق سمجھا گیا۔ اُس نے مسلمانوں کے نوشتۂ تقدیر کے کتنے دھبے دھوئے۔ اُس نے اللہ تعالیٰ کے یہاں، جس کے یہاں محو واثبات کا عمل جاری رہتا ہے۔ (یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْکِتَابِ. الرعد:۳۹) کون سے نئے فیصلے کروائے، اُس نے کسی مستحکم سلطنت کے لیے خاتمہ وزوال اور کسی پس ماندہ قوم کے لیے عروج واقبال کا فیصلہ کروایا، اس سے کس قوم کا بخت بیدار ہوا اور کس سرزمین کی قسمت جاگی۔ اس نے کتنی بظاہر ناممکن الوقوع باتوں کو ممکن بنا دیا اور کتنی بعید از قیاس چیزوں کو واقعہ اور مشاہدہ بنا کے دکھا دیا۔

یوں تو شہداءِ بالاکوٹ میں سے ہر فرد کا پیغام یہ ہے کہ ''یَا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ۔(یٰسین:۲۶) مگر گوشِ شنوا اور دیدۂ بینا کے لیے ان کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ ہم ایک ایسے خطۂ زمین کے حصول کے لئے جدوجہد کرتے رہے، جہاں ہم اللہ کے منشاء اور اسلام کے قانون کے مطابق آزادی کے ساتھ زندگی گزار سکیں، جہاں ہم دُنیا کو اسلامی زندگی اور اسلامی معاشرے کا نمونہ دکھا کر اسلام کی طرف مائل اور اُس کی صداقت وعظمت کا قائل کر سکیں، جہاں نفس وشیطان، حاکم وسلطان اور رسم ورواج کے بجائے خالص اللہ کی حکومت و اطاعت ہو'' وَیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ......(الانفال:۳۹) جہاں طاعت وعبادت اور صلاح و تقویٰ کے لئے اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع اور فضا سازگار ہو اور فسق وفجور ومعصیت کے لیے زمین تنگ اور فضا ناسازگار ہو، جہاں ہم کو صدیاں گزر جانے کے بعد پھر ''اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ......(الحج:۴۱) کی تفسیر

اور تصویر پیش کرنے کا موقع مل سکے۔ تقدیر الٰہی نے ہمارے لئے اس سعادت و مسرت اور اس آرزو کی تکمیل کے مقابلے میں میدانِ جنگ کی شہادت اور اپنے قُرب و رضا کی دولت کو ترجیح دی۔ ہم اپنے رب کے اس فیصلے پر رضامند و خورسند ہیں۔ اب اگر اللہ نے تم کو دنیا کے کسی حصے میں کوئی ایسا خطہ زمین عطا فرمایا' جہاں تم اللہ کے منشا اور اسلام کے قانون کے مطابق آزادی کے ساتھ زندگی گزار سکو اور اسلامی زندگی اور اسلامی معاشرے کے قائم کرنے میں کوئی مجبوری عُذر اور کوئی بیرونی طاقت حائل نہ ہو' پھر بھی تم اس سے گریز کرو اور ان شرائط و اوصاف کا ثبوت نہ دو' جو مہاجرین و مظلومین کے اقتدار اور سلطنت کا تمغۂ امتیاز ہیں۔ تو تم ایسے کُفرانِ نعمت اور ایک ایسی بدعہدی کے مرتکب ہو گے' جس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ ہم نے جس زمین کے چپے چپے کے لیے جدو جہد کی اور اس کو اپنے خون سے رنگین کر دیا' اکوڑے اور شیدو کے میدان اور تورو اور ملیار کی رزم گاہ سے لے کر بالاکوٹ کی شہادت گاہ تک ہمارے خونِ شہادت کی مہریں اور ہمارے شہیدوں کی قبریں ہیں۔ تم کو خدا نے اس زمین کے وسیع رقبے اور سرسبز و شاداب خطے سپرد فرمائے اور بعض اوقات قلم کی ایک جنبش اور برائے نام کوشش نے تم کو عظیم سلطنتوں کا مالک بنا دیا' "ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ...... (یونس: ع ۲) اب اگر تم اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور تم نے آزادی کی اس نعمت اور خداداد سلطنت کی اس دولت کو جاہ و اقتدار کے حصول اور حقیر و فانی مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنایا' تم نے اپنے نفوس اور اپنے متعلقین' ملک کے شہریوں اور باشندوں پر خدا کی حکومت اور اسلام کا قانون جاری نہ کیا اور تمہارے ملک اور تمہاری سلطنتیں اپنی تہذیب و معاشرت اور اپنے قانون و سیاست اور تمہارے حاکم اپنے اخلاق و سیرت اور اپنی تعلیم و تربیت میں غیر اسلامی سلطنتوں اور غیر مسلم حاکموں سے کوئی امتیاز نہیں رکھتے' تو تم آج دنیا کی ان قوموں کے سامنے' جن سے تم نے مسلمانوں کے لئے الگ خطۂ زمین کا مطالبہ کیا اور کل خدا کی عدالت میں جہاں اس امانت کا ذرّہ ذرّہ حساب دینا پڑے گا' کیا جواب دو گے؟ خدا نے تم کو ایک ایسا نادر و زرّیں موقع عطا فرمایا ہے' جس کے اِنتظار میں چرخِ کُہن نے سینکڑوں کروٹیں بدلیں اور تاریخِ اسلام نے ہزاروں صفحے اُلٹے' جس کی حسرت و آرزو میں خدا کے لاکھوں پاک نفس اور عالی ہمت بندے دنیا سے چلے گئے۔ اس موقع کو اگر تم نے ضائع کر دیا' تو اس سے بڑا تاریخی سانحہ اور

اس سے بڑھ کر حوصلہ شکن اور یاس انگیز واقعہ نہ ہوگا' بالاکوٹ کے ان شہیدوں کا' جو ایک دور افتادہ بستی کے ایک گوشے میں آسودۂ خاک ہیں' ان سب لوگوں کے لئے جو اقتدار و اختیار کی نعمت سے سرفراز اور ایک آزاد اسلامی ملک کے باشندے ہیں پیغام ہے کہ "فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ." (سورۂ محمد: ع ۳)

(سیرت سید احمد شہیدؒ کے مقدمہ سے ماخوذ)

واقعہ ترنگ زئی

حاجی یوسف ترنگ زئی سرحد پر جہاد کرتے تھے۔ مولانا عبدالحنان صاحب نے بتایا کہ میں ان کے پاس ملاقات کے لئے گیا تھا۔ ترنگ زئی نے ان کو بتایا کہ ایک انگریز افسر کو جو یورپ کی جنگوں میں شریک رہ چکا تھا اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ یہ تو مٹھی بھر آدمی ہیں۔ ان کے پاس کوئی ٹریننگ نہیں ہتھیار نہیں پھر بھی ہم ان پر فتح نہیں پاتے۔ میں خود چلتا ہوں۔ چنانچہ وہ انگریز افسر خود میدان میں آیا۔ اس نے باقاعدہ اپنی فوجوں کو پھیلا کر لگالیا۔ حاجی ترنگ زئی کہتے تھے کہ میرے چار بیٹے تھے۔ ایک بیٹا اس پہاڑی پر لگادیا، دوسرا اس جانب۔ ایک دوسری جانب اور ایک اس جانب تھا۔ خود ترنگ زئی چل نہیں سکتے تھے، ہاتھ پیر چل نہیں سکتے تھے۔ چار پائی پر ان کو اٹھا کر لے جاتے تھے۔ انگریزوں نے ادھر سے اس کثرت سے گولہ باری شروع کردی کہ گویا دھواں دار بارش ہورہی ہو۔ حاجی ترنگ زئی خود کہتے تھے کہ ہمارے مجاہد ان گولیوں میں اس طرح پھرتے تھے جیسے کہ بارش کی بوندوں میں پھرتے ہیں مگر کوئی اثر ان پر گولیوں کا نہیں ہوا۔ اس معرکہ میں چودہ مجاہد شہید ہوئے۔ ایک ہزار سے زائد آدمی انگریز کی فوج کے مارے گئے۔ خود وہ افسر بھی قتل ہوا اور مرنے سے پہلے کہہ گیا کہ حکومت سے کہہ دو کہ یہاں فتح کا خیال دل سے نکال دے۔ یہاں تو کوئی اور ہی طاقت کام کرتی ہے۔

ایک جنگ میں کافروں کے بڑے نے اعلان کیا کہ مسلمانوں کے لشکر کے امیر صلاح الدین کا سر جو شخص لے کر آئے گا اس کو میری لڑکی دی جائے گی۔ سارے کافر بھاگ دوڑ کرنے لگے۔ ایک صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ بہت جوش و خروش کافروں کی طرف سے نظر آرہا ہے۔ ان کو بتایا گیا کہ معاملہ یہ ہے اور اس طرح انعام کا اعلان کیا گیا ہے۔ ان صاحب نے کہا ایسا

کیوں نہیں کرتے کہ ان کی جوتی ان کے ہی سر۔ چنانچہ اعلان کیا گیا کہ مسلمانوں میں جو شخص رچرڈ کی بیٹی کو اٹھا لائے گا اسی کو دی جائے گی۔

یہ اعلان صبح سویرے نو بجے کے قریب کیا گیا تھا۔ شام کے قریب ہی ایک صاحب یہ کام پورا کر کے آئے کہ لیجئے یہ ہے وہ۔

غازی انور پاشاؒ کا آخری معرکہ اور شہادت

خلافت عثمانیہ کی بقاء کے لئے بیسویں صدی کے اوائل میں جو جنگیں لڑی گئیں اس میں ایک عظیم ترک جرنیل غازی انور پاشا نے یورپین حملہ آوروں کے مقابل سیاسی اور حربی میدان میں بے مثال جوہر دکھائے۔ پہلی جنگ عظیم میں ترکیہ کی شکست وریخت کے بعد مصطفیٰ کمال سے اختلافات کی وجہ سے انور پاشا روس چلے گئے تاکہ وسطی ایشیاء کے ترکی النسل مسلمانوں اور افغانوں کی مدد سے احیائے خلافت کی کوشش کی جائے۔ اسی جہاد میں بالآخر وہ روسیوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

جولائی ۱۹۲۲ء تک غازی انور پاشاؒ کی حربی صلاحیت خاصی مفلوج ہو چکی تھی ان کے مسلمان جہادی ساتھی، ترکستان کے مقامی ''باسماچی'' شکست کھانے کے بعد تتر بتر ہو چکے تھے۔ روسی افواج کی فتوحات کی وجہ سے ہوا کا رخ تبدیل ہو گیا تھا ایسے میں افغانستان کے بادشاہ امان اللہ خان نے بھی ہاتھ کھینچ کر اپنے افغان رضا کار جنگجوؤں کو واپس بلا لیا تھا انورؒ اور ان کے چند وفادار ساتھی جانتے تھے کہ اب مکمل تباہی سے بچنا صرف اس طرح ممکن ہے کہ وہ سطح مرتفع پامیر کو عبور کر کے چینی ترکستان یا پھر افغانستان کی طرف نقل مکانی کر جائیں لیکن لفظ ''فرار'' یا ''اعتراف شکست'' اس خوددار مرد جری کی لغت میں موجود نہ تھا انور پاشاؒ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ خط کے ذریعہ میدان جنگ سے بھی باقاعدگی سے رابطہ قائم رکھا اور یہیں سے انہوں نے اپنی اہلیہ کے نام زندگی کا آخری خط لکھا۔

یہ خط تاجکستان کے سرحدی گاؤں ستامیس Sstslmis سے لکھا گیا جو افغان سرحد سے صرف پچاس میل کے فاصلے پر ہے۔ اس وقت سرخ افواج نے انور پاشا اور ان کے تھکے ماندے ساتھیوں پر اپنا بے رحمانہ دباؤ بڑھایا تھا۔ دوشنبے کا شہر بھی ہاتھ سے نکل چکا تھا گاؤں کے

اردگرد جو حفاظتی چوکیاں قائم کی گئی تھیں وہ بے فائدہ ثابت ہوئیں کیونکہ انور پاشا کے بے قاعدہ غیر تربیت یافتہ مقامی ساتھی خندق میں جم کر لڑنے کے فن سے ناواقف تھے۔ دن بھر زخمیوں کو گاؤں کی طرف بھیجنے کے بعد انور کو فراغت کے چند لمحے خط لکھنے کے لئے میسر آ گئے۔ انہوں نے لکھا:

''آج موسم بہت اداس ہے ایک عجیب سی دھند فضا میں چھائی ہوئی ہے جس کی وجہ سے سورج کی روشنی ناکافی محسوس ہو رہی ہے دشمن کی صفوں میں کوئی حرکت دکھائی نہیں دے رہی۔ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ آخری وقت قریب ہے انہوں نے لکھا ''اے میری جان میری عزیز اہلیہ میں تمہیں خدائے واحد کے سپرد کرتا ہوں اب مجھے یہ خط ختم کرنا چاہئے جو جنگلی پھول ہیں ہر روز تمہیں ارسال کرتا رہا ہوں۔ ان کے ساتھ آج میں اس درخت کی ایک شاخ بھی بھیجتا ہوں جس کے سائے تلے ابھی ابھی میں نے آرام کی چند گھڑیاں بسر کی ہیں اور جس کے تنے پر میں نے تمہارا پیارا نام کندہ کر رکھا ہے''۔

انور پاشاؒ کی اہلیہ کو اس کے بعد اور کوئی نامہ ان کی طرف سے کبھی موصول نہ ہوا۔

دس روز بعد ۴ اگست ۱۹۲۲ء کو بالآخر موت نے اسلامی دنیا کے عظیم رہنما انور پاشاؒ کو آلیا وہ دنیا سے اس طرح رخصت ہوئے جس کی سرفروش ترک سپاہی ہمیشہ تمنا کرتے ہیں یعنی بے مثال بہادری اور شجاعت کی شہادت۔

اس صبح کو انور پاشاؒ کے مٹھی بھر رفقاء اور معتقدین نے جو زیادہ تر ترک قوم سے تعلق رکھتے تھے عیدالاضحیٰ منائی اور قربانی کی رسم آب دریا کے گاؤں میں انجام دی یہی گاؤں شہید کا آخری پڑاؤ تھا انور پاشاؒ شہید نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک کچے مکان میں ایک آخری ملاقات کر کے تہنیت اور تحائف کا تبادلہ کیا زمین پر جانوروں کی قربانی سے بہنے والا خون پھیلا ہوا تھا سب حاضرین کو صورت حال کا پورا ادراک تھا کہ روسی افواج نے ان کو مکمل گھیرے میں لے رکھا ہے اس ملاقات کے بعد دوبارہ ملنے کے امکانات بالکل معدوم تھے۔

شوکت عادمیر نے اس المناک الوداعی ملاقات کا حال یوں بیان کیا ہے:

''انور پاشاؒ نے عیدالاضحیٰ کی نماز اپنے باقی ماندہ (تقریباً تمیں) ساتھیوں کے ساتھ ادا کی اور سپاہیوں میں تھوڑی رقم تقسیم کی۔ افسران کے لئے کچھ نہ بچا اس کی

بجائے ان کو باہمی رفاقت کی نشانی کے طور پر تحریری اعزاز سے نوازا گیا ہر سرٹیفکیٹ پر افسر کا درجہ' انور پاشاؒ کے دستخط اور مہر ثبت تھے۔

اسی دوران اچانک ایک پیغام کے ذریعہ انتباہ موصول ہوا کہ تین سو روسی فوجی گاؤں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ چند لمحوں کے بعد ہی گولہ باری کی آواز سنائی دینے لگی جو انور پاشاؒ کے خارجی چوکیوں سے دشمن پر کی جارہی تھی بہادر سپہ سالار تلوار سونت کر ایک دم اپنے گھوڑے پر کود کر جا بیٹھا جو لوگ اس معرکے سے کسی طرح بچ نکلے ان کے بیان کے مطابق انور پاشاؒ سرپٹ گھوڑا دوڑاتے دشمن کے عین سامنے جا پہنچے۔''

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

ان کے گھڑ سوار ساتھی شمشیر بکف برق رفتاری سے ان کے پیچھے پیچھے آرہے تھے انگریز مصنف لکھتا ہے کہ اس بے مثال' بے خوفی کے مظاہرے کا مقابلہ انگریزوں کے ہیرو' مثالی لائٹ بریگیڈ کے مشہور حملے Charge of the light brigade سے ہی کیا جا سکتا ہے جسے انگریزی افواج اپنی بہادری کا بہت بڑا کارنامہ قرار دیتی ہیں۔ ان پچیس تلواریں لہراتے ہوئے سواروں کے اللہ اکبر اور ''فتح یا شہادت'' کے نعروں میں برستی گولیوں کے سامنے حملہ کرنے کے انداز نے روسی کمانڈر قلی قوف کے سپاہیوں کو کچھ دیر کے لئے مبہوت کر دیا۔

ترک مجاہدین دشمن کی پہلی مشین گن پر پل پڑے اور اسے خاموش کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن باقی دو مشین گنیں سامنے سے بڑھتے ہوئے سواروں پر زبردست گولہ باری کرتی رہیں انور پاشاؒ سب سے آگے تھے اور وہ سب سے پہلے گرے اور وہ اپنے سلیٹی رنگ کے گھوڑے ''درویش'' سے گر گئے۔ گھوڑے کو بھی گولیاں لگیں وہ گھٹنوں کے بل گرا اور پھر لڑھکنے لگا انور پاشاؒ کے تلوار بکف رفقاء گولیوں کی مسلسل برسات کا سامنا کرتے ہوئے ایک کے بعد ایک گرتے رہے آخر تلواریں مشین گنوں کا کب تک مقابلہ کرسکتی ہیں چند ہی منٹوں میں سب تمام ہو گیا۔ پہاڑی کے دامن میں شہداء کے لاشے' قریب المرگ زخمی سپاہی اور گھوڑوں کے اجسام بکھرے ہوئے تھے۔ ایک دو زخمی کسی طرح بچ کر نکل کر گاؤں والوں کو المناک انجام کی کہانی سنانے کے لئے پہنچے مگر مقامی قبائلی ''باساچی'' گاؤں خالی کر کے جا چکے تھے۔

قلی کوف کے آدمیوں نے نعشوں کا معائنہ کرنے کے لئے ان کو مکمل طور پر بے لباس کر دیا وہ شناختی کاغذات کی تلاش میں تھے ایک جوان رعنا کی لاش کو دیکھ کر وہ کچھ حیران ہوئے جوتر کی طرز کے خاکی کوٹ میں ملبوس اور تسموں والے جرمن بوٹ پہنے تھا لیکن اس کی چست پتلون اور استر خوانی ٹوپی کا ڈیزائن انہوں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اس کی تلوار بھی مختلف طرز کی تھی اور دوربین بھی غیر ملکی ساخت کی تھی ایک جیب سے کچھ خطوط نکلے ایک خط نامکمل تھا اس کی جیب سے قرآن مجید کا ایک چھوٹا سا نسخہ بھی ملا۔ معائنہ سے پتہ چلا کہ اسے سات گولیاں لگی تھیں روسی کمانڈر اس اجنبی کی یقینی شناخت نہ کر سکا اس لئے اس نے برآمد کی گئی تمام اشیاء اور کاغذات ماہرین کے معائنہ کے لئے اپنے ہیڈ کوارٹر تاشقند بھیج دیئے روسی سپاہی عجلت میں گمنام مجاہد کے جسد خاکی کو اس کے خون آلود کپڑوں پر پڑا چھوڑ کر باسماچی باغیوں کے تعاقب میں چلے گئے۔

دوروز بعد ایک مسلمان عالم دین کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے نعش کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ اس عظیم الوطن مسلمان مجاہد کی لاش ہے جو اپنے ملک ترکیہ سے تنسیخ خلافت کے بعد لادین (سیکولر) ترک حکومت سے گردن زدنی قرار پایا اور احیائے خلافت کے لئے متبادل ملک میں اسلامی حکومت کے قیام کا سہانا خواب لے کر روسی ترکستان کی طرف ہجرت کر کے آیا تھا گاؤں والوں نے فوراً سب شہداء کے اجسام اور باقیات کو اکٹھا کیا روسی تب تک وہاں سے روانہ ہو چکے تھے تجہیز و تکفین کا بندوبست ہو رہا تھا کہ انور پاشاؒ شہید کی لاش کی دریافت کی خبر چاروں طرف پھیل گئی ایک اطلاع کے مطابق کوئی پندرہ ہزار سوگوار دور و نزدیک سے اس کرشمہ ساز ہیرو کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے جمع ہو گئے جوان کے ہمراہ ایک عظیم جہاد میں شرکت کے لئے ان کے ملک میں وارد ہوا تھا۔

جنازہ کے بعد شہید کو ایک اخروٹ کے درخت کے تلے ''آب دریا'' کے کنارے ایک بے نشان قبر میں دفن کیا گیا یہ علاقہ ترکی النسل قوم کا مسکن ہے شہید کی خواہش بھی یہی تھی کہا جاتا ہے کہ اب تک ہر سال انور پاشاؒ کی برسی کے موقع پر دور دور سے ان کے مجاہد ساتھیوں کی اولاد کے لوگ ان کی تنہا قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے آتے ہیں اور شہید کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

(۱۸ستمبر۲۰۰۲روزنامہ اوصاف ملتان)

فلسطین میں یہودیت کب، کیوں اور کیسے داخل ہوئی؟

۱۹۳۶ء میں ''اعلان بالفور'' کے تحت یہ طے پایا تھا کہ یورپ اور دیگر علاقوں سے ہجرت کر کے فلسطین میں آباد ہونے کے لیے ہر ماہ تین ہزار یہودی فلسطین میں داخل ہوسکیں گے۔ ۱۹۳۹ء میں دوسری عالمگیر جنگ شروع ہوگئی تو یورپ سے یہودیوں کا اخراج وسیع پیمانے پر شروع ہو گیا۔ بلکہ نازی ڈکیٹیٹر ہٹلر کے برسر اقتدار آجانے کے بعد ہی جرمنی سے یہودیوں کو جبراً نکالنا شروع کردیا گیا تھا۔ دوران جنگ جوں جوں یورپی ممالک پر نازیوں کا قبضہ ہوتا چلا گیا یورپ سے یہودیو فرار نے ایک خطرناک صورت حال پیدا کردی فلسطین میں ماہوار تین ہزار یہود کے داخلہ کا کوٹا کاغذ پر ہی رہ گیا۔ یہودی ہر ماہ دس دس' بارہ بارہ ہزار کی تعداد میں آنے لگے' چونکہ وہ ایک متمول قوم کی حیثیت رکھتے تھے اس لئے سپیشل جہاز چارٹر کر کے فلسطین پہنچتے تھے۔ بالفور ڈیکلریشن کے مطابق ہر ماہ تین ہزار یہودی بلا روک ٹوک اور اپنے کاغذات سفر کے بل بوتے پر فلسطین کی بندرگاہوں پر اتر جاتے تھے اس کے بعد باقی ہزاروں یہودیوں سے بھرے ہوئے جہاز ساحل فلسطین سے پیچھے ہٹ کر بین الاقوامی سمندروں میں لنگر انداز ہوجاتے یہودی مہاجرین رات کی تاریکی میں چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں اتر کر یا تیر کر سمندر سے ساحل پر جا پہنچتے اور پھر وہ دن بھر پہاڑوں کی غاروں میں کھجوروں کے درختوں کے ذخیروں میں' کھیتوں' ریت کے ٹیلوں کی اوٹ میں چھپتے رہتے اور راتوں رات سفر اختیار کر کے یہودی بستیوں کا رخ کرتے۔ سینکڑوں عربوں کی گولیاں کا نشانہ بن جاتے تھے سینکڑوں سمندر پار کرتے وقت ڈوب جاتے تھے' اور سینکڑوں دیگر حادثات کا شکار ہوجاتے تھے' لیکن ہزاروں گرتے پڑتے یہودی بستیوں تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔

یہودیوں نے فلسطین میں بالکل ایسا ہی نظام قائم کر رکھا تھا جیسا کہ ہمارے ہاں بنیادی جمہوریتوں کی شکل میں موجود ہے لیکن ان کی یونین کونسلیں جو "غیطو" کہلاتی تھیں محض انتخابی اداروں اور برسر اقتدار پارٹی کی آلہ کار نہ تھیں، بلکہ وہ حد درجہ فعال اداروں کی حیثیت رکھتی تھیں۔ "غیطو" ہی یہودیوں کی پنچائت ہوتی تھی۔ وہی میونسپلٹی ہوتی تھی وہی عدالت ہوتی تھی اور وہی ایک ایسی حکومت کا مضبوط پرزہ ہوتی تھی۔ جو دراصل قائم ہو چکی تھی، لیکن ابھی اس کے وجود کا اعلان نہیں ہوا تھا۔

یہودی مہاجر "غیطو" میں رپورٹ کر کے اسے اپنے تمام کوائف سے آگاہ کر دیتے تھے، اور پوری دیانت داری سے بتا دیتے تھے کہ وہ جہاں سے ہجرت کر کے آئے تھے وہاں ان کی حیثیت کیا تھی۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ جو کچھ بھی اپنے ساتھ لا سکتے تھے مثلاً بانڈز، شیورٹیاں، سیکورٹیاں، جواہرات، زیورات، سونا وغیرہ وغیرہ وہ سب کا سب "غیطو" کے بیت المال میں جمع کرا دیتے تھے، یہودیوں کا یہ بیت المال مختصر سی مدت کے اندر اندر ارب ہا پاونڈ کی مالیت تک پہنچ گیا۔ فلسطینی عربوں کا یہ حال تھا کہ چند قبائل کے شیوخ کو چھوڑ کر باقی سب مفلس اور قلاش تھے۔ یہودیوں نے اپنے بیت المال سے ان سے کوڑیوں کے مول زمینیں خریدنی شروع کر دیں، اور دوسرے ممالک سے لا تعداد ٹریکٹر اور بلڈوزر درآمد کر دیئے۔ مشینری منگوائی اور ہر بستی میں تعمیراتی سامان کے ذخیرے جمع کر دیئے۔ ہر مہاجر یہودی کنبے کو اس کی حیثیت کے مطابق رہائشی مکان کی تعمیر کے لئے پلاٹ الاٹ کر دیا جاتا۔ مکان کا نقشہ دے دیا جاتا "غیطو" کے سٹور سے سامان تعمیر فراہم کر دیا جاتا کہ وہ سب سے پہلے سر چھپانے کے لئے مکان تعمیر کر لیں۔ مکان کا کرایہ اس حساب سے مقرر ہوتا تھا کہ ۱۹ برس میں مکان کی قیمت ادا ہو جائے، اور مالکانہ حقوق قابض کو تفویض کر دیئے جائیں۔

بنجر زمینیں کوڑیوں کے مول عربوں سے خرید کر ٹریکٹر اور بلڈوزروں کی مدد سے ہموار کر کے قابل زراعت بنائی گئیں، ٹیوب ویل نصب کئے گئے، مرد زمینوں کو درست کرنے میں مصروف رہنے لگے تو عورتیں اور بچے مکانات کی تعمیر اور گھریلو صنعتوں سے متعلق مختلف سرگرمیوں میں لگ گئے، [illegible] آنکھوں نے دیکھا کہ ہم تین چار سال پہلے فوجی نقل و حرکت کے سلسلہ میں جن ایسے [illegible] گزر چکے تھے جہاں ریت کے سوا [illegible] ہوتا تھا اور ان [illegible] پر عرب تربوز کے بیج یا مکئی

یا گیہوں کے بیج پھینک دیتے تھے اور اگر بارش ہو جائے تو اچھی بری فصل پیدا ہو جاتی تھی۔ وہ ریت کے ٹیلے اور صحرا ما لٹے' ناشپاتی خوبانی اور دیگر ثمر دار اشجار کے باغات میں تبدیل ہو چکے تھے' ان باغات سے ملحق فروٹ انڈسٹری کی فیکٹریاں قائم ہو چکی تھیں' جن میں لڑکے لڑکیاں اور عورتیں دن رات پھل میووں کی اشیاء تیار کرتی دیکھی جاتی تھیں اور اس صنعت پر یہودیوں کی مکمل اجارہ داری قائم ہو گئی تھی' چنانچہ اتحادیوں کی افواج متعینہ مشرق وسطیٰ کی کینٹینوں اور نافی شاپس (NAHFI SHOPS) ''نیوی آرمی اینڈ ائیر فورس انسٹی ٹیوٹ کی دکانیں'' میں مشروبات اور نفیس اغذیہ مثلاً شرابیں شربت' اچار' چٹنیاں' مربے' مارملاڈ۔ کیک جام اور ڈبوں میں بند ہر قسم کی اشیاء انہی یہودیوں فیکٹریوں کی ہوا کرتی تھیں' شاید ہی ان میں سے کوئی ایسی چیز ہو جس پر (MADE IN PALESTINE) نہ لکھا ہو۔

اس کے ساتھ ہی قومی رضا کاروں اور لیبر کور کے نام سے یہودیوں نے نوجوانوں کو فوجی تربیت بھی دینا شروع کر دی۔ اور جب ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کی حکومت قائم ہوئی اور مشرق وسطیٰ کی چھاتی پر یہ ناسور عملی طور پر وجود میں آ گیا تو وہاں پہلے سے صنعت وحرفت بھی موجود تھیں۔ بنک بھی تھے' تجارتی سنڈی کیٹ بھی تھے' فوج بھی تھی' آب پاشی' صنعت وحرفت' زراعت اور کان کنی سے متعلق تمام سکیمیں اور منصوبے بھی پہلے سے تیار تھے' یہودیوں نے سب سے زیادہ ترقی قرآن حکیم اور انجیل سے استفادہ کر کے کی۔

ایک خاص ریسرچ سنڈی کیٹ قائم کیا گیا جس میں عربی اور طبرانی زبانوں کے ماہر مذہبی لیڈر سال بھر تحقیق وتدقیق میں مصروف رہتے تھے' یہودیوں کے پاس اپنی الہامی کتاب تورات تو تھی ہی نہیں لیکن انہوں نے قرآن حکیم اور قدیم انجیل کی آیات کے مطالعہ اور ان کے مضامین کے تجزیہ اور مزید تحقیق سے بڑا فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے عاد وثمود کی قوم پر قہر خداوندی کا نزول آگ اور پتھر کیسے بستیوں پر برسے' اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ وہاں یقیناً زمین کے نیچے آتشگیر مادوں مثلاً گیس یا تیل کے ذخائر ہوں گے پیغمبروں کی اس سرزمین میں سروے کیا گیا وہ جگہ ڈھونڈ لی گئی جہاں عاد وثمود آباد تھے اور وہاں سے پٹرول نکال لیا۔ حضرت سلیمان کی تانبے کی کانوں کا ذکر انجیل میں پڑھا تو بحیرہ روم کے کنارے تانبے کی کانیں دریافت کر لیں' جن سے سالانہ دولاکھ ٹن

تانبہ نکالا جاتا ہے۔

انجیل میں پڑھا کہ فلاں مقام پر حضرت داؤد علیہ السلام اپنی گائیں چرا رہے تھے' گائیں ادھر ادھر پھیل گئیں' لیکن لحنِ داؤدی سنتے ہی وہ پھر اکٹھی ہوگئیں اس واقعہ کا بھی تجزیہ شروع کیا گیا۔ اگر اس زمانے میں حضرت داؤد وہاں گائیں چراتے تھے تو یقیناً گھاس اور درخت ہوتے ہوں گے' اور نباتات پانی کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتی' یہ جگہ اب لق ودق بنجر علاقہ ہے' وہ پانی کہاں سے آتا تھا؟ اسرائیل میں سالانہ صرف (سوا تین انچ) بارش ہوتی ہے' پھر اس زمانے میں یہ علاقہ شاداب کیونکر تھا؟ بس جناب متعلقہ محکموں کے ماہرین نے تحقیق اور سروے شروع کردیئے اور دو سال کے اندر اندر یہ انکشاف ہوا کہ اس علاقے میں دو ہزار سال سے مٹی کے پہاڑوں کا ٹوٹا پھوٹا سلسلہ سمجھا جاتا رہا تھا۔ وہ دراصل داؤد علیہ السلام کے زمانے میں ایک بڑا (DAM) بند تھا۔ اس ٹوٹے پھوٹے بند کو از سرِ نو درست کیا گیا اور سال بھر میں (سوا تین انچ) بارش سے اتنا پانی کا ذخیرہ جمع کرلیا گیا کہ اس ڈیم سے نہریں نکال کر خشک زمینوں کی آب پاشی کرکے اس علاقے کو زرخیز زرعی علاقے میں بدل دیا گیا غور کرنے کا مقام ہے کہ "یقین محکم" اور کسے کہا جاتا ہے قرآن اور انجیل سے عملی استفادہ کون کررہا ہے؟ اتحاد' اخوت' محنت' دیانتداری' اور استقلال ایسے اوصاف ہیں جنہیں قدرت کے عالمگیر قوانین کی حیثیت حاصل ہے ان پر کافر اور ملحد بھی عمل پیرا ہوتو اسے فائدہ پہنچے گا۔ اور ان سے انحراف کرنے والے مومن اتنا ہی نقصان اٹھائیں گے جتنا کہ ان پر عمل کرنے والے غیر مومن فائدہ اٹھاسکیں گے۔

دنیائے عرب کی افسوسناک حالت

یہودیوں کے مقابلے میں راقم الحروف نے عربوں کی زندگی بھی دیکھی بیان کرتے ہوئے دکھ ہوتا ہے' لیکن اس کا کیا علاج کہ عربوں کے طور بتا رہے تھے کہ ایک نہ ایک دن ان پر ضرور کڑی آزمائش کی گھڑی آئیگی اور یہودی قوم اتحاد یقین محکم اور تنظیم کی بدولت کامیابی حاصل کرلے گی' عرب زمینداروں اور کسانوں کی اکثریت تربوز۔ مکئی۔ گندم۔ جو یا دیگر اجناس کی کھڑی فصلیں یہودیوں کے ہاتھ فروخت کردیتی تھی۔ اور اعراب فلسطینی ہوں یا عراقی ہوں یا اردنی عرب' قیمت وصول کرکے چند دینار بال بچوں کو قوت لایموت کے لئے دے کر باقی رقم اپنے کیسوں میں بھر کر

شہروں کا رخ کر لیتے اور دو تین مہینے وہاں دن بھر جوا کھیل کر اور راتیں لہو ولعب اور عیاشی کے مشغلوں میں گزار کر پھر قلاش گھروں کو لوٹ آتے تھے۔

جبا و قبا میں ملبوس باریش اور ایمان افروز صورتوں والے اعراب قحبہ خانوں میں اور بازار حسن میں ہر طرح کی اخلاق سوز حرکات کرتے دیکھے جاتے تھے' بازاروں اور گلی کوچوں میں عرب بھکاریوں اور اور بھکارنوں کے سوا کبھی کسی اور قومیت کا فرد بھیک مانگتا ہوا نظر نہ آیا۔ حتیٰ کہ یہ بھی المناک منظر دیکھنے میں آیا ہے کہ اچھی خاصی پوزیشن میں ملبوس عرب بچے سکول جا رہے ہیں اور راہ میں جاتے جاتے ہندوستانی فوجیوں سے ''رفیق بخشیش'' کی صدا لگا کر دو چار فلس کی بھیک وصول کر رہے ہیں۔ دکاندار بددیانت اور جھوٹے' تاجر مکار' سرکاری ملازم راشی اور متمول افراد عیاش۔

تفرج اور تعیش

ایک قابل ذکر واقعہ ملاحظہ ہو' عراق میں اگرچہ کونسل آف ایجنسی قائم تھی کیونکہ شاہ فیصل ثانی مرحوم نابالغ تھے' اور حکومت امیر عبداللہ اور وزیر اعظم نوری السعید پاشا کی کہی جاتی تھی۔ لیکن دراصل عراق میں چند قبائل شیوخ کا راج تھا دوسری عالم گیر جنگ کے دوران ان کو حکومت برطانیہ ششماہی وظائف دیتی تھی۔ جسے **SUBSIDY** کہا جاتا تھا۔ اور ہر وظیفہ لاکھوں پونڈ ہوتا تھا۔ یہ شیوخ ہر چھ ماہ بعد بغداد میں آ کر اپنے وظائف برطانوی سفارت خانے سے وصول کیا کرتے تھے' اور دو دو ہفتے ایک ایک ماہ بغداد میں قیام کر کے داد عیش دیا کرتے تھے اور اس عیش کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جا سکتا ہے کہ وہ جب رات کے وقت قحبہ خانوں یا کیبیریز **CABARETTES** یعنی رقص خانوں میں جاتے اور پیشہ ور رقاصاؤں اور بیسواؤں کو ایک رات کے لئے باقاعدہ نیلامی کی بولیوں کی طرح بولیاں دے کر حاصل کیا جاتا تھا۔ اور بعض اوقات ایک رات کی عیاشی کے لئے بولی تین ہزار دینار یعنی ۴۰'۴۰ ہزار روپے تک جا پہنچتی تھی۔

غرضیکہ جہاں اسرائیل کی سنگلاخ زمین سے نکال کر بنجر اراضی کو سبزہ زاروں کھیتوں اور باغات میں بدل کر' پہاڑوں کے جگر چیر کر معدنیات نکال کر اور عورتوں اور بچوں کو لیبر فورس میں بدل کر اور مردوں کو مشقت پسند اور جفاکش مزدور یا سپاہی بنا کر یہودیوں نے بے پناہ طاقت حاصل کر لی وہاں عربوں کو قدرت نے تیل کی دولت تو بخشی لیکن وہ تیل ان کے حق میں لہو ولعب اور تعیش کا

زہر قاتل بن گیا۔

میں نے ۱۹۴۵ء کے جون کے مہینہ میں یروشلم اور حیفا کے درمیان سفر کرتے ہوئے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ سخت گرمی پڑ رہی تھی اور درجہ حرارت ۱۲۲ تھا ہر دس بارہ میل کے بعد مجھے بارہ سال کی عمر سے لے کر پندرہ سولہ سال تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کے گروہ دکھائی دیئے جو خاکی وردیوں میں ملبوس تھے' پیدل مارچ کرر ہے تھے' اور چلتے چلتے تنکوں کی ٹوپیاں ریشم یا اون کی نکٹائیاں' کاغذ کے پھول اور کھلونے بناتے جاتے تھے' آخر ایک گروہ کو روک کران کے مونیٹر سے میں نے پوچھا کہ وہ کیا کرتے پھرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہودی بچوں کو گرمی کی تعطیلات کے لئے یہ کام ملا ہے کہ وہ آٹھ ہفتوں کے اندر اندر حیفا سے یروشلم تک آنے جانے کا سینکڑوں میل کا سفر پا پیادہ کریں ریل۔ بس یا کسی سواری پر ایک درہم بھی صرف نہ کریں کسی کا عطیہ قبول نہ کریں۔ خود چیزیں بنائیں بیچیں اور ان سے حاصل شدہ آمدنی سے اپنی ضروریات پوری کریں' انہیں ہر قریہ' ہر قصبہ اور ہر شہر کے ''غیطو'' سے یہ تصدیق کرانا ہوتی تھی کہ وہ ان اصولوں پر عمل کرر ہے تھے' ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ یہودی قوم اپنی آنے والی نسل کو کس قدر جفاکش مشقت پسند اور باحوصلہ بنارہی تھی۔ چنانچہ یہی وہ بچے تھے جو ۱۹۵۶ء میں جوان ہو چکے تھے' اور جنہوں نے اس زمانہ میں بھی مصری افواج کو بری طرح پیٹا تھا۔ (''عرب اور اسرائیل'' سے ماخوذ)

ملا محمد عمر کا اچانک ظہور

یہ اکتوبر ۱۹۹۴ء کی ایک شام تھی۔ افغانستان کے جنوبی شہر قندھار کے مضافات میں براتیوں سے بھری ایک بس جارہی تھی۔ اچانک ایک سنسان سی جگہ جدید ترین اسلحے سے لیس ایک گروہ نے بس روک لی۔ ان کا تعلق ''عصمت ملیشیا'' نامی ایک گروہ سے تھا جو خود کو ''مجاہدین'' کہلواتے تھے۔ گروہ کے کمانڈر نے تمام مسافروں کو نیچے اتار کر قیمتی سامان اور نقدی حوالے کرنے کا حکم دیا۔ اچانک اس کی نظر روایتی قبائلی عروسی لباس میں ملبوس دلہن پر پڑی۔ دلہن کی خوبصورتی نے اسے سحر زدہ کر دیا اور اس کے شیطانی ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ اس نے بڑے کرخت لہجے میں براتیوں سے کہا کہ یہ تو ہمارے قبیلے کی خاتون ہے جو کچھ عرصہ قبل گم ہو گئی تھی۔ تم لوگوں کو ہمت کیسے

ہوئی ہماری ''عزت'' پر ہاتھ ڈالنے کی۔ یہ کہہ کر اس نے بلاتوقف اپنی اسٹین گن سیدھی کی اور دلہا کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے دلہن کو پکڑا اور جیپ میں ڈال دیا۔ مزاحمت کرنے پر دو اور افراد کو گولی ماردی گئی۔ یہ گروہ اس بہیمانہ واردات کے بعد آناً فاناً غائب ہو گیا۔

مسافروں میں ایک ۳۷ سالہ مجاہد طالب علم بھی شامل تھا جو نہتا ہونے کے باعث بے بس کھڑا تھا۔ یہ غیور افغان غصے سے پیچ و تاب کھاتا ہوا قندھار اپنے مدرسے میں پہنچا۔ عصمت ملیشیا کی اس درجہ گھٹیا کارروائی سے وہ دنگ رہ گیا۔ افغانستان میں جاری اقتدار کی رسہ کشی اور نام نہاد جہادی لیڈروں کے لالچ اور منافقت سے وہ پہلے ہی تنگ تھا۔ اس نے علاقے کے علماء کو بلایا اور انہیں بتایا کہ نام نہاد مجاہدین یہ کچھ کر رہے ہیں۔ علماء نے متفقہ طور پر فتویٰ دیا:

''ان چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں اور لٹیروں کے خلاف جہاد فرض ہے۔ جہاد کرتے ہوئے جو مارا جائے گا وہ شہید کہلائے گا جبکہ مخالفین میں سے جو مرے گا وہ مردار اور جہنمی ہوگا۔''

ملا عمر نامی اس مجاہد نے اس فتوے کے بعد علماء، دکانداروں اور دوسرے شرفاء کی مدد سے ''طالبان'' کو منظم کیا اور سپین بولدک سے جہاد کا آغاز کر دیا۔ طالبان نے عصمت ملیشیا اور اس کے کمانڈر امیر لالہ کا خاتمہ کر دیا۔ برہان الدین ربانی کا کمانڈر نقیب اللہ اور حکمت یار کا کمانڈر سرکاتب بھی جرائم پیشہ تھے، لہٰذا ان کا بھی سر کچل دیا گیا۔ طالبان کا منشور بہت مختصر تھا:

''امن و امان قائم کریں گے، راستے کھولیں گے، زنجیریں توڑیں گے اور اسلامی شریعت نافذ کریں گے۔''

قرآن مجید کو انہوں نے ہاتھ میں لیا اور نکل پڑے۔ لوگ ربانی، حکمت یار کی جنگ اور دیگر جرائم پیشہ عناصر سے تنگ آئے ہوئے تھے، اس لئے انہوں نے طالبان کا خیر مقدم کیا۔ دیگر جماعتوں کے مجاہدین اور علاقائی کمانڈر اس میں شامل ہوتے گئے۔

مذکورہ بالا واقعے کے راوی معروف کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی ہیں۔

(اردو ڈائجسٹ اکتوبر ۱۹۹۸ء۔ از محمد عامر ہاشم خاکوانی)

☆

ورلڈ ٹریڈ سنٹر

(۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء میں تباہی سے قبل ایک پاکستانی سیاح کے مشاہدات)

''ہم گھر سے دنیا کی سب سے زیادہ بلند عمارت ورلڈ ٹریڈ سنٹر دیکھنے کا ارادہ کر کے نکلے تھے۔ مین ہٹن پہنچنے کے بعد لبرٹی مارکیٹ اور ویسٹ کے درمیان واقع ۱۱۶ ایکڑ رقبے پر محیط بنکوں، ریستورانوں، دکانوں، دفاتر اور تجارتی نمائش کی دلچسپ جگہوں کو دیکھتے ہوئے اب ہم دو ایک جیسے بلند ٹاورز کے قدموں میں کھڑے تھے۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے نام سے تو ہم اس وقت سے واقف تھے جب ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ کی بلند ترین عمارت کی حیثیت سے شہرت دھندلانے لگی تھی۔ تصاویر بھی اکثر و بیشتر نظروں سے گذرتی رہتی تھیں لیکن آج جب ہم اس کے بالکل سامنے کھڑے تھے تو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ان ٹوئن ٹاورز میں سے ہر ایک کی ۱۱۰ منزلیں ہیں۔ ٹاور نمبر ۲ کے اوپر کی منزل مشاہداتی کہلاتی ہے۔ یہ ٹاورز مین سے ۱۳۷۷ فٹ بلند ہیں اور ان کی سیر کرنے کے لئے لائن میں کھڑے ہو کر ٹکٹ لینا پڑتا ہے۔ قطار بڑے لان کے آخری سرے تک جا کر پھر مڑ آتی تھی اس طرح ٹریڈ سنٹر کے نیچے سارا خالی پلیٹ فارم ان لائنوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہم بھی لائن میں لگ گئے۔ نیویارک کی رنگا رنگی یہاں پوری طرح عیاں تھی۔ ان لائنوں میں چینیوں اور کوریائی باشندوں کے علاوہ پاکستانی۔ ہندوستانی خاص طور پر مدراسی اور کیرالہ والوں کے علاوہ پاکستانیوں کی بھاری اکثریت قدم قدم آگے بڑھ رہی تھی۔ فیملیاں ہی فیملیاں نظر آ رہی تھیں۔ ہر فیملی عام طور پر اپنے روائتی لباس میں تھی اور آپس میں اپنی اپنی بولیاں بول رہی تھیں۔ ہندوستان اور کراچی کے لوگ اردو بولتے تو صاف پہچانے جاتے اور پنجاب سے آئے ہوئے لوگ بھی اپنی شکلوں لباس اور بولی کی وجہ سے نمایاں تھے۔ ایک چیز جو قدرے کھٹکتی تھی وہ یہ کہ یہ پتہ چل جانے کے باوجود بھی کہ ہم سے آگے پیچھے یا ساتھ کھڑے ہوئے لوگ ہمارے اپنے وطن کے ہیں، کوئی ایک دوسرے سے سلام دعا یا تعارف کی ضرورت محسوس نہیں کرتا تھا اور اس دیارِ غیر میں بھی ایک زبان ایک کلچر اور ایک وطن سے تعلق ہونے پر بھی ہر ایک دوسرے سے اجنبیت کی دیوار حائل رکھنا چاہتا تھا۔ ہندوستانی عورتیں یہاں بھی پان چبا رہی تھیں۔

گجراتی اور کاٹھیاواڑی عورتیں گھٹیا ساڑھیوں میں ملبوس تھیں ایسی ساڑھیاں جن میں وہ اپنے پورے پیٹ اور کمر کو چھپانے کی بالکل ضرورت محسوس نہ کرتیں۔ پنجابی عورتیں قمیص شلوار اور سکھ عورتیں بھی کم وبیش اسی لباس میں تھیں۔ قطاریں لمبی ہونے کے باوجود ایک ڈیڑھ گھنٹہ کے اندر سارے فاصلے طے کر کے ہر ایک لفٹ کے دروازے تک پہنچ جاتا تھا اور رنگا رنگ کے لوگوں کے مطالعہ میں یہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ گذرتے پتہ بھی نہ چلتا۔

۱۹۹۰ء میں اسی ٹریڈ سنٹر ٹاور کو دھماکے سے اڑانے کی کوشش کی گئی جس میں چھ سیاح ہلاک اور ۲۰۰ زخمی ہو گئے تھے۔ بعد میں دھماکہ کرنے کے الزام میں نیوجرسی کی ایک مسجد کے نابینا امام **عمر عبدالرحمٰن** اور اس کے بہت سے عقیدت مندوں کو حراست میں بھی لیا گیا جن پر ایک عرصہ تک مقدمہ چلتا رہا۔

ٹریڈ سنٹر کی آبزرویشن ڈیک زمین سے چوتھائی میل بلند ہے۔ اور یہاں کھڑے ہوئے آپ کو پورا نیویارک اپنے قدموں میں محسوس ہوگا جس کے مختلف حصے ہمہ جہت بکھرے پڑے ہوں گے۔ جنوب میں نیویارک بندرگاہ اور عظیم الشان مجسمہ آزادی اور تاریخی جزیرہ ایلس نظر آئے گا جب کہ شمال میں نیویارک مڈٹاؤن کی فلک بوس عمارتیں اپنی عظمت وشکوہ کی داستانیں کہتی ملیں گی۔ مغرب کی جانب نظر اٹھائیں تو نیوجرسی کا شہر اور مشرق کی طرف بروکلین کا علاقہ ہوگا۔

اس کی سب سے اوپر والی منزل جسے آبزرویشن ڈیک کہتے ہیں ہر طرف سے شیشے سے کور ہے اس کی ۲۳۲ کھڑکیاں ہیں جو چاروں طرف کے ناقابل فراموش اور سدا یادگار منظر پیش کرتی ہیں اس کے اوپر بھی آؤٹ ڈور اوپن آبزرویشن ڈیک ہے۔ ہر ایک آبزرویشن ڈیک پر ۷۰ سے زیادہ بوتیک گفٹ شاپ۔ بک سٹال۔ فوٹوگرافی کی دکانیں۔ ہوٹل اور ریسٹورنٹ ہیں جو صبح ساڑھے سات بجے سے شام ساڑھے چھ بجے تک کھلے رہتے ہیں۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر دیکھنے کے لئے آنے والوں کے لئے پارکنگ کا انتظام اس کی بیسمنٹ میں کر دیا گیا ہے۔ اس سنٹر کو ہر روز تقریباً دو لاکھ لوگ دیکھنے کے لئے آتے ہیں اور پچاس ہزار افراد اس سنٹر کے اندر موجود دفاتر اور اداروں میں کام کرتے ہیں۔

اس سنٹر کا ڈیزائن منورو یاما ساکی نے تیار کیا تھا اور نیویارک اور نیوجرسی کی پوسٹ اتھارٹی

نے بین الاقوامی تجارت کے ہیڈ کوارٹر کے طور پر تعمیر کیا تھا۔ اس کی تعمیر ۱۹۶۶ء میں شروع اور دسمبر ۱۹۷۰ء میں مکمل ہوئی تھی۔ اب اسے اس کے موجودہ نام ونسب سے اپریل ۱۹۷۳ء میں منسوب کیا گیا تھا۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو اس وقت دنیا کی سب سے بلند عمارت کا اعزاز حاصل ہے اب شکاگو میں بھی اس جیسے بلند ترین ٹاور تعمیر کر لئے گئے ہیں اور انہیں اتنا اونچا لے جایا جا رہا ہے کہ یہ اعزاز اس عمارت سے چھن جانے کو ہے۔ اس سے پہلے یہ اعزاز ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ کو حاصل تھا۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی ۱۱۰ منزلوں میں سے ۱۰۷ منزلیں لفٹ کے ذریعے طے کرنا پڑتی ہیں۔ لفٹ کا ٹکٹ سات ڈالر فی کس ہے۔ لفٹ ایک بہت بڑے مربع نما کمرے میں لگی ہے یہ کمرہ جس میں بیک وقت پچاس سیاح کھڑے ہو سکتے ہیں جب بھر جاتا ہے تو ڈیڑھ منٹ میں ۱۰۷ منزلیں طے کر کے سیاحوں کو اوپر پہنچا دیتا ہے۔ لفٹ روم میں داخل ہوتے ہی ہر سیاح چونک اٹھتا ہے کیونکہ کمرے کی دیواروں پر دنیا بھر کی معروف زبانوں میں استقبالی کلمات لکھے نظر آتے ہیں۔ یہاں اردو میں ''خوش آمدید'' پنجابی میں ''جی آیاں نوں'' عربی میں ''اھلاً وسھلاً مرحبا'' انگریزی میں ''ویلکم'' اسی طرح ''ہندی'' بنگالی، ملیالم، گورمکھی، چینی، جاپانی، فرانسیسی اور سپینش وغیرہ میں خیر مقدمی جملے لکھے ہیں۔ لفٹ نے دیکھتے ہی دیکھتے ہم سب کو ۱۰۷ ویں منزل پر لے جا کر اتار دیا۔ وہاں سے باہر نکلے تو ٹاور میں ہر طرف شیشے ہی شیشے لگے ہوئے تھے۔ اور نیویارک ہمیں نیچے، بہت نیچے تحت الثریٰ میں سویا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس فلور پر بہت سی دکانیں۔ ہوٹل اور بک شاپس تھیں اور ایلی ویٹر چل رہے تھے ہم ایلی ویٹر کے ذریعے آخری منزل یعنی ٹاور کی آبزرویشن ٹاپ پر پہنچے۔ یہاں سینکڑوں سیاح اور بیسیوں جوڑے مووی اور سٹل کیمروں سے تصویریں بنانے میں مصروف تھے۔ چاروں طرف کھلی فضا میں دوربینیں نصب تھیں۔ جن میں ایک کوارٹر کا سکہ ڈال کر دور کے مناظر کو صاف دیکھا جا سکتا تھا۔ اب ہم خود کو زمین سے بہت بلندی پر اور آسمان سے بہت قریب محسوس کر رہے تھے۔ موسم صاف تھا اس لئے چالیس پچاس میل تک کا علاقہ نیوجرسی کا شہر اور اس سے بھی پرے کا علاقہ راستے میں پڑنے والے عظیم الہیت پل اور بڑے بڑے دریا ندی نالوں کی طرح پھیلے نظر آ رہے تھے۔ جھیلوں باغات اور جنگلوں کے سلسلے بھی ہر طرف بکھرے ہوئے تھے جہاز پاس سے گذرتے تو یوں لگتا جیسے ہوائی جہاز نیچے ہوں اور ہم اوپر۔ ہم نے بھی اس جگہ خوب جی بھر کر تصویریں کھینچیں اور

فلمیں بنائیں وہ تصویریں جو ساری زندگی کی یادگار تھیں۔ جب وقت یہاں پہنچ کر ختم گیا تھا۔ واپسی پر سارا ڈیڑھ منٹ لگا اور ہم نیچے پہنچ چکے تھے جہاں سے ٹکٹ خریدے تھے۔

(بادباں کھول دو از وحید قیصر)

القاعدہ اور خفیہ ہاتھ

افغانستان میں ایک جنگ میدان میں لڑی جا رہی تھی مگر اصل اور اہم معرکہ میڈیا اور کیمروں کی آنکھ سے دور خفیہ ایجنسیوں کے درمیان لڑا جا رہا تھا' اسامہ بن لادن اور ان کے رفقاء کار کی تلاش کے لئے اس خفیہ جنگ میں جہاں عالمی ایجنسیوں کی معاونت کے فرائض مغربی اور علاقائی میڈیا سے تعلق رکھنے والے افراد سرانجام دے رہے تھے وہاں دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی اور انسانی وسائل بھی وافر مقدار میں استعمال کئے گئے، پہلی مرتبہ امریکی فوج کے ساتھ کروڑوں ڈالر نقدی کی شکل میں افغانستان بھیجے گئے تاکہ ہنگامی صورتحال میں موقع پر رشوت دے کر مطلوبہ افراد کے متعلق معلومات حاصل کی جا سکیں، مگر افغانستان کے پہاڑوں اور غاروں نے اسامہ اور ملا عمر کو اُگلنے سے انکار کر دیا۔ اس جنگ نے جہاں جہادی تنظیموں کے بہت سے کمزور پہلوؤں کو اجاگر کر کے طشت از بام کیا ہے وہاں ذرائع کے مطابق ایک فائدہ یہ بھی ہوا ہے کہ دنیا بھر کا جہادی نیٹ ورک ان کمزوریوں کے ازالے اور اپنی اصلاح کے لئے تیزی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔

پیرس کے ذرائع کے مطابق فرانسیسی ادارہ برائے قومی سلامتی کے ارکان کے مطابق امریکہ اور برطانیہ کے خفیہ اداروں نے اسامہ بن لادن کی تلاش کے لئے تین طریقے استعمال کئے جن میں اسامہ بن لادن اور ان کے رفقاء کار کی ٹیلی فون گفتگو کے ذریعے ان کے خفیہ مقامات کا پتا چلانا بھی شامل تھا ان میں اسامہ کے وہ رفقاء کار بھی شامل ہیں جو دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بحری، بری اور فضائی وسائل میں نصب سننے کے جاسوسی آلات ہمہ وقت اس مشن پر معمور ہیں۔

اسامہ کی تلاش کا دوسرا طریقہ ان قوتوں نے رات دن کی فضائی نگرانی کی شکل میں اختیار کیا اس مقصد کے لئے جدید ترین راڈ طیارے **Jointstarseec** کا استعمال کیا گیا۔ تیسرا طریقہ **Dc 130** بمبار طیاروں کا استعمال تھا۔ ان طیاروں میں ایسے حساس کیمرے نصب تھے جو پہاڑوں کے اوپر گشت کے دوران ہلکی سی حرارت محسوس کر کے غاروں میں چھپے افراد کی نشان دہی کر

سکتے تھے۔ تیسرا طریقہ بین الاقوامی اور علاقائی سطح پر ایسے لوگوں کا بڑی تعداد میں بھرتی کرنا تھا جو ڈالروں کے عوض اسامہ بن لادن، ملا عمر اور ان کے ساتھیوں کے خفیہ ٹھکانوں کی نشاندہی کر سکیں۔

پیرس کے ذرائع کے مطابق اسامہ بن لادن سے متعلق خفیہ معلومات سی آئی اے کو فروخت کرنے والوں میں سے ایک کا تعلق مصر کی اسلامی تحریک ''الجماعۃ الاسلامیہ'' سے ہے۔ اس کا نام مصلحتاً ظاہر نہیں کیا گیا اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس جماعت کی قیادت میں چوتھے درجے پر آتا تھا یعنی ایمن الظواہری، ابوحفص اور رفاعی احمد طٰہ کے بعد اس کا نمبر آتا تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسامہ بن لادن سے اختلاف کی وجہ سے ۱۱ ستمبر کے واقعات کے بعد اس نے افغانستان کے ایک پڑوسی ملک سے امریکیوں کے ساتھ رابطہ قائم کیا تا کہ انہیں القاعدہ کے ارکان اور ان کی نقل و حرکت اور القاعدہ کے عالمی نیٹ ورک کے بارے میں مطلع کر سکے، جب سی آئی اے کے ارکان نے اس سے براہ راست ملاقات کی تو اس نے حیرت انگیز انکشافات کئے۔ اس نے امریکیوں کو باور کرایا کہ اسامہ بن لادن امریکی کارروائیوں کے خلاف جراثیمی ہتھیار استعمال کر سکتا ہے۔ پیرس کے ذرائع کے مطابق یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں تھا جس میں اسامہ کے بارے میں امریکیوں کو مخبری کی گئی ہو بلکہ اس سے پہلے مارچ ۲۰۰۲ء میں امریکی سی آئی اے نے مصری اسلامی تحریک کے ایک بڑے رکن محمد الظواہری المعروف مھندس (ایمن الظواہری کے بھائی) کو مصر سے افغانستان جاتے ہوئے عرب امارات میں ٹرانزٹ کے دوران اپنی تحویل میں لے لیا تھا، سی آئی اے حکام نے محمد الظواہری پر بے پناہ تشدد کیا اور دھمکی دی کہ اگر اس نے امریکیوں کے ساتھ تعاون نہ کیا تو اسے مصری حکومت کے حوالے کر دیا جائے گا۔ محمد الظواہری سے افغانستان میں القاعدہ اور اس کے قائدین کے ذرائع مواصلات اور جدید تکنیک کے بارے میں امریکیوں نے مفید معلومات حاصل کیں خاص طور پر ان قائدین کے زیر استعمال سٹیلائٹ ٹیلی فونوں کے بارے میں تا کہ القاعدہ کی افغانستان میں نقل و حرکت کے بارے میں جاسوسی آسانی کے ساتھ کی جا سکے۔ فرانسیسی ذرائع کے مطابق معلومات حاصل کرنے کے بعد محمد الظواہری کو حیرت انگیز طور پر رہا کر دیا گیا! جو امریکیوں کا ایک طریقہ واردات ہے اس سلسلے میں شاید پردہ کئی سال بعد اٹھ سکے۔

فرانسیسی ادارہ برائے قومی امن کے ایک ذمہ دار آفیسر کے مطابق افغانستان کی جنگ

شروع ہونے سے چند ہفتے قبل امریکیوں کو سب سے زیادہ کامیابی طالبان کے اندر اس نیٹ ورک کے ذریعے حاصل ہوسکی جو آئی ایس آئی کے ایک سابق ڈائریکٹر جنرل کے دور میں قائم کیا گیا تھا، جنگ کی ابتداہی میں اس نیٹ ورک کے ذریعے طالبان صفوں میں بہت سے لوگ داخل کیے گئے تھے جن میں ایک تاجمین جاوا (Tajmin Jawa) ملا محمد عمر کے بہت قریب تصور کیا جاتا تھا۔ اسی کے ذریعے طالبان قیادت کو ایسے مواصلاتی ذرائع مہیا کیے گئے تھے جن میں لگے خفیہ آلات کی مدد سے امریکی طالبان فورس کی نقل وحرکت اور جنگی منصوبوں کو آسانی کے ساتھ اپنے مشاہدے میں رکھ سکتے تھے۔

اس سارے تناظر میں سب سے زیادہ تباہی تین سٹیلائٹ فونوں نے مچائی، یہ ٹیلی فون ۱۱ ستمبر کے واقعات سے پہلے دیگر آلات کے ساتھ ساتھ "مہیا کردہ" تھے جس نے بعد کے واقعات میں ایجنسیوں کی جنگ میں انتہائی اہم اور فیصلہ کن کردار ادا کیا، ان ہی کی مدد سے جنگ کے شروع میں امریکیوں نے بعض حساس ٹھکانوں پر بمباری کی تھی' ایسے ہی آلات کے ذریعے مغربی ایجنسیاں اسامہ اور القاعدہ کے دیگر رہنماؤں کے ساتھ ساتھ طالبان میں اسامہ کے دوستوں کی جاسوسی کرتی رہیں' ان تین سٹیلائٹ ٹیلی فونوں نے امریکی اور دیگر مغربی ایجنسیوں کو اسامہ اور ملا محمد عمر کے بہت نزدیک پہنچادیا تھا۔

ان ٹیلی فونوں میں سے ایک سیٹ القاعدہ کے ملٹری چیف ابوحفص کے استعمال میں تھا جس کا نمبر ۹۲۸۲۸۳۷۶۵۵ تھا۔ یہ ٹیلی فون ابوحفص کی شہادت سے ایک ماہ قبل القاعدہ تنظیم کے ایک فرد کے ذریعے لندن سے خریدا گیا تھا اس ٹیلی فون کی جانچ پڑتال افغانستان میں القاعدہ کے الیکٹرانک کے ماہرین نے کی تھی۔ اس کے لئے ابوحفص اسے اطمینان سے استعمال کررہے تھے مگر برطانوی ایجنسی نے القاعدہ میں موجود اپنے ایجنٹ کے ذریعے اس فون کی خریداری سے پہلے ہی اس میں سننے کے آلات نصب کردیئے تھے۔ اس اطمینان کے لئے کہ اس میں کوئی خفیہ آلہ نہ نصب ہو اس فون کے ذریعے آزمائشی طور پر کئی ممالک میں کالیں کی گئی تھیں۔ سٹیلائٹ فون پر بات کرنے کے فوراً بعد ابوحفص اپنی جگہ تبدیل کرلیتے تھے۔ اسی دوران ۱۱ ستمبر کے واقعے کے چند روز بعد برطانوی ایجنسی نے ابوحفص اور دبئی میں موجود ایک غیر معروف شخص کے درمیان گفتگو بھی سنی جس

کی بنیاد پر برطانویوں نے دعویٰ کیا تھا کہ امریکہ میں ہونے والے دھماکوں کے پیچھے اصل ماسٹر مائنڈ ابوحفص تھے۔ اسی ٹیلی فون کی مدد سے برطانوی ایجنسی نے جنگ کے دوران ابوحفص کے ٹھکانے کا پتا چلا کر امریکیوں کو مطلع کیا تھا جنہوں نے علاقے میں شدید بمباری کر کے ابوحفص کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا۔

ذرائع کے مطابق دوسرا ٹیلی فون ملا محمد عمر کے استعمال میں تھا جس کا نمبر ۹۲۵۱۲۲۵۳۵۰ تھا۔ اس ٹیلی فون کا استعمال ملا محمد عمر ۱۵ نومبر تک کرتے رہے۔ اس پر سے آخری کال اسامہ بن لادن کو دی گئی تھی؛ جس کے ذریعے امریکیوں کو علم ہوا کہ ملا محمد عمر اس وقت کابل میں ہیں اور اسامہ بن لادن قندھار کے قریب کسی خفیہ مقام پر ہیں۔ یہ شمالی اتحاد کے کابل میں داخلے سے پہلے کی بات ہے۔ امریکیوں کے مطابق اس آخری گفتگو سے اندازہ ہوتا تھا کہ ملا عمر اور اسامہ بن لادن میں جنگی حکمت عملی کے معاملے میں اختلاف ہے مگر جلد ہی نامعلوم وجوہات کی بنا پر یہ رابطہ اچانک منقطع ہو گیا جس سے امریکیوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ اسی لمحے ملا عمر نے کابل کو خالی کر کے جنوبی افغانستان میں اپنی قوت مجتمع کرنے کا فیصلہ کیا تا کہ امریکہ کے خلاف گوریلا جنگ کا آغاز کیا جائے مگر اس فیصلے سے اسامہ لاعلم تھے۔ جیسے ہی امریکیوں کو اس بات کا علم ہوا کہ اسامہ اور طالبان قیادت کے درمیان مواصلات کا رابطہ منقطع ہو چکا ہے انہوں نے شمالی اتحاد کو کابل کی جانب پیش قدمی کا اشارہ دے دیا۔ یوں امریکی بمباری کے سائے تلے سوائے قندھار کے شمالی اتحاد تمام افغانستان پر چھاتا چلا گیا مگر اس تمام عرصے میں امریکی بزدلوں کی طرح ہمیشہ شمالی اتحاد کی پچھلی لائنوں میں رہے۔

ان سٹیلائٹ ٹیلی فونوں میں تیسرا فون اسامہ بن لادن کے استعمال میں تھا جس کا نمبر ۹۲۸۱۸۳۷۸۲۵ تھا۔ ذرائع کے مطابق یہ ٹیلی فون بھی جنگ سے ایک ماہ قبل لندن سے "الشیخ محمد الناہید" کے فرضی نام سے خریدا گیا تھا۔ اسامہ کی عادت کے مطابق یہ فون بھی صرف ایک مرتبہ ہی استعمال کیا گیا تھا اس بات کا علم امریکیوں کو بھی تھا کہ اسامہ کے پاس ایک وقت میں کئی فون ہوتے ہیں جنہیں ایک مرتبہ استعمال کرنے کے بعد تلف کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے مغربی ایجنسیوں کو اس بات کا علم تھا کہ ایک مرتبہ اسامہ نے اس فون کو بھی استعمال کرنا ہے اس لئے اسامہ کے ایک

ساتھی کے ذریعے یہ سٹیلائٹ فون اس تک پہنچا دیا گیا اس کے بعد سے امریکیوں نے اسامہ کی ایک ایک لمحے کی جاسوسی شروع کر دی، مبادا اُسامہ کس وقت اس فون کو استعمال کر لیں۔ جیسے ہی اسامہ نے اس فون کو استعمال کیا امریکیوں کو معلوم ہو گیا کہ اسامہ مغربی قندھار کی جانب ایک قبیلے میں اسی کلومیٹر مربع کے علاقے میں موجود ہیں۔

فرانسیسیوں کے مطابق ۲۰ را کتوبر کو امریکی کمانڈوز نے قندھار میں ایک گوریلا کاروائی کے دوران طالبان کے ایک اہم مرکز پر قبضہ کر کے وہاں سے اہم دستاویزات اپنے قبضے میں لے لی تھیں جن سے طالبان کے آئندہ جنگی منصوبوں اور اسامہ کے دو ٹھکانوں کا علم امریکیوں کو ہوا۔ ان میں سے ایک مرکز وسطی افغانستان میں اورزغان میں تھا جب کہ دوسرے مرکز کا علم نہیں ہو سکا مگر اس کے بارے میں اتنا ہی معلوم ہو سکا کہ یہ پاکستانی سرحد کے قریب ایک قبائلی علاقے میں بین الاقوامی امدادی تنظیم سے متصل تھا جس کی فرضی تین ایمبولینسوں میں مواصلات کی نگرانی کا جدید ترین نظام نصب کیا گیا تھا اسی کے ذریعے اس جگہ کی مکمل نشاندہی حاصل کی گئی اور یہاں خوفناک بمباری کی گئی۔ ذرائع کے مطابق امریکی مقامی ایجنٹوں کی مدد سے اسامہ بن لادن اور ملا عمر کے قریب پہنچ چکے تھے کہ اچانک ایک نہ نظر آنے والے ''ہاتھ'' نے انہیں اُچک لیا اس کے بعد امریکیوں کو اسامہ اور ملا محمد عمر کے ٹھکانوں کا علم نہ ہو سکا اور وہ اندھوں کی طرح صرف شہری آبادی کو شک کی بنیاد پر نشانہ بناتے رہے۔

افغانستان کی جنگ میں امریکی دہشت گردی کے جلو میں شمالی اتحاد نے جہاں تمام ملک میں ظلم وستم کا بازار گرم کیا ان میں قندوز کا چھ روزہ محاصرہ بھی تھا جس کا ڈراپ سین قلعہ جنگی میں قیدیوں کے بے رحمانہ قتل عام پر ہوا۔ اس محاصرے کے دوران غیر افغانی مجاہدین پر کیا گزری؟ اس سلسلے میں لندن کے ذرائع نے اسامہ بن لادن کے ایک قریبی ساتھی ''ابوصعب'' سے رابطہ کیا جو خود اس وقت قندوز میں محاصرے میں تھا اور یہاں سے دیگر مجاہدین کے ساتھ جنگ کرتا ہوا آخر کار قندھار اور قندھار خالی کر دینے کے بعد محفوظ مقام پر پہنچ گیا تھا۔ ابوصعب نے انکشاف کیا کہ قندوز کے معرکے میں محاصرے کے دوران شدید جنگ لڑی گئی جس کی قیادت اسامہ بن لادن نے ''محمد داداللہ'' کے نام سے کی مگر اس بات کی ہوا آخری وقت تک امریکیوں اور شمالی اتحاد والوں کو نہ لگ

سکی۔ جنگ کے آخری مرحلے میں مجاہدین کے پاس اسلحہ انتہائی قلیل تعداد میں رہ گیا تھا اس کے علاوہ زخمی مجاہدین کی تعداد خطرناک حد تک بڑھ چکی تھی۔ جب مجاہدین تک یہ خبر پہنچی کہ طالبان فورس ایک مرکز کی جانب سمٹ رہی ہے تاکہ طویل گوریلا جنگ کی جا سکے تو علاقے میں موجود مجاہدین دیگر قیادت کے مشورے سے قندوز خالی کر کے شمالی اتحاد کے درمیان سے باحفاظت نکل گئے اور شمالی اتحاد کو اس بات کی خبر تک نہ ہو سکی کہ قندوز خالی کرنے والے مجاہدین کی سب سے آگے والی گاڑی کے بعد جو گاڑی تھی اسامہ اس میں سوار ہیں۔ اسامہ اس وقت ہمارے ساتھ تھے جب امریکہ اور اس کے حواری انہیں پہاڑیوں اور وادیوں میں تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ محمد داداللہ کے نام سے اسامہ بن لادن وائرلیس سسٹم سے قندوز میں دیگر مجاہدین کو جنگ کے دوران ہدایت دیتے تھے ان کا اس وقت مرکز قندوز کا ہوائی اڈا تھا جو ایک کھلی جگہ ہے اور یہیں آسمان تلے اسامہ جہادی کارروائیوں کی نگرانی کر رہے تھے۔ ابو صعب کے مطابق ''قندوز میں اس وقت زیادہ تر غیر افغانی مجاہدین تھے جن کا تعلق القاعدہ سے تھا جبکہ طالبان فورس کی تعداد انتہائی قلیل تھی جس کے ذمے مزار شریف کا دفاع تھا مگر جس وقت مزار شریف خالی کرنے کا حکم آیا تو ہم لوگ سمجھ گئے کہ اب القاعدہ اور طالبان فورس جنوب کی جانب سمٹ کر جنگ کی حکمت عملی اپنا رہی ہے۔ اس لئے ہم شہر کی کئی سمتوں سے باحفاظت نکلے اس لئے آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اس وقت یہاں سے نکلنا شروع کر دیا تھا جب ابھی شمالی اتحاد قندوز کا محاصرہ بھی پوری طرح نہیں کر پایا تھا مگر ایک مشکل ہمارے ساتھ یہ تھی کہ ہم میں بیمار اور زخمی مجاہدین کی تعداد بھی تھی اس لئے ہم نے اپنے آپ کو دو حصوں میں تقسیم کیا' ایک وہ جو لڑنے کے قابل تھے اور دوسرا حصہ وہ جو زیر علاج تھا' یہ لوگ زیادہ تر یہیں قلعہ میں بند ہو کر لڑنا چاہتے تھے۔ پہلے حصے میں ۶۰۰ مجاہدین تھے جن میں ۲۱۰ پاکستانی' ۹۰ ازبکی ۱۳ عرب اور باقی افغان تھے۔''

اسامہ کے ساتھی ابو صعب کے ان انکشافات کے بعد ثابت ہو گیا کہ اسامہ ان علاقوں میں سرے سے تھے ہی نہیں جہاں امریکی انہیں ڈھونڈ رہے تھے۔ بعد میں ان کی جہاں بھی نشاندہی ہوئی وہ ان کے موبائل فونوں کی وساطت سے تھی مگر وہ یہ ذریعہ استعمال کرنے کے فوراً بعد علاقہ چھوڑ دیتے تھے۔ فرانسیسی ذرائع کے مطابق امریکہ کے مواصلاتی ذرائع ہمہ وقت اسامہ کی کالوں کے انتظار میں چوکس کر دیئے گئے تھے۔ اس وقت دنیا میں سٹیلائٹ فونوں کی سب سے زیادہ سروس

امریکی کمپنیاں مہیا کرتی ہیں جن میں دو بڑی کمپنیاں ایریڈوم اور انمارسٹ ہیں۔ ان کو شروع میں ہدایت تھی کہ وہ افغانستان جیسے ممالک میں سروس مہیا نہ کریں لیکن چونکہ اس قسم کی سروس کے لئے مواصلاتی سیارے استعمال ہو سکتے ہیں انہی سہولیات کو دیکھتے ہوئے جہادی تنظیموں کے ارکان آپس میں رابطے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ افغانستان میں بھی القاعدہ تنظیم نے انہیں آپس کے رابطوں کے لئے استعمال کیا جس کے بعد مغربی ایجنسیاں ان ذرائع کو القاعدہ کی جاسوسی کے لئے استعمال کرنے لگیں اور انہیں اس سلسلے میں اہم معلومات بھی حاصل ہوتی رہیں۔ انہی ذرائع پر بھروسا کرتے ہوئے امریکیوں نے اپنے میزائلوں میں خاص قسم کے آلات نصب کیے جو سٹیلائٹ فون کی لہروں کے ساتھ ساتھ اصل فون کو نشانہ بناتے تھے۔ لازمی بات ہے کہ اس طرح مطلوبہ شخص بھی ہلاک ہو جاتا۔ پیرس کے ذرائع کے مطابق امریکیوں نے ان خاص میزائلوں کو اپنے مفادات کے خلاف استعمال ہونے والے ذرائع کو تباہ کرنے کے لئے تخلیق کیا ہے۔ اس میزائل کا نام AGM 80 HARM ہے۔ اس قسم کے میزائل سب سے پہلے روس نے بنائے تھے جو سٹیلائٹ فونوں کی لہروں پر سفر کرتے ہوئے اپنے ہدف تک پہنچتے تھے۔ شیشان کے مجاہد رہنما کو ہر دودلیف کو اسی تکنیک سے شہید کیا گیا تھا۔ امریکیوں نے ان کے فون کے ذریعے ان کے ٹھکانے کی نشاندہی کی تھی جبکہ روسیوں نے امریکیوں کی مدد سے میزائل داغ کر اپنا مقصد پورا کیا تھا۔ ان مواصلاتی ذرائع سے نکلنے والی مواصلاتی لہریں ایک ریلوے لائن کی مانند میزائل کو اس آخری مطلوبہ منزل تک پہنچا دیتی ہیں جہاں سے اسے استعمال کیا جا رہا ہوتا ہے۔

لندن کے ذرائع کے مطابق امریکہ کی خصوصی خفیہ فورس "ڈیلٹا فورس" اور سی آئی اے کے ارکان اس وقت مقامی افغان لباس میں اسامہ اور ان کے رفقاء کار کو تلاش کرتے رہے۔ قبائلی علاقے کے رہنے والے ایک شخص محمد خان آفریدی کے مطابق امریکہ نے جنوبی افغانستان میں جو کامیابی حاصل کی وہ جنوبی افغانستان کے پشتون قبائل کے چند اہم افراد کو ڈالروں کی بنیاد پر اسامہ اور القاعدہ کے دیگر افراد کی جاسوسی کے لئے تیار کرنا تھا۔ مگر پشتون افراد کی بڑی تعداد بھاری ڈالروں کی رشوت کے باوجود اسامہ بن لادن اور ان کے ساتھیوں سے ہمدردی رکھتی ہے۔ ذرائع کے مطابق اسامہ کی نشاندہی کے لیے رکھے گئے ۲۵ ملین ڈالر کے انعام کی رقم نے بہت سے پشتون

قبائلی سرداروں کو ایمان فروشی پر مجبور کر دیا مگر ان کے آبائی علاقوں میں عوام کے نزدیک ان کی وہ عزت نہیں رہی جو پہلے تھی۔ ان میں حضرت علی نامی قبائلی لیڈر نے سب سے زیادہ گھناؤنا کردار ادا کیا یہ شخص پہلے شمالی اتحاد میں نائب وزیر دفاع تھا اس کی کوشش تھی کہ امریکیوں سے زیادہ ڈالر حاصل کیے جا سکیں۔ ذرائع کے مطابق ان عناصر نے طالبان سے تعلق رکھنے والے کئی افراد کو جاسوسی کے لئے تیار کیا تھا مگر ان افراد نے امریکہ نواز پشتون قبائل اور امریکی ذرائع کو ہمیشہ ایسی جگہ کی نشاندہی کی جہاں اسامہ اور اس کے ساتھیوں کا وجود بھی محال تھا۔

امریکی سیکورٹی ادارے کے ایک اہلکار رچرڈ باؤچر کے مطابق ۱۱ ستمبر کے واقعات کے بعد سے اسے اب تک مختلف ذرائع سے اسامہ کے خلاف ۲۲ ہزار شہادتیں حاصل کی گئی ہیں اور انہیں بنیادوں پر اسامہ کی تلاش جاری ہے۔ اس لئے صرف افغانستان میں ۷۰۰ ایسے مقامات ہیں جہاں اسامہ کی نشاندہی کی گئی مگر اس سلسلے میں امریکی اور ان کے حواری بری طرح ناکام رہے ہیں۔ بعض افغان ذرائع ان کے پاکستان منتقل ہونے کا دعویٰ کرتے رہے مگر حکومت پاکستان اس کی بھرپور انداز میں تردید کر چکی ہے۔ افغانستان سے پاکستان میں داخل ہونے کے ۲۰۰ راستے ایسے ہیں جن کے ذریعے بذریعہ کار یا بڑی گاڑی سرحد عبور کی جا سکتی ہے جب کہ ہزاروں راستے ایسے ہیں جہاں پیدل اور گھوڑے کے ذریعے سرحد عبور کی جا سکتی ہے انہی احتمالات کو سامنے رکھ کر پاکستان مخالف عناصر ان خبروں کو ہوا دے رہے تھے۔ لندن کے ذرائع کے مطابق اسامہ کی تلاش میں اب تک تمام ذرائع کے ناکام ہونے کے بعد امریکی ایک بالکل نیا جاسوس طیارہ ''گلوگل ہاک'' افغانستان لے آئے اس سے پہلے یہ طیارہ کسی مہم میں استعمال نہیں کیا گیا تھا اس میں لگے حساس آلات زمین اور فضاء میں زبردست نگرانی کا کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ برطانیہ سے شائع ہونے والے ایک سیاسی عربی ہفت روزہ کے اسلام آباد میں مقیم نمائندے بکر عطیانی کے مطابق اس طیارے کو پاکستانی خفیہ ایجنسی کی مدد سے کام میں لایا جا رہا تھا جو پشتون قبائل کے ساتھ ساتھ طالبان صفوں تک رسائی رکھتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق اس وقت تک اسلام آباد پوری طرح واشنگٹن کی افغانستان میں معاونت کرتا رہا۔ اس کے علاوہ خلیج میں امریکی فوجوں کے سربراہ ٹومی فرینکس کو اسلام آباد طلب کر کے ان سے اسامہ کی تلاش میں مدد حاصل کی گئی کیونکہ پاکستان نے امریکہ کی

افغانستان میں جنگ کے حوالے سے اپنی سرحدوں سے باہر کسی بھی عسکری کاروائی سے معذوری ظاہر کردی تھی۔ ذرائع کے مطابق سی آئی اے کے بعض سابق اہلکار افسران نے امریکی حکومت کو خبردار کیا ہے کہ اسامہ کی تلاش میں پاکستانی آئی ایس آئی پر مکمل طور پر اعتماد نہ کیا جائے کیونکہ اس ایجنسی میں طالبان اور اسامہ کے بہت ہمدرد پائے جاتے ہیں۔ لندن کے ذرائع کے مطابق امریکہ کے پاس جدید ترین ٹیکنالوجی اور ڈالر ہیں جب کہ اسامہ کے پاس جغرافیے کا علم اور بے پناہ ٹھکانے اور ہمدرد ہیں اگر اس بات کو ہی تسلیم کرلیا جائے کہ اسامہ جنوبی افغانستان کے پہاڑوں میں ہیں تو انہیں تلاش کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے کسی بھوسے کے ڈھیر میں سے سوئی تلاش کرنا۔

(مدینہ سے وائٹ ہاؤس تک۔ محمد انیس الرحمٰن)

......☆......

’’بلبل‘‘

ماہر فلکیات اور درویش منش محقق ضیاء الدین لاہوری نے دی ٹائمز (لندن) کا تراشہ ای میل کیا ہے جس نے طالبان کے بعد قندھار کی صورتحال پر اپنے نمائندے ٹم ریڈ کی سٹوری شائع کی ہے، ٹم لکھتے ہیں کہ ’’ملا عمر کے جانے کے بعد قندھار میں صرف ٹیلی ویژن، پتنگوں اور استرے، بلیڈ کی واپسی نہیں ہوئی بلکہ ’’بلبل‘‘ بھی اڑانیں بھرنے لگے ہیں۔

۱۹۹۴ء میں طالبان کی آمد سے پہلے کی طرح قندھار کے کوچہ و بازار میں ان خوش فکروں کا راج ہے جو چودہ پندرہ سال کے خوش شکل لڑکے کو بغل میں لیے گھومتے ہیں اور سر عام بوس و کنار میں مصروف رہتے ہیں۔‘‘ ٹم نے قندھار کو جنوبی ایشیا میں اس فن کا سب سے بڑا مرکز قرار دیا ہے جہاں طالبان کی آمد سے قبل لوگ فخریہ انداز میں خوبصورت لڑکوں کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھتے اور اسے ’’آشنا‘‘ یا ’’بلبل‘‘ کا نام دیا جاتا۔ ۱۹۹۴ء میں دو افغان کمانڈروں کی ایک بلبل پر لڑائی ہوئی جس میں ’’بلبل‘‘ مارا گیا، کہا جاتا ہے کہ یہ بلبل ایک کمانڈر نے ملا عمر کے دینی مدرسے سے اغوا کیا تھا، اسی کمانڈر نے ایک غریب خاندان کی لڑکی کو اغوا کر کے گورنر ہاؤس پہنچادیا جس کی فریاد لے کر لوگ ایک دینی مدرسہ کے معلم ملا عمر کے پاس پہنچے اور گلہ کیا کہ لوگوں کی عزتیں لوٹی جارہی ہیں مگر وہ اطمینان سے مدرسے میں بیٹھا دینی تعلیم دے رہا ہے۔ چنانچہ ملا عمر اپنے ساتھی اساتذہ اور طلبہ کے

ساتھ اٹھے اور اس ظلم و بربریت کا خاتمہ کر دیا یوں قندھار کے عوام نے انہیں اپنا حکمران مان لیا۔ ٹم لکھتے ہیں کہ "ملا عمر نے اقتدار سنبھالنے کے بعد اس شرمناک کھیل اور خوبصورت لڑکوں کو آشنا کی حیثیت سے ساتھ لے کر چلنے پر پابندی لگا دی اور ایسے مجرموں کے لئے سخت سزاؤں کا اعلان کیا، ایسے مجرموں پر دیوار گرائی جاتی تھی۔ ۱۹۹۸ء میں ایسے ہی تین مجرموں پر پکی اینٹوں کی ایک اونچی دیوار ٹینکوں کے ذریعے گرائی گئی، دو افراد موقع پر ہلاک ہو گئے جبکہ ایک زندہ بچ گیا۔"

گورنر قندھار گل آغا شیرازی کے ایک وفادار سپاہی تورا جان نے ٹم کو بتایا کہ "طالبان کی آمد سے پہلے ہر گلی کے کونے، دکان پر، کوچہ و بازار میں اور ہوٹلوں کی لابی میں لوگ شاہد بکنار گھومتے، خوش فعلیاں کرتے اور اس بدکاری پر فخر کرتے کیونکہ یہ زندگی کا حصہ تھا مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ (ربانی، احمد شاہ مسعود، دوستم اور دیگر) وار لارڈز کے چہیتوں نے زور و زبردستی کا آغاز کر دیا، وہ خوبصورت لڑکوں کو گھروں سے گن پوائنٹ پر اٹھاتے، جب تک چاہتے انہیں اپنے پاس رکھتے اور جب دل بھر جاتا انہیں قتل کر دیتے تاکہ کوئی دوسرا ان سے تعلق قائم نہ کر سکے، یہ شاید ان کی "غیرت" کے منافی تھا۔" طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد یہ سلسلہ پھر چل پڑا ہے۔ اب کمانڈروں کے بنگلوں اور فوجی بیرکوں میں بھی خوش شکل لڑکے نظر آتے ہیں اور ان کمانڈروں، لشکریوں اور جنگجوؤں کا بیشتر وقت ان لڑکوں سے لاڈ پیار میں گزرتا ہے۔

ایک شہری محمد شاہ نے ٹم کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ "کمانڈر، جنگجو سپاہی اور عام شہری کا دل جب کسی اچھی شکل کے لڑکے پر آ جاتا ہے تو وہ اسے سر عام ساتھ چلنے اور مستقل تعلق قائم کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس مقصد کے لئے فٹ بال گراؤنڈ، سینما ہال یا کسی گلی کا انتخاب کیا جا سکتا ہے اور آشنائی کا آغاز کسی تحفہ سے ہوتا ہے بالعموم حشیش کے سگریٹ، گھڑی اور موٹر سائیکل کا تحفہ پسند کیا جاتا ہے، سب سے بہتر تحفہ لڑاکا کبوتر سمجھا جاتا ہے جس کی مالیت چار پانچ سو ڈالر ہوتی ہے، یہ بچے معصوم ہیں مگر غربت انہیں اس بے ہودہ شغل کا حصہ بنا دیتی ہے۔"

طالبان کی جن "زیادتیوں" اور "غلطیوں" کو بنیاد بنا کر امریکہ نے حملہ کیا اور وار لارڈز شمالی اتحاد کے خونخوار کمانڈروں اور اس کلچر کے رسیا قبائلی سرداروں نے پورے جوش و جذبے سے اس کا ساتھ دیا، ان میں ایک بلبل پرستی پر پابندی تھی جسے ہم جنس پرستی کے نام پر امریکہ اور برطانیہ

میں انجوائے کیا جاتا ہے، جہاں مرد مرد سے شادی کرسکتا ہے اور امریکی فوج میں ہم جنس پرستوں سے کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا، اب امریکہ کے ہم جنس پرست سپاہیوں' افسروں اور خوبصورت افغان لڑکوں میں مقابلہ حسن ہوا کرے گا اور امریکہ کے گماشتہ عجمی ذوق رکھنے والے قبائلی سردار اس کے منصف اور تماشائی، جو جیتے گا وہی "بلبل" ان قبائلی سرداروں کی آنکھ کا تارا ہوگا۔ طالبان کے قدامت پسندانہ اسلامی کلچر کی جگہ امریکہ کے اس ترقی پسندانہ کلچر کو پروان چڑھانے کے لیے قندھار بہترین جگہ ہے جسے تم نے جنوبی ایشیا میں ہم جنس پرستی کا سب سے بڑا مرکز قرار دیا ہے۔

(ارشاد احمد عارف، بشکریہ نوائے وقت)

......☆......

لفظ "بربریت" یا "سربریت"

ہمارے یہاں اردو زبان میں ایک لفظ "بربریت" کا بہت استعمال ہے۔ مثلاً کہیں ہم پڑھتے ہیں کہ "کشمیریوں پر ظلم و بربریت کی انتہا ہوگئی۔" کہیں اس کا کچھ استعمال ہوتا ہے، کہیں کچھ۔ مگر اس لفظ کی حقیقت اور معانی سے ہم واقف نہیں ہیں ورنہ اس کا استعمال نہ کرتے۔ آیئے! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ "بربریت" ہے کیا؟

افریقہ کے ایک جنگجو قبیلے نے اسلام کی سچائی سے متاثر ہوکر دین اسلام قبول کرلیا' جس کے بعد تیزی سے دوسرے قبائل والوں نے بھی دین اسلام کو سمجھا اور اپنایا۔ وہاں کے یہ جنگجو قبائل "بربر" کہلاتے تھے۔ ان قبائل نے اسلام کی سربلندی اور ظلم واستعمار کے خاتمے کے لئے جواں مردی دکھائی۔ مغرب کو یعنی اسلام دشمن طاقتوں کو افریقہ میں اسلام کے غلبے سے بڑی تکلیف پہنچی۔ اس نے ایک سازش کے تحت بربر قبائل کو بدنام کرنے کے لئے لفظ بربر کو "بربریت" کا نام دے کر گالی بنادیا۔ اور وحشی لوگوں کے لیے مغرب نے لفظ **Barbarians** کا استعمال شروع کردیا۔ اصل مقصد مسلمانوں کی جرأت، عظمت اور سربلندی کے حقائق کو مٹانے کی سازش تھی۔ ہم نے اس کو کامیاب بنانے کے لیے اس لفظ کو ظلم و ناانصافی جیسے معنوں میں لینا شروع کردیا۔ کیا اب بھی آپ اس لفظ کا استعمال کریں گے؟......نہیں ناں! پھر اس کی جگہ ہم کیا استعمال کریں تو سنیے! آپ اس کی جگہ "سربریت" استعمال کریں، کیونکہ یورپی ملک سربیا کے سرب عیسائیوں نے بوسنیا کے

مسلمانوں پر وہ ظلم توڑے ہیں کہ درندے بھی شرما جائیں۔ اس لیے ظلم و ستم کی صحیح علامت لفظ سربریت ہے۔

(نقیب ختم نبوت، فروری ۲۰۰۳ء از محمد عارف ایاز)

......☆......

دُعا

میرے قاری جناب طارق صدیقی اور محترمہ ماہین نے بار بار ”دعائے رمضان“ ای میل کی ہے۔ افغانستان کے پس منظر میں یہ دعا پوری امہ کی حالت زار کا عکس ہے اور اعتراف ہے۔ اسے طنز اور شکوے پر محمول کیا جا سکتا ہے لیکن یہ ایک مسلمان کے اندرونی دکھ اور اضطراب کا مظہر بھی ہے۔ طوالت پر معذرت لیکن ہر صاحب دل اور حساس انسان کیلئے اس میں غور و فکر کے کئی پہلو موجود ہیں۔

”اے اللہ! ہمیں معاف کر دے، ہم کمزور ہیں، عاجز ہیں، خطا کار ہیں، پر تیری رحمتوں کے سزاوار ہیں، ہمیں معاف کر دے کہ ہم نے تیرے بندے بیچ دیئے، ڈیڑھ کروڑ مسلمان فروخت کر دیئے، سارے افغان مول دے دیئے، ان کی جان، مال، عزت و آبرو بھی بیچ دی، انہیں درندوں اور بھیڑیوں کے حوالے کر دیا، تو یقین کر ہم یہ نہ کرتے مگر مجبور تھے، کمزور تھے، ڈٹ نہ سکے، عاجز تھے لڑ نہ سکے، عاصی تھے بول نہ سکے اور خطا کار تھے نبھا نہ سکے، لیکن اے اللہ! تو دلوں کے حال جانتا ہے۔ تجھے معلوم ہے ہم مجبور تھے، یہ نہ کرتے تو کیا کرتے؟ اس وقت تو ہماری نمازیں دیکھ اور خوش ہو جا، ہمارے روزے دیکھ اور راضی ہو جا، ہماری خیرات پر نظر رکھ اور کرم کر دے، ہمارے صدقات قبول کر اور رحم برسا دے، ہماری قوالیاں قبول فرما، نعرے مقبول فرما، تقریریں منظور کر لے، واویلے پر بخش دے، تو یقین کر ہم دکھی ہیں، بے گناہ افغانوں کی شہادت پر مل کر روتے ہیں، پھر مل کے کھاتے ہیں۔ اے مولا! ہمارے عمل پر مت جا، زبان کا یقین کر، دلوں کو مت دیکھ، دماغ کی داد دے، کردار پر مت جا باتوں سے مان لے، اخلاق نہ دیکھ مجبوریوں پر دھیان رکھ۔ اے اللہ! تو یقین رکھ ہم شہیدوں پر روئیں گے، کفن بھیجیں گے، لحد پر پھول چڑھائیں گے، اگربتی جلائیں گے، مسور کی دال چھڑکیں گے، پانی ڈالیں گے، کتبہ لگائیں گے، نوحے پڑھیں گے، آنسو

بہائیں گے، لوٹیں لگائیں گے، کپڑے پھاڑیں گے، بال نوچیں گے، جلسے کریں گے، تعزیت بھیجیں گے، غم کھائیں گے، فاتحہ پڑھیں گے، دیگیں پکائیں گے، سوز خوانی کریں گے، چاندنی بچھائیں گے، تیجہ منائیں گے، چہلم سجائیں گے، برسی منائیں گے، لیکن اے اللہ! تجھے تیرا واسطہ ہمیں جہاد کے لئے نہ کہہ، اسلامی رشتے یاد نہ دلا، ہم کمزور دل ہیں، رو پڑیں گے، ہمیں چپ رہنے دے، تو اللہ ہے تو ہی ان کی مدد کر، ہم پر بوجھ نہ ڈال، ہمارے کندھے کمزور ہیں، دل نرم ہیں، جہاد کے علاوہ جو کہے گا کریں گے، اگر بس میں ہوا اور تو ناراض نہ ہو، کیا ہوا جو ہم نے انہیں بیچ دیا، بھائی ہی بھائیوں کے کام آتے ہیں۔ افغان ہمارے بھائی ہیں، ہمارے کام آ گئے تو کیا ہوا۔ تو یقین جان وہ بہادر ہیں، اسے جھیل لیں گے۔ سخت جان ہیں گزار لیں گے اور ایمان والے ہیں مشکل سے نکل آئیں گے۔ وہ ہم سے زیادہ تجھ پر یقین رکھتے ہیں۔ بس تو ہی مدد کر دے ہم خوشی سے دیکھیں گے۔

اَے اللہ! ہم کمزور ہیں لڑ نہیں سکتے، عاصی ہیں جھیل نہیں سکتے، خطا کار ہیں گزار نہیں سکتے، نادان ہیں سمجھ نہیں سکتے، اس لئے ہمیں رعایت دے اور انہیں ہمت دے، ہم سے درگزر فرما۔ انہیں آزمائش میں ڈال دے۔ افغان شہری صاحبِ عزیمت ہیں، انہیں عزیمت دے، ہم صاحبِ رخصت ہیں ہمیں رخصت دے دے۔ انہوں نے دین کا سبق یاد رکھا انہیں آگے رکھ، ہم بھول گئے ہمیں چھٹی دے دے۔ یا اللہ! ناراض نہ ہو، کیا ہوا جو کبھی کبھار تیرے بندوں سے مانگ لیا۔ ہم تو تجھ سے ہی مانگتے ہیں، ویسے جن سے مانگا ہے وہ بھی تیرے بندے ہیں، اے اللہ! بُش کے دل میں نرمی ڈال دے، ہماری محبت پیدا کر دے، وہ بھیجے کی بجائے جیب سے سوچے، پاؤں کی جگہ ڈالر کو بھیجے۔ اسے توفیق دے کہ ہمیں کیش دے، چیک دے، نوٹوں کی برسات کر دے، ہم تیرے شکرگزار بندوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں، ہمیں شکر گزار کر دے، تیری رحمتوں کے بوجھ سے جھک جانا چاہتے ہیں، ہم پر نوٹوں کا بوجھ ڈال دے اور کاندھوں کی فکر نہ کر، اتنا بوجھ تو اٹھا ہی لیں گے۔

اے اللہ! ہم تجھے یاد رکھیں گے، تیرا حکم مانیں گے، ڈالروں کی زکوٰۃ دیں گے مگر اللہ! یہ ڈھائی فیصد تھوڑا زیادہ ہے اسے کچھ کم کر دے، دیکھ ناراض نہ ہو ایک فیصد کر دے، ہماری تسلی ہو جائے گی۔ یہ ہم افغانوں پر خرچ کریں گے، انہیں خیمے دیں گے، پلاسٹک کی بالٹی دیں گے، پرانے جوتے دیں گے، وہ اچھے ہوتے ہیں، کھلے ہوتے ہیں، پاؤں کو کاٹتے نہیں۔ اے اللہ! ان کے

یتیموں کو چندہ دیں گے، بھوکوں کو راشن دیں گے، بوڑھوں کی عینک بنوائیں گے، لڑکیوں کو سلائی مشین دیں گے، ان کا خیال رکھیں گے، تو بے فکر رہ ہم ہیں نا ان کے، ہم نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ اسلامی بھائی ہیں، ہمسائے ہیں، ان کا بڑا حق ہے ہم پر، تو فکر نہ کر، یہ سائیڈ ہم سنبھال لیں گے، دنیا بھر سے امداد لیں گے اور مل جل کے کھائیں گے۔ بس تو یہ ڈالر والا کام کردے اور فوری کردے۔ ہم انتظار کریں گے۔"

(ارشاد احمد عارف، روزنامہ نوائے وقت ملتان)

باب چہارم

ادبیات

باب چہارم

ادبیات

اس سے پہلے کہ مہلت ختم ہو جائے

نواز شریف نے مولانا سے عرض کی...... حضرت! آپ یہ حدیث مبارکہ کابینہ کو سنا دیں...... مولانا نے درخواست قبول کر لی...... یہ ستمبر ۱۹۹۹ء کی بات ہے کہ مولانا طارق جمیل صاحب وزیر اعظم نواز شریف سے ملاقات کے لئے پرائم منسٹر ہاؤس گئے...... نواز شریف ان دنوں پریشان تھے۔ مولانا نے فرمایا ''جناب! عذاب دو قسم کے ہوتے ہیں زمینی اور آسمانی۔ زمین آفتوں کے حل کیلئے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے چند اصول وضع کئے ہیں۔ رہی آسمانی آفتیں تو ان کا صرف ایک ہی حل ہے ''توبہ''۔ مولانا نے ساتھ ہی حدیث مبارکہ کا ذکر بھی کیا اور فرمایا... دنیا کے پچیس مسائل ہیں...... فرد ہو یا قوم انہی پچیس مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔ ان کا حل اللہ کے رسول ﷺ نے کچھ یوں تجویز فرمایا...... یہ کہتے ہوئے مولانا نے ایک طویل حدیث مبارکہ سنائی...... نواز شریف حدیث مبارکہ سن کر چونک اٹھے...... مسائل اور ان کے حل یوں سامنے پڑے تھے جیسے میز پر قہوے کی پیالیاں دھری ہوں...... وزیر اعظم فرط جذبات سے کھڑے ہوئے اور مولانا سے بغل گیر ہو کر عرض کی ''حضرت! آپ یہ حدیث مبارکہ کابینہ کو سنا دیں''...... مولانا نے درخواست قبول کر لی۔ پچھلے ہفتے مولانا طارق جمیل صاحب اسلام آباد تشریف لائے...... انہوں نے مجھے شرف باریابی بخشا۔ گفتگو شروع ہوئی تو نواز شریف کا ذکر ہوا۔ میں نے وہ حدیث مبارکہ دہرانے کی درخواست کی...... مولانا درخواست قبول کرتے ہوئے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا......

''ایک بدو حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا ہاں کہو! دربار میں اس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ بھی موجود تھے...... انہوں نے یہ

حدیث مبارکہ تحریر کر کے اپنے پاس رکھ لی بعد ازاں یہ فرمان کنز العمال مسند احمد میں نقل ہوا......

بدو نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں امیر (غنی) بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا قناعت اختیار کرو امیر ہو جاؤ گے۔

عرض کیا میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا تقویٰ اختیار کرو، عالم بن جاؤ گے۔

عرض کیا عزت والا بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانا بند کر دو باعزت ہو جاؤ گے۔

عرض کیا اچھا آدمی بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا لوگوں کو نفع پہنچاؤ......

عرض کیا عادل بننا چاہتا ہوں

فرمایا جسے اپنے لئے اچھا سمجھتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو......

عرض کیا طاقتور بننا چاہتا ہوں

فرمایا اللہ پر توکل کرو......

عرض کیا اللہ کے دربار میں خاص (خصوصیت) درجہ چاہتا ہوں

فرمایا کثرت سے ذکر کرو......

عرض کیا رزق کی کشادگی چاہتا ہوں

فرمایا ہمیشہ باوضو رہو......

عرض کیا دعاؤں کی قبولت چاہتا ہوں

فرمایا حرام نہ کھاؤ......

عرض کیا ایمان کی تکمیل چاہتا ہوں

فرمایا اخلاق اچھے کرلو......

عرض کیا قیامت کے روز اللہ سے گناہوں سے پاک ہو کر ملنا چاہتا ہوں

فرمایا جنابت کے فوراً بعد غسل کیا کرو......

عرض کیا گناہوں میں کمی چاہتا ہوں

فرمایا کثرت سے استغفار کیا کرو......

عرض کیا قیامت کے روز نور میں اٹھنا چاہتا ہوں

فرمایا ظلم کرنا چھوڑ دو......

عرض کیا چاہتا ہوں اللہ مجھ پر رحم کرے

فرمایا اللہ کے بندوں پر رحم کرو......

عرض کیا چاہتا ہوں اللہ میری پردہ پوشی کرے

فرمایا لوگوں کی پردہ پوشی کرو......

عرض کیا رسوائی سے بچنا چاہتا ہوں

فرمایا زنا سے بچو......

عرض کیا چاہتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بن جاؤں

فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب ہو اُسے اپنا محبوب بنالو......

عرض کیا اللہ کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں

فرمایا فرائض کا اہتمام کرو......

عرض کیا احسان کرنے والا بننا چاہتا ہوں

فرمایا اللہ کی یوں بندگی کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو یا جیسے وہ تمہیں دیکھ رہا ہے......

عرض کیا یارسول اللہ! کیا چیز گناہوں سے معافی دلائے گی؟

فرمایا آنسو، عاجزی اور بیماری......

عرض کیا کیا چیز دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کرے گی؟

فرمایا دنیا کی مصیبتوں پر صبر......

عرض کیا اللہ کے غصے کو کیا چیز سرد کرتی ہے؟

فرمایا چپکے چپکے صدقہ اور صلہ رحمی......

عرض کیا سب سے بڑی برائی کیا ہے؟

فرمایا بد اخلاقی اور بخل......

عرض کیا سب سے بڑی اچھائی کیا ہے؟

فرمایا اچھے اخلاق، تواضع اور صبر

عرض کیا اللہ کے غصے سے بچنا چاہتا ہوں

فرمایا لوگوں پر غصہ کرنا چھوڑ دو......

حدیث مبارک ختم ہوگئی...... مولانا سیدھے ہو کر بیٹھے اور فرمایا میں نے کابینہ کے ارکان سے کہا "ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں لہٰذا ہم دنیاوی مسائل سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ ہم من حیث القوم اسراف کا شکار ہیں لہٰذا امیر (غنی) کیسے ہو سکتے ہیں؟ اللہ کی مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں لہٰذا باعزت کیسے ہو سکتے ہیں؟ بے وضو رہتے ہیں لہٰذا ہمارا رزق کیسے کشادہ ہو سکتا ہے؟ توکل اختیار نہیں کرتے لہٰذا ہم طاقتور کیسے بن سکتے ہیں؟ بد اخلاق ہیں لہٰذا ہمارا ایمان کیسے مکمل ہو سکتا ہے؟ بندوں پر رحم نہیں کرتے لہٰذا اللہ ہم پر کیسے رحم کرے گا؟ صدقات سے پرہیز کرتے ہیں لہٰذا اللہ کے غصے سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ نواز شریف نے پوچھا "حضرت پھر ہمیں اللہ کی رحمت کے حصول کیلئے کیا کرنا چاہئے؟" مولانا نے فرمایا جناب! اللہ سے توبہ کریں اور عوام سے توبہ کی اپیل کریں...... اللہ آنسو بہانے، گڑگڑانے اور معافی مانگنے والوں کو معاف کر دیا کرتا ہے...... جناب وزیراعظم یقین کر لیجئے یہ مسائل زمینی نہیں آسمانی ہیں۔ جب تک اللہ کی مدد، اللہ کی رہنمائی اور اللہ کی رحمت نہیں آئے گی یہ ملک ٹھیک نہیں ہوگا...... اور نہ ہی اس ملک کے مسئلے ختم ہوں گے" نواز شریف نے کہا "حضرت! آپ مجھے تقریر لکھ دیں میں قوم سے خطاب کروں گا اور اس سے توبہ کرنے کی اپیل کروں گا" میٹنگ ختم ہوگئی، مولانا نے تقریر لکھنا شروع کر دی لیکن نواز شریف کی مہلت ختم ہوگئی۔

مولانا طارق جمیل صاحب جب یہ حدیث مبارکہ سنا رہے تھے...... تو میں سوچ رہا تھا موجودہ حکمرانوں کو بھی...... اس حدیث کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی نواز شریف کو تھی۔ ان کو بھی احساس دلانا ضروری ہے...... کہ جو لوگ مہلت کو غنیمت نہیں سمجھتے ہیں وہی لوگ تو دراصل خسارے میں رہتے ہیں۔ اللہ کے نام پر بننے والے ملک میں اللہ کے احکامات کی جس قدر خلاف ورزی کی گئی

اب اس کے عذاب سے بچئے...... اب اس سے معافی کا صرف ایک ہی راستہ ہے ''توبہ''۔ آیئے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر گڑگڑائیں اور اس سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگیں...... اس سے توبہ کریں...... اس سے پہلے کہ توبہ کے سارے دروازے بند ہو جائیں...... اس سے پہلے کہ مہلت ختم ہو جائے۔ (جاوید چودھری۔ بشکریہ ''روزنامہ جنگ'')

رسول اللہ ﷺ کی صفت جامعیت

ایک ایسی شخصی زندگی، جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالتِ انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو، صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے، اگر دولتمند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو۔ اگر غریب ہو تو شعبِ ابوطالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر بادشاہ ہو تو سلطانِ عرب کا حال پڑھو، اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ۔ اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکۂ اُحد سے عبرت حاصل کرو، اگر تم استاد اور معلم ہو تو صُفّہ کی درسگاہ کے معلّم قدس کو دیکھو۔ اگر شاگرد ہو تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ، اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تنہائی و بے کسی کے عالم میں حق کی منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار نبی کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے، اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو تو 'فاتحِ مکہ' کا نظارہ کرو، اگر اپنے کاروبار اور دنیاوی جدو جہد کا نظم و نسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم و نسق کو دیکھو، اگر یتیم ہو تو عبداللہؓ و آمنہؓ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو، اگر بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہؓ کے لاڈلے بچے کو دیکھو، اگر تم جوان ہو تو مکہ کے چرواہے کی سیرت پڑھو، اگر سفری کاروبار میں ہو تو بصریٰ کے کارواں سالار کی مثالیں ڈھونڈو، اگر عدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نورِ آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجرِ اسود کو کعبہ کے گوشے میں کھڑا کر رہا ہے۔ مدینہ میں کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو جس کی نظر انصاف میں شاہ و گدا اور امیر و غریب برابر تھے۔

اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مقدس شوہر کی حیاتِ پاک کا مطالعہ کرو، اگر اولاد والے ہو تو فاطمہؓ کے باپ اور حسنؓ و حسینؓ کے نانا کا حال پوچھو، غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی

حال میں بھی ہو، تمہاری زندگی کے لئے نمونہ تمہاری سیرت کی درستی و اصلاح کے لئے سامان، تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامعیت کبریٰ کے خزانہ میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے، اس لئے طبقۂ انسانی کے ہر طالب اور نور ایمانی کے ہر متلاشی کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہدایت کا نمونہ اور نجات کا ذریعہ ہے، جس کی نگاہ کے سامنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے اس کے سامنے نوحؑ و ابراہیمؑ، ایوبؑ و یونسؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ علیہم السلام سب کی سیرتیں موجود ہیں، گویا تمام دوسرے انبیائے کرامؑ کی سیرتیں صرف ایک ہی جنس کی اشیاء کی دوکانیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت، اخلاق واعمال کی دنیا کا سب سے بڑا بازار (مارکیٹ) ہے، جہاں ہر جنس کے خریدار اور ہر شے کے طلب گار کے لئے بہترین سامان موجود ہے۔

بادشاہ ایسا کہ ایک پورا ملک اس کی مٹھی میں ہو، اور بے بس ایسا کہ خود اپنے کو بھی اپنے قبضہ میں نہ جانتا ہو بلکہ خدا کے قبضہ میں، دولتمند ایسا ہو کہ خزانے کے خزانے اونٹوں پر لدے ہوئے اس کے دارالحکومت میں آ رہے ہوں اور محتاج ایسا کہ مہینوں اس کے گھر چولہا نہ جلتا ہو اور کئی کئی وقت اس پر فاقے سے گزر جاتے ہیں۔ سپہ سالار ایسا ہو کہ مٹھی بھر نہتے آدمیوں کو لے کر ہزاروں غرق آہن فوجوں سے کامیاب لڑائی لڑا ہو اور صلح پسند ایسا کہ ہزاروں پرجوش جان نثاروں کی ہمرکابی کے باوجود صلح کے کاغذ پر بے چوں و چرا دستخط کر دیتا ہو۔ شجاع اور بہادر ایسا ہو کہ ہزاروں کے مقابلہ میں تنِ تنہا کھڑا ہو، اور نرم دل ایسا کہ کبھی اس نے انسانی خون کا ایک قطرہ بھی اپنے ہاتھ سے نہ بہایا ہو، با تعلق ایسا کہ عرب کے ذرہ ذرہ کی اس کو فکر، بیوی بچوں کی اس کو فکر، غریب و مفلس مسلمانوں کی اس کو فکر، خدا کی بھولی ہوئی دنیا کے سُدھارنے کی اس کو فکر، غرض سارے سنسار کی اس کو فکر ہو، اور بے تعلق ایسا کہ اپنے خدا کے سوا کسی اور کی یاد اس کو نہ ہو، اور اس کے سوا ہر چیز اس کو فراموش ہو۔ اس نے کبھی اپنی ذات کے لئے اپنے بُرا کہنے والوں سے بدلہ نہیں لیا اور اپنے ذاتی دشمنوں کے حق میں دعائے خیر کی اور ان کا بھلا چاہا۔ لیکن خدا کے دشمنوں کو اس نے کبھی معاف نہیں کیا اور حق کا راستہ روکنے والوں کو ہمیشہ جہنم کی دھمکی دیتا اور عذابِ الٰہی سے ڈراتا رہا۔

عین اس وقت جب اس پر ایک تیغ زن سپاہی کا دھوکہ ہوتا ہو، وہ ایک شب زندہ دار زاہد کی

صورت میں جلوہ نما ہو جاتا ہے...... عین اس وقت جب اس پر کشور کشا فاتح کا شبہ ہو وہ پیغمبرانہ معصومیت کے ساتھ ہمارے سامنے آ جاتا ہے...... عین اس وقت جب ہم اس کو شاہِ عرب کہہ کر پکارنا چاہتے ہیں، وہ کھجور کی چھال کا تکیہ لگائے کھردری چٹائی پر بیٹھا درویش نظر آتا ہے...... عین اس وقت اس دن جب عرب کے اطراف سے آ آ کر اس کے صحنِ مسجد میں مال واسباب کا انبار لگا ہوتا ہے اس کے گھر میں فاقہ کی تیاری ہو رہی ہے...... عین اس عہد میں جب لڑائیوں کے قیدی مسلمانوں کے گھروں میں لونڈی اور غلام بن کر بھیجے جا رہے ہیں۔ فاطمہؓ بنتِ رسول اللہؐ جا کر اپنے ہاتھوں کے چھالے اور سینہ کے داغ باپ کو دکھاتی ہیں، جو چکی پیستے پیستے اور مشکیزہ بھرتے بھرتے ہاتھ اور سینہ پر پڑ گئے تھے...... عین اس وقت جب آدھا عرب اس کے زیرِ نگیں ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ حاضرِ دربار ہوتے ہیں اور اِدھر اُدھر نظر اٹھا کر کاشانۂ نبوت کے سامان کا جائزہ لیتے ہیں، آپ ایک کھردری چارپائی یا چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں، جسم مبارک پر بانوں کے نشان پڑ گئے ہیں، ایک طرف مٹھی بھر جَو رکھے ہیں، ایک کھونٹی میں خشک مشکیزہ لٹک رہا ہے، سرورِ کائنات کے گھر کی یہ کائنات دیکھ کر حضرت عمرؓ رو پڑتے ہیں، سبب دریافت ہوتا ہے، عرض کرتے ہیں یا رسول اللہؐ اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا موقع ہوگا؟ قیصر و کسریٰ باغ و بہار کے مزے لوٹ رہے ہیں اور آپ پیغمبرؐ ہو کر اس حالت میں ہیں ارشاد ہوتا ہے عمر! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا کے مزے لوٹیں اور ہم آخرت کی سعادت؟ (سید سلیمان ندویؒ، خطبات مدراس)

حضرت نوحؑ علیہ السلام کی زندگی کفر کے خلاف غیظ وغضب کا ولولہ پیش کرتی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات بت شکنیوں کا منظر دکھاتی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کفار سے جنگ و جہاد، شاہانہ نظم ونسق اور اجتماعی دستور وقوانین کی مثال پیش کرتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لائف صرف خاکساری، تواضع، عفو و درگذر اور قناعت کی تعلیم دیتی ہے۔ حضرت سلیمانؑ کی زندگی شاہانہ اولوالعزمیوں کی جلوہ گاہ ہے، حضرت ایوبؑ کی حیات صبر وشکر کا نمونہ ہے، حضرت یونسؑ کی سیرت ندامت وانابت اور اعتراف کی مثال ہے۔ حضرت یوسف کی زندگی قید وبند میں بھی دعوتِ حق اور جوشِ تبلیغ کا سبق ہے۔ حضرت داؤدؑ کی سیرت گریہ وبکاء، حمد وستائش اور دعاوزاری کا صحیفہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی زندگی امید خدا پر توکل اور اعتماد کی مثال ہے

لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ کو دیکھو تو اس میں نوح اور ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ' سلیمان اور داؤدؑ' ایوب اور یونس' یوسف اور یعقوب کی زندگیاں اور سیرتیں سمٹ کر سما گئی ہیں۔

محدث خطیب بغدادیؒ کی ایک ضعیف روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے وقت ندا آئی کہ محمد ﷺ کو ملکوں ملکوں پھراؤ اور سمندر کی تہوں میں لے جاؤ کہ تمام دنیا ان کے نام کو پہچان لے' جن وانس' چرند و پرند' بلکہ ہر جاندار کے سامنے ان کو لے جاؤ' ان کو آدمؑ کا خلق' شیثؑ کی معرفت' نوحؑ کی شجاعت' ابراہیمؑ کی دوستی' اسماعیلؑ کی زبان' اسحاقؑ کی رضا' صالحؑ کی فصاحت' لوطؑ کی حکمت' موسیٰؑ کی سختی' ایوبؑ کا صبر' یونسؑ کی اطاعت' یوشعؑ کا جہاد' داؤدؑ کی آواز' دانیالؑ کی محبت' الیاسؑ کا وقار' یحییٰؑ کی پاک دامنی اور عیسیٰؑ کا زہد عطا کرو اور تمام پیغمبروں کے اخلاق میں ان کو غوطہ دو۔'' جن علماء نے اس روایت کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے' ان کا منشاء درحقیقت یہی ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کی صفتِ جامعیت کو نمایاں کریں' کہ جو کچھ اور انبیاء علیہم السلام کو متفرق طور پر عطا ہوا تھا' وہ سب مجموعی طور سے آنحضرت ﷺ کو عطا ہوا۔ (ایضاً)

......☆......

مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ادبی شہ پارے

کائنات کی تخریب بھی تعمیر کے لئے ہے

البتہ یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ دنیا عالمِ کون وفساد ہے۔ یہاں ہر بننے کے ساتھ بگڑنا ہے۔ اور سمٹنے کے ساتھ بکھرنا' لیکن جس طرح سنگ تراش کا توڑنا پھوڑنا بھی اس لئے ہوتا ہے کہ خوبی ودل آویزی کا ایک پیکر تیار کردے' اسی طرح کائنات عالم کا تمام بگاڑ بھی اس لئے ہے کہ بناؤ اور خوبی کا فیضان ظہور میں آئے۔ تم ایک عمارت بناتے ہو' لیکن اس ''بنانے'' کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ کیا یہی نہیں ہوتا کہ بہت سی بنی ہوئی چیزیں ''بگڑ'' گئیں؟ چٹانیں اگر نہ کاٹی جاتیں' بھٹے اگر نہ سلگائے جاتے' درختوں پر آرہ اگر نہ چلتا تو ظاہر ہے عمارت کا بناؤ بھی ظہور میں نہ آتا۔ پھر یہ راحت وسکون جو تمہیں ایک عمارت کی سکونت سے حاصل ہوتا ہے' کس صورت حال کا نتیجہ ہے؟

یقیناً اسی شور وشر اور ہنگامہ تخریب کا جو سروسامان تعمیر کی جدوجہد نے عرصہ تک جاری رکھا تھا۔ اگر تخریب کا یہ شور وشر نہ ہوتا تو عمارت کا عیش وسکون بھی وجود میں نہ آتا۔ پس یہی حال فطرت کی تعمیری سرگرمیوں کا بھی سمجھو۔ وہ عمارت ہستی کا ایک ایک گوشہ تعمیر کرتی رہتی ہے۔ وہ اس کارخانہ کا ایک ایک کیل پرزہ ڈھالتی رہتی ہے، وہ اس کی درستگی وخوبی کی حفاظت کے لئے ہر نقصان کا دفعیہ اور ہر فساد کا ازالہ چاہتی ہے۔ تعمیر ودرستگی کی یہی سرگرمیاں ہیں جو تمہیں بعض اوقات تخریب ونقصان کی ہولنا کی دکھائی دیتی ہیں۔ حالانکہ یہاں تخریب کب ہے؟ جو کچھ ہے تعمیر ہی تعمیر ہے۔ سمندر میں تلاطم، دریا میں طغیانی، پہاڑوں میں آتش افشانی، جاڑوں میں برف باری، گرمیوں میں سموم، بارش میں ہنگامۂ ابروباد، تمہارے لیے خوش آئند مناظر نہیں ہوتے، لیکن تم نہیں جانتے کہ ان میں سے ہر حادثہ کائنات ہستی کی تعمیر ودرستگی کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جس قدر دنیا کی کوئی مفید سے مفید چیز تمہاری نگاہ میں ہوسکتی ہے۔ اگر سمندر میں طوفان نہ اٹھتے تو میدانوں کو زندگی وشادابی کے لئے ایک قطرہ بارش میسر نہ آتا۔ اگر بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک نہ ہوتی تو بارانِ رحمت کا فیضان بھی نہ ہوتا۔ اگر آتش فشاں پہاڑوں کی چوٹیاں نہ پھٹتیں تو زمین کے اندر کا کھولتا ہوا مادہ اس کرہ کی تمام سطح پارہ پارہ کر دیتا۔ تم بول اٹھو گے: یہ مادہ پیدا ہی کیوں کیا گیا؟ لیکن تمہیں جاننا چاہئے کہ اگر یہ مادہ نہ ہوتا تو زمین کی قوت نشوونما کا ایک ضروری عنصر مفقود ہو جاتا۔ یہی حقیقت ہے جس کی طرف قرآن نے جا بجا اشارات کیے ہیں۔ (ایضاً)

☆

جمالِ فطرت

لیکن فطرت کے افادہ وفیضان کی سب سے بڑی بخشایش اس کا عالم گیر حسن وجمال ہے۔ فطرت صرف بناتی اور سنوارتی ہی نہیں، بلکہ اس طرح بناتی اور سنوارتی ہے کہ اس کے ہر بناؤ میں حسن وزیبائی کا جلوہ اور اس کے ہر ظہور میں نظر افروزی کی نمود پیدا ہوگئی ہے۔ کائنات ہستی کو اس کی مجموعی حیثیت میں دیکھو یا اس کے ایک ایک گوشۂ خلقت پر نظر ڈالو، اس کا کوئی رخ نہیں جس پر حسن ورعنائی نے ایک نقاب زیبائش نہ ڈال دی ہو۔ ستاروں کا نظام اور ان کی سیر وگردش، سورج کی روشنی اور اس کی بوقلمونی، چاند کی گردش اور اس کا اتار چڑھاؤ، فضاء آسمانی کی وسعت اور اس کی

نیرنگیاں، بارش کا سماں اور اس کے تغیرات، سمندر کا منظر اور دریاؤں کی روانی، پہاڑوں کی بلندیاں اور وادیوں کا نشیب، حیوانات کے اجسام اور ان کا تنوع، نباتات کی صورت آرائیاں اور باغ وچمن کی رعنائیاں، پھولوں کی عطر بیزی اور پرندوں کی نغمہ سنجی، صبح کا چہرہ خنداں اور شام کا جلوہ محجوب، غرضیکہ تمام تماشا گاہ ہستی کے پیچھے حسن افروزی وجلوہ آرائی کی کوئی قوت کام کر رہی ہے جو چاہتی ہے کہ جو کچھ بھی ظہور میں آئے، حسن وزیبائش کے ساتھ ظہور میں آئے اور کارخانۂ ہستی کا ہر گوشہ نگاہ کے لئے بہشت راحت وسکون بن جائے!

دراصل کائنات ہستی کا مایۂ خمیر ہی حسن وزیبائی ہے۔ فطرت نے جس طرح اس کے بناؤ کے لئے مادی عناصر پیدا کیے، اسی طرح اس کی خوب روئی اور رعنائی کے لئے معنوی عناصر کا بھی رنگ وروغن آراستہ کر دیا۔ روشنی، رنگ، خوشبو اور نغمہ حسن ورعنائی کے وہ اجزا ہیں جن سے مشاطہ فطرت چہرہ وجود کی آرائش کر رہی ہے۔ (ایضاً)

☆

بلبل کی نغمہ سنجی اور زاغ وزغن کا شور وغوغا

بلاشبہ کاروبارِ فطرت کے بعض مظاہر ایسے بھی ہیں جن میں تمہیں حسن وخوبی کی کوئی گیرائی محسوس نہیں ہوتی۔ تم کہتے ہو قمری وبلبل کی نغمہ سنجیوں کے ساتھ زاغ وزغن کا شور وغوغا کیوں ہے؟ لیکن تم بھول جاتے ہو کہ ارغنون ہستی کا نغمہ کسی ایک آہنگ ہی سے نہیں بنا ہے اور نہ بننا چاہئے تھا۔ جس طرح تمہارے آلات موسیقی کے پردوں میں زیر وبم کے تمام آہنگ موجود ہوتے ہیں، اسی طرح سازِ فطرت کے تاروں میں بھی اتار چڑھاؤ کے تمام آہنگ موجود ہیں۔ اس میں ہلکے سے ہلکے سر بھی ہیں جن سے باریک اور سریلی صدائیں نکلتی ہیں، موٹے سے موٹے سر بھی ہیں جو بلند سے بلند اور بھاری سے بھاری صدائیں پیدا کرتے ہیں۔ ان تمام سروں کے ملنے سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے، وہی موسیقی کی حلاوت ہے، کیونکہ دنیا کی تمام چیزوں کی طرح موسیقی کی حقیقت بھی مختلف اجزاء کے امتزاج وتالیف سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی ایک ہی سر سے نغمے کی حلاوت پیدا ہو جائے۔ اگر تم بین یا ستار اٹھا کر صرف اس کے چڑھاؤ کا کوئی ایک پردہ چھیڑ دو گے، یا پیانو کی بھاری کنجیوں میں سے کوئی ایک کنجی ہی بجانے لگو گے تو یہ نغمہ نہ ہو گا، بھاں بھاں کی ایک کرخت آواز

ہوگی۔ یہی حال موسیقیٔ فطرت کے زیروبم کا بھی ہے۔ تمہیں کوے کی کائیں کائیں اور چیل کی چیخ میں کوئی دل کشی محسوس نہیں ہوتی' لیکن موسیقیٔ فطرت کی تالیف کے لئے جس طرح قمری وبلبل کا ہلکا سر ضروری تھا' اسی طرح زاغ وزغن کا بھاری اور کرخت سر بھی ناگزیر تھا۔ بلبل وقمری کو اس سرگم کا اتار سمجھو اور زاغ وزغن کو چڑھاؤ۔

......☆......

قدرت کا خودرو سامانِ راحت وسرور اور انسان کی ناشکری

ایک لمحہ کے لئے تصور کرو کہ دنیا موجود ہے' مگر حسن وزیبائی کے تمام جلوؤں اور احساسات سے خالی ہے..... آسمان ہے مگر فضا کی یہ نگاہ پرور نیلگونی نہیں ہے..... ستارے ہیں مگر ان کی درخشندگی وجہاں تابی کی یہ جلوہ آرائی نہیں ہے..... درخت ہیں مگر بغیر سبزی کے..... پھول ہیں مگر بغیر رنگ وبو کے..... اشیاء کا اعتدال' اجسام کا تناسب' صداؤں کا ترنم' روشنی ورنگت کی بوقلمونی' ان میں سے کوئی چیز بھی وجود نہیں رکھتی' یا یوں کہا جائے کہ ہم میں ان کا احساس نہیں ہے۔ غور کرو! ایک ایسی دنیا کے ساتھ زندگی کا تصور کیسا بھیانک اور ہولناک منظر پیش کرتا ہے؟ ایسی زندگی جس میں نہ تو حسن کا احساس ہو نہ حسن کی جلوہ آرائی' نہ نگاہ کے لئے سرور ہو نہ سامعہ کے لئے حلاوت' نہ جذبات کی رقت ہو نہ محسوسات کی لطافت' یقیناً عذاب وجاں کاہی کی ایسی حالت ہوتی جس کا تصور بھی ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔

لیکن جس قدرت نے ہمیں زندگی دی' اس نے یہ بھی ضروری سمجھا کہ زندگی کی سب سے بڑی نعمت یعنی حسن وزیبائی کی بخشش سے بھی مالا مال کردے۔ اس نے ایک ہاتھ سے ہمیں حسن کا احساس دیا' دوسرے ہاتھ سے تمام دنیا کو جلوہ حسن بنادیا۔ یہی حقیقت ہے جو ہمیں رحمت کی موجودگی کا یقین دلاتی ہے۔ اگر پردہ ہستی کے پیچھے صرف خالقیت ہی ہوتی' رحمت نہ ہوتی' یعنی پیدا کرنے یا پیدا ہو جانے کی قوت ہوتی' مگر افادہ وفیضان کا ارادہ نہ ہوتا تو یقیناً کائنات ہستی میں فطرت کے فضل واحسان کا یہ عالم گیر مظاہرہ بھی نہ ہوتا۔

......☆......

انسانی طبیعت کی یہ عالمگیر کمزوری ہے کہ جب تک وہ ایک نعمت سے محروم نہیں ہو جاتا'

اس کی قدر و قیمت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں کر سکتا۔ تم گنگا کے کنارے بستے ہو اس لئے تمہارے نزدیک زندگی کی سب سے زیادہ بے قدر چیز پانی ہے۔ لیکن اگر یہی پانی چوبیں گھنٹے تک میسر نہ آئے تو تمہیں معلوم ہو جائے اس کی قدر و قیمت کا کیا حال ہے۔ یہی حال فطرت کے فیضان جمال کا بھی ہے۔ اس کے عام اور بے پردہ جلوے شب و روز تمہاری نگاہوں کے سامنے سے گزرتے رہتے ہیں اس لئے تمہیں ان کی قدر و قیمت محسوس نہیں ہوتی...... صبح اپنی ساری جلوہ آرائیوں کے ساتھ روز آتی ہے اس لئے تم بستر سے سر اٹھانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے...... چاندنی اپنی ساری حسن افروزیوں کے ساتھ ہمیشہ نکھرتی رہتی ہے' اس لئے تم کھڑکیاں بند کر کے سو جاتے ہو...... لیکن جب یہی شب و روز کے جلوہ ہائے فطرت تمہاری نظروں سے روپوش ہو جاتے ہیں یا تم میں ان کے نظارہ و سماع کی استعداد باقی نہیں رہتی تو غور کرو اس وقت تمہارے احساسات کا کیا حال ہوتا ہے؟ کیا تم محسوس نہیں کرتے کہ ان میں سے ہر چیز زندگی کی ایک بے بہا برکت اور معیشت کی ایک عظیم الشان نعمت تھی؟...... سرد ملکوں کے باشندوں سے پوچھو جہاں سال کا بڑا حصہ ابر آلود گزرتا ہے۔ کیا سورج کی کرنوں سے بڑھ کر بھی زندگی کی کوئی مسرت ہو سکتی ہے؟...... ایک بیمار سے پوچھو جو نقل و حرکت سے محروم بستر مرض پر پڑا ہے وہ بتائے گا کہ آسمان کی صاف اور نیلگوں فضا کا ایک نظارہ راحت و سکون کی کتنی بڑی دولت ہے...... ایک اندھا جو کہ پیدائشی اندھا نہ تھا' تمہیں بتا سکتا ہے کہ سورج کی روشنی اور باغ و چمن کی بہار دیکھے بغیر زندگی بسر کرنا کیسی ناقابل برداشت مصیبت ہے!...... تم بسا اوقات زندگی کی مصنوعی آسائشوں کے لئے ترستے ہو اور خیال کرتے ہو کہ زندگی کی سب سے بڑی نعمت چاندی سونے کا ڈھیر اور جاہ و حشم کی نمائش ہے لیکن تم بھول جاتے ہو کہ زندگی کی حقیقی مسرتوں کا جو خودرو سامان فطرت نے ہر مخلوق کے لئے پیدا کر رکھا ہے' اس سے بڑھ کر دنیا کی دولت و حشمت کون سا سامانِ نشاط مہیا کر سکتی ہے؟ اور اگر انسان کو وہ سب کچھ میسر ہو تو پھر اس کے بعد کیا باقی رہ جاتا ہے؟...... جس دنیا میں سورج ہر روز چمکتا ہو...... جس دنیا میں صبح ہر روز مسکراتی اور شام ہر روز پردہ شب میں چھپ جاتی ہو...... جس کی راتیں آسمان کی قندیلوں سے مزین اور جس کی چاندنی حسن افروزیوں سے جہاں تاب رہتی ہو...... جس کی بہار سبزہ و گل سے لدی ہوئی اور جس کی فصلیں لہلہاتے ہوئے کھیتوں سے گراں بار ہوں...... جس دنیا

میں روشنی اپنی چمک، رنگ اپنی بوقلمونی، خوشبو اپنی عطر بیزی اور موسیقی اپنا نغمہ وآہنگ رکھتی ہو، کیا اس دنیا کا کوئی باشندہ آسائش حیات سے محروم اور نعمتِ معیشت سے مفلس ہو سکتا ہے؟ کیا کسی آنکھ کے لئے جو دیکھ سکتی ہو اور کسی دماغ کے لئے جو محسوس کر سکتا ہو، ایک ایسی دنیا میں نامرادی و بدبختی کا گلہ جائز ہے؟ قرآن نے جا بجا انسان کو اس کے اسی کفرانِ نعمت پر توجہ دلائی ہے۔

......☆......

پھر دیکھو! کارساز فطرت کی یہ کیسی کرشمہ سازی ہے کہ حالات متفاوت ہیں، طبائع متنوع ہیں، اشغال مختلف ہیں، اغراض متضاد ہیں، لیکن معیشت کی دل بستگی اور سرگرمی سب کے لئے یکساں ہے اور سب ایک ہی طرح اس کی مشغولیتوں کے لئے جوش وطلب رکھتے ہیں۔ مرد وعورت، طفل و جواں، امیر وفقیر، عالم وجاہل، قوی وضعیف، تندرست و بیمار، مجرد ومتاہل، حاملہ ومرضعہ سب اپنی اپنی حالتوں میں منہمک ہیں اور کوئی نہیں جس کے لئے زندگی کی کاوشوں میں محویت نہ ہو۔ امیر اپنے محل کے عیش ونشاط میں اور فقیر اپنی بے سروسامانیوں کی فاقہ مستی میں زندگی بسر کرتا ہے، لیکن دونوں کے لئے زندگی کی مشغولیتوں میں دل بستگی ہوتی ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کون زیادہ مشغول ہے۔ ایک تاجر جس انہماک کے ساتھ اپنی لاکھوں روپیہ کی آمدنی کا حساب کرتا ہے، اسی طرح ایک مزدور بھی دن بھر کی محنت کے چند پیسے گن لیا کرتا ہے اور دونوں کے لئے یکساں طور پر زندگی محبوب ہوتی ہے۔ ایک حکیم کو دیکھو جو اپنے علم ودانش کی کاوشوں میں غرق ہے اور ایک دھقان کو دیکھو جو دوپہر کی دھوپ میں برہنہ سر ہل جوت رہا ہے اور پھر بتاؤ! کس کے لئے زندگی کی مشغولیتوں میں زیادہ دل بستگی ہے؟

پھر دیکھو! بچے کی پیدائش ماں کے لئے کیسی جاں کاہی ومصیبت ہوتی ہے! اس کی پرورش ونگرانی کس طرح خود فروشانہ مشقتوں کا ایک طول طویل سلسلہ ہے! تاہم یہ سارا معاملہ کچھ ایسی خواہشوں اور جذبوں کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے کہ ہر عورت میں ماں بننے کی قدرتی طلب ہے اور ہر ماں پرورشِ اولاد کے لئے مجنونانہ خود فراموشی رکھتی ہے۔ وہ زندگی کا سب سے بڑا دکھ سہے گی اور پھر اسی دکھ میں زندگی کی سب سے بڑی مسرت محسوس کرے گی۔ وہ جب اپنی معیشت کی ساری راحتیں قربان کر دیتی ہے اور اپنی رگوں کے خون کا ایک ایک قطرہ دودھ بنا کر پلا دیتی ہے تو اس کے دل کا ایک ایک ریشہ زندگی کے سب سے بڑے احساسِ مسرت سے معمور ہو جاتا ہے!

پھر کاروبارِ فطرت کے یہ تصرفات دیکھو کہ کس طرح نوع انسانی کے منتشر افراد اجتماعی زندگی کے بندھنوں سے باہم دگر مربوط کردیئے گئے ہیں اور کس طرح صلہ رحمی کے رشتہ نے ہر فرد کو سینکڑوں ہزاروں افراد کے ساتھ جوڑ رکھا ہے!

فرض کرو! زندگی و معیشت ان تمام موثرات سے خالی ہوتی' لیکن قرآن کہتا ہے کہ خالی نہیں ہوسکتی تھی' اس لئے کہ فطرت کائنات میں رحمت کارفرما ہے اور رحمت کا مقتضیٰ یہی تھا کہ معیشت کی مشقتوں کو خوش گوار بنادے اور زندگی کے لئے تسکین وراحت کا سامان پیدا کردے۔ یہ رحمت کی کرشمہ سازیاں ہیں جنہوں نے رنج میں راحت' الم میں لذت اور سختیوں میں دل پذیری کی کیفیت پیدا کردی ہے۔

......☆......

جامعیت پیغمبرؐ

اسلام کا داعی مسیحیت کے مقدس پہاڑی واعظ کی طرح صرف ایک اخلاقی معلم ہی نہ تھا اور نہ ہی دنیا کے فاتح حکمرانوں کی طرح محض ایک جہانگیر اور عالم ستان شہنشاہ تھا۔ اسلام نے دین کو دنیا سے اور شریعت کو حکومت و جہانبانی سے الگ نہیں رکھا۔ وہ یہ سکھلانے آیا تھا کہ دین و دنیا دو نہیں ایک ہی چیز ہیں اور شریعت سے حکومت و سلطنت الگ نہیں۔ بلکہ سچی حکومت اور خدا کی مرضی کے مطابق سلطنت وہی ہے جس کو شریعت نے خود پیدا کیا ہو۔ پس اسلام کے داعی کا وجود ایک ہی وقت میں ان تمام حیثیتوں اور منصوبوں کا جامع تھا جو ہمیشہ دنیا کی صدہا مختلف شخصیتوں کے اندر منقسم رہی ہے۔ وہ اللہ کا پیغمبر تھا۔ شریعت کا مقنن تھا' امت کا بانی تھا' ملکوں کا حاکم اور سلطنت کا مالک تھا۔ وہ اگر پتوں اور چھال سے پٹی ہوئی مسجد کے منبر پر وحی الٰہی کا ترجمان اور انسانی سعادت و ہدایت کا واعظ تھا تو اسی کے صحن میں یمن کا خراج تقسیم کرنے والا اور فوجوں کو میدان جنگ میں بھیجنے کے لیے سپہ سالار لشکر بھی تھا۔ وہ ایک ہی وقت اور ایک ہی زندگی میں گھروں کا نظام معاشرت درست کرتا' نکاح و طلاق کے قوانین نافذ کرتا' ساتھ ہی بدر کے کنارے دشمنوں کا حملہ بھی روکتا اور مکہ کی گھاٹیوں میں سے ایک فاتح حکمران کی طرح نمایاں بھی ہوتا تھا۔ غرضیکہ اس کی ایک شخصیت کے اندر مختلف حیثیتیں اور مناصب جمع تھے۔ اسلام کا نظام دینی یہی تھا کہ یہ ساری قوتیں ایک ہی فرد میں جمع

رہیں...... جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو خلفاء راشدین کی خلافت خاصہ اسی اجتماع قوی و مناصب پر قائم ہوئی اور اس لیے اس کو منہاج نبوت سے تعبیر کیا گیا یعنی یہ نیابت ٹھیک ٹھیک ہر لحاظ اور ہر پہلو سے شخص جامع نبوت کی سچی قائمقامی اپنے اندر رکھتی تھی۔

اطاعت امیر اور اس کا دائرۂ کار

قرآن نے اس قانونِ شریعت کا اعلان کیا ہے کہ خلیفہ و امام کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کا وجود نظام جماعت کے مرکزی اقتدار کا مالک کیوں کہ کسی جماعت کی جماعتی زندگی بغیر کسی مرکزی قوت کے ناممکن ہے...... تم پانچ آدمیوں کی بھی کوئی مجلس منعقد کرتے ہو تو سب سے پہلے ایک پریذیڈنٹ کا انتخاب کرتے ہو کہ جب تک کسی کو صدر نہ مان لیں گے، پانچ آدمیوں کی مجلس بھی کوئی صحیح کام نہ کر سکے گی......۔

فوج ترتیب دیتے ہوئے تو دس آدمیوں کو بھی بغیر ایک افسر کی نہیں چھوڑتے اور اس کی اطاعت ماتحتوں کے لیے فرض سمجھتے ہو اور یقین کرتے ہو کہ بغیر اس کے فوج کا نظام باقی نہیں رہ سکتا...... پانچ دس آدمی بھی اگر بغیر امیر کے کام نہیں کر سکتے تو قومیں کیوں کر بلا امیر اپنے فرائض انجام دے سکتی ہیں۔ اس سے بھی سادہ تر مثال یہ ہے کہ اپنے اپنے گھروں اور خاندانوں کو دیکھو، خود تمہارا گھر بھی ایک چھوٹی سی آبادی ہے۔ اگر بیوی تمہارا حکم نہ مانے تو تم کیوں بگڑتے ہو۔ اگر گھر کے لوگ تمہارے کہنے پر نہ چلیں تو تم کیوں لڑتے ہو۔ تم کہتے ہو کہ فلاں گھر میں امن و نظام نہیں، روزانہ خانہ جنگی ہوتی رہتی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے......؟ نہ صرف اس لیے کہ کوئی جماعت امن و نظم پا نہیں سکتی جب تک کہ اس کا کوئی امیر نہ ہو۔ گھر اور خاندان بھی ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ تم گھر کے بڑے ہو یعنی امیر، پس گھر کی عافیت اور انتظام و کامیابی اس پر موقوف ہے کہ سب تمہاری سنیں اور تمہارے کہنے پر چلیں تو پھر اسلام بھی یہی کہتا ہے کہ اقوام عالم کا نظم و ضبط اس وقت تک ہو نہیں سکتا جب تک کہ ایک امیر و صدر خلیفہ و حاکم مرکزی نہ ہو اور اس کی اطاعت نہ کی جائے۔

جغرافیائی مرکزیت

کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کا کوئی ارضی مرکز نہ ہو...... کوئی تعلیم باقی نہیں رہ

سکتی جب تک اس کی ایک قائم و جاری درس گاہ نہ ہو...... کوئی دریا جاری نہیں رہ سکتا جب تک ایک محفوظ سرچشمہ سے اس کا لگاؤ نہ ہو۔

نظام شمسی کا ہر ستارہ، روشنی اور حرارت صرف اپنے مرکز شمسی ہی سے حاصل کرتا ہے اسی کی بالاتر جاذبیت ہے جس نے یہ پورا معلق کارخانہ سنبھال رکھا ہے...... یہی قانون الٰہی ہے جس پر اس کی شریعت کے تمام جماعتی احکام مبنی ہیں۔ پس جس طرح اسلام نے امت کے بقاء اور حق و ہدایت کے لیے ہر طرح کے مرکز قرار دیئے ضرور تھا کہ ایک ارضی مرکز بھی قیامت تک کے لیے قرار دے دیا جائے...... اسلام نے اس غرض سے سرزمینِ حجاز کو منتخب فرمایا۔ یہی نافِ زمین کی آخری اور دائمی ہدایت و سعادت کے لئے مرکزی سرچشمہ اور روحانی درسگاہ قرار پائی اور چونکہ سرزمینِ حجاز جزیرہ عرب میں واقع تھی، وہی اسلام کا اولین وطن رہی۔ اس کا سب سے پہلا یہی سرچشمہ تھا اس لیے ضرور تھا کہ اسلامی مرکز کے قریبی گردو پیش کا بھی وہی حکم ہوتا جو اصل مرکز کا تھا۔ لہٰذا یہ تمام سرزمین بھی جو حجاز کی وادی غیر ذی زرع کو گھیرے ہوئے ہے اس حکم میں داخل ہوگئی۔

ذالک تقدیر العزیز العلیم . (۳۶:۳۸)

مرکزی ارض سے مقصود یہ ہے کہ اسلام کی دعوت ایک عالمگیر اور دنیا کی بین الملی دعوت تھی۔ وہ کسی خاص ملک اور قوم میں محدود نہ تھی۔ مسلمانوں کی قومیت کے اجزاء تمام کرہ ارض میں بکھر جانے اور پھیل جانے والے تھے۔ پس ان بکھرے ہوئے اجزاء کو ایک دائمی متحدہ قومیت کی ترکیب میں قائم رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ کوئی ایک مقام ایسا مخصوص کر دیا جاتا جو ان تمام متفرق و منتشر اجزاء کے لیے اتحاد و انضمام کا مرکزی نقطہ ہوتا۔ سارے بکھرے ہوئے اجزاء وہاں پہنچ کر سمٹ جاتے۔ تمام پھیلی ہوئی شاخیں وہاں اکٹھی ہو کر جڑ جاتیں۔ ہر شاخ کو اس جڑ سے زندگی ملتی، ہر نہر اس سرچشمہ سے سیراب ہوتی، ہر ستارہ اس سورج سے روشنی اور گرمی لیتا، ہر دوری اس سے قرب پاتی، ہر فصل کو اس سے مواصلات ملتی اور ہر انتشار کو اس سے اتحاد و یگانگی حاصل ہوتی۔ تاکہ وہی مقام تمام امت کی تعلیم و ہدایت کے لیے ایک وسطی درس گاہ کا کام دیتا۔ وہی تمام کرہ ارض کی پھیلی ہوئی کثرت کے لئے نقطۂ وحدت ہوتا۔ ساری دنیا ٹھنڈی پڑ جاتی پر اس کی تنویر کبھی نہ بجھتی۔ ساری دنیا تاریک ہو جاتی مگر اس کی روشنی گل نہ ہوتی۔ اگر تمام دنیا اولادِ آدم کے باہمی جنگ و جدال اور فتنہ و

فساد سے خونریزی کا دوزخ بن جاتی' پھر بھی ایک گوشۂ قدس ایسا رہتا جو ہمیشہ امن وصحت کا بہشت ہوتا اور انسانی فتنہ وفساد کی پرچھائیں بھی وہاں نہ پڑسکتیں۔

اس کا ایک ایک چپہ مقدس ہوتا' اس کا ایک ایک کونہ خدا کے نام پر محترم ہوتا۔ اس کا ایک ایک ذرہ اس کے جلال وقدوسیت کی جلوہ گاہ ہوتا۔ خونریز اور سرکش انسان ہر مقام کو اپنے ظلم وفساد کی نجاست سے آلودہ کرسکتا' پر اس کی فضاء مقدس ہمیشہ پاک ومحفوظ رہتی اور جب زمین کے ہر گوشے میں انسانی سرکشی اپنی مجرمانہ خداوندی کا اعلان کرتی تو وہاں خدا کی سچی عبادت کا تخت عظمت وجلال بچھ جاتا اور اس کا ظل عاطفت تمام بندگانِ حق کو اپنی طرف کھینچ بلاتا...... دنیا پر کفر وشرک کے جماؤ اور اٹھان کا کیسا ہی سخت اور برا وقت آجاتا مگر سچی توحید اور بے جیل خداپرستی کا وہ ایک ایسا گھر ہوتا جہاں خدا اور اس کی صداقت کے سوا نہ کسی خیال کی پہنچ ہوتی نہ کسی صدا کی گونج اٹھ سکتی۔ وہ انسان کی پھیلی نسل کے لیے ایک مشترک اور عالمگیر گھر ہوتا۔ کٹ کٹ کر قومیں وہاں جڑتیں اور بکھر بکھر کے نسلیں وہاں سمٹتیں' پرند جس طرح اپنے آشیانوں کی طرف اڑتے ہیں اور پروانوں کو تم نے دیکھا کہ روشنی کی طرف دوڑتے ہیں' ٹھیک اسی طرح انسانوں کے گروہ اور قوموں کے قافلے اس کی طرف دوڑتے اور زمین کی خشکی وتری کی وہ ساری راہیں جو اس تک پہنچ سکتیں وہ ہمیشہ مسافروں اور قافلوں سے بھری رہتیں۔

دنیا بھر کے زخمی دل وہاں پہنچتے اور شفا اور تندرستی کا مرہم پاتے۔ بے قرار ومضطرب روحوں کے لئے اس کے آغوشِ کرم میں آرام وسکون کی ٹھنڈک ہوتی۔ گناہوں کی کثافتوں سے آلودہ جسم وہاں لائے جاتے اور محرومی اور نامرادی کی مایوسیوں سے گھائل دل چیختے اور تڑپتے ہوئے اس کی جانب دوڑتے' تو اس کی پاک ہوا امید ومراد کی عطر بیزی سے مشک بار ہوجاتی۔ اس کے پہاڑوں کی چوٹیاں خدا کی محبت وبخشش کے بادلوں میں چھپ جاتیں اور اس کی مقدس فضا میں رحمت کے فرشتے غول درغول اتر کر اپنی معصوم مسکراہٹ اور اپنے پاک نغموں کے ساتھ مغفرت اور قبولیت کی بشارتیں بانٹتے۔

شاخوں کی شادابی جڑ پر موقوف ہے۔ درختوں کی اگر جڑ سلامت ہے تو شاخوں اور پتوں کے مرجھا جانے سے باغ اجڑ نہیں سکتا۔ دس ٹہنیاں کاٹ دی جائیں گی تو بیس نئی نکل آئیں گی۔ اس

طرح قوم کا مرکز ارضی اگر محفوظ ہے تو اس کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں کی بربادی سے قوم نہیں مٹ سکتی۔ سارے ٹکڑے مٹ جائیں' اگر مرکز باقی ہے تو پھر نئی نئی شاخیں بھی پھوٹیں گی اور نئی نئی زندگیاں بھی ابھریں گی۔ پھر جس طرح مسلمانوں کے مجموعی دائرہ کے لیے خلیفہ وامام کے وجود کو مرکز ٹھہرایا گیا' اسی طرح ان کی ارضی وسعت وانتشار کے لیے عبادت کدہ ابراہیمی کا کعبۃ اللہ اس کی سرزمین حجاز اور اس کا ملک جزیرہ عرب' دائمی مرکز قرار پایا۔

......☆......

فکری وحدت اور فکری مرکزیت

قرآن کہتا ہے اقتدار اعلیٰ وقوتِ حاکمہ صرف خدا کے لیے مانی جائے۔ اس کے سوا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے سامنے سرِ نیاز خم کیا جائے اور اپنی پیشانیوں کو جھکایا جائے۔ وہی وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ صرف وہ ایک ہی اس لائق ہے کہ اس کے لیے قوتِ حاکمہ اور اقتدارِ اعلیٰ مانا جائے۔ وہی ایک صرف اس قابل ہے کہ بنی نوعِ انسان کے دلوں پر حکومت کرے۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ جبینِ نیاز اور سرِ عجز اس کے سامنے خم کیا جائے۔ دل و دماغ میں صرف اس کا خوف سمائے۔ امیدیں اسی سے وابستہ کی جائیں۔ حاکم و بادشاہ' شہنشاہ' واضع قانون' شارع اور قانون ساز صرف اس کو مانا جائے۔ ماننے کے لائق اور تسلیم کے قابل صرف اس کا قانون ہو سکتا ہے...... صرف اس کے لیے جانی و مالی قربانی کی جائے...... ایثار و فداکاری کے لائق صرف وہی ہے...... وہی ہے جس سے محبت کی جائے اور دل لگایا جائے...... اسی سے ڈرایا جائے...... اس کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔ کوئی ماویٰ و ملجا نہیں...... اس کے سوا کوئی نہیں جو نفع پہنچا سکے یا ضرر دے سکے...... وہ جس کو ضرر دینا چاہے تو کوئی طاقت اس کو روکنے والی نہیں...... اگر وہ کسی کو نفع پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے ہاتھ روک نہیں سکتا...... وہی اللہ ہے۔ وہی معبود' وہی رب' وہی حاکم' **الا لہ الحکم والامر** ' خبردار اس کے لیے حکومت ہے اور اسی کا امر قابل قبول ہے' کوئی نہیں جس کا حکم مانا جائے' کوئی نہیں جس کا امر تسلیم کیا جائے' انسان کے ظاہر و باطن پر صرف اسی کی حکمرانی ہے...... وہ کہتا ہے'' جب تم دیکھتے ہو کہ تمہارے وجود کے اندر اور باہر عالم تکوین میں صرف اسی کی حکمرانی ہے تو پھر تمہارے قلوب' اعمال' افعال اور کاروبارِ زندگی میں اسی کی حکمرانی کیوں نہ ہو''...... وہ کہتا ہے' دنیا

مختلف قسم کے الٰہ ومعبود بنالیتی ہے۔ کہیں انسانی استبداد واستبعاد کے وہ مہیب بت ہیں، جنھوں نے اپنی غلامی کی زنجیروں سے خدا کے بندوں کو جکڑ رکھا ہے اور ان کی قوت شیطانی کے مظاہر کبھی حکومتوں کے جبر وتسلط کی صورت میں، کبھی دولت و مال میں، کبھی عزت و جاہ کے غرور میں، کبھی جماعتوں کی رہنمائی وحکمرانی کے ادعاء میں، کبھی علم وفضل اور کبھی زہد وتقویٰ کے گھمنڈ میں غرض مختلف شکلوں میں اور مختلف ناموں سے اللہ کے بندوں کو اللہ سے چھیننا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کہیں چاندی اور سونے کے ڈھیروں کے بت، کہیں قیمتی کپڑوں، موٹروں اور ہوٹلوں اور کوٹھیوں کے بت، اس میں لیڈروں وحکام کے بت ہیں اور کہیں پیروں، مولویوں، پیشواؤں اور رہنماؤں کے بت ہیں تو کہیں خواہشاتِ نفسانی کے بت ہیں۔ رسولِ عربیؐ کے وقت میں تو تین سو ساٹھ بت تھے جن سے بیت خلیل کی دیواریں چھپ گئی تھیں لیکن آج ان کی امت میں تو ہر چمکیلی ہستی لات اور منات کی قائم مقام ہے اور ہر حاکم، ہر رئیس اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے ہر خوش لباس لیڈر ایک بت کا حکم رکھتا ہے۔ پوری ملت موحد انہی کی پوجا و پرستش میں مشغول ہے۔ پس قرآن کہتا ہے یہ سب کچھ جو تم کر رہے ہو شرک ہے اور کفر ہے۔ یہ اس کی صفات میں ساجھی ٹھہرانا ہے اور اس کی حاکمیت میں غیروں کو سہیم وحصہ دار بنانا ہے جس کا مٹانا قرآن کا اولین فرض ہے۔

کیا دنیا بھول گئی کہ مسلمان نے اپنے رسول ﷺ اور خلفائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ناموں سے پکارا اور اپنے خلفاء کو بات چیت پر ٹوکا۔ ان پر سخت اعتراض کیے۔ ان کو خطبہ دیتے ہوئے روک دیا اور اس وقت تک خطبہ نہیں دینے دیا جب تک خلیفہ اپنی صفائی نہیں پیش کر چکے۔ اپنے خلفاء کو تلوار کی دھار، نیزہ کی اَنی اور تیر کے پھل سے درست کرنے کی دھمکی دی اور خلفا نے ان باتوں پر بجائے ناراض ہونے کے فخر کیا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیا کہ الحمد للہ ایسے حق گو امت میں موجود ہیں لیکن اس کے مقابلے میں آج بادشاہوں اور ریاستوں کو چھوڑ کر صرف اپنی قوم کے ان لوگوں کو دیکھو جن کے پاس جائیداد کا کوئی حصہ یا چاندی سونے کا کچھ حصہ جمع ہو گیا ہو۔ ان میں بہت سے لوگ دولت کو تمام فضیلتوں کا منبع قرار دیتے ہیں اور .... اس لیے لیڈر ہیں۔ پیشوائی کے مدعی ہیں۔ ان میں بہت سے فراعنہ اور نمارده تم کو ایسے ملیں گے جن کا نام اگر ان خطابوں سے الگ کر کے زبان سے نکالا جائے جو ان کے شیطانی خبث وغرور نے گھڑ

لیے ہیں یا حکومت کی خوشامد وغلامی کا اصطباغ لے کر حاصل کیے ہیں تو ان کے چہرے مارے غضب کے درندوں کی طرح خونخوار ہو جاتے ہیں اور چار پایوں کی طرح ہیجان وغصہ اور غلاظت کو روک نہیں سکتے۔ اس بدترین نسل فراعنہ سے کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ کیا نمرودیت وفرعونیت وشیطانیت ہے۔ کیا ہے جس نے ان کے نفسوں کو مغرور کر دیا ہے اور وہ کونسا ورثہ عظمت وجلال ہے جو تکبر اور غرور کی طرح ان کو اپنے مورث اعلیٰ فرعون اور نمرود سے ملا ہے۔ اگر دولت کا گھمنڈ ہے تو مجھے اس میں شک ہے کہ ان کے پاس جہل کی طرح دولت بھی کثیر ہے اور اگر ان پرستاروں اور مصاحبوں کا انہیں غرور ہے جو غلامی اور دولت پرستی کے کیڑے ہیں تو میں یہ باور کرنے کے لیے کوئی وجہ نہیں پاتا کہ دنیا کے مغرور و مستبد بادشاہوں سے بھی بڑھ کر اپنے پرستاروں اور غلامی کا حلقہ ارد گرد دیکھتے ہیں۔ بہر حال کچھ بھی ہو مگر میری آواز کا ہر سامع آج انہیں ان کو قوت کی ناکامی کا پیام پہنچا دے۔ اب ان کی تباہی و بربادی کا آخری وقت آ گیا۔ وہ دنیا جس نے بحر احمر میں فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق ہوتے دیکھا تھا اور اس طرح کے ان گنت تماشے ہزاروں بار دیکھ چکی ہے، وقت آ گیا ہے کہ ہندوستان کے اندر بحر حریت وصداقت میں جس کی موجیں نہ صرف نام ہی کو نہیں بلکہ حقیقت میں بھی احمر ہوں گی، ان مغرور لیڈروں کے غرق ہونے کا تماشہ دیکھ لے گی۔ وہ وقت دور نہیں جبکہ ان کے اور ان کے مصاحبوں کے لیے آتش کدے تیار ہوں گے اور ان کے خاکستر کو تند وتیز ہوا کے جھونکوں میں اڑتے ہوئے دیکھے گی۔

آج ارض وسماء، بحر و بر، فضائے آسمانی اور خلاء سلطانی میں ان کی ہلاکت و بربادی کی آندھیاں چل رہی ہیں اور مرد مومن کی چشم بصیرت کو یہ تمام تماشۂ انقلاب امم واستبدال دول واقوم کا نظر آ رہا ہے۔ اس کی آنکھیں وہ سب کچھ دیکھ رہی ہیں کہ جو ان کی بربادی وتباہی کا سامان ہو رہا ہے۔ آج کی رفتار، دریا کی روانی، لیل ونہار کی گردش، اقوام وملل کے تغیرات اور گردشِ زمانہ کی حرکت افراد واشخاص کے نفسیاتی تمول، اذہان وقلوب کے میلانات، طبائع انسانی کے رجحانات یہ سب بتا رہے ہیں کہ نمارد و فراعنہ دورِ حاضر کی ہلاکت وفلاکت، تباہی و بربادی، خسروان ومغفوریت کا وقت بالکل قریب آ چکا ہے۔ وہ وقت دور نہیں جبکہ ان کی دولت ومال اور عز وجاہ کے جنازے نکلیں گے اور یہ صفحۂ ہستی سے یوں مٹائے جائیں گے کہ تاریخ عالم میں ان کے افسانے رہ جائیں گے، اور نام و

نشان باقی نہ رہیں گے۔ان کی اس تباہی و بربادی پر کوئی نوحہ و ماتم کرنے والا نہ ہوگا۔نہ زمین ان پر ترس کھائے گی اور نہ ہی آسمان روئے گا۔

مومن و مسلم ہستی وہ ہے جو صرف ایک ہی کی محکوم ہے اس کے گلے میں محکومی کی ایک بوجھل زنجیر ضرور ہے پر مختلف سمتوں میں کھینچنے والی بہت سی ہلکی زنجیریں نہیں ہیں...... وہ ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے کیونکہ اس کے ایک ہی حاکم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے......وہ دوستوں سے محبت رکھتا ہے کیونکہ اسے رفیقوں اور ساتھیوں کے ساتھ سچے برتاؤ کی تلقین کی گئی ہے......وہ اپنے سے ہر بزرگ اور بڑے کا ادب ملحوظ رکھتا ہے کیونکہ اس کے ادب آموز حقیقی نے ایسے ہی بتایا ہے۔وہ پادشاہوں اور حاکموں کا حکم بھی مانتا ہے کیوں کہ حاکموں کے ماننے سے اسے نہیں روکا گیا ہے جو اس کے حاکم حقیقی کے حکم کے خلاف نہ ہو......وہ دنیا کے ایسے پادشاہوں کی اطاعت کرتا ہے جو اس کی آسمانی پادشاہت کی اطاعت کرتے ہیں کیونکہ اسے تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ہی ایسا کرے لیکن یہ سب کچھ جو وہ کرتا ہے تو اس لیے نہیں کرتا کہ سب کے لئے کوئی حکم ماننا اور ان کو جھکنے کی جگہ سمجھتا ہے بلکہ صرف اس لیے کہ اطاعت ایک ہی کے لیے ہے اور حکم صرف ایک ہی کا ہے۔جب اس ایک ہی حکم دینے والے نے ان سب باتوں کا حکم دے دیا تو ضرور ہے کہ خدا کے لیے ان سب بندوں کو بھی مانا جائے اور اللہ کی اطاعت کی خاطر وہ اس کے بندوں کا بھی مطیع ہو جائے۔

......☆......

کارساز قدرت کی بھی کیا کرشمہ سازیاں ہیں۔ کچھ خاک امید کی لی اور کچھ خاکستر حسرت کی دونوں کی آمیزش سے ایک پتلا بنایا اور انسان نام رکھ کر اس ہنگامہ زار ارضی میں بھیج دیا۔وہ کبھی امید کی روشنی سے شگفتہ ہوتا ہے کبھی ناامیدی کی تاریکی سے گھبرا جاتا ہے۔کبھی ولولوں کی بہار میں زمزمہ ساز نغمہ انبساط ہوتا ہے اور کبھی حسرت و افسوس کی خزاں میں امیدوں کے پژمردہ پتوں کو گنتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی ڈرتا ہے۔کبھی رقص نشاط اور کبھی سینہ ماتم ایک ہاتھ سے جمع کرتا ہے اور دوسرے سے کھوتا ہے۔

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی
عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا

پس اے ساکنانِ غفلت آباد ہستی! وائے رہروانِ سفر مدہوشی و فراموشی! مجھے بتلاؤ کہ تمہاری ہستی کی حقیقت اگر یہ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟ اور اے نیرنگ آرائی تماشہ گاہ عالم کیا یہ ہنگامہ حیات، یہ شورش زندگی، یہ رستخیز کشاکش ہستی تو نے صرف اتنے ہی کے لئے بنائی ہے۔

کمند کوتہ و بازوئے ست و بام بلند
ہمن حوالہ و نومیدیم گنہ گیر ند

ربنا ما خلقت هذا باطلا.

☆

موسم بہار زندگی و شگفتگی کا موسم ہوتا ہے اور انسان کے اندر رگوں میں دوڑنے والے خون سے لے کر درختوں کی شاخوں اور ٹہنیوں تک ہر چیز میں جوش حیات اور ولولہ انبساط پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی حال ان قوموں کا ہوتا ہے وہ جب اپنے دور امید سے گزرتی ہیں، تمام دنیا ان کے لئے ایک بہشت امید بن جاتی ہے اور اس کی ہر آواز ان کے کانوں کے لئے ایک ترانہ امید کا کام دیتی ہے۔ وہ اپنے اندر دیکھتے ہیں تو دل کا ہر کونہ امیدوں اور ولولوں کا آشیانہ نظر آتا ہے اور باہر نظر ڈالتے ہیں تو دنیا کا کوئی حصہ عروس امید کی مسکراہٹ سے خالی نہیں ہوتا۔ اس طلسم زار ہست و نیست میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ خوشی کا۔ زندگی کی تمام کامیابیاں اور مسرتیں دراصل دل کی عشرت کامیوں سے ہیں۔ جب تک آپ کے دل کے طاق مخفی میں امید کا چراغ روشن ہے، اس وقت تک دنیا بھی عیش و مسرت کی روشنی سے خالی نہیں۔ لیکن اگر بادِ صرصرو نامرادی کا کوئی جھونکا وہاں تک پہنچ گیا تو پھر خواہ آفتاب نصف النہار پر درخشاں کیوں نہ ہو مگر یقین کیجئے کہ دنیا کا یہ تمام نظام منور آپ کے لیے ظلمت سرائے تاریک ہے۔

یہ وہ خوش نصیب قومیں ہیں کہ ان کے دل کے اندر امید کا چراغ روشن ہوتا ہے۔ یہ جہاں جاتے ہیں، اقبال و کامرانی کی روشنی استقبال کرتی ہے چونکہ ان کے دل کے اندر سلطان امید فتح یاب ہوتا ہے، اس لیے زمین کے اوپر بھی نامرادی و ناکامی کی صفوں پر فتح یاب ہوتے ہیں۔ جس ہاتھ میں امید کا علم ہو تو پھر دنیا کی کوئی قوت اس ہاتھ کو زیر نہیں کر سکتی۔ ان کی امید، حسرت و آرزو نہیں ہوتی جو محض ناکامی و نامرادی کے ماتم کے لئے ہے۔ بلکہ کامیابیوں کا ایک پیغام دعوت ہے جو دل میں امید بن کر اور دل کے باہر عیش و مراد کی کامرانی و فیروز مندی کی نوید بن کر جلوہ آرا ہوتی ہے۔ لیکن اس سطح

ارضی کے اوپر جو امید کی کام بخشیوں سے خوش نصیب قوموں کے لیے عیش مراد کا ایک چمن زار نشاط ہے، وہ بدنصیب قومیں بستی ہیں جن کے دامن حیات میں امید و یاس کی بخشش کے وقت امید کے پھولوں کی جگہ صرف ناامیدی کے کانٹے ہی آتے ہیں جو خزاں کے افسردہ کن موسم کی طرح دنیا میں صرف اس لیے زندہ رہتے ہیں کہ بہار گزشتہ پر ماتم کریں اور خزاں کے جھونکوں سے اپنے درخت امید کی پت جھڑ دیکھ دیکھ کر آنسو بہائیں، وہ دنیا جو اوروں کے لیے اپنی ہر صدا میں پیغام امید رکھتی ہو ان کے لیے یکسر ماتم کدہ یاس بن جاتی ہے۔ دل جب مایوس ہو تو دنیا کی ہر چیز میں مایوسی ہے۔ ان کے دلوں میں امید کا چراغ بجھ جاتا ہے تو دل کے باہر بھی کہیں روشنی نظر نہیں آتی۔ دنیا کے وہ وسیع صحرا جن پر قدرت نے طرح طرح کی نباتاتی نعمتوں کا دسترخوان چن دیا ہے، وہ خوش نما اور عظیم الشان آبادیاں جن کو انسانی اجتماع اور مدنی نعمتوں نے زمین کے عیش ونشاط کا بہشت بنا دیا ہے، وہ عظیم الشان اور بے کنار سمندر جن پر حکمرانی کی طاقت حاصل کرنے کے بعد پھر خشکی کے ٹکڑوں پر حکمرانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ غرضیکہ اس زمین اور زمین پر نظر آنے والی تمام چیزیں ان سے اس طرح منہ پھیر لیتی ہیں گویا وہ اس زمین کے فرزند ہی نہیں ہیں بلکہ بڑی بڑی آبادیاں قوموں اور جماعتوں کی فاتحانہ امنگوں کا جولانگاہ ہوتی ہے تو ان بدنصیبوں کے لیے صحراؤں کے بھٹ اور پہاڑوں کے غاروں میں بھی کوئی گوشہ عافیت نہیں ہوتا۔

صحراؤں کی فضائیت، ہوا کی سنسناہٹ اور دریاؤں کی صدائے روانی اوروں کے لیے پیام امید ہوتی ہے۔ مگر ان کے کانوں میں ان سب سے نامرادی وفنا کی صدائیں اٹھ اٹھ کر طعنہ زن ہوتی رہتی ہیں۔ دنیا میں اگر بہار و خزاں، امید یاس، شادی وغم، نغمہ ونوحہ، خندہ وگریہ اور فنا و بقا دو ہی چیزیں ہیں جن کی زمین کے بسنے والوں کو بخشش ہوئی ہے۔ تو مختصراً یوں سمجھ لیجئے کہ پہلی قوموں کو بہار وامید اور شادی ونشاط کا حصہ ملا ہے۔ اور دوسروں کو یکسر یاس وحزن نوحہ وماتم اور گریہ وفغاں کا۔

......☆......

حیات امید وموت قنوط

منجملہ اس حالت کے سب سے زیادہ خطرناک گمراہی انسان کی وہ مایوسی ہے جو مصائب وآلام کا ہجوم دیکھ کر اپنے دل میں پیدا کر لیتا ہے اور اس طرح خود اپنے ہاتھوں اپنے مستقبل کے لیے

نامرادی وناکامی کی بنیاد رکھ دیتا ہے۔

مایوسی سے بڑھ کر کوئی شے انسانیت کے لیے قاتل ومہلک نہیں اور دنیا کی تمام کامرانیاں صرف امید کے قیام پر موقوف ہیں۔ یہ امید ہی ہے جس نے زمینوں پر قبضہ کیا' پہاڑوں کے اندر سے راستہ پیدا کیا' سمندر کی قہاری کو مغلوب کیا ہے اور جب چاہا ہے اس میں اپنی سواری کے مرکب چلائے ہیں اور جب چاہا اس کے کناروں کو میلوں اور فرسخوں تک خشک کر دیا ہے۔ پھر امید ہی ہے جس نے مردہ قلوب کو زندہ کیا ہے بستر مرگ سے بیماروں کو اٹھایا ہے ڈوبتوں کو کناروں تک پہنچایا ہے۔ بچوں کو جوانی کی سی تیزی سے دوڑایا ہے اور بوڑھوں کو جوانوں سے زیادہ قوی وطاقتور بنا دیا ہے ۔ جب کہ قومیں جواب دے دیتی ہیں' جب کہ زمانہ منہ پھیر لیتا ہے' جب کہ زمین کے کسی گوشہ سے صدائے ہمت نہیں آتی اور جب کہ تمام اعضائے عمل جواب دے دیتے ہیں تو امید ہی فرشتہ ہوتا ہے جو مسکراتا ہوا آتا ہے' اپنے پروں کو کھولتا ہے اور اس کے سایہ میں لے کر قوت وطاقت' ہمت و مستعدی وچستی وچالاکی کی ایک روح تازہ دلوں میں پیدا کر دیتا ہے۔

دنیا کی کامیابی اعمال کا نتیجہ ہے اور اعمال کے لیے پہلی چیز امید ہے۔ جب تک انسان کے اندر امید قائم ہے' مصیبتوں اور ہلاکتوں کے عفریت بھی سامنے آ کھڑے ہوں تو بھی اس کو شکست نہیں دے سکتے۔

دنیا ایک میدانِ کارزار ہے اور جس چیز کو تم عمل کہتے ہو۔ دراصل یہ ایک حریفانہ کش مکش اور مقابلہ ہے۔ پس جس طرح جنگ میں رہنے والے سپاہیوں کو فتح وشکست سے چارہ نہیں وہ کبھی زخمی کرتے ہیں اور کبھی خود زخمی ہوتے ہیں۔ اسی طرح دنیا میں بھی جو مخلوق بستی ہے اسے کامیابی اور ناکامی اور فیروزمندی ونامرادی سے چارہ نہیں۔ کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ ہماری تلوار اور دشمن کی گردن ہو کیوں نہ ہم اپنے سر وسینے میں بھی زخم کے نشان پائیں۔ بستر پر آرام کرنے والوں کو رونا چاہئے کہ پاؤں میں کانٹا چبھ گیا۔ لیکن سپاہی کو زخموں پر زخم کھا کر بھی اف نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس کی جگہ تو بستر نہیں' بلکہ میدانِ جنگ ہے۔ شکست وزخم کا خوف ہے تو میدانِ جنگ میں قدم ہی نہ رکھو اور تلواروں سے بچنا چاہتے ہو تو تمہارے لیے بہترین جگہ پھولوں کی سیج ہے۔ چلو گے ٹھوکر کھاؤ گے اور لڑو گے تو زخم سے چارہ نہیں۔ پس اگر ٹھوکر لگی ہے تو آنکھیں کھولو اور بیٹھ کر رونے کی جگہ تیزی سے

چلو کیوں کہ جتنی دیر بیٹھ کر تم نے اپنا گھٹنا سہلایا' اتنی دیر میں قافلہ اور دور نکل گیا۔

پھر اگر دشمن کی کاٹ نے زخمی کیا ہے تو بھاگتے کیوں ہو۔ مایوسی خودکشی ہے اور امید زندگی' زیادہ چابک دستی سے پیکارِ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ جب تک دوسروں کو زخمی کرتے تھے زیادہ ہمت مطلوب نہ تھی لیکن زخم کھا کر تم نے معلوم کر لیا کہ دشمن توقع سے زیادہ قوی ہے اور اب پہلے سے زیادہ ہمت اور مستعدی مطلوب ہے۔

......☆......

''تذکرہ'' سے چند اقتباسات

ہمیشہ داعیانِ حق کا سب سے بڑا جرم شاہانِ ظلم و جور اور علمائے دجل و فساد کی نظروں میں یہی رہا ہے کہ دنیا ان کی طرف کیوں کھنچتی ہے؟ مگر افسوس کہ اس جرم سے وہ کسی طرح اپنے تئیں بری نہیں دکھلا سکتے۔ جس طرح بینائی رکھنے والا دیکھنے پر مجبور ہے کہ خود اپنی آنکھیں پھوڑ نہیں سکتا' اسی طرح علمائے حق اعلان و تذکیرِ حق میں ناچار ہیں کہ خدا کی دی ہوئی زبان کو کاٹ کر پھینک نہیں دے سکتے' اور بیانِ حق کا قدرتی خاصہ یہ ہے کہ دلوں میں گھر کرلے اور ہر طرف سے انسانوں کو اپنی جانب کھینچ لے۔ ایک داعیِ حق اور واصل باللہ اگر دنیا سے کہہ بھی دے کہ میرے پیچھے نہ آؤ' جب بھی وہ اسی کے پیچھے دوڑے گی کہ جذب و انجذاب کا قانونِ الٰہی باطل نہیں ہوسکتا۔ پھر اگر لوہا مقناطیس کی جانب کھنچتا ہے' تو اس میں مقناطیس کا کیا قصور؟ یہ جرم ہے تو خدا نہ کرے اس پاک جرم کے مجرموں سے کبھی اس کی زمین خالی ہو۔

نظامِ شمسی کی طرح نظامِ انسانی کے بھی مرکز و محور ہیں' مگر تم کو اُن کا حال نہیں معلوم! تم کو اجرامِ سماویہ کا مرکز معلوم کرنے میں جب ہزاروں برس لگ گئے' تو نہیں معلوم' عالمِ انسانیت کے نظام و مراکز کے کشف کے لیے کتنا زمانہ درکار ہوگا! تاہم یہ معلوم رہے کہ ہر عہد و دور میں خدا کے چند بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا وجود ستاروں کے مرکزِ شمسی کی طرح تمام انسانوں کا مرکزِ محبت اور کعبۂ انجذاب ہوتا ہے اور جس طرح نظامِ شمسی کا ہر متحرک ستارہ صرف اسی لیے ہے کہ کعبۂ شمس کا طواف کرے' اسی طرح انسانوں کے گروہ اور آبادیوں کے ہجوم بھی صرف اسی لیے ہوتے ہیں کہ اس مرکزِ انسانیت اور کعبۂ ہدایت کا طواف کریں۔ زمین والوں ہی پر موقوف نہیں' آسمانوں میں بھی

صرف انہی کے ناموں کی پکار ہوتی ہے۔ بخاری کی اس حدیث کو نہیں معلوم تم نے کیا سمجھا' حالانکہ وہ تو صرف اسی حقیقت کی طرف ایک اشارہ ہے کہ **اذا احب اللہ العبد قال لجبریل انی احب فلانا فاحبہ' فیحبہ جبریل** '(الخ) (تذکرہ)

☆

بدایونی لکھتے ہیں کہ اگر چہ ملا عبدالنبی صدر اور مخدوم الملک دونوں ایک ہی تنور کے سوختہ تھے اور صلحائے امت و اہل اللہ کی اذیت و مخالفت میں ہم رنگ و آہنگ' لیکن چونکہ دنیا کے عشق نے دونوں میں رقابت کا رشتہ قائم کر دیا تھا' اس لیے خود بھی ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہتے اور آپس کی ٹکریں برابر چلتی رہتیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان آپس کی ٹکروں ہی سے دونوں پاش پاش ہو گئے۔ **اذا تعارضاتسا قطا** کسی دوسرے ہاتھ کی ضرورت ہی نہ ہوئی۔ **یخربون بیوتھم بایدیھم** کا منظر نظروں میں پھر گیا۔ اور یہ اس گروہ کا اولین اور لاینفک خاصہ ہے۔ سانپ اور بچھو ایک سوراخ میں جمع ہو جائیں گے' لیکن علمائے دنیا پرست کبھی ایک جا اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ کتوں کا مجمع ویسے تو خاموش رہتا ہے لیکن ادھر قصائی نے ہڈی پھینکی اور اُدھر اُن کے پنجے تیز اور دانت زہر آلود ہو گئے۔ یہی حال ان سگانِ دنیا کا ہے۔ ساری باتوں میں متفق ہو جا سکتے ہیں لیکن دنیا کی ہڈی جہاں سڑ رہی ہو' وہاں پہنچ کر اپنے پنجوں اور دانتوں پر قابو نہیں رکھ سکتے۔ انکا سرمایۂ نازعلمِ حق نہیں ہے جو تفرقہ مٹاتا اور اتباعِ سبلِ متفرقہ کی جگہ ایک ہی صراطِ مستقیم پر چلاتا ہے۔ بلکہ یکسر علم جدل و خلاف ہے۔ نفس پرستی اُس کی کثافت کو خمیر دیتی' اور دنیا طلبی کی آگ اُس کی ناپاکی کے بخارات کو اور زیادہ تیز کرتی رہتی ہے۔ فساق و فجار خرابات میں بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کی تندرستی کا جامِ صحت پیتے ہیں' اور چور اور ڈاکو مل جُل کر رہزنی کرتے ہیں' مگر یہ گروہ خدا کی مسجد اور زہد و عبادت کے صومعہ و خانقاہ میں بیٹھ کر بھی متحد و یک دل نہیں ہو سکتا اور ہمیشہ ایک دوسرے کو درندوں کی طرح چیرتا پھاڑتا اور پنجہ مارتا رہتا ہے۔ میکدوں میں محبت کے ترانے اور پیار اور الفت کی باتیں سننے میں آجاتی ہیں' مگر عین محرابِ مسجد کے نیچے پیشوائی و امامت کے لیے ان میں سے ہر ہاتھ دوسرے کی گردن پر بڑھتا اور خونخواری کی ہر آنکھ دوسرے بھائی کے خون پر لگی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے احبارِ یہود سے فرمایا تھا ''تم نے داؤد کے گھر کو ڈاکوؤں کا بھٹ بنا دیا ہے'' ڈاکوؤں کے بھٹ کا حال تو نہیں

معلوم، لیکن ہم نے مسجدوں کے صحن میں بھیڑیوں کو ایک دوسرے پر غرّاتے اور خون آشام دانت مارتے دیکھا ہے۔ بدایونی لکھتے ہیں کہ مخدوم الملک نے جب ملّا عبدالنبی کو برسرِ عروج وصدارت دیکھا، تو ان کے رد میں ایک پوری کتاب لکھ ماری۔ اور ثابت کیا کہ ان کے پیچھے نماز ہی درست نہیں، تا بصدارت وشیخ الاسلامی چہ رسد؟ باپ نے عاق کر دیا ہے، اور مزید برآں یہ کہ بواسیر خونی کا عارضہ ہے! خیر، پہلی دلیل تو جیسی کچھ ہے ظاہر ہے لیکن دوسری دلیل بڑی ہی دلچسپ اور پر لطف رہی۔ یارانِ ظرافت پیشہ اس کو لے اُڑے اور خوب خوب ستم ظریفیاں کی گئیں۔ اسی طرح یہ دونوں ایک دوسرے پر حملہ کرتے رہتے، اور اسی میں دونوں کی چوریاں کھلتیں اور پردے فاش ہوتے گئے۔ (تذکرہ)

......☆......

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی تمام عمر میں اگر پاک سے پاک اور سچی سے سچی نماز پڑھی تھی، تو یقیناً وہ وہی ظہر کی نماز تھی۔ ان کی تمام عمر کی وہ نمازیں ایک طرف جو دجلہ کے پانی سے پاک کی گئیں تھیں، اور وہ چند گھڑیوں کی عبادت ایک طرف جس کو راہِ ثباتِ حق میں بہنے والے خون نے مقدس و مطہر کر دیا تھا! سبحان اللہ! جس کے عشق میں چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں پہن لی تھیں، جسؐ کی خاطر سارا جسم زخموں سے چور اور خون سے رنگین ہو رہا تھا، اسی کے آگے جبینِ نیاز جھکی ہوئی! اسی کے ذکر میں قلب ولسان لذت یابِ تسبیح وتحمید! اسی کے جلوۂ جمال میں چشمِ شوق وقفِ نظارہ ودید! اور اُسی کی یاد میں روحِ مضطر محو وسرشارِ عشق وخود فراموشی!

یوں عبادت ہو تو زاہد ہیں عبادت کے مزے

اور یہ جو امامِ موصوف نے افطار سے انکار کر دیا اور نماز کا وقت آیا تو بہ اول وقت و بجماعت ادا کرنے سے باز نہ آئے حالانکہ جسم زخموں سے چُور اور پیٹھ کا خون پاؤں تک بہہ رہا تھا، تو اب بتلاؤ کہ وہ تمہارا رخصت والا معاملہ کیا ہوا؟ کیا ایسی حالت میں رخصت نہ تھی۔ کہ روزہ کھول دیتے اور نماز کے لئے اس قدر توقف کر جاتے کہ زخموں پر مرہم تو لگا دیا جاتا؟ اور اگر تم اس عالم میں ہو کہ امن وفراغت اور طاقت وفرصت کی حالت میں بھی مصائب وخطرات سے بچنے کیلئے دعوت الی الحق کو ترک وملتوی اور عزم وثباتِ حق سے انحراف کیا جا سکتا ہے، اور تمہارے نزدیک مصلحت و

رخصت اسی میں ہے کہ بطلان وضلالت کے آگے سر جھکا دیا جائے' تو خدارا بتلاؤ کہ یہ عالم کونسا تھا! کبھی اِس عالم کی بھی کوئی خبر تم تک پہنچی ہے؟

یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہِ کیست؟

افسوس! حیلہ جوئی و بہانہ سازی کا نام تمہاری بولی میں رخصت ہے' اور ہمت کی موت اور ایمان کی جان کنی کو تمہاری بستی میں مصلحت بینی اور دانشمندی کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ تم کو اِس عالم کی کیا خبر؟ اقلیمِ عزائم اور ہمّت آبادِ عشق کے معاملات تمہارے وہم و گمان سے بھی بالاتر ہیں۔ تمہارے لیے یہی بہت ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے ایمان کی بچی بچائی اور بچی کھچی پونجی بچالے جاؤ اگرچہ اس کی بھی امید نہیں۔

تو اے گردِ توہّم! شوکتِ دریا چہ میدانی؟
اسیرِ عذرِ لنگی' وسعتِ صحرا چہ میدانی؟

(تذکرہ)

☆

بڑوں بڑوں کا عذر یہ ہوتا ہے کہ وقت ساتھ نہیں دیتا اور سروسامان واسباب کار فراہم نہیں۔ لیکن وقت کا عازم و فاتح اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر وقت ساتھ نہیں دیتا' تو میں اس کو ساتھ لوں گا' اگر سروسامان نہیں تو اپنے ہاتھوں سے تیار کرلوں گا۔ اگر زمین موافق نہیں تو آسمان کو اترنا چاہیے۔ اگر آدمی نہیں ملتے' تو فرشتوں کو ساتھ دینا چاہیے۔ اگر انسانوں کی زبانیں گونگی ہوگئی ہیں' تو پتھروں کو چیخنا چاہیے۔ اگر ساتھ چلنے والے نہیں' تو کیا مضائقہ! درختوں کو دوڑنا چاہیے۔ اگر دشمن بیشمار ہیں' تو آسمان کی بجلیوں کی بھی کوئی گنتی نہیں۔ اگر رکاوٹیں اور مشکلیں بہت ہیں' تو پہاڑوں اور طوفانوں کو کیا ہوگیا کہ راہ صاف نہیں کرتے؟ وہ زمانہ کا مخلوق نہیں ہوتا کہ زمانہ اس سے اپنی چاکرائی کرائے۔ وہ وقت کا خالق اور عہد کا پالنے والا ہوتا ہے' اور زمانے کے حکموں پر نہیں چلتا' بلکہ زمانہ آتا ہے' تا اُس کی جنبشِ لب کا انتظار کرے۔ وہ دنیا پر اس لیے نظر نہیں ڈالتا کہ کیا کیا ہے' جس سے دامن بھرلوں! وہ یہ دیکھنے کے لیے آتا ہے کہ کیا کیا نہیں ہے' جس کو پورا کردوں۔ اُس کا ملیۂ خمیر بخشش و نوال ہے' طلب وسوال نہیں۔ اُس کی نظریں طاق کی بلندی نہیں ناپتیں' ہمیشہ اپنے ہاتھ کی

رسائی اور قد کی بلندی دیکھتی رہتی ہیں۔ اُس کا فغانِ عجز و نا امیدی یہ نہیں ہوتا:

کمند کوتہ و بازوئے سست و بامِ بلند
بمن حوالہ و نومیدیم گنہ گیرند

ستاروں سے تمام فضائے سمائی بھری پڑی ہے' لیکن دُمدار ستارے ہمیشہ طلوع نہیں ہوتے' یہی حال اصحابِ عزائم کا بھی ہے۔ وہ کائناتِ ہستی کا ایک بالکل الگ گوشہ ہے اور وہاں کے احکام وقوانین کو دنیا کے اعمالِ عادیہ پر قیاس کرنا غلطی ہے۔ اُن کی قوتیں الٰہی' اُن کے وسائل غیر مختم' ان کی ترقیاں لازوال' اور اُن کے تمام طریقے غیر مختم ہوتے ہیں۔ اللہ کی حکمت وربوبیت اُن کو تمام خلق اللہ میں چُن لیتی اور بحکمِ واللہ یختص برحمتہ من یشاء اپنی رحمتوں اور ربوبیتوں کے عجائب وخوارق اُن کے لئے مخصوص کر دیتی ہے۔ پھر اُن کے معاملات میں نہ تو کسی دوسرے کا ساجھا ہوتا ہے' نہ کسی مدّعی کی وہاں تک رسائی۔

اولئک قوم لما دعوا اجیبوا' ولما اجیبوا احبوا' ولما احبوا اخلصوا' ولما اخلصوا استخلصوا' صدقت منهم الضمائر' فصفت منهم السرائر' وصاروا صفوة الله فی ارضه' ففاضت علیهم انواره' وامتلاءت قلوبهم من اسراره.

(''تذکرہ'' سے ماخوذ)

......☆......

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ

بلا تکلف مگر خیر خواہانہ عرض کرتا ہوں کہ روافض کی چیرہ دستیوں کے ردّعمل کے طور پر ہمارے بہت سے نوجوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کے نقائص وعیوب تلاش کرنے لگے ہیں' اور چونکہ علمی اشکالات تو ہر جگہ پیش آتے ہیں' اس لئے جس طرح روافض حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے بارے میں کچھ نہ کچھ تلاش کرتے رہتے ہیں' اسی طرح ہمارا یہ نوجوان طبقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ ڈھونڈتا رہتا ہے' اور چونکہ دل میں کدورت ونفرت کی گرہ بیٹھ گئی ہے' اس لئے انہیں ان اشکالات کے علمی جوابات سے بھی شفا نہیں ہوتی...... حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باتفاقِ اہلسنت خلیفۂ راشد ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بے شمار

فضائل بیان فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں خود حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے مدۃ العمر ان سے محبت و اکرام کا برتاؤ کیا ہے۔ گویا ہمارے جوشیلے نوجوان رفض کے ردّ عمل کے طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو نقائص چن چن کر جمع کرتے ہیں وہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لائق توجہ تھے، نہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی نظر میں، اور نہ اکابر اہلسنت کی نظر میں۔ اب ان اشکالات کے حل کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ان مزعومہ نقائص کا ایک ایک کر کے جواب دیا جائے۔ یہ طریقہ طویل بھی ہے اور شفا بخش بھی نہیں۔ کیونکہ فطری بات ہے کہ جس شخص سے نفرت و عداوت کی گرہ بیٹھ جائے اس کی طرف سے خواہ کتنی ہی صفائی پیش کی جائے، تکدر نہیں جاتا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اور اکابر اہلسنت رحمہم اللہ پر اعتماد کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا محبوب و مطاع سمجھا جائے، اور ان کے بارے میں جو اشکالات پیش آئیں انہیں اپنی فہم کا قصور سمجھا جائے، بلکہ ان اشکالات پر حتی الوسع توجہ ہی نہ کی جائے۔ اس ناکارہ کے نزدیک یہی آخر الذکر طریق پسندیدہ اور اسلم ہے۔ ان دونوں صورتوں کی مثال ایسی ہے کہ گھر کے صحن میں خس و خاشاک پڑے ہوں اور آدمی ان سے گھر کی صفائی کرنا چاہتا ہو تو ایک صورت تو یہ ہے کہ ایک ایک تنکے کو اٹھا کر باہر پھینکے۔ ظاہر ہے اس میں وقت بھی زیادہ صرف ہوگا مگر پوری صفائی پھر بھی نہیں ہوگی۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ جھاڑو لے کر تمام صحن کو صاف کر دے۔ اس میں وقت بھی زیادہ نہیں لگے گا اور صفائی بھی دیدہ زیب ہو جائے گی۔ پس میرے نزدیک مؤخر الذکر طریق ہی ایسی جھاڑو ہے جس سے شکوک و شبہات کے تمام خس و خاشاک سے سینۂ مومن کو پاک و صاف کیا جا سکتا ہے۔ یہ روایات جن کی بنیاد پر اشکالات کئے جا رہے ہیں ہمارے اکابر اہلسنت کی نظروں سے اوجھل نہیں تھیں۔ لیکن ان کے سینۂ بے کینہ میں حضرت علی یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی جانب سے کبھی میل نہیں آیا، اور نہ کسی نے ان بزرگوں پر زبان طعن کھولی، جی چاہتا ہے کہ ہم آپ بھی بس یہی طریق اپنائیں۔

اسی ضمن میں ایک اور ضروری گذارش کرنے کو بھی جی چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کو جو زمانہ ملا وہ احادیث طیبہ کی اصطلاح میں ''فتنہ کا دور'' کہلاتا ہے۔ اور ''فتنہ'' کی تعریف ہی یہ ہے کہ اس میں صورت حال مشتبہ ہو جاتی ہے اور کسی ایک جانب فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی اشکال پیش آیا۔ کچھ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' کچھ ان کے مقابل' کچھ غیر جانبدار' اپنے فہم و اجتہاد کے مطابق جس فریق نے جس پہلو کو راجح اور اقرب الی الصواب سمجھا اسے اختیار فرمایا اور ہر فریق عنداللہ ماجور ٹھہرا' کیونکہ ان میں سے ہر شخص عنداللہ اپنے اجتہاد پر عمل کرنے کا مکلّف تھا اور ہر ایک رضائے الٰہی میں کوشاں تھا۔ جب فتنہ کا یہ غبار بیٹھ گیا تو اکابر اہلسنت نے اس فتنہ کی تفصیلات میں غور و فکر اور کرید کرنے کو پسند نہیں فرمایا' بلکہ ایک مختصر سا فیصلہ محفوظ کر دیا کہ اس دور میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ راشد تھے اور وہ حق پر تھے۔ باقی حضرات اپنے اپنے اجتہاد کی بناء پر معذور و ماجور ہیں...... اب ہمارے نوجوان نئے سرے سے اس دور کی تفصیلات کو کھنگال کر ان اکابر کے بارے میں "بے لاگ فیصلے" فرمانے بیٹھے ہیں۔ خود ہی انصاف کیجئے کہ جن اکابر کے سر سے یہ سارے واقعات گزرے جب وہی اس میں چکرا گئے تھے' اور ان کو صورتحال کا تجزیہ کر کے فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا تو آج چودہ صدیوں کے بعد میں اور آپ کتابیں پڑھ پڑھ کر فیصلے کرنے بیٹھ جائیں تو کیا کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

(اختلاف امت اور صراط مستقیم۔ مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کے چند تقریری اقتباسات

شانِ محبوبِ خدا

میرا اور میرے علماء کا عقیدہ ہے کہ خدا ایک ترازو بنائے' ایک پلڑے میں میرے دلبر کو بٹھائے' ایک پلڑے میں سجاد' عُبّاد' زُھّاد' اقطاب' اخیار' ابدال' علماء' صلحاء' اتقیاء' اصفیاء' اولیاء' جن و ملک' حور و فلک' چودہ طبق' عرش و کرسی' لوح و قلم' جنت' کعبہ رکھ دے۔ ایک طرف محمد ﷺ کو بٹھا دے' ترازو کو اٹھا دے' دین پور کے علماء کا عقیدہ ہے کہ ساری کائنات کی شان کم ہے اور محمد ﷺ کی شان بلند ہے۔

آپ میرے پاس آئیں گے یا میں آؤں؟

ہمارا نبی گنبدِ خضریٰ میں ہے۔ میں نے آقا سے پوچھا آپ یہاں لاہور میں آ جائیں گے

فرمایا:

"اَلْمَدِیْنَةُ مُهَاجِرِیْ وَفِیْهَا مَضْجَعِیْ وَمِنْهَا مَبْعَثِیْ"

میں نے مدینے میں ہجرت کی اور قیامت تک مدینے میں رہوں گا

میں نے کہا حضرت میں آؤں یا آپ آئیں گے؟ فرمایا......

"مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْ ...... الخ"

جو حج پر آئے اور میرے در پر نہ آئے بڑا ظالم ہے۔

میں نے پوچھا حضرت آپ آئیں گے یا میں آؤں گا؟ فرمایا......

"مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ"

جو میرے مزار کو آ کر دیکھے گا میں اسے جنت کی ٹکٹ دے دوں گا۔

حضرت! آپ ہماری مسجد میں نماز پڑھانے آئیں گے یا ہم آئیں؟ فرمایا......

"صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِّنْ خَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَفِیْمَا سِوَاهُ"

میں نے پوچھا حضرت ﷺ! آپ آئیں گے یا میں آؤں گا؟ فرمایا......

"مَنْ دُفِنَ فِیْ مَدِیْنَتِیْ فَهُوَ مِنْ جَوَارِیْ"

"جو شخص میرے مدینہ میں آ کر دفن ہو جائے وہ قیامت تک میرا پڑوسی ہے۔"

دودھ خراب ہو گیا تو کتے پئیں گے

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرماتے ہیں، میں نے ایک شخص سے کہا، تیری بیٹی اتنی بڑی ہے شادی کر۔ کہنے لگا ابھی دودھ کی بو آتی ہے۔ بخاری مرحوم نے کہا اگر دودھ خراب ہو گیا تو بندے نہیں پئیں گے، پھر کتے پئیں گے۔ سمجھ لینا میں کچھ کہہ گیا ہوں۔ یہ آج کل عام بیماری ہے اس طرف توجہ نہیں ہوتی۔ تمہاری بیٹیاں بتول سے زیادہ پاک دامن ہیں؟ بی بی بتول تقریباً ۱۹ سال کی تھیں۔ بی بی فرماتی ہیں میں آٹا گوندھ رہی تھی کہ ابا آ گئے۔ فرمایا بیٹی آٹے کو چھوڑ دو اور کپڑے بدل کر ہاتھ دھو کر اندر بیٹھ جاؤ۔ ابوبکر کی بیوی آئے گی اور تجھے سنوارے گی۔ آج خدیجہ ہوتی تو تیری شادی کا مزہ کچھ اور ہی ہوتا۔ افسوس کہ میری بیٹی یتیم ہو کر جا رہی ہے۔ آنسو آ گئے خدیجہ یاد آ گئی۔ بی بی نے کہا، حضرت تنور تیار ہے، آٹا مل رہی ہوں، آپ میرے ہاتھ کی روٹی پسند کرتے ہیں، اس کا انتظام میں کر رہی ہوں۔

فرمایا بیٹی آج روٹی کھالوں تو امت سالوں دیر کرے گی۔ محمدؐ روٹی اس وقت کھائے گا جب خدا کا حکم ہو گا۔ جاگ رہے ہو؟ میں اسی نبی کا تذکرہ کر رہا ہوں جس کی اس ماہِ مبارک میں آمد ہوئی۔

''شیما'' دربارِ رسالت میں

وہ دیکھو کہ ایک برقعہ پوش آ رہی ہے۔ حضورؐ پاک کھڑے ہو جاتے ہیں' کسی نے کہا حضرت یہ کون ہے؟ اس کے کپڑے میلے ہیں اور آپ کھڑے ہو گئے ہیں۔ جب وہ قریب آئی تو نبی کریمؐ نے اپنا کندھا دیا' اس نے اپنا ہاتھ رکھا۔ وہ بیٹھنے لگی' تو نبیؐ نے اپنی چادر بچھا دی۔ اس کے لبوں تک کان لے گئے۔ اس نے کہا' العطش۔ پیاس۔ ایک صحابی اٹھا۔ فرمایا بیٹھ جا میں (محمدؐ) خود خدمت کروں گا۔ دودھ لائے۔ کہنے لگی حضرت بس ملنا تھا میں جا رہی ہوں۔ دوڑ کر حضور گھر سے کھجوروں کی گٹھڑی لائے۔ خود کندھے پر اٹھائی۔ صحابہ کہنے لگے ہم اٹھائیں گے فرمایا نہیں میں مصطفیٰ خود حق ادا کروں گا۔ سنو مولویو' پیرو' آج دین سنو۔ حضورؐ نے فرمایا یہ میری اماں ہے۔ خدا کی قسم میں آپ کو تڑپانا چاہتا ہوں۔ وقت تھوڑا ہے' میں کیا تقریر کروں۔ صرف ولادت بیان کروں تو کئی گھنٹے چاہئیں۔ رات ڈھائی گھنٹے تو ایک جملے پر کھڑا رہا' اسی پر اڑا رہا' منبر پر چڑھا رہا۔ مجمع بھی سمجھدار تھا' ہوشیار تھا' بے دار تھا' خبردار تھا' آخر کراچی کا بازار تھا۔ تو عزیزانِ من توجہ فرمائیں' میں کچھ دین کی باتیں سنا رہا ہوں۔

حضور کو اطلاع ملی کہ حضرت ہم نے فلاں بستی کا محاصرہ کیا۔ وہاں ایک عورت میلے کپڑوں والی باہر نکل آئی۔ کہنے لگی تم مجھے لونڈی بناؤ گے' گرفتار کرو گے پتہ ہے میں کون ہوں؟ میرا نام شیما ہے۔ میں محمد کی بہن ہوں۔ ایسے کہتی ہے اور کہتی ہے جاؤ میرے بھائی کو کہو کہ تیری بہن آج گرفتار ہو رہی ہے۔ پتہ ہے میں کون ہوں؟ یہ جو مصطفیٰ ہیں میں ان کے نیچے اپنا دوپٹہ بچھا دیتی تھی۔ جب یہ سو جاتے تھے' تو میں پنکھا ہلاتی تھی۔ محمدؐ کو پیاس لگتی تھی تو میں دو دو میل سے پانی بھر کر لاتی تھی۔ میں بچپن میں ان کے ساتھ رہی' آج اس کی جماعت مجھے گرفتار کرتی ہے۔ کہتے ہیں جب حضورؐ کو اطلاع ملی کہ ایک عورت اس طرح کہتی ہے اور آ رہی ہے تو پیغمبر کی چادر گر پڑی۔ کھڑے ہو گئے۔ رو کر فرمایا' دوڑ کر جاؤ میری بہن کو تکلیف نہ پہنچے۔ جو کچھ کہتی ہے صحیح ہے۔ جس کو شیما کہے اس کو بھی رہا کر دو۔ بڑے اعزاز سے لاؤ' اس سے کہو جلدی آؤ' بھائی تیرے انتظار میں ہے۔ رو کر کہا

لوگو یہ تو میرا محسن گھرانہ ہے۔ میں محمدؐ ان کا احسان نہیں اتار سکتا۔ صحابہؓ کہتے ہیں ہم رو رہے تھے' حضورؐ بھی رو رہے تھے۔ فرمایا مجھے وقت یاد ہے' جب یہ اپنا دوپٹہ بچھا کر خود جاگتی تھی' اور مجھے سلاتی تھی۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ جب وہ قریب آئی تو حضورؐ نے استقبال فرمایا اور فرمایا شیما مجھے وہ تیری مہربانیاں یاد ہیں۔ اپنی چادر بچھا کر فرمایا' جوتی سمیت محمدؐ کی چادر پر بیٹھو۔ یہ ہمیں دین ملا ہے۔ آج کل تو بہن کو جوتے مار رہے ہیں۔ ماں کے بال نوچے جا رہے ہیں۔

......☆......

دوستو! میں اسی پیغمبر کی شان بیان کر رہا ہوں جس کی آمد سے ہمیں یہ نعمت ملی۔ ہم تو درندے تھے کب بندے تھے' گندے تھے' اندھے تھے' مصطفیٰ تجھ پر درود کہ تو نے ہمیں راہِ ہدایت دی۔ کوئی مولوی بن گیا' کوئی عالم بن گیا' آج جو بھی ہمیں مل رہا ہے مصطفیٰ کی جوتی کے صدقے مل رہا ہے۔ میں تو آج علماء کے سامنے یوں بھی کہوں گا میں اور آپ بندر اور سؤر ہو جاتے اگر حضورؐ کی دعا نہ ہوتی۔

جب حضورؐ نے داؤدؑ اور موسیٰ علیہ السلام کی امت کا حال پڑھا تو فوری کہا **اللھم لا تجعل فی امتی مسخا و لا خسفا**۔ میری امت کی شکلیں نہ بدلنا' زمین میں غرق نہ کرنا' ان کے گناہوں کو نہ دیکھنا محمدؐ کی روتی ہوئی دعاؤں کو دیکھنا۔ میں تو علماء کے سامنے یوں کہوں گا کہ قہر تیاری کرتا ہے' نبیؐ کی دعا جا کر پہرہ دیتی ہے۔ کہتی ہے' کہ قہر واپس چلا جا' یہ موسیٰ کی امت نہیں' یہ محمدؐ کی امت ہے۔ ورنہ تمہارے کرتوت...... میری مائیں بیٹھی ہیں ورنہ بتاتا۔ خدا کی قسم میں پاکستان میں ایسی جگہ پہنچا ہوں جہاں باپ بیٹی سے پکڑا گیا' بیٹا سوتیلی ماں سے پکڑا گیا۔

اس زمین پر سانپ اور اژدھے برسنے چاہئیں
برق گرنی چاہئے' پتھر برسنے چاہئیں

ہماری بقا کی وجہ حضورؐ کی دعا ہے۔ آج بھی دعا پہرہ دے رہی ہے۔ **اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون**۔ کبھی غلاف کو پکڑ کر کھڑے ہیں۔ یا اللہ اگر غصے میں آکر امت کے لیے بددعا کر بیٹھوں تو دعا کو منظور نہ کرنا۔ میں برباد کرنے نہیں آیا' میں ان کو آباد کرنے آیا ہوں۔

نبیؐ تو ہمیں سب سے اعلیٰ ملا لیکن کوئی اس کی سنت کو کوڑا کرکٹ میں ڈال رہا ہے۔ کوئی

کہتا ہے اس کے یار منافق ہیں۔ کوئی کہتا ہے اس کا قرآن بکری کھا گئی۔ کوئی کہتا ہے احادیث غلط ہیں۔ نبی سے وفاداری اچھی کر رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے مکے مدینے میں دین نہیں رہا۔ کوئی کہتا ہے' محمدؐ کے مصلّے والے کافر ہیں۔ شاباش کل نبیؐ کے سامنے سرخرو ہو جاؤ گے؟ دعا کرو اللہ ہم سب کو نبیؐ کی گلیوں کے کتے کے پاؤں کے ذروں سے بھی عقیدت عطا فرمائے۔ (آمین)

......☆......

حضرت بلالؓ کا مقام

مجھے معراج سے یہ موتی ملا' محبوب فرماتے ہیں کہ جنت کا منظر مجھے دکھایا گیا وہاں جوتی سمیت مجھے بلال ملایا گیا۔ (سبحان اللہ) میں نے پوچھا یہ کون پھر رہا ہے' فرمایا دنیا اس کو کہتی ہے کہ کالا ہے۔ یہ فضلِ حق تعالیٰ ہے یہ تیرا متوالا ہے۔ دیکھو اس کا شان بالا ہے۔ یہ بلال ہے یہ بھی محمدؐ دے نال ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں سرمہ لگائیں' شاندار قسم کا پوڈر لگائیں صبح صبح شیو بنائیں زلفوں کو سجائیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا او بھوریو ابولہب بھورا فی النار ہے۔ بلال کالا ہے' بیڑا پار ہے۔ آج امریکہ کالوں سے نفرت کرتا ہے۔ کالوں کی ٹیکسیوں میں نہیں بیٹھتا۔ کالوں کو قتل کرواتا ہے۔ سیاہ فام' سوڈان' یوگنڈا' افریقہ والوں کا دشمن ہے۔ ان کو ہوٹل میں نہیں ٹھہرنے دیتا۔ میں نے مصطفیٰؐ کو دیکھا کہ جس صف میں خود کھڑے ہیں کالا بلال ساتھ کھڑا ہے۔ میں نے آقا کو دیکھا۔ معراج سننے والو۔ پہلے دودھ بلال نے پیا اس کا بچا ہوا آمنہ کے لالؐ نے پیا۔ (سبحان اللہ) بلالؓ تیری تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ میں جرأت سے بات کر رہا ہوں۔ حضور سفر سے آ رہے ہیں بلال نے دیکھا تو دوڑ کر آئے۔ عرض کی محبوب میں آپ کے قدموں میں چلوں گا۔ آقا نے فرمایا بلال! گرمی کا وقت ہے' مدینہ دور ہے' آیئے میرے ساتھ سوار ہو جایئے' ارکب معی میری اونٹنی پر بیٹھ جاؤ۔ بلالؓ نے کہا ادب ملحوظ ہے' عزت محفوظ ہے۔ آپ کی اونٹنی کی دھول میرے لئے نجات بن جائے گی۔ الفاظ سنو! ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔ اونٹنی بٹھا دی فرمایا بلال تیری تکلیف میں برداشت نہیں کرتا۔ تو سوار ہوگا تو میں بھی سوار ہو جاؤں گا' تو پیدل چلے گا' تو محمد بھی اپنے غلام کے ساتھ پیدل چلے گا۔ (سبحان اللہ)

......☆......

خصائلِ نبوت

نبی اشارہ کرے تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔
نبی اشارہ کرے بارش شروع ہو جاتی ہے۔
نبی اشارہ کرے تو جلبیب چمکنے لگتا ہے۔
نبی دعا کرے تو عمر فاروقؓ کو اسلام مل جاتا ہے پیغمبر سجدہ کرے تو امت بخشی جاتی ہے۔
نبی سیر کرے تو معراج بن جاتی ہے۔
نبی گفتگو کرے تو حدیث بن جاتی ہے۔
جو نبی کے نکاح میں آئے وہ مومنوں کی ماں بن جاتی ہے۔
نبی پیدا ہو تو مکہ مکرمہ بن جاتا ہے۔
نبی ہجرت کرے تو مدینہ منورہ بن جاتا ہے۔
نبیؐ کے جھنڈے کے نیچے آئے تو غازی بن جاتا ہے...... مسجد میں آئے تو نمازی بن جاتا ہے...... غلام قرآن پڑھے تو قاری بن جاتا ہے...... میدان میں نکلے تو غازی بن جاتا ہے...... کعبے کا طواف کرے تو حاجی بن جاتا ہے...... کوئی کلمہ پڑھ کر محمدؐ کا چہرہ دیکھے تو قیامت تک محمدؐ کا صحابی بن جاتا ہے۔ (سبحان اللہ)

......☆......

خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے

ایک جملہ کہہ دوں؟ بچہ روئے تو اماں بہلاتی ہے۔ جب محمدؐ کا امتی روئے تو رحمتِ خداوندی بہلاتی ہے۔ (سبحان اللہ) میں نے ایک حدیث پڑھی ہے۔ میرے محبوبؐ فرماتے ہیں کہ جب تنہا بچہ رونے لگے ادھر اس کی اماں کسی کام میں مصروف ہوتی ہے۔ روٹی پکا رہی ہوتی ہے۔ چکی پیس رہی ہوتی ہے جھاڑو دے رہی ہوتی ہے ادھر اندر سویا ہوا بچہ جاگ پڑتا ہے۔ اندر چیخنے لگتا ہے۔ ماں دور ہوتی ہے۔ بچے کی آواز بھی نہیں سن رہی۔ مگر پھر بھی کہتی ہے میری بہن یہ ذرا تم چکی پیسو۔ میری جگہ جھاڑو دو۔ میرا دودھ ابلنے لگا ہے دودھ بہنے لگا ہے دودھ میں کچھ اثر پیدا ہو گیا ہے۔ معلوم

ہوتا ہے کہ میرا بچہ جاگ گیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ بچہ روئے تو دودھ بے قرار ہوتا ہے' گناہگار رو پڑے تو عرش والے کی رحمت بے قرار ہو جاتی ہے۔

ننھا بچہ رو پڑے تو ماں کا دودھ ابلنے لگتا ہے۔ گناہگار رو پڑے تو اللہ کی رحمت اترنے لگتی ہے۔ (سبحان اللہ)

کبھی اس کے سامنے رو پڑا کرو۔ جو نیکی کر کے بھی خدا کے سامنے روتا ہے وہ ہنستا ہوا جنت میں جائے گا۔

......☆......

قرآن بطور سیرت مصطفیٰ ﷺ

الحمد سے والناس تک پورے قرآن کی سات منزلیں' چودہ سجدے' تیس پارے' ایک سو چودہ سورتیں' پانچ سو اکاون رکوع' چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں' ۷۷ مدیں' ۱۲۷۴ شدیں' تین لاکھ اکیس ہزار دو سو پچاس صرف قرآن پاک کے حروف ہی نہیں یہ پیغمبر کی سیرت کے پروف نظر آتے ہیں۔

قرآن میں جہاں اللہ کی ذات وصفات کا تذکرہ ہے وہ آپ ﷺ کے عقائد ہیں۔

قرآن میں جہاں احکام کا تذکرہ ہے وہاں پیغمبر ﷺ کی عملی زندگی ہے۔

قرآن میں جہاں جنت کا تذکرہ ہے وہاں محبوب ﷺ کی رضا ہے۔

قرآن میں جہاں جہنم کا تذکرہ ہے وہ آپ ﷺ کا غصہ ہے۔

قرآن میں جہاں تعلق مع اللہ کا تذکرہ ہے آقا ﷺ کی خلوت کی زندگی ہے۔

قرآن میں جہاں تعلق مع الخلق کا ذکر ہے وہاں محبوب ﷺ کی جلوت کی زندگی ہے۔

یہ قرآن خاموش قرآن ہے' محبوب ﷺ ناطق قرآن ہے۔

ایک علم قرآن' ایک عملِ قرآن' ایک اجمالِ قران' ایک تفصیلِ قرآن' ایک متنِ قرآن' ایک تشریحِ قرآن' ایک ذکرِ قرآن' ایک مذکر قرآن' ایک تیس پاروں کا قرآن' ایک وہ قرآن جو آج بھی حجرۂ عائشہ میں محو استراحت ہے۔

مرزا بدشکل' بے عقل ہے

ہمارے نبی حسین' مہ جبین' دل نشین' بہترین' بالیقین' نازنین' صادق وامین' میرے رحمۃ اللعالمین' سید الاولین والآخرین' راحت العاشقین' مراد المشتاقین ہیں۔

دوسری طرف مرزا لعین' بے دین' بدترین' جہنم کا شوقین' جس کی موت لیٹرین' مرزا نبی نہیں غبی ہے' ظلی نہیں شیخ چلی ہے۔ بروزی نہیں موذی ہے' یک چشم گل ہے۔ بدشکل ہے بے عقل' نہ اصل ہے نہ نسل ہے۔

......☆......

لوگ کہتے ہیں مرزا قادیانی نبی تھا...... میں کہتا ہوں غبی تھا۔

لوگ کہتے ہیں بَروزی تھا...... میں کہتا ہوں موذی تھا۔

لوگ کہتے ہیں رسول تھا...... میں کہتا ہوں فضول تھا۔

لوگ کہتے ہیں ظلی تھا...... میں کہتا ہوں شیخ چلی تھا' انگریز کی بلی تھا......

پاکستان کی زمین بھی عجیب ہے' یہاں بناسپتی گھی بھی مل جاتا ہے' بناسپتی نبی بھی مل جاتا ہے۔

جو حُب دار نہیں اس کا بیڑا پار نہیں

دعا کرو اللہ تعالیٰ ہم سب کو عشق رسول ﷺ عطا فرمائے' ہماری رفتار میں' گفتار میں' کردار میں' افکار میں' لیل ونہار میں' عادات میں' تاثرات میں' جذبات میں' خیالات میں' واقعات میں' دن رات میں' حالات میں' ہر بات میں' افعال میں' اقوال میں' چال میں' خیال میں' ہر حال میں خدا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری عطا فرمائے۔ میرا عقیدہ ہے کہ جو نبی پاک کا تابعدار ہے وہ گرچہ دعویٰ نہ کرے حُب دار ہے۔ جو حُب دار ہے' اس کا بیڑہ پار ہے۔ جو پیغمبر کا غلام تابعدار نہیں لاکھ دعویٰ کرے وہ حُب دار نہیں حُب دار نہیں تو بیڑہ پار نہیں' اس جیسا کوئی خوار نہیں۔

صدیقؓ پیغمبر کا رفیق' نبوت اس پہ شفیق

جس کو میرے آقا نے صدیق کہا وہ صدیق ہی رہے گا' وہ صدیق ہے' پیغمبر کا رفیق ہے نبوت اس پر شفیق ہے' صحابہ میں لئیق ہے' میری تحقیق ہے جو کچھ کہہ رہا ہوں بالکل ٹھیک ہے۔

دارالعلوم دیو بند اور خدمت اسلام

پورے ایشیا میں دارالعلوم دیو بند کی دینی، مذہبی، تالیفی، تصنیفی، تعلیمی، قومی، ملکی، ملی، اصلاحی اور فنی خدمات ہر شہر، ہر قصبہ، ہر دیہات میں دن رات مسلّم ہے۔

جب ہندوستان میں کفر کا طوفان تھا۔ شرک براجمان تھا۔ بدعات، رسومات، رواجات میں مبتلا انسان تھا۔ خرافات، ہزلیات، اغلوطات کا شکار مسلمان تھا۔ اسلام برائے نام تھا۔ مذہب بدنام تھا۔ ہر غلط کام تھا، عقیدہ خام تھا۔ جہالت کا اندھیرا تھا، ظلم کا بسیرا تھا، گمراہی کا ڈیرہ تھا، انگریز کی حکمرانی تھی، حکومت شیطانی تھی۔ ہر طرف حیرانی پریشانی تھی، ہر سو ویرانی تھی۔

جب علماء کو پھانسی پر لٹکایا گیا، دار ورسن پر چڑھایا گیا، دریائے شور عبور کرایا گیا، حق گو لوگوں کا سر اڑایا گیا الکفر ملة واحدة کا سماں تھا، نقشہ الحفیظ والاماں تھا۔ بڑے بڑے جاگیردار سرمایہ دار اور زمیندار حکومت کے وفادار تھے۔ ملک کے غدار تھے، مذہب سے بیزار تھے، اعلیٰ عہدوں کے طلب گار تھے، اکثر عیار، مکار اور بے کار تھے، مناصب کے نشے میں سرشار تھے، مسلمان ذلیل و خوار تھے۔ قرآن کے نسخے جلائے گئے، اسلام کے نقشے مٹائے گئے۔ مجاہدوں پر مقدمے چلائے گئے درختوں پر لٹکائے گئے، کالجوں کی تعلیم تھی، مسلمانوں میں نہ تنظیم تھی نہ اسلامی تعلیم تھی۔

حق پرستوں کا گروہ برسرِ پیکار تھا، ہندوستان میدان کارزار تھا، سب سے بڑا دشمن انگریز تھا، جو بڑا شر انگیز، چالاک تھا، تیز تھا، پھر بھی مقابلہ مقاتلہ کا معاملہ کیا گیا، مسلمانوں کی دینی تنزلی دیکھ کر غیور جاگ اٹھے۔ بالآخر انگریز اس ملک سے بھاگ اٹھے۔

دارالعلوم دیو بند نے ہزاروں مفسر، محدث، مفتی، متکلم، محقق، مدقق، مناظر، معلم، مبلغ، مؤرخ، مدبر، مفکر، سیاستدان، صحافی، شاعر، ماہر تیار کئے اور ہزاروں فقہاء، علماء، فضلاء، فصحاء، بلغا، ادباء، اتقیاء، اذکیاء، اصفیاء، اکابر، شیوخ پیدا کیے۔

......☆......

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی وفات پر تعزیتی بیان

''احسانؒ پر اللہ کا احسان تھا، کیا عجیب انسان تھا۔ بہادر تھا، مردِ میدان تھا، خادمِ قرآن

تھا' ذی فہم وذیشان تھا۔علماء کاقدر دان تھا۔عاشقِ نبی آخرالزمان ؐتھا۔قاضیؒ پر فصلِ یزدان تھا۔یوں سمجھ رب مہربان تھا آہ! قاضی مہمان تھا۔مرحوم کئی صفات کا حامل علماء کے زمرہ میں شامل تھا۔ دشمنوں کا حبیب تھا۔خوش بخت' خوش نصیب تھا' فصیح تھا ادیب تھا' پاکستان کا خطیب تھا۔قاضیؒ غازی تھا' نمازی تھا اللہ اس سے راضی تھا۔قاضیؒ کے دست میں سخا تھی۔چشم میں حیاء تھی' طبیعت باوفا تھی' پیاری ادا تھی۔قاضیؒ مہمان نواز تھا۔کامیاب تھا' سرفراز تھا' طمع سے بے نیاز تھا۔اسلام کا شہباز تھا۔پابند صوم وصلوٰۃ تھا...... جلسے ہو رہے ہیں واعظ نہیں' ممبر ہے زینتِ ممبر نہیں' مسجد ہے خطیب نہیں' بچیاں ہیں ابا نہیں رہا' بیوی ہے سہاگ اجڑ گیا' چمن ہے مالی نہیں خزانہ ہے محافظ نہیں' مکان ہے مکیں نہیں' اب بھی موت پر یقین نہیں...... یا اللہ قاضی مرحوم کو محروم نہ کرنا "الا تخافوا ولا تحزنوا" کا مژدہ سنانا۔ایک مسافر غریب کفن بردوش' خاموش پر رحم کی نگاہ ہو۔

؎ آسماں تیری لحد پر شبنم آفشانی کرے

......☆......

اگر اللہ ہندوستان میں دو شخصوں کو پیدا نہ کرتا

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہندوستان میں اللہ تعالیٰ ۲ دو شخصوں کو پیدا نہ کرتا اور ان سے اپنے دین کی دستگیری نہ فرماتا تو یوں اللہ تعالےٰ اپنے دین کا نگہبان ہے،اس کی حفاظت دین کے طریقے ہزار ہیں،لیکن بظاہر تیرہویں صدی تک یا تو اسلام ہندوستان سے بالکل فنا ہو جاتا یا اتنا بگڑ جاتا، جتنا ہندو مذہب،یہ دو بزرگ ہندوستان کے مسلمانوں کے جلیل القدر محسن اور اسلام کے عظیم الشان پیشوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔احیائے اسلام اور خدمت شرع کے تذکرے میں ان نائبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور درویشوں کے ساتھ ایک ''دنیادار'' بادشاہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر مرحوم کا نام بھی زبان پر آتا ہے۔

"ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء" (۶۲:۴)

تیرہویں صدی میں ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مذہبی، اخلاقی اور سیاسی حالت تھی ،اس کے تصور کے لئے موجودہ حالت ذہن میں لانا چاہئے، یہ خیال رہے کہ یہ حالت بڑی

جدوجہد اور صلاح وتجدید کا نتیجہ ہے، پھر بھی شاید بہ یک وقت سب گوشے نظر نہ آسکیں، اس لیے ہم اس کا ایک ناقص اور دھندلا سا خاکہ کھینچتے ہیں۔

اگر ''شرک جلی'' دنیا میں کوئی چیز ہے، اور لغت اور عرف وشرع میں اس کے کچھ معنی ہیں تو وہ صاف صاف مسلمانوں میں کثرت سے موجود تھی، قبروں اور مُردوں کے متعلق ایک مستقل شریعت بن گئی تھی، جس کے واجبات اور مستحبات میں انہیں سجدہ کرنا، ان سے دعا مانگنا، بوسہ دینا، نذریں اور چادریں چڑھانا، منتیں ماننا، قربانیاں کرنا، طواف کرنا، گانا بجانا، میلہ لگانا، تہوار منانا، چراغاں کرنا، عورتوں کا جمع ہونا اور مختصر اور صحیح الفاظ میں ان کو قبلہ وکعبہ اور ملجا وماوی سمجھنا تھا، اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے متعلق وہ سب عقائد وخیالات موجود تھے، جن کی وجہ سے نصرانی، یہودی اور مشرکین عرب بدنام ہیں، ہندوؤں اور شیعوں کی بکثرت رسوم مسلمانوں کی معاشرت کا جز بن گئی تھیں، اور ان سے مشکل سے کوئی گھر خالی تھا، ان کی پابندی قرآن وحدیث واسلامی فرائض سے زیادہ کی جاتی تھی، شرک وبدعت اور اسراف وجہالت ان کے اجزائے ترکیبی تھے۔

سنت وشریعت بے معنی الفاظ تھے، جو صرف کتابوں میں رہ گئے تھے، بدعت کی تعریف ہی کسی فعل پر صادق نہیں آتی تھی، اور ہر بدعت بدعت حسنہ تھی، بہت سے حرام حلال ہو گئے تھے، اور بہت سے حلال حرام، اسلامی شعائر اٹھ رہے تھے، اور ان کی جگہ ہندوانہ شعائر لے رہے تھے، اور لے چکے تھے، قرآن وحدیث کے بہت سے احکام منسوخ ہو گئے تھے، مثلاً بیوہ کا نکاح اور تقسیم میراث شرفائے اسلام کی نئی شریعت میں مستحب وفرض سے حرام ومتروک ہو گئے تھے ، ہر مسلمان کو شریعت میں ترمیم اور مستقل تشریع (قانون سازی) کا حق تھا اور جس کو عام مسلمان اچھا سمجھ لیں، وہ تو مستند شریعت تھی۔

قرآن ایک معما تھا، جسے کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا، اور نہ اس میں غور کرنے کی ضرورت تھی، اس لیے اس پر عمل کرنے کا کوئی سوال ہی نہ تھا، اور اس کا بہت سا حصہ منسوخ ہو کر بے کار ہو چکا تھا، اور وہ خود وقت ضرورت کے لئے ادب واحتیاط کے ساتھ محفوظ رہتا تھا وہ مردوں کے لئے تھا، زندوں کے لئے نہیں، وہ عوم کی سمجھ سے باہر تھا، اور اس کو پڑھ کر ان کی گمراہی کا اندیشہ تھا، رہے علماء، ان کو شرعی وضروری علوم سے اس کی فرصت ہی نہ تھی کہ وہ قرآن پر غور وتدبر کریں، فرائض وعبادات سے

غفلت تھی، اس لئے کہ زندگی میں مقررہ مجلسیں اور بزرگوں کے کھانے، مرنے کے بعد قرآن خوانی، فاتحہ قل، سوم تیجا، چالیسواں اور سب سے بڑھ کر پیر کا وسیلہ نجات کے لئے کافی تھا، پھر اس کے علاوہ مشقت حماقت تھی، شعائر و آدب اسلام کے زوال وانحطاط کا حال اس سے معلوم ہوگا کہ معتبر لوگوں کی شہادت ہے کہ سلام مسنون کی رسم ہی اٹھ گئی تھی، حتیٰ کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شریعت کدے میں بھی ''اداب'' و''تسلیمات عرض'' کا رواج تھا، اس سنت سے اتنا بعد ہوگیا تھا کہ عالمگیر جیسا متشرع اور فقیہ بادشاہ بھی اس کا متحمل نہیں تھا۔ (تاریخ دعوت وعزیمت۔ از علی میاں ندویؒ)

امام کا کام

اس وقت ایک ایسے شخص اور جماعت کی ضرورت تھی، جو دین وعلم اور صلاحیتوں کے اس بچے کھچے سرمائے سے وقت پر کام لے لے اور اس کو ٹھکانے لگائے۔

جو خانقاہوں کا حال اور درس گاہوں کا قال، وہاں کی حرارت اور یہاں کی روشنی سارے ملک میں عام کردے، جس کے جلو میں چلتی پھرتی خانقاہیں ہوں، اور دوڑتے بھاگتے مدرسے، گھوڑوں کی پیٹھ پر عالم ہوں اور محرابوں میں مجاہد۔

جو دلوں کی بجھتی ہوئی انگیٹھیاں دوبارہ دہکادے، افسروں کو ایک بار پھر گرمادے اور ملک میں اس سرے سے اس سرے تک طلب اور دین کی تڑپ کی آگ لگادے، جو مسلمانوں کی خداداد قابلیتوں اور فطری صلاحیتوں کو ٹھکانے لگائے، جس کی سعی سے شجاعت ودلیری کا رخ میدان جہاد اور حقیقی دشمن کی طرف پھر جائے، جذبہ وفاداری خداوند حقیقی کی بندگی میں لگ جائے، وضعداری، پختگی، واستقامت فرائض وعبادت کی پابندی اور میدان جہاد کی ثابت قدمی میں، عالی ہمتی دین کی خدمت اور رضائے الٰہی کے اعلیٰ مراتب کے حصول میں، غیرت وحمیت دین کی مظلومی اور مسلمانوں کی زبوں حالی کے احساس میں، فیاضی وفراخ حوصلگی مجاہدین کی امداد، مہاجرین کی نصرت اور جہاد وغزا کی اعانت اور دینی بھائیوں کی خدمت میں، جفاکشی ومستعدی سفر جہاد کی صعوبتوں کے تحمل، میدان جہاد کے مصائب اور دینی فرائض کی سربراہی میں، جوہر شناسی اہل لیاقت کی قدردانی، دین کے خادموں اور سپاہیوں کی شناخت اور تربیت میں کام آئے، ذہانت وطباعی دعوت واصلاح کی حکمت، امور جماعت میں معاملہ فہمی وفراست، میدان جنگ کی تدبیر اور حکومت اسلامی

کی دینی سیاست میں اپنے جوہر دکھائے، جس کی دوررس اور جس کی ذات مسیحانفس کسی بیکار چیز کو بھی بیکار نہ سمجھے اور کسی بے جان کو بھی مردہ نہ کہے اور جوامت کے ذخیرے کے دہرانے اور اس کے خیابان کے ہر تنکے سے پورا پورا کام لے لے، جس کے متعلق ساری دنیا کا فیصلہ ہو کہ یہ کسی مصرف کا نہیں، اس کی نگاہ کا فیصلہ ہو کہ یہی سب سے بڑھ کر کارآمد ہے، جس پتھر کو ہر معمار رد کر چکا ہو، وہ کہے کہ یہی کونے کا پتھر ہے، جو ساری عمارت کا بوجھ اٹھا سکتا ہے، وہ سنگریزوں سے دیکھتے دیکھتے ایسا کحل الجواہر تیار کردے، جو ہزاروں آدمیوں کی آنکھیں کھول دے، اور عالم کو روشن کردے، جو منتشر افراد سے منظم جماعت، پراگندہ اوراق سے مکمل کتاب، کچے، بلکہ گلے ہوئے مال سے بہترین مصنوعات تیار کردے، متضاد عناصر مختلف مزاجوں اور مقابل طبائع کو آپس میں جوڑ کر ان کے اختلاف وتنوع سے نئی قوت حاصل کرے، اور ان کو شیر وشکر کردے، ہر قابلیت اور ہر ہنر سے دین کا کام لے، شعرا کی شاعری کو حق کے دفاع میں، علماء کی قوت استدلال کو حق کے اثبات اور دماغوں کی سلوٹ دور کرنے میں، اہل باطن کی قلبی قوت کو دین کے سپاہیوں اور کارگزاروں کی تربیت وتزکیۂ نفس اور دلوں کی گرہ کھولنے میں، اہل قلم کی تصنیفی قابلیت وقوت تحریر کو توحید وسنت کی اشاعت اور جہاد کی ترغیب وتحریض میں، مقرروں کی گویائی وخطابت کو دین کی دعوت اور نفیر عام میں، دولت مندوں کی دولت کو مجاہدین کا سامان درست کرنے میں صرف کرے، غرض ہر پرزے کو دین کی مشین میں لگائے اور اپنی اصلی جگہ پر جمائے، پھر ہٹی ہوئی چول کو اپنی جگہ پر لاکر ساری مشین کو اس طرح حرکت دے کہ زندگی کا پورا محور گھوم جائے۔ جو شخص ان اوصاف کا جامع ہو، اس کو اسلام کی بلیغ ومعجز اصطلاح میں ''امام'' کہتے ہیں، اور اس کی جگہ تیرہویں صدی کے تمام اہل کمال اور مشاہیر رجال کی موجودگی میں خالی تھی۔ (تاریخ دعوت وعزیمت۔ از علی میاں ندویؒ)

ادبیاتِ برق

(ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی تحریروں سے اقتباسات)

نادانی و کوتاہ نگاہی کا کوئی علاج نہیں

مسرت عجیب عجیب رنگ بدلتی ہے۔ کبھی اچھل کود اور قہقہوں کے لباس میں جلوہ دکھاتی ہے۔ کبھی آنسو کا روپ دھار لیتی ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک بچھڑا ہوا بیٹا طویل مدت کے بعد ماں سے ملتا ہے۔ ماں کے دل میں مسرت کا ایک طوفان اٹھ کر آنسوؤں کی شکل اختیار کر لے گا۔ ہم بعض اوقات کوئی گانا سن رہے ہوتے ہیں۔ کوئی ایسا شعر آ جاتا ہے کہ دل جھوم اٹھتا ہے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی برسنے لگتی ہے۔ بعض لوگوں کو کم خوری، کم خوابی، جسمانی مشقت، حیات سے بھاگنے میں مسرت ملتی ہے۔ یونان کا فلسفی پیغمبر، سقراط چار چار دن کے باسی ٹکڑے کھاتا۔ بکری کے بالوں کا لباس پہنتا اور ایک ٹوٹے ہوئے بڑے مٹکے میں رہتا تھا۔ یہی حال ہمارے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا تھا۔

ایران و روم کی دولت کے انبار ان کے سامنے تھے۔ لیکن یہ لوگ کھجور اور ستو پر گزارا کرتے۔ کھردرے کپڑے پہنتے اور پچیس لاکھ مربع میل پر حکومت کرنے کے باوجود مزدوری کر کے بچوں کا پیٹ پالتے تھے۔ مسرت کے پہلو اور بھی ہیں ایک چور دوسرے کی دولت سمیٹ کر خوش ہوتا ہے لیکن ایک کریم الطبع دوسروں کو کچھ دے کر لذت اٹھاتا ہے۔ بزدل میدان جنگ سے بھاگنے میں خیریت سمجھتا ہے لیکن ایک محب وطن سر دے کر شہادت کے مزے لوٹتا ہے۔ تم لاکھ کہو کہ دل و جگر پہ تیر کھانے اور گلہ کٹوانے میں کون سی لذت ہے۔ اس سوال کا جواب اپنے قائد محمد علیہ الصلوٰۃ سے پوچھو جو عموماً یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

"میری سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہادت حاصل کروں، پھر زندگی ملے، پھر [illegible]"

حضرت امام حسین سے پوچھو کہ جسم پر ۹۶ زخم کھائے۔ تیر حلقوم سے پار ہو گیا۔ بچے پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ لیکن آپ شہادت کے منصب عظیم کو حاصل کر کے ہی ہٹے۔ زندگی کی وہ کون سی بلندی ہے جس کی راہ سنگلاخ زمینوں اور خارزاروں سے ہو کر نہیں گزرتی۔ علم کے لئے برسوں محنت کرنا پڑتی ہے۔ عزت کے لئے خواہشات کو روندنا پڑتا ہے۔ راتیں بیداری میں کاٹنا پڑتی ہیں۔ جب منزل حسین و جمیل ہو تو راہ کی دشواریوں کو خاطر میں کون لاتا ہے بلکہ سفر کی تلخیوں میں بھی ایک گونہ راحت ملتی ہے۔ اگر آپ کو یقین ہو کہ کراچی پہنچ کر آپ گورنر جنرل کے سیکرٹری بن جائیں گے۔ تو آپ کو اس طویل سفر میں بھی لذت ملے گی۔ کعبہ کی راہ بڑی کٹھن ہے۔ لیکن دیارِ حبیب میں وہ لذت ہے کہ طویل راہ گاتے اور جھومتے کٹ جاتی ہے۔ ڈاکٹر کے نشتر میں خلش ضرور ہے۔ لیکن شفا و صحت کی راحتوں کے سامنے اس خلش کی حقیقت کیا؟ سر دینے میں چند لمحات کی تکلیف یقینی ہے۔ لیکن ذرا نتائج کا اندازہ لگایئے کہ ایک طرف وطن کے لاکھوں افراد دشمن کی تلوار سے بچ جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف شہید ان منور و متبسم فضاؤں میں جا پہنچتا ہے۔ جہاں ایک طرف جنت اپنی لاکھوں رعنائیوں کے ساتھ دعوت نظارہ دے رہی ہے۔ دوسری طرف خیام قدس سے جمال ایزدی کی شعاعیں چھن چھن کر نکل رہی ہیں۔ جب منزل اتنی جمیل و جلیل ہو تو راہ کی تمام دشواریاں عین راحت بن جاتی ہیں۔ اگر تم ان دشواریوں کو دکھ سمجھتے ہو۔ اگر تم ڈاکٹر کے نشتر کو زحمت قرار دیتے ہو۔ اگر تم شوق وصل کو اضطراب کہتے ہو۔ اگر تم ان راہوں کو جو دیار حبیب تک پہنچاتی ہیں تکلیف دہ خیال کرتے ہو تو تمہاری اس نادانی و کوتہ نگاہی کا کوئی علاج نہیں۔ تم نے شمشیر شمر سے خون حسینؓ کے ٹپکتے ہوئے قطرے تو دیکھ لئے۔ لیکن وصال حبیب کے لئے وہ اضطراب اور وہ طوفان مسرت نہ دیکھ سکے جو دل حسینؓ میں موجزن تھا۔ تم نے مسیح علیہ السلام کو سپرد صلیب ہوتے تو دیکھ لیا۔ لیکن اس لذت بیکراں کا اندازہ نہ لگا سکے۔ جسے یہ مرد کامل سر دے کر خرید رہا تھا۔ حقیقتاً تمہارا معیار لذت والم سخت ناقص و سطحی ہے اور اس لئے تم انبیاء و اولیاء کی راحتوں کو مصائب سمجھتے ہو۔ تم کرگس اور وہ شاہین۔ تم شاہیں کے احوال و مقامات کو کیا جانو۔ ع

کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

(اللہ کی عادت)

روشنی اور بجلی کے انجن

روشنی کو حرارت سے جدا کرنا ناممکن ہے لیکن جگنو کی دم میں قدرت نے ایسی روشنی پیدا کر دی جس میں حرارت موجود نہیں آج علمائے فطرت اس قسم کی روشنی پیدا کرنے کے لئے مختلف قسم کے آلات بنا رہے ہیں۔ جگنو کا تجزیہ کر کے دیکھا جا رہا ہے جگنو خود بولتا نہیں اور علماء اس راز کو سمجھنے سے عاجز آ گئے ہیں۔ اول تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جگنو کو روشنی دینے کی ضرورت کیا تھی۔ دوم اس روشنی کو حرارت سے کیوں جدا کر دیا گیا۔

انسانوں نے بجلی حال ہی میں دریافت کی ہے لیکن کائنات میں بجلی کے مختلف انجن آغاز آفرینش سے موجود ہیں مثلاً سمندر میں ایک مچھلی ایل ملتی ہے جو بجلی سے شکار کھیلتی ہے۔ یہ اپنے بعض پٹھوں کو سکیڑ کر اس قدر بجلی پیدا کر سکتی ہے جس کے صدمے سے شکار ہلاک ہو جائے۔ اسی طرح ایک اور مچھلی عجیب طرح سے شکار کھیلتی ہے۔ جب وہ دیکھتی ہے کہ اس کا شکار کہیں قریب آ گیا ہے تو فوراً ایک قمقمہ (جو اس کے سر پر ہوتا ہے) جلا لیتی ہے۔ جس کی روشنی میں شکار کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور وہ لقمہ اجل بن جاتا ہے۔ (دو قرآن)

بدن کی مشین

کائنات کا ہر ذرہ ایک ایسا رباب ہے جس سے الٰہی دانش وصناعی کے ترانے نکل رہے ہیں۔ انسانی بدن کی مشین پر غور فرمایئے کہ بقول سر آرتھر کائتھ جب ہم چلتے ہیں تو صرف ایک قدم اٹھاتے وقت پورے سو پٹھے مل کر کام کرتے ہیں۔ اگر ان میں ایک پٹھا بھی بگڑ جائے تو ہم قدم نہ اٹھا سکیں اندازہ لگایئے کہ باقی اعمال میں کس قدر عضلات واعصاب کس کس رنگ میں سکڑتے ہڑتے، پھیلتے اور لچکتے ہوں گے۔ ہر مشین کے لئے ایک ڈرائیور' کلینر (صاف کرنے والا) تیل دینے والے اور انجینئر کی ضرورت ہوتی ہے ظاہر ہے کہ انسان نہ تو اپنی مشین کا ڈرائیور ہے اور نہ مرمت کنندہ۔ یہ غریب تو اس ہولناک مشین کے سمجھنے تک سے قاصر ہے۔ قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سی ہستی ہے جو حیوانات کی ارب در ارب مشینوں کو چلا رہی ہے' مرمت کر رہی ہے' تیل دے رہی ہے' صاف کر رہی ہے اور پھر یہ سب کچھ ہمارے علم کے بغیر ہو رہا ہے۔

قل الله يبدؤ الخلق ثم يعيده فانى توفكون (یونس ۳۴)

کہہ دو کہ یہ اللہ ہی ہے' جو پہلے پیدا کرتا ہے پھر عمل تخلیق کو دہراتا ہے۔ تم کہاں بھٹک رہے ہو

درخت

درخت اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں اور یہ زندگی میں ہمارے شریک ہیں یہ ہماری طرح کھاتے ہیں' سانس لیتے ہیں۔ بڑھتے اور بچے پیدا کرتے ہیں۔ ان کی مشینری انسانی بدن کی مشین سے کچھ کم حیرت انگیز نہیں۔ ہماری طرح یہ کشمکش حیات میں الجھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف حیرت انگیز نظام سے جنگ کرتے ہیں۔ بڑے درخت کے سائے میں چھوٹا پودا نہیں بڑھ سکتا۔ دو درخت قریب قریب لگا دو تو وہ ایک دوسرے سے لڑ لڑ کر کمزور و نحیف ہو جائیں گے۔ یہ حقائق صاف صاف اعلان ہیں اس امر کا کہ دنیا میں حقِ بقا صرف طاقتور کو حاصل ہے اور کمزور (کاہل' بد اخلاق' منافق' جھوٹے' بدعہد' بدقول' مکار و عیار وغیرہ وغیرہ کو) یقیناً میٹ دیا جائے گا۔

☆

اہمیت نباتات

دنیا کا تمام تر حسن نباتات سے ہے۔ یہ سیر گاہیں' یہ چراگاہیں یہ گلگشتیں' یہ روشیں اور یہ چمن سونے پڑ جاتے اگر نباتات کا حسن دنیا کو اپنی طرف نہ کھینچتا۔ نباتات ہی کے دم سے انسانی و حیوانی زندگی کی بہار قائم ہے۔ گندم' جو' چاول' پھل' کوکو' کافی' بیر' شربت اور شراب نباتات سے حاصل ہوتے ہیں۔ دودھ' شکر' گھی اور شہد نباتات کی بدولت ہیں تمہارے کپڑے نباتات کا کرشمہ ہیں۔ ربڑ (جو ہماری معاشرت کو ضروری جزو بن چکا ہے) درختوں سے حاصل ہوتا ہے۔ پٹرول کوئلے کا پسینہ اور کوئلہ مدفون جنگلوں کا دوسرا نام...... کوئلہ ایک زہر ہے۔ اگر کسی کمرے میں صرف پاؤ بھر کوئلہ جلا کر دروازے بند کر دیئے جائیں تو نصف گھنٹے میں اندر کے تمام کے تمام آدمی دوسری دنیا کو سدھار جائیں۔ غور فرمایئے کہ اس سیاہ موت (کوئلہ) کے استعمال سے قومیں آج کس قدر طاقور بنی ہوئی ہیں۔ انسان کی سطوت و ہیبت کی دھاک بندھی ہوئی ہے اور دوسری طرف وہ قومیں کس قدر ذلیل وضعیف ہیں جو کوئلے کے استعمال سے ناواقف ہیں۔

نباتات ہمارے لئے نہ صرف مدارحیات ہیں بلکہ وہ ہماری معاشرت اور تمدن کا جزو بن چکے ہیں۔ بعض مواقع پر پودے یوں بھیس بدل کر سامنے آتے ہیں کہ پہچانے نہیں جاتے غسل خانے میں تم بدن کو صابن سے صاف کر رہے ہو جانتے ہو یہ صابن کہاں سے آیا؟ نباتاتی تیلوں سے تیار ہوا۔ بہ دیگر الفاظ تم صابن استعمال نہیں کر رہے ہو بلکہ جسم پر ایک درخت رگڑ رہے ہو۔ ہماری یہ سلک کی قمیض یہ ململ کی پگڑی اور یہ لٹھے کا پاجامہ دراصل ایک چھوٹا سا جنگل ہے' یہ الماری میں سجی ہوئی کتابیں ایک پیشہ ہیں' یہ اخبارات' رسائل' لفافے' ٹکٹ اور اشتہارات وہ درخت ہیں جنہیں مزدور کاٹ کر کارخانوں میں کاغذ بنانے کے لئے گئے تھے۔ امریکہ میں روزانہ اخبارات کی تعداد اشاعت ۲۰۰۰۰۰۰۰' ۱۱ ہے۔ جانتے ہو اس قدر کاغذ پر کس قدر درخت صرف ہوئے ہونگے؟ پندرہ ایکڑ جنگل۔ جب تم کوئی اخبار خریدو تو واقعات عالم پڑھنے کے علاوہ اُس چھوٹے سے درخت کی خاموش کہانی بھی سن لیا کرو جو کاغذ کے پردے میں اپنی داستان سنا رہا ہوتا ہے۔ اس قلب ماہیت پر ایک شعر یاد آ گیا۔ شاعر کسی انگورستان سے گزرتا ہے۔ بیلوں کے ساتھ عنابی گچھے لگے ہوئے ہیں ایک طرف ایک درخت کے نیچے شراب کا ایک مٹکا پڑا ہوا ہے۔ شاعر کا تخیل ماضی کی سہانی فضاؤں کو چیرتا ہوا فرہاد و شیریں کے عہد تک جا پہنچتا ہے۔ یہ پرستارانِ محبت جب مر گئے تھے تو رفتہ رفتہ ان کے اجسام خاک بن گئے تھے یہ خاک کہیں کھاد بن کر شاخ انگور کی غذا بنی اور کہیں اس سے اینٹیں اور مٹکے تیار کئے گئے۔

خون دل شیریں است سیں مے کہ زر زنوشی

خاک تن فرہاد است ایں خم کہ نہد دہقاں

(خاقانی)

میزان عدل

سردی میں جنگل سے لکڑہارے کی کلہاڑی کی صدا سنائی دیتی ہے۔ کتنی بے رحمی سے درختوں کو کاٹتا ہے۔ اگلے سال بہار میں جا کر دیکھو تو وہی مقام پھول دار پودوں سے پٹا پڑا ہوگا۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ ہوائیں اور پرندے ادھر ادھر سے بیج لے آیا کرتے تھے۔ لیکن پہلے روشنی کم ہونے کی وجہ سے اگ نہ سکتے تھے۔ اب جوں ہی میدان صاف ہوا' یہ جگہ سبزہ زار بن گئی فطرت کا

دستور ہے کہ وہ ہر ایک چیز کے بدلے دوسری عطا کر دیتی ہے اندھا آنکھیں کھو کر زبردست قوت سمع سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ مرغابیوں کی دم چھوٹی لیکن گردن لمبی ہوتی ہے۔ جاہل کا دماغ غیر تربیت یافتہ، لیکن وہ جسمانی طاقت میں بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ عالم کا دماغ اعلیٰ لیکن جسم نحیف وضعیف ہوتا ہے۔ دولت والے علم سے اور علم والے دولت سے محروم رہتے ہیں۔ اگر شہر میں کوئی قوم (آج کے مسلمانوں کی طرح) سہل انگاری وتغافل شعاری کی وجہ سے صلاحیت حیات کھو بیٹھے تو قدرت اسے میٹ کر کسی اور قوم کو وارث زمیں بنا دیتی ہے۔

☆

جذبہ افزائش نسل

جب کوئی پودا قد وقامت میں مکمل ہو چکتا ہے تو اس میں ایک حسین تغیر آ جاتا ہے وہی نباتیے، جواب تک شاخ وبرگ بن رہے تھے غنچوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، غنچے پھول بن جاتے ہیں اور پھول، بیج، پودے افزائش نسل کا جذبہ حیوانات ونباتات ہر دو میں نہایت شدومد کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

بیج نباتات کے انڈے ہیں، اس لئے حفاظت کی خاطر انہیں غلافوں، حجابوں اور سخت کیسوں میں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ ان میں جو بیج انسانی غذا تھے مثلاً مٹر لوبیا چلغوزہ وغیرہ ان کی بہت زیادہ حفاظت نہ کی گئی۔ بلکہ انہیں معمولی چھلکوں میں رکھا تا کہ ''لاڈلے'' انسان کو نکالنے میں تکلیف نہ ہو۔ بعض مفید درختوں مثلاً سیب، سنگترہ...... تعداد میں کم تھے، اس لئے انہیں تلخ وترش بنا دیا، تا کہ انسان انہیں کھا نہ جائے اور نسل کا خاتمہ نہ ہو جائے بعض بیج ہماری یومیہ غذا تھے مثلاً گندم، مکی باجرہ وغیرہ تو قدرت نے ان کو بہ افراط پیدا کیا تا کہ انسانی استعمال کے بعد بھی کچھ نہ کچھ بچ رہیں۔

گندم، جو اور اس قسم کی چند دیگر فصلیں صرف چھ ماہ میں تیار ہو جاتی ہیں حالانکہ آم کا درخت سات آٹھ سال کے بعد پھل دیتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ فطرت ان پودوں کے کان میں چپکے سے یہ بات ڈال دیتی ہے۔ وہ دیکھو دہقان درانتی لئے آ رہا ہے جلدی کرو، بڑھو، پھولو اور انڈے زمین پر بکھیرنے کے بعد چلتے بنو۔

ایک ہوشیار مالی جب دیکھتا ہے کہ شہتوت کا درخت آٹھ سال کے طویل انتظار کے بعد پھل دینا شروع کرے گا تو وہ اس کی شاخوں کو کاٹنا شروع کر دیتا ہے ۔ درخت ڈر جاتا ہے کہ کہیں مٹ ہی نہ جائے۔ اس لئے وہ جلدی جلدی بڑھنا شروع کر دیتا ہے تا کہ مرنے سے پہلے نسل کی بنیاد ڈال جائے۔

نباتات کے اس منظر میں ہمارے لئے یہ سبق پنہاں ہے کہ سست اقوام کی رفتار کو تیز کرنے انہیں مفید خلائق بنانے اور ان کے ضعف کو قوت سے بدلنے کے لئے تلوار کا استعمال از بس ضروری ہے مسلمان تمام عالم کے نظم ونسق اور اقوام وملل کی بہتری و برتری کا ذمہ دار بن کر آیا ہے:

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (آل عمران ۱۱۰)

تم ایک بہترین امت ہو جسے اقوام عالم کی بہبود پر مقرر کیا گیا ہے۔

اس لئے اس کا فرض ہے کہ وہ دل کھول کر تلوار کا استعمال کرے۔ ظلم وعدوان اور جور و عصیاں کو مٹا کر رکھ دے تا کہ دنیا امن و آشتی کی لذت سے آشناء ہو جائے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ میں کہتا ہوں اگر ایسا ہوا ہے تو بہت اچھا ہوا ہے۔ آج کروڑوں بندگان خدا کو تجارتی منڈیوں اور نو آبادیوں کے لئے تباہ کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ جنگ عظیم بھی کچھ ایسے ہی ذلیل مقاصد کے لئے لڑی گئی تھی۔ اگر آج تجارت دولت، دنیوی برتری، نو آبادیوں اور تیل کے چشموں کی خاطر تلوار کا استعمال کیا جا رہا ہے اور اس میں آپ کو کوئی برائی نظر نہیں آتی تو اسلامی تلوار کے استعمال پر آپ کیوں نعل در آتش ہوں کہ جس کا مقصد تیل کے چشمے اور ربڑ کے جنگل نہ تھے بلکہ نیکی کی ترویج اور بدی کا استیصال تھا، ارباب ظلم کی ہلاکت اور عدل وانصاف کا احیاء تھا، فتنۂ شر کا خاتمہ اور امن و آشتی کا قیام تھا۔ مبارک ہے وہ تلوار جو اس قدر بلند مقصد کے لئے اٹھائی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس اعلان کو کبھی نہ بھولئے گا:

بعثتُ بالسیف بین یدی الساعۃ (حدیث)

ترجمہ:۔ میں قیامت سے ذرا پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہوں۔

پھولوں کی حفاظت

پھولوں کو جنگلی جانوروں اور پرندوں سے محفوظ رکھنے کے لئے قدرت نے کئی تدابیر

اختیار کیں۔ مثلاً بعض (بادام اور اخروٹ) کے چھلکے سخت بنادیئے اور بعض پر کڑوے غلاف چڑھا دیئے۔ سنگترے اور انار کا چھلکا اس قدر کڑوا ہوتا ہے کہ کسی جانور کو منہ ڈالنے کی ہمت تک نہیں پڑتی۔ قدرت کا کمال صناعی دیکھئے کہ زمین وہی ہے' درخت وہی ہے اور رس پہنچانے والی شاخیں وہی ہیں' لیکن انار کا چھلکا سخت کڑوا ہے اور دانے میٹھے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ چھلکوں اور دانوں کے لئے دو علیحدہ علیحدہ کارخانے کام کررہے ہیں۔ ایک مٹھاس تیار کررہا ہے اور دوسرا کڑواہٹ۔ یہ دونوں رس پاس پاس ہیں لیکن ایک دوسرے خلط ملط نہیں ہوسکتے۔

مرج البحرين يلتقيان بينهما برزخ لايبغيان (رحمن ۱۹ . ۲۰)

اخروٹ اور بادام اونچے پہاڑوں پر پیدا ہوتے ہیں جہاں برف وغیرہ کی وجہ سے میدانی جانور نہیں پہنچ سکتے۔ یہاں صرف گلہری چوہوں کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے ان کے چھلکے سخت بنادیئے تاکہ چوہے نقصان نہ پہنچا سکیں۔

......☆......

کھجور

صحرائے عرب سینکڑوں میل تک پھیلا ہوا ہے جسے طے کرنے کے لئے اب بھی اونٹ سے کام لیا جاتا ہے۔ امکان تھا کہ مسافر راہ میں بے توشہ نہ ہوجائیں۔ اس لئے اس ریگستان میں ہر طرف کھجوروں کے درخت اگادیئے اور انہیں بلند قامت بنادیا تاکہ یہ قیمتی پھل جانوروں کی رسائی سے باہر ہوجائے۔ نیز قرب زمین کی گرمی سے نسبتاً محفوظ رہے۔ کھجوروں کے تنے اس لئے ریشہ دار اور کھوکھلے بنائے تاکہ تھرموس بوتل کی طرح اندر کی ہوا بیرونی حرارت سے متاثر نہ ہو اور پھل خشک نہ ہوجائے۔ انسانی بدن کی مشین کو دو چیزوں کی سخت ضرورت رہتی ہے شکر و نشاستہ' یہ ہر دو اجزاء کھجور میں بہ درجہ کمال موجود ہیں۔ جنگل میں حفاظت اثمار کے مسالے کہاں مل سکتے تھے۔ کیلا صرف ایک ہفتے میں گل سڑ جاتا ہے۔ سیب پلپلا ہوجاتا ہے۔ امرود میں کیڑے چلنے لگتے ہیں شہتوت اور لوکاٹ چند گھنٹوں میں خراب ہوجاتے ہیں لیکن کھجور کو اللہ نے کسی خاص مسالے سے

یوں محفوظ کر دیا ہے کہ مہینوں خراب نہ ہو۔

کھجور کی جڑیں زمین سے دو قسم کا رس چوستی ہیں' کثیف اور لطیف۔ کثیف رس سے تن آور شاخیں بنتی ہیں اور لطیف سے پھل۔ پھل کے ہر دانے کے ساتھ ایک مصفی لگا ہوتا ہے جو رس کو مزید صاف کرتا ہے۔ گٹھلی کڑوی ہوتی ہے اور چھلکا میٹھا۔ ان ہر دو کے درمیان ایک پردہ لگا دیا ہے۔ تاکہ تلخی و شرینی خلط ملط نہ ہو جائیں۔

نشانات منزل

درخت عموماً راہوں پر اگتے ہیں۔ اس لئے کہ مسافر پھل کھا کر گٹھلیاں پھینک دیتے ہیں اور وہاں درخت اگ آتے ہیں جہاں درخت نظر آتے ہیں اور وہاں راہ موجود نہیں تو سمجھ لو کہ یہاں سے کبھی قافلہ گزرا تھا۔ اہل عرب پہلے سندھ پر حملہ آور ہوئے تھے' ان کے پاس کھجوریں تھیں۔ جہاں کہیں اترے' گٹھلیاں پھینکتے گئے' نتیجہ یہ کہ آج سندھ میں عربی نسل کی کھجوریں میلوں تک دکھائی دیتی ہیں:

خبر دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی

ناریل

ایک مسافر سخت گرمی میں ایک ایسے جھونپڑے میں جا پہنچا جس پر ناریل کے درختوں کا سایہ تھا۔ صاحب خانہ نے مسافر کو شراب' دودھ اور حلوا نہایت عمدہ برتنوں میں پیش کیا۔ مسافر نے پوچھا کہ جنگل میں یہ غذائیں کہاں سے آ گئیں۔ کہا یہ سب کچھ ناریل کی بدولت ہے۔ میں کچے ناریل سے پانی' پختہ ناریل سے دودھ' پتوں سے حلوا' شگوفوں سے شراب پھولوں سے شکر' چھال سے برتن' لکڑی سے ایندھن' بنے ہوئے پتوں سے چھت' ریشوں سے رسیاں اور تیل سے روشنی حاصل کیا کرتا ہوں۔ جب مسافر چلنے لگا تو میزبان نے ایک شاخ کو جھاڑا جس سے غبار سا گرا۔ اس غبار سے سیاہی کا کام لیکر ایک پتے پر کسی دوست کی طرف چھٹی لکھ دی

نکتہ یوم و ماہ

ڈاکٹر شابلی کا خیال ہے کہ فضا میں ایک مرکوز نور ہے جس کے گرد تمام شموس چکر کاٹ

رہے ہیں اوران کا ایک چکر تیس کروڑ سال میں ختم ہوتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر ہمارے تیس کروڑ سال ان شموس کے ایک سال کے برابر ہوتے ہیں اوران کا ایک دن ہمارے تیس کروڑ دنوں یعنی آٹھ لاکھ بائیس سال کے برابر۔

چونکہ آسمان میں نظام ہائے شمسی کی کوئی انتہا نہیں اور ہر سورج کی حرکت اپنے مرکز کے گرد دوسرے سے مختلف ہے اسی لئے ہر نظام کے لحاظ سے یوم وماہ کی مدت بھی مختلف ہے۔ ہمارے ہاں ایک دن رات زمین کی محوری گردش (۲۴ ساعت) کا نام ہے اور سال زمین کی آفتابی گردش (۳۶۵ دن) کا نام لیکن دوسرے نظاموں کے سال وماہ ہم سے مختلف ہیں۔ عطارد کا سال صرف ۸۸ دن کا ہوتا ہے، زہرہ کا سال ۲۲۵ یوم کا، لیکن مشتری کا سال ہمارے ۱۲ سال، زحل کا ہمارے ۲۹ سال اور نیپٹون کا سال ہمارے ۱۲۵ سال کے برابر ہوتا ہے۔ اسی طرح کہیں کوئی ستارہ ہزار سال میں اور کہیں پچاس ہزار سال میں اپنے مرکز کے گرد چکر کاٹ رہا ہے۔

......☆......

غور فرمایئے کہ آسمانوں میں کس قدر مہیب دنیائیں کس توازن سے چکر کاٹ رہی ہیں کتنے بڑے بڑے کرے لاکھوں میل فی گھنٹہ کی رفتار سے محو پرواز ہیں جب ہم ان دنیاؤں پر ایک چھچھلتی سی نگاہ ڈالتے ہیں تو اپنی بے مقدار ہستی کا زبردست احساس پیدا ہوتا ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ اس خالق ارض وسما کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ انسانی ہدایت کے لئے اس قدر پیمبر اس قدر رہنما ور ہبر بھیجتا رہا۔ ادھر انسان کو دیکھو کہ ان دنیاؤں کے مقابلہمیں اس کی ہستی ایک حقیر کیڑے سے زیادہ نہیں نافرمانی اور بدعملی میں چوٹی تک ڈوبا ہوا ہے اور پھر خدا کا پیارا لاڈلا ہونے کا گھمنڈ ہے۔ دربدر مانگتا پھرتا ہے لیکن جنت کے ٹھیکیدار ہونے کا پندار ہے۔ چیتھڑے اور جوئیں سنبھال نہیں سکتا لیکن امت رسول ہونے کا غرور ہے۔ مسکنت وذلت کا مجسمہ بن چکا ہے لیکن تقدس و پاک بازی کا دعویٰ کرتا ہے اس برخود غلط انسان کو کیا معلوم کہ اس صاحب جبروت رب کے ہاں جس قدر فضاؤں میں زمین جیسی ارب کھرب دنیائیں نہایت شکوہ وعظمت سے گھوم رہی ہیں، انسان کو کوئی وقعت حاصل نہیں۔ بھلا اس ہیچ میرز کیڑے کی ان لرزہ انگیز کروں کے سامنے ہستی ہی کیا ہے؟ تو پھر یہ نشہ کیوں؟ یہ غرور و پندار کیسا؟ اور یہ انا و لاغیری کا دعویٰ کس لئے؟

مقابلہ

ہماری زمین فضا میں ایک حقیر سا کرہ ہے۔ کروڑوں کرّے ہماری زمین سے لاکھوں بڑی فضا میں چکر کاٹ رہے ہیں۔ یہ فرض کرنا کہ ان کروں میں زندگی نہیں غلط ہے یہ زمین ان کروں کے مقابلہ میں ایک کھلونا ہے۔ صرف مشتری ہماری زمین سے ۱۲ گنا بڑا ہے تو کیا یہ تمام دنیائیں صرف زینت کے لئے بنائی گئیں محض کھیل کے لئے پیدا کی گئیں؟ کوئی اور مقصد نہ تھا؟ ضرور ہے لیکن ابھی ہمارا علم بہت ناقص ہے ان دنیاؤں کے راز دریافت کرنے کے لئے ابھی کئی ہزار صدیاں اور صرف ہوں گی اور تب کہیں معلوم ہوگا کہ:

وماخلقنا السموات والارض ومابینهما لعبین (دخان ۳۸)

ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے محض تماشے کی خاطر پیدا نہیں کیا۔

علم

اس وقت صرف اہل زمین کے تمدن' حکومت' طبائع' جغرافیہ' تاریخ اخلاق وغیرہ پر آٹھ کروڑ سے زیادہ کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اگر ہمیں دوسرے کروں کا علم بھی زمین ہی کی طرح حاصل ہوتا تو ہم ان کے متعلق بھی کتابیں لکھتے۔ چونکہ آسمانی کروں کی تعداد کم ازکم دس کروڑ ہے اس لئے علم میں دس کروڑ گنا اضافہ ہو جاتا۔

اگر اس تمام ذخیرہ کتب کو ایک لائبریری میں رکھنا چاہتے اور لائبریری کے ہر کمرے میں ۱۰ دس ہزار کتب سما سکتیں تو ہمیں ۸۰۰۰۰۰۰۰۰ کمروں کی ضرورت ہوتی اگر لاہور میں ۳ لاکھ مکانات تسلیم کئے جائیں تو ہماری یہ لائبریری لاہور جیسے ۲٬۶۶٬۶۶۷ شہروں میں سماتی۔ اگر ایک آدمی روزانہ ایک کتاب پڑھ ڈالتا تو اسے تمام کتب ختم کرنے کے لئے دو کھرب بیس ارب سال درکار ہوتے۔

خدا کے بندو! کیا ان تفصیلات کے بعد الٰہی جلال وعظمت سے تمہارے دماغ متاثر ہوئے؟ کیا تمہارے دلوں میں خشیۃ اللہ کی وہ کیفیت پیدا ہوئی جو ان تفاصیل کا مقصد ہے؟

عالم حیوانات

ایک چوہے کو ہاتھ میں پکڑو تو کاٹتا ہے۔ بھڑ کے قریب جاؤ تو ڈنگ لگاتی ہے۔ ہرن میل بھر سے دوڑ جاتا ہے، بھیڑیئے یا پلنگ پر سواری ناممکن ہے حالانکہ یہ گھوڑے سے بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ اگر اونٹ کسی وقت باغی ہو جائے تو مالک کو گھٹنوں کے نیچے پیس ڈالتا ہے، کینۂ شتر مشہور ہے۔ اگر بیل یا بھینسا سرکش ہو جائے تو تمام گھر کو آناً فاناً مسمار کر دے۔ اللہ کی یہ کتنی بڑی نوازش ہے کہ اونٹ، گھوڑے، بیل، بھینس، اور ہاتھی جیسے شہ زور حیوان ہمارے اشارۂ نگاہ کے مطابق کام کر رہے ہیں، ہمارے بوجھ اٹھا رہے ہیں، ریگستانوں میں سے اٹھا کر پار لے جا رہے ہیں اور کان تک نہیں ہلاتے۔

وذللنٰھا لھم فمنھا رکوبھم ومنھا یاکلون.

پھر ہر گائے اور بھینس ایک مشین ہے جو ہمارے لئے اکمل الاغذیہ یعنی دودھ مہیا کرتی ہے اگر دودھ کا رنگ سرخ، سبز یا سیاہ ہوتا تو ہمیں نفرت سی آتی۔ چاندی کی شفاف نہریں تھنوں سے بہہ رہی ہیں کیا ہمارے علم اور کاریگری کے بغیر چل رہی ہیں بسا اوقات بچے تک کے لئے دودھ نہیں بچتا۔ گوالن تمام دودھ دو بلیتی ہے لیکن گائے خاموش کھڑی رہتی ہے یہ اس لئے کہ گائے ہماری پرورش کو بچے کی پرورش پر ترجیح دیتی ہے۔ افلا یشکرون.

ہندوؤں نے گائے کی اس قربانی سے متاثر ہو کر اس کی پرستش شروع کر دی حقیقت یہ ہے کہ کائنات میں اس قدر دلکش مناظر ہر سو بکھرے ہوئے ہیں کہ:

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں است

صائبین نے سورج کو خدا تسلیم کیا۔ زرتشت اور موسیٰ علیہ السلام نے آگ میں الٰہی تجلیاں دیکھیں۔ صوفیائے کرام کو ہر گل میں گلستان کا مرکز دکھائی دیا۔ شیدایان دیانت نے ہر ذرہ میں صحرا کا تماشہ دیکھا۔ الغرض اس حسین دنیا میں ہر سو نور و تجلی کے وہ حیرت انگیز مناظر موجود ہیں کہ ہر چیز پر مظہر خدا ہونے کا دھوکا لگتا ہے۔

ایک بچہ باپ کے ساتھ بازار میں جاتا ہے، جس مٹھائی کو پہلے دیکھتا ہے اس کے خریدنے کی تمنا کرتا ہے لیکن والد ساتھ ہے، وہ بہترین چیز خرید لیتا ہے اگر ہماری انگلی رسول کے

ہاتھ میں نہ ہوتی۔ تو ہم اس نادان بچے کی طرح ہر چیز کی پرستش پر اتر آتے۔ ہر رسول نے بہ بانگ دہل اعلان کیا تھا کہ دیکھو ان مناظر میں کہیں الجھ کر نہ رہ جانا۔ تمہارا مسجود وہ قادر و برتر رب ہے جو ان کھلونوں کا خالق ہے اور یہ مناظر تمہارے غلام و مطیع ہیں' نہ کہ معبود و مسجود۔

.......☆.......

پھولوں اور سبزیوں پر بعض چھوٹی چھوٹی مکھیاں اس قدر باریک ہوتی ہیں کہ اگر پکڑ کر دیکھنا چاہو تو انڈے کی طرح پھٹ جاتی ہیں لیکن کمال یہ ہے کہ ان میں باقاعدہ گردے' ہڈیاں' پھیپھڑے' معدہ' انتڑیاں' دماغ' آنکھیں' پر' ٹانگیں سب کچھ موجود ہے اور اس چھوٹے سے انجن میں پٹرول بھی بھرا ہوا ہے کہ باقاعدہ اڑ رہا ہے اللہ کا کمال دیکھنا ہو تو کوہ ہمالیہ کو مت دیکھو بلکہ یہ چھوٹے چھوٹے اڑتے ہوئے انجن دیکھو' ان کے رنگ پر غور کرو' منہ' پاؤں' آنکھیں اور سر دکھائی نہیں دیتے لیکن پھر بھی یہ مکمل جسم ہیں۔ ہر جسم میں چھوٹی چھوٹی رگیں ہیں جن میں خون دوڑ رہا ہے۔ ایک چھوٹا سا پیٹ ہے جس میں غذا جا رہی ہے۔ اللہ اکبر! یہ جسم اللہ نے کس طرح تیار کیا ہوگا۔ شاعر فطرت کا کتنا باریک نازک اور ادق تخیل ہے کہ انسانی عقل تھرتھرا اٹھتی ہے۔

خود اعتمادی

جنگلی جانور اپنی حفاظت خود کرتے ہیں اس لئے چست' چالاک تیز' تندرست دراک اور حیلہ باز ہوتے ہیں لیکن گائے' بھینس گدھے وغیرہ کی حفاظت کا ذمہ انسان نے لے رکھا ہے اسی لئے یہ کاہل' بھدے اور سست ہوتے ہیں' جو قوم اپنے اقواء کو استعمال نہیں کرتی اللہ سے قوائے عمل چھین لیتا ہے مسلمانوں کو تقلید نے آج اندھا بہرا بنا رکھا ہے اس قوم نے قوائے مفکرہ کا استعمال چھوڑ دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ طاقتیں ہی چھین لیں۔

حرکات حیوانات

حرکت تلاش غذا کے لئے ہے' چونکہ درختوں کو غذا ہوا زمین سے مل جاتی ہے اس لئے انہیں چلنے کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی۔ اگر بالفرض درخت بھی تلاش غذا کے لئے چلتے پھرتے تو دنیا میں بڑی بدنظمی پھیل جاتی۔ ہر روز ہزاروں درخت سڑکوں کے درمیان آ جاتے۔ آمد و رفت

بند ہو جاتی۔ زید کے کھیت سے درخت چل کر عمر کے کھیت میں چلے جاتے اور باغوں سے بھاگ کر پہاڑوں پر چڑھ جاتے۔

چونکہ حیوان کی خوراک دنیا میں ہر سو پھیلی ہوئی ہے اس لئے وہ چلتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو وہی خصوصیت عطا کیں جن کی اسے ضرورت تھی مثلاً سپلنج ایک ایسا جانور ہے جو اپنے مقام کو نہیں چھوڑتا اس لئے اس کی غذا وہیں موجود ہوتی۔ سی سکرٹ (SEASQUIRT) غذا کے لئے صرف اتنی ہی تکلیف کرتا ہے کہ اپنے خول سے سر باہر نکالتا ہے اور بس۔

حالات کے مطابق مختلف جانوروں کی حرکات مختلف ہیں۔ بعض دن کو سوتے ہیں اور رات کو نکلتے ہیں۔ وبالعکس بعض جانور سخت گرمی اور سردی میں مکانوں کی چھتوں اور سوراخوں میں مہینوں نہاں رہتے ہیں اور مرتے نہیں، جوہڑ خشک ہونے کے بعد مینڈک زمین کی ایک تہہ سے چپک جاتا ہے اور برسات میں باہر نکل آتا ہے۔ مہینوں اور بسا اوقات برسوں غذا کے بغیر زندہ رہنا تخلیق کا بہت بڑا معجزہ ہے۔ جن جانوروں کی غذا سہل الحصول اور زیادہ ہوتی ہے وہ موٹے اور بھدے بن جاتے ہیں مثلاً ہاتھی، بھینسا، مینڈک وغیرہ۔ وجہ یہ ہے کہ انہیں تلاش غذا کے لئے دوڑ دھوپ کم کرنا پڑتی ہے اور ان کے دشمن بھی کم ہوتے ہیں۔ ہرن کی خوراک ہر جگہ بہ افراط ہے لیکن اس کے دشمن اس قدر زیادہ ہیں کہ ذرا سی آہٹ پر اسے میلوں بھاگنا پڑتا ہے۔

دنیائے طیور

ومامن دابة فی الارض ولا طآئر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم

(انعام ۳۸)

یہ چوپائے اور اڑنے والے جانور تمہاری طرح امتیں ہیں۔

ان امتوں کو بیماریاں لاحق نہیں ہوتیں۔ ان پر آثار پیری بہت کم مرتب ہوتے ہیں یہ آخر عمر تک چست، چالاک اور پھرتیلے رہتے ہیں، انہیں زکام اور ملیریا نہیں ہوتا، انہیں کھانسی اور نمونیا کی شکایت نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ یہ امتیں ایک خاص نظام حیات کی پابند ہیں، مناسب غذا کھاتی ہیں، مناسب ورزش کرتی ہیں، اور لذت اندوزی کی جائز حدود سے آگے نہیں بڑھتیں۔ شیر اپنی بیوی کی سال میں ایک دفعہ خبر لیتا ہے لیکن انسان.....؟

پرندے ماحول کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں لیکن انسان عموماً نہیں بدلتا' مذہب وضع اور رسوم کی آڑ لے کر ایک مقام پر ڈٹا رہتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ زمانے کا ساتھ دینے والی اقوام ان اقوام پر چھا جاتی ہیں جو سطح زمین پر خیالات اور اطوار و اخلاق میں ''گل محمد'' بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان طیور میں ہمارے لئے ہزاروں اسباق موجود ہیں۔ یہ ہم جیسی ہی امتیں ہیں جو آئین قوت کو نباہنے اور نظام صلاحیت پر عمل پیرا ہونے کے بعد زندگی سے چہک رہی ہیں۔

بدقسمت ہیں وہ پرندے اور چوپائے جو انسانی قرب و جوار میں آبستے ہیں مثلاً گائے' بھینس' گدھا' گھوڑا' مرغا' کبوتر وغیرہ۔ انسان کافی غلیظ واقع ہوا ہے' ادھر تھوکتا ہے ادھر قے کرتا ہے اور ہر طرف کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگائے رہتا ہے۔ اس غلیظ ماحول میں یہ چوپائے اور پرندے کمزور ہو جاتے ہیں۔ ورنہ جنگلی جانوروں کو دیکھو۔ ان کے گھونسلوں اور نشیمنوں میں کس قدر صفائی پائی جاتی ہے بلی زمین میں ایک گڑھا کھودتی ہے اور اپنا فضلہ اس میں چھپا دیتی ہے' بہ الفاظ دیگر انسان کو ہر روز بلی سبق دیتی ہے۔

والرجز فاھجر. (مدثر ۵) اے انسان میل کچیل اور غلاظت سے دور رہ۔

لیکن یہ سرکش انسان جو پیمبر کی بات نہیں سنتا اور الٰہی حکم تک کی پروا نہیں کرتا وہ بلی سے کیوں سبق سیکھنے لگا؟ اشرف المخلوقات جو ٹھہرا!

زندہ اقوام میں جہاں دیگر فضائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہیں صفائی' نفاست اور پاکیزگی ان کی نس نس میں دھنس جاتی ہے۔ وہ بہت اجلے نہایت لطیف المذاق اور بے حد صفائی پسند ہوتے ہیں۔

......☆......

فبعث الله غرابا یبحث فی الارض لیریه کیف یواری سواۃ اخیه

(مائدة ۳۱)

تو ہم نے اس کی طرف کوا بھیجا تا کہ اس کو نعش دفن کرنے کا طریقہ سکھائے۔

یہ قصہ دراصل ایک طرح کی ہدایت ہے کہ تمام غلیظ اور بدبودار اشیاء کو زمین میں گاڑ دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مسلم کو ہر قسم کی جسمانی' دماغی اور روحانی اخلاقی نجاست سے نجات دلانے کے لئے ہوئی تھی آج ہمارا ملا جسمانی صفائی پر کچھ کہنا اپنے علم کی ہتک سمجھتا ہے۔

وہ ایسی تمام آیات میں غلاظت سے مراد روحانی اور اخلاقی غلاظت لیتا ہے۔ اچھا ایسا ہی سہی۔ لیکن انصافاً فرمایئے کیا ایسے آدمی کے اخلاق میں ذرا سی بھی نفاست ہوسکتی ہے۔ جس کے منہ کپڑوں اور جسم سے سنڈاس کی سی بو آرہی ہو۔ جس کی شلوار میں سیر بھر جوئیں پھر رہی ہوں۔ جس کی چار پائی کے نیچے تھوکوں کا ڈھیر لگا ہوا ہو۔ گندے چیتھڑے پھٹے پرانے کاغذات صدیوں کے ٹوٹے ہوئے بادیئے اور میل سے اٹی ہوئی کنگھیاں ہر طرف بکھری پڑی ہوں دیواروں پر ناک جھاڑ جھاڑ کر پلستر کیا ہوا ہو۔ ہر طرف ہولناک غلاظت، تعفن، ویرانی، تاریکی اور ظلمت ہو، اگر اخلاقی دنیا میں بدکاری ظلمت ہے تو مادی دنیا میں غلاظت اور کثافت کیوں ظلمت نہیں؟ یاد رکھو! معلم کائنات حضرت محمد عربی فداہ ابی وامی مسلم کو تمام جسمانی و روحانی غلاظتوں سے نجات دلانے کے لئے آئے تھے۔

قدرت کی پاکیزہ اشیاء کو انسان کھاتا ہے۔ انسان کی خارج کردہ غلاظت مکھیوں کی غذا بنتی ہے۔ مکھیوں کو دوسرے حشرات وطیور کھا جاتے ہیں۔ بہ دیگر الفاظ نباتات حیوانات کی غذا ہیں۔ حیوانات ہماری غذا، اور ہم مرنے کے بعد چھوٹے چھوٹے کیڑوں کی غذا بن جائیں گے۔ اس اندوہ ناک انجام سے بچنے کا راستہ صرف ایک ہی ہے کہ ہم حدود زمان ومکان کو توڑ کر جاوداں بن جائیں۔

عشق کی تقویم میں عصر رواں کے سوا
اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام

(اقبالؒ)

قرآن سے کس کو کیا ملا؟

شعرائے عرب جب کسی موضوع پر نظم لکھتے تھے، تو محبوبہ کی تعریف سے شروع کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات اس موضوع پر چند اشعار ہوتے تھے اور محبوبہ کی تعریف میں تین چوتھائی سے زیادہ۔ جب کعب ابن زبیر رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں ۵۵۔ اشعار کا قصیدہ مدحیہ پیش کرتا ہے تو محبوبہ کی شان میں ۴۰۔ اشعار کہہ جاتا ہے۔

طرفہ اپنی ناقہ کی تعریف میں ۲۹، اور لبید بن ربیعہ ۳۱۔ اشعار لکھ جاتا ہے۔ یہی حال امرأ لقیس، عمر بن کلثوم اور دیگر شعرائے عرب کا تھا۔ اگر آپ ان شعراء کی اس بے ربطی کو برداشت فرماتے رہے۔ اگر آپ کشاف، معالم التنزیل، بیضاوی اور جلالین کی صرفی ونحوی موشگافیوں، علامہ

فخر الدین رازی کی منطقیانہ نکتہ سنجیوں اور بعض دیگر مفسرین کی فقہی مطلب طرازیوں کو گوارا کرتے رہے تو مجھے امید ہے کہ الٰہی صنائع پر میری ان بے ربط تفاصیل کو بھی برداشت فرمائیں گے۔

ایک ہرے بھرے کھیت میں ایک زمیندار اپنے بیل کے ساتھ داخل ہوتا ہے وہاں ایک ماہرِ اقتصادیات اور ایک عالمِ نباتات پہلے سے موجود ہیں۔ اب یہ تمام اس کھیت کو مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ بیل صرف آزادی کا منتظر ہے کہ مالک ٹلے اور وہ اس لہلہاتی ہوئی کھیتی سے پیٹ بھرے۔ زمیندار اندازہ لگا رہا ہے کہ اس دفعہ کتنا قرضہ بے باق ہو جائے گا۔ ماہر اقتصادیات یہ سوچ رہا ہے کہ اس سال اس ملک کی خوشحالی پر اچھی فصلوں کا کیا اثر پڑے گا اور عالمِ نباتات ان پودوں کے عناصر ترکیبی اختلاف الوان' زمینی بکٹیریا اور پتوں کی حیرت انگیز مشین پر غور کر رہا ہے۔

قرآنِ حکیم کھیتی کی طرح ہے' کسی نے اس کو متصوفانہ نگاہ سے دیکھا۔ کسی نے اس کی سحر بیانی کی تعریف کی۔ واعظ نے اس میں سے دلچسپ کہانیاں انتخاب کیں۔ مُلّا ذکرِ حور و شرابِ طہور پر مست ہو گیا۔ مفتیوں نے اسے مسائل فقہی کا ایک ضابطہ سمجھا۔ گدی نشینوں نے سجدۂ تعظیمی کے جواز پر آیات ڈھونڈیں۔ راہب نے ترکِ دنیا کے دلائل پیش کئے اور بعض نے اسے منتروں' جنتروں اور ٹوٹکوں کی کتاب بنا ڈالا۔ لیکن مجھے اس کتاب میں انسان کی سیاسی' اقتصادی و اخلاقی سطوت کے لئے بے بہا گر ملے۔ میں نے نگارستان گیتی کی اس میں تفصیل دیکھی اور مجھے حتماً معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے قول و فعل میں مکمل مشابہت ہے۔ کائنات کیا ہے؟ قرآن کی تفصیل اور قرآن کیا ہے۔ کائنات کا متن......

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ . (زمر: ۲۴)

''اللہ نے کتابِ کائنات کی بہترین تفصیل (احسن الحدیث) نازل فرمائی۔ یہ کتاب کائنات سے ہر رنگ میں مشابہ بلکہ اس کا ثنیٰ (شافی) ہے۔ اس کے مطالعہ سے اُن (طلبۂ کائنات) کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جن کے دلوں میں کیفیتِ خشیہ موجود ہے۔''

محفلِ گیتی میں شاہد ہستی مستور ہے اور مسلم کا فرض اسے بے نقاب کرنا ہے۔ (دو قرآن)

ادب جدید' جدت کہ بدعت؟

نیا ادب جدت نہیں، بدعت ہے۔ اس میں زیادہ تر کھلنڈرا پن ہے۔ ہر عہد کے بیان کا ایک اسلوب ہوتا ہے۔ ہمارے نئے لکھاری اسلوب بدل ڈالتے تو عیب نہ تھا۔ عصری روح کا اقتضاء ہوتا لیکن انہوں نے مطالب بھی بدل ڈالے اور ان کی جگہ جو نئے مطالب لائے وہ محض تقلید، اخذ اور توارد ہیں اور تقلید بھی یورپ کے اس ہیجانی ادب کی جو مغرب میں معاشرہ و اخلاق اور دین و مذہب سے بغاوت کے نام پر جنا گیا ہے۔ اس قسم کا ادب کبھی مستقل نہیں ہوتا۔ یہ محض نعرہ بازی ہے جو ایک قوم، ایک عہد چھوڑتے وقت دوسرے عہد کی راہوں میں اختیار کرتی ہے۔ یہ انقلاب نہیں' نراج ہے...... غم و غصہ کی یادگار ہمارے شاعر و ادیب نہیں جانتے کہ تقلید ارتقاء کی دشمن ہے۔ اس سے جمود پیدا ہوتا اور انقلاب ٹھہر جاتا ہے۔ ان لوگوں نے ادب کی پرانی قدروں سے بغاوت کے شوق میں ادب کے مسلمات بھی ترک کر دیئے ہیں۔ ہر قوم کی ایک زبان ہوتی، اس کا مزاج اور اس مزاج کے رنگ ڈھنگ ہوتے ہیں۔ ہمارے ان ادیبوں اور شاعروں نے ان پر بھی ہتھوڑا چلایا ہے۔ یہ چیز عمدہ ہے کہ نئے ادب سے زنجیروں کے ٹوٹنے کی آواز آتی ہے لیکن حیرت ہے کہ ان ادیبوں کے ہاں ابلاغ کی روح نہیں۔ جو ادب عوام کے لیے نہ ہو، وہ ادب نہیں پہیلی ہے۔ تعجب ہے کہ ادب میں عوام کی زبان کے استعمال پر زور دینے والے عوام کی زبان سے نابلد ہیں۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ جس قوم سے مخاطب ہیں اسے کس لہجہ سے پکارنا چاہئے اور اظہار کا وہ کون سا پیرایہ ہے جو ان کی زبان کا لازمہ ہے اور جس سے عوام حرکت میں آتے ہیں۔ نیا ادب عوام سے مغائرت کی بنیاد پر ہے۔ اس کے پروڈیوسر مارکیٹ میں نہ تو اس کی ضرورت کا احساس کرا سکے ہیں اور نہ اس کی مانگ پائی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ایک خاص مزاج کے چند سو لوگ ادب میں عریانی کی تحریک لے کر لکد کوبی کر رہے ہیں۔ جدید ادب...... بالفاظ دیگر اردو میں ہپی ازم ہے۔ یہ لوگ بازار کے حسن کے تاجر ہیں۔ ان کے ہاں آگ اور لہو کی سفارت نہیں تجارت ہوتی ہے۔ یہ سرور نہیں نشہ بیچتے ہیں...... گھٹیا نشہ جس سے نئی پود ادب کی آڑ میں گناہ کا جواز لاتی ہے۔

شاہ جیؒ نے اس ادب کے نوادرات کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا۔ مثلاً یہی نظم ہے:

چھن...... چھن...... چھن

چھنا چھن، چھنا چھن...... چھنن

چھن...... چھن...... چھن

چھنا چھن، چھنا چھن...... چھنن

فرمایا میں نے اس کے ناظم سے پوچھا...... اس شہ پارہ کا مطلب کیا ہے؟ کہنے لگے:

یہ صوتی تصویر ہے۔ ایک محبوبہ آشنا سے ملنے کے لئے گھر سے نکلتی ہے تو اس کی رفتار چوری چھپے کی ہوتی ہے۔ چھن...... چھن...... چھن۔ پھر دائیں بائیں کے خطرات سے اپنے تئیں محفوظ پا کر آشنا کے مکان میں جھٹ سے داخل ہو جاتی ہے...... چھن۔ لوٹتے وقت اسی طرح چوری چھپے نکلتی اور اپنے گھر میں چھنن سے داخل ہو جاتی ہے...... چھن چھنن اس کے پازیب کی آواز ہے۔

فرمایا، اوّل تو یہ صوتی تصویر شاعری نہیں، کچھ اور ہے...... خیال کی بدکرداری ہے اور اگر شاعری یہی ہے تو میں بوڑھا ہو کر بھی دن بھر میں کئی دیوان مرتب کر سکتا ہوں۔ جہاں تک اختصار کا تعلق ہے، اس سے بھی مختصر یعنی دو حصوں میں پوری کہانی کہی جا سکتی ہے۔ مثلاً

وصل کی شب اور ان کا کہنا

جاؤ بھئی ہم نہیں منتے

عوام سمجھ لیتے اور بات ادھوری نہیں رہتی۔ دو مصرعوں میں پوری کہانی لپٹی ہوئی ہے۔

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔ نقیب ختم نبوت، جنوری ۲۰۰۳ء۔ ص ۳۵)

......☆......

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (خاکہ)

عمر بن الخطاب...... رنگ ایسا کہ سفید و سرُخ گُلاب...... (خلافت کی ذمہ داریوں اور فاقہ کشی نے چھین لی جس کی آب و تاب)...... آنکھیں بڑی اُن میں ڈورِ عُناب...... سر کے بال کم، بہت کمیاب، ناک سیدھا، گال بھرے بھرے، قد لمبا، طوالت کے لیے عزت مآب...... ہاتھ پاؤں بڑے بڑے مگر ناموزونیت سے اجتناب...... ہر دَم سنجیدہ، لہجہ کھرا، طبیعت میں غُصہ، چال تیز بس آہوئے بے تاب...... چہرے پر چاندنی، مثالِ ماہتاب...... دُعائے نبی کا جواب، جوابِ لا جواب...... آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔

اُس کا قبولِ اسلام، کفر پر بجلیوں کا عتاب...... اُس کو خُدا کی لگن، اِسی دُھن میں وہ مگن، اِسی کی آرزو میں وہ ماہی بے آب...... اُس کے سامنے کوئی رُستم نہ کوئی سہراب...... کرگسانِ باطل کے لیے وہ ایک عقاب...... خطیبِ مایہ ناز، بارگاہِ حق میں اُس کے الفاظ باریاب...... اِس پر گواہ خُدا کی آخری کتاب۔

صدیقؓ کا جانشین، وہ امیر المؤمنین، بیت المال کا امیں، اُس کے پاس ہر وقت پائی پائی کا حساب...... آپ اپنا محتسب، اُس کی عمال پر نظر، اپنے اعمال پر نظر، ہر لحظہ زیرِ احتساب۔

اُس کی سپاہ بے پناہ، چھا گئی مثالِ آب...... اُس کی سلطنت بے پایاں، بے حساب...... اُس نے ختم کر دیا قیصر و کسریٰ کا رُعب داب...... اُس کے گدا کیقباد و افراسیاب......

اُس کا عہد، عہدِ اسلام کا شباب...... اُس کی حکومت، استحکامِ انقلاب!

پیوند لگے کپڑے عزیز، مُسترد اطلس و کمخواب...... اُس کی غذا سُوکھی روٹی اور پیالۂ آب...... عُسرتوں میں وہ شاداب...... اُس کی نگاہ میں ہیچ عشرتوں کے سُراب...... اس کی اِک نِگاہ سے دِل کی کھیتیاں سیراب...... اُس کا ذکر کارِ ثواب...... اُس کی راہ، راہِ صواب...... اُس کی سیرت، اہلِ حق کا نصاب۔

اُس کا ہر شرف، بس شرفِ انتخاب...... اُس کی عظمتیں کہاں ہر کسی کو دستیاب...... اُس کے نام سے پہلے نامِ صدیقؓ ہی کا باب...... اُس کے مشیر شیرِ خُدا، بُوترابؓ...... اُس کی عزت، عزتِ رسالت مآبﷺ...... وہ نبی کا رفیق، انہی کے پاس محوِ خواب...... کافی ہے اس کے لیے، یہ قولِ آنجنابﷺ:

''میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے''

(مجیب الرحمٰن شامی، اردو ڈائجسٹ)

عثمان ابنِ عفان رضی اللہ عنہ (خاکہ)

عثمان ابنِ عفانؓ...... پیکرِ شرم و حیا، بندۂ تسلیم و رضا، صاحبِ جُود و سخا، ایک اوّلیں مسلمان...... اُس کی بھیڑیں بے شمار، اُس کے اونٹ قطار اندر قطار، وُہ سب سے بڑا سرمایہ دار، اُس کا سرمایہ، اسلام کا سائبان...... اُس کی تجارت عاقبت کا سامان۔ اُس کی دولت، اہلِ فقر پر مہربان، اُن کی ہر مشکل آسان۔

کوتاہ قامت نہ طویل القامت، قد پر موزونیت قربان...... بھورے اور گھنے بال، نازک خدو خال، داڑھی گھنی اور لمبی، رنگ گندمی، پیشانی چوڑی، شانے کشادہ، سینہ چوڑا، گوشت سے بھرا، چہرہ روشن مثالِ کہکشاں۔ جیسے ابراہیمؑ بلند مرتبت، عالی شان...... حُسن اُس پر نازاں، چاند اُس پر قربان۔

اُس کی عزّت، دُخترانِ نبیؐ، اُس کا گھر ساتواں آسمان...... کسی اور کی کہاں یہ شان، اصحابِؓ نبیؐ کے درمیان......اس کی صُورت، صُورتِ ایمان، اس کی سیرت، ایمان کی ترجمان۔

وہ سفیرِ آقائے دوجہان...... اس کی جان، رسولِ خداؐ کو عزیز از جان...... اس کا ہاتھ نبیؐ کا ہاتھ، وہ باعثِ بیعتِ رضوان...... اُس کی بخشش پر گواہ خود رسُولِ آخرالزمانؐ...... اُس کا چناؤ، جمہوریت کا نشان...... اُس کی خلافت، جمہور کی ترجمان...... اس کا نام، سب کے نوکِ زبان...... اُس کے حامی کاروان در کاروان...... اُس کی حکومت مادرِ مہربان...... اُس کے لشکر مرگِ دُشمنان......اس کا پرچم شام تا خراسان......اس کا عہد، کثرتوں، عشرتوں کا سامان......اس پر عفوو درگزر حیران......اس کے مقابل اشخاصِ بدگمان____

وہ اُٹھا کہ اُٹھا اتّحاد کا نشان...... اُس کے بعد، منتشر مسلمان...... اس کی شہادت، مظلومیت کا عنوان، فتنہ ہائے نو کا سامان......اُس کے خُون سے رنگین حرم کی داستان......دورانِ تلاوت لی اُس کی جان۔ یہ قہرالحفیظ، والامان۔

وہ جامع القرآن______ قاری نظر آتا تھا، حقیقت میں تھا قرآن...... آیہ سورۂ رحمٰن______ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ! (مجیب الرحمٰن شامی، اردو ڈائجسٹ)

......☆......

ادبیاتِ افضل حق

قیامت پر یقین

چھٹی جماعت میں پہنچ کر قدرے اطمینان کا سانس نصیب ہوا۔ مار پیٹ کا قاعدہ تو یہاں بھی جاری تھا۔ لیکن ایک دن کے قصور پر مہینہ بھر سزا نہ ملتی تھی۔۔اسی سن میں صبح کے وقت کانگڑہ کا قیامت خیز زلزلہ آیا۔ جس نے پنجاب بھر کو خوابِ غفلت سے بیدار کر دیا۔ کچھ عرصہ تو سب نے

سمجھا کہ قیامت آ گئی۔ مائیں بچوں کو گھروں میں چھوڑ کر جان بچانے کھلی جگہ کی طرف بھاگیں۔ تا کہ عمارتوں میں دب کر نہ رہ جائیں۔ نفسا نفسی کا وہ عالم تھا کہ بجز اپنی ذات کے کسی کو کسی کا خیال نہ رہا۔ مجھے گھبراہٹ میں والدہ کی آواز سنائی دی۔ کہ چوک میں چلے جاؤ میں اور میرا بڑا بھائی فضل حق مرحوم دونوں سر پر پاؤں رکھ کر گلی کے چوک کی طرف بھاگے۔ ہمارے پہنچتے پہنچتے وہاں اچھا خاصا ہجوم ہو چکا تھا۔ سب کے چہروں کی ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ سب خدا کا رحم مانگتے تھے۔ ناگاہ محلّہ کی مسجد کا ملا بھاگا بھاگا آیا۔ اس نے آتے ہی اذان کہنا شروع کر دی۔ پھر کیا تھا خورد اور بزرگ کانوں میں انگلیاں دے کر اذانیں دیتے تھے۔ اور خوف سے ادھر ادھر دوڑتے تھے کسی کو زندگی کا یقین نہ تھا۔ ان میں ایک مادرزاد برہنہ حسین عورت باحال پریشان کانوں میں انگلیاں دے کر ''لوگو'' اللہ اکبر وے ''لوگو'' اللہ اکبر کہتی سراسیمہ ہو کر ادھر ادھر بھاگتی پھرتی تھی۔ برہنگی کی طرف میں تو اب اشارہ کر رہا ہوں۔ اس پریشانی میں کسی کو کچھ ہوش نہ تھا۔ ننگے اور لباس والے برابر تھے۔ چند منٹ کے بعد لوگوں نے محسوس کیا کہ جھٹکے بند ہو گئے۔ تب جان میں جان اور دماغ میں عقل آئی۔ مردوں نے تعجب سے برہنہ بی بی کو دیکھا عورت کو اچانک اپنی برہنگی کا احساس ہوا۔ وہ ہائے ہائے کہتی پس و پیش ہاتھ رکھ کر بھاگی۔ شریروں کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ لیکن خدا کا غضب قریب سمجھ کر نظریں جھکا لیں۔ ایک دو دن گزرے وہ نوجوان اور حسین عورت اہل محلّہ کا مذاق بن گئی۔ عورتیں اس کے پاس سے گزرتیں تو چڑانے کے لئے کان میں انگلیاں دے کر دے ''لوگو'' اللہ اکبر وے ''لوگو'' اللہ اکبر کہنا شروع کر دیتیں۔

اس واقعہ کے بعد قیامت اور اس کی تفصیلات پر مجھے کبھی شبہ نہیں ہوا۔ (میرا افسانہ)

تفتیش جرائم

دیوتائے عشق کی کارفرمائی کے باعث میرے پڑوس میں زہر خورانی کا ایک کیس ہو گیا۔ ایک عاشق قلاش محبوب کی فرمائش کو پورا کرنے کے لئے دردر مارا پھرا کہ کہیں کچھ قرض مل جائے۔ کسی نے عشق کا راستہ آسان کرنے میں اس کی مدد نہ کی۔ لاچار نوجوان نے اپنی بوڑھی پھوپھی کو دھتورہ سے بے ہوش کیا۔ نقدی اور زیورات اڑا کر دیوی کے بھینٹ کیے۔ معاملہ بہت صاف تھا۔ عاشق حزیں کو جلد ہی محبت کا روایتی زیور یعنی زنجیر پہنا کر اس منزل محبوب یعنی جیل میں پہنچا دیا گیا۔

اس مقدمہ سے فارغ ہوا ہی تھا۔ آدھی رات مخبری ہوئی کہ بردہ فروشوں کا ایک گروہ ایک خالی بنگلہ میں شب باش ہے۔ اس کے ہمراہ اغوا شدہ عورتیں ہیں۔ اسی وقت پولیس کی جمعیت کو ساتھ لیا اور بندوق سنبھال کر چل دیا۔ تلاش کرنے پر دیکھا کہ ایک حسینہ جس کا جسم چاندنی سے میلا ہوتا تھا۔ فرش خاک پر سو رہی ہے اور دو مشٹنڈے پہلو میں پڑے ہیں۔ تحکمانہ لہجہ میں انہیں جگایا وہ ڈراؤنے خواب کی طرح چونک اٹھے۔ نکیرین کو سامنے دیکھ کر گھبرائے۔ میں نے کہا چلو یوم حساب آ گیا۔ وہ اٹھے، ہم انہیں ہمراہ لے کر تھانہ میں آ گئے۔ تینوں بھائی بہن کا رشتہ بتاتے تھے۔

میں نے کہا عورت کو ان سے الگ کر کے بٹھاؤ تاکہ ان کا جادو اترے تو میں اپنا سحر پھونکوں۔ مردوں کو حوالات بند کر دیا گیا۔ عورت کو پہرہ دار کی نگرانی میں بٹھا کر میں سو گیا۔ صبح اٹھا تو معلوم ہوا کہ عورت پر پہرہ دار سپاہی نے ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے تھے۔ وہ تو خیر ہوئی کہ عصمت دری کی نوبت نہ پہنچی ورنہ سپاہی کے گناہ پر افسر بھی غفلت کے الزام میں دھر لیا جاتا۔ ہیڈ کانسٹیبل تفتیش نے کہا کہ عورت کو کبھی ایک کانسٹیبل کی نگرانی میں نہ چھوڑنا چاہئے۔ مرد اور عورت کی تنہائی یوں بھی فتنہ خیز ہوتی ہے پھر آوارہ عورتوں کو ادنیٰ ملازمین کے سپرد کر کے ان کی سلامتی کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

ہیڈ کانسٹیبل اور سپاہی صبح سے لے کر شام تک عورت سے سر کھپاتے رہے۔ مگر اس نے کوئی بات مان کر نہ دی۔ مردوں کو بھائی بتاتی رہی۔ اگرچہ میں تفتیش جرائم میں نو آموز تھا۔ لیکن واقعات شاہد عادل تھے کہ عورت مغویہ ہے۔ ورنہ اجڑی کوٹھی میں شب باشی کے کوئی معنی نہ تھے۔ تھانہ کا عملہ تجربہ کار ضرور تھا لیکن وہ اپنے تجربے کے باہر نہ جا سکتا تھا۔ ہیڈ کانسٹیبل اور کانسٹیبل اس بات کے قائل ہو چکے تھے کہ اغوا کا معاملہ نہیں۔ غریب راہ گیروں نے کہیں ٹھکانہ نہ پا کر خالی کوٹھی کو رہن بسیرا بنا لیا ہوگا۔

میں نے بڑے یقین سے تفتیش سارجنٹ کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کی ابتدائی نصیحتوں کو میں نے دل میں جگہ دی ہے۔ لیکن میں کچھ کالا علم بھی جانتا ہوں۔ کان میں وہ افسوں پھونکوں گا کہ عورت مینا کی طرح بولے گی۔ اس نے کہا حضور اگر کام منتر جنتر سے چل جائے تو دردسری کیوں کی جائے۔ میں اٹھا عورت کے کان میں اتنی بات کی کہ کنوارا ہوں۔ تمہارا ان سے پیچھا چھوٹ

جائے تو میرے گھر کی رانی بن کر رہو۔ سب نے دیکھا کہ جادو چل گیا۔ عورت کے چہرے پر رونق اور آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے ذرا اونچی آواز سے کہا کہ یہ تو مجھے بھگا کر لائے ہیں۔ اب معاملہ صاف ہو گیا۔ سب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے عورت سے کیا کہا۔ میں نے کہا اصل کہانی یوں معلوم ہوتی ہے کہ حسین عورت غریب کی جورو بن گئی ہے۔ محلات کا خواب دیکھنے والی عورت جب جھونپڑی میں رہنے پر مجبور ہو جائے تو وہ اسے قید بلا سمجھ کر آزادی حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اغوا کرنے والے ان ہی موقعوں اور گھرانوں کے متلاشی رہتے ہیں۔ وہ موقعہ مناسب دیکھ کر اس کے حسن کی تعریف کرتے ہیں۔ اور گھر کی غربت پر آنسو بہاتے ہیں۔ اور باتوں باتوں میں کہہ دیتے ہیں کہ اگر تمہارا حسن کوئی جوہری دیکھ پائے تو تمہیں نور محل بنائے۔ چنانچہ وہ جھونپڑی میں رہ کر محلات کے خواب دیکھنا شروع کر دیتی ہے اور ان خوشگوار خوابوں کی حسین تعبیر کے لئے گھر سے نکل کھڑی ہوتی ہے۔ میں نے شادی کا چکمہ دے کر دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل کر دی۔ اب وہ چھم چھم کرتی تھانے میں ادھر ادھر آزادی سے پھرنے لگی۔ حسن کے ساتھ تمکنت آ گئی۔ وہ چھوٹے درجہ کے آدمیوں سے بڑے درجہ کی عورتوں کی طرح متانت سے گفتگو کرنے لگی تھی۔

اگلے روز عدالت میں چالان پیش کرنا تھا۔ اس نے کپڑے بدلے۔ کاجل آنکھوں میں ڈالا۔ بازار میں نور برساتی چلی اور اس شان سے کمرہ عدالت میں پہنچی کہ مجسٹریٹ نے قلم ہاتھ سے رکھ کر اور عینک کو آنکھوں سے ہٹا کر بے ساختہ منہ سے کہا ''ارے!''

وہ چراغ رخ زیبا لے کر دنیا کی بے انصافیوں سے پناہ نہ پا کر عدالت کے اندھیرے میں انصاف ڈھونڈنے آئی تھی۔ حسن کی خاموش تصویر کی طرح زبان بے زبانی سے داستان درد بیان کر رہی تھی۔ کہ میں گوہر شب چراغ تھی۔ مزدور کے گھر میں رہ کر خاک میں مل گئی۔ غربت نے خاوند کے لئے دنیا اندھیر کر رکھی تھی۔ اسے میری طرف روزمرہ کی بدحالی کے باعث نظر اٹھا کر دیکھنے کی فرصت ہی نہ تھی۔ میں نظر التفات سے محروم گھر سے نکل آئی۔ اب بازار کی جنس ہوں اور سرمایہ کے ہاتھ کی میل پر بک سکتی ہوں۔

ہر شہر کے بازار حسن میں بیسوائیں یہی دردناک داستان بیان کر رہی ہیں کہ کس طرح سونے چاندی کی جھلک پر مزدوروں کے گھروں سے حسن سرمست ہو کر نکلتا ہے۔ پھر عمر بھر رسوائے

بازار رہتا ہے۔اس روز عدالت نے تاریخ دے دی۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ ملزم سابقہ سزا یافتہ ہیں یا نہیں۔ مجھے ایک اور سرکاری کام کے لئے باہر جانا پڑا۔ میری غیر حاضری میں ملزم سزا پا گئے۔ مجھے امید تھی کہ عورت وارثوں کو واپس کر دی گئی ہو گی۔مگر معلوم ہوا کہ تھانے کا عملہ بالعموم بردہ فروشی کا کام سرانجام دے لیتا ہے۔عورت ان ہی کی وساطت سے گاؤ خورد ہو گئی۔

عشق کا بھوت

انہی دنوں میں نماز صبح سے فارغ ہو کر بیٹھا ہوا تھا کہ علی الصبح ایک مقامی گورنمنٹ سکول سے بوڑھا ٹیچر آیا۔ان صاحب کو میں اکثر کورٹ انسپکٹر کے پاس دیکھتا۔ ہمارے کورٹ انسپکٹر زندہ دل بوڑھے بزرگ تھے۔ ماسٹر مذکور آتے ہی میرے پاؤں پڑ گیا۔اور زار و قطار رونے لگا۔قبل اس کے کہ میں کچھ پوچھوں اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں حیران تھا یہ کیا ماجرا ہے؟ تردد سے پوچھا کہ صاحب ماجرا کیا ہے۔کہا کہ تمہارے بچانے سے بچ سکتا ہوں۔ میں سمجھا کہ شاید کوئی قتل کر آیا ہے۔ داستانِ غم عشق کا ماجرا نکلا۔معلوم ہوا کہ کسی شعلہ رُو آوارہ مزاج عورت سے راہ چلتے ماسٹر جی کا دل مل گیا اور راستے گلی میں ہی رضامند ہو گئے۔ ماسٹر جی جوالا مکھی کو گھر لے آئے' گھر کی زمین جاگ اٹھی۔صحن پرنور چھا گیا۔اس بدوضع اور بخیل کے گھر میں پری آ گئی۔اسے شیشے میں اتارنے کے لئے وہ ہن برسانے لگا۔حسن لباس اور زیورات سے نکھرتا ہے۔قیمتی ساڑھیاں اور عمدہ زیورات مہیا کیے۔سات روز میں ڈھائی ہزار خرچ اٹھا۔ وہ گھر والی بن کر بیٹھ گئی۔ یہ خوشی خوشی لڑکے پڑھانے مدرسہ چلے گئے۔ پیچھے وہ تین ہزار روپیہ نقد لے کر دروازے چوپٹ چھوڑ کر چلی گئی۔ ماسٹر جی آئے تو مسٹریس ندارد۔ بھاگے لپکے' ادھر ادھر گئے' آخر عورت کا سراغ پا لیا۔اس کے متعلق معلوم ہوا کہ اسی طرح وہ کئی ایک کو بدھو بنا چکی تھی' ماسٹر جی اس کا آخری شکار تھے۔

میں نے کہا اچھا پرچہ دلاتا ہوں۔وہ پھر پاؤں پڑ گیا کہ عورت دلاؤ۔ کچھ کرامات کر دکھاؤ میں ہنس پڑا اور کہا کہ میں کراماتی نہیں۔وہ پھر پاؤں پکڑ کر زار زار رونے لگا اور کہنے لگا خدا کے لئے مجھے وہ تعویذ دو۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ وہ کون سا تعویذ۔اس نے کہا جو کورٹ انسپکٹر کو بتلایا تھا۔ میں نے حافظہ پر زور دیا تو یاد آیا کہ میاں بیوی کی لڑائی میں کچھ اناپ شناپ تحریر بہ طور تعویذ ایک شخص نے کسی کو دی تھی اور اتفاق سے وہ معاملہ بھی سلجھ گیا تھا۔ یہ واقعہ میں نے کورٹ انسپکٹر صاحب سے

بھی ذکر کیا تھا۔

میں نے ہزار کہا کہ میں تعویذ کا قائل ہوں نہ دیتا ہوں۔مگر وہ نہ مانا۔ بلکہ اس سے زیادہ اصرار کرنے لگا۔ میں نے مجبور ہو کر ایک تعویذ لکھ دیا۔وہ دعائیں دیتا چلا گیا۔اس تعویذ کے بھروسے پر سیدھا اس عورت کے گاؤں میں گیا۔اتفاق کی بات کہ وہ گھر میں تنہا تھی۔ عاشق نے ایک آبدار خنجر اس کے حضور میں پیش کر کے کہا یا مجھے قتل کر یا جینے کی امید دلا۔ ماسٹر جی اس تعویذ کے بل بوتے پر یہ شاعری کر چکا تو عورت نے بلائیں لیں۔خنجر لے کر صندوق میں رکھ لیا اور اچانک پلٹ کر ماسٹر کے گلے میں اسی کی پگڑی ڈال لی۔ چور چور کے شور سے محلہ سر پر اٹھا لیا۔

پگڑی گلے ڈالنے پر تو ماسٹر محبوب کا غمزہ سمجھا۔ جب عورت نے قیامت اٹھالی تو ماسٹر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ جو آیا اس نے داڑھی کھینچی اور لٹھ برسایا۔ ماسٹر کو ایسا کوٹا پیٹا کہ محبت کا سبق بھول گیا۔توبہ توبہ کرنے لگا۔عشق کی راہ میں چوٹیں اتنی کھائیں کہ زمین پر لوٹنی کھا کر گر گیا۔ لوگ گڈے پر ڈال کر ماسٹر جی کو تھانے لے آئے۔ جب انہیں ہوش آیا تو اپنے آپ کو سب انسپکٹر تھانہ ساہیوال کے سامنے پایا۔سب انسپکٹر بھی اتفاق سے اسے کورٹ انسپکٹر کے ہاں دیکھ چکا تھا۔ کیفیت پوچھی تو اس نے تنہائی میں بات کہی کہ چوہدری افضل حق کا تعویذ لے کر آیا تھا۔شاید تعویذ ذرا تیز ہو گیا بات بنتے بنتے بگڑ گئی۔

جاہل پیر ایسے ہی گدھوں کی کمائی پر بسر اوقات کرتے ہیں۔کم بخت اتنا پٹ کر بھی اسے تعویذ کی تیزی سمجھتا ہے۔سارا معاملہ خراب ہونے پر بھی بات بنتے بنتے بگڑ گئی کہتا ہے۔

اس زمانہ میں سب انسپکٹر خدا کا مظہر سمجھا جاتا تھا۔اس نے تیور بدلے اور ماسٹر کو پکڑ لانے والوں کے لیے حکم دیا کہ ان کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دو ۔ یہ بدمعاش عورتوں کے رکھوالے ہیں۔وہ اپنے خیال میں کار سرکار کر کے آئے تھے۔نمازوں کی بخشش کے عوض روزے ان کے گلے پڑے۔عاجزی کرنے لگے۔ (میرا افسانہ)

استعفٰی کے بعد

اگرچہ میں نالائق افسر نہ تھا تاہم انگریزی ملازمت کی ایک ایک ساعت میرے لئے ناقابل برداشت تھی۔استعفا دیا تو بوجھ ہلکا ہوا۔ میں ان دنوں لدھیانہ تھانہ صدر میں تعینات تھا۔اسی

جگہ میرا کامیاب لیکچر ہوا۔ جب ہاتھ لٹکا تا گھر پہنچا تو گاؤں کے لوگوں نے میری حرکت پر تعجب کیا۔ کچھ لوگوں نے میرے اچانک استعفا کو میری بے وقوفی پر محمول کیا۔ اس آگ کا علم نہ تھا جو مدت سے میرے سینے میں سلگتی تھی۔ میں ان کی سرگوشیوں سے بے پرواہ تھا۔ گاؤں کے لوگ مجھ سے ڈرتے تھے۔ مبادا وہ بھی کہیں میرے ساتھ ہی سرکار کے غصہ کا شکار نہ ہو جائیں۔ میں نے بد کے ہوئے جانور کی طرح انہیں آہستہ آہستہ رام کرنا شروع کیا۔ گڑھ شنکر میں پہلے حکام اور اہل دیہہ میں شدید بلوہ ہو چکا تھا۔ جس میں جانبین کو اندیشہ تھا کہ میری سرگرمیاں ایک دن پھر خون کی ہولی کا باعث ہو جائیں گی۔ مجھے کام کی مشکلات صاف نظر آتی تھیں۔ گورنمنٹ کے خلاف ایجی ٹیشن مسلمان پبلک کے لئے اچنبھا بات تھی۔ میں مشکلات کو آسان کرنے کا حل سوچ رہا تھا کہ ہوشیار پور سے لیکچر کی دعوت وصول ہوئی۔ مجھے خود ضرورت تھی کہ ہوشیار پور کے آزاد خیال لوگوں سے تعارف حاصل کروں اس دعوت کو غنیمت سمجھ کر ہوشیار پور چلا گیا۔ ایک بیرسٹر کی صدارت میں تقریر کی، چھتوں اور مکانوں پر بھی آدمی بیٹھے تھے۔ ایک شکستہ مکان کی چھوٹی اینٹیں نیچے گر گئیں۔ ایک آدمی کے لگیں اس نے واویلا مچایا۔ حادثہ جلیانوالہ کے ڈرے ہوئے لوگوں نے سمجھا کہ شاید گولی آ لگی۔ ہر طرف سے شور اٹھا کہ مشین گن چل گئی۔ کوئی نہیں سوچتا کہ مشین گن آئی کہاں سے، عام بھاگڑ پڑ گئی۔ بھاگ دوڑ میں قیامت کا نقشہ سامنے آ گیا۔ صدر صاحب کو بھی یقین ہو گیا کہ فی الواقع ان کے گرد و پیش گولوں کی بارش ہو رہی ہے۔ گرمی کے دن تھے وہ ململ کا کرتہ پہن کر آئے ہوئے تھے۔ مشین گن کی مدافعت میں اکتاری ململ کا کرتہ سامنے کر دیا۔ تاکہ سینہ چھلنی ہونے سے بچا رہے۔ یہ بیرسٹر کی دماغی کیفیت کا حال تھا عوام کا کیا کہنا۔ دو آدمیوں نے گولیوں سے بچاؤ کے لئے اندھے کنوئیں میں کود کر بزعمِ خود جان بچائی۔ کئی ایک روندے گئے اور سخت زخمی ہوئے۔ ایک صاحب زمین پر پڑے ہوئے خدا رسول کا واسطہ دے کر فرماتے تھے جانے والو میرا منہ کعبے کی طرف کرتے جاؤ۔ ایک اور بیرسٹر صاحب ہلکی سی دھوتی پہن کر آئے ہوئے تھے۔ بھاگ دوڑ میں کسی کا پاؤں دھوتی سے الجھ گیا۔ دھوتی وہیں رہ گئی۔ آپ عالم سراسیمگی میں پس و پیش سے برہنہ اپنے خیال میں جان بچائے بھاگے جا رہے تھے۔ کہیں وسط بازار میں احساس برہنگی ہوا۔ آگے پیچھے ہاتھ رکھ کر گھبرائے ہوئے ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتے گھر میں داخل ہوئے۔ سینکڑوں بوٹ، جوتے،

پگڑیاں، دھوتیاں، وہیں رہ گئیں۔ حکام ضلع اور پولیس کو بڑی خوشی ہوئی۔ عوام الناس ندامت سے مرے جاتے تھے۔

اس واقعہ کے بعد میں نے پورے جوش سے دیہات میں کام کرنا شروع کردیا۔ میرے کام میں کوئی ہاتھ بٹانے والا نہ تھا۔ جلسہ عام کرنے کا خیال ہوا۔ مگر منادی کون کرے۔ ناچار خود ہی کنستر لے کر اپنی صدارت میں اپنی تقریر کا اعلان کرنا پڑا۔ میں خود ہی دریاں سر پر اٹھا کر لاتا اور خود ہی میز کرسی لگاتا۔ اب لوگوں کا انتظار کرنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ اول تو بہت کم لوگ یہ تماشا دیکھنے آئے اور جو آئے وہ دری پر بیٹھنے کے بجائے آس پاس کی حویلیوں میں گھس کر پابند پردہ بیبیوں کی طرح دروازے کے دراڑوں میں سے دیکھنے لگے کہ کیا ہوتا ہے۔ سامعین میں سے کوئی نہ ہونے کے باوجود میں نے گورنمنٹ کے خلاف اناپ شناپ کہنا شروع کردیا۔ جب کوئی داد دینے والا نہ ہو کوئی کب تک گلا پھاڑتا رہے۔ جلدی ہی میں اس سعی مشکور سے باز آیا اور دریاں سر پر اٹھا کر گھر لے گیا۔ میں اپنی ناکامی سے بڑا عاجز ہوا۔ آخر میرے ایک دوست نے جواب حکومت کا ذمہ دار عہدہ دار ہے۔ مذاق میں سمجھایا کہ راجپوت تو تیرا ''رعب'' مانیں گے نہیں۔ بہتر ہے کہ پھر جلسہ کا اعلان کرو اور گاؤں کے جولاہوں پر رعب جما کر زبردستی جلسے کی رونق بڑھاؤ۔ لوگ ایک دفعہ لیکچر سن گئے تو جھجک خوف جاتا رہے گا۔ میں نے فوراً اس کارگر تدبیر پر عمل کیا۔ اور کچھ کامیابی ہوئی۔ اب میں دس پانچ جولاہوں کو پکڑ کر دری پر بٹھاتا تھا اور ان کو لیکچر سناتا تھا۔ ایک دن گاؤں کا ایک سکھ لیکچر سن گیا اور مجھے اپنے گاؤں آنے کی دعوت دے گیا۔ دوسرے دن ان کے گاؤں گیا سکھوں میں عجیب زندگی دیکھی۔ ہر طرف لوگ دوڑے بھاگے پھرنے لگے کہ جس نے تھانے داری چھوڑی تھی وہ آ گیا ہے۔ آدھ گھنٹہ کے اندر اندر تمام سکھ مرد و زن جمع ہو گئے۔ گاؤں کے مسلمان ہاتھوں میں حقے لیئے اردگرد کی مردانہ حویلیوں کی آدم قد چار دیواری سے اونٹ کی طرح گردن اٹھا کر دیکھنے لگے۔ میں نے تقریر شروع کی۔ مجھے یوں معلوم ہوا کہ سامعین کے جسم میں جوش کی لہر دوڑ رہی ہے۔ تقریر ختم کی تو سب نے واہ جی واہ کہی اور دور تک چھوڑنے آئے۔ اس روز سے کوئی دن ایسا نہ تھا جب سکھوں کے گاؤں سے لیکچر کا بلاوا نہ آتا تھا۔ مجھے سکھوں کی سیاسی استعداد پر تعجب ہوا۔ اور مسلمانوں کی بے حسی کو دیکھ کر طبیعت نہایت پریشان ہوئی۔ ایسی بے حس اکثریت ملک کے فوری

مقاصد کے لئے تباہ کن ہے اس لئے میں نے ساری توجہ مسلمانوں کی طرف دی۔ اس کے بعد گڑھ شنکر سے آبادی میں دوسرے درجہ پر ایک گاؤں ہے وہاں تقریر کرنے کے لئے چل دیا۔ وہاں بھی میں گورنمنٹ کا باغی قرار دیا گیا بڑا مایوس لوٹا۔ پھر خدا نے ایک ساتھی ملا دیا۔ یہ شخص اپنی انتہائی سادگی کے باعث ایک زن بازاری پر اپنی متاع قربان کر چکا تھا اور تنگ دستی کے باعث عشق سے مستعفی ہو گیا تھا۔ دو دیوانوں کی خوب گزرنے لگی۔ بعض متدین لوگوں نے اس کی ہمراہی پر اعتراض کیا۔ میں نے کہا نیک لوگ نیکی کے کام میں شرکت نہ کریں تو ایسے لوگوں کی شمولیت کیوں غنیمت نہ سمجھوں۔ جیسا نکما میں گورو ہوں ویسا مجھے چیلا مل گیا۔ جب آپ جیسے نیک لوگ خدمت خلق کے عزم سے اٹھیں گے تو ہم جیسے لوگ اصلاح کر لیں گے یا میدان چھوڑ جائیں گے۔

گڑھ شنکر سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ایک اور مسلمانوں کے گاؤں میں گئے۔ میرے نام کی شہرت وہاں پہنچی ہوئی تھی۔ جو ملا اس نے عزت کی اور سب نے مشورہ دیا کہ مسجد خدا کا گھر ہے وہاں آپ چل کر نماز ادا کریں۔ ہم کھانا بھی وہیں پہنچاتے ہیں اور لوگوں کو بھی جمع کر کے لاتے ہیں۔ میں اور میرا یہ ہمراہی دونوں نے مسجد میں ڈیرا لگایا۔ یہ مسجد شہر سے باہر تھی۔ ہم متعجب ہوئے کہ شہر کے باہر اس اجڑی مسجد میں جلسہ کا انتظام لوگوں نے کیوں پسند کیا۔ نماز عشاء پڑھ کر گاؤں کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ مشرق کے روایتی عاشق کی طرح لوگوں کے انتظار میں گھڑیاں قیامت کر کے کاٹنے لگے۔ بھوک نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد دلانا شروع کی مگر نہ کوئی کھانا لایا اور نہ خود ہی آیا۔ رات بارہ بجے عقل نے عقدہ کشائی کی کہ لوگوں نے اپنے مکان پر ٹھہرانے کی ذمہ داری سے بچنے کے لئے ناگہانی آفت کو خدا کے گھر کی راہنمائی کی تھی۔ اب ہم صبر کا گھونٹ پی کر اٹھے اور گھر کا راستہ لیا۔ ساری راہ ساتھی اصرار کرتا رہا کہ مجھے بھی تقریر کا موقع دو میں نے کہا اس میں تکلف کیا ہے۔ صبح محرم کی دسویں ہے کربلا میں صف بچھا کر بیٹھ جائیں گے۔ جو دو چار راہ گیر ہتھے چڑھ جائیں انہیں لیکچر سنا دینا۔ چنانچہ ہم بھی دوسرے روز تعزیہ داروں کے پاس ہی اڈا جما کر بیٹھ گئے۔ خالی صف دیکھ کر دس بیس تھکے ہوئے آدمی آ بیٹھے۔ میں نے اشارہ کیا کہ اس موقعہ کو غنیمت جانو۔ بس اٹھ کر تقریر شروع کر دو۔ وہ جھٹ کھڑا ہو گیا۔ اور پکار کر کہا۔ بھائیو! سنو! کچھ اور لوگ متوجہ ہو گئے۔ پھر بولا۔ بھائیو! سنو! اور دیہاتی بھی کھڑے ہو گئے کہ شاید مداری ہے تماشا کرے گا۔ پھر اس

نے کہا۔ بھائیو! سنو! میں نے جھنجھلا کر کہا کچھ آگے بھی بکو۔ اس نے پھر کہا۔ بھائیو! سنو! میں نے اس کی طرف تعجب سے دیکھا وہ اس مختصر سے مجمع کے رعب سے پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ کچھ سوچتا تھا مگر کہہ نہ سکتا تھا۔ اب معاملہ سمجھ کر میں نے دل بڑھایا کہ شاباش شروع کرو اس نے تھوڑی دیر حواس درست کر کے کہا:

بھائیو! ''امام حسینؓ کربلا کے میدان میں لیٹے ہوئے تھے'' وہ یہ کہہ کر پھر خاموش ہو گیا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے مجھے مخاطب کیا اور کہا۔ ''افضلا! پھر اودھی چھاتی تے کون چڑھیا ہویا سی اوئے'' (اے اس کی چھاتی پر کون چڑھا ہوا تھا)

میرے منہ سے نکلا شمر۔

اس نے کہا ''ہاں ہاں شمر۔ ایسا کر کے بھائیو۔ اس کی چھاتی پر سوار تھا۔

مقرر کا رنگ زرد تھا۔ اپنی طرف سے دریا بہانے کی سعی کرتا تھا۔ لیکن ''ایسا کر کے بھائیو'' سے زیادہ جو اس کا تکیہ کلام تھا کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔ آخر اس نے پلٹ کر کہا۔

''اے بھئی افضلا! میرا زور لگ چکا۔ اب تو اٹھ''

مجمع نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔ جس کو سن کر لوگوں کا اور ہجوم ارد گرد جمع ہو گیا۔ ساتھی تو زور آزمائی کر کے شرمندہ سا ہو کر بیٹھ گیا۔ میری موقعہ شناس عقل نے کہا کہ ایسا مجمع کہاں سے لائے گا۔ میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ سب کو بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ وہ لوگ غالباً اس امید پر بیٹھ گئے کہ میں پہلے مقرر سے بہتر دل لگی کا سامان بہم پہنچاؤں گا سب انسپکٹر پولیس اور تحصیلدار جو میلہ میں پھرتے تھے۔ زیادہ مجمع دیکھ کر ادھر آ گئے میں نے تقریر شروع کر دی واقعات کو دردانگیز لفظوں میں دہرایا۔ یہ واقعہ جذبات کی دنیا میں تلاطم پیدا کر دیتا ہے۔ لوگ ڈھاڑیں مار کر رونے لگے۔ تحصیلدار اور تھانیدار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

طبیعت نے کہا کہ لوگوں کے دل سے حکام کا خوف دور کرنے کا یہ بہترین موقعہ ہے۔ اس لئے میں نے تقریر کا پہلو بدل کر کہا کہ جس طرح ظالموں نے امام مظلوم کو شہید کیا۔ اس طرح حکومت کے موجودہ وزراء نیکی کو ذبح کر رہے ہیں۔ اس مختصر کلام کو میں نے بہت طول دیا۔ طبیعت روانی پر تھی۔ لفظ دماغ سے چھن چھن کر آتے تھے، مجمع مسحور تھا۔

لوگوں کو ڈر تھا کہ میں ابھی باندھ لیا جاؤں گا۔ میں نے جلسہ برخاست کرا دیا۔ حوالدار تحصیلدار کھسیانے ہو کر چلے گئے۔ اور لوگوں نے میری جرأت کی داد دی۔ جرأت کی داد سے انسان خود ہی جری ہو جاتا ہے۔ مجھے امید ہوگئی کہ اب میری بات سنی جایا کرے گی۔ اس تقریر نے نہ صرف لوگوں پر جادو کیا۔ بلکہ میری حوصلہ مندی کی دھاک بٹھادی۔ بہادری وہ جوہر ہے جس کا اقرار دشمن کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ ہر کہ ومہ کی زبان پر یہ فقرہ جاری ہو گیا کہ ''آدمی نڈر ہے''۔ غلام ملک میں یہ خصوصیت پیدا کرنا ہی آزادی حاصل کرنا ہے۔ ڈرپوک لوگ ہی غلام رہ سکتے ہیں۔ خوف وہراس کا علاج بھی جرأت کا کارنامہ اور رجز خوانی ہے۔ ایک جرأت دلانے اور ابھارنے والا فقرہ کام کر جاتا ہے۔ فوج کے اکھڑے ہوئے قدم جم جاتے ہیں۔ قوموں کی قسمت پلٹ جاتی ہے اور ملکوں کی تاریخ تبدیل ہو جاتی ہے۔ (میرا افسانہ)

......☆......

اس زمانہ میں مسلمانوں پر سب سے زیادہ صوفیاء کا اثر تھا۔ میں اپنے علاقہ کے گدی نشینوں کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اسلام مظلوم ہو گیا ہے۔ مظلوم کی دم قدم سے مدد آپ پر لازمی ہے۔ اول تو میری حاضری سے انگریز کے خوف کے باعث کسی پر سکرات کا عالم اور کسی پر حبس دم کی کیفیت طاری ہوگئی۔ کسی کی زبان جاری ہوئی قلب کی حرکت بند ہوگئی۔ میں نے ہزار عرض کیا کہ دعا کے ساتھ دوا بھی فرمائیں کہ مریض اچھا ہو۔ بعض نے بڑی راز داری سے یقین دلایا کہ انگریز کی تباہی کے مسودہ پر سب ولیوں، نبیوں کے دستخط ہو چکے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستخط باقی ہیں۔ تم جان کو تکلیف میں نہ ڈالو۔ صبح یا شام یہ کام ہوا ہی چاہتا ہے۔ میں نے ہر چند سرکارِ مدینہ کی تمام زندگی کے روشن ورق پیش کیے کہ میدان میں اترے بغیر کامرانی کا تاج پہنایا نہ جائے گا۔ جواب ملا میاں تم شریعت کی باتیں کرتے ہو طریقت کے نور کو نہیں سمجھتے۔ (میرا افسانہ)

دو اور دوستوں کا حال معلوم ہوا کہ گھر میں خدا کا دیا بہت کچھ تھا۔ مگر چشم دنیا دار گھر میں شاہانہ ٹھاٹھ دیکھنے کی متمنی تھی۔ کسی صاحب ضرورت نے انہیں تسخیر حیات کا چکمہ دے کر ان سے مالی امداد حاصل کی۔ اور ایسے سبز باغ دکھائے کہ باوجود اہل حدیث ہونے کے دونوں الگ الگ قبرستان میں ۴۰ رات چلہ کاٹنے پر آمادہ ہو گئے۔ رات کے آدھے بجے بستر سے اٹھ کر قبرستان کی

سنسان اور ویران جگہ پر جانا جنون سے کم نہیں۔ لیکن ضرورت مند دیوانہ ہو جاتا ہے۔ نامناسب موسم کے باعث کئی راتیں بارش میں کاٹیں اور مینہ سے بھیگے ہوئے پرندے کی طرح سکڑ سمٹ کر وقت کاٹا۔ مصیبت کے پہاڑ اٹھا کر ۴۰ راتیں پوری کیں۔ اب ان کے خیال میں صبح امید طلوع ہونے والی تھی انہیں بتایا گیا تھا کہ چالیسویں رات کے بعد وظیفہ ختم کر کے منہ اندھیرے قبرستان سے نکلنا اور جو پہلا شخص تمہیں ملے گا وہ تمہارا موکل جن ہوگا وہ تمہارے تابع فرمان تمہاری حسب منشا بادشاہوں کے محلات میں داخل ہو کر خوبصورت شہزادیوں کو اٹھا لایا کرے گا۔ وہ رات بھر میں تمہارے لئے عالیشان قصر تیار کر دے گا۔ دنیا کے سارے خزانے سمیٹ لائے گا۔

ان میں سے ایک وظیفہ کو ختم کر کے خوشی خوشی قبرستان سے نکلا۔ دیکھا کہ ایک دھوبی کپڑوں کی گٹھڑی لے کر نہر پر جا رہا ہے معاً خیال آیا کہ یہی میرا جن ہے جو دھوبی کے بھیس میں ہے لپک کر اس کے پیچھے ہولیا۔ بے وقت قبرستان سے برآمد ہونے پر اس سے دھوبی ڈرا اور گٹھڑی جوتا وہیں چھوڑ کر بھاگا۔ ٹھہرنا ٹھہرنا کہتے یہ پیچھے پیچھے...... بچانا بچانا پکارتا دھوبی آگے آگے۔ دونوں کی سانس پھولی ہوئی تھی۔ دھوبی بیچارا قبرستان کے اس جن سے پناہ پانے کے لئے پاس کے گاؤں میں پہنچا۔ جہاں اس کی بہن بیاہی ہوئی تھی۔ وہ گاؤں میں داخل ہوتے ہی پکارا بہن جنت دروازہ جلدی کھولو۔ لوگو! مجھے بچاؤ۔ تمام گھروں کے مرد لینا لینا کر کے گھروں سے نکل آئے۔ عورتوں نے ڈر کے مارے بچوں کو چھاتی سے لگا لیا کہ جانے کیا آفت آئی ہے۔

لوگوں نے دونوں کو پکڑ لیا۔ وہ اس دھوبی کو جن بتاتا تھا اور دھوبی اسے قبرستان کا بھوت کہتا تھا۔ بڑا معرکہ آن پڑا تھا۔ دھوبی کو سب جانتے تھے۔ اس کی بہن جنت اپنے بھائی سے لپٹ کر میرا بھائی، میرا بھائی کہہ کر دھوبی کی کہانی کی تصدیق کرتی تھی۔ ادھر یہ شکل اور لباس سے بڑے معزز تھے۔ ان کو جھٹلانا بھی آسان کام نہ تھا۔ گاؤں کے داناؤں نے آخر فیصلہ دیا کہ دونوں ڈر گئے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے متعلق انہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہمارے عزیز دوست نے جلدی سے وہاں سے رخصت لی مبادا کوئی پوچھ بیٹھے کہ تمہاری کہانی کیا ہے۔

اب دوسرے دوست کی سرگزشت سنئے۔ وہ قبرستان سے نکلے تو ان کو ایک آوارہ مزاج نوجوان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ یہ صبح سویرے انہیں اپنا جن سمجھ کر آواز دینے لگے کہ ٹھہر جا۔ وہ سمجھا کہ

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے

قرآن و حدیث سے پریشانیوں اور مشکلات کا حل

موضوعِ کتاب — گلدستۂ وظائف

جمع و تدوین — حافظ محمد ابراہیم نقشبندی مجددی ظلہ

تخریج — مولانا عبدالرحمٰن عارف (فاضل جامعہ اشرفیہ)

اشاعتِ اوّل — فروری 2017

ڈیزائننگ و پرنٹنگ — محمد صفت الٰہی (آرٹ ڈائریکٹر)

میڈیا سروسز۔لاہور +92 301 84 27 281

شانِ دو عالم پرنٹنگ پریس۔لاہور +92 423 73 20 993

ملنے کا پتہ

الکہف ایجوکیشنل ٹرسٹ

بالمقابل قطب مسجد احاطہ مولچند اچھرہ لاہور

042-354 04 425

الکہف ایجوکیشنل ٹرسٹ

AL-KAHAF EDUCATIONAL TRUST

گلدستۂ وظائف

جمع و تدوین

حافظ محمد ابراہیم نقشبندی مجددی مدظلہ

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

پیش لفظ!

انسان کو دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے، کبھی اللہ رب العزت خوشیاں اور نعمتوں کی فروانی عطا فرما کر آزماتے ہیں کہ یہ شکر کرتا ہے یا ان ہی نعمتوں میں گم ہو کر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اور کبھی اللہ رب العزت غم اور آزمائشوں کے ذریعے سے آزماتے ہیں، کہ بندے کا ایمان کتنا مضبوط ہے اور پھر اس امتحان میں جو کامیاب ہوتا ہے اس کے لیے انعامات اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے فیصلے ہوتے ہیں۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ
"جس کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ
وہ بڑی مصیبت تھی۔ (کنز جلد 3 صفحہ 301)

بعض مرتبہ پریشانی اور آزمائش اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ابن عطاء اسکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: "پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے غفلت میں پڑے ہوئے بندوں کو پریشانیوں، بیماریوں اور تکلیفوں کی زنجیروں میں جکڑ جکڑ کر اپنے در پہ لے کے آتا ہے۔
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں۔

توہمیں چاہیے کہ جب ایسی کوئی پریشانی کے حالات آئیں تو اللہ تعالیٰ کی کی طرف رجوع میں اورزیادتی کردیں ۔اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قرآنی آیات اورادعیہ ماثورہ کو اہتمام سے اپنے عمل میں لائیں ۔زیرنظر کتاب میں بھی مختلف حالات میں آسانی کے لیے دعاؤں کوجمع کیا گیا ہے۔

ان دعاؤں کا کامل اثر لینے کے لیے پانچ وقت کی نماز کی پابندی ضروری ہے اور ان دعاؤں کے الفاظ کی ادائیگی ٹھیک ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین و دنیا کی تمام اچھائیاں عطا فرمائیں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائیں آمین۔

فہرست

سید الوظائف

آج کل مردوں میں بھی اور خاص طور سے خواتین میں وظیفوں کا بہت رواج چل پڑا ہے، ہر چیز کا وظیفہ مانگتے ہیں، تو سب سے بڑا اور اعلیٰ اور پکا ترین وظیفہ "دعا" ہے۔

کہ ہم دو رکعت نفل پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں، اس وظیفے کو ہم روزانہ کریں اور تاحیات کرتے رہیں، ان شاء اللہ ہماری مرادیں ضرور پوری ہوں گیں۔

یہ سب سے بڑا وظیفہ ہے اس سے بڑا وظیفہ اور کوئی بھی نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ"

مجھ سے مانگو! میں دوں گا۔ (سورۃ المؤمن :60)

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ نیک مانگے گا تو دوں گا گناہ گار مانگے گا تو نہیں دوں گا، بس فرمایا مانگو! میں دوں گا۔

اب یہاں شیطان یہ شبہ ڈالتا ہے کہ بھئی تم تو گناہ گار ہو، اللہ تعالیٰ تمہاری کہاں سنے گا؟ جو نیک لوگ ہیں ان سے دعاؤں کا کہو۔ نیک لوگوں کو دعا کا کہنا بہت اچھی بات ہے، لیکن ہم خود بھی خوب دعائیں کریں اور اپنی دعاؤں پر یقین بھی کریں۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے جب شیطان کو مردود قرار دیا تھا، اس کے آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار پر، تو اس

نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے قیامت تک کی مہلت دی جائے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس غضب وناراضگی کی حالت میں بھی اس کی دعا کو قبول فرمالیا تھا۔تو جب ہم اللہ کے حضور نماز پڑھ کر دعا کریں گے،تو ہمارا یہ عمل تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے،اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں ضرور قبول فرمائیں گے،بس یقین سے مانگتے رہیں۔

ازافادات

حضرت شیخ حافظ محمد ابراہیم نقشبندی

امراض سے شفاء کے لیے

کسی بھی بیماری سے شفا کے لیے 41 بار پانی پر دَم کر کے پئیں

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ؕ

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 71)

ترجمہ ''پوری طرح صحیح سالم ہو جس میں کوئی داغ دھبہ نہ ہو۔''

دل کی بیماری میں ایک بار پانی میں دَم کر کے پئیں

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ ۝۲۸

(پارہ نمبر 13، سورۃ الرعد، آیت نمبر 28)

ترجمہ ''یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں، اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

گردے کی پتھری ہو تو 41 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پانی پی لیں

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ
الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ

اِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝۷۴

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 74)

ترجمہ "اس سب کے بعد تمہارے دل پھر سخت ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ ایسے ہو گئے جیسے پتھر بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی زیادہ (کیونکہ) پتھروں میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے نہریں پھوٹ بہتی ہیں اور انہی میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں جو خود پھٹ پڑتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے اور انہی میں وہ (پتھر) بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے لڑھک جاتے ہیں اور (اس کے برخلاف) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔"

سر کا درد ختم کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

لَّا يُصَدَّعُوۡنَ عَنۡهَا وَلَا يُنۡزِفُوۡنَ ۝۱۹ۙ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوۡنَ ۝۲۰ۙ

(پارہ نمبر 27، سورۃ الواقعہ، آیت نمبر 19 تا 20)

ترجمہ "جس سے نہ ان کے سر میں درد ہو گا اور نہ ان کے ہوش اڑیں گے۔ اور وہ پھل لے کر جو وہ پسند کریں۔"

جسے بخار ہو یہ لکھ کر مریض کو باندھ دیجیے یا 7 مرتبہ پڑھ کر دم کیجیے

قُلۡنَا يٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ ۝۶۹ۙ

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء آیت نمبر 69)

ترجمہ "ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔"

لو لگنے پر 101 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پی لیں

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 118 تا 119)

ترجمہ ''یہاں تو تمہیں یہ فائدہ ہے کہ نہ تم بھوکے ہوگے، نہ ننگے۔
اور نہ یہاں پیاسے رہوگے، نہ دھوپ میں تپوگے۔''

آنکھوں کی روشنی کے لیے ہر نماز کے بعد 3 مرتبہ پڑھ کر انگلیوں پر دَم کر کے آنکھوں پر لگایئے

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 26، سورۃ ق، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''اب ہم نے تجھ سے وہ پردہ ہٹا دیا جو تجھ پر پڑا ہوا تھا۔
چنانچہ آج تیری نگاہ خوب تیز ہوگئی۔''

ہر مرض کے لیے

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ توبہ، آیت نمبر 14)

ترجمہ ''اور مومنوں کے دل ٹھنڈے کردے۔''

چینی کی پاک اور صاف پلیٹ پر لکھ کر اس میں پانی ملائیں اور وہ پانی مریض کو پلائیں۔
اگر زعفران سے لکھ لیں تو اچھا ہے۔

وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ

(پارہ نمبر 11، سورہ یونس، آیت نمبر 57)

ترجمہ ''اور دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔''

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 82)

ترجمہ ''اور ہم وہ قرآن نازل کر رہے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت کا سامان ہے۔''

فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 14، سورہ نحل، آیت نمبر 69)

ترجمہ ''جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ۪ۙ﴿۸۰﴾

(پارہ نمبر 19، سورۃ الشعراء، آیت نمبر 80)

ترجمہ ''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے۔''

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ

(پارہ نمبر 24، سورہ حمٓ السجدہ، آیت نمبر 44)

ترجمہ ”کہہ دو کہ جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے یہ ہدایت اور شفا کا سامان ہے۔“

بولنے میں لکنت ہو یا بولتے ہوئے جھجک ہو تو ہر نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَ يَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾

وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ ”پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔“

پھنسیوں، چھالے کا علاج: سورہ کوثر پڑھ کر دم کیا پانی پلائیں، سینے میں درد کا علاج: یہ آیت لکھ کر گلے میں پہن لیں یا پڑھ کر دم کریں

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ

قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٢﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ زمر، آیت نمبر 22)

ترجمہ ”بھلا کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے جس کے نتیجے میں وہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں آچکا ہے (سنگ دلوں کے برابر ہوسکتا ہے؟) ہاں! بربادی ان کی ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہوچکے ہیں۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔“

کھانسی کا علاج

ایک مرتبہ پڑھ کر شہد پر دم کر کے گرم پانی میں ملا کر پلائیں

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿١١٥﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿١١٦﴾

(پارہ نمبر 18، سورہ مومنون، آیت نمبر 115 تا 116)

ترجمہ ”بھلا کیا تم یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ہم نے تمھیں یوں ہی بے مقصد پیدا کر دیا اور تمھیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟ غرض بہت اونچی شان ہے اللہ کی جو صحیح معنی میں بادشاہ ہے۔“

جلدی امراض اور جذام کے علاج کے لیے

مریض پر یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٨٣﴾ۚ

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء، آیت نمبر 83)

ترجمہ ”اور ایوب کو دیکھو! جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ ”مجھے یہ تکلیف لگ

گئی ہے اور تو سارے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔“

برص کا علاج

سات مرتبہ یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ﴿۴۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 49)

ترجمہ ”میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں (اور وہ نشانی یہ ہے) کہ میں تمہارے سامنے گارے سے پرندے جیسی ایک شکل بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کر دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور تم لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کر کے رکھتے ہو وہ سب بتا دیتا ہوں، اگر تم ایمان والے ہو تو ان تمام باتوں میں تمہارے لیے (کافی) نشانی ہے۔“

خارش کا علاج

روزانہ 21 مرتبہ پانی پر دم کر کے 41 روز تک پانی پیجیے

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾

(پارہ نمبر 18، سورہ المومنون، آیت نمبر 14)

ترجمہ ''پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اُٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا۔ غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاری گروں سے بڑھ کر کاری گر ہے۔''

21

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

حدیث 1

قرآن مجید میں سب سورتوں سے بہتر (افضل) سورۃ الحمد للہ رب العالمین ہے۔

(مسند احمد 177/4)

حدیث 2

عَوَّذَنِيْ رَسُوْلُ للهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تِفْلًا.

(المعجم الكبير للطبراني : 159/7)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سانپ کے کاٹے ہوئے پر دَم کیا۔
اللہ کے حکم سے وہ اچھا ہو گیا۔
(صحیح مسلم، کتاب الطب، باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن والاذکار، رقم:۲۲۰۱)

حدیث 3

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ. (سنن الدارمی:445/2)

سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔

حدیث 4

اِذَا قَرَأْتَ الْفَاتِحَةَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَدْ اٰمِنْتَ
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْمَوْتُ

اور جب تم نے سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھ لیا تو سوائے موت کے ہر آفت سے مامون ہو گئے۔ (مجمع الزوائد 122/10)

بدن کی سلامتی کی دعا

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

(ابوداود:۵۰۹۰، عن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میرے بدن کو درست رکھیے، اے اللہ! میرے کان عافیت سے رکھیے،

اے اللہ! میری آنکھیں عافیت سے رکھیے، آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔فضیلت/حدیث: رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح وشام کے وقت یہ دعا تین تین بار پڑھا کرتے تھے۔

حفاظت کے لیے ہاتھ، ٹانگ، پیر، کان اور آنکھ کی معذوری سے بچنے کے لیے بکثرت پڑھیں

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَاۤ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَاۤ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 195)

ترجمہ ''بھلا کیا ان کے پاس پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں؟ یا ان کے پاس ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں؟ یا ان کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں؟ یا ان کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنیں؟ (ان سے کہہ دو کہ 'تم ان سب دیوتاؤں کو بلا لاؤ۔ جنہیں تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے اور میرے خلاف سازش کرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔''

گیارہ بار پڑھ کر دم کرلیں تو ان شاء اللہ عزت قائم رہتی ہے

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورۃ الصفات، آیت نمبر 180 تا 182)

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاكَ نَعْبُدُ
وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ﴿۷﴾ؑ

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚۖ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ؕ﴿۲﴾ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَیْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ ؕؔ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۙۛ﴿۴﴾
سَلٰمٌ ۛ۫ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾ؑ

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

چور اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لیے

روزانہ رات کو ایک مرتبہ پڑھیے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ
كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۫
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ
عَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ

عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا
بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 285-287)

کتے کے کاٹنے سے حفاظت کے لیے اور اگر کتا بھونکنے لگے یا حملہ کرے تو 3 مرتبہ پڑھیے

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ط

(پارہ نمبر 16، سورہ کہف، آیت نمبر 18)

ترجمہ ''اور ان کا کتا دہلیز پر ایسے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے (بیٹھا) تھا۔''

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لا پتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

سورۂ کہف کی فضیلت

حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔ اس لیے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔

(ابوداؤد، الملاحم، خروج الدجال: ۲/ ۲۳۷)

حدیث: جو اس کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب فضل سورۃ الکہف، رقم: ۸۰۹)

سورۂ واقعہ کی فضیلت

حدیث: جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورت کو پڑھیں۔

(شعب الایمان للبیہقی، فصل فی فضائل السور والآیات: ۴/ ۱۱۹، رقم: ۲۲۶۹)

حدیث: جو اسے ہر رات پڑھے گا اس کو فقر وفاقہ نہیں ہوگا اور جو شخص پڑھا کرے گا وہ اللہ کے فضل وکرم سے کبھی محتاج نہیں ہوگا۔

حدیث: مَنْ قَرَءَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو کبھی فاقہ کشی کی نوبت نہیں آئے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کچھ مال دینا چاہا کہ اس کو اپنی لڑکیوں پر خرچ کریں۔

(شعب الایمان، للبیہقی ۲/ ۴۱۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَتَخْشٰی عَلَیْھِنَّ الْفَقْرَ وَقَدْ اَمَرْتُھُنَّ بِقِرَاءَةِ سُوْرَةِ الْوَاقِعَةِ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَءَ هَا كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ الْفَاقَةُ

(شعب الایمان للبیہقی: ۲/ ۴۱۹)

کیا آپ ان لڑکیوں پر محتاجی کا خیال کرتے ہیں، جب کہ میں نے انھیں سورۂ واقعہ پڑھنے کا حکم دے رکھا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو فاقہ نہیں آئے گا۔

ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے
ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ترمذی، ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل وعیال کی

ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰٓى اَهْلِىْ وَمَالِىْ وَوَلَدِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِىَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّجَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِيِّ ۦ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکو کاروں کا کارساز ہے۔

کسی بھی چیز کے شر سے حفاظت کی دعا

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

(مسلم: ۷۰۵۳، عن خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا)

ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں تمام مخلوق کے شر سے۔

فضیلت/حدیث:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی بھی جگہ پر قیام کرے پھر یہ دعا پڑھ تو جب تک وہاں ٹھہرا رہے گا کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کھانے پر یہ دعا پڑھے تو اسے کسی قسم کا ضرر نہ ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ فِي الْاَرْضِ وَفِي السَّمَآءِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ دَآءٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْهِ بَرَكَةً وَّعَافِيَةً وَّشِفَآءً

ترجمہ اللہ کے نام سے شروع جس کا نام زمین و آسمان میں بہترین ہے، اس کے نام سے کسی بیماری کا ضرر نہیں۔ اے اللہ! اس میں برکت و عافیت اور شفا عطا فرما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 10، صفحہ 344)

نظر بد دور کرنے کا وظیفہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نظر بد دور کرنے کا ایک خاص وظیفہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا

اور کہا کہ حضرت حسن و حسین پر پڑھ کر دم کیا کریں۔ ابن عساکر حدیث کی کتاب میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ آپ غمگین تھے، سبب پوچھا تو فرمایا حسن و حسین کو نظر لگ گئی ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یہ کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یوں کہیے:

اَللّٰھُمَّ ذَا السُّلْطَانِ الْعَظِيْمِ وَالْمَنِّ الْقَدِيْمِ ذَا الْوَجْهِ الْكَرِيْمِ وَلِيَّ الْكَلِمَاتِ التَّامَّةِ وَلِيَّ الدَّعْوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ عَافِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مِنْ اَنْفُسِ الْجِنِّ وَاَعْيُنِ الْاِنْسِ

رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی کہ وہ دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے کھیلنے کودنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو اپنی جانوں، بیویوں اور اپنی اولاد کو اس پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو اس جیسی کوئی اور پناہ کی دعا نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر 24/8)

نوٹ: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی جگہ جس شخص کے لیے پڑھی جارہی ہے اس کا نام لیا جائے۔

مقصد میں کامیابی کے لیے

کسی بھی مقصد میں کامیابی کے لیے سات دن تک 123 مرتبہ پڑھیے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ
وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ
الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

کسی بھی جائز مقصد کے لیے 121 بار نماز عشا کے بعد 21 دن تک پڑھیے

قُلِ اللّٰہُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَ تَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۫ وَ
تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۶﴾
تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ تُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ ۫ وَ تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ تُخۡرِجُ
الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَ تَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 27-26)

ترجمہ ”کہو! اے اللہ! اے اقتدار کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے اقتدار بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا

ہے رسوا کر دیتا ہے۔تمام تر بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو بے جان چیز میں سے جان دار کو برآمد کر لیتا ہے اور جاندار میں سے بے جان چیز نکال لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''

امتحانی پرچوں میں اچھے نمبرات حاصل کرنے کے لیے ہر روز 7 مرتبہ پڑھیں

وَ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ نَصۡرَکُمۡ وَ لَاۤ اَنۡفُسَہُمۡ یَنۡصُرُوۡنَ ﴿۱۹۷﴾

(پارہ نمبر 9،سورہ اعراف،آیت نمبر 197)

ترجمہ ''اور تم اس کو چھوڑ کر جن جن کو پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں، نہ اپنی مدد کرتے ہیں۔''

سات دن تک ہزار بار کسی بھی وقت پڑھنے سے کام آسان ہوتے ہیں

حَسۡبِیَ اللّٰہُ ۫٭ۖ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۱۲۹﴾

(پارہ نمبر 11،سورہ توبہ،آیت نمبر 129)

ترجمہ ''میرے لیے اللہ کافی ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اسی پر میں نے بھروسہ کیا وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔''

امتحان میں کامیابی کے لیے تین بار پڑھیے

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَ مَا لَهُمْ بِهٖ
مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ
عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ۬ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ
الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۙ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَ
لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۙ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَ یَجْزِیَ
الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا
اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ
اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ ع
اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَ اَعْطٰى قَلِیْلًا وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰى
﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰى ﴿۴۰﴾
ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَ اَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ
اَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ اَحْیَا ﴿۴۴﴾ وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ
نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَ اَنَّ عَلَیْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَ
اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ا۟لْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَ ثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَ قَوْمَ
نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا

مَا غَشّٰى ﴿٥٤﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿٥٥﴾ هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿٥٦﴾ اَزِفَتِ
الْاٰزِفَةُ ﴿٥٧﴾ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَ
تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿٦٢﴾ السجدة

(پارہ نمبر 27، سورۃ النجم، آیت نمبر 27 تا 62)

نوٹ: آخری آیت پڑھ لینے کے بعد سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے اس لیے آیت پڑھنے کے بعد سجدہ تلاوت کر لیجیے۔

کسی بھی مقصد کے لیے ایک ایک تسبیح صبح و شام پڑھیے

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(پارہ نمبر 28، سورۃ الطلاق، آیت نمبر 12)

ترجمہ ”کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔“

خوف، غصہ اور پریشانی خوف

غصہ اور جادو ختم کرنے کے لیے سات بار پڑھیے

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿١٨﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 18)

ترجمہ ”وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔ چنانچہ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔“

غصہ دور کرنے کے لیے 101 بار چینی پر دم کر کے چینی استعمال کریں، یا ہر نماز کے بعد 2 مرتبہ پڑھیں

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 134)

ترجمہ ''جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں۔''

غصہ، فتنہ دور کرنے کے لیے اکتالیس دن تک ایک بار پڑھ کر پانی پئیں

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى
مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 80 تا 81)

ترجمہ ''چنانچہ جب جادوگر آ گئے تو موسیٰ نے ان سے کہا: ''پھینکو جو تمہیں پھینکنا ہے۔'' پھر جب انہوں نے (اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو) پھینکا (اور وہ سانپ بن کر چلتی ہوئی نظر آئیں) تو موسیٰ نے کہا کہ: ''یہ جو کچھ تم نے دکھایا ہے، جادو ہے۔ اللہ ابھی اس کو ملیا میٹ کیے دیتا ہے۔ اللہ فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔''

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ
وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۧ﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚۖ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ؕ﴿۲﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَيْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ ؕؔ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۛۙ﴿۴﴾
سَلٰمٌ ۛ۫ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۧ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

36

دشمن، فتنہ فساد

سے بچنے کے لیے ہر نماز کے بعد 21 بار پڑھیے

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 6، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 67)

ترجمہ ''اور اللہ تمہیں لوگوں (کی سازشوں) سے بچائے گا۔''

فتنہ سے بچنے کے لیے ایک بار پڑھیے

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 85 تا 86)

ترجمہ "اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان ظالم لوگوں کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈالیے اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات دے دیجیے۔"

دشمن سے حفاظت کے لیے تعوذ پڑھ کر 11 مرتبہ یہ آیت پڑھ کر دشمن کی طرف پھونک دیں اگر دشمن کہیں دور ہے تو اس کا تصور کر کے پھونک دیں

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

(پارہ نمبر 14، سورۃ الحجر، آیت نمبر 48)

ترجمہ "وہاں نہ کوئی تھکن ان کے پاس آئے گی اور نہ ہی ان کو وہاں سے نکالا جائے گا۔"

"فتنے سے بچنے کے لیے کسی بھی وقت بکثرت پڑھیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

(پارہ نمبر 17، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 87 تا 88)

ترجمہ ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے بے شک میں قصور وار ہوں۔
اس پر ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں گھٹن سے نجات عطا کی اور اسی طرح ہم ایمان
رکھنے والوں کو نجات دیتے ہیں۔''

فتنہ، فساد اور دشمن کے خوف سے بچنے کے لیے کثرت کے ساتھ پڑھیے

وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ﴿۱۰﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ السبا، آیت نمبر 10)

ترجمہ: ''اور ان کے لیے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا ہے۔''

فتنہ، جادو اور دشمنی سے بچنے کے لیے دونوں سورتوں کو گیارہ گیارہ بار پڑھیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنْ
شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الفلق)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ۬
الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الناس)

قید سے رہائی کے لیے دوران قید اس آیت کا بکثرت ورد کیا جائے

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾

(پارہ نمبر 7، سورہ انعام، آیت نمبر 63 تا 64)

ترجمہ ”کہو، خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے اس وقت تمھیں کون نجات دیتا ہے۔ جب تم اسے گڑگڑا کے اور چپکے چپکے پکارتے ہو (اور یہ کہتے ہو کہ) اگر اسی نے ہمیں اس مصیبت سے بچالیا تو ہم ضرور بالضرور شکرگزار بندوں میں شامل ہوجائیں گے؟ کہو! اللہ ہی تمھیں اس مصیبت سے بھی بچاتا ہے اور ہر دوسری تکلیف سے بھی، پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔“

مال چوری ہوجائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہوجائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ”ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَاُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا

یَسۡتَطِیۡعُهَا الۡبَطَلَةُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم: 804،805/1874)

حدیث: جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رم: ۷۸۰ (۱۸۲۴))

حدیث: سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آسکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث: ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/ ۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

امن الرسول سے آخر تک:

حدیث: یہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں ہیں۔ جس گھر میں روزانہ متواتر یہ آیتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب فصل القرآن، باب ماجاء فی آخر سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۸۸۲)

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت

ایک یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کردیا تھا۔ جادو کے اثرات سے آپ ﷺ علیل

ہو گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر اطلاع دی اور بتایا کہ جادو کا عمل جس چیز میں کیا گیا ہے وہ فلاں کنویں کے اندر ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا جو جادو کی چیز کنویں سے نکال لائے۔اس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں۔اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔آپ ہر گرہ پر ایک آیت پڑھتے اور ایک گرہ کھولتے رہے یہاں تک سب گرہیں کھل گئیں تو آپ سے اچانک ایک بوجھ سا اتر گیا۔

(مسند احمد، الرقم:۱۸۷۸۱)

سانپ بچھو کے کاٹے کا علاج

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے کاٹ لیا تو آپ نے پانی اور نمک منگوایا۔ پانی کاٹنے کی جگہ پر لگاتے جاتے اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ پڑھتے جاتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَ لِیَ دِیْنِ ۠﴿۶﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۠﴿۵﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ
الۡخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

نگاہوں کی حفاظت کا آزمودہ نسخہ

رَبِّ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيۡنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوۡذُ بِكَ رَبِّ اَنۡ يَّحۡضُرُوۡنِ ﴿۹۸﴾

(المومنون : 97، 98)

اس کو 12 ہزار دفعہ پورا کرنا ہے چاہے ایک مہینے میں کریں یا دو مہینے میں اس نیت اور دعا کے ساتھ کہ اے اللہ! مجھے نگاہوں کی حفاظت کی توفیق عطا فرما۔

(ازافادات: حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالی رحمہ اللہ)

رزق میں کشادگی کے لیے ہر روز 7 بار پڑھیے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنۡزِلۡ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً

(پارہ نمبر 7، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 114)

ترجمہ ''یا اللہ! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار دیجیے۔''

آفس اور دکان کی برکت کے لیے
درج ذیل آیت لکھ کر لگائیں

اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوۡنَ

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ
الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ وَ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورہ توبہ، آیت نمبر 111)

ترجمہ ”واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت انہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے تورات اور انجیل میں بھی لی ہے اور قرآن میں بھی۔ اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ لہٰذا اس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کر لیا ہے اور یہی زبردست کامیابی ہے۔“

رزق کے لیے کسی بھی وقت 33 بار پڑھیے

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْیِ
یَوْمِىٕذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ﴿۶۶﴾

(پارہ نمبر 12، سورہ ھود، آیت نمبر 66)

ترجمہ ”پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے صالح کو اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے، ان کو اپنی خاص رحمت کے ذریعے نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے بچا لیا۔ یقیناً تمہارا پروردگار بڑی قوت کا، بڑے اقتدار کا مالک ہے۔“

برکت کے لیے چالیس بار عشا کے بعد پڑھیے

رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾

(پارہ نمبر 20، سورۃ القصص، آیت نمبر 24)

ترجمہ ''میرے پروردگار! جو کوئی بہتری تو مجھ پر اوپر سے نازل کردے میں اس کا محتاج ہوں۔''

رزق کے لیے فجر کی نماز کے بعد گیارہ بار پڑھیے

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 62)

ترجمہ ''اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں کشادگی کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا مکمل علم رکھتا ہے۔''

رزق کے لیے بکثرت پڑھیے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙۗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 30)

ترجمہ ''لہٰذا تم یک سو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف قائم رکھو۔ اللہ کی بنائی ہوئی اس فطرت پر چلو جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی

نہیں لائی جا سکتی۔ یہی بالکل سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

برکت کے لیے بکثرت پڑھیے

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ لقمان، آیت نمبر 25 تا 26)

ترجمہ ''اور اگر تم ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ ''اللہ'' کہو ''الحمد للہ!'' اس کے باوجود ان میں سے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ اللہ ہی کا فی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بے شک اللہ ہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے، بذاتِ خود قابل تعریف ہے۔''

رزق کے لیے اور کسی بھی مقصد کے لیے 101 مرتبہ کسی بھی وقت بکثرت پڑھیے

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

(پارہ نمبر 24، سورہ المومن، آیت نمبر 44)

ترجمہ ''اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔
یقیناً اللہ سارے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔''

کشادہ رزق حاصل کرنے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 19)

ترجمہ ''اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ وہی ہے جو قوت کا بھی مالک ہے اقتدار کا بھی مالک ہے۔

علم میں ترقی کے لیے فجر کی نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ ''پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے۔''

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لا پتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

سورۂ یٰسین کی فضیلت

حدیث: سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۷۶)

حدیث: جو سورۂ یٰسین کو دن کے شروع حصہ میں پڑھ لے گا جس کی حاجت پوری ہو گی۔ (سنن الدارمی: ۳۴۱۹)

رزق میں برکت کے لیے (ہر فرض نماز کے بعد)

اوّل و آخر درود شریف (ابراہیمی) 7 مرتبہ سورہ قریش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّيْفِ ۚ﴿۲﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۧ﴿۴﴾

اس کے علاوہ سچ بولنا، صدقہ کثرت سے کرنا، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

صلوٰۃ الحاجۃ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو۔ خواہ

اللہ جل شانہ سے متعلق ہو یا کسی بندے سے تو اس کو چاہیے کہ خوب اچھی طرح وضو کرے۔اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھے۔پھر اللہ کے حضور میں اس طرح عرض کرے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ۝ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ ۝ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ ۝ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ (رواه الترمذی وابن ماجه)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی مالک و معبود نہیں۔وہ بڑے حلم والا اور بڑا کریم ہے پاک اور مقدس ہے وہ اللہ جو عرش عظیم کا بھی رب اور مالک ہے۔ساری حمد و ستائش اس اللہ کے لیے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اُن اعمال اور اُن اخلاق و احوال کا جو تیری رحمت کا موجب اور وسیلہ اور تیری مغفرت اور بخشش کا پکا ذریعہ بنیں اور تجھ سے طالب ہوں ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے اور حصہ لینے کا، ہر گناہ اور مصیبت سے سلامتی اور حفاظت کا۔خداوند! میرے سارے ہی گناہ بخش دے اور میری ہر فکر اور پریشانی دور کردے اور میری ہر حاجت جس سے تو راضی ہو اُس کو پورا فرمادے۔اے ارحم الرحمٰن سب مہربانوں سے بڑے مہربان۔

شادی کے لیے ایک تسبیح فجر کے بعد پڑھیے

اِنَّمَآ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۸۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ یٰسٓ، آیت نمبر 82)

ترجمہ ''اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرلے تو صرف اتنا کہتا ہے ''ہوجا'' بس وہ ہوجاتی ہے۔

آپس میں محبت اور اتفاق کے لیے روزانہ 11 بار پڑھیں

وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیۡنَہُمۡ ؕ اِنَّہٗ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۶۳﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ انفال، آیت نمبر 63)

ترجمہ ''اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کردی۔ اگر تم زمین بھر کی ساری دولت بھی خرچ کرلیتے تو ان کے دلوں میں یہ الفت پیدا نہ کرسکتے، لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا وہ یقیناً اقتدار کا بھی مالک ہے۔ حکمت کا بھی مالک ہے۔''

خاوند کی ناراضگی دور کرنے کے لیے!!!

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَہُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ وَ لَوۡ یَرَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اِذۡ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ ۙ اَنَّ الۡقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ (البقرۃ : 165)

خاصیت: جس کا شوہر ناراض ہو اس آیت کو (11 بار) شیرینی پر پڑھ کر کھلائے، ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہوجائے گا مگر واضح رہے کہ ناجائز مواقع (مثلاً غیر شادی شدہ کے لیے) اثر انداز نہیں ہوگا۔

(اعمال قرآنی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

حمل اور اولاد

حمل ٹھہرنے کے لیے عشاء کے بعد 40 دن تک 100 بار پڑھے

فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 189)

ترجمہ ”پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو عورت نے حمل کا ایک ہلکا سا بوجھ اٹھا لیا، جسے لے کر وہ چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں (میاں بیوی) نے اللہ سے دعا کی کہ ”اگر تو نے ہمیں تندرست اولاد دی تو ہم ضرور تیرا شکر ادا کریں گے۔“

خوب صورت بچے کے لیے سورۂ یوسف نو ماہ تک روزانہ ایک بار پڑھیے قرآن حکیم کے 12 ویں پارے میں ہے۔

اولاد کے لیے 41 مرتبہ تین ماہ تک دودھ پر پھونک کر پئیں

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''اور اُس کی نشانیوں کا ایک حصہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ یقیناً اس میں دانش مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔''

ضدی بچوں پر 11 مرتبہ پڑھ کر دم کریں

اَللّٰهُ يَجْتَبِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 13)

ترجمہ ''اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔''

اولاد کی فرماں برداری کے لیے تین بار ہر روز پڑھ کر دم کریں

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾

(پارہ نمبر 26، سورۃ الاحقاف، آیت نمبر 15)

ترجمہ ''یا رب! مجھے توفیق دے دیجیے کہ میں آپ کی اُس نعمت کا شکر ادا کروں جو آپ

نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی اور ایسے نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہوجائیں اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صلاحیت دے دیجیے میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں فرماں برداری میں شامل ہوں۔''

حمل کے لیے ایک سو گیارہ بار نو ماہ تک پڑھیے
لڑکے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

وَّيُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ وَيَجۡعَلْ لَّكُمۡ جَنّٰتٍ وَّيَجۡعَلْ لَّكُمۡ اَنۡهٰرًا ؕ ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ ﴿۱۳﴾

(پارہ نمبر 29، سورۃ نوح، آیت نمبر 12 تا 13)

ترجمہ ''اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور تمہاری خاطر نہریں مہیا کردے گا۔ تمہیں کیا ہوگیا کہ تم اللہ کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرتے۔''

جو بے اولاد ہو تو دو نفل پڑھ کر چالیس بار یہ پڑھیں اور دعا مانگیں

اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ؕ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ؕ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الکوثر)

ترجمہ ''(اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کردی ہے۔ لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو، یقینی جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔''

اولاد اور گھر والوں کی اصلاح کے لیے!

اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لیے ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ آیت مبارکہ پڑھیں:

'' رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

(سورۃ الفرقان:74)

سکون

ڈپریشن دور کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝۱۱

(پارہ نمبر 9، سورۃ الانفال، آیت نمبر 11)

ترجمہ ''تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے، اور اس کے ذریعے (تمہارے) پاؤں اچھی طرح جما دے۔''

کسی سے اپنا گھر خالی کرانا ہو اور وہ خالی نہ کر رہا ہو تو بکثرت پڑھیے

وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۝۴

ترجمہ ''اس کے اندر جو کچھ ہے وہ اسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔''

مطلوبہ جگہ تبادلے (ٹرانسفر) کے لیے

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ
سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 80)

ترجمہ ”یا رب! مجھے جہاں داخل فرما اچھائی کے ساتھ داخل فرما اور جہاں سے نکال اچھائی کے ساتھ نکال اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ تیری مدد ہو۔“

دل کی گھبراہٹ کے وقت 11 مرتبہ آیات پڑھیے

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغۡفِرُ
الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵۳﴾

(پارہ نمبر 23، سورۃ الزمر، آیت نمبر 53)

ترجمہ ”کہہ دو کہ ”اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقین جانو اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔“

نیند نہ آئے تو ایک مرتبہ پڑھیے اور پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھیے

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ احزاب، آیت نمبر 56)

ترجمہ "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ "ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔"

دنیا و آخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

(ترمذی: ۳۵۱۲،عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میں آپ سے دنیا و آخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:......ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔ آپ ﷺ نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آکر یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے یہی دعا بتائی، جب تیسرے دن آکر اس نے یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے یہی دعا بتائی اور فرمایا: جب تمہیں دنیا و آخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہوگئے۔

دل کو محبت الٰہی سے بھرنے کا نسخہ

لَا مَرْغُوْبِیْ اِلَّا اللّٰہ. لَا مَطْلُوْبِیْ اِلَّا اللّٰہ.

لَا مَحْبُوْبِیْ اِلَّآ اللّٰہ. لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ.

جو انسان روزانہ ہر نماز کے بعد 41 بار یا دن میں تین سو (300) بار پڑھے گا ان شاء اللہ اس کے دل کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے غیر سے خالی فرما کر اسے اپنی محبت خاصہ عطا فرمائیں گے۔

نوٹ: یہ عمل مستقل کرتے رہیں جب تک کہ مقصود حاصل نہ ہو۔

(از افادات: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم)

آخرت اور مغفرت

سورۂ ملک کی فضیلت

حدیث 1 قرآن میں تیس آیات کی ایک سورت ہے جس نے آدمی کے لیے شفاعت کی حتیٰ کہ اس کی بخشش ہوگئی، وہ تبارك الذی بیده الملك ہے۔
(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی سورۃ الملک، رقم: ۲۸۹۱)

حدیث 2 جو اس سورت کو ہر رات میں پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے بچالے گا۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل سورۃ الملک، رقم: ۲۸۹۰)

حدیث 3 رسول اللہ ﷺ رات کو سوتے وقت الم تنزیل (سورۃ السجدہ) اور تبارک الذی (سورۃ ملک) دونوں سورتیں پڑھ کر سوتے۔

حدیث 4 اپنے پڑھنے والوں کی مغفرت کا اس وقت تک سوال کرتی رہتی ہے کہ اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

سورۂ اخلاص کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب جمع ہو جاؤ تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو آپ ﷺ تشریف لائے اور (قل ھو اللہ احد) پڑھی اور ارشاد فرمایا یہ سورۃ ایک تہائی (یعنی تیسرا حصہ) قرآن کے برابر ہے۔ (صحیح المسلم، صلاۃ المسافرین، فضائل القرآن، رقم: ۸۱۲)

صبح وشام یہ سورتیں ضرور پڑھیں

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾

(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم:۵۸۹)

اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ میں آنے کے لیے بہترین سورتیں ہیں۔'' (سنن النسائی، کتاب الاستعاذہ، باب ماجاء فی سورۃ المعوذتین، رقم:۵۴۳۴)

حدیث: سوتے وقت آپ ان دونوں سورتوں کو ہتھیلیوں پر دَم کرکے پورے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔اسی طرح یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، رقم:۵۰۱۷)

حدیث: کیا تم نہیں دیکھتے کہ آج کی رات ایسی آیات اتری ہیں کہ ان کی مثل کبھی نہیں گئیں اور وہ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ اور قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ ہیں۔

دنیا وآخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَسۡئَلُكَ الۡعَافِیَةَ وَالۡمُعَافَاةَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ

(ترمذی:۳۵۱۲، عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:......ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین

فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آ کر یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے یہی دعا بتائی، جب تیسرے دن آ کر اس نے یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے یہی دعا بتائی اور فرمایا: جب تمہیں دنیا و آخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔

قرض کی ادائیگی

دوسرا شخص آپ کی ذاتی رقم واپس نہ کر رہا ہو تو اپنا پیسہ وصول کرنے کے لیے پڑھیے

59

وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

(پارہ نمبر 13، سورہ یوسف، آیت نمبر 56)

ترجمہ ”اور اس طرح ہم نے یوسف کو ملک میں ایسا اقتدار عطا کیا کہ وہ اس میں جہاں چاہیں، اپنا ٹھکانہ بنائیں۔ ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں، پہنچاتے ہیں اور نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔“

ادائے قرض کے لیے نبوی دعا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا جو کہ مقروض تھا اور قرض کے ادا کرنے سے عاجز ہونے پر آپ سے اعانت کا طالب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے ایسا کلمہ نہ

سکھا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے؟

''اگر جبلِ صبیر کے برابر بھی قرضہ ہو تو اللہ تعالیٰ ادا فرما دیں گے'':

أَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

ترجمہ اے اللہ! کافی فرمادے میرے لیے حلال کو حرام کے مقابلے میں اور اپنے فضل سے مجھے غنی بنادے اپنے علاوہ سے۔

(ترمذی، ترغیب جلد 2، صفحہ: 613)

مسنون دعائیں و اذکار

فائدہ: ان دعاؤں کو اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل فرمائیں اور اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیں اور دنیا و آخرت کی برکتیں حاصل کریں۔

وضو کے وقت کی خاص دعا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

جو شخص وضو کے وقت یہ دعا پڑھ لے اس کی مغفرت کا پرچہ لکھ کر مہر لگا کر رکھ لیا جاتا ہے، قیامت تک اس کی مہر توڑی نہ جائے۔ اور بخشش کا حکم برقرار رہے گا۔

(طبرانی اوسط جلد 2 صفحہ 123)

① تمام گناہوں کے کفارہ کے لیے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (۳) مرتبہ پڑھیں:

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ الَّذِیۡ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وَأَتُوۡبُ إِلَیۡهِ

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور کائنات کو تھامنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔

② جنت کا پروانہ لینے کے لیے سید الاستغفار (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ رَبِّیۡ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ خَلَقۡتَنِیۡ وَاَنَا عَبۡدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهۡدِكَ وَوَعۡدِكَ مَا اسۡتَطَعۡتُ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ شَرِّ مَا صَنَعۡتُ اَبُوۡٓءُ لَكَ بِنِعۡمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوۡٓءُ لَكَ بِذَنۡبِیۡ فَاغۡفِرۡ لِیۡ فَاِنَّهٗ لَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ (بخاری شریف)

اے اللہ آپ میرے رب ہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا فرمایا، میں تیرا بندہ ہوں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جہاں تک ہو سکے میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے بُرے اعمال کے شر سے جو میں نے کے۔ میں آپ کی عطا کردہ نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا۔

③ دنیا آخرت کے تمام مسائل کے حل میں اللہ کے کافی ہونے کے لیے (۷) مرتبہ پڑھیں۔ (ابوداؤد)

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؕ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

④ ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

⑤ جن بھوت سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ترمذی)

آیۃ الکرسی. (مکمل)

حٰمٓ ۚ ① تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۙ ② غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوْلِ ؕ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؕ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ③

حٰم۔ یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت سزا دینے والا ہے، قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اسی کے پاس سب کو جانا ہے۔

⑥ دعا سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حادثات سے بچنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ یَشَاْ لَمْ یَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (کنز العمال جمع الجوامع)

اے اللہ آپ میرے پروردگار ہیں کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے میں آپ پر ہی بھروسہ کرتا ہوں اور آپ ہی عزت والے عرش کے رب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوگیا جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، گناہوں سے بچنے اور نیکی پر لگنے کی طاقت صرف اس بلند و برتر عظیم ذات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز پر قادر ہے، اور بے شک اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر چوپائے کے شر سے بے شک آپ ہی اس کو پیشانی کی چوٹی سے پکڑنے والے ہیں، بے شک میرے پروردگار سیدھے راستہ پر ہیں۔

⑦ ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (ترمذی، ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

⑧ ستر ہزار فرشتوں کی دعا اور شہادت کی موت کے لیے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۳ مرتبہ)

میں اللہ تعالیٰ بہت سننے والے جاننے والے کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ (ا مرتبہ)

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا ہے وہی رحمٰن اور رحیم ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس سراسر سلامتی والا امن دینے والا نگہبان سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا۔ پاک ہے اللہ اُس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے۔ اس کے لیے بہترین نام ہیں ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح کر رہی ہے۔ اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔

⑨ دس نیکیاں لینے، دس گناہ مٹوانے، دس درجات کی بلندی، دس غلاموں کی آزادی کا اجر لینے، شیطان اور ہر مکروہ چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (بخاری)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے سارا ملک ہے اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

⑩ دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل و عیال کی ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰٓى اَهْلِىْ وَمَا لِىْ وَوَلَدِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِىَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکوں کاروں کا کارساز ہے۔

⑪ قیامت کے دن اللہ کی رضا کے یقینی حصول کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ترمذی)

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا

میں اللہ کو رب اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔

⑫ دن رات کی نعمتوں کا شکرانہ ادا کر کے نعمتوں میں اضافے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ

الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ (ابوداؤد)

اے اللہ جوکوئی بھی نعمت مجھے یا تیری کسی بھی مخلوق کو (آج صبح ملی ہے) (آج شام ملی ہے) وہ صرف اور صرف تیری ہی طرف سے ملی ہے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ تعریف تیرے ہی لیے ہے اور تیرے ہی لیے سب شکر ہے۔

نوٹ: صبح کے وقت (ما اصبح) اور شام کے وقت (ما امسی) پڑھیں۔

⑬ جہنم کی آگ سے آزادی ومغفرت کے لیے (۱) مرتبہ صبح پڑھیں:

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ اَمْسَيْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ. (ابوداؤد)

اے اللہ میں نے اس حال میں صبح کی شام کی کہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے عرش کو اٹھانے والوں اور تیرے فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں اس بات پر کہ اللہ تو ہی ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔

⑭ صبح کے وقت اللہ کی حمد وثنا کے بعد دن کی ساری بھلائیاں مانگنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں:

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا

اَلْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ رَبِّ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسْلِ وَسُوْٓءِ الْكِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

ہم نے اور سارے ملک نے اللہ کے لیے صبح کی اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارا ملک اسی کے لیے ہے اور سب تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے میرے رب! میں تجھ سے اس دن میں اور اس دن کے بعد کی بھلائی اور بہتری کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے اس دن میں اور اس دن آنے والے ہر شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے رب! میں تجھ سے سستی اور بڑھاپے کی پناہ مانگتا ہوں۔ یارب! میں تجھ سے جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

⑮ دین ودنیا کی بھلائیاں مانگنے اور ہمہ قسم بلاؤں کے حملوں سے بچنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَا لِيْ. اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِيْ. اَللّٰهُمَّ احْفِظْنِيْ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ

سے اپنے دین اور دنیا اور اپنے اہل وعیال اور مال میں معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔
ے اللہ تو میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرما اور میرے خوف اور پریشانی کو امن سے بدل
ے اے اللہ! تو میرے آگے سے اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں اور میرے
بائیں سے بھی اور میرے اوپر سے بھی میری حفاظت فرما۔ اور میں آپ کی عظمت کی پناہ
میں آتا ہوں ہے کہ مجھے نیچے سے اچانک ہلاکت میں ڈال دیا جائے۔

⑯ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مدد طلب کرنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (مستدرک حاکم)

يَا حَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ
وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ

ے زندہ اور قائم رکھنے والے میں آپ کی رحمت کے واسطہ سے آپ سے فریاد کرتا
ہوں۔ میرے حال کو پورے طور پر بہتر فرمادے اور مجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی
میرے نفس کے سپرد نہ فرما۔

⑰ ادائیگی قرض اور ہر پریشانی سے نجات کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ابوداؤد)

أَللّٰهُمَّ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ
الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکرمندی اور رنج سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بے بس ہو جانے سے اور سستی کے آجانے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور کنجوسی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبہ سے اور لوگوں کی زورآوری سے۔

⑱ اورادواذکار میں تقصیر کی تلافی (کمی کو پورا کرنے) کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ یُحْیِ
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ (ابوداؤد)

پس تم اللہ کی شام کے وقت اور صبح کے وقت پاکی بیان کرو اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور زوال کے بعد اور ظہر کے وقت وہی ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے بنجر ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

⑲ ساری مخلوق کے اعمال کے برابر پانے کے لیے اس درود پاک کو (۱۰) مرتبہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ مِنْ خَلْقِكَ
وَصَلِّ مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ كَمَا یَنْبَغِیْ لَنَآ اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی

مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَآ اَمَرْتَنَآ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ

اے اللہ رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر تیری مخلوق میں سے آپ پر درود بھیجنے والوں کی تعداد کے برابر۔ اور درود نازل فرما نبی کریم محمد ﷺ پر جیسا کہ ہمیں آپ پر درود بھیجنا مناسب ہے۔ اور درود نازل فرما نبی کریم محمد ﷺ پر جیسا کہ ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔

⑳ اہل وعیال اور گھر کو راحت وچین کا مرکز بنانے کے لیے یہ درود شریف (۱۱) مرتبہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلَ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اے اللہ رحمت نازل فرما نبی کریم ﷺ پر اور آپ کی بیویوں پر جو ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ اور آپ ﷺ کی اولاد پر اور آپ ﷺ کے گھر والوں پر جیسا کہ رحمت نازل فرمائی تو نے سید ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو تعریف کے لائق بزرگی والا ہے۔

سورتوں کے فضائل احادیث مبارکہ کی روشنی میں

سورۂ بقرہ کی فضیلت

حدیث :رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَاؤُوْا سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم:804،805/1874)

حدیث :جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

(صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب اتحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رم: ۷۸۰ (۱۸۲۴))

حدیث : سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آ سکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث: ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/ ۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

امن الرسول سے آخر تک:

حدیث: یہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں ہیں۔ جس گھر میں روزانہ متواتر یہ آیتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب فضل القرآن، باب ماجاء فی آخر سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۸۸۲)

سورۂ کہف کی فضیلت

حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔ اس لیے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔ (ابوداؤد، الملاحم، خروج الدجال: ۲/۲۳۷)

حدیث: جو اس کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب فضل سورۃ الکہف، رقم: ۸۰۹)

سورۂ یٰسین کی فضیلت

حدیث: سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۷۶)

حدیث: جو سورۂ یٰسین کو دن کے شروع حصہ میں پڑھ لے گا اس کی حاجت پوری ہوگی۔ (سنن الدارمی: ۳۴۱۹)

اللہُ اللہُ اللہُ

معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

1 استغفار 1 تسبیح صبح 1 شام

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّ اَتُوۡبُ اِلَیۡہِ

2 درود شریف 1 تسبیح صبح 1 شام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

3 تلاوت قرآن

ایک پارہ روزانہ

4 مراقبہ

تھوڑی دیر کے لیے سب کاموں سے ہٹ کٹ کر اللہ کی یاد میں گردن جھکا کر بیٹھنا، اور یہ نیت کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آ رہی ہے اور میرے دل میں سما رہی ہے، میرے گناہوں کی ظلمت وسیاہی دور ہو رہی ہے اور میرا دل شکریہ کے طور پر کہہ رہا ہے: اَللّٰہ، اَللّٰہ، اَللّٰہ۔

5 وقوفِ قلبی

چلتے، پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے ہر دم توجہ اللہ تعالیٰ کی رکھنا۔

6 رابطہ شیخ

دین سیکھنے کے لیے اپنے شیخ سے آگاہی لینا۔

اللہُ اللہُ اللہُ

ابراھیم اکیڈمی

جامعہ رقیہ للبنات

JAMIA RUQIYA LIL-BANAT

IBRAHIM ACADEMY

ابراہیم اکیڈمی و جامعہ رقیہ للبنات

اغراض و مقاصد

ابراہیم اکیڈمی و جامعہ رقیہ للبنات کی بنیاد حضرت شیخ حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کی اجازت اور دعاؤں سے خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے رکھی گئی ہے۔ نئی نسل کو مذہب سے قریب کرنا اور اسلامی آداب وثقافت سے روشناس کرانا۔ دور حاضر کے مسائل کا شرعی حل پیش کرنا۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں علم الاخلاق (یعنی تصوف) کو اجاگر کرنا تاکہ مسلمانان عالم کی معیشت، معاشرت معاملات میں نبی کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ آجائے۔ معاشرے کو کفر کی بے راہ روی، بے حیائی سے نکال کر اسلام کی باحیا و پاکیزہ زندگی کی طرف لانا۔ موجودہ دور کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے جدید انداز میں تصنیفی اور تالیفی شعبے کا قیام۔

ہماری ترجیح!

تعلیم کے ساتھ ساتھ معاشرتی و روحانی تربیت کا اہتمام ان شاء اللہ۔ امت کو ایسے نوجوان مہیا کرنا جن کی تنہائیاں اللہ تعالیٰ کی یاد سے آباد اور گناہوں سے پاک ہوں۔ ہر

اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ

ممکن اور مناسب ذریعے سے امت تک مثلاً سوشل میڈیا (فیس بوک، واٹس ایپ، ٹیلی گرام وغیرہ) کے ذریعے سے شرعی حدود میں رہتے ہوئے اسلامی تعلیمات کو پہنچانا۔ زمینی اداروں کے ساتھ ساتھ دور دراز کے مسلمانوں کی دینی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے ''آن لائن'' کلاسز کا اہتمام۔ تاکہ ان تک بھی اسلامی تعلیمات پہنچانے کا اہتمام ہوجائے۔ تعلیم وتعلّم کے ساتھ ''اصلاحی تربیت'' کا بطور اہم وخاص اہتمام، تاکہ تعلیم وتعلّم کا مقصد اصلی حاصل ہو۔ نبی کریم ﷺ کی سنن مبارکہ پر مشتمل بیانات کی کتابی شکل ''گلدستہ سنت'' کی زیادہ سے زیادہ ترویج۔ بچوں کے لیے جدید آلات مثلاً پروجیکٹر وغیرہ کے ذریعے سے اسلامی و اصلاحی تربیتی ورکشاپس و سمر کیمپس و ونٹر کیمپس۔ خواتین کے لیے ان کی ضروریات وذمہ داریوں کے اعتبار سے مختلف ورکشاپس وکورسز۔ حفظ قرآن کی کلاسز کا قیام۔

40 روزہ ورکشاپ

اس میں ہر عمر کی خواتین شامل ہوکر تجوید قرآن، تفسیر، حدیث اور روزمرہ پیش آمدہ فقہی مسائل کا علم حاصل کرسکیں گی۔ امت کی خواتین کی ایسی تربیت کرنا کہ وہ اپنی عادات و اطوار میں اسلاف کا نمونہ ہوں، تاکہ ان کی گود میں تربیت حاصل کرنے والے بچے بھی اسلاف کے بچوں کا نمونہ ہوں، بلکہ اپنے پورے کنبے کی اصلاح اور دین پر چلنے کے لیے معاون ہوں۔ سارا سال طالبات (حاضر و آن لائن) کے لیے تفسیر کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک میں دورہ قرآن کی کلاسز کا انعقاد۔

اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ

الحمدللہ! ہماری پانچ شاخیں کام کر رہی ہیں۔

1 ٹاؤن شپ 2 شاہ جمال 3 شاہدرہ 4 مغلپورہ 4 آن لائن

مرکزی شاخ کے لیے 1000 گز (2 کنال) جگہ خریدی گئی ہے، جس کی قیمت کی ادائیگی کے بعد بیسمنٹ سمیت تین سے چار منزلوں کی تعمیر کے لیے خطیر رقم درکار ہے۔ جہاں پر ابتدائی طور پر ''تعلیم قرآن''، ''تحفیظ قرآن''، ''ناظرہ قرآن'' بچوں اور ہر عمر و شعبہ کے مرد حضرات کے لیے شروع کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ

ہماری مستقبل کی ضروریات و منصوبے!!!

اسلامی و اصلاحی ماحول و عملہ سے آراستہ عصری اسکولز کا سلسلہ۔

شرعی دائرہ کار میں رہتے ہوئے ایسے خاکے (کارٹونز) بنانا جن کے ذریعے سے چھوٹے بچوں کی اسلامی تربیت کی جا سکے۔ مرد حضرات کے لیے بزنس، حلال و حرام غذائیں، قربانی ورکشاپ، حج ورکشاپ، کفن، دفن ورکشاپ اور دیگر حسب موقع و ضرورت ورکشاپس و پریزنٹیشن سیشنز کا اہتمام۔ غرباء و مستحقین کی مدد (مثلاً جامعہ رقیہ کی مستحق طالبات کے لیے شادی و جہیز وغیرہ کا انتظام، مستحق مریضوں کے لیے شفاء خانہ یا ادویات اور علاج معالجے میں تعاون اور دیگر ضروری حاجات کا انتظام)۔ مرد حضرات کے لیے بھی آن لائن مختلف کلاسز و کورسز کا قیام۔

اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ

تعلیم بالغاں

اس شعبہ میں صبح کے اوقات میں مصروف احباب مثلاً اسٹوڈنٹس، کاروباری حضرات، ملازمین غرض کسی بھی شعبے اور عمر کے احباب شام کے ٹائم شریک ہوسکیں گے۔

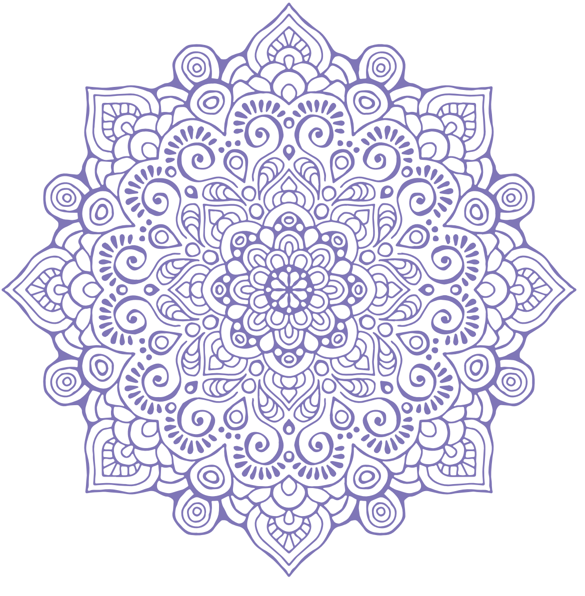
سیرت میوزیم کا قیام

جس میں نبی کریم ﷺ کے زمانے کے مکہ اور مدینہ کو مثالی ماڈلز کے ذریعے سیرت کے شائقین کے لیے سیرابی کا سامان کرنا۔ ان سب مقاصد کو پورا کرنے کے لیے بقدر ضرورت تعمیرات۔ ہماری فوری واہم ضروریات: ابراہیم اکیڈمی کی مرکزی شاخ کے لیے خریدی گئی جگہ کی قیمت کی ادائیگی۔

ہماری ماہانہ ضروریات

اساتذہ وعملہ کے وظائف۔ طالبات کے لیے ٹرانسپورٹ۔ یوٹیلیٹی بلز اور دیگر اخراجات۔ مختلف توسیعی وتعمیراتی کاموں میں حسب توفیق وذوق اپنا حصہ ڈال کر اللہ تعالیٰ سے نفع کا سودا کریں، کیونکہ آپ کا یہ تعاون اللہ تعالیٰ کے آخرت کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتا رہے گا اور دنیا میں اللہ تعالیٰ رزق میں برکت عطا فرمائیں گے۔ مشکلات آسان ہوں گی۔ عمر میں برکت ہوگی۔ برے خاتمے سے حفاظت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی دور ہوکر اللہ کی رضا حاصل ہوگی ان شاء اللہ۔

اللہ اللہ اللہ



بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے

قرآن و حدیث سے پریشانیوں اور مشکلات کا حل

موضوعِ کتاب —— گلدستۂ وظائف

جمع و تدوین —— حافظ محمّد ابراھیم نقشبندی مجددی مدظلہ

تخریج —— مولانا عبدالرحمٰن عارف (فاضل جامعہ اشرفیہ)

اشاعتِ اوّل —— فروری 2017

ڈیزائننگ و پرنٹنگ —— محمّد صفتِ الٰھی (آرٹ ڈائریکٹر)

میڈیا سروسز۔لاہور +92 301 84 27 281

شانِ دوعالم پرنٹنگ پریس۔لاہور +92 423 73 20 993

ملنے کا پتہ

الکہف ایجوکیشنل ٹرسٹ

بالمقابل قطب مسجد احاطہ مولچند اچھرہ لاہور

042-354 04 425

الکہف ایجوکیشنل ٹرسٹ

AL-KAHAF EDUCATIONAL TRUST

گلدستہ وظائف

جمع و تدوین

حافظ محمد ابراہیم مجددی نقشبندی مدظلہ

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مجددی نقشبندی مدظلہ

پیش لفظ!

انسان کو دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے، کبھی اللہ رب العزت خوشیاں اور نعمتوں کی فروانی عطا فرما کر آزماتے ہیں کہ یہ شکر کرتا ہے یا ان ہی نعمتوں میں گم ہو کر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اور کبھی اللہ رب العزت غم اور آزمائشوں کے ذریعے سے آزماتے ہیں، کہ بندے کا ایمان کتنا مضبوط ہے اور پھر اس امتحان میں جو کامیاب ہوتا ہے اس کے لیے انعامات اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے فیصلے ہوتے ہیں۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ
''جس کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ
وہ بڑی مصیبت تھی۔ (کنز جلد 3 صفحہ 301)

بعض مرتبہ پریشانی اور آزمائش اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ابن عطاء اسکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ''پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے غفلت میں پڑے ہوئے بندوں کو پریشانیوں، بیماریوں اور تکلیفوں کی زنجیروں میں جکڑ جکڑ کر اپنے در پہ لے کے آتا ہے۔
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں۔

توہمیں چاہیے کہ جب ایسی کوئی پریشانی کے حالات آئیں تو اللہ تعالیٰ کی کی طرف رجوع میں اورزیادتی کردیں ۔اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قرآنی آیات اورادعیہ ماثورہ کو اہتمام سے اپنے عمل میں لائیں ۔ زیرنظر کتاب میں بھی مختلف حالات میں آسانی کے لیے دعاؤں کوجمع کیا گیا ہے۔

ان دعاؤں کا کامل اثر لینے کے لیے پانچ وقت کی نماز کی پابندی ضروری ہے اور ان دعاؤں کے الفاظ کی ادائیگی ٹھیک ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین ودنیا کی تمام اچھائیاں عطا فرمائیں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائیں آمین۔

فہرست

سید الوظائف

آج کل مردوں میں بھی اور خاص طور سے خواتین میں وظیفوں کا بہت رواج چل پڑا ہے، ہر چیز کا وظیفہ مانگتے ہیں، تو سب سے بڑا اور اعلیٰ اور پکا ترین وظیفہ ''دعا'' ہے۔

کہ ہم دو رکعت نفل پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں، اس وظیفے کو ہم روزانہ کریں اور تا حیات کرتے رہیں، ان شاء اللہ ہماری مرادیں ضرور پوری ہوں گیں۔

یہ سب سے بڑا وظیفہ ہے اس سے بڑا وظیفہ اور کوئی بھی نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ''

مجھ سے مانگو! میں دوں گا۔ (سورۃ المؤمن :60)

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ نیک مانگے گا تو دوں گا گناہ گار مانگے گا تو نہیں دوں گا، بس فرمایا مانگو! میں دوں گا۔

اب یہاں شیطان یہ شبہ ڈالتا ہے کہ بھئی تم تو گناہ گار ہو، اللہ تعالیٰ تمہاری کہاں سنے گا؟ جو نیک لوگ ہیں ان سے دعاؤں کا کہو۔ نیک لوگوں کو دعا کا کہنا بہت اچھی بات ہے، لیکن ہم خود بھی خوب دعائیں کریں اور اپنی دعاؤں پر یقین بھی کریں۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے جب شیطان کو مردود قرار دیا تھا، اس کے آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار پر، تو اس

نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے قیامت تک کی مہلت دی جائے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس غضب و ناراضگی کی حالت میں بھی اس کی دعا کو قبول فرمالیا تھا۔تو جب ہم اللہ کے حضور نماز پڑھ کر دعا کریں گے،تو ہمارا یہ عمل تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے،اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں ضرور قبول فرمائیں گے،بس یقین سے مانگتے رہیں۔

ازافادات

حضرت شیخ حافظ محمد ابراہیم نقشبندی

امراض سے شفاء کے لیے

کسی بھی بیماری سے شفا کے لیے 41 بار پانی پر دَم کر کے پیئیں

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ؕ

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 71)

ترجمہ ''پوری طرح صحیح سالم ہو جس میں کوئی داغ دھبہ نہ ہو۔''

دل کی بیماری میں ایک بار پانی میں دَم کر کے پیئیں

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ ﴿۲۸﴾

(پارہ نمبر 13، سورۃ الرعد، آیت نمبر 28)

ترجمہ ''یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں، اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

گردے کی پتھری ہو تو 41 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پانی پی لیں

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ

اِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ ‌ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷۴﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 74)

ترجمہ ''اس سب کے بعد تمہارے دل پھر سخت ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ ایسے ہو گئے جیسے پتھر بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی زیادہ (کیونکہ) پتھروں میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے نہریں پھوٹ بہتی ہیں اور انہی میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں جو خود پھٹ پڑتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے اور انہی میں وہ (پتھر) بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے لڑھک جاتے ہیں اور (اس کے برخلاف) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔''

سر کا درد ختم کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

لَّا يُصَدَّعُوۡنَ عَنۡهَا وَلَا يُنۡزِفُوۡنَ ۙ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوۡنَ ۙ﴿۲۰﴾

(پارہ نمبر 27، سورۃ الواقعہ، آیت نمبر 19 تا 20)

ترجمہ ''جس سے نہ ان کے سر میں درد ہوگا اور نہ ان کے ہوش اڑیں گے۔ اور وہ پھل لے کر جو وہ پسند کریں۔''

جسے بخار ہو یہ لکھ کر مریض کو باندھ دیجیے یا 7 مرتبہ پڑھ کر دم کیجیے

قُلۡنَا يٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ ۙ﴿۶۹﴾

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء آیت نمبر 69)

ترجمہ ''ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔''

لو لگنے پر 101 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پی لیں

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ لَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَ لَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 118 تا 119)

ترجمہ ''یہاں تو تمہیں یہ فائدہ ہے کہ نہ تم بھوکے ہوگے، نہ ننگے۔
اور نہ یہاں پیاسے رہو گے، نہ دھوپ میں تپو گے۔''

آنکھوں کی روشنی کے لیے ہر نماز کے بعد 3 مرتبہ پڑھ کر انگلیوں پر دَم کر کے آنکھوں پر لگایئے

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 26، سورہ ق، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''اب ہم نے تجھ سے وہ پردہ ہٹا دیا جو تجھ پر پڑا ہوا تھا۔
چنانچہ آج تیری نگاہ خوب تیز ہوگئی۔''

ہر مرض کے لیے

وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ توبہ، آیت نمبر 14)

ترجمہ ''اور مومنوں کے دل ٹھنڈے کر دے۔''

چینی کی پاک اور صاف پلیٹ پر لکھ کر اس میں پانی ملائیں اور وہ پانی مریض کو پلائیں۔
اگر زعفران سے لکھ لیں تو اچھا ہے۔

وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ

(پارہ نمبر 11، سورہ یونس، آیت نمبر 57)

ترجمہ ''اور دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔''

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 82)

ترجمہ ''اور ہم وہ قرآن نازل کر رہے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت کا سامان ہے۔''

فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 14، سورہ نحل، آیت نمبر 69)

ترجمہ ''جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ ۙ

(پارہ نمبر 19، سورۃ الشعراء، آیت نمبر 80)

ترجمہ ''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے۔''

قُلۡ هُوَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ

(پارہ نمبر 24، سورہ حمٓ السجدہ، آیت نمبر 44)

ترجمہ ”کہہ دو کہ جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے یہ ہدایت اور شفا کا سامان ہے۔“

بولنے میں لکنت ہو یا بولتے ہوئے جھجک ہو تو ہر نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ صَدۡرِىۡ ۙ ۝٢٥ وَيَسِّرۡ لِىۡۤ اَمۡرِىۡ ۙ ۝٢٦
وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِىۡ ۙ ۝٢٧ يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِىۡ ۝٢٨

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ ”پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔“

پھنسیوں، چھالے کا علاج: سورہ کوثر پڑھ کر دم کیا پانی پلائیں، سینے میں درد کا علاج: یہ آیت لکھ کر گلے میں پہن لیں یا پڑھ کر دم کریں

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰهُ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيۡلٌ لِّلۡقٰسِيَةِ
قُلُوۡبُهُمۡ مِّنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۝٢٢

(پارہ نمبر 23، سورہ زمر، آیت نمبر 22)

ترجمہ ”بھلا کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے جس کے نتیجے میں وہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں آچکا ہے (سنگ دلوں کے برابر ہوسکتا ہے؟) ہاں! بربادی ان کی ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہوچکے ہیں۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔“

کھانسی کا علاج

ایک مرتبہ پڑھ کر شہد پر دم کر کے گرم پانی میں ملا کر پلائیں

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

(پارہ نمبر 18، سورہ مومنون، آیت نمبر 115 تا 116)

ترجمہ ”بھلا کیا تم یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ہم نے تمھیں یوں ہی بے مقصد پیدا کر دیا اور تمھیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟ غرض بہت اونچی شان ہے اللہ کی جو صحیح معنی میں بادشاہ ہے۔“

جلدی امراض اور جذام کے علاج کے لیے

مریض پر یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ۚۖ

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء، آیت نمبر 83)

ترجمہ ”اور ایوب کو دیکھو! جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ ”مجھے یہ تکلیف لگ

گئی ہے اور تو سارے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔"

برص کا علاج

سات مرتبہ یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ﴿۴۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 49)

ترجمہ "میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں (اور وہ نشانی یہ ہے) کہ میں تمہارے سامنے گارے سے پرندے جیسی ایک شکل بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کر دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور تم لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کر کے رکھتے ہو وہ سب بتا دیتا ہوں، اگر تم ایمان والے ہو تو ان تمام باتوں میں تمہارے لیے (کافی) نشانی ہے۔"

خارش کا علاج

روزانہ 21 مرتبہ پانی پر دم کر کے 41 روز تک پانی پیجیے

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ؕ﴿۱۴﴾

(پارہ نمبر 18، سورہ المومنون، آیت نمبر 14)

ترجمہ ''پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اُٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا۔ غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاری گروں سے بڑھ کر کاری گر ہے۔''

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

حدیث 1

قرآن مجید میں سب سورتوں سے بہتر (افضل) سورۂ الحمد للہ رب العالمین ہے۔

(مسند احمد 177/4)

حدیث 2

عَوَّذَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تِفْلًا.

(المعجم الكبير للطبراني : 159/7)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سانپ کے کاٹے ہوئے پر دَم کیا۔
اللہ کے حکم سے وہ اچھا ہو گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الطب، باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن والاذکار، رقم:۲۲۰۱)

حدیث 3

فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَآءٍ. (سنن الدارمی:445/2)

سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔

حدیث 4

اِذَا قَرَأْتَ الْفَاتِحَۃَ وَقُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ فَقَدْ اٰمِنْتَ
مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا الْمَوْتُ

اور جب تم نے سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھ لیا تو سوائے موت کے ہر آفت سے
مامون ہو گئے۔ (مجمع الزوائد 122/10)

بدن کی سلامتی کی دعا

اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ، اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ، اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ
بَصَرِیْ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ

(ابوداود:۵۰۹۰، عن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میرے بدن کو درست رکھیے، اے اللہ! میرے کان عافیت سے رکھیے،

اے اللہ! میری آنکھیں عافیت سے رکھیے، آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔فضیلت/حدیث: رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح وشام کے وقت یہ دعا تین تین بار پڑھا کرتے تھے۔

حفاظت کے لیے ہاتھ، ٹانگ، پیر، کان اور آنکھ کی معذوری سے بچنے کے لیے بکثرت پڑھیں

اَلَهُمۡ اَرۡجُلٌ يَّمۡشُوۡنَ بِهَاۤ ۖ اَمۡ لَهُمۡ اَيۡدٍ يَّبۡطِشُوۡنَ بِهَاۤ ۖ اَمۡ لَهُمۡ اَعۡيُنٌ يُّبۡصِرُوۡنَ بِهَاۤ ۖ اَمۡ لَهُمۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا ؕ قُلِ ادۡعُوۡا شُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ كِيۡدُوۡنِ فَلَا تُنۡظِرُوۡنِ ﴿۱۹۵﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 195)

ترجمہ ’’بھلا کیا ان کے پاس پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں؟ یا ان کے پاس ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں؟ یا ان کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں؟ یا ان کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنیں؟ (ان سے کہہ دو کہ ’تم ان سب دیوتاؤں کو بلا لاؤ۔جنہیں تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے اور میرے خلاف سازش کرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔‘‘

گیارہ بار پڑھ کر دم کر لیں تو ان شاء اللہ عزت قائم رہتی ہے

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿۱۸۰﴾ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۸۱﴾ ۚ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۸۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورۃ الصّٰفّٰت، آیت نمبر 180 تا 182)

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ۝۲ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ۝۳ اِیَّاكَ نَعْبُدُ
وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ۝۴ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ۝۵ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ۠۝۷

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚۖ۝۱ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ؕ۝۲ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَیْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ ؕؔ۝۳ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۙۛ۝۴
سَلٰمٌ ۛ۫ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۠۝۵

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

چور اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لیے

روزانہ رات کو ایک مرتبہ پڑھیے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ
كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۗ
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝۲۸۵ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ
عَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ

عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا
بِهٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ۗ وَاغۡفِرۡ لَنَا ۗ وَارۡحَمۡنَا ۗ اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۸۶﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 285-287)

کتے کے کاٹنے سے حفاظت کے لیے اور اگر کتا بھونکنے لگے یا حملہ کرے تو 3 مرتبہ پڑھیے

وَكَلۡبُهُمۡ بَاسِطٌ ذِرَاعَيۡهِ بِالۡوَصِيۡدِ ؕ

(پارہ نمبر 16، سورہ کہف، آیت نمبر 18)

ترجمہ ''اور ان کا کتا دہلیز پر ایسے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے (بیٹھا) تھا۔''

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لا پتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوۡمٍ لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

سورۂ کہف کی فضیلت

حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔ اس لیے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔

(ابوداؤد، الملاحم، خروج الدجال: ۲/ ۲۳۷)

حدیث: جو اس کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب فضل سورۃ الکہف، رقم: ۸۰۹)

سورۂ واقعہ کی فضیلت

حدیث: جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورت کو پڑھیں۔

(شعب الایمان للبیہقی، فصل فی فضائل السور والآیات: ۴/ ۱۱۹، رقم: ۲۲۶۹)

حدیث: جو اسے ہر رات پڑھے گا اس کو فقر و فاقہ نہیں ہوگا اور جو شخص پڑھا کرے گا وہ اللہ کے فضل و کرم سے کبھی محتاج نہیں ہوگا۔

حدیث: مَنْ قَرَءَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو کبھی فاقہ کشی کی نوبت نہیں آئے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کچھ مال دینا چاہا کہ اس کو اپنی لڑکیوں پر خرچ کریں۔

(شعب الایمان، للبیہقی ۲/ ۴۱۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَتَخْشٰی عَلَیْہِنَّ الْفَقْرَ وَقَدْ اَمَرْتُہُنَّ بِقِرَاءَۃِ سُوْرَۃِ الْوَاقِعَۃِ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَءَ ھَا کُلَّ لَیْلَۃٍ لَمْ تُصِبْہُ الْفَاقَۃُ

(شعب الایمان للبیہقی: ۲/ ۴۱۹)

کیا آپ ان لڑکیوں پر محتاجی کا خیال کرتے ہیں، جب کہ میں نے انھیں سورۂ واقعہ پڑھنے کا حکم دے رکھا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو فاقہ نہیں آئے گا۔

ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے
ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ترمذی، ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل و عیال کی

ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰٓى اَهْلِىْ وَمَا لِىْ وَوَلَدِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِىَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّجَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِيِّ ۦَ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکو کاروں کا کارساز ہے۔

کسی بھی چیز کے شر سے حفاظت کی دعا

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

(مسلم: ۷۰۵۳، عن خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا)

ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں تمام مخلوق کے شر سے۔

فضیلت/حدیث:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی بھی جگہ پر قیام کرے پھر یہ دعا پڑھ تو جب تک وہاں ٹھہرا رہے گا کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کھانے پر یہ دعا پڑھے تو اسے کسی قسم کا ضرر نہ ہوگا۔

بِسْمِ اللهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ فِي الْاَرْضِ وَفِي السَّمَاءِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْهِ بَرَكَةً وَّعَافِيَةً وَّشِفَاءً

ترجمہ اللہ کے نام سے شروع جس کا نام زمین وآسمان میں بہترین ہے، اس کے نام سے کسی بیماری کا ضرر نہیں۔ اے اللہ! اس میں برکت وعافیت اور شفا عطا فرما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 10، صفحہ 344)

نظر بد دور کرنے کا وظیفہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نظر بد دور کرنے کا ایک خاص وظیفہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا

اور کہا کہ حضرت حسن و حسین پر پڑھ کر دم کیا کریں۔ ابن عساکر حدیث کی کتاب میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ آپ غمگین تھے، سبب پوچھا تو فرمایا حسن و حسین کو نظر لگ گئی ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یہ کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یوں کہیے:

اَللّٰھُمَّ ذَا السُّلْطَانِ الْعَظِیْمِ وَالْمَنِّ الْقَدِیْمِ ذَا الْوَجْهِ الْكَرِیْمِ وَلِیَّ الْكَلِمَاتِ التَّامَّةِ وَلِیَّ الدَّعْوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ عَافِ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ مِنْ اَنْفُسِ الْجِنِّ وَاَعْیُنِ الْاِنْسِ

رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی کہ وہ دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے کھیلنے کودنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو اپنی جانوں، بیویوں اور اپنی اولاد کو اس پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو اس جیسی کوئی اور پناہ کی دعا نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر 24/8)

نوٹ: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی جگہ جس شخص کے لیے پڑھی جا رہی ہے اس کا نام لیا جائے۔

مقصد میں کامیابی کے لیے

کسی بھی مقصد میں کامیابی کے لیے سات دن تک 123 مرتبہ پڑھیے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ
وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

کسی بھی جائز مقصد کے لیے 121 بار نماز عشا کے بعد 21 دن تک پڑھیے

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَ
تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾
تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ
الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 27-26)

ترجمہ ”کہو! اے اللہ! اے اقتدار کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے اقتدار بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا

ہے رسوا کردیتا ہے۔تمام تر بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو بے جان چیز میں سے جان دار کو برآمد کرلیتا ہے اور جاندار میں سے بے جان چیز نکال لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔“

امتحانی پرچوں میں اچھے نمبرات حاصل کرنے کے لیے ہرروز 7 مرتبہ پڑھیں

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

(پارہ نمبر 9،سورہ اعراف،آیت نمبر 197)

ترجمہ ”اور تم اس کو چھوڑ کر جن جن کو پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں، نہ اپنی مدد کرتے ہیں۔“

سات دن تک ہزار بار کسی بھی وقت پڑھنے سے کام آسان ہوتے ہیں

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

(پارہ نمبر 11،سورہ توبہ،آیت نمبر 129)

ترجمہ ”میرے لیے اللہ کافی ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اسی پر میں نے بھروسہ کیا وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔“

امتحان میں کامیابی کے لیے تین بار پڑھیے

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثَىٰ ﴿٢٧﴾ وَمَا لَهُمْ بِهِ
مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿٢٨﴾ فَأَعْرِضْ
عَنْ مَنْ تَوَلَّىٰ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ
الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿٣٠﴾ وَ
لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ
الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ﴿٣١﴾ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا
اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَإِذْ
أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ﴿٣٢﴾
أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ﴿٣٣﴾ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْدَىٰ ﴿٣٤﴾ أَعِنْدَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ
﴿٣٥﴾ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ﴿٣٧﴾ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴿٣٨﴾ وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿٣٩﴾ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ﴿٤٠﴾
ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ﴿٤١﴾ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ ﴿٤٢﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَ
أَبْكَىٰ ﴿٤٣﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ﴿٤٤﴾ وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ ﴿٤٥﴾ مِنْ
نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ﴿٤٦﴾ وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿٤٧﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ﴿٤٨﴾ وَ
أَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَىٰ ﴿٤٩﴾ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ﴿٥٠﴾ وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ ﴿٥١﴾ وَقَوْمَ
نُوحٍ مِنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ﴿٥٢﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ﴿٥٣﴾ فَغَشَّاهَا

مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ
الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ
تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدة

(پارہ نمبر 27، سورۃ النجم، آیت نمبر 27 تا 62)

نوٹ: آخری آیت پڑھ لینے کے بعد سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے اس لیے آیت پڑھنے کے بعد سجدہ تلاوت کر لیجیے۔

کسی بھی مقصد کے لیے ایک ایک تسبیح صبح وشام پڑھیے

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(پارہ نمبر 28، سورۃ الطلاق، آیت نمبر 12)

ترجمہ ”کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔“

خوف، غصہ اور پریشانی خوف غصہ اور جادو ختم کرنے کے لیے سات بار پڑھیے

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 18)

ترجمہ ”وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔ چنانچہ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔“

غصہ دور کرنے کے لیے 101 بار چینی پر دم کر کے چینی استعمال کریں، یا ہر نماز کے بعد 2 مرتبہ پڑھیں

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 134)

ترجمہ ”جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں۔“

غصہ، فتنہ دور کرنے کے لیے اکتالیس دن تک ایک بار پڑھ کر پانی پئیں

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى
مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 80 تا 81)

ترجمہ ”چنانچہ جب جادوگر آ گئے تو موسیٰ نے ان سے کہا: ”پھینکو جو تمہیں پھینکنا ہے۔“ پھر جب انہوں نے (اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو) پھینکا (اور وہ سانپ بن کر چلتی ہوئی نظر آئیں) تو موسیٰ نے کہا کہ: ”یہ جو کچھ تم نے دکھایا ہے، جادو ہے۔ اللہ ابھی اس کو ملیا میٹ کیے دیتا ہے۔ اللہ فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔“

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ۬ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛۙ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

دشمن، فتنہ فساد

سے بچنے کے لیے ہر نماز کے بعد 21 بار پڑھیے

وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 6، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 67)

ترجمہ ''اور اللہ تمہیں لوگوں (کی سازشوں) سے بچائے گا۔''

فتنہ سے بچنے کے لیے ایک بار پڑھیے

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 85 تا 86)

ترجمہ ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان ظالم لوگوں کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈالیے اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات دے دیجیے۔''

دشمن سے حفاظت کے لیے تعوذ پڑھ کر 11 مرتبہ یہ آیت پڑھ کر دشمن کی طرف پھونک دیں اگر دشمن کہیں دور ہے تو اس کا تصور کر کے پھونک دیں

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

(پارہ نمبر 14، سورۃ الحجر، آیت نمبر 48)

ترجمہ ''وہاں نہ کوئی تھکن ان کے پاس آئے گی اور نہ ہی ان کو وہاں سے نکالا جائے گا۔''

'' فتنے سے بچنے کے لیے کسی بھی وقت بکثرت پڑھیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَ كَذٰلِكَ نُــْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

(پارہ نمبر 17، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 87 تا 88)

ترجمہ ”تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے بے شک میں قصوروار ہوں۔ اس پر ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں گھٹن سے نجات عطا کی اور اسی طرح ہم ایمان رکھنے والوں کو نجات دیتے ہیں۔“

فتنہ، فساد اور دشمن کے خوف سے بچنے کے لیے کثرت کے ساتھ پڑھیے

وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ﴿۱۰﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ السبا، آیت نمبر 10)

ترجمہ: ”اور ان کے لیے ہم نے لوہے کو نرم کردیا ہے۔“

فتنہ، جادو اور دشمنی سے بچنے کے لیے دونوں سورتوں کو گیارہ گیارہ بار پڑھیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الفلق)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الناس)

قید سے رہائی کے لیے دوران قید اس آیت کا بکثرت ورد کیا جائے

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾

(پارہ نمبر 7، سورہ انعام، آیت نمبر 63 تا 64)

ترجمہ ”کہو، خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے اس وقت تمھیں کون نجات دیتا ہے۔ جب تم اسے گڑگڑا کے اور چپکے چپکے پکارتے ہو (اور یہ کہتے ہو کہ) اگر اسی نے ہمیں اس مصیبت سے بچالیا تو ہم ضرور بالضرور شکرگزار بندوں میں شامل ہوجائیں گے؟ کہو! اللہ ہی تمھیں اس مصیبت سے بھی بچاتا ہے اور ہر دوسری تکلیف سے بھی، پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔“

مال چوری ہوجائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہوجائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ”ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَأُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا

يَسۡتَطِيۡعُهَا الۡبَطَلَةُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم: 804،805/1874)

حدیث : جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رقم: ۷۸۰(۱۸۲۴))

حدیث : سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آ سکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث : ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/ ۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

امن الرسول سے آخر تک:

حدیث : یہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں ہیں۔ جس گھر میں روزانہ متواتر یہ آیتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب فضل القرآن، باب ماجاء فی آخر سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۸۸۲)

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت

ایک یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کر دیا تھا۔ جادو کے اثرات سے آپ ﷺ علیل

ہو گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر اطلاع دی اور بتایا کہ جادو کا عمل جس چیز میں کیا گیا ہے وہ فلاں کنویں کے اندر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا جو جادو کی چیز کنویں سے نکال لائے۔ اس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔ آپ ہر گرہ پر ایک آیت پڑھتے اور ایک گرہ کھولتے رہے یہاں تک سب گرہیں کھل گئیں تو آپ سے اچانک ایک بوجھ سا اتر گیا۔

(مسند احمد، الرقم: ۱۸۷۸۱)

سانپ بچھو کے کاٹے کا علاج

41

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے کاٹ لیا تو آپ نے پانی اور نمک منگوایا۔ پانی کاٹنے کی جگہ پر لگاتے جاتے اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ پڑھتے جاتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۧ﴿۶﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۧ﴿۵﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ۵ الْخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾ ع

نگاہوں کی حفاظت کا آزمودہ نسخہ

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

(المومنون : 97، 98)

اس کو 12 ہزار دفعہ پورا کرنا ہے چاہے ایک مہینے میں کریں یا دو مہینے میں اس نیت اور دعا کے ساتھ کہ اے اللہ! مجھے نگاہوں کی حفاظت کی توفیق عطا فرما۔

(از افادات: حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالی رحمہ اللہ)

رزق میں کشادگی کے لیے ہر روز 7 بار پڑھیے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً

(پارہ نمبر 7، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 114)

ترجمہ "یا اللہ! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار دیجیے۔"

آفس اور دکان کی برکت کے لیے
درج ذیل آیت لکھ کر لگائیں

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ
الْقُرْاٰنِ ؕ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورہ توبہ، آیت نمبر 111)

ترجمہ ”واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت انہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے تورات اور انجیل میں بھی لی ہے اور قرآن میں بھی۔ اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ لہٰذا اس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کر لیا ہے اور یہی زبردست کامیابی ہے۔“

رزق کے لیے کسی بھی وقت 33 بار پڑھیے

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْيِ
يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾

(پارہ نمبر 12، سورہ ھود، آیت نمبر 66)

ترجمہ ”پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے صالح کو اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے، ان کو اپنی خاص رحمت کے ذریعے نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے بچا لیا۔ یقیناً تمہارا پروردگار بڑی قوت کا، بڑے اقتدار کا مالک ہے۔“

برکت کے لیے چالیس بار عشا کے بعد پڑھیے

رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾

(پارہ نمبر 20، سورۃ القصص، آیت نمبر 24)

ترجمہ ”میرے پروردگار! جو کوئی بہتری تو مجھ پر اوپر سے نازل کر دے میں اس کا محتاج ہوں۔“

رزق کے لیے فجر کی نماز کے بعد گیارہ بار پڑھیے

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 62)

ترجمہ ”اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں کشادگی کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا مکمل علم رکھتا ہے۔“

رزق کے لیے بکثرت پڑھیے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ
لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙۗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 30)

ترجمہ ”لہٰذا تم یک سو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف قائم رکھو۔ اللہ کی بنائی ہوئی اس فطرت پر چلو جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی

نہیں لائی جا سکتی۔ یہی بالکل سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔‘‘

برکت کے لیے بکثرت پڑھیے

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۵ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۲۶

(پارہ نمبر 21، سورہ لقمان، آیت نمبر 25 تا 26)

ترجمہ ’’اور اگر تم ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ ’’اللہ‘‘ کہو ’’الحمدللہ!‘‘ اس کے باوجود ان میں سے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ اللہ ہی کا فی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بے شک اللہ ہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے، بذاتِ خود قابل تعریف ہے۔‘‘

رزق کے لیے اور کسی بھی مقصد کے لیے
101 مرتبہ کسی بھی وقت بکثرت پڑھیے

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۴۴

(پارہ نمبر 24، سورہ المومن، آیت نمبر 44)

ترجمہ ’’اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ سارے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔‘‘

کشادہ رزق حاصل کرنے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 19)

ترجمہ ''اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ وہی ہے جو قوت کا بھی مالک ہے اقتدار کا بھی مالک ہے۔

علم میں ترقی کے لیے فجر کی نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ ''پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے۔''

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

سورۂ یٰسین کی فضیلت

حدیث: سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۷۶)

حدیث: جو سورۂ یٰسین کو دن کے شروع حصہ میں پڑھ لے گا جس کی حاجت پوری ہوگی۔ (سنن الدارمی: ۳۴۱۹)

رزق میں برکت کے لیے (ہر فرض نماز کے بعد)

اوّل و آخر درود شریف (ابراہیمی) 7 مرتبہ سورہ قریش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ ۚ﴿۲﴾ فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ ہٰذَا الۡبَیۡتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَہُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۬ۙ وَّ اٰمَنَہُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ٪﴿۴﴾

اس کے علاوہ سچ بولنا، صدقہ کثرت سے کرنا، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

صلوٰۃ الحاجۃ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو۔ خواہ

اللہ جل شانہ سے متعلق ہو یا کسی بندے سے تو اس کو چاہیے کہ خوب اچھی طرح وضو کرے۔اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھے۔پھر اللہ کے حضور میں اس طرح عرض کرے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ○ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ ○ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ ○ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○ (رواه الترمذی وابن ماجه)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی مالک ومعبود نہیں۔وہ بڑے حلم والا اور بڑا کریم ہے پاک اور مقدس ہے وہ اللہ جو عرش عظیم کا بھی رب اور مالک ہے۔ساری حمد وستائش اس اللہ کے لیے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اُن اعمال اور اُن اخلاق واحوال کا جو تیری رحمت کا موجب اور وسیلہ اور تیری مغفرت اور بخشش کا پکا ذریعہ بنیں اور تجھ سے طالب ہوں ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے اور حصہ لینے کا، ہر گناہ اور مصیبت سے سلامتی اور حفاظت کا۔خداوند! میرے سارے ہی گناہ بخش دے اور میری ہر فکر اور پریشانی دور کردے اور میری ہر حاجت جس سے تو راضی ہو اُس کو پورا فرمادے۔اے ارحم الرحمٰن سب مہربانوں سے بڑے مہربان۔

شادی کے لیے ایک تسبیح فجر کے بعد پڑھیے

اِنَّمَآ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡـًٔا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۸۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ یٰسٓ، آیت نمبر 82)

ترجمہ ''اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرلے تو صرف اتنا کہتا ہے ''ہو جا'' بس وہ ہو جاتی ہے۔

آپس میں محبت اور اتفاق کے لیے روزانہ 11 بار پڑھیں

وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیۡنَہُمۡ ؕ اِنَّہٗ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۶۳﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ انفال، آیت نمبر 63)

ترجمہ ''اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کردی۔ اگر تم زمین بھر کی ساری دولت بھی خرچ کر لیتے تو ان کے دلوں میں یہ الفت پیدا نہ کر سکتے، لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا وہ یقیناً اقتدار کا بھی مالک ہے۔ حکمت کا بھی مالک ہے۔''

خاوند کی ناراضگی دور کرنے کے لیے!!!

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَہُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ وَ لَوۡ یَرَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اِذۡ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ ۙ اَنَّ الۡقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ (البقرۃ : 165)

خاصیت: جس کا شوہر ناراض ہو اس آیت کو (11 بار) شیرینی پر پڑھ کر کھلائے، ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہوجائے گا مگر واضح رہے کہ ناجائز مواقع (مثلاً غیر شادی شدہ کے لیے) اثر انداز نہیں ہوگا۔

(اعمال قرآنی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

حمل اور اولاد

حمل ٹھہرنے کے لیے عشاء کے بعد 40 دن تک 100 بار پڑھے

فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 189)

ترجمہ ”پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو عورت نے حمل کا ایک ہلکا سا بوجھ اٹھا لیا، جسے لے کر وہ چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں (میاں بیوی) نے اللہ سے دعا کی کہ ”اگر تو نے ہمیں تندرست اولاد دی تو ہم ضرور تیرا شکر ادا کریں گے۔“

خوب صورت بچے کے لیے سورۂ یوسف نو ماہ تک روزانہ ایک بار پڑھیے قرآن حکیم کے 12 ویں پارے میں ہے۔

اولاد کے لیے 41 مرتبہ تین ماہ تک دودھ پر پھونک کر پئیں

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''اور اُس کی نشانیوں کا ایک حصہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ یقیناً اس میں دانش مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔''

ضدی بچوں پر 11 مرتبہ پڑھ کر دم کریں

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 13)

ترجمہ ''اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔''

اولاد کی فرماں برداری کے لیے تین بار ہر روز پڑھ کر دم کریں

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾

(پارہ نمبر 26، سورۃ الاحقاف، آیت نمبر 15)

ترجمہ ''یا رب! مجھے توفیق دے دیجیے کہ میں آپ کی اُس نعمت کا شکر ادا کروں جو آپ

نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی اور ایسے نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہو جائیں اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صلاحیت دے دیجیے میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں فرماں برداری میں شامل ہوں۔''

حمل کے لیے ایک سو گیارہ بار نو ماہ تک پڑھیے
لڑکے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝١٢ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝١٣

(پارہ نمبر 29، سورۃ نوح، آیت نمبر 12 تا 13)

ترجمہ ''اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور تمہاری خاطر نہریں مہیا کردے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرتے۔''

جو بے اولاد ہو تو دو نفل پڑھ کر چالیس بار یہ پڑھیں اور دعا مانگیں

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣

(پارہ نمبر 30، سورۃ الکوثر)

ترجمہ ''(اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دی ہے۔ لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو، یقینی جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔''

اولاد اور گھر والوں کی اصلاح کے لیے!

اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لیے ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ آیت مبارکہ پڑھیں:

"رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

(سورۃ الفرقان:74)

سکون

ڈپریشن دور کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝١١

(پارہ نمبر 9، سورۃ الانفال، آیت نمبر 11)

ترجمہ "تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے، اور اس کے ذریعے (تمہارے) پاؤں اچھی طرح جما دے۔"

کسی سے اپنا گھر خالی کرانا ہو اور وہ خالی نہ کر رہا ہو تو بکثرت پڑھیے

وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۝٤

ترجمہ "اس کے اندر جو کچھ ہے وہ اسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔"

مطلوبہ جگہ تبادلے (ٹرانسفر) کے لیے

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 80)

ترجمہ ”یارب! مجھے جہاں داخل فرما اچھائی کے ساتھ داخل فرما اور جہاں سے نکال اچھائی کے ساتھ نکال اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ تیری مدد ہو۔“

دل کی گھبراہٹ کے وقت 11 مرتبہ آیات پڑھیے

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵۳﴾

(پارہ نمبر 23، سورۃ الزمر، آیت نمبر 53)

ترجمہ ”کہہ دو کہ ”اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقین جانو اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔“

نیند نہ آئے تو ایک مرتبہ پڑھیے اور پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھیے

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ احزاب، آیت نمبر 56)

ترجمہ "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ "ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔"

دنیاوآخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

(ترمذی: ۳۵۱۲، عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میں آپ سے دنیاوآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:...... ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکرعرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔ آپ ﷺ نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آکر یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے یہی دعا بتائی، جب تیسرے دن آکر اس نے یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے یہی دعا بتائی اور فرمایا: جب تمہیں دنیاوآخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔

دل کومحبت الٰہی سے بھرنے کانسخہ

لَا مَرْغُوْبِیْ اِلَّا اللہ. لَا مَطْلُوْبِیْ اِلَّا اللہ.

لَا مَحْبُوْبِیْ اِلَّآ اللہ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ.

جوانسان روزانہ ہرنماز کے بعد 41 بار یا دن میں تین سو(300) بار پڑھے گا ان شاء اللہ اس کے دل کواللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے غیر سے خالی فرما کر اسے اپنی محبت خاصہ عطافرمائیں گے۔

نوٹ: یہ عمل مستقل کرتے رہیں جب تک کہ مقصود حاصل نہ ہو۔

(ازافادات: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم)

آخرت اور مغفرت

سورۂ ملک کی فضیلت

حدیث 1 قرآن میں تیس آیات کی ایک سورت ہے جس نے آدمی کے لیے شفاعت کی حتیٰ کہ اس کی بخشش ہوگئی، وہ تبارك الذی بیدہ الملك ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ الملک، رقم:۲۸۹۱)

حدیث 2 جو اس سورت کو ہر رات میں پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے بچالے گا۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورۃ الملک، رقم:۲۸۹۰)

حدیث 3 رسول اللہ ﷺ رات کو سوتے وقت الم تنزیل (سورۃ السجدہ) اور تبارک الذی (سورۃ ملک) دونوں سورتیں پڑھ کر سوتے۔

حدیث 4 اپنے پڑھنے والوں کی مغفرت کا اس وقت تک سوال کرتی رہتی ہے کہ اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

سورۂ اخلاص کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب جمع ہو جاؤ تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو آپ ﷺ تشریف لائے اور (قل ھو اللہ احد) پڑھی اور ارشاد فرمایا یہ سورۃ ایک تہائی (یعنی تیسرا حصہ) قرآن کے برابر ہے۔ (صحیح المسلم، صلاۃ المسافرین، فضائل القرآن، رقم:۸۱۲)

صبح وشام یہ سورتیں ضرور پڑھیں

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾

(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم: ۵۸۹)

اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ میں آنے کے لیے بہترین سورتیں ہیں۔" (سنن النسائی، کتاب الاستعاذہ، باب ماجاء فی سورۃ المعوذتین، رقم: ۵۴۳۴)

حدیث: سوتے وقت آپ ان دونوں سورتوں کو ہتھیلیوں پر دَم کر کے پورے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔اسی طرح یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، رقم: ۵۰۱۷)

حدیث: کیا تم نہیں دیکھتے کہ آج کی رات ایسی آیات اتری ہیں کہ ان کی مثل کبھی نہیں گئیں اور وہ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ اور قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ ہیں۔

دنیا وآخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ الۡعَافِيَةَ وَالۡمُعَافَاةَ فِي الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ

(ترمذی: ۳۵۱۲، عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:......ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔آپ ﷺ نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین

فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آ کر یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے یہی دعا بتائی، جب تیسرے دن آ کر اس نے یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے یہی دعا بتائی اور فرمایا: جب تمہیں دنیا و آخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔

قرض کی ادائیگی

دوسرا شخص آپ کی ذاتی رقم واپس نہ کر رہا ہو تو اپنا پیسہ وصول کرنے کے لیے پڑھیے

59

وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

(پارہ نمبر 13، سورہ یوسف، آیت نمبر 56)

ترجمہ "اور اس طرح ہم نے یوسف کو ملک میں ایسا اقتدار عطا کیا کہ وہ اس میں جہاں چاہیں، اپنا ٹھکانہ بنائیں۔ ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں، پہنچاتے ہیں اور نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔"

ادائے قرض کے لیے نبوی دعا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا جو کہ مقروض تھا اور قرض کے ادا کرنے سے عاجز ہونے پر آپ سے اعانت کا طالب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے ایسا کلمہ نہ

سکھا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے؟

”اگر جبلِ صیبر کے برابر بھی قرضہ ہو تو اللہ تعالیٰ ادا فرما دیں گے“:

أَللّٰهُمَّ اكْفِنِىْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

ترجمہ اے اللہ! کافی فرما دے میرے لیے حلال کو حرام کے مقابلے میں اور اپنے فضل سے مجھے غنی بنا دے اپنے علاوہ سے۔

(ترمذی، ترغیب جلد 2، صفحہ:613)

مسنون دعائیں واذکار

فائدہ: ان دعاؤں کو اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل فرمائیں اور اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیں اور دنیا وآخرت کی برکتیں حاصل کریں۔

وضو کے وقت کی خاص دعا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

جو شخص وضو کے وقت یہ دعا پڑھ لے اس کی مغفرت کا پرچہ لکھ کر مہر لگا کر رکھ لیا جاتا ہے، قیامت تک اس کی مہر توڑی نہ جائے۔ اور بخشش کا حکم برقرار رہے گا۔

(طبرانی اوسط جلد 2 صفحہ 123)

① تمام گناہوں کے کفارہ کے لیے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (۳) مرتبہ پڑھیں:

اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور کائنات کو تھامنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔

② جنت کا پروانہ لینے کے لیے سید الاستغفار (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْٓءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (بخاری شریف)

اے اللہ آپ میرے رب ہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا فرمایا، میں تیرا بندہ ہوں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جہاں تک ہو سکے میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے بُرے اعمال کے شر سے جو میں نے کے۔ میں آپ کی عطا کردہ نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا۔

③ دنیا آخرت کے تمام مسائل کے حل میں اللہ کے کافی ہونے کے لیے (۷) مرتبہ پڑھیں۔ (ابوداؤد)

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

④ ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

⑤ جن بھوت سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ترمذی)

آیۃ الکرسی. (مکمل)

حٰمٓ ۚ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ ② غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③

حٰم۔ یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت سزا دینے والا ہے، قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اسی کے پاس سب کو جانا ہے۔

⑥ دعا سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حادثات سے بچنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ مَا شَآءَ اللهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (کنز العمال جمع الجوامع)

اے اللہ آپ میرے پروردگار ہیں کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے میں آپ پر ہی بھروسہ کرتا ہوں اور آپ ہی عزت والے عرش کے رب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوگیا جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، گناہوں سے بچنے اور نیکی پر لگنے کی طاقت صرف اس بلند و برتر عظیم ذات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز پر قادر ہے، اور بے شک اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر چوپائے کے شر سے بے شک آپ ہی اس کو پیشانی کی چوٹی سے پکڑنے والے ہیں، بے شک میرے پروردگار سیدھے راستہ پر ہیں۔

⑦ ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (ترمذی، ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

⑧ ستر ہزار فرشتوں کی دعا اور شہادت کی موت کے لیے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۳مرتبہ)

میں اللہ تعالیٰ بہت سننے والے جاننے والے کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ (امرتبہ)

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا ہے وہی رحمٰن اور رحیم ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس سراسر سلامتی والا امن دینے والا نگہبان سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا۔ پاک ہے اللہ اُس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے۔ اس کے لیے بہترین نام ہیں ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح کر رہی ہے۔ اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔

⑨ دس نیکیاں لینے، دس گناہ مٹوانے، دس درجات کی بلندی، دس غلاموں کی آزادی کا اجر لینے، شیطان اور ہر مکروہ چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (بخاری)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے سارا ملک ہے اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

⑩ دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل وعیال کی ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِیْ وَدِيْنِیْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰٓى اَهْلِیْ وَمَا لِیْ وَوَلَدِیْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِیَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِيِّ ـےَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکوں کاروں کا کارساز ہے۔

⑪ قیامت کے دن اللہ کی رضا کے یقینی حصول کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ترمذی)

رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا

میں اللہ کو رب اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔

⑫ دن رات کی نعمتوں کا شکرانہ ادا کر کے نعمتوں میں اضافے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ

الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ (ابوداؤد)

اے اللہ جو کوئی بھی نعمت مجھے یا تیری کسی بھی مخلوق کو (آج صبح ملی ہے) (آج شام ملی ہے) وہ صرف اور صرف تیری ہی طرف سے ملی ہے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ تعریف تیرے ہی لیے ہے اور تیرے ہی لیے سب شکر ہے۔

نوٹ: صبح کے وقت (ما اصبح) اور شام کے وقت (ما امسی) پڑھیں۔

۱۳ جہنم کی آگ سے آزادی و مغفرت کے لیے (۱) مرتبہ صبح پڑھیں:

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ اَمْسَيْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ. (ابوداؤد)

اے اللہ میں نے اس حال میں صبح کی شام کی کہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے عرش کو اٹھانے والوں اور تیرے فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں اس بات پر کہ اللہ تو ہی ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات پر کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔

۱۴ صبح کے وقت اللہ کی حمد و ثنا کے بعد دن کی ساری بھلائیاں مانگنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں:

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا

الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ رَبِّ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسْلِ وَسُوْٓءِ الْكِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

ہم نے اور سارے ملک نے اللہ کے لیے صبح کی اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ (اپنی ذات و صفات میں) اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارا ملک اسی کے لیے ہے اور سب تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے میرے رب! میں تجھ سے اس دن میں اور اس دن کے بعد کی بھلائی اور بہتری کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے اس دن میں اور اس دن آنے والے ہر شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے رب! میں تجھ سے سستی اور بڑھاپے کی پناہ مانگتا ہوں۔ یا رب! میں تجھ سے جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

⑮ دین و دنیا کی بھلائیاں مانگنے اور ہمہ قسم بلاؤں کے حملوں سے بچنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَایَ وَأَهْلِيْ وَمَا لِيْ. اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِيْ. اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ

سے اپنے دین اور دنیا اور اپنے اہل وعیال اور مال میں معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔
ے اللہ تو میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرما اور میرے خوف اور پریشانی کو امن سے بدل
ے اے اللہ! تو میرے آگے سے اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں اور میرے
بائیں سے بھی اور میرے اوپر سے بھی میری حفاظت فرما۔ اور میں آپ کی عظمت کی پناہ
یں آتا ہوں ہے کہ مجھے نیچے سے اچانک ہلاکت میں ڈال دیا جائے۔

⑯ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مدد طلب کرنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (مستدرک حاکم)

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ
وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ

ے زندہ اور قائم رکھنے والے میں آپ کی رحمت کے واسطہ سے آپ سے فریاد کرتا
ہوں۔ میرے حال کو پورے طور پر بہتر فرمادے اور مجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی
میرے نفس کے سپرد نہ فرما۔

⑰ ادائیگی قرض اور ہر پریشانی سے نجات کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ابوداؤد)

أَللّٰهُمَّ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ
الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکرمندی اور رنج سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بے بس ہوجانے سے اور سستی کے آجانے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور کنجوسی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبہ سے اور لوگوں کی زورآوری سے۔

⑱ اورادواذکار میں تقصیر کی تلافی (کمی کو پورا کرنے) کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِيًّا وَّحِيۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ يُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ وَيُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۱۹﴾ (ابوداؤد)

پس تم اللہ کی شام کے وقت اور صبح کے وقت پاکی بیان کرو اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور زوال کے بعد اور ظہر کے وقت وہی ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے بنجر ہوجانے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

⑲ ساری مخلوق کے اعمال کے برابر پانے کے لیے اس درود پاک کو (۱۰) مرتبہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَا يَنْبَغِيْ لَنَآ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى

مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَآ اَمَرْتَنَآ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ

اے اللہ رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر تیری مخلوق میں سے آپ پر درود بھیجنے والوں کی تعداد کے برابر۔ اور درود نازل فرما نبی کریم محمد ﷺ پر جیسا کہ ہمیں آپ پر درود بھیجنا مناسب ہے۔ اور درود نازل فرما نبی کریم محمد ﷺ پر جیسا کہ ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔

⑳ اہل وعیال اور گھر کو راحت وچین کا مرکز بنانے کے لیے یہ درود شریف (۱۱) مرتبہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلَ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اے اللہ رحمت نازل فرما نبی کریم ﷺ پر اور آپ کی بیویوں پر جو ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ اور آپ ﷺ کی اولاد پر اور آپ ﷺ کے گھر والوں پر جیسا کہ رحمت نازل فرمائی تو نے سیدا ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو تعریف کے لائق بزرگی والا ہے۔

سورتوں کے فضائل احادیث مبارکہ کی روشنی میں

سورۂ بقرہ کی فضیلت

حدیث :رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَاؤُوْا سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم:804،805/1874)

حدیث :جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

(صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رم: ۷۸۰ (۱۸۲۴))

حدیث : سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آ سکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث: ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/ ۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے

قرآن و حدیث سے پریشانیوں اور مشکلات کا حل

موضوعِ کتاب ———— گلدستۂ وظائف

جمع وتدوین ———— حافظ محمد ابراھیم نقشبندی مجددی

تخریج ———— مولانا عبدالرحمٰن عارف (فاضل جامعہ اشرفیہ)

اشاعتِ اوّل ———— فروری 2017

ڈیزائننگ و پرنٹنگ ———— محمد صفت الٰھی (آرٹ ڈائریکٹر)

میڈیا سروسز۔لاہور +92 301 84 27 281

شانِ دوعالم پرنٹنگ پریس۔لاہور +92 423 73 20 993

ملنے کا پتہ

الکھف ایجوکیشنل ٹرسٹ

بالمقابل قطب مسجد احاطہ مولچند اچھرہ لاہور

042-354 04 425

الکھف ایجوکیشنل ٹرسٹ

AL-KAHAF EDUCATIONAL TRUST

گلدستۂ وظائف

جمع و تدوین

حافظ محمد ابراہیم مجددی نقشبندی مدظلہ

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مجددی نقشبندی مدظلہ

پیش لفظ!

انسان کو دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے، کبھی اللہ رب العزت خوشیاں اور نعمتوں کی فروانی عطا فرما کر آزماتے ہیں کہ یہ شکر کرتا ہے یا ان ہی نعمتوں میں گم ہو کر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اور کبھی اللہ رب العزت غم اور آزمائشوں کے ذریعے سے آزماتے ہیں، کہ بندے کا ایمان کتنا مضبوط ہے اور پھر اس امتحان میں جو کامیاب ہوتا ہے اس کے لیے انعامات اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے فیصلے ہوتے ہیں۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ
"جس کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ
وہ بڑی مصیبت تھی۔ (کنز جلد 3 صفحہ 301)

بعض مرتبہ پریشانی اور آزمائش اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ابن عطاء اسکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: "پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے غفلت میں پڑے ہوئے بندوں کو پریشانیوں، بیماریوں اور تکلیفوں کی زنجیروں میں جکڑ جکڑ کر اپنے در پہ لے کے آتا ہے۔
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں۔

توہمیں چاہیے کہ جب ایسی کوئی پریشانی کے حالات آئیں تو اللہ تعالیٰ کی کی طرف رجوع میں اورزیادتی کردیں ۔اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قرآنی آیات اورادعیہ ماثورہ کو اہتمام سے اپنے عمل میں لائیں ۔زیرنظر کتاب میں بھی مختلف حالات میں آسانی کے لیے دعاؤں کو جمع کیا گیا ہے۔

ان دعاؤں کا کامل اثر لینے کے لیے پانچ وقت کی نماز کی پابندی ضروری ہے اوران دعاؤں کے الفاظ کی ادائیگی ٹھیک ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین ودنیا کی تمام اچھائیاں عطا فرمائیں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائیں آمین۔

فہرست

سید الوظائف

آج کل مردوں میں بھی اور خاص طور سے خواتین میں وظیفوں کا بہت رواج چل پڑا ہے، ہر چیز کا وظیفہ مانگتے ہیں، تو سب سے بڑا اور اعلیٰ اور پکا ترین وظیفہ ''دعا'' ہے۔

کہ ہم دو رکعت نفل پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں، اس وظیفے کو ہم روزانہ کریں اور تاحیات کرتے رہیں، ان شاء اللہ ہماری مرادیں ضرور پوری ہوں گیں۔

یہ سب سے بڑا وظیفہ ہے اس سے بڑا وظیفہ اور کوئی بھی نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ''

مجھ سے مانگو! میں دوں گا۔ (سورۃ المؤمن :60)

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ نیک مانگے گا تو دوں گا گناہ گار مانگے گا تو نہیں دوں گا، بس فرمایا مانگو! میں دوں گا۔

اب یہاں شیطان یہ شبہ ڈالتا ہے کہ بھئی تم تو گناہ گار ہو، اللہ تعالیٰ تمہاری کہاں سنے گا؟ جو نیک لوگ ہیں ان سے دعاؤں کا کہو۔ نیک لوگوں کو دعا کا کہنا بہت اچھی بات ہے، لیکن ہم خود بھی خوب دعائیں کریں اور اپنی دعاؤں پر یقین بھی کریں۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے جب شیطان کو مردود قرار دیا تھا، اس کے آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار پر، تو اس

نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے قیامت تک کی مہلت دی جائے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس غضب و ناراضگی کی حالت میں بھی اس کی دعا کو قبول فرمالیا تھا۔تو جب ہم اللہ کے حضور نماز پڑھ کر دعا کریں گے،تو ہمارا یہ عمل تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے،اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں ضرور قبول فرمائیں گے،بس یقین سے مانگتے رہیں۔

ازافادات

حضرت شیخ حافظ محمد ابراہیم نقشبندی

امراض سے شفاء کے لیے

کسی بھی بیماری سے شفا کے لیے 41 بار پانی پر دَم کر کے پئیں

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ؕ

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 71)

ترجمہ "پوری طرح صحیح سالم ہو جس میں کوئی داغ دھبہ نہ ہو۔"

دل کی بیماری میں ایک بار پانی میں دَم کر کے پئیں

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ؕ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾

(پارہ نمبر 13، سورۃ الرعد، آیت نمبر 28)

ترجمہ "یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں، اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔"

گردے کی پتھری ہو تو 41 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پانی پی لیں

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ؕ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ؕ وَ

اِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷۴﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 74)

ترجمہ "اس سب کے بعد تمہارے دل پھر سخت ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ ایسے ہو گئے جیسے پتھر بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی زیادہ (کیونکہ) پتھروں میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے نہریں پھوٹ بہتی ہیں اور انہی میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں جو خود پھٹ پڑتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے اور انہی میں وہ (پتھر) بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے لڑھک جاتے ہیں اور (اس کے برخلاف) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔"

سر کا درد ختم کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

لَّا يُصَدَّعُوۡنَ عَنۡهَا وَلَا يُنۡزِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوۡنَ ﴿۲۰﴾

(پارہ نمبر 27، سورۃ الواقعہ، آیت نمبر 19 تا 20)

ترجمہ "جس سے نہ ان کے سر میں درد ہوگا اور نہ ان کے ہوش اڑیں گے۔ اور وہ پھل لے کر جو وہ پسند کریں۔"

جسے بخار ہو یہ لکھ کر مریض کو باندھ دیجیے یا 7 مرتبہ پڑھ کر دم کیجیے

قُلۡنَا يٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ ﴿۶۹﴾

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء آیت نمبر 69)

ترجمہ "ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔"

لو لگنے پر 101 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پی لیں

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 118 تا 119)

ترجمہ ''یہاں تو تمہیں یہ فائدہ ہے کہ نہ تم بھوکے ہو گے، نہ ننگے۔
اور نہ یہاں پیاسے رہو گے، نہ دھوپ میں تپو گے۔''

آنکھوں کی روشنی کے لیے ہر نماز کے بعد 3 مرتبہ پڑھ کر انگلیوں پر دَم کر کے آنکھوں پر لگایئے

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾

(پارہ نمبر 26، سورۃ ق، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''اب ہم نے تجھ سے وہ پردہ ہٹا دیا جو تجھ پر پڑا ہوا تھا۔
چنانچہ آج تیری نگاہ خوب تیز ہو گئی۔''

ہر مرض کے لیے

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٤﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ توبہ، آیت نمبر 14)

ترجمہ ''اور مومنوں کے دل ٹھنڈے کر دے۔''

چینی کی پاک اور صاف پلیٹ پر لکھ کر اس میں پانی ملائیں اور وہ پانی مریض کو پلائیں۔
اگر زعفران سے لکھ لیں تو اچھا ہے۔

وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ

(پارہ نمبر 11، سورہ یونس، آیت نمبر 57)

ترجمہ ''اور دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔''

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 82)

ترجمہ ''اور ہم وہ قرآن نازل کر رہے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت کا سامان ہے۔''

فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 14، سورہ نحل، آیت نمبر 69)

ترجمہ ''جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝۸۰ ۙ

(پارہ نمبر 19، سورۃ الشعراء، آیت نمبر 80)

ترجمہ ''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے۔''

قُلۡ هُوَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ

(پارہ نمبر 24، سورہ حمٓ السجدہ، آیت نمبر 44)

ترجمہ ”کہہ دو کہ جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے یہ ہدایت اور شفا کا سامان ہے۔“

بولنے میں لکنت ہو یا بولتے ہوئے جھجک ہو تو ہر نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ صَدۡرِىۡ ۙ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرۡ لِىۡۤ اَمۡرِىۡ ۙ﴿۲۶﴾
وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِىۡ ۙ﴿۲۷﴾ يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِىۡ ﴿۲۸﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ ”پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔“

پھنسیوں، چھالے کا علاج: سورہ کوثر پڑھ کر دم کیا پانی پلائیں، سینے میں درد کا علاج: یہ آیت لکھ کر گلے میں پہن لیں یا پڑھ کر دم کریں

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰهُ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيۡلٌ لِّلۡقٰسِيَةِ
قُلُوۡبُهُمۡ مِّنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ زمر، آیت نمبر 22)

ترجمہ ’’بھلا کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے جس کے نتیجے میں وہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں آچکا ہے (سنگ دلوں کے برابر ہو سکتا ہے؟) ہاں! بربادی ان کی ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔‘‘

کھانسی کا علاج

ایک مرتبہ پڑھ کر شہد پر دم کر کے گرم پانی میں ملا کر پلائیں

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝١١٥ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝١١٦

(پارہ نمبر 18، سورہ مومنون، آیت نمبر 115 تا 116)

ترجمہ ’’بھلا کیا تم یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ہم نے تمھیں یوں ہی بے مقصد پیدا کر دیا اور تمھیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟ غرض بہت اونچی شان ہے اللہ کی جو صحیح معنی میں بادشاہ ہے۔‘‘

جلدی امراض اور جذام کے علاج کے لیے

مریض پر یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝٨٣

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء، آیت نمبر 83)

ترجمہ ’’اور ایوب کو دیکھو! جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ ’’مجھے یہ تکلیف لگ

گئی ہے اور تو سارے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔‘‘

برص کا علاج

سات مرتبہ یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ﴿۴۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 49)

ترجمہ ’’میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں (اور وہ نشانی یہ ہے) کہ میں تمہارے سامنے گارے سے پرندے جیسی ایک شکل بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کر دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور تم لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کر کے رکھتے ہو وہ سب بتا دیتا ہوں، اگر تم ایمان والے ہو تو ان تمام باتوں میں تمہارے لیے (کافی) نشانی ہے۔‘‘

خارش کا علاج

روزانہ 21 مرتبہ پانی پر دم کر کے 41 روز تک پانی پیجیے

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ؕ

(پارہ نمبر 18، سورہ المومنون، آیت نمبر 14)

ترجمہ ''پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اُٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا۔ غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاری گروں سے بڑھ کر کاری گر ہے۔''

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

حدیث 1

قرآن مجید میں سب سورتوں سے بہتر (افضل) سورۂ الحمد للہ رب العالمین ہے۔

(مسند احمد 177/4)

حدیث 2

عَوَذَنِیْ رَسُوْلُ للّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تِفْلًا.

(المعجم الکبیر للطبرانی : 159/7)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سانپ کے کاٹے ہوئے پر دَم کیا۔
اللہ کے حکم سے وہ اچھا ہو گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الطب، باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن والاذکار، رقم:۲۲۰۱)

حدیث 3

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ. (سنن الدارمی:445/2)

سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔

حدیث 4

اِذَا قَرَأْتَ الْفَاتِحَةَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَدْ اٰمِنْتَ
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْمَوْتُ

اور جب تم نے سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھ لیا تو سوائے موت کے ہر آفت سے مامون ہو گئے۔ (مجمع الزوائد 122/10)

بدن کی سلامتی کی دعا

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

(ابوداود:۵۰۹۰، عن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: اے اللہ! میرے بدن کو درست رکھیے، اے اللہ! میرے کان عافیت سے رکھیے،

اے اللہ! میری آنکھیں عافیت سے رکھیے، آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔فضیلت/حدیث: رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح وشام کے وقت یہ دعا تین تین بار پڑھا کرتے تھے۔

حفاظت کے لیے ہاتھ، ٹانگ، پیر، کان اور آنکھ کی معذوری سے بچنے کے لیے بکثرت پڑھیں

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾

(پارہ نمبر 9،سورہ اعراف، آیت نمبر 195)

ترجمہ ”بھلا کیا ان کے پاس پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں؟ یا ان کے پاس ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں؟ یا ان کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں؟ یا ان کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنیں؟ (ان سے کہہ دو کہ ’تم ان سب دیوتاؤں کو بلالاؤ۔جنہیں تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے اور میرے خلاف سازش کرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔“

گیارہ بار پڑھ کر دم کرلیں تو ان شاء اللہ عزت قائم رہتی ہے

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ ع

(پارہ نمبر 23،سورۃ الصّفات، آیت نمبر 180 تا 182)

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ
وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾ؑ

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚۖ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ؕ﴿۲﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَيْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ ؕؔ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۙۛ﴿۴﴾
سَلٰمٌ ۛ۫ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾ؑ

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

چور اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لیے

روزانہ رات کو ایک مرتبہ پڑھیے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ
كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۫ۗ
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ
عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ

عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا
بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 285-287)

کتے کے کاٹنے سے حفاظت کے لیے اور اگر کتا بھونکنے لگے یا حملہ کرے تو 3 مرتبہ پڑھیے

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ

(پارہ نمبر 16، سورہ کہف، آیت نمبر 18)

ترجمہ ''اور ان کا کتا دہلیز پر ایسے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے (بیٹھا) تھا۔''

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

سورۂ کہف کی فضیلت

حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔ اس لیے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔

(ابوداؤد، الملاحم، خروج الدجال: ۲/ ۲۳۷)

حدیث: جو اس کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب فضل سورۃ الکہف، رقم: ۸۰۹)

سورۂ واقعہ کی فضیلت

حدیث: جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورت کو پڑھیں۔

(شعب الایمان للبیہقی، فصل فی فضائل السور والآیات: ۴/ ۱۱۹، رقم: ۲۲۶۹)

حدیث: جو اسے ہر رات پڑھے گا اس کو فقر و فاقہ نہیں ہوگا اور جو شخص پڑھا کرے گا وہ اللہ کے فضل و کرم سے کبھی محتاج نہیں ہوگا۔

حدیث: مَنْ قَرَءَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو کبھی فاقہ کشی کی نوبت نہیں آئے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کچھ مال دینا چاہا کہ اس کو اپنی لڑکیوں پر خرچ کریں۔

(شعب الایمان، للبیہقی ۲/ ۴۱۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَتَخْشٰی عَلَیْھِنَّ الْفَقْرَ وَقَدْ اَمَرْتُھُنَّ بِقِرَاءَۃِ سُوْرَۃِ الْوَاقِعَۃِ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ: مَنْ قَرَءَ ھَا کُلَّ لَیْلَۃٍ لَمْ تُصِبْہُ الْفَاقَۃُ

(شعب الایمان للبیہقی: ۲/ ۴۱۹)

کیا آپ ان لڑکیوں پر محتاجی کا خیال کرتے ہیں، جب کہ میں نے انھیں سورۂ واقعہ پڑھنے کا حکم دے رکھا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو فاقہ نہیں آئے گا۔

ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے
ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ترمذی، ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل وعیال کی

ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰٓى اَهْلِىْ وَمَا لِىْ وَوَلَدِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِىَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِیِّ ۦ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکو کاروں کا کارساز ہے۔

کسی بھی چیز کے شر سے حفاظت کی دعا

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

(مسلم: ۷۰۵۳، عن خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا)

ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں تمام مخلوق کے شر سے۔

فضیلت/حدیث:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی بھی جگہ پر قیام کرے پھر یہ دعا پڑھے تو جب تک وہاں ٹھہرا رہے گا کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کھانے پر یہ دعا پڑھے تو اسے کسی قسم کا ضرر نہ ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ فِی الْاَرْضِ وَفِی السَّمَآءِ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ دَآءٌ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْہِ بَرَکَۃً وَّعَافِیَۃً وَّشِفَآءً

ترجمہ اللہ کے نام سے شروع جس کا نام زمین و آسمان میں بہترین ہے، اس کے نام سے کسی بیماری کا ضرر نہیں۔ اے اللہ! اس میں برکت و عافیت اور شفا عطا فرما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 10، صفحہ 344)

نظر بد دور کرنے کا وظیفہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نظر بد دور کرنے کا ایک خاص وظیفہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا

اور کہا کہ حضرت حسن وحسین پر پڑھ کر دم کیا کریں۔ابن عساکر حدیث کی کتاب میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔آپ غمگین تھے،سبب پوچھا تو فرمایا حسن وحسین کو نظر لگ گئی ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یہ کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یوں کہیے:

اَللّٰھُمَّ ذَا السُّلْطَانِ الْعَظِیْمِ وَالْمَنِّ الْقَدِیْمِ ذَا الْوَجْهِ الْكَرِیْمِ وَلِیَّ الْكَلِمَاتِ التَّامَّةِ وَلِیَّ الدَّعْوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ عَافِ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ مِنْ اَنْفُسِ الْجِنِّ وَاَعْیُنِ الْاِنْسِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی کہ وہ دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھیلنے کودنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو اپنی جانوں، بیویوں اور اپنی اولاد کو اس پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو اس جیسی کوئی اور پناہ کی دعا نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر 24/8)

نوٹ: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی جگہ جس شخص کے لیے پڑھی جارہی ہے اس کا نام لیا جائے۔

مقصد میں کامیابی کے لیے

کسی بھی مقصد میں کامیابی کے لیے سات دن تک 123 مرتبہ پڑھیے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ
وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ
الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1،سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

کسی بھی جائز مقصد کے لیے 121 بار نمازِ عشا کے بعد 21 دن تک پڑھیے

قُلِ اللّٰہُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَ تَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۫ وَ
تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۶﴾
تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ تُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ ۫ وَ تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ تُخۡرِجُ
الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَ تَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

(پارہ نمبر 3،سورۃ آل عمران، آیت نمبر 26-27)

ترجمہ ’’کہو! اے اللہ! اے اقتدار کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے اقتدار بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا

ہے رسوا کردیتا ہے۔تمام تر بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو بے جان چیز میں سے جان دار کو برآمد کرلیتا ہے اور جاندار میں سے بے جان چیز نکال لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔‘‘

امتحانی پرچوں میں اچھے نمبرات حاصل کرنے کے لیے ہر روز 7 مرتبہ پڑھیں

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

(پارہ نمبر 9،سورہ اعراف،آیت نمبر 197)

ترجمہ ’’اورتم اس کو چھوڑ کر جن جن کو پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں، نہ اپنی مدد کرتے ہیں۔‘‘

سات دن تک ہزار بار کسی بھی وقت پڑھنے سے کام آسان ہوتے ہیں

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

(پارہ نمبر 11،سورہ توبہ،آیت نمبر 129)

ترجمہ ’’میرے لیے اللہ کافی ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اسی پر میں نے بھروسہ کیا وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔‘‘

امتحان میں کامیابی کے لیے تین بار پڑھیے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَ مَا لَهُمْ بِهٖ
مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ ۚ فَاَعْرِضْ
عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ۬ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ؕ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ
الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَ
لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَ يَجْزِيَ
الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا
اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ
اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ ع
اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ ۙ وَ اَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى
﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ ۙ وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ ۙ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ ۙ وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ ۙ وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ص
ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ ۙ وَ اَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ ۙ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ
اَبْكٰى ﴿۴۳﴾ ۙ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ اَحْيَا ﴿۴۴﴾ ۙ وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ ۙ مِنْ
نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَ اَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ ۙ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ ۙ وَ
اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ ۙ وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا اِۨلْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ ۙ وَ ثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ ۙ وَ قَوْمَ
نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ﴿۵۲﴾ ؕ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ ۙ فَغَشّٰىهَا

مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ
الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ
تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدة

(پارہ نمبر 27، سورۃ النجم، آیت نمبر 27 تا 62)

نوٹ: آخری آیت پڑھ لینے کے بعد سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے اس لیے آیت پڑھنے کے بعد سجدہ تلاوت کرلیجیے۔

کسی بھی مقصد کے لیے ایک ایک تسبیح صبح وشام پڑھیے

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(پارہ نمبر 28، سورۃ الطلاق، آیت نمبر 12)

ترجمہ "کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔"

خوف، غصہ اور پریشانی خوف

غصہ اور جادو ختم کرنے کے لیے سات بار پڑھیے

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 18)

ترجمہ "وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔ چنانچہ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔"

غصہ دور کرنے کے لیے 101 بار چینی پر دم کر کے چینی استعمال کریں، یا ہر نماز کے بعد 2 مرتبہ پڑھیں

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط

(پارہ نمبر 4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 134)

ترجمہ ''جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں۔''

غصہ، فتنہ دور کرنے کے لیے اکتالیس دن تک ایک بار پڑھ کر پانی پئیں

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى
مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 80 تا 81)

ترجمہ ''چنانچہ جب جادوگر آ گئے تو موسیٰ نے ان سے کہا: ''پھینکو جو تمہیں پھینکنا ہے۔'' پھر جب انہوں نے (اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو) پھینکا (اور وہ سانپ بن کر چلتی ہوئی نظر آئیں) تو موسیٰ نے کہا کہ: ''یہ جو کچھ تم نے دکھایا ہے، جادو ہے۔ اللہ ابھی اس کو ملیا میٹ کیے دیتا ہے۔ اللہ فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔''

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿ۖ۱﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ؕ﴿ؔ۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۛ﴿ۙ۴﴾ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ٪﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

دشمن، فتنہ فساد

سے بچنے کے لیے ہر نماز کے بعد 21 بار پڑھیے

وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 6، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 67)

ترجمہ ''اور اللہ تمھیں لوگوں (کی سازشوں) سے بچائے گا۔''

فتنہ سے بچنے کے لیے ایک بار پڑھیے

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 85 تا 86)

ترجمہ "اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان ظالم لوگوں کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈالیے اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات دے دیجیے۔"

دشمن سے حفاظت کے لیے تعوذ پڑھ کر 11 مرتبہ یہ آیت پڑھ کر دشمن کی طرف پھونک دیں اگر دشمن کہیں دور ہے تو اس کا تصور کر کے پھونک دیں

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿٤٨﴾

(پارہ نمبر 14، سورۃ الحجر، آیت نمبر 48)

ترجمہ "وہاں نہ کوئی تھکن ان کے پاس آئے گی اور نہ ہی ان کو وہاں سے نکالا جائے گا۔"

"فتنے سے بچنے کے لیے کسی بھی وقت بکثرت پڑھیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَ كَذٰلِكَ نُـنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾

(پارہ نمبر 17، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 87 تا 88)

ترجمہ ”تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے بے شک میں قصوروار ہوں۔ اس پر ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں گھٹن سے نجات عطا کی اور اسی طرح ہم ایمان رکھنے والوں کو نجات دیتے ہیں۔“

فتنہ، فساد اور دشمن کے خوف سے بچنے کے لیے کثرت کے ساتھ پڑھیے

وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ﴿۱۰﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ السبا، آیت نمبر 10)

ترجمہ: ”اور ان کے لیے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا ہے۔“

فتنہ، جادو اور دشمنی سے بچنے کے لیے دونوں سورتوں کو گیارہ گیارہ بار پڑھیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الفلق)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ۬ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الناس)

قید سے رہائی کے لیے دوران قید اس آیت کا بکثرت ورد کیا جائے

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾

(پارہ نمبر 7، سورہ انعام، آیت نمبر 63 تا 64)

ترجمہ ''کہو، خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے اس وقت تمھیں کون نجات دیتا ہے۔ جب تم اسے گڑ گڑا کے اور چپکے چپکے پکارتے ہو (اور یہ کہتے ہو کہ) اگر اسی نے ہمیں اس مصیبت سے بچا لیا تو ہم ضرور بالضرور شکر گزار بندوں میں شامل ہو جائیں گے؟ کہو! اللہ ہی تمھیں اس مصیبت سے بھی بچاتا ہے اور ہر دوسری تکلیف سے بھی، پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔''

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَأُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا

يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم: 804،1874/805)

حدیث : جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب اتحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رم: ۷۸۰(۱۸۲۴))

حدیث : سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آسکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث : ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/ ۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

امن الرسول سے آخر تک:

حدیث : یہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں ہیں۔ جس گھر میں روزانہ متواتر یہ آیتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب فصل القرآن، باب ماجاء فی آخر سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۸۸۲)

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت

ایک یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کردیا تھا۔ جادو کے اثرات سے آپ ﷺ علیل

ہو گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر اطلاع دی اور بتایا کہ جادو کا عمل جس چیز میں کیا گیا ہے وہ فلاں کنویں کے اندر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا جو جادو کی چیز کنویں سے نکال لائے۔ اس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔ آپ ہر گرہ پر ایک آیت پڑھتے اور ایک گرہ کھولتے رہے یہاں تک سب گرہیں کھل گئیں تو آپ سے اچانک ایک بوجھ سا اتر گیا۔

(مسند احمد، الرقم: ۱۸۷۸۱)

سانپ بچھو کے کاٹے کا علاج

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے کاٹ لیا تو آپ نے پانی اور نمک منگوایا۔ پانی کاٹنے کی جگہ پر لگاتے جاتے اور قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ پڑھتے جاتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿۶﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ۵
الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

نگاہوں کی حفاظت کا آزمودہ نسخہ

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

(المومنون : 97، 98)

اس کو 12 ہزار دفعہ پورا کرنا ہے چاہے ایک مہینے میں کریں یا دو مہینے میں اس نیت اور دعا کے ساتھ کہ اے اللہ! مجھے نگاہوں کی حفاظت کی توفیق عطا فرما۔

(از افادات: حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالی رحمہ اللہ)

رزق میں کشادگی کے لیے ہر روز 7 بار پڑھیے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآىِٕدَةً

(پارہ نمبر 7، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 114)

ترجمہ ’’یا اللہ! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار دیجیے۔‘‘

آفس اور دکان کی برکت کے لیے
درج ذیل آیت لکھ کر لگائیں

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ

فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ ۟ وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ وَ
الۡقُرۡاٰنِ ؕ وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِعَہۡدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَیۡعِکُمُ الَّذِیۡ بَایَعۡتُمۡ بِہٖ ؕ وَ
ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۱۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورہ توبہ، آیت نمبر 111)

ترجمہ ''واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت انہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے تورات اور انجیل میں بھی لی ہے اور قرآن میں بھی۔ اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ لہٰذا اس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کرلیا ہے اور یہی زبردست کامیابی ہے۔''

رزق کے لیے کسی بھی وقت 33 بار پڑھیے

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّیۡنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ بِرَحۡمَۃٍ مِّنَّا وَ مِنۡ خِزۡیِ
یَوۡمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ ﴿۶۶﴾

(پارہ نمبر 12، سورہ ھود، آیت نمبر 66)

ترجمہ ''پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے صالح کو اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے، ان کو اپنی خاص رحمت کے ذریعے نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے بچالیا۔ یقیناً تمہارا پروردگار بڑی قوت کا، بڑے اقتدار کا مالک ہے۔''

برکت کے لیے چالیس بار عشا کے بعد پڑھیے

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾

(پارہ نمبر 20، سورۃ القصص، آیت نمبر 24)

ترجمہ ''میرے پروردگار! جو کوئی بہتری تو مجھ پر اوپر سے نازل کردے میں اس کا محتاج ہوں۔''

رزق کے لیے فجر کی نماز کے بعد گیارہ بار پڑھیے

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 62)

ترجمہ ''اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں کشادگی کردیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگی کردیتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا مکمل علم رکھتا ہے۔''

رزق کے لیے بکثرت پڑھیے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ
لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 30)

ترجمہ ''لہٰذا تم یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف قائم رکھو۔ اللہ کی بنائی ہوئی اس فطرت پر چلو جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی

نہیں لائی جا سکتی۔ یہی بالکل سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔‘‘

برکت کے لیے بکثرت پڑھیے

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۶﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ لقمان، آیت نمبر 25 تا 26)

ترجمہ ’’اور اگر تم ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ ’’اللہ‘‘ کہو ’’الحمدللہ!‘‘ اس کے باوجود ان میں سے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ اللہ ہی کافی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بے شک اللہ ہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے، بذاتِ خود قابل تعریف ہے۔‘‘

رزق کے لیے اور کسی بھی مقصد کے لیے
101 مرتبہ کسی بھی وقت بکثرت پڑھیے

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

(پارہ نمبر 24، سورہ المومن، آیت نمبر 44)

ترجمہ ’’اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔
یقیناً اللہ سارے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔‘‘

کشادہ رزق حاصل کرنے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

اَللّٰهُ لَطِيۡفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الۡقَوِىُّ الۡعَزِيۡزُ ﴿۱۹﴾

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 19)

ترجمہ ’’اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ وہی ہے جو قوت کا بھی مالک ہے اقتدار کا بھی مالک ہے۔

علم میں ترقی کے لیے فجر کی نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ صَدۡرِىۙ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرۡ لِىۡۤ اَمۡرِىۙ ﴿۲۶﴾ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِىۙ ﴿۲۷﴾ يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِىۖ ﴿۲۸﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ ’’پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے۔‘‘

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوۡمٍ لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

سورۂ یٰسین کی فضیلت

حدیث: سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا اس کی بخشش ہوجائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۷۶)

حدیث: جو سورۂ یٰسین کو دن کے شروع حصہ میں پڑھ لے گا جس کی حاجت پوری ہوگی۔ (سنن الدارمی: ۳۴۱۹)

رزق میں برکت کے لیے (ہر فرض نماز کے بعد)

اوّل و آخر درود شریف (ابراہیمی) 7 مرتبہ سورہ قریش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ ۚ﴿۲﴾ فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَیۡتِ ۙ﴿۳﴾
الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۬ۙ وَّ اٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ﴿۴﴾

اس کے علاوہ سچ بولنا، صدقہ کثرت سے کرنا، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

صلوٰۃ الحاجۃ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو۔ خواہ

اللہ جل شانہ سے متعلق ہو یا کسی بندے سے تو اس کو چاہیے کہ خوب اچھی طرح وضو کرے۔اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھے۔پھر اللہ کے حضور میں اس طرح عرض کرے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ○ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ ○ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ ○ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○ (رواہ الترمذی وابن ماجه)

ترجمہ اللہ کے سوا کوئی مالک ومعبود نہیں۔وہ بڑے حلم والا اور بڑا کریم ہے پاک اور مقدس ہے وہ اللہ جو عرش عظیم کا بھی رب اور مالک ہے۔ساری حمد وستائش اس اللہ کے لیے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اُن اعمال اور اُن اخلاق واحوال کا جو تیری رحمت کا موجب اور وسیلہ اور تیری مغفرت اور بخشش کا پکا ذریعہ بنیں اور تجھ سے طالب ہوں ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے اور حصہ لینے کا، ہر گناہ اور مصیبت سے سلامتی اور حفاظت کا۔خداوند! میرے سارے ہی گناہ بخش دے اور میری ہر فکر اور پریشانی دور کردے اور میری ہر حاجت جس سے تو راضی ہو اُس کو پورا فرمادے۔اے ارحم الرحمٰن سب مہربانوں سے بڑے مہربان۔

شادی کے لیے ایک تسبیح فجر کے بعد پڑھیے

إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ یٰس، آیت نمبر 82)

ترجمہ ''اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرلے تو صرف اتنا کہتا ہے ''ہوجا'' بس وہ ہوجاتی ہے۔

آپس میں محبت اور اتفاق کے لیے روزانہ 11 بار پڑھیں

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّآ أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُۥ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٣﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ انفال، آیت نمبر 63)

ترجمہ ''اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کردی۔ اگر تم زمین بھر کی ساری دولت بھی خرچ کر لیتے تو ان کے دلوں میں یہ الفت پیدا نہ کرسکتے، لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا وہ یقیناً اقتدار کا بھی مالک ہے۔ حکمت کا بھی مالک ہے۔''

خاوند کی ناراضگی دور کرنے کے لیے!!!

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوٓا۟ إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ (البقرۃ : 165)

خاصیت: جس کا شوہر ناراض ہو اس آیت کو (11 بار) شیرینی پر پڑھ کر کھلائے، ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہوجائے گا مگر واضح رہے کہ ناجائز مواقع (مثلاً غیر شادی شدہ کے لیے) اثر انداز نہیں ہوگا۔

(اعمال قرآنی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

حمل اور اولاد

حمل ٹھہرنے کے لیے عشاء کے بعد 40 دن تک 100 بار پڑھے

فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 189)

ترجمہ ''پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو عورت نے حمل کا ایک ہلکا سا بوجھ اٹھالیا، جسے لے کر وہ چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں (میاں بیوی) نے اللہ سے دعا کی کہ ''اگر تو نے ہمیں تندرست اولاد دی تو ہم ضرور تیرا شکر ادا کریں گے۔''

خوب صورت بچے کے لیے سورۂ یوسف نو ماہ تک روزانہ ایک بار پڑھیے قرآن حکیم کے 12 ویں پارے میں ہے۔

اولاد کے لیے 41 مرتبہ تین ماہ تک دودھ پر پھونک کر پیئیں

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''اور اُس کی نشانیوں کا ایک حصہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ یقیناً اس میں دانش مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔''

ضدی بچوں پر 11 مرتبہ پڑھ کر دم کریں

اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 13)

ترجمہ ''اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔''

اولاد کی فرماں برداری کے لیے تین بار ہر روز پڑھ کر دم کریں

رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾

(پارہ نمبر 26، سورۃ الاحقاف، آیت نمبر 15)

ترجمہ ''یا رب! مجھے توفیق دے دیجیے کہ میں آپ کی اُس نعمت کا شکر ادا کروں جو آپ

نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی اور ایسے نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہوجائیں اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صلاحیت دے دیجیے میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں فرماں برداری میں شامل ہوں۔"

حمل کے لیے ایک سو گیارہ بار نو ماہ تک پڑھیے
لڑکے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾

(پارہ نمبر 29، سورۃ نوح، آیت نمبر 12 تا 13)

ترجمہ "اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور تمہاری خاطر نہریں مہیا کردے گا۔ تمہیں کیا ہوگیا کہ تم اللہ کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرتے۔"

جو بے اولاد ہو تو دو نفل پڑھ کر چالیس بار یہ پڑھیں اور دعا مانگیں

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الکوثر)

ترجمہ "(اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کردی ہے۔ لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو، یقینی جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔"

اولاد اور گھر والوں کی اصلاح کے لیے!

اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لیے ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ آیت مبارکہ پڑھیں:

”رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

(سورۃ الفرقان:74)

سکون

ڈپریشن دور کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ؕ۝۱۱

(پارہ نمبر 9، سورۃ الانفال، آیت نمبر 11)

ترجمہ ”تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے، اور اس کے ذریعے (تمہارے) پاؤں اچھی طرح جمادے۔“

کسی سے اپنا گھر خالی کرانا ہو اور وہ خالی نہ کر رہا ہو تو بکثرت پڑھیے

وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۙ۝۴

ترجمہ ”اس کے اندر جو کچھ ہے وہ اسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔“

مطلوبہ جگہ تبادلے (ٹرانسفر) کے لیے

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 80)

ترجمہ ”یا رب! مجھے جہاں داخل فرما اچھائی کے ساتھ داخل فرما اور جہاں سے نکال اچھائی کے ساتھ نکال اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ تیری مدد ہو۔“

دل کی گھبراہٹ کے وقت 11 مرتبہ آیات پڑھیے

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵۳﴾

(پارہ نمبر 23، سورۃ الزمر، آیت نمبر 53)

ترجمہ ”کہہ دو کہ ”اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقین جانو اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔“

نیند نہ آئے تو ایک مرتبہ پڑھیے اور پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھیے

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ احزاب، آیت نمبر 56)

ترجمہ ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔“

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾ۧ

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ”ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

دنیا وآخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡٓ اَسۡئَلُكَ الۡعَافِیَۃَ وَالۡمُعَافَاۃَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ

(ترمذی: ۳۵۱۲، عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:...... ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔ آپ ﷺ نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آکر یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے یہی دعا بتائی، جب تیسرے دن آکر اس نے یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے یہی دعا بتائی اور فرمایا: جب تمہیں دنیا وآخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔

دل کو محبت الٰہی سے بھرنے کا نسخہ

لَا مَرۡغُوۡبِیۡ اِلَّا اللہ. لَا مَطۡلُوۡبِیۡ اِلَّا اللہ.

لَا مَحۡبُوۡبِیۡ اِلَّآ اللہ. لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ.

جو انسان روزانہ ہر نماز کے بعد 41 بار یا دن میں تین سو (300) بار پڑھے گا ان شاء اللہ اس کے دل کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے غیر سے خالی فرما کر اسے اپنی محبت خاصہ عطا فرمائیں گے۔

نوٹ: یہ عمل مستقل کرتے رہیں جب تک کہ مقصود حاصل نہ ہو۔

(از افادات: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم)

آخرت اور مغفرت

سورۂ ملک کی فضیلت

حدیث 1 قرآن میں تیس آیات کی ایک سورت ہے جس نے آدمی کے لیے شفاعت کی حتیٰ کہ اس کی بخشش ہوگئی، وہ تبارك الذی بيده الملك ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ الملک، رقم: ۲۸۹۱)

حدیث 2 جو اس سورت کو ہر رات میں پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے بچالے گا۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورۃ الملک، رقم: ۲۸۹۰)

حدیث 3 رسول اللہ ﷺ رات کو سوتے وقت الم تنزیل (سورۃ السجدہ) اور تبارک الذی (سورۃ ملک) دونوں سورتیں پڑھ کر سوتے۔

حدیث 4 اپنے پڑھنے والوں کی مغفرت کا اس وقت تک سوال کرتی رہتی ہے کہ اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

سورۂ اخلاص کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب جمع ہو جاؤ تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو آپ ﷺ تشریف لائے اور (قل هو الله احد) پڑھی اور ارشاد فرمایا یہ سورۃ ایک تہائی (یعنی تیسرا حصہ) قرآن کے برابر ہے۔ (صحیح المسلم، صلاۃ المسافرین، فضائل القرآن، رقم: ۸۱۲)

صبح وشام یہ سورتیں ضرور پڑھیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱

(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم:۵۸۹)

اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ میں آنے کے لیے بہترین سورتیں ہیں۔'' (سنن النسائی، کتاب الاستعاذہ، باب ماجاء فی سورۃ المعوذتین، رقم:۵۴۳۴)

حدیث: سوتے وقت آپ ان دونوں سورتوں کو ہتھیلیوں پر دَم کر کے پورے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔ اسی طرح یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، رقم:۵۰۱۷)

حدیث: کیا تم نہیں دیکھتے کہ آج کی رات ایسی آیات اتری ہیں کہ ان کی مثل کبھی نہیں گئیں اور وہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ ہیں۔

دنیا وآخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

(ترمذی:۳۵۱۲، عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:...... ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین

فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آکر یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے یہی دعا بتائی، جب تیسرے دن آکر اس نے یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے یہی دعا بتائی اور فرمایا: جب تمہیں دنیا و آخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔

قرض کی ادائیگی
دوسرا شخص آپ کی ذاتی رقم واپس نہ کر رہا ہو تو اپنا پیسہ وصول کرنے کے لیے پڑھیے

59

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

(پارہ نمبر 13، سورہ یوسف، آیت نمبر 56)

ترجمہ "اور اس طرح ہم نے یوسف کو ملک میں ایسا اقتدار عطا کیا کہ وہ اس میں جہاں چاہیں، اپنا ٹھکانہ بنائیں۔ ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں، پہنچاتے ہیں اور نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔"

ادائے قرض کے لیے نبوی دعا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا جو کہ مقروض تھا اور قرض کے ادا کرنے سے عاجز ہونے پر آپ سے اعانت کا طالب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے ایسا کلمہ نہ

سکھا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے؟
''اگر جبلِ صبیر کے برابر بھی قرضہ ہو تو اللہ تعالیٰ ادا فرمادیں گے'':

أَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

ترجمہ اے اللہ! کافی فرمادے میرے لیے حلال کو حرام کے مقابلے میں اور اپنے فضل سے مجھے غنی بنادے اپنے علاوہ سے۔

(ترمذی، ترغیب جلد 2، صفحہ: 613)

مسنون دعائیں واذکار

فائدہ: ان دعاؤں کو اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل فرمائیں اور اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیں اور دنیا وآخرت کی برکتیں حاصل کریں۔

وضو کے وقت کی خاص دعا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

جو شخص وضو کے وقت یہ دعا پڑھ لے اس کی مغفرت کا پرچہ لکھ کر مہر لگا کر رکھ لیا جاتا ہے، قیامت تک اس کی مہر توڑی نہ جائے۔ اور بخشش کا حکم برقرار رہے گا۔

(طبرانی اوسط جلد 2 صفحہ 123)

① تمام گناہوں کے کفارہ کے لیے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (۳) مرتبہ پڑھیں:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَیْهِ

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور کائنات کو تھامنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔

② جنت کا پروانہ لینے کے لیے سید الاستغفار (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْٓءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (بخاری شریف)

اے اللہ آپ میرے رب ہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا فرمایا، میں تیرا بندہ ہوں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جہاں تک ہو سکے میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے بُرے اعمال کے شر سے جو میں نے کیے۔ میں آپ کی عطا کردہ نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا۔

③ دنیا آخرت کے تمام مسائل کے حل میں اللہ کے کافی ہونے کے لیے (۷) مرتبہ پڑھیں۔ (ابوداؤد)

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

④ ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

⑤ جن بھوت سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ترمذی)

آیۃ الکرسی. (مکمل)

حٰمٓ ۚ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ ② غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③

حٰم۔ یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت سزا دینے والا ہے، قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اسی کے پاس سب کو جانا ہے۔

⑥ دعا سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حادثات سے بچنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ مَا شَآءَ اللّٰہُ كَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (کنز العمال جمع الجوامع)

اے اللہ آپ میرے پروردگار ہیں کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے میں آپ پر ہی بھروسہ کرتا ہوں اور آپ ہی عزت والے عرش کے رب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوگیا جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، گناہوں سے بچنے اور نیکی پر لگنے کی طاقت صرف اس بلند و برتر عظیم ذات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز پر قادر ہے، اور بے شک اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر چوپائے کے شر سے بے شک آپ ہی اس کو پیشانی کی چوٹی سے پکڑنے والے ہیں، بے شک میرے پروردگار سیدھے راستہ پر ہیں۔

⑦ ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (ترمذی، ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

⑧ ستر ہزار فرشتوں کی دعا اور شہادت کی موت کے لیے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۳مرتبہ)

میں اللہ تعالیٰ بہت سننے والے جاننے والے کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٤﴾ (۱مرتبہ)

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا ہے وہی رحمٰن اور رحیم ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس سراسر سلامتی والا امن دینے والا نگہبان سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا۔ پاک ہے اللہ اُس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے۔ اس کے لیے بہترین نام ہیں ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح کر رہی ہے۔ اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔

⑨ دس نیکیاں لینے، دس گناہ مٹوانے، دس درجات کی بلندی، دس غلاموں کی آزادی کا اجر لینے، شیطان اور ہر مکروہ چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (بخاری)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے سارا ملک ہے اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

⑩ دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل و عیال کی ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِیْ وَدِيْنِیْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰٓى اَهْلِیْ وَمَا لِیْ وَوَلَدِیْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِیَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِیِّ ےَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکوں کاروں کا کارساز ہے۔

⑪ قیامت کے دن اللہ کی رضا کے یقینی حصول کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ترمذی)

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا

میں اللہ کو رب اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔

⑫ دن رات کی نعمتوں کا شکرانہ ادا کر کے نعمتوں میں اضافے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ

الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ (ابوداؤد)

اے اللہ جوکوئی بھی نعمت مجھے یا تیری کسی بھی مخلوق کو (آج صبح ملی ہے) (آج شام ملی ہے) وہ صرف اور صرف تیری ہی طرف سے ملی ہے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ تعریف تیرے ہی لیے ہے اور تیرے ہی لیے سب شکر ہے۔

نوٹ: صبح کے وقت (ما اصبح) اور شام کے وقت (ما امسی) پڑھیں۔

⑬ جہنم کی آگ سے آزادی ومغفرت کے لیے (۱) مرتبہ صبح پڑھیں:

أَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَصْبَحْتُ اَمْسَيْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ. (ابوداؤد)

اے اللہ میں نے اس حال میں صبح کی شام کی کہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے عرش کو اٹھانے والوں اور تیرے فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں اس بات پر کہ اللہ تو ہی ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات پر کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔

⑭ صبح کے وقت اللہ کی حمد وثنا کے بعد دن کی ساری بھلائیاں مانگنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں:

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِیْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ هٰذَا

الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ رَبِّ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسْلِ وَسُوْٓءِ الْكِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

ہم نے اور سارے ملک نے اللہ کے لیے صبح کی اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارا ملک اسی کے لیے ہے اور سب تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے میرے رب! میں تجھ سے اس دن میں اور اس دن کے بعد کی بھلائی اور بہتری کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے اس دن میں اور اس دن آنے والے ہر شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے رب! میں تجھ سے سستی اور بڑھاپے کی پناہ مانگتا ہوں۔ یارب! میں تجھ سے جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

⑮ دین ودنیا کی بھلائیاں مانگنے اور ہمہ قسم بلاؤں کے حملوں سے بچنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيٓ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَایَ وَأَهْلِيْ وَمَا لِيْ. اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِيْ. اَللّٰهُمَّ احْفِظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ

سے اپنے دین اور دنیا اور اپنے اہل وعیال اور مال میں معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔
ے اللہ تو میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرما اور میرے خوف اور پریشانی کو امن سے بدل
ے اے اللہ! تو میرے آگے سے اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں اور میرے
بائیں سے بھی اور میرے اوپر سے بھی میری حفاظت فرما۔ اور میں آپ کی عظمت کی پناہ
یں آتا ہوں ہے کہ مجھے نیچے سے اچانک ہلاکت میں ڈال دیا جائے۔

⑯ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مدد طلب کرنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (مستدرک حاکم)

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ
وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ

ے زندہ اور قائم رکھنے والے میں آپ کی رحمت کے واسطہ سے آپ سے فریاد کرتا
ہوں۔ میرے حال کو پورے طور پر بہتر فرمادے اور مجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی
میرے نفس کے سپرد نہ فرما۔

⑰ ادائیگی قرض اور ہر پریشانی سے نجات کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ابوداؤد)

أَللّٰهُمَّ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ
الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکرمندی اور رنج سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بے بس ہو جانے سے اور سستی کے آ جانے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور کنجوسی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبہ سے اور لوگوں کی زور آوری سے۔

⑱ اوراد و اذکار میں تقصیر کی تلافی (کمی کو پورا کرنے) کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ (ابوداؤد)

پس تم اللہ کی شام کے وقت اور صبح کے وقت پاکی بیان کرو اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور زوال کے بعد اور ظہر کے وقت وہی ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے بنجر ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

⑲ ساری مخلوق کے اعمال کے برابر پانے کے لیے اس درود پاک کو (۱۰) مرتبہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَا يَنْبَغِيْ لَنَآ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى

مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَآ اَمَرْتَنَآ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ

اے اللہ رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر تیری مخلوق میں سے آپ پر درود بھیجنے والوں کی تعداد کے برابر۔ اور درود نازل فرما نبی کریم محمد ﷺ پر جیسا کہ ہمیں آپ پر درود بھیجنا مناسب ہے۔ اور درود نازل فرما نبی کریم محمد ﷺ پر جیسا کہ ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔

⑳ اہل وعیال اور گھر کو راحت وچین کا مرکز بنانے کے لیے یہ درود شریف (۱۱) مرتبہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلَ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اے اللہ رحمت نازل فرما نبی کریم ﷺ پر اور آپ کی بیویوں پر جو ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ اور آپ ﷺ کی اولاد پر اور آپ ﷺ کے گھر والوں پر جیسا کہ رحمت نازل فرمائی تو نے سید ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو تعریف کے لائق بزرگی والا ہے۔

سورتوں کے فضائل احادیث مبارکہ کی روشنی میں

سورۂ بقرہ کی فضیلت

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَاؤُوْا سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم: 804،805/1874)

حدیث: جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

(صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رم: ۷۸۰ (۱۸۲۴))

حدیث: سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آ سکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث: ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

امن الرسول سے آخر تک:

حدیث: یہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں ہیں۔ جس گھر میں روزانہ متواتر یہ آیتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب فصل القرآن، باب ماجاء فی آخر سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۸۸۲)

سورۂ کہف کی فضیلت

حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔ اس لیے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔ (ابوداؤد، الملاحم، خروج الدجال: ۲/۲۳۷)

حدیث: جو اس کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب فضل سورۃ الکھف، رقم: ۸۰۹)

سورۂ یٰسین کی فضیلت

حدیث: سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۷۶)

حدیث: جو سورۂ یٰسین کو دن کے شروع حصہ میں پڑھ لے گا اس کی حاجت پوری ہوگی۔ (سنن الدارمی: ۳۴۱۹)

اللہ اللہ اللہ

معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

1 استغفار 1 تسبیح صبح 1 شام

اَستَغفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِن کُلِّ ذَنبٍ وَّ اَتُوبُ اِلَیہِ

2 درود شریف 1 تسبیح صبح 1 شام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِک وَ سَلِّم

3 تلاوت قرآن

ایک پارہ روزانہ

4 مراقبہ

تھوڑی دیر کے لیے سب کاموں سے ہٹ کٹ کر اللہ کی یاد میں گردن جھکا کر بیٹھنا، اور یہ نیت کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آ رہی ہے اور میرے دل میں سما رہی ہے، میرے گناہوں کی ظلمت وسیاہی دور ہو رہی ہے اور میرا دل شکریہ کے طور پر کہہ رہا ہے: اَللّٰہ، اَللّٰہ، اَللّٰہ۔

5 وقوفِ قلبی

چلتے، پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے ہر دم توجہ اللہ تعالیٰ کی رکھنا۔

6 رابطہ شیخ

دین سیکھنے کے لیے اپنے شیخ سے آگاہی لینا۔

اللہ اللہ اللہ

جامعہ رقیہ للبنات
JAMIA RUQIYA LIL-BANAT

ابراھیم اکیڈمی
IBRAHIM ACADEMY

ابراہیم اکیڈمی و جامعہ رقیہ للبنات

اغراض و مقاصد

ابراہیم اکیڈمی و جامعہ رقیہ للبنات کی بنیاد حضرت شیخ حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کی اجازت اور دعاؤں سے خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے رکھی گئی ہے۔ نئی نسل کو مذہب سے قریب کرنا اور اسلامی آداب و ثقافت سے روشناس کرانا۔ دور حاضر کے مسائل کا شرعی حل پیش کرنا۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں علم الاخلاق (یعنی تصوف) کو اجاگر کرنا تاکہ مسلمانان عالم کی معیشت، معاشرت معاملات میں نبی کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ آجائے۔ معاشرے کو کفر کی بے راہ روی، بے حیائی سے نکال کر اسلام کی باحیا و پاکیزہ زندگی کی طرف لانا۔ موجودہ دور کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے جدید انداز میں تصنیفی اور تالیفی شعبے کا قیام۔

ہماری ترجیح!

تعلیم کے ساتھ ساتھ معاشرتی و روحانی تربیت کا اہتمام ان شاء اللہ۔ امت کو ایسے نوجوان مہیا کرنا جن کی تنہائیاں اللہ تعالیٰ کی یاد سے آباد اور گناہوں سے پاک ہوں۔ ہر

اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ

ممکن اور مناسب ذریعے سے امت تک مثلاً سوشل میڈیا (فیس بوک، واٹس ایپ، ٹیلی گرام وغیرہ) کے ذریعے سے شرعی حدود میں رہتے ہوئے اسلامی تعلیمات کو پہنچانا۔ زمینی اداروں کے ساتھ ساتھ دور دراز کے مسلمانوں کی دینی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے ''آن لائن'' کلاسز کا اہتمام۔ تاکہ ان تک بھی اسلامی تعلیمات پہنچانے کا اہتمام ہو جائے۔ تعلیم وتعلّم کے ساتھ ''اصلاحی تربیت'' کا بطور اہم وخاص اہتمام، تاکہ تعلیم وتعلّم کا مقصد اصلی حاصل ہو۔ نبی کریم ﷺ کی سنن مبارکہ پر مشتمل بیانات کی کتابی شکل ''گلدستہ سنت'' کی زیادہ سے زیادہ ترویج۔ بچوں کے لیے جدید آلات مثلاً پروجیکٹر وغیرہ کے ذریعے سے اسلامی و اصلاحی تربیتی ورکشاپس وسمر کیمپس و ونٹر کیمپس۔ خواتین کے لیے ان کی ضروریات وذمہ داریوں کے اعتبار سے مختلف ورکشاپس وکورسز۔ حفظ قرآن کی کلاسز کا قیام۔

40 روزہ ورکشاپ

اس میں ہر عمر کی خواتین شامل ہو کر تجوید قرآن، تفسیر، حدیث اور روزمرہ پیش آمدہ فقہی مسائل کا علم حاصل کر سکیں گی۔ امت کی خواتین کی ایسی تربیت کرنا کہ وہ اپنی عادات و اطوار میں اسلاف کا نمونہ ہوں، تاکہ ان کی گود میں تربیت حاصل کرنے والے بچے بھی اسلاف کے بچوں کا نمونہ ہوں، بلکہ اپنے پورے کنبے کی اصلاح اور دین پر چلنے کے لیے معاون ہوں۔ سارا سال طالبات (حاضر و آن لائن) کے لیے تفسیر کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک میں دورہ قرآن کی کلاسز کا انعقاد۔

اللہ اللہ اللہ

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

الحمدللہ! ہماری پانچ شاخیں کام کر رہی ہیں۔

1 ٹاؤن شپ 2 شاہ جمال 3 شاہدرہ 4 مغلپورہ 4 آن لائن

مرکزی شاخ کے لیے 1000 گز (2 کنال) جگہ خریدی گئی ہے، جس کی قیمت کی ادائیگی کے بعد بیسمنٹ سمیت تین سے چار منزلوں کی تعمیر کے لیے خطیر رقم درکار ہے۔ جہاں پر ابتدائی طور پر ''تعلیم قرآن'' ''تحفیظ قرآن'' ''ناظرہ قرآن'' بچوں اور ہر عمر و شعبہ کے مرد حضرات کے لیے شروع کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ

ہماری مستقبل کی ضروریات و منصوبے!!!

اسلامی و اصلاحی ماحول و عملہ سے آراستہ عصری اسکولز کا سلسلہ۔

شرعی دائرہ کار میں رہتے ہوئے ایسے خاکے (کارٹونز) بنانا جن کے ذریعے سے چھوٹے بچوں کی اسلامی تربیت کی جاسکے۔ مرد حضرات کے لیے بزنس، حلال و حرام غذائیں، قربانی ورکشاپ، حج و رکشاپ، کفن، دفن ورکشاپ اور دیگر حسب موقع و ضرورت ورکشاپس و پریزنٹیشن سیشنز کا اہتمام۔ غرباء و مستحقین کی مدد (مثلاً جامعہ رقیہ کی مستحق طالبات کے لیے شادی و جہیز وغیرہ کا انتظام، مستحق مریضوں کے لیے شفاء خانہ یا ادویات اور علاج معالجے میں تعاون اور دیگر ضروری حاجات کا انتظام)۔ مرد حضرات کے لیے بھی آن لائن مختلف کلاسز و کورسز کا قیام۔

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اللہ اللہ اللہ

تعلیم بالغاں

اس شعبہ میں صبح کے اوقات میں مصروف احباب مثلاً اسٹوڈنٹس، کاروباری حضرات، ملازمین غرض کسی بھی شعبے اور عمر کے احباب شام کے ٹائم شریک ہوسکیں گے۔

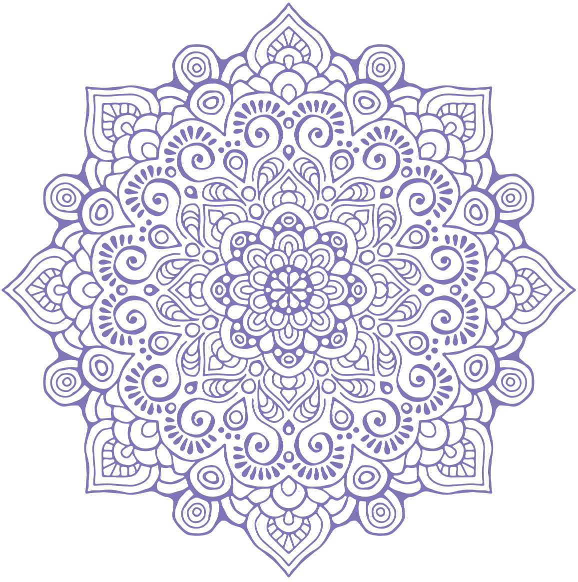
سیرت میوزیم کا قیام

جس میں نبی کریم ﷺ کے زمانے کے مکہ اور مدینہ کو مثالی ماڈلز کے ذریعے سیرت کے شائقین کے لیے سیرابی کا سامان کرنا۔ ان سب مقاصد کو پورا کرنے کے لیے بقدر ضرورت تعمیرات۔ ہماری فوری واہم ضروریات: ابراہیم اکیڈمی کی مرکزی شاخ کے لیے خریدی گئی جگہ کی قیمت کی ادائیگی۔

ہماری ماہانہ ضروریات

اساتذہ وعملہ کے وظائف۔ طالبات کے لیے ٹرانسپورٹ۔ یوٹیلیٹی بلز اور دیگر اخراجات۔ مختلف توسیعی وتعمیراتی کاموں میں حسب توفیق و ذوق اپنا حصہ ڈال کر اللہ تعالیٰ سے نفع کا سودا کریں، کیونکہ آپ کا یہ تعاون اللہ تعالیٰ کے آخرت کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتا رہے گا اور دنیا میں اللہ تعالیٰ رزق میں برکت عطا فرمائیں گے۔ مشکلات آسان ہوں گی۔ عمر میں برکت ہوگی۔ برے خاتمے سے حفاظت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی دور ہوکر اللہ کی رضا حاصل ہوگی ان شاء اللہ۔

اللہ اللہ اللہ



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے

قرآن و حدیث سے پریشانیوں اور مشکلات کا حل

موضوعِ کتاب — گُلدستۂ وظائف

جمع و تدوین — حافظ مُحمّد ابراھیم نقشبندی مُجدّدی مدظلہ

تخریج — مولانا عبدالرحمٰن عارف (فاضل جامعہ اشرفیہ)

اشاعتِ اوّل — فروری 2017

ڈیزائننگ و پرنٹنگ — مُحمّد صفتِ الٰھی (آرٹ ڈائریکٹر)

میڈیا سروسز۔لاہور +92 301 84 27 281

شانِ دوعالم پرنٹنگ پریس۔لاہور +92 423 73 20 993

ملنے کا پتہ

الکھف ایجوکیشنل ٹرسٹ

بالمقابل قطب مسجد احاطہ مولچند اچھرہ لاہور

042-354 04 425

الکھف ایجوکیشنل ٹرسٹ

AL-KAHAF EDUCATIONAL TRUST

گلدستہ وظائف

جمع و تدوین

حافظ محمد ابراہیم نقشبندی مجددی مدظلہ

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

پیش لفظ!

انسان کو دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے، کبھی اللہ رب العزت خوشیاں اور نعمتوں کی فروانی عطا فرما کر آزماتے ہیں کہ یہ شکر کرتا ہے یا ان ہی نعمتوں میں گم ہو کر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اور کبھی اللہ رب العزت غم اور آزمائشوں کے ذریعے سے آزماتے ہیں، کہ بندے کا ایمان کتنا مضبوط ہے اور پھر اس امتحان میں جو کامیاب ہوتا ہے اس کے لیے انعامات اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے فیصلے ہوتے ہیں۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ

''جس کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ وہ بڑی مصیبت تھی۔ (کنز جلد 3 صفحہ 301)

بعض مرتبہ پریشانی اور آزمائش اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ابن عطاء اسکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ''پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے غفلت میں پڑے ہوئے بندوں کو پریشانیوں، بیماریوں اور تکلیفوں کی زنجیروں میں جکڑ جکڑ کر اپنے در پہ لے کے آتا ہے۔

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں۔

توہمیں چاہیے کہ جب ایسی کوئی پریشانی کے حالات آئیں تو اللہ تعالیٰ کی کی طرف رجوع میں اورزیادتی کردیں ۔اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قرآنی آیات اورادعیہ ماثورہ کو اہتمام سے اپنے عمل میں لائیں۔زیرنظرکتاب میں بھی مختلف حالات میں آسانی کے لیے دعاؤں کوجمع کیا گیا ہے۔

ان دعاؤں کا کامل اثر لینے کے لیے پانچ وقت کی نماز کی پابندی ضروری ہے اور ان دعاؤں کے الفاظ کی ادائیگی ٹھیک ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین و دنیا کی تمام اچھائیاں عطا فرمائیں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائیں آمین۔

فہرست

سیدالوظائف

آج کل مردوں میں بھی اور خاص طور سے خواتین میں وظیفوں کا بہت رواج چل پڑا ہے، ہر چیز کا وظیفہ مانگتے ہیں، تو سب سے بڑا اور اعلیٰ اور پکا ترین وظیفہ ”دعا“ ہے۔

کہ ہم دو رکعت نفل پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں، اس وظیفے کو ہم روزانہ کریں اور تاحیات کرتے رہیں، ان شاء اللہ ہماری مرادیں ضرور پوری ہوں گیں۔ یہ سب سے بڑا وظیفہ ہے اس سے بڑا وظیفہ اور کوئی بھی نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ“

مجھ سے مانگو! میں دوں گا۔ (سورۃ المؤمن: 60)

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ نیک مانگے گا تو دوں گا گناہ گار مانگے گا تو نہیں دوں گا، بس فرمایا مانگو! میں دوں گا۔

اب یہاں شیطان یہ شبہ ڈالتا ہے کہ بھئی تم تو گناہ گار ہو، اللہ تعالیٰ تمہاری کہاں سنے گا؟ جو نیک لوگ ہیں ان سے دعاؤں کا کہو۔ نیک لوگوں کو دعا کا کہنا بہت اچھی بات ہے، لیکن ہم خود بھی خوب دعائیں کریں اور اپنی دعاؤں پر یقین بھی کریں۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے جب شیطان کو مردود قرار دیا تھا، اس کے آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار پر، تو اس

نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے قیامت تک کی مہلت دی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس غضب و ناراضگی کی حالت میں بھی اس کی دعا کو قبول فرما لیا تھا۔ تو جب ہم اللہ کے حضور نماز پڑھ کر دعا کریں گے، تو ہمارا یہ عمل تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے، اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں ضرور قبول فرمائیں گے، بس یقین سے مانگتے رہیں۔

ازافادات

حضرت شیخ حافظ محمد ابراہیم نقشبندی

امراض سے شفاء کے لیے

کسی بھی بیماری سے شفا کے لیے 41 بار پانی پر دَم کر کے پئیں

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۭ

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 71)

ترجمہ ”پوری طرح صحیح سالم ہو جس میں کوئی داغ دھبہ نہ ہو۔“

دل کی بیماری میں ایک بار پانی میں دَم کر کے پئیں

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ۝۲۸

(پارہ نمبر 13، سورۃ الرعد، آیت نمبر 28)

ترجمہ ”یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں، اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔“

گردے کی پتھری ہو تو 41 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پانی پی لیں

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ
الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ

اِنَّ مِنۡهَا لَمَا یَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡیَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷۴﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 74)

ترجمہ ”اس سب کے بعد تمہارے دل پھر سخت ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ ایسے ہو گئے جیسے پتھر بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی زیادہ (کیونکہ) پتھروں میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے نہریں پھوٹ بہتی ہیں اور انہی میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں جو خود پھٹ پڑتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے اور انہی میں وہ (پتھر) بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے لڑھک جاتے ہیں اور (اس کے برخلاف) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔“

سر کا درد ختم کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

لَّا یُصَدَّعُوۡنَ عَنۡهَا وَلَا یُنۡزِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾ۙ وَفَاکِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوۡنَ ﴿۲۰﴾ۙ

(پارہ نمبر 27، سورۃ الواقعہ، آیت نمبر 19 تا 20)

ترجمہ ”جس سے نہ ان کے سر میں درد ہو گا اور نہ ان کے ہوش اڑیں گے۔ اور وہ پھل لے کر جو وہ پسند کریں۔“

جسے بخار ہو یہ لکھ کر مریض کو باندھ دیجیے یا 7 مرتبہ پڑھ کر دم کیجیے

قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ ﴿۶۹﴾ۙ

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء آیت نمبر 69)

ترجمہ ”ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔“

لو لگنے پر 101 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پی لیں

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 118 تا 119)

ترجمہ ''یہاں تو تمہیں یہ فائدہ ہے کہ نہ تم بھوکے ہوگے، نہ ننگے۔
اور نہ یہاں پیاسے رہو گے، نہ دھوپ میں تپو گے۔''

آنکھوں کی روشنی کے لیے ہر نماز کے بعد 3 مرتبہ پڑھ کر انگلیوں پر دَم کر کے آنکھوں پر لگایئے

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 26، سورۃ ق، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''اب ہم نے تجھ سے وہ پردہ ہٹا دیا جو تجھ پر پڑا ہوا تھا۔
چنانچہ آج تیری نگاہ خوب تیز ہوگئی۔''

ہر مرض کے لیے

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ توبہ، آیت نمبر 14)

ترجمہ ''اور مومنوں کے دل ٹھنڈے کر دے۔''

چینی کی پاک اور صاف پلیٹ پر لکھ کر اس میں پانی ملائیں اور وہ پانی مریض کو پلائیں۔
اگر زعفران سے لکھ لیں تو اچھا ہے۔

وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ

(پارہ نمبر 11، سورہ یونس، آیت نمبر 57)

ترجمہ ’’اور دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔‘‘

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 82)

ترجمہ ’’اور ہم وہ قرآن نازل کر رہے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت کا سامان ہے۔‘‘

فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 14، سورہ نحل، آیت نمبر 69)

ترجمہ ’’جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔‘‘

وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ ۙ

(پارہ نمبر 19، سورۃ الشعراء، آیت نمبر 80)

ترجمہ ’’اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے۔‘‘

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ

(پارہ نمبر 24، سورہ حم السجدہ، آیت نمبر 44)

ترجمہ "کہہ دو کہ جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے یہ ہدایت اور شفا کا سامان ہے۔"

بولنے میں لکنت ہو یا بولتے ہوئے جھجک ہو تو ہر نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿۲۵﴾ وَ یَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۲۶﴾
وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ "پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔"

پھنسیوں، چھالے کا علاج: سورہ کوثر پڑھ کر دم کیا پانی پلائیں، سینے میں درد کا علاج: یہ آیت لکھ کر گلے میں پہن لیں یا پڑھ کر دم کریں

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ
قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ زمر، آیت نمبر 22)

ترجمہ ”بھلا کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے جس کے نتیجے میں وہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں آچکا ہے (سنگ دلوں کے برابر ہوسکتا ہے؟) ہاں! بربادی ان کی ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔“

کھانسی کا علاج

ایک مرتبہ پڑھ کر شہد پر دم کر کے گرم پانی میں ملا کر پلائیں

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

(پارہ نمبر 18، سورہ مومنون، آیت نمبر 115 تا 116)

ترجمہ ”بھلا کیا تم یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ہم نے تمھیں یوں ہی بے مقصد پیدا کر دیا اور تمھیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟ غرض بہت اونچی شان ہے اللہ کی جو صحیح معنی میں بادشاہ ہے۔“

جلدی امراض اور جذام کے علاج کے لیے

مریض پر یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ۚۖ

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء، آیت نمبر 83)

ترجمہ ”اور ایوب کو دیکھو! جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ ”مجھے یہ تکلیف لگ

گئی ہے اور تو سارے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔‘‘

برص کا علاج

سات مرتبہ یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ﴿۴۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 49)

ترجمہ ’’میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں (اور وہ نشانی یہ ہے) کہ میں تمہارے سامنے گارے سے پرندے جیسی ایک شکل بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کر دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور تم لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کر کے رکھتے ہو وہ سب بتا دیتا ہوں، اگر تم ایمان والے ہو تو ان تمام باتوں میں تمہارے لیے (کافی) نشانی ہے۔‘‘

خارش کا علاج

روزانہ 21 مرتبہ پانی پر دم کر کے 41 روز تک پانی پیجیے

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ؕ ﴿۱۴﴾

(پارہ نمبر 18، سورہ المومنون، آیت نمبر 14)

ترجمہ ''پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اُٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا۔ غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاری گروں سے بڑھ کر کاری گر ہے۔''

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

حدیث 1

قرآن مجید میں سب سورتوں سے بہتر (افضل) سورۃ الحمد للہ رب العالمین ہے۔

(مسند احمد 177/4)

حدیث 2

عَوَّذَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تِفْلًا.

(المعجم الکبیر للطبرانی : 159/7)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سانپ کے کاٹے ہوئے پر دَم کیا۔
اللہ کے حکم سے وہ اچھا ہو گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الطب، باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن والاذکار، رقم:۲۲۰۱)

حدیث 3

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ. (سنن الدارمی:445/2)

سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔

حدیث 4

اِذَا قَرَأْتَ الْفَاتِحَةَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَدْ اٰمِنْتَ
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْمَوْتُ

اور جب تم نے سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھ لیا تو سوائے موت کے ہر آفت سے مامون ہو گئے۔ (مجمع الزوائد 122/10)

بدن کی سلامتی کی دعا

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ
بَصَرِيْ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

(ابوداود:۵۰۹۰، عن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میرے بدن کو درست رکھیے، اے اللہ! میرے کان عافیت سے رکھیے،

اے اللہ! میری آنکھیں عافیت سے رکھیے، آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔فضیلت/حدیث: رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح وشام کے وقت یہ دعا تین تین بار پڑھا کرتے تھے۔

حفاظت کے لیے ہاتھ، ٹانگ، پیر، کان اور آنکھ کی معذوری سے بچنے کے لیے بکثرت پڑھیں

اَلَهُمۡ اَرۡجُلٌ يَّمۡشُوۡنَ بِهَآ اَمۡ لَهُمۡ اَيۡدٍ يَّبۡطِشُوۡنَ بِهَآ اَمۡ لَهُمۡ اَعۡيُنٌ يُّبۡصِرُوۡنَ بِهَآ اَمۡ لَهُمۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا ؕ قُلِ ادۡعُوۡا شُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ كِيۡدُوۡنِ فَلَا تُنۡظِرُوۡنِ ﴿۱۹۵﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 195)

ترجمہ ''بھلا کیا ان کے پاس پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں؟ یا ان کے پاس ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں؟ یا ان کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں؟ یا ان کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنیں؟ (ان سے کہہ دو کہ 'تم ان سب دیوتاؤں کو بلا لاؤ۔جنہیں تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے اور میرے خلاف سازش کرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔''

گیارہ بار پڑھ کر دم کرلیں تو ان شاء اللہ عزت قائم رہتی ہے

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۸۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورۃ الصفات، آیت نمبر 180 تا 182)

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ۝۲ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ۝۳ اِیَّاكَ نَعْبُدُ
وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ۝۴ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ۝۵ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ۠۝۷

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚۖ۝۱ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ؕ۝۲ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَیْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ ؕؔ۝۳ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۛۙ۝۴
سَلٰمٌ ۛ۫ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۠۝۵

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

24

چور اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لیے

روزانہ رات کو ایک مرتبہ پڑھیے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ
كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۗ
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝۲۸۵ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ
عَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ

عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۫ وَاغْفِرْ لَنَا ۫ وَارْحَمْنَا ۫ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 285-287)

کتے کے کاٹنے سے حفاظت کے لیے اور اگر کتا بھونکنے لگے یا حملہ کرے تو 3 مرتبہ پڑھیے

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ

(پارہ نمبر 16، سورہ کہف، آیت نمبر 18)

25

ترجمہ ''اور ان کا کتا دہلیز پر ایسے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے (بیٹھا) تھا۔''

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

سورۂ کہف کی فضیلت

حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔ اس لیے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔

(ابوداؤد، الملاحم، خروج الدجال: ۲/ ۲۳۷)

حدیث: جو اس کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب فضل سورۃ الکہف، رقم: ۸۰۹)

سورۂ واقعہ کی فضیلت

حدیث: جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورت کو پڑھیں۔

(شعب الایمان للبیہقی، فصل فی فضائل السور والآیات: ۴/ ۱۱۹، رقم: ۲۲۶۹)

حدیث: جو اسے ہر رات پڑھے گا اس کو فقر و فاقہ نہیں ہوگا اور جو شخص پڑھا کرے گا وہ اللہ کے فضل و کرم سے کبھی محتاج نہیں ہوگا۔

حدیث: مَنْ قَرَءَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو کبھی فاقہ کشی کی نوبت نہیں آئے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کچھ مال دینا چاہا کہ اس کو اپنی لڑکیوں پر خرچ کریں۔

(شعب الایمان، للبیہقی ۲/ ۴۱۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَتَخْشٰی عَلَیْھِنَّ الْفَقْرَ وَقَدْ اَمَرْتُھُنَّ بِقِرَاءَۃِ سُوْرَۃِ الْوَاقِعَۃِ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ: مَنْ قَرَءَ ھَا کُلَّ لَیْلَۃٍ لَمْ تُصِبْہُ الْفَاقَۃُ

(شعب الایمان للبیہقی: ۲/۴۱۹)

کیا آپ ان لڑکیوں پر محتاجی کا خیال کرتے ہیں، جب کہ میں نے انھیں سورۂ واقعہ پڑھنے کا حکم دے رکھا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو فاقہ نہیں آئے گا۔

ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے
ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ترمذی، ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل و عیال کی

ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰٓى اَهْلِيْ وَمَالِيْ وَوَلَدِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِيِّ ۦ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکو کاروں کا کارساز ہے۔

کسی بھی چیز کے شر سے حفاظت کی دعا

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

(مسلم: ۷۰۵۳، عن خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا)

ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں تمام مخلوق کے شر سے۔

فضیلت/حدیث:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی بھی جگہ پر قیام کرے پھر یہ دعا پڑھ تو جب تک وہاں ٹھہرا رہے گا کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کھانے پر یہ دعا پڑھے تو اسے کسی قسم کا ضرر نہ ہوگا۔

بِسْمِ اللهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ فِي الْاَرْضِ وَفِي السَّمَآءِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ دَاءٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْهِ بَرَكَةً وَّعَافِيَةً وَّشِفَآءً

ترجمہ اللہ کے نام سے شروع جس کا نام زمین و آسمان میں بہترین ہے، اس کے نام سے کسی بیماری کا ضرر نہیں۔ اے اللہ! اس میں برکت و عافیت اور شفا عطا فرما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 10، صفحہ 344)

نظر بد دور کرنے کا وظیفہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نظر بد دور کرنے کا ایک خاص وظیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا

اور کہا کہ حضرت حسن وحسین پر پڑھ کر دم کیا کریں۔ ابن عساکر حدیث کی کتاب میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ آپ غمگین تھے، سبب پوچھا تو فرمایا حسن وحسین کونظر لگ گئی ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یہ کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یوں کہیے:

اَللّٰهُمَّ ذَا السُّلْطَانِ الْعَظِيْمِ وَالْمَنِّ الْقَدِيْمِ ذَا الْوَجْهِ الْكَرِيْمِ وَلِيَّ الْكَلِمَاتِ التَّآمَّةِ وَلِيَّ الدَّعْوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ عَافِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مِنْ اَنْفُسِ الْجِنِّ وَاَعْيُنِ الْاِنْسِ

رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی کہ وہ دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے کھیلنے کودنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو اپنی جانوں، بیویوں اور اپنی اولاد کو اس پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو اس جیسی کوئی اور پناہ کی دعا نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر 24/8)

نوٹ: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی جگہ جس شخص کے لیے پڑھی جارہی ہے اس کا نام لیا جائے۔

مقصد میں کامیابی کے لیے

کسی بھی مقصد میں کامیابی کے لیے سات دن تک 123 مرتبہ پڑھیے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ
وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ
الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

کسی بھی جائز مقصد کے لیے 121 بار نماز عشا کے بعد 21 دن تک پڑھیے

قُلِ اللّٰہُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَ تَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۫ وَ
تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۶﴾
تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ تُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ ۫ وَ تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ تُخۡرِجُ
الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَ تَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 26-27)

ترجمہ ’’کہو! اے اللہ! اے اقتدار کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے اقتدار بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا

ہے رسوا کر دیتا ہے۔ تمام تر بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو بے جان چیز میں سے جان دار کو برآمد کر لیتا ہے اور جاندار میں سے بے جان چیز نکال لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔"

امتحانی پرچوں میں اچھے نمبرات حاصل کرنے کے لیے ہر روز 7 مرتبہ پڑھیں

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 197)

ترجمہ "اور تم اس کو چھوڑ کر جن جن کو پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں، نہ اپنی مدد کرتے ہیں۔"

سات دن تک ہزار بار کسی بھی وقت پڑھنے سے کام آسان ہوتے ہیں

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

(پارہ نمبر 11، سورہ توبہ، آیت نمبر 129)

ترجمہ "میرے لیے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔"

امتحان میں کامیابی کے لیے تین بار پڑھیے

اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ لَیُسَمُّوۡنَ الۡمَلٰٓئِکَۃَ تَسۡمِیَۃَ الۡاُنۡثٰی ﴿۲۷﴾ وَ مَا لَہُمۡ بِہٖ
مِنۡ عِلۡمٍ ؕ اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا ﴿ۚ۲۸﴾ فَاَعۡرِضۡ
عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰی ۬ۙ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَ لَمۡ یُرِدۡ اِلَّا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ﴿ؕ۲۹﴾ ذٰلِکَ مَبۡلَغُہُمۡ مِّنَ
الۡعِلۡمِ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ۙ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اہۡتَدٰی ﴿۳۰﴾ وَ
لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۙ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اَسَآءُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا وَ یَجۡزِیَ
الَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا بِالۡحُسۡنٰی ﴿ۚ۳۱﴾ اَلَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَ الۡفَوَاحِشَ اِلَّا
اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الۡمَغۡفِرَۃِ ؕ ہُوَ اَعۡلَمُ بِکُمۡ اِذۡ اَنۡشَاَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَ اِذۡ
اَنۡتُمۡ اَجِنَّۃٌ فِیۡ بُطُوۡنِ اُمَّہٰتِکُمۡ ۚ فَلَا تُزَکُّوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ﴿٪۳۲﴾
اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی ﴿ۙ۳۳﴾ وَ اَعۡطٰی قَلِیۡلًا وَّ اَکۡدٰی ﴿۳۴﴾ اَعِنۡدَہٗ عِلۡمُ الۡغَیۡبِ فَہُوَ یَرٰی
﴿۳۵﴾ اَمۡ لَمۡ یُنَبَّاۡ بِمَا فِیۡ صُحُفِ مُوۡسٰی ﴿ۙ۳۶﴾ وَ اِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی ﴿ۙ۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ
وِّزۡرَ اُخۡرٰی ﴿ۙ۳۸﴾ وَ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿ۙ۳۹﴾ وَ اَنَّ سَعۡیَہٗ سَوۡفَ یُرٰی ﴿۪۴۰﴾
ثُمَّ یُجۡزٰىہُ الۡجَزَآءَ الۡاَوۡفٰی ﴿ۙ۴۱﴾ وَ اَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الۡمُنۡتَہٰی ﴿ۙ۴۲﴾ وَ اَنَّہٗ ہُوَ اَضۡحَکَ وَ
اَبۡکٰی ﴿ۙ۴۳﴾ وَ اَنَّہٗ ہُوَ اَمَاتَ وَ اَحۡیَا ﴿ۙ۴۴﴾ وَ اَنَّہٗ خَلَقَ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰی ﴿ۙ۴۵﴾ مِنۡ
نُّطۡفَۃٍ اِذَا تُمۡنٰی ﴿۴۶﴾ وَ اَنَّ عَلَیۡہِ النَّشۡاَۃَ الۡاُخۡرٰی ﴿ۙ۴۷﴾ وَ اَنَّہٗ ہُوَ اَغۡنٰی وَ اَقۡنٰی ﴿ۙ۴۸﴾ وَ
اَنَّہٗ ہُوَ رَبُّ الشِّعۡرٰی ﴿ۙ۴۹﴾ وَ اَنَّہٗۤ اَہۡلَکَ عَادَۨا الۡاُوۡلٰی ﴿ۙ۵۰﴾ وَ ثَمُوۡدَا۠ فَمَاۤ اَبۡقٰی ﴿ۙ۵۱﴾ وَ قَوۡمَ
نُوۡحٍ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا ہُمۡ اَظۡلَمَ وَ اَطۡغٰی ﴿ؕ۵۲﴾ وَ الۡمُؤۡتَفِکَۃَ اَہۡوٰی ﴿ۙ۵۳﴾ فَغَشّٰىہَا

مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ
الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ
تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدۃ

(پارہ نمبر 27، سورۃ النجم، آیت نمبر 27 تا 62)

نوٹ: آخری آیت پڑھ لینے کے بعد سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے اس لیے آیت پڑھنے کے بعد سجدہ تلاوت کر لیجیے۔

کسی بھی مقصد کے لیے ایک ایک تسبیح صبح وشام پڑھیے

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(پارہ نمبر 28، سورۃ الطلاق، آیت نمبر 12)

ترجمہ ''کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔''

خوف، غصہ اور پریشانی خوف

غصہ اور جادو ختم کرنے کے لیے سات بار پڑھیے

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 18)

ترجمہ ''وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔ چنانچہ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔''

غصہ دور کرنے کے لیے 101 بار چینی پر دم کر کے چینی استعمال کریں، یا ہر نماز کے بعد 2 مرتبہ پڑھیں

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 134)

ترجمہ ''جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں۔''

غصہ، فتنہ دور کرنے کے لیے اکتالیس دن تک ایک بار پڑھ کر پانی پئیں

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 80 تا 81)

ترجمہ ''چنانچہ جب جادوگر آ گئے تو موسیٰ نے ان سے کہا: ''پھینکو جو تمہیں پھینکنا ہے۔'' پھر جب انہوں نے (اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو) پھینکا (اور وہ سانپ بن کر چلتی ہوئی نظر آئیں) تو موسیٰ نے کہا کہ: ''یہ جو کچھ تم نے دکھایا ہے، جادو ہے۔ اللہ ابھی اس کو ملیا میٹ کیے دیتا ہے۔ اللہ فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔''

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ۬ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ۬ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۙ۬﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۟ۛ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

دشمن، فتنہ فساد

سے بچنے کے لیے ہر نماز کے بعد 21 بار پڑھیے

وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 6، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 67)

ترجمہ ”اور اللہ تمھیں لوگوں (کی سازشوں) سے بچائے گا۔“

فتنہ سے بچنے کے لیے ایک بار پڑھیے

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 85 تا 86)

ترجمہ "اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان ظالم لوگوں کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈالیے اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات دے دیجیے۔"

دشمن سے حفاظت کے لیے تعوذ پڑھ کر 11 مرتبہ یہ آیت پڑھ کر دشمن کی طرف پھونک دیں اگر دشمن کہیں دور ہے تو اس کا تصور کر کے پھونک دیں

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

(پارہ نمبر 14، سورۃ الحجر، آیت نمبر 48)

ترجمہ "وہاں نہ کوئی تھکن ان کے پاس آئے گی اور نہ ہی ان کو وہاں سے نکالا جائے گا۔"

"فتنے سے بچنے کے لیے کسی بھی وقت بکثرت پڑھیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

(پارہ نمبر 17، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 87 تا 88)

ترجمہ ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے بے شک میں قصوروار ہوں۔ اس پر ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں گھٹن سے نجات عطا کی اور اسی طرح ہم ایمان رکھنے والوں کو نجات دیتے ہیں۔''

فتنہ، فساد اور دشمن کے خوف سے بچنے کے لیے کثرت کے ساتھ پڑھیے

وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ﴿۱۰﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ السبا، آیت نمبر 10)

ترجمہ: ''اور ان کے لیے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا ہے۔''

فتنہ، جادو اور دشمنی سے بچنے کے لیے دونوں سورتوں کو گیارہ گیارہ بار پڑھیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الفلق)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الناس)

قید سے رہائی کے لیے دوران قید اس آیت کا بکثرت ورد کیا جائے

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾

(پارہ نمبر 7، سورہ انعام، آیت نمبر 63 تا 64)

ترجمہ "کہو، خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے اس وقت تمھیں کون نجات دیتا ہے۔ جب تم اسے گڑگڑا کے اور چپکے چپکے پکارتے ہو (اور یہ کہتے ہو کہ) اگر اسی نے ہمیں اس مصیبت سے بچا لیا تو ہم ضرور بالضرور شکر گزار بندوں میں شامل ہو جائیں گے؟ کہو! اللہ ہی تمھیں اس مصیبت سے بھی بچاتا ہے اور ہر دوسری تکلیف سے بھی، پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔"

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ "ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔"

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَاُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا

یَسۡتَطِیۡعُهَا الۡبَطَلَةُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم: 804، 1874/805)

حدیث : جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رم: ۷۸۰ (۱۸۲۴))

حدیث : سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آسکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث : ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/ ۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

امن الرسول سے آخر تک:

حدیث : یہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں ہیں۔ جس گھر میں روزانہ متواتر یہ آیتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب فصل القرآن، باب ماجاء فی آخر سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۸۸۲)

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت

ایک یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کردیا تھا۔ جادو کے اثرات سے آپ ﷺ علیل

ہو گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو آ کر اطلاع دی اور بتایا کہ جادو کا عمل جس چیز میں کیا گیا ہے وہ فلاں کنویں کے اندر ہے۔ آپ ﷺ نے وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا جو جادو کی چیز کنویں سے نکال لائے۔ اس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔ آپ ہر گرہ پر ایک آیت پڑھتے اور ایک گرہ کھولتے رہے یہاں تک سب گرہیں کھل گئیں تو آپ سے اچانک ایک بوجھ سا اتر گیا۔

(مسند احمد، الرقم: ۱۸۷۸۱)

سانپ بچھو کے کاٹے کا علاج

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کو بچھو نے کاٹ لیا تو آپ نے پانی اور نمک منگوایا۔ پانی کاٹنے کی جگہ پر لگاتے جاتے اور قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ پڑھتے جاتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۭ﴿۵﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۧ﴿۶﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۧ﴿۵﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

نگاہوں کی حفاظت کا آزمودہ نسخہ

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

(المومنون : 97، 98)

اس کو 12 ہزار دفعہ پورا کرنا ہے چاہے ایک مہینے میں کریں یا دو مہینے میں اس نیت اور دعا کے ساتھ کہ اے اللہ! مجھے نگاہوں کی حفاظت کی توفیق عطا فرما۔

(ازافادات: حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالی رحمہ اللہ)

رزق میں کشادگی کے لیے ہر روز 7 بار پڑھیے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً

(پارہ نمبر 7، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 114)

ترجمہ ”یا اللہ! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار دیجیے۔“

آفس اور دکان کی برکت کے لیے

درج ذیل آیت لکھ کر لگائیں

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ

فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ ۟ وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ وَ
الۡقُرۡاٰنِ ؕ وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِعَہۡدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَیۡعِکُمُ الَّذِیۡ بَایَعۡتُمۡ بِہٖ ؕ وَ
ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۱۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورہ توبہ، آیت نمبر 111)

ترجمہ ”واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اوران کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت انہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے تورات اور انجیل میں بھی لی ہے اور قرآن میں بھی۔ اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ لہٰذا اس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کرلیا ہے اور یہی زبردست کامیابی ہے۔“

رزق کے لیے کسی بھی وقت 33 بار پڑھیے

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّیۡنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ بِرَحۡمَۃٍ مِّنَّا وَ مِنۡ خِزۡیِ
یَوۡمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ ﴿۶۶﴾

(پارہ نمبر 12، سورہ ھود، آیت نمبر 66)

ترجمہ ”پھر جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے صالح کو اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے، ان کو اپنی خاص رحمت کے ذریعے نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے بچالیا۔ یقیناً تمہارا پروردگار بڑی قوت کا، بڑے اقتدار کا مالک ہے۔“

برکت کے لیے چالیس بار عشا کے بعد پڑھیے

رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ﴿۲۴﴾

(پارہ نمبر 20، سورۃ القصص، آیت نمبر 24)

ترجمہ ”میرے پروردگار! جو کوئی بہتری تو مجھ پر اوپر سے نازل کردے میں اس کا محتاج ہوں۔“

رزق کے لیے فجر کی نماز کے بعد گیارہ بار پڑھیے

اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَ یَقۡدِرُ لَہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۶۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 62)

ترجمہ ”اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں کشادگی کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا مکمل علم رکھتا ہے۔“

رزق کے لیے بکثرت پڑھیے

فَاَقِمۡ وَجۡہَکَ لِلدِّیۡنِ حَنِیۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰہِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡہَا ؕ لَا تَبۡدِیۡلَ
لِخَلۡقِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ ٭ۙ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿٭ۙ۳۰﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 30)

ترجمہ ”لہٰذا تم یک سو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف قائم رکھو۔ اللہ کی بنائی ہوئی اس فطرت پر چلو جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی

نہیں لائی جا سکتی۔ یہی بالکل سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔‘‘

برکت کے لیے بکثرت پڑھیے

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ لقمان، آیت نمبر 25 تا 26)

ترجمہ ’’اور اگر تم ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ ’’اللہ‘‘ کہو ’’الحمد للہ!‘‘ اس کے باوجود ان میں سے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ اللہ ہی کا فی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بے شک اللہ ہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے، بذاتِ خود قابل تعریف ہے۔‘‘

رزق کے لیے اور کسی بھی مقصد کے لیے 101 مرتبہ کسی بھی وقت بکثرت پڑھیے

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

(پارہ نمبر 24، سورہ المومن، آیت نمبر 44)

ترجمہ ’’اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ سارے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔‘‘

کشادہ رزق حاصل کرنے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 19)

ترجمہ ''اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ وہی ہے جو قوت کا بھی مالک ہے اقتدار کا بھی مالک ہے۔

علم میں ترقی کے لیے فجر کی نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ ''پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے۔''

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے
یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

سورۂ یٰسین کی فضیلت

حدیث: سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۷۶)

حدیث: جو سورۂ یٰسین کو دن کے شروع حصہ میں پڑھ لے گا جس کی حاجت پوری ہو گی۔ (سنن الدارمی: ۳۴۱۹)

رزق میں برکت کے لیے (ہر فرض نماز کے بعد)

اوّل و آخر درود شریف (ابراہیمی) 7 مرتبہ سورہ قریش

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍۙ ۝١ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِۚ ۝٢ فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِۙ ۝٣
الَّذِىۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ۝٤

اس کے علاوہ سچ بولنا، صدقہ کثرت سے کرنا، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

صلوٰۃ الحاجۃ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو۔ خواہ

اللہ جل شانہ سے متعلق ہو یا کسی بندے سے تو اس کو چاہیے کہ خوب اچھی طرح وضو کرے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھے۔ پھر اللہ کے حضور میں اس طرح عرض کرے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ۝ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ۝ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ۝ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۝ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی مالک و معبود نہیں۔ وہ بڑے حلم والا اور بڑا کریم ہے پاک اور مقدس ہے وہ اللہ جو عرش عظیم کا بھی رب اور مالک ہے۔ ساری حمد و ستائش اس اللہ کے لیے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اُن اعمال اور اُن اخلاق و احوال کا جو تیری رحمت کا موجب اور وسیلہ اور تیری مغفرت اور بخشش کا پکا ذریعہ بنیں اور تجھ سے طالب ہوں ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے اور حصہ لینے کا، ہر گناہ اور مصیبت سے سلامتی اور حفاظت کا۔ خداوند! میرے سارے ہی گناہ بخش دے اور میری ہر فکر اور پریشانی دور کر دے اور میری ہر حاجت جس سے تو راضی ہو اُس کو پورا فرما دے۔ اے ارحم الرحمٰن سب مہربانوں سے بڑے مہربان۔

شادی کے لیے ایک تسبیح فجر کے بعد پڑھیے

اِنَّمَآ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡـًٔا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ ﴿۸۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ یٰس، آیت نمبر 82)

ترجمہ ''اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کر لے تو صرف اتنا کہتا ہے ''ہو جا'' بس وہ ہو جاتی ہے۔

آپس میں محبت اور اتفاق کے لیے روزانہ 11 بار پڑھیں

وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیۡنَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ﴿۶۳﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ انفال، آیت نمبر 63)

ترجمہ ''اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کر دی۔ اگر تم زمین بھر کی ساری دولت بھی خرچ کر لیتے تو ان کے دلوں میں یہ الفت پیدا نہ کر سکتے، لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا وہ یقیناً اقتدار کا بھی مالک ہے۔ حکمت کا بھی مالک ہے۔''

خاوند کی ناراضگی دور کرنے کے لیے!!!

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَهُمۡ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوۡ یَرَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اِذۡ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ ۙ اَنَّ الۡقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیۡعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِیۡدُ الۡعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ (البقرة : 165)

خاصیت: جس کا شوہر ناراض ہو اس آیت کو (11 بار) شیرینی پر پڑھ کر کھلائے، ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہوجائے گا مگر واضح رہے کہ ناجائز مواقع (مثلاً غیر شادی شدہ کے لیے) اثر انداز نہیں ہوگا۔

(اعمال قرآنی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

حمل اور اولاد

حمل ٹھہرنے کے لیے عشاء کے بعد 40 دن تک 100 بار پڑھے

فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 189)

ترجمہ ”پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو عورت نے حمل کا ایک ہلکا سا بوجھ اٹھالیا، جسے لے کر وہ چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں (میاں بیوی) نے اللہ سے دعا کی کہ ”اگر تو نے ہمیں تندرست اولاد دی تو ہم ضرور تیرا شکر ادا کریں گے۔“

خوب صورت بچے کے لیے سورۂ یوسف نو ماہ تک روزانہ ایک بار پڑھیے قرآن حکیم کے 12 ویں پارے میں ہے۔

اولاد کے لیے 41 مرتبہ تین ماہ تک دودھ پر پھونک کر پئیں

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِکُمۡ وَ اَلۡوَانِکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ
لَاٰیٰتٍ لِّلۡعٰلِمِیۡنَ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''اور اُس کی نشانیوں کا ایک حصہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ یقیناً اس میں دانش مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔''

ضدی بچوں پر 11 مرتبہ پڑھ کر دم کریں

اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 13)

ترجمہ ''اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔''

اولاد کی فرماں برداری کے لیے تین بار
ہر روز پڑھ کر دم کریں

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا
تَرۡضٰىہُ وَ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚؕ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَ اِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۵﴾

(پارہ نمبر 26، سورۃ الاحقاف، آیت نمبر 15)

ترجمہ ''یا رب! مجھے توفیق دے دیجیے کہ میں آپ کی اُس نعمت کا شکر ادا کروں جو آپ

نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی اور ایسے نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہو جائیں اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صلاحیت دے دیجیے میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں فرماں برداری میں شامل ہوں۔''

حمل کے لیے ایک سو گیارہ بار نو ماہ تک پڑھیے
لڑکے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿١٢﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾

(پارہ نمبر 29، سورۃ نوح، آیت نمبر 12 تا 13)

ترجمہ ''اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور تمہاری خاطر نہریں مہیا کر دے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرتے۔''

جو بے اولاد ہو تو دو نفل پڑھ کر چالیس بار یہ پڑھیں اور دعا مانگیں

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ﴿٢﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿٣﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الکوثر)

ترجمہ ''(اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دی ہے۔ لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو، یقینی جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔''

اولاد اور گھر والوں کی اصلاح کے لیے!

اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لیے ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ آیت مبارکہ پڑھیں:

”رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا○

(سورۃ الفرقان: 74)

سکون

ڈپریشن دور کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾

(پارہ نمبر 9، سورۃ الانفال، آیت نمبر 11)

ترجمہ ”تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے، اور اس کے ذریعے (تمہارے) پاؤں اچھی طرح جما دے۔“

کسی سے اپنا گھر خالی کرانا ہو اور وہ خالی نہ کر رہا ہو تو بکثرت پڑھیے

وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ﴿۴﴾

ترجمہ ”اس کے اندر جو کچھ ہے وہ اسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔“

مطلوبہ جگہ تبادلے (ٹرانسفر) کے لیے

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 80)

ترجمہ ”یارب! مجھے جہاں داخل فرما اچھائی کے ساتھ داخل فرما اور جہاں سے نکال اچھائی کے ساتھ نکال اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ تیری مدد ہو۔“

دل کی گھبراہٹ کے وقت 11 مرتبہ آیات پڑھیے

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵۳﴾

(پارہ نمبر 23، سورۃ الزمر، آیت نمبر 53)

ترجمہ ”کہہ دو کہ ”اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقین جانو اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔“

نیند نہ آئے تو ایک مرتبہ پڑھیے اور پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھیے

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ احزاب، آیت نمبر 56)

ترجمہ "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٩﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ "ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔"

دنیا وآخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ الۡعَافِیَةَ وَالۡمُعَافَاةَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ

(ترمذی: ۳۵۱۲، عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:...... ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آکر یہی سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہی دعا بتائی، جب تیسرے دن آکر اس نے یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی دعا بتائی اور فرمایا: جب تمہیں دنیا وآخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہوگئے۔

دل کو محبت الٰہی سے بھرنے کا نسخہ

لَا مَرۡغُوۡبِیۡ اِلَّا اللہ. لَا مَطۡلُوۡبِیۡ اِلَّا اللہ.

لَا مَحۡبُوۡبِیۡ اِلَّا اللہ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ.

جو انسان روزانہ ہر نماز کے بعد 41 بار یا دن میں تین سو (300) بار پڑھے گا ان شاء اللہ اس کے دل کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے غیر سے خالی فرما کر اسے اپنی محبت خاصہ عطا فرمائیں گے۔

نوٹ: یہ عمل مستقل کرتے رہیں جب تک کہ مقصود حاصل نہ ہو۔

(از افادات: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم)

آخرت اور مغفرت

سورۂ ملک کی فضیلت

حدیث 1 قرآن میں تیس آیات کی ایک سورت ہے جس نے آدمی کے لیے شفاعت کی حتیٰ کہ اس کی بخشش ہوگئی، وہ تبارك الذی بیدہ الملك ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ الملک، رقم:۲۸۹۱)

حدیث 2 جو اس سورت کو ہر رات میں پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے بچالے گا۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورۃ الملک، رقم:۲۸۹۰)

حدیث 3 رسول اللہ ﷺ رات کو سوتے وقت الم تنزیل (سورۃ السجدہ) اور تبارک الذی (سورۃ ملک) دونوں سورتیں پڑھ کر سوتے۔

حدیث 4 اپنے پڑھنے والوں کی مغفرت کا اس وقت تک سوال کرتی رہتی ہے کہ اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

سورۂ اخلاص کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب جمع ہوجاؤ تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو آپ ﷺ تشریف لائے اور (قل ھو اللہ احد) پڑھی اور ارشاد فرمایا یہ سورۃ ایک تہائی (یعنی تیسرا حصہ) قرآن کے برابر ہے۔ (صحیح المسلم، صلاۃ المسافرین، فضائل القرآن، رقم:۸۱۲)

صبح وشام یہ سورتیں ضرور پڑھیں

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾

(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم:۵۸۹)

اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ میں آنے کے لیے بہترین سورتیں ہیں۔'' (سنن النسائی، کتاب الاستعاذہ، باب ماجاء فی سورۃ المعوذتین، رقم:۵۴۳۴)

حدیث: سوتے وقت آپ ان دونوں سورتوں کو ہتھیلیوں پر دَم کرکے پورے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔اسی طرح یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، رقم:۵۰۱۷)

حدیث: کیا تم نہیں دیکھتے کہ آج کی رات ایسی آیات اتری ہیں کہ ان کی مثل کبھی نہیں گئیں اور وہ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ اور قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ ہیں۔

دنیا وآخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡۤ اَسۡئَلُكَ الۡعَافِيَةَ وَالۡمُعَافَاةَ فِي الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ

(ترمذی:۳۵۱۲،عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:......ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین

فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آ کر یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے یہی دعا بتائی، جب تیسرے دن آ کر اس نے یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے یہی دعا بتائی اور فرمایا: جب تمہیں دنیا و آخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔

قرض کی ادائیگی

دوسرا شخص آپ کی ذاتی رقم واپس نہ کر رہا ہو تو اپنا پیسہ وصول کرنے کے لیے پڑھیے

وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

(پارہ نمبر 13، سورہ یوسف، آیت نمبر 56)

ترجمہ "اور اس طرح ہم نے یوسف کو ملک میں ایسا اقتدار عطا کیا کہ وہ اس میں جہاں چاہیں، اپنا ٹھکانہ بنائیں۔ ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں، پہنچاتے ہیں اور نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔"

ادائے قرض کے لیے نبوی دعا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا جو کہ مقروض تھا اور قرض کے ادا کرنے سے عاجز ہونے پر آپ سے اعانت کا طالب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے ایسا کلمہ نہ

سکھا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے؟
''اگر جبلِ صبیر کے برابر بھی قرضہ ہو تو اللہ تعالیٰ ادا فرما دیں گے'':

أَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

ترجمہ اے اللہ! کافی فرمادے میرے لیے حلال کو حرام کے مقابلے میں اور اپنے فضل سے مجھے غنی بنادے اپنے علاوہ سے۔

(ترمذی، ترغیب جلد 2، صفحہ: 613)

مسنون دعائیں واذکار

فائدہ: ان دعاؤں کو اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل فرمائیں اور اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیں اور دنیا وآخرت کی برکتیں حاصل کریں۔

وضو کے وقت کی خاص دعا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

جو شخص وضو کے وقت یہ دعا پڑھ لے اس کی مغفرت کا پرچہ لکھ کر مہر لگا کر رکھ لیا جاتا ہے، قیامت تک اس کی مہر توڑی نہ جائے۔ اور بخشش کا حکم برقرار رہے گا۔

(طبرانی اوسط جلد 2 صفحہ 123)

① تمام گناہوں کے کفارہ کے لیے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (۳) مرتبہ پڑھیں:

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ الَّذِیۡ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وَأَتُوۡبُ إِلَیۡہِ

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور کائنات کو تھامنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔

② جنت کا پروانہ لینے کے لیے سید الاستغفار (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ رَبِّیۡ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ خَلَقۡتَنِیۡ وَاَنَا عَبۡدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھۡدِكَ وَوَعۡدِكَ مَا اسۡتَطَعۡتُ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ شَرِّ مَا صَنَعۡتُ اَبُوۡٓءُ لَكَ بِنِعۡمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوۡٓءُ لَكَ بِذَنۡبِیۡ فَاغۡفِرۡ لِیۡ فَاِنَّہٗ لَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ (بخاری شریف)

اے اللہ آپ میرے رب ہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا فرمایا، میں تیرا بندہ ہوں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جہاں تک ہو سکے میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے بُرے اعمال کے شر سے جو میں نے کے۔ میں آپ کی عطا کردہ نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا۔

③ دنیا آخرت کے تمام مسائل کے حل میں اللہ کے کافی ہونے کے لیے (۷) مرتبہ پڑھیں۔ (ابوداؤد)

حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

④ ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

⑤ جن بھوت سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ترمذی)

آیۃ الکرسی. (مکمل)

حٰمٓ ۚ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ ② غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِى الطَّوْلِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③

حٰم۔ یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت سزا دینے والا ہے، قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اسی کے پاس سب کو جانا ہے۔

⑥ دعا سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حادثات سے بچنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (کنز العمال جمع الجوامع)

اے اللہ آپ میرے پروردگار ہیں کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے میں آپ پر ہی بھروسہ کرتا ہوں اور آپ ہی عزت والے عرش کے رب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوگیا جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، گناہوں سے بچنے اور نیکی پر لگنے کی طاقت صرف اس بلند و برتر عظیم ذات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز پر قادر ہے، اور بے شک اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر چوپائے کے شر سے بے شک آپ ہی اس کو پیشانی کی چوٹی سے پکڑنے والے ہیں، بے شک میرے پروردگار سیدھے راستہ پر ہیں۔

⑦ ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (ترمذی، ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

⑧ ستر ہزار فرشتوں کی دعا اور شہادت کی موت کے لیے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۳ مرتبہ)

میں اللہ تعالیٰ بہت سننے والے جاننے والے کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٤﴾ (۱ مرتبہ)

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا ہے وہی رحمٰن اور رحیم ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس سراسر سلامتی والا امن دینے والا نگہبان سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا۔ پاک ہے اللہ اُس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے۔ اس کے لیے بہترین نام ہیں ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح کر رہی ہے۔ اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔

⑨ دس نیکیاں لینے، دس گناہ مٹوانے، دس درجات کی بلندی، دس غلاموں کی آزادی کا اجر لینے، شیطان اور ہر مکروہ چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (بخاری)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے سارا ملک ہے اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

⑩ دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل و عیال کی ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰٓى اَهْلِيْ وَمَا لِيْ وَوَلَدِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِيِّ ۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکوں کاروں کا کارساز ہے۔

⑪ قیامت کے دن اللہ کی رضا کے یقینی حصول کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ترمذی)

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا

میں اللہ کو رب اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔

⑫ دن رات کی نعمتوں کا شکرانہ ادا کر کے نعمتوں میں اضافے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ

اَلْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ (ابوداؤد)

اے اللہ جو کوئی بھی نعمت مجھے یا تیری کسی بھی مخلوق کو (آج صبح ملی ہے) (آج شام ملی ہے) وہ صرف اور صرف تیری ہی طرف سے ملی ہے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ تعریف تیرے ہی لیے ہے اور تیرے ہی لیے سب شکر ہے۔

نوٹ: صبح کے وقت (ما اصبح) اور شام کے وقت (ما امسی) پڑھیں۔

⑬ جہنم کی آگ سے آزادی و مغفرت کے لیے (۱) مرتبہ صبح پڑھیں:

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ اَمْسَيْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَآئِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ. (ابوداؤد)

اے اللہ میں نے اس حال میں صبح کی شام کی کہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے عرش کو اٹھانے والوں اور تیرے فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں اس بات پر کہ اللہ تو ہی ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔

⑭ صبح کے وقت اللہ کی حمد وثنا کے بعد دن کی ساری بھلائیاں مانگنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں:

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا

الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ رَبِّ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسْلِ وَسُوْٓءِ الْكِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

ہم نے اور سارے ملک نے اللہ کے لیے صبح کی اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارا ملک اسی کے لیے ہے اور سب تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے میرے رب! میں تجھ سے اس دن میں اور اس دن کے بعد کی بھلائی اور بہتری کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے اس دن میں اور اس دن آنے والے ہر شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے رب! میں تجھ سے سستی اور بڑھاپے کی پناہ مانگتا ہوں۔ یارب! میں تجھ سے جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

⑮ دین ودنیا کی بھلائیاں مانگنے اور ہمہ قسم بلاؤں کے حملوں سے بچنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَأَهْلِیْ وَمَا لِیْ. اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِیْ. اَللّٰهُمَّ احْفِظْنِیْ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ يَّمِيْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ

سے اپنے دین اور دنیا اور اپنے اہل وعیال اور مال میں معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔
اے اللہ تو میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرما اور میرے خوف اور پریشانی کو امن سے بدل
دے اے اللہ! تو میرے آگے سے اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں اور میرے
بائیں سے بھی اور میرے اوپر سے بھی میری حفاظت فرما۔ اور میں آپ کی عظمت کی پناہ
میں آتا ہوں ہے کہ مجھے نیچے سے اچانک ہلاکت میں ڈال دیا جائے۔

⑯ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مدد طلب کرنے کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (مستدرک حاکم)

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ
وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ

اے زندہ اور قائم رکھنے والے میں آپ کی رحمت کے واسطہ سے آپ سے فریاد کرتا
ہوں۔ میرے حال کو پورے طور پر بہتر فرما دے اور مجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی
میرے نفس کے سپرد نہ فرما۔

⑰ ادائیگی قرض اور ہر پریشانی سے نجات کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔ (ابوداؤد)

اَللّٰهُمَّ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ
الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر مندی اور رنج سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بے بس ہو جانے سے اور سستی کے آ جانے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور کنجوسی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبہ سے اور لوگوں کی زور آوری سے۔

⑱ اوراد و اذکار میں تقصیر کی تلافی (کمی کو پورا کرنے) کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ (ابوداوٗد)

پس تم اللہ کی شام کے وقت اور صبح کے وقت پاکی بیان کرو اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور زوال کے بعد اور ظہر کے وقت وہی ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے بنجر ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

⑲ ساری مخلوق کے اعمال کے برابر پانے کے لیے اس درود پاک کو (۱۰) مرتبہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَا يَنْبَغِيْ لَنَآ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى

مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ

اے اللہ رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر تیری مخلوق میں سے آپ پر درود بھیجنے والوں کی تعداد کے برابر۔ اور درود نازل فرما نبی کریم محمد ﷺ پر جیسا کہ ہمیں آپ پر درود بھیجنا مناسب ہے۔ اور درود نازل فرما نبی کریم محمد ﷺ پر جیسا کہ ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔

⑳ اہل وعیال اور گھر کو راحت وچین کا مرکز بنانے کے لیے یہ درود شریف (۱۱) مرتبہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلَ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اے اللہ رحمت نازل فرما نبی کریم ﷺ پر اور آپ کی بیویوں پر جو ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ اور آپ ﷺ کی اولاد پر اور آپ ﷺ کے گھر والوں پر جیسا کہ رحمت نازل فرمائی تو نے سید ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو تعریف کے لائق بزرگی والا ہے۔

سورتوں کے فضائل احادیث مبارکہ کی روشنی میں

سورۂ بقرہ کی فضیلت

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَأُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم:804،805/1874)

حدیث: جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

(صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رم: ۷۸۰ (۱۸۲۴))

حدیث: سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آ سکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث: ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/ ۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

امن الرسول سے آخر تک:

حدیث : یہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں ہیں۔ جس گھر میں روزانہ متواتر یہ آیتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب فضل القرآن، باب ماجاء فی آخر سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۸۸۲)

سورۂ کہف کی فضیلت

حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔ اس لیے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔ (ابوداؤد، الملاحم، خروج الدجال: ۲/ ۲۳۷)

حدیث : جو اس کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب فضل سورۃ الکہف، رقم: ۸۰۹)

سورۂ یٰسین کی فضیلت

حدیث: سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۷۶)

حدیث : جو سورۂ یٰسین کو دن کے شروع حصہ میں پڑھ لے گا اس کی حاجت پوری ہوگی۔ (سنن الدارمی: ۳۴۱۹)

اللہ اللہ اللہ

معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

1 استغفار 1 تسبیح صبح 1 شام

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

2 درود شریف 1 تسبیح صبح 1 شام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلَّم

3 تلاوت قرآن

ایک پارہ روزانہ

4 مراقبہ

تھوڑی دیر کے لیے سب کاموں سے ہٹ کٹ کر اللہ کی یاد میں گردن جھکا کر بیٹھنا، اور یہ نیت کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آ رہی ہے اور میرے دل میں سما رہی ہے، میرے گناہوں کی ظلمت وسیاہی دور ہو رہی ہے اور میرا دل شکریہ کے طور پر کہہ رہا ہے: اَللّٰہ، اَللّٰہ، اَللّٰہ۔

5 وقوفِ قلبی

چلتے، پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے ہر دم توجہ اللہ تعالیٰ کی رکھنا۔

6 رابطہ شیخ

دین سیکھنے کے لیے اپنے شیخ سے آگاہی لینا۔

اللہ اللہ اللہ

ابراھیم اکیڈمی
IBRAHIM ACADEMY

جامعہ رقیہ للبنات
JAMIA RUQIYA LIL-BANAT

ابراہیم اکیڈمی وجامعہ رقیہ للبنات

اغراض ومقاصد

ابراہیم اکیڈمی و جامعہ رقیہ للبنات کی بنیاد حضرت شیخ حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کی اجازت اور دعاؤں سے خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے رکھی گئی ہے۔نئی نسل کو مذہب سے قریب کرنا اور اسلامی آداب وثقافت سے روشناس کرانا۔دور حاضر کے مسائل کا شرعی حل پیش کرنا۔قرآن و حدیث کی روشنی میں علم الاخلاق (یعنی تصوف) کو اجاگر کرنا تاکہ مسلمانان عالم کی معیشت،معاشرت معاملات میں نبی کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ آجائے۔معاشرے کو کفر کی بے راہ روی، بے حیائی سے نکال کر اسلام کی باحیا و پاکیزہ زندگی کی طرف لانا۔موجودہ دور کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے جدید انداز میں تصنیفی اور تالیفی شعبے کا قیام۔

ہماری ترجیح!

تعلیم کے ساتھ ساتھ معاشرتی و روحانی تربیت کا اہتمام ان شاء اللہ۔امت کو ایسے نوجوان مہیا کرنا جن کی تنہائیاں اللہ تعالیٰ کی یاد سے آباد اور گناہوں سے پاک ہوں۔ہر

اللہ اللہ اللہ

ممکن اور مناسب ذریعے سے امت تک مثلاً سوشل میڈیا (فیس بوک، واٹس ایپ، ٹیلی گرام وغیرہ) کے ذریعے سے شرعی حدود میں رہتے ہوئے اسلامی تعلیمات کو پہنچانا۔ زمینی اداروں کے ساتھ ساتھ دور دراز کے مسلمانوں کی دینی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے ''آن لائن'' کلاسز کا اہتمام۔ تاکہ ان تک بھی اسلامی تعلیمات پہنچانے کا اہتمام ہو جائے۔ تعلیم و تعلّم کے ساتھ ''اصلاحی تربیت'' کا بطور اہم و خاص اہتمام، تاکہ تعلیم و تعلّم کا مقصد اصلی حاصل ہو۔ نبی کریم ﷺ کی سنن مبارکہ پر مشتمل بیانات کی کتابی شکل ''گلدستہ سنت'' کی زیادہ سے زیادہ ترویج۔ بچوں کے لیے جدید آلات مثلاً پروجیکٹر وغیرہ کے ذریعے سے اسلامی و اصلاحی تربیتی ورکشاپس و سمر کیمپس و ونٹر کیمپس۔ خواتین کے لیے ان کی ضروریات و ذمہ داریوں کے اعتبار سے مختلف ورکشاپس و کورسز۔ حفظ قرآن کی کلاسز کا قیام۔

40 روزہ ورکشاپ

اس میں ہر عمر کی خواتین شامل ہو کر تجوید قرآن، تفسیر، حدیث اور روزمرہ پیش آمدہ فقہی مسائل کا علم حاصل کر سکیں گی۔ امت کی خواتین کی ایسی تربیت کرنا کہ وہ اپنی عادات و اطوار میں اسلاف کا نمونہ ہوں، تاکہ ان کی گود میں تربیت حاصل کرنے والے بچے بھی اسلاف کے بچوں کا نمونہ ہوں، بلکہ اپنے پورے کنبے کی اصلاح اور دین پر چلنے کے لیے معاون ہوں۔ سارا سال طالبات (حاضر و آن لائن) کے لیے تفسیر کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک میں دورہ قرآن کی کلاسز کا انعقاد۔

اللہ اللہ اللہ

الحمدللہ! ہماری پانچ شاخیں کام کر رہی ہیں۔

1 ٹاؤن شپ 2 شاہ جمال 3 شاہدرہ 4 مغلپورہ 4 آن لائن

مرکزی شاخ کے لیے 1000 گز (2 کنال) جگہ خریدی گئی ہے، جس کی قیمت کی ادائیگی کے بعد بیسمنٹ سمیت تین سے چار منزلوں کی تعمیر کے لیے خطیر رقم درکار ہے۔ جہاں پر ابتدائی طور پر ''تعلیم قرآن''، ''تحفیظ قرآن''، ''ناظرہ قرآن'' بچوں اور ہر عمر و شعبہ کے مرد حضرات کے لیے شروع کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ

ہماری مستقبل کی ضروریات و منصوبے!!!

اسلامی و اصلاحی ماحول و عملہ سے آراستہ عصری اسکولز کا سلسلہ۔

شرعی دائرہ کار میں رہتے ہوئے ایسے خاکے (کارٹونز) بنانا جن کے ذریعے سے چھوٹے بچوں کی اسلامی تربیت کی جا سکے۔ مرد حضرات کے لیے بزنس، حلال و حرام غذائیں، قربانی ورکشاپ، حج ورکشاپ، کفن، دفن ورکشاپ اور دیگر حسب موقع و ضرورت ورکشاپس و پریزنٹیشن سیشنز کا اہتمام۔ غرباء و مستحقین کی مدد (مثلاً جامعہ رقیہ کی مستحق طالبات کے لیے شادی و جہیز وغیرہ کا انتظام، مستحق مریضوں کے لیے شفاء خانہ یا ادویات اور علاج معالجے میں تعاون اور دیگر ضروری حاجات کا انتظام)۔ مرد حضرات کے لیے بھی آن لائن مختلف کلاسز و کورسز کا قیام۔

اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ

تعلیم بالغاں

اس شعبہ میں صبح کے اوقات میں مصروف احباب مثلاً اسٹوڈنٹس، کاروباری حضرات، ملازمین غرض کسی بھی شعبے اور عمر کے احباب شام کے ٹائم شریک ہوسکیں گے۔

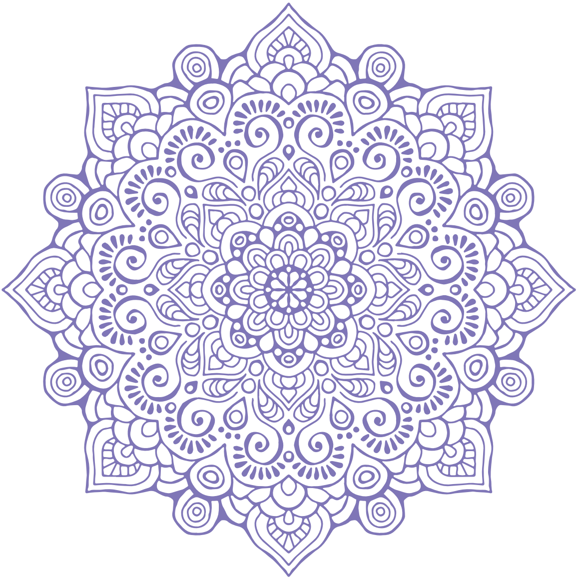
سیرت میوزیم کا قیام

جس میں نبی کریم ﷺ کے زمانے کے مکہ اور مدینہ کو مثالی ماڈلز کے ذریعے سیرت کے شائقین کے لیے سیرابی کا سامان کرنا۔ان سب مقاصد کو پورا کرنے کے لیے بقدر ضرورت تعمیرات۔ ہماری فوری واہم ضروریات: ابراہیم اکیڈمی کی مرکزی شاخ کے لیے خریدی گئی جگہ کی قیمت کی ادائیگی۔

ہماری ماہانہ ضروریات

اساتذہ وعملہ کے وظائف۔ طالبات کے لیے ٹرانسپورٹ۔ یوٹیلیٹی بلز اور دیگر اخراجات۔مختلف توسیعی وتعمیراتی کاموں میں حسب توفیق وذوق اپنا حصہ ڈال کر اللہ تعالیٰ سے نفع کا سودا کریں، کیونکہ آپ کا یہ تعاون اللہ تعالیٰ کے آخرت کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتا رہے گا اور دنیا میں اللہ تعالیٰ رزق میں برکت عطا فرمائیں گے۔مشکلات آسان ہوں گی۔عمر میں برکت ہوگی۔ برے خاتمے سے حفاظت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی دور ہو کر اللہ کی رضا حاصل ہوگی ان شاء اللہ۔

اللہ اللہ اللہ



گلہائے رنگارنگ

علمی، ادبی، قرآنی نورانی
حقائق ودقائق، لطائف ووظائف
عجائب ونوادر، لعل وجواہر، مخفی و
ظاہر اسرار ومعانی کے علاوہ صحابہؓ وتابعینؒ،
ائمہ مجتہدینؒ، صوفیاء، مجاہدینؒ، علماء
صلحاء، اتقیاء، اذکیاء کے چشم کشا بصیرت
افزاء حالات وواقعات، تاجدار گداؤں
اور بے تاج بادشاہوں کی عبرتناک
حکایات اور اردو زبان وادب کے نامور
معماروں، قلمکاروں کے شاہکار
شہ پاروں پر مشتمل
خوب صورت گلدستہ

تقریظ
مولانا محمد اسلم شیخوپوری

تاثرات
ابن الحسن عباسی

ترتیب وتالیف
مولانا ثناء اللہ شجاع آبادی

مکتبہ عمر فاروقؓ

کمالاتِ اشرفیہ

گلہائے رنگارنگ

علمی، ادبی، قرآنی نورانی
حقائق ودقائق، لطائف ووظائف
عجائب ونوادر، لعل وجواہر، مخفی و
ظاہر اسرار ومعانی کے علاوہ صحابہؓ وتابعینؒ،
ائمہ مجتہدین، صوفیاء، مجاہدین، علماء
صلحاء، اتقیاء، اذکیا کے چشم کشا بصیرت
افزاء حالات وواقعات، تاجدار گداؤں
اور بے تاج بادشاہوں کی عبرت ناک
حکایات اور اردو زبان وادب کے نامور،
معماروں، قلم کاروں کے شاہکار
شہ پاروں پر مشتمل
خوب صورت گلدستہ

*

مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی

تقریظ
محمد اسلم شیخوپوری

تاثرات
ابن الحسن عباسی

نام کتاب .... گلہائے رنگارنگ

مرتب .... مولانا ثناء اللہ شجاع آبادی

اشاعت .... نومبر 2011

تعداد 1100

طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر .... فیاض احمد

0334-3432345
021-34594144

مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

ای میل..... M forooq12317@yaho.com
E-mail:

ملنے کے پتے

دارالاشاعت ، اردو بازار کراچی
اسلامی کتب خانہ ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
قدیمی کتب خانہ ، آرام باغ کراچی
ادارۃ الانور ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ رشیدیہ ، سرکی روڈ کوئٹہ
کتب خانہ رشیدیہ ، راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ العارفی ، جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مکتبہ رحمانیہ ، اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید ، اردو بازار لاہور
مکتبہ علمیہ ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ
وحیدی کتب خانہ ، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

نقشِ آغاز

اللہ ہی کے لئے ہیں مشرق و مغرب، اور صرف مشرق و مغرب ہی نہیں شمال و جنوب بھی اللہ ہی کیلئے ہیں۔ کون و مکاں کے سب کونے کھدرے، سب نشیب و فراز، سب دشت و جبل، سب اندھیرے اُجالے اور سب ایام و شہور اللہ ہی کیلئے ہیں، یخ بستہ ہوائیں ہوں یا جلاتی جھلساتی فضائیں، موسم پت جھڑ کا ہو یا مشکبار بہاروں اور مرغزاروں کا، کون ہے جو ان پر حاکمیت اور قدرت کا دعویٰ کرے سوائے اللہ کے؟ ان کی تاثیر و تنویر، تطہیر و تبخیر اور تعجیل و تاخیر کا ریموٹ کنٹرول بھی تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

کس قدر حیرت انگیز ہے ایک مشتِ خاک کا یہ جذبہ تکبر و نخوت کہ وہ شعوری یا لاشعوری طور پر اس ذاتِ عظیم الصفات کے وجود کا انکار کرتا ہے اور کبھی اس کے مقابلے کیلئے لنگوٹ کس لیتا ہے، اس کے احکام کو توڑتا مروڑتا پھر اچھلتا، پھدکتا اور قہقہے لگاتا ہے، اللہ اگر چاہے تو اس مجسمۂ حقارت و غلاظت کے قدموں کی زمین کو دو گز نیچے لے جا کر اوپر سے برابر کر دے، اور یہ کارروائی اس قدر خفیہ رہے کہ اس کے یمین و یسار کو کانوں کان بھی خبر نہ ہو، اور اس کے ہم ذات اسے تلاش کرتے کرتے چٹانوں سے سر ٹکرا ٹکرا کر خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق بن جائیں۔

کسی فردِ واحد یا چند افراد و احزاب کی کیا مجال، اللہ اگر چاہے تو گردشِ لیل و نہار کو چند لمحوں کیلئے تھم جانے یا جم جانے کا حکم فرمائے تو کائنات کی ہر ظاہر و باہر وسعت میں اور گہرائیوں یا پنہائیوں میں خفتہ و خوابیدہ مخفی و مستور اس کے تمام اعداء اور عصر حاضر کے تمام فراعنہ و نماریدہ موسم کی برودت و جمودت یا حدت کی شدت کی تاب نہ لا کر بھسم ہو جائیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ایسی کوئی

کارروائی قبل از وقت ہونے کیوں لگی؟ کیا ہم مسلمانوں کا اللہ ہماری طرح بے صبر اور جلد باز ہے؟ کیا اس کے انعامات اور خزائن سے کچھ کم ہوگیا ہے کہ دشمنوں پر ضائع کرنے کا اسے دکھ ہو؟ کیا کل کو اسے کسی کمزوری کے غالب آجانے کا اندیشہ ہے کہ آج وہ اپنی قوت وشجاعت کی دھاک بٹھانے کیلئے جلد از جلد کوئی کارروائی ڈال کر ان نام نہاد شہ زوروں کو ملیامیٹ کردے؟ کیا وہ حلیم وکریم، عفو غفور اور بصیر وقدیر نہیں ہے؟ اور کیا اس کی کوئی صفت زوال پذیر ہے؟ اور کیا وہ اپنے کمزور بندوں پہ ظلم ہوتا دیکھ کر اہلِ زور وزر اور ظلم وجبر کے مقابل ہر میدان میں خود اتر آئے یا اپنی خصوصی افواج کی پلٹنیں بھیج دیا کرے تو یہ ''بے چارے'' اور مظلوم لوگ اپنی کمزوری پر قناعت کر کے ہڈحرام نہیں بن جائیں گے؟ ______ ان سب سوالوں پر غور فرمائیے!

......☆......

عصرِ حاضر کا مظلوم اور غریب وکمزور مسلمان جن آفات وابتلاؤں کا شکار ہے ان میں سے ایک آفت وابتلاء الیکٹرانک وپرنٹ میڈیا کی یلغار ہے۔ بہت سارے قارئین جانتے ہوں گے اور جو نہیں جانتے وہ جان لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیروکاروں' نام لیواؤں اور دم بھرنے والوں کو ''بھیڑوں'' کا خطاب دیا تھا۔ آج عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی وہی بھیڑیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کھیتی کو چرتے چگتے ان کی امت کے ہر گھر میں داخل ہوگئی ہیں۔ ان کی اس یلغار سے ہر ڈالی اور ہر پتے، ہر خوشے ہر شگوفے، ہر پھول اور ہر پھل کو خطرہ لاحق ہے۔
اعداءِ اسلام شب وروز تاروں کے جوڑ توڑ کے ذریعے سینکڑوں چینلو سے ہمارے گھروں میں جھانکتے، اپنی نت نئی سائنسی ایجادات واختراعات سے ہمیں مرعوب کرتے، ہماری بوریت دور کرنے کیلئے ہمیں نادھن دھن نا اور تا تا تھیا کی تعلیم دیتے، اعضاء کی شاعری کے نام پر ہماری بہنوں بیٹیوں کو اچھل کود سکھاتے، جدید فیشن کے عنوان سے نیم عریاں لباسوں سے تزئین وآرائش کا درس دیتے اور بالآخر عصمت، غیرت اور شرم وحیا کی اصطلاحات تک کو فرسودہ ودقیانوسیت قرار دیتے ہوئے خود ننگے ہو کر دکھاتے اور نوجوان نسل کے جنسی جذبات میں ہیجان برپا کر کے انہیں ننگا ہو جانے پر کھلے عام آمادہ کر جاتے ہیں۔ اور یہ طوفانِ بدتمیزی شب وروز کی ہر ساعت میں جاری رہتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا ادیب، لکھاری، صحافی اور شاعر بھی ''قبولِ عام'' حاصل کرنے اور ''معاشی

استحکام'' کیلئے اسی ڈگر پہ چل نکلا ہے۔ جس قوم کے فرزند از خود دشمن کے عزائم کی تکمیل میں لگ جائیں، اس کی تباہی و بربادی یقینی ہوتی ہے۔ اس سے بڑھ کر ہمارا رب ہماری کیا مدد فرمائے کہ اس نے ان حالات میں بھی ہمیں باقی رکھا ہوا ہے۔

☆

ہمیں زندہ رہنے اور سربلند ہونے کیلئے دشمن کی ہر یلغار کو روکنا ہوگا۔ خالقِ کائنات کے احکام اور شریعتِ محمدیہ کے دائرے میں رہتے ہوئے حصہ بقدر جثہ ہر محاذ پر ہر مسلمان کی محنت ضروری ہے، جو شخص کسی بھی کارِ خیر کی استطاعت رکھتا ہے وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔ علم و ادب، تہذیب و ثقافت، سائنس و سیاست، حرب و ضرب سب کے سب میدان ہمارے منتظر ہیں۔

اتنی طول طویل معروضات کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ اب بھی قارئین پر زیرِ نظر مجموعے کی تالیف، ترتیب و تدوین کے جواز پر دلائل فراہم کروں۔ "للعاقل تکفیه الاشارہ"

آج فروری ۲۰۰۳ء کی ۲۱ تاریخ ہے، فصلِ بہاراں کا آغاز ہو چکا۔ اسی مناسبت سے اس مجموعے کا نام ''گلہائے رنگا رنگ'' تجویز کیا جا رہا ہے۔ داد و بیداد کی خواہش و خوف سے بے نیاز راقم کی محنت کا اصل ثمرہ یہی ہوگا کہ قارئین اپنے اپنے ظرف کے مطابق اپنی ذمہ داری کو پہچانتے ہوئے ملت کے اجتماعی مقاصد کی طرف متوجہ ہوں۔

کراچی سے حضرت اقدس مولانا ابن الحسن عباسی دام ظلہم، اور ملتان سے نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری، سید محمد ذوالکفل بخاری بطورِ خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ میرے دوستوں میں سے جناب سلیم اختر قریشی، جناب ظفر اقبال ظفر، جناب سیف اللہ خالد، جناب سید حسان اکبر گیلانی، جناب سعد مکی شاہ، جناب محمد افضل خان بلوچ کی مشاورت، معاونت اور دعائیں میرے شامل رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دامن کو رحمت و عافیت سے بھر دے۔

ثناء اللہ سعد

سب ایڈیٹر ''روزنامہ اوصاف'' ملتان

مدیر اعلیٰ ''گوشۂ علم و ادب'' بستی مٹھو شجاع آباد (ملتان)

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

تاثرات حضرت مولانا ابن الحسن عباسی مدظلہ

مولانا ثناء اللہ سعد صاحب روزنامہ ''اوصاف'' ملتان کے سب ایڈیٹر اور ایک نوجوان عالم ادیب ہیں، ان کے قلم میں شکوہ کا رنگ، جرأت وجسارت کا ڈھنگ اور جوانی کا ترنگ پایا جاتا ہے۔

پیش نظر کتاب عبوری مطالعہ کے لئے انہوں نے مختلف کتابوں سے دلچسپ حکایات، واقعات، لطائف، عبر اور ادبی عبارات ونکات منتخب کر کے مرتب کی ہے، آج کی نوجوانوں نسل میں ٹھوس، تحقیقی اور سنجیدہ موضوعات کے مطالعہ کا ذوق بہت کم پایا جاتا ہے، اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہلکے پھلکے اسلوب میں متنوع موضوعات سے متعلق دلچسپ چیزیں جمع کر کے کتابیں مرتب کی جائیں کہ بسا اوقات ایک ایک عام بات سمجھنے سے آدمی کی زندگی بدل جاتی ہے، کسی ایک واقعہ کا مطالعہ انقلابی تبدیلی کا سبب بن جاتا ہے اور حکمت کا کوئی قول انسان کی کایا پلٹ دیتا ہے، ایسی کتابوں کا حلقہ قارئین بھی کافی وسیع ہوتا ہے۔

انہوں نے اردو زبان کے مشہور اہل قلم، علماء اور ادیبوں ودانشوروں کی تحریریں اس میں جمع کی ہیں اور یہ کتاب اپنے نام کی طرح واقعتاً ''گلہائے رنگارنگ'' ہے۔

امید ہے کہ قاری اس میں وہ تمام چیزیں پائے گا جو عبوری مطالعہ کی تسکین کے لئے ایک انسان تلاش کرتا ہے۔

اللہ کرے یہ کتاب قارئین کے لئے مفید اور مرتب کے لئے مزید علمی نقوش کا سنگ میل ثابت ہو۔

ابن الحسن عباسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ

کتابوں کی دنیا بھی بڑی عجیب وغریب، دلچسپ، چشمہ کشا، حیرت افزا اور حیرت انگیز دنیا ہے، جس کا اس دنیا میں دل لگ جاتا ہے، اس کا دل پھر کہیں اور نہیں لگتا، جن لوگوں نے فراغت، گوشۂ چمن اور کتاب کی آرزو کی ہے، بے جا نہیں کی، اور جس کسی نے کتاب کو زمانے بھر میں بہترین ہم نشین قرار دیا ہے تو غلط قرار نہیں دیا، اور جس اللہ کی بندی نے شوہر کے کتابی استغراق کو دیکھ کر کتاب کو سوسوکنوں پر بھاری ٹھہرایا تھا، اس دل جلی نے یونہی دل کے پھپولے نہیں پھوڑے تھے۔ اس دنیا میں پورا کردینے والے صحرا بھی آتے ہیں۔ اور ظلمت میں ڈوبے ہوئے دشت و بیاباں بھی ٹمٹماتے ہوئے ستارے بھی دکھائی دیتے ہیں اور دل و دماغ کو معطر اور تروتازہ کرنے والے پھولوں پر بھی نظر پڑتی ہے، کبھی کوئی شعر تڑپا دیتا ہے اور کبھی کوئی جملہ وجد کی سی کیفیت طاری کردیتا ہے، کبھی کوئی واقعہ ہمدرد معلم کا روپ دھار لیتا ہے اور کبھی کوئی حکایت مربی اور مرشد کا کام دے جاتی ہے، ایسے مواقع پر ایک باذوق قاری کے دل میں بے ساختہ یہ خیال آتا ہے کہ جن مناظر نے مجھے متاثر کیا ہے وہ دوسروں کو بھی دکھاؤں، جن اشعار اور جملوں نے تڑپایا ہے، وہ اوروں کو بھی تڑپائیں۔ جن واقعات وحکایات نے میرے دل کی دنیا کو تہہ وبالا کیا ہے، وہ سب کے دل پر اثر کریں، فیض رسانی اور افادۂ عام کا یہی وہ جذبہ ہے جو ”گلہائے رنگارنگ“ جیسی کتابوں کی تالیف وترتیب کا سبب بنتا ہے۔

کتاب کے ناشر فیاض احمد صاحب کے اصرار پر ناچیز نے یہ چند سطریں سپردِ قلم کردی ہیں ورنہ وہ نہ تو اپنے آپ کو تقریظ کا اہل سمجھتا ہے اور نہ ہی چلتے ہوئے رواج کے مطابق اس کی افادیت کا قائل ہے۔

محتاجِ دعا

محمد اسلم شیخوپوری

فہرست

گلہائے رنگارنگ

باب اول

علمی لطائف ودقائق

باب اول

علمی لطائف ودقائق

اولوالعزم پیغمبر کون ہیں

بڑے بڑے اور اولوالعزم پیغمبر پانچ ہیں:۔

(۱) نوح علیہ السلام (۲) ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام (۳) موسیٰ علیہ السلام

(۴) عیسیٰ علیہ السلام (۵) خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔

ماں کے پیٹ سے مختون پیدا ہونے والے پیغمبر

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جن انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے مختون پیدا کیا ہے ان کی تعداد تیرہ ۱۳ ہے:۔

(۱) ابوالبشر آدم علیہ السلام (۲) شیث علیہ السلام (۳) ادریس علیہ السلام (۴) نوح علیہ السلام

(۵) سام علیہ السلام (۶) لوط علیہ السلام (۷) یوسف علیہ السلام (۸) موسیٰ علیہ السلام

(۹) شعیب علیہ السلام (۱۰) سلیمان علیہ السلام (۱۱) یحییٰ علیہ السلام (۱۲) عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

(۱۳) خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ۔

محمد بن حبیب الہاشمی کہتے ہیں کہ وہ انبیاء جو ماں کے پیٹ سے مختون پیدا ہوئے ان کی تعداد چودہ ۱۴ ہے اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام (۲) شیث علیہ السلام (۳) نوح علیہ السلام (۴) ہود علیہ السلام

(۵) صالح علیہ السلام (۶) لوط علیہ السلام (۷) شعیب علیہ السلام (۸) یوسف علیہ السلام

(۹)موسیٰ علیہ السلام (۱۰)سلیمان علیہ السلام (۱۱)زکریا علیہ السلام (۱۲)عیسیٰ علیہ السلام

(۱۳)حنظلہ بن صفوان علیہ السلام (جو اصحاب الرث کے لئے بھیجے گئے تھے)

(۱۴)خاتم النبیین نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ''کاتبین وحی''

(۱)ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲)عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۳)عثمان غنی بن عفان رضی اللہ عنہ

(۴)علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (۵)ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (یہ سب سے پہلے کاتب وحی ہیں)

(۶)زید رضی اللہ عنہ بن ثابت الانصاری (۷)معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

(۸)حنظلہ بن الربیع الاسدی رضی اللہ عنہ (۹)خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص

بلکہ زید رضی اللہ عنہ بن ثابت اور معاویہ رضی اللہ عنہ زیادہ پابندی سے لکھا کرتے تھے۔

دور نبوت کے حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(۱)ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (۲)معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل (۳)ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ (۴)ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

(۵)زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۶)عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان (۷)تمیم الداری رضی اللہ عنہ

(۸)عبادہ رضی اللہ عنہ بن الصامت (۹)ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کے سامنے کفار کی گردن اڑانے والے صحابہ کرامؓ

(۱)سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۲)سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (۳)عباد بن بشر رضی اللہ عنہ

(۴)ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ (۵)محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ

دور نبوت کے مفتیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(۱)حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (۲)عمر فاروق رضی اللہ عنہ بن الخطاب

(۳)عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان (۴)علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (۵)عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف

(۶)ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (۷)عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۸)معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل

(۹)عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر (۱۰)حذیفہ رضی اللہ عنہ (۱۱)زید رضی اللہ عنہ بن ثابت (۱۲)سلمان رضی اللہ عنہ

(۱۳) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (۱۴) ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء

(۱) سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ (۲) ابوبکر رضی اللہ عنہ بن عبدالرحمٰن بن الحرث (۳) قاسم رضی اللہ عنہ
(۴) عبیداللہ رضی اللہ عنہ (۵) عروہ رضی اللہ عنہ (۶) سلیمان رضی اللہ عنہ (۷) خارجہ رضی اللہ عنہ

شیر خوارگی کی حالت میں گفتگو کرنے والے

(۱) صاحب جریج جس نے زنا سے برأت کا اظہار کیا تھا۔

(۲) سیدنا یوسف علیہ السلام کا گواہ جس نے زلیخا سے برأت کی تھی

(۳) ابن الماشطہ جس نے فرعون کو کفر سے ڈرایا تھا اور الماشطہ وہ خاتون ہے جس نے فرعون کو دودھ پلایا تھا

(۴) سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام انہوں نے اپنی ماں سیدہ مریم بنت عمران پر قوم کی طرف سے زنا کی تہمت کے بعد ان کی برأت کا اظہار کیا تھا۔

موت کے بعد گفتگو کرنے والے

(۱) یحییٰ بن زکریا علیہ السلام، جس وقت ان کی قوم نے انہیں ذبح کر دیا تھا

(۲) حبیب بن النجار، انہوں نے کہا تھا یالیت قومی یعلمون (کاش میری قوم مجھے پہچان لیتی)

(۳) جعفر طیار نے کہا تھا **لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا** (جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید کر دیئے گئے ہیں انہیں مردہ مت سمجھو)

(۴) حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ **وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون.** "عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ وہ کس طرح بدلتے ہیں۔"

(حیات الحیوان، علامہ کمال الدین دمیریؒ)

رحم مادر میں اصل مدت سے زائد رہنے والے

(۱) سفیان بن حیان...... یہ جس وقت پیدا ہوئے چار سال کے تھے۔ گویا چار سال ماں کے

پیٹ میں رہے۔

(۲) محمد بن عبداللہ بن حسن الضحاک بن مزاحم...... یہ جس وقت پیدا ہوئے تو ۱۲ ماہ ماں کے پیٹ میں گزار چکے تھے۔

(۳) یحییٰ بن علی بن جابر البغوی

(۴) سلیمان الضحاک۔ یہ دو سال ماں کے پیٹ میں گزار چکے تھے۔

ائمہ مذاہب اربعہ

(۱) امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت انتقال ۱۵۰ھ بغداد میں ہوا۔ عمر ستر ۷۰ سال کی ہوئی

(۲) مالک بن انس ۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں ۱۷۹ء میں انتقال ہوا

(۳) امام شافعی ابوعبداللہ محمد بن ادریس ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ مصر میں اواخر رجب ۲۰۴ھ میں انتقال ہوا۔

(۴) امام احمد بن حنبل، کنیت ابوعبداللہ تھی، بغداد میں ۲۴۱ھ ربیع الثانی میں انتقال ہوا۔

جلیل القدر محدثین کرام

(۱) امام ابوعبداللہ البخاریؒ بروز جمعہ ۱۳/شوال ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور عیدالفطر کی رات ۲۵۲ھ میں انتقال ہوا۔

(۲) امام مسلمؒ نیشاپوری ۲۵ رجب ۲۶۱ میں انتقال ہوا۔ عمر ۵۵ سال کی تھی۔

(۳) امام ابوداؤد بصرہ میں ماہ شوال ۲۷۵ھ میں انتقال ہوا۔

(۴) امام ابوعیسیٰ الترمذی۔ ۱۳/ رجب ۲۶۹ھ میں ترمذ میں انتقال ہوا۔

(۵) امام ابوالحسن الدارقطنی ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ماہ ذی قعدہ ۳۸۵ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

(۶) ابوعبدالرحمٰن النسائی ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔

نمرود نامی چھ بادشاہ

(۱) نمرود بن کنعان بن حام بن نوح علیہ السلام...... جوان بادشاہوں میں تھا جن کو ساری

دنیا کی بادشاہت نصیب ہوئی اور یہ بادشاہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کا ہے۔

(۲) نمرود بن کوشش بن کنعان بن جام بن نوح علیہ السلام...... یہ صاحب المنسو رتھا اس کا واقعہ مشہور ہے۔

(۳) نمرود بن ماش بن کنعان بن جام بن نوح علیہ السلام

(۴) نمرود بن سنجار بن نمرود بن کوش بن کنعان بن جام بن نوح علیہ السلام

(۵) پانچویں نمرود بن ساروع بن اغو بن نانخ

(۶) نمرود بن کنعان بن المصاص بن نقطا۔

تین فراعنہ مصر

(۱) فرعون سنان بن الاشعل بن علوان بن العمید بن عملیق...... یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔

(۲) فرعون ریان بن الولید...... یہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانے کا ہے

(۳) فرعون الولید بن مصعب...... یہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ہے۔

عقل کا دائرۂ کار

علامہ ابن خلدونؒ فرماتے ہیں کہ عقل کی مثال اس ترازو کی سی ہے کہ جس سے سونا اور جواہرات تولے جائیں۔ اگر اس ترازو سے سونے چاندی کا وزن معلوم کرنا چاہو تو صحیح وزن معلوم کر سکتے ہو لیکن اگر اس ترازو سے پہاڑوں کو تولنا چاہو تو یہ ناممکن اور محال ہے۔

اسی طرح عقل سے اس کی دائرہ کی چیزیں معلوم ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر یہ چاہو کہ اس بے چاری اور کمزور عقل سے خداوند ذوالجلال کی ذات وصفات اور عالم غیب اور عالم ملکوت کی چیزوں کو معلوم کر لو تو یہ امر محال ہے۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عقل بے کار ہے ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ بارگاہِ قدس اور عالم غیب کی چیزوں کے ادراک اور معرفت میں قاصر اور درماندہ ہے۔ اپنے محدود دائرہ کی چیزوں کے معلوم کرنے کی صحیح میزان ہے اس میں بے کار نہیں جیسے سونے چاندی تولنے کی ترازو فی حد ذاتہ صحیح میزان اور صحیح ترازو ہے سونے اور چاندی کا وزن ٹھیک بتلاتی ہے لیکن اس سے پہاڑوں کے وزن کا تصور کرنا حماقت ہے۔

(مقدمہ ابن خلدونؒ ص ۲۵۰، بحث علم الکلام)

☆

امت محمدیہؐ کے علوم ومعارف

اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک ایسی جاہل قوم کو کہ جو ہر قسم کی جہالت اور گمراہی میں گھری ہوئی تھی تعلیم دے کر ظلم اور تعدی کو عدل اور انصاف سے اور ان کے خشونت اور درشت مزاجی کو حلم اور بردباری سے اور ان کی جہالت کو علم اور معرفت سے اور ان کے باہمی بغض اور عداوت کو محبت اور الفت سے اور ان کی شقاوت اور ضلالت کو سعادت اور ہدایت سے اور ان کے عصیان کو اطاعت سے اور تفرق اور تشتت کو اجتماع سے ضعف کو قوت سے۔ خیانت کو امانت سے، اور فحش اور بے حیائی کو غیرت اور عفت اور احسان سے، رذائل کو شمائل سے بدل دینا اور علوم الٰہیات اور علوم نبوات اور علوم معاش ومعاد اور علوم اخلاق اور علوم عبادات اور علوم معاشرت اور علوم معاملات اور علوم

سیاست ملکیہ اور مدنیہ میں رشک افلاطون اور استاذ حکماء عالم بنا دینا کیا یہ آنحضرت ﷺ کے کمال علم و معرفت کی روشن اور کھلی دلیل نہیں۔

اعتبار نہ ہو تو علماء اسلام کی تصانیف کا تمام دنیا کے علماء مذاہب کی تصانیف سے مقابلہ اور موازنہ کر لیں اور خوب کر لیں وہ حقائق اور دقائق جو علماء اسلام کی تصانیف میں دریا کی طرح بہہ رہے ہیں ان کا ایک قطرہ بھی دیگر علماء مذہب کی تصانیف میں تا قیامِ قیامت انشاء اللہ العزیز ہرگز ہرگز نہ مل سکے گا۔

امت محمدیہ میں اس قسم کے علوم و معارف اسرار و لطائف انوار و برکات خوارق و کرامات کا موجود رہنا یہ اس امر کی بین اور روشن دلیل ہے کہ ہنوز آپ کی نبوت باقی ہے اور آپ کی شریعت ابدی اور دائمی ہے۔ اس لیے کہ یہ سب کچھ آپ ہی کی نبوت کی تصدیق کی برکت اور آپ ہی کی شریعت کے اتباع کا ثمرہ ہے۔ اگر شریعت موسویہ عیسویہ ابدی ہے تو پھر بتلائیں کہ یہود و نصاریٰ کیوں ان علوم و معارف اور انوار و کرامات سے یکسر محروم اور تہی دست ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کی شریعت تحریف و تبدیل سے بالکل پاک ہے اس لیے کہ تبدیل شدہ شریعت کا اتباع موجب خیر و برکت نہیں ہو سکتا بلکہ وہ موجب لعنت و نقمت ہے۔

پس جس نبی کی امت کے علوم و معارف کا یہ حال ہے تو اندازہ کر لو کہ خود اس نبی کے علوم و معارف کا کیا حال ہو گا۔ امت تو اپنے نبی کے اجمالی علوم کی شرح اور تفصیل ہے ساڑھے تیرہ سو برس گذر گئے کہ امت محمدیہ کے علماء اپنے نبی امی فداہ نفسی وابی وامی کے علوم کی شرح اور اسی کی تفصیل اور اسی کی توضیح و تلویح میں لگے ہوئے ہیں مگر ہنوز شرح ناتمام ہے۔ دنیا کی تمام قومیں ساری امتیں مل کر یہ چاہیں کہ اپنے مذہب میں ابو حنیفہؒ اور مالکؒ جیسا فقیہ اور مجتہد اور بخاریؒ اور مسلمؒ جیسا حافظ اور حسن بصریؒ اور معروف کرخیؒ جیسا عابد و زاہد اور ابوالحسن اشعریؒ اور غزالیؒ اور رازیؒ جیسا متکلم دکھلا سکیں تو ناممکن اور محال ہے اور اگر ہے تو دکھلائیں اور بتلائیں، خدا کی قسم نہیں دکھلا سکتے۔

"وتلک یمین لست فیھا باثم" (یہ وہ قسم ہے جس میں میں جھوٹا اور گناہ گار نہیں)

(علم الکلام، شیخ المحدثین مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

☆

حب جاہ و مال کی کثرت

زمین کے مزاج میں جب کوئی خرابی آتی ہے تو اس کی وجہ سے زمین پر زلزلے آتے ہیں۔ جس سے زمین شق ہو جاتی ہے۔ بہت سے لوگ اس میں قارون کی طرح دھنسا دیئے جاتے ہیں اور بہت سی بستیاں اس میں بیٹھ جاتی ہیں یہ زلزلہ زمین کے حق میں بمنزلہ تپ اور لرزہ کے معلوم ہوتا ہے ایک ہی زمین ہوتی ہے کہ اس میں عرصہ تک خوب پیداوار ہوتی ہے مگر چند سال کے لیے پیداوار رک جاتی ہے کسی سال میں درخت ثمر دار خوب بار آور ہوتا ہے اور کسی سال ایسا نہیں ہوتا۔ یہ تمام صورتیں زمین کے مزاج میں فساد آنے کے باعث پیدا ہوتی ہیں۔ برسات کا کثرت سے ہونا، اولے پڑنا پانی کے مزاج کی خرابی پر دلالت کرتے ہیں اور بجلی کا گرنا اور دمدار ستاروں کا نظر آنا کرۂ نار یعنی طبقۂ آگ کی خرابی پر دلالت کرتا ہے۔

اور چاند سورج کا گہن یہ عالم کے لیے بمنزلہ آشوب چشم کے ہے اور جس طرح انسان ظاہری امراض کے علاوہ باطنی امراض میں مبتلا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ عالم بھی ان ظاہری امراض کے علاوہ جن کا اوپر ذکر ہوا باطنی امراض میں مبتلا ہوتا ہے بلکہ باطنی امراض ظاہری امراض سے کہیں زائد ہیں۔ اکثر بنی آدم کا بداخلاق ہونا اور ان سے افعال ناپسندیدہ کا سرزد ہونا یہ عالم کے حق میں باطنی امراض ہیں۔ دنیا میں زنا اور سرقہ کی اتنی کثرت نہیں جتنا کہ حب جاہ اور حب مال اعجاب اور استکبار تحاسد اور تباغض تفاخر اور تنافر وغیرہ کی کثرت ہے۔ دنیا میں اگر کوئی مرض بھی نہ ہو تو حق جل شانہٗ سے غفلت بھی ایک ایسا مرض ہے کہ ہلاک کرنے کے لئے کافی ہے۔ (ایضاً)

☆

مادر مہربان اور رب رحمان

جس ماں نے بچے کو ہزار ناز و نعمت میں پرورش کیا ہو اگر وہ بچہ ماں کی اطاعت نہ کرے تو ماں اس کو گھر سے نکال کر دروازہ بند کر لیتی ہے لیکن اگر وہ بچہ یہ سمجھ کر کہ میں نے غلطی کی۔ مادر مہربان سے زائد میرے لئے کوئی شفقت اور مہربانی کرنے والا نہیں۔ یہ سمجھ کر نہایت ندامت اور

شرمساری کے ساتھ واپس ہوا، اور دروازہ کی چوکھٹ پر سر رکھ کر نہایت ندامت کے ساتھ اپنے قصور کی معذرت کرنے لگا، اور یہ کہنے لگا کہ اے ماں تجھ سے زائد میرا کوئی شفیق اور مربی نہیں مجھ سے قصور ہوا آئندہ سے ایسا نہ ہوگا اس وقت ماں کی مسرت اور خوشی کا حال نہ پوچھو کہ اس کا بھاگا ہوا لخت جگر اور نورِ بصر پھر واپس آ گیا۔ فرطِ مسرت اور جوشِ محبت میں بچے کو سینہ سے چمٹا لیتی ہے۔ اور یہ کہتی ہے کہ اے میرے نادان بچے تو کہاں چلا گیا تھا۔ میرے سوا تیرا کہاں ٹھکانہ تھا۔ مجھ سے زائد تیرا کون شفیق اور مہربان اور خیر خواہ اور ہمدرد تھا۔

اسی طرح جب خدا کا بھاگا ہوا بندہ اور اس کا حبیب مخصوص اس کے جود و کرم اور اس کے بے شمار آلاء و نعم کو یاد کر کے پھر واپس آتا ہے اور خدا کے در پر سر رکھ کر نہایت تضرع اور زاری اور عجز و انکساری، ندامت اور شرمساری سے اپنے قصور کی معافی چاہتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار تیرے سوا میرا کوئی ماویٰ و ملجا نہیں تیرے سوا میرا کوئی سہارا اور پناہ نہیں۔ تو ارحم الراحمین اور تواب و رحیم اور جواد کریم ہے۔ ہم تیرے فضل کے محتاج ہیں اور تو ہمارے عقاب سے مستغنی اور بے نیاز ہے۔ تیری بارگاہ میں عفو انتقام سے زیادہ محبوب ہے رحمت عقوبت سے زیادہ پسندیدہ ہے فضل عدل سے زیادہ تجھ کو عزیز اور پیارا ہے۔

اس وقت حق جل شانہٗ کی رحمت واسعہ کا دریا اس قدر جوش میں آ جاتا ہے کہ ماں کے جوشِ محبت کو اس کے دریائے رحمت سے وہ نسبت بھی نہیں ہوتی جو ایک قطرہ کو دریا کے ساتھ ہے کیونکہ وہ ارحم الراحمین ماں سے کہیں زائد مہربان ہے۔

(علم الکلام، از مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

☆

ایک منکر حدیث سے گفتگو

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ (م ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) فرماتے ہیں:

"میں ایک دفعہ یہیں پاکستان میں کراچی سے لاہور آ رہا تھا۔ ریل کا سفر تھا۔ اسی گاڑی

میں ایک صاحب سوار ہوئے جو اپ ٹو ڈیٹ قسم کے آدمی تھے۔ انہوں نے اس قدر نیاز مندی سے میرے ساتھ برتاؤ کیا اور اتنی خدمت کی کہ ذرا میں لوٹے کی طرف ہاتھ بڑھاؤں تو فوراً پانی بھر کر لائیں اور کسی چیز کا اشارہ بھی کروں سمجھ جائیں، وہ لا کر رکھ دیں۔ بہت بڑی خدمت کی، خیر کئی گھنٹے تک وہ بچارے محبت سے خدمت کرتے رہے۔ میرے دل میں قدر ہوئی کہ بھئی بالکل ہی جدید تعلیمیافتہ اور نوفکر آدمی اور اس طالب علم کے آگے اس قدر محبت سے پیش آئے، بڑی دل میں قدر ہوئی۔

وہ تھے اصل میں منکرِ حدیث۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ مجھے انکارِ حدیث (کی بحث و تمحیص) کے اوپر لائیں۔ اس لیے خدمت کو انہوں نے پیش خیمہ بنایا اخیر میں انہوں نے اپنا مقصد ظاہر کیا ____ احادیث پر کچھ اعتراضات کرنے شروع کیے کہ وہ قابلِ اعتبار نہیں۔ اک تاریخ کا درجہ رکھتی ہیں۔

''میں نے کہا، آپ کسی چیز کو مانتے بھی ہیں؟ کہنے لگے قرآن ____ مَیں نے کہا، قرآن کا قرآن ہونا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ کیا آپ پر وحی آ گئی تھی کہ یہ قرآن ہے۔ کیسے پتہ چلا؟ کہنے لگے اللہ کے رسول کے ارشاد سے ____ میں نے کہا، وہ ارشاد ہی تو حدیث ہے، تو قرآن کا قرآن ہونا تو حدیث پر موقوف ہے۔ حدیث کا آپ انکار کر دیں گے تو کون سی شرط ہے قرآن کے قرآن ہونے کی؟ کیسے آپ انکار کرتے ہیں؟ تو وہ چپ ہو گئے۔

کہنے لگے کہ دل سے تو حدیث کا انکار واقعی مشکل ہے۔ باقی حدیثیں ایسی بھی ہیں کہ بعض قابلِ اعتبار نہیں ____ تو میں نے کہا کہ جس کو تو آپ نے مان لیا آپ مصر کیوں ہیں کہ حدیث کی قسمیں ہیں ____ میں نے کہا جہاں تک حدیث کی قسمیں ہیں محدثین نے خود ان کی صراحت کی ہے ____ کہ ہر حدیث کا ایک درجہ نہیں ہے۔

جو حدیث متواتر ہے اور تواتر سے ثابت ہے وہ مورثِ یقین ہے اس کا انکار ایسا ہی ہے جیسے قرآن کا انکار۔ قرآن کی ایک آیت کا آدمی انکار کر دے تو اسلام سے خارج ہو جاتا ہے حدیثِ متواتر کے انکار سے بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

دوسرے درجہ کی حدیث، حدیثِ مشہور ہے۔ وہ اگر مورثِ یقین نہیں تو ظنِ غالب کی

مورث تو ہے ہی۔ظنِ غالب تو پیدا ہوگا اور ظنِ غالب پر ہزاروں احکام کا مدار ہے تو وہ بھی حجت ہو گی۔

تیسرا درجہ خبرِ واحد کا ہے۔ وہ اگر ظنِ غالب نہیں تو مطلق ظن تو پیدا کرتی ہے اور ظن سے انکار نہیں کیا جا سکتا___ بہت سے احکام ظن اور گمان پر مبنی ہیں کہ آدمی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ وضو میں پیروں کا دھونا ضروری ہے اور ذرا بھی خشک رہ جائے وضو نہیں ہوگا، لیکن آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ایڑی دھل گئی ہے یا نہیں؟ آپ دیکھ ہی نہیں سکتے۔ظنِ غالب ہی تو ہوتا ہے کہ پیر دُھل گیا۔ اس ظنِ غالب پر شریعت بھی حکم دیتی ہے کہ ہاں دُھل گیا۔ وضو ہو گیا___ تو بہت سے احکام کا مدار ظن پر بھی ہوتا ہے، تو حدیث اگر ظن ہی پیدا کردے وہ بھی حجت کی شان رکھتی ہے۔ آپ کا گمان جب فعل کے جائز ہونے پر حجت بن جاتا ہے تو حدیث اگر ظن ہی پیدا کرے تو وہ کیوں حجت نہیں بنے گی؟ تو میں نے کہا یہ تو خود محدثین نے تصریح کر دی ہے کہ ہر حدیث ایک درجے کی نہیں ہے___ تو جنسِ حدیث کو آپ نے مان لیا۔ اقسامِ حدیث قابلِ اعتراض ہیں تو خود محدثین ہی تقسیم کرتے ہیں۔ اب آپ کو اعتراض کیا ہے؟ کہنے لگے اب تو کچھ اعتراض نہیں۔ میں نے کہا اب حدیث___ کا انکار نہیں کرو گے؟ کہنے لگے نہیں اب نہیں کروں گا___ تو لاہور آتے آتے ان کا خیال درست ہو گیا۔"

(خطبات حکیم الاسلام ج ا ص ۷۷ تا ۷۹)

......☆......

اسلامی اعتقادات کی سائنسی تصدیقات

امت مسلمہ نے اعتقادات کا یہ مسئلہ پیش کیا کہ قیامت کے دن انسان کے تمام اعضاء بدن اپنے کیے ہوئے اعمال پر خود بول اٹھیں گے اور بدن کا رواں رُواں انسانی کرتوتوں پر گواہ بن جائے گا تو مادہ پرست معترض ہو گئے کہ بدن کی کھال ہڈیاں اور گوشت پوست کیسے بول سکتے ہیں؟

لیکن گراموفون کی ایجاد نے انہیں سمجھا دیا کہ مسالہ کے ایک سیاہ رنگ ریکارڈ کو اگر ایک چھوٹی سی سوئی سے چھیڑ دیا جائے تو وہ فوراً سب کچھ بتلا دیتا ہے جو اس میں بھر دیا گیا ہے، تو کیا بعید

ہے کہ انسانی جسم بھی جو اِس کی پوری زندگی کا ایک پورا ریکارڈ ہے، قدرت الٰہی کی سوئی لگتے ہی بجنا شروع ہو جائے اور وہ سب کچھ اگل دے جو انسان نے اپنے اعمال سے اس میں بھر دیا ہے۔

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام، حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ)

......(۲)......

واقعۂ معراج کی برق رفتاری پر بھی اعتراض کیا گیا' لیکن موجودہ دور کے بلند پرواز سائنس دانوں اور ماہرین ہیئت نے نہ صرف انسان کو چاند پر پہنچا دیا بلکہ خلا میں بستیاں آباد کرنے کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے اور اس طرح ایک عام انسان کے خلائی سفر کے ثبوت مہیا کر دیئے۔ (ایضاً)

......(۳)......

حضرت عمر نے جب سینکڑوں میل دور مصروف جنگ اپنے سپہ سالار ''ساریہ'' کو اپنی آواز پہنچا کر کہا! ''اے ساریہ پہاڑ کی آڑ لے لے'' تو عقیل روحیں اس کا ادراک نہ کر سکیں لیکن وائرلیس کی ایجاد نے انہیں اس غیر معمولی کارنامہ کو ماننے پر مجبور کر دیا۔

......(۴)......

قرآن نے ہمیں یقین دلایا کہ تم نے اور تم سے پہلے سارے انسانوں نے جو کچھ بھی زبان سے نکالا ہے' وہ محفوظ ہے اور بالآخر وہ تمام آوازیں تمہارے سامنے آجائیں گی' جو چودہ سال بعد سائنس دانوں نے یہ ثابت کر دیا کہ دنیا کی اب تک کی آوازیں فضا میں موجود ہیں جو جدید آلات کے ذریعے ہمارے کانوں تک آنے لگی ہیں' کیا عجب کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ خطبہ دریافت ہو جائے جو انہوں نے اپنے حواریوں کو دیا تھا' گویا اس انکشاف نے نہ صرف آوازوں کا محفوظ ہونا تسلیم کرالیا' بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی تمہید بھی ڈال دی۔ (ایضاً)

......(۵)......

اسلام نے خبر دی کہ درخت تسبیح وصلوٰۃ میں مصروف ہوتے ہیں' اس کو ماہرین نباتات نے ثابت کر دیا اور کہا کہ پودے دیکھتے ہیں' سنتے ہیں آپس میں گفتگو کرتے ہیں' بیمار و تندرست ہوتے ہیں' سوتے، جاگتے ہیں' حتیٰ کہ عشق ومحبت کے جذبات بھی ان میں سرایت کرتے ہیں۔ (ایضاً)

......(۶)......

اسی طرح فرمایا گیا کہ "تمہارے وہ اعمال جنہیں کرنے کے بعد تم ہوا میں گمشدہ اور معدوم تصور کرتے ہو اسی طرح محفوظ ہیں اور یوم حشر انہیں تولا جائے گا"

آج کل ہر چیز تولی جارہی ہے بلکہ ہوا تولی جانے لگی ہے اور وزن کر کے بھری جاتی ہے۔

(ایضاً)

......(۷)......

اسی طرح روایت صحیحہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کر کے فرشتوں نے اس میں علم وحکمت اور نور ومعرفت بھرا اور پھر سینہ مبارک بدستور درست کر دیا' آج کل بعینہ یہی کچھ ہو رہا ہے' ماہر سرجن انسانی سینہ چاک کرتے ہیں، دل' جگر' پتہ اور دیگر متاثرہ اعضا کی مرمت کرتے ہیں اور پھر سینے کو بند کر کے برابر کر دیتے ہیں' یوں جوں جوں انکشافات کا سلسلہ وسیع ہوتا جارہا ہے اسلام کی حقانیت واضح اور اس کے دعوے پایۂ ثبوت کو پہنچتے جارہے ہیں۔

(تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام از قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند)

......☆......

قرآن کے سائنسی خیالات

قرآن کے سائنسی خیالات نے مجھے محوِ حیرت کر دیا۔ اس وقت تک میں نے یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ تیرہ سو سال پہلے کی تحریریں جس میں انتہائی مختلف النوع مضامین بیان ہوئے ہیں' جدید سائنسی معلومات سے کلی طور پر ہم آہنگ ہوں گے۔ میری رائے میں اس کے لئے کوئی تاویل ممکن نہیں کہ جس زمانہ میں "ڈیگو گوبرت" (۶۳۹ ـ ۶۲۹ء) فرانس میں حکومت کر رہا تھا' اس وقت جزیرۃ العرب کا ایک باشندہ بعض موضوعات پر ایسی سائنسی معلومات رکھتا ہو جو ہمارے زمانے سے بھی دس صدی بعد کے دور سے تعلق رکھتی ہوں۔

میں نے کوشش کی ہے کہ قرآن میں ان حوادث کا ذکر بھی تلاش کروں جن تک انسانی فہم وادراک کی رسائی ہے لیکن جن کو جدید سائنس نے تسلیم نہیں کیا' میرے خیال میں مجھے قرآن میں

کائنات کے ایسے سیارگان کا ذکر ملا ہے جو کرۂ ارض کے مشابہ ہیں اور یہاں یہ اضافہ کردینا ضروری ہے کہ بہت سے سائنسدان اس کو مکمل طور پر قابلِ عمل سمجھتے ہیں۔

قرآن کا یہ مطالعہ اگر تیس سال پہلے کیا ہوتا تو اس کے ساتھ خلا کی تسخیر کے واقعہ کا اضافہ کرنا ضروری ہوتا' جس کی پیشین گوئی قرآن میں کی گئی ہے۔اسی طرح قرآن کی ایک آیت کی طرف بالکل جائز طور پر زیادہ توجہ دی جاسکتی ہے۔جس میں بتایا گیا ہے کہ حیات کی ابتداء پانی سے ہوئی۔

اس وقت ہم ان پانچ مخصوص نکات کا جائزہ لیں گے جن پر تخلیق سے متعلق قرآن میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

۱۔ آسمان و زمین کے چھ ادوار' قرآن کے بموجب اجرام سماوی اور زمین کی تشکیل اور مؤخرالذکر کی ترقی پر محیط ہیں۔ یہاں تک کہ وہ (مع اپنے سامان زیست کے) انسان کا مسکن بنی اور جہاں تک زمین کا تعلق ہے اس کے جن حوادث کا قرآن میں ذکر کیا گیا ہے وہ چار ادوار میں رونما ہوئے غالباً ان سے وہ چار اراضیاتی ادوار مراد لئے جائیں گے جن کا جدید سائنس میں ذکر ہے۔ لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ اجرام سماوی اور زمین کی تشکیل جیسا کہ سورۃ ۴۱ کی آیات ۹ تا ۱۲ میں بیان کیا گیا ہے دو کیفیات کی طالب ہے۔ اگر ہم سورج اور اس کی ذیلی تخلیق زمین کو بطور مثال سامنے رکھیں تو اس کے بارے میں سائنس ہمیں یہ اطلاع بہم پہنچاتی ہے کہ ان کی تشکیل ابتدائی قسم کے ''سدیم'' کے انجماد اور بعد میں ان کے ایک دوسرے سے علیحدگی کے عمل سے ہوئی۔

یہ وہی بات ہے جس کو قرآن نہایت صاف طور پر بتاتا ہے جب وہ ایک سماوی دخان سے شروع کر کے اس عمل کا حوالہ دیتا ہے جس سے مختلف مادوں کی آمیزش (رتق) ہوئی جس کے نتیجہ میں وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ (فتق)

۲۔ سائنس ایک ستارے (جیسے سورج) اور اس کے طفیلی (جیسے زمین) کی تشکیل کے دو مدارج کے باہم ملے ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔ آپس کا یہ تعلق قرآن کے متن میں یقیناً نہایت نمایاں ہے۔

۳۔ کائنات کے ابتدائی مرحلے میں ''دخان'' کی موجودگی جس کا حوالہ قرآن میں موجود ہے اور جس سے مراد مادہ کی زیادہ ترگیسی حالت ہے۔صریحاً اس ابتدائی ''سدیم'' کے تصور سے مطابقت رکھتا ہے جو جدید سائنس نے پیش کیا ہے۔

۴۔ سماوات کا تعدد جس کی تعداد قرآن نے سات بتائی ہے۔ سماوات اور ارض کے بیچ میں ایک درمیانی تخلیق کے وجود کو جس کا ذکر قرآن میں ہوا ہے۔ مادہ کے ان ''قناطر'' یعنی پلوں کی دریافت سے مماثل قرار دیا جاسکتا ہے۔ جو باقاعدہ فلکیاتی نظاموں کے ماوراء موجود ہے۔

ان کے علاوہ علم ہیئت' اجرام سماوی کی نوعیت' چاند سورج کے مداروں کا وجود' وسعت کائنات کرہ باد میں بجلی' عالم حیوانی اور عالم نباتات' عمل تخلیقِ انسانی کی تشریح' طوفانِ نوح' اور دیگر کئی اہم موضوعات پر قرآن کی توجیہ اور تشریح سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن کے لئے کوئی بشری توضیح وتشریح ممکن نہیں۔ (بائبل' قرآن اور سائنس۔ از موریس بوکائیے)

☆

''قرآن'' میں خداوند کریم نے فرعون کے متعلق فرمایا! (ترجمہ)

''اب ایمان لاتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے۔ تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشانِ عبرت بنے' اگرچہ بہت سے ایسے انسان ہیں جو ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں۔''

جدید سائنس نے اس فرعون کی ممی دریافت کر کے دنیا کو حیرت زدہ کر دیا' جو لوگ صحف مقدس کی صداقت کے لیے جدید معلومات میں ثبوت تلاش کرتے ہیں وہ مصری عجائب گھر قاہرہ کے شاہی ممی خانہ کا معائنہ کر کے فرعون کے جسم سے متعلق آیاتِ قرآنی کی ایک شاندار مثال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

(بائبل' قرآن اور سائنس۔ از موریس بوکائیے)

☆

فقیہ الامت مفتی محمود الحسن گنگوہی کے ملفوظات

دار العلوم دیوبند میں ایک دیہاتی میواتی کی تقریر

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ایک مرتبہ دار العلوم دیوبند تشریف لائے۔ بڑے جوش میں تھے تمام اساتذہ دار العلوم کو جمع فرمایا پھر ایک میواتی دیہاتی کو جو آپ کے ساتھ تھا تقریر کے لئے کہا' اس نے معذرت کی' حضرت کے مقرر فرمانے پر وہ کھڑا ہوا' اور کہا دیکھو جی تقریر تو مجھے کرنی آتینا' حضرت کا حکم ہے وہ امیر ہیں اور امیر کی اطاعت ضروری' اس لئے کھڑا ہو گیا ہوں ایک بات تم سے کہتا ہوں۔ وہ یہ کہ اگر کسی زمیندار کے دو چھورے ہوں ایک بڑا چھورو ایک چھوٹا چھورو اور وہ بڑے کو کہے کہ یہ مٹکی مکھن کی تقسیم کرو اور وہ یہ کہہ دے میں تو کام میں لگا ہوا ہوں مجھے فرصت نا' اور واقعۃً ہے بھی وہ کام میں لگا ہوا' پھر وہ چھوٹے چھورو کو کہے جس سے اس مٹکی کا اٹھنا مشکل ہے اور وہ اٹھا کر لائے مگر ہاتھ سے درمیان میں چھوٹ کر گر پڑے اور پھوٹ جائے تو تم بتاؤ زمیندار کس پر خفا ہوگا؟ ظاہر ہے کہ بڑے چھورو پر خفا ہوگا کہ کام اس کے کرنے کا تھا...... اسی طرح آپ لوگ بڑے چھورو ہو اور ہم چھوٹے چھورو ہیں اب یہ دین کی مٹکی تم اٹھاتے نا...... عذر کرتے ہو کہ ہمیں فرصت نا...... ہم دوسرا کام کر رہے ہیں' ہم کمزوروں نے اٹھالی ہے گرے گی تو پکڑ تمہاری ہوگی ہم سے تو وہ خراب ہی ہوگی۔

......☆......

مرض نسیان کے چھ اسباب

ارشاد فرمایا کہ شامی ص ج ۱۵۰۱ پر ہے" ست تورث النسیان "یعنی چھ ۶ چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں۔

(۱) چوہے کا جھوٹا کھانا۔

(۲) زندہ جوں کا زمین پر چھوڑ دینا۔

(۳) ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔

(۴) اونٹوں کی قطار کے درمیان آنا۔

(۵) مصطگی چبانا۔

(۶) ترش سیب کھانا۔

بعض لوگوں نے ان کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ذکر کی ہیں ان میں سے دنیا کے سبب رنج وغم ہے' تیز گرم روٹی کھانا ہے' معاصی میں مبتلا ہونا ہے' پھر فرمایا کہ حضرت امام شافعیؒ نے اپنے استاذ حضرت وکیعؒ سے سوء حفظ کی شکایت کی تھی تو انہوں نے ترک معاصی کی تلقین کی جس کو امام شافعیؒ نے اس طرح نظم کیا ہے۔

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فاوصانی الی ترک المعاصی
فان العلم نور من الٰھی
ونور اللہ لا یعطی لعاصی

☆

ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کے بارے میں اکابر کا قول

ارشاد فرمایا کہ اکابر نے ابن تیمیہؒ اور ان کے تلمیذ ابن قیمؒ کے بارے میں کہا ہے "علمھما اکثر من عقلھما" کہ ان کا علم ان کی عقل سے زائد ہے۔ جس کا مطلب ظاہر ہے جس حدیث میں حق تعالیٰ شانہ کے سمائے دنیا پر نازل ہونے کا تذکرہ ہے اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا نزول اس طرح ہوتا ہے۔ اور منبر کے اوپر کی سیڑھی پر بیٹھ کر اس سے اتر کر بتاتے ہیں گویا حق تعالیٰ کا نزول اس طرح ہوتا ہے۔ اور منبر کے اوپر کی سیڑھی پر بیٹھ کر اس سے اتر کر بتاتے ہیں گویا حق تعالیٰ شانہ بشانہ کے لئے جسم ثابت کرتے ہیں۔ تجسیم کے قائل ہیں۔

☆

ابن خلکان ؒ کی وجہ تسمیہ

فرمایا کہ مورخ ابن خلکان کو اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ موصوف کا تکیہ کلام کان تھا وہ بات بات میں کان کہتے تھے ان سے اس کان کو چھوڑانے کے لیے کہا گیا خل کان اس سے ان کا یہ نام مشہور ہو گیا۔

☆

جمل اور ابل کی تفسیر

فرمایا کہ مولانا عبدالحق صاحب حقانی بھی مولانا گنج مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا کہ آپ بڑے مفسر ہیں قرآن شریف کی تفسیر (تفسیر حقانی) بھی آپ نے لکھی ہے پھر پوچھا کہ اچھا آپ نے سورۂ اعراف کی آیت "ولایدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط" میں جمل کی کیا تفسیر کی ہے عرض کیا اونٹ سے۔ فرمایا کہ اس جگہ اونٹ مراد نہیں موٹا رسا مراد ہے اس لئے کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہونے والی چیز کی جنس سے نہیں البتہ موٹا رسا جس سے رسی باندھی جاتی ہے اس کی جنس سے ہے اس لئے جمل سے یہاں اونٹ مراد نہیں موٹا رسا مراد ہے۔ پھر پوچھا کہ اچھا سورۂ غاشیہ کی آیت "افلاینظرون الی الابل کیف خلقت" میں ابل کی کیا تفسیر کی ہے؟ عرض کیا اونٹ سے تفسیر کی ہے۔ تو فرمایا کہ یہاں بھی اونٹ مراد نہیں بلکہ بادل مراد ہے اس لئے کہ یہاں کائنات کی عظیم ترین اشیاء سماوات وارض وجبال کا تذکرہ ہے ان کے ساتھ اونٹ کا کیا جوڑا؟ البتہ بادل ان کے مناسب ہے کہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتا ہے اس کے بعد حضرت دام مجدہ نے فرمایا کہ جمل کے معنی اونٹ اور موٹا رسہ اسی طرح ابل کے معنی اونٹ اور بادل دونوں کتب لغت میں ذکر کئے گئے ہیں۔

☆

"اللہ میاں" لکھنے پر مولانا احمد رضا کا اعتراض اور اسکا جواب

فرمایا رضا خانیوں نے ایک مناظرہ میں کہا فتاویٰ رشیدیہ میں جگہ جگہ لکھا ہوا ہے اللہ میاں'

اللہ میاں۔ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا ناجائز ہے۔ میں نے کہا بھئی کیوں ناجائز ہے؟ انہوں نے کہا کہ مولانا احمد رضا خانصاحب نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو میاں کہنا بے ادبی اور گستاخی ہے کیونکہ ''میاں'' کے تین معنی ہیں۔ ایک معنی ہیں ''شوہر''۔ یہاں یہ معنی مراد لینا غلط ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کا شوہر نہیں۔ دوسرے معنی ''دلال'' ہیں جو کسی مرد اور عورت کے درمیان ناجائز تعلقات کرائے اِدھر سے بھی فیس لے اُدھر سے بھی فیس لے۔ یہ معنی بھی درست نہیں۔ تیسرے معنی ہیں ''آقا''۔ یہ معنی صحیح ہو سکتے ہیں۔ مگر جب اوّل دو معنی شانِ خداوندی کے خلاف ہیں تو ایسا موہم لفظ بولنا درست نہیں۔ جیسے **"یاایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا"** (لآیہ) راعنا کے ایک معنی صحابہ مراد لیتے تھے (یعنی ہماری رعایت کیجئے) وہ صحیح تھے۔ ایک معنی یہودی مراد لیتے تھے (ہمارے چرواہے) وہ غلط تھے۔

حق تعالیٰ نے ایسا لفظ بولنے سے منع کر دیا کیونکہ دوسرے غلط معنی کا احتمال ہے۔ لہٰذا فتاویٰ رشیدیہ میں جو لکھا ہے اللہ میاں' اللہ میاں یہ غلط اور ناجائز ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خانصاحب نے اپنے دو بیٹوں کو کچھ وصیتیں کی ہیں۔ اس میں لکھتے ہیں بڑے میاں' چھوٹے میاں۔ بڑے بیٹے کو بڑے میاں' چھوٹے بیٹے کو چھوٹے میاں۔ پہلے معلوم ہو چکا میاں کے تین معنی ہیں۔ ایک معنی شوہر۔ وہ تو یہاں مراد ہو نہیں سکتے۔ اس واسطے کہ خانصاحب بھی مرد' بیٹے بھی مرد۔ مرد کا شوہر مرد نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں کہا گیا ہے **"نساء کم حرث لکم"** تمہاری عورتیں تمہارے لئے حرث (کھیتی) ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مرد حرث نہیں لہٰذا یہ معنی تو یہاں مراد ہو نہیں سکتے۔ نیز ارشاد ہے **"فانکحوا ما طاب لکم من النساء"** مردوں کو حکم ہے کہ عورتوں سے نکاح کریں۔ یہ نہیں کہا گیا کہ مرد مردوں سے نکاح کریں۔ اور اگر خانصاحب کو عورت فرض کیا جائے تو بھی یہاں یہ معنی مراد نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ خانصاحب ہو گی بیوی' بیٹے ہوں گے شوہر ماں کو بیوی بنانا لازم آئے گا جو سخت گالی ہے۔ عوام میں بھی مشہور ہے' قرآن پاک میں بھی ہے **"حرمت علیکم امھتکم"** تم پر تمہاری مائیں حرام ہیں۔ پس خانصاحب عورت اور بیٹے شوہر فرض کئے جائیں تو بھی یہ نکاح ناجائز ہے۔

علاوہ ازیں ایک وقت میں ایک عورت کے دو شوہر ہو بھی نہیں سکتے دوسرے معنی آقا

کے ہیں۔ وہ بھی یہاں مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ بیٹے ہوئے آقا اور اعلیٰ حضرت غلام ہوئے۔ سوال ہوگا یہ غلام بیٹوں کی ملکیت میں کہاں سے آیا۔ کہیں بازار سے خرید کر لائے یا کہیں سے میراث میں ملا' یا جہاد میں گرفتار کر کے لائے آخر اس عبد مشترک کی کیا حیثیت ہے۔ پس یہ معنی بھی مراد نہیں ہو سکتے۔ لامحالہ وہ تیسرے معنی ''دلال'' کے متعین ہو گئے۔ جس سے پتہ چلا گھر میں آمدنی کا ذریعہ کیا تھا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے ایک دوست تھے ایک دفعہ انہوں نے کہا لغت کی کتابیں منگاؤ تا کہ میاں کے معنی دیکھوں۔ میں نے کہا بگھارتے رہنے آپ لغت کی کتاب۔ میاں کے معنی تلاش کرتے رہئے مگر آپ کو ملنے کے نہیں۔

☆

بکرے کی حلت اور سؤر کی حرمت پر پنڈت سے گفتگو

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک پنڈت میرے پاس آیا۔ کبھی کبھی آیا کرتا تھا۔ کہنے لگا مولوی صاحب آپ کے مذہب میں ایک مسئلہ بڑا عجیب ہے میں نے کہا ہم سارے ہی عجیب ہیں آپ نے دیکھا ہی کیا ہے بتلایئے؟ اس نے کہا دو جانور ایک صورت شکل کے ایک کو آپ حلال کہتے ہیں ایک کو حرام کہتے ہیں یعنی بکرا اور سور ایک طرح کے ہیں مگر آپ ایک کو حلال کہتے ہو ایک کو حرام اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا پنڈت جی ذرا جواب کڑوا ہے ناگوار نہ گزرے' اس نے کہا ہوگا ہی نہیں جواب' میں نے کہا جواب تو ایسا ہے کہ اگر سمجھ میں آ گیا تو ناک کے بال بھی جل جائیں گے منہ سے حلق تک سب چھل جائے گا اور زندگی بھر کبھی یہ سوال زبان پر نہیں لاؤ گے۔ لیکن چونکہ آپ سے تعلق ہے اس لئے زیادہ کڑوے اجزاء نکال کر ہلکی کڑواہٹ کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ سنئے۔ کون اندھا ہے جو بکرے اور سور کو ایک جیسا کہہ دے گا (میں نے اپنی طرف اشارہ کر کے کہا)

بکرے کے داڑھی ہے سؤر کے داڑھی نہیں۔

بکرا گھاس پات کھاتا ہے۔ سور پاخانہ اور دوسری غلاظتیں کھاتا ہے۔

بکری کے تھن دو ہوتے ہیں اور سورنی کے زیادہ بکری کے تھن دونوں رانوں کے بیچ ہوتے ہیں اور سورنی کے سینے پر ہوتے ہیں۔

بکرے کے سینگ ہوتے ہیں سؤر کے سینگ نہیں ہوتے۔

غرض صورت اور اعضاء کی خلقت دونوں کی الگ الگ ہے۔ لیکن ہم نے مانا کہ دنیا میں اندھے بھی رہتے ہیں ان کی رعایت بھی ضروری کرنی ہے (جن کو یہ فرق نظر نہیں آتا) اچھا آپ بتلایئے کہ آپ کی والدہ زندہ ہے۔

اس نے کہاں ہاں زندہ ہے۔

میں نے پوچھا بہن ہے کوئی؟

اس نے کہا ہاں ہے۔

میں نے کہا بیوی ہے؟ کہا ہاں۔

میں نے پوچھا کہ بچے بھی ہیں؟ اس نے بتایا دو بچے ہیں۔

میں نے کہا کس سے؟

اس نے کہا کس سے کا کیا مطلب؟

میں نے کہا بھئی آپ کے گھر میں تین عورتیں ہیں ایک آپ کی والدہ اور دوسرے آپ کی بہن تیسرے آپ کی بیوی۔ وہ دو بچے آپ کے کس عورت سے ہیں؟

اس پر غصہ میں جواب دیا بیوی سے ہیں اور کس سے ہوتے۔

میں نے کہا آپ کی بیوی والدہ بہن تینوں عورتیں ہیں شکل وصورت بھی ایک ہی ہے۔ دونوں ایک جیسی ہیں۔ دو آنکھیں ان (بیوی) کے دو آنکھیں ان (والدہ) کے دو کان دو ہاتھ دو پیر بیوی کے بھی والدہ کے بھی شکل بھی ایک اعضاء بھی ایک خلقت بھی ایک لیکن کیا وجہ ہے آپ اپنے لئے بیوی کو حلال سمجھتے ہیں اور والدہ کو حرام؟ (ان کی پیشانی پر تغیر آیا) پھر بیوی اور ماں میں تو عمر کا فرق بھی ہے۔ بیوی اور بہن میں کوئی خاص فرق نہ ہوگا عمر بھی ایک جیسی ہوگی۔ کیا وجہ ہے کہ آپ بہن کو اپنے لئے حرام سمجھتے ہیں اور بیوی کو حلال سمجھتے ہیں۔

پنڈت جی غصہ میں آکر کہنے لگے دیکھئے۔ یہ ہیں مسلمان یہ ہیں ان کے اخلاق یہ ہے ان کی تمیز پہنچ گئے ماں بہن پر۔

میں نے کہا توبہ توبہ پنڈت جی آپ غلط سمجھ گئے۔ میں آپ کی ماں بہن پر نہیں پہنچ رہا

ہوں آپ ایسا سمجھے تو بے واقعی غصہ کی بات ۔کسی شریف آدمی کی ماں بہن کے پاس کوئی غیر آدمی پہنچ جائے تو غصہ آ ہی جاتا ہے آپ کا غصہ بالکل صحیح ہے لیکن سمجھے آپ غلط ۔(آپ ہی نے سوال کیا تھا کہ ایک ہی شکل وصورت کے دو جانور ہیں اسلام عجیب ہے کہ ایک کو حلال ایک کو حرام کہہ دیا اسی کا جواب سمجھا رہا ہوں)بس اب اول فول بکنا شروع کیا۔

میں نے کہا دیکھئے میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ جواب بہت زیادہ کڑوا ہے تاہم اس میں سے بہت کڑوے اجزاء میں نے نکال لئے تھے ۔ کہنے لگے ۔ کہہ دو وہ بھی کہہ دو ۔ میں نے کہا کہہ دوں؟ اس نے کہا ہاں ۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اب کچھ تحمل کا مادہ پیدا ہو گیا ہے ۔ تو سنئے مجھ میں اور آپ میں کوئی فرق تو نہیں' کیا وجہ ہے کہ آپ اپنی بیوی کو خود کے لئے حلال سمجھتے ہیں اور میرے لئے حرام' مجھے اجازت دو اور دو بچے مجھ سے بھی جنوا دو اسی طرح مجھ میں اور آپ کے بہنوئی میں کوئی فرق نہیں کیا وجہ ہے کہ اپنی بہن کو اپنے بہنوئی کیلئے آپ جائز سمجھتے ہیں اور میرے لئے ناجائز اسی طرح کیا وجہ ہے کہ اپنی والدہ کو اپنے والد کے لئے حلال سمجھتے ہیں اور میرے لئے حرام کہتے ہو ۔ حالانکہ بظاہر مجھ میں اور آپ کے والد میں کوئی فرق نہیں بلکہ پرانی وضع قطع کے ہوں تو شاید ان کے بھی داڑھی ہو ۔ غرض ہم دونوں ایک سے ہیں کیا وجہ ہے کہ ان کے لئے آپ کی والدہ حلال میرے لئے حرام؟ پنڈت جی بہت بہت شرمندہ ہوئے اور جتنے الفاظ ان کی ڈکشنری میں تھے غصہ میں سارے ہی کہہ دیئے ۔ میں نے کہا پنڈت جی اب بہت ہو گیا اب ذرا سنبھل کر بیٹھو آپ کا غصہ اور ناراض ہونا حماقت اور جہالت ہے ۔ آپ اپنے مذہب سے واقف نہیں جو ناراض ہو رہے ہیں ۔ آپ کی کتاب ستیارتھ پرکاش ص ۱۲۹ میں لکھا ہے کہ جو شخص روپیہ حاصل کرنے کے لئے یا علم حاصل کرنے کے لئے باہر پردیس میں گیا ہو اور اس کے پیچھے اس کی بیوی کو اولاد حاصل کرنے کی خواہش ہو تو اس کے واسطے جائز ہے کہ اپنے پڑوسی سے حاصل کر لے ۔ میں نے کتاب کھول کر دکھا دی ۔ اس کے بعد میں نے کہا اب بتایئے میں نے کیسے خلاف کیا اگر کوئی آپ کے پڑوس میں رہتا ہو اور آپ کہیں باہر گئے ہوں اور آپ کی بیوی کو اولاد حاصل کرنے کی خواہش ہو تو آپ کی کتاب کی رو سے بلا تکلف جائز ہے کہ غیر سے اولاد حاصل کر لے بس اب اٹھ کر چل دیئے ۔ میں نے کہا پنڈت جی معاف کرنا سور کا جواب تو ایسا ہی ہو ۔ اس نے کہا ہاں اب سور بھی مجھے کہہ دو میں نے کہا کہ میں تو بہت دیر سے کہہ رہا ہوں کوئی نہ سمجھے تو میں کیا کروں ۔ (ملفوظات فقیہ الامت سے ماخوذ)

ادیبوں کے لطیفے

ایک روز نواب مرزا داغ دہلوی (۱۸۳۱ء ۔ ۱۹۰۵ء) نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب ان سے ملنے آئے اور انھیں نماز میں مشغول دیکھ کر لوٹ گئے۔ اس وقت داغ نے سلام پھیرا۔ ملازم نے کہا ''فلاں صاحب آئے تھے اور چلے گئے''۔ فرمانے لگے ''دوڑ کر جا ابھی راستے میں ہونگے''۔ وہ بھاگا بھاگا گیا اور ان صاحب کو بلا کر لایا۔ داغ نے ان سے پوچھا کہ ''آپ آکر چلے کیوں گئے؟'' وہ کہنے لگے ''آپ نماز پڑھ رہے تھے اس لئے میں چلا گیا۔'' داغ نے فوراً کہا ''حضرت! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ لاحول تو نہیں پڑھ رہا تھا جو آپ بھاگے۔''

----------------------*-----------*-----------

الہ آباد میں ایک ایٹ ہوم میں اکبرالہ آبادی (۱۸۴۶ء ۔ ۱۹۲۱ء) خان بہادر سید اکبر حسین اکبر بھی شریک ہوئے۔ وہاں طرح طرح کے انگریزی لباس پہنے ہوئے ہندوستانی جمع تھے۔ ایک کالے صاحب بھی تھے۔ ان کو انگریزی لباس جچتا نہ تھا۔ ان پر حضرت اکبر پھبتی کستے ہیں۔

ہر چند کہ کوٹ بھی ہے پتلون بھی ہے   بنگلہ بھی ہے پاٹ بھی، صابون بھی ہے

لیکن میں پوچھتا ہوں تجھ سے ہندی   یورپ کا تیری رگوں میں کچھ خون بھی ہے

----------------------*-----------*-----------

ایک دن حضرت اکبر اس راہ سے گزرے جس طرف کلال تھے۔ آپ کی نظر جو پڑی، وہاں مسلمانوں کو مجمع دوسری قوم کے مقابلے میں زیادہ تھا۔ اس پر فرمایا:

مسجدیں چھوڑ کے جا بیٹھے ہیں میخانوں میں

واہ کیا جوشِ ترقی ہے مسلمانوں میں

----------------------*-----------*-----------

ایک مرتبہ حضرت اکبر الہ آبادی کے ایک دوست نے انھیں ایک ٹوپی دکھائی جس پر قل ہو اللہ کڑھا ہوا تھا آپ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ ''بھئی بہت عمدہ ہے، کسی دعوت میں کھانا ملنے میں دیر ہو جائے تو یہ ٹوپی پہن لیا کرو

سمجھ لیں گے کہ انتڑیاں قل ھو اللہ پڑھ رہی ہیں۔"

------------------------*------------*

ایک بار مشاعرہ ہو رہا تھا، ایک مسلم الثبوت استاد جگر مراد آبادی (۱۸۹۰ء۔ ۱۹۶۰ء) اٹھے اور انھوں نے طرح کا ایک مصرع دیا۔

ع چمن سے آ رہی ہے بوئے کباب

بڑے بڑے شاعروں نے طبع آزمائی کی لیکن کوئی گرہ نہ لگا سکا، ان میں سے ایک شاعر نے قسم کھالی کہ جب تک گرہ نہ لگائیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے، چنانچہ وہ ہر صبح دریا کے کنارے نکل جاتے اونچی آواز سے الاپتے۔

چمن سے آ رہی ہے بوئے کباب

ایک روز ادھر سے ایک لڑکا گزرا' جونہی شاعر نے یہ مصرع پڑھا' وہ لڑکا بول اٹھا

ع کسی بلبل کا دل جلا ہوگا

شاعر نے بھاگ کر اس لڑکے کو سینے سے لگایا۔ یہی لڑکا بڑا ہو کر جگر مراد آبادی کے نام سے مسلم الثبوت استاد بنا۔

------------------------*------------*

محترمہ بیگم حمیدہ سلطان صاحبہ پنڈت ہری چند اختر (۱۹۰۰ء۔ ۱۹۵۸ء) جنرل سیکریٹری انجمن ترقی اُردو (دہلی) کے ہاں علی منزل میں ایک شعری نشست میں مرحوم ناروی غزل سنا رہے تھے۔ ردیف تھی' کیا کیا' نوح صاحب نے اپنی مخصوص تحت اللفظ طرز ادا میں جب یہ مصرع پڑھا:

یہ دل ہے' یہ جگر ہے' یہ کلیجہ

تو پنڈت ہری چند اختر بے ساختہ کہہ اٹھے۔

قصائی لایا ہے سوغات کیا کیا

سامعین تو کیا خود حضرت نوح کا ہنستے ہنستے بُرا حال تھا۔ حال آنکہ نفسی اور حضرت نوح میں اینٹ اور کتے والا بیر تھا۔

چراغ حسن حسرت ولادت: (۱۹۰۵ء وفات ۱۹۵۵ء) (ایڈیٹر "شیرازہ" لاہور) کا قد لمبا تھا۔ایک روز بازار گئے' آموں کا موسم تھا ایک دکاندار سے بھاؤ پوچھا۔دکاندار نے کہا۔پانچ آنے سیر۔حسرت نے کہا "میاں آم تو بہت چھوٹے ہیں"

دکاندار نے کہا۔"میاں نیچے بیٹھ کر دیکھو آم چھوٹے ہیں یا بڑے۔قطب مینار سے تو بڑی شے چھوٹی نظر آتی ہے۔

------------------------*------------*------------

کسی صاحب نے ایک بار اسرارالحق مجاز (۱۹۱۱ء وفات ۱۹۵۵ء) سے پوچھا۔"کیوں صاحب! آپ کے والدین آپ کی رندانہ بے اعتدالیوں پر کچھ اعتراض نہیں کرتے؟" مجاز...... "جی نہیں۔!" "کیوں......؟" مجاز "لوگوں کی اولاد سعادت مند ہوتی ہے لیکن خوش قسمتی سے میرے والدین سعادت مند ہیں۔"

------------------------*------------*------------

حیدرآباد دکن میں "قاف" کی جگہ عام طور پر لوگ "خ" بولتے ہیں۔کسی حیدرآبادی نے مجاز کو ایک دعوت پر مدعو کرتے ہوئے کہا۔"مجاز صاحب! کل میری فلاں عزیزہ کی تخریب (تقریب) ہے غریب خانے پر تشریف لائیے۔" مجاز نے خوفزدہ ہو کر جواب دیا۔"نہیں صاحب مجھ سے یہ دردناک منظر نہیں دیکھا جا سکے۔"

------------------------*------------*------------

ایک ادب نواز مجسٹریٹ نے مجاز کو بستی آنے کی دعوت دی۔مجاز نے کہا۔" کچھ کام کی بات بھی ہوگی۔" اس نے جواب دیا "تم آؤ تو نہلا دونگا" مجاز مسکرا کر بولے۔"خیر وہاں تو نہلا دو گے۔یہاں کم از کم وضو تو کرواہی دو۔"

------------------------*------------*------------

ڈاکٹر تاثیر اور احسان دانش (۱۹۱۱ء وفات ۱۹۸۲ء) ریل میں اکٹھے سفر کر رہے تھے۔ایک اسٹیشن پر تاثیر کے ایک دوست اسی ڈبے میں داخل ہوئے۔تاثیر نے ان سے احسان دانش کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ آپ ہیں اُردو کے مشہور شاعر' مصور فطرت' شاعر مزدور' حضرت احسان دانش کاندھلوی۔اس دوست نے پوچھا وہی جو

مزدوروں کے بارے میں نظمیں لکھتے رہتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں وہی۔ وہ دوست کہنے لگا'' خدا کی قسم ان کی نظمیں پڑھ کے یہ جی چاہتا ہے کہ صبح کو اٹھتے ہی ہر مزدور کے سر سو جوتے لگائے جائیں۔''

------------------------*------------*------------*

ہری پور ہزارہ میں قتیل شفائی (۱۹۱۹ء) اور انکے دوستوں نے ۱۹۳۹ء میں ڈاکٹر اقبال کی پہلی برسی کے سلسلے میں مشاعرے کا اہتمام کیا۔ چندہ اکٹھا کرنے کے سلسلے میں جب ایک دکاندار کو انھوں نے بتایا کہ ڈاکٹر اقبال کی برسی کے سلسلے میں یہ مشاعرہ ہو رہا ہے تو اس نے آبدیدہ ہو کر پوچھا کیا سچ مچ ڈاکٹر اقبال وفات پا گئے ہیں؟ اس پر قتیل شفائی نے حیران ہو کر پوچھا کیا آپ انھیں جانتے تھے۔ اس پر انھوں نے فرمایا۔ کیوں نہیں ابھی دو سال پہلے میری بھینس بیمار ہو گئی تھی انھوں نے بڑی توجہ سے اس کا علاج کیا تھا۔ یہ سننا تھا کہ سب کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

------------------------*------------*------------*

ایک مشاعرے کی نظامت کے فرائض بشیر بدر (۱۹۳۵ء) کر رہے تھے۔ شاعر کو داد دی جا رہی تھی۔ واہ واہ کے ساتھ مجمع کے کسی شریر لڑکے نے کتوں کی طرح بھوں بھوں کر کے داد دی۔ بشیر بدر نے کہا کہ ہر شخص کو اپنی مادری زبان میں داد دینے کا حق حاصل ہے۔

------------------------*------------*------------*

مشہور عالم آفاقی' کمال جعفری اور شان بھارتی ذکریا اسٹریٹ سے پیدل ہی چاندنی چوک جا رہے تھے۔ چلتے چلتے جدیدیت پر بات چل نکلی اور لوگ اس قدر مستغرق ہوئے کہ بجائے چاندنی چوک کے دھرم تلہ کے قریب پہنچ گئے۔ اس کا احساس سب سے پہلے شان بھارتی کو ہوا۔ انھوں نے کمال جعفری سے کہا'' بھئی ہم لوگ شاید دوسرے راہ پر آ گئے ہیں۔'' یہ سنتے ہیں مشہور عالم آفاقی نے کہا۔'' جدیدیت جو سوار تھی۔ اس لئے بے راہ روی تو ہو گی ہی۔''

------------------------*------------*------------*

عربی کے مشہور شاعر ابونواس کے پاس ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔'' ابونواس' میں سارے عرب کا سفر کرنا چاہتا ہوں۔ تم مجھے ایک رقعہ لکھ کر دے دو' جسے میں عرب کے امیروں کو دکھلاؤں' تا کہ وہ میری مدد

کریں۔'' ابونواس نے رقعہ لکھا اور اسے بند کر کے اس کے حوالے کر دیا۔ وہ چلا گیا۔ تھوڑی دور جا کر اس نے لفافہ کھولا پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔'' یہ شخص مکار ہے میرے نام سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ لہٰذا کوئی اس کی امداد نہ کرے۔''

رقعہ پڑھتے ہی اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور واپس آیا۔ اور غصہ سے خطاب کرتے ہوئے بولا۔'' ابونواس! یہ کیا فریب کاری ہے۔'' ابونواس نے جواب دیا۔'' گھبراتے کیوں ہو یہ ہماری سوسائٹی کے اصطلاحی الفاظ ہیں۔ جس کی امداد مقصود ہوتی ہے اسے ہم اسی قسم کے الفاظ لکھ کر دیتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس نے کہا'' ابونواس تم بڑے بے ایمان ہو دغاباز ہو۔'' انھوں نے کہا'' بھائی مجھے میرے احسان کے بدلے میں گالیاں کیوں دیتے ہو۔'' اس نے کہا'' گھبراتے کیوں ہو یہ میری سوسائٹی کے اصطلاحی الفاظ ہیں جو شکریہ کے ہم معنی ہوتے ہیں۔''

------------------------*------------*------------*

مولانا سمیع اللہ کی دکان پر اکثر شاعروں اور ادیبوں کی محفلیں ہوتی تھیں ایک دن کچھ ادیب تذکرہ کر رہے تھے کہ فلاں پبلشر رائلٹی نہیں دیتا۔ شاہراہ والے پرکاش پنڈت کو وقت پر تنخواہ نہیں دیتے وغیرہ۔ اس پر مولوی سمیع اللہ بولے کہ ہمارے رائٹر اچھے ہیں جو ہم سے کبھی معاوضے یا رائلٹی کا مطالبہ نہیں کرتے۔ اس پر سب نے حیران ہو کر یک زبان پوچھا میاں ایسے کون سے شاعر و ادیب ہیں جو بغیر معاوضے کے کام کرتے ہیں۔ اس پر سمیع اللہ صاحب بولے کہ اللہ۔ رسول۔ (کیونکہ مولانا صاحب قرآن شریف اور سورے وغیرہ شائع کرتے تھے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ابونعیم نے اپنی کتاب ''الحلیہ'' میں مجاھد کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول "اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ" یعنی جہاں کہیں بھی تم ہوگے موت تم کو آجائے گی اگر چہ تم مضبوط قلعوں میں بھی ہو۔کی تفسیر میں فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک عورت تھی اور اس کے یہاں ایک تنخواہ دار ملازم تھا۔اس عورت کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔اس نے نوکر سے کہا کہ کہیں سے آگ لے آ۔ چنانچہ جب نوکر آگ لینے کے لئے گھر سے نکلا تو اس کو دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہوا ملا۔اس نے نوکر سے پوچھا کہ اس عورت کے ہاں کیا پیدا ہوا ہے؟ نوکر نے جواب دیا کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ یہ لڑکی جب تک سو ۱۰۰ امردوں سے زنا نہیں کرائے گی ہر گز نہیں مرے گی اور آخر میں اپنے نوکر سے نکاح کرے گی اور اس کی موت ایک مکڑی کے ذریعہ واقع ہوگی۔ یہ پیشین گوئی سن کر نوکر نے اپنے دل میں کہا کہ میں ایسی لڑکی سے نکاح کر کے کیا کروں گا جو سو ۱۰۰ امردوں سے زنا کر چکی ہو۔لہٰذا اس لڑکی کو قتل کر دینا بہتر ہے۔ چنانچہ اس نے ایک چھری لی اور اندر جا کر اس لڑکی کا شکم چاک کر دیا اور وہاں سے فرار ہو گیا اور ساحل پر پہنچ کر ایک جہاز میں سوار ہو گیا۔

ادھر لڑکی کے زخم کاری نہیں لگا تھا لہٰذا لڑکی کے پیٹ میں ٹانکے لگوائے گئے اور اس طرح وہ چند دن کے بعد تندرست ہوگئی۔ پھر وہ جوان ہوگئی اور اس کا رنگ روپ نکھرا تو اپنے وقت کی نہایت حسین وجمیل عورتوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ کچھ دن بعد اس لڑکی نے جسم فروشی کا دھندہ شروع کر دیا اور ساحل سمندر کے قریب سکونت اختیار کر لی اور مسلسل مذموم کام میں مشغول رہی۔

اتفاق کی بات وہ ملازم ایک عرصہ کے بعد اس شہر میں واپس آیا اور ساحل پر اس جہاز سے اترا۔اب اس کے پاس کافی دولت تھی جو کہ اس نے اس عرصہ میں دوسرے شہروں سے کمائی تھی۔ چنانچہ اپنے شہر کے ساحل پر اتر کر اس نے اہل ساحل سے کہا کہ میرے لئے کوئی حسین عورت تلاش کرو تا کہ میں اس سے نکاح کر سکوں۔اہل ساحل کی عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا یہاں ساحل پر ایک حسین وجمیل عورت رہتی ہے مگر وہ جسم فروشی کا دھندہ کرتی ہے۔اس ملازم نے کہا کہ اچھا ذرا اس کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ یہ عورت اس لڑکی کے پاس گئی اور تمام ماجرا بیان کیا۔لڑکی نے جواب دیا کہ

میں نے اب جسم فروشی کا دھندہ چھوڑ دیا ہے اگر وہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

غرضیکہ اس ملازم اور لڑکی کا اہل ساحل نے نکاح کرادیا اور اس طرح اس شخص کی پیشین گوئی کا پہلا جز و پورا ہو گیا۔ ملازم کو یہ لڑکی بہت پسند آئی اور وہ اس سے محبت کرنے لگا اور ایک دن اس نے اپنی بیوی کو آپ بیتی سنائی اور یہ بھی اس کو بتادیا کہ میں ایک نوزائیدہ لڑکی کو قتل کر کے یہاں سے کافی عرصہ پہلے بھاگا تھا۔ بیوی نے یہ ماجرا سن کر کہا کہ میں وہی نوزائیدہ لڑکی ہوں اور اپنا پیٹ کھول کر شوہر کو چھری کے زخموں کے نشانات دکھائے اور اپنے زانیہ ہونے کا بھی اعتراف کرلیا اور کہا کہ مجھ کو یہ اندازہ نہیں کہ میں نے سومردوں کے ساتھ یہ فعل کیا ہے۔ شوہر نے بیوی کے تمام حالات سننے کے بعد کہا کہ تمہاری موت کا سبب ایک مکڑی بنے گی۔

اس کے بعد اس کے شوہر اور بیوی نے جنگل میں ایک مضبوط محل بنوایا اور چونا اور گچ سے اس کو مزید پختہ کرایا تاکہ کوئی موذی جانور اور مکڑی وغیرہ اس میں نہ گھس سکے اور تمام اطراف سے اطمینان کر لینے کے بعد یہ دونوں میاں بیوی اس محل میں رہنے لگے۔ ایک دن شوہر نے چھت میں ایک زہریلی مکڑی دیکھی تو اس نے بیوی سے کہا کہ یہ دیکھنا یہ وہی مکڑی تو نہیں ہے جو تیری موت کا سبب ہوسکتی ہے۔ بیوی نے مکڑی کو دیکھ کر کہا کہ ہاں یہ مکڑی ہی ہے مگر میں اس کو ابھی مار ڈالتی ہوں۔

چنانچہ اس نے مکڑی کو گرا کر اپنے پیر کے انگوٹھے سے رگڑنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ مکڑی نے اچانک اچھل کر اس کے انگوٹھے میں کاٹ لیا جس سے اس کا زہر بیوی کے جسم میں سرایت کر گیا اور اس کا پاؤں سیاہ پڑ گیا اور دھیرے دھیرے تمام خون زہر آلود ہو گیا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔

کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا واقعہ ہی آیت مذکورہ بالا کا شان نزول ہے۔ لیکن اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت غزوہ احد کے موقع پر منافقین مدینہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ منافقین نے شہداء احد کے بارے میں کہا تھا:

"لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا"

یعنی یہ لوگ اگر ہمارے ساتھ ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اسی قول کا جواب اس آیت میں دیا ہے یعنی

"اینما تکونوا یدرککم الموت"

عیسائیت میں پاپائیت کا کام اور مقام

عیسائیت کو سرکاری مذہب کا مقام قسطنطین شہنشاہ روما نے عطا کیا اس لحاظ سے مذہبی اور دنیاوی امور یکجا ہو گئے اور حکومت روما مقدس بن گئی اس دور میں کلیسا کا انتظام پانچ بڑے پادریوں کے ذمے تھا جنہیں (Patriachs) کہا جاتا تھا۔ جو انگریزی میں فادر کے ہم معنی ہے۔ کلیسا دو تھے مغرب میں روم کا اور مشرق میں قسطنطنیہ کا۔ رومی کلیسا کو اس بات پر ناز تھا کہ پطرس اور پولوس نے روم میں ہی وفات پائی تھی اور وہی عیسائیت کی اصل روایات کا علمبردار تھا۔ دوسری طرف قسطنطنیہ کا کلیسا بھی اپنے آپ کو کم اہم نہ سمجھتا تھا۔ اس لئے کہ اس دور میں قسطنطنیہ ہی سلطنت روما کا دارالحکومت یا مرکزی مقام تھا۔ اس لئے وہ رومی کلیسا پر برتری رکھتا تھا۔ دونوں کلیساؤں میں اختلافات کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ دونوں کی زبانیں مختلف تھیں۔ رومی کلیسا میں لاطینی اور قسطنطنیہ میں یونانی۔ دونوں کی تعلیمات کا ترجمہ جب ایک زبان سے دوسری زبان میں ہوتا تو مطالب و مفہوم میں اختلاف پیدا ہو جاتا۔ اور دونوں میں بحث چھڑ جاتی۔ ان ہی وجوہات کی وجہ سے دونوں میں اختلافات کی خلیج اس حد تک وسیع ہوئی کہ دونوں کبھی متحد نہ ہو سکے اور مذہب کے ایک منظم ادارے کی حیثیت سے کلیسا کا نظام پارہ پارہ ہو گیا۔ اس پر مزید ستم یہ کہ صلیبی جنگوں کے دوران عیسائی افواج نے کلیسائے قسطنطنیہ کے علاقوں کو تخت و تاراج کیا جس سے اختلافات اور بڑھ گئے۔

وہ شخص جس نے سب سے پہلے پاپائی نظام کو مستحکم بنیادوں پر استوار کیا۔

گریگوری اول (۵۴۰ء تا ۶۰۹) تھا۔ اس دور میں بہت سی وحشی اقوام عیسائیت میں داخل ہوئیں جس سے پوپ کی قوت میں اضافہ ہوا۔ وہ دینوی اور دنیاوی دونوں طاقتوں کا منبع و سرچشمہ قرار دیا گیا اور اس سلسلے میں اسے غیر محدود اختیارات حاصل ہو گئے حتیٰ کہ بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کو پوپ کی حمایت حاصل کئے بغیر چارہ نہ رہا۔

پوپ کی زبردست طاقت کا یہ دور ۸۰۰ء سے شروع ہوا۔ جب رومتہ الکبریٰ کی مقدس سلطنت کے پہلے شہنشاہ شارلی مان کو روما میں پوپ نے مذہبی رسوم کے ساتھ اپنے ہاتھ سے تاج پہنایا۔ اسی تاج پوشی کے بعد سے ہی سلطنت روما کا نام ''مقدس سلطنت روما'' رکھ دیا گیا۔ جب پوپ نے شارلی مان کو اس سلطنت کا فرمانروا بنایا تھا اس وقت اس کی حدود میں وہ تمام ممالک شامل تھے جو آج کل فرانس، جرمنی، اٹلی اور وسط یورپ کی ریاستوں یوگوسلاویہ اور رومانیہ کے نام سے موسوم ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بحر روم سے لے کر بحر ہند تک دولت عباسیہ کے سلاطین کا آفتاب اقبال جگمگا رہا تھا اور اسپین میں عرب سلاطین کے ہاتھوں قرطبہ وغرناطہ کی بنیادیں رکھی جا رہی تھیں۔

۸۰۰ء کے بعد پوپ ہی یورپ کا معنوی فرمانروا تھا۔ اس تاریخ کے بعد سے سولہویں اور سترہویں صدی عیسویں تک یورپ کے بادشاہوں کا تخت و تاج عملاً پوپ کے ہاتھ میں تھا۔ وہ جسے چاہتا تخت پر بٹھا سکتا اور جسے چاہتا تخت سے محروم کر سکتا تھا چنانچہ شارلی مان کی وفات کے بعد جب اس مقدس سلطنت روما میں انتشار پیدا ہو گیا اور ہر چھوٹا حکمران اپنی جگہ خود مختار بن بیٹھا تو یہ پوپ ہی تھا جس کی مداخلت سے آتو اعظم کو باقاعدہ تاجدار تسلیم کیا گیا۔ اس تاج پوشی کے بعد یورپ کے تمام سرداروں جاگیرداروں اور چھوٹے بڑے سب فرمانرواؤں نے یہ طے کیا کہ آئندہ سے بادشاہ کی تاجپوشی پوپ یا اس کے مقرر کئے ہوئے نائب ہی کیا کریں گے۔ یہ تعداد بعد میں محدود ہو کر سات تک رہ گئی۔ ان میں تین پاپائیت کے نمائندے ہوتے تھے اور چار رؤسا کے۔ ان رؤسا پر بھی پوپ کا اثر رسوخ ہوتا۔ گویا بادشاہت کا پورا اختیار پوپ کے ہاتھوں میں تھا۔ تیرھویں اور چودھویں صدی میں

پورے یورپ میں صرف پوپ ہی کا ڈنکا بج رہا تھا۔ یورپ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام چھوٹے بڑے فرمانروا اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھے۔ پوپ کا قانون ہی سب کچھ تھا۔

پوپ کے اثر واقتدار کا اندازہ اس بات سے لگا لیجئے کہ پوپ صرف شہنشاہ ہی نہیں تھا بلکہ ظاہری شان وشوکت کے لحاظ سے بھی اس کا دربار بڑے بڑے حکمرانوں کے دربار کو شرماتا تھا۔ پوپ کا بھی باقاعدہ تاج ہوتا جس پر لاکھوں کے جواہرات ٹکے ہوتے اور جب بھی نیا پوپ مقرر ہوتا ــــــــــــــــــ

ــــــــــــــــ تو اسے وہ تاج انہیں مذہبی رسوم کے ساتھ پہنایا جاتا جو بادشاہوں کی تاجپوشی کے وقت ادا کی جاتی تھیں **پوپ کے صرف مصاحب خاص کے لئے** جو جاگیر تھی اس کا رقبہ تیرھویں صدی عیسوی میں سترہ ہزار مربع میل تھا۔

پاپائیت کا مرکز روم تھا۔ جہاں ''ٹی کن'' مقام پر پوپ کا محل ہے۔ اسے ۱۳۷۷ء میں پوپ گریگوری یازدہم نے اپنا مستقر بنایا تھا اور جو اس وقت سے آج تک پاپائیت کا مستقر ہے۔ یہ اپنی وسعت کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی عمارت ہے۔ یہ محل گیارہ سو اکاون فٹ لمبا اور سات سو چھتر فٹ چوڑا ہے۔ اس کے کمروں کی تعداد چار ہزار کئی منزلیں ہیں۔ جن پر جانے کے لئے بے شمار زینے ہیں۔ بیسیوں ایوان ہیں متعدد پائیں باغ ہیں اور چند در چند بڑے ہال ہیں۔

پوپ کے ایک ہاتھ میں یورپ کے بادشاہوں کے تاج تھے تو دوسرے ہاتھ میں عوام کے دل ودماغ کی باگ ڈور' سیاسی قوت اور مذہبی اثر' پھر دولت نے کلیسا کو وقت کا اہم ترین ادارہ بنا دیا تھا۔ لیکن کلیسا نے ان اختیارات کا صحیح استعمال نہ کیا اگر بادشاہ کلیسا کے احکام سے سرتابی کی جرات کرتے تو وہ تخت وتاج سے محروم کر دیئے جاتے اور اگر عوام میں سے کسی کے سر میں سرکشی کا سودا سماتا تو اسے الحاد وبے دینی کی سزا دی جاتی تھی۔ جب اس قسم کے سرکش افراد کی تعداد کچھ بڑھنے لگی تو ۱۲۴۸ء میں پوپ انوسینٹ چہارم (Innocent IV) نے عدالت تفتیش (Ihquisi Tion) کے نام سے استیصال الحاد

کے لئے ایک عدالت قائم کی جس کی شاخیں پورے یورپ میں تھیں پندرہویں صدی عیسوی میں یہ عدالت اپنے شباب پر تھی ہر وہ شخص جس کے خلاف پوپ کی بے چون و چرا اطاعت سے سرتابی کرنے کا شبہ ہوتا اسے فوراً گرفتار کر کے اس عدالت کے ججوں کے سامنے لایا جاتا۔ مگر ملزم کو نہ تو الزام لگانے والے کا پتہ ہوتا اور نہ اسے صفائی کا موقع دیا جاتا۔ مقدمے کی کاروائی بند کمرے میں ہوتی دوٹوک فیصلہ ہوتا۔ ملزم اقرار کرے یا انکار دونوں صورتوں میں موت اس کی منتظر تھی۔ ملزم اگر اقرار جرم نہ کرتا تو سمجھ لیا جاتا کہ جھوٹ بول رہا ہے۔ سچ بلوانے کے لئے اس پر ہولناک سختیاں کی جاتیں۔ بالآخر وہ اقرار جرم کر لیتا ــــــــــــــــــ ایک اندازے کے مطابق ۱۴۸۱ سے ۱۸۰۸ء تک ان احتسابی عدالتوں نے تقریباً تین لاکھ چالیس ہزار آدمیوں کو مختلف سزائیں دیں۔ ان میں سے صرف ۳۲ ہزار وہ تھے جنہیں دہکتی آگ کی نذر کیا گیا۔ جن لوگوں کو سزائیں دی گئیں ان میں گلیلیو جیسے ماہرین سائنس شامل تھے۔ اٹلی کے مشہور سائنس دان برونو کو بھی اشاعت علم کے جرم میں آگ کی نذر کر دیا گیا۔

کلیسا کے ان ہی مظالم کی بناء پر بہت سے لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مذہب اور سائنس ایک دوسرے کے مخالف ہیں اور اسی پس منظر کی بناء پر آج بھی بعض لوگ مذہب اور سائنس کو متضاد تصور کرتے ہیں۔

عیسائیت میں کفارے کے عقیدہ کا بانی پولوس یا سینٹ پال قرار دیا جاتا ہے۔ عہد نامہ جدید میں پولوس کے خطوط میں یہ عبارت نہایت واضح ہے کہ:

''تمہیں ایمان کے وسیلہ سے ہی نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں۔ خدا کی بخشش ہے اور نہ اعمال کے سبب سے ہے۔'' ...... (افسیول ۹:۲۔۸)

''چنانچہ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب سے راست باز ٹھہرتا ہے'' ...... (رومیوں کے نام ۳،۲۸)

پھر پوپ کے متعلق یہ بھی طے ہوا تھا کہ اس کا فیصلہ غلط نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس کے کسی حکم پر بحث و تمحیص کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ وہ خدا کا نائب تھا اور عیسیٰ مسیح کا قائم مقام، وہ

گنہگاروں کے گناہ معاف کرا سکتا تھا اور خدا کی رحمت و بخشش کے دروازے لوگوں پر کھول سکتا تھا۔ اسی عقیدے نے رفتہ رفتہ معافی ناموں (Indul Gences) کی صورت اختیار کر لی اور ان کی ابتداء یوں ہوئی کہ صلیبی جنگوں کے دوران میں پوپ اربن دوم نے حکم جاری کیا کہ جو لوگ بذات خود جنگ میں شریک نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنی طرف سے کسی اور کو بھیج دیں اور اس کے بدلے میں انہیں معافی نامہ دے دیا جائے گا جو ان کی نجات کا کفیل ہوگا۔

پھر سولہویں صدی عیسوی میں جب پوپ کو سینٹ پیٹر کے نام کا گرجا بنوانے اور اپنے محل کی رونق بڑھانے کے لئے روپے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے دستاویز مغفرت (معافی نامے) فروخت کرنے شروع کر دیئے۔ صلائے عام تھی ان گنہگاروں کے لئے جو اپنے گناہ معاف کرانا چاہیں۔ اپنے گناہوں کی مقدار کے مطابق ان دستاویزوں میں سے ایک دستاویز خرید لے۔ ہر گناہ کی بخشش کی قیمت مقرر تھی اور ہر قیمت کی دستاویز تیار۔ کہا جاتا ہے کہ خدا کی رحمت کا خزانہ کبھی خالی نہیں ہو سکتا اور پوپ کے ہاتھ میں اس خزانے کی کنجی ہے۔ اس لئے وہ جسے چاہے رحمت و بخشش سے مالا مال کر سکتا ہے۔ معافی نامے یا دستاویز مغفرت کی عبارت یہ تھی۔

> ''تم پر خداوند یسوع مسیح کی رحمت ہو اور وہ تمہیں اپنے مقدس ترحم سے (گناہوں کی سزا سے) آزاد کرے۔ میں اس کی اور اس کے بابرکت شاگرد پولوس اور مقدس پوپ کی اس سند کی رو سے جو مجھے انہوں عطا فرمائی ہے۔ تمہیں آزاد کرتا ہوں سب سے پہلے کلیسا کی تمام علامتوں سے خواہ وہ کسی مشکل میں ہوں۔ پھر تمہارے ہر ایک گناہ حدود شکنی اور زیادتی سے خواہ وہ کیسے ہی مہیب اور شدید کیوں نہ ہو اور میں وہ سزا تم سے اٹھا لیتا ہوں جو تمہیں تمہارے گناہوں کی پاداش میں جہنم میں ملنے والی تھی۔ تاکہ تم جب مرو تو جہنم کے دروازے تم پر بند ہوں اور جنت کی راہیں کشادہ باپ بیٹے اور روح القدس کے نام پر۔''

اس معافی نامے میں مختلف گناہوں کی قیمتیں مختلف تھیں۔ معافی نامے کے ہر

ایجنٹ کے پاس ان کی فہرست موجود تھی جس کی اصل (Tax of the Sacred Roman Chancery) کی کتاب میں محفوظ رکھی جاتی تھی۔ چند ایک گناہوں کی معافی کی قیمتیں بھی ملاحظہ فرمالیجئے:

۱۔اسقاط حمل.................................۳ شلنگ ۶ پنس

۲۔چوری.................................۹ شلنگ

۳۔عفیفہ کی عصمت دری.................................۹ شلنگ

۴۔زنا کی بھیانک صورتوں میں.................................۷ شلنگ ۶ پنس

۵۔قتل.................................۷ شلنگ ۶ پنس

یہ معافی نامے صرف اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے ہی نہ تھے بلکہ مردوں کے گناہوں کے لئے بطور کفارہ بھی خریدے جاسکتے تھے۔ چنانچہ ان معافی ناموں کے ایجنٹ کچھ اس قسم کی آوازیں لگایا کرتے تھے۔

''آؤ بڑھو! جنت کے دروازے کھل رہے ہیں اگر تم اب داخل نہ ہوگے تو کب داخل ہوگے تم بارہ پنس کے عوض اپنے باپ کی روح کو جہنم سے نکلوا سکتے ہو۔ کیا تم ایسے ناخلف ہو کہ اپنے باپ کیلئے اس قدر سستی نجات بھی نہیں خرید سکتے۔ اگر تمہارے پاس اور کچھ نہیں ایک کوٹ ہے تو وہی اتار دو تا کہ اس متاع گراں بہا کو خرید سکو۔''

(See Bucks Theologkal Dictionary Ndulgeces)

چنانچہ اسی دور سے نصرانیت کا پانچواں بنیادی رکن ''اپنی سیاہ کاریوں کا پادری کے سامنے اعتراف'' ٹھہرا۔

اب ایک عیسائی کے لئے کافی ہے کہ جو چاہے کرے' کیونکہ پادری کے سامنے گناہوں کا اعتراف گناہوں کی بخشش اوران کے عقیدے کے مطابق بلا حساب کتاب ملکوت اعلیٰ میں داخلے کی ضمانت ہے۔ اس بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے الشیخ ابراہیم سلمان جبہان نے مزید کئی گوشے وا کئے ہیں، ان کی کتاب سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

''پادری کے سامنے اعتراف اس مذہب کے اعجوبوا ، میم ، سہ ا کا ا ا ا ا عجہ

ہے جس کے عجائبات کی کوئی حد نہیں مثلاً ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر عیسائی آخر میں عفریت کے پنجے میں ہوتا ہے اور اس وقت اس کے انجام کا انحصار پادری کے ہونٹوں پر ہوتا ہے۔وہ چاہے تو اس کے لئے بخشش کا پروانہ صادر کردے اور چاہے تو محرومی کا ٹھپہ لگا دے۔پہلی صورت میں ان کے عقیدے کے مطابق جنت کا نگران فرشتہ (رضوان) اپنی ایک جماعت کے ساتھ اس متوفی کے اعزاز کے لئے انتظار میں ہوتا ہے اور دوسری صورت میں اس کے گناہ کوئی نہیں بخش سکتا۔

یہ بخشش اور محرومی کے پروانے کے تمسخر کا فیصلہ اس کانفرنس میں ہوا جو ۱۲۱۵ء میں روما میں منعقد ہوئی۔وہاں کلیسا کو اختیار دیا گیا کہ وہ جسے چاہے بخشش کا اور جسے چاہے محرومی کا پروانہ دے سکتا ہے۔اس مسخرے پن کا نتیجہ یہ ہوا کہ پروانوں کے ذریعے جنت کی خرید و فروخت کی عام لہر چل نکلی اور پادریوں اور ان کے دم چھلوں کو سادہ لوح اور مغفل قسم کے لوگوں کو ورغلانے اور لوٹنے کا خوب موقع مل گیا۔ایک یہودی نے اس مسخرے پن کا پردہ چاک کرنے کے ارادے سے پوپ کو پیشکش کی کہ وہ اس سے دوزخ خریدنا چاہتا ہے۔ پوپ نے ایک خاص رقم کے عوض اس کے ساتھ دوزخ کا سودا کردیا اور اس کا پروانہ لکھ کر اسے دے دیا۔یہودی نے یہ پروانہ اپنے قبضے میں لینے کے بعد اعلان کردیا کہ اب دوزخ اس کی ملکیت ہے وہ اس پر قفل لگادے گا اور کسی شخص کو اس میں نہیں جانے دے گا اس لئے اب لوگ جو چاہیں کریں انہیں کسی سزا کا کوئی خطرہ نہیں۔پوپ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ سخت پریشان ہوا۔اسے اپنی فاش غلطی کا احساس ہوا کہ اس نے تو تاریخ میں ہمیشہ کے لئے عیسائیت کا جنازہ نکال دیا ہے۔اس نے یہودی کے پیچھے آدمی بھیجا کہ جتنی رقم تم نے بھیجی ہے اس سے کئی گنا زیادہ رقم ہم سے لےلو اور یہ پروانہ واپس کردو۔ہم سودا منسوخ کرتے ہیں۔یہودی نے کافی لیت ولعل کے بعد یہ پیش کش قبول کرلی۔چنانچہ کئی گنا رقم لے کر اس نے پروانہ واپس کردیا۔اگر وہ یہودی پروانہ واپس نہ کرتا اور تاریخی ریکارڈ میں وہ محفوظ رہ جاتا تو آج تاریخ کا رنگ کچھ اور ہوتا۔اور عیسائیت کا نام صرف قرون ماضیہ کی ایک یاد کے طور پر باقی ہوتا۔

اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ وہ پوپ کو تو معصوم سمجھتے ہیں اور ان

کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کے گناہ بخشنے کا اختیار بھی رکھتا ہے لیکن اللہ کے نبیوں کو وہ چور سمجھتے ہیں...... کاش موتی آپنے آپ کو ہضم کر لیتی۔

(مسیحیت اور سامراج کے اسلام دشمن عزائم ص ۱۱۲)

ذرا اس پادری کی حالت کا تصور کیجئے جس کا مذہب اس پر ظلم کرتے ہوئے غیر فطری طور پر اس کے لئے لازم ٹھہراتا ہے کہ وہ قانوناً شادی نہیں کر سکتا پھر ایسے فتنوں میں مبتلا کرتا ہے اور ایک زانیہ کے لئے وہ ضروری قرار دیتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے اس غیر شادی شدہ پادری کے پاس اپنے اس جرم کا اعتراف کرے۔ اس اعتراف کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ عورت اس پادری کو خلوت میں تفصیل سے بتائے کہ فلاں شخص پر وہ فریفتہ ہوئی۔ فلاں کے ساتھ اس نے عشق کیا۔ عشق کے ان مراحل میں اسے یہ اور یہ واقعات پیش آئے۔ اتنی مرتبہ اس نے اپنا جسم شیطان کے حوالے کیا اور اتنی مرتبہ اس نے معمولی معاوضے پر اپنی عصمت دری کرائی۔

میں کہتا ہوں کہ ذرا تصور تو کیجئے کہ پادری کی اس وقت کی کیفیت کیا ہوتی ہوگی۔ جب وہ یہ سب کچھ اتنی تفصیلات کے ساتھ سنتا ہوگا۔ اس وقت تو کوئی بھی انسان اللہ کی مدد اور خاص توفیق کے بغیر اپنے فطری جذبات پر قابو نہیں پا سکتا۔ اس وقت پردے کے پیچھے کیا ہوتا ہے میں اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتا کیونکہ اس میں حیا مانع ہے۔ اس زانیہ کو اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اپنی وارداتوں میں پادری صاحب کے ساتھ ایک واردات کا اضافہ کر لے جب کہ بخشش کا پروانہ اس کے لئے اور اس ایسی ہزاروں دوسری فاحشہ عورتوں کے لئے کافی ہے۔

اسی طرح چوروں، ڈاکوؤں، دھوکہ بازوں، رشوت خوروں اور دوسرے حرام کمانے والوں کو اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اپنی حرام کمائی کے ایک نہایت قلیل حصے کے عوض بخشش کا پروانہ حاصل کر لیں جو ان کے لئے بلا حساب جنت میں داخلے اور رہائش کے پاسپورٹ اور ویزے کی حیثیت رکھتا ہے۔ (ایضاً)

بخشش کے پروانوں کا اگر ہم مطالعہ کریں تو ان حقائق کا انکشافات ہوتا ہے کہ

عیسائی معاشرے میں روحانی افلاس، فکری اضطراب اور اخلاقی فساد کا دور دورہ ہے۔ عیسائیوں کے ہاں الفاظ کے مفہوم اور قدروں کے پیمانے بدل چکے ہیں اور وہ ذہنی وفکری انتشار اور اخلاقی انحطاط کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکے ہیں۔

پروانۂ مغفرت کی عبارت یہ ہے:

''اے فلاں! ہمارا رب یسوع مسیح تم پر رحم کرے اور اپنی رحمت کاملہ سے تجھے طہارت عطا فرمائے۔ مجھے جو پیغمبرانہ اختیارات تفویض کیے گئے ہیں، ان کے ذریعے میں تجھے تمام احکام، ہر قسم کے قصاص اور کلیسا کے سارے واجبات سے سبکدوش کرتا ہوں۔ تو نے جو بھی زیادتیاں کیں، تجھ سے جو بھی لغزشیں سرزد ہوئیں، تو نے جن جن گناہوں کا ارتکاب کیا، وہ گناہ کتنے ہی بڑے اور بھیانک کیوں نہ ہوں، میں نے وہ سب معاف کر دیئے۔ تو نے ہمارے مقدس بابا یا منصب رسالت کے بارے میں بھی کوئی زیادتی کی ہو اُسے بھی میں معاف کرتا ہوں۔ میں تیرے تمام گناہوں کی غلاظتوں کو صاف کرتا ہوں۔ اس وقت ملامت کی جتنی بھی علامتیں تو اپنے اندر پاتا ہے، میں ان سب سے تجھے پاک کرتا ہوں، میں تمام قصاص، جو تم پر واجب ہیں، منسوخ کرتا ہوں۔ میں پاک لوگوں کے زمرے میں تجھے شامل کرتا ہوں اور طہارت اور نیکی کی وہ کیفیت پیدا کرتا ہوں جو بپتسمہ کے وقت تیرے اندر تھی۔ موت کے وقت تیرے سامنے وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا جس سے خطا کار عذاب وعقاب کی جگہ داخل ہوتے ہیں اور جنت کا دروازہ تیرے سامنے کھول دیا جائے گا۔ اگر تو لمبی مدت تک نہ مرا، تو بھی یہ نعمت اسی طرح باقی رہے گی۔ یہاں تک کہ باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام پر تیری آخری گھڑی آ جائے۔''

اس پروانے کو پڑھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسے جاری کرنے کی جرأت وہی کر سکتا ہے جسے خدا ہونے کا دعویٰ ہو۔ کیونکہ جو شخص یہ سمجھتا اور کہتا ہو کہ وہ لوگوں کی قسمتوں کے فیصلے کرنے اور اپنی مرضی سے جنت اور دوزخ کے دروازے کسی کے لئے کھولنے اور کسی کے لئے بند کرنے کے اختیارات رکھتا ہے، وہ درحقیقت اپنی الوہیت اور اللہ کے اقتدار میں شریک ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ (ایضاً)

بیک وقت ہنسانے اور رُلانے والے والی بات یہ ہے کہ کوئی بھی شخص قتل، خونریزی اور بدکاری جیسے جرائم کے ارتکاب کے بعد بھی چند سکوں کے عوض مغفرت کا پروانہ حاصل کرسکتا ہے اور یہ پروانے لکھنے اور بیچنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں اپنے ہاتھ کی محنت سے کما کر کھانا پڑے تو وہ روکھی سوکھی روٹی سے اپنا پیٹ نہ بھر سکیں۔

جس شخص کے پاس پروانہ خریدنے کے لئے دولت نہ ہو وہ دوزخ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوجائے کیونکہ اس الٹی منطق کے مطابق جنت سرمایہ داروں اور بورژواؤں کے لئے مختص ہوگی اور مزدوروں میں سے کوئی اس میں قدم بھی نہیں رکھ سکے گا' اب کارل مارکس اور اس کے پیروا پنے سر دیوار سے ٹکرائیں۔

گھر کے بھیدی کی گواہی

سینٹ جروم عیسائیت کے مراکز میں فساد کے سرچشموں کی نقاب کشائی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''اہل کلیسا کے تعیش کے سامنے امراء اور دولت مندوں کی عیش وعشرت بھی شرماتی ہے۔ خود پوپ اخلاقی انحطاط میں مبتلا تھے اور دولت کی ہوس اور مال کا عشق تو ان پر اتنا غالب تھا کہ منصب اور عہدے معمولی سامان تجارت کی طرح بکتے تھے اور کبھی کبھی ان کا نیلام ہوتا تھا' جنت کے قبالے جائداد کی معمولی دستاویزوں کی طرح' مغفرت کے پروانے' نقض قانون کے اجازت نامے اور نجات کے سرٹیفکیٹ بے تکلف بکتے تھے۔ مذہبی عہدہ دار سخت راشی اور سود خور تھے' فضول خرچی اور اسراف کا یہ حال تھا کہ پاپائے انوسینٹ ہشتم نے پاپائی کا تاج رہن رکھا اور پاپائے یہودنہم کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے تین پاپاؤں کی آمدنی اڑا ڈالی۔ یعنی سابق پوپ نے جو دولت چھوڑی تھی' پہلے وہ خرچ کی' اس کے بعد اپنی دولت اور پھر اپنے جانشین کی آمدنی پہلے سے وصول کر کے صرف کر ڈالی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مملکت فرانس کی پوری آمدنی بھی ان پاپاؤں کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہوتی تھی۔''

(معرکۂ مذہب وسائنس بحوالہ انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر ص ۲۵۹)

پادری عام لوگوں پر ٹیکس عائد کیا کرتے تھے۔ پھر امیروں اور غریبوں سے اس کی وصولی کے لئے نہایت ہی بھونڈے اور تکلیف دہ طریقے اختیار کرتے تھے۔ وہ یہ ٹیکس ان طوائفوں سے وصول کرنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے تھے جو اپنی عزت و عصمت بیچ کر روٹی کماتی تھیں، بلکہ وہ ان بیسواؤں کو بخشش کے پروانے جاری کر کے عصمت فروشی کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کرتے تھے اور جو طوائفیں عصمت فروشی کو پیشے کی حیثیت سے اختیار کرنا چاہتی تھیں ان کے لئے وہ اس سلسلے میں آسانیاں پیدا کرتے تھے۔

صرف ایک پوپ کے زمانے میں اکیلے روما شہر میں جن عورتوں نے اس مقصد کے لئے اجازت نامے حاصل کئے ان کی تعداد سولہ ہزار (۱۶۰۰۰) تھی۔

(اضواء علی المسیحیۃ بحوالہ مسیحیت اور سامراج ص ۱۲۰)

باب دوم

شاہوں اور گداؤں کی حکایات

باب

شاہوں اور گداؤں کی حکایات

امام ابن سیرینؒ اور خوابوں کی تعبیرات

حضرت انس بن مالکؓ (خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک آزاد کردہ غلام جنہیں دنیاءِ علم وفن علامہ ابن سیرینؒ کے نام سے جانتی ہے، امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں سب سے بڑے معتبر مانے جاتے ہیں،

آپ کے زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ ابن سیرین ہی آکر مجھے غسل دیں وہی کفن پہنائیں اور وہی میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت انسؓ کا انتقال ہوا تو ابن سیرین قیدخانہ میں بند تھے۔لوگوں نے حاکم وقت سے اجازت لے کر آپ کو قیدخانہ سے نکالا۔آپ نے وصیت کے مطابق تجہیز وتکفین کردی اور فارغ ہوکر پھر قیدخانہ میں چلے گئے گھر نہیں گئے۔

آپؒ مشہور تابعین میں سے ہیں۔آپ کی تعبیرِ خواب کے چند واقعات ملاحظہ ہوں:

بیہقیؒ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ ابن سیرین کے پاس ایک شخص آیا اور بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک کبوتر نے ایک موتی نگل لیا اور پھر وہ موتی اس کے پیٹ سے جیسا وہ موتی تھا ویسا نکلا یعنی گھٹا یا بڑھا نہیں۔ پھر ایک تیسرا کبوتر آیا اور اس نے بھی ایک موتی نگل لیا مگر اس کے پیٹ میں وہ موتی چھوٹا ہوکر نکلا۔امام ابن سیرین نے خواب سن کر اس کی تعبیر یہ

دی کہ وہ موتی جو پیٹ سے بڑا ہو کر نکلا اس سے مراد امام حسن بصریؒ ہیں۔ حسن بصریؒ حدیث سنیں گے اور اپنی زبان سے اس میں جدت پیدا کریں گے اور اپنے مواعظ کے ذریعے اس میں تسلسل پیدا کر دیں گے۔ یعنی کسی بات کو سن کر اسے اپنی منطق سے عمدہ بنا لیتے ہیں اور پھر اس میں اپنی نصائح میں شامل کر لیتے ہیں اور دوسرا موتی جوں کا توں نکلا اس سے مراد قتادہ ہیں جو حدیث کے بہترین حافظ ہیں اور عظیم حافظہ کے مالک ہیں۔ اور تیسرا موتی جو چھوٹا ہو کر نکلا اس سے مراد خود ابن سیرین ہیں کیونکہ وہ حدیث کو سنتا ہے مگر اس کو مختصر کر دیتا ہے یعنی جو بات سنتے ہیں اس کو کم کر کے بیان کر دیتے ہیں۔

ابن خلکان نے محمد ابن سیرینؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس خواب کی تعبیر پوچھنے آیا اور بیان کیا کہ میں نے خواب میں پڑوسی کی کبوتری پکڑی اور اس کے بازو توڑ دیئے۔ یہ سن کر ابن سیرین کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ آگے بیان کر! پھر اس شخص نے کہا کہ اس کے بعد ایک سیاہ کوا آیا اور میرے مکان کی پشت پر بیٹھ گیا اور پھر اس کوے نے مکان میں نقب لگائی اور اس میں گھس گیا۔ علامہ ابن سیرینؒ نے پورا جواب سن کر فرمایا کہ کس قدر جلد تیرے رب نے تجھ کو تنبیہ فرمادی۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے پاس ناجائز طور پر آتا جاتا ہے اور وہ کالا کوا ایک حبشی غلام ہے جو تیری بیوی کے ساتھ ناجائز تعلق رکھتا ہے۔

......☆......

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص محمد بن سیرینؒ کے پاس آیا اور بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے گھر میں داخل ہو کر جو کے دانے چگ لئے۔ ابن سیرینؒ نے جواب دیا کہ اگر تمہارے گھر سے کوئی چیز غائب ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔ کچھ دن کے بعد اس شخص نے آ کر عرض کیا کہ میرے گھر کی چھت پر سے ایک چٹائی چوری ہو گئی۔ ابن سیرینؒ نے کہا کہ وہ موذن نے چوری کی ہے۔ چنانچہ جب تحقیق کی گئی تو یہی واقعہ نکلا۔

ایک شخص نے ابن سیرینؒ سے آ کر عرض کیا کہ میں نے خواب میں مرغ کو اللہ اللہ کہتے ہوئے دیکھا ہے۔ ابن سیرینؒ نے جواب دیا کہ تیری زندگی کے صرف تین دن باقی رہ گئے ہیں چنانچہ تین روز کے بعد وہ شخص مر گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا تقویٰ

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی زوجہ محترمہ کو ان کے والد خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ایک بیش قیمت گوہر دیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز جب امیر المومنین ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ اپنا تمام زیور بیت المال میں داخل کر دو ورنہ میں تم سے الگ ہو جاؤں گا۔ کیونکہ مجھے گوارا نہیں کہ تم اور تمہارے زیور (جو رعایا کے روپے سے بنے ہیں) اور میں ایک گھر میں رہ سکیں وہ بھی نیک بخت بیوی تھی اس نے سارا زیور بیت المال میں داخل کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز کے بعد جب یزید بن عبدالملک بادشاہ ہوا تو اس نے اپنی بہن یعنی آپ کی زوجہ محترمہ سے کہا۔ آپ چاہیں تو اپنا زیور واپس لے سکتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ جو چیز اپنی خوشی سے میں ان کی حیات میں داخل خزانہ کر چکی ہوں اب میں ان کے بعد واپس لے کر کیا کروں

عمر بن عبدالعزیز کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو جعفر منصور (خلیفہ دوم عباسیہ) نے پوچھا تمہارے والد کی کیا آمدنی تھی۔ کہا کل چار سو دینار۔ یہ آمدنی رفتہ رفتہ کم ہو رہی تھی۔ اگر وہ اور زندہ رہتے تو اور بھی کم ہو جاتی۔

عمر بن مہاجر (جن کو آپ نے کوتوال شہر مقرر کیا تھا) کہتے ہیں آپ کی تنخواہ دو درہم روزانہ مقرر تھی۔ آپ کا چراغ دان تین لکڑیوں کو کھڑا کر کے اس پر مٹی رکھ کر بنایا جاتا تھا۔ جب اراکین سلطنت آپ کے پاس رات کو جمع ہوتے اور معاملات سلطنت میں گفتگو کرتے تو آپ بیت المال کا چراغ جلائے رکھتے جب دربار برخاست ہو جاتا تو اس کو گل کر کے اپنا چراغ جلا لیتے۔

جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ نے گھر کے اخراجات کم کر دیئے گھر سے شکایت ہوئی۔ آپ نے فرمایا میری تنخواہ میں اس قدر وسعت نہیں ہے۔ کہ تمہارا سابق خرچ جاری رکھوں۔ باقی رہا بیت المال اس میں تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اور مسلمانوں کا۔

ایک دن بنو مروان یعنی شاہی خاندان کے لوگ آپ کے رشتہ برادری والے آپ کے مکان پر آئے آپ کے بیٹے سے ملے اور کہا خلیفہ سے جا کر کہو کہ آپ سے پہلے جس قدر خلفا ہوئے ہیں سب ہمارے لئے عطایات اور جاگیریں مخصوص کرتے رہے ہیں۔ آپ نے ہم پر تمام چیزیں

حرام کردیں کیا بوجہ قربت بھی ہمیں کچھ حق نہیں پہنچتا۔آپ نے جواب دیا۔ جاگیریں اس لئے بند ہیں اور عطایا اس لئے موقوف ہیں کہ بیت المال میں غریبوں اور امیروں سب کا روپیہ جمع ہے تمہیں جاگیریں دے دوں اور روپیہ تمہارے عیش وعشرت کے لیے وظیفوں کی صورت میں بانٹ دوں تو یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور حق داروں کو کیا دوں اور خدا کی نافرمانی کر کے قیامت کے عذاب سے کس طرح نجات حاصل کروں۔ باقی رہا حق قرابت۔ تو میرے نزدیک اس معاملے میں تم اور ایک ادنیٰ مسلمان (جس کو تم ادنیٰ سمجھتے ہو) برابر ہو۔

سلیمان بن عبدالملک بن مروان کے دو نمایاں کام

امام محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالملک کی خوبی یہ ہے کہ اس نے دو نمایاں کام کئے اوّل یہ کہ خلافت پر متمکن ہوتے ہی نماز اوّل وقت میں پڑھنے کی زندہ مثال قائم کی۔ دوسرے یہ کہ اپنی خلافت کے خاتمہ پر اپنا بہترین خلیفہ اور جانشین بنایا اور وہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز ہیں۔

مفضل وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سلیمان جمعہ کے دن غسل کر کے حمام سے باہر آیا۔ سبز جوڑا پہنا، سبز ہی عمامہ باندھا، سبز فرش پر بیٹھا اور ارد گرد سبز رنگ کی چیزیں رکھ دی گئیں۔ پھر اس نے اپنی صورت آئینہ میں دیکھی تو وہ اس وقت خوب جچ رہا تھا۔ نشاط میں آ کر کہنے لگا کہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے۔ ان کے جانشین خلیفہ اوّل ابوبکر صدیق اکبرؓ نرم دل تھے۔ خلیفہ ثانی عمرؓ حق و باطل میں فرق کرنے والے تھے۔ عثمان ذی النورین شرم وحیا کے پیکر تھے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ دلیر و بہادر اور امیر معاویہؓ بردبار یزید صبر وتحمل کے عادی تھے، عبدالملک مدبر سیاست دان تھے اور ولید بن عبدالملک جابر و ظالم تھا اور میں ایک نوجوان بادشاہ ہوں۔ یہ کہہ کر جمعہ کی نماز کے لئے چل پڑا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ گھر کے صحن میں ایک باندی یہ اشعار گنگنا رہی ہے۔

انت نعم المتاع لو کنت تبقی غیر ان لا بقاء للانسان

آپ بہترین سامان ہیں کاش ہمیشہ رہتے۔ لیکن انسان کے لئے بقاء اور دوام نہیں ہے۔

لیس فیما بد النامک عیب عابه الناس غیر انک فان

جو بھی آپ نے ہمارے لئے کیا اس میں کوئی عیب نہیں۔ لوگوں نے آپ میں سوائے

فنا ہونے کے اور کوئی عیب نکالا"۔

جب سلیمان نماز جمعہ سے فارغ ہو گئے تو گھر آئے آپ نے باندی سے پوچھا کہ جس وقت میں نماز کے لئے جا رہا تھا تو کیا پڑھ رہی تھی کیا گا رہی تھی تو اس نے کہا میں تو کچھ بھی نہیں گا رہی تھی، سلیمان نے کہا تو عنقریب میری ملکیت سے نکل جائے گی، اس نے کہا کیسے نکل سکتی ہوں تو سلیمان نے کہا اناللہ وانا الیہ راجعون' تو نے مجھے موت کی اطلاع دے دی ہے۔ پھر اس کے بعد جمعہ بھی نہیں گزرا تھا کہ سلیمان کی وفات ہو گئی۔ (حیات الحیوان، علامہ کمال الدین دمیریؒ)

مامون الرشید کی پیدائش کا عجیب واقعہ

عیون التاریخ میں لکھا ہے کہ ایک دن خلیفہ مامون الرشید، ملکہ زبیدہ ام امین کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ زبیدہ ہونٹوں کو خاموشی سے حرکت دے رہی تھی۔ کہنے لگا اے ماں! کیا آپ میرے لئے بددعا کر رہی ہیں محض اس لئے کہ میں نے تمہارے بیٹے کو قتل کر کے اس کی سلطنت چھین لی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں اے امیر المومنین! ایسا نہیں کر رہی۔ مامون نے کہا اچھا پھر آپ کیا کہہ رہی تھیں؟ ماں نے کہا امیر المومنین جان بخشی فرمایئے' ضرورت محسوس ہوئی ہونٹ حرکت کرنے لگے ورنہ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ مامون نے کہا نہیں آپ ضرور کچھ نہ کچھ کہہ رہی تھیں۔ زبیدہ نے کہا میں یہ کہہ رہی تھی کہ مجبور کن حالات کا برا ہو۔ مامون نے کہا وہ کیسے؟ تو زبیدہ نے کہا کہ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں ہارون رشید کے ساتھ برضا و رغبت شطرنج کھیل رہی تھی تو وہ مجھ سے جیت گئے۔ میں ہار گئی۔ انہوں نے مجھے یہ حکم دیا کہ ننگے ہو کر محل کا چکر لگا کر آؤں، میں نے ان سے معافی چاہی۔ لیکن انہوں نے مجبور کیا۔ چنانچہ میں نے محل کا برہنہ طواف کیا۔ حالانکہ طبیعت نفرت کر رہی تھی۔ پھر ہم دوبارہ کھیلنے لگے تو اس مرتبہ میں جیت گئی وہ ہار گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ مطبخ جا کر سب سے بدصورت باندی سے جماع کریں۔ انہوں نے مجھ سے معاف کرنے کو کہا۔ میں نے بھی معاف نہیں کیا۔

انہوں نے جماع نہ کرنے کے عوض مجھے عراق و مصر کا خراج بھی دینے کی پیشکش کی لیکن میں نے انکار کر دیا۔ پھر میں نے انہیں اتنا مجبور کیا کہ ہاتھ پکڑ کر مطبخ لے گئی۔ چنانچہ تیری ماں مراجل سے زیادہ کوئی بھی بدصورت باندی میں نے نہیں دیکھی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اس

سے جماع کریں تو انہوں نے اس سے صحبت کی۔ چنانچہ تم اس طرح پیدا ہوئے۔ اور اب میرے بیٹے امین کے قتل اور اس سے ملک چھیننے کا سبب بن گئے۔ (ایضاً)

قاہر باللہ سے اللہ ''قہار'' کا انتقام

مقتدر باللہ کے بعد ان کے بھائی ابو منصور محمد بن معتضد باللہ تخت نشین ہوئے۔ جب انہیں خلیفہ بنایا گیا تو انہوں نے اپنے بھتیجے مکتفی باللہ کو ایک ایسے گھر میں بند کر دیا جسے اینٹوں اور گچ سے بند کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ مکتفی اسی حالت میں انتقال کر گیا۔ قاہر نے مقتدر کی ماں سیدہ کو بھی گرفتار کرالیا اور ان سے اتنے زیادہ فدیہ کا مطالبہ کیا جو ان کی طاقت وسکت سے زیادہ تھا۔ ان کو ڈرایا دھمکایا، مارا، اذیتیں دیں، طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا کیا یہاں تک کہ سیدہ کو الٹا لٹکایا کہ پیشاب بہہ کر منہ میں آتا تھا اور سیدہ یہ کہتی تھیں کہ کیا میں اللہ کی کتاب کی رو سے تمہاری ماں نہیں ہوں؟ کیا میں نے پہلی مرتبہ اس سے قبل اپنے بیٹے سے تجھے نجات نہیں دلوائی؟ اس کے باوجود تم مجھے سزائیں دے رہے ہو۔ فدیہ اس وقت مانگ رہے ہو جب کہ میرے پاس مال ودولت ختم ہو گیا ہے...... چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد سیدہ کا انتقال ہو گیا۔ اب خدا کی کرنی دیکھئے کہ کچھ دنوں کے بعد قاہر باللہ کے فوجیوں نے بغاوت کر دی اور فساد برپا کر کے محل پر حملہ کر دیا۔ آخر کار قاہر غسل خانہ کی چھت پر بھاگ کر کسی جگہ چھپ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد فوجیوں نے آکر قید کر لیا۔ خلافت سے معزول کر کے آنکھیں نکال لیں۔ غالباً یہ حادثہ ماہ جمادی الثانیہ ۳۲۲ھ میں پیش آیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں بغداد کی جامع مسجد منصور میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا چہرہ مسخ ہے جسم پر زرد رنگ کا جبہ اور روئی کا گدا ہے۔ اور وہ آدمی صدا لگا رہا ہے کہ لوگو! تم میری صدقات وغیرہ سے مدد کرو۔ کل میں امیر المومنین تھا اور آج میں مسلمانوں میں سب سے زیادہ فقیر ہو گیا ہوں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ بھائی ان کے بارے میں کیا معلومات ہیں تو مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ قاہر باللہ ہے۔

قاہر باللہ کی خلافت ۶ سال ۶ ماہ ایک ہفتہ رہی۔ قاہر زبردست بے ہودہ خوں ریز شہ باز خلیفہ تھا۔ اس کے پاس ایک نیزہ تھا جب تک یہ اس کے ذریعہ سے کسی کو قتل نہیں کر دیتا تھا اسے نہیں رکھتا تھا اگر سلیم الطبع دربان موجود نہ ہوتے تو یہ لوگوں کو تباہ کر دیتا۔ (حیات الحیوان)

حضرت فروخؒ کا ایمان افروز واقعہ

حضرت فروخؒ تابعین میں سے ہیں، مسجد میں ترغیب ہوئی کہ کون ترکستان کیلئے تیار ہے؟ انہوں نے اپنا نام پیش کیا۔ گھر میں آئے، کہنے لگے بیگم! میں نے ترکستان کیلئے اللہ کے راستے میں نام دے دیا ہے، ان کی بیوی حاملہ تھیں، کہنے لگی میرا کیا بنے گا؟ میں تو حاملہ ہوں؟ کہا تو اور جو کچھ تیرے اندر ہے اللہ کے حوالے۔ کہنے لگی، اچھا ٹھیک ہے جاؤ، میرا اللہ وارث ہے، میرا تم سے کوئی مطالبہ نہیں، ساٹھ ہزار درہم دیئے اور اللہ کے راستے میں نکل گئے، ان کی بیوی نے خود تیار کروایا، گھوڑے پر زین رکھی اور روانہ کیا۔

انتظار کی گھڑیاں شروع ہو گئیں ..... کیا گھنٹے ..... کیا گھڑیاں ..... کیا دن ..... کیا ہفتے ..... کیا مہینے ..... کیا سال پہ سال ..... دن پہ دن ..... ہفتوں پہ ہفتے ..... مہینوں پہ مہینے ..... سال پہ سال، سورج چڑھ چڑھ کے ڈوبتا پر فروخؒ کی کوئی خبر نہیں، کتنی بہاریں آئیں، کتنی خزائیں آئیں، بہار خزاں سے، خزاں بہار سے بدلی، گرمی سردی سے سردی گرمی سے بدلی، پر فروخؒ آیا نہ خبر ملی، کبھی پتہ چلے شہید ہوا، کبھی پتہ چلے قید ہوا، کبھی پتہ چلے زندہ ہے، کوئی موت کی پکی خبر ہوتی تو آگے دوسری شادی کرتیں، اسی ادھیڑ بن میں چلتے چلتے اس کی جوانی کی بہار ہی خزاں میں بدل گئی اور سر میں سفید چاندی آ گئی اور وہ رات کی سیاہی گئی اور بڑھاپے نے آ کے ڈیرے جمائے، ساری جوانی دیواروں کے ساتھ گزار دی اور سارا دکھ اپنے سینے پہ جھیلا، اپنے اوپر جھیلا، بچے کو پڑھایا، پروان چڑھایا، اسے عالم بنایا، تیس برس گزر گئے ..... تین چلے نہیں ..... ایک سال نہیں ..... سات مہینے نہیں ..... چلہ نہیں ..... چار مہینے نہیں ..... تیس سال گزر گئے اور نہ وہ آیا نہ اس کی خبر، اور اس کی جوانی بڑھاپے میں بدل گئی اور

مدت سے لگ رہی تھی لبِ بام ٹکٹکی
تھک تھک کے گر گئی نظر انتظار آج

ان کی نگاہیں تھک تھک کے، آخر گر گئیں، لوٹ گئیں، تیس برس گزرے۔

آج ایک اندھیری رات ہے، ایک بڑے میاں گھوڑے پہ سوار خاموش چال کے ساتھ، مدینے میں داخل ہوئے، ایک نسل ختم ہو چکی ہے، کوئی پتہ نہیں یہ کون بڑے میاں آ گئے؟ یہ کون

بوڑھا آ گیا، یہ وہ بوڑھا ہے جو یہاں سے تیس برس پہلے خوبصورت جوان بن کے نکلا تھا، یہ وہ جوان ہے جو اپنی جوانی کو اسلام پہ بوڑھا کر کے آیا، اپنی ہڈیوں کا گودا سارا ختم کر کے آیا، اپنی جوانی کی بہار کو اللہ کے نام پہ لٹا کے آیا اور یہ تھکن سے چور، بدحال، پریشان، پتہ نہیں میری بیوی، زندہ کی خبر ملے گی یا مردہ کی خبر ملے گی، بچہ ہوا، بیٹی ہوئی، گھر اسی جگہ موجود ہے، ساتھی زندہ موجود، انہی خیالات میں حیران ہیں، پریشان ہیں، دروازے پر پہنچے، اندر داخل ہوئے، کہنے لگے میرا ہی گھر لگتا ہے، اندر داخل ہوئے گھوڑے کی آواز، اترنے کی آواز، ہتھیاروں کی آواز، ان کے بیٹے سو رہے برآمدے میں، آنکھ کھلی دیکھا ایک بڑے میاں، چاند کی چاندنی اور ہتھیار سجے ہوئے آئے تو ان کو ایک دم غصہ آیا، اٹھے جھپٹے، گریبان سے پکڑا جھنجھوڑا، بڑے میاں تجھے شرم نہیں آتی، مسلمان کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہوتے ہوئے؟ ایسا جھٹکا دیا، وہ تو پہلے ہی شک میں تھے کہ پتا نہیں میرا گھر ہے بھی سہی کہ نہیں؟ میری دنیا اجڑی ہے کہ آباد ہے؟ وہ گھبرا گئے، کہنے لگے بیٹا معاف کر دینا، مجھے نہیں پتا چلا میں سمجھا یہ میرا گھر ہے، تو وہ کہنے لگے اچھا ایک چوری ایک سینہ زوری، ایک بغیر اجازت کے آتے ہو، ایک اوپر سے کہتے ہو میرا گھر ہے۔ کس ظالم سے جھوٹ بولا، اس بڑھاپے میں شرم نہیں آتی، یہ جھوٹ بولتے ہوئے۔ اتحاکمک الی القاضی ...... چل میں ابھی تجھے قاضی کے پاس لے چلتا ہوں، اب یہ جان چھڑانے کو اور وہ پکڑنے کو، اور یہ دب رہے اور وہ چڑھ رہے۔ اسی چھینا جھپٹی میں ان کی ماں چوبارے پہ سوئی، اس کی آنکھ کھل گئی، اس نے یوں کھڑکی کو کھولا کہ یہ نیچے کیا ہو رہا ہے؟ خاوند کا چہرہ یوں سامنے تھا، یوں جو جھانکا تو تیس سال زمانہ پیچھے لوٹ آیا، ایک سیکنڈ میں اور سارے ماضی کے در، کھڑکیاں کھلتے کھلتے کھلتے، سارے دریچے جو کھلے، تو تیس سال پرانا فروخ" گھوڑے پہ سوار الوداع ہوتا نظر آیا، تو اس کی چیخ نکلی، کہا ربیعہ کیا ہوا؟ کہا جانتے ہو کون ہے؟ کہا نہیں جانتا ہوں! کہا ارے ظالم یہی تو تیرا باپ ہے جس کے لئے تیری ماں کی جوانی دیواروں کے ساتھ گزر گئی۔

گر گئے قدموں میں، پاؤں چوم رہے، کیا ملاقات ہے باپ بیٹے کی؟ کیا منظر ہے؟ زمین آسمان دیکھ رہا، کس طرح اللہ کے لئے لوگ جدا ہوئے۔ کیا جدائی اور کیا ملاپ ہے؟ آہاہا...... جس زمین و آسمان نے اس امت کا یہ منظر دیکھا ہو، وہ زمین و آسمان آج دیکھ کے روئے گا نہیں تو

اور کیا کرے گا؟ باپ بیٹے میں معافیاں ہو رہی، کہانیاں ہو رہی، رات بیت گئی آنکھوں میں، فجر کی اذان میں پہنچے، بیٹے پہلے چلے گئے یہ بعد میں پہنچے۔

نماز ہو چکی، نماز پڑھی، حضور پاک ﷺ کے روضے پر درود و سلام پڑھا، یوں دیکھا تو مسجد بھری ہوئی تھی اور ایک نوجوان حدیث پڑھا رہے، نظر کمزور ہو چکی، نظر نہیں آ رہے، پیچھے بیٹھ گئے سنتے رہے، درس ختم ہوا ساتھ والے سے پوچھا، بیٹا یہ کون درس دے رہا ہے؟ اس نے کہا چچا آپ انہیں نہیں جانتے، آپ مدینے کے نہیں ہیں، کہا نہیں بیٹا مدینے کا ہوں، آیا بڑی دیر سے ہوں، کہا یہ تو ربیعہ ہیں مسلمانوں کے امام، وہ تیزی میں باپ کا نام نہیں جوڑ سکا، عرب تو باپ بیٹے کا نام ساتھ جوڑتے ہیں۔ کہا یہ ربیعہ ہیں مسلمانوں کے امام، کہا بیٹا! اس کا باپ کون ہے؟ کہا اس کے باپ کا نام فروخ ہے جو اللہ کے راستے میں کہیں نکل گیا تھا، پھر کبھی لوٹ کے نہیں آیا۔

میرے بھائیو! یہ کہانیاں پڑھو تو پھر آپ کو پتہ چلے کہ یہ امت کس کام کے لئے آئی اور کہاں چلی گئی؟ ہم کوئی نیا سبق نہیں دہرا رہے، پرانا سبق ہے، پرانی دھن ہے، پرانا سر ہے، پر کان نا آشنا ہو گئے، گانے بجانے میں ڈوب گئے تو یہ نغمہ کہاں سے سمجھ میں آئے گا؟ ہم اس کو یاد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کو پھیلانے کیلئے سیکھنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ تو بھئی اس کیلئے ارادے فرماؤ۔

اللھم صل علی محمد وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم

(مولانا طارق جمیل کی تقریر سے انتخاب)

☆

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی دہریے سے گفتگو

ایک ملحد مادہ پرست خلیفہ ہارون رشید کے پاس آیا اور کہا:

اے امیر المؤمنین! تیرے عہد کے علماء مثلاً امام ابو حنیفہؒ نے اس پر اتفاق کیا کہ اس دنیا کا کوئی خالق ضرور ہے' ان میں سے جو عالم و فاضل ہو اسے یہاں ضرور حاضر ہونے کا حکم دیا جائے تاکہ میں تیرے سامنے اس کے ساتھ بحث کروں کہ "دنیا کا کوئی بنانے والا نہیں۔"

ہارون الرشید نے امام ابوحنیفہؒ کے پاس پیغام بھیجا اور کہا:

''اے تمام مسلمانوں کے امام! آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں ایک مادہ پرست آیا ہوا ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ دنیا کا صانع کوئی نہیں اور وہ آپ کو مناظرے کی دعوت دیتا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ میں ظہر کے بعد جاؤں گا۔ وقت مقررہ پر خلیفہ نے امام صاحب کا استقبال کیا، آپ کو ساتھ لایا اور بلند مقام پر جگہ دی۔ امراور ؤسادر بار میں جمع ہوئے، ملحد نے کہا:

اے ابوحنیفہ! آپ نے آنے میں دیر کیوں کر دی؟

امام صاحب نے کہا:

مجھے ایک عجیب بات درپیش آئی۔ اس لئے دیر ہوگئی۔ وہ یہ کہ میرا گھر دریائے دجلہ کے اس پار ہے۔ میں اپنے گھر سے نکلا اور دجلہ کے کنارے آیا تا کہ اسے عبور کر دوں۔ میں نے دجلہ کے کنارے ایک پرانی اور شکستہ کشتی دیکھی، جس کے تختے بکھر چکے تھے، جونہی میری نگاہ اس پر پڑی تختوں میں اضطراب پیدا ہوا، پھر انہوں نے حرکت کی اور اکٹھے ہو گئے۔ ایک حصہ دوسرے کے ساتھ پیوست ہو گیا اور بغیر کسی بڑھئی کے سالم کشتی تیار ہوگئی، میں اس کشتی پر بیٹھا، پانی عبور کیا اور یہاں آ گیا۔

ملحد نے کہا:

اے رئیسو! جو کچھ تمہارا پیشوا اور امام اور تمہارے عہد کا افضل انسان کہہ رہا ہے اسے سنو! کیا تم نے اس سے زیادہ جھوٹی بات کبھی سنی ہے۔ یہ تو خالص جھوٹ ہے جو تمہارے فاضل ترین عالم سے ظاہر ہوا ہے۔

یہ سن کر امام ابوحنیفہ مخاطب ہوئے اور فرمایا:

تمہارا کیا خیال ہے میں غلط کہہ رہا ہوں؟

ملحد نے کہا، جی ہاں! کیا غلط نہیں تو یہ صحیح ہے کہ کشتی بغیر بنانے والے کے بن جائے۔ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا۔

امام اعظم نے فرمایا:

سن اے کافر مطلق! اگر کسی کارندے اور بڑھئی کے بغیر کشتی حاصل نہیں کی جا سکتی تو یہ

کیسے ممکن ہے کہ اس قدر عظیم نظام دنیا بغیر کسی خالق کے وجود میں آجائے اور بغیر کسی چلانے والے کے چل سکے۔ تو صانع کی نفی کا کیسے قائل ہو گیا۔

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

(ماخوذ از مخزن اخلاق)

☆

قیصر روم نے ایک دفعہ خلیفہ منصور کے پاس اپنا وزیر اس غرض سے بھیجا کہ وہاں کے علماء و فضلاء کو جمع کر کے ان سے تین سوالات دریافت کرے۔ اگر وہ ان کے مسکت اور تسلی بخش جواب دے دیں تو ٹھیک ورنہ خلیفہ کو کہنا کہ آئندہ خراج ادا کرنا ہوگا۔

خلیفہ منصور نے دربار لگایا اور علماء کو جمع کیا ان میں امام ابوحنیفہؒ بھی شامل تھے۔ رومی وزیر منبر پر بیٹھا اور اپنے سوال پیش کئے۔ مختلف اصحابِ علم نے جواب دیئے مگر بات قاطع نہ ہو سکی۔ آخر امام ابوحنیفہؒ نے جوابات دینے کی اجازت حاصل کی۔

امام ابوحنیفہؒ (رومی وزیر سے) تم اس وقت سائل کی حیثیت میں ہو اور میں مجیب (جواب دینے والا) پس منبر پر بیٹھنا سائل کا نہیں بلکہ مجیب کا منصب ہے۔

خلیفہ: ہاں یہ بات بہت درست ہے (اس پر رومی وزیر منبر سے اتر آیا اور امام ابوحنیفہؒ اس جگہ اطمینان سے بیٹھ گئے۔ اس ڈرامائی صورت واقعہ سے مجلس کا ماحول تبدیل ہو گیا۔)

امام ابوحنیفہؒ: (رومی وزیر سے) اب اپنے سوالات پیش کرو۔

رومی وزیر: میرا پہلا سوال یہ ہے کہ خدا سے پہلے کیا چیز تھی؟

امام ابوحنیفہؒ: تم ایک، دو، تین، چار، پانچ کی گنتی تو جانتے ہو۔ ذرا یہ بتاؤ کہ ایک سے پہلے کون سا عدد ہے؟

رومی وزیر: ایک سے پہلے کوئی عدد نہیں۔ یہی سب سے پہلے ہے۔

امام ابوحنیفہ: تو پھر جب محض حسابی عدد "ایک" کا حال یہ ہے کہ اس سے پہلے کسی عدد کا تصور نہیں کیا جاسکتا تو خدا جو حقیقت میں واحد (ایک) ہے اس سے پہلے کوئی چیز کیسے ہو سکتی ہے؟

رومی وزیر: میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ خدا کا منہ کس طرف ہے؟

امام ابوحنیفہ: پہلے یہ بتاؤ کہ چراغ کی روشنی کا منہ کس طرف ہے؟

رومی وزیر: چاروں طرف

امام ابوحنیفہ: اب سوچو کہ آگ جو عارضی نور ہے جب اس کے لئے کوئی خاص سمت معین نہیں کی جاسکتی کہ اس کا منہ فلاں طرف ہے تو پھر اس اصلی نور یعنی خدا کے لئے کوئی خاص رخ کیوں کر معین ہو سکتا ہے۔

رومی وزیر: میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟

امام ابوحنیفہؒ: اس وقت اس نے اپنے دوسرے کاموں کے ساتھ ایک کام یہ بھی انجام دیا ہے کہ اس نے تمہیں منبر سے اتار کر میرے سامنے کھڑا کر دیا ہے اور تمہاری جگہ مجھے منبر پر بٹھا دیا ہے۔

رومی وزیر ساکت ہو گیا اور اس کا سر جھک گیا۔ خلیفہ منصور اور مجمع علماء حضرت امام ابوحنیفہ کی حاضر جوابی اور نکتہ رسی پر حیران رہ گئے۔ (اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔ منشی محبوب عالم)

امام ابو یوسفؒ کا دلچسپ واقعہ

حضرت امام ابو یوسفؒ کے والد ابراہیم ان کے بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے ان کی والدہ نے فکر معاش کی وجہ سے انہیں ایک دھوبی کے حوالے کر دیا' لیکن انہیں پڑھنے کا شوق تھا' یہ جا کر امام ابوحنیفہؒ کے درس میں بیٹھنے لگے۔ والدہ کو علم ہوا تو انہوں نے منع کیا' اور اس بناء پر کئی روز امام ابوحنیفہؒ کے درس میں نہ جا سکے۔ ذہین اور شوقین طالب علم کی طرف استاذ کی توجہ طبعی بات ہے۔ جب کئی دن کے بعد وہ درس میں پہنچے تو امام صاحبؒ نے غیر حاضری کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے درس کے بعد انہیں بلایا' ایک تھیلی حوالے کی جس میں سو درہم تھے۔ اور فرمایا کہ ''اس سے کام چلاؤ' اور جب ختم ہو جائیں تو مجھے بتانا۔'' حضرت امام ابو یوسفؒ خود فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی مجھے امام صاحب کو یہ بتانے کی نوبت نہیں آئی کہ تھیلی ختم ہو چکی ہے' ہمیشہ جب پیسے ختم ہو جاتے' امام صاحبؒ خود ہی مزید پیسے عطا فرما دیتے' جیسے انہیں ختم ہونے کا الہام ہو جاتا ہو۔

ان کی والدہ شاید یہ سمجھتی ہوں گی کہ یہ سلسلہ کب تک چل سکتا ہے؟ کوئی مستقل ذریعہ معاش ہونا چاہئے۔ اس لئے ایک مرتبہ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے کہا یہ یتیم بچہ ہے میں چاہتی ہوں کہ کوئی کام سیکھ کر کمانے کے لائق ہو جائے۔ اس لئے آپ اسے اپنے درس میں شریک ہونے سے روکئے۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا کہ: "یہ تو پستے کے گھی میں فالودہ کھانا سیکھ رہا ہے۔" والدہ نے اسے مذاق سمجھا اور چلی گئیں۔

لیکن امام ابویوسفؒ خود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی علم کی بدولت وہ قدر و منزلت عطا فرمائی کہ میں قضاۃ کے منصب تک پہنچا، اور اس دوران بکثرت خلیفۂ وقت ہارون رشید کے دستر خوان پر کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تھا۔ ایک روز میں ہارون رشید کے پاس بیٹھا تھا کہ اس نے ایک پیالہ مجھے پیش کیا، اور بتایا کہ "یہ بڑی خاص چیز ہے جو ہمارے لئے بھی کبھی کبھی بنتی ہے۔" میں نے پوچھا "امیر المومنین! یہ کیا ہے؟" کہنے لگے کہ "یہ پستے کے روغن میں بنا ہوا فالودہ ہے۔" یہ سن کر مجھے حیرت کی وجہ سے ہنسی آ گئی۔ ہارون رشید نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو میں نے اسے سارا قصہ سنایا، وہ بھی حیرت زدہ رہ گیا، اور کہنے لگا کہ

"اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہؒ پر رحم فرمائے، وہ اپنی عقل کی آنکھ سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو چشم سر سے نظر نہیں آ سکتا۔"

(تاریخ بغداد للخطیب ص ۲۴۵، ج ۱۴)

امام شافعیؒ کا علمی سفر

امام شافعیؒ فرماتے ہیں جب میں مکہ سے روانہ ہوا تو میری عمر چودہ برس تھی، میرے جسم پر صرف دو یمنی چادریں تھیں۔ "ذی طویٰ" پہنچا تو ایک پڑاؤ دکھائی دیا، میں نے وہاں جا کر صاحب سلامت کی تو ایک ضعیف العمر شخص میری طرف بڑھا اور مجھے کھانے کی دعوت دی، میں نے بے تکلفی سے وہ دعوت قبول کر لی۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کا اور اس بوڑھے میزبان کا شکریہ ادا کیا۔

میری باتیں سن کر میزبان نے سوال کیا "کیا تم مکی ہو؟"

میں نے اثبات میں جواب دیا

پھر اس نے پوچھا ''کیا تم قریشی ہو؟''

میں نے جواب میں ہاں کہہ کر ان سے پوچھا ''اچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں ''مکی'' اور ''قریشی'' ہوں۔

انہوں نے جواب دیا کہ شہری ہونا تمہارے لباس سے ظاہر ہے اور قریشی ہونا تمہارے کھانے سے معلوم ہوا' جو شخص دوسروں کا کھانا بے تکلفی سے قبول کر لیتا ہے وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس کا کھانا دل کھول کر کھائیں اور یہ خصلت صرف قریش میں ہے۔

پھر میں نے پوچھا ''آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟''

جواب ملا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مدینہ میرا وطن ہے۔''

میں نے پوچھا ''مدینے میں کتاب وسنت کا سب سے بڑا عالم و مفتی کون ہے؟''

اس بزرگ نے جواب دیا ''قبیلہ بنی اصبح کا سردار مالک ابن انس (امام مالکؒ)۔''

میں نے عرض کیا ''خدا جانتا ہے مجھے امام مالکؒ سے ملنے کا کتنا شوق ہے۔''

انہوں نے کہا ''خوش ہو جاؤ۔ خدا نے تمہارا شوق پورا کر دیا' اس بھورے اونٹ کو دیکھو یہ ہمارا سب سے اچھا اونٹ ہے' تم اسی پر سوار ہو جاؤ۔''

قافلہ روانہ ہوا' دورانِ سفر میں نے قرآن پاک کے سولہ ''ختم'' کیے، آٹھویں دن عصر کے وقت ہمارا قافلہ مدینہ میں داخل ہوا' مسجد نبویؐ میں نماز پڑھی' پھر مزار مبارک کے قریب حاضر ہوا' درود وسلام بھیجا' امام مالک دکھائی دیئے' ایک چادر کی تہہ بند باندھے تھے' دوسری طرف چادر اوڑھے ہوئے تھے اور بلند آواز سے حدیث کی روایت کر رہے تھے، روایت یوں کرتے تھے:

''مجھ سے ''نافع'' نے ''ابن عمر'' کے واسطے سے اس قبر کے مکیں ﷺ سے روایت کیا''......

یہ کہہ کر اپنا ہاتھ پھیلا کر قبر کی طرف اشارہ کرتے۔

یہ انداز دیکھ کر میرے دل پر امام مالکؒ کی ہیبت چھا گئی اور درس میں جہاں جگہ ملی وہیں بیٹھ گیا' میں نے جلدی سے ایک تنکا اٹھا لیا' امام صاحب جب کوئی حدیث بیان کرتے میں تنکے کو لعاب دہن میں تر کر کے اپنی ہتھیلی پر لکھ لیتا' امام صاحب میری یہ حرکت دیکھ رہے تھے' مگر مجھے اس

کی خبر نہ تھی۔ آخر مجلس ختم ہوگئی' میں اپنی جگہ بیٹھا رہا' امام مالکؒ نے مجھے اشارے سے بلایا' میں قریب گیا تو کچھ دیر بڑے غور سے مجھے دیکھتے رہے پھر فرمایا' تم حرم کے رہنے والے ہو؟

میں نے عرض کیا جی ہاں۔

پوچھا ''مکی'' ہو؟

میں نے کہا ''جی ہاں۔''

فرمایا سب اوصاف پورے ہیں' مگر تم میں ایک بے ادبی بھی ہے' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبہ سنا رہا تھا' اور تم تنکا لئے اپنے ہاتھ سے کھیل رہے تھے۔

میں نے عرض کیا ''کاغذ پاس نہیں تھا' اس لیے جو کچھ سنتا ہاتھ پر لکھتا جاتا تھا''

اس پر امام مالکؒ نے میرا ہاتھ کھینچ کر دیکھا اور فرمایا ''ہاتھ پر تو کچھ بھی لکھا ہوا نہیں ہے۔''

میں نے عرض کیا ''لعاب تو باقی نہیں رہتا' لیکن آپ نے جتنی حدیثیں سنائی تھیں مجھے سب یاد ہو چکی ہیں۔''

امام صاحبؒ کو تعجب ہوا' فرمایا ''سب نہیں ایک ہی سنا دو۔''

میں نے امام صاحبؒ کے انداز میں اور ہاتھ کے اشارے سے ایک نہیں پوری پچیس احادیث مبارکہ جو اس محفل میں بیان ہوئی تھیں' سنا دیں۔ سورج غروب ہو چکا تھا' امام مالکؒ نے نماز پڑھی' پھر میری طرف اشارہ کر کے اپنے خادم سے کہا ''آقا کو گھر لے جاؤ۔''

تھوڑی دیر کے بعد امام صاحبؒ بھی آ گئے' میرے ساتھ کھانا کھایا اور جب رات زیادہ ہوگئی تو فرمایا' اب تم آرام کرو۔ رات کے پچھلے پہر دروازے پر دستک ہوئی' میں نے اٹھ کر دیکھا تو امام صاحبؒ کو پانی کا لوٹا لئے موجود پایا' مجھے بڑی شرمندگی ہوئی' کہنے لگے' کچھ خیال نہ کرو' مہمان کی خدمت تو فرض ہے۔ نماز مسجد نبوی میں ادا کی۔ جب روشنی ہوئی تو آج بھی اسی جگہ جا بیٹھے جس جگہ کل بیٹھے تھے۔ اپنی کتاب ''مؤطا'' میرے ہاتھ میں دے دی' میں نے کتاب سنانی شروع کر دی' لوگ سن کر لکھنے لگ گئے۔ میں امام مالکؒ کے ہاں آٹھ مہینے رہا۔ پوری ''مؤطا'' مجھے یاد ہوگئی۔ مجھ میں اور امام صاحب میں اس قدر محبت اور بے تکلفی پیدا ہوگئی کہ کوئی ناواقف ہمیں دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ مہمان کون ہے اور میزبان کون۔

عراق سے کچھ لوگ ''زیارت'' کے لیے اور ''مؤطا'' سننے کے لئے آئے۔ انہیں کی زبانی مجھے ''ابو یوسف'' اور ''محمد بن حسن'' (جو کہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں) کے متعلق پتہ چلا' چنانچہ مجھے عراق جانے کا شوق پیدا ہو گیا اور امام صاحب سے اذنِ سفر مانگا' انہوں نے میرے حصولِ علم کے شوق کی ہمت افزائی کی اور مجھے زادِ راہ دے کر فرمانے لگے' رات عبدالرحمان قاسم ہدیہ لائے اور منت کر کے سو دینار کی ایک تھیلی دے گئے' پچاس دینار میں نے اپنے اہل خانہ کے لئے رکھ لئے اور بقیہ پچاس دینار تمہارے لیے ہیں۔ پھر امام صاحبؒ نے چار دینار میں ایک اونٹ طے کر کے باقی رقم میرے حوالے کر دی اور خدا حافظ کہا۔

حاجیوں کے ایک قافلہ کے ساتھ ہم بیسویں دن کوفہ پہنچ گئے' وہاں کی مسجد میں عصر کے وقت محمد بن حسنؒ اور ابو یوسفؒ (امام محمدؒ و امام ابو یوسفؒ) سے ملاقات ہوئی' میری باتوں سے انہیں میرے صاحبِ علم ہونے کا گمان ہوا' مجھے پوچھا' امام مالکؒ کو تم نے دیکھا ہے؟

میں نے عرض کیا ''جی ہاں انہیں کے پاس سے آ رہا ہوں۔''

یہ سن کر پوچھا ''مؤطا'' بھی دیکھی ہے؟

میں نے کہا ''پوری حفظ کر چکا ہوں۔''

محمد بن حسنؒ متعجب ہوئے' اسی وقت لکھنے کا سامان منگوایا' اور ''فقہ'' کے مسائل لکھ کر نیچے جگہ خالی چھوڑ دی' میں نے ''مؤطا'' کے مطابق جواب لکھ دیئے' اس کے بعد امام صاحبؒ نے مجھے اپنے گھر بھجوایا' کچھ دیر کے بعد امام محمدؒ بھی آ گئے' میرے بوسیدہ کپڑے دیکھ کر ایک ہزار درہم کا قیمتی جوڑا مجھے پہنایا اور اپنے کتب خانہ سے امام ابوحنیفہؒ کی کتاب ''الاوسط'' نکال کر دی' میں نے صبح تک اسے حفظ کر لیا' کچھ دن کے بعد میں نے ان سے سفر کی اجازت مانگی' وہ کہنے لگے' میں اپنے کسی مہمان کو جانے کی اجازت نہیں دیتا' بہر حال جو مال و دولت میرے پاس موجود ہے اس میں سے آدھ تم لے لو' پھر انہوں نے ساری نقدی منگوائی' تین ہزار درہم نکلے' آدھے میرے حوالے کئے اور میں عراق کی سیاحت کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

اب میری عمر اکیس برس کی ہو گئی تھی' یہ امیر المومنین ہارون الرشید کا زمانہ تھا' جب میں بغداد میں آیا تو دروازے پر میرا نام اور کوائف قلمبند کیے گئے' میں ایک مسجد میں جا کر قیام پذیر ہوا'

آدھی رات کو چھاپہ پڑا اور ہر شخص کو روشنی میں دیکھنا شروع کیا گیا' آخر میری باری آئی تو انہوں نے پکار کر کہا' ڈرنے کی کوئی بات نہیں جس کی تلاش تھی وہ مل گیا' پھر مجھے شاہی محل میں لے گئے' امیر المومنین کو میری باتیں پسند آئیں اور انہوں نے کہا' کیا تم پسند کرو گے کہ کتاب وسنت کے مطابق حکم سنانے کے لیے قاضی بنا دیئے جاؤ؟

میں نے جواب دیا' سلطنت میں شرکت تو مجھے ایک دن کے لئے بھی منظور نہیں۔ یہ سن کر امیر المؤمنین رو پڑے' اب مجھے تین سال اور ہو چکے تھے' اسی دوران کچھ حاجی حجاز سے لوٹے' میں نے ان سے امام مالکؒ کی خیریت دریافت کی' تو انہوں نے بتایا کہ امام صاحب تندرست اور بہت دولتمند ہو چکے ہیں' یہ سن کر مجھے شوق ہوا کہ ان کو غربت میں دیکھ چکا ہوں اب دولت مندی میں بھی دیکھنا چاہیے۔

ایک دولت مند شخص نے مجھے اصرار کر کے چالیس ہزار دینار پیش کئے' چنانچہ میں روانہ ہو پڑا' راستے میں مجھے ''احمد بن حنبلؒ''، سفیان بن عینیہؒ اور اوزاعیؒ اصحابِ حدیث ملے۔ میں نے ان تمام اصحاب کو اپنے پاس سے اتنا کچھ دیا جتنا ان کا مقدر تھا' میرے پاس صرف دس دینار رہ گئے' بلاآخر ستائیسویں دن مدینہ منورہ پہنچ گیا۔

مسجد نبویؐ میں نماز پڑھی' اب کیا دیکھتا ہوں کہ لوہے کی ایک کرسی مسجد میں رکھی ہے' کرسی پر قباطی مصر کا تکیہ رکھا ہے' میں حیرت سے ابھی یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ امام مالکؒ آ گئے اور پوری مسجد عطر کی خوشبو سے مہک اٹھی' ان کے جلو میں چار سو یا اس سے زیادہ کا مجمع تھا' سب لوگ ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے' امام صاحب کرسی پر بیٹھ گئے اور اپنے شاگردوں کے سامنے عملاً زخم لگانے کا مسئلہ پیش کیا۔ میں نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک جاہل آدمی کو اس کا جواب لکھ دیا' اس نے بلند آواز سے یہ جواب بتا دیا' باقی تمام شاگردوں کے جواب غلط تھے' دو تین بار ایسا ہوا تو امام صاحب اس جاہل آدمی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''یہاں آ جاؤ' وہ جگہ تمہاری نہیں ہے۔''

اس آدمی نے صاف بتا دیا کہ میرے ساتھ ایک اور نوجوان بیٹھا ہے جو مجھے یہ جواب لکھوا رہا ہے۔

امام صاحبؒ نے میری طرف گردن گھمائی' قریب بلایا اور غور سے دیکھ کر پوچھا ''شافعی'' ہو؟

میں نے عرض کیا ''جی ہاں!''

انہوں نے مجھے سینے سے لگایا اور اپنی کرسی سے اتر کر مجھ سے کہا ''جو باب ہم شروع کر چکے ہیں اس کو تم پورا کرو'' میں نے تعمیل کی' لیکن میرے سوالوں کا کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔

امام صاحبؒ نے میری پیٹھ تھپکی' میری تعریف کی' اور نماز مغرب کے بعد مجھے اپنے گھر لے گئے' پرانی عمارت کی جگہ اب نئی عمارت کھڑی تھی' میں یہ دیکھ کر بے اختیار رو دیا۔

یہ دیکھ کر امام صاحبؒ نے کہا ''تم روتے کیوں ہو؟'' شاید سمجھ رہے ہو کہ میں نے دنیا کے لئے آخرت تج دی ہے' تم مطمئن رہو' تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں' یہ سب ہدیہ اور تحفہ ہے خراسان سے' مصر سے' دنیا کے دور دراز گوشوں سے ہدیے چلے آ رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرما لیا کرتے تھے اور صدقہ رد فرما دیتے تھے' میرے پاس اس وقت خراسان اور مصر کے اعلیٰ ترین کپڑوں کے تین سو خلعت موجود ہیں' اب یہ سب تمہارے لئے ہدیہ ہیں' صندوقوں میں پانچ ہزار دینار ہیں ان کی زکوٰۃ نکلی ہوئی ہے اس کی آدھی رقم اب تمہاری ہے۔

صبح نماز فجر ادا کرنے نکلے تو ہم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے' دروازے پر خراسانی گھوڑے اور مصری خچر کھڑے تھے' میرے منہ سے نکل گیا ''ایسے خوبصورت گھوڑے تو میں نے آج تک نہیں دیکھے۔''

امام صاحبؒ نے فرمایا ''یہ تمام سواریاں اب تمہارے لیے ہدیہ ہیں۔''

میں نے عرض کیا ''کم از کم ایک جانور تو اپنے لئے رکھ لیجئے۔''

فرمانے لگے ''مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندوں' جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔''

تین دن بعد میں اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی خیر و برکت اور مال و متاع کے ساتھ مکہ روانہ ہو گیا۔ حدودِ حرم کے قریب مجھے اپنی والدہ مکرمہ چند عورتوں کے ساتھ ملیں' انہوں نے مجھے گلے سے لگا لیا لیکن میرا مال متاع دیکھ کر فرمایا ''کل تو مکہ سے فقیر کی صورت نکلا تھا' آج امیر بن کر لوٹا ہے تاکہ اپنے چچیرے بھائی بندوں پر گھمنڈ کرے۔''

میں نے عرض کیا ''پھر کیا کروں؟''

فرمانے لگیں ''منادی کرادو' بھوکے آئیں اور کھائیں' پیدل آئیں اور سواری لے جائیں' ننگے آئیں اور کپڑے پہن لیں' اس طرح دنیا میں تیری آبرو بڑھے گی اور آخرت میں اجر بھی محفوظ رہے گا۔''

چنانچہ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی۔ یہ خبر امام مالکؒ نے بھی سنی تو کہلا بھیجا ''جتنا دے چکا ہوں' اتنا ہر سال بھیجتا رہوں گا۔''

(بروایت ربیع بن سلیمان' بذریعہ ''آئین)

صحیح بخاری کی تالیف و ترتیب

ایک دن امام بخاریؒ اسحاق بن راہویہؒ کی مجلس میں حاضر تھے۔ اسحاق بن راہویہؒ کے احباب نے کہا کہ اچھا ہو اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی توفیق دے کہ سنن میں ایسا کوئی مختصر مجموعہ تیار کرے ' جس میں صرف وہ صحیح حدیثیں ہوں جو صحت میں اعلیٰ مرتبہ رکھتی ہوں تا کہ عمل کرنے والے بلا خوف و تردد مجتہدین کی طرف مراجعت کئے بغیر اس پر عمل پیرا ہوں' امام بخاری کے دل میں یہ بات جاگزیں ہوگئی اور اسی وقت سے اس ''جامع'' کی تصنیف کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ چھ لاکھ حدیثوں کے اس ذخیرے میں سے جو ان کے پاس موجود تھا' انتخاب شروع کیا' جو ان میں صحیح ترین تھیں ان پر اکتفا کیا اور بعض وہ احادیث جو اسی درجے پر صحیح تھیں' ان کو طوالت کے خوف یا کسی دوسرے سبب سے چھوڑ بھی گئے۔ امام بخاریؒ جب کسی حدیث کو لکھنے کا ارادہ کرتے تھے تو اول غسل کر کے دو رکعت نفل ادا کرتے تھے تو پھر اس کو لکھتے' چنانچہ سولہ سال کے عرصے میں اس انتخاب سے فراغت پائی۔

جب اس کا قصد کیا کہ ان حدیثوں کی ان کے مضمون کے مطابق ترتیب دی جائے (اس کو اصطلاحِ محدثین میں ''ترجمۃ الباب'' کہتے ہیں) تو مدینہ منورہ میں قبر مبارک اور منبر رسول ﷺ کے درمیانی مقام میں اس اہم کام کو انجام دیا' ہر ''ترجمے'' پر دو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔ الغرض امام بخاریؒ کی حسنِ نیت کا نتیجہ تھا کہ یہ ''جامع'' اس قدر مقبول ہوئی کہ ان کی زندگی میں ہی اس کو نوے ہزار آدمیوں نے آپ سے بلاواسطہ سنا' جن میں سب آخری ''فربری'' ہیں اور آج کل ان کی روایت ہی علو اسناد کی وجہ سے شائع و مشہور ہے۔ امام بخاریؒ کی نادر باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے مجھ کو امید ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کسی شخص کی غیبت کا سوال نہ کیا جائے گا۔

کیوں میں نے بفضل اللہ کسی کی غیبت نہیں کی۔

طریق صالحین کے مطابق امام بخاریؒ کو بھی محنت وابتلا یہ پیش آیا کہ خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا نے ان کو اس امر کی تکلیف دینی چاہی کہ اس کے مکان پر آ کر اس کے بیٹوں کو ''جامع'' اور ''تاریخ'' اور دوسری کتابوں کا درس دیں۔ امام بخاریؒ نے جواب دیا کہ یہ حدیث کا علم ہے میں اس کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔ اگر تم کو غرض ہے تو اپنے بیٹوں کو میری مجلس میں بھیج دیا کرو تا کہ دوسرے طلبہ کی طرح وہ بھی علم حاصل کریں۔ امیر نے کہا' کہ اگر یسا ہے تو جس وقت میرے بیٹے آپ کے پاس آئیں آپ دوسرے طلبہ کو اپنی خدمت میں نہ آنے دیں۔ میرے دربان اور چوب دار دروازے پر تعینات رہیں گے۔ میری نخوت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ جس مجلس میں میرے بیٹے موجود ہوں وہاں جولاہے' دھنیئے بھی ان کے ہم نشین ہوں۔ امام بخاریؒ نے اس کو بھی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ یہ علم' پیغمبرؐ کی میراث ہے۔ اس میں ساری امت شریک ہے۔ کسی کو کوئی خصوصیت نہیں۔ اس گفت وشنید سے مذکورہ امیر امام امام بخاریؒ سے رنجیدہ ہو گئے۔ طرفین میں کدورت بڑھتی رہی۔ نوبت بایں جارسید کہ امیر مذکور نے ابن ابی الورقاء اور اس وقت کے دوسرے علمائے ظاہری کو اپنے ساتھ ملالیا اور امام بخاریؒ کے مسلک پر طعن کرنے لگے اور ان کے اجتہاد میں غلطیاں نکال کر ایک محضر تیار کرایا اس حیلے بہانے سے ''بخارا'' سے ان کو نکال دیا۔ امام بخاریؒ وہاں سے روانہ ہوئے تو انہوں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے اللہ ان لوگوں کو اس بلا میں مبتلا کر جس میں وہ مجھ کو کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی ایک ماہ بھی پورا گزرنے نہ پایا تھا کہ خالد بن احمد معزول ہوئے۔ خلیفہ کا حکم پہنچا کہ ان کو گدھے پر سوار کر کے شہر میں گھمائیں۔ انجام کار ان کو کامل تباہی کا سامنا ہوا' جیسا کہ کتاب تاریخ میں لکھا ہوا اور مشہور ہے۔ حریث ابن ابی ورقاء کو بھی بے حد رسوائی اور فضیحت کا منہ دیکھنا پڑا۔ ان کا وقار خاک میں مل گیا۔ نیز اس وقت کے ان علماء کو بھی جو امام بخاریؒ کے درپے تذلیل اور (خالد بن احمد) مشورے میں شریک تھے' پوری پوری آفت پہنچی۔ امام بخاریؒ اس بے کسی کی حالت میں پہلے نیشاپور گئے۔ جب وہاں کے امیر سے بھی نہ بنی تو وہاں سے مراجعت کر کے خرتنگ تشریف لائے (یہ ایک گاؤں کا نام ہے جو سمرقند سے تین فرسخ (دس میل) کے فاصلے پر واقع ہے۔) سنہ ۲۵۶ھ میں انتقال ہوا۔ عید کے دن نماز ظہر کے بعد دفن کر دیئے گئے۔ انا للہ

وانااليه راجعون . امام بخاریؒ کی عمر ۶۲ سال کی ہوئی۔

چنانچہ کہا گیا ''ولد فی صدق وعاش حمیداً ومات فی نور'' اس جملے میں صدق کے اعداد ۱۹۴ ان کی پیدائش حمید کے اعداد ۶۲ ان کی عمر اور نور کے اعداد ۲۵۶ ان کی وفات کا سال ظاہر کرتے ہیں۔

عبدالواحد طوسیؒ نے جو اس زمانے کے صلحا اور اکابر اولیاء میں سے تھے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول ﷺ معہ اپنے احبابؓ کے برسرراہ منتظر کھڑے ہیں۔انہوں نے سلام کر کے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ کس کا انتظار ہے؟ آپؐ نے فرمایا محمد بن اسمٰعیل امام بخاریؒ کا انتظار کر رہا ہوں۔وہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے چند روز بعد ہی میں نے امام بخاریؒ کی وفات کی خبر سنی۔ جب میں نے لوگوں سے وقت وفات کی تحقیق کی تو وہی ساعت معلوم ہوئی جس میں' میں نے حضور سرکائنات ﷺ کو خواب میں منتظر دیکھا تھا۔

حضرت معروف کرخیؒ ، جنہیں توحید کیلئے چن لیا گیا

حضرت معروف بن فیروز کرخی رحمۃ اللہ علیہ دوسری صدی ہجری کے مشہور اولیاء کرام میں سے ہیں' حضرت علی بن موسیٰ الرضاء کے آزاد کردہ غلام تھے۔

آپ ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے'لیکن آپ کے بھائی عیسیٰ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے سے ان کو عقیدہ توحید کے لئے چن لیا تھا' میں اور وہ ایک عیسائی استاد کے پاس پڑھا کرتے تھے' استاد ہمیں ''باپ' بیٹا'' کا عقیدہ سکھاتا' لیکن حضرت معروف کرخیؒ جواب میں ''احد' احد'' فرماتے' اس پر استاد انہیں مارتے تھے' ایک مرتبہ استاد نے انہیں اتنا مارا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے' اور لاپتہ ہو گئے' ان کی والدہ رو رو کر کہتی تھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے معروف کو میرے پاس لوٹا دیا تو وہ جو دین چاہے گا اسے اختیار کرنے سے نہیں روکوں گی۔کئی سال بعد آپ واپس آئے تو ماں نے پوچھا بیٹا! تم کس دین پر ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ اسلام پر' اس پر والدہ بھی مسلمان ہو گئیں' اور ہمارا پورا گھر مشرف باسلام ہو گیا۔

(صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی ص ۱۸۰، جلد ۲، جہان دیدہ ص ۲۵)

آپ ان اولیائے کرامؒ میں سے ہیں جن پر کثرت نوافل سے زیادہ ذکر وفکر کا غلبہ تھا۔ ان کے ایک معاصر راوی ابوبکر بن ابی طالبؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معروف کرخیؒ کے پاس ان کی مسجد میں گیا۔ جب انہوں نے آذان شروع کی تو میں نے دیکھا کہ حضرت معروف کرخیؒ قدس سرہٗ پر اضطراب کی ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ اور جب موذن نے اشھد أن لا الہ الا اللہ کہا تو ان کی ریش مبارک اور ابرو تک کے بال کھڑے ہوگئے' اور وہ بے قابو ہوکر اس درجہ جھکنے لگے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ آذان پوری بھی کرسکیں گے یا نہیں۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیمؒ ج۸ ص۳۶۱)

ایک مرتبہ آپ دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے' سامنے سے ایک کشتی گذری جس میں کچھ بے فکر نوجوان گاتے بجاتے جارہے تھے' کسی نے حضرت معروف کرخیؒ سے کہا کہ ''دیکھئے یہ لوگ دریا میں بھی اللہ کی نافرمانی سے باز نہیں آتے، ان کے لئے بددعا کردیجئے'' اس پر حضرت معروف کرخیؒ نے ہاتھ اٹھائے' اور دعا فرمائی کہ:

''یاالٰہی' اے میرے آقا! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ان نوجوانوں کو دنیا میں مسرتیں بخشی ہیں' ان کو جنت میں بھی مسرتیں عطا فرمایئے۔''

حاضرین نے کہا کہ ہم نے تو آپ سے بددعا کے لئے کہا تھا' فرمایا کہ ''اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں آخرت میں مسرتیں عطا فرمائیں تو ان کے دینوی اعمال سے ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اس میں تمہارا تو کوئی نقصان نہیں۔'' (صفۃ الصفوۃ ص۱۸۱ ج۲)

حضرت سعیدؒ بن المسیب کی بیٹی کی شادی

حضرت سعید بن المسیب مشہور تابعی ہیں' بڑے محدثین میں شمار ہیں' ان کی خدمت میں ایک شخص عبداللہ بن ابی دواعہؒ کثرت سے حاضر ہوا کرتے تھے' ایک مرتبہ چند روز حاضر نہ ہوسکے کئی روز کے بعد جب حاضر ہوئے تو حضرت سعید نے دریافت فرمایا کہاں تھے عرض کیا کہ میری بیوی کا انتقال ہوگیا ہے اس کی وجہ سے مشاغل میں پھنسا رہا' فرمایا کہ ہم کو خبر نہ کی ہم بھی جنازہ میں شریک ہوتے' تھوڑی دیر کے بعد میں اٹھ کر آنے لگا' فرمایا دوسرا نکاح کرلیا؟ میں نے عرض کیا' حضرت مجھ سے کون نکاح کرے گا' دو تین آنے کی میری حیثیت ہے' آپ نے فرمایا ہم کردیں گے' اور یہ کہہ کر خطبہ پڑھا اور اپنی بیٹی کا نکاح نہایت معمولی مہر آٹھ دس آنے پر مجھ سے کردیا' اتنی مقدار مہر کی ان

کے نزدیک جائز ہوگی' جیسا کہ بعض اماموں کا مذہب ہے' حنفیہ کے نزدیک اڑھائی روپے سے کم جائز نہیں) نکاح کے بعد میں اٹھا اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ مجھے کس قدر مسرت تھی' خوشی میں سوچ رہا تھا کہ رخصتی کے انتظام کے لئے کس سے قرض مانگوں کیا کروں' اور فکر میں شام ہوگئی' میرا روزہ تھا مغرب کے وقت روزہ افطار کیا نماز کے بعد گھر آیا چراغ جلایا روٹی اور زیتون کا تیل موجود تھا اس کو کھانے لگا کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟ کہا سعید ہے' میں سوچنے لگا کہ کون سعید ہے' حضرت کی طرف میرا خیال بھی نہیں گیا کہ چالیس برس سے اپنے گھر یا مسجد کے سوا کہیں آنا جانا تھا ہی نہیں باہر آ کر دیکھا کہ سعید بن المسیبؒ ہیں میں نے عرض کیا آپ نے مجھے نہ بلایا فرمایا میرا آنا مناسب تھا' میں نے عرض کیا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا مجھے یہ خیال آیا کہ اب تمہارا نکاح ہو چکا ہے' تنہا رات کو سونا مناسب نہیں' اس لئے تمہاری بیوی کو لایا ہوں' یہ فرما کر اپنی لڑکی کو دروازے کے اندر کر دیا اور دروازہ بند کر کے چلے گئے' وہ لڑکی شرم کی وجہ سے گر گئی میں نے اندر سے کواڑ بند کئے اور وہ روٹی اور تیل جو چراغ کے سامنے رکھا تھا وہاں سے ہٹا دیا کہ اس کی نظر نہ پڑے اور مکان کی چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں کو آواز دی' لوگ جمع ہو گئے تو میں نے کہا کہ حضرت سعیدؒ نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا ہے' اور اس وقت وہ خود ہی اس کو پہنچا گئے ہیں' سب کو بڑا تعجب ہوا کہنے لگے واقعی وہ تمہارے گھر میں ہے؟ میں نے کہا! ہاں اس کا چرچا ہوا میری والدہ کو خبر ہوئی وہ بھی اسی وقت آ گئیں اور کہنے لگیں کہ اگر تین دن تک تو نے اسے چھیڑا تو میرا منہ نہ دیکھو گے' ہم تین دن میں اس کی تیاری کر لیں' تین دن کے جب میں اس لڑکی سے ملا تو دیکھا نہایت خوبصورت قرآن شریف کی حافظہ اور سنت رسول سے بھی زیادہ واقف' شوہر کے حقوق سے بھی زیادہ باخبر' ایک مہینہ تک نہ تو حضرت سعید میرے پاس آئے نہ میں ان کی خدمت میں گیا ایک ماہ کے بعد میں حاضر ہوا تو وہاں مجمع تھا' میں سلام کر کے بیٹھ گیا جب سب چلے گئے تو فرمایا اس آدمی کو کیسا پایا' میں نے عرض کیا نہایت بہتر ہے کہ دوست دیکھ کر خوش ہوں دشمن جلیں' فرمایا اگر کوئی بات ناگوار ہو تو لکڑی سے خبر لینا' میں واپس آ گیا' تو ایک آدمی کو بھیجا جو بیس ہزار درہم (تقریباً پانچ ہزار روپیہ) مجھے دے گیا' اس لڑکی کو عبدالمالک بن مروان بادشاہ نے اپنے بیٹے ولید کے لئے (جو ولی عہد بھی تھا) مانگا تھا' مگر سعیدؒ نے عذر کر دیا تھا' جس کی وجہ سے عبدالملک ناراض بھی ہوا' ایک حیلہ سے حضرت سعید کو سو کوڑے سخت

سردی میں لگوائے اور پانی کا گھڑا بھی ان پر گروایا۔ (ساعتے باولیاء)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا ایمان افروز واقعہ

''گیلان'' کے قصبے میں ایک خدا پرست' ولی کامل ''حضرت ابوصالح موسیٰ'' رہتے تھے' ایک دفعہ انہوں نے دیکھا کہ ندی میں ایک سیب بہتا ہوا آ رہا ہے' چنانچہ انہوں نے اسے نکال کر کھالیا' معاً خیال آیا کہ باغ کے مالک سے اجازت لئے بغیر مجھے سیب کھانے کا حق نہیں تھا۔ سخت پشیمان ہوئے' باغ کے مالک ''حضرت عبداللہ صومعی'' کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی طلب ہوئے۔

حضرت عبداللہ صومعی اس نوجوان کا زہد و اتقاد دیکھ کر حیران رہ گئے' ان کا حسب نسب دریافت کیا' کچھ دیر تامل کیا' اس کے بعد فرمایا ''میں اس وقت تک تمہیں معاف نہیں کروں گا جب تک میری ایک شرط پوری نہ کرو۔''

انہوں نے کہا ''میں آپ کی ہر خواہش پوری کرنے کے لیے تیار ہوں۔''

حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا کہ میری بیٹی ''ام الخیر'' کو اپنی زوجیت میں قبول کرلو لیکن یہ سمجھ لو کہ وہ گونگی' بہری' لولی' لنگڑی اور اندھی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ یہ سن کر کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے' لیکن پھر خیال آیا کہ تمام عمر کا زہد وتقویٰ ضائع جانے کا اندیشہ ہے' رزق حلال میں حرام کی آمیزش ہوگئی ہے' یہ شرط ماننے بنا چارہ نہیں' چنانچہ انہوں نے یہ رشتہ منظور کرلیا۔

جب حضرت ابوموسیٰ صالح حجلہ عروسی میں پہنچے تو وہاں ایک پیکرِ حسن و جمال کو دیکھ کر توبہ استغفار کیا اور حضرت عبداللہ صومعی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ''آپ نے میرا عقد ایک اندھی' لولی' لنگڑی' اپاہج دوشیزہ سے کیا تھا' لیکن حجلہ عروسی میں تو کوئی نامحرم موجود ہے جوان تمام خامیوں سے پاک ہے؟

حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا' عزیزم حجلہ عروسی میں جو موجود ہے' وہی میری بیٹی ''ام الخیر فاطمہ'' ہے۔ میں نے اس کو اندھی اس لیے کہا کہ آج تک اس کی نظر کسی نامحرم پر نہیں پڑی۔ بہری اس لحاظ سے کہ آج تک کوئی بری بات اس نے نہیں سنی۔ گونگی اس لحاظ سے کہ اس نے کبھی بری بات نہیں کی۔ لولی اس لیے کہ اس نے کوئی خلافِ شریعت کام نہیں کیا اور لنگڑی اس لیے کہ اس

نے آج تک اللہ کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے پر قدم نہیں رکھا۔ انہیں فرشتہ خصال والدین کے ہاں "حضرت عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی" پیدا ہوئے۔ (دیباچہ غنیۃ الطالبین از شمس بریلوی)

ابن تیمیہؒ کی ذہانت

"صاحب العقود الدریہ" لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ "حلب" کے ایک بڑے عالم دمشق آئے، انہوں نے سنا کہ ایک بچہ ہے جس کا نام "احمد بن تیمیہ" ہے اور وہ بہت جلد یاد کر لیتا ہے، ان کو اس کے دیکھنے اور امتحان لینے کا شوق ہوا، جس راستے سے "ابن تیمیہؒ" گزرا کرتے تھے وہاں وہ ایک درزی کی دوکان پر بیٹھ گئے۔

درزی نے کہا "وہ بچہ آتا ہی ہوگا، یہی اس کے مکتب کا راستہ ہے، آپ تشریف رکھیے۔ تھوڑی دیر میں کچھ بچے مکتب جاتے ہوئے گذرے۔ درزی نے کہا، دیکھئے وہ بچہ جس کے پاس بڑی سی تختی ہے، وہی ابن تیمیہؒ ہے۔

شیخ نے اس بچے کو آواز دی، وہ آیا تو اس کی تختی لے لی اور کہا بیٹا جو کچھ لکھا ہے اس کو پونچھ ڈالو، جب وہ صاف ہوگیا تو انہوں نے اس پر کوئی ۱۱ یا ۱۳ حدیثیں لکھوا دیں، اور کہا ان کو پڑھ لو، بچے نے ان کو ایک مرتبہ غور سے پڑھا، شیخ نے تختی اٹھا لی اور کہا سناؤ۔ بچے نے پوری حدیثیں سنا دیں۔

شیخ نے کہا، ان کو بھی پونچھ ڈالو، پھر چند سندیں لکھ دیں اور کہا، پڑھو۔ بچے نے ایک بار غور سے دیکھا اور سنا دیا۔

شیخ نے یہ تماشا دیکھ کر فرمایا، اگر یہ بچہ جیتا رہا تو کوئی چیز بنے گا، اس لئے کہ اس زمانہ میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت از مولانا ابوالحسن علی ندویؒ)

فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی ؒ

تاریخ فرشتہ کے مصنف نے ''طبقات ناصری'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو مشہور حدیث ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' کی صحت پر پورا یقین نہ تھا اسے قیامت کے آنے کے بارے میں بھی شبہ تھا۔ اس کے علاوہ اسے سبکتگین کا بیٹا ہونے میں بھی شک تھا۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ سلطان محمود اپنی قیام گاہ سے نکل کر پیدل ہی کسی طرف چل رہا تھا۔ فراش سونے کا شمع دان لے کر اس کے آگے آگے چل رہا تھا۔ راستے میں اسے ایک ایسا طالب علم ملا جو مدرسے میں بیٹھا ہوا اپنا سبق یاد کر رہا تھا مگر اس کے پاس جلانے کے لئے تیل نہ تھا۔ اس لئے وہ پڑھتے پڑھتے جب کچھ بھول جاتا تو ایک بنئے کے چراغ کے پاس آ کر اپنی کتاب میں سے دیکھ کر تصحیح کر لیتا۔ محمود کو اس نادار طالب علم کی حالت پر بڑا رحم آیا اور اس نے وہ شمع دان جو فراش نے اٹھا رکھا تھا' اس طالب علم کو دے دیا۔ جس رات یہ واقعہ پیش آیا اسی رات کو خواب میں محمود کو حضرت محمد ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ؐ نے محمود سے فرمایا۔ ''اے ناصر الدین سبکتگین کے بیٹے فرزند ارجمند خداوند تعالیٰ تجھ کو ویسی ہی عزت دے جیسی تو نے میرے ایک وارث کی قدر کی ہے۔'' آنخضرت ﷺ کے اس فرمان سے سلطان محمود کے دل میں متذکرہ بالا تینوں شکوک دور ہو گئے۔

(تاریخ فرشتہ جلد اول۔ ص ۸۹ مطبوعہ لاہور)

سلطان محمود کے عدل وانصاف کا ایک یادگار واقعہ

سلطان محمود کے انتقال کے دوسرے سال غزنی میں ایک زبردست سیلاب آیا۔ اس کی وجہ سے شہر کی بہت سی عمارتیں گر گئیں خدا کے بہت سے بندوں کی جانیں ضائع ہو گئیں۔ وہ پل جو عمر بن لیث صفانے اپنے عہد حکومت میں دریا پر تعمیر کیا تھا اس سیلاب کی زد میں آ کر مسمار ہوا اور اس کا

نام ونشان تک مٹ گیا۔ اہل نظر کے نزدیک یہ حادثہ محمود کے انتقال کی ایک بہت اہم نشانی ہے اور وہ اس کو محمود کے عدل وانصاف کی دلیل سمجھتے ہیں۔ محمود کے عدل وانصاف کے بہت سے واقعات مشہور ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور اور اہم واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز ایک شخص محمود کے دربار میں انصاف حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا جب محمود اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس شخص نے عرض کیا۔ ''میری شکایت ایسی نہیں ہے کہ میں اسے سر دربار سب لوگوں کے سامنے بیان کردوں۔'' محمود فوراً اٹھا اور اسے تنہائی میں لے جا کر اس کا حال پوچھا'' اس شخص نے روتے ہوئے فریاد پیش کی کہ'' آپ کا بھانجا ایک عرصے سے رات کو مسلح ہو کر میرے گھر پر آتا ہے مجھے کوڑے مار مار کر باہر نکال دیتا ہے اور پھر خود تمام رات میری بیوی کے ساتھ ہم بستری کرتا ہے میں نے امیر کو اپنا حال سنایا لیکن کسی کو میری حالت پر رحم نہ آیا اور کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے یہ بات بیان کرتا۔ جب میں ان امراء سے مایوس ہو گیا تو میں نے آپ کے دربار کے دروازے پر آنا شروع کر دیا۔ اور موقع کی انتظار میں رہا کہ کسی طرح آپ سے اپنا حال بیان کرسکوں۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کو ملک کا حاکم اعلیٰ بنایا ہے اس لئے رعایا اور کمزور بندوں کی نگہداشت آپ کا فرض ہے۔ اگر آپ مجھ پر رحم فرما کر میرے معاملے میں انصاف کریں گے تو زہے نصیب ورنہ میں اس معاملے کو خدا کے سپرد کروں گا اور اس کے منصفانہ فیصلے کی انتظار کروں گا۔''

محمود پر اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ وہ یہ سن کر زار و قطار رونے لگا اور کہا: ''اے مظلوم! تو اس سے پہلے میرے پاس کیوں نہ آیا اور اتنے دنوں تک یہ ظلم کیوں برداشت کرتا رہا۔'' اس شخص نے جواب میں کہا۔'' اے بادشاہ ایک مدت سے یہ کوشش کررہا تھا کہ کسی طرح آپ کے حضور حاضر ہوسکوں۔ لیکن دربار کے چوکیداروں اور دربانوں کی روک تھام کی وجہ سے کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ یہ خدا ہی بہتر طور پر جانتا ہے کہ آج میں کس تدبیر اور بہانے سے یہاں پہنچا ہوں اور کس طرح ان چوکیداروں کی نظر بچا کر آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں ہم جیسے فقیروں اور غریبوں کی یہ قسمت کہاں کہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے سلطانی دربار میں چلے آئیں اور بادشاہ سے بالمشافہ اپنی روداد غم بیان کریں۔'' محمود نے جواب دیا۔'' تم یہاں مطمئن ہو کر بیٹھو لیکن اس ملاقات اور گفتگو کا حال کسی کو نہ بتانا اور اب خیال رکھنا کہ جس وقت وہ سفاک تمہارے گھر میں آئے تو فوراً مجھے اطلاع دینا' میں

اسی وقت تمہارے ساتھ انصاف کروں گا اور اس سفاک کو اس بد کرداری کی سزا دوں گا۔"

اس شخص نے کہا "اے بادشاہ! مجھ جیسے نادار شخص کے لئے یہ ناممکن ہے کہ جب چاہوں بلا کسی روک ٹوک کے آپ سے مل سکوں۔"

محمود نے فوراً دربانوں کو بلایا اور ان سے ان شخص کو متعارف کروا کر انہیں حکم دیا کہ جس وقت بھی یہ شخص ہمارے حضور میں آنا چاہے اسے بغیر کسی اطلاع اور روک ٹوک کے آنے دیا جائے۔

دربانوں کو رخصت کرنے کے بعد سلطان محمود نے اس شخص کو قریب بلایا اور کہا۔ "اگر چہ اب میرے حکم کے مطابق یہ لوگ تمہیں روکنے کی جرأت نہ کریں گے لیکن پھر بھی احتیاطاً تمہیں یہ بتائے دیتا ہوں کہ اگر کبھی اتفاقاً یہ چوبدار میری عدیم الفرصتی یا آرام کا عذر کر کے تمہیں روک دیں تو تم فلاں جگہ سے چھپ کر چلے آنا اور آہستہ سے مجھے آواز دینا۔ میں یہ آواز سنتے ہی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔" یہ کہہ کر اس شخص کو رخصت کیا اور اس کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔" دو راتیں سکون سے گزریں، تیسری رات سلطان محمود کا بھانجا اس کے گھر داخل ہوا اور حسب دستور اسے مار پیٹ کر باہر نکال دیا اور خود اس کی بیوی کے ساتھ عیش وعشرت میں مشغول ہو گیا۔ وہ شخص اسی وقت شاہی محل کی طرف دوڑا اور دربانوں سے کہا کہ بادشاہ کو اس کی آمد کی اطلاع دی جائے۔ دربانوں نے جواب دیا کہ بادشاہ اس وقت دیوان خانے کی بجائے اپنی حرم سرا میں ہے لہٰذا تمہیں وہاں جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ وہ شخص مایوس ہو کر پیچھے ہٹا اور اس جگہ پر پہنچا جس کے بارے میں سلطان محمود نے اسے بتا رکھا تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ "اے بادشاہ اس وقت آپ کس کام میں مشغول ہیں؟" سلطان محمود نے جواب دیا۔ "ٹھہرو میں آتا ہوں" تھوڑی دیر کے بعد محمود باہر آیا اور اس شخص کے ساتھ اس کے گھر پہنچا وہاں جا کر محمود نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کا بھانجا اس غریب شخص کی بیوی سے ہم آغوش ہو کر سویا ہوا ہے اور شمع اس کے پلنگ کے سرہانے جل رہی ہے۔ محمود نے شمع بجھائی اور خنجر سے اس ظالم کا سر تن سے جدا کر دیا پھر اس مظلوم شخص سے کہا۔ "اے بندۂ خدا ایک گھونٹ پانی اگر مل سکے تو فوراً لے آ تا کہ میں اپنی پیاس بجھاؤں۔"

اس شخص نے فوراً پیالے میں پانی لا کر سلطان کی خدمت میں پیش کیا۔ محمود نے پانی پیا اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نادار سے یوں مخاطب ہوا۔ "اے شخص اب تو اطمینان کے ساتھ آرام کر میں

جاتا ہوں۔'' اور رخصت ہونے لگا لیکن اس شخص نے بادشاہ کا دامن پکڑ لیا اور کہا'' اے بادشاہ! تجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس نے تجھے اس عظیم الشان مرتبے پر سرفراز کیا ہے تو مجھے یہ بتا شمع گل کرنے اور سفاک کا سر تن سے جدا کرنے کے فوراً بعد پانی مانگنے اور پینے کی کیا وجہ ہے؟ سلطان محمود نے جواب دیا'' اے شخص میں نے تجھے ظالم سے نجات دلا دی اور اس کا سر اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ شمع کو میں نے اس لئے بجھایا کہ کہیں اس کی روشنی میں مجھے اپنے بھانجے کا چہرہ نہ نظر آ جائے اور میں اس پر رحم کھا کر انصاف نہ کرسکوں۔ پانی مانگ کر پینے کی وجہ یہ تھی کہ جب تم نے مجھ سے اپنی روداد غم بیان کی تھی تو میں نے عہد کیا تھا کہ جب تک تمہارے ساتھ پورا پورا انصاف نہ ہوگا تب تک میں کھانا نہ کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا۔'' (تاریخ فرشتہ جلد اول)

قارئین کرام اگرچہ تاریخوں میں بادشاہوں کے عدل وانصاف کے بہت سے قصے لکھے ہیں لیکن ایسا قصہ کسی بادشاہ کے متعلق نہیں ملتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

سلطان محمودؒ کی شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے ملاقات

محمد قاسم فرشتہ نے ''تاریخ بنائے گیتی'' کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب سلطان محمود خراسان گیا تو اس کے دل میں شیخ ابوالحسن خرقانیؒ (سلسلہ نقشبندیہ کے ایک مشہور بزرگ) سے ملاقات کا خیال پیدا ہوا' لیکن ساتھ ہی یہ خوف بھی لاحق ہوا کہ وہ خراسان میں اس بزرگ سے ملنے نہیں آیا' بلکہ ملکی سیاسیات کے پیش نظر اس نے یہ سفر اختیار کیا ہے۔ اس حالت میں خداوند تعالیٰ کے خاص بندوں کی زیارت کرنا خلاف ادب ہے۔ اس نے شیخ ابوالحسنؒ سے ملاقات کا ارادہ ترک کر دیا اور خراسان سے ہندوستان چلا گیا۔ وہاں معرکہ آرائیاں کرنے کے بعد غزنی واپس آیا۔ غزنی پہنچ کر اس نے شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی زیارت کے لئے احرام باندھا اور خرقان روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر ایک شخص کو شیخ صاحبؒ کی خدمت میں روانہ کیا اور پیغام بھجوایا کہ ''بادشاہ آپ سے ملنے کے لئے غزنی سے چل کر یہاں آیا ہے۔ اب آپ اپنی خانقاہ سے باہر تشریف لائیں اور مجھ سے ملاقات کریں۔'' اس کے ساتھ ہی محمود نے قاصد سے یہ کہہ دیا کہ اگر حضرت شیخ باہر آنے سے انکار کریں تو انہیں یہ فرمان خداوندی سنا دینا کہ ''ایمان والو! اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم پر حاکم ہیں۔'' قاصد نے حضرت شیخ کی خدمت میں سلطان محمود کا پیغام پہنچایا شیخ نے اپنی خانقاہ سے باہر نکلنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ

انہیں اس خدمت سے معذور سمجھا جائے۔" اس پر قاصد نے محمود کی ہدایت کے مطابق متذکرہ بالا آیت پڑھ کر سنائی، جواب میں شیخؒ نے کہا محمود سے جا کر یہ کہو کہ میں اب تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس حد تک مستغرق ہوں کہ رسول کی اطاعت کے مرتبے تک نہ پہنچنے کی بڑی ندامت ہے۔ بھلا ایسی صورت میں حاکم کی اطاعت کی طرف کیسے توجہ کر سکتا ہوں۔"

قاصد واپس پہنچا اور شیخ کا جواب سنایا سلطان محمود یہ سن کر رو پڑا اور کہنے لگا، ہم نے شیخ کو سمجھنے میں غلطی کی ہے "چلو ہم خود ہی شیخ کے پاس چل کر لطف ملاقات وزیارت حاصل کریں۔ یہ کہہ کر سلطان محمود نے خود تو ایاز کا لباس پہنا اور اپنے کپڑے ایاز کو پہنائے اور دس عدد کنیزوں کو غلاموں کے کپڑے پہنا کر اپنے ساتھ لے لیا۔ اور ان سب کی معیت میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور سلام علیک کی شیخ نے سلام کا جواب تو دے دیا، لیکن تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوئے۔ اور محمود (جس نے ایاز کے کپڑے پہن رکھے تھے) کی طرف کوئی توجہ نہ کی بلکہ ایاز (جس نے محمود کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا) کی طرف ملتفت ہو کر کچھ فرمانے کے لئے آمادہ ہوئے۔ اس پر ایاز (یعنی اصل میں محمود) نے شیخ سے کہا۔

"اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ نہ تو بادشاہ کی تعظیم کے لئے اٹھے اور نہ ہی اس کی طرف توجہ کی۔ کیا فقر کے جال کی یہی کائنات ہے کہ بادشاہ کو اس طرح نظر انداز کیا جائے؟"

شیخؒ نے جواب دیا۔ "ہاں جال تو یہی ہے، لیکن تیرا مشار الیہ اس جال کا گرفتار نہیں ہے تو سامنے آ کیونکہ تو خود اس جال کا سب سے بڑا شکار ہے"۔

سلطان محمود نے جب دیکھا کہ شیخ نے اصل حقیقت کو بھانپ لیا ہے تو بڑے ادب سے شیخ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا "مجھ سے کچھ فرمایئے۔"

شیخؒ نے غلاموں کے لباس میں بیٹھی ہوئی لونڈیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ان نامحرموں کو محفل سے باہر کر دو۔"

سلطان نے ان کنیزوں کو وہاں سے اٹھا دیا اور پھر شیخ سے مخاطب ہوا۔ "حضرت! بایزید بسطامی کی کوئی حکایت مجھے سنایئے۔"

شیخ نے کہا "بایزید نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھ لیا وہ ظلم و ستم کی تمام برائیوں سے

محفوظ ہو گیا۔"

اس پر محمود نے سوال کیا۔" یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا بایزید کا مرتبہ حضرت ﷺ کے رتبے سے بھی زیادہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے دیکھنے والوں میں بھی سبھی اچھے نہ تھے۔ ابوجہل اور ابولہب ویسے ہی کافر رہے تو پھر بایزید کے دیکھنے والوں میں ہر ظالم کس طرح اچھا انسان بن سکتا ہے؟"

شیخ نے فرمایا:" اے محمود تو اپنی بساط سے بڑھ کر باتیں نہ کر' ادب کو ملحوظ رکھ' بے ادبی سے ولایت کی دنیا میں قدم نہ رکھ' تو جان لے کہ حضرت محمد ﷺ کو سوائے چار (۴) یاروں اور چند دیگر صحابہ کرام کے کسی اور نے نہیں دیکھا۔ کیا تو نے قرآن کریم کی یہ آیت سنی نہیں کہ" اور تم دیکھتے ہو ایسے لوگوں کو وہ **نظر** کرتے ہیں تمہاری طرح' حالانکہ وہ حقیقتاً تم کو نہیں دیکھ سکتے۔"

سلطان محمود کو حضرت شیخ کی یہ بات بہت پسند آئی اور کہا" مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔"

شیخ" نے فرمایا:" تجھے چاہئے کہ چار چیزوں کو اختیار کرے۔ اول پرہیز گاری' دوم نماز با جماعت' سوم سخاوت' چہارم شفقت۔"

اس کے بعد محمود نے درخواست کی" میرے حق میں دعا کیجئے۔"

شیخ نے فرمایا" میں پانچوں نمازوں کے بعد یہ دعا کیا کرتا ہوں **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ**"

محمود نے کہا۔" یہ دعا تو عام ہے میرے لئے کوئی خاص دعا فرمائیے۔"

شیخ" نے فرمایا۔" جا تیری عاقبت محمود ہو۔"

اس کے بعد سلطان محمود نے روپوں کا ایک توڑا شیخ کی خدمت میں پیش کیا' شیخ نے جَو کی روٹی سلطان کے سامنے رکھی اور کھانے کے لئے کہا۔ محمود نے دیکھا کہ روٹی بہت سخت ہے اس نے ہر چند اسے چبایا' لیکن نہ تو وہ دانتوں سے کٹتی تھی اور نہ ہی گلے سے نیچے اترتی تھی۔

شیخ" نے پوچھا کیا یہ روٹی تمہارے گلے میں اٹکتی ہے؟"

محمود نے اثبات میں جواب دیا......

شیخ نے فرمایا۔" جس طرح ہماری یہ سوکھی روٹی تمہارے گلے سے نیچے نہیں اترتی' اسی طرح تمہارا یہ روپوں سے بھرا ہوا توڑا بھی ہمارے گلے سے نیچے نہیں اترتا۔ اس کو ہمارے سامنے

سے اٹھاؤ کیونکہ ہم اسے بہت پہلے سے طلاق دے چکے ہیں۔''

محمود نے التماس کی، شیخ! کوئی چیز بطور یادگار عنائت فرمائیے' انہوں نے اسے اپنا ایک خرقہ دے کر رخصت کیا۔

جب محمود رخصت کے وقت اٹھا تو اس مرتبہ شیخ بطور تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے۔

محمود نے کہا۔'' آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ جب میں آپ کے پاس آیا تھا تو آپ نے میری کوئی پروا نہیں کی تھی' اب آپ میرے لیے اٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں؟''

شیخؒ نے جواب دیا۔'' جب تم میرے پاس آئے تھے' تم بادشاہی کے غرور میں سرشار تھے اور میرا امتحان کرنے کی غرض سے آئے تھے' اب تم عاجزی اور انکساری کے ساتھ واپس جا رہے ہو۔''

خرقۂ شیخ کی کرامت

شیخ سے رخصت ہو کر سلطان محمود غزنوی واپس آیا اور ان کے عطا کردہ خرقے کو بڑی حفاظت سے اپنے پاس رکھا۔ جس زمانے میں محمود نے سومنات پر حملہ کیا تو پرم اور داشلیم سے جنگ کے دوران محمود کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں مسلمانوں کے لشکر پر ہندوؤں کا لشکر غالب نہ آجائے۔ چنانچہ پریشانی کے عالم میں سلطان محمود شیخ کے خرقہ کو ہاتھ میں لے کر سجدے میں گر گیا اور خداوند تعالیٰ سے دعا کی۔'' اے خدا اس خرقے کے مالک کے طفیل میں مجھے ان ہندوؤں کے مقابلہ میں فتح دے۔ میں نیت کرتا ہوں کہ جو مال غنیمت یہاں سے حاصل کروں گا اسے غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دوں گا۔'' مؤرخین کا بیان ہے کہ جونہی محمود نے یہ دعا مانگی آسمان کے ایک حصے سے سیاہ بادل اٹھے اور سارے آسمان پر محیط ہو گئے۔ بادل کی گرج اور بجلی کی چمک کڑک سے ہندوؤں کا لشکر ہراساں ہو گیا اور ایسی تاریکی چھائی کہ ہندو اس پریشانی کے عالم میں آپس ہی میں ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ اور اس باہمی جنگ کی وجہ سے پرم دیو کی فوج میدان سے بھاگ نکلی اور مسلمانوں نے ہندوؤں پر فتح پائی۔

محمد قاسم فرشتہ کہتے ہیں کہ'' میں نے ایک معتبر تاریخ میں یہ روایت دیکھی ہے کہ جس روز سلطان محمود نے شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کے خرقے کو ہاتھ میں لے کر خدا تعالیٰ سے دعا مانگ کر فتح حاصل کی اسی رات کو محمود نے خواب میں شیخ ابوالحسنؒ کو دیکھا انہوں نے محمود سے فرمایا'' اے محمود تو نے

میرے خرتے کی آبروریزی کی ہے اگر تو فتح کی دعا کی جگہ تمام غیر مسلموں کے اسلام لے آنے کی دعا کرتا تو وہ بھی قبول ہو جاتی۔''

''جامع الحکایات'' میں یہ لکھا ہے کہ جب سلطان محمود شیخ ابوالحسن کی خدمت میں پہنچا تو اس نے شیخ صاحب سے کہا۔'' اگر چہ خراسان میں مجھے بہت ضروری کام تھے لیکن میں ان تمام کاموں کو نظر انداز کر کے غزنی سے یہاں خاص طور پر آپ کی زیارت کے مقصد سے آیا ہوں۔'' شیخ نے جواب دیا اے محمود! اگر تو نے غزنی سے میری زیارت کا احرام باندھا ہے تو کیا تعجب کہ اس کی برکت سے لوگ خانہ کعبہ سے تیری زیارت کا احرام باندھ کر غزنی میں آئیں'' سبحان اللہ! سلطان محمود کی برتری کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے اس کی بابت یہ الفاظ کہے۔

قاضی ابوبکر بغدادیؒ کا عجیب واقعہ

حافظ ابنِ رجب حنبلیؒ (م ۷۹۵ھ) اپنی کتاب ''ذیل طبقات الحنابلہ'' میں قاضی ابوبکر بن محمد بن عبدالباقی بغدادیؒ (بزاز انصاری م ۵۳۵ھ) کے حالات میں ان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

''میں ایک زمانہ میں مکہ مکرمہ آ کر پڑ گیا تھا، ان دنوں ایک مرتبہ بہت ہی سخت بھوک لگی۔ پاس کچھ تھا نہیں جس سے بھوک مٹاتا۔ اتفاق سے ایک ریشم کی تھیلی پڑی ہوئی مل گئی جس کا پھُندنا بھی ریشم کی ڈوری سے بندھا ہوا تھا۔ میں اسے اٹھا کر گھر لے آیا، اسے کھول کر دیکھا تو اس میں موتیوں کا ایسا نفیس وقیمتی ہار تھا کہ میں نے آج تک اس جیسا نہیں دیکھا تھا۔ میں باہر نکلا تو دیکھا ایک بوڑھا آدمی اسی کا اعلان کر رہا ہے، اس کے پاس ایک پھٹے پرانے کپڑے میں پانچسو دینار تھے اور وہ یہ آواز لگا رہا تھا۔'' موتیوں کی تھیلی واپس کرنے والے کو یہ رقم انعام میں دی جائے گی۔'' میں نے دل میں کہا میں ضرورت مند اور بھوکا ہوں کیوں نہ ان اشرفیوں کو لے کر کام میں لاؤں اور اس کو تھیلی واپس کر دوں۔

میں نے اس سے کہا، میرے پاس آیئے۔ میں اس کو لے کر گھر پہنچا۔ اس نے ہر چیز کی نشانی بتائی۔ تھیلی کیسی ہے، پھُندنا کیسا ہے، موتی کس طرح کے ہیں اور کتنے ہیں اور یہ کہ جس دھاگے سے باندھا گیا ہے وہ کیسا ہے؟ علامت صحیح پا کر میں نے تھیلی نکال کر اسے دے دی۔ اس

نے پانچسو دینار میرے آگے کر دیئے، مگر اس وقت میری عجیب حالت ہوئی۔ میں نے لینے سے نکار کر دیا، میں نے کہا یہ میرا فرض تھا کہ میں آپ کو لوٹاؤں۔ میں اس پر کوئی بدلہ نہیں چاہتا! اُس نے کہا، یہ آپ کو لینے پڑیں گے اور بہت ہی اصرار کیا، لیکن میں تیار نہیں ہوا، آخر وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ اِدھر میرا قصہ یہ ہوا کہ میں مجبور ہو کر مکہ سے نکلا اور بحری سفر شروع کر دیا۔ اتفاق سے راستے میں کشتی ٹوٹ گئی، اور مسافر ڈوب گئے اور ان کا سامان ضائع ہو گیا تنہا ایک میں تھا جو کشتی کے اک ٹکڑے پر زندہ بچا رہا۔ عرصہ تک سمندر میں تیرتا رہا۔ مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ خدا خدا کر کے ایک جزیرے میں پہنچا، جہاں کچھ لوگ آباد تھے۔ میں ایک مسجد میں جا کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے مجھے قرآن پڑھتے دیکھا تو جزیرہ کا کوئی شخص ایسا نہ بچا جس نے میرے پاس آ کر یہ نہ کہا ہو کہ ''آپ ہمیں قرآن پاک پڑھا دیجئے'' اس طرح مجھے ان لوگوں سے ڈھیروں مال حاصل ہوا۔

کچھ دن بعد میں نے اس مسجد میں قرآنِ پاک کے چند بوسیدہ اوراق رکھے ہوئے دیکھے۔ میں انہیں اٹھا کر پڑھنے لگا، انہوں نے پوچھا: ''آپ خوشنویسی بھی جانتے ہیں؟'' میں نے کہا، جی ہاں۔ انہوں نے کہا ''آپ ہمیں لکھنا سکھا دیجئے۔'' غرض وہ اپنے بچوں اور جوانوں کو لے کر آ گئے اور میں انہیں سکھانے لگا۔ اس سے بھی مجھے بہت کافی مال واسباب حاصل ہوا۔

ایک دن وہاں کے لوگوں نے مجھ سے کہا، ہمارے یہاں ایک یتیم بچی ہے اور اس کے پاس مال ومتاع بھی کافی موجود ہے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس سے شادی کر لیں۔ میں نے منع کر دیا، لیکن وہ میرے پیچھے پڑ گئے اور مجھے ان کی بات ماننی پڑی۔ جب شبِ زفاف میں اُسے لے کر میرے پاس آئے تو میں نظر اُٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ میں نے اس کی گردن میں بعینہٖ وہی ہار لٹکا ہوا دیکھا تو بھونچکا رہ گیا۔ اب میں صرف اس ہار کو دیکھ رہا تھا۔ لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو کہا: ''جناب آپ نے اس یتیم بچی کا دل توڑ دیا۔ آپ اسے دیکھنے کے بجائے ہار دیکھ رہے ہیں۔''

میں نے انہیں ہار کا قصہ سنایا تو سب نے ایک ساتھ نعرہ لگایا اور اتنی زور سے اللہ اکبر کہا کہ تمام جزیرے والوں تک وہ آواز پہنچی۔ میں نے کہا، کیا ہوا؟ انہوں نے کہا، جن بڑے میاں نے تم سے ہار لیا تھا وہ اسی بچی کے باپ تھے۔ وہ کہا کرتے تھے مجھے دنیا میں صرف ایک سچا اور پکا مسلمان ملا اور وہ، وہ تھا جس نے مجھے ہار لوٹایا۔ وہ خدا سے دُعا کرتے تھے، ''خدایا مجھے اس سے پھر ملا

دے تاکہ میں اسے اپنی بیٹی بیاہ دوں۔" اور اب وہ آپ کو مل گئی۔

میں ایک مدت تک اس کے ساتھ رہا، اللہ نے مجھے اس سے دو بیٹے بھی دیئے۔ پھر اس کا انتقال ہو گیا اور ہار کا وارث میں اور میرے دونوں لڑکے ہوئے۔ کچھ دنوں بعد بچے بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اور ہار تنہا میرے قبضے میں آیا۔ میں نے اسے ایک لاکھ دینار میں فروخت کیا اور یہ جو مال و متاع تم کو نظر آ رہا ہے یہ سب اسی رقم کا باقی ماندہ حصہ ہے۔

(ترغیب المسلمین)

صاحب حضوری شیخ عبدالحق رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ

ایک بزرگ گذرے ہیں حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ مدینہ طیبہ (زادہا اللہ شرفا وکرامۃ) میں رہتے تھے صاحبِ حضوری تھے، صاحبِ حضوری وہ شخص کہلاتا ہے جس کو روزانہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ کس طریقہ پر ہوتی ہے سوتے میں یا جاگتے میں یہ تو وہی حضرات جانیں۔ ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان جاؤ، یہ بھی فرمایا کہ غریبانِ ہند پر نظر کرم رکھنا۔ نظرِ شفقت رکھنا، انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہاں تو روزانہ حاضری و زیارت کا موقع ملتا ہے ہندوستان سے (کہ اتنی دور ہے) اس کا موقع کیسے میسر آئے گا۔ اس پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کو وہاں سے بھی موقع دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ ہندوستان آئے، دہلی میں قیام کیا، یہاں حدیث شریف کا مشغلہ شروع کیا، تصوف کی بھی بعض کتابیں لکھیں۔ اگر کہیں معلوم ہوتا کہ فلاں جگہ کوئی اللہ اللہ کرنے والا موجود ہے تو اس کی زیارت کے لئے جاتے، ایک روز معلوم ہوا کہ کوئی درویش آیا ہے، بہت لوگ اس کی طرف متوجہ ہیں وہاں بھی یہ تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک فقیر ہے اور اس کے اردگرد مجمع ہے اور اس کے پاس ایک پیالہ شراب کا رکھا ہوا ہے، فقیر نے ان کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ پیالہ شراب کا پی لے۔ انہوں نے انکار کر دیا کہ شراب تو حرام ہے میں نہیں پیوں گا، اس نے بھی کچھ اصرار نہیں کیا اور نہ کچھ اور بات ہوئی، رات کو انہوں نے خواب دیکھا کہ کچھ لوگ چلے جا رہے ہیں، جانے والوں سے پوچھا بھائی کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے بتلایا کہ فلاں مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ان کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ اس پر یہ بھی چل دیئے، مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ وہی فقیر ڈنڈا لئے

دروازہ پر کھڑا ہے۔ اس نے اوروں کو تو اندر جانے کی اجازت دے دی مگر انہوں نے جانا چاہا تو ان کے اوپر ڈنڈا اٹھایا اور کہا تو نے شراب کا پیالہ نہیں پیا تھا اس لئے اندر جانے کی اجازت نہیں۔ گھبرا کر آنکھ کھل گئی، چونکہ زبردست عالم تھے حدودِ شرع کو جانتے تھے فوراً لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا۔ سمجھ گئے کہ تلبیسِ ابلیس ہے، شیطانی دھوکہ ہے یعنی شراب پئیں تو زیارت نصیب ہو اور شراب پینے سے انکار کر دیں تو محروم رہیں یہ تلبیسِ ابلیس ہے۔ اگلے روز پھر اس فقیر کے یہاں گئے دیکھا اسی طرح مجمع لگا ہوا ہے اور شراب کا پیالہ رکھا ہوا ہے جیسے ہی یہ پہنچے تو اس نے کہا اب تو پی لے، اس سے یہ سمجھے کہ یا تو اسی کا تصرف تھا رات میں یا پھر اس کا کشف ہے، جواب دیا کہ یہ شعبدے کسی اور کو دکھانا میں نہیں پیوں گا۔ چنانچہ نہیں پی چلے آئے۔ آج رات پھر اسی طرح خواب دیکھا کہ لوگ جا رہے ہیں۔ یہ بھی گئے۔ دیکھا کہ پھر وہی فقیر ڈنڈا لئے کھڑا ہے، ان کو اندر جانے نہیں دیا روک دیا۔ گھبرا کر آنکھ کھل گئی، پھر لاحول پڑھا۔ دن میں پھر اس فقیر کے پاس گئے، اس نے کہا دیکھو دو روز ہو گئے حاضری سے محروم ہو زیارت سے محروم ہو اب تو پی لو۔ انہوں نے فرمایا ساری عمر بھی محروم رہوں گا تو بھی نہیں پیوں گا۔ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کر کے حاضری و زیارت منظور نہیں۔ اگر میں حاضری سے محروم ہوں تو کیا ہوا میری خدمات تو قبول ہیں، یہ میرا انکار کر دینا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں قبول ہے پینا تو مقبول نہیں۔ تیسری رات پھر اسی طرح سے خواب میں دیکھا کہ لوگ جا رہے ہیں یہ بھی گئے تو دیکھا کہ پھر وہی فقیر دروازہ پر ڈنڈا لئے کھڑا ہے اب ان کو بڑا تردد ہوا کہ کمبخت یہاں آ کر کھڑا ہو گیا دروازے پر، اندر جانے نہیں دیتا۔ یہ عجیب بات ہے شراب پی لوں تو اندر جانے کی اجازت ملے نہ پیوں تو اجازت نہ ملے۔ سوچ ہی رہے تھے کیا تدبیر اختیار کروں کہ اندر سے آواز آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرما رہے ہیں دو روز ہو گئے عبدالحق نہیں آئے جیسے ہی ان کے کان میں یہ آواز پہنچی تو انہوں نے باہر ہی سے کہا کہ حضور میں تو حاضر ہونا چاہتا ہوں مگر یہ فقیر دروازہ پر کھڑا ہے اندر آنے نہیں دیتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کون ہے؟ کیا بات ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ ایک شرابی فقیر ہے جو دروازے پر کھڑا ہے۔

آپ ؐ نے ارشاد فرمایا اخسأ یا کلب، دور ہو اے کتے۔ حضرت علیؓ بھی وہاں موجود تھے وہ تلوار لے کر اس فقیر کی طرف دوڑے اس پر وہ بھاگا وہاں سے۔ تب راستہ کھلا اور یہ حاضر خدمت

ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عبدالحق دو روز ہو گئے تم کہاں تھے؟ عرض کیا حضور دو روز ہو گئے آتے ہوئے مگر یہ فقیر کہتا ہے کہ شراب پی لو تو اندر جانے کی اجازت ہے، ورنہ نہیں۔ بھلا آپ نے تو شراب کو حرام بتلایا، شراب پینے والے پر لعنت فرمائی میں کیسے پی لیتا۔ آپؐ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا اور پھر شفقت و مہربانی فرمائی۔ آج جب صبح کو اٹھے تو بہت خوش تھے، دن چڑھے اس فقیر کے یہاں پھر آئے۔ دیکھا مجمع تو موجود ہے اس کے مریدین کا مگر خود موجود نہیں۔ ان سے پوچھا کہ تمہارا پیر کہاں ہے؟ مرید نے کہا اندر کمرہ میں ہیں۔ حضرت شیخ نے دروازہ پر دستک دی تو کوئی جواب نہیں ملا۔ دروازہ کھول کر دیکھا تو اس میں کوئی نہیں ہے، اس پر لوگوں سے کہا دیکھو وہ تو یہاں نہیں ہے، جب سب نے دیکھا تو تعجب ہوا کہ وہ تو کمرہ کے اندر تھے اور کوئی راستہ بھی کمرہ سے نکلنے کا نہیں پھر گئے تو کہاں گئے؟ اس کے بعد شیخ نے ان سے پوچھا کہ یہاں سے کوئی نکلا بھی ہے؟ بتلایا کہ ہاں ایک کتا تو نکل کر بھاگا تھا۔ اس پر شیخ نے اپنا سارا واقعہ سنایا اور فرمایا وہی تمہارا پیر تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو مسخ کرنا چاہا تھا حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کی صورت کو مسخ کر کے کتا بنا دیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ''دور ہوا ے کتے'' جس کو آپ نے کتا فرما دیا وہ پھر انسان کیسے رہتا۔ (ملفوظات فقیہ الامت سے ماخوذ)

علاؤالدین خلجی کی ''بلند پروازیاں''

ابتدائی ایام میں جب ''علاؤالدین خلجی'' کو پے در پے اہم کامیابیاں ہوئیں تو اس کے ''طائر ہوس'' نے بلند پروازیاں شروع کیں اور اس کے دل میں طرح طرح کی خواہشات گدگدانے لگیں، مثلاً وہ کہتا کہ رسول اکرمؐ کو خدا نے چار یار عطا کئے، جن کی مدد سے انہوں نے شریعت کا آغاز کیا، اگر میں بھی اپنے چار یار یعنی ''الماس بیگ، الغ خان ظفر خان' ملک نصرت خان اور سنجر الپ خان'' کی مدد سے ایک نئے دین و مذہب کی بنیاد ڈالوں' تو قیامت تک میرا اور میرے ساتھیوں کا نام یادگار رہے گا۔ اس کا دوسرا منصوبہ یہ تھا کہ چونکہ اس کے پاس بے شمار خزانہ ولشکر اور بے اندازہ ہاتھی گھوڑے ہیں' اس لئے چاہئے کہ وہ دہلی کو ایک معتمد درباری کے سپرد کر کے یونان کے بادشاہ اسکندر اعظم کی طرح عالمگیر فتوحات کا آغاز کرے' اسی لئے اس نے خطبہ میں اپنے آپ کو سکندر ثانی کہلوایا' اور سکوں پر بھی یہ لقب کھدوایا۔

بادشاہ کے درباریوں میں سے ایک شخص ملک علاؤ الدین علاؤ الملک کوتوال دہلی (جو کہ ضیاء الدین برنی کا چچا تھا) بھی تھا ایک دن وہ حسب معمول بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بادشاہ نے اپنے دونوں منصوبوں کی نسبت اس سے بھی پوچھا۔

''علاؤ الملک'' نے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور کہا! بادشاہ سلامت! دین وشریعت کی باتیں انبیاء علیہم السلام سے تعلق رکھتی ہیں، اور نبوت کا انحصار وحی آسمانی پر ہے اور یہ بات حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی، سب خاص وعام، چھوٹے بڑے، نزدیک و دور اس کو جانتے ہیں، اگر عام لوگوں کو حضور بادشاہ کے منصوبۂ نبوت کا پتہ چلا تو بادشاہ سے یقیناً بددل ہو جائیں گے، اور ملک میں فساد و بدنظمی پھیل جائے گی، مصلحت ملکی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے بعد سلطان جہاں اس ارادے کو بالکل اپنے صفحۂ دل سے محو کر دیں اور پھر کبھی ایسی چیز کا خیال نہ کریں، جواب کسی آدم زاد کو میسر نہیں آسکتی۔

یہ حضور پُرنور پر روشن ہوگا کہ چنگیز خان اور اس کی اولاد نے سالہا سال تک اس امر کی بڑی کوشش کی کہ مذہب اسلام دنیا سے ناپید ہو جائے اور ان کا اپنا دین جو ہزارہا سال سے ترکستان میں رائج ہے، دنیا میں عام ہو۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا، لیکن ان کی یہ خواہش کسی طرح پوری نہ ہوئی، اور بالآخر ان کی اولاد کے دل میں دینِ متین محمدیؐ کی استواری ذہن نشین ہوئی اور وہ مسلمان ہو گئے اور اسلام کی تقویت کے لئے انہوں نے کفار سے جنگ کی۔

''سلطان علاؤ الدین خلجی'' نے بڑی دیر تک ''علاؤ الملک'' کے مشورے پر غور و تامل کیا پھر اس سے کہنے لگا جو کچھ تم نے کہا ہے درست اور حقیقت کے مطابق ہے، خدا تمہارے والدین پر صد ہزار رحمت کرے کہ تم نے نمک حلالی سے ایسا مشورہ دیا، آج کے بعد کوئی شخص مجلس میں مجھ سے اس مسئلہ پر کوئی بات نہیں سنے گا۔

پھر بادشاہ نے اپنے دوسرے ارادے یعنی فتح ممالک کی نسبت پوچھا کہ وہ ٹھیک ہے یا ناقص؟ ''علاؤ الملک'' نے عرض کیا، ارادہ نیک ہے اور جہاں پناہ کی ہمت عالی کی دلیل، لیکن اس کے متعلق بھی چند امور غور طلب ہیں۔

ایک تو یہ کہ جب جہاں پناہ دہلی چھوڑ کر بیرون ممالک میں جائیں گے تو ہندوستان میں

نیابت کے فرائض کون انجام دے گا؟ اور جب آپ عرصہ دراز کے بعد دہلی واپس آئیں گے تو وہ نائب اپنے عہد و پیمان پر قائم ہوگا یا منحرف ہو جائے گا؟ حضور والا! آج کا زمانہ سکندر کا زمانہ نہیں۔ وہ عہدِ وفا تھا، جس نے کوئی عہد باندھا مرتے دم تک اس پر قائم رہا، پھر سکندر کے پاس ''ارسطو'' جیسا وزیر با تدبیر تھا، جس نے سکندر کی عدم موجودگی میں سب کو مطیع و تابع دار رکھا اور سکندر کی عدم موجودگی میں سلطنت کو محفوظ و دُرست رکھا، اگر حضور کے امراء اس حد تک قابل اعتماد ہیں تو ''حسبی اللہ'' آپ کا ارادہ مبارک۔

بادشاہ نے اس بات پر دیر تک غور و خوض کیا اور کہا! اگر میں ان مشکلات کا خیال کروں تو مجھے گوشۂ دہلی پر قناعت کرنی پڑے گی۔ پھر میرا یہ لاؤ لشکر کس کام آئے گا اور میرے نام کی شہرت کس طرح ہوگی؟ ''علاؤالملک'' نے پھر پتے کی بات کی اور عرض کیا کہ ابھی جہاں پناہ کو دو مہمیں اس طرح کی درپیش ہیں کہ تمام خزانے ان کے لیے درکار ہوں گے، ایک تو تمام ممالک ہندوستان کی تسخیر اور وسطی ہندوستان کے بعض قلعوں مثلاً رنتھمبور، چتوڑ، چاندیری، وغیرہ اور مشرقی سمت دریائے شور، اور شمال میں ''طمغان'' و کابل تک سب علاقوں کی فتح۔ دوسرے مغلوں کا سدِ باب، یعنی دیپال پور اور ملتان اور اس طرح کے دوسرے جو قلعے ان کے راستے میں ہیں ان کا مکمل استحکام، جب دونوں مہمیں بخیر و خوبی سرانجام پا جائیں گی تب بادشاہ سلامت کے لیے ممکن ہوگا کہ خود بدولت تو دہلی میں قیام کریں اور امرائے معتمد کو آراستہ فوجوں کے ساتھ اطراف و اکناف میں روانہ کریں تا کہ دور دور کے ممالک کو فتح کر کے حضور کا نام جہانگیری روشن کریں، لیکن یہ سب کچھ اسی صورت ہوگا جب بادشاہ سلامت کثرت شراب نوشی، سیر و شکار، اور عیش و عشرت سے دست بردار ہو جائیں گے۔

سلطان علاؤالدین یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوا۔ ''علاؤالملک'' کی رائے صائب اور تدبر کی تعریف کی اسے دو گاؤں، گھوڑے اور بے شمار زر و جواہر انعام دیا۔

(آب کوثر از شیخ محمد اکرم بحوالہ ضیاء الدین برنی)

آصف خاں کی طرف سے شاہ جہان کی دعوت

امراء جب بادشاہوں کو اپنے یہاں مدعو کرتے تو وہی شان و شوکت دکھاتے جو درباروں میں ہوا کرتی تھی، ''اعتماد الدولہ'' نے جہانگیر کو اپنے ہاں مدعو کیا تو جہانگیر کی رہ گذر کو طرح طرح کے

فانوسوں سے روشن کیا اور جو نذرانے پیش کئے، ان میں ایک سونے کا تخت بھی تھا جو تین سال کی مدت میں ساڑھے چار لاکھ روپے میں تیار ہوا تھا۔

عہد جہانگیری میں آصف خان نے برطانوی سفیر کو جو دعوت دی اس کا ذکر ''ایڈور ڈیٹری'' نے اس طرح کیا ہے۔ سفیر کی دعوت ایک بہت بڑے اور خوبصورت خیمے میں کی گئی' خیمہ خوشگوار قسم کی خوشبوئیات سے معطر کیا گیا تھا' چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھانا پیش کیا گیا جو تقریباً ستر اقسام پر مشتمل تھا' اور نہایت لذیذ تھا...... یہ دعوت روم کی مشہور ''اپی کیور'' کی دعوت سے یقیناً بہتر کہی جا سکتی ہے۔ جو اپنی بھوک رفع کرنے کے لئے زمین' ہوا' اور سمندر کی تمام چیزیں فراہم کرنے کا عادی تھا۔

نور جہاں کا بھائی آصف خان اپنے محل میں شہزادوں اور شہزادیوں کی دعوت کرتا تو ان کے استقبال اور دعوت میں جتنا زیادہ تکلف ممکن ہوتا وہ کیا کرتا۔ اسی زمانہ میں ایک فرنگی سیاح ''ایف۔ ایس منریق'' لکھتا ہے کہ:

میں نے پہرہ دار کی سازش سے اس محل کے اندر چھپ کر ایک ضیافت کو دیکھنے کی کوشش کی' آصف خان نے شاہجہان کو اپنے زنان خانے میں مدعو کیا' تو جس وسیع ایوان میں اس نے یہ دعوت کی' اس کے فرش کو زرنگار قالین سے آراستہ کیا' چاندی کی انگیٹھیوں میں جا بجا عنبر اور دوسری خوشبودار چیزیں جلائی جا رہی تھیں' تمام فضا معطر تھی' مرصع اور زریں برتنوں سے پورا ایوان جگمگا رہا تھا' ایوان میں داخل ہونے کے راستے میں ایک چاندی کی بڑی مچھلی آویزاں تھی۔ اس کے منہ سے سات معطر فوارے چھوٹ رہے تھے۔

جب شاہجہان ایوان میں داخل ہوا' تو بغلی کمروں سے سرود و نغمہ کی آوازیں بلند ہوئیں' شاہجہان کے آگے آگے شہزادیاں تھیں' جو سونے اور چاندی کے کام والے زرق برق لباس پہنے ہوئے تھیں۔ ان کے گلوں اور سروں پر سونے اور موتیوں کے ہار جگمگا رہے تھے، دائیں طرف اس کی خوش دامن' اور بائیں طرف اس کی چہیتی بیگم ''ممتاز محل'' تھیں۔

اس کے پیچھے دارا شکوہ اور آصف خان تھے' شاہجہان زرنگار مسند پر آ کر بیٹھ گیا' اس کے بیٹھتے ہی دو حسین عورتیں ''مورچھل'' ہلانے لگ گئیں' اس کے فوراً بعد آصف خان کے گھر والے

خود شاہجہان کے شہزادے اور شہزادیاں آگے بڑھیں اور جھک کر کورنش اور چہار تسلیمات بجالائیں۔ شاہجہان اپنی خوش دامن کے ساتھ نہایت تواضع سے پیش آیا اور اسے اپنے دائیں جانب بٹھایا۔

دوسروں کو بھی بیٹھنے کے لئے کہا' پہلی اور دوسری بار کہنے پر وہ سب کھڑے رہے' لیکن جب تیسری بار ان سے بیٹھنے کو کہا تو وہ ادب سے بیٹھ گئے، ان کے بیٹھتے ہی نہایت شیریں نغموں کی آوازیں آنی شروع ہوئیں' ان نغموں میں بادشاہ کے جنگی کارنامے بیان کئے جا رہے تھے۔

بعد میں چار حسین لڑکیاں داخل ہوئیں جو آصف خان کے خاندان کی تھیں' اور اپنے حسن و جمال میں کسی جگہ کی بھی حسین عورتوں سے کم نہ تھیں' وہ نہایت ادب سے بادشاہ کی طرف بڑھیں۔ ان میں سے ایک نے اس کے سامنے سفید ساٹن کا ایک کپڑا بچھایا' دوسری نے ایک خوبصورت ''طلائی سیلانچی'' سامنے رکھی' جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ تیسری نے اسی قسم کے جواہرات سے مرصع طلائی برتن سے ہاتھ دھلائے' اور چوتھی نے ہاتھ پونچھنے کے لئے تولیہ پیش کیا۔

ان چاروں کے بعد بارہ عورتیں داخل ہوئیں' جو پہلی چار لڑکیوں کی طرح تو معزز نہ تھیں لیکن تہذیب میں کم بھی نہ تھیں' انہوں نے شہزادوں' اور شہزادیوں کے ہاتھ اسی طرح دھلائے' اتنے میں کھانا دوسرے دروازے سے آنا شروع ہوا' تو طرح طرح کے نغمے بھی تیز ہونے لگے۔ خواجہ سرا سونے کے برتنوں میں کھانا لا رہے تھے۔ ان خواجہ سراؤں کا لباس اعلیٰ اور معطر تھا چار خواجہ سرا کھانا لا کر دو خواجہ سراؤں کو دیتے پھر یہ دو خواجہ سرا ان دو حسین عورتوں کو جو بادشاہ کے پاس کھڑی رہتیں' یہ برتن دے دیتے، وہ دونوں عورتیں گھٹنے ٹیک کر بادشاہ کے سامنے رکھتیں۔

دستر خوان پر روٹیوں اور مٹھائیوں کی بہت سی قسمیں تھیں' کھانے کے بعد رقص ہوا' پھر نذرانے پیش ہوئے جن میں طرح طرح کے جواہرات تھے۔

(ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے تمدنی جلوے از صباح الدین عبدالرحمان)

مرزا عبدالرحیم خانِ خاناں کے ''انعامات''

خانِ خاناں مرزا عبدالرحیم دربار شاہی سے رخصت ہو کر برہان پور کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلی ہی منزل پر ڈیرہ لگایا' شام کو مصاحبوں اور ملازموں کے ساتھ دربار لگائے بیٹھے تھے کہ ایک آدمی سامنے سے گزرا' اور پکار کر یہ کہا

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

منعم خاں ان کا خطاب بھی ہو چکا تھا' (یہ برموقعہ شعر سن کر) خزانچی کو حکم دیا کہ اسے ایک لاکھ روپیہ دے دو۔ وہ دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ دوسری منزل پر اسی وقت وہ پھر آیا اور وہی شعر پڑھا' انہوں نے پھر کہہ دیا کہ لاکھ روپیہ دے دو' غرض وہ سات دن برابر اس طرح آتا رہا اور یہ اسے ایک لاکھ دیتے رہے۔

پھر یہ سوچ کر کہ زیادہ لالچ اچھی نہیں' خدا جانے کس وقت یہ امیر آدمی خفا ہو کر سب کچھ نہ چھین لے وہ نہ آیا' آٹھویں دن خان خاناں پھر اسی طرح دربار لگا کر بیٹھا' معمول سے زیادہ وقت گزارا' دربار برخاست نہ کیا' شام ہوئی تو کہنے لگے ''آج وہ ہمارا فقیر نہیں آیا'' برہان پورآگرہ سے ستائیس منزل دور ہے' ہم نے تو پہلے ہی دن ستائیس لاکھ روپیہ خزانے سے نکلوا لیا تھا' تنگ حوصلہ تھا' خدا جانے دل میں کیا سمجھا۔ (دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

''خان خاناں'' جب فتح یاب ہو کر واپس آئے تو بادشاہ کے لیے بہت سی عجیب و غریب اور نفیس چیزیں خاندیس و دکن اور ممالکِ فرنگ سے لے آئے، ان میں ایک عجیب تحفہ یہ تھا کہ ''رائے سنگھ جھالا'' علاقہ گجرات کے راجہ کو حاضر کیا۔

معلوم ہوا کہ راجہ نوجوانی کے عالم میں براٗت لے کر خوشی کے نقارے بجاتا ہوا واپس آ رہا تھا راستے میں ''جسا راجہ کچھ'' کے بھائی کے ملک سے گزر ہوا' براٗت محلوں کے پاس پہنچی تو پیام آیا کہ نقارے نہ بجاؤ اور جلدی سے دور نکل جاؤ اور اگر نہیں تو پھر مردِ میدان بنو' تلوار نکالو اور جنگ کرو۔

اگرچہ سامانِ جنگ ساتھ نہیں تھا' پھر بھی راجپوت خون نے جوش مارا اور دولہا جہاں تھا وہیں تلوار نکال کر کھڑا ہو گیا'' جسا'' جھٹ فوج لے کر آیا۔ بڑا کشت و خون ہوا' وہ اور اس کا بھائی راؤ صاحب دونوں مارے گئے' ایسا بھاری رن پڑا کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی' دولہا بھی زخمی ہو کر گر پڑا' کسی نے کسی کو نہ پہچانا کہ کس کی لاش کہاں رہی۔

دولہا بہت زخمی ہوا تھا' لیکن ابھی سانس باقی تھے، اتفاق سے رات کو کوئی جوگی ادھر آیا، زندہ دیکھ کر اپنے پاس لے گیا۔ مرہم پٹی کی، خدا نے بچا لیا۔ احسان کا بندہ' اس کا چیلا ہو گیا۔ انیس

برس اسی کی خدمت کرتا اور جنگلوں میں پھرتا رہا' گھر میں سب کا یہی خیال تھا کہ میدانِ جنگ میں کام آ گیا۔ کئی رانیاں ''ستی'' ہو گئیں۔ دلہن رانی کو کسی طور اس کے مرنے کا یقین نہیں تھا اس لیے رانی دل کے ''ست'' اور راجہ کے خیال میں انیس برس خدا کو یاد کرتی اور روتی رہی۔

''خان خاناں'' امیر و فقیر سب کے یار تھے' ان کے دربار میں فقیر' امیر' جوگی' سبھی برابر تھے۔ جوگی کے درشن ہوئے' تمام حالات اس سے معلوم ہوئے تو گورو اور چیلے دونوں کو دربار میں لے آئے۔ اکبر بھی ایسے معاملات کے مشتاق رہتے تھے، اس عجیب واردات کو سن کر حیران ہوئے اور راجہ کو اعزاز و اکرام کے ساتھ اس کے ملک روانہ کیا۔ کل کا چیلا آج پھر راجہ بن گیا' اپنے ملک پہنچے تو وہ جشن برپا ہوا کہ سبحان اللہ۔ سب سے زیادہ رانی خوش ہوئی کہ بے زبان بن کر اس کی یاد میں وقت گزار رہی تھی' دیکھو رسم کا ''ست'' تو مار چکا تھا، محبت کا ''ست'' کام کر گیا۔

(دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

''خان خاناں مرزا عبدالرحیم خان'' دربار جا رہے تھے، ایک مصور نے اپنی ایک تصویر لا کر پیش کی' (جس میں دکھایا گیا تھا) کہ ایک صاحبِ جمال عورت نہا کر کرسی پر بیٹھی ہے' ایک طرف جھک کر سر کے بال جھٹک رہی ہے' لونڈی پاؤں دھلا رہی ہے اور ''چھانواں'' کر رہی ہے۔

''خان خاناں'' اسے دیکھتے ہوئے دربار میں چلے گئے' واپس آ کر حکم دیا کہ اس مصور کو بلاؤ اور پانچ ہزار روپیہ دے دو۔

مصور نے عرض کی، انعام تو فدوی جبھی لے گا کہ جو بات حضور قابل انعام خیال فرماتے ہیں' وہ ارشاد فرما دیں۔

سب مصاحب متوجہ ہو گئے۔ خان خاناں نے کہا کہ اس کی مسکراہٹ اور چہرہ کا انداز دیکھا؟

سب نے کہا دیکھا۔ بہت خوب' بہت زیبا۔

''خان خاناں'' نے کہا' پاؤں کی طرف دیکھو (دراصل) اسے گدگدی ہو رہی ہے' اس نزاکت و لطافت پر پانچ ہزار کی کیا حقیقت پانچ لاکھ بھی تھوڑا ہے۔

مصور نے کہا بس حضور! میں نے انعام پا لیا اور میں آپ کا غلام ہو گیا، ہم لوگ قدر شناس

کے غلام ہیں۔ میں اپنی یہ تصویر تمام امیروں کے پاس لے کر پھرتا رہا' سوائے آپ کے یہ نکتہ کسی نے نہیں پایا۔

(دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

''خان خاناں'' نہایت حسین تھا' اس کی خوبیاں اور محبوبیاں سن کر ایک عورت کو اشتیاق پیدا ہوا' وہ بھی حسین تھی اس نے اپنی تصویر کھنچوائی اور ایک بڑھیا کے ہاتھ اس کے پاس بھجوائی، وہ خلوت میں آ کر ''خان خاناں'' سے ملی اور مطلب کو اس پیرایہ میں ادا کیا کہ ایک بیگم کی یہ تصویر ہے، انہوں نے پیغام دیا ہے کہ آپ کی خوبیاں سن سن کر میرا جی بہت خوش ہوتا ہے، ارمان یہ ہے کہ آپ جیسا ایک فرزند میرے ہاں پیدا ہو جو بادشاہ کی آنکھیں ہو زبان ہو اور دست و بازو ہو۔

خان خاناں نے کچھ سوچ کر کہا ''تم میری طرف سے انہیں کہنا، یہ بات کچھ مشکل نہیں' مگر خدا جانے اولاد ہو یا نہ ہو اور ہو تو کیا خبر ہے بیٹا ہی ہو اور وہ زندہ بھی رہے۔ پھر خدا جانے ایسی صورت ہو یا نہ ہو' یہ بھی ہو تو اقبال مندی پر کس کا زور ہے۔ خدا چاہے دے خدا چاہے نہ دے' اگر انہیں مجھ جیسے بیٹے کی آرزو ہے تو کہنا تم ماں میں بیٹا' خدا کا شکر کرو' جس نے پلا پلایا بیٹا تمہیں دے دیا' اپنی ماں کو جس قدر روپیہ دیتا ہوں وہی تمہیں بھی بھیجا کروں گا۔

(دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

ایک شخص ''خان خاناں'' کے پاس آیا اور یہ قطعہ لکھ کر دیا۔

اے خانِ جہاں خانِ خاناں
دارم صنمے کہ رشک چین است
گر جاں طلبد مضائقہ نیست
زر مے طلبد سخن درین است

ترجمہ:۔ ''اے خان خاناں' خانِ جہاں' میری ایک محبوبہ ہے جو بہت خوبصورت ہے' وہ اگر میری جان مانگے حاضر ہے' لیکن وہ دولت مانگتی ہے' مشکل یہی ہے۔

''خان خاناں'' نے اس سے پوچھا' وہ کیا مانگتے ہیں؟

اس نے کہا ایک لاکھ روپے

حکم دیا، سوا لاکھ دے دو!!

(دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

ایک دن ''خان خاناں مرزا عبدالرحیم'' سواری سے اتر رہے تھے' ایک بڑھیا سامنے آئی اور اپنی بغل سے ''توا'' نکال کر اس کے بدن سے ملنے لگی' نوکر اسے پکڑنے کے لیے دوڑے' انہوں نے سب کو روک دیا اور حکم دیا ''اس توے کے برابر سونا تول کر اسے دے دو''

مصاحبوں نے سبب پوچھا

مقدمہ کوتوال سے ہو کر اکبر کے پاس جا پہنچا۔ دربار میں جا کر ایک بھائی کی بیوی نے کہا ''حضور! میرے والی کا دس برس کا بیٹا مر گیا تھا' اسے بیٹے کے مرنے کا بہت صدمہ تھا۔ اس لاش کا سینہ چیر کر دیکھئے اگر اس کے جگر پر داغ ہو یا سوراخ ہو تو جانئے وہی ہے' لیکن اگر نہیں تو پھر وہ نہیں۔

اسی وقت اس کی چھاتی کو چاک کر کے دیکھا گیا تو سوراخ موجود تھا' اکبر حیران رہ گیا اور کہنے لگے! بزرگ کہا کرتے تھے بادشاہ اور اس کے امیر ''پارس'' ہوتے ہیں۔ (جن سے اگر لوہا بھی لگ جائے سونا بن جاتا ہے) یہ دیکھنے آئی تھی کہ یہ بات سچ ہے یا نہیں اور کیا اب بھی ویسے لوگ ہیں یا کوئی نہیں رہا۔

ایک دفعہ ''خان خاناں'' کے دربار میں ایک سوار سپاہ گری کے ہتھیار لگائے سامنے آیا اور سلام کیا۔ انہوں نے کام پوچھا۔

اس نے کہا نوکری چاہتا ہوں۔ بانک پن کا یہ عالم کہ پگڑی میں دو میخیں بھی باندھی ہوئی تھیں۔ ان کے متعلق پوچھا۔

اس نے عرض کی ایک میخ تو اس کے واسطے کہ نوکر رکھے اور تنخواہ نہ دے' دوسری اس نوکر کے واسطے کہ تنخواہ لے اور کام چوری کرے۔

''خان خاناں'' نے تنخواہ مقرر کی اور اس سے پوچھا کہ انسان کی زیادہ سے زیادہ عمر ہو تو کتنی ہو؟

اس نے کہا عمر طبعی **120** برس کی ہوتی ہے۔

انہوں نے خزانچی کو حکم دیا کہ سپاہی کی عمر بھر کی تنخواہ بے باق کر دو' اور اس سے کہا لیجئے حضرت! ایک میخ کا بوجھ تو سر سے اتار دیجئے۔ دوسری کا آپ کو اختیار ہے۔

(دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

''نواح اکبر آباد'' میں ایک بغاوت دبانے کے لیے اکبر نے فوج بھیجی' وہاں لڑائی ہوئی' بادشاہی لشکر میں دو جڑواں کھتری بھائی بالکل ہم شکل تھے۔ لڑائی کے دوران ایک بھائی مارا گیا' چونکہ لڑائی جاری تھی اس لیے دوسرا بھائی میدانِ جنگ میں رہ گیا' جب مقتول کی لاش گھر واپس آئی تو دونوں بھائیوں کی بیویاں ''ستی'' ہونے کو تیار ہو گئیں۔ یہ کہتی میرا شوہر ہے' وہ کہتی میرا شوہر ہے۔ کہا ''سچی تم ہو اور جلنے نہ جلنے کا اختیار بھی تمہیں ہے۔'' (دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

ایک دن ''اکبر'' فوج کا معائنہ کر رہا تھا' دو راجپوت نوکری کے لیے سامنے آئے' اکبر کی زبان سے نکلا'' کچھ بہادری دکھاؤ گے؟''

ان میں سے ایک نے اپنی برچھی کی ''بوڑی'' اتار کر پھینک دی' اور دوسرے کی برچھی کی ''بھال'' اس پر چڑھا دی۔ تلواریں سونت لیں' برچھی کی انیاں سینوں پر لیں اور گھوڑوں کو ایڑیاں لگا دیں' بے خبر گھوڑے چمک کر آگے بڑھے' دونوں بہادر چھد کر بیچ میں آن ملے' اس نے اس کے تلوار کا ہاتھ مارا اس نے اس کے' دونوں وہیں کٹ کر ڈھیر ہو گئے اور دیکھنے والے حیران رہ گئے۔

''اکبر'' کو بھی یہ دیکھ کر جوش آیا اور حکم دیا کہ تلوار کا قبضہ دیوار میں خوب مضبوطی سے اس طرح گاڑ دو کہ اس کی نوک باہر نکلی رہے' پھر تلوار کی نوک پر اپنا سینہ رکھ کر چاہتا تھا کہ زور لگائے کہ یہ دیکھ کر راجہ مان سنگھ دوڑ کر بادشاہ سے لپٹ گیا اور گتھم گتھا ہو کر بادشاہ کو ایک طرف ہٹا دیا' اس کشتم کشتا میں ان کے ہاتھ میں زخم بھی آ گیا۔ (دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد)

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے گورنر کا کھانا ٹھکرا دیا

حضرت لاہوریؒ کو ایک مرتبہ گورنر مغربی پاکستان امیر محمد خاں کے لڑکے کی شادی پر بلایا گیا حضرت فرماتے تھے کہ مجھے اتنی سخت پریشانی کبھی نہیں ہوئی جتنی اب ہوئی، کیونکہ گورنر کچھ کھلائے گا اور دے گا میں کچھ نہ کھاؤں گا اور نہ لوں گا لیکن خدا کی قدرت کہ جب نکاح کے بعد سب کھانے کے کمرے میں چلے گئے تو (حضرت لاہوریؒ فرماتے تھے کہ) میں کمرے میں علیحدہ رہ گیا اور دوسرے دروازے سے نکل کر کار میں بیٹھ کر گھر آ گیا نہ انہیں اصرار کرنا پڑا اور نہ مجھے انکار'' اور حضرت اس واقعہ کو بیان فرما کر بہت خوش ہوئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ان کا کھانا کھانے سے محفوظ رکھا۔

جب اللہ کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے

حضرت لاہوریؒ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے تو اللہ ضرور دیتے ہیں پھر ارشاد فرمایا۔

تھوڑے دن ہوئے کہ مجھے ایک تانگے میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا اس بوڑھے تانگے والے نے بتایا کہ "میں بے نماز تھا' دہلی میں اپنے تانگے میں مولانا الیاسؒ، مفتی کفایت اللہؒ مولانا احمد سعیدؒ کو بٹھایا کرتا تھا ایک دفعہ مولانا محمد الیاسؒ (بانی تبلیغ جماعت) نے مجھ سے پوچھا کہ تم نماز پڑھتے ہو؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو انہوں نے مجھے نماز پڑھائی اور سکھائی اس کے بعد سے میں پکا پانچ وقت کا نمازی ہوں اس نے مجھے اپنا واقعہ سنایا کہ میں ایک بوڑھی عورت کو سٹیشن سے بٹھا کر مزنگ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں دو آدمی ملے وہ بھی مزنگ جانا چاہتے تھے اس عورت نے انہیں بھی بٹھانے کو کہا میں نے انہیں بٹھا لیا راستے میں عورت اتری اور کہا کہ میرے سامان کو ساتھ گلی میں پہنچا دو میں سامان لے کر اس کے مکان تک پہنچا آ کر دیکھا تو تانگہ غائب تھا' تھانے گیا تو کوئی رپورٹ نہ لکھے آخر اللہ تعالیٰ کے دروازے (مسجد) میں آیا اور گڑگڑا کر دعا کی دوسرے دن ایک اور تانگے والے کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا اور وہ دونوں آدمی پکڑ لئے گئے اور اس طرح میرا تانگہ بھی برآمد ہوا' پولیس کہنے لگی تو نے رپورٹ کیوں نہیں لکھوائی؟ میں نے کہا کہ "آج جس کے پاس پیسے ہیں وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے چونکہ میرے پاس پیسے نہیں تھے اس لئے میں تھانے نہیں گیا' میں نے اللہ کا دروازہ کھٹکھٹایا' اللہ تعالیٰ نے سن لی۔"

استغناء کی تلوار

حضرۃ الامام لاہوریؒ اللہ کے سچے بندے' عاشق زار' وفادار اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص جانثار تھے دنیا سے کنارہ کش اور بے زار تھے مولانا انور نے کتنا دلچسپ واقعہ سنایا کہ:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک واحد مثال ہے چودہ مرتبہ حج نصیب ہوا حلال مال حلال راستوں میں لگایا مسجدیں بنوائیں اور غرباء پر خرچ کرتے رہے اگر وہ چاہتے تو مجھے لندن میں بھی تعلیم دلوا سکتے تھے چار دفعہ مجھے حج کروایا ایک دفعہ بھی لندن کی سیر نہیں کرائی نہ کوٹھی بنائی نہ کار لی ایک اللہ کا بندہ جرمنی سے نئی کار لے کر آیا اور حضرتؒ کو پیش کی اور عرض کیا کہ اس کار کی مرمت پٹرول

کا خرچ اور ڈرائیور کی تنخواہ میرے ذمے، آپ اس کو قبول فرمالیں حضرتؒ نے کار لینے سے انکار فرمادیا، فرمایا کرتے تھے کہ دنیاداروں کی غرور کی گردن کو کاٹنے کے لئے میں نے استغناء سے تیز دھار آلہ نہیں دیکھا۔

(ساعتے با اولیاء)

حیات امیر شریعتؒ کی چند جھلکیاں

امیر شریعتؒ کی اپنے ''قاتل'' سے ملاقات

حالات کی پیشانی شکن آلود تھی، فضاؤں میں انتقامی ارادوں کے تیور ہنوز سرخ تھے کہ امرتسر میں راجندر سنگھ آتش سے پھر ملاقات ہوگئی۔ اس نے امیر شریعتؒ سے ملنے کا ارادہ ظاہر کیا' لیکن میں اسے طرح دے گیا۔ آخر جب اس کا اصرار بڑھا تو میں اسے امیر شریعتؒ کے مکان پر لے گیا۔ قاتل اور مقتول کا آمنا سامنا ہونے سے پیشتر میں نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اپنی تسلی کے لئے راجندر سنگھ کے جسم کو ہاتھ اور نگاہوں سے کنگھال ڈالا' جس پر وہ مسکرایا۔ اس کی یہ مسکراہٹ میرے شبہ پر طنز تھی۔

''لباس اور جسم کی تلاش میں اب کیا رکھا ہے جانباز! دل اور آنکھوں میں دیکھو' جن میں ندامت کے کس قدر آنسو ہیں' جو شاہ جی کی بھینٹ کرنے آیا ہوں۔ میں اپنے پرماتما کی سوگند کھا کر کہہ رہا ہوں کہ میرے پاپ مجھے پچھیا تاپ کے لئے اس عظیم انسان کے چرنوں میں سیس جھکا دینے کے لئے مجبور کر رہے ہیں کہ جس کی زبان نے میری چھری کو کند کر دیا اور میرے ارادوں کو موت آ گئی' ورنہ آج قاتل اور مقتول کا رشتہ ٹوٹ چکا ہوتا۔''

یہ کہتے ہوئے راجندر سنگھ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور میں نے امیر شریعتؒ کے دروازے پر دستک دی۔

''کون ہے بھائی! اندر آ جاؤ'' یہ امیر شریعتؒ کی آواز تھی، ہم بیٹھک میں چلے گئے۔ امیر شریعتؒ پان بنانے میں مصروف تھے۔

''یہ آپ کا قاتل ہے شاہ جی!'' میں نے عرض کیا۔ امیر شریعتؒ نے ایک نظر راجندر سنگھ کی طرف دیکھ کر فرمایا'' ہاں بھائی! ایسے ہی لوگ میرے قاتل ہوتے ہیں''۔ میں نے اپنے فقرے کو

دوبارہ ذرا وضاحت سے دہرایا تو سنبھل کر بیٹھ گئے اور متعجب ہو کر سوال کیا: ''کیا مطلب؟''

''یہ راجندر سنگھ آتش ہے، یہ آپ کے حالیہ سفر میں مرزائیوں کی طرف سے آپ کے قتل پر مامور کیا گیا تھا۔''

''اچھا...... کیوں بابو! یہ درست ہے؟''

''ہاں شاہ صاحب!''

''تو پھر کون سی چیز مانع رہی؟''

''یہ میں نہیں جانتا شاہ صاحب! مگر آپ کے طرز تکلم نے مجھے اس گناہ سے بچائے رکھا۔'' اس پر امیر شریعتؒ نے زور سے قہقہہ لگایا اور راجندر سنگھ کو مخاطب کر کے کہا:

''میرا طرزِ تکلم مجھے کیا بچا سکتا ہے بابو! موت اور زندگی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکھو، جو رات قبر کی ہے وہ باہر نہیں آسکتی، اور جس رات کو باہر آنا ہے، اسے دنیا کی کوئی طاقت قبر کے سپرد نہیں کر سکتی۔ البتہ تمہیں میری نصیحت ہے کہ بحیثیت انسان ہمیشہ انسان کی بھلائی کے لئے سوچا کرو۔ دولت ہاتھ کی میل ہے بابو! اس کے لالچ میں اگر تم مجھے قتل بھی کر دیتے اور میرے قتل کے الزام سے تمہارا دامن محفوظ بھی رہتا تو کسی دوسرے موقع پر بغیر جرم کے مارے جاتے...... خیر!''

امیر شریعتؒ پھر مسکرائے اور قرآن کریم کی چند آیات کا ترجمہ سناتے رہے کہ اتنے میں چائے آگئی۔ راجندر امیر شریعتؒ کی گفتگو اور قرآن عزیز کے لفظوں میں اپنے ماضی پر غور کرتا ہوا بے اختیار رونے لگ پڑا اور روتا ہوا امیر شریعتؒ کے قدموں میں گر پڑا۔

''اپنے رب کے سامنے گرو جو تمہیں معاف کرے۔ میں تمہارا چاکر ہوں بابو! چائے پیو''

امیر شریعتؒ اور راجندر سنگھ آتش کے درمیان یہ ملاقات مغرب کی نماز تک رہی۔

(حیات امیر شریعتؒ، جانباز مرزا)

......☆......

شاہ جیؒ کے ہاتھوں قانون کی شکست

سیاسیات کی بادِ سموم کے باعث ہندوستان کی فضا نے اس قدر گرمی پیدا کر دی تھی کہ جس دل و دماغ میں احساس کی آگ جل رہی تھی، اس کے لئے گوشہ تنہائی میں بیٹھنا دشوار ہو گیا تھا۔

چنانچہ ان دنوں اتحادی اور محوری فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے صف آراء تھیں۔ اقوام یورپ کی اس جنگ نے ایشیا کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۴۰ء کو کانگریس نے اس لڑائی کے خلاف انفرادی ستیہ گرہ شروع کیا تو ہندوستان میں ڈیفنس رولز آف انڈیا ایسے ہنگامی قوانین کا نفاذ ہو چکا تھا۔ محب وطن لوگ جیل خانوں میں مقفل کر دیئے گئے۔

امیر شریعتؒ نے انہی دنوں انگریز کے خلاف جلتے ہوئے دلوں کی بھٹیوں میں جذبات و نفرت کا ایندھن بھرا، وہ ہندوستان کے ہر کوچہ بازار میں گئے اور لاکھوں انسانوں کے اجتماع سے خطاب کیا۔

پنجاب میں سر سکندر حیات خاں کی فوجی حکومت برطانوی سامراج کے دشمن سے شکست کھا چکی تھی۔ قانون اپنی پوری گرفت کے باوجود امیر شریعتؒ تک نہ پہنچ سکا۔ لیکن امیر شریعتؒ مجلس احرار کی جنگ (جنگ عظیم) کے خلاف تحریک کی بڑی بے باکی اور چابکدستی سے سارے ہندوستان میں راہنمائی کرتے رہے۔ حکومت کی پوری مشینری ان کے تعاقب میں رہی۔ امیر شریعتؒ اپنے رضا کاروں کو فوجی بھرتی کے خلاف سول نافرمانی پر اُکساتے رہے۔ گاؤں، قصبات اور شہروں کے ہزاروں عوام اس تحریک کے تحت جیل خانوں میں گئے۔ ملتان اور مظفر گڑھ کا ضلع خصوصیت کے ساتھ اس تحریک سے براہ راست بہت متاثر ہوا۔

جاپان جنگ میں شریک ہو چکا تھا اور دوسری طرف جرمن فوجیں جنرل رومیل کی کمان میں سکندریہ کے ساحل تک بڑھ آئی تھیں۔ اتنے میں ۱۹۴۲ء کی عمر کا جام لبریز ہو گیا اور ۱۹۴۳ء کی شعاعوں نے آگے بڑھ کر اپنا اقتدار قائم کر لیا۔

اپنے ماضی کی طرح ہندوستان ان دنوں بھی سیاسی طور پر دو دھڑوں میں منقسم تھا۔ رجعت پسند انگریزی حکومت کے معاون تھے، اور انتہا پسند گروہ اس موقع کو غنیمت جان کر غیر ملکی حکومت کے خلاف بغاوت کو اپنا دین سمجھتا تھا۔ چنانچہ اول الذکر گروہ فوجی بھرتی کے لئے گاؤں گاؤں گھوم کر پھر سادہ لوح عوام کو انگریزی اقتدار کی بقاء اور دوسری جنگ عظیم کی آگ میں جھونکنے کے لئے خوبصورت وردی، بندوق اور مفت راشن کا لالچ دے کر بھرتی کر رہا تھا۔ والدین کو جب معلوم ہوتا کہ ہمارا لڑکا فوج میں بھرتی ہو گیا ہے تو وہ پریشان ہو کر امیر شریعتؒ کے پاس آتے اور

امیر شریعتؒ پہلے تو انہیں سخت سست کہتے' پھر ان سے مجلس احرار کے لئے پانچ روپے چندہ وصول کرتے اور اس کی رسید اس لڑکے کے نام کاٹتے جو فوج میں بھرتی ہو کر ٹریننگ کے لئے جا چکا تھا۔ ساتھ ہی جماعت کے طبع شدہ فارم پر اس لڑکے کے نام حسب ذیل خط لکھتے۔

''عزیزم......!

سلام مسنون۔ تمہارا چندہ برائے مجلس احرار بڑی پابندی سے پہنچ رہا ہے، شکریہ! اپنی جماعتی ذمہ داریوں کو خوب اچھی طرح نبھانا' فوج کے اندر رہ کر جماعت نے جو ڈیوٹی تمہارے سپرد کی ہے اسے خیال سے انجام دینا۔

فقیر عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ''

یہ خط جب فوجی افسروں کے پاس پہنچتا تو وہ متعلقہ لڑکے کو بلا کر دریافت کرتے' تمہارا عطاء اللہ سے کیا تعلق ہے؟

سولجر: ''میں تو انہیں جانتا بھی نہیں صاحب!''

آفیسر: ''تم تو اس کی جماعت کو چندا بھی دیتے ہو''

سولجر: ''نہیں صاحب''

آفیسر: ''لیکن تمہارے نام اس کا خط اور چندے کی رسید کیسے آ گئی؟ چلو تمہیں فوج کی ملازمت سے علیحدہ کیا جاتا ہے''

گویا خط پہنچنے کے چوتھے روز لڑکا اپنے گھر واپس پہنچ جاتا' اور گھر والے امیر شریعتؒ کو دعائیں دیتے۔ انگریز جوان دنوں محاذ جنگ پر مصروف تھا، امیر شریعتؒ کی ان حرکات سے چیں بہ جبیں ہوا' لیکن اندرون ملک وہ حالات سے مجبور تھا کہ اپنے کسی سیاسی حریف کو قانونی گرفت میں لیتا۔ اس طرح سے سینکڑوں نوجوانوں کو انگریزی فوج سے نکالنے کا سہرا امیر شریعتؒ کے سر ہے' اور یہ سلسلہ اختتامِ جنگ تک جاری رہا۔

......☆......

طوائف کی زندگی بدل گئی

ایک دن کا ذکر ہے کہ امیر شریعتؒ ایکا ایکی کتاب زندگی کے ورق پلٹنے لگے' خستہ یادوں

کی بھولی بسری کہانیاں ایک ایک کر کے یاد آنے لگیں تو امیر شریعتؒ مسکرادیئے۔ بوڑھے جسم کی جوان آنکھوں میں روشنی کا سیلاب اُمڈ آیا' اور اپنے اردگرد دیکھنے لگے' جیسے وہ کسی واقعہ کا گواہ تلاش کر رہے ہوں۔ پھر آپ سے آپ گویا ہوئے:

''۱۹۴۳ء میں میری زندگی میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ نواب جان کے بیٹے افضل کو میری گود میں ڈال دیا گیا۔ ناپاک دامن میں پرورش پانے والا معصوم' گناہوں کی بستی سے بغاوت کر کے ایمان کی اوٹ میں امان چاہتا تھا۔''

نواب جان اس بازار کی جنس تھی جہاں عورت تاش کے پتوں کی طرح تقسیم ہوتی ہے۔ حسن اس کے چہرے پر ہی نہیں آواز میں بھی تھا۔ جب وہ لاہور ریڈیو سے آواز کا جادو بکھیرتی تو ہوائیں جھولیاں بھر کر اسے کائنات میں پھیلاتیں۔ اُس حسن بے پروا کی بلائیں لینے والوں میں کچھ پردہ نشینوں کے نام بھی آتے ہیں۔ افضل نواب جان کی تمناؤں کا آخری سہارا تھا۔ اگرچہ دولڑکیاں بھی نواب جان کی وراثت میں شامل تھیں' لیکن تیرہ سالہ افضل اب ماں کے گندے اور ناپاک دامن پر پاؤں رکھنا بھی گناہ سمجھتا تھا۔ اسے خاندانی بغاوت کے جرم میں گھر سے باہر کیا گیا' اور وہ امیر شریعتؒ کی جھولی میں آ گرا۔

انسان بھی کیا شے ہے؟ برائی کا رخ کرتا ہے تو راستے کی ہر شے معاونت کرتی ہے' اور جب نیکی کی طرف مڑتا ہے تو اپنے بھی پرائے ہو جاتے ہیں۔

امیر شریعتؒ کا کہنا ہے کہ:

''جب میں اس سنڈاس کے قریب پہنچا تو گناہ آلود دامن میرے گرد جال بننے لگا' انتقامی نگاہیں میرے تعاقب میں رہنے لگیں۔ برائی اپنے تمام وسائل سمیٹ کر میری دشمنی پر آمادہ ہو گئی' لیکن افضل اولاد کی طرح دل کے حرم میں مقیم رہا۔''

بیٹے کی ناراضگی نے ماں کی ممتا کو بیدار کر دیا۔ لیکن افضل کا ماں سے مطالبہ تھا کہ یہ دھندا ترک کر کے شرافت کی پناہ میں بیٹھ جائے' اور میری دونوں بہنوں کو بھی ازدواجی زندگی سے منسلک کر دے۔

گناہوں سے تھکی ہاری زندگی شاید نیکی کی آواز پر لبیک کہتی۔ مگر برسوں سے خاندانی

پیشہ قدم قدم پر رکاوٹیں ڈال رہا تھا' جنہیں راستے سے ہٹانا عورت کے بس کا روگ نہیں تھا۔

ماں کی ممتا اور خاندانی وقار! نواب جان اس دوراہے پر کھڑی تھی' کہ حالات بگڑتے چلے گئے۔

امیر شریعتؒ فرماتے ہیں:

''ایک دن میں میلسی (ضلع ملتان، جہاں نواب جان کا گھر تھا) سے دس میل دور قصبہ فتح پور سے واپس آ رہا تھا' مجھے اطلاع ملی کہ میلسی سے پولیس تھانے میں علاقے کے زمیندار' وکلاء اور نواب جان کے رشتے دار جمع ہیں کہ جیسے ہی میں میلسی میں داخل ہوں' مجھے افضل کے اغوا بمعہ گھر کے زیورات اور پارچا جات چوری کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا جائے۔

مولانا خدا بخش نے جو شہر کی جامع مسجد کے امام تھے' مجھے یہ قصہ سنایا تو میں نے کوچوان سے کہا ''تانگہ تھانے لے چلو۔'' سب دوست حیران ہوئے، جیسے ہی تانگہ تھانے کے قریب پہنچا' انچارج تھانہ، وکلاء، علاقے کے رؤسا، میرے مذہبی اور سیاسی حریف، جن میں ضلع کا مال آفیسر بشیر احمد تارڑ بھی تھا۔ مجھے دیکھتے ہی سب کے سب سلام کرنے تھانے سے باہر چلے آئے۔ میں نے کہا ''مجھے منافق قسم کا سلام قبول نہیں۔ میں آ گیا ہوں، تم اپنی کاروائی جاری رکھو۔'' یہ کہہ کر میں اپنے میزبان کے گھر جو نواب جان کے گھر کے برابر تھا، چلا گیا۔ افضل اس وقت بھی میرے ساتھ تھا۔

جب واقعات اس موڑ تک آن پہنچے تو نواب جان نے اپنے عزیز و اقارب سے کہا: ''میں شاہ صاحبؒ کے خلاف تھانے میں کوئی رپورٹ درج کرانا نہیں چاہتی۔ وہ سید ہیں اور درویش بھی۔'' یہ کہہ کر نواب جان نے امیر شریعتؒ کے نام ایک دستی خط لکھا' جس کا مفہوم کچھ اس طرح سے تھا۔

پیر سائیں!

السلام علیکم! میں اور میرا خاندان برسہابرس سے گناہوں کی زندگی گزار رہا ہے' افضل بھی میری اسی گناہ کی کمائی کا نتیجہ ہے۔ جس دامن پر گندگی کے چھینٹے پڑ چکے ہوں وہ دامن اس قابل ہے کہ آپ تک رسائی حاصل کر سکے؟

امیر شریعتؒ نے اسی وقت جواب میں کہا:

''عیب وثواب انسانی زندگی کا خاصہ ہیں۔ موت وحیات کے درمیان کئی موڑ آتے ہیں، جہاں انسان پھسل کر سنبھلتا ہے اور سنبھل کر پھسلتا ہے۔ ثبات صرف اُسی ایک ذاتِ باری کے لئے ہے۔ میں تیرے حالات سے ناآشنا ہوں، اتنا ہی جانتا ہوں اور وہ بھی تیرے بیٹے کی زبانی سنا ہے کہ تو گناہ میں مبتلا ہے اور اپنی اولاد کو بھی خراب کر چکی ہے۔ حاشا وکلا مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ ندامت کے آنسوؤں سے بھیگی ہوئی چادر میں لپٹ کر اگر تو میرے مولائے کریم کے سامنے توبہ کی بھیک مانگے گی تو تیری جھولی خالی نہیں آئے گی۔ میں بھی تیرے لئے دعا کروں گا۔''

اسی خط کے جواب میں دوسرے روز نواب جان کا ایک اور دستی خط آیا۔

پیر سائیں! السلام علیکم!

اگر ندامت کے آنسوؤں سے گناہ کے داغ دھل سکتے ہیں تو میں ساری رات گھر والوں سے چوری روتی رہی ہوں۔ میرے ایسے گناہ کی گٹھڑی کو کون اٹھائے گا۔ تاہم آپ حکم کریں تو میں کسی سے نکاح کر لوں، جب کہ میرے گرد حرص و ہوس کے انسانوں کی بے شمار دولت جمع ہے اور میرے خاندان کے لوگ اس دولت کے پجاری ہیں۔

پیر سائیں! مجھے ان کے چنگل سے نجات کے لئے وقت کی ضرورت ہے، میں کوشش کرتی ہوں، آپ دعا کریں۔ میرے افضل سے کہنا وہ بھی ماں کے گناہ کو معاف کر دے۔ میری مجبوریوں سے وہ واقف ہے۔''

اس خط کا امیر شریعتؒ نے مختصر جواب دیا:

''انسان کو نیکی کرنے کی توفیق تو اللہ تعالیٰ دیتے ہیں۔ اسلام کا ایک ادنیٰ مبلغ ہونے کی حیثیت سے میں تیرے لئے دعا گو ہوں۔ پروردگار تجھے نیکی کی راہ پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین)

تو سیس گندالے ' چنریا رنگالے
اری کیا کرے گی کھڑی دن کے دن

نواب جان کی یہ کہانی دنوں اور مہینوں میں نہیں، سالوں میں جا کر ختم ہوئی۔ اور اس میں کئی موڑ آئے۔ آخر ہوا یہ کہ امیر شریعتؒ کی دعائیں کام آئیں کہ ضلع ملتان کی اس مشہور طوائف نے بیٹے کا کہا مان کر اپنی سابقہ زندگی سے توبہ کر کے تحصیل میلسی کے ایک زمیندار خدا بخش بھٹہ سے شادی کر لی، جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ یہ زمیندار ۱۹۶۰ء میں انتقال کر گیا۔ نواب جان نے اپنی دونوں لڑکیوں کے نکاح بھی شریعت کے مطابق کیے۔ افضل اپنی ماں کے پاس واپس چلا گیا۔

(ایضاً)

☆

شاہ جیؒ کو روحانی صحت کی نوید

۱۹۶۰ء میں امیر شریعتؒ کے معالج حکیم حنیف اللہ نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا، اور اس کے لئے درخواست دی۔ امیر شریعتؒ کو جب اس کا علم ہوا تو حکیم صاحب سے کہا:

''جب آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہوں تو میرا اسلام عرض کر دیں اور میری صحت کے لئے دعا کی درخواست کریں۔''

حکیم حنیف اللہ اس پر خاموش رہے، لیکن امیر شریعتؒ نے انہی دنوں ان کے والد حکیم عطاء اللہ خاں سے اس بات کا ذکر کیا، تو بڑے حکیم صاحب نے کہا:

''شاہ جی! گذشتہ دنوں میں نے آپ کی یہ درخواست خاتم الانبیاء کی خدمت میں پیش کر دی ہے۔''

امیر شریعتؒ: (تعجب سے) ''وہ کیسے؟''

حکیم صاحب: ''مجھے پچھلے دنوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ سرکار کائناتؐ کے گرد ایک حلقہ بیٹھا ہے۔ میں بھی اسی میں شامل ہوں۔ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ ''سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی صحت کے لئے دعا فرمائیں'' مگر حضورؐ نے دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے، بلکہ ایک کاغذ کی طرف اشارہ کیا، جس پر لفظ ''صحت'' لکھا تھا۔''

امیر شریعتؒ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور حکیم حنیف اللہ سے آ کر کہا:

''آپ نے تو میری درخواست حضورؐ کی خدمت میں لے جانے کی حامی نہیں بھری تھی، مگر بڑے حکیم صاحب نے یہ کام کر بھی دیا۔''

یہ کہہ کر تمام واقعہ بیان کر دیا۔

والد صاحب کا خواب سن کر حکیم حنیف اللہ نے اس کا ذکر اپنے استاد حضرت مولانا عبدالرؤف سے کیا، جس سے انہوں نے حدیث اور فقہ پڑھی تھی۔ انہوں نے فرمایا ''اس خواب کی یہ تعبیر نہیں جو شاہ جی سمجھے ہیں، بلکہ یہ ہے کہ شاہ جی کو روحانی صحت ہوگی۔ یعنی ان کے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔'' لیکن مصلحتاً امیر شریعتؒ کو یہ تعبیر نہیں بتائی گئی تھی۔ (حیات امیر شریعتؒ)

باب سوم

جهادیات

باب سوم

جہادیات

اسلام سے اگر جہاد کو الگ کرلیا جائے!

جہاد اور اسلام ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں اور ایک ہی معنی کے لئے دو مترادف الفاظ۔ یعنی اسلام کے معنی جہاد اور جہاد کے معنی اسلام ہیں پس کوئی ہستی مسلم ہو نہیں سکتی جب تک کہ مجاہد نہ ہو اور کوئی مجاہد ہو نہیں سکتا جب تک مسلم نہ ہو۔ اسلام کی لذت اس بدبخت کے لیے حرام ہے جس کا ذوق ایمانی لذتِ جہاد سے محروم ہو اور زمین پر گو اس نے اپنا نام مسلم رکھا ہو لیکن اس کو کہہ دو کہ آسمانوں میں اس کا شمار کفر کے زمرے میں ہے.... آج جب ایک دنیا لفظ جہاد کی دہشت سے کانپ رہی ہے.... جبکہ عالم مسیحی کی نظروں میں یہ لفظ عفریت مہیب یا ایک حربہ بے امان ہے.... جبکہ اسلام کے مدعیان حویت نصف صدی سے کوشش کر رہے ہیں کہ کفر کی رضا کے لئے اہل اسلام کو مجبور کریں کہ وہ اس لفظ کو لغت سے نکال دیں.... جب کہ بظاہر انہوں نے کفر و اسلام کے درمیان ایک راضی نامہ لکھ دیا کہ اسلام لفظ جہاد کو بھلا چکا ہے۔ لہٰذا کفر اپنے توحش کو بھول جائے۔ تاہم آج کل کے ملحد مسلمین اور مفسدین کا ایک حزب الشیطان بے چین ہے کہ بس چلے تو یورپ سے درجہ تقرب وعبودیت حاصل کرنے کے لئے "تحریف الکلم عن مواضعہ" کے بعد سرے سے اس لفظ کو قرآن سے نکال دے۔ تو پھر یہ کہا ہے کہ میں جہاد کو صرف ایک رکن اسلامی ایک فرض دینی ایک حکم شریعت بتلاتا ہوں حالانکہ میں تو صاف صاف کہتا ہوں کہ اسلام کی حقیقت ہی جہاد ہے دونوں لازم وملزوم ہیں......اسلام سے اگر جہاد کو الگ کرلیا جائے تو وہ ایک ایسا لفظ ہوگا جس میں معنی نہ ہوں..... ایک اسم ہوگا جس کا مسمّیٰ نہ ہو..... ایک قشرِ محض ہوگا جس سے مغز نکال لیا

گیا ہو۔ پھر کیا میں ان تمام اعمال مصلحین، مجاہدین کو غارت کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے تطبیق بین التوحید والتثلیث یا اسلام اور مسیحیت کے اتحاد کے لئے انجام دی ہیں۔ وہ اصلاح جدید کی شاندار عمارتیں جو مغربی تہذیب وشائستگی کی ارض مقدس پر کھڑی کی گئی ہیں۔ کیا دعوت جہاد دے کر جنود مجاہدین کو بلاتا ہوں کہ اپنے گھوڑوں کی سموں سے انہیں پامال کر دیں اور چاہتا ہوں کہ اسلام کی زندگی کا افق جو حرارتِ حیات کی گرد سے پاک کر دیا گیا تھا، مجاہدین کی اڑائی ہوئی خاک سے پھر غبار آلود ہو جائے۔

ہاں! اے غارت گرانِ حقیقت اسلامی، اے دُزدانِ متاعِ ایمانی! اور اے مفسدینِ ملت و مدعیانِ اصلاح! ہاں میں ایسا ہی چاہتا ہوں، میری آنکھیں ایسا ہی دیکھنا چاہتی ہیں، میرا دل ایسے ہی وقت کے لئے بے قرار ہے، خدائے ابراہیم ومحمد علیہما السلام کی شریعت ایسا ہی چاہتی ہے۔ قرآن کریم اسی کو حقیقت اسلامی کہتا ہے۔ وہ اس اسوۂ حسنہ کی طرف ہی اپنے پیروؤں کو بلاتا ہے۔ اسلام کا اعتقاد اسی کے لیے ہے اور اس کی تمام عبادتیں اسی کے لیے ہیں، اس کے تمام جسم اعمالی کی روح میں یہی شے ہے اور یہی چیز ہے جس کی یاد کو اس نے ہمیشہ زندہ رکھنا چاہا۔

(اسلام اور جہاد، از مولانا ابوالکلام آزاد)

☆

بحرِ ظلمات میں گھوڑے یا خشکی پہ جہاز؟

فاتحین اسلام کی جانبازی اور جفاکشی کی محیر العقول داستانیں تاریخ اسلام کا روشن ترین باب ہیں، بقولِ اقبالؒ:

دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

فاتحین اسلام میں ایک نہایت ہی محترم اور باوقار نام ترکی کے ساتویں نوجوان عثمانی خلیفہ، فاتح قسطنطنیہ سلطان محمد فاتح کا ہے۔ اس شمشیرزن نوجوان شہزادے نے اپنی عمر کے ۲۲ویں سال میں سلطنتِ عثمانیہ کی زمامِ خلافت سنبھالی تو اس کے ذہن میں حضورؐ کی وہ حدیث مبارکہ گردش

کر رہی تھی جس میں حضورؐ نے قسطنطنیہ کو فتح کرنے والے امیر کو بہتر امیر اور اس کے لشکر کو بہتر لشکر قرار دیا تھا۔ چنانچہ اس نے قسطنطنیہ کو فتح کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن اس مہم میں اس شہزادے کو جو معرکہ سر کرنا پڑا، وہ بحرِ ظلمات میں گھوڑے دوڑانے سے بھی زیادہ حیرتناک تھا۔ شیخ الاسلام محمد تقی عثمانی اس کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

قسطنطنیہ چونکہ باسفورس، بحیرہ مرمرا اور شاخ زریں (گولڈن ہارن) نامی سمندروں میں گھرا ہوا ہے، اور اس کے صرف مشرقی جانب خشکی ہے، اس لئے اس پر کامیاب حملے کے لیے ایک طاقتور بحری بیڑہ بھی ضروری تھا۔ چنانچہ محمد فاتح نے ایک سو چالیس جنگی کشتیوں پر مشتمل ایک بیڑہ بھی تیار کر لیا۔ ان تیاریوں کے بعد سلطان نے قسطنطنیہ کا اس طرح محاصرہ کیا کہ بری فوج شہر کی مشرقی فصیل کے سامنے پہنچ گئی اور بحری بیڑہ آبنائے باسفورس میں پھیل گیا۔ قسطنطنیہ کا محل وقوع کچھ ایسا ہے کہ باسفورس کی ایک پتلی سی شاخ ایک سینگ کی شکل میں مشرق کی طرف جاتی ہے۔ جو شاخ زریں (گولڈن ہارن) کہلاتی ہے۔ قسطنطنیہ کی بندرگاہ اسی گولڈن ہارن میں واقع تھی، لہٰذا باسفورس سے بندرگاہ یا شہر کی جنوبی دیوار کے سامنے پہنچنے کے لئے گولڈن ہارن سے گزرنا ضروری تھا۔ لیکن اہل قسطنطنیہ نے اس گولڈن ہارن کے اس دہانے پر جو باسفورس میں گرتا ہے، لوہے کا ایک بڑا زنجیرہ باندھ دیا تھا جس کی وجہ سے کوئی جہاز باسفورس سے گولڈن ہارن میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ لہٰذا محمد فاتح کے جہاز باسفورس میں محدود ہو گئے تھے اور جہازوں کے ذریعے بندرگاہ کا محاصرہ کرنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فصیل پر حملہ صرف مشرق کے خشکی کے راستے سے ممکن تھا اور اہل شہر نے بحری سمت کو مکمل محفوظ سمجھ کر اپنی ساری طاقت مشرق کی فصیل پر لگا دی تھی۔

اب آگے بڑھنے سے پہلے قسطنطنیہ اور گرد و پیش کا ایک سرسری سا نقشہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

سلطان محمد فاتح کی کوشش یہ تھی کہ کسی طرح اس کے کچھ جہاز آبنائے باسفورس سے گولڈن ہارن میں داخل ہو جائیں، تاکہ بندرگاہ کی سمت سے بھی شہر پر حملہ کیا جا سکے، لیکن گولڈن ہارن کے دہانے پر لوہے کا زنجیرہ بھی نصب تھا، اور اس کے آس پاس توپیں بھی گولہ باری کے لئے موجود تھیں اور بڑے بڑے بازنطینی جہاز بھی گولڈن ہارن کے اندر زنجیرے کی مدافعت کے لیے

کھڑے رہتے تھے۔اس لئے اس راستے سے کامیابی ممکن نظر نہیں آتی تھی۔ بہت دن گزر گئے تھے لیکن گولڈن ہارن میں پہنچنے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوسکی۔

بالآخر ایک دن سلطان محمد فاتح نے ایک ایسا فیصلہ کیا جو دنیا کی تاریخ میں اس کی منفرد اور محیّر العقول یادگار بن کر رہ گیا۔اس کا فیصلہ یہ تھا کہ جہازوں کو گولڈن ہارن میں پہنچانے کے لئے انہیں دس میل خشکی پر چلا کر لے جایا جائے گا۔اور اس غرض کے لیے باسفورس کے مغربی ساحل سے جہاز خشکی پر چڑھا کر انہیں ایک ترچھے راستے سے گولڈن ہارن کے بالائی جنوبی کنارے تک پہنچایا جائے گا (جو آج کل قاسم پاشا کہلاتا ہے) اور وہاں سے انہیں گولڈن ہارن میں ڈال دیا جائے گا۔ خشکی کا یہ درمیانی علاقہ گبن کے بیان کے مطابق تقریباً دس میل لمبا اور سخت ناہموار اور پہاڑی اتار چڑھاؤ سے معمور تھا لیکن محمد فاتح کی اولوالعزمی نے یہ محیّر العقول عجوبہ صرف ایک رات میں کر دکھایا۔ اس نے خشکی کے اس راستے پر لکڑی کے تختے بچھوائے۔ انہیں چکنا کرنے کے لئے ان پر چربی ملوائی۔ پھر ستر جہاز نما کشتیوں کو یکے بعد دیگرے باسفورس سے ان تختوں پر چڑھا دیا۔ ہر کشتی میں دو ملاح سوار تھے، اور ہوا کی مدد لینے کے لئے بادبان بھی کھول دیئے گئے تھے۔ان کشتیوں کو بیل اور آدمی کھینچتے ہوئے دس میل کی یہ پہاڑی مسافت طے کر کے گولڈن ہارن تک لے گئے۔

ستر کشتیوں کا یہ جلوس رات بھر مشعلوں کی روشنی میں محوِ سفر رہا۔ بازنطینی فوج قسطنطنیہ کی فصیل سے باسفورس کے مغربی ساحل پر مشعلوں کی چہل پہل دیکھتی رہی۔لیکن اندھیرے کی وجہ سے سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے؟ بالآخر جب صبح کے اجالے نے راز سے پردہ اٹھایا تو فاتح کی ستر کشتیاں اور بھاری توپ خانہ گولڈن ہارن کے بالائی علاقے میں پہنچ چکا تھا۔

دس میل خشکی پر جہاز چلانے کا یہ کارنامہ، جو فاتح سے پہلے کسی کے تصور میں بھی نہ آیا ہو گا اس قدر حیرت انگیز ہے کہ مغرب کے متعصب مؤرخین بھی اس حیرت کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ایڈورڈ گبن جیسے مؤرخ نے بھی اس کو ایک ''معجزہ'' (Miracle) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

گولڈن ہارن میں عثمانی کشتیوں کے پہنچنے میں ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ یہاں سمندر کا پانی اتھلا تھا' اور زیادہ گہرائی نہ ہونے کی وجہ سے بازنطینیوں کے بڑے جہاز اس میں آزادی سے نقل و حرکت نہیں کر سکتے تھے۔اس کے برعکس عثمانی کشتیاں نسبتاً چھوٹی تھیں' اس لئے ان کے لئے حسب

منشاء آمد و رفت میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ چنانچہ یہاں کی بحری لڑائی میں عثمانی کشتیوں کو غالب آنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی، اور بندرگاہ کی جانب سے بھی بحری محاصرہ بالکل مکمل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی محمد فاتح نے گولڈن ہارن پر ایک پل تعمیر کیا' اور اس پر اپنا بھاری توپ خانہ نصب کرا دیا۔

مشرق اور جنوب دونوں طرف سے محاصرے کی گرفت مضبوط ہونے کے بعد عثمانی توپوں نے دونوں طرف سے شہر کی فصیلوں پر زبردست گولہ باری شروع کی اور سات ہفتوں کی متواتر گولہ باری کے بعد دیواروں میں تین مقامات سے بڑے بڑے شگاف نمودار ہو گئے اور گبن کے الفاظ میں "وہ فصیلیں جو صدیوں سے ہر دشمن کے تشدد کا مقابلہ کر رہی تھیں' عثمانی توپوں نے ہر طرف سے ان کا حلیہ بگاڑ دیا' ان میں بہت سے شگاف پڑ گئے اور سینٹ رومانوس کے دروازے (جو بعد میں توپ دروازہ یا توپ کاپے کے نام سے مشہور ہوا) کے قریب چار مینار زمین کی سطح کے برابر ہو گئے۔"

اب سلطان محمد فاتح کو آخری حملے کی کامیابی کا یقین ہو چکا تھا' لیکن اس نے حملے سے پہلے ۱۵ جمادی الاولیٰ ۸۵۷ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۴۵۳ء کو بازنطینی بادشاہ قسطنطین کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اگر ہتھیار ڈال کر شہر سپرد کر دے تو رعایا کی جان و مال سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا اور موریا کا علاقہ اسے دے دیا جائے گا۔ لیکن قسطنطین نے یہ پیشکش منظور نہ کی اور اس طرح پانچ دن بعد سلطان محمد نے آخری اور فیصلہ کن حملے کا فیصلہ کر لیا۔

سلطان محمد کا آخری حملہ اور فتح

چنانچہ ۲۰/ جمادی الاولیٰ ۸۵۷ھ کی رات عثمانی فوجوں نے ذکر و تسبیح اور دعاؤں میں گزاری' نماز فجر کے بعد محمد فاتح نے عام حملہ کا حکم دے دیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ اس نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ہم انشاء اللہ ظہر کی نماز آیا صوفیا کے کلیسا میں ادا کریں گے۔

حملہ مختلف سمتوں میں جاری رہا' لیکن زیادہ زور سینٹ رومانس کے دروازے پر تھا۔ (جو اب توپ کاپے کہلاتا ہے) کیونکہ یہاں کی دیوار بہت مجروح ہو چکی تھی' خندق کو اوپر اوپر سے عبور کرنے کے لئے سیڑھیاں اور کمندیں ڈال دی گئی تھیں' دوپہر تک دونوں طرف آگ اور خون کا

زبردست معرکہ جاری رہا' بازنطینی بھی اس روز غیر معمولی شجاعت کے ساتھ لڑے۔ دوپہر تک کوئی ایک سپاہی شہر میں داخل نہ ہوسکا' بالآخر سلطان محمد فاتح خود اپنی خصوصی فوج ینی چری کو لے کر سینٹ رومانس کے دروازے کی طرف بڑھا اور ینی چری کا سردار آغا حسن اپنے تیس جانباز ساتھیوں کے ساتھ دیوار پر چڑھ گیا۔ حسن اور اس کے اٹھارہ ساتھی فوراً فصیل سے گرا دیئے گئے اور انہوں نے جام شہادت نوش کیا لیکن بارہ ساتھی دیوار پر جمنے میں کامیاب ہوگئے اور اس کے بعد دوسرے عثمانی دستے بھی یکے بعد دیگرے پہنچتے گئے اور اس طرح دیوار قسطنطنیہ پر سرخ ہلالی پرچم لہرادیا گیا۔

بازنطینی بادشاہ قسطنطین جواب تک بے جگری سے حالات کا مقابلہ کر رہا تھا' اپنے بعض انتہائی بہادر ساتھیوں کے حوصلہ چھوڑ دینے کے بعد مایوس ہوگیا' اور اس نے پکار کر کہا کہ "کیا کوئی عیسائی نہیں ہے جو مجھے اپنے ہاتھوں سے قتل کردے؟" لیکن جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے شاہانِ روم (قیاصرہ) کی خاص پوشاک اتار کر پھینک دی اور عثمانی فوج کے بڑھتے ہوئے سیلاب میں گھس کر ایک سپاہی کی طرح بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا اور اس کی موت پر اس گیارہ سو سال کی بازنطینی سلطنت روما کا خاتمہ ہوگیا جس کی ابتدا بھی قسطنطین سے ہوئی تھی اور انتہا بھی قسطنطین پر ہوئی اور اس کے بعد "قیصر" کا لقب ہی ایک تاریخی داستان بن کر رہ گیا۔ سرکار دو عالم ﷺ کا وہ ارشاد پورا ہوا کہ:

اذا هلک قيصر . فلا قيصر بعده

جب قیصر ہلاک ہوگیا تو پھر کوئی قیصر پیدا نہیں ہوگا۔

ظہر کے وقت سلطان محمد فاتح اپنے وزراء اور دوسروں کے جلو میں شہر کے سینٹ رومانس کے دروازے سے داخل ہوا۔ اور سب سے پہلے قسطنطنیہ کے شہرہ آفاق کلیسا آیا صوفیا کے دروازے پر پہنچ کر گھوڑے سے اترا' کلیسا کی دیواروں پر تصویریں بنی ہوئی تھیں' انہیں مٹا کر دھویا گیا' سلطان کی ہدایت پر یہاں مؤذن نے اذان کہی' اور شرک و کفر کے اس مرکز میں پہلی بار "اشہدان لا الٰہ الا اللہ، اشہدان محمداً رسول اللہ" کی زمزمہ بار صدا گونجی۔ سلطان نے نماز ظہر یہیں ادا کی' اور اس وقت سے اس کلیسا کو مسجد میں تبدیل کردیا گیا۔

اس کے بعد سلطان شاہی محلات میں داخل ہوا۔ یہ زرق برق محلات جو صدیوں سے قیاصرہ کی شان و شوکت اور ان کے طمطراق کے مظہر تھے، آج ویران پڑے ہوئے تھے۔ سلطان محمد

فاتح کے دل پر اس عبرتناک منظر کا ایسا اثر ہوا کہ بے ساختہ فردوسی کا یہ شعر اس کی زبان پر آ گیا۔

پردہ داری می کند بر قیصر عنکبوت
چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

یہ تھا فتح قسطنطنیہ کا وہ واقعہ جس کے بعد قسطنطنیہ (استنبول) خلافت عثمانیہ کا مرکز بنا اور صدیوں تک اسے عالم اسلام میں نمایاں مرکزیت حاصل رہی۔

(جہان دیدہ، ص ۳۲۴ تا ۳۲۹)

☆

سید احمد شہیدؒ کا بھاوج سے نکاح

''سید صاحب نے احیائے سنت کے جو ممتاز کارنامے انجام دیئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے گھر سے نکاحِ بیوگان کا آغاز کیا۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ میل جول میں جو معیوب اور سراسر غیر شرعی رسمیں اختیار کر لی تھیں۔ ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ کسی خاتون کا شوہر فوت ہو جاتا تو ضرورت کے باوجود دوسرا نکاح نہ کرتی، بلکہ ایسے نکاح کو نجابت اور شرافت کے منافی سمجھا جاتا۔ خصوصاً اونچے گھرانوں میں تو اس کا تصور بھی موجب ننگ تھا۔ اکبر و جہانگیر کے زمانے تک مسلمانوں میں یہ بری رسم نہ تھی۔ خود اکبر نے بیرم خان کی بیوہ سلمہ سلطان بیگم سے نکاح کیا جو بادشاہ کی عم زاد بہن تھی۔ سلمہ سلطان بیگم زندگی کے آخری سانس تک شاہی محل کی ممتاز ترین ہستی سمجھی جاتی رہیں۔ جہانگیر نے نور جہاں بیگم سے بیوگی کی حالت ہی میں شادی کی تھی، اور اس وقت نور جہاں کی عمر کم و بیش چونتیس برس تھی۔''

یہ بری رسم بعد ہی میں رواج پائی، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جو ہندو اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے، وہ اپنی پرانی رسموں پر بھی قائم رہے اور ان ہی میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ بیوہ عورتوں کے نکاح ثانی کو بری نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ آہستہ آہستہ ان خاندانوں میں بھی یہ رسم جڑ پکڑ گئی جو ظہور اسلام کے وقت سے مسلمان چلے آتے تھے۔

سید صاحب کے منجھلے بھائی سید اسحاق کی بیوہ جوان تھیں' ان کا صرف ایک بچہ تھا جس کی عمر بصد مشکل چھ سات برس ہوگی۔ سید صاحب نکاحِ بیوگان کا اجرا چاہتے تھے۔ احیائے سنت اور تجدید شیوۂ اسلامیت کے سلسلے میں وعظ و تبلیغ سے بڑھ کر فائدہ عملی اقدام سے پہنچ سکتا تھا۔ اس بنا پر خود ہی اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کے لئے تیار ہو گئے۔ اسی زمانے کی ایک روایت ہے کہ سید احمد نے ایک خواب دیکھا جس میں ایک بوجھل اور بہت وزنی لکڑیوں کا گٹھا زمین پر پڑا ہے اور ایک ہجوم ہے جو اس کو اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن کوئی اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اس موقع پر آپ کی بھاوج سیدہ اسحاق بھی موجود ہیں۔ سید احمد نے بعد منت ان کو اپنے ساتھ گٹھے کو اٹھانے کے لیے راضی کر لیا اور سید احمد اور سیدہ اسحاق دونوں مل کر اس گٹھے کو اٹھانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس خواب کے بعد آپ نے اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کا ارادہ پختہ کر لیا۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ کے علمی عملی اور جہادی معرکے

شاہ اسماعیل کی سب سے بڑی خوبی یہ رہی ہے کہ انہوں نے اپنی آنے والی مجاہدانہ زندگی کے واسطے عالم شباب ہی میں تیاریاں شروع کر دی تھیں، وہ علم اور بہادری میں ابتدا ہی سے یکتا تسلیم کئے جاتے تھے۔ چنانچہ خود شاہ عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے:

"ہر تعریف اس خدائے پاک کے لئے ہے جس نے بڑھاپے کے عالم میں بھی اسماعیل اور اسحاق عطا کیے۔"

ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

"اسماعیل کا علم کسی خاص شعبے میں محدود نہیں۔ جن لوگوں نے میرا عہد شباب دیکھا ہے وہ اگر اس کا نمونہ دیکھنا چاہیں تو اسماعیل کو دیکھ لیں۔"

شاہ اسماعیل شہیدؒ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب آپ نے مختلف علوم میں مہارت حاصل کر لی تو ورزش اور جفاکشی کی طرف متوجہ ہوئے۔ پٹا اور گتکا (بنوٹ) کی مشق کے لئے مرزا رحمت اللہ بیگ کی شاگردی اختیار کی۔ اور یہ وہی رحمت اللہ بیگ تھے جن کی شاگردی میں آنے کے لئے مغلیہ خاندان کے شہزادے منتیں مانا کرتے تھے۔ اسی طرح گھوڑا سواری آپ نے میاں رحیم بخش چابک سوار سے سیکھی۔ یہ میاں رحیم بخش اپنے دور کے مانے ہوئے چابک سوار تھے' جو اپنے شاگرد

سے اتنا متاثر ہوئے کہ ان کے حلقے میں شامل ہو گئے اور ان ہی کے جلو میں سرحد پار پہنچ کر اپنی جان بھی ہارنے سے گریز نہیں کیا۔ بالآخر جام شہادت نوش کیا۔ شاہ اسماعیل نے اپنے مکان کے قریب باقاعدہ اکھاڑہ قائم کیا اور دن رات لنگر لنگوٹ کس کر، کسرت کرنے میں مصروف رہے۔ جمنا میں پیراکی کا سلسلہ شروع کیا تو مہینوں یہ مشغلہ جاری رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آپ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری کر چکے تھے۔ چنانچہ طلبا کو ہدایت تھی کہ وہ کتابیں لے کر جمنا پر پہنچا کریں۔ شاگرد کتابیں لے کر جمنا کے کنارے پہنچ جاتے، استاد تیرتا ہوا آتا، سبق دیتا اور پھر پانی میں گم ہو جاتا۔ وہ سانس پر کنٹرول کی مشق کے لئے دہلی سے آگرے تک تیرتے ہوئے جاتے۔ یہ سلسلہ ختم ہوا تو تپتی زمین پر ننگے پاؤں چلنے کی مشق شروع کر دی۔ مئی اور جون کی جھلسا دینے والی دھوپ اور گرمی میں فتح پوری مسجد کے صحن میں ننگے پاؤں کئی کئی گھنٹے چلنے کی مشق کرتے۔ پھر نشانہ باندھنا اور بندوق چلانا شروع کی تو اس میں کمال حاصل کیا۔ خود ہی کہا کرتے تھے کہ:

''ناممکن ہے کہ جانور میرے سامنے آئے اور پھر زندہ بچ نکلے''

ایک مرتبہ کسی دوست نے کہا کہ اگر اس کی موت ہی نہ آئی ہو تو آپ کیسے مار ڈالیں گے؟ تو بولے ''اگر اس کی موت نہ آئی ہوگی تو میرے سامنے آئے گا ہی نہیں۔''

شاہ اسماعیل نے سید احمد کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے بہت پہلے رسوم اور بدعات کے خلاف جہاد شروع کر دیا تھا۔ اس لئے کہ اس وقت مسلمانوں اور ہندوؤں کی زندگی میں توہم پرستی اتنی زیادہ گھر کر گئی تھی کہ اس نے انسانی خود اعتمادی تک کو مجروح کر رکھا تھا۔ شاہ اسماعیل نے اپنی پوری توجہ ان بدعات اور جہالت پر مبنی رسوم کے خاتمے کے لئے جدوجہد پر مرکوز کیے رکھی۔ سید احمد کے ساتھ جب شریک تحریک ہوئے تو اس کی بنیاد بھی انہی بدعات کے خاتمے پر رکھی۔ مدتوں ان کے وعظ دہلی میں ایک متنازعہ مسئلہ بنے رہے۔ کچھ تھے جو ان کے وعظوں پر جان چھڑکتے اور کچھ تھے جو اسماعیل کی جان کے دشمن ہو رہے تھے۔ یہی زمانہ ہے جس میں آپ کی فضل حق خیر آبادی سے ٹھن گئی تھی۔

شاہ اسماعیل نے اپنے وعظوں کو محراب و منبر ہی تک محدود نہ رکھا بلکہ وہ گلی کوچوں، میلوں ٹھیلوں اور بازاروں میں پہنچ جاتے، وہاں لوگوں کو پند و نصیحت کرتے۔ جامع مسجد کی سیڑھیاں جہاں

روزانہ بازار لگتا تھا وہاں اچھا خاصا ہجوم تھا۔ یہ سیڑھیاں تو مرکزی دارالارشاد کی حیثیت اختیار کر گئی تھیں' اسی دارالارشاد کا ایک واقعہ ہے کہ شاہ اسماعیل انہی سیڑھیوں پر کھڑے وعظ کر رہے تھے کہ ایک ہیجڑے کا ادھر سے گزر ہوا۔ وہ وعظ سننے کے لئے رک گیا۔ اس کے ہاتھوں میں مہندی لگی تھی' بانہوں میں چوڑیاں' پاؤں میں جھانجن اور سرخ جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔ شاہ اسماعیل نے جب اسے دیکھا تو اسے خطاب کر کے وعظ کہنا شروع کر دیا۔ اس ہیجڑے کا یہ عالم ہوا کہ اس نے وہیں کھڑے کھڑے چوڑیاں توڑ ڈالیں' زیور اتار پھینکے اور ہاتھوں سے مہندی کی لالی مٹانے کے لئے اس زور سے سیڑھیوں پر ہاتھ رگڑے کہ ہاتھوں سے خون بہنے لگا۔ جب وعظ ختم ہوا تو توبہ کی اور شاہ اسماعیل کے حلقے میں شامل ہو گیا۔ یہی ہیجڑا جہاد میں شاہ شہید کے ہمراہ گیا اور شہید ہوا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی عجیب و غریب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مدرسہ رحیمیہ کے دروازے پر آپ کھڑے تھے کہ سامنے سے چند ہوش ربا موشیں کھلے منہ بناؤ سنگھار کیے بہلیوں میں بیٹھی گزریں' معلوم ہوا کہ یہ مسلمان کسبیاں ہیں جو کسی رنڈی کے ہاں کسی تقریب میں جا رہی ہیں۔ اس پر شاہ شہید نے کہا کہ جب یہ مسلمان ہیں تو ہماری بہنیں ہیں۔ کیا خدا ہم سے نہیں پوچھے گا کہ اس قدر مسلمان عورتیں بدکاری اور زناکاری میں گرفتار تھیں اور تم نے ان کو نصیحت نہیں کی؟ اس واسطے اب تو میں ان کے مکان پر جا کر نصیحت کروں گا۔ دوستوں نے منع کیا کہ یہ وضع داری کے خلاف ہے۔ لیکن شاہ شہید نے رات کو فقیرانہ لباس پہنا اور چل پڑے۔ دروازے پر پہنچ کر آواز دی:
''او اللہ والیو! او اللہ والیو! خادمہ دوڑی ہوئی آئی' تم کون ہو؟ فرمایا فقیر ہے' صدا سنائے گا اور تماشا دکھائے گا۔ وہ اپنے ساتھ لے گئی۔ آپ نے مالکہ کو دریافت کیا کہ کہاں ہے تو معلوم ہوا کہ بالا خانے پر مہمانوں کے ساتھ جشن نوروز منا رہی ہے۔ آپ وہیں تشریف لے گئے۔ گو لباس فقیرانہ تھا لیکن دلی کا کون سا فرد تھا جو شاہ اسماعیل کو نہ پہچانتا ہو' جب ان رنڈیوں نے شاہ صاحب کو اپنے ہاں دیکھا تو ششدر رہ گئیں' ان کو مسند پیش کی اور آپ زمین پر بیٹھ گئیں۔ شاہ صاحب نے ان کو نصیحت کی' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے توبہ کر لی۔

مولانا اسماعیل شہید کا قاعدہ تھا کہ جہاں کہیں کوئی میلہ ہوتا' خواہ ہندوؤں کا یا مسلمانوں کا' یا کوئی اور مجمع جیسے ناچ یا قوالی کی محفل' تو آپ وہاں پہنچ جاتے اور وعظ فرماتے۔ جس کا اثر یہ ہوتا

کہ ان محفلوں میں شریک اکثر آدمی جگہ چھوڑ چھوڑ کر آپ کا وعظ سننے لگتے۔ آپ حضرت نظام الدین اولیاء کی درگاہ میں بھی پہنچ کر وعظ فرماتے اور وہاں بھی یہ اثر ہونے لگا تھا۔ مجاوروں نے یہ رنگ دیکھا تو ان کو سخت ناگوار ہوا۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ مولوی اسماعیل صاحب کو کسی طرح قتل کر دیا جائے۔ ایک بوڑھے نے آپ کے قتل کا بیڑا اٹھایا۔ ایک روز جب کہ مولانا اسماعیل شہید جامع مسجد کے بیچ کے در میں وعظ فرما رہے تھے اس بڈھے نے تلوار کا وار کیا۔ مولانا تو بچ گئے لیکن تلوار ان کے ایک دوست کے لگی اور شانہ زخمی ہو گیا۔ مولانا کے زخمی دوست اس بڈھے سے لپٹ گئے اور تھپڑ مارنے لگے۔ مولانا نے اس بڈھے کو چھڑا دیا اور کوئی مقدمہ تک نہیں کیا۔

ایک روز جب کہ مولانا شاہ اسماعیل شہید جامع مسجد فتح پوری میں دوپہر کے وقت ٹہل رہے تھے تو نوجوان وہاں پہنچ گئے۔ یہ گرمیوں کی تپتی ہوئی دوپہر تھی۔ جب یہ مسجد کے باہر جوتے اتار، ننگے پاؤں فرش پر دو چار قدم چلے تو فرش کی تپش اور گرمی سے ان کے قدم جلنے لگے۔ یک دم انہیں احساس ہوا کہ یہ شخص پائے کا ہو گا جو برہنہ پا اس فرش پر اس قدر اطمینان سے ٹہل رہا ہے۔ چنانچہ اپنے ارادے سے تائب ہو گئے اور پھر تمام عمر شاہ اسماعیل کے جاں نثار خادم بن گئے۔

......☆......

شہدائے بالاکوٹ کا مقام و پیغام

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ شہداء بالاکوٹ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اس معرکے میں وہ پاک نفوس شہید ہوئے، جو عالمِ انسانیت کے لیے رونق و زینت اور مسلمانوں کے لئے شرف و عزت اور خیر و برکت کا باعث تھے۔ مردانگی و جوانمردی، پاکیزگی و پاکبازی، تقدس و تقویٰ، اتباعِ سنت و شریعت اور دینی حمیت و شجاعت کا وہ عطر جو خدا جانے کتنے باغوں کے پھولوں سے کھینچا گیا تھا اور انسانیت اور اسلام کے باغ کا جیسا ''عطر مجموعہ'' صدیوں سے تیار نہیں ہوا تھا اور جو ساری دنیا کو معطر کرنے کے لئے کافی تھا، ۲۴ ذوالقعدہ ۱۲۴۶ھ کو بالاکوٹ کی مٹی میں مل کر رہ گیا۔ مسلمانوں کی نئی تاریخ بنتے بنتے رہ گئی۔ حکومتِ شرعی ایک عرصہ تک کے لئے خوابِ بے تعبیر ہو گئی۔ بالاکوٹ کی زمین اس پاک خون سے لالہ زار اور اس گنجِ شہیداں سے گلزار

بنی، جس کے اخلاص وللہیت، جس کی بلند ہمتی واستقامت، جس کی جرأت وہمت اور جس کے جذبۂ جہاد وشوقِ شہادت کی نظیر پچھلی صدیوں میں ملنی مشکل ہے۔ بالاکوٹ کی سنگلاخ وناہموار زمین پر چلنے والے بے خبر مسافر کو کیا خبر کہ یہ سرزمین کن عُشاق کا مدفن اور اسلامیت کی کس متاعِ گرانمایہ کا مخزن ہے۔

یہ بُلبُلوں کا 'صبا' مشہدِ مقدّس ہے
قدم سنبھال کے رکھیو، یہ تیرا باغ نہیں

اللہ کے کچھ مخلص بندوں نے ایک مخلص بندے کے ہاتھ پر اپنے مالک سے اُس کی رضاء، اُس کے نام کی بلندی اور اُس کے دین کی فتح مندی کے لئے آخری سانس تک کوشش کرنے اور اس راہ میں اپنا سب کچھ مٹا دینے کا عہد کیا تھا۔ جب تک اُن کے دم میں دم رہا، اسی راہ میں سرگرم رہے۔ بالآخر اپنے خونِ شہادت سے اس پیمانِ وفا پر آخری مُہر لگا دی۔ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ۲۴ ذوالقعدہ کا دن گزر کر جو رات آئی، وہ پہلی رات تھی، جس رات کو وہ سبک دوش وسبک سر ہو کر میٹھی نیند سوئے۔

وہ خلعتِ شہادت پہن کر جس کریم کی بارگاہ میں پہنچے، وہاں نہ مقاصد کی کامیابی کا سوال ہے، نہ کوششوں کے نتائج کا مطالبہ، نہ شکست وناکامی پر عتاب ہے، نہ کسی سلطنت کے عدمِ قیام پر محاسبہ۔ وہاں صرف دو چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔ صدق واخلاص اور اپنی مساعی اور وسائل کا پُورا استعمال۔ اس لحاظ سے شہداء بالاکوٹ اس دنیا میں بھی سرُخرو ہیں اور انشاءاللہ دربارِ الٰہی میں بھی باآبرو کہ اُنہوں نے اخلاص کے ساتھ اپنے مالک کی رِضا کے لیے اپنی مساعی اور وسائل کے استعمال میں ذرّہ برابر کمی نہیں کی۔ اُن کا وہ خونِ شہادت، جو ہماری مادی نگاہوں کے سامنے بالاکوٹ کی مٹی میں جذب ہو گیا اور اس کے جو چھینٹے پتھروں پر باقی تھے ۲۶ ذی القعدہ کی بارش نے اُن کو بھی دھو دیا، وہ خون، جس کے نتیجے میں کوئی سلطنت قائم نہیں ہوئی، کسی قوم کا مادی وسیاسی عرُوج نہیں ہوا، اور کوئی نخلِ آرزو اس سے سرسبز ہو کر بارآور نہیں ہُوا، اُس خون کے چند قطرے اللہ کی میزانِ عدل میں پوری پوری سلطنتوں سے زیادہ وزنی ہیں۔ یہ فقیرانِ بے نوا، جنہوں نے عالمِ مسافرت میں بے کسی کے ساتھ جان دی اور جن کی اب دنیا میں کوئی مادّی یادگار نہیں، یہ اللہ کے ہاں اُن بانیانِ سلطنت اور

مؤسسینِ حکومت سے کہیں زیادہ قیمتی اور معزز ہیں، جن کی تصویر قرآن نے ان الفاظ میں کھینچی ہے۔

وَاِذَا رَأَیْتَهُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ کَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ. (آلمنافقون : ۴)

بے شک شہداء بالاکوٹ کے خون نے دنیا کے سیاسی وجغرافیائی نقشے میں کوئی فوری تغیر نہیں پیدا کیا۔ خونِ شہادت کی ایک مختصری سُرخ لکیر اُبھری تھی۔ اُس کی جگہ نہ جغرافیہ نویس کے طبعی نقشے میں تھی، نہ مؤرخ کے سیاسی مرقع میں، لیکن کسے خبر کہ یہ خونِ شہادت دفترِ قضاء وقدر میں کس اہمیت واثر کا مستحق سمجھا گیا۔ اُس نے مسلمانوں کے نوشتۂ تقدیر کے کتنے دھبے دھوئے۔ اُس نے اللہ تعالیٰ کے یہاں، جس کے یہاں محو واثبات کا عمل جاری رہتا ہے۔ (یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْکِتَابِ. الرعد:۳۹) کون سے نئے فیصلے کروائے، اُس نے کسی مستحکم سلطنت کے لیے خاتمہ وزوال اور کسی پس ماندہ قوم کے لیے عروج واقبال کا فیصلہ کروایا، اس سے کس قوم کا بخت بیدار ہوا اور کس سرزمین کی قسمت جاگی۔ اس نے کتنی بظاہر ناممکن الوقوع باتوں کو ممکن بنا دیا اور کتنی بعید از قیاس چیزوں کو واقعہ اور مشاہدہ بنا کے دکھا دیا۔

یوں تو شہداءِ بالاکوٹ میں سے ہر فرد کا پیغام یہ ہے کہ ''یَا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ۔(یٰسین:۲۶) مگر گوشِ شنوا اور دیدۂ بینا کے لیے ان کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ ہم ایک ایسے خطۂ زمین کے حصول کے لئے جدوجہد کرتے رہے، جہاں ہم اللہ کے منشاء اور اسلام کے قانون کے مطابق آزادی کے ساتھ زندگی گزار سکیں، جہاں ہم دُنیا کو اسلامی زندگی اور اسلامی معاشرے کا نمونہ دکھا کر اسلام کی طرف مائل اور اُس کی صداقت وعظمت کا قائل کر سکیں، جہاں نفس وشیطان، حاکم وسلطان اور رسم ورواج کے بجائے خالص اللہ کی حکومت و اطاعت ہو'' وَیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ..... (الانفال:۳۹) جہاں طاعت وعبادت اور صلاح و تقویٰ کے لئے اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع اور فضا سازگار ہو اور فسق وفجور ومعصیت کے لیے زمین تنگ اور فضا ناسازگار ہو، جہاں ہم کو صدیاں گزر جانے کے بعد پھر ''اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ..... (الحج:۴۱) کی تفسیر

اور تصویر پیش کرنے کا موقع مل سکے۔ تقدیر الٰہی نے ہمارے لئے اس سعادت و مسرت اور اس آرزو کی تکمیل کے مقابلے میں میدانِ جنگ کی شہادت اور اپنے قُرب و رضا کی دولت کو ترجیح دی۔ ہم اپنے رب کے اس فیصلے پر رضامند و خورسند ہیں۔ اب اگر اللہ نے تم کو دنیا کے کسی حصے میں کوئی ایسا خطہ زمین عطا فرمایا، جہاں تم اللہ کے منشا اور اسلام کے قانون کے مطابق آزادی کے ساتھ زندگی گزار سکو اور اسلامی زندگی اور اسلامی معاشرے کے قائم کرنے میں کوئی مجبوری عُل اور کوئی بیرونی طاقت حائل نہ ہو، پھر بھی تم اس سے گریز کرو اور ان شرائط و اوصاف کا ثبوت نہ دو، جو مہاجرین و مظلومین کے اقتدار اور سلطنت کا تمغہٗ امتیاز ہیں۔ تو تم ایسے کُفرانِ نعمت اور ایک ایسی بدعہدی کے مرتکب ہو گے، جس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ ہم نے جس زمین کے چپے چپے کے لیے جدو جہد کی اور اس کو اپنے خون سے رنگین کر دیا، اکوڑے اور شیدو کے میدان اور تورو اور ملیار کی رزم گاہ سے لے کر بالاکوٹ کی شہادت گاہ تک ہمارے خونِ شہادت کی مہریں اور ہمارے شہیدوں کی قبریں ہیں۔ تم کو خدا نے اس زمین کے وسیع رقبے اور سرسبز و شاداب خطے سپرد فرمائے اور بعض اوقات قلم کی ایک جنبش اور برائے نام کوشش نے تم کو عظیم سلطنتوں کا مالک بنا دیا، "ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ...... (یونس: ع۲) اب اگر تم اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور تم نے آزادی کی اس نعمت اور خداداد سلطنت کی اس دولت کو جاہ و اقتدار کے حصول اور حقیر و فانی مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنایا، تم نے اپنے نفوس اور اپنے متعلقین، ملک کے شہریوں اور باشندوں پر خدا کی حکومت اور اسلام کا قانون جاری نہ کیا اور تمہارے ملک اور تمہاری سلطنتیں اپنی تہذیب و معاشرت اور اپنے قانون و سیاست اور تمہارے حاکم اپنے اخلاق و سیرت اور اپنی تعلیم و تربیت میں غیر اسلامی سلطنتوں اور غیر مسلم حاکموں سے کوئی امتیاز نہیں رکھتے، تو تم آج دنیا کی ان قوموں کے سامنے، جن سے تم نے مسلمانوں کے لئے الگ خطہٗ زمین کا مطالبہ کیا اور کل خدا کی عدالت میں جہاں اس امانت کا ذرہ ذرہ حساب دینا پڑے گا، کیا جواب دو گے؟ خدا نے تم کو ایک ایسا نادر و زرّیں موقع عطا فرمایا ہے، جس کے اِنتظار میں چرخِ کُہن نے سینکڑوں کروٹیں بدلیں اور تاریخِ اسلام نے ہزاروں صفحے اُلٹے، جس کی حسرت و آرزو میں خدا کے لاکھوں پاک نفس اور عالی ہمت بندے دنیا سے چلے گئے۔ اس موقع کو اگر تم نے ضائع کر دیا، تو اس سے بڑا تاریخی سانحہ اور

اس سے بڑھ کر حوصلہ شکن اور یاس انگیز واقعہ نہ ہوگا' بالاکوٹ کے ان شہیدوں کا' جوایک دورافتادہ بستی کے ایک گوشے میں آسودۂ خاک ہیں' ان سب لوگوں کے لئے جواقتدار واختیار کی نعمت سے سرفراز اور ایک آزاد اسلامی ملک کے باشندے ہیں پیغام ہے کہ "فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ." (سورۂ محمد: ع ۳)

(سیرت سید احمد شہیدؒ کے مقدمہ سے ماخوذ)

واقعہ ترنگ زئی

حاجی یوسف ترنگ زئی سرحد پر جہاد کرتے تھے۔ مولانا عبدالحنان صاحب نے بتایا کہ میں ان کے پاس ملاقات کے لئے گیا تھا۔ ترنگ زئی نے ان کو بتایا کہ ایک انگریز افسر کو جو یورپ کی جنگوں میں شریک رہ چکا تھا اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ یہ تو مٹھی بھر آدمی ہیں۔ ان کے پاس کوئی ٹریننگ نہیں ہتھیار نہیں پھر بھی ہم ان پر فتح نہیں پاتے۔ میں خود چلتا ہوں۔ چنانچہ وہ انگریز افسر خود میدان میں آیا۔ اس نے باقاعدہ اپنی فوجوں کو پھیلا کر لگالیا۔ حاجی ترنگ زئی کہتے تھے کہ میرے چار بیٹے تھے۔ ایک بیٹا اس پہاڑی پر لگا دیا، دوسرا اس جانب۔ ایک دوسری جانب اور ایک اس جانب تھا۔ خود ترنگ زئی چل نہیں سکتے تھے، ہاتھ پیر چل نہیں سکتے تھے۔ چارپائی پر ان کو اٹھا کر لے جاتے تھے۔ انگریزوں نے ادھر سے اس کثرت سے گولہ باری شروع کردی کہ گویا دھواں دار بارش ہورہی ہو۔ حاجی ترنگ زئی خود کہتے تھے کہ ہمارے مجاہد ان گولیوں میں اس طرح پھرتے تھے جیسے کہ بارش کی بوندوں میں پھرتے ہیں مگر کوئی اثر ان پر گولیوں کا نہیں ہوا۔ اس معرکہ میں چودہ مجاہد شہید ہوئے۔ ایک ہزار سے زائد آدمی انگریز کی فوج کے مارے گئے۔ خود وہ افسر بھی قتل ہوا اور مرنے سے پہلے کہہ گیا کہ حکومت سے کہہ دو کہ یہاں فتح کا خیال دل سے نکال دے۔ یہاں تو کوئی اور ہی طاقت کام کرتی ہے۔

ایک جنگ میں کافروں کے بڑے نے اعلان کیا کہ مسلمانوں کے لشکر کے امیر صلاح الدین کا سر جو شخص لے کر آئے گا اس کو میری لڑکی دی جائے گی۔ سارے کافر بھاگ دوڑ کرنے لگے۔ ایک صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ بہت جوش وخروش کافروں کی طرف سے نظر آرہا ہے۔ ان کو بتایا گیا کہ معاملہ یہ ہے اور اس طرح انعام کا اعلان کیا گیا ہے۔ ان صاحب نے کہا ایسا

کیوں نہیں کرتے کہ ان کی جوتی ان کے ہی سر۔ چنانچہ اعلان کیا گیا کہ مسلمانوں میں جو شخص رچرڈ کی بیٹی کو اٹھالائے گا اسی کو دی جائے گی۔

یہ اعلان صبح سویرے نو بجے کے قریب کیا گیا تھا۔ شام کے قریب ہی ایک صاحب یہ کام پورا کر کے آئے کہ لیجئے یہ ہے وہ۔

غازی انور پاشاؒ کا آخری معرکہ اور شہادت

خلافت عثمانیہ کی بقاء کے لئے بیسویں صدی کے اوائل میں جو جنگیں لڑی گئیں اس میں ایک عظیم ترک جرنیل غازی انور پاشا نے یورپین حملہ آوروں کے مقابل سیاسی اور حربی میدان میں بے مثال جوہر دکھائے۔ پہلی جنگ عظیم میں ترکیہ کی شکست وریخت کے بعد مصطفیٰ کمال سے اختلافات کی وجہ سے انور پاشا روس چلے گئے تا کہ وسطی ایشیاء کے ترکی النسل مسلمانوں اور افغانوں کی مدد سے احیائے خلافت کی کوشش کی جائے۔ اسی جہاد میں بالآخر وہ روسیوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

جولائی ۱۹۲۲ء تک غازی انور پاشاؒ کی حربی صلاحیت خاصی مفلوج ہو چکی تھی ان کے مسلمان جہادی ساتھی، ترکستان کے مقامی ''باسماچی'' شکست کھانے کے بعد تتر بتر ہو چکے تھے۔ روسی افواج کی فتوحات کی وجہ سے ہوا کا رخ تبدیل ہو گیا تھا ایسے میں افغانستان کے بادشاہ امان اللہ خان نے بھی ہاتھ کھینچ کر اپنے افغان رضا کار جنگجوؤں کو واپس بلالیا تھا انورؒ اور ان کے چند وفادار ساتھی جانتے تھے کہ اب مکمل تباہی سے بچنا صرف اس طرح ممکن ہے کہ وہ سطح مرتفع پامیر کو عبور کر کے چینی ترکستان یا پھر افغانستان کی طرف نقل مکانی کر جائیں لیکن لفظ ''فرار'' یا ''اعتراف شکست'' اس خوددار مرد جری کی لغت میں موجود نہ تھا انور پاشاؒ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ خط کے ذریعہ میدان جنگ سے بھی باقاعدگی سے رابطہ قائم رکھا اور یہیں سے انہوں نے اپنی اہلیہ کے نام زندگی کا آخری خط لکھا۔

یہ خط تاجکستان کے سرحدی گاؤں ستامیس Sstslmis سے لکھا گیا جو افغان سرحد سے صرف پچاس میل کے فاصلے پر ہے۔ اس وقت سرخ افواج نے انور پاشا اور ان کے تھکے ماندے ساتھیوں پر اپنا بے رحمانہ دباؤ بڑھایا تھا۔ دوشنبے کا شہر بھی ہاتھ سے نکل چکا تھا گاؤں کے

اردگرد جو حفاظتی چوکیاں قائم کی گئی تھیں وہ بے فائدہ ثابت ہوئیں کیونکہ انور پاشا کے بے قاعدہ غیر تربیت یافتہ مقامی ساتھی خندق میں جم کر لڑنے کے فن سے ناواقف تھے۔ دن بھر زخمیوں کو گاؤں کی طرف بھیجنے کے بعد انور کو فراغت کے چند لمحے خط لکھنے کے لئے میسر آ گئے۔ انہوں نے لکھا:

''آج موسم بہت اداس ہے ایک عجیب سی دھند فضا میں چھائی ہوئی ہے جس کی وجہ سے سورج کی روشنی ناکافی محسوس ہو رہی ہے دشمن کی صفوں میں کوئی حرکت دکھائی نہیں دے رہی۔ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ آخری وقت قریب ہے انہوں نے لکھا ''اے میری جان میری عزیز اہلیہ میں تمہیں خدائے واحد کے سپرد کرتا ہوں اب مجھے یہ خط ختم کرنا چاہئے جو جنگلی پھول ہیں ہر روز تمہیں ارسال کرتا رہا ہوں۔ ان کے ساتھ آج میں اس درخت کی ایک شاخ بھی بھیجتا ہوں جس کے سائے تلے ابھی ابھی میں نے آرام کی چند گھڑیاں بسر کی ہیں اور جس کے تنے پر میں نے تمہارا پیارا نام کندہ کر رکھا ہے''۔

انور پاشاؒ کی اہلیہ کو اس کے بعد اور کوئی نامہ ان کی طرف سے کبھی موصول نہ ہوا۔

دس روز بعد ۴ اگست ۱۹۲۲ء کو بالآخر موت نے اسلامی دنیا کے عظیم رہنما انور پاشاؒ کو آلیا وہ دنیا سے اس طرح رخصت ہوئے جس کی سرفروش ترک سپاہی ہمیشہ تمنا کرتے ہیں یعنی بے مثال بہادری اور شجاعت کی شہادت۔

اس صبح کو انور پاشاؒ کے مٹھی بھر رفقاء اور معتقدین نے جو زیادہ تر ترک قوم سے تعلق رکھتے تھے عید الاضحیٰ منائی اور قربانی کی رسم آب دریا کے گاؤں میں انجام دی یہی گاؤں شہید کا آخری پڑاؤ تھا انور پاشاؒ شہید نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک کچے مکان میں ایک آخری ملاقات کر کے تہنیت اور تحائف کا تبادلہ کیا زمین پر جانوروں کی قربانی سے بہنے والا خون پھیلا ہوا تھا سب حاضرین کو صورت حال کا پورا ادراک تھا کہ روسی افواج نے ان کو مکمل گھیرے میں لے رکھا ہے اس ملاقات کے بعد دوبارہ ملنے کے امکانات بالکل معدوم تھے۔

شوکت عادمیر نے اس المناک الوداعی ملاقات کا حال یوں بیان کیا ہے:

''انور پاشاؒ نے عید الاضحیٰ کی نماز اپنے باقی ماندہ (تقریباً تمیں) ساتھیوں کے ساتھ ادا کی اور سپاہیوں میں تھوڑی تھوڑی رقم تقسیم کی۔ افسران کے لئے کچھ نہ بچا اس کی

بجائے ان کو باہمی رفاقت کی نشانی کے طور پر تحریری اعزاز سے نوازا گیا ہر سرٹیفکیٹ پر افسر کا درجہ' انور پاشاؒ کے دستخط اور مہر ثبت تھے۔

اسی دوران اچانک ایک پیغام کے ذریعہ انتباہ موصول ہوا کہ تین سو روسی فوجی گاؤں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ چند لمحوں کے بعد ہی گولہ باری کی آواز سنائی دینے لگی جو انور پاشاؒ کے خارجی چوکیوں سے دشمن پر کی جا رہی تھی بہادر سپہ سالار تلوار سونت کر ایک دم اپنے گھوڑے پر کود کر جا بیٹھا جو لوگ اس معرکے سے کسی طرح بچ نکلے ان کے بیان کے مطابق انور پاشاؒ سر پٹ گھوڑا دوڑاتے دشمن کے عین سامنے جا پہنچے۔''

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

ان کے گھڑ سوار ساتھی شمشیر بکف برق رفتاری سے ان کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے انگریز مصنف لکھتا ہے کہ اس بے مثال' بے خوفی کے مظاہرے کا مقابلہ انگریزوں کے ہیرو' مثالی لائٹ بریگیڈ کے مشہور حملے Charge of the light brigade سے ہی کیا جا سکتا ہے جسے انگریزی افواج اپنی بہادری کا بہت بڑا کارنامہ قرار دیتی ہیں۔ ان پچیس تلواریں لہراتے ہوئے سواروں کے اللہ اکبر اور ''فتح یا شہادت'' کے نعروں میں برستی گولیوں کے سامنے حملہ کرنے کے انداز نے روسی کمانڈر قلی قوف کے سپاہیوں کو کچھ دیر کے لئے مبہوت کر دیا۔

ترک مجاہدین دشمن کی پہلی مشین گن پر پل پڑے اور اسے خاموش کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن باقی دو مشین گنیں سامنے سے بڑھتے ہوئے سواروں پر زبردست گولہ باری کرتی رہیں انور پاشاؒ سب سے آگے تھے اور وہ سب سے پہلے گرے اور وہ اپنے سلیٹی رنگ کے گھوڑے ''درویش'' سے گر گئے۔ گھوڑے کو بھی گولیاں لگیں وہ گھٹنوں کے بل گرا اور پھر لڑھکنے لگا انور پاشاؒ کے تلوار بکف رفقاء گولیوں کی مسلسل برسات کا سامنا کرتے ہوئے ایک کے بعد ایک گرتے رہے آخر تلواریں مشین گنوں کا کب تک مقابلہ کر سکتی ہیں چند ہی منٹوں میں سب تمام ہو گیا۔ پہاڑی کے دامن میں شہداء کے لاشے' قریب المرگ زخمی سپاہی اور گھوڑوں کے اجسام بکھرے ہوئے تھے۔ ایک دو زخمی کسی طرح بچ کر نکل کر گاؤں والوں کو المناک انجام کی کہانی سنانے کے لئے پہنچے مگر مقامی قبائلی 'باسماچی'' گاؤں خالی کر کے جا چکے تھے۔

قلی کوف کے آدمیوں نے نعشوں کا معائنہ کرنے کے لئے ان کو مکمل طور پر بے لباس کر دیا وہ شناختی کاغذات کی تلاش میں تھے ایک جوان رعنا کی لاش کو دیکھ کر وہ کچھ حیران ہوئے جوتر کی طرز کے خاکی کوٹ میں ملبوس اور تسموں والے جرمن بوٹ پہنے تھا لیکن اس کی چست پتلون اور استر خوانی ٹوپی کا ڈیزائن انہوں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اس کی تلوار بھی مختلف طرز کی تھی اور دوربین بھی غیر ملکی ساخت کی تھی ایک جیب سے کچھ خطوط نکلے ایک خط نامکمل تھا اس کی جیب سے قرآن مجید کا ایک چھوٹا سا نسخہ بھی ملا۔ معائنہ سے پتہ چلا کہ اسے سات گولیاں لگی تھیں روسی کمانڈر اس اجنبی کی یقینی شناخت نہ کر سکا اس لئے اس نے برآمد کی گئی تمام اشیاء اور کاغذات ماہرین کے معائنہ کے لئے اپنے ہیڈ کوارٹر تاشقند بھیج دیئے روسی سپاہی عجلت میں گمنام مجاہد کے جسد خاکی کو اس کے خون آلود کپڑوں پر پڑا چھوڑ کر باسماچی باغیوں کے تعاقب میں چلے گئے۔

دو روز بعد ایک مسلمان عالم دین کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے نعش کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ اس عظیم الوطن مسلمان مجاہد کی لاش ہے جو اپنے ملک ترکیہ سے تنسیخ خلافت کے بعد لادین (سیکولر) ترک حکومت سے گردن زدنی قرار پایا اور احیائے خلافت کے لئے متبادل ملک میں اسلامی حکومت کے قیام کا سہانا خواب لے کر روسی ترکستان کی طرف ہجرت کر کے آیا تھا گاؤں والوں نے فوراً سب شہداء کے اجسام اور باقیات کو اکٹھا کیا روسی تب تک وہاں سے روانہ ہو چکے تھے تجہیز و تکفین کا بندوبست ہو رہا تھا کہ انور پاشاؒ شہید کی لاش کی دریافت کی خبر چاروں طرف پھیل گئی ایک اطلاع کے مطابق کوئی پندرہ ہزار سوگوار دور و نزدیک سے اس کرشمہ ساز ہیرو کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے جمع ہو گئے جوان کے ہمراہ ایک عظیم جہاد میں شرکت کے لئے ان کے ملک میں وارد ہوا تھا۔

جنازہ کے بعد شہید کو ایک اخروٹ کے درخت کے تلے ''آب دریا'' کے کنارے ایک بے نشان قبر میں دفن کیا گیا یہ علاقہ ترکی النسل قوم کا مسکن ہے شہید کی خواہش بھی یہی تھی کہا جاتا ہے کہ اب تک ہر سال انور پاشاؒ کی برسی کے موقع پر دور دور سے ان کے مجاہد ساتھیوں کی اولاد کے لوگ ان کی تنہا قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے آتے ہیں اور شہید کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

(۱۸ ستمبر ۲۰۰۲ روزنامہ اوصاف ملتان)

فلسطین میں یہودیت کب، کیوں اور کیسے داخل ہوئی؟

۱۹۳۶ء میں ''اعلان بالفور'' کے تحت یہ طے پایا تھا کہ یورپ اور دیگر علاقوں سے ہجرت کر کے فلسطین میں آباد ہونے کے لیے ہر ماہ تین ہزار یہودی فلسطین میں داخل ہو سکیں گے۔ ۱۹۳۹ء میں دوسری عالمگیر جنگ شروع ہوگئی تو یورپ سے یہودیوں کا اخراج وسیع پیمانے پر شروع ہو گیا۔ بلکہ نازی ڈکیٹر ہٹلر کے برسر اقتدار آجانے کے بعد ہی جرمنی سے یہودیوں کو جبراً نکالنا شروع کر دیا گیا تھا۔ دوران جنگ جوں جوں یورپی ممالک پر نازیوں کا قبضہ ہوتا چلا گیا یورپ سے یہودیو فرار نے ایک خطرناک صورت حال پیدا کر دی فلسطین میں ماہوار تین ہزار یہود کے داخلہ کا کوٹا کاغذ پر ہی رہ گیا۔ یہودی ہر ماہ دس دس، بارہ بارہ ہزار کی تعداد میں آنے لگے، چونکہ وہ ایک متمول قوم کی حیثیت رکھتے تھے اس لئے سپیشل جہاز چارٹر کر کے فلسطین پہنچتے تھے۔ بالفور ڈیکلریشن کے مطابق ہر ماہ تین ہزار یہودی بلا روک ٹوک اور اپنے کاغذات سفر کے بل بوتے پر فلسطین کی بندرگاہوں پر اتر جاتے تھے اس کے بعد باقی ہزاروں یہودیوں سے بھرے ہوئے جہاز ساحل فلسطین سے پیچھے ہٹ کر بین الاقوامی سمندروں میں لنگر انداز ہو جاتے یہودی مہاجرین رات کی تاریکی میں چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں اتر کر یا تیر کر سمندر سے ساحل پر جا پہنچتے اور پھر وہ دن بھر پہاڑوں کی غاروں میں کھجوروں کے درختوں کے ذخیروں میں، کھیتوں، ریت کے ٹیلوں کی اوٹ میں چھپتے رہتے اور راتوں رات سفر اختیار کر کے یہودی بستیوں کا رخ کرتے۔ سینکڑوں عربوں کی گولیاں کا نشانہ بن جاتے تھے سینکڑوں سمندر پار کرتے وقت ڈوب جاتے تھے، اور سینکڑوں دیگر حادثات کا شکار ہو جاتے تھے، لیکن ہزاروں گرتے پڑتے یہودی بستیوں تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔

یہودیوں نے فلسطین میں بالکل ایسا ہی نظام قائم کر رکھا تھا جیسا کہ ہمارے ہاں بنیادی جمہوریتوں کی شکل میں موجود ہے لیکن ان کی یونین کونسلیں جو "غیطو" کہلاتی تھیں محض انتخابی اداروں اور برسر اقتدار پارٹی کی آلہ کار نہ تھیں' بلکہ وہ حد درجہ فعال اداروں کی حیثیت رکھتی تھیں۔ "غیطو" ہی یہودیوں کی پنچائت ہوتی تھی۔ وہی میونسپلٹی ہوتی تھی وہی عدالت ہوتی تھی اور وہی ایک ایسی حکومت کا مضبوط پرزہ ہوتی تھی۔ جو دراصل قائم ہو چکی تھی' لیکن ابھی اس کے وجود کا اعلان نہیں ہوا تھا۔

یہودی مہاجر "غیطو" میں رپورٹ لر کے اسے اپنے تمام کوائف سے آگاہ کر دیتے تھے' اور پوری دیانت داری سے بتا دیتے تھے کہ وہ جہاں سے ہجرت کر کے آئے تھے وہاں ان کی حیثیت کیا تھی۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ جو کچھ بھی اپنے ساتھ لا سکتے تھے مثلاً بانڈز' شیورٹیاں' سیکورٹیاں' جواہرات' زیورات' سونا وغیرہ وغیرہ وہ سب کا سب "غیطو" کے بیت المال میں جمع کرا دیتے تھے' یہودیوں کا یہ بیت المال مختصر سی مدت کے اندر اندر اربہا پاونڈ کی مالیت تک پہنچ گیا۔ فلسطینی عربوں کا یہ حال تھا کہ چند قبائل کے شیوخ کو چھوڑ کر باقی سب مفلس اور قلاش تھے۔ یہودیوں نے اپنے بیت المال سے ان سے کوڑیوں کے مول زمینیں خریدنی شروع کر دیں' اور دوسرے ممالک سے لا تعداد ٹریکٹر اور بلڈوزر درآمد کر دیئے۔ مشینری منگوائی اور ہر بستی میں تعمیراتی سامان کے ذخیرے جمع کر دیئے۔ ہر مہاجر یہودی کنبے کو اس کی حیثیت کے مطابق رہائشی مکان کی تعمیر کے لئے پلاٹ الاٹ کر دیا جاتا۔ مکان کا نقشہ دے دیا جاتا "غیطو" کے سٹور سے سامان تعمیر فراہم کر دیا جاتا کہ وہ سب سے پہلے سر چھپانے کے لئے مکان تعمیر کر لیں۔ مکان کا کرایہ اس حساب سے مقرر ہوتا تھا کہ ۱۹ برس میں مکان کی قیمت ادا ہو جائے' اور مالکانہ حقوق قابض کو تفویض کر دیئے جائیں۔

بنجر زمینیں کوڑیوں کے مول عربوں سے خرید کر ٹریکٹر اور بلڈوزروں کی مدد سے ہموار کر کے قابل زراعت بنائی گئیں' ٹیوب ویل نصب کئے گئے' مرد زمینوں کو درست کرنے میں مصروف رہنے لگے تو عورتیں اور بچے مکانات کی تعمیر اور گھریلو صنعتوں سے متعلق مختلف سرگرمیوں میں لگ گئے' اور میں نے [illegible] آنکھوں سے دیکھا کہ ہم تین چار سال پہلے فوجی نقل و حرکت کے سلسلہ میں جن ایسے [illegible] گزر چکے تھے جہاں ریت کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا اور [illegible] پر عرب تربوز کے بیج یا مکئی

یا گیہوں کے بیج پھینک دیتے تھے اور اگر بارش ہو جائے تو اچھی بری فصل پیدا ہو جاتی تھی۔ وہ ریت کے ٹیلے اور صحرا مالٹے، ناشپاتی خوبانی اور دیگر ثمر دار اشجار کے باغات میں تبدیل* ہو چکے تھے، ان باغات سے ملحق فروٹ انڈسٹری کی فیکٹریاں قائم ہو چکی تھیں، جن میں لڑکے لڑکیاں اور عورتیں دن رات پھل میووں کی اشیاء تیار کرتی دیکھی جاتی تھیں اور اس صنعت پر یہودیوں کی مکمل اجارہ داری قائم ہو گئی تھی، چنانچہ اتحادیوں کی افواج متعینہ مشرق وسطیٰ کی کینٹینوں اور نافی شاپس (NAHFI SHOPS) "نیوی آرمی اینڈ ایئر فورس انسٹی ٹیوٹ کی دکانیں" میں مشروبات اور نفیس اغذیہ مثلاً شرابیں شربت، اچار، چٹنیاں، مربے، مارملاڈ۔ کیک جام اور ڈبوں میں بند ہر قسم کی اشیاء انہی یہودیوں فیکٹریوں کی ہوا کرتی تھیں، شاید ہی ان میں سے کوئی ایسی چیز ہو جس پر (MADE IN PALESTINE) نہ لکھا ہو۔

اس کے ساتھ ہی قومی رضا کاروں اور لیبر کور کے نام سے یہودیوں نے نوجوانوں کو فوجی تربیت بھی دینا شروع کر دی۔ اور جب ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کی حکومت قائم ہوئی اور مشرق وسطیٰ کی چھاتی پر یہ ناسور عملی طور پر وجود میں آ گیا تو وہاں پہلے سے صنعت و حرفت بھی موجود تھیں۔ بنک بھی تھے، تجارتی سنڈی کیٹ بھی تھے، فوج بھی تھی، آب پاشی، صنعت و حرفت، زراعت اور کان کنی سے متعلق تمام سکیمیں اور منصوبے بھی پہلے سے تیار تھے، یہودیوں نے سب سے زیادہ ترقی قرآن حکیم اور انجیل سے استفادہ کر کے کی۔

ایک خاص ریسرچ سنڈی کیٹ قائم کیا گیا جس میں عربی اور طبرانی زبانوں کے ماہر مذہبی لیڈر سال بھر تحقیق و تدقیق میں مصروف رہتے تھے، یہودیوں کے پاس اپنی الہامی کتاب تورات تو تھی ہی نہیں لیکن انہوں نے قرآن حکیم اور قدیم انجیل کی آیات کے مطالعہ اور ان کے مضامین کے تجزیہ اور مزید تحقیق سے بڑا فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے عاد و ثمود کی قوم پر قہر خداوندی کا نزول آگ اور پتھر کیسے بستیوں پر برسے، اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ وہاں یقیناً زمین کے نیچے آتشگیر مادوں مثلاً گیس یا تیل کے ذخائر ہوں گے پیغمبروں کی اس سرزمین میں سروے کیا گیا وہ جگہ ڈھونڈ لی گئی جہاں عاد و ثمود آباد تھے اور وہاں سے پٹرول نکال لیا۔ حضرت سلیمان کی تانبے کی کانوں کا ذکر انجیل میں پڑھا تو بحیرہ روم کے کنارے تانبے کی کانیں دریافت کر لیں، جن سے سالانہ دو لاکھ ٹن

تانبہ نکالا جاتا ہے۔

انجیل میں پڑھا کہ فلاں مقام پر حضرت داوٗد علیہ السلام اپنی گائیں چرا رہے تھے‘ گائیں ادھر ادھر پھیل گئیں‘ لیکن لحنِ داوٗدی سنتے ہی وہ پھر اکٹھی ہوگئیں اس واقعہ کا بھی تجزیہ شروع کیا گیا۔ اگر اس زمانے میں حضرت داوٗد وہاں گائیں چراتے تھے تو یقیناً گھاس اور درخت ہوتے ہوں گے‘ اور نباتات پانی کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتی‘ یہ جگہ اب لق و دق بنجر علاقہ ہے‘ وہ پانی کہاں سے آتا تھا؟ اسرائیل میں سالانہ صرف (سواتین انچ) بارش ہوتی ہے‘ پھر اس زمانے میں یہ علاقہ شاداب کیونکر تھا؟ بس جناب متعلقہ محکموں کے ماہرین نے تحقیق اور سروے شروع کردیئے اور دو سال کے اندر اندر یہ انکشاف ہوا کہ اس علاقے میں دو ہزار سال سے مٹی کے پہاڑوں کا ٹوٹا پھوٹا سلسلہ سمجھا جاتا رہا تھا۔ وہ دراصل داوٗد علیہ السلام کے زمانے میں ایک بڑا (DAM) بند تھا۔ اس ٹوٹے پھوٹے بند کو از سرِ نو درست کیا گیا اور سال بھر میں (سواتین انچ) بارش سے اتنا پانی کا ذخیرہ جمع کرلیا گیا کہ اس ڈیم سے نہریں نکال کر خشک زمینوں کی آب پاشی کرکے اس علاقے کو زرخیز زرعی علاقے میں بدل دیا گیا غور کرنے کا مقام ہے کہ ''یقین محکم'' اور کسے کہا جاتا ہے قرآن اور انجیل سے عملی استفادہ کون کررہا ہے؟ اتحاد‘ اخوت‘ محنت‘ دیانتداری‘ اور استقلال ایسے اوصاف ہیں جنہیں قدرت کے عالمگیر قوانین کی حیثیت حاصل ہے ان پر کافر اور ملحد بھی عمل پیرا ہو تو اسے فائدہ پہنچے گا۔ اور ان سے انحراف کرنے والے مومن اتنا ہی نقصان اٹھائیں گے جتنا کہ ان پر عمل کرنے والے غیر مومن فائدہ اٹھاسکیں گے۔

دنیائے عرب کی افسوسناک حالت

یہودیوں کے مقابلے میں راقم الحروف نے عربوں کی زندگی بھی دیکھی بیان کرتے ہوئے دکھ ہوتا ہے‘ لیکن اس کا کیا علاج کہ عربوں کے طور بتا رہے تھے کہ ایک نہ ایک دن ان پر ضرور کڑی آزمائش کی گھڑی آئیگی اور یہودی قوم اتحاد یقین محکم اور تنظیم کی بدولت کامیابی حاصل کرلے گی‘ عرب زمینداروں اور کسانوں کی اکثریت تربوز۔ مکئی۔ گندم۔ جو یا دیگر اجناس کی کھڑی فصلیں یہودیوں کے ہاتھ فروخت کردیتی تھی۔ اور اعراب فلسطینی ہوں یا عراقی ہوں یا اردنی عرب‘ قیمت وصول کرکے چند دینار بال بچوں کو قوت لایموت کے لئے دے کر باقی رقم اپنے کیسوں میں بھر کر

شہروں کا رخ کر لیتے اور دو تین مہینے وہاں دن بھر جوا کھیل کر اور راتیں لہو ولعب اور عیاشی کے مشغلوں میں گزار کر پھر قلاش گھروں کو لوٹ آتے تھے۔

عبا وقبا میں ملبوس باریش اور ایمان افروز صورتوں والے اعراب قحبہ خانوں میں اور بازار حسن میں ہر طرح کی اخلاق سوز حرکات کرتے دیکھے جاتے تھے' بازاروں اور گلی کوچوں میں عرب بھکاریوں اور اور بھکارنوں کے سوا کبھی کسی اور قومیت کا فرد بھیک مانگتا ہوا نظر نہ آیا۔ حتیٰ کہ یہ بھی المناک منظر دیکھنے میں آیا ہے کہ اچھی خاصی پوزیشن میں ملبوس عرب بچے سکول جا رہے ہیں اور راہ میں جاتے جاتے ہندوستانی فوجیوں سے "رفیق بخشیش" کی صدا لگا کر دو چار فلس کی بھیک وصول کر رہے ہیں۔ دکاندار بددیانت اور جھوٹے' تاجر مکار' سرکاری ملازم راشی اور متمول افراد عیاش۔

تفرج اور تعیّش

ایک قابل ذکر واقعہ ملاحظہ ہو' عراق میں اگرچہ کونسل آف ایجنسی قائم تھی کیونکہ شاہ فیصل ثانی مرحوم نابالغ تھے' اور حکومت امیر عبداللہ اور وزیر اعظم نوری السعید پاشا کی کہی جاتی تھی۔ لیکن دراصل عراق میں چند قبائل شیوخ کا راج تھا دوسری عالم گیر جنگ کے دوران ان کو حکومت برطانیہ ششماہا وظائف دیتی تھی۔ جسے **SUBSIDY** کہا جاتا تھا۔ اور ہر وظیفہ لاکھوں پونڈ ہوتا تھا۔ یہ شیوخ ہر چھ ماہ بعد بغداد میں آکر اپنے وظائف برطانوی سفارت خانے سے وصول کیا کرتے تھے' اور دو دو ہفتے ایک ایک ماہ بغداد میں قیام کر کے داد عیش دیا کرتے تھے اور اس عیش کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جا سکتا ہے کہ وہ جب رات کے وقت قحبہ خانوں یا کیبریز **CABARETTES** یعنی رقص خانوں میں جاتے اور پیشہ ور رقاصاؤں اور بیسواؤں کو ایک رات کے لئے باقاعدہ نیلامی کی بولیوں کی طرح بولیاں دے کر حاصل کیا جاتا تھا۔ اور بعض اوقات ایک رات کی عیاشی کے لئے بولی تین ہزار دینار یعنی ۴۰' ۴۰ ہزار روپے تک جا پہنچتی تھی۔

غرضیکہ جہاں اسرائیل کی سنگلاخ زمین سے نکال کر بنجر اراضی کو سبزہ زاروں کھیتوں اور باغات میں بدل کر' پہاڑوں کے جگر چیر کر معدنیات نکال کر اور عورتوں اور بچوں کو لیبر فورس میں بدل کر اور مردوں کو مشقت پسند اور جفاکش مزدور یا سپاہی بنا کر یہودیوں نے بے پناہ طاقت حاصل کر لی وہاں عربوں کو قدرت نے تیل کی دولت تو بخشی لیکن وہ تیل ان کے حق میں لہو ولعب اور تعیش کا

زہر قاتل بن گیا۔

میں نے ۱۹۴۵ء کے جون کے مہینہ میں یروشلم اور حیفا کے درمیان سفر کرتے ہوئے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ سخت گرمی پڑ رہی تھی اور درجہ حرارت ۱۲۲ تھا ہر دس بارہ میل کے بعد مجھے بارہ سال کی عمر سے لے کر پندرہ سولہ سال تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کے گروہ دکھائی دیئے جو خاکی وردیوں میں ملبوس تھے، پیدل مارچ کر رہے تھے اور چلتے چلتے تنکوں کی ٹوپیاں ریشم یا اون کی نکٹائیاں کاغذ کے پھول اور کھلونے بناتے جاتے تھے، آخر ایک گروہ کو روک کران کے مونیٹر سے میں نے پوچھا کہ وہ کیا کرتے پھرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہودی بچوں کو گرمی کی تعطیلات کے لئے یہ کام ملا ہے کہ وہ آٹھ ہفتوں کے اندر اندر حیفا سے یروشلم تک آنے جانے کا سینکڑوں میل کا سفر پاپیادہ کریں ریل۔ بس یا کسی سواری پر ایک درہم بھی صرف نہ کریں کسی کا عطیہ قبول نہ کریں۔ خود چیزیں بنائیں بیچیں اور ان سے حاصل شدہ آمدنی سے اپنی ضروریات پوری کریں انہیں ہر قریہ ہر قصبہ اور ہر شہر کے ''غیطو'' سے یہ تصدیق کرانا ہوتی تھی کہ وہ ان اصولوں پر عمل کر رہے تھے، ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ یہودی قوم اپنی آنے والی نسل کو کس قدر جفاکش مشقت پسند اور باحوصلہ بنا رہی تھی۔ چنانچہ یہی وہ بچے تھے جو ۱۹۵۶ء میں جوان ہو چکے تھے، اور جنہوں نے اس زمانہ میں بھی مصری افواج کو بری طرح پیٹا تھا۔ (''عرب اور اسرائیل'' سے ماخوذ)

ملا محمد عمر کا اچانک ظہور

یہ اکتوبر ۱۹۹۴ء کی ایک شام تھی۔ افغانستان کے جنوبی شہر قندھار کے مضافات میں براتیوں سے بھری ایک بس جا رہی تھی۔ اچانک ایک سنسان سی جگہ جدید ترین اسلحے سے لیس ایک گروہ نے بس روک لی۔ ان کا تعلق ''عصمت ملیشیا'' نامی ایک گروہ سے تھا جو خود کو ''مجاہدین'' کہلواتے تھے۔ گروہ کے کمانڈر نے تمام مسافروں کو نیچے اتار کر قیمتی سامان اور نقدی حوالے کرنے کا حکم دیا۔ اچانک اس کی نظر روایتی قبائلی عروسی لباس میں ملبوس دلہن پر پڑی۔ دلہن کی خوبصورتی نے اسے سحر زدہ کر دیا اور اس کے شیطانی ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ اس نے بڑے کرخت لہجے میں براتیوں سے کہا کہ یہ تو ہمارے قبیلے کی خاتون ہے جو کچھ عرصہ قبل گم ہو گئی تھی۔ تم لوگوں کو ہمت کیسے

ہوئی ہماری ''عزت'' پر ہاتھ ڈالنے کی۔ یہ کہہ کر اس نے بلاتوقف اپنی اسٹین گن سیدھی کی اور دلہا کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے دلہن کو پکڑا اور جیپ میں ڈال دیا۔ مزاحمت کرنے پر دو اور افراد کو گولی ماردی گئی۔ یہ گروہ اس بہیمانہ واردات کے بعد آناً فاناً غائب ہو گیا۔

مسافروں میں ایک ۳۷ سالہ مجاہد طالب علم بھی شامل تھا جو نہتا ہونے کے باعث بے بس کھڑا تھا۔ یہ غیور افغان غصے سے پیچ وتاب کھاتا ہوا قندھار اپنے مدرسے میں پہنچا۔ عصمت ملیشیا کی اس درجہ گھٹیا کارروائی سے وہ دنگ رہ گیا۔ افغانستان میں جاری اقتدار کی رسہ کشی اور نام نہاد جہادی لیڈروں کے لالچ اور منافقت سے وہ پہلے ہی تنگ تھا۔ اس نے علاقے کے علماء کو بلایا اور انہیں بتایا کہ نام نہاد مجاہدین یہ کچھ کر رہے ہیں۔ علماء نے متفقہ طور پر فتویٰ دیا:

> ''ان چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں اور لٹیروں کے خلاف جہاد فرض ہے۔ جہاد کرتے ہوئے جو مارا جائے گا وہ شہید کہلائے گا جبکہ مخالفین میں سے جو مرے گا وہ مردار اور جہنمی ہوگا۔''

ملا عمر نامی اس مجاہد نے اس فتوے کے بعد علماء، دکانداروں اور دوسرے شرفاء کی مدد سے ''طالبان'' کو منظم کیا اور سپین بولدک سے جہاد کا آغاز کر دیا۔ طالبان نے عصمت ملیشیا اور اس کے کمانڈر امیر لالہ کا خاتمہ کر دیا۔ برہان الدین ربانی کا کمانڈر نقیب اللہ اور حکمت یار کا کمانڈر سرکاتب بھی جرائم پیشہ تھے، لہٰذا ان کا بھی سر کچل دیا گیا۔ طالبان کا منشور بہت مختصر تھا:

> ''امن و امان قائم کریں گے، راستے کھولیں گے، زنجیریں توڑیں گے اور اسلامی شریعت نافذ کریں گے۔''

قرآن مجید کو انہوں نے ہاتھ میں لیا اور نکل پڑے۔ لوگ ربانی، حکمت یار کی جنگ اور دیگر جرائم پیشہ عناصر سے تنگ آئے ہوئے تھے، اس لئے انہوں نے طالبان کا خیر مقدم کیا۔ دیگر جماعتوں کے مجاہدین اور علاقائی کمانڈر اس میں شامل ہوتے گئے۔

مذکورہ بالا واقعے کے راوی معروف کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی ہیں۔

(اردو ڈائجسٹ اکتوبر ۱۹۹۸ء۔ از محمد عامر ہاشم خاکوانی)

......☆......

ورلڈ ٹریڈ سنٹر

(۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء میں تباہی سے قبل ایک پاکستانی سیاح کے مشاہدات)

''ہم گھر سے دنیا کی سب سے زیادہ بلند عمارت ورلڈ ٹریڈ سنٹر دیکھنے کا ارادہ کر کے نکلے تھے۔ مین ہٹن پہنچنے کے بعد لبرٹی مارکیٹ اور ویسٹ کے درمیان واقع ۱۱۶ ایکڑ رقبے پر محیط بنکوں' ریستورانوں' دکانوں' دفاتر اور تجارتی نمائش کی دلچسپ جگہوں کو دیکھتے ہوئے اب ہم دو ایک جیسے بلند ٹاورز کے قدموں میں کھڑے تھے۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے نام سے تو ہم اس وقت سے واقف تھے جب ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ کی بلند ترین عمارت کی حیثیت سے شہرت دھندلانے لگی تھی۔ تصاویر بھی اکثر و بیشتر نظروں سے گذرتی رہتی تھیں لیکن آج جب ہم اس کے بالکل سامنے کھڑے تھے تو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ان ٹوئن ٹاورز میں سے ہر ایک کی ۱۱۰ منزلیں ہیں۔ ٹاور نمبر ۲ کے اوپر کی منزل مشاہداتی کہلاتی ہے۔ یہ ٹاورز زمین سے ۱۳۷۷ فٹ بلند ہیں اور ان کی سیر کرنے کے لئے لائن میں کھڑے ہو کر ٹکٹ لینا پڑتا ہے۔ قطار بڑے لان کے آخری سرے تک جا کر پھر مڑ آتی تھی اس طرح ٹریڈ سنٹر کے نیچے سارا خالی پلیٹ فارم ان لائنوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہم بھی لائن میں لگ گئے۔ نیویارک کی رنگارنگی یہاں پوری طرح عیاں تھی۔ ان لائنوں میں چینیوں اور کوریائی باشندوں کے علاوہ پاکستانی۔ ہندوستانی خاص طور پر مدارسی اور کیرالہ والوں کے علاوہ پاکستانیوں کی بھاری اکثریت قدم قدم آگے بڑھ رہی تھی۔ فیملیاں ہی فیملیاں نظر آ رہی تھیں۔ ہر فیملی عام طور پر اپنے روائتی لباس میں تھی اور آپس میں اپنی اپنی بولیاں بول رہی تھیں۔ ہندوستان اور کراچی کے لوگ اردو بولتے تو صاف پہچانے جاتے اور پنجاب سے آئے ہوئے لوگ بھی اپنی شکلوں لباس اور بولی کی وجہ سے نمایاں تھے۔ ایک چیز جو قدرے کھٹکتی تھی وہ یہ کہ یہ پتہ چل جانے کے باوجود بھی کہ ہم سے آگے پیچھے یا ساتھ کھڑے ہوئے لوگ ہمارے اپنے وطن کے ہیں' کوئی ایک دوسرے سے سلام دعا یا تعارف کی ضرورت محسوس نہیں کرتا تھا اور اس دیارِ غیر میں بھی ایک زبان ایک کلچر اور ایک وطن سے تعلق ہونے پر بھی ہر ایک دوسرے سے اجنبیت کی دیوار حائل رکھنا چاہتا تھا۔ ہندوستانی عورتیں یہاں بھی پان چبا رہی تھیں۔

گجراتی اور کاٹھیاواڑی عورتیں گھٹیا ساڑھیوں میں ملبوس تھیں ایسی ساڑھیاں جن میں وہ اپنے پورے پیٹ اور کمر کو چھپانے کی بالکل ضرورت محسوس نہ کرتیں۔ پنجابی عورتیں قمیص شلوار اور سکھ عورتیں بھی کم وبیش اسی لباس میں تھیں۔ قطاریں لمبی ہونے کے باوجود ایک ڈیڑھ گھنٹہ کے اندر سارے فاصلے طے کر کے ہر ایک لفٹ کے دروازے تک پہنچ جاتا تھا اور رنگا رنگ کے لوگوں کے مطالعہ میں یہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ گذرتے پتہ بھی نہ چلتا۔

۱۹۹۰ء میں اسی ٹریڈ سنٹر ٹاور کو دھماکے سے اڑانے کی کوشش کی گئی جس میں چھ سیاح ہلاک اور ۲۰۰ زخمی ہو گئے تھے۔ بعد میں دھماکہ کرنے کے الزام میں نیوجرسی کی ایک مسجد کے نابینا امام **عمر عبدالرحمٰن** اور اس کے بہت سے عقیدت مندوں کو حراست میں بھی لیا گیا جن پر ایک عرصہ تک مقدمہ چلتا رہا۔

ٹریڈ سنٹر کی آبزرویشن ڈیک زمین سے چوتھائی میل بلند ہے۔ اور یہاں کھڑے ہوئے آپ کو پورا نیویارک اپنے قدموں میں محسوس ہوگا جس کے مختلف حصے ہمہ جہت بکھرے پڑے ہوں گے۔ جنوب میں نیویارک بندرگاہ اور عظیم الشان مجسمہ آزادی اور تاریخی جزیرہ ایلس نظر آئے گا جب کہ شمال میں نیویارک مڈٹاؤن کی فلک بوس عمارتیں اپنی عظمت وشکوہ کی داستانیں کہتی ملیں گی۔ مغرب کی جانب نظر اٹھائیں تو نیوجرسی کا شہر اور **مشرق کی طرف** بروکلین کا علاقہ ہوگا۔

اس کی سب سے اوپر والی منزل جسے آبزرویشن ڈیک کہتے ہیں ہر طرف سے شیشے سے کور ہے اس کی ۲۳۲ کھڑکیاں ہیں جو چاروں طرف کے ناقابل فراموش اور سدا یادگار منظر پیش کرتی ہیں اس کے اوپر بھی آؤٹ ڈور اوپن آبزرویشن ڈیک ہے۔ ہر ایک آبزرویشن ڈیک پر ۷۰ سے زیادہ بوتیک گفٹ شاپ۔ بک سٹال۔ فوٹوگرافی کی دکانیں۔ ہوٹل اور ریسٹورنٹ ہیں جو صبح ساڑھے سات بجے سے شام ساڑھے چھ بجے تک کھلے رہتے ہیں۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر دیکھنے کے لئے آنے والوں کے لئے پارکنگ کا انتظام اس کی بیسمنٹ میں کر دیا گیا ہے۔ اس سنٹر کو ہر روز تقریباً دولاکھ لوگ دیکھنے کے لئے آتے ہیں اور پچاس ہزار افراد اس سنٹر کے اندر موجود دفاتر اور اداروں میں کام کرتے ہیں۔

اس سنٹر کا ڈیزائن منورو یاماساکی نے تیار کیا تھا اور نیویارک اور نیوجرسی کی پوسٹ اتھارٹی

نے بین الاقوامی تجارت کے ہیڈکوارٹر کے طور پر تعمیر کیا تھا۔اس کی تعمیر ۱۹۶۶ء میں شروع اور دسمبر ۱۹۷۰ء میں مکمل ہوئی تھی۔اب اس کے موجودہ نام ونسب سے اپریل ۱۹۷۳ء میں منسوب کیا گیا تھا۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو اس وقت دنیا کی سب سے بلند عمارت کا اعزاز حاصل ہے اب شکاگو میں بھی اس جیسے بلند ترین ٹاور تعمیر کر لئے گئے ہیں اور انہیں اتنا اونچا لے جایا جارہا ہے کہ یہ اعزاز اس عمارت سے چھن جانے کو ہے۔اس سے پہلے یہ اعزاز ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ کو حاصل تھا۔ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی ۱۱۰ منزلوں میں سے ۱۰۷ منزلیں لفٹ کے ذریعے طے کرنا پڑتی ہیں۔لفٹ کا ٹکٹ سات ڈالر فی کس ہے۔لفٹ ایک بہت بڑے مربع نما کمرے میں لگی ہے یہ کمرہ جس میں بیک وقت پچاس سیاح کھڑے ہو سکتے ہیں جب بھر جاتا ہے تو ڈیڑھ منٹ میں ۱۰۷ منزلیں طے کر کے سیاحوں کو اوپر پہنچا دیتا ہے۔لفٹ روم میں داخل ہوتے ہی ہر سیاح چونک اٹھتا ہے کیونکہ کمرے کی دیواروں پر دنیا بھر کی معروف زبانوں میں استقبالی کلمات لکھے نظر آتے ہیں۔یہاں اردو میں ''خوش آمدید'' پنجابی میں ''جی آیاں نوں'' عربی میں ''اھلاً وسہلاً مرحبا'' انگریزی میں ''ویلکم'' اسی طرح ''ہندی'' بنگالی، ملیالم، گورمکھی، چینی، جاپانی، فرانسیسی اور سپینش وغیرہ میں خیر مقدمی جملے لکھے ہیں۔ لفٹ نے دیکھتے ہی دیکھتے ہم سب کو ۱۰۷ ویں منزل پر لے جا کر اتار دیا۔وہاں سے باہر نکلے تو ٹاور میں ہر طرف شیشے ہی شیشے لگے ہوئے تھے۔اور نیویارک ہمیں نیچے،بہت نیچے تحت الثریٰ میں سویا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔اس فلور پر بہت سی دکانیں۔ہوٹل اور بک شاپس تھیں اور ایلی ویٹر چل رہے تھے ہم ایلی ویٹر کے ذریعے آخری منزل یعنی ٹاور کی آبزرویشن ٹاپ پر پہنچے۔یہاں سینکڑوں سیاح اور بیسیوں جوڑے مووی اور سٹل کیمروں سے تصویریں بنانے میں مصروف تھے۔چاروں طرف کھلی فضا میں دوربینیں نصب تھیں۔جن میں ایک کوارٹر کا سکہ ڈال کر دور کے مناظر کو صاف دیکھا جا سکتا تھا۔اب ہم خود کو زمین سے بہت بلندی پر اور آسمان سے بہت قریب محسوس کر رہے تھے۔موسم صاف تھا اس لئے چالیس پچاس میل تک کا علاقہ نیوجرسی کا شہر اور اس سے بھی پرے کا علاقہ راستے میں پڑنے والے عظیم الہیت پل اور بڑے بڑے دریا ندی نالوں کی طرح پھیلے نظر آرہے تھے۔ جھیلوں باغات اور جنگلوں کے سلسلے بھی ہر طرف بکھرے ہوئے تھے جہاز پاس سے گذرتے تو یوں لگتا جیسے ہوائی جہاز نیچے ہوں اور ہم اوپر۔ہم نے بھی اس جگہ خوب جی بھر کر تصویریں کھینچیں اور

فلمیں بنائیں وہ تصویریں جو ساری زندگی کی یادگار تھیں۔ جب وقت یہاں پہنچ کر ختم گیا تھا۔ واپسی پر سارا ڈیڑھ منٹ لگا اور ہم نیچے پہنچ چکے تھے جہاں سے ٹکٹ خریدے تھے۔

(بادباں کھول دو از وحید قیصر)

القاعدہ اور خفیہ ہاتھ

افغانستان میں ایک جنگ میدان میں لڑی جا رہی تھی مگر اصل اور اہم معرکہ میڈیا اور کیمروں کی آنکھ سے دور خفیہ ایجنسیوں کے درمیان لڑا جا رہا تھا' اسامہ بن لادن اور ان کے رفقاء کار کی تلاش کے لئے اس خفیہ جنگ میں جہاں عالمی ایجنسیوں کی معاونت کے فرائض مغربی اور علاقائی میڈیا سے تعلق رکھنے والے افراد سرانجام دے رہے تھے وہاں دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی اور انسانی وسائل بھی وافر مقدار میں استعمال کئے گئے، پہلی مرتبہ امریکی فوج کے ساتھ کروڑوں ڈالر نقدی کی شکل میں افغانستان بھیجے گئے تا کہ ہنگامی صورتحال میں موقع پر رشوت دے کر مطلوبہ افراد کے متعلق معلومات حاصل کی جا سکیں، مگر افغانستان کے پہاڑوں اور غاروں نے اسامہ اور ملا عمر کو اُگلنے سے انکار کر دیا۔ اس جنگ نے جہاں جہادی تنظیموں کے بہت سے کمزور پہلوؤں کو اجاگر کر کے طشت از بام کیا ہے وہاں ذرائع کے مطابق ایک فائدہ یہ بھی ہوا ہے کہ دنیا بھر کا جہادی نیٹ ورک ان کمزوریوں کے ازالے اور اپنی اصلاح کے لئے تیزی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔

پیرس کے ذرائع کے مطابق فرانسیسی ادارہ برائے قومی سلامتی کے ارکان کے مطابق امریکہ اور برطانیہ کے خفیہ اداروں نے اسامہ بن لادن کی تلاش کے لئے تین طریقے استعمال کئے جن میں اسامہ بن لادن اور ان کے رفقاء کار کی ٹیلی فون گفتگو کے ذریعے ان کے خفیہ مقامات کا پتا چلانا بھی شامل تھا ان میں اسامہ کے وہ رفقاء کار بھی شامل ہیں جو دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بحری، بری اور فضائی وسائل میں نصب سننے کے جاسوسی آلات ہمہ وقت اس مشن پر معمور ہیں۔

اسامہ کی تلاش کا دوسرا طریقہ ان قوتوں نے رات دن کی فضائی نگرانی کی شکل میں اختیار کیا اس مقصد کے لئے جدید ترین راڈ طیارے **Jointstarseec** کا استعمال کیا گیا۔ تیسرا طریقہ **Dc 130** بمبار طیاروں کا استعمال تھا۔ ان طیاروں میں ایسے حساس کیمرے نصب تھے جو پہاڑوں کے اوپر گشت کے دوران ہلکی سی حرارت محسوس کر کے غاروں میں چھپے افراد کی نشان دہی کر

سکتے تھے۔ تیسرا طریقہ بین الاقوامی اور علاقائی سطح پر ایسے لوگوں کا بڑی تعداد میں بھرتی کرنا تھا جو ڈالروں کے عوض اسامہ بن لادن، ملا عمر اور ان کے ساتھیوں کے خفیہ ٹھکانوں کی نشاندہی کر سکیں۔

پیرس کے ذرائع کے مطابق اسامہ بن لادن سے متعلق خفیہ معلومات سی آئی اے کو فروخت کرنے والوں میں سے ایک کا تعلق مصر کی اسلامی تحریک ''الجماعۃ الاسلامیہ'' سے ہے۔ اس کا نام مصلحتاً ظاہر نہیں کیا گیا اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس جماعت کی قیادت میں چوتھے درجے پر آتا تھا یعنی ایمن الظواہری، ابوحفص اور رفاعی احمد طٰہ کے بعد اس کا نمبر آتا تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسامہ بن لادن سے اختلاف کی وجہ سے ۱۱ ستمبر کے واقعات کے بعد اس نے افغانستان کے ایک پڑوسی ملک سے امریکیوں کے ساتھ رابطہ قائم کیا تاکہ انہیں القاعدہ کے ارکان اور ان کی نقل و حرکت اور القاعدہ کے عالمی نیٹ ورک کے بارے میں مطلع کر سکے، جب سی آئی اے کے ارکان نے اس سے براہ راست ملاقات کی تو اس نے حیرت انگیز انکشافات کیے۔ اس نے امریکیوں کو باور کرایا کہ اسامہ بن لادن امریکی کارروائیوں کے خلاف جراثیمی ہتھیار استعمال کر سکتا ہے۔ پیرس کے ذرائع کے مطابق یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں تھا جس میں اسامہ کے بارے میں امریکیوں کو مخبری کی گئی ہو بلکہ اس سے پہلے مارچ ۲۰۰۲ء میں امریکی سی آئی اے نے مصری اسلامی تحریک کے ایک بڑے رکن محمد الظواہری المعروف مھندس (ایمن الظواہری کے بھائی) کو مصر سے افغانستان جاتے ہوئے عرب امارات میں ٹرانزٹ کے دوران اپنی تحویل میں لے لیا تھا، سی آئی اے حکام نے محمد الظواہری پر بے پناہ تشدد کیا اور دھمکی دی کہ اگر اس نے امریکیوں کے ساتھ تعاون نہ کیا تو اسے مصری حکومت کے حوالے کر دیا جائے گا۔ محمد الظواہری سے افغانستان میں القاعدہ اور اس کے قائدین کے ذرائع مواصلات اور جدید تکنیک کے بارے میں امریکیوں نے مفید معلومات حاصل کیں خاص طور پر ان قائدین کے زیر استعمال سٹیلائٹ ٹیلی فونوں کے بارے میں تاکہ القاعدہ کی افغانستان میں نقل و حرکت کے بارے میں جاسوسی آسانی کے ساتھ کی جا سکے۔ فرانسیسی ذرائع کے مطابق معلومات حاصل کرنے کے بعد محمد الظواہری کو حیرت انگیز طور پر رہا کر دیا گیا! جو امریکیوں کا ایک طریقہ واردات ہے اس سلسلے میں شاید پردہ کئی سال بعد اٹھ سکے۔

فرانسیسی ادارہ برائے قومی امن کے ایک ذمہ دار آفیسر کے مطابق افغانستان کی جنگ

شروع ہونے سے چند ہفتے قبل امریکیوں کو سب سے زیادہ کامیابی طالبان کے اندر اس نیٹ ورک کے ذریعے حاصل ہوسکی جو آئی ایس آئی کے ایک سابق ڈائریکٹر جنرل کے دور میں قائم کیا گیا تھا، جنگ کی ابتدا ہی میں اس نیٹ ورک کے ذریعے طالبان صفوں میں بہت سے لوگ داخل کیے گئے تھے جن میں ایک تاجمین جاوا (Tajmin Jawa) ملا محمد عمر کے بہت قریب تصور کیا جاتا تھا۔ اسی کے ذریعے طالبان قیادت کو ایسے مواصلاتی ذرائع مہیا کیے گئے تھے جن میں لگے خفیہ آلات کی مدد سے امریکی طالبان فورس کی نقل وحرکت اور جنگی منصوبوں کو آسانی کے ساتھ اپنے مشاہدے میں رکھ سکتے تھے۔

اس سارے تناظر میں سب سے زیادہ تباہی تین سٹیلائٹ فونوں نے مچائی، یہ ٹیلی فون ۱۱ ستمبر کے واقعات سے پہلے دیگر آلات کے ساتھ ساتھ "مہیا کردہ" تھے جس نے بعد کے واقعات میں ایجنسیوں کی جنگ میں انتہائی اہم اور فیصلہ کن کردار ادا کیا، ان ہی کی مدد سے جنگ کے شروع میں امریکیوں نے بعض حساس ٹھکانوں پر بمباری کی تھی' ایسے ہی آلات کے ذریعے مغربی ایجنسیاں اسامہ اور القاعدہ کے دیگر رہنماؤں کے ساتھ ساتھ طالبان میں اسامہ کے دوستوں کی جاسوسی کرتی رہیں' ان تین سٹیلائٹ ٹیلی فونوں نے امریکی اور دیگر مغربی ایجنسیوں کو اسامہ اور ملا محمد عمر کے بہت نزدیک پہنچا دیا تھا۔

ان ٹیلی فونوں میں سے ایک سیٹ القاعدہ کے ملٹری چیف ابوحفص کے استعمال میں تھا جس کا نمبر ۹۲۸۲۸۳۷۶۵۵ تھا۔ یہ ٹیلی فون ابوحفص کی شہادت سے ایک ماہ قبل القاعدہ تنظیم کے ایک فرد کے ذریعے لندن سے خریدا گیا تھا اس ٹیلی فون کی جانچ پڑتال افغانستان میں القاعدہ کے الیکٹرانک کے ماہرین نے کی تھی۔ اس کے لئے ابوحفص اسے اطمینان سے استعمال کر رہے تھے مگر برطانوی ایجنسی نے القاعدہ میں موجود اپنے ایجنٹ کے ذریعے اس فون کی خریداری سے پہلے ہی اس میں سننے کے آلات نصب کر دیئے تھے۔ اس اطمینان کے لئے کہ اس میں کوئی خفیہ آلہ نہ نصب ہو اس فون کے ذریعے آزمائشی طور پر کئی ممالک میں کالیں کی گئی تھیں۔ سٹیلائٹ فون پر بات کرنے کے فوراً بعد ابوحفص اپنی جگہ تبدیل کر لیتے تھے۔ اسی دوران ۱۱ ستمبر کے واقعے کے چند روز بعد برطانوی ایجنسی نے ابوحفص اور دبئی میں موجود ایک غیر معروف شخص کے درمیان گفتگو بھی سنی جس

کی بنیاد پر برطانویوں نے دعویٰ کیا تھا کہ امریکہ میں ہونے والے دھماکوں کے پیچھے اصل ماسٹر مائنڈ ابوحفص تھے۔اسی ٹیلی فون کی مدد سے برطانوی ایجنسی نے جنگ کے دوران ابوحفص کے ٹھکانے کا پتا چلا کر امریکیوں کو مطلع کیا تھا جنہوں نے علاقے میں شدید بمباری کر کے ابوحفص کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا۔

ذرائع کے مطابق دوسرا ٹیلی فون ملا محمد عمر کے استعمال میں تھا جس کا نمبر ۹۲۵۱۲۲۵۳۵۰ تھا۔اس ٹیلی فون کا استعمال ملا محمد عمر ۱۵ نومبر تک کرتے رہے۔اس پر سے آخری کال اسامہ بن لادن کو دی گئی تھی؛ جس کے ذریعے امریکیوں کو علم ہوا کہ ملا محمد عمر اس وقت کابل میں ہیں اور اسامہ بن لادن قندھار کے قریب کسی خفیہ مقام پر ہیں۔یہ شمالی اتحاد کے کابل میں داخلے سے پہلے کی بات ہے۔امریکیوں کے مطابق اس آخری گفتگو سے اندازہ ہوتا تھا کہ ملا عمر اور اسامہ بن لادن میں جنگی حکمت عملی کے معاملے میں اختلاف ہے مگر جلد ہی نامعلوم وجوہات کی بنا پر یہ رابطہ اچانک منقطع ہو گیا جس سے امریکیوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔اسی لمحے ملا عمر نے کابل کو خالی کر کے جنوبی افغانستان میں اپنی قوت مجتمع کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ امریکہ کے خلاف گوریلا جنگ کا آغاز کیا جائے مگر اس فیصلے سے اسامہ لاعلم تھے۔جیسے ہی امریکیوں کو اس بات کا علم ہوا کہ اسامہ اور طالبان قیادت کے درمیان مواصلات کا رابطہ منقطع ہو چکا ہے انہوں نے شمالی اتحاد کو کابل کی جانب پیش قدمی کا اشارہ دے دیا۔یوں امریکی بمباری کے سائے تلے سوائے قندھار کے شمالی اتحاد تمام افغانستان پر چھاتا چلا گیا مگر اس تمام عرصے میں امریکی بزدلوں کی طرح ہمیشہ شمالی اتحاد کی پچھلی لائنوں میں رہے۔

ان سٹیلائٹ ٹیلی فونوں میں تیسرا فون اسامہ بن لادن کے استعمال میں تھا جس کا نمبر ۹۲۸۱۸۳۷۸۲۵ تھا۔ذرائع کے مطابق یہ ٹیلی فون بھی جنگ سے ایک ماہ قبل لندن سے ”الشیخ محمد الناہید“ کے فرضی نام سے خریدا گیا تھا۔اسامہ کی عادت کے مطابق یہ فون بھی صرف ایک مرتبہ ہی استعمال کیا گیا تھا اس بات کا علم امریکیوں کو بھی تھا کہ اسامہ کے پاس ایک وقت میں کئی فون ہوتے ہیں جنہیں ایک مرتبہ استعمال کرنے کے بعد تلف کر دیا جاتا ہے۔اس لئے مغربی ایجنسیوں کو اس بات کا علم تھا کہ ایک مرتبہ اسامہ نے اس فون کو بھی استعمال کرنا ہے اس لئے اسامہ کے ایک

ساتھی کے ذریعے یہ سٹیلائٹ فون اس تک پہنچادیا گیااس کے بعد سے امریکیوں نے اسامہ کی ایک ایک لمحے کی جاسوسی شروع کردی، مبادا اُسامہ کس وقت اس فون کو استعمال کرلیں۔ جیسے ہی اسامہ نے اس فون کو استعمال کیا امریکیوں کو معلوم ہوگیا کہ اسامہ مغربی قندھار کی جانب ایک قبیلے میں اسّی کلو میٹر مربع کے علاقے میں موجود ہیں۔

فرانسیسیوں کے مطابق ۲۰؍اکتوبر کو امریکی کمانڈوز نے قندھار میں ایک گوریلا کاروائی کے دوران طالبان کے ایک اہم مرکز پر قبضہ کر کے وہاں سے اہم دستاویزات اپنے قبضے میں لے لی تھیں جن سے طالبان کے آئندہ جنگی منصوبوں اور اسامہ کے دو ٹھکانوں کا علم امریکیوں کو ہوا۔ ان میں سے ایک مرکز وسطی افغانستان میں اورزغان میں تھا جب کہ دوسرے مرکز کا علم نہیں ہوسکا مگر اس کے بارے میں اتنا ہی معلوم ہوسکا کہ یہ پاکستانی سرحد کے قریب ایک قبائلی علاقے میں بین للاقوامی امدادی تنظیم سے متصل تھا جس کی فرضی تین ایمبولینسوں میں مواصلات کی نگرانی کا جدید ترین نظام نصب کیا گیا تھا اسی کے ذریعے اس جگہ کی مکمل نشاندہی حاصل کی گئی اور یہاں خوفناک بمباری کی گئی۔ ذرائع کے مطابق امریکی مقامی ایجنٹوں کی مدد سے اسامہ بن لادن اور ملا عمر کے قریب پہنچ چکے تھے کہ اچانک ایک نہ نظر آنے والے ''ہاتھ'' نے انہیں اُچک لیا اس کے بعد امریکیوں کو اسامہ اور ملا محمد عمر کے ٹھکانوں کا علم نہ ہوسکا اور وہ اندھوں کی طرح صرف شہری آبادی کو شک کی بنیاد پر نشانہ بناتے رہے۔

افغانستان کی جنگ میں امریکی دہشت گردی کے جلو میں شمالی اتحاد نے جہاں تمام ملک میں ظلم وستم کا بازار گرم کیا ان میں قندوز کا چھ روزہ محاصرہ بھی تھا جس کا ڈراپ سین قلعہ جنگی میں قیدیوں کے بے رحمانہ قتل عام پر ہوا۔ اس محاصرے کے دوران غیر افغانی مجاہدین پر کیا گزری؟ اس سلسلے میں لندن کے ذرائع نے اسامہ بن لادن کے ایک قریبی ساتھی ''ابوصعب'' سے رابطہ کیا جو خود اس وقت قندوز میں محاصرے میں تھا اور یہاں سے دیگر مجاہدین کے ساتھ جنگ کرتا ہوا آخر کار قندھار اور قندھار خالی کردینے کے بعد محفوظ مقام پر پہنچ گیا تھا۔ ابوصعب نے انکشاف کیا کہ قندوز کے معرکے میں محاصرے کے دوران شدید جنگ لڑی گئی جس کی قیادت اسامہ بن لادن نے ''محمد داداللہ'' کے نام سے کی مگر اس بات کی ہوا آخری وقت تک امریکیوں اور شمالی اتحاد والوں کو نہ لگ

سکی۔ جنگ کے آخری مرحلے میں مجاہدین کے پاس اسلحہ انتہائی قلیل تعداد میں رہ گیا تھا اس کے علاوہ زخمی مجاہدین کی تعداد خطرناک حد تک بڑھ چکی تھی۔ جب مجاہدین تک یہ خبر پہنچی کہ طالبان فورس ایک مرکز کی جانب سمٹ رہی ہے تاکہ طویل گوریلا جنگ کی جا سکے تو علاقے میں موجود مجاہدین دیگر قیادت کے مشورے سے قندوز خالی کر کے شمالی اتحاد کے درمیان سے باحفاظت نکل گئے اور شمالی اتحاد کو اس بات کی خبر تک نہ ہو سکی کہ قندوز خالی کرنے والے مجاہدین کی سب سے آگے والی گاڑی کے بعد جو گاڑی تھی اسامہ اس میں سوار ہیں۔ اسامہ اس وقت ہمارے ساتھ تھے جب امریکہ اور اس کے حواری انہیں پہاڑیوں اور وادیوں میں تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ محمد داد اللہ کے نام سے اسامہ بن لادن وائرلیس سسٹم سے قندوز میں دیگر مجاہدین کو جنگ کے دوران ہدایت دیتے تھے ان کا اس وقت مرکز قندوز کا ہوائی اڈا تھا جو ایک کھلی جگہ ہے اور یہیں آسمان تلے اسامہ جہادی کارروائیوں کی نگرانی کر رہے تھے۔ ابوصعب کے مطابق ''قندوز میں اس وقت زیادہ تر غیر افغانی مجاہدین تھے جن کا تعلق القاعدہ سے تھا جبکہ طالبان فورس کی تعداد انتہائی قلیل تھی جس کے ذمے مزار شریف کا دفاع تھا مگر جس وقت مزار شریف خالی کرنے کا حکم آیا تو ہم لوگ سمجھ گئے کہ اب القاعدہ اور طالبان فورس جنوب کی جانب سمٹ کر جنگ کی حکمت عملی اپنا رہی ہے۔ اس لئے ہم شہر کی کئی سمتوں سے باحفاظت نکلے اس لئے آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اس وقت یہاں سے نکلنا شروع کر دیا تھا جب ابھی شمالی اتحاد قندوز کا محاصرہ بھی پوری طرح نہیں کر پایا تھا مگر ایک مشکل ہمارے ساتھ یہ تھی کہ ہم میں بیمار اور زخمی مجاہدین کی تعداد بھی تھی اس لئے ہم نے اپنے آپ کو دو حصوں میں تقسیم کیا' ایک وہ جو لڑنے کے قابل تھے اور دوسرا حصہ وہ جو زیر علاج تھا' یہ لوگ زیادہ تر یہیں قلعہ میں بند ہو کر لڑنا چاہتے تھے۔ پہلے حصے میں ۶۰۰ مجاہدین تھے جن میں ۲۱۰ پاکستانی' ۱۹۰ ازبکی ۱۳ عرب اور باقی افغان تھے۔''

اسامہ کے ساتھی ابوصعب کے ان انکشافات کے بعد ثابت ہو گیا کہ اسامہ ان علاقوں میں سرے سے تھے ہی نہیں جہاں امریکی انہیں ڈھونڈ رہے تھے۔ بعد میں ان کی جہاں بھی نشاندہی ہوئی وہ ان کے موبائل فونوں کی وساطت سے تھی مگر وہ یہ ذریعہ استعمال کرنے کے فوراً بعد علاقہ چھوڑ دیتے تھے۔ فرانسیسی ذرائع کے مطابق امریکہ کے مواصلاتی ذرائع ہمہ وقت اسامہ کی کالوں کے انتظار میں چوکس کر دیئے گئے تھے۔ اس وقت دنیا میں سٹیلائٹ فونوں کی سب سے زیادہ سروس

امریکی کمپنیاں مہیا کرتی ہیں جن میں دو بڑی کمپنیاں ایریڈوم اور انمارسٹ ہیں۔ ان کو شروع میں ہدایت تھی کہ وہ افغانستان جیسے ممالک میں سروس مہیا نہ کریں لیکن چونکہ اس قسم کی سروس کے لئے مواصلاتی سیارے استعمال ہو سکتے ہیں انہی سہولیات کو دیکھتے ہوئے جہادی تنظیموں کے ارکان آپس میں رابطے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ افغانستان میں بھی القاعدہ تنظیم نے انہیں آپس کے رابطوں کے لئے استعمال کیا جس کے بعد مغربی ایجنسیاں ان ذرائع کو القاعدہ کی جاسوسی کے لئے استعمال کرنے لگیں اور انہیں اس سلسلے میں اہم معلومات بھی حاصل ہوتی رہیں۔ انہی ذرائع پر بھروسا کرتے ہوئے امریکیوں نے اپنے میزائلوں میں خاص قسم کے آلات نصب کیے جو سٹیلائٹ فون کی لہروں کے ساتھ ساتھ اصل فون کو نشانہ بناتے تھے۔ لازمی بات ہے کہ اس طرح مطلوبہ شخص بھی ہلاک ہو جاتا۔ پیرس کے ذرائع کے مطابق امریکیوں نے ان خاص میزائلوں کو اپنے مفادات کے خلاف استعمال ہونے والے ذرائع کو تباہ کرنے کے لئے تخلیق کیا ہے۔ اس میزائل کا نام AGM 80 HARM ہے۔ اس قسم کے میزائل سب سے پہلے روس نے بنائے تھے جو سٹیلائٹ فونوں کی لہروں پر سفر کرتے ہوئے اپنے ہدف تک پہنچتے تھے۔ شیشان کے مجاہد رہنما کو ہر دودلیف کو اسی تکنیک سے شہید کیا گیا تھا۔ امریکیوں نے ان کے فون کے ذریعے ان کے ٹھکانے کی نشاندہی کی تھی جبکہ روسیوں نے امریکیوں کی مدد سے میزائل داغ کر اپنا مقصد پورا کیا تھا۔ ان مواصلاتی ذرائع سے نکلنے والی مواصلاتی لہریں ایک ریلوے لائن کی مانند میزائل کو اس آخری مطلوبہ منزل تک پہنچا دیتی ہیں جہاں سے اسے استعمال کیا جا رہا ہوتا ہے۔

لندن کے ذرائع کے مطابق امریکہ کی خصوصی خفیہ فورس ''ڈیلٹا فورس'' اور سی آئی اے کے ارکان اس وقت مقامی افغان لباس میں اسامہ اور ان کے رفقاء کار کو تلاش کرتے رہے۔ قبائلی علاقے کے رہنے والے ایک شخص محمد خان آفریدی کے مطابق امریکہ نے جنوبی افغانستان میں جو کامیابی حاصل کی وہ جنوبی افغانستان کے پشتون قبائل کے چند اہم افراد کو ڈالروں کی بنیاد پر اسامہ اور القاعدہ کے دیگر افراد کی جاسوسی کے لئے تیار کرنا تھا۔ مگر پشتون افراد کی بڑی تعداد بھاری ڈالروں کی رشوت کے باوجود اسامہ بن لادن اور ان کے ساتھیوں سے ہمدردی رکھتی ہے۔ ذرائع کے مطابق اسامہ کی نشاندہی کے لیے رکھے گئے ۲۵ ملین ڈالر کے انعام کی رقم نے بہت سے پشتون

قبائلی سرداروں کو ایمان فروشی پر مجبور کر دیا مگر ان کے آبائی علاقوں میں عوام کے نزدیک ان کی وہ عزت نہیں رہی جو پہلے تھی۔ ان میں حضرت علی نامی قبائلی لیڈر نے سب سے زیادہ گھناؤنا کردار ادا کیا یہ شخص پہلے شمالی اتحاد میں نائب وزیر دفاع تھا اس کی کوشش تھی کہ امریکیوں سے زیادہ ڈالر حاصل کیے جاسکیں۔ ذرائع کے مطابق ان عناصر نے طالبان سے تعلق رکھنے والے کئی افراد کو جاسوسی کے لئے تیار کیا تھا مگر ان افراد نے امریکہ نواز پشتون قبائل اور امریکی ذرائع کو ہمیشہ ایسی جگہ کی نشاندہی کی جہاں اسامہ اور اس کے ساتھیوں کا وجود بھی محال تھا۔

امریکی سیکورٹی ادارے کے ایک اہلکار رچرڈ باوچر کے مطابق ۱۱ ستمبر کے واقعات کے بعد سے اسے اب تک مختلف ذرائع سے اسامہ کے خلاف ۲۲ ہزار شہادتیں حاصل کی گئی ہیں اور انہیں بنیادوں پر اسامہ کی تلاش جاری ہے۔ اس لئے صرف افغانستان میں ۷۰۰ ایسے مقامات ہیں جہاں اسامہ کی نشاندہی کی گئی مگر اس سلسلے میں امریکی اور ان کے حواری بری طرح ناکام رہے ہیں۔ بعض افغان ذرائع ان کے پاکستان منتقل ہونے کا دعویٰ کرتے رہے مگر حکومت پاکستان اس کی بھرپور انداز میں تردید کر چکی ہے۔ افغانستان سے پاکستان میں داخل ہونے کے ۲۰۰ راستے ایسے ہیں جن کے ذریعے بذریعہ کار یا بڑی گاڑی سرحد عبور کی جاسکتی ہے جب کہ ہزاروں راستے ایسے ہیں جہاں پیدل اور گھوڑے کے ذریعے سرحد عبور کی جاسکتی ہے انہی احتمالات کو سامنے رکھ کر پاکستان مخالف عناصر ان خبروں کو ہوا دے رہے تھے۔ لندن کے ذرائع کے مطابق اسامہ کی تلاش میں اب تک تمام ذرائع کے ناکام ہونے کے بعد امریکی ایک بالکل نیا جاسوس طیارہ ''گلوگل ہاک'' افغانستان لے آئے اس سے پہلے یہ طیارہ کسی مہم میں استعمال نہیں کیا گیا تھا اس میں لگے حساس آلات زمین اور فضاء میں زبردست نگرانی کا کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ برطانیہ سے شائع ہونے والے ایک سیاسی عربی ہفت روزہ کے اسلام آباد میں مقیم نمائندے بکر عطیانی کے مطابق اس طیارے کو پاکستانی خفیہ ایجنسی کی مدد سے کام میں لایا جا رہا تھا جو پشتون قبائل کے ساتھ ساتھ طالبان صفوں تک رسائی رکھتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق اس وقت تک اسلام آباد پوری طرح واشنگٹن کی افغانستان میں معاونت کرتا رہا۔ اس کے علاوہ خلیج میں امریکی فوجوں کے سربراہ ٹومی فرینکس کو اسلام آباد طلب کر کے ان سے اسامہ کی تلاش میں مدد حاصل کی گئی کیونکہ پاکستان نے امریکہ کی

افغانستان میں جنگ کے حوالے سے اپنی سرحدوں سے باہر کسی بھی عسکری کاروائی سے معذوری ظاہر کردی تھی۔ ذرائع کے مطابق سی آئی اے کے بعض سابق اہلکار افسران نے امریکی حکومت کو خبردار کیا ہے کہ اسامہ کی تلاش میں پاکستانی آئی ایس آئی پر مکمل طور پر اعتماد نہ کیا جائے کیونکہ اس ایجنسی میں طالبان اور اسامہ کے بہت ہمدرد پائے جاتے ہیں۔ لندن کے ذرائع کے مطابق امریکہ کے پاس جدید ترین ٹیکنالوجی اور ڈالر ہیں جب کہ اسامہ کے پاس جغرافیے کا علم اور بے پناہ ٹھکانے اور ہمدرد ہیں اگر اس بات کو ہی تسلیم کرلیا جائے کہ اسامہ جنوبی افغانستان کے پہاڑوں میں ہیں تو انہیں تلاش کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے کسی بھوسے کے ڈھیر میں سے سوئی تلاش کرنا۔

(مدینہ سے وائٹ ہاؤس تک۔ محمد انیس الرحمٰن)

......☆......

''بلبل''

ماہر فلکیات اور درویش منش محقق ضیاء الدین لاہوری نے دی ٹائمز (لندن) کا تراشہ ای میل کیا ہے جس نے طالبان کے بعد قندھار کی صورتحال پر اپنے نمائندے ٹم ریڈ کی سٹوری شائع کی ہے، ٹم لکھتے ہیں کہ ''ملا عمر کے جانے کے بعد قندھار میں صرف ٹیلی ویژن، پتنگوں اور استرے، بلیڈ کی واپسی نہیں ہوئی بلکہ ''بلبل'' بھی اڑانیں بھرنے لگے ہیں۔

۱۹۹۴ء میں طالبان کی آمد سے پہلے کی طرح قندھار کے کوچہ و بازار میں ان خوش فکروں کا راج ہے جو چودہ پندرہ سال کے خوش شکل لڑکے کو بغل میں لیے گھومتے ہیں اور سرعام بوس و کنار میں مصروف رہتے ہیں۔'' ٹم نے قندھار کو جنوبی ایشیا میں اس فن کا سب سے بڑا مرکز قرار دیا ہے جہاں طالبان کی آمد سے قبل لوگ فخریہ انداز میں خوبصورت لڑکوں کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھتے اور اسے ''آشنا'' یا ''بلبل'' کا نام دیا جاتا۔ ۱۹۹۴ء میں دو افغان کمانڈروں کی ایک بلبل پر لڑائی ہوئی جس میں ''بلبل'' مارا گیا، کہا جاتا ہے کہ یہ بلبل ایک کمانڈر نے ملا عمر کے دینی مدرسے سے اغوا کیا تھا، اسی کمانڈر نے ایک غریب خاندان کی لڑکی کو اغوا کر کے گورنر ہاؤس پہنچا دیا جس کی فریاد لے کر لوگ ایک دینی مدرسہ کے معلم ملا عمر کے پاس پہنچے اور گلہ کیا کہ لوگوں کی عزتیں لوٹی جارہی ہیں مگر وہ اطمینان سے مدرسے میں بیٹھا دینی تعلیم دے رہا ہے۔ چنانچہ ملا عمر اپنے ساتھی اساتذہ اور طلبہ کے

ساتھ اٹھے اور اس ظلم و بربریت کا خاتمہ کر دیا یوں قندھار کے عوام نے انہیں اپنا حکمران مان لیا۔ ٹم لکھتے ہیں کہ "ملا عمر نے اقتدار سنبھالنے کے بعد اس شرمناک کھیل اور خوبصورت لڑکوں کو آشنا کی حیثیت سے ساتھ لے کر چلنے پر پابندی لگا دی اور ایسے مجرموں کے لئے سخت سزاؤں کا اعلان کیا، ایسے مجرموں پر دیوار گرائی جاتی تھی۔ ۱۹۹۸ء میں ایسے ہی تین مجرموں پر پکی اینٹوں کی ایک اونچی دیوار ٹینکوں کے ذریعے گرائی گئی، دو افراد موقع پر ہلاک ہو گئے جبکہ ایک زندہ بچ گیا۔"

گورنر قندھار گل آغا شیرازی کے ایک وفادار سپاہی تورا جان نے ٹم کو بتایا کہ "طالبان کی آمد سے پہلے ہر گلی کے کونے، دکان پر، کوچہ و بازار میں اور ہوٹلوں کی لابی میں لوگ شاہد بکنار گھومتے، خوش فعلیاں کرتے اور اس بدکاری پر فخر کرتے کیونکہ یہ زندگی کا حصہ تھا مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ (ربانی، احمد شاہ مسعود، دوستم اور دیگر) وار لارڈز کے چہیتوں نے زور و زبردستی کا آغاز کر دیا، وہ خوبصورت لڑکوں کو گھروں سے گن پوائنٹ پر اٹھاتے، جب تک چاہتے انہیں اپنے پاس رکھتے اور جب دل بھر جاتا انہیں قتل کر دیتے تاکہ کوئی دوسرا ان سے تعلق قائم نہ کر سکے، یہ شاید ان کی "غیرت" کے منافی تھا۔" طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد یہ سلسلہ پھر چل پڑا ہے۔ اب کمانڈروں کے بنگلوں اور فوجی بیرکوں میں بھی خوش شکل لڑکے نظر آتے ہیں اور ان کمانڈروں، لشکریوں اور جنگجوؤں کا بیشتر وقت ان لڑکوں سے لاڈ پیار میں گزرتا ہے۔

ایک شہری محمد شاہ نے ٹم کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ "کمانڈر، جنگجو سپاہی اور عام شہری کا دل جب کسی اچھی شکل کے لڑکے پر آ جاتا ہے تو وہ اسے سرعام ساتھ چلنے اور مستقل تعلق قائم کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس مقصد کے لئے فٹ بال گراؤنڈ، سینما ہال یا کسی گلی کا انتخاب کیا جا سکتا ہے اور آشنائی کا آغاز کسی تحفہ سے ہوتا ہے بالعموم حشیش کے سگریٹ، گھڑی اور موٹر سائیکل کا تحفہ پسند کیا جاتا ہے، سب سے بہتر تحفہ لڑاکا کبوتر سمجھا جاتا ہے جس کی مالیت چار پانچ سو ڈالر ہوتی ہے، یہ بچے معصوم ہیں مگر غربت انہیں اس بے ہودہ شغل کا حصہ بنا دیتی ہے۔"

طالبان کی جن "زیادتیوں" اور "غلطیوں" کو بنیاد بنا کر امریکہ نے حملہ کیا اور وار لارڈز شمالی اتحاد کے خونخوار کمانڈروں اور اس کلچر کے رسیا قبائلی سرداروں نے پورے جوش و جذبے سے اس کا ساتھ دیا، ان میں ایک بلبل پرستی پر پابندی تھی جسے ہم جنس پرستی کے نام پر امریکہ اور برطانیہ

میں انجوائے کیا جاتا ہے، جہاں مرد مرد سے شادی کرسکتا ہے اور امریکی فوج میں ہم جنس پرستوں سے کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا، اب امریکہ کے ہم جنس پرست سپاہیوں' افسروں اور خوبصورت افغان لڑکوں میں مقابلہ حسن ہوا کرے گا اور امریکہ کے گماشتہ عجمی ذوق رکھنے والے قبائلی سردار اس کے منصف اور تماشائی، جو جیتے گا وہی "بلبل" ان قبائلی سرداروں کی آنکھ کا تارا ہوگا۔ طالبان کے قدامت پسندانہ اسلامی کلچر کی جگہ امریکہ کے اس ترقی پسندانہ کلچر کو پروان چڑھانے کے لیے قندھار بہترین جگہ ہے جسے تم نے جنوبی ایشیا میں ہم جنس پرستی کا سب سے بڑا مرکز قرار دیا ہے۔

(ارشاد احمد عارف، بشکریہ نوائے وقت)

......☆......

لفظ "بربریت" یا "سربریت"

ہمارے یہاں اردو زبان میں ایک لفظ "بربریت" کا بہت استعمال ہے۔ مثلاً کہیں ہم پڑھتے ہیں کہ "کشمیریوں پر ظلم و بربریت کی انتہا ہوگئی۔" کہیں اس کا کچھ استعمال ہوتا ہے، کہیں کچھ۔ مگر اس لفظ کی حقیقت اور معانی سے ہم واقف نہیں ہیں ورنہ اس کا استعمال نہ کرتے۔ آیئے! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ "بربریت" ہے کیا؟

افریقہ کے ایک جنگجو قبیلے نے اسلام کی سچائی سے متاثر ہوکر دین اسلام قبول کرلیا' جس کے بعد تیزی سے دوسرے قبائل والوں نے بھی دین اسلام کو سمجھا اور اپنایا۔ وہاں کے یہ جنگجو قبائل "بربر" کہلاتے تھے۔ ان قبائل نے اسلام کی سربلندی اور ظلم واستعمار کے خاتمے کے لئے جواں مردی دکھائی۔ مغرب کو یعنی اسلام دشمن طاقتوں کو افریقہ میں اسلام کے غلبے سے بڑی تکلیف پہنچی۔ اس نے ایک سازش کے تحت بربر قبائل کو بدنام کرنے کے لئے لفظ بربر کو "بربریت" کا نام دے کر گالی بنادیا۔ اور وحشی لوگوں کے لیے مغرب نے لفظ **Barbarians** کا استعمال شروع کردیا۔ اصل مقصد مسلمانوں کی جرأت، عظمت اور سربلندی کے حقائق کو مٹانے کی سازش تھی۔ ہم نے اس کو کامیاب بنانے کے لیے اس لفظ کو ظلم و ناانصافی جیسے معنوں میں لینا شروع کردیا۔ کیا اب بھی آپ اس لفظ کا استعمال کریں گے؟......نہیں ناں! پھر اس کی جگہ ہم کیا استعمال کریں تو سنیے! آپ اس کی جگہ "سربریت" استعمال کریں، کیونکہ یورپی ملک سربیا کے سرب عیسائیوں نے بوسنیا کے

مسلمانوں پر وہ ظلم توڑے ہیں کہ درندے بھی شرما جائیں۔ اس لیے ظلم وستم کی صحیح علامت لفظ سربریت ہے۔

(نقیب ختم نبوت، فروری ۲۰۰۳ء از محمد عارف ایاز)

......☆......

دُعا

میرے قاری جناب طارق صدیقی اور محترمہ ماہین نے بار بار ''دعائے رمضان'' ای میل کی ہے۔ افغانستان کے پس منظر میں یہ دعا پوری امہ کی حالت زار کا عکس ہے اور اعتراف ہے۔ اسے طنز اور شکوے پر محمول کیا جاسکتا ہے لیکن یہ ایک مسلمان کے اندرونی دکھ اور اضطراب کا مظہر بھی ہے۔ طوالت پر معذرت لیکن ہر صاحب دل اور حساس انسان کیلئے اس میں غور وفکر کے کئی پہلو موجود ہیں۔

''اے اللہ! ہمیں معاف کردے، ہم کمزور ہیں، عاجز ہیں، خطا کار ہیں، پر تیری رحمتوں کے سزاوار ہیں، ہمیں معاف کردے کہ ہم نے تیرے بندے بیچ دیئے، ڈیڑھ کروڑ مسلمان فروخت کردیئے، سارے افغان مول دے دیئے، ان کی جان، مال، عزت وآبرو بھی بیچ دی، انہیں درندوں اور بھیڑیوں کے حوالے کردیا، تو یقین کر ہم یہ نہ کرتے مگر مجبور تھے، کمزور تھے، ڈٹ نہ سکے، عاجز تھے لڑ نہ سکے، عاصی تھے بول نہ سکے اور خطا کار تھے نبھا نہ سکے، لیکن اے اللہ! تو دلوں کے حال جانتا ہے۔ تجھے معلوم ہے ہم مجبور تھے، یہ نہ کرتے تو کیا کرتے؟ اس وقت تو ہماری نمازیں دیکھ اور خوش ہو جا، ہمارے روزے دیکھ اور راضی ہو جا، ہماری خیرات پر نظر رکھ اور کرم کردے، ہمارے صدقات قبول کر اور رحم برسادے، ہماری قوالیاں قبول فرما، نعرے مقبول فرما، تقریریں منظور کرلے، واویلے پر بخش دے، تو یقین کر ہم دکھی ہیں، بے گناہ افغانوں کی شہادت پر مل کر روتے ہیں، پھر مل کے کھاتے ہیں۔ اے مولا! ہمارے عمل پر مت جا، زبان کا یقین کر، دلوں کو مت دیکھ، دماغ کی داد دے، کردار پر مت جا باتوں سے مان لے، اخلاق نہ دیکھ مجبوریوں پر دھیان رکھ۔ اے اللہ! تو یقین رکھ ہم شہیدوں پر روئیں گے، کفن بھیجیں گے، لحد پر پھول چڑھائیں گے، اگربتی جلائیں گے، مسور کی دال چھڑکیں گے، پانی ڈالیں گے، کتبہ لگائیں گے، نوحے پڑھیں گے، آنسو

بہائیں گے، لوٹیں لگائیں گے، کپڑے پھاڑیں گے، بال نوچیں گے، جلسے کریں گے، تعزیت بھیجیں گے، غم کھائیں گے، فاتحہ پڑھیں گے، دیگیں پکائیں گے، سوز خوانی کریں گے، چاندنی بچھائیں گے، تیجہ منائیں گے، چہلم سجائیں گے، برسی منائیں گے، لیکن اے اللہ! تجھے تیرا واسطہ ہمیں جہاد کے لئے نہ کہہ، اسلامی رشتے یاد نہ دلا، ہم کمزور دل ہیں، رو پڑیں گے، ہمیں چپ رہنے دے، تو اللہ ہے تو ہی ان کی مدد کر، ہم پر بوجھ نہ ڈال، ہمارے کندھے کمزور ہیں، دل نرم ہیں، جہاد کے علاوہ جو کہے گا کریں گے، اگر بس میں ہوا اور تو ناراض نہ ہو، کیا ہوا جو ہم نے انہیں بیچ دیا، بھائی ہی بھائیوں کے کام آتے ہیں۔ افغان ہمارے بھائی ہیں، ہمارے کام آ گئے تو کیا ہوا۔ تو یقین جان وہ بہادر ہیں، اسے جھیل لیں گے۔ سخت جان ہیں گزار لیں گے اور ایمان والے ہیں مشکل سے نکل آئیں گے۔ وہ ہم سے زیادہ تجھ پر یقین رکھتے ہیں۔ بس تو ہی مدد کر دے ہم خوشی سے دیکھیں گے۔

اَے اللہ! ہم کمزور ہیں لڑ نہیں سکتے، عاصی ہیں جھیل نہیں سکتے، خطا کار ہیں گزار نہیں سکتے، نادان ہیں سمجھ نہیں سکتے، اس لئے ہمیں رعایت دے اور انہیں ہمت دے، ہم سے درگزر فرما۔ انہیں آزمائش میں ڈال دے۔ افغان شہری صاحب عزیمت ہیں، انہیں عزیمت دے، ہم صاحب رخصت ہیں ہمیں رخصت دے دے۔ انہوں نے دین کا سبق یاد رکھا انہیں آگے رکھ، ہم بھول گئے ہمیں چھٹی دے دے۔ یا اللہ! ناراض نہ ہو، کیا ہوا جو کبھی کبھار تیرے بندوں سے مانگ لیا۔ ہم تو تجھ سے ہی مانگتے ہیں، ویسے جن سے مانگا ہے وہ بھی تیرے بندے ہیں، اے اللہ! بُش کے دل میں نرمی ڈال دے، ہماری محبت پیدا کر دے، وہ بھیجے کی بجائے جیب سے سوچے، پاؤں کی جگہ ڈالر کو بھیجے۔ اسے توفیق دے کہ ہمیں کیش دے، چیک دے، نوٹوں کی برسات کر دے، ہم تیرے شکر گزار بندوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں، ہمیں شکر گزار کر دے، تیری رحمتوں کے بوجھ سے جھک جانا چاہتے ہیں، ہم پر نوٹوں کا بوجھ ڈال دے اور کاندھوں کی فکر نہ کر، اتنا بوجھ تو اٹھا ہی لیں گے۔

اے اللہ! ہم تجھے یاد رکھیں گے، تیرا حکم مانیں گے، ڈالروں کی زکوٰۃ دیں گے مگر اللہ! یہ ڈھائی فیصد تھوڑا زیادہ ہے اسے کچھ کم کر دے، دیکھ ناراض نہ ہو ایک فیصد کر دے، ہماری تسلی ہو جائے گی۔ یہ ہم افغانوں پر خرچ کریں گے، انہیں خیمے دیں گے، پلاسٹک کی بالٹی دیں گے، پرانے جوتے دیں گے، وہ اچھے ہوتے ہیں، کھلے ہوتے ہیں، پاؤں کو کاٹتے نہیں۔ اے اللہ! ان کے

یتیموں کو چندہ دیں گے، بھوکوں کو راشن دیں گے، بوڑھوں کی عینک بنوائیں گے، لڑکیوں کو سلائی مشین دیں گے، ان کا خیال رکھیں گے، تو بے فکر رہ ہم ہیں نا ان کے، ہم نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ اسلامی بھائی ہیں، ہمسائے ہیں، ان کا بڑا حق ہے ہم پر، تو فکر نہ کر، یہ سائیڈ ہم سنبھال لیں گے، دنیا بھر سے امداد لیں گے اور مل جل کے کھائیں گے۔ بس تو یہ ڈالر والا کام کردے اور فوری کردے۔ ہم انتظار کریں گے۔"

(ارشاد احمد عارف، روزنامہ نوائے وقت ملتان)

باب چہارم

ادبیات

باب چہارم

ادبیات

اس سے پہلے کہ مہلت ختم ہو جائے

نواز شریف نے مولانا سے عرض کی...... حضرت! آپ یہ حدیث مبارکہ کابینہ کو سنا دیں...... مولانا نے درخواست قبول کر لی...... یہ ستمبر ۱۹۹۹ء کی بات ہے کہ مولانا طارق جمیل صاحب وزیراعظم نواز شریف سے ملاقات کے لئے پرائم منسٹر ہاؤس گئے...... نواز شریف ان دنوں پریشان تھے۔ مولانا نے فرمایا "جناب! عذاب دو قسم کے ہوتے ہیں زمینی اور آسمانی۔ زمین آفتوں کے حل کیلئے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے چند اصول وضع کئے ہیں۔ رہی آسمانی آفتیں تو ان کا صرف ایک ہی حل ہے "توبہ"۔ مولانا نے ساتھ ہی حدیث مبارکہ کا ذکر بھی کیا اور فرمایا... دنیا کے پچیس مسائل ہیں...... فرد ہو یا قوم انہی پچیس مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔ ان کا حل اللہ کے رسول ﷺ نے کچھ یوں تجویز فرمایا...... یہ کہتے ہوئے مولانا نے ایک طویل حدیث مبارکہ سنائی...... نواز شریف حدیث مبارکہ سن کر چونک اٹھے...... مسائل اور ان کے حل یوں سامنے پڑے تھے جیسے میز پر قہوے کی پیالیاں دھری ہوں...... وزیراعظم فرط جذبات سے کھڑے ہوئے اور مولانا سے بغل گیر ہو کر عرض کی "حضرت! آپ یہ حدیث مبارکہ کابینہ کو سنا دیں"...... مولانا نے درخواست قبول کر لی۔ پچھلے ہفتے مولانا طارق جمیل صاحب اسلام آباد تشریف لائے...... انہوں نے مجھے شرف باریابی بخشا۔ گفتگو شروع ہوئی تو نواز شریف کا ذکر ہوا۔ میں نے وہ حدیث مبارکہ دہرانے کی درخواست کی...... مولانا درخواست قبول کرتے ہوئے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا......

"ایک بدو حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا ہاں کہو! دربار میں اس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ بھی موجود تھے...... انہوں نے یہ

حدیث مبارکہ تحریر کر کے اپنے پاس رکھ لی بعد ازاں یہ فرمان کنز العمال مسند احمد میں نقل ہوا......

بدو نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں امیر (غنی) بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا قناعت اختیار کرو امیر ہو جاؤ گے۔

عرض کیا میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا تقویٰ اختیار کرو، عالم بن جاؤ گے۔

عرض کیا عزت والا بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانا بند کر دو باعزت ہو جاؤ گے۔

عرض کیا اچھا آدمی بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا لوگوں کو نفع پہنچاؤ......

عرض کیا عادل بننا چاہتا ہوں

فرمایا جسے اپنے لئے اچھا سمجھتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو......

عرض کیا طاقتور بننا چاہتا ہوں

فرمایا اللہ پر توکل کرو......

عرض کیا اللہ کے دربار میں خاص (خصوصیت) درجہ چاہتا ہوں

فرمایا کثرت سے ذکر کرو......

عرض کیا رزق کی کشادگی چاہتا ہوں

فرمایا ہمیشہ باوضو رہو......

عرض کیا دعاؤں کی قبولت چاہتا ہوں

فرمایا حرام نہ کھاؤ......

عرض کیا ایمان کی تکمیل چاہتا ہوں

فرمایا اخلاق اچھے کر لو......

عرض کیا قیامت کے روز اللہ سے گناہوں سے پاک ہو کر ملنا چاہتا ہوں

فرمایا جنابت کے فوراً بعد غسل کیا کرو......

عرض کیا گناہوں میں کمی چاہتا ہوں

فرمایا کثرت سے استغفار کیا کرو......

عرض کیا قیامت کے روز نور میں اٹھنا چاہتا ہوں

فرمایا ظلم کرنا چھوڑ دو......

عرض کیا چاہتا ہوں اللہ مجھ پر رحم کرے

فرمایا اللہ کے بندوں پر رحم کرو......

عرض کیا چاہتا ہوں اللہ میری پردہ پوشی کرے

فرمایا لوگوں کی پردہ پوشی کرو......

عرض کیا رسوائی سے بچنا چاہتا ہوں

فرمایا زنا سے بچو......

عرض کیا چاہتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بن جاؤں

فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب ہو اُسے اپنا محبوب بنالو......

عرض کیا اللہ کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں

فرمایا فرائض کا اہتمام کرو......

عرض کیا احسان کرنے والا بننا چاہتا ہوں

فرمایا اللہ کی یوں بندگی کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو یا جیسے وہ تمہیں دیکھ رہا ہے......

عرض کیا یا رسول اللہ! کیا چیز گناہوں سے معافی دلائے گی؟

فرمایا آنسو، عاجزی اور بیماری......

عرض کیا کیا چیز دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کرے گی؟

فرمایا دنیا کی مصیبتوں پر صبر......

عرض کیا اللہ کے غصے کو کیا چیز سرد کرتی ہے؟

فرمایا چپکے چپکے صدقہ اور صلہ رحمی......

عرض کیا سب سے بڑی برائی کیا ہے؟

فرمایا بد اخلاقی اور بخل......

عرض کیا سب سے بڑی اچھائی کیا ہے؟

فرمایا اچھے اخلاق، تواضع اور صبر

عرض کیا اللہ کے غصے سے بچنا چاہتا ہوں

فرمایا لوگوں پر غصہ کرنا چھوڑ دو......

حدیث مبارک ختم ہوگئی...... مولانا سیدھے ہو کر بیٹھے اور فرمایا میں نے کابینہ کے ارکان سے کہا ''ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں لہٰذا ہم دنیاوی مسائل سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ ہم من حیث القوم اسراف کا شکار ہیں لہٰذا امیر (غنی) کیسے ہو سکتے ہیں؟ اللہ کی مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں لہٰذا باعزت کیسے ہو سکتے ہیں؟ بے وضو رہتے ہیں لہٰذا ہمارا رزق کیسے کشادہ ہو سکتا ہے؟ توکل اختیار نہیں کرتے لہٰذا ہم طاقتور کیسے بن سکتے ہیں؟ بد اخلاق ہیں لہٰذا ہمارا ایمان کیسے مکمل ہو سکتا ہے؟ بندوں پر رحم نہیں کرتے لہٰذا اللہ ہم پر کیسے رحم کرے گا؟ صدقات سے پرہیز کرتے ہیں لہٰذا اللہ کے غصے سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ نواز شریف نے پوچھا ''حضرت پھر ہمیں اللہ کی رحمت کے حصول کیلئے کیا کرنا چاہئے؟'' مولانا نے فرمایا جناب! اللہ سے توبہ کریں اور عوام سے توبہ کی اپیل کریں...... اللہ آنسو بہانے، گڑگڑانے اور معافی مانگنے والوں کو معاف کر دیا کرتا ہے...... جناب وزیراعظم یقین کر لیجئے یہ مسائل زمینی نہیں آسمانی ہیں۔ جب تک اللہ کی مدد، اللہ کی رہنمائی اور اللہ کی رحمت نہیں آئے گی یہ ملک ٹھیک نہیں ہوگا...... اور نہ ہی اس ملک کے مسئلے ختم ہوں گے'' نواز شریف نے کہا ''حضرت! آپ مجھے تقریر لکھ دیں میں قوم سے خطاب کروں گا اور اس سے توبہ کرنے کی اپیل کروں گا'' میٹنگ ختم ہوگئی، مولانا نے تقریر لکھنا شروع کر دی لیکن نواز شریف کی مہلت ختم ہوگئی۔

مولانا طارق جمیل صاحب جب یہ حدیث مبارکہ سنا رہے تھے...... تو میں سوچ رہا تھا موجودہ حکمرانوں کو بھی...... اس حدیث کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی نواز شریف کو تھی۔ ان کو بھی احساس دلانا ضروری ہے...... کہ جو لوگ مہلت کو غنیمت نہیں سمجھتے ہیں وہی لوگ تو دراصل خسارے میں رہتے ہیں۔ اللہ کے نام پر بننے والے ملک میں اللہ کے احکامات کی جس قدر خلاف ورزی کی گئی

اب اس کے عذاب سے بچئے...... اب اس سے معافی کا صرف ایک ہی راستہ ہے ''توبہ''۔ آیئے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر گڑگڑائیں اور اس سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگیں...... اس سے توبہ کریں...... اس سے پہلے کہ توبہ کے سارے دروازے بند ہو جائیں...... اس سے پہلے کہ مہلت ختم ہو جائے۔ (جاوید چودھری۔ بشکریہ ''روزنامہ جنگ'')

رسول اللہ ﷺ کی صفت جامعیت

ایک ایسی شخصی زندگی، جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالتِ انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو، صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے، اگر دولتمند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو۔ اگر غریب ہو تو شعبِ ابوطالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر بادشاہ ہو تو سلطانِ عرب کا حال پڑھو، اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ۔ اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکہ اُحد سے عبرت حاصل کرو، اگر تم استاد اور معلم ہو تو صُفّہ کی درسگاہ کے معلّم قدس کو دیکھو۔ اگر شاگرد ہو تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ، اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تنہائی و بے کسی کے عالم میں حق کی منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار نبی کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے، اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو تو، فاتحِ مکہ کا نظارہ کرو، اگر اپنے کاروبار اور دنیاوی جدو جہد کا نظم و نسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم و نسق کو دیکھو، اگر یتیم ہو تو عبداللہؓ و آمنہؓ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو، اگر بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہؓ کے لاڈلے بچے کو دیکھو، اگر تم جوان ہو تو مکہ کے چرواہے کی سیرت پڑھو، اگر سفری کاروبار میں ہو تو بصریٰ کے کارواں سالار کی مثالیں ڈھونڈو، اگر عدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نورِ آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجرِ اسود کو کعبہ کے گوشے میں کھڑا کر رہا ہے۔ مدینہ میں کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو جس کی نظر انصاف میں شاہ و گدا اور امیر و غریب برابر تھے۔

اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مقدس شوہر کی حیاتِ پاک کا مطالعہ کرو، اگر اولاد والے ہو تو فاطمہؓ کے باپ اور حسنؓ و حسینؓ کے نانا کا حال پوچھو، غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی

حال میں بھی ہو، تمہاری زندگی کے لئے نمونہ تمہاری سیرت کی درستی و اصلاح کے لئے سامان، تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامعیت کبریٰ کے خزانہ میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے، اس لئے طبقۂ انسانی کے ہر طالب اور نور ایمانی کے ہر متلاشی کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہدایت کا نمونہ اور نجات کا ذریعہ ہے، جس کی نگاہ کے سامنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے اس کے سامنے نوحؑ و ابراہیمؑ ایوبؑ و یونسؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ علیہم السلام سب کی سیرتیں موجود ہیں، گویا تمام دوسرے انبیائے کرامؑ کی سیرتیں صرف ایک ہی جنس کی اشیاء کی دوکانیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت، اخلاق و اعمال کی دنیا کا سب سے بڑا بازار (مارکیٹ) ہے، جہاں ہر جنس کے خریدار اور ہر شے کے طلب گار کے لئے بہترین سامان موجود ہے۔

بادشاہ ایسا کہ ایک پورا ملک اس کی مٹھی میں ہو، اور بے بس ایسا کہ خود اپنے کو بھی اپنے قبضہ میں نہ جانتا ہو بلکہ خدا کے قبضہ میں، دولتمند ایسا ہو کہ خزانے کے خزانے اونٹوں پر لدے ہوئے اس کے دارالحکومت میں آرہے ہوں اور محتاج ایسا کہ مہینوں اس کے گھر چولہا نہ جلتا ہو اور کئی کئی وقت اس پر فاقے سے گزر جاتے ہیں۔ سپہ سالار ایسا ہو کہ مٹھی بھر نہتے آدمیوں کو لے کر ہزاروں غرق آہن فوجوں سے کامیاب لڑائی لڑا ہو اور صلح پسند ایسا کہ ہزاروں پر جوش جان نثاروں کی ہمرکابی کے باوجود صلح کے کاغذ پر بے چوں و چرا دستخط کر دیتا ہو۔ شجاع اور بہادر ایسا ہو کہ ہزاروں کے مقابلہ میں تنِ تنہا کھڑا ہو، اور نرم دل ایسا کہ کبھی اس نے انسانی خون کا ایک قطرہ بھی اپنے ہاتھ سے نہ بہایا ہو، با تعلق ایسا کہ عرب کے ذرہ ذرہ کی اس کو فکر، بیوی بچوں کی اس کو فکر، غریب و مفلس مسلمانوں کی اس کو فکر، خدا کی بھولی ہوئی دنیا کے سدھارنے کی اس کو فکر، غرض سارے سنسار کی اس کو فکر ہو، اور بے تعلق ایسا کہ اپنے خدا کے سوا کسی اور کی یاد اس کو نہ ہو، اور اس کے سوا ہر چیز اس کو فراموش ہو۔ اس نے کبھی اپنی ذات کے لئے اپنے بُرا کہنے والوں سے بدلہ نہیں لیا اور اپنے ذاتی دشمنوں کے حق میں دعائے خیر کی اور ان کا بھلا چاہا۔ لیکن خدا کے دشمنوں کو اس نے کبھی معاف نہیں کیا اور حق کا راستہ روکنے والوں کو ہمیشہ جہنم کی دھمکی دیتا اور عذابِ الٰہی سے ڈراتا رہا۔

عین اس وقت جب اس پر ایک تیغ زن سپاہی کا دھوکہ ہوتا ہو، وہ ایک شب زندہ دار زاہد کی

صورت میں جلوہ نما ہو جاتا ہے...... عین اس وقت جب اس پر کشور کشا فاتح کا شبہ ہو' وہ پیغمبرانہ معصومیت کے ساتھ ہمارے سامنے آ جاتا ہے...... عین اس وقت جب ہم اس کو شاہِ عرب کہہ کر پکارنا چاہتے ہیں' وہ کھجور کی چھال کا تکیہ لگائے کھردری چٹائی پر بیٹھا درویش نظر آتا ہے...... عین اس وقت اس دن جب عرب کے اطراف سے آ آ کر اس کے صحنِ مسجد میں مال واسباب کا انبار لگا ہوتا ہے' اس کے گھر میں فاقہ کی تیاری ہو رہی ہے...... عین اس عہد میں جب لڑائیوں کے قیدی مسلمانوں کے گھروں میں لونڈی اور غلام بن کر بھیجے جا رہے ہیں۔ فاطمہؓ بنتِ رسول اللہؐ جا کر اپنے ہاتھوں کے چھالے اور سینہ کے داغ باپ کو دکھاتی ہیں' جو چکی پیستے پیستے اور مشکیزہ بھرتے بھرتے ہاتھ اور سینہ پر پڑ گئے تھے...... عین اس وقت جب آدھا عرب اس کے زیرِ نگیں ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ حاضرِ دربار ہوتے ہیں اور اِدھر اُدھر نظر اٹھا کر کاشانۂ نبوت کے سامان کا جائزہ لیتے ہیں' آپ ایک کھردری چار پائی یا چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں' جسم مبارک پر بانوں کے نشان پڑ گئے ہیں' ایک طرف مٹھی بھر جَو رکھے ہیں' ایک کھونٹی میں خشک مشکیزہ لٹک رہا ہے' سرورِ کائنات کے گھر کی یہ کائنات دیکھ کر حضرت عمرؓ رو پڑتے ہیں' سبب دریافت ہوتا ہے' عرض کرتے ہیں یا رسول اللہؐ اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا موقع ہوگا؟ قیصر وکسریٰ باغ و بہار کے مزے لوٹ رہے ہیں اور آپ پیغمبرؐ ہو کر اس حالت میں ہیں ارشاد ہوتا ہے عمرؓ! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر وکسریٰ دنیا کے مزے لوٹیں اور ہم آخرت کی سعادت؟ (سید سلیمان ندویؒ، خطبات مدراس)

حضرت نوحؑ علیہ السلام کی زندگی کفر کے خلاف غیظ وغضب کا ولولہ پیش کرتی ہے' حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات بت شکنیوں کا منظر دکھاتی ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کفار سے جنگ و جہاد' شاہانہ نظم ونسق اور اجتماعی دستور وقوانین کی مثال پیش کرتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لائف صرف خاکساری' تواضع' عفو و درگذر اور قناعت کی تعلیم دیتی ہے۔ حضرت سلیمانؑ کی زندگی شاہانہ اولوالعزمیوں کی جلوہ گاہ ہے' حضرت ایوبؑ کی حیات صبر و شکر کا نمونہ ہے' حضرت یونسؑ کی سیرت ندامت وانابت اور اعتراف کی مثال ہے۔ حضرت یوسف کی زندگی قید وبند میں بھی دعوتِ حق اور جوشِ تبلیغ کا سبق ہے۔ حضرت داؤدؑ کی سیرت گریہ وبکاہ' حمد وستائش اور دعا وزاری کا صحیفہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی زندگی امید خدا پر توکل اور اعتماد کی مثال ہے

لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ کو دیکھو تو اس میں نوح اور ابراہیمؑ موسیٰ اور عیسیٰ، سلیمان اور داؤدؑ ایوب اور یونس، یوسف اور یعقوب کی زندگیاں اور سیرتیں سمٹ کر سما گئی ہیں۔

محدث خطیب بغدادیؒ کی ایک ضعیف روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے وقت ندا آئی کہ محمد ﷺ کو ملکوں ملکوں پھراؤ اور سمندر کی تہوں میں لے جاؤ کہ تمام دنیا ان کے نام کو پہچان لے، جن وانس، چرند و پرند، بلکہ ہر جاندار کے سامنے ان کو لے جاؤ، ان کو آدمؑ کا خلق، شیثؑ کی معرفت، نوحؑ کی شجاعت، ابراہیمؑ کی دوستی، اسماعیلؑ کی زبان، اسحاقؑ کی رضا، صالحؑ کی فصاحت، لوطؑ کی حکمت، موسیٰؑ کی سختی، ایوبؑ کا صبر، یونسؑ کی اطاعت، یوشعؑ کا جہاد، داؤدؑ کی آواز، دانیالؑ کی محبت، الیاسؑ کا وقار، یحییٰؑ کی پاک دامنی اور عیسیٰؑ کا زہد عطا کرو اور تمام پیغمبروں کے اخلاق میں ان کو غوطہ دو۔'' جن علماء نے اس روایت کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے، ان کا منشاء درحقیقت یہی ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کی صفتِ جامعیت کو نمایاں کریں، کہ جو کچھ اور انبیاء علیہم السلام کو متفرق طور پر عطا ہوا تھا، وہ سب مجموعی طور سے آنحضرت ﷺ کو عطا ہوا۔ (ایضاً)

......☆......

مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ادبی شہ پارے

کائنات کی تخریب بھی تعمیر کے لئے ہے

البتہ یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ دنیا عالمِ کون وفساد ہے۔ یہاں ہر بننے کے ساتھ بگڑنا ہے۔ اور سمٹنے کے ساتھ بکھرنا، لیکن جس طرح سنگ تراش کا توڑنا پھوڑنا بھی اس لئے ہوتا ہے کہ خوبی ودل آویزی کا ایک پیکر تیار کردے، اسی طرح کائنات عالم کا تمام بگاڑ بھی اس لئے ہے کہ بناؤ اور خوبی کا فیضان ظہور میں آئے۔ تم ایک عمارت بناتے ہو، لیکن اس ''بنانے'' کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ کیا یہی نہیں ہوتا کہ بہت سی بنی ہوئی چیزیں ''بگڑ'' گئیں؟ چٹانیں اگر نہ کاٹی جاتیں، بھٹے اگر نہ سلگائے جاتے، درختوں پر آرہ اگر نہ چلتا تو ظاہر ہے عمارت کا بناؤ بھی ظہور میں نہ آتا۔ پھر یہ راحت وسکون جو تمہیں ایک عمارت کی سکونت سے حاصل ہوتا ہے، کس صورت حال کا نتیجہ ہے؟

یقیناً اسی شور وشر اور ہنگامہ تخریب کا جو سرو سامان تعمیر کی جدوجہد نے عرصہ تک جاری رکھا تھا۔ اگر تخریب کا یہ شور وشر نہ ہوتا تو عمارت کا عیش وسکون بھی وجود میں نہ آتا۔ پس یہی حال فطرت کی تعمیری سرگرمیوں کا بھی سمجھو۔ وہ عمارت ہستی کا ایک ایک گوشہ تعمیر کرتی رہتی ہے۔ وہ اس کارخانہ کا ایک ایک کیل پرزہ ڈھالتی رہتی ہے' وہ اس کی درستگی وخوبی کی حفاظت کے لئے ہر نقصان کا دفعیہ اور ہر فساد کا ازالہ چاہتی ہے۔ تعمیر ودرستگی کی یہی سرگرمیاں ہیں جو تمہیں بعض اوقات تخریب ونقصان کی ہولناکی دکھائی دیتی ہیں۔ حالانکہ یہاں تخریب کب ہے؟ جو کچھ ہے تعمیر ہی تعمیر ہے۔ سمندر میں تلاطم' دریا میں طغیانی' پہاڑوں میں آتش افشانی' جاڑوں میں برف باری' گرمیوں میں سموم' بارش میں ہنگامۂ ابروباد' تمہارے لیے خوش آئند مناظر نہیں ہوتے' لیکن تم نہیں جانتے کہ ان میں سے ہر حادثہ کائنات ہستی کی تعمیر ودرستگی کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جس قدر دنیا کی کوئی مفید سے مفید چیز تمہاری نگاہ میں ہوسکتی ہے۔ اگر سمندر میں طوفان نہ اٹھتے تو میدانوں کو زندگی وشادابی کے لئے ایک قطرہ بارش میسر نہ آتا۔ اگر بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک نہ ہوتی تو بارانِ رحمت کا فیضان بھی نہ ہوتا۔ اگر آتش فشاں پہاڑوں کی چوٹیاں نہ پھٹتیں تو زمین کے اندر کا کھولتا ہوا مادہ اس کرہ کی تمام سطح پارہ پارہ کردیتا۔ تم بول اٹھو گے: یہ مادہ پیدا ہی کیوں کیا گیا؟ لیکن تمہیں جاننا چاہئے کہ اگر یہ مادہ نہ ہوتا تو زمین کی قوت نشوونما کا ایک ضروری عنصر مفقود ہوجاتا۔ یہی حقیقت ہے جس کی طرف قرآن نے جا بجا اشارات کیے ہیں۔ (ایضاً)

☆

جمالِ فطرت

لیکن فطرت کے افادہ وفیضان کی سب سے بڑی بخشایش اس کا عالم گیر حسن وجمال ہے۔ فطرت صرف بناتی اور سنوارتی ہی نہیں' بلکہ اس طرح بناتی اور سنوارتی ہے کہ اس کے ہر بناؤ میں حسن وزیبائی کا جلوہ اور اس کے ہر ظہور میں نظر افروزی کی نمود پیدا ہوگئی ہے۔ کائنات ہستی کو اس کی مجموعی حیثیت میں دیکھو یا اس کے ایک ایک گوشۂ خلقت پر نظر ڈالو' اس کا کوئی رخ نہیں جس پر حسن ورعنائی نے ایک نقاب زیبائش نہ ڈال دی ہو۔ ستاروں کا نظام اور ان کی سیر وگردش' سورج کی روشنی اور اس کی بوقلمونی' چاند کی گردش اور اس کا اتار چڑھاؤ' فضاء آسمانی کی وسعت اور اس کی

نیرنگیاں، بارش کا سماں اور اس کے تغیرات، سمندر کا منظر اور دریاؤں کی روانی، پہاڑوں کی بلندیاں اور وادیوں کا نشیب، حیوانات کے اجسام اور ان کا تنوع، نباتات کی صورت آرائیاں اور باغ و چمن کی رعنائیاں، پھولوں کی عطر بیزی اور پرندوں کی نغمہ سنجی، صبح کا چہرہ خنداں اور شام کا جلوہ محجوب، غرضیکہ تمام تماشا گاہ ہستی کے پیچھے حسن افروزی وجلوہ آرائی کی کوئی قوت کام کررہی ہے جو چاہتی ہے کہ جو کچھ بھی ظہور میں آئے، حسن وزیبائش کے ساتھ ظہور میں آئے اور کارخانۂ ہستی کا ہر گوشہ نگاہ کے لئے بہشت راحت وسکون بن جائے!

دراصل کائنات ہستی کا مایۂ خمیر ہی حسن وزیبائی ہے۔ فطرت نے جس طرح اس کے بناؤ کے لئے مادی عناصر پیدا کیے، اسی طرح اس کی خوب روئی اور رعنائی کے لئے معنوی عناصر کا بھی رنگ وروغن آراستہ کردیا۔ روشنی، رنگ، خوشبو اور نغمہ حسن ورعنائی کے وہ اجزا ہیں جن سے مشاطہ فطرت چہرہ وجود کی آرایش کررہی ہے۔ (ایضاً)

☆

بلبل کی نغمہ سنجی اور زاغ وزغن کا شوروغوغا

بلاشبہ کاروبارِ فطرت کے بعض مظاہر ایسے بھی ہیں جن میں تمہیں حسن وخوبی کی کوئی گیرائی محسوس نہیں ہوتی۔ تم کہتے ہو قمری وبلبل کی نغمہ سنجیوں کے ساتھ زاغ وزغن کا شوروغوغا کیوں ہے؟ لیکن تم بھول جاتے ہو کہ ارغنون ہستی کا نغمہ کسی ایک آہنگ ہی سے نہیں بنا ہے اور نہ بننا چاہئے تھا۔ جس طرح تمہارے آلات موسیقی کے پردوں میں زیروبم کے تمام آہنگ موجود ہوتے ہیں، اسی طرح سازِ فطرت کے تاروں میں بھی اتار چڑھاؤ کے تمام آہنگ موجود ہیں۔ اس میں ہلکے سے ہلکے سر بھی ہیں جن سے باریک اور سریلی صدائیں نکلتی ہیں، موٹے سے موٹے سر بھی ہیں جو بلند سے بلند اور بھاری سے بھاری صدائیں پیدا کرتے ہیں۔ ان تمام سروں کے ملنے سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے، وہی موسیقی کی حلاوت ہے، کیونکہ دنیا کی تمام چیزوں کی طرح موسیقی کی حقیقت بھی مختلف اجزاء کے امتزاج وتالیف سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی ایک ہی سر سے نغمے کی حلاوت پیدا ہوجائے۔ اگر تم بین یا ستار اٹھاکر صرف اس کے چڑھاؤ کا کوئی ایک پردہ چھیڑدو گے، یا پیانو کی بھاری کنجیوں میں سے کوئی ایک کنجی ہی بجانے لگو گے تو یہ نغمہ نہ ہوگا، بھاں بھاں کی ایک کرخت آواز

ہوگی۔ یہی حال موسیقیِ فطرت کے زیر وبم کا بھی ہے۔ تمہیں کوے کی کائیں کائیں اور چیل کی چیخ میں کوئی دل کشی محسوس نہیں ہوتی' لیکن موسیقیِ فطرت کی تالیف کے لئے جس طرح قمری وبلبل کا ہلکا سر ضروری تھا' اسی طرح زاغ وزغن کا بھاری اور کرخت سر بھی ناگزیر تھا۔ بلبل وقمری کو اس سرگم کا اتار سمجھو اور زاغ وزغن کو چڑھاؤ۔

☆

قدرت کا خودرو سامانِ راحت وسرور اور انسان کی ناشکری

ایک لمحہ کے لئے تصور کرو کہ دنیا موجود ہے' مگر حسن وزیبائی کے تمام جلوؤں اور احساسات سے خالی ہے..... آسمان ہے مگر فضا کی یہ نگاہ پرور نیلگونی نہیں ہے..... ستارے ہیں مگر ان کی درخشندگی وجہاں تابی کی یہ جلوہ آرائی نہیں ہے..... درخت ہیں مگر بغیر سبزی کے..... پھول ہیں مگر بغیر رنگ وبو کے..... اشیاء کا اعتدال' اجسام کا تناسب' صداؤں کا ترنم' روشنی ورنگت کی بوقلمونی' ان میں سے کوئی چیز بھی وجود نہیں رکھتی' یا یوں کہا جائے کہ ہم میں ان کا احساس نہیں ہے۔ غور کرو! ایک ایسی دنیا کے ساتھ زندگی کا تصور کیسا بھیانک اور ہولناک منظر پیش کرتا ہے؟ ایسی زندگی جس میں نہ تو حسن کا احساس ہو نہ حسن کی جلوہ آرائی' نہ نگاہ کے لئے سرور ہو نہ سامعہ کے لئے حلاوت' نہ جذبات کی رقت ہو نہ محسوسات کی لطافت' یقیناً عذاب وجاں کاہی کی ایسی حالت ہوتی جس کا تصور بھی ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔

لیکن جس قدرت نے ہمیں زندگی دی' اس نے یہ بھی ضروری سمجھا کہ زندگی کی سب سے بڑی نعمت یعنی حسن وزیبائی کی بخشش سے بھی مالا مال کر دے۔ اس نے ایک ہاتھ سے ہمیں حسن کا احساس دیا' دوسرے ہاتھ سے تمام دنیا کو جلوہ حسن بنا دیا۔ یہی حقیقت ہے جو ہمیں رحمت کی موجودگی کا یقین دلاتی ہے۔ اگر پردہ ہستی کے پیچھے صرف خالقیت ہی ہوتی' رحمت نہ ہوتی' یعنی پیدا کرنے یا پیدا ہو جانے کی قوت ہوتی' مگر افادہ وفیضان کا ارادہ نہ ہوتا تو یقیناً کائنات ہستی میں فطرت کے فضل واحسان کا یہ عالم گیر مظاہرہ بھی نہ ہوتا۔

☆

انسانی طبیعت کی یہ عالمگیر کمزوری ہے کہ جب تک وہ ایک نعمت سے محروم نہیں ہو جاتا'

اس کی قدر و قیمت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں کر سکتا۔ تم گنگا کے کنارے بستے ہو اس لئے تمہارے نزدیک زندگی کی سب سے زیادہ بے قدر چیز پانی ہے۔ لیکن اگر یہی پانی چوبیس گھنٹے تک میسر نہ آئے تو تمہیں معلوم ہو جائے اس کی قدر و قیمت کا کیا حال ہے۔ یہی حال فطرت کے فیضان جمال کا بھی ہے۔ اس کے عام اور بے پردہ جلوے شب و روز تمہاری نگاہوں کے سامنے سے گزرتے رہتے ہیں اس لئے تمہیں ان کی قدر و قیمت محسوس نہیں ہوتی...... صبح اپنی ساری جلوہ آرائیوں کے ساتھ روز آتی ہے اس لئے تم بستر سے سر اٹھانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے...... چاندنی اپنی ساری حسن افروزیوں کے ساتھ ہمیشہ نکھرتی رہتی ہے' اس لئے تم کھڑکیاں بند کر کے سو جاتے ہو...... لیکن جب یہی شب و روز کے جلوہ ہائے فطرت تمہاری نظروں سے روپوش ہو جاتے ہیں یا تم میں ان کے نظارہ و سماع کی استعداد باقی نہیں رہتی تو غور کرو اس وقت تمہارے احساسات کا کیا حال ہوتا ہے؟ کیا تم محسوس نہیں کرتے کہ ان میں سے ہر چیز زندگی کی ایک بے بہا برکت اور معیشت کی ایک عظیم الشان نعمت تھی؟...... سرد ملکوں کے باشندوں سے پوچھو جہاں سال کا بڑا حصہ ابر آلود گزرتا ہے۔ کیا سورج کی کرنوں سے بڑھ کر بھی زندگی کی کوئی مسرت ہو سکتی ہے؟...... ایک بیمار سے پوچھو جو نقل و حرکت سے محروم بستر مرض پر پڑا ہے وہ بتائے گا کہ آسمان کی صاف اور نیلگوں فضا کا ایک نظارہ راحت و سکون کی کتنی بڑی دولت ہے...... ایک اندھا جو کہ پیدائشی اندھا نہ تھا' تمہیں بتا سکتا ہے کہ سورج کی روشنی اور باغ و چمن کی بہار دیکھے بغیر زندگی بسر کرنا کیسی ناقابل برداشت مصیبت ہے!...... تم بسا اوقات زندگی کی مصنوعی آسائشوں کے لئے ترستے ہو اور خیال کرتے ہو کہ زندگی کی سب سے بڑی نعمت چاندی سونے کا ڈھیر اور جاہ و حشم کی نمائش ہے لیکن تم بھول جاتے ہو کہ زندگی کی حقیقی مسرتوں کا جو خود رو سامان فطرت نے ہر مخلوق کے لئے پیدا کر رکھا ہے' اس سے بڑھ کر دنیا کی دولت و حشمت کون سا سامانِ نشاط مہیا کر سکتی ہے؟ اور اگر انسان کو وہ سب کچھ میسر ہو تو پھر اس کے بعد کیا باقی رہ جاتا ہے؟...... جس دنیا میں سورج ہر روز چمکتا ہو...... جس دنیا میں صبح ہر روز مسکراتی اور شام ہر روز پردہ شب میں چھپ جاتی ہو...... جس کی راتیں آسمان کی قندیلوں سے مزین اور جس کی چاندنی حسن افروزیوں سے جہاں تاب رہتی ہو...... جس کی بہار سبزہ و گل سے لدی ہوئی اور جس کی فصلیں لہلہاتے ہوئے کھیتوں سے گراں بار ہوں...... جس دنیا

میں روشنی اپنی چمک، رنگ اپنی بوقلمونی، خوشبو اپنی عطر بیزی اور موسیقی اپنا نغمہ و آہنگ رکھتی ہو، کیا اس دنیا کا کوئی باشندہ آسائش حیات سے محروم اور نعمتِ معیشت سے مفلس ہو سکتا ہے؟ کیا کسی آنکھ کے لئے جو دیکھ سکتی ہو اور کسی دماغ کے لئے جو محسوس کر سکتا ہو، ایک ایسی دنیا میں نامرادی و بدبختی کا گلہ جائز ہے؟ قرآنؔ نے جا بجا انسان کو اس کے اسی کفرانِ نعمت پر توجہ دلائی ہے۔

......☆......

پھر دیکھو! کارسازِ فطرت کی یہ کیسی کرشمہ سازی ہے کہ حالات متفاوت ہیں، طبائع متنوع ہیں، اشغال مختلف ہیں، اغراض متضاد ہیں، لیکن معیشت کی دل بستگی اور سرگرمی سب کے لئے یکساں ہے اور سب ایک ہی طرح اس کی مشغولیتوں کے لئے جوش و طلب رکھتے ہیں۔ مرد و عورت، طفل و جواں، امیر و فقیر، عالم و جاہل، قوی و ضعیف، تندرست و بیمار، مجرد و متاہل، حاملہ و مرضعہ سب اپنی اپنی حالتوں میں منہمک ہیں اور کوئی نہیں جس کے لئے زندگی کی کاوشوں میں محویت نہ ہو۔ امیر اپنے محل کے عیش و نشاط میں اور فقیر اپنی بے سروسامانیوں کی فاقہ مستی میں زندگی بسر کرتا ہے، لیکن دونوں کے لئے زندگی کی مشغولیتوں میں دل بستگی ہوتی ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کون زیادہ مشغول ہے۔ ایک تاجر جس انہماک کے ساتھ اپنی لاکھوں روپیہ کی آمدنی کا حساب کرتا ہے، اسی طرح ایک مزدور بھی دن بھر کی محنت کے چند پیسے گن لیا کرتا ہے اور دونوں کے لئے یکساں طور پر زندگی محبوب ہوتی ہے۔ ایک حکیم کو دیکھو جو اپنے علم و دانش کی کاوشوں میں غرق ہے اور ایک دھقان کو دیکھو جو دوپہر کی دھوپ میں برہنہ سر ہل جوت رہا ہے اور پھر بتاؤ! کس کے لئے زندگی کی مشغولیتوں میں زیادہ دل بستگی ہے؟

پھر دیکھو! بچے کی پیدائش ماں کے لئے کیسی جاں کاہی و مصیبت ہوتی ہے! اس کی پرورش و نگرانی کس طرح خود فروشانہ مشقتوں کا ایک طول طویل سلسلہ ہے! تاہم یہ سارا معاملہ کچھ ایسی خواہشوں اور جذبوں کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے کہ ہر عورت میں ماں بننے کی قدرتی طلب ہے اور ہر ماں پرورشِ اولاد کے لئے مجنونانہ خود فراموشی رکھتی ہے۔ وہ زندگی کا سب سے بڑا دکھ سہے گی اور پھر اسی دکھ میں زندگی کی سب سے بڑی مسرت محسوس کرے گی۔ وہ جب اپنی معیشت کی ساری راحتیں قربان کر دیتی ہے اور اپنی رگوں کے خون کا ایک ایک قطرہ دودھ بنا کر پلا دیتی ہے تو اس کے دل کا ایک ایک ریشہ زندگی کے سب سے بڑے احساسِ مسرت سے معمور ہو جاتا ہے!

پھر کاروبارِ فطرت کے یہ تصرفات دیکھو کہ کس طرح نوع انسانی کے منتشر افراد اجتماعی زندگی کے بندھنوں سے باہم دگر مربوط کر دیئے گئے ہیں اور کس طرح صلہ رحمی کے رشتہ نے ہر فرد کو سینکڑوں ہزاروں افراد کے ساتھ جوڑ رکھا ہے!

فرض کرو! زندگی و معیشت ان تمام موثرات سے خالی ہوتی' لیکن قرآن کہتا ہے کہ خالی نہیں ہو سکتی تھی' اس لئے کہ فطرت کائنات میں رحمت کارفرما ہے اور رحمت کا مقتضیٰ یہی تھا کہ معیشت کی مشقتوں کو خوش گوار بنا دے اور زندگی کے لئے تسکین و راحت کا سامان پیدا کر دے۔ یہ رحمت کی کرشمہ سازیاں ہیں جنہوں نے رنج میں راحت' الم میں لذت اور سختیوں میں دل پذیری کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔

......☆......

جامعیت پیغمبرؐ

اسلام کا داعی مسیحیت کے مقدس پہاڑی واعظ کی طرح صرف ایک اخلاقی معلم ہی نہ تھا اور نہ ہی دنیا کے فاتح حکمرانوں کی طرح محض ایک جہانگیر اور عالم ستان شہنشاہ تھا۔ اسلام نے دین کو دنیا سے اور شریعت کو حکومت و جہانبانی سے الگ نہیں رکھا۔ وہ یہ سکھلانے آیا تھا کہ دین و دنیا دو نہیں ایک ہی چیز ہیں اور شریعت سے حکومت و سلطنت الگ نہیں۔ بلکہ سچی حکومت اور خدا کی مرضی کے مطابق سلطنت وہی ہے جس کو شریعت نے خود پیدا کیا ہو۔ پس اسلام کے داعی کا وجود ایک ہی وقت میں ان تمام حیثیتوں اور منصوبوں کا جامع تھا جو ہمیشہ دنیا کی صدہا مختلف شخصیتوں کے اندر منقسم رہی ہے۔ وہ اللہ کا پیغمبر تھا۔ شریعت کا مقنن تھا' امت کا بانی تھا' ملکوں کا حاکم اور سلطنت کا مالک تھا۔ وہ اگر پتوں اور چھال سے پٹی ہوئی مسجد کے منبر پر وحی الٰہی کا ترجمان اور انسانی سعادت و ہدایت کا واعظ تھا تو اسی کے صحن میں یمن کا خراج تقسیم کرنے والا اور فوجوں کو میدان جنگ میں بھیجنے کے لیے سپہ سالار لشکر بھی تھا۔ وہ ایک ہی وقت اور ایک ہی زندگی میں گھروں کا نظام معاشرت درست کرتا' نکاح و طلاق کے قوانین نافذ کرتا' ساتھ ہی بدر کے کنارے دشمنوں کا حملہ بھی روکتا اور مکہ کی گھاٹیوں میں سے ایک فاتح حکمران کی طرح نمایاں بھی ہوتا تھا۔ غرضیکہ اس کی ایک شخصیت کے اندر مختلف حیثیتیں اور مناصب جمع تھے۔ اسلام کا نظام دینی یہی تھا کہ یہ ساری قوتیں ایک ہی فرد میں جمع

رہیں...... جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو خلفاء راشدین کی خلافت خاصہ اسی اجتماع قوی و مناصب پر قائم ہوئی اور اس لیے اس کو منہاج نبوت سے تعبیر کیا گیا یعنی یہ نیابت ٹھیک ہر لحاظ اور ہر پہلو سے شخص جامع نبوت کی سچی قائمقامی اپنے اندر رکھتی تھی۔

اطاعتِ امیر اور اس کا دائرۂ کار

قرآن نے اس قانونِ شریعت کا اعلان کیا ہے کہ خلیفہ وامام کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کا وجود نظام جماعت کے مرکزی اقتدار کا مالک کیوں کہ کسی جماعت کی جماعتی زندگی بغیر کسی مرکزی قوت کے ناممکن ہے......تم پانچ آدمیوں کی بھی کوئی مجلس منعقد کرتے ہو تو سب سے پہلے ایک پریذیڈنٹ کا انتخاب کرتے ہو کہ جب تک کسی کو صدر نہ مان لیں گے، پانچ آدمیوں کی مجلس بھی کوئی صحیح کام نہ کر سکے گی......

فوج ترتیب دیتے ہوئے تو دس آدمیوں کو بھی بغیر ایک افسر کی نہیں چھوڑتے اور اس کی اطاعت ماتحتوں کے لیے فرض سمجھتے ہو اور یقین کرتے ہو کہ بغیر اس کے فوج کا نظام باقی نہیں رہ سکتا...... پانچ دس آدمی بھی اگر بغیر امیر کے کام نہیں کر سکتے تو قومیں کیوں کر بلا امیر اپنے فرائض انجام دے سکتی ہیں۔ اس سے بھی سادہ تر مثال یہ ہے کہ اپنے اپنے گھروں اور خاندانوں کو دیکھو، خود تمہارا گھر بھی ایک چھوٹی سی آبادی ہے۔ اگر بیوی تمہارا حکم نہ مانے تو تم کیوں بگڑتے ہو۔ اگر گھر کے لوگ تمہارے کہنے پر نہ چلیں تو تم کیوں لڑتے ہو۔ تم کہتے ہو کہ فلاں گھر میں امن و نظام نہیں، روزانہ خانہ جنگی ہوتی رہتی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے......؟ نہ صرف اس لیے کہ کوئی جماعت امن و نظم پا نہیں سکتی جب تک کہ اس کا کوئی امیر نہ ہو۔ گھر اور خاندان بھی ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ تم گھر کے بڑے ہو یعنی امیر، پس گھر کی عافیت اور انتظام و کامیابی اس پر موقوف ہے کہ سب تمہاری سنیں اور تمہارے کہنے پر چلیں تو پھر اسلام بھی یہی کہتا ہے کہ اقوام عالم کا نظم وضبط اس وقت تک ہو نہیں سکتا جب تک کہ ایک امیر و صدر خلیفہ وحاکم مرکزی نہ ہو اور اس کی اطاعت نہ کی جائے۔

جغرافیائی مرکزیت

کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کا کوئی ارضی مرکز نہ ہو...... کوئی تعلیم باقی نہیں رہ

سکتی جب تک اس کی ایک قائم و جاری درس گاہ نہ ہو...... کوئی دریا جاری نہیں رہ سکتا جب تک ایک محفوظ سرچشمہ سے اس کا لگاؤ نہ ہو۔

نظام شمسی کا ہر ستارہ، روشنی اور حرارت صرف اپنے مرکز شمسی ہی سے حاصل کرتا ہے، اسی کی بالاتر جاذبیت ہے، جس نے یہ پورا معلق کارخانہ سنبھال رکھا ہے...... یہی قانون الٰہی ہے، جس پر اس کی شریعت کے تمام جماعتی احکام مبنی ہیں۔ پس جس طرح اسلام نے امت کے بقاء اور حق و ہدایت کے لیے ہر طرح کے مرکز قرار دیئے، ضرور تھا کہ ایک ارضی مرکز بھی قیامت تک کے لیے قرار دے دیا جائے...... اسلام نے اس غرض سے سرزمینِ حجاز کو منتخب فرمایا۔ یہی نافِ زمین کی آخری اور دائمی ہدایت و سعادت کے لئے مرکزی سرچشمہ اور روحانی درسگاہ قرار پائی اور چونکہ سرزمینِ حجاز جزیرہ عرب میں واقع تھی، وہی اسلام کا اولین وطن رہی۔ اس کا سب سے پہلا یہی سرچشمہ تھا اس لیے ضرور تھا کہ اسلامی مرکز کے قریبی گرد و پیش کا بھی وہی حکم ہوتا جو اصل مرکز کا تھا۔ لہٰذا یہ تمام سرزمین بھی جو حجاز کی وادی غیر ذی زرع کو گھیرے ہوئے ہے، اس حکم میں داخل ہو گئی۔

ذالک تقدیر العزیز العلیم . (۳۶:۳۸)

مرکزی ارض سے مقصود یہ ہے کہ اسلام کی دعوت ایک عالمگیر اور دنیا کی بین الملی دعوت تھی۔ وہ کسی خاص ملک اور قوم میں محدود نہ تھی۔ مسلمانوں کی قومیت کے اجزاء تمام کرہ ارض میں بکھر جانے اور پھیل جانے والے تھے۔ پس ان بکھرے ہوئے اجزاء کو ایک دائمی متحدہ قومیت کی ترکیب میں قائم رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ کوئی ایک مقام ایسا مخصوص کر دیا جاتا جو ان تمام متفرق و منتشر اجزاء کے لیے اتحاد و انضمام کا مرکزی نقطہ ہوتا۔ سارے بکھرے ہوئے اجزاء وہاں پہنچ کر سمٹ جاتے۔ تمام پھیلی ہوئی شاخیں وہاں اکٹھی ہو کر جڑ جاتیں۔ ہر شاخ کو اس جڑ سے زندگی ملتی، ہر نہر اس سرچشمہ سے سیراب ہوتی، ہر ستارہ اس سورج سے روشنی اور گرمی لیتا، ہر دوری اس سے قرب پاتی، ہر فصل کو اس سے مواصلات ملتی اور ہر انتشار کو اس سے اتحاد و یگانگی حاصل ہوتی۔ تاکہ وہی مقام تمام امت کی تعلیم و ہدایت کے لیے ایک وسطی درس گاہ کا کام دیتا۔ وہی تمام کرہ ارض کی پھیلی ہوئی کثرت کے لئے نقطۂ وحدت ہوتا۔ ساری دنیا ٹھنڈی پڑ جاتی پر اس کی تنویر کبھی نہ بجھتی۔ ساری دنیا تاریک ہو جاتی مگر اس کی روشنی گل نہ ہوتی۔ اگر تمام دنیا اولادِ آدم کے باہمی جنگ و جدال اور فتنہ و

فساد سے خونریزی کا دوزخ بن جاتی' پھر بھی ایک گوشۂ قدس ایسا رہتا جو ہمیشہ امن وصحت کا بہشت ہوتا اور انسانی فتنہ وفساد کی پرچھائیں بھی وہاں نہ پڑسکتیں۔

اس کا ایک ایک چپہ مقدس ہوتا' اس کا ایک ایک کونہ خدا کے نام پر محترم ہوتا۔ اس کا ایک ایک ذرہ اس کے جلال وقدوسیت کی جلوہ گاہ ہوتا۔ خونریز اور سرکش انسان ہر مقام کو اپنے ظلم وفساد کی نجاست سے آلودہ کر سکتا' پر اس کی فضاء مقدس ہمیشہ پاک ومحفوظ رہتی اور جب زمین کے ہر گوشے میں انسانی سرکشی اپنی مجرمانہ خداوندی کا اعلان کرتی تو وہاں خدا کی سچی عبادت کا تخت عظمت وجلال بچھ جاتا اور اس کا ظل عاطفت تمام بندگانِ حق کو اپنی طرف کھینچ بلاتا...... دنیا پر کفر وشرک کے جماؤ اور اٹھان کا کیسا ہی سخت اور برا وقت آجاتا مگر سچی توحید اور بے جیل خدا پرستی کا وہ ایک ایسا گھر ہوتا جہاں خدا اور اس کی صداقت کے سوا نہ کسی خیال کی پہنچ ہوتی نہ کسی صدا کی گونج اٹھ سکتی۔ وہ انسان کی پھیلی نسل کے لیے ایک مشترک اور عالمگیر گھر ہوتا۔ کٹ کٹ کر قومیں وہاں جڑتیں اور بکھر بکھر کے نسلیں وہاں سمٹتیں' پرند جس طرح اپنے آشیانوں کی طرف اڑتے ہیں اور پروانوں کو تم نے دیکھا کہ روشنی کی طرف دوڑتے ہیں' ٹھیک اسی طرح انسانوں کے گروہ اور قوموں کے قافلے اس کی طرف دوڑتے اور زمین کی خشکی وتری کی وہ ساری راہیں جو اس تک پہنچ سکتیں وہ ہمیشہ مسافروں اور قافلوں سے بھری رہتیں۔

دنیا بھر کے زخمی دل وہاں پہنچتے اور شفا اور تندرستی کا مرہم پاتے۔ بے قرار ومضطرب روحوں کے لئے اس کے آغوشِ کرم میں آرام وسکون کی ٹھنڈک ہوتی۔ گناہوں کی کثافتوں سے آلودہ جسم وہاں لائے جاتے اور محرومی اور نامرادی کی مایوسیوں سے گھائل دل چیختے اور تڑپتے ہوئے اس کی جانب دوڑتے' تو اس کی پاک ہوا امید ومراد کی عطر بیزی سے مشک بار ہو جاتی۔ اس کے پہاڑوں کی چوٹیاں خدا کی محبت وبخشش کے بادلوں میں چھپ جاتیں اور اس کی مقدس فضا میں رحمت کے فرشتے غول در غول اتر کر اپنی معصوم مسکراہٹ اور اپنے پاک نغموں کے ساتھ مغفرت اور قبولیت کی بشارتیں بانٹتے۔

شاخوں کی شادابی جڑ پر موقوف ہے۔ درختوں کی اگر جڑ سلامت ہے تو شاخوں اور پتوں کے مرجھا جانے سے باغ اجڑ نہیں سکتا۔ دس ٹہنیاں کاٹ دی جائیں گی تو بیس نئی نکل آئیں گی۔ اس

طرح قوم کا مرکز ارضی اگر محفوظ ہے تو اس کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں کی بربادی سے قوم نہیں مٹ سکتی۔ سارے ٹکڑے مٹ جائیں، اگر مرکز باقی ہے تو پھر نئی نئی شاخیں بھی پھوٹیں گی اور نئی نئی زندگیاں بھی ابھریں گی۔ پھر جس طرح مسلمانوں کے مجموعی دائرہ کے لیے خلیفہ وامام کے وجود کو مرکز ٹھہرایا گیا، اسی طرح ان کی ارضی وسعت وانتشار کے لیے عبادت کدہ ابراہیمی کا کعبۃ اللہ اس کی سرزمین حجاز اور اس کا ملک جزیرہ عرب، دائمی مرکز قرار پایا۔

......☆......

فکری وحدت اور فکری مرکزیت

قرآن کہتا ہے اقتدار اعلیٰ وقوتِ حاکمہ صرف خدا کے لیے مانی جائے۔ اس کے سوا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے سامنے سر نیاز خم کیا جائے اور اپنی پیشانیوں کو جھکایا جائے۔ وہی وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ صرف وہ ایک ہی اس لائق ہے کہ اس کے لیے قوتِ حاکمہ اور اقتدارِ اعلیٰ مانا جائے۔ وہی ایک صرف اس قابل ہے کہ بنی نوعِ انسان کے دلوں پر حکومت کرے۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ جبینِ نیاز اور سرِ عجز اس کے سامنے خم کیا جائے۔ دل ودماغ میں صرف اس کا خوف سمائے۔ امیدیں اسی سے وابستہ کی جائیں۔ حاکم وبادشاہ، شہنشاہ، واضع قانون، شارع اور قانون ساز صرف اس کو مانا جائے۔ ماننے کے لائق اور تسلیم کے قابل صرف اس کا قانون ہوسکتا ہے...... صرف اس کے لیے جانی ومالی قربانی کی جائے...... ایثار وفداکاری کے لائق صرف وہی ہے...... وہی ہے جس سے محبت کی جائے اور دل لگایا جائے...... اسی سے ڈرایا جائے...... اس کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔ کوئی ماویٰ وملجا نہیں...... اس کے سوا کوئی نہیں جو نفع پہنچا سکے یا ضرر دے سکے...... وہ جس کو ضرر دینا چاہے تو کوئی طاقت اس کو روکنے والی نہیں...... اگر وہ کسی کو نفع پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے ہاتھ روک نہیں سکتا...... وہی اللہ ہے۔ وہی معبود، وہی رب، وہی حاکم، **الا لہ الحکم والامر** ' خبردار اس کے لیے حکومت ہے اور اسی کا امر قابل قبول ہے، کوئی نہیں جس کا حکم مانا جائے، کوئی نہیں جس کا امر تسلیم کیا جائے، انسان کے ظاہر وباطن پر صرف اسی کی حکمرانی ہے...... وہ کہتا ہے ''جب تم دیکھتے ہو کہ تمہارے وجود کے اندر اور باہر عالم تکوین میں صرف اسی کی حکمرانی ہے تو پھر تمہارے قلوب، اعمال، افعال اور کاروبارِ زندگی میں اسی کی حکمرانی کیوں نہ ہو''...... وہ کہتا ہے، دنیا

مختلف قسم کے الٰہ و معبود بنالیتی ہے۔ کہیں انسانی استبداد و استبعاد کے وہ مہیب بت ہیں جنہوں نے اپنی غلامی کی زنجیروں سے خدا کے بندوں کو جکڑ رکھا ہے اور ان کی قوت شیطانی کے مظاہر کبھی حکومتوں کے جبر و تسلط کی صورت میں' کبھی دولت و مال میں' کبھی عزت و جاہ کے غرور میں' کبھی جماعتوں کی رہنمائی و حکمرانی کے ادعاء میں' کبھی علم و فضل اور کبھی زہد و تقویٰ کے گھمنڈ میں غرض مختلف شکلوں میں اور مختلف ناموں سے اللہ کے بندوں کو اللہ سے چھیننا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کہیں چاندی اور سونے کے ڈھیروں کے بت' کہیں قیمتی کپڑوں' موٹروں اور ہوٹلوں اور کوٹھیوں کے بت' اس میں لیڈروں و حکام کے بت ہیں اور کہیں پیروں' مولویوں' پیشواؤں اور رہنماؤں کے بت ہیں تو کہیں خواہشاتِ نفسانی کے بت ہیں۔ رسولِ عربیؐ کے وقت میں تو تین سو ساٹھ بت تھے جن سے بیت خلیل کی دیواریں چھپ گئی تھیں لیکن آج ان کی امت میں تو ہر چمکیلی ہستی لات اور منات کی قائم مقام ہے اور ہر حاکم' ہر رئیس اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے ہر خوش لباس لیڈر ایک بت کا حکم رکھتا ہے۔ پوری ملت موحد انہی کی پوجا و پرستش میں مشغول ہے۔ پس قرآن کہتا ہے' یہ سب کچھ جو تم کر رہے ہو' شرک ہے اور کفر ہے۔ یہ اس کی صفات میں ساجھی ٹھہرانا ہے اور اس کی حاکمیت میں غیروں کو سہیم و حصہ دار بنانا ہے جس کا مٹانا قرآن کا اولین فرض ہے۔

کیا دنیا بھول گئی کہ مسلمان نے اپنے رسول ﷺ اور خلفائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ناموں سے پکارا اور اپنے خلفاء کو بات چیت پر ٹوکا۔ ان پر سخت اعتراض کیے۔ ان کو خطبہ دیتے ہوئے روک دیا اور اس وقت تک خطبہ نہیں دینے دیا جب تک خلیفہ اپنی صفائی نہیں پیش کر چکے۔ اپنے خلفاء کو تلوار کی دھار' نیزہ کی اَنی اور تیر کے پھل سے درست کرنے کی دھمکی دی اور خلفا نے ان باتوں پر بجائے ناراض ہونے کے فخر کیا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیا کہ الحمدللہ ایسے حق گو امت میں موجود ہیں لیکن اس کے مقابلے میں آج بادشاہوں اور ریاستوں کو چھوڑ کر صرف اپنی قوم کے ان لوگوں کو دیکھو جن کے پاس جائیداد کا کوئی حصہ یا چاندی سونے کا کچھ حصہ جمع ہو گیا ہو۔ ان میں بہت سے لوگ دولت کو تمام فضیلتوں کا منبع قرار دیتے ہیں اور .... اس لیے لیڈر ہیں۔ پیشوائی کے مدعی ہیں۔ ان میں بہت سے فراعنہ اور نمارد ہ تم کو ایسے ملیں گے جن کا نام اگر ان خطابوں سے الگ کر کے زبان سے نکالا جائے جو ان کے شیطانی خبث و غرور نے گھڑ

لیے ہیں یا حکومت کی خوشامد وغلامی کا صطباغ لے کر حاصل کیے ہیں تو ان کے چہرے مارے غضب کے درندوں کی طرح خونخوار ہو جاتے ہیں اور چار پایوں کی طرح ہیجان وغصہ اور غلاظت کو روک نہیں سکتے۔اس بدترین نسل فراعنہ سے کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ کیا نمرودیت وفرعونیت وشیطانیت ہے۔کیا ہے جس نے ان کے نفسوں کو مغرور کر دیا ہے اور وہ کونسا ورثہ عظمت وجلال ہے جو تکبر اور غرور کی طرح ان کو اپنے مورث اعلیٰ فرعون اور نمرود سے ملا ہے۔اگر دولت کا گھمنڈ ہے تو مجھے اس میں شک ہے کہ ان کے پاس جہل کی طرح دولت بھی کثیر ہے اور اگر ان پرستاروں اور مصاحبوں کا انہیں غرور ہے جو غلامی اور دولت پرستی کے کیڑے ہیں تو میں یہ باور کرنے کے لیے کوئی وجہ نہیں پاتا کہ دنیا کے مغرور و مستبد بادشاہوں سے بھی بڑھ کر اپنے پرستاروں اور غلامی کا حلقہ ارد گرد دیکھتے ہیں۔بہر حال کچھ بھی ہو مگر میری آواز کا ہر سامع آج انہیں ان کو قوت کی ناکامی کا پیام پہنچا دے۔اب ان کی تباہی و بربادی کا آخری وقت آ گیا۔وہ دنیا جس نے بحر احمر میں فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق ہوتے دیکھا تھا اور اس طرح کے ان گنت تماشے ہزاروں بار دیکھ چکی ہے' وقت آ گیا ہے کہ ہندوستان کے اندر بحر حریت وصداقت میں جس کی موجیں نہ صرف نام ہی کو نہیں بلکہ حقیقت میں بھی احمر ہوں گی' ان مغرور لیڈروں کے غرق ہونے کا تماشہ دیکھ لے گی۔وہ وقت دور نہیں جبکہ ان کے اور ان کے مصاحبوں کے لیے آتش کدے تیار ہوں گے اور ان کے خاکستر کو تند و تیز ہوا کے جھونکوں میں اڑتے ہوئے دیکھے گی۔

آج ارض وسماء' بحر و بر' فضائے آسمانی اور خلاء سلطانی میں ان کی ہلاکت و بربادی کی آندھیاں چل رہی ہیں اور مرد مومن کی چشم بصیرت کو یہ تمام تماشۂ انقلاب امم واستبدال دول واقوام کا نظر آ رہا ہے۔اس کی آنکھیں وہ سب کچھ دیکھ رہی ہیں کہ جو ان کی بربادی وتباہی کا سامان ہو رہا ہے۔آج کی رفتار' دریا کی روانی' لیل ونہار کی گردش' اقوام وملل کے تغیرات اور گردشِ زمانہ کی حرکت افراد واشخاص کے نفسیاتی تمول' اذہان وقلوب کے میلانات' طبائع انسانی کے رجحانات یہ سب بتا رہے ہیں کہ نماردہ فراعنہ دورِ حاضر کی ہلاکت وفلاکت' تباہی و بربادی' خسروان ومغفوریت کا وقت بالکل قریب آ چکا ہے۔وہ وقت دور نہیں جبکہ ان کی دولت و مال اور عز و جاہ کے جنازے نکلیں گے اور یہ صفحۂ ہستی سے یوں مٹائے جائیں گے کہ تاریخ عالم میں ان کے افسانے رہ جائیں گے' اور نام و

نشان باقی نہ رہیں گے۔ان کی اس تباہی و بربادی پر کوئی نوحہ و ماتم کرنے والا نہ ہوگا۔نہ زمین ان پر ترس کھائے گی اور نہ ہی آسمان روئے گا۔

مومن و مسلم ہستی وہ ہے جو صرف ایک ہی کی محکوم ہے،اس کے گلے میں محکومی کی ایک بوجھل زنجیر ضرور ہے،پر مختلف سمتوں میں کھینچنے والی بہت سی ہلکی زنجیریں نہیں ہیں...... وہ ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے کیونکہ اس کے ایک ہی حاکم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے......وہ دوستوں سے محبت رکھتا ہے کیونکہ اسے رفیقوں اور ساتھیوں کے ساتھ سچے برتاؤ کی تلقین کی گئی ہے......وہ اپنے سے ہر بزرگ اور بڑے کا ادب ملحوظ رکھتا ہے کیونکہ اس کے ادب آموز حقیقی نے ایسے ہی بتایا ہے۔وہ پادشاہوں اور حاکموں کا حکم بھی مانتا ہے کیوں کہ حاکموں کے ماننے سے اسے نہیں روکا گیا ہے جو اس کے حاکم حقیقی کے حکم کے خلاف نہ ہو......وہ دنیا کے ایسے پادشاہوں کی اطاعت کرتا ہے جو اس کی آسمانی پادشاہت کی اطاعت کرتے ہیں کیونکہ اسے تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ہی ایسا کرے لیکن یہ سب کچھ جو وہ کرتا ہے تو اس لیے نہیں کرتا کہ سب کے لئے کوئی حکم ماننا اور ان کو جھکنے کی جگہ سمجھتا ہے بلکہ صرف اس لیے کہ اطاعت ایک ہی کے لیے ہے اور حکم صرف ایک ہی کا ہے۔جب اس ایک ہی حکم دینے والے نے ان سب باتوں کا حکم دے دیا تو ضرور ہے کہ خدا کے لیے ان سب بندوں کو بھی مانا جائے اور اللہ کی اطاعت کی خاطر وہ اس کے بندوں کا بھی مطیع ہو جائے۔

......☆......

کارساز قدرت کی بھی کیا کرشمہ سازیاں ہیں۔کچھ خاک امید کی لی اور کچھ خاکستر حسرت کی،دونوں کی آمیزش سے ایک پتلا بنایا اور انسان نام رکھ کر اس ہنگامہ زار ارضی میں بھیج دیا۔وہ کبھی امید کی روشنی سے شگفتہ ہوتا ہے،کبھی ناامیدی کی تاریکی سے گھبرا جاتا ہے۔کبھی ولولوں کی بہار میں زمزمہ ساز نغمہ انبساط ہوتا ہے اور کبھی حسرت و افسوس کی خزاں میں امیدوں کے پژمردہ پتوں کو گنتا ہے،کبھی ہنستا ہے اور کبھی ڈرتا ہے۔کبھی رقص نشاط اور کبھی سینہ ماتم ایک ہاتھ سے جمع کرتا ہے اور دوسرے سے کھوتا ہے۔

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی
عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا

پس اے ساکنانِ غفلت آبادِ ہستی! وائے رہروانِ سفر مدہوشی و فراموشی! مجھے بتلاؤ کہ تمہاری ہستی کی حقیقت اگر یہ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟ اور اے نیرنگ آرائی تماشہ گاہ عالم کیا یہ ہنگامہ حیات، یہ شورش زندگی، یہ رستخیز کشاکش ہستی تو نے صرف اتنے ہی کے لئے بنائی ہے۔

کمند کوتہ و بازوئے ست و بام بلند
ہمن حوالہ و نومیدیم گنہ گیر ند

ربنا ما خلقت هذا باطلا.

☆

موسم بہار زندگی و شگفتگی کا موسم ہوتا ہے اور انسان کے اندر رگوں میں دوڑنے والے خون سے لے کر درختوں کی شاخوں اور ٹہنیوں تک ہر چیز میں جوش حیات اور ولولہ انبساط پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی حال ان قوموں کا ہوتا ہے وہ جب اپنے دور امید سے گزرتی ہیں، تمام دنیا ان کے لئے ایک بہشت امید بن جاتی ہے اور اس کی ہر آواز ان کے کانوں کے لئے ایک ترانہ امید کا کام دیتی ہے۔ وہ اپنے اندر دیکھتے ہیں تو دل کا ہر کونہ امیدوں اور ولولوں کا آشیانہ نظر آتا ہے اور باہر نظر ڈالتے ہیں تو دنیا کا کوئی حصہ عروس امید کی مسکراہٹ سے خالی نہیں ہوتا۔ اس طلسم زار ہست و نیست میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ خوشی کا۔ زندگی کی تمام کامیابیاں اور مسرتیں دراصل دل کی عشرت کامیوں سے ہیں۔ جب تک آپ کے دل کے طاق مخفی میں امید کا چراغ روشن ہے، اس وقت تک دنیا بھی عیش و مسرت کی روشنی سے خالی نہیں۔ لیکن اگر بادِ صرصرو نامرادی کا کوئی جھونکا وہاں تک پہنچ گیا تو پھر خواہ آفتاب نصف النہار پر درخشاں کیوں نہ ہو مگر یقین کیجئے کہ دنیا کا یہ تمام نظام منور آپ کے لیے ظلمت سرائے تاریک ہے۔

یہ وہ خوش نصیب قومیں ہیں کہ ان کے دل کے اندر امید کا چراغ روشن ہوتا ہے۔ یہ جہاں جاتے ہیں، اقبال و کامرانی کی روشنی استقبال کرتی ہے چونکہ ان کے دل کے اندر سلطان امید فتح یاب ہوتا ہے، اس لیے زمین کے اوپر بھی نامرادی و ناکامی کی صفوں پر فتح یاب ہوتے ہیں۔ جس ہاتھ میں امید کا علم ہو تو پھر دنیا کی کوئی قوت اس ہاتھ کو زیر نہیں کر سکتی۔ ان کی امید، حسرت و آرزو نہیں ہوتی جو محض ناکامی و نامرادی کے ماتم کے لئے ہے۔ بلکہ کامیابیوں کا ایک پیغام دعوت ہے جو دل میں امید بن کر اور دل کے باہر عیش و مراد کی کامرانی و فیروز مندی کی نوید بن کر جلوہ آرا ہوتی ہے۔ لیکن اس سطح

ارضی کے اوپر جو امید کی کام بخشیوں سے خوش نصیب قوموں کے لیے عیش مراد کا ایک چمن زار نشاط ہے، وہ بدنصیب قومیں بستی ہیں جن کے دامن حیات میں امید و یاس کی بخشش کے وقت امید کے پھولوں کی جگہ صرف ناامیدی کے کانٹے ہی آتے ہیں جو خزاں کے افسردہ کن موسم کی طرح دنیا میں صرف اس لیے زندہ رہتے ہیں کہ بہار گزشتہ پر ماتم کریں اور خزاں کے جھونکوں سے اپنے درخت امید کی پت جھڑ دیکھ دیکھ کر آنسو بہائیں، وہ دنیا جو اوروں کے لیے اپنی ہر صدا میں پیغام امید رکھتی ہو ان کے لیے یکسر ماتم کدہ یاس بن جاتی ہے۔ دل جب مایوس ہو تو دنیا کی ہر چیز میں مایوسی ہے۔ ان کے دلوں میں امید کا چراغ بجھ جاتا ہے تو دل کے باہر بھی کہیں روشنی نظر نہیں آتی۔ دنیا کے وہ وسیع صحرا جن پر قدرت نے طرح طرح کی نباتاتی نعمتوں کا دسترخوان چن دیا ہے، وہ خوش نما اور عظیم الشان آبادیاں جن کو انسانی اجتماع اور مدنی نعمتوں نے زمین کے عیش و نشاط کا بہشت بنا دیا ہے، وہ عظیم الشان اور بے کنار سمندر جن پر حکمرانی کی طاقت حاصل کرنے کے بعد پھر خشکی کے ٹکڑوں پر حکمرانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ غرضیکہ اس زمین اور زمین پر نظر آنے والی تمام چیزیں ان سے اس طرح منہ پھیر لیتی ہیں گویا وہ اس زمین کے فرزند ہی نہیں ہیں بلکہ بڑی بڑی آبادیاں قوموں اور جماعتوں کی فاتحانہ امنگوں کا جولانگاہ ہوتی ہے تو ان بدنصیبوں کے لیے صحراؤں کے بھٹ اور پہاڑوں کے غاروں میں بھی کوئی گوشہ عافیت نہیں ہوتا۔

صحراؤں کی فضائیت، ہوا کی سنسناہٹ اور دریاؤں کی صدائے روانی اوروں کے لیے پیام امید ہوتی ہے۔ مگر ان کے کانوں میں ان سب سے نامرادی وفنا کی صدائیں اٹھ اٹھ کر طعنہ زن ہوتی رہتی ہیں۔ دنیا میں اگر بہار و خزاں، امید و یاس، شادی و غم، نغمہ و نوحہ، خندہ و گریہ اور فنا و بقا دو ہی چیزیں ہیں جن کی زمین کے بسنے والوں کو بخشش ہوئی ہے۔ تو مختصراً یوں سمجھ لیجئے کہ پہلی قوموں کو بہار و امید اور شادی و نشاط کا حصہ ملا ہے۔ اور دوسروں کو یکسر یاس و حزن نوحہ و ماتم اور گریہ و فغاں کا۔

......☆......

حیات امید و موت قنوط

منجملہ اس حالت کے سب سے زیادہ خطرناک گمراہی انسان کی وہ مایوسی ہے جو مصائب و آلام کا ہجوم دیکھ کر اپنے دل میں پیدا کر لیتا ہے اور اس طرح خود اپنے ہاتھوں اپنے مستقبل کے لیے

نامرادی وناکامی کی بنیادرکھ دیتا ہے۔

مایوسی سے بڑھ کر کوئی شے انسانیت کے لیے قاتل ومہلک نہیں اور دنیا کی تمام کامرانیاں صرف امید کے قیام پر موقوف ہیں۔ یہ امید ہی ہے جس نے زمینوں پر قبضہ کیا' پہاڑوں کے اندر سے راستہ پیدا کیا' سمندر کی قہاری کو مغلوب کیا ہے اور جب چاہا ہے اس میں اپنی سواری کے مرکب چلائے ہیں اور جب چاہا اس کے کناروں کو میلوں اور فرسخوں تک خشک کر دیا ہے۔ پھر امید ہی ہے جس نے مردہ قلوب کو زندہ کیا ہے بستر مرگ سے بیماروں کو اٹھایا ہے ڈوبتوں کو کناروں تک پہنچایا ہے۔ بچوں کو جوانی کی سی تیزی سے دوڑایا ہے اور بوڑھوں کو جوانوں سے زیادہ قوی وطاقتور بنادیا ہے ۔ جب کہ قومیں جواب دے دیتی ہیں' جب کہ زمانہ منہ پھیر لیتا ہے' جب کہ زمین کے کسی گوشہ سے صدائے ہمت نہیں آتی اور جب کہ تمام اعضائے عمل جواب دے دیتے ہیں تو امید ہی فرشتہ ہوتا ہے جو مسکراتا ہوا آتا ہے' اپنے پروں کو کھولتا ہے اور اس کے سایہ میں لے کر قوت وطاقت' ہمت و مستعدی وچستی وچالاکی کی ایک روح تازہ دلوں میں پیدا کر دیتا ہے۔

دنیا کی کامیابی اعمال کا نتیجہ ہے اور اعمال کے لیے پہلی چیز امید ہے۔ جب تک انسان کے اندر امید قائم ہے' مصیبتوں اور ہلاکتوں کے عفریت بھی سامنے آ کھڑے ہوں تو بھی اس کو شکست نہیں دے سکتے۔

دنیا ایک میدانِ کارزار ہے اور جس چیز کو تم عمل کہتے ہو۔ دراصل یہ ایک حریفانہ کش مکش اور مقابلہ ہے۔ پس جس طرح جنگ میں رہنے والے سپاہیوں کو فتح وشکست سے چارہ نہیں وہ کبھی زخمی کرتے ہیں اور کبھی خود زخمی ہوتے ہیں۔ اسی طرح دنیا میں بھی جو مخلوق بستی ہے اسے کامیابی اور ناکامی اور فیروزمندی ونامرادی سے چارہ نہیں۔ کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ ہماری تلوار اور دشمن کی گردن ہو کیوں نہ ہم اپنے سروسینے میں بھی زخم کے نشان پائیں۔ بستر پر آرام کرنے والوں کو رونا چاہئے کہ پاؤں میں کانٹا چبھ گیا۔ لیکن سپاہی کو زخموں پر زخم کھا کر بھی اف نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس کی جگہ تو بستر نہیں' بلکہ میدانِ جنگ ہے۔ شکست وزخم کا خوف ہے تو میدانِ جنگ میں قدم ہی نہ رکھو اور تلواروں سے بچنا چاہتے ہو تو تمہارے لیے بہترین جگہ پھولوں کی سیج ہے۔ چلو گے ٹھوکر کھاؤ گے اور لڑو گے تو زخم سے چارہ نہیں۔ پس اگر ٹھوکر لگی ہے تو آنکھیں کھولو اور بیٹھ کر رونے کی جگہ تیزی سے

چلو کیوں کہ جتنی دیر بیٹھ کر تم نے اپنا گھٹنا سہلایا، اتنی دیر میں قافلہ اور دور نکل گیا۔

پھر اگر دشمن کی کاٹ نے زخمی کیا ہے تو بھاگتے کیوں ہو۔ مایوسی خودکشی ہے اور امید زندگی، زیادہ چابک دستی سے پیکارِ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ جب تک دوسروں کو زخمی کرتے تھے زیادہ ہمت مطلوب نہ تھی لیکن زخم کھا کر تم نے معلوم کرلیا کہ دشمن توقع سے زیادہ قوی ہے اور اب پہلے سے زیادہ ہمت اور مستعدی مطلوب ہے۔

……☆……

''تذکرہ'' سے چند اقتباسات

ہمیشہ داعیانِ حق کا سب سے بڑا جرم شاہانِ ظلم و جور اور علمائے دجل و فساد کی نظروں میں یہی رہا ہے کہ دنیا ان کی طرف کیوں کھنچتی ہے؟ مگر افسوس کہ اس جرم سے وہ کسی طرح اپنے تئیں بری نہیں دکھلا سکتے۔ جس طرح بینائی رکھنے والا دیکھنے پر مجبور ہے کہ خود اپنی آنکھیں پھوڑ نہیں سکتا، اُسی طرح علمائے حق اعلان و تذکیرِ حق میں ناچار ہیں کہ خدا کی دی ہوئی زبان کو کاٹ کر پھینک نہیں دے سکتے، اور بیانِ حق کا قدرتی خاصہ یہ ہے کہ دلوں میں گھر کر لے اور ہر طرف سے انسانوں کو اپنی جانب کھینچ لے۔ ایک داعیِ حق اور واصل باللہ اگر دنیا سے کہہ بھی دے کہ میرے پیچھے نہ آؤ، جب بھی وہ اسی کے پیچھے دوڑے گی کہ جذب و انجذاب کا قانونِ الٰہی باطل نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر لوہا مقناطیس کی جانب کھنچتا ہے، تو اس میں مقناطیس کا کیا قصور؟ یہ جرم ہے تو خدا نہ کرے اس پاک جرم کے مجرموں سے کبھی اس کی زمین خالی ہو۔

نظامِ شمسی کی طرح نظامِ انسانی کے بھی مرکز و محور ہیں، مگر تم کو اُن کا حال نہیں معلوم! تم کو اجرامِ سماویہ کا مرکز معلوم کرنے میں جب ہزاروں برس لگ گئے، تو نہیں معلوم، عالمِ انسانیت کے نظام و مراکز کے کشف کے لیے کتنا زمانہ درکار ہوگا! تاہم یہ معلوم رہے کہ ہر عہد و دور میں خدا کے چند بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا وجود ستاروں کے مرکزِ شمسی کی طرح تمام انسانوں کا مرکزِ محبت اور کعبۂ انجذاب ہوتا ہے اور جس طرح نظامِ شمسی کا ہر متحرک ستارہ صرف اسی لیے ہے کہ کعبۂ شمس کا طواف کرے، اسی طرح انسانوں کے گروہ اور آبادیوں کے ہجوم بھی صرف اسی لیے ہوتے ہیں کہ اس مرکزِ انسانیت اور کعبۂ ہدایت کا طواف کریں۔ زمین والوں ہی پر موقوف نہیں، آسمانوں میں بھی

صرف انہی کے ناموں کی پکار ہوتی ہے۔ بخاری کی اس حدیث کو نہیں معلوم تم نے کیا سمجھا' حالانکہ وہ تو صرف اسی حقیقت کی طرف ایک اشارہ ہے کہ اذا احب الله العبد قال لجبريل انی احب فلانا فاحبه ' فيحبه جبريل '(الخ) (تذکرہ)

☆

بدایونی لکھتے ہیں کہ اگر چہ ملا عبدالنبی صدر اور مخدوم الملک دونوں ایک ہی تنور کے سوختہ تھے اور صلحائے امت و اہل اللہ کی اذیت و مخالفت میں ہم رنگ و آہنگ' لیکن چونکہ دنیا کے عشق نے دونوں میں رقابت کا رشتہ قائم کر دیا تھا' اس لیے خود بھی ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہتے اور آپس کی ٹکریں برابر چلتی رہتیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان آپس کی ٹکروں ہی سے دونوں پاش پاش ہو گئے۔ اذا تعارضاتسا قطا کسی دوسرے ہاتھ کی ضرورت ہی نہ ہوئی۔ یخربون بیوتھم بایدیھم کا منظر نظروں میں پھر گیا۔ اور یہ اس گروہ کا اولین اور لاینفک خاصہ ہے۔ سانپ اور بچھو ایک سوراخ میں جمع ہو جائیں گے' لیکن علمائے دنیا پرست کبھی ایک جا اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ کتوں کا مجمع ویسے تو خاموش رہتا ہے لیکن ادھر قصائی نے ہڈی پھینکی اور اُدھر اُن کے پنجے تیز اور دانت زہر آلود ہو گئے۔ یہی حال ان سگانِ دنیا کا ہے۔ ساری باتوں میں متفق ہو جا سکتے ہیں لیکن دنیا کی ہڈی جہاں سڑ رہی ہو' وہاں پہنچ کر اپنے پنجوں اور دانتوں پر قابو نہیں رکھ سکتے۔ انکا سرمایۂ نازعلمِ حق نہیں ہے جو تفرقہ مٹاتا اور اتباعِ سبلِ متفرقہ کی جگہ ایک ہی صراطِ مستقیم پر چلاتا ہے۔ بلکہ یکسر علم جدل وخلاف ہے۔ نفس پرستی اُس کی کثافت کو خمیر دیتی' اور دنیا طلبی کی آگ اُس کی ناپاکی کے بخارات کو اور زیادہ تیز کرتی رہتی ہے۔ فساق و فجار خرابات میں بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کی تندرستی کا جامِ صحت پیتے ہیں' اور چور اور ڈاکو مل جُل کر رہزنی کرتے ہیں' مگر یہ گروہ خدا کی مسجد اور زہد و عبادت کے صومعہ و خانقاہ میں بیٹھ کر بھی متحد و یک دل نہیں ہو سکتا اور ہمیشہ ایک دوسرے کو درندوں کی طرح چیرتا پھاڑتا اور پنجہ مارتا رہتا ہے۔ میکدوں میں محبت کے ترانے اور پیار اور الفت کی باتیں سننے میں آ جاتی ہیں' مگر عین محرابِ مسجد کے نیچے پیشوائی و امامت کے لیے ان میں سے ہر ہاتھ دوسرے کی گردن پر بڑھتا اور خونخواری کی ہر آنکھ دوسرے بھائی کے خون پر لگی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے احبارِ یہود سے فرمایا تھا ''تم نے داؤد کے گھر کو ڈاکوؤں کا بھٹ بنا دیا ہے'' ڈاکوؤں کے بھٹ کا حال تو نہیں

معلوم، لیکن ہم نے مسجدوں کے صحن میں بھیڑیوں کو ایک دوسرے پر غرّاتے اور خون آشام دانت مارتے دیکھا ہے۔ بدایونی لکھتے ہیں کہ مخدوم الملک نے جب ملّا عبدالنبی کو برسرِ عروج وصدارت دیکھا، تو ان کے رد میں ایک پوری کتاب لکھ ماری۔ اور ثابت کیا کہ ان کے پیچھے نماز ہی درست نہیں، تا بصدارت وشیخ الاسلامی چہ رسد؟ باپ نے عاق کر دیا ہے، اور مزید برآں یہ کہ بواسیرِ خونی کا عارضہ ہے! خیر، پہلی دلیل تو جیسی کچھ ہے ظاہر ہے لیکن دوسری دلیل بڑی ہی دلچسپ اور پر لطف رہی۔ یارانِ ظرافت پیشہ اس کو لے اُڑے اور خوب خوب ستم ظریفیاں کی گئیں۔ اسی طرح یہ دونوں ایک دوسرے پر حملہ کرتے رہتے، اور اسی میں دونوں کی چوریاں کھلتیں اور پردے فاش ہوتے گئے۔ (تذکرہ)

......☆......

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی تمام عمر میں اگر پاک سے پاک اور سچی سے سچی نماز پڑھی تھی، تو یقیناً وہ وہی ظہر کی نماز تھی۔ ان کی تمام عمر کی وہ نمازیں ایک طرف جو دجلہ کے پانی سے پاک کی گئیں تھیں، اور وہ چند گھڑیوں کی عبادت ایک طرف جس کو راہِ ثباتِ حق میں بہنے والے خون نے مقدس و مطہر کر دیا تھا! سبحان اللہ! جس کے عشق میں چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں پہن لی تھیں، جسؐ کی خاطر سارا جسم زخموں سے چور اور خون سے رنگین ہو رہا تھا، اسی کے آگے جبینِ نیاز جھکی ہوئی! اسی کے ذکر میں قلب ولسان لذت یابِ تسبیح وتحمید! اسی کے جلوۂ جمال میں چشمِ شوق وقفِ نظارہ ودید! اور اُسی کی یاد میں روحِ مضطر محو وسرشارِ عشق وخود فراموشی!

یوں عبادت ہو تو زاہد ہیں عبادت کے مزے

اور یہ جو امامِ موصوف نے افطار سے انکار کر دیا اور نماز کا وقت آیا تو بہ اول وقت و بجماعت ادا کرنے سے باز نہ آئے، حالانکہ جسم زخموں سے چُور اور پیٹھ کا خون پاؤں تک بہہ رہا تھا، تو اب بتلاؤ کہ وہ تمہارا رخصت والا معاملہ کیا ہوا؟ کیا ایسی حالت میں رخصت نہ تھی۔ کہ روزہ کھول دیتے اور نماز کے لئے اس قدر توقف کر جاتے کہ زخموں پر مرہم تو لگا دیا جاتا؟ اور اگر تم اس عالم میں ہو کہ امن وفراغت اور طاقت وفرصت کی حالت میں بھی مصائب وخطرات سے بچنے کیلئے دعوت الی الحق کو ترک وملتوی اور عزم وثباتِ حق سے انحراف کیا جا سکتا ہے، اور تمہارے نزدیک مصلحت و

رخصت اسی میں ہے کہ بطلان وضلالت کے آگے سر جھکا دیا جائے‘ تو خدارا بتلاؤ کہ یہ عالم کونسا تھا! کبھی اِس عالم کی بھی کوئی خبر تم تک پہنچی ہے؟

یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہِ کیست؟

افسوس! حیلہ جوئی و بہانہ سازی کا نام تمہاری بولی میں رخصت ہے‘ اور ہمت کی موت اور ایمان کی جان کنی کو تمہاری بستی میں مصلحت بینی اور دانشمندی کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ تم کو اِس عالم کی کیا خبر؟ اقلیمِ عزائم اور ہمّت آبادِ عشق کے معاملات تمہارے وہم وگمان سے بھی بالاتر ہیں۔ تمہارے لیے یہی بہت ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے ایمان کی بچی بچائی اور بچی کھچی پونجی بچالے جاؤ اگرچہ اس کی بھی امید نہیں۔

تو اے گردِ توہم! شوکتِ دریا چہ میدانی؟
اسیرِ عذرِ لنگی ' وسعتِ صحرا چہ میدانی؟

(تذکرہ)

......☆......

بڑوں بڑوں کا عذر یہ ہوتا ہے کہ وقت ساتھ نہیں دیتا اور سروسامان واسباب کار فراہم نہیں۔ لیکن وقت کا عازم وفاتح اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر وقت ساتھ نہیں دیتا‘ تو میں اس کو ساتھ لوں گا‘ اگر سروسامان نہیں تو اپنے ہاتھوں سے تیار کرلوں گا۔ اگر زمین موافق نہیں تو آسمان کو اترنا چاہیے۔ اگر آدمی نہیں ملتے‘ تو فرشتوں کو ساتھ دینا چاہیے۔ اگر انسانوں کی زبانیں گونگی ہوگئی ہیں‘ تو پتھروں کو چیخنا چاہیے۔ اگر ساتھ چلنے والے نہیں‘ تو کیا مضائقہ! درختوں کو دوڑنا چاہیے۔ اگر دشمن بیشمار ہیں‘ تو آسمان کی بجلیوں کی بھی کوئی گنتی نہیں۔ اگر رکاوٹیں اور مشکلیں بہت ہیں‘ تو پہاڑوں اور طوفانوں کو کیا ہو گیا کہ راہ صاف نہیں کرتے؟ وہ زمانہ کا مخلوق نہیں ہوتا کہ زمانہ اس سے اپنی چاکرائی کرائے۔ وہ وقت کا خالق اور عہد کا پالنے والا ہوتا ہے‘ اور زمانے کے حکموں پر نہیں چلتا‘ بلکہ زمانہ آتا ہے‘ تا اُس کی جنبشِ لب کا انتظار کرے۔ وہ دنیا پر اس لیے نظر نہیں ڈالتا کہ کیا کیا ہے‘ جس سے دامن بھرلوں! وہ یہ دیکھنے کے لیے آتا ہے کہ کیا کیا نہیں ہے‘ جس کو پورا کردوں۔ اُس کا ملیۂ خمیر بخشش ونوال ہے‘ طلب وسوال نہیں۔ اُس کی نظریں طاق کی بلندی نہیں ناپتیں‘ ہمیشہ اپنے ہاتھ کی

رسائی اور قد کی بلندی دیکھتی رہتی ہیں۔ اُس کا فغانِ عجز و نا امیدی یہ نہیں ہوتا:

کمند کوتہ و بازوئے ست و بامِ بلند
بمن حوالہ و نو میدیم گنہ گیرند

ستاروں سے تمام فضائے سمائی بھری پڑی ہے' لیکن دُمدار ستارے ہمیشہ طلوع نہیں ہوتے' یہی حال اصحابِ عزائم کا بھی ہے۔ وہ کائناتِ ہستی کا ایک بالکل الگ گوشہ ہے اور وہاں کے احکام وقوانین کو دنیا کے اعمالِ عادیہ پر قیاس کرنا غلطی ہے۔ اُن کی قوتیں الٰہی' اُن کے وسائل غیر مختم' ان کی ترقیاں لازوال' اور اُن کے تمام طریقے غیر مختم ہوتے ہیں۔ اللہ کی حکمت ور بوبیت اُن کو تمام خلق اللہ میں چُن لیتی اور بحکمِ واللہ یختص برحمتہ من یشاء اپنی رحمتوں اور ربوبیتوں کے عجائب وخوارق اُن کے لئے مخصوص کر دیتی ہے۔ پھر اُن کے معاملات میں نہ تو کسی دوسرے کا ساجھا ہوتا ہے' نہ کسی مدعی کی وہاں تک رسائی۔

اولئک قوم لما دعوا اجیبوا' ولما اجیبوا احبوا' ولما احبوا اخلصوا' ولما اخلصوا استخلصوا' صدقت منهم الضمائر' فصفت منهم السرائر' وصاروا صفوة الله في ارضه' ففاضت عليهم انواره' وامتلاءت قلوبهم من اسراره.

(''تذکرہ'' سے ماخوذ)

☆

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ

بلا تکلف مگر خیر خواہانہ عرض کرتا ہوں کہ روافض کی چیرہ دستیوں کے ردِّعمل کے طور پر ہمارے بہت سے نوجوان حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے نقائص وعیوب تلاش کرنے لگے ہیں' اور چونکہ علمی اشکالات تو ہر جگہ پیش آتے ہیں' اس لئے جس طرح روافض حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے بارے میں کچھ نہ کچھ تلاش کرتے رہتے ہیں' اسی طرح ہمارا یہ نوجوان طبقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ ڈھونڈتا رہتا ہے' اور چونکہ دل میں کدورت ونفرت کی گرہ بیٹھ گئی ہے' اس لئے انہیں ان اشکالات کے علمی جوابات سے بھی شفا نہیں ہوتی...... حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باتفاقِ اہلسنت خلیفۂ راشد ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بے شمار

فضائل بیان فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں خود حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے مدۃ العمر ان سے محبت و اکرام کا برتاؤ کیا ہے۔ گویا ہمارے جوشیلے نوجوان رفض کے ردّعمل کے طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو نقائص چن چن کر جمع کرتے ہیں وہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لائق توجہ تھے نہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی نظر میں اور نہ اکابر اہلسنت کی نظر میں۔ اب ان اشکالات کے حل کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ان مزعومہ نقائص کا ایک ایک کر کے جواب دیا جائے۔ یہ طریقہ طویل بھی ہے اور شفا بخش بھی نہیں۔ کیونکہ فطری بات ہے کہ جس شخص سے نفرت و عداوت کی گرہ بیٹھ جائے اس کی طرف سے خواہ کتنی ہی صفائی پیش کی جائے، تکدر نہیں جاتا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اور اکابر اہلسنت رحمہم اللہ پر اعتماد کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا محبوب و مطاع سمجھا جائے، اور ان کے بارے میں جو اشکالات پیش آئیں انہیں اپنی فہم کا قصور سمجھا جائے، بلکہ ان اشکالات پر حتی الوسع توجہ ہی نہ کی جائے۔ اس ناکارہ کے نزدیک یہی آخر الذکر طریق پسندیدہ اور اسلم ہے۔ ان دونوں صورتوں کی مثال ایسی ہے کہ گھر کے صحن میں خس و خاشاک پڑے ہوں اور آدمی ان سے گھر کی صفائی کرنا چاہتا ہو تو ایک صورت تو یہ ہے کہ ایک ایک تنکے کو اٹھا کر باہر پھینکے۔ ظاہر ہے اس میں وقت بھی زیادہ صرف ہوگا مگر پوری صفائی پھر بھی نہیں ہوگی۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ جھاڑو لے کر تمام صحن کو صاف کر دے۔ اس میں وقت بھی زیادہ نہیں لگے گا اور صفائی بھی دیدہ زیب ہو جائے گی۔ پس میرے نزدیک مؤخر الذکر طریق ہی ایسی جھاڑو ہے جس سے شکوک و شبہات کے تمام خس و خاشاک سے سینۂ مومن کو پاک و صاف کیا جا سکتا ہے۔ یہ روایات جن کی بنیاد پر اشکالات کئے جا رہے ہیں ہمارے اکابر اہلسنت کی نظروں سے اوجھل نہیں تھیں۔ لیکن ان کے سینۂ بے کینہ میں حضرت علی یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی جانب سے کبھی میل نہیں آیا، اور نہ کسی نے ان بزرگوں پر زبان طعن کھولی، جی چاہتا ہے کہ ہم آپ بھی بس یہی طریق اپنائیں۔

اسی ضمن میں ایک اور ضروری گذارش کرنے کو بھی جی چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کو جو زمانہ ملا وہ احادیث طیبہ کی اصطلاح میں ''فتنہ کا دور'' کہلاتا ہے۔ اور ''فتنہ'' کی تعریف ہی یہ ہے کہ اس میں صورت حال مشتبہ ہو جاتی ہے اور کسی ایک جانب فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی اشکال پیش آیا۔ کچھ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' کچھ ان کے مقابل' کچھ غیر جانبدار' اپنے فہم واجتہاد کے مطابق جس فریق نے جس پہلو کو راجح اور اقرب الی الصواب سمجھا اسے اختیار فرمایا اور ہر فریق عنداللہ ماجور ٹھہرا' کیونکہ ان میں سے ہر شخص عنداللہ اپنے اجتہاد پر عمل کرنے کا مکلّف تھا اور ہر ایک رضائے الٰہی میں کوشاں تھا۔ جب فتنہ کا یہ غبار بیٹھ گیا تو اکابر اہلسنت نے اس فتنہ کی تفصیلات میں غور وفکر اور کرید کرنے کو پسند نہیں فرمایا' بلکہ ایک مختصر سا فیصلہ محفوظ کر دیا کہ اس دور میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ راشد تھے اور وہ حق پر تھے۔ باقی حضرات اپنے اپنے اجتہاد کی بناء پر معذور وماجور ہیں...... اب ہمارے نوجوان نئے سرے سے اس دور کی تفصیلات کو کھنگال کر ان اکابر کے بارے میں "بے لاگ فیصلے" فرمانے بیٹھے ہیں۔ خود ہی انصاف کیجئے کہ جن اکابر کے سر سے یہ سارے واقعات گزرے جب وہی اس میں چکرا گئے تھے' اور ان کو صورتحال کا تجزیہ کر کے فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا تو آج چودہ صدیوں کے بعد میں اور آپ کتابیں پڑھ پڑھ کر فیصلے کرنے بیٹھ جائیں تو کیا کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

(اختلاف امت اور صراط مستقیم۔ مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کے چند تقریری اقتباسات

شانِ محبوبِ خدا

میرا اور میرے علماء کا عقیدہ ہے کہ خدا ایک ترازو بنائے' ایک پلڑے میں میرے دلبر کو بٹھائے' ایک پلڑے میں سجاد' عباد' زہاد' اقطاب' اخیار' ابدال' علماء' صلحاء' اتقیاء' اصفیاء' اولیاء' جن وملک' حور وفلک' چودہ طبق' عرش وکرسی' لوح وقلم' جنت' کعبہ رکھ دے۔ ایک طرف محمد ﷺ کو بٹھا دے' ترازو کو اٹھا دے' دین پور کے علماء کا عقیدہ ہے کہ ساری کائنات کی شان کم ہے اور محمد ﷺ کی شان بلند ہے۔

آپ میرے پاس آئیں گے یا میں آؤں؟

ہمارا نبی گنبدِ خضریٰ میں ہے۔ میں نے آقا سے پوچھا آپ یہاں لاہور میں آ جائیں گے

فرمایا:

"اَلْمَدِیْنَۃُ مُھَاجِرِیْ وَفِیْھَا مَضْجَعِیْ وَمِنْھَا مَبْعَثِیْ"

میں نے مدینے میں ہجرت کی اور قیامت تک مدینے میں رہوں گا

میں نے کہا حضرت میں آؤں یا آپ آئیں گے؟ فرمایا......

"مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْ ...... الخ"

جو حج پر آئے اور میرے در پر نہ آئے بڑا ظالم ہے۔

میں نے پوچھا حضرت آپ آئیں گے یا میں آؤں گا؟ فرمایا......

"مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ"

جو میرے مزار کو آکر دیکھے گا میں اسے جنت کی ٹکٹ دے دوں گا۔

حضرت! آپ ہماری مسجد میں نماز پڑھانے آئیں گے یا ہم آئیں؟ فرمایا......

"صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ خَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَفِیْمَا سِوَاہُ"

میں نے پوچھا حضرت ﷺ! آپ آئیں گے یا میں آؤں گا؟ فرمایا......

"مَنْ دُفِنَ فِیْ مَدِیْنَتِیْ فَھُوَ مِنْ جَوَارِیْ"

''جو شخص میرے مدینہ میں آکر دفن ہو جائے وہ قیامت تک میرا پڑوسی ہے۔''

دودھ خراب ہو گیا تو کتے پئیں گے

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرماتے ہیں' میں نے ایک شخص سے کہا' تیری بیٹی اتنی بڑی ہے شادی کر۔ کہنے لگا ابھی دودھ کی بو آتی ہے۔ بخاری مرحوم نے کہا اگر دودھ خراب ہو گیا تو بندے نہیں پئیں گے' پھر کتے پئیں گے۔ سمجھ لینا میں کچھ کہہ گیا ہوں۔ یہ آج کل عام بیماری ہے اس طرف توجہ نہیں ہوتی۔ تمہاری بیٹیاں بتول سے زیادہ پاک دامن ہیں؟ بی بی بتول تقریباً ۱۹ سال کی تھیں۔ بی بی فرماتی ہیں میں آٹا گوندھ رہی تھی کہ ابا آ گئے۔ فرمایا بیٹی آٹے کو چھوڑ دو اور کپڑے بدل کر ہاتھ دھو کر اندر بیٹھ جاؤ۔ ابوبکر کی بیوی آئے گی اور تجھے سنوارے گی۔ آج خدیجہ ہوتی تو تیری شادی کا مزہ کچھ اور ہی ہوتا۔ افسوس کہ میری بیٹی یتیم ہو کر جا رہی ہے۔ آنسو آ گئے خدیجہ یاد آ گئی۔ بی بی نے کہا' حضرت تنور تیار ہے' آٹا مل رہی ہوں' آپ میرے ہاتھ کی روٹی پسند کرتے ہیں' اس کا انتظام میں کر رہی ہوں۔

فرمایا بیٹی آج روٹی کھالوں تو امت سالوں دیر کرے گی۔ محمدؐ روٹی اس وقت کھائے گا جب خدا کا حکم ہو گا۔ جاگ رہے ہو؟ میں اسی نبی کا تذکرہ کر رہا ہوں جس کی اس ماہِ مبارک میں آمد ہوئی۔

''شیما'' دربارِ رسالت میں

وہ دیکھو کہ ایک برقعہ پوش آ رہی ہے۔ حضورؐ پاک کھڑے ہو جاتے ہیں' کسی نے کہا حضرت یہ کون ہے؟ اس کے کپڑے میلے ہیں اور آپ کھڑے ہو گئے ہیں۔ جب وہ قریب آئی تو نبی کریمؐ نے اپنا کندھا دیا' اس نے اپنا ہاتھ رکھا۔ وہ بیٹھنے لگی' تو نبیؐ نے اپنی چادر بچھا دی۔ اس کے لبوں تک کان لے گئے۔ اس نے کہا' العطش۔ پیاس۔ ایک صحابی اٹھا۔ فرمایا بیٹھ جا میں (محمدؐ) خود خدمت کروں گا۔ دودھ لائے۔ کہنے لگی حضرت بس ملنا تھا میں جا رہی ہوں۔ دوڑ کر حضور گھر سے کھجوروں کی گٹھڑی لائے۔ خود کندھے پر اٹھائی۔ صحابہ کہنے لگے ہم اٹھائیں گے فرمایا نہیں میں مصطفیٰ خود حق ادا کروں گا۔ سنو مولویو' پیرو' آج دین سنو۔ حضورؐ نے فرمایا یہ میری اماں ہے۔ خدا کی قسم میں آپ کو تڑپانا چاہتا ہوں۔ وقت تھوڑا ہے' میں کیا تقریر کروں۔ صرف ولادت بیان کروں تو کئی گھنٹے چاہئیں۔ رات ڈھائی گھنٹے تو ایک جملے پر کھڑا رہا' اسی پر اڑا رہا' منبر پر چڑھا رہا۔ مجمع بھی سمجھدار تھا' ہوشیار تھا' بے دار تھا' خبردار تھا' آخر کراچی کا بازار تھا۔ تو عزیزانِ من توجہ فرمائیں' میں کچھ دین کی باتیں سنا رہا ہوں۔

حضور کو اطلاع ملی کہ حضرت ہم نے فلاں بستی کا محاصرہ کیا۔ وہاں ایک عورت میلے کپڑوں والی باہر نکل آئی۔ کہنے لگی تم مجھے لونڈی بناؤ گے' گرفتار کرو گے پتہ ہے میں کون ہوں؟ میرا نام شیما ہے۔ میں محمدؐ کی بہن ہوں۔ ایسے کہتی ہے اور کہتی ہے جاؤ میرے بھائی کو کہو کہ تیری بہن آج گرفتار ہو رہی ہے۔ پتہ ہے میں کون ہوں؟ یہ جو مصطفیٰ ہیں میں ان کے نیچے اپنا دوپٹہ بچھا دیتی تھی۔ جب یہ سو جاتے تھے' تو میں پنکھا ہلاتی تھی۔ محمدؐ کو پیاس لگتی تھی تو میں دو دو میل سے پانی بھر کر لاتی تھی۔ میں بچپن میں ان کے ساتھ رہی' آج اس کی جماعت مجھے گرفتار کرتی ہے۔ کہتے ہیں جب حضورؐ کو اطلاع ملی کہ ایک عورت اس طرح کہتی ہے اور آ رہی ہے تو پیغمبر کی چادر گر پڑی۔ کھڑے ہو گئے۔ رو کر فرمایا' دوڑ کر جاؤ میری بہن کو تکلیف نہ پہنچے۔ جو کچھ کہتی ہے صحیح ہے۔ جس کو شیما کہے اس کو بھی رہا کر دو۔ بڑے اعزاز سے لاؤ' اس سے کہو جلدی آؤ' بھائی تیرے انتظار میں ہے۔ رو کر کہا

لوگو یہ تو میرا محسن گھرانہ ہے۔ میں محمدؐ ان کا احسان نہیں اتار سکتا۔ صحابہؓ کہتے ہیں ہم رو رہے تھے، حضورؐ بھی رو رہے تھے۔ فرمایا مجھے وقت یاد ہے، جب یہ اپنا دوپٹہ بچھا کر خود جاگتی تھی، اور مجھے سلاتی تھی۔
صحابہؓ کہتے ہیں کہ جب وہ قریب آئی تو حضورؐ نے استقبال فرمایا اور فرمایا شیما مجھے وہ تیری مہربانیاں یاد ہیں۔ اپنی چادر بچھا کر فرمایا، جوتی سمیت محمدؐ کی چادر پر بیٹھو۔ یہ ہمیں دین ملا ہے۔ آج کل تو بہن کو جوتے مار رہے ہیں۔ ماں کے بال نوچے جا رہے ہیں۔

......☆......

دوستو! میں اسی پیغمبر کی شان بیان کر رہا ہوں جس کی آمد سے ہمیں یہ نعمت ملی۔ ہم تو درندے تھے کب بندے تھے، گندے تھے، اندھے تھے، مصطفیٰ تجھ پر درود کہ تو نے ہمیں راہِ ہدایت دی۔ کوئی مولوی بن گیا، کوئی عالم بن گیا، آج جو بھی ہمیں مل رہا ہے مصطفیٰ کی جوتی کے صدقے مل رہا ہے۔ میں تو آج علماء کے سامنے یوں بھی کہوں گا میں اور آپ بندر اور سؤر ہو جاتے اگر حضورؐ کی دعا نہ ہوتی۔
جب حضورؐ نے داؤدؑ اور موسیٰ علیہ السلام کی امت کا حال پڑھا تو فوری کہا **اللھم لا تجعل فی امتی مسخا و لا خسفا**۔ میری امت کی شکلیں نہ بدلنا، زمین میں غرق نہ کرنا، ان کے گناہوں کو نہ دیکھنا محمدؐ کی روتی ہوئی دعاؤں کو دیکھنا۔ میں تو علماء کے سامنے یوں کہوں گا کہ قہر تیاری کرتا ہے، نبیؐ کی دعا جا کر پہرہ دیتی ہے۔ کہتی ہے، کہ قہر واپس چلا جا، یہ موسیٰ کی امت نہیں، یہ محمدؐ کی امت ہے۔ ورنہ تمہارے کرتوت...... میری مائیں بیٹھی ہیں ورنہ بتاتا۔ خدا کی قسم میں پاکستان میں ایسی جگہ پہنچا ہوں جہاں باپ بیٹی سے پکڑا گیا، بیٹا سوتیلی ماں سے پکڑا گیا۔

اس زمین پر سانپ اور اژدھے برسنے چاہئیں
برق گرنی چاہئے ، پتھر برسنے چاہئیں

ہماری بقا کی وجہ حضورؐ کی دعا ہے۔ آج بھی دعا پہرہ دے رہی ہے۔ **اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون** ۔ کبھی غلاف کو پکڑ کر کھڑے ہیں۔ یا اللہ اگر غصے میں آ کر امت کے لیے بد دعا کر بیٹھوں تو دعا کو منظور نہ کرنا۔ میں برباد کرنے نہیں آیا، میں ان کو آباد کرنے آیا ہوں۔
نبیؐ تو ہمیں سب سے اعلیٰ ملا لیکن کوئی اس کی سنت کو کوڑا کرکٹ میں ڈال رہا ہے۔ کوئی

کہتا ہے اس کے یار منافق ہیں۔ کوئی کہتا ہے اس کا قرآن بکری کھا گئی۔ کوئی کہتا ہے احادیث غلط ہیں۔ نبی سے وفاداری اچھی کر رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے مکے مدینے میں دین نہیں رہا۔ کوئی کہتا ہے' محمدؐ کے مصلّے والے کافر ہیں۔ شاباش کل نبیؐ کے سامنے سرخرو ہو جاؤ گے؟ دعا کرو اللہ ہم سب کو نبیؐ کی گلیوں کے کتے کے پاؤں کے ذروں سے بھی عقیدت عطا فرمائے۔ (آمین)

......☆......

حضرت بلالؓ کا مقام

مجھے معراج سے یہ موتی ملا' محبوب فرماتے ہیں کہ جنت کا منظر مجھے دکھایا گیا وہاں جوتی سمیت مجھے بلال ملایا گیا۔ (سبحان اللہ) میں نے پوچھا یہ کون پھر رہا ہے' فرمایا دنیا اس کو کہتی ہے کہ کالا ہے۔ یہ فضلِ حق تعالیٰ ہے یہ تیرا متوالا ہے۔ دیکھو اس کا شان بالا ہے۔ یہ بلال ہے یہ بھی محمدؐ دے نال ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں سرمہ لگائیں' شاندار قسم کا پوڈر لگائیں صبح صبح شیو بنائیں زلفوں کو سجائیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا او بھوریو ابولہب بھورا فی النار ہے۔ بلال کالا ہے' بیڑا پار ہے۔ آج امریکہ کالوں سے نفرت کرتا ہے۔ کالوں کی ٹیکسیوں میں نہیں بیٹھتا۔ کالوں کو قتل کرواتا ہے۔ سیاہ فام' سوڈان' یوگنڈا' افریقہ والوں کا دشمن ہے۔ ان کو ہوٹل میں نہیں ٹھہرنے دیتا۔ میں نے مصطفیٰؐ کو دیکھا کہ جس صف میں خود کھڑے ہیں کالا بلال ساتھ کھڑا ہے۔ میں نے آقا کو دیکھا۔ معراج سننے والو۔ پہلے دودھ بلال نے پیا اس کا بچا ہوا آمنہ کے لالؐ نے پیا۔ (سبحان اللہ) بلالؓ تیری تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ میں جرأت سے بات کر رہا ہوں۔ حضور سفر سے آ رہے ہیں بلال نے دیکھا تو دوڑ کر آئے۔ عرض کی محبوب میں آپ کے قدموں میں چلوں گا۔ آقا نے فرمایا بلال! گرمی کا وقت ہے' مدینہ دور ہے' آیئے میرے ساتھ سوار ہو جایئے' ارکب معی میری اونٹنی پر بیٹھ جاؤ۔ بلالؓ نے کہا ادب ملحوظ ہے' عزت محفوظ ہے۔ آپ کی اونٹنی کی دھول میرے لئے نجات بن جائے گی۔ الفاظ سنو! ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔ اونٹنی بٹھا دی فرمایا بلال تیری تکلیف میں برداشت نہیں کرتا۔ تو سوار ہوگا تو میں بھی سوار ہو جاؤں گا' تو پیدل چلے گا' تو محمد بھی اپنے غلام کے ساتھ پیدل چلے گا۔ (سبحان اللہ)

......☆......

خصائلِ نبوت

نبی اشارہ کرے، تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔
نبی اشارہ کرے، بارش شروع ہو جاتی ہے۔
نبی اشارہ کرے تو جلبیب چمکنے لگتا ہے۔
نبی دعا کرے، تو عمر فاروقؓ کو اسلام مل جاتا ہے، پیغمبر سجدہ کرے تو امت بخشی جاتی ہے۔
نبی سیر کرے، تو معراج بن جاتی ہے۔
نبی گفتگو کرے، تو حدیث بن جاتی ہے۔
جو نبی کے نکاح میں آئے وہ مومنوں کی ماں بن جاتی ہے۔
نبی پیدا ہو تو مکہ مکرمہ بن جاتا ہے۔
نبیؐ ہجرت کرے تو مدینہ منورہ بن جاتا ہے۔
نبیؐ کے جھنڈے کے نیچے آئے، تو غازی بن جاتا ہے...... مسجد میں آئے، تو نمازی بن جاتا ہے...... غلام قرآن پڑھے تو قاری بن جاتا ہے...... میدان میں نکلے تو غازی بن جاتا ہے...... کعبے کا طواف کرے تو حاجی بن جاتا ہے...... کوئی کلمہ پڑھ کر محمدؐ کا چہرہ دیکھے تو قیامت تک محمدؐ کا صحابی بن جاتا ہے۔ (سبحان اللہ)

......☆......

خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے

ایک جملہ کہہ دوں؟ بچہ روئے تو اماں بہلاتی ہے۔ جب محمدؐ کا امتی روئے تو رحمتِ خداوندی بہلاتی ہے۔ (سبحان اللہ) میں نے ایک حدیث پڑھی ہے۔ میرے محبوبؐ فرماتے ہیں کہ جب تنہا بچہ رونے لگے، ادھر اس کی اماں کسی کام میں مصروف ہوتی ہے۔ روٹی پکا رہی ہوتی ہے۔ چکی پیس رہی ہوتی ہے، جھاڑو دے رہی ہوتی ہے، ادھر اندر سویا ہوا بچہ جاگ پڑتا ہے۔ اندر چیخنے لگتا ہے۔ ماں دور ہوتی ہے۔ بچے کی آواز بھی نہیں سن رہی۔ مگر پھر بھی کہتی ہے میری بہن یہ ذرا تم چکی پیسو۔ میری جگہ جھاڑو دو۔ میرا دودھ ابلنے لگا ہے، دودھ بہنے لگا ہے، دودھ میں کچھ اثر پیدا ہو گیا ہے۔ معلوم

ہوتا ہے کہ میرا بچہ جاگ گیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ بچہ روئے تو دودھ بے قرار ہوتا ہے' گناہگار رو پڑے تو عرش والے کی رحمت بے قرار ہو جاتی ہے۔

ننھا بچہ رو پڑے تو ماں کا دودھ ابلنے لگتا ہے۔ گناہگار رو پڑے تو اللہ کی رحمت اترنے لگتی ہے۔ (سبحان اللہ)

کبھی اس کے سامنے رو پڑا کرو۔ جو نیکی کر کے بھی خدا کے سامنے روتا ہے وہ ہنستا ہوا جنت میں جائے گا۔

......☆......

قرآن بطور سیرت مصطفیٰ ﷺ

الحمد سے والناس تک پورے قرآن کی سات منزلیں' چودہ سجدے' تیس پارے' ایک سو چودہ سورتیں' پانچ سو اکاون رکوع' چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں' ۷۷ مدیں' ۱۲۷۴ شدیں' تین لاکھ اکیس ہزار دو سو پچاس صرف قرآن پاک کے حروف ہی نہیں یہ پیغمبر کی سیرت کے پروف نظر آتے ہیں۔

قرآن میں جہاں اللہ کی ذات وصفات کا تذکرہ ہے وہ آپ ﷺ کے عقائد ہیں۔
قرآن میں جہاں احکام کا تذکرہ ہے وہاں پیغمبر ﷺ کی عملی زندگی ہے۔
قرآن میں جہاں جنت کا تذکرہ ہے وہاں محبوب ﷺ کی رضا ہے۔
قرآن میں جہاں جہنم کا تذکرہ ہے وہ آپ ﷺ کا غصہ ہے۔
قرآن میں جہاں تعلق مع اللہ کا تذکرہ ہے آقا ﷺ کی خلوت کی زندگی ہے۔
قرآن میں جہاں تعلق مع الخلق کا ذکر ہے وہاں محبوب ﷺ کی جلوت کی زندگی ہے۔
یہ قرآن خاموش قرآن ہے' محبوب ﷺ ناطق قرآن ہے۔

ایک علم قرآن' ایک عملِ قرآن' ایک اجمالِ قران' ایک تفصیلِ قرآن' ایک متنِ قرآن' ایک تشریحِ قرآن' ایک ذکرِ قرآن' ایک مذکر قرآن' ایک تیس پاروں کا قرآن' ایک وہ قرآن جو آج بھی حجرۂ عائشہ میں محو استراحت ہے۔

مرزا بدشکل، بے عقل ہے

ہمارے نبی حسین، مہ جبین، دل نشین، بہترین، بالیقین، نازنین، صادق وامین، میرے رحمۃ اللعالمین، سید الاولین والآخرین، راحت العاشقین، مراد المشتاقین ہیں۔

دوسری طرف مرزا لعین، بے دین، بدترین، جہنم کا شوقین، جس کی موت لیٹرین، مرزا نبی نہیں غبی ہے، ظلی نہیں شیخ چلی ہے۔ بروزی نہیں موذی ہے، یک چشم گل ہے۔ بدشکل ہے بے عقل، نہ اصل ہے نہ نسل ہے۔

☆

لوگ کہتے ہیں مرزا قادیانی نبی تھا...... میں کہتا ہوں غبی تھا۔

لوگ کہتے ہیں بروزی تھا...... میں کہتا ہوں موذی تھا۔

لوگ کہتے ہیں رسول تھا...... میں کہتا ہوں فضول تھا۔

لوگ کہتے ہیں ظلی تھا...... میں کہتا ہوں شیخ چلی تھا، انگریز کی بلی تھا......

پاکستان کی زمین بھی عجیب ہے، یہاں بناسپتی گھی بھی مل جاتا ہے، بناسپتی نبی بھی مل جاتا ہے۔

جو حُب دار نہیں اس کا بیڑا پار نہیں

دعا کرو اللہ تعالیٰ ہم سب کو عشق رسول ﷺ عطا فرمائے، ہماری رفتار میں، گفتار میں، کردار میں، افکار میں، لیل ونہار میں، عادات میں، تاثرات میں، جذبات میں، خیالات میں، واقعات میں، دن رات میں، حالات میں، ہر بات میں، افعال میں، اقوال میں، چال میں، خیال میں، ہر حال میں خدا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری عطا فرمائے۔ میرا عقیدہ ہے کہ جو نبی پاک کا تابعدار ہے وہ گرچہ دعویٰ نہ کرے حُب دار ہے۔ جو حُب دار ہے، اس کا بیڑہ پار ہے۔ جو پیغمبر کا غلام تابعدار نہیں لاکھ دعویٰ کرے وہ حُب دار نہیں، حُب دار نہیں تو بیڑہ پار نہیں، اس جیسا کوئی خوار نہیں۔

صدیقؓ پیغمبر کا رفیق، نبوت اس پہ شفیق

جس کو میرے آقا نے صدیق کہا وہ صدیق ہی رہے گا، وہ صدیق ہے، پیغمبر کا رفیق ہے نبوت اس پر شفیق ہے، صحابہ میں لئیق ہے، میری تحقیق ہے جو کچھ کہہ رہا ہوں بالکل ٹھیک ہے۔

دارالعلوم دیوبند اور خدمت اسلام

پورے ایشیا میں دارالعلوم دیوبند کی دینی، مذہبی، تالیفی، تصنیفی، تعلیمی، قومی، ملکی، ملی، اصلاحی اور فنی خدمات ہر شہر، ہر قصبہ، ہر دیہات میں دن رات مسلّم ہے۔

جب ہندوستان میں کفر کا طوفان تھا۔ شرک براجمان تھا۔ بدعات، رسومات، رواجات میں مبتلا انسان تھا۔ خرافات، ہزلیات، اغلوطات کا شکار مسلمان تھا۔ اسلام برائے نام تھا۔ مذہب بدنام تھا۔ ہر غلط کام تھا، عقیدہ خام تھا۔ جہالت کا اندھیرا تھا، ظلم کا بسیرا تھا، گمراہی کا ڈیرہ تھا، انگریز کی حکمرانی تھی، حکومت شیطانی تھی۔ ہر طرف حیرانی پریشانی تھی، ہر سو ویرانی تھی۔

جب علماء کو پھانسی پر لٹکایا گیا، دار و رسن پر چڑھایا گیا، دریائے شور عبور کرایا گیا، حق گو لوگوں کا سر اڑایا گیا الکفر ملة واحدة کا سماں تھا، نقشہ الحفیظ والاماں تھا۔ بڑے بڑے جاگیردار سرمایہ دار اور زمیندار حکومت کے وفادار تھے۔ ملک کے غدار تھے، مذہب سے بیزار تھے، اعلیٰ عہدوں کے طلب گار تھے، اکثر عیار، مکار اور بے کار تھے، مناصب کے نشے میں سرشار تھے، مسلمان ذلیل و خوار تھے۔ قرآن کے نسخے جلائے گئے، اسلام کے نقشے مٹائے گئے۔ مجاہدوں پر مقدمے چلائے گئے درختوں پر لٹکائے گئے، کالجوں کی تعلیم تھی، مسلمانوں میں نہ تنظیم تھی نہ اسلامی تعلیم تھی۔

حق پرستوں کا گروہ برسرِ پیکار تھا، ہندوستان میدان کارزار تھا، سب سے بڑا دشمن انگریز تھا، جو بڑا شر انگیز، چالاک تھا، تیز تھا، پھر بھی مقابلہ مقاتلہ کا معاملہ کیا گیا، مسلمانوں کی دینی تنزلی دیکھ کر غیور جاگ اٹھے۔ بالآخر انگریز اس ملک سے بھاگ اٹھے۔

دارالعلوم دیوبند نے ہزاروں مفسر، محدث، مفتی، متکلم، محقق، مدقق، مناظر، معلم، مبلغ، مؤرخ، مدبر، مفکر، سیاستدان، صحافی، شاعر، ماہر تیار کئے اور ہزاروں فقہاء، علماء، فضلاء، فصحاء، بلغا، ادباء، اتقیاء، اذکیاء، اصفیاء، اکابر، شیوخ پیدا کیے۔

......☆......

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی وفات پر تعزیتی بیان

''احسانؒ پر اللہ کا احسان تھا، کیا عجیب انسان تھا۔ بہادر تھا، مردِ میدان تھا، خادمِ قرآن

تھا' ذی فہم وذیشان تھا۔ علماء کا قدردان تھا۔ عاشقِ نبی آخرالزمان ﷺ تھا۔ قاضیؒ پر فضلِ یزدان تھا۔ یوں سمجھ رب مہربان تھا آہ! قاضی مہمان تھا۔ مرحوم کئی صفات کا حامل علماء کے زمرہ میں شامل تھا۔ دشمنوں کا حبیب تھا۔ خوش بخت' خوش نصیب تھا' فصیح تھا ادیب تھا' پاکستان کا خطیب تھا۔ قاضیؒ غازی تھا' نمازی تھا اللہ اس سے راضی تھا۔ قاضیؒ کے دست میں سخا تھی۔ چشم میں حیاء تھی' طبیعت باوفا تھی' پیاری ادا تھی۔ قاضیؒ مہمان نواز تھا۔ کامیاب تھا' سرفراز تھا' طمع سے بے نیاز تھا۔ اسلام کا شہباز تھا۔ پابند صوم وصلوٰۃ تھا...... جلسے ہو رہے ہیں واعظ نہیں' ممبر ہے زینتِ ممبر نہیں' مسجد ہے خطیب نہیں' بچیاں ہیں ابا نہیں رہا' بیوی ہے سہاگ اجڑ گیا' چمن ہے مالی نہیں خزانہ ہے محافظ نہیں' مکان ہے مکیں نہیں' اب بھی موت پر یقین نہیں...... یا اللہ قاضی مرحوم کو محروم نہ کرنا "الا تخافوا ولا تحزنوا" کا مژدہ سنانا۔ ایک مسافر غریب کفن بردوش' خاموش پر رحم کی نگاہ ہو۔

؎ آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

......☆......

اگر اللہ ہندوستان میں دو شخصوں کو پیدا نہ کرتا

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہندوستان میں اللہ تعالیٰ ۲ دو شخصوں کو پیدا نہ کرتا اور ان سے اپنے دین کی دستگیری نہ فرماتا تو یوں اللہ تعالے اپنے دین کا نگہبان ہے، اس کی حفاظت دین کے طریقے ہزار ہیں، لیکن بظاہر تیرہویں صدی تک یا تو اسلام ہندوستان سے بالکل فنا ہو جاتا یا اتنا بگڑ جاتا، جتنا ہندو مذہب، یہ دو بزرگ ہندوستان کے مسلمانوں کے جلیل القدر محسن اور اسلام کے عظیم الشان پیشوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ احیائے اسلام اور خدمت شرع کے تذکرے میں ان نائبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور درویشوں کے ساتھ ایک "دنیادار" بادشاہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر مرحوم کا نام بھی زبان پر آتا ہے۔

"ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء" (۴:۶۲)

تیرہویں صدی میں ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مذہبی، اخلاقی اور سیاسی حالت تھی، اس کے تصور کے لئے موجودہ حالت ذہن میں لانا چاہئے، یہ خیال رہے کہ یہ حالت بڑی

جدو جہداور صلاح وتجدید کا نتیجہ ہے، پھر بھی شاید بہ یک وقت سب گوشے نظر نہ آسکیں، اس لیے ہم اس کا ایک ناقص اور دھندلا سا خاکہ کھینچتے ہیں۔

اگر ''شرک جلی'' دنیا میں کوئی چیز ہے، اور لغت اور عرف وشرع میں اس کے کچھ معنی ہیں تو وہ صاف صاف مسلمانوں میں کثرت سے موجود تھی، قبروں اور مُردوں کے متعلق ایک مستقل شریعت بن گئی تھی، جس کے واجبات اور مستحبات میں انہیں سجدہ کرنا، ان سے دعا مانگنا، بوسہ دینا، نذریں اور چادریں چڑھانا، منتیں ماننا، قربانیاں کرنا، طواف کرنا، گانا بجانا، میلہ لگانا، تہوار منانا، چراغاں کرنا، عورتوں کا جمع ہونا اور مختصر اور صحیح الفاظ میں ان کو قبلہ وکعبہ اور ملجا وماوی سمجھنا تھا، اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے متعلق وہ سب عقائد وخیالات موجود تھے، جن کی وجہ سے نصرانی، یہودی اور مشرکین عرب بدنام ہیں، ہندوؤں اور شیعوں کی بکثرت رسوم مسلمانوں کی معاشرت کا جز بن گئی تھیں، اور ان سے مشکل سے کوئی گھر خالی تھا، ان کی پابندی قرآن وحدیث واسلامی فرائض سے زیادہ کی جاتی تھی، شرک وبدعت اور اسراف وجہالت ان کے اجزائے ترکیبی تھے۔

سنت وشریعت بے معنی الفاظ تھے، جو صرف کتابوں میں رہ گئے تھے، بدعت کی تعریف ہی کسی فعل پر صادق نہیں آتی تھی، اور ہر بدعت بدعت حسنہ تھی، بہت سے حرام حلال ہو گئے تھے، اور بہت سے حلال حرام، اسلامی شعائر اٹھ رہے تھے، اور ان کی جگہ ہندوانہ شعائر لے رہے تھے، اور لے چکے تھے، قرآن وحدیث کے بہت سے احکام منسوخ ہو گئے تھے، مثلاً بیوہ کا نکاح اور تقسیم میراث شرفائے اسلام کی نئی شریعت میں مستحب وفرض سے حرام ومتروک ہو گئے تھے، ہر مسلمان کو شریعت میں ترمیم اور مستقل تشریع (قانون سازی) کا حق تھا اور جس کو عام مسلمان اچھا سمجھ لیں، وہ تو مستند شریعت تھی۔

قرآن ایک معما تھا، جسے کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا، اور نہ اس میں غور کرنے کی ضرورت تھی، اس لیے اس پر عمل کرنے کا کوئی سوال ہی نہ تھا، اور اس کا بہت سا حصہ منسوخ ہو کر بے کار ہو چکا تھا، اور وہ خود وقت ضرورت کے لئے ادب واحتیاط کے ساتھ محفوظ رہتا تھا وہ مردوں کے لئے تھا، زندوں کے لئے نہیں، وہ عوم کی سمجھ سے باہر تھا، اور اس کو پڑھ کر ان کی گمراہی کا اندیشہ تھا، رہے علماء، ان کو شرعی وضروری علوم سے اس کی فرصت ہی نہ تھی کہ وہ قرآن پر غور وتدبر کریں، فرائض وعبادات سے

غفلت تھی، اس لئے کہ زندگی میں مقررہ مجلسیں اور بزرگوں کے کھانے، مرنے کے بعد قرآن خوانی، فاتحہ قل، سوم تیجا، چالیسواں اور سب سے بڑھ کر پیر کا وسیلہ نجات کے لئے کافی تھا، پھر اس کے علاوہ مشقت حماقت تھی، شعائر و آداب اسلام کے زوال و انحطاط کا حال اس سے معلوم ہوگا کہ معتبر لوگوں کی شہادت ہے کہ سلام مسنون کی رسم ہی اٹھ گئی تھی، حتیٰ کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شریعت کدے میں بھی ''اداب'' و''تسلیمات عرض'' کا رواج تھا، اس سنت سے اتنا بعد ہوگیا تھا کہ عالمگیر جیسا متشرع اور فقیہ بادشاہ بھی اس کا متحمل نہیں تھا۔ (تاریخ دعوت وعزیمت۔ از علی میاں ندویؒ)

امام کا کام

اس وقت ایک ایسے شخص اور جماعت کی ضرورت تھی، جو دین وعلم اور صلاحیتوں کے اس بچے کھچے سرمائے سے وقت پر کام لے لے اور اس کو ٹھکانے لگائے۔

جو خانقاہوں کا حال اور درس گاہوں کا قال، وہاں کی حرارت اور یہاں کی روشنی سارے ملک میں عام کردے، جس کے جلو میں چلتی پھرتی خانقاہیں ہوں، اور دوڑتے بھاگتے مدرسے، گھوڑوں کی پیٹھ پر عالم ہوں اور محرابوں میں مجاہد۔

جو دلوں کی بجھتی ہوئی انگیٹھیاں دوبارہ دہکا دے، افسروں کو ایک بار پھر گرما دے اور ملک میں اس سرے سے اس سرے تک طلب اور دین کی تڑپ کی آگ لگادے، جو مسلمانوں کی خداداد قابلیتوں اور فطری صلاحیتوں کو ٹھکانے لگائے، جس کی سعی سے شجاعت و دلیری کا رخ میدان جہاد اور حقیقی دشمن کی طرف پھر جائے، جذبہ وفاداری خداوند حقیقی کی بندگی میں لگ جائے، وضعداری، پختگی، واستقامت فرائض وعبادت کی پابندی اور میدان جہاد کی ثابت قدمی میں، عالی ہمتی دین کی خدمت اور رضائے الٰہی کے اعلیٰ مراتب کے حصول میں، غیرت وحمیت دین کی مظلومی اور مسلمانوں کی زبوں حالی کے احساس میں، فیاضی وفراخ حوصلگی مجاہدین کی امداد، مہاجرین کی نصرت اور جہاد وغزا کی اعانت اور دینی بھائیوں کی خدمت میں، جفاکشی ومستعدی سفر جہاد کی صعوبتوں کے تحمل، میدان جہاد کے مصائب اور دینی فرائض کی سربراہی میں، جوہر شناسی اہل لیاقت کی قدردانی، دین کے خادموں اور سپاہیوں کی شناخت اور تربیت میں کام آئے، ذہانت وطباعی دعوت واصلاح کی حکمت، امور جماعت میں معاملہ فہمی وفراست، میدان جنگ کی تدبیر اور حکومت اسلامی

کی دینی سیاست میں اپنے جوہر دکھائے، جس کی دوررس اور جس کی ذات مسیحا نفس کسی بیکار چیز کو بھی بیکار نہ سمجھے اور کسی بے جان کو بھی مردہ نہ کہے اور جوامت کے ذخیرے کے دہرانے اور اس کے خیابان کے ہر تنکے سے پورا پورا کام لے لے، جس کے متعلق ساری دنیا کا فیصلہ ہو کہ یہ کسی مصرف کا نہیں، اس کی نگاہ کا فیصلہ ہو کہ یہی سب سے بڑھ کر کار آمد ہے، جس پتھر کو ہر معمار رد کر چکا ہو، وہ کہے کہ یہی کونے کا پتھر ہے، جو ساری عمارت کا بوجھ اٹھا سکتا ہے، وہ سنگریزوں سے دیکھتے دیکھتے ایسا کحل الجواہر تیار کر دے، جو ہزاروں آدمیوں کی آنکھیں کھول دے، اور عالم کو روشن کر دے، جو منتشر افراد سے منظم جماعت، پراگندہ اوراق سے مکمل کتاب، کچے، بلکہ گلے ہوئے مال سے بہترین مصنوعات تیار کر دے، متضاد عناصر مختلف مزاجوں اور مقابل طبائع کو آپس میں جوڑ کر ان کے اختلاف وتنوع سے نئی قوت حاصل کرے، اور ان کو شیر وشکر کر دے، ہر قابلیت اور ہر ہنر سے دین کا کام لے، شعرا کی شاعری کو حق کے دفاع میں، علماء کی قوت استدلال کو حق کے اثبات اور دماغوں کی سلوٹ دور کرنے میں، اہل باطن کی قلبی قوت کو دین کے سپاہیوں اور کارگزاروں کی تربیت وتزکیہء نفس اور دلوں کی گرہ کھولنے میں، اہل قلم کی تصنیفی قابلیت وقوت تحریر کو توحید وسنت کی اشاعت اور جہاد کی ترغیب وتحریض میں، مقرروں کی گویائی وخطابت کو دین کی دعوت اور نفیر عام میں، دولت مندوں کی دولت کو مجاہدین کا سامان درست کرنے میں صرف کرے، غرض ہر پرزے کو دین کی مشین میں لگائے اور اپنی اصلی جگہ پر جمائے، پھرہٹی ہوئی چول کو اپنی جگہ پر لا کر ساری مشین کو اس طرح حرکت دے کہ زندگی کا پورا محور گھوم جائے۔ جو شخص ان اوصاف کا جامع ہو، اس کو اسلام کی بلیغ ومعجز اصطلاح میں "امام" کہتے ہیں، اور اس کی جگہ تیرہویں صدی کے تمام اہل کمال اور مشاہیر رجال کی موجودگی میں خالی تھی۔ (تاریخ دعوت وعزیمت۔ از علی میاں ندویؒ)

ادبیاتِ برق

(ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی تحریروں سے اقتباسات)

نادانی وکوتاہ نگاہی کا کوئی علاج نہیں

مسرت عجیب عجیب رنگ بدلتی ہے۔ کبھی اچھل کود اور قہقہوں کے لباس میں جلوہ دکھاتی ہے۔ کبھی آنسو کا روپ دھار لیتی ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک بچھڑا ہوا بیٹا طویل مدت کے بعد ماں سے ملتا ہے۔ ماں کے دل میں مسرت کا ایک طوفان اٹھ کر آنسوؤں کی شکل اختیار کر لے گا۔ ہم بعض اوقات کوئی گانا سن رہے ہوتے ہیں۔ کوئی ایسا شعر آ جاتا ہے کہ دل جھوم اٹھتا ہے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی برسنے لگتی ہے۔ بعض لوگوں کو کم خوری، کم خوابی، جسمانی مشقت، حیات سے بھاگنے میں مسرت ملتی ہے۔ یونان کا فلسفی پیغمبر، سقراط چار چار دن کے باسی ٹکڑے کھاتا۔ بکری کے بالوں کا لباس پہنتا اور ایک ٹوٹے ہوئے بڑے مٹکے میں رہتا تھا۔ یہی حال ہمارے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا تھا۔

ایران وروم کی دولت کے انبار ان کے سامنے تھے۔ لیکن یہ لوگ کھجور اور ستو پر گزارا کرتے۔ کھردرے کپڑے پہنتے اور پچیس لاکھ مربع میل پر حکومت کرنے کے باوجود مزدوری کر کے بچوں کا پیٹ پالتے تھے۔ مسرت کے پہلو اور بھی ہیں ایک چور دوسرے کی دولت سمیٹ کر خوش ہوتا ہے لیکن ایک کریم الطبع دوسروں کو کچھ دے کر لذت اٹھاتا ہے۔ بزدل میدان جنگ سے بھاگنے میں خیریت سمجھتا ہے لیکن ایک محب وطن سر دے کر شہادت کے مزے لوٹتا ہے۔ تم لاکھ کہو کہ دل وجگر پہ تیر کھانے اور گلہ کٹوانے میں کون سی لذت ہے۔ اس سوال کا جواب اپنے قائد محمد علیہ الصلوٰۃ سے پوچھو جو عموماً یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

''میری سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہادت حاصل کروں، پھر زندگی

ملے، پھر [illegible]''

حضرت امام حسین سے پوچھو کہ جسم پر ۹۶ زخم کھائے۔ تیر حلقوم سے پار ہو گیا۔ بچے پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ لیکن آپ شہادت کے منصب عظیم کو حاصل کر کے ہی ہٹے۔ زندگی کی وہ کون سی بلندی ہے جس کی راہ سنگلاخ زمینوں اور خارزاروں سے ہو کر نہیں گزرتی۔ علم کے لئے برسوں محنت کرنا پڑتی ہے۔ عزت کے لئے خواہشات کو روندنا پڑتا ہے۔ راتیں بیداری میں کاٹنا پڑتی ہیں۔ جب منزل حسین وجمیل ہو تو راہ کی دشواریوں کو خاطر میں کون لاتا ہے بلکہ سفر کی تلخیوں میں بھی ایک گونہ راحت ملتی ہے۔ اگر آپ کو یقین ہو کہ کراچی پہنچ کر آپ گورنر جنرل کے سیکرٹری بن جائیں گے۔ تو آپ کو اس طویل سفر میں بھی لذت ملے گی۔ کعبہ کی راہ بڑی کٹھن ہے۔ لیکن دیارِ حبیب میں وہ لذت ہے کہ طویل راہ گاتے اور جھومتے کٹ جاتی ہے۔ ڈاکٹر کے نشتر میں خلش ضرور ہے۔ لیکن شفاوصحت کی راحتوں کے سامنے اس خلش کی حقیقت کیا؟ سر دینے میں چند لمحات کی تکلیف یقینی ہے۔ لیکن ذرا نتائج کا اندازہ لگایئے کہ ایک طرف وطن کے لاکھوں افراد دشمن کی تلوار سے بچ جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف شہید ان منور و متبسم فضاؤں میں جا پہنچتا ہے۔ جہاں ایک طرف جنت اپنی لاکھوں رعنائیوں کے ساتھ دعوت نظارہ دے رہی ہے۔ دوسری طرف خیام قدس سے جمال ایزدی کی شعاعیں چھن چھن کر نکل رہی ہیں۔ جب منزل اتنی جمیل وجلیل ہو تو راہ کی تمام دشواریاں عین راحت بن جاتی ہیں۔ اگر تم ان دشواریوں کو دکھ سمجھتے ہو۔ اگر تم ڈاکٹر کے نشتر کو زحمت قرار دیتے ہو۔ اگر تم شوق وصل کو اضطراب کہتے ہو۔ اگر تم ان راہوں کو جو دیار حبیب تک پہنچاتی ہیں تکلیف دہ خیال کرتے ہو تو تمہاری اس نادانی و کوتہ نگاہی کا کوئی علاج نہیں۔ تم نے شمشیر شمر سے خون حسینؓ کے ٹپکتے ہوئے قطرے تو دیکھ لئے۔ لیکن وصال حبیب کے لئے وہ اضطراب اور وہ طوفان مسرت نہ دیکھ سکے جو دل حسینؓ میں موجزن تھا۔ تم نے مسیح علیہ السلام کو سپرد صلیب ہوتے تو دیکھ لیا۔ لیکن اس لذت بیکراں کا اندازہ نہ لگا سکے۔ جسے یہ مرد کامل سر دے کر خرید رہا تھا۔ حقیقتاً تمہارا معیار لذت والم سخت ناقص و سطحی ہے اور اس لئے تم انبیاء واولیاء کی راحتوں کو مصائب سمجھتے ہو۔ تم کرگس اور وہ شاہین۔ تم شاہیں کے احوال ومقامات کو کیا جانو۔ ع

کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

(اللہ کی عادت)

روشنی اور بجلی کے انجن

روشنی کو حرارت سے جدا کرنا ناممکن ہے لیکن جگنو کی دم میں قدرت نے ایسی روشنی پیدا کر دی جس میں حرارت موجود نہیں آج علمائے فطرت اس قسم کی روشنی پیدا کرنے کے لئے مختلف قسم کے آلات بنا رہے ہیں۔ جگنو کا تجزیہ کر کے دیکھا جا رہا ہے جگنو خود بولتا نہیں اور علماء اس راز کو سمجھنے سے عاجز آ گئے ہیں۔ اول تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جگنو کو روشنی دینے کی ضرورت کیا تھی۔ دوم اس روشنی کو حرارت سے کیوں جدا کر دیا گیا۔

انسانوں نے بجلی حال ہی میں دریافت کی ہے لیکن کائنات میں بجلی کے مختلف انجن آغاز آفرینش سے موجود ہیں مثلاً سمندر میں ایک مچھلی ایل ملتی ہے جو بجلی سے شکار کھیلتی ہے۔ یہ اپنے بعض پٹھوں کو سکیڑ کر اس قدر بجلی پیدا کر سکتی ہے جس کے صدمے سے شکار ہلاک ہو جائے۔ اسی طرح ایک اور مچھلی عجیب طرح سے شکار کھیلتی ہے۔ جب وہ دیکھتی ہے کہ اس کا شکار کہیں قریب آ گیا ہے تو فوراً ایک قمقمہ (جو اس کے سر پر ہوتا ہے) جلا لیتی ہے۔ جس کی روشنی میں شکار کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور وہ لقمہ اجل بن جاتا ہے۔ (دو قرآن)

بدن کی مشین

کائنات کا ہر ذرہ ایک ایسا رباب ہے جس سے الٰہی دانش و صناعی کے ترانے نکل رہے ہیں۔ انسانی بدن کی مشین پر غور فرمایئے کہ بقول سر آرتھر کائتھ جب ہم چلتے ہیں تو صرف ایک قدم اٹھاتے وقت پورے سو پٹھے مل کر کام کرتے ہیں۔ اگر ان میں ایک پٹھا بھی بگڑ جائے تو ہم قدم نہ اٹھا سکیں اندازہ لگایئے کہ باقی اعمال میں کس قدر عضلات و اعصاب کس کس رنگ میں سکڑتے ہڑتے، پھیلتے اور لچکتے ہوں گے۔ ہر مشین کے لئے ایک ڈرائیور، کلینر (صاف کرنے والا) تیل دینے والے اور انجینئر کی ضرورت ہوتی ہے ظاہر ہے کہ انسان نہ تو اپنی مشین کا ڈرائیور ہے اور نہ مرمت کنندہ۔ یہ غریب تو اس ہولناک مشین کے سمجھنے تک سے قاصر ہے۔ قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سی ہستی ہے جو حیوانات کی ارب در ارب مشینوں کو چلا رہی ہے، مرمت کر رہی ہے، تیل دے رہی ہے، صاف کر رہی ہے اور پھر یہ سب کچھ ہمارے علم کے بغیر ہو رہا ہے۔

قل الله یبدؤ الخلق ثم یعیده فانی تؤفکون (یونس ۳۴)

کہہ دو کہ یہ اللہ ہی ہے' جو پہلے پیدا کرتا ہے پھر عمل تخلیق کو دہراتا ہے۔ تم کہاں بھٹک رہے ہو

درخت

درخت اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں اور یہ زندگی میں ہمارے شریک ہیں یہ ہماری طرح کھاتے ہیں' سانس لیتے ہیں۔ بڑھتے اور بچے پیدا کرتے ہیں۔ ان کی مشینری انسانی بدن کی مشین سے کچھ کم حیرت انگیز نہیں۔ ہماری طرح یہ کشمکش حیات میں الجھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف حیرت انگیز نظام سے جنگ کرتے ہیں۔ بڑے درخت کے سائے میں چھوٹا پودا نہیں بڑھ سکتا۔ دو درخت قریب قریب لگا دو تو وہ ایک دوسرے سے لڑ لڑ کر کمزور و نحیف ہو جائیں گے۔ یہ حقائق صاف صاف اعلان ہیں اس امر کا کہ دنیا میں حقِ بقا صرف طاقتور کو حاصل ہے اور کمزور (کاہل' بداخلاق' منافق' جھوٹے' بدعہد' بدقول' مکار و عیار و غیرہ وغیرہ کو) یقیناً میٹ دیا جائے گا۔

☆

اہمیت نباتات

دنیا کا تمام تر حسن نباتات سے ہے۔ یہ سیرگاہیں' یہ چراگاہیں یہ گلگشتیں' یہ روشیں اور یہ چمن سونے پڑ جاتے اگر نباتات کا حسن دنیا کو اپنی طرف نہ کھینچتا۔ نباتات ہی کے دم سے انسانی و حیوانی زندگی کی بہار قائم ہے۔ گندم' جو' چاول' پھل' کوکو' کافی' بیئر' شربت اور شراب نباتات سے حاصل ہوتے ہیں۔ دودھ' شکر' گھی اور شہد نباتات کی بدولت ہیں تمہارے کپڑے نباتات کا کرشمہ ہیں۔ ربڑ (جو ہماری معاشرت کو ضروری جزو بن چکا ہے) درختوں سے حاصل ہوتا ہے۔ پٹرول کوئلے کا پسینہ اور کوئلہ مدفون جنگلوں کا دوسرا نام ...... کوئلہ ایک زہر ہے۔ اگر کسی کمرے میں صرف پاؤ بھر کوئلہ جلا کر دروازے بند کر دیئے جائیں تو نصف گھنٹے میں اندر کے تمام کے تمام آدمی دوسری دنیا کو سدھار جائیں۔ غور فرمائیے کہ اس سیاہ موت (کوئلہ) کے استعمال سے قومیں آج کس قدر طاقور بنی ہوئی ہیں۔ انسان کی سطوت وہیبت کی دھاک بندھی ہوئی ہے اور دوسری طرف وہ قومیں کس قدر ذلیل وضعیف ہیں جو کوئلے کے استعمال سے ناواقف ہیں۔

نباتات ہمارے لئے نہ صرف مدارِ حیات ہیں بلکہ وہ ہماری معاشرت اور تمدن کا جزو بن چکے ہیں۔ بعض مواقع پر پودے یوں بھیس بدل کر سامنے آتے ہیں کہ پہچانے نہیں جاتے غسل خانے میں تم بدن کو صابن سے صاف کر رہے ہو جانتے ہو یہ صابن کہاں سے آیا؟ نباتاتی تیلوں سے تیار ہوا۔ بہ دیگر الفاظ تم صابن استعمال نہیں کر رہے ہو بلکہ جسم پر ایک درخت رگڑ رہے ہو۔ ہماری یہ سلک کی قمیض یہ ململ کی پگڑی اور یہ لٹھے کا پاجامہ دراصل ایک چھوٹا سا جنگل ہے' یہ الماری میں سجی ہوئی کتابیں ایک پیشہ ہیں' یہ اخبارات' رسائل' لفافے' ٹکٹ اور اشتہارات وہ درخت ہیں جنہیں مزدور کاٹ کر کارخانوں میں کاغذ بنانے کے لئے گئے تھے۔ امریکہ میں روزانہ اخبارات کی تعداد اشاعت ۲۰۰۰۰۰۰۰'۱۱ ہے۔ جانتے ہو اس قدر کاغذ پر کس قدر درخت صرف ہوئے ہونگے؟ پندرہ ایکڑ جنگل۔ جب تم کوئی اخبار خریدو تو واقعات عالم پڑھنے کے علاوہ اُس چھوٹے سے درخت کی خاموش کہانی بھی سن لیا کرو جو کاغذ کے پردے میں اپنی داستان سنا رہا ہوتا ہے۔ اس قلب ماہیت پر ایک شعر یاد آ گیا۔ شاعر کسی انگورستان سے گزرتا ہے۔ بیلوں کے ساتھ عنابی گچھے لگے ہوئے ہیں ایک طرف ایک درخت کے نیچے شراب کا ایک مٹکا پڑا ہوا ہے۔ شاعر کا تخیل ماضی کی سہانی فضاؤں کو چیرتا ہوا فرہاد و شیریں کے عہد تک جا پہنچتا ہے۔ یہ پرستارانِ محبت جب مر گئے تھے تو رفتہ رفتہ ان کے اجسام خاک بن گئے تھے یہ خاک کہیں کھاد بن کر شاخ انگور کی غذا بنی اور کہیں اس سے اینٹیں اور مٹکے تیار کئے گئے۔

خون دل شیریں است سیں مے کہ زر زنوشی
خاک تن فرہاد است ایں خم کہ نہد دہقاں
(خاقانی)

میزان عدل

سردی میں جنگل سے لکڑہارے کی کلہاڑی کی صدا سنائی دیتی ہے۔ کتنی بے رحمی سے درختوں کو کاٹتا ہے۔ اگلے سال بہار میں جا کر دیکھو تو وہی مقام پھول دار پودوں سے پٹا پڑا ہوگا۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ ہوائیں اور پرندے ادھر ادھر سے بیج لے آیا کرتے تھے۔ لیکن پہلے روشنی کم ہونے کی وجہ سے اگ نہ سکتے تھے۔ اب جوں ہی میدان صاف ہوا' یہ جگہ سبزہ زار بن گئی فطرت کا

دستور ہے کہ وہ ہر ایک چیز کے بدلے دوسری عطا کر دیتی ہے اندھا آنکھیں کھو کر زبردست قوت سمع سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ مرغابیوں کی دم چھوٹی لیکن گردن لمبی ہوتی ہے۔ جاہل کا دماغ غیر تربیت یافتہ، لیکن وہ جسمانی طاقت میں بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ عالم کا دماغ اعلیٰ لیکن جسم نحیف وضعیف ہوتا ہے۔ دولت والے علم سے اور علم والے دولت سے محروم رہتے ہیں۔ اگر شہر میں کوئی قوم (آج کے مسلمانوں کی طرح) سہل انگاری وتغافل شعاری کی وجہ سے صلاحیت حیات کھو بیٹھے تو قدرت اسے میٹ کر کسی اور قوم کو وارث زمیں بنا دیتی ہے۔

......☆......

جذبہ افزائش نسل

جب کوئی پودا قد وقامت میں مکمل ہو چکتا ہے تو اس میں ایک حسین تغیر آ جاتا ہے وہی نباتیے، جواب تک شاخ وبرگ بن رہے تھے غنچوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، غنچے پھول بن جاتے ہیں اور پھول، بیج، پودے افزائش نسل کا جذبہ حیوانات ونباتات ہر دو میں نہایت شد ومد کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

بیج نباتات کے انڈے ہیں، اس لئے حفاظت کی خاطر انہیں غلافوں، حجابوں اور سخت کیسوں میں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ ان میں جو بیج انسانی غذا تھے مثلاً مٹر لوبیا چلغوزہ وغیرہ ان کی بہت زیادہ حفاظت نہ کی گئی۔ بلکہ انہیں معمولی چھلکوں میں رکھا تا کہ ''لاڈلے'' انسان کو نکالنے میں تکلیف نہ ہو۔ بعض مفید درختوں مثلاً سیب، سنگترہ، ......تعداد میں کم تھے، اس لئے انہیں تلخ وترش بنا دیا، تا کہ انسان انہیں کھا نہ جائے اور نسل کا خاتمہ نہ ہو جائے بعض بیج ہماری یومیہ غذا تھے مثلاً گندم، مکی باجرہ وغیرہ تو قدرت نے ان کو بہ افراط پیدا کیا تا کہ انسانی استعمال کے بعد بھی کچھ نہ کچھ بچ رہیں۔

گندم، جو اور اس قسم کی چند دیگر فصلیں صرف چھ ماہ میں تیار ہو جاتی ہیں حالانکہ آم کا درخت سات آٹھ سال کے بعد پھل دیتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ فطرت ان پودوں کے کان میں چپکے سے یہ بات ڈال دیتی ہے۔ وہ دیکھو دہقان درانتی لئے آ رہا ہے جلدی کرو، بڑھو، پھولو اور انڈے زمین پر بکھیرنے کے بعد چلتے بنو۔

ایک ہوشیار مالی جب دیکھتا ہے کہ شہتوت کا درخت آٹھ سال کے طویل انتظار کے بعد پھل دینا شروع کرے گا تو وہ اس کی شاخوں کو کاٹنا شروع کر دیتا ہے ۔درخت ڈر جاتا ہے کہ کہیں مٹ ہی نہ جائے۔اس لئے وہ جلدی جلدی بڑھنا شروع کر دیتا ہے تا کہ مرنے سے پہلے نسل کی بنیاد ڈال جائے۔

نباتات کے اس منظر میں ہمارے لئے یہ سبق پنہاں ہے کہ سست اقوام کی رفتار کو تیز کرنے انہیں مفید خلائق بنانے اور ان کے ضعف کو قوت سے بدلنے کے لئے تلوار کا استعمال ازبس ضروری ہے مسلمان تمام عالم کے نظم ونسق اور اقوام وملل کی بہتری و برتری کا ذمہ دار بن کر آیا ہے:

کنتم خیر امة اخرجت للناس (آل عمران ۱۱۰)

تم ایک بہترین امت ہو جسے اقوام عالم کی بہبود پر مقرر کیا گیا ہے۔

اس لئے اس کا فرض ہے کہ وہ دل کھول کر تلوار کا استعمال کرے۔ظلم وعدوان اور جور و عصیاں کو مٹا کر رکھ دے تا کہ دنیا امن و آشتی کی لذت سے آشناء ہو جائے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ میں کہتا ہوں اگر ایسا ہوا ہے تو بہت اچھا ہوا ہے۔آج کروڑوں بندگان خدا کو تجارتی منڈیوں اور نو آبادیوں کے لئے تباہ کیا جا رہا ہے۔گزشتہ جنگ عظیم بھی کچھ ایسے ہی ذلیل مقاصد کے لئے لڑی گئی تھی۔اگر آج تجارت دولت' دنیوی برتری' نو آبادیوں اور تیل کے چشموں کی خاطر تلوار کا استعمال کیا جا رہا ہے اور اس میں آپ کو کوئی برائی نظر نہیں آتی تو اسلامی تلوار کے استعمال پر آپ کیوں نعل در آتش ہوں کہ جس کا مقصد تیل کے چشمے اور ربڑ کے جنگل نہ تھے بلکہ نیکی کی ترویج اور بدی کا استیصال تھا' ارباب ظلم کی ہلاکت اور عدل وانصاف کا احیاء تھا' فتنہ شر کا خاتمہ اور امن و آشتی کا قیام تھا۔مبارک ہے وہ تلوار جو اس قدر بلند مقصد کے لئے اٹھائی جائے۔رسول اللہ ﷺ کے اس اعلان کو کبھی نہ بھولئے گا:

بعثت بالسیف بین یدی الساعة (حدیث)

ترجمہ:۔ میں قیامت سے ذرا پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہوں۔

پھولوں کی حفاظت

پھولوں کو جنگلی جانوروں اور پرندوں سے محفوظ رکھنے کے لئے قدرت نے کئی تدابیر

اختیار کیں۔ مثلاً بعض (بادام اور اخروٹ) کے چھلکے سخت بنا دیئے اور بعض پر کڑوے غلاف چڑھا دیئے۔ سنگترے اور انار کا چھلکا اس قدر کڑوا ہوتا ہے کہ کسی جانور کو منہ ڈالنے کی ہمت تک نہیں پڑتی۔ قدرت کا کمال صناعی دیکھئے کہ زمین وہی ہے، درخت وہی ہے اور رس پہنچانے والی شاخیں وہی ہیں لیکن انار کا چھلکا سخت کڑوا ہے اور دانے میٹھے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ چھلکوں اور دانوں کے لئے دو علیحدہ علیحدہ کارخانے کام کر رہے ہیں۔ ایک مٹھاس تیار کر رہا ہے اور دوسرا کڑواہٹ۔ یہ دونوں رس پاس پاس ہیں لیکن ایک دوسرے خلط ملط نہیں ہو سکتے۔

مرج البحرين يلتقيان بينهما برزخ لايبغيان (رحمن ۱۹.۲۰)

اخروٹ اور بادام اونچے پہاڑوں پر پیدا ہوتے ہیں جہاں برف وغیرہ کی وجہ سے میدانی جانور نہیں پہنچ سکتے۔ یہاں صرف گلہری چوہوں کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے ان کے چھلکے سخت بنا دیئے تاکہ چوہے نقصان نہ پہنچا سکیں۔

......☆......

کھجور

صحرائے عرب سینکڑوں میل تک پھیلا ہوا ہے جسے طے کرنے کے لئے اب بھی اونٹ سے کام لیا جاتا ہے۔ امکان تھا کہ مسافر راہ میں بے توشہ نہ ہو جائیں۔ اس لئے اس ریگستان میں ہر طرف کھجوروں کے درخت اگا دیئے اور انہیں بلند قامت بنا دیا تاکہ یہ قیمتی پھل جانوروں کی رسائی سے باہر ہو جائے۔ نیز قرب زمین کی گرمی سے نسبتاً محفوظ رہے۔ کھجوروں کے تنے اس لئے ریشہ دار اور کھوکھلے بنائے تاکہ تھرموس بوتل کی طرح اندر کی ہوا بیرونی حرارت سے متاثر نہ ہو اور پھل خشک نہ ہو جائے۔ انسانی بدن کی مشین کو دو چیزوں کی سخت ضرورت رہتی ہے شکر و نشاستہ، یہ ہر دو اجزاء کھجور میں بہ درجہ کمال موجود ہیں۔ جنگل میں حفاظت اثمار کے مسالے کہاں مل سکتے تھے۔ کیلا صرف ایک ہفتے میں گل سڑ جاتا ہے۔ سیب پلپلا ہو جاتا ہے۔ امرود میں کیڑے چلنے لگتے ہیں شہتوت اور لوکاٹ چند گھنٹوں میں خراب ہو جاتے ہیں لیکن کھجور کو اللہ نے کسی خاص مسالے سے

یوں محفوظ کر دیا ہے کہ مہینوں خراب نہ ہو۔

کھجور کی جڑیں زمین سے دو قسم کا رس چوستی ہیں' کثیف اور لطیف۔ کثیف رس سے تن آور شاخیں بنتی ہیں اور لطیف سے پھل۔ پھل کے ہر دانے کے ساتھ ایک مصفی لگا ہوتا ہے جو رس کو مزید صاف کرتا ہے۔ گٹھلی کڑوی ہوتی ہے اور چھلکا میٹھا۔ ان ہر دو کے درمیان ایک پردہ لگا دیا ہے۔ تا کہ تلخی و شرینی خلط ملط نہ ہو جائیں۔

نشانات منزل

درخت عموماً راہوں پر اگتے ہیں۔ اس لئے کہ مسافر پھل کھا کر گٹھلیاں پھینک دیتے ہیں اور وہاں درخت اگ آتے ہیں جہاں درخت نظر آتے ہیں اور وہاں راہ موجود نہیں تو سمجھ لو کہ یہاں سے کبھی قافلہ گزرا تھا۔ اہل عرب پہلے سندھ پر حملہ آور ہوئے تھے' ان کے پاس کھجوریں تھیں۔ جہاں کہیں اترے' گٹھلیاں پھینکتے گئے' نتیجہ یہ کہ آج سندھ میں عربی نسل کی کھجوریں میلوں تک دکھائی دیتی ہیں:

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی   خبر دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی

ناریل

ایک مسافر سخت گرمی میں ایک ایسے جھونپڑے میں جا پہنچا جس پر ناریل کے درختوں کا سایہ تھا۔ صاحب خانہ نے مسافر کو شراب' دودھ اور حلوا نہایت عمدہ برتنوں میں پیش کیا۔ مسافر نے پوچھا کہ جنگل میں یہ غذائیں کہاں سے آ گئیں۔ کہا یہ سب کچھ ناریل کی بدولت ہے۔ میں کچے ناریل سے پانی' پختہ ناریل سے دودھ' پتوں سے حلوا' شگوفوں سے شراب پھولوں سے شکر' چھال سے برتن' لکڑی سے ایندھن' بنے ہوئے پتوں سے چھت' ریشوں سے رسیاں اور تیل سے روشنی حاصل کیا کرتا ہوں۔ جب مسافر چلنے لگا تو میزبان نے ایک شاخ کو جھاڑا جس سے غبار سا گرا۔ اس غبار سے سیاہی کا کام لیکر ایک پتے پر کسی دوست کی طرف چھٹی لکھ دی

نکتہ یوم و ماہ

ڈاکٹر شابلی کا خیال ہے کہ فضا میں ایک مرکوز نور ہے جس کے گرد تمام شموس چکر کاٹ

رہے ہیں اور ان کا ایک چکر تیس کروڑ سال میں ختم ہوتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر ہمارے تیس کروڑ سال ان شموس کے ایک سال کے برابر ہوتے ہیں اور ان کا ایک دن ہمارے تیس کروڑ دنوں یعنی آٹھ لاکھ بائیس سال کے برابر۔

چونکہ آسمان میں نظام ہائے شمسی کی کوئی انتہا نہیں اور ہر سورج کی حرکت اپنے مرکز کے گرد دوسرے سے مختلف ہے' اسی لئے ہر نظام کے لحاظ سے یوم وماہ کی مدت بھی مختلف ہے۔ ہمارے ہاں ایک دن رات زمین کی محوری گردش (۲۴ ساعت) کا نام ہے اور سال زمین کی آفتابی گردش (۳۶۵ دن) کا نام لیکن دوسرے نظاموں کے سال وماہ ہم سے مختلف ہیں۔ عطارد کا سال صرف ۸۸ دن کا ہوتا ہے' زہرہ کا سال ۲۲۵ یوم کا' لیکن مشتری کا سال ہمارے ۱۲ سال' زحل کا ہمارے ۲۹ سال اور نیپٹون کا سال ہمارے ۱۲۵ سال کے برابر ہوتا ہے۔ اسی طرح کہیں کوئی ستارہ ہزار سال میں اور کہیں پچاس ہزار سال میں اپنے مرکز کے گرد چکر کاٹ رہا ہے۔

......☆......

غور فرمایئے کہ آسمانوں میں کس قدر مہیب دنیائیں کس توازن سے چکر کاٹ رہی ہیں کتنے بڑے بڑے کرے لاکھوں میل فی گھنٹہ کی رفتار سے محو پرواز ہیں جب ہم ان دنیاؤں پر ایک چھچھلتی سی نگاہ ڈالتے ہیں تو اپنی بے مقدار ہستی کا زبردست احساس پیدا ہوتا ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ اس خالق ارض وسما کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ انسانی ہدایت کے لئے اس قدر پیمبر اس قدر رہنما اور ہبر بھیجتا رہا۔ ادھر انسان کو دیکھو کہ ان دنیاؤں کے مقابلہمیں اس کی ہستی ایک حقیر کیڑے سے زیادہ نہیں نافرمانی اور بدعملی میں چوٹی تک ڈوبا ہوا ہے اور پھر خدا کا پیارا لاڈلا ہونے کا گھمنڈ ہے۔ در بدر مانگتا پھرتا ہے لیکن جنت کے ٹھیکیدار ہونے کا پندار ہے۔ چیتھڑے اور جوئیں سنبھال نہیں سکتا لیکن امت رسول ہونے کا غرور ہے۔ مسکنت وذلت کا مجسمہ بن چکا ہے لیکن تقدس وپاک بازی کا دعویٰ کرتا ہے اس برخود غلط انسان کو کیا معلوم کہ اس صاحب جبروت رب کے ہاں جس قدر فضاؤں میں زمین جیسی ارب کھرب دنیائیں نہایت شکوہ وعظمت سے گھوم رہی ہیں' انسان کو کوئی وقعت حاصل نہیں۔ بھلا اس ہیچ میرز کیڑے کی ان لرزہ انگیز کروں کے سامنے ہستی ہی کیا ہے؟ تو پھر یہ نشہ کیوں؟ یہ غرور و پندار کیسا؟ اور یہ انا و لا غیری کا دعویٰ کس لئے؟

مقابلہ

ہماری زمین فضا میں ایک حقیر سا کرہ ہے۔ کروڑوں کرّے ہماری زمین سے لاکھوں بڑی فضا میں چکر کاٹ رہے ہیں۔ یہ فرض کرنا کہ ان کروں میں زندگی نہیں غلط ہے یہ زمین ان کروں کے مقابلہ میں ایک کھلونا ہے۔ صرف مشتری ہماری زمین سے ۱۲ گنا بڑا ہے تو کیا یہ تمام دنیائیں صرف زینت کے لئے بنائی گئیں محض کھیل کے لئے پیدا کی گئیں؟ کوئی اور مقصد نہ تھا؟ ضرور ہے لیکن ابھی ہمارا علم بہت ناقص ہے ان دنیاؤں کے راز دریافت کرنے کے لئے ابھی کئی ہزار صدیاں اور صرف ہوں گی اور تب کہیں معلوم ہوگا کہ:

وماخلقنا السموات والارض ومابينهما لعبين (دخان ۳۸)

ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے محض تماشے کی خاطر پیدا نہیں کیا۔

علم

اس وقت صرف اہل زمین کے تمدن، حکومت، طبائع، جغرافیہ، تاریخ اخلاق وغیرہ پر آٹھ کروڑ سے زیادہ کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اگر ہمیں دوسرے کروں کا علم بھی زمین ہی کی طرح حاصل ہوتا تو ہم ان کے متعلق بھی کتابیں لکھتے۔ چونکہ آسمانی کروں کی تعداد کم از کم دس کروڑ ہے اس لئے علم میں دس کروڑ گنا اضافہ ہو جاتا۔

اگر اس تمام ذخیرہ کتب کو ایک لائبریری میں رکھنا چاہتے اور لائبریری کے ہر کمرے میں ۱۰ دس ہزار کتب سما سکتیں تو ہمیں ۸۰۰۰۰۰۰۰۰۰ کمروں کی ضرورت ہوتی اگر لاہور میں ۳ لاکھ مکانات تسلیم کئے جائیں تو ہماری یہ لائبریری لاہور جیسے ۲٬۶۶٬۶۶۷ شہروں میں سماتی۔ اگر ایک آدمی روزانہ ایک کتاب پڑھ ڈالتا تو اسے تمام کتب ختم کرنے کے لئے دو کھرب بیس ارب سال درکار ہوتے۔

خدا کے بندو! کیا ان تفصیلات کے بعد الٰہی جلال وعظمت سے تمہارے دماغ متاثر ہوئے؟ کیا تمہارے دلوں میں خشیۃ اللہ کی وہ کیفیت پیدا ہوئی جو ان تفاصیل کا مقصد ہے؟

عالمِ حیوانات

ایک چوہے کو ہاتھ میں پکڑو تو کاٹتا ہے۔ بھڑ کے قریب جاؤ تو ڈنگ لگاتی ہے۔ ہرن میل بھر سے دوڑ جاتا ہے، بھڑ یئے یا پلنگ پر سواری ناممکن ہے حالانکہ یہ گھوڑے سے بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ اگر اونٹ کسی وقت باغی ہو جائے تو مالک کو گھٹنوں کے نیچے پیس ڈالتا ہے' کینۂ شتر مشہور ہے۔ اگر بیل یا بھینسا سرکش ہو جائے تو تمام گھر کو آناً فاناً مسمار کر دے۔ اللہ کی یہ کتنی بڑی نوازش ہے کہ اونٹ' گھوڑے' بیل' بھینس' اور ہاتھی جیسے شہ زور حیوان ہمارے اشارۂ نگاہ کے مطابق کام کر رہے ہیں' ہمارے بوجھ اٹھا رہے ہیں' ریگستانوں میں سے اٹھا کر پار لے جا رہے ہیں اور کان تک نہیں ہلاتے۔

وذللنٰها لهم فمنها ركوبهم ومنها يأكلون.

پھر ہر گائے اور بھینس ایک مشین ہے جو ہمارے لئے اکمل الاغذیہ یعنی دودھ مہیا کرتی ہے اگر دودھ کا رنگ سرخ' سبز یا سیاہ ہوتا تو ہمیں نفرت سی آتی۔ چاندی کی شفاف نہریں تھنوں سے بہہ رہی ہیں کیا ہمارے علم اور کاریگری کے بغیر چل رہی ہیں بسا اوقات بچے تک کے لئے دودھ نہیں بچتا۔ گوالن تمام دودھ دوہ لیتی ہے لیکن گائے خاموش کھڑی رہتی ہے یہ اس لئے کہ گائے ہماری پرورش کو بچے کی پرورش پر ترجیح دیتی ہے۔ افلا یشکرون.

ہندوؤں نے گائے کی اس قربانی سے متاثر ہو کر اس کی پرستش شروع کر دی حقیقت یہ ہے کہ کائنات میں اس قدر دلکش مناظر ہر سو بکھرے ہوئے ہیں کہ:

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں است

صائبین نے سورج کو خدا تسلیم کیا۔ زرتشت اور موسیٰ علیہ السلام نے آگ میں الٰہی تجلیاں دیکھیں۔ صوفیائے کرام کو ہر گل میں گلستان کا مرکز دکھائی دیا۔ شیدایان دیانت نے ہر ذرہ میں صحرا کا تماشہ دیکھا۔ الغرض اس حسین دنیا میں ہر سو نور و تجلی کے وہ حیرت انگیز مناظر موجود ہیں کہ ہر چیز پر مظہر خدا ہونے کا دھوکا لگتا ہے۔

ایک بچہ باپ کے ساتھ بازار میں جاتا ہے' جس مٹھائی کو پہلے دیکھتا ہے اس کے خریدنے کی تمنا کرتا ہے لیکن والد ساتھ ہے' وہ بہترین چیز خرید لیتا ہے اگر ہماری انگلی رسول ﷺ کے

ہاتھ میں نہ ہوتی۔ تو ہم اس نادان بچے کی طرح ہر چیز کی پرستش پر اتر آتے۔ ہر رسول نے بہ بانگ دہل اعلان کیا تھا کہ دیکھو ان مناظر میں کہیں الجھ کر نہ رہ جانا۔ تمہارا مسجود وہ قادر و برتر رب ہے جو ان کھلونوں کا خالق ہے اور یہ مناظر تمہارے غلام و مطیع ہیں' نہ کہ معبود و مسجود۔

......☆......

پھولوں اور سبزیوں پر بعض چھوٹی چھوٹی مکھیاں اس قدر باریک ہوتی ہیں کہ اگر پکڑ کر دیکھنا چاہو تو انڈے کی طرح پھٹ جاتی ہیں لیکن کمال یہ ہے کہ ان میں باقاعدہ گردے' ہڈیاں' پھیپھڑے' معدہ' انتڑیاں' دماغ' آنکھیں' پر' ٹانگیں سب کچھ موجود ہے اور اس چھوٹے سے انجن میں پٹرول بھی بھرا ہوا ہے کہ باقاعدہ اڑ رہا ہے اللہ کا کمال دیکھنا ہو تو کوہ ہمالیہ کو مت دیکھو بلکہ یہ چھوٹے چھوٹے اڑتے ہوئے انجن دیکھو' ان کے رنگ پر غور کرو' منہ' پاؤں' آنکھیں اور سر دکھائی نہیں دیتے لیکن پھر بھی یہ مکمل جسم ہیں۔ ہر جسم میں چھوٹی چھوٹی رگیں ہیں جن میں خون دوڑ رہا ہے' ایک چھوٹا سا پیٹ ہے جس میں غذا جا رہی ہے۔ اللہ اکبر! یہ جسم اللہ نے کس طرح تیار کیا ہوگا۔ شاعر فطرت کا کتنا باریک نازک اور ادق تخیل ہے کہ انسانی عقل تھرتھرا اٹھتی ہے۔

خود اعتمادی

جنگلی جانور اپنی حفاظت خود کرتے ہیں اس لئے چست' چالاک تیز' تندرست دراک اور حیلہ باز ہوتے ہیں لیکن گائے' بھینس گدھے وغیرہ کی حفاظت کا ذمہ انسان نے لے رکھا ہے اسی لئے یہ کاہل' بھدے اور سست ہوتے ہیں' جو قوم اپنے اقواء کو استعمال نہیں کرتی اللہ سے قوائے عمل چھین لیتا ہے مسلمانوں کو تقلید نے آج اندھا بہرا بنا رکھا ہے اس قوم نے قوائے مفکرہ کا استعمال چھوڑ دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ طاقتیں ہی چھین لیں۔

حرکات حیوانات

حرکت تلاش غذا کے لئے ہے' چونکہ درختوں کو غذا ہوا زمین سے مل جاتی ہے اس لئے انہیں چلنے کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی۔ اگر بالفرض درخت بھی تلاش غذا کے لئے چلتے پھرتے تو دنیا میں بڑی بدنظمی پھیل جاتی۔ ہر روز ہزاروں درخت سڑکوں کے درمیان آ جاتے۔ آمد و رفت

بند ہو جاتی۔ زید کے کھیت سے درخت چل کر عمر کے کھیت میں چلے جاتے اور باغوں سے بھاگ کر پہاڑوں پر چڑھ جاتے۔

چونکہ حیوان کی خوراک دنیا میں ہر سو پھیلی ہوئی ہے اس لئے وہ چلتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو وہی خصوصیت عطا کیں جن کی اسے ضرورت تھی مثلاً سپلنج ایک ایسا جانور ہے جو اپنے مقام کو نہیں چھوڑتا اس لئے اس کی غذا وہیں موجود ہوتی۔ سی سکرٹ (SEASQUIRT) غذا کے لئے صرف اتنی ہی تکلیف کرتا ہے کہ اپنے خول سے سر باہر نکالتا ہے اور بس۔

حالات کے مطابق مختلف جانوروں کی حرکات مختلف ہیں۔ بعض دن کو سوتے ہیں اور رات کو نکلتے ہیں۔ وبالعکس بعض جانور سخت گرمی اور سردی میں مکانوں کی چھتوں اور سوراخوں میں مہینوں نہاں رہتے ہیں اور مرتے نہیں، جوہڑ خشک ہونے کے بعد مینڈک زمین کی ایک تہہ سے چپک جاتا ہے اور برسات میں باہر نکل آتا ہے۔ مہینوں اور بسا اوقات برسوں غذا کے بغیر زندہ رہنا تخلیق کا بہت بڑا معجزہ ہے۔ جن جانوروں کی غذا سہل الحصول اور زیادہ ہوتی ہے وہ موٹے اور بھدے بن جاتے ہیں مثلاً ہاتھی، بھینسا، مینڈک وغیرہ۔ وجہ یہ ہے کہ انہیں تلاش غذا کے لئے دوڑ دھوپ کم کرنا پڑتی ہے اور ان کے دشمن بھی کم ہوتے ہیں۔ ہرن کی خوراک ہر جگہ بہ افراط ہے لیکن اس کے دشمن اس قدر زیادہ ہیں کہ ذرا سی آہٹ پر اسے میلوں بھاگنا پڑتا ہے۔

دنیائے طیور

ومامن دابة فی الارض ولا طآئر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم

(انعام ۳۸)

یہ چوپائے اور اڑنے والے جانور تمہاری طرح امتیں ہیں۔

ان امتوں کو بیماریاں لاحق نہیں ہوتیں۔ ان پر آثار پیری بہت کم مرتب ہوتے ہیں یہ آخر عمر تک چست، چالاک اور پھرتیلے رہتے ہیں، انہیں زکام اور ملیریا نہیں ہوتا، انہیں کھانسی اور نمونیا کی شکایت نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ یہ امتیں ایک خاص نظام حیات کی پابند ہیں، مناسب غذا کھاتی ہیں، مناسب ورزش کرتی ہیں، اور لذت اندوزی کی جائز حدود سے آگے نہیں بڑھتیں۔ شیر اپنی بیوی کی سال میں ایک دفعہ خبر لیتا ہے لیکن انسان.....؟

پرندے ماحول کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں لیکن انسان عموماً نہیں بدلتا' مذہب وضع اور رسوم کی آڑ لے کر ایک مقام پر ڈٹا رہتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ زمانے کا ساتھ دینے والی اقوام ان اقوام پر چھا جاتی ہیں جو سطح زمین پر خیالات اور اطوار و اخلاق میں ''گل محمد'' بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان طیور میں ہمارے لئے ہزاروں اسباق موجود ہیں۔ یہ ہم جیسی ہی امتیں ہیں جو آئین قوت کو نباہنے اور نظام صلاحیت پر عمل پیرا ہونے کے بعد زندگی سے چہک رہی ہیں۔

بدقسمت ہیں وہ پرندے اور چوپائے جو انسانی قرب و جوار میں آبستے ہیں مثلاً گائے' بھینس' گدھا' گھوڑا' مرغا' کبوتر وغیرہ۔ انسان کافی غلیظ واقع ہوا ہے' ادھر تھوکتا ہے ادھر قے کرتا ہے اور ہر طرف کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگائے رہتا ہے۔ اس غلیظ ماحول میں یہ چوپائے اور پرندے کمزور ہو جاتے ہیں۔ ورنہ جنگلی جانوروں کو دیکھو۔ ان کے گھونسلوں اور نشیمنوں میں کس قدر صفائی پائی جاتی ہے بلی زمین میں ایک گڑھا کھودتی ہے اور اپنا فضلہ اس میں چھپا دیتی ہے' بہ الفاظ دیگر انسان کو ہر روز بلی سبق دیتی ہے۔

والرجز فاھجر. (مدثر ۵) اے انسان میل کچیل اور غلاظت سے دور رہ۔

لیکن یہ سرکش انسان جو پیمبر کی بات نہیں سنتا اور الٰہی حکم تک کی پروا نہیں کرتا وہ بلی سے کیوں سبق سیکھنے لگا؟ اشرف المخلوقات جو ٹھہرا!

زندہ اقوام میں جہاں دیگر فضائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہیں صفائی' نفاست اور پاکیزگی ان کی نس نس میں دھنس جاتی ہے۔ وہ بہت اجلے نہایت لطیف المذاق اور بے حد صفائی پسند ہوتے ہیں۔

......☆......

فبعث الله غرابا يبحث في الارض ليريه كيف يوارى سواة اخيه

(مائدة ۳۱)

تو ہم نے اس کی طرف کوا بھیجا تا کہ اس کو نعش دفن کرنے کا طریقہ سکھائے۔

یہ قصہ دراصل ایک طرح کی ہدایت ہے کہ تمام غلیظ اور بدبودار اشیاء کو زمین میں گاڑ دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مسلم کو ہر قسم کی جسمانی' دماغی اور روحانی اخلاقی نجاست سے نجات دلانے کے لئے ہوئی تھی آج ہمارا ملا جسمانی صفائی پر کچھ کہنا اپنے علم کی ہتک سمجھتا ہے۔

وہ ایسی تمام آیات میں غلاظت سے مراد روحانی اور اخلاقی غلاظت لیتا ہے۔ اچھا ایسا ہی سہی۔ لیکن انصافاً فرمایئے کیا ایسے آدمی کے اخلاق میں ذرا سی بھی نفاست ہو سکتی ہے۔ جس کے منہ کپڑوں اور جسم سے سنڈاس کی سی بو آ رہی ہو۔ جس کی شلوار میں سیر بھر جوئیں پھر رہی ہوں۔ جس کی چارپائی کے نیچے تھوکوں کا ڈھیر لگا ہوا ہو۔ گندے چیتھڑے، پھٹے پرانے کاغذات صدیوں کے ٹوٹے ہوئے بادیئے اور میل سے اٹی ہوئی کنگھیاں ہر طرف بکھری پڑی ہوں دیواروں پر ناک جھاڑ جھاڑ کر پلستر کیا ہوا ہو۔ ہر طرف ہولناک غلاظت، تعفن، ویرانی، تاریکی اور ظلمت ہو، اگر اخلاقی دنیا میں بدکاری ظلمت ہے تو مادی دنیا میں غلاظت اور کثافت کیوں ظلمت نہیں؟ یاد رکھو! معلم کائنات حضرت محمد عربی فداہ ابی وامی مسلم کو تمام جسمانی و روحانی غلاظتوں سے نجات دلانے کے لئے آئے تھے۔

قدرت کی پاکیزہ اشیاء کو انسان کھاتا ہے۔ انسان کی خارج کردہ غلاظت مکھیوں کی غذا بنتی ہے۔ مکھیوں کو دوسرے حشرات وطیور کھا جاتے ہیں۔ بہ دیگر الفاظ نباتات حیوانات کی غذا ہیں۔ حیوانات ہماری غذا، اور ہم مرنے کے بعد چھوٹے چھوٹے کیڑوں کی غذا بن جائیں گے۔ اس اندوہ ناک انجام سے بچنے کا راستہ صرف ایک ہی ہے کہ ہم حدود زمان و مکان کو توڑ کر جاوداں بن جائیں۔

عشق کی تقویم میں عصر رواں کے سوا
اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام

(اقبالؒ)

قرآن سے کس کو کیا ملا؟

شعرائے عرب جب کسی موضوع پر نظم لکھتے تھے، تو محبوبہ کی تعریف سے شروع کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات اس موضوع پر چند اشعار ہوتے تھے اور محبوبہ کی تعریف میں تین چوتھائی سے زیادہ۔ جب کعب ابن زبیر رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں ۵۵۔ اشعار کا قصیدہ مدحیہ پیش کرتا ہے تو محبوبہ کی شان میں ۴۰۔ اشعار کہہ جاتا ہے۔

طرفہ اپنی ناقہ کی تعریف میں ۲۹، اور لبید بن ربیعہ ۳۱۔ اشعار لکھ جاتا ہے۔ یہی حال امرأ لقیس، عمر بن کلثوم اور دیگر شعرائے عرب کا تھا۔ اگر آپ ان شعراء کی اس بے ربطی کو برداشت فرماتے رہے۔ اگر آپ کشاف، معالم التنزیل، بیضاوی اور جلالین کی صرفی ونحوی موشگافیوں، علامہ

فخر الدین رازی کی منطقیانہ نکتہ سنجیوں اور بعض دیگر مفسرین کی فقہی مطلب طرازیوں کو گوارا کرتے رہے تو مجھے امید ہے کہ الٰہی صنائع پر میری ان بے ربط تفاصیل کو بھی برداشت فرمائیں گے۔

ایک ہرے بھرے کھیت میں ایک زمیندار اپنے بیل کے ساتھ داخل ہوتا ہے وہاں ایک ماہرِ اقتصادیات اور ایک عالمِ نباتات پہلے سے موجود ہیں۔اب یہ تمام اس کھیت کو مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔بیل صرف آزادی کا منتظر ہے کہ مالک ٹلے اور وہ اس لہلہاتی ہوئی کھیتی سے پیٹ بھرے۔زمیندار اندازہ لگا رہا ہے کہ اس دفعہ کتنا قرضہ بے باق ہو جائے گا۔ماہر اقتصادیات یہ سوچ رہا ہے کہ اس سال اس ملک کی خوشحالی پر اچھی فصلوں کا کیا اثر پڑے گا اور عالمِ نباتات ان پودوں کے عناصر ترکیبی اختلاف الوان' زمینی بکٹیریا اور پتوں کی حیرت انگیز مشین پر غور کر رہا ہے۔

قرآنِ حکیم کھیتی کی طرح ہے' کسی نے اس کو متصوفانہ نگاہ سے دیکھا۔کسی نے اس کی سحر بیانی کی تعریف کی۔واعظ نے اس میں سے دلچسپ کہانیاں انتخاب کیں۔مُلّا ذکرِ حور و شرابِ طہور پر مست ہو گیا۔مفتیوں نے اسے مسائل فقہی کا ایک ضابطہ سمجھا۔گدی نشینوں نے سجدۂ تعظیمی کے جواز پر آیات ڈھونڈیں۔راہب نے ترکِ دنیا کے دلائل پیش کئے اور بعض نے اسے منتروں' جنتروں اور ٹوٹکوں کی کتاب بنا ڈالا۔لیکن مجھے اس کتاب میں انسان کی سیاسی' اقتصادی و اخلاقی سطوت کے لئے بے بہا گر ملے۔میں نے نگارستان گیتی کی اس میں تفصیل دیکھی اور مجھے حتماً معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے قول و فعل میں مکمل مشابہت ہے۔کائنات کیا ہے؟ قرآن کی تفصیل اور قرآن کیا ہے۔کائنات کا متن......

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۔ (زمر: ۲۴)

''اللہ نے کتابِ کائنات کی بہترین تفصیل (احسن الحدیث) نازل فرمائی۔یہ کتاب کائنات سے ہر رنگ میں مشابہ بلکہ اس کا ثنیٰ (شافی) ہے۔اس کے مطالعہ سے اُن (طلبۂ کائنات) کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جن کے دلوں میں کیفیتِ خشیہ موجود ہے۔''

محفل گیتی میں شاہد ہستی مستور ہے اور مسلم کا فرض اسے بے نقاب کرنا ہے۔(دو قرآن)

ادب جدید‘ جدت کہ بدعت؟

نیا ادب جدت نہیں، بدعت ہے۔ اس میں زیادہ تر کھلنڈرا پن ہے۔ ہر عہد کے بیان کا ایک اسلوب ہوتا ہے۔ ہمارے نئے لکھاری اسلوب بدل ڈالتے تو عیب نہ تھا۔ عصری روح کا اقتضاء ہوتا لیکن انہوں نے مطالب بھی بدل ڈالے اور ان کی جگہ جو نئے مطالب لائے وہ محض تقلید، اخذ اور توارد ہیں اور تقلید بھی یورپ کے اس ہیجانی ادب کی جو مغرب میں معاشرہ و اخلاق اور دین و مذہب سے بغاوت کے نام پر جنا گیا ہے۔ اس قسم کا ادب کبھی مستقل نہیں ہوتا۔ یہ محض نعرہ بازی ہے جو ایک قوم، ایک عہد چھوڑتے وقت دوسرے عہد کی راہوں میں اختیار کرتی ہے۔ یہ انقلاب نہیں‘ نراج ہے...... غم وغصہ کی یادگار ہمارے شاعر و ادیب نہیں جانتے کہ تقلید ارتقاء کی دشمن ہے۔ اس سے جمود پیدا ہوتا اور انقلاب ٹھہر جاتا ہے۔ ان لوگوں نے ادب کی پرانی قدروں سے بغاوت کے شوق میں ادب کے مسلمات بھی ترک کر دیئے ہیں۔ ہر قوم کی ایک زبان ہوتی، اس کا مزاج اور اس مزاج کے رنگ ڈھنگ ہوتے ہیں۔ ہمارے ان ادیبوں اور شاعروں نے ان پر بھی ہتھوڑا چلایا ہے۔ یہ چیز عمدہ ہے کہ نئے ادب سے زنجیروں کے ٹوٹنے کی آواز آتی ہے لیکن حیرت ہے کہ ان ادیبوں کے ہاں ابلاغ کی روح نہیں۔ جو ادب عوام کے لیے نہ ہو، وہ ادب نہیں پہیلی ہے۔ تعجب ہے کہ ادب میں عوام کی زبان کے استعمال پر زور دینے والے عوام کی زبان سے نابلد ہیں۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ جس قوم سے مخاطب ہیں اسے کس لہجہ سے پکارنا چاہئے اور اظہار کا وہ کون سا پیرایہ ہے جو ان کی زبان کا لازمہ ہے اور جس سے عوام حرکت میں آتے ہیں۔ نیا ادب عوام سے مغائرت کی بنیاد پر ہے۔ اس کے پروڈیوسر مارکیٹ میں نہ تو اس کی ضرورت کا احساس کرا سکے ہیں اور نہ اس کی مانگ پائی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ایک خاص مزاج کے چند سو لوگ ادب میں عریانی کی تحریک لے کر لکد کوبی کررہے ہیں۔ جدید ادب...... بالفاظ دیگر اردو میں ہپی ازم ہے۔ یہ لوگ بازار کے حسن کے تاجر ہیں۔ ان کے ہاں آگ اور لہو کی سفارت نہیں تجارت ہوتی ہے۔ یہ سرور نہیں نشہ بیچتے ہیں...... گھٹیا نشہ جس سے نئی پود ادب کی آڑ میں گناہ کا جواز لاتی ہے۔

شاہ جیؒ نے اس ادب کے نوادرات کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا۔ مثلاً یہی نظم ہے:

چھن...... چھن...... چھن

چھنا چھن، چھنا چھن...... چھنن

چھن...... چھن...... چھن

چھنا چھن، چھنا چھن...... چھنن

فرمایا میں نے اس کے ناظم سے پوچھا...... اس شہ پارہ کا مطلب کیا ہے؟ کہنے لگے:

یہ صوتی تصویر ہے۔ ایک محبوبہ آشنا سے ملنے کے لئے گھر سے نکلتی ہے تو اس کی رفتار چوری چھپے کی ہوتی ہے۔ چھن...... چھن...... چھن۔ پھر دائیں بائیں کے خطرات سے اپنے تئیں محفوظ پا کر آشنا کے مکان میں جھٹ سے داخل ہو جاتی ہے...... چھن۔ لوٹتے وقت اسی طرح چوری چھپے نکلتی اور اپنے گھر میں چھنن سے داخل ہو جاتی ہے...... چھن چھنن اس کے پازیب کی آواز ہے۔

فرمایا، اوّل تو یہ صوتی تصویر شاعری نہیں، کچھ اور ہے...... خیال کی بدکرداری ہے اور اگر شاعری یہی ہے تو میں بوڑھا ہو کر بھی دن بھر میں کئی دیوان مرتب کرسکتا ہوں۔ جہاں تک اختصار کا تعلق ہے، اس سے بھی مختصر یعنی دو حصوں میں پوری کہانی کہی جاسکتی ہے۔ مثلاً

وصل کی شب اور ان کا کہنا

جاؤ بھئی ہم نہیں منتے

عوام سمجھ لیتے اور بات ادھوری نہیں رہتی۔ دو مصرعوں میں پوری کہانی لپٹی ہوئی ہے۔

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔ نقیب ختم نبوت، جنوری ۲۰۰۳ء۔ ص ۳۵)

......☆......

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (خاکہ)

عمر بن الخطاب...... رنگ ایسا کہ سفید و سُرخ گُلاب...... (خلافت کی ذمہ داریوں اور فاقہ کشی نے چھین لی جس کی آب و تاب)...... آنکھیں بڑی اُن میں ڈورِ عُناب...... سر کے بال کم، بہت کمیاب، ناک سیدھا، گال بھرے بھرے، قد لمبا، طوالت کے لیے عزت مآب...... ہاتھ پاؤں بڑے بڑے مگر ناموزونیت سے اجتناب...... ہر دَم سنجیدہ، لہجہ کھرا، طبیعت میں غُصہ، چال تیز بس آہوئے بے تاب...... چہرے پر چاندنی، مثالِ ماہتاب...... دُعائے نبی کا جواب، جوابِ لا جواب...... آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔

اُس کا قبولِ اسلام، کفر پر بجلیوں کا عتاب..... اُس کو خُدا کی لگن، اِسی دُھن میں وہ مگن، اِسی کی آرزو میں وہ ماہیِ بے آب..... اُس کے سامنے کوئی رُستم نہ کوئی سہراب..... کرگسانِ باطل کے لیے وہ ایک عقاب..... خطیبِ مایہ ناز، بارگاہِ حق میں اُس کے الفاظ باریاب..... اِس پر گواہ خُدا کی آخری کتاب۔

صدیقؓ کا جانشین، وہ امیر المؤمنین، بیت المال کا امیں، اُس کے پاس ہر وقت پائی پائی کا حساب..... آپ اپنا محتسب، اُس کی عمال پر نظر، اپنے اعمال پر نظر، ہر لحظہ زیرِ احتساب۔

اُس کی سپاہ بے پناہ، چھا گئی مثالِ آب..... اُس کی سلطنت بے پایاں، بے حساب..... اُس نے ختم کر دیا قیصر و کسریٰ کا رُعب داب..... اُس کے گدا کیقباد و افراسیاب.....

اُس کا عہد، عہدِ اسلام کا شباب..... اُس کی حکومت، استحکامِ انقلاب!

پیوند لگے کپڑے عزیز، مُسترد اطلس و کمخواب..... اُس کی غذا سُوکھی روٹی اور پیالۂ آب..... عُسرتوں میں وہ شاداب..... اُس کی نگاہ میں ہیچ عشرتوں کے سُراب..... اس کی اِک نِگاہ سے دِل کی کھیتیاں سیراب..... اُس کا ذکر کارِ ثواب..... اُس کی راہ، راہِ صواب..... اُس کی سیرت، اہلِ حق کا نصاب۔

اُس کا ہر شرف، بس شرفِ انتخاب..... اُس کی عظمتیں کہاں ہر کسی کو دستیاب..... اُس کے نام سے پہلے نامِ صدیقؓ ہی کا باب..... اُس کے مشیر شیرِ خُدا، بُوتُرابؓ..... اُس کی عزت، عزتِ رسالت مآبؐ..... وہ نبی کا رفیق، انہی کے پاس محوِ خواب..... کافی ہے اس کے لیے، یہ قولِ آنجنابؐ:

''میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے''

(مجیب الرحمٰن شامی، اردو ڈائجسٹ)

عثمان ابنِ عفان رضی اللہ عنہ (خاکہ)

عثمان ابنِ عفانؓ..... پیکرِ شرم و حیا، بندۂ تسلیم و رضا، صاحبِ جُود و سخا، ایک اوّلیں مسلمان..... اُس کی بھیڑیں بے شمار، اُس کے اونٹ قطار اندر قطار، وُہ سب سے بڑا سرمایہ دار، اُس کا سرمایہ، اسلام کا سائبان..... اُس کی تجارت عاقبت کا سامان۔ اُس کی دولت، اہلِ فقر پر مہربان، اُن کی ہر مشکل آسان۔

کوتاہ قامت نہ طویل القامت، قد پر موزونیت قربان...... بھورے اور گھنے بال، نازک خدو خال، داڑھی گھنی اور لمبی، رنگ گندمی، پیشانی چوڑی، شانے کشادہ، سینہ چوڑا، گوشت سے بھرا، چہرہ روشن مثالِ کہکشاں۔ جیسے ابراہیمؑ بلند مرتبت، عالی شان...... حُسن اُس پر نازاں، چاند اُس پر قربان۔

اُس کی عزّت، دُخترانِ نبیؐ، اُس کا گھر ساتواں آسمان...... کسی اور کی کہاں یہ شان، اصحابِؓ نبیؐ کے درمیان...... اس کی صُورت، صُورتِ ایمان، اس کی سیرت، ایمان کی ترجمان۔

وہ سفیرِ آقائے دو جہان...... اس کی جان، رسولِؐ خدا کو عزیز از جان...... اس کا ہاتھ نبیؐ کا ہاتھ، وہ باعثِ بیعتِ رضوان...... اُس کی بخشش پر گواہ خود رسُولِ آخرالزمانؐ...... اُس کا چناؤ، جمہوریت کا نشان...... اُس کی خلافت، جمہور کی ترجمان...... اس کا نام، سب کے نوکِ زبان...... اُس کے حامی کاروان در کاروان...... اُس کی حکومت مادرِ مہربان...... اُس کے لشکر مرگِ دُشمنان...... اس کا پرچم شام تا خراسان...... اس کا عہد، کثرتوں، عشرتوں کا سامان...... اس پر عفو درگزر حیران...... اس کے مقابل اشخاصِ بدگمان ____

وہ اُٹھا کہ اُٹھا اتحاد کا نشان...... اُس کے بعد، منتشر مسلمان...... اس کی شہادت، مظلومیت کا عنوان، فتنہ ہائے نو کا سامان...... اُس کے خُون سے رنگین حرم کی داستان...... دورانِ تلاوت لی اُس کی جان۔ یہ قہر الحفیظ، والامان۔

وہ جامع القرآن ____ قاری نظر آتا تھا، حقیقت میں تھا قرآن...... آیۂ سورۂ رحمٰن ____ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ! (مجیب الرحمٰن شامی، اردو ڈائجسٹ)

......☆......

ادبیاتِ افضل حق

قیامت پر یقین

چھٹی جماعت میں پہنچ کر قدرے اطمینان کا سانس نصیب ہوا۔ مار پیٹ کا قاعدہ تو یہاں بھی جاری تھا۔ لیکن ایک دن کے قصور پر مہینہ بھر سزا نہ ملتی تھی۔۔ اسی سن میں صبح کے وقت کانگڑہ کا قیامت خیز زلزلہ آیا۔ جس نے پنجاب بھر کو خوابِ غفلت سے بیدار کر دیا۔ کچھ عرصہ تو سب نے

سمجھا کہ قیامت آ گئی۔ مائیں بچوں کو گھروں میں چھوڑ کر جان بچانے کھلی جگہ کی طرف بھاگیں۔ تاکہ عمارتوں میں دب کر نہ رہ جائیں۔ نفسانفسی کا وہ عالم تھا کہ بجز اپنی ذات کے کسی کو کسی کا خیال نہ رہا۔ مجھے گھبراہٹ میں والدہ کی آواز سنائی دی۔ کہ چوک میں چلے جاؤ میں اور میرا بڑا بھائی فضل حق مرحوم دونوں سر پر پاؤں رکھ کر گلی کے چوک کی طرف بھاگے۔ ہمارے پہنچتے پہنچتے وہاں اچھا خاصا ہجوم ہو چکا تھا۔ سب کے چہروں کی ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ سب خدا کا رحم مانگتے تھے۔ ناگاہ محلّہ کی مسجد کا ملا بھاگا بھاگا آیا۔ اس نے آتے ہی اذان کہنا شروع کر دی۔ پھر کیا تھا خورد اور بزرگ کانوں میں انگلیاں دے کر اذانیں دیتے تھے۔ اور خوف سے ادھر ادھر دوڑتے تھے کسی کو زندگی کا یقین نہ تھا۔ ان میں ایک مادر زاد برہنہ حسین عورت باحال پریشان کانوں میں انگلیاں دے کر ''لوکو'' اللہ اکبر روے ''لوکو'' اللہ اکبر کہتی سراسیمہ ہو کر ادھر ادھر بھاگتی پھرتی تھی۔ برہنگی کی طرف میں تو اب اشارہ کر رہا ہوں۔ اس پریشانی میں کسی کو کچھ ہوش نہ تھا۔ ننگے اور لباس والے برابر تھے۔ چند منٹ کے بعد لوگوں نے محسوس کیا کہ جھٹکے بند ہو گئے۔ تب جان میں جان اور دماغ میں عقل آئی۔ مردوں نے تعجب سے برہنہ بی بی کو دیکھا عورت کو اچانک اپنی برہنگی کا احساس ہوا۔ وہ ہائے ہائے کہتی پس و پیش ہاتھ رکھ کر بھاگی۔ شریروں کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ لیکن خدا کا غضب قریب سمجھ کر نظریں جھکا لیں۔ ایک دو دن گزرے وہ نوجوان اور حسین عورت اہل محلّہ کا مذاق بن گئی۔ عورتیں اس کے پاس سے گزرتیں تو چڑانے کے لئے کان میں انگلیاں دے کر روے ''لوکو'' اللہ اکبر روے ''لوکو'' اللہ اکبر کہنا شروع کر دیتیں۔

اس واقعہ کے بعد قیامت اور اس کی تفصیلات پر مجھے کبھی شبہ نہیں ہوا۔ (میرا افسانہ)

تفتیش جرائم

دیوتائے عشق کی کارفرمائی کے باعث میرے پڑوس میں زہرخورانی کا ایک کیس ہو گیا۔ ایک عاشق قلاش محبوب کی فرمائش کو پورا کرنے کے لئے دردر مارا پھرا کہ کہیں کچھ قرض مل جائے۔ کسی نے عشق کا راستہ آسان کرنے میں اس کی مدد نہ کی۔ لاچار نوجوان نے اپنی بوڑھی پھوپھی کو دھتورہ سے بے ہوش کیا۔ نقدی اور زیورات اڑا کر دیوی کے بھینٹ کیے۔ معاملہ بہت صاف تھا۔ عاشق حزیں کو جلد ہی محبت کا روایتی زیور یعنی زنجیر پہنا کر اس منزل محبوب یعنی جیل میں پہنچا دیا گیا۔

اس مقدمہ سے فارغ ہوا ہی تھا۔ آدھی رات مخبری ہوئی کہ بردہ فروشوں کا ایک گروہ ایک خالی بنگلہ میں شب باش ہے۔ اس کے ہمراہ اغوا شدہ عورتیں ہیں۔ اسی وقت پولیس کی جمعیت کو ساتھ لیا اور بندوق سنبھال کر چل دیا۔ تلاش کرنے پر دیکھا کہ ایک حسینہ جس کا جسم چاندنی سے میلا ہوتا تھا۔ فرش خاک پر سو رہی ہے اور دو مشٹنڈے پہلو میں پڑے ہیں۔ تحکمانہ لہجہ میں انہیں جگایا وہ ڈراؤنے خواب کی طرح چونک اٹھے۔ نکیرین کو سامنے دیکھ کر گھبرائے۔ میں نے کہا چلو یوم حساب آ گیا۔ وہ اٹھے، ہم انہیں ہمراہ لے کر تھانہ میں آ گئے۔ تینوں بھائی بہن کا رشتہ بتاتے تھے۔

میں نے کہا عورت کو ان سے الگ کر کے بٹھاؤ تا کہ ان کا جادو اترے تو میں اپنا سحر پھونکوں۔ مردوں کو حوالات بند کر دیا گیا۔ عورت کو پہرہ دار کی نگرانی میں بٹھا کر میں سو گیا۔ صبح اٹھا تو معلوم ہوا کہ عورت پر پہرہ دار سپاہی نے ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے تھے۔ وہ تو خیر ہوئی کہ عصمت دری کی نوبت نہ پہنچی ورنہ سپاہی کے گناہ پر افسر بھی غفلت کے الزام میں دھر لیا جاتا۔ ہیڈ کانسٹیبل تفتیش نے کہا کہ عورت کو کبھی ایک کانسٹیبل کی نگرانی میں نہ چھوڑنا چاہئے۔ مرد اور عورت کی تنہائی یوں بھی فتنہ خیز ہوتی ہے پھر آوارہ عورتوں کو ادنیٰ ملازمین کے سپرد کر کے ان کی سلامتی کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

ہیڈ کانسٹیبل اور سپاہی صبح سے لے کر شام تک عورت سے سر کھپاتے رہے۔ مگر اس نے کوئی بات مان کر نہ دی۔ مردوں کو بھائی بتاتی رہی۔ اگرچہ میں تفتیشِ جرائم میں نو آموز تھا۔ لیکن واقعات شاہد عادل تھے کہ عورت مغویہ ہے۔ ورنہ اجڑی کوٹھی میں شب باشی کے کوئی معنی نہ تھے۔ تھانہ کا عملہ تجربہ کار ضرور تھا لیکن وہ اپنے تجربے کے باہر نہ جا سکتا تھا۔ ہیڈ کانسٹیبل اور کانسٹیبل اس بات کے قائل ہو چکے تھے کہ اغوا کا معاملہ نہیں۔ غریب راہ گیروں نے کہیں ٹھکانہ نہ پا کر خالی کوٹھی کو رہن بسیرا بنا لیا ہوگا۔

میں نے بڑے یقین سے تفتیش سارجنٹ کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کی ابتدائی نصیحتوں کو میں نے دل میں جگہ دی ہے۔ لیکن میں کچھ کالا علم بھی جانتا ہوں۔ کان میں وہ افسوں پھونکوں گا کہ عورت مینا کی طرح بولے گی۔ اس نے کہا حضور اگر کام منتر جنتر سے چل جائے تو دردسری کیوں کی جائے۔ میں اٹھا عورت کے کان میں اتنی بات کی کہ کنوارا ہوں۔ تمہارا ان سے پیچھا چھوٹ

جائے تو میرے گھر کی رانی بن کر رہو۔ سب نے دیکھا کہ جادو چل گیا۔ عورت کے چہرے پر رونق اور آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے ذرا اونچی آواز سے کہا کہ یہ تو مجھے بھگا کر لائے ہیں۔ اب معاملہ صاف ہو گیا۔ سب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے عورت سے کیا کہا۔ میں نے کہا اصل کہانی یوں معلوم ہوتی ہے کہ حسین عورت غریب کی جورو بن گئی ہے۔ محلات کا خواب دیکھنے والی عورت جب جھونپڑی میں رہنے پر مجبور ہو جائے تو وہ اسے قید بلا سمجھ کر آزادی حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اغوا کرنے والے ان ہی موقعوں اور گھرانوں کے متلاشی رہتے ہیں۔ وہ موقعہ مناسب دیکھ کر اس کے حسن کی تعریف کرتے ہیں۔ اور گھر کی غربت پر آنسو بہاتے ہیں۔ اور باتوں باتوں میں کہہ دیتے ہیں کہ اگر تمہارا حسن کوئی جوہری دیکھ پائے تو تمہیں نور محل بنائے۔ چنانچہ وہ جھونپڑی میں رہ کر محلات کے خواب دیکھنا شروع کر دیتی ہے اور ان خوشگوار خوابوں کی حسین تعبیر کے لئے گھر سے نکل کھڑی ہوتی ہے۔ میں نے شادی کا چکمہ دے کر دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل کر دی۔ اب وہ چھم چھم کرتی تھانے میں ادھر ادھر آزادی سے پھرنے لگی۔ حسن کے ساتھ تمکنت آ گئی۔ وہ چھوٹے درجہ کے آدمیوں سے بڑے درجہ کی عورتوں کی طرح متانت سے گفتگو کرنے لگی تھی۔

اگلے روز عدالت میں چالان پیش کرنا تھا۔ اس نے کپڑے بدلے۔ کاجل آنکھوں میں ڈالا۔ بازار میں نور برساتی چلی اور اس شان سے کمرہ عدالت میں پہنچی کہ مجسٹریٹ نے قلم ہاتھ سے رکھ کر اور عینک کو آنکھوں سے ہٹا کر بے ساختہ منہ سے کہا "ارے!"

وہ چراغ رخ زیبا لے کر دنیا کی بے انصافیوں سے پناہ نہ پا کر عدالت کے اندھیرے میں انصاف ڈھونڈنے آئی تھی۔ حسن کی خاموش تصویر کی طرح زبان بے زبانی سے داستان درد بیان کر رہی تھی۔ کہ میں گوہر شب چراغ تھی۔ مزدور کے گھر میں رہ کر خاک میں مل گئی۔ غربت نے خاوند کے لئے دنیا اندھیر کر رکھی تھی۔ اسے میری طرف روز مرہ کی بدحالی کے باعث نظر اٹھا کر دیکھنے کی فرصت ہی نہ تھی۔ میں نظر التفات سے محروم گھر سے نکل آئی۔ اب بازار کی جنس ہوں اور سرمایہ کے ہاتھ کی میل پر بک سکتی ہوں۔

ہر شہر کے بازار حسن میں بیسوائیں یہی دردناک داستان بیان کر رہی ہیں کہ کس طرح سونے چاندی کی جھلک پر مزدوروں کے گھروں سے حسن سرمست ہو کر نکلتا ہے۔ پھر عمر بھر رسوائے

بازار رہتا ہے۔ اس روز عدالت نے تاریخ دے دی۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ ملزم سابقہ سزا یافتہ ہیں یا نہیں۔ مجھے ایک اور سرکاری کام کے لئے باہر جانا پڑا۔ میری غیر حاضری میں ملزم سزا پا گئے۔ مجھے امید تھی کہ عورت وارثوں کو واپس کر دی گئی ہوگی۔ مگر معلوم ہوا کہ تھانے کا عملہ بالعموم بردہ فروشی کا کام سرانجام دے لیتا ہے۔ عورت ان ہی کی وساطت سے گاؤ خورد ہوگئی۔

عشق کا بھوت

انہی دنوں میں نماز صبح سے فارغ ہو کر بیٹھا ہوا تھا کہ علی الصبح ایک مقامی گورنمنٹ سکول سے بوڑھا ٹیچر آیا۔ ان صاحب کو میں اکثر کورٹ انسپکٹر کے پاس دیکھتا۔ ہمارے کورٹ انسپکٹر زندہ دل بوڑھے بزرگ تھے۔ ماسٹر مذکور آتے ہی میرے پاؤں پڑ گیا۔ اور زار و قطار رونے لگا۔ قبل اس کے کہ میں کچھ پوچھوں اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں حیران تھا یہ کیا ماجرا ہے؟ تردد سے پوچھا کہ صاحب ماجرا کیا ہے۔ کہا کہ تمہارے بچانے سے بچ سکتا ہوں۔ میں سمجھا کہ شاید کوئی قتل کر آیا ہے۔ داستانِ غم عشق کا ماجرا نکلا۔ معلوم ہوا کہ کسی شعلہ رُو آوارہ مزاج عورت سے راہ چلتے ماسٹر جی کا دل مل گیا اور راستے گلی میں ہی رضامند ہو گئے۔ ماسٹر جی جوالا مکھی کو گھر لے آئے' گھر کی زمین جاگ اٹھی۔ صحن پرنور چھا گیا۔ اس بدوضع اور بخیل کے گھر میں پری آ گئی۔ اسے شیشے میں اتارنے کے لئے وہ ہن برسانے لگا۔ حسن لباس اور زیورات سے نکھرتا ہے۔ قیمتی ساڑھیاں اور عمدہ زیورات مہیا کیے۔ سات روز میں ڈھائی ہزار خرچ اٹھا۔ وہ گھر والی بن کر بیٹھ گئی۔ یہ خوشی خوشی لڑکے پڑھانے مدرسہ چلے گئے۔ پیچھے وہ تین ہزار روپیہ نقد لے کر دروازے چوپٹ چھوڑ کر چلی گئی۔ ماسٹر جی آئے تو مسٹریس ندارد۔ بھاگے لپکے' ادھر ادھر گئے' آخر عورت کا سراغ پالیا۔ اس کے متعلق معلوم ہوا کہ اسی طرح وہ کئی ایک کو بدھو بنا چکی تھی' ماسٹر جی اس کا آخری شکار تھے۔

میں نے کہا اچھا پرچہ دلاتا ہوں۔ وہ پھر پاؤں پڑ گیا کہ عورت دلاؤ۔ کچھ کرامات کر دکھاؤ میں ہنس پڑا اور کہا کہ میں کراماتی نہیں۔ وہ پھر پاؤں پکڑ کر زار زار رونے لگا اور کہنے لگا خدا کے لئے مجھے وہ تعویذ دو۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ وہ کون سا تعویذ۔ اس نے کہا جو کورٹ انسپکٹر کو بتلایا تھا۔ میں نے حافظہ پر زور دیا تو یاد آیا کہ میاں بیوی کی لڑائی میں کچھ اناپ شناپ تحریر بہ طور تعویذ ایک شخص نے کسی کو دی تھی اور اتفاق سے وہ معاملہ بھی سلجھ گیا تھا۔ یہ واقعہ میں نے کورٹ انسپکٹر صاحب سے

بھی ذکر کیا تھا۔

میں نے ہزار کہا کہ میں تعویذ کا قائل ہوں نہ دیتا ہوں۔ مگر وہ نہ مانا۔ بلکہ اس سے زیادہ اصرار کرنے لگا۔ میں نے مجبور ہو کر ایک تعویذ لکھ دیا۔ وہ دعائیں دیتا چلا گیا۔ اس تعویذ کے بھروسے پر سیدھا اس عورت کے گاؤں میں گیا۔ اتفاق کی بات کہ وہ گھر میں تنہا تھی۔ عاشق نے ایک آبدار خنجر اس کے حضور میں پیش کر کے کہا یا مجھے قتل کر یا جینے کی امید دلا۔ ماسٹر جی اس تعویذ کے بل بوتے پر یہ شاعری کر چکا تو عورت نے بلائیں لیں۔ خنجر لے کر صندوق میں رکھ لیا اور اچانک پلٹ کر ماسٹر کے گلے میں اسی کی پگڑی ڈال لی۔ چور چور کے شور سے محلہ سر پر اٹھا لیا۔

پگڑی گلے ڈالنے پر تو ماسٹر محبوب کا غمزہ سمجھا۔ جب عورت نے قیامت اٹھالی تو ماسٹر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ جو آیا اس نے داڑھی کھینچی اور لٹھ برسایا۔ ماسٹر کو ایسا کوٹا چھیٹا کہ محبت کا سبق بھول گیا۔ توبہ توبہ کرنے لگا۔ عشق کی راہ میں چوٹیں اتنی کھائیں کہ زمین پر لوٹنی کھا کر گر گیا۔ لوگ گڈے پر ڈال کر ماسٹر جی کو تھانے لے آئے۔ جب انہیں ہوش آیا تو اپنے آپ کو سب انسپکٹر تھانہ ساہیوال کے سامنے پایا۔ سب انسپکٹر بھی اتفاق سے اسے کورٹ انسپکٹر کے ہاں دیکھ چکا تھا۔ کیفیت پوچھی تو اس نے تنہائی میں بات کہی کہ چوہدری افضل حق کا تعویذ لے کر آیا تھا۔ شاید تعویذ ذرا تیز ہو گیا بات بنتے بنتے بگڑ گئی۔

جاہل پیر ایسے ہی گدھوں کی کمائی پر بسر اوقات کرتے ہیں۔ کم بخت اتنا پٹ کر بھی اسے تعویذ کی تیزی سمجھتا ہے۔ سارا معاملہ خراب ہونے پر بھی بات بنتے بنتے بگڑ گئی کہتا ہے۔

اس زمانہ میں سب انسپکٹر خدا کا مظہر سمجھا جاتا تھا۔ اس نے تیور بدلے اور ماسٹر کو پکڑ لانے والوں کے لیے حکم دیا کہ ان کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دو۔ یہ بدمعاش عورتوں کے رکھوالے ہیں۔ وہ اپنے خیال میں کار سرکار کر کے آئے تھے۔ نمازوں کی بخشش کے عوض روزے ان کے گلے پڑے۔ عاجزی کرنے لگے۔ (میرا افسانہ)

استعفٰے کے بعد

اگرچہ میں نالائق افسر نہ تھا تاہم انگریزی ملازمت کی ایک ایک ساعت میرے لئے ناقابل برداشت تھی۔ استعفا دیا تو بوجھ ہلکا ہوا۔ میں ان دنوں لدھیانہ تھانہ صدر میں تعینات تھا۔ اسی

جگہ میرا کامیاب لیکچر ہوا۔ جب ہاتھ لٹکا تا گھر پہنچا تو گاؤں کے لوگوں نے میری حرکت پر تعجب کیا۔ کچھ لوگوں نے میرے اچانک استعفا کو میری بے وقوفی پر محمول کیا۔ اس آگ کا علم نہ تھا جو مدت سے میرے سینے میں سلگتی تھی۔ میں ان کی سرگوشیوں سے بے پرواہ تھا۔ گاؤں کے لوگ مجھ سے ڈرتے تھے۔ مبادا وہ بھی کہیں میرے ساتھ ہی سرکار کے غصہ کا شکار نہ ہو جائیں۔ میں نے بد کے ہوئے جانور کی طرح انہیں آہستہ آہستہ رام کرنا شروع کیا۔ گڑھ شنکر میں پہلے حکام اور اہل دیہہ میں شدید بلوہ ہو چکا تھا۔ جس میں جانبین کو اندیشہ تھا کہ میری سرگرمیاں ایک دن پھر خون کی ہولی کا باعث ہو جائیں گی۔ مجھے کام کی مشکلات صاف نظر آتی تھیں۔ گورنمنٹ کے خلاف ایجی ٹیشن مسلمان پبلک کے لئے اچنبھا بات تھی۔ میں مشکلات کو آسان کرنے کا حل سوچ رہا تھا کہ ہوشیار پور سے لیکچر کی دعوت وصول ہوئی۔ مجھے خود ضرورت تھی کہ ہوشیار پور کے آزاد خیال لوگوں سے تعارف حاصل کروں اس دعوت کو غنیمت سمجھ کر ہوشیار پور چلا گیا۔ ایک بیرسٹر کی صدارت میں تقریر کی، چھتوں اور مکانوں پر بھی آدمی بیٹھے تھے۔ ایک شکستہ مکان کی چھوٹی اینٹیں نیچے گر گئیں۔ ایک آدمی کے لگیں اس نے واویلا مچایا۔ حادثہ جلیانوالہ کے ڈرے ہوئے لوگوں نے سمجھا کہ شاید گولی آ لگی۔ ہر طرف سے شور اٹھا کہ مشین گن چل گئی۔ کوئی نہیں سوچتا کہ مشین گن آئی کہاں سے، عام بھاگڑ پڑ گئی۔ بھاگ دوڑ میں قیامت کا نقشہ سامنے آ گیا۔ صدر صاحب کو بھی یقین ہو گیا کہ فی الواقع ان کے گرد و پیش گولوں کی بارش ہو رہی ہے۔ گرمی کے دن تھے وہ ململ کا کرتہ پہن کر آئے ہوئے تھے۔ مشین گن کی مدافعت میں اکتاری ململ کا کرتہ سامنے کر دیا۔ تاکہ سینہ چھلنی ہونے سے بچا رہے۔ یہ بیرسٹر کی دماغی کیفیت کا حال تھا عوام کا کیا کہنا۔ دو آدمیوں نے گولیوں سے بچاؤ کے لئے اندھے کنوئیں میں کود کر بزعمِ خود جان بچائی۔ کئی ایک روندے گئے اور سخت زخمی ہوئے۔ ایک صاحب زمین پر پڑے ہوئے خدا رسول کا واسطہ دے کر فرماتے تھے جانے والو میرا منہ کعبے کی طرف کرتے جاؤ۔ ایک اور بیرسٹر صاحب ہلکی سی دھوتی پہن کر آئے ہوئے تھے۔ بھاگ دوڑ میں کسی کا پاؤں دھوتی سے الجھ گیا۔ دھوتی وہیں رہ گئی۔ آپ عالم سراسیمگی میں پس و پیش سے برہنہ اپنے خیال میں جان بچائے بھاگے جا رہے تھے۔ کہیں وسط بازار میں احساس برہنگی ہوا۔ آگے پیچھے ہاتھ رکھ کر گھبرائے ہوئے ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتے گھر میں داخل ہوئے۔ سینکڑوں بوٹ، جوتے،

پگڑیاں، دھوتیاں، وہیں رہ گئیں۔ حکام ضلع اور پولیس کو بڑی خوشی ہوئی۔ عوام الناس ندامت سے مرے جاتے تھے۔

اس واقعہ کے بعد میں نے پورے جوش سے دیہات میں کام کرنا شروع کر دیا۔ میرے کام میں کوئی ہاتھ بٹانے والا نہ تھا۔ جلسہ عام کرنے کا خیال ہوا۔ مگر منادی کون کرے۔ ناچار خود ہی کنستر لے کر اپنی صدارت میں اپنی تقریر کا اعلان کرنا پڑا۔ میں خود ہی دریاں سر پر اٹھا کر لاتا اور خود ہی میز کرسی لگاتا۔ اب لوگوں کا انتظار کرنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ اول تو بہت کم لوگ یہ تماشا دیکھنے آئے اور جو آئے وہ دری پر بیٹھنے کے بجائے آس پاس کی حویلیوں میں گھس کر پابند پردہ بیبیوں کی طرح دروازے کے دراڑوں میں سے دیکھنے لگے کہ کیا ہوتا ہے۔ سامعین میں سے کوئی نہ ہونے کے باوجود میں نے گورنمنٹ کے خلاف اناپ شناپ کہنا شروع کر دیا۔ جب کوئی داد دینے والا نہ ہو کوئی کب تک گلا پھاڑتا رہے۔ جلدی ہی میں اس سعی مشکور سے باز آیا اور دریاں سر پر اٹھا کر گھر لے گیا۔ میں اپنی ناکامی سے بڑا اجز بز ہوا۔ آخر میرے ایک دوست نے جواب حکومت کا ذمہ دار عہدہ دار ہے۔ مذاق میں سمجھایا کہ راجپوت تو تیرا ''رعب'' مانیں گے نہیں۔ بہتر ہے کہ پھر جلسہ کا اعلان کرو اور گاؤں کے جولاہوں پر رعب جما کر زبردستی جلسے کی رونق بڑھاؤ۔ لوگ ایک دفعہ لیکچر سن گئے تو جھجک خوف جاتا رہے گا۔ میں نے فوراً اس کارگر تدبیر پر عمل کیا۔ اور کچھ کامیابی ہوئی۔ اب میں دس پانچ جولاہوں کو پکڑ کر دری پر بٹھاتا تھا اور ان کو لیکچر سناتا تھا۔ ایک دن گاؤں کا ایک سکھ لیکچر سن گیا اور مجھے اپنے گاؤں آنے کی دعوت دے گیا۔ دوسرے دن ان کے گاؤں گیا سکھوں میں عجیب زندگی دیکھی۔ ہر طرف لوگ دوڑے بھاگے پھرنے لگے کہ جس نے تھانے داری چھوڑی تھی وہ آ گیا ہے۔ آدھ گھنٹہ کے اندر اندر تمام سکھ مرد و زن جمع ہو گئے۔ گاؤں کے مسلمان ہاتھوں میں حقے لیے اردگرد کی مردانہ حویلیوں کی آدم قد چار دیواری سے اونٹ کی طرح گردن اٹھا کر دیکھنے لگے۔ میں نے تقریر شروع کی۔ مجھے یوں معلوم ہوا کہ سامعین کے جسم میں جوش کی لہر دوڑ رہی ہے۔ تقریر ختم کی تو سب نے واہ جی واہ کہی اور دور تک چھوڑنے آئے۔ اس روز سے کوئی دن ایسا نہ تھا جب سکھوں کے گاؤں سے لیکچر کا بلاوا نہ آتا تھا۔ مجھے سکھوں کی سیاسی استعداد پر تعجب ہوا۔ اور مسلمانوں کی بے حسی کو دیکھ کر طبیعت نہایت پریشان ہوئی۔ ایسی بے حس اکثریت ملک کے فوری

مقاصد کے لئے تباہ کن ہے اس لئے میں نے ساری توجہ مسلمانوں کی طرف دی۔ اس کے بعد گڑھ شنکر سے آبادی میں دوسرے درجہ پر ایک گاؤں ہے وہاں تقریر کرنے کے لئے چل دیا۔ وہاں بھی میں گورنمنٹ کا باغی قرار دیا گیا بڑا مایوس لوٹا۔ پھر خدا نے ایک ساتھی ملا دیا۔ یہ شخص اپنی انتہائی سادگی کے باعث ایک زن بازاری پر اپنی متاع قربان کر چکا تھا اور تنگ دستی کے باعث عشق سے مستعفی ہو گیا تھا۔ دو دیوانوں کی خوب گزرنے لگی۔ بعض متدین لوگوں نے اس کی ہمراہی پر اعتراض کیا۔ میں نے کہا نیک لوگ نیکی کے کام میں شرکت نہ کریں تو ایسے لوگوں کی شمولیت کیوں غنیمت نہ سمجھوں۔ جیسا نکما میں گورو ہوں ویسا مجھے چیلا مل گیا۔ جب آپ جیسے نیک لوگ خدمت خلق کے عزم سے اٹھیں گے تو ہم جیسے لوگ اصلاح کرلیں گے یا میدان چھوڑ جائیں گے۔

گڑھ شنکر سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ایک اور مسلمانوں کے گاؤں میں گئے۔ میرے نام کی شہرت وہاں پہنچی ہوئی تھی۔ جو ملا اس نے عزت کی اور سب نے مشورہ دیا کہ مسجد خدا کا گھر ہے وہاں آپ چل کر نماز ادا کریں۔ ہم کھانا بھی وہیں پہنچاتے ہیں اور لوگوں کو بھی جمع کر کے لاتے ہیں۔ میں اور میرا یہ ہمراہی دونوں نے مسجد میں ڈیرا لگایا۔ یہ مسجد شہر سے باہر تھی۔ ہم متعجب ہوئے کہ شہر کے باہر اس اجڑی مسجد میں جلسہ کا انتظام لوگوں نے کیوں پسند کیا۔ نماز عشاء پڑھ کر گاؤں کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ مشرق کے روایتی عاشق کی طرح لوگوں کے انتظار میں گھڑیاں قیامت کر کے کاٹنے لگے۔ بھوک نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد دلانا شروع کی مگر نہ کوئی کھانا لایا اور نہ خود ہی آیا۔ رات بارہ بجے عقل نے عقدہ کشائی کی کہ لوگوں نے اپنے مکان پر ٹھہرانے کی ذمہ داری سے بچنے کے لئے ناگہانی آفت کو خدا کے گھر کی راہنمائی کی تھی۔ اب ہم صبر کا گھونٹ پی کر اٹھے اور گھر کا راستہ لیا۔ ساری راہ ساتھی اصرار کرتا رہا کہ مجھے بھی تقریر کا موقع دو میں نے کہا اس میں تکلف کیا ہے۔ صبح محرم کی دسویں ہے کربلا میں صف بچھا کر بیٹھ جائیں گے۔ جو دو چار راہ گیر ہنستے چڑھ جائیں انہیں لیکچر سنا دینا۔ چنانچہ ہم بھی دوسرے روز تعزیہ داروں کے پاس ہی اڈا جما کر بیٹھ گئے۔ خالی صف دیکھ کر دس بیس تھکے ہوئے آدمی آ بیٹھے۔ میں نے اشارہ کیا کہ اس موقعہ کو غنیمت جانو۔ بس اٹھ کر تقریر شروع کر دو۔ وہ جھٹ کھڑا ہو گیا۔ اور پکار کر کہا۔ بھائیو! سنو! کچھ اور لوگ متوجہ ہو گئے۔ پھر بولا۔ بھائیو! سنو! اور دیہاتی بھی کھڑے ہو گئے کہ شاید مداری ہے تماشا کرے گا۔ پھر اس

نے کہا۔ بھائیو! سنو! میں نے جھنجھلا کر کہا کچھ آگے بھی بکو۔ اس نے پھر کہا۔ بھائیو! سنو! میں نے اس کی طرف تعجب سے دیکھا وہ اس مختصر سے مجمع کے رعب سے پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ کچھ سوچتا تھا مگر کہہ نہ سکتا تھا۔ اب معاملہ سمجھ کر میں نے دل بڑھایا کہ شاباش شروع کرو اس نے تھوڑی دیر حواس درست کر کے کہا:

بھائیو! ''امام حسینؓ کربلا کے میدان میں لیٹے ہوئے تھے'' وہ یہ کہہ کر پھر خاموش ہو گیا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے مجھے مخاطب کیا اور کہا۔ ''افضلا! پھر اودھی چھاتی تے کون چڑھیا ہویا سی اوئے'' (اب اس کی چھاتی پر کون چڑھا ہوا تھا)

میرے منہ سے نکلا شمر۔

اس نے کہا ''ہاں ہاں شمر۔ ایسا کر کے بھائیو۔ اس کی چھاتی پر سوار تھا۔

مقرر کا رنگ زرد تھا۔ اپنی طرف سے دریا بہانے کی سعی کرتا تھا۔ لیکن ''ایسا کر کے بھائیو'' سے زیادہ جو اس کا تکیہ کلام تھا کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔ آخر اس نے پلٹ کر کہا۔

''اے بھئی افضلا! میرا زور لگ چکا۔ اب تو اٹھ''

مجمع نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔ جس کو سن کر لوگوں کا اور ہجوم ارد گرد جمع ہو گیا۔ ساتھی تو زور آزمائی کر کے شرمندہ سا ہو کر بیٹھ گیا۔ میری موقعہ شناس عقل نے کہا کہ ایسا مجمع کہاں سے لائے گا۔ میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ سب کو بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ وہ لوگ غالباً اس امید پر بیٹھ گئے کہ میں پہلے مقرر سے بہتر دل لگی کا سامان بہم پہنچاؤں گا سب انسپکٹر پولیس اور تحصیلدار جو میلہ میں پھرتے تھے۔ زیادہ مجمع دیکھ کر ادھر آ گئے میں نے تقریر شروع کر دی واقعات کو درد انگیز لفظوں میں دہرایا۔ یہ واقعہ جذبات کی دنیا میں تلاطم پیدا کر دیتا ہے۔ لوگ ڈھاڑیں مار کر رونے لگے۔ تحصیلدار اور تھانیدار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

طبیعت نے کہا کہ لوگوں کے دل سے حکام کا خوف دور کرنے کا یہ بہترین موقعہ ہے۔ اس لئے میں نے تقریر کا پہلو بدل کر کہا کہ جس طرح ظالموں نے امام مظلوم کو شہید کیا۔ اس طرح حکومت کے موجودہ وزراء نیکی کو ذبح کر رہے ہیں۔ اس مختصر کلام کو میں نے بہت طول دیا۔ طبیعت روانی پر تھی۔ لفظ دماغ سے چھن چھن کر آتے تھے۔ مجمع مسحور تھا۔

لوگوں کو ڈر تھا کہ میں ابھی باندھ لیا جاؤں گا۔ میں نے جلسہ برخاست کرا دیا۔ حوالدار تحصیلدار کھسیانے ہو کر چلے گئے۔ اور لوگوں نے میری جرأت کی داد دی۔ جرأت کی داد سے انسان خود ہی جری ہو جاتا ہے۔ مجھے امید ہوگئی کہ اب میری بات سنی جایا کرے گی۔ اس تقریر نے نہ صرف لوگوں پر جادو کیا۔ بلکہ میری حوصلہ مندی کی دھاک بٹھا دی۔ بہادری وہ جوہر ہے جس کا اقرار دشمن کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ ہر کہ ومہ کی زبان پر یہ فقرہ جاری ہو گیا کہ ''آدمی نڈر ہے''۔ غلام ملک میں یہ خصوصیت پیدا کرنا ہی آزادی حاصل کرنا ہے۔ ڈرپوک لوگ ہی غلام رہ سکتے ہیں۔ خوف و ہراس کا علاج بھی جرأت کا کارنامہ اور رجز خوانی ہے۔ ایک جرأت دلانے اور ابھارنے والا فقرہ کام کر جاتا ہے۔ فوج کے اکھڑے ہوئے قدم جم جاتے ہیں۔ قوموں کی قسمت پلٹ جاتی ہے اور ملکوں کی تاریخ تبدیل ہو جاتی ہے۔ (میرا افسانہ)

......☆......

اس زمانہ میں مسلمانوں پر سب سے زیادہ صوفیاء کا اثر تھا۔ میں اپنے علاقہ کے گدی نشینوں کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اسلام مظلوم ہو گیا ہے۔ مظلوم کی دم قدم سے مدد آپ پر لازمی ہے۔ اول تو میری حاضری سے انگریز کے خوف کے باعث کسی پر سکرات کا عالم اور کسی پر حبس دم کی کیفیت طاری ہوگئی۔ کسی کی زبان جاری ہوئی قلب کی حرکت بند ہوگئی۔ میں نے ہزار عرض کیا کہ دعا کے ساتھ دوا بھی فرمائیں کہ مریض اچھا ہو۔ بعض نے بڑی راز داری سے یقین دلایا کہ انگریز کی تباہی کے مسودہ پر سب ولیوں' نبیوں کے دستخط ہو چکے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستخط باقی ہیں۔ تم جان کو تکلیف میں نہ ڈالو۔ صبح یا شام یہ کام ہوا ہی چاہتا ہے۔ میں نے ہر چند سرکارِ مدینہ کی تمام زندگی کے روشن ورق پیش کیے کہ میدان میں اترے بغیر کامرانی کا تاج پہنایا نہ جائے گا۔ جواب ملا میاں تم شریعت کی باتیں کرتے ہو طریقت کے نور کو نہیں سمجھتے۔ (میرا افسانہ)

دو اور دوستوں کا حال معلوم ہوا کہ گھر میں خدا کا دیا بہت کچھ تھا۔ مگر چشم دنیا دار گھر میں شاہانہ ٹھاٹھ دیکھنے کی متمنی تھی۔ کسی صاحب ضرورت نے انہیں تسخیر حیات کا چکمہ دے کر ان سے مالی امداد حاصل کی۔ اور ایسے سبز باغ دکھائے کہ باوجود اہل حدیث ہونے کے دونوں الگ الگ قبرستان میں ۴۰ رات چلہ کاٹنے پر آمادہ ہو گئے۔ رات کے آدھے بجے بستر سے اٹھ کر قبرستان کی

سنسان اور ویران جگہ پر جانا جنون سے کم نہیں۔ لیکن ضرورت مند دیوانہ ہو جاتا ہے۔ نامناسب موسم کے باعث کئی راتیں بارش میں کاٹیں اور مینہ سے بھیگے ہوئے پرندے کی طرح سکڑ سمٹ کر وقت کاٹا۔ مصیبت کے پہاڑ اٹھا کر ۴۰ راتیں پوری کیں۔ اب ان کے خیال میں صبح امید طلوع ہونے والی تھی انہیں بتایا گیا تھا کہ چالیسویں رات کے بعد وظیفہ ختم کر کے منہ اندھیرے قبرستان سے نکلنا اور جو پہلا شخص تمہیں ملے گا وہ تمہارا موکل جن ہو گا وہ تمہارے تابع فرمان تمہاری حسب منشا بادشاہوں کے محلات میں داخل ہو کر خوبصورت شہزادیوں کو اٹھا لایا کرے گا۔ وہ رات بھر میں تمہارے لئے عالیشان قصر تیار کر دے گا۔ دنیا کے سارے خزانے سمیٹ لائے گا۔

ان میں سے ایک وظیفہ کو ختم کر کے خوشی خوشی قبرستان سے نکلا۔ دیکھا کہ ایک دھوبی کپڑوں کی گٹھڑی لے کر نہر پر جا رہا ہے معاً خیال آیا کہ یہی میرا جن ہے جو دھوبی کے بھیس میں ہے لپک کر اس کے پیچھے ہولیا۔ بے وقت قبرستان سے برآمد ہونے پر اس سے دھوبی ڈرا اور گٹھڑی جوتا وہیں چھوڑ کر بھاگا۔ ٹھہرنا ٹھہرنا کہتے یہ پیچھے پیچھے...... بچانا بچانا پکارتا دھوبی آگے آگے۔ دونوں کی سانس پھولی ہوئی تھی۔ دھوبی بیچارا قبرستان کے اس جن سے پناہ پانے کے لئے پاس کے گاؤں میں پہنچا۔ جہاں اس کی بہن بیاہی ہوئی تھی۔ وہ گاؤں میں داخل ہوتے ہی پکارا بہن جنت دروازہ جلدی کھولو۔ لوگو! مجھے بچاؤ۔ تمام گھروں کے مرد لینا لینا کر کے گھروں سے نکل آئے۔ عورتوں نے ڈر کے مارے بچوں کو چھاتی سے لگا لیا کہ جانے کیا آفت آئی ہے۔

لوگوں نے دونوں کو پکڑ لیا۔ وہ اس دھوبی کو جن بتاتا تھا اور دھوبی اسے قبرستان کا بھوت کہتا تھا۔ بڑا معرکہ آن پڑا تھا۔ دھوبی کو سب جانتے تھے۔ اس کی بہن جنت اپنے بھائی سے لپٹ کر میرا بھائی، میرا بھائی کہہ کر دھوبی کی کہانی کی تصدیق کرتی تھی۔ ادھر یہ شکل اور لباس سے بڑے معزز تھے۔ ان کو جھٹلانا بھی آسان کام نہ تھا۔ گاؤں کے داناؤں نے آخر فیصلہ دیا کہ دونوں ڈر گئے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے متعلق انہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہمارے عزیز دوست نے جلدی سے وہاں سے رخصت لی مبادا کوئی پوچھ بیٹھے کہ تمہاری کہانی کیا ہے۔

اب دوسرے دوست کی سرگزشت سنئے۔ وہ قبرستان سے نکلے تو ان کو ایک آوارہ مزاج نوجوان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ یہ صبح سویرے انہیں اپنا جن سمجھ کر آواز دینے لگے کہ ٹھہر جا۔ وہ سمجھا کہ

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے

قرآن و حدیث سے پریشانیوں اور مشکلات کا حل

موضوعِ کتاب —— گلدستۂ وظائف
جمع و تدوین —— حافظ مُحمّد ابراہیم نقشبندی مجددی ظلہٗ
تخریج —— مولانا عبدالرحمٰن عارف (فاضل جامعہ اشرفیہ)
اشاعتِ اوّل —— فروری 2017
ڈیزائننگ و پرنٹنگ —— محمد صفت الٰہی (آرٹ ڈائریکٹر)
میڈیا سروسز۔ لاہور +92 301 84 27 281
شانِ دوعالم پرنٹنگ پریس۔ لاہور +92 423 73 20 993

ملنے کا پتہ

الکہف ایجوکیشنل ٹرسٹ
بالمقابل قطب مسجد احاطہ مولچند اچھرہ لاہور
042-354 04 425

الکہف ایجوکیشنل ٹرسٹ
AL-KAHAF EDUCATIONAL TRUST

گلدستۂ وظائف

جمع و تدوین

حافظ محمد ابراہیم مجددی نقشبندی مدظلہ

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مجددی نقشبندی مدظلہ

پیش لفظ!

انسان کو دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے، کبھی اللہ رب العزت خوشیاں اور نعمتوں کی فروانی عطا فرما کر آزماتے ہیں کہ یہ شکر کرتا ہے یا ان ہی نعمتوں میں گم ہو کر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اور کبھی اللہ رب العزت غم اور آزمائشوں کے ذریعے سے آزماتے ہیں، کہ بندے کا ایمان کتنا مضبوط ہے اور پھر اس امتحان میں جو کامیاب ہوتا ہے اس کے لیے انعامات اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے فیصلے ہوتے ہیں۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ
''جس کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ
وہ بڑی مصیبت تھی۔ (کنز جلد 3 صفحہ 301)

بعض مرتبہ پریشانی اور آزمائش اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ابن عطاء اسکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ''پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے غفلت میں پڑے ہوئے بندوں کو پریشانیوں، بیماریوں اور تکلیفوں کی زنجیروں میں جکڑ جکڑ کر اپنے در پہ لے کے آتا ہے۔
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں۔

تو ہمیں چاہیے کہ جب ایسی کوئی پریشانی کے حالات آئیں تو اللہ تعالیٰ کی کی طرف رجوع میں اورزیادتی کردیں ۔اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قرآنی آیات اورادعیہ ماثورہ کو اہتمام سے اپنے عمل میں لائیں ۔ زیرنظر کتاب میں بھی مختلف حالات میں آسانی کے لیے دعاؤں کو جمع کیا گیا ہے۔

ان دعاؤں کا کامل اثر لینے کے لیے پانچ وقت کی نماز کی پابندی ضروری ہے اور ان دعاؤں کے الفاظ کی ادائیگی ٹھیک ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین و دنیا کی تمام اچھائیاں عطا فرمائیں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائیں آمین۔

فہرست

سید الوظائف

آج کل مردوں میں بھی اور خاص طور سے خواتین میں وظیفوں کا بہت رواج چل پڑا ہے، ہر چیز کا وظیفہ مانگتے ہیں، تو سب سے بڑا اور اعلیٰ اور پکا ترین وظیفہ "دعا" ہے۔

کہ ہم دو رکعت نفل پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں، اس وظیفے کو ہم روزانہ کریں اور تاحیات کرتے رہیں، ان شاء اللہ ہماری مرادیں ضرور پوری ہوں گیں۔

یہ سب سے بڑا وظیفہ ہے اس سے بڑا وظیفہ اور کوئی بھی نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ"

مجھ سے مانگو! میں دوں گا۔ (سورۃ المؤمن: 60)

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ نیک مانگے گا تو دوں گا گناہ گار مانگے گا تو نہیں دوں گا، بس فرمایا مانگو! میں دوں گا۔

اب یہاں شیطان یہ شبہ ڈالتا ہے کہ بھئی تم تو گناہ گار ہو، اللہ تعالیٰ تمہاری کہاں سنے گا؟ جو نیک لوگ ہیں ان سے دعاؤں کا کہو۔ نیک لوگوں کو دعا کا کہنا بہت اچھی بات ہے، لیکن ہم خود بھی خوب دعائیں کریں اور اپنی دعاؤں پر یقین بھی کریں۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے جب شیطان کو مردود قرار دیا تھا، اس کے آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار پر، تو اس

نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے قیامت تک کی مہلت دی جائے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس غضب و ناراضگی کی حالت میں بھی اس کی دعا کو قبول فرما لیا تھا۔تو جب ہم اللہ کے حضور نماز پڑھ کر دعا کریں گے،تو ہمارا یہ عمل تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے،اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں ضرور قبول فرمائیں گے،بس یقین سے مانگتے رہیں۔

از افادات

حضرت شیخ حافظ محمد ابراہیم نقشبندی

امراض سے شفاء کے لیے

کسی بھی بیماری سے شفا کے لیے 41 بار پانی پر دَم کر کے پئیں

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۭ

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 71)

ترجمہ "پوری طرح صحیح سالم ہو جس میں کوئی داغ دھبہ نہ ہو۔"

دل کی بیماری میں ایک بار پانی میں دَم کر کے پئیں

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝۲۸ۭ

(پارہ نمبر 13، سورۃ الرعد، آیت نمبر 28)

ترجمہ "یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں، اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔"

گردے کی پتھری ہو تو 41 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پانی پی لیں

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَ

اِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۞

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 74)

ترجمہ ''اس سب کے بعد تمہارے دل پھر سخت ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ ایسے ہو گئے جیسے پتھر بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی زیادہ (کیونکہ) پتھروں میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے نہریں پھوٹ بہتی ہیں اور انہی میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں جو خود پھٹ پڑتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے اور انہی میں وہ (پتھر) بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے لڑھک جاتے ہیں اور (اس کے برخلاف) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔''

سر کا درد ختم کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

لَّا يُصَدَّعُوۡنَ عَنۡهَا وَلَا يُنۡزِفُوۡنَ ۞ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوۡنَ ۞

(پارہ نمبر 27، سورۃ الواقعہ، آیت نمبر 19 تا 20)

ترجمہ ''جس سے نہ ان کے سر میں درد ہوگا اور نہ ان کے ہوش اڑیں گے۔ اور وہ پھل لے کر جو وہ پسند کریں۔''

جسے بخار ہو یہ لکھ کر مریض کو باندھ دیجیے یا 7 مرتبہ پڑھ کر دم کیجیے

قُلۡنَا يٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ ۞

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء آیت نمبر 69)

ترجمہ ''ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔''

لو لگنے پر 101 مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے پی لیں

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 118 تا 119)

ترجمہ ''یہاں تو تمہیں یہ فائدہ ہے کہ نہ تم بھوکے ہو گے، نہ ننگے۔
اور نہ یہاں پیاسے رہو گے، نہ دھوپ میں تپو گے۔''

آنکھوں کی روشنی کے لیے ہر نماز کے بعد 3 مرتبہ پڑھ کر انگلیوں پر دَم کر کے آنکھوں پر لگایئے

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 26، سورۃ ق، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''اب ہم نے تجھ سے وہ پردہ ہٹا دیا جو تجھ پر پڑا ہوا تھا۔
چنانچہ آج تیری نگاہ خوب تیز ہو گئی۔''

ہر مرض کے لیے

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ توبہ، آیت نمبر 14)

ترجمہ ''اور مومنوں کے دل ٹھنڈے کر دے۔''

چینی کی پاک اور صاف پلیٹ پر لکھ کر اس میں پانی ملائیں اور وہ پانی مریض کو پلائیں۔
اگر زعفران سے لکھ لیں تو اچھا ہے۔

وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ

(پارہ نمبر 11، سورہ یونس، آیت نمبر 57)

ترجمہ ''اور دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔''

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 82)

ترجمہ ''اور ہم وہ قرآن نازل کر رہے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت کا سامان ہے۔''

فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 14، سورہ نحل، آیت نمبر 69)

ترجمہ ''جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾ ۙ

(پارہ نمبر 19، سورۃ الشعراء، آیت نمبر 80)

ترجمہ ''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے۔''

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ

(پارہ نمبر 24، سورہ حم السجدہ، آیت نمبر 44)

ترجمہ ”کہہ دو کہ جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے یہ ہدایت اور شفا کا سامان ہے۔“

بولنے میں لکنت ہو یا بولتے ہوئے جھجک ہو تو ہر نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَ يَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾
وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ ”پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔“

پھنسیوں، چھالے کا علاج: سورہ کوثر پڑھ کر دم کیا پانی پلائیں، سینے میں درد کا علاج: یہ آیت لکھ کر گلے میں پہن لیں یا پڑھ کر دم کریں

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ زمر، آیت نمبر 22)

ترجمہ ''بھلا کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے جس کے نتیجے میں وہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں آچکا ہے (سنگ دلوں کے برابر ہوسکتا ہے؟) ہاں! بربادی ان کی ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہوچکے ہیں۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔''

کھانسی کا علاج

ایک مرتبہ پڑھ کر شہد پر دم کر کے گرم پانی میں ملا کر پلائیں

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

(پارہ نمبر 18، سورہ مومنون، آیت نمبر 115 تا 116)

ترجمہ ''بھلا کیا تم یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ہم نے تمھیں یوں ہی بے مقصد پیدا کردیا اور تمھیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟ غرض بہت اونچی شان ہے اللہ کی جو صحیح معنی میں بادشاہ ہے۔''

جلدی امراض اور جذام کے علاج کے لیے

مریض پر یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ۚۖ

(پارہ نمبر 17، سورہ انبیاء، آیت نمبر 83)

ترجمہ ''اور ایوب کو دیکھو! جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ ''مجھے یہ تکلیف لگ

گئی ہے اور تو سارے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔"

برص کا علاج

سات مرتبہ یہ آیات پڑھ کر دم کیجیے

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ﴿۴۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 49)

ترجمہ "میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں (اور وہ نشانی یہ ہے) کہ میں تمہارے سامنے گارے سے پرندے جیسی ایک شکل بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کر دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور تم لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کر کے رکھتے ہو وہ سب بتا دیتا ہوں، اگر تم ایمان والے ہو تو ان تمام باتوں میں تمہارے لیے (کافی) نشانی ہے۔"

خارش کا علاج

روزانہ 21 مرتبہ پانی پر دم کر کے 41 روز تک پانی پیجیے

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝١٤ۭ

(پارہ نمبر 18، سورہ المومنون، آیت نمبر 14)

ترجمہ ’’پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اُٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا۔ غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاری گروں سے بڑھ کر کاری گر ہے۔‘‘

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

حدیث 1

قرآن مجید میں سب سورتوں سے بہتر (افضل) سورۂ الحمد للہ رب العالمین ہے۔

(مسند احمد 177/4)

حدیث 2

عَوَّذَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تِفْلًا.

(المعجم الكبير للطبراني : 159/7)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سانپ کے کاٹے ہوئے پر دَم کیا۔
اللہ کے حکم سے وہ اچھا ہو گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الطب، باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن والاذکار، رقم:۲۲۰۱)

حدیث 3

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ. (سنن الدارمی:445/2)

سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔

حدیث 4

اِذَا قَرَأْتَ الْفَاتِحَةَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَدْ اٰمِنْتَ
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْمَوْتُ

اور جب تم نے سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد پڑھ لیا تو سوائے موت کے ہر آفت سے مامون ہو گئے۔ (مجمع الزوائد 122/10)

بدن کی سلامتی کی دعا

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

(ابوداود:۵۰۹۰، عن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میرے بدن کو درست رکھیے، اے اللہ! میرے کان عافیت سے رکھیے،

اے اللہ! میری آنکھیں عافیت سے رکھیے، آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔فضیلت/حدیث: رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح وشام کے وقت یہ دعا تین تین بار پڑھا کرتے تھے۔

حفاظت کے لیے ہاتھ، ٹانگ، پیر، کان اور آنکھ کی معذوری سے بچنے کے لیے بکثرت پڑھیں

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝۱۹۵

(پارہ نمبر 9،سورہ اعراف،آیت نمبر 195)

ترجمہ ’’بھلا کیا ان کے پاس پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں؟ یا ان کے پاس ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں؟ یا ان کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں؟ یا ان کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنیں؟ (ان سے کہہ دو کہ ’تم ان سب دیوتاؤں کو بلا لاؤ۔جنہیں تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے اور میرے خلاف سازش کرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔‘‘

گیارہ بار پڑھ کر دم کر لیں تو ان شاء اللہ عزت قائم رہتی ہے

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۸۰ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۸۱ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۸۲ ۧ

(پارہ نمبر 23،سورۃ الصفات،آیت نمبر 180 تا 182)

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ
وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾ؑ

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚۖ﴿۱﴾ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ؕ﴿۲﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَيْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ ؕؔ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۙۛ﴿۴﴾
سَلٰمٌ ۛ۫ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾ؑ

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

چور اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لیے

روزانہ رات کو ایک مرتبہ پڑھیے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ
كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۫ۗ
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ
عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ

عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 285-287)

کتے کے کاٹنے سے حفاظت کے لیے اور اگر کتا بھونکنے لگے یا حملہ کرے تو 3 مرتبہ پڑھیے

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ

(پارہ نمبر 16، سورہ کہف، آیت نمبر 18)

ترجمہ ”اور ان کا کتا دہلیز پر ایسے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے (بیٹھا) تھا۔“

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لا پتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ”ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

سورۂ کہف کی فضیلت

حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔ اس لیے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔

(ابوداؤد، الملاحم، خروج الدجال: ۲/ ۲۳۷)

حدیث: جو اس کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب فضل سورۃ الکہف، رقم: ۸۰۹)

سورۂ واقعہ کی فضیلت

حدیث: جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورت کو پڑھیں۔

(شعب الایمان للبیہقی، فصل فی فضائل السور والآیات: ۴/ ۱۱۹، رقم: ۲۲۶۹)

حدیث: جو اسے ہر رات پڑھے گا اس کو فقر و فاقہ نہیں ہوگا اور جو شخص پڑھا کرے گا وہ اللہ کے فضل و کرم سے کبھی محتاج نہیں ہوگا۔

حدیث: مَنْ قَرَءَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو کبھی فاقہ کشی کی نوبت نہیں آئے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کچھ مال دینا چاہا کہ اس کو اپنی لڑکیوں پر خرچ کریں۔

(شعب الایمان، للبیہقی ۲/ ۴۱۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَتَخْشٰی عَلَیْھِنَّ الْفَقْرَ وَقَدْ اَمَرْتُھُنَّ بِقِرَاءَۃِ سُوْرَۃِ الْوَاقِعَۃِ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ: مَنْ قَرَءَ ھَا کُلَّ لَیْلَۃٍ لَمْ تُصِبْہُ الْفَاقَۃُ

(شعب الایمان للبیہقی: ۴۱۹/۲)

کیا آپ ان لڑکیوں پر محتاجی کا خیال کرتے ہیں، جب کہ میں نے انھیں سورۂ واقعہ پڑھنے کا حکم دے رکھا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا اس کو فاقہ نہیں آئے گا۔

ہر موذی چیز سے حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے
ان تمام اشیاء کے شر سے جو اس نے پیدا کیں۔

ہر نقصان و ناگہانی آفتوں سے یقینی حفاظت کے لیے (۳) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ترمذی، ابوداؤد)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

دعائے سیدنا انس رضی اللہ عنہ جان و مال، دین اور اہل و عیال کی

ہر نقصان سے حفاظت کے لیے (۱) مرتبہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰٓى اَهْلِىْ وَمَا لِىْ وَوَلَدِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِىَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِيِّ ۦ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

(کنز العمال جمع الجوامع)

اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنی جان اور دین کو اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کو، اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں بناتا، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے بہت عزت والا، بہت بزرگی والا، بہت عظمت والا ہے، ان تمام شرور کے ڈر سے جن سے میں خائف ہوتا ہوں اور ڈرتا ہوں، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، بڑی ہو تعریف تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے، اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش ظالم کے شر سے اگر وہ روگردانی کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں، وہ عرش عظیم کا رب ہے بے شک میرا مولا وہ اللہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور وہ نیکو کاروں کا کارساز ہے۔

کسی بھی چیز کے شر سے حفاظت کی دعا

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

(مسلم: ۷۰۵۳، عن خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا)

ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں تمام مخلوق کے شر سے۔

فضیلت/حدیث:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی بھی جگہ پر قیام کرے پھر یہ دعا پڑھ تو جب تک وہاں ٹھہرا رہے گا کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کھانے پر یہ دعا پڑھے تو اسے کسی قسم کا ضرر نہ ہوگا۔

بِسْمِ اللہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ فِی الْاَرْضِ وَفِی السَّمَآءِ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْهِ بَرَکَةً وَّعَافِیَةً وَّشِفَاءً

ترجمہ اللہ کے نام سے شروع جس کا نام زمین و آسمان میں بہترین ہے، اس کے نام سے کسی بیماری کا ضرر نہیں۔ اے اللہ! اس میں برکت و عافیت اور شفا عطا فرما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 10، صفحہ 344)

نظر بد دور کرنے کا وظیفہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نظر بد دور کرنے کا ایک خاص وظیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا

اور کہا کہ حضرت حسن وحسین پر پڑھ کر دم کیا کریں۔ ابن عساکر حدیث کی کتاب میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔ آپ غمگین تھے، سبب پوچھا تو فرمایا حسن وحسین کو نظر لگ گئی ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یہ کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یوں کہیے:

اَللّٰھُمَّ ذَا السُّلْطَانِ الْعَظِیْمِ وَالْمَنِّ الْقَدِیْمِ ذَا الْوَجْهِ الْکَرِیْمِ وَلِیَّ الْکَلِمَاتِ التَّامَّةِ وَلِیَّ الدَّعْوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ عَافِ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ مِنْ اَنْفُسِ الْجِنِّ وَاَعْیُنِ الْاِنْسِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی کہ وہ دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھیلنے کودنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو اپنی جانوں، بیویوں اور اپنی اولاد کو اس پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو اس جیسی کوئی اور پناہ کی دعا نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر 24/8)

نوٹ: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی جگہ جس شخص کے لیے پڑھی جارہی ہے اس کا نام لیا جائے۔

مقصد میں کامیابی کے لیے

کسی بھی مقصد میں کامیابی کے لیے سات دن تک 123 مرتبہ پڑھیے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ
وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ
الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

کسی بھی جائز مقصد کے لیے 121 بار نماز عشا کے بعد 21 دن تک پڑھیے

قُلِ اللّٰہُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَ تَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۫ وَ
تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۶﴾
تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ تُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ ۫ وَ تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ تُخۡرِجُ
الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَ تَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

(پارہ نمبر 3، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 26-27)

ترجمہ ”کہو! اے اللہ! اے اقتدار کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے اقتدار بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا

ہے رسوا کر دیتا ہے۔ تمام تر بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو بے جان چیز میں سے جان دار کو برآمد کر لیتا ہے اور جاندار میں سے بے جان چیز نکال لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''

امتحانی پرچوں میں اچھے نمبرات حاصل کرنے کے لیے ہر روز 7 مرتبہ پڑھیں

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 197)

ترجمہ ''اور تم اس کو چھوڑ کر جن جن کو پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں، نہ اپنی مدد کرتے ہیں۔''

سات دن تک ہزار بار کسی بھی وقت پڑھنے سے کام آسان ہوتے ہیں

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

(پارہ نمبر 11، سورہ توبہ، آیت نمبر 129)

ترجمہ ''میرے لیے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔''

امتحان میں کامیابی کے لیے تین بار پڑھیے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ
مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۚ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ
عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ۬ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ
الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَ
لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ
الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۚ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا
اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ
اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ ع
اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۙ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى
﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۙ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۙ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِّزْرَ اُخْرٰى ۙ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۙ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۪﴿۴۰﴾
ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۙ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۙ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ
اَبْكٰى ۙ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۙ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۙ﴿۴۵﴾ مِنْ
نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۙ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۙ﴿۴۸﴾ وَ
اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۙ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ا۟لْاُوْلٰى ۙ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَاۡ فَمَآ اَبْقٰى ۙ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ
نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ؕ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۙ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا

مَا غَشّٰی ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰی ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ
الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ
تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾

(پارہ نمبر 27، سورۃ النجم، آیت نمبر 27 تا 62)

نوٹ: آخری آیت پڑھ لینے کے بعد سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے اس لیے آیت پڑھنے کے بعد سجدہ تلاوت کر لیجیے۔

کسی بھی مقصد کے لیے ایک ایک تسبیح صبح وشام پڑھیے

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(پارہ نمبر 28، سورۃ الطلاق، آیت نمبر 12)

ترجمہ "کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔"

خوف، غصہ اور پریشانی خوف

غصہ اور جادو ختم کرنے کے لیے سات بار پڑھیے

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 18)

ترجمہ "وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔ چنانچہ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔"

غصہ دور کرنے کے لیے 101 بار چینی پر دم کر کے چینی استعمال کریں، یا ہر نماز کے بعد 2 مرتبہ پڑھیں

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 134)

ترجمہ ''جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں۔''

غصہ، فتنہ دور کرنے کے لیے اکتالیس دن تک ایک بار پڑھ کر پانی پئیں

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى
مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 80 تا 81)

ترجمہ ''چنانچہ جب جادوگر آ گئے تو موسیٰ نے ان سے کہا: ''پھینکو جو تمہیں پھینکنا ہے۔'' پھر جب انہوں نے (اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو) پھینکا (اور وہ سانپ بن کر چلتی ہوئی نظر آئیں) تو موسیٰ نے کہا کہ: ''یہ جو کچھ تم نے دکھایا ہے، جادو ہے۔ اللہ ابھی اس کو ملیا میٹ کیے دیتا ہے۔ اللہ فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔''

کاروبار، پریشانی سے بچنے اور شادی کے لیے تین دن تک ایک بار

الحمد شریف اور سورۃ القدر گیارہ بار پڑھیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ
وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ۬ غَيۡرِ
الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ﴿۷﴾

(پارہ نمبر 1، سورۃ الفاتحہ، آیت 1 تا 6)

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ
اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓٮِٕكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛۙ﴿۴﴾
سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ القدر)

دشمن، فتنہ فساد

سے بچنے کے لیے ہر نماز کے بعد 21 بار پڑھیے

وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

(پارہ نمبر 6، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 67)

ترجمہ ''اور اللہ تمہیں لوگوں (کی سازشوں) سے بچائے گا۔''

فتنہ سے بچنے کے لیے ایک بار پڑھیے

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

(پارہ نمبر 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 85 تا 86)

ترجمہ ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان ظالم لوگوں کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈالیے اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات دے دیجیے۔''

دشمن سے حفاظت کے لیے تعوذ پڑھ کر 11 مرتبہ یہ آیت پڑھ کر دشمن کی طرف پھونک دیں اگر دشمن کہیں دور ہے تو اس کا تصور کر کے پھونک دیں

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

(پارہ نمبر 14، سورۃ الحجر، آیت نمبر 48)

ترجمہ ''وہاں نہ کوئی تھکن ان کے پاس آئے گی اور نہ ہی ان کو وہاں سے نکالا جائے گا۔''

''فتنے سے بچنے کے لیے کسی بھی وقت بکثرت پڑھیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

(پارہ نمبر 17، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 87 تا 88)

ترجمہ ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے بے شک میں قصوروار ہوں۔ اس پر ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں گھٹن سے نجات عطا کی اور اسی طرح ہم ایمان رکھنے والوں کو نجات دیتے ہیں۔''

فتنہ، فساد اور دشمن کے خوف سے بچنے کے لیے کثرت کے ساتھ پڑھیے

وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ﴿۱۰﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ السبا، آیت نمبر 10)

ترجمہ: ''اور ان کے لیے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا ہے۔''

فتنہ، جادو اور دشمنی سے بچنے کے لیے دونوں سورتوں کو گیارہ گیارہ بار پڑھیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الفلق)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الناس)

قید سے رہائی کے لیے دوران قید اس آیت کا بکثرت ورد کیا جائے

قُلۡ مَنۡ یُّنَجِّیۡکُمۡ مِّنۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ تَدۡعُوۡنَہٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفۡیَۃً ۚ لَئِنۡ اَنۡجٰنَا مِنۡ ہٰذِہٖ لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیۡنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰہُ یُنَجِّیۡکُمۡ مِّنۡہَا وَ مِنۡ کُلِّ کَرۡبٍ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تُشۡرِکُوۡنَ ﴿۶۴﴾

(پارہ نمبر 7، سورہ انعام، آیت نمبر 63 تا 64)

ترجمہ ”کہو، خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے اس وقت تمھیں کون نجات دیتا ہے۔ جب تم اسے گڑگڑا کے اور چپکے چپکے پکارتے ہو (اور یہ کہتے ہو کہ) اگر اسی نے ہمیں اس مصیبت سے بچالیا تو ہم ضرور بالضرور شکر گزار بندوں میں شامل ہو جائیں گے؟ کہو! اللہ ہی تمھیں اس مصیبت سے بھی بچاتا ہے اور ہر دوسری تکلیف سے بھی، پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔“

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَاۤ اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوۡمٍ لَّا رَیۡبَ فِیۡہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ”ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَاؤُوْا سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا

یَسْتَطِیْعُھَا الْبَطَلَۃُ

سورۂ بقرہ پڑھا کرو، اس کا حصول برکت ہے اور چھوڑنا حسرت ہے۔ جادوگر اس سورۂ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ قیامت کے روز پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح المسلم: 804،805/1874)

حدیث : جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، رم: ۷۸۰(۱۸۲۴))

حدیث : سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے رات بھر شیطان قریب نہیں آسکتا۔ اللہ کی طرف سے نگہبانی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا، رقم: ۲۳۱۱)

حدیث : ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۹/۴۴، رقم: ۹۸۴۸)

امن الرسول سے آخر تک:

حدیث : یہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں ہیں۔ جس گھر میں روزانہ متواتر یہ آیتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب فصل القرآن، باب ماجاء فی آخر سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۸۸۲)

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت

ایک یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کردیا تھا۔ جادو کے اثرات سے آپ ﷺ علیل

ہو گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو آکر اطلاع دی اور بتایا کہ جادو کا عمل جس چیز میں کیا گیا ہے وہ فلاں کنویں کے اندر ہے۔ آپ ﷺ نے وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا جو جادو کی چیز کنویں سے نکال لائے۔ اس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔ آپ ہر گرہ پر ایک آیت پڑھتے اور ایک گرہ کھولتے رہے یہاں تک سب گرہیں کھل گئیں تو آپ سے اچانک ایک بوجھ سا اتر گیا۔

(مسند احمد، الرقم: ۱۸۷۸۱)

سانپ بچھو کے کاٹے کا علاج

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کو بچھو نے کاٹ لیا تو آپ نے پانی اور نمک منگوایا۔ پانی کاٹنے کی جگہ پر لگاتے جاتے اور قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ پڑھتے جاتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿۶﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ۵
الْخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

نگاہوں کی حفاظت کا آزمودہ نسخہ

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

(المومنون : 97، 98)

اس کو 12 ہزار دفعہ پورا کرنا ہے چاہے ایک مہینے میں کریں یا دو مہینے میں اس نیت اور دعا کے ساتھ کہ اے اللہ! مجھے نگاہوں کی حفاظت کی توفیق عطا فرما۔

(از افادات: حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالی رحمہ اللہ)

رزق میں کشادگی کے لیے ہر روز 7 بار پڑھیے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً

(پارہ نمبر 7، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 114)

ترجمہ ''یا اللہ! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار دیجیے۔''

آفس اور دکان کی برکت کے لیے

درج ذیل آیت لکھ کر لگائیں

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ
الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ وَ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۱﴾

(پارہ نمبر 11، سورہ توبہ، آیت نمبر 111)

ترجمہ ''واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اوران کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت انہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے تورات اور انجیل میں بھی لی ہے اور قرآن میں بھی۔ اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ لہٰذا اس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کرلیا ہے اور یہی زبردست کامیابی ہے۔''

رزق کے لیے کسی بھی وقت 33 بار پڑھیے

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْیِ
یَوْمِىٕذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ﴿۶۶﴾

(پارہ نمبر 12، سورہ ھود، آیت نمبر 66)

ترجمہ ''پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے صالح کو اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے، ان کو اپنی خاص رحمت کے ذریعے نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے بچالیا۔ یقیناً تمہارا پروردگار بڑی قوت کا، بڑے اقتدار کا مالک ہے۔''

برکت کے لیے چالیس بار عشا کے بعد پڑھیے

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾

(پارہ نمبر 20، سورۃ القصص، آیت نمبر 24)

ترجمہ ”میرے پروردگار! جو کوئی بہتری تو مجھ پر اوپر سے نازل کردے میں اس کا محتاج ہوں۔“

رزق کے لیے فجر کی نماز کے بعد گیارہ بار پڑھیے

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾

(پارہ نمبر 21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 62)

ترجمہ ”اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں کشادگی کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا مکمل علم رکھتا ہے۔“

رزق کے لیے بکثرت پڑھیے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ
لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ الروم، آیت نمبر 30)

ترجمہ ”لٰہذا تم یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف قائم رکھو۔ اللہ کی بنائی ہوئی اس فطرت پر چلو جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی

نہیں لائی جاسکتی۔ یہی بالکل سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

برکت کے لیے بکثرت پڑھیے

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾

(پارہ نمبر 21، سورہ لقمان، آیت نمبر 25 تا 26)

ترجمہ ''اور اگر تم ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ ''اللہ'' کہو ''الحمد للہ!'' اس کے باوجود ان میں سے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ اللہ ہی کا فی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بے شک اللہ ہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے، بذاتِ خود قابل تعریف ہے۔''

رزق کے لیے اور کسی بھی مقصد کے لیے 101 مرتبہ کسی بھی وقت بکثرت پڑھیے

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

(پارہ نمبر 24، سورہ المومن، آیت نمبر 44)

ترجمہ ''اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔
یقیناً اللہ سارے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔''

کشادہ رزق حاصل کرنے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾

(پارہ نمبر 25، سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 19)

ترجمہ ''اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ وہی ہے جو قوت کا بھی مالک ہے اقتدار کا بھی مالک ہے۔

علم میں ترقی کے لیے فجر کی نماز کے بعد 7 مرتبہ پڑھیے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾

(پارہ نمبر 16، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ ''پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے۔''

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

سورۂ یٰسین کی فضیلت

حدیث: سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۷۶)

حدیث: جو سورۂ یٰسین کو دن کے شروع حصہ میں پڑھ لے گا جس کی حاجت پوری ہو گی۔ (سنن الدارمی: ۳۴۱۹)

رزق میں برکت کے لیے (ہر فرض نماز کے بعد)

اوّل و آخر درود شریف (ابراہیمی) 7 مرتبہ سورہ قریش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍۙ ۝١ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِۚ ۝٢ فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِۙ ۝٣
الَّذِىۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ۝٤

اس کے علاوہ سچ بولنا، صدقہ کثرت سے کرنا، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

صلوٰۃ الحاجۃ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو۔ خواہ

اللہ جل شانہ سے متعلق ہو یا کسی بندے سے تو اس کو چاہیے کہ خوب اچھی طرح وضو کرے۔اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھے۔پھر اللہ کے حضور میں اس طرح عرض کرے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ o سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ o وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ o لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ o وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ o (رواہ الترمذی وابن ماجه)

ترجمہ اللہ کے سوا کوئی مالک ومعبود نہیں۔وہ بڑے حلم والا اور بڑا کریم ہے پاک اور مقدس ہے وہ اللہ جو عرش عظیم کا بھی رب اور مالک ہے۔ساری حمد وستائش اس اللہ کے لیے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اُن اعمال اور اُن اخلاق واحوال کا جو تیری رحمت کا موجب اور وسیلہ اور تیری مغفرت اور بخشش کا پکا ذریعہ بنیں اور تجھ سے طالب ہوں ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے اور حصہ لینے کا، ہر گناہ اور مصیبت سے سلامتی اور حفاظت کا۔خداوند! میرے سارے ہی گناہ بخش دے اور میری ہر فکر اور پریشانی دور کردے اور میری ہر حاجت جس سے تو راضی ہو اُس کو پورا فرمادے۔اے ارحم الرحمٰن سب مہربانوں سے بڑے مہربان۔

شادی کے لیے ایک تسبیح فجر کے بعد پڑھیے

اِنَّمَآ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡـًٔا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ ﴿۸۲﴾

(پارہ نمبر 23، سورہ یٰس، آیت نمبر 82)

ترجمہ ''اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرلے تو صرف اتنا کہتا ہے ''ہو جا'' بس وہ ہو جاتی ہے۔

آپس میں محبت اور اتفاق کے لیے روزانہ 11 بار پڑھیں

وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیۡنَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ﴿۶۳﴾

(پارہ نمبر 10، سورہ انفال، آیت نمبر 63)

ترجمہ ''اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کردی۔ اگر تم زمین بھر کی ساری دولت بھی خرچ کر لیتے تو ان کے دلوں میں یہ الفت پیدا نہ کرسکتے، لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا وہ یقیناً اقتدار کا بھی مالک ہے۔ حکمت کا بھی مالک ہے۔''

خاوند کی ناراضگی دور کرنے کے لیے!!!

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَهُمۡ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوۡ یَرَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اِذۡ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ ۙ اَنَّ الۡقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیۡعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِیۡدُ الۡعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ (البقرة : 165)

خاصیت: جس کا شوہر ناراض ہو اس آیت کو (11 بار) شیرینی پر پڑھ کر کھلائے، ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہوجائے گا مگر واضح رہے کہ ناجائز مواقع (مثلاً غیر شادی شدہ کے لیے) اثرانداز نہیں ہوگا۔

(اعمال قرآنی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

حمل اور اولاد

حمل ٹھہرنے کے لیے عشاء کے بعد 40 دن تک 100 بار پڑھے

فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾

(پارہ نمبر 9، سورہ اعراف، آیت نمبر 189)

ترجمہ ”پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو عورت نے حمل کا ایک ہلکا سا بوجھ اٹھالیا، جسے لے کر وہ چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں (میاں بیوی) نے اللہ سے دعا کی کہ ”اگر تو نے ہمیں تندرست اولاد دی تو ہم ضرور تیرا شکر ادا کریں گے۔“

خوب صورت بچے کے لیے سورۂ یوسف نو ماہ تک روزانہ ایک بار پڑھیے قرآن حکیم کے 12 ویں پارے میں ہے۔

اولاد کے لیے 41 مرتبہ تین ماہ تک دودھ پر پھونک کر پئیں

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِکُمۡ وَ اَلۡوَانِکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡعٰلِمِیۡنَ ﴿۲۲﴾

(پارہ نمبر 21،سورہ الروم،آیت نمبر 22)

ترجمہ ”اور اُس کی نشانیوں کا ایک حصہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ یقیناً اس میں دانش مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔“

ضدی بچوں پر 11 مرتبہ پڑھ کر دم کریں

اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ

(پارہ نمبر 25،سورۃ الشوریٰ،آیت نمبر 13)

ترجمہ ”اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔“

اولاد کی فرماں برداری کے لیے تین بار ہر روز پڑھ کر دم کریں

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ؕۚ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَ اِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۵﴾

(پارہ نمبر 26،سورۃ الاحقاف،آیت نمبر 15)

ترجمہ ”یا رب! مجھے توفیق دے دیجیے کہ میں آپ کی اُس نعمت کا شکر ادا کروں جو آپ

نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی اور ایسے نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہو جائیں اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صلاحیت دے دیجیے میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں فرماں برداری میں شامل ہوں۔"

حمل کے لیے ایک سو گیارہ بار نو ماہ تک پڑھیے
لڑکے کے لیے کسی بھی وقت پڑھیں

وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿١٢﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾

(پارہ نمبر 29، سورۃ نوح، آیت نمبر 12 تا 13)

ترجمہ "اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور تمہاری خاطر نہریں مہیا کر دے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرتے۔"

جو بے اولاد ہو تو دو نفل پڑھ کر چالیس بار یہ پڑھیں اور دعا مانگیں

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿٣﴾

(پارہ نمبر 30، سورۃ الکوثر)

ترجمہ "(اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دی ہے۔ لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو، یقین جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔"

اولاد اور گھر والوں کی اصلاح کے لیے!

اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لیے ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ آیت مبارکہ پڑھیں:

’’ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا o

(سورۃ الفرقان:74)

سکون

ڈپریشن دور کرنے کے لیے 11 بار پڑھیے

وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾

(پارہ نمبر 9، سورۃ الانفال، آیت نمبر 11)

ترجمہ ’’تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے، اور اس کے ذریعے (تمہارے) پاؤں اچھی طرح جما دے۔‘‘

کسی سے اپنا گھر خالی کرانا ہو اور وہ خالی نہ کر رہا ہو تو بکثرت پڑھیے

وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ﴿۴﴾

ترجمہ ’’اس کے اندر جو کچھ ہے وہ اسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔‘‘

مطلوبہ جگہ تبادلے (ٹرانسفر) کے لیے

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾

(پارہ نمبر 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 80)

ترجمہ "یا رب! مجھے جہاں داخل فرما اچھائی کے ساتھ داخل فرما اور جہاں سے نکال اچھائی کے ساتھ نکال اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ تیری مدد ہو۔"

دل کی گھبراہٹ کے وقت 11 مرتبہ آیات پڑھیے

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵۳﴾

(پارہ نمبر 23، سورۃ الزمر، آیت نمبر 53)

ترجمہ "کہہ دو کہ "اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقین جانو اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔"

نیند نہ آئے تو ایک مرتبہ پڑھیے اور پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھیے

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

(پارہ نمبر 22، سورہ احزاب، آیت نمبر 56)

ترجمہ ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔''

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مال چوری ہو جائے یا گھر سے کوئی بھاگ جائے یا کوئی لاپتہ ہو جائے تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

(پارہ نمبر 3، سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

ترجمہ ''ہمارے پروردگار! تو تمام انسانوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔''

دنیا وآخرت کی عافیت کے لیے سب سے بہترین دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

(ترمذی: ۳۵۱۲،عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔

فضیلت:......ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر دعا کون سی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درج بالا دعا مانگنے کی تلقین فرمائی، دوسرے دن بھی اس نے آکر یہی سوال کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہی دعا بتائی، جب تیسرے دن آکر اس نے یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی دعا بتائی اور فرمایا: جب تمہیں دنیا وآخرت کی عافیت مل گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔

دل کو محبت الٰہی سے بھرنے کا نسخہ

لَا مَرْغُوْبِیْ اِلَّا اللہ. لَا مَطْلُوْبِیْ اِلَّا اللہ.

لَا مَحْبُوْبِیْ اِلَّآ اللہ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ.

جو انسان روزانہ ہر نماز کے بعد 41 بار یا دن میں تین سو(300) بار پڑھے گا ان شاء اللہ اس کے دل کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے غیر سے خالی فرما کر اسے اپنی محبت خاصہ عطا فرمائیں گے۔

نوٹ: یہ عمل مستقل کرتے رہیں جب تک کہ مقصود حاصل نہ ہو۔

(ازافادات: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم)

اذکارِ ابرار

اُردُو ترجمہ

گُلزارِ ابرار

مفیس

جہانگیری عہد کے ایک غیر مطبُوعہ تذکرے کا نایاب ترجمہ

مُصنّف

مُحمّد غوثی شطّاری ماںڈوی

مترجم

فضل احمد جیوری

ناشر

سید احمد شہید اکادیمی

نفِیس منزِل

۳/۱۷۷ کریم پارک ○ لاہور

فون ۷۷۳۸۱۹۰

نام کتاب ———— گلزارِ ابرار (فارسی) ————

مصنّف ———— مُحمّدؐ غوثی شطاری مانڈوی ————

سِن تصنیف ———— ۱۰۱۴ ھ ————

اردو ترجمہ ———— اذکارِ ابرار ————

مترجم ———— فضل احمد جیوری ————

سِن اشاعت ———— ۱۴۲۷ھ ————

ناشر ———— دارُالنّفائس ————
۱۷۷/۳ کریم پارک ○ لاہور

مطبع ———— اولمپیاء آرٹ پریس ————

صفحات ———— ۶۷۲ ————

قیمت مجلّد ————

إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهٗ

اولیاء اللہ قدست اسرارہم کے مقدس حالات کا تذکرہ یعنی
گلزار ابرار کا اردو ترجمہ موسوم بہ

اذکار ابرار

۱۳۲۶ھ

حسب فرمائش جناب منشی الہ یار خان صاحب رئیس اجین
محمد قادر علی خان صوفی کے

مطبع مفید عام آگرہ میں طبع ہوا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرفِ نفیس

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ

برصغیر پاک وہند میں مشائخ کرام کے جو تذکرے لکھے گئے اُن میں حسب ذیل تذکرے نہایت درجہ معلومات افزاء ہیں:

۱۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے ملفوظات: "فوائد الفؤاد"

مرتبہ امیر حسن علا سجزی ۷۰۷ھ-۱۳۰۷ء

۲۔ اکابر مشائخ چشت کے حالات وملفوظات: "سیر الاولیا"

مرتبہ امیر خرد کرمانی ۷۹۰ھ

۳۔ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے ملفوظات: "خیر المجالس"

مرتبہ حمید شاعر

۴۔ حضرت خواجہ برہان الدین غریبؒ کے ملفوظات: "نفائسُ الانفاس"

۵۔ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاریؒ کے ملفوظات: "جامع العلوم"

۶۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسودرازؒ کے ملفوظات: "جوامع الکلم"

مرتبہ سید محمد اکبر حسینی ۸۰۱ھ تا ۸۰۴ھ

۷۔ سوانح حضرت خواجہ گیسودرازؒ: "سیر محمدی"

ازمولانا محمد علی سامانی ۸۳۱ھ

۸۔ "تاریخ حبیبی وتذکرہ مرشدی"

ازعلامہ عبدالعزیز ملک شیرواعظی تالیف۔ ۸۴۹ھ

۹۔ "محبت نامہ" ملفوظات شاہ یداللہ (م ۸۵۲ھ) نبیرہ خواجہ گیسودرازؒ
جمع کردہ سید محمود فضل اللہ

۱۰۔ "شوامل الجمل در شمائل الکمل" ملفوظات: خواجہ ابوالفیض شاہ من اللہ حسینی (م ۸۷۹ھ)
نبیرۂ حضرت خواجہ گیسودرازؒ

۱۱۔ سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی کے حالات وملفوظات: "لطائف اشرفی"

۱۲۔ "سیر العارفین" مرتبہ مولانا جمالی ۹۳۷ھ۔۱۵۳۰ء

۱۳۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی "اخبار الاخیار" ۹۹۹ھ۔۱۵۹۰ء

۱۴۔ محمد غوثی مانڈوی شطاری کی "گلزارِ ابرار"

"گلزارِ ابرار" کا نقشِ اول ۹۹۸ھ۔۱۵۹۰ء میں تیار ہوا پھر ۱۰۱۰ھ۔۱۶۰۲ء تک اس میں اصلاح واضافہ ہو کر اس کی دوسری صورت تیار ہوئی۔

"گلزارِ ابرار" کے مترجم جناب فضل احمد نے ۱۳۲۶ھ۔۱۹۰۸ء میں اسے اردو زبان میں ڈھالا، ترجمہ کی زبان سلیس اور لائق تحسین ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن "اذکار ابرار" کے نام سے ۱۳۲۶ھ میں مطبع مفید عام آگرہ سے شائع ہوا، دوسرا ایڈیشن ۱۳۹۵ھ میں لاہور سے شائع ہوا۔ اب پیشِ نظر نسخہ ۱۴۲۷ھ میں مکتبہ سلطانِ عالمگیر، اردو بازار لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔

سید نفیس الحسینی

فہرست اذکار ابرار

مضامین کی فہرست

اصحاب ذکر کی اسم وار فہرست

خ

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
۳۸۱	شیخ عبداللہ صوفی شطاری		
	ابن کمال الدین بہلول -	آگرہ	۴۵۴
۳۸۲	قاضی عبدالقادر ابن		
	قاضی محمود - -	سارنگ پور مالوہ	۴۶۱
۳۸۳	شیخ علم الدین مجذوب		
	ساکن رہتک - -	رہتک	۴۶۳
۳۸۴	شیخ علی افغان -	اُجین	۴۶۳
۳۸۵	شیخ عبداللطیف ابن		
	ملک شاہ غوری -	بڑودہ	۴۶۸
۳۸۶	شیخ عبداللہ ابن شیخ وجیہ الدین		
	احمد آبادی -	·	۴۷۰
۳۸۷	شیخ عبدالواحد تارک الماء	مندسور	۴۸۷
۳۸۸	شیخ عبداللہ عرف شیخ		
	بدھا ابن غوث الاولیا -	گوالیار	۴۸۷
۳۸۹	مولانا عالم دہلوی -	·	۴۹۲
۳۹۰	مولانا عبداللہ ابن مولانا		
	شمس الدین انصاری لاہوری	احمد آباد	۴۹۵
۳۹۱	مولانا عبدالرحمن -	لاہور	۴۹۵
۳۹۲	مولانا عبدالسلام -	لاہور	۴۹۶
۳۹۳	میاں علی شیر سہرندی -	·	۴۹۹
۳۹۴	شیخ عبدالاحد سہرندی	·	۵۰۰
۳۹۵	شیخ علاء الدین سارنی		

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
	و شیخ خیر الدین سارنی	·	۵۰۰
۳۹۶	شیخ عبدالمعطی -	·	۵۰۴
۳۹۷	شیخ عبداللہ و شیخ رحمۃ اللہ	شیخ عبداللہ مدینہ معظمہ	۵۰۴
۳۹۸	سید عطا محمد -	احمد آباد گجرات	۵۰۴
۳۹۹	شیخ عیسیٰ ابن شیخ قاسم		
	سندھی - -	·	۵۰۸
۴۰۰	شیخ عبدالقادر ابن ابی محمد	·	۵۴۸
۴۰۱	شیخ عبداللطیف ابن		۴
	شیخ نور محمد - -	·	۵۵۷
۴۰۲	شیخ عبدالستار ابن شیخ		
	عیسیٰ مسیح الاولیا -	·	۵۶۰
۴۰۳	شیخ عبداللہ مجذوب		
	قادری بغدادی -	·	۵۶۶
۴۰۴	شاہ عمر خوشت گری -	·	۵۷۰
۴۰۵	سید عبدالواحد ابن سید		
	ابراہیم - - -	·	۵۸۶
۴۰۶	شیخ عبدالحق حقی دہلوی	·	۵۹۸
۴۰۷	خواجہ علی مسیحی ابن حسین		
	رومی - -	·	۶۰۳
	غ		
۴۰۸	مولانا غیاث الدین احمد		
	ابن مولانا محمد مکتب دار	·	۶۱۵

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

مصنف کے مختصر حالات اصل کتاب موسوم بہ **گلزار ابرار** کے مصنف کا نام مولوی **محمد غوثی** ابن حسن ابن موسیٰ شطاری ہے مصنف نے کتاب کے آخری حصہ مین جہان پر اپنے والد ماجد شیخ حسن کا بیان لکھا ہے - وہین بلکہ اُسی ضمن مین اپنے حالات اور واقعات بہی - بالتفصیل تحریر فرمائے ہین - مگر اجمالاً بیان اِس طرح پر ہے - کہ مولانا ہجری سنہ نوسو باسٹہ مین قصبہ مانڈو کے اندر پیدا ہوئے تہے - مانڈو کو زمانہ قدیم مین منڈو کر کے بولتے اور لکہتے تہے - یہین پرورش پائی - اور یہین بود و باش بہی رکہی تحصیل علوم مین شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے شاگرد تہے - اور طریقت مین سلسلۂ بیعت غوث الاولیا شیخ محمد غوث گوالیاری قدس سرہٗ تک پہونچتا ہے - اکبری سلطنت کا خاتمہ - اور جہانگیری عہد کا آغاز - آپ کے ہی زمانہ مین ہوا ہے چونکہ یہ زمانہ - علم - فضل - معرفت - ثروت - اور اعزاز و وقار کے اعتبار سے اہل اسلام کے حق مین گویا خورشید نصف النہار تہا - اسواسطے فقرا - صلحا - اولیا - علما - فضلا - اور امرا وغیرہ وغیرہ بڑے اچہے اچہے لوگ اِس بے نظیر قدر شناس زمانہ مین رونق بخش بزم حیات تہے - مصنف کا علمی تبحر معمولی اور صرف عقلی و نقلی علوم مین منحصر نہ تہا - بلکہ عرفانی و وجدانی کمالات بہی حاصل تہے - اگر کوئی اندازہ شناس طبیعت - مصنف کا زور قلم اور عرفانی و وجدانی معلومات کا صحیح اندازہ دریافت کرنا چاہے - تو اُس کو اصل کتاب گلزار کی طرف رجوع کرنا چاہیے - کیونکہ صناع کی دستگاہ کا صحیح اندازہ - خود صنعت سے ہی ہو سکتا ہے - تاہم اس کی کچہہ جہلک - ناظرین ترجمہ گلزار سے بہی دیکہہ سکین گے -

مصنف کے مسکن مانڈو کے مختصر حالات -	کسی زمانہ مین مانڈو ایک عجیب پرفضا شاہی اور اولیاء اللہ کا شہر رہ چکا ہے - یہ بستی ملک مالوہ مین شہر دہار سے بارہ کوس کے فاصلہ پر جنوبی سمت مین واقع ہے

بزمانہ قدیم - اسی بستی کے قلعہ مین ایک مدت دراز تک سلاطین خلجی اور غوری کا پایۂ تخت رہا تھا کہتے
ہین - آب بے شمار بڑی بڑی عالیشان عمارتین - اِس اجڑی ہوئی بستی مین ویران پڑی ہوئی بہا ئین
بہائین کر رہی ہین - اور زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہین - **بیت**

از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ	آثار پدید است صنادید عجم را

تمام بستی مین اب چند مفلس بے سر و سامان آدمی آباد ہین - افسوس - وہ ذی ثروت اصحاب کہان گئے
جنہون نے یہ محلات اپنے اور اپنی جانشین اولاد کے آباد رہنے - اور عیش و آرام پانے کے واسطے
بے شمار روپیہ لگا کر تعمیر کرائے تھے - اب نہ وہ لوگ ہین - نہ اُن کی اولاد ہے - اور نہ کوئی اور نام لیوا ہے
واہ عجیب خداوند جل شانہٗ کی شان بے نیازی ہے - کیسی آباد اور سرسبز بستی - کس تباہ حالت مین جا پڑی

کتاب کے مختصر حالات - اس کتاب کا اصلی نسخہ فارسی زبان مین ہے - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ اور ایک ہزار بائیس
کے درمیان مین یہ کتاب تصنیف ہوئی تھی - اُس وقت مین جہانگیری سلطنت کا دور دورہ تھا - اسی مرحوم
شاہنشاہ کے نامی نام پر کتاب معنون بھی کی گئی ہے اولیاء اللہ کے حالات مین یہ عجیب و غریب کتاب
ہے - اولیاء اللہ کے تذکرے اور بھی موجودِ زمانہ ہین - مگر یہ کتاب یہی کتاب ہے - اس کے اندر بضمن
حالات - جابجا تقریب تقریب اور موقع موقع سے تصوف کے نکات بلکہ وحدۃ وجود کے اقوال
بھی بیان کئے گئے ہین - مصنف نے حمد و نعت کے بعد - آلہی اسماکی جنگ کی داستان عجب
دلچسپی کے ساتھ لکھی ہے - اس مین شک نہین - اللہ تعالیٰ عز اسمہ کی مقدس ذات - قدیم ہے - نہ اُس کی
ابتدا ہے - نہ انتہا ہے - ہمیشہ سے تھی - اور ہمیشہ ہمیشہ (ابد الاباد تک رہے گی - اور جس طرح اُس کی ذات قدیم
ہے - اُسی طرح اُس کی صفات بھی قدیم ہین - اِس بنیاد پر مصنف نے ثابت کیا ہے - کہ زمین - آسمان -
شمس - قمر - نیز دیگر کواکب - حیوانات - نباتات - جمادات - غرض کہ تمام عالم کا ظہور جو کچھ بھی ہوا ہے - باقتضائے
کمالات اسمائی ہوا ہے - اور اس داستان مین ظاہر - باطن - قابض - باسط - اول - آخر - ضار - نافع - رحیم
کریم - عدل وغیرہ وغیرہ اسما کے افعال نہایت خوش نما شان مین بیان کئے ہین - یہ کتاب من اولہ الی آخرہ
انوکھے استعارات اور اچھوتی تشبیہات سے مالا مال ہے - سچ ہے - **بیت**

خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبران	گفتہ آید در حدیثِ دیگران

یہ کہنا غالبًا ناموزون نہین ہے - کہ اس کتاب کی جان یا روح جو کچھ ہین - یہ استعارات اور تشبیہات ہی ہین - ایک تو اولیاء اللہ کے حالات - دوسرے ان حالات کے ادا کا رنگ - بالکل زمانہ سے نرالا جس نے اصلی کتاب کا حسن دوبالا کر دیا ہے - آج کل کا تو کیا ذکر ہے - غالبًا اپنے زمانہ تصنیف مین بھی یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہوگی - اس کتاب مین ہجری ساتوین صدی کے آغاز سے لیکر سنہ ایک ہزار بائیس تک چارسو بائیس برس کے اولیاء اللہ کے حالات - جہان تک بھی مصنف کو بہم پہونچے ہین - چار چمن اور ایک ضمیمہ (خاتمہ) مین درج کئے ہین - ہر ایک صدی کے حالات جداگانہ چمن مین اور بائیس برس کے حالات کچھ تو چوتھے چمن مین شامل کئے ہین - اور کچھ ضمیمہ مین - انہین مین وہ بزرگ بھی ہین - جن کے مبارک وجود سے بزمانہ تصنیف بزم حیات مین زیب و زینت تھی -

ترجمہ کا خیال پیدا ہونے کی بنیاد - - -

یہ کتاب اب تک طبع نہین ہوئی - بلکہ روز تصنیف سے آج تک سوائے معدودے چند قلمی نسخون کے - نقل کے ذریعہ سے بھی اس کی اشاعت کا ہونا پایا نہین جاتا ہے - اور بڑے افسوس کی بات ہے - کہ ایسی بے نظیر کتاب - اس طرح کنج گمنامی مین پڑی رہے - اتفاق وقت سے اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ تقریبًا دوسو برس کا لکھا ہوا - مکرمی و محترمی مجمع خوبی ہائے بیکران خان ذی شان جناب **منشی محمد الہ یار خان صاحب** دام فیضہ کو دستیاب ہوا - منشی الہ یار خان صاحب - اور منشی خدا یار خان صاحب دونون حقیقی بھائی - شہر اُجین کے دولت مند امرا مین سے ہین - صاحب اخلاق - صاحب مروت - عالی درجات - ستودہ صفات - سراپا نیک - اور نیک سیرت ہین - ان دونون بھائیون کو اگر نیّرین برج سعادت کہا جاوے - تو نا موزون نہین ہے - اور شہر اُجین وہی پرانی اُجین نگری ہے - جو زمانہ قدیم مین راجہ راجگان بکرماجیت کا پایہ تخت رہ چکی ہے - غرض کہ جب اس کتاب کا قلمی نسخہ - منشی الہ یار خان صاحب کو دستیاب ہوا - تو صاحب ممدوح نے ازراہ دریا دلی و عام فیض رسانی چاہا - کہ یہ کتاب طبع کرا کر عام طور پر شایع کی جاوے - لیکن چونکہ اس کی دقیق عبارت - زمانہ قدیم کے رنگ مین بلاغت اور فصاحت کے حسن سے سرشار ہے - اور زمانہ حال کی جدت پسند طبیعتین اس رنگ سے مانوس نہین -

اسواسطے ارباب مطابع کے انکار پر یہ خیال مین آیا - کہ چونکہ عام طور پر سب لوگ اصل کتاب سے حظ نہین اٹھا سکتے ہین - لہذا اس کا اُردو ترجمہ ہوکر شایع کیا جاوے - اِس بنیاد پر خان صاحب ممدوح نے ازراہ حُسن ظن - ترجمہ کے واسطے یہ کتاب حوالہ فقیر مترجم کی -

ترجمہ کے آغاز اور انجام کا بیان

یہ مہتم بالشان کام مجھ ہیچ مدان کی طاقت سے بہت زیادہ تھا - اسواسطے باوجودیکہ سات آٹھ برس تک اصل نسخہ میرے پاس رہا - مگر مین کچھ کام نہ کرسکا - اور اس عرصہ مین اظہار عجز و معذرت چند بار مین نے معافی بھی چاہی - مگر وہ مقبول نہین ہوئی - بلکہ بجاے اس کے خان والاشان کا اصرار شروع ہوا - مجبور ہوکر اِس کام پر دل نہاد ہونا پڑا - اللہ تعالی جل شانہ کو یہ کام مجھ ناچیز سے لینا تھا - اور کچھ اِن بزرگون کا تصرف تھا - جن کے حالات زینت بخش کتاب ہین - کہ اِس کام پر میری ہمت ہوئی اور زمانہ کی طرف سے بھی موقع فرصت کافی طور پر ملا - لہذا حق سبحانہ کا نام لیکر مینے ہجری سنہ تیرہ سو چھبیس مین ترجمہ کا کام شروع کیا - اور اسی سال مین محض عنایت آلہی سے ختم بھی کر دیا -

ترجمہ کے متعلق حق سبحانہ کی عنایت اور اولیاء اللہ کے روحی فیضان کا بیان -

یہ بھی حق سبحانہ کی عنایت اور اولیاء اللہ کے روحی تصرف کا فیضان تھا - کہ دوران ترجمہ مین فقیر کو جو مشکلات اور دشواریان پیش آئین - وہ وقتاً فوقتاً ادنی توجہ سے حل ہوتی گئین - نیز خان والاشان کے دل مین اولاً ترجمہ کرانے - اور اِس کے بعد بصرف زر کثیر چھپوانے کا خیال پیدا ہوا - اور بالآخر چھپوا بھی دیا - اور یہ بھی کچھ اللہ جل شانہ کی عنایت اور فیضان مذکور کی برکت ہے - کہ اصل کتاب کا نام گلزار ابرار ہے - اِس ردیف کو ساتھ لئے ہوئے ترجمہ کا تاریخی نام - مناسب مضمون کتاب اور بے نظیر - **اذکار ابرار** برآمد ہوا - جس کو عزیزی قاضی عزیزالدین رخشان جیوری سلمہ[۱] نے تجویز فرمایا ہے - بارے اللہ تعالی جل شانہ کا بے انتہا شکر ہے - کہ یہ کام ہو گیا - اور خوش اسلوبی کے ساتھ ہو گیا -

حق سبحانہ کی عنایت کا شکریہ اور مترجم کی دعا -

یادگارون مین بہترین یادگار تصنیف اور تالیف ہے - اور تصنیف و تالیف مین بھی وہ حصہ جس کا موضوع حمد یا نعت یا اولیاء اللہ کے مقدس اور بابرکت حالات ہون - مین اپنے حقیقی منعم حق سبحانہ کا شکریہ کیون کر ادا کرون - کہ اُس نے مجھ ناچیز کے ہاتھ سے ایسی

[۱] ضلع بلند شہر قسمت میرٹھ مین جیور نامی ایک قصبہ ہے - قاضی عزیزالدین رخشان اور مترجم اسی قصبہ کے باشندے ہین

مقدس کتاب کے ترجمہ کی خدمت کی - اور محض اپنی عنایت سے پورا بھی کرا دیا - اب بکمال ادب
اُس کے حضور مین اس عاجز کی دست بستہ یہ دعا ہے - کہ جس طرح ترجمہ کے کام مین اُس نے بلا استحقاق
مجھکو امداد دی ہے اسی طرح محض اپنے فضل - احسان سے اِس ہدیہ محقر کو مقبول عام بھی فرمادے - نیز
ناظرین کو اس کے فیض و فوائدہ کا کامل حصہ عطا کرے - نیز اِس خدمت کے صلہ مین نہین - بلکہ محض اپنے
انعام واکرام سے - حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اور اولیاے کرام کے تصدق مین اس روسیاہ
خاکسار مترجم کے گناہون کو معاف فرمادے - اور جناب دالا خان صاحب کو جو خالصًا مخلصًا
توجہ اللہ ترجمہ اور اشاعت ترجمہ کا باعث ہوئے ہین - اُن کی خلوص نیت کے صلہ مین دینی اور دنیاوی
مرادون مین کامیاب کرے - آمین - وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

ذرہ ناچیز

فضل احمد عفاعنہ

مترجم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

این خطبۂ من سکۂ شاہی دارد	این شاہی من شانِ الٰہی دارد
کارے نہ کشاید ز رہائی نگہبان	کین نامہ بسے ز رف نگاہی دارد

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ[51] کے تسبیح خانہ مین تمام کائنات اور موجودات کے افراد پردہ حلم (عدم) سے بزم عین (وجود) مین آکر سخن سرائی کر رہے ہین - بعض لسان حال سے اور بعض زبان قال سے - تاکہ ہر ایک فرد جس حرف کو سب سے زیادہ عالی مرتبہ سمجھے - اُس کو اپنے لیے تجویز کر کے خداوند متعال اور آفریدگار بیہمال کی ستایش اور شکر گزاری کے لایق قرار دیوے - اگرچہ ایسے حروف سے آفریدگار عالم کی حمد کا کمال تو ظاہر ہوتا نہین ہے - اور نہ آواز لَاۤ اُحۡصِیۡ ثَنَآءً عَلَیۡكَ[52] کے سوا کوئی اور بات گوش الہام نیوش مین پہونچتی ہے - لیکن باینہمہ جس حرف کی آواز مین درستی کا آہنگ ہوتا ہے وہ درجہ قبولیت پاتی ہے - اور نیز اُس کو وحدت کے باصفا اور عالی شان محل مین الٰہی نوازش کا شرف حاصل ہوتا ہے - اور جو قول صدق و صفا کے نغمے سے معرا ہوتا ہے - وہ ہمین حالت پستی مین رہ جاتا ہے

[51] - جتنی چیزین ہین سب اوس کی حمد و ثنا کے ساتھ اوس کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہین ۱۲

[52] - اے پروردگار عالم جو ثنا تیرے واسطے سزاوار ہے افسوس کہ مین احاطہ نہین کر سکتا ہون - ۱۲

اور اُس کو رحمانی سرودخانہ مین قانون طریقت پر جگہہ نہین ملتی -

جس طرح حمد الٰہی کے تسبیح خانہ مین تسبیح و تقدیس کا دور جاری ہے - اسی طرح اِنَّ اللّٰهَ[۵۱] وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کی خانقاہ مین موالید ثلثہ - آباے تسعہ - اور امہات اربعہ غرض سب نے خط فرمان برداری پر سر رکہہ چہوڑا ہے - بعض الفاظ کے ذریعہ سے - اور بعض معنیٰ مثل پرکار درود خوانی کے چکر مین ہین - تاکہ ہر ایک - اِس درود خوانی کے پردہ مین - اپنی دعا اور ستایش کا اظہار کرکے سرمایہ درود کو بانی شریعت و طریقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگشتری کا نگینہ اور حلقہ کرکے مانے گو نگینہ ہو یا حلقہ ہو - کوئی بہی ایسی قابلیت نہین رکہتا ہے - کہ انگشت نبوت اور دست رسالت کے واسطے موزون ہو - تاہم جو حلقہ اخلاص کے نگینہ سے مرصع ہوتا ہے - وہ ضرور انگشت قبول مین جگہہ پاتا ہے اور جس حلقہ مین غرض کے میل کا میل ہوتا ہے - وہ پہینک دیا جاتا ہے - اور نیز آہنی کڑون کی طرح - نامقبول دروازون پر آویزان کر دیا جاتا ہے -

علیٰ ہذا لقیاس اِنَّ[۵۲] فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ کے ہنگامہ مین انواع و اقسام کے کونی و مکانی مظاہر اور جواہر - کمالات اسمائی کے فرمان سے وجود مین آئے ہین - جن مین سے بعض نے طریق ہدایت قبول کیا ہے اور بعض غار گمراہی مین اوندہے منہ جا پڑے ہین - مگر کیا باعتبار ترکیب - اور کیا باعتبار بساطت سب نے ہستی کی دورنگی قبا اولٹی زیب بدن کر رکہی ہے تاکہ ہر ایک فرد - ایک جداگانہ مظہر کی پیروی اور پرستش اختیار کرکے عنصری اور فلکی نمایش گاہ کی اصلی غرض سمجہے نیز علمی اور عینی تعینات کی علت غائی معلوم کرے - اور نیز انتظام عالم کو اوسکی قدرتی رفتار کے بموجب قایم رکہے - باوجودیکہ نفس الامری حقیقت اور اصلی کیفیت مخفی ہی رہتی ہے - لیکن جس خدمت کا سبب خدا طلبی ہوتا ہے - اُس خدمت کا انجام دینے والا بالآخر اُس خدائی اسم کو پہونچ جاتا ہے - کہ جس اسم کی خصوصیت کے ساتھہ (جس اسم کی رصعت کے ذریعہ سے) وجود مطلق اوس فرمان بردار کی ماہیت مین مقید ہوا ہے - اور نیز وہ اِنَّ لِلّٰہِ جَنَّۃً[۵۳] کی وسیع اور پرفضا آبادی مین خرامان خرامان پہرتا ہے - اور جس بندگی کا باعث - بنیادی نمود و نمایش ہوتا ہے - اُس کے کرنے والے کو بحالت بیداری - اُوس کی

۵۱ اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر پر درود بہیجتے رہتے ہین ۱۲ ۵۲ بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے مین اور رات اور دن کے آمدوشد مین ۱۲ ۵۳ بیشک جنت اللہ کی ہی ہے ۱۲ -

آرزوؤن کی شکلون مین چند خواب نظر آتے ہین - اور وہ اپنی کوتاہ بینی سے فوری فائدہ پر راضی ہو کر مَالَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ[۵۱] کے لق و دق میدان مین سرگردان اور پریشان رہ جاتا ہے ایُّهَا الْعَاشِقُوْنَ اسی صفات کی باہمی رنگارنگ صلح و جنگ کا رنگین قصہ ایک عظیم الشان داستان ہی اور ایزدی اسما کی شاخ در شاخ منازعت ایک عجیب باغ ہے - خالق کائنات کی شانین اور قابلیتین ایک مرد آزما معرکہ ہے - اور خدائی تجلیات کی کشاکش سے دل کو صحیح و سالم بچا لیجانا ایک جاودانی بہشت ہے - یہ گفت و گو عجب دل آویز گفت و گو ہے - اس کا مختصر سا بیان اس طور پر ہے - یعنی باطن کا اندیشہ یہ کہ کُنْتُ کَنْزًا کے بے بہا جواہر کو ظاہر کا ہاتھ تک نہ لگنے پاوے - اور ظاہر کی فکر یہ - کہ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ[۵۲] کے نفیس خزانے باطن کے تہ خانہ مین مخفی نہ رہین - اور علی ہذا قَابِض و بَاسِط - اول و آخر - ضار و نافع یہ سب اور نیز دیگر تمام اسما جو باہم متقابل یک دیگر ہین - خواہان کار ہوئے - اور ہر ایک اپنی ذاتی خصوصیات پر ناز کر کے خلافت اور سلطنت کا طلبگار ہوا - پس چار و ناچار نتیجہ یہ ہوا - کہ سب نے اپنا قضیہ مدار المہام مالک کی بارگاہ مین رجوع کیا مدار المہام نے آسنے والون کو ملک کے پائے تخت مین حاضر کر دیا - وہان پر سلطان الاسما نے ارباب تنازع کو اپنی نوازش اور خاص توجہ سے خوش کر کے اولاً دولت خانہ جمال و جلال مین ٹھیرایا - اور بعدہٗ بہ توسط ستار پردہ دار فرمان دہی عطا فرمانے کا عہد و پیمان ہر واحد کے ساتھ علیحدہ علیحدہ اس طرح کیا کہ ایک نے عہد و پیمان سے دوسرے کو بالکل آگاہی نہ ہوئی - اس کا آخرین نتیجہ یہ ہوا - کہ سب کے دماغون مین آرزوے فرمان روائی کا ایک جوش پیدا ہو گیا - جب اس طرح سے آمادگی جنگ ہو کر علم کھل گئے - تو خبیر جاسوس نے شاہنشاہ ذات کے حضور مین اسما اور صفات کی باہمی جنگ و جدال کا حال اس طرح پر ظاہر کیا - کہ اسما - صفات - اور افعال کے لشکرون مین کمال کش مکش اور دار و گیر پیدا ہو گئی ہے - اُس وقت سلطان احدیت کا حکم صادر ہوا جس کے موجب قہار نقیب نے سب کے ہاتھ - باندہ کر حضور ذات مین حاضر کر دیا - حضور سے نور وزیر کو حکم دیا گیا - کہ صلح کرا دی جاوے - اس طرح کہ پیمان شکنی نہ ہو - اور ہر ایک کی آرزو پوری ہو جاوے - نور نے

---

[۵۱] - وہ آخرت مین بے نصیب ہے ۱۲ [۵۲] اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲ -

مختار پیشکار کے مشورہ سے **حکیم** اور **عدل** کو منتخب کیا - اور کہا - کہ اسمائی شورش ایسی تدبیر سے فرو ہونی چاہیئے - کہ سلطان الاسما کے اقرار و اومین تغیر و تبدل نہ آوے - اور باوجود اینہمہ سب کی خواہش پوری ہوجاوے - اِن دونون برگزیدہ اصحاب نے یہ باہمی مصالحت کا کام **علیم** و **خالق** کے سپرد کیا - اور ان دونون صاحبان دانش و بینش نے **مبدع** اور **مُبدی** کے اتفاق سے مظاہر کی بہت سی اقلیمین - ہر ایک اسم کے مناسب حال علم کے وحدتخانہ اور عین کی بزمگاہ مین ترتیب دین - اس تجویز سے ظاہر و باطن کا شور و غوغا ایکبارگی مبدل بہ سکوت ہوگیا - اور جس قدر تقاضائی تھے - سب کے سب کسی جگہہ آمر اور کسی جگہہ مامور ہو کر اپنے اپنے حصہ ملک مین فرمان روا ہو گئے -

القصہ ایک روز **جامع** کے دلکشا مکان مین - صفات جلیلہ کے بہت سے گروہ فراہم ہوئے - اور اس بات کے شکرانہ مین - کہ تنازع کا گرد و غبار فرو ہوگیا - جشن کے نام سے ایک انجمن منعقد کی - اور اُس مین باہم استحکام کے ساتھہ عہد و پیمان کیا - کہ ہم اِس صاحب صلح کل کے بہشت نما مکان سے ہرگز جنبش نہ کرینگے - **جامع** نے یہ حال ذات مقدس کے حضور مین عرض کیا - حضور ذات نے قبول کر کے تخت وجوب پر اجلاس فرمایا اور اذن عام دیا - اُس وقت یکایک **اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً**[۵] کی منادی ہوئی اور آدم خاکی کا کالبد بنایا گیا -

بیت

دوش دیدم - کہ ملائک در میخانہ زدند	گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

یہ حال دیکھکر صلح کرانے والون نے اور نیز صلح کرنے والون نے غرض کہ سب نے اِس نزہت آباد مقام پر ترنم کنان ایک مجلس حقائق ترتیب دی - اور اُس مین از راہ اُلفت محبت بادہ وحدت کا دور چلا - اور عالم مدہوشی مین ایک دوسرے کے ساتھہ اتفاق کر کے راحت یاب ہوئے - اور ذات اقدس کی حمد و ثنا کر کے اپنا اعتبار پیدا کیا - خلاصہ یہ - کہ صاحبان جمال و جلال نے جب **جامع** نامی مجموعہ قابلیات کا تماشا خانہ اچھی طرح دیکھہ لیا - تو ہر ایک کے دل مین ہوس اور سابقہ عہد و پیمان کے خیال سے یہ جوش پیدا ہوا - کہ ایسی آباد اقلیم کا صاحب تاج تنہا مین ہی بنون - اسواسطے نسل آدم سے

۵ - مین زمین مین (اپنا ایک) نائب بنانے والا ہون ۱۲

بے شمار انسانی مظاہر پیدا کیے گئے۔ اور چہرہ نویس مصور نے ان کی فہرست کے اوراق کو حوالہ محصی کیا۔ اور بفرمان الست بربکم اور باتمثال قالوا بلی ہر ایک انسانی مظہر کو منجملہ اسما ایک اسم کے تحت مین لکھکر انسانی مظہر کو اُس اسم کی حکومت کی قلمرو قرار دیا۔ لیکن جو صوبہ دار قایم ہوچکے تے سو وہ بوجہ سابقہ عہدو پیمان کے جامع اور احدیت کی دارالسلطنۃ سے اپنے اپنے حصہ ملک کو جواُنہین دارالملک شہود مین ملا تہا۔ کوچ کر نہین سکتے تے۔ لہذا چارونا چار اپنے آثار و احکام یعنی گماشتون کو مقرر کیا۔ کہ ہر ایک مالکانہ حیثیت سے اپنے مقام پر سلوک کرے۔ حکیم اور عدل نے بہی حکمت و عدالت کو امین الملکی کا عہدہ عطا فرما کر صدر الذکر حکام کے گماشتون کے عقب مین روانہ کیا۔ چونکہ سلطان وجود کے قرب اور نیز قہر کے سبب سے اسما کے شہر مین آثار تقابل سر نہین اوٹہا سکتے تہے۔ اسواسطے حکام صوبہ دار نے ستار و غفار کو درمیان مین ڈالکر حضرت سلطان الاسماسے اس طرح خفیہ اجازت حاصل کرلی۔ کہ عدل کو خبر بہی نہین ہوئی۔ جو گروہ باہم متقابل اور ضد یک دیگر تہے۔ اب اُنہون نے اختلاف اور تباین کے خاندان ناسوتی اقلیم دعالم اجسام) مین مقرر کیے۔ آثار و احکام یعنی صوبہ دارون کے گماشتے بہی اِن معانی (تقابل) کو اپنی حکام مین مخفی سمجہے ہوئے تہے۔ اِس لیے اُنہون نے آنے والون کو ہاتہون ہاتہہ لیکر اپنے دار الخلافۃ مین ہر ایک کے واسطے جو مکان مناسب سمجہا۔ نامزد کردیا۔ اِس اثنا مین یکایک شاہنشاہ احدیت کی بارگاہ سے دوری پیدا ہوگئی اور عقل و نفس کے بارہ مین۔ اور نیز یہ کہ جواہر و اعراض جداگانہ صورت مین کس منشاسے پیدا کیے گئے ہین۔ اِس کے بارہ مین اختلافات جو ظاہر ہوئے۔ وہ الگ رہے پس جس قدر خرابی ملک مین پیدا ہوتی گئی اُسی قدر صفات حمیدہ یہان سے سامان اقامت اوٹہا کر عالم ملکوت کو ہجرت کرتی گئین۔ اوصاف ذمیمہ کے ساز و سامان فراہم ہوگئے ملک کی کارروائی نفس کے ہاتہہ مین آئی۔ روح جس کو رب مطلق کا نائب کہنا چاہیے۔ اُس کے خان و مان کی رونق جاتی رہی اور خاندان نفس کی آبادی شروع ہوگئی۔ امین الملک کو معزول کرکے۔ قید کردیا۔ اِس سبب سے اکثر مقام کوپے کے شہر تاراج۔ اور بہت سے انسان تباہ ہوگئے۔ مگر جو لوگ کوشش کرکے ازراہ اخلاص امین کے دولت خانہ مین پہونچ گئے۔ اور امین کا ارشاد گوش قبول سے سنکر اپنے دل کا دامن آہستہ آہستہ

سلہ۔ کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون سلہ سب بولے۔ ہان ۱۲

کارکنان نفس کے ہاتھ سے کھینچ لیا - اور جس طرح کہ امین نے راستہ بتایا - اُسی طرح منزل در منزل
قافلہ ہدایت کے ہمراہ چلکر وحدت کے دار السلطنۃ مین جا پہونچے تو اون کو راہبر یعنی امین نے ھادی
کی بارگاہ مین حاضر کردیا - اس حقیقی رہنما یعنی ھادی نے داد خواہان عالم خاکی کی حقیقت حال کا ترجمہ
اپنی زبان مین بحضور اقدس عرض کرکے التماس کیا - کہ نفس کے دست ظلم سے رہائی دیجاوے ارشاد ہوا
کہ جو لوگ بارگاہ وحدت مین حاضر آئے ہین - یہ سب حفیظ اور مغیث کی حمایت مین سپرد کردئے
جاوین - تاکہ آیندہ پھر اوس نالائق نفس کی بداندیشی سے اِن کو اذیت نہ پہونچے - اور جو شیوہ صلح
کل کا اسماء و صفات کے لشکرون مین حکیم و عدل کی تدبیر سے قایم ہوگیا ہے - وہ ہی طریقہ صلح کا
یہان ذریعہ فرمان امین الملک جاری کردیا جاوے - ان دونون صاحبون نے باہم موافقت اور
مصالحت کرینے کے واسطے حکم صادر فرماکر جو مظلوم تھے - اُن کو یکبان سرفرازی واپس کیا - اس
حال پر جب فسادیان عالم ناسوت کو آگاہی ہوئی - تب دو اسپہ اُلٹے پاؤن بھاگے اور اسفل السافلین
مین آکر دم لیا - اور انسانی دربار مین جابجا گوشہ گزین ہوگئے - اس کے بعد پھر ملکوت اعلیٰ کے قافلہ
والون کی آمد و رفت کا سلسلہ اس عالم مین شروع ہوا - اور عالم جبروت کے سوداگرون کا داد و ستد عالم شہود
کے باشندون کے ساتھ از سر نو آغاز ہوا - غرض کہ جہان وجوب نے صحرائے امکان کے ساتھ اتصال
پیدا کیا - خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو افراد بارگاہ الٰہی مین گئے تھے - اُن مین سے بعض افراد نبوت و
رسالت کے معزز تخت پر جلوس فرما ہوئے - اور بعض کو ولایت و امامت کی اقلیم کشائی کا مرتبہ عطا ہوا -
اور اِس طور پر سب نے طریقہ رہنمائی اختیار کرکے خود شناسی کے چہرہ کو خدادانی کے رنگ سے رونق
دی - اور منجملہ کارفرمایان بارگاہ الوہیت کسی نہ کسی کے ساتھ - ہر ایک نے نسبت پیدا کرکے صوبہ آفرینش
مین اپنی اپنی باری سے ورود فرمایا - اور تذکرہ نویسون کا گروہ جو عقب سے پہونچا - اُس نے اپنی قلم کو اُن
اصحاب کے حالات لکھنے مین رطب اللسان کیا - جو بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ [۵۱]
کے سنسان جنگل مین بیٹھے ہوئے اپنے دلون کی تعمیر اور صفائی مین مصروف ہین - اور اوراق تحریر کو
ارباب بصیرت کے لیے عبرت نامہ بنایا - یہ مختصر حالات جو گزارش ہوئے - ازل سے ابد تک کی

---

[۵۱] جو دروازہ کے اندرونی طرف ہے - (جدہر مسلمان ہین) اوس سے تو (خدا کی) رحمت ہوگی اور اُس کے بیرونی طرف (جدہر منافق ہین) عذاب (الٰہی) ہوگا - ۱۲

سرگزشت کا ایک نمونہ ہین - کیونکہ حال جو گزر رہا ہے وہ ایک ہی طریقہ پر گزر رہا ہے - ماضی و مستقبل زمانہ کے صرف اعتباری نام ہین - درویشون کی معلومات جس صیغہ مین کہ قلم تعبیر سے ادا ہوگی - اُس کو تغیر و تبدل نہین ہے - معنی بس حاصل بالمصدر ہے - اِس کے سوا کچھ بھی نہین -

بیت

امروز و پری و دی و فردا	ہر چار یکے بود تو فردا

بیت

آنچہ ما گفتیم دی امروز میگوید کسے	باز چون فردا شود شخصے دگر متکلم است

تمہید فراہم آمدن این نامہ و شمہ از بیان باعث

اما بعد - حیران انجمن دانش و بینش - سرگردان بادیہ عجز و نادانی - نوآموز دبستان عقل و نقل ہیچمدان صومعہ کشف و تحقیق محمد غوثی ابن حسن ابن موسی شطاری **جعلہ اللہ ممن احبہم** عرض کرتا ہے - کہ جب حسب فرمان امر ایجادی - اِس ہیچمدان کی نوبت آئی - **حافظ** -

دور مجنون گزشت و نوبت ماست	ہر یکے پنج روز نوبت اوست

تو دل مین یہ خیال پیدا ہوا - کہ مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے حالات ترتیب اور تالیف کرنے چاہئین - یہ آرزو میرے دل مین ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کے آغاز سے آتی تہی - اور جاتی تہی - جب ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ شروع ہوا - اور اولیائے ہند کے کچھ حالات - کتاب اکبر نامہ مین نظر سے گزرے - تو آرزوئے مذکورہ دل مین جاگزین ہو گئی - لیکن خلوتخانہ دل سے باہر نکل کر میدان عبارت مین نہین آتی تہی حتی کہ ہجری سنہ ایک ہزار دس آگیا - اور کشور کشا شہنشاہ اکبر شاہ نے بارادہ فتح دکن و خاندیس کوچ فرما کر دار السلام برہان پور مین مقام کیا - یہان لشکر کے ہمراہ اُمرا اور فضلا بہی تہے جن مین سے بعض کو متاخرین اور ہم عصر بزرگون کے احوال و اطوار کے مطالعہ کا شوق تہا اور میرے ارادہ سے بہی واقفیت تہی - ایک روز اِن اصحاب کے جلسہ مین مجہسے دریافت کیا گیا - کہ جو خیالات تمہارے ضمیر مین ہین - اون کو بذریعہ قلم میدان عبارت مین ابتک کیون پیش نہین کیا - اسکے جواب مین مجہکو حیرت ہوئی - اگر یہ کہتا ہون - کہ زمانہ کی کج رفتاری و ناموافقت اور

میری غفلت وکم استعدادی نے مجکو باز رکہا۔ تو یہ جواب معمولی اور عادۃً عام ظاہر بین لوگون کا ہے۔ اور اگر یہ کہتا ہون۔ کہ کارخانہ آلہی مین بحکم لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ گفت وشنید کی گنجایش نہین۔ تو یہ گفت وگو اُن یکتا لوگون کی ہے جنہون نے گوشۂ وحدت اختیار کر رکہا ہے۔ چونکہ کوئی طرز جواب کے واسطے موزون معلوم نہین ہوئی۔ لہذا چار وناچار خاموشی اختیار کی۔ اِس بنیاد پر سوائے بے توجہی کے کوئی مانع نہین سمجہا گیا۔ اور ادہر اصحاب موصوف کی خواہش اور آرزو صد درجہ کی بڑہی ہوئی تہی۔ پس جہان تک ہوسکا۔ کمال کوشش اور ترغیب کام مین لائی گئی۔ اور نامہ وپیام کے ذریعہ سے اہتمام سابق کی تجدید کی گئی۔ اللہ تعالی جل شانہ کو منظور تہا۔ کہ جو بات اندیشہ مین نہی۔ وہ ظہور پذیر ہوگئی۔ اور قلم نے تحریر کرنا شروع کیا۔ خدا شناسون کے برگزیدہ احوال واوصاف ہجری ساتوین صدی کے آغاز سے لیکر ایک ہزار سے کچہہ زیادہ تک فراہم کیے گئے۔ اور یادداشتون کی نوبہار سے ارباب زمانہ کے دلون مین بے انتہا شگفتگی پیدا کی گئی۔ خدا کرے۔ دوستون کا معرفت پذیر دماغ یقین وعبرت کی خوشبو سے معطر ہو۔

سخن در آرایش نامہ بنامی نامی کہ بوید غیبی دانستہ آمد

زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ سخن کے تصویر خانہ کا نقش ونگار سے سجانے والا جس کو ارباب علم نفس ناطقہ سے تعبیر کرتے ہین۔ پیدایش کے اولین روز سے اِس وقت تک اپنی فصاحت وبلاغت کی قلم سے سابقہ تصویر خانون مین یعنی معرفت وکرامت کی تصنیفات وتالیفات مین گوناگون رنگ آمیزی اور چہرہ کشائی کام مین لاچکا ہے۔ اور افسانہ نگاری مین کمال صفائی پیدا کی ہے۔ تاکہ عروس الفاظ کی زیب وزینت اور شاہد معانی کا حُسن دوبالا ہو۔ بس اسی طرح اُس نے راقم کے رسالہ کی طرف بہی توجہ فرمائی جس مین باکمال مشائخ کے احوال کی صورتین دکہائی گئی ہین۔ عبارت کے قالب کو یوسفی حسن سے آرائش دی۔ اور اشارات کے کالبد مین عیسوی نفاس پہونک کر جان ڈالی۔ اور معًا اُسی وقت یہ خیال بہی پیدا ہوا ہرگاہ اِن چند یادداشتون کو مجہہ جیسے شخص کی قلم نے ترتیب دیا ہے۔ جو زمانہ کے نزدیک محض ناآشنا ہے لہذا یہ رسالہ اِس قابل نہین ہے۔ کہ اس کا دیباچہ شہنشاہ زمانہ کے نام خجستہ فرجام سے معنون کرنے کی دلیری کی جاوے۔ پس بہتر یہ ہے۔ کہ بارگاہ خلافت مین جو اصحاب۔ ظاہری ومعنوی دولت کے اعتبار سے برگزیدہ

ہین - ان مین سے کسی ایسے عالی درجہ صاحب کو اپنی امتیازی نظر سے منتخب کرون جو ہر ایک گفتار کلام کے رنگ و روش اور طرز ہیات سے واقفیت رکھتے ہون - اور ہر اُن کی بزم نشاط مین باغچہ درویشی کے اس گلدستہ کو ہدیۃً پیش کرون - اس ارادہ سے جن عالی رتبہ اصحاب کی ذاتی وصفاتی خوبیان مجکو ذریعہ عقل ونقل معلوم ہوئی تہین - اُن کے محامد ومحاسن خصوصیت کے ساتھ ذہن مین مستحضر کیے - اور چمن خیال مین سب کو مدعو کر کے ایک محفل ترتیب دی - اور بہت کچھ غور وفکر کو کام مین لایا - کہ اس حور سرشت عروس کا خطبہ کس کے نام نامی سے نامزد کرون - بعد غور یہ مناسب معلوم ہوا - چونکہ یہ ناطقہ کی حسین وجمیل دختر نسل خرد سے ہے - لہذا خیالی انجمن مین جو اصحاب تشریف رکھتے ہین - ان مین سے خرد ہی جس کسی کو منتخب کرے - اُسی کے نام سے یہ دختر نامزد کردی جاوے - مگر اس فیصلہ پر خصلت انصاف گوشۂ دل سے اور قوت دور بینی کنارہ باطن سے - گہبرا کر پریشان حال دونون اوٹھ کہڑی ہوئین اور کہنے لگین کہ اس کار خیر کا اختیار تنہا خرد کو نہین ہو سکتا ہے - بلکہ ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ اس بارہ مین مشورہ اُن اصحاب سے لیا جاوے - جو اس کاغذی خانقاہ مین گوشہ گزین ہین - اور جب اجازت ان کی طرف سے حاصل ہو جاوے تب دلی مدعا ظاہر کرنا چاہئیے - اس قرار داد پر دل نہاد ہو کر چند سال تک انتظار کرتا رہا - لیکن جو اصحاب عالم خاک سے رخصت ہو چکے ہین - اُن کی طرف سے کسی قسم کا ایمانہ ہوا - ایک دفعہ رات کا ذکر ہے - کہ دل ملول تہا اور حالت غم مین سر بزانو بیٹھا ہوا تہا - نسبت نامقبولیت نامہ طرح طرح کے خیالات ستا رہے تہے - اسی اثنا مین غنودگی جو مقدمہ مدہوشی ہے - پیدا ہوئی - حواس جو غم ناامیدی سے نصف کے قریب جا چکے تہے - تمام وکمال رہے سہے ہی باطل ہو گئے - اور روح جو قائل بلفظ انا (مین) اور اس ویرانہ کا شحنہ ہے - بحکم ف اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى عالم مثال مین جا پہونچی - جب راستہ مین ایک سایہ دار درخت کے قریب پہونچی - تو وہان پر درخت کے نیچے ایک نورانی شکل پیر کو دیکہا کہ ایک آراستہ تخت پر متمکن ہین - صاحب تخت کی کمال ہیبت اور حسن ہیات کے مشاہدہ نے مجکو آگے بڑہنے سے باز رکہا - ناچار از راہ امیدواری وادب ہاتہ باندہ کر خادمانہ سایہ کے ایک گوشہ مین کہڑا ہو گیا - کیا دیکہتا ہون - کہ یکایک ایک پرند نے جو طوطی کی طرح سبز رنگ اور ایک شاخ درخت پر بیٹھا ہوا

ف لوگون کے مرنے کے وقت اللہ اون کی روحون کو (اپنے پاس) بلا لیتا ہے - اور جو لوگ مرے نہین (اون کی روحین بہی) اون کے سوتے وقت (خدا کے ہان بلالی جاتی ہین) تو جن کی نسبت (خدا) موت کا حکم صادر فرما چکا ہے - اون کو (اپنے ہان) روک رکہتا ہے - باقی (سونے والون) کو (پہر دنیا مین) بہیج دیتا ہے ۱۲-

تھا اپنا سرا وپچا کرکے - ایک لپٹا ہوا کاغذ اپنی منقارے تخت پر چھوڑ دیا - اُس وقت اُس روحانی شکل تخت
نشین نے بآواز اُنس و محبت مجکو پکارا جب مین دو تین قدم آگے بڑہا - تو دل مین یہ خلش پیدا ہوئی کہ
اس وقت موقع گفتار تو حاصل ہے - لیکن دریافت کے واسطے زبان کس طرح کہولون - کیونکہ تخت نشین
کا رعب بیان تک غالب ہوگیا تہا - کہ دیکہنے کی آنکہ مین اور نام پوچہنے کی - زبان مین بلکہ جان مین بہی - طاقت
نہین رہی تہی - صاحب تخت نے یہ کیفیت میری موجودہ حالت سے معلوم کرلی - اور فرمایا - کہ میرا نام
عبداللہ ہے - اور نامہ لانے والا پرند تمہاری صورت علمیہ کی مثال ہے - یہ ارشاد سنتے ہی مجکو یقین
ہوگیا - کہ شاہ عبداللہ شطاری ہین - قدسنا اللہ باسرارہ المقدسۃ اس کے بعد وہ لپٹا ہوا کاغذ میرے
سپرد کیا - اور فرمایا - کہ پڑہو - مضمون مندرجہ کاغذ یہ تہا - جو سرتاسر بشارت تہا - کہ ملک کتاب جو عبارت
اور الفاظ ہین - اگر اسپر تم کو اعتماد نہین ہے - تو مضائقہ نہین - لیکن کتاب کے ملکوت پر جو احوال مشائخ کا
بیان ہے - تکیہ کرکے شہنشاہ زمانہ کے عظیم الشان نام پر کتاب کو معنون کرنا چاہیئے اور تواضع کو جس کا ثمرہ
اس خاص جگہہ پر محرومی ہے - کسی دوسرے مقام پر کام مین لانا - جہان تواضع کا نتیجہ التفات ہو - تم کلامہ
الحاصل یہ جامع کلام سنکر فوراً یہ بات ذہن مین نقش ہوگئی - کہ درحقیقت الفاظ تو لفافہ ہین معانی نفیسہ کا - عبارت
ڈبہ ہے مفہومات کے جواہر کا - اور کاغذی نقوش عزیمت ہے معشوقان مدلولات کی تسخیر کا - نظر اور فکر کو صرف
لفافہ - ڈبہ - اور نقوش تک قاصر - اور نفائس - جواہر - اور جمال کے نظارہ سے محروم رکہنا گویا ایسا ہے - کہ
جیسے دقیقہ شناسی کو معطل کرکے ظاہر بینی کو مدنظر رکہنا - اس مین شک نہین - کہ جب اس خیال کی تائید مژدہ
غیبی نے کی - تو مینے قلم کو دلیری کے ساتہہ جنبش دی - اور دیرینہ مطلوب - جس کے چہرہ کو اوس کے کمالات اور
استغنا نے میری تواضع اور عجز کے برقع مین اہل کتاب کی نظر سے چہپا رکہا تہا - اوس پر عرصہ کے بعد مین کامیاب
ہوا - ایمان الفاظ مین جناب باری عزاسمہ کا شکریہ ادا کیا [۵۱] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ ؕ
[۵۲] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ [۵۳] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ
ثُمَّ هَدٰی ؕ اور جو اصحاب اس نامہ کے ختم کا انتظار فرمارہے تہے - اُن کو یہ غیبی مژدہ سنا کر خوش کیا
بے اختیار صاحبانِ دانش و بینش ارباب کشف و یقین اصحاب جذبہ و بیخودی کو جو حضور

---

۵۱ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے اپنے بندہ (محمد) پر قرآن اُتارا ۱۲ ۵۲ خدا کا شکر ہے جس نے (ہر طرح کا) ہر غ و غم ہم سے
دور کردیا ۱۲ ۵۳ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے ہر مخلوق کو اُس کی (خاص طرح کی) بناوٹ عطا فرمائی - پہر اوس کو
(اُن اغراض خاص کے پورا کرنے کی) راہ دکہائی - (جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے ۱۲ -

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ۵۱ کے شاہی محل مین اور لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ ۵۲ کی خلوتگاہ مین شرف حضوری
رکھتے تھے۔ تشریف آوری کی تکلیف دی رباعی

مردانِ خدا آمدہ از کنج حضور	کردند برین روضۂ جان بخش عبور
کو منکر حشر تا نمایم بعیان	آن محشر موعود بہ چشم مغرور

تاکہ تفکری برقع مین تشریف ارزانی فرماکر بذریعہ گویائی وشنوائی اپنے تعبیری وجود سے فیض بخشی فرماوین جس طرحکہ اوس وقت اپنی نمود نمائش سے حسّ باصرہ کو فیضان نور فرماتے تھے۔ جب کہ عنصری ترکیب کا جامہ زیب بدن کئے ہوئے تھے اور عبارت کے آب حیات سے جسکو روح القدس کی رشحات کہنا زیبا ہے۔ اور کلمات کی مسیحائی سے جو نفس رحمانی کی باد نسیم ہے حیات جاوید حاصل کرین۔ اور اس گلزار ابرار کی فضا مین اپنے قیام کے لئے انجمن بنائین۔ تاکہ راقم کی مراد باحسن الوجوہ حاصل ہو جو بحکم غیبی اس معنوی مجلس کا ترتیب دینا ہی اس غرض سے کہ وارث یکتائی فرمان دہان باستحقاق خلف یگانہ جہان داران بسعادت ہم وثاق۔ رائض بادپائے بینائی وبینش۔ مرکز دائرہ فطرت وآفرینش۔ جامع مراسم خلافت نشائتین مجموعہ لوازم کمال صورت ومعنی۔ پرتو مرایای قلوب مرآۃ مرادات انام منوی ضمیر خاص وعام۔ سایہ الطاف پروردگار۔ سرمایۂ بقائے روزگار۔ گوہر فرد دیہیم صاحبقرانی۔ زلف آرائے جبین مملکت فغفوری۔ چہرہ نمائے آئینہ تصرف سکندری۔ بادہ گسار جام عشرت جمشیدی۔ آئین بند قصر معدلت انوشیروانی۔ ناوک انداز کمان نیروی رستمی۔ رونق افزائے سریر سلطنت کیخسروی۔ نقش نگین ملک سلیمانی۔ تمثیل معجزۂ انفاس عیسوی۔ صورت گفتار فصیح جبریلی۔ پیکر محکمات صحیح تنزیلی۔ ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی ابن ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اس کو مشاہدہ اور مطالعہ فرماوین خَلَّدَ اللّٰهُ ۵۳ مُلْكَهٗ وَسُلْطَانَهٗ وَاَفَاضَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ بِرَّهٗ وَاِحْسَانَهٗ اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ

شمہ از گزارش پیراستگی زمانہ و آراستگی زمانیان برکات دور دولت بر دوام او

خدائے تبارک وتعالی کا کمال احسان اور شکر ہے۔ کہ اس شہنشاہ کونین جہانگیر خلد ملکہ و مد ظلہ کے

۵۱ اور تم لوگ کہین بھی ہو۔ وہ تمہارے ساتھ ہے ۱۲۔

۵۲ مجکو اللہ جل شانہ کے ساتھ ایک وقت خاص ہوتا ہے۔

۵۳ اللہ تعالی اس بادشاہ کے ملک اور حکومت کو ہمیشہ رکھے۔ اور نیز اس بادشاہ کی بھلائیان اور احسان تمام مخلوقات کو ہمیشہ پہونچا وے۔ یا اللہ تو ایسا ہی کر ۱۲۔

زمانہ مین اس کی حکمت - معدلت - مبارک صورت - نیک عادت - عمدہ فکر - اور سلیم راے کی بدولت تمام ناشائستہ اوصاف وافعال - ناپسندیدہ حالات ومعاملات - اور اندوہ وفزا واقعات جملہ بنی آدم کی سرشت سے یک لخت نکل گئے اور ایسے مقام پر جاگزین ہوے ہین جہان وہ خوبی اور عمدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہین - اس اجمالی گزارش کی تفصیل تو بے نہایت ہے - مگر مَالَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ [۱۵] کسی قدر نمونہ کے طور پر ارباب اعتبار اور اصحاب قیاس کی خدمت مین عرض کرتا ہون وہو ہذا -

(۱) پریشانی زلف مین اور سنبل مین
(۲) کجی ابرو مین اور ماہ نو مین -
(۳) تنگی ماہ وشون کے دہن مین اور غنچہ مین - -
(۴) لاغری کمر مین اور بالون مین
(۵) کجی بدکرداری مین اور عمر دشمن مین - - -
(۶) تیرگی ابر مین - -
(۷) رونا باران مین - -
(۸) نالہ کرنا رعد مین - -
(۹) زود رفتاری برق مین اور دشمن کے نام مین - -
(۱۰) سرنگونی قلم مین - -
(۱۱) پیچیدگی نامہ مین -
(۱۲) شکستگی خط مین -
(۱۳) کشاکش کمان مین
(۱۴) نفرت تیر مین -

(۱۵) تیزی تلوار مین -
(۱۶) مارڈالنا صید مین -
(۱۷) دو ہم جنس کی جدائی فک ادغام مین - -
(۱۸) عالمون کا تنازعہ نحو مین -
(۱۹) منع ومعارضہ آداب بحث مین
(۲۰) اختلاف روایات فقہ مین -
(۲۱) دروغ تاریخ کے افسانون مین اور اشعار کے مضامین مین -
(۲۲) فریب جادو کے افسونون مین اور دلبرون کے وعدون مین -
(۲۳) تلخی ناصح کے پندنامون مین اور اطبا کی دواؤن مین -
(۲۴) بھاگنا اعدا کی صفون مین اور لوگون کی آمیزش سے صلحا مین -
(۲۵) سرگردانی آسمان مین چکی مین اور دولاب (رہٹ) میں ..

(۲۶) جلنا اگر مین لکڑیون مین اور چورون مین - - -
(۲۷) جوش کھانا فوارہ مین دیگ مین اور پانی کے چشمہ مین - -
(۲۸) نیستی افلاس مین اور اسباب محنت مین - -
(۲۹) نایابی ستم مین زبان مین اور شکایت مین - ..
(۳۰) سوال گور مین اور قیامت مین
(۳۱) عذاب طبقات دوزخ مین
(۳۲) بیکاری حالت خواب مین -
(۳۳) گرانی طلب مین اور التماس مین
(۳۴) ارزانی عطا مین اور انعام مین
(۳۵) زنجیر ہاتھی کے پاؤن مین اور دہلیز مین - - -
(۳۶) بیماری نرگس مین اور راے مخالف دو بادشاہ مین اور تیاری جنگ مین

[۱۵] جو شے تمام وکمال ادراک مین نہین آسکتی ہے - وہ سب کے سب چھوڑی بھی نہین جاسکتی ہے ۱۲ -

(۴۷) خانۂ خالی بساط شطرنج مین نہ روے زمین مین -	(۴۸) شمار کرنا نقش کعبتین مین نہ لوگون کے نقد وجنس مین -	(۴۹) خواہش دولت سلطانی کی دوام مین نہ دیگر تمام اشیا مین -
	(۵۰) آرزو شہنشاہ کی جاودانی حیات مین نہ دوسرے امور مین	

غرض کہ عینی وعلمی - اور خارجی وذہنی تمام موجودات کیا جوہر اور کیا عرض کچھہ باعتبار محل اور کچھہ باعتبار حالات زشتی کے ساتھہ منسوب تہین - لیکن اِس شاہی عہد مین محل اور حالات تبدیل ہوکر لباس خوبی سے آراستہ ہوگئی ہین اور اب خلقت کی آسایش وآرام کا باعث ہین - لہذا بہتر یہ ہے کہ اب قلم کے برق رفتار گھوڑے کو نمونہ نویسی مین تیز رفتار - اور گرم جولان نہ کرون - بلکہ عنان قلم کھینچکر دوسرے راستہ پر ڈال دون -

گفتار در پوزش آنکہ دعاے قدس اللہ سرہٗ در پاے نام مشائخ ننوشتہ وہر یک را بصیغہ وحدت یاد کردہ

جو ضمیر انوار قدسی سے روشن - اور رسمی قیدون سے آزاد ہین - وہ سمجھتے ہین - کہ الفاظ رضی اللہ عنہ اور قدس اللہ سرہٗ اور نیز دیگر تیمن وتبرک کے کلمات جو کتاب ہذا مین اُن اصحاب کے مبارک نامون کے ساتھہ نہین لکھے گئے ہین - جنہون نے اس کتاب کے عبارتی حجرون مین گوشہ نشین ہوکر شرف سعادت بخشا ہے - یہ فروگذاشت کچھہ ازراہ رعونت نہین ہے - بلکہ جس طرح افصح العرب والعجم علیہ السلام نے بمضمون ۵۱ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اپنے تئین ذات باری جَلَّتْ صِفَاتُہٗ کی ثنا سے عاجز تصور فرماکر اوس کی توصیف کا حوالہ بقولہ ۵۲ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ اسی کی پاک ذات پر رکہا تہا اسی طرح راقم نے بہی اِس ادب آموز کلام سے عجز وتواضع کی تعلیم حاصل کرکے - اس تصور سے کہ فرد

مردان خدا خدا نہ باشند	لیکن ز خدا جدا نہ باشند

اپنے تئین اُن نامورون کی دعا اور ثنا سے جن کے مقدس اسماء ہر ایک کی یاد مین مذکور ہین - یہ کہکر قاصر سمجہا فرد

ہمچو اُو ئے سزد معرّف او	ابن زمان در جہان چو اوئے کو

۵۱ جو ثنا تیرے واسطے سزاوار ہے - اُس کا احاطہ مین نہین کرسکتا ہون ۱۲

۵۲ تو ایسا ہے جیسے تو نے اپنی ثنا خود کی ہے ۱۲

اور صدر الذکر مقدس کلمات کو داخل سطور کتاب نہ کیا- اس مین شک نہین کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
ترک ثناے ایزدی کو نظر مین لیکر سواے گزشتہ صورتون (یعنی بزرگان دین کی نسبت ثنائیہ اور دعائیہ الفاظ ترک
کرنے) کے اتباع کی دعوی صحیح نہین ہے - نہ یہ کوئی ادب کی بات ہے - اور نہ ایسا اتباع امت کی طاقت سے
دوسرے جو طبیعتین رعونت غرور- اور خشونت کے غبار سے پاک وصاف ہین- وہ اچھی طرح جانتی ہین- کہ
ولایت وفضیلت کے اقطاب (اولیاء اللہ) جن کے حالات اس گلزار کے ہر چمن اور ہر انجمن مین گزارش ہوئے
ہین- اُن کو بصیغہ واحد جو یاد کیا گیا ہے اس سے یہ مراد نہین ہے- کہ تعظیم مین کچھ کمی کیجاوے- بلکہ بہنگام
تحریر حالات اس بلند مرتبہ گروہ کی یکتائی بیان تک دل مین جاگزین ہوئی کہ لفظ واحد اور مفرد کے سوا ناطقہ نے
زبان کو اور زبان نے قلم کو کوئی لفظ حوالہ نہ کیا- ہر گاہکہ اس طرح پر ایک شخص کا بطریق مفرد یاد کرنا کہ واقع مین بھی
ایسا ہی ہے- فروگزاشت تعظیم کا نقصان دور کر کے کمال وحدت پر دلالت کرتا ہے- اور اختصار کتابت سے
نویسندہ اور نویسانندہ کے حال پر بھی ایک قسم کی مہربانی نکل آتی ہے- تو اس طریق کے اختیار کرنے سے کیسے
اعتراض لازم آویگا- اگر کوئی کہے- کہ کتابت کا اختصار- اور اختصار کی وجہ سے نویسندہ اور نویسانندہ کے حال پر
مہربانی بہ نسبت ترک تعظیم کے سہل ہے- اور اصلی غرض بھی یہ نہین ہے- تو مین یہ جواب دون گا- کہ اس طرز تحریر
مین جو نقصان سمجھا جاتا ہے- یہ اولین توجیہ سے دور ہو گیا ہے- جس سے ہر ایک کی وحدت کا ثبوت ملتا ہے
باایمہ اگر اختصار کتابت اور مہربانی کی رعایت بھی اولین توجیہ کے علاوہ پیدا ہو جاوے- تو بیان عذر
مین یک قسم کی قوت ہی حاصل ہو جاویگی- دوسرے یہ کہ سہل سمجھنا طاقت ور جوانون کا خیال ہے- اور
مہربانی پیران ناتوان سے تعلق رکھتی ہے- بیشک جس کسی کے پاؤن مین بھاگ دوڑ کی قوت ہوتی ہے
وہ اونچے اونچے ٹیلون پر بھی ہموار زمین کی طرح چلتا ہے- اور جس کسی کا پاؤن آبلون سے زخمی ہوتا ہے
وہ ہموار زمین پر ایک قدم اُٹھانا بھی ایک گھاٹی کا طے کرنا سمجھتا ہے- اب ناظرین کے التفات اور حسن اخلاق
سے التماس یہ ہے- کہ جب کتاب ہذا کی لکھی ہوئی عبارت کو مطالعہ فرماوین- تب صدر الذکر کلمات ترضی
وتقدیس کو اور تعظیمی کلمات جمع کو لکھا ہوا تصور کرین- اور اپنی ناگوشنہ خوان زبان کو ایسی عبارت سے
شیرین کام فرماوین- جس کو طرفین کے اعتبار سے مناسب جانین اور اس گدائے ادب کے قلم کو عبارت مذکورہ
نہ لکھنے کے الزام سے بری الذمہ تصور کرین- اور اگر ازراہ عنایت چشم انصاف سے دیکھین گے- تو ذکر کا میدان صحرائے
تقدیر کی بہ نسبت زیادہ تنگ معلوم ہوگا **القصہ** جن اصحاب کو یہ عذر اور اصلیت معاملہ پسند نہ آوے- اون کے

واسطے اس کے سوا کوئی علاج نہین ہے - کہ کتاب ہذا کے گریبان مین جو عیب کا چاک آگیا ہے - اُس کو ازراہ عفو رفو فرماوین اور ایسا نہ کرین کہ مذکورہ بالا لکھے ہوئے کلمات زبان سے نہ نکال کر اوس چاک کو تا بدامن پہونچاوین اور اپنے تئین عیب دعا مین راقم کے شریک نہ کرین - مین نہین جانتا - اس کے سوا اور کیا کہون - اور کیا لکھون جس سے نکتہ چین لوگون کی خاموشی اور تسکین ہو راقم کی فراست اور حقیقت حال کے موافق کوشش جو کچھ ہے - پس اسی قدر ہے - اور عذر خواہی کے بارہ مین جو بات زیادہ قابل پسند ہوسکتی ہے - وہ لائق معترضین کے نزدیک ہوگی - امید ہے کہ جس فکر سے اعتراضات چھانٹنے مین کام لیا جاسکتا ہے اُس فکر سے بجاے اعتراضات کے تحسین وآفرین کی توجیہات پیدا کرنے مین کام لیا جاویگا [۵۱] وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

گفتار در سرانجام سراے کردار ورفتار

یہ بالکل صحیح ہے - اگر تعینات کا برقع جو حقیقی وجود کے چہرہ پر پڑا ہوا ہے - اُٹھا دیا جاوے - تو عیب اور ہنر دونون ایک درجہ مین ہوجاوین - اور امکانی نسبتین اور امکانی اعتبارات - واجب الوجود کے خاص افعال کی طرف منسوب ہوجاوین - بھلائی اور بُرائی کے ساتھ اشیا کی تمیز اوسی وقت تک ہے کہ جس وقت تک وہ اشیا جمال وجلال کے پردہ مین مخفی ہین - بیشک دوئی اور دوبینی پر دل نہاد ہونے کا آخرین نتیجہ سرزنش ہوتا ہے - اور کسی غیر کی طرف سے بھلائی اور بُرائی دیکھکر آرام اور نفرت ہونا شرمندگی پیدا کرتا ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ مین آج خیالات اور اوہام کے شکنجہ سے آزادی حاصل کر کے نہ تو عیب نکالنے والے سے انصاف کی خواہش کرون - اور نہ ہنر بین سے امید آفرین رکھون - بلکہ خود اپنی ذات کو این وآن کا آئینہ سمجھکر باصفا ایک رنگ ہوجاؤن **بیت**

آن کس کہ زشہر آشنائی ست	داند کہ متاع من کجائی ست

کوئی اندیشہ کی بات نہین ہے - حریف بیگانہ وار کی خاطر مین جو کچھ ہوتا ہے - وہ اوپر آجاتا ہے - کیونکہ وہ بات اوس کے باطن کی فرستادہ ہوتی ہے - نہ کہنے والہ کا مافی الضمیر اور نہ لکھنے والہ کے قلم کی تحریر **مصرع**

خدایا از دوئی یکتائیم بخش -

گفتار در التماس تسمیہ این مجموعہ

ایک روز مینے اپنے ہم نشینون کے ساتھ انجمن یک جہتی منعقد کی تھی جس مین کتاب ہذا کے مندرجہ

[۵۱] جس شخص نے راہ ہدایت کی پیروی کی - اُس کی سلامتی ہے ۱۲

حالات بیان ہورہے تھے - مینے عرض کیا ایسامناسب معلوم ہوتا ہے - کہ آج کی رات سامعین کے عالم مثال مین جونام ظاہر ہو - یا قلب مین ذریعہ الہام القاہو - وہی نام اِن چند فراہم شدہ یادداشتون کا رکھہ دیا جاوے - اِس کے دوسرے روز منجملہ سامعین شیخ قطب عالم پنواری سے بیان کیا - گزشتہ شب کو مینے شیخ قطب عالم ابن سیدجی کو جو سید علاء الدین راقم کے نبیرون مین سے ہین - خواب مین دیکھا کہ سفر مجاز سے واپس تشریف لائے ہین - اور راقم کے مکان مین اُترے ہوے ہین جب مین اُن کی خدمت مین حاضر ہوا - تو شیخ نے مالک خانہ کے حالات دریافت فرمائے - مینے جواب دیا غوثی حسن آج کل مشائخ قدسنا اللہ باسرارہم کے کچھہ حالات معرفت لکھہ رہے ہین - اور نام کی تلاش ہے - ارشاد فرمایا - ہمارا سلام کہنا - اور یہ مصرع پڑھ دینا مصرع نہادم نام این گلزار ابرار امید ہے کہ اس مبارک نام کی نوید پاکر ناموران جہان مین جلد اس کو شائع اور عالمگیر کر دینگے -

گفتار در تمہید آنکہ معنی ہر عالم را صورتی ست مناسب آن

واضح ہو کہ مراتب وجود مین کوئی مرتبہ ایسا نہین ہے - کہ جہان حصول مقاصد (بیان ماہیت) کے واسطے خاص اسم اور رسم معین نہ ہو - اسو اسطے اسما اور صفات کے آثار و احکام جو کائنات کے اصول ہین - مناسب مناسب طور پر ہر ایک عالم مین جلوہ گر ہین - پس تمام معانی تین قسم سے باہر نہین ہین - عام مشترک اور خاص عام کے واسطے تمام عالمون مین - اور مشترک کے واسطے مقامات اشتراک مین - خاص صورتین اور رسمین مقرر ہین - لیکن جس طرح ہر ایک عالم کی مناسبتین مختلف ہین - اسی طرح مذکورہ بالا صورتین اور رسمین بھی مختلف ہین - رہا خاص اس کا حال اور شان اوسی عالم کے طریقہ پر - کہ جس کا یہ خاص ہی - ایسا قرار دیا گیا ہے - کہ اوس کی ماہیت اگر صاحب کشف و مشاہدہ - رسم و عبارت کا تو کیا ذکر ہے - اشارات کے ذریعہ سے بھی دوسرے عالم مین آشکار کرنا چاہے - تو نہ کر سکے - مگر مانند اور مثال کے ساتھہ جس کا نام دوسرے الفاظ مین اصطلاح ہے -

گفتار در تشبیہ و تعبیر الہیات

اصطلاح محققان بالکل اس طرح پر ہے - کہ جیسے کوئی شخص صحرا مین پیدا ہوا - وہین اوس نے

پرورش پائی اور وہین بڑہا۔ پہر وہ کسی آباد شہر مین گیا۔ اور چند روز وہان رہکر انواع واقسام کے کہانون۔ عمدہ لباسون۔ اور خوش فضا عمارتون سے مستفید ہوا اس کے بعد جب وہ پہر اپنے مسکن صحرا مین جاویگا تو صحرا والے اُن چیزون کا حال اُس سے دریافت کرینگے۔ جو مخصوصات شہر مین سے ہونگی پیابان نہ ہونگی۔ اور نہ صحرا والون کی زبان مین بمقابلہ اُن چیزون کے کوئی لفظ موضوع ہوگا۔ تو ایسی صورت مین وہ صحرائی شہر کی عجیب وغریب اشیا کی خصوصیات کس طرح بیان کرسکیگا۔ سوائے اسکے کہ اُسی صحرا مین سے تلاش کر کے ایسی چند چیزین بہم پہونچادے گا جو فی الجملہ شہر کی موجودہ اشیاء سے مشابہ ہون گی اور اُن مشابہ منتخب چیزون کے نامون کے ذریعہ سے شہر کے عجائبات کو جواب مین بیان کرے گا۔ اور یہ طریقہ بیان کا شہر جانے والون کو صحرا مین واپس آنے پر خصوصیات شہر بیان کرنے کے واسطے اور نیز جو دوسرے صحرائی جو شہر مین جاتے آتے ہین۔ اون کو ماہیت اشیا جاننے کے واسطے دستور العمل ہو جاوے گا۔ بس اسی طرح پر ہے ہر ایک فن کی اصطلاحات کی وضع۔

گفتار در التزام ملازمت دانایان فنون

واضح ہو کہ ہر ایک فن کا اوستاد اُس فن کی جزئیات کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔ لہذا جو شخص کسی فن کا طالب ہو۔ اُس کو اُستاد فن کی تعلیم گاہ کی حاضر باشی ضروری بات ہے۔ اسی وجہ سے کہتے ہین کہ نوآموز جب تک رازشناسان فنون کے مدرسہ تعلیم مین ایک مدت تک حاضر رہ کر اکتساب علم نہین کرتا ہے۔ الفاظ سے آگے بڑہ کر معانی مصطلحہ پر عبور نہین پاتا ہے۔ گو لغات والفاظ کی بندش اپنے مقامات کے اعتبار سے کتنی ہی چست اور درست ہو۔ لیکن گوہر مراد ہاتہ نہین آتا ہے۔ اُس شخص کو ہوشیار سمجہنا چاہیئے جو یہ خیال نہ کرے۔ کہ مینے جو کچہہ استنباط کیا ہے۔ یہی مراد قوم ہے۔ بالخصوص صوفیون کی اصطلاح مین اپنی لغت دانی پر ہرگز فریفتہ نہین ہونا چاہیئے۔ کیونکہ لفظی مفہومات اور اصطلاحی معانی مین بے نہایت بعد ہوتا ہے فرد

چشمہ حیوان کجا لعل لب جانان کجا	ہر دو جان بخشند اما این کجا و آن کجا

یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ کتب تصوف کے پڑہنے والے یہی اہل کشف ہین۔ نہ اہل اکتساب۔ اور نہ وہ لوگ جنہون نے صرف ظاہری علوم تحصیل کیے ہین بس جو شخص دبستان وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا کا

نوآموز طالب علم ہے اُس کو مناسب یہ ہے کہ خوددانی پر گھمنڈ نہ کرے - اور اگر الفاظ کے ذریعہ سے مراد قوم معلوم نہ کر سکے - یا اپنی رفتار سے کسی طرف راستہ نہ نکال سکے - تو نفس کو اپنا پیشوا نہ بنا دے - جو غیرت دلانے والا ہے - بلکہ جبین نیاز خاکساران طریقت کے پانون پر رکھے - کیونکہ یہ شاہبازان عرش پرواز مین اولٰان سے ہمت اور توجہ کی درخواست کرنی چاہیئے - اور ان اہل حقیقت خدائی گروہ کی ہدایت و تلقین سے سلوک و طریقت کا فائدہ اوٹھانا چاہیئے - پھر اس کے بعد چاہیئے - کہ کمر ہمت باندہ کر توفیق آلہی کی مدد سے اس راہ مین قدم رکھے - اور عدم حصول سے دل تنگ نہ ہو کر صبر و سکون کے ساتھہ توجہ اور کوشش کرے -

گفتار در انگارہ فہرست نامہ

کمترین بندہ آفرید گار گوناگون الفاظ در نگارنگ معانی - فرمان پذیر اوامر و نواہی پیام آوران کیش آرا آرزومند آستان بوس صفاسگالان حقیقت پژوہ - فریفتہ گہرفشانی دانشوران مشکل کشا ہوس پیرائے ہمدردی عقیدت اندوزان اخلاص آمود - دیوانہ دیدار فرشتہ منشان یوسف رو ہم روز گروہ گرفتاران یعقوب اندوہ - شیدای سخن سنجی فصاحت وران جادوکار شیفتہ غزل سرائی داؤدی نوایان دل نواز - مومیائی جوی شکستہ دلان خرابہ نشین جاروب فرست مشارع برہنہ پایان بادیہ پیما - نگارندہ احوال نامورانِ فردوس خرام یعنی **غوثی حسن** نے خدا اس کو بھی کسی قدر ابدی معرفت نصیب کرے - جب قلم و زبان سے اس پُربہار و رسبز گلزار کی آرائش اور نخلبندی کی - تو اولین مسودہ مین بدین تفصیل پانچ قسم کے اصحاب کی یادداشتون سے پودے لگائے تھے - ایک وہ لوگ جنہون نے ظاہری و باطنی صفائی حاصل کی ہے - اور جن کو زمانہ سابق کے تاریخ نگار اصحاب تحقیق اور مالکان ہر دو عالم کہتے ہین - دوسرے وہ لوگ جو صاحب علم ہین - اور وہ تاریخ قدیم مین دانشمند اصحاب کے نام سے یاد کئے گئے ہین - تیسرے وہ گروہ جو پہلو نشین دشمن (نفس) کے مقابلہ مین فوج آرائی کر رہے ہین - اور جن کو مورخان سابق بلفظ سالوک لکھتے ہین - چوتھے وہ قوم جو شریعت و سنت کی راہ راست پر گرم رفتار ہے - اور جس کے افراد کو زبان قدیم مین زہاد کہتے ہین - پانچوین وہ جماعت جس کا اندرون آباد اور بیرون ویران ہے اور جس کا نام اہل اصطلاح نے

نزدیک مجاو ہے - مگر ازراہ احتیاط واہتمام تصحیح کے وقت نامئہ شاخین کاٹ چھانٹکر دوسرا نسخہ اور دوسرے نسخہ سے تیسرا نسخہ مرتب کیا - اور اس تیسرے نسخہ کے مقدس زمین مین پانچون قسم کے سرسبز پودون کو چار چمن مین تقسیم کیا - اور پھر ایک چمن مین شائستہ انجمنین قایم کین - رباعی

غوثی سے قلمے سر کن و سر کن سخنے	کار استہ نوبہار ہر سو چمنے
بر یاد گزشتگان گلزار درون	در ہر چمنے فراہم آراستہ انجمنے

مذکورہ بالا صورت کے ساتھ ترتیب وتقسیم اس غرض سے کی گئی ہے - تاکہ اُس دل آویز چمن اور دل ستان انجمن کے تماشائی - اپنے با عبرت دلون کو نور بینش سے - اور احول آنکھون کو دست بینی کے سرمہ سے روشن کرین - اور اپنا اندر اور باہر یعنی تمام جسم وجان ایک ہی کے خیال مین مصروف کر کے حُسن - اخلاق اور مبارک عادات اختیار کرین - جس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ عالم عقبیٰ مین صدہا الذ نیک اخلاق اور عادات صورت عروسی قبول کر کے زینت بہشت کا سرمایہ اور الٰہی صفات کا مظہر ہوجاوینگے -

پُرانے کشف وکرامات سے بھرے ہوئے تاریخی حقائق نامون کی جن صاحبون نے ورق گردانی کی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہین کہ بہشت اور جو کچھ بہشت مین ہے - دل دار کے رویت - دل آرام کا دیدار - دل کش مکانات - دل کشا کھڑکیان - دل فروز جالیان - دل آرا تخت - دل نشین فرش - دل پسند طعام دل فریب لباس - دل آشوب غلمان - دل نواز نغمہ - دل آویز درخت - دل خواہ پھولون کی کلیان - اور دل جو بہنے ہوئے چشمے وغیرہ وغیرہ - یہ سب آدم زاد کے افعال واخلاق کی صورتین ہین - جو مجرد نفس و عقل کے بیابان مین - مرکب اجسام کے ذریعہ سے نمایان ہوئی ہین - علیٰ ہذا القیاس دوزخ اور ما فیہا[۱] من اسباب العذاب یہ بھی صورتین ہی ہین - جنھون نے انسانی افعال کے طلسم مین حلول کیا ہے - دوستون کو واضح ہو - کہ محقق قدماکی یہ دریافت اور کشف بمنزلہ ایک آئینہ کے ہے - جو ہر فرد کے ہاتھ مین ہے تاکہ وہ اپنے دوسرے عالم کی حالت کو اپنی پیش بین آنکھ سے دیکھ سکے - پس جس شخص کا وجود ظاہرین تجلیات جمالی کا مقتضی ہے - اُس کو چاہیئے کہ وہ اپنے تئین ظاہر ظہور معنوی فردوس مین سمجھکر خدائے پاک کا شکر بجالاوے - اور جس کی صورت علمیہ خارج مین اسمائے جلالی کی مظہر قرار دی گئی ہے - اُس کو اپنے تئین حکمی دوزخ مین شمار کر کے - اللہ تعالیٰ جل شانہ سے پناہ مانگنی چاہیئے - اور پھر ہر ایک کو اس نفس لامی معرفت کی مدد

[۱] - اور جو اسباب عذاب دوزخ مین ہین ۱۲

سے چاہیئے - کہ خداشناسی کے بلند مرتبہ کو پہونچکر یہ بات دریافت کریوے - کہ مطلق خلافت ہم شکل سمجھنے کا ذریعہ - اور ہم سری کا نمونہ ہے - اور اِس معما کو اس طریقہ سے حل کرنا چاہیئے - کہ ناسوتی عالم صورت - خداوند تعالیٰ کی ازلی صفات کے علم و آثار ہین - اور جہان قدسی - انسان کے افعال و احوال کی تصویر - کیونکہ ملک و ملکوت کی پیدایش - واجب الوجود کے اسماء و صفات سے اور بہشت و دوزخ کی آفرینش - انسان کے اعمال اور اخلاق سے ہے - لیکن جب تک انسانی آنکھون کو خاک گور کا سرمہ - ناسوتی رمد سے نجات - اور اُخروی زندگانی کا کحل الجواہر - لطافت بین روشنی نہین بخشتا ہے - تب تک وہ آنکھین بیدارون کی طرح - جاوید باغون اور آتشکدون کا تماشا نہین کر سکتی ہین جس طرح کہ صفات وجوبیہ قدیمہ کا اقتضا جب تک وجود مطلق کو تعینات کی امداد اور اعیان ثابتہ کی اجازت سے امکانی صورتون کا لباس نہین پہناتا ہے - تب تک وجود مطلق کو آسمان بیچونی و بیچگونگی سے ملک و ملکوت کے میدان مین (جس مین چون و چند کی گنجایش ہو سکتی ہے) نزول نہین ہو سکتا - اِس قسم کے موحدانہ کلام اور حرف و صوت سے بیگانہ مفہوم کی تمہید و تفصیل کے لیے فی نفسہ جداگانہ دفتر چاہیئے - جو لوح محفوظ کی مثل ہو - ایسی عظیم اور عظیم الشان تمہید و تفصیل کتاب ہذا کے دیباچہ مین تاویل کے ذریعہ سے کیونکر آ سکتی ہے - جو کوتاہی کلام کے ساتھہ نامزد ہے - لہذا بہتر یہ ہے کہ تمام فہرست جس قدر کلام سے انجام کو پہونچ جاوے - بس اُسی پر اکتفا کرون - اور زبان و قلم کو بزرگان دین و یقین کی یادنگاری مین مکفول کردون - باصفا گروہ کی دوستی کی بدولت اپنے نامۂ اعمال سے گناہون کی سیاہی دور کر کے - اس کی جگہہ التماس کے قلم سے یہ عقیدہ لکھدون **مصرع** بدان را بہ نیکان ببخشد کریم - اور بکمال ادب یہ نالہ **مصرع** الشفاعۃ الشفاعۃ اے بزرگان عاصیم - معنوی قیامت مین بلند کرون - کہ عبارت اپنے احوال اور افعال کے محاسبہ سے ہے - اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مَا اَعْطَیْتَ فِیْ عِلْمِكَ بِلَا عَمَلٍ مِّنَّا حَتّٰی نَعْلَمَ حَقِیْقَةَ قَوْلِنَا بِاَمْرِكَ قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ؕ

گفتار در تعین القاب

خدا کرے - دانش آباد دل کی عمارت - جہالت کی خرابی سے - اور آزاد خاطر کی بے تعلقی کی نوبہار -

---

ما - یا اللہ تو ہم کو وہ شے عطا فرما - جو تو نے ہمارے لیے بلا ہمارے عمل کے اپنے علم مین عطا فرمائی ہے تاکہ تیرے ارشاد قل لن یصیبنا الخ مین جو ہمارا قول ہے - اوس کی حقیقت ہم جان لین - اور وہ قول یہ ہے - اے پیغمبر تم اِن لوگون سے کہو - کہ جو کچھہ خدا نے ہمارے لیے لکھدیا ہے - اوس کے سوا کوئی اور مصیبت تو ہم کو پہونچ سکتی نہین ہے - ۱۲

علائق کی خزان سے محفوظ رہے - یہ چند باتین جن کو میرا قلم تالیف کا .. رہا ہے - اِس بارہ مین ہین - کہ اس کتاب کے مطالعہ کے وقت جس شخص کا دل زود فہمی اور سرعت انتقال کا مشتاق ہو - اُس کو کسی لقب اور خطاب کے معلوم کرنے مین یہ تامل اور فکر پیدا نہ ہو - کہ فلان لقب اور خطاب کس کا ہے - اور مرجع اس کا کون بزرگ ہین - اِس لئے ایک معین صفحہ مین قلم صراحت سے لکھتا ہون - (۱) معین الاولیا سے مراد سلطان کشور کشاے ولایت وکرامت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی ہین - جنکی خوابگاہ اجمیر مین ہے - (۲) قطب المشائخ یا قطب الاولیا سے مراد - خداوند خلافت عظمیٰ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی بابرکات ذات ہے (۳) نظام العرفا یا نظام الاولیا سلطان مشائخ عارف اطوار کاشف اسرار شیخ نظام الاولیا کا مبارک لقب ہے - یہ دونون بزرگ خاندان چشت کے چراغ ہین - اور شہر دہلی مین ان کے مرقدہاے منورہ ہین - (۴) بہار الاسلام یا بہار الاولیا سے مقصود قافلہ سالار رہروان طریقت - رہنماے سالکان شاہراہ حقیقت مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی ہین - (۵) غوث الرحمٰن یا غوث الاولیا - شاہنشاہِ اقلیم جامعیت ابو المویّد حمید الدین شیخ محمد غوث کا خطاب پاک ہے - جن کا مزار مبارک شہر گوالیار مین ہے - (۶) لفظ وجیہ الملۃ سے مراد - دانش آموز صوری ومعنوی - بینش اندوز حقیقی ومجازی اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد ابن نصر اللہ علوی احمد آبادی ہین -

(۷) اور کلمات مسیح القلوب یا مسیح الاولیا سے مراد - حافظ الاوقات رافع الدرجات شیخ عیسیٰ ابن قاسم سندھی کی ذات فیض آیات ہے - مذظلہ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز نخستین چمن

اس چمن مین ساتوین صدی کے صوفیون علم والون - پرہیزگارون - خداپرستون - مجذوبون کے احوال وافعال کا بیان ہے - اے خرد - اُٹھہ بیٹھ - اور کچھہ ذوق سے کام لے - دیکھہ اس چمن کی ہر ایک یادبجاے خود ایک نہال ہے - جس کو طوبیٰ کہہ سکتے ہین - اور جس مین ہر ایک طرح کے دلخواہ میوے موجود ہین - ان میوون سے ہر ناکام اور کامیاب دونون کو اُس خداوند تعالیٰ شانہٗ کے شکر و سپاس کا مزہ حاصل ہوتا ہے - جس نے انسان کا عجیب و غریب پودہ ادّلاً علم اور بعدہٗ عین کے باغ مین لگایا - اور جب تک قیامت کی خزان نہ آوے گی تب تک وہ اُسکی نوعی تنہ سے افراد اور احوال کی گوناگون شاخین اور پتے اس طرح پیدا کرتا رہے گا - کہ اگر سابقہ شاخ یا پتہ ٹوٹ جاوے - تو بجاے اُسکے فوراً دوسری شاخ یا پتہ قایم ہوجاوے - اور غرض اس سے یہ ہے - کہ حقیقی وجود کے درخت کی مشابہت اس مین نمایان ہو - جس کا عظیم الشان تنہ وحدت ذاتی ڈالیان صفات - اور پتے تجلیات ہین - ایدہر آؤ ایدہر **مصرع**

بوستان از دوستان سازیم دستی ہا کنیم

بادشاہ یوسف ملتانی

پیدایش تو کردیز علاقہ کابل مین ہوئی تہی - مگر آپنے ہجری سنہ پانسو پچاس مین بہ ترک سکونت ملتان مین آکر قیام فرمایا - آپ کے زمانہ زندگی کے واقعات عجیب و غریب اور بےشمار ہین - جو تمام و کمال بیان مین نہین آسکتے ہین - رحلت زمانی کے بعد بہی بہت سی کرامتین آپ کی ظاہر ہوئی ہین - سب سے زیادہ عجیب یہ بات ہے - کہ جب کوئی شخص بارادہ بیعت آپ کی قبر کے پاس جاتا تہا - تو آپ مزار کے اندر سے ہاتہہ نکال دیتے

تھے - اور مرید کے ہاتھ پر رکھکر یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ[1] کے آثار کا ثبوت دیتے تھے - شیخ صدرالدین ابن شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہما کے مبارک زمانہ تک یہ سلسلہ جاری رہا - چونکہ صدرالملتہ کی کوشش اس بارہ مین زیادہ رہتی تھی - کہ آنجہانی معاملات مخفی رہین - لہذا آپ کی یہ روش صدرالملتہ کی طبیعت کے خلاف واقع ہوتی تھی - ایک روز صدرالملتہ شاہ یوسف کی قبر پر پہونچے اور فرمایا - یوسف - ہاتھ اندر کھینچ لو - اور درازدستی چھوڑ دو - اس کے جواب مین قبر کے اندر سے آواز آئی - صدر - آج درویش کا ہاتھ تمنے کوتاہ کیا تو تمہارا نام درویش نے بھی لوح زمانہ سے مٹا دیا - یہی وجہ ہے کہ شیخ بہاءالدین کے بعد شیخ رکن الدین کا نام لوگون کی زبانون پر روان ہے - اور صدرالاسلام کا نام درمیان مین نہین آتا باوجودیکہ صدرالاسلام - رکن الاولیا کے پدر بزرگوار ہین - قدس سرہم - شاہ یوسف کے پیر شاہ قسور[2] جنیدی علوی گردیزی ہین - یہ اویسی تھے -

اُویس صوفیون کی اصطلاح مین اوس شخص کو کہتے ہین - جس کو پیر ہدایت کے واسطہ کے بدون خاص مبدءالیتہ سے فیض ولایت پہونچے اور بس بعض کی راے یہ ہے - کہ جو شخص قول مین فعل مین اور اعتقاد مین سنت رسول کا اتباع کرے - اور اوسی پر چلے - اور اس طرح پر جناب خاتم النبوۃ والشریعۃ علیہ السلام کے باطن اقدس سے فیض پاوے وہ اویسی ہوتا ہے - بعض یہ کہتے ہین - کہ حضرت خضر علیہ السلام سے جس کو فیض پہونچے - وہ اویسی ہے بعض کا خیال یہ ہے - کہ جو صاحب ولایت جامع محمدیہ کے سجادہ نشین ہین - عَلٰی صَاحِبِہَا اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ اون کے باطن سے جس شخص کو فیض حاصل ہو بغیر اسکے - کہ وہ ظاہر مین ملازمت کرے - وہ اُویسی ہوتا ہے اور بعض کا عقیدہ یہ ہے - کہ جس شخص کو اولیاے اُمت مین سے کسی کے بھی باطن سے بدون توسط رسمی بیعت کے فروغ ہدایت حاصل ہو - اُس کو اویسی کہتے ہین -

یہ مرتبہ اکثر اصحاب کو گزشتہ زمانہ مین حاصل تہا - اور اب بھی حاصل ہے (۱) باباحاجی روزبہ یہ زمانہ سلف کے اولیاے دہلی مین سے ہین مشہور یہ ہے - کہ بزمانہ راجہ پتہورا قلعہ کی خندق مین گوشہ گزین تھے - آپ کی بدولت ہزارون آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے (۲) پیر علی ہجویری غزنوی جن کی خوابگاہ لاہور مین ہے (۳) شیخ جلال الدین پورانی جن کا حال مولانا جامی قدس سرہ نے بھی کتاب نفحات الانس مین لکھا ہے - (۴) شیخ حسین زنجانی - (۵) سید ابراہیم اویسی (۶) شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری - (۷) شیخ محمد نومسلم بنگشی افغانون کے پیر (۸) شیخ احمد متوکل اجینی - اور نیز ان کے سوا اور بزرگ بھی اویسی ہوچکے

---

[1] اللہ جل شانہ کا ہاتھ اون کے ہاتھون کے اوپر ہے ۱۲۰ [2] قسور بمعنی شیر ۱۲

ہین - قدس اسرارہم چنانچہ ہرایک کی یاد مین یہ ذکر کیا گیا ہے مصرع مست شو واسطی اویسی کیست

یاد شیخ ابوالحسن علی

آپ ابوعلی عثمان ہجویری جلاّبی غزنوی کے فرزند ہین - خوابگاہ لاہور مین ہے - عارف - عالم - موحد - محقق - اہل تصنیفات اور صاحب اشعار تھے - کشف المحجوب مین لکھا ہے - مینے ایک دیوان ترتیب دیا تھا - جس کی غزلون کے مقطع مین تخلص نہین کہا تھا - ایک چوری پیشہ شخص نے کیا گیا - اُن غزلیات مین اول سے آخر تک اپنا تخلص داخل کردیا - لہٰذا مین اس خوف سے رسالہ ہذا کے اندر ہرایک مقام پر بتقریب نکال کر اپنا نام وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھتا ہون بعض کا خیال ایسا ہے کہ شیخ آغاز سلوک مین اویسیہ تھے - لیکن شیخ نے خود لکھا ہے - کہ طریقت مین میرے پیر شیخ ابوالفضل محمد ابن حسن جیلانی ہین - جو ابوالحسین خضرمی کے بزرگ خلیفہ ہین - اور ابوالحسین - ابوبکر شبلی کے شاگرد ہین قدسنا اللہ باسرارہم -

تواریخ مشائخ کے سابقہ مصنفین کا خیال ہے - کشف المحجوب کے مصنّف وہ بزرگ ہین - جن کا مبارک مزار لاہور مین ہے - اور بعض کہتے ہین - کہ مصنّف کشف کی خوابگاہ غزنین مین ہے لیکن اولین بیان - دوسرے بیان کی بہ نسبت قریب بہ صحّت زیادہ ہے مصرع گر بگویم ورنگویم نام او نامی بود

یاد شیخ فخر الدین حسین زنجانی خوابگاہ لاہور

آپ کے موحدانہ اقوال مین سے ہے - اَلْفَقِیْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَّا قَلْبَ لَہٗ وَلَا رَبَّ لَہٗ[۵]

توحید ذاتی کی تجلیات کے جہان اور کشف ہین - اُنہین مین سے ایک یہ کشف بھی ہے - اور نہایت بلند مرتبہ کشف ہے اِس کے عالی مقام کو ہرایک سالک نہین پہونچ سکتا - شیخ جمالی دہلوی نے سیر العارفین مین لکھا ہے - کہ شیخ سعد الدین حموی اگرچہ شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید ہین - قدس سرہم لیکن سلوک اور توحید کے مدارج - پیر زنجانی کی ہدایت سے طے کر کے کمال حاصل کیا تھا - اور جب خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری ہند کو تشریف لائے تھے تو اُسوقت چند روز لاہور مین پیر زنجانی کی

---

[۵] میرے نزدیک فقیر وہ ہے - جس کا قلب نہو - اور نہ اوس کا کوئی رب ہو ۱۲

مصاحبت مین بہی قیام فرمایا تھا - باہم رازداری اور خدا شناسی کی باتین ہوا کرتی تہین - قدسنا اللہ باسرارہما - مصرع فقر ادہم نکہت الفقر فخری مید ہد

یاد بابا حاجی رتن ابن نصر ہندی

آپ کی کنیت ابو الرضا ہے - بعض کہتے ہین - کہ آپ اولیاے اُمت مین سے ہین - اور بعض کہتے ہین - اصحاب مین سے ہین - ایک بزرگ شیخ رضی الدین علی ابن سعید لالا ابن عبد الجلیل غزنوی تہے - جو حکیم سنائی کے چچازاد بہائی تہے - اور حکیم سنائی شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید - اور بایکسوچوبیس مردان خدا کے خلیفہ تہے - یہ بزرگ لکہتے ہین - کہ مین ہجری سنہ چہ سو بیس مین ہندوستان کے اندر آیا اور بابا سے ملا تہا - اُس وقت بابا نے حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام کا خاص شانہ مبارک جو میرے نامزد تہا مجہکو عطا فرمایا تہا اور نیز سرور انبیا علیہ السلام کے جلسہ کی چند باتین فرمائی تہین -

شیخ علاء الدین سمنانی نے ایک کتاب لکہی ہے فصل الخطاب جس مین اُنہون نے احادیث رتنیہ کی تصدیق کی ہے - اور نیز اُس مین خواجہ محمد پارسا بخاری نقشبندی کی بہی روایت لکہی ہے اس کتاب مین لکہا ہے - کہ مین شیخ علی لالا کی خدمت مین پہونچا - اور بابا کے ہاتہ سے شانہ ملنے کا معاملہ مینے سنا - اور وہی شانہ آج مجہکو پہونچا ہے - لیکن محدثین کی جماعت ان پر طعن کرتی ہے -

کہتے ہین - سبکتگین کا بیٹا سلطان محمود - حدیث نبوی ایسے شخص سے سنا چاہتا تہا جس نے بلا واسطہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہو - اس اثنا مین خبر ملی - کہ ہند مین ایک بڑے معمر شخص موجود ہین - جو اپنے تئین صحابہ مین شمار کرتے ہین - سلطان نے کمال عزت اور التجا کے ساتہ آپ کو غزنین مین آنے کی تکلیف دینی چاہی - مگر آپنے آنا قبول نہین کیا - جب تک بہت سا مال و متاع آپ کے پاس نہین پہونچا - جب آپ کہ بیر فرتوت تہے دار الخلافۃ مین پہونچے - تو سلطان نے استقبال کیا - اور طلائی و نقرئی پہول آپ کے گہوارہ پر نثار کیئے آپنے اپنے ہاتہ سے اُن منتشر سنگریزون کو فراہم کیا یہ حال دیکہکر سلطان اور نیز تمام امرا سخت متعجب ہوئے اور دریافت کیا - کہ اولًا اس قدر علما اور مشائخ آپ کی طلب مین گئے - مگر آپنے قبول نہ کیا - جب تک ہمنے مال نہین بہیجا - اور یہان بہی آپ کی طرف سے حجریات دفراہم کرنا دیکہا گیا - یہ اصحاب فنا کا کام نہین ہے - آپنے جواب مین یہ دو حدیثین روایت

گین - ایک یہ[۵۱] اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ دوسری یہ[۵۲] یَشِیْبُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ فِیْہِ خَصْلَتَانِ الْحِرْصُ وَطُوْلُ الْاَمَلِ یہ دو حدیثین سنا کر آپنے سلطان اور تمام اکابر کی دیرینہ آرزو پوری کی - راقم کے خیال مین یہ بات آتی ہے - کہ جب سوال اس قسم کا تہا - کہ ہیچو فعل کا ارتکاب منصب درویشی کے مناسب نہین ہے - تو مجیب نے مقام جواب مین یہ دو حدیثین بیان کرنے سے تین کام کیے اول آرزوے سلطان پوری کی جو صحابہ کی زبانی حدیث کا سننا تہی - دوسرے از راہ کسرنفسی اپنے تئین عوام مین سے شمار کر کے - دونون حدیثون کو بظاہر سوال مذکور کا جواب بنایا - تیسرے اشارہ سے بتا دیا کہ ہاتہہ آلودہ کرنا حرص اور احتیاج سے نہین ہے - بلکہ روایت حدیثین کی تقریب سے ہے -

شیخ ابن حجر عسقلانی نے کتاب اَلْاِصَابَۃُ فِیْ تَعْرِیْفِ الصَّحَابَۃِ مین بابا کا ذکر لکہا ہے اور آپ کے حالات کے متعلق بہت سی باتین تحریر کی ہین - لیکن اس مین شک نہین - کہ وہ بہرتی کے شائبہ سے خالی نہین ہین - مختصر یہ ہے - کہ بابا کے نفس قدسی نے زمانہ جاہلیت مین عنصری لباس پہنا تہا - ایک قصبہ متعلقہ دہلی یا لاہور مین - اور آغاز ہوش مین آپنے ایک قافلہ کے ساتہہ عربستان کا سفر کیا - عربستان کی سیر کے بعد معاودت کی جب ہند مین واپس آئے تو خبر ملی - کہ پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کی بعثت ہوئی ہے - چنانچہ پہر دریا کے راستہ سے مکہ معظمہ کو کوچ کیا - اور سعادت صحبت سے سرفرازی حاصل کی - چند روز خدمت مین قیام کر کے پہر جانب ہند معاودت فرمائی - اور اپنے مکار نفس کے ساتہہ بہت سی لڑائیان لڑ کر بالآخر فتح پائی - اور تمام جہان کو مشرق سے لیکر مغرب تک ناپ ڈالا - عجیب عجیب خوفناک مقامات مین چلہ کشیان کین - اور جہونپڑیان بنائین - چہٹی صدی مین جو ارباب سعادت تہے - وہ بابا کی بدولت تابعین - رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ کے شرف سے مشرف ہوئے اور بابا نے ساتوین صدی مین رحلت فرمائی - ہوشیار سیاح کہتے ہین - کہ سراندیپ مین صفی اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَامُ کے قدم گاہ کے نزدیک آپ کی قبر ہے -

یاد خواجہ معین الدین حسن حسینی سنجری قدس سرہ

ہجری سنہ پانسو سینتیس مین آپ کی علمی صورت نے عنصری خلعت پہنکر قصبہ سنجر مین جو علاقہ سجستان مین ہے پردہ غیب سے عالم شہود مین ورود فرمایا - لیکن پرورش آپ کی صوبہ خراسان مین ہوئی - آپ کے پدر بزرگوار غیاث الدین حسن نے آپ کو گیارہ سال کی عمر مین یتیم چہوڑا - اسی اثنا مین ایک روز مجذوب الٰہی ابراہیم نام کا آپکے باغ مین گذر ہوا

[۵۱] انسان - احسان کا غلام ہوتا ہے ۱۲ [۵۲] آدم زاد بڈہا ہو جاتا ہے - مگر اس کے اندر دو عادتین جوان ہو جاتی ہین - ایک حرص دوسرے طول امل ۱۲

آپ نے انگور کا ایک خوشہ نہایت ادب اور انکسار کے ساتھہ مجذوب کے آگے پیش کیا - مجذوب کے ہاتھہ مین ایک ٹکڑا نہاتلی کی کھل کا - وہ اپنے دانتون سے چاب کر آپکے منہ مین ڈالا - جب وہ پیٹ مین پہونچا - تو اندرون جسم ایسا روشن ہوگیا - کہ جس سے تمام علائق یک لخت نیست و نابود ہو گئے - لہذا کل تعلقات سے دل ہٹا کر حقیقی رہنما کی جستجو مین چلے - اور تقدیر کی رہنمائی سے اولاً ہرون مین پہونچی - جو نیشاپور کے اعمال مین سے ہے - یہان پر قدوۃ الاولیا خواجہ عثمان ہرونی کی ملازمت حاصل کی - اور مدارج بیعت ادا کرکے ڈہائی سال برابر پہلو نشین دشمن یعنی نفس کی اصلاح مین کمر بستہ رہے - اور بالآخر کامیاب ہوئے جب یہان سے خرقہ خلافت عطا ہوا - اور سند مل گئی - تو دیگر خدا شناسان ملک کی ملاقات کے ارادہ پر جہان گردی شروع کی مشائخ قدس سرہم کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض پایا اولاً کوہ جودی کے دامن مین جو بغداد سے سات منزل دور ہے اسوۃ العرفا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کے حضور مین پہونچے - اور جو کچھہ ازلی حصہ نصیب مین لکھا تہا - وہ حاصل کیا - اسی طرح پر سنجار مین نجم الاولیا شیخ نجم الدین کبریٰ کو - بغداد مین شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی - شیخ اوحد الدین کرمانی - اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کو - ہمدان مین شیخ یوسف ہمدانی کو - تبریز مین شیخ ابو سعید - اور شیخ جلال الدین تبریزی کو - استرآباد مین شیخ ناصر الدین کو - غزنین مین شمس العارفین عبد الواحد پیر شیخ نظام الدین ابو المو ید کو اور لاہور مین شیخ حسین زنجانی مرشد شیخ سعد الدین حمویہ کو دیکھا - اِن باخبر مقبولان بارگاہ ایزدی مین سے ہر ایک کی خدمت مین تہوڑے تہوڑے روز حاضر رہ کر ملازمت کی - رازداری کی باتین ہوتی رہین - اور بہت کچھہ معرفت الٰہی کا سرمایہ بہم پہونچایا - گویا خدائی معرفتون کا آپ خزانہ ہو گئے تہے -

آپ کے حالات کا مختصر بیان اس طرح پر ہے - کہ لوگون سے بہت کم ملتے تہے - پہاڑ اور صحرا کے دامن مین بود و باش رکہتے تہے - ہمیشہ تیر و کمان پاس رکہتے تہے - اپنی خورش شکار سے بہم پہونچاتے تہے - پرانی چندیان پیوند لگا لگا کر پہنتے تہے - کم کہانے کی عادت تہی - صبح کے وضو سے عشا کی نماز پڑہا کرتے تہے - اور دن مین دو دفعہ قرآن ختم کیا کرتے تہے -

ایک دفعہ کا ذکر ہے - آپ سبزوار مین ایک ستم پیشہ شخص کے باغ مین اوترے ہوئے تہے باغبان نے حاضر ہوکر مالک باغ کی ناقابلیت سے کچھہ گزارش کیا - آپنے اوسپر کچھہ خیال نہ فرمایا - اور باغ سے باہر نہین گیے - اسی اثنا مین مالک باغ اپنے تونگرانہ ساز و سامان کے ساتھہ آگیا جب خواجہ معین الاولیا کے نزدیک پہونچا - تو اوس کے جسم پر ہر بُنِ مو مین لرزہ پیدا ہوا - اور چہرہ کا رنگ زرد پڑ گیا - ناچار تونگری شوکت کا ساز و سامان نذر کر کے خادمانہ ہاتھہ باندہ کر

کھڑا ہوا - خواجہ نے ایک بے پروایانہ نگاہ سے اُس کو دیکھا - اُس کے ہوش جاتے رہے - جب باغبان نے حسب ارشاد خواجہ - بیہوش کے منہ پر پانی چھڑکا - تب بیہوشی دور ہو کر ہوش مین آیا - اور نیازمندانہ زمین پر سامنے گر پڑا - ارشاد ہوا - نالائق حرکات سے باز آ - چنانچہ باز آیا - اور بیعت ہوا - اوس کے سب ہمراہیون نے بھی فرمان برداری قبول کی -

کہتے ہین - کہ جس سال معزالدین سام نے دہلی فتح کر کے قطب الدین ایبک کے سپرد کی - اور ہنگام واپسی غزنین کے راستہ مین دنیا سے رخصت ہوا اوسی سال خواجہ کے قدوم مبارک سے خاک دہلی نے شرف حاصل کیا ہے - چونکہ یہان پر لوگون کی آمد و رفت زیادہ ہوئی - اور یہ ہجوم آپ کو پسند نہین آیا - لہذا آپنے اجمیر کی طرف عزم فرمایا - حاکم وقت نے سید حسین مشہدی کو اجمیر کا فوجدار مقرر کر کے خواجہ کے ہمرکاب روانہ کیا - فوجدار کمال دل آوری اور شجاعت کام مین لایا جس کے سبب سے بعض اہل زمین مسلمان - اور بعض مطیع اسلام ہوئے - بالآخر فوجدار نے شربت شہادت پیا - اور وہین ایک پہاڑ پر ہمیشہ کے واسطے جا سویا -

کہتے ہین - خواجہ دو دفعہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے دیدار کے لیے دہلی مین تشریف لائے تہے - اور جس مکان مین اب شیخ رشید مکی کی خوابگاہ ہے - اُس مین اوترا کرتے تھے پہلی بار جو دہلی سے اجمیر کو گئے تہے - تو سید حسین مشہدی فوجدار کے عم بزرگوار سید وجیہ الدین حسینی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر کے ہمراہ لے گئے تھے - ستائیس سال اوس پردہ نشین با عصمت بی بی کے ساتھ بہ خوشی و خورمی زندگی گزاری - اور پسری اولاد بھی ہوئی - ستانوین ۹۷ سال کی عمر آپنے پائی - بعدہ چھٹی رجب ہجری سنہ چھ سو تینتیس ۶۳۳ روز شنبہ کو عالم آخرت کی جانب کوچ فرمایا - اور اجمیر مین خوابگاہ تیار ہوئی - آج اوس کی عمارت نہایت عالیشان ہے - اور ہر سال لوگ گروہ کے گروہ ہر ایک ملک سے عرس کے موقع پر آ کر جمع ہوتے ہین - اور جس قدر مشائخ چشت ہند مین مدفون ہین - سب اپنی خلافت کے سلسلہ کو حضرت خواجہ تک منتہی کرتے تھے قدس اسرارہم سوا ایک سلسلہ شیخ عزیز اللہ منڈو (مانڈو) والہ کے - کہ وہ شیخ رکن الدین نہروالہ سے ملتا ہے - اور شیخ رکن الدین اپنے تئین چھ ۶ واسطے سے خواجہ مودود چشتی تک پہونچاتے ہین - انشاء اللہ العزیز یہ حال اُن کی یاد مین لکھا جاوے گا -

انجمن

یہ انجمن اون خدا بین ذی بصیرت اصحاب کے با فروغ حالات کے بیان مین ہے جنہون نے اپنی نسبت کے

ہاتھ سے معین الاولیا قدس سرہ کی بیعت کا دامن پکڑا - اور آپ کی رہنمائی سے خدا طلبی کے راستے مین قدم رکھا ہے - بعض نے خرقہ خلافت حاصل کر کے زندہ دلی حاصل کی - اور اُن کے سلسلہ پر ارباب دانش گروہ کے گروہ چل ملے - اور بعض نے اس طریقہ پر چلنے کی آرزو ہی نہین کی - اور ہمیشہ اپنے حجرہ وحدت مین تنہا نشین رہے قصہ کوتاہ جن معانی کا چہرہ واضح کے رنگ آمیز قلم نے الفاظ کے صفحہ پر کھولا ہی نہین ہے - اُن معانی کا راستہ اندیشہ اور خیال - سوائے تمثیل کے پاؤن کے کیسے چل سکتے ہین - اس لیئے اس ذی معرفت گروہ کے پر حقیقت حالات کی تعریفات صراحت کے ساتھ نہین لکھ سکا - اور چونکہ تشبیہ سے دل ناخوش اور رسیدہ تھا لہذا تشبیہات سے بھی کام نہ لیا - ناچار ہر ایک کے نسب و حسب - وطن و مرقد - اور بیعت و سلسلہ کے متعلق چند باتین ایسے قلم سے لکھی ہین - جو بالکل سادہ اور صنایع و بدائع کے زیور اور آرایش سے برہنہ ہے - تاکہ سننے والے کو آگاہی ہو -

باوجودیکہ تمثیل اصل کی چہرہ پر ایک نقاب ہوتا ہے - تاہم تمثیل اپنی چمک دمک دکھانے سے - روحانی چہرہ کو آئینہ کی طرح جسمانی عکس کی شکل کر دیتی ہے - تمثیل دور بیٹھے ہوئے - گوشہ نشینون کو ویسے ہی جلوہ کا سامان بہم پہونچاتی ہے - جیسا کہ نزدیک والون کو نظر آتا ہے - تمثیل معنی کی پردہ نشین عروس کی صورت کشادہ رو شاہدون کے طور پر دکھلاتی ہے - اور نیز جن منور چہرون پر مثل آفتاب کے نگاہ دشواری سے پڑ سکتی ہے تمثیل اُن چہرون کو آسانی کے ساتھ نظر آنے والے ماہ وشون کے سلسلہ مین عیان کرتی ہے - لیکن اگرچہ نکتہ آفرین طبیعت ان ساکنان شہر کشف کو تشبیہ و تمثیل کی امداد سے محسوسات کی آبادی مین پہونچاتی ہے اور نیز اُن کو کشفی مکان سے نکال کر خیالی مسند پر اس طرح لا بٹھاتی ہے - کہ جو کچھ سنا جاوے - اقرب بہ فہم ہو - بااینہمہ اگر ناظرین غور سے دیکھین گے - تو عالم غیب کے مستورون کا حال ٹھیک طور پر اس طرح معلوم نہ کر سکین گے کہ جس طرح اُن لوگون کا حال معلوم کر سکتے ہین - جو حواس اور عقول کے میخانہ مین مست پڑے ہین - یہ ایسا ہے کہ جیسے قیاس غائب کا شاہد پر ہوتا ہے - کیونکہ ہر عالم کے ادراک کے واسطے جداگانہ رسم معین کیگئی ہے - ایک عالم کی اشیا کا - دوسرے عالم کی رسمون کے ذریعہ سے ادراک - صرف اُنہین اشیا تک پہونچ سکتا ہے - جو دونون عالم مین مشترک ہین - اس سے آگے خصوصیات تک نہین پہونچتا **مابہ الاختلاف** جو عالم کثرت کی آفرینش کا سبب ہے - معرفت کے سامنے ظاہر نہین ہوسکتا - ہر موجود و ہر مظہر جس کو اسمائی کمالات اور تفصیلی حسن حاصل ہے اُس کی ماہیت کی شناخت ہاتھ نہین آتی - کائنات کے ذرے ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا نہین ہو سکتے - اور راستہ چلنے والا - اس طرح کی رفتار سے منزل تحقیق کو نہین پہونچ سکتا - پس ایسے مقام پر چپ رہنا - سخن کا

مغز پوست سے جدا نہ کرنا - اور راست گوئی سے کام نہ لینا - دورنگی کی علامت ہے -
سنوجی - وہ شخص دانا ہے - جو ہستی کی تعریف کو جس کو ارباب ظاہر نے یونانی حکمت وفلسفہ کی کتابون
مین مکڑی کے تنے ہوئے تانے بانے کی طرح تنا ہے چند پست آواز مگس طینتون کا جال سمجھے - مکھی کی طرح اپنی ہمت
کا بیجہ اوس مین نہ پھنساوے - مانند طفل رنگین باتون کے فریب مین نہ آوے - اپنے تئین اس تھوڑی سی طمع
شناسی پر حقیقت اشیا کا جاننے والا تصور نہ کرے - وہم مین ڈالنے والے کاغذی نقوش کو نگینہ کی طرح صفحۂ دل پر جگہہ نہ
دیوے - جن نقوش نے جگہہ پکڑلی ہے - اون کو مٹ جانے والا سمجھکر فراموشی کی مدد سے صفحۂ دل کو سادہ بنانے مین کوشش کرے

شمئہ دیوانگی می باید و نا دانیم	المولفہ	تیرگی بخشید دل را حکمت یونانیم

اس بلند مرتبہ گروہ کی پیروی سے عرفان کا راستہ اختیار کرکے صفائی قلب وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کی جیسی ریاضت سے حاصل کرے - کشف کی آنکھون سے اصحاب خلوت اور ارباب
جلوہ دونون کا تماشا کرے - ناشناسائی اور وہم پرستی کے کوچہ سے نکل جاوے - اور باطنی ادراک کی روشنی مین حقیقت
کے باغون کی سیر فرماکر جامعیت کے تخت پر بحیثیت خلیفہ متمکن ہو - تاکہ اُس کے قوی ادراک کے سامنے
دوسرے ضعیف ادراک والون کی بحر اور پوچ اصطلاحین - عمدہ حیثیت سے فروخت نہ ہونے پاوین -
اور سب کی استعداد کا ذاتی جوہر - جس قدر و قیمت کا ہو - اُسی اصلی قدر و قیمت پر خریدا جاوے - اُس وقت مضمون
لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ يَقِينًا کا نقد اُس کو حاصل ہوگا - اور اُس کا یقین ایسے بلند درجہ
پر پہونچ جاوے گا - جہان نہ افزونی کو گنجایش ہوگی - اور نہ کمی و کاست کو - اب مین اُن چند اصحاب کا حال
لکہتا ہون - جو اس خوبی اور حسن شمائل کے ساتھہ موصوف ہین -

یادگار ارجمند فرزندان معین الاولیا قدس اللہ اسرارہم

بعض کہتے ہین کہ آپ کے کوئی فرزند نہ تہا - آپ حصور تہے - اور بعض کہتے ہین کہ آپ کی دو بیویان
تہین - ایک سید وجیہ الدین مشہدی کی دختر - دوسری ایک راجہ کی بیٹی جو خواجہ کے مرید ملک خطاب کی قید مین
آگئی تہی - اُس کو مرید مذکور نے پیر کی خدمت مین بہیج دیا تہا - علی ہذا القیاس سلطان التارکین ناگوری کا بیان

۵۱ - اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کین - ہم بہی اُن کو ضرور اپنے رستے دکہائین گے ۱۲
۵۲ - اگر پردہ کہل جاوے - تو مین یقین کے اعتبار سے کچہہ زیادہ نہ ہوجاؤنگا ۱۲ -

بھی خواجہ کے عیال دار ہونے پر دلالت کرتا ہے - جس کو اُن کے فرزند شیخ فرید نے کتاب سرور الصدور مین لکھا ہے - وہ یہ ہے - ایک روز خواجہ معین اولالیا نے عیال دار اور صاحب اولاد ہونے کے بعد مجھہ سے کہا جمید بیشتر جوانی اور تجرد کے زمانے مین جو بات دل مین آتی تھی بطلب یا بلا طلب ظہور پذیر ہو جاتی تھی - اور اب اس زمانہ مین - کہ پیری اور عیال داری دونون ہو گئی ہین - دل مین آئی ہوئی کوئی بات بھی علم سے عین مین نہین آتی ہے - مینے جواب مین عرض کیا - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے حضرت مریم علیہا السلام کا حال یہ تھا کُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا [۵۱] اور ولادت کے بعد یہ درجہ ہو گیا وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ [۵۲] آپ یہ جواب سنکر بہت خوش ہوئے -

خلاصہ کلام یہ - کہ جو بعض اصحاب خواجہ معین الاولیا کو حصور سمجھتے ہین - یہ ان صدر الذکر بیانات کے بموجب محض خیال ہی خیال ہے - بی بی حافظ جمال خاص خواجہ کی دختر ہین - عام شہرت واقعی امر نہین ہے - شیخ رضی کے نکاح مین تھین - جن کی قبر منڈلا کے حوض کے کنارہ پر ہے - جو مضافات ناگور مین سے ہے - اور بی بی دُر کی قبر حضرت خواجہ کی پائین ہے - سید محمد گیسو دراز دوسرے فرزندون کو بی بی عصمت سے سمجھتے ہین - اور خواجہ شمس الدین طاہر کو امۃ اللہ کنیز سے کہتے ہین **مصرع** بجز خدا ئے نداند کسے حقیقتِ حال

چند اصحاب کا خیال یہ ہے - کہ آپ کے اولاد تو ہوئی - مگر خرد سالی سے کوئی بچہ آگے نہین بڑھا - سب خرد سالی مین ہی عالم قدس کو کوچ فرما گئے - بعض نے یہ بھی لکھا ہے - کہ آپ کے فرزندون مین سے چند کس عمرین پاکر درجہ رہنمائی پر پہونچے تھے - اور یہ بیان بہت ہی درست ہے - کہ آپ کے تین فرزند رشید تھے - جو مرشد بھی تھے -

سب سے بڑے خواجہ فخر الدین محمد اجمیری ہین - دونون علم کے کمالات سے آراستہ تھے اور صاحب تصرف بھی تھے - پدر بزرگوار کے بعد شیخی اور ہدایت کی مسند کو انہین کے وجود سے آرائش ہوئی تھی -

جب خواجہ فخر الدین تاریخ پانچوین شعبان ہجری سنہ چھہ سو اکسٹھہ کو دنیا سے رخصت ہو گئے - تو ان کے منجھلے بھائی خواجہ ضیاء الدین ابو الخیر جانشین ہوئے - بعض کے نزدیک آپ کی کنیت ابو سعید ہے بڑے صاحب کمال اور صاحبِ حال تھے - یہ بھی ہجری سنہ چھہ سو پچانوین مین عالم صورت سے رحلت فرما گئے -

---

[۵۱] جب جب زکریا مریم (کے دیکھنے کو اُن) پاس (اُن کے رہنے کے) حجرے مین جاتے تو مریم کے پاس میوہ جات کی قسم مین سے کچھہ نہ کچھ کھانے کی چیز موجود پاتے ۱۲ [۵۲] کھجور کی جڑ کو (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ ۱۲

[۵۳] تنلیہ اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے - شاید حضرت خواجہ کو تجرد کے زمانہ مین قرب فرائض کا رتبہ حاصل تھا -

تیسرے بھائی شیخ حسام الدین صدر الذکر دونون بھائیون سے چھوٹے تھے - یہ لوگون کی نظر سے غائب ہو کر ابدال اور رجال الغیب کے گروہ مین جا ملے تھے - اسواسطے سجادہ نشینی پوتون اور نواسون کی طرف منتقل ہوئی سلسلہ اور خانوادہ کا اجرا خود مشرب چشت کے مالک خواجہ معین الاولیا نے خواجہ قطب الاولیا کے سپرد فرما دیا تھا -

شیخ رفیع الدین بایزید اور شیخ نور الدین محمد اجمیری خواجہ معین الاولیا کے پوتون مین سے تھے - یہ دونون بزرگوار تصوف اور سلوک کے طریقہ مین ظاہر و باطن سے آراستہ تھے - بہت برسون تک آبائے کرام کے سجادہ پر طالبان خدا کی رہنمائی کرتے رہے -

شیخ حسام الدین سوختہ - خواجہ فخر الدین اجمیری کے فرزند ہین - آپ کا سینہ سوز محبت سے داغدار تھا اور آنکھین درد طلب سے اشکبار رہتی تھین - سلطان نظام الاولیا کی صحبت مین جا پہونچے تھے - ان کی قبر قصبہ سانبھر مین جانب مشرق اجمیر کے راستہ پر ہے - اِن کے پدر بزرگوار نے گم شدہ بھائی کی یاد مین اُن کے نام پر ان کا نام رکھا تھا - اِن کے دو فرزند تھے -

ایک خواجہ معین الدین خرد آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ ہین - بیعت ہونے سے پہلے ہی - نفس نافرجام کو لڑائی مین زیر کر لیا تھا - اور خواجہ معین الاولیا کے باطن سے آپ کو فیض حاصل تھا -

دوسرے شیخ قیام الدین بابر بال[۵۱] آپ خوب صورت - دلاور - دلیر - اور بزرگ طینت تھے ان دونون صدر الذکر فرزندان شیخ حسام الدین کے بھی فرزندان نامور ہین -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ - جس کا مطلب یہ ہے - وحدت اور وجوب کی جانب کا کثرت اور امکان کی جانب پر غالب ہونا - اس صورت مین حق عیان ہوتا ہے - اور خلق مختفی جس شخص کو یہ قرب حاصل ہوتا ہے - وہ تمام افعال بلکہ احوال کو حق کی طرف منسوب کرتا ہے - اور اپنے تئین بمنزلہ آلہ کے سمجھتا ہے - اور حضرت خواجہ عیال داری کے زمانہ مین قرب نوافل سے متصف ہو گئے تھے جس کا مطلب یہ ہے - جانب کثرت کا ظاہر ہونا - اور جانب وحدت کا مختفی ہونا - اس صورت مین خلق فاعل نظر آتی ہے - اور حق اوس کا آلہ - بی یبصر و بی یسمع کی حدیث مین اشارہ اسی مرتبہ کی طرف ہے یہ بات میرے ذہن مین آئی ہے ۱۲ راجی محمد غوثی -

۵۱ بال بمعنی عظمت و شان ۱۲ -

شیخ قطب الدین - آپ خواجہ معین الدین خرد کے بیٹے ہیں - اجمیر سے آغاز ہوش میں ہی منڈو (مانڈو)[1] کو چلے آئے - سلطان محمود خلجی نے زمانہ شباب میں ہی - آپ کو خطاب چشت خانی دیکر بارہ ہزار سوار کا افیسر کر دیا تھا - جب ایک مدت کے بعد سلطانی قوت کے اثر سے اجمیر میں اسلام تازہ ہوا - تو سلطان نے اجمیر چشت خان کو دینا چاہا چشت خان کو دلچسپی منڈو (مانڈو) سے ہو گئی تھی اسواسطے قبول نکیا

شیخ قیام الدین کے بیٹے **شیخ بایزید بزرگ** ہیں - آپ صاحب علم تھے - خواجہ معین الاولیا کے روضہ میں برسوں درس دیا - شیخ احمد مجد - اور نیز دوسرے بزرگ آپ کے شاگرد ہیں - جب حکومت دہلی میں ہل چل پیدا ہوئی - تو پیکر پرستوں کا غلبہ ہوا - اُس وقت شیخ بایزید بغداد کی طرف کوچ کر گئے - اور اُسی سرزمین میں ایک عمر گزاری جب خبر ملی - کہ اجمیر میں اسلام کو رونق ہوئی - تو پھر آپ اُن اطراف سے منڈو (مانڈو) میں آئے - سلطان نے اپنے حسن عقیدت میں - شیخ بایزید کو چشت خان کا شریک کر لیا - چشت خان کو یہ شرکت ناگوار گزری - کسی اہم کام کے بہانہ سے شیخ بایزید کو دور پھینک دینا چاہا اور حضور سلطان میں عرض کیا - کہ میرے بھائی شیخ بایزید بزرگ پیشتر مدرس اجمیر تھے - وہان کے اسلام میں سستی آگئی تھی - اس وجہ سے اُنہوں نے جہان گردی کو مناسب سمجھا تھا - اب چونکہ اِس شاہی عہد میں بمقام اجمیر بنیاد اسلام از سر نو قایم ہو گئی ہے - لہذا ایسا سمجھہ میں آتا ہے - کہ اگر صاحب موصوف اجمیر میں بھیج دئے جاوینگے - تو اس جدید بنیاد میں غالباً صورت استحکام پیدا ہو جاویگی - چشت خان کی اس گفت وگو پر - شیخ بایزید کو اجمیر میں رہنے کی اجازت دی گئی - اسی زمانہ میں بعض لوگوں نے حضور سلطان میں یہہ بھی عرض کیا کہ شیخ بایزید بزرگ - خاندان معینیہ میں سے نہیں ہیں - اس پر سلطان نے اپنی قلمرو کے پرانے اور واقف حال عالموں - درویشوں - اور بزرگوں کو فراہم کر کے دریافت حال کیا - مخدوم شیخ حسین ناگوری - اور مولانا رستم نے جو اجمیر کے علما اور مشائخ میں یکتا تھے - اور نیز دیگر اللہ والوں نے شیخ بایزید بزرگ کی درستی نسب پر گواہی دی - شیخ حسین ناگوری نے شیخ بایزید کے فرزندوں کے ساتھہ پیوند خویشی بھی پیدا کر لیا تھا یہ معاملہ بھی ایک عادل گواہ ہے -

یاد چندے از خلفاے معین الاولیا

مولانا ضیاء الدین حامد - آپ حکیم - صاحب علم ریاضیات وطبیعیات تھے - بلکہ اکثر فنون

[1] - مانڈو زمان قدیم میں ایک عظیم الشان شہر آباد تھا ریاست دہار کے پاس مالوہ میں - اب بالکل ویران ہے - سنگین محلات اور

مدّونہ کو تنقیح کے ساتہہ جانتے تھے۔ لیکن مشایخ کے انکار سے آپ کا دل سیاہ تہا۔ جب صفائی کا وقت آیا۔ تو خواجہ کی خدمت سے اعتقاد کے چراغ نے آپ کے دل کو رَوزِ روشن بنا دیا۔

ایک امیر ظالم اور فاسق تہا۔ اُس کو خواجہ کے دیدار کی بدولت توبہ نصوح نصیب ہوئی۔ اور جب وہ راہ تصوف مین راسخ ہوگیا۔ تو اُس کو خوان ولایت کی چاشنی ملی۔ اور اپنے وطن بلخ کو اُس نے چہوڑ کر ہمراہی پیر اختیار کی جس وقت حصار مین ہوپنچا۔ تو اجل کے لشکر نے اُس کی عمر کا حصار توڑ پہوڑ کر تباہ کر دیا۔ اسی مقام مین اس کی قبر بہی ہے۔

اجمیر کے کوہستان مین ایک شخص بہ لباس جوگیان **اجیپال** نامی تہا۔ ریاضت کی بدولت صاحب استدراج تہا۔ طلسمی علمون کی نمود و نمائش بہت کچہہ جانتا تہا۔ اور بہت سے مرید اوس کی خدمت مین جان دہی سارہی کو حاضر رہتے تھے ان مین سے اکثر مریدون کو اجیپال نے سانپ بنا کر حضرت خواجہ کے تکیہ گاہ پر متعین کیا تہا۔ حضرت خواجہ نے موسوی معجزہ کو کام فرمایا۔ چند سانپون کو عصا سے مار ڈالا۔ اور بعض کا سر پکڑ کر زمین مین گاڑ دیا۔ کہتے ہین۔ اُس مقام سے ایک قسم کی گہاس اُگتی ہے۔ جو بجنسہ کہاڑ ہوئے سانپ کی شکل کی ہوتی ہے۔ اور لوگ اُس کا نام چتر اول کہتے ہین۔ یہ ایک لکڑی ہے ظاہر مین سیاہ اور اندر سے سفید۔ اجمیر کے مہرہ بنانے والے اسکی تسبیح بناتے ہین۔ مشہور ہے۔ کہ یہ تسبیح جس کے پاس رہتی ہے۔ وہ سانپ وغیرہ کے آزار سے امن مین رہتا ہے۔

سید حسین مشہدی آپ سلطان قطب الدین ایبک کے امرا مین سردار۔ اور سرکار اجمیر کے لشکر یہ افسر تھے۔ حضرت خواجہ کے خاص مریدون مین سے ہین۔ اس زمانہ مین خنگ سوار کر کے مشہور ہین۔ یہین ایک پہاڑی کے پشتہ پر آپ کی قبر ہے۔

مولانا احمد خادم آپنے ہمیشہ خدمت گزاری مین عمر بسر کی۔ راز دو جہانی کے محرم تھے۔ اجمیر مین قبر ہے

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی۔ آپ کا ظہور مثل آفتاب کے روشنی بیان کا محتاج نہین ہے

سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی سعیدی سوالی۔ آپ خواجہ کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ عارفانہ اشعار کہنے کا ذوق تہا۔ یہ رباعی آپ ہی کی ہے رباعی

اے دوست دل خستہ ہوائے تو گرفت	در باغ وفائے تو نوائے تو گرفت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴ — عمارات۔ حالت تباہی مین ہین۔ ان مین کچہہ بہیل آباد ہین۔ سابقہ زمانہ مین اس کو منڈو لکہتے تہے

آپ مانڈو کہتے ہین ۱۲

	ہر چیز کہ بگرفت برائے تو گرفت		ہر چیز کہ بگزاشت برائے تو گزشت

شیخ نظام ناگوری آپ کا کلمہ غاب خاب پر عمل تھا۔ ہمیشہ اپنے پیر کے آستانہ پر معتکف رہتے تھے۔ اسی طرح پر آپ کی گزران تھی۔ اور جدائی پر ایک لحظہ بھی صبر نہیں کر سکتے تھے۔

شیخ مجدالدین سنجری آپ خواجہ کے سفر اور حضر میں رفیق اور ہمنشین تھے۔ خواجہ کی خدمت اور ملازمت سے۔ جو آپ کی خاص عادت حمیدہ تھی۔ اپنی مراد کو پہونچ گئے۔

غوثی فیض ثمرہ ہوتا ہے عقیدت۔ رغبت۔ اور صدق کے باردر درختوں کا۔ جس زمانہ میں ہم عدم سے وجود میں آئے ہیں۔ اس زمانہ میں ان باردر درختوں کو لوگوں کی بدنصیبی سے پانی نہیں پہونچا۔ جس کی وجہ سے یہ تمام درخت خشک ہو کر ایندھن ہو گئے۔ شیخ عزیز فرید ابن شیخ عزیز سعید ابن سلطان التارکین شیخ حمیدالدین صوفی سوالی ناگوری نے ایک کتاب سرور الصدور تصنیف کی ہے جس میں مذکورہ بالا مضمون کو اس طرح پر درج کیا ہے "ایک روز پدر بزرگوار۔ زبان حقائق بیان سے اس قسم کی حسرت ناک گفت گو فرماتے تھے۔ کہ"

مجکو یہ فرمان ایزدی مشیت اہل زمانہ کو پند و نصیحت کرتے ہوئے کم و بیش تین قرن گزر گیے۔ ہر ایک قرن میں لوگوں کے حالات کے اندر جداگانہ کیفیت دیکھنے میں آئی۔ اول قرن میں ایسا پایا۔ کہ جس وقت میں منبر پر چڑھ کر بے مثل و بے مانند اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مقدس نام کے متعلق حکمت اور بیان کا آغاز کرتا تھا۔ تو منبر کے دونوں جانب حاضرین مجلس گریہ و نالہ شروع کر دیتے تھے۔ پھر دوسرے قرن میں یہ حالت دیکھی گئی۔ کہ اُس اندرونی آگ سے شعلہ بھڑکنے کی کیفیت تو جاتی رہی۔ مگر تاہم اتنی گرمی اور اخگری اثر ضرور باقی تھا۔ کہ اُس کی حرارت۔ واعظ کے قلب سے متجاوز ہو کر سامعین کی بے رغبتی کی سردی کو دور کر دیا کرتی تھی۔ اور تیسرے قرن میں یہ کیفیت ہو گئی کہ تمام حاضرین جن کی طبیعتیں چنگاری کی طرح گرم تھیں مثل کوئلہ کے باہر سے سیاہ اور اندر سے افسردہ ہو گئے۔ یہانتک کہ بجز یہ عادت کے سوا۔ مسجد میں آنے کے واسطے کوئی باعث باقی نہیں رہا۔ اور اب اہل زمانہ کے دلوں میں بجائے رغبت کے میں سراسر نفرت اور کراہت پاتا ہوں۔

اور یہ بھی پدر بزرگوار نے فرمایا۔ کہ"

جس طرح خاتم النبوۃ علیہ السلام کے مبارک عہد میں بہتر سے دل کی خوشبو آتی تھی۔ اسی طرح

اب ایسا زمانہ آگیا ہے - کہ دل سے پتھر کی بوآتی ہے - لہذا اس زمانہ مین جس شخص کی ملاقات سے اہل دل ہونے کی خوشبو تم پاؤ - اُس کو اس طرح غنیمت جانو - کہ جس طرح سامان ارث بے رنج ومشقت مل جاتا ہے - اور مال غنیمت کی مانند مفت سمجھکر غیر مترقبہ نعمت تصور کرو - کیونکہ اس زمانہ مین جوہر دل - مٹی مین پڑی ہوئی کوڑی کا حکم رکھتا ہے -

یاد حکیم ضیاءالدین حامد بلخی

آپ - گوناگون علم حکمت سے آراستہ تھے - کیا الٰہیات اور کیا طبیعیات - لیکن سیاہی باطن سے تصوف کی اصطلاحات کو واہی تباہی باتین سمجھکر گریزان رہتے تھے - ایک روز تقدیر سے آپ کا گذر ایک صحرا مین ہوا جس مین خواجہ معین الاولیا اپنے رفیق کے ساتھ ایک کلنگ کا شکار کر کے کباب سینک رہے تھے - سیمخن کو تاہ حکیم کو بھوک نے یہانتک مجبور کیا کہ ان دونون بزرگون کی خدمت مین جانا پڑا جب اُس شکار کا لقمہ حلق کے نیچے اُترا - تو تمام فلسفی حروف بھول گئے اور اُن کی آواز یاد سے جاتی رہی اور انکار کا سرمایہ نقد اعتقاد کے عوض فروخت کر دیا - آپ مع اپنے تمام شاگردون کے بیعت ہوگئے - اور بہرِ درجہ ولایت سے بھی سرفراز ہوئے - مصرع ولایت باسعادت ہم قرین شد -

یاد شیخ حمید الدین دہلوی رحمہ اللہ

جس سال اور مہینے مین سلطان شہاب الدین محمد سام غوری کی ہیبت سے راجہ پتھورا نے ملک عدم کا راستہ لیا - اور دارالسلطنۃ دہلی فتح ہوا - اُنہین ایام مین خواجہ معین الاولیا غزنین سے لاہور مین تشریف لائے - اور لاہور سے دہلی مین - اثناے راہ مین ایک روز ایک بتخانہ کے آگے - سات آدمیون کو دیکھا کہ تمام آسایش و آرام سے درگزر کر چند تراشیدہ پتھرون کی پرستش مین مصروف ہین - جو شخص سب مین بڑا تھا - اُس کے ساتھ خواجہ نے ایسی رہنمایانہ گفت گو کی - اور ایسا نصیحت آمیز کلام فرمایا - کہ وہ اسلام کا عاشق ہوگیا - اور اُس نصیحت کی بدولت سب کے سب صورت پرستی کی قید سے نکل کر صورت آفرین خدا کی پرستش کرنے لگے - خواجہ نے سب سے بڑے شخص کا نام حمید الدین رکھکر دوسرون کے نام رکھنے کا ارادہ کیا ہی تھا - کہ اُن سب نے التماس کیا - ہمنے جس طرح کفر مین اور نیز اسلام مین شرکت باتھ سے نہین

جانے دی - اسی طرح بہتر یہ ہے - کہ نام مین جی ہم سب شریک ہی رہین - اس سبب سے ساتون اشخاص اسی قلم کے ساتھہ نام زد تھے -

یاد شیخ مجد الدین سنجری

آپ نے - پیر کی جہان پیمائی کے زمانہ مین - پیر کی ہمراہی اور کمان برداری سے اپنے تئین کسی وقت باز نہین رکھا اس سبب سے آپکی رسائی کا تیر ملازمت پیر کی بدولت - مراد کے نشانہ پر جا لگا -

یاد شیخ نظام ناگوری قدس سرہ

آپنے اپنی گوشہ نشینی کے واسطے - اپنے پیر بزرگوار کے عالیشان آستانہ پر ایک گوشہ اختیار کر رکھا تھا - درگاہ کی خاک سے کبھی سر نہین اٹھایا - اور پیر کی خدمت سے ایک لحظہ کی جدائی کو بھی کمال نقصان کا باعث سمجھتے تھے اور اکثر پیر کی زبان مبارک پر یہ کلمات آجاتے تھے - ہمارا فخر فخر الدین کے ساتھہ - اور ہمارا نظام نظام الدین کے ساتھہ ہے - مصرع - ناوک اہل وفا باد ہمیشہ بر ہدف -

یاد شیخ فخر الدین احمد اجمیری رحمہ اللہ

آپ کو پیر کی خدمتگاری اور پرستاری مین درجہ غلامی حاصل تھا - اور پیر کے ناصحانہ کلام کو قلم سے لکھا کرتے تھے - تمام اپنی زندگی - عبادت - اور ریاضت مین وقف کر رکھی تھی -

یاد شیخ عبد اللہ رازی

آپ اولاً ایک آتش پرست تھے - خواجہ عثمان ہرونی سے مثل خلیل اللہ کرامت دیکھکر اسلام قبول کیا تھا - مع خاندان آپکے اسلام لانے کا قصہ طول طویل ہے - سابقہ کتب تواریخ مین لکھا ہوا ہے - دیکھ لیا جاوے آخر کار خواجہ معین الاولیا کی نظر معرفت سے ولایت اور کمالات کی چاشنی حاصل کر کے درجہ حق شناسی پر سرفراز ہوگئے -

یاد شیخ صفی الدین ابراہیم پور عبد اللہ رازی

آپ وہی طفل ہین جس کو گند ہے پر بٹھا کر خواجہ عثمان ہرونی قدس اللہ سرہ مشتعل آگ مین گھس گئے تھے

گئے تھے اور نمرودی آگ والا ابراہیمی جلوہ دکھا کر صحیح وسالم نکل آئے۔ کہتے ہین آپ بہ تلاش پیر ہندوستان مین آئے تھے۔ جب اجمیر مین پہونچے تو خواجہ معین الاولیا کی ملازمت سے شرف حاصل کیا۔ اور خواجہ کی خدمت کے واسطے کمر باندھ کر کھڑے ہوگئے آخر کار ہمّت کے ہاتھ سے ولایت اور سعادت کا دامن پکڑ ہی لیا۔ اور رحلت کے بعد آپ کے روضہ کی دیوار کے نیچے قبر کی جگہہ ملی۔

طالبان ہدایت کو واضح ہو۔ کہ صاحبان ارشاد کی تلاش کا خیال ایک تخم ہے جس کو نہ معلوم تقدیر کونسے دل کی مہیا زمین مین بو کر اُس دل والے کے ہاتھ۔ اور بازون مین ایسا دہقانی حوصلہ اور کاشتکارانہ سلیقہ عطا کرے۔ جس کے ذریعہ سے تخم خیال کی پرورش ہوسکتی ہے۔ تاکہ وہ اہل دل اُس بوئے ہوئے تخم کو شائستہ عمل کے ساتھہ سرسبز کر کے نشوونما مین لاوے۔ اور اُس کے محصول سے خود فائدہ اوٹھا کر ذی احتیاج خوشہ چینون کو بھی اُن کی استعداد کے موافق روزی پہونچاوے۔

یاد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

آپ شیخ کمال الدین احمد موسیٰ اوشی کے فرزند ہین۔ اُوش ماوراالنہر مین ایک قصبہ ہے۔ کہتے ہین۔ ڈہائی برس کی عمر تھی۔ کہ آپ یتیم ہوگئے۔ جب پانچ سال کے ہوئے۔ تو آپ کی مان نے ایک مہربان ہمسایہ کے سپرد کیا۔ کہ کسی ذی علم معلم کے مکتب مین بٹھا آوے اثنائے راہ مین ایک نورانی شکل پیر ہمراہ ہوگئے۔ ان دونون بزرگون نے بالاتفاق آپ کو مولانا حفص کے سپرد کیا۔ اور اُس خضر صورت پیر نے اُستاد سے سفارش کی۔ کہ یہ لڑکا اولیائے کرام مین سے ہوگا۔ اِس کی تعلیم مین کاہلی نہ کی جاوے۔ غالبًا یہ نورانی شخص خضر علیہ السلام تھے آپ کو آغاز ہوش مین پیر طریقت کی تلاش ہوئی۔ چاہا۔ کہ شیخ محمود کے مرید ہو جاوین۔ کہ اسی اثنا مین خواجہ معین الاولیا اوش مین تشریف لائے۔ آپ پہلی ہی ملازمت مین بیعت ہوگئے۔ اور بہت تھوڑے عرصہ مین خلعت خلافت پہنکر سرفرازی حاصل کی بیس سال کی عمر مین ہدایت دہی کی استعداد بہم پہونچا کر بہت سے ارباب سعادت کو دونون عالم کے کمالات پر پہونچایا

اُس زمانہ مین آپ کا وظیفہ شبانہ روز کا یہ تھا ڈہائی سو رکعت نماز اور تین ہزار بار درود۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو بقید تاہّل پابند کر دیا تھا۔ اِس سبب سے تین روز تک معینہ معتاد ادا نہ ہوسکا۔ تیسری شب رئیس احمد کو جو آپ کے خاص مریدون مین سے ہین۔ خاتم الانبیا علیہ السلام کا شرف ملازمت خواب مین حاصل ہوا فرمایا احمد۔ ہمارا اسلام قطب الدین کو پہونچا دو۔ اور یہ کہو۔ تین راتین ہوئین۔ اُن کا تحفہ ہمارے پاس نہین آتا ہے جب

یہ پیغام خواجہ کے کان مین پہونچا - تو خواجہ قطع علاقہ کرکے پیر بزرگوار کی تلاش مین وطن سے چلے - اور بغداد کا راستہ لیا
جب بغداد مین پہونچے - تو شیخ الشیوخ شہاب العرفا سہروردی شیخ اوحدالدین کرمانی - اور نیز اوس شہر کے دیگر مشایخ
قدس سرہم کی ملازمت حاصل کرکے استفادہ کیا - ایک روز خبر ملی کہ خواجہ معین الاولیا شہر دہلی مین تشریف رکھتے
ہین - جو ہند کا پایہ تخت ہے - لہذا وہان سے شیخ جلال الدین تبریزی کی رفاقت مین ہندوستان کی طرف
روانہ ہوئے - جب ملتان مین پہونچے - تو شیخ بہاءالدین زکریا کی محبت کی وجہ سے یہان چند روز توقف فرمایا -
اس زمانہ مین ترکون کے لشکر نے خطا و ختن سے آکر ملتان کے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا - قباچہ بیگ - وہان کا حاکم
تھا - اُس نے دعا کے واسطے التجا کی - کہ دشمنون کی آفت اور ایذا دور ہو جاوے - خواجہ نے اُس کو ایک تیر
عنایت کرکے فرمایا - کہ رات کے وقت برج سے ترکون کے لشکر کی طرف چھوڑ دینا - چنانچہ جیسا ارشاد تھا تعمیل کی
گئی - بحکم خدائے لایزال صبح تک دشمن کے لشکر مین سے اطراف قلعہ مین ایک متنفس بھی باقی نہین رہا -

القصہ خواجہ نے دہلی کے دل کشا خطہ مین پہونچکر کیلوکھری مقام مین قیام فرمایا - دہلی کے شیخ الاسلام
شیخ جمال الدین محمد بسطامی - اور قاضی حمیدالدین ناگوری جن کا نام محمد ابن عطا ہے - ان اصحاب کی آمد و رفت
ہمیشہ آپ کی صحبت مین رہتی تھی - لیکن بوجہ زیادہ مسافت ہونیکے دیر دیر سے پہونچتے تھے - اور اس سبب سے
دل تنگ رہتے تھے - لہذا سلطان شمس الدین التمش کی خدمت مین عرض معروض کرکے خواجہ کو شہر مین لے آئے
اور ملک اعزالدین کی مسجد کی برابر مین آپ کے اُترنے کے واسطے ایک مکان تجویز کیا - خواجہ نے چند روز بعد
خواجہ معین الاولیا کی خدمت مین عریضہ بھیجکر اجازت حاضری چاہی - جواب پہونچا - کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ [۵۹]
وہین ٹھیرو - کیونکہ ملاقات کا مقام دہلی ہی قایم ہو چکا ہے - درویش بھی انشاءاللہ وہین آتا ہے ناچار قیام پر راضی ہونا
پڑا - چند روز بعد پیر بزرگوار دہلی مین تشریف لائے - اور اون کی ملازمت سے خواجہ نے دلی مراد پائی -
بعض کہتے ہین - کہ جب قطب الاولیا اپنے جملہ دوستون اور متعلقین کے ساتھ ہمراہی پیر روانہ اجمیر ہوئے
اور سلطان اقلیم شمس الدین التمش نے مع تمام امرا اور شرفائے شہر کے عقب سے نالان اور حیران پہونچکر
کمال منت اور سماجت سے خواجہ کو لوٹانا چاہا - تو اُس وقت خواجہ معین الاولیا نے بھی فرمایا - قطب الدین - ایک
شہر بھر کا دل شکستہ کرنا درست نہین ہے - اور ہمارا فیض کچھ قرب مکان پر منحصر نہین - لوٹ جاؤ - اور خوش رہو -
ہم اور تم ہمیشہ ملے ہوئے ہین - اور اس جگہہ فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ [۵۹] ذکر خط مین -

---

[۵۹] آدمی جس کو دوست رکھتا ہے - اوسی کے ساتھ ہوتا ہے - ۱۲

ایک روز قاضی حمید الدین ناگوری - خواجہ محمود پوستین دوز - شیخ بدر الدین غزنوی - اور شیخ تاج الدین منور اوشی آپ کی ملازمت میں حوض شمسی کے کنارہ پر ایک مسجد کے دالان میں جمع تھے - اور باہم حقائق کی گفتگو ہو رہی تھی ناگاہ ایک شتر سوار جو کبود پوش تھا - اُس حوض کے کنارہ سے غسل کر کے نکلا - اور شیخ تاج الدین منور کو کہا - کہ ابو سعید دمشقی جو دیرینہ نیاز مندوں میں سے ہے - اُس کا سلام خواجہ کی خدمت میں عرض کرو۔ جب شیخ تاج الدین نے ابو سعید کا نام سنا - فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے - جب تک شیخ تاج الدین اُس کنارہ تک پہونچیں - تب تک وہ نظر سے غائب ہو گئے -

خواجہ کی بعض خارق عادات کرامتیں لکھتا ہوں - شیخ نظام الاولیا کہتے ہیں - ایک روز اثنائے راہ میں جس مقام پر آپ کی خوابگاہ ہے - بہت دیر تک کھڑے رہے - اور روتے رہے - اور فرمایا - کہ اس زمین سے دلہائے سوختہ افروختہ کی بو آتی ہے - اُس کے مالک کو بلایا - اور کچھ روپیہ دیکر زمین مذکور خرید لی -

نیز شیخ نظام الاولیا کہتے ہیں - چونکہ خواجہ کسی کے دئے ہوئے روپیہ کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے ناچار متعلقین کو روز مرہ کے خرچ کے واسطے قرض لینا پڑتا تھا - ایک روز ایک قرض خواہ نے اپنا قرضہ مانگنے میں آپ کے لوگوں پر بڑائی جتائی - لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ[۱] اُن لوگوں نے دل تنگ ہو کر عہد کیا - کہ قرض نہ کرینگے اگرچہ فاقہ سے مر جاویں - آپ کو اس کیفیت پر اطلاع ہوئی - تو تمام لوگوں کو جو خانہ نشین تھے - فرمایا - کہ اس طاق سے فی کس ایک کاک (روغنی روٹی) گرم روزانہ لے لیا کریں - چنانچہ لے لیا کرتے تھے - اس سبب سے آپ کا نام کاکی ہو گیا -

نیز شیخ نظام الاولیا کہتے ہیں - کہ ایک روز میں قطب الاولیا کے مرقد مبارک کی زیارت کر رہا تھا - اُس وقت یکایک میرے دل میں یہ خطرہ گزرا - کیا صاحب روضہ کو زائر کی آمدورفت سے آگاہی ہوگی ناگاہ زبان غیب سے یہ بیت میرے کان میں پہونچی - جس نے مجکو آگاہ کیا - **نظامی**

مرا زندہ پندار چون خویشتن	من آیم بجان گر تو آئی بہ تن

کہتے ہیں - کہ شیخ علی سجستانی کی خانقاہ میں - ہجری سنہ چھ سو سینتیس تھا - (اور مشائخ چشت کے بعض تذکروں میں پینتیس لکھا ہے - اور یہی بیان صحیح اور درست بھی ہے) کہ ایک قوال آیا اور یہ بیت گائی بیت

کشتگان خنجر تسلیم را	ہر زمان از غیب جانے دیگر است

[۱] - صاحب حق کو حق گفتار حاصل ہے - ۱۲

خواجہ قطب پر بیہوشی طاری ہوئی - اور تین روز تک یہی حالت رہی - جب ہوش ہوا - اور حال دگرگون دیکھا گیا - تو قاضی حمید الدین نے جانشین کے لیے التماس کیا - فرمایا - پیر بزرگوار کا خرقہ خاص مع مصلی - عصا - اور نعلین کے شیخ فرید الدین مسعود کو پہونچا دینا چاہیئے - کیونکہ خانوادہ چشت کا چراغ انہین سے روشن ہوگا - بعدہٗ روز ۱۴ شنبہ تاریخ چودھوین ربیع الاول کو آپ واصل محبوب حقیقی ہوئے - خوابگاہ دہلی -

انجمن فرزندان وخلفائے کامگار خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی

انسانی مخصوصات اور اوصاف کے دائرہ کا مرکز - شیوہ سخن دانی اور معرفت ربانی ہے - اور ان دونون عالی قدر جوہرون کا معدن - ذی فیض عالمون - اور صاحب ارشاد خداشناسون کی مجلس عَلَیْہِمْ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰنِ نَعَلَیْکَ بِالدَّوَامِ لِلْمُلَازَمَۃِ[لہ] کہتے ہین - آپکے دو بیٹے تے - ایک خواجہ محمدؐ - یہ خورد سالی مین ہی دنیا سے کوچ کر گئے - دوسرے خواجہ تماجی - اِن کو رحمانی جذبات اور سکر وصحو کے حالات زیادہ رہتے تھے - ان کی خوابگاہ ان کے پدر بزرگوار کے مرقد کی برابر مین ہے - آپ کے خلفائے کرام بہت سے ہین - مین بعض کے ذکر پر اکتفا کرتا ہون -

(۱) اشرف الخلفا شیخ الاسلام مخدوم **شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ** ہین - آپکے حالات شہرت مین مثل آفتاب ہین - یہ چند فقرے آپ کے دل پذیر کلام مین سے ہین - یعنی فنا -

(الف) مرتبہ ممکنات مین عبارت ہے اِس سے - کہ سالک اپنے حول وقوۃ سے باز آوے -

(ب) مقام تحقق صفات مین عبارت ہے اس سے - کہ سالک جملا امور کی نسبتین اپنی طرف سے ساقط کردے - اور

(ج) مقام شہود ذات مین عبارت ہے اس سے - کہ اپنی ہستی سے فراموش اور غائب ہوجاوے اور بقا -

(الف) - اولین درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے - کہ انسان کامل موجودات ممکنہ مین تصرف کرے حق سبحانہ کے حول وقوۃ سے -

(ب) دوسرے درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے کہ انسان کامل اپنے تئین متصف باخلاق آلہی کرے - ملدر

لہ - ان پر رحمانی رحمت نازل ہو - پس تمہارے اوپر - دوام ملازمت لازم ہے - ۱۲

ج- تیسرے درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے - کہ انسان کامل اپنے تئین ذات باری تعالیٰ پر محیط کردے
جو صوفی باقی بعد الفنا ہوتا ہے - وہ ہمیشہ ظاہر مین شریعت کے لباس سے آراستہ - عالم صفات مین
مراسم طریقت ادا کرنے والا - اور ہنگام تجلی ذات - حقیقت قایم کرنے کے ساتھ متصف ہوتا ہے -

(۲) **شیخ محمود نہروالہ** آپ اپنے پیر کے جمال باکمال پر عاشق تھے - ہنگام دیدار کبھی پلک نہین مارتے
اور خدمت حضوری سے دوری کبھی پسند نہین کی - برخلاف شیخ گنج شکر کے - کہ وہ دوری کو نزدیکی کے مقابلہ
مین پسند کرتے تھے - اور اس باب مین ذوی ارادت صوفیون کے دو مشرب ہین - بعض کا خیال یہ ہے - کہ مبادا
بمقتضاے بشریت پیر کے حضور مین خادم سے کوئی ایسا امر سرزد ہو جاوے جس مین سوء ادب کا لگاؤ پایا جاوے
اور یہ بات مخدوم کے تکدر خاطر کا باعث ہو - لہذا دور رہنا - اور پیر کے عادات کا تصور باندہ کر اپنے تئین اُس مین
فانی کرنا بہتر ہے اور بعض نے حضور اور نزدیک رہنے کو اولیٰ سمجھا ہے - اور بُعد پر قرب کو فضیلت ہونے کے
بارہ مین بہت سی دلیلین بیان کی ہین - اور دوری پسند کرنے والون کی دلیل کو رد کیا ہے - اور کہا ہے - کہ
تہوڑے سے ضرر کے احتمال سے فوائد کثیرہ کو چھوڑ دینا عقلاً اور نقلاً مستحسن نہین ہے وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشِقُونَ مَذَاهِبُ[۱]

(۳) **شیخ معز الدین دہلوی** - آپ اولاً تخت دہلی کے سلاطین کے نائب رہ چکے ہین مگر
بعد مین قطب الاولیا کے نظر اور کرامات نے آپ کو درویشی کی طرف کہینچ لیا - لہذا تونگری لباس کو فقیری خرقہ سے
بدل ڈالا - اور پیر کی خدمت مین بیعت ہو گئے - اور معنوی کامیابی حاصل ہوئی -

(۴) **شیخ حامد الدین احمد نہروالہ** - آپ گجرات کے نامور عالمون مین سے تھے - خدا شناسی
کا شوق تہا جب قطب الاولیا کی رہنمائی کا شہرہ منو اثر آپ کے کان مین پہونچا - تو عزم دہلی کر کے شرف ملازمت
حاصل کیا - مرید ہو گئے اور بیعت کے بعد ضعف خلافت پاکر دارین کامیاب ہوئے -

(۵و۶) **قاضی سعد قاضی عماد** ان دونون صاحبون کا تعصب بناے بدعت منہدم کرنے
مین حد سے زیادہ بڑہا ہوا تہا - ایک روز سماع روکنے کے ارادہ سے قطب الاولیا کی خانقاہ مین پہونچے -
رَوَّحَ اللّٰهُ رُوحَهُ چونکہ صوفیوں کے سماع مین خفائی نشہ اور بے اختیاری نشان تھا - اس واسطے آنے والے
بہی جن کی طینت مین منع کرنا داخل تہا - وقص لہ ہاتہ ہلانے مین شامل ہو گئے اور یہ مرید بہی ہوئے بیعت -

کہ روی بر سر آن کوچہ وہشیار آئی	دعویٰ زہد تو آن روز مسلم

[۱] جس شے کے ساتہ لوگ عشق رکھتے ہین - اس کے بارہ مین ان کے جداگانہ طریقے ہوتے ہین ۱۲ -

یاد شیخ محمود نہروالہ

تحیا رما کی

آپ قطب الاولیا کے مرید ہیں۔ قدس سرہ ہمیشہ پیر کی ملازمت میں رہ کر ایک پلک مارنے کی بھی جدائی اپنے واسطے پسند نہین کی۔ اس مین شک نہیں۔ خداوندان ارادت یعنی مریدین کا دستور دو طرح پر ہوتا ہے بعض مرید ہمیشہ مرشد کے دیدار پر گویا آنکھین بھی دیتے ہین۔ اِس خیال سے کہ حقیقی جمال کا مشاہدہ اسی خدا نما آئینہ مین ہوتا ہے۔ اور اس ذریعہ سے تمام ظلمانی اور نورانی حجاب جو ہستی موہوم اور وجود حق کے درمیان مین ہوتے ہین۔ ہٹا دیتے ہین۔ اور جدائی کا نام زبان پر لانے کو طریقت کے اندر ناجائز سمجھتے ہین۔ اور بعض مرید۔ پیر کے ساتھ یک جہتی اور محبت مستحکم طور پر قایم کر کے ہمیشہ دوری مین پیر کا حلیہ نظر کے سامنے رکھتے ہین۔ اور ان کو جو کچھ عشق ہوتا ہے۔ غائبانہ ہوتا ہے۔ ملازمت اور صحبت پیر سے گوشہ تنہائی کی طرف بھاگتے ہین۔ خوف یہ ہوتا ہے۔ کہ مبادا از روئے بشریت کوئی بات خلاف ادب سرزد ہو جاوے۔ کہتے ہین۔ کہ فریدالحق گنج شکر بھی خیال کر کے ایک مدت کے بعد خدمت پیر مین حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور مجلس سے جلدی ہی اوٹھکر اپنے حجرہ مین چلے جایا کرتے تھے۔ اور محمود الدہر نہروالہ نے یہ رفتار پسند نہین کی۔ اور پیر کی خدمت سے اپنی زندگی مین کبھی دور نہین ہوئے۔ اور پیر کی اجازت سے پیر کی رحلت کے بعد گجرات کو چلے گئے۔ نہروالہ مین قیام کیا۔ اور وہین خوابگاہ بھی اختیار کی۔

یاد حاجی مجدالدین حاجرمی دہلوی رحمہ اللہ

آپ بھی علوم کے عالم تھے۔ مگر سلوک کا قدم۔ علم ظاہر کے تنگ کوچہ سے باہر نکال کر شوق اور عشق کے میدان مین کبھی نہین ڈالا تھا۔ ہمیشہ صاحب سماع صوفیون کی سرزنش کیا کرتے تھے۔ بالخصوص قطب الاولیا اور قاضی حمیدالدین کی مجلس سماع کے انکار پر تو آپ کی زندگی تھی۔ آخر کار جب وقت آیا۔ تو آپ کی قابلیت نے صوفیون کے عالی مرتبہ گروہ کی طرف اعتقاد پیدا کیا۔ واقف کار راستہ چلنے والون۔ صاحب قیاس درویشون اور کامیاب عارفون کی امداد سے مجلس رقص و سرود پر فریفتہ ہو گئے۔ آپ کی یہ ایک دلچسپ بات ہے۔ کہ محبت کے سات لائقہ مقام ہین۔ ان مین پہلا مقام یہ ہے۔ کہ محبوب کے ساتھ موافقت ہو۔ اور اس مقام کا چھوٹے سے چھوٹا درجہ یہ ہے۔ کہ محبوب کے فرمان پر سر جھکا دیا جاوے۔ جب تک کسی کو یہ مقام حاصل نہین ہوتا۔ آگے کو

قدم اُٹھانا دشوار ہوتا ہے - لیکن جس وقت محبت مین جوش آتا ہے - صبر - آرام - خواب - خورش - ہوش اور خرد یہ سب کے سب کوچ کر جاتے ہین - اور نالہ - فریاد - بیخودی - بیدلی - گریہ - اور شیفتگی - یہ تمام صورتین پیدا ہو جاتی ہین - اس وقت مین اگر حکم کے دائرہ سے فرمان برداری کا قدم کسی شخص کا باہر جا پڑے - اور وہ سماع مین دست افشانی کرنے لگے - تو معذور ہوگا - کہتے ہین - قاضی سعد اور قاضی عماد - سماع کے انکار مین قاضی حلجرمی کے شریک غالب تھے ایک روز قطب الاولیا کی مجلس سماع گرم تھی اور صوفیون کی جماعت نالہ وفغان کر رہی تھی - اس مجلس کے برہم کرنے کا ارادہ کر کے دونون قاضی مجلس کی عین گرماگرمی کے وقت چلے آئے مگر یہان پہونچکر پابندی شریعت کی طاقت ایک بارگی جاتی رہی - اور صوفیون کی طرح دست افشانی کرنے لگے - جب پھر اپنی اصلی حالت پر آئے - تو اس عجیب وغریب حرکت سے سخت متعجب ہوئے - آخرکار منصب قضا چھوڑ کر صوفیانہ حجرون مین آ بیٹھے - اور کاملانِ زمانہ ہو کر درجہ شہادت حاصل کیا -

یاد شیخ وجیہ الدین یحییٰ دہلوی رحمہ اللہ

صفائی - پرہیزگاری - ریاضت کا فروغ - اور آشنائی کی شعاع - یہ صفات آپ کے اقوال اور افعال مین موجود تھین - ہمیشہ آنکھون مین آنسو جی مین شوق - لبون مین نالہ وولولہ - اور دل مین غم وبے آرامی رہتی تھی زمانہ پرست لوگون کے ملنے سے کنارہ رہنا - اور تمام وکمال زمانہ زندگی - خاموشی کے ساتھ بسر کرنا - آپ کی عادت مین داخل تھا - رحلت کے بعد دہلی مین خوابگاہ بنائی گئی -

یاد شیخ فخرالدین زاہدی

مولد اور خوابگاہ دونون میرٹھ مین ہین - اسکندر فیلقوس کے خاندان مین اور خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے ہم عصر تھے کہتے ہین - ایک سال مال ومتاع سے بھری ہوئی ایک کشتی دریائے جمنا مین ڈوب گئی جن مال والون کو نقصان پہونچا تھا - اُنھون نے اپنا حالِ درد - خواجہ کی خدمت مین عرض کیا - خواجہ نے فرمایا - دریا کا یہ کنارہ اِس درویش کے سپرد ہے - اور وہ کنارہ برادر فخرالدین سے تعلق رکھتا ہے - چونکہ کشتی اُس کنارہ پر ڈوبی تھی لہذا آفت زدہ لوگ شیخ فخرالدین کے آستانہ پر حاضر ہو کر رونے پیٹنے لگے - شیخ نے اس مضمون کا رقعہ لکھکر دریا مین ڈالا - کہ کشتی کو صحیح وسالم کنارہ پر پہونچا دیوے - رقعہ نیچے بیٹھ گیا - اور کشتی مع مال ومتاع پانی کے اوپر آگئی

کہتے ہین - ایک روز چالیس آدمیون مین سے ایک آدمی نکلکر آپ کے پاس آیا جس کی پیشانی پر کلمۂ طیبہ کے حروف لکھے ہوئے تھے - اوسنے کہا - کہ آسمانی آفت اِس ملک کے واسطے بھیجی گئی ہے - لیکن یہ شہر اس زاہد کے ظلِ حمایت مین ہے - لہذا خرابی سے محفوظ رہیگا - اس بنیاد پر آپ کا سلسلہ زاہدی لفظ کے ساتھہ مشہور ہوا مصرع

قبولِ بندگی مخصوص او باد

یادِ شیخ شہاب الدین حق گو

آپ شیخ فخر الدین زاہدی کے فرزند ہین - اور اپنے پدر بزرگوار کے ہی مرید بھی ہین - جہان گردی کا خیال پیدا ہوا تو باپ سے اجازت چاہی - مگر وہ قبول نہین ہوئی - چونکہ باپ کی ناخوشی سے بھی آپ کا ارادہ فسخ نہین ہوا - تو باپ نے دعا دی - کہ جس کو تم سرآوردہ کرو - خدا کرے وہ تمہارے ساتھہ ایسا برتاؤ کرے جیسا تم میرے ساتھہ کرتے ہو - بات ختم ہوئی - جب آپ دہلی مین پہونچے - تو شروع شروع مین کسی نے ازراہ قبول آپ کی عزت نہین کی - آپنے غصہ مین آکر فرمایا - کہ مین اس اقلیم کی سلطنت فروخت کرتا ہون - خریدار کی تلاش ہے محمد شاہ راستہ مین جا رہا تھا جو تغلق شاہ کا بیٹا - اور شیخ نظام الاولیا کا مرید تھا - اُس کے کان مین یہ آواز پہونچی - نیازمندانہ - آواز دینے والہ کے پاس آبیٹھا - اور نرمی کے ساتھہ عرض کیا - اِس متاع کا خریدار مجکو سمجھیے - آپنے فرمایا - تیری منکسرانہ گذارش پر تجہہ کو مفت دیدی گئی - تغلق شاہ کو یہ واقعہ ناگوار گزرا - لیکن جب معلوم ہوا کہ داد و ستد اُسی کے بیٹے کے ساتھہ ہوا ہے - تو خدائے لایزال کا شکر بجالایا - جب ہبہ کی تکمیل قبضہ کے ساتھہ ہوگئی - تو اوس کو حکمرانی کے نشہ مین بدمستی پیدا ہوئی - یہانتک کہ اُس زمانہ کے عالمون کو اپنی بارگاہ مین فراہم کرکے - ازراہِ نالائقی زبان پر لایا - کہ ولایت کے خاتمہ کی طرح - نبوت کے خاتمہ کو عقل تسلیم نہین کرتی ہے اِس بیہودہ بات کے جواب مین علما دور دراز اندیشہ مین جا پڑے - اور بالآخر عرض کیا - کہ شیخ شہاب الدین زاہدی ہم سب سے زیادہ بزرگ اور دنیا و آخرت دونون سے بہرہ ور ہین - اس معرکہ مین اون کا موجود ہونا ضروری بات ہے تاکہ اُن کے اتفاق سے اِس بارہ مین گفتگو کی جاوے - جب شیخ شہاب الدین - اِس پریشان مجمع مین پہونچے - اور حکمران کا مالیخولیا بیان مین آیا - تو شیخ کو غصہ آگیا - چونکہ کوئی ہتھیار اُس وقت بہم نہین پہونچا - ناچار جوتہ اپنے پانون سے نکال کر حکمران کے منہ پر مارا - تاکہ خواری کے ساتھہ قتل نہ کیے جاوین - اور راہ شہادت مین برہنہ پا جانا نصیب ہو - محمد شاہ یہ حال دیکھکر برہم ہوا - حکم دیا - کہ اس سخت سست کہنے والہ شخص کو قلعہ کے اوپر سے خندق مین ڈال دو دو دفعہ اوپر سے نیچے ڈالنے مین تو کوئی اذیت نہین

پہونچی - مگر تیسری دفعہ گرنے کی حالت مین آپ کے پدر بزرگوار کی مثالی صورت نظر آئی - اور آپ کو ہدایت کی کہ خودداری سے پرہیز کر کے سرائے نیستی سے ملک ہستی کو کوچ کر جاؤ - لہذا آپ نے اپنے تئین ایزدی مشیت کے حوالہ کر کے ولایت کو شہادت کے ساتھ شامل کیا - اور حسینی درجہ پایا - پرانی دہلی مین آپ کی قبر بنائی گئی - اُس وقت سے آپ بہ نفحات حق گو نام زدہ ہین - مصرع جزاے کار او دیدار حق باد

یاد قاضی حمید الدین ناگوری

آپ کا نام محمد ہے - اپنے باپ خواجہ عطاء اللہ کے ساتھ - بزمانہ سلطان معز الدین سام - دہلی مین آئے تھے آپ کو بھی علوم مین اجتہاد کا درجہ حاصل تھا - پدر بزرگوار کی وفات کے بعد قصبہ ناگور کا عہدہ قضا آپ کے نام سے نامزد ہوا - کمال جرأت کو کام فرما کر منصب کی رعایت کرتے تھے - تیسرے سال خواب مین خاتم الانبیا علیہ السلام نے آپ کو اپنی طرف بلایا - صبح ہوتے ہی عہدہ قضا ترک کر کے خشکی کے راستہ سے حرمین شریفین کو روانہ ہوئے - زادہما اللہ شرفا - بغداد مین شہاب الاولیا سہروردی کی ملازمت مین حاضر ہوئے - آنکھون نے اور دل نے فیض پایا - اور خدمت کے ذریعہ سے تھوڑے ہی دنون مین خرقہ خلافت حاصل کیا - اُن ایام مین خواجہ قطب الدین اوشی بغداد مین تشریف رکھتے تھے - اِن دونون صاحبون کے درمیان مین دوستی اور رازداری کا عہد و پیمان استحکام کے ساتھ ہوا - جب قاضی صاحب - اُس شہر ولایت (بغداد) سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ مین پہونچے - تو ایک روز طواف کے اندر ایک درویش کے پیچھے پیچھے ہو لئے - پیش رو درویش نے پیچھے مڑ کر دیکھا - فرمایا - پیروی فی الحقیقۃ اچھی بات ہے لیکن جب تک صورۃ اور معنی دونون ہم رنگ نہ ہون - کچھ سودمند نہین - مین ہر قدم مین ختم قرآن الحمد سے والناس تک کرتا ہون - تم ایسا نہین کرتے ہو - حقیقت مین ایسا اتباع درست نہین ہے یہ سنکر قاضی صاحب کا حال دگرگون ہوا - القصہ ایک سال مدینہ منورہ مین مجاور رہے اسکے بعد پھر دہلی مین آ کر قطب الاولیا سے ملاقی ہوئے - باہم ایک کو دوسرے کے دیدار سے خوشی ہوئی - وہی دیرینہ دوستی بڑھنے لگی -

کہتے ہین - اُن ایام مین دہلی کے فتوی نویسون اور کاغذی علوم کے عالمون نے راگ کی حرمت اور سننے والون کے تعزیر کے بارہ مین فتوی لکھے تھے - اور یکے بادیگرے دستخطون سے اُن کو مزین کیا تھا - اور قاضی حمید الدین کا یہ حال تھا کہ سرود و سماع پر فریفتہ تھے - جب یہ مضمون آپ کے کان مین پہونچا - تو شیخ جمال الدین داود سے فرمایا - (جو آپ کے محرم دوستون مین سے تھے - اور مذکورہ بالا فتوے پر اُن کی بھی مہر تھی) داود - جو جماعت ہنوز قید طبیعت

سے آزاد نہین ہوئی ہے وہ اگر ایسا فتویٰ لکھے - تو چندان تعجب کی بات نہین ہے - لیکن تعجب تم سے ہے - کہ درویشون کی توجہ کی بدولت - مردان خدا مین سے ہو گئے ہو - اور ابھی تک طفلانہ دھول مٹی سے کھیلتے ہو - شیخ جمال الدین داؤد نے پشیمان ہو کر قاضی صاحب کے قدمون پر سر رکھ دیا -

سخندانی اور سخنوری مین آپ کو بہت کچھ کمال تھا - اور آپ کی تصنیفات آپ کی سخندانی کی گواہ ہین جیسے لوائح - طوالع الشموس در شرح اسماء الحسنیٰ مشتمل بر دو مجلد - بہت سی حقائق اور معرفت کی باتین ان دونون کتابون مین اپنی قلم سے صفحہ بصفحہ لکھی ہین -

ایک روز شیخ برہان الدین بلخی - اور شیخ کبیر خوارزمی عربی گھوڑون پر - اور آپ ایک چھوٹے سے خچر پر سوار تھے - شیخ کبیر نے فرمایا حمید - تمہارا مرکب صغیر ہے - آپ نے جواب دیا - بیشک لیکن رفتار مین کبیر سے بڑھ کر ہے - کہتے ہین - تاریخ اونتیسوین رمضان ہجری سنہ چھ سو تینتالیس مین ایکبارگی آپ کو بارگاہ مولیٰ کا اشتیاق حد سے زیادہ ہوا - اور اس ناپائدار دنیا سے ملول ہوئے - تراویح اور وتر سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ مین سر رکھ دیا اور واصل حق ہوئے - حال آنکہ کسی قسم کی بیماری لاحق حال نہ تھی -

یاد شیخ فریدالدین گنج شکر

آپ کا نام مسعود ابن سلیمان ابن قاضی شعیب ابن احمد ابن یوسف ابن شہاب الدین ابن فرخ شاہ کابلی ہے کہ دس واسطے سے سلسلہ نسب حضرت فاروق اکبر سے جا ملتا ہے - آپ کے تیسرے دادا یوسف چنگیزی عہد مین ہندوستان آئے تھے - اور قصبہ کوتوال مین قیام فرمایا تھا - اسی مقام مین آپ کی باسعادت ولادت بھی ہوئی تھی آغاز جوانی مین رسمی علوم کی تحصیل کرتے رہے - پھر ملتان مین آ کر ایک مسجد مین گوشہ اختیار کیا - خواجہ قطب الدین بختیار اوشی سمرقند سے سیاحت کنان - پیر بزرگوار کی ملازمت کے ارادہ پر دہلی کی طرف جا رہے تھے - اثنائے راہ مین اس مسجد پر بھی گذر ہوا - اور آپ کو ملاقات فیض آثار نصیب ہوئی - ایک کتاب سامنے تھی - خواجہ نے دریافت فرمایا - کیا کتاب ہے - جواب دیا - نافع فرمایا - نافع ہو - عرض کیا - درویش کا نفع تو خدمت مین تھا - بعض کہتے ہین - خواجہ اسی دفعہ اپنے ہمراہ دہلی کو لیگئے - اور بعض کہتے ہین کہ اپنے اثنائے راہ مین سے بارادہ تحصیل علم قندھار اور سیستان جانے کی اجازت لے لی - اور تحصیل سے فارغ ہو کر دہلی مین آئے - اور خواجہ کے مرید ہو گئے - چونکہ اس شہر مین لوگون کے ہجوم سے تشویش پیدا ہوئی - اور فراغ عبادت حاصل نہین ہوا - اسواسطے ہانسی کی طرف روانہ

ہو گئے۔ وہان بہی اسی طرح خلائق کا اژدحام ہوا۔ اور وقت یون ہی غارت جاتا تہا۔ ناچار اجودہن[۵۱] مین آپہونچے۔
چونکہ اس موضع کے لوگ ملنسار اور درویش دوست نہین تہے۔ لہذا یہین قیام فرمایا۔ اور نفس کی لڑائی مین کمال
کوشش کی۔ چند سال تک جَو کی ٹکیا پیٹ پر باندہ کر بہلونشین دشمن (نفس) کو فریب دیتے رہے۔ اور آخر کار
فتح مند ہوئے۔ ہند کے تمام مشائخ متفق اللفظ کہتے ہین کہ ریاضت اور پرورش روح مین گنج شکر کی مانند کوئی
درویش پیدا نہین ہوا۔

گنج شکر خطاب ہونے کی وجہ مین کئی قسم کے بیانات دیکہنے مین آئے ہین زیادہ تر مشہور یہ ہے۔ کہ بنجارون
کا ایک قافلہ سر راہ ملا۔ دریافت کیا تمہارے پاس کیا سامان ہے۔ اُنہون نے جواب دیا۔ نمک ہے۔ فرمایا۔ نمک ہوگا
آپکے فرمانے کے اثر سے شکر کی بوریان نمک کی بوریان ہوگئین۔ قافلہ والے بنجارے پشیمان ہوئے۔ اور اصلیت
معاملہ حاضر ہو کر ظاہر کی۔ فرمایا۔ غم نہ کرو۔ اگر شکر تہی۔ تو شکر ہو جاویگی۔ **القصہ** آپ کی عجیب و غریب باتین
سابقہ تواریخ کی کتابون مین بہت کچہہ لکہی ہوئی ہین۔ راقم کو اُن کے لکہنے کی ضرورت نہین ہے۔

ایک روز شیخ نظام الاولیا نے نمک قرض لیکر فقرا کے کہانے مین ڈال دیا تہا جب آپنے اُس مین سے لقمہ اوٹہایا
تو ہاتہہ مین وزن معلوم ہوا۔ فرمایا۔ لقمہ کے وزنی ہونے کا کیا سبب ہے۔ کیفیت حال عرض کیگئی۔ ارشاد ہوا۔ صوفی
کو قرض لینا جائز نہین ہے۔ جو کچہہ ملے۔ اوسی پر قناعت کرنا چاہیئے۔ اور فرمایا الصوفی[۵۲] من رضی بالموجود ولا یسعی بطلب المفقود
عوارف سہروردیہ پر عمدہ عمدہ حاشیے اور اونچی اونچی باتین لکہی ہین۔ جو مطالعہ سے تعلق رکہتی ہین۔

شیخ بدر الدین اسحق کو شب رحلت مین فرمایا شیخ نظام الاولیا کو سلام کے بعد کہنا۔ کہ دوستون کی
جدائی کا رنج اور ملاقات کا شوق۔ فرید اپنے ہمراہ لیچلا۔ اور پیر بزرگوار کا خرقہ تمہارے واسطے بہیجا ہے۔ مبارک ہو
تاریخ پانچوین محرم ہجری سنہ چہہ سو چونسٹہہ کو پچانوین سال کی عمر کے بعد۔ عالم ظاہری سے قدیمی وطن کو
بازگشت فرمائی۔ جو غیب الغیوب کی بارگاہ ہے۔

انجمن فرزندان و چندے از خلفائے شیخ الاسلامی مخدوم شیخ فریدالدین گنجشکر اجودہنی کابلی

کہتے ہین۔ شیخ الاسلام کے کنار عاطفت مین پانچ فرزند اور تین لڑکیان تہین۔ انہین آٹہون کے احوال اخلاق
اور افعال۔ آٹہون بہشت کے لیے سامان سرسبزی ہین۔ ان آٹہون بارور اور سایہ دار پودون کی برکت سے دنیا کے

---

[۵۱] اب پٹن کے نام سے نامزد ہے ۱۲ [۵۲] صوفی وہ شخص ہے۔ جو موجود پر راضی ہو۔ اور عدم موجود کی تلاش مین کوشش نہ کرے ۱۲۔

بلاغ مین ولایت اور ہدایت کے بہت سے ثمر ایسے بہم پہونچے - جن کی شان لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ ہے - اور جن سے ارباب زمانہ کو کمال فیض اور فائدہ پہونچا ہے -

پہلے فرزند کا مبارک نام شیخ نصیر الدین نصر اللہ ہے آپ کے بھی ایک لڑکے تھے - شیخ بایزید نام - درویشون کی خو اور بو بالکل انہین موجود تھی - شیخ نظام الاولیا کے خلیفہ شیخ کمال مالوہ - جن کا روضہ قصبہ دہار مین ہے - انہین شیخ بایزید کے فرزند ارجمند ہین - اس زمانہ مین مالوہ کے اندر شیخ کمال کی نسل سے ایک جماعت کی جماعت ہے - اللہ جل شانہ اس جماعت کو اس کے آبائے کرام کی نیک عادتین عطا فرماوے -

دوسرے فرزند شیخ شہاب الدین تھے - آپ درسی اور حقیقی علوم کے عالم - اور شاہراہ تقوی و تحقیق کے سالک تھے - عوارف کے درس مین شیخ نظام الاولیا کے ہم سبق رہ چکے ہین شیخ نظام الاولیا کا بیان ہے چونکہ گنجشکر والا نسخہ باریک قلم سے لکھا ہوا - اور کسی قدر غیر صحیح تھا - اسوجہ سے درس کے وقت تامل اور دیر لازمی ہوتی تھی - ایک روز عرض کیا گیا - کہ شیخ نجیب الدین متوکل کے پاس جو کتاب ہے - اُس کی عبارت صحیح ہے اور خوشخط ہے یہ بات طبع مبارک پر شاق گذری - اور تھوڑی دیر غور کیا - پھر غصہ مین آکر کئی دفعہ فرمایا - شاید درویش کو غیر صحیح کی تصحیح کی طاقت نہین ہے - فقیر نے سر ننگا کرکے قدم مبارک پر رکھ دیا - اور عذر کرکے معافی تقصیر چاہی - قبول نہین ہوئی - مین تنگ دل ہوکر جنگل کی طرف چلا آیا - اور جان و ایمان کے سلب ہوجانے کا خوف تھا - جس کے سبب سے حیران و بیقرار پھرتا تھا - اتنے مین شیخ شہاب الدین کو یہ حال معلوم ہوا - آپنے میری شرمندگی اور غمگینی اس خوبی کے ساتھ اپنے پدر بزرگوار کے حضور مین بیان کی - کہ مقبول ہوگئی - چنانچہ پیر بزرگوار نے اپنے حضور مین مجکو طلب فرماکر قصور معاف کیا خوف اور ناامیدی کا میل کچیل - اندوہگین خاطر سے دور کردیا اور پریشان دل کو امیدوار کرکے اطمینان دلایا - دوسرے روز ارشاد کیا کہ پیر - مرید کی مشاطہ ہوتا ہے - اور اُسی روز خلافت کا خلعت عطا فرماکر سرفرازی بخشی -

تیسرے فرزند شیخ بدر الدین سلیمان تھے - چونکہ انوار الٰہی کی چمک دمک آپ کی سیرت اور صورت سے نمایان تھی - لہذا آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے - اور گنجشکری سجادہ کا بچھانا - اور شیخ الاسلامی راستہ کا چلنا آپ کو نصیب ہوا - کہتے ہین - خواجہ زور اور خواجہ عوریہ دونون بزرگ چشت سے اجودہن مین آئے ہوئے تھے حضرت گنجشکر نے سجادہ نشین کو ان دونون بزرگون کا مرید کراکر آپ کو کلاہ خلافت دلوادی تھی - جب آپ کی رہنمائی کی باری تمام ہوئی تو اپنے باپ کے حظیرہ منورہ مین خوابگاہ تجویز کرکے سو رہے -

چوتھے فرزند خواجہ نظام الدین تھے - آپ سکے مہربان باپ - آپ کو اپنا یوسف سمجھکر آپ کے ساتھ

یعقوبی برتاؤ کیا کرتے تھے۔ اور آپ اپنا احوال حقیقت۔ سپاہیانہ وضع مین چھپائے رکھتے تھے۔ ایک فوز مشرکون کے ساتھ جنگ غزا کا اتفاق آپڑا۔ تو تنہا چند آدمیون کو روانہ دوزخ کرکے خود بذریعہ شہادت عازم بہشت ہوئے۔ کہتے ہین۔ آپ کا کالبد لڑائی کے مقام پر باوجود تلاش دستیاب نہین ہوا۔ آپکے ایک فرزند تھے صاحب کمالات خواجہ ابراہیم نام اور خواجہ ابراہیم کے بھی ایک لڑکے تھے۔ **خواجہ عزیزالدین** نام۔ جن کو شیخ نظام الاولیا کی ملازمت سے ظاہری اور باطنی فضیلت اور ولایت حاصل ہوئی تھی۔ اور روضہ نظامیہ مین ہی آپ کی بھی قبر ہے۔

پانچوین فرزند **شیخ یعقوب** تھے۔ آپ سب سے چھوٹے تھے۔ سید امیر خرد کرمانی اپنے والد ماجد کے زبانی روایت کرتے ہین۔ کہ وہ فرماتے تھے۔ مین شیخ یعقوب کی خدمت مین کمال دلبستگی رکھتا تھا۔ آپنے ملامت اور خرابات نشینی کو اپنے درویشانہ مراتب کا برقع بنا رکھا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ رات کا ذکر ہے جس شہر مین آپ رہتے تھے۔ وہان کے حاکم کے پیٹ مین ایسا سخت درد ہوا۔ کہ گویا اُس نے ملک زندگانی کے غارت کرنے پر کمر ہی باندھ لی تھی حاکم کے ملازمین شیخ یعقوب کی جست و جو مین پھرنے لگے۔ کہ شاید آپ کی جان فزا دعا کی برکت سے ہی یہ ملک آباد رہے۔ کمال تلاش کے بعد سر ننگا اور بال اُلجھے ہوئے۔ اِس حیثیت کے ساتھ ایک میخانہ مین پڑے ہوئے ملے۔ حاکم کے درد کی کیفیت عرض کی گئی۔ فرمایا۔ ہمارا یومیہ خرچہ تمام ہوگیا تھا۔ وہان سے اوٹھے اور حاکم کے مکان مین پہونچے۔ اور اپنے دست مبارک سے شکم حاکم کو مس کیا۔ اُسی وقت فوراً صحت ہو گئی۔ حاکم نے بہت کچھ جنس اور نقد نذر کیا۔ کہتے ہین۔ صبح تک تمام خیرات کر دیا۔ آفتاب نکلتے نکلتے ایک کوڑی بھی باقی نہین رہی۔ آپ کو قصبہ امروہہ کے حدود مین رجال الغیب اپنے ساتھ لے گئے۔ اور لوگون کی نظرون سے چھپا دیا۔ آپ نے دو لڑکے چھوڑے جن کے عادات اور اطوار بزرگان سلف کی مثل تھے۔ اور نیز ظاہری و باطنی فضیلتین بھی رکھتے تھے۔ ایک **خواجہ معزالدین** جنھون نے مقام دیوگیر مین شہادت پائی۔ دیوگیر کو اس زمانہ مین دولت آباد کہتے ہین۔ دوسرے **خواجہ قاضی** اُنھون نے دہلی مین رحلت کی۔

پانچون فرزندون کا تو بیان ہوچکا۔ اب سنئے لڑکیون کا حال اِس طرح پر ہے کہ بڑی لڑکی کا نام **بی بی مستورہ** تھا۔ جنھون نے اپنی تمام عمر عصمت و عفت کے ساتھ گزاری۔

دوسری **بی بی شریفہ** جو زہد و عبادت مین اپنے زمانہ کی رابعہ تھین۔ اور حضرت گنجشکر آپ کے بارہ مین اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر عورتون کو خلیفہ کرنا جائز ہوتا تو مین شریفہ کو اپنا خلیفہ اور سجادہ نشین کر دیتا۔

تیسری بی بی فاطمہ جو مولانا بدرالدین اسحٰق کے نکاح مین آکر خانوادہ مشیخت کی دلہن بنین -

اولین دختر مستورہ کے ایک فرزند تھے خواجہ عزیز صوفی نام تھا - ابوالآبا آدم صفی اللہ کی خلافت کے تمام اطوار آپ مین پائے جاتے تھے - اپنی قلم سے مختلف طرح کے خطوط نہایت خوبصورتی سے لکھتے تھے - تحفۃ الابرار فی کرامۃ الاخیار شیخ نظام الاولیا کے مناقب مین اور نیز اُن کی عمدہ عمدہ باتون کے بیان مین آپ کی تصنیفات سے ہے - آپ کے ایک لڑکے تھے خواجہ قطب الدین حسن ان کو خلافت کا خلعت چراغ دہلی شیخ نصیرالدین محمود کی خدمت سے حاصل ہوا تھا -

تیسری دختر بی بی فاطمہ جو تھین - ان کے شوہر بدر اسحٰق جب عالم بقا کو کوچ فرما گئے - تو شیخ نظام الاولیا نے دہلی مین بلا لیا - اور کمال درجہ خدمت گزاری کی - آپ سے دو فرزند یادگار رہے - خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ خواجہ احمد نیشاپوری شیخ الاسلام کے خاص مریدون مین سے تھے - اُنہون نے باتفاق رائے شیخ نظام الاولیا ان دونون عالی قدر گوہرون کی پرورش فرمائی - اور کمالات انسانی کو پہونچایا جس کے معنی یہ ہین "بازگشت کرنا اس عالم خاک سے عنصری لباس مین وحدت کے جہانِ پاک کو" جب عنصری علائق سے علیحدہ ہو کر کوچ کرنے کا وقت آیا - تو روضہ نظامیہ مین خوابگاہ بنی -

شمارہ برگزیدہ خلفائے گنجشکری

شیخ جمال الدین احمد ھانسوی چونکہ طریقت اور حقیقت کا جمال اور جمال کی چمک دمک آپ کے حالات سے عیان تھی - لہذا پیر کی قلبی اور نظری توجہ کے اثر سے آپ کا صدق وصفا حد کمال کو پہونچ گیا تھا -

مولانا برہان الدین ابن شیخ جمال ہانسوی - کہتے ہین - جب شیخ جمال کی روح بدن کے مستعار لباس سے مجرد ہو کر رحلت کر گئی - تو خلافت کا خرقہ اور عصا جو شیخ جمال کے پاس تھا - بادشادہ پیر منجملہ تمام فرزندون کے صرف برہان الاولیا کو عنایت ہوا -

شیخ علی صابر - جب آپ کی سند جمال الخلفا نے چاک کر دی - تو آپکی مان نے جو حضرت گنجشکر کی ہمشیرہ تھین - کیفیت حال بھائی کی خدمت مین عرض کی - فرمایا جمال کے چاک کیے ہوئے کو فرید نہین سی سکتا ہے جب صابر نے جواب کا مضمون سنا - تو اپنے اسم اور رسم کے مطابق اپنی مان کو بھی تلقین صبر کی - اور کہا - کوئی غم کی بات نہین ہے اگر جمال کے مضطرب ہاتھ نے صابر کی خلافت کی سند چاک کر دی - تو صابر کے صبر کے ہاتھ نے بھی

جمال کی سند کا ورق پھاڑ ڈالا - اب کوئی بزرگ جمال کی رہنمائی سے حضرت گنجشکر کے سلسلہ کو نہیں پہونچے گا کہتے ہیں شیخ جمال کی خلافت شیخ جمال پر ہی ختم ہو گئی - اور کوئی شخص ان کے ذریعہ سے سلسلہ داری کے درجہ کو نہیں پہونچا -

شیخ علاء الدین محمد ابن شیخ بدرالدین سلیمان ابن شیخ الاسلامی - آپ نے باپ کے بعد دو قرن تک اپنے موروثی سجادہ پر سلسلہ داری کی - اور سجدہ شکر گزاری ادا کرتے رہے - جب آخرین سفر پیش آیا تو اپنے جد امجد کی حیرہ کی زمین میں خوابگاہ اختیار فرمائی - سلطان محمد تغلق نے ایک بلند کرسی کا گنبد آپ کے مرقد پر تعمیر کرایا - اور آپ کے فرزند **شیخ معزالدین** کو معز الملک کا خطاب دیکر گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا - شیخ معزالدین نے گجرات میں ہی رحلت کی - شیخ علاء الدین کے دوسرے فرزند **شیخ علم الحق والدین** تھے - یہ شیخ الاسلامی کے منصب پر سرفراز ہو گئے تھے - اور نیز آپ کو دونوں عالم میں تسرف حاصل تھا -

شیخ محمد تاج پسر خواجہ تاج الدین محمد - آپ کے حالات میں ایک بزرگ شان پیدا ہوتی تھی آپ نے سلطان مظفر گجراتی کے عہد میں تاج اعلا کا خطاب پایا تھا -

شیخ نورالدین احمد منڈو (مانڈو) والہ آپ بھی حضرت گنجشکر کی پاک نسل سے ہیں - ہمیشہ محکر کی حالت میں رہتے تھے -

شیخ فخرالدین گنج اسرار جونپوری - آپ کا باصفا دل - انوار و اسرار کا خزانہ تھا فرمایا کرتے تھے - کہ درویشانہ کمال نے میرے باطن میں بدون کسی مظہری (انسانی) منت کے خود از طرف رب ظہور کیا ہے - اور شیخ نظامی گنجوی کی ابیات اپنے حال سے منطبق کرکے پڑھا کرتے تھے - یہ ابیات آپ کے جداگانہ بیان میں لکھی جائیں گی - آپ کے مرید بہت ہیں - خوابگاہ جونپور -

شیخ علاء الدین عرف فیل مست - آپ بہ لفظ فیل مست نام زد تھے -

شیخ نورالدین - آپ حضرت گنجشکر کی اولاد میں سے ہیں - اپنے دادا شیخ تاج الدین ابن شیخ عبداللہ ابن شیخ منور اجودھنی کے مرید ہیں - جن کو لوگ فرید ثانی - اور اپنے وقت کا گنجشکر کہا کرتے تھے تاریخ پندرھویں ربیع الثانی ہجری سنہ نو سو سینتالیس کو عالم فانی سے کوچ کیا - قلعہ دہلی کے میدان میں آپ کی قبر ہے -

القصہ - ہند اور سندھ کے تمام شہر اور اطراف تمام و کمال شیخ الاسلام کی اولاد کی سکن اور قدوم کی برکت سے دارالولایت بنے ہوئے ہیں - اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی عنایت سے اس فروع کو افزونی - اور استمرار عطا فرمادے الی یوم التناد

یادِ شیخ جمال الدین احمد خطیب ہانسوی

آپ حنفی النسب ہین۔ حضرت گنجشکر آپ کو بہت دوست رکہتے تہے۔ یہانتک کہ آپ کی صحبت مین بارہ سال کامل ہانسی مین قیام فرمایا۔ اور یہ بات قرار پاگئی تہی۔ کہ میرے خلیفون مین سے جس کسی کو میرا جمال مناسب جانے اُس کی خلافت مجکو تسلیم ہے۔ شیخ جمال الدین جس کسی کا اجازت نامہ چاک کر دیتے تہے۔ تو اِس کے بارہ مین حضرت گنجشکر فرمایا کرتے تہے۔ جمال کے چاک کیئے ہوئے کو فرید نہین سی سکتا ہے۔ یہ شیخ جمال کے سراپا نصیحت کلمات مین سے ہین "گفتار بے کردار زیب نہین دیتی ہے۔ جس کی سی رفتار تم نہ چل سکو۔ اُس کی گفتار چہوڑ دو۔ کیونکہ ایسی گفتار بالکل غیر موثر ہوتی ہے" جب آپکی ملاقات شیخ بہاء الدین زکریا سے ہوئی۔ تو شیخ زکریا نے آپ کو اپنے جملہ خلفا پر ترجیح دی تہی۔ اور جو دعوی از روئے صحبت۔ حضرت گنجشکر کی خدمت مین حاصل تہا اُس بنیاد پر لکہہ بہیجا تہا۔ کہ مین اپنی تمام مریدون اور خلفا کو تنہا شیخ جمال الدین کے بدلہ مین آپکے روبرو پیش کرتا ہون۔ مروت کی بات یہ ہے۔ کہ سودا درہم برہم نہ کیا جاوے" حضرت گنجشکر نے جواب مین لکہا "جمال میرا جمال ہے۔ معاوضہ مال مین ہوسکتا ہے نہ جمال مین" شیخ جمال الدین کی ایک نظم ہے۔ جس مین اولیائے خدا کے مراتب اور رجال اللہ کے حالات نظم کیے ہین۔ اِس نظم کے پڑہنے سے آپ کی عمدہ خو اور عرفان کی کیفیت کسی قدر ظاہر ہوتی ہے۔

یادِ شیخ عارف ملتانی رحمہ اللہ

آپ حاکم ملتان کے پیش امام تہے۔ کہتے ہین۔ حاکم ملتان نے ایک دفعہ کچہہ نقد آپکے ہاتہہ حضرت گنجشکر کی خدمت مین بہیجا تہا۔ آپنے از روے حرص وطمع آدہون آدہ کرکے ایک حصہ نظر عالی مین پیش کیا حضرت گنجشکر نے فرمایا۔ عارف۔ تمنے برادرانہ حصہ اچہا کیا۔ آپ یہ سنکر خجالت مین ڈوب گئے۔ اور جو کچہہ بچا لیا تہا۔ سامنے لاکر رکہہ دیا اور نوکری کو الوداع کہکر حضرت گنجشکر کی ملازمت اختیار کی۔ چند روز بعد آپکے کام مین شائستگی پیدا ہوگئی۔ لہذا حضرت گنجشکر نے خرقہ خلافت اور اجازت نامہ آپ کو دیکر قندہار اور سیستان جانے کا حکم صادر فرمایا۔ کہ وہان کے باشندون کی رہنمائی کرنا۔ آپنے نامہ کو بوسہ دیکر خدمت مین رکہہ دیا۔ اور عرض کیا۔ کہ رہنمائی بہت بڑا کام ہے۔ مجہہ جیسے شخص سے خوبی اور شائستگی کیساتہہ انجام نہین پاسکتا ہے۔ بہتر یہ ہے۔ کہ سفر حجاز کی مجکو اجازت فرمائی جاوے۔ تاکہ باقی ماندہ زندگانی اُسی ابراہیمی مقام مین بسر کرون۔ القصہ دونون طرف سے آخرین بات یہ قرارداد ہوکر عمل در آمد ہوا کہ سعادت حج سعادت در بیت یاد

یاد شیخ شمس الدین داؤد پالھی

پالھی - رودولی کے دیہات مین سے ایک دیہ ہے - آپ حضرت گنجشکر کے خاص مرید اور شیخ نظام الاولیا کے ہمراز اور ہم سفر تھے کہتے ہین - ہر روز صبح کو گھر سے نکل کر جنگل مین چلے جایا کرتے تھے - جنگل کے تمام جانور آپ کے گرد جمع ہوجاتے تھے - اور کسی درندہ اور پرندہ مین کسی قسم کی آزار رسانی اور خوف باقی نہین رہتا تھا - منتظرانہ آپ کے جمال مین نظر کرتے رہتے تھے - اور آپ حالت مراقبہ مین مستغرق ہوتے تھے جب رات ہوجاتی تھی - تو اپنے گھر آجاتے تھے - اسی حالت سے زندگی گزاردی **مصرع** دل رباے انفس و آفاق بود -

یاد مولانا احمد حافظ دہلوی

آپ رسمی اور حقیقی علوم کا خزانہ - اور پرہیزگاری اور معرفت کی کان تھے - شیخ نظام الاولیا سے روایت ہے کہ فرماتے تھے - مین ایک بار حضرت گنجشکر کے مقدس روضہ کی آستانہ بوسی کے لیے جا رہا تھا - سرسی موضع مین آپ سے ملاقات ہوئی جب آپ کو معلوم ہوا - کہ مین کہان کا عزم رکھتا ہون - تو پیغام فرمایا - امید ہے - کہ تم جلد پہونچو گے - روضہ مقدس کو میرا سلام کہنا اور التماس کرنا - کہ دنیا کے طالب - آخرت کے طالب - اور نیز دونون کے طالب - روے زمین پر بہت سے ہین - لیکن اس نیازمند کی آرزو سواے اس کے نہین ہے - کہ اس کی دعائے تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ قبول ہوجاوے -

مصرع رفیق جان تنہا یاد باد

یاد شیخ بہاء الدین محمد سیکری وال

آپ شیخ الاسلام گنجشکر کی پاک نسل سے ہین - نا فرمان نفس کی جنگ مین - فقر اور تنگ دستی کے قبول کرنے مین اور مال و منال چھوڑ دینے مین - اپنے بزرگوار آباؤ اجداد کی مثل تھے - اور بہت کچھ شائستگی کے آثار آپ کی پیشانی سے نمایان تھے رحمہ اللہ **مصرع** دلکش بود از مواہب بحر سواح -

یاد شیخ بہاء الدین زکریا پور مولانا وجیہ الدین ابن علی شاہ قریشی خوارزمی

آپ کی والدہ ماجدہ - مولانا حسام الدین ترمیذی کی دختر ہین - آپ کی ولادت کوٹ کرور مین ہوئی - جو قلعے سبکتگین کے بیٹے نے ہندمین فتح کیے تھے اُن مین پہلا قلعہ ہے - آپ کی خوابگاہ ملتان مین ہے - بارہ [۱۲] سال کی عمر مین قرآن حفظ کرلیا تھا - اور قرأت بھی حاصل کرلی تھی باپ نے دُرِ یکدانہ کی طرح آپ کو یتیم چھوڑا - خراسان مین جاکر کتابی علم سیکھا - اور بخارا مین

سلہ ۵۱ - تو مجکو اپنی فرمان داری کی حالت مین (دنیا سے) اوٹھاے - اور مجکو (اپنے) نیک بندون مین لے جا داخل کر ۱۲ -

پہونچکر درجہ اجتہاد مین قدم رکہا۔ اخلاق مین ایسی شائستگی جمع ہوگئی۔ کہ اہل زمانہ آپ کو بہاء الدین فرشتہ کہتے تھے۔ پہر حرمین کی خاک بوسی کے لیے بخارا سے جنبش فرمائی زادھما اللہ شرفاً پانچ سال مدینہ منورہ مین قیام فرمایا۔ اوس زمانہ مین شیخ کمال الدین محمد یمنی موجود تھے۔ جو عرب کے محدثین مین سے تھے۔ اون سے احادیث صحاح کی تصحیح کر کے سند حاصل کی۔ اور دو برس اُن کی ہمراہی مین حج کو آتے تھے۔ پہر بغداد مین شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کی ملازمت مین پہونچکر حقیقۃً بیعت ہوگئے۔ اور سترہ روز کے اندر خرقہ خلافت حسب فرمان خاتم الانبیا علیہ السلام لیکر واسطے ملتان کی اجازت لی۔ جو صوفی لوگ سابق سے حاضر خدمت تھے اُنہون نے اس حال پر رشک کیا۔ اور شیخ کو فروغ باطن سے یہ حال معلوم ہوگیا۔ فرمایا۔ کہ تمہاری لکڑیون مین امکان کی نمی ابہی باقی ہے۔ اِس سبب سے آگ جلد اثر نہین کرتی ہے۔ اور بہاء الدین کی لکڑیان خشک ہوگئی ہین۔ اِس وجہ سے اُنہون نے جلد شعلہ پکڑ لیا۔ حضرت گنجشکر فرماتے ہین۔ ایک روز مین شیخ بہاء الدین کے نام خط لکہنا چاہتا تہا۔ یہ تامل تہا کہ عنوان القاب کیا لکہون۔ اتنے مین لوح محفوظ پر نگاہ جا پڑی وہان آپ کا لقب شیخ الاسلام لکہا ہوا دیکہا۔ چنانچہ یہی لقب لکہدیا۔ کہتے ہین۔ دونون جہان کا کمال آپ کو حاصل تہا۔ اور خرق عادات یعنی کرامتیں انواع واقسام کی واپسین نفس تک آپ سے صادر ہوئین۔ ساتوین صفر ہجری سنہ چہ سو پینسٹھ ۶۶۵ کو ایک روشن ضمیر مرد آیا۔ اور شیخ صدر الدین عارف کو سربمہر رقعہ دیا۔ اور کہا۔ اپنے پدر بزرگوار کے پاس پہونچادو چنانچہ پہونچا دیا گیا محبوب کے خط کا پڑہنا تہا۔ کہ عمر گرامی کا زمانہ پورا ہوا شیخ صدر الدین نے باہر سے وَصَلَ الْحَبِيبُ اِلَى الْحَبِيبِ[۵۱] کی آواز سنی۔ جب اندر پہونچے۔ تو باپ کو واصل بحق پایا۔ اور کہنے والا کوئی موجود نہ تہا جس طرح بفحوائے وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ[۵۲] دنیاوی آسمان کو ستارون کے چراغون سے آرائش ہے۔ اسی طرح آپکی نسل کے آسمان کو سات اختر سے آرائش حاصل ہوئی تہی۔ (۱) شیخ کمال الدین (۲) شیخ صدر الدین عارف (۳) شیخ شمس الدین محمد (۴) شیخ علاء الدین یحییٰ (۵) شیخ محبوب مجذوب (۶) شیخ برہان احمد (۷) شیخ ضیاء الدین حامد قدس اللہ اسرارہم ایک روز چند صوفی آپ کے نزدیک تونگری کی مذمت کرتے تھے۔ آپنے فرمایا۔ کہ دنیا تہوڑی سی چیز ہے جو تمام دنیا والون مین تقسیم ہے۔ پس ایک چہوٹے سے حصہ کی مقدار کتنی ہوگی۔ نیز فرمایا کرتے تھے۔ مال معنوی سانپ ہے جو شخص سانپ کا افسون جانتا ہے اوس کو سانپ کا قرب نقصان نہین پہونچاتا ہے۔ اور کبہی یہ بہی فرمایا کرتے تھے کہ دنیاداری کو درویش کے رخسارہ پر تِل کا نشان سمجہنا چاہیے۔

---

۵۱ حبیب حبیب سے مل گیا ۱۲ ۵۲ اور ہمنے ورے آسمان کو (ستارون کے) چراغون سے سجا رکہا ہے ۱۲

یاد شیخ فخر الدین ثانی

آپ شیخ شہاب الدین حق گو کے فرزند خلیفہ - اور جانشین ہین - کہتے ہین - فیروز شاہ کے عہد مین سید جلال مخدوم جہانیان آپ کی ملاقات کے واسطے اوچہ سے دہلی مین تشریف لائے تھے - سلطان فیروز نے استقبال کیا - جب مخدوم کا دیدار دیکھا - تو سلطان کو سعادت حاصل ہوئی - اور اعتقاد زیادہ ہوا بیعت ہو گیا - دوسرے روز مخدوم جہانیان - آپ کی خانقاہ مین آئے - آپ کی عادت تھی - کہ ہمیشہ بے لکھے ہوئے چند ورق سامنے رکھا کرتے تھے اور ہر ایک کام کے آغاز مین اُن کو کھول کر دیکھا کرتے تھے - اگر لفظ اِفعَل نکلتا تھا - تو وہ کام کیا کرتے تھے اور اگر لفظ **لاتفعل** نکلتا تھا - تو اُس کام سے باز رہتے تھے گویا اِس ترازو سے - خدائے پاک کی رضامندی کا اندازہ کر لیا کرتے تھے - جب آپنے مخدوم کی ملاقات کے لیے ورق کشائی کی - تو ہر بار لفظ **لاتفعل** برآمد ہوا - لہذا مجبوراً عذر کیا - اور کہا کہ آج کے روز حکم خدا ملاقات کے واسطے نہین ہے - انشاء اللہ العزیز پھر کسی روز مین اپنی آنکھہ اور دل آپکے دیدار سے منور کرون گا - ہر چند باہر سے دلیری کی زنجیر دروازہ پر ہلاتے تھے - لیکن اندر سے امتناع کی زنجیر نہ کھلی پر نہ کھلی - ناچار مخدوم نے معاودت فرمائی چونکہ شیخ کو بھی از حد زیادہ شوق ملاقات تھا - اسواسطے پانچوین دفعہ پھر فال کھولی - اِس دفعہ صیغہ امر نکل آیا - فوراً جگہہ سے اُٹھہ کھڑے ہوئے - مخدوم کو بھی خبر ہوئی - کہ شیخ عقب سے پیادہ پا آرہے ہین - ٹھہر گئے اور پالکی سے اُتر آئے - اور شیخ کی رفتار مین متحیرانہ نظر کی - اور کہا - درست ادرست !! درویش کو ایسا ہی چاہیے - کہ بے فرمان خدا ایک قدم بھی نہ اُٹھاوے جب باہم دست بوس ہو چکے - تو مخدوم نے قصد معانقہ کیا - شیخ کو مخدوم کی خفیہ کارروائی معلوم تھی - کہ جس کسی سے معانقہ کرتے ہین جو کچھہ اُس کے پاس از قسم معرفت ہوتا ہے - سب سلب کر لیتے ہین اِس سبب شیخ نے اپنے تئین چھڑایا - اور از راہ عذر خواہی کہا - میرے فرزند بہت ہین - اور نعمت کم ہے - اور یہ آیۃ پڑھی[۱] هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا مخدوم نے ہونٹون ہی ہونٹون مین تبسم فرما کر اپنی نعمتون سے فرزندان شیخ کو کامیاب کیا اور ہر ایک کو ایک مناسب ہمت کے ساتھہ نامزد فرمایا شیخ بہاء الدین گنج رواں کو سرکار کالپی عطا کی - شیخ صدر کو صوبہ جونپور دیا - شیخ بدہ کا تقرر سرکار بہار مین کیا - اور کہا - ان صاحبان ہمت کا رتبہ اتنا بلند ہے کہ بیان مین نہین آتا ہے - مصرع باد لطف خدا قرین ہمہ

یاد سید جلال سرخ بخاری

آپ شیخ بہاء الدین زکریا کے مرید - اور مخدوم جہانیان کے دادا ہین قدس سرہم کہتے ہین - تقدیر الٰہی آپکو

سلہ - یہ میرا بھائی ہے (اسکے پاس) ننانوے دنبیان ہین - اور میرے (پاس صرف) ایک ہی دنبی ہے (اب) یہ کہتا ہے کہ یہ بھی مجھکو دیدے ۱۲

بخارا سے بھکر مین کھینچ لائی تھی۔ اِس کے چند روز بعد آپ غیبی اشارہ کے بموجب سید بدرالدین بھکری کی دختر کے لیے
خواستگار ہوئے سید بدرالدین نے الہامی اجازت کا انتظار کیا۔ اور اِس سبب سے جواب دینے مین کسی قدر توقف فرمایا۔
جب سید بدرالدین کے باطن مین بھی اسی مضمون کا الہام ہوا۔ تو عقد کر دیا۔ خانہ اور خاندان دونون لگئے۔ مگر آخر کار آسمانی
گردش سے بھائیون کے دلون مین حسد اور کینہ پیدا ہوا۔ اِس سبب سے سید جلال الدین بہ ترک سکونت اُچہ مین آکر گوشہ گزین
ہوئے۔ بہت مدت تک خدا پرستی مین مشغول رہے۔ اور رحلت کے بعد بھی یہی شہر آپ کی خوابگاہ بنا مصرع جہان از نسل او آباد باد

یاد شیخ حسین کاہ بُر

آپ کی خوابگاہ ملتان مین ہے۔ قدوۃ الاولیا شیخ بہاءالدین زکریا کے ہم عصر تھے۔ زمانہ ہوش مین گھاس کھودنے
سے معاش بہم پہونچاتے تھے۔ جب حالت جذبہ پیدا ہوئی۔ تو خرابات مین جا بیٹھے۔ ایک روز عنفوان جوانی مین شیخ زکریا
خرابات نشین شیخ کے پاس جا نکلے۔ شیخ حسین نے ہاتھ پر پیالہ رکھکر سامنے کیا۔ شیخ زکریا نے ازراہ ادب لیکر گریبان مین
اولٹ لیا جب گھر آئے۔ تو پیرہن اپنی دیرینہ دایہ کے سپرد کیا۔ چونکہ پیرہن کا داغ دھونے سے دور نہین ہوا۔ تو دایہ نے
اُس مقام کو منہ سے چوس لیا۔ پس پہنچ گئی جہان پہونچ گئی۔ کہتے ہین۔ دایہ عارف زمان ہو گئی۔ اور اکثر اُسکی زبان
ایزدی تقدیر کا پیغام ہوتی تھین مصرع روحش مدام جرعہ کش بزم وصل باد۔

یاد شیخ بہمرد ملتانی

آپ بھائیہ نسل مین سے ہین۔ تجرید اور آزادگی کے گویا دریا تھے۔ قرآن۔ شیخ محمد مغربی کا دیوان۔ اور
پیوند لگا ہوا خرقہ۔ اِن چیزون کے سوا کوئی چیز پاس نہین رکھتے تھے۔ ملتان سے نکلکر کئی سال گجرات کے جنگلون مین
بسر کیے۔ آخر الامر کرہ مین آکر گوشہ اختیار کیا۔ جب آخرین سفر کا وقت آ پہونچا۔ تو خواجہ کرک کی قبر کی برابر
مین سو رہے مصرع شیخ بہمرد در جہان بہ مرد بود۔

یاد شیخ رکن الدین ابوالفتح

آپ شیخ صدرالدین کے بیٹے۔ اور شیخ صدرالدین شیخ بہاءالدین زکریا کے فرزند تھے۔ قدس اسرارہم
خلافت کا خرقہ۔ اپنے جد بزرگوار سے پایا تھا۔ کہتے ہین۔ سلطان قطب الدین ابن علاءالدین کے دل مین اُس کی
نالائقی سے شیخ نظام الاولیا قدس سرہ کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا۔ لہذا سلطان نے کمال منت و سماجت کے
ساتھ شیخ رکن الدین کو ملتان سے دہلی مین بلایا اِس ارادہ پر کہ شیخ رکن الدین کی درویشی کے کر و فر سے شیخ نظام الاولیا
کی خانقاہ کی رونق جاتی رہے۔ جب شیخ رکن الدین کی تشریف آوری کی خبر آئی۔ تو سلطان المشائخ۔ علائی حوض تک

استقبال کے واسطے گئے - اور دونوں بندگانِ خدا ایک دوسرے کے دیدار سے خوش ہو کر اللہ عزاسمہ کا شکر بجالائے اور جب بساط رازداری پر بیٹھے - تو معرفت کی باتیں کیں - شیخ نظام الاولیا کے مکان میں ایک انجمن منعقد ہوئی تمام اربابِ ظاہر اور اصحاب باطن حاضر تھے منجملہ اِن کے مولانا عماد الدین اسمعیل نے ملتان سے دہلی میں آنے کی وجہ اِس پردہ میں دریافت کی - کہ مکہ سے مدینہ کو خاتم الانبیا علیہ السلام کی ہجرت کا سبب کیا تھا - شیخ رکن الدین نے جواب دیا - کہ خاتمیت کے متعلق بعض کمالات کا - اور نبوت کے متعلق بعض مراتب کا حاصل ہونا - زمین مدینہ کے ساتھ وابستہ تھا - شیخ نظام الاولیا نے فرمایا - نہیں - وجہ موجہ یہ ہے کہ بہت سے مقامی ناتوان لوگوں کو مکہ معظمہ میں جانا میسر نہیں ہوتا تھا - اُن کی تکمیل کے واسطے آنحضرت نے مدینہ منورہ میں نزول فرمایا - اس قسم کی دلچسپ اور لطیف باتوں سے دونوں صفیکے باوجود تواضع کا اظہار کیا - دوسرے روز سلطان قطب الدین شیخ رکن الملۃ کی خدمت میں حاضر آیا - اور دریافت کیا - شہر والوں میں سب سے زیادہ آگے چلنے والا سعید کون ہے - شیخ رکن الملۃ نے فرمایا - وہ شخص ہے - جو اِس دار الامان میں بہترین خلائق ہے - اور اِس قسم کے اشاروں کے ذریعہ سے چاہا - کہ جو وسوسے سلطان کے خیال میں جمے ہوئے ہیں - میں اُن کو دور کردوں - اور جو بیہودہ خواہش میری نسبت سلطان رکھتا ہے - اُس کے بارہ میں اپنی طرف سے ناامیدی دلاؤں - مگر سلطان کے دل میں بدباطنی سے کچھ اثر نہیں ہوا - اسکے بعد ایک روز سلطان قطب الدین کا گزر - نظامیہ خانقاہ پر سے ہوا - اُس وقت خلائق کا ہجوم اور ازدحام شمار اور حد سے زیادہ تھا دریافت کیا آج - کس بزرگوار کا عرس ہے - بدباطن وزیر نے ایسے طرز سے جواب دیا - کہ دریافت کرنے والے کے دل میں از سرِ نو کینہ اور غیرت کا غبار پیدا ہوا جب سلطان اپنے دولت خانہ میں واپس آیا تو لکھ بھیجا - کہ صاحب خانقاہ ہماری قلمرو سے اپنا سامان اقامت اُٹھا لیجاوے - رقعہ حجرہ میں پہونچا - استانہ میں کھولا صحن میں پڑا رہا - اور اُس کی تعمیل راہ میں ہوئی -

القصہ - رات کے وقت فرمان روا کے پیٹ میں درد پیدا ہوا - اور اطبا نے جس قدر دوا کی - اُسی قدر درد میں زیادتی ہوتی چلی گئی - اُس وقت جانا - کہ یہ اُس گستاخی کا طمانچہ ہے - پس سلطان نے عالموں اور عارفوں کو شفیع بنایا - اور شیخ نظام الاولیا کی خدمت میں بھیج کر عذر خواہی کی معاودت کے واسطے اور حصول صحت کی دعا کیواسطے التماس کیا - فرمایا نظام کو خدائی کارخانہ میں کیا دخل ہے اور دوا اور درد دونوں تقدیری حرف ہیں - چونکہ صرف شفیعوں کی علی الاتصال (لگاتار) آمد و رفت سے بدون علاج کے کسی قسم کا نتیجہ پیدا نہیں ہوا تو بیمار کی والدہ نے حاضر حضور ہو کر بساط بوسی کی اور بہت کچھ دردآمیز لہجہ میں رو کر جھینکی - شیخ نظام الاولیا نے فرمایا - اِس شرط پر

علاج کرونگا - کہ سلطنت دہلی کا کاغذ خاص مہر اور ارباب مناصب کی مہرون سے مرتب کرکے پیشاب کے قارورہ کے ہمراہ بھیج دین - تاکہ تجویز نسخہ کی جاوے - یہ شرط قبول کرکے نہایت جلد تمسک اور قارورہ حاضر کیا گیا - شیخ نظام الاولیانے اُسی وقت قبالہ کو لپیٹ کر اُسی پیشاب کے شیشہ مین ڈال دیا - اور فرمایا - کہ دہلی کی سلطنت درویش کے نزدیک بیمار کے پیشاب کی برابر ہے - آخر کار دعا کرتے ہی فوراً صحت حاصل ہوگئی - اور ہر ایک اپنی اپنی جگہہ لوٹ گئے - کہتے ہین - جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کے بعد دہلی کا فرمان روا ہوا - اور ہجری سنہ سات سو پچیس ۷۲۵ مین - بنگالہ سے دہلی مین معاودت کرکے ایک عالی شان محل مین اُترا جو اُس کے نام سے تعمیر کیا گیا تھا - تو شیخ رکن الدین اور نیز دیگر روساے زمانہ وہان مسند پر تشریف رکھتے تھے - شیخ نے وہان سے جلد اُٹھنے کے واسطے بارہا عبارت اور اشارت دونون طرح سے کہا - مگر کارگر نہین ہوا جب دسترخوان بچھایا گیا - تو شیخ تھوڑی دیر بیٹھے - اور اس سے پہلے - کہ دسترخوان زیادہ کیا جاوے - اُٹھکر باہر چلے آئے - دوسرے اصحاب بھی آپکے پیچھے پیچھے اُٹھ آئے - اتفاق سے ہاتھ دھو ہی رہے تھے - کہ عمارت مذکور بیٹھہ گئی - سلطان مع اپنے چند مقربون کے اُسکے نیچے دب گیا - اور مر گیا -

دیکھو تقریب کی تحریک - یہ تحریک کیونکر دل مین چھپے ہوئے واقعات کو افشائے راز کرنے والی زبان کے حوالہ کرکے واقعہ نگار قلم کے ذریعہ سے کتابت مین لاتی ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ ربیع الاول کے مہینے مین - مرزا ابراہیم ابن مرزا سلیمان حاکم بدخشان کے بیٹے مرزا شاہرخ نے جو اکبر شاہ کے زمانہ مین صوبہ مالوہ کا حاکم تھا - اُجین مین عالم علوی کو کوچ فرمایا تھا - راقم تعزیت کے واسطے مرحوم کے فرزند مرزا فتح پوری کے پاس جن کا مبارک نام بدیع الزمان مرزا ہے - اپنے مسکن منڈو (مانڈو) سے گیا تھا - بڑے بڑے امیر اور سردار مرزا شاہرخ کے زمانہ مین بدیع الزمان کے برتاؤ سے ناخوش تھے - خراب فکر اور نالائق اندیشہ سے اس وقت کو بدلہ لینے کے واسطے موزون سمجھکر مشورہ کے پردہ مین دو رنگی کو کام مین لائے - اور عبداللہ خان کے نزدیک جو جہانگیر شاہ کا نوازش یافتہ تھا - ہر ایک نے مکر و زور سے بھرے ہوئے خطوط لکھکر بھیجے - کہ ہمارے صاحبزادہ کے دماغ مین خود سری کی ہوا بھری ہوئی ہے اور شہنشاہی ملازمت کا اندیشہ اُس کے دل مین قطعی ہے ہی نہین - یہ مخفی فتنہ ظہور مین آنے سے پہلے ہی اسکی مشکین باندہ کر دربار معلی مین بھیج دینا چاہیے - فقیر کو اس کام کی اصلیت سے پوری آگاہی ہے - کہ یہ آفت بھری ہوئی گفتار مرزا کے بارہ مین صرف تہمت اور محض بہتان ہے - آخر کار زمانہ کی پریشانی پر نظر کرکے مین مرزا سے بصد خون جگر رخصت ہوا - اور بوجہ سابقہ دلبستگی کے - جو نہر خان کے جمال باکمال کے ساتھہ تھی -

موضع محمد پور مین گیا۔ یہ موضع ناہرخان کی جاگیر مین ہے۔ اپنے مکان کو بازگشت کا ارادہ تہا۔ مگر اِس شورش کے فرو ہونے کا انتظار کر رہا تہا۔ الحاصل مکتوب الیہ عبداللہ خان نے ایک مدت تک تو اپنی نیک عادت اور فرشتہ منشی سے اِن نوشتون کو تامل مین ڈالے رکہا۔ مگر چونکہ اس طرف کا امر احد سے زیادہ گزر گیا تہا۔ اِس واسطے ناچار اس طرف روانہ ہونا پڑا اور صوبہ کے جاگیرداردن کے نام بلانے کے واسطے پروانہ جات بہیجے۔ کہ جملہ اطراف سپاہ فراہم ہوکر حاضر آوے۔ آخرکار عبداللہ خان وسط جمادی الاول مین اجین آپہونچا۔ صاف دل جواق (بدیع الزمان) سیاہ باطن سفید ریش والون کی پُرفریب باتون پر بہروسہ کرکے آنے والے کے استقبال کے واسطے باہر نکلا۔ عبداللہ خان مرزا کو اپنے خیمہ گاہ (کیمپ) مین لے گیا۔ اور پہرہ والون کے سپرد کر دیا۔ اُسی روز بتعیل پروانہ ناہرخان اجین مین پہونچکر عبداللہ خان کے لشکر مین جاملا۔ چند روز بعد راقم بہی اجین مین آیا۔ اور دولت خانہ ناہرخان کی برابر مین اپنا خیمہ نصب کیا۔ عبداللہ خان نے حکم دیا کہ معززان سپاہ لشکر کے گرد چارون طرف قلعہ تیار کرلیوین۔ اس بنیاد پر ناہرخان نے بہی اپنی سپاہ کے گرداگرد ایک حصار کہنچوایا۔ اور حویلی بنالی فرزندون کو بہی بلا بہیجا کیونکہ نزدیک تہے۔

ایک روز دیوار حویلی کے سایہ مین ناہرخان چند درویشون کے ساتہہ خاص طور پر بیٹہا ہوا تہا۔ چونکہ مٹی کی دیوار اُٹہانے والون نے دیوار اُٹہانے مین مضبوط کام نہین بنایا تہا۔ اسواسطے دیوار جہک گئی تہی۔ اور اِس سبب سے اس کے گرنے کا خیال راقم کے دل مین پیدا ہوتا تہا۔ ہرچند راقم نے اپنا دلی خیال صراحت کے ساتہہ بیان کیا۔ مگر ہمنشینون نے بعید سمجہکر التفات نہین فرمایا۔ اس اثنا مین کہانے کے واسطے دسترخوان بچہایا گیا۔ اور جب کہانے سے فراغت پاکر زیادہ کیا گیا۔ تو راقم بدون ہاتہہ دہوئے وہان سے اُٹہہ کہڑا ہوا۔ ہنوز اپنے خیمہ مین پہونچنے نہین پایا تہا۔ کہ دیوار کے گرنے کی آواز آئی۔ ناہرخان خود جگہہ کے درمیان مین سے نکل آیا۔ اور ہاتہہ بڑہاکر شیخ عبداللطیف کو جو ایک آزاد شخص ہے۔ مصیبت مین سے نکالا۔ اپنے پنجسالہ لڑکے کا کچہہ خیال نہ کیا۔ جس کا نام دلاور خان ہے۔ اور سامنے کہیل رہا تہا۔ وہ خاک مین اور ڈہیلون مین پڑا رہا۔ کچہہ دیر بعد اُس کو بہی نیچے سے نکالا۔ نیک کرداری اور درویش دوستی کی بدولت ہی لاہوت نے بیٹے کو از سرنو زندگی بخشی۔

یاد شیخ حماد الدین اسمعیل ملتانی

آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے چہوٹے بہائی ہین۔ لیکن ان کی مان ایک نہین۔ آپ کو دین اور دنیا

یعنی دونون جہان کی سعادت سندی حاصل تھی۔ بزرگوار دادا۔ صاحب ولایت باپ اور بابرکت بھائی سے بہت کچھ فیض اور فائدہ پایا تھا۔ فقہ کے علم مین یہانتک تحقیق کو بڑہایا تھا۔ کہ درجہ اجتہاد حاصل ہوگیا تھا۔ جس مسئلہ مین ملتان کے تمام فقیہہ اور مفتی عاجز ہوجاتے تھے۔ وہ مسئلہ آپ کی توجہ سے حل ہوجاتا تھا۔ آخرکار درسی علوم کو الوداع کہکر اپنے بڑے بھائی کی خدمت مین داخل ہوگئے تھے۔ اور اُن کی خدمت کے طفیل سے جب بہانہ نشین دشمن (نفس) کے ساتھہ لڑائی شروع کی۔ تو فتح پائی۔ جب رکن الاولیا کا آخرین وقت آیا۔ اور اُنکے کوئی فرزند تھا نہین۔ اور نیز مدینہ بزرگوار نے فرمادیا تھا۔ کہ چھوٹا بھائی بڑے بیٹے سے بہتر ہوتا ہے لہذا رکن الاولیا نے اپنا سجادہ چھوٹے بھائی کے سپرد کرکے اُن کو رہنمائے زمانہ بنایا۔ آپکے بعد شیخ صدرالدین حلیم ابن شیخ عمادالدین مسند پر بیٹھے۔ شیخ صدرالدین حلیم کے بعد شیخ صدرالدین شہر اللہ ابن حلیم قایم مقام ہوئے مصلحم جبراً سجادہ نشینی عمادیہ نسل مین رہی مصرع۔ عمادالدین عماد قصہ دین بود۔

یاد شیخ علم الہدیٰ

آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے چچازاد بھائی ہین۔ جد امجد کے زندگی مین ہی جہان پیمائی کی ہوا سر مین بہر گئی تھی۔ ماوراءالنہر خراسان۔ اور پارس مین جاکر نقلی علوم اور عقلی فنون تحصیل کیے۔ اور کمال تبحر بہم پہونچاکر ہجری سنہ سات سو چالیس مین جب کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا عہد تھا۔ دہلی مین آئے۔ سیاہ باطنی سے اپنے چچازاد بڑے بھائی کی خدمت مین مناظرہ کرنا چاہا چونکہ رکن الاولیا کے ظاہری علم کو روشنی قلب کی قوت سے استحکام حاصل تہا۔ علم الہدیٰ کی بڑائی مناظرہ کے اندر پیش نہین گئی۔ بلکہ باعث خجالت ہوئی۔

واضح ہو۔ کہ عالم صورت کا پہلوان۔ عالم معنی کے پہلوان کے ساتھہ مقابل نہین ہوسکتا ہے بلکہ بساط ادب کے کنارہ پر کہڑا ہوکر اس اندیشہ مین ڈوب جاتا ہے۔ کہ نمود مین آنے والی موجودات حقیقۃ الحقائق کا عکس ہے۔ اور عکس معنی سے عاری ایک صورت ہوتی ہے۔ اور اصل علم ظاہر مین ایک ملک ہوتا ہے۔ جو ملکوت یعنی عالم ارواح کی برابر ہوتا ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۵ بیت

بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات	با دردکشان ہرکہ درافتاد برافتاد

یاد شیخ الہداد احمد آبادی

آپ سہروردیہ سلسلہ مین سے ہین۔ اپنے وقت کے پرہیزگار اور خدا پرست تھے۔ حقیقی اور درسی علوم بہی جانتے

۵ پاک ہے (وہ ذات) جس کے ہاتھہ مین ہر چیز کا کامل اختیار ہے۔ اور (مرنے پیچھے) تم سب (اوسی کی طرف لوٹا کردیئے جاؤگے ۱۲۔

تے تمام کہانے کی چیزین چہوڑدین ہتین - صرف ایک پیالہ دودہ سے بہوک کا علاج کرتے تہے خواہ وہ کہین سے ہی بہم پہونچاتے تہے معرفت دانی مین دوسرے معرفت فہمون پر سبقت رکہتے تہے - جو عمدہ مضامین اور اُن کے نئے نئے حل خاص آپکی طبیعت اور فہم بہم پہونچاتی تہی - اُن کا فیضان درس دیتے وقت سننے والون کو پہونچاتے تہے - شریعت کی رعایت کرکے سرود وسماع کی مجلس مین نہین جاتے تہے شیخ زین الدین خوافی کے سلسلہ سے کمال دبستگی تہی -

یاد شیخ موسیٰ

آشکارا کرامتین آپ سے اکثر ظاہر ہوئی ہین - صاحب موسوی ولایت تہے - کہتے ہین - تتہ سے قدوۃ الاولیا شیخ بہاء الدین زکریا کی ملاقات کے واسطے ملتان کو آتے تہے - جب دریاے راوی کے کنارہ پر پہونچے - تو ملاح نے کشتی لگانے مین توقف کیا - آپ اُس دریا کا تمام پانی ایک ابریق مین اوٹہا کر شیخ کی خدمت مین لے گئے - شیخ نے فرمایا - اس پانی سے لوگون کو فیض پہونچتا ہے - بدستور سابق چہوڑدو - آپنے کہا - نہین یہ پانی آستانہ بوسی کے مشتاقون کو روکتا تہا - اور اِس مزاحمت سے اُن کو نقصان پہونچتا تہا - اب اِس شرط پر چہوڑا جاوے گا - کہ شہر کے کنارہ سے بہت دور بہنے لگے - اُس روز سے دریاے راوی ملتان سے دور بہتا ہے - اِن دونون صاحبون کی بدولت چند روز انجمنِ حقیقت بیانی ایسی عمدہ طور پر ہوتی رہی - کہ اُسکی خوبی بیان مین نہین آسکتی ہے -

مصرع - طور دیدار بادمیقات آتش -

یاد شیخ حمید الدین صوفی سعیدی ناگوری سوالی

آپ کا لقب سلطان التارکین ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مرید اور خلیفہ ہین قدس سرہما بعض کہتے ہین کہ آپ موضع سوال کے باشندہ ہین - جو مضافات اجمیر سے ہے - اور بعض کا یہ خیال ہے - چونکہ تصوف کی مشکلات کے بارہ مین آپ سوال وجواب بہت کیا کرتے تہے - اسواسطے **سوالی** لفظ کے ساتہہ شہرت ہوگئی کہتے ہین - کہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین جب دہلی کے شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری نے شیخ جلال الدین تبریزی کے نام پر ایک بہتان لگایا - تو سلطان نے حقیقت تہمت معلوم کرنے کے واسطے بزرگان وقت کو ہر ایک شہر سے بلا کر ایک مجمع کیا تہا - اُس درمیان مین شیخ حمید الدین نے تعرض کے طور پر شیخ بہاء الدین زکریا سے دریافت کیا - کہ مال کے ساتہہ سانپ کس مناسبت سے تعلق رکہتا ہے - فرمایا کہ دونون مہلک ہین اور تعلق کا سبب دونون کا ہلاک کرنے مین اشتراک ہے - اسی کے ساتہہ یہ بہی کہا - کہ وہ شخص عقلمند ہے - جو

مہلک شے سے دور دور رہے - نہ اُس کی دوستی کی طرف مائل ہو - اور نہ اُس کی نزدیکی سے خوش ہو - بہاء الاولیا نے جواب دیا کہ جو شخص افسون جانتا ہے - اُس کو سانپ کے زہر - اور مال کی مستی سے نقصان نہین پہونچتا ہے - اسپر حمید العرفا نے کہا کہ سانپ کو افسون کے ذریعہ سے بھی پاس رکھنا اچھی بات نہین ہے - بہاء الحق نے اِس بات کے جواب مین توقف کیا - تو ناگاہ اپنے پیر شیخ الشیوخ کو دیکھا - کہ وہ فرماتے ہین - بہاء الحق - یون کیون نہین کہتے ہو - کہ دنیا - اہل کمال کے جمال کے رخسارہ پر نیل کا داغ ہے - جس طرح حسینان صورت کی ابرو پر وسمہ - رخسارہ پر نیل اور بناگوش پر غالیہ - نظر بد سے بچاتا - اور زیبائش کو بڑھاتا ہے - اسی طرح معنوی محبوبون کو دنیاوی اسباب نیلہ رنگ کا کام کر کے خود بینی کی نظر بد سے محفوظ رکھتا ہے - اور اس کے اندر یہ حُسن بھی موجود ہے - کہ دوسرون کے ساتھ احسان کرنے کا موقع ملتا ہے - لکھا ہے کہ حمید العرفا نے ایک خط بہاء الاولیا کی خدمت مین بھیجا تھا - جس مین لکھا تھا - کہ بہت سی قرآنی آیات - اخبار - اور آثار اس مضمون کی شہادت دیتی ہین - کہ دنیا کو دوست رکھنے والے اور اِن کے دوست خدا کو نہین پہونچتے ہین - اور واقعی حال یہ ہے - کہ بہت سے ارباب ثروۃ اور اصحاب دولت قطبیت اور غوثیت کے عالی درجہ کو پہونچ چکے ہین - حَسْبَةً لِلّٰهِ[٥٤] اور رَحْمَةً عَلَى الْفَقِيْرِ اس شکل کو حل فرمائیے - تاکہ آپکے رنگین خط کو اپنا امام بنا کر اطمینان حاصل کرون - اور اُس معجون حقیقت سے صلاح باطنی عمل مین لاؤن - نیز یہ جو ایک بات ہے - کہ دنیا ہاتھ مین ہو - تو دوا ہے - اور دل مین ہو - تو درد ہے - اِس بنیاد پر اُس شخص کو تو فائدہ ہے جس کے واسطے دنیا دوا ہے - اور اُس شخص کو نقصان ہے جس کے واسطے دنیا درد ہے - اور نیز سلطان سہروردی کا جو ایک یہ فقرہ ہے کہ "تیغ اسپ در گل زدہ ام نہ در دل" اِس فقرہ سے تسلی نہین ہوتی ہے - کیونکہ مذمت کی بنیاد ظاہر دنیا پر ہے - نہ نیت پر جو مخفی چیز ہے - بہاء الاولیا نے جواب نامہ بھیجنے کو الہام پر موقوف رکھکر دو سال تک توقف فرمایا اور حمید العرفا جواب کے انتظار مین دعا کے امیدوار قبولیت ہے - اس کش مکش مین تھے - کہ ایک روز ایک حریری ورق لپٹا ہوا عالم غیب سے مصلے کے نیچے نکلا - اُس مین جو کچھ لکھا تھا - اُس کا ما حصل یہ ہے - کہ راہ حق کے چلنے والے تین گروہ پر منقسم ہین - ایک گروہ بالکل محجوب ہے - جس کو غایت استغراق سے اور وجوبی صفات مین امکانی رسوم کو حد درجہ کم کر دینے سے کونین کی بالکل خبر نہین - دوسرا گروہ اُس جماعت کو سمجھنا چاہیے - جو ظاہر کو کہ محض ممکن ہے - امکانی لوازم کے ساتھ مخصوص کرتی ہے - اور باطن کو کہ عین واجب ہے - خاص ایزدی تجلیات کے مشاہدہ مین مشغول رکھتی ہے - اور تیسرا گروہ وہ ہے - جو کہ دنیا اور ما فیہا کا ترک بہشت اور آنجہانی درجات کے واسطے کرتا ہے - اور یہ تمام موجودہ معانی اور آئین تینون گروہون مین علمی صورتون کا اقتضا ہے

[٥٤] اللہ کے واسطے اور فقیر پر مہربانی کرکے ١٢-

جو واجب الوجود کا خاص فعل ہے اسماء اور صفات کے اقتضا کی رو سے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ سلوک اور تصوف کے علم میں بہت سے رسالے آپ کے تصنیف کردہ ہیں۔ اشعار اور دیگر نظم کو آپ نے فصاحت اور مقبولیت کی کرسی پر سوز و گداز کے رنگ میں پہونچایا تھا۔ یہ آپ کی ہی رباعی ہے رباعی

تا کے غم آن خوری کہ بار دیاسنے	یا تخم بروید و برار دیاسنے
رو در غم آن باش کہ محبوب ترا	اندر حرم وصل گزار دیاسنے

بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ آپ شیخ احمد تارک لاہوری کے بیٹے تھے۔ شیخ احمد تارک۔ ابراہیم کے۔ ابراہیم محمد کے۔ اور محمد۔ سعید فاروقی کے بیٹے تھے۔ جو فاروق اعظم کی نسل میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہم اس بنا پر آپ کو سعیدی کہتے ہیں۔ تاریخ اُنتیس ربیع الآخر ہجری سنہ چھ سو تہتر کو اور بعض کے نزدیک ہجری سنہ اونسٹھ کو واصل حق ہوئے۔ قبر ناگور میں ہے زائرو سے تبرک بہم الٰی یومنا ہذا۔

یاد اولاد سلطان التارکین قدس اسرارہم

آپ کے دو بیٹے تھے شیخ عزیز اور شیخ مجیب۔ بڑے کے تین فرزند تھے شیخ حمید الدین احمد۔ شیخ فرید الدین محمود۔ اور شیخ نجیب الدین قاسم۔ شیخ حسین ابن خالد تین واسطے سے شیخ حمید کو پہنچتے ہیں

مختصر حالات شیخ فرید

آپ اپنے جد بزرگوار کے مرید۔ خلیفہ۔ اور جانشین ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ کتاب سرور الصدور آپ کی ہی تبویب دی ہوئی ہے۔ سلطان محمد تغلق کے عہد میں ناگور سے دہلی میں آئے۔ اور مشرق کی طرف جو منڈل میں جو قدیمی شہر میں ہے۔ سکونت اختیار کی اور رحلت کے بعد اُسی کوچہ میں خوابگاہ بھی بنی۔ مقام قطب الاولیا کے راستہ میں قدس سرہٗ۔ شیخ فرید کے سات فرزند تھے۔ ان میں سے ایک شیخ عزیز بھی تھے۔ بعض کے نزدیک سرور الصدور۔ نور البدور۔ آپ کی ہی تصنیفات میں سے ہے۔ اور بعض شیخ احمد کی تالیف سے سمجھتے ہیں۔ جو شیخ عزیز سے بڑے تھے۔ بعض شیخ سعید کی تالیف سے کہتے ہیں۔ جو شیخ عزیز کے چھوٹے بھائی ہیں ہر تقدیر کتاب مذکور لکھی ہوئی شیخ فرید الدین کی یا اُن کے فرزندوں میں سے کسی ایک کی ہے۔ بہت سے خاص خاص فائدے اور لطیفے جو اپنے بزرگوار باپ سے ستائیس برس کے عرصہ میں سنے تھے۔ اس کتاب میں فراہم کیے ہیں۔ اور یہ بھی

٥١ جو کچھ دہ کرتا ہو۔ اُس کی بازپرس کسی سے نہیں کیجا سکتی ١٢

لکھاہے - کہ مینے خردسالی مین جداعلیٰ سلطان التارکین کی ملازمت کی ہے - اس بنیاد پر آپ کی عمر قریب سَو برس کی ہوگی - اِس کے بعد لکھتے ہین - تاریخ دوسری ربیع الاول ہجری سنہ سات سوچبیس کو پدر عزیز نے حدیث اور دعوت کا اجازت نامہ عطا فرمایا - جداعلیٰ کا خرقہ پہنایا - اور اپنی خاص کلاہ میرے سر پر رکھی اور اچھی اچھی دعائین دیکر سرفراز کیا مصرع - اولادِ حمید وصاف حمید بودند -

یاد شیخ جلال الدین تبریزی

آپ شیخ ابوسعید تبریزی کے مرید ہین - اور زاد بوم تبریز ہے - دیو محل بندر مین جو دارالملک بنگالہ مین ہے آپ کی خوابگاہ ہے - جب آپکے پیر دنیا کے تنگ وتاریک کوچہ سے فردوس برین کی سیر وسیاحت کے واسطے تشریف لے گئے - تو آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کی ملازمت مین حاضر ہوئے - اور اپنی شایستہ خدمات سے دل مین جگہہ پیدا کرکے فائدہ اُٹھایا - ملتان مین شیخ بہاء الدین زکریا سے کمال دوستی اور یکجہتی ہوگئی تھی خواجہ قطب الدین اوشی کی ملاقات کے شوق مین دہلی آئے - مشائخ چشت کے تذکرون سے کچھہ آپ کے حالات معرفت معلوم ہوسکتے ہین - شیخ نجم الدین صغری نے (جن کا مرقد دہلی مین مولانا برہان الدین بلخی کی خوابگاہ کے برابر مین ہے) سیاہ دلی اور خیال فاسد سے آپ کو ایک مطربہ عورت کے ساتھہ دلبستگی مین ناشائستہ حرکات کے ساتھہ متہم کیا تھا - اور ایسی شورش وہنگامہ اوٹھائی تھی - جس کی وجہ سے آپ کو دہلی جیسے شہر ولایت سے بنگالہ کی طرف سفر کرنا پڑا - ایک روز آپ ایک دریا کے کنارہ کنارہ چلے جارہے تھے - چلتے چلتے خودبخود کہنے لگے - کہ شیخ الاسلام نے اگرچہ درویشون کو اپنے شہر سے نکال دیا - مگر درویشون کے خدا نے آج شیخ الاسلام کو جہان سے نکال دیا - اور جنازہ کی نماز بھی پڑھ لی گئی - خبر آنے پر تحقیق ہوا - کہ شیخ الاسلام کی رحلت کا وہی روز تھا کہتے ہین - دیو محل مین آبادی سے دور ایک جنگل تھا - وہان پر آپنے جگہہ پسند کی چاہا کہ اِس زمین کو خرید لیا جاوے چونکہ جنگل تھا - اور اس کا کوئی مالک بھی نہین تھا - لہذا باشندگان شہر نے خوش طبعی سے قیمت مین اتنا زیادہ نقد مانگا - کہ وہ مقدار - سوائے شاہی خزانون کے دوسری جگہہ گمان مین بھی نہین آسکتی ہے آپنے قبول فرمایا - اور مریدون کو ارشاد کیا - فلان جگہہ بچاس تون کا اونٹ کو گوبر کا تودہ ہے - اوس مین آگ لگادو - چنانچہ تعمیل کی گئی - خالص وکامل العیار سونا ہوگیا - زمین کی قیمت مین دیدیا یہ عظیم الشان کرامت دیکھکر وہان کے لوگ اکثر اسلام کے احاطہ مین - اور آپ کی بیعت کے سلسلہ مین داخل ہوئے اور دونون جہان کی کامیابی حاصل کی - حافظ

آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند	آنان کہ خاک را بنظر کیمیا کنند

یادِ شیخ صوفی بدھنے

شیخ نظام الاولیا قدس سرہٗ سے روایت ہے - فرماتے تھے - ایک بڑے پرانے معمر شخص موضع کیتھل مین رہتے تھے جن کا باطن تجرید اور تفرید کے زیور سے آراستہ تھا - وہان کے باشندے آپ کو شیخ بدھنے کہا کرتے تھے اکثر لوگون کی زبانون پر یہ قصہ اس طرح سے روان ہے - کہ ساتوین صدی کے آغاز مین جب سپاہ مغل ہند پر قابض ہوئی - مال واسباب سب لٹ گیا - اور چھوٹے بڑے سب قید ہوگئے - تو اس علم بلوہ مین خواجہ قطب الدین اور شیخ صوفی جو بے تمیزانہ حالت مین زندگی بسر کر رہے تھے - یہ دونون بھی گرفتار ہوئے - دو تین روز بعد گرفتارون کو بھوک اور پیاس بہت شدت سے معلوم ہوئی - ناچار خواجہ ایک کاک (روغنی روٹی) خرقہ کے اندر سے نکالکر ہر ایک شخص کو دیتے تھے اور صوفی بدھنے سے (کہ ایک مٹی کے ظرف کا نام ہے) سب کو پانی پلاکر سیراب کرتے تھے کہتے ہین - کہ خواجہ کا خطاب کاکی اور صوفی کا لقب بدھنے جو ہوا - اس کی وجہ یہی ہے - شیخ عثمان ابن لادن بھی یہ حکایت بارہا بیان کیا کرتے تھے - اور کہا کرتے تھے - یہ حال مینے اپنے پیر شیخ فضل اللہ ابن شیخ حسین چشتی کی زبانی سنا ہے الفقصہ - سواے اس قدر بیان کے جو اوپر لکھا گیا کسی کاغذ مین کوئی بات آپکے حالات کے متعلق دیکھنے مین نہین آئی ہے - نہ اہل زمانہ کے زبانی کوئی حرف آپ کی ماند و بود (رہنے سہنے) کے متعلق سننے مین آیا ہے - اور ایسا شخص جس کے سینہ مین آپ کے حالات مخفی ہون - اب بہشت کے سوا کہین ہم نہین پہونچ سکتا ہے - مصرع - کیست کز دی باز جویم حالِ او -

یادِ شیخ نورالدین دہلوی

درسی علوم مین آپ کا دل تونگر تھا - اور مسائل کے بیان کرنے مین زبان طاقت ور تھی - آپ سلطان ناصر الدین ابن سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین علما مین سے تھے - کتاب جامع الحکایات آپ کی ہی تصنیف ہے - عمدہ کتاب ہے - اس مین ہر ایک طرح کا نمونہ اور ہر ایک قسم کی نمایش موجود ہے - زمانہ کے کامگار شایخ اور اولیا کی آپ پر نظر تھی - صوفی گروہ کے ساتھ کمال عجز وانکسار سے پیش آیا کرتے تھے -

الفقصہ - اس عمدہ زمانہ مین ہر ایک فن کے اُستاد اور ہر ایک قسم کے بزرگ موجود تھے - جن کا وجود زیبائش زمانہ کا باعث تھا -

(۱) سیدتاج الدین ابن سید جلال الدین بدایونی - آپ کو علم - تقوی - وجدان - استقلال ذہن خوشخوئی خوش باشی - اور ریاضت مین بڑا مرتبہ حاصل تھا -

(۲ و ۳) **سیدؒ مغیث الدین مفتی** اور **سیدؒ منتجب** اسیہ **دستار** دونون بہائی تہے۔ کہتے ہین۔ دانش دیانت۔ امانت۔ وہش۔ مہربانی۔ خوش خلقی۔ اور گوشہ نشینی یہ تمام حمیدہ صفات اِن دونون بہائیون کی سرشت مین گویا خمیر تہین باانیمہ کسی شخص سے کسی قسم کی تندوغیرہ نہین ملا کرتے تہے۔

(۴ و ۵) **سیدؒ علاءالدین** اور **سیدؒ قطب الدین** یہ دونون بہائی بہی ترک و تجرید۔ اور تصوف و توحید مین یگانہ روزگار تہے۔ کہتے ہین شیخ نظام الاولیا۔ حضرت خاتم النبوۃ **علیہ السلام** کو سیدؒ علاءالدین کی شکل مین خواب کے اندر دیکہا کرتے تہے۔

(۶) **مولانا حمید الدین مخلص** گویا دریکدانہ تہے۔ جو اُس زمانہ کے دانشمندون کی لڑی مین ممتاز تہے۔ ہدایہ فقہ پر ایک بڑی لمبی شکل کشا شرح لکہی ہے۔

(۷-۸-۹-۱۰-۱۱) **مولانا عماد الدین حسام** واعظ **مولانا جمال الدین شاطبی** قاری **مولانا کبیر الدین عراقی** مورخ تاریخ جہانگیری جو سلطان علاءالدین کے نام پر ترتیب دی گئی ہے۔ **مولانا بدرالدین دمشقی** طبیب اور **مولانا حمید الدین بہنبانی** منجم۔ یہ تمام سادات اور علماء سلطان غیاث الدین بلبن۔ سلطان جلال الدین خلجی۔ اور سلطان علاءالدین خلجی کے زمانہ مین دہلی اور پرگنات دہلی مین۔ ملک کی زیب وزینت تہے۔ بعض حضرت گنجشکر کی خدمت مین اور بعض۔ بزرگوار خلفاے حضرت گنجشکر کی خدمت مین بیعت تہے۔

غوثی جب تم زمانہ کے حالات۔ اور مشائخ کے واقعات لکہنا چاہو۔ تو دیکہو ہوش سے لکہنا۔ کیونکہ آسودگانِ جہان کے حالات بالخصوص بزرگون کے سرتاپا معرفت سے بہرے ہوئے حالات ایسی عجیب غریب سیرگاہ ہے کہ نہ تو جنگلون جنگلون پہرنے سے پانؤن مین کوئی تکان آتی ہے۔ اور نہ وطن کی جدائی سے دل مین کچہ تنگی پیدا ہوتا ہے۔ اس بنا پر مناسب ہے۔ کہ سفر در وطن کے فقرہ کی توجیہ خوش طبعانہ۔ اور آیہ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ کی وجہ۔ عارفانہ بیان کی جاوے۔ عبرت کا چراغ۔ سینہ کے برآمدہ مین جلایا جاوے۔ اور ہدایت کا قلم۔ دل کے میدان مین نصب کیا جاوے۔ کیونکہ جہان پیا لوگون کے دلون مین بس اس کے سوا کوئی خیال اور کوئی آرزو نہین ہے۔

یاد شیخ محمدؒ ترک نارنولی

آپ مجرد۔ متوکل اور حصور تہے۔ ترکستان سے ہندمین آئے۔ اور نارنول مین حوض کے کنارہ گوشہ اختیار

کر لیا تھا۔ یہ حوض اب مٹی سے بھر گیا۔ اور آبادی مین آگیا ہے۔ اپنی زندگی مین کسی کو مرید نہین کیا۔ کہتے ہین۔ اُس زمانہ مین غیر مسلمون کا گروہ خدا پرستون پر غالب تھا۔ جمعہ کے روز مسلمان لوگ جامع مسجد مین جمع تے موقع پاکر ہنود کی ایک جماعت ننگی تلوارین لیکر آ پہونچی۔ اور بہت سے لوگون کو شہید کیا۔ اُسی عام بلوہ مین شیخ محمد ترک نے بھی غزا اور شہادت دونون درجے پائے۔ اُسی جھونپڑہ مین قبر بنائی گئی جس مین آپ رہتے تے۔ اُن لوگون مین سے جو شہید ہوئے۔ دو صاحب ابتک ابھی ہین۔ پشتہ کے اوپر جو صاحب مدفون ہین اُن کو اوپر والا شہید کہتے ہین۔ اور پشتہ کے نیچے جو صاحب مدفون ہین۔ اُن کو نیچے والا شہید کہتے ہین۔ یہ بھی لوگ کہتے ہین کہ دونون حافظ تھے۔ اور اب بھی اُن کی قبر سے تلاوت کی آواز آتی ہے۔ روایت ہے کہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو بادشاہ وقت نے ناخوش ہو کر ٹھٹہ کی طرف جانے کا حکم دیا تھا۔ جب آپ حدود نارنول مین پہونچے۔ تو سواری سے اُتر پڑے۔ اور پیادہ پا شیخ محمد ترک کے روضہ پر آئے۔ اولاً ایک پتھر کی طرف جو وہان تھا۔ دیر تک متوجہ رہے۔ بوجہ اسکے۔ کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کی مقدس روح کو اُس پتھر کے اوپر پایا تھا۔ بعدہٗ شیخ محمد کی تربت کی طرف منہ کر کے مراقبہ مین مستغرق ہوئے۔ جب سر اُٹھایا۔ تو فرمایا۔ جس کسی کو دشواری پیش آوے اُس کو چاہیے۔ کہ وہ جبین نیاز ان حضرت کی خاک پر رگڑے اور اپنی اٹکی ہوئی مشکل کی کشائش چاہے۔ ایک کوتہ اندیش بول اُٹھا۔ اب حضور کو مشکل درپیش ہے فرمایا۔ اس بارہ مین عرض کر دیا گیا ہے۔ کہتے ہین۔ ابھی تین روز نہین ہوئے تے کہ بادشاہ ایک ہولناک واقعہ مین مبتلا ہوا۔ چراغ دہلی نے معاودت فرما کر پھر دہلی کو اپنے مقدم سے مستفیض کیا۔ وہ پتھر ابھی تک شیخ محمد کی قبر کی برابر بدستور موجود ہے۔ آنے والے اُس پتھر کا بوسہ لیتے ہین۔ پھر اس کے بعد مزار شیخ کی زیارت کرتے ہین۔

یاد مولانا معین الدین عمرانی

آپ سلطان محمد ابن تغلق شاہ کے عہد مین۔ عالم اور اُستاد شہر تے۔ کنز۔ حسامی۔ اور مصباح پر آپ کے حاشیے ہین۔ شاہ وقت نے آپ کو قاضی عضد کے لانے کے واسطے بے شمار مال اور خلعت دیکر شیراز کو بھیجا تھا۔ کیونکہ یہ کام اہم تھا اور یہ آرزو کی تھی۔ کہ مواقف کے متن کا حاشیہ میرے نام پر لکھ دیجیے۔ باوجودیکہ شہر شیراز علم کا گھر ہے مگر عمرانی کا علم اور دانش اس دار العلم مین بھی اپنا جلوہ دکہائے بغیر نہین رہا۔ اور یہان کے لوگ بھی آپ کی فیض رسانی سے متمتع ہوئے۔ خلاصہ کلام یہ کہ جب شاہ شیراز کو معلوم ہوا۔ کہ شاہ دہلی نے

مولوی عمرانی کو قاضی صاحب کی طلب مین بہیجا ہے ۔اور قاضی صاحب بہی سفر کا سامان مہیا کر رہے ہین - تو قاضی صاحب کی خدمت مین خود پہونچکر عرض کیا - اگر جلاد دنیاوی طمع سے ہے - تو عورت اور فرزندون کے سوا - تخت - رخت ملک مال - سپاہ - اور رعیت وغیرہ وغیرہ جو کچھہ میرے پاس ہے - یہ سب مین آپ کے سامنے پیش کر کے اپنے اوپر حرام کیے لیتا ہون - جب قاضی صاحب نے اپنے بادشاہ کی اس درجہ جوانمردی اور گرمجوشی دیکھی تو ہند آنے کے واسطے اُن کی مروت نے اجازت نہ دی -

یاد سید معروف شہید

کہتے ہین - آپ سید حسین مشہدی کے یارون مین سے تہے - جن کا لقب خنگ سوار ہے - ساتوین صدی مین شاہ دہلی کی طرف سے ایک بڑا لشکر - اِس ملک کی فتح کے لیے نامزد ہوا تہا - جہان آپ کی خوابگاہ ہے کیونکہ یہ ملک بیکر پرست راجپوتون کے قبضہ مین تہا - لشکر نے بڑی لڑائیان لڑین - اور اللہ کا بول بالا کرنے مین بہت جانین نثار کر کے ملک کو بیکر پرستون کے قبضہ سے نکالا - اِس لڑائی مین سید معروف - اور نیز آپ کے سوا بہت نیک آدمی شہید ہوئے - روایت ہے - کہ آپ کی قبر کا ایسا فیض جاری ہے - کہ خوش اعتقادی کی بدولت ارباب نذر و نیاز اپنی مرادین اور آرزوئین پاتے ہین - شیخ چندن چشتی دسور (مندسور) سے قصبہ ٹڑہ[۵۱] مین آپ کی قبر پر ہمیشہ جایا کرتے تہے - اور انواع و اقسام کے کہانے پکوا کر درویشون کو اور بہوکون کو کہلایا کرتے تہے - اپنی خوش اعتقادی اور دوستی کا اظہار اِس طرز سے کیا کرتے تہے -

انہین شہدا مین سے ایک توغان شہید بہی ہین - آپ کی قبر قصبہ ٹوڑہا (نواح مندسور) مین ہے سب سے زیادہ تعجب انگیز آپ کی یہ خرقِ عادت ہے - کہ جو شخص درست نیت اور نجاست سے پاک ہوتا ہے - وہ مزار کے پاس رات کے وقت رہ سکتا ہے - اور جس شخص کی عادتین خراب اور ظاہر ناپاک ہوتا ہے - اُس پر اِس قدر پتہر آسمان سے برستے ہین - کہ وہ لاچار ہو کر بہاگ کہڑا ہوتا ہے

انہین شہدا مین سے ایک میان شمس شہید ہین - جو موضع جانگلی[۵۲] مین قصبہ ٹڑہ کے نزدیک سوئے ہوئے ہین اس سرکار جاگیردار سید راجو ہین - سید راجو کے خویش سید ابراہیم نے بزمانہ ناامیدی دل مین مستحکم وعدہ کر لیا تہا - کہ اگر میرے لڑکا پیدا ہوگا - تو اِن شہید مرد کے نام سے ایک نذر کرونگا کہتے ہین - بہت جلد امید بر آئی اور لڑکا پیدا ہوا -

[۵۱] اب اس قصبہ کو افضل پور کہتے ہین - مندسور سے ۵ - ۶ کوس ہے ۱۲ [۵۲] جانگلی گانون مندسور سے تقریباً ڈیڑہ دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ۱۲

انہین شہدا مین سے ایک شیخ دُودہن شہید ہین۔ حدود دسور (مندسور) مین۔ آپ کی قبر کا نشان باقی نہین رہا تہا۔ سید راجو کے زمانہ مین ایک دولتمند نے چاہا۔ کہ چوگان بازی کے واسطے میدان صاف کرلینا چاہئے آپنے اُن کی خواب مین آکر اپنی حقیقت حال سے آگاہی دی۔ مشار الیہ نے خواب کا بیان سید سے کیا۔ سید نے فرمایا۔ آپ کی قبر کی عمارت بنادی جاوے۔ چنانچہ بنادی گئی۔ اور شہید کے فرمانے کے بموجب گہوڑے کی بہی قبر بنادی گئی **مصرع**۔ کشتۂ دشمن ہست زندہ دوست۔

یاد شیخ احمد نہروالہ بدایونی

بعض کے نزدیک آپ کا لقب حامد الدین ہے۔ قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید ہین۔ خوابگاہ بدایون۔ پیران سہروردکا مشرب تہا۔ روایت ہے شیخ بہاءالدین زکریا نے۔ صوفیون مین سے ایسی تعریف کسی کی کمتر کی ہے۔ یعنی آپ کے بارہ مین فرمایا ہے۔ اگر آپ کی معرفت۔ حقیقت۔ اور استعداد تولی جاوے اور نیز آپکے اذکار۔ اشغال۔ اور افکار۔ ترازو مین وزن کیے جاوین۔ تو دنیا خداشناس صوفیون کے سرمایہ پر بہی آپ کا سرمایہ غالب اور وزنی ہوگا۔

اِس دلکش تقریر مین تحت الذکر حدیث نبوی علیہ السلام کی خوشبو آتی ہے۔ ایک روز امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی کثرت حسنات کے بارہ مین حضور ارشاد فرماتے تہے۔ کہ عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیون سے آسمان اور زمین پر ہو گیے ہین۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُس وقت موجود تہین۔ یہ التفات سے بہرا ہوا کلام سنکر آپنے فرمایا مَابقیت لابی بکر یارسول اللہ[۵۱] فرمایا عمر و حسناتہ حسنۃ من حسنات ابی بکر رضی اللہ عنہما[۵۲]

جمعہ کے روز بحکم اِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا[۵۳] جب لوگ چلے جاتے۔ تو آپ اپنے مریدون اور دوستون کو ہمراہ لیکر شام تک شہر کے کوچون اور صحرا کے گوشون کی سیر کرتے پہرا کرتے تہے۔ ان ایام مین ایک مجذوب تہا۔ جو جماعت باندہ کر آپکے گشت کرنے سے سخت تعجب کیا کرتا تہا۔ ایک روز آپنے دیکہا۔ چند طاقتور ظالمون نے ایک نہایت ناتوان عاجز گروہ پر دست درازی کرکے مجبور کر رکہا ہے۔ آپنے صوفیون کی جماعت کے ذریعہ سے امداد کرکے ناتوانون کو سیاہ دل ظالمون کے پنجۂ ظلم سے رہائی دی۔ اتفاق سے تعجب کرنے والا مجذوب بہی کہین اِس معرکہ کو دیکہہ رہا تہا۔ سامنے آگیا۔ سب متفق اللفظ بول اوٹہے۔ ہان درست ہے

۵۱۔ اے رسول اللہ حضرت ابوبکر کے واسطے کیا باقی رہا ۱۲ ۵۲ حضرت عمر اور اون کے جملہ حسنات منجملہ حسنات حضرت ابوبکر کے ایک نیکی ہے اللہ تعالیٰ اِن دونون سے راضی ہو ۱۲ ۵۳۔ جب نماز ہو چکے تو دم کو اختیار ہے۔ کہ اپنی اپنی راہ لو ۱۲۔

جماعت ایسے ہی پوشیدہ کامون کے واسطے ہے - ورنہ درویشون کو کسی کے ساتہہ کیا سروکار ہے -

یاد امام الدین ابدال دہلوی

آپ شیخ ضیاء الدین مرد غیب کی بہن کے بیٹے بہانجے ہین - خرقہ خلافت تو شیخ بدرالدین غزنوی کی خدمت سے ملا تہا لیکن بہت سا زمانہ آپنے خواجہ قطب الاولیا اوشی قدس سرہ کی غلامی مین بسر کیا تہا - اس عرصہ مین نفس نافرجام کے ساتھ لڑائیان رہین - اور بالآخر فتح پائی - اور اس بات کی بڑی خوشی مانی کہ مرشد نے آپ کا عمل پذیرائی کی نگاہ سے - دیکہا جب سے آپنے سلوک کے راستہ مین قدم رکہا تہا تب سے جس وقت تک زندہ رہے اُس وقت تک گوشہ نشینی کے ذریعہ سے خواہش کو قیدی بنا کر رکہا - شیخ نظام الاولیا قدس سرہ قوالی کی مجلس آپ کے بدون بہت کم کیا کرتے تہے - بڑی عمر پائی - اور ہمت بلند تہی ہجری سنہ سات سو اسی مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے مصرع خرامان شد بکوئی قدس تا دیدار او بنید -

یاد سید مولہ عرب زاد دہلی آباد

آپ جیسے بلند رتبہ تہے - ویسی ہی روز افزون آپ کی ریاضت بہی تہی - گیہون کی روٹی اور گوشت کو ہاتہ تک نہین لگاتے تہے - باوجودیکہ ہر روز خانقاہ کے رہنے والون اور نیز دوسرے لوگون کے واسطے خسروانہ کہانا پکواتے تہے - خود چانول کے آٹے کا خشک کلچہ شہد کے ساتہہ کہایا کرتے تہے - یہ آپ کی غذا تہی - اس کے سوا کچہہ نہین کہاتے تہے - نذر و نیاز کا نقد و جنس کسی سے نہین لیتے تہے - سلطان جلال الدین خلجی کے اولین زمانہ مین آپ کی شیخی کو رونق ہوگئی تہی - اور نیز سلطان کا بیٹا خانخانان مرید ہوگیا تہا - یہ امر زیادہ تر باعث لوگون کی فریفتگی اور دلبستگی کا تہا بالآخر لوگون کے متوجہ ہونے سے آپ کے سودائی دماغ مین - سلطنت دہلی کی ہوا سما گئی - اور کچہہ لوگ متفق ہو کر کام بنانے کی فکر مین روانہ بہی ہوئے - اتنے مین یہ خفیہ سازش سلطان کے کان مین پہونچی - غصہ اور غضب مین بہر گیا اور فرمایا خود آپ اور آپ کے دوست اور یار تمام آگ مین گہسین - شاید اُس وقت ہر ایک کا نیک و بد معلوم ہو جاوے گا - فتوی نویس عالمون نے کہا - آگ راست کو دروغ سے جدا نہین کر سکتی ہے - القصہ جب تک درویش اور دیگر ارباب دانش تاخیر اور بہانہ جوئی سے فرمان روا کی آتش غضب کو فرو کرین ہی کرین تب تک دشمن مزاج اور خراب باطن لوگون نے جلدی کر کے خود سید کو بالکل فرد کر دیا - یعنی مست ہاتہی کے پانون مین ڈال دیا - ضیای برنی لکہتے ہین کہ ایسے کا قتل سلطان کو سازگار نہین ہوا - اور بہت کچہہ خراب باتین اُس کے زمانہ مین پیدا ہوئین - یہین سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا بہتان اُس کامگار شہید پر ناحق باندہا تہا -

خاتمہ چمن اول

عنوان کے شنگرفی حروف کو ارغوانی پھول سمجھنا چاہیے - جو نکتہ پروری کے چمن مین - خامہ عقل کے درخت پر کھلے ہوئے ہین - اور مضمون جس کا یہ عنوان ہے - اسکی شکلین سواد کو خاکستری رنگ کی بلبلین تصور کرنا چاہیے - جو سخنوری کے باغیچہ مین - ہمت اور فطرت کے آشیانہ سے - پرواز کر رہی ہین - غرض یہ ہے - کہ رنگین پھول - اپنی اجمالی خوشبو برگزیدہ دماغون مین پہونچا دین - اور بلبلین اپنا تفصیلی ترانہ - جو گلشن کی رنگینی کی نسبت ہے گوش حکمت کو سنا دین - اور نیز زبان رمز سے یہ نغمہ گا دین - کہ ہر ایک نامہ بجاے خود - نقش ونگار کا ایک محل ہے دانش کے بہشت نما محلون مین سے - جس کی مستحکم بنیاد - خداے عز اسمہ کے سپاس - اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ستایش ہے - اور جس کا دل آویز کمرہ ایسے فن کے مقاصد کا بیان ہے - جو ہنوز صاحب عمارت کے ضمیر مین پردہ نشین ہے - اور اس بنیاد کی تعمیر سے مطلب یہ ہے - کہ بانی کے معنوی جسم کے واسطے ایک عمدہ آرامگاہ تعمیر کی جاوے - تاکہ جب دانش و بینش کے تماشائی - اس محل مین آوین - اگر اُن مین سے کسی کے دل مین - ایسے گروہ کے ساتھ جو عنصری مکان سے رخصت ہو چکے ہین - روحانی راز و نیاز کی باتین کرنے کی آرزو پیدا ہو - تو ان فطرت کے مکانون مین (جن کو دوسرے الفاظ مین نگارین نامے کہہ سکتے ہین) جس دروازہ سے چاہے - اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ[۱] کی کنجی سے کھول کر اندر آجاوے - اور اپنے ادراک کو اُس میزبان کی مہمان سرا مین شیرین کام کرے - جس کے یہان ماحضر ہمیشہ تیار رہتا ہے - اور معلوم کرے - کہ اس کتابی عمارت کا ہر ایک قطعہ - جداگانہ حیثیت کے ساتھ - شہرون کے مکانات اور عمارات کی وضع پر ہے اس طرح سے کہ جیسے شہرون کے مکانات اور عمارات کھلے طور پر - بنانے والہ کی دنیاوی استطاعت ظاہر کرتے ہین - ایسے ہی یہ کتابی عمارت سنجیدہ عبارت کے ساتھ خداوند عمارت کی عقل و دانش کا رتبہ - لوگون کے ذہن نشین کرتی ہے - بہت اچھا ہے وہ صاحب توفیق زندہ دل - جو حمد و نعت کی سرخی سے - فطرت کا خاکہ دکھانے والہ منظر کی بنیاد ڈالے - اور اُس کو تمہیدات اور رسائل کی (جن کو علمی عمارت کا طاق اور برآمدہ سمجھنا چاہیے) ترتیب تمام کرنے مین ایزدی تقدیر یاوری دیوے اور یہ منظر طبع آزمائی کرنے والون کے واسطے - امتحان کا ذریعہ - اور حقیقت کی تلاش والون کے واسطے آسائش کا وسیلہ ہو - اللہ جل شانہ جو کن فیکون کا ایجاد کرنے والا ہے - اُس کے خزانہ سے بہت کچھ اُمید ہے - کہ سخن آفرینی کا خوان بچھانے کی جن اصحاب نے بنیاد ڈالی ہے - اُن کے طفیل مین وہ خوبی حسن کی اس کوڑہ کرکٹ سے بھری خانقاہ کو

---

[۱] - (اے پیغمبر قرآن جو وقتاً فوقتاً تم پر نازل ہوگا - (اس کو) اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑھا کرو جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا ۱۲

بذریعہ پرداخت۔ اتمام کے زیور سے زیب و زینت بخشے گا۔

ابتدائے دومی چمن

یہ چمن اُن اصحاب کے حالات اور معارف کے بیان مین ہے۔ جو ہجری آٹھوین صدی مین عربی و فارسی کی کتابون کے پڑھنے والے تھے۔ انفس و آفاق یعنی عالم ارواح اور عالم اجسام کے رموز سے آگاہ تھے۔ خدای پرستش اور معرفت مین ہمہ تن مصروف تھے۔ اور الہی جذبات اور مشاہدہ تجلیات مین بالکل مستغرق تھے اب اے دل ہوشیار ہوجا۔ ایک دماغ درکار ہے۔ دیکھہ ہر فرد کا ذکر۔ گویا ایسے گلشن کی نسیم ہے۔ جس کے ہر ایک درخت سے نسیم سے انواع و اقسام کے دل فریب پھول کھلا کر ہر ایک سونگھنے والے کے دماغ مین۔ اُس آفریدگار کی سپاس و ستائش کی خوشبو پہونچاتی ہے۔ جو عجیب و غریب نئی نئی چیزین ظہور مین لاتا ہے۔ اور جس نے اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ[ك] کے افسون سے آدمی کو بصورت تخم۔ اور جہان کو بشکل درخت پیدا کیا۔ تاکہ جہان بمقتضاے سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِهِمْ[ك۲] اپنے اجمال کے اعتبار سے۔ اور آدمی بفحواے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ[ك۳] اپنے جمال احسن تقویم سے عالم واحدیت کا نمونہ ہو۔ کیونکہ روئیت حق کا گلزار۔ آدمی کے طلسمی غنچہ مین عین کے اعتبار سے اجمالی طور پر چھپا ہوا ہے۔ اور کونی و مکانی درخت کا چہرہ مع اپنے جملہ اجزا کے۔ حضرت حق مین۔ علم کے اعتبار سے۔ مخفی ہے۔ دیکھو دیکھو مصرع شاخ گلے بصورت انسان برآمدہ۔

پادشاہ مدار

آپ کا لقب بدیع الدین ہے۔ اور سرکار قنوج مین ایک مقام ہے مکن پور۔ وہان خوابگاہ ہے۔ آپ کے حالات تذکرہ نویسون نے امکان عقلی پر مبنی کرکے لکھے ہین۔ مگر راقم نے ان مین سے جو حکایتین عادۃً ممکنات سے نہین تہین اور جن سے عقل جو مقید بہ توقع ہے گریز کرتی تہی نہین لکھی ہین۔ جیسے آپ عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت مین رہتے تھے۔ ابدی زندگی کا آپ کو اختیار حاصل تھا۔ پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کی ملازمت سے آپ مشرف ہوئے تھے۔ اور مسیحا کا سلام حضور نبوی مین پہونچایا تھا۔ آپ کی خلافت کا سلسلہ (۱) شیخ طیفور شامی (۲) شیخ یمین الدین شامی (۳) امام عبداللہ علمدار۔ (۴) اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہم ان چار واسطون سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچتا ہے۔ اولین تین صاحبون کی گرامی عمر دو سو برس سے

ك بیشک اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے ۱۲ ك۲ عنقریب ہم ان لوگون کو اپنی (قدرت کی) نشانیان (دنیا کے) اطراف مین بھی دکھائینگے۔ اور ان کے اپنے درمیان مین بھی ۱۲ ك۳ ہمنے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا ۱۲۔

زیادہ ہی بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہین۔ کشف اسرار۔ دلون کے حالات پر وقوف۔ اور ادراک معانی مین آپ کو مرتبۂ اعلیٰ حاصل تھا۔ اور آپ کے جمال مین نور الٰہی کی جھلک نظر آتی تھی۔ جس کی وجہ سے دیکھنے والا بے ارادہ سجدہ مین گر پڑتا تھا۔ اِس سبب سے آپ ہمیشہ چہرہ پر نقاب رکھا کرتے تھے۔ مگر دربار عام کے روز۔ خلائق کی فائدہ رسانی کی غرض سے چہرہ سے نقاب اوٹھا دیتے تھے۔ اور ارباب زمانہ مین سے جس کسی کو کسی علم مین دشواری اور اُلجھن پیش آتی تھی۔ وہ اُسی دربار عام کے روز آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا۔ اُس وقت آپ بدون دریافت کرنے کے ہر ایک قسم کی باتین فرمایا کرتے تھے۔ اُسی ضمن مین حاضرین دربار اپنی مراد کے موافق جواب پاکر۔ اور اپنی مشکل حل کرکے واپس چلے جایا کرتے تھے۔ یہ امور آپ کی کرامات مین سے ہین (۱) مردہ کو زندہ کیا (۲) مدتون اور برسون کچھہ نہین کھایا۔ (۳) آپ کے کپڑے بغیر دُھلنے کے سفید رہتے تھے۔ مدیر بدلنے سے میلے نہین ہوتے تھے۔ (۴) ایک روز خضر علیہ السلام نے بزم اسرار مین آپ سے کہا۔ مینے سنا ہے۔ کہ آپ کو حاکم حی ومحیی نے مختار کردیا ہے۔ جب تک آپ خود نہ چاہین گے مُمیت کا حکم آپ پر نہ چلے گا اور یہ خلعت خاص میرا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ اس کو آپ عام نہ کردین۔ اور اپنے تئین میرے ساتھہ شریک نہ بنادین۔ چونکہ آپ کی طبیعت۔ خواہش پذیر واقع ہوئی تھی۔ لہذا اس التماس کو قبول کیا۔ اور اُسی سال عالم ظاہر سے سفر کرگئے ہجری سنہ آٹھہ سو تھے۔ مصرع ظاہرش پاک بود و باطن صاف

انجمن

یہ انجمن اُن پاک اصحاب کے بیان مین ہے۔ جو سلسلہ مداریہ طیفوریہ کے راستہ پر گرم رفتار ہین۔ اور نیز اس انجمن مین اُس جماعت کے حالات کی ہی تحقیق ہے۔ جو مداریہ شرب کی مقلد ہو کر احتیاج اور انتظام آمرزش رکھتی ہے۔ کہتے ہین۔ کہ اس سلسلہ کے سر حلقہ امام عبد اللہ علم دار ہوئے ہین۔ اور بعض اصحاب کی روایت سے آپ کا سلسلہ حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کو بتوسط حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بعض کی روایت سے بتوسط شاہ مردان شیر یزدان حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہونچتا ہے لیکن دونون روایتون مین صحیح روایت پہلی ہے شیخ بدیع الدین مدار شیخ محمد طیفور شامی کے مرید۔ اور شیخ محمد طیفور شیخ یمین الدین شامی کے مرید ہین۔ جو امام علم دار کے خاص خلیفہ تھے۔ اِس سلسلہ مین چونکہ وسائط تھوڑے ہین۔ لہذا یہ سلسلہ ازروے عدد سب سلسلون مین قریب تر ہے۔ اور اِس خانوادہ کے لوگ توحید کشفی کے بیان مین غلو (حد سے زیادہ مبالغہ) رکھتے ہین۔ اور وحدت وجود کا اعتقاد بلند آواز سے بیان کرتے ہین۔ اور ظاہر شریعت

کے امتناعی حکم سے اُن کو چندان خوف نہین ہے۔ سخن کوتاہ بالکل برہنگی اور بے حجابی اس گروہ کے مشرب مین دسوین صدی کے آخرین نصف حصہ سے جوش کے ساتھہ پیدا ہوگئی ہے۔ وگرنہ بدیع الدین شاہ مدار کے پرمعرفت زمانہ مین راز وحدت کے ظاہر کرنے سے نہایت روک ٹوک تہی۔ اور ظاہر شریعت کی مخالفت سے غایت درجہ کا خوف دلون مین سمایا ہوا تھا۔ اور طریقت مین سابقہ بااٰدب سالکون کے ساتھہ موافقت رکھتے تہے۔

اب ابتدا اِس تازہ بدعت کی سنیئے۔ اِس سلسلہ مین ظاہر تجرید۔ مقبولیت کی شرط اور اجازت کا جزو قرار دی گئی تہی۔ اِس خاندان کے اکثر بزرگانِ خلافت اپنے تئین صرف ستر عورت اور اُس قدر طعام کا نیازمند سمجھتے تہے۔ جو اُسی ایک روز کے اندر کہالیا جاوے۔ باقی جملہ انواع پوشاک اور جمیع اقسام خوراک سے دست کش اور مرفہ الحال رہتے تہے۔ اوقات زندگانی کو رازق العباد کی یاد مین بسر کرتے تہے کلمہ توکل یَوْمٌ جَدِیْدٌ وَ رِزْقٌ جَدِیْدٌ[۵۱] اور کلمہ ترکِ اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْھَا صَوْمٌ[۵۲] کو اپنے افعال کی لوح پر ثبت کر رکہا تہا۔ اور مذکورہ بالا مایحتاج کے سوا اگر احیاناً کچہ ہاتہہ لگ جاتا تہا۔ تو اُسی وقت مثل غربال اپنے دل مین سے اور ہاتہہ مین سے نکال دیتے تہے۔ باستثنائے اُس مقدار کے جو اُن نادار درویشون کی رفع ضرورت کے لیے کافی ہو۔ جب حالت تجرید اس درجہ کو پہونچی ہوئی تہی۔ تو یہان سے چند باارادت مقلدون نے ظاہری تجرید کو بہی اپنے پیشواؤن کی اصل طریقت۔ اور پسند خاطر سمجھکر اس شیوہ مین انہماک اور استغراق کو غایت درجہ پسند کیا اور جو تجرید صوفیون کی مختار ہے۔ اُس کی حدود سے دو۲ تین۳ قدم آگے بڑہکر مشروع اِزار کو چار انگشت کی لنگوٹی سے بدل لیا۔ جس سے بمشکل فقط اندام نہانی چھپ سکتا ہے۔ اور رات کے وقت پہاڑ کی طرح آگ مشتعل کی۔ جس سے سرما کے لحاف کا کام لیا۔ صبح کو لباس کی جگہہ بدن پر راکھہ مل لی۔ یہ شعار جو سراپا عار ہے۔ اختیار کر کے ادب کے دائرہ سے وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ[۵۳] کی طرح باہر نکل گئے۔ اور رسوا کرنے والا اجتہاد کو کام مین لانے سے یہ روز افزون تقلید عام ہوتی چلی گئی۔ بیت

مجردان طریقت جماعتے دگر اند	چنان صفت کہ تو داری بدان صفت نبر ند

خداوند تعالی جو مالک بخشایش ہے۔ مغفرت کرے۔ اور حضرت شاہ مدار کے نامدار خلفا اور سلسلہ دارون کو

۵۱۔ نیا دن اور نیا رزق ۱۲ ۵۲۔ دنیا گویا ایک دن ہے۔ اور اسمین ہمارا روزہ ہے ۱۲ ۵۳۔ اور جس شخص نے اللہ تعالی کی باندہی ہوئی حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

جو مشہور ہین - اور جن کے حالات مین تحت مین لکھتا ہون - اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی نصیب ہو -

اول اور مسند خلافت کے صدر نشینون مین اکمل **سید جمن بہاری** ہین جو ارباب تجرید - تفرید

اور توحید کے معلم تھے - سوائے ایک تختہ چادر کے جو ستر عورت کا کام دیتی تھی - قبا اور عبا کی قسم سے کوئی ٹکڑا اور

کپڑا اختیار نہین کیا - آپ کی بابرکت ذات سے اکثر مکاشفے اور خرق عادات ظہور مین آئے ہین - وند بہار کے علاقہ

کے اندر ایک قصبہ مین آپ کی قبر ہے -

دوسرے **قاضی محمود** - آپ اپنے زمانہ کے تمام عالمون سے زیادہ فاضل - کامل - عالم - اور عارف

تھے - آپ کی قبر کنتور مین جو علاقہ لکھنؤ مین ہے - اہل زمانہ کی زیارتگاہ ہے -

تیسرے **قاضی شہاب الدین** - آپ پرکالہ آتش کے نام زد تھے - جذبہ ایسا قوی تھا - کہ

عقل کے پر جلتے تھے - اور بڑے صاحب جلال تھے - آپ کی قبر ایک موضع کے اندر سرکار لکھنؤ مین ہے -

چوتھے **قاضی مطہر** کلہ شیر - آپ کو ولایت کے بیابان مین آہو چشم شیر ببر - اور توحید کی شکارگاہ مین

مفتوح العین باز کہنا زیبا ہے - ایک مقام ماذ مضافات کالپی مین ہے - وہان آپ کی قبر ہے

پانچوین **قاضی عبدالملک** بہڑایچی - آپ کے زمانہ کے تمام اہل دولت شاہ سے لیکر سپاہی تک

دوام دولت اور قیام سلطنت کے بارہ مین آپ کی مراد بخش دعا کے نیازمند تھے - اور نیز آپ کی فاتحہ کو خاتمہ بخیر کے

بالکل ساتھہ ساتھہ پاتے تھے آپ کی تربت بہڑایچ مین ہے -

چھٹے **سید خاصہ** - حضرت شاہ مدار ہمیشہ آپ کو کہا کرتے تھے "درون خاصہ برون خاصہ" کہتے ہین آپکو

شاہ صاحب کی خدمت مین بہت کچھہ خصوصیت تھی - اور شاہ صاحب کے راز و نیاز اور سوز و گداز کے محرم تھے - آپ کے

روضہ کا مقام راقم کو معلوم نہین ہوا -

ساتوین **سید راجے** دہلوی - آپ درویشون کے عمدہ اوصاف اور صوفیون کے سنجیدہ اخلاق سے موصوف

تھے - اور انہین امور کی رعایت مدنظر رکھنے سے عالی مدارج حاصل کیے تھے - بزرگان عصر کی رجوعات آپ کی

طرف بہت کچھہ تھی - آپ کی بافیض قبر دہلی مین ہے -

آٹھوین **شیخ بھیکھا مجذوب** اور نوین **شیخ بھیکھا ثانی** یہ دونون شخص نام - مقصد - جذبہ -

اور عشق مین متماثل بلکہ باہم عین تھے ہمیشہ حالت بیہوشی مین رہتے تھے - اِن دونون صاحبون کی کرامتون

کی داستانین لوگون کی زبانون پر بہت کچھہ ہین - اولین شیخ کی قبر قنوج کے قلعہ مین ہے -

دسوین **شیخ الّا** - اِس سلسلہ کے بعض فصیح اللسان لوگ آپ کو شیخ اعلیٰ بھی کہتے ہین - لیکن عوام کے نزدیک آپ شیخ الّا کے نام سے ہی نام زد ہین - آپ بھی اُنہین مجذوبون مین سے ہین - جو مشہور دنیا ہین - آپ کو ایسی جذبہ اور حقیقی جنون کی لہرین کی لہرین آیا کرتی تہین - آپ کی گور گور مین ہے -

گیارہوین **شیخ محمد جہندہ** - آپ کی پیدائش بدایون کی ہے - عجیب وغریب اسرار الٰہی اور امور غیبی آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے - آپ کی قبر زاد بوم مین ہی ہے -

بارہوین **شیخ محمد بائین پانون** - اِس خطاب کے ساتھہ آپ کے ملقب ہونے کی وجہ لوگ اِس طرح بیان کرتے ہین کہ آپنے رات اور دن برابر بائین پانون پر کھڑے رہ کر بارہ سال گزار دئے - اور اس عرصہ مین داہنا پانون قطعی زمین پر رکہا ہی نہین - اِس طرح کی ریاضت مین آپنے عجیب وغریب بات پیدا کی تھی - آپ کا مزار پرانوار کہرسیہ کے حدود مین ہے -

صدر الذکر بزرگوارون کے سوا - اِن مین سے ہر ایک کے جانشین بھی علی الاتصال ہر ایک عہد مین ہوئے ہین جو ہمیشہ اپنے پیشواؤن کے افعال اور احوال کے ساتھہ متصف تھے - اور کارگزاری اور رسم سلسلہ داری ادا کیا کرتے تھے - اُمید ہے - کہ کوئی اور شوقین مزاج صاحب - اُن اصحاب کا تذکرہ (جن کے حالات پر راقم کو علم حاصل نہین ہے) لکھکر اپنی اخروی نجات کے واسطے سعادت نامہ فرین بہ مہر فرما دینگے -

یاد شیخ یحییٰ ابن شیخ اسرائیل منیری

خدائی معرفت مین آپ کا مرتبہ نہایت بلند تھا - آپ چشتی سلسلہ کے سرگروہ اور فردوسی خانوادہ کے سرخیل تھے حضرت فرید الحق گنجشکر کی خدمت مین بھی آپ کو ایک حق حاصل ہے - میر سید علی ہمدانی نے جب سیاحت ممالک ہند مین گزر فرمایا - تو یکے بادیگرے دیدار دیکھکر باہم فیض خداشناسی سے کامیاب ہوئے تھے - آپکے خطوط جن کو اہل طریقت اور اہل سلوک کا دستور العمل کہہ سکتے ہین - اکثر قاضی شمس الدین سونتیہی کے نام ہین - جو اکابر زمانہ مین سے تھے اور نیز پرہیزگار اور آپ کے معتقد تھے - آٹھوین صدی کے آغاز مین دنیا سے کوچ فرماکر بمقام منیر اپنے بزرگوار باپ کے مقبرہ مین خوابگاہ قبول کی -

یاد سیّد محمد کرمانی رحمہ اللّٰہ

آپ ایک مدت دراز تک حضرت گنجشکر کی خدمت مین شادکام رہے - اُسی اثنا مین شیخ نظام الاولیا کی بھی فرمان برداری کرتے تھے - اور اس ذریعہ سے دل مین دوستی اور برادری کا ربط بڑہتا جاتا تھا - اتفاقاً زمانہ کی

کج رفتاری سے ان دونون بزرگون کے دلون مین ایک دوسرے کی طرف سے غبار پیدا ہوا - اور ایک مدت
اسی حالت مین گزر گئی - ایک روز رات کے وقت خواب مین حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام نے شیخ نظام
کو فرمایا - سید محمدؒ ہمارا فرزند خاص ہے - اُس کی دوستی کو ناخوشی کے ساتھہ بدلنا نہین چاہیئے - علی الصباح
شیخ - سید کے نزدیک گئے - اور عذر معذرت کر کے صلح کرنی چاہی - سید مسکرائے - اور کہا - کیون - جب تک
بھیجے نہین گئے - نہین آئے - یہ کہکر کمال خوشی اور صفائی کا اظہار کیا - اور پھر دوستی تا بہ زندگی قائم رکھی
ہجری سنہ سات سو ایک مین عالم ملکوت کو رخصت ہوئے مصرع - پیوستہ باد مکرمت مصطفی براو

یاد مولانا سراج منہاج

ہجری سنہ چھہ سو ایک سے لیکر چھہ سو پچاسی تک یعنی سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ سے سلطان
ناصر الدین محمود کے زمانہ تک واعظ - صدر - قاضی - اور محتسب اِن عہدون پر آپ مامور رہے - بعدہٗ سلطان
غیاث الدین بلبن کے عہد مین صدر جہان کا لقب ملا - طبقات ناصری آپ کی ہی تصنیف ہے شمسیہ نسل سے
لیکر ناصریہ نسل تک تمام فرمان رواؤن کی تعریف - ظاہری اور باطنی کمالات کے ساتھہ آپنے لکھی ہے یہ زیادہ
تر تعجب کی بات ہے - کہ مشایخ زمانہ کو قطعی یاد نہین کیا - لہذا یہ بات گروہ مشائخ کے نزدیک کھٹک گئی -
کہ یہ صورت - عدم محبت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے - خدا دشمنی کے نتیجے سے محفوظ رکھے -
خدا شناسون سے اور اس ماجرا کے جاننے والون سے راقم کی التماس یہ ہے - کہ دعا کے ساتھہ امداد کر کے
آپ کی مغفرت چاہین - اور قیامت کے روز بہی یہی درخواست کرین مصرع خدا ببخشد بیامرزش کہ یارے بود -
اگرچہ یہ خیال ہو سکتا ہے - کہ درویشون کے حالات معرفت نہ لکھنے کا کوئی اور ہی سبب ہوگا - جیسے یہ کہ کتاب
مین بادشاہون کے حالات کا بیان تہا - درویشون کے حالات کا ذیل مین لکھنا تو مناسب معلوم نہین ہوا
اور صدر مین اُن اصحاب کے ملاحظہ نے اجازت نہین دی - جن کے حالات کتاب مذکور مین لکھے گئے
ہین - دوسرے یہ کہ آپ کی کتاب تاریخ کی وضع پر بہی نہین ہے - جس کی وجہ سے اولین دل خراش گمان کی
خلش پیدا ہو -

یاد شیخ صدر الدین عارف ابن شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہٗ

آپ کا مولد ملتان ہے - کتابی اور کشفی دونون قسم کے علم آپ جانتے تہے - اچہی اچہی کرامتین جو عادت کے
خلاف ہین - آپ سے اکثر ظاہر ہوتی تہین - ایک روز خردسالی مین آپ کے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابو الفتح

گاو صحرائی ہرن کے بچہ کی طرف مائل ہوا۔ لڑکون کی طرح رونے لگے۔ صدر الاولیا نے گریبان کی طرف سر جھکایا۔
اور مراقبہ میں مستغرق ہوئے۔ آپ کی قوت کشش سے ایک ہرنی مع اپنے بچہ کے خانقاہ مین کھنچی چلی آئی۔
بالآخر وہ ہرنی کا بچہ رکن الاولیا سے مانوس ہوگیا تہا۔ اور ساتہہ ساتہہ پہرا کرتا تہا کہتے ہین۔ عجب آزادہ دلی کے
ساتہہ زندگی لبسر کرتے تھے۔ کسی شے کے ساتہہ دلبستگی نہین تہی۔ پدر بزرگوار کے متروکہ سے ستر لاکہہ کی مالیت
ملی تہی۔ اُسی روز درویشون اور محتاجون کو اذن عام دیدیا۔ اور فرمایا۔ غالب حریف یہ قوت رکہتا ہے۔ کہ اپنے
دشمن کو بغیر طوق و زنجیر کے حراست مین رکہے۔ لیکن جو مغلوب ہوتا ہے۔ اُس کو یہی بہتر ہے۔ کہ اُس کا
دشمن قید خانہ مین رہے۔ آپ کے فرزند شیخ بدر الدین۔ مولانا جمال الدین احمد اندجانی کی دختر سے ہین
اور شیخ عماد الدین اسمعیل ترکی کنیز سے ہین۔ لڑکپن مین شیخ اسمعیل کی سفارش آپنے رکن الاولیا سے کرکے
فرمایا تہا کہ چہوٹا بہائی بڑے بیٹے سے بہتر ہوتا ہے۔ اور یہ بہی کہا تہا۔ کہ تمہارے خاندان کا چراغ اسی سے
روشن ہوگا۔ آخرکار چونکہ رکن الاولیا کے کوئی لڑکا نہ تہا۔ اسواسطے جانشینی کی نوبت شیخ عماد الدین اسمعیل
کو پہونچی۔ ہجری سنہ سات سو نو آپ کا سال رحلت ہے۔ اور شمار مین صدر دین عارف اس کی برابر ہے۔

مصرع ؏ صدر دین صدر عارفان بود۔

یاد شیخ نور الدین ملک یار پران

آپکی پیدائش لار مین ہوئی۔ اور آپ مرید ہین شیخ دانیال جنبی کے۔ شیخ دانیال مرید ہین شیخ علی خضرمی کے۔ اور شیخ علی خضرمی
مرید ہین شیخ ابو اسحق گازرونی کے رحمہم اللہ آپ بہ اجازت پیر لار سے دہلی مین تشریف لائے اور بابا ابوبکر طوسی
حیدری کے تکیہ کی برابر مین گوشہ گزین ہوئے۔ اس وقت سلطان غیاث الدین بلبن کا زمانہ تہا۔ چونکہ آپ
کی ملازمت مین لوگون کی آمد و رفت کثرت سے ہوئی۔ تو آپ پر حیدری قلندر رشک کرنے لگے۔ اور باہر
نکال دینے پر کمر بستہ ہوئے۔ ہرچند عجز و انکسار کے ساتہہ جواب دیا۔ ایک نہ سنا جب کہا۔ کہ میرے پیر نے
یہان بہیجا ہے۔ تو پیر کی سند مانگی۔ باوجودیکہ لار دہلی سے کوسون کے فاصلہ پر اور بہت دور ہے۔ مگر آپنے
اتنے تہوڑے دنون مین سند لادی۔ کہ جتنے دنون مین دوسرے لوگ عادۃً اتنی دور جاکر واپس نہین آسکتے ہین۔
حیدری قلندرون نے اس کو بد باطنی سے قبول نہ کرکے یہ بہانہ پیش کیا۔ کہ ملک تو سلطان کا ہے۔ لہذا
سلطان کی سند چاہیئے۔ کہتے ہین۔ اُن ایام مین سلطان اپنا لشکر تتہ اور بہکر کی طرف لے گیا تہا۔ جو
دہلی سے ایکسو تیس کوس دور ہے۔ آپ دہلی سے اتنی جلدی جاکر سلطانی طغرا لے آئے۔ کہ عقل مین

نہین آسکتا ہے - یہ اندرونی قوت دیکھکر آپ کو ملک یار پران کہتے ہین شیخ نظام الاولیا فرماتے ہین ایک بار مین جمعہ کی نماز کو جارہا تہا - پیادہ پا چلنے سے تکلیف ہوئی - دل مین خیال آیا - کیا اچہا ہوتا - اگر سواری ہوتی اور پہر یہ خیال فوراً ہی رفع ہوگیا - دوشنبہ کے روز ملک یار پرّان کا جانشین گہوڑی میرے پاس لایا - اور کہا - تین رات سے متواتر میرے پیر اس جانور کے پیش کش کرنے کے واسطے فرمارہے تہے - شیخ نظام الاولیا فرماتے ہین مینے قبول نہین کیا - اور کہا - کہ جب تک میرے پیر کا اشارہ نہ ہوگا - مین نہین لونگا - مجبوراً جانشین مذکور چلا گیا اور دوسرے روز پہر لایا - مینے دیکہا - کہ نہ لینے سے آپ رنج مانتے ہین ناچار مینے قبول کرکے آپ کا دل خوش کردیا - فرمایا - آیندہ خانہ بدویش بے اسپ نہین رہیگا - آپ کی خوابگاہ دریاے جمنا کے کنارہ شیخ طوسی کی خانقاہ کی برابر مین ہے - قدس سرہٗ مصرع دررہ وصل یار پرّان بود -

یاد شیخ برہان الدین محمود ابن ابی الخیر بلخی

سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین جو ارباب علم اور اصحاب معرفت تہے - ان مین سے ایک آپ بہی تہے - دونون عالم کے علوم اور حقائق سے آپ کو واقفیت تہی - طبیعت بہی صوفیانہ اور موزون واقع ہوئی تہی - صوفیانہ فارسی اشعار کہا کرتے تہے - مشارق حدیث کی سند اصل مصنف سے حاصل کی تہی - کہتے ہین - آپ فرماتے تہے - جب مین لڑکا تہا - تو ایک روز پدر بزرگوار کے ساتہ ایک راستہ مین جارہا تہا - مولانا برہان الدین مرغینانی مصنف ہدایہ فقہ کی آمد سننے مین آئی - پدر بزرگوار جلدی سے ایک دوسرے کوچہ مین گہس گئے - اور مجکو وہین راستہ پر چہوڑا - جب مولانا آپہونچے - تو مینے آگے بڑہ کر سلام عرض کیا - فرمایا - مین بحکم ازلی کہتا ہون - کہ یہ لڑکا عالم عامل - اور عارف کامل ہوگا - حتیٰ کہ سلاطین کشور بہی اس کی آستانہ بوسی کو نیازمندانہ آوینگے - دوسرے آپ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تہے - کہ مین کسی کبیرہ گناہ کے عوض مین پکڑا نہین جاؤنگا - البتہ ایک کبیرہ کے عوض مین - کہ وہ چنگ اور نی کا سننا ہے - اور مین باوصف جاننے کے سنتا ہون - اور سننے کا شوق رکہتا ہون - واہ عجب دلبستگی تہی - آپ کی قبر حوض شمسی کی شرقی سمت مین ہے - جو تختہ نور کے نام سے نامزد ہے - وہان کے باشندے علم و فہم زیادہ ہونے کی امید پر آپ کی قبر کی خاک چہوٹے چہوٹے نادان بچون کو کہلاتے ہین - کئی دفعہ آپ کی قبر کی اطراف تعمیر ہوچکی ہین - **لمولفہ**

چنین کرنام لبت کردہ کام من شیرین	عجب نباشد اگر خاک من شکر گردد

یاد سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ

آپ کا نام محمد ابن احمد ابن علی بخاری ہے اور آپ شیخ فریدالدین گنجشکر کے مرید ہین قدس سرہم آپ کے دادا اور آپ کی والدہ کے باپ خواجہ عرب دونون بخارا سے آئے تھے - اولاً لاہور مین چند روز بود وباش رکھی تھی پھر وہان سے ایزدی مشیت قصبہ بدایون مین لے آئی - اور یہان گوشہ نشینی اختیار کرلی - یہان پر ہجری سنہ چھ سو تیس مین عنصری جسم کے ساتھ آپ کی روح مبارک کا پیوند ہوکر صحرائے غیب سے عالم شہود مین ظہور ہوا - فوراً پدر بزرگوار کو طلبی کا فرمان آیا - اسواسطے آپ کی پرورش مادر مہربان نے کی - چار سال کی عمر مین آپ مکتب مین داخل ہوئے -

آپ فرماتے تھے - ایک روز اُستادی ابوبکر کے پاس ملتان کا ایک قوال آیا تھا - اوسنے شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہٗ کے سماع کی رونق اور اُس کی کیفیت نہایت تعریف کے ساتھ بیان کی - لیکن کوئی بات دل مین نہین جمی - پھر اُس نے بیان کیا - کہ مین اجودہن مین شیخ فرید گنجشکر کی خدمت مین بھی حاضر ہوا تھا - اور سرود سماع کی مجلس منعقد ہوئی تھی - عجب سوز اور وجد تھا جس کی رقت سے در و دیوار رقص کرنے لگے تھے - یہ خبر دلسوز حقیقت سنتے ہی دل مین ایک آگ سی لگ گئی - اور کسی طرح اُسکی سوزش فرو نہین ہوئی - جس قدر چلتا پھرتا تھا - اُسی قدر سوزش زیادہ بڑھتی جاتی تھی القصہ ۶۳۵ھ مین سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین رسمی علوم تحصیل کرنے کے واسطے دہلی آیا - اور مولانا علاءالدین اصولی کی شاگردی سے فیض حاصل کیا - دیرینہ خلش اور علاقہ خاطر کا بقیہ دل مین بدستور تھا - اور آیندہ طاقت ضبط نہین رہی تھی - ناچار براہ اجودہن چل نکلا - تقدیر نے مدد دی کہ حضرت گنجشکر کی خدمت مین حاضر ہوگیا - اُس وقت عمر بیس سال کی تھی - حضرت گنجشکر نے اپنا التفات اور انتظار ظاہر کرنے کے واسطے زبان مبارک سے یہ بیت فرمائی **بیت**

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ	سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

حضرت گنجشکر نے جو اس طرح سے التفات فرمایا - اور بیت مین لفظ دلہا - اور جانہا بصیغہ جمع ارشاد کیا - اس مین ایک ماجرا کی طرف اشارہ ہے - جو تحت مین بیان ہوگا - کہتے ہین - یہان پر آپنے از سر نو تجوید قرآن کی - اور عوارف کے چند باب اور تمہید عین القضاۃ کی چند فصلین بھی مطالعہ کین - اِس عرصہ مین پیر کے باطن کی صفائی کا یہ اثر ہوا - کہ بزرگی کے صدر مین آپ مسند نشین ہوگئے - خرقہ خلافت ملا - اور دوسرون کی تکمیل کی اجازت بھی حاصل ہوئی - اور پھر دہلی مین تشریف لے آئے -

اب مین بیان پر تفصیل کے ساتھ اُن حالات کو بیان کرتا ہون جو اجمالی عنوان کے اندر پیچ در پیچ ہین بہت
تھوڑے عرصہ مین آپ کی درویشی و مریدپروری - رہنمائی و رہبری کا شہرہ تمام دنیاوی آبادی کے ہرایک گوشہ مین
اور ہرایک کے کان مین پہونچ گیا - اور ناقصون کی تکمیل اور کاملون کی تائید کے واسطے ہرایک سمت مین اور ہرایک
صوبہ مین آپکے ہادی اور ولی خلفا مین سے ایک خلیفہ پہونچ گئے - جن کا حال اس تذکرہ مین حسب مقام
گزارش کیا جاویگا - شیخ نصیرالدین چراغ دہلی کے ملفوظات مین لکھا ہے - خطاب آیا - اے فضیل عیاض -
شیخ محمد جن کا ستودہ لقب نظام الدین اولیا ہوگا - ہماری درگاہ کے خاصون مین سے ہین - ان کو ہمنے تمہارے
پیروان طریقت مین سے کیا ہے - رہنمائی کے معاملہ کو یہ اس طرح کرسی نشین کرینگے - کہ ان کے فیض صحبت سے
کئی ہزار کامل خداشناس ہونگے - خواجہ فضیل یہ الہامی مژدہ سنکر بہت خوش ہوئے اور واپسین دم تک انتظار
کرتے رہے - بالآخر اپنے خلیفہ کو وصیّت فرمائی - کہ اگر تمہاری بیعت کے دام مین کوئی ایسا مبارک ہما پھنس جائے
تو میرا سلام پہونچا کر دعا کی التماس کرنا القصہ اسی طرح پر یہ وصیت درجہ بدرجہ شیخ فرید گنجشکر تک پہونچی - جب
سلطان المشائخ شیخ گنجشکر کے حضور مین حاضر ہوئے - تو حضرت گنجشکر نے نور باطن سے معلوم کرکے خرقہ خلافت پہنایا
اور آغاز اپنی ذات سے کرکے صعودی ترتیب سے صاحب الہام تک سب کے منتظر رہنے کا ماجرا بیان کیا - ہرایک کا
سلام اور قبول سلطان المشائخ کو پہونچا کر ہرایک کے نام سے جدا جدا دعا اور ثنا چاہی - دریاے حیا کے غریق
سلطان الاولیا نے فرمان پر سر جھکا کر آداب نیاز کے مراسم ادا کیے -

کہتے ہین - سلطان علاءالدین کے دل مین ہمیشہ یہ خلش رہتی تہی - کہ شیخ نظام الاولیا - سلطنت اور
حکمرانی کا خیال اپنے دل مین رکھتے ہین - اور فرصت اور موقع کے انتظار مین ہین اسواسطے بطریقہ سلطنت کے امتحان کے
لیے - ملکی امور کے متعلق چند دقیق باتین بطور استصواب لکھکر آپ کی خدمت مین بھیجین - اور التماس کیا کہ جواب
باصواب سے ان لکھی ہوئی مشکلات کو حل فرمائے - تاکہ اوسپر عمل کرنے سے یہ دقتون کی تنگی رفع ہوجاوے - اور
حصول مراد نصیب ہو - جب یہ امتحانی پرچہ آپکے روبرو پڑھا گیا - تو فرمایا - کہ بوریا نشین درویشون کو تخت کی
زیب و زینت دینے والے بادشاہون کے کاروبار کی کیا خبر - بہتر یہ ہے - کہ اس قسم کے مقدمات کے متعلق دریافت
حال فرمانے سے - بیچارون کا وقت غارت نہ کیجیے - اور فقرا کے ضمیر کا امتحان نہ فرمائے - القصہ جب سلطان
کا اندرونی زخم اس پرحقیقت جواب کے مرہم سے اندمال پذیر ہوا تو آستانہ بوسی کے لیے التماس کیا - شیخ نظام الاولیا
نے قبول نہین کیا - اور فرمایا - درویش کے اُنس کو ایک پرند سمجھنا چاہیے - جس کے لیے وحشت پیدا کرنے والا

سلطانی کروفر شکاری باز ہے - لہذا یہی بہتر ہے - کہ صرف دعا اور سلام سے جو بتوسط پیغام ہو - باہم اشنا رہین -
شیخ نظام الاولیا - کا بیان ہے - کہ جب حضرت گنجشکر کی ملازمت حاصل ہوئی - اور مرید ہو کر سرفراز ہو گیا - تو مینے عرض کیا کہ فقیر کو تحصیل علم سے وابستگی ہے - اگر علم کے شغل اور اتمام مین ناخوشی ہو - تو یہ شغل ترک کر کے جس شغل - ذکر - خدمت - یا کام کے واسطے ارشاد فرمایا جاوے - مشغول ہو جاؤن - فرمایا تحصیل علم سے باز رکھنا اس درویش کا شیوہ نہین ہے - کیونکہ سالکان طریقت کو ظاہری علم سے چارہ نہین ہے لیکن میری نصیحت تم کو یہ ہے - کہ اس کے بعد جو صورت غالب آجاوے - اسی کے ہو جانا - بالآخر نہ کسی کو غالب دیکھا - اور نہ کسی کو مغلوب پایا - یون ہی درجہ کمال کو پہونچ گیا - اور ظاہری و باطنی دونون قسم کے علم حاصل ہو گئے -

صدر الذکر دونون مقولے اور نیز دیگر عرفانی واقعات لوگون کی زبانون پر ہین - اور اوراق پر بھی لکھے ہوئے ہین - خدا کرے ارباب ذوق کے کانون مین پہونچین - اور اُن کی نظرون سے گزرین - تاریخ اٹھارہوین بربیع الثانی ہجری سنہ ساتسو چھبیس کو آپ کی روح کا بلبل بہا جو ہر وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ کے عنصری خزانہ سے نکلکر وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ کے صدر خزانہ مین داخل ہو گیا جو عبارت ایزدی اسما و صفات کے مخزن سے ہے -

انجمن

اس انجمن مین ان اصحاب کے حالات دکھائے گئے ہین - جو تن گدازی اور جان نوازی کے جنگل مین گرم رفتار ہین - خود شناسی کے دریا - اور خدا دانی کے عمیق پانی مین ڈوبے ہوئے ہین - اور سلطان المشائخ نظام الاولیا قدس سرہ کی رہنمائی کی امداد سے شاہراہ طریقت پر چلے جا رہے ہین - جنہون نے آپکی تلقین سے سعادت دیدار اور شرف تحقیق حاصل کیا - اور آپ کی کمال ہدایت کی بدولت بعض تو اپنے تئین مثل طلا آرایش دیگر اپنی استعداد سے عاری ہو گئے - اور بعض نے صورت اکسیر اختیار کر کے - اکثر دوسرے مس طبیعت آدمیون کو کندن بنا دیا - کہتے ہین - ان ایام مین زمین ہند کو عجیب زمانہ حاصل تھا - کیونکہ آپ کی بارگاہ خلافت سے وقتاً فوقتاً جو نئے نئے خلیفہ روانہ ہوتے تھے - اُن کی فیض پاشی سے ہند کا ہر مکان - اور ہر قطعہ زمین ہدایت آباد تھا - ایک

ف۱ - اور ہمنے اُن کو ایسے جثے نہین بنائے تھے - کہ کھانا نہ کھاتے ہون - اور نہ وہ لوگ دنیا مین ہمیشہ رہنے والے ہی تھے ۱۲ ف۲ اور جتنی چیزین ہین ہمارے ہان سب کے خزانے دکے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲

روایت ہے۔ کہ آپنے بڑے بڑے شہرون مین بڑے بڑے مرتبہ اور بڑی بڑی کرامتون والے سات سو خلیفہ ایسے روانہ کیے تھے۔ کہ ہر شخص کے سینہ سے گویا عرفان کا آفتاب طلوع کرتا تھا۔ اور نیز اُن سینون سے بزرگوار پیر کے اسرار عیان ہوتے تھے۔

یہ بالکل سچ ہے۔ جب کسی شخص کو کسی بزرگ کی خدمت سے معرفت کا سرمایہ ہاتھ آجاتا ہے۔ اور ایک منزل سے دوسری منزل کو اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ اور فنا کے درجات سے عبور کرکے بقاے اصلی کے مقام کو پہونچ جاتا ہے۔ تو اس وقت مین نام اور صورت کے فرق کے سوا معنیً کسی قسم کی دوئی کی شکل ان دونون شخصون مین قایم نہین رہتی ہے۔

جس طرح کوئی طفل تقدیر اور تدبیر کی پرورش سے بلوغ کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے تو باپ کے تمام حالات اوس پر منکشف ہوجاتے ہین۔ اور اگر نسبت باہم ملحوظ نہ رکھی جاوے تو دیگر معنوی مابہ الامتیاز کل درمیان مین سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور رجل کی تعریف جو ہے ذَكَرٌ مِّنْ بَنِي آدَمَ جَاوَزَ حَدَّ الصِّغَرِ اس تعریف مین دونون داخل ہوتے ہین۔ جب اللہ تعالی عز اسمہ اُس کو بھی کوئی لڑکا عطا فرمادیتا ہے تو وہ ابوۃ کی وصف سے بھی متصف ہوکر جمیع مراتب مین اپنے باپ کی برابر ہوجاتا ہے۔

اور وہ دوئی جو اعتباری اختلاف کے سبب سے غیریت اور اثنینیت کے اشتباہ کا باعث ہوتی تھی۔ اب یک رنگی اور یک روئی پیدا ہوجانیکے سبب سے بالکل دور ہوجاتی ہے۔ بس جب تعینات کا حجاب درمیان مین سے اُٹھا دیا جاوے گا۔ تو ممکنات کی وحدت وجود کا حال بھی اسی طرح پر نظر آوے گا۔ اب دیکھو۔ ہر طرح سے گزارش ذیل کے حروف۔ وحدت وجود کا ثبوت۔ موجودات محسوسہ سے دے رہے ہین۔

واقفان اسرار حقیقت کے باخبر اور نور توحید سے منور ضمیر پر اچھی طرح روشن ہے۔ کہ تمام ثوابت اور سیارے آسمانی طبقات کے اندر۔ نورانی چمک دمک مین آفتاب کی شرکت کا دم بھرتے ہین۔ لیکن جب آفتاب طلوع کرتا ہے۔ تو وہ اپنے آثار اور انوار سے جو شرکت کا ذریعہ ہین بالکل معرا ہوجاتے ہین۔ اور کائنات کے دیگر اجرام ذرّے اور پہاڑ وغیرہ جن کو خاص مرتبہ مین آفتاب کی ہمسری کا دعوی نہین ہے۔ اُن کے احکام و آثار قوی ہوجاتے ہین۔ اسی طرح جب حقیقی وجود کا جہان افروز شمس جو ہمیشہ کمال ارتفاع مین ہے۔ جمالی اور جلالی صفات کے آسمان پر طلوع کرتا ہے۔ تو حقائق مین سے جن اشیا مین دعوی الوہیت کا شائبہ ہے۔ وہ امتناع اور عدم مطلق کے حجاب مین چھپ جاتی ہین۔ اور جو اشیا اہل شہود کی نظر مین اس مرتبہ کی نہین ہوتی ہین۔ وہ اسی خورشید وجود

کی چمک دمک اور اُسکے کون ومکان مین ساری ہونے کی بدولت - تعین اور تشخیص کے ساتھہ - امتیازی اور عددی شکل سے اپنے حال پر بدستور قایم رہتی ہین - پس اشیا کی فراوانی سے ہستی مطلق کی وحدت مین منافات لازم نہین آتی ہے - جیسے بسائط محسوسہ اور مرکبات عنصری کے ظہور سے آفتاب کی یکتائی مین اُس کے طلوع ہونے پر کوئی نقصان نہین آتا ہے - کیونکہ طلوع ہونے والون مین ایسا کوئی موجود نہین ہے جو خورشید کی وحدت شکست کرکے اُسکی چمک دمک مین شرکت پیدا کرے - حاصل کلام یہ ہے - کہ باوجودیکہ موجودات مین بے انتہا کثرت - اور مخلوقات مین بے غایت نوعین پائی جاتی ہین - مگر کسی فرد کی ہستی کی استعداد مین ایسا مغز نہین ہے کہ وجود کی خصوصیات مین مشارکت - مساواۃ - مماثلت - اور مشاکلت کا دم مار سکے - جس سے کمال وحدت مین کوئی نقصان پیدا ہو - جب اِس تمثیل کے بیان کرنے سے ہر ایک ذی عقل نے سمجھہ لیا - کہ ایسا موجود - عالم امکان کی نمایان بساط پر ظاہر نہین ہے - لہٰذا اِس معنی مین وجود کو یقیناً واحد تسلیم کرنا چاہیے وَ[۱]اِلَّا لَایَعْلَمُ تَوْحِیْدَہٗ الْحَقِیْقِیْ اِلَّا ھُوَ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْمَعْرِفَۃِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِوَحْدَتِہٖ سُبْحَانَہٗ

یاد خلفائے شیخ نظام الاولیا قدس اللہ سرہم

یاد مولانا علاء الدین نیسلی

آپ اپنے وقت کے زبردست عالمون مین سے تھے - باوجودیکہ پیر بزرگوار کی اجازت تھی - بلکہ تاکید تھی مگر آپ ازراہ کسر نفسی اپنے تئین مسند شیخی سے اور مرید کرنے سے دور رکھتے تھے - آخر مین تو یہانتک کیا تھا - کہ کتابون کا دیکھنا - بلکہ کاغذ کو ہاتھہ تک لگانا ترک کر دیا تھا - صرف فوائد الفواد کے مطالعہ مین مشغول رہتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - کہ معانی اور معاملہ جو سب جگہہ ہے - اِس جگہہ بھی ہے - اور جو اِس جگہہ ہے سو وہ کسی ورق اور کسی سطر مین نہین ہے - **بیت**

مرا نسیم تو باید صبا کجاست کہ نیست	کجاست زلف تو مشک ختا کجاست کہ نیست

رحلت کے بعد پیر کے روضہ مین قبر بنائی گئی -

---

[۱] ورنہ اُس کی حقیقی توحید سوائے اُسکے کوئی نہین جانتا ہے - اور جو لوگ معرفت مین راسخ ہین - وہ کہتے ہین - ہم تو خدائے سبحانہ کی وحدت پر ایمان لائے ہین ۱۲ -

یاد خواجہ ابوبکر

آپ سلطان نظام الاولیا کے دوست مصاحب - ہمدم اور ہمنشین تھے - اور یہ عہد تھا - کہ جب آپ کی ذات شریف مین ابوبکر کے اعتقاد سے - انسان کامل کے آثار ظاہر ہو جاوینگے - ابوبکر بیعت ہو جاویگا بالآخر جب سلطان الاولیا ملازمت حضرت گنجشکر سے رخصت ہو کر دہلی مین واپس آئے - اور بزرگی کے آثار عام و خاص لوگون نے اُن کی پیشانی مین اپنی نظر سے دیکھہ لیے -

تو خواجہ نے اپنا وعدہ وفا کیا مات فی دھلی و دفن فی حظیرۃ شیخہ

یاد مولانا وجیہ الدین پائلی

چونکہ فقہ دانی مین دخل زیادہ تھا - اسواسطے لوگ آپ کو ابو حنیفہ ثانی کہا کرتے تھے - اپنے وطن سے آپ نے اجودھن مین جاکر حضرت گنجشکر کے روضہ کی زیارت کی - اور اس زیارت کے طفیل مین - حضرت خضر علیہ السلام کا دیدار فیض آثار بھی حاصل ہوا جس سے چشم بصیرت کی روشنی بڑھ گئی - اور بہ فرمان حضرت خضر آپ دہلی مین آکر شیخ نظام الاولیا کے مرید ہوئے - چونکہ آپ دنیاوی کاروبار کے اندر کمال بے نیاز اور بے پرواتھے - اسواسطے لوگ آپ کو دیوانہ کہا کرتے تھے - یہ بالکل سچ ہے لا یکمل[ف] ایمان المؤمن حتی یقال انہ مجنون جب آپ زندگانی کا سامان باندھ کر عالم علوی کو چلے گیے - تو آپ کی قبر حوض شمسی کے ایک طرف بنائی گئی

یاد مولانا جمال الملۃ والدین دہلوی

آپ کو کمال استغراق رہتا تھا - اور آپ نے گویا اپنے تئین بالکل ہلاک کر دیا تھا - سلطان نظام الاولیا آپکے بارہ مین اکثر فرمایا کرتے تھے - کہ ہمارے جمال کو کوئی وقت ایسا پیش آتا ہے - کہ حق کے سوا کوئی چیز نہ اِن کی ظاہری اور باطنی نظر مین آتی ہے - اور نہ دل کے کسی گوشہ مین رہتی ہے -

یاد مولانا جلال الدین اودھی

آپ کا فقر - آپ کی ہمت - آپ کی گرفتگی - آپ کی وارستگی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی - آپ نے تمام گرفتاریون سے آزاد ہو کر اپنے تئین پیر بزرگوار کی ملازمت کا اسیر بنا دیا تھا -

یاد شیخ مبارک گوپاموی

ابتدائے احوال مین آپ سلطان علاءالدین کے میر عدل تھے - میر خورد جامع سیر الاولیا ولد اسد محمد کرمانی بیان کرتے ہین مجھکو آپ کے ساتھہ اور آپ کو میرے ساتھہ خاص خصوصیت تھی - اکثر اوقات آپ کی

[ف] انسان کا ایمان اُس وقت تک کامل نہین ہوتا ہے - کہ جس وقت تک یہ نہ کہا جاوے - کہ یہ مجنون ہے ۱۲ -

زبان سے یہ باتین نکلا کرتی تھین - کہ مبارک آپکے پدر بزرگوار کا مسلمان کیا ہوا ہے - اس طرح کہ مین درویشون کے احوال کا منکر تھا - ایک روز آپ کے پدر بزرگوار مجھکو سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین لے گیے - اور انکا کے شکنجہ سے رہائی دلا کر میرا اعتقاد و اخلاص درست کرا دیا - اور اُنکی باعظمت ملازمت سے دنیاوی سازو سامان کے ترک کی استعداد میرے قلب مین پیدا ہوئی -

یاد خواجہ مویدالدین کرئی

آپ تخت سلطنت پر جلوس فرمانے سے پہلے سلطان علاءالدین کے ہمراز - اور ہم نشین تھے جب ازلی عنایت سے شیخ کی خدمت مین پہونچنا نصیب ہوا - تو اوصاف درویشی کا زیور پہنکر بن سنور گئے اور حصول دولت کے راستہ مین بھاگنے دوڑنے سے فارغ ہوئے - جب سلطان نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا - تو آپ کو یاد کیا - ایک مقرب سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین بھیجا کہ خواجہ موید کو اجازت دیجیے سلطنت کے کام مین مشغول ہون - فرمایا - کہ موید کو ایک اور کام پیش آگیا ہے - بادشاہ کا بھیجا ہوا شخص اس جواب سے ناخوش ہوا - اور از راہ جرات عرض کیا - مخدوم - کیا آپ سب کو اپنی مثل بنانا چاہتے ہین - جواب دیا - اپنی مثل بنا لینا بہت سہل ہے - نہین - اپنے سے بہتر بنانا چاہتا ہون - اگر یہ مجھسے سازگاری رکھین جو تعلق کے تمام کمال سلطانی عمل ان کو فقیری کے جھونپڑہ سے دنیا داری اور حکومت کی عشرت گاہ کی طرف کھینچ کر نہین لیجا سکتے ہین -

یاد خواجہ کریم الدین سمرقندی

آپ اپنے ملک مین سلاطین کے وزیر رہ چکے ہین - جب ازلی سعادت نے زنجیر ہلائی - تو آپنے سب چیزون کو چھوڑ دیا - اور اپنے ملک سے ہندمین آکر شیخ فرید گنجشکر کی خدمت - تمام دو جہانی کامون پر اختیار کی - اور نسبت صہارت (خسر و داماد ہونا) آپ کو نصیب ہوئی - وہان سے جب سامان اقامت دہلی مین لے آئے تو خلافت کا خلعت - سلطان نظام الاولیا سے ملا - امیر خسرو - اور خواجہ حسن ہمیشہ آپ کی فیض بخش صحبت سے خوش ہوا کرتے تھے - اور مولانا ضیاءالدین برنی بھی اپنی تالیفات کو بغرض اصلاح آپکے روبرو پیش کیا کرتے تھے سلطان نظام الاولیا کی رحلت کے بعد سلطان محمد تغلق نے آپ کو دہلی کا شیخ الاسلام کر دیا تھا - اور انوار الملک خطاب عطا فرمایا تھا - آپ کے دو فرزند ارجمند تھے شیخ احمد اور خواجہ نظام الدین ہر ایک حسب و نسب سے درست اپنے وقت کے امام تھے -

یاد خواجہ شیخ علی شاہ ابن شیخ محمود جاندار

آپ سلطان نظام الاولیا کے پرانے مریدین مین سے ہین۔ ہمیشہ حلقہ کی طرح ملازم درگاہ رہتے تھے۔ نظامیہ ارشادات اور تمام اپنی مسموعات کو ایک رسالہ کے اندر فراہم کرکے دُرر نظامی نام رکھا تھا۔ تصوف کے بہت سے حقائق اور اسرار اُن اوراق مین تحریر ہین۔ اسی رسالہ مین لکھا ہے کہ۔ سلطان ابوسعید ابوالخیر خیرات کرنے مین حد سے زیادہ مبالغہ اور کوشش کیا کرتے تھے۔ ایک صاحب نے اثنائے گفتگو مین کہا۔ لاخیر فی الاسراف۔ آپ نے فوراً جواب دیا۔ لااسراف فی الخیر سننے والے متحیر رہ گئے۔ اسی دُرر مین لکھا ہے صوفیون کے نزدیک بدترین گفتار یہ ہے۔ کہ سالک ایسے مقام اور ایسے حال کی خبر دیوے۔ جو اُس کو حاصل نہین ہے۔ ابیات

از درد نشان مدہ۔ کہ درجانِ تو نیست	مگذر بہ ولایتے کہ او زانِ تو نیست
از بے ہنری بود کہ باجوہریان	وصفِ گہرے کنی کہ در کانِ تو نیست

نیز اسی رسالہ مین لکھا ہے ایک مرید نے بعیت ہونے کے وقت اپنے پیر سے نصیحت کے لیے عرض کیا۔ فرمایا۔ خدائی کے دعوی اور پیغمبری کے دعوی سے تم کو بچنا چاہیے۔ مرید کو حیرت ہوئی۔ گھبرایا۔ یہ کیسی نصیحت ہے۔ کیونکر صحیح ہو سکتی ہے۔ اور اس مین کیا بھید ہے۔ عرض کیا۔ کھول کر ارشاد فرمائیے۔ فرمایا۔ خدائی کا دعوی تو یہ ہے کہ تم کل کامون کا ہونا اپنی مراد کے موافق چاہو۔ اور پیغمبری کا دعوی یہ ہے۔ کہ تم چاہتے ہو۔ سب گروہ ہوتے کو تمھارے چاہنے والے اور دوست ہون۔ اور جو ایسے نہون وہ تمھارے گردیدہ نہ ہون۔

یاد مولانا فصیح الدین

آپ اصول فقہ کے علم مین عضد الملۃ قاضی عضد کا مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ نے باتفاق مولانا محی الدین قاضی کاشانی سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین حاضر ہو کر بعیت کے واسطے التماس کیا۔ سلطان نظام الاولیا نے مولانا محی الدین کو تو کلاہ مریدی پہنادی۔ مگر مولانا فصیح الدین کا مرید کرنا۔ استخارہ اور پیر گنجشکر کی اجازت پر موقوف رکھا۔ اس سبب سے آپ کو کمال نا اُمیدی ہوئی۔ اور نہایت حزین اور ملول رہنے لگے جب پھر دوسری بار بساط بوسی کے لیے حاضر ہوئے تو فرمایا۔ تمھاری نسبت بھی پیران چشت کے باطن سے قبول بعیت کی اجازت ہے۔ آؤ۔ مایوسی دور کرو۔ اور بعیت کا ہاتھ آستین سے نکالکر درویش کے ہاتھ کے نیچے رکھو۔ تاکہ یدُ اللّٰہ فوق ایدیھم کا مضمون صادق ہو پس آپ نے کمال خوشی اور خوشحالی کے ساتھ مدارج بعیت طے کیے۔ اور سلطان نظام الاولیا سے چند سال مشیر ملک تقدس کو روانہ ہوگئے۔ خوابگاہ دہلی۔

قاضی کاشانی کو سلطان نظام الاولیا بہت دوست رکھتے تھے ۔ جس مجلس میں قاضی جی ہوتے تھے ۔ معرفت اور شرائع طریقت کی بہت سی باتیں سلطان نظام الاولیا کی زبان مبارک سے بیان ہوا کرتی تھیں ۔ آپ کے حالات بالتفصیل سابقہ تذکروں میں لکھے ہوئے ہیں ۔ خدا کرے شوقین اصحاب اُنکو مطالعہ کریں ۔

یاد مولانا فخر الدین المروزی

آپ آغاز سلوک سے انجام حالت تک وقتاً فوقتاً درجہ پرہیزگاری میں ترقی فرماتے رہے ۔ رجال الغیب مصاحب تھے ۔ جو کچھ آپ کی خواہش ہوتی تھی ۔ مہیا کردیتے تھے ۔ لیکن آپ اسکو تصرف میں نہیں لاتے تھے ۔ پیر بزرگوار کے روضہ میں آپ کی قبر ہے ۔

یاد شیخ برہان زیب

صوری اور معنوی کمالات عشق اور شوق کے مقامات [illegible] آپ کی ذات میں جمع تھے ۔ خلافت کا خلعت زیب بدن کرنے کے بعد قلعہ دیوگیر دکن میں رہنے کی اجازت ملی تھی جو آج دولت آباد کے نام سے نامزد ہے ۔ ایک مدت تک آپنے اُس سرزمین میں رہکر معرفت و خدا شناسی کے ذریعہ سے دلوں کو سرسبز اور شاداب کیا ۔ جب آپ کے عنصری باغ کی بہار میں رحلت کی خزاں نے تغیر پیدا کیا ۔ تو قلعہ کے دو میل دوری پر ایک پرفیض صحرا ہے ۔ اُس صحرا کو اپنے روضہ پاک کے لیئے پسند فرمالیا ۔ واقعی عجب راحت افزا اور روح بخش جگہ ہے ۔ راقم نے ہجری سنہ ایکہزار ایک میں اس مقام کی زیارت کی تھی ۔ دل میں صفائی حاصل ہوئی ۔ آپکے عرس کے روز ہر ایک ملک سے لوگ وہاں آکر جمع ہوتے ہیں ۔ اور شہر کے باشندے مجاور چند روز پیشتر سے اُس جگہہ جاکر مکانات اپنے واسطے بنا لیتے ہیں ۔ اس طریقہ سے مسافر اور مجاور اُس بانتظام مقام سے غیبی فیض پاکر خوش وقت ہوتے ہیں ۔ خاندیس کا پایۂ تخت جس کا برہان پور نام ہے آپ کے ہی نام پر نامزد ہے ۔ کہتے ہیں ۔ جب شیخ برہان الدین اپنے پیر کی خدمت سے اجازت لیکر دیوگیر کو جارہے تھے ۔ اثناے راہ میں ایک روز رات کو اُس مقام پر اُترے جہاں اب برہان پور آباد ہے ۔ اُس زمانہ میں والیان خاندیس کے آباو اجداد میں سے ایک شخص اُس موضع کا شحنہ تھا ۔ اُس نے حتی المقدور خدمت گزاری اور درویش پرستی میں کوتاہی نہیں کی ۔ جب صبح کو روانہ ہونے کے وقت حاضر ہوکر فاتحہ کی درخواست کی ۔ تو فرمایا ۔ بموجب ازلی حکم کے اس جگہہ ایک شہر آباد ہوگا ۔ اور تمہارے فرزندیں کی فرمان روا ہونگے ۔ مناسب ہے کہ اُس نو آباد شہر کا نام اس درویش کے نام پر رکھا جاوے ۔ اس بشارت کی بنیاد پر برہان پور نام رکھا گیا ۔ اور چند دیہہ سجادہ ان روضہ کے واسطے بطریق مدد معاش پیش کیئے گئے ۔ آج تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار بیس ہے ۔ مذکورہ بالا وظیفے بدستور مقرر اور جاری ہیں ۔

یاد شیخ کمال الدین یعقوب نہروالہ

آپکو عالی مقامات اور نقلی ولدنی کمالات حاصل تہی - پیر کے حکم سے نوی استعداد گجرات والون کی رہنمائی کیواسطے مامور ہوئے تہے - بہت سے اشخاص آپ کی تلقین سے صراط مستقیم پر چل کر اپنے مقصد کو پہونچ گئے حصار نہروالہ کے باہر سہسلنگ تالاب کے کنارہ آپ کی خوابگاہ ہے -

یاد مولانا شہاب الدین

آپ سلطان نظام الاولیا کے امام ستہے - ربانی کلام لفظاً اور معنیً ازبر تہا - اور ایسی عمدہ طرز سے تلاوت فرماتے تہے کہ سننے والون کو بزم کلیم اللّٰہی مین حاضر ہونے کا مزہ آجاتا تہا - امیر خسرو کو آپ کے ساتہ بہت کچہہ دلبستگی اور عقیدت تہی انہون نے اپنے خمسہ مین آپ کی نہایت تعریف لکہی ہے - یہ دو تین بیت اُسی خمسہ کی ہین - ابیات

چون از موج زد کلام احد	نفذ البحر قبل ان تنفد
او جواہر کرم لقب رق جہان	زیر کان چون صدف کشادہ دہان
شمع من یافتہ ضیا از وے	مس من گشتہ کیمیا از وے

آپ کی قبر دہلی مین ہے -

یاد امیر خسرو

آپ کا لقب یمین الدین - کنیت ابوالحسن - اور پیر کی طرف سے خطاب ترک اللہ ہے - اور آپ کے پدر بزرگوار کا نام سیف الدین تہا - سخن سنج - سخن پرور - اور سخن آفرین نامورون کے آپ سردفتر تہے - آپکے کمالات اور حالات کی شرح کیا کی جاوے - آپ گویا آسمان ستائش کے قطب ہین - یعنی جو مدح (خواہ وہ کسی قسم کی ہو) نفس ناطقہ عبارت کے حوالہ کرتا ہے - اور آپ ازروئے مشاطگی اُس مفہوم کو بدایع اور معانی کے انواع واقسام کے زیور سے آراستہ کرکے نوعروسی کے لباس مین دکہاتے ہین - تو وہ آراستگی اُس مفہوم کے بالکل برابر - اور نیز گردش کے چاک کماتی ہوئی نظر آیا کرتی ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ اس سلسلہ کو حقیقت شناس دانشمندون کے حوالہ کرکے آپ کے نمایان واقعات مین سے چند منتخب باتین حوالہ قلم کرون -

جب قصبہ پٹیالی مین جو دریائے گنگا کے کنارہ آباد ہے - آپ کی مبارک صورت کا نقشہ - خدائی علم کی تصویرخانہ سے مصور تقدیر نے اُٹہا کر - عین امکانی کے ورق پر لاجمایا - تو آپ کے پدر بزرگوار دایہ کے دہونے اور پاک صاف کرنے کے بعد آپ کو پارچہ قماط مین لپیٹ کر ایک مجذوب کے نزدیک لے گئے جو ہمسایہ مین رہتے تہے - مجذوب نے فرمایا -

ا - سلطان کے قلعہ کے کام تمام ہو ۱۲ -

یہ لڑکا ایسا فصیح البیان ہوگا۔ کہ اُستاد خاقانی سے دو قدم آگے ہی رہے گا کہتے ہین دو قدم سے مراد مثنوی اور غزل ہے۔ آپ سے عمر مین اور سب باتون مین بڑے آپ کے دو بھائی اور بھی تھے۔ ایک کا نام اعزالدین شاہ اور دوسرے کا نام حسام الدین احمد تھا جب آپ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی۔ اور فارسی مین کچھ شدبد ہو گئی۔ تو آپ کے پدر بزرگوار اپنے تینون لڑکون کو سلطان نظام الاولیا کی غلامی مین لے گئے۔ اور بیعت کرا دیا۔ ایک سال بعد سیف الدین شہید ہو گئے۔ اب آپ کی پرورش کی نوبت عماد الملک آپکے نانا کو پہونچی۔ جو شاہ وقت کے میر عرض تھے۔ اُنھون نے آپ کی اصلاح مین بہت کچھ کوشش فرمائی۔ اور وہ مشکور بھی ہوئی۔ آپ نے دیوان غرۃ الکمال کے خطبہ مین اپنے اِن مربی کی تعریف لکھکر حق شکرگزاری ادا کیا ہے۔

کہتے ہین۔ جب آپ نے نظم کلام شروع کیا تھا۔ تو آپ کلام کو ناصحانہ طریقہ پر لکھا کرتے تھے۔ مگر پیر بزرگوار کے ارشاد سے غزل گوئی مین عاشقانہ وضع اختیار کرکے بالآخر مضامین نیاز کی طرف رجوع کیا اور غزل کا پایہ ایسے عالی مقام کو پہونچا دیا۔ کہ کسی غزل گو اہل سخن کا نغمہ وہان تک نہین پہونچ سکا۔

آغاز جوانی مین بظاہر والیان ملک اور دولتمندان دنیا کی ملازمت کی طرف میلان تھا لیکن باطن مین ہمیشہ درویشون کی خدمت اور صحبت کی خواہش رہتی تھی۔ بالخصوص اپنے پیر دستگیر کے ساتھ حسن عقیدت مین کمال راسخ تھا۔ اس کے متعلق تھوڑا سا بطور نمونہ لکھتا ہون۔ جب سلطان علاءالدین کے دل سے بدگمانی کا میل کچیل دُھل گیا۔ تو بادشاہ کے دل مین حضرت سلطان نظام الاولیا کی بآکرامت ملازمت مین حاضر ہونے کی خواہش پیدا ہوئی اور یہ آرزو پوری ہونے کے لیے۔ بہت کچھ التماس۔ اہتمام۔ چاپلوسی اور مبالغہ کیا۔ لیکن سلطان نظام الاولیا کے حضور سے قبولیت کی بو تک نہین آئی۔ بلکہ ممانعت اور گریز کے آثار پیدا ہوتے تھے۔ اس سبب سے بادشاہ نے اپنے دل مین ٹھان لیا تھا۔ کہ کسی روز خفیہ طور سے حضور کی ملازمت مین سر دیکر گھس جاؤن گا۔ یہ راز ایک روز بادشاہ نے امیر خسرو سے کہکر ہمراز بنایا۔ اور امیر خسرو نے اس مشورہ کی کیفیت اپنے پیر کے حضور مین عرض کر دی۔ سلطان نظام الاولیا یہ مضمون سنتے ہی حضرت گنجشکر کی زیارت کے ارادہ پر اجودھن کی طرف روانہ ہو گئے۔ بادشاہ۔ امیر خسرو سے ناراض ہوا۔ اور روبرو گفت و شنید مین کمال غصہ کا اظہار کیا۔ امیر نے عرض کیا۔ کہ سلطانی رنجش مین صرف جان کا خطرہ ہے۔ اور پیر کی ناخوشی مین جان کی آفت سلب ایمان کے ساتھ لگی ہوئی ہے اُس وقت بادشاہ امیر خسرو کے حسن عقیدت اور دور اندیشی پر آگاہ ہوکر صاف ہو گیا۔ اور بر سر انصاف آکر خوش ہوا۔ اور امیر خسرو کو روز افزون خاص عنایت سے سرفراز کیا رحم اللہ من انصف (جس نے انصاف کیا

اللہ تعالیٰ اوس پر رحم کرے ۱۲)

کہتے ہین جو نقد و جنس صلہ اور انعام کے ذریعہ سے آپ کو ملا کرتا تھا۔ اُس کو آپ کا دست ہمت یدِ علیا سے لیکر حیلنی کی طرح یدِ سفلی مین پہونچا دیتا تھا۔ یعنی جو اصحاب فقر کے گوشون مین بیٹھے ہوتے تھے اُن کی آرزوئین پوری کرنے۔ اور حاجتون کے بر لانے مین صرف ہوا کرتا تھا۔ ایک روز پیر نے ارباب دولت کی مصاحبت چھوڑ دینے کے واسطے آپ کے نام نصیحت نامہ بھیجا اور اِس بیت پر تمام کیا۔ بیت

آمد گہ آنکہ عہد ہا تازہ کنیم	شد آنچہ شد ای صنم گذشت آنچہ گذشت

اس خط کے پڑھنے سے معلوم ہوا۔ کہ درجہ مین ترقی ہوئی ہے۔ اور پیر ظاہر کو باطن کے ساتھ ہم رنگ بنا کر اپنے تئین کوچہ درویشی مین بالکل داخل کر دیا۔

کہتے ہین۔ جن ایام مین سلطان نظام الاولیا نے فرق کے وحشت انگیز مکان سے جمع کے مانوس اور عالی شان محل کی طرف توجہ فرمایا ہے۔ اُن ایام مین امیر خسرو۔ بنگالہ کی طرف سفر کو گئے ہوئے تھے۔ جب دہلی مین واپس آئے۔ تو شیخ کو زندہ نہ پایا۔ سخت بے تاب ہوئے۔ اور بے صبری سے اپنے تئین زمین پر گرا دیا۔ نالہ و فریاد کرنا شروع کیا اور یہ تو پہلے سے ہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ خسرو کی زندگی۔ نظام کی حیات کے ساتھ وابستہ ہے۔ یہ بات یاد کر کے ہمیشہ خواہش کیا کرتے تھے کہ اس پیشین گوئی کا وقوع جلدی سے ہو جاوے۔ آخر کار ہلال چھ دور کے بعد کہ مہینا رمضان اور ہجری سنہ سات سو پچیس ۷۲۵ تھا نَحْنُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ کے زمزمہ کی آواز بلند کی۔ اور اپنے پیر کے حظیرہ مین سو رہے۔

یاد امیر حسن علا سنجری

آپ کے والد ماجد سجستان کے ہین۔ جو خواجہ معین الاولیا کی ولادت کا مقام ہے۔ علم۔ عرفان فضل یقین۔ فصاحت۔ بلاغت سخن کی نازکی۔ اور کلام کی رنگینی یہ جمیع اوصاف آپ کی طبیعت کے لوازم اور آپ کا حصہ تھے۔ ابتدا ابتدا مین بڑے بڑے حاکم اور سلاطین وقت کو آپکی صحبت کی آرزو تھی۔ اور آپ بھی اہل عشرت کے ساتھ محبانہ میل جول رکھا کرتے تھے عمر کا بہت بڑا حصہ اسی طرح پر گزر گیا۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا کا گزر اُس مکان مین ہوا۔ جہان آپ چند ظریفون کے ساتھ جلسہ نشاط مین معروف تھے۔ جب شیخ کے باکمال جمال پر آپ کی نظر پڑی۔ تو یہ دو بیتین آپنے پڑھین۔ قطعہ

سالہا ئے شد کہ ما ہم صحبتیم	این کہ صحبت را اثر باشد کجاست
زہد تان فسق از دل ما کم نہ کرد	فسق ما محکم تر از زہد شماست

سلطان نظام الدین نے فرمایا صحبت اُس وقت مین تاثیر کرتی ہے۔ کہ جب حُسنِ نیت بھی اسکے ساتھ ہو۔ بیت

یک صبح باخلاص بیا بر در من	اگر کار تو بر نیاید آنگہ گلہ کن	

چونکہ اصلاح اعمال کا وقت آگیا تھا۔ توفیق توبہ نصیب ہوئی۔ اور ہمیشہ شیخ کی ملازمت مین بنا نہ بنا اپنے اوپر لازم کر لیا۔ جو کچھ پیر بزرگوار کی زبان سے وقتاً فوقتاً سنا۔ اکثر فوائد کو بے تغیر و تبدل لکھتے گئے۔ اور چند روز مین ایک کتاب تیار ہو گئی۔ جس مین انواع و اقسام کے حقائق۔ سلوک کی باتین نصیحتین۔ اور مسائل درج ہین۔ فوائدِ الفواد نام رکھا گیا۔ چونکہ اِس کتاب کی اکثر عبارت شیخ کی ہی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ہے۔ لہذا اس کتاب کو ملفوظات شیخ نظام ہی کہتے ہین عجب مقبول مجموعہ ہے۔ امیر خسرو آرزو اور حسرت کے ساتھ ہمیشہ خلا اور ملا مین کہا کرتے تھے۔ کاش خسرو کی تصنیف اور تالیف کی ہوئی تمام کتابین برادر حسن کی ہوتین۔ اور تنہا اس نسخہ کی شہرت میرے نام سے ہو جاتی۔ بس دنیا اور آخرت کی بہبودی کا سرمایہ اسی قدر کافی تھا۔

روایت ہے جس روز پیر نے شیخ برہان الدین غریب کو خلافت کا خلعت عطا فرمایا۔ اور دیوگیر مین رہنے کی اجازت دیکر رخصت کیا تو شیخ برہان الدین نے ہنگام قدم بوسی حسرت کے ساتھ آہ کھینچی۔ اور عرض کیا۔ کہ حضور کی خدمت سے دور رہنے کا درد لیا ہے۔ جس کا علاج ممکن نہین ہے۔ فرمایا۔ اس مجلس مین امیر خسرو کے سوا۔ جو صاحب بھی حاضر ہین۔ وہ تمہارے رفیق راہ ہو سکتے ہین۔ اور آداب سلوک کی رعایت جس طرح اس درویش کے ساتھ منظور کتے ہین۔ اُسی طرح تمہارے ساتھ بھی مدنظر رکھ سکتے ہین۔ چونکہ اُس وقت مین حلقہ حضور امیر حسن تھے۔ اس بنیاد پر دیوگیر کو برہان الاولیا کی رفاقت مین آپ بھی روانہ کئے گئے۔ جب ایام عمر ختم ہوئے تو اسی جگہ روضہ برہانیہ مین دو تین تیر کے فاصلہ پر آپ کی قبر بنائی گئی۔

فوائد الفواد مین لکھا ہے۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا نے فرمایا۔ تائب متقی کے برابر ہوتا ہے متقی وہ ہے جس نے اپنی تمام عمر مین گناہ اور ناشروع باتون کا ارتکاب کیا ہی نہو۔ اور تائب وہ ہے کہ اس سے گناہ تو سرزد ہوئے ہون مگر پھر اُس نے بازگشت کر لی ہو۔ بس اِس حدیث کے بموجب اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنۡبِ کَمَنۡ لَّا ذَنۡبَ لَهٗ ؎ دونون برابر ہو جاتے ہین۔ شیخ مبارک خیر جونپوری کے مکتوبات مین لکھا ہے۔ اے عزیز۔ متقی وہ ہے جو خطر کے وقوع بعد اپنے نفس سے محافظت حق کرے۔ یعنی خداوند اکبر کے سامنے اپنے نفس کو بغل پسر کر دیوے تاکہ جو مذمت کا خطر نقصان کے کمال سے چھوٹے۔ نفس پر پہونچے۔ اور جو امور خیر و کمال کے مقولہ مین داخل ہین۔ اُن کی نسبت

؎ گناہ سے توبہ کرنے والا شخص مثل اُس شخص کے ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہین ہے۔

حق سبحانہ کی طرف کرے۔ اپنی طرف نہ کرے۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ[۱] ای کونوا وقایۃ فی المذام واجعلوہ تعالی وقایتکم فی المحامد تکونوا ادباء عالمین اگرچہ توحید کا اقتضا یہ ہے۔ کہ اشیا خوب و زشت۔ خیر و شر۔ نفع و ضرر وغیرہ وغیرہ تمام افعال کو حق تعالی کی طرف منسوب کرکے اپنا قدم درمیان میں نہ ہنساوے۔ لیکن ادب کی بات یہ ہے۔ کہ بدی کی نسبت اپنی طرف اور نیکیون کی نسبت باری تعالی عز اسمہ کی طرف کرے۔ تاکہ اُن ادیبون مین سے شمار کیا جاوے۔ جو انبیا اور مرسلین کے اخلاق کے ساتھ تہذیب یافتہ ہین اور تاکہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ[۲] کے شرف سے خصوصیت پاکر دونون جہان مین سربلند ہو۔ راقم کی خاطر فاتر مین غیب سے یہ بات آتی ہے۔ کہ تمام پرہیزگارون مین زیادہ پرہیزگار وہ شخص ہے۔ جس کی حقیقت بین آنکھ اور کنہ شناس دل مین کوئی چیز۔ شر۔ اور کوئی فعل۔ زشت معلوم نہ ہو۔ اور جو کچھ ظہور مین آوے۔ اُس کو محض خیر سمجھے۔ اور اس وجہ سے تمام افعال اور احوال کا مصدر۔ الٰہی اسما اور صفات کو تصور کرے۔

یاد شیخ نظام الدین ابو المؤید نبیرہ شمس العارفین

آپ نے اپنے بزرگوار باپ اور ماموں کی خدمت سے کتابی علم تحصیل کیا تہا۔ اور نیز طریقت کی تعلیم پائی تہی۔ اور شیخ عبد الواحد ابن شیخ شہاب الدین احمد غزنوی کی ملازمت مین جو سید نور الدین مبارک کے پیر ہین۔ پہونچکر بہت کچہ فائدہ اوٹہایا تہا۔ خواجہ قطب الدین اوشی۔ اور سلطان نظام الاولیا بدایونی۔ آپ کے دیدار کو خدائی جمال کا آئینہ جانتے تہے۔ اور ہمیشہ آپکی مصاحبت کی خواہش کیا کرتے تہے۔ کہتے ہین۔ ایک سال دہلی اور اطراف دہلی مین آسمان نے زمین پر اور زمین والون کے حالِ زار پر رحم کہاکر آنسو نہین ٹپکائے۔ غلہ کمیاب ہوگیا۔ اور لوگون نے آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر گریہ وزاری کے ساتہہ بارش کی درخواست کی۔ آپ قبول فرماکر منبر پر بیٹہ گئے۔ اور آستین کے اندر سے ایک جامہ نکالا۔ اور کہا اے پاک خداوند۔ اس خلعت کی پاک دامنی کے طفیل مین اور اُس محبت اور راز کے استحقاق کے عوض مین جو اس خلعت کا مالک تیرے ساتہہ رکہتا تہا۔ از راہ بخشش مینہ برسا نو مین جنگل کا راستہ اختیار کرونگا۔ اور پہر آبادی مین نہ آؤنگا۔ اُسی وقت ایک سیاہ ابر اوٹہا۔ اور بے انتہا پانی آگیا یہانتک کہ ہر طرف نالون مین سیلاب آگیا۔ خلاصہ دانشوران روزگار مولانا وجیہ الدین یحییٰ قدس سرہ نے لکہا ہے۔ کہ وہ جامہ آپ کی والدہ بی بی سارا کا پیرہن تہا۔

---

[۱] لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو۔ یعنی بدیون مین اُسکی سپر تم ہوجاؤ اور نیکیون مین پروردگار کو اپنی سپر بنالو۔ ایسا کروگے۔ تو تم تمام عالم جن اور سب ادب دار کے بجاؤگے ۱۲ [۲] بیشک تم سب مین بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو تم سب مین زیادہ متقی ہے ۱۲

یاد شیخ قطب الدین منور ابن شیخ برہان الدین ابن شیخ جمال ہانسوی

آپ تنہائی پر عاشق۔ اور گوشہ نشینی کے عشق مین سوختہ تھے۔ وہ جہانی کمالات کے آثار اہل دنیا کے سامنے اپنے اقوال اور افعال کے ذریعے سے ظاہر کیا کرتے تھے۔ روایت ہے۔ کہ سلطان محمد تغلق نے قاضی کمال الدین صدر جہان کے ہاتھ۔ چند دیہ کا فرمان۔ آپ کے نام پر کرکے نیازمندانہ آپکے پاس بہیجا تہا۔ آپ نے لانے والے سے کہا مینے سنا ہے۔ کہ سلطان نصیر الدین جس سال کہ اچہ اور ملتان کو گیا تھا۔ اُس نے بہی اسی مضمون کا طغرا۔ امیر غیاث الدین سپہ سالار کے ہاتھ۔ حضرت گنجشکر کی خدمت مین اجودھن کو بہیجا تہا جب وہ طغرا آپ کی نظر سے گزرا۔ تو آپنے سپہ سالار کو فرمایا۔ ہمارے بزرگون نے بادشاہون سے اس طرح پر کبہی کچہ قبول نہین کیا ہے۔ اور اس درویش کو بہی اپنے پیرون کی پیروی سے چارہ نہین ہے۔ لہذا اگر عذر کر دیا جاوے۔ تو گنجایش ہے۔ اور اس بات کی خواہش مند بے شمار ہین۔ بہتر ہے کہ یہ اُن کو پہونچایا جاوے۔ یہ حقیقت حال سنکر فرمان لانیوالا ناچار فرمان کو واپس لے گیا القصہ شیخ قطب الدین نے تمام عمر متوکلانہ اور عالی ہمتی سے بسر کی۔ آپ کی قبر شہر ہانسی کے میدان مین ایک گنبد کے اندر ہے۔ جس کو اب اقطاب اربعہ کا مقام کہتے ہین۔ کیونکہ شیخ جمال شیخ برہان الدین شیخ قطب الدین منور۔ اور آپ کے فرزند شیخ نور اُسی مین سوئے ہوئے ہین قدس اسرارہم

یاد شیخ بدر الدین سمرقندی

آپ شیخ سیف الدین کے خلیفہ ہین۔ جو شیخ نجم الدین کبری کے بزرگ خلیفہ تہے۔ آپکو معرفتون کے آسمان کا آپ کو بدر بلکہ آفتاب کہنا ناموزون نہین ہے۔ بخارا سے ہند مین آئے۔ اور دہلی مین سلطان المشائخ نظام الاولیا کی مصاحبت کے واسطے قیام فرمایا۔ کتاب دُرر نظامی مین لکہا ہے۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا اور بدر الدین دونون امیر خورد کی ملاقات کے واسطے گئے تہے۔ امیر اُس وقت ایک عظیم مراقبہ مین تہے۔ اور کمال استغراق تہا۔ بدر الملۃ نے ایک تقریب سے عرض کیا۔ مینے فلان شہر مین فلان بزرگ کو دیکہا۔ اور اسی طرح ہر ایک بزرگ کو ایک مقام مین کہ جہان جہان دیکہا تہا شمار کرنا شروع کیا جب بدر الملۃ کی گفت وگو بہت بڑہ گئی۔ تو سلطان الاولیا نے فرمایا۔ بہائی سخن کوتاہ کرو۔ شاید ان بزرگ کی زبان سے کوئی ایسی بات سننے مین آوے۔ کہ جس کے واسطے کان پیدا کیے گئے ہین۔ اسپر بہی بدر الملۃ اپنی گفت وگو سے باز نہین آئے۔ امیر نے غصہ ہوکے اُٹہا کر لیا۔ بدر الدین۔ جتنے بزرگون کو تمنے دیکہا بیان کیا۔ یہ کہو کہ ان مین سے تم کو بہی کسی نے دیکہا۔ شیخ بدر الدین کی قبر دہلی مین مشہور۔ اور ہمیشہ بزرگانِ مقیم اور مسافر کی زیارت گاہ ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ بیت۔

تو چشم خویش وقفِ اہلِ دل کن	بامیدے کہ چشمی بر تو افتد

یاد شیخ رکن الدین فردوسی

آپ حقائق اور معارف کے عالم تھے - ایزدی جہلک اور خدائی صفت آپکے ظاہر و باطن سے جوش کرتی تھی شیخ عماد الدین طوسی آپکے ہی مرید اور خلیفہ ہین - دہلی مین دریاے جمنا کے کنارہ شیخ محمود مجذوب بہاری کا مرقد ہے جن کو خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری سے فیض تہا - اُسی مرقد کی برابر مین آپ کی بہی قبر ہے قدس سرہم بیشک عجب ایک بہشت نما مکان ہے - جو مدینہ منورہ کی طرح لوگون کا مرجع ہے مصرع مرقد او مہبط نور خداست -

یاد شیخ نجیب الدین فردوسی

آپ شیخ بدر الدین سمرقندی کے مرید ہین - قدس سرہما کمالات اور حالات کی گویا آپ کان تہے - اپنی صورت اور سیرت سے ہمنشین دوستون کو بہشت یاد دلاتے تہے - آپ کی خوبیون کا بیان بہت طویل ہے - سابقہ تذکرون مین لکہا ہوا ہے - لہذا بہتر ہے - کہ مین اُس کو نہ لکہکر تکرار سے محفوظ رہون حوض شمسی کے کنارہ آپ کی قبر ہے مشہور ہے - اور اُس کی زیارت بہی ہوتی ہے مصرع درکنار حوض شمسی شد فرو آبِ حیات -

یاد شیخ شرف

آپ شیخ یحیٰی ابن اسرائیل منیری کے فرزند ہین - جو شیخ نجیب الدین فردوسی کے مرید تہے - اولاً آغاز سلوک مین نفس نافرجام کی اصلاح کے واسطے ایک پہاڑ کے دامن مین جا رہے تہے - وہان پر آپ کی مادر بزرگوار ایک غلام فتوحا نامی کے ہاتہہ کہانا بہیج دیا کرتی تہین ایک روز دریافت کیا - فتوحا - تجہ کو کہانا بہیجا آتا ہے - اس مین سے شرف کچہہ کہاتا بہی ہے - اُسنے کہا - مجہے معلوم نہین - مین تو کہانا اُس جگہہ رکہہ آتا ہون - جہان اُنہون نے فرما دیا ہے خیر - اُس روز چند چہوہارے دودہ مین بہگو کر اور شکر ڈال کر بہیجے - اور کہا - لڑکے سے کہدینا تیری مان نے قسم کہا کر کہا ہے - اگر اس کہانے مین سے نہ کہاویگا - تو مین تجہہ سے ناراض ہو جاؤن گی - ناچار شیخ شرف نے لقمہ اُٹہایا حلق سے اُترنے نہین پایا تہا کہ بیہوشی طاری ہوئی - اب چیونٹیون کا ہجوم شروع ہوا - اور اُس لقمہ کو آپکے حلق مین سے ذرہ ذرہ کرکے نکال لیا - تب ہوش آیا - فتوحا نے واپس آکر یہ تمام حقیقت اُن باعصمت بی بی سے عرض کردی - اُنہون نے ایک نعرہ مارا - اور کہا سچ ہے - جو شخص آیت[1] عند ربی وھو یطعمنی ویسقین کے خوان میں سے روزی کہاویگا - وہ اِس دنیا کی خوراک سے اپنا ہاتہہ کیون ملوث کریگا - اِس کے بعد آپ اور آپکے بہائی شیخ جلال الدین محمد اپنے وطن سے جو ہندمین شرقی سمت کی حدود پر ہے - شیخ نظام الاولیا سے بیعت ہونے کے

[1] مین اپنے رب کے نزدیک رات کو ہوتا ہون اور وہ مجہکو کہانا کہلاتا ہے - اور پانی پلاتا ہے - ۱۲

ارادہ پروانہ دہلی ہوئے - ایک روایت تو یہ ہے - کہ ان دونوں مشتاقون کے پہونچنے سے پہلے سلطان نظام الاولیا
رحلت فرما گئے تھے - اور دوسری روایت یہ ہے - کہ نہین ملاقات ہوئی - لیکن سلطان نظام الاولیا نے
شیخ نجیب الدین فردوسی کی خدمت مین حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا - بہرتقدیر جب شیخ نجیب الدین کی ملازمت
مین حاضر ہوئے - تو فرمایا - شرف - تم بہت اچھے آئے - بہت برسون سے یہ درویش تمہاری امانت تم کو دینے کے
واسطے تمہارا منتظر ہے - اُسی وقت بیعت ہوئے تہوڑے عرصہ مین خرقہ خلافت مل گیا - اور باشندگان دنیا
کی رہنمائی کے واسطے اجازت ہوئی - کہتے ہین - آپ کے پانون مین کسی قدر لنگ تہا - اس کا سبب جو دریافت
کیا گیا - تو جواب دیا - کہ مین نے ازل مین اولیا کی صفون سے آگے بڑہکر انبیا کی صفون مین قدم رکہ دیا تہا - دنیا
کی لنگ اُس کی سزا ہے - **القصہ** آپ کی ہمت کو بڑا درجہ حاصل تہا -

ایک دفعہ آپنے اکسیر کا ایک ڈبہ پیر کی خدمت مین پیش کیا - پیرنے پانی مین بہا دیا - آپ ہنسے - اور کہا
اگرچہ اس خاک سے تانبا طلا ہوجاتا تہا - اور احتیاج والون کو فائدہ بہی پہونچتا تہا - لیکن اس کی حفاظت سے
دل پر گرانی رہتی تہی - اور نیز یہ دوری کا بہی سبب تہا - **اللہ عز اسمہ** کا شکر ہے - کہ اس استغنا کی بدولت آرزو کی
قید سے مجکو رہائی ہوئی - پیر یہ بات سنکر بہت خوش ہوئے اور چند حرف لکہکر آپ کو دئے - جب آپنے اُن کو
سر پر رکہا - تو زمین کے اندر کی تمام مخفی چیزین ظاہر ظہور نظر آگئین - پہر آپنے اُس کاغذ کو بوسہ دیکر زمین پر رکہدیا
اور کہا - یہ چیزین دل کی پریشانی کا سامان ہین - دوسرے شخص کو دیدی جائین - جو ان کا خواستگار ہو -
یہ بات سنکر پیرنے آپکو مقبول اور موثر دعائین دین - اور آپ کی ہمت پر آفرین کہی -

آپ کی عمدہ عمدہ تصانیف بہت سی ہین - سب مین بہتر معدن المعانی اور مکتوبات ہین - جو کوئی دیکھے گا -
اُس کی آنکھون پر گران نہ گزریگی - آپ کی قبر بہار سرحد بنگالہ مین ہے -

یاد شیخ بدر الدین غزنوی

ایک شب آپنے اپنی زادبوم مین خواب دیکہا - کہ میری بیعت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی نے قبول فرماکر
سلسلہ مضبوط کر دیا ہے - گہبراکر خواب سے اُٹہ بیٹہے چند روز بعد شوق کا ایسا سیلاب آیا - کہ صبر کوبہا لیگیا - ناچار آپ خواجہ
صاحب کی مثالی صورت دیکہنے کے واسطے حیران و پریشان مسافرت مین چل نکلے - اثنائے راہ مین متعدد با فیض اصحاب
سے ملاقات ہوئی جن کی ملازمت سے معرفت کے سرمایہ مین کچہہ نہ کچہہ اضافہ ہی ہوا - لیکن اُس نورانی شکل کو دیکہنے کی
آرزو روز بروز بڑہ گئی جس کو خواب مین دیکہا تہا - لاہور کے راستہ سے دہلی پہونچے - اور خواجہ قدس سرہ کی خدمت

میں حاضر ہوئے۔ جب آپ نے اپنا سر پائے مبارک پر رکھا۔ تو خواجہ نے فرمایا۔ هٰذَا تَاوِیلُ رُؤیَایَ مِن قَبْلُ [۵۱] نو نام ہم بیعت ادا کئے گئے۔ سلطان نظام الاولیا فرمایا کرتے تھے۔ ہمارے یاروں میں سے بدرالدین سرود سماع کے بہت کچھ عاشق تھے۔ پیری کی وجہ سے باوجودیکہ آپ کا قد بے عصا کے نہیں اُٹھتا تھا۔ مگر جب راگ کی آواز کان میں پہونچ جاتی تھی۔ تو مستانہ نعرے مارا کرتے تھے۔ اور جوانانہ رقص کرنے لگتے تھے۔ اگر کہا جاتا تھا کہ بوڑھا آدمی ایسی ناتوانی ہوتے ہوئے سماع میں کس طرح جوانانہ رقص کرتا ہے۔ تو جواب دیتے تھے۔ کہ ضعیفی مانع نہیں ہے۔ عشق اور شوق کی طاقت سے کرسکتا ہے۔ بیت

عشق ہر جا علم بر افرازد	پیر صد سالہ را جوان سازد

آپ کی گرامی صحبت میں قاضی حمید الدین ناگوری شیخ فرید گنجشکر۔ سید مبارک غزنوی مولانا مجدالدین جرجانی شیخ ضیاء الدین دہلوی وغیرہم بہت سے بزرگان وقت کی دانش و بینش (سمجھ بوجھ) کا ہنگامہ گرم ہوا کرتا تھا۔ اور خدائی عرفان کی انجمن فراہم ہوا کرتی تھی۔ ہر جمعہ کے روز مجلس وعظ ہوا کرتی تھی۔ حقائق اور معارف کے بارہ میں گفت و گو یہاں تک کیا کرتے تھے۔ کہ کشف کے عالی مرتبہ کو پہونچا دیتے تھے۔ انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم اجسام) کا معما بالتصریح عمدہ طور سے حل فرمایا کرتے تھے۔ سخن کو مولی کے شوق اور محبت میں قبولیت کا رنگ دیتے تھے۔ حضرت گنجشکر۔ اور نیز دوسرے خدائی بندے۔ آپ کے ذکر کرنے کے وقت بہت خوش ہوا کرتے تھے ایک روایت ہے کہ خضر علیہ السلام کا بھی اس مجمع میں گزر ہوا کرتا تھا۔ سعدی

ہزارت آفرین سعدی برین شیرین سخن گفتن	مسلم نیست در عہد تو طوطی را شکر خائی

یاد مولانا کمال الدین زاہد

آپ اپنے وقت کے متقیوں میں سرآوردہ تھے۔ کہتے ہیں۔ سلطان نظام الاولیا نے مشارق حدیث کو آپ کے سامنے پڑھا تھا۔ اور آپ نے مولانا برہان الدین بلخی سے سند حاصل کی تھی۔ جو خود مصنف کے شاگرد تھے۔ اور نسخہ اجازت نامہ جو آخر کتاب میں سلطان نظام الاولیا نے اپنے دستخط سے لکھا ہے۔ سیر الاولیا میں مرقوم ہے۔ کہتے ہیں سلطان غیاث الدین بلبن نے آپ کی خدمت میں التماس کیا تھا۔ کہ اس امید پر۔ کہ میری نماز درست اور قبول ہو کمال اشتیاق کے ساتھ میری یہ آرزو ہے۔ کہ ہمیشہ آپ امام ہوا کریں۔ فرمایا۔ دنیا کے متعلقات ثلثہ* میں سے فقیر کو یہی

[۵۱] یہ میری پہلی خواب کی تعبیر ہے۔ ۱۲ * متعلقات ثلثہ سے مراد مضمون حدیث ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حبب الیّ من دنیاکم ثلثۃ۔ الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔

ایک نماز تو دی گئی ہے - اُس کو بھی آپ لینا چاہتے ہین چونکہ جواب سے صورت ناخوشی پائی گئی سلطان نے عذر معذرت کی - اور پھر دوبارہ اظہار آرزو نہ کیا مصرع زہد او سرمایۂ دیدار باد

یاد شیخ شرف پانی پتی

ابو علی قلندر آپ کی کنیت ہے - دونون عالم اور دونون عالمون کے دونون علم آپ مین جمع تے بعض کہتے ہین - کہ آپ سلطان نظام الاولیا کے مرید تے - اور ایک روایت یہ ہے - کہ آپ شیخ شرف طعمہ کے مرید اور نیز شاگرد تے - جو آپکے وقت مین بزرگ علما اور اولیامین سے تے - لیکن صحیح صحیح طور پر معلوم نہین ہوا - کہ فی الواقع کس کے مرید تے - امیر خسرو - اور خواجہ حسن - آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنے اشعار پیش کیا کرتے تے جس کی وجہ سے وہ مقبول ہوئے ہین منجملہ آپ کی تصنیفات کے ایک کتاب حکمت نامہ بھی ہے - اُس مین آپنے اپنی تھوڑی سی سرگزشت لکھی ہے - اُس کا مضمون یہ ہے -

چالیس برس کی عمر مین اپنے وطن سے چل کر دارالملک دہلی مین پہونچا - اور وہان خواجہ قطب الدین اوشی کے روضہ کا طواف کیا - من لدن حکیم علیم کے مدرسے کتابی و قلبی علم ہوا - جملہ عالمان وقت بالخصوص مولانا وجیہ الدین پائلی - مولوی صدرالدین - مولانا فخرالدین نافلہ - مولانا ناصرالدین - مولانا معین الدین دولت آبادی - مولانا نجیب الدین سمرقندی - مولانا قطب الدین لکی - اور مولانا احمد بخاری نے کمال کوشش فرماکر مجکو دہلی کے درس اور فتوی نگاری کا منصب سپرد فرمایا - چنانچہ مین بیس سال تک دہلی مین مفت کا مفتی اور ہرایک قسم کے علوم کا مدرس رہا جب جذبہ نے جوش کیا - تو درس اور فتوی کا کاروبار درہم برہم کر کے وہان سے چل دیا اس طرح - کہ کسی کو معلوم نہین ہوا - اثنائے سفر مین شیخ شمس الدین تبریزی اور مولانا جلال الدین رومی کی ملازمت حاصل ہوا - ان اصحاب نے اپنا جبہ اور دستار مجکو عنایت فرمایا جب پھر ہندمین واپس آیا تو جذبہ اور زیادہ قوی ہوگیا تہا - دوکان شیخی کی جو کچھ پونجی تہی - تمام جمنا کے پانی مین بہادی اور قلندرانہ حیثیت سے اپنے اصلی وطن مین پہونچا - اشرف موجودات علیہ الصلوۃ نے سنت اور اللہ تعالی عز اسمہ نے فرض مجکو معاف کر کے ارشاد فرمایا - شرف - تو عین ہم ہین - (تیری ذات عین ہماری ذات ہے -) مولانا سراج الدین اور سید امیر علی وغیرہا علمائے وقت نے اعتراضات کرنے شروع کئے - مینے جواب دیا کہ آپ لوگ کتابی علوم مین گرفتار رہین - خاموش

رہیے۔ آپ لوگون کے اُستادون کو بھی بات کرنے اور سر رقص فرمانے کا منصب نہین ہے۔ اسی برس خرقہ پوش رہا۔ اور بے شمار مرید کئے۔ سلطان جلال الدین خلجی اور سلطان علاء الدین خلجی مع تمام فرزندون اور سپاہ کے۔ اور نیز دیگر سلاطین ہند میرے مرید تھے۔ اور کسی سے ایک قیراط کی برابر بھی کچھ مینے نہین لیا۔ اور اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ کے خزانے سے ہر روز ہزارون ذی احتیاج لوگون کو ادنیٰ بخشش سے تونگر کر دیتا تھا۔ اور میرے مریدون میں سے بعض نے آگ کے اندر۔ اور بعض نے ندی آب پر سجادہ بچھا کر نماز پڑھی ہے۔ ایک مدت تک ہوا مین مکان و زمان طے کرنے کی یعنی اُڑنے کی مجکو طاقت تھی۔ ایک روز ایک خوش گلو جوان میرے پاس آیا۔ اور اُس نے ایک غزل گائی۔ اُس کے سننے سے مستی اور شورش پیدا ہوئی۔ جو کچھ طمطراق میرے ساتھ تھا سب کو مینے چھوڑ دیا۔ اور اُس قوال کا مدعا ایک دعا دیکر پورا کیا۔

جو شخص درویشون کے اسرار پر درست اعتقاد رکھتا ہے۔ وہ اس جہان مین اور نیز اُس جہان مین اپنی مرادین پاتا ہے مصرع اعتقاد تو بہار گلستان سعی تست۔

یاد شیخ نظام الدین شیرازی

آپ نے حرمین شریفین علیٰ ساکنہا و قربہ زادہما اللہ شرفاً کے طواف سے دو جہانی سعادت حاصل کی تھی اور آپ کے دل مین سماع و سرود کی فریفتگی اور شیفتگی بے انتہا تھی۔ خدا بینی کا تو فروغ حاصل تھا ہی شریعت و طریقت کے اصول پر بھی اندرونی علائق اور بیرونی آلائش کی شست و شو کمال کی تھی۔ اور یہ مزید بران تھا جسم مین۔ گوش سر مین اور دل مین حق کی باتین سننے کی استعداد بہت کچھ تھی۔ سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین دوستی رکھتے تھے۔ اس وجہ سے راز داری کی بزم مین آپ کی آمد و رفت رہتی تھی۔ قبر سلطان علیہ الرحمۃ کی دہلی مین آپ کے مکان کی برابر مین بنائی گئی مصرع زخود خالی و پر از معرفت بود۔

یاد شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری

آپ سلطان نظام الاولیا کے بڑے خلیفہ ہین۔ قدس سرہما درد اور سوز بہت تھا۔ اپنے پیر سے خلافت کا خرقہ مکرر حاصل کیا تھا۔ کہتے ہین جب اپنے وطن سے پیر کی ملازمت مین جایا کرتے تھے۔ تو کئی کئی منزل کی ایک ایک منزل کیا کرتے تھے۔ ایک روز لوگون نے آپ سے کہا۔ آپ پانون سے نہین چلتے ہین۔ بلکہ پرند کی طرح

ف۵۱ معنی جنکے یہ ہین۔ ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲۔

طرح اُڑتے ہین۔ جواب دیا۔ یہ مرتبہ پانون کے ساتھ چلنے اور پرون کے ساتھ اُڑنے سے نہین ملتا ہے۔ بلکہ یہ
شوق جو ہے یہ طے مکان کا ذریعہ ہے۔ اور یہ حکایت بیان کی۔ زمانہ سابق مین ایک شخص حاکم قنوج ہوگیا ہے
جس نے حوض کھتیل کے پانی سے پرورش پائی تھی۔ اور اس پانی کے سوا دوسرا پانی اُس کے مزاج کے موافق
نہین آتا تھا۔ ناچار ایک شتر سوار کی ہر روز اس کام پر نوکری رہتی تھی۔ باوجودیکہ پانچ منزل کا فاصلہ تھا
مگر شتر سوار ایک رات دن مین پانی قنوج مین پہونچاتا تھا۔ ایک اور جوان تھا۔ جس کی قنوج مین ایک
خوبصورت معشوق کے ساتھ دلبستگی تھی۔ ایک روز یہ عاشق جوان حوض کھتیل کے کنارہ شتر سوار سے
ملاقی ہوا۔ چونکہ وہ شناسا نکل آیا۔ اسواسطے اب اُس نے پیغام دینا شروع کیا۔ اور عاشقی کی باتون مین
یہان تک محو ہوا۔ کہ اونٹ کے ساتھ قدم بقدم چلتے چلتے دور تک نکل گیا۔ یکایک اُسکو اپنے دور تک نکل آنے کی
آگاہی ہوئی تو رخصت ہونے لگا۔ شتر سوار نے کہا۔ اے سودائی مزاج عاشق۔ اب تو قنوج کی حدود مین
تو آگیا ہے۔ اپنے محبوب کو بغیر دیکھے ہوئے کیون لوٹا جاتا ہے۔ سخن کوتاہ۔ چند قدم چلا تھا۔ کہ شہر مین آگیا۔
اور دلدار کے دیدار سے آنکھون مین فروغ۔ اور دل مین فراغ حاصل ہوا۔ **دوستو** شیوہ محبت کے اس قسم
کے عجائبات اتنے زیادہ ہین۔ کہ لکھنے سے انجام پذیر نہین ہوسکتے ہین۔ خوابگاہ چندیری **لمولفہ**

آئین طے ارض کا رنگ ہر سمند نیست	کو رخش جذبہ تا برساند بکوئے یار

یاد خواجہ موید الملۃ والدین

آپ سلطان نظام الاولیا کے مریدون اور نیازمندون مین سے ہین۔ آلہی تائیدات کی بدولت دونون جہان کی
سعادت سے آپ کامیاب تھے۔ سرود سماع کا ذوق گویا آپ کے خمیر مین تھا۔ لیکن بیٹے کے واسطے کمال بیقرار رہتے
تھے۔ بالآخر پیر کی بشارت سے بیٹا نصیب ہوا۔ نور الدین محمد انصاری نام رکھا۔ اور اُسنے باپ کے سایہ پرورش مین بہت
کچھ کمالات اور فضیلتین حاصل کرلی تھین۔ موید کی ابدی خوابگاہ۔ مقدس حظیرہ نظامیہ مین ہے۔

یاد مولانا حسام الدین ملتانی

آپ سلطان المشایخ نظام الاولیا کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ اتقا پرستش۔ اور عرفان مین آپ کو کمال
تھا۔ جب آپ حجاز کے سفر سے واپس آکر سلطان نظام الاولیا کی ملازمت مین پہونچے تو سلطان الاولیا نے فرمایا۔
حسام الدین۔ مدینہ منورہ کی زیارت **علی صاحبہا افضل الصلوۃ** حج کے طفیل مین کرنا محبت والے درویش کا
شیوہ نہین ہے۔ اِس بنیاد پر آپ زیارت مدینہ کا عزم کرکے مصر کے واسطے دوبارہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور واسطہ

بعد پیر کی اجازت سے پٹن گجرات مین گوشہ گزین ہوگئے۔ کہتے ہین آپ اپنے حالات درویشی کے اخفا مین بہت کوشش کیا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ ٹاٹ بیچنے سے روزمرہ کی قوت بہم پہونچاتے تھے۔ اور جو کچھ بہم پہونچتا تھا اُس مین سے بھی آدھون آدہ کسی اور شخص کو دیدیا کرتے تھے۔ جو مستحق ہوتا تھا۔ اور رسمی علوم کے درس مین مشغول رہتے تھے۔ رحلت کے وقت تک یہی روش در رفتار اور کاروبار رہا۔

اِن بزرگوار کی کیفیت ظاہر ہونے کا سبب لوگ اس طرح بیان کرتے ہین۔ ہجری سنہ سات سوپنتیس تہا۔ ایک شخص نے اس سال کے کسی مہینے مین بخدمت سلطان نظام الاولیا دہلی مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا گھر شہر نہرواله مین ہے۔ اور لڑکی کی شادی اتنی نزدیک آگئی ہے کہ مدت معلوم اس قدر مسالت طے کرنے کے واسطے کافی نہین ہے۔ سلطان المشائخ نظام الاولیا نے فرمایا شیخ حسام الدین نہرواله کے رہنے والے ہین۔ ہر روز صبح کو نماز کے واسطے ہماری مسجد مین آیا کرتے ہین۔ اور پھر چاشت کے وقت تک اپنے مکان پر پہونچ جاتے ہین ہم تم کو اُن کے سامنے کردینگے۔ تاکہ تم بہت جلد اپنے مکان کو پہونچ جاؤ۔ دوسرے روز وعدہ پورا ہوگیا۔ اور یہ بات شکر اتا حسامیہ کی ظہور کا باعث ہوئی۔ پھر آپنے لوگون کی رہنمائی کرنا اختیار کرلیا تہا۔ چھوٹے بڑے سب آپ کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔ کہتے ہین۔ اس خرق عادت کے بعد آپ کی زندگی۔ ہلالی ایک دور سے آگے نہین بڑہی۔ آپکے روضہ کا آستانہ۔ سجدہ گاہ تعظیم بنا۔ خوابگاه نہرواله ہے مصرع تیز روی کرد وز دنیا گزشت۔

یاد مولانا حسام الدین نہرواله قدس سرہ

آپ کا سینہ دانش کا دریا تہا۔ اور دانش جوہر بینش سے آراستہ تہی۔ پرہیزگاری داخل عادت تہی۔ اور خوف آلہی جملہ کاروبار کا مدار تہا۔ خوبی مشائخ کے سلسلہ بیعت مین تھے۔ اور کمال وابستگی رکھتے تھے۔ طریقت کی رفتار پیران خانوادہ مذکور کی روش پر تہی۔ خوابگاہ نہرواله مصرع خاندان مغربیہ شرق دیدار او دست۔

یاد شیخ سراج الدین عثمان نامور باخی سراج

آپ کی زاد بوم بنگالہ ہے۔ زمانہ ہوش شروع ہوا ہی تھا۔ کہ سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین پہونچ کر حلقہ بیعت گوش عقیدت مین پہن لیا۔ حسن خدمت اور نیز حسن سعادت کی وجہ سے مریدی منصب برادری نسبت سے بدل گیا کہتے ہین۔ آپ کو آغاز جوانی مین ظاہری علم سے کوئی نسبت نہین تہی۔ مولانا فخر الدین زرادی رحمہ اللہ نے ایک روز پیر کے حضور مین عرض کیا۔ کہ ایسا شائستہ زیرک طبیعت کا جوان علوم سے معرا رہے۔ یہ اچھا معلوم نہین ہوتا ہے۔ اگر یہ جوان اپنے تئین چھ مہینے کے واسطے میرے حوالہ کردیوے تو اس کا سینہ ایسے علوم سے بہر دونگا

جن کا گھر دقیقہ شناس عالمون کا ہی ضمیر ہو سکتا ہے - چنانچہ بہت تھوڑی کوشش مین آپنے علم تحصیل کر لیا اور آئینۂ ہندوستان لقب پایا - کہتے ہین - اُسی خدمت گزاری کے زمانہ مین چند بار پیر سے اجازت لیکر اپنی مہربان مان کے دیدار کے واسطے بنگالہ کو گئے - اور آئے - القصہ جب دونون جہان کی سعادت حاصل کر لی تو پیر نے خرقۂ خلافت دیکر اپنی زاد بوم مین رہنے کی اجازت دی - یہان پر بہت تھوڑے دنون مین جملہ خورد و کلان کے پیشوا ہو گئے - اور رحلت کے بعد اُسی جگہہ آرام ہی کیا - بیت

ہمہ گردون سراج عالم تن		ہمہ جان ہا اخی سراج بود	

یاد شیخ عمر اسعد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

علاء الحق مخدوم العالم علاء الدین بنگالی آپکا القاب ہے - آپ دونون جہان کے سردار تھے - اور درسی و لدنی دونون علم آپ کو حاصل تھے - شیخ اخی سراج کے مرید ہین - جو سلطان نظام الاولیا چشتی کے بزرگ خلیفہ تھے - اخیر مین دانا ہو گئے - اور ملک بنگالہ و بہار مین تمام رہروان حقیقت کے پیشوا ہوئے - آپ کی قبر پنڈواہ مین ہے قدس سرہ

مصرع مشتاق طوف مرقد او خازن بہشت

یاد شیخ نور قطب عالم

آپ کا نام احمد - اور لقب نور الدین اور نور الحق ہے - شیخ علاء الدین والحق کے بیٹے اور نیز خلیفہ ہین - جو شیخ اخی سراج کے بزرگ خلفا مین سے ہین - خوابگاہ پنڈوہ ہے - جو صوبہ بنگالہ کے مشرقی سمت مین ہے - درد و نیاز اور سوز و گداز آپ کو بہت تھا - باپ کی خانقاہ مین جس قدر درویش رہتے تھے - اُن کی تمام خدمتین جیسے کپڑے دھونا - پانی پانی گرم کر دینا - ایندھن لا دینا - جھاڑو دیدینا - آپ انجام دیتے تھے - ایک روز پدر بزرگوار نے فرمایا - نور - دیکھو فلان مقام پر جس کنوئین سے شہر کی عورتین پانی کھینچتی ہین - اُس کے آس پاس کیچ رہتی ہے - بیچاری عورتون کا پانون پھسلتا ہے - حکم یہ ہے - اُس جگہہ صبح سے چاشت تک - اور تیسرے پہر سے شام تک کھڑے رہا کرو - اور برتنون کو اپنی سر پر اٹھا کر اُس کیچڑ سے نکال کر جس کے اُس کو دیدیا کرو - چار سال تک آپ یہ فرمان برداری کرتے رہے آپ کے مکتوبات بھی ہین - جن مین سلوک اور طریقت کو شیرین عبارت کے ساتھہ بیان کیا ہے - اور درد و نیاز مندی کے اسرار کو موثر اور شوق افزا الفاظ مین لکھا ہے - ذیل کے چند فقرے انہین مکتوبات مین سے ہین - نور مسکین نے عمر ضائع کر دی - اور حصول مقصد کی اُس کو ہوا بھی نہ لگی - حیرت اور حسرت کے سنسان جنگل مین گیند کی طرح سرگردان اور پریشان پھرتا رہا - عمر ساٹھہ سے گزر گئی تیرچلّی سے نکل گیا - اور نفس امارہ کی بدی سے نجات نہین ملی -

ہاتھ مین ہوا - جگر مین آگ - آنکھون مین پانی - سر پر خاک - اور دل مین چاک - اِن چیزون کے سوا کچھ حاصل نہین ہوا - اور ہمیشہ ندامت اور خجالت کے سوا - کوئی دست آویز ہاتھ نہین آئی مصرع نور رحمت باد شمع مرقدش -

یاد شیخ جلال الدین جد شیخ حسام الدین مانکپوری

آپ عالم - عابد - عارف - عزیز صابر - اور متقی تھے - ہمیشہ نماز عشا کے بعد اکتالیس بار سورہ یسین ختم فرمایا کرتے تھے - سلطان نظام الاولیا کے خلیفہ شیخ محمد سے بیعت تھے - کہتے ہین - شیخ محمد - دولتمند سپاہیون - اور کامیاب لوگون کے لباس مین رہکر اپنی حالت کو چھپائے رکھتے تھے - اور نیز سلاطین اور ارباب مناصب کی ملازمت مین جاتے آتے تھے - ایک روز مانک پور کے قاضی اور اُنکے بیٹے نے - امتحان کے واسطے آپ کی ملازمت کا عزم کیا - یہ بات قرار دی - کہ اگر آپ ہم کو قند دینگے - تو ہم آپ کی ولایت تسلیم کرینگے - آپنے باطنی فروغ سے آنے والون کا ضمیر پہونچنے سے پہلے معلوم کرلیا - فرمایا حسام الدین ابھی اِسی دم چند سادہ دل لوگ - درویش کے امتحان کے واسطے آنے والے ہین - اور اُن کے دل مین قند کی خواہش ہے - تھوڑا سا قند لے آؤ - تاکہ دل کی طرح اُن کا دہن بھی شیرین کردیا جاوے - اور اس اُمت کے درویشون کی طرف اعتقاد پیدا ہو جب قاضی جی آپکی ملازمت مین پہونچے - تو وہان پر قند رکھا ہوا دیکھکر تبسم کیا - اور خجالت سے سر نیچے کرلیا - رخصت کے وقت مہمانی کے لیے التماس کیا - فرمایا چالیس سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوتا ہے - کہ مینے مقلدان قضا کے خوان سے کھانا نہین کھایا ہے - کتابت قرآن کی اُجرت سے لقمہ کھاتا ہون اور کبھی بے وضو قلم سیاہی مین تر کرکے صفحہ کاغذ پر نہین چلایا ہے مصرع دانش آئینۂ نورِ ازل باد

یاد مولانا خواجہ

آپ شیخ جلال الدین کے بیٹے - اور مولانا حسام الدین مانک پوری کے باپ ہین - عالم - فقیہ نفس - درویش خو - اور فاقہ کش تھے - ایک روز تین فاقون کے بعد ایک شخص فتوی لکھنے کے واسطے کچھ نقد آپ کے پاس لایا - آپنے قبول نہین فرمایا - گھر والون نے لعن طعن کیا - آپنے کچھ جواب نہین دیا - یہان تک کہ شام ہونے کو آئی - ایک امیر آدمی ملک عین الدین نام مانک پور مین اترا ہوا تھا - وہ ایک دعا پڑھا کرتا تھا جس مین ایک لفظ پر اُس کے دل کے اندر الجھن پیدا ہوئی شہر والون سے دریافت کیا - یہان عالم کون ہین جن کی خدمت مین جاکر علمی مشکلات پیش کی جائین لوگون نے کہا - مولانا خواجہ ہین - امیر نے کمال عزت اور حرمت کے ساتھ بلاکر جو مشکل تھی - آپ کی خدمت مین ظاہر کی - آپنے فی البدیہ حل کردی - امیر کی الجھن دور ہوئی جس قدر نقد دوپہر کے وقت نہین لیا تھا - اُسی قدر نقد - ایک جوڑہ کپڑہ - اور کھانا پیش کرکے گھر کو روانہ کیا - اُس وقت لعن طعن کرنیوالون سے ازراہ مذاق کہا

اور متنبہ کیا - کہ جو کوئی میری طرح ہمت کو کام فرما کر ناجائز چیز نہین لیتا ہے - جس طرح مجکو آج مشکوک چیز کے عوض مین اُس کے نہ لینے کے بدولت - حلال طیب مال عطا ہوا ہے - اسی طرح اُسکو بھی عطا ہوتا ہے - خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے - کہ اگر انسان دنیا سے گزر جاوے - تو آخرت اُسکو ملتی ہے - اور اگر آخرت سے بھی اپنے تئین گزار دیوے - تو اِسکے عوض حق سبحانہٗ ملتا ہے - دیکھو بشیوہ گرسنگی - تمہارے حصول کا درجہ کہان سے کہان پہونچتا ہے

یاد مولانا حسام الدین مانکپوری رحمہ اللہ

آپ دنیا اور آخرت مین مقبول تھے - شیخ نور قطب عالم سے خرقہ خلافت ملا تھا - شیخ شہاب الدین مانک پوری آپکے بزرگ خلفا مین سے ہین - اُنھون نے اپنے پیر کے تمام مکتوبات کو فراہم کر کے ایک جلد بنالی تھی - جو پیر نے اپنے فرزندون اور خلفا کے نام لکھے تھے - تعداد مکتوبات ایکسو اکیس ہے - ان مکتوبات مین زیادہ حصہ اُن مکتوبات کا ہے - جو موصوف نے اپنے بڑے - اور عزیز ترین فرزند شیخ فیض اللہ کے نام لکھے تھے - شیخ فیض اللہ قاضی شاہ کے نام سے نامزد ہین - چند خطوط اپنے دوسرے بیٹے شیخ احمد کے نام بھیجے تھے - شیخ احمد کو آپ شیخ بدہا - نور دیدہ - اور دیدہ نور کہا کرتے تھے - بعض خطوط شیخ نعمۃ اللہ کے نام ہین - شیخ نعمۃ اللہ لوگون مین شیخ نتھو کے نام سے مشہور ہین - اور کچھ حصہ خطون کا ایسا ہے - جو شیخ زاہد شیخ اکمل شیخ راجا - اور شیخ خواند عالم مشہور بہ عاشق کے نام بھی لکھے گئے ہین - یہ سب شیخ نور قطب عالم کے نواسے ہین - ان سب کو خطون اور پیغامون کے ذریعہ سے تلقین فرمائی - سلوک طریقت مین عالی مقامات پر پہونچایا - خلافت کا خلعت پہنایا - ہدایت یابی اور ہدایت دہی کا مرتبہ عطا کیا لیکن سجادہ نشینی بڑے بیٹے شیخ فیض اللہ کو ہی عطا ہوئی - علی ہذا القیاس آج تک شیخ فیض اللہ کے فرزند درجہ بدرجہ اپنے دادا کی جگہ سجادہ نشین ہوتے چلے آئے ہین - تمام بنگالہ والے متفق اللفظ کہتے ہین - کہ مخدوم حسام کے ایکسو بیس خلیفہ تھے جو صاحب کمال و اکمال تھے - ان مین سے (۱) سید مسعود ابن سید ظہیر الدین فتحپوری - جو شیخ سیدن کے نام سے مشہور ہین - (۲) سید حامد شاہ ابن سید راجہ شاہ مانک پوری (۳) سید محمد امیر بدہاجن کا لقب سید صوفی ہے - (۴) مولانا کمال الدین ۰۶ اللہ (۵) مولانا شہر اللہ ابو القاسم ملتانی لکھنوری (۶) شیخ نصیر الدین محمود ابن شہر اللہ لکھنوری - (۷) مولانا فرید الدین سالار عراقی (۸) شیخ احمد قنوجی (۹) معین الاسلام اودھی - (۱۰) مولانا منہاج الدین بہاری (۱۱) مولانا جمال الدین حسن - فخر (۱۲) شیخ ضیاء الدین یوسف بن داود کروی (۱۳) مولانا سوندھو کردی (۱۴) مولانا محمد علا کردی - اور (۱۵) شیخ تاج شہاب مانک پوری جن کا لقب ازراقی شاہ ہے - یہ تمام صدر الذکر اصحاب اکابر زمانہ کے پیشوا تھے - بعض اہل باطن تھے اور بعض اہل ظاہر اور اہل بیان تھے - قدس اللہ اسرارہم ایکسالہ

ہے رفیق العارفین نام جس مین ایک مریدنے آپ کی دلچسپ باتین فراہم کی ہین - ان باتون مین سے ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ مرید کی نسبت پیر کے ساتھ بعینہٖ ایسی ہے - جیسی پیوند کی نسبت جامہ کے ساتھ ہوتی ہے - اگر پیوند سفید ہے - توجس وقت جامہ دہویا جاوے گا پیوند بھی صاف ہوجاویگا - اور اگر پیوند سیاہ ہے - تو اُس کی سیاہی کم ہوکر پیوند مائل بہ سفیدی ہوجاوے گا - یہ بھی اُنھین باتون مین سے ہے - اگر مرید نیک ہین تو پیر اُنھین کی نیکی سمجھین گے - اور اگر بد ہین - تو اُن کی بدی معاف کر دینگے - بہرحال بیعت بے فیض نہین رہتی ہے بیت

بے خدمت است خواجہ مگر بے ارادت است		خدمت نصیب بندۂ صاحب سعادت است

یاد شیخ کالو

آپ کا نام کمال ہے - اور شیخ حسام الدین مانک پوری کے مرید و خلیفہ ہین - آپ کی عمدہ ریاضت تھی - کڑہ مین قبر ہے - بس اتنی باتون کے سوا آپ کے کسی قسم کے حالات راقم کو معلوم نہین ہوئے - جو حوالۂ قلم کیے جاوین

یاد شیخ شمس الدین محمد

آپ نہایت بوڑھے آدمی تھے - بیعت تو تھے شیخ نور قطب عالم بنگالہ سے - مگر خرقۂ خلافت شیخ رفیع الدین بایزید سے ملا تھا - اور قیام آپ کا اجمیر مین تھا شیخ جمال دہلوی کے پیر شیخ سماء الدین کا دوستی اور یاری کا رابطہ آپ کے ساتھ بڑا ہوا تھا شیخ سماء الدین کہتے تھے - کہ آپ کی زبان سے بارہا سنا ہے - مرشد خواجہ معین الاولیا کی نسل مین سے ہین قدس سرہم

یاد مولانا شیخن مانک پوری

آپ کو ربانی کلام حفظ تھا گوشہ نشینی اور تنہائی سے خوش دل رہتے تھے - اس پر بھی اہل جہان آپ کے ہی آستانہ کی طرف متوجہ تھے - کھانا کھانے سے ہاتھ بالکل کھینچ لیا تھا - احیاناً اگر آجاتا تھا - تو ایک لقمہ سے زیادہ نہ کھاتے تھے - جو شخص آپ کی ملازمت مین جاتا تھا - اُس سے گفت وگو اُسی کے حال کے موافق کیا کرتے تھے - یعنی اگر دہقان ہوتا تھا - تو اُس سے دریافت کیا کرتے تھے - تمہارے بیل تو فربہ ہین - کھیتی سرسبز ہے - شقہ دار منصف ہے یا ظالم ہے - جب کوئی شخص آپ سے کہتا تھا - اس قسم کی باتین کرنا درویش کے مناسب حال نہین ہے - تو جواب دیا کرتے تھے - حقائق اور معرفت کی باتین کیونکر دریافت کرون - جن کو یہ لوگ سمجھ ہی نہین سکتے ہین - اور اگر خاموش بیٹھا رہتا ہون - تو پاس آنے والے کو وحشت ہوتی ہے - ناچار کلام بفحوائے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُولِھِمْ کرنا پڑتا ہے - تاکہ باہم جدا ہو نوین - تو خوشی وخورمی کے ساتھ ہونوین - اور جب یہ شخص اپنے گھر جاویگا - تو گھر والون کے سامنے فخر کے ساتھ کہے گا - آج شیخ نے مجھ سے ایسا کہا - اور ایسا دریافت کیا -

ے تم لوگون سے اُن کی عقلون کے موافق باتین کیا کرو - ۱۲

مناسبتون کے سمجھنے والے اہل سخن اچھی طرح جانتے ہین - کہ ہم جنس گفت وگو کی تقریب برمحل اکثر باتین یاد آجایا کرتی ہین - چنانچہ اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے - دسوین صدی کے اخیر مین چوتھے حصہ کا آغاز تھا - اُس وقت کا ذکر ہے - شہر بردودہ* مین عمادالملک رومی کا بیٹا چنگیز خان نامی گجرات کے امیران اعظم مین سے تھا - جب وہ کسی سے بات کیا کرتا تھا تو پانسو درم چاندی اُسکو دیا کرتا تھا - اور کہتا تھا کہ اس قاعدہ کی پابندی اس غرض سے ہے - کہ جب یہ شخص اپنے گھر پہونچے گا - اور اپنے اہل وعیال سے کہے گا - کہ آج چنگیز خان میرے ساتھ ہم کلام ہوا ہے - اگر یہ نقد اس کے پاس نہوگا - تو اس کی راست گفتاری کا کوئی گواہ نہین ہے - **القصہ** شیخ کے اندر اور بہت سے تصرفات اور خوبیان تھین - اُن کا قیاس اُسی نمونہ پر کر لیا جاوے -

یاد مولانا برہان الدین صوفی پور جمال الاولیا ھانسوی قدس سرہما

آپ صاحب حال وقال تھے - اور علم حجت وبرہان بھی جانتے تھے - آپ فرمایا کرتے تھے - کہ جب پدر بزرگوار کو ناسوتی جہان سے کوچ فرمانے کا وقت پیش آیا - تو اُن کی کنیز جو اپنے وقت کی عارفہ اور عابدہ تھین اور جن کو حضرت گنجشکر مادر مومنان فرمایا کرتے تھے - جو خرقہ اور عصا پدر بزرگوار کو حضرت گنجشکر نے عطا فرمایا تھا سامنے لے آئین - ارشاد ہوا - برہان الدین کو دیدیا - جواب مین عرض کیا - ابھی خورد سال ہے - ارشاد ہوا - کچھ مضائقہ نہین - ماہ نو ہے - جلد بدر ہو جاوے گا - اور فرمایا - کہ جب اس کا زمانہ ہوش آجاوے - تو اس کو چاہیے کہ سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین کوشش کرے - کہ اُن کی خدمت سے دوجہانی کمالات حاصل ہوجاوینگے

یاد مولانا شمس الدین یحییٰ

اکثر علمی کتب آپ کے مطالعہ سے نکلی ہوئی تھین - بالخصوص اصول فقہ کی کتابین - کہتے ہین - ایک روز آپ مع اپنے بھائی مولانا صدر الدین کے جو آپ کے ہم سبق تھے - مولانا ظہیر الدین کی ملازمت سے اُٹھکر سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین حاضر ہوئے - سلطان الاولیا نے سبق کا سوال کیا - جواب دیا - کشف عنقریب ختم ہونے والی ہے اور اس کے ساتھ ایک شکل جو اُس روز کے سبق مین تھی - عرض کی - سلطان الاولیا نے ادنی توجہ سے وہ دشواری آپ کے روبرو حل کردی - جو بہت سے لم ولانسلم کے ساتھ بھی مدرسہ مین حل نہین ہوئی تھی - آپ وہان سے عبرت حاصل کر کے اُستاد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور گزری ہوئی حقیقت حال ظاہر کی - اور پھر دوسرے روز اُستاد کے ہمراہ خانقاہ نظامیہ مین آکر بیعت ہوئے - اور خرقہ خلافت اور اجازت نامہ پایا - **القصہ** ایک عرس کا ہنگامہ تھا قوالی ہو رہی تھی - ایک غزل سنکر آپ کا حال دگرگون ہوا - نالہ وفغان کر رہے تھے - کہ آپ کا نفس ناطقہ روح

* بردودہ گجوارہ ریاست کا دارالحکومت ہے - زبان قدیم مین شاید بردودہ کہتے تھے ۱۲

رمانی سے جاملا۔ مصرع ع آفتاب ذاتِ او را مشرق و مغرب یکیست۔

یاد مولانا فخر الدین زرادیؒ

آپ سنجیدہ عالموں اور اُستاد نامورون مین سے ہین۔ کہتے ہین۔ ایک روز آپ پر سلطان نظام الاولیا کی نگاہ پڑ گئی تھی۔ کہ رسمی علوم کا خزانہ اور درسی قیل وقال کا کروفر تمام تباہ و برباد ہوگیا۔ ناچار مرید ہوئے۔ تمام کتب خانہ مدرسہ والون کو تقسیم کردیا۔ اور وحدت کے مسئلہ کو اپنی نماز و نیاز کا قبلہ گاہ بنایا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ پیر کی اجازت سے حجاز کے سفر کو گیے۔ جب واپس آتے تھے۔ کشتی ٹوٹ گئی۔ دریا مین ڈوب گیے۔ غیب سے ایک شخص نے آواز دی ہذا بحر عمیق غریق فی البحر شیخ نجم الدین ابوالبرکات ملکی عربستان سے دہلی مین آئے تھے۔ بیان کرتے تھے۔ مینے ایک زیبا شکل جوان کو انوار الٰہی کا بھرا ہوا طبق ہاتھ مین لیے ہوئے دیکھا۔ پوچھا تم کون ہو۔ کہان جاتے ہو۔ اور کیا لیے جاتے ہو۔ جواب دیا۔ مین فرشتہ ہون۔ لدنی علم زرادی کے لڑکے کے واسطے لیے جاتا ہون جس نے گذشتہ شب کو کتابی علوم۔ خدا کی محبت مین چھوڑ دیے ہین۔

یاد شیخ شمس اوتا ولہ

اوتا ولہ ہندی زبان مین جلدباز کو کہتے ہین۔ ہدایت دہی مین آپ کی شعاع۔ اپنے نام کی طرح یعنی آفتاب کی فائدہ رسانی مین آپ کی رفتار اپنے لقب کی طرح مثل ماہ تھی۔ کہتے ہین۔ آپ سلطان نظام الاولیا کے حضور مین اس قسم کی باتین بہت کیا کرتے تھے۔ کہ ایسی صورت کی آرایش۔ اور طینت کی زیبائی۔ جو اندرونی افسردگی کا نشان اور دلبستگی کا گواہ ہے۔ کیونکر درویش کے واسطے موزون ہوسکتی ہے۔ سلطان نظام الاولیا جواب نہین دیا کرتے تھے۔ اسی اثنا مین ایک رات خواب مین دیکھا۔ کہ سلطان نظام الاولیا اپنا سر پیغمبر علیہ السلام کے مبارک زانو پر رکھے ہوئے سو رہے ہین۔ اُس وقت سے گویا زبان طعن کاٹ کر پھینک دی۔ اور ہمیشہ ادب و اعتقاد ملحوظ رکھا۔ سلطان الاولیا بھی فرمایا کرتے تھے جس کسی کو اپنی مراد پر خواہ وہ انجہانی ہو۔ یا اینجہانی۔ جلد پہنچنا منظور ہو۔ وہ ہمارے شمس کی ملازمت کرے۔ اس بنیاد پر آپ کو اوتا ولہ کہتے ہین۔ خوابگاہ دہلی۔

مصرع ع باد خرم جان او از فیض حق۔

یاد شیخ حیدر

آپنے خاموشی کو اپنے حُسنِ جمال کا نقاب بنا رکھا تھا۔ اور ہمیشہ اہل جہان کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے۔ آپ سلطان المشائخ نظام الاولیا کے خلفا مین سے ہین۔ خوابگاہ لاڈو کی سرائے مین ہے۔

یادخواجہ تقی الدین نوح

آپ خواجہ ہارون کے بھائی ہین - درویشون کی سی عادت - عالمون کی سی طبیعت - اور عابدون کی سی روش تھی - بے انتہا عبادت اور ریاضت کرنے سے دن رات مین آپ کو کھانے پینے کی بھی فرصت نہین ہوا کرتی تھی ایک روز سلطان نظام الاولیا نے دریافت کیا - اس قدر عبادت کرنے سے تمھاری آرزو کیا ہے - جواب دیا - پیر بزرگوار کی عمر کی درازی - سلطان نظام الاولیا - بہت خوش ہوئے کہتے ہین - بالآخر - اپنی صحت - بیماری دق کے ہاتھ فروخت کر کے شیخ سے پیشتر ہی کوچ کر گئے -

یادخواجہ ابوبکر مصلی بردار

آپ گویا عزت و کرم کا خزانہ - اور ذوق وشوق کی کان تھے - آپکے سماع کے وقت خانقاہ کے درودیوار جنبش مین آجایا کرتے تھے - اور حاضرین مجلس مین یہانتک جوش ہوتا تھا - کہ فریاد آسمان تک جاتی تھی توکل اور استغنا کے دائرہ سے پانون کبھی باہر نہین نکالا - اہل دولت کے آستانہ پر کبھی احتیاج لیکر نہین گئے اور باایںہمہ سب سے بہتر ایام گزاری کی -

یادخواجہ رفیع الدین ہارون

آپ سلطان نظام الاولیا کے مرید اور (بہن کے لڑکے) بھانجے ہین - پیر کی نظر مین تمام عزیزون اور مریدون سے زیادہ عزیز تھے - پیر آپکے بغیر کھانا نہین کھایا کرتے تھے - کلام ربانی حفظ تھا - تیر اندازی مین ہاتھ بہت ہلکا اور شست بہت درست تھی - سلطان الاولیا نے اپنی زندگی مین آپ کو اپنی اوقاف کا متولی کر دیا تھا -

یادشیخ بالو چشتی

آپ کی خوابگاہ کنبایت مین ہے جو ایک بندر ہے احمد آباد سے دو منزل دور - شیخ شیدا آپ کے مرید تھے - پیر بدون مرید (شیخ شیدا) کے کھانا نہین کھایا کرتے تھے - ایک روز ایک خادم نے کمینہ پن اور نیز زیادہ بھوکا ہونے کی وجہ سے کہا - ایک جولاہو کب اس قابل ہوسکتا ہے - کہ اُس کا انتظار کیا جاوے - پیر نے فرمایا - کھانا لاؤ - جب دیگ سے سرپوش اٹھایا تو دیگ مین کیڑے کلبلانے لگے - فرمایا - پھر ڈھک دو - اور ڈھکا رکھو - جب تک شیدا نہ آوے - شیدا آئے - اور کھانا نکالا گیا - بالکل پاک صاف نکلا -

غوثی طلسمی عالم کو ایک ہنگامہ سمجھنا چاہیئے - جس کے اعراض اور جواہر ہر ایک شخص کی نظر مین اُسکے اندیشہ اور توہم کے تابع ہوتے ہین - لیکن تغیر اکثر معانی مین ہوا کرتا ہے - اور اُس کو ظاہر شریعت مین بھی جائز جانتے

ہین اور صورت کی تبدیلی از قسم خرق عادت ہے - اولیار اللہ کی کرامات کے ذریعہ سے اُسکو بھی ممکنات سے سمجھنے
ہین - اور اشیا کے باطنون پر جو حکم ہے وہ جمال اور جلال کا ہی ہے - جو گوناگون اسما اور صفات کے پردہ مین ظہور
کر رہا ہے - جیسے کہ مذکورہ بالا خادم کی نظر مین کھانا کیڑے ہوگیا جس کا دل تجلی جلالی اور حقیقت پوشی کے ساتھ
تمام زدہ تھا - اور رشید اکی نظر مین کھانا اپنی اصلی صورت مین معلوم ہوا - جس کا دل جمال اور عقیدت کی صفت
سے آراستہ تہا - حدیث لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ[۵] اسی مقام کا بیان ہے - مصرع -

یا د اجہان صورت و معنی مسخر ش

یاد خواجہ شمس الدین دہلوی

آپ امیر خسرو کے (بہن کے بیٹے) بہانجے ہین - قافیہ کا علم - نظم کا ذوق - اور طبیعت کی موزونی یہ صفات
آپ کی ذات مین کمال درجہ موجود تہین - سلطان نظام الاولیا کے جمال باکمال پر عاشق تہے - یہانتک کہ نماز پڑہتے
وقت جب تک کہ سلطان الاولیا کے چہرہ منور پر نظر نہین کر لیتے تہے - تکبیر تحریمہ نہین کہتے تہے - فرمان بردار ان
نظامیہ مین سے بعض کا یہ قول ہے - کہ عشق کی ہی بیماری مین جان دیدی - اِس بیماری کے سوا کوئی اور
علت آپ کے مزاج مین واپسین دم تک نہین تہی - اور جو قبر بزرگوار ماموں کے مزار کے تحت مین ہے - کہتے
ہین - کہ وہ آپ کی ہی قبر ہے - شاید ہوگی -

یاد خواجہ عزیز الدین ابن خواجہ ابوبکر

آپ خانہ شریعت کے ستون - اور دربار طریقت کے وزیر تہے - کہتے ہین - آغاز جوانی سے ختم زندگانی تک
کبھی تکبیر اولی ہاتہ سے نہین جانے دی - مقدس روضہ نظامیہ مین اکثر اوقات نماز کی امامت کیا کرتے تہے - اور
وہان سے باہر نہین جاتے تہے - ہر شب جمعہ مین ختم قرآن کرنا آپ کا وظیفہ تہا -

یاد مولانا مغیث الدین دہلوی

آپ سلطان نظام الاولیا کے مقبول اور بزرگ خلفا مین سے ہین - ہجری سنہ سات سو بیس مین پیر بزرگوار کی
اجازت سے مالوہ کی طرف گئے - اور شہر اُجین مین دریاے شپرا کے کنارہ گوشہ گزین ہوگئے - جب عالم علوی کو کوچ فرمایا
تو اُسی جگہہ قبر بنائی گئی - جہان گوشہ گزین تہے - عجیب جگہہ ہے - ہوا اور فضا کے اعتبار سے بہشت کا نمونہ ہے
ہر شب جمعہ کو اکثر لوگ نذر و نیاز آپکے مزار کے پاس درویشون کو تقسیم کیا کرتے ہین - سرود و سماع کی مجلس ہوتی
ہے - اور نیز حسن و عشق کا بازار گرم ہوتا ہے -

---

[۵] جو اُن کا صدقہ ہے - وہ ہمارے واسطے ہدیہ ہے ۱۲

یاد سید شمس الدین خاموش

آپ سید محمد کرمانی کے فرزند ہین۔ آپ کا چہرہ حسین تھا۔ اور عادات دلکش تہین۔ اکثر خلفاے نظامیہ سرود و سماع کی مجلس آپکے مکان مین کیا کرتے تہے۔ کہتے ہین۔ ایک کم فہم آدمی تھا۔ اُس نے آپ کی سیادت اور ولایت پر اعتراض کیا تھا اُسی دم کیا دیکھتا ہے۔ غصہ مین بہری ہوئی ایک جماعت اُس شخص کے ہاتھ باندہکر سولی کے نیچے لیے جاتی ہے۔ یہ حالت دیکھکر وہ شخص دل مین اپنے خیال سے باز آیا۔ پس خوف دلانے والی صورت مع اپنے اثرات کے نظر سے غائب ہوگئی۔ شخص معترض نے یہ عجائبات دیکھکر آپ کے قدمون مین سر رکہا۔ عذر و معذرت سے پیش آیا۔ اور جو کچھ اُسے واقعہ گذرا تھا۔ بیان کیا۔ کہتے ہین۔ آپنے ہجری سنہ سات سو بتیس مین ہستی موہوم کو چہوڑ دیا۔ مصرع داشت روئیش در دل و در دیدہ حکم آفتاب۔

یاد مخدوم جہانیان قدس سرہ

آپ کا نام سید جلال تھا۔ آپ بخارا کے سادات عظام مین سے ہین۔ ظاہری علم اور باطنی معلومات سب کچھہ آپ کو حاصل تہی۔ عالم غیب سے عالم دنیا مین آپ کے تشریف لانے کی تاریخ پندرہوین شعبان کی رات ہے اور ہجری سنہ سات سو سات تھا۔ اور امکانی سراے سے وجوب کے محل کو بازگشت کا سال اور مہینا عید قربان کا روز اور ہجری سنہ سات سو پچاسی لوگ بیان کرتے ہین۔ آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح قرشی کے مرید اور نصیر الاولیا چراغ دہلی کے خلیفہ ہین۔ چند روز آپ کو امام عبد اللہ یافعی صاحب تاریخ کے ساتھہ بہی اتفاق صحبت رہا ہے۔ ایک کتاب خزانہ جلالی آپ کی ملفوظات مین سے ہے۔ اُس مین آپنے بہت سی فائدہ مند باتین امام سے لکہی ہین۔ اور آپ کے ایک مرید تہے شیخ جمال نام تھا۔ اپنے وقت کے عالم تہے۔ اُنہون نے جو آپ کی پر اثر باتین بواسطہ یا بیواسطہ سنی تہین۔ اُن سب کو اپنے قلم سے فراہم کیا ہے بڑی کتاب ہوگئی ہے۔ جامع العلوم جلالی اُس کا نام بتلاتے ہین۔

آپ کے دلچسپ کلمات مین سے یہ بات بہی ہے۔ کہ آپنے فرمایا ہے۔ **شریعت** اعضاے بدن کا پاک کرنا ہے تعمیل اوامر اور اجتناب نواہی کے ذریعے سے۔ **طریقت** دل کو منور کرنا ہے۔ تہذیب اخلاق کی مدد سے اور **حقیقت** نفس ناطقہ کو پاک و صاف کرنا ہے آئینہ روح سے ماسوا کی زنگ دور کرکے۔ اس بنیاد پر شریعت کے پہاڑون مین کا ایک ذرہ بہی طریقت اور حقیقت کے آفتاب کی شعاعون سے بہتر اور بزرگ تر ہوتا ہے۔ حال آنکہ شریعت سے مخلوقات کے صرف جسم کی اور ظاہری افعال و اقوال کی آراستگی ہوتی ہے

اور طریقت وحقیقت کا تعلق اندرونی آزادی سے ہوتا ہے - اور نیز طریقت وحقیقت اللہ عزاسمہ کی نظرگاہ ہین - کیونکہ شریعت کے ساتھ گناہ گاری - ذاہی تباہی خیالات - اندرونی کفر - اور نہانی شرک - یہ تمام چیزین ایک شخص کے اندر جمع ہوسکتی ہین - برخلاف طریقت اور حقیقت کے - کہ یہ دونون چیزین روح کی روشن ضمیری پر مبنی ہین - اور روشن ضمیری کا پیدا ہونا راستی - درستی - یگانگی - یک رنگی - گرسنگی - پرہیزگاری - ایک کو دیکھنا - اور ایک ہی سوچنا - اِن صفات کے ساتھ متصف ہونے کے بدون ممکن نہین - اور مذکورہ بالا تین طریقون کا نام اصطلاح تصوف مین تزکیہ - تصفیہ - اور تجلیہ ہے - ان طریقون کا مفصل اور صحیح بیان اکثر کتب تصوف مین لکھا ہوا ہے - وہ دیکھنے کے قابل ہے -

عید قربان کے روز ملک الموت - مخدوم کے پاس ادائے امانت کا پیغام لائے آپنے فرمایا - لوٹ جاؤ - اور تیسرے پہر تک صبر کرو - تاکہ جلال کے لڑکون کو خوشی کی صبح - ماتم کی شام نہ ہوجاوے - جب لوگ عید کی چہل پہل سے فارغ ہوئے - تو آپنے معنوی سفر کیا - مصرع ع بادعید جانِ او دیدارِ حق -

سید شرف الدین مشہدی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے - کہ مخدوم کو کچھ اوپر چار سو چالیس اصحاب سے خلافت تھی - منجملہ ان کے جس قدر بیان صحت کو پہونچا ہے - اور شجرہ مین لکھا ہوا دیکھا ہے - یادداشت مین لکھ لیا ہے -

فہرست خلافت مخدوم قدس سرہ جو صحیح بیانات سے معلوم ہوئی ہے

اولاً - پدر بزرگوار سید کبیر بخاری سے خلافت تھی	یہ سلسلہ آبا و اجداد کے ذریعہ سے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے -
دوسرے - اپنے عم سید محمد بخاری سے تھی - تیسرے - شیخ رکن الدین ابوالفتح سے	یہ دونون خانوادے شیخ بہاء الدین زکریا تک منتہی ہوتے ہین -
چوتھے شیخ الاسلام محمود شاہ زادہ بوم تستر - مسکن سورکاہ علاقہ فارس سے	مخدوم نے ہجری سنہ سات سو اڑتالیس مین جب کہ محمود شاہ کی عمر ایک سو تینتیس سال کی تھی - ملازمت مین پہونچکر خرقہ خلافت حاصل کیا تھا - اور کتاب عوارف خطبہ سے خاتمہ تک پیر سے پڑھی تھی - پیر نے عوارف کو مصنف کی خدمت مین پڑھا تھا - دو تین چار ان تینون خانوادون کا سلسلہ شیخ الشیوخ سہروردی تک پہونچتا ہے

پانچوین - امام عبداللہ یافعی سے خلافت تھی -	یہ شجرہ ابومدین مغربی تک پہونچتا ہے -
چھٹے - شیخ ابوصبید عینی سے - -	یہ دونون سندین سید محی الدین عبدالقادر جیلانی سے جا ملتی ہین -
ساتوین - شیخ نورالدین علی ابن عبیداللہ طرابلس سے	
آٹھوین - شیخ فریدالدین گنجشکر سے - عالم روحانی مین -	ان چارون چمنون مین شگفتگی خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری کی نوبہار ہدایت سے ہے -
نوین - شیخ قطب الدین منور سے - -	
دسوین - مولانا شمس الدین یحیی اودہی سے -	
گیارہوین - نصیرالاولیا چراغ دہلی سے - - -	
بارہوین - شیخ رکن الدین منجی سے - - - -	یہ سلسلہ شیخ ابوعبداللہ خفیف شیرازی کے توسط سے سلطان ابراہیم ادہم کو پہونچکر خواجہ اُویس قرنی تک منتہی ہوتا ہے -
تیرہوین - سید جلال اوچھوی سے - - - -	یہ ہدایت کا خاندان شیخ نجم الدین کبریٰ سے جا ملتا ہے -
چودہوین - سید حمیدالدین محمود چشتی سمرقندی سے -	یہ خانوادہ خواجہ مودود چشتی تک پہونچتا ہے -
پندرہوین - شیخ نجم الدین اصفہانی سے - -	یہ خاندان شیخ ابوبکر نساج پر تمام ہوتا ہے - قدس اللہ اسرارہم اجمعین -

ان کے سوا اور خلافتین جو صحت کے درجہ کو نہین پہونچی ہین - بہت سی ہین - ایک بیان ہے - کہ سو سے متجاوز ہین - ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سید شرف الدین مشہدی نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے - کہ کچھہ اوپر چارسو چالیس خداشناس رہنما اور عالمون سے مخدوم نے ملازمت حاصل کر کے خلعت خلافت - اور فیض پایا تھا جس قدر کوشش کے ذریعہ سے تحقیق ہوا ہے - لکھا گیا - اگرچہ دیگر رسالے ایسے موجود ہین - جن کے اندر مخدوم کی خلافتون کا سلسلہ بعض مین مذکورہ بالا تعداد سے کم اور بعض مین زیادہ لکھا ہے - مگر صحیح طور پر یہ معلوم نہین ہوا ہے - کہ لکھا ہوا حال گمان تک تو اطمینان ہے - العلم عند اللہ -

یاد امیر سید احمد ابن سید محمد کرمانی

آپ کی کرامتین زبردست تھین - اور حالات قوی تھے - سلطان محمد تغلق شاہ نے بزعم سلطنت ایک دفعہ

آپ کے پانون مین بیڑیان ڈال دی تہین - مگر وہ بدون ہاتہہ لگانے کے فوراً کہل پڑین - جب یہ ماجرا سلطان نے سنا - تو آپ کی محبت اُس کے دل مین پیدا ہوئی - اور استحکام کے ساتہہ پیدا ہوئی - اور از سرنو مصاحبت کا سلسلہ قایم ہوگیا - علمی کمالات سلطان نظام الاولیا سے حاصل ہوئے تہے - خلافت کا خرقہ بہی سلطان الاولیا سے ہی تہا - سلطان الاولیا کے خلفا کے اجازت نامے آپ لکہا کرتے تہے - روز پنجشنبہ تاریخ اکیسوین شعبان ہجری سنہ سات سو باون کو آپنے اپنی زندگی کا پانون تعینات کی زنجیر سے نکال لیا - بیت

گر نیارد بست پائے ہوشمند		حلقہ حلقہ بگسل آن زنجیر را	

یاد شیخ نصیر الدین محمود اودہی

گنج معانی اور چراغ دہلی آپ کا لقب ہے - نفس جو بظاہر دوست اور عادۃً دشمن ہے - اس کی لڑائی مین آپ کو فتح مندی کے ساتہہ کامیابی ہوئی تہی - وجدان - کشف - اور اشراف یہ مدارج بہی آپ کو حاصل تہے - شیخ جمال دہلوی نے سیر العارفین مین لکہا ہے - سلطان نظام الاولیا کا سال زندگانی جب نوے اور چار چورانوے کو پہونچا - تو بروز چہارشنبہ اٹہارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ سات سو چبیس کو خلفا کی انجمن فراہم کی اور ہر ایک کو خرقہ خلافت عطا فرماکر جدا جدا سمتون مین مقرر کیا - اخیر مین چراغ دہلی رہ گئے - آپ کو اپنے پیر کا خرقہ - مصلی - تسبیح - اور کاسہ عنایت فرماکر اپنا جانشین کیا - اور دہلی والون کی رہنمائی - آپ کے سپرد کر کے وصیت فرمائی - کہ اغیار کے آزار اور سرزنش پر صبر کرنا - اپنی عادت رکہنا - اُسی روز پچہلے وقت آنکہین بند کر کے عالم قدس کو روانہ ہوگئے - بعدین جملہ خلفا نے بہی آپ کی جانشینی پر خوشی کے ساتہہ رضامندی ظاہر کی -

کہتے ہین - سلطان محمد تغلق شاہ کا مزاج کج واقع ہوا تہا - بے وقت آزردہ ہوتا اور کام پیش کر کے آپ کو ناحق خفت پہونچایا کرتا تہا - رازدارون نے چراغ دہلی کی خدمت مین عرض کیا - جس دعا سے کیفر کردار ملے - ایسی دعا سے بدکردار کو کیون گوشمالی نہین دیجاتی ہے - فرمایا - نصیر کا معاملہ اپنے علیم بصیر کے ساتہہ ایسا ہے - کہ وہ بدون کسی لغزش کے ایسی آزمایش پر گوشمالی نہین دیتا ہے - اِس بنیاد پر سلطان سے دل مین کدورت پیدا کرنا - درویش کے واسطے زیبا نہین ہے - بلکہ احسان مند ہونا مناسب ہے -

القصہ - آپ کے دامن ارشاد سے بہت سے خداشناس لوگون کو ولایت حاصل ہوئی اور وہ قطب بہی ہوئے - بعض کے صحیح حالات اُن اصحاب کے حالات کی یادداشت سے ظاہر ہونگے - جو آپ سے

بیعت ہین۔ اور انہون نے خرقہ خلافت پایا ہے۔ آپنے پیر کے بعد چھتیس سال تک لوگون کی ہدایت کی۔ پہر پاسپین تاریخ وفات

چراغ دہلی از بر مسیحا آسمانی شد	اگر تا خورشید را باخویشتن ہمسایہ گرداند

یاد شیخ ابراہیم

آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے امام تھے۔ کہتے ہین۔ ہنگام نماز تکبیر اولی مین آپ کی نظر۔ جمال کعبہ پر پڑا کرتی تھی۔ اس سبب سے ناچار آپ الی عین الکعبۃ کہا کرتے تھے۔ نہ الی جھۃ الکعبۃ۔ آپ کی قبر کالپی مین ایک قبہ کے اندر ہے جو مولانا خواجگی قدس سرہ کے گنبد کی برابر مین ہے۔

مولانا خواجگی کے تین بہائی اور تھے۔ مولانا مغیث الدین اور مولانا وجیہ الدین یہ دونون ایک ہی جگہ اُجین مین پانی کے کنارہ سوئے ہوئے ہین۔ اکثر لوگ شب جمعہ کو نذرین لیجاتے ہین اور مولانا غیاث الدین نے قصبہ دہار کی حدود مین آرام فرمایا ہے۔ اور یہ دونون شہر۔ ملک مالوہ مین ہین۔

یاد سید حسین کہنگر (؟) نہروالہ خلیفہ نظام الاولیا

خرق علوات کا لباس۔ اور توفیق عبادات کا خلعت۔ جو معرفت اور حقیقت کی سنجاف سے آراستہ تہا اپنے زیب بدن کر رکہا تہا۔ آپ ہجری سنہ چہ سو اڑسٹھ مین علم غیب کے خلوتخانہ سے عالم ظہور مین تشریف لائے۔ اور سترہ سال کی عمر کے بعد۔ خدا طلبی کے راستہ مین قدم رکہا۔ ایک سو تیرہ سال طریقت کی سیر فرماکر ہجری سنہ سات سو اٹہانوے مین عالم صورت سے ملک معنی کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی خوابگاہ نہروالہ شہر مین تالاب سہسلنگ کے کنارہ ہے کہتے ہین حسن و تجمل کے آغاز مین ایک روز آپ اثنائے راہ مین بہلول مجنون کے پاس جا پہونچے۔ بہلول کی خدا بین آنکہ آپ کے جمال اور حال پر پڑی۔ ایسے فریفتہ ہوئے۔ کہ دل محبت کے جال مین پہنس گیا۔ اور خود ہمراہ ہو گئے۔ ہر چند پرستاران ہمراہی نے دور باش کی۔ مگر وہ تو دل دادہ تھے۔ دور باش کارگر نہ ہوئی۔ اسواسطے صاحب حسن نے تنگ ہوکر بہلول کی پشت پر ایک تازیانہ رسید کیا۔ بہلول نے نعرہ مارا۔ اور رقص کرنے لگے تازیانہ مارنیوالہ کی آواز سنکر بیہوش بلکہ دیوانہ ہو گیا۔ بارہ سال برابر ایک درخت کے نیچے گزار دئے۔ اور جو پتے اُسکے گرتے تھے۔ وہ انہی قوت کے کام مین لاتے تھے۔ ناگاہ ایک رات عالم خواب مین حضور خاتم الانبیا علیہ السلام نے آپ کو اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ [۵] کے حلقہ مین لیکر اپنی خاص کلاہ سے سرفرازی بخشی اور فرمایا۔ ہر ایک دور مین ایک شخص اولیاء اللہ کا مدار ہوتا ہے۔ اس زمانہ مین سلطان نظام الدین بدایونی مدار ہین۔ ان کی ملازمت مین جلد جاؤ۔ ہم ہی سفارش کیے دیتے ہین حکم کی تعمیل کی گئی جب آپ خانقاہ کی دہلیز پر پہونچے

[۵] اے پیغمبر! جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہین۔ وہ لوگ بیشک اللہ سے بیعت کرتے ہین ۱۲

سلطان نظام الاولیا بذریعہ اپنے باطنی فروغ کے آپ کے آنے سے آگاہ ہوئے ایک نوکر کو ارشاد کیا۔ سید حسین کو اندر بلاؤ۔ جب نوکر باہر آیا۔ تو اس نام کے بہت لوگوں کو کھڑا پایا۔ واپس چلا گیا۔ ارشاد ہوا۔ سید حسین دہلوی کو بلاؤ۔ دہلوی بھی اس نام کے چند اشخاص تھے۔ یہ واپس گیا۔ اور جا کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ حکم ہوا۔ کہ دہلوی غیاث پوری کو ہم بلانا چاہتے ہیں۔ اس تخصیص سے امتیاز ہوا۔ اور آپ اندر گئے۔ سلطان نظام الاولیا نے اسی دم اپنے سر سے کلاہ اُتار کر آپ کو دی۔ آپ نے عرض کیا۔ فقیر خواب میں فاتح وحدت، اور خاتم نبوت علیہ السلام سے بیعت ہو چکا ہے۔ جواب دیا۔ یہ محبت کی کلاہ ہے۔ نہ کہ بیعت کی۔ اس بات پر آپنے کمال عجز و انکسار سے کلاہ قبول کی۔ چند روز بعد درسی علوم کی تحصیل کے واسطے اجازت ملی۔ اور تھوڑے عرصہ میں علم کے دروازے آپ کے روبرو کھل گئے۔ یہان تک کہ ہدایہ فقہ پر مشکل کشا حاشیہ آپنے لکھا ہے۔

خلاصہ کلام یہ۔ کہ جب دونون عالم کے کمالات سے آپ کامل و مکمل ہو گئے۔ تو آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر گجراتیون کی ہدایت کے واسطے رخصت کیا جب آپ حسب ارشاد پیر اپنی ہمشیرہ بی بی آرام نام کے ہمراہ گجرات کی طرف آئے۔ تو ایک موضع ہے کہ روہی نام مضافات دیوہ میں وہان پر آپ ایک مدت تک خدا پرستی کرتے رہے۔ اور پھر وہان سے نہروالہ میں جا کر حجرہ بنا لیا۔ دونون آدمی حصور تھے۔ جس حیثیت سے کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ اُسی حیثیت سے خاک کے پیٹ میں جا آرام کیا۔ ایک دفعہ دو مرد سپاہی صورت آپ کے پاس آئے۔ آپنے فرمایا۔ سر دوستی کا شوق دل سے جوش کرتا ہے۔ اُن دونون شخصون نے اپنی تلوار گرو رکھکر قوال کا اور کھچڑی کا خرچہ بہم پہونچایا۔ اور پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ سماع سنکر خوش ہوئے اور دونوں کو دعائے خیر سے دونون جہان کی نعمتین دیکر مالامال کیا۔ اُنھون نے بہت جلد تن گدازی اور جان نوازی کی توفیق اور داد و دہش کی دستگاہ حاصل کر لی۔

کہتے ہین سلطان وقت رعایا کے اوپر ظلم کیا کرتا تھا۔ آپنے بہت کچھ پند و نصیحت فرمائی۔ سلطان کے کان خوش آمد کی باتین سننے کے عادی تھے۔ لہذا یہ بات اُسکو پسند نہین آئی۔ آپنے غصہ ہوکر پیغام بھیجا۔ کہ تو بس شحنہ سے زیادہ نہین ہے۔ عزل و نصب ہمارے اختیار مین ہے۔ ظلم کرنے سے باز آ۔ یا واپسین سفر کے واسطے کمر باندھ لے۔ اُس نے بدمستی سے اس تنبیہ کو بھی باد ہوائی سمجھا۔ اُسی روز غول کے غول سانپ اور بچھو آٹھون طرف سے اُسکے گرد فراہم ہوئے۔ جب سلطان نے یہ صورت خراب دیکھی۔ تو ظلم سے باز آکر توبہ کی۔ اور چند دہ معاش کے لیے سید کی آل و عیال کے نام پر مقرر کر دیے۔ اور مریدانہ سلوک کے ساتھ پیش آیا۔

مصرع حسب و نسب نبی داشت حسین

یاد بی بی آرام حضور

آپ سید حسین نہروالہ کی ہمشیرہ ہین۔ شریعت اور طریقت کی راہ چلنے مین اپنے عارف بھائی کی برابر تہین جب ان دونون کو بزرگوار پیر سلطان المشائخ نظام الاولیا کی خدمت سے گجرات جانے اور رہنے کی اجازت ملی۔ تو الٰہی توفیق کو رفیق بناکر دونون اُس ملک مین جا پہونچے۔ موضع کدوری علاقہ دلوہی مین عبادت اور قیام کے واسطے گوشہ اختیار کیا۔ اور خداے تعالیٰ عز اسمہ کی عبادت مین زندگانی کا ماحصل یعنی بے بہا انفاس صرف کرکے دربار الٰہی سے سعادت قبول حاصل کی۔ ایک شخص محض بیہودہ اور بے عقل تھا۔ اتفاقاً وہان آنکلا اور ایسے طریقے سے سوال کیا۔ جو ادب سے بالکل بعید تہا۔ یعنی یہ کہ تم دونون شخصون کے درمیان مین کیا نسبت ہے۔ جواب پایا۔ باہم برادری اور خواہری کی نسبت ہے۔ اُسنے اس جواب کو لغو سمجھا۔ اور ایسی نامناسب گفتگو سے پیش آیا۔ جس سے آزار پہونچا۔ پیر سید کی پشت پر گستاخانہ لکڑی ماری۔ روایت ہے۔ اُس لکڑی کا نشان اُسی ظالم کی پشت پر پڑا کہتے ہین۔ اِس وقت تک اُس موضع مین شخص مذکور کی نسل سے جو بچہ ہوتا ہے۔ اُس کی پشت پر وہ نشان ضرور ہوتا ہے۔ پہر آپنے چند روز بعد پیر بزرگوار کی اجازت سے اپنے بہائی کے ہمراہ شہر نہروالہ مین جاکر حجرہ بنالیا۔ اور ہجری سنہ سات سو لوے مین کوچ کیا۔ خوابگاہ تالاب سہسلنگ کے کنارہ ہے جس کے پانی سے نہروالہ کے لوگ سیراب ہوتے ہین مصرع باد سیرابی زحوض کوثرش۔

یاد سید نور الدین مبارک

آپ سید محمد کرمانی کے سب سے بڑے بیٹے ہین۔ حضرت گنجشکر کی طرف سے کنیت ابو القاسم ملی تہی۔ اور نیز بہت کچہ عنایتین دیکہی تہین۔ خرقہ خلافت خواجہ قطب الدین ابو محمد چشتی سے حاصل تھا۔ جو اپنے جد اعلیٰ خواجہ سود و چشتی کے سجادہ نشین ہین قدس سرہم فرماتے تہے۔ کہ جس زمانہ مین خواجہ ابو محمد کے پدر بزرگوار نے رحلت فرمائی تہی۔ اُس زمانہ مین خواجہ ابو محمد۔ کم عمر تہے۔ اِس سبب سے چچازاد بہائیون نے سجادہ نشینی کے قابل نہ سمجھکر توقف کیا۔ شیخ نظام الدین علی چشتی خواجہ ابو محمد کے چچا تہے۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین خراسان سے آکر دہلی مین اقامت فرمائی تہی۔ عمائد شہر نے خواجہ زور اور خواجہ غور کو شیخ نظام الدین علی چشتی کی خدمت مین بہیجا۔ اور سجادہ نشینی کی تجویز اُن کی رائے پر منحصر کہی۔ شیخ نظام الدین علی چشتی نے جواب مین لکہہ بہیجا۔ کہ سجادہ نشینی کا خلعت خواجہ ابو محمد کو ہی ملنا چاہیے۔ چونکہ اس قرار داد مین صورت لغزش پیدا ہوئی۔ لہذا

والیِ خراسان ملک شمس الدین نے مودودیہ عصا اور خرقہ ایک مکان میں مقفل کیا اور مدعیان منصب کو ایک ایک کرکے بھیجا - اور کہا - کہ دروازہ مکان کا بدون کنجی کے جس کسی کے واسطے کھل جاوے گا - وہی سجادہ نشینی کے قابل سمجھا جاوے گا - بالآخر خواجہ ابو محمد کے واسطے دروازہ کھل گیا - پس آپ نے صاحب سجادہ ہو کر یوسفی ولایت فتح کی مصرع ع باد اکشا دبر رخ او باب معرفت -

یاد شیخ محمد نہروالہ

آپ ان اطراف میں شیخ حاجی کرکے مشہور ہیں - آغاز شباب میں آپ روم کے ایک حصہ زمین میں صاحب خطبہ و سکہ تھے - ازلی جذبہ نے آپ کا گریبان پکڑ کر حلقہ سلطنت ظاہری سے نکال لیا - اور معنوی سرداری کے بلوغ کی ہوا سر میں بھر دی - آپ قطب یزدانی سید احمد کبیر رفاعی کی خدمت میں پہونچے - اور بیعت ہو گئے - کسی معین خدمت کے واسطے التماس کیا - طعام خاصہ پکانے کا منصب عطا ہوا - اور مرشد کی توجہ سے آپ کی ظاہری و باطنی پرورش ہوئی - حالات میں ترقی ہونا شروع ہوا - یہاں تک کہ اپنے کمال میں کامیاب ہوئے - ایک روز مطبخ میں کفگیر غائب ہو گیا تھا - اور کھانا نکالنے کا وقت آپہونچا - تلاش کی گنجائش نہیں رہی - آپ نے آیہ قُلْنَا یٰنَارُ کُونِیْ[۵۸] بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ پڑھی - اور ہاتھ سے کفگیر کا کام بیکر گرم کھانا نکالا - اور پیر بزرگوار کے سامنے رکھ دئے - چونکہ پیر کو ماجرا پر آگاہی تھی - فرمایا شیخ محمد اب وہ وقت آگیا ہے - کہ تمہاری ابراہیمی دلالت کی برکت سے لوگ فیض یاب ہوں - اور ہدایت سے راہ راست پر آویں - پس خلعت خلافت عطا فرما کر منتخب صوفیوں کی ایک جماعت ساتھ کی - اور سفر ہندوستان کی اجازت فرمائی - دو خرما کی گٹھلیاں رخصت کے وقت آپ کے سپرد کیں - اور فرمایا - ہر ایک منزل میں شام کے وقت ان گٹھلیوں کو مٹی میں داب دیا کرنا - جہاں کہیں یہ گٹھلیاں صبح تک اُگ آویں - پس اُسی زمین کو اپنی حیات اور ممات کا مقام سمجھنا چاہیئے القصہ مرشد کے شہر سے لیکر گجرات تک اُن گٹھلیوں کے اُگنے کی اجازت نہیں ہوئی - جب نہروالہ شہر کی حدود میں پہونچے - اور گٹھلیاں مٹی میں دابیں - تو صبح کے وقت اُن کو اُگا ہوا پایا - وہاں پر ایک پرستش گاہ تھی جس میں شہر کے لوگ چھوٹے بڑے - سب پیکر پرستی - (مورتی پوجنے) کے لیے صبح و شام آیا کرتے تھے - حاکم گجرات ایک پیکر پرست تھا - نہروالہ میں اُس کا پایہ تخت تھا اس پرستش گاہ کے نزدیک صوفیوں کی جماعت کے ساتھ درویش کے اُترنے کی کیفیت حاکم کے گوش گزار ہوئی - حکم دیا - کہ ایک جماعت کیر جاوے - اور آئے والوں کو بت خانہ (مندر) کے آس پاس سے بہ تشدد علیحدہ کردیوے - اس حکم کی تعمیل میں لوگ غول کے غول کیا

۵۸ ہم نے آگ کو حکم دیا - کہ اے آگ ابراہیم کے حق میں ٹھنڈ تک اور سلامتی کی ہو جا (مترجم)

سوار اور کیا پیادہ چارون طرف سے بڑے جماکر مندر کی طرف روانہ ہوئے صوفیون نے فوج کے مامور ہونے کی کیفیت شیخ کی خدمت مین عرض کی - فرمایا - استقامت اور صبر کمکر اپنے تیئن خدا کے سپرد کردو - اُس حقیقی حفیظ کی نگہبانی کے ثمرے خود ظاہر ہونگے - کیونکہ آسمان اور زمین کے اندر اور جو کچھہ ان دونون کے درمیان مین ہے وہ سب بزمانہ نبوت اصالۃً انبیا علیہم السلام کے مسخر تھے - اور خاتمہ نبوت کے بعد بحکم عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیلَ وہی تسخیر از روے اتباع و وراثت اولیاء اُمت محمدیہ کے حوالہ ہوئی ہے علیہ التحیۃ والصلوٰۃ تھوڑی دیر سر جھکائے رکھا - اور پھر ایک خادم کو حکم دیا - کہ آنے والے لشکر کی طرف چند قدم جاؤ - اور جب لشکر نظر آجاوے - اس وقت زمین کو حکم دو - کہ آدمیون کے پانون اور گھوڑون کے سم اس طرح محکم پکڑ لیوے - کہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکین - خادم نے حسب الحکم تعمیل کی - اور زمین نے حکم قبول کیا - لشکر والے جس قدر نکلنے کی کوشش کام مین لائے - اُسی قدر اندر دھنستے گئے آخر کار بمجبوری کمال عجز و انکسار کے ساتھہ پیش آئے - اور اس مضمون کا عہد کیا - کہ اگر زمین ہم کو چھوڑ دیویگی - تو واپس چلے جاوینگے - خادم کے فرمانے سے زمین نے اُس جماعت کو چھوڑا - انہون نے راجہ کے نزدیک جاکر حقیقت حال عرض کی - راجہ متعجب اور حیران ہوا تمام رات نگرانی مین گزاری - علی الصباح چند آدمیون کو ساتھہ لیکر شیخ کی خدمت مین آیا - اور ایک نظر دیکھتے ہی فریفتہ ہوگیا - فرمایا - درویش کی ملاقات کو پرستش بت کے فرع نہ بناؤ - جب راجہ پلٹ کر اپنے مکان کو چلا گیا - اور شروع سے ہی ملازمت کا عزم کرکے سعادت حضوری سے سرفراز ہوا - تو آپنے فرمایا - راجہ - جو چیزین اپنی بنائی ہوئی ہین - اُن کو معبود قرار دینا اہل عقل کو زیبا نہین ہے - اب از روئے انصاف تعصب کو دور کرکے بتاؤ - کہ کیا یہ سنگین مورتین کام پڑنے پر دعا قبول کرنے کی طاقت رکھتی ہین - فَبُهِتَ الَّذِی کَفَرَ راجہ نے کچھہ جواب نہین دیا - پھر آپنے فرمایا اگر یہ تمہارے جھوٹے معبود خدائے برحق کے حکم سے میری اطاعت کرین - تو کیا تم اسلام قبول کرلوگے - اُس نے جواب دیا - کہ نہ تنہا نہین بلکہ مع تمام خاندان کے ایمان لے آؤنگا آپنے بڑے بت سے کہا - اُٹھہ اور اس کوزہ کو حوض کے پانی سے بھر لا - بت فوراً چستی اور چالاکی کے ساتھہ اُٹھا اور کوزہ مین حوض کا تمام پانی بھر لایا - تھوڑی دیر بعد مرغ و ماہی حیوان و انسان غرض کہ تمام جاندار پانی نہ ہونے سے شور و فغان کرنے لگے شیخ نے فرمایا - ای بت - تمام پانی تالاب مین ڈال آ - اور کوزہ کے معتاد کے موافق اس مین رہنے دیتا سپرت نے بموجب حکم تعمیل کی - یہ حال دیکھکر راجہ - سپاہ - اور رعیت - تمام اسلام لاکر ابدی دولت سے سرفراز ہوئے کہتے ہین - اُس روز سے پھر از سر نو نہروالہ مین اسلام اور مسلمانی کی بنیاد جمی ہے - عام ہنود اور بالخصوص برہمنون

کی پرانی تاریخ مین یہ کرامت لکھی ہوئی ہے - محرم کے سوا کسی اور کو نہین بتلاتے ہین - بالآخر جب اخروی سفر پیش آیا تو جہ جگہ آپکی عبادت کی تھی - اُسی جگہ آپ کی ابدی خوابگاہ بنائی گئی ۵۱ اَلْیَوْمَ یُتَبَرَّکُ وَیُزَارُ بِہٖ ہے -

آگاہ دل اور بصیر ناظرین کو عیاں گزرے گا - کہ اسی قسم کی کرامت کی ایک حکایت بت کی اطاعت اور شہر والون کے متعلق حضرت معین الاولیا چشتی اجمیری کے نام سے بھی تحریر ہو چکی ہے - اور وہ زمانہ مین زبان زد ہے نیز تاریخ فیروز شاہی مین لکھی ہوئی ہے - لیکن نہروالہ کے علما - اور پُرانے آدمی شیخ حاجی کی طرف منسوب کرتے ہین - وجہ مطابقت کچھہ دشوار معلوم نہین ہوتی ہے - کیونکہ عمل کا توارد ممکن اور اتفاقی بات ہے شاید دونون بزرگون سے یکسان عمل صادر ہوا ہو ۵۲ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ مصرع خسرو و فرہاد ہر دو عاشق شیرین مات

یاد خواجہ یعقوب ابن خواجہ ابن خواجگی شہرہ بہ بردو در کہیو

آپ شاہان خُراسان کی نسل مین سے ہین - آپ تصوف اور تحقیق کی بزم کے صدر نشین تھے - آپ کی ذات مین احمدی معشوقی کی جھلک نمایان تھی - اور آپ کو آسمان حُسن کا خورشید کہنا بے محل نہین ہے - حسبی کمالات نسبی خوبیان - عملی سعادتین - اور علمی مراتب یہ اوصاف آپ کو حاصل تھے - یکایک خدا طلبی کی خواہش آپ کے دل مین پیدا ہوئی - جو شاخین آپ کے ہستی کے باغچہ مین تھین - اُن سب مین آلہی جذبات کی تاثیر سے پھل لگ گئے - اِس وقت توت جاذبہ گریبان پکڑکر آپ کو فقر کی بارگاہ مین کھینچ لائی - یہان تک کہ آپ اپنا مسکن ترک کرکے سیاحی کے واسطے نکل کھڑے ہوئے اور راہ مسافرت اختیار کی - بالآخر تقدیری کرشمہ نے آپ کو نہروالہ شہر مین قیام پذیر کیا جو پٹن کے نام سے مشہور ہے - آپکے گرامی اوصاف اور عالی حالات کی کوئی انتہا نہین ہے - جب جب راقم کے قلم نے آپ کی صفات لکھنے کی ہمت باندھی - بیان و عبارت - ہمراہی سے اور زبان قلم - سیاہی سے دور رہی - کہتے ہین - فصوص الحکم کی درس کے وقت آپ کا مبارک جسم ایندھن کی طرح جل کر راکھ ہو گیا تھا - یہ قضیہ اس طرح پر ہے - کہ قاضی کمال الدین نے خواجہ کی خدمت مین فصوص الحکم کے درس کی درخواست کی تھی - فرمایا - اس درس کے واسطے لازم ہے - کہ مدرس - خوانندہ اور والی ملک ان تین شخصون مین سے ایک شخص کو اپنے تئین فدا کرنا چاہیے - چونکہ تمہارے واسطے پڑھنے کا باعث اپنی برخورداری اور دوسرون کی تعلیم ہے - اور والی ملک کی عالی صفات ذات کے ساتھ ناطق اور غیر ناطق بہت سے جاندارون کی زندگانی وابستہ ہے - اس لیے تم دونون کی سلامتی ضرور درکار ہے - پس لازم آیا - کہ خود مدرس اپنے تئین اس قربانی پر وقف کر دیوے - کہتے ہین جب تاریخ تیرہوین جمادی الاُخری ہجری سنہ سات سو اٹھانوین کو فصوص الحکم تمام

۵۱ ... متبرک زیارت گاہ ہوا ہے ۵۲ اصل حقیقت ...

ہوئی - آپ نے کشادہ پیشانی کے ساتھ خدائی درگاہ کو کوچ فرمایا - واپسین سفر کے بعد - آپکے بارہ مین چھوٹے سے بڑے تک نہروالہ کے لوگ یہ ترانہ گاتے ہین وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ اور یہ بھی کہتے ہین - کہ آپ کا روحی تصرف رحلت کے بعد بھی مثل ظاہری زندگانی کے ہے جس کسی کے دل مین آپ کی تلقین وبیعت کا ارادہ مصمم ہوتا ہے وہ آپ کی قبر پر جاکر اپنا اندرونی خیال ظاہر کرتا ہے - اور آپ ظاہر ظہور موجود ہوکر ہدایت کے مراسم بجالاتے ہین - چنانچہ آپ کی وفات کے بعد کے مریدون مین سے شیخ داود - شاہ محمد - اور سلیمان تین اشخاص تو یہ اور نیز ان کے سوا دیگر اصحاب بھی تذکرہ ہذا کے سال تصنیف مین بقید حیات ہین شیخ یعقوب صدیقی - احمد آبادی - غوث الرحمٰن کے بزرگ خلفا مین سے تھے - بیان کرتے ہین - کہ ایک سال مین احمد آباد سے شیخ عبد اللہ صوفی کی فیض بخش ملازمت کا بالجزم عزم کرکے آگرہ کو گیا تھا - واپسی کے وقت پٹن ہوکر آنا ہوا - حوض سہسلنگ کے کنارہ سید خدا بخش کے متبرک روضہ مین اُتر اضروری آرام پانے کے بعد - کمال شوق اور بے انتہا عشق سے خواجہ یعقوب کی زیارت کے واسطے چلا - جبکہ مقدار اس حوض سے دو تیر کے فاصلہ پر ہے - جب آپ کی مسجد شریف مین پہونچا - تمام شوق اور وجد کی آگ سرد ہوگئی - پکار اُٹھا - کہ ترقی کے امیدوار کو لوٹ لینا کب مناسب ہے - اتنے مین ایک بیت ہندی زبان مین مسجد کی دیوار پر لکھی ہوئی دیکھی - پڑھتے ہی معرفت اور وجد کی لہرین آنے لگین - اور اُسی دم وہ بیت بھی دیوار پر سے اور نیز صفحہ خاطر سے محو ہوگئی - بس معلوم ہوا کہ یہ کرسبت يَمْحُو اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ کے قلم سے لکھی گئی تھی جو خواجہ کے دست تصرف مین دیا ہوا ہے بیت

محو و اثبات ہست در ہمہ حال		نشئہ از مئی جلال وجمال	

یاد قاضی علم الدین

آپ پر حقائق علوم کا چہرہ - اور دقیق اسرار کا پردہ کھلا ہوا تھا - مشائخ وقت کے قطب - اہل زمانہ کے شیخ اور خدا شناسان عہد کے پیشوا تھے - قاضی عین الدین ابن نجم الدین صدیقی کے بیٹے تھے - سلطان السادات صدر الدین سید راجو کے خلیفہ تھے - جو مخدوم جہانیان کے بھائی ہین - صورۃً اور معنیً دونون طرح سے خواجہ مودود کا لنگر کے مصاحب تھے - جو شیخ عزیز اللہ متوکل منڈوی کے پیر ہین - علم قرأۃ آپ کا موروثی تھا - تمام علوم سے زیادہ عمدہ بہتر جانتے تھے - آپ کے علمی باغیچہ کو افعال کے چشمہ سے بہت کچھ سیرابی تھی - اور نامتناہی فیضون سے

---

۵۱ - جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے جائین - انکو مردہ مت کہو ۱۲ ۵۲ خدا جس کو چاہتا ہے - منسوخ کردیتا ہے - اور جس کو چاہتا ہے محکم کرتا ہے - اور اُسکے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) موجود ہے ۱۲ منہ

آپ کو اِس قدر کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ کہ احباب آپ کی ملازمت کے باغ سے معرفتون کے بے شمار پھل صرف ایک دفعہ کے دیکھنے اور جانے مین لیجاتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ آپ کی بزرگی کی شرح عبارت سنجی کی طاقت سے باہر ہے۔ عمر اٹھاسی سال کی پائی تھی۔ آپنے یہ تمام زمانہ آغاز ہوش سے اُس وقت تک کہ روح بدن سے جدا ہوئی۔ خدا طلبی کے راستہ مین صرف کیا تھا۔ اور عرفان کا گوہر خریدا تھا۔ تاریخ بیسوین رمضان ہجری سنہ سات سو ساٹھہ کو اعلی دار الحکومتہ کی طرف کوچ فرما گئے۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند شاہ مودود جانشین ہوئے۔ اور اپنے پدر بزرگوار کی خانقاہ کو از سر نو رونق دی۔ کیا تصوف کے شیوہ مین۔ کیا مشیخت کے طریقہ مین۔ کیا قرأۃ کے علم مین۔ اور کیا دیگر علوم مین۔ کمال یکتائی حاصل تھا۔ ہمیشہ طالبون کے درس اور تلقین مین مشغول رہتے تھے۔ ہمسرون مین سے کوئی شخص آپ کی جامعیت کی برابری نہین کرسکتا تھا۔ پچاسی ۸۵ سال کی عمر پائی تہی۔ یہ تمام عمر الہی صفات اور الہی اخلاق کے ساتھہ متصف ہونے کی کوشش مین گزاری تہی۔ بالآخر ساتوین رجب ہجری سنہ آٹھہ سو تیرہ مین عاریتی عالم کو رخصت کیا۔ اور قدسی مکان اختیار فرمایا۔ خوابگاہ نہروالہ جو اِس زمانہ مین پٹن نام کے ساتھہ مشہور ہے۔ صوبہ گجرات کے مضافات مین ہے مصرع بنامش باد رفع رایتِ دین۔

یاد شیخ برہان الدین نہروالہ

آپ شیخ قاضن کے خلیفہ تھے۔ کشف و کرامات کے خزانہ۔ اور عقلی و نقلی علوم کے مالک تھے طبیعت کا میلان موزون کلام کی طرف تمام باتون سے زیادہ تہا۔ فارسی غزل اور عربی قصیدہ عاشقانہ اور شاعرانہ کہا کرتے تہے۔ کہتے ہین۔ ایک روز پیر بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا۔ افصح المتکلمین شیخ سعدی شیرازی کو خواجہ خضر علی نبینا و علیہ السلام کے خوان مرحمت سے چاشنی ملی تہی۔ اِس سبب سے اُن کا کلام ایسا شیرین اور نمکین ہوا۔ اور علی ہذا امیر خسرو دہلوی نے مالک ولایت سلطان المشائخ نظام الاولیا کی عنایت سے اپنی نغز نظم کو رنگ اعلی درجہ کی پختگی کو پہونچا کر تمام جہان کے ذی مذاق اہل سخن کو بے انتہا لذت بخشی تہی۔ اسی طرح اب یہ مرید بہی اپنے پیر سے امیدوار ہے۔ فرمایا۔ ربانی کلام کے خزانہ سے کچھہ نقد تمہارے اعتقاد کے موافق تم کو بہی دیا گیا۔ اُس بعد سے آپکے کلام مین۔ اور آپ کی گفتار مین ایک اور ہی رنگ سا پیدا ہوگیا تہا۔ اسی جلد کتابین تصنیف اور تالیف کی ہین۔ اور ہر ایک علم مین باریک باریک اعتراضات اور عمدہ عمدہ بحثین لکھی ہین۔ جو ما لیعرف بالذوق ہین۔ اُن کا اصلی بیان جیسا کہ آپ کے خیال مین تہا۔

قلم کی زبان سے ادا نہین ہوسکتا ہے۔ چونکہ اس کتاب کے اوراق نظم سے کمتر تعلق رکھتے ہین۔ لہذا آپ کے کلام کا کوئی حصہ آپ کے ذکر کے ضمن مین نہین لکھا گیا۔ مصرع ع حدیث دوست نظم و نثر او باد۔

یاد شیخ شہاب الدین عاشق

آپ کا مولد اور قبر دونون دہلی مین ہین۔ حقیقی عشق اور مجازی محبت دونون ساتھ ساتھ رکھتے تھے۔ شیخ نجم الدین غزنوی کی ملازمت سے بہت کچھ فیض پایا تھا۔ ہمیشہ کسی رنگین منظر کے جمال سے وابستگی پیدا کر کے اُسکو حقیقی حالت کا پردہ بنائے رکھتے تھے۔ اور ظاہری معنوی دونون خوبیان آمیز کر کے مُشَاھَدَۃُ الْکُلِّ فِی الْکُلِّ کی استغراقی کیفیت بہم پہونچاتے تھے۔ آپ شیخ امام الدین ابدال کے مرید اور خلیفہ ہین قدس سرہم۔ **بیت**

	جست دسوی گلشن مطلق پرید	از قفس زار مقید بلبلاش	

یاد شیخ عماد الدین دہلوی

آپ خانوادہ چشتیہ کے بزرگون مین سے ہین۔ بہت سے صوفی مشائخ کی خدمت سے استفادہ کیا تھا۔ خرقہ خلافت شیخ شہاب الدین عاشق سے تھا۔ بعض کہتے ہین۔ کہ آپ شیخ امام الدین ابدال کے مرید ہین۔ اور شیخ تاج الدین امام۔ آپ کے مریدان خاص مین سے ہین۔ قدس سرہم۔ مصرع ع گنج عرفان زیر مشت خاک داشت

یاد شیخ جلال الدین مجرد

آپ ترکستانی تھے۔ مگر پیدائش بنگالہ کی ہے۔ سلطان سید احمد کے خلیفہ ہین۔ کہتے ہین۔ ایک روز روشن ضمیر پیر کی خدمت مین عرض کیا۔ میری آرزو یہ ہے۔ کہ جس طرح حضور کی رہنمائی کی بدولت جہاد اکبر مین کسی قدر فتح مندی حاصل ہوئی ہے۔ اسی طرح حضور کی کام بخش ہمت کے طفیل مین جہاد اصغر سے بھی دل کی تمنا پوری کرون۔ اور جو مقام دار الحرب ہو۔ اُس کے فتح کرنے مین کوشش کر کے غازی یا شہید ہون۔ پیر بزرگوار نے التماس قبول فرما کر اپنے بزرگ خلفا مین سے سات سو آدمی آپ کے ہمراہ کیے۔ الغرض للہ جہان کہین مخالفین سے لڑائی ہوئی۔ فتح حاصل کی۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ اس دور و دراز بھاگ دوڑ مین۔ روزی کا دار و مدار صرف غنیمت کے مال پر تھا۔ اور تونگرانہ زندگانی کرتے تھے۔ جو گھاٹیان اور مویشی فتح ہوتی تھین ہمراہیون مین سے کسی ایک کو دیکر وہان کے اسلام کی اشاعت اور رہنمائی اُس کے سپرد کر دیتے تھے۔ القصہ صوبہ بنگالہ کے پرگنات مین ایک قصبہ ہے۔ سرہٹہ۔ اُس قصبہ پر جب آپ پہونچے ہین تو تین سو تیرہ آدمی ہمراہی مین باقی رہے تھے۔ ایک لاکھ پیادہ اور کئی ہزار سوار کا مالک راجہ گرڑ گوند قصبہ مذکور کا حاکم تھا۔ وہ اس کم تعداد گروہ کے مقابلہ مین بہت زیادہ تھا۔

کیونکہ یہ گروہ اُس بے انتہا لشکر کے مقابلہ مین وہ نسبت بھی نہین رکھتا تھا - جو نمک کو کھانے کے ساتھ ہوتی ہے
جب لڑائی آن تلی - تو تقدیر کے پردہ سے کَمۡ مِّنۡ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتۡ فِئَةً كَثِيرَةًۢ بِإِذۡنِ ٱللَّهِ کی کراست ظاہر
ہوئی - اور وہ پیکر پرست بھاگ کر ملک عدم کی طرف سوائے تنہا جان کے نہ لیجاسکا - اور تمام زمین غازیون کے
ہاتھ آئی - شیخ مجرد نے تمام مفتوحہ زمین کا حصہ کر کے اپنے ہمراہیون کو تنخواہ مین دیدی اور ہر ایک کو کتخدا ہونے
کی بھی اجازت دی - اس تقسیم مین ایک قصبہ شیخ نور الہدیٰ ابو الکرامات سعیدی حسنی کے حصہ مین بھی آیا - وہان
پر آپ عیال مند ہو گئے - اور فرزند بھی ہوئے - شیخ علی شیر انھین کی نسل سے ہین - شیخ علی شیر نے یہ بیان شرح
نزہتہ الارواح کے مقدمہ مین لکھا ہے - یہ حال کسی قدر شیخ علی شیر کے ذکر کے ضمن مین بھی لکھا جاویگا -

یاد سید معین الدین ایرجی

کہتے ہین - آپ نے دہلی جا کر سلطان نظام الاولیا کی ملازمت حاصل کی تھی - سلطان الاولیا نے
اولین ملاقات مین ہی دریافت فرمایا - سید کو کس سلسلہ کے اندر بیعت ہے - آپ نے عرض کیا - اپنے دادا خاتم الانبیا
علیہ السلام سے مرید ہون - سلطان الاولیا کو آپ کے جواب سے حیرت ہوئی - رات کو معاملہ مین رسول خدا
علیہ السلام کو دیکھا - کہ آپ نے ایک ٹوپی سلطان الاولیا کے ہاتھ مین دی ہے - اور سید کے نام زد کر دی ہے
آپ نے بھی عالم خواب مین یہی واقعہ دیکھا - صبح کو جب باہم ملاقات ہوئی تعمیل ارشاد عمل مین آئی - اس بنیاد پر لوگ
سید کو سلطان الاولیا کا خلیفہ سمجھتے ہین - آپ کی قبر ایرج مین ہے مصرع یاد معین روحش روح ریاض رضوان

یاد سید احسن

آپ سید معین الدین ایرجی کے پوتون مین سے ہین - آپ کو کمال شریعت اور جمال تقوی حاصل تھا - کہتے
ہین - اثنائے سیاحی مین اہل ولایت بدیع الدین شاہ مدار کا گزر کالپی مین ہوا - جو ایرج سے بئیس کوس کے فاصلہ پر ہے
اس خیال سے کہ شاہ مدار کا گزر اس قصبہ مین نہو - اکابر ایرج نے ایسا قرارداد کیا - کہ سید کالپی مین جاوین - اور
شاہ کے ساتھ اولین ملاقات مین ہی - ایسا نقش جما دین کہ ایرج آنے کا خیال شاہ کی خاطر مین آوے ہی
نہین - جب سید کالپی مین آئے - تو اتفاق سے شاہ مدار کے دروازہ پر سید - اور علی خان لودہی ایک ہی وقت
مین پہونچے - شاہ نے خان کو اندر بلا لیا - اور سید باہر رہ گئے - یہ بالکل صحیح ہے - کہ یہ عمل دونون کے اندرونی
خیالات کا ظہور تھا - اِنَّهُمْ جَوَاسِيسُ الْقُلُوبِ شاہ کو سید کے تکدر خاطر پر آگاہی ہوئی - فرمایا -

---

۵۱ اکثر (ایسا ہوا ہے کہ) اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے ۱۲ ۵۲ کیونکہ یہ لوگ دلون کے جاسوس ہین ۱۲ -

سید کو غصہ مین جوش آرہا ہے - نہایت جلد اور عزت کے ساتھ اندر آؤ - جب سید اندر پہونچے - تو شاہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنی طرف کھینچ کر آغوش مین دبایا - اور اپنا حسب و نسب بیان کر کے کہا - جو کوئی ایسے شخص کے ساتھ ہم آغوش ہو جاوے گا وہ انجہانی شکنجون سے فارغ البال ہو جاویگا - دوسری بات یہ کہی - کہ ملاقات سے غرض ایک دوسرے کی باہمی شناخت ہوتی ہے - اور نیز یہ کہ طرفین کے چہرہ کا حسن و قبح ظاہر ہو جاتا ہے اور چہرہ پر برقع رکھنے سے یہ غرض حاصل نہین ہوتی - شاہ نے فرمایا - درویشون کے دیدار کے واسطے خدا بین آنکھ چاہیئے جو تاب لا سکے اور یہ کہکر برقع اٹھایا - سید کا بیان ہے - نظر کے سامنے بجلی جیسے کوند گئی - اور شعاع زیادہ ہونے سے آنکھین کیفیت چہرہ معلوم نہ کر سکین - اس کے بعد سید رخصتی سلام عرض کر کے ایرج کو روانہ ہو گئے قاضی شہاب الدین نے جو پرکالہ آتش کر کے مشہور ہین - پیر سے پوچھا یہ شخص جو اتنی دلیری کر کے سلامت رہا - کون تھا - شاہ نے جواب دیا - فلان سید ہین - اور میرے بھی دل مین آیا تھا - کہ ان کو تیر کا نشانہ بناؤن لیکن شریعت کے ہتھیارون نے ان کے جسم کو پاؤن کے ناخن سے لیکر پیشانی کے بالون تک اس طرح محفوظ کر رکھا تھا - کہ کسی حکم انداز کا تیر کارگر نہین ہو سکتا تھا - اور نیز حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی مقدس روح میری آنکھون کے سامنے آگئی - اور فرمایا - کہ یہ ہمارا حقیقی فرزند ہے - کہین ایسا نہ ہو - کہ درویش کے غضب جس کو حقیقی قہر کا شعلہ کہنا چاہیئے کوئی نقصان پہونچ جاوے - اس سبب سے ان کا تمام نازا ٹھاتا گیا - اور مین اپنا تمام غصہ پی گیا - آپ کی قبر ایرج مین ہے - مصرع شہرع حفظ نبی حصارش بود -

یاد مخدوم قاضی برہان الدین

آپ کو سیادت - ولایت - فضیلت - اور مقبولیت مین والانسبی اور عالی حسبی کا بڑا درجہ حاصل تھا - جب فیروز شاہ دہلوی کی وفات کے بعد طوائف الملوکی ہوئی - تو دلاور خان کے بیٹے ہوشنگ نے جس کا نام خانی خطاب ملنے سے پہلے الپ خان شاہ تھا - شاہان غور کی نسل مین سے ہے - صوبہ مالوہ مین خطبہ اور سکہ اپنے نام سے جاری کر دیا - اسی کے عہد مین - مخدوم مشرقی ملک سے آکر منڈو (مانڈو) مین آباد ہوئے تھے - اور سلطان ہوشنگ آپ کا مرید ہو گیا تھا کہتے ہین - گونڈوانہ کے اطراف مین ایک قلعہ ہے - جاج نگر - اور یہ قلعہ دکن کی سرحد بھی ہے - ایک سال سلطان نے اس قلعہ پر لشکر کشی کی مقصود یہ تھا - کہ قلعہ مذکور فتح کیا جاوے - اور نیز گونڈوانہ سے ہاتھی بہم پہونچائے جاوین - وہان پر ایک رات خواب مین دیکھا - کہ منبر کا ایک پایہ گر گیا ہے - اس کی تعبیر ملی - کہ پیر کی یا مرید کی دونون مین سے ایک کی رحلت قریب ہے - جب سلطان منڈو (مانڈو) مین واپس آیا - تو خبر ملی - کہ پیر عالم دنیا سے عالم علوی کو

کوچ فرما گیے۔ دریافت کیا۔ قبر کہان ہے۔ جواب دیا گیا۔ اُس زمین مین ہے۔ جو آپنے خریدی تھی۔ سلطان نے کہا۔ وفات کے بعد مین اپنے سے پیر بزرگوار کی دوری پسند نہین کرتا ہون۔ بہتر یہ ہے۔ کہ مخدوم کی نعش اُس قبر سے نکال کر سلطانی مقبرہ مین دفن کی جاوے۔ تاکہ آپ کی ہمسائگی کی بدولت عالم علوی کی کسی قدر خوشبو ہو خنک کی خوابگاہ مین بھی آتی رہے۔ خادمان مخدوم نے ہرچند عذر کیا۔ لیکن پذیرا نہین ہوا۔ مجبوراً لوح قبر اُٹھائی گئی مگر قبر کے اندر کفن کے سوا بدن کا کچھ پتہ نہین ملا۔ سلطان یہ کرامت مشاہدہ کرکے حیران ہوا۔ تربت پر پتھر پھر ڈھک دیا گیا۔ اور سلطانی حکم کے بموجب وہین آپکی قبر پر قبہ بنا دیا گیا۔ روایت ہے مخدوم نے مرید کی خواب مین آکر فرمایا۔ کہ درویش کے اسرار کا پردہ تو نے اُٹھایا۔ تو تیری سلطنت کی بنیاد بھی دست تقدیر نے اُکھاڑ پھینکی یعنی تیرے بعد حکومت تیرے فرزندون کو نہین پہونچیگی۔ آخر کار ایسا ہی ہوا۔ اور سلطنت مالوہ سلاطین خلجی کے قبضہ مین پہونچی۔ غوریون کی نسل مین سے کسی کو تخت و تاج میسر نہین ہوا۔ اس واقعہ کی کیفیت مورخین نے سلاطین مالوہ کی تاریخون مین عمدہ تفصیل سے لکھی ہے۔ جو شخص اِس معاملہ کو دیکھنا چاہے۔ اُس کو اوراق تواریخ پر نظر ڈالنی چاہیے۔

یاد مخدوم قاضی اسحٰق

آپ حقائق ربانی کے عالم۔ اور پُرانے زمانہ کے پیرون کی یادگار تھے۔ آپ کے خرقہ تصوف مین خلافت کا پیوند اور بیعت کی بخیہ۔ چشتیہ سلسلہ سے تھی۔ شاہ مالوہ سلطان علاء الدین محمود منڈوی آپ کا مرید ہے۔ ایک روز حضور پیر مین حاضر ہوا۔ ایک تقریب کے سلسلہ مین پیر کی زبان سے یہ بات نکلی۔ کہ خدا کے دوست۔ حقیقی حیات سے زندگی پائے ہوئے ہین۔ اُن کو موت سے کسی قسم کا نقصان نہین پہونچتا۔ اور جب صورت جسمیہ حس و حرکت سے بیکار ہو جاتی ہے۔ اور یہ گویا ایک مکان سے دوسرے مکان کو انتقال کرنا ہے۔ تب بھی مثل زندون کے رہتے ہین۔ مرید یہ بیان سنکر سخت متعجب ہوا۔ اتفاق سے چند روز بعد پیر کا وصال ہو گیا۔ سلطان تجہیز و تکفین کے بعد حاضر ہوا۔ اِس سبب سے نماز جنازہ مین شرکت کا موقع نہین ملا۔ فرمایا۔ روی تربت کھولو۔ تاکہ ہم اپنے پیر بزرگوار کا آخری دیدار افسوس کی آنکھہ سے دیکھہ لین۔ مزار کے پاس جو لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ وہ اِس بات کو سنی ان سنی کر گئے۔ لیکن سلطان کا شوق حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ اسواسطے اُن لوگون کو قبول کرنا پڑا مجبوراً قبر کھولی گئی۔ چونکہ رات تھی۔ شمع آگے کی گئی۔ اس درمیان مین شمع کا گل ٹوٹ کر جدا ہوا۔ قریب تھا کہ کفن کے اوپر جا پڑے۔ اتنے مین ایک ہاتھہ نکلا۔ اور گل کو اپنے سے دور پھینک دیا۔ یہ واقعہ دیکھکر سلطان کو سابقہ پر ایمان

رازی کی بات یاد آئی۔ حسرت سے اپنے در پہ بہت رویا۔ کہ مجکو کچھہ نہ ملا۔ اور پیر کے جس بیان سے متعجب تہا۔ وہ حاضرین کو بتا کر عبرت دلائی۔ آپ کی قبر منڈو (مانڈو) مین ہے۔

یاد خواجہ موید مھنہ

آپ سلطان ابوسعید ابوالخیر کی نسل سے ہین۔ صاحب کرامات۔ اور صاحب حمیدہ صفات تہے ورسی علم مین اُستاد وقت۔ افعال کے اعتبار سے زاہد زمانہ۔ ریاضت اور تزکیہ نفس مین حد درجہ کے مرتاض۔ رہنمائی اور مشکل کشائی مین سب کے پیشوا اور مجلس کی گرمی اور سخن کی شیرینی مین اُنکی رونق دہی مین نادر عصر تھے

یاد مولانا محمدؒ امین

آپ کا دل حقیقت مین بیدار۔ اور طریقت مین ہوشیار تہا شیخ زین الدین خوافی کے مرید ہین جنہون نے مشکوۃ حدیث مولانا جلال الدین قاآنی کے درس مین پڑہی تہی۔ اور مولانا جلال الدین نے کتاب مذکور عالم خواب مین شاہ مردان شیر یزدان امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے صحیح کی تہی۔ اور اس کتاب مین ایک جگہہ اصلاح کے لیے چھیلا ہی تہا۔ کہتے ہین۔ کہ مولانا جلال الدین روزمرہ اُسی ورق اور اُسی سطر مین خاص چھیلنے کا نشان دیکھہ لیا کرتے تہے۔ بعض کہتے ہین شیخ زین الدین نے وہ نسخہ مولانا محمد امین کو عنایت فرمایا تہا چند روز آپکے پاس رہا۔ بعدہٗ چوری جاتا رہا۔ اس عظیم نقصان سے آپ نہایت غمگین رہا کرتے تہے۔ **القصہ** امیر مردان نے ملک روم مین ایک شخص کو خواب مین فرمایا۔ کہ محمد امین کے پاس سے کتاب مشکوۃ گم ہوگئی ہے۔ تم اپنی مشکوۃ بہیجکر اُن کی افسردہ خاطر مسرور کرو اُس شخص نے بلا کسی توقف کے صورت خواب لکھکر تحریر مذکور کتاب کے ہمراہ بہیج دی۔ جب وہ آپ کی نظر سے گزری۔ تب خوش ہوئے۔

یاد شیخ محمدؒ

آپ شیخ ابراہیم ملتانی کے بیٹے ہین۔ جو شیخ بہاء الدین ملتانی کے مرید اور خلیفہ تہے۔ شیخ بہاء الدین کا سلسلہ خلافت اسوۃ العرفا سید محی الدین جیلانی قدس سرہ سے جا ملتا ہے شیخ ابراہیم اپنے وقت مین بڑا بزرگ تہے۔ آپ کی خدا پرستی اور کرامتین بہت کچھہ لوگون کے زبان زد ہین۔ غیاث الدین خلجی کا عہد تہا۔ کہ ابراہیم منڈو (مانڈو) مین آئے تہے۔ یہان پر بہت برسون تک خداطلبی۔ حق پرستی۔ فیض رسانی۔ اور رہنمائی مین آپ نے عمر گزاری پہر یہان سے گردش زمانہ نے آپ کو شہاب الدین کے عہد مین جنبش دیکر شہر بیدر مین جا پہونچایا اور وہان پر آپ بے شمار لوگون کو گمراہی سے نکال کر طریقت کے سیدہے راستہ پر لائے۔ جب شیخ ابراہیم نے عالم دنیا سے کوچ فرمایا۔ اور بجائے

آپ کے ۔ آپ کی قبر سے دولت آباد دکن کے معتقدین کو فیض پہونچنے لگا ۔ تو منڈو (مانڈو) مین شیخ محمد آپکے جانشین ہوئے ۔ ایزدی مشیت منڈو (مانڈو) سے شیخ محمد کو بھی شہر بیدر مین کھینچ لے گئی ۔ اِن اطراف مین شیخ محمد کی بزرگی اور خداشناسی کا شہرہ مشرق ۔ خراسان ۔ اور نواحی قندہار تک پہونچا ۔ وہان کے باشندون کے دل مین سنکر شوق پیدا ہوا ۔ ہر سمت سے حق پرست اور خدا طلب لوگ شیخ محمد کے آستانہ پر ہجوم کر کے آئے ۔ اور فیض صحبت سے تحقیق کے بلند مرتبہ کو پہونچے ۔

کہتے ہین جن ایام مین آپ مان کے پیٹ مین تھے ۔ ایک لڑاکا عورت آپ کی مان سے لڑی ۔ اور اُن کے پیٹ پر تھپڑ مارا فوراً اُس عورت کے ہاتھ مین ایسا درد پیدا ہوا ۔ کہ برداشت اور صبر کا نشان کوسون تک نہ تھا ۔ اور مرنے کی نوبت پہونچی ۔ آپ کے پدر بزرگوار کو اُس بدذات کا حال معلوم ہوا ۔ فرمایا ۔ کہ اس پیٹ مین قطب زمانہ کامل ہے ۔ اس درد کا علاج سوا اسکے نہین ہے ۔ کہ دردمند عورت ۔ حاملہ کے پیٹ پر سے پانی اُتار کر پیوے اور ہاتھ پر بھی لگا دے ۔ تعمیل حکم کی گئی ۔ فوراً تکلیف سے نجات ملی ۔

لوگ ۔ ایسا ہی بیان کرتے ہین حاکم صوبہ ظالم اور ناخداترس تھا ۔ اُس کے ملک کی رعایا کا ۔ اُس کے ظلم سے ہمیشہ یہ حال تھا دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے رکھتی تھی ۔ آنکھون سے آنسو کی ندیان جاری رہتی تھین ۔ اور صبح وشام ایسی آہین کرتی تھی کہ آسمان تک پہونچتی تھین ۔ رعایا مجبور ہو کر ظالم کی شکایت آپ کے پدر بزرگوار کے پاس لے گئی ۔ فرمایا ۔ اِس نوزاد بچہ کے سامنے عرض کرو اُنھون نے کہا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا ؕ[۱]

آپنے گہوارہ سے نصیح البیانی کے ساتھ جواب دیا عنقریب ظالم کو وہ دن پیش آویگا ۔ جو آج ستم رسیدہ رعایا کو پیش آرہا ہے ۔ اور تین روز بعد ایک عورت نہایت ذلت کے ساتھ اُس کو بجانب ۔ عدم روانہ کریگی ۔ چنانچہ جیسا کہا تھا ۔ ویسا ہی ہوا ۔ عیسوی کرامت آپسے ظاہر ہوئی ۔ اور بانئے یوسفی ولایت کے نور سے روشنی حاصل کی مصرع روضہ خلد برین جائے تو شاداباد

یاد شیخ سالار

آپ حالی مقامات مین سب کے پیشوا ۔ اور عجیب وغریب کرامتون کا مجمع تھے ۔ آپ کے بزرگوار باپ کا نام نتھو ہے جو شیخ بہاء الدین کے خلیفہ تھے ۔ آپ کی زادبوم اور قبر سرکار کالپی کے ایک قصبہ مین ہے ۔ شیخ مبارک جن کا مولد اور مرقد سندیلہ ہے ۔ اور سید عبد الغنی جن کی حیات اور ممات کا مقام فتح پور ہنسوہ ہے ۔ شیخ سالار کے مرید اور خلیفہ ہین شیخ سالار دونون جہان کے علم ۔ اور حلم کی رمزون سے آگاہ تھے ۔ سید صفی ۔ شیخ بدر الدین سرہندی ۔ اور

[۱] ہم گود کے بچہ سے کیسے کلام کرین ۔ ۱۲

شیخ اوہن بلگرامی شیخ مبارک سندیلہ والہ کے خلفا مین سے ہین۔ بہت اچھی شان اور حالت تھی۔ اہل زمانہ۔ دینی اور خدا شناسی کے کامون مین ہمیشہ اِن بزرگوارون کے آستانہ پر توجہ اور نیاز کے ساتھ حاضر آیا کرتے تھے اور نیز اِن بزرگوارون کی پر اسرار گفت وگو سے دو جہانی مشکلات حل کیا کرتے تھے۔

یاد مولانا علم الدین شرف جہان

آپ کو سبھی علوم مین کمال تبحر تھا۔ یقین پر دل بنا دہو کر حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اور چند سال اُسی سرزمین مین قیام فرما کر مشائخ حدیث سے بڑی بڑی سندین حاصل کین۔ بزمانہ سلطان غیاث الدین ابن محمود خلجی منڈو (مانڈو) مین آکر درس کی بنیاد ڈالی۔ یہان کے بزرگون کو آپ کی ملازمت سے تمام فنون کی مشکلین آسان ہوگئین۔ سید بہاء الدین دکنی کی خدمت سے آپ نے طریقت کی تلقین پائی تھی معرفت اور حقایق مین مرشد کامل کے درجہ کو پہونچ گئے تھے۔ کیمیا اور طلسمی علم اسیمیا۔ اور دعوات کے قواعد عمدہ عمدہ اور صحیح صحیح اختیار کر لیے تھے۔ تصوف دانی مین تحقیق کے درجہ کو پہونچکر فصوص الحکم پر محققانہ تعلیقین لگائی تہین۔ اور چہل شرح کا خلاصہ فصوص کے کنارہ پر چڑھایا تھا۔ آپ سید ابراہیم ایرجی قادری کے اُستاد ہین۔

یاد شیخ بتّان

آپ شیخ لال کے مرید ہین۔ آپ کی طرز زندگی بالکل قلندرانہ تھی۔ برہان پور خاندیس کے بازار مین حجرہ بنا رکھا تھا۔ ممکنات کی منڈی کی اور تعینات کے راستہ کی سیر کیا کرتے تھے۔ زندگی کے اندر جس کو گدڑی اور حجرہ کہتے تھے رحلت کے بعد وہی کفن اور گور بنائی گئی۔ بیت

دی روز اسد جامہ زہجران تو زد چاک	امروز زغم مُردو ہمان جامہ کفن شد

یہ بیت مرزا اسد بیگ کی ہے۔ جو شیخ ابو الفضل مبارک کے ملازم مصاحب تھے۔ جس قدر درستی۔ موزونی۔ اور نازکی آپ کی بلند طبیعت مین ہے۔ دوسرے لوگون کی طبیعت مین بہت کم پائی جاتی ہے۔ مصرع۔

یادش بخیر باد۔ کہ با ہمت آشناست

یاد شیخ شہر اللہ

آپ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ کے پانچوین فرزند ہین۔ اور پدر بزرگوار کے ہی مرید اور جانشین بھی ہین۔ آپکے پوتے شیخ نعمۃ اللہ بیان کرتے ہین۔ سکندر خان نامی ایک مرید تھا۔ وہ شیخ کو کمال آرزو اور عجز و انکسار کے ساتھ اپنی جاگیر مین لے گیا تھا۔ معاودت کے وقت ایک گاؤن مین اُترنا ہوا۔ جس کے باشندے قبل ازین

ایک دیگر شخص شہر اللہ نام کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے۔ جب گانون والون نے شہر اللہ کے آنے کی خبر سنی تو موقع کی تلاش مین رہے۔ جب آپ کو تنہا نماز مین پایا۔ ننگی تلوارین لیکر آگرے۔ اور آپ کو شہید کیا۔ قصہ کوتاہ آپ کا جنازہ لوگ وہان سے لے آئے۔ اور منڈو (مانڈو) مین پدر بزرگوار کے مقبرہ کے اندر دفن کر دیا۔ اُس زمانہ مین لوگ قرآن پڑھنے کی آواز اندر سے اور باہر سے سنا کرتے تھے۔ آپ کے بعد آپکے قرۃ العین شیخ احمد عطاء اللہ کے سر پر دستار رہنمائی باندھی گئی۔ جب شیخ عطاء اللہ کی باری بھی پوری ہوئی۔ تو اُن کے نور چشم شیخ نور اللہ نے خانقاہ کو رونق دی۔ جب آپ بھی آنجہانی ہوئے۔ تو آپ کے لخت جگر شیخ نعمۃ اللہ اپنے آباؤ اجداد کے وطن مین صبر و سکون اختیار کرکے ہدایت کے واسطے کھڑے ہوگئے۔ شیخ نعمۃ اللہ کو عمر کا حصہ فرزندون۔ بیویون۔ اور دیگر عزیزون سے بہت زیادہ ملا ہے۔ یہان تک کہ تنہا رہ گئے ہین اور ان نورانی شکل پیر کی غمگساری کی نوبت راقم تک بھی پہونچی ہے۔ اُمید ہے۔ کہ آپ اِس عمدہ شغل کے ذریعے راقم کو توفیق سعادت بخشین گے۔ مصرع توفیق کار ہائے نکو از سعادت است۔

یاد شیخ جلال ابن شیخ عبد اللہ

آپ عالم اور شیخ یوسف انصاری کے چھوٹے بھائی ہین۔ درس دیتے وقت اپنی زبردست باتون سے تھوڑی سمجھ والے طلبا کی استعداد بڑھایا کرتے تھے۔ ہمیشہ شریعت کی رعایت کرکے سلوک طریقت مین اُس کا کوئی دقیقہ نہین چھوڑتے تھے پینتیس سال کی عمر مین عالم دنیا سے عالم قدس کو رحلت فرما گئے۔

یاد شیخ عبد الملک قاری

آپ کلام ربانی کو سات قراۃ اور چودہ روایت سے پڑھتے تھے۔ اور ہمیشہ سب کو خواہ درویش ہو یا تونگر حسبۃً للہ قرآن اور قراۃ سکھایا کرتے تھے۔ اسی پسندیدہ طریقہ کے ساتھ ایام عمر پوری کردے۔ اور دار الخلافہ آگرہ مین خوابگاہ اختیار کی آپکے بعد آپکے فرزند شیخ محمد قرآن کے شوقین لوگون کے ساتھ۔ باپ کا طریقہ اختیار کرکے جانشین ہوئے۔ اِن کو بھی معرفت پوری حاصل تھی۔ قبر آگرہ مین ہی ہے۔

خاتمہ چمن دوم

وہ شخص بہت ہی اچھا سعادت مند ہے۔ جس نے ہستی موہوم کا شہر۔ ہوا وہوس کے تصرف سے نکال لیا جس نے خیالات باطلہ کے مکانات اور طول امل کے محلات بیخ و بنیاد سے اُکھاڑ کر عالیہا سافلہا کردئے جس نے تمتعات حیوانی کی تمناؤن کو۔ اور لذات جسمانی کی شہوتون کو جو کہ مذکورہ بالا مکانات

اور محلات مین بود و باش اختیار کرکے اپنے تئین ان مقامات کا مالک سمجھ رہی تھین ذلت اور خواری کے ساتھ باہر نکال پھینکا - اور جن اصحاب نے جہاد اکبر کا میدان فتح کیا ہے - اور نیز جنھون نے سب سے بڑے دشمن کی لڑائی کا معرکہ جیتا ہے - اُن اصحاب کی راہ و روش اور گفت و گو جس نے یاد کرکے امداد حاصل کی - نیز اُس نے اس جنگ کی طرح - طرز بند او رقابو کے موقع معلوم کئے - صدر الذکر فتح یاب بزرگون کے نیک اعمال اور کامل اعتقادات کے ہتیار زیب بدن کئے - اور لا الہ کی تلوار الا اللہ شناسی کے ہاتھ سے اُٹھا کر نفس کی سپاہ - وسواس کے لشکر - اور شیطانی خطرات کی فوج کو - جو انسانی ملک کو اپنی جاگیر سمجھتے تھے - ملک مذکور سے بھگا دیا - کہ جس کی وجہ سے دل کا تخت - جسپر نفس امارہ نے قابو پا رکھا تھا - پھر روح قدسی کے قبضہ مین آگیا - جو نائب مطلق ہے -

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃُ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا [۵۱] کہ عالم تجرید و تفرید کے آزاد اشخاص - اور تحقیق و توحید کے راستہ پر چلنے والے اصحاب کے ذکر خیر کی بدولت - انواع و اقسام کی معرفتین - راقم کو نصیب ہوئین - اور اُن کو راقم بحکم اَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ [۵۲] تحریر مین بھی لایا - کسی قدر ان معرفتون کو جو مینے اشیا کے پردہ مین آلہی اسما کے آثار کا - اور آثار کی قوت اور نفع کا تماشا کرکے از راہ تحقیق بہم پہونچائی ہین - بیان کرتا ہو ازلی حکمت - اور سابقہ رحمت اس طرح پر مصروف ہے - کہ تمام آلہی اسما - اور آلہی صفات کے - احکام و آثار کو نہایت مناسبت اور مطابقت دیکر جداگانہ منافع کے ساتھ خصوصیت دیتی ہے - اور ان خاص منافع کو انسان کے عنصری جسم پر فائز کرتی ہے - اس بنیاد پر ازلی حکمت نے بہت سے الہی اسما کے آثار - انواع و اقسام کی موجودات مین - اندرونی طور پر امانت رکھے ہین - تاکہ وہ موجودات ہر ایک درجہ بدرجہ اپنے اپنے تعینی مصرف پر پہونچکر خاص انسانی تصرف کے قابل نہین - اور تاکہ وہ موجودات طرح طرح سے اور نیز اپنی مختلف تصرفات سے انسان کے عنصری جسم کو اُس اسم وصفت کا مظہر قرار دین - کہ جو اسم وصفت انسانی استعداد کے پردہ مین چھپی ہوئی ہین مثلاً وصف بینائی کو اسم البصیر نے سرمہ - سنگ سرمہ اور کحل الجواہر مین اس طرح قایم کیا ہے - کہ اُس کا اثر آدمیون کی آنکھون مین لگانے کے بغیر محسوس نہین ہوتا ہے - پس مغز کلام یہ ہے - کہ تمام ممکنات اور تمام کائنات - خدائی اسما کے آثار و احکام کی امدرشتہ

---

[۵۱] اللہ تعالی جل شانہ کا بے انتہا شکر اور احسان ہے - اول بھی اور آخر بھی ۱۲ [۵۲] اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا ۱۲ -

کے واسطے شاہراہ بنی ہے۔ تب کمین امن شمار نے امکانی رنگ کو استحکام دیا۔ اور اس غرض سے کہ تعین جامع (یعنی حضرت انسان کی ذات) کے لیے فیض پہونچانے کی مناسبت پیدا ہو۔ استعداد بہم پہونچائی ہے اسواسطے ہر ایک شے اس بات کی آرزومند ہے کہ وہ بنی آدم کے تصرف مین آکر جو آثار اُس کے اندر مخفی ہین وہ جسم انسانی کے اندر ظاہر کرے۔ اور اپنے تئین اَلْاِنْسَانُ مُطِیْعِیْ وَ کُلُّ الْاَکْوَانِ مُطِیْعَۃٌ کی معراج پر پہونچاکر بعدہٗ نجات حقیقی سے فیض یاب ہو۔ کیونکہ مو الیدثلثہ کا کمال فنافی الانسان مین ہے جس طرح انسان کا کمال فنافی اللہ کے مرتبہ مین ہے۔

القصہ واضح ہو۔ کہ صفی الاصفیا کی جامعیت اور خاتم الانبیا علیہ وعلیہم السلام اجمعین کے ختمیۃ کے مقام پر آخرکار۔ طبقات۔ انام مین سے نزول صعودی اُس باصفا گروہ کو نصیب ہوتا ہے۔ جو سنت نبوی پر چلنے کا قدم۔ ریا اور نمود کی گرد آلائش سے خشوع و خضوع کے آنسو۔ اور ریاضت کے خون جگر سے اچھی طرح دھوکر ایجابی صراط مستقیم پر سلوک اختیار کرتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ راہ طریقت مین چلنے والا پاؤن۔ ذی ہدایت مرشدون کی پیروی مین غبار آلودہ اور فرسودہ کرکے سائرین الی اللہ کی منزلین طے کرتا ہے۔ نیز وہ گروہ اسکے بعد اپنے ظاہری و معنوی کمالات کے تمام سرمایہ کو فنافی اللہ کی کشتی مین بھر دیتا ہے نیز وہ گروہ سا امکان و وجوب کے دونون دریاؤن کی موجون سے سلامت رہکر بقا باللہ کے کنارہ پر سرمایہ مذکور پہونچا دیتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ اسماء و صفات کی تجلیات کے مقام پر پہونچکر۔ رسوم اور تعینات کا لباس جس قدر بھی اس تنہاروی مین جسم پر باقی رہ جاتا ہے۔ اُس سے بھی حقیقت وجود کو پاک صاف کرلیتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ توحید کا احرام باندھ کر سیر فی اللہ کے کعبہ کا طواف کرتا ہے۔ اور نیز وہ گروہ یک جہتی اور بیخودی کے ارکان حقیقی نجات اور دائمی آزادی کا حج ادا کرنے کے واسطے بجالاتا ہے۔

اس صدر الذکر گروہ کے علاوہ۔ عام اشخاص دو فریق ہین۔

ایک فریق ــ وہ ہے۔ کہ جس کا صراط ایجادی کا سلوک۔ صراط ایجابی کے ساتھ متحد ہو۔ اور یہ فریق دو قسم پر منقسم ہے۔

ایک قسم۔ وہ ہے۔ کہ آتش دوزخ کا عذاب وہ نہین دیکھے گا۔ اور چونکہ الٰہی بخشش اُس کی طرف سبقت کرے گی۔ اس واسطے وہ گلزار فردوس مین خراماں پھرے گا جس کا وصف یہ

ط۵ ۔ انسان میرا مرکب ہے۔ اور کل کائنات انسان کا مرکب ہے۔

ہے فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ط

دوسری قسم - وہ ہے - کہ مغفرت نہ ہونے کے سبب سے وہ چندروز عذاب نار مین گرفتار رہے گا
اس قصور کے پاداش مین کہ صورت افعال سے گزر کر معنی افعال کی منزل مین اُس کا گزر نہین ہوا -
دوسرا فریق - وہ ہے - جو رہنماے فطرت وَمَا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا
کے پیچھے پیچھے - ایجادی صراط مستقیم پر بیار پایون کی طرح چلتا ہے - اور ایک قدم بھی شاہراہ توحید پر
(جو ایجابی صراط مستقیم کا پہلا قدم ہے) نہین ڈالتا - یہ گروہ اہل بُعد اور ارباب فرق ہین - اور اِن کا ماویٰ
دوزخ کے طبقون مین ہوگا - اعوذ بک منک -

---

۵۱ جس چیز کو اُن کا جی چاہے - اور جو اُن کی نظر مین بھلی معلوم ہو - بہشت مین موجود ہوگی ۱۲ -

۵۲ جتنے جاندار ہین - سب ہی کی تو چوٹی اُس کے ہاتھ مین ہے ۱۲

شروع سومی چمن

اِس چمن مین نوین دور (نوین صدی) کے حسب تفصیل ذیل اصحاب کی سرگزشت - اور ماندبود کے حالات مذکور ہین -

اولاً - اہل حقیقت اور ذی معرفت درویشون کے حالات -

ثانیاً - عقلی و نقلی علوم کے علما کے حالات -

ثالثاً - سلوک اور ریاضت کا راستہ چلنے والے اصحاب کے حالات -

رابعاً - جو لوگ خودی سے اور نیز خرد سے آزاد ہین - اُن کے حالات -

اے حوصلہ ایدھر آ - اور کان لگا - دیکھ - ہر ایک حکایت بجائے خود - گلزار معرفت کی ایک ہزار داستان بلبل ہے - جو عام لوگون کو خواہ وہ بہرے ہون - یا صحیح کان والے ہون - اُس جہان آفرین لاشریک لہ کی تسبیح اور رضا جوئی کا ترانہ سناتی ہے - جس نے عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کا سرود - حضرت صفی اللہ کو تعلیم فرمایا تھا - تاکہ حضرت صفی اللہ کے ترانہ سے سرزنش کرنے والون کے چہرہ پر خجالت کا پردہ پڑے - اور تاکہ حضرت صفی اللہ اپنی ہمہ دانی کا ترانہ - عیب جو ہنر فروش جماعت کو سناوین جس کو سنکر جماعت مذکورہ خود ستائی کی بلند پروازی سے نادانی کی پستی مین منہ ہی آگرے - اور حضرت صفی اللہ علمی استعداد کی بدولت [1] فرید گار بے شک - اور سلطان لامکان کے خلیفہ اور جانشین بنین - یہ بالکل سچ ہے بیت -

آن بادشاہ اعظم در بستہ بود محکم	ناگاہ دلق آدم پوشید و بر در آمد

یاد بابا اسحٰق مغربی

آپ شیخ حاجی محمد کیمی مغربی کے مرید ہین - جن کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی اور چالیس [2] حج کئے تھے - کہتے ہین آپکے پیر نے آپکے حالات سے صدق و سعادت کے آثار دیکھکر - بیعت کے روز ہی خرقہ خلافت بخش دیا تھا - اور تمام خلفا اور مریدون کو فرمایا تھا - کہ اسحٰق ہمارا بڑا خلیفہ ہے اِس کی تعظیم روز افزون زیادہ کرتے رہنا - اسی طریق

[1] ۔ آدم کو سب (چیزون کے) نام بتا دئے - ۱۲

پر پیر کی خدمت مین رہکر چند سال تک آپ نے فائدہ حاصل کیا - بعدہٗ اجازت لیکر دہلی مین آئے - سلطان محمد تغلق شاہ نے آپ کی تعظیم اور خدمت مین بے انتہا کوشش کی - مگر آپ لوگون کے ہجوم سے تنگ دل ہو کر اجمیر کے کوہستان مین چلے آئے - ایک رات کا ذکر ہے - کہ آپ عالم شال مین خواجہ معین الاولیا اجمیری کی خدمت مین پہونچے وہان سے اجازت ہونے کے بعد موضع کہٹو[51] مین آکر مکان تجویز کیا - آپکے خلیفہ شیخ احمد کہٹو والہ کا بیان ہے - ایک سال مین اپنے مکان سے چل کر بابا کی ملازمت مین دہلی پہونچا - بابا نے اپنے سابقہ مکانات مجکو دکہائے - اور فرمایا - کہ بارہ سال کی عمر تہی - اُس وقت مین والدین کی خدمت سے پیر طریقت کی جست وجو مین حیران و پریشان نکل کہڑا ہوا تہا - مختلف طبقون کے چوالیس پیرون کی مینے ملازمت کی - جس کسی کو جہان کہین سنا - سر کے بل گیا - اور اُن کے دیدار سے آنکہون کو منور کیا - اور ہر ایک پیر کی فرمان برداری اور پیروی کر کے - دل کی اور عادات کی دونون کی اصلاح عمل مین لایا - اور خلافت نامے لیے - اسی بہاگ دوڑ کے درمیان مین ایک شہر مین گزر ہوا - جہان کا حاکم پیکر پرست تہا - وہ میرا معتقد ہو گیا - مگر وہان کے قلندر مجہپر رشک کرنے لگے - ایک بڑی اونچی آگ جلائی - اور کوئلون کا ڈہیر فراہم کیا - مجکو دعوت دی - کہ ہمنے حلوائے بے دود کا پکایا ہے - مجکو اِن لوگون کے قانون وقاعدہ کی خبر نہین تہی - لہذا مینے قبول کرلیا - اتنے مین مجکو آگ کے نزدیک لے گئے جبنے ایک بارگی اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کا نام لیکر اُن کی مشتعل کی ہوئی آگ کو پانون سے روند ڈالا - ابراہیمی ہمت نے اظہار ولایت کر کے آگ مین ارغوانی پہول کی خاصیت پیدا کی مصرع آتش بنرودیان گلزار اوست

یاد مولانا سید احمد ابن محمد[2] تہانیسری

آپ ظاہری علوم - کامل طور پر جانتے تہے - سلطان بہلول لودہی کے عہد مین اپنے وطن سے دہلی مین آکر مکان بنا لیا تہا - شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید - اور مولانا خواجگی نحوی کے بہائی ہین - کہتے ہین جب بہائی کی خواب مولانا کے گوش گزار ہوئی جس کی تعبیر دہلی کی بربادی تہی - تو آپنے فرمایا - یہ خواب وخیال حیرت و اعتبار کے قابل نہین ہین - اور اس بنیاد پر وہان سے نقل وحرکت کا خیال دل مین نہین آنے دیا - آپکے بہائی انہین ایام مین دہلی سے سامان اقامت اُٹہا کر کالپی مین چلے گئے - چند روز بعد صاحب قرآن امیر تیمور نے دہلی فتح کرلی - اور دوسرے باشندگان شہر کی طرح - مولانا بہی گرفتار ہوئے - مگر ایسے شخص کی حراست مین آئے - جو طالب علمی کا شوق رکہتا تہا - ایک روز وہ شخص اپنے ہم مذاق لوگون کے ساتہ مطول معانی پر مباحثہ کر رہا تہا مولانا نے

[51] کہٹو - اجمیر سے تقریبا تیس کوس کے فاصلہ پر شمال اور مغرب کے درمیان مین ایک قصبہ ہے - ناگور ضلع مین ہے ۱۲

اُس کے نادرست پڑھنے پر مطلع ہو کر قیدیون کے درمیان سے سر اونچا کیا - اور کہا - اِس عبارت کے واسطے یہ معنی موزون نہین ہین - اُس شخص نے متحیر ہو کر مولانا سے عذر و معذرت کی - اور کیفیت حال صاحب قرآن کے حضور مین جا کر بیان کی - اِس پر نہایت تعظیم کے ساتھہ مولانا کو بارگاہ سلطانی مین لے گئے اور صدر مقام پر بٹھایا - صاحب قرآن نے بھی معذرت کے طور پر کہا - دہلی پر یورش - ہوائے نفسانی سے نہین کی گئی ہے - بلکہ علمائے بخارا کے فتوی سے ہے - فتوی لاؤ - تاکہ ہم دکھائین - مولانا نے فرمایا - اب فتوے کا دکھانا اور دیکھنا کوئی مفید بات نہین ہے - کاش - اِس یورش سے پہلے مین دیکھتا - تاکہ علمی معاملہ پر مباحثہ کیا جاتا - اور جائز ناجائز کی تمیز ہوتی اِس اثنا مین مولانا برہان الدین ملتانی مرغینانی صاحب ہدایہ فقہ کے پوتے آ گئے - اور مولانا احمد کے بالائے دست بیٹھے - دریافت فرمایا - یہ کون ہین - لوگون نے کہا - فلان کے پوتے ہین - آپ نے ہنسی کی راہ سے کہا - جس شخص کے دادا نے فقہ مین چودہ جگہہ خطا کی ہے - ممکن ہے - کہ اُس کا پوتا ادب کے بارہ مین ایک جگہہ پر غلط ہو - یہ سنکر وہ برہم ہوئے - اور مولانا کے دامن سے اُلجھہ گئے - کہ اِس اجمال کی تفصیل کرنی چاہیے - مولانا نے فرمایا - کہ وہ خاص خاص مقام اس وقت میرے ذہن مین نہین آتے ہین - میرا لڑکا جما رحمہ اللہ جانتا ہے - حسب حکم صاحب قرآن - نقیبون نے شیخ جما کو لشکر مین سے تلاش کر کے نکالا - دوسرے روز لشکر اور شہر کے علما کی مجلس منعقد ہوئی اور علمی گفت و گو بیش کی گئی القصہ شیخ جما نے باپ کے فرمانے کے بموجب - ہدایہ کی وہ چودہ جگہہ جن پر اعتراض وارد ہے - شمار کرا دین - اور مناظرہ کے ساتھہ ثابت کر دین - اس پر چارون طرف سے آفرین آفرین کی آواز آنے لگی صاحبقران نے فرمایا - اس شہر مین درس پانے والون کے واسطے خانہ و خانقاہ اور مولانا کے واسطے محل تعمیر کیا جائے - مولانا نے کہا - مولانا خواجگی - اور نیز دیگر اہل ولایت جو میرے ہم نشین تھے - یہان سے کالپی کو چلے گئے ہین - اور وہین بود و باش اختیار کر لی ہے - لہذا اب یہی بہتر معلوم ہوتا ہے - کہ مین بھی اُنہین کے ساتھہ رہون اور اُنہین کے پاس مرون - کیونکہ اب عمر کا آفتاب زرد ہو گیا ہے - بالآخر آپ قلعہ کالپی مین آئے - اور بقیۃ العمر درس دیتے رہے - عربی زبان کا ایک قصیدہ آپ کا نعت مین ہے - جس کو قصیدہ بردہ کے ہم پلہ کہہ سکتے ہین - مولانا عبد الحق دہلوی نے اپنے تذکرہ مین اُس کی بہت سی ابیات لکھی ہین مصرع بادا کشادِ غرفۂ علم ازل برو -

یاد خواجہ ضیاء الدین برنی

آپ نامور اہل سخن - اور مصنفین مین سے تھے - بہت سی تصنیفات اور تالیفات آپ کی یادگار ہین جیسی ثنائے محمد علیہ السلام - عنایت نامہ الٰہی - ماثر السادات - تاریخ فیروز شاہی - وغیرہ وغیرہ آپ اپنی سخن آرائی سے مجلس

کامگن۔ عجیب عجیب مضامین سے محفل کی نشاط۔ اور شیرین بیانات سے ہم نشینون کی خوشی بڑہاتے تہے سلطان نظام الاولیاء کے مرید۔ خسرو اور خواجہ حسن سنجری کے با اخلاص دوست۔ اور سلطان محمد تغلق کے ندیم خاص تہے۔ سلطان آپ کو بہت کچہہ تکلف کے ساتھ اپنے ہمراہ رکہتا تھا۔ جب سلطنت کی نوبت فیروز شاہ کو پہونچی۔ آپنے ہی پیر سے گوشہ نشینی کی درخواست کی۔ پیر نے قبول فرمایا۔ اکثر کتابین۔ اُس فرصت مین تصنیف فرمائی ہین۔ کہتے ہین آخیر زندگی مین دنیوی سامان جو کچہہ پاس تھا۔ پیر بزرگوار کی نذر کر کے درویشون کو دیدیا تہا۔ جب آپ کا زمانہ زندگی پورا ہوا۔ تو آپ کے حجرہ مین چادر اور بوریے کے سوا۔ کچہہ نہ تھا۔ بعض کہتے ہین۔ کہ سلطان نظام الاولیا کے زمانہ مین تین شخص ضیا نام کے تہے۔ برنی بخشی۔ اور سنامی۔ اولین مرید کامیاب۔ آخرین منکر ناکام۔ اور متوسط دونون سے علیحدہ۔ اس حالت مین تینون زندگی گزارتے تہے۔

قطعہ

برنی و بخشی و سنامی	نام این ہر سہ تن ضیا بوده
اولین معتقد پسین منکر	ثانی از ہر دو بے نوا بود د

اور بعض کہتے ہین۔ کہ صرف موضع برن سے ہی۔ تین کس ضیا نام کے آئے تہے۔ تینون اہل علم۔ اہل سخن۔ مشائخ دوست۔ مرید اور متمتعات ہر دو عالم سے مستفید تہے۔ رحمہم اللہ۔

یاد شیخ رکن الدین مودود کان شکر نہروالہ

آپ۔ نسب کے اعتبار سے خواجہ علم الدین محمد کے بیٹے ہین۔ خواجہ علم الدین محمد۔ خواجہ علاء الدین یوسف کے بیٹے تہے خواجہ علاء الدین یوسف۔ خواجہ بدر الدین سلیمان کے بیٹے تہے۔ خواجہ بدر الدین سلیمان۔ اسوۂ اولیائے کرام مخدوم شیخ فرید الدین مسعود گنجشکر کے بیٹے ہین۔ قدس ارواحہم اور بیعت و خلافت کے اعتبار سے آپ شیخ محمد زاہد کے خلیفہ ہین۔ شیخ محمد زاہد یوسف کے بیٹے۔ یوسف۔ احمد کے۔ احمد محمد کے۔ محمد۔ خواجہ علی کے۔ خواجہ علی۔ ابی احمد کے۔ اور ابی احمد۔ قطب مشائخ عظام۔ خواجہ مودود چشتی کے بیٹے ہین۔ نور مرقدہم۔ اور نیز آپ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ مندوی کے پیر و مرشد ہین۔ نزہ سرہٗ تجرید و تفرید کی ریاضت۔ اس حد تک پہونچی ہوئی تہی۔ کہ اکثر راتون کو ایک وضو کا بہی پانی باقی نہین رکہتے تہے۔ فرماتے تہے۔ تہجد کے وقت غیب سے ہم کو پانی پہونچ جاوے گا۔ آپ کی قبر پٹن گجرات مین ہے۔ جس کا نام پرانی کتابون مین نہروالہ ہے۔ کہتے ہین۔ ایک روز سلطان عشاق۔ یگانۂ آفاق۔ سید محمد گیسو دراز۔ آپ کی ملاقات کے واسطے آپ کے پاس آئے۔ باہم معرفت کی گفت و گو ہوئی۔ اس ضمن مین سید نے دریافت کیا۔ کہ جو کشف اور فتوحات سلطان عارفان بایزید بسطامی

اور سید طائفہ جنید بغدادی قدس سرہما کو ہوتی تہین - وہ اس زمانہ مین نہین ہوتی ہین - اس کی کیا وجہ ہے - فرمایا اُس زمانہ کے لوگ کمر مین ہمیانی نہین باندہتے تہے - کہتے ہین - سید کی کمر مین ہمیانی بندہی ہوئی تہی - اُسی وقت کہول پہینکی - ہجری سنہ سات سو پانچ مین آپ عالم ارواح سے عالم اجسام مین آئے تہے - جب پچیس سال کی عمر ہوئی - تو خدا شناسی کی طلب مین قدم رکہا - اور بائیسوین شوال ہجری سنہ آٹہہ سو گیارہ کو عالم قدس کی تیاری فرماکر عالم اجسام کی چار دیواری کو رخصت کیا -

مصرع رکن دین را استواری باد از اسرار او

یاد سید محمد گیسو دراز

آپ شیخ نصیر الاولیا چراغ دہلی کے خلیفہ ہین - قبر قصبہ گلبرگہ مین ہے - جو گول کنڈہ صوبہ دکن کی سرکار مین واقع ہے - جب آپ دہلی سے باجازت پیر بزرگوار دکن کی طرف روانہ ہوئے - تو اثنائے راہ مین گوالیار بہی گزر ہوا - اُن ایام مین شیخ علاءالدین متوطن کالپی جاگیردار تہا - اُس نے مع تمام علما اور عقلا کے آگے بڑہکر استقبال کیا - اور بکمال عزت و اکرام کے ساتہہ آپ کو شہر مین لایا - اُس کے چار بیٹے تہے - اور ہر ایک بیٹا - علم کا گویا ایک رکن تہا - ان مین سے شیخ ابو الفضل - ابو سعید - اور ابو البرکات کو سید کا مرید کرا دیا اور اسباب سفر کی تیاری ضرورت سے زیادہ کر کے - رخصت کیا - آپ جب دکن مین پہونچے ہین - اُس وقت سلطان احمد بہمن شاہی کا زمانہ تہا - جب سلطان نے بہت کچہہ تعظیم کر کے مسند سلطنت پر بٹہایا - تاج - تخت - چتر - اور علم پیش کش کئے - اور اپنے پرگنہ مین سے متعدد موضعے اور باغ خانقاہ کے نام سے وقف کئے - چنانچہ مسافر و مقیم - اور تونگر و درویش ملاکر ہزار آدمی صبح و شام آپ کے خوان سے کہانا کہایا کرتے تہے - چراغ دہلی کے سلسلہ کو آفتاب کی طرح فروغ آپ کی ذات سے ہے - آپ کی عمدہ عمدہ تصنیفین بہت سی ہین - منجملہ اِن کے ایک کتاب تمام ہے سلوک اور تصوف مین - اس کتاب کی عبارت تمام و کمال معما اور تاویل کے طور پر واقع ہے - دوسری معدن المعانی اور تیسری شرح سوانح امام احمد غزالی رح - سوانح کے بارہ مین آپ فرمایا کرتے تہے - یہ ایک دوشیزہ دختر ہے جس کو ہنوز معنی آفرین اہل سخن کے اندیشہ کا ہاتہہ تک نہین لگا ہے - اور الفاظ کا نقاب اس کے مقاصد کے چہرہ پر بدستور پڑا ہوا ہے - کہتے ہین - شرح لکہنے کے بعد پیٹ سے خون آنے لگا تہا - ہجری سنہ آٹہہ سو پچیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے - آج کل آپ کے فرزند مذکورہ بالا قصبہ مین اُسی سلطنت کی صورت پر سلسلہ کو ظاہر مین جاری رکہتے ہین - باطن کی پیروی بہی خدا کرے - روزی ہو -

یاد سید محمود

آپ سید سماءِ خورد کے بیٹے ہین - سید سماءِ خورد - سید سماءِ بزرگ کے - اور سید سماءِ بزرگ ناصر مصری کے فرزند تھے - آپ کی زادبوم اور خوابگاہ دونون منڈو (مانڈو) ہین ہین - سید محمد جن کا لقب جوانی مین سیف خان تھا - دولت اور سپاہگری ترک کر کے تمام عمر درویشی اور ریاضت مین گزاری - ان کا بیان ہی - کہ سید ناصر مصری کے یہان اپنے شہر مین ہزار آدمی ذی ہنر اور پیشہ ور ملازم تھے - پیشہ ورون کی محنت کے حصہ مین سے جو کچھہ ہر روز ہاتھہ لگتا تھا - وہ سب سید ناصر خانقاہ کے صوفیون اور مہمان سرا کے آنیوالون کے خرچ مین صرف کر دیا کرتے تھے - ایک روز ایک غلام اپنے ہمرازون سے کہہ رہا تھا - کہ ہمارے سید - اپنے غلامون کے کسب کی آمدنی پر خانقاہ داری کرتے ہین - اور ہم سب عیال دار ہو گئے ہین - اب آمدنی اُجرت کا یہ حال ہے - کہ بال بچون کے روزانہ خرچ خوراک کو بھی مکتفی نہین ہوتی ہے - اِس غلام کی یہ شکایت ایک دم خواجہ کے دل مین چبھہ گئی - سید ناصر مصری نے اِس طرح سے قلندرانہ صورت بنائی کہ کسی نے نہین پہچانا - اور ہند کی طرف چلے آئے - سیر کنان حصار فیروزہ مین پہونچے - اِس جگہہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی - جو کیمیا کا علم و عمل جانتا تھا - ناصر مصری نے درویش کی مصاحبت اختیار کی - بالآخر مقیم درویش - آنے والے کی سرگزشت پر آگاہ ہوا - چونکہ مقیم نے نو وارد کو سنجیدہ آدمی پایا - لہٰذا اپنا داماد کر لیا - اور علم اکسیر سکھا کر فرمایا - اپنے وطن کو چلے جاؤ - اور تمام غلامون کو آزاد کر کے اس عمل کے ذریعہ سے عمدہ طور پر خانقاہ کو رونق دو - **القصہ** سید ناصر مصری نے حکم اُستاد کی تعمیل کی اور چند سال بعد اپنے بیٹے سید سماء کو کیمیا بنانا سکھا کر ہندوستان کی طرف روانہ کیا - اور فرمایا حصار مین جا کر بزرگ اُستاد کا حال معلوم کرنا - سید سماء جب حصار مین آئے - تو اُس مہربان اُستاد کو زندہ نہ پایا - آخر کار کیمیا کے ذریعہ سے ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لیا - جو سپاہیانہ صورت اور درویشانہ سیرت رکھتے تھے - اور مع اِن سب کے منڈو (مانڈو) مین آئے - اُس زمانہ مین رام دیو رای - اس صوبہ کا حاکم تھا - وہ مشیت ایزدی سے مقابلہ نہ کر سکا - منڈو (مانڈو) کا قلعہ خالی چھوڑ کر جنوبی سمت مین چلا گیا - اور یہ بزرگ مقام اہل اسلام کے ہاتھہ آیا - اور اس وقت سے یہان سر نو بنیاد اسلام قایم ہوئی - اِس کے بعد سلطان ہوشنگ پسر دلاور خان غوری نے نوین صدی کے آغاز مین زیادہ آباد کیا - اور دین محمدی کو بہت کچھہ قوت حاصل ہوئی - اور سید محمود کی درویشی کی رونق کمال کو پہونچی - آپ صاحب فضیلت و کرامت بھی ہوئے ہین -

یاد شیخ یوسف بدھا ایرجی

مقتول العشق آپ کا خطاب ہے۔ اتفاق زمانہ نے آپکے بزرگون کو خوارزم سے ہندمین لاکر قصبہ ایرج مین آباد کیا تھا۔ قصہ کوتاہ جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ تو خواجہ اختیار الدین عمر کی خدمت سے آپنے کتابی علوم۔ اور قلبی کمالات کی تکمیل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پھر سید جلال الدین بخاری اور شیخ راجو قتال کی ملازمت مین پہونچکر وہان سے بھی بہت کچھہ فائدہ اُٹھایا امام محمد غزالی کے منہاج العابدین کا ترجمہ۔ آپ ہی کی تالیفات سے ہے۔ فارسی شعر کا بھی ذوق تھا۔ تاریخ محمدی کے مصنف نے جو آپ کا مرید ہے۔ لکھا ہے۔ کہ آپ کی خانقاہ مین قوالی کی مجلس ہجری سنہ آٹھہ سو چونتیس مین ہوئی تھی۔ صوفیون کی جماعت پر حالت طاری تھی۔ آپ بھی شورش کر رہے تھے یکایک آپ کی روح کالبد سے عالم لاہوت کو پرواز کر گئی۔ آپ کی قبر وہین خانقاہ کے صحن مین بنائی گئی۔ اور سلطان علاءالدین محمود دسپر خان جہان خلجی منڈوی نے آپ کی قبر پر ایک عالیشان گنبد تعمیر کرادیا مصرع خدایش خیر دہاد آنکہ این عمارت ساخت

یاد شیخ علی پرو

پرو ایک موضع ہے مہائم کے اطراف مین۔ جو گجرات کے زیرین حصہ مین ایک بندر ہے۔ آپکے پدر بزرگوار کا نام احمد مہائمی ہے۔ دونون جہان کے حقائق اور اسرار کے آپ عارف تھے۔ صوفیون کی اصطلاحات مین آپ شیخ محی الدین عربی اور شیخ صدرالدین قونیوی کے پیرو ہین۔ اور ان دونون بزرگوارون کی تصنیفات پر آپ نے عمدہ شرحین۔ لکھی ہین۔ اور سنجیدہ حاشیے لگائے ہین۔ زوارف شرح عوارف آپ کی ہی ہے۔ اور تفسیر تبصور رحمانی مین جس مین عبارت ترجمہ کے ساتھہ قرآنی ترتیب کو ملایا ہے۔ اور آیات کو تکرار سے علیحدہ کیا ہے۔ یہ پسندیدہ طریقہ تمام آپ کی اختراع ہے۔

ایک رسالہ مین لکھا ہے۔ امام جمال الدین محمد نام یمن مین ایک عالم تھے۔ اُن کا خط ایک خادم میرے پاس لایا۔ اور اُس نے یہ بیان کیا۔ کہ شرف الدین علم قرآن مینی کی فہم اور بصیرت اس قدر تو ہے نہین۔ جس کی شعاعین شیخ محی الدین عربی کے کلام پر پڑسکین۔ باایہمہ اُس کو شیخ سے انکار ہے۔ گو انکار کا باعث اس کی کوتاہی اور نارسائی ہی ہے شیخ کی اور پیروان شیخ کی تکفیر کرتا ہے۔ یہ ناصواب بیان سنکر خیال پیدا ہوا کہ حق بات ضرور ظاہر کرنی چاہیے۔ اور پھر اس خیال نے مجکو گھر مین بیٹھنے نہین دیا۔ ناچار سفر کے واسطے کمر باندہ کر یمن کے راستہ پر ہولیا۔ اور وہان پہونچکر الزامی حجتین اور قطعی دلیلین پیش کین۔ بالآخر مینے شبہات کا کوڑہ کرکٹ۔ اور طعن و تشنیع کا گرد و غبار معلم کے عقائد سے دور کر دیا۔ کیونکہ گروہ صوفیہ جنہون نے ماسواے طریقت کو ترک کر کے حقیقت اور شریعت مین

باہم تطبیق دی ہے۔ اور اپنے تئیں نیست شمار کر کے درمیان مین نہین لاتے ہین۔ اِن کی امداد تمام خداشناس عالمون پر لازم ہے۔ آپ شیخ صدرالدین قونیوی کی نصوص کی شرح لکھنے کے بعد کچھ کم دس سال امکانی لباس مین زندہ رہے۔ اور شرح مذکور کی تالیف ہجری سنہ آٹھ سو تیس مین ہوئی ہے۔ اور بعض کے نزدیک آپ کی رحلت کا سال اور مہینا جمادی الاخری ہجری سنہ آٹھ سو پنتیس ہے۔ خوابگاہ مہائم۔

یاد مولانا نظام الدین خاموش

آپ گویا وجوب و امکان کے دو دریاؤن کے درمیان مین برزخ تھے۔ جمالی اور جلالی نمائشین آپ کی ذات مین نمایان تھین۔ اصول حقائق کی مسند کو آپ سے زینت تھی۔ اور فروع طریقت مین روایتون کا آپ ماخذ تھے۔ تصوف کے میخانہ مین آپ کے بیان کی برابر جو سراپا جوہر ہے۔ کوئی کیف نہین ہے۔ سماع کی مجلس مین آپ کو جوش اور خروش نہین ہوتا تھا ہمیشہ اپنے باطن کو دیکھنے مین ظاہر مین آنکھہ باہر کی طرف سے بند کرکے اندرونی اور باطنی آرائش کے سامان مین رہتے تھے۔ جس زمانہ مین بخارا کے مدرسہ مین آپ تحصیل علم کر رہے تھے۔ اُس زمانہ مین خواجہ بزرگ کی ملازمت سے توفیق رفیق ہوئی تھی۔ اور اس خانوادہ کی محبت کا نقش آپ کے دل پر بیٹھ گیا تھا۔ اُسی روز سے آپ نفس کے مجاہدہ اور اصلاح مین سلسلہ جنبانی کرتے تھے۔ یہانتک کہ خواجہ علاء الدین عطار کی خدمت مین پہونچکر آپ کی روشن ضمیری کی قوت حاصل ہوگئی اور دوئی نما زہد خشک سے رہائی پا کر یکتائی سے بہری ہوئی توحید کا گھونٹ پی لیا۔ اور مست ہو گئے۔ قدس اللہ اسرارہم

یاد خواجہ عبداللہ امامی اصفہانی

آپ معرفت و کمالات کے دریا۔ توحید کی کان۔ اور خواجہ علاء الدین عطار کے مریدون اور دوستون کے سرگروہ تھے۔ آپ نے خواجہ علاء الدین عطار کے دلچسپ بیانات اور کرامات کو قلم بند فرما کر اہل زمانہ کے واسطے سامان استفادہ بہم پہونچایا ہے۔ اُس مین آپ لکھتے ہین۔ تلقین معرفت کے آغاز مین ہمارے خواجہ کا یہ طریقہ تھا۔ کہ طالبون کو یہ تعلیم ہوتی تھی کہ اپنا عنصری خزانہ۔ اور قوی و ادراکات کے تمام و کمال جواہر۔ عنصری جسم مرشد کے ہاتھ فروخت کرنے چاہئین۔ جو الٰہی ہستی کی آمد و رفت کا دریچہ ہے۔ زبان تصوف مین ہدایت کی اس شکل کو۔ فنا فی الشیخ کہتے ہین۔ تاکہ جو شخص ہستی کو فروخت کرکے۔ اُس کی عوض مین نیستی کا خریدار ہے۔ اُس شخص کو اگر سلوک کی گھاٹیون مین انقباض پیدا ہو تو اُس خدائی آئینہ (مرشد) کے تصور سے مقصد کا راستہ مل جاوے۔ کہتے ہین پہلی ہی ملازمت مین پیر نے یہ زمزمہ آپ کو سنا کر آپ کے ہوش و حواس کہو دئے تھے بیت

گم شدن گم کن کمال این است و بس	توز خود گم شو وصال این ست و بس

شیخ احمد یا مخدوم شیخ جمال الدین کھٹو سرخیزی احمد آبادی

کھٹو نام ایک موضع ہے ناگور اور اجمیر کے کوہستان مین۔ یہان آپ رہتے تہے۔ لیکن آپکے آبا و اجداد دہلوی
ہین۔ آپ کی پیدایش بہی دہلی ہی کی ہے۔ صاحب دانش و بنیش تہے ہجری سنہ سات سو اڑتیس مین آپنے اپنے
وجود سے عالم خاک کو شرف بخشا۔ کہتے ہین ایک روز دہلی مین ایسی سخت آندہی آئی تہی۔ کہ بہاری بہاری چیزین
ہوا مین اڑ کر اپنے مقامات سے منزلون دور جا پڑی تہین۔ اُس زمانہ مین آپ خورد سال تہے۔ ملک نصیر الدین
نام تہا۔ گلی کوچہ مین اپنے ہم عمرون کے ساتہ کہیل رہے تہے۔ بگولہ کے ساتہ آپ کا دامن بہی لپٹ گیا۔ اور
بگولہ آپ کو پتنگ کی طرح ہوا مین اڑاے گیا۔ موضع کہٹو کی سرحد مین۔ جو دہلی سے کوسون دور ہے آپ نیچے اُترے
اُس زمانہ مین بابا اسحق مغربی نے اُس موضع مین حجرہ عبادت بنا رکہا تہا۔ بابا اسحق حاجی محمد کیمی کے خلیفہ
ہین۔ جنہون نے چالیس حج کئے تہے۔ اور نیز حاجی جی اسوۃ العرفا ابو مدین مغربی کے سلسلہ مین سرگروہ تہے۔
قدس سرہم اور اسوۃ العرفا ابو مدین مغربی۔ سید عبد القادر جیلانی کے ہم عصر ہوئے ہین۔ **القصہ** ازلی
سعادت نے اُس طفل کی پرورش کا حکم بابا کے نام جاری کیا۔ بابا نے جمال الدین احمد نام رکہا۔ آپ جب کمال
ہوش کو پہونچے حقیقی بیعت کی رسم ادا ہوئی۔ اور تہوڑی سی خدمت اور ریاضت سے عالم ارواح اور عالم اجسام
کے کمالی مرتبہ پر فائز ہو گئے۔ آٹہوین صدی کے آخرین حصہ مین سلطان احمد ابن مظفر کا عہد تہا۔ کہ پیر کے
ارشاد کے بموجب آپ گجرات تشریف لے گئے۔ اور سابرمتی کے کنارہ جو اب قلعہ احمد آباد کے نیچے رواں ہے
گوشہ گزین ہوئے۔ سلطان وقت نے بہی آپ کی صحبت اور اتفاق کی وجہ سے اُس مقام پر ایک بڑے شہر کی بنیاد
ڈال کر احمد آباد نام رکہا۔ ندیمان خاص کو اس بنیاد کی تاریخ کلمہ **بخیر** ملی اس باعث سلطان نے شہر چانپانیر کو جو
سابقہ حکمران بادشاہون کا دار السلطنہ تہا۔ چہوڑ کر۔ اس نو آباد شہر کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ یہ شہر آپکے
قدوم کی برکت سے ایسا اسلامی شہر بنا۔ کہ تمام ہندوستان مین اس کی مثال نہین ہے۔

لکہا ہے۔ مشائخ زمان قدس سرہم کی ملازمت کی آرزو آپ کو بہت کچہہ رہتی تہی۔ اور وہ ہمیشہ آپ کو سفر مین
رکہتی تہی۔ چنانچہ آپنے ایک خط مین جو شیخ کمال الدین احمد آبادی کے نام سمرقند سے بہیجا تہا۔ لکہا ہے۔ مینے ہجری سنہ
سات سو تراسی مین بحر اعظم کا سفر اختیار کیا تہا۔ جزیرہ عدن مین پہونچکر شیخ عبد اللہ یافعی کے خلیفہ شیخ عبد اللطیف
یمنی سے ملاقات کی۔ بعد مکہ معظمہ کی زیارت سے مشرف ہو کر ارکان حج و عمرہ ادا کئے۔ اور نیز بزرگان مکہ کی ملاقات

سے فائدہ اُٹھایا - پہر صاحب مدینہ **علیہ افضل التحیات** کی زیارت سے شرف حاصل کرکے اپنے خاکی چہرہ کو آپکے آستانہ کی خاک سے منور کیا - اِس کے بعد ہجری سنہ آٹھ سو آٹھ مین ہری کو گیا - اُس وقت شیخ شہاب الدین جنیابانی شیخ خراسان تھے - وہان اُن سے ملاقات کی - پہر سمرقند مین پہونچکر وہان کے مشائخ سے ملازمت حاصل کی - کہتے ہین گجرات مین بازگشت ہوکر بہت جلد یہ سفر انجام کو پہونچ گیا - اور اِس بے مثل شہر مین چندسال طالبان ہدایت کو فیض پہونچایا - جب چودھوین ماہ شوال ہجری سنہ آٹھ سو اونچاس کو فرمان طلب صادر ہوا - توخوشی کے ساتھ عالم ظلمانی سے جہان نورانی کو رحلت فرمائی - آپ کی قبر سیر گنج مین ہے - جو اُس شہر کا ایک بازار ہے - آپ کی قبر پر ایک عالی شان گنبد اور بلند عمارت بنی ہوئی ہے - بعض کہتے ہین - کہ آندہی کے حادثہ کے بعد آپ خواجہ نجیب نساج کے ہاتھ لگے تھے - یہان سے باباکے ہاتھ آئے اس طرح پر - کہ مولانا صدرالدین حافظ مولانا شہاب الدین عالم ہمدانی ڈیڈوانہ کو جاتے تھے - جو دہلی کا پرگنہ ہے - اسواسطے بابا اسحٰق کے پاس رخصت ہونے کو گیے - بابانے فرمایا - اگر کوئی ذی شعور لڑکا ہاتھ آجاوے - تو میرے واسطے لیتے آنا - جب مولانا صدرالدین ڈیڈوانہ مین پہونچے تو خبر ملی - کہ ایک لڑکا نساج کے ہاتھ آیا ہے - مولانا کو باباکا پیغام یاد آیا - لڑکے کے دیکھنے کے واسطے گئے - اور نساج سے مانگ کر باباکے واسطے لیتے آئے -

یاد قاضی شہاب الدین عمر

آپ زابلی - دولت آبادی - جونپوری ہین - زمانہ کے تمام عالمون سے زیادہ عالم - اور جملہ ارباب فنون کے اُستاد تھے - نظم کا شوق تھا - فارسی زبان مین شعر کہا کرتے تھے - آپ کے آبائے بزرگوار کو شیخ الشیوخ سہروردی سے بیعت اور نیز عقیدت تہی - اسواسطے آپ کو تیمنًا پیر سہروردکا رسمی مرید کرا دیا تھا - ظاہری علوم مین آپ مولانا خواجگی نحوی کے شاگرد ہین - جو مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کے شاگردون مین سے تھے - آپنے ہرایک علم مین برجستہ - متن - شرح - اور حاشیے لکھے ہین - منجملاِن کے آپ کی ایک تفسیر بحر مواج بہی ہے - چونکہ یہ فارسی زبان مین ہے - لہذا درسی کتب مین - اس کا شمار نہین ہوا - یہی معانی اگر عربی عبارت مین ہوتے تو عالمون کے نزدیک یہ کتاب کشاف کے ہم پہلو ہوتی -

کہتے ہین - اِس زمانہ مین ایک سید تھے **اجمل** نام - جن کے نسب کا جمال حسب کے زیور سے آراستہ نہین تہا - سید کے سر مین یہ ہوا بہری - کہ ارباب دول کے محفل مین قاضی صاحب کے بالادست بیٹھنا چاہیے - قاضی صاحب نے ایک رسالہ لکہا - کہ جس مین عالم بے سیادت کو سید بے علم پر فوقیت دی - پہر اِس کے بعد دونون کے مساوی درجہ

ہونے کا اقرار کرکے - اس بارہ مین دوسرا رسالہ مرتب کیا - اور اُس مین تصریح کی - کہ میری عالمیت درست اور ظاہر ہے - اور تمہاری علویت احتمالی اور مخفی ہے - لہذا بالادست بیٹھنے کا حق مجکو حاصل ہے - جب یہ مناظرہ مولانا خواجگی کے سامنے پیش ہوا - تو مولانا شاگرد پر غصہ ہوئے - اور سخت ناراضی ظاہر کی جس سے آپ کو شرمندگی ہوئی مجبوراً سادات کی تعریف مین تیسرا رسالہ لکھا - اور مناقب السادات نام رکھا - اس رسالہ پر آپ کی تمام تصنیفات کا خاتمہ ہوگیا ہے - بعض کہتے ہین - کہ مناظرہ مذکورہ کے بعد خاتم النبوۃ **علیہ السلام** نے عالم خواب مین قاضی صاحب کو فرمایا - جاؤ - جہانتک ممکن ہو - سید اجمل کی خوش دلی مین کوشش کرو - اس بنیاد پر آپنے سید کی خدمت مین حاضر ہوکر معذرت کی - اور یہ رسالہ تالیف فرمایا - ہجری سنہ آٹھ سو اڑتالیس مین محفل وجود سے خلوت عدم کو تشریف لے گئے - خوابگاہ جونپور -

یاد میر سید اشرف جہانگیر

آپ کی پیدائش سمنان کی - اور قبر کچھوچھہ مین ہے - کچھوچھہ ایک موضع ہے جونپور کے علاقہ مین - کشف وکرامات - اور منازل ومقامات کے آپ مالک تھے - آپ کے بیان سے عرفان کا آب حیات بہتا تھا - اور آپ کے دل سے شوق ومحبت کی آگ کے شعلے اُٹھتے تھے - سیاحی مین میر سید علی ہمدانی کے رفیق تھے **قدس سرہما** اتفاقات زمانہ سے آپ کا گزر ہندوستان مین بھی ہوا - یہان آکر آپ شیخ علاء الحق بنگالی کے مرید ہوئے - اگرچہ طریقت کے تمام مرحلے آپ بیعت سے پہلے ہی طے کرچکے تھے - آپکے مکتوبات بھی ہین - جن مین درویشی مسلک کی حقیقتین اور دقیقے کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہین - عرفان کی کونسی ایسی گفت وگوئین ہین - اور ولولہ پیدا کرنے والی کونسی ایسی باتین ہین - جو ہر ایک مکتوب کی سطر سطر مین نہین ہین - خدا کرے - یہ مکتوبات دوستون کے مطالعہ سے گزرین - آپ کے کلام کا زیادہ تر حصہ آپ کے فرزند نے فراہم کرکے - ایک بڑی کتاب بنائی ہے - اُس مین لکھتے ہین - ایک قلندر تھا - گانون والے تمام اُس کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے - وہ ہر کسی سے کہا کرتا تھا - کہ اشرف اپنے تئین جہانگیر کہتا ہے - اور صوفیون کی اصطلاح مین یہ لقب خاص قطب کا ہے - اور قطب کی علامت یہ ہے کہ اُس کے جسم کے تمام اعضا ایک دوسرے کا کام کرین - ایک روز ایک جگہہ محفل کی گئی - اور وہ جگہہ امتحان کے لیے قرار دیکر سید کو مہمان کیا - کہانا کہانا شروع ہوا - تو آپ نے صرف ہاتھ سے منہ - دانت - اور حلق کا کام لیا - یہ دیکھکر امتحان کرنے والے کو سخت حیرت ہوئی - آپ حاجی قاضی شہاب الدین عمر دولت آبادی کے ہم عصر ہین - آپنے قاضی صاحب کے خط کے جواب مین عجب ایک خط لکھا ہے جس مین مبحث فرعون کو حل کیا ہے جو فصوص الحکم مین ہے - چونکہ اُس

کتاب کو بزرگون کے احوال کے سوا - دوسرے بیانات سے کم تر تعلق ہے - لہذا بعض لوگوں کی عالی مضامین سے یہ کتاب خالی رہی -

یاد مولانا رکن الدین خوافی

آپ شریعیت دوست - روشن ضمیر - تلاش کے ساتھہ کامیاب - اور عالم باعمل تھے - کہتے ہین - ایک سال کلونجی کی کاشت کی تہی - جب وہ خرمن مین فراہم ہوئی - تو اُس مین سے ایک پیمانہ بہر کلونجی دہقان نے آپ کی اجازت بدون ایک آشنا کو دیدی - اور باقی کے واسطے مولانا سے عرض کیا کہ اُٹھوالی جاوے - آپنے فرمایا - خرمن ابہی ناتمام ہے جب تمام ہوجاوے گا - اُٹھالی جاویگی - اسی طرح پر مولانا کے اور دہقان کے درمیان مین یہ قصہ چلتا رہا - یہان تک کہ کہیت کا کوئی کام باقی نہین رہا - دہقان نے بہت کچھہ غور و فکر کیا - لیکن سوا اُس ایک پیمانہ کے خرمن ناتمام ہونے کا کوئی سبب معلوم نہین ہوا - مجبوراً اُس دی ہوئی کلونجی کو پہر لاکر خرمن مین شامل کر دیا - اُس وقت اجازت ہوئی - کہ خرمن اُٹہاؤ - اور واپس لائی ہوئی مقدار کا سہ چند اُس شخص کو پہنچا دو جس سے واپس لائی گئی ہے - اور نیز فرمایا - چونکہ خیانت اور برکت دونون ایک جگہہ جمع نہین ہوتی ہین - اور صورت معاملہ مین خیانت کے معنی پائے جاتے تہے - اِس واسطے اتنے اہتمام کی ضرورت ہوئی -

یاد شیخ سراج سوختہ

آپ کی قبر کالپی مین ہے - کلام ربانی حفظ تہا - مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کی امامت کیا کرتے تہے - سید صاحب کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض ملتا تھا - اور اپنے خرق عادت کی قابلیت چہپائے رکہتے تہے - سمندر کی طرح محبت کی آگ آپ کی راحت کا باعث تہی - اور ذرہ کی طرح - آفتاب احدیت کے سامنے سرگشتہ رہتے تہے دنیا کی عمر کو ایک روز کی برابر سمجہکر - تمام سال روزہ گرسنگی کے ساتھہ گزارتے - اور تیسری شام کو پرانے سرکہ سے افطار کرتے - ہمیشہ اسی طرح ناہموار نفس کے ساتھہ لڑائی رہتی تہی - آپ رسمی علوم کی تحصیل مین مولانا خواجگی نحوی کے شاگرد ہین - ایک روز پڑہنے کے واسطے حاضر ہوئے - تو مولانا کو کان کے درد سے معذور پایا مولانا نے فرمایا - اگر مانع سبق رفع ہوجاوے تو تم سبق پڑہ سکوگے - آپنے کہا - بہت اچہا - مولانا کے کان کے پاس اپنا سر لے گئے اور آہستہ سے کہا - اے درد گوش - چلا جا - اِس کہنے سے سوزش درد موقوف نہین ہوئی - دوسری بار پہر کہا - اے درد گوش تجکو سراج سوختہ کہتا ہے - چلا جا - یہ کہتے ہی - اُسی دم فوراً بالکل درد جاتا رہا - اور صحت ہوگئی - اور درس حسب معمول شروع ہوگیا مصرع فراوان باد از ہر سوز سازش -

یاد قطب عالم بٹوہ

آپ کا نام سید برہان الدین ہے - اور آپ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے پوتے ہین - ہجری سنہ سات سو نوے مین چودہوین رجب کی صبح کو علم کے وحدت خانہ سے وجود کی محفل مین آپ تشریف لائے - سلطان محمد ابن احمد ابن محمد ابن مظفر کا عہد تھا کہ آپ اوچہ خرد سالی مین اپنے بزرگوار دادا کے ارشاد کے بموجب گجرات مین آئے - اور بٹوہ ایک کوچہ ہے احمد آباد کا - اُس مین آپنے قیام فرمایا - ایک مدت تک سرکش نفس کے ساتھ مخالفت رکھی - اور اس لڑائی مین اُسپر فتح پائی - آپ - گروہ کے گروہ آدمیون کے پشت پناہ بنے - اور آپکے مسیحائے دم سے ظاہری ومعنوی بیمار شفا پانے لگے - کہتے ہین - جو کچھ آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا - چونکہ آپ کا باطنی ارادہ راستی کے ساتھ ہوتا تھا - وہی وقوع مین آجاتا تھا - اِسی قبیل سے تحت الذکر واقعہ بھی ہے - ایک روز علی الصباح گھر سے چلے - تو آپ کا پانون ایک پتھر سے لگا - فوراً بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلا - لکڑی ہے - یا پتھر ہے - یا لوہا ہے - روشنی ہونے کے بعد جو دیکھا - تو اُس شے مین تینون طرح کا حصہ اور رنگ نظر آیا - ہجری سنہ ایک ہزار مین تک جب کہ راقم گلزار خاندیس سے گجرات کو جاتا تھا سنگ مذکور اُسی جگہہ موجود تھا اور لوگ دیکھنے کے واسطے جا بجا سے آتے تھے - آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید ہین - اور قطب الاولیا شیخ احمد کھتو سے بھی خرقہ خلافت پایا تھا - اور نیز شیخ احمد کی بہت کچھ نظر پرورش آپ پر تھی - آپ کے گیارہ بیٹے تھے - سب مین بڑے - نیک منش - اور پسندیدہ اطوار سید محمد ہین - جو شاہ عالم کرکے مشہور عالم ہین - سید محمد کے کسی قدر گرامی حالات جداگانہ لکھی جاوینگے - دوسرے بیٹے سید داؤد - سلطان بہادر ابن سلطان مظفر گجراتی کے وزیر اعظم ہین - اور اختیار خان کے لقب سے نامور ہین - ان دونون کے سوا اور بیٹے جو تھے یہ دین کے بارہ مین پہلے بیٹے سے - اور دنیاوی مرتبہ مین - دوسرے بیٹے سے کمتر تھے -

مصرع مدار قرب حق را قطب این بود

یاد سید تاج الدین سوہی نہروالہ

آپ سراج مشائخ شیخ حسام ملتانی نہروالہ کے روضہ مین مدرس تھے - کسبی اور لدنی علوم آپ کو حاصل تھے خرقہ رہنمائی سید برہان الدین کی عنایت سے زیب بدن کیا تھا - جن کا لقب خاص قطب عالم بخاری گجراتی ہے - اور نیز مخدوم بہاء سی سے بھی خرقہ خلافت ملا تھا - جن کا نام مولانا یوسف ابن احمد سوہی ہے - مولانا یوسف شیخ سوہی کے خلیفہ تھے اور سوہی کو اپنے پدر بزرگوار مولانا شمس الدین بیر یکہ سے خرقہ خلافت ملا تھا -

یاد خواجہ علاء الدین غجدوانی

آپ کے یہان جاودانی بزم ہمیشہ ہوا کرتی تھی - اسواسطے گویا آپ اِس بزم کے میزبان ہین - اور ایزدی تجلیات مین مدہوش رہتے تے - خواجہ بزرگ کے برگزیدہ یار تے - آلہی اسرار کی آگاہی - اور خدائی اطوار کے بیان کرنے مین آپ یگانہ ہفت اور صحیح البیان تے - کہتے ہین - جب معرفتون کے بیان کا جلسہ گرمی پر آتا تہا - تو بیخودی مع رفتگی آپ پر ہجوم کرکے آتی تہی - اور اِس کے ہجوم سے آپ کا رسمی شعور اور مجازی ادراک بالکل غارت ہوجاتا تہا لیکن گفت وگو کا تار آغاز سے انجام تک نہین ٹوٹتا تھا - غالباً ظاہری عقل کے رخصت ہوجانے سے معنوی ہوش کا چہرہ نمایان ہوجاتا تہا محققون کا قول ہے - اِس قسم کا نشہ - طریقت کے سلسلہ مین راستہ چلتے چلتے اُس وقت کیف لاتا ہے - کہ جب لوازم تعینات اور مراتب وجود - جو مطلق ذاتی صفات کے ساتھ مقید ہین - تبدیل ہوجاتے ہین آپ نے خواجہ بزرگ کی اجازت سے - خواجہ پارسا کی خدمت اختیار کرلی تہی - پیر پارسائے اولیا کا ربط آپ کے ساتھ یہان تک بڑہا - کہ خواجہ پارسا کو آپ سے ملنے اور ہمراز ہونے کے بدون صبر نہین آتا تھا - نیز خواجہ پارسا نے اپنے مین ایک لحظہ بہی دوری کی طاقت نہ پاکر واپسین سفر تک آپ سے جدائی پسند نہین کی - اور ہمیشہ فرمایا کرتے تے - کہ آپکے دیدار سے خواجہ بزرگ کی گرامی نسبت ہمیشہ دل مین تازہ ہوتی ہے - قدس اللہ اسرارہم

یاد سید علاء الدین راٹھی

آپ سید معین ایرجی کے بھائی کے بیٹے (بھتیجہ) اور نیز داماد ہین - آپ کی ذات مین تمام حقیقی کمالات جمع تے اور الٰہی تجلیات آپ کے اوپر وارد ہوا کرتی تہین - آپنے شب قدر بارہا دیکھی تہی - آپ کی خانقاہ مین ایک درخت تہا - ایک روز صبح کے وقت دفعتۃً شہر والون نے درخت کی سب سے اونچی شاخ پر ایک رومال بندہا ہوا دیکھا متعجب ہوکر کیفیت حال آپ سے دریافت کی - آپنے فرمایا - گذشتہ شب کو شب قدر تہی - جس وقت یہ درخت جھک کر سربسجدہ ہوا تھا - اُس وقت مینے یہ رومال شاخ مین باندہ دیا تہا - غرض یہ ہے - کہ تمام سال کی راتون مین شب قدر کے دائر رہنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے - ہمارے زمانہ کے عالمون کو قائلین شب قدر کی طرف مائل ہونا چاہیئے - آپ کی ابدی آرامگاہ راٹھ ہے - اور راٹھ ایک قصبہ ہے - سرکار کالپی کا مصرع ع عرش علی مقام روحش باد -

یاد شیخ الاسلام

آپ کی زاد بوم اُچھ اور خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے - نام آپ کا چاپلدہ - اور شاہ - راجو قتال کے خلیفہ مین جن سے خاندان سہروردیہ کا چراغ روشن ہے - اور مخدوم جہانیان قدس سرہ تک سلسلہ بے واسطہ پہونچتا ہے

کہتے ہین۔ آپ عمارت اور آبادی مین کم بیٹھتے تھے۔ ویرانہ اور جنگل مین مقام رکھا کرتے تھے۔ دن کے اولین حصہ مین چار گھڑی دن چڑھے تک درندے اور حشرات الارض۔ سلام کے واسطے حاضر ہوا کرتے تھے۔ ہجری سنہ آٹھ سو دس مین سلطان ہوشنگ پسر دلاور خان غوری کا عہد تھا اُس زمانہ مین سفر حجاز کو آپ جاتے تھے۔ کہ منڈو (مانڈو) پر بھی گذر ہوا محمود خان ابن خان جہان خلجی جس کے سر مین بادشاہ ہونے کی ہوا بھری ہوئی تھی۔ آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا کھانا سامنے رکھا گیا۔ آپ نے متواتر چار لقمے محمود خان کے منہ مین دئے۔ اور فرمایا۔ صوبہ مالوہ کی شاہنشاہی تیرے یہان تیرے دیگر تین فرزندون تک رہے گی محمود خان نے شکریہ ادا کرکے عرض کیا۔ یہ آرزو اور ہے۔ کہ معاودت اسی راستہ سے فرمائی جاوے۔ آپنے التماس قبول فرماکر کہا۔ اس راستہ سے معاودت اگر خدا چاہے گا۔ تو ہوگی۔ اور رخصت فرمایا۔ قصہ کوتاہ جس وقت محمود خان کو فرمانروائی کے عین شباب مین خط استوا کے آفتاب کی طرح کمال فروغ حاصل تھا۔ اُس وقت پھر شیخ کی تشریف آوری کی خبر ملی استقبال کرکے کمال تعظیم سے لایا۔ اور جشن شادی کرکے۔ اپنا داماد بنالیا۔ اور عبادت کی سہولیت کے واسطے آرام و آسائش کے بہشت نما مکانات تیار کرا کر دنیاوی اسباب جس قدر مناسب تہا۔ جہیز کے طور پر۔ خدمت مین پیش کیا۔ آپنے ازراہ استغنا دل ناداں ہوکر پیش شدہ ہدیہ۔ ہمراہیون کو جو صاحب احتیاج تھے۔ اور نیز دیگر باشندگان شہر کو عام طور پر تقسیم کردیا۔ اور بقیۃ العمر ظاہری اور باطنی علم کا درس و تلقین دیتے رہے بہت سے طلبا کامیاب ہوئے۔ ایک روز سلطان نے عرض کیا جس طرح زندگی مین ہمیشہ ملازمت میسر آتی رہتی ہی اگر رحلت فرمائی کے بعد بھی ایک ہی جگہہ قبر بنائی جاوے۔ تو دونون جہانکے کام بن جاوین۔ جب آپنے کوچ فرمایا۔ تو بموجب قرارداد آپ سلطانی مقبرہ مین دفن کیے گئے۔ پھر چند روز بعد سلطان کو بھی واپسین سفر پیش آیا۔ سرداران ملک نے بالاتفاق گور شیخ سے اوپر کی طرف سلطان کے مزار کا تعویذ بنایا۔ سلطان مرحوم نے اپنے بیٹے سلطان غیاث الدین کو خواب مین ہدایت کی۔ کہ محمود کا کالبد زمین مین سے نکال کر شیخ کی تربت کے تحت مین دفن کرنا چاہیے عقلانے غور اور فکر کے بعد کہا۔ بہتر یہ ہے۔ کہ شیخ کی قبر سلطان کی قبر کی برابر مین بنادی جاوے۔ اُس وقت شیخ الاسلام کے فرزند شیخ بدہا نے جو اعتقاداً سجادہ نشین تھے۔ بیان کیا۔ آج کی رات کی مہلت دیجاوے۔ کل کے روز جس طرح مصلحت معلوم ہو عمل کیا جاوے۔ چنانچہ اُس روز کام ملتوی رہا۔ رات کو شیخ کی قبر پھر کی طرف چلی گئی۔ آدہی رات کے وقت قبر کے سرکنے کی آواز مقبرہ کے مجاورون نے اور نیز دوسرے لوگون نے بہی سنی صبح کے وقت جب یہ خرق عادت دیکھی گئی۔ تو سلطان غیاث الدین کو اطلاع کے

ساتھ شہر کے سب چھوٹے بڑوں کو سخت حیرت ہوئی - اور حیرت کے ساتھ عقیدت بڑھی مصرع خوابگاہش نسخۂ فردوس باد

یاد شیخ محمد پور عیسیٰ

آپ کو محمدی ولایت کے کمالات حاصل تھے - زیادہ عمر پانے مین نوح علیہ السلام کے شریک تھے - اور دونون عالم حق دانش کی بیعت اور تلقین مین پیر ہونے کا مرتبہ پایا تھا - ظاہری علم اور اندرونی بصیرت کا سرمایہ آپ کو شیخ فتح اللہ اودھی کی تعلیم اور رہنمائی سے ملا تھا - جن کو بعض لوگ بدایونی بھی کہتے ہین - ہمیشہ زانوی مراقبہ پر سر رکھنے کے سبب کمان کی طرح آپ کی کمر خم ہو گئی تھی تمام زندگی کا زمانہ تنہائی اور تجرید مین گزارا - اس خوف سے کہ نگاہ عورت پر نہ پڑے - آسمان اور زمین کی طرف کبھی آنکھ بھر کر نظر نہین ڈالی - ہجری سنہ آٹھ سو ستر تاریخ چوبیسوین ربیع الاول کو امکان کے طلسمی کارخانہ (دنیا سے) وجوب کی حقیقی فضا (عالم ارواح) کی طرف کوچ فرمایا - آپ کے مریدین اور خلفا مین انیس اشخاص زیادہ بزرگ ہین - ان مین سے (ایک) شیخ بدھا حقانی تھے - جن کی رہنمائی کا شہرہ سلطان حسین شرقی کے زمانہ مین علم تھا - (دوسرے) بہاء الدین نتھو (تیسرے) شیخ سوندھو بنارسی (اور چوتھے) شیخ احمد عیسیٰ بھی تھے بظاہر کی طرح - یعنی آپ کے ساتھ نسبت برادری رکھتے تھے -

یاد مولانا نظام الدین نہروالہ قدس سرہٗ

آپ رسمی علم کے عالم متبحر - اور مستجاب الدعوات تھے - اکثر آپ کی دعاؤن کا تیر - نشانہ پر لگتا تھا - کہتے ہین کہ آپ ہمیشہ شاہ احمد آباد سے اُس قدر وجہ معاش کی درخواست کیا کرتے تھے - جو ضرورت زندگانی کے واسطے کافی ہو لیکن - قبولیت کا جواب سننے مین نہین آتا تھا - اس سبب سے شکستہ دل رہتے تھے - قصہ کوتاہ ایک روز شاہ احمد آباد ایسے سخت درد شکم مین گرفتار ہوا - کہ کسی درویش کی دعا - اور کسی طبیب کی دوا کارگر نہین ہوئی - شاہ کے خیر طلب لوگ شیخ احمد کھٹو قدس سرہٗ کی خدمت مین گئے - اور احتیاج پیش کی - فرمایا - اس بیماری کا سبب برادرم نظام الدین کی ناخوشی ہے - اُن کی دعا کے علاوہ کوئی علاج نہین ہے - ناچار مولانا کے نزدیک حاضر ہو کر گزری ہوئی حقیقت نیازمندانہ عرض کی - فرمایا - مین اس شرط سے دعا کرون گا کہ بیمار اپنی قلمرو کے تمام علما اور محتاجون کے حقوق - فرمانِ شریعت کے مطابق - ہر سال بیت المال مین سے نکالتا رہے - جواب مین عرض کیا گیا - کہ مستحقین کو اُن کے حقوق سے دہ چند زیادہ ہم پہونچا وین گے - فرمایا - ہماری عادت تمہاری جیسی عادت نہین ہے - ہم حق واجب سے زیادہ نہین لیوینگے - الغرض شرط قبول کر کے تعمیل حکم عمل مین آئی - اور پھر فوراً شاہ کا درد دور ہو کر صحت حاصل ہو گئی - کہتے ہین - اس کے بعد بیت المال مین سے جو کچھ آپ کے پاس

پہنچتا تھا- اس مین سے جس سال خرچ سے زائد جس قدر بچ جاتا تھا- وہ دارمغہ خزانہ کو آپ واپس فرما دیتے تھے خدا کرے- یہ ناصحانہ ذکر- والیان ملک کے لئے- جو مستحق درویشون کے حقوق پہونچانے مین کوتاہی کیا کرتے ہین- باعث عبرت ہو **مصرع** دارستہ بود از دو جہان آن عاشق صادق-

یاد ملک شرف الدین شاہ شہباز

آپ احمدآباد گجرات کے فرزند ہین- جب آپ کی عمر پانچ سال کی تھی- تو آپکے پدر بزرگوار ملک عبدالقدوس اپنے والی عہد سے ناراض ہو گئے تھے- اور عہدہ سپاہ داری ترک کرکے بترک سکونت خاندیس مین چلے گئے- اس صوبہ کے حاکم نے بھی والی احمدآباد کی طرح آپ کے باپ کا اعزاز کیا- آپ اُس وقت مکتب مین پڑھا کرتے تھے- لیکن جس قدر عقل اور عمر بڑھتی جاتی تھی- اُسی قدر رسمی علوم سے دلچسپی زیادہ ہوتی جاتی تھی- جب پدر بزرگوار نے اس جہان کو رخصت کیا- تو حاکم نے آپ کو باپ کے منصب پر بلایا- مگر آپنے قبول نہین کیا- اور عقلی علوم کی تحصیل مین کوشش کرنی شروع کی- ایکبارگی خداطلبی کا درد اور خداشناسی کا شوق دل کا دامن پکڑ بیٹھا- اب ہمت کے بازون سے پیر طریقت کی تلاش شروع کی- اُن ایام مین مخدوم شیخ احمد کھٹو[۵۱]- اور قطب زمان شاہ علی خطیب **قدس سرہما** احمدآباد مین تھے- اور طالبان درست اعتقاد کی رہنمائی مین کامل طور پر شہرت رکھتے تھے- آپنے چاہا- کہ اپنے درد کی دوا- ان دونون صاحبون مین سے کسی ایک کی خدمت مین حاضر ہو کر طلب کرین- اِسی کشاکش مین تھے کہ ایک رات خواب مین کیا دیکھتے ہین- شاہ علی خطیب نے اپنا مرید کرکے تلقین کی چاشنی سے شیرین کام کیا ہے- اور خرقہ خلافت پہنا کر فرمایا کہ جو خرقہ بے صحبت ہوتا ہے- وہ بے پھل کا درخت ہوتا ہے- اُس شب کی صبح ہوتے ہی- جو کچھ نقد و جنس پاس تھا- سب محتاجون کو تقسیم کر دیا- اور خالی ہاتھ احمدآباد کا راستہ لیا- جب پیر نے آپ کو دور سے دیکھا تو تبسم کنان فرمایا- عالم مثال کا ملاقاتی آگیا- چند سال بعد جب کہ خدمت کی بدولت- معرفت کے عالی مرتبہ پر سرفرازی ہو گئی تو رخصت ملی- مگر تین شرط پر (اول) وطن کو جانا- (دوسرے) کدخدا ہونا- (تیسرے) لوگون کی رہنمائی کرنا- مجبوراً آپ خاندیس آئے- لیکن ایک پہاڑ کے دامن مین سکونت اختیار کی- اور مکار نفس کی جنگ مین طرح طرح کی ریاضت کرکے خداپرستی کا معرکہ جیت لیا- اِس عرصہ مین باطن پیر سے خواب مین آگاہی ملی- کہ حضور حقیقت سے لوگون کی رہنمائی کے واسطے شہر مین سکونت اختیار

۵۱- نام موضع ہے- اجمیر اور ناگور کے درمیان ہے ۱۲!

کرنے کا فرمان تمہارے نام صادر ہوا تھا۔ تم اس کے برخلاف صحرانشین ہوگئے ہو۔ آپ اس کو خواب دخیال سمجھکر پیر
پیر کی ملازمت مین روانہ ہوئے۔ ملازمت مین پہونچے۔ تو پیر کی زبان سے بھی وہی عالم مثال کا اشارہ پایا گیا۔ اور
پہلے ہی رات کو خواب مین دیکھا۔ قیامت کا شور اٹھا ہوا ہے۔ اور لوگ ہر طرف پریشان دوڑے دوڑے پھرتے
ہین۔ آپکے پیر حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی کمر مین ہاتھ ڈالے ہوئے۔ اور آپ پیر کی کمر کو ہاتھ سے مضبوط
تھامے ہوئے ہین۔ اور اسی شکل کے ساتھ ایک پہاڑ پر چڑھ رہے ہین۔ اور علی ہذا القیاس آپکے پیچھے بے شمار
جماعت ایک دوسرے کی کمر مین ہاتھ ڈالے ہوئے۔ آپکے نزدیک آرہی ہے۔ پیر نے یہ خواب سنکر فرمایا۔ کہ یہ
جماعت تمام تمہاری پیروی اور رہنمائی سے کرامت اور ولایت کے درجہ کو پہونچیگی۔ لہذا آئندہ لوگون کے
ملنے سے کنارہ کشی نہ کیا کرو۔ نیز پیر نے دو بیٹون کی بھی خوشخبری سنائی۔ اور فرمایا۔ کہ یہ دونون بیٹے عالم دنیا اور عالم
غیب مین مشہور ہونگے۔ اور نفس اور شیطان رجیم پر فتح پادینگے۔ ایک کا نام عبدالرحیم اور دوسرے کا نام عبدالکریم
ہوگا۔ ناچار آپنے برہان پور مین آکر شادی کی اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد پیر کے فرمانے کے بموجب نہال زندگانی مین
پھل آیا۔ چہاسٹھ سال ہدایت کی مسند پر بیٹھکر رہنمائی کرتے رہے۔ اور اُن دونون لڑکون نے بھی عالم غیب سے آکر دنیا کی
رنگین بسلا پر سلف صالحین کی رفتار رکھی۔ اور نیز ان لڑکون کے علاوہ دیگر بہت سے لوگ آپ کی ملازمت سے
اس درجہ کو پہونچے۔ کہ خود بھی خلیفہ ہوئے۔ اور اورون کو بھی اپنا خلیفہ بنایا۔ منجملہ اِن کے بعض کے حالات
جداگانہ لکھے جاوینگے۔ جن کی ملازمت راقم کو حاصل ہوئی ہے۔ یا جن کے حالات ثقہ لوگون کے زبانی راقم کے
سننے مین آئے ہین۔

مسند نشینی کے بعد آپکے بعض گرامی طریقے بیان کرتا ہون (۱) دنیادارون کے دروازہ پر کبھی نہین گئے
اور کسی کے کھانے مین سے لقمہ نہین اٹھایا (۲) جب کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی جنگل کو چلے جایا کرتے تھے۔ اور دو دو رکعت
نماز پڑھکر مراقبہ مین بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اُس وقت حضرت غوث الثقلین سید محی الدین جیلانی قدس سرہ شکی
گھوڑے پر سوار آپ کو نظر آیا کرتے تھے۔ اور نہایت آسان شکل کے ساتھ مشکل کو حل فرمادیا کرتے تھے (۳) ایک روز نماز ظہر
کا وقت تھا پانی تلاش کیا۔ تو نہین ملا۔ اس خوف سے کہ وقت نہ نکل جاوے۔ ایک دیگ آگ پر رکھی ہوئی تھی
جس مین پانی کھول رہا تھا۔ اُس مین سے آپنے پانی لیکر وضو کیا۔ اور لوگون کو ابراہیمی معجزہ دکھایا۔ (۴) شب قدر کو
دیکھا تھا (۵) خواجہ خضر سے ملاقات تھی۔ (۶) اپنے آخرین سفر کی آگاہی۔ دوستون کو نو روز پیشتر دیدی تھی
اور اس عرصہ مین سب کو رخصت کردیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ میرے پاس سے اپنا مقصد بہت سے لوگ حاصل کیا کرتے تھے

اب بھی جو شخص یک دل اور یک رو ہوکر میری قبر کی طرف متوجہ ہوگا - توجو مہم اُس کی ہوگی - وہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے پوری کردے گا - آج تک آپ کا فرمانا با اثر ہے - جب نوین روز شام اور شام کے بعد رات ہوئی - تو آپنے آدھی رات کے وقت ایک خادم سے پوچھا کتنی رات گئی ہے - ازراہ سہو اُس کی زبان سے نکل گیا - کہ اشراق کا وقت آگیا - آپنے تبسم کرکے فرمایا - ہان درست ہے ، اور اُسی دم آپ کی روح واصل حق ہوئی - اُس وقت شیخ پیر نام ایک شخص باہر نماز پڑہ رہے تھے - اُنہون نے نور کی ایک مشعل کو دیکھا - کہ حجرہ کی چھت توڑ کر باہر نکل گئی - اس چمک دمک کے ساتھہ کہ اُن کو طلوع آفتاب کا شبہ ہوا - اور بے اختیار سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعْلیٰ کہکر زمین پر سر رکھہ دیا

مصرع مطلع خورشید وحدت باد اوج جان او

یاد شیخ حسن محمد اساولی

آپ کا اصلی نام ادہن ہے - اور اساول احمد آباد مین ایک شاہراہ ہے - آپ عالم ارواح اور عالم اجسام دونون کی رموز سے آگاہ اور عقلی نقلی کتب کے عالم تھے - تجرید اور تفرید کے ساتھہ آپ کو دلبستگی تھی - ہجری سنہ آٹھہ سو چودہ مین آپ کی مثالی صورت عنصری لباس پہنکر - عالم اجسام مین جلوہ گر ہوئی - اور ہجری سنہ آٹہہ سو ستر تاریخ تیرہوین شوال کو اصلی وطن کی طرف جو علم الٰہی ہے - خاکی مکان سے معاودت فرما گئے - بہت سے مشائخ سے ملاقات کی اور فائدہ اُٹھایا لیکن - خلافت دو جگہہ سے ہے - اولاً خرقہ رہنمائی سید برہان الدین قطب عالم بخاری گجراتی سے ملا اِس کے بعد کلاہ اجازت شیخ نصیر جمال نوساری کی ملازمت سے سر پر رکھی - خوابگاہ اساول -

یاد شاہ نجم الدین منڈوی

آپ ہمیشہ دل خوش - اور ہمت بلند رکھا کرتے تھے - سید نظام الدین ابن سید مبارک غزنوی کے بیٹے ہین آغاز جوانی مین خدا شناسی کی ہوا سر مین بھری - لہذا اولاً نظام العرفا کی خدمت مین مرید ہوئے - اور ایک عمر تک امیدوار رہے کہ معنوی کشف معرفت حاصل ہو - لیکن - اِس آرزو کا قفل نظام العرفا کی کنجی سے نہین کھلا ناچار پیر کی اجازت سے روم کا سفر اختیار کیا - اُس ملک کی دارالسلطنة مین پہونچے - اور وہان پر شیخ خضر رومی کی ملازمت حاصل کی جو قطب الاولیا کاکی کے خرقہ پوشون مین سے ہین - فرماتے تھے - الٰہی معرفت کے بارہ مین نجم الدین کا ادراک بالکل پژمردہ اور افسردہ تھا - مگر ایزدی مشیت اور پیر بزرگوار کی بشارت کی بدولت شیخ خضر رومی کے عیسوی دیدار نے اولین نوبت مین ہی - نجم الدین کی آرزو مین طراوت حیات پیدا کی - آخر کار آپ قلندرون کے حلقہ مین شامل ہوگئے - اور ایک مدت تک اُس ملک کی سیر و سیاحت کرتے رہے - پہر تقدیر الٰہی

آپ کو ملک ہند مین کھینچ لائی - جب آپ منڈو (مانڈو) مین آئے - تو یہان کی آب وہوا آپکے پانون کی زنجیر ہنکر سفر سے مانع ہوئی - ہر ایک گروہ کے بزرگ اصحاب آپ سے محبت کرنے لگے - جس کی وجہ سے مسافرت کا خیال آپکے دل سے جاتا رہا منصف بادشاہ کی درویش پرستی اور نیازمندی بھی آپ کی دلچسپی کا باعث ہوئی - اور جو اصحاب کُنج تنہائی مین گوشہ گزین تھے - اُن کی صحبت کچھہ ایسی پسند آئی - جس کی چاشنی کے مقابلہ مین - سیاحی کی حلاوت - آپ کو تلخ معلوم ہونے لگی - **القصہ** جو انواع واقسام کی رعنائی اور دلربائی اس اسلامی شہر مین تمام اطراف سے اُس زمانہ مین جوش کنان پائی جاتی تھی - یہ آپ کی خاطر کے لیے کمند اور آپ کے قلب کے لیے جال بنی - چنانچہ اس فریفتگی کے سبب سے آپ قلعہ کے دامن مین قصبہ نعلچہ کے کنارہ چند اور تالاب کے متصل جو جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ [۵۱] کے ہم پہلو ہے - گوشہ نشین ہوئے - اور تجرد کی آزادی سے نکل کر تاہل کی بھی زنجیر پانون مین پہن لی - کم وبیش دوسو برس کی عمر پائی - ہجری سنہ آٹھہ سو باون مین عالم روحانی کا عزم فرمایا - یہ ایام وہ تھے - کہ سلطان ہوشنگ غوری ابن دلاور خان کی عروجی زمانہ کے ملتے صوبہ مالوہ مین نماز ظہر کا وقت ہوگیا تھا -

آپ کی بڑی بڑی کرامتین لوگون کے زبان زد ہین - کہتے ہین - ایک رات چراغ مین تیل نہین رہا تھا - خادم نے تیل کی جگہہ تھوڑا سا پانی فتیل سوز مین ڈالکر بتی جلادی - تیل کی طرح روشنی ہوئی - بعدہ ایک مدت تک تیل کی جگہہ پانی جلا کرتا تھا - چونکہ خادم کا حوصلہ اس راز کی حفاظت نہ کرسکا - اور یہ راز اُس کے منہ سے نکلکر - کانون مین پہونچا - تو پانی تیل کی نیابت سے معزول ہوگیا - یہ بالکل سچ ہے - کہ اولیا اور اتقیا کے اکثر تصرفات ظاہر اور ثابت ہونے کے واسطے لازمی شرط یہ ہے - کہ تصرفات کا بیان منہ سے نہ کیا جاوے اور وہ کانون تک نہ پہنچین بس جب کبھی اہل کرامت شرطون کے ادا کرنے مین کوتاہی کرتے ہین - تو اللہ پاک بھی خرق عادت کا شرف اُن اصحاب سے لے لیتا ہے - آیہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ [۵۲] اسی بات کی دلیل ہے -

واضح ہو - کہ جو جزا تکالیف عذاب کو - اور جو پاداش - محنت ومشقت کو شامل ہوتی ہے - یہ بدن کے ناہموار افعال کا عکس ہے - جو آفریدگار عالم کی عدالت اور حکمت کے آئینہ سے منعکس ہوتا ہے - [۵۳] فَلَا وُجُوْدَ لِلْعَکْسِ دُوْنَ الْاَصْلِ -

---

[۵۱] ایسے باغ ہین - جن کے تلے نہرین بہہ رہی ہین ۱۲ [۵۲] جب تک کوئی قوم اپنی ذاتی صلاحیت کو نہ بدلے - خدا اُس مین کسی طرح کا تغیر و تبدل نہین کیا کرتا ۱۲ [۵۳] عکس کا کوئی وجود نہین ہوتا ہے - سوائے اصل کے ۱۲

شاہ قطب الدین بصیر جونپوری نے جن کو طریقت میں اعلیٰ مرتبہ اور حقیقت میں قطبی درجہ حاصل تھا نجم السادات منڈوی سے فیض بصیرت پایا تھا۔ اور آپ کی ہی بدولت شاہ قطب الدین کا سلوک حد کمال کو پہونچا تھا۔ شاہ قطب الدین کی خوابگاہ جونپور میں ہے۔

دوسرے شاہ نصیر الدین جونپوری تھے۔ جو اطراف جونپور کے نامور مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ شاہ قطب الدین بصیر کے مرید ہیں۔ آغاز سلوک میں اپنے پیرون کی پیروی کر کے قلندرانہ لباس میں رہتے تھے۔ مگر آخر میں یہ لباس موقوف کر دیا تھا۔ اور خرقہ صوفیہ پہن لیا تھا۔ تقوی کے حدود سے کبھی سر مو تجاوز نہیں کیا۔ لیکن شاہ نصیر الدین کے مرید اکثر قلندری لباس میں رہتے ہیں منجملہ مریدون کے ایک سید عالم جونپوری ہیں۔ جو چند روز تک عالم کون و فساد کے انتظام میں قطب رہے تھے۔ ہمیشہ اپنی گدائی کا حاصل۔ دوسرے حاجتمندون پر صرف کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں شیخ امان پانی پتی۔ ابتدائے طلب میں سید عالم جونپوری سے ہی بیعت تھے چونکہ سید عالم کی ہدایت سے شیخ امان کا کمال نوشتہ تقدیر نہیں تھا۔ اسواسطے کوئی مقصد حاصل نہیں ہوا۔ ناچار دوسری جگہہ دل نہاد ہوئے۔ اور شیخ مودود لاری کی ملازمت سے کامیاب ہوئے۔ یہ سرگزشت مفصل طور پر ذکر امانی میں لکھی جاویگی۔ بِعَونِ اللّٰہِ وَتَوفِیقِہٖ

جب آپنے رحلت فرمائی۔ تو چند سال بعد سلطان غیاث الدین احمد خلجی نے آپ کی قبر پر۔ اسی تالاب کے کنارہ ایک گنبد تعمیر کرا دیا تھا۔ آج کے دن تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے۔ عمارت مذکورہ میں رونق تازگی موجود ہے زمین و آسمان کا خالق۔ اُس کو آفات سے محفوظ رکھے۔

یاد سید احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ محمود کے بیٹے۔ اور اپنے بزرگوار چچا سید حسین خنگ سوار نہروالہ کے مرید اور نیز خلیفہ ہیں۔ تجرید و تفرید۔ اور تحقیق و توحید کا راستہ چلنے والون کے پیشوا عشق و شیفتگی کے دریا میں غریق۔ اور شوق و آلام کی آگ میں بالکل جُھلسے ہوئے تھے۔ نہروالہ کے صحیح البیان راویون کے مکتوبات سے نقل ہے۔ جب آپ کے دل کو کمالات کے سرمایہ سے تونگری حاصل ہوئی۔ تو آپ کے عم بزرگوار نے عالم جسمانی سے دار القرب روحانی کو انتقال فرمانے کے وقت آپ کو اپنا جانشین کیا۔ خرقہ خلافت اور سند اجازت آپ کے سپرد کر کے۔ کلاہ رہنمائی آپکے سر پر رکھی۔ اور فرمایا۔ احمد۔ درویش کے واسطے بہتر یہ ہے۔ کہ اپنے حجرہ سے ہر ایک ضرورت کے لئے۔ باہر نہ نکلے۔ اور اپنا پاؤن کسی شخص کے گھر کی آمد و رفت میں راستہ سے آشنا نہ کرے۔ مگر یہ۔ کہ گاہے ماہے۔ کسی خاص ضرورت سے صحرا اور بیابان کو اپنا جانا جائز سمجھے

مرشد کی نصیحت اور موثر انفاس کی برکت ہے۔ چلنے پہرنے کی خواہش کبھی آپ کی خاطر عاطر مین نہین آئی۔ اور صرف حجرہ کی چار دیوار۔ یار دوست کی صفائی سے آپ کی تماشا گاہ بنی رہی۔

اتفاقاً اُن ایام مین المتوکل علی اللہ شیخ عزیز اللہ متوکل مندوی۔ شہر نہر والہ مین تشریف رکھتے تھے۔ اپنے پیر خواجہ رکن الدین کان شکر کی خدمت مین آلہی معرفت کے حصول کے لیے۔ کوشش کر رہے تھے ایک سال خواجہ رکن الدین پیر کی اجازت سے شیخ عزیز اللہ نے حضرت فرید الحق گنجشکر کے عرس کا ارادہ کیا۔ اور اسواسطے بزرگانِ شہر کی خدمت مین دعوت کے رقعے بھیجے۔ تمام اکابر نے قبول کیا۔ مگر آپنے قبول نہین فرمایا۔ قبول نہ کرنے کی وجہ مین اپنے چچا کی وصیت کا عذر کیا۔ کان شکر نے فرمایا عزیز اللہ مجلس کا انعقاد کسی فرحت افزا صحرا مین کرنا چاہیے۔ تاکہ آپ کو گنجایش عذر باقی نہ رہے۔ اور نقض وصیت بھی نہ ہونے پاوے۔ آپنے اِس قرارداد پر دعوت قبول کرلی۔ اور جب مجلس عرس مین جانے کا عزم کیا۔ تو سجادہ اپنے چھوٹے بھائی سید یعقوب کے حوالہ فرمایا۔ جو ظاہری اور باطنی کمالات سے آراستہ تھے۔ اِسی سلسلہ مین پاس والون کو یہ بھی فرمایا۔ کہ ہمارے والپسین سفر کا وقت قریب آگیا ہے۔ جب آپ مقام عرس مین پہونچے۔ اور ہر طرح کی معرفت کی باتین۔ دل کو الجھانے لگین۔ تو آپنے حاضرین کو فرمایا عشق و محبت کی کوئی حکایت اگر یاد ہو تو بیان کرو۔ کیونکہ درویش کے کان دوستی کا قصہ سننے کے مشتاق ہین۔ ادب کے لحاظ سے ہر ایک نے عذر کیا۔ آپنے فرمایا نوع ادب مین وہ کامل تعمیل حکم ہے۔ مجبوراً ایک شخص نے قصہ آغاز کیا۔

ایک کلال تھا۔ جس کو اپنی محبوبہ کے ساتھ کمال محبت اور عشق تھا۔ چونکہ وہ عقیمہ تھی۔ اسواسطے اُسنے ایک روز اپنے شوہر سے کہا کہ اگر آپ کسی دوسری عورت سے عقد کرلیوین۔ تو ناموزون نہین ہے۔ کیونکہ آپ کا کوئی جانشین نہین ہے۔ شاید دوسری عورت سے آپکے کوئی لڑکا پیدا ہوجاوے۔ اور میرے عقر کی وجہ سے آپ کی نسل ضائع نہ ہو۔ کلال نے جواب دیا۔ کہ محبت کی غیرت مجکو اجازت نہین دیتی ہے۔ کہ تمہارے موجود ہوتے ہوئے مین کسی اور سے عقد کرون۔ عورت نے پھر کہا۔ جب محبت حد کمال کو پہونچ جاتی ہے۔ تو اُس مین رشک اور نقصان کا کوئی خوف باقی نہین رہتا ہے۔ خدا کا شکر اور احسان ہے۔ کہ میری اور آپ کی محبت کمال کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہے اور اِس عمدہ کام کی اجازت مین اپنی خوشی سے دیتی ہون۔ یقین کرکے ماننا۔ کہ بنیاد محبت مین سے ایک اینٹ کا بھی نقصان نہین ہونے پائے گا۔ جب عورت کا اصرار حد سے گزر گیا۔ تو مرد مجبور ہوا۔ ایک نئی عورت بہم پہونچائی۔ جو جمال اور جوانی مین تقویم پارینہ سے احسن تھی۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ خوشخوئی۔ اور دلربائی کے اعتبار سے اس حد بند

کے ربط و رسم نے اُس قدیمہ کی یاد آہستہ آہستہ بالکل دل سے بہلادی - اور اس کے شربت وصال نے اُس کے خیال کا نقش - مرد کے صفحہ خاطر سے قطعی دھو ڈالا - یہانتک کہ ایک عمر کے بعد بھی قدیمہ کا نام شوہر کی زبان پر نہین آتا تھا - اور وہ بیچاری بہ مجبوری صبر اختیار کر کے - جس گھر مین سواری کا جانور بندہا تھا - گوشہ گزین ہو گئی تھی - اور فراق کا زمانہ یاد دوست مین گزارتی تھی - ایک رات ایسا اتفاق ہوا - کہ اُس مکان مین - آگ لگی - کلال کو بھی خبر پہونچی - کہ فلان گھر مین آگ لگی ہے - نوکرون کو پکار کر کہا - جلد دوڑ و اور جو چیز اور اسباب اس مکان مین ہو نکال لو - اور اُس عورت کا نام لیکر کہا - کہ اُس کو بھی اس ناگہانی آفت سے بچاؤ - جب اُس ناامید نے یہ خوش خبری سنی - کہ اس تقریب سے میرا نام شوہر کی زبان پر آیا ہے - تو اپنے دل مین خیال کیا - کہ میرا نام سالہا سال کی بعد آگ لگنے کے طفیل مین دوست کی زبان پر آیا ہے لہذا یہ مناسب نہین ہے - کہ مین اِس آگ سے جدائی اختیار کرون - بلکہ بہتر یہ ہے - کہ اپنے تئین پروانہ کی طرح جلا دون ہر چند چارون طرف سے کوشش کی گئی - وہ آتش فراق کی جلی ہوئی تھی - اُس نے مشتعل آگ سے قدم باہر نہ نکالا - اور اپنے تئین خدا کے سپرد کر دیا"

جب حکایت ختم ہوئی - تو جوش و خروش شروع ہوا - آپ نے قوالون کو فرمایا - کہ وہ غزل گاؤ - جس کو سنکر قطب الاولیا خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اس عالم آب و گل سے - جان و دل کی معراج کو کوچ فرما گئے تھے - چنانچہ غزل گائی گئی جب غزل کے اشعار الاپ مین آئے - اور اس شعر پر نوبت پہونچی **بیت**

کشتگان خنجر تسلیم را	ہر زمان از غیب جانے دیگر ست

سید کے اشتیاق کا شعلہ بھڑک اُٹھا - اور طلب کی آگ زیادہ مشتعل ہوئی - اسی حالت مین موذن نے تکبیر کہدی آپ بحضور تمام نماز کی طرف متوجہ ہوے - اور آخر ین سجدہ مین جان سپرد جانان کردی - اور ابدی وصال حاصل ہو گیا - **بیت**

گر آرزو بقدر گرفتاری دل ست	وصل ابد نمی شکند آرزوے ما

۵۱ کان ذلک فی السابع من المحرم الحرام من شهور سنه ثمان مائة و نیف ۵۲ و مرقدہ فی روضة عمہ الشریف السید حسین قدس سرهما -

یاد مولانا فتح اللہ

آپ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی کے ہم عصر تھے - طریقت اور حقیقت مین آپ کا قدم استحکام کے

۵۱ یہ واقعہ ہجری سنہ کچھ اُپر آٹھ سَو کے محرم مہینے مین ہوا ہے - اور آپ کا مرقد - آپ کے بزرگوار چچا سید حسین کے روضہ مین ہے - قدس سرہما ۱۲ - ۵۲ عقد یہ جس قدر بھی زیادہ ہو - وہ نیّف ہے ۱۲ قاموس -

سلسلہ جما ہوا تہا مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت مین ہمیشہ دوستی اور ازدواری کی راہ سے آمد و رفت رہتی تہی۔ ایک روز بسلسلہ اظہار خیالات آپنے بیان فرمایا۔ کہ ظاہری علوم کی تحصیل پر دل کو قناعت نہین ہے۔ اگر اجازت ہو۔ تو یہ کتابی تحصیل ترک کر کے اپنا زمانہ عمر یاد الٰہی مین گزارون۔ اور درویشانہ رفت و روب لا جاروب (پنجہہ) سے دل کا ویران مکان پاک صاف کر کے عرفانی شمع اُس مین روشن کرون۔ فرمایا۔ یہ مبارک خیال مولانا جامی کے حضور مین عرض کرنا چاہئے۔ چنانچہ تعمیل کی گئی۔ جواب ملا۔ جو کتاب تم پڑہ رہے ہو۔ پریشان حالی اور آشفتگی کے ساتہہ جیسے ہو سکے۔ تمام کر کے اُن مین سے بقدر ضرورت یاد کر لو۔ اس کے بعد خدا کے ہو جاؤ اور خودی کا گہر بیخ و بنیاد سے اُکہاڑ پہینکو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ تہوڑا عرصہ گزرنے نہین پایا تہا۔ کہ اپنے وقت کے ارباب طریقت مین آپ سرگروہ ہو گئے۔ مصرع بہرہ مند از علوم ربی گشت۔

یاد شیخ عزیز اللہ

آپ شیخ یحییٰ ابن شیخ لطیف الدین کے بیٹے۔ اور فاروقی نسل ہین۔ فرخ شاہ کابلی سے سلسلہ جا ملتا ہے خواجہ رکن الدین چشتی کے مرید اور خلیفہ ہین۔ جن کی قبر نہروالہ مین ہے۔ کہتے ہین۔ آپ اور آپکے بہائی شیخ احمد دونون خردسال تہے۔ کہ باپ کا سایہ سر پر سے اُٹہہ گیا۔ مان کی ہمت اور اجازت سے نہروالہ مین خواجہ رکن الدین چشتی کے پاس آئے۔ مان نے اپنے سر کی چادر بیٹون کو دیدی تہی۔ کہ میری نشانی ساتہہ لیتے جاؤ۔ جب دونون بہائی خواجہ کے آستانہ پر پہونچے۔ تو خواجہ کی ضمیر مین عکس پڑا۔ کہ شیخ یحییٰ دہلوی کے دو لڑکے دروازہ پر کہڑے ہین۔ خواجہ نے خادم کو فرمایا۔ اجازت دو۔ تاکہ اندر آجاوین۔ وہ دونون نوجوان ہاتہہ پر چادر رکہے ہوئے اندر آئے۔ خواجہ نے بے نہایت نوازش اور مہربانی فرمائی۔ چند روز بعد شیخ احمد کو انتظام راہ کر کے دہلی کو واپس کر دیا۔ اور فرمایا کہ شیخ احمد کی ظاہری و باطنی گرہ کشائی۔ مان کی خدمت اور فرمان برداری مین ہے۔ اور شیخ عزیز اللہ کی کشود کار نہروالہ درویش کے نام لکہی ہوئی ہے۔ چنانچہ عزیز اللہ کو پاس رکہکر پان کی خدمت سپرد فرمائی۔ آپ کو بہی اس خدمت مین دل چسپی ہو گئی۔ ایک روز رات کو پان نہین رہے تہے اور رات آدہی سے بہی متجاوز ہو گئی تہی۔ قلعہ کا دروازہ بند کر دیا گیا تہا۔ اس خوف سے کہ خواجہ پان مانگین گے۔ اور نہ پاوینگے۔ تو بد خدمتی کے ساتہہ نامزد ہو جاؤن گا۔ موری کی راہ سے باہر گئے۔ اور تنبولی کے گہر پہونچکر پان لے آئے۔ جب وقت ضرورت پان مل گیا۔ اور خواجہ کو یہ بہی معلوم ہوا کہ پان نہین تہے۔ اور فلان شکل سے بہم پہونچائے گئے ہین۔ تو کمال عنایت سے فرمایا۔ کہ الٰہی فیض سے جو کچہہ آج کی رات مین رکن الدین کو پہونچے گا۔ وہ تمہارے نام کر دیا جاوے گا۔ آپ ہی کے حوالہ سے لوگ کہتے ہین

کر بیان کرتے تھے - اُسی شب مین صفاتی اور افعالی توحید کا وجدان ہوا - اور دل مین یہان تک فروغ پیدا ہوا - کہ خود بینی سے نجات مل گئی چند روز بعد آپ پیر کی اجازت سے احمد آباد مین آئے - یہان شیخ احمد کھٹو[۵۱] سے ملاقات ہوئی ایک روز آپنے شیخ احمد سے پوچھا - اِس صوبہ کا پیر کون ہے شیخ احمد نے کہا - جو شخص جسم کے بارسے جلد سبک دوش ہوجاوے - انہین ایام مین شیخ احمد بیمار ہوئے - اُنہون نے ایک درویش کو دو پارچہ - اور ایک شیشہ گلاب کا دیکر آپکے پاس بھیجا - آپنے قبول نہ فرمایا - اور کہا - درویشون کو دعا ہی کافی ہے - درویش جو کچھہ لایا تھا - پھیر گیا - شیخ نے فرمایا - آپ اِس پردہ مین ایسا کہتے ہین - کہ احمد کا کفن اسی پارچہ سے ہوگا - اچھا اس کو حفاظت سے رکھو - یہان تک کہ نتیجہ ظاہر ہو - خلاصہ کلام یہ - کہ جب خیال کے موافق ظہور ہوگیا تو آپنے شیخ احمد کو قبر مین دفن کرکے - دولت آباد دکن کا راستہ لیا - چونکہ وہان پر پیکر پرستی کا رواج تھا - اور لوگون کے کاروبار کا بست وکشاد برہمنون کے ہاتھہ نظر آیا - لہذا آپنے ارادہ مالوہ کا کیا - جب آپ دریاے نربدا کے کنارہ پہونچے تو وہان سے سلطان محمود ابن خان جہان کے پاس یہ پیغام بھیجا - مین اس شرط سے شہر مین آتا ہون کہ سلطان استقبال نہ کرے - اور میرے ملنے کے واسطے نہ آوے - اور نہ کچھہ ہدیہ بھیجے - سلطان نے یہ حکم سر آنکھون پر لیا - اور آپکے قدم سے شہر مین رونق حاصل ہوئی - چند روز بعد محمود نے اپنی بیتابی اور محرومی کا گلہ محرمان شیخ کے نزدیک کرنا شروع کیا - آپنے فرمایا اگر صرف ایک دفعہ کے دیکھنے پر سلطان راضی ہو - تو دریغ نہین ہے - اور قسم کا کفارہ سہل ہے - اِس کے بعد فرزندون کو گجرات بھیج دیا - اور خود منڈو (مانڈو) مین گوشہ نشین ہوگئے - شیخ صالح ابن رفیع الملک نے مُعنعن (اباً عن جدٍ) اپنے آباواجداد سے بیان کیا ہے - ایک رات شیخ عزیزاللہ کی طبیعت مین انقباض پیدا ہوا حجرہ سے گھر مین چلے آئے - اور اندر والون سے پوچھا - کیا تم لوگون کے پاس دنیاوی چیزون مین سے کچھہ ہے - دایہ نے جواب دیا - کہ آج کل بی بی دُر ملکہ کا دودھ چھوڑایا ہوا ہے - اسواسطے اُس کے لیے - روٹی کا ٹکڑہ باریک کرکے ایک پیالہ دودھ مین بھگو رکھا ہے - فرمایا - باہر لیجاؤ - اگر کوئی درویش نہ ملے - تو کسی جانور کو دیدینا - یہ کہکر پھر حجرہ مین چلے آئے - جب شیرخوار بچی نے بھوک سے رونا شروع کیا - تو دایہ اُس کو آپکے پاس لے آئی - اور مصلے کے پائین مین لٹا دیا - آپنے اپنے پانون کا انگوٹھا بچی کے مُنہ کی طرف بڑھایا - بچی انگوٹھا چوسنے لگی - اور رونے سے چپ ہوگئی - اِس رات کو بحکم خدا ہاتف غیبی کی طرف سے سترہ بار عزیزاللہ المتوکل علی اللہ کی ندا سنے مین آئی - اُس وقت سے لوگون نے بھی آپ کو اسی خطاب کے ساتھہ نامزد کردیا مصرع چون نام خویش ہست عزیز خدا و خلق

---

[۵۱] - ایک موضع کا نام ہے جو اجمیر اور ناگور کے درمیان مین واقع ہے ۱۲-

یاد شاہ عالم گجراتی

آپ کا نام سید محمد ہے - اور آپ قطب عالم کے بیٹے ہین - چونکہ منجھلے بیٹے تھے - لہذا منجھن بھی نام تھا جس کے معنی متوسط ہین - آپ تمام تصوف کے مقامات اور طریقت کی منزلون پر پہونچے ہوئے تھے - آپ کے اُستاد شیخ سراج الدین علی چشتی احمد آبادی سے لوگ روایت کرتے ہین کہ فرماتے تھے - عنصری جسم مین آپ کے نفس ناطقہ کا نزول تاریخ نوین ذی قعدہ ہجری سنہ آٹھ سو سترہ کی رات مین ہوا - اور آغاز زمانہ ہوش سے امیرون اور سردارون کے میل جول سے دور - اور دانش و بینش کی تحصیل مین مصروف رہے - عہد کر لیا تھا کہ نوکری نہین کرون گا - گو بادشاہ ملک اپنی تمام قلمرو وجہ معاش مین مقرر کر دیوے - چونکہ آپنے اِس میدان مین قدم استحکام کے ساتھ جمایا تھا - لہذا - چند روز بعد اُس سرزمین کے تمام امرا اور سلاطین آپ کی آستانہ بوسی کو وجہ پشت پناہ سمجھنے لگے نیز اپنے مکانون مین آپ کی تشریف آوری کو باعث افتخار جانتے تھے - لکھا ہے - کہ جب صادق اور با اعتقاد مریدون کی نظر آپ کے نورانی چہرہ پر پڑتی تھی - تو وہ بالکل بے قابو ہو کر سجدہ مین سر رکھ دیا کرتے تھے - جب یہ بات اکثر لوگون کی زبانی سننے مین آئی - تو مولانا سراج الدین عالم ملتانی شہر والہ جن کا عمل علم کے مطابق تھا - شاہ کی ملازمت مین آئے - تاکہ سجدہ کرانے سے روکین - کیونکہ شریعت مین یہ امر بالکل ناجائز ہے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ جب مولانا سراج الدین کی نظر شاہ کے جمال پر پڑی - تو مولانا نے بے ارادہ سر زمین پر رکھ دیا - اور رسم سجدہ بجالائے - شاہ نے فرمایا - مخلوق کے سامنے سجدہ کرنا نادرست ہے - مولانا نے جواب دیا - بیشک یہ ایسا ہی ہے - لیکن مین کیا کرون - مجھ مین ضبط کی طاقت ہی نہ رہی - اسکے بعد حقائق بیانی کا سلسلہ شروع ہوا - اور بہت کچھ اسرار کے معماحل کیئے گئے - ترسٹھ سال کی عمر پائی - اور بیسوین جمادی الثانی ہجری سنہ آٹھ سو اسی کو روحانی عالم کی طرف کوچ فرما گئے - آپ کی قبر رسول آباد مین ہے - جو احمد آباد گجرات کا ایک محلہ ہے -

یاد قاضی عطاء اللہ چشتی قدس سرہ

بعض روایت سے آپ کی ولادت دہلی کی ہے - بیعت طریقت کے آپ کے پیر کون تھے - یہ حال کہین لکھا ہوا نہیں دیکھا گیا - آپ اپنے زمانہ مین عالمون اور کامیاب ارباب سعادت کا مرجع تھے - کہتے ہین - جب آپ سفر حجاز سے ہند مین لوٹ کر آئے - تو جو مومنہ آپ کے نکاح مین تھی - وہ دختر کو چھوڑ کر اِس جہان سے کوچ کر گئی - جب وہ لڑکی باپ کی پرورش سے بڑی ہوئی - اور اُس کی عمر دس برس سے متجاوز ہو گئی - تو حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام نے خواب مین ارشاد فرمایا عطاء اللہ تمہاری لڑکی شیخ بہاء الدین صدیقی کے نام سے بروز ازل نامزد ہو چکی ہے -

جو منڈو (مانڈو) مین گوشہ گزین ہین انکو منڈو مین جاؤ۔ اور تعمیل کرو۔ ناچار آپ گجرات سے منڈو مین آئے۔ اور شیخ بہاء الدین کو تلاش کیا۔ جب پتہ لگ گیا تو حسب الارشاد نسبت مذکورہ عمل مین لائی گئی خود بھی آپنے اِسی شہر کی اخیر سرحد کے کنارہ ایک گوشہ اختیار کر لیا تھا۔ اور وہین رہے یہان تک کہ اخروی سفر کا وقت آگیا۔ آپ کی قبر پر سلاطین خلج نے ایک گنبد تعمیر کرا دیا ہے۔ شیخ نجم الدین ابن بہاء الدین جو شاہ میانجی چشتی منڈوی کے باپ ہین۔ آپ ہی کی اولاد سے ہین

یاد مولانا سعد الدین کاشغری

آپ **فنا فی اللہ** کے جنگل کی گھاٹیان طے کر چکے تھے۔ اور **بقا باللہ** کے دریا مین تیرا کرتے تھے حقائق آگاہ مولانا عبد الرحمن جامی نے لکھا ہے۔ آپ کے جذبات اور حالات کا یہان تک جوش تھا۔ کہ جن ایام مین آپ کی توجہ عالم اسرار کی طرف ہوئی تھی۔ اُن ایام مین بے خودی اور بیہوشی آپ کو غنودگی کے طور پر ہوا کرتی تھی۔ ایک روز مینے ناواقفیت سے عرض کیا۔ کہ آپ اگر ایک لحظہ کے واسطے تکیہ پر سر رکھکر آرام لے لین۔ تو نا وقت نہین ہے۔ فرمایا۔ جامی یہ گمان نکر نا کہ اس گروہ کو خواب شیرین کے سوا کوئی اور نشہ بھی سرور پیدا کر سکتا ہے۔ یہ ارشاد سرزنش سنکر مین خجالت سے عرق عرق ہو گیا۔

غوثی اِس مین شک نہین۔ کہ تمام آدمی صورت و شکل مین باہم مشترک ہین۔ مگر اس اشتراک سے نتیجہ نہین نکالنا چاہیئے۔ کہ معنی مین بھی باہم شامل ہین۔ بلکہ ایسا حال ہے۔ کہ ایک شخص تو آنکھین بندکر کے الٰہی باغ کی سیر کرتا ہے اور اُسی طرح کا دوسرا آدمی اُن غافلون مین سے ہوتا ہے جو بیہوشی کی بساط پر بیٹھے ہوئے اونگھا کرتے ہین **بیت**

پوشیدہ چشم باتو نشستن بہ بزم فکر	قانون ہم نشینی اہل دیار ماست

یاد شاہ عبد اللہ شطاری

حضرت اعلیٰ آپ کا لقب ہے۔ آپ حسام الدین کے بیٹے ہین۔ جن کا سلسلہ اس طرح پر ہے۔ حسام الدین ابن رشید الدین ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جمال الدین ابن شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی۔ اور شیخ محمد عارف کے خلیفہ ہین۔ جن کو شیخ محمد عاشق سے خلافت تھی۔ ان کو اپنے باپ شیخ خدا قلی ماوراء النہری سے ان کو شیخ ابو الحسن عشقی سے۔ اِن کو مولانا ابو المظفر ترک سے۔ اِن کو شیخ ابو یزید اعرابی سے۔ ان کو شیخ محمد مغربی سے۔ اور ان کو سلطان العرفا شیخ ابو یزید بسطامی سے تھی۔ **قدس اسرارہم**۔ اسی سبب سے اِس سلسلہ کو ایران اور توران مین عشقیہ۔ اور دار الملک روم مین بسطامیہ کہتے ہین۔ لکھا ہے۔ دعوت کا علم۔ ذکرون کا طریقہ۔ اور شغلون کی روش۔ کہ انہین پر مشہور سلسلون مین سلوک و ہدایت کا دارومدار ہے۔ یہ سب کچھ آپ عمل مین لائے۔ اور بزرگان طریقت سے حاصل کی تھے

ایک رسالہ لطائف غیبیہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ سلطان غیاث الدین خلجی شاہ مالوہ کے نام ترتیب دیا تھا۔ اس رسالہ مین آپ لکھتے ہین۔ توحید کے اسرار۔ وجد کے اطوار۔ الہی حقائق۔ اور طریقت وحقیقت کے دقیقے جو صفحہ خاطر کی لوح پر محفوظ تھے۔ یہ یا تو وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا کی رہنمائی کی بدولت۔ مبدء فیاض سے بے واسطہ پہونچے تھے یا فَسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ کے حکم کے بموجب مشائخ طریقت سے بالواسطہ معلوم ہوئے تھے۔ ان سب باتون کو قلم کے ذریعہ سے اوراق مین ثبت کیا ہے تاکہ اہل ظاہر اور اہل باطن دونون کو فیض پہونچے۔ اور رحمتہ للعالمین ہونے کا اطلاق خلافت کبیر اور برہی صادق آوے نیز لکھا ہے۔ کہ نفی واثبات کے ذکر کی تلقین بہت سے ہادی اور مقبول اصحاب سے مجکو پہونچی ہے۔ مین جن ایام مین بخارا مین تھا اُس وقت مینے سنا تھا۔ کہ شیخ مظفر کتانی خلوتی۔ جو نیشاپور مین ہین۔ صوفی کو تین روز کی خلوت مین خدا تک پہونچا دیتے ہین۔ فوراً مین شیخ مظفر کی خدمت مین دوڑا گیا جس قدر کانون سے سنا تھا۔ اُس سے ہزار حصہ زیادہ آنکھون سے دیکھا۔ ایک عرصہ تک شیخ مظفر کی ملازمت کرکے نفی واثبات کا ذکر۔ اور اُس کا تصور یاد کرلیا۔ یہ طریقہ شیخ مظفر کو شیخ ابراہیم عشق آبادی سے۔ ان کو سید نظام الدین حسین سے ان کو شیخ محمد خلوتی سے۔ اور ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے حاصل ہوا تھا۔ اسی سلسلہ مین خراسان اور عراق کی سیاحی کرتا ہوا۔ آذربیجان کے ملک مین پہونچا۔ یہان پر سید علی موحد کی ملازمت حاصل کی۔ سید علی موحد کو۔ شریعت۔ طریقت۔ اور حقیقت مین زیور کمالات سے آراستہ پایا اور ان کی صحبت سے مجکو بہت کچھ فائدہ پہونچا۔ سید علی موحد کو شیخ زین الدین خوافی سے اجازت تھی۔ جو چار واسطہ سے شیخ الشیوخ سہروردی کو پہونچتے ہین۔

آپ ہجری سنہ ۹۰۰ھ سو نوے مین ترک تعین کرکے خلوتخانہ لاتعین کی طرف کوچ فرماگئے۔ آپ کی خوابگاہ شادیآباد (مانڈو) مین ہے سلاطین خلجی کے مقبرہ کی جنوبی سمت مین۔

شاہ کے جسم پر سلطانی لباس اور پیراہن صوفیون کے جسم پر خوبی وردی ہوتی تھی۔ اس شان کے ساتھ علم اٹھاتے تھے۔ اور نقارہ بجاتے تھے۔ اسی طمطراق کے ساتھ سیاحی کرتے تھے اہل جہان کا تماشا کرکے فیض پہونچاتے تھے اور فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ آثنائے راہ مین جس زمین اور مکان پر پہونچتے تھے۔ اُس سرزمین کے مشائخ کو پیغام بھیجتے تھے۔ کہ ایک درویش نے اس خیال سے سیاحی اختیار کی ہے۔ کہ اگر کلمہ توحید کے معنی کوئی شخص اُس سے بہتر جانتا ہو۔ تو وہ مسافر کو تعلیم کردیوے۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو مقیم لوگون کا بے شبہ فائدہ

لہ اور ہمنے اپنی طرف سے اُس کو ایک خاص علم سکھا دیا تھا ۱۲ لہ اگر تم کو معلوم نہین ہے۔ تو اہل کتاب سے پوچھ دیکھو ۱۲

اِس مین ہے کہ وہ گنج توحید سافر سے حاصل کرلیوین - کیونکہ ایسی فرصت جس مین اسباب سعادت بہی بہم پہونچین -
دشواری سے ہاتہہ آتی ہے - **القصہ** - جب آپ بنگالہ مین پہونچے - توحسب معمول ہی پیغام شیخ محمد عُلا کے پاس
ہی بہیجا - جو آج کے روز شیخ قاضن شطاری کے نام سے نامزد ہین شیخ محمد عُلانے جواب دیا - کہ ایسے فضول گو
اشخاص - خراسان اور پاس سے بہت آتے ہین - پیغام دینے والے شاہصاحب سے جواب سنکر فرمایا - شیخ
محمد عُلا کے کمالات کا ظہور - مجہہ ہی فضول گو کی تلقین پر منحصر ہے - اِن ایام مین سلطان غیاث الدین خلجی نے
چیتور کے قلعہ کا محاصرہ کر رکہا تہا - آپ نے بنگالہ سے معاودت فرمائی - تو اُسی راہ سے آکر قلعہ مذکور کے نیچے آٹہیرے
سلطان نے حاضر ہوکر آستانہ بوسی کی - اُسی مورچہ سے جو آپ کی خیمگاہ کی برابر مین تہا - آپ کی توجہ کی بدولت
اتنے تہوڑے روز کے اندر قلعہ فتح ہو گیا - کہ گمان مین ہی نہین آسکتا ہے - سلطان نے نہایت تعظیم اور اعزاز
کے ساتہہ آپ کو اپنی روانگی سے پیشتر دارالاسلام منڈو (مانڈو) مین روانہ کیا - کہتے ہین - اسی کے قریب قریب
شیخ محمد عُلانے چلہ کیا تہا - ایک رات شیخ محمد عُلا کے پدر بزرگوار نے خواب مین فرمایا - عُلا - تمہاری گرہ کشائی اس قسم
کی ریاضت سے تعلق نہین رکہتی ہے - بلکہ اُسی خراسانی فضول گو کے حوالہ ہے - جس سے تم کو انکار ہو چکا ہے
مجبوراً دشواری کے ساتہہ اور تن تنہا وطن سے سفر کرنا پڑا - اور منڈو مین حاضر آئے - شاہ کے دروازہ پر تین روز
تک کہڑے رہے - اور انتظار کیا - چوتہے روز کی صبح کو شاہ صاحب باہر تشریف لائے - امتحان لیا - اور بہت کچہہ
سرزنش کی اور موثر نصیحتین فرماکر معلومات سے گران بار کیا چندروز بعد خلعت خلافت سے سرفراز کرکے وطن کو روانہ فرمایا
اس سلسلہ کے پیرون کو شطاری اس سبب سے کہتے ہین - کہ شطاری مشائخ شاہراہ طریقت کے سلوک
مین - دوسرے خانوادون کے مشائخ سے زیادہ تیز - اور تیز رفتار ہوتے ہین - چنانچہ کہتے ہین - جوان کا اول قدم
ہوتا ہے - وہ دوسرے درویشون کا اخیر قدم ہوتا ہے - ایک مدت تک اس معما کے حل کرنے مین اندیشہ جولانی کرتا
رہا - اور پریشان رہا - جب اس سلسلہ کے اشغال اور اذکار کے اصول پر آگاہی ہوئی - اور دوسرے گروہ کے گروہ
صوفیون کا سلوک - ان کے برابر مین لاکر مقابلہ کیا - تو سوائے اِسکے کوئی تفاوت نظر نہین آیا - کہ شطاری مشرب
مین صوفی اپنے تئین عین ذات جان کر بڑہی درسیڑہی - عالم التعینات مین مرکز خاک تک نزول کرتا ہے - اور
اِسکے بعد جیسے نزول کیا تہا - ویسے ہی عروج مین - ہر منزل کی آئین چہوڑتا ہوا - پہر عالم الا کو پہونچ جاتا ہے - اور
جمہور مشائخ کے طریقہ مین یہ بات ہے - کہ طالب اولاً درجہ بدرجہ عالم ناسوت سے صعودی سیر فرماتا ہوا - وحدت
وجود کے مرتبہ تک ترقی کرتا ہے - اور پہر اُس مقام سے تعینات کو قبول کرتا ہوا - اور ہر ایک تعین مین اُس کا

رنگ لیتا ہوا - عالم شہادت کی طرف چلا آتا ہے - ان دو طریقون کے مقابلہ سے یہ بات سمجھ مین آئی - کہ اول قدم سے عبارت وہی سلوک کا آغاز ہے حضرت ذات سے - اور اخیر قدم سے مراد سیر کا انجام ہے اُسی مرتبہ احدیت کو - اور سوا اسکے دوسرے معنی جسمین شکل خوبی پیدا ہوتی ہو - غالباً ہر گز مراد نہ ہونگے - **بیت**

برق صفت غو شیا گام زدی سال ہا	لیک نہ رفتی ہنوز نیم قدم سوے او

جواہر این گزارش گوشوارہ سامع جویندگان معانی القاب باد

جو اصحاب اسرار خانہ تحقیق کے پردہ دار ہین - اور جو ارباب سراپردہ توحید کے محرم ہین - ان کا دستور ہے - کہ آواز اور الفاظ کے ذریعہ سے اپنی واردات کا اظہار - اصطلاحات مین کیا کرتے ہین - ان کے اصول اور اوضاع پر نظر اور قیاس کر کے لقب احرار کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان ہو سکتی ہے - کہ سلوک مین ایک مقام ہوتا ہے حفظ العہد کا جس سے مراد صوفیون کی اصطلاح مین یہ ہے - ۵۱ هُوَ الْوُقُوْفُ عِنْدَ مَا حَدَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِعِبَادِهٖ اور حفظ کی دو قسمین ہین (ایک) حِفْظُ عَہْدِ الرَّبُوْبِیَّۃِ (دوسرے) حِفْظُ عَہْدِ الْعُبُوْدِیَّۃِ حفظ عہد الربوبیۃ یہ ہے - کہ جمیع کمالات کی نسبت - رب کی طرف کی جاے - اور حفظ عہد العبودیۃ یہ ہے - کہ تمام نقصانات عبد کی طرف منسوب کیے جائین - ۵۲ علیٰ ما نطق بہ القرآن مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ پس جس وقت موحد اور باصفا صوفی کو اذکار اور اشغال کی بدولت رعایت حفظ العہد کا حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے - اور اس حفظ کے آثار - صوفی مذکور کے تمام اوقات اور حالات کو پکڑ لیتے ہین - تو اُس وقت حکمت اجمالی کا جمال اُس کی چشم بصیرت کو نظر آنے لگتا ہے - اور اجمالی حکمت سے مراد یہ ہے ۵۳ هِیَ الْعِلْمُ بِحَقَائِقِ الْاَشْیَاءِ وَاَوْصَافِهَا وَاَحْكَامِهَا عَلٰی مَا هِیَ عَلَیْهِ وَارْتِبَاطِ الْاَسْبَابِ بِالْمُسَبَّبِ وَاَسْرَارِ اِنْضِبَاطِ نِظَامِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَالْعَمَلِ بِمُقْتَضَاهُ -

اور بحکم ۵۴ مَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا حکمت مذکور کی مفصلہ ذیل چارون قسمون پر بھی صوفی کو اطلاع دیدی جاتی ہے یہ چارون قسمین ترتیب وار خیر کثیر مین داخل ہین -

۵۱ اُس مقام پر - ٹہیرنا جس کو اللہ جل شانہ نے اپنے بندون کے لئے محدود کر دیا ہے ۱۲ ۵۲ جیسے کہ قرآن پاک تعلیم فرماتا ہے - اے بندے اگر تجھ کو کوئی فائدہ پہنچے تو سمجھ کہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر تجھ کو کوئی نقصان پہونچے - تو سمجھ کہ تیرے نفس کی طرف سے ہے ۱۲ ۵۳ اجمالی حکمت کے مفہوم مین یہ امور داخل ہین (۱) اشیا کی حقیقت اور اُس کے اوصاف و احکام جیسے اور جو کچھ ہین - اُنپر علم حاصل ہونا (۲) اسباب کا ربط مسبب کے ساتھ جو کچھ ہے - اُس پر علم حاصل ہونا (۳) نظام موجودات کس طرح پر منضبط ہے - اس کے اسرار پر علم حاصل ہونا - (۴) اقتضاے علم کے بموجب عمل کرنا ۱۲

۵۴ جس شخص کو بات کی سمجھ دی گئی - اُس نے بیشک بڑی دولت پائی ۱۲

(اول) الحكمة المنطوق بها وهي علوم الشريعة والطريقة -

جس حکمت کی نسبت کلام کیا جا سکتا ہے - وہ شریعت اور طریقت کے علوم ہین -

(دوسری) الحكمة المسكوت عنها وهي اسرار الحقيقة

جس حکمت کی نسبت کلام سے سکوت اولی ہے وہ
جس کو وہ لوگ علمی سینیغی نہین سمجھ سکتے ہین - جو استدلال اور تقلید مین گرفتار ہین اسرار حقیقت ہین -

كما روي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان مجتازا في بعض سكك المدينة ويتبعه اصحابه رضي الله عنهم فاقسمت عليه امراة ان يدخلوا منزلها فدخلوا فراوا نارا مضطرمة واولاد المراة حولها فقالت يا رسول الله ارحم بعباده ام انا باولادي فقال بل الله ارحم فانه هو ارحم الراحمين فقالت اتراني يا رسول الله احب ان القي ولدي في النار فكيف يلقي الله عبيده وهو ارحم الراحمين قال الراوي فبكى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال هكذا اوحي الي

جیسے کہ روایت کی گئی ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک راستہ مین چلے جا رہے تھے - اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب بھی تھے رضی اللہ عنہم - آپ کو ایک عورت نے قسم دی - کہ میرے مکان مین آپ جملہ اصحاب تشریف لے چلین چنانچہ وہان گئے وہان جا کر دیکھا - کہ ایک آگ مشتعل ہے - اور اس عورت کی اولاد آگ کے گرد جمع ہے - عورت نے عرض کی یا رسول اللہ - اللہ جل شانہ اپنے بندون پر زیادہ رحیم ہے - یا اپنی اولاد پر مین - آپنے فرمایا نہین اللہ ہی زیادہ رحیم ہے - کہ وہ ارحم الراحمین ہے پھر اس عورت نے عرض کیا - یا رسول اللہ کیا آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ مین اپنے کسی بچہ کو آگ مین ڈال دینا گوارا کرون گی (اگر مین گوارا نہین کرونگی) تو اللہ جل شانہ اپنی غلامون کو کیسے آگ مین ڈالے گا کہ وہ تو ارحم الراحمین ہے راوی کہتا ہے - یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور فرمایا - میرے پاس بھی وحی اسی مضمون کی آئی ہے -

(تیسری) الحكمة المجهولة وهي ما خفي علينا وجه الحكمة كايلام بعض العباد وموت الاطفال والخلود في النار فيجب الايمان بها والرضا بوقوعه واعتقاد كونه عدلا وحقا -

حکمت مجہولہ وہ حکمت ہے جس کی وجہ ہم لوگون سے مخفی ہے جیسے بعض بندون کی تکلیفات اطفال کی موت - اور دوزخ مین ہمیشہ رہنا اس حکمت پر ایمان لانا - اس کے وقوع پر راضی ہونا اور اس کو عدل اور حق کر کے ماننا اور عقیدہ رکھنا واجب ہے

(چوتھی) الحكمة الجامعة وهي معرفة

حکمت جامعہ مین یہ باتین داخل ہین (۱) حق کی

الحق والعمل بہ ومعرفۃ الباطل والاجتناب عنہ۔ کما قال علیہ السلام اللھم ارنا الحق وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل وارزقنا اجتنابہ انک مجیب الدعوات	معرفت اور اوسپر عمل کرنا۔(۲) باطل کی معرفت اور اُس سے اجتناب کرنا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اے میرے اللہ ہمکو حق دکھا اور اُس کا اتباع نصیب کر اور ہمکو باطل پر علم اور اُس سے اجتناب روزی کر بیشک تو دعاؤں کا قبول فرمانے والا ہے

اب سنیئے مطلب اصلی اس تمہید کا یہ ہے۔ کہ ہر دو مرتبہ کے حفظ کا ملکہ۔ اور چارون حکمتین حاصل ہونے کی بدولت۔ صوفی مذکور ۵۱ حجۃ الحق علی الخلق ہوجاتا ہے۔ جو عبارت انسان کامل سے ہے۔ اور خلافت کے مرتبہ کو پہونچکر حریت کا خلعت پہن لیتا ہے۔ حریۃ۔ اصطلاح صوفیہ مین یہ ہے ھی ۵۲ الانطلاق عن رق الاغیار اور یہ تین قسم پر ہے۔ (اولاً) حریۃ عامۃ۔ یہ رہائی پانا ہے زندان شہوت سے (ثانیاً) حریۃ خاصہ۔ یہ مرادات کی قید سے آزاد ہونا ہے ۵۳ بفناء ارادۃ العبد فی ارادۃ الحق (ثالثاً) حریۃ خاصۃ الخاصۃ۔ سالک کو جو نورالانوار کی تجلی مین اپنے تئین ہلاک کردینے کی آرزو۔ اور آرزو کی رسوم اور آثار کے ساتھہ دلبستگی رہتی ہے۔ اس دلبستگی سے نجات پانا۔ یہ تیسری قسم حریۃ کی ہے۔ اسکے بعد جس شخص کو یہ مراتب حاصل ہین۔ اُس شخص کو جب ان حالات مین دوام اور قیام نصیب ہو۔ تو اُس کو احرار کہتے ہین۔

الحال فی اصطلاحھم مایرد علی القلب بمحض الموھبۃ من غیر تعمل واجتلاب کالرق والعتق والحزن والطرب والبسط والقبض ویزول بظھور صفات النفس سواء یعقبہ المیل اولا۔ فاذا دام صار ملکۃ فسمی مقاماً۔	اب اصطلاح صوفیہ مین یہ بات ہے کہ جو شے محض آلہی بخشش ہے بدون عمل اور کوشش کے قلب پر وارد ہوتی ہے جیسے غلامی۔ آزادی۔ غم۔ خوشی۔ بسط اور قبض اور وہ شے۔ نفسانی صفات کے ظہور سے زائل ہوجاتی ہے۔ خواہ اُس کے عقب مین میلان ہو۔ یا نہین یہ شے اگر دوام کے ساتھہ قایم رہے۔ تو اُسکو مقام کہتے ہین

بیان سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ اصحاب ولایت کے القاب اُن مقامات کے اعتبار سے ہوا کرتے ہین۔ کیونکہ تعین القاب کی وجوہ مین سے گزشتہ بیان ایک وجہ ہے۔

یاد برہان المحققین خواجہ ناصر الدین علیہ اللہ

آپ لفظ خواجہ احرار کے ساتھہ نامزد تھے۔ خواجہ محمود ابن خواجہ شہاب الدین شاشی کے فرزند ہین خواجہ

---

۵۱ خلقت کے اوپر حق کی حجت ۱۲ ۵۲ حریۃ۔ اغیار کی غلامی سے آزاد ہونا ہے۔ ۵۳ عبد کا ارادہ حق کے ارادہ مین فانی ہوجانے سے ۱۲

شہاب الدین خواجہ محمد نامی کے پوتے تھے۔ جو عالم متبحر ابوبکر محمد ابن اسمٰعیل قفال شاشی کے بزرگ دوستون مین سے ابن شیخ ابوبکر کتفی اور کسبی علم مین اپنا مثل نہین رکھتے تھے۔ احرار الاولیا کی والدہ ماجدہ۔ خواجہ داؤد ابن خواجہ خاوند ظہور ابن شیخ عمر باغستانی کی بیٹی ہین۔ جن کا سلسلہ ستوا واسطون کے بعد امام عبداللہ ابن عمر ابن خطاب تک پہونچتا ہے رضی اللہ عنہم۔ آپ کے پیر ارادت مخدوم العرفا مولانا یعقوب چرخی سنری تھے جو حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند کے بزرگ ترین خلفا مین سے ہین۔

ایہا السامعون آپ کے حالات کے بیان مین بہت سے ابواب ہین۔ کتاب رشحات مین آپ کے حالات تھوڑے سے ہی لکھے گئے تھے۔ کہ کتاب مذکور کے تمام صفحے آپ ہی کے حالات سے بھر گئے۔ پھر اس صورت مین کتاب راقم جو محض نمونہ کے طور پر حامل الاختصار ہے سواے اجمالی دو تین حرفون اور عنوانی چند کلمون کے کب گنجائش رکھ سکتی ہے۔ لہذا ہر ایک باب کا ایک نکتہ حوالہ قلم کرتا ہون۔

آپکی ولادت ماہ رمضان ہجری سنہ آٹھ سو چھ مین ہوئی۔ اور آپنے عمر اسی اور نو اسی سال کی پائی چوتھے سال کے آغاز مین تعلیم کا تعلق قدس آلہی کے جناب مین تھا۔ آپ فرماتے تھے۔ بارہ سال کی عمر مین اپنی حالت پر قیاس کرکے مین یہ عقیدہ رکھتا تھا۔ کہ اللہ جل شانہ نے کسی آدم زاد کو اس طور پر پیدا نہین کیا ہے۔ کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے سے غافل ہو سکے۔ آخرالامر معلوم ہوا۔ کہ یہ میرا عقیدہ ازلی عنایت تھی۔ نیز آپ فرماتے تھے۔ جب مین مرزا شاہرخ کے زمانہ مین ہرات مین تھا۔ تو مجھکو ایک کوڑی کے بھی صرف کرنے کی استطاعت نہین تھی ایک روز بازار مین ایک گدانے گدائی کے طور پر سوال کیا۔ اُس وقت میرے پاس ایک پرانی دستار تھی جس مین بچہ (ٹکلے) آویزان تھے وہ دستار مینے ایک طباخ کو دی۔ اور کہا۔ یہ پاک ہے۔ اور دیگ دہونے کے واسطے موزون ہے۔ طباخ نے گدا کو ایک پیٹ کے لائق کہانا کہلا کر سیر کیا۔ اور دستار مجھکو واپس دیتا تھا مینے نہین لی۔ اور راستہ مین چل نکلا۔

کہتے ہین آپ کی خاطر عاطر کو حمام کی طرف قطعی میلان نہین تھا۔ وجہ دریافت کی گئی۔ تو جواب دیا۔ کہ مین آغاز سلوک مین عوام کی خدمت کیا کرتا تھا۔ حمام کے اندر ایک روز مین پندرہ سولہ آدمیون کی کیسہ تلی اور مالش جسم کر لیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حمام کی حرارت سے طبیعت بیمار ہو گئی تھی۔ اس سبب سے دل حمام سے گریز کرتا ہے۔

ایک دفعہ آپ فرماتے تھے۔ طریقہ خواجگان مین **قدس اللہ ارواحہم**۔ ہمت اور خاطر مقتضاے وقت کے تابع اور اسی مین مصروف ہوتی ہے۔ پس اگر کسی وقت مین کسی خدمت گزاری کے ذریعہ سے کسی مسلمان بھائی کو کوئی راحت پہونچانا ممکن ہو۔ تو اس وقت مین ذکر اور مراقبہ کو۔ کسی دوسرے وقت پر منحصر رکھنا چاہیے۔ کیونکہ

خدمت کا فرو - دلون کے اندر مقبولیت پیدا ہوتا ہے - اور یہ مقبولیت ذکر و مراقبہ کے نتیجہ پر مقدم ہوتی ہے - اور وہ جو بعض اصحاب نے نفل عبادتون کو اخوان الصفا کی خدمات سے بہتر سمجھا ہے - یہ محض گمان ہی گمان ہے - ثمرات مذکورہ کے تفاوت کی نسبت آپکا فرمانا تھا - کہ مینے اس طریق کو کسی کی تلقین یا تحریر سے اخذ نہین کیا ہی بلکہ خدمات کے آثار سے تعلیم پائی ہے - کہ خدمت کی خاصیت کیا ہے - ہر ایک شخص کو بارگاہ قرب مین جداگانہ دروازہ سے لیجاتے ہین - اور مجکو جو اس بارگاہ مین ہوپخنا نصیب ہوا ہے تو خدمت کے دروازہ سے ہوا ہے - اس سبب سے محبوب کی خدمت مجھے محبوب ہے -

مصنف رشحات نے لکھا ہے - کہ آپ کا مال - منال - دیہات - اراضی - زراعت - گلہ مویشی - اسپ اور املاک یہ سب سامان شمار کے اندازہ سے باہر تھا - چنانچہ ایک روز آپ خود اپنی زبان صادق البیان سے فرماتے تے - سمرقند کے خاص مزرعون کی پیداوار سے سمرقندی سیر کے حساب سے اسی ہزار من غلہ میرے حاصلات کے عشر (دسوین حصہ) کا سلطان احمد میرزا کی کچہری مین میرے کارندے داخل کرتے ہین - نیز فرماتے تے - کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ازلی عنایت سے میرے نقد اور جنس مین ایسی برکت اور افزونی دی ہے - کبھی ایسا ہی ہوتا ہے - کہ خرچ غلہ کی میزان جمع کی میزان سے زیادہ آتی ہے - اور غلہ کے کوٹھون مین ایسی بہت سا غلہ ایسا ہے - کہ ترازو کے پلہ پر پہونچا ہی نہین ہے نیز فرماتے تے - کہ مین ایک زمانہ مین شہر ہری مین تھا - ایک روز شیخ بہاؤ الدین عمر کے مکان پر گیا - آپنے حسب عادت دریافت کیا - کہ شہر مین کیا خبر ہے - مینے کہا - دو خبرین ہین شیخ زین الدین اور اُنکے یار دوست کہتے ہین ہمہ از دست - اور سید قاسم اور اُن کے پیرو کہتے ہین - ہمہ اوست - فرمایا - اولین بات دوستی کی کسوٹی پر چڑھی ہوئی ہے - تھوڑی دیر بعد چند دلیلین اس راست گفتار کی تائید مین - اس طرح بیان فرمائین - کہ اگر اُن کے مقدمات مین غور و تامل سے کام لیا جاوے - تو ہر ایک دلیل سے ثانی قول کے مدعا کا ثبوت پیدا ہو جاوے - آپنے مضامین دلائل کی حقیقت بھی ظاہر فرمائی - کہ اس طرح پر ہے - پھر دوسری چند دلیلین بیان کین - اُن کا بھی ایسا ہی حال تھا - یہ سب باتین سنکر بے تامل یہ بات ذہن مین آئی - کہ اولین قول کا اقرار - اور پچھلے قول کا حقیقۃً اعتقاد بہتر ہے -

نیز فرماتے تے - جب مولانا یعقوب کے دیدار سے میری آنکھین منور ہوئین - تو مولانا کے سلوک سے مجکو اپنی نسبت ایسا کوئی خاص التفات معلوم نہین ہوا - جس کی وجہ سے دل کے اندر صورت شگفتگی پیدا ہو - بلکہ مولانا ترش روئی سے پیش آئے اور اپنا ہاتھ نہین بڑہایا - فرمایا - ہم سے بیعت نہ کرو - اتنے مین مولانا کی

پیشانی پر میری نظر جا پڑی - تو ایک سفید داغ نظر آیا جس سے طبیعت کو خلقۃً تنفر ہوتا ہے - یہ دیکھکر مینے لوازم بیعت ادا کرنے مین توقف کیا - مولانا نے جب میری صورت حال سے یہ معلوم کیا - کہ مجکو بیعت ہونے مین تامل ہے - تو فوراً خلع لبس کے ذریعہ سے اپنے تئین ایک جمیل صورت مین ظاہر فرمایا - جس کے دیکھنے سے بے قابو ہوگیا - اور اپنا ہاتھ آستین کے اندر سے نکال کر مراسم بیعت ادا کئے -

قرآن پاک کی ایک تفسیر ہے (رشحات) نام اُس کے ایک رشحہ مین لکھا ہے - ایک روز آیۃ کریمہ [۵۱] قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ کی تاویل مین آپنے (خواجہ سے) فرمایا - مراد یہ ہے - کہ صوفی ہمیشہ ذات مطلق کو واحد تصور کرتا رہے - اور انواع و اقسام کی صفات جو بکثرت دیکھتا ہے - اُن سے گزر جاوے - ثم کلامہ حرف ثم جو تراخی کے واسطے موضوع ہے - اس آیۃ کریمہ مین دیکھکر راقم گلزار کے ذہن مین یہ بات آتی ہے - کہ صوفی تخلق اور تبدیل کے بعد ایک مدت پیچھے - اِس توحید کے مرتبہ کو پہونچتا ہے - اور ایسی تدریج سے مرتبہ توحید کو پہونچنا محقق سالکون کا طریقہ ہے - اور بلا توقف فوراً مرتبہ توحید کو پہونچنا - جذبہ کی علامت - اور مجذوبون کی عادت ہے - لَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ [۵۲] -

احرار الاولیا کی بیماری کا آغاز یکم محرم ہجری سنہ آٹھ سو پچانوے کو ہوا - اور آپ کی رحلت اسی سال کی یکم ربیع الاول کو ہوئی - یہ عجیب لطیفہ اور لطیف نکتہ ہے - کہ جس قدر آپ کی حیات کے سال تے - یعنی اِنثی اور نواسی - شمار مین اُسی قدر آپ کے ایام مرض بھی آئے - یہ جو حدیث سے حُمّٰی یَوْمٍ کَفَّارَۃُ سَنَۃٍ [۵۳] اس سعادت سے آپ کو شرف حاصل ہوا - آپنے دو خلف اپنے قائم مقام چھوڑے - جو آثار سلف سے آراستہ - خلافت و ہدایت کے واسطے شائستہ - اجازت و خدائی تقرب کے لائق تے - سب سے بڑے خواجہ محمد عبد اللہ تے - جو خواجہ کلان - اور خواجگان خواجہ کے نام سے مشہور ہین - دوسرے خواجہ محمد یحییٰ ہین - آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے - حضرت حقائق پناہی مولوی سے منقول ہے - کہ فرماتے تے - جو بڑے ہین - وہ علم و فضیلت مین بہت بڑے ہین - اور جو سجادہ نشین ہین - وہ جذبہ حالت - اور ولایت کے جلال مین سب سے آگے ہین -

راقم رشحات لکھتے ہین - جس زمانہ مین خواجہ محمد یحییٰ ہری مین تشریف لائے تے - اُس زمانہ کا ذکر ہے - ایک

---

[۵۱] - اے پیغمبر کہہ دو - کہ (یہ کتاب) اللہ ہی نے (اُتاری تھی) پھر اُن کو پڑے جھک مارنے دو ۱۲ ، [۵۲] اللہ کے سوا اس کا اصلی مطلب کسی کو معلوم نہین ۱۲ ، [۵۳] ایک یوم کا تپ ایک سال کا کفارہ ہوتی ہے ۱۲ -

خواجہ باتفاق حضرت حقائق پناہی - مولانا محمد روحی کی ملاقات کے واسطے گئے تھے - مین بھی ہمرکاب تھا - صاحب مکان (مولانا محمد روحی) نے نہایت ادب کا برتاؤ مہمان عزیز کے ساتھ کیا - اور تواضع و تعظیم سے بہت کچھ گرماگرمی ظاہر فرمائی - لیکن ہم نشینی کا تمام وقت - طرفین کی خاموشی مین گزرا - بین دوسرے روز تنہا مولانا کی خدمت مین گیا - توظاہر و باطن کی آراستگی کے متعلق حضرت خواجہ کی تعریف حد سے زیادہ فرمائی - جب لوٹ کر خواجہ کی خدمت مین آیا - تو سنی ہوئی باتین مجمل طور پر مینے ظاہر کین - خواجہ نے فرمایا کل کے روز مین آپ کی صحبت مین اپنی فنا اور مولانا کے اثبات مین مشغول تھا - میری تعریف جو مولانا فرماتے ہین - یہ درحقیقت مولانا کی ہی تعریف ہے - کیونکہ اُس وقت مجھہ مین مولانا کی ہی حقیقت جلوہ گر تھی -

سجادہ نشین احراریہ کے جملہ واقعات اور حالات کتاب رشحات مین مصنف نے جیسا جیسا موقع اور وقت پایا ہے - تفصیل کے ساتھہ لکھے ہین - یہان پر مین صرف آپ کی شہادت کے متعلق مجملاً لکھتا ہون - احرار الاولیا اکثر خلوتون مین خواجہ محمد یحیٰی سے امیر المومنین ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ کے وقایع کا ذکر کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے - کہ تمھاری روح کو شہید دشت کربلا کی ولایت اور شہادت کے ساتھہ کامل نسبت ہے - کہتے ہین جب آپ کے پدر بزرگوار حقیقی محبوب کے باغ کو چلے گئے - تو چند روز بعد شاہ بیگ خان نے پرگنہ سمرقند ضبط کر لیا اور ہجری سنہ نوسو چہ کے اولین عشرہ محرم مین جمعہ کے روز حضرت خواجہ محمد یحیٰی سے مواخذہ اور مطالبہ کر کے جو کچھہ نقد و جنس مکانات مین تھا - سب سرکار مین خالصہ کیا - اور دیہات - اراضی - اور تمام مزرعے سرکاری نوکرون کے سپرد کئے - اور اُن کا قبضہ ہو گیا - خواجہ کو انتظار تھا - کہ شاید عاشورہ کے روز شہادت کا واقعہ بھی وقوع مین آکر دائمی آرام مل جاویگا - مگر ایسا نہین ہوا - اس درمیان مین خان نے حکم دیا - کہ آپ مع فرزندون - مریدون - اور متعلقین کے خراسان کو چلے جاوین - خلاصہ یہ ہے - کہ آپ ارمینہ کے راستہ سے خراسان کو روانہ ہوکے - جب آپ تاشقند سے نکل گئے - اور محرم کی تاریخ بھی وسط سے آگے بڑھ گئی - تو خواجہ کو حیرت ہوئی - اور حیرت سے انقباض خاطر پیدا ہوا کہ حضرت والد ماجد کا کلام صادق تو یحیٰی کی شہادت پر دلالت کیا کرتا تھا - اور یہان تعویق نظر آرہی ہے - نہ معلوم - اِس مین کیا حکمت ہے - اللہ اعلم[۵۱] اسی خیال مین تاشقند سے دو تین منزل آگے گئے - ناگاہ صحرا مین اوزبک کی ایک فوج نے آکر ظلم و زیادتی شروع کی تیغ و تبر چارون طرف سے پڑنے لگے - بالآخر فوج مذکور نے خواجہ محمد یحیٰی کو اور اُن کے دونون فرزندون خواجہ محمد زکریا - اور خواجہ عبدالباقی کو اُس صحرا مین شہادت اور مظلومی

---

۵۱ - اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے ۱۲

کے درجہ کو پہونچایا۔تینون نسبی اور حسبی بزرگون کی نعش۔خواجہ کفشیر کے محلہ مین لاکر ملاّیون کے احاطہ کے اندر خواجہ احرار الاولیا کے جوار مین دفن کی گئی۔۔اور قبر بنادی گئی۔خواجہ شہید کا ایک لڑکا رہا ہے۔خواجہ محمد امین نام ہے خدا کرے۔اُس کی بزرگ اولاد جہان مین بہت سی ہو۔

انجمن خلفائے کامگار احراریہ قدست اسرارہم

مولانا سید حسن۔آپ خلفائے احراریہ مین سب سے زیادہ نیک۔سب سے زیادہ عالم۔اور سب سے زیادہ پیش رو ہین۔کہتے ہین۔ایک روز زمانہ طفولیت مین۔آپ کے پدر بزرگوار۔آپ کو۔قدم بوسی کے لیے۔خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت مین لے گئے تھے۔اتفاقاً مجلس اقدس مین شہد کا پیالہ رکھا ہوا تھا۔مولانا از روے خواہش جو زمانہ طفولیت کو لازم ہے۔شہد کی طرف دیکھنے لگے۔اِس درمیان مین حضرت خواجہ نے دریافت فرمایا۔صاحب زادہ۔تمہارا کیا نام ہے۔جواب دیا۔شہد۔خواجہ نے تبسم فرما کر کہا۔چھوٹے سے عنصر مین کامل قابلیت اور صحیح قبولیت عطا کی گئی ہے۔صرف اتنی سی بات پر۔کہ اُس کے دہن نے شہد کا مزہ حاصل کیا ہے۔ایسا شہد کے خیال مین مشغول ہے۔کہ اپنا نام شہد مین گم کر کے۔شہد کے سوا کوئی نام زبان پر نہین لاتا ہے۔اگر اِس کی جان مین شہد سے زیادہ شیرین چیز کی چاشنی پہونچائی جاوے۔تو ضرور اس کی توجہ اور استغراقی کیفیت اُس مین زیادہ ہوگی۔لاریبَ فیہ[۱]۔خواجہ احرار الاولیا نے اُس وقت آپ کو آپ کے پدر بزرگوار سے لیکر اپنی تربیت اور ہمت سے فیض بخشا۔اور درسی علوم اور معنوی نور کی تحصیل کے واسطے باعث ہوئے۔مصنف رشحات نے لکھا ہے۔خواجہ احرار الاولیا۔سلاطین زمانہ کے ساتھ اختلاط رکھا کرتے تھے۔اور اس اختلاط کی وجہ سے درویش لوگ آپ کے فیض صحبت سے محروم رہتے تھے۔ایک روز اِس اختلاط کے بارہ مین اِس درویش کے دل پر گرانی کا اثر پیدا ہوا۔اور قریب انہین ایام مین مولانا کی خدمت مین جانے کا اتفاق پیش آیا۔آپ چند بزرگون کے ساتھ بیٹھے ہوئے۔احیاء العلوم کی تصحیح کر رہے تھے اُس کو چھوڑ کر درویش کی طرف متوجہ ہوئے۔اور تقریب پیدا کر کے فرمایا۔

"ایک دفعہ ایک عالم خواجہ احرار الاولیا کے حضور مین حاضر تھے۔خواجہ نے اُن کا اندرونی خدشہ معلوم کر کے" "دریافت کیا۔بادشاہون اور حاکمون سے جس شخص کے ملنے مین بہت سے بیکس غریبون کی آرزوئین پوری ہوجاتی ہون اور بہت سے" "گرفتار مظلوم رہائی پاتے ہین۔اُس شخص کا کسی پہاڑ کے گوشہ مین بیٹھنا اور نفل عبادت مین اور طالبان علم کی" "تربیت مین مشغول ہونا کیسا ہے۔اور اُس کی حقیقت اور حالات کے اعتبار سے مذکورہ بالا دونون طریقون مین سے"

[۱] اس مین کوئی شک نہین ہے ۱۲

کونسے طریقہ کا اختیار کرنا اولی اور اہم ہے - جواب دیا - ارباب دولت سے ملنا - اور عاجز غریبون کی حمایت کرنا"

"اُسپر خواجہ نے تبسم کرکے فرمایا - اگر آپ ظاہر مین ایسا فتویٰ دیتے ہین - تو اس حکم کے عامل کی نسبت"
باطن مین اعتراض نہین کرنا چاہیئے"۔

حضرت مولانانے درویش کے مرکوز خاطر پر اطلاع پاکر صدر الذکر سرگزشت بیان فرمائی - اور پیدا شدہ گرانی دل سے دور کردی -

دیگر مولانا قاسم آپ کو سایہ احرار الاولیا کہا کرتے تے - چونکہ پیر کی پیروی مین اور **فنا فی الشیخ** ہونے مین آپ نے کوشش بہت کچھ کی تہی - اسواسطے آپ کی ذات مین بشل سایہ خودداری تہی ہی نہین سلوک کے مقابلہ مین آپ کا توحیدی استغراق غالب تہا - جناب حقائق پناہی - خواجہ احرار الاولیا کے جملہ اصحاب مین سے مولانا قاسم کی برابر کسی کے بہی معتقد نہ تے - اور آپ کی تعریف خلا اور ملا مین بہت کچھہ فرمایا کرتے تے - تاریخ چہٹی ذی حجہ ہجری سنہ آٹھہ سو اکیانوین کو - غروب آفتاب کے وقت - آپ کے عنصری برج کا آفتاب وصال کے افق مین غروب ہو گیا - لفظ **فیاض** تاریخ رحلت ہے -

دیگر میر عبد الاول - آپ نیشاپور سے آکر ماوراء النہر مین خواجہ احرار الاولیا کی خدمت سے مشرف ہوئے تے - اور خواجہ کی ملازمت مین رہکر رابطہ اور طریقت اِن دونون کو استوار کیا تہا - مولانا حسین واعظ کاشفی تخلص - جن ایام مین کہ درسی فنون کی تحصیل نیشاپور مین کر رہے تے - میر کے ساتہہ ہم سبق اور ہم حجرہ تے - مولانا حسین کے بیٹے مولانا فخر الدین علی صفی - لکھتے ہین - کہ آپ سابقہ پدری شناسائی کا خیال کرکے میرے ساتہہ کمال توجہ فرمایا کرتے تے - نیز مولانا فخر الدین - میر سے نقل کرتے ہین کہ فرماتے تے - جب مین حضرت خواجہ کی ملازمت سے سرفراز ہوا - تو مینے سات برس کامل ریاضت طریقت مین صرف کئے - اس مدت مین خواجہ بظاہر مطلق میرے حال پر متوجہ نہین ہوئے - بلکہ دُکہہ درد جو صادق دردمندون کا حصہ ہے - مین برداشت کیا کرتا تہا - اور صبر تحمل - اور توکل اختیار کرکے معتقدانہ اپنا اعتقاد درست رکہتا تہا - جب برداشت کی طاقت نہین رہی - تو ایک روز حجرہ مین پانون پہیلاکر جا پڑا - سر اور منہ لنگی کے اندر ڈہک لیا - اپنے تیئن لعنت ملامت کرنے لگا - اور ناصحانہ اپنے تیئن تسلی دیکر کہا - عبد الاول - اس دنیا کے اندر بہت آدمی ایسے ہین - جو ولایت اور قرب کی دولت سے بے بہرہ ہین - تو بہی انہین مین شامل ہو جا - جفا اور محنت کے برداشت کرنے مین جس قدر انسانی طاقت تہی وہ تو کام مین لا چکا - مگر کوئی کشود کار نہین

ہوئی - اسی قسم کی پشیمانی کی باتین کرتے ہوئے - ایک لحظہ نہین گزرا تہا - کہ حجرہ مین پانون کی آہٹ معلوم ہوئی چونکہ مین دریائے غم کے اندر ڈوبا ہوا تہا آہٹ کی طرف ملتفت نہ ہو کر بدستور پڑا رہا - اتنے مین یکایک پیر بزرگوار کی یہ آواز آئی - عبد الاول آرام کے ساتہہ سوؤ - تمہارے تمام کام کامل طور پر درست ہوگئے ہین - یہ سنکر مین مضطربانہ اُٹہہ کہڑا ہوا - کیا دیکہتا ہون حضرت خواجہ حجرہ سے باہر تشریف لئے جاتے ہین - مین محروم عاشقون کی طرح بیتاب ہونے لگا - اس کے بعد مجکو راہ طلب مین دوبارہ استقامت اور رسوخ حد سے زیادہ نصیب ہوا - یہان تک کہ ماہ ذی حجہ ہجری سنہ نوسو پانچ آگیا - اسی مہینے مین آپنے عالم شہادت سے کوچ فرمایا ہے - عالم شہادت سے کوچ - سفر وجود کی آخرین منزل - اور وحدت کے لامکان کا اولین مقام ہے - اور یہی اصلی وطن ہے - اسی کی طرف جانا ہوتا ہے -

دیگر مولانا جعفر - آپ عالم - عامل - عارف - عاشق - اور کامل تہے - بیخودی اور محویت - افاقہ وہوش پر - اور خاموشی - گویائی پر غالب تہی - ایک روز آپ کہتے تہے مین شروع شروع مین - رسمی علم کی تحصیل سے افسردہ خاطر تہا - اور طریقہ فقر کی طرف - طبیعت کی کشش تہی - ایک رات خواب مین خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت حاصل ہوئی - مینے دریافت کیا - کہ بندہ کب خدا کو پہونچتا ہے - فرمایا - جب اپنے تئین فنا کر دیوے - جب مین خواب سے جاگا - تو دل پر کمال اثر تہا - علی الصباح حجرہ سے نکلکر آپ کی ملازمت کے ارادہ پر روانہ ہوا - جب قدم بوسی حاصل کی - تو فرمایا مولانا جعفر - بندہ خدا کو کب پہونچتا ہے - جب وہ بندگی مین اپنے تئین فنا کر دیوے - اور آپنے مولوی معنوی کی یہ بیت پڑہی - **بیت** -

چون تو بودی کہ بود - جملہ خدا بود و بس		چون تو نماندی کہ ماند جملہ خدا اے گدا	

القصہ آپ کا آخرین سفر ہجری سنہ آٹہہ سو تر انوین کے کسی مہینے مین ہوا ہے - اُس وقت تک طریقت کے سلوک مین آپنے کوئی دقیقہ ناطرعی نہین چہوڑا - بالآخر فقر و فنا کے عنصری خرقہ کو خلد اور بقا کی خلعت سے تبدیل کرکے عالم علوی کو رحلت فرما گئے -

دیگر مولانا برہان الدین ختلانی آپ علم متبحر تہے - آغاز جوانی مین مختلف علوم کی تحصیل کمال کو پہونچائی تہی - لوگ سمرقند مین دو شخصون کو مادرزاد عالم کہا کرتے تہے - ایک مولانا زادہ مولانا عثمان - دوسرے برہان الفضلا ختلانی - کہتے ہین - آپ علی الاتصال چالیس سال تک خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت سے خداشناسی کی تحصیل کرتے رہے - اور آپ کو ایک لحظہ بہر بہی جدائی کی طاقت نہین تہی - ہجری سنہ آٹہہ سو ترانوے مین مولانا جعفر کی رحلت سے

آہستہ روز بیشتر۔ آپ کے آخرین سفر کا سامان ہوگیا تھا۔

دیگر مولانا لطف اللہ ختلانی ۔ آپ مولانا برہان الملۃ ختلانی کی بہن کے بیٹے ہین ۔ علوم شریعت اور طریقت کے گویا آپ مالک تھے ۔ اور بسط و بشاشت کی اعلیٰ درجہ کی صفات آپ کی ذات مین پائی جاتی تھین آپکے دہان مبارک سے کلام لازمی طور پر تبسم آمیز نکلا کرتا تھا ۔ آپ کہا کرتے تھے ۔ خواجہ احرار الاولیا کی خدمت مین میری بیعت ہونے کا قوی ترین سبب یہ ہے ۔ کہ مینے اپنے وطن مین ایک ذات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دل ربا صورت اور جان بخش ہیئت کے ساتھ عالم مثال مین مشاہدہ کیا تھا۔ فوراً دل وجان سے اُس نورانی شکل کے جمال پر فریفتہ ہوگیا ۔ چند روز جب مین نے ایزدی مشیت کے بموجب حضرت خواجہ کی ملازمت حاصل کی ۔ تو ایک روز فرمایا ۔ جو سعادت مند لوگ ہین ۔ وہ حضرت سید المرسلین علیہ و علیہم السلام کو خواب مین مختلف لطیف لطیف صورتون کے ساتھ دیکھتے ہین ۔ اثنا ے کلام مین نگاہ میری طرف فرمائی جناب سرور عالم علیہ السلام کی اُسی مثالی صورت کا جلوہ میری نظر مین آگیا ۔ جو مجکو عالم خواب مین نظر آیا تھا اور یہ تماشا میری گرفتاری کے لئے زنجیر بنا ۔ اور خواجہ کی دوام حضوری کی بدولت علمی صورتون کے کمال کو پہونچا

دیگر مولانا شیخ ۔ تزکیہ ۔ تہذیب ۔ تصفیہ ۔ اور ترتیب یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تھین پیر بزرگوار کی سرکار مین ملکی اور مالی کامون کے انتظام کا بہت کچھ تعلق آپ کی رائے پر منحصر تھا ۔ ایک روز سلسلہ احراریہ کے بہت سے با اعتقاد مرید ۔ خواجہ کفشیر کے محلہ مین جمع تھے ۔ اور باہم راز دنیاز کی باتین کر رہے تھے ۔ شدہ شدہ سلسلہ کلام کا خواجہ احرار الاولیا کے عجیب وغریب تصرفات اور کرامات کے بیان مین جا پہونچا ۔ چنانچہ ہر ایک مرید اس بارہ مین کوئی نقل یا کوئی روایت پیش کرتا تھا ۔ مولانا شیخ ۔ اس جلسہ مین خاموش ۔ اور سب کی باتین سنتے مین سراپا گوش تھے ۔ جب حاضرین کے دل مین مولانا کے کلام سننے کی بے انتہا آرزو ہوئی ۔ تو آپنے فرمایا ۔ کہ آپ لوگ خواجہ کے عالم اجسام کے تصرفات کا ماجرا بیان کرتے ہین ۔ لیکن عالم ارواح کے تصرفات مین سے ایک حرف بھی زبان پر نہین لائے ۔ جملہ حاضرین نے کہا ۔ ہم لوگون کے کان ۔ اس قسم کا کلام ۔ مولانا کی فصیح اللسان زبان سے ہی سننا چاہتے ہین ۔ مولانا نے فرمایا جب شروع شروع مین کمال کوشش سے کسی قدر مجھ پر ثمرات کوشش کا ظہور ہونے لگا ۔ اور خواجہ کی پرورش سے روز بروز خیر و خوبی اپنا رنگ جمانے لگی ۔ تو خواجہ نے مجکو زراعت کے کامون کا انصرام کرنے کے واسطے مقرر فرما دیا تھا اور یہ ظاہری کامون کی مصروفیت باطنی عمل مین فتور آنے کا باعث ہوئی ۔ اس سبب سے مینے موقع تلاش کرکے ۔ خلوت مین شرف حضوری حاصل کیا ۔ اور حال

ہی تہا۔ کہ اپنی پریشانی اوقات کا حال کچھہ عرض کرون۔ کہ حضور نے میرے ضمیر پر علم پاکر ارشاد فرمایا۔ کہ اس خانوادہ کے کاروبار کی بنیاد اور اصل کلی **خلوت در انجمن** ہے۔ اور نیز غیرون سے طریقہ کو مخفی رکہنا۔ کیونکہ غیرت دار محب اپنے محبوب کا حجاب پسند کیا کرتا ہے۔ اور ظاہر کامون مین مشغول ہونے کے سوا۔ اخفائے طریقہ کے واسطے کوئی اور برقع نہین ہے۔ پہر مینے چاہا۔ کہ یہ عرض کرون۔ ان دونون عظیم الشان باتون کے جمع کرنے کا میرا حوصلہ نہین ہے۔ فرمایا۔ مردانہ قدم رکہو۔ حق تعالیٰ امیدون کا پورا کرنے والا ہے۔ اس اثنا مین حضور نے میری کمزوری اور نایابی پر نظر عنایت فرمائی۔ ایسی توجہ ڈالی۔ کہ جو شے عمل اور تکلف کے ساتہہ گاہے ماہے میسر ہوتی تہی۔ وہ باطن پر حملہ کر کے آئی۔ اور ہمیشہ بنی رہی۔ چنانچہ اس کے بعد وہ شے کسی امکانی ضروری حالت مین بہی دل سے زائل نہین ہوئی۔

دیگر مولانا ابوسعید اوبہی۔ آپ نے اولیاء اللہ کی طرح۔ علم کی عروس کا عمل کے نوشہ کے ساتہہ عقد کیا تہا۔ اور اس سبب سے آپ بہت ثوابون کے اُمیدوار تہے۔ پینتیس سال کی عمر مین خواجہ احرار الاولیا کے حضور مین آمدو شد رکہتے تہے۔ کہتے تہے۔ حضور کی باعظمت خدمت مین تعلق پیدا ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ مین مرزا الغ بیگ کے مدرسہ مین رسمی علوم کی تحصیل کمال کوشش سے کر رہا تہا۔ یکایک بلاسبب ظاہر۔ رسمی علوم کی طرف سے میرے دل پر ایک کدورت پیدا ہوئی۔ مینے بے اختیار ہوکر مدرسہ چہوڑنے کا عزم کرلیا۔ اتنے مین ایک آشنا ملا۔ مینے پوچہا۔ کہان سے آتے ہو۔ اُس نے جواب دیا۔ شیخ الیاس عشقی کی خدمت سے آتا ہون۔ جو کوہ نور مین رہتے ہین۔ مین اُسی وقت کوہ نور کی طرف سیدہا ہولیا۔ راستہ مین خواجہ احرار الاولیا کے مدرسہ پر سے گذر ہوا۔ یہ وہ وقت تہا۔ کہ حضور سواری سے اُترکر اپنے مدرسہ کے دروازہ پر کہڑے ہوئے تہے میرے دل مین آیا۔ کہ ان بزرگوار کی ملازمت حاصل کر کے کوہ نور کو چلنا چاہیے۔ جب مین حضور کی خدمت مین حاضر ہوا۔ تو خواجہ نے فی الفور یہ بیت پڑہی **بیت**

در کوہ چہ میروی بمن باش	امروز معاذ در جبل نیست

مضمون بیت سننے سے مجکو حیرت پر حیرت ہوئی۔ اپنے دل مین کہا۔ اگر اس بیت مین خواجہ نے میرے حسب حال خیال فرمایا ہے۔ تو ضرور ہے کہ خواجہ یہ بیت بار دیگر بہی پڑہینگے۔ ہنوز میرے دل مین یہ بات پوری آئی بہی نہین تہی۔ کہ خواجہ کی زبان مبارک پر میرا نام آیا۔ باوصفیکہ خواجہ کو پیشتر معلوم نہ تہا۔ اور فرمایا۔ تمنے یہ بیت جو شیخ کمال کے اشعار مین سے ہے۔ اور پہر پڑہی۔ پس یہ کرامت میری گرفتاری کا اولین سبب ہے۔

دیگر مولانا سلطان آپ خواجہ احرار الاولیا کے خاص خلیفہ ہین۔ اور عالم متبحر تھے۔ اہل ظاہر کے علوم اور اہل باطن کی بصیرت پر آپ کو کمال عبور عمل تھا۔ خواجہ احرار الاولیا کی اجازت سے سفر حجاز کا ارادہ فرمایا۔ اور حرمین شریفین زادھما اللہ تکریمًا کے طواف سے آپ مشرف ہوکر پھر اپنے مرشد کی خدمت مین لوٹ آئے۔ اور فیض حاصل کیا کرتے تھے۔ ایک روز پیر کی خدمت مین حاضر ہونے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اس واسطے۔ مینے یہ چاہا کہ توجہ۔ یا مراقبہ کے ذریعہ سے جمعیت خاطر حاصل کرکے پیر کے حضور مین حاضر ہون۔ مگر جمعیت میسر نہین ہوئی۔ بالآخر نفی واثبات کے ذریعہ سے کسی قدر حضوری بہم پہونچائی۔ اُس کو محفوظ کرکے حاضر ملازمت ہوا تو تھوڑی دیر کے بعد حضور نے فرمایا۔ سلطان کبھی نفی واثبات کا طریقہ بھی عمل مین لایا کرتے ہو۔ مینے عرض کیا۔ جی ہان۔ فرمایا اسی وقت ایک نسبت پیدا ہوئی۔ جو نفی واثبات کا نتیجہ ہے۔ اور پھر فرمایا۔ کہ اگرچہ حضور مع اللہ ایک ہی شے ہے لیکن جو نسبتین توجہ یا مراقبہ۔ یا نفی واثبات کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہن۔ اُن کا ہر ایک کا رنگ جدا جدا ہوتا ہے البتہ اس فرق کا پہچاننا اُن بزرگون کا کام ہے۔ جو علم لدنی کے عالم ہوتے ہین۔

دیگر مولانا محمد قاضی قدس روحہ۔ آپ علوم شریعت کے عالم۔ اور سلوک طریقت کے واقف تھے چونکہ آپ کی طبیعت بلند۔ فہم ارجمند۔ عقیدت دل پسند۔ اور دل خورسند تھا۔ اسواسطے معرفت اور حقیقت بیان کرنے کے وقت۔ خواجہ احرار الاولیا کے مخاطب آپ ہی ہوا کرتے تھے۔ گو مستعد عالمین کی جماعت کی جماعت اُس محفل مین حاضر ہوا کرتی تھی۔ آپنے ایک کتاب سلسلۃ العارفین نام تالیف فرمائی ہے جس مین خواجہ احرار کے اوصاف حمیدہ۔ عادات پسندیدہ۔ فضیلتین اور خصوصیتین جمع کی ہین خواجہ احرار الاولیا کی عقیدت اور محبت کے مجال مین آپ کس طرح سے پہنچے تھے۔ یہ سرگزشت بھی تفصیل کے ساتھ اس کتاب مین لکھی ہے۔ اور مصنف رشحات نے بھی یہین سے اپنی کتاب مین نقل کیا ہے۔ اب اس بیان کے تکرار کی ضرورت معلوم نہین ہوتی سلسلہ احرار یہ کے بعض اصحاب حقیقت سے منقول ہے کہ۔ کمان گردن کے موضع مین جس روز خواجہ احرار الاولیا نے آخرین سفر فرمایا ہے اُس روز عموما اور خصوصًا فرزندون کی اور نیز دیگر لوگون کی جماعت سرہانے حاضر تھی۔ اُس وقت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ حاضرین مین سے جس شخص کے مناسب مزاج فقر یا غنا جو کچھ بھی ہو۔ اُس کو چاہیے۔ کہ آج مجھسے مانگ لیوے منجملہ حاضرین کے اولًا مولانا محمد قاضی سے بھی پوچھا۔ تم کو کیا پسند ہے۔ عرض کیا۔ جو کچھ حضور کو پسند ہے۔ جواب ملا میری پسند تو فقر ہے۔ مولانا نے کہا بشری لنا۔ اس کے بعد خواجہ نے ایک کام والہ کو حکم دیا۔ کہ چار ہزار تنکہ (سکہ رایج الوقت) زر شاہرخی مولانا محمد قاضی کو دیدو۔ جنہون نے فقر اختیار کیا ہے۔ تاکہ مولانا اس رقم سے اُن درویشون کی معاش کا انتظام کرلیوین

جو آپ کے پاس رہتے ہین - مولانا نے بنابر تعمیل حکم - اُس نقد کو لیکر اپنے اصحاب کی وجہ معاش کے انتظام مین خرچ کیا -

دیگر مولانا خواجہ علی تاشقندی آپ درگاہ احراریہ کے خادمان قدیم اور کاربردازون مین سے ہین جب سلوک کا آغاز ہوا - تو قبول و اقبال کا خلعت تاشقند مین ملا - آپ کہتے تھے جس زمانہ مین پیر بزرگوار نے خراسان سے اپنے وطن مالوف مین آکر زراعت کا کام شروع کیا تھا - اُس وقت میری عمر بیس سال کی تھی - کہ مین حاضر ملازمت ہوا - خواجہ احرار الاولیا میرے حال پر بہت کچھ عنایت اور التفات فرماتے تھے - اُن ایام مین طالبان علم نے جو ہوس مین ڈوبے ہوئے تھے - یہ کہکر مجکو فریفتہ کیا - کہ تحصیل علوم کے اسباب سب مہیا ہین - منادعلوم حاصل کرنا چاہیے - اور اُن کی ترغیب مین سمرقند کی طرف روانہ ہوگیا - مگر چونکہ آستانہ پیر سے صریح اجازت لیکر روانہ نہین ہوا تھا - پہلی ہی منزل مین ایسا مرض پیش آیا جو مانع سفر ہوا - ایک قدم بھی آگے چلنے کی طاقت میرے پانون مین نہین رہی - بالآخر بازگشت کی نیت کی اور نیت بازگشت کے ساتھ عافیت نے بھی بازگشت کی - مین تاشقند سے جس قدر نزدیک ہوتا جاتا تھا اُسی قدر ضعف مجھسے دور بھاگتا جاتا تھا - **القصہ** اپنے معمولی حجرہ مین جب پہونچا ہون تو کمال تندرستی کی حالت مین تھا - نہایت انفعال کے ساتھ قدم بوس ہوا - پیر نے اول اول تو غصہ ہوکر چلے جانے اور لوٹ آنے کے تمام واقعات میرے سامنے بیان فرمائے - اور اظہار عتاب کیا - مگر آخرکار مرحمت اور عاطفت کے سایہ مین دونون جہان کے رنج و غم سے مجکو نجات بخشی -

دیگر شیخ حبیب تاجر تاشقندی - معرفت اور حقیقت بالکل آپ کا شعار تھی - اور آپ سرتاپا شائستۂ خدمت - اور پسندیدہ کار تھے - رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ[1] کے گروہ کے ساتھ آپ کو نسبت تھی - شہر تاشقند کے لنگر کا کہانا - اور نیز یہان کے مخلصون اور متعلقون کے خوان کی ترتیب ان خدمات کا انصرام - آپ کے سپرد تھا - آپ کی کوشش اور تجربہ سے یہ مہمات انجام پاتے تھے - آخرین دم تک خواجہ احرار الاولیا کے خوان فیض سے معرفت اور قرب کا وظیفہ جاری رہا -

دیگر مولانا نورالدین تاشقندی - آپ آغاز شباب سے - بلکہ خردسالی سے ہی - خواجہ احرار الاولیا کی محبت کا تصور اپنے دل مین رکہا کرتے تھے **شعر**

اتانی ہوٰہا قبل ان اعرف الہوٰے[2]	فصادف قلبی خالیًا فتمکنا

[1] ایسے لوگ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہین کرنے پاتی ۱۲ -

[2] میرے پاس اُسکی محبت آئی قبل اسکے کہ مین محبت کو پہچانون ؂ اور چونکہ میرا قلب خالی تھا - اُس مین گُھس گئی - اور قیام اختیار کر لیا ۱۲

بالکل آپ کے حسب حال ہے۔ وبا کے اولین سال میں کہ ہجری سنہ آٹھ سو چالیس تہا۔ نیلے رنگ کا دانہ جو علامت طاعون تہی۔ خواجہ احرار الاولیا کے بائیں پہلو پر برآمد ہوا۔ مولانا نور الدین نے اس دانہ کو اپنے اوپر لے لیا۔ اور اپنے تئیں خواجہ پر فدا کیا۔ اسی وقت وہ دانہ مولانا کے پہلو پر منتقل ہوگیا۔ اور خواجہ کی صحت لوٹ آئی۔ تین روز بعد مولانا کوچ فرما گئے۔

دیگر مولانا زادہ اترازی نامی۔ آپ کا نام محمد عبداللہ ہے۔ آپ بیان کرتے تہے۔ بہت مدت تک ملازمت کرنے کے بعد میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ خواجہ دوسرے لوگوں کی طرح مجکو تلقین نہیں فرماتے ہیں۔ میری نیت پر خواجہ کو اشراف (علم) حاصل ہوگیا۔ تو فرمایا۔ ذکر کا سبق دوسروں کے مناسب ہے۔ اور تمہاری استعداد تو کمال لطافت میں اور نہایت بلندی پر ہے۔ تم تعلیم ذکر کے محتاج نہیں ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپنے خواجہ کی خدمت میں ظاہری اور باطنی کمالات حاصل کر کے سفر حجاز کی اجازت لی۔ اور حرمین شریفین **زادہما اللہ شرفاً** کی زیارت کر کے سعادت دارین پائی۔ وہاں سے آپ صوبہ شام میں تشریف لائے۔ اور ان اطراف کی سیر کر کے۔ شہر دمشق میں اقامت فرمائی۔ اس ملک میں آپکے پاس جویندگان طریقت اور سالکان سلوک الی اللہ رجوعات رکہتے تہے۔ اور آپ اسی شہر میں عالم علوی کو رخصت ہوئے۔

دیگر مولانا ناصر الدین اترازی۔ آپ مولانا زادہ کے چہوٹے بہائی ہیں۔ ولایت احراریہ کا ستارہ طلوع ہوا ہی تہا۔ اور ہنوز اس ستارہ کی عالمگیر شعاعیں سمرقند والوں کی آنکہوں میں پہونچی نہیں تہیں۔ کہ خواجہ کی عجیب وغریب خبریں اور کرامتیں سنکر میں کمال اشتیاق دل کے ساتہہ خواجہ کی طرف متوجہ ہوا۔ باوجودیکہ وطن میں ایک حسین منظر کے ساتہہ میری آنکہہ لڑی ہوئی تہی۔ اور دل تعلق عشق رکہتا تہا۔ مگر اس پر بہی تاشقند کو روانہ ہو ہی گیا ان ایام میں خواجہ احرار الاولیا باغستان میں تہے۔ جو تاشقند کا پہاڑ ہے۔ چند روز بعد موسم بہار آیا جو عشق ومحبت کے سلسلہ کا محرک ہوتا ہے۔ ادہر جوان محبت کے شورش و ولولہ اور ادہر کہسار کی شادابی۔ ان باتوں نے دل کو پریشان کر دیا۔ مینے چاہا۔ کہ رخصت مانگوں۔ مگر میسر نہیں آئی۔ نہایت تنگ دل ہوا۔ ایک روز خواجہ کے ہم رکاب باوصفیکہ دل ٹہکانے نہ تہا۔ ایک صحرا کی سیر کو چلا گیا۔ وہاں پر ہم سب ایک کہیت میں پہونچے۔ جہاں لالہ زار کہلا ہوا تہا۔ حضرت نے ایک شاخ سے لالہ کا پہول توڑ کر میرے ہاتہہ میں دیا۔ اور جو باتیں میرے دل میں مخفی تہیں۔ تمام و کمال اپنی زبان مبارک سے میرے سامنے ظاہر فرما دیں۔ میں مذکورہ بالا نہانی راز سنکر سر سے پاؤں تک عرق خجالت میں غرق ہوگیا اسی وقت حضرت نے بنظر التفات میرے اوپر ایسی نوازش فرمائی۔ کہ اسی طرفۃ العین میں جوان منظر کا عشق پیر کی محبت سے تبدیل ہوا۔ اور بہ اطمینان خاطر خواجہ کی خدمت میں حاضر رہ کر دنیوی اور اخروی سعادت حاصل کی۔

غرض جب خواجگان سلسلہ نقشبندیہ بالخصوص احراریہ کے وجد - معرفت - مقالات - اور کرامات کے حالات قدس اللہ اسرارہم مصنف رشحات تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہین - تو پھر اجمالی قلم سے تمہارا دوبارہ لکھنا بالکل بیکار ہے چونکہ اس اعتراض کا رفع کرنا مجھ مجمل نویس کی طاقت سے باہر ہے - لہذا عذر و معذرت کے طور پر اپنی حقیقت حال کے دو تین حرف سامعین کی خدمت مین عرض کرتا ہون اس لکھنے سے مقصود ان اصحاب کے ابرا کا بیان کرنا نہین ہے - بلکہ اُن کے ذکر شریف کو اپنی کتاب کی مقبولیت کا ذریعہ سمجھکر جرأت کی ہے بیت

شکر وصال و شکوہ ہجران نہ کار ماست	جان را بہ نام دوست سپردن شعار ماست

اس بنیاد پر مینے ان حضرات کے اسماے گرامی کو کتاب کا عنوان - اور اپنے تذکرہ کا طغرا - اور کتاب کو بجاے فہرست قرار دیا ہے - تاکہ شوقین اصحاب اس جماعت کے مبارک حالات - کتاب رشحات سے جو تفصیل کا سرچشمہ ہے - دیکھکر سیراب ہون - للہ الحمد دائما -

یاد مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی

آپ امام وقت محمد ابن حسن کے فرزند ہین - جو ہرمز شیبانی کی نسل سے ہین - اور ہرمز شیبانی زمانہ جاہلیت مین فرمان رواے وقت تھے - اور امیرالمومنین عمر ابن الخطاب کے ہاتھ پر اسلام اور اعتقاد لائے تھے - بنی شیبان - بہت سے قبائل عرب مین شرافت اور اصالت نسل کے اندر مشہور ہین - بالخصوص مولانا کے دادا - پردادا - جو متقی اور عالم بھی تھے - ازلی تقدیر نے آپ کی حقیقت ذاتی کو ہجری سنہ آٹھہ سو اٹھارہ مین پردہ علم سے نکال کر عنصری ترکیب مین ظاہر فرمایا - اور حاضرین بزم ولادت کو خوشی اور شادکامی کی شراب سے سرمست کیا - ذیل کا دل آویز قصیدہ اس روایت کی تائید کرتا ہے - قصیدہ -

منم چو گوے بمیدان فسحت سہ و سال	بہ صولجان قضا منتقل زحال بحال
زاوج قلہ پرواز گاہ لاہوتی	بدین حضیض ہوا ست کردہ ام پر و بال
میان ہشصد و ہژدہ زہجرت نبوی	کہ زد زمکہ بہ یثرب سرادقات جلال
بچہ ہشصد و نود و سہ کشیدہ ام امروز	زمام عزم درین تنگناے وہم و خیال

جام مین ایک مقام ہے زندہ فیل شیخ احمد - یہان کی زمین آپ کی زاد لوم ہے -

آپ کے حالات لکھنے والے اس طرح بیان کرتے ہین - ایک روز آپ کی خدمت مین آپ کے اُستادون کی تحقیق کا ذکر تھا - تو آپنے فرمایا -

"جب تک مجکو عقل و ہوش نہین آیا تھا۔ تب تک اپنے وطن مین ہی پدر بزرگوار کی شاگردی سے زباندانی کا قاعدہ و قانون سیکہتا رہا۔ پہر چند روز بعد وہین کے دوسرے مدرّسون سے تحصیل علم کی۔ جب مینے وطن مین کوئی ایسا عالم نپایا جس کے سامنے تعلیم کے واسطے کتاب کہول سکون۔ تب ہرات مین آکر نظامیہ مدرسہ مین اُس حجرہ کے اندر ٹہیرا جس مین مولانا زین الدین تائبادی۔ اور مولانا سعد الدین انصاری رہتے تہے باوجودیکہ تمام عقلی و نقلی علوم۔ اور کل یقینی و کشفی معرفتین وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[۱] کے چشمہ سے دل پر فائز ہوتی تہین۔ تاہم فنون عربیہ کی کتابین تہوڑے عرصہ مین مولانا جنید کے درس سے نکال لین۔ جو فن معانی مین اُستادِ وقت تہے۔ نیز جامع العلوم مولانا خواجہ سمرقندی کے درس سے چالیس روز مین فارغ ہوکر اُنکے تمام علمی جواہر حاصل کر لئے۔ نیز مولانا محمد جاجرمی کی خدمت مین رہکر علم مناظرہ کے آداب اور طریقہ یاد کئے۔ اور نیز سمرقند مین قاضی زادہ رومی کی صحبت مین پہونچکر علم معقول تحصیل کیا"

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تہوڑی سی مدت مین اُس ملک کے تمام علما اور سالکون پر آپ کو اور آپ کے علم کو بڑا درجہ اور اونچا پایہ حاصل ہوگیا تہا۔

کہتے ہین۔ اُس زمانہ مین اور اُس وقت مین شیخ بہاء الدین عمر۔ مولانا بایزید پورانی۔ مولانا محمد اسد۔ اور نیز دیگر بزرگ اصحاب ایسے جمع ہوئے تہے۔ جن کی صحبت سے فقر و درویشی۔ اور تلقین و ارشاد کی خوشبو طالبون کے دماغ مین پہونچا کرتی تہی۔ ان اصحاب کی مصاحبت سے بہی آپ کو فیض و فائدہ پہونچا تہا۔ لیکن آغاز زباندانی سے انجام زندگانی تک نظم اور غزل گوئی کا ذوق آپ کی درویشی اور فقر کے چہرہ پر بدستور نقاب بنا رہا۔ البتہ جیسے جیسے عمر مین تفاوت ہوتا جاتا تہا۔ جیسے جیسے دل ربا مظاہر کا جمال دیکہنے سے نگاہ کی گرمی مین تفاوت ہوتا جاتا تہا۔ اور جیسے جیسے حسینون کے آئینہ صورت سے اسمائی کمالات نظر آنے مین تفاوت ہوتا جاتا تہا۔ ویسے ویسے نظم اور غزل گوئی کے ذوق مین بہی۔ تفاوت ضرور نمایان ہوتا جاتا تہا۔ یعنی آپ شعر و علم۔ خوش باشی۔ اور مردم آمیزی کے لباس مین حق شناسی کے اسرار کو دو وجہ سے پوشیدہ رکہتے تہے۔ ایک یہ کہ وہ بہائیہ سلسلہ مین۔ تلقین کی رسم اللہ۔ اخفاء طریقہ ہے دوسرے یہ۔ کہ سیدِ فیاض سے انوار قدسی کا فیضان۔ ابتدائے سلوک مین آپ پر عشق مجازی کی صورت مین ہوا کرتا تہا۔ تاکہ یہ ظاہری عشق آپ کی حقیقت کے چہرہ پر نقاب بنا رہے اور اغیار کی آنکہ سے آپ کے تصوف کے چہرہ کو نظر نہ لگے۔ غالباً عالم علوی سے آپ کی کامیابی اسی شکل مین معین کی گئی تہی۔

[۱] اور ہمنے اپنی طرف سے اُسکو ایک (خاص) علم سکہایا تہا ۱۲

تکملہ کے بیان سے اس مدعا کی تائید ہوتی ہے - کہ ایک روز مولانا فرماتے تھے - میں ایک انسانی مظہر کے جمال پر عاشق تھا - ایک دفعہ وضو کرنے میں اپنا ہاتھ میں نے بلا کسی تفاوت کے بالکل محبوب کا ہاتھ پایا - فوراً اُسی وقت اصلی حقیقت کے طرف رجوع کیا اور دل میں یہ خیال آیا - کہ یہ حالت بالکل حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کی جیسی ہی - کہ ایک وقت آپنے فرمایا تھا ہٰذہ یداللہ اور مشارالیہ آپ کا دست مبارک تھا مذکورہ بالا حالت اس پردہ میں درویش پر ظہور کرنی ہے القصہ چونکہ کسی باکمال زندہ دل کے ساتھ مراسم بیعت کا ادا کرنا - خداشناسوں کی سنت ہے - لہذا باوجود صدر الذکر کمالات کے مراسم بیعت کا ادا کرنا ضروری سمجھکر قطب طریقت اور غوث حقیقت مولانا سعدالدین کاشغری کی خدمت میں دلی خواہش سے حاضر ہوا - جو نقشبندیہ خانوادہ میں اُس وقت مسند ہدایت پر صدرنشین تھے - اور علی الاعلان مراسم بیعت ادا کئے -

مصنف تکملہ مولانا عبدالغفور آپکے مرید ہونے کی بنیاد اس طرح پر لکھتے ہیں - ایک رات مجازی معشوق کی جدائی میں آپکے اوپر رنج و غم کا کثرت سے ہجوم ہوا - یہاں تک - کہ ہوش - خرد - صبر - آرام - معرفت - ادراک - اور تمیز - بلکہ انسانی سرکار کے تمام نفیس نفیس مکانات تاخت و تاراج ہوگئے - ناگاہ غنودگی کی صورت میں بیہوشی پیدا ہوئی - اور بیہوشی نے دل و دماغ پر قبضہ کیا - عالم مثال میں کیا دیکھتے ہیں - کہ مولانا سعدالملۃ والدین کے جمال باکمال سے آنکھیں روشن ہیں - اور مولانا نے اپنی زبان حقائق بیان سے یہ نصیحت فرمائی ہے جامی اپنا رخ ایسے یار کی طرف کر جس کی تم کو لازمی طور پر ضرورت ہے - **رباعیت**

رَو سحر طائر قدسم ز سر سدرہ صفیر	کہ درین دامگہ حادثہ آرام مگیر

یہ بالکل سچ ہے - جب باری تعالیٰ کی پاک ذات چاہتی ہے - کہ کسی مظہر کو اس کے مبدء کی طرف کھینچ لیوے - تو صرف ایک بہانہ سے علائق اور موانع کے تمام حجاب اُس شخص کے رخسارہ پر سے اٹھا دیتی ہے - اور جو کمال اس کے حصہ کا ہوتا ہے - اُس کمال تک پہونچا دیتی ہے - جب آپنے سلوک اختیار کیا - اور ظاہری اصحاب کی روش چھوڑی اور ایک عمر گوشہ نشینی میں بسر کی - تو اس درجہ پر آپکا حال پہونچ گیا تھا - کہ کیا گفتار - کیا رفتار - اور کیا کردار - یہ جملہ امور جو طبیعت کو مانوس تھے - ایک دم آپ کی عقل و شعور سے پریشان ہو کر نکل گئے تھے - اور بیگانہ وار معلوم ہوتے تھے فرماتے تھے - جب ابتداء سلوک میں انوار کا ظہور ہوا کرتا تھا جس سے ستارہ ہستی چھپ جاتا تھا - اُس وقت بارہا یہ فرمایا کرتے تھے - کہ کشف اور کرامات پر کوئی اعتماد نہیں کرنا چاہیے - اس سے بہتر کوئی کرامت نہیں ہے - کہ کسی صاحب تاثیر کی صحبت میں کسی سعادتمند کو کوئی اثر اور کوئی وجد حاصل ہو - اور وہ خودی سے تھوڑی دیر کے واسطے رہائی پالیوے

رباعی

یارے کہ بدیدار وے از دست شوی	آن بہ کہ بزیر پائے او پست شوی
اگرمے نہ خوری زجام وعلش یارے	از شیوہ چشم مست او مست شوی

بیت

زیادہ ہیبت اگر نیست این نہ بس کہ ترا	دمے زوسوسہ عقل بے خبر دارد

مرزا سلطان حسین وزیر تھے۔ مولانا جامی نے عشقیہ مثنوی یوسف زلیخا۔ انہین کے روشن نام پر مرصع کی ہے۔ اس مین لکھتے ہین۔ ۵

جہان یکسر چہ ارواح و چہ اجسام	بود شخص معین عالمش نام
بود انسان وران شخص معین	چو عین باصرہ لبشناس روشن
حان عین آن کہ چون انسان عین ست	جہان مردمی سلطان حسین ست

اس بے نظیر تعریف کے بارہ مین راقم کا خیال یہ ہے۔ کہ آج تاریخ سترہوین رجب ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے ہرچند اکثر علم والون نے اپنے اپنے فرمان رواکی مدح مین ترکی اور تازی سخن آفرینی فرمائی ہے لیکن آجتک اس طرز کی رعنائی کے کوچہ مین کسی شاعر طبع فاضل اور کسی بافضیلت شاعر کا گزر نہین ہوا ہے۔ امیر علیشیر نوائی تخلص نے ایک ترکی رسالہ مولانا کے حالات مین لکھا ہے۔ اس مین لکھتے ہین کہ مولانا نے نفحات الانس۔ شواہد النبوة۔ اور لمعات شیخ فخرالدین ابراہیم عراقی کی شرح یہ کتابین مخلص کی التماس سے تصنیف فرمائی ہین۔

مصنف تکملہ نے لکھا ہے۔ مولانا فرماتے تھے۔ یہ جو بعض اکابر کہتے ہین۔ کہ باطنی شغل کے ساتھہ تکلم جمع نہین ہوتا ہے یہ بات بالکل بعید معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ نفحات کی تصنیف کے وقت مین کبھی ایک منوکبھی زیادہ دو صفحہ تک لکھہ لیا کرتا تھا۔ اور دل کو اُس کے لکھنے کی خبر ہی نہین ہوا کرتی تھی۔ اور تعلم عادت کے موافق بدستور جاری رہتا تھا۔

آپ کی تصنیفات کا شمار اس طرح پر ہے۔ نثر۔ فارسی مین شواہد النبوة۔ نفحات الانس۔ جو مشائخ طبقات وغیرہم کا تذکرہ ہے۔ لوائح جو مولانا کی ہی رباعیات کی شرح ہے۔ بہارستان جو بلبل شیراز (سعدی) کی گلستان کے رنگ مین ہے۔ دیگر سوا رسالے بعض مین چند رسالے تو آیات قرآنی کی تفسیر۔ اور حدیث نبوی علیہ الصلوة کے ترجمہ مین ہین۔ بعض تصوف اور سلوک کے علم مین۔ اور بعض شعرا۔ عروض

انشا کے علم میں ہیں سترہ نسخہ عربی اور فارسی جو اکابر کی کتب اور ابیات کی شرح میں ہیں - نظم کلام آپ کا وہ نامہ ہے جس میں سات تو مثنوی ہیں ہفت اورنگ نام ہے - اور تین دیوان غزل اور قصائد ہیں - جملہ تینتالیس کتابیں مشہور ہیں - اِن کے سوا آپ کے قلم تصنیف کے لکھے ہوئے حاشیے - تعلیقات - رقعات - اور دیگر متفرق ابیات ہر فن کے اندر موجود زمانہ ہیں -

کہتے ہیں - جب آپ کی عمر عزیز کا شمار عدد کاس کے برابر ہوا تو تاریخ پندرہویں محرم الحرام ہجری سنہ آٹھ سو اٹھانویں کو جب کہ رات اور دن برابر ہونے کا موسم تھا - آپ بزم وصال میں پہونچ گئے - اور محبوب حقیقی کے جمال کا شربت نوش فرمایا - اور اوپر سے اِنَّا لِلّٰہِ[ف] وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کا نقل تناول کیا - یہ دردناک واقعہ تجہیز و تکفین نعش - اور نماز کی کیفیت - اور عمارت قبر کا حال مفصل طور پر مولانا عبد الغفور کے تکملہ میں اور امیر علیشیر کے رسالہ تزکیہ میں لکھا ہوا ہے - شوقین صاحب چاہیں - تو اُسکو مطالعہ کرکے صدر الذکر حالات پر مطلع ہو سکتے ہیں -

صاحب تکملہ لکھتے ہیں - کہ آخر زمانہ میں جب کہ یوسف زلیخا کی نظم کا شغل آپنے کر رکھا تھا - فرماتے تھے - کہ دل کی عظیم کشش ایسی خیالی صورت کی طرف ہے - کہ خارج میں اُسکے وجود کا گمان ہی نہیں ہوتا ہے - اور تصنیف کے وقت میں باطنی شورش - اور حرارت کے آثار - آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے - چنانچہ کئی کئی دفعہ حرکت دوریہ کے طور پر آپ سماع فرمانے لگتے تھے - اور اس میں مبالغہ کرتے تھے - یہاں تک طول کو نوبت پہونچ جاتی تھی - کہ سازندہ اور مغنی بے طاقت ہو جاتے تھے - اور آپ اُس حال سے باز نہیں آتے تھے - بالآخر جب پاؤں میں درد ہونے لگتا تھا - تو ضرورۃً بیٹھ جاتے تھے - حالانکہ اس سے پہلے سماع کے بارہ میں آپ کو تردد تھا - اور فرمایا کرتے تھے کہ جب تک کوئی شخص اپنے تئیں چھوڑے نہیں - اور جو حال اُس کو حاصل ہے - اُس حال سے خالی نہ ہو - تب تک کیونکر سماع کر سکتا ہے - نیز یہ بھی فرمایا کرتے تھے - بیشک اول چراغ جلانا چاہیئے - پھر بعد میں مطالعہ کرنا چاہیئے - یہ اشارہ اس طرف ہے کہ انسانی روح بنی آدم کے عنصری محل کا چراغ ہے - اس چراغ کو نفسانی پریشان خیالات اور آرزوؤں کی آندھی سے ریاضت کے فانوس میں محفوظ رکھنا چاہیئے - تاکہ وہ چراغ شمع کی طرح ہدایت کے نور سے روشن رہے - اور دلوں کے اندر چھپے ہوئے جن معانی اور جن امور کے چہرہ پر موجودات کے الفاظ کا سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے - وہ معانی اور امور - اعتباری نظر میں ظاہر ہو جاویں -

یہ گزارش بھی اسی قبیل سے ہے - کہ مولانا عبد الغفور فرماتے ہیں - جب مولانا جامی کی خاطر میں یہ خلش

[ف] ہم تو اللہ ہی کے ہیں (ہم کو جس حال میں چاہے رکھے) اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۱۲-

پیدا ہوتی تھی کہ معانی مقصودہ کے ادا سے عبارت قاصر ہے۔ تو لکھنے سے پہلے آپ کی لطیف طبیعت اس خلجان کا اثر مانتی تھی۔ اس کی منشا پر غور کرتے تھے ۔ مخاطب کی نور فراست سے بھی کچھ مفہوم معلوم کرتے تھے اور نیز توجہات کے ذریعہ سے دفعتاً اپنے متردد ذہن کا دور فرمایا کرتے تھے نیز اکثر راست کردار اور راست گفتار لوگون کی زبانی سنا ہوا ہے۔ کہ ہم نشینان بزم کے مافی الضمیر پر آپ کو اطلاع ہو جایا کرتی تھی۔ اور بہت سی تصوف کی کتابین جو گزشتہ زمانہ کے مصنفین کی لکھی ہوئی تہین۔ جن کے معانی اور مضامین۔ دقیقہ شناس علم والون کی فہم فکر مین نہین آتے تھے ان کتابون کے مقاصد کو آپنے اپنے فارسی رسالون مین اس طرز سے لکھا ہے۔ کہ اُن کتابون کی تمام تعقیدات اور مشکلات حل ہوگئی ہین۔ اب تمام اشخاص متقدمین کی اُن کتابون سے فائدہ اُٹھا سکتے ہین۔ مرزا شاہرخ کا اوسط زمانہ تھا۔ کہ آپ جام سے آئے۔ اور اخیر زمانہ تک شہر ہری مین مقیم رہے جب زمانہ نے دولت اور سلطنت کا پیمانہ سلطان ابو سعید مرزا کے ہاتھ مین دیا۔ تو آپ شہر مذکور سے خیابان کی زمین مین اُٹھ آئے۔ جہان پیر بزرگوار کی خوابگاہ ہے۔ اور وہین قیام فرمایا۔ چند روز بعد وہین آپ کے آستانہ پر ان اطراف کے فاضل۔ فقیر۔ شاعر۔ اور ظریف گروہ کے گروہ جمع ہونے لگے۔ اور قاضی صدر۔ شاہ اور وزیر تمام آپ کی خدمت مین حاضر ہونے کو اپنی سعادت کا عمدہ ذریعہ سمجھتے تھے۔

اور آپ کو اپنے راز و نیاز کا قبلہ بنا لیا تھا۔ امیر علی شیر نے اپنی نسبت آپکے التفات اور اتفاق کی بابت اپنے رسالہ مین جس قدر لکھا ہے۔ بہت کچھ ہے۔ مگر چونکہ درویشون کے اس خلوت خانہ (کتاب گلزار) مین بوالہوسون کے ہجوم کی گنجایش نہین ہے۔ لہذا صرف نمونہ کے طور پر کچھ عرض کر کے اسی پر اکتفا کرتا ہون

ایک روز مظہر نامی ایک خوش گلو عود نواز نے جو گانا بھی بہت اچھا جانتا تھا۔ خواجہ حسن دہلوی کی ایک غزل گائی۔ جب اس بیت پر نوبت پہونچی **بیت**۔

مثال قطرہ باران سرشکِ من ہمہ دُر شد
چنین اثر نہ آمدی طلوع چون تو سہیلے

تو حاضرین محفل سب غزل شناس اور اہل سخن تھے سب نے جن مین صاحب مجلس امیر بھی شامل تھے مضمون بیت پر غور کر کے اعتراض کیا۔ اور قوال کو کہا "سرشک من ہمہ دُر شد" بے معنی ہے۔ یہ نہ کہو۔ بجائے "ہمہ در شد کے" "دریا شد" کہو۔ چونکہ فقیر کو اس بیت کی نسبت کوئی تردد نہیں تھا۔ سوا اعتراض سے بلا فکر خاموش تھا۔ معترضین نے کہا۔ آپ کیون کلام نہین کرتے ہین مینے عرض کیا۔ تقریر اعتراض درست نہین ہے

اور حسن دہلوی کا کہنا احسن ہے - حاضرین نے یہ بات سنکر نکتہ چینی اُس طرف سے توچھوڑدی - بجائے اس کے میرے اوپر حملہ کر بیٹھے - اور تشنیع کے تیرون کی بوچھار کرنے لگے - مینے التماس کیا جب حال اس طرح سے ہوگا - تو گفت وگو کا راستہ بند ہوجاویگا - البتہ اگر بیغرضی سے گفت وگو کی جاریگی - تو بات کی تحقیق ہوسکتی ہے - اور مناظرہ خوبصورتی کے ساتھ ختم ہوگا - جملہ معترضین نے بالاتفاق حضرت مخدومی حقائق پناہی کو حکم قرار دیا - فقیر نے اہل مجلس کے ساتھ مناقشہ ہونے کی کیفیت ادب کے ساتھ لکھکر خدمت مولانا مین بھیجی جو شخص فرستادہ تہا - وہ اس کے جواب مین مولانا کا دستخطی رقعہ لایا - جس مین اس مصرع کے سوا کوئی حرف نہین تہا -

مصرع "سخن درست وتعلق بگوش شہ دارد"

اعتراض والون نے اپنی معترض زبانون پر مہر سکوت لگاکر خجالت سے سرجھکالیا - اور خود (امیر علی شیر) جواب کے نشہ مین مست ہوکر لکھتے ہین - جس روز سے سوال وجواب کی آمد ورفت تحریر وتقریر کے ذریعہ سے شروع ہوئی ہے - آج تک کوئی سوال یا کوئی جواب ایسا دل ربا پیش نہین آیا - اس دل آویز گفتار کی ہی قسم ہے - کہ تعریف نہایت ہی برمحل ہے -

جو خطوط مولانا حقائق پناہی نے امیر علی شیر کے جواب مین لکھے ہین - اُن کا نمونہ یہ ہے رباعی

زان دم کہ ترا و اتفاق سفر ست	تا بو کہ کنم گہے بخاطر گزرت
گر مرغ پرو سوے تو یا باد وزد	خواہم کہ وہم بنامہ دردسرت

جب مینے قلم اُٹھایا اور غور وفکر سے کام لیا - تو ایک کے پیچھے دوسرا رقعہ جوان چند روزون مین خط بھیجنے کا اتفاق ہوا ہے - اس کے عذر کے سوا - کوئی اور بات ذہن مین نہین آئی - نہ کوئی اور صورت معلوم ہوئی - اگرچہ یہ بھی تکلیف دہی کے دغدغہ سے اور اوقات شریف کی تضیع سے خالی نہین ہے - بیت

گر بنالم پیش تو آن نالہ دردسر بود	در بنجو اہم عذر این زردسر دیگر بود

لختی احوال حلاوت بخش مولانا جامی

حضرت کا شبانہ روزی سلوک اس طرح پرتہا - جب آپ نماز عشا پڑہ لیتے تہے - تو ایک گھنٹہ بھر مجلس ہوا کرتی تہی - جس مین حقائق کا بیان ہوتا تہا - اس کے بعد اٹھہ کھڑے ہوتے تہے - اور پہر خلوت کے اندر ایک گھنٹہ

طریقہ مشائخ مین مشغول رہتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ آرام کرنے سے پہلے اس طریق پر شغل کرنا لازم اور اہم بات ہے تاکہ اس کا فیضان تمام شب پہونچتا رہے۔ ابتدا ابتدا مین آپ کا زمانہ خواب بہت تھوڑا ہوتا تھا۔ لیکن اخیر مین رات کا صرف پچھلا تیسرا حصہ بیداری کے واسطے خاص کر دیا تھا۔ اور یہ حصہ نماز اور مراقبہ مین گزرتا تھا۔ اور فرماتے تھے سحر کے شغل کی برکت تمام دن بہرہتی ہے۔ پھر نماز صبح کے واسطے جدید وضو کرتے تھے۔ اور جب زمین پڑھ چکتے تھے تو مراقبہ مین بیٹھ جایا کرتے تھے۔ یہان تک کہ آفتاب اشراق کے درجہ پر پہونچ جاتا تھا اُس وقت نماز اشراق ادا کر کے۔ تصنیف اور مطالعہ مین مشغول ہو جاتے تھے۔ اس عرصہ مین کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آیندگان بزم کی تفریح خاطر کے لئے تھوڑی دیر کو متوجہ ہو جاتے تھے۔ اور بیٹھنے کا طریقہ یہ تھا۔ کہ قبلہ کی برابر مین جلسہ تشہد کے طور پر بیٹھتے تھے **تعظیماً للحق ولخلقہ** اور جو قبا آپ پہنتے تھے وہ اکثر آستین کشادہ ہوتی تھی۔ اور بیشتر زمین پر بیٹھتے تھے۔ کبھی قبا کو جسم پر سے اُتار کر پانون کے نیچے ڈال لیا کرتے تھے اور مسکرا کر فرمایا کرتے تھے کہ فقیرون کا جامہ بچھانے کا ٹاٹ بھی ہوتا ہے۔ اور پہننے کا لباس بھی ہوتا ہے۔ لباس کی زیب و زینت سے گریزان رہتے تھے جیسا بھی مل جاتا تھا۔ اُس کو اچھا جانتے تھے۔ کبھی قبا ہوتی تھی۔ اور کبھی جبہ ہوتا تھا خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ اس ذات شریف کی جمیع حرکات اور سکنات کمال خوشنما اور پسندیدہ تھین۔ کلام کی لطافت۔ آپ کی فصیح البیان زبان کا خاصہ۔ شورش انگیزی آپ کے سخن کا خمیر اور شوق افزائی آپ کے بیان کا سرمایہ تھی۔ جو کوئی شخص شریف یا غیر شریف۔ آپ کی ملازمت مین پہونچ جاتا تھا۔ آپ اُس کے ساتھ کمال مہربانی سے پیش آکر بیٹھتے تھے۔ آنے والا کو جو کچھ تکدر یا غم ہوتا تھا۔ وہ رفع ہو جاتا تھا۔ اُس کے بدلہ مین فیض اور خوشی ہمراہ لیجاتا تھا۔ اور پاس بیٹھنے مین از روے مروت اپنے اوپر جبر یہان تک گوارا کرتے تھے۔ کہ جب تک آنے والا اُٹھ نہین جاتا تھا۔ خود نہین اُٹھتے تھے۔ چنانچہ اس التزام سے آپ کو بعض امراض بھی پیدا ہو گیے تھے۔ مجلسون مین اس بات کی تلاش رہتی تھی۔ کہ نیچے بیٹھنے کا موقع ملے۔ اور چھوٹے درجہ کے آدمیون کے ساتھ کھانا کھانے مین ہم پیالہ ہونے کی صورت پیش آوے۔ کھانے کی چیزون مین نہایت بے تکلف تھے۔ اور درویشانہ کھانون کی طرف میلان خاطر زیادہ ہوتا تھا آپ کے افعال مین کوئی ایسا عمل داخل نہین ہوتا تھا۔ جس مین ریا کا شائبہ پایا جاوے۔ اگر کسی شخص کی نسبت یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ کسی دنیاوی مال کا حاجت مند ہے۔ تو آپ خفیہ طور پر اُس کو پہونچاتے تھے۔ لوگون کے اعتقاد اور انکار سے آپ کی خاطر بالکل فارغ البال تھی۔ دنیاوی چیزین اصل حاجت سے جس قدر زیادہ بچ جاتی تھین۔ خیر کے کامون اور خیر کی جگہ مین صرف کیا کرتے تھے۔ شہر ہرات مین مدرسہ تعمیر کرا کر بنا کیا۔ خیابان

مین مدرسہ اور خانقاہ دونون چیزون کا آغاز کیا - اور اُنہین اتمام کو پہونچایا - اور شہر جام مین جامع مسجد کی بنیاد
ڈالی اور اُس کو مکمل کیا - اکثر ملکین مدرسہ خیابان کے نام سے وقف کین - جو آپ کی درگاہ کی اطراف مین ہین -
صاحب تکملا نے آپ کے خط مبارک مین سے چند سطرین - اور آپکی دلکش باتون مین سے چند باتین
نقل کی ہین - اور وہ یہ ہین -

کوئی شخص ایسا نہین ہے - جس کی خاطر کبھی حضرت حق سبحانہ کی طرف رجوع نہ ہوتی ہو حضور
قلب حضرت باری تعالیٰ کے ساتھ ہوتا - ذکر کی حقیقت اور نیز اُس کا مغز ہے - اگر کسی دولتمند
شخص کو یہ سعادت حاصل ہو - کہ حضور قلب دائم رہے - اور نیز حضور قلب کا ملکہ دل مین راسخ
ہوجاوے - تو اس کو اصطلاح صوفیہ مین "مشاہدہ" کہتے ہین - اور خواجگان ماورار النہر کے عرف مین
اس کو "یادداشت" کے نام سے تعبیر کرتے ہین - اور "یادکرد" جو اسم مبارک یا کلمہ طیبہ کی تکرار سے
عبارت ہے اور "نگاہداشت" جو مراقبہ سے مراد ہے (اور یہ اسواسطے ہوتا ہے - کہ پراگندگی خاطر بڑھنے
نہ پاوے) یہ تمام یادداشت کے حصول کے واسطے ہے - وفقنا اللہ[له] کما یحب ویرضاہ
واضح ہو - کہ تمام اشخاص کی پیدایش اصل فطرت کے اعتبار سے چار مقدمات پر مبنی ہے

اوّل - یہ کہ انسان کی حقیقت عدم سے وجود مین آئی ہے -

دوم - یہ کہ بقا کا وجود انسان کی قدرت اور اختیار مین نہین ہے - کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا - تو
انسان اپنے تئین باقی رکھ سکتا - اور فانی ہونے دیتا -

سوم - یہ کہ تمام موجودات ممکنہ کا حال ایسا ہی ہے -

چہارم - یہ کہ جو کچھ عدم سے وجود مین آتا ہے - اُس کے واسطے موجد کا ہونا ضروری بات ہے
یہ چارون مقدمات ایسے صانع کے وجود کا اعتقاد پیدا کرنے کی بنیاد ہین جو بالذات موجود
ہو - اُسکے موجود ہونے مین کسی غیر کو دخل نہ ہو -
علاوہ ان مقدمات کے انسان جانتا ہے - بلکہ مشاہدہ کرتا ہے - کہ اللہ پاک کے انعام سے اُس کو
عمدہ عمدہ نعمتین ملتی ہین - جیسے خود انسان کا وجود نعمت ہائے الٰہی مین سے ہے - نیز عقلی
قوتین - اور ظاہری و باطنی حُسن وغیرہ وغیرہ اللہ جل شانہ کی غیر متناہی نعمتین - نعمت وجود

له - اللہ تعالیٰ ہم کو اُس شے کی توفیق دیوے - جو اُس کو محبوب ہو - اور جس سے وہ راضی ہو ۱۲

کے تابع - اور اُس کے علاوہ ہین - اِس مرتبہ مین خاطر انسان کو بحکم الانسان عبید الاحسان اپنے مسدر کی طرف طبعًا جذب ہوتا ہے - اور یہ جذب کی ابتدا ہے - بعدہ اگر انسان خیال کرے کہ نفع یا ضرر جو کچھ واقع ہوتا ہے - بحکم لافاعل فی الوجود الا اللہ تمام صانع کی ہی طرف منسوب ہوتا ہے - تعالی شانہ اور ہمیشہ اس خیال مین رہے - تو اُس کا انجذاب وقتًا فوقتًا بڑہتا - اور لحظہ بلحظہ قوی ہوتا جاتا ہے - اور ممکنات کے ساتھہ جس قدر اُس کا تعلق ہوتا ہے اُس مین فتور پڑتا جاتا ہے - پہر پورا انقطاع ہو جاتا ہے -

ایک وجہ تو انجذاب خاطر کی یہ ہوئی - دوسری یہ - کہ انسان جب خیال کرتا ہے - کہ وہ انسانیت اور آدمیت کے اعتبار سے بے لذت نہین ہو سکتا ہے - اور لذت میلان خاطر کے تابع ہوتی ہے - اور میلان جس کی طرف ہو - وہ ایک امر کامل اور باقی ہونا چاہیے - کیونکہ ناقص یا فانی کی طرف میلان خاطر ہوگا - تو چونکہ اُسمین نقصان یا فنا کا عیب لگا ہوا ہے لہذا نتیجہ میلان غم ہوگا - اور ادہر انسان یہ بہی خیال کرتا ہے - کہ کامل مطلق لم یزل اور لایزال ذوالجلال والافضال کی ذات اقدس ہے - کیونکہ حسن و جمال اور احسان و کمال جو کچھ ہے - یہ سب فی الحقیقۃ حق کے ہی واسطے ثابت ہے - اور جو حسن و جمال اور احسان و کمال ممکنات مین پایا جاتا ہے - یہ فی الحقیقۃ حضرت ذوالجلال کے حسن و جمال اور احسان و کمال کا پرتو ہے جل و علا - اور ممکنات کے پاس مستعار ہے - کیونکہ ممکن خود اپنی ذات سے معدوم ہے - اور معدوم شے کا وصف کمال نہین ہو سکتا اور ممکن مین جو کچھ نظر آتا ہے یہ معتدبہ نہین ہے - اسیواسطے معرض فنا اور محل زوال مین ہے - جب انسان کا علم ان مقدمات پر حاوی ہوگا - تو شک نہین ہے - کہ اُس کا انجذاب ایک مرتبہ اور قوت پکڑے گا - کیونکہ محبت پیدا ہونے کا باعث حسن ہوتا ہے یا احسان اور یہ دونون خوبیان اللہ جل شانہ کو ہی حاصل ہین - اور جب انسان حق کے کمال و بقا کا - اور خلق کے نقصان و فنا کا خیال مداومت کے ساتھہ کرے گا - اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا (ترجمہ - مطلوبی اور محبوبی کے لائق کوئی نہین ہے مگر خدا جو ان مذکورہ بالا دونون خیالون کو لازم کرتا ہے) ورد کریگا - تو حضرت حق سبحانہ کی طرف اُس کی کشش اور غیر حق سے اُس کی بے تعلقی اس درجہ کو پہونچ جاویگی - کہ ممکنات سے

تعلق بالکل منقطع ہوجاوے گا بلکہ جو کچھہ غیر خدا ہے۔ سب کو بہول جاوے گا۔

اگر کسی کو یہ حال حاصل نہو۔ تو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ مذکورہ بالا عقائد مین سے کوئی عقیدہ اُسکو حاصل نہین ہے۔ یا خواہشات طبیعت مین انہماک اس درجہ بڑہا ہوا ہے۔ کہ اُس مین متاثر ہونے کی قابلیت ہی نہین رہی۔ اور وہ شخص گروہ انعام مین شامل ہوگیا اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ یہ گروہ باوجودیکہ اہل ایمان ہین۔ مگر اُن حیوانات کی صورتون مین ہین جو اخلاق کے اعتبار سے اس گروہ سے ملتے جلتے ہین۔ جیسے کہ حدیث نبوی علی مصدرہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ مین ناطق ہے۔ ایک شخص مولانا کی مجلس مین علیہ الرحمۃ والرضوان آیا۔ اور کہا۔ مین ہرچند ذکر کرتا ہون۔ متاثر نہین ہوتا ہون۔ فرمایا۔ عقیدہ کو درست کرنا چاہیئے۔ فرماتے تہے۔ بعض مشائخ ذکر مین صرف اسم مبارک اللہ پر اکتفا کرتے ہین۔ لقولہ تعالیٰ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ اگرچہ اسم مبارک حق سبحانہ کے کمال پر مشتمل ہے۔ اور اسواسطے یہ حق کے ساتہہ یگانگی۔ اور خلق کے ساتہہ بے تعلقی کا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ جو اصل مقصود ہے لیکن کلمہ متبرکہ کو اس بارہ مین دخل زیادہ ہے اس لیے اکثر مشائخ نے اسی کلمہ کو اختیار کیا ہے۔ اور نص نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ذکر کی افضلیت مین شاہد موجود ہے۔ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ اور نیز دیگر بہت سی احادیث اس کے افضل اور ارفع ہونے کے بارہ مین واقع ہین۔ اور مرتبہ کے اعتبار سے بہی۔ اسکو تہلیل کہتے ہین۔ کیونکہ تہلیل کے معنی آواز کا بلند کرنا ہین۔ اللہ جل شانہ کے ساتہہ حضور قلب اُس صفت سے اور اُس طرح پر پیدا کرنا۔ کہ جس صفت سے اور جس طرح پر یہ انسان اللہ جل شانہ کے ساتہہ ایمان رکہتا ہو۔ مثل اس کے ہے۔ کہ جیسے یہ انسان حقیقت ذکر اور اس کی اصلیت کا موجد اور مظہر ہے۔ ذکر کی ایک صورت ہے ایک معنی ہے۔ اور ایک حقیقت ہے۔ صورت ذکر تو عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر لفظ خاص کو جو حروف سے مرکب ہے تکلم کے طریق پر آہستہ یا بلند ادا کرے۔ یا تخیل کے طریق پر ذہن مین حاضر لاوے۔ معنی ذکر عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر لفظ مذکور کے معنی اور مفہوم مین بہی فکر کرے۔ اور حقیقت ذکر عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر صرف اس تصوری مفہوم کو شعور مین لاوے۔ جو ذکر کی توجہ کا قبلہ اور تیر کا نشانہ ہے۔ آہستہ طور پر تکلم بعض

ف ۱؎ - یہ لوگ چارپایون کی مثل ہین۔ بلکہ اُن سے بہی گئے گذرے ہوئے۔ ۱۲

مشائخ کا طریقہ ہے۔ انہیں میں شیخ کبیر محی الدین عربی قدس سرہ العزیز اللہ ذکر کرنے میں اکثر مشائخ کا طریق۔ بتکلم بالجہر ہے۔ اور تخیل۔ ذکر خفی ہے۔ اور یہ طریق خواجگان ہے قدس اللہ اسرارہم

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً ط[1]

یاد مولانا علاء الدین محمد مکتب دار

آپ اُس نبی کے علماے اُمت میں سے ہیں جنہوں نے انت منی کے ارشاد کو عام کردیا ہے۔ مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید تھے۔ لیکن راہ سلوک آپ کو طے ہوئی ہے شیخ عبد الکبیر یمنی کے فیض ملازمت سے جو ایک واسطہ سے شیخ عبد الرحمن مصری کے خلیفہ ہیں۔ نیز شیخ عبد الکبیر کے فیض ملازمت سے ہی۔ آپ کی ہمت علو مرتبہ کو پہونچی ہے کہتے ہیں۔ ایک روز آپ فرماتے تھے شیخ یمنی نے حدیث قدسی کی تعریف دریافت فرمائی میں نے عرض کیا۔ جو الہامی کلام بے توسل فرشتہ پیغمبر کے نفس ناطقہ پر نزول فرماوے۔ وہ حدیث قدسی ہے شیخ نے فرمایا۔ اس بنیاد پر تو اس گروہ کے دلاویز اقوال بھی حدیث قدسی ہیں۔ اس پر سامعین میں سے ایک شخص نے کہا۔ اگر آپ ایسا فرماوینگے۔ تو گروہ صوفیہ کی طبقہ انبیا کے ساتھ مساوات لازم آجاویگی۔ جواب دیا۔ مساوات اس سبب سے لازم نہیں آویگی۔ کہ نسبت مذکورہ انبیا میں بالاصالتہ۔ اور اولیا میں بالاتباع ہے راقم کی خاطر فاتر میں یہ بات آتی ہے۔ کہ جس حالت میں نفس الامر ایک جنس سے ہو۔ اور وہ مختلف الکیفتہ افراد سے ظہور پذیر ہو۔ ایسی حالت میں اُس کو ایک نام سے نامزد کرنا ہی۔ دلیری کے میدان میں قدم رکھنا۔ اور ادب کے آباد شہر سے نکل کر گستاخی کے ویران صحرا میں جانا ہے۔ اور نام رکھنے میں۔ درجہ کا لحاظ بھی ضروری بات ہے۔ جیسے خرق عادت کی نمود و نمائش کہ جس شخص کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اُس کے اعتبار سے۔ اُس کا نام بھی جداگانہ ہوتا ہے۔ نبی سے معجزہ۔ ولی سے کرامت۔ مومن سے معونت۔ اور غیر مومن سے استدراج مصرع حفظ مراتب ست ہمین شیوہ در خطاب

یاد مولانا عبد اللہ فرنخووی

آپ عالم۔ عارف۔ کامل۔ عامل۔ اور اندر باہر سے یک رو تھے۔ فرماتے تھے۔ مولانا عبد الرحمن احمد جامی باطنی محل کے کنگرہ پر چڑھتے وقت یہ زینہ کو کھول کرجاتے اور آتے ہیں۔ لیکن مولانا علاء الدین محمد کتب دار جانے اور آنے میں یہ کھولتے ہی نہیں۔ کہتے ہیں اس بیان سے مراد یہ ہے۔ کہ مولانا عبد الرحمن سلوک طریقت میں اضطراب اور عجلت رکھتے ہیں۔ اور مولانا علاء الدین آرام اور آسائش کے ساتھ چلتے ہیں۔ راقم کے ذہن میں لکھتے وقت

[1] اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہے (لوگو) اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کرتے رہو ۱۲۔

ایسا آیا۔ کہ بر کھول کر بر واز کرنا عبارت تعرج کے ظاہر کرنے سے ہے۔ اور بغیر پر کھلے ہوئے اُڑنا سرا و تعرج کے مخفی رکھنے سے ہے۔ بیشک جامی قدس سرہ کے آثار کا ظاہر ہونا۔ اور مکتب دار رحمہ اللہ کی برکات کا مخفی رہنا۔ اِس توجیہ کے صحیح ہونے پر ایک روشن دلیل ہے۔

یاد درویش منصور سبزواری

آپ اندر اور باہر سے اس درجہ دُھلے اور منجھے تھے۔ کہ بیان مین نہین آسکتا ہے۔ مولانا عبدالرحمن جامی کے ہم عصر ہین۔ میر علیشیر نوائی کمال عقیدت رکھتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ نہایت دلبستگی اور محبت تھی۔ اکثر آپ کی عمر روزہ وصال مین ہی گزرتی تھی۔

یاد مولانا محمد روحی

آپ کا لقب شمس الدین۔ اور کنیت ابو المکارم ہے۔ ہرات کے پرگنون مین سے کسی پرگنہ کے رہنے والے ہین۔ استقامت اور کرامت مین آپ کو کمال تھا۔ مولانا سعدالدین کاشغری کے مرید ہین۔ کہتے ہین۔ آپ کی والدہ ماجدہ۔ نہایت پرہیزگار اور صالحہ تھین۔ ان کا رتبہ ریاضت اور بلند ہمتی مین بہت بڑا تھا۔ یہ فرماتی ہین۔ مجکو امید تھی۔ ایک رات مینے عالم مثال مین نبی مصطفی علیہ السلام کی زبان ۵ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى سے نوید پسر سنی۔ اِس کے بعد اُسی حمل سے یہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس واقعہ کی بنیاد پر محمد نام رکھا گیا۔ کہتے ہین آغاز زمانہ ہوش سے لیکر واپسین نفس تک آپ کے سلوک مین کسی قسم کی لغزش نہین آئی۔ آپنے اپنی تمام عمر راست روی اور اتباع شریعت مین گزاری۔ اور صاحب کرامات و مقامات تھے۔

یاد شیخ چھجو اساولی

آپ شیخ نظام عمر اکرم کے مرید ہین۔ جو خلافت مین گیارہ واسطہ کے بعد سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کو پہونچتے ہین۔ مستقیم الطریق اور مستوی الحال تھے۔ پچیسوین ذی قعدہ کو عالم روحانی کی طرف کوچ فرما گئے۔ شیخ جمال نوساری کو ذکر کی سند شغل کی تلقین۔ ارشاد کی اجازت۔ اور خلافت کا خرقہ۔ یہ چیزین آپ کی ہی ملازمت سے ملی ہین۔ مصرع جمال حق فروغ چشم او باد۔

یاد شیخ فخرالدین گنج اسرار جونپوری

آپ میر گنجشکر کی نسل سے ہین۔ قدس اللہ سرہما۔ ایزدی اسرار اور آلہی انوار کا آپ خزانہ تھے اور بزرگان

---

۵ - اپنی خواہش نفسانی سے باتین نہین بناتے ہین ۱۲

زمانہ کو آپ سے فخر تھا - آپ کا دلکش قول ہے - جو کمال مجکو حاصل ہوا - اُس کو مینے دوربین عقل کی بدولت سمجھا کیونکہ کسی شخص کی ہدایت کا احسان - اللہ احسان کا بار - راہ سلوک مین میرے اوپر نہین ہے - اور شیخ نظامی گنجوی قدس سرہ کے یہ اشعار پڑھا کرتے تھے - مثنوی

خرد شیخ الشیوخ راہِ تو بس	ازو پرس انچہ می پرسی نہ از کس
بپرس از عقل دور اندیش گستاخ	کہ چون شاید شدن بربام این کاخ
بپائے جان توانی شد برافلاک	رہا کن شہربند خاک باخاک
مگو بربام گردون چون توان رفت	توان رفت از زنام خود توان رفت
برین زرین حصار آن شد برومند	اکاز خود برگرفت این آہنین بند
کہ ملک ومال وفرزند وزر و زور	ہمہ ہستند با تو تالبِ گور
ازین مشتِ خیال کاروان زن	عنان بستان علم بر آسمان زن

یہ مثنوی خبر دیتی ہے - کہ نظم کرنے والا اور پڑھنے والا دونون اویسیہ گروہ مین سے ہین - القصہ بہت سے خداشناس لوگ آپ کے صادق مرید تھے - اور اُن اطراف کے حکام اعلیٰ بھی نہایت نیازمندی اور اعتقاد کے ساتھہ آپ کی ملازمت کی آرزو رکہا کرتے تھے - اور ادب واہتمام کے ساتھہ آپ کے آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تھے - آپ کی قبر جوہنپور مین زیارت گاہ ہے - اور مشہور ہے - مصرع گنج اسرار است خاکِ پاکِ او -

یاد شیخ بہاء الدین گنج روان

آپ اپنے پدر بزرگوار شیخ فخر الدین ثانی کے خلیفہ ہین - کہتے ہین - قادر شاہی عہد تھا - زمین کالپی کی تلائی مین ایک بھیانک جنگل تھا - اُس تلائی مین شیخ نے اور شیخ کے ساتھہ - دہلی کے چند خدا پرستون نے مخدوم جہانیان کی اجازت سے رہنے کو مکان بنالیا تھا - اور وہان پر خدائی پرستش کیا کرتے تھے - اور اس مین خوشوقتی کے ساتھہ زندگی بسر ہوتی تھی - خوراک کا طریقہ یہ تھا - کہ دیگون کو پانی سے بھر کر چولہے پر رکھہ دیا کرتے تھے - اور ایک معتدبہ عرصہ کے بعد اُتار لیا کرتے تھے - گھی سے تربتر کھچڑی اس قدر تیار ملتی تھی - کہ وہ کھانے والون کو مکتفی ہوا کرتی تھی - اس عجیب وغریب خرق عادت کے ذریعہ سے گنج روان آپ کا نام پڑگیا - کہتے ہین ایک روز شکار کرنے کرتے - حاکم وقت کا گزر شیخ کی عبادت گاہ کی طرف ہوا - وہان پہاڑی بکرہ کو شیر کے پیچھے پیچھے پھرتا ہوا دیکھا - اُسی وقت دل مین ٹھان لی - کہ یہان پر ایک شہر آباد اور قلعہ تعمیر ہونا چاہیے - لیکن جب قلعہ کی

دیوار پوری ہونے کو آتی تھی - کالپ نام ایک جن اُس کو گرا دیتا تھا - اس کام کے انتظام کے واسطے حاکم مذکور نے شیخ کے دیدار کے لئے نیازمندانہ رجوع کیا - آپ اندرونی سبب سمجھ گئے - ایک اینٹ اپنے ہاتھ سے دیوار مین لگا دی - اور محمد آباد نام رکھا - اور ہندیون کے نزدیک یہ بات ہے - چونکہ مذکورہ بالا بیابان کالپ جن کی رہنے کی جگہ ہے - لفظ کالپی کے ساتھ مشہور ہو گیا ہے - کہتے ہین - بادشاہ وقت یا دوسرے ذی استطاعت لوگ نقد - جنس - دیہ - بلیاغ غرض جو کچھ بھی شیخ کے حضور مین پیش کرتے تھے - قبول نہین ہوتا تھا - اس سبب سے متعلقین تکلیف پاتے تھے - ایک روز آپنے متعلقین کو غیر صابر دیکھکر فرمایا - کہ تم لوگون کی قوت کے واسطے آب جمنا سے ہم کسی قدر زمین لیتے ہین - جو لوگون کا احسان نہ ہوتے ہوئے خاص روزی رسان کے خزانہ سے ملے گی پس جمنا کو ایک دفعہ اور ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ فرمایا - اس کنارہ سے چند جریب زمین ہمارے فرزندان برادران کے لئے چھوڑ دے - اور پانی کا راستہ اوپر سے کرے - ان دونون دفعہ حکم کی تعمیل نہین ہوئی - تیسری دفعہ عصا ہاتھ مین لیکر غصہ سے پانی پر مارا - فوراً پانی نے ہٹ کر موضع بہلا سے کجی کے ساتھ بہنا شروع کیا - اور کم و بیش تین سو جریب زمین پانی مین سے نکل آئی - کہتے ہین - اسی زمین مین شیخ کی - اور شیخ کی تمام نسل والون کی کھیتی - گھر - باغ - اور خوابگاہ آج تک ہے مصرع بادا نثار دُر سلاست ردی برو -

یاد شیخ کمال الدین حسین

آپ خالد کے فرزند ہین - جو اجمیری ناگوری تھے قدس سرھما کمال دانش و بینش تھی - آپنے شیخ ابراہیم قدس سرہ کی خدمت سے ظاہری اور باطنی کمالات تحصیل کر کے - خرقہ خلافت لیا تھا شیخ ابراہیم شیخ عبد العزیز ناگوری کے خلیفہ ہین شیخ عبد العزیز شیخ فرید الدین ناگوری کے خلیفہ ہین - اور شیخ فرید الدین ناگوری شیخ حمید الدین سوالی کی بزرگ اولاد اور خلفا مین سے ہین - قدس اسرارہم بعض کا کہنا یہ ہے - کہ خالد - خواجہ بزرگ معین الدین کی نسل سے ہین قدس سرہ - تفسیر نور النبی جو بہت سے نکات اور وجوہ تفاسیر کو جامع ہے - اور اصول الانوار درباب تذکرہ ابرار یہ دونون کتابین آپ کی ہی تصنیف ہین - اصول الانوار مین خانوادہ چشت کے مشائخ کے حالات اور نسبون کا حال اصول کے طور پر لکھا گیا ہے - لیکن آپنے اپنے حالات کے بارہ مین صرف اتنا لکھا ہے کہ خالد کا بیٹا - مریدان معینیہ مین کمترین مرید ہے - اور اپنی نسب کے متعلق قطعی کوئی بات نہین لکھی - مولانا عالم کابلی نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے - مینے اجمیر مین شیخ عبد القادر ابن شیخ ابو الفتح کی ملازمت حاصل کی تھی - جو خواجہ معروف ابن شیخ حسین خالد کے پوتے ہین - اور نیز مینے آپ سے تحقیق نسب بھی کی تھی - فرمایا - کہ ہمارے بڑے یا پچھلے بزرگ واسطہ

سے شیخ حمید الدین سوالی کو پہونچتے ہیں قدس اسرارہم مصرع ہم نسب وہم حسب ہر دو حجاب دل ست -

یاد سید حامد حسنی چشتی

آپ سید حسین نہروالہ کے برادر زادہ (بھتیجہ) ہیں محبت - معرفت - عشق اور آگاہی کے دریا تھے - نوعمر لڑکے آپ کی خدمت میں رہا کرتے تھے - اور انہیں سے ایک لڑکے کی طرف میلان خاطر بھی تھا - آپنے کبوتر اُس لڑکے کے سپرد کر دیا تھا - کہ وہ ہمیشہ ہاتھ میں رکھے - غرض اس سے یہ تھی کہ کبوتر کا بظاہر دیکھنا - مطلوب کا جمال دیکھنے کے واسطے بہانہ ہو - اور نظر بازی کو علی الاعلان شہرت نہ ہو - ایک روز کسی عرس میں آپ تشریف لئے جاتے تھے منظور نظر کو کہا - اگر مجکو ایسی بے ہوشی لاحق ہو جس سے نماز غارت ہوتی ہو - تو آگاہ کر دینا - جب مجلس سماع میں پہونچے - تو ایک گانون والہ کو فرمایا - کہ کوئی قصہ عشق کا بیان کرو - مجبوراً اُس نے بیان کرنا شروع کیا -

ہمارے گانون میں ایک کمہار تہا جس کو اپنی عورت کے ساتھ عشق تہا - اُس کے بدون کسی وقت نہیں رہتا تھا - اور نہ بدون اُس کے کہیں جاتا تھا - اتفاقاً وہ عورت ایسی بیمار ہوئی - کہ بہت عرصہ تک بیمار ہی چلی گئی - اُس عورت نے ایک روز از راہ مہربانی اپنے شوہر سے کہا - میری خوشی یہ ہے - کہ آپ دوسرا عقد کر لیوین - مرد نے انکار کیا - اسی قسم کی گفت وشنید اس درجہ تک بڑہی - کہ آخر کار مرد نے دوسری عورت کر لی - اور شہوت پرستی سے اُسپر عاشق ہو گیا - پھر یہان تک نوبت پہونچی - کہ پہلی عورت سے کبھی ہم بستر نہیں ہوتا تہا - اس عرصہ میں گھر میں آگ لگی مرد اپنی نئی عورت کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل آیا - اور قدیمہ عورت کو بدستور حالت بیماری میں زمین پر پڑا ہوا چھوڑا اور پکار کر کہا - گدہا جو گہر میں بند ہا ہے - اس کی رسی کہول دے - اور باہر چلی آ - وہ عورت جفائے شوہر کا بہانہ تلاش کرتی ہی تہی - فوراً فرمان شوہر سنتے ہی اُٹھ کہڑی ہوئی - اور افتان خیزان گدہے کے پاس گئی - کہ اُس کی رسی کہولے - یکایک وہان آگ کی لپٹ لگی - اور اُس نے جلا کر راکھ کر دیا -

یہ قصہ گانون والہ سے سنکر سید کے دل میں سخت شورش اور سوزش پیدا ہوئی - فرمایا - انسان کو فرمان برداری میں کمہار کی عورت سے کم نہیں ہونا چاہیئے - اسکے بعد یہ بیت پڑہی - بیت

جہان در چشم مجنون بود از ویرانہ ست	درین ویرانہ نتوان بود از دیوانہ یکسترا

وجد کی حالت طاری ہوئی - ملک شیر مشائخ کا بیان ہے - کہ اندرونی حرارت سے سید کے بدن مین ہڈیان پانی ہوگئی تھین - نماز عصر کا وقت ہوا تو اُس منظور نظر نے عرض کیا - کہ نماز کا وقت جاتا ہے - آپ ہوش مین آئے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی - اور سلام کے ہمراہ زندگی کا سرمایہ بھی - الٰہی وصال کی بارگاہ مین بھیج دیا -

مصرع جان او مسند نشین پیشگاہ وصل باد -

یاد شیخ نورالدین احمد منڈوی

آپ حضرت گنجشکر کے پوتون مین سے ہین قدس سرہما سلاطین خلجی کے عہد مین پٹن ملتان سے مالوہ کی طرف آئے تھے - شہر منڈو (مانڈو) کے کوہستان مین ریاضت اور مجاہدہ مین مشغول ہوئے - اور نا ہنجار نفس کے ساتھ لڑائی ٹھان کر فتح حاصل کی - یہان تک آپ کا استغراق بڑھ گیا تھا - کہ سُکر کی حالت سے ہوش کی حالت مین کمتر آیا کرتے تھے - حتی کہ وحشی اور پرند جانور ہمیشہ آپ کے گرداگرد جمع رہتے تھے - اور آپ کو ان بیابانی جانورون کے ہونے یا نہونے سے قطعی خبر نہین ہوتی تھی - چونکہ ایزدی نگہبانی آپ کی حافظ تھی - اسواسطے آپ کو درندون سے کچھ آزار نہین پہونچتا تھا - آپ کے زمانہ ہوش کی باتون مین سے یہ باتین بھی ہین - جس کسی کو حق کے ساتھ آرام ملتا ہے - تمام وحشی اُس کے رام ہوجاتے ہین - مصرع جان او با مہر جانان رام باد - آپ کی خوابگاہ منڈو (مانڈو) مین ہے -

یاد شیخ داؤد اساولی

آپ سید برہان الدین قطب عالم بخاری سے مرید ہین - اللہ جل شانہ کی ہستی - اور مخلوق کی نیستی سے ہمیشہ باخبر تھے - کہتے ہین - ذکر کرنے کے وقت جب آپ لا الٰہ کہتے تھے - تو دیکھنے والون کو جاسوسی نگاہ کرنے پر بھی آپکے عنصری جسم سے سوا پیراہن کے کچھ معلوم نہین ہوتا تھا - پھر جب الا اللہ کا نعرہ مارتے تھے تو مکان کا اندرونی حصہ آپ کے عنصری کالبد اور اُسکے اقطار ثلثہ پر تنگ نظر آیا کرتا تھا - آٹھوین ذی حجہ کو دنیا سے کوچ کر کے حقیقی دیدار کا احرام باندھا - اور اپنے پیر بزرگوار کے مرقد کی برابر مین آرام فرمایا بیت -

اے خوش آن یادت کہ از خویشم فراموشی دہد	دل بدانش بسپر و لب را بہ خاموشی دہد

یاد شاہ ابدال

آپ عرب کے ملک سے دریائے اعظم کی سیر کرتے ہوئے - آچےبندر کے راستہ سے صوبہ کوہ بنگالہ مین آئے تھے - وہان کے حاکم حسین شاہ نے اپنی لڑکی کا آپ کے ساتھ عقد کر دیا - اُس لڑکی کے ساتھ ایک

کنیز بھی تھی - جو حُسن خدمت کی وجہ سے آپکے دل مین گھر رکھتی تھی - ملکہ کنیز کے ساتھ اس قسم کی یک جہتی دیکھکر ہمیشہ غیرت کیا کرتی تھی - اور فرصت کی تلاش مین تھی - ایک روز شاہ ابدال بغرض تفریح - اپنے دوستون کے ساتھ گھر سے صحرا کو گئے تھے - ملکہ نے اس موقع کو غنیمت جان کر کنیز کو مار ڈالا - اور اُس کی لاش ایک گھڑے مین بھر کر دریا مین بہادی اتفاق سے آپ سیر کنان دریا کے کنارہ جا پہونچے - وہان آپ کی زبان پر یہ بات آئی کہ دریا سے میری ریحانہ کی خوشبو آتی ہے - چارون طرف نگاہ دوڑائی - ایک گھڑا نظر آیا - تیراک لوگ وہ گھڑا نکال لائے دیکھا - تو اُس مین آپ کی منظورہ کا جسم تھا - یہ دل آشوب واقعہ دیکھکر آپ کے دل مین بہت کچھ شورش اور وجد پیدا ہوا - ناچار مقتولہ کو سپرد خاک کیا - اور خانہ خدا کا عزم مصمم کر کے صحرا کا راستہ لیا - سرگردان اور پریشان رنت ھنبور[لہ] کی زمین مین پہونچے - یہان پر ایک مستحکم قلعہ اور ایک بلند پہاڑ ہے - دارالخلافۃ آگرہ سے مالوہ کی طرف پانچ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے - آپنے زمانہ جدائی اسی جگہہ بسر کیا - جب فرمان وصال پہونچا - تو یہین خوابگاہ اختیار کی مصرع خدا دارد بہ مطلوبش ہم آغوش -

بادشاہ نعمان

آپ کی قبر قلعہ آسیر کے تحت مین ہے جو خاندیسی سلاطین کا تخت گاہ ہے - آپ حافظ کے بیٹے - حافظ نور الدین کے بیٹے نور الدین شرف الدین کے بیٹے - اور شرف الدین شیخ محمد زاہد کے بیٹے تھے - جنکی قبر دہلی مین ہے - اور زمانہ سابق دشت قپچاق سے ہند مین آئے تھے - شاہ نعمان نے رحلت غرہ ربیع الاول کو فرمائی ہے - لہذا پہلی تاریخ سے لیکر پانچوین تاریخ تک عرس ہوتا ہے اور ملک کے چارون طرف سے ہر ایک قسم کے آدمی اپنے کنبہ وقبیلہ کو ہمراہ لیکر عرس مین آتے ہین - اور برہان پور ایک بڑا شہر یہان سے پانچ کوس پر ہے - برہان پور کے باشندے چھوٹے بڑے - عورت مرد - نیک وبد - بوڑھے اور جوان - مومن اور کافر - غرض کہ سب اپنے گھرون کے دروازون پر قفل لگا دیتے ہین - اور اس مقام مین پہونچکر یہ پانچ روز سیر وسرور مین گزارتے ہین - انواع واقسام کی نذرین اور نیازین چڑہتی ہین - ہزارون مشتاق باہم اپنی دیرینہ آرزوؤن مین کامیاب ہوتے ہین - بہت سے آزاد مزاج - عنبرین جال کے پیچ در پیچ پھندے مین پھنس جاتے ہین - بہت سے لوگ سامان کی خرید وفروخت کر کے اصل سے کئی حصہ زیادہ نفع اُٹھاتے ہین راقم نے دو دفعہ اس تماشا گاہ مین جا کر ہر قسم کے آدمیون مین گھس

[لہ] اس نام کے دو مواضع ہین - ایک بضلع شاہجہانپور مالوہ ہے - مگر اس موضع مین قلعہ اور پہاڑ نہین ہے - اور آگرہ سے تقریباً ڈیڑہ سو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے - دوسرا موضع آگرہ اور جیپور کے درمیان مین ہے - یہان البتہ دیکھنے والے قلعہ اور پہاڑ کو درمیان کرتے ہین - اور یہ موضع آگرہ سے تقریباً پانچ چھ منزل دور بھی ہے - ۱۲

پوشہ کرکے حنا مٹایا ہے۔ بیت

مہمان عاشق و معشوق در کار	زہے سو صد متاع و صد خریدار

کہتے ہین شیخ نعمان شیخ محمد ضیا کے مرید ہین۔ اور شیخ محمد ضیا کو رہنمائے طریقت۔ سید نظام الدین ہین۔ جو شیخ نظام الاولیا کے خلیفہ تھے۔ اور سید نظام الدین کا مرقد مونکی پٹن دکن مین ہے۔ یہ ایک شہر ہے دریائے بان گنگا کے کنارہ پر۔ جہان مورتی پوجن والون کی بڑی پرستش گاہ (مندر) ہے اور یہان کے کپڑا بننے والے مندیل اور کمربند ایسے عمدہ بنتے ہین۔ جو دوسرے اچھے اچھے شہرون مین بھی یہان کے سوا نایاب ہین۔

یاد شاہ عبد اللہ

آپ شاہ یوسف بھائی قریشی کے بیٹے تھے۔ قدس سرہما۔ سلطان بہلول اور سلطان سکندر لودہی کے عہد مین ملتان سے آکر دہلی مین سکونت اختیار کی تھی۔ سلطان بہلول نے آپ کو اپنا داماد بنالیا۔ بزرگی کے آثار اور ولایت کی علامتین۔ بہت سی آپ کے افعال سے اور آپ کی پیشانی سے عیان تھین۔ بائیسوین صفر کے روز جہان مجازی کو رخصت کیا۔ آپ کے بیٹے شیخ رکن الدین جو تھے یہ سلطان کی لڑکی سے تھے اور اخیر مین دہلی کے شیخ الاسلام ہو گئے تھے شیخ ابوالفتح جو بمقام دہلی دسوین صدی کے آخر ین نصف حصہ مین مرجع صغیر و کبیر ہو گئے ہین شیخ الاسلام ابن عبد اللہ کے فرزند تھے۔

یاد شاہ نعمت اللہ چشتی

سلطان سکندر لودہی کی اکثر فوج آپ کی معتقد تھی۔ اور سردار فوج بھی آپ کے ساتھ مریدانہ سلوک کیا کرتا تھا۔ القصہ آپ کی پیری اور بزرگی کا یہان تک شہرہ ہوا تھا۔ کہ سنتے سنتے اہل زمانہ کے کان بھر گئے تھے آپ کی قبر دار السلطنۃ آگرہ مین ہے۔

یاد شیخ تاج الدین محمد دہلوی

آپ حضرت گنجشکر کی اولاد کبار مین سے ہین۔ باطن مین مخدوم۔ ظاہر مین خادم۔ دل سے آزاد۔ اور تن سے بندہ ہونا۔ یہ آپ کی عادت تھی شیخ نظام الاولیا کے روضہ مین اکثر خانقاہ نشین رہتے ہین۔ اُن کی خدمات اور اُن کے کامون کی دیکھ بھال۔ دہلی مین آپکے آباو اجداد کے تعلق تھی۔ آج کل آپکے فرزندون سے ان خدمات کا تعلق ہے۔ اُن کے نام شیخ زکریا۔ اور شیخ علاء الدین ہین۔

یاد میر ابوالنجیب شاہ طیب

آپ کو ظاہری و باطنی روشنی- اور کشف و عرفان کی سعادت حاصل تھی- اور ان امور مین آپ کافی طور پر کامیاب تھے- ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے- دنیا جمع کرنے والون کے سامنے احتیاج نہین لیجاتے تھے- آپکے اقوال اور افعال سے عجیب عجیب چیزین اہل زمانہ دیکھتے تھے- آپ کی طرز معاشرت سے کرامات کی خوشبو لوگون کو آیا کرتی تھی- آپ کے فرزند سلطان موحد نے پدر بزرگوار کی راہ و روش مین- اپنی پسندیدہ رفتار سے اور زیادہ رونق دیدی تھی- اور اہل طریقت کی شاہراہ پر چلتے تھے- کہتے ہین- ایک روز مولانا غیاث الدین احمد سلطان کی ملاقات کو آئے- جب آپ کی صحبت سے باہر نکلے تو فرمایا- لوگو- دیکھو تو سہی- اس خدا شناس نے بظاہر اس جہان مین- اور ازروے معنی اُس عالم مین کیسا تماشہ کا بازار گرم کر رکھا ہے مصرع تن بصحبت دل بخلوت کار ماست

یاد مولانا شمس الدین رحمہ اللہ

آپ اپنے زمانہ کے بزرگون مین سے تھے- روز بلوغ سے لب گور تک اپنی ہمت سے غیر کار آمد وقت کو ہاتھ تک نہین لگایا- اور افعال کے اعتبار سے بیہودگی کے ساتھ آدہا قدم بھی نہین اُٹھایا- ایک روز کا ذکر ہے آپنے ایک مرید کو نصیحت کے طور پر فرمایا تہا- جو دعوت اور جو مجلس تمہارے بدون فراہم ہو سکے- اور شائستگی کے ساتھ انجام کو پہونچ جاوے- وہان تم نہ جانا- کیونکہ ایسے موقع پر جانا بیہودہ بات اور لوگون کے واسطے جگہہ تنگ کرنا ہے مصرع انگشت آز در نمک ہیچ خوان مزن-

یاد مولانا زین الدین تائبادی

آپ نے ابواب سلوک کی کشائش- سنت اور کتاب کی پیروی سے کی تہی- اور نیز اس ذریعہ سے طریقت کی گہاٹیان بہی طے فرمائی تہین- آپ بزرگان عہد کے سرگروہ- اور سالکان تحقیق کے سردار تہے- ظاہری بیعت اور عرفی نسبت ذریعہ خلافت کسی سلسلہ کے پیرون سے نہ تہی- خواجہ بزرگ کے روحانی فیض سے اویسی شان آپ کے حالات سے نمایان تہی- جب آپنے سفر حجاز کیا تہا- تو بارہا اولیا کا ساتہہ ہوگیا تہا- جب تقلید پرستون کو نصیحت کرنا منظور ہوتا تھا- تو اس طرح پر راز دار بنایا کرتے تہے- کہ زبان حال سے بیان کیا جاوے- اور خاموشی کا فائدہ اور لسانی کا نقصان جتایا کرتے تہے- قطعہ

سر حق آن را سزد آموختن	کو ز گفتن لب تواند دوختن
ہر کرا اسرار کار آموختند	مہر کردند و دہانش دوختند

یادحاجی شیخ سلیمان بنی اسرائیل

آپ کو باحقیقت درویشون کے مقامات حاصل تھے - اور طریقیت شناس سالکون کے حالات سے پوری واقفیت تھی - آپ کے زمانہ مین اُس شہر کے اندر کوئی شخص آپ کا مقابل نہ تہا - آپ کی زادبوم لاہور ہے - خانہ کعبہ (خدا کرے خداشناس دلون کی طرح آباد رہے -) سات بار اس کے طواف کا عزم کرکے لاہور سے کبھی پیادہ اور کبھی سوار روانہ ہوئے - اور ارکان حج بجالائے - گروہ گکھر جس کے آدمی شمار کے اعتبار سے ایک جہان کی برابر ہین آپ کے باعقیدت مرید اور دوست تے - اور اپنے مال مین سے ہرسال ایک معین حصہ آپ کی نذر کرتے رہتے تے - آج تک بہی کہ ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ ہے - اپنے پیر کے فرزندون کو وہ حصہ پہونچاتے رہتے ہین - آپ کو خرقہ خلافت شیخ صدرالدین حلیم کی خدمت سے تہا شیخ صدرالدین کو اپنے پدر بزرگوار شیخ عمادالدین اسمعیل سے شیخ عمادالدین اسمعیل کو - اپنے والد ماجد شیخ رکن الدین الشہید یہ کلا نورسے شیخ رکن الدین کو اپنے عم مکرم شیخ صدرالدین حاجی سے شیخ صدرالدین حاجی کو - اپنے عم مکرم شیخ رکن الدین ابو الفتح فیض اللہ سے شیخ رکن الدین ابوالفتح کو - اپنے پدر بزرگوار شیخ صدرالدین ابو المعالم محمد سے - اور شیخ صدرالدین ابو المعالم کو - اپنے والد عزیز شیخ بہاءالدین زکریا سے تہا - **قدس اللہ ارواحہم وتتمۃ السلسلۃ مذکورۃ فی الکتاب** خلاصہ کلام یہ ہے - جب آپ ظاہری زندگانی چہوڑکر آنجہانی ملک کو کوچ فرماگئے - تو آپ کے لائق فرزند شیخ عبدالشکور - آپ کی جگہہ مسند نشین ہوئے - شیخ عبدالشکور خداشناسون کی متعدد نیک خصلتون سے آراستہ تے - جب شیخ عبدالشکور نے بہی عالم خاک سے جان پاک کی ولایت کو معاودت فرمائی تو ان کے فرزند ارجمند شیخ عبدالمجید نے علم درویشی کہڑا کیا - اور سجادہ ولایت بچہایا - شیخ منور عالم انہین کے بیٹے ہین - باقی حال اِن کا جداگانہ لکہا جاوے گا -

آخرین ساغر دور نہم صداز راح روح مزاج این فوائد لب ریز باد

سخن کی عروس - جو انسانی حقیقت کی محجوبہ ہے - مناسب نہین ہے - کہ خاموشی کی کہڑکی کا قفل توڑ کر نفس ناطقہ کے پردہ سے باہر نکل آوے - اور لا یعنی لو الہوسون کی صحبت کا ارادہ کرکے - بہائم کی کریہ آواز کی ہمشیرہ بنے **بیت**

منطق آدمی بہتر ست از دواب	دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب

ــ۵ باقی سلسلہ کتابون مین مذکور ہے ۱۲ -

پس سب سے زیادہ بہتر یہ ہے - کہ بیان کی پردہ نشین جمیلہ ہمیشہ کے واسطے - آفریدگار ذوالجلال - اور منعم متعال کی یاد اور سپاس مین ہمدم اور محرم بن جاوے - اگر اسقدر پردہ نشینی اور گوشہ گزینی اُس کو میسر نہ ہو - تو اُس وقت بہتر یہ ہے - کہ اصحاب ولایت - اور ارباب ہدایت کے حالات اور اوصاف کا لباس - عبرت کا زیور - اور حکمت کے جواہرات پہنکر معارف کے بیان کرنے مین - اپنے جمال باکمال کی آرایش دکھاوے - ان دو امرون کو چھوڑ کر مذکورہ بالا جمیلہ کے لیے کوئی مہربان محرم - اور حُسن افزا خلعت نہین ہے -

وہ بندہ کمال سعادت مند ہے (۱) جس کی زبان اور لب کو کسی مسخرہ کا پنجہ - اور کسی بیہودہ کا ہاتھ کوئی مضرت نہ پہونچاوے - (۲) نیز جو اپنے قیمتی انفاس کے جواہرات کا پاس کرکے - حق کے ذکر مین - اور اہل حق کی یاد مین - زبان ولب کو مصروف رکھے (۳) نیز جو قوت واہمہ اور قوت متخیلہ کی نگہبانی عقلی اور نقلی دلائل کے ذریعے سے اس طرح کرے کہ ناجی مذہب اسلامیہ کے بزرگون پر - اور اُن کے کسی حال پر وسوسہ اور انکار کے لیے - ان دونون محل (واہمہ اور متخیلہ) مین راہ نہ ملے (۴) اور نیز جو اہل باطن کے معاملات کی اور بیرون ظاہر پرست عقل کے آلات سے نہ کرے - کیونکہ یہ مسلک عقول اور نفوس کے مدارج سے پرے ہے -

صحیح بے لوث بات یہ ہے - خدا تعالی ایسا کرے - کہ ظاہر بینی اور نکتہ چینی کا خان ومان ہی تباہ ہوجاوے - جو کوتہ نظر خرد کا آباد کیا ہوا ہے - تا کہ پھر آیندہ ہر خرق عادت کے نقد کو - اپنی مالوفات اور عادات کی کسوٹی پر نہ پرکھنے پاوے - کیونکہ دشوار نما کرامت کی صحت کو عقل کی ترازو سے تولنا - گویا ایسا ہے کہ شباب کو پہونچے ہوئے بالغ کے حال کا قیاس - کوئی نارسا لڑکا - اپنی حالت پر کرے - هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[۱] اور نیز خداوند تعالی ایسا کرے - کہ اعتقاد کا ساز وسامان اور تسلیم کے محلات - خرابی اور تباہی سے محفوظ رہین - جو ایمان بالغیب کے آباد کیے ہوئے ہین -

(۱) کہ جس سے حق شناسون کی عجیب وغریب باتون کی تمیز کرنے مین تامل پاس تک نہ آنے پاوے - تا کہ جو چیز عقل کی تیلسی ترازو پر کامل الوزن اُترے - اُس کو اعتقاد اور تسلیم - تصدیق کرکے اپنی جیب مین ڈال لیوین (۲) نیز جس سے اولیاء اللہ کی کرامات اور اُن کے تشخیص کرنے مین فکر پاس پھٹکنے نہ پاوے - تا کہ جو شے قوای مدرکہ کے سانچہ مین نہ ڈھل سکے - اُس شے سے اعتقاد اور تسلیم قطعی منکر ہوجاوین اَعُوذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ[۲] بلکہ اُس سعادت مند بندہ کو چاہیے - کہ جو اصحاب ہوشیاری کے

[۱] کہین جاننے والے اور نہ جاننے والے بھی برابر ہوسکتے ہین ۱۲ [۲] مین اس بات سے تیری ہی پناہ مانگتا ہون - کہ نادانون کی سی م

سالمتہ باغ توحید کی گلگشت کر رہے ہیں جن کا قدم شریعت کی صراط مستقیم پر مضبوطی کے ساتھ جما ہوا ہے۔ اور نیز جو لوگ شکنجہ ہوس سے نکل کر فوق القلم ہو گئے ہیں۔ جن کے حالات کا صفحہ۔ شرعی تکلیفات کی رقم سے بالکل سادہ ہے ان لوگوں سے جو عجیب و غریب بات دیکھے یا سنے سب کو کرامت سمجھکر۔ ایزد مطلق کی قدرتی ترازو میں وزن کرے۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ [1] کو اپنے عقیدت کے نگینہ پر کندہ کر رہے۔ فالقلیل الذین یعلمون ان اللہ علی کل شیء قدیر یعترفون بانه قادر علی خلق العجائب التی هی خلاف العادة الجاریة ویسلمون ما اظهره علی ایدی عباده من الخوارق ویقولون انه الحق من ربك فلا تکونن من الممترین۔ [2]

اللہ جل شانہ کا شکر اور احسان ہے۔ اگرچہ میں کوئی کام نہیں بنا سکا۔ اور نیز کسی جگہ نہیں پہنچ سکا ہوں مگر ہمت

از چہ کیشم کس نمی داند مرا آنکہ منم	ہرچہ ہستم آشکارم ہیچ پنہان نیستم

بلکہ وہم اس درجہ بڑھ گیا ہے۔ کہ اپنے تئیں الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا [3] کے گروہ میں شمار کرتا ہوں۔ لیکن شصت سالہ زندگی اس طرح سے گزری ہے۔ اولین پانچ برس نادانی میں نکلے۔ اس کے بعد سات برس مکتب کے اندر قرآن خوانی میں بسر ہوئے۔ اس کے بعد کچھ اوپر تیس سال ظاہری درسی علوم کی تحصیل میں۔ اور نیز شطاریہ مشرب وغیرہ کے ذی ہمت اصحاب کی ملازمت سے فیض پانے میں مرتب ہوئے قدسنا اللہ باسرارہم جب دل ان مشائخ علیہم الرحمۃ کے اسرار حقائق۔ اطوار۔ اور حالات اچھی طرح سے بھر گئے۔ تو زبان کو میدان حشر بنا کر جو خیالات۔ اندرونی خطیوں میں سوئے ہوئے تھے۔ سب کو بیدار کیا۔ اس وقت کم و بیش سات سال اس طرح گزرے۔ کہ ہر ایک ملک کے مشائخ کے حالات سفر و سیاحت کے ذریعہ سے فراہم کیے۔ اور نیز اہل اسلام با دیانت ثقہ لوگوں سے خط و کتابت کر کے بہم پہنچائے۔ تین سال کے اندر عبارت آرائی کی۔ اور اس کی ترتیب دی۔ اور ایک سال مسودہ کے صاف

[1] اور اللہ اپنے ارادہ پر قادر ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔ [2] جو تھوڑے سے لوگ یہ جانتے ہیں۔ کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ وہ اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اللہ اُن عجائبات کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ جو عادت جاریہ کے خلاف ہیں۔ اور وہ لوگ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اُسنے خرق عادت کی قوت اپنے بندوں کے ہاتھوں میں رکھی ہے۔ اور وہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اے مخاطب یہ خرق عادت تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ پس تم شک کرنے والوں میں شامل نہ ہو جانا۔ [3] جن لوگوں کی دنیاوی زندگی کی کوشش گم گشتہ ہوئی۔ اور وہ یہی خیال کر رہے ہیں۔ کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں

کرنے مین صرف ہوا۔ اور اسی ایک سال کی اندر دو گوہر صدف برخورداری۔ نیرین آسمان سخن گزاری عبدالاول اور حسن محمد کی امداد سے زادھما اللہ علماً وعمراً مذکورہ بالا حالات صحت اور ترتیب سے مکمل ہو گئے الحمد ہے۔ کہ اللہ تعالی حضور مشائخ کی برکات سے جنہون نے فقیر کی استدعا قبول فرما کر قیل وقال کے دستارخوان پران ادوار اربعہ (چار صدی) کے دائرون مین تشریف ارزانی فرمائی ہے۔ اِن دونون امیدوارون کو اپنے اسم الحفیظ کے سایہ عنایت مین محفوظ رکھکر دونون جہان کے تمتعات سے کامیاب فرماوے۔ آمین اور اس گمنام سرگردان کی باقی ماندہ عمر بھی اپنی یاد مین گزارے۔ بحرمت[۱] المذکورین فی ھذہ النسخۃ المترصدۃ للقبول۔

[۱] جن اصحاب کے حالات اِس کتاب مین مذکور ہین جو امیدوار قبول ہے۔ اُن کے طفیل مین ۱۲

ابتدائے چہارمی چمن

اس چمن مین دسوین صدی کے مفصلۂ ذیل اصحاب کا طریقہ رفتار اور اُن کے حالات کی کیفیت مذکور ہے

(۱) مراتب وجود کی راہ وروش پہچاننے والے (۲) آلہی احکام کے پڑہنے والے۔

(۳)۔ رسمی علوم کے عالم۔ (۴) دریائے توحید کے تلاطم مین غوطہ لگانے والے

اے خرد۔ تو یہان سے جا۔ اور غور وخوض کو دریوزہ کرلا۔ دیکہہ۔ ہر ایک فرد کی حقیقت حال چشمہ حیات کی بدولت ایسے ثمر کی مانند ہے جس کے اطراف کے نوخیز سبزے ہر ایک کامیاب اور ناکام کی فطرتی نظر مین خدائی اسرار کے ایسے خطوط۔ اور موٹے موٹے حروف نمودار کرتے ہین۔ جن کے ہر ایک صفحہ کے نیچے سے ایک قرآن[۱] لَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ؕ کے وصف کو ہمراہ لئے ہوئے نکلتا ہے۔ اور جس کی ہر ایک سطر کے ضمن مین اُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ کی باریک حقیقتون سے بہرا ہوا ایک دفتر مخفی ہے۔

یاد شیخ محمد علا بنگالی

آپ شیخ قاضن شطاری کر کے مشہور ہین۔ اور شاہ عبداللہ شطاری کے خلیفہ ہین۔ ریاضت ومجاہدہ اور مراقبہ ومشاہدہ مین آپ کو کمال حاصل تہا۔ انسانی کمالات اور وجدانی حالات آپ کی ذات مین عیان تہے علماے باللہ مین سرگروہ۔ اور سالکان سیر فی اللہ مین آپ سردار تہے۔ نوی صدی کے اولین نصف حصہ مین جب شاہ عبداللہ شطاری ہندوستان مین آئے۔ تو گزر بنگالہ کی طرف بہی ہوا۔ اور مشائخ بنگالہ کے پاس

[۱] کوئی رطب اور کوئی یابس ایسا نہین ہے۔ جو واضح کتاب مین نہو [۲] مجکو جامع کلمہ عطا کئے گئے ہین ۱۲

کملا بھیجا - کہ ایران وتوران سے ایک درویش آیا ہے - وہ کہتا ہے - خواہ خلوت مین خواہ انجمن مین - جس کسی کو جس صورت مین آسان معلوم ہو ملاقات کرے - اور کلام توحید کی معلومات باہم بیان کی جائے - جس جانب مین کمی ہو - وہ جانب زیادہ والی جانب سے فائدہ اُٹھا کر کمال حاصل کرے - شاید اس طریقہ سے آہستہ آہستہ اُس کمال کے میدان مین پہونچنا نصیب ہو - جو اُس کے نام لیوا ہے - جب یہ خبر شیخ محمد علا کو پہونچی - تو اعتراض آمیز جواب دیا - اور مخلصانہ پیش نہین آئے - شاہ نے فرمایا - اخیر مین شیخ محمد علا کی بازگشت اسی فقیر کی طرف ہوگی - یہ بیان کسی قدر شطار الاولیا کے ذکر کے سلسلہ مین بھی تحریر ہو چکا ہے -

کہتے ہین - جب شیخ منڈو (مانڈو) مین بارادہ ملازمت شاہ آئے - تو شاہ نے التفات نہ فرمایا - ایک تو غربت تھی ہی - یہ شکستہ دل اور اُس پر زیادہ ہوئی - عرض کیا - ہرگاہ کہ پیری - ناتوانی - خواہش - اور غربت اتنی تمام چیزین یکسو ہو کر زبان حال سے رحمت و نوازش کے واسطے گدائی کرین - تو پھر عنایت عامہ کو یہ مناسب نہین ہے - کہ جزا اُس قسم کی دیجاوے - جو جنس عمل مین داخل ہے - بلکہ بہتر یہ ہے - کہ میری گوشۂ تقصیر پر عفو فرمائی جاوے - یہ شکستہ دل کی تقریر سنکر شاہ کے دل سے مہربانی نے جوش کیا - فرمایا - اگر اپنے آبا و اجداد کی رسم - اسم اور سلسلہ چھوڑ کر خانوادہ درویش کی آئین اور نام پر اپنے تئین نامزد کرو - تو تمہاری التماس کے ساتھ ساتھ تلقین عمل مین آویگی - بالآخر شیخ نے آپ کا فرمانا قبول کیا - اور بہت تھوڑے عرصہ مین خلعت خلافت باکمال اور تکمیل کے اونچی سیڑھی پر پہونچ گئے - اور باجازت مرشد اپنے وطن کو بازگشت کی -

یاد شیخ رحمت اللہ

آپ شیخ عزیز اللہ متوکل قدس سرہٗ کے فرزند - مرید - اور نیز خلیفہ ہین - آپ نہایت عالی مقام پسندیدہ افعال حمیدہ و اقوال ضمیر شناس - اور باطن سے آگاہ تھے - جب بدر بزرگوار سے گجرات کی اجازت ملی - تو احمد آباد مین جاکر اُس کے ایک کنارہ قیام کیا تھا - اور دوست دانشمندون نے ہر طرف سے بہ ترک سکونت آکر آپ کی ہمسائگی مین حجرہ بنائے - اور صوف پوشون سے خانقاہ آباد ہوئی - اور اس سبب سے وہ کوچہ شیخ پور کے نام سے مشہور ہوا کہتے ہین - جس زمانہ مین فرمان روائی گجرات کی نوبت - سلطان محمد کو پہونچی - تو خطبہ اور سکہ اُس کے نام سے تازہ جاری ہوا - اُسنے بھائیون کا رقم دفتر ہستی سے مٹانا شروع کیا - زمانہ مندگا تھا کہ محمود بیچارہ کو دایہ سیجوالی[۵۸]

۵۸ - خیابانہ قدیم مین سیجوالی نام اُس گاؤن کا ہو جس کو زمانہ حال مین سیج گاملی کہتے ہین ۱۲ - مترجم -

مین ڈالکر دربار سے باہر لے چلے - جلنے کا راستہ شیخ کے ہی کوچہ مین ہو کر تھا - ناگاہ شیخ کی نظر سیجوالی پر پڑی - ہنس کر فرمایا - آفتاب مٹی سے آلودہ اور آسمان ابر سے پوشیدہ نہین کیا جا سکتا ہے - یہ آواز جو دایہ کے کان مین پڑی - تو اُس کو خوشی ہوئی - دل مین مضبوطی سے ٹھان لیا - کہ اگر اس شاہزادہ کو تاج شاہنشاہی مل جاویگا - تو ان بشارت دینے والے درویش کا مرید کرودن گی - آخر کار سلطان محمد کو اجل نے - سلطانی مرتبہ سے اُتار کر نیستی کے غار مین دھکیل دیا - تو کوس دولت محمود کے نام سے بجنے لگا - اور دایہ نے جو دل مین قرار دیا تھا - وہ ظہور پذیر ہوا - بلکہ تھا شیخ کی خانقاہ کو رونق ہی کچھہ اور ہو گئی - یہانتک کہ اس رونق پر بھائی کو رشک آیا آپنے فرمایا غیرت چھوڑ دو - کیونکہ مین فرزند ہون - اور تم مزدوری لینے والے ہو - چند روز بعد آپنے عنصری صورت ترک کر - جہان معنی کو سیرگاہ بنلیا - اور کوئی فرزند آپ کا نہین تھا - لہذا ظاہری قبضہ تمام شیخ سعد اللہ - اور شیخ سعد اللہ کے فرزندون کی طرف منتقل ہوا - اور اس عمل نے آپ کی راست بیانی پر گواہی دی مصرع روح پاکش غریق رحمت باد -

یاد فرزندان شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ

آپکے پانچ بیٹے اور ایک دختر تھی - شیخ سعد اللہ - شیخ رحمت اللہ - شیخ حسن سرمست - شیخ نصر اللہ - شیخ شہد اللہ - بی بی نور ملکہ اولین چار لڑکے پدر بزرگوار کی اجازت سے گجرات کو چلے گئے - پانچوین لڑکے آپ کی ملازمت مین رہے اولین لڑکے شیخ سعد اللہ کا طریق مثل ولیا تھا جب انہون نے اس جہان سے رخصت ہو کر احمد آباد کے شیخ مازہ مین ہمیشہ کے واسطے آرام فرمایا - تو ان کے بیٹے شیخ نعمۃ اللہ نے خرقہ خلافت زیب بدن کیا - اور شیخ نعمۃ اللہ کے بعد - اِن کے بیٹے شیخ بدیع اللہ سجادہ نشین ہوئے - جب شیخ بدیع اللہ عالم علوی کو کوچ فرمانے لگے - تو انہون نے اپنے بیٹے شیخ فرید کو اپنا جانشین کیا - شیخ فرید - نوشتہ تقدیر کے موافق گو ظاہری دولت کے اعتبار رفیع الملکی رتبہ پہونچے - لیکن باطنی تجرید یہان تک بڑھی ہوئی تھی - کہ دنیاوی تعلق کو دل مین قطعی راہ نہین ملی اور دونون جہان کی سعادت حاصل ہوئی - جب شیخ فرید گزر گئے - تو ایسا کوئی لڑکا نہین تھا - جو کبار کرام کی پیروی ظاہر مین اور باطن مین دونون طرح سے کرتا جو تھے وہ دنیاوی روش تلاش کرنے لگے - پس یہ تعلق ونیشنی جاتی رہی - دوسرے لڑکے شیخ رحمت اللہ کا حال جداگانہ لکھا جا چکا ہے - تیسرے لڑکے شیخ حسن سرمست دریائے وحدت مین ڈوبے ہوئے - مجذوب اور حصور تھے - پانچون وقت صرف ہنگام نماز ہوش مین آتے تھے - سلام کے ہمراہ وہ عارتیں جوش ہی دعا کہ جاتا تھا - آپ کی قبر بھڑوچ مین ہے - اور بھڑوچ ایک شہر گجرات کا ہے دریاء نربدا کے کنارہ پر تھے لڑکے شیخ نصر اللہ کا سامان قیام گجرات سے خاندیس مین چلا گیا تھا - جب شیخ نصر اللہ کو آخرین

سفر پیش آیا- تو قلعہ آسیر کے تحت مین- ان کا جسم گرامی سپرد خاک کردیا گیا- قلعہ آسیر- اس صوبہ کے سلاطین کا دار السلطنۃ ہے- شیخ نصر اللہ کے بعد اِن کے بیٹے شیخ عزیز اللہ نے جو ہمنام جد تھے- بار خرقہ اپنے کندھے پر اُٹھایا- جب شیخ عزیز اللہ نے بھی رحلت فرمائی- تو اِن کے بیٹے شیخ بدیع اللہ ثانی دنیاوی طلسم مین منہمک ہو گئے تھے- لہذا اس ملک مین میر اعظم ہوئے- شیخ بدیع اللہ ثانی کے بعد شیخ کریم اللہ نے بڑی دولت کو قایم رکھا- شیخ کریم اللہ کے دو بیٹے تھے- شیخ رفیع اور شیخ خواجہ- دونون کے دونون جوان باپ کی زندگی مین ہی کوچ کر گئے- اور ہجری سنہ نوسو ستانوے مین باپ نے بھی عالم بقا کو رحلت فرمائی- اور اپنے سلسلہ کے واسطے آخرین حلقہ یہی ہوئے-

یاد مولانا محمدؐ تاباد کانی

آپ خوان ادبنی ربی[۱] کے راتبہ خوار- اور خرمن وعلمناہ من لدنا علما[۲] کے خوشہ چین تھے شیخ زین الدین محمد خوافی سے بیعت تھے- شیخ الاسلام زندہ پیل احمد جام کی تربت سے- حقائق پناہی مولانا عبد الرحمن جامی کی خدمت سے- اور نیز دیگر مشائخ سلسلہ کی صحبت سے نہایت کامیابی حاصل کی تھی- اور بزرگی کے اسباب جس قدر باکمال سالکون کے واسطے درکار ہین- یہ سب فراہم کرلئے تھے- آپ کے ہی حوالہ سے لوگ کہتے ہین- کہ آپ فرماتے تھے- پیر کی نسبت ادب ملحوظ رکھنے ہین- مجھسے دو دفعہ کوتاہی ہوئی ہے- اول یہ- کہ نماز پڑھنے کے وقت امام کے پانون کے نیچے جانماز نہ تھی- اور میرے پانون کے نیچے تھی- پیر نے فرمایا- اِس جانماز کو ہٹادو- مینے عرض کیا- میرے مذہب مین کچھ ہرج نہین ہے مین شافعی المذہب ہون- دوسرے یہ- کہ ایک روز پیر نے مجکو ایک کام کے واسطے ارشاد فرمایا- میرا وضو تھوڑا سا باقی رہا تھا- مین اُس کو پورا کرکے تعمیل حکم مین مشغول ہوا- اب اس شرمندگی کا علاج مین نہین جانتا- کس دروازہ سے تلاش کرون- کس سے پوچھون- اور کہان پاؤن- اس قسم کی حیرت افزا باتین کہہ کر پریشانی اور سرگردانی کے ساتھ زندہ تھے- کہتے ہین- ایک بار حقائق پناہی (مولانا جامی) آپ کی ملاقات کو گئے- حجرہ کے ایک طاق مین دو جلدین رکھی تہین- مولانا نے دریافت فرمایا- کون کون سی کتابین ہین- جواب دیا- ایک تو قرآن مجید ہے دوسرا میرا دیوان ہے- جو اہل زمانہ کی دست اندازی کے خوف سے بھاگ کر قرآن پاک کی پناہ مین جاگزین ہوا ہے- مولانا کی طبیعت یہ دل خوش کن بات سنکر بہت خوش ہوئی-

---

[۱] مجکو میرے رب نے ادب سکھایا ہے ۱۲ [۲] اللہ نے ہمنے اُس کو اپنی طرف سے ایک خاص علم سکھایا ۱۲

یاد شیخ داؤد ابن فیض اللہ قدس سرہما

آپ کی پیدائش شیر گڈہ کی ہے اور شیر گڈہ صوبہ لاہور کا ایک قلعہ ہے۔ آپ نے علمی اور عیانی جملہ کمالات کی تحصیل سید حامد ابن شیخ عبدالرزاق ابن شیخ عبدالقادر حسنی جیلانی سے کی تھی۔ بعض کہتے ہین ظاہری بیعت سے قبل عمر کا بہت سا حصہ ریاضت مین گزرا تہا۔ جب مشائخ طریقت کی پیروی پختہ ہوگئی۔ تو الہام غیبی کے بموجب آپ سید حامد قادری کے مرید ہوئے قدس سرہ اور جب فضیلتین حاصل ہوگئین تو خرقہ خلافت مل گیا۔ آپ خانوادہ قادریہ کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ آپ کا دم موثر تہا۔ اور نفس مین قوت آئندہ تہی بہت سے قسی القلب سیاہ باطن لوگ آپ کی رہنمائی کی بدولت نفسانیت کے تیرہ و تاریک مکان سے نکل کر روحانی نور آباد مین پہونچ گئے۔ اور بہت سے سعید استعداد والے اصحاب آپ کی ملازمت مین رہ کر سفلی منازل سے علوی مقامات کو ترقی کر گئے۔

ان مین سے ایک آپ کے بھتیجے شیخ ابوالمعالی محمدؐ ابن شیخ رحمۃ اللہ بہی تہے جن کا دل صاف طبیعت موزون۔ اور فہم رسا تہی شیخ ابوالمعالی کے بہت سے قصیدے اور غزلین سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی تعریف مین ہین۔ رسالہ محمدیہ قادریہ بہی انہین کی تصنیف سے ہے شمائل قادریہ۔ بہجۃ الاسرار۔ خلاصۃ المفاخر۔ اور مفتاح الاخلاص گیلانی۔ ان کتب سے اقتباس اور انتخاب کرکے یہ رسالہ ترتیب دیا ہے۔ اور اس مین اپنے حسن بیان سے سوز و محبت کی چاشنی ملائی ہے جس تشنہ کامان صحراے سلوک مستفید ہوتے ہین۔

دوسرے شیخ سیف الدین عبدالوہاب تہے۔ ان کی عادتین اور ان کے کام جملہ آراستہ اور پیراستہ تہے۔ واجب اور ممکن کا معاملہ جو مطلق وجود سے تعلق رکہتا ہے۔ اس کے خیال کے بدون ایک سانس بہی نہین لیتے تہے۔ اور عدم و وجود سے جس کا سلسلہ ندی کے پانی کی طرح ممکنات پر متواتر پہونچ رہا ہے۔ ایک لحظہ بہی غفلت نہین کرتے تہے۔ اور بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ[۵۱] کے گروہ مین سے نہین تہے۔

شیخ داؤد ہجری سنہ نوسو بیاسی ہین عنصری خلعت اپنے جسم سے اُتار کر عالم یکتائی کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی قبر آپ کی نزاد بوم مین ہے۔

---

۵۱ بلکہ یہ جدید پیدائش کے نئے لباس مین ہین ۱۲

یاد شیخ بدہن شطاری جونپوری

آپ شیخ عبداللہ شطاری کی نسل مین سے ہین شیخ حافظ جونپوری کی خدمت سے جو شیخ عبداللہ شطاری کے خلیفہ ہین - دونون طرح کے علم حاصل کئے تے - اور دونون جہان کی سعادت کا سرمایہ تحصیل کرکے بہت کمالات فراہم کئے تے - سلطان سکندر لودہی کے عہد مین رہنمونی - حقائق نمائی - اور خداشناسی کو فروغ دیا تہا - بہت سے طالبون کو شطاریہ طریقہ تعلیم کیا شیخ عبدالحق دہلوی جو اخبار الاخیار کے مولف - اور راقم گلزار کے دوست ہین - ان کے عم مکرم شیخ رزق اللہ نے ذکر کی تلقین آپ سے ہی پائی تہی -

مصرع حق رزق او زمشرب شطار نیز داد

یاد مولانا عبدالرحمن کاردگر

آپ کشف - معرفت - اور کرامات کے عالم تے - تصوف نامون کی نکتہ سنجی - اور مدارج توحید کی دقیقہ شناسی کو رونق صوفیون کی محفل مین آپ کے ہی شمول سے ہوا کرتی تہی - نیستی کی چہری سے آپ تمام علاقون کو کاٹ کر حق کے ساتہ مل گئے تے - اور مشائخ وقت کے دریافت سے اور نیز درویشون کی مصاحبت سے اسباب معرفت اور سرمایہ کمالات بہت کچہ فراہم کرلیا تھا -

یاد مولانا محمد حرانی[لہ]

آپ ایک لاابالی درویش - اور سرمست فقیر تے - ازلی توفیق کی رہنمائی سے آپ مولانا محمد تاباد کانی کی خدمت مین پہونچے اور مولانا کو اپنا پیر سلوک بنایا جس طرح پر کہ تلقین ہوئی - چند چلے کہینچ کر کامیابی حاصل کی اور وطن سے حجاز تک پیادہ پا اور روزہ رکہتے ہوئے جاکر حرمین محترمین کی طواف سے مشرف ہوئے -

یاد امیر سید علی قوام

آپ سمانہ کے سادات مین سے ہین - خدا طلبی کی شورش کا ثمرہ یہ ہوا - کہ گہر بار سے آوارہ ہوگئے جب شہر جونپور مین پہونچے تو شیخ بہاءالدین جونپوری سے بیعت ہوئے - اور ظاہری و باطنی کمالات حاصل کیے - آپ کی آمد شد جذبہ اور سلوک کے درمیان مین تہی - بعض تذکرہ نویس لکہتے ہین - کہ آپ شطاریہ سلسلہ مین شیخ قاضن شطاری کے مرید ہین - اور بعض کہتے ہین - کہ آپ کو تمام مشہور خانوادون سے نسبت صحیح ہے - اور تمام رہ ازون سے اپنی استعداد کی بدولت گوناگون دانش و فیض حاصل کی ہے - آپ کسی عین

لہ حران بجاے حرانی ملاحظہ ہو ... [illegible]

لباس کے پابند نہین تے کبھی خرقہ پہنتے تے اور کبھی قبا زیب بدن کرتے تے - آپ کا جذبہ سلوک پر غالب تھا - زیادہ تر زمانہ سکر مین گزرتا تھا - اور کمتر ہوشیاری مین - مگر ہوشیاری مین بھی عجیب حال ہوتا تھا - جب آپ تجلی کا تماشا کر کے خوش وقت ہوتے تے - تو اُس حالت کے جاتے رہنے سے ندامت ہوتی تھی - اور ندامت سے نالہ حیرت آسمان تک ہیونچاتے تے - القصہ رونے اور سوز وگداز سے ایک لحظہ بھی رہائی نہین ملتی تھی ہجری نو سو پانچ مین آپ کی جان پاک جسمانی غار سے پانون نکال کر - اعلیٰ عالم ارواح کو کوچ کر گئی - خوابگاہ جونپور -

یاد شیخ سماء الدین دھلوی

آپ شیخ فخر الدین کے بیٹے ہین - بڑے بلند ہمت تے اور ایثار کا درجہ روز افزون ترقی پر تھا - کم کہانے اور کم بولنے کی - اور سونا قطعی ترک کردینے کی ہمیشہ کوشش کرتے تھے آپکے پدر بزرگوار آپسے بہت خوش تے - اور روز روزہ علی الصباح آپ کے واسطے برخورداری اور سعادت مندی کی دعا - جناب باری مین کیا کرتے تے - انہین کی دعا کی برکتون سے شروع آگاہی کے وقت آپ سید راجو کی خدمت مین جا پہونچے - اور سید راجو کی اندرونی و بیرونی بہرہ سے اہل دانش وبینش ہو گئے - جب کاملین ولایت کے کمالات سے آپ سرفراز ہوئے - تو خرقہ خلافت شیخ کبیر الدین اسمعیل سے ملا - اور جب سفر حجاز کیا - تو احمد آباد مین شیخ احمد کہتو مغربی کی ملازمت سے بہت کچھ فیض پایا شیخ جمالی دہلوی لکھتے ہین جس زمانہ مین شیخ نے رنت ھنور کے قلعہ کے نیچے گوشہ نشینی اختیار کی تھی - مین آپ کی خدمت مین کسب سعادت کیا کرتا تھا - ایک روز آپ عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ کی مکتوبات پڑھتے تے - اس درمیان مین فرمایا عین القضاۃ - ایک دفعہ آٹھ جگہہ مدعو کئے گئے تے - چنانچہ ایک ہی وقت مین آپ آٹھون جگہہ ہیونچ گئے - اور اپنے خلوتخانہ کے لوگون کے ساتھہ بھی بدستور حضوری رہی - اس بیان کو دل کے اندر میری عقل نے بعید سمجھا اُسی روز جب مین اپنے گھر پہونچا - تو شیخ کو اپنی آنکھون سے گھر کے ہر ایک گوشہ مین کھڑا ہوا دیکھا سمجھ گیا کہ یہ نمایش شبہ مذکور دور کرنے کے واسطے ہے - فوراً اپنے خیال سے باز آیا - اور دل مین مضبوطی کے ساتھہ یقین کر لیا کہ درویشون کو یہ طاقت ہے کہ ایک ہی وقت مین اکتسابی اور مثالی جسمون کے ساتھہ متعدد مکانون مین نمایان ہو سکتے ہین علمائے زمانہ آپکو تمام علوم مین اُستاد وقت شمار کر کے زانوئے استفادہ آپ کے سامنے تہ کرتے تے - اور فرمان روایان عہد جیسے بہلول لودی - اور اُس کے نزدیک والے کیا خویش و بیگانے - اور کیا امیران اعظم تمام آپ کی آستانہ بوسی کو مریدانہ حاضر آیا کرتے تے - اور جو مال تدر کے واسطے لاتے تے - قبول نہین ہوتا تھا - اور اسی بے نیازی کے ساتھہ زندگانی آپ کی - خدائی ستایش

اور پرستش مین بسر ہوتی تھی - ہجری سنہ نو سو نو مین کوچ فرمایا - قبر دہلی مین ہے -

یاد شیخ جار اللہ مکی

شیخ قطب الدین پنواری[۵] کا بیان ہے - آپ کا حلیہ یہ تھا - ایک پیر تھے نورانی شکل کمر جھکی ہوئی - عمر اسّی سے متجاوز اور ریاضت کی وجہ سے لاغر اور نحیف ہو گئے تھے - حنفی المذہب تھے - اکثر آپ کے درس مین حنفی فقہ پڑھائی جاتی تھی - ایک روز آپ عمرہ لانے کے واسطے پیادہ پا جا رہے تھے - اور رمضان کا مہینا تھا مینے راستہ مین دیکھا - تو کہا - یا شیخ لو تروح راجلا قال یا اخی ماسمعت ان اجرک علی قدر تعبک در راح زادبوم اور خوابگاہ دونون مکہ معظمہ مین ہین - مصرع اجر او باد القاے ذوالجلال -

یاد خواجہ مرتضی تابادی

آپ ایسے بلند ہمت اور عالی فطرت تھے - کہ نیستی اور بے نوائی مین بھی خوش دل رہتے تھے - مولانا زین الدین تابادی کی خدمت مین خوشی کا تعلق تھا - کہتے ہین - ایک سال جب کہ آپ کے سلوک کا آغاز ہی تھا - آپنے ملک عراق سے چالیس غلام ترک لیکر مسافرت اختیار کی تھی - تمام غلام خوبی اور عمر کے اعتبار سے زمانہ مین ایک دوسرے کا عکس تھے - جب آپ کی ہمت کو اور زیادہ صعود ہوا - تو تمام کو راہ خدا مین آزاد فرما دیا - اور غلامون کے سوا اور بھی جو کچھ مال تھا - درویشون کے سامنے رکھکر لوٹ کرا دی - پھر ایک مدت دراز کے بعد جب تنگی اور سختی نے آگھیرا - تو ایک واقفکار شخص نے آپ سے کہا - آپ کا فلان غلام بڑا مالدار ہے - پھر یہ تمام تنگی اور سختی کیون ہے - آپنے اس طور پر جواب دیا - **بیت**

اگرچہ گرد آلودِ فقرم شرم باد از ہمتم	اگر بآب چشمۂ خورشید دامن تر کنم

ہمت کا ہاتھ - قناعت کے دامن سے کبھی پیچھے نہین ہٹایا - اور لالچ کا پنجہ کسی دولتمند کی جیب مین کبھی نہین ڈالا -

یاد بابا حیدر ابدال

آپ تجرید کے میدان مین سبک رفتار - اور تفرید کے گوشہ مین گران بار تھے - یہ چند کلمات - آپ کے متقیانہ اور ناصحانہ بیانات مین سے ہین - یہ کلمات مولانا محمود کمانگر ہمدانی نے آپ کے حوالہ سے بیان کئے ہین (۱) اپنا ذہن فرماندار کسانون کا پابند کر دینا خواری اور خواہش بڑھاتا ہے - (۲) دل دنیا کی محبت مین پھنسا

[۵] پنواری بیاے فارسی و نون ساکن و واو مفتوح و الف و راے مہملہ مکسورہ و یاے مثناۃ تحتانی ایک قصبہ کا نام ہے سرکار کالپی مین ۱۲ ۵ ۵ شیخ

کیونکہ یہ دنیا ایک عروس نماظر ہیا ہے - اُسپر صرف ایک نگاہ کے سوا - دوسری نگاہ ڈالنا مباح نہین ہے - (۳) جن ضروریات کے سوا چارہ نہین ہے - صرف اُنہین پر اکتفا کرو - کیونکہ جو چیز ایسی ہے - وہ دنیا نہین ہے (۴) فلک کے سایہ مین مت سوؤ - کیونکہ ایسی خواب دل مین تیرگی پیدا کرتی ہے - (۵) بیہودہ گوئی سے زبان اور دہن کو قفس بناؤ تاکہ حق کی یاد مین تم اُس کو گلستان بنا سکو - آپ کی باتین اکثر اسی قسم کی ہین - میر فروغی اشرف نے اپنے تذکرہ کے مسودہ مین لکھی ہین - جب میر فروغی کو ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ مین عالم علوی سے فرمان طلب پہونچا - تو بتعمیل فرمان دنیا کے وحشت آباد سے نہایت اشتیاق کے ساتھ عالم جاوید کو کوچ کر گئے - اسواسطے مسودہ مذکور بیاض مین نہ آسکا - مین اُس مسودہ کی تلاش مین کوتاہی نہین کرونگا - اور حاصل ہونا - ثمرہ جستجو ہی امیدوار ہون کہ بہم پہونچ جاوے گا - اور اصلاح سے درست ہو کرنے والون کے واسطے عبرت کا باعث ہوگا -

یاد مولانا روح اللہ

آپ ایسے شیفتہ اور سوختۂ عشق تے - کہ عرفان اور سنجیدہ اعتقاد آپ کے خمیر مین داخل تہا - آپکے پیر بیعت اور شیخ ارشاد کا نام کسی بیان کرنے والہ کی زبان سے - اور کسی لکھنے والہ کے قلم کے ذریعہ سے راقم گلزار کے گوش گزار نہین ہوا ہے - لیکن اِس مین شک نہین - کہ آپ کے طبقہ مین جو اصحاب بزرگ نفس تہے - آپ اُن اصحاب کے بڑے دوستون مین سے تہے - جیسا کہ مولانا زین الدین محمود کمانگر نے فرمایا ہے ایک روز مینے آپ کی خدمت مین اپنی سیاہی باطن کی شکایت پیش کی - تو آپنے میری دلدہی کے واسطے دریافت فرمایا محمود - اِس آزاد گروہ کی صحبت مین تم کو ایک تاگہ کی برابر بہی وابستگی ہوتی ہے یا نہین - مینے کہا جس قدر عبارت مین آسکتا ہے اس سے بہت زیادہ ہے - جواب دیا - تمہاری دائمی سعادت مندی کا نشان بس اسی قدر کافی ہے - اور اِن دو بیتون پر ناصحانہ بیان ختم کیا قطعہ -

مہر پاکان درمیان جان نشان	دل مدہ الا بمہر دلخوشان
کوی نومیدی مرو امید ہاست	سوے تاریکی مشو خورشید ہاست

یاد مولانا معین الدین واعظ ہروی

آپ تصوف اور توحید مین - شاہ قاسم انوار کے قدم بر قدم مارتے تہے - آپ کی پاک طینت مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۱۰ - آپ پیادہ پا کیون جاتے ہین - جواب دیا - بہائی - کیا آپنے یہ نہین سنا - کہ تمہارا اجر تمہاری تکالیف کی مقدار سے ملے گا - اور چلے گئے ۱۲ -

حقیقت کی آبدار باتین خمیر تھین - اور آپ کا بافروغ باطن معلومات کی تجلیات سے منور رہتا - آپ کی نصیحت کی مجلس بیماران شریعت کے واسطے دار الشفا اور آپ کی موحدانہ تقریر طریقت کے مجروح باطنون کے لئے باعث صحت تھی - اولاً آپنے رسمی علم کامل طور پر تحصیل کیا - پھر بہت کچھہ تصنیف اور تالیف بھی فرمایا منجملہ اِن کے سیر النبی تفسیر کامل - اور حدائق الحقائق - سورہ یوسف کی تفسیر - تاویلات کے رنگ مین علمائے زمانہ کے نزدیک مشہور اور معتبر ہے - اور ہر آیۃ کے بیان مین توجیہ اور تاویل کے طور پر - رنگین الفاظ کے ذریعہ سے بہت کچھہ عجیب وغریب معانی ادا کئے ہین - تلک جو ذی نگاہ لوگ اہل دل ہین - اُنکا ہوش اڑ رہا ہے - لکھتے ہین - جب مین تفسیر سیر لکھہ رہا تھا - تو بسم اللہ کی بے سے والناس کے سین تک نبی علیہ السلام کا حلیہ اقدس طرفۃ العین کے واسطے بھی ظاہری نگاہ سے دور نہین ہوا - اِس بارہ مین بعض نو آموزانِ علم کا کہنا ہے - کہ ایسا لکھنے سے مراد یہ ہے - کہ لکھنے والے نے سنت نبوی علیہ السلام کی پیروی اور اُسکے قائم رکھنے مین کمال رعایت مدنظر رکھی ہے - اس تحریر کے بارہ مین راقم کی خاطر فاتر مین - یہ آیا - جس کسی کو یہ بات (اس درجہ پیروی نبوی) حاصل ہوگی - اُس کو وہ حالت فی الحقیقۃ کیون نہ ہوگی - کیونکہ اس کا ثمرہ وہ ہوسکتا ہے -

یاد شیخ بہاءالدین شاہ باجن

آپ ابن حاجی معزالدین ابن علاءالدین - ابن شہاب الدین ابن شیخ ملک - ابن مولانا احمد خطابی مدنی ہین - سہل بن خطاب کی نسل سے - جو امیر المومنین عمر کے بھائی تھے رضی اللہ عنہ آپ کی زاد بوم احمدآباد گجرات اور خوابگاہ برہان پور خاندیس ہے - شیخ رحمۃ اللہ ابن شیخ عزیز اللہ متوکل منڈوی کے مرید تھے - آپکے جد حادا مولانا احمد مدنی کے حالات لوگ اس طرح بیان کرتے ہین - کہ آپ مدینہ کے مریدون مین سے تھے - رسمی علوم مین تبحر کامل تھا - علم حدیث کی اکثر مشکلات معلمہ ین صاحب حدیث علیہ السلام سے حل کرلیا کرتے تھے - ہمیشہ آدہی رات کے وقت جب روضہ منورہ کی آستانہ بوسی کے واسطے حاضر ہوا کرتے تھے - تو آپکے واسطے حرم محترم کے دروازے - کشادہ ہوجایا کرتے تھے - یکایک دل مین سیر و سیاحت کی آرزو پیدا ہوئی - تو اپنے فرزند شیخ ملک کو ہمراہ لیا کچھہ سفر دوست طلبا بھی ساتھہ ہوگئے - اور چل نکلے - عراقین - خراسان - ماوراء النہر - اور سندہ کی سیر کرتے ہوئے - دہلی مین پہونچے - یہان پر آپسے بڑے بڑے لوگ محبت کرنے لگے - نیز نوشتہ تقدیر دامنگیر ہوا لہذا والی ملک نے کمال عجز و دلداری اور نہایت خواہش کے ساتھہ عروسی جشن ترتیب دیکر شیخ ملک کو اپنا داماد بنایا

چندروز اس شہر مین افادہ و استفادہ کا ہنگامہ - روزافزون ترقی پر رہا - بعدہ بموجب التماس ہمراہیان آپ شیخ ملک کو یہان چھوڑ کر خود مدینہ منورہ کو معاودت فرما گئے - اور وہین کی خاک پاک مین آرام کیا -

اب مین حاجی معزالدین کے کسی قدر حالات بیان کرتا ہون شاہ باجن کے پدر بزرگوار حاجی معزالدین مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے برگزیدہ خلیفہ ہین - ایک سو چالیس سال کی عمر پائی تھی - سات دفعہ حرمین شریفین کی زیارت سے زادھما اللہ شرفاً مشرف ہوئے تھے زاد بوم دہلی ہے - کہتے ہین - آپ کو اپنے بزرگون کا وطن اور دیدار دیکھنے کی تمنا - اور قوم سے ملنے کا شوق بیحد تھا جس نے سفر حجاز پر برانگیختہ کیا چنانچہ انتظام راہ کر کے - جو باتین ضمیر کے اندر مخفی تھین - وہ ظاہر کر دکھائین - سیاحی کے ذریعہ سے خوشی اور فرحت حاصل کر کے پھر اپنے دارالاقامۃ مین چلے آئے - جب گجرات مین پہونچے - تو اس ملک کی خاک نے آپ کے پانون کے ساتھہ وَلدَل کا کام کیا - اُس کے ساتھہ عیال داری جو ہو گئی - تو یہ کیچ مین پھنسے ہوئے پانون کے واسطے زنجیر بنی -

القصہ ہجری سنہ سات سو نوے مین شاہ باجن کی روح پاک - عنصری مظہر کے ساتھہ پیوند پا کر عالم طلسم کی سیر کے واسطے آئی - اور وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا ہوش بڑہتا رہا - بالآخر ادراک کامل ہو گیا جب آپ کی عمر چار برس کی ہوئی - تو آپ کے پدر بزرگوار شہید ہوئے - اور جب آپ چودہ سال کی عمر کو پہونچے - تو عقل آئی - دست ارادت سے شیخ رحمۃ اللہ کا دامن پکڑا - اکیس برس تک شیخ کی گرامی صحبت سے فیض حاصل کیا - اور درجہ ولایت کو پہونچے - پھر اجازت لیکر سفر حجاز کو خشکی کے راستہ سے چل نکلے - جب خراسان مین پہونچے تو عالم مثال مین دیکھا - کہ حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام آپ کے پیر کو ارشاد فرماتے ہین - کہ اپنے مرید سے کہہ دو عنیان حج جو کیا تھا قبول ہوا - اب لوٹ جاوے - اور برہانپور خاندیس مین قیام کر کے - وہان کے طالبون کی رہنمائی کرے - اس کی تعبیر آپ نے رحلت پیر سے کی چنانچہ نفس الامر مین بھی ایسا ہی ہوا چونکہ پیر کے کوئی فرزند نہ تھا - لہذا پیر نے اپنے بھتیجے شیخ احمد عطاء اللہ ابن شہر اللہ کو جانشین کیا - اور ایک خاص خرقہ سپرد کر کے فرمایا شیخ بہاءالدین باجن کو پہونچا دینا - جو خراسان سے لوٹ کر آوینگے - جب آپ اکیس برس بعد سفر سے لوٹ کر گجرات مین آئے - تو بتعمیل ارشاد پیر - امانتی خرقہ لیا - اور دوسرے روز مرقد پیر کی آستانہ بوسی کے واسطے گئے - خوش لہجہ گانے والون کو فرمایا - کہ گاؤ چنانچہ گانا سنکر خوش ہوئے - خلافت کی مبارکباد غیب کی طرف سے آپ کے کانون مین آئی - اطمینان خاطر روز بروز بڑہنے لگا - چند سال شیخ احمد عطاء اللہ کی

مدت مین گزرے - پھر باطنی اشارہ کے بموجب دکن کی طرف روانہ ہوئے - دولت آباد مین پہونچکر برہان معرفت سلطان برہان الدین غریب کے مرقد مبارک کا طواف کیا - اور علو ہمت کی درخواست کی - یہان سے شہر بیدر مین پہونچے - بیدر مین شیخ منجھلے تھے جو منصور زمان مسعود بک کے خلیفہ تھے - ان کی ملازمت مین آپنے چلہ کشی کی - ایسی مقبولیت پیدا ہوئی - کہ مسعود بکی خرقہ عنایت ہو گیا - پھر آپ گجرات کو لوٹے - اور یہان پر آٹھ سال تک پھر حجرہ کے اندر خلوت اور ریاضت مین نفس کے ساتھ لڑائی ٹھانے رکھی - اس کے بعد دیرینہ فرمان کی تعمیل عمل مین آئی - جو برہان پور مین رہنے کی نسبت تھا - اور اس وقت پر منحصر تھا - خاناپور ایک موضع سواد برہان پور مین ہے - اس موضع مین آکر ایک مسجد مین چند مدت تک بسر کی - حاکم صوبہ کو اطلاع ہوئی - تو نہایت عذر و معذرت کے ساتھ آپ کو شہر مین لے آیا - آپ کے واسطے گھر - خانقاہ - جامع مسجد - اور خوابگاہ تعمیر کرائی - راقم گلزار اس عمارت مین چند بار گیا ہے - صاحب عمارت کے مرقد کا طواف کیا ہے - اور نماز جمعہ بھی پڑھی ہے - القصہ شاہ باجن نے اس عمارت مین رہکر بقیہ عمر تعمیر باطن مین گزاری - ہجری سنہ نوسو بارہ تھا - ایک رات آپنے شیخ افصح الدین کو جو آپ کے دل سوز دوستون مین سے تھے - اپنے کوچ کی خبر دی - کہ علی الصباح باجن کے غسل اور نماز جنازہ کے لئے - آنے سے دریغ نہ کیجئے گا - چنانچہ آپ حسب فرمان ایزدی صبح کے وقت کوچ فرما گئے - اور تعمیل وصیت بھی عمل مین آئی - ایک سو دس سال کی عمر ہوئی مصرع زندگی بامعرفت ہم عشرت است

یاد مولانا نظام الدین حسین

آپ مولانا علاء الدین محمد مکتب دار کے بیٹے ہین - جوانی مین پیرون کی سی معرفت - اور پیری مین جوانون کی سی ریاضت تھی - آغاز ہوش سے واپسین نفس تک روز افزون معرفت اور خداشناسی کے نشہ مین مست رہے - کہتے ہین - جہان گردی - اور بادیہ پیمائی کا شوق آپ کے دل مین حد سے زیادہ تھا - ایک بار روم کے راستہ مین ایک سید کے گھر مہمان ہوئے - میزبان سید کی لڑکی دائمی صداع مین مبتلا تھی - مگر اُس رات دیرینہ الم سے تسکین رہی علی الصباح جب مہمان نے سفر کے واسطے کوچ کیا - تو روزمرہ کی تکلیف اور گریہ وزاری پھر پلٹ آئی - مالک مکان نے راہرو کو ایک بہانہ سے واپس بلوایا - اور اسی طرح دو تین بار رحلت اور معاودت عمل مین لائی گئی - آخر کار جو پردہ روی راز پر پڑا ہوا تھا - وہ اُٹھ گیا - اور معلوم ہوا - کہ اس دختر کی صحت اس جوان کے قدوم کی برکت سے ہے - لہذا بے علاج یون ہی اُس لڑکی کا آپ کے ساتھ عقد کر دیا - میر علائی آبنیری اُسی لڑکی کے پیٹ سے ہین -

یاد مولانا غیاث الدین احمد

آپ تمام عمر بیرونی نشست و شو۔ اور اندرونی جھاڑ پونچھہ مین مصروف رہے۔ مولانا محمد مکتب دار کے فرزند اور نیز مرید ہین۔ اپنے کلام مین آپنے لکھا ہے۔ مینے مولانا جامی کی خدمت سے چند معرفتین اور الٰہی حقیقتین حاصل کی ہین۔ مولانا محمد روجی از روے محبت چاہتے تھے۔ کہ مین اپنی طرف سے آپ کے نام اجازت نامہ لکھہ دون۔ مگر آپنے باظہار شرمندگی یہ کہا۔ کہ مین اپنے پدر بزرگوار کا خلیفہ ہون۔ اور مولانا محمد روجی کے خلافت نامہ کے لئے اپنے تئین لائق نہ جانکر عذر کے ساتھہ پیش آئے۔ مولانا نور اللہ فرماتے تھے۔ مکتب دار کے صاحب زادہ شیخ روجی سے زیادہ چالاک اور پیش رو ہین۔ بلکہ سلوک کے راستہ مین ان کا قدم اپنے باپ سے بہی زیادہ استحکام کے ساتھہ بڑہا ہوا ہے۔

یاد میر علائی ابیزی

آپ مولانا نظام الدین حسین کے فرزند ہین۔ جو مکتب دار کے بیٹے تھے۔ آپکے دل پسند اقوال اور عجائب افعال۔ ربانی جلال و جمال کا نسخہ تھے۔ کہتے ہین جس زمانہ مین ترکمانون کا غلبہ ہوگیا تھا۔ تو قاضی محسن کے خدمت گزارون مین سے دو سیاہ باطن اشخاص میر کے گھر کا دروازہ کہول کر اندر گہسے۔ اُس وقت میر گھر پر موجود نہ تھے۔ میر کے لڑکے بچے۔ مارے خوف کے پریشان ہوکر بہاگ گئے۔ یہ دونون ظالم لوٹ پر اُتر پڑے۔ اور جو کچھہ ملا۔ لوٹ کر واپس چلے گئے۔ جب صاحب خانہ آئے۔ اور چہوٹے چہوٹے بچون کو ہراسان دیکھا۔ تو جس جانب وہ دونون نابکار گئے تھے۔ اُس جانب خشم آلود نگاہ سے نظر کی۔ اُسی دم جس نے دروازہ کہولا تھا۔ گر پڑا۔ اور اُس کا ہاتہہ ٹوٹ گیا۔ جس کے کئی چہوٹے چہوٹے ٹکڑے ہوئے۔ اور دوسرا شخص دیوانگی کے ساتہہ ایسا رسوا ہوا۔ کہ پہر ہوش آیا ہی نہین۔ قاضی محسن نے جب یہ عجیب کرامات دیکہی۔ تو سخت تعجب کیا۔ اور اُسی وقت شرمندگی اور عذر خواہی کے ساتھہ میر کے مکان کی طرف دوڑے۔ خانہ نشین لوگ پہر آنے والون کا ہجوم دیکہکر مارے ڈر کے کانپنے لگے میر نے فرمایا مت ڈرو۔ اور مت کانپو۔ یہ لوگ تمہاری دلجوئی اور عذر خواہی کے واسطے آتے ہین۔

یاد شیخ غیاث الدین انکور

آپ بعض روایت کی روسے ہروی ہین۔ جذبہ اور سلوک دونون ساتھہ ساتھہ رکہتے تھے۔ بزرگان وقت کی ملازمت سے فیض کے آثار آپ کے حالات مین پائے جاتے تھے۔ مولانا نظام الدین حسین کی خدمت

مین رازداری کی باتین گرما گرمی کے ساتھ ہوا کرتی تہین - جلو نشین دشمن (نفس) پر جو آپ کو فتح حاصل ہوئی تہی - تو مولانا کی ہی امداد سے ہوئی تہی - آرزومندان طریقت کے حق مین آپ ایسی نصیحت اور تلقین فرمایا کرتے تہے - جو بالکل آئینہ کی طرح صاف - روشن - اور سراسر فائدہ مند ہوتی تہی - مغاک کی مسجد مین جب آپ مثنوی پڑہا کرتے تہے - تو اپنی زبان مبارک سے عمدہ عمدہ دلچسپ نکتے اور توجیہات لوگون کے سامنے بیان فرمایا کرتے تہے جن کو بعض لوگ لکہہ ہی رکہتے تہے - جب جذبہ کا جوش سر سے اونچا نکل جاتا تہا - تو ایک شخص آپکے مرید تہے **حافظ اشتر** اُن کا نام تہا - اُن کے کندہون پر آپ سوار ہوکر چکر لگایا کرتے تہے - آپ کی دعا کا انجام - آغاز اجابت کے ساتہہ ہمیشہ دوش بدوش ہوتا تہا - آپکے لڑکے میر عبد اللہ تہے - ان کو سالک باجذبہ - یا مجذوب باسلوک کہنا چاہئے - دار الاسلام بلخ مین تلقین فیض کیا کرتے تہے - اور آدمیون کو آدمیون کی عادت - اور راہ زدی اخلاق کے ساتہہ موصوف ہونا تعلیم دیتے تہے - جس وقت جذبات کو تموج ہوتا تہا - اُس وقت **العیاذ باللہ** اگر کوئی شخص گستاخی کا خیال ہی دل مین لے آتا تہا - تو بے تامل ایسے سخت رنج و تکلیف مین مبتلا ہوتا تہا - کہ گویا اوپر پہاڑ ٹوٹ پڑا -

یاد مولانا محمود کمانگر ہمدانی

آپ کا لقب زین الدین ہے - مولانا نظام الدین حسین ابن مکتب دار کے فرزند ہین - آپ عالم - عامل عارف - عاشق - عالی ہمت - اور والا فطرت تہے - بہت برس خراسان مین رہکر گزارے - جب بدعت کی اشاعت اور امور ناگوار اسلام کا ظہور اندازہ سے اتنا زیادہ ہوا - کہ لوگون کو برداشت کی طاقت نہین رہی تو مواس کا ناخوشی ہوا - آپ بے تاب ہوکر قندہار کی طرف چلے آئے - کہتے ہین - جب آپ کا آغاز جوانی تہا تب رسمی علوم تحصیل کرنے کا خیال آپ کو پیدا ہوا - ایک روز مولانا نور اللہ کی خدمت مین سبق کی اجازت چاہی - مولانا نے فرمایا - کیا تمہاری یہ آرزو ہے - کہ صدر - مفتی - قاضی - محتسب - مدرس - خطیب - امام - بقری یا متولی بنو - اور اس گروہ والون کے افعال - رفتار - احکام - اور آثار جیسے کچہہ ہین - وہ کوئی ایسا شخص نہین ہے - جسپر مخفی ہون - پس بہتر یہ ہے - کہ ان عالی منصبون کے اسباب فراہم نہ کرو - اور اس جماعت کے کارنامہ سے عبرت حاصل کرکے خدائے پاک کی یاد سے اپنے دل کو منور کرو - مینے عرض کیا - نہین - بلکہ میری یہ آرزو ہے - کہ صرف - نحو - منطق - اور معانی کے ذریعہ سے قرآن پاک کے لطیف اور عجیب غریب رموز - اور حدیث نبوی علیہ السلام کے عمدہ عمدہ نکات - اور اشارات اپنی فطرت کے لائق معلوم کرون - اور نو چہنے

والون کے ادراک - اور حال کے موافق اُن کے معانی جواب مین بیان کیا کرون - مولانا نے فرمایا - تم جس قدر بہی زیادہ پڑہو گے - تم کو مبارک ہو گا - مقاصد کے ادراک مین تمہارا درجہ اونچا رہے گا - مین نے عرض کیا - کن کے درس مین کتاب کہولون - فرمایا - مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت مین - کہتے ہین - تہوڑے ہی عرصہ کے اندر تمام فنون کی تمام کتابون مین دستگاہ پیدا ہو گئی - اور آپ مقاصد اور مبادی کے بیان کرنے مین گویا زبان وقت ہوئے - آپ کی مجلس مین بزرگان سلف کے سودمند اقوال بیان ہوا کرتے تہے - جس کے سبب سے آپ کی مجلس کیا تہی - ایک عجیب پندنا رہتی - اور جو شخص آپ کے حلقہ مین داخل ہو گیا - وہ مستفید ہی ہو کر نکلا - مابعد کا فقرہ آپ کے پسندیدہ اقوال مین سے ہے - جس شخص کی مراد - خدا کے سوا ہو گی - وہ کبہی درویشون کی خدمت سے فائدہ نہین اُٹہاوے گا - رباعی

عاشق کہ زہجر دوست داد سے خواہد	یا بر در وصلش ایستادے خواہد
ناکس ترا ز و کس نبود در عالم	کز دوست بجز دوست مرادے خواہد

یاد مولانا نور اللہ

آپ مولانا حسین واعظ کے فرزند اور مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید ہین - آپ کا دل اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [۱] کے فروغ سے روشن - اور وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ [۲] کے خزانہ سے تونگر تہا وہبی اور کسبی علوم مین - اور الہی اور دنیاوی مراتب کے شناخت مین آپ یکتا تہے - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آغاز جوانی مین جب آپ داخل درس ہوئے ہین - تو نحو کا ایک رسالہ ہی نہین پڑہنے پائے تہے - کہ خدا طلبی کا شوق پیدا ہوا - جس کی بدولت کتابی نقوش کی تحصیل سے دل افسردہ ہو گیا - آپ لکہتے ہین - شیخ عبد الکریم یمنی میرے بارہ مین فرمایا کرتے تہے - کہ بہت جلد اِس نوجوان کے علم اور صوفی گری کا شہرہ ایک جہان مین ہو جاویگا نیز بہت جلد تمام عقلا اس جوان کی پسندیدہ تقریر سے معلومات حاصل کر کے خوشیان مناوینگے - بالآخر جیسا شیخ نے فرمایا تہا - ویسا ہی وقوع مین بہی آیا - مجکو ایسا معلوم ہوتا تہا کہ میرے سر پر علوم کا مینہ چارون طرف سے پانی کی طرح برستا ہے - اور مجکو نصف قرآن نظماً اور معنیً ایک رات مین یاد ہو گیا تہا - اِس کے بعد تحصیل علم اور حقائق شناسی کی استعداد دم بدم ترقی کرتی جاتی تہی - یہ بالکل سچ ہے - کہ شیخ یمنی کی موثر دعا - جو نور الٰہی راست روی کے ساتہہ ہم آغوش ہوئی - تو اس خیر و خوبی کے ساتہہ - الٰہی معرفت کا نتیجہ ظہور پذیر ہوا -

[۱] اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۱۲ [۲] اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بہرے پڑے ہین) ۱۲

یاد شیخ میر جان

آپ زینیہ خانوادہ مین شیخ علی صوفی کے مرید ہین - دارالاسلام بخارا مین آپ واعظ باعرفان باعلم باموا عظ تھے جب آپ پند و نصیحت شروع کرتے تھے - تو حسب تقاضاے وقت زبان سے ایسی باتین فرمایا کرتے تھے - جو دلپسند اور خرد آفرین ہوا کرتی ہتین فنا اور آزادی کا نشہ شیخی اور بزرگی کی شان - ضرورت سے زیادہ آپ مین پائی جاتی تہی - ناموری کی خوشی کو پوچ اور ہیچ سمجھکر اس شعر کے ساتھ ترنم فرمایا کرتے تہے بیت

نام مشہورم کہ بیندارم ازان		درمیان خلق آمد میرجان	

یاد شیخ جلال متو

آپ شاہ شہباز کے خلیفہ ہین - اور خوابگاہ برہانپور مین ہے - تصوف و تحقیق اور تمکین و توحید کی آپ میزان تھے - بہت سے سالکان طریقت - آپ کی ملازمت سے الٰہی معرفت اور بیداردلی کے اعلی درجہ کو پہونچ گئے - منجملہ ان کے

ایک سراپا محبت و درد اور مجسم سوز و گداز سید ابراہیم بھکری تھے - جن کی رفتار مین عرفانی جھلک نظر آیا کرتی تہی - اور اقوال سے حقیقت تراوش کیا کرتی تہی - آپ کی رہنمائی سے بہت سے لوگ - سلوک کے راستہ پر بڑہکر اصلی مقصد کو پہونچ گئے -

دوسرے شیخ زین الدین شیشہ گر تھے - عرفانی مقامات اور منازل کے گلزار مین بہار آپ ہی سے تہی استغراق اور توحید کی کیفیت بے انتہا بڑہی ہوئی تہی - عالم علوی اور مکان بہشت کو کھلی آنکھون سے دیکہا کرتے تھے - صرف حقیقی جمال کو دل کا قبلہ گاہ بنا رکہا تہا - جس وقت آپ کو یاد حق مین گرمی آجاتی تہی تو آپ کی زبان سے آگ کے شعلے نکلا کرتے تھے - یہان تک کہ ہمسایون کو خیال ہوتا تہا - کہ آپ کے گہر مین آگ لگ گئی ہے - اور گھبرا کر بجھانے کے واسطے دوڑے آتے تھے - یہان آکر آگ کا نام و نشان بہی نہین ملتا تھا - اور اصلی حقیقت پر بہی آگاہی نہین ہوتی تہی - اس سبب حیران رہ جاتے تھے -

تیسرے میان پیارجی تھے - آپ حقیقی وصال کی مجلس کے محرم - اور دریاے شہود و کشف کے تیراک تھے - آپ کے رونے مین یہ اثر تہا - کہ جس سے دوزخ کی آگ بہی بجھ جاوے - اور آپ کے تبسم سے باغ ارم مین شگفتگی پیدا ہوتی تہی - تمام عمر درود و سلام بھیجنے مین گزار دی اور حضور اقدس سرور انبیا علیہ و علیہم السلام کا حلیہ مبارک آپنے انہین جسمانی آنکھون سے مشاہدہ کیا تہا - اور سلام اور جواب سلام کے

شرف سے بھی مشرف ہوئے تھے مصرع چشم او روشن زنور احمد مختار باد۔

یاد شیخ کبیر

آپ شاہ شہباز کے خلیفہ ہین۔ تحقیق۔ توحید۔ مشاہدہ۔ اور معائنہ یہ تمام چیزین آپ کو حاصل تھین۔ عرفان اور وجدان کا فروغ آپ کی پیشانی سے عیان تھا۔ مرشد کے کل اسرار اور حالات۔ آپ کے علم مین تھے۔ خوابگاہ برہان پور ہے۔

یاد شاہ میان جی چشتی

آپ شیخ نجم الدین ابن شیخ بہار الدین صدیقی کے صاحبزادہ ہین۔ زادبوم اور خوابگاہ دونون منڈو مین ہین آپ چھوٹے ہی تھے۔ کہ آپ کی مان نے آپ کا عقد کردیا تھا۔ آغاز شباب تک آپ سالک رہے۔ ایک لڑکی بھی ہوئی تھی۔ مگر خرد سالی مین ہی مرگئی۔ پھر آلہی جذبات پیدا ہوئے۔ اور شرعی تکلیفات دور ہوگیئن۔ جو کچھ آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا۔ یا آپکے دل مین آتا تھا۔ وہ ایزدی مشیت کے موافق ہی ہوا کرتا تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ ایک دہی بیچنے والی عورت آپ کے سامنے سے نکلی۔ دہی کا گھڑا اُس کے سر پر تھا آپنے اُس کو پاس بلاکر فرمایا۔ اپنے گھڑے کو اوندہا کردے اور اس مین جو کچھ ہے۔ گرادے۔ اُسنے ایسا ہی کیا ایک مرا ہوا سانپ دہی مین سے نکلا۔ سلطان غیاث الدین۔ اور غیاث الدین کے بیٹے نصیر الدین خلجی کا زمانہ تھا۔ کہ آپ عنصری جسم مین رہکر حاجتمندون کو کامیابی کی خوش خبری سنایا کرتے تھے۔ سلطان محمود خرد کے عہد مین تیرہوین ذی حجہ اور ہجری سنہ تخمیناً نوسو اٹھارہ تھا۔ کہ آپنے جسمانی مکان سے رخصت ہوکر عالم ربانی کو کوچ فرمایا۔ مصرع نثار روح او نور ازل باد۔

آپ کے ایک بھائی تھے شیخ جمن نام۔ صاحب حالات و مقامات تھے۔ اعتبار اور مقبولیت بھی اچھی تھی شیخ جمن کی قبر۔ ان کے بھائی کے برابر مین ہے شیخ جمن کے ایک لڑکے تھے شیخ نور اللہ نام تھا۔ اپنے عم کرم اور پدر بزرگوار کی جگہہ سجادہ نشین تھے۔ ہجری سنہ نوسو اکتالیس مین جسمانی جہان سے روحانی عالم کو کوچ فرما گئے۔ وارث۔ سوائے ایک چار ماہہ دختر کے کوئی نہین چھوڑا۔ دختر کا نام خدیجہ بی بی تھا خدیجہ بی بی کی حقیقت حال بڑی لمبی چوڑی ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہجری سنہ ایک ہزار دو مین جب خدیجہ بی بی کے لڑکے شیخ قطب الدین نے عالم فنا سے گلزار بقا کو کوچ کیا۔ تو یہ رابعہ وقت اپنے آبا و اجداد کے روضہ کی یاد کرکے شہر منڈو (مانڈو) مین چلی آئین۔ اور روضہ مذکورہ کی خبر گیری بقدر استطاعت کرنے لگین

آپ نے اُس تاریخ سے اس تاریخ تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے۔ اپنی اقامت اور عبادت کی برکات سے راقم کے مکان کو سعادت دارین سے مشرف کر رکھا ہے۔ اِس مین شک نہین۔ کہ عارفات کے گروہ مین اس طرح کی ثابت قدمی۔ جوانمردی۔ ایثار اور قناعت کے ساتھ مثل خدیجہ بی بی کی دسوین صدی مین کوئی نہین ہے۔

یاد شیخ ظہور حاجی حمید حضور گوالیاری

آپ مولانا ظہیر غزنوی کے بیٹے ہین۔ آپ کے عنصری جسم کی اقلیم۔ جو جسمانی اور روحانی حصون کو شامل ہے۔ شہنشاہ عشق کا تخت گاہ تھی۔ اور آپکے امکانی بدن کی کشور۔ جو ظاہری اور باطنی اجزا پر مشتمل ہے محمدیہ شریعت اور طریقت سے علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام پر رونق تھی۔ کہتے ہین۔ آپکے پدر بزرگوار غزنین سے سوداگری سلسلہ مین ہند کی طرف آمد و رفت رکھا کرتے تھے۔ ہجری سنہ آٹھ سو ننتیس مین آپ علم آلہی کے باطنی شہر سے۔ عالم وجود کے صحرا مین نزول فرمایا۔ ایک سال بعد نوزاد بچہ کے کرشمے ایسے دل ربا ہوگئے۔ کہ ہم خوابہ کو ہمراہ لانے کا باعث ہوئے۔ اتفاق کی بات ہے۔ کہ اُس صالحہ کے ایام زندگانی پورے ہوئے۔ بمجبوری دودھ نہ پہونچنے کے سبب سے نوزاد کے نازک ہونٹھ خشک شہد کی مانند ہوگئے۔ اور اُس کا ناز کے ساتھ جو ہنسنا تھا۔ وہ اب گریہ نیاز کی تلخی سے تبدیل ہوا۔ باپ نے اُس کی پرورش کے واسطے بہت جلد دودھ پلانے والی دایہ مقرر کردی۔ دوش عاطفت پر اُٹھاکر سب جگہہ اور سب حال مین ہمراہ لئے پھرتا تھا۔ اور اُس کی جدائی کسی بہانہ سے بھی گوارا نہین کرتا تھا۔ اس اثنا مین ایک رات قافلہ والون پر ڈاکوؤن کا گروہ آپڑا۔ اور مولانا ظہیر کو شمشیر کے جان گداز زخم سے شہید کرکے اُس لخت جگر کے دل کو داغ یتیمی دیا۔ ایسا سمجھنا چاہیے۔ کہ مان کی وفات کا رنج۔ باپ کے مقتول ہونے کے درد سے حاملہ تھا۔

القصہ۔ جس قصبہ کے متصل اور اُس کی حدود مین قافلہ اُترا ہوا تھا۔ علی الصباح اُس قصبہ کا مقدم اُس آفت رسیدہ زمین پر پہونچا۔ تاکہ قافلہ سالار کی حقیقت حال معلوم کرے۔ اور مُٹے ہوؤن کے واقعات کی تفتیش و تحقیق عمل مین لاوے۔ وہان جاکر دیکھا۔ ایک بچہ زمین پر پڑا ہوا۔ رو رہا ہے۔ کمال مہربانی اور آرزو کے ساتھ گود مین اُٹھا لیا۔ اسی درمیان مین ایک گمنامی کے گوشہ سے ایک عورت نکل آئی۔ اُس سے پوچھا۔ تو کون ہے۔ جواب دیا مین اس یتیم کی دایہ ہون۔ مقدم کے دل کو جو یہ فکر تھی۔ کہ اس شیرخوار بچہ کی غمخواری مین کیسے کرون گا۔ اس سے اُسکو نجات ملی۔ اور خوشی پر خوشی ہوئی۔ بچہ اُسی دایہ کے سپرد کرکے اپنے گھر لے گیا

پیدا نہ پرورش اور روز افزون التفات کرنے لگا۔

اب غوثی تفصیل کا طومار۔ اجمال کے ہاتھ سے تہ کر کے مغز نقضیہ لکھتا ہے۔ جب اُس خردسال بچہ کو ہوش آنے لگا۔ تو رسمی علم اور درسی فضیلت کی تحصیل شروع کی۔ مقدم کے دل مین بھی آپ کا یہ عمدہ طریقہ کھب گیا۔ اور تحصیل کا بہت سا ضروری سامان ذمہ داری اور اہتمام سے بہم پہونچایا۔ جب تحصیل علم کے ذریعہ سے آپ کے دل مین پوری فراست پیدا ہو گئی۔ اور نیز آپ ماجرائے گزشتہ سے آگاہ ہوئے۔ تو اُس قصبہ کو چھوڑ کر گوالیار مین قیام فرمایا۔ تاکہ جو علوم اور فنون فراہم کیے ہین۔ اُن کا داد دستد شروع کر دیوین۔ اور علم کے بازار مین صرافی کی دوکان کھولین۔ یہ کاروبار جاری ہی تھا۔ کہ اس درمیان مین ازلی حکم سے آپ کے سینہ مین خداشناسی کا ولولہ اور طلب کا شعلہ پیدا ہوا۔ ڈھونڈتے ٹٹولتے آپ کو شاہ قاضن شطاری کی خدمت مین راہ ملی۔ اور یہان پر اپنے تئین آپنے سلسلہ بیعت مین سلسل کیا۔ تھوڑے عرصہ مین کامگار مرشد کی باعرفت تلقین سے مرید کو دولت مراد حاصل ہو کر کمال خوشی ہوئی۔ جب پیر بزرگوار نے رحلت فرمائی۔ تو مخدوم زادہ حقیقی شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست کی خدمت مین رہ کر توفیق ازلی کا جس قدر فیض شاہ قاضن کی خدمت باقی رہا تھا۔ وہ شاہ سرمست کی خدمت گزاری سے حاصل کیا۔ جب آپ کی عمر مین سے چالیس برس کا چلہ پورا ہو گیا۔ اور ادھر توفیق کی شراب کا دور ختم ہوا۔ تو آپنے سفر حجاز کی اجازت چاہی شاہ ابوالفتح نے نامدار خانوادون کی خلافت کا خرقہ عطا فرما کر سفر مبارک کی اجازت دی۔ یہ واقعہ شاہ ابوالفتح کے ذکر مین کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ وہان پر دیکھ لینا چاہیے۔ جب رخصت حاصل ہوئی۔ اور ارادہ بھی مصمم ہو گیا تو آپنے سیاحی کی چادر کندھے پر ڈالی اور ہر سمت اور ہر شہر کے بزرگون اور عارفون سے راہ تصوف مین معنوی سلوک اور منزل شناسی کا توشہ حاصل کیا منجملہ ان سب کے۔

آپ کا اعلی درجہ کا ذخیرہ وہ ہے۔ جو اویسیہ سلسلہ مین شیخ علی شیرازی کی خدمت سے ملا تھا۔ شیخ علی شیرازی کا لقب علی ثانی ہے اور شیخ عزیز الدین عبد اللہ مصری کے خاص مریدین۔ جو ایک روایت سے امام زمان ابوالوقت خواجہ اویس قرنی یمنی کے بے واسطہ مریدہین۔ انواع واقسام کی اثر بخش دعائین اور طریقہ صوفیہ کے اشغال۔ یہ چیزین امام زمان کی نسبت محکوم کا حکم رکھتی تھین۔ اور علی ثانی کو سلسلہ کے معین طریقہ سے تھوڑی تھوڑی کر کے عنایت ہوئی تھین۔ یہ سب علی ثانی کے ارشاد کی برکت سے حاجی حمید حضور کو بھی پہونچین۔

دوسرے چشتیہ سلسلہ مین شیخ محمد غیاث چشتی کی ملازمت سے سپردگی نامہ - اور اجازت کا خرقہ حاصل ہوا شیخ محمد غیاث چشتی - خواجہ معین الاسلام کے بزرگ خلیفہ ہین - اور خواجہ معین الاسلام - شیخ حسام الدین مانک پوری کے خلیفہ تھے -

خلاصہ اس تمام گزارش کا یہ ہے - کہ آپنے حج اور عمرہ کے تمام ارکان ادا کر کے مدینہ معظمہ کے طواف کا عزم فرمایا - اور وہان پر چالیس برس کا ایک چلہ نبی علیہ السلام کے روضہ اقدس کی جاروب کشی مین بے انتہا شوق کے ساتھہ پورا کیا جب عمارت بدن مین پیری کی سستی پیدا ہوئی - تو ایک روز مواجہہ مین ادب کے ساتھہ کھڑے ہو کر عرض کیا - حاجی حمید حضور کو پیری کی ناتوانی نے آدبایا - اور ظاہری فرزند کوئی ہے نہین - پس یہ اِن احمدیہ اور احدیہ اسرار کو کیا کرے - جو اس کی قوت ملکہ مین محفوظ ہین - اور نیز جو مکاشفہ مین بزرگان اُمت حضور کی پیروی سے فراہم ہوئے ہین - اور یہ اسرار کس کو سپرد کرے - جس طرح ارشاد ہو تعمیل کی جاوے کہتے ہین خواب کے پردہ مین دو خردسال باکمال سعادت مندون کی دو مثالی اور خیالی صورتین آپ کی چشم بصیرت کے سامنے کردی گئین - اور ارشاد ہوا - یہ فرشتہ نما صورتین جن اطفال کی ہین - وہ تمہارے باطنی خزانون کی خزانچی گری کے واسطے ازل سے نامزد ہین - اور ان کا دیدار ہند مین تم کو فکر تلاش سے رہائی بخشے گا - اس ارشاد کے مضمون سے آپنے یہ اخذ کیا - کہ زمین ہند کو بازگشت کی اجازت ہے - جب دریائے اعظم سے گزر کر اپنے مکان مالوف گوالیار مین واپس آئے - تو چند روز بعد جو حلیہ خواب مین دیکھا تھا - وہ شیخ بہول اور شیخ محمد کی صورتون مین بحالت بیداری جلوہ گر پایا - یہ دیکھکر بہت کچھہ شکر الٰہی بجالائے اس وقت مین شیخ محمد کی عمر سات برس سے متجاوز تھی - اور خداشناسی کے کوچہ مین ابھی یہ طفل نوخرام تھے - آپنے دونون کو موثر نفس کی امداد سے اپنی طرف کھینچ کر خدمت مین متوجہ کیا - اور ناسوت خانوادون کے مشائخ جو کمالات اور حالات رکھتے ہین - اُن کے اطوار اور اسرار بالخصوص شطاریہ مشرب کی رفتار - دعوت کا فن اذکار کی طرز - اور اشغال و تصورات کی سندین - غرض کہ کل چیزین دو سال کے اندر تعلیم و تلقین فرمادین شیخ بہول کو ہمراہ لیکر صوبہ بہار کی طرف سیر کو چلے - اور شیخ محمد کو چنار کے کوہستان مین حجرہ ریاضت کے اندر حصول معرفت کے واسطے مشغول فرمایا - پھر چند روز بعد شیخ بہول کی سفارش شیخ محمد سے کر کے حصول فیضان کے واسطے اُن کے پاس روانہ کیا شیخ محمد نے بہائی کی گرہ کشائی - پیر کی خدمت سے سمجھکر لوٹا دیا - اور اس بات کے حضور مین ایک عریضہ لکھا انشاء اللہ تعالیٰ یہ ماجرا ان دونون بزرگون کے ذکر مین ایک متوسط تفصیل

کے ساتھ لکھا جاوے گا۔

کہتے ہین۔ تیرہ سال اور چند مہینے بعد جناب حاجی صاحب نے معاودت فرمائی۔ مرید کو مراد کے ساتھ کامیاب پایا۔ اور مرید کی مشتاق آنکھین اپنے دیدار سے منور فرمائین۔ مرید نے بھی ایام ریاضت مین یہ کام کیا کہ اپنے اعمال کو پانچ طریقون پر ترتیب دیکر۔ ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی۔ جس کا نام جواہر خمسہ رکھا تھا۔ یہ کتاب شریعت و سلوک کے اطوار۔ اور طریقت و تصوف کے اسرار پر مشتمل ہے۔ اور جمیع خدا شناس سالکون کے واسطے دستور العمل کا حکم رکھتی ہے۔ جب یہ کتاب مرید نے پیر کی خدمت مین پیش کی۔ جو حالات عرفان کو شامل ہے۔ اور اس کا انجام بھی عرفان ہے۔ تو پیر نے خوش ہو کر فرمایا۔ اسرار اور اعمال کے جواہرات۔ جو میرے تصرف اور قدرت مین تھے۔ وہ قبل ازین تم کو حوالہ کر چکا ہون۔ اور مینے اپنے پاس نام کے سوا کچھ نہین رکھا تھا۔ اب نام کو بھی کتاب کے صلہ مین جو معلم افعال ہے۔ تمہارے اوپر تصدق کرتا ہون۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کا شکر بجالا کر فرمایا۔ خدا کا احسان ہے۔ کہ اِس تنگ کوچہ (دنیا) مین آتے وقت جو رنگ رکھتا تھا۔ یہان سے جاتے وقت اُس وقت کے ہم رنگ ہون اس کے چند روز بعد فارغ البالی اور دل آسودگی کے ساتھ تاریخ بائیسوین ذی حجہ ہجری سنہ نو سو تیس کو فرق کی تفرقہ سرا ے (عالم دنیا) سے مجمع الجمع کی جمعیت آباد (عالم علوی) کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی خوابگاہ بہار اور سارن کی زمین پاک مین ہے۔ جس کا طواف چھوٹے بڑے اب بھی کرتے ہین۔

مصرع طواف مرقد مردان نصیب بینان باد

یاد شیخ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست

آپ شیخ قاضن شطاری کے بیٹے ہین۔ **قدس سرہما** آپ کی کرامتین ظاہر اور مقامات عالی تھے بزرگان زمانہ کے تلقین محل مین دانش و بینش کا چراغ جلا رکھا تھا۔ کہتے ہین۔ آغاز جوانی مین آپ پدر بزرگوار کی تلقین سے رہ گئے تھے۔ شیخ ظہور حاجی حضور آپ کے باپ کے خلیفہ ہین۔ اُنھون نے آپ کی رہنمائی مین پرستانہ ہمت اور عزم کو کام فرما کر وجدانی کمالات سے مستفید کیا۔ اور تصوف کی منزلین اور مقامات طے کرادئے یہان تک کہ آپ مسند پر رونق بخش ہوئے۔ بالآخر جو خلافت کا خرقہ آپکے پدر بزرگوار سے حاجی حضور کو ملا تھا۔ وہ حاجی حضور نے آپ کو دیا۔ اور کہا شیخ **قدس سرہ** نے یہ خرقہ آپکے لیے میرے سپرد فرمایا تھا۔ اب آپ اس کو پہنین۔ اور طالبان خدا کی رہنمائی کرین۔ اس کے بعد چند روز اور حاجی حضور نے آپ کی خدمت مین

کوشش کی - خرقہ خلافت آپ سے لیا - اور اپنے تئین شیخ ابوالفتح کی خلافت سے مشہور کیا - کہتے ہین ہجری سنہ نوسو چھیالیس مین جنت آشیانی نصیرالدین ہمایون شاہ نے جب صوبہ بنگالہ فتح کیا تھا - تو شاہ آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا - اور جب دارالسلطنۃ آگرہ کو واپس آنے لگا - تو نہایت ادب اور آرزو کے ساتھہ آپ کو اپنے ہمراہ لیا - اثناے راہ مین شاہ کو دشمنون کی نظر لگ گئی - اور لشکر مین تشویش اور پراگندگی پیدا ہوئی مجبوراً شیخ ابوالفتح نے حاجی پور مین قیام فرمایا - اور واپسین نفس تک ہین رہے - جب زمانہ زندگی پورا ہوا تو اُسی جگہہ آپ کی قبر بھی بنی - آپ کے بیٹے شیخ رکن الدین تھے - صورت وسیرت - علم وعمل - اور حال و قال مین پدر بزرگوار کی مثل تھے - باپ کی جگہہ سجادہ نشین ہوکے - شیخ کمال الدین سلیمان قریشی جو - راقم کے معلم ہین شیخ رکن الدین کے بڑے خلیفہ ہین -

یاد مولانا شمس الدین محمد زیرک

شیراز کے بزرگ علما مین آپ کا شمار ہے - عبارت آرائی - اور استعارات پیدا کرنے مین کمال کا درجہ حاصل تھا - سلطان محمود کلان کے عہد مین آپنے وطن ترک کر کے - اپنے قدوم مبارک سے صوبہ گجرات کو رونق بخشی تھی - اور آپ کے التفات سے سلطان محمود العاقبۃ نے بہت کچھہ فائدہ اٹھائے **ماثر محمود شاہی** آپ ہی کی تصنیف ہے - تشبیہ - توجیہ - تمثیل - اور استعارہ کے ذریعہ سے حکایت لکھنے مین شورانگیز شیرینی عبارت کے اندر بہت کچھہ پیدا کی ہے - اس کتاب کے واقعات پڑہنے سے تاریخ پڑہنے والون کا دل خوش ہاور عبرت وتجربہ اور حیرت وآگاہی سے مالا مال ہوتا ہے -

یاد شیخ بخشو

آپ خداد دست ہین **فرق من اللہ** (ولادت) اور **وصل الی اللہ** (بعد وفات) کا آپ کا مکان دسُور (مندسور) مین تھا - کہجور کے درخت سے ایک شیرہ (دودہ) نکلتا ہے جس کو ہندی زبان مین تاڑی کہتے ہین اکثر لوگ نشہ اور کیف کے واسطے پیتے ہین - چونکہ آپ کا قدم - شریعت کے راستہ پر استوار تہا - اسواسطے آپنے ایک روز جاگیردار کی امداد سے تاڑی کے گندن کو توڑ کر پینے والون کو پینے سے روکا - اس عداوت سے یہ لوگ ایک رات اس بات پر آمادہ ہوئے - کہ شیخ کو عالم ہستی سے ہی نیست ونابود کردینا چاہیے - جب فراہم ہوکر آپ کے حجرہ کے پاس پہونچے - یکایک اندہے ہوگئے - یہ کرامت دیکھکر ناچار تمام لوگ عذر و معذرت کے واسطے روتے جھینکتے شیخ کے آستانہ پر حاضر ہوئے - اور سر زمین پر رکھدیا - آپنے ازراہ مہربانی اندھون کی طرف نگاہ کی - جو دو بینی چشم

جاتی رہی تھی - وہ پھر پلٹ آئی - قصہ کوتاہ یہ ہے - کہ ہجری سنہ نوسو سولہ میں - آپنے مکان ہستی سے کوچ فرمایا - تین بیٹے چھوڑے - شیخ بدہن - شیخ حسن اللہ - شیخ معین الدین - ان میں اولین صاحب زادہ - علوم متداولہ سے آراستہ اور حسن افعال کے ساتھہ پیراستہ باطن میں فلاح - اور ظاہر میں پاکیزہ تھے -

یاد شیخ عطن

آپ ترکی نسل سے ہیں - آپ کے رسمی اور لدنی علوم کمال کے درجہ کو پہونچے ہوئے تھے - سلطان سکندر لودہی کا زمانہ تہا - جب آپ ترکستان سے ہند کی طرف آئے - اور ناگور کو اپنا وطن اور ابدی آرام کی جگہہ قرار دیا - ایک سو بیس [۱۲۰] سال زندگی اور زندہ دلی کے ساتھہ گزارے بہت سے لوگوں نے آپ کی ملازمت سے نور معرفت حاصل کیا - بالخصوص حقائق آگاہ شیخ مبارک ابن جعفر نے آپ کے موثر اور فیض بخش دم سے تلقین پائی تھی - یہ حال کچھہ تھوڑا سا شیخ مبارک کی مبارک یادداشت میں بھی انشاء اللہ لکھا جاوے گا -

مصرع عطا ہائے الٰہی روز بیش باد -

یاد شیخ عبداللہ بیابانی

آپ شیخ سماء الدین دہلوی کے بیٹے ہیں - علم اور معرفت میں کمال رکھتے تھے - آبادی سے بھاگ کر بیابان میں بسر کرتے تھے جب بھوک کی آگ بھڑکتی تھی - تو خود رو گھاس کھا لیا کرتے تھے - چاروں فصلیں آسمان کے نیچے گزارتے تھے - ربانی کلام حفظ تہا - ایک بار روزمرہ ختم کیا کرتے تھے ہر روز صبح کے وقت صحرائی وحوش اور پرند آپ کے دیدار کے واسطے آکر چاروں طرف گرد جمع ہوا کرتے تھے - جب آپ اشارہ فرماتے تھے - تب اپنا اپنا راستہ لیتے تھے - فرمان روایان خلجی کا زمانہ تہا - کہ منڈو (مانڈو) میں آئے - قلعہ کے نیچے کا جنگل آپ کو بھلا معلوم ہوا - ایک مدت تک آپنے وہیں بسر کی - لوگوں کی صحبت کم رکھتے تھے - جب فرمان طلب پہونچا - تو کشادہ پیشانی کے ساتھہ پیشگاہ قرب کو روانہ ہوئے - خوابگاہ موضع چھتری میں ہے قلعہ منڈو سے تین کوس کے فاصلہ پر جنوب اور مغرب کے گوشہ میں - آپ کے کوئی لڑکا نہ تہا - البتہ آپکے چچازاد بہائیوں میں ایک ضعیف العمر شخص تھے شیخ حسین نام تھا - شیخ حسین کو سوختگی اور افروختگی غایت درجہ تھی - راقم گلزار کے ساتھہ ملاسم یک جہتی رکھتے تھے - شیخ جمالی کنبو مصنف سیر العارفین کے اشعار جو شیخ سماء الدین کی مدح میں ہیں - وہ شیخ حسین کو یاد تھے - موقع اور محل پر پڑہا کرتے تھے - ہجری سنہ ایک ہزار سات میں کوچ فرمایا - ایک لڑکا چھوڑا نابینا شیخ گھوڑن نام - بنیاے علی الاطلاق اُس کو باطنی نور عطا فرماوے -

یاد شیخ چندن قریشی

آپ کی خوابگاہ آگرہ مین ہے - دینی علوم - پرہیزگاری - بلند ہمتی - ایثار - توکل - شانِ بزرگ - اور اعمال پسندیدہ یہ صفات آپ کو حاصل تھین - آپ افضل زمان شیخ ابو الفضل مبارک ابن خضر کے جد مادری ہوتے ہین - ایک روایت سے شیخ سماء الدین دہلوی کے مرید ہین - جو شیخ جمالی دہلوی کے پیر تھے - آپ فرمایا کرتے تھے مرد کے واسطے عین عنایت الٰہی سے کہ صور علمیہ اُسی سے مراد ہے - چار چیزین کافی ہین - علم و عمل - عمر - اور عافیت - اور یہ چارون چیزین - طینت بشری کے خمیر مین داخل ہین - ان کے حصول کے لئے دعا کے ذریعہ سے خواہش کرنی چاہیئے - جب عبودیت کا رتبہ کمال کو پہونچے گا -

یاد شیخ ابو بکر قریشی

آپ نے سلطان سکندر لودہی کے زمانہ مین - اصلی وطن سے آکر دار السلطنۃ آگرہ مین اقامت اختیار کرلی تھی - رسمی علوم مین آپ کو تبحر حاصل تھا - اپنے وقت کے پرہیزگار تھے - وصایاے امام محمد رحمہ اللہ پر - اور اصول بزدوی پر ایک شرح لکھی ہے جو مشکلون کو حل کرنے والی - اور نکتہ آرا ہے - کہتے ہین - ایک رات عالم مثال مین - خاتم النبوۃ علیہ السلام کی ملازمت حاصل ہوئی - حضور سے ارشاد ہوا - جاؤ - وہ زمین جس مین عصا گاڑا گیا ہے - اُس مین ایک کنوان کہدواؤ - علی الصباح اُس زمین کو جاکر جو دیکھا - تو ایک گڈھا نمناک پایا - جو گاڑے ہوئے عصا کے نوک کی مقدار سے تھا - آپ نے حکم کی تعمیل نہایت کوشش کے ساتھ کی اب اُس جگہ ایک کنوان ہے - جو ہمیشہ شیرین پانی سے مالامال رہتا ہے - آخرین سفر کے بعد جوگی پورہ مین دفن کئے گئے جو آگرہ کی اطراف مین ہے -

یاد شیخ جلال محمد قادری

آپ کی پیدائش دہلی کی ہے - ظاہری علم کی تحصیل کے واسطے گجرات کی طرف چلے گئے تھے - تمام فنون متداولہ - اور علوم درسیہ تحصیل کئے - اِس کے بعد خدا شناسی کا ولولہ دل سے جوش کرتا تھا - رہنما مرشد کی تلاش ہوئی - اُن ایام مین شیخ بہاء الدین انصاری ملتانی شہر منڈو (مانڈو) مین تھے اُن کی - فیض بخشی کا شہرہ آپ نے سنا - کان کھڑے ہوئے - ناچار گجرات سے منڈو مین آکر بھائیہ مریدون کے زمرہ مین داخل ہوگئے - اور چند سال شیخ انصاری کی خدمت مین رہکر دانش و بینش کا حصہ لیا - جب آپکے پیر - حاکم مالوہ سلطان محمود خلجی سے رنجیدہ ہوئے - تو آپ نے بھی پیر کے ساتھ دولت آباد دکن کا عزم کیا - یہان پر نالکار نفس کی

کی لڑائی مین کمال کوشش کرکے فتح حاصل کی۔ بعدہ لوگون کی ہدایت کے واسطے برہان پور مین رہنے کی اجازت مانگی۔ اور ملی۔ جب سفر حجاز کو گئے۔ تو دل مین یہ ٹھانی۔ کہ اگر زندہ واپس آؤن گا۔ تو جس شہر مین رہنے کا حکم ہوا ہے۔ اُسی شہر مین قیام کے واسطے بستر جما دون گا۔ اتفاقاً اثنائے راہ مین دستون کی بیماری لاحق ہوئی جس نے آپ کو ہمراہیون کے ساتھ چلنے سے باز رکھا۔ بے علاج قافلہ سے تنہا۔ اور آبادی سے دور ایک جنگل بیابان مین رہ گئے۔ اتنے مین کیا دیکھتے ہین۔ ایک شتر سوار۔ اوگھٹ راستہ سے آنکلا۔ اور بیمار کا مقصد پوچھنے لگا۔ کیفیت عرض کی گئی۔ پھر آپ نے شتر سوار کے کہنے کے بموجب آنکھین بند کرلین۔ شتر سوار نے ہاتھ پکڑ کر اونٹ پر سوار کرالیا۔ اور جلدی سے اُتار دیا جب آنکھ کھولی۔ تو آپنے اپنے تئین منا کے بازار مین پایا۔ نہایت خوشی ہوئی۔ اور کمال عجز و نیاز کا اظہار کیا چند روز بعد جو لوگ ہمراہی مین تھے۔ وہ بھی پہونچ گئے اور آپ کے پہونچنے کی سرگزشت سنکر کمال حیرت ہوئی۔ القصہ حج اور عمرہ کے ارکان ادا کرکے ہند کی طرف معاودت فرمائی۔ اور برہان پور مین آکر گھر بھی بنایا۔ اور خانقاہ بھی تعمیر کی بہت سے لوگون کو ہدایت کرکے الٰہی معرفت کے درجہ کو پہونچایا۔

کہتے ہین۔ ایک رات پیر نے خواب مین فرمایا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی **قدس سرہ** کا خرقہ جو مجکو پہونچا تھا اور وہ اب تمہارے پاس امانت ہے۔ اُس خرقہ کو بیدر مین فلان روز شیخ محمد ملتانی کو پہونچا دو۔ جو ہمارے خاص خلیفہ ہین۔ چونکہ تین شبانہ روز کی مدت مین تین سو کوس کی مسافت طے کرنے کی گنجایش نہین تھی۔ لہٰذا بجائے پانون کے بازوئے ہمت پر مدار زمین ڈالا اور **غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ**[1] کی طاقت ظاہر فرمائی۔ پالکی والہ کہار کہتے تھے۔ کندھون پر پالکی کو۔ اور زمین پر پانون کو مس نہین ہوتا تھا سلیمانی تخت کی طرح ہوا مین نہایت سبک چلی جاتی تھی۔ وقت معینہ سے پہلے جہان پہونچنا تھا۔ جا پہونچے۔ اور تھوڑے عرصہ مین برہان پور کو لوٹ آئے۔

شاہ شہباز کے خلیفہ شیخ جلال متو کو ایک رات ایسا معلوم ہوا۔ جوق جوق فرشتے آسمان سے زمین پر آرہے ہین۔ دریافت کیا۔ کس کام کے واسطے مامور ہوئی ہے۔ فرمایا شیخ جلال کی روح مقدس کے استقبال کے واسطے ہم بھیجے گئے ہین۔ شیخ جلال متو نے اپنے تئین مطلوب سمجھکر علی الصباح واپسین سفر کی تیاریان شروع کردین۔ اِس اثنا مین ایک دوست آئے۔ اور بیان کیا۔ آج رات کو عالم قدس کے باشندون نے مجھے

---

[1] اُس کی صبح کی منزل ایک مہینے بھر کی (راہ) ہوتی اور اسی طرح) اُس کی شام کی منزل مہینے بھر کی (راہ ہوتی) ۱۲

شیخ جلال محمد قادری کی رحلت کی اطلاع بخشی ہے ہنوز کلام انجام کو نہین پہنچا تہا کہ ایک شخص مجلس مین ایا۔ اور شیخ جلال محمد قادری کے واصل حق ہونے کی خبر بیان کی۔ تاریخ تیئسوین ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اٹہائیس تہا آپ کی قبر برہان پور کے بازار مین مقدر تہی۔ کہ بنائی گئی۔

یاد شیخ احمد نارنولی

آپ شاگرد اور نیز مرید شیخ حسین ناگوری کے۔ اور فرزند قاضی مجد الدین کے ہین۔ جو قاضی شمس الدین کے پوتے تہے۔ نسل مین امام محمد شیبانی کو پہونچتے ہین۔ جو امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ کے دوست تہے۔ کہتے ہین شیخ احمد سات بہائی تہے۔ جو تمام۔ علم۔ اور پرہیزگاری کا لباس رکہتے تہے۔ لیکن علم۔ عمل۔ عمر۔ اور عبادت کے اعتبار سے سب مین زیادہ بزرگ آپ ہی ہین۔ سولہ برس کی آپ کی عمر تہی۔ کہ زمانہ کے تمام علمار علمی بحث مین آپ غالب تہے اور دولت مندون کی محفل مین بالانشین تہے۔ اٹہارہوین سال مین رسمی طور پر بیعت کر کے مجلسون مین بیٹہنا۔ اور سیاحت کرنا ترک کر دیا۔ اور گوشہ نشینی کے ارادہ پر اجمیر مین آپہونچے۔ روز مرہ آدہی رات کے وقت خواجہ معین الاولیا کے روضہ پر جایا کرتے تہے۔ یوسفی اعجاز سے دروازے کہل جاتے تہے۔ اور اُس وقت سے لیکر چاشت کے وقت تک سوائے ورد۔ دعا۔ نماز نفل۔ اور نماز فرض کے کوئی کام نہین کرتے تہے۔ نہ کوئی حرف زبان سے نکالتے تہے۔ اِس کے بعد سونے کے وقت تک درس۔ قیلولہ۔ نماز فرض۔ اور مستحب۔ دعاخوانی۔ وعظ گوئی۔ اور تفسیر مین مشغول رہکر ایک پلک مارنے کی فرصت بہی اپنے اوپر جائز نہین سمجہتے تہے۔

القصہ۔ اسی طرح پر ستر برس اُس جگہہ گزارے۔ ہجری سنہ نوسو بائیس مین جب کہ آپ کی عمر نوے کو پہونچی تو خواجہ معین الاولیا کی طرف سے اطلاع ملی۔ کہ اِس شہر پر ایک عظیم آفت انے والی ہے۔ لہٰذا آپ اپنے مریدون کا گروہ ساتہہ لیکر رانا سانگا کے حادثہ سے سات روز پیشتر بہ ترک سکونت نارنول مین جا پہونچے۔ تین برس بعد الہ دین مجذوب سر راہ آپ سے مقابل ہوئے۔ اور کہا۔ احمد۔ دوڑو۔ عنقریب پیغام طلب آتا ہے۔ ناچار آپ سرگردان اور پریشان ناگور پہونچے۔ دوسرے سال چہبیسوین صفر ہجری سنہ نوسو تائیس مین عالم علوی کو کوچ فرما گئے۔

غوث الاولیا کی تصنیفات سے کچہہ اوراد ہین۔ اُن مین صاحب ممدوح تحریر فرماتے ہین جس زمانہ مین کوہستان چنار مین رہکر نفس کے ساتہہ مین بہاری لڑائی کر رہا تہا۔ اُس زمانہ کا ذکر ہے۔ مینے خواب مین دیکہا۔ شیخ شرف احمد یحییٰ منیری۔ بہار اور بنگالہ کے مشایخ کبار کا گروہ ساتہہ لیے ہوئے۔ دریاے گنگا کے کنارہ کہڑے ہوئے ہین۔ اور اِس درویش کو بلاتے ہین۔ جب خواب سے بیدار ہوا۔ تو ملازمت مین حاضر ہوا۔ ارشاد ہوا۔

ناگور تک تم ہماری ساتھ چلو مینے بہانہ کیا۔ تو قبول نہین ہوا۔ فرمایا۔ آج قطب زمان شیخ احمد مجد خلیفہ شیخ حسین ناگوری نے عالم علوی کو کوچ فرمایا ہے۔ اور حضرت خاتم النبوۃ **علیہ السلام** نماز جنازہ کے واسطے تشریف لائے ہین۔ مشایخ کے پہونچنے کا انتظار دیکھ رہے ہین۔ یہ تقریر سنکر مزید انکار کی گنجایش نہین رہی۔ شرف الاولیا نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور ھو کہا۔ ہم فوراً دہلی مین پہونچ گئے۔ اُس صوبہ کے مشائخ وہان منتظر تھے سب نے فراہم ہو کر ایک ساتھ **ھوٗ** جو کہا۔ تو اپنے تئین ناگور کی حدود مین پایا۔ ناگاہ حوض پر تلے کے کنارہ ایک تابوت نظر آیا۔ جس کے نزدیک سرور انبیا **علیہ السلام** بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بزرگان مشرق و مغرب گروہ کے گروہ کھڑے ہوئے تھے۔ اِس درویش کو اولین صف مین بلایا۔ اور شیخ فریدالدین عطار کی طرف ارشاد ہوا۔ کہ اپنے فرزند سے کہو۔ کہ امام بنے۔ کمال ادب اور ڈر سے بدن پر رعشہ پیدا ہو گیا۔ عرض کیا گیا۔ یہ ڈرتا ہے اور اس کے سوا کوئی اور ذی جسم اِس جگہہ سے بھی نہین۔ فرمایا۔ کہو۔ امامت کرے۔ مینے عرض کیا۔ نماز جنازہ کی نیت اور دعا مجکو اچھی طرح معلوم نہین ہے۔ یہ ناواقفیت کا عذر بھی حضور مین پیش کیا گیا۔ فرمایا۔ جنازہ کی نماز مین کسی خاص نیت اور دعا کی شرط نہین ہے۔ بس توجہ اور تکبیر کافی ہے۔ اس پر درویش نے ترکیب کی تعلیم کے لئے التماس کیا۔ فرمایا۔ کہو الصلوٰۃ للہ والثواب للمیت اللہ اکبر۔ اور ہر بار آنکھہ بندکرو۔ اور کھولو۔ اور اللہ اکبر کہو۔ یہان تک کہ چار تکبیرین پوری ہو جاوین۔ مینے حکم کی تعمیل کی۔ جب آپ کو سپرد گور کردیا تو رسول خدا نے تحفہ سلام درویشان حاضر و غائب کو پہونچا کر۔ کوچ فرمایا شرف الاولیا نے میرا ہاتھہ پکڑا۔ اور اپنے تکیہ مین لے آئے۔ جب آنکھہ کھلی تو اپنے تئین معمولی جگہہ پر پایا۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپ کی بزرگی مین کسی شخص کو کلام نہین ہے۔ آپ اپنے پیر کی طرح خاندان نبوی **علیہ السلام** کی محبت مین گویا ہن تھے۔ ربیع الاول مہینے کے اولین بارہ روز مین۔ اور محرم مہینے کے اولین دس روز مین ماتمین کی طرح نیلا اور دُہلا ہوا کپڑا نہین پہنا کرتے تھے۔ اور سوگوارون کی طرح زانو پر سر۔ اور سر پر ہاتھہ رکھے ہوئے۔ نوحہ اور نالہ کرتے رہتے تھے۔ اور کھانا اور شربت جو کچھہ ہاتھہ سے بن پڑتا تھا۔ درویشون کو اور یتیمون کو دیا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی سید کے مقابلہ مین شرعی دعویٰ پیش کرتا تھا۔ تو آپ منت اور سماجت کے ساتھہ ایسی صورت پیدا کرتے تھے جس مین سید کی جانب داری نکلتی ہوتی تھی۔ اور کہا کرتے تھے۔ سادات کے ساتھہ ازروئے مروت پیش آنا چاہیے۔ نہ ازراہ شریعت۔ آپ کی خوابگاہ سلطان التارکین حمیدالاولیا کے روضہ مین اپنے پیر بزرگوار کے مزار کے تحت مین ہے۔

یاد شیخ عبدالوہاب

آپ بخاری - ملتانی - اور سید جلال سُرخ کی نسل سے ہین - جو مخدوم جہانیان کے جد امجد تھے - کہتے ہین - سید جلال بزرگ کے دو بیٹے تھے - سید احمد - اور سید محمود - مخدوم جہانیان سید محمود کے بیٹے ہین - اور آپ اولین بیٹے (سید احمد) کے پوتون مین سے ہین آپ کو دوبار سفر حجاز کے ذریعہ سے ارکان حج ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا - اوّلاً ملتان سے - اور دوسری دفعہ دہلی سے - سلطان سکندر لودہی کے زمانہ مین اپنے وطن سے دہلی مین آکر - گھر بنلیا - اور گھر والی بھی بہم پہونچائی - آپ کے ایک لڑکا تہا مجذوب **ابوالغیث** نام - جو کچھ اُس کی زبان سے نکل جاتا تہا - فرمان روائے تقدیر اُسکو راستی کے قالب مین ڈہال دیتا تہا - پدر بزرگوار لودہی کی ترقی اور سلامتی کی خواہش رکھتے تھے - اور اس مین کوشش کیا کرتے تھے - ایک روز مجذوب لڑکے نے باپ سے کہا - بابا بے فائدہ کوشش - اور ناشکور سعی نہ کیجئے - کیونکہ اسسال کیا سلطان - اور کیا مین اور آپ غرض کوئی بھی اس جگہہ رہنے والا نہین ہے - کہتے ہین - اسی سال ظہیرالدین بابر بادشاہ نے دہلی کی طرف چڑہائی کی - لودہی کے لشکر اور چغتائی سپاہ کے درمیان مین بڑی بھاری لڑائی ہوئی - اس مین سلطان سکندر مع بہت سی فوج کے میدان لڑائی مین مارا گیا - اور یہ دونون شخص بھی ایزدی حکم کے بموجب اسی سال مین - کہ ہجری سنہ نو سو تیس تہا - عالم صورت سے رخصت ہوئے اور مجذوب کا قول سچا ہوا - خوابگاہ شیخ عبداللہ قریشی کے مزار کے برابر مین ہے پرانی دہلی کی حدود مین -

یاد شیخ سالار ناگوری

آپنے بامداد توفیق - تحقیق کے واسطے جہان پیمائی کی - اور اِس ذریعہ سے عبرت اور تجربہ حاصل کیا تہا ایران اور توران مین پہونچکر کتابی فنون - اور ضروری علوم - بزرگان وقت سے تحصیل کئے - لوگون کو بہت کچھ فیض پہونچایا - بالخصوص مخزن جواہر علوم واسرار شیخ مبارک خفتہ نے آپ کی خدمت سے آلہی معرفت مین اعلیٰ درجہ حاصل کیا تہا **مصرع** مقام روح قدسی جان او باد ؎ شیخ مبارک نے اپنی بعض تصنیفات مین آپکے حالات موقع موقع سے لکھے ہین - اِن تمام حالات کے واسطے یہ مختصر رسالہ گنجایش نہین رکہتا ہے -

یاد شیخ جمال بتہری

بتہری ایک موضع ہے احمدنگر دکن کا - آپ سید حسین حسینی قادری کے فرزند ہین - آپ کے بزرگانِ سلف غوث العرفا شیخ محی الدین جیلانی قدس سرہ کو پہونچتی ہین - آپ کے پدر بزرگوار ہرمز کے راستہ سے دکن مین آئے

تھے - اور بہتری کے اندر بیرن کر قیام کیا یہان تک کہ رحلت فرما گئے - اُس وقت شیخ جمال خرد سال تھے - چونکہ اس موضع مین آپ چھوٹے سے بڑے ہوئے تھے - لہذا نام موضع کے ساتھ نامزد ہو گئے - سلطان بہادر گجراتی جس سال دکن مین آیا تھا - اُسی سال مین اُسنے شیخ سے ملاقات کا بھی ارادہ کیا تھا - مگر یہ چاہا - کہ شیخ مجھکو تعظیم دین - شیخ کا حال یہ تھا - کہ دنیا کے ساتھ دلبستگی رکھنے والون کے لئے - تعظیم کو جگہہ سے اُٹھا نہین کرتے تھے - لہذا آپنے سلطان کے آنے پر تعظیم نہین دی - بدستور بیٹھے رہے - جب سلطان آپ کی خدمت سے لوٹا - تو ندیمون نے دریافت کیا - کہ خیال تو یہ تھا شیخ - شاہنشاہی تواضع کے واسطے اپنی جگہہ سے اُٹھین گے - اس اندرونی خیال کا ظہور کیون نہین ہوا سلطان نے جواب دیا - کہ داہین اور بائین دونون طرف سے وہ فقیر میرے اوپر حملہ کے واسطے نظر ڈال رہے تھے - اور نیز آپ کا فروغ دیدار میرے شعلہ غضب کو پست کرتا تھا - اس سبب سے میرے دل مین ایسا ڈر بیٹھا جس کا بیان نہین ہو سکتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے - کہ سلطان واپس ہوتے وقت آپ کو کمال عجز و انکسار کے ساتھ گجرات مین لایا - اور احمد آباد مین گھر اور خانقاہ بنادی - آپکے پانچ بیٹے مشہور تھے - **امین اللہ - یتیم اللہ - صوفی - حسین اور بدر الدین** - یتیم اللہ کو سید غیاث الدین کی لڑکی کے ساتھہ کدخدا کر دیا تھا - یتیم اللہ ایک عالم آدمی تھے - درس دیا کرتے تھے - اور باپ کے جانشین بھی ہوئے - راقم بھی ہجری سنہ ایک ہزار تین مین بمقام احمد آباد اُن کے ملازمت سے مشرف ہوا تھا - کم و بیش پانچ برس بعد سنا - کہ وہ عالم علوی کو کوچ فرما گئے

مصرع یاد اجمال دوست ضیا بخش چشم او -

یاد سید حسینی

آپ عرب زادہ ہین - جس زمانہ مین رانا سانگا نے چندیری کی لوٹ مار کی تھی - اُس زمانہ مین اہل اسلام کو آفت کا دن دیکھنا اور تکلیفات کی زمین پر بیٹھنا نصیب ہوا تھا - اور ہر ایک ملک مین در بدر دیوانہ پھرتے تھے - اس زمانہ مین آپ اپنے وطن سے گجرات مین آئے ہوئے تھے - چندیری کا حال سنکر شکستہ دلون کی امداد کے واسطے چندیری کی طرف روانہ ہوئے - جب دسور (مندسور) مین پہونچے - تو ایک مقام پر پانی کے کنارہ ایک راجپوت مسواک کر رہا تھا - اس حالت مین راجپوت کی نظر درویش پر پڑی - آپ کے ہمراہ دو شخص اور بھی تھے آپ نے راجپوت کی طرف رُخ نہ کیا - پیکر پرست مذکور برہم ہو کر واہی تباہی الفاظ بکنے لگا - آپ کو سننے کی تاب نہین ہوئی اُس راجپوت کے سامنے ایک تلوار رکھی تھی - فوراً آپنے وہ تلوار اُٹھالی - اور راجپوت کا سر تن سے جدا کر دیا - جب

یہ کیفیت راے گنگو ٹر گوجر کو معلوم ہوئی - جو رانا کا امیر اعظم اور دسور (مندسور) کا جاگیردار تہا - غضبناک ہوا - اور لوگون کو مامور کیا - ملازمین نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیون کو سنگسار کر کے شہید کر دیا - اسی رات کو مذکورہ بالا گوجر کے ساتہہ یہ واقعہ پیش آیا - کہ کئی دفعہ اپنے تخت سے زمین پر اوندہا گرا - جب صبح ہوئی - تو اُس نے چند اشخاص اس غرض سے روانہ کئے - کہ مسلمانون کے آئین و مذہب کے بموجب مقتولون کو دفن کر دین - چنانچہ تعمیل کی گئی - آپ کی خوابگاہ اُسی بہشت نما زمین میں ہے -

یاد شیخ علاء الدین عیسیٰ دہلوی

آپ حضرت گنجشکر کے پوتون مین سے ہین **قدس اللہ تعالیٰ سرہما** - تمام علوم متداولہ شیخ سماء الدین کنبو کے مدرسہ مین تحصیل کئے تہے - جو علماے وقت مین سب سے زیادہ عالم تہے - اور باطنی علم کی تحصیل شیخ ابو الفتح ہانسوی کی خدمت اور بیعت سے تہی شیخ ابو الفتح ہانسوی شیخ جمال ہانسوی کی نسل سے مشہور ہین - جب آپ بیان فرمایا کرتے تہے - تو مختلف مذاق و مختلف وجوہ کے ساتہہ قرآن پاک کی تفسیر فرمایا کرتے تہے **القصہ** آپ دو جہانی کمالات کے ساتہہ بغلگیر پایون کیئے - ہمدوش تہے - آپ کے فرزندون مین سے دو شخص درویشی مین مشہور ہین -

ایک **شیخ کمال الدین عجائب** ہین - انہون نے علم کے کئی عمدہ عمدہ متعارف - رسالے قتلق خان کی خدمت مین پڑہے تہے - اور نیز علم باطن سے بہی مستفید تہے - شیخ کمال الدین کے بہی دو بیٹے تہے **شیخ رکن الدین** اور **شیخ حاجی شطاری** دونون خدا شناس ہاور باطناً فارغ البال سے اپنے عم مکرم شیخ زکریا کے ہمراہ شیخ ولی شطاری کی خدمت مین رہ کر اخروی کمالات حاصل کئے تہے -

دوسرے **شیخ بہاء الدین زکریا** - ہین - سلسلہ شطاریہ کے نامور بزرگون مین سے ہین - راہ تحقیق کے سلوک مین بہت کچہہ ریاضت اور مجاہدہ کیا تہا - شیخ عبد القدوس حنفی چشتی کی صحبت سے اور نیز دیگر مشائخ وقت کی صحبت سے فیض و فائدہ حاصل ہوا تہا - شیخ محمد مودود لاری کے درس مین تصوف کی کتابون اور حقائق کے مشہور رسالون کے پڑہنے مین آپ شیخ امان اللہ پانی پتی کے شریک تہے ہجری سنہ نو سو تر مین جہان فانی سے رخصت ہوئے - بیر محمد خان شروانی اُس زمانہ مین بڑے معتبر عالم تہے - عرش آستانی اکبر شاہ کے دربار مین بہی امراے اعظم مین شمار رہتا - باوجودیکہ مولوی شروانی فقرا کے گروہ کو بیکار سمجہتے تہے - مگر شیخ زکریا کے ساتہہ مخلصانہ اعتقاد مزدرہتا اور ان کے محفلین شیخ تکریا کی تعریف سے خالی نہین ہوا کرتی تہین -

یاد شیخ محمد ابن خواجہ تاج الدین محمد قدس سرہما

آپ علما اور عقلائے زمانہ مین سر برآوردہ تھے۔ طریقت کے سلوک مین بھی ایسا عالی مرتبہ پایا تھا۔ کہ اپنے جد بزرگوار گنجشکر کے زمانہ کی روح رواں شمار کئے جاتے تھے۔ احمد آباد مین سلطان مظفر گجراتی جمیع علوم مین کامل دخل رکہتا تھا۔ اُس کے آپ مصاحب تھے۔ تاج العلما کا لقب ملا تھا۔ ہجری سنہ نو سو اکتیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے۔ قبر احمد آباد مین ہے۔

یاد شیخ محمد مودود لاری

آپ بابا نظام ابدال کے مرید۔ اور مولانا عبد الغفور لاری کے شاگرد ہین۔ قبر آپ کی شہر پانی پت مین شیخ امان کی قبر کے متصل ہے۔ شیخ امان علم تصوف مین آپ کے شاگرد تھے۔ قدس سرا ہم۔ تجرید اور تفرید کے میدان مین آپ کا پانون استحکام کے ساتھ جما ہوا تھا۔ وحدت اور توحید کے اقسام سے کلی واقفیت تھی۔ وجد اور اسرار وجد کے صحیفے آپ کے مطالعہ سے نکل چکے تھے۔ کہتے ہین۔ باطنی پرورش آپ کو مولانا عبد الرحمن جامی سے تھی۔ ظہیر الدین بابر بادشاہ کے زمانہ مین طاب ثراہ آپ ہند مین آئے۔ اور دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ نشینی اختیار کرکے خوشی کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ پھر یہان سے آپ پانی پت چلے گئے تھے۔ اِس جنبش کے دو سبب تھے۔ (ایک) شیخ عبد الغفور پانی پتی کے فرزندون کی خواہش (دوسرا سبب) بالخصوص شیخ امان کی قبر کی محبت مخصوص۔ اور فتوحات کا درس بہت کچھہ دیا۔ اور اِن کتب کی مشکلات۔ تعلیقات اور حواشی کے ذریعہ سے حل فرمائین۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تمام عمر ظاہری اور باطنی علوم کے درس مین گزار دی۔ ہجری سنہ نو سو سینتیس تھا۔ کہ رمضان مہینے مین عالم وحدت کے کوچ کا عزم فرمایا۔ اور کثرت کی کہنہ سرا سے خیمہ اُکھاڑ کر باہر جا گاڑا۔

یاد خواجہ خانون علا تاج ناگوری

آپ کی قبر گوالیار مین ہے۔ آپ نے ناگور سے نکل کر اس شہر کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔ آپ کی مقدس روح عنصری جسم کے ساتھہ شامل ہوکر ہجری سنہ آٹھہ سو تر مین مین عالم دنیا مین آئی تھی۔ اسی اور سات ستاسی برس صورت خانہ تقدیر کا نظارہ کیا۔ مگر پابندی علاقہ سے آزاد رہے۔ اور ہر ایک کا حفظ مراتب ملحوظ رکھکر۔ دل کو مصور حقیقی کے مشاہدہ سے منور رکہا۔ ہجری سنہ نو سو چالیس مین۔ نقش ہستی۔ چار دیوار عناصر سے مٹا کر سلیم دل اور مطمئن خاطر کے ساتھہ حضور قدس کو روانہ ہو گئے۔ آپ شیخ اسمٰعیل کے خلیفہ ہین۔ جنہون نے طریقت کے تمام مقامات

اور سلوک کی کل منزلین طے کر کے - اپنے پدر بزرگوار خواجہ حسن سرمست سے خلافت پائی تھی - خواجہ حسن سرمست توحید اور تصوف کی مجلس مین پرانے میگسار تھے - اجازت رہنمائی - اپنے والد ماجد شیخ سالار فاروقی سے رکھتے تھے شیخ سالار - کعبہ تحقیق کے مسافرون مین قافلہ سالار ہین - اجازت ہدایت خواجہ اختیار الدین عمرؒ سے ملی تھی - خواجہ اختیار الدین اپنے زمانہ کے اکثر مشائخ مین برگزیدہ تھے - خرقہ خلافت - خواجہ محمد سعدی سے پایا تھا - خواجہ محمد سعدی شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بزرگ خلیفہ اور نائب اعظم ہین قدس اللہ اسرارہم - شیخ معروف دہاروال نے اپنے شجرہ مین لکھا ہے - کہ خواجہ خانون کو خرقہ خلافت شیخ حسین ناگوریؒ سے بھی ملا تھا - جو تین واسطہ سے سلطان التارکین شیخ حمید الدین سوالی ناگوری کو پہونچتے ہین -

کہتے ہین ضعیفی نے بہت ہی آدبایا تھا - اسواسطے آنے والون کی تعظیم کے لئے اٹھا نہین کرتے تھے جب وجہ دریافت کی گئی - تو فرمایا ضعیفی کی سستی تعظیم سے باز رکھتی ہے - اور تکلیف کے ساتھ بعض کے لئے تعظیم مخصوص کرنا - درویش کے مناسب حال نہین ہے مصرع فیض الشان بجان ما برسان -

یاد شیخ بہول

آپ کا لقب فرید الدین احمد - اور خطاب جہانگیر ہے غوث الاولیا کے بڑے بھائی - اور شیخ ظہور حاجی حمید حضور کے خلیفہ ہین - بے نہایت لوگون کے دل آپ کے پنجہ تصرف مین تھے - شاہ سے درویش تک اور بڑے سے چھوٹے تک ایک زمانہ آپ کی خدمت مین مریدانہ زانو تہ کرتا تھا - اقسام دعوت بہت کچھہ یاد تھین - آپ کی ظاہری خواہشین - اور باطنی قوتین دوئی کے سنگ لاخ سے نکلی ہوئی تھین - اور وحدت کے سبزہ زار پر خرامان خرامان پہرا کرتی تھین - دو جہانی کمالات آپ کو حاصل تھے - اُخروی اعمال اور دنیاوی مآل یہ دونون چیزین آپ کے حصہ مین آئی تھین - جنت آشیانی ہمایون بادشاہ آپ کا مرید تھا - ان ایام مین مولانا جلال الدین تتوی بڑے صاحب عقل عالم تھے - ہمایون بادشاہ کے اُستاد - اور ہمایونی سلطنت کے صدر الصدور تھے نیز اُن کو سہروردیہ سلسلہ سے کافی حصہ ملا تھا - اور نیز انہین ایام مین ایک بزرگ مولانا محمد فرغلی تھے نقشبندیہ خانوادہ مین بیعت و تلقین کا سلسلہ جاری کر رکہا تھا - ان دونون اصحاب نے مجبورانہ اتباع ہمایون کے سبب سے اور نیز جہانگیری تصرف کا اثر مان کر از سر نو آپ سے بیعت کی تھی - اُس زمانہ مین بہت سے علما اور فضلا آپ کے مرید ہوئے - ہجری سنہ نوسو سینتالیس مین شیر شاہ سور نے فتح پائی - اُس وقت صدر الدین دونون کامل اور اُستاد وقت نواح قنوج مین گمنام ہو گئے - آپ فرماتے تھے شیخ فضل اللہ بنگالی میرے

بھائی شیخ محمد - اور فقیر بہول - ہم تین آدمی چنار کے کوہستان مین ریاضت کے ارادہ پر آئے تھے - وہان کے باشندون نے بیان کیا - کہ دو سو برس ہوئے - ہم اپنے بزرگون سے مسلسل سنتے چلے آتے ہین - اِس غار مین ایک درویش گوشہ گزین ہین - اور مشغول بخدا ہین - ہم مین سے کسی کو اندر جانے کی طاقت نہین ہے - جو اُن کے ہونے یا نہ ہونے کی خبر لاوے - یہ سنکر ہم تینون آدمیون نے تلاش کے واسطے اُس غار مین قدم رکھا - جب ہم دو منزل کی برابر راہ چل لئے - تو وہان پر پہنچے ایک پیر کو مراقب دیکھا - کہ اُسنے اپنی نورانی پیشانی سجادہ پر رکھ چھوڑی ہے وہ پیر ہمارے پہونچنے سے آگاہ ہوا - اُٹھا - اور نہایت ترحم کے ساتھ آگے بڑھا - بہت کچھ مرحبا اور التفات کے ساتھ پیش آیا - اور ہر ایک کو ایک جداگانہ خطاب سے سرفراز کیا - مجکو جہانگیر - بھائی کو غوث اور فضل اللہ کو اہل اللہ کہا - اسرار و حقائق اپنی تقریر مین ظاہر کر کے آنے والون کو آگاہ کیا - اور اصل حقیقت پر اطلاع بخشی - اِس کے بعد جلدی سے خلوت مین گھس گیا - تھوڑی دیر بعد ہم لوگون نے واپس آنے کی اجازت مانگی - جواب کہان سے آتا - وہ تو واصل حق ہو چکا تھا - اِس سفر کا سامان اُس غار مین مہیا کر رکھا تھا - ہمنے اس سامان کو کام مین لا کر نعش سپرد خاک کی شیخ بہول کی خوابگاہ - قلعہ بیانہ کی حدود مین ہے - ایک بلند پہاڑ پر - ایک قبر ہے نشاط انگیز اور روح افزا -

یاد سید معظم

آپ ترمذ کے سادات مین سے ہین - اور خوابگاہ کالپی ہے - سلطان سکندر لودھی کا زمانہ تھا - کہ آپ کے بزرگون نے ہند مین آ کر کالپی مین بود و باش اختیار کی تھی - آپ کے وقت مین آپ سے زیادہ کوئی بزرگ شہر مین نہ تھا آغاز ہوش سے رسمی علوم پر کبھی دل نہاد نہین ہوئے - البتہ قرآن مجید کی تلاوت سے ضرور دلبستگی رہی - آپ کا ظاہر پرہیزگاری کے ساتھ آراستہ - اور باطن ایزدی تجلیات کے ساتھ منور تھا - آپ کا پانون - تلاش روزی کے راستہ مین کبھی نہین چلا - اور درہم کبھی آپ کے ہاتھ کا ناخن بن کر نہین رہا - اگر احیاناً ہم پہونچ گیا - تو آپنے اُس کو حاجت مندون کے نام زد کر دیا - دل توکل کو - اور تن تسلیم کو حوالہ کر کے - جو کچھ ضرورت ہوئی - وَاِن مِّن شَیۡءٍ[۵] اِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُہٗ کے خزانہ سے لیا - جو کچھ کہا - سوچ کر کہا - اور جو کچھ کہہ دیا - اُس کے بعد کہنے کے برخلاف بہت کم عمل کیا - باوصف اس قدر بے سببی کے دولتمندانہ خرچ تھا - دو بیٹے چھوڑے سید محمد اور سید احمد آخرین جوان کوچ کر گئے - اور اولین باپ کے جانشین ہوئے مصرع سیادت باتلاوت ہم قرین داشت

[۵] اور کوئی بھی چیز نہین ہے - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲

یادشیخ ابراہیم ابن عمر سندھی

آپ کی ابدی آسائش گاہ - برہان پور کی حدود مین قطب شمالی کی طرف بنائی گئی ہے - لوگون کے میل جول سے - اور دل لبھانے والی چیزون سے علیحدہ رہکر زندگی گزارتے تھے - بعض کہتے ہین - قاضی قاضن سندھی کے ہم نشینون مین سے ہین - جنہون نے وحدت وجود کے بیان مین بہت سے بیش بہا جواہر اپنی زبان سے نظم کے تاگے مین پروئے ہین - اور نیز اُس کی دلیلین قایم کی ہین - اور بعض کا یہ قول ہے - کہ سید محمد جونپوری کے معتقدین مین سے ہین قدس سرہٗ جن کو اُن کے پیرون کا ایک طبقہ مہدی کرکے مانتا ہے - اور کہتا ہے - کہ ختم ولایت اور مہدیۃ کے دعوی پر سید محمد کافی دلیل رکہتے تھے حاشا کہ اہل شناخت سے ایسا دعوی اور ایسی تصدیق - حالت سُکر کے سوا - صادر ہووے - اس قسم کی باتین کافی طور پر سید محمد صاحب کی یادداشت مین لکھی گئی ہین - اور نیز جہان کہین - تقریب آئی ہے - وہان ہر ایک جگہہ از روے عقل و نقل اُن کی بریت کی نسبت اشارہ کیا گیا ہے

یادشیخ مبارک بالادست

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون جہنجانہ مین ہین - میر سید علی قوام سحانہ کے مرید ہین - جو شیخ بہاء الدین جونپوری کے خلیفہ تھے قدس اسرارہم - ظاہری کمالات اور معنوی فضائل - آپ کی استعداد کو لازم تھے - آپکی ملازمت سے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے - جیسے شاہ الہ بخش گڈہ مکتیسری - جو آپ کے بزرگ خلیفہ اور پیشرو ہین - آپ کے خرق عادات کی گرماگرمی کا حال لوگ بہت کچھہ بیان کرتے ہین -

یادقاضی محمود ابن جایلدہ

دریائی بیر پوری

آپ کا نام شیخ حامد ہے - پیدایش احمد آباد گجرات کی ہے - وجد و عشق - اور سوز و گداز کے آپ مالک تھے سرود و سماع گویا آپ کی زندگی تھا - جس وقت اولیاء اللہ کے نزدیک اظہار کرامت مناسب اور ضروری ہوتا ہے - ایسے وقت مین طلسمی آثار کی نمایش آپ کے اقوال اور افعال سے بہت کچھہ وقوع مین آیا کرتی تھی - غلبہ عشق کے سبب سے ہمیشہ آپ کا یہ حال رہتا تھا - کہ اپنے حسب حال عاشقانہ مضمون باندھا کرتے تھے - ہندی عبارت مین اور ہندی مقامات مین دلپسند طرز ہوتی تھی - قوالون کی ایک جماعت آپ کی روش کو کمایچی کہتی ہے - اور یہ لوگ کمایچہ کی علامت سے اور نیز اپنے گانے کی خاص طرز سے ہند کے جملہ ارباب نشاط مین ممتاز ہین -

کسی قدر حالات آپ کے بیان کرتا ہون - بعض کے نزدیک آپ اپنے باپ کے مرید ہین - اور آپ کے پدر بزرگوار کو خرقہ خلافت شاہ عالم بخاری سے حاصل ہوا تھا - اور بعض اصحاب آپ کو بھی شاہ عالم بخاری کا خلیفہ

سمجھتے ہین - اور کہتے ہین - آغاز ہوش مین آپ کا قیام - شہر احمد آباد مین تہا - ہجری سنہ نوسو بیس مین بہ قصبہ بیرپور آئے - اور سکونت اختیار کرلی - یہ قصبہ بمضافات احمد آباد مین ہے - مگر اس مین آدمیون کی بساوت کم ہے - آپ کی عمر گیارہ برس کی تہی - کہ آہی طلب کا شوق دل مین پیدا ہوا - اپنے پدر بزرگوار سے خلوت نشینی کی اجازت لیکر - ایک جنگل تہا عمارت سے دور - وہان پر عبادت اور ریاضت کے واسطے حجرہ تجویز کیا - ہمیشہ چند روز بعد باپ کی خدمت مین حاضر ہوتے رہتے تہے - اور باپ کی گرامی صحبت سے استفاضہ کرکے پہر اپنے مقررہ حجرہ کو چلے جایا کرتے تہے - اسی طریق پر پچاس اور چہہ برس گزار دئے - جب عمر سرسٹھہ سال کو پہونچی - تو تاریخ تیرہوین ربیع الثانی کو کہ ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو تہے - عالم علوی کا عزم کرکے سامان زندگی اس ملک فانی سے باندہ گئے -

روایت ہے - آپ کے جدامجد کا نام قاضی محمد تہا جب قاضی جی کی صالحہ بی بی کے علی الاتصال چہہ لڑکیان ہوئین - تو قاضی جی کو لڑکے کی خواہش ہوئی - تاکہ نسل محفوظ رہے - قاضی جی کی بی بی نے قبل اس کے - کہ یہ ذکر دوسرے شخص کی زبان سے سنے خود اپنی دلی خوشی کے ساتہہ بالمشافہ شوہر کو اجازت دی - کہ دوسری عورت کے ساتہہ نکاح کر لیجئے - اور یہ بہی پیغام دیا کہ دوسری عورت بیٹے کی نیت سے - کرنا آپ کو ضرور ہے اور مین بہی راضی ہون - قاضی جی نے جواب دیا - آج رات کو مین اس بات کا استخارہ کرکے خاتم النبوۃ علیہ السلام کے حضور مین عرض کرون گا - اور پہر حضور کا جیسا حکم ہوگا - عمل مین لاؤن گا - مقدہ کوتاہ یہ ہے کہ حضور خاتم النبیئین علیہ الصلوۃ والسلام نے خواب مین فرمایا - محمد - تم کو مبارک ہو - اسی پاک دامن بی بی سے تمہارے تین صاحب کمال لڑکے ہون گے - کسی عورت کرنے کی ضرورت نہین ہے - اور حرف (حا) علیحدہ علیحدہ تین جگہہ قاضی جی کے کف دست پر لکھدیا - اس بنیاد پر اولین لڑکے کا نام حامد دوسرے کا نام حماد - اور تیسرے کا نام حمید رکہا - اولین (حامد) قاضی محمود کے باپ ہین - رحمۃ اللہ علیہم

یاد مولانا عبدالکریم ابن عطاء اللہ نہم رحمۃ اللہ

آپ نامی علماے شیراز مین سے تہے - سلطان محمود بزرگ کے زمانہ مین آپنے اپنی تشریف آوری سے احمد آباد مین شیراز کا ڈھنگ پیدا کردیا تہا - طبقات محمود شاہی آپ کی ہی فراہم کی ہوئی ہے - بہت سی عمدہ عمدہ تاریخون کو جیسے خلکانی اور یافعی ہے - نظر مین رکھکر طبقات کو لکہا ہے - آغاز کتاب آدم علیہ السلام کی آفرینش سے کیا ہے - اور سلطان محمود کے واپسین سفر تک کہ ہجری سنہ نوسو پندرہ ہے - انبیا

اولیا۔ علما۔ شعرا۔ سلاطین۔ وزرا۔ و امرا ان سب کے حالات عمدہ طرز کے ساتھ لکھے ہین۔ اُمید ہے کہ جو اصحاب عقل و فہم کے ساتھ واقعات کی تواریخ پڑھنے کے شائق ہین۔ اُن اصحاب کو یہ کتاب عبرت پیدا کریگی۔ آپ کے ایک لڑکا تھا عطاء اللہ نام۔ ماجرائے گذشتگان سلف کے تتبع مین اپنے پدر بزرگوار کا پیرو تہا۔ نام اور نامہ نے آپ کو مشہور کردیا۔ **مصرع** باد امقام او شان للہ ور قائل۔

یاد سید ہبتہ اللہ

آپ از نام شاہ میر مشہور ہین۔ ان بزرگ سادات مین سے ہین۔ جو حسنی حسینی ہین۔ خطہ شیراز کے بڑے علما مین تھے۔ امیر صدر الدین محمد شیرازی کے ہم نشین اور ہم درس۔ اور مولانا جلال الدین محمد دوانی کے ہم عصر تہے۔ سلطان محمود بزرگ کا زمانہ تہا۔ کہ شیراز سے صوبہ گجرات مین آئے۔ اور جانپانیر مین۔ جو یہان کے سلاطین کا پُرانا دار الخلافۃ ہے۔ قیام کیا۔ آپ سیادت اور فضیلت کے نیر اعظم تہے۔ اِس نیر اعظم کے طلوع سے زمین گجرات برج شرف بن گئی۔ اور طلبا کے ہاتہون مین علم کے خزانون کی کنجیان آ گئین۔ آپ کے کئی بیٹے تہے۔ جو فاضل اور اوصاف حمیدہ سے موصوف تہے۔ آپ نے علم ہیئت کے اندر ایک فارسی شرح اثنائے درس مین بیٹون کے واسطے ہی لکھی تہی۔ اِس کے سوا آپ کی تصنیفات اور بہی ہین جیسے (۲) اسنی الکواشف فی شرح المواقف (۳) لوامع البرہان فی قدم القرآن۔ (۴) محاکمہ شرح شمسیہ (۵) علم حدیث اور اصول حدیث مین ایک رسالہ سود مند لکہا ہے۔ جو مشکل کشا اور جمیع اقسام حدیث کو جامع ہے۔ آپ کی جملہ تصنیفات کو علماے زمانہ نے پسند کیا ہے۔ خدا کرے۔ آپ کی تالیفات کے طفیل مین اِس گلزار کو بہی مقبولیت کی شادابی نصیب ہو۔ آپ کے سب لڑکے سعادت مند تہے۔ اِن سب مین فرزند رشید **شاہ کمال الدین محمد** ہین۔ جن کو دونون جہان کے کمالات حاصل تہے۔ ان کے بہی بیٹے اور بھتیجے ہین۔ سب مین بڑے **شاہ ابو تراب** ہین۔ شاہ ابو تراب کو ہجری سنہ نوسو بیاسی مین شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے میر حاجی کا خلعت عطا فرمایا تہا۔ اور بہت سا سامان خیرات دیکر حرمین شریفین کو روانہ کیا تہا۔ شاہ ابو تراب اِس اعلی سعادت سے مشرف ہوئے۔ اور بعد زیارت حرمین لوٹ کر ہند مین آئے۔ ہجری سنہ ایک ہزار پانچ تک زندہ رہے۔ خوابگاہ احمد آباد مین ہے۔ شاہ ابو تراب کے بہی ایک لڑکے ہین۔ شاہ گدائی نام۔ سپاہیانہ لباس مین سادات اور مشائخ کے طریقہ کی رعایت۔ بقدر امکان کرتے ہین۔ اور اس کو غنیمت سمجھتے ہین۔ باوجودیکہ اِن تمام سادات کے آباد اجداد کی سیادت صحیح ہے۔ لیکن یہ تمام

سادات سلسلہ مغربیہ سے تعلق بیعت کا ضرور رکھتے ہین - اور گجرات مین خانوادہ مغربیہ کو رونق دینے والا مخدوم شیخ احمد کھٹو ہین - قدس سرہم -

یاد شیخ عبد القدوس حنفی

آپ شیخ صفی الدین کی لڑکی کے فرزندون مین سے ہین - جو تمام علوم کے اصول اور فروع مین یکتائے وقت تھے - بعض کی رائے ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی صوفی کی نسل سے ہین - اور بعض کا گمان یہ ہے حنفی اس سبب سے کہتے ہین - کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب رکھتے تھے شیخ محمد ابن شیخ عارف - ابن شیخ عبد الحق کے مرید اور خلیفہ ہین - آپ کی تصنیفات مین سے ایک کتاب ہے - انوار العیون جس کی ترتیب کی بنا سات فن پر رکھی ہے - اس کتاب کے اولین فن مین لکھا ہے - کہ ظاہر امیری بیعت مخدومی شیخ محمد سے ہے - لیکن مجکو زیادہ فیض اور ہدایت آپکے جد امجد شیخ احمد قدس سرہ سے پہونچی ہے - ان کی تعریف بھی اس فن مین بہت کچھ کی ہے نیز شیخ عبد القدوس کو درویش قاسم اودھی سے بھی خلافت اور اجازت تھی - جو چشتیہ اور سہروردیہ خانوادہ مین بزرگ سلسلہ ہین - لوگون کی صحبت سے اپنا دامن کھینچکر بیابانون مین اکثر بسر کیا کرتے تھے - اور غنودگی کو آنکھون مین آنے نہین دیتے تھے کسبی علوم اور رستداول فنون - کہ عبارت کتابی تحصیل سے ہے - مدرسہ مین بہت کم پڑہے تھے - لیکن علم لدنی کے دروازہ آپ پر کھل گئے تھے - کتب صوفیہ کو جیسے فصوص الحکم - عوارف - اور اصطلاحات کاشی ہین - مطالعہ کے زور سے حل کرکے ہر ایک کتاب پر ایک عمدہ شرح لکھی ہے -

کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو چھیالیس مین سلطان نصیر الدین ہمایون شاہ - خراسان اور ہند کے عالمون اور عارفون کی ایک جماعت ساتھ لیکر - استفادہ کے ارادہ سے آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا کرتا تھا - ہر جماعت مین مولانا محمد فرغلی اور مولانا جلال تتہ جیسے بلند لوگ ہوتے تھے - اُس وقت روحانی اور ربانی انجمن گرم ہوا کرتی تھی - اور جو مشکلات کسی فن مین پیش آیا کرتی تہین - یا سلطان کے سوا جس کسی کو بھی تصوف کے حقائق - اور طریقت کے سلوک مین دشواریان ہوا کرتی تہین وہ سب آپ کی تقریر و تلقین سے صاف ہوجاتی تہین - اس اثنا مین بہت سی خرق عادات بھی ظاہر ہوا کرتی تہین -

آپنے ہجری سنہ نوسو بچاس مین عالم خاک سے عالم تقدس کو کوچ فرمایا خوابگاہ گنگوہ مین ہے - جو سرکار دہلی سے متعلق ہے - تین لڑکے چھوڑے - سب سے بڑے شیخ حمید الدین تھے - سب سے چھوٹے شیخ عبد المجید

عبدالمجید حلم عارف سجادہ نشین - اور رہنما تھے - اور منجھلے لڑکے **شیخ رکن الدین محمد** بھی اکابر وقت مین تھے - باوجودیکہ عمر ضعیف ہوگئی تھی - مگر سماع کے بغیر صبر نہین کر سکتے تھے - مولانا عالم کابلی نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے - مین ایک روز آپ کی ملازمت مین ایسے وقت پہونچا - کہ ہنگامہ سماع گرمی پر تھا جب وجد کا اضطراب ذرا فرو ہوا - تو مینے سماع کے روا اور ناروا ہونے کی نسبت سوال کیا آپنے یہ بیت پڑھکر جواب دیا **بیت**

من گم شدہ ام مرا مجوئید	باگم شدگان سخن مگوئید

تمام سننے والون مین بالخصوص مجھہ ناتمام مین ایک عظیم تغیر پیدا ہوا - اور مجلس سماع از سر نو تازہ ہوگئی شیخ رکن الدین نے ہجری سنہ نو سو تراسی مین جہان فانی کو ترک کیا - اِن کے فرزند **شیخ احمد** تھے - ایزد طلب خدا شناس - اور رسمی علوم کے اچھے عالم تھے - کہتے ہین - آپ کا قول تھا - ہمارے خانوادہ کا پرانا قاعدہ ہے کہ اولاد کو ظاہری کمالات سے آراستہ کرتے ہین - اِس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت کراکر قطبیت اور غوثیت کے درجہ کو پہونچاتے ہین - شیخ احمد نے ہجری سنہ نو سو بتہر مین رحلت فرمائی - اِن کے بیٹے **شیخ عبدالنبی** رسمی علوم سے آراستہ تھے - خاص کر علم حدیث مین اُستادان عرب سے سند صحیح حاصل کی تھی - اور عرش آستانی اکبر شاہ کی تمام قلمرو کے صدر الصدور تھے - دوبار سفر حجاز کو گئے - اور آئے - پچھلی دفعہ جو لوٹ کر آئے - تو صدارت کے درجہ سے اُتار دئے گئے تھے - اور شاہنشاہی عتاب ہوا تھا - اس سبب سے چندروز ان پر تنگی کے ساتھ گزرے - بالآخر منگل کی رات تاریخ تیرہوین ربیع الاول ہجری سنہ نو سو اکیانوین کو بہ تعمیل حکم طلب رحلت فرمائی -

یاد شیخ فضل اللہ گجراتی

زمانہ سابق مین ترک وطن کر کے سفر کرتے ہوئے - جب رہتک مین آپ کا گزر ہوا - تو اس مقام سے آگے نہ بڑھ سکے - ناچار بود و باش اختیار کرلی - رہتک ایک قصبہ ہے مثل شہر کے - دہلی سے بیس کوس دور - آپ عالم متوکل - اور فانی فی اللہ تھے - کسی شخص سے کچھ نہین لیتے تھے - کہتے ہین - ایک سوداگر - آپ کے خاص مریدون مین سے تھا - ایک روز سوداگر مذکور نے اپنا تمام سرمایہ نذر کے طور پر لاکر پیش کیا - آپنے عذر فرما کر اُس کے قبول کرنے سے انکار کردیا - اور لانے والے کو بدستور واپس فرمایا - آپ کی رحلت - دسوین صدی کے اولین نصف حصہ مین ہوئی ہے - رحلت کے پیچھے چندروز تک کارخانہ جمعہ کی نماز کے بعد آپ کے مزار کے پاس حاضر ہو کر علمی مجلس کیا کرتے تھے - اور بہت سے دشوار مسائل آپ کے روحانی فیض سے آسان ہوجاتے تھے - اعتقاد صحیح - اس مشکل نما

مسئلہ کا حل کرنے والا ہے مصرع خوابگاہش مخزن اسرار دان۔

یاد شیخ نصیر الدین تمیمی انصاری

آپ کی زاد بوم ملتان ہے۔ آپ سپاہی درویش۔ یا درویش سپاہی تھے۔ جب اُس ملک مین شورش ہوئی تو مع اہل وعیال آگرہ مین آکر قلعہ مین گھر لیا بہت عرصہ تک سپاہیانہ طور پر رہے۔ لیکن ہمیشہ رات کے وقت نماز تہجد غسل کرکے پڑہا کرتے تھے۔ زیادہ تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ کبھی کسی وقت کوئی دربان یا کوتوال آپ کے باہر جانے سے اور قلعہ کے اندر واپس آنے سے آگاہ نہین ہوا۔ اسی اثنا مین خدائی عنایت آپ کو ہم جنسون کی غلامی سے نکال کر خداپرستی کے شہرستان مین موکشان لے گئی۔ دنیاوی دولتمندون کی ہم نشینی سے جو نشاط ہوتا تھا۔ وہ جاتا رہا۔ دلگیر ہوگئے۔ اور گوشہ گزینی کا تکدر آپ کے دل پر سیر باغ کی بہار دینے لگا۔ روحانی کمالات تحصیل کرنے کی فرصت حاصل ہوئی۔ طلسمات دکھانے والے نفس کے ساتھ بہت سی لڑائیان کرنے کے بعد۔ ملک معنی مین آنے جانے لگے۔ کہتے ہین۔ ایک روز مراقبہ مین سر جھکائے ہوا تھا۔ اُس وقت یہ آواز آپ کے کان مین آئی کہ اپنے چہرہ پر برقع رکھو۔ آپنے جواب دیا۔ برادران زمانہ سے دوکانداری کی تہمت سننے کی طاقت مجھ مین نہین ہے دوسری بار پھر آواز آئی۔ کہ اگر برقع رکھنا منظور نہین ہے۔ تو گردن ٹوٹنے کی تکلیف گوارا کرو۔ مینے عرض کیا۔ مجکو پہلی بات منظور ہے۔ اُسی وقت مہرہ گردن کی ایک ہڈی اپنی ترتیب سے ہٹ کر اُبھر آئی۔ اور سر سینہ پر جا پڑا۔ جس وقت دیکھنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ تو آپ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھکر سر اُٹھایا کرتے تھے۔ تب کہین۔ اُس چیز کو دیکھ سکتے تھے۔ اخیر دم تک یہی حالت رہی جب آپ کی زندگی کا سامان۔ اُس جہان کو روانہ ہوگیا۔ تو آپکے بیٹے **شیخ یعقوب** نے درویشی کے چہرہ پر سپاہیانہ وضع کا پردہ بدستور قایم رکھا۔ اور اُسی روش کے نقاب مین سالکان طریقت کی طرح بیان تک کوشش کی۔ کہ واجب اور ممکن کی شناخت مین ابنا رتبہ اولیاء اللہ کے عالی رتبہ کی برابر کردیا۔ شیخ یعقوب کے بعد۔ ان کے بیٹے **شیخ عبد اللہ** نے جو شیخ یوسف کے باپ تھے اثنائے چاکری مین بہت کچھ تحصیل علم کی۔ کہتے ہین ہمیشہ بیان کیا کرتے تھے۔ چونکہ سپہگری۔ گوشہ نشینی کے ساتھ ممکن نہین ہے۔ جہان پیمائی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اسواسطے میرے اُستاد سو شخصون سے زیادہ ہون گے۔ جس وقت مین ہمت کرکے تحصیل علم مین استحکام کے ساتھ مشغول ہوا۔ اور عالم جوانی نے کوچ کیا۔ تو لوگون کی خدمت گزاری مجکو تلخ معلوم ہونے کی چار طریقہ سپہگری چھوڑکر گوشہ خاموشی مین بیٹھ گیا۔ واپسین دم تک کسی غلام اور کسی آقا کے سامنے حاجتمندانہ آرزو پیش نہین کی۔ اور متعلقین کے

کھانے پینے کا صرفہ کتابت کی مزدوری سے پہنچتا رہا۔ تاریخ چھٹی شوال ہجری سنہ نوسو تینتالیس کو صحراے وحدت کی طرف چلے گئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

یاد ملک چاندوال میان جموجی

آپ کی زادبوم احمدآباد ہے۔ تن شریعت کا مظہر۔ دل طریقت کا منبع۔ جان حقیقت کا آئینہ۔ اور سر معرفت کا معدن تھا۔ آپنے وطن سے سفر مجاز کے لئے کوچ کیا تھا۔ مکہ معظمہ کی خاک آپ کی دامنگیر ہوئی القصہ۔ جس رات آپنے جہان فانی کو رخصت کیا ہے۔ اُسی رات۔ احمدآباد کے اندر ایک اور شخص بھی مرا تھا۔ جو ستم اور آزار رسانی کے ساتھہ بدنام تھا۔ چند روز بعد بزرگان شہر مین سے ایک شخص نے اُس ستمگار مردم آزار کو مرفہ الحال۔ اور مثل مغفورون کے خواب مین دیکھا متحیر ہو کر سبب دریافت کیا تو جواب ملا۔ جس رات کمترین نافرجام بندہ کے واسطے فرمان طلب پہونچا تھا۔ اتفاق سے وہی رات ملک چاند قدس سرہ کے آخرین سفر کی رات تھی۔ عاملان علوی کو حکم ملا۔ کہ جس کسی کو آج کی رات مین واپسین سفر پیش آوے۔ وہ خواہ فرمان بردار ہو۔ یا نافرمان۔ اُس ناشائستہ افعال کے اعمال نامہ پر۔ اس مقبول بارگاہ کے طفیل مین۔ بخشش کے قلم سے خط نسخ کھینچ دو۔ اس مین شک نہین۔ اس تاریخ کے مرنے والون کو اس سے بہتر نجات کا کوئی ذریعہ نہین تھا۔

صدر الذکر تقریب کے سلسلہ مین ایک اور گزرا ہوا واقعہ حوالہ قلم کرتا ہون۔ ایک روز سلطان محمود بزرگ گجراتی نے بیان کیا۔ ایک شخص داور الملک ہماری فوج مین تھا۔ ایک لڑائی مین وہ شہید ہوگیا۔ بہت سے آدمی اسی طرح دنیا سے چلے جاتے ہین۔ لیکن اہل جہان کی توجہ اور رجوعات چارون طرف سے جس قدر داور الملک کے مزار کی طرف ہے۔ اس قدر کسی شہید کے مزار کی طرف نہین ہے۔ اس کی وجہ سمجھ مین نہین آتی تھی۔ بالآخر سوچتے سوچتے یہ بات خیال مین آئی۔ کہ جس طرح۔ مبارک ساعت مین پیدا ہونا۔ بچہ کے حق مین روز افزون سعادت کا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح ساعت سعید مین مرنا بھی آخرین سفر کے مسافر کا مفید نتیجہ بخشتا ہے۔

یہان پر راقم کی خاطر فاتر مین یہ بات آئی۔ کہ ساعت سعید ہونے کے اسباب کو اس بات پر منحصر نہین سمجھنا چاہیئے۔ کہ زائچہ کسی طالع کا ایسا تھا۔ یا کواکب کسی مقام کے خوب تھے۔ ممکن ہے۔ کہ کسی بزرگ کا آنا کسی شخص کے جانے کے ساتھہ۔ یا کسی سعادت مند کا جانا کسی شخص کے آنے کے ساتھہ موافق آکر نتیجہ سعادت پیدا کرے

اور اس عالی رتبہ شخص کی برکت سے طفیلی کو بھی اس کی شائستگی کا اثر پہونچے۔

مصرع باد رفیقم جو او در سفر و اپسین۔

یاد شیخ سلیمان ابن عفان حاجی

آپ کی زاد بوم دہلی مین ہے۔ آپ کے آبا و اجداد سلطان ابراہیم ادہم کو پہونچتے ہین قدس سرہم آپ شیخ محمد عیسیٰ چشتی جونپوری کے مرید ہین۔ خلع لبس کی قوت آپ کو خوب حاصل تھی۔ ظاہر اور باطن کے مالک تھے۔ نقل روح کا شغل اور ذکر قربان جانتے تھے۔ پچاس سال برابر مسجد اقصیٰ اور بیت الحرام مین اعتکاف کرکے گذارے تھے۔ بڑے بڑے قاریون سے علم تجوید۔ بلکہ معاملہ مین حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام سے اور نیز سرچشمہ ولایت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت سے علم قراۃ یاد کیا تھا۔ تمام مشائخ زمانہ نے جیسے شیخ عبد القدوس حنفی۔ اور شیخ جلال چشتی ہین۔ آپ کی تعلیم سے قراۃ کی تصحیح کی ہے۔ اپنے ضرورت کے لائق علوم متداولہ تحصیل کرلئے تھے۔ تمام مشہور خانوادون کے پیرون سے خرقہ خلافت ملا تھا آپ جناب خضر علیہ السلام کی ملازمت مین بھی پہونچے تھے اور ہر ایک کی روش پر۔ اس کثرت سے ریاضت کی تھی۔ کہ ولایت کی جھلک آپ کے افعال سے ظاہر ہوتی تھی۔ ایک بزرگ کا بیان ہے۔ کہ مشائخ کبرویہ مین سے ایک صاحب فرماتے تھے۔ مین ہجری سنہ نوسو چھتیس مین۔ خداوند تاج بدخشان میرزا سلیمان شاہ ابن میرزا خان۔ کے ہم رکاب شیخ سلیمان کی ملازمت مین پہونچا۔ ایسی رازداری کی باتین ہوئین۔ کہ کان سے لیکر دل تک بلکہ تمام جسم معرفت کے جواہرات سے پُر ہوگیا۔ جب نوبت کلام اپنے گزرے ہوئے واقعات بیان کرنے کو پہونچی۔ تو فرمایا۔

ہجری سنہ آٹھسو ایک مین صاحب قرانی امیر تیمور گورکانی نے دہلی فتح کی تھی۔ اُس وقت تمام باشندگان شہر ایک سمت کو جلا وطن ہوگئے۔ ہم مالوہ کی طرف چلے آئے۔ اور منڈو (مانڈو) مین قیام کیا۔ اس سبب سے ہم کو لوگ منڈووالا کہتے ہین۔ منڈو سے گردش زمانہ ہم کو گجرات کی طرف کھینچ کرلے گئی۔ بالآخر وہان سے حسب فرمان تقدیر ملک عرب کی طرف سفر کا اتفاق ہوا۔ ملک عرب سے پچاس برس بعد ہند کو معاودت ہوئی۔ آہستہ آہستہ اپنی زاد بوم کا رخ کیا۔ مگر آج تک اس گرامی مکان کی دلدل مین آب و دانہ نے پاؤن پھنسا رکھا ہے۔

اس بیان سے سمجھا گیا - کہ آپ کی عمر ڈیڑہ سو برس سے زیادہ تھی - اور بعض لوگون کے نزدیک چار سو برس کی عمر ہے - بعض لوگ اسی بنیاد پر آپ کو ابو الرضا حاجی رتن کی عمر کی مسند پر بیٹھا ہوا سمجھتے ہین - کہتے ہین - ہجری سنہ نو سو بیناليس مین جسم کی پرانی سرا سے روح کی نشاۃ آباد کو کوچ فرما گئے - آپ کی قبر جہان قطب الاولیا قدس سرہ کا مرقد مبارک ہے - اُسی ہمسایہ مین حوض شمسی کے آس پاس بزرگان مسافر و مقیم کی زیارت گاہ بنی ہوئی ہے آپ کے دو بیٹے تھے - شیخ داؤد اور شیخ محمود اولین صاحب زادہ کو ظاہری علم کامل طور پر حاصل تہا - انہون نے عالم شباب مین ہی دنیا سے سفر کیا - پچھلے صاحب زادہ پدر بزرگوار کے سجادہ نشین تہے - اب اُن کے ایک بیٹے ہین شیخ کمال نام - جو ظاہری اور باطنی دونون کمالات سے آراستہ ہین - آغاز جوانی مین گوشہ نشینی کی عادت تہی - چندے روز ہوئے - کہ بناچاری سپاہیانہ طریقہ اختیار کر لیا ہے - لیکن باانیہمہ اندرونی صفائی - اور ایثار کی ہمت بدستور اپنی جگہہ قایم ہے - الحمد للہ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ ٭

مصرع بیرون منہ ز دائرہ بندگی قدم

یاد شیخ احمد مدنی

ایک موضع نانوتہ ہے میان دوآب - وہان آپ گوشہ گزین تہے - شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کے خاص خلیفہ ہین - آپ کو جذبہ و سلوک دونون مرتبے تھے - مشہور سلسلون کے طریقون پر قدم استحکام کے ساتھہ جما ہوا تہا - اپنے پیر کو خضر علیہ السلام کی طرح زندہ سمجھتے تہے - ہمیشہ اپنے رازدارون سے کہا کرتے تہے - اگرچہ ہمارے شیخ کا عنصری بدن خاک مین چھپا دیا گیا ہے - لیکن خلاصہ (روح) مثالی بدن مین اُسی حالت زندگی کی طرح - طالبون کا رہنما ہے - مصرع دل زندہ کن - کہ مردن تن شادی آورد -

یاد شیخ نصیر الدین ہنڈونی

آپ کی شہرت کیمیاگری کے ساتھہ ہے - شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کے خلیفہ ہین - کیمیا بنانے مین اس صنعت کے جاننے والون سے پیش قدم تہے - بہت طرح کی اکسیرین بنانا جانتے تہے - اور بناتے تہے - جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون بادشاہ اس فن مین اپنے تیئن آپکا شاگرد سمجھتا تہا - شیخ فرماتے تہے - ایک روز ایک بوڑہا بیمار ایک بیابان مین مجکو ملا - مین اپنے گہر لے آیا اور اُس کے علاج مین اپنے مقدور بہر کوشش کی - اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی - یہ ہنر مینے اُس سے حاصل کیا ہے - بعض کا کہنا یہ ہے - کہ وہ بیمار جناب خضر علیہ السلام تہے کہتے ہین علم کیمیا

۵۱ - ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے - (اے سعید ہے) تجھ کو کوئی فائدہ پہونچے - تو سمجھ کہ اسکی طرف سے ہے - ۱۲

آسمانی علم ہے۔ توریت مین تھا جناب موسیٰ علیہ السلام ہی جانتے تھے۔ قارون نے آپ سے ہی سیکھ کر عمل اکسیر کے ذریعہ سے کئی گھر خزانہ کے جمع کر لئے تھے۔ مصرع کیمیائےست قناعت کہ نظر بر زرا ز دست۔

یاد شیخ امین الدین

آپ بڑے پرہیزگار عالم تھے۔ سماع سے باز رکھنے۔ اور بدعت کے توڑنے مین ہزارہا آدمیون کی برابر طاقت کام مین لاتے تھے۔ اور سماع و سرود کی ممانعت اور حرمت کے بارہ مین بہت سی روایات فراہم کر رکھی تھین جن کو وہ بیان کیا کرتے تھے۔ جب آپ سلطان سکندر لودھی کی مجلس مین پہونچے۔ تو سلطان کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا۔ کہ سرود سماع کی رسم دہلی سے قطعی موقوف ہوجاوے۔ سلطان نے فرمایا۔ آپ ایک دفعہ شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کی ملازمت مین جاکر اپنی روایتین بیان کرین۔ اور اُن کو سماع سے توبہ کرائین۔ پھر بلا کوشش کے شہر سے یہ طریقہ موقوف ہوجاوے گا۔ جب آپ شیخ کی خدمت مین پہونچے مجلس سماع گرم تھی۔ آپ بھی درویشون کے نعرہ کی تاثیر سے بیہوش ہو گئے اور ہاتھ پھینکنے لگے۔ جب افاقہ ہوا۔ تو شیخ کے مرید ہوئے۔ اور باطنی حالات غالب آ گئے۔ تو ظاہری آئین سے خود بخود فرد گذاشت ہو گئی۔ ایک روز ارادہ کر لیا۔ کہ کتب خانہ مین آگ لگادی جاوے۔ پیر نے فرمایا[۵۱] الحق فی الکتاب والاسلام فی الدفاتر اگر اوراق نہ ہونگے تو نہ ولایت ظہور پذیر ہوگی۔ اور نہ نبوت کا جلوہ ہوگا[۵۲] نعوذ باللہ من ان نکون من الجاھلین۔

مصرع دانش آمد مایہ بخشش دین و دولت مر ورا

یاد شیخ حسین

آپ ملتان سے خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے واسطے اجمیر مین آئے تھے۔ یہان پر آپنے صرف ایک حجرہ کے اندر اپنے جسم کے گھلانے۔ اور جان کی پرورش کرنے مین بارہ سال گزار دئے۔ فرمانروائے مالوہ خان جہان کے بیٹے سلطان محمود کو آپ کے اجمیر مین ہونے سے آگاہی ہوئی۔ تو حشمت خان کو بھیجکر منڈو (مانڈو) مین تشریف لانے کے لئے التماس کیا۔ جب آپ تشریف لائے۔ تو محمود کو صرف ایک دفعہ اتفاق دیدار پیش آیا۔ پھر اس کے بعد اُس کا عہد پورا ایک برس بھی نہین رہا۔ کہ اُس کے بیٹے غیاث الدین کی نوبت آئی۔ اور غیاث الدین کے نام سے کوس سلطنت بجنے لگا۔ سلطان غیاث الدین نے ایک روز حشمت خان سے دریافت کیا۔ کہ شیخ کے رہنے سہنے کی کیا کیفیت ہے۔ اور کس طرح گذرتی ہے حشمت خان

---

۵۱ حق کتابون مین ہے۔ اور اسلام دفترون مین ۱۲ ۵۲ ہم اللہ ہی سے پناہ مانگتے ہین اس امر کی کہ نادانون کی باتین کرین۔

نےجواب میں مضمون شکرگزاری عرض کیا۔ اور شیخ کی لاعلمی میں شیخ کی طرف سے پتھر کی ایک تسبیح سلطان کے روبرو پیش کی۔ سلطان وقت نے کچھ مال حشمت خان کے ہاتھ بھیجا۔ آپنے اس مال میں سے کچھ تو لانے والے کو دیا۔ اور جو باقی رہا تھا۔ وہ حاجتمندوں کو تقسیم کر دیا۔ دوسری بار پھر سلطان نے درمیانی شخص سے پوچھا کہ آپ کے کمانے پینے کے اسباب کیا اور کہاں سے ہیں۔ عرض کیا گیا۔ روزی تو آسمانی ہے۔ اور اسباب نامعلوم کیونکہ سلطان محمود تو عزم بہشت جلدی سے فرما گئے۔ اور سلطان وقت نے آج تک شیخ کے حجرہ میں قدم رکھا نہیں فرمایا ہے جب سلطان کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو آپ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا۔ دیدار سے نور باطنی حاصل کیا اور وہ آباد گانوں آپ کے فرزندوں کے نام سے لکھکر سپرد کر دئے۔

کہتے ہیں۔ نصیر الدین کے بیٹے شہاب الدین نے بہت سی فوج فراہم کرکے۔ اپنے باپ سے لڑائی شروع کردی تھی۔ نصیر الدین اپنی فوج کی کمی سے اور بیٹے کی مخالفت سے دور دراز فکر میں تھا۔ اور ہمیشہ یہ راگ گایا کرتا تھا گزشتہ زمانہ میں دل کی چھپی ہوئی بات پہچاننے والے درویش بہت تھے۔ جب آسمان کسی کے ساتھ کج ادائی کرتا تھا تو وہ بیچارہ درویشوں سے استمداد کرکے اپنے نیک وبد کے انجام پر خبر پالیتا تھا۔ لیکن آج کل ایسے روشن ضمیر لوگ نہایت ہی نایاب ہیں۔ یہ سنکر شمشیر خان نے جو شیخ کے عرفان اور وجدان سے باخبر تھا۔ عرض کیا۔ کہ اگر سلطان شیخ حسین کی گرامی صحبت میں پہونچ جاویں۔ تو غالبًا یہ شکایت جو سلطان کو ہے۔ شکر وسپاس کے ساتھ تبدیل ہو جاویگی۔

القصہ سلطان دہی کا پیالہ ہاتھ میں لیکر دیہات کے شحنوں کی طرح شیخ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ آپ اندرونی راز سمجھ گئے۔ اور آیہ کریمہ [۵] كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ پڑھکر فتح یابی کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ اسی آسمانی خوشخبری کے بموجب ظہور بھی ہوا۔ چند روز بعد نصیر الدین جہان فانی سے رخصت ہوا۔ اور زمانہ نے ہاتھ پکڑکر محمود کو شاہی تخت پر بٹھایا۔ سلطان محمود بھی شیخ کی خدمتگاری میں باپ کی طرح گذارا۔ یہانتک کہ اُس کا عہد پورا ہوا۔ کہتے ہیں سلطان بہادر مالوہ گجرات کو بھاگا۔ اور جنت آشیانی ہمایون شاہ تعاقب سے آپہونچا جب ہمایون شاہ نے قلعہ منڈو (مانڈو) فتح کرلیا۔ تو شیخ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا۔ شیخ نے شاہی ابریق (چھاگل) طلا اور جواہرات میں ملمع کی ہوئی دیکھی۔ تو آبدار کے ہاتھ سے لیکر اُس سے طلا جدا کیا۔ اور کہا۔ کہ ایسے سنی بادشاہ کے واسطے آبخورہ مشروع چاہئے۔ ملا محمد فرغلی عذرخواہی کے واسطے اُٹھے اور حسب حکم شاہنشاہی ابریق شیخ کے سامنے رکھدی۔ شیخ نے کمال آزادی سے اس کے دام کرکے۔ حاجتمندوں کو تقسیم کر دئیے

[۵] اکثر الله کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ گئی ۱۲

دوسرے روز علی الصباح جنت آشیانی اور میر فرغلی۔ امتحانی مضمون دل مین قرار دیکر شیخ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوئے شیخ کو ہرایک کے اندرونی قرارداد پر علم ہوگیا۔ اتفاقاً آدہی رات کے وقت شاہ تاجو مجذوب نے اپنے بیٹے قطب الدین بکاری کے ہاتھ دو سیخ کباب۔ شیخ کے واسطے بہیجے تہے۔ اُن کبابون مین سے شیخ نے تین بوٹیان اُٹھا کر میر فرغلی کو کہانے کے واسطے دین چنانچہ واقعہ کا ظہور ضمیر کے موافق ہوا۔ اس کے بعد شیخ نے جنت آشیانی سے فرمایا۔ کہ درویشون کو بازیگرون کی مثل قرار دینا۔ آئین دوستی کے خلاف ہے۔ اگرچہ آم اس غیر فصل مین پیدا ہوسکتا ہے۔ لیکن قابل پسند نہین ہوتا۔

آپ بارہون مہینے نماز طہارت کبریٰ (غسل) کے ساتھہ پڑہا کرتے تہے۔ ایک روز غسل کے ارادہ پر باہر گئے تہے۔ چورون کی ایک جماعت ملی۔ وہ جماعت آپ کو تونگر سمجھکر اپنی مخفی جگہہ مین لے گئی۔ اور پاؤن مین زنجیر ڈالکر ایک دروازہ کے گوشہ مین بٹہادیا۔ آپنے فرمایا گرفتار دل داؤن کی پابندی زنجیر سے ہوتی ہے اور جو لوگ آزاد ہین۔ اُن کو پابند صرف محبت کر سکتی ہے۔ سارقون نے اس بات کو بادہوائی سے زیادہ وقعت نہین دی۔ اور زنجیر پر پہرہ سپرد کرکے۔ ہرایک اپنے کام مین لگ گیا۔ شیخ اُس جگہہ سے ایک پلک مارنے مین سلیمانی رفتار سے اپنے حجرہ کے اندر چلے آئے۔ کہتے ہین شیخ کی عمر ایک سو اُنیس سال کی تہی۔ خوابگاہ اوریمن ہے۔ یہ ایک دیہہ ہے منڈد (مانڈو) سے بارہ کوس کے فاصلہ پر۔ ہجری سنہ نوسو ننیتالیس مین دنیا کے عدم آباد سے عقبیٰ کے شہرستان کو رحلت فرمائی۔ مصرع آفرین خدائے بروے باد۔

یاد شیخ علاء الدین دہلوی

آپ شیخ نور الدین المعروف بہ فیل ست کے بیٹے۔ اور گنجشکر کی نسل سے ہین۔ قدس اسرارہم اپنے دادا شیخ تاج الدین محمد ابن شیخ عبد الصمد ابن شیخ منور اجودہنی کے مرید تہے شیخ منور اجودہنی کو اہل زمانہ گنجشکر۔ اور شیخ فرید ثانی کہا کرتے تہے۔ اور بااعتقاد مریدون کے خواب مین حضرت گنجشکر شیخ منور اجودہنی کی شکل مین نظر آیا کرتے تہے۔ صاحب کشف علیسلی خان کہتے ہین۔ جب میرے سلوک کا آغاز تہا۔ تو مین اس ارادہ پر کہ مجکو کلاہ خلافت خواجہ قطب الاولیا سے مل جاوے۔ خواجہ قطب الاولیا کے روضہ پر معتکف ہوا۔ خواجہ قطب الاولیا نے مراقبہ مین مجکو شیخ علاء الدین کی خدمت مین حاضر ہونے کی ہدایت فرمائی۔ مینے گستاخی کی۔ جو اس امر کو قبول نہین کیا۔ اسی طرح چند بار مینے اعتکاف کیا۔ اور چند بار یہی اشارہ ہوا۔ بالآخر میرے کان مین آواز آئی کہ "علاء الدین قطب الدین ہین" ناچار مجبور رہا۔ اور بے تامل آپ کے پاس حلقہ بگوش

مسکراتے ہوئے کلاہ میرے سر پر رکھی۔ اور فرمایا۔ "یہ کلاہ قطب الاولیا کی طرف سے ہی ہے۔ خوش وقت رہو"۔

پندرھوین ربیع الثانی ہجری سنہ نوسو سینتالیس مین فرمان وصال صادر ہوا۔ خوابگاہ قلعہ دہلی۔

مصرع کلاہ عفو تو جوید سر برہنۂ من۔

یاد شیخ علاء الدین ابن شیخ بدرالدین سلیمان

آپ کے پدر بزرگوار حضرت گنجشکر کے فرزند ہین۔ **قدس اسرارہم** کہتے ہین۔ آپکے نفس ناطقہ کا کالبد کے ساتھہ پیوند ہجری سنہ آٹھہ سو ہتر مین ہوا تہا۔ زمانہ طفلی سے ہی۔ ولی ہونے کے آثار۔ آپ کی پیشانی سے عیان تہے جب آپ کا دل وحدت کی روشنی سے منور ہوا۔ تو ساٹھہ برس تک آپنے ہدایت فرمائی۔ چونکہ آپ کی ذات مین بخشش اور بخشایش کی صفت بکمال درجہ تہی اسواسطے لوگ آپ کو علاء الدین جوامرد کہا کرتے تہے ہجری سنہ نوسو اڑتالیس مین دامن ہستی گرد علائق سے جہاڑ دیا۔ اور کوچ فرما گئے۔ اجودھن مین اپنے جد بزرگوار حظیرہ مین دفن کیے گئے۔ آپ کے دو بیٹے تہے۔ جن سے چاند سورج کی طرح۔ نسب وحسب کا زمین وآسمان منور تہا۔ ممکن اور واجب مین انہین دونون صاحبزادون کی خاص روش سے انتظام تہا۔ **القصہ** ۔ سلطان محمد تغلق نے بہت سی تدبیرات کرکے دونون صاحبزادون کو اپنے سے مانوس کیا بڑے صاحبزادہ شیخ معزالدین کو معزالملکی کا خطاب دیکر ملکی اور مالی کاروبار اُن سے لیا اور بالآخر اُن کو صوبہ گجرات کا حاکم بنایا۔ ان کی ہستی کی کشتی اسی جگہہ دریاے نیستی مین غرق ہوئی۔ دوسرے شیخ علم الدین تہے اِن کو شیخ الاسلامی کا منصب دیا۔ شیخ علم الدین دنیا اور عقبیٰ دونون جہان کا کام بنانے مین مصروف رہتے تہے۔ ان سے بہت سے لوگون کو فیض پہونچا تہا۔ **مصرع** ساغر اسرار او پُر از مے توحید باد۔

یاد شیخ عبدالرزاق جھنجھانوی

آپ خانوادہ قادریہ کے سرآوردون مین سے ہین۔ پیر مشائخ حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی کی خدمت کی تہی۔ اور خدمت سے فائدہ بہی اُٹہایا تہا۔ لیکن دوام مشاہدہ کے مقام پر شیخ شاہ محمد حسن قادری کی ملازمت سے پہونچے تہے۔ اور محمدی ہدایت کے طریقہ پر ہمت کے ساتھہ قدم رکھکر دانش وبینش حاصل کی تہی آغاز سے انجام تک جسم کے گھلانے۔ اور روحانی جوہر کے بڑہانے مین مصروف رہے۔ آخرکار یہ نتیجہ ہوا۔ کہ عالم ارواح کے چلنے پہرنے والون مین شامل ہوگئے۔ اور ہمیشہ نافرمان نفس کے ساتھہ لڑائی لڑکر بالآخر فتح پائی۔ آپ ہمیشہ آزردہ مندان کے ساتھہ مروت سے پیش آیا کرتے تہے۔ اور ناتوانون کی خدمت کیا کرتے تہے۔ رسمی علم کی تحصیل کمال کے درجہ کو پہونچائی

تہی - یہان تک کہ سخن گوئی کا ملکہ حاصل تہا - کلام پسندیدہ ہوتا تہا سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مکتوبات پر ایک عمدہ شرح - اور سنجیدہ اور مفید حاشیئے لکہے ہین - ہجری سنہ نوسو پنچاس مین عالم دنیا سے رحلت فرمائی - اکثر سرکار دہلی کے بڑے بڑے لوگ آپ سے حُسن عقیدت رکہتے ہین - منجملہ اِن کے یہ اصحاب ہین شیخ احمد مفتی اسفیدونی - شیخ حسین پانی پتی - شیخ عمر سوانی - میر سید علی لودیانی - اور یہ چار شخص - شیخ احمد شیخ معین الدین شیخ طیب اور شیخ صابر - قصبات میان دوآب کے باشندہ ہین - شیخ یوسف دہلوی جنہون نے اپنے پیر کے کلام کو فراہم کر کے - ایک مفید جلد بنائی تہی - شیخ حاجی جو شیخ یوسف کے پیرزادہ تہے - اور شیخ چاند مجذوب جو ہفتہ ہفتہ بہر روزہ رکہتے تہے - یہ اصحاب جس قدر شمار کرائے گئے ہین - سب کے سب طریقہ ولایت کے رازدار - اسرار طریقت کے مشکل کشا - خداشناسی کی انجمن کو رونق دینے والے - اور طالبان ہدایت کے رہنما تہے - قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم - مصرع رہنمایان جہان را سند عالی بود -

پادشاہ تاجو ابن شیخ کمال قدس سرہ

آپ قرشی الاصل ہین - آپ کے پدر بزرگوار ملک عرب سے آکر ہند کی سیر سے عبرت حاصل کرتے پہرتے تہے اتفاقاً - قلعہ رنت تہنبور[۱] کے آس پاس کدخدا ہوئے - ہجری سنہ آٹھ سو پچاسی مین شاہ تاجو کی روحانی صورت شکم والدہ سے باہر آئی - اور اُس کے واسطے پشت زمین گہوارہ بنی - جب آپ کی عمر پانچ برس کی ہوئی - تو یتیم ہو گئے - اور آپ کی مان نے آپ کی دیوانگی مادرزاد سمجہکر خبر گیری چہوڑدی - سونے کی جگہہ اور کہانے پینے کے انتظام مین دوسری ہی شکل پیدا ہو گئی - آپ ایک دم - شیشہ فروشون کی ہمراہی مین - تن تنہا منڈو (مانڈو) مین چلے آئے - یہان پر چند روز بعد وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے مکتب مین تقدیری تختی یاد کی - اور آپ کے سینہ پر خدائی علم تحریر ہو گیا - سلطان وقت ناصر الدین خلجی تہا - اُسنے آپ کی خدمت اپنے ذمہ لی تہی - ایک روز تنہائی کے متعلق ذری سی شکایت آپ کی زبان پر آئی - اس کا انتظام سلطان نے اس طرح کیا - کہ ایک ضعیفہ تہی جو حرم سلطانی مین پردہ نشینون کو شرعی یجوز و لا یجوز تعلیم کیا کرتی تہی - اُس ضعیفہ کی ایک حسین و جمیل لڑکی تہی - راحتہ الحیات نام تہا - سلطان نے اُس لڑکی کے ساتہہ آپ کا عقد کر دیا - شادی کے مراسم - عروسی لوازم - اور خانہ داری کے سازوسامان کا کافی طور پر انتظام کر دیا گیا - اسی اثنا مین سلطان ناصر الدین خلجی کا زمانہ حیات پورا ہوا - اور اب فرمان روائی کی نوبت سلطان ناصر الدین

---

[۱] آگرہ اور جیپور کے درمیان مین ایک قصبہ ہے ۱۲ جسے آجکل رنتہ بہنبور کہتے ہین

کے بیٹے - سلطان محمود کو پہونچی - پیکر پرستون کی ایک جماعت تھی - جس کا مذہب راجپوتون کا سا تھا - یہ لوگ پوربیہ کر کے مشہور تھے - اِس جماعت نے سلطان کو قید کیا - اولاد خلجی حرم نشینون مین عام پراگندگی پیدا ہونی شروع ہوئی - اسی اثنا مین کہ دسوین صدی کا آغاز تھا - راحتہ الحیات کے بطن سے اس ازلی مجذوب کے گھر مہمان نو کی آمد ہوئی **قطب الدین بہکاری** نام رکھا - اِس کے بعد راحتہ الحیات کو مرض الموت ہوا - کہ وہ مر گئی - اور باپ چونکہ **فنافی اللہ** کے دریا مین غرق تھے - ہوش مین آکر بیٹے کی پرورش نہین کر سکتے تھے - دربانانِ شہر آپ کے ہمسایہ تھے - کارکنانِ قضا و قدر نے قطب الدین بہکاری کی تربیت - اُن کے محلہ پر لکھدی - جب زمانہ ہوش آیا - تو خدمت والدین مشغول ہوئے - باپ کے خرق عادات - اہل زمانہ کے نزدیک شمار سے زیادہ ہین - ہجری سنہ نوسو پچاس تھا - کہ شاہ تاجو اپنے عنصری لباس سے جو عاریۃً تھا نکل کر شیخ بہکاری کو اپنا جانشین چھوڑ گئے -

شیخ بہکاری - اپنے حسن خدمات اور باپ کی موثر دعاؤن کی بدولت - صاحب ولایت ہوئے آپ کا خلیلی دسترخوان مہمانون کے آگے بے کیسی کسی وقت ایک طلوع سے دوسرے طلوع تک تہ ہوتا ہی نہین تھا - تونگرون کو اور درویشون کو یکسان طرح طرح کے کھانے کھلائے جاتے تھے - اور کھانا چننے کے اندر شاہ اور گدا کے درمیان کچھ فرق نہین کیا جاتا تھا - بعض لوگ جو اصلی حقیقت سے ناواقف ہین ایسا کہتے ہین کہ شاہ **تاجو قدس سرہٗ** شیشہ فروش کے لڑکے ہین - مجذوب اور حضور رہتے - اِن کے کوئی لڑکا نہین ہے - شیخ بہکاری دربان کے لڑکے ہین - جو خوش قسمتی سے ایسے بزرگ کی خدمت مین پہونچکر عالی مرتبہ ہو گئے - یہ کہنا صرف گمان ہے - جو راستی اور درستی سے بعید ہے - **قطعہ**

شیخ بہکاری کہ جہان را یکے ست	نیست درین عصر یکے ہم چو او
نہصد و دو آمد و رفت از جہان ۹۰۲	سوئے ارم نہصد و ہفتاد و دو ۹۷۲

شیخ بہکاری نے پانچ لڑکے یادگار چھوڑے - سب سے بڑے **شیخ سعدی** تھے - جن کا ظاہر اور باطن سیدھے اور سچے لوگون کی طرح سنجیدہ افعال کے ساتھ آراستہ تھا - باپ کی خلافت کا خرقہ زیب بدن کیا تھا - چند روز بزرگوار آبا و اجداد کے طریقہ پر اپنا سلسلۂ رفتار رکھا - بعدہ ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین معنوی ملک کا عزم فرمایا -

دوسرے شہزادے **شیخ کمال** تھے - جنہون نے دل کی سلامتی - شکستگی کے ساتھ جمع کی تھی

اور مولیٰ کے دیدار کا شوق کمال درجہ رکھتے تھے۔ اُنھون نے ہجری سنہ ایک ہزار دو مین عاریتی سرائے چھوڑ دی۔ جو تھے لڑکے **شیخ جمال** تھے۔ جو اصحاب حضور آلہی مین باریاب ہین۔ وہ آپ کو نظر قبول سے دیکھا کرتے تھے خاصۂ شہسوار میدان وحدت وحقیقت شیخ ضیاء اللہ ابن شیخ محمد غوث **قدس سرہما** سے پیراہن خلافت آپ نے ہجری سنہ نوسو پچاسی مین زیب بدن کیا تھا۔ اور سالک شاہراہ تجرید وتفرید شیخ محمود ابن شیخ جلال شطاری عشقی کی ملازمت مین چندسال رہکر خدمت کی بدولت فیض پایا تھا۔ اور اجازت نامہ لیا تھا۔ راقم گلزار کے پُرانے یک دل دوستون مین آزاد مزاج کشادہ پیشانی۔ خلوت پسند۔ اور تپاک سے ملنے والا۔ آپ کے مانند کوئی نہین تھا۔ ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے رمضان مہینے مین آپ نے رحلت فرمائی۔ ایک لڑکا دوازدہ سالہ چھوڑا ہے۔ **شیخ شریف** نام ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اُس کو شرف کمالات عطا فرماوے۔

یاد سید نظام منڈوی

آپ سید شرف کے فرزند ہین۔ جو سید غیاث کے بیٹے تھے۔ اور سید غیاث۔ سید محمد گیسو دراز کے پوتون مین سے ہین آپ جسم کو گھلاتے۔ اور روح کی پرورش کرتے تھے۔ اور نفس پر فتحیاب تھے۔ کہتے ہین آپ کے پدر بزرگوار بہ ترک سکونت گلبرگہ دکن سے سلطان غیاث الدین خلجی کے عہد مین مالوہ کی طرف آئے تھے۔ اور قیام کے واسطے یہ مقام پسند کیا تھا جب سید شرف نے عالم علوی کو کوچ فرمایا۔ تو اُس وقت سید نظام چھوٹے تھے جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ تو شیخ برہان چشتی کے مرید ہوئے۔ وجہ معاش پیشہ بیلداری سے بہم پہونچاتے تھے۔ ایک روز زر نقد سے بھرا ہوا ایک برتن۔ ایک دیوار کی جڑ مین سے نکلا۔ آپنے اُس کو مٹی مین چھپا کر گھر کے مالک کو آواز دی۔ کہ مال زمین مین دبا ہوا ہے۔ اُٹھا لے جائیے۔ تاکہ کھدائی کا کام جاری کیا جاوے۔ مالک مکان نے جواب دیا۔ جو شے نکلی ہے۔ اُس کا مستحق نکالنے والا ہی ہے۔ کیونکہ اُسی کی تقدیر سے اور اُسی کی سعی بازو سے نکلی ہے۔ ایک گھنٹہ بھر اسی طریق سے باہم گفت وگو رہی۔ آخر کار جب سید نے اس کشاکش سے نجات پائی تو اس اندیشہ سے۔ کہ مبادا آیندہ پھر ایسا ہی موقع پیش آوے۔ حرص کو حرکت۔ اور دل کو میلان ہو۔ اور ہاتھ اُس کی طرف بڑھے۔ اس پیشہ سے ہی درگزر کی۔ اور اس کے بعد ایندھن اور آٹا بیچنے کو اپنی قوت بہم پہونچانے کا ذریعہ بنایا۔

اس عرصہ مین ایک رہنما بزرگ آپ کے پاس آ پہونچے۔ کئی سیر آٹا لیا۔ اور اُسی ایندھن سے جو دوکان مین تھا روٹی پکا کر صرف اپنی ایک چاشت کی خوراک بنائی۔ آپ کو ذکر قربان کا طریقہ یاد کرایا۔ اور فرمایا۔ زاہدان خشک کی

رفتار چہ طرہ اور عاشقان عارف کے خوان کی چاشنی چکھو۔ کہتے ہین۔ اِس ذکر کی مشق آپنے یہان تک بڑہائی۔ کہ شغل کرتے وقت بدن کے اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جایا کرتے تھے اور جب آپ فارغ ہوتے تھے۔ تو وہ اعضا پہر مل جاتے تھے۔

سلطان بہادر گجراتی نے جب منڈو (مانڈو) کو فتح کیا تہا۔ تو سید کی ملازمت مین بہی گیا تہا۔ اور نذر مین بہت سامان پیش کیا تہا۔ آپنے قبول فرماکر سب کو عمارت کے کام مین لگا دیا۔ اور ایک بہت بڑا گنبد پدر بزرگوار کی قبر پر تعمیر کرایا۔ اور پہر بعد مین جب جنت آشیانی کا ورود منڈو (مانڈو) مین ہوا۔ تو اُس نے بہی عزم دیدار کیا مجلس گرم ہوئی اور رازداری کی باتین ہونے لگین۔ بہت سی عمدہ عمدہ اور دلچسپ باتین ہوئین۔

کہتے ہین۔ آپ کے چوبیس بیٹے تہے۔ اِن سب مین سات بیٹے گویا پیش بہا موتی تہے۔ سید داؤد سید حمید۔ سید حسن۔ سید برہان الدین۔ سید کمال۔ سید سالار۔ اور سید فرید چند فرزندون کو رسمی علم حاصل تہا۔ اور چند الٰہی معرفت کے عالی مرتبہ کو پہونچ کر بہت سے لوگون کے پیشوا ہوگئے تہے۔ اور دامادون مین سے یہ چار شخص ممتاز تہے۔ اولاً آپکے پیر کے پوتے شیخ نصیر الدین ابن شیخ جلال ابن شیخ برہان چشتی۔ دوسرے شیخ جمال تیسرے شیخ چاند چوتہے شیخ شرف الدین۔ اِن چارون مین سے ہر ایک اہل عرفان۔ اہل ذوق۔ اور اہل وجد تہے۔

سید نظام نے تاریخ انیسوین ذی حجہ ہجری سنہ نوسو پچاس کو جہ دیدار کے واسطے کوچ فرمایا۔ خوابگاہ باپ کا گنبد جو سلگر تال سے نزدیک ہے۔ مصرع صفا در مردہ او کوی حق شناسی بود۔

یاد سید حسین

آپ سید محمد کے بیٹے تہے جو جلال ابن زہ سید کے فرزند تہے۔ آپ اصل مین سادات ترمذ سے ہین۔ آپ کے آٹہوین دادا سید جلال الدین ہند کی طرف ترمذ سے آئے تہے۔ اس وقت آٹہوین صدی کا آغاز تہا اور قصبہ سارن مین جو سرکار جونپور کی مضافات مین سے ہے گوشہ گزین ہوئے۔ اِن کے دو بیٹے تہے۔ سید علما اور سید جلال۔ یہ سید حسین جو ہین۔ دوسرے بیٹے کے پوتون مین سے ہین۔ سید حسین کی زاد بوم گوالیار ہے آپکے والد ماجد سید محمد۔ سلطان ابراہیم لودہی کے عہد مین قصبہ سارن سے جو آپ کے آبائے کرام کا وطن تہا۔ گوالیار مین آئے تہے۔ اُنہین ایام مین حاکم قلعہ تتار خان سارنی تہا۔ اُس نے کمال محبت اور تعظیم کے ساتہہ آپ کا استقبال کر کے ضروری مزدیات نہایت عجلت کے ساتہہ بہم پہونچائین۔ اِسی عرصہ مین چند روز بعد

قطب الاولیا غوث العرفا شیخ محمد غوث قدس سرہٗ بھی شرقی ملک سے جو ان کا قیام گاہ تھا۔ گوالیار مین آئے۔ القصہ جب جنت آشیانی ہمایون بادشاہ نے صوبہ بنگالہ کی فتح کے واسطے کوچ فرمایا۔ تو دار الخلافہ آگرہ میرزا ہندال کے سپرد کیا۔ ناتجربہ کار ندیمون نے یہ صدا متواتر میرزا کو سنائی حافظ۔

شہر خالیست زعشاق بود کز طرفے		مردے از غیب برون آید و کارے بکند

میرزا کو تہ اندیش تھا۔ کہ ہواے فرمان روائی اُس کے کانون مین بھر گئی۔ اس بارہ مین دولت دوست نالائقون کے مشورہ سے یہ بات قرار پائی کہ شیخ بہول۔ ہمارے بادشاہ کے پیر ہین۔ اور شیخ محمد غوث پیر کے بھائی ہین۔ جب تک یہ دونون بزرگوار عالم ملکوت کو روانہ نہین کردئے جائینگے۔ میرزا کی آرزو پوری نہین ہوگی۔ شیخ بہول۔ دار الخلافہ آگرہ مین موجود تھے۔ ان کو وہین شہید کردیا۔ اور غوث زمان گوالیار مین تشریف رکھتے تھے۔ اسواسطے گوالیار کے حوالدار سلطان میرک کے نام حکم جاری کیا گیا۔ کہ جس طریق سے ممکن ہو شیخ محمد غوث کو دار الخلافہ مین روانہ کردو۔ اتفاق سے شیخ محمد غوث کو اس معاملہ کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ لہذا راتون رات آفتاب کی طرح لوگون سے مخفی اور تن تنہا گوالیار سے نکل گئے۔ اور زمین مشرق مین جا پہونچے جہان ہمایون لشکر رہتا۔ لیکن گھر اور ما فیہا لٹ گیا۔ اور بال بچون کو نہایت تنگی کی نوبت پہونچی۔ جب ہمایونی علم واپس ہوئے۔ اور وہ شورش فرو ہوئی۔ اور شیخ محمد غوث بھی اپنے وطن مین آپہونچے۔ تو یہ بات ذہن نشین کی گئی۔ کہ جو کچھ آفت اور مصیبت گھر پر اور بال بچون پر پہونچی تھی۔ یہ سب سید محمد سارنی کے کہنے سننے سے پہونچی تھی۔ اور پھر جن لوگون نے یہ چھچوندر چھوڑی تھی۔ انہین لوگون نے محض گمان ہی گمان پر سید محمد کے گھر والون سے مکر رسہ کر یہ جا کر جتایا کہ تمہاری اولاد کے واسطے شیخ محمد غوث جلالی نقش جلاتے ہین یہ متوحش خبر سنکر بچون کی مان نے اس طریق کے سوا نجات کی کوئی صورت نہین دیکھی۔ کہ اپنے بڑے بیٹے سید حسین کو جس کی حسین صورت دیکھکر یوسفی حسن یاد آتا ہے خدمت مین بھیجے۔ اور تو بھی تقصیر کی عذر و معذرت کرکے معافی کے لئے التماس کرے۔

جب یہ نوجوان سعادت مند قدم بوس ہوئے۔ تو شیخ محمد غوث نے نظر مہربانی سے دیکھا۔ جس کی وجہ سے اِن کو کمال خوشی حاصل ہوئی۔ اور روز بروز گنجایش اور رسوخ کا درجہ بڑھتا چلا گیا۔ جب سترہ سال کی عمر ہوئی۔ تو مرید ہوگئے۔ اور سلوک کے طریقہ پر مقامات طے کرکے خداشناسی۔ حق دانی۔ اور حقیقت پرستی سے ممتاز ہوئے۔ اخیر مین وحدت وجود کے آثار زور و شور کے ساتھ غالب آئے۔ یہان تک کہ

سلوک سے سازرکھکر بتیس سال کی عمر مین جذبہ کو نوبت پہونچی - جس زمانہ مین قطب الاولیا غوث زمان نے شیرخان سور کی شورش کے سبب سے گجرات کو ہجرت فرمائی ہے - اُس زمانہ مین آپ ہمرکاب تھے - ایک روز ایک جگہہ چند بوالہوسون کی مجلس ہو رہی تھی - چلتے چلتے ان مجذوب صاحب کا بھی گزر وہان سے ہوا سرو کر مجلس مین گہس گئے - اور پانی کا ایک برتن اُٹھایا - مجلس والون نے مجذوب تو جانا نہین - چور خیال کیا - سمجھہ کو کچھہ کام مین نہین لائے - غصہ سے کام لیا - اس درمیان مین انجمن مین سے ایک ناعاقبت اندیش اُٹھا - اور تلوار کا ہاتہہ مار کر آپ کو شہید کر دیا - خوابگاہ محمود آباد ہے جو احمد آباد سے دس کوس ہے -

مصرع بود سالے نہصد و پنجاہ و دو

یاد سید علاءالدین مجذوب المشہور بہ علاول بلاول

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید سلیمان ہے - آپ کے جد امجد سید حسن حسینی ایام سابق مین - رسول علیہ السلام کے مدینہ سے ہند مین آئے تھے - جب ہند کی شرقی زمین مین پہونچے - تو قصبہ ردولی مین ایزدی مشیت کے بموجب سیاحی کی مسافت انجام کو پہونچی اور اسی قصبہ کے ایک گوشہ مین قیام کا بستر بچھا دیا - اور خدا سے لو لگائی - چند روز بعد آپکے دادا کی بیویان بھی ہوگئین مکان بھی بن گیا - خاندان بھی ہوگیا - فرزند - خویش متعلقین - درویش بہت سے فراہم ہوگئے - جب سید سلیمان کی زندگانی کا تخت برباد ہوا - تو اُنہون نے اپنا متروکہ نقد - کپڑا - دیہات - اور زراعتی زمین بہت کچھہ چھوڑا تہا - اس سبب سے فرزندون مین باہم جھگڑا تنازعہ پیدا ہوا شیخ علاول سب مین چہوٹے تھے - اور کریم الطرفین تھے - اس سبب سے چند بہائیون نے ان کے مار ڈالنے کا قصد کر کے - آپ کے واسطے ولایت یوسفی ثابت کی - ان کی مان ان پر محبت کی نظر رکھتی ہی تھی جب اُس کو یہ حال معلوم ہوا - تو وہ سفر حجاز کا عزم کر کے آپ کو ہمراہ لیکر اُس قصبہ سے مخفی طور پر نکل آئی دن مین گرگ طینت بہائیون کے تعاقب کے خوف سے گوشہ تاریک مین چھپے رہتے تھے - اور رات مین جتنی طاقت کام دیتی تہی - راستہ چلتے تھے - **القصہ** - جب تک اس خوف سے امن حاصل نہین ہوا - اسی طرح جنگل بیابان قطع کرتے چلے گئے - چونکہ صادق نیت کا درخت - ہمیشہ مرادون کے پہل دیتا ہے اسواسطے حرمین شریفین کی زیارت سے شرف سعادت حاصل ہوا - ہر چند سال کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنی زندگی کی امانت موکل تقدیر کے سپرد کر دی - ایک تو غربت کی محنت تہی اسپر درد فرقت اور بڑہ گیا بیت

مرہم لوام نیست مسر علاج چیست	بر درد عشق داغ جدائی فزودہ اند

ناچار شغل خاطر کے واسطے آپنے اُن اطراف مین ایک مدت تک رہ کر رسمی علوم تحصیل کیئے - اور شاگرد کتاب ہوگئے - پرکار کی طرح جہان کا گشت لگایا - اور چونکہ سفر کا آغاز نقطہ ہندسے ہوا تھا - اخیر مین پھر اُسی نقطہ پر آگر ٹہیرے مدت تک دہلی مین افادت دستگاہ شیخ لادن مفتی کے درس مین بیٹھکر تفسیرون کا مطالعہ کیا - اور اس درمیان مین ہمیشہ خواجہ بختیار کاکی کے مزار قطب المدار پر حاضر ہوکر آستانہ مین فروغ معنوی کی استدعا کیا کرتے تھے جب وقت آگیا - تو آپ کو جذبۂ مطلق نے اُچک لیا - جو حقیقی وحدت سے مقید تھا - اور دار الخلافۃ آگرہ کے قیام کا حکم ہوا - آپنے شہر مذکور مین دریاے جمنا کے کنارہ حجرہ تجویز کر لیا تھا - اور اُس مین قرآن شریف کی تلاوت اور تفسیر قرآن کے مطالعہ مین مشغول رہتے تھے - اِن ایام مین فردوس مکانی بابر بادشاہ کی سلطنت کا زمانہ تھا - **برد مضجعہ**

آپ کے کشف و کرامات کے متعلق کسی قدر حالات ذیل مین بیان کرتا ہون -

شیخ منور چشتی لکھتے ہین - آپ مٹی گارہ کے کام مین پھنسے رہتے تھے - اور اس سبب سے مجکو حیرت دامنگیر ہوتی تھی - ایک روز آپنے فرمایا - منور - علاءالدین کا توکل کاری کا شغل چندروزہ ہے - اِس سے زیادہ نہین ہے - لیکن تم اسی کام مین واپسین دم تک ہمیشہ مقید رہو گے - آخرکار جیسا آپنے فرمایا تھا - ویسا ہی وقوع مین بھی آیا -

شیخ حاتم سنبھلی اُس زمانہ کے باعمل علما مین سے تھے - ایک دفعہ ایسا سننے مین آیا - کہ ایک درویش شرعی احکام کے دائرہ سے قدم باہر رکھکر کرامات اور مقامات کا دعوی کرتا ہے جب مین شہر آگرہ مین آپ کے حضور مین گیا - تو تمام شرعی تانے بانے جو آپ کے متنبہ کرنے کے واسطے مینے اپنی قوت متخیلہ مین تن رکھے تھے - عقیدت اور اخلاص کے لباس سے تبدیل ہوگئے - اور اعتراضی مسائل کو مین عرض نہین کرنے پایا تھا - کہ شافی بیان کے ساتھ آپنے جواب دیدیا -

داناے وقت شیخ مبارک خضر فرماتے تھے - جب مین گجرات سے دار الخلافۃ آگرہ مین آیا - اول آپ کی ملازمت مین حاضر ہوکر - امیدوار بشارت ہوا - تو آپنے اس دلکش تقریر سے مجکو خوش خبری سنائی - کہ اسی سعید شہر مین تم کو قیام کرنا چاہیئے - تمہاری خاندان مین عالی درجہ فرزند - وافر علم - اور کثیر دولت - یہ نعمتین بہت جلد نصیب ہونے والی ہین - لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے - کہ تمہارے سلسلہ مین ایک جان گزا آفت - اور مہلک فتنہ پیدا ہوگا - جو تہمت اور بدنامی کا باعث ہونے والا ہے - اندیشہ نہ کرنا کیونکہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی

لے تمہارا مددگار نہ تو تم سے دست بردار ہوا - اور نہ دشمن ہوا ۱۲ اور یہ اور تمہارا انجام آغاز سے بہتر ہے ۱۲ منہ

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی انجام کار خیریت ہے۔ شیخ مبارک نے فرمایا۔ آپ کے دل خوش کن فرمانے کے بموجب آخر کار روز افزون آثار نظر آنے لگے۔

کہتے ہین شیخ نظام نارنولی۔ اپنے وقت کے قطب تھے۔ ان کو اِن کے پیر نے ان مجذوب الہی کی خدمت مین بھیجا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ جس مقام مین قیام کے واسطے آپ اشارہ فرما دین۔ اسی مقام کو اپنا وطن سمجھنا چاہیے جب نظام العالم آپ کی خدمت مین پہونچے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے ثانی نظام تمہارے ظہور کی جگہہ نارنول ہی ہے۔ اور تمہارے کام کی رونق۔ اور اُس کا اجرا۔ اُسی مقام کے ساتھہ وابستہ ہے۔ جو اپنے وقت پر وقوع مین آویگا۔ آخر کار وقوع مین بھی۔ اُسی مطابق آیا۔ کہ جس طرح آپنے ظاہر فرمایا تھا۔

شیخ عبد اللہ بخاری آپکے ہم عصر درویش تھے۔ چونکہ آپ دریاے وحدت مین نہایت مستغرق رہتے تھے۔ ربودگی کی موجین کی موجین آیا کرتی تہین۔ اور حالت سکر بالکل غالب رہتی تھی۔ اسواسطے ایک روز شیخ عبد اللہ بخاری آپ کی ملازمت مین حاضر ہوئے تاکہ آپ کو ان حالات جذب سے ہوش مین لا دین۔ اس عرصہ مین ایک کوزہ قند کا آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے بخاری کے ہاتھہ مین دیدیا۔ بخاری نے دو ٹکڑے کر کے یہ کہا۔ کہ جو لذت دوئی مین ہے۔ وحدت مین نہین ہے۔ آپنے جواب مین معرفت توحید۔ اور ذوق فنا کے متعلق چند باتین اپنی زبان سے اس طرح بیان کین۔ کہ ناصح کا دل قابو مین نہین رہا۔ دیوانگی اور ربودگی نے بخاری کی حالت مین وحدت کا مزہ پیدا کیا۔ اور جان لیا جو کچھہ نہین جانتے تھے۔

ایک شخص شیخ علاء الدین دہلوی کے خلیفہ کے بیٹے تھے۔ اِن کو اِن کے پیر نے دار الخلافہ آگرہ مین اِس غرض سے بھیجا تہا۔ کہ ہمارا سلسلہ جاری کرو۔ اور وہان کے لوگون کو ہدایت دو۔ جب ابن خلیفہ۔ سید علاء الدین مجذوب کی ملازمت مین بمقام آگرہ آئے۔ تو آپنے فرمایا تمہارے پیر نے تم کو اس شہر کی شیخی کے واسطے بھیجا ہے۔ یہ عمدہ کام کوچہ۔ اور خالہ کا گھر نہین ہے۔ اِس جگہہ رہنا۔ شیرون کے ساتھہ پنجہ کرنا ہے۔ تم جیسی بکری سے یہ کام کیونکر ہو سکیگا کہتے ہین۔ دو تین روز نہین ہوئے تھے۔ کہ دستون کی بیماری ہو گئی۔ جتنا زیادہ علاج کیا گیا۔ اُتنی ہی زیادہ بیماری بڑھتی گئی۔ بالآخر۔ علاج چھوڑ کر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپنے فرمایا۔ غم نہ کرو صحت ہو جاویگی اور تمہارے اجراے کار کی جگہہ قصبہ امروہہ ہے۔ ایک کمل پر آپ بیٹھے تھے۔ وہ ابن خلیفہ کو دیا۔ ابن خلیفہ نے اپنے سر پر باندہ کر وہ کی اجازت لی۔ وہان پر اُن کو رونق حاصل ہوئی۔

شیخ راجو نام ایک جوان۔ بنی اسرائیل گروہ مین سے تہا۔ اُسنے آپ کی حضوری کو اپنے اوپر لازم کر لیا

تھا۔ رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہونچی۔ کہ آپ کے حالات اور عادات پر شیدا ہو گیا۔ آپ کی ایک لحظہ کی جدائی بھی اُس کو دشوار تھی۔ ایک روز آپ اوسپر مہربان ہوئے اُس کے واسطے ایک لقمہ زمین پر ڈال دیا۔ اُسنے کمال تواضع سے اور نہایت ادب کے ساتھ ہونٹون سے اُٹھالیا۔ اور نگل گیا۔ جو نعمت وہ چاہتا تھا حاصل ہوئی آپنے اُس کو قصبہ آہار مین بھیجا۔ وہان پر اُس کی شیخوخت رونق پکڑ گئی۔ اُس مقام پر ایک جادوگر جوگی تھا۔ وہ مباحثہ کرنے لگا۔ شیخ راجو نے موسوی ولایت کے ذریعہ سے اُس کا جادو باطل کر کے۔ اپنا گرویدہ بنالیا۔

اس قسم کی عمدہ عمدہ کرامتین اور خرق عادات آپ کی بہت کچھ بیان کی گئی ہین۔ لیکن چونکہ یہ مختصر کتاب اس قسم کی گفت وگو کے لئے کمتر گنجایش رکھتی ہے۔ لہذا حوالہ قلم نہین کی گئین۔ سید زین العابدین نام ایک عالم آپکے معتقدین مین سے ہین۔ اُنہون نے ہجری سنہ ایک ہزار نو مین ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس مین آپ کے حالات تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہین۔ خدا کرے۔ وہ شائقین کے مطالعہ مین آوے۔ اور جو بندہ یا بندہ بنے۔ **بیت**

من طلب کردم وصالش روز وشب	یافتم اینک بحکم من طلب

علاؤالدین مجذوب آپ کی تاریخ رحلت ہے۔
سنہ ۹۵۹ھ

یاد شیخ کمال الدین قریشی

آپ شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی کے مرید ہین۔ گجرات کے بنادر اعظم مین سے ایک بندر گوگہ نام بھی ہے اس بندر مین آپنے پیر کی اجازت سے قیام اختیار کیا تھا۔ اور طریقت کے اندر اہل حقیقت کے مقامات کو پہونچکر سلسلہ رہنمائی جاری کر رکھا تھا۔ بہت لوگون نے آپ کی ہدایت کی بدولت کمالات اور حالات کا فرہ پایا ہے

مصرع ؏ تا مستی شراب محبت نصیب کیست

یاد شیخ احمد پور نعمت اللہ

آپ کی زاد بوم چندیری ہے۔ قادرشاہ کے عہد مین مالوہ کے شیخ الاسلام تھے۔ آپ کے چوتھے دادا شیخ علاءالدین مقتول ملتان سے آئے تھے۔ اور مشیت ایزدی سے گوالیار مین قیام فرمایا۔ لیکن فرزندون کو ہمیشہ یہ خوف دلاتے رہتے تھے۔ کہ بیکہ پرستون کا ایکایک غلبہ ہونے والا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ جب فتنہ مذکور کا آغاز ہوا تو باشندگان گوالیار کے سر آفت آئی۔ شیخ الاسلام کے تیسرے دادا شیخ اسمٰعیل تھے۔ شیخ اسمٰعیل اہل تجرد کی جماعت ساتھ لیکر چندیری کو گئے۔ اور وہین مکان بھی بنالیا۔ اسی جگہہ شیخ نصیرالدین ابن شیخ اسمٰعیل۔ اور شیخ نعمت اللہ ابن شیخ نصیرالدین کی علمی صورتین اُن شرائط کے ساتھہ جو وجود خارجی کو لازم ہین۔ ظاہر وجود مین ظہور پذیر ہوئین

اور اسی جگہ کمال استعداد کو پہونچکر عین (وجود) سے علم (عدم) کو روانہ ہو گئیں - صوفیوں کی اصطلاح مین اولین حالت کا نام وجود ممکن اور پچھلی حالت کا نام عدم اضافی ہے - اِن حالتون کو مبدء اور معاد بھی کہتے ہین - ان کے بعد شیخ الاسلام اپنے باپ کے جانشین ہوئے جب رانای چیتور نے چندیری کو شکست دی - تو آپ فرزندان اور عزیزون کو ساتھ لیکر دوسے لوگون کے ہمراہ چہترہ مین چلے آئے چہترہ ایک قصبہ ہے سرکار کالپی کا - یہان کا حاکم احمد خان فیروز یہ نیک شخص تھا - اسنے آنے والون کو عزت اور تعظیم کے ساتھ لیا - اور حکم دیا - کہ یہان کے باشندون کو چاہیے - چندیری کے آفت زدون کے ساتھ برادرانہ سلوک کرین - اور اپنا سامان اور سرمایہ آدھون آدہ تقسیم کردین تاکہ اِن لوگون نے جو تکلیف اُٹھائی ہے - اُس کو بھول جائین القصہ اہل اسلام کی خرابی جب سلطان بہادر گجراتی کے گوش گزار ہوئی - تو اُس کو غیرت آئی وہ بہت سی سپاہ لیکر روانہ ہوا - اور قلعہ چیتور کا محاصرہ کیا - جو رانا کا پرانا وطن ہے - اور بڑی بھاری لڑائی ہوئی - چونکہ لڑائی کے ذریعہ سے قلعہ کی فتح دشوار معلوم ہوئی - لہذا علما نے جمع ہو کر فتویٰ لکھدیا - کہ اسلام کا بول بالا ہونے کے لئے - سپہ سالار کو عقلاً اور شرعاً جائز ہے - کہ جو غیر مطیع اسلام ہین - اُن کو قسم اور صلح کے ساتھ قبضہ مین لا کر مار ڈالے - اور فریب بہانہ کے ذریعہ سے انپر فتح یاب ہووے - چنانچہ رانا کو صلح کے بہانہ سے پکڑ کر تلوار سے مار دیا - اِس کے بعد سلطان شکار کھیلتا ہوا - رائسین کے قلعہ مین پہونچا - جو لوگ چندیری سے جلاوطن ہو کر چہترہ مین آئے ہوئے تھے - اُن کے بلانے کے واسطے حکم جاری فرمایا - وہ لوگ بتعمیل حکم رائسین مین آئے - سلطان اُس وقت میدان چوگان بازی مین تھا - فرمایا جلد پیش کئے جاوین - اور جلد ان کے اندرونی زخمون کا علاج کیا جاوے - چنانچہ کچھ لوگون کو تو اُن کا گیا ہوا دنیاوی اسباب جس کے مقدر مین جتنا لکھا تھا - مل گیا - اور کچھ لوگ جہان اُترے ہوئے تھے - وہین پڑے رہے - اور قناعت پر دل نہادہ ہو - اُنہین ایام کے قریب قریب سلطان تو گجرات کو روانہ ہوا - اور ملو خان کو جو قادر شاہ کے نام سے مشہور تھا - خبر پہونچی - کہ شیخ احمد اور نیز دیگر چند متوکل تنہائی پسند لوگ رائسین مین ہین - جن کی روزی آسمان مین ہے - یہ سنکر محبت اسلام جوش مین آئی - ایک دلسوز دانشمند کو بھیجا - اور وہ ان لوگون کو نہایت عزت اور حرمت کے ساتھ اُجین مین لے آیا - آپنے بقیۃ العمر شیخ الاسلامی کی مسند پر بیٹھکر ہدایت جاری رکھی - اور جو لوگ سالک تھے اُن کو تیز روی سکھائی دسوین صدی کا آغاز تھا - کہ قلعہ اُجین مین خوابگاہ اختیار کی - دو لڑکے چھوڑے - شیخ جمال - اور شیخ عبدالقادر

مصرع بادا دل سلیم نصیبش زکردگار

یاد مخدوم اعظم مولانا خواجگی احمد

آپ جلال الدین کے بیٹے ہین - جو دوست محمدؐ کاشانی قلیجی کے بیٹے تھے - اور دوست محمدؐ کاشانی شیخ برہان الدین قلیچ کے پوتون مین سے ہین - جو عہد لیقی نسب حنفی مذہب تھے - اور کاشان فرغانہ مولد تھا - آپ کی تلقین سے عقل کے آئینہ کو صیقل ہوتا تھا - اور نیز تلقین کے آئینہ مین شاہی حقیقتین نظر آتی تھین مولانا محمد قاضی کے مرید تھے - جو خواجہ احرار خواجہ عبید اللہ باغستانی کے بزرگ خلفا مین سے ہین - آپ کے وصال کی تاریخ جس کو عوام وفات کہتے ہین - ہجری سنہ نو سو انچاس تھا - اور ہجران کا زمانہ جس کو لوگ زندگانی سے تعبیر کرتے ہین - اٹھتر سال بتاتے ہین - جن ایام مین والی ملک ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ گرگانی تیموری نے ہندوستان فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا - اُن ایام مین سلطان ابراہیم لودھی ملک دہلی کا بادشاہ تھا - اُس کے ساتھہ بڑی بھاری لڑائی ٹھنی - چونکہ گرگانی فوج نے لڑائی کی طاقت اپنے مین نہ دیکھی تو سپہ سالار کا بیان ہے - کہ مینے حلیہ احراریہ کا تصور کیا - ایک سوار نظر آیا - جس کا گھوڑا اور لباس دونون سفید تھے - اور اُس نے فوج دشمن کے ساتھہ تلوار سے مار دھاڑ شروع کردی - تھوڑے عرصہ مین وہ لڑائی فتح ہوگئی اور لودھی کی فوج نے بھاگنے کو غنیمت بلکہ باعث زندگانی سمجھا - سپہ سالار کا بیان ہے - کہ مینے اُس حلیہ کو عبارت مین لکھہ لیا - جب لڑائی کا شور و غوغا فرو ہوا - تو مینے یہ واقعہ دانشمندون کے روبرو بیان کیا - جو میرے پاس تھے - اُس مجلس مین اس خانوادہ کے بزرگون مین سے بھی ایک صاحب تھے - اُنھون نے فرمایا - کہ یہ حلیہ مولانا خواجگی احمد کا ہے - مینے اُسی روز میر قوزی کو جو میرے امیران اعظم مین سے تھے وہ حلیہ کا ورق اور اُس کے ساتھہ بہت کچھہ تحفے اور ہدیے دیکر آپ کی خدمت مین روانہ کیا - اور یہ چند بیت نیاز نامہ مین لکھکر اپنا ضمیر آپ پر ظاہر کیا - **قطعہ**

درہوائے نفس گم رہ عمر ضائع کردہ ایم ‌ ‌ ‌ پیش اہل اللہ از اطوار خود شرمندہ ایم
یک نظر بر مخلصانِ خستہ دل فرما - کہ ما ‌ ‌ ‌ خواجگی را ماندہ اکنون خواجگی را بندہ ایم

رباعی

درویشان را اگرچہ نہ خویشانیم ‌ ‌ ‌ لیک از دل و جان معتقد ایشانیم
دور ست نگوی شاہی از درویشی ‌ ‌ ‌ شاہیم و لے بندہ درویشانیم

بہت سے بیدار مغز لوگ آپ سے بیعت تھے - کسی قدر آپ کی معرفت اور ہدایت کے حالات آپ کے بزرگوار

خلفا - اور فرزندون کی یادداشتون سے معلوم ہون گے۔ انشاء اللہ العزیز - خدا کرے - یہ حالات شائقین حکایات سے مخفی نہ رہین -

چونکہ راقم تعریف اور پسندیدہ عادات کے لکھنے مین - شبدیز قلم کی باگ کھینچی ہوئی رکھتا ہے - لہذا اُس کو جولانی مین سرپٹ نہ کرکے - تمام تعریفات اور پسندیدہ عادات کو نہایت تنگی کے ساتھ ظاہر کرتا ہے - ورنہ اس صاحب ذکر کی سرشت مین بہت کچھ بزرگیان - اور بزرگیون کی استعداد موجود ہے - راقم اِس صاحب ذکر کی تعریف مین نثر اور نظم کے بے انتہا پھول نثار کرتا - بلکہ ہر ایک کی یادداشت مین فصیح البیانی کام مین لاکر تحفہ پذیر آنے والون کے سرمایہ کے واسطے ایک عمدہ یادگار چھوڑتا - لیکن پھر بھی بحکم مصرع

باب ورنگ وخال وخط چہ حاجت روے زیبا را

تحریر سے کام معلومات کی ضروری باتین ضبط مین لانے کے علاوہ نہین لیا ہی مصرع مدح او از شمار بیرون ست

یاد مولانا محمد صاحب مجد

تمام علوم مین آپ کی طبیعت رسا تھی - سلطان محمود ابن مظفر ابن محمود کا زمانہ تھا - کہ آپ حجاز سے گجرات مین آئے تھے - سلطان آپ کا شاگرد ہوا - اور خدا کا شکر ادا کیا - اور آپ کا رتبہ بلند کرنے مین کوشش بیان تک کی - کہ آپ کی ٹال ٹول چنیاں نہ کرکے - جملۃ الملکی کا منصب اور خداوندخانی کا لقب عطا فرمایا - اسی طرح پر سلطان محمود کے بیٹے سلطان بہادر نے بھی آپ کی تعظیم مین باپ کے مراسم پر کچھ زیادہ ہی کیا - جن ایام مین جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ نے بردِ مضجعہ صوبہ گجرات فتح کیا - اور سلطان بہادر اپنی قلمرو کو فوج سے خالی چھوڑکر دریاپار کے جزائر مین بھاگ گیا - تو اُس وقت آپ گجرات مین ہی تھے - جنت آشیانی سے ملاقات کی - تعظیم وتکریم کے مدارج ادا ہوئے - شاہی عنایت کی کشش آپ کو لشکر کے ہمراہ دہلی مین لے آئی - یہ دلکش مقام آپ کے دل کا دامن پکڑ بیٹھا - ناچار قیام کرنا پڑا - شیرشاہ سور کا زمانہ تھا - کہ آپ دارالسرور کو روانہ ہوگئے آپ طبقہ مغربیہ احمدیہ مین بیعت تھے - اور اُسی سلسلہ کے پیرون کی روش پر طریقت کا سلوک بھی رکھتے تھے -

یاد شیخ چندن دِسوری (مندسوری)

آپ شیخ بدہا کے بیٹے تھے - اور شیخ بدہا کے باپ کا نام شیخ جیجو تھا شیخ صدرالدین خاموش چشتی کے مرید ہین - موشوم مسیحائی انفاس - اور ظاہر وباطن کی شست وشو کمال درجہ پر رکھتے تھے - ایزدی جذبات اور سلوک کے مقامات بھی آپ کو حاصل تھے - آسمانی خزانون کے دروازے آپ کے ہاتھ پر کھلے ہوئے تھے - ہمیشہ کیا نقد اور

کیا جنس بقدر احتیاج - اور بقدر خواہش - خواستگارون کو بے تامل دیا کرتے تھے - ہر ایک فن کی کتابین فراہم کرکے - غیر ذی استطاعت علما اور طلبا کو پہونچایا کرتے تھے **القصہ** سائل کا محروم رہنا اپنے اوپر حرام جانتے تھے سلطان بہادر گجراتی - آپ کا معتقد باارادت تھا - اِس سلطان کے زمانہ مین ہوپت راے رایسینی کے ساتھ آپ کے اعزہ اور درویشون کی لڑائی ٹھنی ہوئی تھی - آپنے اعلاے کلمۃ اللہ کی غرض سے اِن لوگون کی امداد مین بڑی بھاری لڑائی کی - آپ کے قبیلہ کے بہت سے لوگ درجہ شہادت کو پہونچے -

کہتے ہین شیخ منجھو اجمیری - سفر حجاز سے ہند کی طرف واپس آئے - تو ایک بھاری زنجیر اپنے پانون مین اس شرط پر ڈال لی تھی کہ مشائخ مین سے جس کسی کے دیدار سے یہ بھاری زنجیر اُن کے پانون سے بآسانی نکل جاویگی اُسی کی بیعت کا طوق اپنی گردن مین پہن لونگا - اسی طریق پر منزل در منزل طے کرتے ہوئے - دِسُور (مندسور) مین آئے - شیخ دان - اور شیخ سلطان شیخ چندن کے بزرگ خلفا مین سے تھے - اونکی شیخ منجھو نے اِن بزرگوار کی ملازمت حاصل کی - اور زنجیر ڈالنے - اور کھولنے کی شرط بھی بیان کی - اِن بزرگون نے فرمایا - بیشک پیر بزرگوار کے مشکل کشا جمال سے یہ عقدہ حل ہو جاوے گا - جب عہد پورا ہوا - اور جیسا کہا تھا - ویسا ہی وقوع مین بھی آیا - تو اُسی دم مرید ہو گئے - **بیت**

زبار ہستی خود گر کسے جریدہ شود	ببارگاہ وصالش سبک رسیدہ شود

اس قسم کی آپ کی باتین جو خوارق عادات ہین - لوگ بہت کچھ بیان کرتے ہین - تیئیسوین رمضان ہجری سنہ نوسو ترییسن مین آپ عالم علوی کو کوچ فرما گئے - خوابگاہ ٹوڈی جو ایک پشتہ ہے دسور (مندسور) کے کنارہ کہتے ہین - آپ کے جد امجد شیخ جھجو - راؤ کے سکندرہ مین قیام رکھتے تھے - تقدیر سے ترک وطن کر کے سیاحی کا ارادہ کیا تھا لیکن آخر کار آب و دانہ کی زنجیر آپ کے سیاح پانون مین پڑی - اور مندسور کے اطراف مین مقیم کیا - شیخ موسی اُجینی - شیخ لال گجراتی - اور شجاعت خان پدر باز بہادر خان افغان - جو چند سال حاکم مالوہ بھی رہ چکے ہین - آپ کے مریدون مین سے تھے - **رحمہم اللہ**

شیخ چندن کے بیٹے شیخ محمد ہین - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین اسی برس کی عمر ہے - یہی سجادہ نشین ہین - صورت بالکل درویشون کی - تن صوفیون کا - دل سادہ - اور خدا دوست پیر ہین - اللہ تعالی انجام بخیر کرے - جو کچھ لکھا گیا ہے - یہ سب اُنہین کے بیانات پر سے لکھا گیا ہے -

یاد سید زھید

آپ شاہ بدھا کے بیٹے تھے۔ شاہ بدھا کے باپ کا نام حمزہ ابن قطب ابن عمر ابن جلال تھا۔ قدس اللہ اسرار ہم آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون قصبہ سیارن ہین شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کے خلیفہ ہین۔ جو دو واسطہ سے نصیر الاولیا چراغ دہلی کو پہونچتے ہین۔ کہتے ہین۔ آپ کا سر زانوے مراقبہ کے سوا۔ کچھہ جانتا ہی نہین تھا۔ اور آپ کی آنکھین گریہ شوق کے سوا۔ کوئی چیز پسند ہی نہین کرتی تھین۔ آپکے سینہ مین شورش عشق کے سوا کسی قسم کا خیال نہین تھا اور آپکے ضمیر مین یاد مولیٰ کے علاوہ کوئی بات نہین آتی تھی۔ آپنے زندگی کا تمام زمانہ۔ مراقبہ۔ اور انتظار مین ہی گزار دیا۔ شیخ قاضن شطاری۔ جو شاہ عبداللہ شطاری کے بڑے خلیفہ تھے۔ آپکے داماد ہین۔ اور شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ پسر شیخ قاضن شطاری در پیر بابا حاجی حمید الدین حضور آپ کی دختر سے ہین مصرع وفرز خلاص بادا نامہ اعمال او

یاد مولانا قاضی خان

آپ یوسف ناصحی کے بیٹے ہین۔ جلال الحق آپ کا لقب ہے۔ زاد بوم ظفر آباد جونپور ہے۔ بیعت کا شجرہ اور خلافت کا خرقہ شیخ حسن طاہر کی خدمت سے پایا تھا۔ قدس سرھما کشفی اور لدنی علوم سے کافی طور پر حصہ آپ کو ملا تھا۔ والا فطرت اصحاب جو دوئی سے بالکل علیحدہ ہین۔ ان کی اصطلاحات سمجھنے مین آپ یکتاے زمانہ تھے۔ آپکے پیر اپنی حیات مین سالکان طریقت کو آپکے حوالہ کر دیا کرتے تھے۔ بلکہ اپنے فرزند شیخ عبدالعزیز کو بھی آپکے سپرد کر دیا تھا۔ تاکہ آپ اُن کو خداشناسون کے پسندیدہ افعال تعلیم کر دین۔ اس قدر زیبایش جو پیرزادہ کے حالات مین پائی جاتی ہے۔ آپ کی ہی پرورش کی بدولت ہے۔ آپ کی رحلت کا سال دسوین صدی کا دوسرا نصف حصہ ہے۔

یاد شیخ محمد عینی

آپ کے بزرگ اسوۃ الاولیا عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ کو پہونچتے ہین۔ ہمدان سے آپ ہرمز ہوتے ہوئے گجرات مین آئے۔ اور احمد آباد مین بود وباش اختیار کی۔ یہان آپ کے فرزند ہوئے۔ جو دانشمند اور خداشناس تھے۔ سب مین بڑے شیخ شہاب الدین تھے۔ جو دینداری۔ طلب علم۔ اور تعلیم علم مین پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ یہی باپ کے بعد جانشین بھی ہوئے۔ اور شیخ شہاب الدین کے بھی کئی بیٹے تھے۔ جن مین سے ایک شیخ حسن کو سجادہ نشینی کا درجہ ملا تھا۔ دو جہانی کمالات اِن کے گرد اگرد گشت کرتے رہتے تھے۔ ان کے بعد اِن کے لڑکے شیخ خان نے خاندان کی رونق بڑھائی۔ ان کا جمال اور حال۔ صلاحیت۔ اور پرہیزگاری کے ساتھہ

آراستہ تھا۔ ان مذکورہ بالا چارون شخصون کی خوابگاہ احمدآباد ہے مصرع بادا الباب ازمی دیدار جام شان

یادشاہ منصور

آپ شاہ ہبکاری کے مرید ہین۔ جن کی خوابگاہ برہان پور متعلقہ دارالخلافہ صوبہ خاندیس مین ہے الٰہی جذبات مین بیخود تھے۔ اور دریاے توحید مین ڈوبے ہوئے تھے۔ عالم جوانی مین سپاہیانہ رنگ اختیار کر رکھا تھا۔ اور وجہ معاش راہزنی کے ذریعہ سے تھی۔ ایک روز پیر کی خانقاہ مین عام دعوت تھی۔ آپ کندھے پر تلوار لٹکائے ہوئے پہونچے۔ اور زور کے ساتھہ کھانا مانگا۔ پیر نے فرمایا۔ کیا درویشون کا سکبا کھانے کی تم کو طاقت ہے۔ جواب دیا۔ ہان۔ یہ سنکر پیر نے اپنے ہاتھہ سے ایک لقمہ آپ کے منہ مین دیا۔ لقمہ ہنوز حلق مین اُترنے نہین پایا تھا۔ کہ بیہوش ہو گئے۔ بہت دیر تک یون ہی خاک پر پڑے رہے۔ اس کے بعد چند روز تک کوچہ و بازار مین مجنونانہ برہنہ پھرتے رہے۔ جب کسی قدر سکون ہوا۔ تو قلعہ کے دربار کے سامنے بیٹھہ گئے صبح سے لیکر شام تک آپ کے گرد آدمیون کا ہجوم بنا رہتا تھا۔ آپ جو کچھہ کہہ دیتے تھے۔ اخیر مین ویسا ہی ہو جاتا تھا گجرات سے معاودت کے وقت جنت آشیانی ہمایون بادشاہ بھی آپ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا تھا اور آپکے ارشاد کے بموجب صوبہ خاندیس سابقہ والی اور حکام کو سپرد کرکے کوچ کر گیا شیخ عثمان ابن لادن جو راقم کے ہمسایہ ہین۔ اُس مجمع مین حاضر تھے۔ فرماتے تھے۔ اولاً آپ نے جنت آشیانی کے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اُس کے تین پر اُکھاڑ کر جب ایک پر باقی رہ گیا۔ تو اُس تیر کو پھر ترکش مین رکھہ دیا۔ اور ابریق خاص کو آبدار کے ہاتھہ سے غصب کر لیا۔ اور اُس کا پانی زمین پر گرایا۔ جب اُس مین تھوڑا سا پانی رہا۔ تو ابریق پھر آبدار کے سپرد کر دی۔ اُس وقت چند سوز شناس بزرگ حاضر تھے۔ اُنھون نے فرمایا۔ تیر کا ایک پر باقی رکھنا۔ علامت اِس بات کی ہے۔ کہ فرزندان بادشاہ مین سے ایک فرزند عالمگیر ہوگا۔ اور ابریق مین تھوڑا سا پانی باقی رکھنا۔ خبر دیتا ہے۔ کہ بادشاہ کی عمر کم رہ گئی ہے۔ بالآخر جو تعبیر دی گئی تھی۔ وہی موافق تقدیر ہوئی۔

ملک زین الدین جنبانی فرمان رواے گجرات کے وزیر تھے۔ اِن کے علم کی عروس عمل کے زیور سے آراستہ تھی بیان کرتے تھے۔ کہ بابا منصور ایک روز فرماتے تھے۔ آغاز جوانی مین میرے یہان دنیاوی زر و زیور اور ساز و سامان بہت کچھہ تھا۔ ایک رات ایک مجذوب کی نظر میرے اوپر پڑی جو تاثیر کر گئی۔ یعنی اُس نظر سے سر مین شورش پیدا ہوئی۔ جب مین اپنے گھر آیا۔ تو مینے اپنی راز دار بیوی سے کہا۔ میرا دل دنیاوی خیالات سے سرد ہو گیا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ کل کے روز جو کچھہ میری ملک مین ہے سب حاجتمندون کو اور فقرا اور ہمسایہ کو دیدون۔ اور جس قدر

خوراک اور لباس کے واسطے کفایت کرے۔ صرف اُسی پر قناعت کرون۔ بیوی بڑی بلند ہمت اور رابعہ وقت تھی۔ جواب دیا۔ کہ ایسے عزیز مہمان (خیال نیک) کی ضیافت صبح پر موقوف رکھنا جوانمردی اور مروت کی بات نہین ہے۔ یہ پاک خیال جو دل مین پیدا ہوا ہے۔ اس کو اسی وقت عمل مین لانا چاہیے۔ اور بے تامل اپنا زیور۔ بدن پر سے اُتار کر اور پتھر سے ٹکڑے ٹکڑے کر کر محتاج ہمسایون کو تقسیم کر دیا۔ سوائے اُس قدر کے جو ستر عورت کو کافی ہو۔ گھر مین کچھہ نہین رکھا۔ رفتہ رفتہ میری دیوانگی بڑھنی شروع ہوئی۔ یہان تک کہ مجکو ننگی کی بھی خبر نہ رہی۔

ملک زین الدین یہ بھی فرماتے تھے۔ کہ ایک روز چند بزرگانِ دین نماز کے واسطے تیار تھے۔ اتنے مین بابا منصور دور سے آتے ہوئے نظر آئے۔ اور آکر امام کی جگہہ جا کھڑے ہوئے۔ اور الفاظ اِیَّاکَ نَعْبُدُ بتکرار کہنا شروع کئے۔ میری عجیب حالت ہوئی یعنی الاحسان ان تعبد کانک متراہ[۵۵] کی تجلی مینے مشاہدہ کرلی۔ ایسا اثر ہوا۔ کہ میرے دل کی آنکھین روشن ہوگئین۔ اِس درمیان مین بابا نے پھر کر میری طرف دیکھا۔ اور فرمایا ایک ایسا ہی چاہیے۔ اور نہایت عجلت کے ساتھہ صف مین سے نکل کر چلے گئے اس وقت تک اُس ایک لحظہ اقتدا کی۔ اور ایک رکعت نماز کی لذت دل سے نہین جاتی ہے۔ اور مینے اپنی عبادت مین ویسی ربودگی پھر کبھی نہین دیکھی۔

یاد شیخ عبدالملک قاری

آپ کے باپ شیخ عبداللہ ابن شیخ صالح ابن محمود غزنوی خالدی تھے۔ آغاز ہوش مین تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا جس نے آپ کو مسافر بنایا۔ آپ اپنے شہر سے چل کر ہری مین پہونچے۔ اور جہان اب زیارت گاہ ہے۔ وہان بود و باش اختیار کی۔ سب سے اول یہ کام کیا۔ کہ حافظ محمود تا بادگانی کی خدمت مین کلام ربانی حفظ کیا۔ ایک صاحب حافظ عثمان ہروی صاحب ولایت اور جامع انواع علوم تھے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مینے عالم مثال مین حضور خاتم النبوۃ **علیہ افضل التحیۃ** کی تعلیم سے کسبی اور وہبی علوم کی مشکلات حل کی ہین۔ اور چالیس برس کامل خواجہ خضر **علیہ السلام** کی صحبت سے اکتساب کمالات کیا ہے۔ آپ نے کلام مجید حفظ کرنے کے بعد ان حافظ صاحب کی ملازمت مین شاگردی کی۔ اور عثمانیہ فضیلتون سے مشرف ہوئے۔ آپ شیخ زین الدین خوافی کے مرید و خلیفہ ہین۔ آپکے اِس قسم کے اسباب بزرگی بہت سے ہین۔ جب سلطان سکندر لودھی نے متواتر عرضیان بھیجین۔ اور اُن مین آپ کی تشریف آوری کی خواہش ظاہر کی۔ تو چونکہ التماس کا قبول نہ کرنا۔ خانہ مروت کی عمارت

---

[۵۵] ہم تیری ہی عبادت کرتے ہین ۲ [۵۶] خوبی کی حقیقت یہ ہے۔ کہ اے مخاطب تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے۔ کہ گویا تو اُس کو دیکھتا ہے ۲

ڈہا دینا ہے۔ مثلاً آپنے التماس سلطانی قبول فرماکر دارالخلافۃ آگرہ مین تشریف شریف ارزانی فرمائی۔ اور یہان پر بے شمار لوگون نے آپ کی خدمت سے بے انتہا فیض پایا۔ ایکسو تیس سال کی آپ کی عمر ہوئی۔ اِس تمام مدۃ العمر مین دنیوی آسمانی ہی رہی۔ کسی فرمان روا یا کسی حاکم سے معین طور پر کچہہ نہین لیا۔ ماہ رجب ہجری سنہ نوسو چہین مین ملک معنوی کو رخصت ہو گئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

یاد شیخ عبد الحکیم ابن شاہ باجن

آپ اپنے باپ کے مرید بہی ہین۔ اور خلیفہ بہی ہین۔ اور آپکی خوابگاہ بہی اُنہین کے روضہ مین ہے۔

قدس سرہما شیخ احمد رئیس۔ اور ملک شیر خلوتی پسر ملک شائع۔ یہ دونون شخص آپکے بزرگ خلفا مین سے ہین اِن دونون بزرگوارون کا بیان ہے۔ ایک روز آپ کی ملازمت مین اس قسم کی بات نکلی۔ کہ باوجودیکہ ضعیفی۔ لاغری۔ اور ریاضت۔ حد درجہ کی بڑہی ہوئی ہے۔ مگر مخدوم کا جوش و خروش۔ سماع کے وقت اِس قدر دیکہنے مین آتا ہے۔ کہ کسی دوسرے شخص کو آغاز شباب مین بہی میسر نہوگا۔ فرمایا۔ کم و بیش سات برس کی عمر تہی کہ مرض چیچک مین مبتلا ہو گیا تہا۔ اور اُس بیماری مین بدن سے جان نکل گئی تہی۔ پدر بزرگوار کی خدمت مین خبر پہونچی۔ کہ عبد الحکیم گزر گیا۔ فرمایا۔ جس طرح سے ممکن ہو۔ یہان تک لاؤ۔ جب مین حاضر کیا گیا تو آپنے رحمۃ اللہی گوڈری اور مسعودی خرقہ مین مجکو لپیٹ دیا۔ اور یہ بات زبان پر لائے۔ کہ اِس بیمار کی موت اور زندگی دونون مینے اِن دونون بزرگوارون کے باطن کو سپرد کر دی ہین۔ اور خود بہی از راہِ عجز و نیاز اپنا سر مراقبہ مین جہکا لیا ایک گہنٹہ بعد میرے بدن مین حس و حرکت پیدا ہوئی۔ اور صحت و تندرستی کا چشمہ ابل نکلا۔ آج کے روز جو طاقت آپ لوگ درویش کے سماع مین دیکہتے ہین اس کو بالکل اُسی تفویض کا پرتو جاننا چاہیے ورنہ مجکو عجز اور کمزوری نے بالکل توڑ مروڑ کر رکہ دیا ہے۔

آپ یہ بہی فرماتے تہے۔ شاہ باجن نے رحلت فرمائی کے روز مسعودی جبہ درویش کو عنایت فرمایا تہا اور تہوڑا سا پرہیزی شوربا مین سے بہی دیا تہا۔ اور انواع و اقسام کی مہربانیان فرماکر یہ خوشخبری سنائی تہی کہ جس قدر فیض و فضیلت بزرگانِ دین سے باجن کو ملی تہی۔ آج کے روز عبد الحکیم کے حوالہ کی گئی۔

مصرع بادل گنج آلٰہی حکمتش ؎

یاد شیخ حسن خطاط

آپ شیخ محمود انصاری شیرازی کے فرزند ہین۔ درسی کتابون کی تحصیل آپنے اپنی زاد بوم مین کر کے خوشنویسی

مین بھی ناموری حاصل کی تھی - کہتے ہین جن ایام مین ملک فارس ۔ شاہ طہماسپ ابن شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ خراسان کی قلمرو مین شامل ہوا - اُس نے شاعرون کے گروہ کو قبول شیعی مذہب پر لوگون کو برانگیختہ کرنے کے واسطے مقرر کرنا شروع کیا - آپنے تمام خانہ نشینون سے علیحدہ اپنی والدہ ماجدہ کو ہمراہ لیکر خشکی کے راستہ سے حرمین شریفین کا قصد فرمایا - اور ان دونون مقدس بافیض مقامات مین ایک عمر تک رہ کر حدیث کی سند وہان کے علماے صحت کے ساتھ حاصل کی - اور پھر دریا پار کے راستہ سے گجرات مین آئے - اُس وقت سلطان مظفر گجراتی بزرگ کا عہد تھا - یہان پر چند روز بزرگون کی بلازمت مین رہ کر افاضہ و استفاضہ کا بازار گرم رکھا - جب سلطان سکندر لودھی کا زمانہ شروع ہوا - تو آپ گجرات سے آگرہ کی طرف روانہ ہوئے - لودھی نے آپ کی خدمت گذاری - دلجوئی - اور تعظیم کی - اور قیام آگرہ کے واسطے التماس کیا - چونکہ التماس کا قبول کرنا عمدہ عادات کی خصوصیات مین داخل ہے - لہذا آپنے کندھے سے کمل اُتار کر مکان بنانے کے ارادہ سے زمین پر بچھا دیا - اور سلطان کی خواہش کو قبول فرمایا - اس کے بعد لودھی اور نیز جو کوئی وہان کا فرمان روا ہوا - وہ آپ کی خدمت ضرور کرتا رہا - وہ ہمیشہ آپ کی خلوت اور انجمن کی حاضری کا طالب ہی رہتا تھا - روایت ہے کہ اکثر پرستاران خانہ - خوش خطی صحیفون کے سر ورق کی صفائی - اور طلائی رنگ آمیزی کے کام مین کامل مہارت رکھتی تھین - اور لوگ اس پیشہ کا اس درجہ پر ہونا - آپ کی خرق عادات مین سے سمجھتے تھے - شیخ زین نے جو جنت آشیانی ہمایون شاہ کے صدر تھے - اپنے اشعار مین آپ کی فضیلت کی تعریف فرمائی ہے

مصرع ہست شعر من ز عقل ونقل خواہم شنود ؎ جامع المعقول والمنقول مولانا حسن نے تاریخ جو تھی - جب ہجری سنہ نو سو چھپن کو صفحۂ دنیا سے رقم ہستی مٹائی - اور قلم سے آخرین نامہ کا لکھنا شروع کر کے خط نیستی ختم کیا

مصرع نام او بر لوحِ دل مرقوم باد ؎ آپ آگرہ مین دفن ہین -

یادِ شیخ امان اللہ پانی پتی

آپ کا نام عبد الملک ابن عبد الغفور ہے - قدس سرہما - شیخ محمد حسین قادری سے آپ بیعت بھی ہین - اور خلافت بھی رکھتے ہین - اور رسمی علم بالخصوص علم تصوف کی تحصیل مین شیخ محمود معروف دولاری کے شاگرد ہین جن کے کسی قدر حالات لکھے جا چکے ہین - وحدت وجود کے بارہ مین آپ کی تحقیقات سے شیخ محی الدین عربی کا زمانہ یاد آتا تھا - فصوص اور فتوحات وغیرہ کتب صوفیہ کی تمام مشکلات بآسانی بیان فرمایا کرتے تھے - ہمیشہ ہم رازون سے کہا کرتے تھے - اگر اہل زمانہ - خود داری کی عادت چھوڑ کر انصاف سے کام لیوین - تو وحدت وجود کے

مقدمات عقلی و نقلی دلائل سے ادنیٰ و اعلیٰ کے ذہن نشین کردئے جاوین - اور نیز فرمایا کرتے تھے - مینے سلوک کی بدولت رسمی علم کے تنگ و تاریک کوچہ سے نکل کر آلٰہی معرفت کے میدان مین قدم رکھا ہے - اور کشف و کرامات کے بارہ مین دو تین میدان سب سے آگے ہی بڑھ رہا ہون - وحدت وجود کے مقام کو اہل تصوف طاقت عقل سے باہر سمجھکر کشف صحیح کے حوالہ کردیا کرتے ہین - آپنے عنایت ایزدی کی مدد سے عقل کو اس عالی مقام کی سرحد تک پہونچا کر سولہ معقول دلیلین باسر قایم کی ہین - مولانا جامی قدس سرہ کی کتاب لوائح پر ایک شرح لکھی ہے - جو علم تصوف کی تمام ضروریات کو حاوی ہے - اور مذکورہ بالا سولہ معقول دلیلون مین سے بعض دلیلین اس شرح مین بھی لکھی ہین - جو شخص تلاش کرے گا - وہ ان کلیات تصوف کے مطالعہ سے اپنے مقصد مین کامیاب ہوگا تاریخ بارہوین ربیع الآخر ہجری سنہ نوسو ستاون کو عنصری عالم سے رخصت ہو کر دائمی خوابگاہ اسی شہر مین ختیار کی جس مین بزمانہ حیات قیام تہا - مصرع باد کشف اہل دل مقبول او -

یاد قاضی مینا

آپ کے پدر بزرگوار کا نام یوسف ابن حامد ابن ابو المفاخر ابن یسین منڈو (مانڈو) والا تہا - آپ نقلی اور عقلی دونون علمون مین یکتائے زمانہ تھے - آپ کے حالات کسی قدر اس طرح پر ہین - الٰہی مشیت سے بہائیون کی مخالفت نے آپ کو صغر سنی مین ہی - وطن سے نکال کر چندیری کا مسافر بنایا - یہ سرگردانی اور پریشانی آپ کے کسب کمالات کا باعث ہوئی - یہ بالکل سچ ہے - جو یوسف منش ہوتے ہین - وہ قعر چاہ سے ہی مصر جاہ کو پہونچا کرتے ہین - **القصہ** - جس سال رانائے چیتور نے فتح پاکر چندیری کو شکست دی - تو چندیری کے باشندے آوارہ ہوئے - آپنے بہی اسی حادثہ مین دوسرے بزرگون کے ساتھ ہجرت کرکے ایک مدت تک جہترہ مین لبسر اوقات کی - جب آپنے ملوخان کی درویش دوستی اور آنے والون کے ساتھ عزت اور حرمت سے پیش آنے کا شہرہ سنا - تو جہترہ سے دارالاسلام منڈو (مانڈو) مین آئے - ایک مدت تک ملوخان کے وزیر سیف خان نے جس کو آپ کے ساتھ نسبت خویشی بہی تہی - ضروریات وقت مین آپ کی مدد کی - اور آپکے آنے سے ملوخان کو آگاہی نہین دی - اس سبب سے آپ بہت پریشان خاطر اور غمگین رہا کرتے تھے - اتفاقاً کسی تقریب سے ایک دوسرے وزیر نے ملوخان کے حضور مین آپ کی تشریف آوری کا حال عرض کردیا - کہ ایسا عالم شخص جہترہ سے آیا ہے - اور سیف خان نے حضور سے چہپاکر اُس کو اپنے واسطے پسند کیا ہے - شاہ نے یہ خبر پاکر دونون کو مجلس خاص مین بلایا - اور آپکی مصاحبت سے بہت خوش ہوا - آپ کے خاندان اور آپ کے بزرگون کے حالات دریافت

کرنے شروع کئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے تیسرے دادا شیخ لیسین سلطان محمود خلجی کے زمانہ مین منڈو (مانڈو) کے قاضی تھے۔ یہ سنکر شاہ نے منصب قضا کا خلعت ارث اور استحقاق کے طور پر آپ کو عطا فرمایا۔ اور اپنا ہم نشین کیا۔ مصرع بادروزی اور صنا یہ قضا !

یاد شیخ چکن کھندوتی

آپ کا باطن اخلاص وا خلاق کے ساتھ آراستہ۔ اور آپ کا ظاہر زہد اور صلاح کے ساتھ پیراستہ تھا۔ قصبہ کھندوت جلال پور سرکار کالپی مین ہے۔ یہی آپ کا وطن۔ مولد۔ اور مرقد ہے۔ آپ اہل دول کے ساتھ تونگرانہ پیش آیا کرتے تھے۔ ملوک زمانہ کے سامنے اپنی احتیاج ظاہر نہین کرتے تھے۔ یوسفی ولایت بھی رکھتے تھے آنے والے واقعات مثالی صورت مین آپ کو ظاہر ہوجایا کرتے تھے جس سال مین جنت آشیانی ہمایون بادشاہ نے شیر خان سور پر چڑہائی کی ہے۔ چونکہ کتابت کے ذریعہ سے شیخ کی بادشاہ سے ملاقات تھی۔ اسواسطے رقعہ لکھا۔ کہ ان ایام مین درویش کو عالم مثال مین ظاہر ہوا ہے۔ کہ ایک پرند کا بچہ۔ ایک باز کے بازو پر بیٹھا ہوا باز کے سر پر ٹھونگین مار رہا ہے۔ میرے نزدیک یہ بہتر ہے۔ کہ لشکر کشی کسی دوسرے وقت پر منحصر رکھی جاے۔ اس پیغام کو درجہ قبولیت نہین ملا۔ اور جو نامناسب حالت آسمانی کاغذ مین لکھی ہوئی تھی۔ اُس کا ظہور ہوگیا ہجری سنہ نوسو اکسٹھہ مین عنصری جسم چھوڑ کر مثالی عالم کو روانہ ہوئے۔ مصرع بادوحدت سیر گاہِ جان او۔

یاد شیخ جلال

آپ شیخ عبداللہ کے بیٹے۔ اور شیخ یوسف کے بھائی ہین قدس سرہم۔ عبارت آرائی۔ اداے معانی۔ اور کاغذی حروف کے سمجھنے مین اپنے وقت کے ایک ہی تھے۔ آپنے ہجری سنہ نوسو تیئس مین عالم غیب سے عالم دنیا مین ظہور فرمایا۔ سات برس کی عمر تھی۔ کہ کلام ربانی حفظ کر لیا جب بارہ برس کے ہوئے تو کتب متداولہ کی تحصیل پوری کر کے بیسوین سال مین اپنی درس دینے سے پدر بزرگوار کے مدرسہ مین ایک تازہ رونق پیدا کی اور مختلف خطوط مین خوش نویسان زمانہ کے اندر سرگروہ ہوئے۔ اٹھائیس سال نشاط زندگی حاصل کیا۔ پہر ہجری سنہ نوسو اکسٹھہ مین اسی عمدہ آراستگی و پیراستگی کے ساتھ جیسی بیان کی گئی ہے۔ الٰہی دیدار کی جلوہ گاہ کو چلے گئے۔ اس حیرت افزا واقعہ کا مجمل بیان اس طرح پر ہے۔ کہ صدر الذکر سال مین جب سلیم خان پسر شیر خان سور آنجہانی ہوا۔ جو فرمان رواے وقت تھا۔ تو تاریخ چودہوین ماہ ذی قعدہ کو دولت خان پسر غازی خان بیانہ سے دوڑ کر دار الخلافہ آگرہ مین آپہونچا۔ پندرہوین تاریخ گوشہ نشین محلات کی سیر کے واسطے قلعہ مین گیا۔ بن

کوٹھون کے دروازے بند تھے - اُن کو خزانہ کے مکانات سمجھا - قفل توڑے گئے - یہ توپخانہ تھا باروت سے بھرا ہوا، اتفاقاً یا ہمراہی توپچیوں مین سے کسی توپچی نے جس کے توڑہ مین تارہ کی طرح آگ چمکتی تھی - ایک چنگاری گرا دی - چنگاری کا گرنا تھا کہ وہ بہشت نما عمارتین دوزخ کی طرح بھڑک اُٹھین - یہانتک کہ سنگین دیوارین ہوائی پرندون کی طرح اُڑ گئین - اِن اُڑنے والی چیزون مین سے ایک پتھر کا ریزہ چنے کی برابر آسمان سے شیخ جلال کے سر پر آ کر لگا - اِس کے بعد ایک رات دن زندہ رہے - لیکن زبان بات کرنے پر قادر نہ تھی - بعدہ سولھوین تاریخ کو پچھلے دن مین اَعلیٰ اعلیین کو جانے کے واسطے کجاوہ باندھ کر چلے گئے -

یاد مبارک خان ہروی

آپ ہندمین ہرات سے آئے تھے - اور مہوبہ قصبہ مین جو سرکار کالپی مین ہے - بموجب حکم آلہی - گوشہ گزین ہوئے گھر بنالیا - اور خانقاہ بھی بنالی - ہمیشہ حجرہ مین رہا کرتے تھے - اور قرآن پڑھتے رہتے تھے - لیکن نماز جماعت سے نہین پڑھا کرتے تھے.. اور کسی شخص کے آنے پر تعظیم کے واسطے نہین اُٹھا کرتے تھے - اِس سبب سے قاضی ابراہیم ابن محمد منواری آپ کو بدی کے ساتھ یاد کیا کرتے تھے - ایک اور شخص تھے آزاد مزاج - قاضی حسین نام تھا - اتفاقاً اِن کے ہمراہ قاضی ابراہیم مہوبہ مین آ نکلے - اور ہمراہی کے سبب سے خان کے پاس بھی گئے - آپنے فرمایا بعض لوگ مجکو دو باتون مین معیوب جانتے ہین - اور چونکہ بُرائی اُن کے دل مین ہے - اِس سبب سے خود جواب اپنے دل مین سوچ کر مجکو معذور نہین سمجھتے - پھر فرمایا - درویش مثل میت ہوتا ہے - اُس کا دیکھنا - زیارت گور کی مانند ہے - اور خاکی تودہ کے نہ اُٹھنے سے کوئی عیب پیدا نہین ہوتا اور نیز جس شخص نے اپنے تمام اوقات قرآن کے پڑھنے مین لگا دئے ہون - اُس کو تلاوت کے درمیان مین کسی غیر کی تعظیم روا نہین ہے - اِس کے بعد آپنے فرمایا "

" مینے سنا ہے - کہ خداوند عرفان و وجدان شیخ شرف یحیٰی منیری جماعت مین نہین آیا کرتے تھے - ایک روز قاضی شہر کی کوشش سے مسجد مین گئے - امام کے گھر کے صحن مین ایک کنوان تھا - اور ایک گھوڑی کا بچہ بھی پال رکھا تھا - جو کھلا رہتا تھا - اِس خوف سے کہ کہین کنوئین مین نہ جا پڑے - نماز کے اندر دل بچھیرو کے باندھنے کی طرف گیا - یہ حالت دیکھکر شرف اولیا نے نیت نماز توڑ دی - اور کہا - امام تو بچھیرہ کے انتظام کے واسطے چلا گیا - مجھ مین اُس کی ہمراہی کی طاقت نہین ہے - سوائے اس کے جو غائب ہے وہ خود اقتدا کے لائق نہین ہے

ناچار نماز از سر نو پڑہی - امام نے بہی اُن کی اندرونی آگاہی پر اقرار کیا ہے

پہر فرمایا - اگرچہ عروس کا ناز - مان کے حسن پر زیب نہین دیتا ہے - لیکن پہر بہی اُسی کی لڑکی ہے اور اکثر امام خانۂ

خدا (دل) کو توبیل اور گدہے کی چراگاہ بناتے ہین - اور روے توجہ خانۂ خلیل (خانۂ مکہ) کی طرف کرتے ہین بیت

دہ بُود نے دل ست آنکہ درد		گاو و خر باشد و ضیاع و عقار	

کہتے ہین ہر روز آپ کے دروازہ پر نقارہ بغرض اعلان و طلب بجایا جاتا تہا - اور آواز نقارہ سنکر کیا غریب

اور کیا مقیم مساکین فراہم ہوا کرتے تہے - اور آپ ہر ایک کو نقدی روزینہ دیا کرتے تہے - اِسی طرح جب کہ واپسین

سفر کا وقت آیا - یعنی ہجری سنہ نوسو تریسٹھ تہا - تو ہر دم بیخود ہو جاتے تہے - اور نقارہ بجانے - فقرا کے

جمع ہونے - اور معمولی روزینہ تقسیم کرنے کا حال دریافت فرماتے تہے - دریا نام ایک خادم تہا - وہ جواب

دیدیا کرتا تہا - جب خادم نے کہا - ہنوز مینے کچہہ نہین دیا ہے - تو فرمایا - اُس ظرف مین سے دیدو جو تخت کے

نیچے ہے - چونکہ ظرف مین پیسہ بہت کم - اور حاجتمند بہت زیادہ تہے - تو خادم متحیر ہوا - کہ اب کیا کرون - پہر آپنے

دریافت فرمایا - تو خادم نے عرض کیا - ہر ایک شخص کو کتنا کتنا دون - فرمایا پانچ پانچ رائج الوقت قرص دیدو خادم نے

دیکہا کہ پیسے اتنے کم ہین کہ چار آدمیون کو بہی کفایت نہین کرینگے - لہذا اس حکم کی تعمیل مین تامل کیا - پہر آپنے

فرمایا جلدی کرو - دیدو - خادم نے پہر عرض کیا کتنا دون - فرمایا - ہر ایک شخص کو ایک مٹھی - یہ سنکر اور بہی زیادہ

حیران ہوا - فرمایا - سنو دریا - دینے والا معمار کی مثال ہوتا ہے - جو دیوار مین اینٹون سے چنائی کرتا ہے

معمار جتنا زیادہ سبک دست ہوگا - صاحب عمارت اہتمام مین اُتنا ہی زیادہ سرگرم ہوگا - اور مزدور بہی گارا

اور اینٹین پہونچانے مین اُتنے ہی زیادہ چالاک ہون گے - جب خادم کو یہ تازیانہ لگا - تو دلیر ہوا - اور پیر کے

موثر دم کی برکت سے سب کو ایک ایک مٹھی پہونچ گیا - اور ابہی ظرف خالی نہین ہوا - جب آپ کو معلوم ہوا - کہ

سب نے پالیا ہے - تب مُنہ کے اوپر چادر کہینچ لی - اور عالم علوی کو روانہ ہوئے - آپ کے بعد دریا جانشین ہوا

بتیس برس تک اُسنے پیر کا طریقہ قایم رکہا - اور جب وقت آیا - تو پیر کی خوابگاہ کے تحت مین زیر خاک سو رہا

مصرع مبارک باد وصل دوست اورا -

یاد سید محمدؐ ابن سید معظم

آپ اپنے باپ کے مرید - اور قاضی محمد ابن کدن کے شاگرد تہے - خوابگاہ کا یہی ہے - آپ کی عادت ایسی

خوب تہی - جیسا آپ کا چہرہ - اور آپ کی طبیعت ایسی زیرک اور عمدہ تہی - جیسی آپ کی حُسن تقریر - خط ثلث

عمدہ لکھا کرتے تھے۔ فنا کی چادر کندھے پر تھی اور اُستاد کے ساتھ اعتقاد حلقہ بگوشانہ رکھتے تھے۔ کہتے تھے اگر بالفرض قاضی پیراہن کے نیچے مخفی طور پر زنار باندہ لیوین۔ تو محمد طاہر ظہور زنار باندہ لیوے گا۔ زنار کے ساتھ پیشانی پر قشقہ بھی لگادے گا۔ اور برہمنانہ ناقوس بھونکے گا۔ اگر ایسا نہ کرے تو معظم کا بیٹا نہ ہوگا باپ اور اُستاد کے طریقہ کی پیروی مین گانٹھ ڈھونڈتے تھے۔ بیت

نہصد و شصت وسہ ز عالم رفت	عالمے در لباس ماتم رفت

یاد شیخ دانشمند

آپ کا نام بیارہ۔ اور باپ کا نام کبیر ابن محمود چشتی ہے۔ شاہ فخرالدین ابن حامد چشتی کے مرید ہین۔ زاد بوم لکھنو اور خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے آپ رسمی علم کا خزانہ۔ اور صلاح وراست کرداری کی کان تھے۔ زمانہ کے لوگون کو آپ کی ذات سے رونق تھی سات بار سفر حجاز سے مشرف ہوئے تھے۔ ساتوین دفعہ اپنی والدہ ماجد کو کندھے پر اُٹھا کر ہمراہ لے گئے تھے۔ پیر مکہ معظمہ سے گجرات ہو کر معاودت فرمائی۔ اگرچہ نہروالہ مین جو آج پٹن کے نام سے نام زد ہے۔ وطن بنانے کی پیر سے اجازت لے لی تھی۔ لیکن منڈو کی خاک دامنگیر ہوئی۔ اور یہان کے لوگون کی محبت اور ربط ضبط نے بھی جنبش نہین کرنے دی۔ لہذا یہان پر گہر بنالیا۔ اور کدخدا بھی ہوئے سلطان ناصرالدین خلجی کے زمانہ سے سجاول خان افغان کے عہد تک تقریبًا پچاس سال منڈو مین رہکر ہر ایک قسم کے علوم پڑھائے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے۔ ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔ بغیر عصا کے رات مین راستہ چل سکتے تھے۔ اور ہم نشینون مین کہا کرتے تھی مَنْ جَاوَزَ الْاَرْبَعِیْنَ وَلَمْ یَاْخُذْ عَصًا فَقَدْ عَصٰی [۵۱] اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ چالیس سے متجاوز ہونے کے ساتھ اکثر ضعف آتا ہے۔ یعنی تجاوز کو ناتوانی لازم ہے۔ اور بیارہ کو ایزدی عنایت طاقتور رکھتی ہے۔ اگر عصا ہاتھ مین نہ لیوے۔ تو تعجب نہین کرنا چاہیے ہجری سنہ نو سو تریسٹھ کے رمضان مہینے مین واپسین دم آگاہی کے ساتھ بسر کردیا۔ اور عنصری چادر جو جان کے کندھے پر پڑی ہوئی تھی۔ خاک پر جھٹکادی۔ آپ کے ایک لڑکا تھا شیخ عثمان نام کسی قدر تحصیل کمالات باپ کے درس سے کی تھی۔ آپ کی رحلت فرمائی کے بعد شیخ عثمان جانشین ہوئے راقم گلزار کے مصاحب یک رنگ اور محرم با اخلاص تھے۔ کہتے تھے۔ کہ شیخ فرمایا کرتے تھے۔ مینے سید محمد جونپوری کو جو بعض کے زعم مین مہدی ہین۔ منڈو مین دیکھا ہے۔ مہدویت کے بارہ مین دریافت کیا تھا۔ تو سید محمد نے جواب دیا۔ کہ یہ بات

[۵۱] جس شخص نے چالیس سے متجاوز ہو کر عصا نہین تہاما۔ گویا اُس نے گناہ کیا ۱۲۔

مینے نہین کہی ہے - اور نہ مین کہتا ہون - یہ جاہل معتقدین کا بہتان ہے مصرع از خدا آفرین خطا بخش باد -

یاد شیخ آدہو حصاری

آپ پیران سہرورد اور چشت کے سلسلہ کا دم بہرتے تہے - ذکر و شغل توکل و تسلیم - ہمت و ایثار - یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تہین - کہتے ہین دعوت اور تسخیر کے بدون ایک جن - آپ کی فرمان برداری اور خدمت گزاری مین رہتا تہا - جب آپ کسی کام کے بنانے کے واسطے اُس کو لاتے تہے - تو دو تین ۳ شخص کا کام دو تین ۳ روز کا وہ جن تنہا تہوڑی دیر مین پورا کر دیتا تہا - لوگ جن کی محنت دیکہکر متعجب ہوا کرتے تہے - اور جن کو دیکہکر شیخ کی سلیمانی ولایت کی قائل ہوتے تہے - آپ کا سال وفات دسوین صدی کا آخرین نصف حصہ ہے - خوابگاہ قلعہ فیروزہ مصرع حصار نفس شکستن کمال فیروزی ست -

یاد شیخ ابراہیم کلہورا سندہی

آپ حضور تہے - شاہ منصور مجذوب کے ہم عصر ہین - تصرفات اور کرامات بہی رکہتے تہے - ہر روز پانسو مظفری سکہ وَفِی السَّمَاءِ رِزْقُکُم[۵] کے خزانہ سے آپ کو پہنچ جایا کرتے تہے اور آپ اُن کو محتاجون پر تقسیم کر دیا کرتے تہے ایک روز فرمان روا ے وقت میران شاہ مبارک ایک بڑی بہاری نذر آپ کی خدمت مین لایا - آپنے قبول نہین فرمائی - اور کہا - یہ مال مخلوق کا ہے - ہماری تقدیر کا نہین ہے - چند روز بعد جنت آشیانی کے لشکر نے گجرات سے خاندیس کی طرف رخ کیا - کہتے ہین - اُس وقت کا ذکر ہے - کچہہ لوگ اہل زمانہ کی شکایت آپ کے سامنے لیکر آئے - کہ ہمارے زمانہ سے پہلے ایسے بزرگ تہے - جن کا کہنا گویا آلہی تقدیر کا نوشتہ ہوتا تہا - اُن کا کہنا بے کم و کاست واقعات کے موافق ہو جایا کرتا تہا - آپنے فرمایا - اگر زمانہ سلف کے بزرگ اس پتہر سے کہدیتے کہ زر ہو جا - تو کیا اُسی وقت یہ پتہر زر ہو جاتا بات ابہی تمام نہین ہوئی تہی کہ پتہر نے طلا کا رنگ بکڑنا شروع کیا - آپنے تبسم فرمایا - اور کہا - اے سنگ مین تجہہ سے طلا ہونے کو نہین کہتا ہون - مین تو نفسی مین ہم نشینون سے بات کہتا ہون - مصرع بادا کشادہ روے دربہاے آسمانی -

یاد سید ابو سعید ابن سید راجو

آپ متوکل - عالم - عارف - عاشق - اور شاعر تہے - جب رانا کا واقعہ پیش آیا تہا - اُس وقت مین آپکے پدر بزرگوار چندیری سے کالپی کو چلے گئے تہے - اور وہین مکان بنایا تہا - قدما کی غزلون کے دیوان کے دیوان آپ مخمس کیا کرتے تہے - کبہی کبہی قصیدہ بہی کہا کرتے تہے - آپ آزاد تہے مگر ساتہہ ہی عیال داری کا باربہی

[۵] تمہارا رزق آسمان مین ہے ۱۲ -

کندھے پر رکھا ہوا تھا - باایںہمہ کبھی تنگ دل نہین ہوئے - پچاس برس تک فرمان روائے وقت کی طرف احتیاج نہین لے گئے اور اپنے دل کو دفع الوقتی کے حوالہ کر رکھا تھا - جب آغاز شباب تھا - تو علاقہ خاطر سید جلال نامی ایک شخص کے یوسفی جمال سے پیدا ہو گیا تھا - مگر محبوب حقیقی کی غیرت نے اُس عنصری آئینہ کو توڑ کر نیست و نابود کر دیا ایک روز ایک نوجوان غلام ہاتھہ پر پانی ڈال رہا تھا - کہ بجلی اُسپر گری - حالانکہ بجلی گرنے کا کوئی سامان نہ تھا - سید بھی بجلی کی چمک سے تین روز تک بیجان جسم کی طرح پڑے رہے - بس ہاتھہ کی ایک اُنگلی مین کسی قدر جنبش تھی - اس کے بعد زندگی از سر نو ہوئی - پھر آپنے رسمی علم کا درس شروع کر دیا تھا ہجری سنہ نوسو چھیاسٹھہ مین حقیقی معشوق کے یہان حاضر ہونے کے واسطے چلے گئے - آپ کی خوابگاہ اور زاد بوم دونون کالپی ہین مصرع باد چشمش روشن از دیدار حق

یاد خطیب ابوالفضل شیرازی

آپ معقول اور منقول علوم بہت طرح کے جانتے تھے - اور فروع و اصول کی بہت سی کتابین - پڑھی ہوئی تھیں - سلطان محمود کے عہد مین شیراز سے گجرات مین آئے تھے تفسیر بیضاوی پر آپ کا ایک حاشیہ ہے جس مین شان نزول کے متعلق انواع و اقسام کے لطیفے - اور تفسیر کے متعلق بہت سے دقیقے لکھے ہین جو اصحاب علم دقیقہ شناس ہین - وہ اسکی خوبی کو پہچانتے ہین - جب تک زندہ رہے - تب تک دولتمندون کے ساتھہ اس طرح سلوک اور برتاو رکھا - کہ دوسرے علم والون کی عظمت اور آبرو مین افزونی ہی ہوتی رہی - ا د آ ماد فر ن

مصرع فضل او شیراز معنی ساختہ گجرات را ؛

یاد مولانا لطف اللہ

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے مرید ہین - ریاضت اور مجاہدہ کی منزلین - اور مراقبہ کے مرحلے اچھے کر چکے تھے - ملا محمد قاضی کی تلقین اور خدمت سے بہت کچھہ کمال اور تکمیل کا حصہ آپ کو ملا تھا - کہتے ہین - جب زمانہ سعید خان کا تھا - تو دار السلام سمرقند مین آپ کے اور شیخ حسین خوارزمی کے درمیان مین کچھہ عرصہ تک مناظرہ جاری رہا - اور یہ مناظرہ سلسلہ کے تعصب (حمایت) مین تھا - چونکہ مولانا نہایت شیرین زبان اور فصیح البیان تھے - لہذا مناظرہ مین کامیابی آپ کو ہی ہوئی - مگر فرمان روائے وقت کو حسن عقیدت شیخ خوارزمی سے تھی اس سبب سے نہایت غصہ آیا - جس سے اُس کی آنکھین بند ہو گئین - اور ساند ہیرا چھا گیا - اس اشتعال مین آکر مولانا کی زبان کاٹ لینے کا حکم دیا - اللہ تعالی اُن لوگون کو جو بظاہر اسباب ناتوان ہین - ناگہانی آفت سے اور اُن لوگون کو جو توانا ہین نشہ دنیا کی لغزش سے محفوظ رکھے -

یاد خواجہ بہاء الدین محمدؒ

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے بیٹے ہین - چونکہ اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کی کچہری مین فہرست ایجاد کی اندر آپ کے نام سے ولایت اور عنایت کا ایک خاص حصہ لکھا ہوا تہا - لہذا جس وقت آپ کو اس عالم مین آنے کی اجازت ہوئی - اُس وقت اُس تحریر کے بموجب فرمان تقدیر - آفرینش کی قلم سے پیشانی کی تختی پر لکہا گیا - اور توحید کے طغرٰی اور تحقیق کی مہر سے مزین کیا گیا - اور پہر یہ فرمان آپ کے سپرد ہوا تاکہ اس فرمان کے مطابق عالم شہادت (دنیا) مین تقدیر کا شحنہ - کرامت کا نقد - اور مقامات کی جنس - آپ کے اقوال اور افعال کے کارخانہ مین جو کار پرداز ہین - اُن کو سپرد کر دیوے - کہتے ہین - آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید تہے - اور ہدایت بہی انہین سے پائی تہی - اور نیز اپنے بڑے بہائی - خواجہ کلان سے بہی کچہہ حصہ کمالات کا پایا تہا -

یاد مولانا ولی میان کابلی

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے مرید ہین - بخارا مین ایک مقام پر کسی قدر زمین نشیب مین واقع ہوئی ہے اور وہان پر ایک مسجد بہی ہے - جو مسجد مغاک کے نام سے نامزد ہے - اُس مسجد کے ایک گوشہ مین آپ کا قیام تہا - پاس انفاس اور شناخت ضمائر مین آپ مستغرق رہتے تہے - جس وقت آپ نفس ناطقہ کو کام مین لاتے تہے اور کلام کا دروازہ کہولتے تہے - تو ہمنشینون سے عقل و ہوش اور خودداری ہوا ہو جاتی تہی - اور مولوی معنوی کی مثنوی مین عارفانہ توجیہات بیان کیا کرتے تہے - کرامت اور تمکین (مقامی از سلوک) کا مقام آپ کو حاصل تہا -

یاد مولانا عماد طارمی

آپ - سماعی - (منقولی) علوم مین اہل زمانہ کے اُستاد اور علماے زمانہ مین سب سے زیادہ عالم تہے - جب سلطان محمود اور سلطان مظفر کا زمانہ تہا - تو گجرات مین آپ کا درس کمال رونق پر تہا شیخ وجیہ الدین علوی اور قاضی علاء الدین عیسٰی احمد آبادی جیسے باعلم اصحاب نے بہی آپ کے روبرو کتاب کہولی تہی - اور آپ کے درس سے استفادہ کر کے مدرسی اور اعلم العلمائی کے درجہ کو پہونچے تہے قدس اسرارہم

مصرع؏ طارم دانش فزائی راستون آمد عماد

یاد مولانا یونس لاکہ

لاکہ ایک قبیلہ کا نام ہے - آپ کو علم کی تعلیم دینے مین اور بصیرت کے حاصل کرنے مین شیخ وجیہ الدین علوی

اورقاضی عیسیٰ احمد آبادی کی برابر دستگاہ تھی - قاضی عبدالغنی - سید ابراہیم بھکری - شیخ نظام الدین ابن میر ملا طیب سندہی - اورقاضی اسحق آسیری جن کے کسی قدر حالات ہرایک کی یادداشت مین لکھے گئے ہین آپکے شاگرد ہین - رحمہم اللہ مصرع باد انیس جانش شوق خداشناسی -

یاد قاضی قاضن سندھی رحمہ اللہ

آپ تحصیل سے فراغت پانے کے بعد رسمی علوم سے برداشتہ خاطر ہو گئے تھے - اور تبدیل اخلاق کے ذریعہ سے عالم اجسام کا (دنیاوی) معما حل کرنے کی تلاش ہوئی - نفس کی لڑائی کے ذریعہ سے اس معما کے حل کرنے مین کامیاب ہوئے - اور اشیا کی حقیقتنین آپ کی چشم شہود مین نظر آگئین یہ چند کلمہ آپ کی باتون کا ماحصل ہین جن کو سندہی زبان مین آپنے اپنے ملک کی طرز پر نظم کیا تھا - (۱) آپنے فرمایا ہے - کہ کنز - اور قدوری پڑہنے سے معرفت کی مہک ذرہ برابر بھی میرے دماغ مین نہین آئی - اور حصول مطلب جو ہوا - تو اس عالم کے پرے ہوا (۲) تمام زبانون مین کلمہ لا سے تیری نفی کی گئی ہے - اور تو ہنوز اپنے اثبات کے درپے ہے (۳) لا کس کی نفی کرتا ہے جب ماسوائے حق ہستی ہی نہین رکھتا ہے (۴) ہم جس کے مشتاق ہین - اگر غور سے دیکھا جاوے - تو وہ ہم ہی ہین - اس قسم کی آپ کی باتین اُس سے زیادہ ہین - کہ لکھنے سے ختم ہون - ان ہر بات کی لطافت - اُسی زبان کی طرز کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے - کہ جس زبان کی وہ بات ہوتی ہے - ترجمہ کے قالب مین وہ لطافت قائم نہین رہ سکتی ہے - شیخ ابراہیم ابن عمر سندہی - جن کی قبر کا قبہ برہان پور کے قطب شمالی کی طرف ہے - آپکے باعقیدت دوستون مین سے تھے مصرع ذات حق باد گلشن روحش

یاد سید عبدالاول دولت آبادی

آپ بڑے علم والے - اور بڑے باطن والے تھے - تمام فنون مین سب سے زیادہ عالم ہونے کا دعویٰ تھا - شیخ محی الدین عربی کی فتوحات مین خطبہ سے لیکر خاتمہ تک جو دشواریان تھین - اُن کو مطالعہ کے زور سے حل کیا تھا - اور حاشیے اور تعلیقات لگاکر صاحبان استعداد کے واسطے آسان کردیا تھا صحیح بخاری پر ایک بسیط شرح لکھکر - فیض الباری نام رکھا ہے - یہ نام گویا آسمان سے نازل ہوا ہے - محقق تفتازانی کی مطول معانی پر ایک بڑا لمبا حاشیہ لکھا ہے - علی ہذا القیاس منطق اور حکمت کلام کی اکثر کتب متداول پر مصفیہ حاشیے تحریر کئے ہین - طریقت مین قادریہ اور مغربیہ سلسلہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے - بلکہ متعدد طبقات کے اکثر مشائخ کی تلقین سے مستفید اور روشن ضمیر تھے - ہجری

سنہ نوسو سینتالیس تہا کہ غوث الاولیانے گوالیار سے گجرات کو ہجرت فرمائی تہی۔ اُن ایام مین میر جی گجرات مین ہی تشریف رکہتے تے۔ غوث الاولیا نے کلید مخازن۔ جو انہین کی تصنیفات سے ہے۔ میر کی خدمت مین اصلاح کے بہانہ سے پیش کی شیخ صدرالدین ذاکر فرماتے تے۔ کہ جناب میر نے ایک روز غوث الاولیا کی مجلس اقدس مین ایک تقریب سے ذکر کیا۔ کہ حیئۃ اور حکمت کے جو مشکل مسائل۔ سلف کے کئی علما اور حکما اپنی تقریرون اور رسمون سے حل نہین کرسکے تے۔ کلید مخازن کے مطالعہ سے اُن مغلقات کے حل کرنے کے واسطے ایک کنجی ہاتہہ آگئی عجیب ایک نادرہ ہے۔ جس سے حقیقتین نظر آتی ہین خدا کرے۔ اس نادرہ کا سمجہنا۔ دوستون کو روزی ہو۔ کہتے ہین۔ چند سال بعد دکن کی طرف چلے گئے تہے۔ خوابگاہ دولت آباد دکن ہے۔ جس کا پرانا نام دیوگڈہ تہا۔

مصرع خانمان دولت آباد از طفیل دین اوست

یاد شیخ شاہ محمدؒ

آپ حسن طاہر قادری کے بیٹے ہین۔ جو عالی سلسلہ کے بزرگون مین سے ہین۔ صاحب کشف والہام تہے۔ اور ہر اقسام کے علوم وفنون جانتے تے۔ آپ کے اشعار کا ایک دیوان بہی ہے۔ بہت برسون تک حرمین شریفین مین مجاور رہے تے۔ اسی اثنا مین ایک روز سید عبدالوہاب بخاری نے جو حضرت مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین قدس سرہما۔ آپ کو خوشخبری سنائی۔ کہ حضرت خاتم النبوۃ صلعم نے مجکو معاملہ مین ایسا فرمایا ہے کہ اس ہندی شیخ زادہ نے مسافرت کی تکلیفات مین بہت کچہہ صبر کیا ہے۔ لہذا اپنے ہمراہ ہند کی طرف لے جاؤ۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ جب تک مین اپنے کان سے یہ پیغام خاص حضور کی زبانی نہین سن لونگا۔ تب تک ملک ہند کو نہین جاؤنگا۔ جب آپ اپنی آرزو مین کامیاب ہوئے۔ تو جو کچہہ آپ نے فرمایا تہا تعمیل کرنی پڑی۔ اور ہند مین ہی اخروی سفر بہی اختیار کیا۔ کہتے ہین آپکے پدر بزرگوار سلسلہ چشتیہ کے مرید تے۔ جب آپ خانوادہ قادریہ مین گہسے۔ تو امان اللہ بن شیخ عبدالغفور پانی پتی نے اور نیز اُس صوبہ کے دیگر بہت سے مشایخ نے آپ کی پیروی کی شیخ امان اللہ ہندوستان کے صوفی عالمون مین پیشوا ہین۔ مصرع سالار کاروان ولایت متاع بود۔

یاد پیر باجر منڈو والہ مجذوب

آپ کو الہی کشش نے اپنی طرف کہینچ لیا تہا۔ اور عمدہ عمدہ خارق عادات آپ سے صادر ہوا کرتی تہین اکثر برہنہ رہا کرتے تے۔ ایک روز راقم گلزار کے ماموں صاحب سے ایک راستہ مین اُلجہہ گئے۔ تا کچہہ ماموں صاحب سے لیوین۔ ماموں صاحب نے کہا میرے پاس کچہہ نہین ہے۔ مجذوب نے ماموں صاحب کی کمر مین ہاتہہ ڈالا۔

ادھر کمین سے ہمیانی کھولی - اور اس مین سے دو مظفری سکے لیے - ہر ایک مظفری مامون صاحب کو واپس کر دیا - کہ ہمیانی مین ڈال دو - مامون صاحب کہتے تھے - کہ دادستد کے وقت مینے اُن کو شمار کیا - تو بے کم و کاست اولین شمار کی برابر ہوئے -

ایک ٹاٹ بیچنے والا ہندو تھا - جو آپ کے ساتھ انس رکھتا تھا - وہ ایسا بیمار ہوا - کہ طبیبون کو علاج سے اور اعزہ کو زندگی سے مایوسی ہوگئی - ناچار کوچ کے ارادہ پر آمادہ ہوا - باجرہ کو خبر لگی - تو آپ چلاتے ہوئے اُس بیمار کے پاس آئے - جو واپسین سفر پر مستعد بیٹھا ہوا تھا - اور کہا - کہ تمہاری پیٹھ مین پانچ فرزند ہین - جو سلامتی کے ساتھ پیدا ہونگے - لہذا ابھی مرنا موقوف رکھو - کہتے ہین - اُسی دم تندرستی کی علامت پیدا ہوگئی - اور وہ شخص نہین مرا - جب تک پانچ بیٹے پیدا نہین ہوئے -

علی ہذا القیاس یہ واقعہ بھی ہے - باز بہادر پسر سجاول خان - شیرخان کے بیٹے سلیم خان کا سپہ سالار تھا - ہجری سنہ کم و بیش نو سو چھیاسٹھ مین اُس کے سر کے اندر سیالیخولیا پیدا ہوا - کہ خطبہ اور سکہ میرے نام سے جاری کیا جاوے - اسی خیال مین باجرہ کے پاس آیا - اور خوشخبری سننے کا منتظر ہوا - آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مارا - اور کہا - یہ تاگا دوہرا نہین ہے - اِس کو ہاتھ مت لگاؤ جلد ٹوٹ جاوے گا - چنانچہ آپ کے فرمانے کے بموجب ہی آسمانی گردش بھی ہوئی -

اِس قسم کی عجیب عجیب باتین آپکی بہت کچھ لوگون کی زبان زد ہین - اِس مختصر رسالہ مین اُن کی گنجائش نہین ہے - مسنڈو مین جو شمالی دروازہ ہے - اُس کے بائین مین آپ کی خوابگاہ ہے - نعلچہ کے راستہ پر اُس دالان سے ملی ہوئی جو بزمان حیات آپ کا قرارگاہ تھا - اور قطب رویہ ہے - اس مقام پر زمزم کی طرح ایک گڈھا سرد پانی سے بارہ مہینے بھرا رہتا ہے - آپ کی قبر کا مجاور آنے جانے والون کو اس پانی سے سیراب کرتا ہے -

مصرع باد اغریق قلزم وحدت مثال او -

یاد شیخ حسن بدلہ کی ....

آپ دہلی کے بزرگ زادون مین سے ہین - اور ماں کے پیٹ سے ہی مجذوب پیدا ہوئے تھے - ہمیشہ ننگے بدن رہتے تھے - اور اگر کوئی شخص مجبور کر کے کپڑے پہنا دیتا تھا - تو جلدی سے اُتار کر قوالون کو دیدیا کرتے تھے - عشق صورت پر - اور حسن صورت پر فریفتہ اور چکلکی باندھے رہتے تھے - بعض بزرگون نے آپ کو خواب مین اس طرح پر دیکھا ہے - کہ حضور خاتم پیغمبران علیہ السلام کی خدمت مین آپ کھڑے ہوئے دست مبارک

برپائی ڈال رہے ہین - اور بعض نے آپ کو حرم مکہ مین طواف کرتے ہوئے پایا ہے - ایک روز سلیم خان سور نے یہ آرزو پیش کی - کہ آپ میری خسرنشین بساط پر اپنا قدم رکھہ دین - مگر آپ نے سر ہلایا - اور پکار کر کہا - بہت جلد یہ تمہارا قالین نشلات ہوجاوے گا - آخر کار بہت تھوڑے عرصہ مین آپ کا فرمانا ظہور پذیر ہوا - کہتے ہین - آپ جس طرف جانے کا عزم فرمایا کرتے تے اُس طرف والون کا دماغ پہلے سے معطر ہوجاتا تھا - اور اسی خوشبو کی علامت سے آپ کی تشریف آوری کی لوگون کو خبر مل جایا کرتی تھی - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ کے بول وبراز مین بھی بدبو نہ تھی - ہجری سنہ کچھہ اوپر نو سو ساٹھ تھا - کہ آپ نے عنصری لباس اُتار کر مثالی خلعت زیب بدن کیا - خوابگاہ دہلی کے بازار مین خواص خان کی قبر کے پاس ہے - خواص خان - شیر خان سور کے پرستارون مین سے اور اُس زمانہ کے عطیات لینے والون مین سے تہا شیر شاہ کے بیٹے سلیم خان نے اُس کو ہجری سنہ نو سو ساٹھ مین شہید کیا تھا -

یاد شیخ جلال ابن طیب چانپانیری

آپکے اتقا کا پلہ سلوک سے زیادہ وزنی تھا - آپ کے دور مین خدا شناسی کا پیانہ بہرا ہوا تھا - آپ کی روزی حریرفروشی پر مقدر تھی - جس سال اور مہینے مین غوث الاولیا نے گوالیار سے گجرات کو ہجرت کی ہے - اُنہین ایام مین آپ نے اپنے بیٹے شیخ محمود کو آغاز ہوش مین غوث الاولیا کا مرید کرا دیا تھا - خود بھی حاضرباش خدمت رہے - اور بہت کچھہ سعادت اور عرفان کا حصہ لیا - کہتے ہین - کئی برس آپ نے ایک ہی پیراہن مین اس طرح گذارے کہ اگر آستین پہٹ گئی - تو نئی آستین اُس مین لگادی - اور اگر پیراہن - سینہ یا بغل پر سے بوسیدہ ہوگیا - تو نئے کپڑے کا پیوند لگا دیا - غرض جو قطعہ بیکار رہا - اُسی جگہ دوسرا قطعہ لگا کر نیا کر لیا - القصہ جب تک زندہ رہے - اُسی پروئی دار جامہ مین بسر کی - کوئی ثابت نیا جامہ نہین سلوایا -

یاد شیخ محمود چشتی رنتبھوری

آپ مراتب وجود کے حافظ - اور کشف وشہود کے مالک تے - اپنے پدر بزرگوار شیخ الہداد چشتی کے خلیفہ ہین - شیخ الہداد کو خرقہ خلافت اپنے والد ماجد شیخ سدوہ گنج روان سے ملا تھا - شیخ سدوہ معرفت اور خدا شناسی کے جواہر پر کامل تعرف رکھتے تے - ان کا سلسلہ شیخ محمد سعدی کو پہونچتا ہے - جو چراغ دہلی کے بزرگ خلیفہ ہین - آپ حکومت نادرشاہ کے زمانہ مین جس کا نام ملوخان تھا - اپنے وطن سے دارالاسلام منڈو (مانڈو) مین آئے تے - اور دریاے نربدا کے کنارہ موضع کہاون مین قیام فرمایا تھا - موضع کہاون منڈو سے

جنوبی سمت میں تین کوس پر ہے - اور وہاں پر زمین خالہ کے وسط میں ایک پشتہ واقع ہے - اُسی پشتہ پر ایک مدت دراز تک آپ ایک حجرہ کے اندر رہے - جو آپنے خلوت اور ریاضت کے واسطے تجویز کیا تھا - اور ہمیشہ ہی نفس کے ساتھہ لڑائی رکھی - آخر کار فتح پائی - برسوں تک توکل تسلیم گوشہ نشینی اور خاموشی کے ساتھہ اُسی جھونپڑہ مین بسر کی - جہانتک ممکن ہوا روزینہ خرچہ کے واسطے وجہ معاش اور اوقاف کے طور پر کچھہ قبول نہین کیا جب عیال داری کے تعلقات بڑھ گئے - تو اُس زمانہ کے حکام نے اراضی اور مواضع پیش کش کر دئے تھے اور اس خدمت پذیری سے اپنے اوپر احسان مانا تھا - اس کے بعد آپنے کھماون مین گھر بنا لیا مسجد بھی بنائی اور روضہ بھی بنایا مسجد کے صحن مین اپنے ہمراہی فقرا اور آنے جانیوالے درویشون کے ساتھہ خدائی صحبت رکھا کرتے تھے - اور درویشانہ خوان بچھا کر - دعوت خلیلی کی رسم ادا کیا کرتے تھے - اور حاضرین کے ساتھہ خود بھی کھایا کرتے تھے - جب آپنے ہجری سنہ کچھہ اوپر نو سو ساٹھہ کے بعد عالم دنیا کو رخصت کیا - تو اپنے فرزند رشید شیخ میان کو اپنا جانشین چھوڑا - شیخ میان بھی فقر کے طریقہ پر درویشی کے راستہ مین کھڑے رہے اپنے والد ماجد کی رسمین جاری رکھین - اور ہجری سنہ نو سو پچاسی مین عالم صورت سے جہان معنی کو کوچ فرمایا - خوابگاہ کھماون مین پدر بزرگوار کی تربت کے پہلو مین ہے شیخ میان نے تین لڑکے چھوڑے ایک شیخ میران جی - دوسرے شیخ منجھن تیسرے شیخ مبارک - پہلے لڑکے باپ کے مقام سے ترک سکونت کر کے - پرگنہ حاصل پور مین جا رہے ہین یہ پرگنہ سرکار مندڈ مین ہی ہے - فقر و فاقہ کے عادی - اور خدا کے ساتھہ لو لگائے ہوئے ہین - دوسرے لڑکے اپنے باپ کی عبادت گاہ مین مشغول بحق ہین - القصہ خدا کرے - عبادت کے ثمرے معرفت سب کو نصیب ہون - آمین -

یاد امیر سید جلال

آپ سید صدر الدین حسنی متوکل کے فرزند ہین - برسون اسباب شکنی - اور حصول فقر کی مشق کر کے یہ بات حاصل کی تھی - کہ تہی دستی مین آرام پاتے تھے - آپ کے بزرگ گردیز سے ہند مین آئے تھے - چونکہ قصبہ اودہ کی آب و ہوا موافق آئی - اسواسطے اسی قصبہ کو وطن بھی کر لیا تھا ہجری سنہ آٹھہ سو ستانوین مین جب کہ سلطان سکندر لودہی کا زمانہ تھا - آپ نے عالم غیب سے عالم شہادت مین نزول فرمایا - جس وقت ہوش کا زمانہ آیا تو الٰہی معرفت کی ہوا لگی - شیخ راجے سید نور کے مرید ہو گئے - لیکن پدر بزرگوار کی پیروی مد نظر تھی - اسواسطے سپاہیانہ بسر کیا کرتے تھے اتنے مین وہ وقت آیا - کہ سلطان ابراہیم لودہی - قصبہ پانی پت کی حدود مین - فردوس مکانی بابر بادشاہ

کی جنگ مین مارا گیا - اسی جنگ مین آپ کے پدر بزرگوار نے بھی - سامان ہستی - عالم ناسوت سے - باندہ کر عالم لاہوت
مین جا کھولا - زخم ہائے کاری آپ کے بھی آئے تھے - مگر مرہم پٹی سے اچھے ہو گئے - اِس کے بعد آپ قصبہ سرہر پور
مین آئے - جو جونپور کی مضافات مین ہے - اور شیخ اللہ داد احمد شریف جونپوری کی خدمت مین حاضر ہوئے
شیخ اللہ لو شیخ دتین کے نام سے مشہور تھے - چار سال تک ایزدی کمالات اور الٰہی معرفت تحصیل کرتے
رہے - چونکہ آپ کے بال بچہ دار الخلافہ آگرہ مین تھے - لہذا شیخ اللہ داد نے آپ کو فرمایا - کہ اگرچہ صوبہ آگرہ کی ولایت
سید معین الدین کے تصرف مین ہے جو بیانہ مین خوابگاہ رکھتے ہین - لیکن ہمنے التماس کر کے دسوان حصہ
تمہارے نام سے لیا ہے - بہتر ہے - کہ تم اپنے گھر کی طرف چلے جاؤ - آپ نے حکم کی تعمیل کی - چونکہ درویشی اور
بھوکا رہنے کی عادت تھی - اسواسطے کسی فرمان روا سے زندگی کی خاطر - وجہ معاش ملکیت کے طور پر قبول نہین
کی - اس بنیاد پر آپ نے متوکل خطاب پایا ہے -

کہتے ہین - ایک روز خانقاہ کے دروازہ پر دو قلندر آئے - اور زنجیر ہلائی - خادم باہر آیا - قلندرون نے
کہا - ہمارا اسلام صاحب خانہ سے کہدو - نام پوچھا - تو جواب دیا - خود جانتے ہین - خادم نے ماگزری ہوئی
کیفیت بیان کی - آپنے تھوڑی دیر سر جھکا کر تامل فرمایا - اور پھر کہا - کہ جاؤ جمال - اور حسین کہہ کر بلالو - قلندر اپنا نام
سنکر متحیر ہوئے - جب حاضر ہو کر ہاتھ چوم چکے - تو بیعت کے واسطے التماس کیا - آپنے التماس قبول کر کے
فرمایا - درویشون کی آزمایش کا کبھی خیال بھی دل مین نہ آنے دینا - کیونکہ ہر وقت اور ہر جگہہ یکسان حال نہین
رہتا ہے - لہذا اس گروہ کے ساتھ حسن عقیدت کو آزمایش پر منحصر نہین رکھنا چاہیئے -

کہتے ہین - جب آخرین سفر کا وقت نزدیک آیا - تو ہجری سنہ نوسو اُناسی ربیع الاول مہینے مین بڑے بیٹے
سید بدر الدین کو پیرون کی خلافت کا خلعت عطا فرمایا - اِس درمیان مین چند خادمون نے کھڑے ہو کر دوسرے
فرزندون کی بھی یاد دلائی آپنے فرمایا میرے پاس ایک خرقہ تھا - سو ایک کو دیدیا - دوسرون کو اللہ تعالیٰ ہو نجاوے گا
اور اُسی سال مین نماز عید الضحیٰ سے پیشتر عیدگاہ وصال کو روانہ ہوئے - ایک فاضل نے آپ کی تاریخ رحلت
شیخ جہان پائی ہے - خوابگاہ آگرہ -

یاد سید شاہ میر

آپ سید شریف جرجانی کی نسل سے ہین قدس سرھما طریقت کا حصہ آپ کو شیخ امان پانی پتی کی طرف
سے ملا تھا - رسمی اور ذوقی علوم کے ساتھ آراستہ تھے - دسوین صدی کے اواخر مین عاریتی جہان کو رخصت

کرکے۔ شہر آگرہ مین خوابگاہ اختیار کی۔

یاد شیخ فخرالدین

آپ کے پدر بزرگوار شیخ داؤد ابن شیخ شاہ صدیقی ہین۔ آگرہ خوابگاہ ہے۔ اگرچہ شیخ الہداد صالح سرہندی کے مرید ہین۔ لیکن اکثر علوم متداول۔ حسام الاولیا شیخ حسام الدین متقی کے درس سے تحصیل کیے تھے۔ کہتے ہین جس زمانہ مین آپ بشکل سپاہیان رہتے تھے۔ اُس زمانہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک روز آپ ملک پورب مین ایک حوض کے کنارہ وضو کرتے تھے۔ اتنے مین سیاہ نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئے ایک سوار دوڑتا ہوا آیا جس کا گھوڑا مشکی تھا۔ اور آپ کی پشت پر ایک تازیانہ مارا۔ اور سامنے ادر دلی مین رکھ لیا چند قدم چلے تھے۔ کہ سوار تو نظر سے غائب ہوگیا۔ اور آپ کو ایسا جذبہ کا سیلاب آیا جس کے اندر ہوش معاش بہ گیا۔ اور ایسی حیرت پیدا ہوئی جس نے زبان بند کردی۔ یہان تک کہ کامل بارہ سال آپ کی زبان اداے حروف پر قادر نہین ہوئی۔ ایک روز پھر وہی سوار راستہ مین مل گیا اور تازیانہ دکھا کر ڈرایا۔ کہا۔ بات کیا کرو۔ یہ سنکر اسی دم بولنے کی طاقت اور بات کرنے کا خیال اپنے جی مین پایا۔ لیکن زبان مین کسی قدر گرفتگی باقی تھی۔ اِس کے بعد آپ قصبہ جنید لوس مین جو سرکار بہار مین ہے۔ شیخ الہداد ابن ضیاءالدین کی خدمت مین گئے۔ اِن دونون بزرگوارون کی صحبت گرم ہونے لگی۔ کیونکہ دونون سہروردیہ سلسلہ مین تھے۔ کم و بیش نوسال ایک دوسرے کے رازدار رہے۔ اور آپ درس علوم بھی دیتے رہتے تھے۔

اِس اثنا مین سید آدم پسر سید جمن۔ باجازت پدر بزرگوار ہیلسہ سے فاتحہ کے واسطے شیخ الہداد کے پاس آئے تھے سید آدم ڈاڑھی منڈوایا کرتے تھے۔ جس کے سبب سے ان کا رخسارہ صاف رہتا تھا۔ آپ نے سید آدم سے فرمایا۔ سادات کو ترک سنت نہایت نامناسب ہے۔ سید آدم کو غرور جوانی تھا۔ جس کے سبب سے غصہ آیا۔ اور ہیلسہ جاکر پدر بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا کہ ایک درویش۔ شیخ الہداد کے ساتھ ہم راز ہے۔ میرے ساتھ اِس طرح سختی سے پیش آیا۔ اور خانوادہ مداریہ کے معتقدین کی نسبت نامناسب اندیشہ ظاہر کیا۔ شیخ جمن نے فرمایا۔ صاحب زادہ۔ اُس درویش کا کہنا صحیح اور سچی نصیحت ہے۔ اور عمل کرنے کے لائق ہے۔ نوجوان سید آدم باپ کے تصدیق کرنے سے۔ آپ کی ہدایت کا گرویدہ ہوا۔ اِس کے بعد سید جمن نے ایک خادم کو چند لونگین اور کسی قدر تبرک دیکر آپ کے پاس بھیجا اور آرزوے ملاقات ظاہر کرکے یہ عذر کیا۔ کہ مجھکو آنے سے پیری مانع ہے۔ خادم جس وقت پہونچا۔ درس جاری تھا۔ تبرک اور پیغام دونون پیش کیے۔ آپ نے طرز بیان سے حسن طلب سمجھا۔ اور بے درنگ بارادہ ملازمت اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جب سید جمن کو اطلاع ہوئی۔ کہ قصبہ کے

کنارہ آپ پہونچ گئے ہین۔ تو اُسی اپنے لڑکے کو استقبال کے واسطے بھیجکر اپنی ملازمت مین کھینچ بلایا۔ اولین دیدار کا تصرف یہ تہا۔ کہ کاغذی نقوش آپ کے صفحہ خاطر سے بالکل صاف ہو گئے۔ پھر سید جمن نے فرمایا خانقاہ کے اندر ایک حجرہ آپ کو دیدو۔ چنانچہ دیدیا گیا۔ چند روز آپ وہان رہے۔ اور پھر التماس کیا۔ مین چاہتا ہون کہ باعقیدت غلامون مین شامل ہو جاؤن۔ سید جمن نے فرمایا۔ فخر عالم جمن جاہل کے مرید ہو جاوین یہ بات زیبا نہین ہے۔ جب آپنے مکرر التماس بہت کچھہ عجز و نیاز کے ساتھہ پیش کی۔ تو سید جمن نے اپنے منہ مین کا پان آپ کو دیا۔ علمی چراغ جو گل ہو گیا تہا۔ وہ از سر نو روشن ہوا۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ بہار مین شیخ شرف الدین کے روضہ پر چند روز اعتکاف کرو۔ اور اُن کی روح سے ہدایت چاہو۔ چنانچہ اپنی تعمیل کی۔ خواب مین صاحب روضہ سے سنا۔ کہ تمہاری ہدایت سید جمن کی رہنمائی پر موقوف ہے۔ اُنہین کی خانقاہ مین لوٹ جاؤ۔ چنانچہ آپ لوٹ کر سید جمن کی خدمت مین آئے۔ اور عالم مثال کا گزرا ہوا ماجرا عرض کیا۔ سید جمن نے سنی ہوئی بات تو قبول کی مگر آپ کا رخ آگرہ کی طرف پہیر دیا۔ ساتہہ ہی یہ ہدایت بھی دی۔ کہ خواہ کسی قسم کی بات سننے مین آوے۔ راستہ سے مت لوٹ آنا۔ اور جب خوابگاہ بدیع الدین شاہ مدار کے آستانہ پر پہونچو۔ تو آگرہ کی اجازت مانگنا۔ سید جمن یہ بات راستہ مین کہکر بمقام جونپور چلے گئے۔ شیخ فخر الدین کو خبر لگی۔ کہ سید نے تماشا گاہ دنیا کو جو نمود بے بود ہے رخصت فرمایا۔ چونکہ پیشتر نصیحت آپ کو ہو چکی تہی۔ اسواسطے واپسی کا خیال خاطر مین آنے نہین دیا۔

جب آپ قصبہ بانگرمؤ مین حوض کے کنارہ پہونچکر رات کو رہے۔ تو خواب مین مدار الاقطاب نے آگرہ رہنے کی اجازت دی۔ اور فرمایا۔ سیورغال (معین وجہ معاش) کے طریقہ پر کچھہ نہ لینا۔ اور جو درویش اُس جگہہ کا بزرگ ہو۔ اُس کی رضامندی لیکر مکان بنانا بالآخر آپ آگرہ مین آئے۔ اور اُس وقت مین شیخ جلیل زاہد زمانہ تہے۔ اُن کے دیدار کے واسطے گئے۔ اِس جگہہ آپ کا دل گرویدہ نہین ہوا۔ اِس کے بعد آپ شیخ علاء الدین مجذوب کی ملازمت مین حاضر ہوئے۔ شیخ مجذوب نے فرمایا۔ تم سلسلہ سے آتے ہو۔ لیکن تمہاری جگہہ تو سر نہر ہے آپ نے جواب مین لا یا نعم کچھہ نہین کہا۔ پہر شیخ مجذوب نے ایک روٹی کا ٹکڑا۔ کچکول سے نکال کر آپ کو دیا۔ اور فرمایا۔ پنجاب کو چلے جاؤ۔ وہان گیہون ارزان ہین۔ اس دفعہ بھی آپ جواب دینے سے خاموش رہے پھر شیخ مجذوب نے تیسری بار فرمایا۔ ایک سیر ہے آدہا تمہارا اور آدہا میرا۔ اس دفعہ بھی آپنے کچھہ نہین کہا۔ پھر شیخ مجذوب نے چوتھی دفعہ خطاب کیا۔ اس وقت تک یہان مین تہا۔ اب تم رہو۔ آپنے جواب دیا۔ اگر آپ کی یہ رائے ہے۔ تو آپ جگہہ میرے واسطے چھوڑ دین۔ اور خود دوسری جگہہ تجویز فرماوین۔ شیخ مجذوب نے ایسا ہی کیا

اور اب جس جگہہ اُن کی قبر ہے - وہان اپنا حجرہ بنالیا -

کہتے ہین شیخ فخر الدین کو جب بیماری پیش آتی تھی - تو خوش گلو قوالون کو بلاکر سرود و سماع کی مجلس کیا کرتے تھے - اور اسی سماع کے اندر بدمزگی مزاج کی تندرستی سے بدل جایا کرتی تھی - مگر جب مرض الموت عارض ہوا - تو سماع کی مجلس آپ نے نہین کی - ایک روز شیخ یوسف انصاری سید جلال قادری شیخ عبدالمومن چشتی - اور نیز دیگر چند اصحاب عیادت کے واسطے آئے تھے - سب اس بات پر جمے ہوئے تھے کہ اس بیماری مین سرود نہ سننے کا سبب دریافت کرین لیکن قبل اس کے کہ لب ہلاوین - آپ نے رامی نام مطرب کو بلوایا - اور فرمایا - یہ غزل گاؤ - بیت

ما قصہ نوشتیم بہ سلطان کہ رساند	جان ساختہ کردیم بہ جانان کہ رساند

جب غزل تخلص تک پہونچ گئی تو فرمایا - فرصت کم - اور شرع شریف کی رعایت واجب - گانے والی کو جانے کی اجازت دی - اور تین روز بعد جمعہ تاریخ انیسوین جمادی الثانی ہجری سنہ نوسوستہ کو ایک سو چھبیس سال زندہ رہکر - اپنی عمر دائمی خواب کے حوالہ کی - اور اپنا تن خاک قبر کے سپرد کیا - اور جان خلوتگاہ قدس کو چلی گئی قاسم ہندی نے آپ کی تاریخ رحلت الفاظ کو فخر دین مین پائی ہے -

یاد شیخ سعد ابن بدھن خیر آبادی ۹۲۲ھ

آپ صاحب دانش و بینش تھے - طریقیت مین شیخ محمد قطب المعروف شیخ مینا لکھنوی کی ملازمت سے عقیدت اور خلافت رکھتے تھے - اور ظاہری علوم مین مولانا اعظم کے شاگرد تھے قدس سرہم کہتے ہین - آپ کے پیر کتاب عوارف آپ کے اُستاد سے پڑھتے تھے - ایک روز آپ نے پیر کی خدمت مین عرض کیا - اس کتاب کی عبارت صحیح کرنے کے واسطے تو میری طبیعت کافی ہے - اور اس کے معانی اور لطائف کا ادراک جناب مخدوم کے ضمیر سے ممکن جوذی کشف ہے - پھر معلوم نہین - کہ دوسرے کسی کے درس کی ملازمت کیون گوارا کی جاتی ہے - پیر نے فرمایا - سعد - تمنے جو کچھہ کہا - بجا ہے - لیکن عالمون کے ہوتے ہوئے - تعلیم کے راستہ سے پانون کھینچ لینا - اور اپنے ادراک اور عرفان پر بھروسہ کرنا ارباب دیانت اور اصحاب ہوش کا شیوہ - اور خوبان معنوی کی عادت نہین ہے - بیت

بچہر آباد شد سعد آنجہانی	سعادت خیر باد این جہان کرد

یاد شیخ بدھا

آپکا نام عبد الوہاب تہا۔ شیخ ابو الفتح کی کے بڑے بیٹے ہین۔ عمدہ صورت اور سیرت سے آراستہ اور دانش وبنیش سے پیراستہ تہے درسی فنون کی تحصیل کمال کے درجہ پر پہونچادی تہی۔ بالخصوص حدیث اور تفسیر کامل طور پر یاد تہی۔ وعظ اور تلقین سے اس طرح گریزان رہتے تہے۔ کہ جس طرح درس سے۔ آپ کی مجلس مین خدا کی یاد۔ اور فرستادگان خدا کے حالات کے سوا صلوات اللہ علیہم دوسری باتین بہت ہی کم ہوا کرتی تہین علم سیر اور تاریخ کے بہت کچھہ عبرت افزا واقعات یاد تہے۔ جوانمردی اور سخاوت آپ کے خمیر مین داخل تہی۔ اگرچہ کچھہ پاس نہین ہوتا تہا۔ اور ایسے وقت مین احیانًا کوئی حاجتمند آجاتا تہا۔ تو گہر کے اسباب مین سے جو کچھہ ہاتہہ پڑجاتا تہا۔ اہل خانہ سے چہپا کر اُس کو دیدیتے تہے۔ یہ کہتے ہین۔ ایک سال آپ کی ہمت کا امتحان کرنے کے واسطے حاکم شہر نے لوگون کو روک دیا تہا۔ کہ اِس درویش کو کوئی شخص ایک کوڑی بہی قرض نہ دیوے مگر باینہمہ آپ کے مہمان خانہ کا خوان روزمرہ پہلے سے زیادہ اور بہتر بچہایا جاتا تہا۔ اور کوئی سائل اپنے مطلب سے ناکام آپ کی خدمت سے نہین لوٹا۔ شاہ محمد خیالی نے آپ کی دوستی کے سبب سے آپ کے محلہ مین ایک حجرہ بنالیا تہا۔ اور اسی مین واپسین دم تک رہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ تک وہ مکان قایم تہا شیخ عبد اللہ کو ذکر وشغل کی تلقین۔ اور حقائق وتصوف کی تعلیم۔ انہین شاہ صاحب سے حاصل ہوئی ہے۔ شعبان کی چاندرات کا دن اور ہجری سنہ کم وبیش نوسوستر تہا۔ کہ دوئی کی سرائے سے وحدت کے دار السرور کو آپ روانہ ہوئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

انجمن اصحاب شہود وارباب حضور سلسلہ عشقیہ شطاریہ

تاریخ نگار بیرون اور ذی معرفت ہادیون نے ایسا لکہا ہے۔ کہ اِس خانوادہ کے سرِ دفتر راس الواصلین رئیس المحققین۔ شیخ محمد۔ قطب عصر مرشد زمان۔ عارف جہان۔ ابویزید طیفور ابن عیسیٰ ابن آدم ابن سروشان بسطامی ہین۔ اور جو اصحاب مشرب عشقیہ رکہتے ہین۔ یہ دوسرے مشہور مشربون کی بہ نسبت فنا اور بقا کے درجات۔ صدق اور صفا کی منازل۔ مبدء اور معاد کے ابتدائی مقامات پر نظر کرکے ۱۵۱ اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کے زمرہ مین داخل ہین چنانچہ تلوین ۱۵۲ وتمکین۔ حجاب ماانکشاف

۱۵۱ جو اصحاب آگے (سامنے بٹھائے گئے) ہین (سو) یہ آگے ہی (بٹھانے کے قابل) ہین (کہ) یہ درباگاہ خداوندی کے مقرب ہین ۱۲

۱۵۲ تلوین وتمکین وغیرہ تمام الفاظ۔ مقامات سلوک کے اسماہین ۱۲

قبض وبسط منع وعطا ہست ونیست ۔ تنہائی وہمراہی کنج ومیدان ۔ خموشی وگویائی ۔ غرض کہ تمام حالات اور اوصاف جو باہم متقابل اور ضد یکدیگر ہین ۔ ان کو پہونچنا داخل کمال اسمائی ہے جس کو کمال ذاتی کہنا ناموزون نہین ہے ۔ یہ حالات اور اوصاف اس گروہ کی موحدانہ نظر مین یکسان معلوم ہوتے ہین اور اس طریق کے سالک اور وابستگان حلقہ شمار سے زیادہ ہیں ۔ کسی حال مین اور کسی مقام مین وہ آن بھی علی الاتصال پابند ہو کر نہین رہتے ہین ۔ بلکہ ہر لحظہ اور ہر دم جدید شان کے ساتھ اوقات کا زندہ رکھنا ۔ اور اوس کے ذریعہ سے شہر زندگی کو آرایش دینا ۔ یہ خاصہ اس طریقہ کے پیرون کا ہے ۔ عراق ۔ عرب ۔ عجم ۔ ایران ۔ اور توران مین جو فروغ محمدی پہونچا ہوا ہے ۔ یہ اسی سلسلہ کے مشائخ کی برکات سے پہونچا ہے علی الخصوص ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو تیس مین اس گروہ کے سرآوردہ ۔ محمد صادق شیخ نے ۔ ماوراالنہر کے شہرون مین علم ہدایت نصب کیا تھا ۔ اور اس نواح مین تمام مشائخ اور فضلا کے قبلہ گاہ بن گئے تھے ۔ تمام ذی استعداد معتقدین ان کی ملازمت سے ولایت اور کمال حاصل کرتے تھے ۔ ان بزرگوار عزیزون مین سے جس شخص نے اپنی ہدایت سے ہندوستان کے تیرہ وتاریک مکان کو اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[۱] کا نور آباد بنایا ۔ وہ شاہ عبد اللہ شطاری پسر حسام الدین عبد اللہ ابن رشید الدین ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جمال الدین عماد ابن عمر المعروف بہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الحق والدین سہروردی کے ذات خورشید صفات ہے جسنے نوین صدی کے اخیر مین ایران سے ہندوستان کے لوگون کی رہنمائی کے واسطے نزول فرمایا ۔ اور عالم قدس کو روانہ ہونے کے وقت تک ہر ایک طرح کے اذکار اشغال ۔ اعمال ابرار و اخیار ۔ اور ادعیہ ماثورہ وغیرہ کی دعوت کے طریقہ سے عموماً اور نیز خصوصاً طالبون کو اون کی استعداد کے موافق تلقین فرمائی ۔

شطار کی وجہ تسمیہ کے متعلق کسی قلم نے کوئی صریح حرف اور رقم نہین لکھی ہے ۔ لیکن ایک رسالہ ہے لطیفہ غیبیہ نام ۔ جو آپ کے قلم تصنیف کا نتیجہ ہے ۔ اس رسالہ کی فصل ثانی مین کسی قدر وجہ تسمیہ کی نسبت آگاہی دی گئی ہے ۔ خلاصہ اُس کا یہ ہے ۔ کہ خداشناسان اُمت محمدی اور پیروان مذہب احمدی علی صاحبہا من الصلوٰۃ افضلہا ومن التحیات اکملہا سلوک مین تین مشرب پر منقسم ہین ۔ (۱) اخیار (۲) ابرار (۳) اور شطار ۔ اور ان تینون گروہون مین سے ہر ایک گروہ ورد ۔ ذکر ۔ شغل ۔ فکر ۔ کشف

[۱] اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۱۲

اور قرب جدا جدا رکھتا ہے - اور اپنے اپنے خاص طریقہ کے بموجب - صاحب استعداد کامل ہے - لہذا مناسب یہ ہے - کہ[۵۱] عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ کے مضمون پر نظر کرکے فرق اور عدم فرق کی رعایت اس گروہ کے بارہ مین بہی اسی موافق کیجاوے کہ جس موافق انبیا علیہم السلام کے بارہ مین فرق وعدم فرق کی نسبت قرآن شریف کے اندر ارشاد ہے یعنی اُن کی نسبت اعتقاد اور ولایت کے اقرار مین تفاوت اور اختلاف کو دخل نہ دیا جاوے - اور جو حکم رسولون کے ایمان کی نسبت [۵۲] لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِه سے ہے اس پر قیاس کیا جاوے - تاکہ شریعت کا ایسا ایمان حاصل ہو جو طریقت کے وصف کے ساتھ موصوف ہو - اور جس طرح کہ انبیا علیہم السلام کے زمرہ مین قرب - وحی کتاب - معجزات نسخ - عدم نسخ - اولوالعزمی - اُمت کی کثرت وقلت اور نیز ان امور کے سوا - دیگر امور کے اعتبار سے فرق سمجھا جاتا ہے - اسی طرح چونکہ یہ گروہ مشابہ با نبیاے بنی اسرائیل ہے - لہذا اسی طرح اس گروہ کے اندر بہی افضلیت - سرعت سیر - بطوء سیر ریاضت اور عبادت کے اعتبار سے سلوک مین عالم آخرت کی طرف سے سمجھی جاوے - اور احوال - درجات - مقامات - اور خطابات کے اعتبار سے اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کے بموجب منجانب مبدء سمجھی جاوے - آیہ کریمہ [۵۳] تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کے اشارہ سے جو معنی ذہن مین آتے ہین - اس موافق اس مقام سے یہ بات خیال مین آتی ہے - کہ اس لقب کی خصوصیت - منازل طریقت کے طے کرنے مین تیز روی کے اعتبار سے ہے اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ اور اس سلسلہ کے بعض اصحاب اور نیز دوسرے لوگ - نعت کی ومنع پر نظر کرکے - مذکورہ بالا طریقہ سے جو اس لقب کی وجہ بیدا کرتے ہین - بیا قرب بصواب ہے - نیز اس مشرب کے بعض اکابر یہ بہی فرماتے ہین - کہ جو اولیا اللہ بالجسم سے سبکدوش ہو چکے ہین - ان کی ارواح سے یہ گروہ فیض حاصل کرتا ہے - اور پرورش پاتا ہے بدون اس کے کہ جسمانی ملازمت اور مصاحبت کرے - پس چونکہ یہ گروہ عالم مرکبات کو طے کرکے مجردات کے عالم مین معنوی سرعت کے ساتھ جاتا ہے - اس سبب سے اس گروہ کو شطار لقب دیا گیا ہے - یہ بہی ایک وجہ ہے -

خلاصہ کلام یہ ہے - کہ تمام مشایخ شطار کو ہند مین شاہ عبداللہ شطاری کی خدمت سے اس مشرب کا

---

[۵۱] میری اُمت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی مثل ہین ۱۲ [۵۲] ہم خدا کے پیغمبرون مین سے کسی ایک کو (بہی) جدا نہین سمجھتے (یعنی سب کو مانتے ہین) ۱۲ [۵۳] یہ پیغمبر جو بہیجے ہین - ان مین سے بعض کو بعض پر برتری دی ۱۲ -

حصہ ملا ہے منجملہ ان کے شیخ حافظ جونپوری ہین - جو سلوک اور تصوف کے مراتب طے کرنے مین مثل قمر سریع السیر تھے - اور ان کے نامور خلفا ہر ملک مین ہین - جونپور مین شیخ بدہن ہین - اِن کی قبر بانی پت مین ہے شیخ بدہن کے بہی ایک خلیفہ تھے قصبہ بدولی مین شیخ ولی شطاری - ظاہری اور باطنی کل فضیلتین - امکانی اور آلہی جملہ معرفتین - اِن کی ذات مین جمع تہین - انہون نے ہجری سنہ نوسو چہبین مین عالم بقا کو کوچ کیا - اور خلفاے کامگار دنیا مین چہوڑے - اِن مین سے ایک شیخ فدن تھے - بڑے پرہیزگار تھے - اور حقائق و معارف بیان کیا کرتے تھے - اپنے زمانہ مین اپنا مثل نہین رکہتے تھے - امیر سید علی قوام کے بہی پیر ہین - شیخ ولی شطاری کے دوسرے خلیفہ شیخ بہاء الدین زکریا تھے - جو خواجہ گنجشکر کی نسل سے ہین - اور تیسرے خلیفہ شیخ حاجی ابن شیخ علم الدین عجائب برادر زادہ شیخ زکریا تھے یہ سلسلہ شیخ حافظ تک منتہی ہوتا ہے -

جب شاہ عبداللہ شطاری نے عالم قدس کو کوچ فرمایا - تو چند سال اور چند واسطے کے بعد خرقہ خلافت درجہ بدرجہ شیخ محمد غوث کو پہونچا - اگرچہ واسطین کی ترتیب اس خانوادہ کے شجرہ مین بالتفصیل مذکور ہے - اور شجرہ کا وصف خاص یہ ہے[۵۱] اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ لیکن مختصر طور پر بیان بہی تحریر کرتا ہون - یعنی شاہ عبداللہ شطاری سے اولاً خرقہ خلافت شیخ محمد علا کو عنایت ہوا - جو شیخ قاضن کرکے مشہور ہین - شیخ محمد علا سے اُن کے بیٹے شیخ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست کو پہونچا - شیخ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست سے شیخ ظہور حاجی حمید حضور کی خدمت مین منتقل ہو کر آیا - چنانچہ اس کی تفصیل ہر ایک صاحب کی یادداشت مین حسب مقتضاے وقت لکہی گئی ہے - اور نیز لکہی جاوے گی - اور ملازمان حاجی حضور کی خدمت سے منصب ہدایت و اجازت اور فردہ قطب الاقطابی - وحدت مآب حضرت شیخ محمد غوث کو پہونچا - جنہون نے اس بہشت نما انجمن کو طرح طرح کی معرفتین اور حقیقتین بیان کرکے نئی وضع کی انجمن بنایا - شطاری خیر خوار بچون کو نوزادگی کی پستی سے ابہار کر مشایخ کی باطنی پرورش کے ذریعہ سے نوجوان کیا - اور توحید و ایمان کے درخت کو تقلید اور استدلال کی خزان سے بذریعہ نوبہار تحقیق رہائی دیکر دائمی سرسبزی بخشی - تاکہ درخت مذکور افراد انسانی کے باغ مین ازلی توفیق کا بانی پیکر باردار ہو - اس مین شک نہین - جس نے آپ کی خدمت مین چند روز منافقانہ بہی عمر گزاری - وہ بہی محبوب حقیقی کی جلوہ گاہ مین پہونچ گیا پہر مخلص کا تو ذکر ہی کیا ہے

---

[۵۱] - اُس کی جڑ مضبوط ہے - اور اُس کی ٹہنیان آسمان مین ہین ۱۲ -

یہ مدعا تحت الذکر کرامت کی شہادت سے پایہ ثبوت کو پہونچتا ہے -

چونکہ گجرات کے کوتہ نظر لوگ اپنے اعتباری حسن پر عاشق تھے - اسواسطے حسد اور ناتوان بینی کی راہ سے غوث الاولیا کے ساتھہ دشمنی کرنے لگے - منجملہ ان کے شیخ عبد المقتدر مبائی نے اپنے چھوٹے بھائی کو - خوشیہ خانقاہ مین معتقدانہ طور پر اس غرض سے بھیجا - کہ ہمیشہ حاضر حضور رہ کر غوث الاولیا کے اقوال اور افعال سے ایسے معاملات اخذ کرے - جن پر انگشت اعتراض رکھی جا سکے - اور وہ معاملات اپنے بزرگون کو پہونچاوے تاکہ اس جماعت کو نکتہ چینی کا سرمایہ فراہم ہو - کہتے ہین - اُس متجسس نے ایک روز عرض کیا - کہ یہ کمترین مریدان چند مدت سے تلقین کا امیدوار ہے - جواب ملا - کہ مقصود سلوک کی ترقی ہے - انشاء اللہ جو سکبانقرا[۱] کے لنگر سے تم کہاتے ہو یہی تلقین کا اثر پیدا کرے گا - بالآخر چند روز بعد اُس کو قوی جذبہ پیدا ہوا - اور اس کی آنکھہ حقیقت بین ہوگئی - چنانچہ تمام حالات مین اور تمام مقامات مین یہ بات اُس کے ورد زبان تھی - کہ جب منافق کا یہ حال ہے تو اُس شخص کا کیا کہنا ہے جو اخلاص کے ساتھہ اپنا سر اُس کامل بزرگوار کے آستانہ پر رکھے - بیت

دعوی زہد تو آن رند مسلم دارم	کہ روی بر سر آن کوچہ و ہشیار آئی

آپ نے جس کسی کو قبول کر لیا - اُس کے سر کی - اور نیز دل کی آنکھون کو مشاہدہ اور معائنہ کا نور حاصل ہوگیا - اور اُن مین حقیقت بینی کی قوت آگئی - یہان تک آپ کا بے انتہا فیض پہونچا - کہ کیا ہند اور کیا سندہ سب شہرون مین آپ کی عارف اور فاضل اولاد - اور رہنما خلفا جا بجا ہو بیٹھے - اور اُن کے قدم کی برکات سے خلا محال ہوگیا - جن کی فہرست یہ ہے -

گوالیار مین جہان آپ کا مرقد مبارک ہے - جانشینی اور سجادگی کے مراسم آپ کے مسند نشین صاحبزادہ شیخ عبد اللہ المعروف بہ شیخ بدہا - عمدہ طور پر انجام دیتے ہین - نیز شیخ مبارک عالم جو اطراف بانگرمو کے باشندہ ہین - یہ بھی یہین تھے - جامع علوم تھے اور ظاہری و باطنی صفائی بھی رکھتے تھے - کم و بیش چالیس سال اصحاب خانقاہ کو کتابی علوم کا درس دیا - نیز شیخ بدیع الدین جیلانی سمرقندی غوث الاولیا کے بزرگ خلفا مین سے ہین - یہ بھی گوالیار مین ہی تھے - اُنہون نے کلید مخازن - اور کنز الوحدۃ پر جو غوث الرحمن کی مصنفہ کتب ہین عمدہ اور مسبوط حاشیے لکھے ہین - اور تعلیقات لگائی ہین -

دار السلطنۃ آگرہ مین شیخ نور الدین ضیاء اللہ زندگی بخش نے اپنے پدر بزرگوار کے رہنے سہنے کی جگہہ

[۱] کہانے کی ایک قسم ہے ۱۲

سنبھالی تھی - اور شیخ عبداللہ صوفی مرید غوث الاولیا بھی یہین تھے - روشن ضمیر پیر سے کامل طور پر عرفانی اور وجدانی مقامات حاصل کئے تھے -

برھان پور خاندیس مین شیخ اکمل الدین برہان تھے - ان کے پدر بزرگوار کے ظاہری اور معنوی فرزند اور بھی تھے - لیکن پدر بزرگوار کی ہدایت سے اقتباس نور کرنے مین - یہ معنوی فرزند سب مین پیش دست اور مقدم تھے - اور اخیر عمر مین بالکل استغراق ہوگیا تھا - اور اِن کی زبان مین موحدانہ کلام اور تقریر کے سوا - کوئی گویائی باقی نہین رہی تھی - نیز شیخ لشکر محمد نے بھی یہین برہان پور مین سلسلہ ہدایت جاری کر رکھا تھا - نیز اسی شہر مین قاضی سراج محمد بنیانی تھے - معرفت کا چراغ - اور علمی و عینی جزئیات کی شمع انہین کی ذات سے روشن تھی - شیخ نظامی گنجوی کی ایک کتاب مخزن اسرار ہے - اُس کی مشکل عبارتین اور مضامین آپ نے حل کر کے - اہل جہان کو فیض پہونچایا ہے

برودرہ (بڑودہ) گجرات مین شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکر تھے - آفتاب تلقین سمت الراس پر انہین بزرگوار کی بدولت پہونچا تھا - اور شیخ حبیب شعاری بھی اسی شہر مین سلوک کے اندر اپنے مریدون کو تیز روی تعلیم کیا کرتے تھے -

احمد آباد گجرات مین آپ کے فرزندون مین سے شیخ اویس اور شیخ اسمٰعیل ہین **مدظلہما** ان کے نانا - سلامی سادات مین سے ہین - اور سید ابو تراب کے عم مکرم ہین - اِن دونون عالی مقدار گوہرون مین سے اولین (شیخ اویس) اوراد - دعوات - اذکار - اشغال - اور جواہر خمسہ کے رموز - اِن علوم کے عامل ہین - **کما ھوالحق** - اور دوسرے بھی مشائخ طریقت کے عادات اور صفات سے ظاہر اور باطن دونون مین آراستہ - اور پیراستہ ہین - خدا کرے حال مین - کمال مین - اور آل مین روز افزون ترقی ہو - یہان احمد آباد مین آپ کے خلفا مین سے دو صاحب ہین (ایک) شیخ وجیہ الدین احمد علوی - جن کے فیضان سے - طالبان علم و عرفان کے دل زندہ - اور زبانین گویا ہوئی ہین (دوسرے) شیخ علی شیر بنگالی ہین - اُنھون نے جواہر خمسہ کا انتخاب کیا - اور عمل مین لائے - اکثر علوم مین بڑے صاحب دستگاہ تھے - خاصکر علم ہیئت - نجوم - حکمت - اور منتر سا چھی طرح جانتے تھے - اور مسائل علوم کے مغز کو پہونچتے تھے - آپ نے جام جہان نما کی ایک شرح مفید اور مبسوط لکھکر اُس کو شرب معارف سے لبالب کیا ہے سوانح امام احمد غزالی پر بھی حسب ارشاد غوث الاولیا - ایک محققانہ شرح لکھی ہے -

سنبھل مین شیخ محمد عاشق - طالبان حق کا کام انجام دیتے ہین -

اجمیر - مین مولانا عبدالفتاح ناگوری - لوگون کی حل مشکلات کیا کرتے تھے -

سرھند مین شیخ محمد جمالی نے مسند ارشاد کو حسن دے رکھا تھا۔

کالپی مین شیخ جلال واصل۔ سالکان راہ کو منزل مقصود پر پہونچا دیتے تھے۔

بدولی مین شیخ جیو اعبدالحی نام تھے۔ یہ ایک مدت تک گوالیار مین بھی خدا پرستی کا طریقہ عمل مین لا چکے ہین۔

بیجاپور دکن مین شیخ شمس الدین شیرازی نے دانش و بنیش کو رونق دی تھی۔

اجین مالوہ مین شیخ احمد متوکل۔ اور شیخ عالم نے اپنے تئین سپرد خدا کر رکھا تھا۔ اور رضا بہ قضا کا راستہ ہمت اور اخلاص کے قدم سے طے کرتے تھے۔

سارنگپور مالوہ مین شیخ منجھن تھے۔ کتابی علم اور قلبی وجدان کی بنیاد شہر والون کے دل مین اول انہین نے رکھی تھی۔ دوسرے شیخ عمر ہین۔ علوم۔ عرفان۔ طریقت۔ اور توحید کے جواہرات کی آپکو کان سمجھنا چاہیے۔ اپنے وقت کے اُستاد۔ اور مرشد تھے **سلمہ اللہ تعالیٰ**

یاد شیخ ابو المؤید محمد الملقب من عند اللہ بالغوث

آپ خطیر الدین کے فرزند ہین۔ جو شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری کی نسل سے ہین۔ اس ترتیب کے ساتھ خطیرالدین ابن عبداللطیف ابن معین الدین قتال ابن خطیرالدین ابن بایزید۔ اور بایزید شیخ عطار کے فرزند ارجمند ہین **قدسنا اللہ باسرارہم**۔ آپ ولایت محمدی کے جانشین تھے۔ انوار صمدی کا نزول اور اسرار ربانی کا ظہور۔ آپ کی بابرکات ذات پر تھا۔ دونون قسم کے یزدانی کمال آپ مین پائے جاتے تھے۔ ظاہری و باطنی ہردونو سلسلہ کے پیرون کی خلافت۔ اور شہادت و غیب دونون عالم کے مشائخ کی اجازت آپ کو حاصل تھی۔ ایک رسالہ جواہر خمسہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ اُس کے دیباچہ مین آپ نے اپنے کسی قدر حالات اور گزرے ہوئے واقعات بمضمون ذیل درج کیے ہین۔

زمانہ ہوش کا آغاز ہی تھا۔ کہ مجکو درد خداطلبی پیدا ہوا۔ اور وہ میرے تمام دل پر حاوی ہو گیا۔ اس آیۂ کریمہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا[1] کے مفہوم نے اُمید بندھائی۔ پس اسی پر دل نہاد ہو کر مینے ریاضت کرنی شروع کر دی۔ اس ریاضت کی بدولت جواہر کائنات کی شناخت اگرچہ ہوئی۔ مگر اُس قدر نہین ہوئی۔ کہ جس قدر خواہش تھی

---

[1] اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کین۔ ہم (بھی) اُن کو ضرور اپنے رستے دکھا دینگے۔

سعی کسی کی بیکار نہین جاتی ہے - بحکم آیۃ کریمہ ۵۱ إِنَّ سَعْيَكُمْ سَوْفَ يُرَىٰ کئی دفعہ عالم خواب مین مجکو آگاہی دی گئی - کہ تم کو سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حمید حضور کی ملازمت سے اپنی کامیابی چاہنی چاہیے - کیونکہ تمہارے مقاصد کے دروازے - حاجی حمید کی تعین کی کنجی سے ہی کہلین گے - اِس غیبی خوشخبری پر بہروسہ کرکے - مینے اپنا تمام ملک و ملکوت (جسم وجان) حقیقی رہنما حاجی حمید کی تلاش مین وقف کردیا - اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کا شکر اور احسان ہے - کہ مجکو نگرانی کا رنج نہین اُٹھانا پڑا - اور میری مشکور سعی کا درخت وجدان مطلوب کے ثمر سے بارور ہوا - اور حاجی حمید کے سایہ تکمیل مین - حرمان اور نقصان کے اثرات سے رہائی مل گئی - اُسی دم خواجہ احمد کی خدمت مین - جو حاجی صاحب کے محرم خاص - اور رفیق با اخلاص تہے - حاجی صاحب نے فرمایا - کہ یہ شخص جو ہشیاری کے باغ کا - نیا سیاح - طلب کے باغیچہ کا نونہال - اور شوق کے جنگل کا نیا مسافر ہے - وہ باکمال نوجوان ہے - جس کی نسبت حضرت خاتم النبوۃ **علیہ السلام والصلوۃ** نے حسب ارشاد ملک علام اِس حضور کا فرزند بناکر احسان کیا ہے - اور اس تقریر کے اخیر مین ۵۲ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ الخ پڑہ کر اپنی بیعت اور عقیدت کے شرف سے مجکو سرفراز فرمایا - چند روز بعد باطنی علوم کے جواہر ۵۳ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ کے دریا سے میرے منتظر دل مین انڈیل دئے - اور ظاہری عنایات کے موتی ۵۴ وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ کی کان سے میرے حوصلہ پر اثیار کئے - تیرہ سال اور چند مہینے - کوہستان چنار مین گوشہ گزینی اور چلہ کشی کرنے کے واسطے اجازت دی - مینے قبول کرکے - ازلی توفیق کی مدد سے مقررہ مدت کو اُس طریقہ پر جو جواہر پنجگانہ مین مذکور ہے - عمل کرکے پورا کیا - اکثر باطنی اسرار اور ظاہری اطوار کو تحریر مین لاکر مسودہ سے صاف کرلیا - اور اُس کا نام جواہر خمسہ رکھکر فہرست اور فوائد کے ساتھ سب طرح سے مرتب اور مکمل بنایا - اب اس وقت مین فقیر کی عمر بائیس سال کی تہی - کہ ظاہری مرشد اور معنوی باپ کا سایہ عاطفت مجہ سوختہ آتش ریاضت پر پڑا - مینے اُسی پانچ گوہر کے کاغذی ڈبہ کو دست آویز

---

۵۱ بیشک تمہاری کوشش آگے چل کر دیکہی جائے گی ۱۲ ۵۲ جو لوگ تمہارے ہاتہ پر بیعت کررہے ہین - وہ تم سے نہین بلکہ خدا سے بیعت کررہے ہین ۱۲ ۵۳ اور لوگ اُس کی معلومات مین سے کسی چیز پر دسترس نہین رکہتے مگر جتنی وہ چاہے ۱۲ ۵۴ اور جس نے قدر واجب سے زیادہ کام کیا ہے - اُس کو اُس کا زیادہ ثواب دے گا ۱۲ -

بناکر اپنے زمانہ خلوت کی کیفیت عرض کی۔ پیر نے حد سے زیادہ عنایت اور التفات فرماکر اپنے پیرہن خاص کو درویش کا خلعت خلافت بنایا۔ اور بیان کیا۔ یہ رسالہ ایسا مخزن ہے۔ کہ جس روز لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْم کی ندا ہوگی۔ اُس روز تک تمام اہل ولایت کو وجدان اور عرفان کا سرمایہ حاصل کرنے کے واسطے دستور العمل بن کر مددگار رہے گا۔

کہتے ہیں۔ ہجری سنہ نوسو سینتالیس میں افغانان سور کا غلبہ ہوگیا تھا۔ جو شیر خان سور کے سرگروہوں میں سے تھے۔ اور اس سبب سے جنت آشیانی نصیر الدین ہمایوں شاہ تیموری نے صوبہ دہلی سے یکسوئی اختیار کرلی تھی۔ اُس وقت میں غوث الاولیا بھی گجرات کی طرف ہجرت فرماگئے تھے۔ یہاں پر بہت کچھ صاحبان استعداد آپ کی خدمت سے انسانی کمالات کو پہونچ گئے۔ جو **فنا فی اللہ** اور **بقا باللہ** ہیں۔ بڑا مکان۔ اور بڑی خانقاہ تیار ہوگئی۔ یہ مقام آج کل دولت خانہ کے نام سے مشہور ہے۔ **بیت**۔

دولتے راکہ نباشد غم از آسیبِ زوال		بے تکلف بشنو دولت درویشان ست	

مسعود الآثار شیخ محمود جلال فرماتے تھے۔ جب غوث الاولیا گجرات میں آپہونچے تو جنت آشیانی کی طرف سے اس مضمون کا صحیفہ پہونچا۔

(اصل خط)

بعد از عرض آداب دست بوس معروض آنکہ عنایت قدیر لم یزل از کردوہ شواری تقدیر بہ بدرقہ توجہ و دعاے ایشان و جمیع درویشان بآسانی برآوردہ۔ و از سوانح روزگار فتنہ انگیز انچہ پیش آمد۔ بجز محرومی ملازمت باعث آزار خاطر و سبب تیرگی دل نہ گردید۔ و در ہر نفس و ہر گام خیال در گرد این اندیشہ بود۔ کہ آن دیو سرشت مردم بآن ذات ملکوت صفات چہ سلوک کردہ باشند۔ چون شنید۔ کہ درہمان نزدیکی ایشان نیز ہجرت بدیار گجرات فرمودند۔ دل از ان اندوہ گرفتاری بقدرے رہائی یافت۔ و پیوستہ از صدق عقیدت امیدوار است کہ فیض فضل کردگار بہچنان کہ از تنگناے آفت بیرون آوردہ

(ترجمہ)

آداب دست بوسی کے بعد عرض یہ ہے۔ کہ قدیر لایزال کی عنایت نے تقدیری دشواریوں سے حضور کی اور جمیع درویشوں کی توجہ اور دعا کی بدولت بآسانی نکال لیا۔ اور فتنہ انگیز زمانہ کے واقعات سے جو کچھ پیش آیا۔ وہ کوئی بھی آزار خاطر کا باعث اور تیرگی دل کا سبب نہیں ہوا۔ بجز محرومی ملازمت کے۔ اور ہر دم اور ہر قدم پر یہ اندیشہ تھا۔ کہ دیکھا چاہیے وہ دیوزاد لوگ حضور کی ذات ملکوت صفات کے ساتھ کس قسم کے برتاؤ سے پیش آئے ہوں گے۔ جب سنا۔ کہ اُسی اثنا میں حضور بھی ملک گجرات کو ہجرت فرماگئے۔ تو اُس فکر سے دل نے کسی قدر رہائی پائی۔ اور ہمیشہ از راہ صدق اعتقاد امیدوار ہوں۔ کہ جس طرح

(اصل خط)

ازینجا معہتا کی مذکور آزاد ساخت - از محنت مفارقت صوری نیز خلاص بخشد -

سبحان اللہ چہ گونہ سپاس و شکر گزاری تلقین بالمن نشین آن رہنماے حقیقی بتقدیم رساند - کہ باکثرت اسباب پریشانی کہ بظاہر قالب فرو پیچیدہ ست در جمعیت و وحدت سرید اے قلب باندازہ یک وزہ قصورے و فتورے راہ نیافتہ - راہ آمد و رفت قافلہ دعاے خیر پیوستہ مسلوک باد -

(ترجمہ)

خلاق نفس کے فیض نے آفت کے تنگ و تاریک کوچے سے نکال کر اندہ ذکر سے آزاد کیا ہے - اسی طرح ظاہری مفارقت سے بھی نجات بخشیگا -

سبحان اللہ - اُس حقیقی رہنما کی دلنشین تلقین کا شکر کس طرح ادا کرون - باوجودیکہ اسباب پریشانی بہی کثرت کے ساتھ ہین - کہ ظاہر جسم کو چارون طرف سے جکڑ لیا ہے مگر سویداے قلب کی جمعیت اور وحدت مین - ایک ذرہ برابر قصور اور فتور پیدا نہین ہوا ہے - قافلہ دعاے خیر کی آمد و رفت اور راہ آمد و رفت ہمیشہ جاری رہنی چاہیے -

نیز فرماتے تہے - اس خط خوشی کے آنے سے آپنے آشناؤن کے غمگین دلون مین ایسا ایک حال پیدا کر دیا کہ ارباب تصوف کسی مشترک اسم کے آثار تجلی ظاہر ہونے سے اس حال کو تعبیر نہین کر سکتے ہین - اور خط کا جواب تلقین اور تسلی کی شان مین تحریر فرما کر حوالۂ قاصد کیا - اُس کا مضمون یہ تہا -

(اصل جواب)

وصول نامۂ نامی سلطانی و مطالعۂ صحیفۂ گرامی ہمایونی مبارک باد زندگانی بہ مخلصان این حدود رسانید و نوید سعادت صحت و عافیت ملازمان رکاب دولت برداد - انچہ بکلک وقایع نگار قلمی بود مطابق نفس الامرست - ہیچ گونہ تکلفی دران واقع نیست

مصرع سخن کز دل برون آید - نشیند لاجرم در دل ؛ ثم المرام سر خداوند افسر از اندوہناکی سرگذشت شوریدہ باد -

مصرع در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست ؛ ہرگاہ حق سبحانہ و تعالیٰ بندہ سعادت مند خود را میخواہد بدرجۂ کمال رساند - پرورش باسماے جمال و جلال ہر دو میفرماید -

(ترجمہ)

سلطانی نامۂ نامی اور ہمایونی صحیفۂ گرامی پہونچا - یہان کے مخلصون کو زندگانی کی مبارکبادی - اور جو اصحاب ملازم رکاب دولت ہین اُن کی خیر و عافیت بہی معلوم ہوئی - جو کچھ اخبار نویس قلم سے لکہا ہے - فی نفسہ ایسا ہی ہے - اس مین کسی طرح کا تکلف نہین -

مصرع سخن کز دل برون آید - نشیند لاجرم در دل ؛ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ خداوند افسر کو واقعات کے غم و اندوہ سے خدا کرے پریشانی نہ ہو مصرع در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا ہے - کہ کسی اپنے سعادت مند بندہ کو درجۂ کمال پر پہونچاوے - تو جمالی اور جلالی دونون قسم کے اسماے

ایک دور جمالی گزشت - اکنون چند روز نوبت جلالی ست بحکم [۵] فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا بزودی باز نوبت جمال خواہد رسید زیرا کہ بقانون عربیہ یک عسر میان دو یسر واقع شدہ - و زود بجہت آنکہ سطح محاط بحسب مسافت کمتر از دائرہ محیط ست پس عنقریب ہمہ مراد بر منصہ ظہور جلوہ گر خواہد شد انشاء اللہ تعالے

للہ الحمد من قبل و من بعد -

اُس کی پرورش فرماتا ہے - یہ ایک دور جو گزر گیا جمالی تھا - اب چند روز دور جلالی کی باری ہے بحکم [۵] فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا بہت جلد پھر جمال کی نوبت آئی جاتی ہے - کیونکہ قاعدہ عربی سے ایک عسر دو یسر کے درمیان واقع ہوا ہے - اور چونکہ محاط کا سطح مسافت کے اعتبار سے محیط کے دائرہ سے کمتر ہوتا ہی - لہذا عنقریب کل مراد ظہور پذیر ہوگی انشاء اللہ تعالی - للہ تعالی کا شکر ہو اول بھی اور آخر بھی

ہجری سنہ نو سو چھپن تھا - چند بجہ چار خلفا اور با اخلاص اصحاب نے جواہر خمسہ کے اُن بعض مقامات کے متعلق جو تفصیل اور تنقیح کے محتاج تھے - عرض کیا - اگر اس عبارت کو اجمال سے نکال کر واضح اور بسیط کر دیا جاوے تو ضرور ارباب استفادہ کو - حصول مراد مین سہولت ہو جاوے گی - آپنے التماس کرنے والون کی درخواست قبول فرما کر - جس طریقے سے وہ چاہتے تھے - اُس سے زیادہ واضح اور روشن طور پر عبارت کے لباس مین کر دیا - اس ترتیب سے کہ

پہلا جوہر - اقسام عبادت کے بیان مین ہے - نماز - روزہ - دعائین - نیز سوائے اس کے اور جو کچھ بھی ہر مہینے - اور ہر سنیچر کے روز سے اور اُس کی راتون سے تعلق رکھتا ہے - یہ سب اس جوہر مین مذکور ہین - ان کا عمل مین لانا - تمام طالبون کو اولیائے کرام کے مرتبہ پر پہونچا کر ظاہر مین آراستگی اور صفائی بخشتا ہے - اور باطن کو فیض طریقت کے واسطے مہیا کرتا ہے - ان چیزون کے عاملون کو ابرار کہتے ہین -

دوسرا جوہر - زہد اور پرہیزگاری کے اطوار کے بیان مین ہے - ان پر عمل کرنے سے عابد کامل کو بیگانہ خطرات کی پہچان اور خطرات کے دور ہونے کی پہچان پیدا ہو جاتی ہے - خطرات کا پہچاننا مرشد کے بتانے سے تعلق رکھتا ہے - نیز اس جوہر پر عمل کرنے سے بھی خطرات کی پہچان ہو جاتی ہے - لیکن خطرات کے رفع ہونے کی علامت یہ ہے - کہ خطرات

اگر شیطانی ہین - تو کلمہ تمجید بکثرت پڑھنے سے زائل ہو جاتے ہین -

اگر نفسانی ہین - تو بہت استغفار پڑھنے سے دور ہو جاتے ہین -

[۵] بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے ۱۲

اگر ظلی ہین - تو تسبیح سبحان ذی الملک والملکوت الخ گیارہ بار بتکرار پڑہنے سے دفع ہوجاتے ہیں -

اگر روحی ہین - تو کلمہ طیبہ بہت پڑہنے سے دفع ہوجاتے ہین -

اگر دفع نہ ہون - تو جاننا چاہیئے - کہ خطرات رحمانی ہین - پس خدا کا شکر بہت زیادہ کرنا چاہیئے - تاکہ خطرات مذکورہ سالک کے دل مین ثابت اور قایم ہوجاوین یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۖ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ جن صاحب کو یہ حالت پیش آتی ہے - ان کو اخیار کہتے ہین -

تیسرے جوہر - مین - اسماء اعظم - ادعیہ ماثورہ - و احزاب مشہورہ کی دعوت کے اعمال اور ان کی شرطیں لکھی ہین جب سالک اپنے اعمال کو مذکورہ بالا دو جوہرون سے مزین کرلیتا ہے - تو یہ تیسرا جوہر بھی اُس پر اضافہ کرتا ہے - تاکہ عالم الٰہی کے - اور نیز دیگر عظیم الشان حالات - سالک پر منکشف ہو کر - اس کے دل کی آنکھ مین نور بصیرت پیدا کرین - اور تاکہ صوری اور معنوی تصرف کی قوت اور ظاہری و باطنی دولت اُس کو حاصل ہو - یہ جوہر پندرہ فصلون پر مشتمل ہے -

اولین چودہ فصلون مین - بتفصیل مابعد - چودہ قسم کی دعوت کا بیان ہے - (۱) دعوت حروف تہجی - (۲) مقطعات (۳) حرفی (۴) لفظی (۵) کلیات جزئیات - (۶) سفر الادم (۷) صراط مستقیم (۸) حقی (۹) الہیہ (۱۰) مجموعہ (۱۱) خمسہ (۱۲) کبیرہ (۱۳) صغیرہ (۱۴) دعوت سیفی اور نیز دیگر احزاب

چودھوین فصل مین ردعوت اور دفع سحر کا بیان ہے - او

پندرہوین فصل مین چلہ کشی کے آداب اور طریق کا ذکر ہے -

دنیا اور آخرت کے اعتبار سے ان دعوتون کے فوائد اور ثمرے ہر ایک فصل مین لکھے گئے ہیں - اس فن کا جو شخص طالب ہو وہ وہان سے معلوم کرسکتا ہے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ جوہر طالب حقیقت صوفی کے حالات کی تکمیل کے واسطے بہت بڑی بے بہا چیز ہے - اکثر الٰہی حقائق کے اسرار اس جوہر کے ضمن مین اس طرح پنہان ہین کہ جس طرح جرم آفتاب ابر مین پنہان ہوتا ہے - یعنی دعوت کا شغل رکہنا - کثرت امکانی کے بادل کو ہوا سے فضائی کے گرد سے بالکل دور کردیتا ہے - اور وحدت وجود کا علم الیقین - عین الیقین کے درجہ کو پہونچادیتا ہے

چوتھے جوہر مین - مشرب شطار کا بیان ہے - جب صوفی ان مذکورہ بالا تین جوہرون کے عمل اور کسب

لہ خدا جس کو چاہتا ہے منسوخ کردیتا ہے - اور جس کو چاہتا ہے قایم رکھتا ہے - اور اس کے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ موجود) ہے ۲۴

پر قادر ہوجاتا ہے - تو اُس وقت مین اُس کو مشرب شطار کی چاشنی چکھنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے - اور نیز اس سلسلہ خاص کی محرمیت کے واسطے مہیا ہوجاتا ہے - کیونکہ یہ مشرب دوسرے مشربون کی بہ نسبت دو ممتاز وجہون سے اعتبار سے اعلیٰ اور اخص ہے - (اولاً) یہ کہ اس طریقہ والون کے واسطے نہ فنا ہے - نہ فنا والفنا - بلکہ یہ لوگ ہر ایک مرتبہ مین غیر سے مفقود (گم) اپنی ذات کے ساتھ مشہود - اور بقاء البقا کے ساتھ باقی ہوتے ہین (ثانیاً) یہ کہ اس مشرب کی تلقین اولاد نبوی **علیہ السلام والصلوٰۃ** کے واسطے خاص ہے - جب حضرت امام جعفر صادق **رضی اللہ عنہ** کی نوبت پہونچی - تو جب تک آپ جسمانی ترکیب مین رہے - تب تک اپنے عالی شان فرزندون کے سوا - اور کسی کو تلقین نہین فرماتے تھے - لیکن جب آپ ناسوتی سرا سے انتقال فرما گئے - تو سلطان العارفین ابو یزید بسطامی کے ساتھ فرزندی روحانیت کی مناسبت تھی ہی - اسواسطے اپنے عالم روحانی مین اس مشرب شطار کا افاضہ سلطان العارفین کو فرمایا اس کے بعد پیر بسطام سے اس مشرب کا ارشاد مشائخ طریقت کے سلسلہ مین آیا -

واضح ہو کہ اس جوہر کا مقدمہ اذکار ہین - اور اذکار کی دو جنسین اعلیٰ ہین - **جہر** اور **خفی** - اول جنس ذکر جہر کی چند نوعین ہین (۱) نفی اور اثبات کا ذکر ہے اور نفی واثبات کے افراد جو دو ہین (۲) تنہا اثبات کا ذکر ہے - اس کی دس قسمین ہین - (۳) اسم ذات کا ذکر ہے - اس کے دس افراد ہین (۴) اسم ہو کا ذکر ہے - یہ سات افراد مین منحصر ہے (۵) کچھ اذکار ہین - جن کے نام مرشدان کامگار نے ان کے آثار اور نتائج کی مناسبت دیکھکر رکھی ہین جیسے ذکر لاہوتی - ذکر ملکوتی - ذکر جبروتی - اور ذکر ناسوتی - جس کے قرأت اسی عالم کے حقائق کا کشف ہے **وقس علیٰ ہذا مابقی من افراد ہذا النوع** کہ وہ بیس ہین - اور یہ چار مل کر تیس فرد ہوجاتے ہین (۶) وہ اذکار ہین - جن کو مشائخ نے بزور کشف پرندون کی آواز سے معلوم کیا ہے - یہ چار فرد ہین - اور ان کے اسماء ان پرندون کی طرف منسوب ہین جن کی وہ آوازین ہین - ذکر عنقا - ذکر جغد - ذکر فاختہ - اور ذکر شکر خوارہ -

دوسری جنس ذکر خفی کی تین نوعین ہین (۱) پاس انفاس - اس کی سات قسمین ہین - (۲) ذکر قلب - اس کے تین افراد ہین (۳) ذکر استیلا - اس کی دو قسمین ہین - اگر یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہے - تو اس کو استیلائے عشقیہ کہتے ہین - اور اگر بے ضرب ہے تو اس کا نام استیلائے نقشبندیہ ہے -

ذکر کی دو جنسین جو اوپر مذکور ہوچکی ہین - جلسہ - ضرب - کشش - کوب - تصور - الفاظ - اور ثمرات کے

اعتبار سے ان مضمون کی دو نوعین اور ستاسی فردین ہوتی ہین - ان کو مشرب شطار کے جوہر سے مطالعہ کر کے یاد کر لینا چاہیئے - جہان ایک ماخذ مین تفصیل کے ساتھ لکھی ہوئی ہین - اس مختصر رسالہ مین تو صرف ان دونون کے ظاہری حالات اور ماجرا کا بیان نمونہ کے طور پر کیا گیا ہے - دوسرے علوم اور فنون کے مقاصد اور مسائل کا جہان کہین تقریبا ذکر آجاتا ہے - وہان فقط مقدار ضروری پر اکتفا کیا جاتا ہے -

جب تحصیل اذکار کی بدولت صوفی کا قلب کمال کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے - نیز صوفی اشغال اور مراقبون کی ریاضت مین کوشش کر کے کمالات اسمائی کا مظہر ہو جاتا ہے - اور تمام کو اپنی ذات مین اور اپنی ذات کو تمام مین مشاہدہ فرماتا ہے - تو پھر پانچوین جوہر کا عمل آغاز کرتا ہے -

پانچوین جوہر مین اشغال ورثۃ الحق کا بیان ہے - واضح ہو کہ سالک کس وقت ارث کو پہونچتا ہے اور کونسی وجوہ ہین - جن کی بنیاد پر سالک وارث حق ہو سکتا ہے - تاکہ ۵ۃ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوَارِثُوْنَ کی خوش خبری وَبَشِّرِالْمُؤْمِنِیْنَ کی بشارت فرما رہا ہے اس سالک کے بارہ مین بالخصوص صحیح ہو جاوے اب معلوم کرنا چاہیئے - وارث کی دو نوعین ہین - صوری اور معنوی - صوری وارث کو ارث کا پہونچنا مورث کی موت کے ساتھ شروط اور موقوف ہے - اور معنوی ارث مین یہ صورت محال ہے - پس دونون قسم کی ارثون مین جو مناسبت ہے - وہ یہ ہے - بدون محنت اور بدون کسب کے شئے کا حاصل ہونا اور آثار مین تصرف کرنا - صوری ارث کے واسطے ظاہری قبضہ اور استفادہ ہونا لازم ہے - اور معنوی ارث منجملہ عطیات باطن کے ایک عطیہ ہے جس کا ادراک - سوائے ارباب دانش و عرفان کے اور کسی کو نہین ہو سکتا ہے ۱۵۲ عْطِ کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ اور ۱۵۳ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ ایسے ہی وقت مین اور ایسے ہی مقام پر ظہور پذیر ہوتا ہے - اشغال ورثۃ الحق کی شمار اس طرح پر ہے (۱) صورت بند کے بیان مین (۲) مشاہدہ کے بیان مین (۳) دل کو مدور تصور کرنے کے بیان مین (۴) روحانی تصور کرنے کے بیان مین (۵) حقائق خیال کی معرفت کے بیان مین (۶) فنائے شہود کے بیان مین (۷) صفات سبعہ کے بیان مین (۸) وحدانیت ذات کے بیان مین (۹) تصور عالم خفی کے بیان مین (۱۰) سبعہ مواد کے بیان مین (۱۱) حضرات خمس کے بیان مین - اشغال کا بیان تمام کرنے کے بعد آپنے اس جوہر کو ایک موحدانہ - محققانہ - عارفانہ - اور عاشقانہ مناجات پر ختم فرمایا ہے اُس کے چند

---

۱۵۰ یہی لوگ اصلی وارث ہین ۱۲ ۱۵۱ اور (اے پیغمبر) ایمان والون کو خوش خبری سنا دو ۱۲ ۱۵۲ ہر ایک حقدار کو اُس کا حق عطا فرماؤ ۱۵۳ بیٹا اپنے باپ کا راز ہے --

چند فقرے بطور نمونہ بیان لکھتا ہون۔

احدا۔ توحید صرف وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ما بصورت ما و من بامنا۔ کہ تجلیات صفات تست این ہمہ نشو ونما۔

صمدا۔ انچہ از غفلت بر سر گرشت۔ بہشیاری مگیر از خود غفلت فَهُمُ الْغَافِلُوْنَ بپذیر۔ و بتائید وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ دستگیر۔

علیما۔ ہشیاری وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ و بفراموشی نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ مبدل مساز۔

قدیما۔ انچہ در نہاد ما نہادہ از ان اندیشۂ ما باز دار وانچہ در استعداد ماست کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ بے شفقتا بشیر ما

احدا۔ صرف ۵۱ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ کی توحید کو ما اور من کی صورتون مین ہم پر ظاہر کر کیونکہ یہ تمام نشو ونما جو کچھ بھی ہے۔ تیری ہی صفات کی تجلیات ہین۔

صمدا۔ غفلت کے سبب جو کچھ ہمارے سر پر گذر گیا۔ اُس کو ہوشیاری مین قرار دیکر گرفت نہ کر خود ہی ۵۲ فَهُمُ الْغَافِلُوْنَ کر کر خود قبول کر اور ۵۳ لَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ فرما کر ہماری دستگیری کر۔

علیما۔ جب ہم بھول جاوین تو بحکم ۵۴ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ہوشیاری مین آنے کی توفیق دے اور ہوشیاری کو بغوائے ۵۵ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ فراموشی سے تبدیل کر کے ہم کو بھول نہ جا۔

قدیما۔ تو نے جو چیز ہماری سرشت مین رکھی ہوئی ہے اُس چیز تک ہمارے اندیشہ کو پہنچنے ہی نہ دے اور جو چیز ہماری استعداد مین ۵۶ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ

ز لطف انچہ مطلوب است و مقصود ، مہیا کن بوجہ احسنش زود

ز لطف انچہ مطلوب است و مقصود ، مہیا کن بوجہ احسنش زود

القصہ جب بڑے بڑے لوگون کی التماس کے بموجب دوسرا نسخہ تیار ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ پہلا نسخہ جہان کہین بھی ہو۔ اس نسخہ ثانی سے تصحیح کر کے مطابق کر لیا جاوے۔ کہتے ہین۔ اس کے بعد کم و بیش چھ برس احمد گجرات مین قیام فرما کر فیض ہدایت عام طور پر جاری رکھا جب ہجری سنہ نو سو تریسٹھ آیا۔ احمد جلال الدین علم ملک ہند مین بیرا نصب ہوئے۔ اور ہمایون کے فرزند رشید ابو الفتح اکبر شاہ نے شاہی تاج اپنے سر پر رکھکر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ تو غوث الاولیا نے بھی اللہ جل شانہ کا شکر بجا لا کر ملک گجرات سے گوالیار اور گوالیار سے دہلی کی طرف معاودت فرمائی۔ بادشاہ نے بہت کچھ مراسم تعظیم ادا کر کے استقبال کیا۔ اس کے

۵۱ ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ۱۲ ۵۲ یہ لوگ غافل ہین ۱۲ ۵۳ تم غافل نہ بنو ۱۲ ۵۴ اگر کبھی بھول جایا کرو تو اپنے پروردگار کو یاد کر لیا کرو ۱۲ ۵۵ جنہون نے خدا کو بھلایا۔ اُن کی ایسی مت خدا نے ماری۔ کہ اپنے آپ کو بھی بھول گئے ۱۲ ۵۶ کوئی شخص بھی نہین جانتا۔ کہ کیسی کیسی آنکھون کی ٹھنڈک اُن کے لئے پردہ غیب مین موجود ہے ۱۲

بعد آپ نے سات سال اور بھی جسم کے ساتھ تعلق رکھا - پھر ہجری سنہ نو سو ستر مین - حیات کی کشتی - کثرت کی امواج سے اور نفسانی ہوا کے طوفان سے صحیح وسالم لیجا کر وحدت کے جزیرہ مین لنگر کر دیا - اور عالم قیود کی سیر و سیاحت سے فارغ ہوکر عالم اطلاق کی جنت کو روانہ ہوئے -

اور اوغوث الاولیا مین لکھا ہے - جب حضرت شیخ ظہور حاجی حضور نے تلقین اور تعلیم کے واسطے اِس درویش کو قبول فرماکر خلعت خلافت عطا فرمایا - اور کوہستان چنار مین رہ کر چلہ کشی کرنے کی اجازت دی - ڈگنگا کے کنارہ ایک درہ مین حسب الارشاد مینے ایک سال چلہ کی نیت کی - جب سال پورا ہونے کو ہوا - تو ایک شخص میرے پاس آیا - اور اُس نے بہت کچھ منت و سماجت کی - کہ مجھکو اپنا مرید فرما لیجے - مینے ہرچند ممانعت کی اور انکار کیا - لیکن میرا انکار اُس کے مستحکم خیال اور اصرار کو روک نہ سکا مجبوراً مرید کیا - اس کا نتیجہ ہوا کہ کامل تین مہینے مہلک بیماری مین مبتلا رہا - جس کی وجہ سے بہت سے اعمال اور اشغال انجام نہ دے سکا اسی طرح تین بار گرفتار بلا ہوا - یہ حال دیکھکر یقین ہوگیا - کہ ابھی مین حقیقی خلافت کے تخت پر بیٹھنے کے لائق نہین ہوا ہون لہذا کسی کو مرید نہین کرنا چاہیے - مگر یہ خلش دل مین ضرور رہتی تھی - کہ دنیا کے اندر بے شمار مشائخ - سلسلہ بیعت جاری رکھتے ہین - مگر کسی قسم کا آزار اُن کو نہین پہونچتا ہے - مجھ کو جو یہ تمام آزار بیعت کے سبب سے پہونچتا ہے اِس کا کیا سبب ہے - جب یہ خلجان حد سے زیادہ بڑھا - تو ایک ہاتف نے مجھکو مطلع کیا - کہ تم رسمی پیر نہین ہو اس عمل سے چند روز صبر کرو - تاکہ حقیقۃً پیر طریقت ہوجاؤ - بیشک جب مین سب طرح کی ریاضتین کرچکا - اور عالم باطن مین مشائخ سلف کی ارواح سے **قدسنا اللہ باسرارہم** بشیر حقیقی اور بہی آخر الزمان **صلی اللہ علیہ وسلم** کے اشارہ سے غرقہ اجازت پہن چکا - اور مرید کرنے سے جو آزار اور آفت پاتا تھا - اُس سے رہائی مل گئی - تو اب یہ بات سمجھ مین آئی - کہ رسمی اور معمولی اصحاب کے علاوہ جو لوگ اہل حقیقت ہوتے ہین - اُن کو تاوقتیکہ پیران ظاہر و باطن سے اجازت نہین ملتی ہے - اُس وقت تک وہ حقیقی بیعت لینے کے قابل نہین ہوتے ہین - اس خلافت کی تفصیل شائقین اُن چند مکاشفوں سے معلوم کرسکتے ہین - جو نسخہ مذکورہ کے خاتمہ مین لکھے گئے ہین -

مذکورہ بالا دو نسخون کے علاوہ آپ کے حالات اور مقامات کے متعلق چند کتابین اور بہی آپ کے قلم کی لکھی ہوئی ہین - جن کے نام یہ ہین -

(۳) کلید مخازن عجیب و غریب رسالہ ہے مبدء و معاد کے متعلق - اس مین علوی اور سفلی اشیا کی

حقیقتین - توحید صوفیہ کے مشرب اور کشفی تحقیق کے اصول پر بتائی گئی ہین - اور نیز ارباب فنا و بقا کے مذاق کے لئے - عینی اور علمی موجودات کی شناخت - کشف اور معائنہ کے ذریعہ سے ظاہر کی گئی ہے - کہتے ہین احمد آباد گجرات مین یہ کتاب میر عبدالاول کے ہاتھ آ گئی تھی - میر عبدالاول بڑے ذی معرفت عالم تھے جب میرنے اس رسالہ کو صفحہ صفحہ کر کے دیکھا - اور رسالہ کے مغز کا اور خلاصہ مافیہا کا مزہ لیا - تو رسالہ کی سنجیدگی کی نسبت اس طرح پر غوث الاولیا کی خدمت مین عرض کیا کہ حکمت اور ہیئت کے چند مسئلے جن کی دشواریان عدم دسترسی ذہن کے سبب سے بآسانی حل نہین ہوتی تھین - اس مشکل کشا رسالہ کی بدولت آسان ہو گئین -

(۴ و ۵) دو صحیفے ضمائر اور بصائر بھی آپ کے قلم تحقیق کے لکھے ہوئے ہین - ان مین علم تصوف کے موضوع مبادی - مسائل - اور مقاصد کا بیان ہے - اور نیز اس علم کے حقائق اور معاملات ظاہر کئے گئے ہین -

(۶) ایک کتاب بحر الحیوۃ - جریدہ دستور العمل طائفہ جوگی و سنیاسی کا ترجمہ - اس مین باطنی اعمال - تصوری اشغال پاس انفاس کا ذکر - اور نیز ان امور کے سوا اور بھی اقسام ریاضت بیان کئے گئے ہین - جن کی بدولت روحی لشکر کو جسمانی سپاہ پر فتح ملتی ہے - جوگیون اور سیناسیون کی دو جماعتین - ہنود کے ریاضت مندون - گوشہ نشینون - اور رہبانون کی سرگروہ ہین - اور انہین اشغال و اذکار کے برکات سے استدراج اور خرق عادات کے درجہ کو پہونچکر - سالکون کے ضمیرون کی چیستان پر اطلاع حاصل کرتی ہین - آپ نے ان تمام معانی کو سنسکرت عبارت سے جو کتب ہنود کی زبان ہے - اخذ کر کے - فارسی لباس پہنایا ہے - اس کتاب کے مفہومات سے زنار توڑ کر بجاے اُس کے توحید اور اسلام کی تسبیح گردن مین ڈال دی ہے - نیز حقیقی ایمان کی قوت سے ان مفہومات کو تقلید کی قید سے نکال کر صاحب تحقیق صوفیون کے اذکار اور اشغال سے تطبیق دی ہے یہ بالکل سچ ہے - کہ بیش بہا شاہوار جواہرات - بڑی بہایم کے تاجون مین لگے ہوئے تھے - جو[۱] اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ کے مصداق ہین - وہ جواہرات آپنے اُکھاڑ لئے اور اُن کا گچھا بنا کر - اُن خداوندان عزت و تکریم - کے تاجون مین ٹکا دیا - جو[۲] اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ مین داخل ہین للہ الحمد دائماً امید ہے کہ اس کتاب کے حالات سنے والون کو جو گمان - اس کا وصف سننے سے پیدا ہو گا - اُس کے شکنجہ سے کتاب مذکور کا دیکھنا - اور غور کرنا - جلد اور خوبی کے ساتھ رہائی دیکر یقین کے

[۱] یہ لوگ چارپایون کے مثل ہین بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے ۱۲ [۲] دین (حق) تو خدا کے نزدیک ہی اسلام ہے اور بس) ۱۲

درجہ کو پہونچا دیوے گا۔

(۷) ایک کتاب کنز الوحدۃ ہے۔ اور یہ کتاب غوث الاولیا کی آخرین تصنیف ہے اس کتاب کے ضمن مین توحید کشفی اور ایمان حقیقی کا یہ بیان ہے۔

قیل اقسام الایمان عند اہل الذوق خمسۃ

کہتے ہین۔ ایمان کے اقسام اہل ذوق کے نزدیک پانچ ہین۔

الاول تکلیفی اعم من الکل ویشتمل کل فرد من نوع الانسان مومنا کان او کافرا

اول۔ ایمان تکلیفی ہے۔ جو کل کو عام ہوتا ہے اور جو نوع انسان کے جمیع افراد کو شامل ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔

والثانی۔ تقلیدی عام یعم کل مومن مقلدا کان او محققا۔

دوسری۔ ایمان تقلیدی عام ہے۔ جو ہر مومن کو شامل ہے خواہ وہ مقلد ہو یا محقق۔

والثالث۔ استدلالی خاص تختص بہ العلماء من المومنین۔

تیسری۔ ایمان استدلالی خاص ہے جس کے ساتھ علماے مومنین خصوصیت رکھتے ہین۔

والرابع۔ حقیقی اخص منہ ویتصف بہ الاولیاء منہم۔

چوتھی۔ ایمان حقیقی ہے۔ جس مین تیسری قسم کے ایمان سے زیادہ خصوصیت ہے۔ اور اس ایمان کے ساتھ اولیاے مومنین متصف ہین۔

والخامس عینی ذاتی صاحبہ مختص بالولایۃ المحمدیۃ وجالس علی سریرۃ الخلافۃ الحقیقیۃ ناظر بعین البصیرۃ الی الاحدیۃ المطلقۃ وبعین الباصرۃ الی الکثرۃ بملاحظۃ الوحدانیۃ المختصۃ

پانچوین۔ ایمان عینی ذاتی ہے اس قسم کا صاحب ایمان ولایت محمدیہ کے ساتھ خاص اور خلافت حقیقیہ کے تخت پر جلیس ہوتا ہے۔ بصیرت کی آنکھ سے احدیۃ مطلقہ کو اور سر کی آنکھ سے وحدانیۃ خاصہ کا لحاظ رکھکر کثرت کو دیکھتا ہے۔

فاعلم ان صاحب ہذہ المنزلۃ الجامعۃ کان فی کل قرن علی بسیط الارض واحدا ففی القرون التی صرفت عنا کان سلطان

واضح ہو۔ کہ یہ جامع مقام جس شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ شخص ہر ایک قرن مین تمام روے زمین پر ایک ہی ہوتا ہے۔ پس جو قرون ہم سے چلے گزر گئے ان

المحققين و برهان العارفين الشيخ محمد المخاطب بالغوث العطاري نسبا والشطاري مشربا قدس الله اسرارهم هو كان رئيس المحدثين الشيخ محمد ابن ابي الحسن البكري الشافعي المصري قدس الله روحهما وافاض علينا بركات انفاسهما. وفي القرن الذي كنا فيه هو عين الزمان مسيح العاشقين الشيخ عيسى ابن قاسم امد الله ظلال ارشاده على رؤس المشتاقين الى جمال هذه الولاية المذكورة والى صاحبها عليه التحية والسلام وعلى تابعيه بالكشف في ادراك عالم الجمع والفرق على حكم الفرقان المجيد المحفوظ المحيط بماله وعليه.

قرنون مین سلطان المحققین برہان العارفین شیخ محمد المخاطب بغوث تھے جو عطاری نسب اور شطاری مشرب تھے اللہ تعالیٰ آپکے اسرار مین تقدس عطا فرماوے۔ پھر آپکے بعد رئیس المحدثین شیخ محمد ابن ابی الحسن بکری شافعی مصری ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان دونون باپ بیٹے کی روحون کو مقدس فرماوے اور ان دونون اصحاب کے انفاسہا کی برکات کو ہمارے اوپر ابنڈیل دیوے۔ اور جس قرن مین ہم ہین۔ اس مین عین الزمان مسیح العاشقین شیخ عیسیٰ ابن قاسم ہین۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کی ہدایت کا سایہ ان اصحاب کے سرون پر مبسوط رکھے۔ جو اس مذکورہ بالا ولایت جامع اور صاحب ولایت جامع (محمد مصطفیٰ) کے جمال کے مشتاق ہین۔ آپ پر۔ اور نیز ان صاحبان پر درود وسلام الٰہی نازل ہو جنھون نے مع متعلقات قرآن کے حکم کے بموجب عالم جمع اور عالم فرق کے ادراک مین کشف کے ذریعہ سے آپ کا اتباع کیا ہے۔

یاد شیخ عبد المومن

آپ شیخ محمد ابن شیخ خلیل چشتی کے فرزند ہین۔ ظاہری اور معنوی دونون ملکون کی سیر آپ نے کی تھی مثانہ خلیل۔ اور خانہ جلیل دونون گھرون کے آپ حاجی تھے۔ کہتے ہین۔ آپ کے جد امجد نے شہر مسندو [illegible] سے دہلی مین جاکر وطن اختیار کیا تھا۔ شیخ عبد المومن کو خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار سے ملا تھا۔ آپ کو بارہ سال کی عمر مین خداشناسی اور خداپرستون کے دیدار کی آرزو۔ گھر سے نکال کر اجمیر کی طرف لے گئی تھی یہان سے آپ مکہ معظمہ کے طواف کا احرام باندہ کر حج کو چلے گئے۔ اور ارکان حج ادا کیے۔ اس کے بعد بارہ سال تک جابجا ملکون کی سیر وسیاحت کرکے پھر اجمیر مین لوٹ آئے۔ اور قمری چھ مہینے۔ خواجہ معین الدین کے روضہ کے آستانہ مین اعتکاف کے طریقہ پر گذارے۔ اور اپنی آرزو مین کامیاب ہوئے۔ یہان سے آگرہ مین

رہنے کی ہدایت ہوئی - چنانچہ اس بنیاد پر آپنے اُسی فرمائی ہوئی جگہہ (آگرہ) میں قیام کی بنیاد قایم کی اس اس وقت سلطان سکندر لودی کی سلطنت کا زمانہ تھا - آپ کی عمر بھی نوسے سال کی پوری ہوئی ہے اس نوے سال میں جس قدر حصہ عمر کا باقی رہا تھا - وہ کل حصہ اگرہ میں رہکر درویشی - تن گدازی اور ہمدانی پرستش مین گزارا - دوسری شوال ہجری سنہ نوسو ستر کو عنصری ویران سراے سے نورانی آبادبستی کی طرف کوچ فرمایا -

یاد شیخ سراج

آپ شیخ عبدالملک کے بڑے بیٹے تھے - علم - عرفان - اور معانی آپ کی ذات مین کوٹ کوٹ کر بھرے تھے - جوان موت مرے - جب سپرد خاک کیے گئے - تو آپ کے باپ نے فرمایا - آج علمی بیکر خاک مین مل گئی -

مصرع از وصل دوست خاطر او بادشاہ ماں

یاد قاضی قطب مجذوب

آپ قاضی کرن ابن قاضی سعد اللہ شرف جہانی کے قرشی الفسل بیٹے ہیں - آپ کی پیدایش کی جگہہ چندیری ہے - عیسوی ملک اور اولیسی ولایت پر آپ کا قبضہ تھا - جس سال چتور کے رانا نے چندیری فتح کی تھی - اُسی سال آپنے کالپی مین آکر مکان بنالیا تھا - آغاز شباب مین تمام اوقات مصروف نماز رہتے تھے - ہمیشہ نصیحت کرنے - اور حق کہنے مین سخت اور تلخ بات کہا کرتے تھے اور اُن کے منانے کے واسطے پتھر اور لکڑی سے کام لیا کرتے تھے - آپ کی اس قسم کی روش و رفتار سے لوگون کی طبیعتون مین نفرت پیدا ہو گئی تھی - ایک روز آپنے کچھہ حلوا باہر سے گھر کے اندر بھیجا - جب گھر مین جاکر اپنا حصہ مانگا - توجواب ملا - کہ وہ تو کہا لیا گیا - آپنے فرمایا - جس نے کہایا ہے - وہ مرجاوے - تین روز کے اندر تمام گھر والے مرگئے - اخر مین آپ کا حال یہ ہو گیا تھا کہ ہوش جذبہ کو - اور شباب پیری کو سپرد کردیا تھا - اور خاموشی کے عوض مین گویائی بیچ دی تھی - لیکن - نماز پڑہنے کی آپ کی عادت نہین گئی تھی - اگرچہ وقت کا اور شمار رکعات کا ہوش نہین رہا تھا - روزمرہ صبح کے وقت گہر سے نکل کر جنگل کو چلے جایا کرتے تھے اور پانی گرم کرنے کے واسطے لکڑیان لایا کرتے تھے - ایک روز صبح کو دربان نے قفل نہین کھولا - تو آپنے قلعہ کی دیوار پر چڑھکر - اپنے تیئن نیچے گرادیا - دربان نے خیال کیا - کہ ایسا کمزور بڈھا ایسے اونچے قلعہ سے ایسی عمیق خندق مین گرے گا - تو کیسے زندہ رہ سکتا ہے - خیر - اوپر چڑھ کر دیکھا

تو آپ آرام کے خیال سے۔ اور روزون سے زیادہ تیز راستہ چل رہے ہین۔ کہتے ہین۔ ایک بار بہت کچھ جستجو سے تین روز بعد ایک جنگل مین ملے۔ کیا دیکھتے ہین۔ آپ ایک پتھر کے باٹے پر نماز پڑھ رہے ہین دریافت کیا گیا کہ آپ کہان سے کہاتے تھے۔ جواب دیا۔ وہی کنیز کھانا دیا کرتی تھی۔ جو روزانہ دیا کرتی ہے۔ ایک دن مین اگر کئی نوع کھانا دیا جاتا تھا۔ تو کھا لیتے تھے۔ اور اگر بہت روز تک کھانا نہین ملتا تھا۔ تو خواہش نہین کرتے تھے۔ صاحب تجرید حقیقی مبارک خان ہردمی کے مصاحب تھے۔ ہجری سنہ نوسو ستر مین لوگون کی نظر سے خضر کی طرح مخفی ہو گئے۔ ہر چند تلاش کی گئی۔ پتہ نہین لگا۔ مصرع۔ بادرفیق عیسیٰ ہمنشین باد۔

یاد قاضی قطب مجرد

آپ کو زمان و مکان طے کرنے کی قدرت حاصل تھی۔ قصبہ مہوبہ آپ کی دائمی آرامگاہ ہے۔ قاضی بہلی مجرد چشتی کے مرید۔ اور قاضی سعد اللہ شرف جہانی کے پیر ہین۔ ایک روز قاضی قطب کے پیر نے۔ مرید کا لنگی باندھنا دور سے دیکھ لیا۔ فرمایا بہت مضبوط باندھنا چاہیئے۔ آپ نے جواب دیا۔ اگر پیر کا حکم ہو۔ تو دونون جہان کے واسطے باندھ لون۔ پیر نے فرمایا۔ نہین۔ صرف اسی عالم مین جس مین ہم اور تم دونون وصف تجرد کے ساتھ مشہور ہین۔ بہتر یہ ہے کہ عیسوی تجرد کی ردا کو مجرد کے کندھے پر ناز ہو اور احمدی ولایت کا نگینہ اُس کی اونگلی مین درخشان ہو سکتے ہین۔ ہر روز پنجگانہ نماز۔ کعبہ معظمہ کے حرم مین ادا کیا کرتے تھے بہت لوگون کی یہ خواہش رہتی تھی کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھین۔ جب مقام معین کا نام پوچھا جاتا تھا۔ تو فرما دیتے تھے مجکو معذور رکھیئے۔ مین بھی دعا دونگا جس مسجد مین کچھ جماعت ہوتی ہے۔ پہونچ جاتا ہون۔ ایک بڑھیا قصبہ مہوبہ کی تھی حج کرنے کو گئی تھی۔ مکہ سے قافلہ چلا آیا۔ اور موسم گذر گیا۔ اِس سبب سے مکہ مین رہ گئی۔ ایک روز بہت تنگ دل ہوئی۔ اور چیخنے پکارنے لگی۔ کہ کیونکر اپنے وطن کو پہونچون گی۔ ایک بزرگ نے از راہ مہربانی اُس سے کہا۔ غم نہ کر۔ مہوبہ کے قاضی پانچون وقت حرم محترم مین آتے ہین۔ تم کو بتا دون گا۔ جب بڑھیا کی نظر قاضی جی پر پڑی۔ تو اُس نے قاضی جی کا دامن پکڑ لیا۔ اور طرح طرح سے آنکھون سے آنسو بہانا۔ اور لبون سے فریاد کرنا شروع کیا۔ یہان تک کہ قاضی جی کو انکار اور بہانہ کی گنجائش نہین رہی۔ کہا آنکھ بند کر۔ آنکھ بند کرنا مکہ مین تھا۔ اور کھولنا اپنے گھر مین۔

القصہ یہ گزری ہوئی کیفیت بڑھیا ضبط نہ کر سکی۔ اور لوگون سے زبان زد ہو گئی۔

ایک بزرگ سید مینا تھے۔ رتبہ فنا فی اللہ حاصل تھا۔ انھون نے جب جسمانی حرکت روحانی آرام کے سپرد کی۔ تو عام لوگون کی زبان مین کچھ کا کچھ کہنے لگین۔ کہ ایسا بزرگ ہو کر اپنا واپسین نفس کلمہ طیبہ پر سپرد کرے۔

سید مینا کے بھائی کو لوگون کا ملامت کرنا سخت ناگوار گذرا لہذا دل مین استحکام کے ساتھ ٹہان لیا۔ کہ ایسے بھائی کو جلا دونگا۔ لوگون نے منع بھی کیا۔ مگر آپ کچھہ خیال نکر کے۔ جلانے کا سامان فراہم کیا۔ اِس اثنا مین سید مینا نے کفن سے سر نکالا۔ اور بلند آواز سے کلمہ پڑہا۔ ملامت کرنے والے حیرت مین رہ گئے اور خجالت مین ڈوب گئے۔ سید مینا نے یہی کہا تہا کہ زمانہ بلوغ سے نماز عصر کی سنتین پڑہنے کی جس شخص نے مداومت رکھی ہو۔ اُس شخص کو مینا کے جنازہ کی نماز پڑہنی چاہیے۔ مجبوراً قاضی قطب نے اور ایک اور شخص نے نماز پڑہی۔ اِس کے بتقاضی نے کہا۔ اب کہ راز بازارون مین اور گھرون مین عام طور پر مشتہر ہوگیا۔ لہذا لوگون کی نظر سے پنہان ہوجانا ہی ولی ہے۔ ابہی عرصہ مین آپ عالم خاک سے روضہ قدس کو روانہ ہوئے **مصرع** بادو عالم دست درآغوش باد۔

یاد شیخ برہان انصاری

آپ کالپی کے رہنے والے ہین۔ آغاز شباب مین ہمیشہ شیخ عبد الملک کی شاگردی مین حاضر رہا کرتے تہے۔ اس غرض سے۔ کہ اُستاد دوسرون کی بہ نسبت آپ کو زیادہ پسند کرین۔ ایک روز صبح کو اٹہکر۔ مدرسہ کی طرف جاتے تہے۔ راستہ مین ایک پیرمرد سامنے سے آتے ہوئے ملے۔ کہا۔ برہان۔ کہان جاتے ہو۔ تمہارا نہ یہ کام ہے۔ اور نہ یہ راستہ ہے۔ لوٹو۔ گوشہ نشین ہوجاؤ۔ اور زانو پر سر رکہو۔ کیونکہ جو لوگ کشائش چاہتے ہین۔ وہ گریبان کے راستہ سے جاتے ہین آپ پیرمرد کے کہنے پر دل شاد نہین ہوئے۔ اور چلے گئے۔ دوسری بار پہر اسی طرح پیرمرد نے آپ کو روکا۔ یہ بہی کارگر نہین ہوا۔ تیسری بار جب دہلیز سے قدم باہر رکہا۔ تو اُس پیرمرد نے آپ کا گریبان پکڑکر زمین پر دے پٹکا۔ کہ آپ کا پانون ٹوٹ گیا۔ اور کہا۔ جب تک اس طرح نہ توڑینگے۔ پانون جانے سے باز نہین رہیگا اس کے بعد ہوش پیدا ہوا۔ اور ایسے تنگ حجرہ مین گہس بیٹہے۔ جس مین پانون پہیلانے کی بہی گنجائش نہین تہی۔ تن گدازی۔ اور نفس کے ساتہہ لڑائی کرنے مین بہت کچہہ کوشش کی۔ پکا ہوا کہانا بالکل ترک کردیا۔ کسی قدر دودہ۔ اور کسی قدر دہی پر گذر تہی۔ آپ کے بدن کی رگین اور ہڈیان ایک ایک شمار مین آتی تہین۔ چونکہ سجدہ مین سر بہت پڑا رہتا تہا۔ تو آپ کی پیشانی کے داغ کو لہ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ کا درجہ حاصل ہوگیا تہا۔ رحلت کے بعد وہی حجرہ آپ کی گور بنا۔ دل آویز تقریر اور شور انگیز کلام کے دوست تہے لیکن اکثر اشعار ہندی زبان مین کہا کرتے تہے۔ آپ کے فراق نامہ مین ایک ایک حرف درد اور سوز سے بہرا ہوا ہے۔ بعض لوگ آپ کو مہدویہ جانتے ہین۔ لیکن یہ بات تحقیق نہین ہوئی **مصرع** باد ہم نیض نمک جان تو

لہ اُن کی شناخت یہ ہے۔ کہ سجدے کے نشان اُن کی پیشانیون پر ہین ۱۲

یاد مخدوم عباس

آپ جلال سندھی کے بیٹے ہین۔ آپنے بلند ہمتی کی طاقت سے شیوہ بیخودی کو کرسی پر۔ اور سا ندہ سلاطین
خواہشات کو خاک پر بٹھایا تھا۔ آپ کی ولادت اور نشو و نما دونون موضع پاترمین ہین۔ جب زمانہ شورش
کی پریشانی نے آپکو زاد بوم سے دور نکال پھینکا۔ تو تقدیری فرمان کے بموجب آپنے موضع ہنکو دہ مین اقامت
اختیار کی۔ جو مضافات بھکر مین سے ہے۔ بہت برسون تک ہنگامۂ درس گرم رکھا۔ اور آپ کی ہدایت کے خوان
پر اذن عام تھا۔ قاضی عبد السلام سندھی۔ دار الاسلام برہان پور مین۔ فرمان روا سے خاندیس علی عادل شاہ
فاروقی کے حکم سے قضا کے عالی منصب پر سرفراز تھے۔ قاضی صاحب حکیم عثمان بوبکانی کے شاگردون مین سے
ہین۔ جب قاضی جی سند بار مین تھے۔ تب تحصیل علوم مخدوم کی خدمت سے کیا کرتے تھے۔ قاضی جی کا بیان ہے
دین۔ دیانت۔ دانش۔ بینش۔ طبیعت مین نرمی۔ اور اختلاط مین گرمی یہ اوصاف یقیناً مخدوم کی سرشت
مین داخل تھے۔ آغاز ہوش سے واپسین دم تک طلب کے واسطے کسی کے گھر۔ اور کسی کے سامنے آمد و رفت
مین آپنے قدم کو گرد آلود نہین کیا۔ اب باستحقاق جانشین اُس مسجد مین اور عالی کے مدرسے مین مسیح القلوب
شیخ حبیب اللہ ہین جو ظاہری فضیلت مین سب سے زیادہ کامیاب اور سرسبز۔ اور پرہیزگاری مین وہان کے
جملہ فضلا سے زیادہ مشہور اور با استحکام ہین۔ مصرع دیدہ او منظر دیدار باد۔

یاد شیخ شاہ علی احمد آبادی ما[illegible] معفو،

آپ کی زبان سے حرف توحید کے سوا۔ اور آپ کی قلم سے موحدانہ اشعار کے سوا۔ کوئی حرف نہین نکلتا تھا
آپ کا ایک دیوان ہے ہندی زبان مین۔ روش اور معنی کے اعتبار سے شیخ محمد مغربی کے دیوان کا بھائی ہے
آپ سیدی احمد کبیر رفاعی کی نسل سے ہین۔ قدس سرھما۔ ملک محمود بیارا۔ جن کے عرفانی حالات اُن کی
یادداشت مین لکھے گئے ہین۔ اور ملک الشرق گجراتی جنھون نے اس جہان کی دولت کے سرمایہ کو اپنی جزائے
اعمال کی کھیتی کا تخم بنایا تھا۔ ان دونون اصحاب نے عالم علوی کو آپ کے کوچ فرما جانے کے بعد آپ کو قطب
عالم بتوہ کے پائین مزار دیکھا ہے۔ اور نیز احمد آباد اور بتوہ کے دوسرے بزرگون نے بھی اس خرق عادت کے
متعلق گواہی دی ہے۔ ہجری سنہ نو سو ستر مین روحانی گلشن کی سیر کا عزم فرما کر جسمانی مسکن کو رخصت کیا تھا
کبیر خاص جو بڑے بزرگ شخص تھے شافعی مذہب ہین۔ ہجری سنہ پانسو اٹھاسی مین آپ کا وصال ہے۔ اور خوابگاہ
معبودیہ مین ہے۔ اُن کے کوئی فرزند نہ تھا۔ اور جو فرزند آپ کی طرف منسوب ہے آپ کے بھائی کی

اولاد میں سے ہے -

یاد شیخ شکر

آپ نائتہ قوم میں سے ہیں - نادبوم اور خوابگاہ دونوں بیدری میں ہیں - دابول بندر کی طرف احمد نگر دکن سے تین منزل دور - جو نظام الملک کا دارالسلطنۃ تھا - کہتے ہیں - کہ آپ بہت برسوں تک دوسروں کے درس میں بیٹھے - اور تحصیل فضائل کی - اسی طرح دوسرے لوگ بھی آپ کے مدرسہ میں گئے - اور آپنے تعلیم دیکر فیض پہونچایا - اخیر میں تمام قیل وقال - اور حد اطلبی کی عوض - نے رخصت کرکے پیر طریقت کی رہنمائی کی بدولت سلوک میں آگئے - چند روز بعد وحدت الٰہی کے جذبہ کی آگ - ایسی بھڑک اٹھی - کہ جس نے دو دو میں عقل کا خرمن جلا کر راکھ کر دیا - اور اسی سوختگی اور بیخودی کے عالم میں ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو ستر تھا - کہ اس عالم نیستی کو خیرباد کہا -

یاد شیخ وہبان سندہی

آپ شیخ ابراہیم کلہوا کے مرید ہیں حقیقی وحدت اور ایزدی غیرت کا بہت بڑا جلوہ اور بہت بڑا ظہور - آپ کی ذات میں تھا - ایک روز چلتے چلتے سرراہ ایک حورسرشت کے چہرہ پر نظر جا پڑی - فوراً گوش دل میں ندا آئی - ابھی آنکھ غیر کے حسن پر نظر ڈالنے کی طرف مائل ہے - اسی دم آنکھوں سے قوت بینائی زائل ہوگئی - اسی طرح آپ دل کو محنت وسوز سے - اور جان کو شوق وغیرت سے مالامال لئے ہوئے گھوتے پھرا کرتے تھے یہ عادت ہے - کہ چلنے میں ہاتھوں کو آمد و رفت رہتی ہے - آپ کا ہاتھ زیادہ ہلتا تھا - فرمایا - اے ہاتھ - تو ہم سے پیشتر پہونچنے کا خیال بھی نہیں کر سکتا ہے یہ کہنا تھا کہ اسی وقت ہاتھ خشک ہوگیا اور جنبش بھی جاتی رہی - خوابگاہ برہان پور مصرع سینہ اش مخزن حقائق باد -

یاد شیخ کمال الدین

آپ سلیمان قریشی کے فرزند تھے - اور زادبوم کالپی تھی - تقویٰ - توکل - تسلیم - اور رضا کا مقام آپکے حالات کی جہل قدمی کا میدان تھا - آپ شاہ ارغون مداری کے مرید ہیں - آپ کو اسماے الٰہی اور اذکار کی اجازت شیخ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست کے فرزند اور خلیفہ شیخ رکن الدین شطاری سے تھی باز بہادر افغان پسر شجاول خان کا زمانہ تھا جب آپ منڈو (مانڈو) میں آئے تھے - راقم کے پدر بزرگوار سے دوستی ہوگئی - دور شہر سے ہوئے تھے ہمسایہ میں لے آئے - پانچ سال کی عمر تھی - کہ راقم - کو تعلیم قرآن

کے واسطے آپ کی خدمت مین بسر کیا گیا - دو سال کے عرصہ مین آپ کی توجہ سے قرآن مجید ختم کر لیا - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ سو برس کی عمر توکل مین گزاری - کسی شخص کے سامنے اپنا راز و نیاز نہین کہا - کسی آشنا یا بیگانہ کے روبرو حرص اور خواہش پیش نہین کی - ہجری سنہ نوسو تہتر تہا - کہ واپسین سفر اختیار کیا - خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے - پدر راقم کے مزار کے آس پاس دونون جہان کے رفیق مل گئے -

یاد شیخ فضل اللہ

آپ شیخ حسین چشتی ملتانی کے صاحب زادہ ہین - باوجودیکہ آپ صاحب تعلقات تہے - آزاد دل ہی تہے اور اپنی ہمت سے - تونگری کو درویشی کے ساتہہ دست بدست رکہتے تہے - تمام چیزون کو وقتی ضرورت کے موافق ہی اپنے قبضہ مین نہ رکہکر اہل احتیاج پر نثار کرنے کے واسطے ہاتہ کے سامنے لے آتے تہے - بقدر ضرورت رسمی علم حاصل کر کے ہوش کے ذریعہ سے عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان موافقت پیدا کی تہی - جب آپ کے پدر بزرگوار نے ہجری سنہ نوسو بینتالیس مین معنوی سفر اختیار کیا - تو سنہ چھیالیس مین آپ کو شوق حج - راہ حجاز کی طرف لے گیا - وہان حج اکبر کیا اور مدینہ نبی صلعم کا طواف کر کے اس شرف سے بہی مشرف ہوئے - پہر مدینہ منورہ سے لوٹ کر مقدس خانہ خلیل کی خاک بوسی - اور اوس کی بدولت بیدار دلی حاصل کی ہجری سنہ نوسو پچاس تہا - کہ ہند مین معاودت ہوئی - اور اپنے مکان پر پہونچکر کم و بیش بیس سال اپنے بزرگون کے طریقہ پر رفتار رکہی - ہجری سنہ نوسو بہتر مین الٰہی وصال کا پیغام آپہونچا ظاہری دوری سے رہائی پاکر نعلچہ مین جو منڈو (مانڈو) کے پائین مین ہے - خوابگاہ قبول کی مصرع فضل بیچون قرین جانش باد -

یاد شیخ علی شیر بنگالی

آپ - تمام رسمی علوم سے مستفید - اور کل عقلی فنون سے صاحب سرمایہ تہے - نور الہدی ابو الکرامات کی نسل سے ہین - جو شیخ جلال الدین مجرد کے بزرگ خلیفہ تہے - اور شیخ جلال الدین مجرد وہ ہین - جو جوگیون کا ملک فتح کرنے کے واسطے ترکستان سے ہند مین آئے تہے - اور جنہون نے راجا گڑھ گونڈ کے مار ڈالنے بعد قصبہ سرہیٹ جو صوبہ بنگالہ مین ہے - نور الہدیٰ کے حوالہ کیا تہا - یہ حالات کسی قدر شیخ مجرد کی یادداشت مین بہی لکہے گئے ہین ایک کتاب شرح نزہتہ الارواح شیخ علی شیر کی تصنیف ہے - راقم شیخ علی شیر کے کسی قدر حالات اس کتاب کے خطبہ سے اخذ کرکے لکہتا ہے -

یہ درویش جب آغاز شباب کو پہونچا - تو خداطلبی - حق پرستی - اور خداشناسی کے درونِ دل کا

گریبان ہاتھ سے پکڑ کر ایسے دانا کی جستجو مین وطن سے آوارہ کیا - جو رہنمائی کے ذریعہ سے علاج کرے - اتفاق کی بات ہے - جس شناسا کے سامنے اندرونی درد بیان کیا - اُس کی تلقین نے کوئی درستی دل کی نہین کی - الغرض - ایک رات قصبہ اوده مین اسی اندیشہ کے اندر غنودگا پیدا ہوئی - اور اس حالت مین غوث الاولیا قدس سرہ کی مثال صورت - مشاہدہ کی - اس مشاہدہ نے مجکو فریفتہ کر دیا - اب ان آرزوون کا ہجوم ہوا - کہ بیداری مین دولت ملازمت حاصل کی جاوے - اسی اثنا مین خبر ملی - کہ غوث الاولیا آسودگانِ دہلی کی زیارت کے واسطے تشریف لائے ہین - مین بے تامل - شہر دہلی کی طرف روانہ ہوا - جب موضع کیلوکہری مین پہونچا - تو یہان پر عالم بیداری مین - وہی صورت نظر آئی - جو مین عالم مثال مین دیکھ چکا تھا - جب مدارج بیعت طے ہوئے - تو مل گیا جس کی تلاش تھی - اور دیکھ لیا جو ملتا نہ تھا - اس کے بعد مینے چند سال آپکے خدمت گزارون مین کھڑا ہو کر بہت کچھ فیض حاصل کیا - اتنے مین پیر بزرگوار نے - افغانان سودی کی بد باطنی دیکھکر گجرات کی طرف ہجرت فرمائی - درویش بھی آپ کے ہمرکاب بھڑوچ تک گیا تھا - چند روز بعد احمد آباد رہنے کی اجازت ہوئی - چنانچہ مین اُس شہر اسلام مین پہونچا - اور ملک عماد الملک رومی کی مسجد مین ایک گوشہ اختیار کیا - چونکہ عالم باطن سے سفر حجاز کا اجازت نامہ نہین ملا - لہذا چند روز بعد پیر بزرگوار بھی بھڑوچ سے واپس ہوکر احمد آباد مین تشریف لے آئے - یہان پر بعض کوتہ اندیش عالم - اور چھوٹی نظر والے خرقہ پوش - آپ کے ساتھ دشمنی کا بہانہ ڈہونڈنے لگے - اور ناشائستہ اور نافہمیدہ باتین آپ کی نسبت کہہ کر اس ذریعہ سے آپ کے صاف اور شفاف دل کو اور زیادہ روشن کیا - اُس جگہ کا رہنا آپ کو ناگوار ہوا - ایکبارگی آسمان سے خوشخبری آئی - کہ ہجرت کا جو سبب تھا - وہ دور ہوا اور سعادت کا باعث پیدا ہو گیا - یہ سنکر آپنے گوالیار کی طرف کوچ فرمایا مگر درویش کو اُسی جگہ چھوڑا اور آپ کے ارشاد کے بموجب شرح نزہتہ کا تتمہ قلم تصنیف سے مرتب کیا گیا"

کہتے ہین - ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو ستر مین شیخ علی شیر ناسوتی تنگ و تاریک کوچہ سے لاہوتی نزہت آباد کو روانہ روانہ ہوئے - خوابگاہ احمد آباد -

یادشیخ حسین پور ملک محمدؒ

جب آپ کا آغاز سلوک تھا - تو بہت برسوں تک بیخودی رہی - اور پرندون کی طرح ایک درخت پر رات دن پڑے رہتے تھے - اسی جذبہ کی حالت مین خشکی کے راستہ سے حجاز کی طرف گئے - ایک رات کا ذکر ہے - حرم محترم مین خواب کے اندر خاتم پیغمبران علیہ الصلوٰۃ نے جانب ھندجانے کی اجازت دی - اور فرمایا سرکار قنوج مین جو سائی پور مقام ہے - وہان جاکر شیخ زمان صفی الدین چشتی سے بیعت ہو جاؤ - آپ کہتے تھے - جب مین سائی پور مین پہونچا - تو میرے جی مین یہ بات آئی - جب مین خانقاہ مین پہونچونگا - تو شیخ مجکو خلوت کے اندر بلالین گے - اور جو کلاہ آپ کے سر پر ہوگی - بغیر میری التماس کے مجکو اڑھا دینگے - اور میری عبادت کے واسطے حجرہ عنایت فرما دینگے - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ جب مین خانقاہ کے دروازہ پر آیا - تو شیخ نے خادم کو فرمایا - کہ شیخ حسین جو دروازہ پر کھڑا ہے - اُس کو اندر آنے کی اجازت ہے - خادم چلایا شیخ حسین کون ہین - اندر آوین - مین نے چونکہ قلندرانہ پوست باندھ رکھا تھا - اسواسطے کہا - مین شیخ نہین ہون - لیکن نام میرا حسین ضرور ہے - خادم لوٹ گیا - اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا - عرض کیا - ارشاد ہوا یہی شخص مطلوب ہے - اندر آجاوے - چنانچہ مین اندر چلا گیا - اور جو باتین میرے ضمیر کے اندر تھین - وہ سب کی سب ظہور مین آئین - مینے اُس خانقاہ مین دو چلے کھینچے - اس کے بعد اجازت ہوئی - کہ عماد الملک کا سکندرہ دہلی سے دو روز راہ کے فاصلہ پر ہے - اُس مین جاکر رہنا چاہیے - اور طالبان خدا کی ہدایت کرنا چاہیے چنانچہ تعمیل حکم کی گئی -

کہتے ہین شیخ عبد العزیز یحییٰ مندری نے جب ظاہری عالم سے سفر کرکے معنوی ملک کا راستہ اختیار کیا - تو آپ شیخ عبد العزیز کی فاتحہ کے واسطے دہلی گئے - اور شیخ علیہ الرحمۃ کے فرزندون کی طرف متوجہ ہوکر صبر کی تلقین فرمائی - چونکہ نوحہ اور نالہ کرنا - شان درویشی سے بعید ہے - اسواسطے آپ کے کلام سے سوائے تسلیم اور سکون کے کوئی بات نظر نہین آئی - جو لوگ گرفتاران رسوم تھے - وہ بڑھ بڑھ کر باتین مارنے لگے آپنے جواب دیا - رونا اُن لوگون کو زیب دیتا ہے - جو دور رہین - اور مجکو تو بہت جلد شیخ علیہ الرحمۃ سے ملنے کا موقع درپیش ہے - دو روز کے اندر آسودگان دہلی کی زیارت سے فراغت ہوئی - اس کے بعد آپنے سکندرہ کا راستہ لیا - جب سکندرہ مین پہونچے - تو ایک گلکار کو بلایا - اور اپنی مسجد کے صحن مین جگہ تجویز کرکے - اُس سے کہا - کہ ایک بڑی لمبی چوڑی گور کھود دو اور اُس کے واسطے صندوقہ

عمارت لازم ہے - وہ بھی تیار کردو - گورکن کو اِس کام پر مامور کر کے اپنے دوستون سے اور عزیزون سے آخرین الوداع کرنے لگے - سب کو حیرت ہوئی - جب گور تیار ہو چکی - اور وداع سے بھی فراغت ہوئی - تو فراغ خاطر اور کشادہ پیشانی کے ساتھ ہجری سنہ نو سو چھبیس مین وصال دوست کا راستہ لیا - ایک شخص مین آزادون کے عاشق شیخ محمد یوسف کاتب باشندہ کول جو خدا شناس بھی ہین - اور شیخ حسین کی خدمت مین پہونچ چکے ہین - انہون نے صدر الذکر کیفیت - راقم یادگار کے نزدیک لکھکر بھیجی ہے

یاد شیخ عبد الملک بنبانی عباسی

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون احمد آباد ہین - اپنے بڑے بھائی شیخ قطب الدین کے شاگرد ہین جنہون نے حدیث کی سند شیخ سخاوی مصری شاگرد شیخ ابن حجر عسقلانی سے لی تہی - علم حدیث اور تفسیر مین ترقی پاکر عام اہل زمانہ کے اُستاد ہو گئے تھے - صحیح بخاری اور قرآن مجید - لفظاً اور معنیً حفظ تھے - ہمیشہ حجرہ اور مسجد کے اندر درود اور نماز مین مشغول رہتے تھے - گھر مین کمتر جایا کرتے تھے - ضعیفی کے سبب سے آنکھون کی روشنی جاتی رہی تہی - اور بجاے اس کے دل مین روشنی بڑہ گئی تہی - تمام علوم کا درس حفظ دیا کرتے تھے توکل اور تجرید مین آپ کی مثل اُس زمانہ مین کوئی نہ تہا - مولانا کمال محمد عباسی گجراتی جو اوجین مالوہ کے مفتی تھے - حدیث مین آپ کے شاگرد ہین - ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو ستر تہا - کہ ملک تقدس کو کوچ فرمایا - **مصرع** مرقدش از نور مالا مال باد -

یاد شیخ عبد العزیز

آپ کا لقب عزیز الحق - اور پدر بزرگوار کا نام شیخ کمال الحق حسن ابن طاہر تہا - آپ جونپوری ہین **قدس سرہم** ہجری سنہ آٹھ سو چھیانوے کا آغاز تہا کہ آپ کا قدسی نفس - عنصری جسم کے ساتھ وابستہ ہوکر - انجام سال مین بعالم ظہور آیا - دو سال بعد آپکے پدر بزرگوار زاد بوم سے بترک سکونت دہلی کو روانہ ہوئے وہان پر چند روز زندہ رہے - پہر آخری سفر پیش آیا - اسواسطے انہون نے اپنے لڑکے کو مرید رشید مولانا قاضی خان یوسف ناصحی ظفر آبادی کے سپرد کیا - ظاہری اور باطنی پرورش کی بدولت وہ کمالات پیدا ہو گئے - جو آپ کی استعداد مین نہان تھے - ستر اور سات - ستتر سال تخمیناً آپ رہنمائی کی کرسی پر بیٹھے رہے - ذوق - وجد - اخلاق - اور اشراف - یہ صفات آپ مین موجود تہین - فصوص الحکم اور نیز دیگر کتب حقیقت اچھی طرح جانتے تھے - اور عمدہ درس دیتے تھے - ہجری سنہ نو سو چہتر مین - اور

ایک بیان کے بموجب جبیتر مین عالم قدس کو روانہ ہوئے۔ خوابگاہ دہلی مین ہے۔ آپ کے خلیفہ شیخ محمود حمیدی نے رحلت پیر کی تاریخ مین ایک قطعہ لکھا ہے۔ **قطعہ**

عزیز الحق کہ چون عزم سفر کرد	منازل در مقام لامکان یافت
چو تاریخ وفاتش باز جستند	خرد گفتا حیات جاودان یافت

زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ آپ خطوط مین اپنا نام ذرہ ناچیز عبد العزیز لکھا کرتے تھے۔ تقدیر سے **ذرہ ناچیز** کی اعداد آپ کی تاریخ وصال کے برابر ہوئے۔ ایک روز حسین ابن خانون دہلوی نے جن کی پیشانی سے مقبولیت کے آثار نمایان ہین۔ بیان فرمایا۔

"ایک بزرگ نے عالم مثال مین شیخ نظام الاولیا **قدس سرہ** کی خدمت بن التماس کیا۔ کہ عرس گاہ مین جو کثرت کے ساتھہ ہجوم ہوتا ہے۔ اس سے مخدوم کو کوئی حظ اور حضوری نہین ہے جواب ملا۔ البتہ جس عرس مین عزیز آتے ہین۔ ہم بھی آجاتے ہیں۔ اور اُن کی صحبت سے خوش ہوتے ہین۔"

یاد مولانا پاینده قلتی

اپنی ناپایندگی کو حقیقی پایندگی سے ہار کر ایسے زندہ ہوئے۔ کہ پایندہ رہے۔ عقیدت مین نسبت مولانا خواجگی کی خدمت سے رکھتے تھے۔ نقشی اور نفسی تمام علوم آپ کے حالات سے عیان تھے۔ بہت طرح کے فن فراہم کئے تھے۔ اور کاغذی نقوش کو نفوس قدسی کے فیض کا پردہ بنایا تھا۔ ظاہری درس دینے کی شان مین۔ آپ باطنی معرفتین لوگون کو تعلیم کیا کرتے تھے۔ اور دریا کے گرداب سے صحیح وسالم نکل کر سلوک کی آفات سے آسودہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اِس شکل کے ساتھہ لوگون کو آپ کی فیض رسانی عام ہوگئی تھی۔ سخاوت اور ایثار کا پسندیدہ شیوہ آپ کے خمیر مین داخل تھا۔ کہتے ہین۔ آپ کی روح کرامات کی منزل سے نہایت سبکی کے ساتھہ اوپر کی طرف خرامان چلی گئی۔

یاد شیخ ادھن

آپ شیخ بہاء الدین جونپوری کے بیٹے ہین۔ **مِنَ اللّٰہ** آپ کا خطاب ہے۔ اپنے پدر بزرگوار کے مرید اور تلقین یافتہ ہین۔ بہت سے چشتیہ۔ سہروردیہ۔ اور قادریہ مشائخ کی ملازمت سے فائدہ حاصل کیا تھا۔ آپ کے دل کو انواع و اقسام کے کسبی علوم سے فروغ تھا۔ یکبارگی الٰہی محبت کے جذبات ایسے پیدا ہوئے

کہ علمی گھر بار سب لٹ گیا - اور اخیر مین ہواے نفسانی کی مخالفت اور دیو غرست نفس کی لڑائی کی بدولت بصیرت کے حضور مین باریابی ہوئی - گفتار کی قسم مین سے یاد مولیٰ کے سوا - اور خاموشی کی قسم مین سے عالم اسرار کے اندر استغراق کے سوا - کچھہ باقی نہین رہا ضعیفی کے زمانہ مین سماع کا ولولہ پیدا ہوگیا تھا باوجودیکہ ظاہری پیری عارض حال تہی - مگر رقص طاقتور جوانون سے زیادہ طاقت کے ساتھہ کیا کرتے تہے - اور بہت سے لوگون کو رولایا کرتے تہے - ہجری سنہ نوسو میتہ مین عالم قدس کو کوچ فرمایا - خوابگاہ جونپور -

مصرع سیمیاے عشق پیران راجوانی میسہ ہ

یاد شیخ حسین بغدادی

آپ امام ابوحنیفہ کوفی کی نسل سے ہین رحمہما اللہ بہت طرح کے عقلی اور نقلی علوم مین اجتہاد اور یکتا وسخن کا رتبہ حاصل تھا - نیک عادت منکسر المزاج - بردبار - اور ذی محبت تہے - جب آپ کی تحصیل تمام ہوئی تو افضل روزگار میر غیاث الدین منصور کی ملازمت کا خیال پیدا ہوا - اور یہی خیال آپ کو بغداد سے شیراز مین کھینچ لایا - ایک روز شیراز کے حاکم ابراہیم خان نے مقیم اور مسافر جملہ علما کو بلا کر ایک بڑی مجلس کی - میر قوی کو تجرید کی شرح پر علت ومعلول کی بحث مین ایک اعتراض تہا جس کے حل کرنے مین تمام اہل سخن عاجز تہے - اور اس سبب سے خاموشی اختیار کر رکہی تہی - سوائے شیخ حسین کے جو نووارد تہے آپنے فرمایا - دو روز کے واسطے شرح تجرید مجکو دیدی جائے - تاکہ اس بحث کے اندر تامل کرون - اور پہر جو کچھہ خیال مین آوے - گزارش کرون - خیر خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپنے چند طرح سے اس مسئلہ کی الجھنون کو کہولا - صاحب اعتراض کو یہ بات ناگوار گزری - اس سبب سے مشکل کشا نووارد کو خارجیت کے ساتھہ متہم کر کے حاکم سے عرض کیا - کہ ایسی فتنہ روزگار کا اس شہر مین رہنا مناسب نہین ہے - حاکم نے دل مین انصاف کر کے جواب دیا کہ جو شخص حصول سعادت کی نیت ہمارے افادت دستگاہی کی ملازمت مین آیا ہو - اُس کو شہر بدر کرنا - بہتر معلوم نہین ہوتا ہے اور اس مشکل کے حل کرنے کی تعریف تو مخدوم کی ہی ہے - اس طریقہ سے حاکم نے رنج خاطر دور کیا - چند روز بعد دونون بزرگون کی صحبت مین ایسی گرماگرمی پیدا ہوئی - کہ بغدادی کا سینہ - معلومات شیرازی کے جواہر سے لبالب ہوگیا اور سیر وسفر کی باتین موقوف ہوئین - اخیر مین آپ کو سفر حجاز کا سودا ہوا - اور اس شورش نے دوستی کا اور بود وباش شیراز کا پیوند توڑ دیا - جب طواف حرمین شریفین سے فراغت حاصل ہوئی - تو سیاحت ہند کا خیال آیا - جب دہلی اور دیگر بلاد ہند کی سیر فرماتے ہوئے آپ احمدآباد مین پہونچے - تو اسا دل کی گلی محلہ

شاہ ابوتراب سلامی مین اُترے - اس شہر کی محبت انگیز خاک دامن گیر ہوئی - جس کے سبب سے پیمائیش زمین کی ہوس دل سے نکل گئی - نیز یہان کے بزرگون کی خواہش - آپ کے مقید کرنے کے واسطے کمندبی بجبوری آپ اقامت فرماکر درس دینے لگے - بہت سے طالبون کا سینہ - آپ کے انفاس کی برکات سے علوم کا گھر بنا - بالخصوص حکیم عثمان بوبکانی سندھی - اور مولانا عبدالقادر بغدادی کو حکمت اور ریاضی کے فنون مین - آپ کی شاگردی سے - استادی کی سند ملی - جب آپ کی عمر جیبتر کی میزان مین آئی - تو ہجری سنہ نوسو ستتر مین آپ کو اسہال کی بیماری ہوئی اور اس بیماری مین زمانہ زندگانی انجام کو پہونچا - رسول آباد مین دفن کئے گئے تقدیر کے طلسمات اور قضا کی گلکاریان عجیب ہین - اولاً سیر حجاز کا خیال ضمیر مین پیدا کیا - بعدہ سیاحی کی شورش سر مین بہری - اس کے بعد جب شہر خوابگاہ مین پہونچایا - تو جہان گردی کی ہوس دل سے دور کردی

لہ حَتّٰی یَاْتِیَہُ الْیَقِیْنُ ۵ مصرع علم اوسباب بزم وصل باد -

یاد شیخ بہاءالدین مفتی

آپ شیخ شمس الدین محبوب ملتانی - قریشی - اسدی - ہاشمی کے بیٹے ہین قدس سرہ آپ رسمی علم سے ظاہر کی آراستگی اور حقیقی وجدان سے باطن کا فروغ بڑہاتے تہے - غوث العرفا شیخ بہاءالدین کی نسل سے ہین - سعادت - عقیدت - اور خلافت اپنے پدر بزرگوار سے پائی تہی - اور امنین کے جانشین تہے - اپنی بزرگی کا لحاظ نظرانداز کرکے - بیچارون کا کام بنانے کے واسطے اہل دنیا کے دولتخانون پر چلے جایا کرتے تہے - جس زمانہ مین سلطان حسین نے بکر سے ملتان کی زمین مین آکر فتنہ وفساد برپا کیا ہے - تو اُس ملک کے بڑے بڑے لوگون مین جلاوطنی کا خیال پیدا ہوگیا تہا - آپنے بہی اپنا وطن چھوڑ دیا - اور ظہیرالدین بابر بادشاہ کا زمانہ تہا - کہ شہر آگرہ مین آکر بودوباش اختیار کی - بہت سی چھپی ہوئی ضمیر کی باتین - آپ کے آئینۂ ضمیر دل کو ظاہر ہوجایا کرتی تہین -

کہتے ہین - اسحق نامی ایک حافظ تہا - آپ کا سفارشنامہ سلیمان کررانی کے نام لے گیا - جو بنگالہ ملک کا فرمان روا تہا - اس سادہ لوح کی زبان پر یہ بات آئی - کہ تورانی اور ایرانی قلمرو کے باشندون کو ہمارے نام رقعہ لکہنے کا کوئی حق نہین ہے - حافظ کا دل یہ تقریر سنکر نا امیدی سے مکدر ہوا - رات کے وقت سفارش لکہنے والے شیخ کی مثالی صورت نے عالم خواب مین زبان نصیحت سے اُس طعنہ زن شخص کو

لہ یہان تک کہ آپ کو امر یقینی (یعنی موت) پیش آئی ۱۲

متنبہ کیا - چنانچہ اُس نے صبح کی سفیدی نمودار ہونے سے پہلے ہی اپنے نوکرون کو حکم دیا - کہ جو حافظ رقعہ لایا ہے - اُس کی اچھی طرح سے دل جوئی کی جاوے - اور بے تامل اُس کو دربار مین لاکر کامیاب کیا جاوے چنانچہ تعمیلِ حکم کی گئی -

کہتے ہین - عبدالرزاق نامی ایک سوداگر ملتان کا تہا - اُس کا بیان ہے - شیخ کی رحلت گیارہوین شوال ہجری سنہ نوسواٹہتر مین ہوئی ہے - آپ کی رحلت کے بعد مین ہندوستان مین بذریعہ خرید وفروخت آتا جاتا تہا - ایک بار ایسا ہوا - کہ تمام سامان فروخت کر کے مینے نقد روپیہ کر لیا تہا - اور سامان سفر باندہ رہا تہا - کہ ایک بدنیت غلام جو خدمت مین تھا - تمام نقد جو سامان کی بکری کا جمع شدہ رکہا تہا - اُٹہا کر فرار ہوگیا - ایک تو دل کے اندر نقصان کا غم تہا - دوسرے ہوشیاری اور احتیاط کام مین نہ لانے سے طعن و تشنیع کے تیر اوپر سے پڑنے لگے - اسواسطے ہمت اور عاطفت فرمانے کی غرض سے شیخ کی روح پاک کی طرف متوجہ ہوا - رات کو خواب مین دیکہا - کہ آپ سجادہ کندہے پر ڈالے ہوئے مسجد کی طرف جارہے ہین مینے جلدی سے دوڑ کر اپنا سر گستاخانہ - آپ کے پاے مبارک پر رکہہ دیا - فرمایا - اتنی خوشامد نہ کرو - اطمینان رکہو - کہ بہاگے ہوئے شخص اور بے گئی ہوئی شے - دونون کا پانون تمہاری روزی کی زنجیر مین پہنسا ہوا ہے - لہذا جلد پہونچا ہوا سمجہنا - عبدالرزاق کا بیان ہے - کہ دو روز بعد اس خوشخبری کا ظہور ہوگیا - آدہی کوڑی کی برابر بہی اُس مال مین خیانت نہین ہوئی -

آپ کی خوابگاہ آگرہ کی شمالی سمت کے حدود مین ہے -

یادِ شیخ مبارک سندہی

آپ کی زاد بوم موضع باتر ہے - جس کی آبادی کی بنیاد قایم کرنے مین آپ کے جدامجد مسیح القلوب کے آباے کرام - اور شیخ طاہر کے پدر بزرگوار کے ساتہہ متفق تہے - آپ رسمی علم مین مخدوم عباس ابن جلال کے شاگرد ہین - نوشتۂ تقدیر نے آپ کو وطن سے احمد آباد مین لا ڈالا - اور چند سال آپ اس شہر مین ناصر الملک کی مسجد مین مسند درس پر بیٹہے رہے - اخیر مین سیاحی کا کام پیش آگیا جو سفر کا باعث ہوا - جب برہان پور پہونچے تو اُس صوبہ کے حاکم نے قصبہ جوبرہ کے منصب قضا پر آپ کو مامور کیا - ناچار آپنے قبول فرما کر قضا کی چادر سے اپنی اندرونی حالت کو چہپایا اُس وقت مین فرمان رواے صوبہ بہار کا وزیر اعظم تفادل خان تہا - اُس کی التماس قبول فرما کر چند روز

بعد آپ روانۂ ایلچپور ہوئے - وزیر اعظم نے کمال عزت اور حرمت کے ساتھ استقبال کیا - اور شہر میں لاکر اُسی پایۂ تخت کا مدرس کر دیا گئے ہیں - آپ کافی گانے پر - اور شیخ لادجی سندھی کی نغمہ پردازی پر بہت خوش ہوا کرتے تھے - ہمیشہ آنکھوں میں پانی بھرا رہتا تھا - بیداری آپ کی ایسی عادت ہو گئی تھی کہ رات دن کے ساتھ ہم رنگ رہتی تھی - بالآخر آپ وہاں سے شیخ طاہر یوسف کی دوستی کے خیال سے برہان پور کو پھر لوٹ آئے اور تمام چیزوں سے دل ہٹا کر شیخ لشکر محمد عارف کی ملازمت میں لگا یا شرح قیصری کا مقدمہ پڑھنا شروع کیا - اور انجام کو پہونچایا اس فرصت کے اندر مسیح القلوب نے چند علوم متداولہ آپ سے حاصل کئے - **القصہ** روز جمعہ ہجری سنہ نوسو اٹھتر کو ملک تقدس کی طرف روانہ ہوئے - خوابگاہ برہان پور شیخ ابراہیم ابن عمر سندھی کے حظیرہ مقدس میں **قدس سرہم** -

مصرع مبارک بر مبارک باد دیدار :

یاد سید مرشد الدین ولد میر رفیع الدین محدث صفوی

آپ کو عقلی و نقلی علوم - اور ظاہری و باطنی تصرفات کمال کے درجہ پر حاصل تھے - تمام صوفیانہ صفات و اخلاق کے ساتھ بالخصوص ایثار - سخاوت - اور ایثار کے ساتھ موصوف تھے - ایک روز کا ذکر ہے ایک اہل ضرورت کو اس قدر نقد دیا - کہ ایسے آدمی کو اس قدر مال دینا عقل ہرگز تجویز نہیں کرتی تھی - اس سبب سے خزانچی اور دیگر کارپردازوں نے اُس بخشش کی رقم کو مکان کے صحن میں سید کی آمد و رفت کے راستہ پر لاکر انبار کیا - جب آپ کی نگاہ اُس ڈھیر پر پڑی - دریافت فرمایا - یہ مال کس غرض سے اس طرح ڈال رکھا ہے - عرض کیا گیا - کہ یہ بخشش کا زر ہے جس کی نسبت فلاں شخص کے لئے حکم ہوا ہے میاں - اس خیال سے فراہم کیا گیا ہے - کہ ملاحظہ سے گزر جاوے - فرمایا - ہم تو سمجھتے تھے - کہ جو کچھ ہمنے دیا ہے کافی ہوگا - مگر یہ تو بہت کم ہے - اسی قدر - اور اس پر زیادہ کر دیا جاوے - تاکہ ہمت اور بیخودی کے ناموس ہاتھ میں رہے - **بیت**

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود	ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

آپ کی خوابگاہ اپنے بزرگوار باپ کے مرقد کی برابر آگرہ میں ہے -

یاد مولانا ناصر مفتی

آپ جمال سادات ہروی میں سے ہیں - آپ کا مرتبہ عشق اور عرفان میں اونچا تھا - اور آپ کی سنہ

حدیث اور فقہ مین بلند تھی - ایک روز مشکوۃ کے اندر ایک حدیث نظر سے گزری - جس کا حاصل ترجمہ یہ ہے - کہ اللہ تعالی جل شانہ اولاً اپنا بے مثل دیدار - قیامت کے روز اُس شخص کو دکھاوے گا جس کی ظاہری آنکھہ بُری اور ناجائز چیز کے دیکھنے سے آلودہ نہ ہوئی ہوگی - پاک ہوگی - آپ نے اُسی مجلس مین دعا کے لئے ہاتھہ اُٹھایا - کہ آنکھہ کی ضرورت نہین ہے - فوراً نابینا ہو گئے - اِس کے بعد تیس سال تک درس دینے سے طلبا کو فیض پہونچایا - ہجری سنہ نوسو اسی مین آپ کی تدریس آسمانی ہوئی - آپکے فرزند رشید مولانا میر آپ کے جانشین ہوئے - میر فروغی اشرف کہتے ہین جس وقت مین ہدایہ فقہ آپ کی خدمت مین پڑھا کرتا تھا - تو آپنے فرمایا تھا - اگر معاملات فقہ پڑھنے کی غایت فتوی - قضا - نذر ستانی ہے - تو تم کو اِس سے کوئی نتیجہ نہین ملے گا - اور میری تعلیم توکل پر نہین ہوگی - ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے تھا کہ وصال کی نوید آئی - چنانچہ بے تامل حقیقی محبوب کے حضور مین روانہ ہو گئے -

مصرع ناصر میر باد نصرت حق -

یاد شیخ عبد الحکیم گوشہ نشین کالپی

اولاً آپ سپاہیانہ زندگی بسر کیا کرتے تھے - جب حاجی عبد الوہاب کی خدمت مین بیعت ہوئے - تو چند روز بعد خلعت خلافت سے بھی سرفرازی ہوئی - شمسی تین دور تک ستارہ کی طرح آپ کی موہوم ہستی - آفتاب احدیت کی تجلیات مین منتشر رہی - اور مجذوبون کا سا حال رہا - اخیر مین ایک گنبد تھا - محمود خان کی مسجد کی برابر تلاہی مین - وہان کے حاکم نے اپنے آباے کرام کے واسطے تعمیر کرایا تھا - مگر اُن کو نصیب نہین ہوا - اِس گنبد مین آپ چالیس برس تک گوشہ نشین رہے - اسی مسجد مین خواجہ خضر **علیہ السلام** کی ملازمت سے فیض پایا - جب آپنے رحلت فرمائی تو لفظ **حکم خدا شدہ** جس کے اعداد نوسو بیاسی ہوتے ہین - تاریخ ہوئی - آپ کے ایک لڑکا ہے - شیخ عبد الشکور نام - فضیلت اور پرہیزگاری مین مشہور اور گوشہ نشینی مین باپ کی طرح نامور - کسی حاکم اور کسی مال دار سے نذر کے طریقہ پر کبھی کچھہ نہین لیا - اور محض توکل اور آسمانی روزی پر گزر اوقات رکھی - اللہ تعالی **جل شانہ** شیخ عبد الشکور کی توفیق مین دوام اور عمر مین درازی بخشے - **بیت** -

ہرچہ بر من میرسد از نیک و بد	حکمت بے علت او باعث است

یاد شیخ قصاب

آپ میرزا شاہ کے باکمال مرید اور صاحب حال خلیفہ ہین - شہر بخارا مین صاحب خانقاہ اور صاحب خانوادہ تھے - آپ کا اکثر زمانہ جذبہ اور جلال مین گزرتا تھا - آپ کی عجیب عجیب خوارق عادات بہت سی تہین - رفتار مین اور نیز قیام مین تنہائی کو پسند کیا کرتے تھے - اگرچہ دوست اور مرید - سیر کے واسطے آپ کے جانے کے وقت پیچھے سے ہیونچ جاتے تھے - تو دور سے ہی لوٹ کر غصہ سے پکارتے تھے "تم لوگ واہی تباہی آوارہ گرد ہو - اس شکل رفتار سے تم یہ بات جتاتے ہو - کہ جو کچھ تمہاری آرزو ہے - وہ مجھہ مین نہین ہے - اور جو کچھہ تم چاہتے ہو - وہ مجکو نہین ملا ہے" کہتے ہین - ہجری سنہ نو سواسی مین نمود کا حرف موہوم ہستی کی تختی سے دُہو ڈالا **بیت**

اگرچہ او در مقصد بہشتا در رفت	لیکن از قید جہان آزاد رفت

یاد شیخ راجی محمد عینی

آپ شیخ خان کے بیٹے تھے - جو دو پشت سے شیخ محمد ہمدانی کو ہیونچتے ہین - رسمی اور حقیقی دونون طرح کے علوم آپ مین جمع تھے - اندرونی فروغ - آزادگی - بیخودی - فیض رسانی - سلامت روی - بردباری نہان دانی - اور مشکل کشائی - یہ صفات حد بیان سے زیادہ آپ مین پائی جاتی تہین - کہتے ہین - گیارہ سال کی آپ کی عمر تہی - کہ وطن سے پیر اور اُستاد کی تلاش مین حیران اور سرگردان نکل بہاگے - تلاش کرتے کرتے برہان پور خاندیس مین آ پہونچے - دو سال تک رسمی علم کی تحصیل مین مشغول رہے - اندرونی جوش فرو نہین ہوا - لہذا وہان سے دکن کی جانب سفر اختیار کرکے شہر بیدر مین ہیونچے اور یہان شیخ محمد ملتانی کی خدمت مین شرف یاب اور مرید ہو گئے - بارہ سال ایک حجرہ مین اپنے مخدوم زادہ شیخ مخدوم کے ساتھہ - اشغال صوفیہ مین گزارے - اور پیر کی پرورش اور حضوری سے - کسبی دانش - اور وہبی بنیش مین کمال اور تکمیل کے درجہ کو ہیونچے **مصرع** خوب رو را گر بیارا یند زیبا تر شود -

آپ فرماتے تھے - ایک رات مجکو مکاشفہ مین معلوم ہوا - کہ اکمل الاولیا شیخ محی الدین جیلانی قدس سرہ مصلی پر بیٹھے ہوئے ہین اور بے انتہا آدمی اور بے شمار وحوش و طیور آپ کے گرد محو جمال ہین - ان سب مین سے آپنے میرا نام لیکر بلایا - اور مصلے کے نیچے جو خس و خاشاک تھا اُس کو اپنے دست مبارک

سے جھاڑ دیا - اور فرمایا جو دوئی کی زنگ - عنصری آثار سے تمہارے آئینہ دل پر تھی وہ صاف ہو گئی اب مصلے پر بیٹھو - اور یکتا نے بے نیاز کی نماز پڑھو - اور قطبی ولایت کی خوشخبری بے منت اُس ہجوم مین مجکو دی - اس کے بعد پیر نے بھی خرقہ خلافت عطا فرما کر اُجین مین رہنے - اور لوگون کی رہنمائی اور تعلیم کرنے کی اجازت فرمائی -

ہجری سنہ نو سو تیس تھا - کہ آپ اُجین مین آئے - چندروز چہرہ پر برقع رکھا - اِس خیال سے کہ کسی جگہہ چشم ہوس نہ جا پڑے اور کسی جال مین نہ پھنسا دیوے - اخیر مین ایک صاحب سید صفی سلاطین خلج کے امرائے اعظم مین سے تھے - اور اُن کو شریف خانی خطاب بھی تھا - سید صاحب نے دانشمند لوگون کو درمیان مین ڈال کر اپنی لڑکی کا نکاح شیخ سے کر دیا - اِس کے بعد خانہ داری کے ساز و سامان کی فکر کا آغاز ہوا - خانقاہ - جامع مسجد - اور مقبرہ تینون چیزین تیار ہو گئین - پچاس برس تک درس دیا - اور طریقت کی تلقین کر کے بہت سے درویشون کو - رسیدہ لوگون کے عالی درجہ پر پہونچایا اور ستائیسوین رمضان ہجری سنہ نو سو بیاسی کو ملکوتی ملک کی فتح کے واسطے عنصری ملک سے کوچ کا نقارہ بجا دیا - قطعہ -

شیخ راجی از محمد آنکہ بود	شاہد شہود در چشم شہود
رفت از کوے ہوا در ملک ہو	در شمار مقصد و ہشتاد و دو ۹۸۲ھ

آپ کے چھ بیٹے تھے - عبد الرحمن - عبد الرحیم - عبد الکریم - یہ تین ایک مان سے - اور عبد الحلیم - عبد الحمید - عبد المجید - یہ تین دوسری منکوحہ سے تھے -

عبد الرحمن باپ سے پہلے ہی کوچ کر گئے - ان کے دو بیٹے رہے - محمد - اور محمود پچھلے بیٹے محمود کو ہجری سنہ ایکہزار دس مین جذبہ ہو گیا - اور مفقود الخبر ہو گئے - بھائیون کو دھوکہ دیکر ایک روز رات کو نکل گئے **مصرع** یوسفے از برادران گم شد - آنے والے حجاز مین بتلاتے ہین -

شیخ عبد الکریم پدر بزرگوار کے بعد اُن کی جگہہ سجادہ نشین ہوئے - اپنے صاحب ولایت بزرگون کی روش کو زندہ کیا - اخلاق مین پسندیدگی اور اوصاف مین سنجیدگی بہت تھی - جوان مرد - پرہیزگار حق شناس صفا پرست - پاکیزہ باطن - مہمان دوست - زندہ دل - اور فارغ البال یہ جملہ صفات آپ مین موجود تھین - ہجری سنہ ایکہزار پانچ مین عالم دنیا کو رخصت کیا - پدر بزرگوار کے گنبد کے

باہر جنوبی سمت مین دفن کئے گئے - دو فرزند چھوڑے - ایک شیخ عبد العزیز - جو علوم متداولہ سے آراستہ ہین - انھون نے اولاً رسمی علوم کا اکتساب شیخ عبد الکریم نہروالہ کی خدمت سے کیا تھا - بعد ازان وجیہ الملۃ والدین علوی احمد آبادی کے درس مین بالالتزام بیٹھکر کتب مبسوطہ کی تصحیح کی - آپ بحکم لہ کو من نبی تخدم الملوک اس غرض سے کہ مستحق بیکسون کی مہمات بآسانی انجام پا دین - بظاہر نواب کامگار سپہ سالار عبد الرحیم خان خانخانان ابن بیرم خان خانخانان کے جاگیری ملک کی صدارت کا منصب - اور نیز نواب کی مجلس کی مصاحبت قبول کر لی ہے - مگر باطن مین سر مو دابستگی خاطر کو پاس پھٹکنے نہین دیا ہے - راقم زمانہ ہوش سے ان کے حالات کا محرم ہے - شیخ عبد الکریم کے دوسرے فرزند عبد القادر ہین - جو اپنے آباے کرام کے وطن مین خانہ اور خانقاہ کا چراغ جلاتے ہین سلمہما اللہ

یاد حافظ عبد الکریم بصیر

آپ شیخ عبد الملک قاری کے شاگرد ہین - قدس سرہما ساتون قرأۃ مع چودہ روایتون کے ازبر تھین اور قصیدہ شاطبیہ مع معنی اور اُس اشکال کے جو اُس پر وارد ہے - بالکل حفظ تھا - آپ کی قرآن خوانی مین بہت کچھ تاثیر اور دل ربائی پائی جاتی تھی - آپ کی بینائی - آنکھون کی سیاہی سے کم کر کے سویداے دل مین زیادہ کر دی گئی تھی - آپ کا باطن - قرآنی نور سے ایسا منور تھا کہ ہمیشہ ہم نشینون کے ضمیر کی باتین آیات کے پردہ مین ظاہر کر دیا کرتے تھے - آپ کی خوابگاہ آگرہ مین ہے -

حافظ جی کے حالات کا بیان کرتے ہوئے - یہ خرق عادت یاد آگئی - کہ ہجری سنہ ایک ہزار چودہ تھا شاہزادہ شاہ مراد اکبر شاہ نے دکن فتح کرنے کے واسطے چڑھائی کی تھی - راقم کو بھی اس یورش کی سیر کا خیال ہوا - جب قلعہ احمد نگر کا محاصرہ ہو گیا - تو معلوم ہوا - کہ اُس زمین مین شریف نامی ایک مجذوب اس طرح پر مشہور ہین - کہ زائرین کے حالات - آیات قرآن کے مضامین مین ظاہر کرتے ہین - ایک روز فقیر - مولانا محمد رضا شکیبی تخلص - اور فصیح البیان انیسی جن کا نام یو یقلی بیگ تھا - ہم تینون شخص ملکر مجذوب صاحب کی خدمت مین گئے - جواب سلام کے بعد آپنے آیہ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا پڑھی - جب آپ کے نزدیک سے ہم لوگ اُٹھ آئے تو یو یقلی بیگ نے فرمایا - کہ مجکو احتیاج غسل تھی آپ لوگون کے مضطربانہ آنے سے فرصت نہ ملی - ورنہ غسل کے واسطے تیار تھا -

لہ اکثر نبی ایسے ہین جو ملوک کی خدمت کرتے ہین ۱۲ کہ اگر تم ناپاک ہو - تو پاک ہو جاؤ ۱۲

یاد میرزا شاہ نقشبندی

آپ کے پیر بیعت مولانا خواجگی ہین - آپ اپنی بخشش سے مال کی گوشمالی کرتے تھے - اور دل ریش درویش کے ریش پر مرہم رکھتے تھے - سخاوت کو فقر کا سرمایہ کیا تھا - اور الفقر فخری کی سیڑہی سے وحدت کے عالی شان محل پر چڑہ گئے تھے - آپ فرماتے تھے - مین پانچوین پشت مین حضرت خواجہ بزرگ سے جاملتا ہون اور اُن کے باطن سے مینے فیض وکمال پایا ہے - البتہ ظاہر مین ارادت مولانا سے ضرور رکہتا ہون - ہجری سنہ کچہ اوپر نوسو اسی تہا - کہ منزل خاک کے سقیمون کو خیر باد کہکر روحانیون کے پاک مقام کو روانہ ہوگئے -

یاد شیخ حسن محمد

آپ میانجی احمد کے بیٹے ہین - عالم - عارف - عاشق - عابد - اور اپنے عم مکرم شیخ جمال چشتی کے مرید تہے - شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کی نسل سے ہین - زادبوم اور خوابگاہ دونون احمد آباد ہین - آپ کے حالات کے روزنامچہ کی فہرست اس طور پر ہے - اولاً نماز صبح کے فرض پڑہنے کے بعد سے بلا فصل دوپہر تک تلاوت اور رسمی درس مین مشغول رہتے تہے - اس کے بعد درویشان خانقاہ کے ساتھ کسی قدر کہانا کہاتے تہے - قیلولہ کے بعد نماز ظہر ادا کرتے تہے - اس کے بعد وعظ ونصیحت کی مجلس شروع ہوجاتی تہی - تو وہ عصر تک رہتی تہی - عصر کے بعد درد اور دعا مین شام تک مشغول رہتے تہے - پہر نماز مغرب پڑہتے تہے - ذکر جہر شروع کرکے وقت عشا تک جاری رکہتے تہے پہر نماز عشا ادا کرکے - حجرہ کے اندر چلے جاتے تہے - نماز کمال نیاز کے ساتھہ ادا کرتے تہے - رات بہر تنہا بیدار رہتے تہے - جب صبح کی سفیدی نمودار ہوجاتی تہی - تو پہر وہی معمولی کام از سر نو شروع کردیتے تہے - القصہ ایک پلک مارنے کی برابر بہی زندگی کو بیکار نہین جانے دیتے تہے ہجری سنہ نوسو بیاسی کے شوال مہینے مین رحلت کے وقت وصیت کی - کہ عبادت کی زمین درویش کے کالبد سے آشنا ہے - مجکو اسی خاک کے سپرد کردینا - آپ کے بڑے بیٹے شیخ محمد - جن مین زیادہ تر بزرگوار باپ کی خوبو پائی جاتی ہے - آج کے روز آپ کے جانشین ہین مصرع نور ایمان باد شمع تربتش

یاد شیخ جوئباری

خواجہ جوئباری جوئبار وحدت کے سروتہے - اور خضر صورت تشنہ لبون کے واسطے حکم چشمہ کا رکہتے تہے - کان مین حلقہ مولانا خواجگی کی بیعت کا تہا - قاسم شیخ کے ہم عصر ہین - کہتے ہین - جو شخص قاسم شیخ کی ملازمت مین جاتا تہا - تو قاسم شیخ اولاً اُس کی ازلی استعداد پر نظر ڈالتے تہے - اگر وہ شخص سعادتمند ہوتا

مین ست ہوتا تہا - توخواجہ جوئباری کی خدمت کی طرف متوجہ کر دیتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - طالبانِ خدا کی کشایش کی کنجی - خواجہ جوئباری کے ہاتہہ مین دیدی گئی ہے - اور اگر طالب ایسا نہین ہوتا تھا - تو دعا دیکر رخصت کر دیتے تھے - ایک ناظم نے یہ **بیت** لکہی ہے جو آپ کے ہم عہد تہا -

مرید خواجہ جوبار باش و شاہی کن	بر دلتِ شہر بخارا و ہر چہ خواہی کن

ہجری سنہ نوسو اسی مین ناسوتی سراے سے ملکوتی گلشن آباد کو کوچ فرما گئے -

یاد شیخ لہرہ

آپ کا نام عبدالرزاق تہا - شیخ عبدالفتح بکی کے چہوٹے بیٹے ہین - صاحب کمالات اور بخشایش شعار تھے - نان دہی - آپ کے ہاتہہ مین تہی - کہتے ہین - ایک شخص سے ایک کام مین ایک خیانت ہوگئی تہی - آپنے ازروے نصیحت خائن سے کہا - ایسے نالائق کام کی تہمت تمنے کیون گوارا کی - اُس نے آپ کے بابرکت سر پر جہوٹا ہاتہہ رکہکر قسم کہائی - کہ اگر مینے یہ کام کیا ہو - تو کرنے والہ کی آنکہین کور ہوجاوین دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ نہین گزراتہا - کہ بدون بہانہ کسی تکلیف کے آفت نابینائی اُس کی آنکہون کو پہونچ گئی - شب جمعہ بیسوین جمادی الاخری ہجری سنہ نوسو چوراسی مین منزل فنا سے مقام بقا کو رحلت فرمائی - ایک اہل سخن نے یہ قطعہ آپ کی وفات کی تاریخ مین لکہا ہے **قطعہ**

بزرگِ دین و دنیا شیخ لہرہ	کہ سوے جنۃ الماوی گزر کرد
شب جمعہ سفر چون کرد تاریخ	ازان روشد شب جمعہ سفر کرد

سنہ ۹۸۴ھ

یاد شیخ محمد ابن طاہر نہروالہ

آپ کی ذات سے ورع اور تقوی کی محفلون کی مسند کو زینت تہی - اور کتاب و سنت کے نقد کا امتحان ہوجاتا تھا - حدیث مین شیخ علی متقی کے شاگرد ہین - اس فن مین ایک بے نظیر کمال حاصل کیا تہا - مجمع البحار نام ایک مشکل کشا شرح - احادیث کی صحاح ستہ پر جو ہے - وہ آپ ہی کے قلم تالیف کی لکہی ہوئی ہے - کہتے ہین - آپ فرمایا کرتے تھے - میرے اُستاد اپنے وقت کے افضل البشر - اور خداوند ولایت صدیق اکبر تھے - وہ فرماتے تھے - میرے بعد تم ہی اس رفیع الشان درجہ کو پہونچو گے - مہدیہ گروہ جو سید محمد جونپوری کا پیرو ہے - اس گروہ کی شکست دینے مین آپ اپنے اُستاد کی طرح ہمیشہ کوشش کیا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو چہیاسی مین اُجین اور سارنگ پور مالوہ کے درمیان ایک جماعت

اثنائے راہ مین آپ پر آگری - اور شہید کر دیا۔

اِس واقعہ کا آغاز اور انجام اِس طور پر ہے - بوہرون کا گروہ آپ کے ہم قوم تہا - آپنے عہد کیا تہا - کہ جب تک بوہرہ قوم کی پیشانی اور دل سے تشیع اور بدعت کی سیاہی - تلقین سنت کے آب زمزم سے دہونہ ڈالون گا - سر پر دستار نہین باندہون گا - جب ہجری سنہ نوسو اسی مین بادشاہ زمانہ اکبر شاہ نے ملک گجرات فتح کیا - اور بہروا والہ مین شیخ سے ملاقات ہوئی - تو بادشاہ نے اپنے ہاتہہ سے آپ کے سر پر پگڑی باندہی - اور کہا - مینے آپکے پگڑی چہوڑ دینے کا سبب سُن لیا ہے - اور اِس ذہنی صورت کا خارج مین ظہور - والی زمانہ کی امداد اور دستگیری پر موقوف ہے - اب اس سراپا خیر نیت پر عمل کرنا - میرے ذمہ لازم ہے - چونکہ صوبہ گجرات اور دار الخلافہ احمد آباد کی حکومت - اُن ایام مین نواب مستطاب خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے نام نامی پر نام زد تہی - اِس سبب سے نواب صاحب کی امداد کی بدولت - اِس قوم کی گمراہی اور کج رفتاری کی بہت سی رسمین بیخ وبنیاد سے اُکہڑ گیئن - لیکن صاحب تاج کو اپنی محفل سے خان اعظم کی جدائی بہت کم پسند تہی - لہذا شہنشاہ نے نواب صاحب کو اپنے حضور مین طلب فرما لیا اور امرائے اعظم مین سے ایک اور صاحب ایران زمین کے باشندہ تہے صوبہ مذکور ان کی جاگیر مین دیدیا - بس اب کیا تہا - اِس جماعت نے بے تامل - جدید جاگیردار کے ساتہہ مخفی طور پر موافقت پیدا کر کے - سنت کی راہ راست سے انحراف کیا - یہ حالت دیکہکر شیخ نے سر سے دستار کہول دی - اور دار السلطنت آگرہ کو جانے کا عزم کیا - اِس خیال سے کہ پیشگاہ حضور مین جاکر پیش آمدہ واقعات عرض کرون گا - اُستادی شیخ وجیہہ الدین احمد آبادی کی ملازمت مین پہونچکر - وداعی مراسم ادا کیئے اُستادی شیخ وجیہہ الدین اِس عزم سے مانع تہے اور فسخ عزم کے واسطے تحریک فرماتے تہے - مگر جو شخص سفر کے واسطے بالکل مہیا ہو - چونکہ اس کو صریح طور پر باز رکہنا عوام کے نزدیک مبارک نہین ہوتا ہے - لہذا اس قاعدہ کے موافق اُنہون نے اس طرح پر یہ بات کان مین ڈالی -

"گرامی برادر کے حقیقت شناس ضمیر کو اچہی طرح معلوم ہے - کہ اِس نظم ونسق کے ساتہہ جو کارخانہ عالم کی آفرینش ہوئی ہے - اِس کا باعث یہ ہے - کہ اسمائی کمالات کہلا ہو - اور یہ اظہار جمالی اور جلالی مظاہر کے ساتہہ وابستہ ہے - اور اپنے عربی کے آثار واحکام کی طرز پر ہر ایک اسم کے مظہر کی جو کچہہ رفتار ہے - یہی

رفتار اس کے واسطے صراط مستقیم ہے۔ گو اُس کے تقابل پر نظر کر کے وہ رفتار مخالف اور منحرف معلوم ہوتی ہو۔ اور اس مقام پر ہر موسیٰ کو اپنے فرعون کے ساتھ آشتی رکھنی چاہیئے۔

واضح ہو۔ کہ صراط مستقیم حقیقت شناس مفسرون کے نزدیک دو طرح پر ہے۔ (ایک) ایجابی (دوسرے) ایجادی۔ قرآن مجید مین صراط مستقیم کا ذکر جہان کہین بہ لفظ نکرہ نازل ہوا ہے۔ وہان پر اکثر ایجادی ہے۔ اور جس آیت مین بہ لفظ معرفہ وارد ہوا ہے۔ وہان پر زیادہ تر مقصود ایجابی ہے۔ **فافہم۔**

دوسری یہ بات ہے کہ انسان جو عالم کبیر کا نمونہ ہے اس کی عنصری پیکر ہے۔ دقیقہ شناس شخص یہ عبرت کیون حاصل نہین کرتا ہے۔ کہ اس کی ہستی۔ اس بندوبست اور ستارت اعتدال کے ساتھ چند لطیف اور کثیف اعضا پر موقوف ہے۔ چنانچہ اگر اعصاب جیسے کثیف عضو کو بھی کوئی تکلیف پہونچ جاوے تو باغچہ بدن کی شگفتگی مین سراسر آشفتگی اور پژمردگی نمایان ہو جاوے اب برادر من۔ سیاست فراست کی بات نہین ہے۔ اور مشغول حق کے ساتھ ہی ہونا زیبا ہے نہ خلق کے ساتھ [1] هٰذِهٖ اٰدَابُ السُّکُوْتِ وَ الْتِزَامِ الْبُیُوْتِ "

اُستادی شیخ وجیہ الدین نے گو آپ کو فہمایش کی۔ لیکن بنیاد تعصب بہت استحکام کے ساتھ قایم تھی۔ اسواسطے اس نصیحت کو آپ کے گوش قبول مین جگہ نہین ملی۔ اور جو سفر دل مین قرار دے رکھا تھا۔ اُس کے راستہ پر چل نکلے۔ پھر راستہ مین پیش آیا جو کچھ پیش آیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپ کی بہن کے بیٹے شیخ نور محمد آپ کے تابوت کو مالوہ سے نہروالہ مین لے گئے۔ اور آبائے کرام کے تکیہ مین سپرد زمین کر دیا۔

یادِ سید عبد اللہ اندی ملتانی

آپ کو ایزدی توفیق کی بدولت۔ تعلقات کے بار سے سبکدوشی ہو کر آزادی اور فارغ البالی کے حضور مین باریابی حاصل ہوئی تھی۔ آپ کے حالات کا کسی قدر بیان اس طرح پر ہے۔ کہ آپ کو آب و خورش کی کشش سلطان محمود خرد کے زمانہ مین زاد بوم سے گجرات کی طرف کھینچ لائی۔ چند روز بعد آپنے مناسب سمجھکر سید مبارک بخاری کی ملازمت اختیار کر لی۔ اور نوکری کے طور پر بسر کرنے لگے۔ سید مبارک بخاری جلال الاولیا مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین۔ جو حاکم صوبہ مالوہ کے امرائے اعظم مین سے تھے جب آپ کے مخدوم سید مبارک

---

[1] یہ زیادہ سکوت اور مکانون مین بیٹھنے کا ہے ۱۲

کی عمر کا زمانہ آخر ہوا - تو نوکری اور سپاہگری کا خیال - آپنے خاطر عاطر سے قطعی باہر نکال پھینکا - اور آپ کی چشم اعتبار مین - دوسرے امیرون کی ملازمت پوچ اور بے حقیقت معلوم ہوئی - ایکروز آپ ایک دور دراز غم مین پڑے ہوئے تھے اپنی مزاج دان ہمخوابہ سے بطریق استصواب دریافت کیا - کہ معاش کی ضروریات اب کون سے سبب اور کون سے حیلہ سے ہم بہم پہونچانی چاہئین - ہمخوابہ نے یہ رائے دی - کہ سپاہیانہ وضع ترک کر کے - جنود الدرویشان کے حلقہ مین شامل ہو جانا چاہیئے - اس کو دوسرے الفاظ مین اس طرح کہہ سکتے ہین - کہ ہمت کے ہاتھ سے فقر اختیار کرنے کا ٹھیکا (دوشہ) سید کی کمر مین باندھ دیا - اور آپ کے بیقرار دل کو تسلی دیکر شاد کام کیا - اس کے بعد دونون کی رائے یہ ہوئی - کہ اس ملک سے کسی دوسرے ملک کو چل دینا چاہیئے - کہین ایسا نہ ہو - کہ اس جگہ کا رہنا دل مین ننگ و ناموس کا خیال پیدا کرے - اور فقر کی نئی قایم کی ہوئی بنیاد کو جڑ سے کھود پھینکے - پس گجرات سے مالوہ کی طرف روانہ ہوئے - اور ایک موضع بنفریہ نام ہے جس کو مقامات مالوہ کا بہشت کہنا زیبا ہے - اس موضع کے تالاب کے کنارہ بود و باش کے واسطے ایک گوشہ اختیار کیا - اور توکل و تسلیم کا عادی ہو کر بہت برسون تک خوش وقتی کے ساتھ زندگی بسر کی - چونکہ موضع مذکور آنے جانے والون کے عین راستہ پر واقع ہے - اسواسطے آپ کا گھر بدون مہمان کے نہین رہتا تھا - راقم جب کبھی منڈو (مانڈو) سے عزیزان اُجین کے دیدار کے واسطے جایا کرتا تھا - تو ایک روز آپ کی بافیض صحبت مین بھی قیام کیا کرتا تھا - بہت کچھ محبت اور مہمان دوستی کے مراسم ادا ہوا کرتے تھے - اور ایزدی معرفت کی صفائی اور وجدان حقیقت کی روشنی سے معنوی ضیافت بھی فرمایا کرتے تھے - **القصہ** جبتک آپ کی زندگی رہی - تب تک جاگیردارون سے وظیفہ کے طور پر کبھی ایک درم بھی قبول نہین کیا - اور آسمانی روزی پر شاکر و قانع رہے - آپ کو **آنندی** اس بنیاد پر کہا کرتے تھے کہ ہمیشہ شگفتہ رو - اور خوش دل رہتے تھے **آنند** ہندی زبان مین خوشی کو کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو نوے مین عالم قدس کو رحلت فرما کر اسی مقام مین خوابگاہ اختیار کی جہان زندگی مین رہتے تھے -

یاد فقیہ علی

آپ کی زادبوم - ماہم کیلی - اور خوابگاہ بندر سورت ہے - جو گجرات کے پرگنات مین سے ہے - کہتے ہین درسی کتابین کما ینبغی تحصیل کی تہین - اور کما حقہ پڑہاتے تھے - اکثر کنارہائے دریا کے رہنے والے آپ کی شاگردی سے علمی حصہ رکھتے ہین - دسوین صدی کے چوتھے ربع مین عالم صورت سے جہان معنی کو روانہ ہو گئے

یاد قاضی عبد القادر بن علی

آپ میانجی چشتی منڈوی کے روضہ مین مجاور تے - رسمی علوم سے کسی قدر آشنا تے - قرءۃ کو اچہا جانتے تے - اور تلاوت بہت کیا کرتے تے چند جریب کی کہیتی - موضع کاتہا مین کررکہی تہی - جو مضافات دیپال پور مین ہے - اور دیپال پور منڈو (مانڈو) سے اُجین کے عین راستہ پر واقع ہے - مکان بہی اُس ضلع مین بنالیا تہا - کہیتی سے جو کچہہ حاصل ہوتا تھا - اُس کو آنے جانے والون کی میزبانی مین صرف کیا کرتے تے واپسین سفر کے وقت سے چودہ روز پیشتر آگاہ ہو گئے تے - کوچ کا سامان کرلیا - اور کہا - بس اسی قدر زندگی اب باقی رہی ہے - آٹہوین شعبان ہجری سنہ نوسو چوراسی کو گزر گئے - آپ کے پانچ بیٹے - اور ایک لڑکی رہی - قطب الدین - عزیز اللہ - موسیٰ - حسن - عائشہ - اور شرف جہان - اولین صاحب زادہ اپنا دل لوگون سے توڑکر اور خدا سے جوڑکر درویشی مین پدر بزرگوار کے جانشین تے - اور دوسرے صاحبزادہ قضا کے کام مین باپ کی طرح مشہور تے - وہ جوان مرے - اور انہون نے کچہہ اوپر تیس سال منصب قضا کی نگہداشت اچہی کی - تاریخ بیسوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار نو کو اجل کی گہری نیند مین سورہے - اب موسیٰ ہاتہہ پانون مارتے ہین - اور حسن حسرت کرتے ہین - عائشہ جوانی مین بیوہ ہو گیئن - بیوہ ہونے کے بعد انہون نے اپنی زندگی مین شوہر کی خدمت کو آفریدگار کی بندگی کے ساتہہ شریک نہین کیا - اور مردانہ زندگانی گزارتی ہین مصرع دلاوری کہ زنی زن بیاموز - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین ہہلا ہی اچہائی ہو گئے

یاد شیخ نجم الحق

آپ کا نام جایلدہ ہے - عزیز الحق کے بڑے خلیفہ ہین - قصبہ سہنہ مین جو مضافات دہلی مین سے ہے - مکان تہا - آپ - ریاضت کے دریا مین ڈوبے ہوئے - اور مجاہدہ کی آگ مین پکہلے ہوئے تے - بہت سے ریاضت والون نے آپ کی خدمت سے فائدہ اٹہایا تہا -

یاد خواجہ محمد عبد اللہ

آپ - خواجہ کا خواجہ کر کے مشہور ہین - آپ کے بزرگوار باپ کا نام خواجہ ناصر الدین علیہ الرحمۃ ہے جو خواجہ احرار کے لقب سے مشہور ہین - ظاہری علم اور معنوی کشف سے آپ کا ظاہر و باطن دونون آراستہ اور پیراستہ تے - باوجود کمالات کے جو آپ کو حاصل تے - اپنی حقیقت شناس نظر سے - آداب شریعت و طریقت کے ہر ایک دقیقہ کا لحاظ مدنظر رکہتے تے - اور اپنے جسم و جان کو فروگزاشت کی اجازت

نہیں دیتے تھے۔ آپ کے دادا چار واسطہ سے حضرت بابا ماچین کو پہونچتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ خواجہ احرار الاولیا کے ساتھ سلطان ابو سعید مرزا کو حسن عقیدت تھی۔ لہذا اُس نے ان کو نہایت خواہش۔ آداب۔ اور خدمت گذاری کے ساتھ تاشقند سے باستدعاے اقامت سمرقند طلب کیا تھا۔ خواجہ احرار الاولیا نے قبول التماس کو داخل مروت سمجھکر۔ سنہ ... سمرقند میں آکر بساط اقامت بچھادی۔ اِس قصہ کی تفصیل مع تقریبات کے کتاب رشحات میں لکھی ہوئی ہے۔ خدا کرے۔ شایقین کو دیکھنا نصیب ہو۔

لکھتے ہیں۔ اس عرصہ میں سیادت و نقابت دستگاہ میر تقی الدین محمد کے ساتھ خسر اور داماد ہونے کی نسبت طرفین سے ہوگئی۔ یعنی خواجہ احرار الاولیا نے اپنی صبیہ عزیزہ کی نسبت میر کے فرزند کلان امیر عبداللہ امام کے ساتھ کی۔ اور میر کی صبیہ کا عقد اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ کیا۔ کہتے ہیں۔ میر کی لڑکی سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ جن کے نامی نام یہ ہیں۔ خواجہ عبدالہادی۔ خواجہ خاوند محمود خواجہ عبدالحق۔ محبوبہ سلطان بیگم۔ زینت سلطان بیگم۔ جب دختر میر کی ہستی کے چہرہ کو فنا کے برقع نے چھپا لیا۔ تو خواجہ احرار الاولیا نے اپنے پسر کلان کا عقد خواجہ نظام الدین کی لڑکی کے ساتھ کیا۔ خواجہ نظام الدین۔ خواجہ عصام الدین شیخ الاسلام کے بھائی۔ اور صاحب ہدایہ فقہ کی اولاد سے ہیں۔ ان کا کرسی نامہ اس طرح پر ہے۔ نظام الدین ابن خواجہ عبدالملک۔ ابن خواجہ عماد الدین۔ ابن خواجہ جلال الدین محمد۔ ابن مولانا زین الدین عبدالرحیم ابن مولانا برہان الدین علی مصنف ہدایہ۔ اس دختر سے بھی تین فرزند اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ خواجہ عبدالعلیم۔ خواجہ عبدالشہید۔ خواجہ ابوالفیض مہ کلان بیگم۔ خانزادہ بیگم۔ سواے اس کے ایک اور ہمخوابہ تھی۔ جس سے ایک لڑکا تھا خواجہ محمد یوسف۔

چونکہ خواجہ کے خواجہ نے اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد پدر بزرگوار کی اجازت اور خوشی سے محلہ درسین میں عبادت خانہ اور بود و باش کا مکان تجویز کر لیا تھا۔ لہذا خواجہ احرار الاولیا کی خدمت میں وہاں سے مقررہ اوقات میں ہی آنا ہوتا تھا۔ خواجہ احرار الاولیا آپ کے ساتھ کمال مہربانی کے ساتھ بلکہ اعزاز کے طریقہ پر سلوک فرماتے تھے۔ باپ اور بیٹے کے برتاؤ کی طرح پیش نہیں آتے تھے یعنی بیٹے کی عزت بہت زیادہ کرتے تھے۔ مولانا علی صفی مصنف رشحات لکھتے ہیں۔

"ایک روز میں آپ کی خدمت میں محلہ درسین بیٹھا تھا۔ ایک تقریب سے آیۃ کریمہ

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ کی تفسیر کا ذکر نکلا - تو آپ نے علماے ظاہر و باطن کے بہت سے اقوال عمدہ تقریرین بیان کئے - اور حکما نے جو یہ تاویل کی ہے - کہ نار سے مراد - نمرود کی آتش غضب - اور برد سے مراد شعلۂ غضب کا فرو ہونا ہے - اس تاویل کے رد مین معقول، اور حکمی دلائل سے ثابت کردیا - کہ وہ نار عنصری نار تھی - اور برودت اُس کی نمایت پر عارض ہوئی تھی۔

ایک ہدایتی فرمان جس مین یہ بزرگوار نے آپ کو تلقین فرمائی ہے - یہ ہے -

فرزند نور چشم - تم کو ایسی ہمت رکھنی چاہیئے - کہ جن باتون کا جاننا تمھارے اوپر فرض ہے - اور جن کے بدون قطعاً ممکن ہی نہین ہے - جیسے اعتقاد صحیح رکھنا - اور علم کا اور احکام آلہی کا جاننا - ان باتون سے تم جلد اپنے تیئن فارغ کرلو اور ظاہری و باطنی دائمی عبادت مین مشغول ہو جاؤ - اس امید پر - کہ حق سبحانہ وتعالیٰ تمھارے دل سے اپنے غیر کا اعتبار تعظیم اور دید دور کر کے - تم کو ہمہ تن اُنہین تمام امور مین مشغول کردیوے - جو تم سے مقصود ہین خداوندا جن اصحاب کو تو نے محض اپنی عنایت سے اپنی غیر کے اعتبار تعظیم - اور دید سے نجات دی ہے - اُن اصحاب کے قرب کے طفیل مین - حقیر اور ضعیف بندہ زادہ کو جس کے لیے تیری عنایت - ملافت - اور رحمت کے سوا - کوئی امید کی جگہہ نہین ہے - تمام گرفتاریون سے رہائی عطا فرما بمنہ وکرمہ - بیت -

غیر حق ہر ذرہ کان مقصود تست	تیغ لا برکش کہ آن معبود تست

آپ کے حالات کا بیان مجملاً اس طرح پر ہے - جب شاہ بیگ خان کا تسلط اور ظہور ہو گیا تھا - تو آپ لوگون کے آثار اور اطوار سے زمانہ کی تباہی معلوم کر کے - اپنے وطن سے بحکم ۵۱ الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین اندجان کی طرف ہجرت فرما گئے - اور اُس جگہہ کو بھی آپ کی طبیعت نے پسند نہین کیا - اسواسطے جلدی سے عالم فردوس کو جانے کے لئے - آخرین سفر کا سامان باندھ لیا - آپ کی نعش کو لوگون نے اوس ملک سے شہر تاشقند مین لاکر - آپ کی والدہ ماجدہ کے مرقد کے پہلو مین دفن کیا -

۵۱ - جن تکالیف کی برداشت کی طاقت نہ ہو - اون سے بھاگنا - رسولون کی سنت ہے - ۱۲

انجمن فرزندان خواجہ محمد عبد اللہ

خواجہ عبد الہادی آپ ہمت اور فطرت مین دریا کی طرح فیاض - اور بخشش و بخشایش
مین ابر کی طرح باہمت تہے - نقرو تجرید مین خزان دیدہ شاخ کی شکل - اور حقائق و معارف کا بیان کرنے مین پر بہار
نوجوان درخت کی صورت رکہتے تہے - جد امجد یعنی خواجہ احرار الاولیا کی زندگی مین ہی - آپ کو سفر حجاز کی
توفیق ہوئی تہی - حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کے ارکان سے فارغ ہونے کے بعد روم اور شام کی زمین
مین بحکم سِیْرُوا فِی الْاَرْضِ چلے گئے - جو قدم رکہا - آگاہی اور عبرت کے ساتھ رکہا - اور ان اطراف
کے سلاطین اور حکام کے ساتھ صحبت اور مجالست کا کئی دفعہ اتفاق ہوا - ہمیشہ خواجہ کی طرف سے برتاو مین
اور کلام کرنے مین بہت کچھ بے نیازی اور وقار پایا گیا - اور کسی بڑے دولت والہ کی طرف سے تہوڑا سا نقد و جنس
ہی نذر اور سوغات کے طور پر آپنے قبول نہین کیا - بلکہ جو لوگ ملازمت مین آتے جاتے تہے - ہر ایک کے
ساتھ طرفین کی مناسبت دیکھکر مردمی کا برتاؤ فرمایا - روم کی قلمرو کا ٹیکس تمام تاجرون پر معاف کرا دیا - اور
بزرگانِ دین اور امتیان ملت اسلامیہ سے ملاقات کرکے فیض باطنی کے بوجہ سے گران بار ہوئے -
کہتے ہین - حقائق پناہی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی نے آپ کی سیر و سلوک کی روش اور سفر و حضر کا
طریق بہت پسند کیا تہا - اور جب تقریب ہوتی تہی - تو تعریف کیا کرتے تہے - جب آپنے سفر مذکور سے بازگشت
فرما کر اپنے وطن مین خواجہ احرار الاولیا کی قدم بوسی کی - تو خواجہ احرار الاولیا نے کارپردازون کو حکم دیا - کہ دو لاکہہ اسی ہزار
مثقال جو مدت سفر مین خواجہ عبد الہادی نے لوگون سے بطور قرض لیکر ضروری اور شرعی مصارف مین صرف کردئے
ہین - قرض خواہون کو فوراً ادا کر دئے جاوین - کیونکہ اس فرزند نے دور و دراز ملکون مین ہماری درویشی اور
خواجگی کی ننگ و ناموس کی نگہبانی کامل طور پر کی ہے - خواجہ عبد الہادی کے دو بیٹے تہے - خواجہ عبد الکافی
اور خواجہ قاسم اولین فرزند عالی ہمت - بلند فطرت - صاحب شجاعت - اور اہل کرم تہے - جنت آشیانی
ہمایون شاہ تیموری کی ملازمت مین تہے - جنگ خوشاب مین تیر کہا کر پانی مین ڈوب گئے - دوسرے
فرزند کو زیارت حرمین کی توفیق ہوئی - جس قدر عمر باقی رہی تہی - اوسی جگہہ ریاضت اور عبادت مین گزار
دی - اور یمین اور روم کی زمین مین چل پہر کر ان شہرون مین جو اولیاء اللہ زندہ یا آسودہ تہے - ان کے قلوب
کی اور قبور کی زیارت سے مشرف ہوئے - مولوی اسمٰعیل شروانی - خواجہ احرار الاولیا کے بزرگ خلیفہ صاحب
کرامات و مقامات - اور اہل علم و معاملات تہے - ان کی خدمت مین آپنے رسم بیعت ادا کرکے طریقہ رابطہ

کی تلقین سے اپنے باطن مین صفائی بہم پہونچائی لیکن اپنی نسبت اور نسل کی حقیقت مولانا کی ملازمت مین مخفی رکہی - مدت کے بعد اور مبالغہ کرنے سے آپ نے فرمایا - مین خواجہ عبید الہادی کا فرزند ہون - جب مولانا اسمعیل عالم ارواح کو کوچ فرما گئے - اور مخدوم خواجہ محی الدین عبدالحق - مکہ معظمہ مین تشریف لائے - تو خواجہ قاسم نے اپنے عم مکرم کی خدمت مین تجدید بیعت کی - ان کی اولاد کرام مکہ معظمہ مین تہی -

خواجہ خاوند محمود - آپ خواجہ محمد عبید اللہ کے دوسرے صاحبزادہ تہے - شہاب الدین آپ کا لقب ہے ظاہری علم اور معنوی بصیرت سے آراستہ اور صاحب منازل و مقامات تہے - آپ کا جذبہ سلوک کے ساتہہ ملا ہوا تہا - آپ کو طریقت کی تلقین سے - اور نیز اپنے جد بزرگوار کی دعا سے بہت کچہہ فیض حاصل ہوا تہا - سفر حجاز کی سعادت - اور حج وعمرہ کی دولت سے دو دفعہ مشرف ہوئے تہے - اصحاب حجاز کی قبور کی زیارت سے - اور اُن کے قلوب کے قبول سے اپنا باطن منور کیا تہا - حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی اور جلال وقائق وکشاف حقائق - مولانا جلال دوانی کی خدمت سے درسی علوم تحصیل کئے تہے - علم طب کے اندر رئیس الاطبا مولانا عماد الدین محمود کے شاگرد ہین - اِس باب مین مسیحائی اعجاز - آپ کی حذاقت سے نمایان تہا - اہل تصوف کے اقوال کی شرح کرنے مین - آپ کی زبان - اہل زمانہ کے نفس ناطقہ کو حقیقت گوئی سکہاتی تہی - ہند کی فتح کے بعد - آپ دہلی مین تشریف لائے - جنت آشیانی نے لائق وفائق ارادت اور عزت کے ساتہہ پیش آکر اظہار اخلاص کیا - آپ کے تین فرزند تہے خواجہ نور الدین - خواجہ جلال الدین قاسم - خواجہ معین الدین - اولین فرزند درویش سیرت - فقیر دوست - غریب پرور - اور شکستہ نواز تہے - دوسرے فرزند کو جذبہ - استغراق - خرق عادات - اور سنجیدہ حالات حاصل تہے - اِس گروہ کے باعرفان اقوال کی حقیقت کو اچہی طرح سمجہتے تہے - جب آپ کے بیان سے گوہر فشانی ہوتی تہی - تو اہل زمانہ کے کان - حقائق اور معارف کے موتیون سے بہر جاتے تہے - گو آپنے عالم قدس کو رحلت ہندوستان مین فرمائی تہی - مگر آپ کی نعش مبارک آباے کرام کے مزار مین سمرقند کو پہونچائی گئی - تیسرے فرزند کو جاہ وجلال - مال وحال - اور بخشش وبخشائش یہ سب کچہہ حاصل تہا - باپ اور بیٹے کے درمیان مین یعقوبی اور یوسفی معاملہ رہتا تہا - ہمیشہ سفر وحضر مین باہم شریک رہتے تہے - آپ کو تلقین طریقت باپ سے ہی تہی - میرزا شرف الدین حسین آپ کے ہی بیٹے ہین - ہند کے اندر خلافت پناہی اکبر شاہ ابن ہمایون شاہ تیموری کی ملازمت مین میرزا کے طالع کا ستارہ - شہنشاہی عنایت کے آفتاب سے شرف

سعادت کو پہونچا تھا۔ اِن کے حق مین رعایت کی گئی۔ کہ دولت کے بڑے درجہ کو پہونچے۔ ان ایام مین میرزا کے پدر بزرگوار نے کاشغر سے خانۂ مبارک کے طواف کا ارادہ کر کے۔ عبدالرشید خان والی نواح کاشغر سے رخصت لی تھی۔ رخصت لیکر ہند مین تشریف لائے۔ خلافت دستگاہ۔ خلائق پناہ نوش آستانی نے پدر میرزا کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھا۔ اس عرصہ مین حاسد کوتاہ نظرون کی افترا پردازی سے سلطان کے دل مین میرزا کی طرف سے غبار کدورت پیدا ہوگیا۔ جب میرزا کو اس کارسازی پر آگاہی ہوئی۔ تو پانون اُکھڑ گئے۔ اور راے مین استحکام نہین رہا۔ اپنی جاگیر کو جانے کے نام سے رخصت لی۔ اور یہ بہانہ کر کے دار السلطنۃ سے علیحدگی اختیار کی۔ میرزا کی جاگیر کا محال گجرات کے آس پاس تہا۔ لہذا گجرات کی سرحد مین آپہونچے۔ باایں ہمہ خلافت پناہ نے خواجہ کے ادب اور رعایت سے اپنے تئین باز نہین رکہا۔ خواجہ نے چند روز تو خجالت و انفعال کے ساتہ اوقات گزاری کی۔ لیکن بعد ازین سفر حجاز کے لئے رخصت لی۔ جب خواجہ بندر کنبایت کے نزدیک پہونچے۔ تو فرمان طلب حضرت رب العزۃ سے صادر ہوا۔ خواجہ قبول کر کے اخروی سفر کا سامان باندہ روانہ ہو گئے۔ لوگون نے آپ کی نعش کو انواع و اقسام کے بیش بہا عطرون سے معطر کر کے ایک صندوق مین رکہا اور صندوق کو کشتی جہاز مین روانہ کیا۔ جہاز ند کور ہنوز تہوڑا سا راستہ بہی طے کرنے نہین پایا تہا کہ ڈوب گیا لہٗ فَوَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ یہ بالکل سچ ہے۔ **مصرع** بحر معنی را بود دریاے صورت خوابگاہ۔

خواجہ عبد الحق آپ کا لقب محی الدین ہے۔ آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے تیسرے فرزند ہین قدس اللہ اسرارہما۔ آپ کا ظاہر بہت سے کمالی اطوار اور پسندیدہ آثار کے ساتہ آراستہ۔ اور آپ کا باطن معرفت اور آثار تجلیات کے انوار سے پیراستہ تہا۔ آپ نے خواجہ احرار اولیا سے بلا توسط احدے باطنی سبق لیا تہا۔ اور طریقت کی تلقین پائی تہی۔ اور اس ذریعہ سے کمال و تکمیل کے درجہ کو پہونچے تہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے ایک روز خواجہ احرار اولیا نے سمرقند سے باغ بایزید کی سیر کا عزم فرمایا۔ آپ سے کہا۔ تم ہمارے ہمراہ باغ مین چلو۔ آپ نے عرض کیا کہ مینے ہنوز سبق نہین پڑہا ہے۔ خواجہ نے فرمایا۔ آج سبق ہم تم کو پڑہا وینگے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اُس روز سبق کے عوض۔ اس مضمون کا تفویض نامہ لکہکر حوالہ کردیا۔

فرزند نور چشم۔ (۱) اپنی تمام ہمت اس طرح پر رکہنا۔ کہ تمہارے دل مین حق سبحانہ کے سوا دوسری کوئی خواہش نہ ہو۔ (۲) حق سبحانہ کے سوا جو چیز تمہارے دل کو اپنی طرف متوجہ کرے لا الہ الا اللہ کہنے سے اُس چیز کو دل سے دور کردینا۔ اور ایسا کرنا۔ کہ تم اُس چیز کو

اپنا دشمن جانو (۳) ہمیشہ حق سبحانہ سے نہایت نیاز اور انکسار کے ساتھ یہ طلب کرنا۔ کہ وہ اپنے سوا۔ کسی چیز مین تم کو نہ پھنسا دے (۴) پاکی کے ساتھ طہارت کرنا۔ اور خلوت مین نماز پڑھنا۔ زمین پر سر رکھکر حق سبحانہ سے یہ دعا مانگنا۔ کہ وہ اپنے خاص بندون کے دل مین تمہاری محبت پیدا کرے۔ اور اس کے سوا کسی اور چیز مین سعادت نہ سمجھنا۔ کہ حق سبحانہ کے خاص بندے اپنے دل مین تمہاری جگہہ دیکر حق سبحانہ سے یہ چاہین۔ کہ اُس کی محبت تمہارے دل مین جگہہ کرے **قطعہ**۔

نزد یک بندلبس در ہر دو عالم تو	اگر تو پاس داری پاسِ انفاس تو
کہ بر ناید ز جانت بے خدا دم	السلطانی رسانندت ازین پاس

آپ بھی فتح ہند کے بعد جنت آشیانی کی ملازمت مین تشریف لائے تھے۔ میرزا کامران آپ کے ہی مریدین۔ خطوط کے اندر جو سوال وجواب جنت آشیانی سے ہوا ہے۔ یہ کسی قدر میر عبدالحی کی کتاب جمع مین لکھا ہوا ہے۔ اکثر آپ کی عمر کا حصہ ضعف۔ رمد۔ درد سر اور کمالسنی کے مرض مین گزرا ہے۔ باوجود اس قدر ناتوانی کے جمیع عبادات نفل کے ادا کرنے مین خواہ سفر ہو۔ یا حضر ہو۔ کمال چستی۔ چالاکی اور توانائی کام مین لاتے تھے حتیٰ کہ آپ کے افعال مین۔ کسی مستحب کا بھی ترک نظر نہین آیا۔ کہتے ہین۔ جس وقت آپ کو واپسین غسل دیا جاتا تھا اُس وقت مولانا مسعطفی اردمی فرماتے تھے۔ کہ اس سے زیادہ بزرگ اور کونسی کرامت ہوگی۔ کہ جسم کی ایسی لاغری اور کمزوری پر بھی آخرین سفر کے وقت تک اپنی کسی عبادت اور ریاضت مین مسامحت نہین کی۔ حرمین شریفین کی زیارت کی توفیق ہوئی۔ اور از راہ مردمی دونون شریف مقامات کے اکابر موالی۔ اور فقرا کی عمدہ خدمت اور نذر و نیاز کا انتظام کیا۔ فرماتے تھے۔ جب مین مکہ کے اندر طواف کے واسطے حرم شریف مین جایا کرتا تھا جس کو آٹھون بہشت کی صورتون کا ہیولیٰ کہنا زیبا ہے۔ تو وہان کے خادمون کی طرف سے ناہمواریان اور بے ادبیان دیکھنے مین آیا کرتی تھین۔ یہ دیکھکر دل مین خلش ہوتی تھی۔ کہ ایسے مقدس مکانون کے اہل۔ ان خادمون سے زیادہ شائستہ ہونے چاہئین۔ اور یہ کانٹا کی سی کھٹک ہمیشہ دل کے پاؤن کو زخمی رکھتی تھی۔ ایک روز رات کے وقت طواف مین کسی قدر خلوت اور فرصت نصیب ہوگئی۔ تو یکایک کان مین ایک آواز آئی۔ اور کندھے پر ہاتھ کے رکھے جانے کا احساس ہوا۔ آواز کا مضمون یہ تھا۔ کہ اس جماعت کے لوگ ہماری درگاہ کے خانہ زاد ہین۔ اعتراض کرنے سے احتراز کرنا بہتر ہے۔ یہ مضمون سنتے ہی خاطر فاتر کی تشویش بالکل رفع ہوگئی۔ اور تمام

اعضا اور حواس - تواضع اور فرمان برداری کی طرف متوجہ ہو گئے۔

غوثی - اس واقعہ سے یہ سند ہاتھ آئی - کہ خوبان روزگار کی بارگاہ مین جو خدام حاضر رہتے ہین - اُن کے ساتھ اپنے معاملات اور حقوق مین - مروت کو کام مین لانا چاہیے - قاضی کے حکم اور مفتی کے فتوی پر نظر نہین ڈالنی چاہیے - کیونکہ جرم معاف - اور اپنا حق ساقط کر دینا جائز ہے -

خواجہ عبد العلیم - آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے چوتھے فرزند تھے - آپ کی صورت اور سیرت بالکل اپنی بزرگ باپ کی مانند تھی - والدین شریفین اور برادران مکرم کی خدمت گزاری مین اور ذوی الارحام کے حقوق ادا کرنے مین بہت کچھ کوشش اور اہتمام رکھتے تھے - ضرور اپنے کامون کو پس انداز کر کے دوسرون کی مہمات انجام دینے مین مصروف ہو جایا کرتے تھے - بیکسون کی حاجتین پوری کرنے مین جاتا - گرمی سفر - اور حضر کو خیال مین نہ لا کر رات دن مشغول رہتے تھے - خواجہ محی الدین عبد الحق فرمایا کرتے تھے - برادر عبد العلیم خواجون کے خاندان مین راسخ پہاڑ اور ثابت قطب کی مثل ہین ان کے کامون مین تردد اور تزلزل کو دخل نہین ہے - اور ان کی صلفات حمیدہ - شمار حساب سے زیادہ ہین - جب شاہ بیگ خان کی لڑائی کے سبب سے اس خانوادہ کے درویشون اور فقرا کو فقر اور درماندگی کی تکالیف اُٹھانی پڑین - تو آپ کو آشناؤن کے حالات دیکھنے کی برداشت نہین ہوئی - ناچار سفر کاشغر کا ارادہ کیا - جو دو تین ۳ سال عمر کے باقی تھے - وہ وہان بسر کر کے - عالم ملکوت کی منزل کو روانہ ہوئے -

یاد خواجہ عبد الشہید

آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے بیٹے ہین - جو خواجہ کے خواجہ کر کے مشہور تھے - اخلاق الٰہی کے ساتھ آراستگی اور حقائق اشیا کی تحقیق جیسی چاہیے - رکھتے تھے - کسبی اور لدنی علم حقیقی اور ظاہری بصیرت سلوک مین یہ دونون آپ کے رفیق تھے - جب آپ کی ولادت سے محلہ درسین ہین بلکہ تمام سمرقند مین خوشی مانی گئی - تو خواجہ احرار الاولیا نے بھی یہ خوشخبری سنی - اور اُس محلہ مین تشریف لے گئے - پدر بزرگوار نے نوزاد بچہ کو اپنے والد ماجد (خواجہ احرار الاولیا) کی خدمت مین پیش کیا - دین اور دُنیا کی دولت خواجہ احرار الاولیا کی آستین مین تھی اُنھون نے اُس بلغ ولایت کے پودہ کو اپنے دونون ہاتھون سے از روے محبت اُٹھا لیا - اور اُس گوہر عرفان کے کان مین اذان کہی - اور منہ مین شہد چٹایا اور نام رکھا - جب دوسری بار خواجہ کی نظر اُس عالی فطرت لڑکے کے چہرہ پر پڑی - تو فرمایا - اِس فرزند کے گوشہ چشم مین عرفان کا فیض اور حضور الٰہی کا نور عیان ہے

لوگون کا بیان ہے - کہ حضرت خواجہ عبد الشہید کے کمالات جب ترقی پر تھے - تو یہ فرمایا کرتے تھے - کہ جس حضور اور شہود کی خوشخبری جد بزرگوار نے دی تھی - اُس کا کچھہ اثر ابھی تک تو فقیر کے ادراک مین آیا نہین ہے - لیکن چونکہ خواجہ احرار الاولیا کی بشارت ہے - اسواسطے واپسین سفر تک بھی اُس کی امیدواری ضرور باقی رہے گی - لراسمہ

ہر آرزو کہ دلم داشت خیمہ بیرون زد		جز آرزوے وصالت کہ پاے او لنگ ست	

بیشک یہی امیدواری تو ہے - جس سے بہت کچھہ کشایش اور کامگاری ہوتی ہے - کہتے ہین - آپ کے اوقات چار قسمون پر تقسیم تھے (ایک حصہ) قرآن مجید کی تلاوت اور احادیث نبوی **علیہ السلام** کے ذکر مین گزرتا تھا (دوسرا حصہ) کتب فنون کے مطالعہ مین (تیسرا حصہ) فوائد اور رسالون کی کتابت مین (اور چوتھا حصہ) شب کی نماز اور شغل باطنی مین - اور باقی وقت اگر کچھہ رہ جاتا تھا - تو وہ مراقبہ مین گزرتا تھا - خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہجری سنہ نوسو چہیاسٹھہ مین تقدیری کرشمہ - اور ہندوالے ارباب سعادت کا جذبہ - آپ کو ہندوستان کی طرف کھینچ لایا - اُن ایام مین فرمان رواے زمانہ اکبر شاہ دار السلطنتہ آگرہ مین سلطنت اور کامرانی کا حظ اُٹھا رہا تھا - بہت کچھہ عجز و نیاز اور بکمال تعظیم و تکریم کا اظہار آپ کے استقبال مین کیا - اور اس طریقہ سے سلوک کے ساتھہ پیش آیا - کہ با اعتقاد مرید بھی اپنے روشن ضمیر پیر کے ساتھہ اس طرح پیش نہین آسکتا ہے - آپ نے کم و بیش پندرہ سال تک اپنی ہستی سے اِس ملک کے لوگون کو رہنمائی کا فیض بخشا - کہتے ہین - ایک رات آپ کے جد بزرگوار نے معاملہ کی حالت مین ایک جزدان آپ کے سپرد کیا - جو رقعون سے بہرا ہوا تھا - تعبیر اس واقعہ کی اس طرح پر ظاہر ہوئی - کہ اخیر مین صاحب قیاس اور خداشناس لوگون نے جو تعداد مین دس ہزار سے زیادہ تھے - بیعت کے ذریعہ سے آپ کی کلاہ قبول اپنے سرون پر رکھی - اور توبہ و دعا کی توفیق پاکر سلوک مین داخل ہوئے - معلوم ہوا - کہ وہ پرچہاے کاغذ اس جماعت کے نامہاے طریق تھے - قصہ کوتاہ چونکہ پیری عالم روحانی کی بازگشت کا مقدمہ ہے - لہذا پیری نے آکر آباے کرام کا اُخروی وطن یاد دلایا ہجری سنہ نوسو بیاسی مین واپسی کا عزم - اور سفر کی تیاری کرکے ہند سے روانہ سمرقند ہوئے - منزلون پر قیام کرنے - اور سامان و اسباب کھولنے مین دیر پر دیر پیدا ہوتی تھی - اور سواری اور سفر کا اہتمام فرمانے مین - آپ رفتار اور گفتار سے نہایت عجلت ظاہر فرماتے تھے - خاصکر جب قافلہ دریاے آمو کے کنارہ پہونچا - تو آپ خلاف عادت سب لوگون سے پہلے اُتر گئے - جس سے پایا گیا کہ کوئی اندرونی

سرعت باعث اس کا ہے - جو خادم اور ہمراہی محرم خاص تھے - انہون نے بیتابانہ کئی دفعہ اس صورت کا باعث دریافت کیا - اور اصلی حقیقت معلوم کرنے کے واسطے آپ کا جواب چاہا - لیکن آپ نے سواے اس کے کوئی جواب نہین دیا - کہ مجکو ان ایام مین ہر لحظہ شوق کے سبب سے ایسی حالت پیش آتی ہے - جس کا مخاطب کو سمجھانا ناطقہ اور زبان کے امکان مین نہین ہے - اور منجملہ اُس کے جو کچھہ بیان کیا جا سکتا ہے - یہ بھی سنکر سننے والون کو حیرت ہوگی - لراسمہٗ

زبانِ حال وار و نالۂ من فہم سے باید		چہ شد گر آرزو ہا را زبان گفتن نمی داند	

اور نیز فرمایا - کہ واپسین سفر کا آغاز اس ظاہری سفر کے انجام کے ساتھہ مجکو ملا ہوا معلوم ہوتا ہے - اور غالب گمان یہ ہے کہ ان دونون سفرون کے درمیان مین مدت اقامت سے تخلل پیدا نہین ہوگا - اور با اینہمہ چند روز سے میرے کان مین طلب کا مضمون میرے بزرگون کی طرف سے پہونچ رہا ہے - بلکہ ابھی انہین ایام مین حضرت قطب الواصلین خواجہ بزرگ نے ایک شب عالم مثال مین صریح طور پر فرمایا ہے - صاحب زادہ - اب آیندہ سستی اور درنگ نہ کرو - اور اپنے تئین نہایت تیزی کے ساتھہ ہمارے مقام مین پہونچاؤ - اس سبب سے مین چاہتا ہون - کہ جہان تک ہو سکے - اپنے تئین بہت ہی جلد اپنے آبائے کرام کے بافیض فرار کے قدمون مین پہونچا دون - اور ان اصحاب کی ہمسائگی مین اُخروی آسائش گاہ اختیار کرون - کہتے ہین - جب سمرقند کی سرحد مین پہونچے - تو فرمایا - اسی جگہہ اپنے سر کے بال دور کر دینے چاہئین - شاید سمرقند مین سر منڈوانے کی بلکہ سر کھجانے کی بھی فرصت نہ ملے - القصہ اپنے وطن مین پہونچنے کے بعد ایک مہینے سے کچھہ کم زندہ رہے - اور یہ وقت کوچ کے انتظام مین گزرا - میر عبدالحی اپنی کتاب جمع مین لکھتے ہین - جمعہ کا دن تاریخ ساتوین رمضان کی تھی جامع مسجد سے لوٹ کر لوگ حضرت خواجہ کی خدمت مین آئے - تمام فرزند - خویش - متعلقین اور اندرونی و بیرونی خدام باری باری سے رخصت ہو کر آپ کی خوشنودی طلب کرتے تھے - یہان تک کہ شام کا وقت آیا - آپ نے تیمم فرما کر مغرب کی نماز اشارون سے ادا کی - اور مجکو اپنے نزدیک بلا کر اپنا دست مبارک کامل مہربانی کے ساتھہ میرے سر منہ - اور کندھے پر پھیرا - اسی اثنا مین طبیعت شریف پر ضعف غالب ہوا - خواجہ ہاشم سرہانے کی طرف تشریف رکھتے تھے - حافظون کو فرمایا - یٰسین ختم کیجئے - آپ نے آنکھین کھول کر فرمایا - جب وقت آجاوے گا - تو اُس کی طرف اشارہ کر دیا جاوے گا - اس پر ایک لحظہ نہین گزرا تھا - کہ فرمایا - وقت ہو گیا ہے - خواجہ ہاشم سمجھے - کہ نماز عشا کا وقت دریافت فرماتے ہین - جواب دیا - کہ ہنوز شام ہے

پہر فرمایا نہین - وقت ہو گیا - اُس وقت ذہن مین آیا - کہ آپ کیا فرماتے ہین - حافظون نے تلاوت لیسین شروع کی - اور حاضرین اللہ اللہ کے ذکر مین مشغول ہوئے - تہوڑی دیر اِس حالت پر گزری تہی - کہ احساس حرکت موقوف ہوا - مینے خواجہ ہاشم سے عرض کیا کہ شاید حضرت نے جہان فانی کو رخصت فرمایا - جب ہمنے تحقیق کیا - تو ایسا ہی تہا - یعنی سنیچر کی رات تاریخ آٹہوین رمضان المبارک ہجری سنہ نوسو تراسی مین آپنے اپنا ظاہری نقش - زمانہ کے نمائشی صفحہ سے مٹاکر - علم الٰہی کے صورت خانہ مین باطنی نقش جا جمایا - کما کان قبل ذالک کہتے ہین - جمعہ کے روز صبح کے وقت آپنے خواجہ ہاشم کو فرمایا - قلمدان منگاکر میری چند باتین لکہو - جو وصیت کے طور پر ہین -

(اول یہ) کہ جو میرا جانشین میری پیروی کرنا چاہے - اُس کو چاہیے - کہ میرے طریقہ کو اپنا پیشوا بنادے - اور لوگون کو چاہیے - کہ وہ بہی اُس کے ساتہہ اُسی طرح آداب اور خدمت سے پیش آوین - کہ جس طرح بالخصوص میرے ساتہہ پیش آتے ہین - (دوسرے یہ) کہ تجہیز و تکفین مین تکلف نہ کیا جاوے - اُس پوست کو جو حرم شریف مین مسند بچہایا جاچکا ہے - تہ مین بچہادین - اور اگر کسی جگہہ سے کہلا رہ جاوے - تو اُس کو کسی ہم رنگ کپڑے سے ڈہک دیدین - اور میزان کے دالان مین مجہکو دفن کرین - تاکہ روضہ احرار الاولیا کے زائرین کا پہلا قدم فقیر کی خاک پر پڑے میری یاد اُن کے دل مین آوے - اور میری روح پر فاتحہ پڑہکر آگے بڑہین - (تیسرے یہ) کہ دل کتاب خانہ کے وقف کرنے مین لگا ہوا ہے - مناسب ہے - کہ بلاتامل کتاب خانہ وقف کردین (چوتہے یہ) کہ حفاظ کو تین دفعہ ختم قرآن کرنا چاہیے (پانچوین یہ) کہ فرزندون - دوستون - اور آشناؤن کو چاہیے - کہ صبر اور رضا کو پیشوا بناکر قطعاً نوحہ اور نالہ نہ کرین - جو ماتم داری کی بنیاد ہے کیونکہ اس سفر مین بہت سے مطالب اور مرادین میری رفیق ہین "

جس وقت آپنے یہ فرمایا - کہ دالان میزان کے پائین مین درویش کی جگہہ ہے - تو فرزندون اور دوستون نے عرض کیا - کہ خواجہ احرار الاولیا کے دالان مین ایک قبر کی جگہہ اور خالی ہے - جس بزرگ کی اس جگہہ قبر بن سکتی ہے - حضور کی بابرکات ذات کے سوا ایسا اور کوئی نہین ہے - چونکہ التماس کا قبول کرنا - مروت کا جزو ہے لہٰذا آپنے قبول کرکے فرمایا - کہ دالان کے اوپر کے حصہ مین قبر اس طریق سے رکہنا - کہ اِس خاکسار کا سر بڑے بہائی خواجہ عبدالحق کے قدمون کی برابر مین آجاوے - چنانچہ اِس طرز کے ساتہہ آپ کی قبر کا صندوق تیار کیا گیا - اِس

درمیان مین بڑے بہائی کی لحد کی دیوار مین سے ایک اینٹ جدا ہوگئی - حاضرین نے ماہوالمطلوب کا تماشا کر کے اینٹ کو پہر اپنی جگہہ پر استوار کر دیا -

جناب خواجہ عبدالشہید کے دو فرزند تہے - ایک تو خُردسالی مین ہی رضوانی بارگاہ کو رخصت ہوئے دوسرے فرزند سعید خواجہ عبدالرشید تہے - جنہون نے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد خاندان کا چراغ جلایا تہا - خواجہ عبدالرحمن عرف بادشاہ خواجہ - خواجہ عبدالرشید کے ہی فرزند رشید ہین - بہت کچھہ آرام و اطمینان کی علامتین، اور درویشانہ اخلاق آپ کی عادات مین نمایان ہین - امید ہے - کہ اپنے آباو اجداد کے درجات پر پہونچکر دونون جہان کی سرفرازی حاصل کرینگے -

یاد شیخ محمد بن شیخ عبدالملک قاری خالدی

کہتے ہین - کتب متداولہ آپنے عبورا پنے بزرگوار باپ کے درس مین کیا تہا - اور علم قرأۃ مین اُستاد زمانہ تہے - آپ فرماتے تہے مین اپنے پدر بزرگوار کے خرقہ خلافت پر دل شاد ہو کر نہین رہا - اور ہمیشہ غوث العرفا جیلانی قدس سرہ کے باطن سے پرورش کی تلاش رکہی - خانوادہ قادریہ کے ساتہہ بہت کچھہ دلبستگی پیدا ہو گئی تہی - اپنے پیر باطن کا نام مینے کبہی بے وضو نہین لیا - جب غوث العرفا کی روح مبارک کی طرف مین نصف توجہ بہی کرتا تہا - تو تمام دشواریان آسان ہوجایا کرتی تہین - ہمیشہ پاس انفاس مین دل پہنسا ہوا رہتا تہا - اپنی تمام عمر مین کسی قسم کی کشود کار - اہل دنیا سے نہین چاہی - مولانا محمد بیان کرتے ہین - جو کوتوال کی مسجد مین گوشہ نشین تہے - مینے ایک روز نماز کے اندر آپ کو شاہباز کی طرح اُڑتا ہوا - اور سلام کے بعد بدستور صف مین بیٹہا ہوا پایا - باوجودیکہ تو - نوروز کا علی الاتصال روزہ ہوتا تہا - مگر عبادت گزاری کی طاقت مین کمی نہین آتی تہی - اور تیر اندازی کے بغیر ایک روز بہی نہین گزرتا تہا - چادر اور تہمد کے سوا - دوخت کئے ہوئے لباس کی طرف کبہی ہوس نہین ہوتی تہی - کہانا کہانے مین آپ کا ہاتہہ اپنے سامنے سے آگے نہین بڑہتا تہا - گو دستار خوان پر طرح طرح کے کہانے برابر والون کے سامنے ہوتے تہے - اگر گہر والون مین سے کوئی پوچہتا تہا آپنے آج کیا کہایا - تو جواب پاتا تہا جو کچہہ تم لوگون نے دیدیا - ایکروز آپ کی ہمخوابہ نے کہا - وظیفہ بادشاہ سے آپ لیتے نہین ہین - اور جو کچہہ فتوح کے طور پر آتا ہے - وہ تقسیم ہوجاتا ہے - پہر ضرورت کے وقت سوائے تکلیفات کے اور کیا پیش آویگا - آپ نے تبسم کر کے فرمایا - اس وقت مین کیا ضرورت ہے - جواب مین کسی قدر روپیہ کی ضرورت ظاہر کی گئی - ہنوز بات ختم نہین ہونے پائی تہی کہ دستک کی آواز

کان مین آئی ایک خرد سال لڑکا دروازہ پر گیا - ایک شخص کھڑا ہوا تھا جس مقدار کی ضرورت ظاہر کی تھی - وہی مقدار لڑکے کے ہاتھ مین دیکر خود جلدی سے چلا گیا - جب مطلوبہ شے بی بی کے سامنے آئی تو آپنے فرمایا - تونگری سے درویشی زیادہ نشاط افزا ہے - خدا کی آمرزش کی طرف بازگشت کرنی چاہیئے - جب واپسین سفر کا وقت نزدیک ہوا - تو کہا کہ محمد کو ایک جگہہ مقرر کر دیا تھا - لیکن اب کہان جاؤن گا - یہ اطلاع نہین ہے - آٹھہ روز بعد - کہ چودھوین ماہ رجب کی اور ہجری سنہ نوسو چھیاسی تھا - رحلت فرمائی - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ محمد ابن ابی اللطف

آپ - شافعی المذہب - قدس خلیل کے شیخ الاسلام - اور جامع علوم عقلی و نقلی ہین - انوار شافعی پر ایک مبسوط شرح لکھی ہے شیخ قطب الدین بنواری کہتے ہین - مین نے ایک روز شیخ کے نزدیک دردول کی شکایت کی - کہ مین نے ہر چند دعا کی - وظیفہ پڑھا - طومار اور تعویذ لکھے اِس امید پر - کہ صاحب ختم نبوت **علیہ السلام** کو ایک بار خواب مین دیکھون - مگر نصیب نہین ہوا - جواب ملا کہ یہ سعادت اُس جانب کی عنایت سے وابستہ ہے - نہ اِس جانب کی افسون پردازی سے - **بیت**

چو سر نوشت نباشد وصال دوست چہ سود	اگر دل ہزار دعا خواند و صد نوشتہ بسوخت

پھر مین نے دریافت کیا - کہ یا شیخ کیا آپ اس دولت سے مشرف ہوئے ہین - فرمایا - کئی دفعہ - اور بیان کیا - ایک رات خواب مین مجکو خبر ملی - کہ نورانی شکل پیغمبر **علیہ السلام** نے مسجد اقصی کو اپنے قدمون سے منور فرمایا ہے - مین دوڑکر حاضر ہوا - تو بیٹھے ہوئے دیکھا - صلوۃ و سلام کا مجکو جواب ملا - فرمایا[۱] یا شیخ محمد طبت قلت الان برؤیتك جب مین نے حضور کے ہاتھہ کا بوسہ لیا تو حضور نے دعا کی[۲] بارك الله فی علمك واولادك اور دوسری دفعہ جو مینے دیکھا - تو حضور نے شناسا جان کر فرمایا[۳] یا شیخ محمد حملنی الی هناك فحملته علیه السلام الی تلك الموضع فقمت بین یدیه فقال سل ما شئت فتاملت لحظة وقلت -

---

[۱] شیخ محمد تم خوش ہو؟ مینے عرض کیا - ہان اب جو حضور کا دیدار دیکھہ لیا - ۱۲ [۲] اسد تعالیٰ تمہارے علم اور اولاد مین برکت دیوے ۱۲

[۳] اے شیخ محمد ہم کو اُس مقام پر اُٹھا لے چلو - چنانچہ مین آنحضرت صلعم کو اُس مقام پر اُٹھا لیگیا - اور اُن کے سامنے باادب کھڑا ہوا حضور نے ارشاد فرمایا - تم جو چاہو - دریافت کرو - مینے ایک لحظہ تامل کیا - اور کہا یا رسول اللہ - قیامت کب آویگی - حضور نے فرمایا میرے نزدیک آؤ - چنانچہ مین حضور کے قریب گیا - آنحضرت علیہ السلام نے اپنا دہن مبارک میرے کان کے قریب کیا - اور کہا جو کچھہ کہا ۱۲

یا رسول اللہ متی تقوم الساعۃ فقال تعال فقربتہ فوضع فمہ علیہ السلام الی اذنی فقال ما قال آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ قدس خلیل ہین۔

مصرع خدایش با نبی مشتاق دارد؛

یاد شیخ ابو النصر طبلاوی مصری

آپ شافعی المذہب۔ اور اپنے وقت کے دانشمند تھے۔ آپ کی ذات سے علما کو جمال حاصل تھا۔ ازلی علم کی جھلک آپ مین پائی جاتی تھی۔ مہذب الاخلاق۔ خندہ رو۔ کشادہ پیشانی تھے۔ اور نیز دیگر بہت سے آثار بزرگی آپ مین موجود تھے شیخ قطب الدین نہرواری کہتے ہین۔ تاریخ ستائیسوین رجب شب معراج کو۔ مصر کی جامع الازہر مین شمالی حصہ کے اندر جہان آپ کی درگاہ ہے۔ آیتہ معراج کا بیان۔ نماز عشا کے بعد سے صبح تک طرح طرح کے معانی۔ اور عمدہ عمدہ تفسیر کیساتھ کیا۔ اور ہر ایک سننے والہ کو اُس کی سمجھہ کے موافق تعلیم دی۔ اور بیان مذکور تمام کرنے کا وعدہ دوسرے وقت پر موقوف رکھا۔ عجب علمی تبحر تھا۔ آپ کی خوابگاہ مصر مین ہے۔

مصرع بمعراج معانی جاے اوباد

یاد شیخ علی مقدسی

آپ حنفی المذہب تھے۔ مقدس سے مصر مین جاکر وطن کر لیا تھا۔ آپ کا درس کتب متداولہ کا بہت رونق پر تھا۔ علم سیمیا کا قانون بھی جانتے تھے شیخ محمد ابن ابی اللطف مقدسی نے شیخ قطب الدین نہرواری سے روایت کی۔ میرے بھائی ابو البرکات آپکے درس مین جایا کرتے تھے۔ اُس درمیان مین آپ کی کسی قدر سیمیائی نمایش دیکھی تھی۔ شیخ قطب الدین نے اس قسم کی ایک بات لکھکر شیخ علی کے سامنے پیش کی آپ نے قسم کھائی۔ اور کہا جس روز سیمیا کی مذمت میں امام ابو یوسف رح کی ایک روایت میری نظر سے گذری۔ اُسی روز اوراق نیرنجات آگ مین جلادے۔ اور اُس کی یاد بالکل بھول گیا۔ ورنہ آج اُس کے بتلانے سے کوئی امر مانع نہین ہے۔

اس علم کے جاننے والون کو واضح ہو۔ علم سیمیا دو طرح پر ہوتا ہے۔ (ایک مجازی ہی) یعنی ایک ممکن کی صورت۔ دوسرے ممکن کی شکل مین نمایان کی جادے۔ اور یہ بات عزیمتون اور افسونون کے ذریعہ سے پیدا ہوجاتی ہے۔ (دوسرے حقیقی) یعنی ممکنات کی صورت مین ایزدی صفات کا جلوہ دکھایا جاوے۔ اور یہ بات اشغال۔ اذکار۔ اور تصورات کے ذریعہ سے جو علم طریقت کے مبادی ہین۔ ہاتھہ آتی ہے۔ القصہ عالم جو

جوہر واحد مین چند فراہم آمدہ اعراض سے عبارت ہے ایک سیمیائی صورت ہے اُس شخص کی نظر مین جو اہل بصیرت ہے۔ مصرع نیش اہل دل نصیبش باد۔

یاد شیخ معروف و شیخ عثمان

یہ دونون اصحاب ذوق و وجدان کے خزانہ اور علوم و عرفان کے جواہر کی کان تھے۔ نیز دونون مسیح القلوب کی مان کے چچا اور شیخ طاہر یوسف کے چچا زاد بھائی ہین۔ اِن کی زاد بوم موضع باتر ہے۔ لیکن کرشمہ تقدیر ان کو وطن سے نکال لایا۔ اور ایک مقام صیت پور ملتان اور بھکر کی سرحد پر واقع ہے۔ اُس سرزمین کے درویشون کی رہنمائی کے واسطے وہان پر ان دونون کو لے گیا۔ اُس مقام کے باشندون نے ان دونون بزرگ اشخاص کی تشریف آوری کو گنج باد آورد سمجھکر بہت غنیمت جانا۔ اور نیک اعتقادی کے ساتھ پیش آئے یہ دونون بزرگ سب چھوٹون بڑون کے پشت پناہ اور مرشد ہو گئے۔ قاضی قاضن سندھی کے مصاحبون مین سے تھے شیخ طاہر یوسف فرمایا کرتے تھے مین ان دونون صاحبون سے سندھ مین وحدت وجود کی باتین سنا کرتا تھا۔ اور مرصاد العباد پڑھا کرتا تھا اور نہین سمجھتا تھا۔ جب تک غوث الاولیا کی ملازمت مین بمقام گجرات نہ پہونچ گیا۔ دونون بزرگون کی خوابگاہ صیت پور مین ہے۔ جہان نیازمند اور صاحب ارادت لوگون کی بازگشت ہے۔

مصرع سواد باغ رضوان خاک شان باد۔

یاد شیخ محمد فقیہ تصغیہ

نقیہ۔ تعزکہ مین ایک قصبہ ہے۔ جو دار الملک یمن مین داخل ہے۔ صلاحیت۔ صدق۔ صفا۔ بذل اور ضیافت یہ جملہ صفات حمیدہ آپ کامل درجہ رکھتے تھے۔ باوجودیکہ تنگی مین والون سے کبھی جدا نہین ہوتی ہے۔ مگر آپ۔ ہر روز دوپہر کو اور شام کو طرح طرح کے کھانے کھلواتے تھے۔ اور ایک معلم کو کچھ حق دیتے تھے۔ تاکہ وہ لوگون کے لڑکون کو قرآن اور نماز یاد کراوے۔ دیکھنے والون کو یہ حال دیکھکر حیرت ہوا کرتی تھی۔ ایک بزرگ نے دریافت کیا۔ ایسی دستگاہ اس پرانے گانون مین کس طرح حاصل ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ ایک ہندی النسل آدمی یہان آپہونچا۔ اور مجکو علم تکسیر سکھایا۔ اُس بزرگ نے پھر پوچھا۔ کونسا اسم۔ کس شکل مین۔ اور کس طرح ثبت کرتے ہو بیت

صبا از سیکے مرا بیا سوز	دولت بکدام دام گیرند

آپ نے فرمایا۔ بیت

لیس تکسیری مثل ما عرفہ[1]	بل ھو کسر الاشکال ومحو الاشیاء

[1] میرا تکسیر ویسا نہین ہے۔ جیسا تم سمجھے ہو۔ بلکہ میرا تکسیر۔ کسر اشکال و محو اشیا ہے۔

مصرع محو باد نام او در نام حق :

یاد شیخ زائر اللہ

آپ شیخ عمر منڈو (مانڈو) والہ کے بیٹے ہین - آپکے دادا کے یہان قالین بننے کی کارگاہ تہی - سلاطین خلج کا زمانہ تہا - کہ منڈو مین آ لے تہے - القصہ شیخ عمر نے بزرگون کا پیشہ ترک کر کے درویشی لباس اختیار کریا - بہت کچہہ کمالات حاصل کر کے - عالم دنیا سے رحلت فرمائی - شیخ عمر کے فرزند (آپ) نے بہی باپ کے وا سم باپ سے زیادہ ادا کئے - پرہیز - توکل - خوشنودی - کوشش - سپاس - اداء سنن یہ صفات آپکے خمیر مین داخل تہین - اسی رفتار سے اپنی عمر اسی سال تک پہونچائی - ماہ رمضان ہجری سنہ نوسو پچاسی مین ہفائیسوین رات کو راقم کی مسجد مین قرآن سننے - اور تراویح پڑہنے کے واسطے آیا کرتے تہے - چونکہ آپ کا گہر دور فاصلہ پہ تہا - اسواسطے رات اسی جگہہ بسر کیا کرتے تہے - اور فرمایا کرتے تہے - کہ یہ ہماری آخرین تراویح ہین - اگلے سال ماہ رمضان سے پہلے عید وصال نصیب ہوگئی - خوابگاہ منڈو (مانڈو)

یاد میان سیانجی بن داؤد

آپ راقم گلزار کے ماموں ہین - آپ کی زاد بوم منڈو ہے - آپ کے پدر بزرگوار - سلطان ناصر الدین خلج کے زمانہ مین نہروالہ سے منڈو مین آئے تہے - جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی - تو باپ عالم دنیا سے کوچ کر گئے - خلاصہ کلام یہ - کہ آپ بہت سے مشائخ کے مقبول ہوئے - خاص کر کلاہ ارادت سید جلال ابن سید محمد جعفر سے حاصل تہی - جو سید احمد کبیر رفاعی کی نسل سے ہین - آپ کی قبر احمد آباد مین ہے - اور خلعت خلافت شیخ نصیر الدین ذاکر سے ملا تہا - جن کی خوابگاہ برودرہ (بڑودہ) مین ہے - ہمیشہ تجارت کے ذریعہ سے قوت حاصل کیا کرتے تہے اور ہمسایہ درویشون کو تقسیم کر کے - اُس کو مقبولیت کے درجہ پر پہونچاتے تہے - اسّی سال کی عمر ہوئی منجملہ اس کے تیس سال سے زیادہ آپ کی نیم شبی نماز اور سحری نالہ مین فروگذاشت نہین ہوئی ہجری سنہ نوسو پچاسی مین خاکی کالبد کا بے اعتبار سرمایہ - منزل گور کے سپرد کر کے - امر ربانی کی لطیف جنس - دار الملک علیین مین پہونچائی - آپ کے دو فرزند ہین - بڑے تاج محمد - اُنہون نے تو عروس عمر کے مہر معجل مین اپنے تئین دیدیا تہا - اور سپاہگری اختیار کرلی تہی بہت کچہہ ثروت حاصل ہوئی چہوٹے شیخ حسین - صاحب حال وقال اہل رضا و تسلیم ہین - تصوف اور وحدت کی شان آپ کی ذات سے عیان ہے - نیاز و شکستگی - اور بردباری و فروتنی یہ اوصاف سرتاپا آپ مین بہرے ہوئے ہین - باپ کی

طرح رہتے ہین - اور مکان کو ظاہری و باطنی چراغ سے روشن رکتے ہین - خدا کرے - عمر مین ترقی ہو -

یاد شیخ برہان

آپکی زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - ہجری سنہ نوسو بیاسی مین اپنے وطن سے شیخ صدرالدین محمد ذاکر کی ملازمت مین بمقام گوالیار گئے تہے - اور واپسی کے وقت شیخ ذاکر کے ہمراہ منڈو مین آئے - تصوف کا طریقہ اور ذکر و شغل کی سند شیخ ذاکر کی تلقین سے حاصل کی تہی - عقلی اور نقلی علوم مین قوت استعداد روان تہی - راقم کی دوستی کے سبب سے کہ نحو مین آپ کا شاگرد ہے - مرشد کی اجازت سے اور شیخ محمود جلال کی مصاحبت کے خیال سے منڈو مین اقامت اختیار کرلی تہی - جب مالک ملک اکبر شاہ - سیر و شکار کے طریقہ پر رعایا اور سپاہ کے حالات کو مخفی تلاش کرتا ہوا ہجری سنہ نوسو پچاسی مین بطرف مالوہ آیا - تو قطب الاقطاب غوث الاولیا کے فرزند مخدوم زادہ گرامی دانائے رموز آفرینش شیخ ضیاء اللہ بہی شاہی لشکر مین تہے - شیخ محمود جلال - شیخ برہان حافظ صالح - اور فقیر غوثی حسن یہ چار اشخاص مخدوم زادہ کی ملازمت کا ارادہ کرکے منڈو سے دیپال پور کو روانہ ہوئے جہان شاہی خیمے نصب کئے گئے تہے - **القصہ** جب لشکر بیدار السلطنت آگرہ کو لوٹا - تو شیخ برہان اور حافظ صالح - مخدوم زادہ کے ہم رکاب چلے گئے - راستہ اجمیر پر جا نکلا - وہان پر شیخ برہان نے جہان صورت کو رخصت کیا رحمہ اللہ آپ کی خوابگاہ اُسی مقام بزرگ مین ہے -

مصرع باد ہم آغوش با برہان وحدت جان او

یاد شیخ الوجیو

آپ مخفر کے بیٹے ہین - **قدس سرہما** زاد بوم گجرات اور خوابگاہ آسیر جو برہان پور کا قلعہ ہے صاحب توکل اور صاحب ہمت تہے - پسندیدہ اخلاق کے ساتھ آپکی زندگی گزرتی تہی - جو اصحاب گوناگون موجودات مین وحدت وجود کے ماننے والے اور بے شمار مظاہر مین واحد مطلق کے دیکھنے والے ہین - اُن احباب مین آپ بہی داخل تہے - شیخ فضل اللہ گجراتی کے مرید ہین - اور شیخ نعمان آسیری کے ساتھ خویشی کا بہی پیوند تہا - کلام کی بندش مین صوفیون کی طرز پر چلتے تہے - اور غزل قدما کی روش پر کہتے تہے - جیسے پیر ہری شیخ مغربی - اور شاہ انوار ہین - آپ کی نظم اکثر دردمندون کے حق مین حکم علاج رکھتی تہی -

مصرع زیور گوش دل او حلقہ الہام باد

یاد شیخ ناہر بیابانی

آپ کی زاد بوم دھار ہے - جو منڈو (مانڈو) سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے - آپ کے بزرگ سہروردی کے ہیں - اس قصبہ میں آکر گوشہ گزین ہو گئے تھے - آپ کی چند کرسیاں اُسی جگہ ہوئیں - کہتے ہیں - خردسالی میں آپ کو آلہی جذبہ ہو گیا تھا - لیکن بعینہٖ فرائض اور نوافل کے آپ کے اوقات محفوظ تھے - بالآخر سترہ سال کی عمر میں آپ وطن سے پیر طریقت کی جستجو میں اجمیر کی طرف روانہ ہوئے - اور وہاں جاکر خواجہ حسین کی خدمت میں مرید ہو گئے - جن کو لوگ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی نسل سے سمجھتے ہیں قدس سرہما پیر کی خدمت میں ایک چلہ کھینچا - اور دشور (مندسور) میں رہنے کی اجازت حاصل کی - قصہ کوتاہ دشور کے کنارہ ایک بہت بڑا درخت ہے - اُس کا تنہ اندر سے خالی کر کے مکان بنالیا - درخت کا خشک نہ ہونا - آپ کی کرامت ہے -

القصہ گیارہ چلے اُسی حجرہ میں پہلو نشین دشمن (نفس) کے ساتھ لڑائی کرنے میں کھینچ کر فتح حاصل کی متواتر سترہ سال ریاضت مند درویشوں کی طرح وہاں گزارے - چونتیس سال کی عمر میں ہجری سنہ نو سو چاسی تھا - کہ جہان فانی سے بوریا بہ ہنا باندھ گئے - اور اُسی درخت کے تحت میں خوابگاہ اختیار کی - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے ختم پر شیخ ابوالخیر مبارک بارک اللہ فی علمہٖ وعملہٖ مالک اقلیم خداوند ہاں نور الدین جہانگیر شاہ ابن اکبر شاہ کے حکم سے سلطان بدخشان میرزا شاہرخ کے پاس مالوہ میں آئے تھے - تاکہ میرزا شاہرخ کو حسب الارشاد چیتور کے قلعہ کی طرف رانا پر سزاول بنا کر بھیجا دیں - جب لشکر تیار ہو کر دشور میں پہونچا - تو ایک روز شیخ نے بیابانی کی قبر پر بھی جاکر زیارت کی تھی - اور درخت کے مکان میں بھی گھسے تھے - شیخ کے فرمانے سے اُس مکان کو اندر سے اور باہر سے پیمائش کیا - تو باہر سے تنہ کا دور شرعی چونتیس گز - اور اندر سے اس مقدار کا نصف ہوا - بیس آدمی اس کے اندر بآسودگی بیٹھ سکتے تھے -

یاد شیخ فتح اللہ راج گڈھی

آپ یگانہ وقت شیخ نظام امیٹھی کے مرید ہیں - جب سماع میں آپ گرم ہو جاتے تھے تو حیرت اس قدر غالب ہوتی تھی - کہ زمین پر گر پڑتے تھے - یہاں تک کہ ہاتھ پاؤں مارنے کی بھی طاقت نہیں رہتی تھی - ایک بار راج گڈھ سے سیر کے واسطے فتح پور کو آئے تھے - جو آگرہ سے بارہ کوس فاصلہ پر ہے اور انہیں ایام میں قاضی ابراہیم بھی بنواری سے وہاں جا پہونچے - اور آپ کے دیدار کے واسطے بھی

گئے کہ اندر گھسنے سے پہلے ہی گانے والوں کو شیخ نے گانے سے روک دیا خود زرنگار جامہ پہنا جس پر بہت سا عطر چھڑکا تھا - اور کہا - اے جمال شریعت اپنی خواہشیں چھوڑ دینا - اور بیخودانہ مشیت آلہی میں رہنا یہ بندگی ہے کبھی خسروانہ لباس سے آراستہ کرکے عزت کے صدر مقام پر بٹھلاتا ہے - اور کبھی پرانے بالوں کی میلی کچیلی - بے آستین وگریبان کی کفنی - گردن میں ڈال کر خاک ذلت پر لٹاتا ہے - ہم تماشائی ہونے اور حیرت کرنے کے سوا کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں - اس کے بعد آیۃ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ[لہ] پڑھی - اور آنکھوں سے آنسو نکالے - اسی دفعہ آپ شیخ عبدالنبی صدر کی ملاقات کے واسطے بھی گئے تھے شیخ عبدالنبی درس حدیث میں مشغول تھے آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے - فارغ ہونے کے بعد فرمایا - درس نے رسمی تواضع سے مجکو باز رکھا - آپ نے جواب دیا - کہ درویش مخدوم سے باعتبار حالات چھوٹا ہے مخدوم کی طرف سے بس مہربانی ہی کافی ہے - اور یہ حدیث پڑھی - [کہ] من لم یرحم صغیرنا صدرالصدور یہ سنکر خوش ہوئے - اور دعا کی -

مصرع خدائے مہربانش مہربان باد

یاد شیخ موسیٰ

آپ باشندہ اُجین ہیں شیخ چندن مندسوری کے مرید اور بڑے خلیفہ ہیں - ریاضت - تن گدازی - اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنے میں - تمام اہل زمانہ میں فرد تھے - کہ کہا کرتے کہاتے یہ حال ہوگیا تھا - کہ آپ کے بدن کا پوست رگوں اور ہڈیوں کے شمار کرنے اور دیکھنے سے پردہ داری نہیں کرتا تھا - سانس لیتے وقت آپ کی پسلیوں کی ہڈیاں - دو چھریوں کی رگڑ کی طرح آواز دیتی تھیں - جس سال دارالسلطنت آگرہ سے مالک اقلیم اکبر شاہ نے مالوہ کو کوچ فرمایا تھا - اور دیپالپور سے ہی واپسی ہوگئی - اُس وقت میں خداشناسان لشکر کی ملاقات کا خیال آپ کو سیر و سیاحت میں کھینچ لایا - شیخ ضیاء اللہ غوثی - قاضی صدرالدین لاہوری - قاضی جلال الدین - اور صدرالصدور شیخ عبدالنبی ان اصحاب کی ملاقات سے نشاداخلاص حاصل ہوا - صدرالصدور نے آپکو متوکل اور مستحق سمجھکر - ایک مناسب وظیفہ مقرر کیا - لیکن آپنے اُسکو عذر کرکے قبول نہیں فرمایا - اور واپسین نفس تک کہ ہجری سنہ نو سو چھیاسی تھا - زمانہ زندگی - مولیٰ کے کام میں گزارا - **بیت**

[لہ] اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے - اُسکی بابت وہ پوچھا نہیں جاسکتا ہے ۱۲

[کہ] یہ اختصار حدیث ہے - پوری حدیث یہ ہے - من لم یرحم صغیرنا - ولم یوقر کبیرنا - فلیس منا - ترجمہ جس شخص نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کھایا اور ہمارے بڑوں کا وقار نہیں کیا - وہ ہم میں سے نہیں ہے ۱۲ -

هست با محبوب زبان سان نسبت حولا کمن	رب ارنی گر بگوید - لن ترانی بشنود

یاد شیخ ولی محمدؒ

آپ شیخ لشکر محمد عارف کے ماموں تھے - زاد بوم قلعہ جانپانیر تھا - جو سابق فرمان روایان گجرات کا دار الخلافہ ہے - وحدت وجود کا جوش بہت کچھ تھا جس کے سبب سے آپ کائنات کے تمام ذرون مین - ذات کا مشاہدہ - صفات کے نقاب مین کیا کرتے تھے - آپ کے اولین پیر طریقت شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ ہین بعد مین آپنے قطب الاولیا شیخ محمد غوث قدس اسرارہم کی خدمت سے ظاہری وباطنی کمالات کا حصہ لیا تھا - ہجری سنہ نوسو بیاسی تھا - کہ احمد آباد سے برہان پور مین آئے - کم وبیش پانچ برس اجل نے لوگون کی رہنمائی کی فرصت دی - پہر ہجری سنہ ستاسی مین فرمان طلب صادر ہوا - نہایت تازگی چہرہ کے ساتھہ قبول فرماکر حضور قرب کو روانہ ہوگئے - سید حسین قدس سرہ کی نزہتہ الارواح پر آپنے ایک شرح لکھی ہے جس مین متن کی تمام عبارتون کو توجیہ اور تاویل کے ذریعہ سے وحدت وجود کی طرف پہیر دیا ہے - شرح نہایت دقیق لکھی ہے - حقیقت دان عالم کی نگاہ نہایت غور اور خوض کے ساتھہ اس کے مقاصد کی تہ کو شاید دور سے پہونچیگی - شیخ لشکر محمد عارف کہتے ہین - آپنے ایک دفعہ رات کو مجہے اپنے مجازی معشوق کے بلانے کے لیئے بہیجا - اُس نے آنے سے انکار کیا - مینے واپس آکر خدمت مین اطلاع کی - آپ رو پڑے - مین اپنی دستار کے کونہ سے آپ کے رخسارہ پر جو آنسو بہ رہے تہے - پونچہنے لگا - یکایک میری نظر جو گوشہ دستار پر جا پڑی - تو کیا دیکہتا ہون - سب جگہہ خون کے داغ لگے ہوئے ہین - شیخ ابراہیم قاری جو غوث الاولیا کے امام تہے - کہتے ہین - آپ کے بارہ مین مجکو کمال حیرت تہی - کہ مظاہر جمیلہ کے ساتھہ اس قدر تعلق خاطر ہوتے ہوئے - آپ کا ایک مستحب بہی ضائع نہین ہوتا تہا - مصرع ہمیشہ حفظ ایزد روزیش باد -

یاد شیخ حمید لارؒ

جو شخص بہ زمانہ خردسالی مکتب مین - بہ زمانہ جوانی مدرسہ مین - اور بہ زمانہ پیری خانقاہ مین عمر گزاری کرکے مالک ہر دو جہان ہوگیا - وہ غوث الاولیا کے خلیفہ ہین - جن کے باپ کا نام لار ہے - جن ایام مین علماے احمد آباد نے غوث الاولیا کی وجدانی باتون پر زبان اعتراض کہولی تہی - تو آپ نے اور شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی نے - اعتراضون کے رو مین منقولی اور معقولی جوابات دیکر ظاہر بینون کی دراز نفسیان روکی تہین - آپ کی زاد بوم گجرات ہے - لیکن تقدیری کرشمہ گجرات سے آپ کو برہان پور مین

کھینچ لایا - حاکم برہان پور نے آپ کو عزت و توقیر کے ساتھ لیکر ضروریات کے بہم پہونچانے مین بہت عجلت کی - آپ کی عمر اسّی سے متجاوز ہو گئی تھی - بے سہارہ عصا کے آپ چلتے پھرتے تھے - مسیح القلوب کہتے ہین - ایک عرس مین اپنے پیر کے ہمراہ مین شیخ حمید کی ملازمت مین گیا تھا - مجلس سماع ختم ہونے کے بعد رخصت کے وقت میرے پیر نے شیخ کے قدمون پر سر رکھکر بہت کچھ عجز و نیاز کا اظہار کیا - مریدان ہمراہ نے بہی پیر کی پیروی کی - مگر عرض کیا - کہ اتنی زیادہ تواضع کا کیا سبب ہے - پیر نے فرمایا - ایسا درویش جس نے طفولیت سے لیکر زمانہ پیری تک حقیقی محبوب کے خیال مین دل - اور اُس کی یاد مین زبان مصروف رکھی ہو - اور اُس کے سوا کسی کے طرف متوجہ نہ ہوا ہو - آپ کی مانند نایاب ہے جواب سننے والون کو ایک بڑا وجد ہوا - اور رقت پیدا ہوئی - آپ کی خوابگاہ - اسی اسلامی شہر مین ہے - مصرع عاقبۃ محمود باد شب بود چون اول حمید -

یاد شیخ جمال ابن شیخ الاسلام

آپ کی زاد بوم چندیری ہے - باپ کے ہمراہ رائسین سے اُجین آئے تھے - تصوف کے فارسی رسالون کا درس محققانہ دیتے تھے بالخصوص سید حسین کی نزہۃ الارواح پر شیرین اور تازہ تاویلات سے بہت کچھ لطیفے - اور رموز بیان کیا کرتے تھے - آپ کا باطن گوناگون الہی معرفتون سے آراستہ - اور ظاہر بالکلیہ جسمانی کاروبار سے معطل تھا - یہان تک کہ سوئی کے اندر تاگا - بدون کسی بتانے والے کے آپ کے ہاتھ سے پڑ نہین سکتا تھا - سائل آپ کے سامنے سے خالی ہاتھ نہین پھرتا تھا - اور مہمانون کے ساتھ دوستی کرنے مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی عادت کام مین لاتے تھے - ایک روز گھر کی خادمہ کچھ کھانا آپ کے پاس لائی - آپنے بھول سے چند لقمہ کھالئے - خوش مزہ کھانا تنہا کھایا - اس خیال نے آپ کے دل مین تکدر پیدا کیا - ناچار باقی ماندہ کھانا - ہاتھ پر رکھکر - باہر آئے - اور باہر والون سے کہا - اس کھانے مین ایسی لذت معلوم ہوئی ہے - کہ قیامت کے روز اس کی شکر گزاری یا عذر سوا اسکے خیال مین نہین آتا ہے - کہ یہ کھانا آپ لوگون کے ساتھ کھایا جاوے - بیت

حرام گو کہ حرام از حلال نشناسم	شراب با تو حلال ست و آب بے تو حرام

شیخ تقی الدین محمد - آپ کی بہن کے بیٹے تھے - کہتے تھے - کہ ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین شہنشاہ زمان کی طرف سے شیخ منور صدر مالوہ تھے - ان کی خواہش پر اور نیزان کی رفاقت مین شیخ جمال مندو (مانڈو) کی سیر کے واسطے گئے تھے - وہان پر ایک روز صبح کے وقت آپنے فرمایا - تھی - انسان کو بیمار کی طرح صحت کا عاشق نہین

ہونا چاہیئے - تاکہ واپسین نفس کے وقت ناروا علاج اور کام مین لائی ہوئی تلخ دوا - بیمار کے حق مین زہر ہلاہل گہاس کا حکم نہ رکہے - بلکہ تسلیم کی عادت اچھی ہے - کہ ایزدی ثنا اور دعا کو توشہ اور تعویذ جانے اور کسی علاج کو صحت کی دستآویز نہ سمجھے - اس نصیحت کے ذریعہ سے آپنے اپنے جلد جانے کی خبر دی - اور نیز یہ طریقہ بہی تبلایا - کہ بیمارداری کس طرح کی جاوے -

نیز شیخ تقی الدین محمد کہتے تہے - کہ جب آپ منڈو سے پر اُجین مین آئے - تو غرہ رمضان کی صبح کو خانقاہ کے صحن مین سر زانو پر رکہے ہوئے - عالم استغراق مین تہے - میرے پانون کی آہٹ پاکر آگاہ ہوئے فرمایا - تم کون ہو - مینے عرض کیا - آپ کا فرزند تقی ارشاد فرمایا - بابا تقی - اس کہنے مین بہی میری جانشینی کی طرف اشارہ کیا - اس کے بعد وہان سے اُٹھہ کہڑے ہوئے - اور ایک پتہر کا پاٹ پڑا ہوا تہا - وہ مجکو دکہایا کہ اس پتہر کا نصف حصہ پیشتر چہوٹے بہائی عبد القادر کی قبر کی لوح ہو چکا ہے - یہ دوسرا نصف حصہ منتظر ہے کہ مزار جمال کی لوح بنے - اور قبر کی جگہہ بہی تجویز کی - اُس جگہہ انار کا ایک درخت تہا - اس کے سینچنے مین اہتمام فرمایا - اور اُسی روز مزاج مین دوسرا رنگ ہو گیا - شیخ منور صدر نے مژدہ سمجہکر پیغام دیا - مینے ایک خواب دیکہا ہے - کہ شیخ کا مزاج بہت جلد مائل بہ تن درستی ہو جاوے گا - آپنے سنا متعجب ہوے - اور فرمایا - بیشک - صدر کی خبر درگاہ کی ہے - اور درویش کی بات بازاری ہے - یہ بہی فرمایا - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ صوفی - آخری سفر کے وقت کو نہ پہچانے - اور اس سے بہی زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ آگاہ ہو جاوے - اور خوشحالی کے ساتہہ آمادہ نہ ہو - اور اس کو وصال نہ سمجہے - تاریخ ستائیسوین رمضان کی صبح کو ہجری سنہ نوسو ستاسی مین یہ مصرع پڑہا مصرع پردہ بردار کہ من عارض زیبا نگرم ؎ اور فرمایا - کہ دوسرے مصرع کی گنجایش کیونکر ہو سکتی ہے - کہ وقت مین بہی گنجایش باقی نہین رہی جلدی سے دوسرا مصرع بہی پڑہا مصرع ورنہ از آہ جگر پردۂ عالم بدرم ؎ حسرت کا ہاتہہ زمین پر دے پٹکا - اور آنکہہ جہان سے بند کرلی -

مصرع گوارا باد جام وصل اورا -

یاد شیخ اولیا

آپ شیخ سراج کے بیٹے ہین - دنیا سے محجوبیت - آپ کی عادت تہی - مالی فربہی کو ورم سمجہتے تہے - اور سخاوت کے سبب مال ومنال کو لاغر کہتے تہے - اور جو شے ہاتہہ پڑجاتی تہی - وہ حاجتمندون کو دیدیا کرتے تہے - گردش زمانہ آپ کو کالپی سے اُجین مین لے آئی - خاندان اور فرزند پیدا ہو گئے - ستر سال کی عمر مین

سفر حجاز کی توفیق ہوئی۔ اور آسودگانِ خاک مکہ کے ساتھ ہم خواب ہوئے۔ آپ نے تین لڑکے چھوڑے۔ شیخ قطب الدین
شیخ مودود۔ اور شیخ نظام۔ درمیانی صاحب زادہ کو ظاہری فضیلت اور معنوی سعادت حاصل ہے
حاجی الحرمین ہین۔ شیخ علی متقی کے خلیفہ شیخ عبدالوہاب کی خدمت مین التزام کر کے۔ حدیث کی تصحیح کی۔
اور تلقین پائی۔ خدا کرے عمر دراز ہو۔ مصرع باد اشمار وصف گرامی بنام او۔ رحمہ اللہ

ہر دو — یاد شیخ احمد ابن شیخ جلال جانپانیری

آپ شیخ محمود کے بڑے بھائی۔ اور شیخ صدرالدین ذاکر کے مرید ہین۔ کلام ربانی مسلسل مع معانی حفظ تھا
جب آپ تلاوت کیا کرتے تھے۔ تو سننے والون کو ہوش نہین رہتا تھا۔ اور مستانہ سماع کرنے لگتے تھے۔ آپکے
چھوٹے بھائی (شیخ محمود) منڈو (مانڈو) مین تھے۔ اتفاقاً دونون طرف شوق دیدار کا ہجوم ہوا۔ اور دونون طرف
طاقتِ ضبط نہین رہی۔ ایکبارگی منڈوی بھائی بعزم گجرات اور گجراتی بھائی بارادہ منڈو سفر کو نکل کھڑے ہوئے
چونکہ آنے والے اور جانے والے کا راستہ جداگانہ واقع ہوا۔ اس وجہ سے اس جگہہ والے اُس جگہہ جا پہونچے۔ اور
اُس جگہہ والے اِس جگہہ آپہونچے۔ کمال منت اور خدمت کر کے گجراتی بھائی کو جلدی لوٹ جانے سے ایک مہینے
تک باز رکھا۔ غوثی اس لطیفہ کو اپنی ازلی سعادت کا تتمہ کرشمہ جانو۔ اور سمجھو۔ کہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے
تمہارا خالی رہنا پسند نہین کیا۔ ایک کو یہان سے روانہ کر دیا۔ تو دوسرے کو یہان بھیج دیا۔ تاکہ کمالات کی تحصیل
مین تم بیکار نہ رہو۔ القصہ ایک ہلالی دور کے بعد محمود العاقبۃ گجرات سے لوٹ کر آئے۔ اور دونون بھائیون
نے ایک دوسرے کا دیدار دیکھکر۔ ایزدی شکر ادا کیا۔ چند روز بعد شیخ احمد کو اسہال کی بیماری ہوئی۔ حتیٰ کہ
زیست کی اُمید کو موت کا ڈر پامال کئے دیتا تھا۔ اس اثنا مین شیخ شمس الدین زندہ دل شیرازی گوالیار سے
مراجعت کر کے منڈو مین آپہونچے۔ یہ شیخ شمس الدین غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ ہین۔ اور بیجاپور دکن
مین مکان بنا لیا ہے۔ اِن کے قدوم کی برکت سے بیمار کو کسی قدر افاقہ ہوا۔ شیخ شمس الدین نے فرمایا۔ محمود۔
اب بھائی احمد کو اُن کے فرزندون مین پہونچا دینا چاہیئے۔ مین بھی اپنی راہ مقصد چھوڑ کر ان کا راہبر۔ اور انکا ہمراہ
سفر کا رفیق ہون۔ چونکہ امسال مینے غوث الاولیا کے باطن سے اجازت لے لی ہے۔ کہ اب تم اور جاؤ
مجکو پیری باندھ رکھتی ہے۔ یہ زیارت۔ درویش کی آخرین زیارت ہے۔ اور بہت روز ہوئے ہین کہ بھائی شیخ
صدرالدین ذاکر سے نہین ملا ہون۔ اور شیخ وجیہ الدین علوی کو بھی نہین دیکھا ہے۔ عمر بوڑہی ہوئے کو آئی۔
لہذا اس بہانہ سے گجرات جانا چاہتا ہون۔ تاکہ ہم ایک دوسرے کو باہم وداع کرین۔ تینون عزیز بالاتفاق

گجرات ہوئے۔ لیکن شیخ احمد کو کامل تندرستی کی صورت پیدا نہین ہوئی۔ دوسال کے اندر کسی قدر بیماری جسم مین باقی رہ ہی گئی۔ یہانتک کہ آپ موت کی خطرناک منزل سے۔ دائمی زندگی کے ایمن آباد شہر کو ہجری سنہ نوسواٹھاسی مین روانہ ہوگئے۔ خوابگاہ برودرہ (بڑودہ)

یاد شیخ زکریا

آپ شیخ عبدالرزاق جھنجھانوی کے مرید ہین۔ نورانی باطن۔ اور روحانی شکل تھی۔ ہجری سنہ نوسوچوراسی مین دہلی سے صوبہ مالوہ کا عزم کرکے چلے۔ جب قصبہ دہار مین ورود ہوا۔ تو یہان کی ہوا کی لطافت۔ لوگون کی ملنساری۔ اور عارف وقت شیخ معروف سعداللہ کی صحبت آپ کی دامنگیر ہوئی۔ شیخ صدرجہان کہتے ہین جب آغاز سلوک مین مجکو صرف ایک کرشمہ دکھاکر فیض کا دروازہ بند کرلیا۔ تو مجکو ایک عجب انقباض پیدا ہوگیا۔ جس کے بعد انبساط کی کوئی صورت تھی ہی نہین۔ **القصہ** جمعہ کے روز جامع مسجد مین آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ آپنے میری فردلتنگی معلوم کرلی۔ ازراہ مہربانی۔ انقباض طبیعت مین کسی قدر کشایش فرمائی۔ اور کہا غمگین نہین ہونا چاہیے۔ کیونکہ معشوقی مذہب کا ڈہنگ اس طرح پر ہے۔ کہ اولاً ایک جھلک دکھاکر کسی مبتلا کو مزہ چکھا دیتے ہین۔ اور پھر بے نیازی کرکے اُس کے سینہ مین شوق کی پرورش کرتے ہین۔ اس وقت مین عاشق زبان حال سے یہ گاتا ہے **بیت**۔

بیک کرشمہ دلم را شکار خود کردی		اکنون کنارہ گرفتی چہ کار خود کردی	

آپ کی اس ہنسانی اور دل دہی پر مین سلوک سے باز نہین رہا۔ اور پہلے سے زیادہ گرم ہوگیا۔ کہتے ہین تمام عمر مجرد رہے۔ البتہ پیری کے زمانہ مین ایک مرید نے ایک کنیز پیش کی تھی۔ اُس کو چندروز خدمت مین رکھا تھا ہجری سنہ نوسواٹھاسی مین آپ بہشت نشینون کے ہم نشین ہوئے۔ خوابگاہ دہار ہے مولانا غیاث کی تربت کے پہلو مین۔ **مصرع** بہشت جاودان ماوا ے اوباد۔

یاد شیخ صدرالدین ذاکر

آپ شیخ شمس کے بیٹے ہین۔ اور نام محمد ہے۔ زادبوم جانپانیر۔ اور خوابگاہ برودرہ (بڑودہ) آپ کے آباے کرام سوداگری کے ذریعہ سے گزراوقات کیا کرتے تھے پچیس سال کی عمر تھی۔ کہ آپ کو ترک اور تجرید کی توفیق ہوئی۔ ہجری سنہ نوسوباون تھا۔ کہ قطب الاقطاب غوث الاولیا کی خدمت مین پہنچکر مرید ہوکے ہمیشہ ملازمت مین رہنا اختیار کیا۔ جب آپ کے پیر بزرگوار نے گجرات سے گوالیار کو معاودت فرمائی

تو آپ ہمراہ گئے۔ اور وہاں پر جواہر خمسہ کو تمام و کمال عمل مین لائے۔ نفس کے ساتھ جنگ کر کے۔ تقویٰ کو لڑائی مین غلبہ دیا۔ اور نفس نافرجام کو ہموار اور فرمان بردار بنایا۔ بعدۂ خلافت کا خرقہ۔ اور تمام مشہور سلسلون کا اجازت نامہ حاصل کر کے اپنے وطن مین رہنے کی اجازت لی۔ علیٰ ہذا القیاس تین دفعہ گجرات سے گوالیار کو گئے اور آئے۔ ایک بار پیر کی حیات مین اور دو بار پیر کی رحلت کے بعد **قدس سرہ** ہر دفعہ کی بازگشت مین منڈو (مانڈو) پر ہو کر گزر ہوا کرتا تھا۔ پچھلی مرتبہ کم و بیش ایک سال رہکر چلے **کھنچے** تھے۔ اور بہت سے صاحب استعداد منڈو والون کو اپنی بیعت اور تلقین کے حلقہ مین لاکر عرفانی اور وجدانی کمالات کو پہونچایا تھا۔ منجملہ اُن کے شیخ امان اللہ ابن شیخ کمال الدین کالپوی ہین۔ جو پرہیزگاران جہان کے سرگروہ تھے۔ نیز شیخ عثمان ابن لادن قریشی۔ نیز سر دفتر متوکلان زمانہ شیخ کمنہ مجرو۔ جو بہت مدت تک شاہ میان جی مجذوب کے روضہ مین حجرہ کے اندر رہے۔ نیز شیخ جمال ابن شیخ بہکماری۔ اور راقم گلزار کی عمر بہی اُس وقت مین پندرہ سال تہی۔ مینے آپ کی ملازمت مین اہل زمانہ کے اسباب متعارفہ سے ہاتھ دہو کر بالکل بیکارون کا سا طریقہ اختیار کر لیا تھا۔ جب آپ اپنے وطن کو تشریف لے گئے۔ تو خلفا مین سے شیخ محمود ابن جلال کو یہان والون کی پرورش اور رہنمائی کے واسطے قیام کی اجازت ہوئی۔ شیخ محمود سلوک اور تصوف کی منزلین طے کرنے مین یگانہ روزگار رہتے۔ تمام گجرات آپ کے خلفا اور مریدون سے بہرا ہوا ہے۔ چند اشخاص کے حالات یادداشت مین لکھونگا۔ جو صحیح صحیح معلوم ہوئے ہین۔ **انشاء اللہ العزیز**۔

القصہ آپ کی نظر مین کیمیائی اثر۔ اور بات مین مقبولیت کی تاثیر تہی۔ آپ کا باطن شوق اور ولولے سے لبریز اور ظاہر اتقا اور پرستش سے آراستہ تھا۔ آپ کے کرنے کے کام اتنے زیادہ تھے کہ رات دن مین بیکار ایک سانس بہی نہین گزرتا تھا آپ کی ریاضت داخل سلسلہ ہونے کے اولین روز سے واپسین نفس تک دم بدم زیادہ ہی ہوتی جاتی تہی۔ جسقدر آپ کا حبس قدر زیادہ ہوا۔ اُسی قدر خاموشی بڑہتی چلی گئی۔ **خوشی** خاموش ہو آپ کی تعریف انجام پذیر نہین ہے۔ آگے چلو۔ تاکہ بات ختم ہو۔ بالآخر جانپانیر کے ویران ہونے کے بعد آپنے گھر اور خانقاہ۔ بڑودرہ (بڑودہ) مین بنائی۔ جو جانپانیر سے تین منزل دور ہے۔ آپ بہت سے ارباب بصیرت کے پیشوا ہوئے ہین۔ ہجری سنہ نوسو ننانوے مین حقیقی وصال کی تماشاگاہ کو رخصت ہو گئے۔

مصرع درجہان بے او نماند صدر شیخی رونقے۔

یاد شیخ چاون ابن عمر چشتی

آپ کی زاد بوم اجمیر ہے۔ ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو پچاس مین اپنے وطن سے مالوہ کی سیر کے واسطے آئے تھے۔ چندے در قصبہ بغلیہ مین قلعہ منڈو (ماندو) کے نیچے بسر اوقات کی۔ پھر منڈو کی بڑی جامع مسجد مین جو ایک طاق ہے۔ اُس مین سکونت اختیار کر لی تھی۔ ایک کوزہ بھر ریتی زمین پر پھیلائے رکھا کرتے تھے۔ اسی پر دن مین بیٹھتے تھے۔ اور اسی پر رات مین سویا کرتے تھے۔ ایک پرانی کملی پیوندون سے بھری ہوئی ہمراہ رکھا کرتے تھے بموسم سرما کے سوا اُس کو کبھی نہین اوڑھتے تھے۔ نہ کسی کے گھر جایا کرتے تھے۔ نہ کسی سے کچھ مانگا کرتے تھے۔ اسی طریقہ پر تقریباً بتیس سال اُس جگہہ توکل مین زندگانی گزاری۔ ہجری سنہ نوسو اڑسٹھہ مین جب کہ صوبہ مالوہ باز بہادر پسر سجاول خان افغان کے قبضہ سے نکل کر فرمان روائے اقلیم اکبر شاہ کے قبضہ مین آیا۔ اور وہ بدنصیب کوہستان بگلانہ مین بھاگ کر جا چھپا۔ تو بخشیان صوبہ نے سرکار منڈو کو پیر محمد خان کے نام سے جاگیر مین دیدیا۔ اور اُس کے متعلق تین ہزار سوار کی تنخواہ کر دی۔ اس کے دوسرے سال صاحب جاگیر شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور یہ کہ ملک خاندیس۔ ساتوین صدی کے نصف سے فاروقی طبقہ کے قبضہ مین ہے۔ اس کی فتح کے ارادہ کے متعلق کچھہ گزارش حال کیا۔ آپنے اجازت نہین دی۔ بلکہ فسخ ارادہ کے لئے اشارہ فرمایا۔ اُس نے گوش قبول سے نہین سنا۔ اور لشکر کشی کا اہتمام کیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ شکست کھا کر لوٹا۔ خاندیس کی فوج نے تعاقب کنان اس طرح آملایا۔ کہ اتنی گنجایش اور فرصت بھی نہین رہی۔ کہ کشتی کو ملاح لوگ اُس کنارہ سے اس کنارے لے آوین ناچار گھوڑا دریائے نربدا مین ڈال دیا۔ پانی ڈباؤ تھا بہت سے سوارون کے ساتھہ ڈوب گیا[۱]

فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ۔

مذکورہ بالا خرق عادت دیکھنے کے بعد۔ اکبر شاہی اولیائے دولت۔ جو ملک مالوہ مین جاگیر دار ہوئے آپ کے ساتھہ نہایت نیک اعتقادی سے پیش آتے تھے اور آپ کی باتون سے انجام حالات کا تفاول کیا کرتے تھے۔ ہجری سنہ نوسو نوسی تھا۔ کہ آپنے دریدہ اور بوسیدہ ناسوتی چادر جس کو کون و مکان کے نساجون نے خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ کے عنصری تانے بانے سے بنا تھا جان کے کاندھے پر سے اُتار دی۔ اور بجائے اسکے بیش بہا نورانی چادر جس کو اسماء و صفات کے ریشم بافون نے فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ

---

[۱] - پھیپا کہ جیسا کچھ (ریلا) اُن پر آیا سو آیا ۱۲ [۲] دوچند اُکیا گیا ہے پانی (یعنی قطرہ منی) سے جو اُچھل کر نکلتا ہے ۱۲ [۳] پھر جب کہ اُسکا پروردگار پہاڑ پر جلوہ فرما ہوا ۱۲۔

کی تجلیات کے زرین تارون سے بُنا ہے۔ بغل مین داب لی۔ اور حضور رحمت کو روانہ ہو گئے۔ سلطان ہوشنگ غوری کے گنبد کے باہر جو صحن ہے۔ اس مین آپ کی قبر تیار ہوئی۔ مصرع سبز گاہش گلشن دیدار باد۔

یاد مولانا روح الدین

آپ کی زاد بوم لار۔ اور خوابگاہ برہان پور خاندیس ہے۔ مولانا عماد طارمی کی بہن کے بیٹے ہین۔ لار سے براہ ہرمز آئے۔ اور دکن کے بندرون مین سے کسی ایک بندر مین ظہور فرمایا۔ احمدنگر کا فرمان روا برہان نظام الملک تھا۔ اُس نے شائستگی کے ساتھ آپ کو نہین لیا۔ لہذا آپنے وہان سے برہان پور کا عزم کیا۔ یہان کے سپالار نے نہایت دلی توجہ سے آپ کی آؤ بھگت کی۔ اولاً آپ کے واسطے گھر اور مدرسہ قرار دیا۔ پھر چند روز بعد حاکم صوبہ نے کمال آرزو۔ اور عاجزی کے ساتھ آپ کو اپنے علاقہ کا قاضی القضاۃ بنایا۔ آپ کئی برس تک عقلی و نقلی علوم کا درس دیتے رہے۔ بہت سے لوگون نے آپ کی ملازمت سے فضیلتین حاصل کین۔

مصرع اوج روحش ذروۂ اعلیٰ بدان

یاد شیخ حسن محمدؒ

آپ شیخ صدرالدین محمد فکری کی بہن کے بیٹے ہین۔ زاد بوم اور خوابگاہ دونون جانپانیر مین ہین۔ توکل اور تسلیم نے آپ کے باطن مین گھر بنالیا تھا۔ گدڑی اور پیراہن کو اپنی درویشی کا نشان نہین سمجھا۔ آپ قبا وغیرہ لباس پہنا کرتے تھے۔ جس سے فقر کا چہرہ چھپ جاتا تھا۔ احوال کے چھپانے مین آپ اس قدر کوشش کرتے تھے کہ برسون تک دوستان محرم کو آپ کی تہی دستی اور فاقہ کشی پر اطلاع نہین ہوتی تھی۔ جب آپ کے قطع اسباب کی حقیقت ظاہر ہو گئی تو ایک روز آپ کے مامون نے آپ سے کہا۔ کہ ظاہری اسباب کو ہاتھ لگانا۔ کچھ حقیقی توکل کے منافی نہین ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اسباب متعارفہ سے جو توسل قطع کیا گیا ہے۔ یہ توکل کی راہ سے نہین ہے۔ بلکہ ہمت کے سامنے دنیا اور مافیہا کی حیثیت دور بین نظر مین ایک رائی کے دانہ سے بھی کم معلوم ہوتی ہے۔ اور بے شمار شرکا اس مین دل الجھا کر تلاش مین پڑے ہوئے ہین۔ ناچار غیرت اور شرم نے مجکو اس بات پر مجبور کیا کہ اپنے تئین چند فرمان برداران ہوس کا شریک نہ بناؤن۔ اور ممتاز حیثیت سے زندگی بسر کرون بیت

بالشکرے شریک شدن ہست خردنی	در خردے کہ نیستی وہنیش یکے ست

مصرع دوستان را باد روزی شمۂ از ہمتش ؏

یاد مولانا عبد الجلیل جونپوری

آپ عزیز الحق کے خلیفہ ہیں۔ صاحب فضیلت اہل کمال۔ ریاضت شعار۔ اور با عرفان تھے۔ کتب متداولہ کا محققانہ درس دیا کرتے تھے۔ اکثر گرسنگی کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب وجد ہوتا تھا۔ یا رقت ہوتی تھی تو فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ میرے اوپر غلبہ سالک کی صورت میں تجلی فرماتا ہے۔ ہجری سنہ نوسو نواسی میں حجاز کے مبارک سفر کا عزم کیا تھا۔ ناگاہ آپ کے پیر کی خانقاہ میں بے باک بدمعاشوں کی ایک جماعت گھس آئی۔ اور آپ کو شہید کر دیا۔ اُسی جگہ قبر بنائی گئی۔ مصرع

شہید خنجر تسلیم عبد الجلیل دوان دارد

یاد شیخ حسن پور شیخ عبد اللہ قریشی

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونوں کالپی میں ہیں۔ شیخ برہان انصاری کے مرید ہیں۔ فارسی شعر کا مذاق اور نظم کا رنگ قدیمانہ تھا۔ رسمی علوم سنجیدگی کے ساتھ تحصیل کئے تھے۔ گروہ وحدت کی اصطلاح پر عاقلانہ گفت و گو کیا کرتے تھے۔ اور سنا کرتے تھے۔ سماع کی مجلس میں کم ترجایا کرتے تھے۔ اور جو بطلا استفادہ ہوتی تھی اُس میں ہمیشہ بیٹھا کرتے تھے۔ ملک الشعرا شیخ ابو الفیض فیضی فیاضی نے آپ کی رحلت کا سال کان فضائل پناہی سے نکالا ہے۔ جو ہجری سنہ نوسو نواسی ہے مصرع باد از نزول او بمقام ہمدان +

یاد راجی سید مصطفیٰ

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید مبارک ابن سید محمود ابن سید نور ابن سید حامد شاہ ہے۔ اور سید حامد شاہ شیخ حسام الدین مانک پوری کے بڑے خلیفہ تھے۔ آپ کو درویشانہ اخلاق اور صوفیانہ اطوار تھے۔ آپ کی طبیعت۔ ناموافق چیزوں کی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ زندگی کمال ظریفانہ طور پر بسر کیا کرتے تھے۔ بیرونی پاکیزگی۔ اور اندرونی صفائی۔ آپ کے خمیر میں داخل تھی۔ سرود اور سماع کو بہت دوست رکھتے تھے۔ لیکن ہر ایک نغمہ پر آپ کا دل بے قابو نہیں ہوتا تھا۔ جب تک گانے والا۔ اور بجانے والا۔ ایسے کامل نہ ہوتے کہ آراستہ نہیں ہوتا تھا۔ جو علم موسیقی میں دکار ہے۔ تب تک آپ کو نہ وجد اور رقت کی حالت پیدا ہوتی تھی۔ اور نہ تقیید کی پستی سے اطلاق کے اوج کو پہونچتے تھے۔ اس صورت میں آپ کا معنوی سکر طول کھینچ جاتا تھا۔ غوث الاولیا کی خدمت میں دامادی کی نسبت تھی۔ اور قطب الاقطاب کی لڑکی سے کئی فرزند ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک راجے سید محمد ہیں۔ جو اپنے بزرگوار باپ کے جانشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سب کی

اجداد کے کمالات پر پہونچاوے۔ جب ہجری سنہ نوسو چوراسی مین عرش آستانی اکبر شاہ کا لشکر دار الخلافہ آگرہ سے مالوہ کی طرف کوچ کرکے آیا۔ تو تمام مشائخ۔ فقرا۔ فضلا۔ قضات۔ اور شعرا لشکر کے ہمراہ تھے۔ راقم بزرگون کی ملازمت کا تشنہ ہی ہے۔ جب یہ خبر سنی۔ تو بیتاب ہوکر گھر مین نہ بیٹھ سکا۔ جو بزرگانِ شہر۔ سیر لشکر کے واسطے روانہ ہوئے تھے۔ اُن کے ہمراہ مینے بھی عزم کیا۔ اِس سلسلہ مین راجہ سید مصطفیٰ کے دیدار سے ظاہری اور باطنی آنکھین منور ہوئین۔ اور الٰہیات والون کی بزرگ انجمن مین۔ بارہا شامل ہوا یہ انجمنین ایسی بافیض تھین۔ کہ ایک چلہ ریاضت کا فیضان ہر ایک مجلس مین شرکاء مجلس پر نثار ہوتا تہا۔ بالخصوص اُس مجمع مین جو شیخ ضیاء اللہ ابن غوث الاولیا قدس اللہ اسرارہم کے خیمہ مین فراہم ہوتا تہا۔ ہر ایک طرف سے الحوصلہ الحوصلہ کی آواز اور الاستعداد۔ الاستعداد کی فریاد۔ بلند ہوتی تھی۔ وہ شخص عجب سعادت مند مدہوش ہے۔ جس کی طلب کا پیالہ اس وحدت کی شراب سے مالامال ہوجاوے۔

یادِ شیخ شمس الدین

آپ کا لقب اور تخلص زندہ دل تھا۔ اور آپ خیرازی ہین۔ مرقد آپ کا بیجاپور دکن مین ہے۔ کسی قدر حالات آپ کے اس طرح پر ہین۔ چودہ سال کی عمر تہی۔ کہ آپنے علوم متداولہ تحصیل کرکے تفسیر بیضاوی شریف پر حاشیہ لکھا تہا۔ فرمان روایان پارس کی نسل سے ہین۔ جب سلطنت بنی اعمام (چچازاد بہائیون) کے ہاتہ مین پہونچی۔ تو آپ کے ساتہ بداخلاقی اور کوتہ نظری کا برتاؤ ہوا آپ کی والدہ ماجدہ نے فرزند کی سلامتی کے واسطے یہ رائے قایم کی۔ کہ تم کو اس ملک سے سفر کرجانے کے سوا۔ چارہ نہین ہے۔ جب حکومت زمین ہی نہین رہی۔ تو درویشون کے ساتہ توسل اختیار کرنے سے درویشی اچھی ہے۔ آپ نے مان کا فرمانا قبول کیا۔ مادر مہربان نے وقت روانگی دو نصیحتون کو آپ کی راہ کا توشہ بنایا (اول یہ) کہ اپنے دست بیعت سے ایسے بزرگ کا دامن پکڑنا جو زمانہ کا قطب اور نیز غوث ہو (دوسرے یہ) کہ جب تک زندہ رہو۔ اِس ملک مین واپس آنے کی خواہش نہ کرنا آپنے والدہ کی راے کے بموجب قلندری لباس مین آکر۔ عراق عرب کے راستہ سے ہر ایک شہر مین گذر کیا۔ اس سیر وسیاحت کے سلسلہ مین جہان کہین پہونچے۔ پیر کی تلاش نہین چھوڑی۔ لیکن تقدیر نے آپ کی خاطر مین یہ بات نہین آنے دی۔ کہ کسی بزرگ کے آمنے سامنے ہوکر بیعت ہوجاوین۔ یہان سے آپ جزیرہ دیو مین آئے۔ وہان پر ایک درویش صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جن کا دیدار دیکھکر ایک قسم کا انجذاب پیدا ہوا۔ لہذا

آپ چندے درویشان کی صحبت مین رہ کر آزمایش دل کے درپے رہے - اس اثنا مین خبر ملی - کہ شیخ محمد غوث قدس سرہ جوان درویش صاحب کے پیر ہین - گوالیار کی طرف سے ہجرت فرما کر احمد آباد مین آئے ہین اور میدان مین سب سے سبقت لے گئے ہین - آپنے یہ الہامی پیام سنکر خوشی کے ساتھ آنکھون سے احمد آباد کا راستہ طے کیا - اور خانقاہ کا پتہ لگا کر حاضر دربار ہوئے - ایک اخروٹ ہاتھہ مین لیکر قلندرانہ سامنے گئے عقل اور خواہش جس قدر بھی تھی - تمام وکمال ایک ہی دیدار کے نذر ہو گئی - خیالات اور سوالات جو ضمیر مین بھر رہے تھے بسب فراموش ہو گئے - اِس عالم بیہوشی مین قطب الاقطاب نے آپ کا ہاتھہ مع اخروٹ کے پکڑ لیا - اور فرمایا - تم میرے مرید ہوئے - آپنے جواب دیا - ہان بالآخر - چند سال خدمت اور ریاضت کی بدولت اپنے اخلاق اور اوصاف کی تہذیب و تبدیل کر کے مالک ہر دو عالم ہو گئے - باشندگان صوبہ دکن کی رہنمائی کی اجازت ملی - آپ فرمایا کرتے تھے - جب مین مالوہ سے چلا تھا - تو کئی سیر گیہون توشہ مین رہ گئے تھے - جب بیجاپور مین پہونچا - تو آبادی سے پانچ کوس دور ایک خوش ہوا ٹیلہ تھا - وہان پر رہنے کا ٹھکانا کر لیا - اور وہ باقی ماندہ گیہون بلندی کے دامن مین بکھیر دئے - ہر سال اُگ آتے تھے - مین بقدر صرف اُٹھا لیا کرتا تھا - اور باقی ماندہ زمین پر گر پڑتے تھے - پھر فصل پر اُگ آتے تھے - اُسی طرح ھلم جرا جب گزر اوقات کے لائق قوت اس طور پر مقرر ہو گئی - تو مین کسی سے کچھہ نہین لیتا تھا - اور باوجودیکہ تمام مشہور خانوادون مین مجکو اجازت تھی - لیکن جب تک پیر نے اپنی صورت ظاہر بینون کی آنکھہ سے نہین چھپائی - کبھی مرید کرنے کا خیال بھی نہین ہوا - بعد مین شیخ عبد الغفور نام ایک جوان صاحب استعداد تھے - ان کو اپنی خدمت مین قبول کیا - اور نیز ان کی تربیت مین ہمت بھی کام مین لائے - شیخ عبد الغفور کو اپنے مکان مین چھوڑ کر - ایک سال درمیان آپ اپنے پیر کے روضہ کی زیارت کو گوالیار - جایا کرتے تھے - اور جانے مین اور آنے مین دونون دفعہ منڈو (مانڈو) پر سے گزرا کرتے تھے اور راقم کے محلہ مین اترا کرتے تھے - راقم علم تکسیر اور جفر جامع مین آپ کا شاگرد ہے - خلاصہ کلام یہ - کہ ایزدی اسرار کے ہنگامہ مین عجب رونق آئی تھی - ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین زیارت کرنا چھوڑ کر تین سال تک اپنے مکان مین حق پرستی کرتے رہے - پھر ہجری سنہ نوسو نوے مین اخروی سفر پیش آگیا - وہی مرید شیخ عبد الغفور تکیہ مین پیر بزرگوار کا طریقہ جاری رکھتے ہین - خدا اور زیادہ توفیق دیوے - مصرع

زندہ دل رفت و بود زندہ دلی

یاد شیخ عبد الوہاب افغان

آپ شیخ فضل اللہ - ابن حسین ملتانی چشتی کے مرید ہین - خوابگاہ اور زادبوم دونون منڈو مین ہین جوان سپاہی تھے - یکایک الٰہی جذبہ پیدا ہوگیا - اور اُس کی جلاونے آپ کے باطن کو انانیت کے خس وخاشاک سے جھاڑ بہار کر پاک و صاف کر دیا - اپنی وضع اور طرز چھوڑدی اس خیال سے کہ مجھ مین معنی مردانگی نہین ہے اور بظاہر عورت بھی نہین ہون - پس بہتر ہے کہ اپنے تئین عورت اور مرد دونون کی لباس اور زیور مین تقسیم کردن اس بنیاد پر آپ اپنے نصف حصہ جسم کو زنانہ لباس اور زیور سے آراستہ رکھتے تھے - اور دوسرے نصف حصہ کو مردانہ لباس اور روش مین رکھتے تھے - مدتون تک اسی طرز کے ساتھ بسر کی - بالآخر جب جذبہ کا جوش فرو ہوا - گدڑی پہن کر سیر و سلوک مین داخل ہوئے - کشور کار کی شعاعین آپ کی پیشانی سے نمایان تھین - کسی آدمی سے تمام فقر کے اوقات مین فتوحات کے طور پر کچھ نہین لیا - لیکن لکڑیون کا گٹھہ جنگل سے لاکر بازار مین بیچ آیا کرتے تھے - اُس کی قیمت کے تین حصہ کرتے تھے - ایک حصہ عیال پر صرف کیا کرتے تھے - دوسرا حصہ اپنی خوراک کے خرچ مین رکھا کرتے تھے - اور تیسرا حصہ بیچارون اور یتیمون کو تقسیم کردیا کرتے تھے - اس طریقہ سے وجہ معاش بہم پہونچایا کرتے تھے - اور کمایا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو نوے مین اپنا ظاہری چہرہ عالم خاکی سے چھپا کر روحانیون کی بزم مین جا کھولا -

یاد شیخ منور

آپ شیخ نوراللہ ابن قاضی معزالدین ابن قاضی الہداد - ابن قاضی محمد شرعی کے فرزند ہین - قریش گروہ مین سے ہین - آپ کے چوتھے باپ کا وطن زمین توران مین تھا - اُن کو حادثات زمانہ سے ویرانی نے آگھیرا - ناچار ہند کی طرف آنے کا اتفاق ہوا - سرکار میوات مین ایک قصبہ جھراوت نامی ہے - صاحب موصوف سیر کنان - اس قصبہ مین آپہونچے - اور رسمی علم کی تحصیل پر دل نہادہ ہوئے - بالآخر انہین اطراف کے کوہستان مین کمین گوشہ اختیار کرلیا - اور اندرونی آلایش اور بیرونی لوث کی شست و شو مین مصروف ہوئے - چند روز نہین گزرنے پائے تھے - کہ اُس ملک کے چھوٹون بڑون کی اُنگلیان قاضی محمد کی طرف اُٹھنے لگین - اور نیک کرداری مین نامور ہوئے - اتنے مین قاضی قصبہ کی قضا آگئی - گانون کے مقدم اور نیز دیگر بڑے بڑے لوگون کے ذہن نشین یہ بات ہوئی - کہ قصبہ کے قضیون کے تصفیہ کا اختیار قاضی محمد کے قبضہ اقتدار مین دیا جاوے - اس تجویز پر سب کا قرارداد ہو کر قاضی محمد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور

اس قرارداد کے متعلق گزارش کی منت اور سماجت کے ساتھ شامل کر کے بہت کچھ کوشش کی - مگر قبولیت کا جواب نہین ملا - بااینہمہ بہت مدت تک اس گفت وگو کا سلسلہ منقطع نہین ہوا - یہان تک کہ ایک رات عالم مثال مین حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا - محمد - تمہاری نشست شریعت کی مسند پر ازل مین پسند کی گئی - اور فرعی لقب عنایت ہوا ہے - اس سبب سے قاضی محمد فرعی کر کے شہرت ہوئی - جب ایسا واقعہ پیش آیا - تو مجبور ہو کر اس بزرگ منصب کا بار اٹھانا قبول کیا - وہ فرزندون تک بعد کے بعد دیگرے اس مبارک مسند پر جانشین ہوتے رہے -

جب شیخ منور کی باری آئی - تو منصب قضا اختیار کرنے سے پہلے - آلہی جذبہ نے آپ کی ہستی کو سر سے بالون تک ایسا جکڑ بند کیا - کہ وطن سے نکلکر - رہنما پیر کی جست وجو مین پاے تلاش آبلہ ناک ہوا - جہان کہین کسی درویش کا نام سنا - ضرور ملازمت مین پہونچکر فیض حاصل کیا - کہتے ہین - ایک رات عالم خواب مین ایک دلکشا میدان کے اندر ایک مزار نظر آیا - چاہتے تھے - کہ اس عنبرین خاک کو بوسہ دین - یکایک اس قبر کے اندر سے ایک ہاتھ نکلا - آپنے مریدون کے طریقہ پر مصافحہ کیا - اور مجاورون سے دریافت کیا کہ یہ قبر کس خداشناس بزرگ کی ہے - جواب پایا - خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی - یہ خوشخبری پاکر دل باغ باغ ہوا - صبح ہوتے ہی شادان اور فرحان ناگور کی طرف چل نکلے - یہان پر خواجہ خانون کی خدمت مین آپ کو فیض ہدایت حاصل ہوا - پہلا ہی دیدار کرنے پاے تھے - کہ تن تمام وکمال دل ہو کر گرویدہ اعتقاد ہوا اور ارادہ بیعت خاطر مین استحکام کے ساتھ جما - ہنوز اس مصمم عزم کو خانہ خیال سے میدان گفتار مین نہین لائے تھے - کہ ضمیر شناس خواجہ نے فرمایا - منور - ہمنے تم کو اپنی بیعت کے فروغ سے درجہ سعادت دیا - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ صرف اسی قدر بیان پر اکتفا کر کے بیعت کے طور پر خواجہ نے ہاتھ نہین پکڑا - اور فرمایا - تم پیشتر ہی - دست بوسی کی دولت سے کامیاب ہو چکے ہو - عالم خواب کا واقعہ یاد کر کے - اور زیادہ اعتقاد بڑھا - کیا سفر مین اور کیا حضر مین آپنے بہت مدت پیر کی ملازمت مین گذرانی اور ناگور سے ساتھ ہو کر چندیری مین - اور چندیری سے گوالیار مین آئے - پیر نے چند روز بعد گوالیار مین خرقہ خلافت آپ کو عطا فرمایا - اور اپنے ہمراہ آپ کو آگرہ مین لے گئے - اور جگہہ دکھلائی - کہ اس جگہ اپنا تکیہ بنالو چنانچہ حسب ارشاد مرشد - واپسین سفر تک کہ تاریخ ستائیسوین ذی قعدہ ہجری سنہ نوسو نوے تھا - اسی قیام کی زمین مین رہے جب تک جئے - اور اسی مین مر گئے -

کہتے ہین شیخ جنید ابن شیخ بہاء الدین مفتی۔ ایک روز ادہم خان کو شیخ منور کی خدمت مین لے کر آئے۔ ادہم خان دیر تک کھڑا رہا۔ جب عرض کیا گیا۔ کہ فلان خان کھڑا ہے۔ فرمایا۔ کیون نہین بیٹھتا ہے۔ اُسنے نذر پیش کی۔ آپنے قبول نہین فرمائی۔ اور فرمایا۔ شہر مین جو لوگ اس کی خواہش رکھتے ہین۔ ان کو تقسیم کر دو۔ اس کے بعد ادہم خان نے دعا کے واسطے عرض کیا۔ تو آپ خاموش ہو رہے۔ آنے والا پریشان حالی کے ساتھ۔ خدمت سے اُٹھا۔ جب ہم نشینون نے دعا نہ کرنے کا سبب دریافت کیا۔ تو آپنے جواب دیا کہ اس کے سر مین فرمان روائی کی آرزو بھری ہوئی ہے۔ حالانکہ اس کے تن پر سر نہین ہے۔ بیہمت کیون کر امداد کرے کہتے ہین انہین ایام مین اتکہ خان نے اُس کو قلعہ آگرہ کے اوپر سے ڈال کر نیستی کے مکان کو روانہ کر دیا۔

یاد شیخ یوسف بنگالی رحمہ اللہ

قرطاسی علوم کے واسطے آپ کا دل۔ کتابون کا صندوق تھا۔ اور آپ کی زبان مجلد کتابون کی دوکان تھی۔ آپ نے آغاز جوانی مین عرفی علم کی تحصیل کے واسطے اپنی ناد بوم سے غربت اختیار کی تھی۔ مہربان تعلیم دہندہ اُستاد کی تلاش مین ایک شہر سے دوسرے شہر کو۔ اور ایک دیہ سے دوسرے دیہ کو چلے پھرے۔ بالآخر ازلی ہدایت نے آپ کو احمد آباد گجرات مین خدیو نشاتین قطب مدار علیین شیخ وجیہ الدین احمد علوی کی ملازمت مین پہونچایا۔ جب تمام نقلی اور عقلی فنون کو تحصیل کر لیا۔ تو شیخ علوی کی خدمت سے برہان پور کی اجازت ملی۔ آپنے اُس جگہہ پہونچکر۔ شیخ سالم کی ہمسائگی مین گوشہ اختیار کیا۔ علم طب مین شیخ سالم کے بیان کو جالینوسی حکم اور نفس کو مسیحائی حکم حاصل تھا۔ چند روز بعد شیخ سالم نے اپنی لڑکی آپ کو دیدی۔ گھر اور سامان دونون ہم پہونچ گئے۔ بہت مدت تک آپنے درس دیا۔ لیکن تصوف کی تعلیم سے ہمیشہ احتراز کیا کرتے تھے اور اگر کوئی آرزو مند صند کر بیٹھتا تھا۔ تو آپ اُسکو حقیقت آگاہ شیخ طاہر یوسف سندہی کے درس مین بھیج دیا کرتے تھے مسیح القلوب۔ لبعض علوم مین۔ اور دریاے فضیلت وکمال شیخ پیر محمد حلیم۔ اکثر علوم مین آپ کے شاگرد ہین شیخ پیر محمد حلیم۔ آج کے روز اس درجہ کے آدمی ہین۔ کہ چھوٹے بڑے۔ اور مسافر و مقیم ان کے درس سے فیض حاصل کرتے ہین۔ ایک روز شیخ یوسف کے داماد شیخ سکہجی نے جو حکیم عثمان بو لکانی کے شاگرد ہین۔ مسیح القلوب کی خدمت مین عرض کیا۔ میرے خسر نے واپسین سفر کے وقت وصیت کی تھی۔ کہ میرے فرزندون کو حقائق نثار حقیقت آگاہ شیخ طاہر ابن یوسف کے درس مین تبرکاً جا کر دو تین حرف پڑھ لینا چاہیے۔ اس پڑہنے کی برکت کا اثر اخیر مین ظاہر ہوگا۔ اب آپ کے دو فرزند عبد اللہ اور عبد الرحمن نے چونکہ پدر بزرگوار کی وصیت پر عمل کیا۔

اسواسطے اُن کو علم - فضیلت - حق شناسی - اور خدا پرستی یہ جملہ صفات حاصل ہو گئے ہین - یوسفی خوابگاہ مصر برہانپور مین ہے - مصرع علومش رہنمائے مین حق باد -

یاد شیخ ابراہیم قاری شطاری

آپ کی زاد بوم سندہی شیخ لشکر محمد عارف کے مرید ہین - آپ کے افعال کا دامن رعونت کی گرد سے غبار آلودہ نہین ہوا تہا - اور آپ کے مراقبہ کا گریبان خود فروشی کے تکمہ سے خالی تہا - آپ کئی نوع کے خطوط اُستادانہ لکہنا جانتے تہے - علم قرأة مین اہل زمانہ کو جبرئیلی لہجہ سکہایا کرتے تہے - چنانچہ آپ کے پیر - اور مسیح القلوب دونون تجوید قرآنی مین آپ کے شاگرد ہین - آپ کے پیر نے چند روز فتوحات کی آمد اپنے اوپر حرام کر لی تہی - آپ پچیس سال تک لکڑیان جنگل سے لا کر فروخت کرتے رہے - اور اُس کی قیمت جو کچہہ آتی تہی وہ خوراک پیر مین صرف ہوا کرتی تہی - القصہ جب آپ نے اپنے پیر کے ہمراہ احمد آباد مین غوث الاولیا قدس سرہ کی ملازمت کی - تو غوث الاولیا نے بہت کچہہ توجہ فرما کر آپ کو نماز مین اپنا امام بنایا - اس کے بعد آپ نے گیارہ سال تک خاص غوث الاولیا کی امامت کی - اور لاہوتی مرغ لقب پایا - مسیح القلوب کے بحوالہ بیان پیر روایت ہے - کہ فرماتے تہے - آپ فرض عشا سے فارغ ہونے کے بعد آٹہہ رکن کا شغل شروع کر دیا کرتے تہے اور صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک جاری رکہتے تہے - اور استیلائے عشقیہ کے شغل کو ایک سانس مین چوبیس بار پورا کرتے تہے - لیکن آزادگی اور بیخودی کو زمانہ کی نیرنگیون کے ہاتہہ بیچتے نہین تہے - اس قول کی تصدیق اس طرح پر ہے - کہ ایک روز مولانا حافظ صدر سندی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا - ہمارے حاکم محمد شاہ فاروقی نے فرمایا ہے - ایک دیرینہ سال ضعیف شخص قرآن پڑہانے والا جو اصول قرأة جانتا ہو - پیدا کرو - تاکہ ہم اُس کو پردہ نشینان حرم کی تعلیم پر مقرر کرین - اب بہت کچہہ تلاش کے بعد مذکورہ بالا صفات کے ساتہہ موصوف آپ کو پایا ہے - اگر اجازت ہو - تو اس کی تجویز عمدگی کے ساتہہ کیجاوے - آپ نے فرمایا مین نظر باز پیر ہون - میری سالخوردہ صورت پر نگاہ نہین کرنی چاہیئے - لراقمہ

بر ظاہر من نگہ روا نیست	گاہے کف پا و گہ عذاریم
بگمار نظر اگر توانی	بر باطن ما کہ حسن ساریم

کیونکہ میری آنکہہ اور میرا دل ہنوز میرے قابو مین نہین ہین - لہذا بہتر یہی ہے - کہ اس خیال کو بہی چہوڑ دو مجکو اور نیز خود کو خطرناک گرداب مین نہ ڈالو - تاکہ مین ہم عمرون کی تخجالت کا باعث نہ بنون - اس طرح کی بے قید

گفت وگو سے اپنی وضع داری کو آپ نے تبدیل نہیں فرمایا - اور آزادی کا دامن سبز باغ دکھانے والے کے ہاتھ میں جانے نہیں دیا - توکل اور تواضع میں استحکام کے ساتھ قدم جمائے رکھا لباس درویش نما رکھتے تھے - ہر ایک طرح کے ساتھ خواہ سلا ہوا ہوتا - یا بے سلا ہوا ہوتا - برہنگی کا علاج کر لیتے تھے - ایک روز آپ نے سنا کہ ایک شخص ایسا کہتا ہے - کھانا کھانے کے وقت - روزی دینے والے خدا کا نام یاد کرنا چاہیے - اس کا جواب آپ نے دیا - آفرین ہے - تم کو - لیکن ابراہیم کے نزدیک تو صوفی وہ ہے - جو حقیقی رازق کے مشاہدہ کے بدون کھانے پر ہاتھ ہی نہ بڑھاوے - ہجری سنہ نو سو اکیانوے میں آپ کی زندگی کی صبح - کوچ کی شام سے جا ملی - خوابگاہ برہان پور - مصرع ع صبح وشام مشی باد زلف و روی حور -

یاد شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ قدس سرہ

آپ نے تجرید کا پانوں ہمت کے کاندھے پر رکھ چھوڑا تھا - اور تعلقات کی پابندی اور خواہشات کی دوستی سے انکاری سرہلاتے تھے - ایسی حالت کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی یاد - اور بندگی میں آپ کا ظاہر و باطن آراستہ تھا - آپ کے فرزند شیخ عابد کہتے ہیں - میرے بزرگوار باپ کے گھر میں - پرانی چٹائی کے سوا - دیگر اسباب البیت میں سے کچھ نہیں تھا - مگر ہمیشہ دہلیز کے کواڑوں میں زنجیر لگی رہتی تھی - جب کوئی شخص آپ کی ملاقات کے واسطے دروازہ پر آتا تھا - اور آپ چاہتے - کہ اندر بلا لیا جاوے - تو خود باہر نکلکر دروازہ کھول دیا کرتے تھے - اور حجرہ تک ہمراہ آتے تھے - جب وہ شخص لوٹ کر جاتا تھا - تو مشایعت کے واسطے دروازہ تک جاتے تھے اور پھر بدستور زنجیر لگاکر خلوت خانہ میں چلے آتے تھے - الغرض ہمیشہ اسی طرح سے لوگوں کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے شیخ احمد یحییٰ منیری قدس سرہ کے مکتوبات کے مقابلہ میں آپ نے مکتوبات لکھے ہیں - جداگانہ ہر ایک مکتوب کے اندر حقائق اسرار اور معرفتیں بہت کچھ بھری ہیں ان کے دیکھنے سے ان کی حقیقت معلوم ہوتی ہے - ورنہ بیان کے ذریعہ سے کوئی ہاتھ ان کے کمال کے چہرہ سے نقاب کا ایک کونہ بھی نہیں ہٹا سکتا ہے شیخ لشکر محمد عارف - اور ان کے ماموں شیخ ولی محمد نے اول تلقین ذکر انہیں موصوف بزرگوار کی ملازمت سے لی تھی - پھر اسکے بعد ان اصحاب نے قطب الاولیا شیخ محمد غوث کی خدمت میں اپنی استعداد کو ترقی دیکر - گروہ کے گروہ لوگوں کو ہدایت اور ولایت کے درجہ پر پہونچایا -

مصرع ع کمال چشمش راحت دیدار باد

یاد شیخ بایزید شروانی

آپ سید ولی چرتھا ولی کے مرید ہین۔ آزادہ ولی کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ آپ کے شور وفغان سے مجلس سماع مین نمکینی پیدا ہوجاتی تھی۔ اور آپ کے رونے سے ہم نفس ور نظارہ کرنے والے اصحاب رقت دلگیر مین آکر اس طرح کا نغمہ گایا کرتے تھے۔ بیت۔

کاش غوثی رامی دیدم درین آزردگی	رفتم از آسودگی تا دیدم این از ردہ را

دسوین صدی کے اخیر مین دار الحضور کو روانہ ہوگئے۔ خوابگاہ پایہ تخت آگرہ۔

یاد شیخ لشکر محمدؐ عارف قدس سرہ

آپ ملک راجن۔ ابن ملک بیر۔ ابن ملک رکن قریشی کے فرزند رشید ہین۔ زمانہ معنی کے اعتبار سے آپ کی نظیر آلہی علم کے عالم مین بتلاتا تھا۔ اور نظارہ کرنے والا۔ صورت کے اعتبار سے۔ آپ کی شبیہ۔ آئینہ فروش کی دوکان مین ظاہر کرتا تھا۔ چونکہ عبارت کا گھوڑا حقیقت گزاری کے میدان مین بالکل لنگڑا ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے۔ کہ کسی قدر آپکے پسندیدہ حالات بیان کرکے سرمایہ سعادت حاصل کرون۔ مضافات گجرات مین ایک قصبہ مہلاسہ نام ہے۔ اس قصبہ مین آپ کا قدسی نفس۔ دسوین صدی کے آغاز مین علم (عدم) سے عیان (وجود) مین بھیجا گیا۔ آپ کی والدہ نے تیرہ روز بعد۔ اور پدر بزرگوار نے چھہ برس بعد فرمان طلب قبول کیا۔ لہذا آپ کی پرورش کی نوبت آپ کے دادا کو پہونچی۔ آپ کے آباے کرام سپاہی شعار تھے آپنے ابتداے زمانہ ہوش مین قاضی محمود بیرپوری کا دامن رہنمائی۔ اپنے دست ارادت سے پکڑا تھا۔

ایک روز آپنے فرمایا۔ قاضی محمود کو پیٹ کی بیماری تھی۔ ایک میدان مین پردہ کی ضرورت پیش آئی اسی اثنا مین میرے دادا کا اونٹ آپہونچا۔ مینے اُس کو بٹھایا۔ اور اسباب مین سے خیمہ نکال کر کھڑا کردیا۔ میرے اس عمل سے پیر بہت خوش ہوئے اور اُن کی خوشی سے میرے حالات کی بہت کچھ درستی ہوئی۔ اور نیز یہی خوشی۔ میری صلاحیت۔ اور راست کرداری کی بنیاد ہوئی۔ شیوہ سپاہ گری۔ آبا و اجداد کا طریقہ تھا یہ طریقہ مینے سولہ برس کی عمر مین توفیق کی بدولت ترک کردیا۔ اور حقیقی رہنمائی کی تلاش کرنے لگا۔ طلب صادق تھی۔ اِس نے مجکو بحر المعارف شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ کی خدمت مین پہونچایا۔ شیخ نے اولاً مجکو ذکر کا شغل تلقین فرمایا۔ تلقین کے بعد میرے باطن پر وہ ذکر کامل طرح سے غالب ہوگیا۔ یہان تک کہ دو سال تک میرے دل پر تمام اشیا کی آمد و رفت کا راستہ ہی بند رہا۔ مین رسالہ منہاج العابدین

پڑھا کرتا تھا۔ جب تک پڑھے ہوئے سبق کے مفہوم کے ساتھ متصف نہین ہو جاتا تھا سبق آگے نہین پڑھتا تھا۔ اس کے بعد ہجری سنہ نوسو اکیاون تھا۔ کہ احمد آباد گجرات مین غوث الاولیا قدس سرہ کی خدمت مین پہونچکر حق شناسی کے پسندیدہ اسباب بہم پہونچائے۔ جب غوث الاولیا نے گوالیار کو معاودت فرمائی تو مینے بھی ہمراہی کا عزم کیا۔ ارشاد ہوا۔ عارف۔ ہم تم کو اپنی جگہہ طالبان معرفت کی ہدایت کے واسطے اسی صوبہ مین چھوڑتے مین۔ چنانچہ بتعمیل حکم مرشد کم وبیش تیس سال تک احمد آباد مین رہنے کی توفیق ہوئی۔ آخر کار ہجری سنہ نوسو بیاسی مین برہان پور خاندیس کی طرف ارادہ کرکے روانہ ہوگیا۔

ہجری سنہ نوسو ترانوین تک طالبان خدا کے چہرہ پر آپ کی ہدایت کا دروازہ کھلا رہا۔ بہت سے لوگون نے آپ کے موثر انفاس کے فیض سے امکان کے تیرہ و تاریک گھر کو۔ شہود کے فروغ سے آلٰہی نور کا محل بنایا۔ اور حقیقت کے ستارہ کو قید کے حضیض سے نکال کر اطلاق کے اوج پر پہونچایا۔ جو اصحاب آپ کے ساتھ نسبت رکھتے ہین۔ اُن کے اذکار سے یہ حالات ناظرین کو معلوم ہونگے۔ انشاء اللہ العزیز۔ دوسری شوال سال مذکور کو عالم شہادت کے تنگ کوچہ سے چل کر عالم غیب کی وسیع آبادی مین جا پہونچے۔ آپ کا اسم شریف جو لشکر محمد عارف ہے۔ یہ سال رحلت بتاتا ہے۔
سنہ ۹۹۳ھ

مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ ایک روز آپ نے فرمایا۔ عیسیٰ۔ اب کثرت اعتباری نے حقیقی لباس پہن لیا ہے اور حقیقی وحدت پردہٗ اعتبار مین چھپ گئی ہے۔ کیونکہ عالم (بحیثیت موجودہ) ظاہر ہونے سے پہلے۔ عین حق تھا۔ اور ظاہر ہونے کے بعد حق عین عالم ہوگیا ہے۔ اور جب یہ حالت طاری ہوتی تھی۔ تو یہ جنیدی زمزمہ گایا کرتے تھے ؎

وَغَنّٰی لِیْ مُنیٰ قَلْبِیْ — وَغَنَّیْتُ کَمَا غَنّٰا
وَکُنَّا حَیْثُمَا کَانُوْا — وَکَانُوْا حَیْثُمَا کُنَّا

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ خدا کو پہونچنا آسان ہے۔ لیکن حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کو پہونچنا دشوار بلکہ سخت دشوار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تمام اشیا پر جداگانہ خاص خاص طریقون کے ساتھ متجلّی ہے۔ اور اپنے اپنے خاص طریقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف ہر ایک کا راستہ لگا ہوا ہے۔ پس اُس خاص طریقہ کے ساتھ وجود مطلق کے تعین اور تشخص کا ادراک یہی خدا کا پالینا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت جمیع آلٰہی اور امکانی کمالات کی جامع ہے۔ اِس

حقیقت کی شناخت تمام اسمائی اور صفاتی کمالات کے ساتھ متصف ہونے پر موقوف ہے۔ متفرق تعینات کے ساتھ جو طریقے مخصوص ہیں۔ جب تک اُن تمام طریقوں کے ساتھ۔ وجود کی معرفت اجمالاً اور تفصیلاً حاصل نہ ہو۔ تب تک طالب ذات با برکات احمدی علیہ السلام کا عارف نہیں ہو سکتا ہے۔

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ سید عبدالغفور سنہی نے۔ جب آپ کے حضور میں رسم بیعت ادا کی۔ تو آپنے فرمایا۔ عیسیٰ شیخ ابو العباس قصاب کہتے تھے۔ میرے باپ مجکو بزکشی کے سوا دوسرا کام سکہاتے ہی نہ تھے۔ اور استعداد کی تعلیم نے ولایت کے اس عالی مرتبہ کو ہونچایا۔ اور خود میرے آباو اجداد کا شعار مردم کشی دسپاہیانہ نوکری اتھا۔ دیکہو۔ استعداد نے مجکو مسلمانون سے امان لاکر کار براہ سلامت کی رہنمائی کے واسطے مامور کیا ہے۔

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ ایک روز رابعہ وقت بو بو راستی فرماتی تہین۔ ایک روز صبح کے وقت بدر بزرگوار نے مجسے اور برادرم ملک محمد سے اولاً راز مخفی رکہنے کا عہد لیا۔ اور اس کے بعد یہ الہامی لطیفہ بیان کیا۔ کہ آج کی رات تاریک مکان میں مراقبہ کے واسطے مینے سر جہکا رکہا تہا۔ یا عبدالرحمن کی آواز تین دفعہ مینے سنی۔ تیسری دفعہ مینے لبیک کہا۔ آواز آئی۔ تم تاریکی مین بیٹھے ہوئے ہو۔ مین چراغ بہیجتا ہون ایکایکی ایسی روشنی پہیلی۔ کہ اُس کی کیفیت کے خطا سے سر ہلاتے تہے۔ اور بو بو راستی نے یہ بہی کہا۔ کہ تیس سال بعد آپ کے دریافت کرنے پر مینے اس راز کی مہر کہولی ہے۔ اور نیز آپ فرمایا کرتے تہے اپنی قطبیت کا خطاب مین بہت برسون تک پوشیدہ رکہتا رہا۔ ایک روز قوال آیا۔ اور اُس نے وہ غزل گائی۔ جو درجہ قطبیت کی خبر دیتی تہی۔ مسکراتے ہوئے فرمایا۔ عیسیٰ۔ اس قوال کو میرے راز کی آگاہی کس نے دیدی۔ بیت۔

	دہ سیر تم کہ باد فروش از کجا شنید	سرّ خدا کہ سالک عارف بہ کس نہ گفت	

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ شعبان کا مہینا اور رحلت سنہ ایک ہزار تیرہ تہا۔ کہ خدیو نشاۃ تن۔ خداوند دولت دارین خانخانان سپہ سالار اکبر شاہ۔ والشعر سنجیدہ اطوار۔ پسندیدہ اخلاق شیخ ابوالخیر مبارک۔ رکن فضیلت وعرفان مولانا صالح سنہی۔ اور صدر آرائے شریعت وعدالت قاضی عبدالعزیز عیسیٰ قادری امینی۔ یہ چارون اصحاب اس درویش کے مکان مین راز کی باتین کر رہے تہے۔ اسی اثنا مین بحرالعلوم قاضی نصیر ابن شیخ سرج محمد مینائی دروازہ کے باہر سے جہومتے ہوئے آپہونچے۔ اور جو چند۔ باتین بیان کین۔ منجملہ اُن کے ایک یہ بہی ہے۔ کہ رابعہ وقت بو بو راستی دختر شیخ لشکر محمد عارف ایک روز فرماتی تہین۔ بابا کے اوپر ایک عجیب حالت طاری تہی۔ جو تعبیر اور تحریر مین نہین آسکتی ہے۔ جب وہ

حالت موقوف ہوئی - تو اُس کی کیفیت دریافت کی گئی - فرمایا - بایزیدی مقام پر پہونچ گئے تھے - اللہ تعالیٰ جل شانہ کا احسان ہے - کہ میری زبان سبحانی کہنے سے محفوظ رہی - اس کے بعد مسیح الاولیا سے روایت ہے - کہ اس مین شک نہین ایسا ہی ہے - مجکو بھی اُس وقت مین بلایا تھا - اور فرمایا - عیسیٰ **سبحان ربی الاعلیٰ** بہتر ہے یا **سبحانی الاعلیٰ** اور **سبحانہ** کہنا اچھا ہے - یا **سبحانی** کہنا مینے عرض کیا - نہین - سبحانہ ہی کہنا اچھا ہے -

راقم - گلزار کے ذہن مین یہ بات آتی ہے - جب صوفی فنا کی امداد سے - عروجی سیر مین - امکانی خلعت جسم سے اُتار کر الٰہی لباس مین آگیا - اور اُسکی مراد اپنی تنزیہ ہوئی - تو اُس وقت مین **سبحانہ** کی آواز کا منہ سے نکلنا تاویل اور توجیہ کا محتاج ہے - اور **سبحانی** کی آواز اگر نکلے - تو بے محل نہین - کیونکہ یہی اُسکی مراد ہے - اِس بنیاد پر **سبحانہ** کے بہتر ہونے کے واسطے دو توجیہین درکار ہونگی - البتہ اُس وقت مین توجیہ کی ضرورت نہین ہے - جب مراد یہ ہو - کہ بایزیدی مرتبہ کو پہونچنے والا شخص اگر سبحانہ کہے گا - تو ظاہر ہوگا - کہ امکان اور وجوب کے دونون دریاؤن کو جذبات کی موجون نے درہم برہم نہین کردیا ہے - اور شریعت کا برزخ کہ اسی کی رعایت کے اندر حفظ مراتب ہے - درمیان مین حائل ہے اور اس مقام کا کمال بھی اس کے سوا نہین ہے - یعنی بایزیدی مرتبہ کو پہونچکر **سبحانی** نہ کہے - بلکہ سبحانہ کہے - جیسے کہ نزولی سیر مین جب ذات مطلق - انسانی مظہر سے ظہور کرتی ہے - تو سبحانہ کہتی ہے نہ **سبحانی** -

جو اصحاب مبدء اور معاد کا راستہ چلنے والے ہین - اور نیز جن صاحبون پر عروج اور نزول کی منزلون کے حالات منکشف ہین - اُن روشن ضمیر اصحاب کو اچھی طرح معلوم ہے - کہ عنوان سوال یہ ہے - سبحانی کہنا بہتر ہے - یا سبحانہ - اس عنوان سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے - کہ جب سالک امکانی مراتب طے کرکے وجوب کے مرتبہ کو پہونچتا ہے - تو اُس وقت اِن دونون صیغون مین سے کون سے صیغہ کا کہنا بہتر ہے - ظاہر مین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سبحانی کہنا مناسب ہے نہ سبحانہ - پس اس حالت پر نظر کرلے اس اعتراض کو گنجایش ہے - کہ مجیب نے کس اعتبار سے سبحانہ کو اولیٰ کہا - لیکن جب سوال وجواب کی عبارت سے مراد یہ مفہوم نہ ہو جس کا ذکر اوپر کیا گیا - بلکہ مراد یہ ہو - کہ مقام سبحانی مقام سبحانہ سے بہتر ہے - یا سبحانی کہنے والا سبحانہ کہنے والے سے افضل ہے - یا اس کے خلاف ہے - تو اس صورت

ین جواب پر ہرگز اعتراض وارد نہین ہوتا ہے۔ کیونکہ اس تقدیر پر جواب کے معنی یہ ہو جاتے ہین۔ کہ سبحانہ کا مقام۔ اور سبحانہ کہنے والا۔ افضل اور اعلیٰ ہے۔

ولا ریب فیہ خصوصًا لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید لان القائل بقولہ سبحانہ متصف بالکون بعد الاتصاف بالالوھیۃ کما اتصف الحق بہ بعد ما کان واجبًا والقائل بکلمۃ سبحانی ھو المتصف بالوجوب بلا اعتبار اتصافہ بالکون فالاول محقق والثانی مجذوب ومقام التحقیق اسنی من مقام الجذبۃ

اس مین کچھ شک نہین ہے بالخصوص اُس شخص کے واسطے جو صاحب دل ہے یا کان لگا کر حضور قلب سے بات کو سنتا ہے۔ کیونکہ سبحانہ کہنے والا الوہیت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد امکان کے ساتھ متصف ہے جیسے کہ حق بعد اسکے کہ واجب تھا اب امکان کے ساتھ متصف ہو گیا۔ اور کلمہ سبحانی کہنے والا۔ وجوب کے ساتھ متصف ہوتا ہے جس کے اندر امکان کے ساتھ متصف ہونے کے اعتبار کو دخل نہین۔ پس سبحانہ کہنے والا محقق ہے۔ اور سبحانی کہنے والا مجذوب ہے اور مقام تحقیق مقام جذبہ سے روشن تر ہوتا ہے۔

اور اسی توجیہ پر مسیح الاولیا کے خط کی بھی نظر ہوتی ہے۔ جو راقم کے عریضہ کے جواب مین صادر ہوا ہے۔ راقم کے عریضہ مین اسی قسم کا اعتراض تھا۔ حاصل خط یہ ہے۔ کہ جب سلطان العارفین ابو یزید بسطامی نے مقام سبحانی سے ترقی فرمائی۔ اور اپنے تئین۔ جس طرح آلہیات کے ساتھ متجلی پایا تھا اُسی طرح امکانات کے ساتھ متلبس پایا۔ تو بول اُٹھے۔

ان قلت یوما سبحانی ما اعظم شانی فانا مجوسی وانا کافر واقطع زناری واقول اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدًا رسول اللہ

اگر مینے کسی روز سبحانی ما اعظم شانی کہا۔ تو مین مجوسی اور کافر ہو گیا۔ اور اب مین زنار قطع کر کے کہتا ہون۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدًا رسول اللہ

کیونکہ انسان وجود مطلق کا خلیفہ ہے مرتبہ واحدیۃ کے اعتبار سے۔ اسواسطے کہ اُسنے مرتبہ واحدیۃ کے اندر ظاہر وجود مین بھی ظہور کیا ہے۔ جس کا خاص وصف وجوب ہے اور ظاہر علم مین بھی ظہور کیا ہے جس کے لوازم مین امکان داخل ہے۔

ولذلک قال فی حق ابن منصور لو کان

اسی واسطے ابن منصور کے حق کہا جاتا ہے۔ اگر چہ

فی زماننا لرقیناه عما کان علیه و ما ذلك الترقی الا الاتصاف بالکائنات بعد الاتصاف بالالٰهیات کما اتصف الحق بالکون بعد ما کان واجبا۔

زمانہ میں ہوتے تو ہم اُن کو اُس حالت سے ترقی دیدیتے جو اُن کو حاصل تھی۔ اور یہ ترقی سواے اسکے نہیں ہے کہ کائنات کے ساتھ اتصاف پیدا کیا جاوے۔ بعد اسکے کہ الٰہیات کے ساتھ اتصاف پیدا ہو چکا ہے۔ جیسے کہ حق۔ امکان کے ساتھ متصف ہوا ہے۔ بعد اسکے کہ واجب تھا۔

پس سبحانہ۔ عبارت ترقی مراتب سے ہے۔ نہ سبحانی۔ پس اسی کو سمجھ لینا چاہیے۔

واضح ہو۔ کہ اس مقدمہ کا قالب۔ صاحب فصوص الحکم کا کلام ہے۔ جس کو مصنف نے فص نوحی میں وارد فرمایا ہے۔ یعنی یہ کہ قوم کا نوح علیہ السلام سے بھاگنا اسوا سطے تھا۔ کہ آپ کی دعوت میں تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان میں جامعیت نہیں تھی۔

قال دعوت قومی لیلا من حیث حقایقهم الباطنة الی التنزیه و نهارا من حیث حقایقهم الظاهرة الی التشبیه۔ فلم یزدهم دعائی الا فرارا۔ ای نفورا۔ مما دعوتهم الیه

نوح علیہ السلام نے عرض کیا۔ میںنے اپنی قوم کو بلایا رات میں اُن کی باطنی حقیقتوں کے اعتبار سے تنزیہ کی طرف اور دنوں میں اُن کی ظاہری حقیقتوں کے اعتبار سے تشبیہ کی طرف۔ مگر میری دعا نے فرار کے سوا کوئی فرق نہیں کیا یعنی قوم کو جس امر کی طرف میں بلاتا تھا اُس سے نفرت ہوئی۔

ثم قال انما لم یجیبوا دعوته لما فیه من الفرقان بین التنزیه والتشبیه و فی الامر ای فی نفسه قرآن و جمع بینهما لا فرقان وتمیز بینهما۔

پھر مصنف نصوص لکھتے ہیں۔ قوم نے جو نوح علیہ السلام کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ تو اس کا سبب سوا سے اس کے نہیں ہے کہ اس دعوت کے اندر تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان میں۔ فرقان (افتراق) ہے اور نفس الامر میں تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان قرآن (قرب) اور جمع چاہیے۔ نہ کہ ان دونوں کے درمیان فرقان (افتراق) اور امتیاز۔

ثم قال فان القران يتضمن الفرقان تضمن الكل لاجزائه والفرقان لا يتضمن القرآن تضمن الجزء لا يتضمن الكل فالقران اكمل من الفرقان۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں۔ کہ قرآن شامل ہے فرقان کو جیسے کہ کل اپنی اجزا کو شامل ہوتا ہے۔ اور فرقان قرآن کو شامل نہیں ہے۔ کیونکہ جزء کل کو شامل نہیں ہوتا ہے لہذا قرآن بہ نسبت فرقان کے زیادہ کامل ہے۔

ثم قال وهذا اى لكون القران اكمل من الفرقان ما اختص بالقران الا محمد صلى الله عليه وسلم بالاصالة وهذه امة التى هى خير امة اخرجت للناس بالمتابعة والمراد بالقران الذى اختص به النبى صلى الله عليه وسلم وامته انما هو بالحقيقة السوائية الاعتدالية الجامعة بين التنزيه والتشبيه وسائر المتقابلات بحيث لا يغلب احد المتقابلين على الآخر فى مرتبة من المراتب فليس كمثله شىء اى فقوله تعالى ليس كمثله شىء فجمع الامرين امر التنزيه والتشبيه فى امر واحد اى آية واحدة وهى مجموع تلك الاية او كلام واحد وهو كل من نصفيها۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں چونکہ قرآن۔ فرقان کی بہ نسبت زیادہ کامل ہے۔ لہذا قرآن کے ساتھ جس کو خصوصیت دی گئی۔ وہ اصالۃً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ اور اتباعاً یا امت ہے جو بہترین امم ہے۔ وہ امم جو لوگوں کی رہنمائی کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور جس قرآن کے ساتھ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور آپ کی امت خاص کی گئی ہے۔ اس سے مراد وہ قرآن ہے۔ جو ایسی حقیقت کو شامل ہے۔ جو مساوات اور اعتدال کا درجہ رکھتی ہے۔ اور نیز تنزیہ و تشبیہ اور تمام متقابلات کو اس طور پر جامع ہے۔ کہ دونوں متقابلوں میں سے کوئی کسی پر کسی مرتبہ میں غالب نہ ہو۔ لہذا مثل اس قرآن کے کوئی شے نہیں ہے یعنی خود قول اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ہے **لیس کمثلہ شیء** پس تنزیہ و تشبیہ دونوں آیۃ واحدہ میں جمع ہیں۔ اور آیۃ سے مراد ساری یہ آیۃ ہے۔ یا تنزیہ و تشبیہ دونوں کلام واحد میں جمع ہیں اور کلام سے عبارت منجملہ آیۃ کے دو نصفوں کے کوئی سا بھی ایک نصف ہے۔

ثم قال فلو ان نوحا اتى بمثل هذه الاية اجابوه۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں۔ اگر نوح علیہ السلام اس آیۃ کی ہدایت کے بموجب تعلیم فرماتے۔ تو قوم اس کو

ضرور قبول کرتی -

اور اسی طرز پر مسیح الاولیا کا بھی بیان ہے - جس کو صاحب موصوف انوار الاسرار کے دیباچہ مین جہان اقسام تفسیر لکھے ہین - لکھتے ہین -

قولہ ومن فسرہ واولہ علی الباطن ولم یلتفت الی ظاھرہ اصلا کا ذھب الی فرعون انہ طغی یراد بھا ان موسی روحہ وفرعون نفسہ من غیر ملاحظہ معنی الاصلی الذی نزل لاجلہ فھو باطنی البطونۃ فی احد معانیہ ومن فسرہ علی الظاھر الصرف من غیر ایمان واقرار بالاشارات والنکت التی ھی عین البلاغۃ الی ربہ ومحض الفصاحۃ من نفسہ فھو حشوی خارجی ما رای من جلال قرأتہ الاس اوقات عزتہ ولم یظفر بدخولہ فی مجلس وقوف علی جمالہ المندرج فیہ والمندمج تحتہ ومن جمع بینھما فھو العارف الکامل الواقف بالکتاب وبمراد نزولہ -

مسیح الاولیا کا بیان ہے - جس شخص نے قرآن کی تفسیر کی اور صرف باطن کی طرف تاویل کر کے کھینچ لے گیا - اور ظاہر کی طرف قطعی ملتفت نہین ہوا - جیسے اذہب الی فرعون انہ طغی سے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ اُسکی روح ہے اور فرعون اُس کا نفس ہے - بغیر اُن اصلی معنی کے لحاظ کے - جن کے واسطے خاص کر قرآن نازل ہوا ہے وہ شخص باطنی ہے - کیونکہ قرآن کے دونون معانی مین سے ایک کو چھوڑ کر ایک کے اندر گھس گیا ہے - اور جس شخص نے قرآن کی تفسیر صرف ظاہر پر کی - اور جو اشارات اور نکات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نسبت کر کے عین بلاغت ہین - اور تفسیر کنندہ کی نسبت کر کے محض فصاحت ہین ان اشارات اور نکات کا یہ مفسر نہ ایمان رکھتا ہے - اور نہ اقرار کرتا ہے - وہ شخص حشوی خارجی ہے جس کو جلال قرأتہ مین سے بیرونی پردہای عزت کے سوا - کچھہ نظر نہین آیا - اور اُسکو محل قیام مین داخل ہو کر اوس جمال کا دیکھنا نصیب نہین ہوا جو اس کے اندر مندرج اور پوشیدہ ہے - اور جس شخص نے ظاہری اور باطنی دونون معانی کو جمع کیا - وہ شخص عارف کامل ہے اور کتاب سے اور مراد نزول سے واقف ہے -

اور انہین ظاہری باطنی کے طور پر وہ تحقیق بھی ہے - جو لفظ انفس کے متعلق مسیح الاولیا نے لکھی ہے

یعنی انسان کی عنصری ترکیب مین روح واجب کے مرتبہ مین ہے - کالبد ممکن کے درجہ مین ہے - اور دل اُس مقام پر ہے جو دونون کو جامع ہے [1] عِبَارَاتُنَا شَتّٰی وَحُسْنُکَ وَاحِدٌ بیت -

یک نکتہ بیش نیست غم عشق وین عجب	از ہر کسے کہ مے شنوم نامکرر ست

خلاصہ اس طول وطویل منقولات کا سوا اس کے نہین ہے - کہ جامعیۃ کا مرتبہ افضل ہے سبحانہ تنزیہ جامع ہے - اور سبحانی صرف تنزیہ واجب ہے [2] فظہر المراد وزال الاعتراض :

یاد قاضی محمود موربی

مورب ایک موضع ہے مضافات گجرات مین - آپ شیخ لشکر محمد عارف قدس سرہ کے مرید ہین - رسمی علوم کی تحصیل نے آپ کو فضیلت کے درجہ پر پہونچایا تہا - حکیم عثمان بوبکانی اور مولانا موسیٰ بوبکانی جو عادل پور برہان پور کے مدرس تہے - بعض علوم مین مثل عربی اور نحو کے آپ کے شاگرد ہین آپ کے پیر سے روایت ہے - جن ایام مین راوی (مین) ہدایہ فقہ قاضی محمود سے اور قاضی محمود نقد نصوص اور مراۃ العارفین - اس درویش سے پڑہتے تہے - تو آپ کو ایک مسئلہ کلام مین سخت دشواری پیش آئی - کہ یہ جلیل القدر صفت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نسبت اس طرح کیون کر ثابت کی جاوے جو اعتراض سے سالم رہے - القصہ مسئلہ مذکور اس طرز سے دلنشین کیا گیا - کہ تردد کی خلش آپ کے ذہن مین باقی نہین رہی - اور عبارت والون کے جہگڑے سے آپ کے ضمیر کو نجات ملکر سکون حاصل ہوا - اُس وقت آپنے کہا - مردون کے واسطے یہ بڑی لغزش گاہ ہے - اس موقع کے واسطے ایک عصا ہاتہ آیا - اور نیز آپ فرماتے تہے - جس روز سے شیخ عارف کے ہاتہ پر مینے بیعت کی ہے - اُس روز سے علوم اور فنون کی بہت سی مشکل اور مخفی باتین میری طبیعت پر ملازمت پیر کے فیض سے بآسانی حل ہوجاتی ہین - اور بہت مدت سے ایسا ہوتا ہے - کہ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ عالم خواب مین میری دشواریان حل کردیتے ہین -

مصرع باد آسان در طریقت انچہ دشوارش بود -

یاد شیخ اولیا

آپ نے قدم فرسائی کی - تو صدق وصفا کے میدان مین - اور خانہ نشین ہوئے - تو فقر وفنا

[1] ہماری عبارتین متعدد ہین اور تیرا حسن صرف ایک ہے ۱۲ [2] مراد ظاہر ہوگئی اور اعتراض رفع ہوگیا - ۱۲ -

کے کوچہ مین شیخ لشکر محمد عارف کے خلیفہ تھے - اور شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری سے نسبت تھی - قدس اسرارہم - ایک روز آپ کے پاس خبر آئی - کہ آپ کا بیٹا اور داماد دونون - جان فرسا لڑائی کے معرکہ مین مارے گئے اس خبر کو آپنے کشادہ پیشانی کے ساتھہ سنا - ماتم اور تعزیت کا رنگ ڈھنگ آپ کے اوضاع اور اطوار سے قطعی پیدا نہین ہوا - اور اِن دونون عزیزون کی خبر کا جان گزا خط اپنی بیوی کے پاس لیجا کر اس عنوان سے سنایا - کہ تمہارے واسطے ایزدی بارگاہ کا ہدیہ لایا ہون مصرع خدا بر صبر او پاداش بخشاد -

یاد شیخ رکن الدین ابن محمود

آپ کی زاد بوم بیانہ ہے - جو دار السلطنت آگرہ سے دو منزل دور ہے - یہان کا نیل اور مہندی دونون چیزین بے مثل ہوتی ہین - اہل جہان سوغات سمجھکر ہر ایک ملک کو لیجاتے ہین - آپ فرماتے تھے - ہم تین شخص جو باہم برادر تھے - مراغہ تبریز سے ہند کی طرف آئے تھے - شرف الدین - داؤد - اور عبد المجید - پہلے بہائی نے بیانہ مین عقد کر لیا - اور دوسرے ڈُجور ہے - یہ مجرد اور حصور ہی مرے - شیخ رکن الدین چودھوین پشت مین شرف الدین کو پہونچتے ہین - جس سال ہیمو نام بیکر پرست - جنت آشیانی کے لشکر سے بھڑ گیا تھا - آپ بیانہ سے چل کر دار الامان منڈو مالوہ مین چلے آئے تھے - صناعت خان کی بے ستون مسجد بادشاہان خلج کا جہان گنبد ہے - اوسکی جنوبی سمت مین واقع ہے - اسی مسجد مین آپ نے قیام فرمایا - اور خدا پرستی - اور بیدار دلی کے ساتھہ متوکلون کی طرح گزران کی - نحو اور فقہ کی کتابون سے آگاہ تھے - پرہیزگاری اور کم آزاری مین استحکام کے ساتھہ قدم جمائے ہوئے تھے کامل بائیس سال تک درویش زادون کو - بدون اجرت لینے اور احسان رکہنے کے قرآن پڑہایا - اور عربی زبان مین استعداد پیدا کراتے رہے - اپنے حجرہ سے جامع مسجد اور جنازہ کی نماز کے سوا - کہین نہین گئے - تاریخ چوبیسوین جمادی الاول ہجری سنہ نوسو بانوین کو رانہ مکان قدس ہوئے - ایک لڑکے کو بیانہ سے ہمراہ لائے تھے - جس کا نام عبد الغفار ہے - یہ آج تک اُسی مسجد مین زندگی گزار رہے ہین - خوابگاہ منڈو - سید محمود کی مسجد کے صحن مین مصرع بادرکنی ازارم ماوا ے او -

یاد شیخ یوسف قادری

آپ سید اسمعیل کے مرید ہین - جو شیخ کمال الدین قریشی کے خلفا مین سے ہین - آگرہ کے نئے قلعہ مین سکونت رکہتے تھے - سرگشتہ طالبان خدا کی رہنمائی کے بارہ مین بہت کچھہ دلسوزی اور کوشش سے کام لیتے تھے - بالآخر پیر بزرگوار نے اپنی دامادی سے آپ کو سرفراز فرمایا - اس ظاہری رشتہ کے ساتھہ معنوی نسبت کا رشتہ

اور پیدا ہو گیا - ان دونون صدفون کے شاہوار موتی دار السلطنۃ مین موجود ہین - خدا کرے - خداشناسی کا شرف نصیب ہو **مصرع** کو درخت سعی تا از وصل جانان برخوریم ؎

یاد شیخ حسن چشتی

آپ کی زاد بوم قصبہ تہانیسر ہے - جو سلطان پور نذربار کے پرگنات مین سے ہے - آپ بہت پرانے ضعیف العمر مگر زندہ دل شخص تہے - ہمیشہ نمناک آنکھون کے ساتھہ زانو بسر کیے ہوئے بیٹھے رہا کرتے تہے آپ کی صحبت مین دل ربائی کی صفت تہی - جو شخص ایکبار آپ کو دیکھہ لیتا تھا - اُس کو پہر دوبارہ آپ کے دیکھے بدون آرام پانا ممکن نہین ہوتا تھا مسیح القلوب سے روایت ہے - باوجودیکہ آپ کے پانچ لڑکے تہے - جو دینداری اور علم سے آراستہ تہے - اور بااِرادت معتقدین کی ایک جماعت کی جماعت تہی - لیکن درویشون اور عالمون کی ملازمت مین جب جایا کرتے تہے - تو تنہا جایا کرتے تہے - جب اس بارہ مین آپ سے دریافت کیا گیا - تو فرمایا کہ مجکو یہ خیال ہوتا ہے - کہین ایسا نہ ہو کہ بزرگان دین کی ملاقات کے وقت ہمراہیون کے دل - کسی اندیشہ باطل مین مبتلا ہو جاوین - یا میرے دل مین اپنے ہمراہی فرزندون اور مریدون کے واسطے کوئی ایسی خواہش پیدا ہووے جس مین مشائخ طریقت کی خوشنودی نہ ہو - اس سبب سے خداشناس گروہ کی خدمت مین تنہا جانا بہتر معلوم ہوا **بیت**

چراغ مہر و خورشید محبت	شب تنہائیش را در کمین باد

یاد شیخ محمد

آپ علوم غریبہ بالخصوص اقسام جفر اور دفق اعداد اچہی طرح جانتے تہے - علم کو عمل کے ساتھہ رفیق بناکر اپنی مصاحبت سے لوگون کو فیض پہونچاتے تہے - قرآنی تلاوت کے وقت بہت کچھہ تاثیر اور ترتیل کام مین لاکر سننے والون کو خدائی پیغام پہونچایا کرتے تہے - ہمیشہ مہمان خانہ مین مقیم اور مسافر ہم نشینون کے ساتھہ کہانا کہایا کرتے تہے - محبت کا ولولہ - اور عشق کا شعشہ - ہمیشہ اور ہر وقت آپ کا حریف تھا - اور دائمی شگفتگی آپ کے مزاج کا جزو تہی - امام فضلا آپ کی رحلت کی تاریخ ہے - سنہ ۹۹۳ھ

یاد شاہ منجھن

آپ عبد اللہ ابن قاضی خیر الدین کے فرزند ہین - شریف اور نجیب الطرفین تہے - آپ کے پدری دادا - خلاصۃ العلما قاضی تاج الدین نحوی - اور مادری دادا - زبدۃ السادات قاضی سمار الدین دہلوی ہین - جو

فتوی نویسی کے عالی منصب پر سرفراز اور قتلغ خانی کے پاک خطاب کے ساتھہ مشہور تھے - آپ کے پیر بیعت تاج العرفا سید تاج الدین بخاری ہین - یہ سید صاحب - بہت کچھہ معرفت اور سیاحی کے ساتھہ روشناس ہین - اور ہر ایک ملک کے مشائخ سے ان کو خلافت حاصل ہے - جب سید صاحب ہند مین آئے - تو غوث الاولیا کی ملازمت حاصل کرکے خلعت اجازت پایا - پھر اس کے بعد - اسی شطاریہ سلسلہ مین اپنے تئین مشہور کیا - اپنے مرید شاہ منجھن کی سفارش - حضور غوث الاولیا مین کرکے - خدمت مین چھوڑا - آپ اُس فرصت مین مرشد کی جملہ تصانیف مین سے جواہر خمسہ کو پیر کی خدمت مین پڑہ کر - اپنے عمل مین لائے - جواہر خمسہ ایک کتاب ہے - جو زاہد کے اشغال - سالک کی رفتار - اور صوفی کے اعتقاد پر شامل ہے - خرقہ خاص جو کوہستان چنار کی ریاضت کے وقت غوث الاولیا پہنے رہتے تھے - آپ کو عطا ہوا ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین آپ کے فرزند ارجمند شیخ عثمان کے ہاتھون - راقم نے بھی اُس خرقہ کی زیارت کی تھی -

اب مین کسی قدر حالات لکھتا ہون - شاہ منجھن - خلاصہ علماے زمانہ شیخ احمدی کے ہمدرس تھے - تمام علوم متداولہ کا محققانہ درس فرمایا کرتے تھے - شرعی حدود اور اُس کے آداب کا لحاظ رکھنے مین - بہت کچھہ کوشش اور اہتمام کام مین لاتے تھے - آپ کے ایام زندگانی - درس - مطالعہ - مراقبہ - اور محاسبہ مین وقف تھی جس سال مین شیر خان سور نے قلعہ راے سین فتح کرکے اسلام آباد نام رکھا - اس سال مین آپ اپنے وطن لکھنوتی سے چل کر اُس قلعہ مین آئے تھے - ایک عمر تک اُس قلعہ کی شیخ الاسلامی اور خانقاہ داری کا منصب آپ کے نام سے رہا - جب قلعہ مذکور کی سرداری کی نوبت ہنود کو پہونچی - تو آپ وہان سے بہ ترک سکونت سارنگ پور مالوہ مین چلے آئے - اور یہین مکان بنا لیا - ایسا عالم جو علوم کی فیض رسانی کا دروازہ لوگون پر کشادہ کرے - اُس زمانہ مین اور اُن اطراف مین نہین تہا - اور کتابین بھی حادثہ کے سبب لوٹ مین جاتی رہین تھین - ناچار آپ نے ہر ایک فن مین اپنی یاد سے ایک ایک رسالہ مرتب اور تحریر کر لیا - اور طالبان علم کو اُس وقت تک کہ معتبر مبسوط کتابین ہاتھہ آوین - اُن مرتبہ رسالون کے ذریعہ سے فیض بخشی فرماتے رہے - بعدہٗ آپ کے گرامی قدوم کی برکت سے سارنگ پور شہر - شیراز کی طرح دار العلوم بن گیا - اور بہت سے اہل کمال آ دمیون کے واسطے وہان کی دامنگیر خاک سکونت کا باعث ہوئی -

جب آپ کا وقت پیری آ پہونچا - تو آپ نے دل کو فرزندون اور عزیزون کی محبت سے پاک کیا اور قصبہ آشٹہ مین جو سارنگ پور سے دو منزل دور ہے - گوشہ نشینی کے واسطے مکان اختیار فرمایا - پھر چند سال بعد ہجری

سنہ ایک ہزار ایک کے ماہ ربیع الاول مین آپ بمقام سارنگ پور گئے - اور تمام چہوٹون بڑون سے خوشنودی حاصل کی - اور رخصت ہوکر وہان سے پہر اپنے گوشہ نشینی کے حجرہ مین واپس چلے آئے - اب اس وقت مین عمر شریف کا سال اسّی کے خانہ مین آگیا تہا - اس مہینے مین آپنے ایک روز اُن اصحاب کے ساتہہ جو ذکر جہر کے ہنگامہ مین حاضر تہے - جہان فانی کے وداعی مراسم ادا کئے -

آپ کے جد بزرگوار قاضی تاج الدین نحوی شیخ محمود زندہ پوش قرشی عشقی کی نسل سے ہین جن کی خانقاہ اسلامی شہر بلخ مین تہی - جس زمانہ مین اشرف دانشوران قاضی شہاب الدین صاحب بحر مواج اور قاضی فخر الدین کی ذات مبارک سے ہندمین مجلس فیض عین رونق پر تہی - اُس زمانہ مین قاضی تاج الدین نحوی بلخ سے ہندوستان مین آئے تہے - اور شہر لکہنوتی مین قیام کی تجویز کی تہی - بہت سے طالبان علوم کو علوم اور فضیلت سے آشنا کردیا - جب ہجری سنہ نوسو چہیاسی مین مالک اقلیم اکبر شاہ نے مالوہ کی طرف کوچ فرمایا - توصوبہ مالوہ کے تمام مشائخ ایک وجہ خاص سے لشکر مین فراہم کئے گئے - اِس مجمع مین راقم کو شاہ جین کی خدمت مین حاضری کا موقع ملا تہا - دیدار اور دست بوسی سے فیض پایا تہا - خدا کرے - آپ کی برکات دوام کے ساتہہ ہم آغوش رہین -

یاد خواجہ کلان پور خواجہ جوئباری

آپ - دینی سعادت مین - موحدان سابق کے ہم پایہ - اور دنیاوی تصرفات مین فرمان روایان زمانہ کے ہمسر تہے - بااینہمہ طریقت - آزادگی بے تعلقی - اور درویشی کے قانون اور آئین مین - ایک شمہ بہی فروگزاشت نہین کرتے تہے - کہتے ہین - حاجتمندون کی معروضات اور ارباب ہوس کی خواہشات سننے کے بعد - اُسی حجرہ مین گہس جایا کرتے تہے - جو بنا رکہا تہا اور تن گدازی - اور روح پروری کے کام مین مشغول ہوجاتے تہے - اسی طریقہ سے تمام عمر گزاردی - جب ہجری سنہ نوسو بانوین مین - اپنے اعضا وجوارح ملک عدم کے سپرد کرکے عنصری مکان سے اصلی مقام کو کوچ فرمایا - تو گہر مین سے سوائے ایک شکستہ خشت اور ایک پرانی چٹائی کے کچہہ نہین نکلا -

یاد شیخ یوسف بن شیخ عبداللہ تمیمی انصاری

آپ نے کتابی علم کی تحصیل - اپنے پدر بزرگوار کی تعلیم سے کی تہی - جب آپ امیر سید اسمعیل ابن سید ابدال تاددی کی صحبت مین پہونچے - تو یہان نسبت دامادی پیدا ہوگئی - اور نیز ان کا دامن پکڑ کر آتش

معرفت کا سامان فراہم کیا۔ چند روز بعد سید اسمٰعیل نے خرقہ خلافت عطا فرما کر اپنا جانشین بنایا۔ دنیاوی داد وستد۔ ہر ایک کی ضرورت اور عدم ضرورت کے اعتبار سے لازمہ بشریت ہے۔ اس داد وستد کے اندر مکروفریب کو آپ کے افعال مین اور ناراستی کو آپ کے اقوال مین دخل نہ تھا۔ ہجری سنہ نوسو چورانوین مین شوال مہینا گزر کر چاندرات کے دن نماز عصر مسجد مین پڑہنے کے بعد معمولی وظیفہ مین مشغول تے۔ آفتاب ڈوب جانے کے بعد بعض مسجد نشینون نے ہلال ذی قعدہ کی رویت کے واسطے اٹھکر باہم مبارک بادکہی آپ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ اور رو کر کہا۔ اگر چاند نظر آگیا ہے۔ تو درویش کو عنصری تعلقات کے بار سے سبک دوش کر کے۔ اپنے حضور مین کیون طلب نہین فرمالیا۔ شاید خداوندی بارگاہ کے لائق نہین جاناہوگا۔ اسی قسم کی باتین کر رہے تے کہ اتنے مین نماز مغرب کی تکبیر ہوئی۔ آپ نماز پڑہکر اپنے مکان کی طرف چلے آئے۔ اُسی دم۔ تکیہ پر سر رکہکر۔ اپنی جان کو کلمہ شہادت کے ساتھہ۔ اصلی وطن مین پہونچا دیا۔ خوابگاہ ٹھٹہ

یاد مولانا کاسکرانی ابن امیر امین الدین خراسانی

آپ اپنے ماموں مولانا فخر الدین علی واعظ کے مرید ہین۔ آپ کے دل مین عشق اور عرفان کے جواہرات بھرے ہوے تے۔ اور آپ کی زبان کی کنجی سے عقل ونقل کے خزانے کہلتے تے۔ کسی مقام مین بلکہ اپنے مکان کرامات مین بہی رہنا پسند نہین تہا۔ ہمیشہ آزروے رفتار رہتی تہی۔ کہتے ہین۔ بہت سے لوگ آپ کے درس سے اُستادی اور مدرسی کے درجہ کو پہونچ گئے۔ نیز آپ فرماتے تے۔ میرے ماموں ہمیشہ باغ مین تنہا جایا کرتے تے۔ ایک روز مین نے عرض کیا۔ مجکو بہی اپنے ہمرکاب لے چلیے۔ فرمایا۔ تم کو باغ دیکھنے کی تاب نہین ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ مین دل شکستہ نہ ہوؤن مجکو ہمراہ لے گئے۔ جب باغ کے اندر قدم رکہا۔ تو اُس کے درخت تمام دکمال قیام سے رکوع مین جہک گئے۔ مجکو حیرت اور حیرت کی وجہ سے بیہوشی ہونے لگی۔ آپ نے میری پیٹہہ پر ہاتہہ پہیرا۔ تب میرے دل مین اس حالت کے دیکھنے اور برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوئی۔ ہجری سنہ نوسو چوالیس مین جہان فانی کو وداع کیا۔

یاد مخدوم جعفر

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ سدونوں بوبک گانون مین ہین۔ جو سیہوان کے نزدیک ہے۔ سیہوان کو سیستان سندہ بہی کہتے ہین۔ زبان کو رسمی فضیلت اور دل کو حقیقی معرفت حاصل تہی۔ آپ ضمیر کی باتون سے آگاہ۔ عمومًا دلون کے دوست۔ اور نیز رموز انفس و آفاق سے واقف تے۔ شیخ طاہر ابن یوسف سندہی

کے اُستادزادہ ہین - جو مجمع البحار طاہری - اور ریاض الصالحین کے مصنف تھے مسیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم مظلہ سے روایت ہے - حکیم عثمان بوبکانی سے مینے سنا ہے - اُنھون نے فرمایا - مخدوم نے آخر عمر مین منطق کی کتابین دریا مین بہا دی تھین - اور احیاء العلوم - عوارف - فصل الخطاب - اور نیز ان کتابون کی مثل جو دیگر کتب ہوتی تھین - اُن کے مطالعہ کے سوا کوئی شغل نہین تھا مصرع بادبروحش مقام جنت فصل الخطاب -

یاد مخدوم بایزید لاکھہ

لاکہ - ایک قبیلہ ہے سندمین - عزت آماے دارین - بہرہ مندنشاتین - مرزا عبدالرحیم خانخانان - امدہ دولتہ نے مسیح زمان کی خدمت مین بیان کیا تھا - کہ جب مین صوبہ تتہ فتح کرنے کے زمانہ مین - مخدوم کی خانقاہ مین پہونچا - تو صوفیون کی ایک جماعت دیکھنے مین آئی - کہ اُن کے ہاتہہ تو لازمی ضروریات بہم پہونچانے کے کام مین معروف تھے - اُن کی زبانین تلاوت قرآن کے ساتہہ - ذکر الٰہی مین لگی ہوئی تہین - اور اُن کے قلوب - نفسانی خطرات دور کرنے کی فکر مین مشغول تھے - آپ کی گرامی صحبت سے بہت کچھہ باطنی فروغ حاصل ہوا -

مصرع آیۂ نور باد شمع شبش ؎

یاد مخدوم بلال سندھی

آپ - حق کے عارف - اور خلق کے معروف تھے - ہدایت سندہی سے روایت ہے - ایک رات کا ذکر ہے - مخدوم خلوتخانہ کے اندر - مطالعہ اور مشاہدہ مین مشغول تھے - پیاس کا زور یہان تک ہوا - کہ پانی کے واسطے باہر آنا پڑا - ناگاہ خواجہ خضر علیہ السلام موجود ملے - دیا - جو کچھہ دیا - اور پایا جو کچھہ پایا بیت

انچہ حق بہر بندگان آراست	آرزو آنچنان ندانند خواست

یاد مولانا خرد دیوانہ

آپ کے ہاتہہ نے دامن مولانا خواجگی کاشانی کے ارشاد کا پکڑا تھا - آپ آگاہ دل - خداشناسون مین سے تھے ہمیشہ فیض رسانی کی مسند پر معرفت الٰہی کا بیان کرنے کے وقت جذبہ کی وجہ سے چہرہ سرخ ہوجایا کرتا تھا - اور معانی کا نشہ سر سے جوش مارا کرتا تھا - ایسی اونچی اونچی باتین بیان کیا کرتے تھے - کہ اندیشہ بہی اُن کے ادراک سے قاصر رہتا تھا - اور کوئی دانشمند - آپ کے بیان کی توجیہ نہین کر سکتا تھا - کہتے ہین - دارالاسلام بلخ کے فرمان روا پیر محمد خان اوزبک نے اپنے زمانہ حکمرانی مین ایسے خلیفہ کی درخواست کی تھی - جو نقشبندیہ سلسلہ پر لوگون کو تالیف قلوب کرکے کھینچ لاوے - چنانچہ مولانا نے اپنے

یارون سے استفسار فرمایا۔ ہر ایک نے اس کام کے لئے۔ اپنے تئین تجویز کیا۔ اُس وقت مجلس مین مولانا خرد موجود نہین تھے۔ پیر بزرگوار نے سب کی راے کو نظر سے گرادیا۔ کیونکہ پوسے پسند آ آتی تھی۔ اور قلبی توجہ سے مولانا خرد کو مجمع کی طرف کھینچ بلایا۔ اور فرمایا۔ دلوانہ تم درویشان بلخ کے پیشوا کئے گئے ہو۔ اُٹھو۔ اور روانگی کا سامان کرو۔ جب وہان پہونچ جاؤ تو طریقہ رہنمائی اختیار کرنا۔ اور طالبون کو اپنے مطلوب مین کامیاب کرنا۔ آپ نے تعمیل حکم کی۔ اور رہنمائی کا کام سنجیدہ روش کے ساتھہ انجام دیا۔ ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے تہا۔ کہ آپ کی طلب۔ روحانی عالم مین ہوئی۔ آپ نے قبول فرماکر بلخ مین خوابگاہ اختیار کی۔

یاد شیخ صدیق برودرہ (بڑودہ)

آپ عطار کے لڑکے تھے۔ جب توفیق کی بزم سے آپ کو کیف حاصل ہوا۔ تو باپ کی عطاری کی دوکان چھوڑکر۔ پیر کا شطاری طریقہ اختیار کیا۔ تھوڑے عرصہ مین ذاکر۔ شاغل۔ عابد۔ عارف۔ فانی۔ متوکل۔ اور نیز گوشہ نشین ہوگئے۔ خلافت کا خرقہ۔ اور بیعت کی کلاہ شیخ صدرالدین ذاکر سے ملی تھی۔ ہمیشہ جان توڑ کر کوشش کیا کرتے تھے۔ کہ پیر کی ہی ملازمت مین رہین۔ پیر کی اُخروی رحلت کے بعد ناچار ہوکر ایک مسجد کا گوشہ اختیار کرلیا تہا۔ اور اُسی مین رہے۔ جب تک کہ ناسوتی تلچھٹ کا پیالہ توڑکر لاہوتی شراباً طہورا کا پیمانہ منہ سے نہین لگالیا۔ اور بزم وحدت مین صاحب دور نہین ہوگئے۔ ہجری سنہ نوسو بانوین مین جو مظفر گجراتی کے خارج ہونے کا اور خانخانان کی فتح کا سال ہے۔ راقم رسمی علوم کی تحصیل کے ارادہ پر اپنے وطن سے احمدآباد گجرات کو جارہا تہا۔ جب شہر برودرہ (بڑودہ) ہوکر گزرہوا تو اپنے مرشد شیخ صدرالدین ذاکر کے روضہ کی زیارت کے واسطے۔ اور نیز اُس شہر کے مشایخ کی ملازمت کے قصد سے دُو تین روز وہان پر مقام کیا۔ اور اپنی مشتاق آنکھین ان اصحاب کے دیدار سے منور کین۔ اس درمیان مین شیخ صدیق کی خدمت مین کئی دفعہ رازداری کی باتین ہوئین۔ پہر جب ہجری سنہ ایک ہزار تین مین اُستادی شیخ وجیہ الدین علوی کے روضہ مقدس کی خاک بوسی کے واسطے گجرات کو گیا۔ تو اس دفعہ آپ کو برودرہ (بڑودہ) کی اُس مسجد مین نہ پایا۔ مسجد کے ہمسایون سے آپ کے حالات تحقیق کئے۔ تو اونہون نے بیان کیا۔ کہ ہجری سنہ نوسو ستانوین مین آپ آنجہانی ہوگئے۔ بعض نے سنہ چہیانوین بیان کیا۔ العلم عند اللہ الملک العلام

یاد شیخ عبدالرحمن صوفی سرہندی

آپ ترین گروہ مین سے ہین۔ عاشق منش۔ مبتلا سرشت۔ سوختہ دل۔ حسن پرست۔ فراخ مشرب

بہر وجو بلند ہمت - ستودہ خو - گوشہ نشین - گرسنگی پرور - نیاز گزار - آرزو دشمن - قناعت دوست اور اہل کشف تہے - آپ کو سید بدہا بلگرامی کی خدمت مین ارادت تہی - جب اپنی زاد بوم سے آپ دار السلطنت آگرہ مین آئے - تو غوث الاولیا کے صاحب زادہ مخدومی شیخ ضیاء اللہ کی خانقاہ مین حجرہ تجویز کرلیا قدس سرہم اور چند روز مین ضیائی صحبتون نے زندگانی کا باغ پُر بہار کر دیا عایشہ نامی ایک عورت حسینہ اور جمیلہ تہی یکایک آپ اُسپر عاشق ہوئے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ عورت مذکورہ نے بہی - درویش اور نیز درویشی پر دل دیدیا تہا - القصہ دونون طرف کی اجازت - اور خوشنودی سے عقد کی رسم ادا ہوئی - بہت برسون تک دونون ہم راز رہے - سید احمد قادری آپ کے ہم رازون مین سے ہین - ہمیشہ کہا کرتے تہے - کہ شیخ اس عورت کے ساتہہ ایسا گہرا مراقبہ کیا کرتے تہے - کہ رات کو صبح کر دیا کرتے تہے - اور ^٥١^ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ کے گزیدہ لوگون سے مستثنیٰ تہے - کیونکہ آپ کی نظر بساط زمانہ کی رنگ آمیزی کو دیکہکر کبہی اپنی جگہہ سے نہین سرکتی تہی - اور آپ کا دل - روزگار کے طلسمی ہنگامہ سے کبہی دہوکہ نہین کہاتا تہا - بلکہ نہایت کم درجہ کی خورش اور پوشش سے بہوک کی دفع الوقتی - اور برہنگی کی دلاسا کشادہ پیشانی کے ساتہہ فرمایا کرتے تہے - ہجری سنہ نوسو پچانوین مین اپنی عنصری صورت - سپرد خاک کرکے - اصلی وطن کو رخصت ہوئے -

یاد شیخ طیب طاب ثراہ

آپ - حافظ - عالم - قاری - بے تکلف - شکستہ دل - اور نمناک چشم تہے - اپنے گہر کی ضروریات خریدنے کے واسطے بازار کو جایا کرتے تہے - ایک روز آپنے ایک حسین کو جو معشوقی کے ساتہ اُس ملک مین مشہور تہا مسیح القلوب کے ہمراہ دیکہا ہے - اور مذاق کے طور پر کہا ^٥٢^ اَهٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ اور یہ کہکر چل دئے - مخدوم ہارون ایک بزرگ تہے - سندہ کی تمام زمین اُن کے وجود سے روشن تہی - اور تتہ کی تمام اطراف اِن کی باعلم اولاد اور شاگردون سے منور ہین کہتے ہین شیخ طیب انہین مخدوم کے فرزندون مین سے ہین ظاہری علم مین آپ کے اُستاد - ملا یونس مفتی سندہی ہین - تقدیر کے کرشمہ سے ناچار ہوکر آپ اپنے وطن سے دل برداشتہ ہوئے - اور ایلچ پور برار کی طرف سفر اختیار کیا - اس زمانہ مین شیخ طاہر یوسف بیان

---

٥١ لوگون کو (دنیا کی) مرغوب چیزون کے ساتہہ دل بستگی بہلی معلوم ہوتی ہے ٥٢ کیا یہی ہین - جو تمہارے معبودون کو (بُری طرح) یاد کرتے ہین ۱۲ -

تشریف رکھتے تھے۔ ایک دوسرے کا دیدار دیکھکر خوش ہوئے۔ اور شکر الٰہی بجالائے۔ ان دونوں صاحبوں کے درمیان مین یہان تک محبت ٹھہری۔ کہ شہر کے لوگ دونوں بزرگواروں کو باہم بھائی بھائی سمجھتے تھے لیکن یہ شیخ طیب۔ وہ شیخ طیب نہین ہین جو اُن کے بھائی تھے۔ اُن کا پیمانہ زندگی ہجری سنہ نوسوپچاس مین لب ریز ہوچکا ہے۔ القصہ۔ آپنے ایک مفید شرح رسالہ غوثیہ پر لکھی ہے۔ اور آپ کے عمدہ عمدہ حاشیہ مشکوۃ حدیث پر بھی ہین مسیح القلوب اصول فقہ اور کلام مین آپ کے شاگرد ہین۔ برار کے حادثہ معلوم مین شیخ طاہر کے ہمراہ آپ بھی حاکم کی التماس قبول کرکے برہان پور مین آگئے تھے۔ بہت کچھ فیض یہان کے لوگون کو پہونچایا اور دسوین صدی کے دسوین حصہ مین آپ نے اُس جہان کا عزم فرمایا۔ خوابگاہ۔ شیخ ابراہیم عمر سندھی کے حظیرہ مین ہے۔ مصرع باد طیب ہمچو نامش خاک او۔

یاد شیخ عربی دیانہ سندھی

آپ کی ایسی عجیب وغریب ہوش رُبا خارق عادات۔ زمانہ کے لوگ بیان کرتے ہین۔ کہ اُن کو تحریر اپنے آغوش مین نہین لاسکتی ہے۔ منجملہ خارق عادات کے ذکر قربان کو کمال کے درجہ پر پہونچایا تھا جب آپ اُس کا شغل کیا کرتے تھے۔ تو تمام جسمانی اعضا بند بند کرکے جدا ہوجایا کرتے تھے۔ اور پھر مل جایا کرتے تھے۔ بعض کا یہ گمان ہے۔ کہ مخدوم نوح آپ کے مریدون مین سے ہین واللہ اعلم۔

مصرع مظہر معجزات احمد بود ؎

یاد شیخ سعد اللہ دھلوی چشتی

آپ کا روزمرہ کا خرچ۔ دہقانی۔ سوداگری۔ یا سپاہگری پر منحصر نہین تھا۔ بلکہ لہ فی السماء رزقکم کے جاگیردارون کے نام دیوان ازل سے فرمان وظیفہ جاری ہوگیا تھا۔ اس سبب سے آپنے زندگی۔ اُسی آسمانی روزی پر بسر کی۔ کسی متعارف سبب کو ہاتھ نہین لگایا۔ اور آزادگی اور گوشہ نشینی کا دامن ہمت کے ہاتھ سے پکڑکر واصلان حق کی ملازمت سے فیض اُٹھایا۔ آپ اپنے تئین شیخ جاہلدہ دہلوی قدس سرہ کے خانقاہ نشینون مین سے بیان فرمایا کرتے تھے شیخ عبد العزیز یحییٰ مندری دہلوی کے ساتھ نسبت خویشی رکھتے تھے۔ شیخ محی الدین ملیح الملک کو۔ عادل شاہ برہان پوری کے حضور مین عرض بیگی کا منصب حاصل تھا۔ یہ آپ کے ہی فرزند ہین۔ اور عادل شاہ کی التماس پر آپ براہ مہربانی۔ دہلی سے بہ ترک سکونت برہان پور چلے آئے تھے۔ چند سال بعد۔ اسی شہر کی

لہ تمہارا رزق آسمان مین ہے ۱۲

صدر دہ میں شمالی سمت پر شیخ ابراہیم سنبھی کی تربت کی ہمسائگی میں خوابگاہ اختیار کی۔

مصرع ہمسایہ اش رسول خدا باد در بہشت ؎

یاد سید حید قدس سرہ

آپ کا آغاز سلوک تھا۔ کہ شیخ بلال کی ملازمت میں پہونچے۔ اور ان کے موثر انفاس سے تلقین چاہی شیخ بلال نے فرمایا۔ سیادت خود فی نفسہ بڑا عالی شان درجہ ہے۔ جو آپ کو حاصل ہے۔ آپ کا رہنا مجھ جیسا گوڈریا فقیر جو کچھ نہیں سمجھتا ہے۔ زیبا نہیں ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے۔ کہ کسی ایسے بزرگ کی تلاش میں ہمت کا پانوں غبار آلود کر کے اپنی مراد میں کامیابی حاصل کیجئے۔ جو آپ کی نسبت کے ہم پلہ ہو۔ قصہ کوتاہ آپ نے جہان پیما قدم سے قید اُٹھائی۔ اور سیاحی شروع کی۔ آپ فرماتے تھے۔ ایام سیاحی میں۔ جس صاحب کی خدمت میں پہونچتا تھا اُمید پوری نہیں ہوتی تھی۔ جواب ملتا تھا۔ کہ تمہاری ہدایت شیخ بلال کے حصہ میں آچکی ہے۔ ناچار پھر پھر کر شیخ بلال کے آستانہ پر حاضر آیا۔ اور بیعت ہو گیا۔ نیز فرمایا کرتے تھے۔ جب میں چھ روز کا تھا اُس وقت کے حالات مجھے یاد ہیں۔ کہ میں کس طرح اور کہاں تھا مصرع بصارت با بصیرت روز بیش باد۔

یاد شیخ کتین لاکہ

آپ کے پیر طریقت شیخ بلال ہیں۔ کہتے ہیں۔ آپ صاحب دولت اور صاحب سامان تھے حتی کہ چند گروہ آپ کے زیر فرمان رہتے تھے۔ یکایک اس ساز و سامان کے ترک کا خیال آپ کے دل میں پیدا ہوا سب کو چھوڑ چھاڑ کر کس کی کفنی گلے میں ڈال لی۔ اور پیر کی خدمت کا شغل اختیار کیا۔ ایک روز آپ سے دریافت کیا گیا۔ عز و جاہ کو چھوڑ کر۔ فقر و نیاز کی دوستی اور سوختگی کے ساتھ آشنائی کس حد تک پہونچ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ گدائی۔ اور ظاہری خواری کے ساتھ مجکو اس قدر آرام معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر میں فرمان برداروں کے مکانوں پر جا کر روٹی کا ٹکڑا بھیک مانگوں۔ تو میری طبیعت پر گرانی پیدا نہ ہو۔ بلکہ آسودگی بڑہے۔ جب آپ قبر میں رکھے جاتے تھے۔ تب ذکر کی آواز سننے میں آئی تھی۔ مصرع جز بہ ذکر حق زبان گویا مباد ؎

یاد شیخ محسن کھانہ

کھانہ ایک قصبہ ہے دہلی سے شرقی سمت میں چالیس کوس دور۔ توکل اور خاموشی یہ دو گواہ آپ کی ولایت کے تھے۔ ایک بزرگ روہتک سے لکھتے ہیں۔ آپ اپنے گانوں سے کہیں نہیں جایا کرتے تھے البتہ چند روز بعد درویشوں کے دیدار کے واسطے ہمارے قصبہ میں آیا کرتے تھے۔ یہاں کے باشندے سے

چھوٹے سے لیکر بڑے تک تمام آپ کی پیشوائی کے واسطے جاتے تھے - اور عمدہ طرح سے آپ کو شہر مین لاکر ہر ایک شخص اپنے گھر مین اُترنے کی التماس کیا کرتا تھا - آپ سب سے عذر معذرت کرکے - جہان آپ کا دل چاہتا تھا وہان اُتر پڑتے تھے - سوائے ضروری بات کے زبان نہین کھولتے تھے - اور ایک شکم کی مقدار کے سوا کسی روپیہ پیسہ کو ہاتھ نہین لگاتے تھے - اسی طرز کے ساتھ ایک دو ہفتہ وہان رہکر اپنے وطن کو لوٹ جایا کرتے تھے - بہت برسون تک اسی طرح گزاری - خوابگاہ کہانہ -

یاد شیخ ظہور الدین محمود بن جلال

آپ - گجرات کے فرزند - قطب الاقطاب غوث الاولیا کے مرید شیخ صدرالدین ذاکر کے خلیفہ راقم گلزار کے مربی - ربانی کلام کے حافظ - بے یارون کے یار - اور کم زورون کے قوت بازو تھے - ہر ایک خانوادہ کے پیرون مین دعوت کا علم - اور اذکار کا طریقہ مختلف ہوتا ہے - او رعلی ہذا مشہور سلسلون کے مشائخ مین اشغال اور اسرار کی طرزین گوناگون ہوتی ہین - ان سب امور مین آپ کو کمال فیض حاصل تھا مرشد کے ساتھ بہت مدت تک سیر و سفر مین ہم قدم - اور خلا و ملا مین ہمدم رہے تھے - خلاصہ یہ ہے کہ پیر کے اسرار اور افعال کا آپ آئینہ تھے - یعنی پیر کی صورت سے رنگ اور پیر کے معنی سے بو بہم پہونچائی تھی جب مرشد کو گجرات جانے کا خیال پیدا ہوا - تو آپ کو اُنھون نے منڈو (مانڈو) والون کی ہدایت کے واسطے یہین چھوڑا - کم و بیش دس برس باشندگان شہر کی فیض رسانی کی بعدہٗ تاریخ اٹھارہوین شعبان کو ہجری سنہ نوسو چھیانوین مین منزل قدس کی طرف روانہ ہوگئے - خانقاہ مین ہی قبر بنائی گئی - شہر والے آپ کی عمر جو کو تاہ بتاتے تھے - اس کی وجہ اپنی کم واقفیت سمجھتے تھے - رنج و افسوس کی زیادتی کا حال کیا لکھون - کہ اس علامہ دہر کے نہ لکھے ہوئے واقعات کا ایک انبار ایسا ہے جسپر علم حاصل نہین ہے - رحلت کے وقت آپ کے چند کامگار خلفا حاضر تھے - آپ نے حاضرین مین سے شیخ داود کو منتخب کرکے اپنی جانشینی کے واسطے اجازت فرمائی - شیخ داود جیسے ظاہر مین برگزیدہ تھے ویسے ہی معنی مین بھی برگزیدہ تھے انھون نے شیخ عبداللہ اور شیخ ضیاء اللہ مخدوم زادون کی خدمت مین رہ کر فضیلتین اور صفائی وقت حاصل کی - اب اُن دونون صاحب زادون کے بجانب گوالیار چلے جانے کے بعد - آپ ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین منڈو کی طرف لوٹ آگئے ہین - اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ان کو قیام اور راستہ روی کی توفیق عطا فرمادے - مصرع ع بہچو ما انجام کار باد تو محمود باد ؎

یاد شیخ محبت

آپ بنی اسرائیل گروہ مین سے ہین - زاد بوم دہلی - اور خوابگاہ سارنگ پور مالوہ ہے - سپاہیانہ روش تہی نستعلیق خط اُستادانہ لکہتے تہے - ہجری سنہ نوسو پچاسی تہا - کہ قصبہ دہار مالوہ مین ایک حسین منظر پر عاشق ہوگئے - خلعت کو گدڑی کی عوض - اور عقل کو دیوانگی کی عوض فروخت کردیا - اِس درمیان مین سفر حجاز کا ولولہ اندرون باطن سے جوش کر اُٹہا - تو حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً کے طواف سے سرفراز ہوئے - بحر اعظم کے کنارون کی سیر کرتے ہوئے - مالوہ کو لوٹ آئے - ایک مدت دراز تک راقم گلزار کے ساتہہ مصاحبت رہی - انہین ایام مین ایک دوست کے گہر خوشی کا جلسہ تہا دو قوال آپس مین بگڑ گئے آپ نے صفائی کرانی چاہی - تقدیر ناموافق تہی - آپ کی صلح کنان باتین - اُن دونون مین سے ایک کو ناگوار گذرین - اُس نے کمر مین سے خنجر نکال کر آپ کے پہلو مین مارا - حاضرین محفل کو انصاف اور حمایت حق نے اُس بد کردار کے مار ڈالنے پر آمادہ کیا - مگر آپ نے پکار کر کہا - کہ درویش کا خون سلسبیل ہے - دیت اور قصاص لئے جانے کے لائق نہین ہے - جو اصحاب میری خوشنودی چاہتے ہین - اُن کو چاہیئے - کہ اپنی تکلیف اور دشمن کا آزار گوارا نہ کرین - کیونکہ ازلی دفتر مین خنجر مارنے والا - اور زخم کہانے والا دونون ایک ہی اصل کی فرع ہین - اور کسی کو تقدیر کا لکہا ہوا دگرگون کرنے کی طاقت نہین ہے - **القصہ** ہجوم غوغا کو شگفتگی کے ساتہہ منتشر کیا - چند روز بعد زخم اچہا ہوگیا - تو آپ اُجین سے سارنگ پور مین چلے گئے اس جگہہ ایک سانپ کے کاٹنے سے آپ کی عنصری عمارت کے اندر ہجری سنہ نوسو چہیانوین مین خرابی پیدا ہوگئی - عارف وقت محی قلوب سید محی الدین پسر سید چاند سارنگ پوری - جن کا ظاہر اور باطن دونون آراستہ ہین - بیان کرتے ہین ایک روز مین امیر سید علاءالدین کے روضہ مین شیخ محبت سے رازداری کی باتین کر رہا تہا - اتنے مین ایک طرف سے ایک نعش آتی ہوئی معلوم ہوئی - اور دوسری طرف ایک جمیل منظر نمایان ہوا - میری نظر تابوت پر پڑی جس سے مجکو حیرت اور عبرت زیادہ ہوئی - اور آپ کی نگاہ اُس محبوب کے چہرہ پر پڑی - جس سے آپ مشاہدہ مین مستغرق ہوگئے - مین نے کہا - تابوت کی طرف نگاہ کرنا عبرت پیدا کرتا ہے - اور جمیل صورت پر نظر ڈالنا - نفسانی خواہش بڑہاتا ہے - آپنے فرمایا - درویش کی نظر مین یہ دونون باتین ہم پلہ ہین - اور جو شخص فنا ہوگیا ہو - موت اور زیست اُس کے اختیار مین ہے - چنانچہ اُسی شب کو آپنے ہم نشینون کو یہ دہوکر دیا - کہ مجھکو

سانپ نے کاٹا ہے۔ جب علاج اور جنتر منتر کرنا شروع ہوا۔ تو آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ درویش کو اس عمل کی ضرورت نہین ہے۔ پس یہی بہتر ہے کہ اپنے تئین خدا کے سپرد کر کے بالکل خواب راحت مین سو جاؤن۔ صبح کے وقت لوگون نے آپ کو رحمت حق مین آسودہ پایا۔ اور آپ کے کسی عضو پر سانپ کے کاٹنے کا نشان نہین تھا۔ اور آپ کے مراقبہ کے مکان مین ایک شرعی تہمد کے سوا۔ کوئی روپیہ پیسہ نہین نکلا۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ سانپ کاٹنے کی روایت عام خلائق کی شہرت ہے۔ دراصل آپ کی رحلت فرمائی کی حقیقت اس طرح پر ہے۔ کہ جیسے بیان کی گئی۔ اس کے بعد آپ کے دیرینہ رازدار اور غمگسار شیخ صدر جہان نے آپ کو خواب مین دیکھا۔ تو آپ سے آنہی عالم کا ماجرا دریافت کیا۔ آپ ہنسے۔ اور فرمایا۔ **المومن مرآة المومن** اور منہ بند کر لیا۔ **مصرع** آئینۂ خداے نما باد جان او۔

یاد سید بدرالدین ابن سید جلال متوکل

آپ کی تمام وکمال ہمت۔ حدود شریعت کی نگاہبانی مین۔ اور تمام وکمال نیت۔ اسرار حقیقت کی پاسبانی مین مصروف تھی۔ آپ ہمیشہ رہنمائی اور نصیحت کے وقت۔ معرفت۔ اور کشف کے انوار۔ شریعت کے لباس مین۔ پوشیدہ عبارت کے ذریعہ سے بیان کیا کرتے تھے۔ تصوف کی برہنہ باتین۔ بہت کم کیا کرتے تھے۔ حقائق اور اسرار بیان کرتے وقت۔ دل چسپ اشارون۔ اور دل آویز نکتون کے جواہرات۔ نظم اور نثر کے تاگے مین پرو کر۔ سننے والون کے کان اور گردن کا ہار بناتے تھے۔ ظاہری علم کی تحصیل۔ شیخ ابوالفتح تھانیسری۔ اور شیخ جلال انصاری کی فیض بخشی سے۔ اور باطن کی پرورش۔ اپنے پدر بزرگوار کی توجہ سے کر کے ان کمالات اور حالات کو پہونچے تھے۔ آپ کی ولادت کا سال نوسو تینتالیس ہے۔ آغاز جوانی کے بعد فرائض سنن۔ اور نوافل کے ادا کرنے مین جان توڑ کر کوشش کرتے تھے۔ شیخ محمد صوفی سے روایت ہے۔ ایک روز مین جنگل مین جا رہا تھا۔ دو مرد عرب سامنے آئے۔ اور سلام کیا۔ مینے سلام کا جواب دیا۔ اُنھون نے دریافت کیا۔ سید بدرالدین ابن سید جلال متوکل کو آپ جانتے ہین۔ مینے کہا۔ مین آپ کے خانوادہ کا غلام ہون۔ اُنھون نے کہا۔ ہم کو اُن سے ملنا ہے۔ مین اُن دونون شخصون کو سید کے نزدیک لے گیا۔ اُنھون نے قدم بوسی کے بعد عرض کیا۔ فرزند رسول اللہ **علیہ الصلوة والسلام** سے بیعت ہونے کی آرزو ہمارے دل مین تھی۔ معاملہ مین حضور نبوی نے ہم کو اجازت دی ہے۔ کہ ہندوستان مین جا کر آگرہ مین سید بدرالدین کے مرید ہو جاؤ۔ اگرچہ ہمارے فرزند اس ملک مین بہی ہین۔ لیکن۔ تمہارا حصہ ازل مین انھین کی تحویل سے ملنا

معین ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس شہر مین اس تمہارے مطلوب نام کا شخص شاید کوئی اور ہو۔ تشخیص وتحقیق کے بعد بیعت کرنا۔ اُنہون نے عرض کیا۔ جن دل ربا خصلتون کے ذریعہ سے علامتین ہم کو بتائی گئی ہین۔ وہ تو آپ مین ہی پائی جاتی ہین۔ خیر۔ رسم بیعت بجا لاکر۔ اُسی رات کو اجازت معاودت حاصل کی۔ راوی بھی دہلیز کے باہر تک اُنہون کی متابعت مین گیا تہا۔ اُنہون نے فرمایا جس سال مین کہ لمعان الشیب فی الاسلام نوری سید کی ڈاڑہی مین فروغ پیدا کرے گا۔ وہی سال سید کے کمال کا ہوگا۔ کہتے ہین۔ جب آپ کی عمر پچپن کو پہونچی۔ تو پیری کی سفیدی نمودار ہوئی۔ اور اسی سال کی پہلی ماہ صفر کو استسقا کی بیماری آپ کو عارض ہوکر۔ کامل دو مہینے لگاتار رہی۔ لیکن عبادات کے وظیفون مین کسی قسم کا فتور واقع نہین ہوا۔ تاریخ چھبیسوین ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اٹہانوین کو آپ۔ نے بزرگان شہر کو بلا کر اُن کے روبرو خرقہ اور سجادہ اپنے فرزند سید بہاری کے حوالہ کیا۔ حاضرین نے دعا کے واسطے ہاتہہ اُٹہا کر کہا۔ اللہ تعالی جل شانہ اس وصیت کو مبارک کرے۔ آپنے فرمایا ہر ایک طرح سے مبارک ہے۔ بالآخر۔ اسی ربیع کی چاندرات کے دن دنیا کی ویرانہ جگہہ کو رخصت فرما کر عالم غیب کی آباد عمارت کی طرف سفر کر گئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

یاد شیخ راجی محمد برودرہ (بڑودہ)

آپ رند تہے۔ مگر سادہ نما۔ آزاد تہے۔ مگر سوز زنجیرین پانون مین پڑی ہوئین دیوانہ تہے۔ مگر کام سب عاقلانہ فنافی الشیخ کو فنافی اللہ سے زیادہ دوست رکہتے تہے۔ اور ترجیح کی وجوہ بیان کیا کرتے تہے۔ تمام کردار گفتار۔ اور رفتار مین اپنا نقش خاکی لوح سے مٹا کر تمام کو شیخ کی طرف منسوب پاتے تہے اسی اندیشہ مین اُنکی آمد ورفت رہتی تہی۔ اور بدون مستانہ نعرہ مارنے کے کوئی قدم راستہ مین نہین رکہتے تہے ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسو نوے تہا۔ کہ آپ کے نام الٰہی طلب کا پیغام پہونچا۔ آپ قبول کرکے۔ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ کے حضور مین روانہ ہوگئے۔ آپ نے ایک بیٹا چھوڑا۔ شیخ ولی محمد نام تہا ان کو سلوک سے پہلے آغاز ہوش مین ہی۔ توحید کے قوی جذبہ نے آلیا۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ توحید کی بات کے سوا۔ آپ کی زبان۔ دوسرے حرف کے واسطے حقیقۃً گونگی تہی۔ ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین احمد نگر دکن کے مقام پر نظر آئے تہے۔ پہر آپ کی کوئی خبر نہین آئی۔ آپ کے برگزیدہ مریدون مین سے شیخ صدرالدین ذاکر ہین۔ یہ اپنے پیر کے ساتہہ ہمیشہ واپسین نفس تک سفر اور

حضر مین رفیق رہے۔

یاد شیخ میان آبا

آپ کا نام ابراہیم ہے۔ صاحب حال و قال۔ اور اہل مقامات و کرامات تھے۔ زاد بوم قلعہ بھروچ گجرات اور خوابگاہ برہان پور محمد شاہ فاروقی کے حظیرہ مین۔ کہتے ہین۔ یون تو آپ نے بہت سے مشائخ زمانہ کی نظر دیکھی اور ملازمت کر کے فیض پایا تہا۔ لیکن خرقۂ خلافت آپ کو غوث الاولیا قدس سرہ کی خدمت عالی سے ہی حاصل ہوا ہے۔ القصہ جب گجرات سے برہانپور مین آئے۔ اُس وقت مین محمد شاہ وہان کا حاکم تہا۔ اور سید زین الدین اُس کا وزیر اعظم تہا۔ جس نے غوث الاولیا کی خانقاہ مین ایک مدت تک رہ کر کام کیا تہا۔ یہ دونون اصحاب صفائی قلب سے آپ کے مرید ہوئے۔ جب حاکم اور وزیر مرید ہو گئے۔ تو آپ نے مرید کرنا ترک کر دیا۔ اِس کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو جواب دیا۔ کہ مین ایسا نہ ہو۔ کہ اب جو لوگ میری طرف اظہار ارادت کرتے ہین۔ اس مین لوگون کا خیال یہ ہو۔ کہ اِس صوبہ کے حاکم کا مین پیر ہون پس یہی بہتر ہے کہ مین اپنے تیئن اس خطرناک شیوہ سے باز رکھون۔ تاکہ جو لوگ ارادت کی استعداد رکہتے ہین مین اُن کی گمراہی کا سبب نہ بنون اور کسی کے خالص عمل کو ریا کی آلائش سے آلودہ نہ کرون۔ ہجری سنہ نوسو اٹہانوین یا ننیانوین مین اعلیٰ عالم ارواح کو رحلت فرمائی۔ خلیل الرحمٰن آپ کی تاریخ وفات ہے۔

۹۹۹

مصرع ملا را علی یاد جاے یاد او

یاد حاجی ابراہیم سرہندی

آپ کی رنگین طبیعت کا شاہد۔ علوم اور معرفتون کے زیور سے آراستہ تہا بشیخ المحدثین شیخ ابن حجر نیمی کی خدمت مین آپ نے حرم محترم مین رہکر احادیث کی تصحیح کی تہی۔ حدیث اور تفسیر کی سند مین آپ کو نسبت عالی حاصل تہی۔ آپ کی قوت ناطقہ موثر اور واعظانہ اشعار کی زبان سے آشنا تھی۔ جس زمانہ مین تمام ملک ہندوستان کو شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے فتح کر لیا تہا۔ تو اُس کے دل مین یہ خواہش پیدا ہوئی کہ یہ تمام علما۔ جو گروہ کے گروہ پلے پائے تخت کے شہر مین فراہم ہین۔ ایک ایک کر کے تمام قلمرو کے ایک ایک حصہ مین مقرر کئے جاوین جس طرح ظاہری فوج اور امرا سے ملک مین امن و امان اور آرایش ہے۔ اسی طرح اس باطنی گروہ کے بابرکت انفاس کی برکات سے بہی۔ ہر ایک ملک کے باشندون کو اپنی اپنی استعداد کے موافق فیض پہونچے اور نیز ہر ایک شخص بقدر حوصلہ۔ اِس جماعت کی ملازمت سے فروغ معرفت حاصل کرے۔ اِس

خیال کی بنیاد پر ایک شخص - ایک جداگانہ سمت مین نامزد کیا گیا جس ملک مین آپ مامور تھے وہان سے آپ بدون حصول اجازت - دارالسلطنۃ مین لوٹ آئے - یہ بات شہنشاہ کو ناگوار گزری - اس ناخوشی کے سبب سے آپ کو قلعہ رنتھبور[۵۱] مین بھیج دیا - یہان پر تنہائی اور اپنی حالت مین سختی دیکھکر بہت پریشان ہوئے - ایک مدت تک تو یہ انتظار کیا - کہ کوئی سبب رہائی کا پیدا ہو - مگر پیدا نہین ہوا - پھر ایک رات رسی بہم پہونچا کر دیوار قلعہ پر لٹکائی - تاکہ اُس عالی شان قلعہ سے نیچے اُتر جاوین - اور فرار ہو کر چند روز گمنامی کے طریقہ پر بسر کرین آدھی دور تک اُتر آئے تھے - کہ یکایک رسی ٹوٹی - جس نے عمر کا بھی پیوند قطع کیا - جو ایک بال کے تار سے بندھا ہوا ہے - آپ کی روح نے درمیان مین سے ہی آسمان کا راستہ لیا - اور کالبد نے اپنا اسباب زمین کے حوالہ کیا - **بیت**

پیوند عمر بستہ بہ موئے ست ہوش دار	غمخوار خویش باش غم روزگار چیست

یہ واقعہ پیش آنے سے خردشناس حقیقت بین نظر کے سامنے آیۃ کریمہ[۵۲] اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کی حکمت ظاہر ہوئی اور شکی طبیعتون کو اوامر و نواہی کے بارہ مین یقین پیدا ہو گیا -

یاد شیخ وُدود اللہ شطاری

آپ شیخ معروف صدیقی کے بیٹے ہین - اور نام شیخ لاد ہے - ہمیشہ درویشی اور فقر مین زمانہ گزارا - آپ کے آبائے کرام مُعنعن شیخ عبدالرحمن کو پہونچتے ہین - جو حضرت صدیق اکبر کے پوتے ہین رضی اللہ عنہ غوث الاولیا کے مرید اور نیز خلیفہ ہین - کم و بیش بارہ سال برابر اپنے پیر بزرگوار کی خدمت مین رہ کر شطاری مشرب کے اشغال اور اذکار کا طریقہ اور دعوت کی سند حاصل کی - اور سب کو عمل مین بھی لائے - حضرت غوث الاولیا نے جب گوالیار سے گجرات کی طرف ہجرت فرمائی تھی - اور اس کا سبب ابھی اوپر گزارش ہو چکا ہے - تو آپ کو ایک مانع نے ہمراہی سے باز رکھا - اور آیۃ کریمہ[۵۳] وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَآ اَتَوْکَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُکُمْ عَلَیْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ

---

[۵۱] رنتھبور مقام - آگرہ اور جیپور کے درمیان مین واقع ہے ۱۲ [۵۲] اللہ کا حکم مانو - اور رسول کا حکم مانو - اور جو تم مین سے صاحب حکومت ہین اُن کا بھی ۱۲ [۵۳] ان لوگون پر کسی طرح کا الزام نہ ہو جو تمہارے پاس آئے - کہ تم اُن کے لئے سواری بہم پہونچاؤ - تو تم نے جواب دیا - کہ میرے پاس تو کوئی سواری ایسی نہین - کہ تم کو اس پر سوار کر دون - وہ لوگ لوٹ گئے - اور غم خرچ میسر نہ آنے کے مارے ان کی آنکھون سے آنسو جاری تھے -

کے مصداق معذوروں مین سے ہوئے - ناچار آپ چند سال تک قصبہ آشٹہ مین گوشہ نشین رہے - یہ قصبہ مضافات مالوہ مین ہے - پہر جب بازبہادر افغان - اکبرشاہ کی افواج سے بہاگ کر بگلانہ کے اطراف مین آیا - اور ملک مالوہ کو دولت اکبری نے فتح کیا - اور افغانون کی جو جماعت ازراہ اعتقاد آپ کی خدمت مین آمد ورفت رکہتی تہی - موقوف ہوئی - تو آپ ہجری سنہ نوسو چوہتر مین - اس قصبہ سے بترک سکونت ملک خاندیس کو چلے گئے - اور قصبہ جامود مین اقامت کا سامان کیا اُس زمانہ مین یہ قصبہ اُس صوبہ کے حاکم میران محمد شاہ فاروقی کے حکم سے سید میران شکر کوہی کی جاگیر مین تہا - اس سال مین شیخ ودود اللہ کی عمر شریف نسو سے تجاوز کر گئی تہی - مسیح الاولیا فرماتے ہین - ایک دفعہ مجکو کسی تقریب سے اپنے مرشد شیخ لشکر محمد عارف کے ہمرکاب جامود کے میدان مین جانے کا اتفاق ہوا تہا - وہان پر شیخ ودود اللہ کی ملازمت بہی میسر ہوئی تہی - ہمنے ایک نورانی پیر دیکہا - جس کی پیشانی سے ولایت اور کرامت کے انوار دیکہنے والون کی نظر کے سامنے عیان تہے - ہجری سنہ نوسو ترانوین مین عالم خاک سے ملک پاک کو کوچ فرمایا - خوابگاہ جامود -

آپنے ایک لڑکا چہوڑا ہے شیخ اسمٰعیل نام - اُنہون نے بیس سال تک مسیح الاولیا کی خدمت بن رہ کر اندرونی اور بیرونی شست وشو کی تہی - اور فقر وفاقہ کے ساتہہ اس طرح یگانگت پیدا کی تہی - کہ اگر تمام اہل جہان کی دولت مندیان ان کی بے نیازی کے سر پر قربان ہو جاوین - تو زیبا ہے - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین مرشد کی اجازت سے پدر بزرگوار کے پرانے مقام کو جا رہے تہے جو قصبہ آشٹہ ہے - چونکہ آشٹہ جانے والے کا گزر منڈو (مانڈو) مین ہونا ضرور ہے - لہذا شیخ اسمٰعیل کو منڈو مین آنا پڑا - اور راقم گلزار کے غریب خانہ پر چند روز مہمان رہے بہت کچہہ تسلی دلاسا دی گئی - کہ فقرائے باب اللہ کی گوشہ گزینی کے واسطے آشٹہ سے منڈو بہتر ہے - تو آپنے یہ عذر کیا - کہ مرشد کی اجازت آشٹہ مین ہی رہنے کے واسطے ہوئی ہے - اور راقم کی التماس کو قبول نہین فرمایا - تاریخ بندرہوین ربیع الثانی سنہ صدر کو روانہ آشٹہ ہوئے - مصرع

ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

یاد میان وجیہ سندہی

آپ کی ولادت ایک گانون مین ہے تتہ سے نزدیک - ایک روز مسیح زمان کہتے تہے - ہجری سنہ ایک ہزار ساٹہ مین برگزیدہ صاحب دلان - مردم چشم کیمیا نظران - خانخانان ایدہ دولتہ نے جب برہان پور خاندیس مین نزول فرمایا تو اولاً خانخانان خیمہ گاہ مین نہ اُترے - براہ راست جلو کے ساز وسامان کے ساتہہ فقیر

کی مسجد مین چلے آئے - سب سے پہلے آپ کی بات یہ تھی - کہ جب میان وجیہ کے گانون کی حدود مین لشکر کے خیمے نصب ہوئے - تو باوجودیکہ میان کے ساتھہ میرا اعتقاد درست تھا - مگر نیند کا ایسا غلبہ ہوا کرنا وقت غنودگی پیدا ہوئی - اس عرصہ مین میان کا گانون لوٹ مین آگیا - اِس سبب سے میرا دل ہر وقت ایک عجیب انقباض مین ہے - اور اسی خیال اور خوف سے خیمہ گاہ مین نہ اتر کر آپ کے دیدار کے واسطے آیا ہون - اور میان وجیہ کے کچھہ حالات بیان کئے - جس کا اجمال یہ ہے - بیان کیا کہ ایک شخص تھے جن کا دل ہمیشہ دردِ طلب سے مالامال تہا - آنکھین اشک پشیمانی سے بھری ہوئی تھین - اور زبان یاد حق سے لبالب تھی - مصرع چشم وزبان ودل ش باد پر از معرفت ؎

یاد شیخ احمد متوکل اُجینی

اُجین - صوبہ مالوہ کا ایک شہر ہے - آپ کو خرقۂ خلافت غوث الاولیا سے حاصل ہے قدس سرہما آپ ہمیشہ زبانی اور نہانی ذکر کے ساتھہ پاس انفاس رکھتے تھے - امور کی باریک باریک تدابیر کو آپنے کبھی ایک جو کی برابر بھی نہین سمجہا - پیدائش ہندمین کسی مشرقی شہر کی ہے - شیرشاہ سور کا زمانہ تہا - کہ آپ وطن سے چل کر اجین مین آئے - اور سامان قیام کیا - کسی شخص سے روپیہ پیسہ - ایک روز کے خرچ سے زیادہ کبھی نہین لیا - ہمیشہ واپسین نفس تک آپ کی روزی آسمان پر رہی - اہل روزگار کی دانائی پر نادانی کو ترجیح دیتے رہے - راقم کو آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھہ نہایت محرمیت اور دلبستگی تھی اور وہ بھی استمرار کے ساتھہ - ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین آپ کی نوبت زندگانی انجام کو پہونچی - خوابگاہ اُس حوض کے کنارہ ہے - جو قلعہ اجین کے باہر کی طرف سے ملا ہوا ہے - ایک جانشین چھوڑا تہا شیخ عبداللطیف نام تہا - انہون نے ریاضت کے ذریعہ سے خلافت کے چراغ مین بہت کچھہ روشنی بڑھائی تھی اور مسیح القلوب کی خدمت مین برہانپور جاکر حقیقت اور معرفت کا سرمایہ بہم پہونچایا تہا - ہجری سنہ ایک ہزار سات مین عاریتی عالم کو ترک کیا - مصرع شد وزش اللّٰہُ لَطِیفٌ بِعِبَادِہٖ

یاد شیخ معروف ابن قاضی سعد اللہ

آپ صدیقی النسل ہین شیخ نظام نارنولی کے خلیفہ تھے - زادبوم دہار - خوابگاہ خاک مدینہ - آپکے اجداد بغداد سے آئے تھے اور شرقی دیار ہند مین صوبہ جونپور کے متعلق ایک شہر بہار نام ہے - اُس کو اپنا وطن بنا لیا تہا بہار سے آپ کے دادا شیخ محمود سلاطین خلجی کے عہد مین منڈو (مانڈو) مین آئے - اور وہین سامان

اقامت کیا چند روز بعد قصبہ انجیرہ کے قاضی ہو گئے - جو منڈو سے بارہ کوس - اور دہار سے پانچ کوس ہے
اس قصبہ کے پان ایسے خوشبو - اور عمدہ مزہ دار ہوتے ہین - کہ دوسرے صوبون مین لوگ سوغات
لیجاتے ہین - جب شیخ محمود کو اسانی قضا آئی - تو اُن کے بیٹے شیخ سعد اللہ مسند شریعت پر بیٹھے جب
انھون نے بھی عالم دنیا کو چھوڑا - تو اُس وقت مین شیخ معروف چھوٹے تھے - جب شیخ معروف کا
زمانہ ہوش آیا - تو پیر طریقت کی جست وجو مین بھاگ دوڑ کرنے لگے - اس اثنا مین شیخ نظام نارنولی کی فیض رسانی
کا شہرہ سنا - دل سے صبر جاتا رہا - ناچار نارنول جاکر مرید ہوئے - اور چند سال خدمت حضور سے فیض پایا
فرماتے تھے - پیر کے ہم رکاب نارنول سے دہلی کو جاتا تھا - ایک سیاح شیخ عبد اللہ تھے - ان کو عالم
ارواح کی رموز اور عالم شہود کے حقائق مین اچھی واقفیت تھی - اثنائے راہ مین ایک گانون کے نزد
ان کی ملازمت ہمنے حاصل کی - ہر ایک قسم کی باتین کین - بالآخر مین اور دو دونون ایک دوسرے کے بنی عم
سے نکلے - بہت کچھ دلجوئی اور نوازش عمل مین آئی - اور مجکو ہر ایک خانوادہ کے پیرون کی خلافت کا خرقہ مرحمت
فرمایا - سوائے اجازت سلسلہ چشتیہ قدسیہ کے - جو مجکو پیر سے حاصل تھی - چند سال بعد قصبہ دہار
مین لوٹ آئے - اور اُسی قصبہ کی حدود مین ایک کوٹھری پسند کی - جہان پر نفس کے ساتھ لڑائی مین
مشغول ہوئے - اور اس خانگی چور اور ہم نشین قزاق کی درآمد برآمد کے راستون پر چوکیدار مامور کئے -
تھوڑی تھوڑی غذا گھٹانے سے - نفس فربہ ہونے سے باز رہا اور اس طریقہ پر سونے اور کھانے کی
پابندیون سے رہائی پائی - سبحان اللہ اگر پانی یا شربت آپ پیتے نہ ہوتے تو لہ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ
جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ کی نفی مین شامل ہونے سے - آپ مستثنیٰ ہو جاتے - باین ہمہ
آہنی خار - ایک پرانی گودڑی کے اندر لپیٹا ہوا - پیراہن کے اندر ہمیشہ رکھتے تھے - اور تمام عمر نماز
معکوس مین راتون کو دن کرتے رہے -

ہجری سنہ نو سو بیانوین مین صوبہ مالوہ کے حاکم نواب خان اعظم میرزا عزیز بزرگ کوکہ اکبر شاہ تھے
ایدو دولتہ اس سال مین شیخ نے اجین سے احرام عمرہ باندھا - اور راہ حجاز اس شکل کے ساتھ طے
کرنے کا عزم دل مین مصمم کیا - کہ سر کو نیچے لٹکائے ہوئے جاؤنگا - لیکن نواب سے دوستی تھی - نواب
نے آپ کو روکا - اور نیز دوستون اور عقیدت مندون نے بھی اسی طرح پر التماس کیا - لہذا آپ نے
مہربانی فرماکر اس سال مین توقف کیا - جب زیارت کعبہ کے شوق کا غلبہ ہوا - تو آپنے آنکھون پر

پٹی باندہ لی تاکہ دوسری دیکھنے کی چیزین دیکھنے مین نہ آوین - اور اپنے اوپر لازم کیا - کہ جب تک جمال کعبہ نین دیکھ لون گا - پٹی نہین کھولون گا دوسرے سال قرارداد کے موافق زادراہ اور سفرخرچ کے واسطے جس قدر ضرورت تھی - اور وہ بھی صرف اس قدر - کہ درویشی مین بھی خلل انداز نہ ہو - نواب عزیز کے خزانہ سے لیکر انتظام سفر کیا - ایک آدمی کے قد کی برابر ایک حجرہ تیار کراکر دو اونٹون پر بند ہوایا - اور اُس حجرہ کے اندر آپنے اپنے تئین اوٹا لٹکایا - اسی طریقہ سے سمندر کے کنارے پہونچے - بعدہ حجرہ کو جہاز مین کھڑا کردیا - اور آپ اُس مین بدستور آویزان تھے - کہتے ہین - کہ راستہ کے اندر آپ بہت روئے - آنسوؤن کی حرارت سے پٹی کے اوپر جلنے کا داغ لوگون نے دیکھا ہے - المقصہ بیت الحرام کا دیدار آپ کو ہوا - جس کے سبب سے آپ کی آنکھون پر لذت نظارہ حلال ہوئی - عمرہ اور حج کے ارکان ادا کئے - اور مدینہ مقدسہ کا طواف کرکے روشن ضمیری حاصل کی پانچ مہینے کی فرصت ملی - جب تاریخ تیسری ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو فرمان طلب صادر ہوا - تو کمال آرزو شگفتگی خاطر - اور خندہ پیشانی کے ساتھ عالم قدس کو روانہ ہوئے -

مصرع پیشگاہ قرب بادا جائے او -

یاد مولانا اسمٰعیل سومرہ

سومرہ - سندہ مین ایک گروہ کا نام ہے - آپ اُس ملک کے نامور مشائخ مین سے ہین - آپ کی خانقاہ کیا تھی - ایک زاہدستان تھا - کئی ہزار گون غلہ - زراعتی تخم کا ہوتا تھا - جس کا حاصل خانقاہ نشینون کے مایحتاج مین صرف ہوا کرتا تھا - آپ کا خاص طریقہ - درویشون کی خدمتگاری کرنا تھا - ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین یا ننیانوین مین رحمت حق سے جا ملے - مصرع باد دلش غنچۂ باغ صفا -

یاد شیخ عبداللہ کتھواسن

آپ کے پیر بیعت اور مرشد طریقت کیمن بیان مین نہین آئے ہین - غالباً آپ کا مشرب اویسیہ تھا - آپنے - توکل اور آزادگی کے محل کی بنیاد نہایت گہری اور مستحکم رکھی تھی - کبھی اہل زمانہ کے روبرو احتیاج کا منہ لیکر نہین گئے - خوابگاہ دارالخلافہ آگرہ -

یاد ملا دوست صحّاف

جو محرم ہم نشین تھے - وہ آپ کو کاکا کہا کرتے تھے - آپ مولانا خواجگی کاشانی کے خاص عقیدت مندون مین سے ہین - آپ کے دریا جیسے ضمیر کے عرفانی ڈبہ مین الٰہی اسرار اور تصوف کے بے شمار جواہرات اور

سو تی بھرے ہوئے تھے - ایک مدت تک بلخ مین لوگون کی رہنمائی کی - بہت سے طالب آپ کی ملازمت سے اپنے مطلوب کو پہونچے - ایک روز پرانے رازدار صوفی شادی آپکے عبادت خانہ مین آئے - اور کہا - کاکا - آپ کو یاد ہوگا - جب تلاش مقصود مین آپ کی کوشش بڑہی ہوئی تہی - اور جلد سازی کی دوکان کیا کرتے تھے - اُن ایام مین آپ کیسے خوش وقت اور خوش دل رہا کرتے تھے - اب مجھے معلوم ہوگیا - کہ جو لوگ خانقاہ مین رہتے ہین - اُنہون نے آپ کو خلوت قرب سے دور پہینک دیا ہے - اور آپ کو پریشان خاطر رکھتے ہین آپ نے یہ بات سنی - آنکھون مین آنسو بھر آئے - اور جواب دیا - بیشک ایسا ہی ہے - جیسا آپنے فرمایا - کہتے ہین ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو نوے مین عنصری منزل چھوڑ کر علوی وطن کا عزم کیا - خوابگاہ بلخ -

یاد شیخ جنید مفتی

آپ شیخ بہاء الدین قریشی اسدی ہاشمی کے فرزند ہین - صاحب علم - درست احوال - پاکیزہ اخلاق ستودہ صفات اور زاہدانہ افعال تھے - علم کی تحصیل اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے کی تہی - بے مہانون کے کہانا نہین کہایا کرتے تھے - اس طریقہ سے آپ نے خلیلی رسم زندہ کر رکھی تہی - صاحبان احتیاج کے حق مین آپ کی سفارش موثر ہوا کرتی تہی - اہل ضرورت کی ضرورت کا تعلق جہان ہوتا تہا وہ خواہ کتنا ہی نامہربان اور سیہ دل ہوتا تہا مگر کام بے تامل حسب دلخواہ انجام کو پہونچ جاتا تھا - علی ہذا القیاس آپ کی دعاؤن کا حال تہا - کہ آشنا اور بیگانہ کی مشکلات مین مقبول ہوا کرتی تہین - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ آپ کی گفتار کی پیشانی ناکامی کے داغ دہبے سے پاک صاف تہی - تاریخ چوتہی شعبان ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو آپ روحانی باغ کی سیر کو چلے گئے آگرہ مین مدفون ہین -

یاد شیخ نظام ابن عبدالکریم نارنولی

آپ - حضرت فاروق اعظم کی نسل سے ہین - اور الہداد نام ہے - مولد اور مرقد دونون نارنول مین ہین آغاز شباب مین آپ محقق رہنما کی تلاش کے واسطے وطن سے غربت مین نکل کھڑے ہوئے - اور ہمدرد یار سید فیروز کی ہمراہی مین بہت کچھ نشیب و فراز طے کیا - بہت سی آبادیان اور جنگل دیکھ ڈالے - اور بہت سے سالکون اور مجذوبون کی ملازمت کی لیکن قفل کشا کنجی کوئی ہاتھ نہین لگی - اس اثنا مین آپ گوالیار پہونچے اور چند روز غوث الاولیا قدس سرہ کی خانقاہ مین دیگر خانقاہ نشین صوفیون کے ساتھ رہے - تقدیر مین لکھا تھا جس کے بموجب خواجہ خانون علاتاج ناگوری کی ملازمت سے

اپنی مراد مین کامیاب ہوئے - اور نور خلافت سے - روشنی قلب حاصل کی - خواجہ کی صحبت اقدس
کی برکات سے کمال اور تکمیل کے درجہ پر پہونچے - اور پیر کی اجازت سے اپنے وطن مین آکر رہنمائی کی
مسند پر جلوس فرمایا - پاک ذات اور صاحب استعداد لوگ گروہ کے گروہ آپ کی پرورش اور فیض سے الہی
معرفت کے عالی درجہ پر سرفراز ہوئے - اور ہر ایک صوبہ اور سرکار مین بڑے چھوٹے کی ہدایت کے واسطے
آپ کے فیض یافتہ باخبر اصحاب مین سے ایک ایک صاحب نامزد کیے گئے - آپ کے صاحب ولایت
خلفا کی فہرست بڑی لمبی چوڑی ہے اس کتاب مین نہین آسکتی ہے -

القصہ آپ کی فیض رسانی - نور پاشی - رہبری - اور رہنمائی کا شہرہ اس قدر ہوا کہ تمام اطراف
ہندوستان مین پہیل گیا - آپ کے زمانہ مین بالکل سلطان مشائخ نظام الاولیا **قدس سرہ** کا عہد مبارک
حاصل ہوگیا تھا - اور نارنول کی زمین سے مثل دہلی اشاعت فیض ہوئی تہی - تاریخ اٹھائیسوین صفر ہجری
سنہ نوسو ستانوین کو عالم ناسوت سے عالم ملکوت کی سیر کو روانہ ہوگئے - **مصرع**

سیرگاہش منزل لاہوت باد

یاد شیخ بیارہ نور ظہور رحمہ اللہ

آپ ایک مجذوب تھے جمالی مظاہر سے عشق رکھتے تہے چند سال دیوانگی کا عیش اُٹھایا - اندرونی بے
آرامی بہت کچھ رہتی تہی - اس سبب سے ایک ساعت بہی ایک جگہہ نہین بیٹھتے تہے - اور زبان حال
سے لوگون کو سناتے تہے - **بیت** -

بحسن از بس کہ بسیاریم مائل	بانگ حسن از جا میرود دل

اس مین شک نہین - کہ عشق اور دیوانگی یہ دونون جب دل مین جمع ہوجاتے ہین تو نظر بازی کا شوق ابہر
آتا ہے - اور دور اندیشی اور عقل و فہم - ملک باطن سے کوچ کرجاتے ہین - اس سبب سے آپ کا پردہ فاش
ہوا - اور آپ ہر ایک شمع پر - پروانہ کی طرح گر گر - تکلیف اور مصیبت جھیلا کرتے تہے - ایک روز **راقم**
گذرا آپ کے ساتھہ ایک راستہ مین کھڑا ہوا باتین کر رہا تہا - اتنے مین عماری دار ہاتہی آ پہونچا - آپ نے
اچہل کر ہاتہی کے دانت پر قدم جا جمایا - اور عماری کے پردہ سے لٹک کر ایک پردہ کشا نغمہ کی تان لی -
عماری کے اندر جو عورتین بیٹھی ہوئی تہین - اُنہون نے بیتاب ہوکر پردہ اُٹھا دیا - اور دیوانہ کو اپنے ناز و کرشمہ
کا نشانہ بنا کر خود بہی اُس کے راز و نیاز پر فریفتہ ہوئین - **القصہ** طرفین کی حیرت یہان تک بڑہی - کہ

اُس حیرت کی بیہوشی نے ہاتھی مین بھی سرایت کی - بے اختیار ہوکر فیلبان نے پردہ عماری کا چھوڑا - اور غصہ سے آنکس مار کر ہاتھی کو راستہ پر لایا -

مختصر یہ ہے - کہ چند روز بعد آپ لوگون کی نظر سے مخفی ہو گئے - **مصرع** نمی یابم نشانِ او کجا رفت

یہان تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین شیخ دولت کی زبانی جو نہڑیہ دیپالپور کے تالاب کے کنارہ ایک کوٹھری مین رہتے ہین - کچھ حال سننے مین آیا - اُنہون نے بیان کیا - کہ ہجری سنہ نوسو ستانوین تہا - فقیر اُس وقت اُجین مین شیخ عبدالغفور داؤد کی مسجد نور نام کے اندر رہتا تہا - شیخ بیارہ بھی اُس مسجد مین آکر گوشہ نشین ہوئے - چند روز بعد آپ کو اسہال کی بیماری ہوئی - یہی بیماری اِس عالم سے آپ کے چلے جانے کا سبب ہوئی - اور اُسی مسجد کے صحن مین دفن کیئے گئے -

یادِ سید ابراہیم بھکری

آپ شیخ جلال متہو کے خلیفہ ہین - جو شاہ شاہباز کے بزرگ جانشین تہے - **قدس سرہم**

پیر کی دوستی اور مہربانی - اور حاکم وقت کا آرزو اور نیاز کے ساتھہ پیش آنا - آپ کے برہان پور رہنے کا سبب ہوا بہت برسون تک اس دارالاسلام مین آپنے قیام فرمایا - اور بہت سے لوگ جو صحراے تلاش مین بہٹکتے پہرتے تہے - عرفان اور وجدان کی آبادی مین ہو پہنچ گئے بسیح القلوب سے روایت ہے - ایکدن مین سید کی ملازمت مین بیٹہا تہا - آپنے فرمایا - شیخ شکر محمد عارف **قدس سرہ** سے مینے سنا ہے جس وقت دمامہ ایجادی کا تماشا کر کے زبان حال سے یہ ترانہ گایا کرتے تہے [1] اطاعک العاصی فی عصیانک وذکرک الناسی فی نسیانک حال آنکہ اس بات کے سننے کو ایک زمانہ گزر گیا - لیکن ابہی تک دل کے اندر - اُس بات کا جو ذوق باقی ہے - یہ ذوق شکل فوارگی نہین چہوڑتا ہے - ایک روز ایک سپاہیانہ وضع کا آدمی عرس کی مجلس مین ایک گوشہ سے اُٹہا - اور دونون ہاتہ ادب کے ساتہہ باندہ کر سامنے آکہڑا ہوا - اور رو کر فاتحہ اور دعاے خیر کی التماس کی - جواب پایا - ابراہیم کا باطن آتش نمرود سے بہی زیادہ پر دود ہے - اگر تم کو اسپر اطلاع ہوجاوے - تو سو دفعہ لاحول پڑہکر - اس کی صحبت سے گریز کرو - اور ہزارون مہربانی اور دلسوزی کے ساتہہ - اُس کی بخشش کے واسطے دعا مانگو - یہ جواب سنکر انجمن مین جو لوگ بیٹہے ہوئے تہے اُن مین ایک جوش وخروش پیدا ہوا - ہجری سنہ نوسو اٹہانوین مین آپ شش جہتی

---

[1] نافرمان نے تیری نافرمانی مین گویا فرمان برداری کی - اور بہولنے والے نے تیری نسیان مین گویا تجھ کو یاد کیا ۱۲

قیدخانہ سے رہا ہو کر ہشت بہشت کی سیر کے واسطے ناز کے ساتھ چلے گئے۔ خوابگاہ برہان پور۔ تین لڑکے خلف۔ اور بہت سے خلفا چھوڑے جو روش سلف کے ساتھ متصف ہیں۔

یاد شیخ عبداللہ

آپ کا قدیمی نام بیکہ جی ہے۔ آپ کے باپ قطب خان ضراب خانہ کے داروغہ اور سکہ کن تھے۔ آپ ہی باپ کے کارخانہ کا پیشہ کرتے تھے۔ شروع جوانی میں کدخدا ہو گئے۔ عروس کے ساتھ کمال وابستگی ہوئی۔ جب ناز و نیاز نے ایک دوسرے سے باہم کیف پایا۔ تو شوق اور کرشمہ ایک دوسرے کی مصاحبت سے کامیاب ہوئے۔ یہان تک کہ اجل کی جان گزا تلخی۔ نوعروس کے سلونے مین ڈال کر بلادی گئی۔ فراق کے داغ نے آپ کے شکستہ دل پر دیوانگی کا سکہ جمایا۔ پریشان ہو کر اپنا کام چھوڑ دیا۔ اہل زمانہ کا لباس اُتار کر کمل کی کفنی پہن لی۔ چند روز بعد پیر طریقت کی ہدایت سے آپ کی مجازی محبت حقیقی عشق کے لباس مین نمایان ہوئی۔ بہت برسون تک گھر کے اندر بینوایانہ تنہائی مین بسر کی۔ اور خداشناسی کا راستہ سلوک کی یامردی سے طے کیا۔ آپ ایک خزانہ تھے۔ جس مین دل آویز گفتار کے جواہرات بھرے ہوئے تھے۔ ہجری سن نوسو نناوے مین آپنے چشم عبرت کو نمایش گاہ دنیا کے تماشا سے بند کر لیا خوابگاہ شہر منڈو **مصرع**

باما نزول او بمقام موحدان

یاد شیخ ابویزید

آپ شیخ لشکر محمد عارف کے فرزند ہین۔ **قدس سرہما**۔ جو اصحاب آپ کے پدر بزرگوار کی دعوت ہستی کو قبول کر کے آئے ہوئے تھے۔ جب وہ ضیافت زندگانی ختم ہوجانیکے سبب سے ایک ایک کر کے اپنے اپنے مقام کو لوٹ گئے۔ اور باپ کی جگہہ آپ جانشین ہوئے۔ تو حاکم نے نوجوان بیٹے کا استحقاق مسافر باپ سے کمتر سمجھکر وظیفون کے مواضعات کو ضبط کر لیا۔ چونکہ تسلیم اور توکل آپ کی سرشت مین داخل تھے۔ تو آپنے پیشانی پر چین تک نہین آنے دی۔ اور خانگی روزی کھانے والون کے واسطے آپ کے دل پر مطلق فکر کا غبار پیدا نہین ہوا۔ باوجودیکہ ایک ایک ہفتہ تک بدل ما یتحلل نہین پہنچتا تھا۔ مگر عبادت کی طاقت زائل نہین ہوتی تھی۔ اور آپ کے خاندان پر ہر طرف سے فقر خواہ کتنی ہی چڑھائی کر کے آیا۔ لیکن آپنے پائے تردد خلوتخانہ کی دہلیز سے باہر نہین نکالا۔ البتہ آپ وصیت کے بموجب مسیح القلوب کے درس مین آفتاب طلوع ہونے سے پہلے روزانہ پہونچکر عیسوی فیض حاصل کیا

کرتے تے - **القصہ** راستی اور سلامت روی آپ کا حصہ تہا - ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ مسیح القلوب کے ہمراہ سید ابراہیم بہکری قدس سرہ کی ملازمت کے ارادہ پر جارہے تہے - اثنائے راہ مین ایک خدمتگار نے یکایک گہر سے ایک دل آزار خبر لاکر آپ کو دی - اور بازگشت کے واسطے جلدی کی - آپنے فرمایا - ایک بزرگ کی ملاقات کے ارادہ پر - درست نیت کے ساتھہ چلا ہون - لہذا معاودت نہین کرون گا - کیونکہ شروع کیا ہوا کام - انجام کو نہ پہونچاکر - نفس کے بہکانے سے کسی دوسرے کام مین مشغول ہوجانا صوفی کے واسطے زیبا نہین ہے - تہوڑی سی زندگی مین بہت سارا باقی عرفان آپ نے حاصل کرلیا تھا - ہجری سنہ نوسو ننیانوین مین آپنے اہل جہان سے دل اٹھالیا -

یاد مخدوم نوح ہالاکندی

آپ - سندہ کے بزرگ مشائخ مین سے ہین مسیح القلوب سے روایت ہے شیخ یوسف - رسمی علوم کے آغاز تحصیل مین آپ کے ہم درس تہے - یہ کہتے تہے - آپ کو جذبہ نے ایک بارگی آلیا تہا - ہرچند روز بعد آپ کی زبان مین قوت بیانیہ پیدا ہوگئی - باوجودیکہ علم نحو کی استعداد نہین تہی - مگر قرآن کی تفسیر آپ کئی کئی طرح سے بیان کیا کرتے تہے - کیا سندہ کے - اور کیا تتہ کے اکثر اہل علم لوگ امتحان کے واسطے آکر ہر ایک فن کی اشکلات آپ کے سامنے پیش کیا کرتے تہے - آپ بے تامل ایک روشن جواب کے ساتہہ خدشات کی شورش دبادیتے تہے - اور معترضون کو معتقد کرلیا کرتے تہے حکیم عثمان بوبکانی سے روایت ہے - مین ایک روز مخدوم کی خدمت مین گیا - اور چاہا کہ علمی کمالات حاصل ہونے کے واسطے دعا کے لئے التماس کرون - ہنوز ضمیر کی مخفی بات عبارت مین نہین آنے پائی تہی - کہ آپنے فرمایا[۱] واتقوا اللّٰہ یعلمکم اُس وقت سے میرا اتقا اور علم روز افزون ہے - بعض کہتے ہین - کہ قرآن کے معانی کی تعلیم آپ کو من عند اللّٰہ ہے - اور بعض کا یہ بیان ہے کہ خضر علیہ السلام سے ہے - اور بعض روایت کرتے ہین ایک بزرگ خراسان سے اس قصبہ مین آئے تہے - اُن کی تلقین سے پہونچا جو کچھہ پہونچا -

یاد شیخ مبارک مجذوب

آپ کی حالت دل فریب - اور صحبت خوش گوار تہی - آگرہ مین ڈہولی کہال دروازہ - خس پوش گہر کے اندر مدتون تک جگر گدازی کے ساتہہ بسر کی - چونکہ دل کی تعمیر کا کام درپیش تہا - اسواسطے آپ

---

[۱] اتقا کرو - اللہ تعالیٰ اجل شانہ تم کو علم نصیب کریگا ۱۲ -

اگلی مبنیاد کی طرف متوجہ نہین ہوئے۔ واپسین سفر کے بعد۔ اس زمانہ مین آپ کی قبر پر پختہ اینٹون کی ایک عمارت بنادی گئی ہے۔ لراسمہ

چرا لبکار رو گردل نہد بہشت طلب	بناے قصر بہشت ست بر عمارت دل

یاد سید حبیب رحمہ اللہ

آپ کا جذبہ سلوک کے ساتھہ شامل تھا۔ اور مستی ہوشیاری کے ساتھہ ملی جلی تھی۔ پوشیدہ واقعات اور پنہانی حالات کا آپ کی بصیرت کے آئینہ مین عکس پڑتا تھا دارالسلطنۃ آگرہ مین شاہ قلی خان محرم کا ایک باغ ہے۔ جو دولت۔ اور فقرا کی صحبت مین مشہور ہین۔ اس باغ کے پہلو مین آپ کا گھر تھا۔ لراسمہ

ذرہ از مستی بمن نہ گذاشت	اندکے سکر برد و بختی صحو

یاد شیخ نظام مجذوب

آپ نے اہل زمانہ کی طرح لکڑی اور رسی سے ایک لمبا چوڑا مچان بنا رکہا تھا۔ جس پر دس آدمی آسودگی کے ساتھہ لیٹے لیٹ سکتے تھے۔ آپ ہمیشہ اسی پر بیٹھے رہا کرتے تھے۔ اور اس پر سے بہت کم نیچے اُترتے تھے۔ جو کچھہ آپ کی زبان سے نکل جاتا تہا دیر سے یا جلدی سے۔ وہی وقوع مین بھی آجاتا تھا کہتے ہین۔ جس زمانہ مین شیخ ابوالفضل مبارک کے ہوش اور عقل کو روز افزون ترقی ہوتی جاتی تھی۔ عقلی و نقلی علوم کی تحصیل مین نمایان افزایش تہی۔ اور خلوت نشینان صورۃ و معنی کے آستانہ کی حاضر باشی مین۔ کمال کوشش تہی۔ اُس زمانہ مین جب مشار الیہ شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوتا تہا۔ تو آپ بلند آواز کے ساتھہ فرمایا کرتے تھے۔ آؤ۔ وزیر چغتائی آؤ۔ بالآخر شیخ ابوالفضل مبارک تہوڑے ہی عرصہ مین شہنشاہ زمان اکبر شاہ کی خدمت سے بڑی دولت پر سرفراز ہوئے۔ اور سلطان کی مصاحبت اور ہمدمی کا خلعت پایا۔ نیز کئی صوبون کی جاگیر دار ہوئے۔ شیخ ابوالفضل مبارک کے چھوٹے بہائی۔ شیخ ابوالبرکات مبارک نے آگرہ مین آپ کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کرادیا ہے۔ خداے تعالی اُسکو جزاے خیر عطا فرماوے۔

مصرع از جیب نیستی طلبان دوست سرکشد

یاد شیخ عبدالجلیل ناگوری

آپ کو ارادت اور نیز خلافت چشتیہ معینیہ سلسلہ سے تہی۔ آپ کا سکر۔ آپ کے ہوش پر غالب تہا جب آپ ہوش مین آتے تھے تو اپنے ہمدمون کو قیل و قال کے گرفتار علما۔ اور دانش کے

خریدار طلبا کی ہم نشینی اور ہمدمی سے منع فرمایا کرتے تھے - جب حالت ہوش کے بعد پھر استغراقی حالت کا عود کر آنا - دوسری قسم کی باتون کی گنجایش نہین دیتا تھا - توسواے اسکے - کہ آپ سب کو دعا دیکر بیخودی مین محو ہوجاوین اور اپنے تئین حوالہ مستی کردین - کوئی چارہ کار نہ تھا -

یاد ملک محمود بیارہ

آپ سلک خاندیس کے وزیر زادہ تھے - اور آپ کے سبب سے فضلاے زمانہ کو اعتبار حاصل تہا ربانی کلام کا حفظ - عربی زبان اور فارسی عبارت کا علم - اسماے رجال کی یادداشت طبیعت کی موزونی سنجیدہ کاری - انفاس کی پاسبانی - جوہر شناسی - اور اندرونی صفائی - یہ تمام صفات - آپ کی ذات مین کمال کے درجہ پر حاصل تہین - فرماتے تھے - جب پدر بزرگوار کو واپسین سفر کی اجازت آئی - تو نوبت وزارت میرے نام پر پہونچی - یہ کام شروع سے ہی مجکو دشوار معلوم ہوا - اور ترک کا خیال بالکل دل مین سمایا - اس اثنا مین ایک روز شاہ منصور مجذوب کی خدمت مین گیا - تو شاہ صاحب نے فرمایا - محمود فارسی قرآن جو تمنے ان ایام مین بہم پہونچایا ہے لاؤ - آپ کہتے تھے - مینے مولوی کی مثنوی خریدی تھی وہ شاہ صاحب کی خدمت مین لے گیا - فرمایا کہولو - اور پڑہو - جب چند بیتین پڑہی گئین - تو فرمایا کہ ہمیشہ اسی کتاب کے مصاحب رہنا - بہت سہل طریقہ کے ساتھ آزادی منصب گرفتاری سے حاصل ہوجاویگی - مینے شاہ صاحب کے فرمانے پر کمال کوشش کے ساتھ عمل کیا - اور عجلت کے ساتھ ظاہری منصب سے دل ہٹا کر بیکاری اختیار کرلی - اس کے بعد مین شاہ صاحب کے ارشاد سے سید عبد شاہ بخاری کی خدمت مین احمد آباد گیا اور ان کی ملازمت سے بہت کچھ فیض حاصل کیا میر عبد شاہ قطب عالم بخاری کی پوتے - اور سجادہ نشین ہین - انہین ایام مین سفر حجاز کی بھی توفیق ہوئی - اور حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً کی زیارت سے مشرف ہوا - اس مبارک سفر سے سعادت کرنے کے بعد چند روز اجمیر مین مقیم رہا - اور نیز اُس وقت مین روضہ معین الاولیا کا متولی بھی ہوگیا - یہان سے ہجری سنہ نوسو پچاسی مین احمد آباد کی طرف منڈو (مانڈو) کے راستہ سے گیا - اس وقت مین راقم نے بھی آپ کی دست بوسی سے برکت حاصل کی تھی - کہتے ہین - آپ کو جملہ نامور خانوادون سے خلافت اور نسبت تھی بالخصوص مغربی مشائخ اور بخاری سادات کے سلسلہ سے استحکام کے ساتھ وابستگی رکھتے تھے - ہجری سنہ ایکہزار مین سامان زندگی - آہی عالم کی سیر کے واسطے باندہ گئے - خوابگاہ احمد آباد

مصرع جملہ کارش را بنابر عاقبت محمود باد -

یاد سید مصطفی محبوب اللہ

آپ سید حسین چشتی کے پوتون مین سے ہین۔ ہمیشہ بیش بہا خلعت پہنا کرتے تھے۔ اور معشوقانہ وضع رکھا کرتے تھے شیخ مشائخ کے بیٹے ملک شیر کہتے ہین۔ ایک رات عرس تھا۔ اس رات مین سید حسین نے مجکو قطب زمان شیخ عبدالملک کے بلانے کے واسطے بھیجا تھا چونکہ شیخ عبدالملک سلس البول کے مرض مین گرفتار تھے۔ اور رات تھی۔ اسواسطے نہین آئے۔ کہ معلوم العذر بیمارون کا بلانا دن مین بہتر ہے اور اگر رات مین بلانے کا موقع آوے۔ تو بلانے والے مین مردانگی چاہیئے۔ ملک نے پیغام سید کے نزدیک پیش کیا۔ تو سید۔ تامل کے بعد فرمایا۔ ملک شیر جاؤ۔ اور کہو۔ جس طرح اشارہ فرمایا گیا ہے اُسی طرح بلانا چاہتا ہون جب شیخ عبدالملک۔ نے یہ جواب سنا۔ تو بے تامل مجلس عرس مین چلے آئے۔ صبح تک وجد و سماع مین مصروف رہے۔ اور استنجا کی ضرورت نہیں ہوئی۔ اور سید کو فقیر نے کچھ اوپر ایک سو کلمہ خ دیے۔ اور جب مین نہین ہوتا تھا۔ تو دوسرے خادم پہونچاتے تھے۔ القصہ آپنے مذکورہ بالا بیماری شیخ عبدالملک سے سلب کرلی۔ اور اسے اوپرے لی۔ مسیحائی تصرف کو آپنے ایوبی ولایت کے ساتھ ملا دیا۔ آپ کی خوابگاہ احمد آباد گجرات مین ہے۔ **مصرع** وصل حق تا ابد بکامش باد ؛

یاد شیخ محمد نابلوسی

نابلوس۔ شام کا ایک قصبہ ہے۔ یہان کی آب و ہوا خوش گوار ہے۔ سیاح لوگ اس کی زمین کو بہشت کی زمین بتلاتے ہین۔ اس قصبہ کے باشندے۔ نقد بہشت سمجھتے ہین۔ آفاق کے مسافر عاریتی بہشت جانتے ہین۔ اور جو لوگ دور ہونے کے سبب سے محروم ہین۔ وہ بہشت موعود کی طرح ادھار کرکے ملنتے ہین آپ اپنی زاد بوم سے چل کر مصر مین آئے۔ اور یہان پر سعادت مند اولیا اللہ کی دوستی اور کشش کے سبب سے وطن اختیار کرلیا آپ نے اپنی زندگی کے ہرسال کو از روی عبادت تین حصون پر تقسیم کرتے تھے۔ چار مہینے درس مین صرف کیا کرتے تھے دوسرے چار مہینے سفر حجاز مین گذارتے تھے۔ اور تیسرے چار مہینے جہاد کے واسطے اسکندریہ مین جا کر رہا کرتے تھے اس طور پر آپ زمانہ ہوش ہی و اپسین نفس تک اپنے اعمال کے روزنامچہ کی خانہ پری کرتے رہے۔ خوابگاہ مصر **مصرع** روح او در کنار راحت باد ؛

یاد شیخ قاسم

آپ شیخ یوسف سندھی کے صاحبزادہ شیخ طاہر محدث کے چھوٹے بھائی۔ اور شیخ الغلوب کے باپ ہین۔ تقوی۔ توکل۔ اور تصرف یہ جملہ اوصاف حمیدہ آپ کی ذات مین موجود تھے۔ آپ کے پیر بیعت

شیخ بہاء الدین پدر شیخ کبیر ہین - جو دسوین صدی کے اخیر مین شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے جانشین تھے -

مسیح القلوب بیان کرتے ہین - ہنوز میرا زمانہ ہوش نہین آیا تھا - کہ آپ کا سایہ عاطفت میرے سر پر سے اٹھا لیا گیا - اُس وقت مین پدر بزرگوار کے بعض ہمنشینون سے مینے سنا ہے - کہ توحید دانی - خدا شناسی - اور وحدت وجود کے اعتراف کے بارہ مین لوگ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے - اور آپ کی بہت کچھ خارق عادات - اور بے تعینی و آزادی کی باتین - بیان کیا کرتے تھے - منجملہ اون کے ایک واقعہ مجھے یاد ہے -

"ایک روز میری ماں بچون کو ہمراہ لیکر میرے عم مکرم شیخ طاہر رحمۃ اللہ کے گھر گئی تھین - عم مکرم کا گھر دو - تین گلی کے فاصلہ پر تھا - پدر بزرگوار کا ارادہ ہوا - کہ آپ بھی وہان جاوین - لہذا مینے چاہا کہ مکان کو مقفل کر دون - مگر آپ نے اجازت نہین دی - اور فرمایا - اہل حقیقت کا یہ شیوہ نہین ہے - یہ سنکر مین اسی طرح غیر مقفل دروازہ چھوڑ کر چلا گیا - راقمہ

درِ این خانہ بے لوح ست غوتی از خرد نبود		بپاس ساعش رخنہ دیوار بربستن	

اللہ تعالی جل شانہ کا احسان ہے - کہ واپس آکر تمام چیزون کو اپنی مقامات پر بدستور پایا - اور آپ کے توکل کی بدولت کسی چور کا ہاتھ کسی شے کو نہ لگا"

" اور اب اس زمانہ مین اپنے عم اُستاد سے مینے سنا - کہ فرماتے تھے - میرے چھوٹے بھائی شیخ قاسم کا مشرب صوفیہ تھا - اور اُن کی دل آویز گفتار - اور پسندیدہ افعال سے اخیار اور ابرار کی علامتین ظاہر تھین"

نیز مسیح القلوب کہتے تھے - جب شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ مجکو بدون میری خواہش کے - ازلی مشیت کے بموجب برہان پور سے دار السلطنۃ آگرہ کو لے گئے - تو چند روز بعد مینے اپنے پدر بزرگوار کو خواب مین دیکھا آپنے ایک سندھی زبان کی بیت اس مضمون کی پڑھی - اے فرزند - بجھہ کو ہرچند لفظ لا کے ساتھ درمیان مین سے ہٹا کر نیست کر دیا - مگر تو ابھی تک اپنی ذات مین زعم ہستی رکھتا ہی ہے کہ جب مین بیدار رہوا - تو اس اشارہ سے دل مین یہ خیال پیدا ہوا - کہ اپنی رہائی کے واسطے تفکر کے ذریعہ سے تدابیر نکال کر زبان سے بیان کرنا - اس سے مطلب فنا حاصل نہین ہوتا ہے - بلکہ ایسا کرنا دراصل اپنے تئین تسلیم اور رضا کے مرتبہ سے شکوہ اور فکر کی پستی مین ڈالنا ہے - لہذا یہ شیوہ چھوڑ دینا چاہیے - اس خیال کی بنیاد پر انواع واقسام

کے تخیلات کا تموج دل سے دور کردیا - اور آسودگی حاصل ہوئی - اور ایک ہفتہ سے کم مدت مین وطن آنے کی اجازت مل گئی - یہ بیشک سچ ہے - حضرت یوسف علیہ السلام نے جو غیر سے استمداد کی تہی - تو یہ استمداد زندان مین بِضعَ سِنِین[1] تک قیام کرنے کا باعث ہوئی تہی -

یاد شیخ بہول مجذوب

آپ کی ذات سے خرابات کا مکان زیادہ رونق پاتا تھا - خرق عادات کی قوت حاصل تہی - اور الہی جذبات بہی آپ مین موجود تہے - چند سال تک ٹٹیا محل مین زیر زمین غار کہود کر اوپر سے خس پوش کرکے بسر کی (ٹٹیا محل دار السلطنۃ آگرہ مین ایک مشہور جگہہ ہے) اس وقت مین خس پوش مکان کی جگہہ ایک بڑا عالی شان محل ہے - بیت

جاے دیدار دلبر دو جہان	قصر فردوس و کاخ دل باشد

یاد سید جمال

آپ شیخ ابراہیم میان آبا کی مسجد مین مدرس تہے - نیز عابد وقت - اور زاہد زمانہ تہے - احیاء العلوم اور عین العلم کے مطالعہ سے ایک خاص تعلق رکہتے تہے - شیخ محی الدین عربی کی تصنیفات پر آپ کا دل مائل نہین ہوتا تھا - لیکن انصاف کو کام مین لا کر باطن سے انکار نہین کرتے تہے - علم حدیث پر بہت کچھ آپ کا دل تھا - جب شیخ طاہر یوسف نے برار سے نکل کر برہان پور کو نورانی فرمایا - تو سید اپنی بزرگی کو چہوڑ کر چند سال تک جب تک کہ زندگی باقی رہی - اپنی مسجد سے روزمرہ شیخ کے درس مین پہونچا کرتے تہے - شیخ کا قیام سندہی پورہ مین تہا - جو سید کی مسجد سے ایک میل کی مسافت سے کچھہ زیادہ ہی زیادہ ہے اس مسافت کا کچھہ خیال نہین ہوتا تھا - چارون فصلون مین برابر جایا کرتے تہے - صحیح بخاری آغاز سے انجام تک پڑہی - مولانا حافظ سندہی جو معنوی خوب رو ہین - آپ کے شریک اور سامع تہے - جب آپ کی زندگی کا ورق لوٹ دیا گیا - تو خوابگاہ شیخ ابراہیم عمر سندہی کے مقبرہ مین بنائی گئی مصرع جمالِ حق فروغ دیدہ اش باد -

یاد شیخ الہداد مارہرہ

آپ کو ہمیشہ تلاوت کے ساتھہ ایک خاص تعلق تھا - آپ نے ہمیشہ زمانہ توکل - تسلیم - اور رضا مندی حق مین گزارا - قرآن کا ترجمہ یاد تھا - کہتے ہین - آغاز جوانی مین ایک حسینہ و جمیلہ عورت کے ساتھہ دلبستگی ہوگئی تہی -

[1] چند سال ۱۲ -

چند سال نظر بازی مین گزرے - بعدہ دل کی اجازت لیکر عقد کر لیا - القصہ ہمیشہ حسین مظاہر پر نظر بازی کے ساتھ زندگی گزاری - لیکن مظاہر مین جو ظاہری مشاہدہ کا ذوق حاصل ہوا تھا - یہ بصیرت کے ذریعہ سے حاصل ہوا تھا ہوا اس بیت کا مضمون زبان حال سے پڑھا کرتے تے **بیت**

حسن خویش از روئے خوبان آشکارا کردہ	پس بہ چشم عاشقان آنرا تماشا کردہ

یاد شیخ محمود بنجارہ

آپ خوبان سکنہ آگرہ مین سے تے - مبدا و معاد کی شناخت مین آپ کا مرتبہ عالی تہا - آپ کے خارق عادت کامون مین سے ایک یہ بہی تہا - کہ دیو سے یا پری سے - جس کسی کو آسیب ہوتا تھا جب آپ کا نام اُس کے سامنے لیا جاتا تہا - یا آپ کے ہاتہ سے پہول لیجا کر ماؤف شخص کو سونگہایا جاتا تھا - تو وہ بہت جلد ہوشیار اور تن درست ہوجایا کرتا تھا گویا سلیمانی ولایت آپ کو حاصل تہی لراسمہ -

کسی کہ نقش ترا بر نگین دل دارد	بکار خلق کند معجزہ سلیمانی

یاد شیخ عبدی ساکن آگرہ

آپ - عابد متوکل - اور عارف زمان تے - سردار پیغمبران علیہ السلام کی محفل میلاد ترتیب ہونے مین استطاعت سے زیادہ کوشش کیا کرتے تھے - اور عمدہ عمدہ طریقہ کے ساتھ انجام دیتے تے غالبًا آپ کو اُخروی کشود کار - اسی پسندیدہ کام کی بدولت ہاتہ آئی تہی - اور یہی خدمت - آپ کی مخدومی اور بزرگی کا سرمایہ ہوئی تہی - اس مین شک نہین - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذرہ برابر محبت بہی آخرت مین تمام اہل عالم کی نجات کے واسطے بس ہے **مصرع** محبت کیمیا ئے اہل درد ست -

یاد شیخ شہاب الدین واصل

آپ - باعمل عالم اور باحضور کامل تہے - شیخ طاہر یوسف اور ان کے بہائی شیخ طیب نے جب اُن کے احوال کا متوسط زمانہ تھا - منہاج العابدین آپ کے درس مین گزرانی تہی - اور نیز آپکی ملازمت سے بہت کچہ فیض پایا تھا - مسیح القلوب نے اپنے عم مکرم شیخ طاہر کے حوالہ سے بیان کیا ہے - کہ کہتے تے - مین ایک روز دسترخوان پر شیخ سے دور بیٹہا تھا - اُس وقت میرے دل مین آیا - کیا اچہا ہوتا - جو مین شیخ کے پیالہ مین شریک ہوتا - فورًا اُسی وقت آپ کے آئینہ خاطر مین عکس پڑگیا - مجکو وہان سے بلایا - اور اپنے برابر مین جگہہ دی - پہر میری یہ آرزو ہوئی - کہ شیخ ایک لقمہ اپنے ہاتہ سے مجکو دیوین - آپنے ایسا ہی

گیا - اور تبسم فرمایا - اس قسم کی بہت سی عجیب و غریب روایتین آپ کی گجرات اور سندہ والون کی زبان زد ہین - آپ کی اولاد بہی بزرگی کے اعتبار سے اپنے آبائے کرام کی خانقاہ کو آباد رکہتی ہے - خدا کرے آباد رہے -

یاد شیخ عبدالملک

آپ - علامہ وقت - اور شیخ ابراہیم کے صاحب زادہ تہے - بہت برسون تک رسمی علوم کا درس دیا جنت آشیانی ہمایون بادشاہ کے زمانہ مین تہے - واپسین سفر کے روز بہی حسب معمول درس دیا - لیکن فرزندون کو اوطالبان علم کو فرمایا - جلد نماز کے واسطے آجاؤ - چنانچہ تعمیل حکم کی گئی - فرض سے فارغ ہونے کے بعد سر سجدہ مین رکہ دیا - اور وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ط پڑہا - اور ترجمہ کا خاتمہ - آخرین سانس کے ساتہ دوش بدوش ہوا - خوابگاہ کالپی مین پدر بزرگوار کے گنبد کے باہر مصرع

بادا نصیب سینۂ او نور معرفت

یاد شیخ الہ بخش چشتی

آپ کے آباو اجداد کا سلوک چشتیہ سلسلہ کی بیعت او خلافت پر تہا - الٰہی مشیت نے آپ کے اعتقاد کی چوٹی خانوادہ شطاریہ کی طرف کہینچ کر غوث الرحمن کے دست تصرف مین دیدی تہی صاحب موصوف کے فیض ارشاد سے قطع منازل مین تیزروی - اور سیر مقامات مین استغراق اس درجہ بہم پہونچا - کہ مناظرہ کے آداب - اور درسیہ قیل وقال کے مقاصد سے دل سرد ہوا - اور تحقیق کی طرف التفات کرنے سے یہ نتیجہ نکلا - کہ زمانہ اور اہل زمانہ کی رسوم سے آزادی مل گئی -

کہتے ہین جس وقت آپ سماع مین محو ہوجاتے تہے - تو غوث الرحمن آپ کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ پر رکہکر گہوما کرتے تہے سینکڑون طرح کی نوازشین اور اکرام کام مین لاتے تہے - چونکہ آپ مغلوب الحال زیادہ تہے آپ کے اوقات اور حالات اکثر وجد و تواجد - اور سکر و بیخودی مین گزرا کرتے تہے - اگرچہ اختلاف ممالک کے سبب نقش اور صورت کی بندش مین ہر جگہہ راگ کا رنگ جداگانہ ہوتا ہے اور صوفیون مین سے اکثر ایسے ہین - کہ جو روش اُن کے ملک کی معمولی ہوتی ہے - اُسی ایک روش کے عادی ہو کر دوسری وضع کی طرف مائل کمتر ہوا کرتے ہین - لیکن آپ کو سرود کی ہر ایک روش - رقت اور شورش پیدا کر کے خوش وقت

۵؎ اور اپنے پروردگار کی عبادت مین لگے رہو - یہان تک کہ تم کو - امر یقینی (یعنی موت) پیش آئے ۱۲ -

کرتی تھی - آپ کا سماع کسی طرز کو چھوڑکر - کسی خاص طرز کے ساتھ خصوصیت نہین رکھتا تھا - آپ کی فہم اور ہمت - سماع و سرود کی تمام روشون پر پہونچ جاتی تھی - اور سماع کے عین جوش مین - جو بات - بشارت یا ڈرانے کی شان مین آپ کی زبان مبارک سے جدا ہوکر ہونٹون تک آجاتی تھی - وہ بہت جلد وقوع پذیر ہوکر عجائبات کے عالم مین مشہور ہوجاتی تھی -

نقل ہے - گوالیار مین ایک روز شیخ نظام نارنولی نے آپ کی مجلس مین کہا تھا - ہرچند ریاضت اور مجاہدہ کیا - لیکن غیب کے خزانچی نے اُس دروازہ کی کنجی - ہمارے ہاتھ مین نہین دی - جس کا کھولنا مقصود درویشی ہے - آپ نے فرمایا **ایہا الشیخ** اس مدعا کے دروازہ کا کُھلنا کیا خاص درکیا عام تمام عالم کا عالم تمہاری بیعت کا طوق اپنی عقیدت کی گردنون مین ڈال لیوے اس بات پر موقوف ہے کہ گرفت مذکور کی صورت گوشہ قلب مین محصور کی جاوے -

کہتے ہین - جب شیخ الہ بخش کا زمانہ پیری آیا - تو آپ نے قرآن کی حقیقت آمیز تفسیر - اور صحاح احادیث کی لطافت انگیز شرح کی طرف کامل طور پر متوجہ ہوکر شغل اختیار کرلیا تھا - یہان تک کہ خاک نمناک کے دائرہ سے نکل کر عالم پاک کے کنگورہ پر عروج فرما گئے [لہ] کان ذلک فی اثنا عشر من ربیع الثانی من سنہ سبع و سبعین و تسعمائۃ **مصرع** سخن او حدیث تقدیر ست -

یاد شیخ علی متقی

آپ حسام الدین جونپوری کے فرزند ہین - خداپرستی - پرہیزگاری - تن گدازی - اور نیکوکاری - ان جملہ صفات مین آپ کی ذات سے فروغ تھا - آپ کسبی علوم - اور کشفی معارف مین صاحب ولایت علما کا درجہ رکھتے تھے - ہجری سنہ نوسو ترپین مین ہند سے حرمین شریفین کی طرف کوچ کیا وہان پر شیخ ابوالحسن بکری شافعی مصری - اور نیز دیگر اعجاز بیان محدثون کی ملازمت مین رہکر جملہ صحاح احادیث کی کامل طور پر تصحیح کی - بہت سے ذی استعداد لوگون کو اپنے فیض اور فائدہ سے اُستادی کی مسند پر بٹھایا - اور فن حدیث مین لوگون کی رہنمائی کے واسطے بہت سی سودمند تالیفات چھوڑی ہین منجملہ اُن کے ایک کتاب آپ کی ہے - جس مین ایک لاکھ حدیث لکھی ہے - اور شیخ جلال سیوطی کی کتاب جامع الصغیر پر ایک عمدہ فہرست ابواب کے ذریعہ سے بنائی ہے - نیز سلوک اور تصوف مین بھی چند رسالے تحریر فرماکر اہل جہان کے

[لہ] واقعہ تاریخ بارھوین ربیع الثانی ہجری سنہ نوسو ستتر مین ہوا ہے - ۱۲

واسطے اپنے کمالات کا نمونہ چھوڑا ہے۔ پدر بزرگوار فرماتے تھے۔ جب آپ سفر حجاز کو تشریف لیئے جاتے تھے۔ تو منڈو (مانڈو) کو بھی آپکے عبور سے شرف حاصل ہوا تھا۔ اپنی والدہ کی بیماری کے سبب سے چند روز بے ارادہ قیام کرنا پڑا۔ آپ کی فیض بخش ملازمت مین معرفت کی باتون کے بیان سے فائدہ کا بہت کچھہ حصہ لوگون کو ملا۔ جب پاک دامن مریضہ نے جہان فانی کو رخصت فرمایا۔ تو آپنے حوالہ خاک کر کے دوسرے روز کوچ کر دیا۔ اور وداع کے وقت مجھہ سے کہا۔ کہ پتھر ایسی جگہہ سے نہ اُٹھائے جاوین۔ جس مین دوسرے کی ملک کا وہم ہو۔ بلکہ سر راہ سے جس طرح کا اینٹ پتھر ہم پہونچ جاوے۔ اُٹھا کر مقبرہ مین صرف کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ ذکر۔ فکر۔ شغل۔ مراقبہ۔ اور نیز دیگر نفل عبادات مین پوشیدگی کو کمال درجہ کام فرماتے تھے۔ اِس بنیاد پر لوگون نے آپ کی نسبت قیاس نقشبندیہ شرب کا کیا ہے۔ ہجری سنہ نوسو چھپتہر مین جب آپ مکہ معظمہ مین تھے۔ فرمان طلب صادر ہوا۔ آپنے قبول فرما کر عالم ترکیب کی قید سے آزادی پائی۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ آپ کو سنت نبوی علیہ السلام کی پیروی مین اہتمام بہت کچھہ تھا۔ اِس سبب سے الفاظ **متابعۃ نبی** (۹۷۵ھ) شمار مین آپ کے سال رحلت کی برابر آ گئے۔ اور چونکہ اُس مقام کے شرفا اور علما۔ اپنے شہر کا شیخ جانتے تھے۔ اسواسطے الفاظ **شیخ مکہ** (۹۷۵ھ) بھی آپکے سال انتقال کی برابر ہوئے **مصرع** پیرو خاص مصطفیٰ است علی۔

یاد شیخ خواجہ عالم

آپ۔ باپ کی طرف سے خواجہ مودود چشتی کو۔ اور ماں کی طرف سے مخدوم شیخ جلال پانی پتی کو پہونچتے ہین۔ غوث الرحمٰن کے بالخلاص مرید۔ اور خاص خلیفہ تھے۔ آپ کے حالات کا کسی قدر بیان۔ اس طرح ہے۔ کہ جب سینہ کے عنصری طاق مین (جو قندیل قلب کے رکھنے کی جگہہ ہے) استعداد اور قابلیت کے نور کا عکس۔ چراغ کی طرح پڑا۔ تو آپنے دینی علوم۔ اور یقینی معارف کی شاہراہ مین ہمت کا قدم استحکام کے ساتھہ رکھکر۔ علوم کے چمکدار جواہر بہم پہونچائے۔ اور ان کو طبیعت کے خزانچی کی تحویل مین رکھا۔ باقی زمانہ زندگی جو رہا۔ یہ طالبانِ علم کی فیض رسانی مین صرف کیا۔ خاتم نبوت علیہ السلام کی سنت کی پیروی مین تیراندازی کی مشق اِس درجہ کی۔ کہ خطا قبضہ امکان سے باہر ہوئی۔ اور ہمیشہ ابتغاءً لوجہ اللّٰہ لشکر اسلام کے ہمراہ۔ حرب کفار کے مقام پر پہونچکر درست تیراندازی کا امتحان مقبولیت کے ساتھ دیا۔ جب ملک علام کی طرف سے فرمان طلب آیا۔ تو آپنے عارف وقت شیخ عبد الملک شطاری

اور قاضی عبدالقادر کو اپنی عیادت کے بہانہ سے طلب فرمایا - اور کہا - کہ سرور انبیا علیہم السلام باصحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف ارزانی فرماکر مجکو بلاتے ہین - آپ دونون بزرگ اصحاب آگاہ اور گواہ رہین کہ مین اپنے اسلام کی جنس اور ایمان کا نقد صحرائے ناسوت کے لٹیرون کی لوٹ سے صحیح وسالم ملکوت کے دارالاسلام کو لئے جاتا ہون - اور حکم ہے کہ میری قبر بیرپور مین بنائی جاوے - مصرع

خواجہ عالم شد ندیم خواجۂ عالم در بہشت

یاد شیخ جیوہ

آپ کا نام عبدالحی ہے - حضرت غوث الرحمن کے بڑے خلیفہ ہین - ہمیشہ ریاضت کے گریبان مین سر جھکا ہوا اور قناعت کے دامن مین پانون سمٹا ہوا رہتا تھا - کنج توکل - گوشہ تسلیم - زاویہ فقر - کلبہ تنہائی - صحرائی آزادی - ویرانہ بیخودی - اور حجرہ شکیبائی - یہ سات مقامات آپ کی دنیاوی تجرید کی سات اقلیمین تہین - جس وقت تک آپ کے نورانی جسم پر زندگی کا خلعت رہا - اوس وقت تک آپنے فتوحات قبول کرنے کے واسطے ہاتھہ آستین سے باہر نہین نکالا - نہ لینے کی عادت سے استغنا کی پیشانی کو داغ دار نہین بنایا - اور نہ اپنی ہمت کو اس عادت کے رنگ سے رنگین فرمایا -

شیخ داؤد شطاری سے روایت ہے - ایک روز حضرت غوث الرحمن نے چاول اور نیز دیگر غلہ سے بار کیئے ہوئے - چند نرگاؤ - آپ کے گہر والون کی قوت کے واسطے بہیجے - آپنے اُن کو نہین لیا - حضرت غوث الرحمن نے فرمایا - پہر لیجاؤ - اور یہ کہو - پیر کی بہیجی ہوئی شے نہ لینا - ادب کی عمارت کا ڈہا دینا ہے - آپنے جواب مین کہلا بہیجا - بہیجی ہوئی شے کسی کی ہی ہو - مرید جیوہ معذور ہے - نہین لیوے گا - پہر حضرت غوث الرحمن نے فرمایا - ایک بار اور لیجاؤ - اگر نہ لین - تو سرزنش کرنا - کہ تمہارے پیر فرماتے ہین - دفتر خلافت سے تمہارا نام کاٹ دون گا - آپنے جواب دیا - پیر کی رہنمائی کی بدولت - رد کے خوف کا - اور قبول کی اُمید کا نقش - خاطر درویش سے بالکل دہو دیا گیا ہے - یہ تہدیدی پیغام ہی نقش برآب ہے - جب یہ جواب حضرت غوث الرحمن کی خدمت مین عرض کیا گیا - تو مزید رقت اور افزونی توجہ کا باعث ہوا - حضرت غوث الرحمن بے اختیار اپنے خلوتخانہ سے نکل کر مرید کے تکیہ مین آئے - بہت کچھہ نوازش اور مہربانی کام مین لائے - اور نہایت گرم جوشی کے ساتھہ ہم آغوش ہوکر یہ خوشخبری سنائی - عبدالحی استقامت اور ثابت قدمی کے منصب کا فرمان - آج تمہارے نامی نام پر مہر اور دستخط سے مکمل ہوگیا - اب تم الاستقامۃ فوق الکرامۃ

کا علم طریقت کی معرکہ آرائی مین نصب کرو - اور ؎ فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ کا تاج - افعال کے سر پر - اور فقر کی ہفت کشور کی سلطنت اپنے اوپر مسلم سمجھو -

کہتے ہین - جب گوالیار مین لوگون کے ہجوم سے آپ کے اوقات مین خرابی کا نقصان پیدا ہوا - تو آپ یہان سے بہت جلد دہلی کی طرف چلے گئے - چند روز بعد اس جگہہ بھی ایسی ہی صورت پیش آئی اسواسطے اس شہر سے بھی عجلت کے ساتھہ اٹھہ کھڑے ہوئے - اور پانی پت مقام کو روانہ ہو گئے - یہان بھی بدستور آپ کے اوقات مین آفت پیش آئی - لہذا یہان کی اقامت سے بھی دل اُٹھانا پڑا - اور قصبہ بدولی مین جاکر دریاے جمنا کے کنارہ - خدا پرستی کے واسطے ایک حجرہ اختیار کیا - اور جس قدر آب حیات زمانہ کی ابریق مین رہا تھا - اُس کو ظاہری اور باطنی طہارت مین صرف فرماکر خاک پاک کے خلوتخانہ مین گوشہ گزین ہو گئے - اور دائمی خوابگاہ بنالی - مصرع باد خاک پاک او رشک بہشت -

یاد شیخ وجیہ الدین احمد

آپ شیخ نصر اللہ علوی کے بیٹے تہے - مولد اور مرقد دونون احمد آباد گجرات مین ہین - آپ دونون جہان کے قطب - دونون جہان کے حقائق کے مرکز - حصولی اور حضوری علوم کے مالک - اکتسابی اور وہبی فنون کے خداوند - کتابی منقوش اشیا کے رموزدان - اور اسرار لوح محفوظ کے رازدار تہے - کہتے ہین - آپنے علمی صورت سے نقل کر ہجری سنہ نوسو دو مین عنصری پیکر کے وطن کو اپنی ولادت کے جلوہ سے منور فرمایا - اور ولادت کے بعد پانچوین سال کے آغاز سے اخیر مینتیس سال تک آپ طرح طرح کے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل مین مشغول رہے - یہان تک کہ ساٹہہ علم سے زیادہ ہی زیادہ آپ کو حاصل ہو گئے - جب مجازی کثرت آباد سے حقیقی وحدت گاہ کو آخرین سفر ہوا - تو تاریخ اُنتیسوین صفر تہی - اور ہجری سنہ نوسو ستانوین تہا - اُس وقت تک آپ تمام علوم کے درس دینے مین مشغول رہے - اور اللہ تعالی اجل شانہ کی بخششین آپ کے اوقات عزیز کے شامل حال رہین - اس باسٹھہ سال کی مدت مین آپ کی فیض رسانی کی بدولت بہت سے ذی استعداد لوگون نے آپ کی شاگردی سے خلعت اُستادی پایا - اور بہت سے بلند ہمت صوفیون نے آپ کی دلنشین تلقین سے خرقہ خلافت حاصل کیا -

مولانا عالم گلبہاری اپنے تذکرہ مین لکہتے ہین - کہ ہجری سنہ نوسو تراسی تہا جینے وجیہ الحق کی

؎ کہڑے ہو جاؤ جیسے حکم کئے گئے ہو ۱۲

خانقاہ مین آکر مریدون کے طریقہ پر فیض یابی کے لئے التماس کیا تھا - آپنے فرمایا - تم کو ظاہری علم کامل طور پر حاصل ہے - تم دوسرے لوگون کی تکمیل کے محتاج نہین ہو - اپنی معلومات کو کام مین اور تکرار مین لانا چاہیئے - مینے عرض کیا - اِن مقاصد کے سوا - کسی شغل کی آرزو رکھتا ہون - آپنے فرمایا - اس سے زیادہ کیا بہتر ہے - کہ باطنی سعادت کے اسباب بھی ہاتھ آجاوین - منجملہ منہ کلام یہ ہے - کہ آپنے تقریب کا موقع نکال کر یہ ماجرا بیان فرمایا - جن مقدمات پر الٰہی حقائق کا دریافت - اور کشف موقوف ہے - اُن مقدمات کی تحصیل کا شوق میرے دل مین بھی اُس وقت پیدا ہوا تھا - کہ جب مین درس اور تدریس مین مشغول تھا - ناگاہ ایزدی مشیت جس کی ہر ایک مقدر شے مین سو سو نکتے اور نیرنگیان ہین حضرت غوث الرحمن کو گوالیار سے گجرات کی طرف کھینچ لائی - یہ صورت وجیہ الدین کو (مجکو) حضرت غوث الرحمن کی شرف پابوسی سے مشرف ہونے کا باعث ہوئی - اور بہت تھوڑے عرصہ مین صاحب ممدوح کی کیمیائی پرورش کے ذریعہ سے میرا اسلام تانبے کی طرح کندن سونا بن گیا - رسمی عقائد کی قید سے نکل کر حقیقی ایمان کی بہشت مین چہل قدمی کرنا نصیب ہوا - اور چند روز بعد خلافت مطلق کا خلعت پاکر سرفراز ہوگیا - اور پالیا جو کچھ پاس نہ تھا - اور جو کچھ پاس تھا - پھر وہ نہ ملا - **بیت**

انچہ حق بہر بندگان آراست
آرزو آنچنان ندانند خواست

خاص مسیح الاولیا کے خدا کے مضمون سے ہی ایک شکل آپ کے خرق عادت کی ظاہر ہوتی ہے مجملاً واقعہ ہذا کا بیان اِس طور پر ہے - کہ ایک روز خواجہ عبد الشہید کے ایک مریدنے وجیہ الحق کی خدمت مین یہ ماجرا عرض کیا - فقیر اپنے وطن مین ایک سخت مرض کے اندر مبتلا ہوگیا تھا - یہان تک کہ لوگون کو صحت ہونے سے مایوسی ہوگئی تھی - خیر - مین پیر کی اجازت سے - پیر کے آستانہ پر جا پڑا - اس خیال سے کہ اس جگہ کا موجود ہونا بشرط حیات یقیناً جلد تن درست ہوجانے کا سبب ہے - اور بشرط موت بلاشک حصول آسائش کا باعث ہوگا - گو دیر سے سہی - ایک روز پیر نے مراقبہ کے واسطے زانو پر سر رکھا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک نورانی شخص ایسے لباس مین جو ہمارے ملک کے اعتبار سے غیر متعارف ہے - حجرہ مین آئے - کچھ دیر کے بعد پیر نے فقیر کو بھی حجرہ کے اندر بلالیا - آنے والے نورانی شخص نے پانی کے اوپر دم کرکے بیمار کے لئے گویا شربت شفا بنایا - فی الفور مجکو آثار صحت اپنے جسم مین معلوم ہونے لگے اسی وقت وہ خضر رفتار مسیحا حجرہ سے نکلے - اور میری آنکھون سے اُن کا مبارک حلیہ پوشیدہ ہوگیا - مینے پیر

سے دریافت کیا - کہ ان بزرگ کا نام کیا ہے - جو مسیحا مشرب اور محیٔی مظہر ہین - اور ان کا مقام کہان ہے فرمایا
نام شیخ وجیہ الدین احمد - اور مسکن احمد آباد گجرات ہے اسم المحیی کے مظہر اس زمانہ مین آپ ہی ہین -
جب میری نظر تمہاری دشوار بیماری پر پڑی - تو نا اُمیدی کا اثر دل مین محسوس ہوا علاج کے واسطے محبت
اُٹھ کھڑی ہوئی - لہٰذا ضرورۃً مینے آپ سے استمداد کی - اس کے بعد تمنے دیکھا ہی جو کچھ گزرا - اور معلوم ہی
کیا جو کچھ پیش آیا - جب پیر کی زبانی مینے یہ ماجرا سنا - تو اس ملک کے سفر کی اجازت لیکر روانہ ہوا - طلب
اور ارادت صادق تھی کہ اُس کی برکت سے قدمبوسی کی سعادت کو پہونچ گیا - الحمد للہ مینے پا لیا جو کچھ
چاہتا تھا -

شاہ شیخ جی کے ایک مرید شیخو نام قصبہ کپڑبنج[1] مین رہتے تھے - اور احمد آباد کی سیر کے واسطے کبھی
کبھی آیا کرتے تھے ایک دفعہ اُن کے دل مین یہ بات آئی کہ اس شہر مین آنا - اور وجیہ الحق کی ملازمت بدون
حاصل کئے ہوئے لوٹ جانا - نا سعادت مندی کی نشانی ہے - اس بنیاد پر عزم ملاقات کر کے ایسے وقت مین
پہونچے - کہ شیخ طالبان علم کے درس سے فارغ ہو کر گھر مین تشریف لے گئے تھے - جب آپ کو اطلاع پہونچی -
کہ فلان درویش دروازہ پر کھڑا ہوا قدمبوسی چاہتا ہے - تو گھر سے باہر نکل آئے - مصافحہ کے بعد زائر نے آرزو
کی - کہ ملاقات کا ثمرہ ظاہر ہونا چاہیے - آپنے فرمایا شیخو - روبرو دیکھو - پھر دریافت کیا - فقیر کی صورت سے
کس کی صورت تم کو نظر آتی ہے - عرض کیا - حضرت غوث الرحمن کا حلیہ شریف نظر آتا ہے - پھر فرمایا -
اور نظر کرو - جب دیکھنے والہ کی نظر آپ کے چہرہ پر پڑی - تو دریافت فرمایا - اب کس کی شکل ہے - جو درویش
کی صورت سے ظاہر ہو رہی ہے - عرض کیا - خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال جمال
ظاہر ہے - تیسری بار فرمایا - اور زیادہ تامل کر کے دیکھو - اور معلوم کرو - کہ اس دفعہ کس کی تجلی ہے - اور کیا ہے
زائر نے سبحان اللہ کہکر اسی وقت سر سجدہ مین رکھہ دیا اور بہت سے کلمات تنزیہ زبان سے نکالے
اور کہا - جامی -

ہر چہ اسباب جمال ست رخ خوب ترا	ہمہ بر وجہ کمال ست کما لا یخفی

سید خواجہ عالم کی گزارش بھی بالکل اسی گزشتہ بیان کی مثل ہے - اِس کی کیفیت مجملاً اس طور پر ہے
کہ سید خواجہ عالم - عرش آستانی اکبر شاہ کے امراے اعظم مین سے تھے - بالآخر تمام سامان دولت پر از راہ ہمت

[1] احمد آباد سے پانچ کوس پر یہ قصبہ واقع ہے ۱۲

لات مار کر فقر کے توکل آباد مین آگئے - اور رہنما پیر کی تلاش مین سیاحی شروع کی - جب آپ احمد آباد گجرات مین آئے - تو وجیہ الحق کی خدمت مین حاضر ہوکر شغل اور ذکر کی تلقین کے لئے عرض کیا - آپ ارشاد کے ہر ایک باب کے متعلق جو نصل بیان فرماتے تھے اُس کے جواب مین سید خواجہ عرض کرتے تھے - کوئی اور بات فرمائے - کیونکہ جو کچھ بیان ہوا ہے - یہ سب مرشدان کامگار کی امداد سے عمل مین لاچکا ہون جب آپنے صورتِ حال سے ایسا معلوم کیا کہ اِس قسم کی کوئی بات کارگر نہین ہوگی - تو فرمایا - کل کے روز درویش کو درس دیتے وقت تشریف لاکر مشاہدہ کرنا - خیر - تعمیل حکم کی گئی - وہی دیکھا جو اولین شخص نے دیکھا تھا - کہتے ہین یہ دونون اشخاص اسی مشاہدہ کی بدولت اپنے مقصد کو پہونچے -

شیخ عثمان ابن شاہ منجھن سارنگ پوری مالوی سے روایت ہے - ایک روز شیخ منور ابن شیخ عبد المجید لاہوری نے بیان کیا - کہ وجیہ الملۃ کے حاشئے دور اندیش اور بلند نظر نکتہ سنجون کی نظر مین کمال علمیت کا کوئی رنگ نہین رکھتے ہین - راوی نے جواب دیا کہ بزرگوار محشی کا انداز تعلیقات کے لکھنے مین - اِس طرف ہمت کا صرف کرنا نہین ہے - کہ دقت اور عمیق نظری سے کوئی کام لیکر سخن کا پایہ اونچا کیا جاوے - بلکہ آپ کی طبیعت اور ہمت کو جو منظور ہے - وہ یہ بات ہے کہ جب عبارت کی دشواری شرحون اور متنون کے اندر طالب کی نظر مین مراد کے چہرہ پر نقاب ہو جاوے - تو آپ آسان تحریر اور سہل ترکیب کے ساتھ وہ نقاب طلبا کی نظر کے سامنے سے اُٹھا دیوین - حال آنکہ یہ جواب موافق واقعہ ہے لیکن معترض نے اس کو سست توجیہ سمجھا - اتفاقاً چند روز بعد درس کے وقت مختصر عضدی کی شرح مین ایک عبارت پر نظر پڑی - کہ اُس کی گرہ کشائی کی طاقت شیخ منور نے اپنے اندیشہ مین بلکہ کسی حاشیہ نویس کے حل مین نہین پائی - ناچار وجیہ الملۃ کے حاشیہ کی طرف استمداد کا رُخ کیا - تھوڑی سی توجیہ سے وہ عقدہ حل ہوگیا اور اس واقعہ کی صورت کو شیخ منور نے محشی کی کرامات سمجھا - راقم گلزار نے توجیہ کرنے والے کو بھی اہل کرامات ہی سے سمجھا ہے -

شیخ عبد القادر بغدادی کہتے ہین - کہ آپ عقد کی شب مین اپنی عروس کے گھر ایک مجمع کے ساتھ گئے تھے جیسی کہ رسم ہے - صبح کے وقت اہل ہند کا دستور ہے کہ داماد اور عروس کو بنا سنوار کر ایک امانت کئے ہوئے تخت پر بٹھاتے ہین اور کچھ تکلفات اور تجلیات کام مین لاتے ہین - آپ اس معینہ وقت پر مدرسہ مین چلے گئے - لوگ اس غرض سے کہ مقررہ رسم پوری کی جاوے - آپ کی تلاش کے درپے ہوئے

آپکے پدر بزرگوار نے فرمایا - کہ وجیہ الدین کو تحصیل علم کا شوق - اُس سے زیادہ ہے - کہ بیان مین آسکے - مدت مین ہونگے - وہان سے بلا لیا جاوے - کیونکہ آپ کا پانون کسی منزل اور کسی محفل سے آشنا نہین ہے اس قصہ کو وجیہ الحق - علوم کے مطالعہ اور تحصیل کی ترغیب کے واسطے فرزندون اور شاگردون کے سامنے بارہا بیان فرمایا کرتے تھے -

ایک روز اثناے درس مین ایک طالب علم نے اُس وقت کے ایک جاگیردار کا حال بیان کرنا شروع کیا اور شیرین عبارت سے اُس کی تنگ دلی - کوتہ دستی - امساک - اور بخل ظاہر کیا - آپنے فرمایا - یہ اُس کی صفت سب لوگون کے واسطے عموماً اور خدا پرستون کے واسطے خصوصاً اچھی ہے - کیونکہ وہ اِس صفت کے ذریعہ سے دلون کی محافظت طمع - طلب - خواہش - اور نیز آرزو پیدا ہونے سے کرتا ہے - یہ بالکل سچ ہے - **مصرع** نازمین جملہ نازنین مبیند -

یہ تفصیل آپ کی مصنفات کی ہے - جو از قبیل حواشی و شروح وغیرہما ہین - حاشیہ فوائد ضیائیہ شرح ارشاد قاضی - شرح ابیات منہل و امینی علم نحو مین - حاشیہ مطول و مختصر تلخیص علم معانی مین - حاشیہ عضدی و تلویح و بزدوی اصول فقہ مین - حاشیہ شرح تجرید و اصفہانی - محقق دوانی کے قدیم حاشیہ پر حاشیہ علم کلام مین - حاشیہ بیضاوی علم تفسیر مین - حاشیہ شرح وقایہ و ہدایہ فروع فقہ مین - حاشیہ قطبی شرح شمسیہ فن منطق مین - حاشیہ شرح کلمۃ العین مرگ چنگی فن حکمت مین - شرح نخبۃ الفکر اصول حدیث مین - شرح جام جہان نما و کلید مخازن غوث الاولیا و رسالہ حقیقۃ محمدیہ بیان تصوف مین **علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیا** -

یاد قاضی جلال الدین ملتانی

آپ - ہندوستان کے نامور علما مین سے ہین - چند روز تک اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے درس مین بیٹھکر دینی علوم تحصیل کیے تھے - اور نیز فقر و تصوف کی چاشنی چکھی تھی - پھر کئی برس تک دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ خاموشی مین بیٹھکر توکل کے طور پر رہے - اس کے بعد چند روز چھوٹے سی سوداگری کرکے روزمرہ کی ضروریات بہم پہونچاتے رہے - پھر علوم کی برکت سے درس دینا شروع کیا - گروہ کے گروہ عجمی اور ہندی لوگون نے آپ کی ملازمت سے فنون اور علوم سکھ کر عقل و فہم کا سرمایہ بہم پہونچایا - قاضی کمال الدین لیعقوب کروی - فقہ کے اصول اور فروع کے اندر - اُس

زمانہ مین اپنا مثل نہین رکھتے تھے - اور بہت برسون تک عرش آستانی اکبرشاہ کے لشکر کے قاضی رہے تھے جب وہ معزول کردئے گئے - تو لشکر کی قضا کا منصب آپ کے نام سے نامزد ہوا - ایک مدت تک زمانہ کی گردش شریعت کے طریقہ پر رہی - جب ظاہری علما اور فضلا خودنمائی کے واسطے نہ کہ تنقیح حق کے واسطے آپس مین ایک دوسرے سے لڑانے لگے - تو کچھ اورہی طرح کی باتین ہونے لگین - فقہ اور اجتہاد کے اختلاف اور باہمی نزاع علی الاعلان پیدا ہوئے صاحب اقلیم نے اختلافات اور باہمی نزاعات کی اصلیت کی طرف توجہ نہ فرمائی - اور شک کی طرف اپنا خیال دوڑا کر گفت وشنید کے درمیان مین صلح کل کا طریقہ اختیار کیا - جو اہل فنا کے نزدیک سلطان الطرائق ہے - لیکن اس طریقہ کو کرسی پر بیٹھنا نصیب نہ ہوا - اِس سبب سے چند متعصب علما کو صحبت کی بے لطفی کا شربت پینا پڑا - یعنی سلطان نے خودرائی سے اوس گروہ کو جدا جدا ہر طرف بھیجکر اپنی ملازمت سے منتشر کیا - اس مین شک نہین - سلطنت کی نوعروس کے گلہ مین موتیون کا ایک ہار تہا - جس کو غصہ کی حالت مین نادانی کے ہاتہ نے توڑکر موتیون کا ایک ایک دانہ الگ الگ کر کے بکھیر دیا - **القصہ** اس سلسلہ مین آپ کی روانگی بیجاپور دکن کی طرف ہوئی - آپنے ایک مدت تک اُس جگہہ بسر کی - اُس صوبہ کا حاکم آپ کی تعظیم وتوقیر حد سے زیادہ عمل مین لایا ہجری سنہ نوسونناوے مین آپ کی زندگی کا زمانہ ختم ہوا - خوابگاہ اُسی جگہہ ہے -

یاد قاضی صدرالدین لاہوری

آپ اپنے وقت کے فقیہون مین سے اور اُس ملک کے بزرگ عالمون مین سے تھے - نقلی علوم کے دقیقے - اور کشفی علم کی حقیقتین آپ کو بہت کچھ یاد تہین - صوفیہ گروہ کے ساتہ محبت اور اخلاص کے ساتہ رہتے تھے بالخصوص شیخ موسیٰ حداد (لوہار) لاہوری کی صحبت مین بیٹھکر - بہت سا فیض حاصل کیا تہا اور طریقت کا سلوک کرکھا تھا - شیخ موسیٰ حداد - ذی ہوش مجنون - اور اپنے وقت مین مرجع خاص وعام تھے - بزرگان شہر بعض تو آپ کے بارہ مین نیکی اور راستی کا گمان رکھتے تھے - اور بعض ناروا بہتان بندیان کرتے تھے - لیکن اولین گروہ - نظر بظاہر راست معلوم ہوتا ہے - اور دوسرے گروہ کی راستی کا پتہ لگانا دشوار بات ہے - **القصہ** سلطان وقت اکبرشاہ کے حکم سے ہجری سنہ نوسو چیاسی مین لاہور کے عہدہ قضا سے حصار بروچ کے عہدہ قضا پر جو مضافات گجرات مین سے ہے آپ کی خدمات منتقل کی گئین - آپ جائے تقرر کو جارہے تھے - کہ منڈو (ماندو) کے راستہ سے گزرہوا - راقم نے بہی آپ کے دیدار سے

استفادہ کیا تھا - ایک روز قاضی صدر الدین - عارف سید احمد قادری ابن سید اسمٰعیل کی ملازمت میں شیخ محمود ابن جلال شطاری شیخ امان اللہ قریشی - اور فقیر غوثی حسن کے ساتھ رازکی باتین کر رہے تھے - اِس اثنا مین ایکبارگی قاضی جی رونے لگے - اور آنکھون سے آنسو روان ہوئے - اُس جلسہ مین جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے - اُنھون نے اس رونے کو آہی جذبات سے تصور کیا - جب جوش فرو ہوا تو آپنے فرمایا - وطن کی الگفت - اور اُس کی خوبیون کی یاد نے آنسو نکال دیئے - یہ سنکر سننے والون کو حیرت ہوئی - چونکہ آپ باوقار اور فضیلت شعار پیر - اور معزز مہمان تھے - لہذا زبانی نصیحت کا موقع نہین تھا - اور طرح دنیا طبیعت کو گوارا نہین ہوا - ناچار صبح کے وقت بحکم لہ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ - منڈو کی عالی شان عمارات اور محلات کے دیکھنے کے واسطے راقم نے آپ سے قدم رنجہ فرمانے کے لئے التماس کیا - منڈو شہر - عمارت کی پسندیدگی - اور فراوانی کے اندر تمام ہند مین فرد ہے - جب آپ کی نظر - بلند اور منقش محلات - اور اُونچے اور روشن والانون پر پڑی - تو دل کے اوپر ایک عبرت کی روشنی کا اثر پڑا - اور اپنے گھرون کی دلبستگی نکل گئی - مسکراکر فرمایا - اس قسم کی جو چیزین ہمنے چھوڑی ہین - وہ اِن محلات کے کمترین ستون کی ایک سنگین کرسی کی قیمت کی بھی نہین ہین - پھر کہا یہ بات بالکل سچ ہے - جو نکتہ آزین دانشمند ہوتے ہین - وہ غمگین دوستون کا دل ایسی ہی نصیحتون کے ذریعہ سے ٹھیکا دیکر ٹھکانے لایا کرتے ہین - دوسرے روز جہان کو جانے والے تھے - روانہ ہوئے - تین سال تک بروچ مین عہدہ قضا کا کام انجام دیا - جب آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز ہو گئی - تو تاریخ پندرھوین رمضان المبارک ہجری سنہ نوسو نے کو غروب آفتاب کے وقت - آسمانی قضا آپہونچی اور آپ کی زندگی کا آفتاب - نیستی کی مغرب مین جا چھپا - کہتے ہین غسل کے وقت جب غسال کو جسم شریف کے پلٹنے کی احتیاج ہوتی تھی - تو آپ خود اس پہلو سے اُس پہلو کو پھر جاتے تھے - اور شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے چھپا لیتے تھے - یہ حال آپ کے فرزند قاضی محمد کی زبانی لوگون کے زبان زد ہے - قاضی محمد - تمام علوم اور فنون مین - فقر و فنا کی تمام باتون مین - اور سلوک و تصوف کے طریقہ مین فرد کامل ہین - مصرع

مسکن او قصر جنت باد و بس

یاد ملک شیر خلوتی

آپ شیخ مشائخ کے بیٹے - اور شیخ بہاء الدین زکریا کے پوتون مین سے ہین - سید مصطفٰی احمد آبادی کے

مرید تھے - زاد بوم احمد آباد گجرات اور خوابگاہ موضع بُودر ہے جو علاقہ خاندیس مین ہے - آپ درویشی کی وضع کو سپاہیانہ وضع مین چھپائے رکھا کرتے تھے - لیکن اولاً معاہدہ کر لیا کرتے تھے کہ تمام رسوم سے آزاد رہون گا - اور دوسرے سپاہیون کی طرح سلام کے واسطے ہر روز نہین آؤن گا - بلکہ جس وقت سردار لشکر شکار کے واسطے - یا لڑائی کے واسطے - یا دیہات اور ملک کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوتا تھا - اُس وقت آپ بھی رکاب مین ہوتے تھے - اور ان اوقات کے سوا - دیگر اوقات کے اندر باطن کی صفائی - اور ظاہر کی شست وشو مین مشغول رہتے تھے مشائخ زمانہ کے رحمانی انفاس کی برکات سے - معرفت پر معرفت بڑہاتے چلے جاتے تھے - اور سالکان طریقت کو منزلون کی رسمین اور علامتین تعلیم دیا کرتے تھے - اس طریقہ پر اپنے گرامی اوقات کو معمور رکھتے تھے - اور تمام دن اور رات کو نفل نمازون کے پڑہنے مین اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے مین صرف کیا کرتے تھے - دسوین صدی کے بہت سے مشائخ کی صحبت سے فیض حاصل ہوا تھا اور شیخ بدہا چشتی کی ملازمت سے بالخصوص علم طریقت یاد کیا تھا - اور اُن کے ارشاد سے مقامات اور منازل پر فائز ہوئے تھے - ہجری سنہ نوسو بیاسی مین گجرات سے خاندیس مین آئے - چند روز اس ملک کے امراے اعظم کی نوکری مین بسر کیئے - جب آپ کی بزرگی اور آزادی کا شہرہ عادل شاہ فاروقی کے کان مین پہونچا - جو اُس ولایت کا فرمان روا تھا - تو اُس نے حکم جاری کیا - کہ سردار لشکر کو آپ کی اس نسبت کے شرف سے سعادت حاصل کرنی چاہی - ملک نے بھی سردار لشکر کی التماس کو قبول فرمایا - ہجری سنہ ایک ہزار چار مین جب عادل شاہ - شاہزادہ شاہ مراد کی کمک کے واسطے دکن کی لڑائی پر گیا - تو آپ ہمراہی مین نہین جا سکے - نوکری ترک کر دی اور ظاہری چاکری سے دل بالکل ہٹا لیا - قصبہ بُودر کے ایک گوشہ مین ہو بیٹھے - اور ہجری سنہ ایک ہزار پانچ کے نصف مین ملک علاّم کا فرمان طلب صادر ہوا جس کے بموجب ملک معانی کی طرف روانہ ہوئے - مصرع نزہت کہ وصل بادجانش :-

یاد شیخ عبد الغفور

آپ داؤد ابن خان قادری کے فرزند تھے - اور شیخ راجی محمد قادری اُجینی کے بھتیجے ہین - زاد بوم بیاس ہے - جو ایک قصبہ ہے - سرکار سلطان پور ندربار کا - آپنے ظاہری اور باطنی دونون طرح کے علوم کی تحصیل اپنے عم مکرم سے کی تھی - اور بہت سے مشائخ وقت کی ملازمت سے فیض پایا تھا - قرآن حفظ یاد تھا - قرآنی مشکلات کو تفسیرون کے ذریعہ سے حل کیا تھا - بیان کی وجوہ نوک زبان پر تھین - ہر سال

رمضان مہینے مین ایک قرآن خود لکھکر قرآن خوان درویش کو دیا کرتے تھے - لوگون کے کامون مین دلسوزی کرکے انجام کو پہونچا دیا کرتے تھے - **بیت**

سعی من از برائے فرو ماندگان بود	در خدمت کسے نشاتم بہائے خویش

اکثر اوقات بےچارون کے کامون کی درستی مین صرف کیا کرتے تھے - ایک دفعہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کا طواف کرکے لوٹ آئے - لوٹ آنے سے پشیمان رہتے تھے - پھر دوبارہ جانے کی آرزو - آپ کے دل سے باہر نہین نکلی - ہرچند سفر مبارک کا سامان بہم پہونچانے کے درپے ہوئے - لیکن میسر نہین ہوا - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ یا چھ مین ظاہری کعبہ سے معنوی قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے - **بیت**

یکسال از کعبہ رفتی بردر یار	ہزارت آفرین مردانہ رفتی

خوابگاہ کنوئین کے کنارہ مسجد کے صحن مین جو اجمین کی مشرقی سمت مین آپ کی ہی بنوائی ہوئی ہے - اور نور مسجد کرکے مشہور ہے -

یاد شیخ زین الدین پور شیخ منور

پدر بزرگوار کی پیروی کا خیال بالکل آپ کے سر مین بھرا ہوا تھا - ظاہراً و معنیً باپ کے قدم بہ قدم چلنے کے سوا کبھی ایک قدم - نہین رکھا - رسمی علم کی تحصیل زیادہ تر قاضی جلال الدین ملتانی کی خدمت سے اور کچھ ملّا سقیم کے درس سے کی تھی - **القصہ** آپکی ظاہری رائش کامل طور پر تھی اپنے تنگ گوشہ کو چھوڑکر کسی دولت مند یکو سیع دولت خانہ پر آپ کو بہت ہی کم جانے کا اتفاق ہوا تھا - علی العموم درویشون کی خدمت کی عادت رکھی اور غبار آگین ہونے سے دلون کو محفوظ رکھنے کے لئے بہت سے طریقہ کام مین لایا کرتے تھے - غالباً اس لحاظ سے کسی دل کو نہین ستاتے تھے - **بیت**

بیازارم زخود ہرگز دلے را	کہ می ترسم دروجائے تو باشد

تاریخ سترہوین رمضان ہجری سنہ ایک ہزار پانچ کو معنوی سفر کے واسطے سامان کوچ کا باندہ کر چلے گئے - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ عبدالرحیم کیہنجی گجراتی

یہ موضع احمد آباد سے پانچ کوس دور ہے - آپنے اس مقام سے چل کر برہان پور سے ایک کوس کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ حجرہ پسند کیا تھا - چند روز بعد علی عادل شاہ فاروقی فرمان رواے صوبہ خاندیس

نے اُس جگہہ جامع مسجد اور ایک بڑی سرا ے تعمیر کرا کر ایک شہر آباد کردیا - اور عادل پور نام رکہا - اور آپ کا حجرہ جامع مسجد کے متصل واقع ہوا - اس مین شک نہین - آپ ایک شخص تہے - فارغ البالی اور آزادی مین ہمت اور توکل کے ساتہہ آشنا - آپ کے پیر ارادت کا نام معلوم نہین ہوا - لیکن آپ کے مرشد طریقت شیخ ابراہیم قاری سندہی ہین - جن کا لقب مرغ لاہوتی ہے - ایک روز آپنے مسیح القلوب کی قطبیت کی خوشخبری لوگون کو سنائی - اور کہا - مجکو عالم خواب مین اس مضمون کی آگاہی دی گئی ہے - آپ کی رحلت ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین ہوئی ہے - اُسی حجرہ کے اندر آپ کی قبر بنائی گئی - جس مین بزمانہ حیات رہا کرتے تہے -

یاد سید حسین

آپ کی زاد بوم سون پت مین ہے - آپ کی زبان رسمی علم سے - اور آپ کا دل خدا طلبی کے شوق سے تونگر تہا - رہنما پیر کی تلاش مین - اپنے وطن سے دل برداشتہ ہوکر جنگلون جنگلون قدم فرسائی شروع کی - تقدیر الٰہی - اجمیر کی طرف آپ کو کہینچ لائی - اور خواجہ عمر بالحشی کی ملازمت سے مشرف کیا - خواجہ غالبًا آپ کے آنے کے منتظر ہی تہے - فرمایا مین حضور رہون - تم کو میری فرزندی کے واسطے بہیجا ہے - آنے والے نے اس بات کو سو دل سے قبول کیا - قصہ کوتاہ خواجہ نے مرید کرکے اپنے ایک عزیز کی لڑکی کے ساتہہ کدخدا کردیا اور خرقۂ خلافت دیکر سجادۂ طریقت پر بٹہایا - شیخ گدائی پانی پتی سے روایت ہے - خواجہ کا زمانہ عمر تہوڑے روز بعد پورا ہوگیا - اور میرے پیر اُن کے جانشین ہوئے **مصرع** پیر ز خوش بہ ز فرزند بدست -

یاد شیخ یوسف لنک

آپ شیخ داؤد ملتانی کے فرزند ہین - جن کے آباے کرام کو ایزدی تقدیر اس طرف کی رہنما ہوکر دار السلطنۃ آگرہ مین باعث قیام ہوئی - باوجودیکہ آپ کا باطن توحید کے زیور سے آراستہ اور آپ کا دل تحقیق کے نور سے منور تہا - آپ شیخ جلال تہانیسری کے مرید ہوگئے علم تصوف کی مشکلات - اس طرح فصیح البیانی کے ساتہہ حل کیا کرتے تھے کہ اشکال کی وجوہ کو سننے والے کے دل مین راہ ہی نہین ملتی تہی - **القصہ** آپ کا ضمیر الٰہی اسرار کا خزانہ تھا - بااینہمہ بے تعینی اور خاکساری کو نہایت خوبی کے ساتہہ فراہم کر رکہا تھا - اپنے گہر کی ضروریات خریدنے کے واسطے بازار کو جایا کرتے تھے - کبہی ایسا ہوتا تھا - کہ لڑکے راستہ مین شوخی سے پیش آکر تمسخر سے چہیڑا کرتے تہے - آپ پیشانی پر چین تک نہین آنے دیتے تہے - اور مسکراتے ہوے نکل جایا کرتے تہے - میر رفیع الدین محدث صفوی نے لکہا ہے - آپ کی ملازمت بہت کچہہ تاثیر

پیدا کرتی تھی - کسی تخت کے اولیا دولت مین سے ایک آپ ہی ہین - عام طریقہ آپ کا برتاؤ - آپ کی درویشانہ حالت کی چہرہ پر نقاب تھا - آپ کی رحلت کے وقت جو اصحاب حاضر تھے - اُن میں سے بعض نے آپ کے معتقدین کے حالات کی نسبت دریافت کیا - تو ہر ایک کے بارہ مین ایک جداگانہ عنایت فرمائی - جب رفیع الدین کی (میری) نوبت آئی - تو فرمایا[1] اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ مینے ابھی اس التفات کے اسرار پر آگاہی نہین پائی ہے - لیکن امیدوار ہون - کہ آپ کے موثر بیان - اور فیض بخش ملازمت کی برکت سے دینوی اور اخروی فلاح کو پہونچون گا - خدا کرے - پہونچ جاؤں - خوابگاہ آگرہ میر محدث صفوی کے روضہ کے پہلو مین مصرع لنگ خودرا رہ گراسے وصل کن -

یاد شیخ آدم صوفی

آپ تصوف کے جمال کو سپاہ گری کے لباس مین پوشیدہ رکھتے تھے - ناگاہ آپ کا تعلق خاطر ایک دھوبن کے ساتھ پیدا ہوا - اُس کے حُسن کی تروتازگی نے صابون کا کام کیا - دنیاوی تعلقات کے میل سے اچھی طرح پاکیزگی کے ساتھ دھو دیا - نوکری کا دماغ سوخت ہوگیا ناچار نوکری ترک کرکے خرقہ پوشی مین آرام دل کی جست وجو ہوئی - اور مجازی عشق کو حقیقی مشاہدہ کا آئینہ بناکر کائنات کے صحرا سے الٰہیات کے باغ مین جا پہونچے - بیت

راہے بصفاخانہ مطلق بنما	ازقید حقیقت ومجازش برہان

یاد شیخ محمد

آپ شیخ ابوالحسن - بکری شافعی مصری کے بیٹے ہین - آپ کی ذات مین دونون جہان کی فضیلتین اور دونون جہان کے اسرار موجود تھے - جب تک زندگی باقی رہی - تب تک اپنے پدر بزرگوار کی طرح ہمیشہ ایک سال بیچ - مصر سے حرم محترم مکہ معظمہ کے طواف کو جایا کرتے تھے کہتے ہین جب آپ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی - تو پدر بزرگوار کی حیات مین ہی - اُن کے درس کی مسند پر صورۃً اور معنیً جانشین ہوگئے -

مورخین نے اس واقعہ کی کیفیت مجمل طور پر - اس طرح لکھی ہے - کہ شیخ ابوالحسن ایک سال باہی قرارداد کے بموجب مکہ معظمہ مین تشریف رکھتے تھے - وہان سے اکابر مصر کے نام اس مضمون کے خطوط بھیجے کہ جس ہفتہ مین یہ خطوط پہونچین - اُسی ہفتہ کے جمعہ کے روز نورچشم شیخ محمد کو درویش کے درس کی مسند پر بٹھلایا

[1] جو (سب سے) آگے (سلف سے بڑھائے گئے) ہین (سو) یہ آگے ہی (بڑھانے کے قابل) ہین (کہ یہ بارگاہ خداوندی کے) مقرب ہین

جاوے - جب آئی ہوئی تحریرات کا مضمون پڑھا گیا - تو تمام ارباب فضیلت اور اصحاب مناصب کو حیرت ہوئی - کہ شیخ محمد کا حوصلہ ابھی ایسا نہین ہے - کہ قانون عبارت فہمی کے اصول کو ضبط مین لا سکے جس مدرسہ مین شیخ ناصر طبلاوی شیخ ابو القاسم مفتی - اور شیخ یوسف کرو - جو آپ کے پدر بزرگوار کے درس مین نائب ہین - حاضر ہوتے ہین - اُس مدرسہ مین شیخ محمد ہر ایک فن کے مقدمات اور مقاصد کی تقریر - اور ہر ایک علم کے مسائل اور مبادی کی صورت اور تمہید کیونکر بیان کر سکین گے - کیونکہ جس بچہ نے میدان علم مین ابھی ابھی قدم رکھنا سیکھا ہے - اُس کو اُن اصحاب کے برابر چلنے کی طاقت نہین ہو سکتی ہے - جو گونا گون علوم کے دقیقون اور حقیقتون کی مسافت طے کر چکے ہین - اِس سبب سے اِس عجیب وغریب حکم کے قبول کرنے مین بہت کچھ بہانہ اور تاخیر کی آوازین اندرون دل سے زبان پر آئین - قصہ کوتاہ یہ ہے چونکہ کل کامون کا انجام لاعلمی کے پردہ مین چھپا ہوا ہوتا ہے - لہذا تمام دور اندیش ارباب مجلس نے **رجماً بالغیب** اطاعت حکم کی راے دی - اور کہا - کہ یہ حکم ایسے شخص نے صادر فرمایا ہے - جو عالم ارواح اور عالم شہادت کی رموز کا جاننے والا ہے - اور ہم کو اِس عجیب وغریب فرمان کی اصلیت پر پوری پوری آگاہی نہین ہے - اگر حکم کی بجا آوری کے بعد کوئی نامناسب بات ظہور پذیر ہوگی - تو مامور معذور مانا جاوے گا - لیکن با اینہمہ ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ قرآن مجید مین سے کوئی آیت پہلے سے ہم تجویز کرین - جس کی تفسیر کی وجوہ اور اُس کے لطائف سجادہ نشین صاحب آیندہ جمعہ تک حفظ کر لیوین - اور قرارداد کے بموجب منبر ہی وہی آیۃ پڑہے -

جب اس مشورہ کی کیفیت شیخ محمد کی خدمت مین عرض کی گئی - تو آپنے جواب دیا - یہ فرصت میرے ظاہر حال کے اعتبار سے ہرگز کافی معلوم نہین ہوتی ہے - اِس فرصت مین چند در چند غور وفکر کی گنجایش نہین - اور ایسے عجیب وغریب حکم کے بجا لانے کی بنیاد حیلہ وحوالہ پر نہین رکھنی چاہیے - اِس سے بہتر کوئی بات نہین ہے - کہ ہمت کا قدم توکل کے راستہ مین استحکام کے ساتھہ رکھکر یہ دشوار کام مسبب الاسباب کی گرہ کشائی کے سپرد کر دی جاوے ؎۱ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ کے عقیدہ پر - اور ؎۲ اِنَّهٗ عَلٰى مَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ کے یقین پر بھروسہ کیا جاوے - اور تردد کا گرد وغبار ضمیر کے خلوتخانہ سے جھاڑ کر تسلیم کی صفائی یہان جلوہ گری جاوے - **القصہ** جو بات قرار پا چکی تھی - وہ جمعہ کے روز

؎۱ بیشک یہ بات اسد جل شانہ پر آسان ہے ۱۲ ؎۲ بیشک اسد جل شانہ جس پر چاہے قادر ہے ۱۲

عمل مین لائی گئی۔

جب شیخ محمد منبر پر چڑھے۔ تو مقری نے آیۃ الکرسی شروع کی۔ شیخ نے اولاً ایک ایسا خطبۂ روشن پڑھا جس کی فصاحت اور بلاغت کی برابر کوئی عبارت کبھی غواصان دریائے معانی کے گوش زد نہین ہوئی تھی۔ اور اس طرح کے مفہوم کبھی شناوران ملک سخنوری کے خیال مین بھی نہین آئے تھے۔ اس کے بعد اہل تحقیق عالمون کو **ایہا السامعون اسمعوا** کی ندا سے خطاب فرما کر کہا۔ قرآنی کلمات کے معانی۔ لغت اور عبارت کے اعتبار سے حاضرین کے علم مین۔ اور ارباب بصیرت کی تفسیرون کے خزانون مین موجود ہین۔ اس بنیاد پر نو سوار منبر تدریس کے خیال مین ایسا آتا ہے۔ کہ جو کنجی اسرار مقطعات کے خزانچیون نے زبان مترجم کو سپرد کی ہے۔ اُس کنجی سے مفرد حروف کے خزانون کے دروازے کھولے۔ اور حقائق کے مخفی جواہرات کو ہوش طلب سامعین کے کانون کا زیور بنا دے سکتے ہین۔ اسم اللہ کے الف سے شروع کر کے ایسے معانی اور ایسی معرفتین بیان کین۔ کہ محقق سامعین کو اپنی نادانی کا اقرار کرنا پڑا۔ ہر طرف سے عذر اور معذرت کا اظہار ہوا۔ **القصہ** آپ کی دل آویز تقریر کے سننے مین یہانتک سرگرمی ہوئی کہ نماز عصر کا وقت اخیر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ الفاظ اور معانی کے قافلے کے قافلے لدنی علم اور وہبی فیض سے برگزیدہ دلون پر علی الاتصال آتے ہین۔ ۵۱ اِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا لیکن زبان کے راستہ سے بیان کے لباس مین سننے والون کی استعداد کے موافق کانون مین پہونچائے جاتے ہین ۵۲ وان من شیٔ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ بس بہتر ہے۔ کہ باقی ماندہ ذکر کو دوسری مجلس پر موقوف رکھکر وقتیہ فرض کے ادا کرنے مین توجہ کی جاوے۔

کہتے ہین۔ اٹھارہوین سال سے شروع کر کے۔ واپسین نفس تک کہ پینتالیسوان سال تھا ہر جمعہ کے روز اسی ایک الف کے معانی منبر پر بیٹھکر بیان کئے جاتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے دریافت کیا۔ شاہ مردان شیر یزدان حضرت **علی کرم اللہ** وجہہ سے روایت ہے۔ کہ فرماتے تھے

۵۱ اگر تم خدا کی نعمتون کو گنتا چاہو۔ تو (اتنی بہت ہین۔ کہ تم لوگ) اُن کو پورا پورا نہ گن سکو ۱۲ ۵۲ جتنی چیزین ہین ہمارے یہان سب کے خزانے (سکے خزانے بھرے پڑے) ہین مگر ہم ایک اندازہ معلوم (و مقرر) کے ساتھ اُن کو (مخلوقات کے لئے) بھیجتے رہتے ہین ۱۲۔

اگر مین چاہون - کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر قلم سے لکھون - تو سات اونٹون کا بوجھ ہوجاوے - اور جناب نے ایک الف اللہ کی تفسیر اس مدت مین اس قدر فرمائی ہے - کہ اگر لکھنے مین آتی - تو بہت سے اونٹون کا بوجھ ہوجاتا - پس جناب کا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علم سے شاید زیادہ ہے - آپنے جواب دیا - سلطان الخلفا برہان الاولیا نےجو تفسیر فاتحہ کا حصر اس اندازہ مین کیا ہے - تو یہ مخاطب کے حوصلہ - اور متکلم کی فرصت پر نظر کرکے کیا ہے - کیونکہ اُس وقت مین اسلام کی ابتدائی حالت تہی - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو باوجودیکہ آپ الٰہی علوم کا خزانہ تہے - مگر کفار کے ساتھہ جہاد کرنے سے اور اعلاے کلمۃ الحق سے فرصت بہت کم تہی - اور یہ درویش - اس زمانہ مین باتین بنانے کے سوا - کوئی کام ہی نہین رکہتا ہے - اور نیز معلومات فقیر کی حقیقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وجدانی انوار سے ہی اخذ کی ہوئی ہے - جو گوناگون علوم کے قواعد کے بانی ہین -

غوثی صدر الذکر عبارت لکھنے کا سبب یہ ہے - کہ اس ذکر کے پڑہنے والے - آپ کے حُسن - ادب اور جمال علم کو استعداد کی نظر سے مشاہدہ کرکے اپنے اعتقاد کی درستی کرین - اور دل مین استحکام کے ساتہہ سمجہین کہ مشت خاک انسان کے ساتھہ خداے پاک کے کیسے کیسے راز ہین **سبحان اللہ** یہ چند کلمہ آپ کی حقائق بیانی اور رہنمائی کا نمونہ ہین - ورنہ آپ کے حالات لکھنے کی قلم کو - اور بیان کرنے کی زبان کو طاقت کہان ہے -

آپ کی تصنیفات تمام فنون مین ہین - بالخصوص آپ علم حدیث مین اُستاد تہے - اور حال کے مضامین کو قال کی زبان سے تشبیہ اور تاویل کے پیرایہ مین اس طرح سے بیان فرمایا کرتے تہے - کہ بے تامل لوگون کی سمجہہ مین آجاتے تہے - دسوین صدی کے اخیر عشرہ مین عالم علوی کو کوچ فرمایا - اس زمانہ مین آپ کی باکمال اور ہدایت کنندہ اولاد بہت سی ہے - منجملہ اُس کے پیشواے ارباب ارشاد - آپ کے فرزند رشید تاج العارفین نام ظاہراً اور معنًی آپ کے خاص جانشین ہین - یہ بزرگ - عقلی - کشفی - اور کسبی علوم مین اپنے پدر بزرگوار کی مثل بے نظیر ہین [1] اَللّٰھُمَّ مَتِّع المسلمین الطالبین بطول بقائہٖ

سید احمد قادری فرماتے تہے - مینے شیخ محمد بکری کی خدمت مین رہ کر اپنی عمر کے چند سال صرف کئے ہین - اُس مدت مین دیکھا گیا ہے - کہ ہر ایک ملک کے قسم قسم کے آدمی - آپ کی محفل مین حاضر ہو

[1] یا اللہ مسلمان طالبون کو تمتع یاب کر آپ کی درازی عمر سے ۱۲

کرتے تھے - اور چونکہ عربی زبان پر قدرت نہین ہوتی تھی - اسواسطے ہرایک شخص اپنے مقاصد اور مسائل کو اپنی خاص زبان مین عرض کیا کرتا تھا - اور آپ سب کے جوابات عربی زبان مین دیا کرتے تھے اور سائل کو نیز مجیب کو - سوال اور جواب کا مدعا سمجھنے مین ہرگز ترجمہ کی احتیاج نہین ہوا کرتی تھی - یہ عجیب صورت دیکھکر تعجب اور حیرت ہوئی - اسواسطے مین ایک روز بے اختیار ہوکر عرض کر بیٹھا - مینے عرض کیا - کہ جناب مختلف لغات اور ہرایک طرح کی زبان جانتے ہین - لیکن عجمی لوگ اکثر عربی زبان نہین جانتے ہین - کس طرح اُن کو مدعاے جواب پر اطلاع ہوکر تسلی ہو جاتی ہے - آپنے فرمایا - بیشک - اگر مین چاہون کہ ہرایک زبان مین بیان مقاصد کرون - تو کرسکتا ہون - لیکن جب مراد کے معانی - عربی محاورہ اور روزمرہ مین محمد بکری کی زبان سے - عوام کے ذہن مین آجاتے ہین - تو ہر زبان مخصوص مین جواب کیون دیا جاے - اور بدون ضرورت کے محبوب اللہ خاتم النبوۃ **علیہ افضل الصلوۃ** کی زبان کیون ترک کی جاوے - اور پھر اسی تقریر کے ضمن مین چونکہ تقریب تھی - فرمایا - کہ بیان کے افہام وتفہیم - اور عدم افہام وتفہیم کی قوت محمد بکری کے اختیار مین سپرد کردی گئی ہے - اگر محمد بکری چاہے - کہ الفاظ کے معانی کو روک لیوے - تو **حاش للہ** بیان کسی سننے والے کے ادراک مین بھی آسکے - خواہ مخاطب کتنا ہی بڑا مدعا فہم عالم - اور کلام نہایت درجہ سادگی مین ہو - اور اگر چاہے - کہ سننے والے کے ذہن مین معانی آوین - تو عبارت خواہ کتنی ہی زیادہ دقیق - اور سننے والا بازاری عجمی ہو - مگر بہت جلد ادراک مقصود کر لیوے گا -

مولد اور مرقد **یوسف علیہ السلام** کے معین ہین - اور ایام رحلت نوسو اٹھانوین - اور اور ستانوین بھی کہتے ہین -

یاد شیخ ہانسا بخاری

آپ مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین - آپ آغاز جوانی مین سلوک اور شریعت کے پابند تھے اوسط عمر مین الٰہی جذبہ پیدا ہوا - اور تمام حواس اور قوی اپنے اصلی مرکز کو بازگشت کر گئے - یہان تک کہ آپ مین ہستی موہوم کا خیال اور گمان بھی نہین رہا تھا - ڈیڑھ سو برس کی عمر پائی - بات کرتے وقت ہرایک نیک وبد کی نسبت ہمیشہ اپنے نفس کی طرف کیا کرتے تھے - لیکن مخاطب مین اُس بات کے آثار بہت جلد ظاہر ہو جاتے تھے - آپ کی زبان سے ایسی بات جو وقوع پذیر نہ ہو - نکلتی ہی نہین

تہی۔ سید قاسم پسر سید محمود بارہہ عرش آستانی اکبرشاہ کے امرائے اعظم مین سے تہے۔ یہ سید صاحب ہجری سنہ ایک ہزار تین مین آپکو اپنے ہمراہ شہر پٹن سے احمد آباد کو لے گئے تہے۔ ایک روز ایک کنوئین کے کنارہ بیٹھے ہوئے تہے۔ سید نے ایک روپیہ آپ کے ہاتہہ پر رکہا آپنے اُسی ہاتہہ سے کنوئین مین ڈال دیا۔ لوگون نے کہا۔ آپنے ایسا کیون کیا۔ فرمایا۔ مینے کچہہ بُرا نہین کیا۔ ایک برہمن کے ہاتہہ جنت کو بہیج دیا۔ چند روز بعد آپ کی والدہ کے پاس سے اس مضمون کا خط آیا۔ کہ تم نے جو کچہہ ایک برہمن کے ہاتہہ بہیجا تہا۔ پہونچ گیا ہے۔ کہتے ہین۔ جنت آپ کی مان کا نام تہا۔ اور یہ بہی عجب نہین ہے کہ الجنۃ تحت اقدام امہاتکم کے اعتبار سے کہا ہو۔ جب آپ لوٹ کر پٹن مین آئے تو ہجری سنہ ایک ہزار پانچ یا چہہ مین علوی عالم کو کوچ فرمایا۔ قبر صحن مکان مین بنائی گئی۔ آپ کی ایک ہمشیرہ بزرگ نام ہین۔ جو آپ کی قبر پر مجاور ہین۔ اور ذکر وفکر مین زندگی بسر کر رہی ہین بہت سے آثار ولایت اِن کے اندر موجود ہین۔ مصرع رونقِ آرامگاہش دولتِ دیدار باد ؎

یاد شیخ حمزہ پور شیخ سدّا قریشی

آپ کی زاد بوم قصبہ دیپالپور مالوہ ہے۔ اور مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا کی نسل سے ہین قدس سرہ پرہیزگار۔ نیکوکار۔ اور خجستہ افعال تہے۔ آپ ہرت کے کارخانہ مین جام اور الماس وغیرہ ظروف بنانے سے اپنی وجہ قوت بہم پہونچایا کرتے تہے۔ نذر کے طور پر کوئی روپیہ پیسہ کسی سے نہین لیا کرتے تہے۔ بلکہ ضرورت مندوستون کی امداد اپنی محنت کے پیسے سے کیا کرتے تہے۔ تلقین طریقت شیخ ضیاء العدا بن غوث الاولیا قدس سرہما کی خدمت سے تہی اور راقم کے مربی شیخ محمود جلال کی ملازمت سے بہی بہت کچہہ فائدہ اُٹہایا تہا۔ عبادت اور عادت مین عجب راستی بہم پہونچائی تہی۔ ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین آپ کی زندگی کی باری پوری ہوئی۔ قبر زاد بوم مین ہی ہے۔ دو لڑکے چہوڑے ہین۔ دونون پدر بزرگوار کے طریقہ پر چلتے ہین۔ اللہ جل شانہ ان کو توفیق معرفت نصیب کرے مصرع

بادا دائم از مئی وحدت لبالب جامِ او

یاد شیخ امان اللہ

آپ شیخ کمال الدین سلیمانی قریشی کالپی وال کے فرزند ہین۔ آغاز ہوش سے انجام زندگی تک زہد فقر۔ ایثار۔ توکل۔ اور راستی مین عمر گزاری۔ آپ کا پائے سلوک۔ شریعت کی شاہراہ کے سوا۔

ـــــــــ

لہ جنت تاری پاؤن کے قدمو کے نیچے ہے۔

ایک قدم بھی نہین چلا اور آپ کا دست ہمت۔ دامن نیستی کے سوا۔ کسی شئے کو چھو تک نہین۔ شیخ صدر الدین ذاکر شطاری کے مرید ہین۔ ترسٹھہ سال کی عمر پائی۔ چالیس سال تک راقم کو اپنی ہمسائگی سے سرفراز کیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین عنصری تیرہ و تاریک کوچہ سے عالم قدس کی وسیع آبادی کو روانہ ہوئے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ بڑے شیخ منصور۔ حمیدہ اوصاف اور پسندیدہ اخلاق سے آراستہ تھے۔ باپ سے پانچ مہینے پیشتر سامان ہستی باندہ کر چلے گئے۔ دوسرے شیخ عبدالشکور ہین۔ ان کی طینت مین تمام فضیلتین جمع ہین۔ خمول۔ خموشی۔ اور خوش دلی ان کے خمیر مین داخل ہین۔ خدا کرے ان کو عمر طبعی روزی ہو۔ **مصرع** شکر خدا کہ ہم دم و ہمسایۂ من ست۔

یاد شیخ نور الدین ضیاء اللہ

آپ غوث الاولیا کے صاحب زادہ ہین۔ **قدس سرہما** اطوار شریعت کے سلوک مین آپ کی رفتار دل پسند تھی خوان معرفت کی بہی اچھی چاشنی چکھی تھی۔ وجدان طریقت کے بیان مین آپ کی تقریر دلنواز تقریر تھی۔ اور اسرار حقیقت کی شراب کا ایسا سکر حاصل تھا جس مین چون وچند کی کیفیت کو دخل نہ تھا۔ آپ کی عقدہ کشا زبان صاف عبارت مین رموز حقیقت کے بہرہ کا نقاب اٹھاتی تھی۔ آپ کا طریقہ اور آئین۔ عالم وحدت کے چلنے والون کو کثرت کی گھاٹیون سے سلامتی کے ساتھہ نکال لیجاتا تھا۔ آپ کی عطا پیشہ نظر سنگ دلون کو موم کرتی تھی۔ اور شکستہ دلون کے حق مین مومیائی کا حکم رکھتی تھی۔ آپ کی سلیم فکر۔ لوگون کے سقیم افعال کو صحت کی طرف پھیر لاتی تھی۔ آپ اپنی حسن معاشرت اور مصاحبت سے مسافرت کا اندوہ۔ غم ناک مسافر کے دل سے دور کر دیتے تھے اور نیز مقصود مطلوب مین کامیاب کر کے۔ ذی احتیاج مقیم کے دوش سے ناامیدی اور بیچارگی کا بھاری وزن اُٹھا لیتے تھے۔ اس قدر کمالات کا سرمایہ ہوتے ہوئے۔ آپ فقراے باب اللہ کے ساتھہ طالبانہ پیش آتے تھے۔

القصہ مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھہ آپ کا زندگانی کرنا۔ واپسین سفر تک کہ رمضان کی تاریخ تیسری اور ہجری سنہ ایک ہزار چھہ تھا۔ یکسان استقامت کے ساتھہ رہا۔ یعنی آپنے نوافل اور زوائد خیرات اور عبادات جس قدر اپنے اوپر لازم فرمالی تھین۔ اُن مین فرو گزاشت کا دخل کبھی نہین ہونے دیا۔ ہجری سنہ نو سو ستر تھا۔ کہ پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد آپ گوالیار مین آئے۔ یہان پر چند روز مجاور روضہ رہکر دار السلطنت آگرہ کو چلے گئے۔ اور اس جگہہ سامان اقامت۔ کھکر گھر اور نیز خانقاہ تعمیر کرائی۔ کم و بیش پینتیس سال

ازروے باطن خداشناسی کے حجرہ مین چلہ نشین رہے - اور ازروے ظاہر لوگون سے میل ملاقات اور جلسون کی نشست برخاست کو اپنی خلوت کے جمال کا نقاب بنائے رکہا - علم حدیث کے اندر نہروالہ شہر مین کامل دس سال تک شیخ محمد طاہر محدث نہروالہ کی شاگردی کرکے اور نیز شیخ وجیہ الملۃ علوی احمدآبادی کے درس سے تمام فنون کی تحصیل کرکے کل علوم مین اُستاد وقت ہوئے - اگرچہ ظاہر مین ظاہری سجادہ نشینی کا شرف حاصل نہین ہوا - لیکن الولد سر لابیہ کا فروغ آپ کی پیشانی سے درخشان تہا - جس زمانہ مین آپ احادیث کی تصحیح نہروالہ مین کر رہے تہے - اس زمانہ مین احمد آباد سے غوث الاولیا نے شیخ نور محمد کو خرقہ خلافت اور اجازت نامہ دیکر آپ کی خدمت مین ہیجا تہا - اور اجازت عطا فرمائی تہی -

آپ کی رحلت فرمائی کا واقعہ اس طرح پر ہے - جن ایام مین عرش آستانی اکبر شاہ دارالخلافہ لاہور مین تشریف رکہتے تہے اُن ایام مین ایک روز ہرنون کی لڑائی کے ہنگامہ مین ایک ہرن کے سینگ کا ایک کاری زخم شہنشاہ کی ران مبارک مین آیا تہا - شہنشاہ نے چند روز بعد فرمایا - کہ اس واقعہ کے اندر دور و نزدیک کے جمیع اکابر و امرا کے آنے سے ہمنے شیخ ضیاء اللہ کی یاد کی - لیکن شیخ نے ہماری یاد نہین کی - شیخ ابوالفضل مبارک نے اِس تقریر کی نقل لکہکر آپ کی خدمت مین ہیجی - جب یہ اطلاع آپ کو پہونچی تو آپنے بے تامل اپنے تئین لاہور مین پہونچا کر سلطانی دیدار حاصل کیا - اور شہنشاہ نے بہی آپ کی تشریف آوری سے اپنی عافیت اور تن درستی کی فال لی - چند روز بعد فرمایا - کہ شاہزادہ دانیال کی ایک حرم امیدوار ہے - بادشاہ کو منظور یہ ہے - کہ حرم مذکور شیخ ضیاء اللہ کے مکان مین رہے تاکہ وضع حمل اُسی جگہہ ہو - آپنے اس حکم کی تعمیل مین دو تین مرتبہ عذر کیا - مگر قبول نہین ہوا - اور حرم مذکور نے آپکے مکان مین آکر وضع حمل کیا - چونکہ شیخ اس واقعہ کی اصلیت سے بالکل محترز تہے - لہذا اپنی زندگانی سے ہی تنگ دل ہوئے - ایک ہفتہ بعد مرض الموت پیش آیا - اور صدر الذکر تاریخ مین اپنی جان حوالہ جانان کی -

ہجری سنہ نوسو بیاسی مین راقم اپنے وطن سے چل کر دارالسلطنۃ آگرہ مین گیا تہا - اُس وقت مین راقم کے چچازاد بہائی شیخ علی شمس آپ کی ملازمت مین استفادہ کر رہے تہے - اُنہون نے فقیر کو آپ کی آستانہ بوسی اور خدمت کے شرف سے مشرف کیا تہا پانچ مہینے اُس جگہہ رہکر آپ کی فیض بخشی کا حصہ

لیا - اسی سال مین احرار الاولیا کے پوتے مشہود العرفا خواجہ عبد الشہید قدس سرہما شہر آگرہ کے قلعہ مین اکبر شاہ کے بنگالی محل کے اندر اُترے ہوئے تھے - اور شہنشاہ فتح پور مین داد سلطنت دے رہا تھا فقیر بھی خواجہ کی قدم بوسی کے واسطے اس محل مین گیا تھا اور شرف دیدار سے اپنے حوصلہ کے موافق فروغ حاصل کیا تھا - مصرع خوشہ ہائے خرمن ہن خوشۂ ہر خرمن ست *

یاد حاجی ابراہیم محدث قادری

آپ شیخ داؤد کے بیٹے ہین - کنیت ابو المکارم - تخلص وصالی - زاد بوم مانک پور - اور خوابگاہ آگرہ ہے آپ کے افعال سے شریعت عیان تھی - اور اسرار مین طریقت کا خزانہ نہان تھا - عقلی اور نقلی علوم کی تحصیل اپنے وطن مین کر کے سیر و سیاحت کا ارادہ کر لیا تھا - بالآخر بغداد مین ڈہائی سال رہکر تفسیر اور حدیث کا علم تحصیل کے ذریعہ سے درجہ کمال کو پہونچایا - اور پہر وہان سے خانہ مبارک کے طواف کے واسطے روانہ ہوئے - پہر مناسک اور حج کے ارکان بجالا کر مصر کو چلے گئے - یہان پر شیخ شمس الدین علقمی کے نزدیک احادیث کی تصحیح کی - شیخ شمس الدین علقمی شیخ جلال الدین سیوطی کے بالواسطہ شاگرد ہین - اور اسی جگہہ آپنے شیخ العرفا شیخ محمد بکری شافعی سے سند اور اجازت لی - اس قدر کمالات فراہم ہونے کے بعد - پہر مکہ معظمہ کی طرف لوٹے - اور شیخ عبد الرحمٰن ابن الفہد مغربی شیخ مسعود مغربی - اور بدر الاتقیا شیخ علی متقی کی صحبت سے از سرنو کتب احادیث کی تکرار کی - اور صحت و شناخت کا بڑا مرتبہ حاصل کیا - اس کے بعد پہر دوبارہ مصر مین گئے - اور چوبیس سال تک تمام علوم کا درس دیا - باایہمہ کسی سال مین حج کو جانے آنے کا سلسلہ بھی منقطع نہین ہوا - ملک شام مین شہری اور صحرائی بزرگون کی صحبت مین بیٹھکر فیض پایا - اس کے بعد وطن کی محبت نے جوش کیا - تو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدوم کی سعادت سے سرفراز فرمایا - جب دار السلطنت آگرہ مین گذر ہوا تو تقدیری کرشمہ - اور آب و دانہ کی کشش نے یہان کے قیام کا خیال آپ کے دل مین پیدا کیا - لہذا گھر اختیار کر کے تفسیر - حدیث - اور فقہ کے درس مین - اور نیز وعظ مین آپ مشغول ہوئے اور بہت سے اشخاص کو فیض اور علم کی منزل پر پہونچایا - تاریخ اونیسوین ذی حجہ ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین چہیاسی برس کی عمر کے بعد جسمانی محنت آباد کے تنگ و تاریک کوچہ سے روحانی راحت افزا اقلیم کو روانہ ہو گئے - مصرع پیری و علم و ہمت و آزادگی طلب -

یاد شیخ امان اللہ افغان

آپ سید ابراہیم بھکری کے مرید ہین۔ خودبینی سے گزر گرارادت اور شریعت کی مشکلات کے تماشے مین محو تہے۔ کہتے ہین آلہی دیدار کی آرزو۔ ہمیشہ آپ کے دل کو بے آرام۔ اور آنکھون کو اشکبار رکہتی تہی۔ اور پیر کی ملازمت مین اسی خواہش کا ورد بار بار بیان کیا کرتے تہے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ زیادہ نہین۔ صرف ایک ہی دفعہ اس آرزو مین کامیابی ہوجاوے۔ آپ کے پیر وعدہ دیکر تسلی اور تسکین دیا کرتے تہے۔ بالآخر اس اندیشہ نے آپ کو آلیا۔ یہان تک کہ جس جنبش کرنے والہ اور اڑنے والہ پر نظر پڑتی تہی۔ اُس پر آپ مطلوب کا گمان کرتے تہے۔ کہتے تہے۔ مین ایک رات پیر کے ہاتھ پاؤن داب رہا تھا۔ یکایک اُٹھ بیٹھے۔ اور مجھسے بغلگیر ہوئے۔ فرمایا۔ امان۔ تمنے دیکھا جس کی تم کو تلاش تہی۔؟ مینے عرض کیا۔ ہان دیکھا۔ اس کے بعد وحدت وجود کا دروازہ صورۃً اور معنیً کشادہ کردیا۔ چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے۔ ایک سوار نے اپنے گھوڑے کو کوڑا مارا۔ آپنے آہ کھینچی۔ جب گدڑی اُٹھا کر دیکھا گیا۔ تو آپ کے بدن پر تازیانہ کا نشان پایا گیا۔ **القصہ** پیر کی اجازت سے براہ خشکی۔ سفر حجاز کو روانہ ہوگئے۔ ماوراء النہر۔ خراسان۔ پارس۔ اور عراقین کے اکثر مشایخ کی ملازمت کی۔ اور اُس سے فیض وفائدہ بہی اُٹھایا۔ جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو گئے۔ تو ایک دختر کے حسن پر فریفتہ ہوگئے۔ ایک روز سخت بیتاب ہوئے اور حالت بیتابی مین اُس کے باپ سے کہا۔ کہ اپنی لڑکی کا میرے ساتھ عقد کردیجئے۔ اُس نے جو جواب دیا۔ اُس سے مہر کی خواہش پائی گئی۔ آپ نے فرمایا امان اللہ۔ وہ بندہ نہین ہے جو اپنے پاس پیسہ رکہے۔ پہر لڑکی کے باپ نے کہا۔ کہ اگر آپ اس رعنائی کے ساتھ درویشی کا بہی دم بہرتے ہین۔ تو یہ ہوسکتا ہے۔ کہ پیغمبر آخرالزمان **علیہ السلام** مجھکو اس بارہ مین خواب کے اندر اجازت فرمادین۔ آپ نے کہا۔ اگر آپ تمام مال ودولت۔ جو آپکے ملک مین ہے۔ محتاجون کو تقسیم کردین۔ اور دنیاوی آلایش سے پاک ہوجاوین۔ تو اس شرط پر شاید ایسے خواب سے آپ کو سعادت حاصل ہوجاوے۔ لڑکی کے باپ نے کہا۔ اس مال ومنال کے ساتھ مجھکو بہت ہی دلبستگی ہے۔ اگر آپ کا تصرف مجھکو آزاد۔ اور بے میل کردیوے۔ تو آپ کا فرمانا ظہور پذیر ہوسکتا ہے۔ آپنے جواب دیا کہ مجھ سے اور نیز تمام مقبولون سے جو بہتر ہین۔ اُنہون نے آرزو فرمائی تہی۔ کہ ابوجہل کا دل کفر سے ہٹ جاوے۔ تو یہ وقوع مین نہین آیا۔ اور لہ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ کا عتاب سنا۔ اسی طریقہ چند...

لہ (اے پیغمبر اپنی خواہش کے مطابق تم جس کو چاہو۔ ہدایت نہین دیسکتے ۱۲۔

ان دونون اصحاب کے درمیان مین گفت وشنید کا سلسلہ جاری رہا کرتے ہین - اولاً مدینہ مقدسہ کے حرم
مین ایک حجرہ کے اندر رہتے تھے - پھر بعد مین البقیع کے اندر قبہ عثمانیہ کے نزدیک خلوت اختیار کرلی تھی - اِس
انتقال مکانی کا سبب دریافت کیا گیا - تو فرمایا - روزمرہ آدھی رات کو مدینہ کا دروازہ کھولا جاتا ہے - اور سرور انبیا
علیہ السلام اس قبہ مین تشریف لاتے ہین - اور حضور کے ساتھ خلفاے اربعہ مین سے تین اصحاب بھی ہوتے
ہین - اور اس قبہ کا دروازہ بھی کھلتا تھا - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ استقبال کے واسطے دروازہ کے
باہر آتے تھے اور امان دروازہ پر کھڑا رہتا تھا - اور اپنے تیئن اس مقام کے نامناسب شرمندہ پاتا تھا - لہذا
ازراہ ادب سابقہ جگہہ چھوڑکر اس جگہہ حجرہ تجویز کرلیا ہے - چند روز بعد عنصری قفس ٹوٹ گیا - اور مرغ حقیقت
روضہ جاوید کی طرف اُڑگیا - مصرع جان او ہم نشین جانان باد -

یاد شیخ اسحٰق قلندر سندھی

جہان پیمائی کرتے تھکرتے - آپ کے پاؤن گھس گئے تھے - ہر ایک ویران اور آباد گوشہ اور کنارہ مین پھر چکے
ہر ایک ملک کی خصوصیات سے آگاہ ہوئے تھے - لیکن ہجری سنہ نوسو اٹھاون کے آغاز سے سیاحی
ترک کرکے - قدوۃ المحدثین شیخ طاہر یوسف سندھی کی مصاحبت اختیار کرلی تھی - ہجری سنہ ایکہزار تین -
اِن روحانی مصاحب (شیخ طاہر یوسف) کا سال رحلت ہے - اس سال تک آپنے شیخ کی ملازمت سے
کبھی جدائی پسند نہین کی - راقم گلزار نے ہجری سنہ ایک ہزار دو مین برہان پور مقام پر ان دونون بزرگون کی ہمسائگی
سے بہت کچھ حصہ فیض کا لیا تھا - آپ کا سلوک استقامت کے طریق پر تھا - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین آپ کی
اقامت اس جہان کی انجام کو پہونچ گئی - مصرع روح او ہم نشین رضوان باد ؎

یاد شیخ افضل محمدؒ

آپ شیخ یوسف تمیمی کے بیٹے - مرید - اور خلیفہ ہین - اپنے پدر بزرگوار کی زندگی مین ہی - جانشین
ہوگئے تھے - رسمی علم کی کسی قدر تحصیل اپنے عم مکرم شیخ جلال کی خدمت سے - اور ان کی رحلت کے
بعد یقینی علوم کی تحصیل شیخ ابو الفتح مفتی کی درس سے فرمائی تھی ہمیشہ اہل تجرید فقرا - اور صاحب عرفان
درویشون کے ساتھہ ہم نشینی رکھا کرتے تھے - کبھی زمانہ کے دولتمندون اور امیرون کے دیدار کی آرزو
نہین کی - خاتم النبوۃ علیہ السلام کے حلیہ اقدس کی زیارت سے عالم خواب مین کئی بار مشرف
ہوئے تھے - اور حزب البحر پڑھنے کی اجازت ملی تھی - تاریخ اکیسوین صفر کو ہجری سنہ ایک ہزار تین مین

عنصری صورت - خاک آگرہ کے سپرد کرکے - الٰہی دیدار کے جلوہ گاہ کو روانہ ہو گئے۔ لفظ افضل انام ۹۶۳ھ

اور آپ کا نام وا پسین سال کے ساتھ ہم عدد ہین -

یاد شیخ طاہر

آپ یوسف ابن رُکن الدین ابن معروف - ابن شہاب الدین سندہی کے بیٹے ہین - آپ میخانہ تحقیق کے پُرانے میگساروں کے حریف - اور منزل توحید کے دیرینہ سیاحون کے ہم قدم تھے - جب آپ فیض رسانی کی مجلس مین علمی مسائل بیان کرنے کی طرف متوجہ ہوتے تھے - تو دل پذیر نکتون کی گل افشانی سے فصیح البیانی کام مین لاتے تھے - اور جب تصنیفات جمہور کے معانی اور مطالب ذریعہ - مطالعہ حل فرماتے تھے - تو آپ کی پربہار فطرت - رنگ برنگ کے پہول کہلاتی تہی - آپ کا بیان رسمی علوم کی نوعروسون کے چہرہ کا نقاب دور کرتا تہا - اور آپ کا قلم حقیقی علوم کے خلوت خانہ مین رہنے والی پردہ نشینون کی چہرہ کشائی عمل مین لاتا تھا - تاکہ علمی اور عینی کمالات کے تلاش کرنے والے - نظارہ کی امداد سے - اندرونی فروغ حاصل کرین -

غوثی آپ کی تعریف - کوتاہی کی آشنا - اور اتمام کو پہونچنے والی نہین ہے - لہذا تم کسی قدر حالات لکہنے کے واسطے قلم اُٹھاؤ - اور وہ جو تم نے اختصار کا عہد کیا ہے - اُس کا لحاظ رکہکر سخن کا آغاز کرو - کہتے ہین - دسوین صدی کی دوسری دہائی کے کسی سال مین قصبہ پاتری کے اندر کار پردازان قضا و قدر نے آپ کے نفس ناطقہ کو عنصری جسم کے ساتھ وابستہ کیا تھا - قصبہ پاتری آپ کے جد بزرگوار کا آباد کیا ہوا قصبہ ہے -

القصہ جب آپ کا آغاز ہوش ہوا تو آپ کو اور آپ کے بڑے بہائی شیخ طیب کو باپ کے ہمراہ سفر کا اتفاق پیش آیا - تینون اشخاص - دانائے حقیقت آگاہ شناسائے فضیلت دستگاہ شیخ شہاب الدین سندہی کی ملازمت مین ایک گاؤن کے اندر پہونچے - جو شیخ سندہی کے نامزد تہا - آپ نے شرح شمسیہ پڑہنے کی التماس کی - چونکہ شیخ شہاب الدین نے منطق کا درس - اپنے مناسب حال نہین سمجہا - اسواسطے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی منہاج العابدین پڑہنے کی طرف اشارہ فرمایا - کم و بیش دو ہفتہ کے اندر کتاب مذکور کو ان تینون شخصون نے لکہکر سبق شروع کر دیا - اس کے بعد ہجری سنہ نو پچاس مین آپ کو یہان سے خیال سفر ہوا - چنانچہ آپ گجرات کی طرف تشریف لے گئے - شہر

سہردیا مین پہونچکر غوث العالم شیخ محمد غوث قدس سرہ کی بابرکت صحبت سے بہت کچھ حصہ لیا۔ یہان سے صوبہ ملک دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ یہان پہونچکر شیخ وقت پیر عہد میان مخدوم جی پسر شیخ محمد ملتانی کے حلقہ ارادت مین داخل ہوئے۔ شیخ محمد ملتانی شیخ بہاء الدین قادری کے بزرگ خلیفہ ہین۔ بعدہٗ ایرج پور برار مین قیام فرمایا۔ اور خرقہ خلافت آپ کو پیر سے اسی شہر مین عنایت ہوا۔ بہت مدت تک آپ اس جگہہ رہے۔ اور لوگون کو درس وتلقین کے ذریعہ سے فیض پہونچاتے رہے۔ جس سال حاکم احمد نگر مرتضیٰ نظام الملک ایرج پور پر قابض ہوا تھا۔ اور نرنالہ کے قلعہ پر فتح پائی۔ ملک برار کی آباد بساط فتنہ وفساد کے سبب سے تہ ہو گئی اور وہان کے باشندون کو مجبوراً جلاوطن ہونا پڑا۔ اِس اثنا مین آپنے والی خاندیس کی التماس سے برہان پور مین پہونچکر سامان قیام فرمایا۔ ہجری سنہ ایک ہزار چار تک اس شہر کے اندر آپ ظاہر وباطن کی صفائی اور آرائش مین ثابت قدمی کے ساتھہ مقیم رہے۔ اور بہت سی تصانیف صفحہ روزگار پر یادگار چھوڑکر ملک تقدس کو روانہ ہوئے۔

منجملہ تصانیف مذکورہ کے ایک تفسیر مجمع البحار ہے۔ جو بالکل لطائف قشیری کے اسلوب پر طائفہ صوفیہ قدس سرہم کے نکات اور اشارات کو حاوی ہے۔ اُس مین سے تھوڑی سی عبارت نقل کرکے نمونہ کتاب کے طور پر پیش کرتا ہون۔

فی تفسیر قولہ تعالیٰ۔ فی قلوبھم مرض الخ المرض حقیقۃ فی مایعرض للبدن فیخرجہ عن الاعتدال الخاص۔ ویوجب الخلل فی افعالہ ومجازفی الاعراض النفسانیۃ التی یخل بکمالھا کالجہل وسوٗ العقیدۃ والزیغۃ وحب المعاصی لانھا مانعۃ عن نیل الفضائل ومودیۃ الی زوال الحیوٰۃ الحقیقیۃ الابدیۃ والآیۃ تحتملھا فان قلوبھم کانت متالمۃ تحزنا علیٰ

اللہ جل شانہ کا جو قول ہے فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ الخ اس کی تفسیر مین لکھتے ہین۔ مرض۔ ایک تو حقیقی ہوتا ہے اِس اعتبار سے کہ جب وہ جسم کو عارض ہوتا ہے تو اُس کو اُسکے خاص اعتدال سے خارج کردیتا ہے۔ اور اُس کے افعال مین لازمی خلل ڈالتا ہے۔ دوسرے مجازی ہوتا ہے۔ جو حالت اعراض نفسانی کو عارض ہوکر اُن کے (اعراض نفسانی کے) کمال مین خلل انداز ہوتی ہے۔ اُس حالت پر مرض مجازی کا اطلاق آتا ہے۔ جیسے جہل۔ سوء عقیدہ۔ کجی۔ اور گناہون کی رغبت یہ تمام امراض مجازی ہین۔ کیونکہ یا تو یہ

مافات عنہم من الریاسۃ وحسدًا علی مایرون من اثبات امر الرسول واستعلا شانہ یومًا فیومًا فزاد اللہ عنہم بما زاد فی اعلاء امرہ واشادۃ ذکرہ ونفوسہم کانت ماؤفۃ بالکفر وسوء الاعتقاد ومعاداۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحوھا۔ فزاد اللہ ذلک بالطبع اوبازدیاد التکالیف وتکریر الوحی وتضاعیف النصر۔

چیزین انسان کو حد فضائل تک پہونچنے سے مانع ہوتی ہین۔ یا یہ چیزین انسان کو حقیقی اور ابدی حیات کے زائل ہونے کی طرف کھینچ لیجاتی ہین۔ اور قرآنی آیۃ سے یہی مجازی معانی مراد ہین۔ کیونکہ منافقین کے ہاتھون سے جو ریاست نکل گئی تھی۔ تو اسکے غم ہن وہ مبتلا تھے یہ گویا اُن کے قلوب مین مرض تہا۔ اور یومًا فیومًا جو رسول اللہ صلعم کا حکم ثابت اور آپ کی شان ارفع ہوتی ہوئی دیکھتے تہے۔ تو اسپر وہ حسد کرتے تہے اور ان وجوہ سے اُن کے قلوب سخت الم پا رہے تہے۔ گویا کہ اِن کا مرض یا الم اللہ تعالیٰ جل شانہ نے زیادہ کیا۔ کیونکہ حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے ذکر کی شان ارفع کرنے مین زیادہ تر حصۃ اللہ جل شانہ نے ہی تو لیا۔ اور منافقین کے نفوس پہلے ہی سے کفر۔ سوء اعتقاد۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت وغیرہ وغیرہ کی وجہ سے ماؤف تھے تو اللہ جل شانہ نے منافقین کا الم یا تو بالطبع زیادہ کیا۔ یا اس طور پر زیادہ کیا کہ الم کی تکلیفات بڑہائین۔ متواتر وحیان بھیجین۔ اور فتوحات پر فتوحات عطا فرمائین۔

وفی الرحمانی فی قلوبہم مرض ھو تفریطہم فی القوۃ الحکمیۃ وافراطہم فی الشہویۃ۔

اور تفسیر رحمانی مین لکھا ہے۔ فی قلوبہم مرض۔ یعنی منافقین کے قلوب مین قوت حکمیہ کی کمی اور قوت شہوانیہ کی زیادتی ہے۔

فی الاحیاء اعلم ان جندی الغضب والشہوۃ قد ینقادان للقلب انقیادًا تامًا فیعیناہ علی طریقہ الذی لیسلکہ

احیاء مین لکہا ہے۔ واضح ہو۔ کہ غضب اور شہوۃ کے دو لشکر کبھی تو قلب کے مطیع ہوتے ہین کامل اطاعت کے ساتھ۔ اور اس صورت مین وہ قلب کو اُس طریقہ پر

وقد یستعصیان علیه استعصاء بغی و تمرد حتی یملکاه ویستعبداه وفیه هلاکه وانقطاعه عن سفره الذی به وصوله الی سعادة الابد وللقلب جند اٰخر وهو العلم والحکمة والتفکر وحقه ان یستعین بهذا الجند فانه حزب الله تعالی علی الجندین الاٰخرین فانهما قد یلحقان بحزب الشیطان فان من ترك الاستعانه وتسلط علی نفسه جندی الغضب والشهوة هلك هلاکاً یقیناً وخسر خسراناً مبیناً وذٰلك حال اکثر الخلق فان عقولهم صارت مسخرة لشهواتهم فی استنباط الحیل لقضاء الشهوة وکان ینبغی ان یکون الشهوة مسخرة لعقولهم۔

چلنے مین مدد دیتے ہین۔ کہ جس طریقہ پر قلب چلتا ہے اور کبھی قلب کی نافرمانی کرتے ہین ازروے بغاوت اور تمرد کے۔ یہان تک کہ قلب کے مالک بن جاتے ہین۔ اور قلب سے اطاعت چاہتے ہین۔ اور اس صورت مین قلب کی ہلاکت متصور ہے۔ اور نیز جس سفر کے ذریعہ سے قلب ابدی سعادت کو پہونچ سکتا ہے اُس سفر سے بوجہ تبعیت غضب اور شہوۃ کے انقطاع ہوجاتا ہے۔ اور قلب کا ایک لشکر اور ہے۔ جس کے افراد علم حکمت۔ اور تفکر ہین۔ اور قلب کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ اس لشکر سے مدد مانگے۔ کیونکہ یہ لشکر صدر بالا کے دونون لشکرون کے مقابلہ مین۔ خدائی گروہ ہے۔ یہ دونون لشکر شیطانی گروہ سے مل جاتے ہین۔ تو جس شخص نے اس لشکر سے مدد نہین مانگی۔ اور اُس کے نفس پر غضب اور شہوۃ کے دونون لشکر مسلط ہوگئے وہ شخص یقیناً ہلاک ہوگیا۔ اور اُس نے صریح نقصان اٹھایا۔ اور اکثر مخلوقات کا حال ایسا ہی دیکھا جاتا ہے یعنی شہوات پوری کرنے کے واسطے حیلے اور بہانے سوچ سوچ کر نکالتے ہین۔ اکثر مخلوقات کی عقلین اُن کی شہوات کی تابع ہورہی ہین۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے۔ کہ شہوۃ اُن کی عقلون کے تابع ہو۔

اما بیان علامات مرض القلب فنقول ان کل عضو من اعضاء البدن خلق لفعل خاص به ومرضه ان یتعذر علیه فعله

مرض قلب کی علامات کا بیان اس طرح پر ہے جیسے جسمانی اعضا مین سے ہر ایک عضو اپنے خاص فعل کے واسطے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اُس کا مرض

بقلب

الذی خلق لاجلہ کذلک مرض ا

ان یتعذر علیہ فعلہ الذی خلق لاجلہ وہو

العلم والحکمۃ والمعرفۃ وحب اللہ تعالیٰ وعبادتہ

والتلذذ بہ وایثار ذلک علی شہوۃ سواہ

وخاصیۃ النفس التی للآدمی ما یتمیز

بہ عن البہائم ولم یتمیز بہا بقوۃ الاکل

والوقاع بل بمعرفۃ الاشیاء علی ما ہی علیہ

اصل الاشیاء موجدہا ومخترعہا الذی جعلہا

شیئا ہو اللہ تعالیٰ فلو عرف کل شیء ولم یعرف

اللہ تعالیٰ فکانہ لم یعرف شیئا فان الناس کلہم

قد ہجروا ہذہ السوم واندرست فی ہذہ الاعصار

واشتغلوا بتوسیط الخلق فی الخصومات

الثائرۃ من اتباع الشہوات فقالوا ہو

الفقہ واخرجوا ہذا العلم الذی ہو فقہ الدین

من جملۃ العلوم وتجرد والفقہ الدنیا الذی

ما قصد بہ الا دفع الشواغل لیتفرغ لفقہ

الدین فکان فقہ الدنیا من فقہ الدین

بواسطۃ ہذا الفقہ

یہ ہے۔ کہ جس فعل کے واسطے وہ عضو پیدا کیا گیا ہے۔ اُس فعل کا عضو مذکور سے صدور متعذر ہو جاوے۔ اسی طرح قلب کا مرض یہ ہے کہ جس فعل کے واسطے قلب پیدا کیا گیا ہے۔ اُس فعل کا قلب سے صدور متعذر ہو جاوے۔ اور افعال قلب یہ ہین۔ علم۔ حکمت۔ معرفت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت۔ اُس کی عبادت۔ اُس کے ساتھ لذت پانا اور کامل اتقضا کے موافق ان چیزون کو کام مین لانا۔ اور نفس آدمی کی خاصیت ایسا امر ہونا چاہیے۔ کہ جس کے سبب سے آدمی بہائم سے الگ متمیز ہو سکے آدمی بہائم سے قوت اکل اور قوت جنگ کے سبب سے متمیز نہین ہو سکتا ہے بلکہ اشیا کو اُن کی اصلی ماہیت کے موافق پہچاننا یہ وجہ تمیز ہے۔ اصل اشیاء اُن کے موجد اور مخترع کو سمجھنا چاہیے۔ جس نے اشیا کو اشیا کر کے بنایا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ اسواسطے اگر انسان نے بالفرض تمام اشیا کو پہچانا مگر اللہ تعالیٰ کو نہین پہچانا۔ تو گویا اُس نے کچھ بھی نہین پہچانا۔ تمام لوگون نے ان علوم کو چھوڑ دیا ہے۔ اس زمانہ مین یہ علوم پُرانے پڑ گئے ہین۔ اور جو خصومات اتباع شہوات سے پیدا ہوتی ہین۔ اُن کے تصفیہ کے اندر اپنے اخلاق کو واسطہ بنانے مین لوگ مصروف ہو گئے ہین۔ کہتے ہین۔ کہ فقہ یہی ہے اور اس علم کو جو خاص فقہ دین ہے۔ تمام علوم مین سے خارج کر دیا ہے۔ دنیاوی فقہ سے مقصد یہ تھا۔ کہ اس ذریعہ سے دوسرے موانعات اٹھا دیے جاوین تاکہ فقہ دین کے واسطے فراغت حاصل ہو۔ مگر اب محض اسی دنیاوی فقہ کی طرف رخ کر بیٹھے ہین۔ گویا دنیاوی فقہ ہی در اصل دینی فقہ ہے۔ اس فقہ کے ذریعہ سے۔

بمنزلۃ

وفی بعض الکتب - اعلم ان القلب فی الحقیقۃ

القالب فی الشریعۃ ولا معول الا علی القلب لانہ موضع

نظر اللہ تعالیٰ کما قال علیہ السلام ان اللہ

بعض کتب مین لکھا ہے۔ واضح ہو۔ کہ قلب حقیقۃ مین رُوے شریعت بمنزلہ قالب ہے۔ اور قلب کے سوا کسی اور شے پر اعتماد نہین کیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر کا مقام قلب ہی ہے۔ جیسا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

لا ينظر الى صوركم الخ - فللقلب علل كما
مثل امراض الاشخاص فان القلب انسان
حقيقى وله من الاعضاء حقائق فللقلب راس
هى به كما يحيى البدن براسه فاذا خرّ من
البدن لا يحيى فكذلك القلب و راس القلب
ادراكه لطائف الغيب و هذا الادراك
ينقسم مثل انقسام حواس الراس اقساماً
البصيرة والتذكر والمراقبة والتميز والتفكر
فالبصيرة عين القلب والتذكر لسان القلب
والمراقبة سمع القلب والتفكر خيال القلب
والتميز تجاربه وفعله فاذا اراد الله تعالى
بعبد خيراً فتح عين قلبه وشرح لسانه واذن سمعه
واذا اراد الله تعالى بعبد شراً ختم على سمعه
وبصره ومنعه عن ادراكاته وذلك المنع مرض
روحانى يكون صداع القلب منه ومهما
زاد المنع تولدت الغفلة والغفلة للقلب
بمنزلة الصرع وغلبة الظنون الفاسدة
مثل الماليخوليا للراس فان الراس اذا ابتلى
به يتخبط اعماله والقلب اذا انفعل بالظنون
الفاسدة تظهر فيه تخبطات كثيرة و
يصير كالمجنون المتحير الممنوع من معرفة
الله تعالى وحسن الظن به واستلاء
القلب لفضول الطمع والطمع به

کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا ہے الخ جس طرح انسانوں کو
امراض لاحق ہوتے ہیں - اسی طرح قلب کو بھی علتیں اور امراض لاحق ہوتے
ہیں - کیونکہ قلب ہی فی نفسہ انسان حقیقی ہے - اور اس کے اعضا بھی حقیقی ہیں
چنانچہ قلب کا ایک سر ہے جس کے سبب سے وہ زندہ رہتا ہے جس
طرح بدن اپنے سر کے سبب سے زندہ رہتا ہے - اگر بدن کا سر کاٹ لیا جاوے
تو جس طرح بدن زندہ نہیں رہ سکتا ہے اسی طرح قلب بھی زندہ نہیں
رہ سکتا ہے - اور قلب کا سر غیبی لطائف کا ادراک کرنا ہے - اور
جس طرح سر کے حواس کی تقسیم ہے - اُسی طرح اس ادراک کی بھی تقسیم ہے
اور اقسام ادراک یہ ہیں - بصیرۃ - تذکر - مراقبہ - تمیز - اور تفکر - بصیرۃ
قلب کی آنکھ ہے - تذکر قلب کی زبان ہے - مراقبہ قلب کے کان ہیں
تفکر قلب کا خیال ہے - اور تمیز قلب کے تجربہ اور افعال ہیں - پس جب
اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بندہ کو خیر پہونچانا چاہتا ہے تو اُس کے دل کی
دونوں آنکھیں کھول دیتا ہے - زبان رواں کر دیتا ہے - اور کان کو قوت
سماعت دیدیتا ہے - اور جب اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بندہ کو شر پہونچانا چاہتا
ہے - تو اُس کے کان پر اور آنکھ پر مہر لگا دیتا ہے - اور اس بندہ کو ادراکات
سے باز رکھتا ہے - اور یہ باز داشت - روحانی مرض ہے جس کو صداع قلب
عارض ہوتا ہے - اور باز داشت جس قدر زیادہ ہوتی جاتی ہے - اُسی قدر
غفلت زیادہ بڑھتی جاتی ہے - اور قلب کی غفلت بمنزلہ صرع کے ہے -
اور فاسد تخیلات کا غلبہ سر کے واسطے مثل مالیخولیا کے ہے - جب سر مرض
مالیخولیا میں مبتلا ہوتا ہے - تو اُس کے اعمال متخبط ہو جاتے ہیں - اور جب
قلب تخیلات فاسدہ سے منفعل ہوتا ہے - تو اُس میں بہت سی
خبط باتیں پیدا ہو جاتی ہیں - اور ایسے مجنون کی طرح ہو جاتا ہے
کہ جیسے کوئی متحیر ہو - اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی معرفت سے باز رکھا گیا

یورث الاستسقاء فی القلب حتی انه لا یروی من المال والجاہ والدخان الغفلۃ یورث عمی البصیرۃ فان البصیرۃ تظلم ویقل نورہا بدخان الھوی کما یظلم البصر ببخار الھوی فی عالم الدنیا	اور نیز اللہ تعالی کے ساتھ حسن ظن نہ رکھتا ہو۔ اور طمع کی فضول سے قلب کا ممتلی ہونا۔ اور نیز طمع اس کو لاحق ہونا۔ قلب کے اندر استسقا پیدا کرتا ہے۔ یہان تک کہ مال سے اور جاہ سے سیر نہین ہوتا ہے۔ اور غفلت دہوان ہے۔ جو بصیرۃ کی نابینائی پیدا کرتا ہے۔ یعنی البصیرۃ مین تاریکی آجاتی ہے۔ اور اُس کا نور۔ نفسانی خواہشات کے دہوئین سے کم پڑجاتا ہے جس طرح آنکھون کی نظر بیرونی بخارات سے عالم دنیا مین تیرہ وتاریک ہوجاتی ہے

وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جو اس دریاے معانی کی تہ کو پہونچکر اسرار کے موتی عبارات کے ذریعہ سے نذر ناظرین کرے۔ ایک روز اس تفسیر کے اجزا۔ دریاے کشف وشہود کے مستغرق شیخ لشکر محمد عارف شطاری قدس سرہ کی نظر سے گزرے تو بہت خوش ہوئے۔ فرمایا۔ اس رنگین کتاب کا مصنف اپنی حسنات کی جزا کا اندازہ شاید قیامت کے روز ہی کر سکیگا۔ کیونکہ یہ اندازہ آج کے روز ان حسنات کی کیفیت بیان کرنے سے نہین ہو سکتا ہے۔

فرمان رواے صوبہ علی عادل شاہ فاروقی نے مولانا حسین شیرازی کو جو حکمت کے فنون اور عقلی علوم مین اپنا نظیر نہین رکہتے تہے۔ اور ندیم خاص جلال خان بابری کو جن کو رسمی علوم مین دستگاہ تہی۔ ان دونون اصحاب کو مصنف کی خدمت مین بہیجا تھا اور التماس کی تہی۔ اگر اِس پاسبان خلائق کا عہد اس کتاب کی تصنیف کی تاریخ مین درج کردیا جاوے۔ تو غایت درجہ عنایت ہوگی آپنے التماس قبول فرمائی اس وجہ سے کتاب ہذا کا خطبہ دو طرح پر واقع ہوا ہے۔

آپ کی دوسری تصنیف مختصر قوۃ القلوب ہے۔ تیسری منتخب مواہب لدنیہ۔ چوتہی ملتقط جمع الجوامع سیوطی۔ پانچوین موجز قسطلانی جس سے بڑی کوئی شرح بخاری پر نہین ہے۔ بڑے بڑے بارہ دفتر دو لاکہہ بیت مین مختصر کئے ہین۔ چہٹی تفسیر مدارک اپنے دونون بیٹون عبد اللہ اور رحمۃ اللہ کے واسطے۔ مختصر کی تہی۔ اور اُس کا آغاز اس طرح سے کیا ہے۔ قال ابو عبد اللہ طاہر بن یوسف علیہ رحمۃ اللہ۔

ساتوین اسامی رجال صحیح بخاری۔ ایک شرح ہے کرمانی کے طور پر۔

آپ کی آٹہوین تصنیف ریاض الصالحین ہے۔ جس کی فہرست کی ترتیب تین روضون پر رکہی گئی ہے دوسرا روضہ اُن احادیث صحیحہ اور حسنہ کے بیان مین ہے۔ جن کے اندر اُمت کی بخشش۔ اور اُمیدون کی

کامیابی کی نوید وارد ہے۔ اور دوسرا روضہ بڑے بڑے مشایخ طریقت کی ناصحانہ باتون سے سرسبز ہے۔ جیسے قطب الاقطاب شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی۔ قدوۃ العرفا ابوطالب مکی۔ شیخ الاولیا شہاب الدین سہروردی۔ تاج السالکین زین الدین خوافی۔ اور اکرم الاتقیا۔ شیخ علی متقی ہندی وغیرہم من الاکابر **قدس سرہم** (تیسرا روضہ) ارباب توحید و وجدان اور اصحاب عشق و عرفان کی عمدہ عمدہ عبارتون اور نمکین اشارون سے ترو تازہ ہے۔ جیسے قافلہ سالار شاہراہ تحقیق شیخ محی الدین عربی منبع عین فاتی چشمہ سار آثار اسمائی۔ عین القضاۃ ہمدانی۔ صدر آرائے طائفہ توحید شیخ صدر الدین قونیوی۔ اور نیز دیگر معتقدین وحدت وجود۔ **نفعنا اللہ و جمیع الطالبین بانفاسہم** اس طرح پر تینون روضہ سرسبز و شاداب ہین۔ وہ شخص نیک بخت ہے جو مطالعہ کے ذریعہ سے ہر ایک روضہ کے بیل بوٹے اور رنگ آمیزی کو دیکھکر بموجب اُسکے کاربند ہو۔

یاد شیخ محمود بن عبد اللہ گجراتی

آپ کی زاد بوم گجرات۔ اور خوابگاہ برہان پور ہے۔ جس وقت سماع مین آپ کو جوش آتا تھا۔ تو آپ کی آہ سے دریاے عشق مین طوفان پیدا ہوتا تھا۔ اور آپ کے آنسوؤن سے فنا کے گرداب مین موجون پر موجین آتی تہین۔ آپ شیخ شکر محمد عارف کے خلیفہ ہین۔ قرآن حفظ تھا۔ دل آویز لہجہ اور داؤدی الحان سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ مین میان ممو جیو محدث تھے اور ملک پیر محمد حسن کی درویشی۔ فرمان رواے نواح گجرات کی وزارت سے ملی ہوئی تہی۔ آپ ان دونون اصحاب کی مصاحبت مین برہان پور سے سفر حجاز کو روانہ ہوئے۔ اور لوٹ آئے۔ مسیح القلوب کہتے ہین۔ ایک روز مین آپ کی عیادت کے واسطے گیا تھا۔ آپنے فرمایا۔ اے فلان۔ میرے واپسین سفر کا وقت آگیا ہے۔ آپ ایسی دعا سے میری مدد کرین۔ کہ ارباب شہود کے طریقہ پر مین دفن کیا جاؤن۔

القصہ فقیر اور نیز دیگر چند دوست رحلت فرمائی کے روز آپ کے سرہانے موجود تہے۔ حلقہ چشم مین آنکھین اس طرح عاشقانہ گردش کرتی تہین۔ کہ جیسے کوئی محبوب جان نشانی اور نظر بازی کرتا ہے۔ نیز مسیح القلوب کہتے تہے۔ ہنگام رحلت اسی طرح دو شخص اور بہی میری نظر سے گزرے ہین۔ میرے عم مکرم شیخ طاہر ابن یوسف اور شیخ الاولیا۔ آپ کا سال رحلت ہجری سنہ ایک ہزار چار ہے۔ کہتے ہین۔ ایک مطرب کا لڑکا مہر مبین نام تہا۔ مدتون تک آپ کی نظر اُسکو دیکہتی رہی۔ چند روز مین محمودی عشق کے کشش نے اُس

لڑکے کو پیکر پرستی کی قید سے نکال کر۔ تاج ایمان سے سرفراز کیا۔ اور ایازی کے درجہ کو پہونچا دیا بیت

معشوق در لباس ایاز ست جلوہ گر	غوث مگر بدولتِ محمود می رسد

یاد قاضی ابراہیم ابن قاضی محمدؒ

آپ اپنے باپ کے شاگرد اور مرید ہین۔ اور قاضی قطب مجذوب آپ کے عم مکرم ہین۔ عالم خوشنویس فصیح البیان اور محبوب القلوب تھے۔ ایک عمر تک قصبہ بنواری مین جو سرکار کالپی مین ہے۔ رسمی علوم کا درس دیتے رہے۔ اور ہارسی کو جمال درویشی کا برقع بنا رکہا تھا۔ بہت سے لوگ آپکے فیض پاکر عربی زبان سے واقف ہوگئے۔ پرانی بغیر پڑہی ہوئی کتابون کو آپ کی برزور طبیعت پڑہی ہوئی کتابون سے زیادہ آسانی کے ساتہ پڑہتی تھی۔ ہدایہ فقہ کو اُستاد شہر شیخ عبدالملک کے درس مین نکالا تھا۔ اور اُستاد کے موثر دم کی بدولت سب جگہ سب قسم کی گفت وشنید مین سب لوگون سے آپ سبقت لے گئے تھے۔ نسب الانساب نام ایک بڑی کتاب آپنے مادری وپدری آبا و اجداد کی نسل کے بیان مین بزبان فارسی تصنیف کی تہی۔ اس کتاب مین دولتمندان صورت ومعنی کے کسی قدر حالات درج کیے ہین۔ چہہتر سال کی عمر پائی۔ ماہ رمضان ہجری سنہ ایک ہزار چار مین اس جہان سے دل اُٹھا لیا۔ خوابگاہ بنواری ہے۔

مصرع ارم باخاک پاکش ہم نشین باد؀

یاد سید ہبتہ اللہ

آپ کے آباے کرام رضوی سادات مین سے ہین۔ امام رضا رضی اللہ عنہ کے مشہد سے ہند مین آئے تھے۔ مان اور باپ دونون آپ کو خردسال چہوڑ کر آنجہانی ہوئے۔ دایہ کی مہربانی اور قسمت کی خوبی نے آپ کو خواجہ حسن کی خدمت مین پہونچایا۔ خواجہ حسن کو لوگ معین الدین ثانی کہا کرتے تھے۔ اور نیز خواجہ حسن خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری کی نسل سے تھے۔ خواجہ حسن نے فرزند کی طرح آپ کی پرورش فرمائی۔ جب عقل آئی۔ تو اپنا مرید کیا۔ جب پیر کی رہنمائی سے تزکیہ اور تصفیہ ہوگیا۔ تو خرقہ خلافت مل گیا۔ اور ملکوتی سیر کا درجہ حاصل ہوا۔ ہمیشہ گزرے ہوؤن کی روح سے گفتار اور دیدار کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپ کی عمر بہت زیادہ ہوگئی تہی۔ یہان تک کہ آپ کے سفید بال دوبارہ مائل بہ سیاہی ہو چلے تھے۔ جس طرح سیاہ بال سفید ہوتے ہین۔ اور دانت بہی دوبارہ نکلنے شروع ہوگئے تھے۔ کسی قدر آپ کے حالات کا بیان اس طرح پر ہے۔ جب زمانہ شیرخان سور کا تھا۔ تو آپ نے اجمیر سے گوالیار مین آکر حجرہ اختیار کر لیا تہا

پھر یہان سے گردش روزگار کی وجہ سے مالوہ کی طرف سفر فرمایا۔ قصبہ جولی مہیسر منڈو سے جنوبی سمت مین تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہان آکر بستر اجمایا۔ پرگنہ کے بہت سے باشندے مرید ہوئے۔ آپکے پیر کا سلسلہ نو بطن سے خواجہ فخر الدین محمد کو پہونچتا ہے۔ جو خواجہ معین الاولیاے اجمیری کے صاحبزادہ ہین اس طرح پر خواجہ معین الدین ثانی۔ خواجہ بایزید ثانی۔ خواجہ طاہر۔ خواجہ بایزید کبیر۔ خواجہ شہاب الدین خواجہ احمد۔ خواجہ نجم الدین۔ خواجہ حسام الدین۔ خواجہ فخر الدین محمد قدسنا اللہ باسرارہم آپ کا سال رحلت ہجری سنہ ایک ہزار چار ہے۔ آپ کے ایک بیٹے ہین شاہ محمد۔ پرگنہ جولی مہیسر کے۔ یہ قاضی ہین جہان آپ کے باپ کی قبر ہے۔

یاد شیخ ولی پور ملوک شاہ صدیقی

آپ سید ولی بدایونی کے مرید ہین۔ وطن اور مرقد دونون چرتھاولی مین ہین۔ چرتھاولی سرکار دہلی مین ایک قصبہ ہے سہارنپور کے پہلو مین۔ ایک روز آپ ایام طفلی مین ہم عمرون کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ سید ولی بدایونی کی پالکی دور سے آتی ہوئی دیکھی۔ آپ کھیل چھوڑ کر۔ ایک طرف ہو گئے۔ اتفاقًا اس وقت سید کی نظر خرد سال لڑکے کے ہوش کی طرف گئی۔ سید نے دریافت فرمایا۔ کھیل سے تم نے کیون کنارہ کیا۔ آپ نے عرض کیا۔ آپ کے دیدار کی آب وتاب نے مجکو کھیل سے باز رکھا۔ پھر پوچھا تمہارا نام کیا ہے آپ نے کہا ولی۔ فرمایا۔ ہمارا اور تمہارا دونون کا نام ولی ہے۔ آپنے عرض کیا۔ لیکن ایک فرق ہے۔ میرا نام باپ کا رکھا ہوا ہے۔ اور جھوٹا ہے۔ اور آپ کا نام فرستادہ حق ہے۔ اور سچا ہے۔ سید اس بات کو سن کر خوش ہوئے دعا کی۔ مرید کیا نعلین خاص عنایت فرمائین۔ اور کہا۔ تمہارے پاؤن مین بھی آتی ہین۔ اس کے بعد آپ کو سلوک کی توفیق ہوئی حقیقی اور مجازی کمالات حاصل کئے۔ اور عالم محقق بنے۔

مصرع ایزد بہماں یار شس باد؛

یاد شیخ فتح اللہ بھروچی فتح اللہ علیہ الوہاب ما اراد

بھروچ ایک قلعہ ہے صوبہ گجرات کا۔ دریاے نربدا کے کنارہ آغاز جوانی مین رسمی علوم کے ساتھ دائمی استغراق تھا۔ اور آپ کے کلام مین نہایت سنجیدگی پائی جاتی تھی۔ بالآخر خدا طلبی۔ اور حق شناسی کی آندھی جو چلی۔ تو رسوم کی پابندی اور حروف کی وابستگی کا خس وخاشاک آپ کے سینہ کے میدان سے صاف ہو گیا۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ ازلی سعادت نے آپ کو شیخ لشکر محمد عارف کی فیض بخش خدمت مین

پہونچایا - ظاہری بیعت کی رسوم ادا کر گئے سا... ین دائمی حاضر باشی اختیار کی - اس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ بہت جلد بے انتہا کشائش ... یر معارف فتوح حاصل ہوئین - آپ اپنے ہمرازون سے کہا کرتے تھے مجکو نماز کے وقت کئی دفعہ روحی عروجی سیر حاصل ہو کر نماز میری معراج بن چکی ہے - صلوۃ التسبیح روزانہ آپ کا ورد تھا - جس وقت سماع کی مجلس مین نعرہ مارتے تھے - تو بہت سے ہم نشینون کے دلون مین درد پیدا ہو جایا کرتا تھا - چونکہ شیخ محمود عبداللہ گجراتی کی جدائی کی تاب نہین تہی - لہذا اُن کے بعد تیسرے روز ہی ہجری سنہ ایک ہزار چار مین عالم علوی کو روانہ ہو گئے - مصرع باد ایزد آرزو بخش دلش ؛

یاد شیخ کرم اللہ

آپ قصبہ سوئی سوپر کے بیٹے ہین - روایت ہے - اُس قصبہ مین ایک پیکر پرست بقال بڑا صاحب دولت تہا - لیکن بیٹا نہین رکہتا تھا - وہ بقال ایک روز بدیع الدین شاہ مدار کے خلیفہ سید حسن جتی کی خدمت مین آیا قدس سرہما دل مین درد تہا - رو پڑا - اور اپنی خواہش پیش کی - آپ نے فرمایا - روز اول کی تحریر سے تمہاری تقدیری فرد تعلیقہ مین سات بیٹے مقرر ہین - لیکن ایک شرط ہے کہ ساتوان لڑکا اِس درویش کے حوالہ کرو - جب خوشخبری کا ظہور ہوا - تو بقال مذکور بجائے ساتوین لڑکے کے کوئی اور لڑکا اُٹھا لایا - اس کو سید نے قبول نہین فرمایا - اور کہا - لایا ہوا لڑکا تمہارا ہے - خلاصہ کلام یہ کہ اس اثنا مین اُس کو مصیبت اور سختی پیش آئی - بقال نے اس مصیبت کو ایفائے نذر مین تاخیر ہونے کے سبب سے سمجھا - پشیمان ہوا اور اصلی ساتوین لڑکے کو سید کی بارگاہ مین پیش کیا - سید نے نہایت خوشی سے لیکر فرمایا - میرے نام زد ہی لڑکا ہے کرم اللہ نام رکہکر تعلیم و تربیت مین مشغول ہوئے - جب آپنے عقل و ہوش کی سیڑہی پر قدم رکہا - تو آپ کے مذاق مین درویشی شیرین کر کے دکہائی گئی - اپنے مربی کے مرید ہو گئے - اور سلوک و تصوف کے راستہ مین قدم استحکام کے ساتھ رکہا - آپ کی عبادت تلاوت تہی - نفس پر کامیابی نصیب ہوئی - خرقہ خلافت پہنا - ہجری سنہ نو سو چونسٹھہ مین گانون اور خاندان ترک کر کے - منڈو مین چلے آئے - اور یہین بود و باش اختیار کر لی - کم وبیش شمسی چالیس سال اس شہر مین آپنے قیام فرمایا - سو سال سے زیادہ عمر پائی - پہر ہجری سنہ ایک ہزار چار مین سفر کر گئے - خوابگاہ آپ کے فرمانے کے بموجب صحنِ مکان مین بنائی گئی -

یاد شیخ عبدالکریم

آپ شاہ شہباز کے فرزند - اور نیز خلیفہ ہین - قدس سرہما پیدائش اور مرقد دونون برہان پور مین ہین

ہجری سنہ نوسو آٹھ مین نقاش تقدیر نے آپ کی علمی صورت کو بشری شکل مین نمایان کیا۔ دیکھنے والون نے یہ ترانہ گایا بیت۔

نخل قدش کہ از چمن جان بر آمدہ	شاخ گلے بصورت انسان بر آمدہ

اور تاریخ بارہوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار چار کو ناسوت کے تیرہ و تاریک کوچہ سے نکل کر ملکوت کی آباد نمایش گاہ کو چلے گئے ماتمیون نے اس طرح نوحہ کیا ؎

آہے سیہ از زمین بر آمد	مرگ از در آسمین بر آمد
بارید بباغ ما تگرگے	واز گلبن ما نماند برگے

چھیانوین سالہ زندگی کو شریعت غرا کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی پرستش مین اس طرح گزارا۔ کہ زمانہ کا ہاتھ آپ کے ایک مستحب کو بھی غارت نہ کرسکا۔ اور بے تعلقی اور آزادی کی بنیاد اس طور پر استحکام کے ساتھ رکھی تھی۔ کہ روزانہ آگئے ہوئے نقد اور جنس کو جب تک ضرورت مندون کے گھر نہین پہونچا دیتے تے۔ شام کو آرام نہین پاتے تھے۔ اور رات کے آئے ہوئے مال و منال کو جب تک تنگ دستون کے مکان مین دست بدست نہین بھیج دیتے تھے صبح کے وقت خوش نہین ہوتے تھے۔

ایک روز ایام طفلی مین آپ ایک درخت پر چڑھ کر ہاتھیون کی لڑائی دیکھتے تے۔ پانون پھسلا تو سر کے بل زمین پر آئے۔ بال برابر بھی صدمہ نہین پہونچا۔ خدائی حفاظت کا شکر بجالا کر عرض کیا۔ ازلی عنایت نے نگہبانی کی۔ ورنہ جان کا نقصان تہا۔ آپ کے پدر بزرگوار نے فرمایا۔ اس مین شک نہین۔ مگر ازلی نسبتون کا ظہور بے سبب نہین ہوتا ہے۔ یقیناً سبب یہ تھا۔ کہ ہینے ہاتھ کا کام آنکھ سے لیکر تم کو درخت کے اوپر سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اُتار لیا۔ اس قسم کا تصرف وہ شخص کرسکتا ہے جو الٰہی اسم باسط اور جامع کے ساتھ متصف ہوکر حواس اور اعضا سے ایک دوسرے کی جگہہ کام لے سکے۔ اور الکل فی الکل کا لطیفہ حاصل کرے۔ یہ عالی شان مقام تم کو بھی عنقریب عطا ہوجاوے گا۔

ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ زمانہ کی ناموافقت سے آپ مع سامان خانہ داری وطن سے ہجرت کرکے قصبہ بہار کو چلے آئے تھے جو مانڈیں اور وکن کے درمیان مین ہے۔ آپ کے ہمراہیون مین سے ایک شخص کو کسی چھوٹی سی بات پر وہان کے باشندون نے شکنجہ مین پھنسادیا۔ شخص مذکور

موقع پاکر درویشون کی پناہ مین آگیا - وہ نالائق گروہ سراغ لگاتا ہوا چلا آیا - اور اس بہانہ سے صوفیون کے گہرون کو لوٹ کر جہاڑو پہیر دی - اور چند آدمیون کو مجروح کرکے - آپ کے اوپر بہی کہ مجسم روح تہے خنجر اور تلوار کے بے شمار وار کئے - لیکن کاٹ پیراہن سے آگے متجاوز نہین ہوا - **الحاصل** جب شورش فرو ہوئی - اور بے تمیزی کی تاریکی درمیان مین سے اُٹھ گئی - توشقہ دار پرگانون والون کی زیادتیان مخفی نہین رہین - اُس نے تمام مفسدون کی مشکین بندہواکر اور غارت کی ہوئی تمام اشیا کو (جو لازمہ سفر ہے) فراہم کرکے شیخ کی ملازمت مین بہیجا - یہان پر شیخ کے حکم سے مشکین کہول دی گئین - اور واپس لائی ہوئی کل چیزین اُسی گروہ کو بخش دین -

ہجری سنہ نوسو اسی تہا - کہ آپنے کسی قدر روپیہ جمع کیا - ایک محرم نے جو آپ کی عادت سے آگاہ تہا - اس کی وجہ دریافت کی - جواب ملا - یہ آرزو ہے - کہ فرض زکوۃ اور فرض حج بہی ادا کرکے استفادہ کرون - اور نیز اس کے سوا ایک پوشیدہ فائدہ اور بہی ہوسکتا ہے - اتفاقاً ہجری سنہ نوسو بیاسی مین اکبرشاہ نے صوبہ گجرات فتح کیا - اور اس ہنگامہ مین بہت سے مصیبت زدہ لوگ وہان سے خاندیس مین آئے آپنے اُن چیزون سے جو جمع کر رکہی تہین - اِس مصیبت زدہ گروہ کی بے سامانی کا علاج کیا -

آغاز سلوک سے وقت وصال تک جو آلہی اسرار اور کشفی اطوار وقتاً فوقتاً آپ کے اوپر نزول کرتے تہے اُن مین سے آپ ایک شمہ بہی زبان پر نہین لاتے تہے - آغاز ہوش سے ختم زندگی تک خضر **علیہ السلام** کے ساتہہ ملاقات رہی - یہ حال واپسین نفس کے وقت صرف ایک محرم سے ظاہر کیا - باقی کسی سے کبہی نہین کہا مصرع گلشن دیدار باد آرامگاہ جانِ او ؛

یاد میان جموجی پور ملک چاند

آپ کا نام جمال محمد - اور زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - خوابگاہ عادل پور برہان پور مین - دریاخان رومی کے باغیچہ کے اندر جو آپ کے با اعتقاد مریدون مین سے تہا - آفتاب طلوع ہونے کے وقت سے نماز عشا تک مدتون تفسیر اور حدیث درس دینے کا شغل رکہا - اور ایسا نہین کیا - کہ فیض کا دروازہ دشمن کے واسطے بند کرکے صرف دوست کے واسطے کہولا ہو - تعلیم دینے مین کبہی آشنا کو بیگانہ پر ترجیح نہین دی - ہجری سنہ نوسو ستانوین تہا - کہ سفر حجاز کے واسطے روانہ ہوئے - شیخ محمود عبد اللہ - شیخ عبد القادر اور دہ ملک پیر محمد حسن - جنہون نے اولیاء اللہ کے حالات کا تذکرہ لکہا ہے - یہ تینون اصحاب آپ کے ہمراہ

تھے - ایک روز آپنے مسیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم سے دریافت کیا - سنبھیون کے محلہ مین کتنے مدرس ہین
جواب دیا - دو شخص تھے - لیکن شیخ طاہر یوسف قدس سرہ دنیا سے کوچ کر گئے - اب حکیم
عثمان بوبکانی کو جو معنی کے اعتبار سے یکتائے زمانہ ہین - ظاہری تنہائی بھی ہوگئی - فرمایا نہین نہین -
قاسم بھی اُن کے عمدہ مدِ مقابل ہین اِس کے بعد انسانی جواہرات سے زمانہ کا ڈورا خالی ہونے کے
متعلق کچھہ بیان کر کے موتیون کی طرح آنسو آنکھون سے نکالے - مسیح زمان کہتے ہین - شیخ طاہر یوسف
نے جب سنا - غوث الثقلین شیخ محی الدین جیلانی کا پیراہن - شیخ جموجی کے نزدیک ہے - تو شیخ
طاہر آپ کے نزدیک گئے - فقیر اور دیگر چند مشائخ وقت بھی ہمراہ تھے - قمیص کی دامن بوسی سب
کو نصیب ہوئی - مصرع بادا ردائے جانش تشریف لی مع اللہ -

یاد سید پیر سیدی تخلص

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید علی ہے - آپ کے باپ قطب السادات سید محمد گیسو دراز کی نسل سے
اور آپ کی ماں - قدوۃ المشائخ شاہ باجن کی نسل سے ہین - قدس اسرارہم آپ کی زادبوم برہان پور - اور ابدی
آرامگاہ آسیر خاندیس کا قلعہ ہے - آپ کو سپاہیانہ وضع مین ارادت مسیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم مدظلہ سے تھی
آپ کی طبیعت نظم کے ساتھہ مناسب تھی - ہمیشہ صوفیانہ باتون کو نظم کے پیرایہ مین ادا کیا کرتے تھے
مشائخ شطاریہ کا شجرہ، اپنے پیر سے شروع کر کے - حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام تک فصیح عبارت
مین موزون کیا تھا - کہتے ہین - آپ اپنے پیر ارادت کو اتنا دوست رکھتے تھے - کہ دوسرے صوفی آپ کو
دیکھکر حرص کیا کرتے تھے - کہتے ہین - آپ کونی و مکانی مظاہر کے تبدیل شدہ حالات سے الٰہی صفات
کی تجلیات کا نظارہ کیا کرتے تھے - ہجری سنہ ایکہزار کے بعد اولین عشرہ مین کوچ فرمایا -

مصرع بادروحش غریق بحر کرم ؎

یاد خواجہ کلان خواجہ عبیدی

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے فرزند رشید ہین - آپ کو لوگون کے دلون پر تصرف اور ضمیرون
کی باتون پر وقوف حاصل تھا - جس سال مین براق خان - سمرقند کا قبضہ چھوڑ کر بخارا کو گیا - اُس زمانہ
مین بہت سے علما - خان کے ہمراہ ہو گئے تھے - اور خواجہ کو انواع و اقسام کی خواہش سے

اور کمال عجز و انکسار کے ساتھ خان بخارا مین لایا - آپ کے طلسماتی سلوک کے کرشمون کو دیکھکر تھوڑے زمانہ مین ازراہ عقیدت بہت سے نیک منش اور درست عقیدت آدمی - خداپرستی اور حق شناسی کی راہ راست پر آئے - اور صورۃً اور معنیً سعادت حاصل کی - بالآخر ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین فرمان طلب صادر ہونے پر - آپ ملک تقدس کو روانہ ہو گئے - خوابگاہ بخارا - مصرع

بادو ھبید جای ہشت بہشت

یاد شیخ الہ بخش لمیتھوری

یہ ایک گانون ہے سارنگ پور مالوہ کا - آپ کی کرامتین بالکل عیان تھین - ایک شخص شیخ فرید لعل محمد باسر سرکیبنچی گجراتی کے بیٹے ہین - اُنہون نے گجرات سے آکر اُجین مالوہ مین گھر بنالیا ہے - شیخ فرید نے ایک روز راقم کے سامنے بیان کیا ایک سال پانی برسنے مین دیر ہوئی - باشندگان دیہ - شیخ کے پاس آئے - سہر کی طرح زار زار روئے - اور رعد کی طرح نالہ و فغان کیا - اور مینھ کی خواہش کی - شمار مین جتنے آدمی آپ کے پاس گئے تھے - ہر ایک سے آپنے مٹھائی چاہی - لوگون نے قبول کر کے فرمایش پوری کی دو روز خدا استغفار مین گذرے - پانی نہ برسا - آپنے ایک خادم سے کہا - مجرم کی طرح رسی پانون مین باندہ کر مجکو گانون کے گرداگرد گشت کراؤ - دو روز ایسا ہی کیا گیا - مگر آسمان کو آپ کے حال پر رونا نہین آیا - پھر آپنے فرمایا - نہین - مینے غلط کہا - مین سنگساری کے لائق ہو گیا ہون - قصہ کوتاہ کمر برابر ایک گڈہا کھودا گیا - آپ ھاک کے اندر اُس گڈھے مین کھڑے ہوئے - اور لوگون کو پکار کر فرمایا - کہ چھوٹے بڑے سب مجکو سنگسار کریں - اہتمام سنگساری ہو ہی رہا تھا - کہ آپ کے دل مین یہ بات آئی - جو نادان اللہ تعالیٰ جل شانہ کے کرم کی امید پر تکیہ کر کے لوگون کو دشوامی کے وقت مین بہتری اور آسانی کے وعدہ سے تسلی دیوے اُس کا سنگسار کرنا زیادہ آسان ہے - یا مینہ برسا دینا - یہ بات ہنوز دل ہی مین ختم نہین ہوئی تھی - کہ آسمان نے ابر سے پانی برسایا - اور کھیتون کو شادابی کی خوشخبری پہونچی - کہتے ہین - اس واقعہ کے بعد آپنے پگڑی اس سو نہین باندھی - اور عورتون کے لباس مین زندگی گزاری - جب تک زندہ رہے - آپ کی خوابگاہ وہی گانون ہے جس مین رہتے تھے - مصرع بکام او سزد باران رحمت

یاد شیخ علاء الدین ثانی مجذوب

آپ کی گفتار - غیبی علوم کا رسالہ - اور آپ کی زبان لوح محفوظ کی مترجم تھی - زاد بوم تھانسر ہے جو

احمد آباد گجرات کے قوال یون سے ہے۔ کہتے ہین۔ آپ کو الٰہی جذبہ نے ایکبارگی آلیا۔ اپنے وطن سے اجمیر مین آئے۔ اور چند سال اُس شہر کے اندر حالت جذب مین گزار کر گوالیار پہونچے۔ چند روز سیاحت کا بھی تماشا کر کے دارالخلافہ آگرہ کو چلے گئے۔ جو ذی احتیاج لوگ آپ کی خدمت مین حاضر آتے تھے۔ اُن کے ضمیرون پر آپ کو علم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ بغیر عرض حال کئے ہوئے۔ ہر ایک شخص اپنے مدعا کا جواب آپ کی تقریر سے پالیتا تھا۔

آپ کے خادم شیخ نظام کا بیان ہے۔ تاریخ ساتوین جمادی الآخر۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار ایک تھا۔ کہ جب ہمارے زمانہ کے سپہ سالار میرزا عبدالرحیم خانخانان ابن بیرم خان خانخانان منطلہ گجرات سے چل کر خداوند اقلیم اکبر شاہ کی ملازمت مین بمقام دارالسلطنت لاہور حاضر ہوئے تو حکم ہوا۔ کہ ایک کثیر لشکر اپنے ہمراہ لیکر صوبہ تتہ کی فتح کے واسطے کوچ کرین۔ یہ حال سنکر میرے دل مین آیا۔ کہ صوبہ تتہ مین بہت سے خداشناس حق پرست اور ایزد دوست لوگ تھے۔ اور نیز آب ہین۔ کیونکر فتح کی صورت پیدا ہوگی۔ ہنوز اس خیال کی تصویر ذہن مین پورے طور پر منعکس ہونے بھی نہین پائی تھی۔ کہ آپنے خشم آلود نگاہ سے مجکو دیکھا اور بہت سی نئی نئی وضع کی تصنیف کی ہوئی گالیون کا خلعت عطا کیا۔ اور فرمایا۔ تو کون ہے جو تجکو بزرگون کے قرار داد مین صواب اور خطا کے ساتھ رائے زنی کا منصب حاصل ہو۔ مالک تتہ علاءالدین ہے۔ اور سپاہ لیجانے والا اُس کا برگزیدہ دوست ہے۔ ایسی خوبصورتی کے ساتھ فتح کا چہرہ نمایان ہوگا۔ کہ اس سے بہتر شکل کسی کے جی تصور مین نہین آسکتی ہے۔ چنانچہ آپنے جیسا فرمایا تھا۔ ویسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ اسی طرح جب سپہ سالار نے دکن کی فتح کے واسطے عزم کیا تھا۔ تو آپنے خوشخبری دی تھی۔ کہ کار آمد قلعہ اس دفعہ مین ہمنے تمہارے واسطے فتح کر دیا ہے۔ اُس قلعہ کو تم بے تامل دیکھ لوگے۔ بالآخر ایسا ہی ہوا۔ قلعہ سے مراد احمد نگر پایتخت دکن ہے۔ اس قسم کی باتین شیخ نظام کے نزدیک بہت سی ہین۔ مگر اُس نے چند بیان کین ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ کے بعد آپ آسمان کی جانب تیاری کر گئے۔ حدود آگرہ مین قبر ہے۔

مصرع علم حق جو ہر زبانش بود ؎

یاد شیخ بابو جیوا بن شیخ جیو

آپ کی زاد بوم پٹن ہے۔ اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کی نسل سے ہین قدس سرہم کتابی علوم اور ایزدی عرفان آپ کو کمال کے درجہ پر حاصل تھا۔ شہر پٹن کے اکثر طالبانِ علم نے آپ کے

مدرس مین تحصیل کی ہے - آغاز جوانی مین آپ شیخ یعقوب چشتی نہروالہ کے روضہ پر متولی تہے جو شیخ برہان الدین دولت آبادی کے بزرگ خلیفہ ہین - بعض کے نزدیک آپ کو خرقہ خلافت شیخ نظام الاولیا قدس سرہ سے ملا ہے - شیخ برہان غریب اللہ کے ساتھہ بہت کچھہ یگانگت اور ہمدمی تہی - اور اسی شہر مین خوابگاہ بہی ہے - عرس گاہ کے اندر مشائخ گجرات کا طریقہ ہے - کہ زنبیلین ریشمین اور زرین کپڑے سے منڈھ کر اور انواع و اقسام کے حلوے اُن مین بہر کر سربمہر کرتے ہین - اور وہ زنبیلین بزرگان دین درویش مین تقسیم کرتے ہین - مگر آپ نے اُن ظروف کو بینوا درویشون پر تقسیم کیا - دوسرے مجاورون کو جن کو تمنا تہی اس کے بدل مین نذرین ملتی تہین - یہ بات ناگوار گزری - اور خشم آلودہ گفتگوئین کین - آپ ان لوگون کی ناموزون تقریر سے دل تنگ ہوئے - تمام تصرف اور تولیت انہین ارباب غرض پر چہوڑ دی اور خود گوشہ اختیار کر کے باقی ماندہ عمر توکل اور تسلیم مین گزاری - ہجری سنہ ایک ہزار چہ مین عالم صورت سے ملک معنی کو سامان زندگی باندہا اور چلے گئے - مصرع از خود گسستن و بتو پیوستن یکےست

یاد سید تاج الدین قادری نہروالہ

آپ سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی نسل سے ہین قدس سرہما آپ ایک بیر سال خورد - اور صحاح ستہ حدیث کے حافظ تہے - کہتے ہین - اُن ایام مین جاگیر دار سرکار سید محمود بارہ کے بیٹے - سید قاسم تہے - بڑے عارف پرست اور درویش سیرت آدمی تہے آپ نے سید قاسم کو ہجری سنہ ایک ہزار سات مین کہلا بہیجا تہا - کہ ان دو تین روزون مین تاج الدین واپسین سفر کر جاوے گا معلوم رہے جب تیسرے روز شام کے بعد آپ نے عالم بقا کا عزم کر کے جہان فانی کو رخصت کیا - تو جن صاحبون نے پیغام سنا تہا - اُن کو حیرت ہوئی اور روئے - آپ کے چار لڑکے تہے - جمال - احمد - اسحٰق - اور ابراہیم سب سے چہوٹے کو خرقہ اور سجادہ سپرد کر دیا تہا - اور فرمایا تہا کہ یہ میرا جانشین ہے خوابگاہ پٹن -

مصرع تخت رحمت باد خاک تاج دین

یاد خواجہ کلان ابن مولانا خواجگی

آپ کے بیان کی اکسیر مین معانی کا رنگ اور حیثیت بڑہانے کے خواص - اور آپ کی صورت کے دیدار مین ربانی مشاہدہ کے احکام پائے جاتے تہے - طالبان خدا کی رہنمائی کے واسطے بلخ مین خوش وقتی کے ساتھہ آباد تہے - کہتے ہین - جب عبد اللہ خان نے بلخ کو اپنے بیٹے عبد المومن سلطان کو

جاگیر مین نام زد کیا - تو عبدالمومن سلطان کا یہ حال تھا - کہ دولت جوانی - اور جوانی دولت سے مدہوش تھا - گوشہ گزینون اور خاک نشینون کے ساتھ مستانہ سلوک سے پیش آتا تھا - اور امتیازی منش کو معزول کر کے - سب سے اپنی تعظیم اور تسلیم کراتا تھا - اس عام طور سے مین خواجہ سے بھی مثل دیگران فروتنی چاہی آپنے تعمیل نہین کی - اس سبب سے غصہ ہو کر حکم دیا - کہ فلان شخص سلطانی قلمرو سے باہر چلا جاوے - آپنے بلا ارادہ تاشقند مین جا کر سامانِ اقامت رکھ دیا - جب عبدالمومن سلطان نے تاشقند بھی فتح کر لیا - تو خواجہ باجازت سلطان پھر بلخ مین چلے آئے - میر فروغی اشرف کہتے ہین - مین اس دفعہ کی بازگشت مین آپ کی خدمت سے مستفید ہوا تھا - ریاضت کی جان گدازی سے تن بالکل گھلا ہوا - اور صورت مطلق لاغر ہو گئی تھی - جب کسی طرف کا ارادہ ہوتا تھا - تو ڈولی مین بیٹھکر جایا کرتے تھے - جو شخص چند روز آپ کی صحبت مین بیٹھ گیا - اُس کا کام خیر و خوبی کے ساتھ انجام پا گیا - آپ کے دیدار سے بہت کچھ آلٰہی فیض لوگون کی آنکھون کو نصیب ہوتا تھا - ہجری سنہ ایک ہزار سات تھی - کہ روحانی عالم قدس کو روانہ ہو گئے - مین نعش پر حاضر ہوا - اور بہ تعمیل وصیت آپ کی قبر بلخ کے شوقیا محلہ مین آپ کی خانقاہ کے اندر تیار کی گئی -

مصرع معبد اور وضہ جاوید شد

یادِ شیخ لادجیو سندھی

آپ باعتبار صورت مقید - اور باعتبار معنی آزاد تھے - چونکہ آپ کا حجرہ برہان پور مین مسیح القلوب کی جامع مسجد کی شمالی دیوار سے ملا ہوا تھا لہذا راقم گلزار کا گذر اُس طرف وقتاً فوقتاً ہوا کرتا تھا - سامان خانہ داری مین سے کوئی چیز اُس گھر مین مطلق نہین پاتا تھا - کبھی پُرانا بوریا ہی بچھا کر رات کو اُس پر سو جایا کرتے تھے - آپ حُسن فروش معشوقون کی محبت سے دل باز نہین رکھ سکتے تھے - ہمیشہ نظر بازی کا بازار گرم رکھتے تھے - کافی سندہ کے مقبول راگون مین سے ہی - آپ ہمیشہ گانا سنا کر سننے والون کا دل چھین لیا کرتے تھے - کم و بیش ستر سال کی عمر پائی - اور اپنے تئین اسی طرز کے ساتھ کم و بیش ہجری سنہ ایک ہزار سات تک پہونچا کر آنجہانی ہونے کا ارادہ کر دیا - خوابگاہ حدود برہان پور کے اندر شیخ ابراہیم سندھی کے روضہ منورہ کی ہمسائگی مین - عادل پور کے راستہ پر مصرع

روضہ اش بزمگاہ رضوان باد

یاد بابا بہرنگ

آپ ایک شیرین مجذوب اور رنگین دیوانہ تھے۔ آپ کے حرف اور حرکات کی ہوا سے خوشی پیدا ہوا کرتی تھی۔ اور آپ کے شگفتہ دیدار کو دیکھکر غمگینی سامان باندھ جاتی تھی۔ آپ کی تعریف کی شرح ختم نہین ہوسکتی ہے۔ لہذا کسی قدر حالات لکھتا ہون۔ پرگنہ دہار کے ایک گانون مین آپ ایک مقام کے بیٹھے تھے ایکبارگی آپ کو عقل کھو دینے والا ایک جذبہ پیدا ہوا جس نے خان و مان سے آوارہ کردیا۔ آپ منڈو (مانڈو) مین آئے۔ قلعہ کی ہوا کچھ ایسی خوش گوار معلوم ہوئی۔ کہ آپ کی رفتار کے پانون مین زنجیر پڑ گئی تمام دن کوچہ و بازار مین سیر کرتے۔ اور گاتے پھرا کرتے تھے۔ اور تمام رات ایک حلوائی کی دوکان کے گوشہ مین سر زانوے حیرت پر رکھے ہوئے۔ دن کردیا کرتے تھے۔ آپ کی ایسی برکت تھی۔ کہ دنیا دی دولتمندی حلوا فروش کے حق مین۔ شیرین کام ہوئی۔ ایک مدت تک اسی طریقہ پر بسر کی۔ منڈو (مانڈو) سے بیس کوس فاصلہ پر شرقی سمت مین کوہستان جیت پور ہے۔ اس کوہستان سے حمیر نام ایک زمیندار نے ہجری سنہ نو سو پچانوین مین حوالی شہر کو شاہی لشکر سے خالی دیکھکر لوٹنے کا موقع پایا۔ ایک رات اُس نے کیا کیا۔ دو سو سوار۔ اور ہزار پیادے قلعہ کے اوپر چڑھا دئے۔ اور خود ایک اور جماعت لیکر کمک کے طور پر نیچے قلعہ کے کھڑا ہوگیا۔ کوچہ مین گھسنے اور ہمراہیون کے مقابل ہونے کے وقت بابا کو چھیڑ دیا۔ بابا نے پکار کر کہا۔ شہر والو۔ آرام سے رہو۔ صحرائی لوگ۔ لاتون مین رُل گئے۔ یہ بات اُن جناتیون کو ناگوار معلوم ہوئی۔ اِن مین سے ایک سگ طینت شخص نے تلوار نکال کر چند زخم بابا کو لگا دئے۔ آپ نے کشادہ پیشانی سے اِن زخمون کو برداشت کیا۔ جب قدم آگے بڑھایا۔ یکایک تیرون کی شپاشپ۔ اور تلوارون کی چاکاچاک کی آواز ایسی کثرت سے سننے مین آئی۔ کہ کان بھر گئے ناچار یہ لوگ بھاگ کر پریشان ہوئے۔ اکثر اُن اجل رسیدون کو صبح کے وقت پہاڑون مین اور ویرانون مین بدون زخم تلوار اور تیر کے مُردہ پایا۔ کمتر لوگ پائین قلعہ تک نیم جان گئے۔ اور یہ گوشمالی دیکھکر خود حمیر زمیندار کے ہاتھ مین باگ اور رکاب مین پانون نہ تھا۔ بلکہ کئی آدمی اُس کو داہنے بائین سے گھوڑے کے اوپر تھامے ہوئے تھے۔ بالآخر چند روز زندہ رہا۔ لیکن ہوش مین نہین آیا۔ اور بابا نے بھی یہ اجازت نہین دی۔ کہ زخم پر پٹی باندھی جاوے۔ یا مرہم کا پہایہ رکھا جاوے۔ اس سبب سے

چند روز مین زخمون کے اندر کیڑے پڑ گئے۔ جب کوئی کیڑا زمین کے اوپر گر پڑتا تھا۔ تو آپ اُس کو اُٹھا کر بدستور اُس کی جگہہ رکھ دیتے تھے اور ایوبی طریقہ لوگون کو دکھاتے تھے۔ القصہ اسی طرح پر زندگی گزارتے تھے۔ ایک سال بعد وہ زخم مندمل ہوئے۔ اور تندرستی حاصل ہوگئی۔ آپ کی اس قسم کی بہت سی خرق عادات راقم کے علم مین موجود ہین۔ لیکن اس گلزار مین گنجایش نہین ہے۔ کیونکہ اس کے تختہ ہاے چمن تنگ ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین آپ طبیعت کے تنگ و تاریک کوچہ سے۔ حقیقت کی نزہت گاہ کو روانہ ہوئے منڈو مین قبر بنائی گئی مصرع

عقل کل ہم در مرحبنونش باد

یاد حکیم عثمان

آپ کے پدر بزرگوار کا نام شیخ عیسیٰ ابن شیخ ابراہیم صدیقی ہے رحمہم اللہ زاد بوم مفنع بوبکان جو سیوستان سندہ کے مضافات مین سے ہے۔ خوابگاہ علاقہ خاندیس کا ایک گانون آپ متداولہ علوم۔ اور حکمیہ فنون کے اندر اُستاد وقت تے۔ آپ کے علوم نقلی مین طراوت اور تازگی۔ اسوۃ العلما قدوۃ الاولیا شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی اور قاضی محمود مور پی کی شاگردی سے پیدا ہوئی تھی۔ اور آپ کے علوم عقلی کے خزانون مین بہت سے جواہرات۔ خلاصہ خرد برہان شیخ حسین بغدادی کی شاگردی سے جمع ہوئے تھے علماے زمانہ مین سے کوئی عالم ہر ایک فن کے مبادی اور مسائل کی تحقیق اور دقیقہ شناسی مین آپ کے رتبہ کو نہین پہونچا راقم گلزار چند ہیئتہ اور حکمت کی کتابون مین آپ کا شاگرد ہے۔ شیخ سراج محمد بنبانی کے بیٹے قاضی نصیر الدین شیخ صالح سندہی جو اُستاد کے داماد کرکے مشہور ہین قاضی عبد السلام سندہی جنہون نے مختصر وقایہ پر ایک شرح لکھی ہے۔ جو تمام جزئیات رعایت کو شامل ہے۔ اور شیخ یوسف بنگالی کے داماد میان سکہ جی۔ یہ بہی سب آپ کے شاگرد ہین۔

آپ کے حالات اس طرح پر ہین۔ ہجری سنہ نوسو تراسی کا آغاز۔ اور محمد شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی خاندیسی کا زمانہ تھا۔ کہ آپ گجرات سے برہانپور مین آئے۔ حاکم نے آپ کی تشریف آوری کو مبارک سمجھکر عزت و توقیر سے رکہا۔ اور درس و فتوے کے عالی منصب کی رونق آپ کے نام زد کرنے سے دوچند کی۔ ستائیس سال تک آپ نے درس دینے اور فتوے لکھنے سے لوگون کو فیض و فائدہ پہونچایا۔ القصہ ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ کی فصل خریف مین اپنے وظیفہ کے موضع مین۔ جو خاندیس کی سرحد پر تھا۔

بترک سکونت چلے گئے جب گانون مین پہونچے - توخداوند اقلیم اکبرشاہ کا لشکر آنے کی خبر سننے مین آئی -
برہان پور کو لوٹنا مصلحت نہ دیکھا - بلکہ چند روز جنگل کی ہی بودوباش بہلی معلوم ہوئی - ناگاہ اسی سال کے
ماہ شعبان مین چورون کا ایک گروہ جن کو ہندوستان والے کولی کہتے ہین - صبح کے وقت ننگی تلوارین کہینچے ہوئے
اور نیزے ہلاتا ہوا - آپڑا - آپ مع سترہ کس قریب ترین عزیزون کے - جو حسب ونسب سے آراستہ اور میدان
علوم کے پہلوان تہے - شہید ہوئے - اور خون مین بہری ہوئی جانمازین اُن کے کفن ہوئین شیخ لشکر محمد عارف
فرمایا کرتے تہے - حکیم کی مثل سکون وآرام کے ساتہہ نماز گزار - مجکو بس حکیم ہی نظر آئے - اور حکیم ہی فرمایا کرتے تہے
کہ مین اعتقاد اشیخ لشکر محمد عارف کا گرویدہ اس سبب سے ہوا ہون - کہ میرے اُستاد قاضی سور پی
اُن کے مرید ہین مسیح القلوب کہتے ہین - میرے عم مکرم شیخ طاہر یوسف ہمیشہ کہا کرتے تہے جیسی
شکستگی خاطر - خوشی - عاجزی - اور گمنامی - نامی حکیم کی ہے - ایسی مینے عالمون مین سے کسی کی
بہی نہین دیکہی ہے - کیونکہ علم کی مدہوشی ایک بڑا امتحان ہے - دیکہا چاہیئے - علوم کی مجلس کے بیٹہنے
والون مین سے کس کو ہوشیاری قلب نصیب ہو - چالیس سال کے اندر کسی کے گہر کا لقمہ نہین کہایا -
کمال پرہیزگاری کے ساتہہ زندگی بسر کی - آپ کی تصنیفات بہت سی ہین منجملہ اُن کے تفسیر قاضی بیضاوی
کا حاشیہ - اور بخاری کی شرح - یہ دو کتابین - نہایت مشکل نما - اور دشوار کشا ہین مصرع

شربت دیدار خواہم بشکند پرہیز ما

یاد خواجہ اسحق ابن مولانا خواجگی

آپ مسیحائی معجزات مین جان ڈالنے والے - اور ظاہر وباطن دونون عالمون کے علم سے
واقف تہے - خرقہ خلافت اور نامہ اجازت پدر بزرگوار سے ملا تہا - اور بزرگ داماد مولانا لطف اللہ کے
فیض ہمنشینی سے گویا معرفت کا خزانہ حاصل ہوگیا تہا - جو شخص آپ کے پاس ایک دم کو بہی بیٹہ گیا
کامیاب ہو کر اُٹہا - آپ کی کام بخشی کی چادر - ایسی موزون قطع کی گئی تہی - کہ ہر ایک شخص کی استعداد کے
قد پر ٹہیک آجاتی تہی - کہتے ہین - آپ کی رہنمائی کے زمانہ مین چند روز بعد جب آپ دشت قبچاق کا گشت
اور تماشا فرما رہے تہے - اُس وقت اُس جنگل کے باشندے - اور پرگنات کے ترک خبگل کے جنگل - کفر
کی گہاٹیون سے نکل کر اسلام کے دارالسلام مین داخل ہوتے جاتے تہے - اور بہت سی خرق عادات
آپ کے اقوال اور افعال سے ظہور پذیر ہوتی تہین - جیسے بیمار کی تندرستی - نابینا کی بینائی - جذام

اور برص سے صحت پائی - خلاصہ کلام یہ - کہ آپ کے موثر دم سے عیسوی معاملات اُن شہرون کے لوگون پر ظاہر ہوتے تھے - چونکہ انسان اس شیوہ پر فطرۃً دل دادہ ہوتا ہے - لہذا آپ کی بزرگی کا اعتراف کر کے رونق اسلام کے واسطے کوشش کام مین لائے - اور خواجہ سے پیشوا اور معلم کے لیئے التماس کیا - اِس بنیاد پر آپنے صوفیون کی ایک جماعت کو اُس ملک مین مقرر کیا - جب رہنمائی اور تعلیم اسلام کی رونق دن دونی بڑھتی گئی تو فرمان روائے کاشغر محمد خان ابن عبد الکریم خان ابن عبد الرشید خان ابن تغلق تیمور خان آپکا مرید ہوا - اور کانی اور آبی سنگ یشب کا حاصل مع دیگر فتوحات کے آپکے خانقاہ نشینون کے نام سے سال درسال نامزد کردیا - خواجہ نے بھی خان کی آرزو قبول فرماکر دیوانہ اختر نامی شخص کو جس کو مستی اور مستوری دونون حاصل تھین - کاشغر مین بھیجا کہتے ہین جب دیوانہ اختر کو جذبہ کا جوش اور دیوانگی کا موج ہوتا تھا - تو اُس وقت مین اُس ملک کے باشندون مین سے اگر کوئی شخص انکار کا خیال بھی ضمیر مین لاتا تھا - فوراً زمانے سے اُس کو گوشمالی ملتی تھی - عبد المومن خان فرمان روائے ایران و توران عبد اللہ خان اوزبک کا بیٹا تھا ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین بلاوجہ - تحکم کی تیرگی نے اُسکی آنکھون کو اندھا کردیا - کہ اس نے خواجہ کو سمرقند سے نکال کر بلخ مین جانے کی اجازت دی - آپ آہستگی سے کام لیکر تھوڑا تھوڑا چلتے تھے - ہمراہیون نے سستی رفتار کی مصلحت دریافت کی - جواب دیا ہماری معاودت سمرقند کو عنقریب ہے - لہذا دور کیون جانا چاہیئے - ہنوز باقی راستہ قطع نہین ہونے پایا تھا - کہ عبد المومن خان کے مارے جانے کی خبر پہونچی - اُسی منزل سے آپنے وطن کا رخ کیا - اور دو سال بعد ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین عالم شہادت کے سمرقند سے غیب کے مصر کو معاودت فرمائی مصرع سیرت جان بخش عیسیٰ صورت اسحق ماست ؎

یاد شیخ عثمان ابن لادن قریشی

آپ راقم گلزار کے ہمسایہ - اور شیخ فضل اللہ حسین چشتی کے مرید تھے - آپ کے آبائے کرام سپاہی تھے آپ تیس سال کی عمر کے بعد - اسباب سے ہاتھ دھوکر گھر کے ایک گوشہ مین بیٹھ گئے - سوال نہین کیا - وظیفہ نہین لیا - بدون مہمان درویش کے لقمہ نہین اُٹھایا - ہر روز کوشش کر کے کسی نامراد کو پیدا کیا کرتے تھے - راتون مین نہایت سوز و گداز کے ساتھ بہت سی نمازین پڑہا کرتے تھے - جمعہ کی رات کو ایک دامن بھر غلہ خرید اکرتے تھے اور چارون طرف درود پڑھتے ہوئے لوگون کو

تقسیم کردیا کرتے تھے - جب غلہ تمام ہوجاتا تھا - تو اپنے گھر کو لوٹ آیا کرتے تھے - اور یاد حق مین مشغول ہوجاتے تھے - جب تک گوشہ گزین نہین ہوئے تھے تب تک بہت سے مجذوبون اور سالکون سے ملتے تھے جیسے شاہ منصور مجذوب برہانپوری - شاہ تاجو - اور پیر باجر منڈوی جب کیفیات کا بیان شروع کرتے تھے تو صدر اللہ کر اصحاب مین سے ہر ایک کی دل ربا نقلین سنایا کرتے تھے - ہندی طرز کا گانا خوب جانتے تھے - آدہی رات کے وقت اپنے حجرہ مین تنہا - دل آویز راگ سے دردناک چیزین گایا کرتے تھے - سننے والون کو گویا داؤدی ولایت کا پیغام ہوپختا تھا - جب پیری آ پہنچی - تو گانا چھوڑدیا تھا - لیکن مجلس سماع مین جانے سے پانون نہین روکا - اسی طرح پچاس سال تک عملدرآمد رکھا کم وبیش اسی سال کی عمر پائی - ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین عالم صورت سے ملک معنی کو روانہ ہوئے - منڈو (مانڈو) مین قبر بنائی گئی - مصرع رحمتِ حق نثار روحش باد

یاد شیخ ابوالفتح ابن جمال الدین

آپ مکی - عباسی - اور قادری ہین - ہر ایک قسم کے فضائل اور کمالات سے خود بھی مستفید تھے اور لوگون کو بھی فائدہ پہونچاتے تھے - غوث العرفا گیلانی کا خرقہ خاص آپ کو پہونچا تہا - وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے - زاد بوم شروان ہے - مکہ معظمہ مین بہت رہے تھے - اسو سطے مکی کرکے مشہور ہوئے - سیاحی اور اطراف زمین کی کیفیات معلوم کرنے کا شوق آپ کو پیدا ہوا - اس نے آپ کو وطن سے نکال کر براہ خشکی - ہند کی طرف متوجہ کیا - جب آپ سندہ کے کنارہ پہونچے - تو ایک پیکر پرست کو سیر بحر پایا - یہ بات ناگوار معلوم ہوئی - اور کہا جس ملک مین اسلام والون کی عنان اختیار - دوسری قوم کے ہاتہ مین ہو - ابوالفتح کا اُس ملک مین رہنا موزون نہین ہے - لہذا قندہار کو لوٹ جانے کا عزم فرمایا - اُن ایام مین فرمان روائے اقلیم - سلطان سکندر لودی - ملتان کے اطراف مین تہا اُس کو خبر ملی - کہ ایک پرہیزگار دانشمند آدمی - سندہ کے ملک مین آیا تھا - اور وہ فلان سبب سے لوٹا جاتا ہے - ایک عریضہ آپ کی خدمت مین بہیجا - جس مین طرح طرح کی خوشامدین اور آرزوئین - درج کی تہین اور دارالخلافہ آگرہ کی طرف آنے کے لئے عرض کیا - شیخ نے نصیحت کی نیت کرکے معاودت فرمائی جب آپ کی ملاقات ہوئی - تو سلطان نے جو کچھ لکھکر بہیجا تھا - اُس سے دوچند زیادہ عاجزی اور محبت کے ساتھ پیش آیا - آپنے فرمان روا کی دوستی کے سبب سے قیام کا ارادہ کرلیا - کہتے ہین

ایک دولتمند شخص نے اپنی بدباطنی سے آپ کے خط کے مشابہ حروف سے ایک خط - ایک دشمن سلطان کے نام لکھکر اس طرح بہیجا کہ راہ میں سلطان کے ہاتھ جا پڑا - جب وہ نوشتہ - سلطان کے حضور میں پیش ہوا - تو سلطان نے شیخ کے پاس بہیجکر - کسی قدر گلہ کیا - آپ نے جواب دیا - ابو الفتح الیاس نہین ہے - کہ ایسی نالائق تحریر سے اپنے قلم کو ملوث کر کے دل آزاری روا رکہے - حکم خداوند تعالیٰ سے مفتری شخص جلد اپنے کیفر کردار کو پہونچ جاوے گا - کہتے ہین - ایک ہفتہ نہین ہونے پایا تھا - کہ اُس نابکار کا ہاتھ ایک مست اونٹ نے اس طرح چاب ڈالا - کہ بیکار اور خشک ہوگیا - نیز یہ بہی کہتے ہین - جس وقت ظہیر الدین بابر شاہ ہند میں آیا - تو سلطان ابراہیم نے اُس سے لڑنے کے واسطے فوج میدان مین نکالی - اور یہ بہی حکم دیا - کہ تمام قلمرو کے فقرا اور فضلا بہی - جو خبیئۂ لشکر میں ہمرکاب ہین - سید رفیع الدین صفوی اور نیز دیگر بزرگون نے کوچ کیا - آپ بہی بادل ناخواستہ ہمراہ لشکر ہو لیے - جب دہلی مین پہونچے ایک روز پچھلی دو نمازون کے درمیان ایک صحن کے اندر آپ ٹہل رہے تہے - ایک بارگی مغرب کی سمت سے آپ عجلت کے ساتھ لوٹے ایک شخص نے جو وہان کھڑا ہوا تھا - یہ لوٹنا بے سبب سمجھکر دریافت حال کیا - فرمایا اس طرف سے خدائی آفت اور ازلی آشوب اس لشکر کے اوپر نامزد ہے - لہذا بھاگنا واجب ہوا - دوسرے روز صبح کے وقت یارون کو آگاہ کر کے خود آگرہ کی طرف چلے آئے - جب لشکر پانی پت مین پہونچا - تو بڑی بہاری لڑائی ہوئی - سلطان ابراہیم مارا گیا - اور بہت سی فوج - اور فوج کے سوا دوسری مخلوقات بہی ضایع ہوئی آپنے واپسین نفس تک ایک سو چونتیس سال - طالبان خدا کی رہنمائی کی - تاریخ بائیسوین شعبان ہجری سنہ نو سو ترہین کو آپ خاک آگرہ کے سپرد کر دئے گئے - سید رفیع الدین محدث نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑہائی - مصرع رحمت حق باد بر درویش و شاہ ؛

یاد شیخ داؤد براری

آپ کی زادبوم موضع پورکام مین ہے - جو خاندیس سے سات کوس شمالی سمت مین قلعۂ آسیر کی طرف واقع ہے - سپاہی کے لڑکے تہے - جوانی مین توفیق ہوئی - سپاہگری اور اسباب نوکری ترک کر دئے - سوائے نیزہ کے - کہ عصا کی جگہہ ہاتھ مین رکہا کرتے تہے - اور تیر و کمان اپنے پاس سے جدا نہین ہونے دیتے تہے - رسمی ارادت کسی رہنما کے ساتھ نہین تہی - اویسیہ فیض - آپ کے حالات سے عیان تہا - جذبہ اور سلوک کے درمیان مین ایک حالت بنی رہتی تہی - آغاز سخن -

ہوش کے ساتھہ ہوتا تھا - اور اخیر مین کلام کے اندر انتشار پیدا ہوجاتا تھا - لیکن خشم آلود باتون سے جلد پچھتایا کرتے تھے - اور مہربانی کرنے لگتے تھے - لوگون کے ملنے سے اور آبادی سے بھاگتے تھے اور عمر تنہائی کے ساتھہ صحرا مین گزارتے تھے راقم تذکرہ کے اُستاد سید شاہ محمد کے ساتھہ دوستانہ پیش آتے تھے - اور شیخ بھکاری کے بیٹے شیخ جمال سے بہت ملتے تھے - کیونکہ شیخ کا گھر - آپ کے جنگل سے نزدیک تھا - راقم کی مصاحبت سے بھی خوش ہوتے تھے - اور خدمتون کی فرمائش کرکے - راقم کو احسان مند فرماتے تھے ہجری سنہ ایک ہزار آٹھہ مین جسمانی جاگیر آپ کی تبدیل کردی گئی - اور روحانی پرگنہ جاگیر مین دیا گیا - منڈو (مانڈو) کے اندر بابا بہرنگ کی ہمسائگی مین خوابگاہ ہے - مصرع بادجانش بلبلِ باغ ارم -

یادِ شیخ کمال

آپ شیخ ابراہیم ابن شیخ جمال کے بیٹے ہین - اور شیخ جمال سرغزل دیوان ولایت - اور سر دفتر اہل ہدایت شیخ نعمان آسیری کے پوتون مین سے تھے - ابتدا ابتدا مین مسیح القلوب مدظلہ کے ساتھہ اویسیہ نسبت رکھتے تھے - جب ہجری سنہ ایک ہزار نو مین عرش آستانی اکبر شاہ نے خاندیس پر لشکر کشی کی تھی - اور فرمان روائے خاندیس مسیح القلوب کو برہان پور سے قلعہ آسیر کے اندر لے آیا تھا - تو اُس اثنا مین اویس منزلت (شیخ کمال) ملازمت مین حاضر ہوئے تھے - اور ظاہر ظہور بھی تلقین سے حصہ پایا - اسی سال کے اندر آپ کی روح قدسی کالبد کے عنصری حصار سے نکل کر لامکان کی نزہت آباد کو کشادہ پیشانی کے ساتھہ چلی گئی - اور ایسی خوش دلی کے ساتھہ دوش بدوش گزر گئے - کہ جیسی خوش دلی قیدیون کو آزادی کے بعد ہوتی ہے - خوابگاہ - قلعہ آسیر کے دامن مین مصرع زندان جہان شکن و بکشا درِ جنت

یادِ شیخ ضیاء الدین چشتی

آپ کا نام اسمعیل - اور زاد بوم قلعہ گوالیار ہے - قصبہ دسور (مندسور) مین گوشہ نشین تھے - آپنے سلطان ابراہیم لودھی کا زمانہ لڑکپن مین پایا تھا پندرہ برس کی عمر تھی کہ سید رضی ابن صفی حسینی سوانیہ کی خدمت مین ہونچکر آداب ارادت بجالائے - سید رضی حضرت غوث الاولیا کے خلفا مین سے تھے - بہت تھوڑے عرصہ مین خلعت خلافت پاکر کامیاب ہوئے - آپ کے مکان کے پہلو مین ایک مسجد تھی - خلعت خلافت پانے کے بعد - اسی مسجد کی زمین مین حجرہ کے اندر حجرہ کھود کر - کم و بیش دس سال خدا پرستی - تن گدازی اور جان پروری مین گزارے - ایکسو پانچ برس کی عمر تھی - کہ فرمان طلب

پہونچا۔ نہایت خوشی کے ساتھ تاریخ پندرہوین جمادی الثانی ہجری سنہ ایک ہزار نو کو سامان باندھ کر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دیدار کے واسطے کوچ فرمایا۔ اسی مسجد کے صحن مین قبر بنائی گئی۔ آپ کے چار لڑکے تھے۔ منجملہ اُن کے شیخ حبیب نے جانشینی کا جھنڈا کھڑا کیا مصرع بیرانہ وصل و دست جوانی دیگر ست

یاد قاضی عبد الغنی رحمتہ اللہ علیہ

آپ۔ صوبہ خاندیس کے قاضی القضاۃ۔ اور کتابی نقوش اللدنی علوم کے عالم تھے۔ جب جوانی تھی۔ تو کتب متداولہ کا درس بہت دیا کرتے تھے بالخصوص علم قرأۃ مین بہت سے حافظون کو فیض پہونچایا۔ جب ضعیفی نے آدبایا۔ تو تمام قیل وقال۔ اللہ لم والا تسلم کو خاطر سے نکال پھینکا۔ صرف پیر سہروردی کی عوارف۔ گلشن راز لاہیجی کی شرح اور بخاری کی شرح۔ ان کتب کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار نومین عالم قدس کا سامان کرکے۔ جہان خاکی کو رخصت فرمایا۔ اور برہانپور مین ابدی خوابگاہ کے اندر آسائش کے تکیہ پر سر رکھا۔ بیت

رحمتِ حق و منت احمد		بادبرجان پاک جوہراو	

یاد شیخ نظام رحمہ اللہ

آپ کو خرقہ خلافت سید ابراہیم بھکری سے ملاتھا۔ باوجودیکہ پیر کے دو بیٹے تھے۔ مگر اُنھون نے اپنا جانشین آپ ہی کو کیا تھا۔ آپ متداولہ علوم۔ اور صوفیون کی اصطلاحات خوب جانتے تھے تمام سال کتابت کیا کرتے تھے۔ اور جو کچھ اُس کا حاصل آتا تھا۔ وہ اپنے پیر کے عرس مین صرف کرتے تھے۔ شرح مواقف اور مطول معانی پر حاشیہ سیرامی یہ دونون کتابین اپنی قلم کی لکھی ہوئی راقم گلزار کو ہجری سنہ ایک ہزار مین عنایت فرمائی تھین ہجری سنہ ایک ہزار نومین سپنجی سرائے کو رخصت کردیا خوابگاہ برہان پور مصرع نظام ہردو عالم روزیش باد؛

یاد شیخ عبد الرزاق طائی

آپ کی زاد بوم پٹن ہے۔ نوریاف تھے۔ زہد وتقوی کا خلعت زیب بدن تھا۔ ناگاہ الٰہی جذبہ پیدا ہوا۔ اور ایکبارگی خودداری جاتی رہی۔ جو لباس کہ بدن پر تھا۔ پارہ پارہ کردیا۔ اس کے بعد لوگ آپ کا ستر عورت سوائے کفن کے نہ کرسکے۔ جب کوئی شخص عبد الرزاق کہکر پکارتا تھا تو آپ غصہ ہوتے تھے۔ گالیان دیتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ رزاق کہو۔ کیونکہ مین کسی کا بندہ نہین ہون۔

اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے - رزاق - تم جب تک دو الہ کے ساتھ گرویدہ نہوگے حقیقی ایمان کی سرحد پر نہین پہونچو گے - اور آلہی معرفت کے کمال کا راستہ نہین ملیگا - غالباً آپ کا مقصود دو الہ سے یہ ہے کہ بعض اصحاب الہ کو منزہ جانتے ہین - اور بعض تشبیہ کے ساتھ کہتے ہین - لہذا جو شخص جامع بین التشبیہ والتنزیہ نہوگا - کامل مومن نہوگا - اس بنیاد پر خدا پرستون کی تین قسمین ہین - مشبہ - منزہ - اور جامع اہل تشبیہ کافر ہین - ارباب تنزیہ مومن ہین - اور اصحاب جمع صوفی ہین - یہ بحث فصوص الحکم مین - اور فتوحات مین ایک دلپسند وسعت کے ساتھ لکھی گئی ہے - اس صحرا کے پیاسون کو اُس عبارت کے چشمہ سے سیراب ہونا چاہیے - ہجری سنہ کچھ اوپر ہزار مین آپ کی عمر کا زمانہ انجام کو پہونچ گیا - خوابگاہ زاد بوم ہے -

یاد شیخ تاج الدین

آپ شیخ بہاء الدین زکریا ابن علیی دہلوی کے فرزند ہین - بہت سے کمالات اور حالات حاصل تھے علم التصوف کچھ تو اپنے پدر بزرگوار کے نزدیک - اور کچھ شیخ امان اللہ پانی پتی کی خدمت مین پڑہا تھا - شاہراہ طریقت کی روش مین کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا تھا - بالآخر یہ آرزو ہوئی - کہ عاجزون کے مہمات انجام پہونچانے مین تگ و دو کرنی چاہیے - اسواسطے عبا کا پہننا چھوڑ دیا - اور قبا زیب بدن کرکے عرش آستانی اکبر شاہ کی چاکری کے واسطے کمر باندہ لی - اور عمدہ طور پر خدمات انجام دیکر مقبول مقربون مین داخل ہوئے - یہ بالکل سچ ہے - بہت سے لوگ آپ کی ہمت اور دلسوزی کی بدولت تکلیفات کی پستی سے نکل کر تونگری کی اونچی سیڑہی پر چڑہ گئے - حدیث شریف مین آیا ہے - شریعت والے - اور نیز جلی وخفی وحی والے بہت سے پیغمبر - اپنے زمانہ کے بادشاہون کے ساتھ چاکرانہ سلوک کیا کرتے تھے - اس نیت سے - کہ عاجزون کا کام شاہنشاہ کے حضور مین یاد دلا کر اچھی طرح انجام کرا دین - اور ظلم کا دوہتڑ کھائے ہوئے - اور ٹھوکر کھا کر گرے ہوئے لوگون کی شکستہ دلی کو دادرس کی خدمت مین عرض کرکے دستگیری کرین - ایک روز راقم کے مرشد بھی فرماتے تھے کہ درویش صورت مرد کو دنیاوی دولتمندون کی ملازمت اس نیت کے ساتھ روا ہے کہ ارباب احتیاج کی مہم انجام دیوے - قطعہ

سعی من از برائے فرد ماندگان بود	در خدمت کسے نشتابم برای خویش
ہر کس کہ باکسان بنماید نیاز و ناز	غوثی کہ ہست خسرو وقت و گدای خویش

یاد شیخ فیضی فیاضی

آپ کا نام ابوالفیض - اور باپ کا نام شیخ مبارک خضر ہے - زاد بوم تو آگرہ ہے - لیکن آپ کے عقیق کی کان یمنی ہے ہندی الاصل نہین ہے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل پدر بزرگوار کی شاگردی سے کرکے چودہ سال کی عمر مین کمال کے درجہ کو پہونچے تھے - فارسی شعرگوئی مین خسرو کا سوز - سعدی کی ملاحت اور حسن کا حسن - تمام اہل زمانہ کے اوپر دنف کر رکھا تھا - اور ملک الشعرا ہو گئے تھے - آپ کی ہمت نے دنیاوی طمطراق کو لوگون کی فیض رسانی کے واسطے بہم پہونچا کر لوگون کے کام مین ذرا کو باقی نہین رکھا تھا - آپ کی طبیعت فطرۃً ایسی زکی تھی کہ رسمی علم کے لم ولانسلم کو حاصل کرکے کسی فن مین کوئی بات مشکل سمجھی ہی نہین - آپ کی مٹھی تہیدستون کا خزانچی - اور آپ کی زبان عاجزون کو سرمایہ دینے والی تھی - آپ اُن صوفیون مین سے ہین - جو وحدت وجود کے مقر ہین - زمانہ کے ورق پر آپ کی بہت سی تصنیفات یادگار رہین - یہ تصنیفات اِس میرے بیان کی مستحکم دلیل ہین -

منجملہ تصنیفات (۱) سواطع الالہام - ایک بے نقط تفسیر عربی زبان مین ہے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ ایسے مشکل کام کو مدت دو سال مین الحمد کے الف سے والناس کے سین تک انجام کو پہونچایا - اندازہ شناس طبیعت آپ کی دانش وبنیش کے درجہ کا قیاس تفسیر موصوفہ کے مطالعہ سے کسی قدر کرسکتی ہے (۲) موارد الکلم ایک رسالہ ہے غیر منقوطہ عربی مین بہت کچھ عجیب وغریب باتین اس رسالہ مین درج ہین (۳) دیوان غزلون اور قصیدون کا بارہ ہزار بیت سے زیادہ ہی زیادہ ہے (۴) خمسہ مین سے چار کتابین تو یہ ہین - (الف) مرکز ادوار (ب) نل دمن (ج) سلیمان بلقیس (د) زرم نامہ اور پانچوین کتاب رسالہ ہزار رباعی ہے (۵) لیلاوتی کا فارسی ترجمہ ہے - لیلاوتی ایک رسالہ ہے ہندی لغت کے اندر علم حساب مین جو بہت کچھ غرائب اور عجائب کو شامل ہے -

چونکہ مدت سے اپنی طرف متوجہ ہونا - اور بوقلمون نفس کی معرفت کے واسطے سرگریبان مین جھکائے رکھنا آپ کو پسند تھا - اور خاموش رہنے کو اور نیز ایزدی صفات کے اندر تفکر کام مین لانے کو گویائی اور باتین کرنے پر ترجیح دیتے تھے - اِس سبب سے منجملہ خمسہ کے

پچھلی دو کتابین باوجود شہنشاہی کوشش اور اہتمام کے انجام کو نہین پہونچین - شروع بیماری مین جو بازگشت اور تدارک مافات کا وقت ہے یہ رباعی کہی تھی - رباعی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد	مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمے درومی گنجید	تا نیم نفس برآورم تنگی کرد

اور اثنائے بیماری مین یہ بیت اکثر پڑہا کرتے تھے - بیت

اگر ہمہ عالم ہم آیند تنگ	بہ نشود پائے سیکے مور لنگ

القصہ راقم گلزار نے آپ کے کسی قدر حالات جو لکھے ہین - سنے ہوئے نہین ہین - بلکہ اُن حالات مین سے لکھے ہین - جو معائنہ کر کر اور پاس بیٹھکر معلوم کئے ہین - اور نیز جو تحقیق ہوئے ہین -

یاد شیخ برہان علوی

آپ شیخ وجیہ الدین احمد آبادی کے بہائی ہین قدس سرہما گجرات سے برہان پور مین آکر توطن اختیار کیا تھا آپ کی ہمت کی اُنگلیان مٹھی باندہنے سے دور رہین - دوسرون کے ساتھہ سلوک کرنا اور نیز دوسرون کی منفعت کو اپنی مصلحت پر مقدم رکہنا - یہ امور آپ کے ہاتھہ کے ساتھہ آشنا تھے - آپ کے کارخانہ کا نقد وجنس بے دریغ تھا اور کسی شئے کے ساتھہ دلبتگی آپ کے نہ افعال سے ظاہر تھی نہ اقوال سے - اس طریقہ سے زندگی بسر کردی - اور وہ کمال آزادی کے ساتھہ گزر گئی - خوابگاہ برہان پور

مصرع ہمانش از آزاد رفتن شاد باد

یاد شیخ عبد اللہ صوفی شطاری آگرہ

آپ کمال الدین بہلول ابن چاند - ابن جلنید - ابن محمد - ابن برہان الدین - ابن عز الدین محمود ابن نجم الدین احمد - ابن مولانا شمس الدین ہروی عثمانی کے فرزند رشید ہین - آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین - نماز عصر کے وقت دوشنبہ کے روز تاریخ بارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ نوسو چار کو آپ کی ولادت سے قصبہ سندیلہ مین بیحد خوشی ہوئی - چونکہ خدا طلبی کا جوہر آپ کے ساتھہ ساتھہ تھا لہذا نو سال کی عمر مین آپ کو پیر ارادت کا شوق پیدا ہوا - مخدوم شیخ صفی سائی پوری کے مرید ہوگئے اور سولہ برس کی عمر مین کتابی علوم کی تحصیل کے ارادہ پر گہر سے نکل کھڑے ہوئے - اور قصبہ گوپامو مین شیخ الہداد ابن سعد اللہ عثمانی کی خدمت مین ہو پہنچے - جو ماں کی طرف سے اپنے ہوتے تھے -

اور صرف و نحو کا پڑہنا شروع کردیا۔

شیخ بدرالدین بدایونی اپنے وقت کے قطب تھے۔ اُنھون نے اثنائے تعلیم مین خواب کے اندر تشریف لاکر آپ کو فرمایا۔ عبداللہ تم چند روز ہماری خدمت سے حصہ لو۔ جب آپ بیدار ہوئے۔ تو بے تامل بدایون کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ بدایون مین پہونچنے کے بعد شیخ بدرالدین کا سراغ نلگایا۔ کسی نے پتہ نہین دیا۔ رات کے وقت ناامید ہوکر جامع مسجد مین اندیشناک سوگئے۔ پہر شیخ نے خواب مین فرمایا کہ فلان جگہہ ہمارا روضہ ہے۔ وہان آکر مجاور رہو۔ پس آپ ہلالی چہہ دورکامل اعتکاف کے طور پر اُس مزار پاک پر رہے۔ اور بہرہ یاب ہوئے۔

اِس اعتکاف کا انجام ہی تھا کہ خواجہ قطب الدین اوشی چشتی دہلوی نے خواب مین فرمایا تم کو ایک سال ہمارے حظیرہ مین رہنا چاہیے۔ صبح ہوتے ہی۔ دہلی کو روانہ ہوئے۔ چاشت کا وقت تھا۔ کہ قلعہ دہلی کے دروازہ پر پہونچے۔ شیخ معز الدین بخاری سے ملاقات ہوئی۔ وہ آپ کو اپنے گہرلے گئے جب مکان مین پہونچے تو مہمان کے ساتھہ بہت کچہہ مہربانی سے پیش آئے۔ اور فرمایا۔ اس شہر کے قطب نے تم کو میرے سپرد کیا ہے۔ تم اسی جگہہ ٹہیرو۔ روضہ کی خدمت کرتے رہو۔ اور اس خانقاہ کے مدرس سے سبق پڑہا کرو۔ نحو کا کافیہ۔ لب۔ اور ارشاد۔ یہ تینون کتابین۔ اسی جگہہ پڑہین اور ہمیشہ نماز عشا سے فارغ ہوکر روضہ متبرکہ پر جایا کرتے تھے۔ اور رات کو دن کردیا کرتے تھے۔ فیض روحانیت سے روشنی قلب حاصل ہوئی۔ اور ایک سال ہی ختم ہونے کو آیا۔

حضور خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ عالم مثال مین تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ مولانا برہان الدین ملتانی حصار مین تمہارے پہونچنے کے منتظر ہین۔ اُن کی درس مین جاکر تحصیل کمالات کرو۔ آپ نے تعمیل حکم کی۔ چند روز بعد جناب مولانا نے احمد آباد گجرات کا عزم فرمایا۔ آپ بہی ہمراہ گئے اکثر علوم غریبہ کی کتابین اور تفسیر مولانا کی ملازمت مین رہکر پڑہین۔ اور شرح مواقف۔ شرح مقاصد کے الہیات۔ اور نیز بعض دیگر ریاضی کے رسالے شیخ وجیہ الدین احمد علوی شطاری کی درس مین نکالے۔ بزودی۔ ہدایہ فقہ۔ اور عضدی یہ کتابین شیخ مبارک دانش مند شطاری گوالیاری کے سامنے حل کین علم حدیث اور اصول حدیث میر عبدالاول دولت آبادی کی تعلیم سے حاصل کیا۔ اور فصوص کی اجازت مولانا مصطفی اردمی سے لی۔

بالآخر چوبیس برس کی عمر مین جب یہ تمام کمالات فراہم ہو گئے - تو ایک عجیب جذبہ پیدا ہوا تمام کتابین لوگون کو تقسیم کر کے باغ ارم کے ایک گوشہ مین نفس بوقلمون کی اصلاح مین مصروف ہوئے - چند عرصہ کے بعد الہی طلب اور ایزدی معرفت کا ایسا ہجوم ہوا - کہ تمام حواس اور قوی کو جکڑ بند کر لیا - اور ہر ایک کو اُس کے کام سے معطل کر دیا - حضور خاتم النبوۃ کی طرف توجہ ہوئی علیہ من الصلوۃ اکملہا کہ کسی مرشد کا پتہ بتا دین - جو نایابی کے درد کا علاج کرے - اور جس کے فیض ہدایت سے طالب عرفان کے اعلیٰ مطلب کو پہونچکر - صاحب بصیرت ہو جاوے - آخر کار حضور نے غوث الاولیا کی خدمت کا راستہ دکھایا - حضرت غوث الاولیا نے دو مہینے کے اندر - مشرب عشقیہ کے تمام اذکار - اور اشغال سکھا کر - انوار اور اسرار سے بہرہ یاب کیا - اور ہجری سنہ نوسو پچاس مین عید الضحیٰ کے عرفہ کے روز آپ کو تمام خانقاہ نشینون کا سر حلقہ بنایا - تمام صوفیون کی تلقین آپ کے سپرد ہوئی - کامل دس سال تک ہمیشہ مبتدی درویشون کی تربیت آپ کرتے رہے - مبتدی درویشون مین سے جو شخص کمال کے درجہ پر پہونچ جاتا تھا - غوث الاولیا کی خدمت مین عرض کر کے سند ارشاد لیکر اُس کو دیدیتے تھے - اور کسی سمت کی رہنمائی کے واسطے اجازت ہو جاتی تھی -

اس اثنا مین غیب سے بیت الحرام کے طواف - اور حرم سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کے واسطے مامور ہوئے - مدینہ منورہ مین پانچ سال قیام کر کے کمال ریاضت مین منہمک رہے - اور ہر سال حج کے واسطے بھی آمد و رفت رکھی - پھر حکم عالی کے بموجب احمد آباد مین بازگشت فرما کر متاہل ہوئے - کم و بیش پندرہ سال اس شہر مین گزارے - ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین پیر کی زیارت کے واسطے گوالیار مین آئے - یہان دو سال روضہ منورہ کی خدمت کی - بعدہٗ بفرمان پیر ہجری سنہ نوسو تراسی کے آغاز مین دار الخلافہ آگرہ کو جا کر مٹیا محل گلی مین حجرہ تجویز کیا - اور نماز عصر کے وقت دوشنبہ کے روز - تاریخ تیئسوین جمادی الاول ہجری سنہ ایک ہزار دس مین عنصری منزل سے قدسی مقام کو عروج فرمایا - آپ گوشہ نشین تھے - آشنا اور بیگانہ کے دروازہ پر مطلق نہین گئے - اور اسی عبادت خانہ مین اپنی خواہش کے موافق خوابگاہ اختیار کی -

آپ کی تصنیفات یہ ہین - (۱) سراج السالکین بر سنن جواہر خمسہ (۲) اوراد صوفیہ (۳) رسالہ

صوفیہ (۴) انیس المسافرین (۵) اسرار الدعوۃ (۶) شرح رسالہ غوثیہ (۷) رسالہ کنز الاسرار فی حال اشغال اشغال
آپ کے بابرکت کلمات مین سے نمونہ کے طور پر چند کلمے لکھے جاتے ہین۔ صوفی ایسا درخت ہے جس کو واردات
کی آندہی جنبش نہین دیسکتی۔ اور ایسا بادہ نوش ہے۔ جس کو شراب محبت کے پیمانے کے پیمانے متواتر
چڑہا جانا مست نہین کرسکتا۔ دریا کو نوش کرجاوے۔ اور اس پر بہی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کا نعرہ لگاوے۔ اور
اوس کی گرمی سے پسینہ کی نمی تک اُس کی پیشانی پر نہ آوے (دیگر) فقیر کو چاہیے۔ کہ تونگرون کی ہم نشینی
سے ہمیشہ گریز کرتا رہے۔ مینے مانا۔ کہ دنیا پرست کا مصاحب خواہ ایسا شخص ہو۔ جس کے افعال
حضرت بایزید کے جیسے ہون۔ مگر یہ خوف ضرور ہے۔ کہ مرتبہ مین عام لوگون سے نیچے ہو جاوے گا۔
اور اگر اغنیا سے گریز کرنے والا خواہ فاسق ہی ہو۔ مگر یہ امید ہے۔ کہ بایزید وقت ہو جاوے گا۔ (دیگر)
صوفی کو چاہیئے کہ بے آرام اور ترقی طلب ہو۔ کسی وارد شے کے سامنے سر نہ جہکاوے اور کسی منزل اور کسی
مقام پر آرام نہ لیوے (دیگر) راستہ چلنے مین جب یہ تین چیزین فراہم ہو جاوین گی۔ بے شک سالک
ولایت کے کمال کو پہونچ جاوے گا۔ (۱) فردوسیون کا سا تزکیہ اور تصفیہ۔ (۲) سہروردیون کی سی غذا
(۳) شطاریون کی سی مشغولی۔ (دیگر) نفسانی کدورتون کی شست و شو کرنے کے بدون صرف ریاضت
سے کشف وکرامت حاصل نہین ہو سکتی ہے۔ اور مراقبات اور تفکر کے بدون فنا اور بقا کا چہرہ نظر نہین آسکتا
ہے (دیگر) جب تک سالک اپنی قید سے رہائی نہین پاوے۔ تب تک واصلون کے درجہ کو نہین
پہونچ سکتا ہے (دیگر) صوفی کا کام صرف اندیشہ کا تبدیل کردینا ہے۔ اور بس۔ (دیگر) مبتدی کو چاہیے
کہ خطرات کی آمد کو روکے تاکہ عرفان کے دروازے اُس پر کشادہ ہون۔ اور متوسط کو تخلق (خلافت الٰہی
اور اتصاف ضروری بات ہے۔ تاکہ وسط سے نکل کر منتہی ہو جاوے۔ اور منتہی کی سیر غیر منتہی ہے۔ (دیگر)
شریعت اور طریقت بمنزلہ صغریٰ وکبریٰ کے ہین۔ اور حقیقت بجائے نتیجہ کے۔ جب تک سالک شریعت
اور طریقت کے آداب کے ساتھ آراستہ نہین ہوتا ہے۔ تب تک حقیقت کے انوار اس پر جلوہ گر نہین ہوتے
ہین۔ (دیگر) لاحظہ کے ساتھ اور مفہوم ملاحظہ کے ساتھ ذکر موجب کشایش ہوتا ہے۔ اور بدون اس کے
سبب ثواب کا۔ بس یہ باتین سمجھ لی جائین۔ آپ کے فرزند رشید شیخ عبدالنبی ہین۔ مدظلہ بہت سے علوم
مین آپ کو کافی دستگاہ ہے۔ انہون نے اپنے پدر بزرگوار کے حالات۔ رسالہ جوامع کلم الصوفی مین جو انہین
کی تصنیف ہے۔ مفصل لکھے ہین۔ ناظرین کو چاہیے۔ کہ کتاب مذکور مطالعہ فرماوین مصرع ۔ مطالعہ حال خود نصیب تو باد

یاد شیخ ولی محمد ؒ

آپ قاضی زادہ احمد آباد گجرات کے بیٹے ہین - کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین جب شیخ صدرالدین ذاکر جانپانیر سے غوث الاولیا قدس سرہ کے مرقد کا طواف کرنے کے واسطے احمد آباد کے راستہ سے گوالیار کو روانہ ہوئے تھے - تب آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تہی - اُس وقت مین سلوک طریقت کی آرزو - آپکے سر کے بال پکڑکر شیخ ذاکر کی خدمت مین لے گئی - گہر بار کو چھوڑکر اُس سفر مین آپ بھی ہمراہ ہولیے - واپسی کے وقت منڈو (مانڈو) ہوکر شیخ ذاکر کا گزر ہوا تہا - یہان کے لوگون کی صحبت اور اس مقام کی سرسبزی اور شادابی زیادہ دیکھکر چلہ نشینی کا شوق دل مین پیدا ہوا - چنانچہ تین چلے پورے کئے - جب وطن کا ارادہ کیا - تو شیخ محمود جلال کو راقم گلزار کی پرورش کے واسطے - اور شیخ ولی محمد کو محمود العاقبۃ کا رنج تنہائی مٹانے کے واسطے یہان رہنے کی اجازت دی - آپنے چند سال اس شہر مین خدائے یکتا کی پرستش - اور اسباب کمال کی تحصیل کی - بعدہٗ ان رہنما (شیخ محمود جلال) کی اجازت سے روانہ ہوکر برہان پور خاندیس مین قیام فرمایا - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین تبسم کنان لب کے ساتھ - جانِ گرامی کو رخصت کیا - راقم اور حافظ صالح اُس وقت برہان پور مین موجود تہے - اور آپ کے جنازہ کی نماز مین بہت سے ولایت شعار اصحاب شامل تہے -

مصرع جمع کن جمع در نماز و نیاز ؛

یاد شیخ ماکھو علیہ الرحمتہ

آپ حضرت غوث الاولیا کے مرید ہین - متاہل ہونے پر دل نہادہ نہوکر مسیح علیہ السلام کی طرح بعالم تجرد کوچ کیا - زاد بوم گجرات - اور خوابگاہ برہانپور رہے - کسی سبب کو ہاتہ نہین لگایا - اور مدتون تک توکل پر بسر کی - سرود سماع کے جلسہ مین عارفانہ سلوک کیا کرتے تہے - خوش گلو اور داؤدی لہجہ قوالون کو مناسبت استعداد دیکھکر جدا جدا اُن سامعین کے نام زد فرمایا کرتے تہے جن مین رقت اور وجد کی استعداد پاتے تہے - اور آپ کی تجویز اور تدبیر سے حال پرورش پاتا جاتا تہا - جو صوفیان ابن الوقت کا نوزاد ہے - اِس بنیاد پر مذاق دوست اصحاب نے آپ کا نام وجد مین آنے والا درویشون کی دایہ رکہ چھوڑا تہا - آپ کی عمر چالیس سال کی تہی کہ ایک حسینہ عورت ہانسو نام پر آپ عاشق ہوکے آپ کی توجہ کی برکت

اور باطنی کشش سے محبوب کو توبہ کی توفیق ہوئی - اُس نے درویشی کے لباس مین آکر عاشق کی خدمت دل و جان سے اختیار کی - اور آپ کی ہدایت - اور ارشاد کے بموجب راہِ صفا چلنا شروع کیا - آپ کے گلے مین داؤدی لحجہ تہا - والی خاندیس علی عادل شاہ - درویش دوست اور ولی سرشت تھا - زین آباد مین جامع مسجد اسی کی تعمیر کرائی ہوئی ہے - اس مسجد کی خطابت کا عہدہ والی خاندیس کی التماس کے بموجب چندروز کے واسطے آپنے قبول فرمالیا تھا ہجری سنہ ایک ہزار دس مین جب کہ عرش آستانی اکبر شاہ کے لشکر نے خاندیس سے دارالخلافہ آگرہ کی طرف مراجعت کی - تو آپنے بہی واپسین سفر کا سامان باندہا - اور روانہ ہوئے - مصرع متاعش را خدا با دا خریدار -

یاد شیخ سراج محمد بنبانی

آپ کسبی اور وہبی علم سے آگاہ - اور متداولہ و غریبہ علوم سے بہرہ یاب تہے - خرقہ خلافت حضرت غوث الاولیا سے حاصل ہوا تھا - شیخ نظام گنجہ کے مخزن پر ایک حقیقت آمیز شرح لکہی ہے - بلکہ یون کہنا ناموزون نہ ہوگا - کہ اس خزانہ کے ناپید دروازہ کی مشکل کشا کنجی ارباب زمانہ کے حوالہ کردی ہے - ہجری سنہ نوسو بیاسی تہا - کہ آپنے احمد آباد سے خاندیس مین آکر زین آباد مین گہر تجویز کر لیا تہا - تقریبًا تیس سال تک درس اور تلقین کی راہ سے ارباب استعداد کو فیض پہونچایا - ایک روز راقم گلزار سید احمد قادری کے ہمراہ

بیت

آنکہ گرداند تونگر پیشگی را غازہ کار	تا نماید فقر گاہی روی خود را گل عذار

واپسین سفر کی بیماری مین آپ کی عیادت کے واسطے گیا تہا - راز گوئی کا جلسہ گرم ہوا - اور فرمایا اللہ معبود کا تصور بہتر ہے - یا اللہ موجود کا - مینے عرض کیا - اللہ موجود کے معنی کا تصور کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اِس کے معنی مین احاطہ اور شمول زیادہ ہے - اِس جواب کو آپنے گوش قبول سے سنا - اور خوش ہوکر فرمایا - تمہارے نہ آنے اور نہ پوچہنے سے مجکو کسی قدر گلہ تہا - اب آیندہ ایسا مناسب ہے - کہ ان دو تین روز دن مین میرے حال کے خبر گیران رہنا - اس گفت و شنید کے بعد تیرہ ماہ شعبان ہجری سنہ ایکہزار دس مین عالم قدس کو روانہ ہوے - مصرع بعالم نیست جز اللہ موجود -

یاد سید حسین

آپ شیخ جلال بہتری کے چوتہے فرزند ہین - حافظ - زاہد - عارف - اور درویش تہے - اکثر وقت

درد اور تلاوت مین گزرتا تھا۔ گجرات سے ہجری سنہ نوسو پیاسی مین خاندیس آگئے تھے۔ یہان کے حاکم نے موضع جوکامہ مین وظیفہ مقرر کردیا۔ جوکامہ۔ پرگنہ جوبرہ مین ایک گانون ہے۔ آپنے اسی جگہہ گوشہ نشینی اختیار کی۔ تیس سال خداپرستی اور تن گدازی مین گزارے۔ پھر ماہ رجب ہجری سنہ ایک ہزار گیارہ مین محمد پور کو چلے آئے۔ موضع محمد پور سرکار سارنگ پور مین ہے۔ محمد پور کا جاگیردار اپنے وقت مین یکتاے روزگار تھا ناہرخان نام تھا۔ آپ سے سابقہ شناسائی تھی۔ اور طبیعت بھی درویش دوست واقع ہوئی تھی۔ ان بزرگوار کی تشریف آوری سے جاگیردار نے بہت خوشی مانی۔

ناہرخان راے سلہدی کی نسل سے ہے۔ جو شمشیر بازی۔ جان بازی۔ سپہداری۔ دلیری۔ اور دلاوری مین اپنے زمانہ کا ایک ہی تھا۔ رائیسین کے قلعہ پر مع اُس کے مضافات کے قابض تھا۔ چنانچہ اس کا قصہ ہندوستان مین کہانی کے طور پر گاتے ہین۔ اور ترانہ مین بجاتے ہین تقدیری کرشمہ آپکے باپ جہان خان کو بزرگون کی سرزمین سے خاندیس کی طرف کھینچ لایا۔ ناچار یہان پر قیام کی بساط بچھا دی۔ اور اس ملک کے امیران اعظم مین سے ہوا۔ ہجری سنہ نوسو تراسی تھا۔ کہ یہان کے فرمان روا کو جہان خان کی نسبت ناراستی کا وہم پیدا ہوا۔ جس کی وجہ سے غصہ آیا۔ جہان خان کو سننے کی تاب نہ ہوئی۔ اپنے صاحب کے روبرو میان سے تلوار نکالی۔ اور چند لوگون کو خاک و خون مین ملایا۔ پھر دالون اور حاشیہ نشینون نے جہان خان کو گھیرا۔ اور کام تمام کیا۔ جہان خان کے بڑے لڑکے نے یہ دنگہ اور فساد دیکھکر تمام خانہ نشینون کو۔ اور چھوٹی بڑی پردہ والی عورتون کو گھر مین بند کرکے آگ لگادی۔ اُس وقت مین ناہرخان کی عمر کم و بیش دو سال کی تھی۔ ناہرخان کو دایہ اٹھا کر باہر نکال لے گئی۔ بالآخر لوگون نے پالیا۔ اور اُس کو حاکم کے نزدیک لے گئے۔ ان ایام مین ایک حبشی بھی جہان خان نامی تھا۔ ایسا بامروت اور مروم شناس شخص تھا۔ کہ اُس کی مثل حبش کے ملک کا کوئی آدمی ہندوستان کی نظر مین نہین آیا۔ باپ کی مناسبت ہمنامی کے لحاظ سے ناہرخان۔ حبشی جہان خان کے سپرد کردیا گیا۔ اُس نے اپنی فرزندی مین لے کر پرورش مین پورا اہتمام کیا۔ جب زمانہ ہوش آیا۔ تو دانشمند اُستاد کے سپرد کیا۔ چند روز مین ناہرخان خوبصورتی اور نیک منشی سے آراستہ اور پیراستہ ہوگیا۔ **سبحان اللہ** عجب یوسف نما صورت کی نقاشی تھی۔ اگر بالفرض یعقوبی یا زلیخائی نظر عالم ملکوت سے عاریت لاکر نظربازون کی آنکھون کو بخش دی جاوے۔ تو یہ لوگ پہلے ہی نظارہ مین محو ہوکر ایسے بے خود ہوجاوین۔ کہ دوبارہ خوبی دیدار دیکھنے

کی تاب اپنی دوربین عقل مین نپا دین - اور عجب بیہودہ سانہ مزاج کا بناؤ سنگھار تھا - اگر ہزارون تماشائی دل اور آنکھین - عالم وحدت کے دانشمندون کی راے سے روشنی مانگ کراس کی شائستگی کو عمیق نظر سے دیکھین - تو بے انتہا اخلاق مین سے معمولی دریافت اور شناخت کے ایک شمہ کو بھی نہ پہونچ سکین - غوثی تعریف کا دروازہ مت کھولو - اور مجمل واقعات نگاری کا دامن ہاتھہ سے مت چھوڑو -

القصّہ ناہر خان کے روشن ضمیر پیر شاہ لطیف محمد جو قطب عالم بخاری قدس سرہ کے پوتون مین سے ہین - مرید کے جمال پر فریفتہ ہو گئے - اور مرید ایک حسین اور خوش گلو مطرب تحفہ نامی کی حسین آواز اور حسین صورت پر عاشق تھا - یہ عجیب بندہ ہے - جو یوسفی پیکر مین یعقوبی روح رکھتا ہے - اور ظاہر مین محبوب اور باطن مین محب ہے - اور راقم گلزار نے اِن دونون معشوقی آسمان کے شمس وقمر کی خوبصورتی پر آنکھہ اور دل دے رکھا تھا - یہ تماشائی داستان بڑی لمبی چوڑی ہے - اِس کے جواہر جداگانہ نظم ونثر کے تاگے مین پروے جا رہے ہین - خدا کرے انجام کو پہونچ جاوے - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین جب عرش آستانی اکبر شاہ کا لشکر برہان پور گیا - تو اُس صوبہ کے جاگیر دارون کو دوسری جاگیرین دیدی گئین اس سلسلہ مین ناہر خان کو محمد پور من مضافات سارنگ پور مالوہ دیا گیا -

نوجوان اور سعید ناہر خان نے سید کی تشریف آوری کو مبارک سمجھکر جیسا کہ اوپر لکھا گیا - تمام مراسم ادا کیے - اور مسافر سید نے دنیا سے دل ہٹا کر ایک مہینے دس روز بعد تاریخ بارھوین شعبان مین نہایی سفر کو آنجہانی سفر کے ساتھہ دوش بدوش کیا - اور قصبہ کے کنارہ قبر بنائی گئی -

مصرع باد ابا سم سامی او حسن اختتام ؎

یاد قاضی عبدالقادر

آپ شاہ عبدالرزاق جھنجھانہ کے مرید - اور خلیفہ - اور قاضی محمود کے بیٹے ہین - قاضی محمود حاجی عبدالصمد اور شیخ عبدالغفور ہبولہ کے پوتے - اور شیخ امان اللہ پانی پتی کے چچا کے بیٹے بھائی تھے قاضی عبدالقادر نے علم تصوف کی تحصیل شیخ امان اللہ کی خدمت سے کی تھی - جوانی شروع ہوتے ہی سیاحی کی ہوا - سر مین بھری - ہر ایک لباس بدل کر - ہر ایک ملک مین سیر وسیاحت کی - تین دفعہ حرمین شریفین اور بیت المقدس کی زیارت کرکے سعادت پر سعادت سے بہرہ یاب ہوئے - اثنائے سفر مین پیکر پرستون کی وضع بنا کر اُنھون کی بڑی بڑی پرستش گاہون مین پہونچے - اور یہان بھی دریافت

حقیقت کام مین لائے - اور سفر مین کسی جگہہ توشہ اور زاد راہ کو ہاتھہ نہین لگایا - راستہ مین قدم عاشقانہ رکھکر تمام دریاؤن اور جنگلون کو چھان مارا - اس کے بعد اُجین مالوہ مین آکر چند سال گوشہ مین بیٹھے - بالآخر عزیزون کی عاجزی اور خواہش سارنگ پور مالوہ مین آپ کی اقامت کا سبب ہوئی - آپ کے عم مکرم سارنگ پور کے قاضی تھے - اُن کی رحلت کے بعد منصب قضا آپ کے نام ہو گیا تھا - لیکن آپ کے دل سے بدستور وارستگی اور آزادی جوش کرتی رہی - اس سبب سے کئی دفعہ مسند قضا چھوڑ کر آپ آوارہ ہو گئے تھے - ایک بار ایسا ہوا - کہ دس سال بعد دوست اور احباب بہت کچھہ جبت وجو کر کے دور دراز ملک سے گوناگون فریب دیکر پھیر لائے تھے - **القصہ** کسی چیز کے ساتھہ ذرہ برابر بھی نشان دلبستگی پایا نہین جاتا تھا - اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی ذات کے سوا - کسی شے کی طرف آپ کی ہمت کا رُخ نہین تھا - قدما کے عربی اور فارسی اشعار جو صوفیہ عبارتون کے ساتھہ آراستہ اور آشنا ہوتے تھے - فصیح البیانی کے ساتھہ اُن کی ایسی توجیہ کیا کرتے تھے کہ سننے والے وجد اور سلوک مین گرم ہو جایا کرتے تھے - کہتے ہین - جس طرح آنے کے وقت آپ ہمہ نوع مجرد آئے تھے - اسی طرح بازگشت کے وقت بھی بدن لباس اور احساس سے - اور دل تعلق اور خیال سے سبکدوش کر کے - عالم قدس کو روانہ ہو گئے - **قاضی زندہ دل** آپ کی رحلت کی تاریخ ہے - جس مین ایک ہزار گیارہ عدد نکلتے ہین - شیخ عثمان پسر شاہ منجھن بیان کرتے تھے - کہ تفسیر کا علم حفظ تھا - تشابہات کی تاویلات - ناسخ و منسوخ کی تقدیم و تاخیر - مشکلات کا حل - مجملات کا بیان اعراب کی تخصیص - تعمیم - اور وجوہ - حقیقت و مجاز کی شانِ نزول - اور قرآن کی عبارات اور استعارات کو خوب جانتے تھے - اور ہر جمعہ کے روز جامع مسجد مین تفسیر قرآن بیان فرمایا کرتے تھے - جس مین مفسرون کے بہت سے قوانین کی رعایت رکھتے تھے - رحلت کے روز بھی حسب عادت مقررہ سورہ مزمل کی تفسیر بیان کی - آپ کے بدن مین لرزہ پیدا ہوا - تھوڑی دیر وصیت فرمائی - بعدہ جس طرح کہ لکھا گیا - اس فانی جہان سے ملک بقا کو کوچ فرمایا - **مصرع** شکر ایزد کز جہان آزاد رفت ؎

یاد شیخ مبارک صدیقی شطاری

آپ مرید تو شیخ جلال لوہانگی کے تھے - مگر خرقہ خلافت شیخ عبد الملک شطاری سارنگ پوری مالوی سے حاصل تھا - شیخ عبد الملک خلیفہ وجیہ الملۃ احمد آبادی کے ہین - آپ تصوف مین والی ملک

اور عرفان مین صاحب حشم تھے ۔ ہجری سنہ نو سو اکیاسی تھا ۔ کہ منڈو مین آئے ۔ راقم کے رہنما شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین جوہر دعوت سیکھا ۔ اور اجازت لی ۔ چند چلے بھی کئے تھے ۔ دعوت کے جزئیات اور کلیات کو عمل مین لائے ۔ استغنا کی بنیاد بہت استحکام کے ساتھ رکھی تھی ۔ کسی اہل حکومت سے روزمرہ نقد ۔ یا کھیتی کی زمین قبول نہین کی ۔ تیس سال تک منڈو (مانڈو) مین رہ کر توکل کی نوشدارو سے بیماری احتیاج کا معالجہ کیا اور ہجری سنہ ایک ہزار دس مین عنصری گودڑی جسم کے اوپر سے اتار پھینکی ۔ خوابگاہ منڈو ۔ مصرع مبارک باد ملک جاودانش ؎

یاد شیخ علم الدین مجذوب

آپ رہتک کے باشندہ ہین ۔ آپ کی بات ایزدی تقدیر کا نسخہ تھی ۔ ایک روز مولانا منکن مفتی مہم کے دو راس گھوڑے گم ہو گئے تھے ۔ مہم ایک گانون ہے رہتک سے بارہ کوس دور ۔ چند روز بعد مفتی کے ہمنشینون نے کہا ۔ اِس مجذوب سے گمشدہ مال کی حقیقت پوچھنی چاہیئے ۔ چونکہ گم ہونے کو ایک زمانہ گزر گیا تھا ۔ لہذا مالک مال کی راے اجازت نہین دیتی تھی ۔ تاہم مفتی مجذوب کی ملازمت مین گئے ۔ مجذوب جلدی سے پکار اٹھا ۔ فلان دروازہ پر تلاش کرو ۔ چنانچہ تعمیل حکم کی گئی ۔ اور وہان سے گمگشتہ مال مل گیا ۔ خوابگاہ رہتک ۔ رحلت دسوین صدی کے اواخر مین بمصرع

خرد قربان این دیوانگی باد ؎

یاد شیخ علی افغان

آپ اویسیہ مشرب مین چشتیہ سلسلہ کے مرید تھے ۔ آپ کے پیر ارادت معلوم نہین ہین ۔ کم و بیش پچاس برس تک مولانا مغیث اُجینی کے روضہ کی مجاورر ہے ۔ سو برس کی عمر پائی ۔ حسین مظاہر سے تعلق خاطر رکھا کرتے تھے ۔ قلندرون کی طرح تجرد مین زندگی گزاری ۔ کسی مخلوق کی طرف احتیاج لیکر نہین گئے ۔ اپنے گوشہ سے بہت کم کہین جانے کا اتفاق ہوا ۔ ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین راقم اُجین کو گیا تھا ۔ تو آپنے کہلا بھیجا ۔ کہ مجکو پیری جنبش سے باز رکھتی ہے ۔ لیکن شوق اور آرزو دل سے جوش مار رہے ہین ۔ ازراہ ترحم اگر آپ چند قدم چل کر فقیر کے حجرہ مین آوین ۔ اور آرزو کا شعلہ فرد کرین ۔ تو نامناسب نہین ہے ۔ کہین ایسا نہ ہو کہ اُخروی سفر پیش آ کر گرانی ۔ آزادی کو اذیت پہونچادے ۔ مین حسب اشارہ ملازمت مین حاضر ہوا ۔ تو بے انتہا شگفتگی اور خوشی دونون طرف پیدا ہوئی ۔ رخصت

کے وقت فرمایا - یہ درویش کی آخرین ملاقات ہے - چند روز بعد آپ کی رحلت کی خبر سننے مین آگئی -

خوابگاہ روضہ مغیثیہ قدس سرھما مصرع باد جانش روشن از انوارِ عشق ؀

یاد شیخ کمال محمد عباسی

آپ کی ولادت احمد آباد گجرات مین ہوئی - شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے شاگرد - اور نیز خلیفہ ہین - عالم - عارف - عابد - حافظ - اور محدث تھے - حدیث کی سند شیخ عبد الملک بنبانی سے حاصل کی تھی ہجری سنہ نوسو بیاسی مین وطن سے خاندیس کے راستہ اُجین مالوہ مین آئے تھے - یہین گھر تجویز کر لیا - اور شیخ اولیا کا پوی کی لڑکی سے کدخدا ہوئے - فتویٰ نویسی کا منصب ملا - کامل تیس سال اس مقام پر شرعی اور حکمی علوم کا درس دیا - اور مفتی بہ روایات پر فتوے لکھے - بیکاری کبھی آپ کے گرد پھٹک ہی نہین سکتی تھی - کیونکہ رات اور دن کی تقسیم آپنے اس طرح پر کر رکھی تھی - رات کا ایک ثلث حصہ باقی رہتا تھا - کہ اُٹھکر غسل کرتے تھے اور نماز تہجد کے اندر کبھی چھ اور کبھی سات پارہ قرآن پڑھتے تھے - یہان تک کہ صبح کی سفیدی نمودار ہوجاتی تھی - پھر دعاؤن اور ذکر جہر سے فارغ ہوکر نماز صبح ادا کرتے تھے - پھر وقت اشراق تک تلاوت کرتے رہتے تھے - نفل اشراق پڑھنے کے بعد زوال تک برابر درس دیتے رہتے تھے - پھر اہل سبق کے ساتھہ کھانا کھاتے تھے - پھر ایک گھڑی کے انداز سے قیلولہ کرکے نماز ظہر کے واسطے اُٹھ بیٹھتے تھے - نماز ظہر کے بعد نماز عصر تک لوگون کی مشکلات - فتویٰ نویسی سے حل کیا کرتے تھے - پھر شام کے بعد درویش دوستون کے ساتھہ راز تصوف اور تحقیق کی باتین کرتے رہتے تھے - نماز عشا پڑھکر اندر گھر مین چلے جاتے تھے - شب کے اولین ثلث تک آیندہ روز کے سبقون کے مطالعہ مین مشغول اور منہمک رہتے تھے - اور شب کے درمیانی ثلث مین سے کچھ حصہ تو خانہ نشینون کے ساتھ - اور کچھ حصہ سونے مین صرف کرتے تھے - گیارہ سال کے آغاز سے چوّن سال تک اسی طریقہ پر زمانہ گزرا - ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین ایک خط فقیر غوثی حسن کے نام اس مضمون کا بھیجا تھا - کہ بنیاد عمر نہایت ناپائدار ہے - اعتماد کے لائق نہین ہے - شوق اس بات کو چاہتا تھا - کہ دوستانِ منڈو کے دیدار کے واسطے مین وہان آؤن - لیکن موانع حارج ہوگئے - اگر منڈو والون کو کوئی عذر مانع نہ ہو - تو سیر اُجین کرنی چاہیئے - تاکہ باہم ایک دوسرے کا دیدار غنیمت سمجھکر تھوڑی دیر مل بیٹھین - مین حسب التحریر آپ کی ملازمت مین گیا - چند روز حقائق کی عید - اور معارف کا تحفہ

رہا۔ بالآخر اسی سال کی دسوین شعبان کو دوشنبہ کی شب مین ہر شب کے معمول کے موافق جس قدر طاقت مین گنجایش ملی۔ معینہ معتاد میں مشغول رہے۔ راقم بھی اُس وقت حاضر تھا۔ دو کلمون پر وصیت تمام کی اور شب کے اخیر حصہ مین ناسوتی مجلس سے مُنہ پھیر کر ملاء اعلیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ خوابگاہ اُسی دالان مین اختیار کی۔ جس مین درس دیا کرتے تھے۔ **مصرع** یقین مبدان کمال از ملک مارفت۔

یاد شیخ تاج العاشقین پور عبد اللہ سندھی

آپ کا نام محمد ہے۔ زاد بوم برہانپور۔ اور شیخ شکر محمد عارف کے خلیفہ ہین قدس سرہم حُسن آواز پر۔ اور حُسن سیرت پر شیدا رہتے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار ایک کے آغاز سے چار سال تک راقم گلزار آپ کی۔ اور مسیح زمان کی ہمسائگی سے سعادت حاصل کرتا رہا۔ اس درمیان مین بارہا فرمایا کرتے تھے مین ایام طفلی مین مسیح زمان کا ہم مکتب۔ اور آغاز ہوش مین علوم عربی زبان کی تحصیل کے اندر اُن کا شریک تھا۔ چمن شباب مین ایک آنکھ کی مردم فریب نگاہ نے میرا قدم راستہ سے ڈگا دیا۔ اور مسیح زمان کی ثابت قدمی گوناگون علوم کے دروازون کی کنجی ہوئی۔ بالآخر عقلی علوم مین حکیم عثمان بوبکانی کی شاگردی۔ اور نقلی اصطلاحات مین شیخ طاہر یوسف سندھی کی شاگردی کی۔ اور شرح منازل السائرین۔ نقد نصوص۔ شرح گلشن راز۔ اور کسی قدر شرح مواقف مسیح زمان کے درس مین بھی نکالین۔ ایک حسین مظہر کے حُسن پر عاشق تھا۔ کہ اِس درمیان مین چلہ نشین ہو گیا۔ اور نفس نافرجام کی لڑائی کے واسطے کوشش کے لئے کمر باندھی۔ ایک رات خواب کے اندر حقیقی معشوق کو مجازی محبوب کی صورت مین دیکھا۔

جس سال مین عرش آستانی اکبر شاہ نے اپنے خاص نزول سے صوبہ خاندیس کو مزین فرمایا تھا اُس وقت مین دیرینہ حاکم خاندیس کی دوستی کی تہمت لگا کر آپ قید مین بھیج دئے گئے تھے۔ پھر چند روز بعد دوستون کی صائب تدبیر کی بدولت اِس تیرگی سے نجات ملی۔ اِس کے بعد دار الخلافہ آگرہ کو روانہ ہوئے۔ قلیج خان نامی سردار۔ شاہنشاہ کے امرائے اعظم مین سے تھا۔ اور عقلی و نقلی علوم سے آراستہ تھا۔ یہ سردار تعظیم و توقیر کے ساتھ پیش آیا۔ اور آپ کی خدمت کا بار از راہ ہمت اپنے ذمہ لیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار گیارہ مین خان کا کوچ لاہور کو ہوا۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین غرہ جمادی الاول کو آپ پنجاب مین پیکر پرست راجپوتون کی لڑائی کے اندر شہید ہو گئے۔

مصرع شہید و عاشق و درویش و دانا رفت از دنیا۔

یاد شیخ ابوسعید پور شیخ جگن کھندوتی

آپ کی رسمی علوم کی تحصیل کمال کو ہونچی ہوئی تھی - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین عالم ناسوت کو رخصت کیا - ملا کلامی کالپی کے فصیح شاعرون مین سے ہین انہون نے آپ کے واپسین سفر کا سال مصرع - فریاد ز بوسعید ثانی سے نکالا - اور کہا - ابوسعید جو صحابہ کبار مین سے ہین رضی اللہ عنہ ان کی نسل سے آپ کے ہونے نے لفظ ثانی کو معنیً بھی برابر کر دیا ہے - خوابگاہ کالپی اپنے پدر بزرگوار کے مرقد کے پائین مین اختیار کی رحمہما اللہ تعالیٰ -

یاد شیخ کبیر برھنہ مالوی دیپالپوری

آپ کے باپ درزی - اور بیکر پرست تھے - آپ مان کے پیٹ سے ہی مجذوب پیدا ہوئے تھے خردسالی مین یتیم ہو گئے مان پرورش کے زمانہ مین تنگ رکھتی تھی - اسواسطے قصبہ دیپالپور کے قاضی شیخ عبدالقادر نے آپ کی کفالت اپنے ذمہ لے کر کبیر نام رکھا - کم و بیش پچیس سال اپنی زادبوم مین رہے - پھر ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین یہان سے چل کر دولت آباد مین جا رہے - جو دیپالپور سے چار کوس دور ہے - لوگ آپ کی خرق عادات بہت کچھ بیان کرتے ہین - راقم نے بھی بارہا آپ کا دیدار دیکھا ہے - اس مین شک نہین - آپ کی بیخودی مین آثار انبساط پاکر بہرہ یاب ہوا ہے - لیکن کوئی حرف یا کوئی حرکت ایسی ظاہر نہین ہوئی - جو آپ کی خرق عادت پر محمول کیجا سکتی - یا راقم کے ہی علم مین نہ آئی ہو - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین دنیا سے گزر گئے - مصرع وے پوشیدہ در تحت قبا بست -

یاد شیخ مرتضیٰ

آپ سید محی الدین ابن سید یحییٰ گجراتی کے فرزند ہین - زادبوم برودرہ (بڑودہ) جو ایک بڑا شہر ہے احمد آباد اور بھروچ کے درمیان مین - آپ والاہمت - نیک نیت - درست عقیدہ - شیفتہ دل تجرید دوست اور پیر پرست تھے - آپ کے پیر بیعت سید کالے شطاری برودرہ والے تھے - جو غوث الاولیاء کے خلفائے کرام مین سے ہین -

القصہ آپ نے حقیقی رہنما کی جست وجو مین وطن سے سفر اختیار کیا - اور دوران سفر مین گزر برہان پور پر بھی ہوا - تقدیر مین لکھا تھا - جس کے بموجب شیخ لشکر محمد عارف کی ملازمت سے فیض

حاصل کیا۔ شیخ لشکر محمد عارف کی رحلت کے بعد سادات کی تلقین مسیح القلوب کے ہاتھ مین آئی۔ سولی کے عشق مین بے انتہا آرام پاتے تھے۔ اور نیز حقیقۃً زلیفتگی تھی۔ چند چلے کئے۔ اور خلوت مین بھی بیٹھے اِس آرزو مین کہ کیا چھوٹے اور کیا بڑے جملہ سادات کو ایزدی محبت نصیب ہو۔ چونکہ فنا فی الشیخ کے مقام مین کمال استغراق تھا۔ اسواسطے آپنے پیغمبر آخرالزمان علیہ السلام کو اپنے مرشد کے حلیہ مین عالم خواب کے اندر مشاہدہ کیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار دو مین عنصری عالم سے ملکوت آباد کو کوچ فرما گئے۔ خوابگاہ برہان پور مین شیخ بہکاری قدس سرہ کے حظیرہ کے روبرو اختیار کی۔ ملا یونس سنبھی کہتے ہین پچھلے لوگون مین تو سلطان ابراہیم ادہم نے دائرہ ترک مین قدم رکھا تھا۔ اور اس زمانہ مین سید یحیٰی بردوردہ والہ بیخودی کا راستہ چلے ہین۔ مصرع خسرو ملک بے نیازی بود۔

یاد شیخ نصیر خان

آپ ترش خان کے بیٹے۔ اور میان جموجی کے داماد ہین۔ آپ کے آباد اجداد۔ سپہداری وضع کے اندر پرگنہ گجرات مین رہتے تھے۔ جس سال مین فرمان روائے اقلیم اکبر شاہ۔ گجرات فتح کرنے مین کامیاب ہوا۔ اُسی سال آپ خاندیس کی طرف چلے گئے۔ اور آہستگی کے ساتھ ترک اور تجرید مین کمال پیدا کرکے توکل اختیار کیا۔ یہان تک ہوا۔ کہ کسی کام کو ہاتھ نہین لگاتے تھے۔ اور کسی سبب پر دل نہاد نہین ہوتے تھے۔ نیستی اور گرسنگی کے ذریعہ سے دل کے اندر فروغ بڑہاتے تھے۔ آرزو اور حرص کا دروازہ آشنا اور بیگانہ دونون کے لئے مقفل رکھتے تھے۔ بہت کچھ بھاگ دوڑ کے بعد خوش قسمتی نے میان جموجی کی ملازمت کی طرف آپ کی رہنمائی کی تھی۔ احیاء العلوم کے مطالعہ پر عاشق تھے۔ اور اسی پیمانہ پر اپنے اندرونی اعتقاد اور بیرونی اعمال کو جانچ لیا کرتے تھے ایک روز آپنے مسیح زمان کی خدمت مین عرض کیا دنیا کا ترک کرنا۔ حقیقت فہمی کی رو سے نہین ہے۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ مین گجرات مقام پر مغلون مین ہنس گیا تھا۔ تو سپاہیانہ وضع ترک کرکے رہائی پائی تھی۔ اب درویشی کا سبب اُس نذر کا ایفا ہے۔ جس روز آپ نے اُخروی سفر اختیار کیا ہے اُس روز خداوند ہردو عالم شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے بھائی کے بیٹے شیخ محمد بہاء الدین فرماتے تھے۔ آج کے روز شیخ علی متقی دنیا سے جمال تقویٰ گور مین اپنے ساتھ لے گئے۔

مصرع گور اوپر نور تقویٰ باد تا روزِ جزا!!

یاد شیخ عبداللطیف پور ملک شاہ گوری

معرفت - حقیقت - صفا - اور صلاح ان جملہ صفات کے آپ مالک تھے - آپ کے حالات اصلح الناس حافظ صالح محمد نے بہت کچھ بیان فرمائے تھے - اُن مین سے کسی قدر حالات جو یاد ہین وہ یہ ہین - آپ کی زاد بوم نہروالہ ہے - ہنوز آپ کا زمانہ ہوش ہنین آیا تھا - کہ پدر بزرگوار کوچ فرما گئے - چندروز بعد خدا طلبی کی شورش آپ کے سر مین پیدا ہوئی - اور اسی اثنا مین شیخ صدر الدین محمد شمس ذاکر جانپانیری کی ہدایت کا شہرہ سننے مین آیا - لہذا قلعہ جانپانیر مین آکر خواہان ہدایت ہوئے - شیخ صدر الدین کی ملازمت سے درویشی اور صفا کا طریقہ حاصل کیا - اور ریاضت کے ذریعہ سے نفس کی گوشمالی کر کے - مرتبہ کمال کو پہونچے - ہجری سنہ نوسو ستر مین اجازت ملی - کہ حضرت غوث الرحمن کے مقدس روضہ کی آستانہ بوسی کے واسطے آپ گوالیار کو جاوین - اثنائے راہ مین جب نارنول پہونچے - تو شیخ نظام ابن شیخ عبدالکریم نارنولی کی خدمت مین بہی حاضر ہوئے - جب بیان ماجرا ہوا - تو سفر کا مقصد بہی دریافت کیا گیا - جواب دیا - حضرت غوث الرحمن کے مرقد مبارک کی زیارت کا شوق سر مین بہرا ہوا ہے - یہ تقریب پاکر صاحب مکان نے کسی قدر اپنی کیفیت بیان کی جو آغاز سیر و سلوک مین پیش آئی تہی - اس ضمن مین تقریر شروع کی کہ ”فقیر نظام چند مدت تک غوثیہ خانقاہ مین کلبہ نشین رہا تھا - حضرت غوث الرحمن کی عنایت سے عجب ظاہر و باطن بہت کچھ فیض پایا - اور آپ کے بار احسان کے نیچے میری گردن ہمیشہ دبی رہے گی“

القصہ شیخ نظام سے رخصت ہو کر دہلی مین پہونچے - اس شہر ولایت کے مشائخ کی ملاقات اور مقابر کی زیارات کو قدس اللہ اسرارہم اپنے حسن نیت کی علامت سمجھکر غنیمت جانا - پہر دہلی سے دار الخلافہ آگرہ مین آئے - یہان پر حضرت غوث الرحمن کے صاحب زادہ شیخ ضیاء اللہ تشریف رکہتے تھے - ان کی مشکل کشا خدمت کے فیض سے بہت کچھ شرف اور سعادت کا حصہ لیا - جب مخدوم زادہ کی اجازت لیکر گوالیار مین پہونچے - تو اپنے گرد آلودہ رخسارہ روضۂ پاک کے آستانہ کی خاک پر رگڑ کر اُس مین آفتاب کی سی روشنی پیدا کی - اور حظیرہ کے گرداگرد رہنے والون کی مصاحبت سے کامیاب ہو کر مقام سینہچرا مین ذکر اور فکر کے ساتھ متواتر دو چلے کہینچے - سینہچرا پہاڑ کے دامن مین ایک

غار ہے۔ گوالیار کی عمارتون سے سات کوس دور۔ اور حضرت غوث الرحمن بھی ابتداے سلوک مین اُسی جگہہ چلہ نشین ہوئے تھے۔ اُس مقام پر چند حجرہ۔ چھجہ۔ نہر۔ حوض۔ اور سایہ دار درخت ہین۔ جب چلہ سے فراغت ہوئی تو باحقیقت سجادہ نشین شیخ عبداللہ پسر غوث الاولیا کی ملازمت سے اور نیز دیگر باعظمت مخدوم زادون اور خلفا کی خدمت سے واپسی کی اجازت لی۔ آپ کی ہمت کا منتہی یہ تھا۔ کہ مرشد کی قدم بوسی حاصل کی جاوے۔ چنانچہ جانپانیر مین پہونچکر کامیاب ہوئے۔ جب شہر جانپانیر ویران ہونا شروع ہوا۔ تو آپ شہر برودہ (بڑودہ) مین چلے گئے۔ یہان پر صاحب مکان اور کدخدا ہوئے۔ ایک دفعہ اور ہجری سنہ نوسوچوراسی مین مالوہ کے راستہ سے گوالیار کی طرف کا احرام باندھا تھا۔ جب منڈو (مانڈو) مین پہونچے۔ تو آپ کے قدمون سے راقم کے مہمانخانہ کو بھی شرف صفا حاصل ہوا تھا۔ اِس کے بعد بقیۃ العمر اپنے حجرہ سے سیر وسفر کا عزم آپ کی خاطر مین کبھی آیا ہی نہین۔ اور توکل وتسلیم مین خوش رہکر کشادہ پیشانی کے ساتھہ اوقات گذاری کی۔ مگر مسیح الاولیا کے دیدار کا شوق آپ کو ایک دفعہ برہان پور کی طرف دامن کشان لے گیا تھا۔ اور حسن اتفاق تھا۔ کہ ان ایام مین فقیر بھی اُسی جگہہ موجود تھا۔ چند روز دوستانہ گفت وشنید کرکے۔ اپنے وطن کو لوٹ آئے۔ یہ آپ کا محققانہ کلام ہے۔ فرماتے تھے۔ سلوک کے جنگل مین سفر کرنے والون کو مرشد کی جنت دہ مین بھاگ دوڑ کرنا سیر الی اللہ کی منزلین طے کرنے مین داخل ہے۔ اور مرشد کامل کا جانا سیر مذکور کا واسطہ ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین جسمانی تنگ کوچہ سے روحانی وسعت آباد کو روانہ ہوئے خوابگاہ برودرہ (بڑودہ) مصرع

سالکِ مالکِ طریقت بود

یاد شیخ پیر محمد

آپ عبدالحکیم ابن شیخ جلال محمد قادری برہانپوری کے بیٹے ہین۔ فضیلت ودانش مندی اور صلاح وپرہیزگاری کے چشمہ تھے۔ شیخ یوسف مفتی بنگالی۔ استاد شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے تمام شاگردون مین مقدم اور پیش رو تھے۔ اِن کے درس مین آپ نے التزام کرکے رسمی علوم تحصیل کئے تھے۔ جب تحصیل تمام ہوگئی۔ تب سے لیکر واپسین نفس تک سلسلہ درس کا۔ اس روش کے ساتھہ جاری رکھا۔ کہ نماز صبح سے فارغ ہونے کے بعد شام تک طالبعلم

سے درس دینے مین مشغول رہتے تھے۔ آپ کے مدرسہ مین کبھی تعطیل نہین ہوتی تھی۔ بہت سے لوگ آپ کی خدمت سے عالم ہوئے۔ ایک روز والی ملک خاندیس نے آپ کو بے انتہا تعظیم کے ساتھ اپنی مجلس مین تشریف آوری کی تکلیف دیکر۔ یہ بات درمیان مین لایا۔ کہ بادشاہی خواہش یہ ہے آپ جیسے لوگ ملازم حضور ہون۔ آپنے جواب دیا۔ مین ایسے گروہ کی خدمت سے جو علم کا حاجت مند ہے۔ اپنی اوقات مین فرصت نہین پاتا ہون۔ جس سے فرصت کے وقت پیشگاہ خداوندی مین اپنے تئین پہونچا سکون۔ لہٰذا جس طریق سے تمام عمر گزری ہے۔ اسی طریق سے اگر مجکو حکم آزادی رہے۔ تو مراحم خسروی سے بعید نہین ہے۔ پھر فرمایا۔ ہم ہر روز آپ کو بلانا نہین چاہتے ہین۔ نہ فقرا کے افادہ سے باز رکھتے ہین۔ لیکن یہ ضرور ہے۔ کہ جب کبھی موقع سے طلب کی نوبت پہونچے۔ تو حاضر ہونا چاہئیے آپ نے اس فرمانے کا جواب خاموشی مین دیکر گفت وگو کا سلسلہ ختم کیا مسیح القلوب کہتے ہین۔ کہ آپ دوسری بار۔ والی ملک کے دولت خانہ پر نہین گئے۔ اور میرے پاس آکر ظاہر کیا۔ اس شرم سے کہ مین بادشاہون کے دربار مین ہو آیا ہون۔ دینی دوستون کے روبرو نہین ہو سکتا ہون۔ کہتے ہین۔ بہت مدت نہین گزری تھی۔ کہ والی ملک اور نیز آپ دونون فانی جہان سے۔ جاودانی سرائے کو چلے گئے ارباب عبرت وقیاس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئیے۔ کہ سعید دولت مندون کو۔ اگر خلوت آشنا درویشون کی صحبت کی آرزو پیدا ہو۔ تو اجازت مانگ کر خود اُن کے گھر جانا چاہئیے۔ اپنے گھر قدم رنجہ فرمانے کی اُن کو تکلیف نہین دینا چاہئیے۔ نعم الامیر علیٰ باب الفقیر ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین دنیا سے چلے گئے۔ خوابگاہ برہان پور۔

یاد شیخ عبداللہ ابن شیخ وجیہ الدین احمد آبادی

آپ کی ذات مین تمام عقلی ونقلی علوم جمع تھے۔ کسبی اور کشفی دقیقے آپ سے حل ہو جایا کرتے تھے۔ ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب) کے حقائق کا جلوہ آپ کے اوپر ہوتا تھا۔ عالم صوری اور عالم معنوی کی معرفت حاصل تھی۔ اور نیز اپنے پدر بزرگوار کے ظاہری کمالات اور باطنی خزانون کے وارث تھے۔ کم وبیش دو قرن آپ کے والد ماجد کی درس کا زمانہ ہے۔ اس مدت مین ایک گھڑی بھی خدمت اور حضور سے جدا نہین ہوئے۔ ہمیشہ باپ کی کام بخش دانش وبینش سے فائدہ اُٹھایا

اور ہر دو جہان کی فلاح اور معرفت حاصل کی۔ کہتے ہین۔ جب امکان کی عاریتی چادر اوتار پھینکنے کا وقت وجیہ الملۃ کا نزدیک آ پہونچا۔ تو اُنہون نے خرقۂ خلافت اور فرمان اجازت آپ کو عنایت فرما کر ظاہراً اور معنیً اپنا جانشین کیا۔ جب آپ مسند پر جلوس فرما ہوئے۔ تو عنصری پیکر کو یہان تک گھلایا۔ اور روحانی لطیفہ کی پرورش اس حد تک پہونچائی۔ کہ آپ کے قوت یومیہ کے واسطے صرف شربت کا ایک پیالہ۔ اور مصری کی ایک ڈلی کفایت کرتی تھی۔ سبحان اللہ ان دونون بزرگون مین عجب یکتائی اور یگانگی تھی۔ کہ کوئی مقیم یا کوئی مسافر یہ معلوم نہین کر سکا کہ مقام دوسرے جانشین کے سپرد ہو گیا ہے۔ وہی سابقہ روش جاری تھی۔ ایک شخص تاش بیگ نام۔ سعادت مند وجہ تیغ نواب کامیاب اعظم خان کے پرانے ملازمون مین سے ہے۔ اور وہ آج کل آپ کی خدمت کی برکت سے سرداری کے درجہ کو پہونچ کر شہنشاہی منصب دارون مین داخل ہو گیا ہے۔ اُس کا بیان ہے جس سال نواب نے اطراف سورت کی فتح کے واسطے لشکر کشی فرمائی تھی۔ تو وہان پر ایک عظیم جنگ ہوئی۔ لشکرون کے مقابلہ مین مجھپر وقت تنگ ہوا۔ تو مینے درست اعتقاد اور صادق نیت سے شیخ عبد اللہ کی یاد اپنے دل مین کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہنگامہ فرو ہونے کے وقت تک آپ کی صورت شریف کو مین اپنے گرداگرد ہر وقت دیکھتا رہا۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ آپ کی نگہبانی کی برکت سے مین میدان جنگ سے جہان سو جانین ایک جو کی برابر بھی حیثیت نہین رکھتی تھین سالم اور غانم نکل آیا۔ اور مقابل لڑنے والہ پر فتح پائی۔ روایت ہے۔ کہ صادق محمد خان کا ایک عمل والا تھا وہ خیانت کی تہمت مین ماخوذ ہوا۔ اور قیدخانہ مین بھیج دیا گیا۔ اُس کا ایک بھائی تھا جو ہمیشہ شیخ کی خدمت مین آتا جاتا تھا۔ وہ اپنے بھائی کی رہائی کے واسطے فاتحہ کی التماس کیا کرتا تھا۔ چونکہ تمام کامون کا ہونا اپنی اوقات پر منحصر ہے۔ اسواسطے آپنے کوئی دعا نہین کی۔ اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ ایک روز بے موسم کا ایک سیب شیخ کے ہاتھ مین تھا۔ وہ سیب شیخ نے قیدی کے بھائیون کو دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اسے قیدی کے پاس پہونچا دو۔ ہنوز اُس نجات بخش میوہ کی خوشبو قیدی کے دماغ مین نہین پہونچی تھی۔ کہ صادق محمد خان نے کمال نرمی اور مہربانی سے اُس کو یاد فرمایا۔ اور کہا یہ بیچارہ یون ہی ناحق قیدخانہ مین پڑا ہوا ہے۔ چنانچہ اسی وقت بیڑیان پاؤن سے کاٹ کر حاضر کیا گیا۔ اور ایک عمدہ خدمت اُس کو دی گئی۔ مصرع آفتاب معرفت یک لمعۂ رخسار اوست ؎

یاد شیخ منور

آپ عبد المجید ابن عبد الشکور ابن حاجی سلیمان - ابن اسرائیل کے بیٹے ہین - اپنے جد بزرگوار کے مرید تھے - صورت اور سیرت مین دل فریبی - اور بیان مین اور نظر مین دلربائی بہت کچھ تہی - اکثر علمائے زمانہ کے جلسہ مین اپنی حسن تقریر سے امر مناظرہ کو تردد کے الجہاؤ سے نکال کر تحقیق کے درجہ کو ہوپچا دیتے تہے - جب میر فتح اللہ شیرازی بیجاپور دکن سے عرش آستانی اکبر شاہ کے فرمان کے بموجب دار السلطنۃ آگرہ مین آئے - تو ایک روز شیخ منور سے بہی عقل و دانش کی باتین ہوئین - بہت سی پرانی لاینحل باتین آپ کی موشگافی سے راہ راست پر آگئین - شیرازی عالم نے آپ کی تعریف مین فرمایا - سیر ہند کرتے ہوئے ایک مدت گزر گئی - اس مدت مین آج شیراز کی مہک آرزومند دماغ مین پہونچی ہے - کہتے ہین - قبل اس کے - کہ فرمان روائے اقلیم کی ملازمت مین آپ داخل ہون - چوالیس سال برابر تمام کتب متداولہ کے درس کو اپنے جوہر بیان سے - آرائش بخشتے رہے - باوجودیکہ فتوی نگاری کا بڑا بہاری وزن آپ کی گردن پر تہا - لیکن درس کے واسطے جمعہ کے روز بہی تعطیل نہین کرتے تہے -

کہتے ہین - عزیز الحق شیخ عبد العزیز دہلوی کے بڑے بیٹے شیخ قطب عالم کو سیاحی کا بڑا شوق تہا - اور اس شوق نے ان کو قلندرانہ لباس پہنا کر سفر کے سلسلہ مین ڈال دیا تہا - جب شیخ قطب عالم لاہور مین آئے - تو ایک روز تماشائیون کے طور پر منوری درس گاہ مین بہی گزر ہوا - چونکہ علم کا مزہ چکہا ہوا تہا - آپ کی شیرین بیانی پر فریفتہ ہو گئے - قصہ کوتاہ - وہ ایک لحظہ کا عبور - دل دادگی کا سبب ہوا - اور تلویح اصول فقہ کا سبق شروع کر دیا - چند سال کے اندر ظاہری فیض و فضل کا سرمایہ بہت سا جمع کر لیا - اور کمال کے معیت مین اپنے وطن کو معاودت فرما کر آبائے کرام کے طریقہ کو رونق بخشی - اور سجادگی کا چراغ روشن کر کے روز افزون اس کی روشنی بڑہائی -

شیخ منور کے بیٹے شیخ کبیر کہتے ہین - شمس الدین علی گیلانی کو اکبر شاہی عنایات سے حکیم الملکی کا خطاب تہا - مولانا شاہ محمد شاہ آبادی کی طرف اپنی شاگردی کی نسبت کرتے تہے - ایک روز موقع آگیا - تو حضور شاہنشاہی مین عرض کیا کہ تفسیر بیضاوی پر - اور نیز دیگر متہیانہ کتب پر - شاہ آبادی استاد کے لاینحل اعتراضات ہین - اکثر علمائے زمانہ نے حل اعتراضات کے میدان مین جواب کی

ڈہال، اور تلوار - کمر سے کہول کر رکہہ دی ہے - اِس طرح سے شاہ آبادی اُستاد سب پر غالب آئے ہین - خلاصۂ کلام یہ ہے - کہ شاہنشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا - کہ علما کا جلسہ فراہم کرکے اس تقریر کو درست اور صاف کرنا چاہیے چنانچہ عقلون کے امتحان کا جلسہ قایم کیا گیا - گیلانی نے کہا - اِذِابْتَلیٰ اِبْرَاهِیمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ اس آیۃ کی تفسیر پر اعتراض ہے - شیخ منور نے معترض سے اعتراض کی صورت دریافت کی - اور اثنائے بیان مین جواب دیا - کہ ضمیر کے راجع اور مرجع کے متعین کرنے مین تساہل ہوا ہے - اگر ایسا کیا جاوے گا - تو اعتراض پیدا نہین ہوگا - اور مراد مین بہی خلل واقع نہ ہوگا - حکیم الملک نے نامنصفانہ جانبداری کی - اور تقریب پر نظر کرکے ایسی گفت وگو کی جو حد ادب سے متجاوز تہی - شیخ منور نے شہنشاہ سے بذریعہ قرعہ حکم کے واسطے التماس کیا - قرعہ قاضی صدرالدین لاہوری کے نام سے نکلا - قاضی نے بیضاوی کی عبارت - اعتراض - اور جواب - اِن تمام باتون کو منصفانہ نظر سے دیکہکر فرمایا - آج کے روز اگر قاضی ناصرالدین بیضاوی موجود ہوتے - تو شیخ منور کی دوربین طبیعت کی داد دیتے - یہ معما کی مثل نمایش کی بات بدون تعین اسم کے اس واسطے لکہی گئی ہے - تاکہ فنون اور علوم کے اندر شیخ منور کی دقیقہ شناسی اور سخن آفرینی ظاہر ہوجاوے - کہ مجلس علم کی ہم نشینون کے مقابلہ مین کس درجہ پر تہی -

ہجری سنہ نوسو پچاسی مین آپ کو صدارت صوبہ مالوہ کا عالی قدر منصب عطا ہوا - علماء ارباب ریاضت - اور عاشق مزاجون کے ساتھ اس عمدگی سے پیش آئے - کہ تمام لوگ اوقات اجابت مین - آپ کے لئے دعائے خیر کے واسطے آسمان کے سامنے ہاتھ پہیلاتے تہے - اور چندسال تک سارنگپور مالوہ مین قیام فرماکر اس صوبہ کے طالبان علم کو فیض پہونچایا - ہجری سنہ نوسو پچانوین مین عضدالدولہ علامہ عصر میر فتح اللہ شیرازی کو جو صاحب دانش ملا میرزاجان کے ہمدرس - اور میر غیاث الدین منصور کے بالواسطہ شاگرد مشہور تہے - صوبہ مالوہ کا منصب صدارت ملا - جب میر فتح اللہ سارنگپور مین پہونچے - تو شیخ منور نے مقدمہ طوالع کی شرح علامہ کے سامنے پیش کی جس کو خود عقیم اور منتج اشکال کے مطالب مین لکہا ہے - اور جس کو وہ اپنی سخن آفرین طبیعت کا نتیجہ فکر سمجہتے ہین - دوسرے روز علامہ نے فرمایا - مینے اس باب مین چند باتون کا مسودہ کیا ہے جن سے جواب پر اعتراضات واقع ہوتے ہین - کسی شخص کو میرے ہمراہ کردیجئے - مین اُن کو

صاف کر کے - اُس شخص کے ہاتھ خدمت مین بھیج دون گا - شیخ کا بھیجا ہوا شخص - دو تین منزل گیا - اور بے جواب واپس آیا -

تحصیل علوم مین آپ کے پاس سند عالی تھی - آپ کے خالو شیخ سعد اللہ - اپنے وقت کے عالم اور خدا شناس تھے - آپ انہین کے شاگرد ہین - شیخ سعد اللہ کے حالات کسی قدر اس گلزار مین تحریر ہو چکے ہین - دیگر یہ ہین کہ شیخ سعد اللہ نے تحصیل علم کا آغاز ہی کیا تھا - کہ اپنے پدر بزرگوار شیخ ابراہیم جامع کی شاگردی مین داخل ہوئے - پھر جب پدر بزرگوار کو اُخروی سفر پیش آیا - تو بقیہ تحصیل دار السلطنۃ لاہور مین آکر مولانا عبد الرحمن ملتانی کے درس مین تمام کی جن کو ثانی امام اعظم کہتے ہین مولانا عبد الرحمن - اپنے والد ماجد شیخ عزیز اللہ کے شاگرد ہین - اور شیخ عزیز اللہ نے باتفاق شیخ ابراہیم جامع - جامع کے پدر بزرگوار مولانا فتح اللہ کی خدمت سے تحصیل علوم کی تھی -

شیخ جمالی کنبو نے سیر العارفین مین مولانا فتح اللہ کی بہت کچھ تعریف لکھکر تحریر کیا ہے - کہ مینے مولانا کو - اور مولانا کے بیٹے جامع کو دیکھا ہے - اور اُن کے درس کے جلسہ مین آمد و رفت رکھی ہے - اُس زمانہ کے تمام فضلا مولانا کے ساتھ مستفیدانہ تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکھتے تھے اور مولانا فتح اللہ - مولانا سناء الدین شیرازی کے شاگردون مین سرگروہ تھے - مولانا سناء الدین - میر سید شریف جرجانی کے شاگرد ہین شیخ سعد اللہ کی تحقیقات یہ ہے - کہ مولانا فتح اللہ نے دہلی مین بھی مولانا موسی جبیری سے بہت سے علوم اور فنون حاصل کئے - اور اُنہین کی اجازت سے درس کی مسند کو اپنے جلوس سے آرائش بخشی تھی - مولانا موسی جبیری - علامہ تفتازانی کے بزرگ شاگردون مین سے ہین -

مصنفات منوری کی تفصیل یہ ہے - (۱) شرح طوالع (۲) شرح بدیع البیان مسمی بحدائق البیان (۳) رسالہ موسوم بہ حق صریح یہ رسالہ سب کنندگان رسول علیہ السلام کی توبہ قبول نہ ہونے کے بارہ مین ہے - **العیاذ باللہ** اور رسالہ مذکور - رسالہ مخدوم الملک مولانا عبد اللہ لاہوری کی رد مین لکھا گیا ہے - جس مین مذکورہ بالا سیاہ باطن جماعت کی توبہ کا قبول ہونا ثابت کیا گیا ہے (۴) شرح قصیدہ بردہ - (۵) تفسیر درر النظیم فی ترتیب آلاے والسور الکریم (۶) تعریب بحر المواج تفسیر قاضی شہاب الدین - پانچ برس گوالیار کے قلعہ مین آپ قید رہے تھے - اس مدت مین ان عدون

تفسیرون کا مسودہ کرلیا تھا - چاہتے تھے کہ نظرثانی سے تصحیح کرکے صاف کرلیا جاوے - مگر اس درمیان مین فرمان روائے زمانہ کا دل آپ پر سخت نامہربان ہوا - اور آپ کی تمام کتابین جو کم و بیش ڈیڑھ ہزار جلدین تھین - ورق ورق کرکے - بادشاہی کتب خانہ مین لی گیئن - آپ کی تمام تصنیفات اِس اس درمیان مین دریاے نیستی کا لقمہ بن گیئن - مگر ایک کتاب دررالنظیم بچ گئی - جو قید خانہ مین مصنف کے پاس رہ گئی تھی -

القصہ - اُسی سلطانی قہر کے جوش مین حکم صادر ہوا - چنانچہ آپ کو قلعہ گوالیار سے دارالخلافہ آگرہ مین لے گئے - جو چند روز زندگی کے باقی رہے تھے - نہایت تنگی اور تاریکی مین آپ نے بسر کرکے تاریخ بارہوین ذی قعدہ ہجری سنہ ایکہزار گیارہ مین کون و فساد کے جہان کو رخصت کیا - غربا اور فقرا کے مزعون مین خاک کے اندر سپرد کردئے گئے - مگر آخرکار ماہ محرم ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین آپ کے فرزندان کرام ایک مناسب تدبیر سے آپ کی نعش خاک آگرہ سے نکال کر دارالاسلام لاہور مین لائے اور اپنے آبا و اجداد کے روضہ مین دفن کیا **مصرع** رخ خمار بادۂ دانش چنین بود

یاد شیخ داؤد چلاج

آپ کا وطن عماد پور ہے - جو احمدآباد گجرات کا ایک کوچہ ہے - آپ کے چھوٹے بھائی شیخ خلیل کا بیان ہے - کہ پیشہ وری چھوڑنے کا اولین باعث یہ ہوا - کہ ایک روز آپ کے ساتھ دوسرے ہم عمر اطفال ایک گلی مین کھیل رہے تھے - اُس گلی مین شیخ برہمن گوڈریہ کا گزر ہوا - آواز دی - کہ جس کسی کے پاس کچھ ہو - اِس گدا کو دو - تمام لڑکے بھاگ گئے - آپ نے دلیری کرکے ایک تانبے کا پیسا ہاتھ پر رکھکر نہایت ادب کے ساتھ پیش کیا - شیخ برہمن نے وہ پیسہ لے لیا - اور اپنے منہ کا لعاب اُس نوجوان کے منہ مین ڈالا - بس اسی مین ہو پہونچ گیا - جو کچھ نصیب مین تھا - اُس وقت سے خداطلبی کی چنگاری دل کے صحنا مین جا پڑی - دنیا پرستی کی عادت اور خیال کو اُس کا اینڈہن بنایا - اور خداشناسی کی شورش دماغ مین پیدا ہوئی - دنیاوی محبت کی رسم و عادت کو تھوڑا تھوڑا کم کرکے خداشناسی مین زیادہ کیا - یہان تک نوبت پہونچی کہ اُس چنگاری مین شعلہ پیدا ہوا - اور شورش جنون سے جا ملی - جو ہندی اشعار عشق اور شیفتگی اور تجرید و توحید کی یاد دلاتے تھے - اُن کے پڑھنے - سنے - اور کہنے کا ہمیشہ ولولہ تہا اِس سبب سے آپ کا غریب خانہ کیا تہا - گویا سرود و سماع اور رقص و رقت کا معرکہ تہا - جب یہ شہرہ - فرمان رواے زمانہ

اکبر شاہ کے کان مین پہونچا۔ تو آپ کی ملاقات کی آرزو۔ روز بروز بڑہنے لگی۔ **بیت۔**

چو آید جلوہ حسن از رہ گوش	زجان آرام بر باید ز دل ہوش

ایک روز بادشاہ نے فرمایا۔ کون سے ایسے طریقے سے مین آپ کو طلب کرون۔ جو آپ کا دل آزار نہ مانے۔ ایک مزاج شناس کارپرداز نے عرض کیا۔ شاہنشاہی اقبال سے یہ مہم اس خوبصورتی سے سر کی جا سکتی ہے۔ کہ ہر وقت شگفتگی۔ آپ کی خاطر کے آس پاس ہی بنی رہے گی۔ فوراً حکم ہوا۔ کہ بہت جلد اپنے تئین آپ کی خدمت مین پہونچا کر قول کو فعل کے سانچہ مین ڈہال دکہاؤ۔ جب بہیجے ہوئے شخص نے آپ کے دیدار سے اپنی آنکہون کو منور کیا۔ تو دو روز تک ہمت سے آپ کے مزاج اور طبیعت کی جاسوسی کا کام لیکر آپ کی ہم زبانی کا طریقہ پہچانا۔ تیسرے روز آپ سے کہا۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس ملک سے چل کر راہ آگرہ۔ اختیار کرو۔ آپ بے تامل سیر و تماشا سمجھکر روانہ ہوئے۔ چند روز بعد دار الخلافہ مین آ پہونچے۔ جب درویش کی تشریف آوری کی خبر۔ بادشاہ کے حضور مین ہوئی۔ تو بادشاہ نے شیخ ابو الفضل مبارک کو فرمایا۔ کہ آنے والے کی خدمت مین حاضر ہو۔ اگر تمہاری رائے ہوگی تو مین خود حاضر ہو کر ملاقات کرونگا۔ وگرنہ درویش کو اپنے ہمراہ نہایت عزت و حرمت کے ساتہہ۔ شاہنشاہی حضور مین لے آؤ۔ جب شیخ ابو الفضل درویش کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ تو معرفت اور حقیقت کی باتین بہت کچہہ ہوئین شیخ ابو الفضل نے دریافت کیا۔ آپ نے خدا کو کیسے پہچانا۔ جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کی ذات۔ شناخت کے درجہ سے ارفع اور اعلیٰ ہے۔ عرفان کا ہاتہہ صرف مبادی صفات کے دامن تک پہونچ سکتا ہے۔ متاثر جس اثر کا ظہور۔ موثر کی طرف سے اپنے مین نہین پاتا ہے۔ اُسی کے مناسب کوئی اسم۔ اللہ تعالیٰ کی ذات **جلت عن الادراک** کے واسطے قرار دیتا ہے۔ اور اُسی اسم کے ساتہہ دعوت اور عبادت کرتا ہے لیکن جس جگہہ اُس کی ہوئیّۃ ہی ہوتیّۃ ہے۔ وہان پر اسم اور مسمی دونون کا راستہ بند کر دیا گیا ہے ابو الفضل۔ اس کو تم اس طرح سمجہو۔ شیرین میوون کو شکر کے ساتہہ تعبیر کرتے ہین۔ یہ بات یقینی ہے۔ کہ حقیقت مین اُن میوون کی نہ ذات شکر ہے۔ اور نہ نام شکر ہے۔ شیخ ابو الفضل نے گزارش کیا۔ سلطان کی خواہش یہ ہے۔ کہ مجکو سعادت ملازمت اسی جگہہ حاصل ہو۔ تو بہتر ہے جواب دیا جس شخص نے عزم کرکے تین سو کوس قدم فرسائی کی ہوگی۔ وہ شخص دیگر چند قدم ہی دریغ نہ کریگا۔

اور اپنی جگہہ سے اُٹھکر شیخ کے ہمراہ شاہنشاہ کے حضور مین چلے آئے ۔ جب بادشاہ نے آپ کو دیکھا ۔ تو درویش دوستی اور محبت کے مراسم نہایت شوق سے بجالایا ۔ اور فرمایا ۔ کوئی بات کیجیے درویش نے جواب دیا ۔ کوئی بات پوچھیے جس کا جواب دیا جاوے ۔ پھر فرمایا جو گنج معرفت آپ کے پاس ہے ۔ اس مین سے کچھہ ہم کو بھی دیجیے ۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عطا کیے ہوئے جو خزانے ہم کو سپرد کیے گئے ہین ۔ اُن مین سے کچھہ آپ طلب فرمائیے ۔ درویش نے جواب دیا ۔ کہ نہ مین کچھہ رکھتا ہون ۔ جو آپ کو دون ۔ اور نہ آپ کچھہ رکھتے ہین ۔ جو مین طلب کرون ۔ ہر چند روز دار السلطنتہ کا تماشا کرتے رہے ۔ جب وطن کو واپس جاتے تھے تو راستہ چلتے چلتے قصبہ سانبہر مین پہونچے ۔ جو ہندوستان کا نمک زار ہے ۔ مقام اچھا معلوم ہوا ۔ اسی جگہہ ٹہیر گئے ۔ ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین اُخروی سفر کو روانہ ہوئے ۔ خوابگاہ سانبہر ۔ جو راجہ مان سنگہ کچھواہہ کے جاگیر مین قدیم الایام سے مقرر ہے راجہ مان سنگہ ۔ اکبر شاہی بزرگ امرا مین سے ہین ۔ جن کو شاہنشاہ کی عالی توجہ اور عنایت نے صوبہ مالوہ کے شرقی حصہ کا افیسر بنا دیا تھا ۔ ایک لاکھہ سوار کی جاگیر ہے ۔ **مصرع**

نگین با دنقش گفتارش ؎

یا دمولانا خواجہ محمد باقی

آپ قاضی عبد السلام کے بیٹے ۔ اور مولانا خواجگی آمکنگی کے مرید ہین ۔ جو اصحاب[1] اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ کے استثنا مین داخل ہین ۔ اور نیز جو ارباب[2] عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا کی صفت سے موصوف ہین ۔ ان کے زمرہ مین آپ داخل تھے ۔ زادبوم کابل ہے ۔ ماوراء النہر کے شہرون مین ۔ کتابی علم تحصیل کرنے کے بعد ہندوستان کی ہوا ۔ راہ غربت مین آپ کی قدم فرسائی کا باعث ہوئی ۔ جب آپ دار السلطنتہ لاہور مین پہونچے ۔ تو شیخ فرید بخاری اکبر شاہ کی بخشی بیگی ۔ جو نہایت غریب دوست شخص تھے ۔ انہون نے آپ کے روزینہ مصارف کی ذمہ داری اپنے اوپر لازم کر لی ۔ یہان پر سابق برگزیدگان خدائی بارگاہ کے پرانے تذکرے مطالعہ مین آئے ۔ جس کے سبب سے سلوک کی شورش آپ کے باطن مین اُٹھہ کھڑی ہوئی ۔ چنانچہ ان اطراف

---

[1] مگر وہان اُسی کی نجات ہوگی ۔ جو پاک دل لے کر خدا کے حضور مین حاضر ہوگا ۱۲ [2] (خدای رحمن کے (خاص) بندے تو وہ ہین ۔ جو زمین پر فروتنی کے ساتھہ چلین ۱۲ ۔

کے بزرگون کی خدمات مین چل پھر کر اپنے حوصلہ اور وقت کے موافق فروغ معرفت حاصل کیا۔ اور دوسرون سے پوشیدہ۔ نقشبندیہ نسبت پیدا کرنے مین بہت کچھ مشق کی۔ بزرگوار خواجون کی پاک روحون نے معنوی امداد دیکر کرامت اور کرامت کے اوپر سعادت عطا فرمائی۔ یہان تک ہوا۔ کہ نقشبندیہ نسبت کے گرامی آثار نے آپ کے باطن کو سر سے پانون تک جکڑ بند کر لیا تہا۔ بالخصوص خواجہ بزرگ اور خواجہ احرار۔ آپ کی ہر ایک مشکل کو جو پیش آجاتی۔ فوراً حل کر دیا کرتے تہے۔ یہان تک کہ آپ کا سلوک اویسیہ طریقہ پر انجام کو پہونچا۔ مگر طریقہ کے مقاصد مین سے دو مسئلون کی تنقیح نہین ہو سکی۔ لراسمہ

از طفیل عشق آسان گشت ہر مشکل کہ بود	مشکلے کاسان نشد بر دل غم ہجران اوست

ہر چند توجہ کی گئی۔ لیکن مذکورہ بالا دونون مسئلے۔ حل نہین ہوئے۔ اِس نگرانی مین بے شمار مدت گذر گئی۔ ہر اس طور پر آگاہی دی گئی کہ ارباب طریقت کی عادت خاص کر اس طرح پر ہے۔ کہ بجسب ظاہر پیر سے بیعت کرتے ہین۔ اسی سبب سے یہ دو مسئلے لاینحل پڑے ہوئے ہین۔ شرط یہ ہے۔ کہ جو رہنما اس انقباض کو دریافت سے پہلے دور کر دیوے۔ اُسی کے دستِ قبول پر بیعت کے واسطے اپنا ہاتہہ رکھدینا چاہیئے۔ ناچار آپ ایسے انفسی و آفاقی رموز کے جاننے والے بزرگ کی ملازمت حاصل کرنے کے ارادہ پر چلے۔ اور ہند کے اکثر شہرون کو تلاش کے پانون سے کہوندا مارا۔ لیکن کسی برگزیدہ بارگاہ سے حصول مطلب مین کامیابی نہین ہوئی۔ جب طلب کی پریشانی سے رہائی نہین ملی۔ تو ماوراء النہر کے سفر پر کمر باندہی۔ اور وہان پہونچکر بہی بہت سے بزرگون کی ملازمت کی کسی شخص سے مقصودہ ضمیر شناسی کا ظہور نہین ہوا۔ اتفاقاً قصبہ امکنہ مین گذر ہوا۔ یہان پر مولانا خواجگی کے سعادت دیدار سے آنکہون مین روشنی حاصل ہوئی۔ بدون اسکے کہ بات کی تمہید کی جاوے مولانا نے مذکورہ بالا دشواری واضح عبارت کے ساتہہ حل فرمائی۔ اُسی وقت مراسم بیعت بہی ادا ہوئے۔ چندروز خدمت مین رکہکر ہندوستان جانے کے واسطے اجازت دی۔ اور فرمایا۔ کہ ہندوستان مین ایک شاہباز تمہارے ہاتہہ لگے گا۔ جو ظاہر مین تو تم سے فیض پاوے گا۔ مگر باطن مین وہ تم کو منزل مقصود کی رہنمائی کرے گا۔ چنانچہ آج رات مین موعود واقعہ۔ اور اپنا طفیلی ہونا تم کو عالم خواب مین ظاہر ہو جاوے گا۔ کہتے ہین۔ اُسی رات آپنے عالم خواب مین دیکہا۔ کہ ایک طوطی ہاتہہ پر بیٹہی ہوئی ہے۔ اور آپ اپنے

منہ کا لعاب اُس کی چونچ مین ڈالتے ہین - اور طوطی اپنی چونچ کا قند آپ کے دہن مبارک مین ڈالتی ہے - جب عالم بیداری مین بازگشت ہوئی - اور تعبیر کو نوید مذکور کے موافق پایا - تو آپ عزم کر کے راہی ہند ہوئے - چند مدت لاہور مین بسر کی - پہر دہلی کے ارادہ پر چل نکلے - جب شہر سرہند کی حدود مین پہونچے - تو آفتاب کی سی روشنی اس شہر کے گرداگرد پہیلی ہوئی دیکھی - یہ حال مشاہدہ کر کے کمال حیرت ہوئی - رجال الغیب مین سے ایک نے آواز دی - پیر بزرگوار نے جس مرد کی بشارت فرمائی ہے - وہ اسی سرزمین مین مشغول خداپرستی ہے - لیکن ازلی فرمان کا مضمون یہ ہے - کہ اُس کو دہلی مقام پر آپ کی مصاحبت مین داخل کرینگے - اب مزید جست وجو کرنے کی اجازت نہین ہے -

القصہ - آپنے کچھ عرصہ دہلی مین رہ کر انتظار کیا - ناگاہ شیخ احمد کو حرمین شریفین کے طواف کا شوق پیدا ہوا - یہ شوق اُن کو پریشان کر کے وطن سے سفر مین کہینچ لایا - جب شہر دہلی مین پہونچے - اور خواجہ کی ملازمت حاصل ہوئی - تو خواجہ کو پہلے ہی دیدار مین معرفت کا چہرہ نظر آگیا - اور سمجھ لیا - کہ شخص معہود یہی شخص ہے - اس مین شک نہین - کہ ایک ہفتہ کی صحبت مین ہی آنے والے کا کام انجام کو پہونچ گیا تھا - مگر اس اثنا مین مقیم کو ایک عزیز کے کار خیر کے لیئے قصبہ سنبھل کا سفر پیش آیا - مجبوراً واپس آنے تک شیخ احمد کو دہلی مین توقف کرنا پڑا - چند روز بعد جب خواجہ نے خانقاہ مین معاودت فرمائی اور کمال عروج کی حالت مین شیخ کا نظارہ کیا - تو ازروے خواہش یہ فرمایا - وہ وقت آگیا ہے - کہ یہ وحدت کی شکرخا طوطی درویش کے منہ مین - ایک مصری کی ڈلی ڈال دیوے - چند مدت تک اسی طریقہ پر رازداری کی باتین گرماگرمی کے ساتھ ہوتی رہین - ان واقعات کے بعد ایک محرم عزیز نے دریافت کیا - کہ حضرت خواجہ کے مشرب کا رنگ اس سے قبل کچھ اور تھا - اور اب ان ایام مین بیان معارف کے متعلق جو کچھ فرمایا جاتا ہے - وہ سابقہ روش کے بالکل برخلاف ہے - فرمایا - کہ توحید کوچہ تنگ تہا - اب شیخ احمد کی مصاحبت کی برکات سے ایک شاہراہ مل گئی ہے - امید ہے - کہ تمام حقیقت طلب حقیقی دوستون کو یہ شاہراہ نصیب ہوگی -

کہتے ہین - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین خواجہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے دریافت کیا - کہ فقیر کی عمر کے چالیس سال ہونے مین کس قدر باقی ہے - فرمایا - بارہ روز پوچھنے سے دو روز نہین گزرے تھے

کہ بیماری کا اثر عنصری ترکیب مین پیدا ہوا - جس روز کہ چالیسوان سال ختم ہوا - اُسی روز منزل قدس مین جا اُترے - خوابگاہ دہلی - آپ کے مرید صوفی محمد صدیق ہدائی تخلص تھے - انھون نے تاریخ رحلت اِن الفاظ مین نکالی ہے - ہادی شریعت بود - اور یہ تمام بیان صوفی کی تحریر سے نقل کیا گیا ہے -

وہو اعلم بحقیقۃ الحال فمنہ الیہ مافی ہذا المقال -

مصرع گفت د گوئی طوطی من حرف اُستاد من ست

یاد شیخ دولت گجراتی

گمنامی و خاموشی آپ کے افعال کی پیشانی کے نقش تھے اور بیخودی و انکسار آپ کے حالات کے کف دست مین خطوط تھے - شیخ کبو مجذوب مداری گوالیاری کے آپ مرید ہین - اور شیخ کا جامجذوب سارنگ پوری کی ملازمت مین بھی پہونچ چکے ہین - شیخ بھکاری گوالیاری جو سارنگ پور مین مقیم تھے اُن کے منور باطن سے بہت کچھہ حصہ آپ کو ملا تھا - آپ کا پانون پرکار کی طرح چکر مین ہی رہتا تھا - اِس سیاحی کی بدولت تمام سطح زمین آپ نے ناپ ڈالا - اور جہان کا نشیب و فراز خوب دیکھا - ہجری سنہ نو سو تاسی مین قصبہ دسور (مندسور) کے اندر آکر ایک حجرہ اختیار کرلیا - اور ہجری سنہ ایک ہزار بندرہ تک زندگی کی گودڑی جسم پر پہنے رہے - اور پہلو نشین دشمن (نفس) کے ساتھہ لڑائی رکھی -

مصرع خدا یش روی فیروزی نمایاد

یاد شیخ صدر جہان ابن ابوالفتح

آپ کا مولد موضع موال ہے - جو مانک پور کے مضافات اور ہند کے شرقی حصہ مین ہے - ظاہری انجمن کی آرائش - آپ کی باطنی خلوت مین مانع نہین ہوئی - اور دنیا جیسی وسعت آبادی کی پیمایش نے آپ کی معنوی گوشہ نشینی مین ہرج نہین ڈالا - ہمیشہ ہنگامہ مین گوشہ گزین اور سیر و سیاحت مین چلہ نشین رہے - جب تک آپ نے امانت حیات واپس سپرد نہین کی - تب تک آپ کے عیال و اطفال کی روزی مِن حیث لا یحتسب ہ پہونچی - اہل جہان مین جو اسباب متعارف ہین - اُن مین سے کسی سبب کو کسی وقت آپنے خواہش کا ہاتھہ نہین لگایا - باینہمہ جو کچھہ خشک و تر - دوپہر کے وقت یا شام کے وقت نصیب ہوجاتا تھا کسی بینوا مہمان کو تقسیم کرنے کے بدون کام مین نہین لائے - اور اپنے وطن مین جہان کہین بھوکے کی خبر ملی - اُس کی غم خواری کو اپنی دلسوزی کے ذمہ لازمی سمجھا -

ایثار - (دوسرے کی منفعت اپنی مصلحت پر مقدم رکہنا) از خود رفتگی - اور خیر فراموشی کا شیوہ - آپ کی خاص عادت اور خمیر مین داخل تھا - ایک عجیب و غریب حالت - آپ کے وجدان کے ساتہہ ساتہہ رہتی تہی - راقم نے ہر چند فکر کی - زبان کو آراستہ - اور قلم کو روان کیا - لیکن ایسا حرف جو آپ کے سلوک سے آشنا ہو صفحہ پر تحریر نہ کرسکا - بیت

چہ بنمایم بہ حسنِ زلفِ درویش	کہ حسنِ او ورای این و آن ست

آپ فرماتے تہے -

آغاز جوانی تھا - طواف حرمین شریفین کے واسطے شرفنا اللہ وایاکم بزیارتھما - جہان پیمائی کا شوق اپنے وطن سے دریا کے کنارہ کی طرف موکشان لے گیا - اتفاقاً اس سال دریا کے اندر ایسی شورش تہی - کہ کوئی جہاز اس بندر سے مقام مقصود کو نہین پہونچ سکا - خوف دہندہ بیماری ہی عارض ہوئی - جس نے درستی عزم مین تباہی پیدا کی اور سہولت دہندہ اسباب مفقود ہوئے - جو علامت ازلی اجازت کی ہے ان امور کے جمع ہونے سے معلوم ہوا - کہ امسال غیب کی طرف سے رخصت نہین ہے ناکام لوٹکر ملک مالوہ مین آیا - اور قصبہ دہار مین گزر رہا -

ایک تو زمین دہار کی تر و تازگی دامنگیر تہی - دوسرے بہت سے خداشناس بزرگ یہان پر مقبرون کے اندر آسودگی کے ساتہہ سوئے ہوئے ہین - جیسے شیخ کمال مالوہ مولانا غیاث برادر مولانا مغیث جن کی آرامگاہ دریاے اُجین کے کنارہ ہے - شیخ عبد اللہ جنگال - اور شیخ جوہر ان صدر الذکر بزرگون کے کسی قدر حالات ہر ایک کی یادداشت مین لکہے ہی گئے ہین) - ان کی معیت نے مجکو جنبش نہین کرنے دی - یہ دونون باتین باقامت اور تاہل کا سبب ہوئین - القصہ شیخ معروف غریب اللہ کی خدمت مین آمد و رفت بہت زیادہ ہوئی - جس نے مجکو درویشی اور بینوائی کی روش سے آشنا کیا - اور استعداد کے موافق الہی تجلیات سے خودی سے کہو دیا - چند روز بعد شیخ معروف کو ازلی توفیق اور خاک گور کی کشش حرمین شریفین کی طرف کہینچ لے گئی - اور اُن کے لڑکے شیخ تاج الدین عفا اللہ کی نسبت یہ راے قرار پائی کہ چونکہ شیخ تاج الدین خرد سال ہین

لہذا ان کی پرورش میرے (شیخ صدر جہان کے) سپرد کرنی چاہیئے - اِس سبب سے میری کوشش نے سفر مبارک کی رفاقت کا ثمرہ پیدا نہین کیا - اور خطاب مین مغلوب ہو بالآخر شیخ معروف مجکو اپنی خانقاہ مین جانشین کرکے روانہ ہوئے"

چنانچہ شیخ معروف کا تحت الذکر خط جو مکہ معظمہ سے شیخ صدر جہان کے نام آیا تھا - یہ بہی صدر الذکر مضمون کو ظاہر کرتا ہے -

محب جان یار دو جہانی بالصدق والایقان شیخ صدر جہان - معروف غریب اللہ کی طرف سے عارفانہ دعا اور سلام قبول فرماکر خدا کرے - ہمیشہ خیر کے ساتھہ مع العشق والعرفان رہین - والسلام بالسعد - ایک دم اور ایک قدم بہی آپ کے بدون نہین گزرتا ہے - اگرچہ بظاہر مصاحبت اور قربت سے جدائی ہے - لیکن معنیً ہمیشہ اِس طریق عظمی مین رفاقت بنی ہوئی ہے - مدعائے ضروری یہ ہے - کہ فرزند ارجمند شیخ تاج الدین عطاء اللہ کو مینے آپ کی سپردگی مین دیا ہے - اور آپ کو اپنی جگہہ چہوڑ آیا ہون - جو شخص میری طرف ارادت لیکر آوے - اُس کو بعیت اور حق سبحانہ تعالی کی رونمائی کرنا - اور با بشارت خلافت نامہ - عالی مقام البیت الحرام سے روانہ کیا گیا ہے - مشایخ رحمہم اللہ تعالی کے طریق مین ثابت قدم رہنا - اِس حج وعمرہ کا ثواب آپ کو اُس مقدار سے زیادہ نصیب ہوگا - کہ جس قدر ہمراہیون نے پایا ہے - والسلام -

جب آپ کے پاس خبر آئی - کہ شیخ معروف کی خاک پاک مدینہ منورہ مین مدفون ہوگئی - نیز اُس جگہہ اُن کے فرزند رشید کو بہی علمی کتابون کے پڑہنے کی استعداد ہو چلی - تو شیخ صدر جہان کی نیازمندی جو معنوی رہنما کے ساتھہ تہی - جوش مین آئی - جست وجو کے راستہ مین قدم رکہنا تیزی کے ساتھہ شروع کیا - تقدیری سعادت کا جذبہ آپ کو مسیح الاولیا کی خدمت مین لے پہونچا - قصہ کوتاہ - تہوڑے عرصہ مین نایافت کے درد کا مسیح الاولیا کی ہادیانہ تلقین سے علاج ہوگیا - اس کے بعد جب تک کالبد کے عنصر آباد سے آپ کی رحلت نہین ہوئی - تب تک ہر سال اپنے وطن سے ایک دفعہ مسیح الاولیا کی خدمت مین برہان پور جاتے رہے - برہان پور وطن سے ساٹھہ کوس دور ہے - وہان پر ایک اعتکاف کرکے بازگشت فرمایا کرتے تہے - آپ کی تاریخ رحلت سترہوین ربیع الاول ہجری سنہ ایک ہزار چودہ ہے

آپ کے وطن سے جو راستہ برہان پور کو جاتا ہے۔ منڈو (مانڈو) اُس راستہ کے عین خط پر واقع ہے اور راقم کا اقامت کدہ ہے۔ آپ جب اس طرف سے اور نیز اُس طرف سے جاتے آتے تھے۔ تو چند روز اِس عبرت افزا شہر مین بھی ٹھیرا کرتے تھے۔ اور نیز بدون اِس سلسلہ آمد ورفت کے بھی راقم کی دوستی اور آرزو کا لحاظ کر کے سال مین دو۔ تین دفعہ اپنے سعادت بخش قدوم سے غریب خانہ کو منور فرمایا کرتے تھے۔ اور رازداری کی باتین کرنے مین باہم ایک کے حالات دوسرے کو معلوم ہوجایا کرتے تھے۔ نیز ایک دوسرے کے عیب وہنر پر بہت کچھ متنبہ کرنے والی نگاہین پڑجایا کرتی تھین۔ آپ کی مصاحبت کا مزہ بس ذوق ہی پاتا ہے۔ گویائی مین نہین آسکتا۔ جس کو زبان حوالہ قلم اور قلم حوالہ کاغذ کرے۔

یاد شیخ حمید تپا

آپ کے پیرارادت شیخ نظام نارنولی ہین۔ آپ کی چشم ہمت مین زمانہ کا قیمت پانے والا نقد وجنس۔ کچھ قدر نہین رکھتا تھا۔ آپ کا ہاتھ اموال کے حق مین۔ گویا چھلنی تھا۔ اسی دم دو حصہ اِس طرح کردیتا تھا۔ ادہر لینا۔ اور اودہر بخشنا کمال چابک دستی سے ایک چیز کو پلک مارنے مین ایک ملک سے دوسری ملک مین پہونچا دیتے تھے۔ توقف کو داد و دہش کے مقام پر ننگ جوانمردی۔ اور نشان دلبستگی سمجھتے تھے۔ جب جذبہ پیدا ہوا۔ تو دارالسلطنۃ آگرہ مین آکر ایک درخت کے نیچے نشستگاہ اختیار کرلی تھی۔ چند روز بعد اُس درخت کی شاخین۔ چارون طرف سے ایسی بڑہین۔ کہ آفتاب کی دہوپ آپ تک نہین پہونچتی تھی۔ ہمیشہ اپنے سامنے ایک بڑی اونچی آگ مشتعل رکھتے تھے۔ اس سبب سے ہند کی زبان مین آپ کو تپا کہتے ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار اونیس تھا۔ کہ عنصری پیکر کا آتش خانہ ترک کرکے۔ جاوید بہار باغ کی سیر کے واسطے روانہ ہوئے۔

مصرع رخت ہستی آتش افروز تماشائے عشق باد

یاد شیخ امین ابن احمد نہروالہ

آپ علوم متداولہ کو اچھی طرح جانتے تھے۔ مولانا محمد طاہر محدث نہروالہ کے بزرگ شاگردون مین سے ہین۔ ہجری سنہ نوسو تراسی مین گجرات سے مالوہ کی طرف تشریف لائے تھے۔ ایک سال سے کچھ زیادہ دارالفقر منڈو (مانڈو) مین رہے۔ بعدہٗ اُجین کی طرف چلے آئے۔ یہان پر شیخ راجے محمد

قادری شیخ عبدالغفور۔ شیخ الاسلام شیخ جمال ابن احمد۔ قاضی باباخواجہ میان کالے میان امین ماوی اور نیز اس سرزمین کے دیگر مشائخ کی مصاحبت ہوئی۔ **نفعنا اللہ وجمیع الطالبین برکاتہم** یہ مصاحبت کچھہ ایسی دل چسپ معلوم ہوئی۔ کہ جہان گردی کی ہوا۔ اور گھر کی تجویز کی فکر دل سے نکل کر اُجین کی اقامت کا سبب ہوئی۔ اس یادداشت کی نگارش کا آغاز ہجری سنہ ایک ہزار چودہ سے ہوا ہے۔ اس سال تک آپ زندگانی کی مسند پر بیٹھے رہے۔ اور درس دیتے رہے ہمیشہ وضو آب روان سے کیا کرتے تھے۔ بارش کی کثرت۔ تمازت آفتاب کی شدت۔ سرما کی فراوانی۔ اور گھر سے ندی کا دور ہونا ان چیزون مین سے کوئی چیز آپ کو مانع نہین ہوتی تھی۔ قاضی عبدالعزیز۔ ابن شیخ عبدالکریم۔ ابن شیخ راجی محمد قادری برہان پور مین ظاہری اور معنوی کمالات سے آراستہ اور پیراستہ تھے۔ آپ ان کے دیدار کے واسطے ہجری سنہ ایک ہزار سترہ مین برہان پور کو گئے تھے۔ اتفاق سے چونکہ آپ کی خاکِ پاک وہین کی تھی اسواسطے تاریخ یکم ربیع الاول سنہ مذکور کو اُسی جگہہ سپرد خاک کر دیئے گئے۔

مصرع چون امین بود شد ظلوم وجہول ؎

یاد شیخ محمود ابن سید ملک

آپ کی زادبوم قلعہ سورت ہے۔ جو دارالملک گجرات کے بندرون مین سے ایک بندر ہے۔ ہجری سنہ نوسواسی مین اپنے وطن سے بتلاش پیر جہان پیمائی کا آغاز کیا۔ چند روز سید احمد بخاری کی خدمت مین دل نہاد ہو کر رہے۔ اور آرزوے ارادت ظاہر کی۔ سید احمد بخاری نے مراقبہ اور تامل کے بعد جواب دیا۔ تمہارا نام میرے یارون کے دفتر مین نہین ہے۔ لیکن صبر کرنا چاہیئے۔ مین جس کی طرف اشارہ کرون۔ اُسی سے تم ارادت لانا۔ یہان سے آپ چلے۔ اور اثناے سیاحت مین دولت آباد دکن کے قلعہ پر گزر ہوا۔ اور یہان پر آپ باجازت سید احمد بخاری۔ شیخ عبداللطیف سجادہ کے مرید ہوئے۔ شیخ عبداللطیف چند واسطہ سے سلطان برہان الدین غریب قدس سرہٗ کو پہونچتے ہین۔ آپ کو پیر کی خدمت مین رہنے کی توفیق نہین ہوئی۔ خوشی کے ساتھہ سفر کی اجازت لی۔ اور مالوہ کے راستہ سے نارنول کو گئے۔ وہان پر قطب الاولیا شیخ نظام نارنولی کی ملازمت حاصل کی۔ اور شیخ جمال کو بھی دیکھا۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہر ایک مقام کے زندہ دلون اور مدفونون کے آستانون پر ناک رگڑی۔ اور فروغ باطن چاہا۔ قلعہ منڈو (مانڈو) کے پائین مین دو کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ نعلچہ نام ہے۔ اُس قصبہ کے اطراف مین

ہجری سنہ نوسو چھیاسی تھا۔ کہ دالان اور مسجد کی بنیاد رکھی۔ اونیس سال سے برابر آج تک آپ سر راہ سردیانی سے بھرے ہوئے گھڑے موجود رکھتے ہین۔ اور آنے جانے والون کو اُن مین سے پانی پلا کر تازگی بخشتے ہین۔ حرص سے اور آزادہی سے آزاد زندگی بسر کرتے ہین۔ اور طبیعت کو ہوس سے دور رکھتے ہین۔ فرماتے تھے۔ ایک روز ایک شخص ایک تیتر ذبح کرکے درویش کے کھانے کے واسطے پکا لایا۔ ہونہین نقمہ کی لذت ایسی ملی کہ ہوس نے بیدار ہوکر یہ بات دل مین جمائی۔ کہ کبھی پھر بھی تیتر کا شوربا کھانا چاہیے پھر یہ خیال آیا۔ کہ ذبح کون کریگا۔ خود ہی مینے کہا کہ فلان شخص ذبح کرلیوے گا۔ فوراً سمجھ مین آیا۔ کہ نفس چاہتا تھا لذت کا فریب دیکر۔ دل کو ہوس کے جال مین پھنسا دے۔ اس کشاکش سے پشیمان ہوا۔ غیب سے ندا آئی۔ کہ زندہ کو بیجان کرنا۔ اور اپنے تن کو پالنا۔ درویشون کا طریقہ نہین ہے۔ بس وہی فرہ دال چاول کے پانی کا پسند آیا۔ مین گہری خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور وہ کھانا دوسرے کو دیدیا۔ خشک روٹی کھا کر بھوک کو رخصت کیا۔

سال کے اندر ایک دو مرتبہ منڈو (مانڈو) کے قلعہ مین آتے تھے۔ اور اپنے مبارک قدوم سے راقم گلزار کے مکان کو منور فرمایا کرتے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار انیس مین ظاہری بیداری کو ترک کرکے قصبہ نعلچہ کے میدان مین ابدی خوابگاہ اختیار کی۔ مصرع ظل رحمت بر سرش ممدود باد۔

یا دبھائی اسحق حضور

آپ۔ حافظ اسمٰعیل سندھی کے لڑکے ہین۔ جوانی کا کسی قدر زمانہ سپاہگری مین گزارا۔ جب تیس۳۰ سال کی عمر ہوئی۔ تو الٓہی جذبہ بیدا ہوا۔ یہ جذبہ ہستی کا سامان۔ درویشی کی منزل مین کھینچ لایا۔ اور بینوائی کا آشنا بنایا۔ متفرق طور پر جابجا سے قرآنی سورتین اور آیتین یاد تھین۔ اُن کو ہمیشہ حزین آواز کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ اور سننے والے کو ہلا دیتے تھے۔ اور جہان کہین پنجگانہ اوقات نماز مین سے کوئی وقت آجاتا تھا۔ وہین بلند آواز سے اذان دیا کرتے تھے۔ مسجد اور بتخانہ مین کوئی تفاوت نہین کرتے تھے۔ قصبہ مہیسر مین شیخ عبداللہ چشتی قدس سرہ کے روضہ کی چہار دیواری کے اندر رہا کرتے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بارہ کے ذی حجہ مہینے مین راقم کے یہان برخوردار شیخ عبدالاول زاد عمرہ کی شادی کا آغاز تھا۔ شہر منڈو (مانڈو) کے اطراف کے قصبات اور مواضع سے بہت سے دہقان اور درویش۔ مہمانخانہ مین تشریف لائے تھے۔ طبیعت بڑے بڑے

کامون مین مشغول تھی - اس وجہ سے آپ کا بلانا بھول گیا - لیکن نگرانی دل مین ضرور تھی - جس کا سبب ظاہرا نظر نہین آتا تھا - کہ مبادا دوستون مین طلبی سے کوئی صاحب باقی نہ رہ گئے ہون - آپ کے دل مین وہی سابقہ دوستی کا خیال آیا - اور بے تکلف اپنے مکان سے چلکر ایک گلدستہ تہنیت کے طور پر ساتھ لیتے آئے - مجلس شادی کو رونق بخشی - فرمایا - جس کی طلب دل کے اندر کھٹکتی تھی - وہ اسحق ہے - کم وبیش تین مہینے مہمان رہے - ایک روز بدون رخصت ہوئے - اپنے گھر کو چلے گئے - سید شاہ محمد ولد سید ہبتہ اللہ مہیسری سے روایت ہے - آپ کا مرض الموت مرض اسہال تھا جب ہاتھ پانون کی طاقت سفر کر گئی - تو تنہائی سے دل تنگ ہو کر اپنا حجرہ چھوڑ دیا تھا - اور راوی کے مکان پر چلے آئے تھے - بعدہٗ چند روز تک دانہ پانی سے حلق کو آشنا نہ کر کے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے رمضان مہینے مین حقیقی محبوب کی دیدار سے روزہ افطار کیا - مصرع شام افطارش بہ صبح وصل باد

یاد شیخ محمد حی برہنہ

آپ کی زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - شیخ صدر الدین ذاکر کے فارغ البال صوفیون مین سے ہین آپ کا سلوک جذبہ کے ساتھ ملا ہوا تھا - لیکن آپ کے اکثر حالت جذبہ مین گزرا کرتی تھی - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ کے فرض نماز اور روزہ کے تمام اوقات - درنگ اور تعطیل کی غارت گری سے ازلی حفاظت مین محفوظ رہتے تھے - آپ کے پیر بزرگوار حضرت غوث الاولیا کے روضہ مقدس کے طواف کے واسطے - ہجری سنہ نوسو تراسی مین بردورہ (بڑودہ) گجرات سے گوالیار کو گئے تھے - اُس وقت آپنے پیر کی خدمت سے رخصت ہو کر شیخ حبیب شطاری کے ہمراہ - مالوہ کے راستہ سے اپنے وطن کو معاودت کی - شیخ حبیب شطاری - حضرت غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ ہین - اس سلسلہ مین آپ کا گزر منڈو (مانڈو) پر بھی ہوا تھا - جو راقم کی زاد بوم ہے - چند روز باہم ایک دوسرے کی صحبت غنیمت شمار کی گئی - جب آپ اپنے وطن مین پہونچے - تو تھوڑے ہی روز کے اندر آپ کی زندگانی کا آفتاب واپسین نفس کی اُفق مین غروب ہو گیا - جس گفت وگو سے کہ ایک شمہ انانیت یا علامت ہستی پائی جاوے - ایسے مضمون سے آپ کی زبان روزمرہ کے محاورون مین بھی قطعی آشنا نہ تھی - ہمیشہ اپنے عرفی اور عرفانی مقاصد کو موحدانہ عبارت

سے بیان کیا کرتے تھے۔ سخت افسوس ہے۔ کہ اس روزمرہ روش کی خصوصیات تحریر کے ذریعہ سے ادا نہیں ہو سکتی ہیں۔ اور تقریر کا عصا ان خصوصیات کو دل سے باہر نہیں کھینچ لا سکتا ہے۔ ورنہ آشناؤں کے کانوں کو اُس لذت میں شریک کر لیتا۔ جو ابھی تک فقیر کا دل۔ آپ کی دل آویز تقریر کے اثر سے رہا ہے۔ واہ عجب تعبیر اور تصویر کی نارسائی ہے۔

یاد شیخ عبدالواحد تارک الماء

آپ کے باپ کا نام شیخ محمد ہے۔ جو تحت الذکر چار واسطہ سے شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری کو پہونچتی ہیں۔ یعنی شیخ عبدالکریم۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ نعمت اللہ۔ شیخ سالار۔ پدر بزرگوار نے آپ کو خواجہ حسین چشتی اجمیری کا مرید کرا دیا تھا جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ تو کسی قدر علم آپ نے شیخ محمد کی شاگردی سے تحصیل کیا۔ جو میر عبدالاول شیرازی کے شاگرد تھے۔ اور پھر چند روز بعد شیخ عبداللہ صوفی شطاری اکبر آبادی اور شیخ مبارک دانشمند گوالیاری کی ملازمت میں پہونچکر شطاری طریقہ پر تلقین طریقت لی۔ صدر الذکر دونوں اصحاب حضرت غوث الاولیا قدس سرہ کے بزرگ خلفاءمیں سے ہیں۔ آپ کو دونوں سلسلوں کے خلعت خلافت سے سرفرازی ہوئی اور اگرچہ آخر الذکر شیخ کے درس سے آپ کو تمام علوم کے کمالات حاصل ہو چکے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں تمام علوم سے درگزر کر صرف فقہ اور تکسیر کے علم میں منہمک تھے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے آخریں حصہ میں راقم بھی دسور (مندسور) مقام پر آپ کی خدمت میں پہونچا تھا ایک رات رازداری کی باتیں ہوئیں۔ بہت سی پر معانی باتیں دونوں طرف سے کہی سنی گئیں۔ اس درمیان میں آپ نے فرمایا۔ جب میری عمر تیس سال کی تھی۔ اُس زمانہ میں دو تین سال تک مجکو جذبہ رہا تھا۔ اب کہ آپ ستر کے قریب ہو گئے ہیں۔ ابھی تک اُسی ازخود رفتگی۔ جنون۔ بے تعینی۔ اور بیخودی کا رنگ آپ کی پیشانی اور کاروبار سے عیاں ہے مصرع آب حیوان را بسان بادہ میداند حرام؛ کم و بیش ستائیس برس تک آپ نے پانی قطعی نہیں پیا۔ خواہ کیسا ہی سخت آب طلب کا ناسعدہ میں پہونچا۔ ہجری سنہ ایک ہزار سترہ میں آپ نے آب و خاک کی اس سرائے سے جان پاک کے جہان کو جا کر سیر فرمائی۔

مصرع خشک لب سیراب دیدہ زندگانی کرد و رفت؛

یاد شیخ بڈھا

آپ کا نام عبداللہ ہے۔ حضرت غوث الاولیا کے فرزند رشید اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ

حضرت گنجشکر کی پاک نسل سے ہیں۔ کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً کی رموزدانی کی عبا۔ اور وَاِن مِّن شَیءٍ اِلّا عِندَنَا خَزَآئِنُہٗ کی قبا آپ کے زیب بدن تھی۔ دنیا اور آخرت کی سعادت مندی۔ آپ کے دامن ہمت پر سنجاف تھی۔ اور آپ کی نسبت کی آستین پر ذاتی شرافت کا ٹھپہ لگا ہوا تھا۔ وجیہ الملۃ احمد آبادی۔ اور مولانا مبارک دانش مند گوالیاری کی شاگردی سے بہت سے رسمی علوم کا سرمایہ آپ کی جیب مین فراہم ہوگیا تھا اور نیز اُستادی کے درجہ کو پہونچے تھے۔ تمام فنون مین درس دیکر آپنے طلبا کی استعداد کے موافق فیض اور فائدہ پہونچایا تھا۔ جب حضرت غوث الاولیا عالم قدس کو روانہ ہوئے۔ تو آپنے پدر بزرگوار کی مسند رہنمائی کو اپنے جلوس سے رونق بخشی۔ اُس زمانہ مین شہنشاہ زمان اکبر شاہ کو یہ منظور ہوا۔ کہ روضہ غوثیہ کی عمارت دولت کی طرف سے تیار کی جاوے۔ شیخ بدہا نے عرض کیا۔ کہ یہ خدمت اپنے فقیرزادہ کو سپرد فرمائی جاوے تو اچھا ہے۔ تاکہ شاہنشاہی بارگاہ سے جوکچھ میرے نام مقرر ہو۔ اُس مین سے درویشانہ معاش کے موافق صرفہ معاش مین اُٹھاکر باقی جوکچھ بچے۔ حظیرہ کی تعمیر کے مصالح مین صرف کرون۔ اور اسپر بھی اگر کچھ ضرورت باقی رہے۔ تو حضور خسروی سے مدد لون۔ بادشاہ انصاف پسند اور ہمت آفرین تھا۔ اُسنے آپ کی ہمت کی داد دیکر بہت کچھ عنایتین اور التفات فرمایا۔ چونکہ شہنشاہ کو یہ منظور نہ تھا۔ کہ آپ گوشہ نشین درویش ہوکر رہین۔ لہٰذا حکم دیا۔ کہ مخدوم زادہ چند روز بسبب ظاہر کمر مین تلوار باندہ کر اولیاے دولت مین شامل رہین۔ تاکہ آپ کی باطنی توجہ پر ظاہری امداد اضافہ ہوکر۔ یہ دونون امدادین شاید حضرت غوث الاولیا کی باطنی پرورش کے ثمرات کی برابر ہو جاوین۔ اور سب جگہہ اور ہرحال مین آپ کی ہمراہی میرے قلبی سکون کا باعث ہوکر مجکو شاد کام اور کامیاب کرے۔

القصہ چونکہ دو امرون کے درمیان مین تعارض کی ادنیٰ شرط۔ مساوات مانی گئی ہے۔ اِس بنیاد پر اگرچہ اختیار دنیا کے تمام باعث بوجہ معارضت (بارح ہوتے) موانع کے درجہ اعتبار سے ساقط تھے۔ مگر فقدان شرط کے سبب سے موانع موجودہ معارض نہین ہوسکتے تھے۔ اسواسطے یہ باعث اختیار دنیا۔ جس کے آثار۔ سپاہگری کا قبول کرنا ہے۔ وقوع پذیر ہوا۔ یعنی آپنے منصب عالی کے ساتہ سرفرازی پائی۔ اور چالیس سال تک صورت مین سپاہی اور معنی مین درویش رہے۔ کہتے ہین جب شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے آپ کو وکالت کے نام سے میرزا شاہرخ کے پاس بدخشان کو روانہ فرمایا تھا۔ تو میرزا نے ایک منزل کی مسافت سے آپ کا استقبال کیا۔ اپنے دولت خانہ پر کمال عزت و

اکرام کے ساتھ لے گیا۔ اور شاہانہ مہمانداری کی۔ اس ملک کے امرا اور علما۔ آپ کی سپاہیانہ شکل - اور سپرزاکی اس قدر تواضع وتعظیم کو دیکھکر حیرت اور تعجب مین ہوئے - اور آپ کے حوصلہ کی آزمائش کے واسطے علمی گفت وگو کے پھندون سے مشکلات علوم کا جال بناکر پھیلایا بالآخر جب بات کی نوبت آپ تک پہونچی - تو پھیلائے ہوے جال کو آپنے ایک ہی اڑان مین توڑ تاڑ کر درہم برہم کر دیا - اس واقعہ سے آپ کی شاہبازی کی حقیقت ارباب امتحان پر روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی - اور اس نواح کے طلبا نے جیسی جیسی فرصت پائی - آپ کی خدمت سے مختلف فنون کا استفادہ کیا -

خلاصہ کلام یہ ہے - کہ جب ملک وملت کا تخت وتاج ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین جہانگیر شاہی جلوس سے زینت یاب ہوا - تو نشاط - کامرانی - خواہش پذیری - اور آرزو شکنی کا ہنگامہ گرم ہوا - اور آپ کو سپاہگری کے منافی جو پیری ہے اُس نے آگیرا - ترک اور تجرید کا شوق آپ کی جبلی بات تھی اس کو ترقی ہوئی - لہذا آپنے اپنی ناتوانی کو شفیع بناکر حضور شاہی مین التماس کیا - کہ زندگانی کے دن مین نماز عصر کا وقت آگیا - اگر سلطانی اجازت دستگیری فرمادے - تو مین اپنی صورت کو معنی کے ہم رنگ بناون اور یک رنگی ویک جہتی کے ساتھ - اپنی عمر کی نماز مغرب ادا کرون - آپنے مشایخ کے طریقہ پر دو تین گھڑی گوشہ نشینی کو غنیمت سمجھون - اور ایک دلی اور یکتائی کے ساتھ دنیا سے نکل جاؤن - تاکہ سابقہ عمر کا تدارک اور تلافی کرسکون - کیونکہ العبرة للخواتیم واقع ہے - شہنشاہ نے آپ کی حقیقت نما راے کی آفرین کی - اور التماس کو شرف قبول بخشا - سال جلوس کے آغاز سے ہجری سنہ ایک ہزار اکیس تک کہ یہی سال رحلت ہے - آپ حسب اجازت سلطانی اپنے وطن مین فارغ البال - عبادت ذوالجلال کے اندر مشغول رہے - اور اپنے پدر بزرگوار کے مرقد مبارک کی مجاورت سے عزت حاصل کی - شیخ ظہور الدین محمود جلال شطاری کے خلیفہ شیخ داؤد جو ارباب طریقت مین نظر کے قابل ہین روایت کرتے ہین - کہ آپنے رحلت سے چھ مہینے پہلے تمام ماکولات اور مشروبات کو ترک کر دیا تھا - صرف ایک کٹورہ پانی پی کر وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ[1] کی تصدیق فرماتے تھے - جب تاریخ اٹھارہوین محرم سنہ مذکور اور شب جمعہ آئی - تو حاضرین

[1] اور ہم نے اُن کے ایسے جسم نہین بنائے تھے - کہ کھانا نہ کھاتے ہون - اور نہ وہ لوگ (دنیا مین) ہمیشہ رہنے والے ہی تھے ۱۲ -

خدمت کو رخصت کر کے عالم محسوس سے ملک معقول کو روانہ ہوئے - اور حضرت غوث الاولیا کی نورانی آسایش گاہ کے پہلو مین خوابگاہ اختیار کی - آپ کی معنوی درویشی کا یہ بڑا شاہد عدل ہے - کہ آخری سفر کے بعد آپ کا نقد متروکہ تجہیز و تکفین کو کافی نہین ہوا - اور متاع - اساس البیت اور آبادی کے مکان کی قیمت میزان قرض کی برابر نہین آئی جو آپ کے ذمہ تہا - حال آنکہ چند سال آباد سرکارین اور معمور پرگنات بہی آپ کی جاگیرمین رہے - ہمیشہ فرمایا کرتے تہے - کہ حقیقی نقر والہ کا دل صاف ہوتا ہے اور معنوی تجرید والہ کا ہاتہہ چلنی کا حکم رکہتا ہے - اگر بالفرض مشرق و مغرب کی سلطنت کی دستگاہ اُس کو مل جاوے - تب ہی وہ ظاہری تعلقات مین مبتلا نہو - اسی بنیاد پر کہا ہے - جس کسی نے کہا ہے

مصرع گدا اگر ہمہ عالم بدو دہند گداست -

یاد شیخ نور محمد خلیل جانپانیری

آپ بوہرہ قوم مین سے ہین - مدت ساٹہہ سال تک خوردہ فروشی کی بساط سے قناعت - توکل - اور رضا یہ قضا کے ساتھ نعمت حاصل کرتے رہے بازار نشینی کے شیوہ کو اپنے مقام خلوت در انجمن کے چہرہ کا نقاب بنا رکہتے تہے جب حضرت غوث الاولیا نے گوالیار سے ہجرت فرما کر اپنا جہان افروز جمال گجرات نشینون کو دکہایا - تو ایک روز بازار جانپانیر کے راستہ مین حضرت غوث الاولیا کی کیمیا اثر نگاہ شیخ کے استغراق پر جا پڑی - فرمایا - اے شیخ - کہان تک فطری نور مخفی رکہو گے - بہت مدت ہوئی ہے کہ لوح محفوظ سے تمہارا خطاب شیخ نور الله ہو گیا ہے - یہ کہکر حضرت غوث الاولیا نے آپ کا ہاتہہ اپنے ولایت بخش ہاتہہ سے پکڑ کر دوکان سے اُٹہا لیا - اور دوکان کو فقرا پر لٹا کر - آپ کو خانقاہ مین لے آئے - اسی وقت خلعت خلافت پہنا کر رہنمائی اور شیخوخت کی مسند پر بٹہایا - پہر اخیر زندگانی تک آپ سوائے عزم مسجد کے حجرہ سے باہر نہین نکلے - اور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[۱] کا منظر بن گئے - خوابگاہ احمد آباد -

تمہید عذر گزاری

چونکہ کتاب گلزار ابرار - طوالت سے مطلق خالی - اور اختصار سے بالکل مالا مال - چار چمن

---

[۱] الله ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے - ۱۲

کی چار چھوٹی طنابون مین بندھی ہوئی ہے - اس سبب سے بہت سے دانش وبینش والے اصحاب
کے حالات کے سبزہ زار کو تفصیل نگار قلم کے سینچنے سے نہین - بلکہ مجمل نویس قلم کی ہواداری سے
بھی سرسبز نکر سکا - اور اس نہ لکھہ سکنے کی خلش ہمیشہ دل کے اندر خراش پیدا کرتی رہتی - اگر اپنے اپنے
وقت کے تذکرہ نویسون نے صدر الذکر اصحاب کے بابرکت حالات لکھنے سے کدورت خاطر کی
جھاڑ پونچھہ کر کے صفائی نہ بخشی ہوتی - با اینہمہ دل اور جان کو تسلی اور تسکین نہین ہوئی - ناچار ہر ایک
ملک کے چند اصحاب جو اس چارچمن کی انجمن مین رونق بخش نہین ہوئے تھے - اُن کے نام
آخر مین لکھا جس طرح فرمانون کو تمام کرنے کے بعد مہر اور سکہ سے مزین اور مسجل کرتے ہین - اسی طرح
راقم نے بھی اس رسالہ کو مکمل اور مرتب کیا بیت

تمام ہر یک کہ در دخانہ ماست	رونق خانقاہ نامۂ ماست

یاد شیخ ابوالفتح دھلوی

آپ - سید محمد گیسو دراز کے خلیفہ ہین - آپ کے مراتب اور مقامات نہایت عالی تھے - گلبرگہ شہر
سے باجازت پیر بزرگوار گجرات مین تشریف لائے - بہت سے اصحاب معرفت کے کمالات آپ
کی رہنمائی کی بدولت - قوہ سے فعل مین آئے - جیسے (۱) شیخ علی خطیب احمد آبادی - اور (۲) شیخ
سراج الدین - شروع شروع مین یہ دونون صاحب - سلطان السادات قطب عالم بخاری کے مرید
تھے - مگر اخیر مین شیخ ابوالفتح کی صحبت سے فیض پایا - (۳) شیخ محمد پیارا - ان کی پرورش سید محمد گیسو دراز
نے اپنے عزیز پوتے شاہ ید اللہ حسینی کے حوالہ فرمائی تھی - خرق عادات مین اِن کو پورا کمال تھا
اور (۴) شاہ جلال گجراتی - جو شیخ منکن کے پیر تھے - اور جو سنبھل کے ملّادہ مین مدفون ہین - یہ
چارون اصحاب آپ کے مرید تھے -

یاد مولانا مسعود بیگ

آپ - ترکان عراق و تبریز کی قوم مین سے ہین - کہتے ہین - آپ کے ہاتھہ مین معرفت کا میوہ
کتابی علم کے باغیچہ مین کمال کی شاخ سے آیا تھا - لیکن صحیح روایت یہ ہے - کہ مسعود بیگ - شیخ نصیر الدین
محمود چراغ دہلی کے مرید ہین - ترکمانی تھے - سپاہیانہ وضع تھی - ظاہری علم اور فضیلت کی تحصیل سے
کوئی حصہ نہین ملا تھا چراغ دہلی کی خدمت سے آپ کی دانش و بینش کی شمع روشن ہوئی تھی

اور آپ کاملون کے درجہ پر پہونچے - بہت سے رسالے عربی اور فارسی زبان مین آپ کی طرف منسوب ہین - آپ کی تصنیفات جو زیادہ تر مشہور ہین مراۃ العارفین - اور غزلون کا دیوان ہے جس کو آپنے پیر تبرند کی طرز پر فراہم کیا ہے -

(۱) شیخ شہاب الدین لکنوی - حاجی الحرمین - اور محرم اسرار کونین تھے - (۲) مولانا حجۃ الدین ملتانی آپ کی پرستش اور پرہیزگاری طرح کا تھا - اور اقوال و افعال مین شوق انگیزی کی شان عیان تھی - چشتیہ بڑے بڑے سلسلون کو عربی زبان مین نظم کیا ہے - (۳) مولانا بدر الدین تولہ (۴) مولانا رکن الدین (۵) خواجہ عبد الرحمن سارنگ پوری (۶) خواجہ احمد بدایونی (۷) خواجہ لطیف الدین کند سالی - (۸) مولانا نجم الدین محبوب عرف شکر خای تھانیسری (۹) خواجہ شمس الدین دہاری جنہون نے اپنے پیر کے ملفوظات کو صحیفون کی شان مین محفوظ کیا ہے (۱۰) مولانا سراج الدین حافظ بدایونی (۱۱) مولانا قاضی شاہ بائلی (۱۲) مولانا قوام الدین یکدانہ اودہی جن کی نسبت شیخ کلام کرنے مین ہمیشہ نیک مرد کر کے خطاب کیا کرتے تھے (۱۳) مولانا برہان الدین ساوی (۱۴) خواجہ عبد العزیز بانگرسوی (۱۵) مولانا جمال الدین اودہی جو تحصیل علم اور تعلیم فنون مین بڑی دستگاہ رکھتے تھے (۱۶) مولانا بحاث جو دہلی کے تمام علما مین مناظرہ کے اندر سبقت کیا کرتے تھے -

القصہ صدر الذکر تمام بزرگان نام آفرین جو الٰہی حقائق کے نمونے اور ایزدی تجلیات کے مظاہر ہین ان مین سے اکثر کو خرقۂ خلافت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کی خدمت سے حاصل ہے - اور ہر ایک نے اپنے اپنے مقام پر گروہ کے گروہ لوگون کو جن کی جیب حسن عمل کے نقد سے بری ہوئی تھی - اپنی ہدایت بخش تلقین سے سلوک اور رہنمائی کے خزانہ کا مالک بنا دیا ہے - غرض اس سے ہے کہ طریقت کا سلسلہ اس نمود بے بود کا رشتہ ٹوٹنے کے وقت تک مسلسل جاری رکھین - اور نیز انہون سنے غول کے غول بنی آدم کو جہالت کے غار سے اپنے فیض تعلیم کی بدولت علم اور دانائی کے بالاخانہ پر چڑھا دیا ہے - اس نیت سے کہ عنصری اور فلکی صحیفون سے - موجودات کے نقوش مٹنے کے روز تک کتابی تصویرخانہ مین رنگ آمیزی کرتے ہین -

یاد مولانا عالم دہلوی

آپ کا لقب فرید الدین ہے - سلطان فیروز ابن رجب خلجی کے زمانہ مین - ان کے داماد ملک

تہ بازخان نامی کے مصاحب تھے۔ کئی قسم کے علوم اور فنون مین تبحر حاصل تھا۔ بالخصوص فقہ کے اصول اور فروع مین آپ کی یکتائی کا ڈنکا بجتا تھا۔ فتاوی تاتارخانی آپ کی ہی تالیف ہے۔ عجب کتاب ہے فقہ کی تمام جزئی روایتین۔ جو فتوی لکھنے والون اور لکھوانے والون کو درکار ہوتی ہین اس فتوی کے بابون درج ہین۔ کہتے ہین سلطان نے بہت کچھ کوشش کی تھی کہ فتاوی تاتارخانی فتاوی فیروزشاہی کے ساتھ نامزد ہوجاوے۔ لیکن مصنف نے اس کو قبول نہین کیا۔ اور اپنے محسن مصاحب کے نام پر معنون اور مزین کردیا۔ اس کتاب کی تالیف اسی سال مین ہے۔ کہ جس کی اکائیان۔ دہائیان اور صدیان سات سات ہین۔

اس مین شک نہین۔ اگر ایسے لوگ۔ لوازم آشنائی کے بارہ مین حقیقت کا لحاظ نہ کر کے تمنا کے تیز مزاج گھوڑے کو سابقہ معرفت کی شاہراہ سے لوٹا لیجائین۔ اور اس باب ہوا وہوس کی تحصیل کے میدان۔ اور نفس پروری کے کوچہ مین اُس کو جولانی دین۔ تو بہر یہ مناسب ہوگا کہ حق شناسی اور حق گزاری کی امید کا قافلہ۔ دلون کی سرائے سے کوچ کرجاوے۔

یاد مولانا سماءالدین جونپوری

آپ قاضی شہاب الدین زابلی کے بالواسطہ شاگرد ہین۔ سلطان حسین۔ ابن سلطان ابراہیم شرقی آپ کا ہی شاگرد ہے۔ چونکہ سماءالملۃ کی رائے امور ملکی مین بیش بہا ہوتی تھی۔ لہذا سلطان نے خواہی نخواہی مسند وزارت پر بٹھا کر قتلق خانی خطاب عطا فرمایا تھا۔ جب سلطان بہلول لودی نے سلطان حسین شرقی پر لشکرکشی کی۔ تو قتلق خان گرفتار کرلئے گئے۔ اور شہر دہلی مین لاکر مثل یوسف قیدخانہ مین محبوس رکھے گئے۔ دہلی کے بہت سے بااستعداد لوگون نے آپ کے دیدار اور گفتار سے قلبی فروغ اور فراغ بہم پہونچایا۔ بالخصوص شیخ عیسی ابن شیخ بدہا آپ کی صحبت مین بہت جایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ خان۔ ظاہری وباطنی علم مین ایسا کمال رکھتے ہین۔ جس مین نقصان نہین ہے۔

(۱) مولانا شمس الدین (۲) شیخ رکن الدین (۳) بابو تاج الدین (۴) شیخ مردان (۵) شیخ جہانگیر (۶) اور شیخ کبیر۔ ان محقق بزرگون نے شہر جونپور مین نشوونما پائی تھی۔ اور اسی شہر مین ان کی خوابگاہین بھی ہین۔ چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ مین منسلک تھے۔ اور اس باکمال جماعت مین سے ہر فرد۔ تن گدازی۔ جان نوازی۔ تحصیل علوم۔ اور عمل کے ساتھ تکمیل علوم مین۔ استوار پہاڑون کی مانند

راسخ مستقیم - اور مستقل تھا۔

یاد (۱) شیخ حاجی چراغ ہند (۲) و سید اسد الدین

یہ دونون صاحب ظفر آباد کے باشندے - اور شیخ رکن الدین جونپوری کے خلفا مین سے ہین دن اور رات - بوقلمون نفس کے ساتھ روزہ داری کا ممارسہ رہتا تھا - اور بیداری کی صف آرائی رہتی تھی جہاد اکبر کے میدان مین شہسوار تھے -

یاد شیخ الہداد صالح

آپ شیخ عبدالواحد کے خلفا مین سے ہین - ظاہری اور باطنی علوم آپ مین جمع تھے - لیکن کتابی علم کو اپنے باصفا باطن کے جمال کا برقع بنا کر ہمیشہ درس دینے مین مشغول رہتے تھے - اکثر اُس زمانہ کے طالبان علم - آپ کی خدمت مین فضیلت اور مولویت کی اونچی سیڑھی پر چڑھ گئے ہین -

منجملہ اُن کے ایک مولانا مجد الدین محمد ہین - تمام علوم اور فنون مین آپ کی مشکل کشا تصانیف اور لطیف تالیفات ہین - اور ہندوستان کے بہت سے متبحر علما آپ کے شاگرد ہین - اور مشہور سلسلون کے اکثر مشائخ آپ سے کامل طور پر بہرہ یاب تھے - ہجری سنہ نو سو تیس مین فرمان روائے سلطنت ظہیر الدین بابر شاہ نے ملک ہند کو فتح کیا تھا اُس زمانہ مین آپ مسند حیات پر ارباب فضل کی فیض رسانی کر رہے تھے - اس بزرگ دولت اور بزرگ دوست بادشاہ کی طرف سے آپ کے بارہ مین بہت کچھ تعظیم اور توقیر ظہور مین آتی تھی -

اُنھین مین سے ایک مولانا عبد القادر صابونی ہین - شہر دہلی کے تمام درس دینے والون مین آپ افضل تھے - کہتے ہین - مولانا عصام الدین ابراہیم اسفرائی کے شاگردون مین سے ایک شاگرد بیان کرتا تھا -

مین ہجری سنہ نو سو چالیس مین شرح کافیہ مولانا الہداد کی جو میان الہ دیا کر کے لوگون مین مشہور ہین - دہلی مین لایا تھا مولانا کے تمام شاگردون نے اور نیز دیگر علما نے اُس شرح کو مطالعہ کر کے تعلیقات اور حاشئے چڑھا دئے - جب مین دار العلوم بخارا کو پلٹ کر گیا اور اُستاد کی نظر سے وہ حاشئے گزرے تو تمام تعلیق نویسون مین سے مولانا عبد القادر کی علم نحو مین زیادہ تعریف فرمائی "

یاد مولانا عبد اللہ

آپ مولانا شمس الدین انصاری لاہوری کے فرزند ہین - آغاز جوانی سے آپ کو مخدوم الملکی - اور شیخ الاسلامی کا خطاب تھا - آپ کی تقریر کی زبان اور تحریر کا قلم - فصاحت اور بلاغت کی عروسون کو زیور پہنا کر حسن دوبالا کرتا تھا - آپ کے قلم کی لکھی ہوئی تالیفات اور تعلیقات تو بہت کچھ ہین - لیکن عصمۃ الانبیا - منہاج الوصول - اور رسالہ تفضیل عقل بر علم - جو عقلی اور نقلی دلائل سے استوار کیا گیا ہے - یہ تین کتب با تمیز ظریفون کے نزدیک آپ کی جملہ تصنیفات مین زیادہ مقبول ہین - ہجری سنہ نوسو چونتیس مین جب میر ابو البقا ابن میر عبد الباقی ابن میر تقی الدین محمد جو ایران اور توران کے تمام علما اور فضلا مین افضل تھے - ہند مین آئے - اور یہان کے علما کے ساتھ علم آزمائی کی مجلسین ہوئین تو انہون نے مخدوم الملک کو سب پر ترجیح دی - اور فرمایا - اِس نوجوان کی معنوی فطرت - پختگی کی راہ سے کمال پیری مین - اور استحکام کے اعتبار سے آغاز شباب مین ہے زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ حج کی فرضیت ساقط ہونے کے بارہ مین انہین معمولی کتب فقہ مین سے آپنے روایتین سو سے زیادہ ہی زیادہ نکالی تھین اکثر روایتون کی بنا - راستہ کے غیر مامون ہونے پر رکھی تھی - لیکن اخیر مین تقدیری کرشمہ - عرش آستانی اکبر شاہ کی سلطنت کے صدر الصدور شیخ عبد النبی کی رفاقت مین - آپ کے گردن اختیار - اکراہ (ناخوشی) کی رسی مین باندھ کر دریا کے راستہ سے سفر حجاز کو لے گیا - ایک مدت تک اُس اسلامی مقام مین رہے - اور مدرسانہ گفت و گو کے ذریعہ سے مختلف علوم کے آئینون کی زنگ دور کر کے صیقل پر چڑہایا - جب آپنے قدیمی وطن کو معاودت کی - تو اثناے راہ مین احمد آباد گجرات ہی پڑا تہا کہ آپ کا زمانہ حیات جو تقریباً سو سال تہا - پورا ہوا - اور صدر عالی قدر عرش آستانی کے دربار معلی مین آ ہوپنچے - اور جس طرح سے مقدر مین تہا - روز زندگی کی شام لے لی -

یاد مولانا عبد الرحمن لاہوری

آپ شہر لاہور کے بڑے عالمون مین سے ہین - خواجہ عبد الحق احراری کی خدمت مین ارادت لائے ہوئے تھے - ہجری سنہ نوسو پچاس مین جہان فانی کو رخصت فرمایا - خوابگاہ لاہور -

یاد (۱) مولانا حسام الدین سنور (۲) مولانا حسام الدین سرخ

یہ دونون صاحب شہر لاہور مین مختلف فنون کے اندر ملکہ رکھتے تھے - اور ان کے اخلاق بھی پسندیدہ تھے - خواجگان سلسلہ نقشبندیہ کی خدمت مین ارادت مندانہ برتاؤ سے پیش آتے تھے - ہجری سنہ نوسو ستر مین اس عنصری ملک سے بار ہستی باندہ کر چلے گئے -

خوابگاہ لاہور -

یاد مولانا بدرالدین اسحٰق

آپ - علم اور پرہیز کے خزانہ تھے - احراریہ سلسلہ کے حضرات سے مریدانہ اعتقاد رکھتے تھے اور اس خانوادہ کے بزرگ اصحاب بھی آپ کے فطرت فروش اور بافیض درس مین کتاب کھول کر شاگردی کرتے تھے - اور اپنے حوصلہ کے اندازے کے موافق جنس علم لے جاتے تھے -

یاد مولانا عبدالسلام لاہوری

آپ علماے زمانہ مین افضل تھے - ہجری سنہ نوسو سترہ مین مولانا سعید ترکستانی سفر حجاز کے ارادہ پر ہند کی طرف آئے تھے مگر کچہ آسمانی واقعات پیش آجانے کے سبب مقصد کو نہ پہونچ سکے اور ناچار ولایت ماوراءالنہر کی طرف لوٹ جانا پڑا - کہتے تے ہند کے عالمون مین مولانا عبدالسلام ایک ہی سرمہ آوردہ وقت مین ہین - ہجری سنہ نوسو تراسی مین آپ کے نفس مطمئنہ نے اِرْجِعِیْ اِلیٰ رَبِّکَ کی ندا قبول کرکے سامان باندہا اور دارالسلام کی طرف چلا گیا - خوابگاہ لاہور -

لهم دار السلام عند ربهم	ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہان سے دارالسلام مقرر ہے بعض کہتے
یقال السلام ههنا بمعنے السلامة	ہین سلام کے معنی اس مقام پر سلامتی کے ہین - اور جو شخص عوارض کی
ومن کان فی رق شئی من العوارض	یا کون ومکان کی کسی شے کی قید مین مقید ہوگا - اُس کے دماغ
والمکونات لم یجد مشام سر انحة	مین سلامتی کی خوشبو نہین پہونچے گی - یہ خوشبو اوسی شخص کے دماغ کو
السلامة وانما یجدها من یحرز	پہونچیگی جس کی گردن مخلوقات کی قید سے محفوظ (آزاد) ہوگی یہ حفظ
رقبته من رق المخلوقات عرضا	عارضی ہو یا اصلی ہو ظاہری ہو - یا باطنی ہو - اور قرآنی آیۃ اس بات
کانت او جوهرا - ظاهرة کانت	کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اسلامی قوم جنت مین رہنے والی ہے - لیکن

اولیاء المنة ولایة تشیر الی ان القوم فی الجنة
لکنهم لیسوا فی اسر الجنة بل تحرروا من رق
کل کون لقوله تعالیٰ لا یستوی اصحب النار
واصحب الجنة اصحب الجنة هم الفائزون
الفوز النجاة من کل ما یمکن فیه شائبة
علاقة او ملاحظة قید ویقال شرف تلک
الدار لکونها فی محل الکرامة واختصاصها
بعدیة الزلفة والا فالاقطار کلها دار
لکن قیمة الدار بالجار فی معنا ما انشد

قطعة

انی لاحسد جارکم لجوارکم
طوبیٰ لمن اضحی لدارک جارا
یالیت جارک باعنی من داره
شبرا لاعطیه بشبر دارا

یقال الحقیقة وان کانت منزهة من قبول
الجوار ولیس القرب منه بتدانی الاقطار
فاطلاق هذا اللفظ لقلوب الاحباب مونس
بل لو جاز القرب فی وصفه من جهة المسافة
لم یکن لهذا کثیر اثر وانما حیوة القلوب
بهذا لان حقیقته مقدسة عن
هذه الصفات ثم لاجل قلوب احبابه
یطلق هذا ولو وقع العلماء فی کد التأویل
بل هو هذا امارة الحب انا من اجلک

یہ لوگ صرف جنت کے پردہ مین بیٹھنے والے نہین ہین - بلکہ کل کونی ومکانی قید سے نجات پاوینگے جیساکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے - اصحب نار - (دوزخی) اور اصحاب جنت (جنتی) باہم برابر نہین ہو سکتے ہین - کیونکہ اصحاب جنت ہی نجات پانے والے ہین -

فوز کے معنی ہین نجات پانا - اُن تمام چیزون سے جن مین شائبہ کسی علاقہ کا یا رعایت کسی قید کی پائی جاوے - اور کہتے ہین - اس دار السلام کے مرتبہ کا شرف اس سبب سے ہے - کہ یہ محل کرامت مین واقع ہوا ہے - اور قربت قربی کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے ورنہ کل اقطار دار اگرچہ ہین لیکن قدر وقیمت گھر کی باعتبار ہمسائگی ہوتی ہے اسی معنی مین کسی شاعر نے اچھا کہا ہے

ترجمہ

مین آپ کے ہمسایہ پر آپ کی ہمسائگی کے سبب سے حسد کرتا ہون
جو شخص آپکے گھر کا ہمسایہ ہو کر رہا - اُس کو بڑی خوشی کا موقع ہے
اے کاش آپ کا ہمسایہ اپنے گھر مین سے مجکو فروخت کردیوے
ایک بالشت بھر زمین - مین اوسکو بالشت بھر زمین کے عوض ایک پورا مکان دیدونگا

کہتے ہین - اگرچہ حقیقت ایزدی ہمسائگی قبول کرنے سے بالکل پاک ہے - اور حقیقت کا قرب - قرب اقطار کے ذریعہ سے نہین ہوتا ہے بانیہمہ اس لفظ قرب کا جو اطلاق کیا گیا ہے - تو اس کا سبب یہی کہ لفظ قرب کا اطلاق قلوب احباب مین اُنس پیدا کرنے والا ہے - بلکہ اگر قرب کا وصف مسافت کے اعتبار سے جائز مانا جاوے تو بھی اس کا کچھ زیادہ اثر نہین ہے - اور اسی قرب سے قلوب کی حیات ہے کیونکہ حقیقت ایزدی ان صفات سے پاک ہے - پس قلوب احباب کے لحاظ سے قرب کا لفظ بولا جاتا ہے اور البتہ علما تاویلات کے جھگڑے مین پڑ گئے ہین بلکہ یہی تو محبت کی علامت ہے - کہ مینے آپکے سبب سے ایسی شے کو اپنے

حملت الذی لا استطیع | اوپر اٹھا گیر کر لیا جس کی استطاعت نہین رکہتا تہا۔

یاد (۱) شیخ نور الدین و (۲) شیخ شمس الدین

یہ دونون اصحاب شیخ یعقوب ابن شیخ رکن الدین کے فرزندان رشید ہین - اولین صاحب زادہ ظاہری علم سے بہت کچھ بہرہ یاب تہے - تکمیل علم کی سیڑہی پر چڑہ کر اخیر مین دریاے لاہور کے کنارہ موضع میانی مین چلے گئے تہے - اور وہین گوشہ درویشی اختیار کر لیا تہا - اور بقیۃ العمر اُسی گوشہ مین اور اُسی کنارہ دریا پر گزار دی - دوسرے صاحب زادہ کو بہی بقدر حاجت رسمی علم کا سرمایہ حاصل تہا - سلوک اور طریقت کے اندر اپنے بڑے بہائی کی برابر تہے - دونون صاحب زادے اپنے پدر بزرگوار کی راست روی کے راستہ پر ثابت قدم تہے -

مولانا قاضی شاہ لاہوری - شریعت اور طریقت کی شاہراہ کے سوا - قدم نہین رکہتے تہے - اور مجاز و حقیقت کے اصول سے بہی پوری معرفت حاصل تہی - بیخودی کے گوشہ مین قناعت پسند قوت سے عمر گزاری - اور مرتبہ تلوین (ایک مقام ہے تصوف کا) کی رنگ آمیزی سے رہائی پا کر بے رنگی کے مقام مین آسودہ رہتے تہے -

یاد مولانا اسمعیل لاہوری

آپ ارباب حدیث کی بڑی سند دینے والون مین سے ہین - فقہ اور سنت کی کتابین ایران مین شیخ الاسلام مولانا سیف الدین احمد شہید ہروی - اور حضرت امیر سید جمال الدین عطاء اللہ محدث کی خدمت مین تصحیح اور مطالعہ فرمائی تہین - نقشبندیہ سلسلہ مین ارادت رکہتے تہے - امیر عبداللہ ہروی جو میر قطبی کر کے مشہور ہین شیخ جلال واعظ ہروی بخاری کے مرید تہے - امیر عبداللہ کی ملازمت مین آپ مریدانہ سلوک سے پیش آتے تہے - ہجری سن نو سو اسی مین فرمان طلب قبول فرما کر لاہور مین خوابگاہ اختیار کی -

یاد (۱) مولانا الہداد و (۲) مولانا شمس الدین

آپ دونون صاحب شیخ احمد ابن شیخ شمس الدین ملتانی سلطانپوری کے بیٹے ہین - بڑے باکمال عالمون مین سے ہین - اِن کے پدر بزرگوار - ملتان کے بزرگان ولایت مین سے تہے - اور

اِن کے جدامجد جناب مولانا کمال الدین داؤد ہین - جو تمام علوم مین فاضلان عہد کے اُستاد تھے فنون حکمیہ کی زیادہ تر تحصیل - سید شریف جرجانی کی خدمت مین بمقام شیراز کی تہی - القصہ ان اصحاب کے طبقہ مین - دین - دانش - دیانت - درویشی - پرہیز - پرستش - پند - اور پذیرائی یہ جملہ اوصاف موروثی اور نیز کسبی ہین -

خواجہ قطب الدین سہرندی - زمان کے شرف - مکان کی سعادت - علم کے کمال - اور عمل کے جمال مین شیخ الہداد صالح کے سہیم وشریک تھے - اور مولانا مجدالدین محمد کی خدمت مین لوجہ اللہ محبت اور دوستی رکہا کرتے تھے - سرائے مجد کے دروازہ پر آپ کی قبر اس مدعا کی شاہد ہے -

یاد شیخ بدرالدین سہرندی[۵۱]

آپ شیخ یحییٰ کے خلیفہ ہین - جو مقام سندیلہ مین قیام رکہتے تھے - اور نہایت بزرگ تھے - اُس نواح کے بہت سے عالی قدر لوگون نے استنباط انوار بدر الملۃ سے کیا - اور آپ کی تلقین کی روشنی مین طریقت کی منزلین طے کی ہین - منجملہ ان کے

ایک میان امان اللہ ابن میان غازی سہرندی ہین - جو مقاصد فنون کے عالم مخفی اسرار کے عارف - کلام مجید کے حافظ - اچہے شاعر - رنگین نگار منشی - موسیقی دان - مختلف قلمون کے خوشنویس اور فقراے باب اللہ کے خادم تھے -

دوسرے مولانا میر علی کنبو ہین - صاحب حکمت وصفا تھے - اور آپ کا ظاہر ہمیشہ باطن کا مغلوب رہتا تہا - درویشون کے ساتہہ ہمیشہ پرستارانہ بسر کیا کرتے تھے - اُس زمانہ مین سہرند کے اکثر فضلا - آپ کے ساتہہ نسبت شاگردی رکہتے تھے - آپ کے تمام شاگردون مین افضل - جامع کمالات صوری ومعنوی شیخ عبدالحی ہین - جو شیخ جوہر کر کے مشہور تھے -

یاد میان علی شیر سہرندی

آپ ایک عالم تھے - جن کو تمام مشہور سلسلون سے بالخصوص قادریہ خانوادہ سے استحکام کے ساتہہ نسبت تہی آپنے عمر عزیز مشائخ طریقت کی خدمت مین صرف کر کے ہجری سنہ نوسو پچاسی مین عالم علوی کو کوچ فرمایا -

---

۵۱ سرہند کو سہرند بہی کہتے ہین ایک شہر کا نام ہے ۱۲ -

یاد شیخ احمد سہرندی

آپ فقہ کے اصول اور فروغ کو اُستادانہ جانتے تھے - اور اکثر اہل تجرید - اور صاحب فنا مشائخ کے ساتھ اعتقاد صحیح رکھتے تھے - اُس مقام کے تمام چھوٹے بڑے ہنگام ضرورت فتوی - آپ کے محکمہ مین آکر اپنی مشکلات حل کیا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو چیاسی مین مفتی قضا کے حکم سے آپنے نقد حیات ملک الموت کے سپرد کر دیا -

یاد شیخ عبدالاحد سہرندی

آپ شیخ عبدالقدوس چشتی کے دلی ارادتمندون مین سے ہین - آپ کو مولویت کا شرف - اور تصنیف و تالیف کا سلیقہ حاصل تھا - بہت سے مفید رسالے آپکے قلم کے لکھے ہوئے ہین - باطنی شعلہ - پردہ سوز برق تھا - اس کی روشنی مین آپ نے مجاہدہ کے ہنگامہ سے نکل کر مشاہدہ کے خلوتخانہ مین راہ پائی تھی - بڑی عمر تک خوشحال زندہ رہے - مگر وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا [۱] کے قبیلہ مین داخل نہین ہوئے -

قال بعض المحققین ارذل العمر زمان الفترة بعد المجاهدة و حال الحجبة عقیب المشاهدة و یقال ارذل العمر تحبس المرء بحیث لا یعرف قدرہ و یقال ارذل العمر التطوع فی اودیة الحسبان ان شیئا بغیر اللہ -

بعض محققین نے فرمایا ہے - رذیل ترین حصہ عمر کا وہ زمانہ ہے جس مین مجاہدہ کے بعد فترہ واقع ہو جاوے یا وہ حالت ہے جس مین مشاہدہ کے بعد حجاب واقع ہو جاوے - بعض کہتے ہین رذیل ترین حصہ عمر کا وہ وقت ہے جس مین انسان ایسا پہنس جاوے کہ اپنی عمر کی قدر نہ پہچان سکے - بعض کہتے ہین رذیل ترین حصہ عمر کا وہ زمانہ ہے جس کے اندر انسان اس خیال کے وادی مین خوشی خاطر سے چلے کہ کوئی شے اللہ جل شانہ کے سوا بھی ہے -

یاد (۱) شیخ علاء الدین سارنی و (۲) شیخ خیرالدین سارنی

یہ دونون صاحب - الٰہی تجلیات کے مظہر تھے - پرہیز اور صبر کا مرقع - توکل اور محویت کی چادر

[۱] اور تم مین سے کوئی کوئی سب سے زیادہ نکمی عمر (یعنی بڑھاپے) کی طرف لوٹا کر لایا جاتا ہے - کہ دسب کچھ جانے پیچھے (آخر مین ستر ابترا ہو کر) کچھ بھی (دیوجہ خاک) نہین - ۱۲

دانش اور بنیش کا خرقہ اور فقر وفاقہ کی گودڑی - اپنے مشرب کے قد پر پہنے ہوئے تھے - تمام تعلقات سے آزاد خاطر اور آزادانہ رہتے تھے -

یاد شیخ اختیار الدین سارنی

آپ کو تمام اشیا کے روحی تصرفات مین - اور جانداروں کے ضمائر معلوم کرنے مین کامل اختیار تھا - روایت ہے کہ عنفوان قصبہ سارن چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ مین مراسم ارادت وخلافت ادا کیا کرتے تھے - موحدانہ ولایت احمدی کی چادر اور فقر محمدی کی عبا **علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ** اپنی دوش ہمت پر رکھتے تھے - اور انفسی وآفاقی (عالم ارواح اور عالم شہادت) کی رموز سے واقف تھے - **کما فہم من مضمون بعض مکتوبات لبعضہم الی بعضہا منہا** -

عزیز من - ارباب بصیرت کو تحقیق طور سے دریافت ہوا ہے - کہ آدم **علیہ السلام** اور اُن کے بنی نوع کی پیدائش - ذات اور صفات **جلت عن احاطۃ** کی معرفت کے واسطے ہے - اور یہ معرفت اس مقدمہ پر موقوف ہے - کہ شناخت نتیجہ اس امر کا ہے - کہ عارف اور معروف کے درمیان مین اشتراک اور اتحاد - صورت اور معنی کے اندر پیدا ہو جاوے - نظیر اس کی یہ ہے کہ جب تک کوئی شخص بادشاہ نہین ہو جاتا ہے - وہ دوسرے بادشاہ کے حالات اور اوصاف کا **فی الحقیقت عارف** نہین ہو سکتا ہے - پس انسان بدون اس مرتبہ کے حقیقی **مالک الملک** - اور اصلی **ملک الملوک** کو کیسے پہچان سکتا ہے - اسواسطے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو انسان کو پیدا کیا - تو اپنی سلطنت کی صورت اور ملکیت کی صفت پر پیدا کیا - تاکہ انسان - انسانی سلطنت کی مطابقت - الٰہی سلطنت کے ساتھ اس ترتیب سے دیوے - کہ دل عرش - دماغ کرسی - قوۃ خیال لوح محفوظ روح حیوانی اسرافیل - دوسرے ظاہری حواس اور باطنی قویٰ ملائک - قبہ دماغ جو اعصاب کا منبت - اور قوت نامیہ کا منبع ہے آسمان اور کواکب - اخلاط اربعہ اور کیفیات ممتزجہ عناصر اور قوت ہائے ہاضمہ ومدبرہ - سپاہ اور اہل کچہری - یکے بادیگرے جڑے ہوئے اعضا وغیرہ رعیت - اور انسانی روح جو یگانگی - بیچونی - اور بیچگونگی کے عالم سے اصل خلقت مین حصہ اپنے ساتھ لیکر آئی ہے - سب پر بادشاہ اور حکمران ہے -

القصہ عالم ارواح پر عالم شہادت کے قیاس کی شرطین انسان کو حاصل کرنا چاہیئے - اور

اور معلوم کرنا چاہیئے کہ جو شخص ازلی عنایت کی مدد سے حبس کا ہیولی - پیر کا ارشاد اور مرید کا شغل ہے
اپنی سرداری کے اسباب درہم برہم کر کے ناشناسا ویران جنگل مین جاکر مقیم نہ ہوگا - اور نیز جو [۵۱] مَنْ کَانَ فِیْ
هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى کے گروہ مین داخل نہ ہوگا - وہ شخص اس معرفت کے فروغ سے ان معانی
کی اہل صفائی دیکھ سکے گا - وہی شخص الہی معرفت کی سعادت سے سرفراز ہوگا - اور وہی شخص [۵۲] مَنْ
عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے دائرہ مین داخل ہوگا - لیکن اس معرفت کا چہرہ بدون فکر کے نظر نہین
آسکتا ہے - اور فکر ذکر سے - اور ذکر محبت سے پیدا ہوتا ہے - اور سالک طالب جب تک دنیا کی خرابی
خواری - تباہی - اور تباہی (انتہا) معلوم کر کے - اُس کو دشمن قرار نہین دیتا ہے - اور اس کی محبت کو
جو بغض - حسد - کینہ - اور نیز دیگر خسیس عادتون اور ناقص سیرتون کا سرمایہ ہے - بالکل سینہ کے اندر
سے جھاڑ بہار کر جگہہ پاک صاف نہین کرتا ہے - تب تک اُس کی گردن اِس مکار دنیا کی محبت کے طوق
سے آزادی نہین پاتی ہے - اور ایزدی محبت جل ذکرہ اُس کی انسانی سلطنت مین پیدا نہین ہوتی ہے
وھذا مما اتفق علیہ خاتم النبیین والانبیاء السابقون والاصحاب والاولیاء
اللاحقون - امید ہے کہ توحید کی توفیق بخشنے والا اللہ جل شانہ اپنے تمام دوستون کو انفس
و آفاق (عالم ارواح اور عالم شہادت) کی یگانگی اور اصل کے اندر سایہ کی فنا کا مکاشفہ روزی فرماویگا
اس انفاس فروشی کی غرض - اس امر کا ظاہر کرنا ہے - کہ اس مقبول جماعت کے کچھہ لوگ تو ظاہر و
باطن سے آراستہ اور بیرونی و اندرونی گرشتگی سے پیراستہ تہے - جو فنا اور بقا کے مرحلے - اور جمع و تفرقہ
کی منزلین طے کر کے اہل کشف و کرامات ہو گئے - کچھہ لوگون نے کاغذی نقوش کی شناخت اور تحصیل
کی سیر مین سخن آفرینی کا منصب پاکر علم کا دروازہ اہل جہان کے سامنے کہول دیا - اور بعض لوگ درویشی -
قناعت - گوشہ نشینی - اور تن گدازی کے طریقہ مین مشغول ہوکر تجرید اور تفرید کی شاہرہ پر پڑے -

یاد شیخ یحیی کبیر بختیار

آپ مخدوم جہانیان کے خاص مرید - اور بزرگ خلیفہ ہین - جو کوہستان ملتان اور قندہار کے درمیان
ہے - اُس مین رہتے تہے - سیادت اور شرافت کے نسب کے ساتہہ خلافت اور شیخت کا شرف آپنے

---

[۵۱] جو شخص اس (دنیا) مین (دیدہ و دانستہ) اندہا (بنا) رہا - وہ آخرت مین بہی اندہا ہوگا - م [۵۲] جس شخص نے اپنے
نفس کو پہچانا - اُس نے اپنے رب کو بہی پہچانا -

حاصل کرلیا تھا۔ تمام صحرا کے رہنے والے افغان آپ کے ساتھ اعتقاد اور ارادت سے پیش آتے تھے۔ اب آپ کی نسل کے تمام افراد بختیار کے لقب کے ساتھ مشہور ہین۔ منجملہ اِن کے ایک شیخ محمد بختیار ہین۔ تمام ہند کے رہنے والے افغانون کی گردنون مین آپ کی بیعت کا طوق پڑا ہوا ہے۔ جیسے شیر خان سور اپنے تئین آپ کے مریدون مین سے شمار کیا کرتا تھا۔ اور اپنی ظاہری سلطنت اور اُس کا تسلط آپ کی باسعادت دعا کا ثمرہ سمجھتا تھا۔ شیر خان سور ہجری سنہ نوسو سینتالیس مین ہند کے تمام صوبون کا فرمان روا ہو چکا ہے۔ شیخ محمد کے فرزند خواجہ خضر دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ گزین تھے انہون نے اپنے آبا و اجداد کا طریقہ اور مشرب تعلیم کرتے کرتے زندگی کی شام کو اجل کی صبح کر دیا تھا۔ منجملہ پرہیزگاران سلسلہ بختیاریہ کے دوسرے شیخ حسن محمد۔ اور تیسرے شیخ ابا بکر تھے۔ جنہون نے آغاز جوانی مین ترک و تجرید کی توفیق پا کر اپنے بابرکت اوقات خدا پرستی مین گزارے۔

یاد سید حسین مشہدی

آپ کے آباے کرام نجف کے ہین۔ اور خوابگاہ بہروچ گجرات ہے۔ مخدوم جہانیان کے سعید خلیفہ تھے۔ اکثر سفرون مین ہمرکاب اور ہم عنان رہنے کا شرف حاصل تھا۔ آپ کی باحقیقت باتین بالکل سید محمد گیسو دراز کے ہم رنگ تھین۔ غالباً اِن دونون بزرگون کا باطنی باغ۔ ایک ہی ندی کے پانی سے سینچا گیا۔ اور شاداب ہوا ہے۔

القصہ۔ یہ دونون والا فطرت نامور اپنے وقت مین کمالات اسمائی کے عیش محل کی رونق تھے۔ اور رہنمائی کی صفائی سے فروغ معرفت کی متلاشی اپنی آنکھون مین خدا شناسی اور حق بینی کا سرمہ لگا کر نورانی رکھتے تھے۔ **نفعنا اللہ والمسلمین ببرکات آثارہم اجمعین۔**

یاد سید شیخ ابن شیخ عبد اللہ عندروسی صادقی یمنی حضرموتی

آپ عالی نسب سادات مین سے ہین۔ نسب مین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو پہونچتے ہین۔ حدیث۔ اسماء رجال۔ اور انساب کے علم مین۔ سیر و تاریخ مین۔ اصطلاحات تصوف مین۔ اور بیان عرفان مین کامل طور پر تبحر اور رسائی رکھتے تھے۔ داد و دہش کی ہمت کی۔ اور اخذ و جر سے درگزر کرنے کی مشق اعلیٰ درجہ کو پہونچائی تھی۔ اپنی مدۃ العمر مین کسی امیر و وزیر کے دروازہ پر نہین گئے

اپنے عالی خاندان آباو اجداد کا سلسلہ صحیح ہوتے ہوئے۔ قادریہ خانوادہ اور مغربیہ خاندان میں اپنی ارادت اور خلافت کی نسبت قایم کرتے تھے۔

یاد شریف شیخ

ذاتی اور اکتسابی دونوں طرح کی شرافت آپ کو حاصل تھی۔ دسوین دور کے اخیر حصہ تک حیات کی مسند پر بیٹھے رہے۔ راقم گلزار بھی شریف کی شریف ملازمت سے بہرہ یاب ہو چکا ہے۔ احمد آباد کے محلون مین سے ایک محلہ جوہری داڑہ ہے۔ اُسی مین آپ کی خوابگاہ ہے۔

یاد شیخ عبد المعطی

آپ اپنے وقت کے بزرگ محدثین مین سے ہین۔ حدیث کی تصحیح اور سند آپ کی ایک واسطہ سے امام سخاوی مصری کی خدمت مین پہنچتی ہے۔ احمد آباد مین رہتے تھے۔ قادریہ اور مغربیہ خانوادہ مین اعتقاد ارادت رکھتے تھے۔ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین عالم علوی کو کوچ فرمایا۔

یاد شیخ عبد اللہ و شیخ رحمت اللہ

ان دونون بزرگوارون کی زادبوم سیوستان سند ہے۔ ایک تو انھون نے شہر مدینہ مین رہکر زادھا اللہ شرفاً علم حدیث کی تحصیل بہت کچھہ کی تھی۔ دوسرے شیخ علی متقی کے ساتھہ شیخ ابوالحسن بکری شافعی مصری کی ملازمت مین اور نیز دیگر دالاسند محدثین کی ملازمت مین حاضر ہو کر احادیث کی تصحیح کی۔ اور عالی درجہ کی سندین لی تہین۔ لہذا یہ دونون بزرگوار شیخین مکی کے لقب سے مشہور تھے۔ بالآخر گجرات مین آکر دونون نے احمدآباد مین مکان قیام تجویز کر لیا تھا۔ لیکن شیخ عبد اللہ کو حجاز کی طرف پہر لوٹ جانے کی توفیق ہوئی۔ اور ہجری سنہ نوسو چوراسی مین مدینہ معظمہ کے اندر اُخروی خوابگاہ اختیار کی۔

یاد سید عطا محمدؒ

آپ کا لقب علاء الدین ہے۔ صحیح النسب سادات۔ اور سلسلہ قادریہ کے عالی مرتبہ مشائخ مین سے ہین۔ احمد آباد گجرات مین ریاضت اور عبادت کے لئے۔ ایک حجرہ تجویز کر لیا تھا۔ ہجری سنہ نوسو اکتالیس تھا۔ کہ جنت آشیانی ہمایون شاہ نے جب صوبہ گجرات فتح فرمایا۔ تو سلطان بہادر ابن مظفر گجراتی شکست کہا کر جزائر کے سواحل کی طرف بھاگا۔ اُس وقت سید نے بھی بہادر کے لشکر کے ہمراہ ہجرت کی تقدیری کرشمہ سے۔ دریا کے ایک ساحل پر اسیر فرنگ ہو گئے۔ اور جب وہان سے رہائی ملی۔ تو حرمین محترمین

زادھا اللہ شرفاً کے طواف سے سعادت حاصل کی - پھر وہان سے تھوڑی سی ہی مدت مین قدیمی وطن کی طرف بازگشت فرمائی - آپ کے حالات کا بیان کسی قدر اِس طرح پر ہے کہ ایام سال کا اکثر حصہ روزہ مین گزرتا تھا - روزہ کے اندر افطار کا سبب ضیافت کے سوا اور کوئی نہین ہوتا تھا - آپ کا رات کا کھانا صرف ایک پیالہ شوربا سے باقلا - اور ایک پیالہ دودہ ملا ہوا قہوہ تھا - دونون پیالون کا وزن پانچ چھ چمچہ سے زیادہ نہین ہوتا تھا چشتیہ - سہروردیہ - مغربیہ - اور بخاریہ خانوادہ سے ہی اجازت - خلافت اور ارشاد کا خرقہ ملا تھا - عربی شعر شیخ ابن فارض مصری کی روش پر کہا کرتے تھے - اعجوبۃ الزمان - اور نادرۃ الدوران - یہ دو دیوان آپ کے - ارباب سخن مین مشہور ہین - ماہ ربیع الاول ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین اُخروی سفر فرمایا - آپ کی قبر اُسی خانقاہ مین بنائی گئی - جس مین رہتے تھے - پانچ بیٹے اور تین خلیفہ چھوڑے - سب رشید تھے - اولین فرزند سجادہ نشین تھے - سید عبدالرزاق نام اور ابوبکر کنیت تھی دوسرے فرزند سید نصیر نام اور ابو صالح کنیت تھی تیسرے فرزند سید محمد - چوتھے فرزند سید علی - اور پانچوین سید احمد تھے - اولین خلیفہ شیخ بہاءالدین - دوسرے خلیفہ شیخ محمد - اور تیسرے خلیفہ شیخ ابراہیم تھے - یہ تمام اولاد اور خلفا - رہنمائی کی مسند پر ظاہری و باطنی کمالات - دینی و دنیوی سعادت - اور علمی وعملی شرف سے آراستہ اور پیراستہ تھے - اور زمانہ کے مشائخ اور اولیا کے حلقہ مین کامل طور پر امتیاز رکھتے تھے -

یاد شیخ کلیم الدین موسی گجراتی

آپ نامور علما مین سے ہین - تقریر اور تحریر مین فصیح زبان اور شیرین قلم تھے - کئی طرح کی عبادات مین اپنی اوقات منضبط رکھتے تھے - شمس عالم اور قمر عالم آپ کے فرزندانِ رشید ہین - یہ دونون صاحب اسرارِ حقانی انوار اور ربانی تجلیات کے مظہر تھے - ان تینون اصحاب کی خوابگاہ احمد آباد مین ہے -

یاد شیخ نصیر جمال

آپ کی خوابگاہ نوساری مین ہے - جو گجرات کے پرگنات مین سے ہے - آپ شیخ الشیوخ سہروردی کی پاک نسل سے ہین اپنے زمانہ کے قطب تھے - بہت سے لوگ آپ کی ہدایت سے کمال کے درجہ کو پہونچے -

یاد شیخ شریف محمد

آپ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین منڈو (مانڈو) مین تہے۔ تصوف کا آغاز۔ علم کی تحصیل۔ جواہر خمسہ کا عمل۔ دعوات کی استجازۃ۔ اذکار کی سند۔ اور اشغال ورشتہ الحق کی تعلیم۔ یہ تمام کام آپنے شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین کئے تہے۔ جو راقم گلزار کے مربی ہین شیخ نصیر جمال کی نسل مین سے ہین۔ کشایش (کشف ہونے) کے بعد چند روز آپنے قصبہ دیواس مالوہ کے کوہسار مین ریاضت کی۔ اور یہان سے حضرت غوث الاولیا کی زیارت کے واسطے گوالیار کو گئے۔ گوالیار ہوکر شیخ عبد اللہ سجادہ نشین کی خدمت سے اور شیخ ضیاء اللہ۔ اور نیز یہان کے دیگر مشایخ کی خدمت سے فیض حاصل کیا۔ پہر یہان سے دہلی کی سیر کے واسطے روانہ ہوئے۔ دہلی مین اہل دہلی کے قلوب اور قبور کی زیارت کی۔ پہر گجرات کو لوٹ آئے۔ اب اپنے آبائے کرام کے وطن مین۔ چراغ معرفت روشن کرکے۔ گوشہ گزین ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ تک خبر ملی ہے۔ کہ مسند حیات پر بیٹھے ہوئے تہے۔ خدا کرے۔ عمر دراز ہو۔

این ترانہ در پردہ شکر گزاری ست

الحمد للہ المعین علی اتمام ما اراد ظہورہ فی الازل منا کہ چارون صدیون کے بیدار دل اصحاب جو اخروی خوابگاہ کے تہخانون مین آسودہ ہین۔ اِن کے موحدانہ حالات کے لکہنے سے فراغت ہوئی اور جو شب زندہ داران خلافت ظاہری زندگانی کے دالان مین تلقین وارشاد کی انجمن۔ ان ایام مین گرم رکہتے ہین۔ اُن کے بابرکت حالات لکہنے کے واسطے ایزدی تجلیات کے دربار سے مجکو شروع کرنے کی توفیق ملی اعلموا ایہا الجالسون علی بساط القرب والحجوب کہ یہ بات کسی اہل دانش کے یقین مین نہین آتی ہے۔ کہ ارباب سیر و تاریخ۔ اصحاب تذکرہ و تبصرہ۔ اور اہل انساب و اسماء رجال۔ اس امر کا شکر کیون کر ادا کرین کہ محیی علی الاطلاق نے اُن کے خامہ تصنیف کے ذریعہ نفس کتابت مین کرامت کے طور پر عادۃً احیاء اموات اور ابقاء نسل انسانی کی وہ خاصیت عطا فرمائی ہے۔ جو نطق کے ذریعہ سے انفاس مسیحائی کو بطور معجزہ عطا فرمائی تہی۔ یا یون کہئے۔ وہ خاصیت رعایت و شفقت کے طور پر نفس رحمانی کے ساتھہ

مخصوص ہے اور لہ مَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَ النَّاسَ جَمِیْعًا کے ثواب کا خلعت مصنفین کو پہنا کر کافی امتیاز بخشا ہے۔

اس مین شک نہین۔ کہ طبیعت اور فطرت کے اہل حقیقت اور صاحب طریقت گروہ نے عالم ارواح اور عالم اجسام کی رموز دانی کے دریا مین جو اپنے ادراک کا جال ڈالا ہے۔ اِس تلاش سے اُن کی غرض سوا اس کے نہین ہے۔ کہ عالم شہادت اور عالم ترکیب کے بیابانی شکار کے بارہ مین تو حلال وحرام۔ اور منع و اجازت کی نسبت کہین اختلاف اور کہین اتفاق ہے۔ لہذا اپنی فرصت کا وقت اس شکار کے کام مین صرف نہین کرنا چاہیے۔ تاکہ روز پرسش کی کشاکش سے۔ جواب دہی کی کش مکش مین گرفتار نہ ہونا پڑے۔ بلکہ بجاے اِس کے فنا اور استغراق کے دریا مین مراقبہ کو شکار کا موقع دیا جاوے۔ اور کشف اور عین الیقین کے ذریعہ سے مرکبات اور مجردات کے حقائق کو شکار کر کے حقیقۃ الحقائق کے دستارخوان پر **الاکل علی ملک المبیح** کے فتوی کے بموجب اپنے لئے مباح کیا جاوے۔ تاکہ فرقانی بطون کی عرفانی مجلس مین آیۃ ۵۲ اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ کے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو۔

قیل المراد من البحر الفناء فی الله ومن الصید حقائق الموجودات ومراکز الکائنات۔ کما قال بعض المحققین فی تفسیرہ حکم البحر خلاف حکم البر فاذا غرق العبد فی بحر الحقائق سقط حکمہ فصید البحر مباح لہ لانہ اذا غرق صار محوا فما الیہ ولیس بہ ولا منہ اذ ھو محو والله غالب علی امرہ۔

کہا گیا ہے۔ کہ بحر سے مراد فنا فی اللہ اور صید سے مراد موجودات کی حقیقتین اور کائنات کے مرکز ہین۔ جیسا کہ بعض محققین نے اِس آیۃ کی تفسیر مین فرمایا ہے بحر کا حکم بر (جنگل) کے حکم کے خلاف ہوتا ہے۔ جب بندہ حقائق کے دریاؤن مین غرق ہوا۔ تو حکم بری اُس پر سے ساقط ہوگیا۔ اور اس وقت مین دریا کا صید اُس کے واسطے مباح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بندہ جب غرق ہوگیا تو وہ محو ہوگیا۔ پس کوئی بات نہ اُس کی طرف ہے نہ اس کے ساتھ ہے۔ اور نہ اُس کی طرف سے ہی کیونکہ وہ تو محو ہے اور اللہ جل شانہ اپنے حکم پر غالب اور قادر ہے۔

لہ جس نے مرتے کو بچایا۔ تو گویا اُس نے تمام آدمیون کو بچا لیا ۱۲ ۵۲ دریائی شکار تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے ۱۲

اس بنیاد پر اعتقاد اور اخلاص کی منزلون کے رہنے والون اور چلنے والون کے حال وقال کے مناسب یہ ہے - کہ اس جماعت کے جس حال اور قال کو اپنے ادراک کی ترازو سے صحیح صحیح وزن نہ کرسکین - یا جس حال وقال کو اپنے حوصلہ کے ظرف مین نہ لاسکین - اُس حال وقال کی تحقیق اور تصحیح سے متعرض نہ ہون - کیونکہ جس شے کو اس جماعت نے آفتاب کشف کی روشنی مین پایا ہے اُس کو یہ لوگ چراغ عقل کے پرتو سے نہین دیکھ سکتے ہین - لراقمہ

از فروغ شمع شب را روز نتوان ساختن	از خرد جان را جہان افروز نتوان ساختن

یا ایہا الذین امنوا لا تسئلوا
عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم قال
بعض المحققین فی تفسیرہ اذا اسبل
علیکم ستر اللطف فلا تتعرضوا
للعلم بما اخفی علیکم فیتنغص
بالتجسس علیکم عیشکم ویقال
لا تتعرضوا للوقوف علی محل الاکابر
فلا یستوجبون ذلک فیسوءکم
تقاصر رتبتکم -

مسلمانو! بہت باتین (کرید کرید کر) نہ پوچھا کرو - کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائین تو تم کو بُری لگین - اس آیۃ کی تفسیر مین بعض محققین نے فرمایا ہے - جب تمہاری آنکھون پر (مصلحۃً کسی امر کے مخفی رکھنے کے واسطے) مہربانی کا پردہ ڈال دیا جاوے تو جو امر تمہارے اوپر مخفی رکھا گیا ہے - اُس پر علم حاصل کرنے کے درپے نہ ہو - کیونکہ اس تلاش سے تمہارے اوپر تمہارا عیش منغص ہو جاوے گا - اور بعض کا قول یہ ہی کہ تم اکابر کے مقامات پر وقوف حاصل کرنے کے درپے نہ ہو - کیونکہ اکابر یہ علم تم کو دنیا (اپنے اوپر) واجب نہین سمجھین گے - اور پھر تم کو اپنے مراتب کی کمی بُری معلوم ہوگی -

پس یہی بہتر ہے - کہ اصحاب دعوت اس کتابی کہف (غار) کے اندر عبارت کی قیلولہ گاہ مین بے اعتبار اغیار کی نظر سے اپنے تئین پوشیدہ رکھین - اور حقائق ومعارف بیان کرنے کے مقام پر بظاہر تحت رحمت کے سونے والون کی طرح سے خاموشی - اور باطن مین محفل زندگانی کے مسند نشینون کی مانند گویائی اختیار کرین - تاکہ ان کی رہنمائی کی ہمیشہ رہنی والی بہار - طالب افسردہ دلون کی زمین استعداد سے مل کر اُس زمین کو الرضوان عنہم وعنہ کا باغ بنا دیوے - الی یوم الوقت المعلوم -

یاد شیخ عیسیٰ ابن شیخ قاسم سندہی

جب آپ کی عقیدت کے آفتاب سے وحدت کی شعاعین نکلین - مقبولیت کے چاند مین معائنہ

کا اقتباس ہو- مراقبہ مشاہدہ کے جہان کو حاوی ہو- ہمت کا سایہ دار درخت - بدنصیب درویشون کے سرون پر چتر کا کام کرے- ہنگام ارادت آپ کی دست بوسی - ایزدی عرفان کا سرمایہ بخشنے - تلقین کی گوہرفشان زبان - الٰہی وجدان کے خزانہ کا راستہ دکھا دے - ایک لحظہ کی باطنی توجہ ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم ارواح) کے کام بنا دے- اور آپ کی کشادہ پیشانی کا شیوہ - ربانی لوگون کی دل ربائی کرے- تو کیونکر کہا جا سکتا ہے- کہ آپ کے وجود کا باغ صرف علوم اور فضائل کی بہار سے سرسبز ہے- بلکہ یون کہنا نہایت موزون ہے کہ آپ کا فیض رسان وجود تمام عقول اور کل علوم کے چمنستان کا نوروز ہے - مدظلہ العالی آپ شیخ لشکر محمد عارف کے مرید اور خلیفہ ہین - اگر تصوف کے شہرستان کو شیخ لشکر محمد عارف کی بصیرت کا قدم فرسودہ کوچہ اور سلوک کے سنسان جنگل کو صاحب ممدوح کی دانش کے قدمون سے کہندی ہوئی گھاٹی کہا جاوے تو ناموزون نہ ہوگا قدس سرہٗ-

شیخ علیسی کی زادبوم ایرچ پور دارالسلطنۃ صوبہ برار رہے - ایک روز آپ نے فرمایا-

جن ایام مین میری مان مجھسے امیدوار تہین - اُن ایام مین پدر بزرگوار کے اُستاد نے خواب دیکہا - حضرت سلیمان علیہ السلام میرے گھر تشریف لائے ہین - انہین ایام کے قریب قریب میری مان نے یہ خواب دیکہا - کہ مولانا یونس ہمارے گھر آئے ہوئے ہین جو ایک عالم متبحر اور درویش مستغرق تہے - ان ایام مین پدر بزرگوار ایک گانون کو گئے ہوئے تہے - جو ایرچ پور کے نزدیک ہی ہے - والدہ ماجدہ نے علی الصباح عمی واستادی شیخ طاہر محدث کی خدمت مین حاضر ہوکر یہ واقعہ خواب کا عرض کیا - عم مکرم نے فرمایا - تمہارے اس شکم سے ایک فرزند پیدا ہوگا جس کو دونون جہان کی ریاستین نصیب ہونگی بالآخر عم مکرم کے موثر انفاس کے فیض سے روز یکشنبہ تاریخ پانچوین ذی حجہ ہجری سنہ نوسو باسٹہ یا ترسیٹہہ کو عنصری تصویر خانہ مین میر انقش نمودار ہوا - عم مکرم نے تمنّا اپنے عم کے ہم نام میرا نام علیسی رکہا - عم مکرم کے عم محترم - دونون جہان کے فضائل اور کمالات سے آراستہ - قرآن کے حفظ اور قراۃ کے ساتہہ نامور - اور سخاوت دادوت مین شہرۂ روزگار رہتے - اس کے بعد پدر بزرگوار - اُس موضع سے لوٹ کر آئے کہ جس موضع کو گئے ہوئے تہے - تو انہون نے اپنے اُستاد کی خواب کی بنیاد پر یہ چاہا-

کہ میرا نام سلیمان رکھیں لیکن بڑے بھائی کی بزرگی اور ادب کے لحاظ نے باز رکھا۔ بہر تاریخ پانچویں محرم ہجری سنہ نوسو اکیاسی کو پدر بزرگوار کا سایہ میرے سر پر سے اُٹھ گیا۔ اسی سال اپنے عم مکرم رحمہ اللہ کے ہمراہ سامان اقامت اٹھا کر برہان پور خاندیس میں چلا آیا۔ اور ہم دونوں نے یہیں مکان تجویز کر لیا۔ ہجری سنہ نوسو پچاسی تھا۔ کہ رہنما پیر کی تلاش کے واسطے۔ جو معرفت کی آباد اور بافروغ بستی میں پہونچا دیوے۔ سیاحی کی شورش نے دل کے اندر سے پانوں باہر نکالا جب مکان سے نکل کر مسافرت کے راستہ میں چل کھڑا ہوا۔ تو دوسری منزل پر قصبہ کولو واقع ہوا۔ اِس کے قریب پہونچکر یہ تلاش ہوئی۔ کہ منزل پر جلد پہونچکر کسی عزیز آشنا کا مہمان ہونا چاہیے۔ یہ خیال دل میں استحکام کے ساتھ قایم ہوا۔ اور اس اندلیشہ سے خاطر میں ایک قسم کی شگفتگی تھی۔ ایکبارگی ایک گھاٹی میں راہ بھول گیا۔ کوہستان اور بیابان میں بہت کچھ سرگردانی اُٹھائی۔ اتنے میں دور سے ایک ویران دیہ نظر آیا۔ میں سمجھا۔ کہ پھٹے پُرانے کپڑے جو پاس ہیں۔ یہ بھی لٹ جاوینگے۔ یہ خیال کرتے ہوئے فقیر اور رفیق دونوں شکستہ دل اور دعا کنان پانی کی تلاش میں گانون کے کنارہ پہونچے ویرانہ کے گوشہ میں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے ہم درویشوں کو دیکھا۔ اور دوستی دلجوئی۔ فروتنی۔ اور خوش دلی کے ساتھ گانون کے اندر لے گئے۔ اور جو کچھ اُن سے ہوسکا۔ پرستاری میں کوتاہی نہیں کی۔ اس کے بعد آیندہ منزل کے واقعات بھی اسی روز کی طرح پیش آئے۔ یہ دو قوی ثبوت دیکھکر توکل کا خیال دل میں پیدا ہوگیا۔

القصہ جب میں اجمین مالوہ میں پہونچا۔ تو شیخ عبدالکریم ابن شیخ راجے محمد قادری علیہ کی خانقاہ میں اُترا۔ اُن ایام میں مالوہ کی جاگیردار اور امیران اعظم ایک اہم کام کے واسطے شہر کی حدود میں خیمے لگا لگا کر ایک جگہہ جمع ہوئے تھے۔ شہر کے مشایخ اور عالموں نے چاہا کہ میری ملاقات اِن اصحاب سے کرا دیں اور میرے علم۔ پرہیز۔ فقر۔ اور قناعت غرض کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی خوشنودی کے واسطے عرق پیشانی سے فراہم کیا ہے۔ اُسکو قلیل المقدار تنخواہ کے عوض بیچ دیں۔ سبحان اللہ

راقم گلزار بھی اُن ایام میں وہاں موجود تھا۔ آپ کے دیدار سے بہرہ یاب ہوا تھا۔ اور بھیجنے والوں کے

خلاف راے دی تہی - چونکہ لوگون کے قرارداد کو آپ کے الہام پذیر ضمیر نے پسند نہین کیا - لہذا دوسرے روز پیغام کے ذریعہ سے سب کو رخصت کر کے - سارنگ پور کا راستہ لے لیا - آپ کہتے تہے -

تجب مین سارنگ پور پہونچا - تو شیخ عبدالملک شطاری کی ملازمت مین حاضر ہوا شیخ عبدالملک شطاری شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے خلیفہ تہے - اور سالک تہے - مگر اہل توحید وتحقیق - بہت کچہ مہربانی فرمائی - اور معرفت کی باتین تعلیم کین - میرا ایک رفیق تہا - جس کا دست راست کار آمد نہ تہا - کج تہا جب کہانا سامنے آیا - تو اُسنے بایان ہاتہ خرقہ کے اندر سے نکالا - اور مذاق سے کہا - روایت کے بموجب عیسیٰ کے ساتہ اندہا شخص ہونا چاہیے - نہ کج ہاتہ والا - تہوڑی دیر اسی قسم کی باتون سے دل بہلتا رہا - پہر جب مین گوالیار کو گیا - تو یہ چاہا - کہ الٰہی مجذوب سید کہور حسینی کی قبر پر جاؤن - فوراً دل مین یہ بات آئی - کہ جب تک حضرت غوث الاولیا کے روضہ کی آستانہ بوسی سے سعادت حاصل نہ کرلون گا - تب تک کسی دوسری جگہہ نہین جاؤن گا - جب مین قبلہ خدا پرستان حضرت غوث الاولیا کے حظیرہ مین پہونچا - تو دل مین آرام اور بصیرت پیدا ہو کر کچہ ایسا جما - کہ ہمیشہ فاتحہ کو حضرت غوث الاولیا کی روح پر فتوح کا تحفہ کرتا رہتا ہون - پہر گوالیار سے روانہ ہو کر دار السلطنتہ آگرہ مین آیا - یہان پر قاضی جلال الدین ملتانی علمی مدرسہ کے اُستاد اور خانقاہ کے صوفی تہے - اِن سے ملا - انہون نے اول ہی - رئیس المحدثین عمی شیخ طاہر کے حالات دریافت فرمائے - مینے جواب مین مانڈو کی کیفیت بیان کی - اُس وقت مولانا ابوبکر عطار اللہ - اور حکیم اسحق لاہوری بیٹہے تہے - اُنہون نے کہا - یہ مہمان شیخ طاہر کے بہائی کا بیٹا ہے - بہت خوش ہوئے - اور بہت دلجوئی کی - مینے چند روز گران کہائی پر چند تارکان دنیا کے ساتہ بسر کئے - ہر روز کسی قدر نقد ہاتہ آجاتا تھا - اور شکم پروری کے شایان ہوجاتا تہا - یہ دیکہکر دل مین خدشہ پیدا ہوا - شاید میری درویشی - ایزدی درگاہ مین قبول نہین ہوئی - جو ہر روز تونگرانہ - سیری کے ساتہ گذرتی ہے - اس اندیشہ پر مین ویلانہ آزمایا گیا - اس آزمائش مین ظاہر ہوا - کہ اس طرح کا توکل بہی شرک خفی ہے - اور قوت القلوب مین جو التوکل ہو الفراد[۱] عن التوکل کا بیان ہے - وہ یہین سے ہے - جب اس تفنیہ

[۱] زکم - زکا - سے ساگتا ہے ۱۲

من بھی خوب اندیشہ کیا گیا - تو تسلسل کی صورت معلوم ہوئی - پس حیرت ہوئی - کہ توکل کیا چیز ہے - بحکم الٰہی - نفس ملہم نے آگاہ کیا - کہ اسم قوی اور متین کی اُس تجلی کو توکل کہتے ہین - جو سالک کے دل پر پڑے - یعنی جب تک درویش کا دل ان دونون بزرگوار اسمون کا تجلی گاہ نہین ہو جاتا ہے - تب تک اوسکو متوکل نہین کہتے ہین - اور یہ توکل - توحید حق اور فناے خلق کے معنی مین ہے - قصہ کوتاہ مینے برہان پور کو بازگشت کی - یہان آکر ایک حسین منظر کے حسن پر دل مائل ہوا - اور محویت کی نوبت یہان تک پہونچی - کہ کتاب پڑہنے کے وقت صحیفون کے حروف اور خطوط سے - نام محبوب کے نقش کے سوا - کچھہ نظر مین یا اندیشہ مین نہین آتا تھا - اور نماز کی محراب مین محبوب کی صورت نے صنم ہونے کی شان اختیار کی - بلکہ اور اکات اور حواس اپنے مدرکات سے بیکار ہو کر محبوب کے سوا کچھہ معلوم نہین کر سکتے تھے - قوۃ ذائقہ - پانی کو دودہ سے جدا نہین کر سکتی تھی - اور کان - نغمہ کو نوحہ سے علیحدہ نہین پہچانتے تھے - میرے سودا کی کسی قدر کیفیت استادی عم مکرم کو معلوم ہوئی - تو فرمایا - ایسی استعداد والا اگر رسمی علم کی طلب چہوڑ کر ایزد شناسی کے دامن سے لٹک جاوے - تو سب سے زیادہ جلدی مقصد مین کامیاب ہو جاوے - بالجملہ چونکہ محبوب کی صورت نظر کے سامنے سے بالخصوص نماز کے اندر - تغافل کرنے اور لاحول پڑہنے پر بھی دور نہین ہوئی - اور مینے اِس بات کو ازروے شریعت ناروا جانا - لہذا شیخ لشکر محمد عارف شطاری قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اصلیت گزارش بیان کی - ان ایام مین طالبان ہدایت کی عنان شیخ لشکر محمد عارف کے دست رہنمائی مین تھی - شیخ لشکر محمد عارف نے فرمایا - تین روز روزہ رکھو - اور چوتھے روز تلقین ذکر لو - ذکر کے نور سے - یہ وسواس نیستی کی طرف کوچ کر جاوینگے - چنانچہ مینے ایسا ہی کیا - ہنوز تیسرا روزہ افطار نہین کرنے پایا تھا - کہ میرا دل اُس تعلق سے یکبارگی ہٹا - اور تلقین کے روز دل کے اوپر ذکر نے ایسی جگہہ پکڑی کہ گھر کی طرف واپس آنے کے وقت بازار کے چراغون سے اللہ جل شانہ کے نام کے سوا کچھہ بھی نظر نہین آیا - اور اربعین چلہ کے آغاز مین تمام بدنی اعضا سے بلکہ ہر ایک بال کی جڑ سے

ذکر مذکور مینے گوشِ خیال سے سن لیا - اِسی چلہ کے انجام مین توحید کا تخم - زمین دل پر بکھیرا گیا - اور دوسرے چلہ کی بہار سے گلستان بنا دیا گیا - اب مین اُسی گلستان سے بے شمار پہول - تصنیف اور تلقین کے ذریعہ سے - دوستان حال واستقبال کے واسطے ذخیرہ کرتا ہون"

ایک روز یاد کر کے آپ فرماتے تہے -

"رمضان کا مہینا اور ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ تہا - ایک رات اعتکاف کے اندر مجہ معتکف سراپا عبودیت کی خاطر مین یہ بات آئی - کہ اِس وقت مین تمام اصحاب کو جمعیت اور حضور حاصل ہے - اور حصن حصین کی حدیث مین لکہا ہے - کہ رقت قلب کا وقت دعا کی قبولیت کا محل ہے - لہذا مجکو دعا کا ہاتہ قبولیت کی امید پر اُٹہانا چاہیئے - ہنوز یہ خیال نفس ناطقہ سے آگے بڑہکر زبان تک نہین آنے پایا تہا کہ مینے حق سبحانہ تعالیٰ کو اُن تمام مظاہر سے آشکارا دیکہہ لیا جو نظر آتے تہے مع ذلک سوال کا خیال اِس بنیاد پر دل سے دور نہین ہوا - کہ مرتبہ عبودیۃ اسی صورت مین ثابت ہوتا ہے -

انما یسال العبد امتثالا للامر الذی وقع فی قولہ تعالےٰ اُدْعُونِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ[۱] فالعبد المحض للہ سبحانہ من ہو لیس فیہ شوب ربوبیۃ وشائبۃ رغبۃ لامر سواہ ولیس لھذا الداعی ھمۃ ورسم متعلقۃ فیما سال فیہ من مسئول معین وغیر معین وانما ھمتہ مصروفۃ الی الامتثال فقط غیر متجاوزۃ

بندہ دعا صرف تعمیل حکم کے واسطے کرتا ہے جو اللہ جل شانہ کے قول ادعونی استجب لکم مین واقع ہوا ہے - کیونکہ خالص اللہ جل شانہ کا بندہ وہی ہوسکتا ہے - جس مین ربوبیتہ کا لگاؤ - اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کسی اور شے کے ساتہہ پہناؤ نہ ہو - مذکورہ بالا سائل کا قصد اور ارادہ اُس شے کے متعلق نہین ہوتا ہے - کہ جس کے بارہ مین اُس کا سوال ہوتا ہے - خواہ وہ مسئول معین ہو - یا غیر معین ہو بلکہ سائل کا قصد تمام و کمال صرف تعمیل حکم کی طرف متوجہ

[۱] - ہم سے دعا مانگتے رہو - ہم تمہاری دعا قبول کرینگے -

الی مطلوب سواہ فانہ لا یجوز
ان یکون مطلوبا لان من شان المطلوب
ان یکون موجودا فی نفس الامر
ومفقودا عند الطالب باعتبارہ
والغیر وما سواہ معدوم فی
نفسہ فلا یکون من شانہ
ان یطلب فلا ینبغی ان یطلب احد احدا
سواہ فاذا اقتضی الحال السوال اللفظی سال
عبودیۃ واذا اقتضی التفویض و
السکوت عن الدعاء سکت عنہ

فسنح هذا المرجو فی صورۃ التمیز
علی خاطری عند تخیل السوال معًا
الیست الموجودات یمکن ان تتصف
بالرحمۃ الرحیمیۃ کما اتصفت بالرحمۃ
الرحمانیہ علی مقتضی رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ
کُلَّ شَیْءٍ لان الشیئ اذا اتصف بالرحمۃ
الرحمانیۃ التی هی عبارۃ عن نفس الرحمن
وهو تجلی الوجود الواجب تعالی
فلا یلیق ابتلاءہ بالقهر والعذاب
لان صفۃ الرحمۃ ثابتۃ للحق
سبحانہ بالذات وبالقصد
وصفۃ القهر بالعرض وبالتبع

ہوتا ہے - اور اللہ جل شانہ کے سوا کسی دیگر مطلوب کی طرف
متجاوز نہین ہوتا کیونکہ غیر اللہ کا مطلوب بنانا جائز نہین ہے
کس واسطے کہ شان مطلوب یہ ہے - کہ وہ نفس الامر مین ضرور
موجود ہو - مگر طالب کے نزدیک اُس کے اعتبار سے مفقود ہو
اور غیر اللہ اور ماسوائے اللہ فی نفسہ
معدوم ہین - لہذا اُن کی شان مین یہ بات داخل نہین ہے
کہ مطلوب بنائے جاوین - پس ہرگز یہ بات سزاوار نہین ہے - کہ
کوئی شخص بھی اللہ جل شانہ کے سوا کسی اور شے کو مطلوب بناوے
اس صورت مین اگر حال - لفظی سوال کا مقتضی ہو - تو
عبودیۃ کی راہ سے سوال کرے - اور اگر حال تفویض اور سکوت
عن الدعاء کا مقتضی ہو - تو دعا سے سکوت کرے -

پھر معًا خیال سوال کے ساتھہ ہی تمیز و
تفریق کے طور پر میرے دل مین یہ سوال پیدا ہوا
کہ اگرچہ تمام موجودات بمقتضائے رحمتی وسعت کل شئے
رحمۃ رحمانیہ کے ساتھہ متصف ہین - اور دلیل اس کی
یہ ہے - کہ جب کوئی شے رحمۃ رحمانیہ کے ساتھہ متصف ہو چکی
جو عبارت نفس رحمن سے ہے - اور نفس رحمانی بعینہ وجود واجب
تعالی کی تجلی ہے - تو پھر یہ بات کب موزون ہے کہ وہی شے قہر اور
عذاب مین مبتلا ہو - لیکن کیا یہ ممکن نہین ہے - کہ موجودات جس طرح
رحمۃ رحمانیہ کے ساتھہ متصف ہوئی ہین - اسی طرح وہ
رحمۃ رحیمیہ کے ساتھہ بھی متصف ہوئی ہون - کیونکہ
حق سبحانہ کے واسطے صفۃ رحمۃ بالذات اور بالقصد
ثابت ہے اور صفت قہر بالعرض اور بالتبع -

ﮯ ہماری رحمت داہل و نا اہل سب چیزون کو شامل ہے ۱۲

وعلی ھذا ما قال البیضاوی فی قولہ تعالے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۵ وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ لیمتنع الترديد[1] والتعليق بان تمت كلمة ربك بالحسنى

اور اسی اصول پر مبنی ہے۔ جو قاضی بیضاوی نے فرمایا ہے اللہ جل شانہ کے قول پاک ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم کی تفسیر میں وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید (ترجمہ) یعنی شرک کا نہ بخشنا مقتضائے وعید ہے۔ اس بیان میں بذاتہ کوئی تناقض نہیں ہے۔ کہ جس کی وجہ سے تردید[2] اور کلمات تمت كلمة ربك بالحسنى کے ساتھ تعلیق ممتنع ہو۔

آپ کی تصنیفات کا شمار یہ ہے (۱) روضۃ الحسنی (۲) اور عین المعانی یہ دونوں رسالے اسمائے الٰہی کی شرح ہیں۔ اول اول ہے۔ اور ثانی کا ثانی نہیں ہے۔ (۳) انوار الاسرار۔ قرآنی تاویلات کے بارہ میں دوسری ذی تاویل اور حقائق نما تفسیروں پر نظر کر کے ثانی نقش ہے جس کو آپ کی فطرت کے نقاش نے معانی کے بدیع نگار قلم سے لکھکر اہل زمانہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ (۴) رسالہ حواس پنجگانہ۔ جس میں آپنے حضرات خمس کے ساتھ مطابقت دی ہے۔ شیخ صدر جہان دہاروال۔ آپ کے برگزیدہ خلفا میں سے ہیں۔ ان کی التماس قبول فرماکر لکھا تھا۔ (۵) حاشیہ بر اشارۂ غریبہ کتاب انسان کامل جو شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہ کی تصنیفات میں سے ہے۔ یہ حاشیہ آپنے اُس وقت تحریر فرمایا تھا۔ کہ جب آپ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے خلیفہ سید احمد دکنی کی شاگردی میں داخل تھے۔ (۶) شرح فارسی بر قصیدہ بردہ (۷) رسالہ قبلۃ المذاہب الاربعہ مع اشارات اہل التصوف (۸) حاشیہ بر شرح ضیائیہ۔ ایک شرح ہے جس کو حقائق آگاہ مولانا عبدالرحمن جامی نے کافیہ پر لکھا تھا۔ اس شرح پر آپنے حاشیہ چڑہایا ہے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے۔ کہ جب آپ اپنے بڑے صاحبزادہ شیخ عبدالستار کو درس دیتے تھے۔ مولانا عبدالغفور اور مولانا عصام الدین کے حاشیوں کے مقابلہ میں بڑی میٹھی میٹھی باتیں لکھی ہیں۔ (۹) فتح محمدی در علوم ما یتعلق بہ التفسیر۔ یہ کتاب شیخ فتح محمد کے واسطے تالیف فرمائی تھی۔ جو آپ کے چھوٹے فرزند

[1] اگر تو اُن کو عذاب دے۔ تو تجھکو اختیار ہے۔ یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو اُن کو معاف کرے۔ تو کوئی تیرا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا کیونکہ بےشک تو (ہی سب پر) غالب (اور) حکمت والا ہے ۱۲ [2] الترديد دائر بين النفي والاثبات ۱۲ [3] (اے پیغمبر) ہمارے پروردگار کے کلمات سب کے سب خوبیوں پر ہی تمام ہوئے ہیں ۱۲۔

ہین (۱۰) تتمیم شرح مائۃ عامل جسکو میر فتح اللہ شیرازی نے آغاز فرمایا تھا۔ مگر زمانہ کی بیوفائی کے سبب سے انجام کو نہین پہونچی تھی۔ اِس کتاب کو آپنے میر سید علی ابن عم قاضی نور اللہ کی آرزو پر التفات فرماکر آغاز کی طرح انجام کو پہونچایا ہے۔ قاضی نور اللہ۔ عرش آستانی اکبر شاہ کے لشکر کے قاضی تھے۔

(۱۱) رسالہ عقود جس کو سب سے زیادہ مختصر عبارت مین لکھا ہے۔ ارباب حدیث گنیتون کا شمار اپنے ہاتھ کی اُنگلیون پر کرتے ہین۔ اس کو عقود کہتے ہین۔ (۱۲) دو رباعی کی دو شرح (۱۳) ترجمہ اسرار الوحی بھی آپ ہی کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ تقدیری کرشمون سے امید ہے۔ کہ ان سرتاپا کشف سے بھرے ہوئے رسالون کے نام سننے والے کو اگر ان کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوگا۔ تو میرے ستایش نما بیان کو لاف وگزاف نہ سمجھے گا۔

اس مین شک نہین۔ اگر تمام معاملہ ذی انصاف گروہ کے ساتھ ہی ہوتا۔ تو کوئی اندیشہ کی بات نہین تھی۔ لیکن کیا کیا جاوے۔ چند غربال منش اور صافی طینت لوگون سے بھی کام پڑنے والا ہے۔ اسواسطے ہر ایک رسالہ مین سے نمونہ کے طور پر ایک ایک نقل تحریر کرتا ہون۔ تاکہ جن اصحاب نے دعوت قبول کرلی ہے۔ وہ میری ستایش نمائی کے خوان پر سے صرف چاشنی چکھ کر نہار منہ نہ اُٹھ جاوین۔

یہ انوار الاسرار کے دیباچہ کی نقل۔ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے مقدس اور بابرکت خداوند کہ تمہید تمام
لک الحمد یا من دعوتہ لطالبیہ	اور اشکال تیرے ہی لئے شایان اور موزون ہین جس ذات والاصفات
الی جمال عزّتہ فاتحۃ لابواب	کی دعوت (طلب) اُس کے جمال عزت کے طالبین کے واسطے
خزائنہ وکان دعوتہ موفورا	اُس کے خزانون کے دروازون کی کنجی ہوسکتی ہے۔ نیز جس کی
	دعوت (طلب) نہایت زیادہ ہے وہ تو ہی ہے۔
ولک الشکر یا من لا وسیلۃ	اور اے کثیر النعم منعم۔ شکر کے جملہ افراد اور انواع تیرے
الی اظہار نعمہ الا السعی	ہی لئے زیبا اور سزاوار ہین جس منعم کی نعمتون کے اظہار کے
بقلبہ ومن کان ساعیا بقلبہ	واسطے سوائے قلبی سعی کے کوئی وسیلہ نہین ہوسکتا ہے بیشک
یری کان سعیہ مشکورا	منعم تو ہی ہے۔ اور یہ مسلم ہے۔ کہ جو شخص دل کے ساتھ ساعی
	ہوتا ہے۔ وہ دیکھ لیتا ہے۔ کہ اس کی سعی مشکور ہوتی ہے۔

وعليك الصلوة والسلام
يا من حقيقته مجمع حقائق
جميع المراتب والمجالى وروحه
منبع العوالم والمعالى و
وجوده لحضرة العوالم رحمة الله للتعالى وكان
كتابه منشورا

اور نامی رود صلوۃ وسلام الٰہی نازل ہو آپ پر اے ذات پاک محمدی۔ جس شخص کی حقیقۃ جملہ مراتب اور مجالی کی حقیقتون کا مجمع۔ جس کی روح پر فتوح۔ عوالم اور معالی کا چشمہ جس کا وجود باجود۔ ظہور عوالم کے واسطے۔ اللہ جل شانہ کی رحمۃ اور جس کی کتاب۔ منشور (واضح) ہے وہ آپ ہی کی ذات عالی درجات ہے۔

وعلى الذين فضلوا بالصحبة
الرفيعة الصورية والمعنوية
وكان صحبتهم به صلعم وعلى
آله مسرورا

اور اُن اصحاب پر بھی صلوۃ وسلام نازل ہو۔ جو صوری اور معنوی رفیع الشان صحبت کے ساتھ فضیلت دیئے گئے ہین۔ جن کی صحبت رسول مقبول صلعم کے ساتھ رہتی تھی۔ اور رسول مقبول صلعم کی اولاد امجاد پر بھی صلوۃ وسلام نازل ہو۔ اور یہ نزول صلوۃ وسلام جملہ آل واصحاب کے مسرور الوقت ہونے کا باعث بنے۔

وبعد فهذه مشاعل
انوار الاسرار فى المشاهد
الابكار للتنوير عيون الفحول
الاحرار عن رقبة التقليد
والاكدار قد لاحت من حضرة
القدير على المذنب الفقير
من غير تامل وكسب بل الهمه الله بعين
عنايته عند الكتابة ومرارا يقول النفس
ايها الفضول الى اين تذهب اتدرى الكتاب
وما الايمان بظاهره وباطنه فنقف
عنده ونقول ما ادرى ما يفعل

بعد حمد وصلوۃ التماس یہ ہے۔ کہ یہ مضامین گویا انوار اسرار کی مشعلین ہین جو دست نارسیدہ محلون مین اُن جوان مردون کی آنکھین منور کرنے کے واسطے رکھی ہوئی ہین۔ جو تقلید اور کدورتون کی قید سے آزاد ہین مذکورہ بالا اسرار جناب باری عز اسمہ کی طرف سے۔ فقیر مذنب پر بغیر تامل اور کوشش کے وارد ہوئے ہین۔ بلکہ یہ کہنا بے محل نہین ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی عین عنایت سے کتابت کے وقت صدر الذکر اسرار کو الہام فرمایا اور ایسی حالت مین الہام فرمایا۔ کہ فقیر مذنب (مین) اپنے نفس سے بار بار کہتا تھا کہ اے بوالفضول کدھر جاتا ہے۔ کیا تو جانتا ہے۔ کہ کتاب کیا ہے۔ اور ظاہر آو باطناً ایمان کیا ہے۔ کہ اُس تک

بی فالہمنی اللہ تعالیٰ فنودیت من
سری - مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا
الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ
نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ - صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۔ لبیان
بعض اسرار الکتاب البشیر النذیر
غیر مبینۃ فیہا اسرار الفصاحۃ و
انوار البلاغۃ ولا مشرحۃ فیہا غرائب
اللغۃ والعربیۃ لما قضت الوطر
من تنبیہ العلماء الواسخون فی الظاہر
ومن قرءہ واولہ علی الباطن ولم
یلتفت الی ظاہرہ اصلاً کاذھب
الی فرعون انہ طغی یراد بہا
ان موسی روحہ وفرعون نفسہ
من غیر ملاحظۃ المعنی الاصلی
الذی لاجلہ نزل فھو باطنی
لبطونہ فی احد معانیہ ومن فسر
علی الظاہر الصرف من غیر ایمان واقرأ
بالاشارات والنکت التی ھی
عین البلاغۃ الی ربہ و محض

پہونچ کر مجکو وقوف حاصل ہوئے" اور نفس مجکو جواب دیتا تھا۔
کہ مین "نہین جانتا۔ میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا" ایسی
حالت مین اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجکو الہام فرمایا۔ یعنی
میرے باطن سے آیۃ کریمہ ماکنت تدری ما الکتاب
ولا الایمان ولکن جعلناہ نوراً نھدی بہ من
نشاء من عبادنا و انک لتھدی الی
صراط مستقیم - صراط اللہ الذی لہ ما فی
السمٰوٰت وما فی الارض الا الی اللہ تصیر الامور
کی ندا مجکو ہوئی - اور یہ ندا اسواسطے ہوئی کہ مین بشارت دینی
والی اور نیز ڈرانے والی کتاب (قرآن کریم) کے ایسے بعض
اسرار بیان کرون جن کے اندر فصاحت کے اسرار اور بلاغت
کے انوار بیان نہ ہون نہ غریبہ اور عربیہ لغات کی تشریح
کی جاوے - کیونکہ یہ ضرورت بڑے بڑے علماے ظاہر
کی کوشش سے پوری ہوچکی ہے - نیز جس شخص نے قرآن
پڑھ کر اُس کی تاویل صرف باطن پر کی - اور ظاہر کی جانب قطعی
ملتفت نہین ہوا - جیسے آیۃ کریمہ اذھب الی فرعون انہ طغی
مین بغیر لحاظ اصلی معنی کے - جس کے واسطے یہ آیۃ کریمہ نازل
ہوئی ہے - یہ معنی مراد لئے جاتے ہین - کہ موسیٰ - روح
انسان ہے - اور فرعون نفس انسان ہے ایسی تاویل
کرنے والا شخص باطنی ہے - کیونکہ وہ منجملہ دو معانی کے
صرف ایک معنی کے اندر گھسا ہے اور جس شخص نے
تفسیر قرآن صرف ظاہر پر کی - اور جو اشارات اور نکات اللہ
جل شانہ کی طرف نگاہ کرکے عین بلاغت - اور نفس انسانی

الفصاحة من نفسه فهو حشوى
خارجي لا يرى من جلال قراءته
الاسرار دفات عزته ولم يظفر
بدخوله فى مجلس وقوفه على
جماله المندرج فيه والمندمج
تحته ومن جمع بينهما فهو العارف
الكامل الواقف بالكتاب وبمراد
نزوله ولذا اكثر ما يذكر
من الاشارات بلعل ويحتمل
لادب ادب الله سبحانه العلماء
الواقفين بجميع مراتب التنزيه
والتشبيه واسأل الله ان
يجعلني ومن سلك طريقي
من الذين ليس للشيطان
عليهم سبيل

کی طرف نظر کر کے محض فصاحت ہین - ان اشارات اور
نکات پر وہ شخص نہ ایمان لایا - نہ اقرار کیا - وہ حشوی خارجی
ہے - کہ جلال قراۃ مین سے صرف پردہاے عزت کے
سوا - کچھہ نہین دیکھہ سکا ہے - اور جو خوبیان قرآن مجید کے
اندر یا اُس کے ذیل مین درج ہین - اُن کی واقفیت کی
مجلس مین داخل نہین ہو سکا ہے اور جس شخص نے
ظاہری اور باطنی دونون معانی جمع کئے - وہی عارف
کامل ہے جو کتاب سے - اور نزول کتاب کی مراد سے
واقف ہے - اسی واسطے جہان کہین اشارات کا ذکر
کیا گیا ہے - لفظ "لعل" کے ساتھہ کیا گیا ہے - اور یہ بھی
ممکن ہے کہ لفظ "لعل" کے ساتھہ ذکر - ادب کے خیال سے
کیا گیا ہو جس کی تعلیم اللہ سبحانہ نے اُن علما کو فرمائی ہے
جو تنزیہ اور تشبیہ کے جمیع مراتب سے واقف ہین -
اور مین اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہون - کہ وہ مجکو اور میرے
پیرو اصحاب کو اُن لوگون کے گروہ مین داخل کر دے -
جن پر شیطان کا زور نہین چل سکتا ہے -

اعوذ بالله المتجلي بصفة
الجمال والجلال من الشيطان
البعد وهو البعد الذى وقع بين
العبد وربه وهما وليس فى
الحقيقة او البعد الموهوم
والخلاء المتوهم فى محل وجود العالم
يعني العالم ظاهر خارج عن حضرة

اعوذ باللہ - مین اللہ تعالیٰ جل شانہ کی پناہ چاہتا ہون
جو جمال اور جلال کی صفت کے ساتھہ آراستہ ہے - من الشیطان
شیطان سے یعنی بعد سے - بُعد سے مراد وہ بُعد ہے جو عبد
اور اُس کے رب کے درمیان مین وہماً واقع ہے - مگر فی الحقیقۃ
کچھہ نہین ہے - یا بعد سے مراد وہ موہوم بعد - اور متوہم
خلا ہے - جو وجود عالم کے محل مین پایا جاتا ہے - یعنی عالم
وہ ظاہری مقام ہے - جو حضرت غیب سے خارج - اور

الغیب المتصل فی الخلاء المتوهم - الرحیم المردود
عن حد الوجود الاصلی فی الحقیقة وان
ظهر بالاعتبارات الوجودیة -
بسم الله ملتبسا باسم الله الذی
تجلی بالاسماء والصفات المقتضیة
لحقائق الاسماء الکونیة بعلم الیقین
یعنی شرعت فی حال التحاق علمی
باسماء الله بالذوق والوجدان
او قل متحققا باسم الله الذی تجلی
بالاسماء الالوهیة والصفات الربانیة
بعین الیقین یعنی شرعت فی حال
تحققی بالاسماء والصفات
بعینی معها - او قل متلبسا باسم
الله الذی تجلی بالنسب الوجوبیة
وللاوصاف الفعلیة بحق الیقین
یعنی شرعت بحال اظهاری وتحقیقی
الاسماء الالهیة الفعلیة علی الحقائق
الکونیة الانفعالیة بالخلافة لا بالاصالة
فان لا قدم للممکن کائنا
ما کان فی الوجوب الذاتی
ولا یکون هذه الا للمکمل
والتی فوقها للکامل والتی
فوقها للواصل المبتدی

متوہم خلا مین نمایان ہے - الرحیم کون یعد جو مردود یعنی وجود
اصلی کی حد سے حقیقۃً باہر ہے - اگرچہ اعتبارات وجودیہ
کی رو سے ظاہر ہے -
بسم اللہ - مین اللہ تعالی شانہ کے نام پر شروع کرتا ہون درانحالیکہ
کہ مین علم الیقین کے ساتھ اللہ پاک کے نام سے متلبس ہوتا ہون
جسنے ایسے اسما اور صفات کے ساتھ تجلی فرمائی ہے - جو اسماے کونیہ
کی حقیقتون کے مقتضی ہین - یعنی مینے ایسی حالت مین شروع
کیا ہے - کہ جس حالت مین میرا علم - آلہی اسما کے ساتھ ذوق
اور وجدان سے ملحق ہوا ہے - یا یون کہیے - مین اللہ جل شانہ
کے نام پر شروع کرتا ہون - درانحالیکہ مین عین الیقین کے
ساتھ اللہ پاک کے نام سے متحقق ہوتا ہون - جسنے اسماے
الوہیہ اور صفات ربانیہ کے ساتھ تجلی فرمائی ہے - یعنی مینے
ایسی حالت مین شروع کیا ہے کہ جس حالت مین میرا عینی
(ذاتی) تحقق اسماے الوہیہ اور صفات ربانیہ کے ساتھ
ہوا ہے - یا یون کہیے - مین اللہ جل شانہ کے نام پر شروع کرتا ہون
درانحالیکہ مین حق الیقین کے ساتھ اللہ پاک کے نام
سے متلبس ہوتا ہون جسنے وجوبی نسبتون اور فعلی اوصاف
کے ساتھ تجلی فرمائی ہے - یعنی مینے ایسی حالت مین شروع
کیا ہے - کہ جس حالت مین اسماے آلہیہ فعلیہ کا فعل -
حقائق - کونیہ انفعالیہ پر بالخلافۃ ظاہر اور تحقیق کرتا ہون
نہ بالاصالۃ کیونکہ ممکن کو خواہ وہ کسی وقت تک رہے
وجوب ذاتی کے اندر قدم نہین ہوسکتا ہے - اور یہ تلبس
بس مکمل کو ہی حاصل ہوتا ہے - اور جو تلبس اس سے

فی العرفان بالاحدیۃ الذاتیۃ

بالاتر ہے - وہ کامل کو حاصل ہوتا ہے - اور جو تلبس اس سے بھی بالاتر ہے - وہ اُس شخص کو حاصل ہوتا ہے - جو واصل ہے - اور اوس نے احدیۃ ذاتیہ کے عرفانی مقام مین قدم رکھنا ابھی ابھی آغاز کیا ہے -

والاسم باصطلاحہم اعنی اھل التصوف لیس ھو اللفظ بل ھو الذات المسمی باعتبار صفۃ وجودیۃ کالعلیم والقدیر او عدمیۃ کالقدوس والسلام واقحام الاسم بین الباء واللہ لرفع الالتباس بالقسم عند اھل الظاھر ولامر آخر وھو المشھور فی کتبھم اما عندی فوجہ الاقحام ان التحقق والتلبس والالتباس والتبرک انما ھی بمرتبۃ الالوھیۃ المقتضیۃ بذاتھا حقائق العالم المعبر عنھا باسم اللہ فاذا لم یقحم توھم ان التحقق وغیرھا بذات اللہ سبحانہ وذات اللہ متعالیۃ من ان ینسب الیہ وصف او یلحقہ حد او یقیدہ رسم فانہ ھو الوجود المطلق والعین البحت ومتبرئۃ من ان یحیط بہ علم

اسم - اُن کی یعنی اہل تصوف کی اصطلاح مین صرف لفظ نہین ہے - بلکہ ذات ہے - جو وجودی صفت کے اعتبار سے مثل علیم اور قدیر کے اور عدمی صفتہ کے اعتبار سے مثل قدوس اور سلام کے نام زد کی جاتی ہے حرف (ب) اور لفظ (اللہ) کے درمیان مین لفظ (اسم) داخل کرنا اہل ظاہر کے نزدیک تو واسطے رفع التباس کے ہے - جو بائے قسم کے ساتھ ہوتا اور نیز ایک اور وجہ سے بھی ہے - جو کتب صوفیہ مین شہرت کے ساتھ مذکور ہے لیکن میرے نزدیک لفظ (اسم) داخل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تحقق - تلبس - التباس اور تبرک جو کچھ بھی ہوتا ہے محض مرتبہ الوہیۃ کے ساتھ ہوتا ہے - جو بذاتہ - حقائق عالم کا مقتضی ہے - اسی کی تعبیر اسم سے کی جاتی ہے - پس اگر لفظ (اسم) داخل نہین کیا جاوے گا - تو وہم پیدا ہوگا - کہ تحقق اور تلبس وغیرہ وغیرہ اللہ سبحانہ کی ذات کے ساتھ ہے - حال آنکہ اللہ جل شانہ کی ذات اِس امر سے عالی ہے کہ اُس کی جانب کسی وصف کی نسبت کی جاوے یا اُس کو کوئی حد لاحق ہو - یا اُس کو کوئی رسم مقید کرے کیونکہ اللہ پاک کی ذات - وجود مطلق اور عین بحت ہے اور حال آنکہ اللہ جل شانہ کی ذات اس امر سے بالاتر ہے - کہ اُس کو

او عقل او کشف ومنزہ من ان
یتوهمه منزه بالاطلاق والاقتضاء
والتعین او یجده مشبه فی جهة
من الجهات تعالی الله عن ذالک
علوًّا کبیرًا وهو اخفی من کل شئ هویّة
وحقیقة واظهر من کل شئ انیّة
وتحققًا وله مراتب باعتبار انبساطه
علی اعیان الممکنات وظهوره بمراتب
الالهیات والکائنات فاول تعین
یتعین منه بذاته فی ذاته هو الوحدة
ثم الوحدة تنقسم بقوسین قوس
الاحدیة وقوس الواحدیة ثم
الواحدیة تتشعب بسهمین ظاهر
الوجود وظاهر العلم والحقیقة
الجامعة بینهما والحد الفاصل
بینهما حقیقة الانسان لا غیر و
من واجبات الاول الوجوب
الذاتی والتاثیر والفعل وغیرها
المسمی بالله وبالاشتراک اللفظی یطلق
لفظة الله علی هذه المرتبة وعلی الوجود
المطلق ایضًا من غیر ملاحظة مفهوم
من المفهومات ومن لوازم الثانی
الاستعداد والقابلیة والانفعال

کوئی علم یا عقل یا کشف احاطہ کر سکے - اور حال آنکہ اللہ جل شانہ
کی ذات اس امر سے پاکیزہ تر ہے - کہ کوئی تنزیہ بیان کرنے والا
شخص - اطلاق اقتضا - اور تعین کے ساتھ اُس کی تنزیہ کرے
یا کوئی تشبیہ بیان کرنے والا شخص منجملہ جہات کے کسی جہت مین
اُس کو محدود کرے اللہ تعالیٰ جل شانہ ان تمام باتون سے بالاتر ہے
نیز وہ ہر ایک شے سے ہُویّۃ اور حقیقۃ کے اعتبار سے
مخفی تر - اور انیّۃ اور تحقق کے اعتبار سے ظاہر تر ہے
اور نیز چونکہ ذات باری عزاسمہ کو اعیان ممکنات پر انبساط
اور مراتب الہیات وکائنات پر ظہور حاصل ہے - اس
اعتبار سے اُس کے کئی درجہ ہین - پس اول تعین جس کے
ذریعہ سے اللہ عزاسمہ بذاتہ اپنی ذات کے اندر متعین ہوتا ہے
وہ وحدۃ ہے - پھر اس کے بعد وحدۃ دو قوسون پر منقسم ہوتی
ہے - ایک قوس احدیۃ ہے - اور دوسری قوس واحدیۃ -
اس کے بعد واحدیۃ کی دو شاخین ہوتی ہین - ایک ظاہر الوجود
اور دوسری ظاہر العلم - ان دونون شاخون کے درمیان مین
حقیقۃ جامعہ یا یون کہئیے - ان دونون کے درمیان مین حد فاصل
بس انسانی حقیقۃ ہے - نہ کچھ اور - اولین قسم کے واجبات
مین وجوب ذاتی - تاثیر - اور فعل وغیرہ وغیرہ داخل ہین - اسی
کا نام اللہ ہے - لفظ اللہ کا اطلاق اس مرتبہ پر تو آتا ہی ہے
مگر لفظی اشتراک کی وجہ سے یہ لفظ وجود مطلق پر بھی بولا جاتا
ہے - بدون ملاحظہ کسی مفہوم کے اور دوسری قسم
کے لوازم مین استعداد - قابلیۃ - انفعال - اور
تاثر وغیرہ وغیرہ شامل ہین - اسی کا نام اصطلاح مین غیر اللہ

والتأثر وغيرها المسمى بالغير والسوى في الاصطلاح ثم المرتبة المؤثرة اذا ظهرت تفصيلاً تسمى رباً.

اور سوی اللہ رکھا گیا ہے - پھر جب موثر درجہ تفصیلاً ظاہر ہوا - تو اُس کا نام رب ہوا -

الرحمن الذي تعين بمراتبه وكمالاته في جميع ممكناته ثم اذا تجلى الواحدية بالاحكام والآثار بالفيض المقدس والنفس الرحماني يسمى رحماناً والنفس الرحماني عبارة عن انبساط وجوده تعالى وامتداده على مراتب ممكناته فكما ان كلمات الانسان عبارة عن انبساط نفسه على مخارجه ويظهر من كل مخرجه بحسب استعداده حروف ثم اذا اجتمعت الحروف يسمى كلمات كذلك النفس الرحماني بسبب مروره وظهوره على مراتب يظهر من كل مرتبة بحسب استعدادها تعينات كلية وجزئية ثم باجتماعها يسمى مرتبة كلية اولية روحاً ومثالاً وشهادة وشخصاً جامعاً وليس لها في الخارج وجود يتميز عن تعيناتها خارجاً كالسلطنة مثلاً فان تعين كل سلطان متعين في السلطنة وليس للسلطنة وجود ممتاز عنه

الرحمٰن جو رحمٰن ہے - یعنی جس نے اپنے مراتب اور کمالات کے ساتھ اپنی جمیع ممکنات مین تعین فرمایا - جاننا چاہیئے کہ جب واحدیۃ نے احکام و آثار کے ذریعہ سے فیض مقدس اور نفس رحمانی کے ساتھ تجلی فرمائی - تو اس وقت مین اُس کا نام رحمٰن رکھا گیا - وجود باری تعالیٰ نے اپنے مراتب ممکنات پر جو انبساط اور امتداد فرمایا ہے - نفس رحمانی اسی سے عبارت ہے جس طرح کلمات انسانی عبارت ہے مخارج حروف پر نفس کے انبساط سے - اور ہر مخرج سے اُس کی استعداد کے موافق حروف ظاہر ہوتے ہین اور پھر جب حروف جمع ہو جاتے ہین - تو اُن کا نام کلمات ہوتا ہے - اسی طرح نفس رحمانی کا حال ہے کہ مراتب ممکنات پر اُس کے مرور اور ظہور سے حسب استعداد ہر ایک مرتبہ سے کلی اور جزئی تعینات ظاہر ہوتے ہین - پھر ان کلی وجزئی تعینات کے جمع ہونے سے مرتبہ کلیہ اولیہ کا نام روح - مثال - شہادۃ یا شخص جامع رکھا جاتا ہے - اور اس مرتبہ کلیہ کا وجود خارج مین نہین ہوتا ہے - جو اپنے تعینات سے باعتبار خارجی وجود ہونے کے متمیز ہو سکے - جیسے مثلاً سلطنت - کہ ہر ایک سلطان کا تعین سلطنت کے اندر ہوتا ہے - اور باینہمہ سلطنت کا اُس سے کوئی علیحدہ وجود نہین -

الرحيم الذي تجلى على المؤمنين

الرحیم - جو رحیم ہے - یعنی جس نے مومنین پر اپنی

برحمتہ الخاصۃ

(الف) باعلامہ ایاہم ہذہ المراتب والمجالی التی ظہرت من کمال الاسماء الالٰہیۃ المقتضیۃ للظہور بانہ ہو سار بکلیۃ فی جمیع مراتبہ ومرایاہ۔

(ب) اوباعلام علم الرجوع عن النفسانیت المذمومۃ الی الحقیقۃ فی مقام العبودیۃ

(ج) اوباعلام ان ہذہ المراتب باسرھا کلھا وجزءھا ساریۃ بالوجود علی الکل باعتبار کل شیٔ فی کل شیٔ او ظاہرۃ فی الشہود فی حقیقۃ الانسان الکامل الممتاز بکمالیتہ عن سائر المکونات۔

(د) اوباعلام ان الانسان الکامل اذا بلغ غایۃ الکمال الممکن فی حق البشر یری ذاتہ مدبرۃ لجمیع العوالم والمراتب ویری اوصافہ سبحانہ اوصاف نفسہ سوی الوجوب الذاتی بمرتبۃ جمع الجمع + وھذا سر لا یجوز کشفہ الا لاھل الکمال البالغ مرتبۃ الرجال

الحمد للہ الذی نور وجود

خاص رحمت سے تجلی فرمائی۔

(الف) یا تو اس طرح پر کہ رحیم نے مومنین کو اُن مراتب اور مجالی سے آگاہ کیا۔ جو اسمائے الٰہیہ کے کمال سے ظہور پذیر ہوئے ہیں اور اسمائے الٰہیہ خود مقتضی ظہور ہیں بایں طور کہ ذات باری تعالیٰ اپنے تمام مراتب اور مرایا میں کلیۃ ساری ہے

(ب) یا اس طرح پر تجلی فرمائی کہ رحیم نے مومنین کو مذموم نفسانیت سے مقام عبودیۃ میں حقیقۃ کی طرف رجوع کرنے کا علم تعلیم کیا۔

(ج) یا اس طرح پر تجلی فرمائی۔ کہ رحیم نے مومنین کو آگاہ کر دیا کہ کلیۃً اور جزئیۃً یہ تمام مراتب وجود کے ساتھ کل کے اندر ساری ہیں۔ اس طور پر کہ ہر ایک شے ہر ایک شے میں ساری ہے یا کلیۃً اور جزئیۃً یہ تمام مراتب انسان کامل کی حقیقۃ میں مشاہدہ کے اندر ظاہر ہیں۔ اور انسان کامل اپنی کمالیتہ کے اعتبار پر تمام کونی اشیا سے ممتاز ہے۔

(د) یا اس طرح پر تجلی فرمائی۔ کہ رحیم نے مومنین کو آگاہ فرمایا۔ کہ جب انسان کامل۔ غایت کمال کو پہونچ جاتا ہے۔ جو حق بشر میں ممکن ہے۔ تو اپنی ذات کو جمیع عوالم اور مراتب کا مدبر دیکھتا ہے۔ نیز اللہ سبحانہ کے اوصاف کو سوائے وجوب ذاتی کے اپنے ذاتی اوصاف دیکھتا ہے مرتبہ جمع الجمع میں۔ اور یہ ایک ایسا راز ہے جس کا کشف اہل کمال کے سوا۔ دوسرے پر جائز نہیں۔ اہل کمال بھی وہ ہونا چاہیے۔ جو مرتبہ رجال کو پہونچا ہوا ہو۔

الحمد للہ کے جمیع افراد حضرت باری و اسمہ کی ہی پاک ذات

الممكنات بنور ذاته وتلالا فی لوح
وجوده سر سوره ولما كان
الحمد والثناء مترتبًا على الكمال و
الكمال الحقيقي ليس الا لله
سبحانه كان الحمد كله
لله خاصة

فعند اهل الظواهر تعريفه
هو الثناء باللسان على قصد التعظيم و
له مراتب اربع عندهم اما ان يكون
ثناءه لعبده على حسن اقواله وافعاله
او يكون ثناء العبد له سبحانه على
كمالاته الواصلة اليه من الوجود
والبقاء او يكون ثناءه له كقوله تعالى
الحمد لله رب العالمين
او يكون ثناء العبد للعبد
على كمالاته الظاهرة فيه
باذن الله سبحانه فكل المحامد
راجعة اليه

اما عند اهل السلوك فستة اقسام
فعلي وقولي وحالي من كلا الجانبين اما
القولي من العبد فبان يقول الحمد لله موافقًا
للقلب عند القول به واما الفعلي فهو
الاتيان بالاعمال البدنية من العبادات

کے لئے شایان ہین۔ جس نے ممکنات کے وجود کو اپنی ذات
کے نور سے منور فرمایا۔ اور اپنے وجود کی لوح مین اپنے
شرف و منزلت کے اسرار مطالعہ کئے۔ اور ہرگاہ کہ حمد
اور ثنا کمال کے اوپر مترتب ہوتی ہے۔ اور حقیقی
کمال سوائے اللہ سبحانہ کے کسی فرد کو حاصل نہین ہے
لہذا حمد محض خصوصیات الٰہیہ مین سے ہے۔

پس حمد کی تعریف اہل ظاہر کے نزدیک یہ ہے۔ کہ
زبان کے ساتھ بارادہ تعظیم ثنا کی جاوے۔ اور ان کے
نزدیک اس کے چار مرتبہ ہین (۱) ایک یہ کہ اللہ سبحانہ
کی ثنا اپنے بندہ کے لئے ہو اس کے حسن اقوال اور حسن
افعال پر۔ (۲) دوسرے یہ کہ بندہ کی ثنا۔ اللہ سبحانہ کے
لئے ہو۔ اس کے کمالات پر جو بندہ کی طرف واصل ہوتے ہین
جیسے وجود اور بقا۔ (۳) تیسرے یہ۔ کہ اللہ سبحانہ کی ثنا
خود اپنے لئے ہو۔ جس طرح خود اللہ تعالی شانہ فرماتا ہے
الحمد للہ رب العلمین۔ (۴) چوتھے یہ کہ بندہ کی ثنا بندہ کے
لئے ہو۔ اس کے ان کمالات پر جو اس کی ذات مین اللہ
سبحانہ کے حکم سے ظاہر ہین۔ اس مذکورہ بالا بنیاد پر
کل محامد راجع اللہ سبحانہ کی ہی طرف ہین۔

تعریف حمد اہل سلوک کے نزدیک چھ قسم پر ہے
فعلی۔ قولی۔ اور حالی۔ اور یہی تین قسمین طرفین کے اعتبار سے
چھ قسمین ہوجاتی ہین۔ (۱) بندہ کی طرف سے قولی حمد اس
طرح پر ہے۔ کہ بندہ "الحمد للہ" ایسی حالت مین کہے کہ الحمد للہ
کہتے وقت اس کا قلب اس کے موافق ہو۔ (۲) بندہ کی

والخیرات ابتغاء لوجه الله وتوجها
الی جنابه الکریم لان الحمد کما
یجب علی العبد باللسان یجب بحسب
کل عضو وذلك لا یمکن الا باستعمال
کل عضو لما خلق لاجله علی الوجه
المشروع عبادة للحق سبحانه و
انقیادا لاوامره لا طلبا للحظوظ
النفسانیة من اللذة العجیبة
فی الدنیا ومن الجنة والنعیم فی الاخرة
واما الحالی فهو الذی یکون بحسب
الروح والقلب کالاتصاف
بالکمالات العلمیة والتخلق
بالاخلاق الملکیة والربانیة
من الرضا فی الطاعات والجود
عند العطیات اما القولی منه
سبحانه بان حمد نفسه فی کتبه لانبیائه
انی منزه عن النقائص والفعلی منه
سبحانه بان یسلم افعاله من الشر المحض
فعسی ان تکرهوا شیئا وهو خیر لکم
وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم
والحالی منه سبحانه بان یظهر
فی الکل من الممکنات بالکل
من المحامد والخیرات

طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ عبادات اور خیرات
وغیرہ بدنی اعمال محض لوجہ اللہ اور اُس کی جناب کریم کی طرف
متوجہ ہو کر عمل میں لاوے - کیونکہ بندہ پر حمد جس طرح زبان کے
ساتھ واجب ہے - اسی طرح ہر ایک عضو کے ساتھ واجب
ہے اور ہر ایک عضو کے ساتھ حمد کرنا ممکن نہیں ہے جب
تک بندہ ہر ایک عضو کو جس کام کے واسطے وہ پیدا
کیا گیا ہے - اُس کام میں مشروع طور پر استعمال نہ کرے - یہ
استعمال محض حق سبحانہ کی عبادت کے واسطے - اور احکام
الٰہی کی بجاآوری کے واسطے ہونا چاہیے - نہ نفسانی حظ
کی غرض سے - جس سے مراد دنیا میں عجیب و غریب لذتیں
اور آخرۃ میں جنۃ اور نعیم جنۃ ہیں - (۳) بندہ کی طرف
سے حالی حمد اس طرح پر ہے - کہ وہ روح اور قلب کے
ذریعہ سے ہو - جیسے کہ علمی کمالات کے ساتھ موصوف
ہونا - اور ملکی اور ربانی اخلاق سے مزین ہونا ہے
طاعات کے اندر رضا - اور عطیات ملنے پر جود کام میں لانا
اس اتصاف میں داخل ہے (۴) اللہ سبحانہ کی طرف
سے قولی حمد اس طرح پر ہے - کہ اُس نے خود اپنی کتب
میں اپنی انبیا کو مخاطب کر کے اپنی ذات کی تعریف کی ہے
کہ میں نقائص سے منزہ (پاک) ہوں - (۵) اللہ سبحانہ
کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ اپنے افعال
شر محض سے منزہ قرار دیتا ہے - فعسی ان تکرھوا شیئا
وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا
وھو شر لکم (۶) اور اللہ سبحانہ کی طرف سے

واما عند اهل المعرفة الذى
سفره وسيره من نفسه الى ربه
فايضا ستة اقسام وتعريف الحمد
عندهم ظهور الكمالات لله
تعالى فهو قولى وفعلى وحالى
فاما القولى من العبد فبان يعلم
عند المنطق اى نطق كان من
النفس او من غيره ان هذه
كمالات ظاهرة من الحق بصفة
الكلام بعلم اليقين واما الفعلى
منه فبان يتمكن عن نفسه تحركات
كل عضو من اعضائه عند التصرف
والتعريف اى فعل كان سواء
من نفسه او من غيره ان هذه
كمالات ظاهرة بحواس السالك
وبجوارحه بحسب قرب النوافل بعين
اليقين كما ورد فى الصحيح بى يسمع وبى يبصر
وبى ينطق (الحديث) واما الحالى منه فان
يتحول عن نفسه بالكلية وبكل التصرف الى ربه
لان يتصرف فيه بجميع حواسه وقواه و
جوارحه بحسب قرب الفرائض بحق اليقين

حالی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ وہ کل ممکنات مین کل محامد اور خوبیان
خیرات کے ساتھ ظہور کر رہا ہے۔

حمد کی تعریف اہل معرفت کے نزدیک بہی چھہ قسم پر
ہے۔ قولی۔ فعلی۔ اور حالی۔ کون اہل معرفت جس کا سفر
اور سیر اُس کے نفس سے اُس کے رب کی طرف ہو۔ اور
حمد کی تعریف ارباب معرفت کے نزدیک کمالات خداوندی
کا ظہور ہے۔ (۱) عبد کی طرف سے قولی حمد اس طرح پر ہے
کہ عبد ہنگام نطق خواہ وہ نطق اُسی کے نفس سے ہو۔ یا
اُس کے غیر سے۔ علم الیقین کے ساتھ یہ سمجھے۔ کہ یہ تمام
کمالات صفت کلام کے ذریعہ سے منجانب حق ظاہر ہوتے
ہین (۲) عبد کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ جب
ہنگام تصرف وتعریف (کام مین لاتے وقت) اعضا حرکت
کرین تو یہ صدور فعل خواہ عبد کے خود نفس سے ہو۔ یا
اُس کے غیر سے عبد اپنی ذات سے عین الیقین کے ساتھ
بالجزم یہ سمجھے۔ کہ یہ تمام کمالات سالک کے حواس اور جوارح
کے ذریعہ سے حسب حصول قرب نوافل منجانب حق
ظاہر ہوتے ہین جیسا کہ حدیث صحیح مین وارد ہے۔
بی یسمع وبی ینطق الحدیث (الحدیث) (۳) عبد کی طرف سے
حالی حمد اس طرح پر ہے کہ بندہ کلیۃً اور کامل توجہ سے حق
الیقین کے ساتھ اپنی ذات کو اس طور پر اپنے رب کی
طرف پلٹ دیوے۔ کہ عبد کی ذات مین جمیع حواس۔ قوی
اور جوارح کے ذریعہ سے حسب حصول قرب فرائض
اللہ سبحانہ ہی متصرف ہے جیسے خود اللہ جل شانہ کا

كقوله تعالى وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى[1] واما القولى من الله سبحانه فبان يظهر كمالاته الوجودية عن نفسه بقوله هو الاول[2] والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ عليم واما الفعلى منه سبحانه فبان ينسب اليه كل فعل والله[3] خلقكم وما تعملون ما كان[4] لهم الخيرة سبحان الله وتعالى عما يشركون من نسبة الفعل الى الغير واما الحالى منه سبحانه فبان يلتذ بكل لذة يجدها الممكن بظهوره فى مرتبة التفرقة ولعلك تقول ان الحق منزه واللذة من لوازم الممكنات المحدثات فكيف يضاف اليه فجوابه الشافى انه من المتشابهات ستقف عليه قريبا فى اول البقرة انشاء الله تعالى ولعلك لم تجد احدا اسبق لبيان هذه الاقسام الستة الاخيرة عبارة وان سبق وجدانا

کا قول پاک ہے۔ وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى (۴) اللہ سبحانہ کی طرف سے قولی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ اپنے وجودی کمالات خود بہ نفس نفیس ظاہر فرماتا ہے اور کہتا ہے هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ عليم (۵) اللہ سبحانہ کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے – کہ وہ کل افعال اپنی طرف منسوب کرتا ہے (قرآن کریم مین اس قسم کی متعدد آیتین موجود ہین) والله خلقكم وما تعملون – ما كان لهم الخيرة – سبحان الله وتعالى عما يشركون – من نسبة الفعل الى الغير (۶) اور اللہ سبحانہ کی طرف سے حالی حمد اس طرح پر ہے – کہ حق سبحانہ ہر اُس لذت سے لذت پاتا ہے جس کے ظہور سے مرتبہ تفرقہ مین ممکن پاتا ہے۔ – اور اے مخاطب غالباً تو یہ کہے گا – کہ حق سبحانہ منزہ (پاک) ہے – اور اور لذت ممکنات محدثات کے لوازم مین سے ہے – پھر لذت حق سبحانہ کی طرف کیونکر منسوب کی جا سکتی ہے۔ اس کا شافی جواب یہ ہے – کہ یہ بات متشابہات مین سے ہے انشاء اللہ العزیز تو عنقریب سورہ بقرہ کے اول مین ہی اس رمز پر آگاہ ہوجاوے گا – اور اے مخاطب تو غالباً کسی ایک کو بھی ایسا نہ پاوے گا – کہ جس نے ان اقسام ستہ اخیرہ کے بیان کی طرف قبل ازین عبارۃ سبقت

[1] (ترجمہ) اور (اے پیغمبر) جب تم نے تیر چلائے – تو تم نے تیر نہیں چلائے۔ بلکہ اللہ نے تیر چلائے ۱۲ [2] (ترجمہ) وہی شروع سے ہے اور وہی آخر تک رہے گا – اور وہ (قدرتوں سے) ظاہر اور (ذات صفات سے) پوشیدہ ہے – اور وہ ہر چیز سے واقف ہے ۱۲ [3] (ترجمہ) اور جن چیزوں کو تم بناتے ہو (سب کو) اللہ ہی نے پیدا کیا ہے ۱۲ [4] (ترجمہ) لوگوں کو کوئی اختیار نہیں ہے – لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہین اس سے یعنی فعل کی نسبت غیر کی طرف کرنے سے اللہ (کی ذات) پاک اور (اس کی شان بہت) بلند ہے۔

واشارة

وههنا سر اخر كما لا يجوز كشفه لا يجوز كتمه من اهله و هو ان فى الحمد القولى والفعلى والحالى معنى اخر اما فى القولى فبان يتكلم العارف الخليفة بكل من يتكلم بالكلام الازلى وغيره وفى الفعلى بان يفعل ويسمع ويبصر بكل من يفعل ويسمع ويبصر وفى الحالى بان يتلذذ بكل من يتلذذ من اللذات الملائمة للطبع ولعله لم يسبق ببيان هذه الاقسام الثلاثة من الحمد ايضا احد من قبلى او سبق ولم يبلغ لنا والله اعلم بالصواب

وللجمهور من الصوفية رضى الله عنهم فى بيان معنى الحمد اربع معانى جمع بجمع وتفرقة بتفرقة وجمع بتفرقة وتفرقة بجمع فاما الجمع على الجمع فبان يتعين ويتجلى بالتعين والتجلى الاول والثانى وما اشتملا عليه من الشيون

کی ہو - اگرچہ وجداناً اور اشارۃً سبقت کی ہے -

اس مقام پر ایک راز اور ہے - جس طرح اُس کا کشف جائز نہین ہے - اسی طرح اُس کے اہل سے اُس کا اخفا بھی جائز نہین ہے - اور وہ یہ ہے - کہ قولی - فعلی - اور حالی حمد مین ایک اور معنی نکلتے ہین - یعنی (۱) قولی حمد اس طرح پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ سے تکلم کرتا ہے - جو کلام ازلی وغیرہ کے ساتھ تکلم کرے (۲) فعلی حمد اس طور پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ سے فعل کرتا - سنتا - اور دیکھتا ہے جو فعل کرے - سنے - اور دیکھے - (۳) اور حالی حمد اس طرح پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ سے لذت پاتا ہے - جو لذات ملایم طبع سے لذت پا سکتا ہے اور غالب یہ ہے - کہ حمد کے ان اقسام ثلثہ کے بیان کی طرف بھی مجھ سے قبل کسی نے سبقت نہین کی - یا سبقت کی ہو - تو وہ بیان مجھ تک نہین پہونچا - واللہ اعلم بالصواب -

جمہور صوفیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک معانی حمد کے بیان مین چار صورتین ہین - جمع بجمع تفرقہ بتفرقہ جمع بتفرقہ - اور تفرقہ بجمع - (۱) حمد جمع علی الجمع - اس طرح پر ہے - کہ حق سبحانہ کی ذات پاک اولین اور ثانوی تعین وتجلی کے ساتھ متعین اور متجلی ہوتی ہے - اور نیز یہ تعین وتجلی فیض اقدس کے ذریعہ سے جن شیون اور اعتبارات پر اولاً - اور جن حقائق

والاعتبارات اولاً والحقائق الالٰهية
والكونية ثانيا- بالفيض الاقدس
والتفرقة على التفرقة كاظهار الخلق
بكمالات الخلق وتبيين الاحد
بجمال الاٰخر بعلمه بان هذا الجمال ظل
من جمال الله تعالى بل عينه والجمع على
التفرقة بان يفيض نور وجوده
على حقائق الممكنات واعيان الموجودات
بالفيض المقدس والتفرقة على الجمع بان يكون
جميع مراتب الوجود روحًا ومثالاً وشخصًا
جميعا حامدة لحضرة الحق سبحانه قولاً وفعلاً و
حالاً بحسب استعدادهم
وعندي حمد الجمع على التفرقة
بان يرى الحق سبحانه ذاته وصفاته
مفصلا من رتبة الغيب في مرايا جميع
العوالم والمراتب جمعا وفرادى في عالم الشهادة
وحمد التفرقة على الجمع بان يرى التفرقة الجمع في
المراتب والمجالي
وههنا وجوه اخر القيت من
القديم القدير على العديم الفقير
بمحض العناية والتقدير احدها
حمد الجمع في تفرقة الكل على
نفسه بان يرى الحق سبحانه كمالاته

الٰہیہ اور کونیہ پر ثانیاً شامل ہیں۔ اُن کے ساتھ تعین اور
تجلی فرماتی ہے (۲) حمد تفرقہ علی التفرقہ اس طرح پر ہے کہ مخلوقات
کا اظہار کمال خلقت کے ساتھ اور ایک کا ظہور۔ دوسرے
کے جمال میں حق سبحانہ کے علم سے ہے بایں طور کہ یہ جمال
اللہ تعالیٰ جل شانہ کے جمال پاک کا ظل ہے۔ بلکہ
عین وہی ہے (۳) حمد جمع علی التفرقہ اس طرح پر ہے۔ کہ
وجود باری تعالیٰ کا نور۔ حقائق ممکنات اور اعیان
موجودات پر فیض مقدس کے ذریعہ سے فائض ہوتا
ہے (۴) اور حمد تفرقہ علی الجمع اس طرح پر ہے۔ کہ وجود
کے جمیع مراتب کیا روح ۔ کیا مثال ۔ اور کیا شخص ۔ قولاً ۔
فعلاً ۔ اور حالاً حسب استعداد خود ہا۔ حضرت حق
سبحانہ کے ثناخوان جمیع ہیں۔
اور میرے نزدیک حمد جمع علی التفرقہ اس طرح پر
ہے۔ کہ حضرت حق سبحانہ اپنی ذات اور صفات کو
مرتبہ غیب سے جمیع عوالم اور مراتب کے آئینوں میں
بالتفصیل مجموعی طور پر۔ اور فرداً فرداً عالم شہادۃ کے اندر
دیکھے۔ اور حمد تفرقہ علی الجمع اس طرح پر ہے کہ تفرقہ
مراتب اور مجالی میں جمع کا مشاہدہ کرے۔
اس مقام پر کچھ وجوہ اور بھی ہیں جو
قدیم اور قدیر حق سبحانہ کی طرف سے
عدیم اور فقیر (مصنف) کے دل میں محض
عنایت اور تقدیر سے القا ہوئے ہیں منجملہ اُن کے
(۱) حمد الجمع فی تفرقۃ الکل علی نفسہ اس طور پر ہے

مع ذاته فی حقیقة جمعیة
مظهریة تفرقیة کلیة انسانیة
وثانیها حمد تفرقة الکل
علی عین الجمع بان یری الانسان
الکامل جمیع التعینات مع النفس
عین الواحد وثالثها حمد
تفرقة الکل علی التفرقة المطلقة
بان یری الانسان الکامل کل
الکمال ذاته مدبرة لجمیع
التعینات والاعتبارات جامعتها
بکلیة لجمیعها بحسب استعدادها
ورابعها حمد التفرقة
المطلقة علی عین تفرقة الکل بان یفنی جمیع
الممکنات والموجودات فی ذات الانسان
الکامل لسالك فافهم انت

تنبیه

الحمد مصدر الحامد والمحمود بالمعروف
والمجهول فالحمد قد یکون من مرتبة الجمع
علی عین التفرقة فیکون الله سبحانه حامدا
لمرتبة الجمع ومحمودا لمرتبة التفرقة وقد یکون
بالعکس فهو الحامد والمحمود فی الحقیقة
فحصلت تسعة وعشرون قسما من الحمد
فان ضربت هذه الاقسام فی الاسماء

کہ حق سبحانہ اپنے کمالات کو مع اپنی
ذات کے ایسی حقیقة کے اندر دیکھے ۔
جو صفات جمعیہ ۔ مظہریہ ۔ تفرقیہ ۔ کلیہ
اور انسانیہ کو شامل ہو ۔ (۲) حمد تفرقة
الکل علی عین الجمع اس طور پر ہے کہ انسان
کامل جمیع تعینات کو مع نفس کے عین واحد
کرکے دیکھے (۳) حمد تفرقة الکل علی التفرقة
المطلقة اس طور پر ہے ۔ کہ انسان جو کل کمال کا کامل
ہے ۔ اپنی ذات کو جملہ تعینات اور اعتبارات
کا مدبر ۔ اور نیز ان تعینات اور اعتبارات کی استعداد
کے موافق ۔ ان تمام کا بالکلیہ جامع سمجھے
(۴) اور حمد التفرقة المطلقة علی عین تفرقة الکل اس
طرح پر ہے ۔ کہ جمیع ممکنات اور موجودات
انسان کی ذات میں جو کامل اور سالک ہے محو ہو جائیں
بس اے مخاطب تو اس کو سمجھ لے ۔

تبنیہ

الحمد حامد اور محمود کا مصدر ہے معروف اور
مجہول دونوں صیغوں پر ۔ اس بنیاد پر حمد کبھی تو مرتبہ جمع سے
عین تفرقة کی نسبت ہوتی ہے ۔ اس صورت میں اللہ سبحانہ
مرتبہ جمع کا حامد اور مرتبہ تفرقة کا محمود ہوگا ۔ اور کبھی اس کے
برعکس ہوتا ہے ۔ اس صورت میں فی الحقیقة حق سبحانہ ہی حامد اور
سبحانہ ہی محمود ہوتا ہے بس حمد کی انتیس قسمیں ہوئیں ۔ اور
اگر یہ انتیس قسمیں ننانویں ناموں میں ضرب دی جائیں

التسعة والتسعين حصلت احد سبعون
وثمان مائة والفا فتم من المحاصل وان ضرب
فی الاسماء الالف والواحد حصلت تسعة
وعشرون احاد او تسعة وعشرون الفا
ومعنی الاسم ما ذکرت انفا لا تغفل عنہ
حتی لم یشکل علیک فی الضرب لصفات
عدمیة کالسلام والقدوس

تو دو ہزار آٹھ سو اکہتر قسمین عدد کی حاصل
ہوجاوین اور اگر ایک ہزار ایک اسماین ضرب دی
جائین - تو انتیس ہزار انتیس قسمین ہوجاوین -
اور اسم کے معنی وہی ہین - جو مین ابھی ابھی ذکر کر آیا ہون اُس
سے مخاطب کہین تو اُس سے غافل نہ ہوجانا - تاکہ
ضرب دینے مین سلام اور قدوس جیسی عدمیہ صفات
کی وجہ سے تیرے اوپر اشکال واقع نہ ہو -

ان دو - تین نقلون کے بعد ایک نقل عین المعانی مین سے ہدیۂ ناظرین ہے - اسم الولی کی شرح مین آپ لکھتے ہین -

عالی شان امام اسوۃ المحدثین شیخ محی الدین عربی کے کلام سے ایسا مفہوم ہوتا ہے - کہ ہمارے نبی کو جو خاتم الانبیا علیہ وعلیہم السلام کہتے ہین - یہ اِس معنی کرکے ہے - کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت تک انسانی نوع کے افراد مین سے جو کوئی شخص کمال کے درجہ کو پہونچ جاتا تہا اُس کو نبی کہا کرتے تہے - کہ یہ نام اسمائے آلہی کے مغائر ہے - مگر آپ کی بعثت کے بعد آپ کی اُمت مین سے جو اصحاب کمالات کے درجات کو پہونچتے ہین اُن کو اس نام کے ساتھ نامزد نہین کہتے - کیونکہ آنحضرت صلعم کی بعثت نے خاتمیت کی مہر اس نام کی گویائی کے منہ پر لگا کر مذکر نام کی تجویز جو اسم آلہی کے موافق ہے - فرمائی ہے - اور وہ ولی ہے - یعنی آنحضرت صلعم کی بعثت کے بعد کامل کو ولی کہتے ہین ؎

جو اصحاب انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم اجسام) کے رموز فہم اور موشگاف ہین - وہ صدر الذکر کلام کی اصل اور خلاصہ کو اچھی طرح جانتے ہین - کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے زمانہ تک کاملون کو نبی یا رسول کے نام کے ساتھ نامزد کرنے مین اسمی اور رسمی مغائرت باقی تہی - لیکن جب سے نور معرفت کا اولین چراغ روشن ہوا ہے - جس سے مراد حقیقت محمدیہ ہے علیہ السلام تب سے اس چراغ کی روشنی کی بدولت - مغائرت اور منافات کی تمام تیرگیان اور تاریکیان دنیائی اعتباری سرائے سے عالم عدم کو بستر باندہ گئین - یہان تک کہ اسمی مغائرت بہی باقی نہین رہی - جس سے اعتبار دوئی کا

وہم ہوتا ہے۔ یعنی جب سے آپ کے عنصری وجود کے نیر اعظم نے جمال وجلال کے افق سے آلہی اسما کے آسمان اور کون ومکان کی منزل مین طلوع فرمایا ہے۔ تب سے آپ کی اُمت اور ملت کے خاص بزرگون کو [1] عند وصولھم الی درجۃ الکمال ولی کہتے ہین۔ جو ایزدی اسم اقدس کے مطابق ہے۔ اور خلیفہ اور خلیفہ کرنے والے کی درمیانی مغائرت دور کرنے کا واجب التعمیل فرمان اسما اور رسما خاتم النبوۃ علیہ السلام کی مہر اور نام ولایت کے نگینہ سے مکمل کر کے عطا فرمایا گیا ہے۔ کہ آج سے پیچھے۔ کسی شخص کے واسطے مغائرت کا کاغذ نہین لکھا جاوے گا۔

اللہ۔ رحمٰن۔ اور رحیم یہ تین جلیل الشان اسمار۔ تمام امور کے دروازون کی کنجی ہین۔ ان کی شرح جہان بر ختم کی ہے۔ اُس مقام پر آپ لکھتے ہین۔

حدیث ابتدا کے بموجب کہ کل امر ذی بال [2] الخ ہے۔ ان تینون اسما کی تقدیم کے بدون اقوال اور افعال مین شروع کرنا۔ حسن ادب سے دور ہے۔ اور تمام ارباب تصوف خواہ عروجی ہون یا نزولی۔ دریائے توحید کے غواص ہوتے ہین۔ ان کی اصطلاحات کے جواہر ان تینون اسما کے ڈبّہ مین رکھے ہوئے ہین۔ واضح ہو۔ کہ اسم اللہ کا جیسا اطلاق مرتبہ الوہیت پر آتا ہے۔ اسی طرح مرتبہ لاتعین پر بھی آتا ہے اور لاتعین سے۔ تعین اول پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تعین اول کی تعیین ہو گئی۔ تو یہی فیض اقدس ہے۔ اور فیض اقدس کی دو طرفین ہوتی ہین۔ ایک احدیۃ دوسری واحدیۃ۔ انہین دونون طرفون کے اعتبار سے فیض اقدس۔ وحدت ذاتی کے ساتھ موصوف ہوتا ہے۔ احدیۃ جو وحدت کی باطنی طرف ہے۔ بیاولین درجہ اور باطنی سمت قبول کر کے اسما اور صفات کے علاقہ سے بالکل مجرد ہو گئی اور واحدیۃ جو وحدت کی ظاہری طرف ہے۔ یہ دوسرے درجہ مین ہے۔ اور یہی ظاہری سمت کے میدان مین سیر وسلوک کرتی ہے۔ اور نیز الٰہی کمالات کو اپنی پرورش کا مقدمہ بناتی ہے۔ کیونکہ صفات فعلیہ کا تعلق اسی مقام سے ہے پھر جب صفات فعلیہ کو یہ منظور ہوتا ہے۔ کہ سلطنت کے لوازم اور اپنی مقتضیات کو ظاہر کرین۔

---

[1] درجہ کمال پر اُن کے فائز ہونے کے وقت ۱۲ [2] پوری حدیث یہ ہے۔ کل امر ذی بال لم یبدا بلبسم اللہ فھو اخرع و اقطع (ترجمہ) جو مہتم بالشان کام بسم اللہ کے ساتھ شروع نہ کیا جاوے۔ سو وہ ناقص اور ابتر ہوتا ہے ۱۲

تو وہ فیض مقدس کی امداد سے نفس رحمانی کے درمیانی حصہ لشکر کو ترتیب دیکر آگے روانہ کرتی ہین - اور عدم کی فوجون کو درہم برہم کردیتی ہین - تاکہ سلطان وجود کا علم فیروزی نصب ہو - یعنی صفات فعلیہ باہیات کو وجود خارجی کی شان مین لاتی ہین - اور اسماے متقابلہ کو جلوہ گر کرتی ہین - جب صورت فتح نمایان ہوجاتی ہے تو لوازم اور مقتضیات جو اسما کے زبردست لشکر کا پچھلا حصہ ہے ہرطرف سے سر اُٹھاکر ظہور کرتے ہین - اور جس راستہ سے منزل بمنزل آئے تھے - اُسی راستہ سے وحدت کی دار السلطنۃ کو بازگشت کرجاتے ہین - کیونکہ رحیمی تجلی - اِس گروہ کے حال کی پاسبان ہے - اس وقت مین کسی شخص کو غنیمت - اموال - انفال - خودرائی - اور خودداری مین مشغول نہین ہونا چاہیے کیونکہ ایسے امور مین مشغول ہوجانے سے عظیم شکست پیدا ہوجاتی ہے - جیسے جنگ احد مین بعض اصحاب کو خودرائی کی وجہ سے پیش آیا جو کچھ پیش آیا - لہذا مناسب یہ ہے کہ نبی **علیہ السلام** یا نائب نبی (ولی) کے قرارداد کے جو صراط مستقیم ہے - اوس پر استحکام کے ساتھہ قدم جماکر اپنے مقام سے تجاوز نہ کرین - اور نیز اُن کے حکم سے ایک قدم بھی آگے پیچھے نہ رکھین - کام کی حقیقت ان اشعار کے مضمون سے معلوم کرنے چاہیے

اشعار

[۵۱] تامل سطور الکائنات فانها	من الملک الاعلیٰ الیک رسائل
وخط فیها لو تاملت خطها	الا کل شئ ما خلا اللہ باطل

اور پروانہ وار اُڑکر اپنے تئین اُس بزم مین پہونچادینا چاہیے - جس مین اسما اور صفات کے اجتماع کی شمع روشن ہے شاید [۵۲] لیس فی جبتی سوی اللہ کا ہی نغمہ تحت الذکر پردہ مین گایاجاتا ہے ۵

ہم ازین رو گفت آن بحر صفا	نیست اندر دلق من غیر از خدا

۵۱ اے مخاطب تو کائنات کی سطور پر تامل کی نظر ڈال یہ سطرین ملک اعلیٰ کی طرف سے تیرے نام رسالے مین - اور ان مین ایک خط ہے اگر تو اوس خط مین تامل کرکے دیکھے - تو معلوم ہوجاوے کہ اللہ جل شانہ کے سوا تمام اشیا باطل ہین - ۱۲ ۵۲ میرے جبہ کے اندر اللہ کے سوا کچھہ نہین ہے ۱۲

آپ کے حالات کا کسی قدر بیان اس طرح پر ہے - کہ جن پردون کے سبب سے اخفا اور امتیاز تھا - اُن پردون کے اٹھ جانے سے جب آپ کے وجود شریف پر ذات احمدی علیہ السلام کی حقیقت جامعہ کا عکس پڑا - تو قرآن مجید جس شان کے ساتھ لوح محفوظ پر عالم غیب مین تھا - اُسی شان کے ساتھ آپ کے یاد کرنے سے پھر عالم شہادت مین آپ کے دل کی لوح محفوظ پر جاگزین ہوا - بلکہ ایزدی اسما اور الٰہی صفات کے سبب سے آثار و احکام جو کمالات اسمائی کے حصول کے واسطے عالم امکان مین آئے تھے - اور اُن آثار و احکام کو ما یتوقف علیہ المعاد کے نہ ملنے کی وجہ سے اپنے وطن کی طرف بازگشت میسر نہین ہوتی تھی - وہ آپ کے وجود عزیز مین عالم قید سے نکل گئے اور اپنے مدعا کو پہونچ کر عالم اطلاق کی طرف رجوع ہونے کی استعداد اُن مین پیدا ہوئی - جس کے سبب سے وجوبی اور امکانی مراتب مین اتصال نمایان ہوا - اس سخن سرائی کا ماحصل یہ ہے کہ جو اہل سفر - الٰہی علم کی آبادبستی سے نکل کر امکانی مخلوق آباد کی قید مین مقید تھے - یہ تمام اصحاب - آپ کی ولایت وارشاد اور ہدایت و تلقین کے زمانہ مین ازروے دانش و بنیش عروجی اور نزولی سیر و سلوک کا سرمایہ فراہم کر کے فرق کے صحرا سے جمع کے شہر مین آمد و رفت کرنے لگے - یہ عجیب و غریب لطیفہ ہے - کہ مذکورہ بالا واقعہ لکھتے وقت جب مین یہ بات کہ "آپ کا دل قرآن مجید کے نور سے لوح محفوظ ہو گیا - اور قرآن بھی اپنے اصلی وطن مین پہونچ گیا - جو عالم صورت مین مسافر تھا" لکھ ہی رہا تھا - کہ یکایک شیخ صدر جہان زہاروال کے بیٹے شیخ فرید برہان پور سے راقم کے دالان مین آکر اُترے اور مسیح الاولیا کا گرامی نامہ مجکو دیا جب مینے خط کی تہ کھولی تو اُس کے عنوان مین یہ بیت لکھی تھی - **بیت**

لوح محفوظ ست پیشانی یار	ہست در روے سر جانان آشکار

اور خاتمہ مین نسخہ گلزار ابرار کی خواہش کا مضمون تھا - امید ہے کہ آپ کے ساتھ میری یکجہتی اور اتحاد کا راز اور [۱] المؤمن مرآۃ المؤمن کی رموز اس سرگذشت کے پڑھنے سے ارباب دانش کو روشن ہو جاوینگے

تم کلامہ -

جو اصحاب - تاویل - اور توجیہ کے جوہر شناس ہین - اُن کو واضح ہو - کہ [۲] الولایۃ افضل من النبوۃ اس قول کے معنی اگرچہ تاویل نگارون نے بہت کچھ وجوہ کے ساتھ دائرہ اشکال سے نکال کر

---

[۱] مومن کا آئینہ مومن ہے ۱۲ [۲] نبوت سے ولایت افضل ہے ۱۲

جواز و صحت کے درجہ کو پہونچائے ہیں - لیکن منجملہ توجیہات کے اِس توجیہ سے زیادہ کوئی توجیہ اقرب بعقل اور شاداب نہیں ہے - کہ نبی کی نبوت پر نبی کی ہی ولایت کی تفضیل مراد ہے - کیونکہ ارباب تحقیق کے لطیف دماغوں کو تمام توجیہات میں متبوع پر تابع کی - اور اصل پر فرع کی ترجیح کی بو آتی ہے -

کمال خجند

طبیم چنان بہ نکہتِ زلفِ تو شد لطیف	اگر یاد مشکبوے تو ہم دردِ سر شود	

اور تمام وجوہ سے ولی کی ولایت نبی کی ولایت کے تابع پائی جاتی ہے - البتہ نبوت پر ولایت کی فضیلت کی وجہ یہ ہے - کہ ولایت عبارت قرب حق سے ہے - اور نبوت حکم رسانی ہے معجزہ - قدرت مطلق کا اثر ہے - اور نبی - حق سبحانہ اور خلق کے درمیان میں برزخ ہے - پس یہ بات ظاہر ہو چکی کہ جب تک بندہ کو قرب نہیں ہوتا ہے - تب تک قدرۃ مطلق کے مقتضیات کا اُس پر ظہور نہیں ہو سکتا ہے - وہ اُس وقت تک فیض مطلق مقید کو نہیں پہونچا سکتا ہے - اور مقید کو ہدایت کی امداد سے عالم مطلق کا راستہ نہیں دکھا سکتا ہے - نیز قوم کی اصطلاح میں نبوت ایک واسطہ ہے رسالت اور ولایت کے درمیان میں اس معنی کر کے - کہ نبوت صرف حقائق آلہی کی خبریں اُمت کی طرف پہونچانا ہے - یعنی ذات صفات - اور اسما کی معرفت سے بہرہ یاب کرنا ہے - یہ خبر رسانی دو طرح پر ہوتی ہے - (۱) صرف علم دیدینا - اور معرفت مذکور کے طریق سے محض خبردار کر دینا - اور یہ قسم - ولایت مطلق کے ساتھ مخصوص ہے - (۲) تمام خبریں دینا جن کے ساتھ احکام شرعیہ پہونچانا - اخلاق سکھانا - اور حکمت تعلیم کرنا وغیرہ وغیرہ امور بھی شامل ہیں - اور یہ خاصہ رسالت کا ہے - اس دوسری قسم کو نبوت تشریعی کہتے ہیں اور اول قسم کا نام نبوت تعریفی ہے، چونکہ تشریعی نبوت بعثت احمدی علیہ السلام والصلوٰۃ کے سبب سے ختم ہو گئی - تو حضور نے فرمایا[۵۱] لانبی بعدی اور تعریفی نبوت جو مطلق ولایت کو لازم ہے - باوجود خاتم الانبیاء ہونے حضور کے باقی رہی - کیونکہ حضور نے فرمایا ہے - [۵۲] علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس تمہید سے یہ بات مفہوم ہوئی - کہ ولایت تو رسالت اور نبوت سے عام ہے - اور نبوت - رسالت سے عام اور ولایت سے خاص ہے - کیونکہ ہر ایک رسول نبی ہے - اور ہر نبی ولی ہے - اور یہ لازم نہیں ہے کہ ہر ولی

۵۱ میرے بعد نبی نہیں ہے ۱۲ ۵۲ میری امت کے علما - بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل ہیں ۱۲

بنی ہو - پس لفظ نبی کا اطلاق انسان کامل پر ہونا منسوخ ہوا - اور نبوت کا دعوی - کفر شریعت قرار دیا گیا اور اسم ولی کا اطلاق - حق سبحانہ کے بندگان خاص پر ہوا کرتا ہے - کیونکہ بندگان خاص - اخلاق الٰہی کے ساتھ تہذیب یافتہ - فنا فی اللہ کے بعد بقا باللہ کے مرتبہ کو پہونچے ہوئے - اور محو کے بعد صحو کے درجہ مین ہوتے ہین - اور ولایت عبارت ہے حق کے ساتھ بندہ کا قائم ہونا - اور یہ ایک عظیم نعمت اور بڑی سعادت ہے دیکھا چاہیئے کس دردمند کو نصیب ہو -

بیدردرا شراب محبت کجا دہند		کیفیتے ست عشق بتان تا کرا دہند	

نیز ولی کا اطلاق قوم کی اصطلاح مین اُس فرد پر آتا ہے - جس کو حق سبحانہ کی حفاظت - عصیان اور مخالفت کے ارتکاب سے باز رکھے - تاکہ وہ اُس فرد کو ہستی موہوم کی جنگ سے بچاکر ولایت کے انتہائی درجہ کو پہونچادیوے - جو حق سبحانہ تک پہونچتا ہے - اِس اعتبار سے ولی فعیل مفعول کے معنی مین ہوتا ہے - اور اس اعتبار سے کہ ولی ایک بندہ قایم بحق ہوتا ہے - فعیل فاعل کی معنی مین ہے اس بنیاد پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ولی قرب فرائض کے اندر اولین معنی مین سمجھا جاوے - اور قرب نوافل کے اندر دوسرے معنی مین تصور کیا جاوے - دوسرے یہ کہ نبی کے تصرفات کا مرجع اور ماخذ اپنی ولایت کے اندازہ پر ہوا کرتا ہے - نبی کا قرب حق کے ساتھ ہی نبی کی ولایت ہے -[۵۱] هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ اور ولی کا تصرف اس مقدار پر ہوا کرتا ہے کہ جس مقدار پر اُس کو اپنے نبی کے ساتھ قرب ہو - اور یہی اُس کا قرب اپنے نبی کے ساتھ اُس کے اُس قرب کی میزان ہے - جو حق کے ساتھ ہے -[۵۲] قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ پس آفتاب کو مانند نبی سمجھنا چاہیئے - جو اپنے ذاتی نور سے منور ہے - اور ماہ کو مانند ولی تصور کرنا چاہیئے - جو آفتاب کے فروغ سے نور کا اقتباس کرکے روشن ہوتا ہے واللّٰہ اعلم عند اللّٰہ -

یاد شیخ احمد ابن شیخ عبد الاحد

یعنی - حضرت مجدد الف ثانی

آپ فاروقی سرہندی ہین - محبوبیت - وحدانیت - اور فردیت کی محفلون مین بالانشینی کا مرتبہ آپ کو حاصل ہے صوفی محمد صدیق ہدایت تخلص - ظہیر الدین حسن کسمی کے فرزند - اور مولانا خواجہ باقی نقشبندی

[۵۱] - یہین سے معلوم ہوا - کہ سب اختیار خدائے برحق کو ہی ہے - [۵۲] اے پیغمبر کہدو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو - تو میری پیروی کرو - کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے - ۱۲

اویسی کے مریدین - انہون نے ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ مین دہلی سے سیاحی کے اندر قدم اُٹھایا - تاکہ خیر بلاد ملتش خداالله دا اباکہ بعلی فہ کی زیارت سے - اور ہر ایک سرزمین کے مشائخ کی صحبت سے فیض حاصل کیا جاوے - جب صوفی صاحب ملک خاندیس مین پہونچے - تو آگے بڑھنے کی توفیق ہمراہ نہین ہوئی - بازگشت کے وقت منڈو (مانڈو) کے عبرت کدہ مین جہان غوثی کی زاد بوم ہے - چند روز توقف فرمایا - ایک روز شیخ احمد کے باکمال حالات سننے دریافت کئے - تو صوفی صاحب نے آپ کی تصنیف کا ایک رسالہ جس کے اندر مصنف نے اپنی خاص واردات اور مکاشفات کو درج کیا ہے - راقم کے مطالعہ کے واسطے دیا - رسالہ کا ماحصل خلاصہ یہ ہے - کہ

"درویش کے دل مین جب خداشناسی کے سلوک کا شوق پیدا ہوا - تو ایزدی عنایت نے سلسلہ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کی خدمت مین مجکو پہونچایا - اور اُن کی دلنشین تقریر سے اس خانوادہ کے بزرگون کا طریقہ اختیار کرکے چند روز اُن کی خدمت مین بسر کئے - اُن کے انفاس اور توجہ کی برکت سے - اور بزرگوار خواجون کے جذبہ سے جو قیومیت کے وصف مین اپنے تئین فنا کرنے سے پیدا ہوتا ہے - طالب کا حال پلٹ گیا - اور اندراج النہایۃ فی البدایۃ کی بھی چاشنی چکھی - جب صدر الذکر جذبہ متحقق ہوگیا - تو نوبت بہ سلوک پہونچی - سلطان ولایت محمدی امیر مردان علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی روحانی پرورش سے مجھے اُس اسم کے مرتبہ کو پہونچایا - جو اُن بزرگوار خلیفہ کا رب تھا - اور اُس اسم سے خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روحانی امداد اور رہنمائی کی بدولت قابلیت اولیٰ کو عروج کیا - جس سے مراد حقیقت محمدی ہے علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی روحانی امداد ہونے پر اس قابلیت اولیٰ سے بھی ترقی میسر ہوئی - پھر حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی روحانی پرورش کا فیض ہوا - تو سابقہ قابلیت اور مرتبہ سے ایسے مقام کی طرف صعود ہوا - جو اقطاب محمدی کے واسطے مخصوص ہے - سابق کا مقام گویا اس مقام کی تفصیل ہے - اور جس وقت اس مقام پر ورود ہوا تھا - تو اس وقت مین کسی قدر امداد خواجہ علاء الدین عطار کی روحی حقیقت سے بھی اس درویش کو پہونچی تھی - خواجہ علاء الدین عطار خواجہ بزرگ

لہ اور ہمارا شاہ بیگ پیدا کرا رہ ... گنگلاف سے صورت و مسعہ ...

نقشبند سے کے بڑے خلیفہ ہین - اور اپنے وقت کے قطب ہدایت تھے - اقطاب کے
عروج کی نہایت اِسی مقام تک ہے - اور ظلیت کا دائرہ بھی اسی جگہہ منتہی اور تمام
ہوجاتا ہے - اِس کے آگے یا تو اصل خالص ہے - یا ممتزج بہ ظل ہے - افراد کی جماعت
کو اس مرتبہ پر پہونچنے کا شرف حاصل ہوتا ہے - اور افراد کی صحبت کے ذریعہ سے
بعض اقطاب کو بھی مقام ممتزج تک عروج میسر ہوتا ہے - اور امتزاج کے مرتبہ سے
اصل پر بھی نظر پڑتی ہے - لیکن اصل خالص کو پہونچنا - یا اُس پر نظر کرنا - باعتبار تفاوت
درجات - افراد کا ہی خاصہ ہے[۵۱] ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيْمِ پھر اقطاب کے مقام پر پہونچنے کے بعد اس درویش کو دین و دنیا کے
سردار علیہ السلام نے قطبیت ارشاد کا خلعت عنایت فرماکر اس مبارک
منصب سے سرفراز کیا - اِس کے بعد ازلی عنایت نے دستگیری فرمائی - کہ اس مقام
سے ایک دفعہ ترقی اصل ممتزج تک عطا کی - فنا اور بقا جیسی اور جس طرح سے ہر ایک
سابقہ مقام پر پیش آتی تھی - اس جگہہ بھی پیش آئی - اور یہان سے اصل کے مقام پر
صعود حاصل ہوا - حتی کہ اصل الاصل تک پہونچ گیا - اس آخرین عروج مین جو اہل
کے مقامات مین واقع ہوا - اسوۃ العرفا غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلی
کی روحانیت سے مدد ملی - اُنہون نے کامل تصرف کی طاقت کام مین لاکران مقامات
سے عبور کرادیا - اور اصل الاصل سے آگاہ کرکے یہان سے عالم شہادت کی طرف
مراجعت کا حکم فرمایا - اِس طرح سے - کہ مین ہر ایک مقام سے دوسرے مقام کو نزول
کے طور پر بازگشت کردن - اگرچہ اس درویش کو فردیت کی نسبت جو عروج اخیر سے
مخصوص ہے - اپنے پدر بزرگوار سے ارثاً تھی - اور پدر بزرگوار کو ایک قوی الجذبہ
عزیز سے - اور نیز ایک بزرگ سے جو خرق عادات مین نامور تھے حاصل ہوئی
تھی - لیکن منازل سلوک قطع کرنے سے پیشتر اپنی ضعف بصیرت کے سبب سے یا قلت احساس
کے سبب سے اس نسبت کا اپنی ذات مین قطعاً ظہور نہین پایا تھا - اور نیز عبادت نافلہ خصوصاً

[۵۱] - یہ اللہ جل شانہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے - اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۱۲

تا زنفل کی توفیق - پدر بزرگوار کی امداد سے ہے - اور پدر بزرگوار کو اپنے شیخ سے تھی - چشتیہ سلسلہ مین تھے - اِس درویش کو علم لدنی خضر علیہ السلام کی روحانیت کے فیض سے حاصل ہوتا رہا اُس وقت تک کہ اقطاب کے مرتبہ سے آگے نہین بڑھا - لیکن جن عالی مقامات کا حال صدر مین لکھا گیا ہے - ان مقامات سے عروج اور عبور کے بعد تمام وہبی اور کسبی علوم یہ درویش ہمیشہ اپنی حقیقت سے اخذ کر لیتا ہے - یعنی تمام علوم اپنی ذات مین خود بخود پاتا ہے کسی غیر کو کوئی دخل نہین ہے - نیز اس درویش کو نزول کے وقت جو عبارت السیر من اللہ باللہ سے ہی تمام دونسے سلسلون کے مشائخ کے مقامات پر عبور حاصل ہوا - اور ہر ایک مقام سے کچھ نہ کچھ حصہ ہاتھ آیا - اور ہر مقام اور سلسلہ کے مشائخ سے بے شمار امداد ملی - اور ہر ایک صاحب نے اپنی نسبتون کے خلاصہ سے مجکو آگاہ اور محرم فرمایا - اولًا بزرگان خانوادہ چشتیہ قدسنا اللہ تعالیٰ بذکرہم - کے مقام پر گزر ہوا - اور اُس مقام سے اور اصحاب مقام سے بہت کچھ فائدہ اُٹھایا اور منجملہ اِن کے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی روحانیت نے سب سے زیادہ التفات فرمایا - یہ بالکل سچ ہے - کہ خواجہ کی ذات شریف کی شان اس مرتبہ مین نہایت رفیع ہے - جب بیان سے آگے بڑھا - تو اکابر سلسلہ کبرویہ کے مقام کی طرف روحنا اللہ تعالیٰ بریاحین اسرارہم راستہ ملا - یہ دونون مقام عروج کے اعتبار سے برابر ہین - لیکن مقامات مذکورہ بالا سے نزول کے وقت - اولین مقام - اس صراط مستقیم کے بائین جانب اور دوسرا مقام داہنی جانب رہتا ہے - اور یہ شاہراہ ایسا راستہ ہے کہ بعض اکابرین یعنی اقطاب ارشاد - فردیت کے مقام کو اسی راستہ سے جاتے ہین - اور نہایۃ النہایۃ کو پہونچتے ہین - تنہا افراد کا راستہ دوسرا ہے - بدون قطبیت کے اس شاہراہ پر ہو کر گزر نہین ہو سکتا - اور یہ مقام ایک قسم کا برزخ ہے اس شاہراہ کے اور مرتبہ صفات کے درمیان مین - یعنی دونون طرف سے بہرہ یاب ہے اور اولین مقام - اس مبارک راستہ کی دوسری جانب مین واقع ہوا ہے - جس کو مرتبہ صفات سے آمیزش اور مناسبت بہت کم ہے - سلسلہ کبرویہ کے مقام سے آگے بڑھکر ان مشائخ کبار سہروردیہ کے مقام پر نفعنا اللہ ببرکات حقائقہم عبور ہوا - بجز شیخ الشیوخ

شہاب الملۃ والدین شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے اس جانب ہین۔ یہ مقام پیروی سنت نبوی علیہ السلام کے فروغ سے آراستہ۔ اور جمال ذوق الفوق کے مشاہدہ سے پیراستہ ہے۔ عبادات کی توفیق۔ اور خدا پرستی کی طاقت اس مقام کے ساتھہ ساتھہ ہے بعض نارسیدہ سالک جو عبادات نافلہ مین سخت منہمک ہین۔ اور اسی خشک پرستش سے آرام پا رہے ہین۔ ان کو فی الجملہ حصہ بحسب مناسبت اسی مقام سے ملتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ نفل عبادت سے یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ **القصہ** یہ ایک بے نظیر مقام ہے۔ ایزدی فروغ جو اس مقام پر نظر آتا ہے۔ دوسرے مقامات پر نظر نہین آتا۔ اور اس مقام کے لوگ کمال متابعت اور پیروی سنت کی وجہ سے۔ دوسرے عالی مقام خدا شناسون سے قدر اور شان مین اعظم اور ارفع ہین۔ اگرچہ عروج اور فوقیت کے اعتبار سے دوسرے مقامات بلند زیادہ ہین۔ لیکن جو کچھہ اس مقام والون کو حاصل ہے دوسرے مقامات والون کو میسر نہین ہے۔ سہروردیہ مقام کے بعد۔ جذبہ کے مرتبہ پر اوترآیا۔ یہ مقام بے شمار جذبات کے مقامات کو جامع ہے پھر مجکو اس مقام سے بھی اوترنا پڑا۔ مراتب نزول کی نہایت۔ مقام قلب تک ہے۔ جو حقیقت جامع ہے۔ اور ارشاد و تکمیل اسی مقام پر اوترنے سے وابستہ ہے۔ اس مقام پر تمکین حاصل ہونے کے بعد پھر ایک دفعہ عروج واقع ہوا۔ اس دفعہ اصل کو بھی ظل کی طرح سے چھوڑنا پڑا جب پھر نزول ہوا۔ تو اس دوسری دفعہ مین مقام قلب پر تمکین حاصل ہوگئی۔ الحمد للہ

علی کل حال و مقال ؕ۔

ایک کتاب معارف لدنیہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ اس مین آپ تحریر فرماتے ہین۔

"خداشناسون کی جماعت کو کامل توجہ اور خاص حضور کے اعتبار سے بحکم [1] فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا ایسا عالی درجہ حاصل ہے۔ کہ جس مین سالکون مین سے کسی سالک کا نہ گزر ہے۔ اور نہ نظر ہے۔ اس تفرقہ کا اصلی راز یہ ہے۔ کہ جب تک ارواح کا تعلق اور تعشق بدن کے ساتھہ نہین ہوا تھا۔ تب تک ارواح کو حق سبحانہ کے ساتھہ حضوری حاصل تھی۔ پھر جب حسب فرمان اعیان ثابتہ ارواح کا تعلق اور تعشق۔ ابدان کے ساتھہ ہوا۔ تو وہ حضور جس میں یہ لوگ پیدا ہوئے ہین (۱۲) ابھی تک اسی طرح حضور

بالکل موقوف ہوگیا - اور توجہ تو دو - اور اُس کے لوازم - صرف پیکر کے ساتھ رہ گئے (۲)
اور بعض کی سابقہ توجہ جو مبدء کے ساتھ تھی - بالکل فراموش نہین ہوئی - یعنی عالم اجسام کے ساتھ وابستگی ہونے کے بعد بھی اُس نسبت کا اثر باقی رہا - اِس بنیاد پر جب قدیمی توجہ کا فراموش کرنے والا اولین گروہ - بہ مبدء کی طرف عروج کرتا ہے - تو اُس کو حق کے ساتھ ایسی خاص نسبت اور قرب حاصل ہوتا ہے - کہ پچھلے گروہ کو عروج اور سلوک کے ذریعے سے اگرچہ ترقی حاصل ہو جاتی ہے - لیکن اُس خاص مرتبہ کی ہوا تک اُن کے دماغ مین نہین پہونچتی - کیونکہ صدر الذکر معاملہ اور مقولہ سے ایسا مفہوم ہوا - کہ اولین فرقہ کا طریقہ استعداد اِس طور پر ہے - کہ جس شے کی طرف توجہ کرتا ہے - اُسی کا رنگ پکڑ لیتا ہے - اور احوال سابق کا کوئی اثر اُس کے ساتھ باقی نہین رہتا ہے - اور دوسرے فرقہ کی صور علمیہ کا اقتضا اس طرح پر نہین ہے - بلکہ جس امر کی طرف رخ کرتا ہے - حالت سابقہ سے کچھ حصہ اپنے ساتھ محفوظ رکھکر لائق لباس مین ظہور کرتا ہے - اِس عقلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے - کہ اس گروہ کی سرشت - قصور توجہ پر - اور دوسری جماعت کی خلقت کمال تعشق پر واقع ہے - **بای معشوق کان** -

ارباب معرفت جو دوربین نظر رکھتے ہین - وہ اچھی طرح جانتے ہین - کہ اِس تفرقہ کے راز کی بنیاد - کشفی شہادت کے بدون - صرف عقلی دلائل پر قایم کرنا - کوئی استحکام کی بات نہین ہے - دران حالے کہ عقل اس مدعا کے خلاف اس قضیہ اور تفرقہ مین اس طور پر دلیل قایم کرتی ہے - کہ مبدء کو بالکل فراموش کرنے سے - اور عنصری ابدان کے لوازم کی طرف بہمہ نوع متوجہ ہونے سے - ایسا پایا جاتا ہے - کہ عالم وجوب کے ساتھ مناسبت قلیل - اور عالم کون و مکان کے ساتھ خصوصیت زیادہ ہے اور جہان امکان کی طرف نزول کرنے کے بعد - حضرت باری تعالی کے ساتھ فی الجملہ تعلق باقی رہنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذات باری عز اسمہ کے ساتھ حد درجہ پر اتصال - اور عالم امکان کی طرف سے بالکل بے تعلقی ہے - لیکن اِس گروہ کے حقائق کا عالم امکان مین نزول بمقتضائے حکمت آلہی ہے پس اِس تقدیر پر عقل کی رو سے عروج اور صعود کے بعد مقام خاص کو دوسری

وجہ والا شخص پہونچ سکتا ہے۔ نہ پہلی وجہ والا[۵۱] واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

خلاصہ کلام یہ۔ کہ دونون توجیہین باہم ایک دوسرے کو ہٹاتی ہین۔ لہذا ان دونون فرقون مین سے کسی فرقہ کو عقلیہ دلائل کی رو سے۔ صدر الذکر وجہ وحدت کے ساتھہ مخصوص نہین کرسکتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ تخصیص کی پچھلی وجہ مین ازروے تحقیق۔ علم ازلی کی شان پیدا ہے[۵۲] وھو اعلم بمن ضلّ عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین اور دونون گروہون کی افراد مین مذکورہ بالا خاص مرتبہ کے عام کرنے اور دائر رکھنے کے ساتھہ اعتقاد رکھنا۔ اقرب بصواب ہے۔

دوسرے ظاہر حال پر۔ اور[۵۳] ماینشاھد من الافراد پر قیاس کرکے ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمام نوع انسان چار قسم پر منقسم سمجھی جاوے اس طور پر۔ کہ مذکورۃ الصدر دو گروہون مین سے جو گروہ ابدان کے ساتھہ تعلق پیدا ہونے کے بعد اپنے تئین مع تمام گزشتہ حالات کے بھول جاتا ہے وہ منجملہ چار قسم کے قسم اول مین شمار کیا جاوے۔ اور اس مقام والے عام لوگ اور اہل تقلید ہین۔ اور ترکیبی صورت کے ساتھہ تعلق پیدا ہونے کے بعد جن اصحاب کا حضور اپنے مبدء کے ساتھہ باقی رہتا ہے۔ یہ اصحاب مقدار تعلق کے اعتبار سے تین اقسام پر منقسم ہین۔ یعنی ان لوگون کا تعلق دونون طرف برابر ہے یا نہین ہے۔ جن لوگون کا تعلق طرفین کے ساتھہ برابر نہین ہے۔ ان کی دو قسمین ہین۔ کیونکہ راجح تعلق یا تو قدم کی طرف ہوگا یا حدوث کی طرف ہوگا۔ پس جو لوگ حدوث کی طرف تعلق راجح رکھتے ہین۔ وہ اصحاب استدلال۔ اور ارباب براہین علمیہ وعقلیہ ہین۔ اور جو لوگ قدم کی جانب زیادہ تعلق رکھتے ہین۔ وہ ذاتی احدیۃ کے اندر مستغرق اور اہل جذبہ ہین۔ اور جو لوگ دونون طرف برابر تعلق رکھتے ہین وہ صاحبان کشف وتحقیق ہین۔ اور

---

۵۱ حقیقت حال کو اللہ جل شانہ ہی خوب جانتا ہے ۱۲۔

۵۲۔ جو شخص خدا کے راستہ سے بھٹکا۔ اُس کو وہ خوب جانتا ہے۔ اور نیز وہ اون کو بھی خوب جانتا ہے جو راہِ راست پر ہین ۱۲ ۵۳ افراد مین سے جو نظر آتے ہین ۱۲

اسی شکل کی تقسیم آیۂ کریمہ[۵۱] ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ سے بھی مفہوم ہوتی ہے۔ اس طور پر کہ اولاً اصطفیٰ کے لفظ سے جمہور انام کی دو قسمین کین۔ ایک جماعت غیر مختار۔ دوسری جماعت مختار۔ اور پھر مختار جماعت کو تین اقسام پر منقسم کیا لقولہ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ پس غیر مختار قسم اول ہے کہ وہ گرفتاران تقلید ہین۔ ظالم لنفسہ وہ اصحاب ہین جو جذب اور استہلاک کے دریا مین مستغرق ہین۔ اور مقتصد وہ لوگ ہین جو اعتقاد اور استدلال کے پرفضا محل مین آسودہ ہین۔ اور سابق بالخیرات وہ جماعت ہے جو مشاہدہ اور معائنہ کے گلزار کی تماشائی ہے"

اس مین شک نہین۔ نقل کی مکڑی۔ نظر اور عقل کی امداد سے جس قدر تانا تن کر بانا بن سکتی ہے۔ اُس بُنے ہوئے کپڑے کا طول اور عرض اس سے زیادہ نہین ہوگا۔ اگر کسی شخص کے دل مین اس مقام کی تحقیق کا درد ہو۔ اور وہ چاہے۔ کہ مجرب علاج سے کامل شفا پا کر تن درست ہو جاوے۔ تو اُس کو مسیح الاولیا کی خدمت اور ارشاد سے چارہ جوئی کرنی چاہیے۔ کیونکہ آج کل دراصل ایسے دردمندون کے حاذق طبیب بھی ہین اور خلفائے حضرت غوث الاولیا مین سے ایک اور جماعت بھی اس شطاریہ سلسلہ مین ہو چکی ہے جس کی ولایت اور ہدایت کے آثار باقی ہین۔ جیسے وجیہ الملۃ والدین علوی گجراتی شیخ لشکر محمد عارف شیخ شمس الدین شیرازی۔ شیخ صدرالدین محمد شمس بردودہ (بڑودہ) گجرات۔ شیخ عبدالحی جو شیخ جیو کر کے مشہور ہین۔ اور نیز دیگر بزرگوار اصحاب ان ارباب شہود اور اصحاب یقین کے کسی قدر حالات اس مختصر کتاب کی گنجایش کے موافق ہر ایک بزرگوار کے ذکر ضمن مین لکھے گئے ہین۔ حافظ

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست	نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

۵۱- پوری آیۃ اس طور پر ہے۔ ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرت باذن اللہ

ترجمہ- پھر ہم نے اپنے بندون مین سے اُن لوگون کو اس کتاب کا وارث ٹھیرایا۔ جنکو ہم نے (اہل سمجھکر اُس کی خدمت کے لئے) منتخب فرمایا۔ (یعنی مسلمانون کو) پھر اُن مین سے بعض تو (اس پر عمل نہ کرکے) اپنی جانون پر ستم کر رہے ہین۔ اور (بعض تو) ان مین سے بیچ کی چال چلے جاتے ہین۔ اور (بعض) اُن مین سے (ایسے بھی ہین جو) خدا کے حکم سے نیکیون مین (اوروں سے) آگے بڑھے ہوئے ہین ۳:-

یاد شیخ خدا بخش منڈوی

آپ کے آباد اجداد ہجری آٹھوین صدی کے سنوات مین عربستان سے ہندمین آئے تہے- آپ کے پیر بیعت شیخ فضل اللہ ابن شیخ حسین ملتانی چشتی ہین- آپ تنہائی اور گمنامی کے محب- گوشہ نشینی اور خلوت کے مشتاق- مراقبہ اور محاسبہ کے دریا مین مستغرق اور آثار سوز وگداز کے مجموعہ ہین- سلمہ اللہ تعالی

اگرچہ علوم متداولہ کی مختلف فروع اور اصول کے میدان یا گلستان مین آپ کی عندلیب طبع پرواز نہین کرتی ہے لیکن اعتقادات کے معانی اور عبادات کے ارکان کی اصلاح کے واسطے جیسے کہ انسان مین نمک اس قدر علم فقہ سے آگاہی ضرور ہے- آپ کی تجرید کا بیان- تفرید کا اظہار- مخلوق کے ساتھ بیگانگی اور حق کے ساتھ یگانگی کی تحریر ان مین سے کوئی چیز- عبارت- اشارت- بیان- یا زبان مین نہین آسکتی- محض معانی اور معقول ہین- لہذا ان کا ادراک اہل حال وعرفان اور اصحاب ذوق ووجدان کے حوالہ کر کے آپ کے ماجرا مین سے چند باتین لکہتا ہون اور یہ چند باتین وہی ہین- جو راقم کو بلا واسطہ معلوم ہوئی ہین-

ابتدا ابتدا مین آپ کا پیشہ نانبائی تہا- حریر فروشی کی بہی دوکان کر رکہی تہی- اور الکاسب حبیب اللہ کے لباس مین یکتا درویش تہے- سرمایہ مین سے روزانہ محنت کا فائدہ حاصل کر کے ایک حصہ تو مستحق فقرا کی نذر کر دیتے تہے- ایک حصہ عیال واطفال کی معاش کے نامزد کرتے تہے- اور ایک حصہ اپنی قوت اور مہمانون کی ضیافت کے نام سے اٹہا لیتے تہے- اس درویشانہ انتظام کے ساتھ پندرہ سال کی عمر سے چالیس سال تک بسر کی اور ترک خانہ نشینی اور اختیار گوشہ گزینی کی آرزو کو اپنے دل کے اندر پرورش دیتے تہے- اسی کشاکش مین جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگئی- تو تجرد گزینی کا نشہ ابہرا- ایکبارگی خداطلبی کا جوش- اور حق شناسی کی خواہش کا سیلاب آیا- اور اوسنے آپکے صنوبری دل کو شوق کا فوارہ بنایا- جو کچہ گزر اوقات کے واسطے بساط مین تہا- وہ تمام وکمال آپنے بے اختیار ہو کر عام محتاجون پر لٹا دیا- اور خود خاص درویشی کا جامہ پہن کر مقصود اور آلہی معرفت کی یافت کے واسطے ہر ایک دل سے اور ہر ایک دروازہ سے گدائی کرنے لگے ایک مدت تک اس طریق مین بہی عمر گزاری- پہر آخر کار ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین خضر سیرت مرشد کی بابرکات صحبت سے کسی قدر گوناگون اضطراب کا جوش تسکین اور تمکین کے ساتھ دل مین فرو ہوا- ساگر تالاب کے کنارہ ایک پشتہ پر ایک کہنہ مسجد تہی- اوس کی مرمت فرما کر قبر کی طرح ایک چہوٹا سا حجرہ اوس کی چہت کے

پیچھے بنایا - یہ حجرہ آبادی سے ایک کوس دور ہے - اس تاریخ سے ہجری سنہ ایک ہزار بائیس تک ایزدی عنایت سے حجرہ مذکور مین استقامت کے ساتھ تنہا بیٹھے رہے - اور آخرکار فقر و بینوائی کے بارہ مین جس درجہ کے آپ متلاشی تھے - وہ درجہ آپ کی استعداد کے موافق حاصل ہوا یافت اور شناخت کی بخیہ جو آپ کی گدڑی پر لگی - تو گدڑی مذکور شاہی سوزنی بن گئی - اب آپ کی زبان حال نے **لیس فی جبتی سوی اللہ** کا ترانہ گانا شروع کیا - گو چند سال سے آپ کا آستانہ اکابر اور اصاغر کا مرجع ہو گیا ہے - لیکن آپ کی ملازمت حاصل ہو جانا - عالی شان سلاطین اور سپہ سالار امراے اعظم کے بھی اختیار اور قبضہ قدرت مین نہین ہے - بلکہ آپ کی عنایت اور ارادت کے متعلق ہے - تنہا بیٹھے رہنے - اور لوگون سے نہ ملنے کی عادت جو ابتداے زمانہ ترک سے تھی - وہی عادت آج تک روز افزون ترقی پر ہے - یعنی ملاقات چاہنے والون سے ایک لحظہ کا بھی ملنا آپ اپنے اوپر جائز نہین رکھتے ہین - ضرورۃً صرف بمقدار ایک فاتحہ پڑھنے کے - با اخلاص آنے والون کے نزدیک بیٹھ جاتے ہین - بلکہ اکثر اوقات کھڑے ہی رہتے ہین - اور جو کچھ خشک وتر اس وقت ہاتھ مین موجود ہوتا ہے - پیش کر کے رخصت کر دیتے ہین زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آپ مخلوقات سے علیحدہ رہنے کو تنہائی اور گمنامی کا جز جانتے ہین - بالآخر یہی شیوہ آپ کی ناموری اور شہرہ کا باعث ہوا - اس مین شک نہین - کہ یہ ظاہری اور باطنی موجودات کا مبدا ہی ہے - جو تنور سے طوفان کا نکالنے والا ہے - اور ہمیشہ تقدیر سے تدبیر منفعل رہتی ہے [51] عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ -

الحمد للہ والمنۃ کہ باینہمہ - ازلی محافظت - مصاحبت چاہنے والے اور خدمت کرنے والے لٹیرون کی لوٹ سے آپ کی اوقات شریف کی نگہداشت فرماتی ہے - اور آپ کو صرف یاد حق کی طرف متوجہ اور مشغول رکھتی ہے - سبحان اللہ سواے گوشہ نشینی کے - مرید کرنا - خانقاہ بنانا - خادم رکھنا - ہنگامہ عرس کو رونق دینا - اور سرود و سماع کی مجلس گرم کرنا وغیرہ وغیرہ سلسلہ دست مشائخ کے کسی طور اور طریقہ سے آپ کی آزاد اور تنہائی پسند طبیعت مقید نہین ہے - اس پر بھی آپ اپنے نفس مطمئنہ سے خطاب کر کے اس مضمون کے ساتھ مترنم رہتے ہین - **نزہت**

ہجر دان طریقت جامۂ دگر اند	با این صفت کہ تو داری بدان صفت نرسند

۵۱ عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بری لگے - اور وہ تمہارے حق مین بہتر ہو - اور عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے - اور وہ تمہارے حق مین بری ہو

ان تمام حقائق کے بیان کا خلاصہ یہ ہی - کہ آپ مشیخت کا بناؤ سنگہار بے تعینی کی سادگی کے عوض فروخت کرکے میدان فنا کے شہسوار اور رسوم شکنی کے معرکہ مین صف شکن ہین[۵۱] ولا تقولوا لمن ھو فانی فی اللہ و عائش فی المزاج انہ حی علی مثال انفسکم بل ھو غریق فی بحر الفنا و انتم لا تشعرون

آپ کی سعید اولاد تین لڑکے اور دو لڑکیان ہین - بڑے شیخ عبد الرحیم ہین - جنہون نے اپنے تئین عین جوانی مین پیری کے کمالات سے آراستہ کیا ہے - اور جو مشائخ اور طبقہ صوفیہ علیہم الرحمۃ کی اصطلاحات مین فہم درست اور استعداد روشن رکہتے ہین - منجہلے لڑکے عبد اللطیف ہین - حسن سیرت - اور حسن صورت دونون مین متوسط ہین - سب سے چہوٹے تیسرے محمد لطیف ہین - با ادب جوان ہین - اپنے پدر بزرگوار کی خدمت باعظمت مین قبولیت کا مرتبہ پائے ہوئے ہین - چہوٹی لڑکی مریم نام راقم کے فرزند - برخوردار عبد الاول کے حبالہ نکاح مین ہے - قائل[۵۲] اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ نے ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین بشب غرہ صفر[۵۳] ختم اللہ بالخیر والظفر ایک لڑکا برخوردار عبد الاول مد عمرہ کے گہر عطا فرمایا - ادہر آپ کی بے پروائی - اور ادہر ولادت کی خوشی - اس مین راقم کی غفلت سے کچہہ ایسا ہوا - کہ جد مادری کے اتفاق کے بدون اُس مبارک نوزاد کا نام شیخ ملہ رکہدیا بدین وجہ شیخ کی خدمت سے کمال خجالت ہوئی - پہر جب واجب العطایا کی عنایت سے تاریخ بیسوین رمضان المبارک ہجری سنہ ایک ہزار اکیس کو دوسرے فرزند کی علیہ صورت - عینی وجود کے لباس مین ظہور پذیر ہوئی - تو شیخ کی ملازمت مین راقم نے حاضر ہوکر مبارک باد کے مراسم ادا کئے - اور تجویز نام کے واسطے التماس کیا - آپ نے فرمایا نام رکہنا آپ کو ہی مبارک ہے - اور تصدیق کرنا - اور مبارک باد دینا ہمارا حق ہے - حسب الارشاد مینے عیسیٰ نام تجویز کیا - آپنے مسکرا کر دعا دی اور فرمایا[۵۴] الاسماء ینزل من السماء بہت ہی مناسب اور خوب واقع ہوا - کیونکہ اس کی مان کا نام بہی مریم ہے

---

[۵۱] جو شخص اللہ کی ذات مین فنا اور ازروے مزاج زندہ ہو - اُس کو یہ نہ کہو - کہ وہ تم لوگون کی طرح قید حیات سے ہے - بلکہ وہ دریاے فنا مین مستغرق ہے - مگر تم نہین سمجہ سکتے ہو ۱۲ [۵۲] مین مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہون ۱۲ [۵۳] اللہ تعالےٰ اوسکو خیر اور ظفر کے ساتھ ختم کرے ۱۲ [۵۴] اسما آسمان سے اوترتے ہین ۱۲ -

پھر فرمایا - کہ شیخ ماہ آپ کا ہے - اور شیخ عیسی ہمارا - اور یہ کہکر ہمدونون کو سعادت بخش دعاؤن کے ساتھ سربلند فرمایا - خدا کرے سب کو علم سے اور عمر سے بہرہ وری نصیب ہو[لہ] بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین الی یوم الرشاد -

یاد شیخ عبد القادر

آپ - ابی محمد - ابن ابی احمد - ابن ولی ہامون بغدادی کے فرزند رشید - اور سید جمال ستھری کے مرید ہین زادبوم باب اللزج - جس کو اہل زمانہ بغداد جدید کہتے ہین - اسی مین قطب الاقطاب سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی خوابگاہ ہے - رحمۃ اللہ علیہ اور پل کی اُس طرف والی آبادی کا نام بغداد قدیم ہے اسمین امام موسی کاظم کی آسایش گاہ ہے رضی اللہ عنہ اور اہل بغداد اسی کو برج اولیا کہتے ہین جس کے اندر ایک روایت سے چوبیس ہزار نامدار مشایخ سوئے ہوئے ہین - اس مین شک نہین - جب باحقیقت خداشناس لوگ - چاند سورج کی طرح سالک درویشون کے رہنما ہین تو اس بافروغ گروہ کی آسایش گاہ کا نام برج قرار دینا اہل مذاق سخن آفرینون کو بہت کچھ مزہ دیتا ہے - غوثی اگرچہ اس نغمہ مین دل ربائی کی طرز ضرور ہے - لیکن یہ نغمہ - پردہ آغاز کے ہم آواز نہین ہے - لہذا ایسی لئے اُٹھاو جس کا راستہ اصل مقام کی طرف پلٹ جاوے - ایک روز آپ کے حالات راقم نے دریافت کئے تو فرمایا -

ایزدی مشیت کے سبب مین اپنی زادبوم مین ڈھائی برس کی عمر کو پہونچکر بے باپ ہوگیا - لہذا عم مکرم نے میری پرورش اپنے ذمہ لی - نو برس کی عمر مین کلام ربانی حفظ کرلیا - جب گیارھوین سال کا آغاز ہوا - تو عم مکرم مجکو اپنے ہمراہ بندر گووہ کو لے گئے - وہان یہ عم مکرم سامان سفر باندہ کر اُس جہان کو روانہ ہوئے - مین جب تک سولہ برس کا نہین ہولیا تب تک اُس بندر سے باہر نکلنا نہین ہوا - القصہ ہجری سنہ نوسو چھیاسٹھ مین کہ یہی سال سلطان مظفر ابن محمود کے جلوس کا ہے احمد آباد گجرات مین آیا - یہان ہر چند روز سرکہیچ کے مدرسہ مین فقیہ حسن عرب کی ملازمت مین علوم ادب کی تحصیل کی فقیہ صاحب - داہولی کرکے مشہور ہین - اس کے بعد

[لہ] - نبی - اور نبی کے بزرگ اولاد کی عزت کے طفیل مین - اللہ تعالی کی رحمت نبی پر اور اولاد نبی پر غرض کہ سب پر یوم قیامت تک رہے ۱۲ -

شیخ حسین بغدادی کی شاگردی سے عقلی علم حاصل کیا۔ اِسی اثنا مین قاضی علاء الدین عیسی احمد آبادی کی خدمت مین علم کلام کی کتابین نکالین۔ بالآخر اپنی جملہ تحصیل کو شیخ وجیہ الدین علوی شطاری کی خانقاہ مین رہ کر کمال کے درجہ پر پہونچایا ہجری سنہ نوسہ بیاسی مین جب کہ عرش آستانی اکبر شاہ نے گجرات فتح کیا ہے میںنے تحصیل علم کے واسطے دار السلطنۃ آگرہ کی طرف سامان باندہا۔ چند روز بعد شرح تجرید کا قدیم حاشیہ تحریر اقلیدس مجسطی۔ شرح تذکرہ مولانا نظام اعرج۔ اور نیز دیگر بعض عربی علوم۔ علامی میر فتح اللہ شیرازی کے درس مین سنکر شہرستان خاطر کی آئینہ بندی کی۔ پورے ایک ہزار سال ہجری مین ملک الشعرا شیخ فیضی فیاضی ابن شیخ مبارک غفر۔ نہایت خواہش کر کے مجھے اپنے ہمراہ دکن کو لیگئے راقم بہی اپنے وطن سے جو دکن کے عین راستہ پر واقع ہے۔ طوعًا و کرہًا ہمراہ ہوکر اس جانے مین شریک تھا۔ جب بازگشت ہوئی تو آپ اُجین کے اندر ملک الشعرا کی ہمراہی سے رہ گئے تہے۔ یہان پر اس شہر کے طالبان علم کی فیض رسانی شروع کی ہجری سنہ ایک ہزار اکیس تک آپ کے وجود سے مسند افیض رسانی بارونق رہی ہے۔ اسی جگہ پر متاہل بھی کرلیا ہے۔ دو لڑکے۔ اور ایک لڑکی اس بیوی سے ہین۔ ابو المعالی فیاض اور ابو الحسن فیاض نام بہی ہین۔ اور نیز ان دونون تاج دانش کے گوہرون کی تاریخ ہائے ولادت بہی ہین۔ اور بین فرزند نے ہجری سنہ ایک ہزار انیس ہین عالم روحانی کو کوچ کیا۔ دوسرے فرزند بقید حیات ہین۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ عمر طبعی کو پہونچاوے۔ قصائد عربی کا ایک دیوان متبعانہ طرز پر۔ ہر ایک فن کی کتابون پر جستہ جستہ حاشئے۔ عربی عبارت کا ایک رسالہ جو نہایت سنجیدگی اور تازگی کے ساتھ ملک الشعرا کے بعض حالات کے بیان مین ہے۔ اور ایک رسالہ علم کی تعریف مین متکلم اور حکیم کی طرز پر جو شیخ ابو الفضل مبارک کے نام سے معنون ہے۔ اس قدر آپ کی تصنیفات ہین۔ ناظرین پر مخفی نہ رہے۔ کہ صدر الذکر نمائشی حالات بعض تو خود صاحب حالات کے بیان پر۔ اور بعض راقم کی معلومات پر لکھے گئے ہین۔

مصرع آب حیوان توامان علم اوست

حضرت یاد سید احمد افغان اویسی بجواروی

پنجاب کے پرگنات مین ایک بستی قصبہ بجوارہ ہے۔ اُس مین آپ گوشہ نشین تہے۔ شیخ محمد ابن الیاس

شیوں غزنشتی کے فرزند ہین- صوری اور معنوی فضیلت کی تحصیل مین آپنے اپنی استعداد پوری کرلی تہی- جب آپ کے پدر بزرگوار ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین فرق کے ویران گوشہ سے جمع کے آباد صحن مین چلے گئے- تو جانشینی کی مسند کو آپ کے وجود سے شرف حاصل ہوا- آپنے آباؤ اجداد کے مراسم سلوک کو اپنا دستور العمل بنایا- کہتے ہین- آپنے دانش دبینش زیادہ تر- اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے- اور کچھ شیخ الہداد لاہوری کی شاگردی سے حاصل کی تھی- جب ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین شہنشاہ کشورستان اکبرشاہ نے اقلیم زندگانی کے تصرفات- اور عنصری کشور کے تمتعات رخصت فرمائے- تو اُس کے پور پر نور نور الدین جہانگیر شاہ سے تاج وتخت سلطنت کو رونق ہوئی- جس کے گرامی نام پر اس کتاب کی بنیاد رکہی گئی ہے- اِس اثنا مین شہنشاہ نورالدین کے بیٹے سلطان خسرو کو چند امرا جو عقل مین جوان مگر بے توت تھے- دار السلطنۃ سے نکال کر لاہور کی طرف چلے گئے- پیچھے سے ہوشیار فرمان روا بھی تعاقب کُنان جا پہونچا- اس غرض سے کہ نصیحت کو کام فرما کر اُس کو ناہموار بے راہی سے باز رکہے- اور ادب اور فرمان بری کے راستہ مین لے آوے- مگر سلطان خسرو نے حقوق کا کچھہ لحاظ نہ کرکے جنگ کی طرح ڈالی- بالآخر اُس کی سپاہ نے شکست کہائی- **القصہ** اِس فتنہ انگیز سال مین ہر ایک تقریب سے شہنشاہ کی محفل مین باوجود کمال ارزانی کے اسی قسم کی گفت وگو کا نرخ بڑہ گیا تہا- ایک روز ایک ندیم نے سادات صفویہ کے سلسلہ مین سلطنت ایران کے انتقال کا باعث عرض کیا- اس اثنا مین ایک اور شخص بول اٹہا- کہ اِس وقت مین بہی چند درویش صورت اشخاص ایسے ہین- جو ایک ولایت کی فوج کی برابر اپنے فرمان بردار معتقدین رکہتے ہین- انہین مین سے اُس جماعت کے سرگروہ سید احمد افغان ہین- جو بجوارہ کی افغان قوم کے اندر جنگ وشورش کا باعث ہوتی ہے- اور تمام جماعت آپ کے حکم سے سرتابی نہین کرتی ہے- فرمان صادر ہوا- کا جہا سید احمد افغان دربار معلی مین حاضر کئے جاوین- **قصہ کوتاہ** جب آپ شاہی حضور مین پہونچے- تو ملازمت شاہی کے آداب بجا نہین لائے- بادشاہ نے فرمایا- اِس دیوانہ کو چند روز قلعہ گوالیار کے اوبستان مین محفوظ رکہو- یہان تک کہ حُسن سلوک کے گلوبند مین اپنی گردن دینا گوارا کرے- تین برس تک آپ اُس عالی شان قیدخانہ مین کشادہ پیشانی سے خدا کے ساتہہ مشغول رہکر زندہ رہے- اور ولایت کے متعلق بہت سی فتوحات اور پہلونشین دشمن پر فیروزی حاصل کی- اتفاقاً ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس مین خان جہان جن کا قدیمی نام پیرخان ابن دولت خان لودی ہے- صوبہ خاندیس اور دکن کے حاکم مقرر کئے

گئے - اور انہیں حدود کی لشکرکشی ان کے ذمہ کی گئی جب خان جہان قلعہ گوالیار کے نیچے پہونچے - تو واجب العرض بحضور شاہ ملکمر التماس کیا - کہ سید احمد اس یورش مین فدوی کے ہمراہ دئے جاوین - یہ گزارش حضور شاہنشاہی مین قبول ہوئی - اِس سبب سے آپ خان جہان کے ہمراہ خاندیس تک گئے - اور چند روز برہان پور مین رہے - آخرکار یہ ہوا - کہ خان جہان کے واسطے دارالسلطنت سے فرمان طلب صادر ہوا - اور وہ برہان پور سے دارالسلطنت آگرہ کو روانہ ہوئے - آپ بھی ہمراہ تھے - جب تاریخ چبیسوین ۲۶ شعبان ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین آپنے اپنی قدوم کی برکات سے منڈو (مانڈو) کو سرفراز کیا - تو راقم حروف بھی آپ کی ملاقات سے بہرہ یاب ہوا تھا - جب راز کی باتین ہونے لگین - تو آپ کی گفت وگو کا سلسلہ اس تقریب پر مائل ہوا -

" ایک روز خان جہان پسر دولت خان لودہی احمد کے مکان مین آئے - اور شیخ علاء الدولہ سمنانی کی چہل مجلس اُن کے ہاتھہ مین تھی - اِس کتاب مین شیخ محی الدین عربی کی یہ روایت درج تھی [۱] رایت ربی جالسًا علی الکرسی وقام بین یدی واجلسنی وقال انت ربی وانا عبدک - یہ روایت مجکو دکہائی - اور میرا دامن پکڑ لیا اس متشابہ قول کے معنی ذہن نشین کئے جاوین - لاچار احمد نے جواب دیا کہ رب اول سے مراد نفس امارہ ہے - جب یہ - عالم کالبد پر قبضہ پالیتا ہے - تو قوی - حواس - اعضا - اور جوارح کا ملک وملکوت اوس کے زیر حکم آجاتا ہے - دل کی کرسی پر نشست کرتا ہے - جو روح کی نشستگاہ ہے - اور علی الاعلان ربوبیت کا دعویٰ کرتا ہے - اور عنصری اقلیم کے دیگر باشندون کی طرح روح کو بھی اپنی عبودیت مین لینا چاہتا ہے - پھر جب صوفی مجاہدہ اور ریاضت کی بدولت نفس پر فتح پاتا ہے - تو ناچار کرسی نشینی روح کی طرف عود کرآتی ہے - اور نفس اطاعت اور پرستش کے مقام پر کہڑا ہوکر انت ربی وانا عبدک کہکر مراسم بندگی بجالاتا ہے اور روح کے اوپر نفس کی طرف سے رب کا اطلاق اور اقرار یہی شیطان رجیم کا فریب ہے "

---

[۱] مینے اپنے رب کو دیکہا - کہ کرسی پر بیٹہا ہے (مجہکو دیکہکر) میرے سامنے اُٹھہ کہڑا ہوا - اور مجکو بٹہایا - اور کہا - تو میرا رب ہے - اور مین تیرا بندہ ہون ۱۲ -

یہ تاویل بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

"میںنے مکاشفہ ابن عربی کی عبارت شیخ عیسیٰ کی خدمت میں بھیجی تھی۔ شیخ عیسیٰ نے بھی اپنا مافی الضمیر کئی طرح کی توجیہ اور تاویل کے ساتھ لکھکر میرے پاس روانہ فرمایا۔ چونکہ اُن تاویلات کی نامقبولیت کا حرف میری زبان سے نکلا۔ اور یہ حال شیخ عیسیٰ کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے اپنا نوشتہ لکرر واپس طلب فرمایا۔ اور پیغام طلب کے ساتھ اُس کے چاک کردینے کی بھی التماس کر کے آزردگی ظاہر فرمائی۔ لیکن باوصف چند تلاش کے اُس نوشتہ نے واپسی کی راحت یا چاک ہونے کا رنج نہیں دیکھا۔ اب وہ نوشتہ میرے ہمراہ ہے۔ اگر آپ کہیں تو منگاؤں۔"

میںنے جواب دیا۔ آپ کو اختیار ہے۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ مسیح القلوب کا نوشتہ میںنے پڑھا۔ اِس میں شک نہیں مسیح القلوب کا جامع دل۔ وحدت وجود کے فروغ سے منور ہے۔ جس کے کمال کا شاہدعدل یہ توجیہ نامہ ہے۔ اس توجیہ نامہ کے مطالعہ نے خوانندہ کے حسن اعتقاد کی بنیاد میں گویا استحکام کا سیسہ پلا دیا۔ اور جو اعتراضات تاویل کی ہوئی ظاہر روایت پر ازروے شریعت وطریقت وارد ہوتے تھے۔ اِن اعتراضات کو عقلی ونقلی دلائل۔ اور کشفی ویقینی براہین کے ساتھ دفع کرنے سے ابن عربی کے کشف کی صحت پر ایک حجت قاطع اور اکابر سلف کے ساتھ مشارالیہ کی پیروی پر ایک دلیل واضح ہاتھ آئی۔

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔ اعلم ان توجیہ للسید احمد ناظر الی ان قائل ھذا القول المتشابہ! مرء مبتدی فی السلوک فارغ عن تزکیۃ النفس متصف بتصفیۃ القلب شارع فی تجلیۃ الروح وتخلیۃ السر وتاویل مسیح قلوبنا ناطق بان من صدر منہ ھذہ العبارۃ ھو رجل کامل واصل	جمیع اقسام وانواع حمد اُسی اللہ جل شانہ کو سزاوار ہیں جس نے ہم کو یہ ہدایت دی۔ اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت پانے والے نہیں تھے۔ واضح ہو۔ کہ سید احمد کی توجیہ سے یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ اس متشابہ قول کا کہنے والا۔ ایسا شخص ہے۔ جو راہ سلوک میں مبتدی ہے۔ تزکیہ نفس سے فارغ ہے۔ تصفیہ قلب کے ساتھ متصف ہے اور جس نے روح کی جلا۔ اور اسرار کے چھپانے کا کام شروع کیا ہے اور ہمارے مسیح القلوب کی تاویل یہ کہتی ہے۔ کہ جس شخص سے یہ عبارت صادر ہوئی ہے۔ وہ شخص کامل ہے۔ اور درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے

بدرجة الکمال فی الفناء من
لوازم الامکان وفی البقاء
بحقیقة الربوبیة فی مقام
الجمع وفی التخلق باخلاق الرحمن
الذی علی العرش استوی ثم لا یخفی
علی ذائقی عسیلة اتراب الکلام فی
خلوات التشابه بفحولیة التاویل
مافی هذا التعیین والتفریق من
نکتة وهی ان الکلام المتشابه
سواء نزل من الله المرسل الی العبد
المرسل الیه - او وصل منه الی الصحابة
او وقع منهم بالتابعین - او وصل
منهم الی مشائخنا ومنهم الینا مرآة
ینطبع فیها حقائق مراتب المترجمین
بفهومهم - ومحك یظهر عیار معارج
المترجمین بمعانیها لا یراد به من تکلم
الکلام لان مراده لا یعلمه الا هو بدلیل
قوله تعالی فی حق الآیات المتشابهات
لا یعلم تاویله الا الله فظهر بهذین
التاویلین ما ظهر من حقیقة مرتبتهما
سلمهما الله تعالی وفهمها من له انصفة
رحم الله من انصف -

فنا کے اندر درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے امکانی لوازم چھوڑ کر بقا کے اندر
درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے حقیقت ربوبیت کے ساتھ جمع کے مقام
پر - اور تہذیب اخلاق مین درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے - اخلاق رحمن
کے ساتھ - جو عرش پر براجمان رہا ہے جو اصحاب متشابہات کی خلوت
مین - تاویل کی جوانمردی کے ساتھ - دوشیزگان کلام سے لذت پانے
والے ہین - اُن پر وہ نکتہ مخفی نہین ہے - جو اس تعین اور تفریق کے
اندر ہے - اور وہ یہ ہے - کہ کلام متشابہ خواہ بھیجنے والے اللہ تعالی جل شانہ
کی طرف سے مرسل الیہ بندہ پر نازل ہوا ہو - یا مرسل الیہ بندہ سے
صحابہؓ کو پہونچا ہو - یا صحابہ سے یا تابعین کو پہونچا ہو - تابعین سے
ہمارے مشائخ کو اور مشائخ سے ہم کو پہونچا ہو - غرض کہ متشابہ کلام ایک
آئینہ ہے جس کے اندر مترجمون کے درجات کی حقیقتین مفہومات کلام
کے ذریعہ سے منعکس ہوتی ہین - اور نیز متشابہ کلام ایک کسوٹی ہے
جس سے طبع آزمائی کرنے والون کی انتہائی پرواز کی مقدار - معانی کلام
کی رو سے ظاہر ہوجاتی ہے - متشابہ کلام سے وہ مراد نہین ہے - جو
ایسے کلام کے ساتھ تکلم کرنے سے ارادہ کیا جاتا ہے - کیونکہ متشابہ
کلام کی مراد اللہ تعالی جل شانہ کے سوا کوئی نہین جانتا ہے اس کی
دلیل خود اللہ جل شانہ کا ارشاد آیات متشابہات کے بارہ مین ہے
لا یعلم تاویلہ الا اللہ پس ان دونون تاویلون سے جو کچھ ظاہر
ہوا - وہ صدر الذکر دونون اصحاب کے درجات کی حقیقت ہے
اللہ تعالی ان دونون صاحبون کو سلامت رکھے - اور اس بات
کو سمجھا بھی وہی شخص ہے - جو منصف ہے - جس نے انصاف
کیا - اللہ تعالی اسپر رحم فرمائے -

معذرت پذیر اصحاب کو واضح ہو کہ مسیح القلوب کے خط کی نقل اس واسطے جزرگاز ازین

کی گئی - کہ یہ ماجرا سید احمد کی خدمت مین اخیر صحبت کے وقت پیش آیا تھا - اور رات زیادہ گزرجانے کے سبب سے برخاست مجلس کے مقدمات کا آغاز ہوگیا - تکلیف دہی کا خیال بھی دامنگیر ہوا - اگرچہ نقل کرلینا ممکن تھا - لیکن دوبارہ مجلس کی نوبت پہونچنے کا بھی گمان تھا - اس گمان نے کوشش کے چہرہ پر یون ہی سستی کا نقاب ڈالا - اور مسافر عزیز کا کوچ علی الصباح ہی ہوگیا - اس سبب سے یہ اندیشہ جو دل کے اندر تھا - پورا نہ ہوسکا - ایک مدت تک یہ دور اندیشی دل کے اندر کھٹکتی رہی - (۱) ایک مسیح القلوب کے خط کی نقل نہ لینے کی پشیمانی (۲) دوسرے اُس خط پر سید احمد کا اعتراض الحمدللہ کہ غیبی صفائی اور ارادت کی برکت سے مذکورہ بالا خس و خاشاک - سلوک کے راستہ سے دور ہوا - بلکہ اس تجربہ کے سبب سے یہ ہوش اول سے بھی زیادہ ہوا - کہ جو شخص - زمانہ حال کی قدر نہ جانے - شک مین رہ کر نیک کام کرنے کو زمانہ استقبال پر موقوف رکھے - اور آج کا کام کل پر چھوڑے - وہ شخص جلد عظیم نقصان کی پشیمانی اٹھاوے گا - بقیۃ العمر اس کو نایابی کی حسرت مین گزارنا پڑے گی - اور [۵۱] الوقت سیف قاطع کا زخم کھاکر - مرہم نہ ملنے کے سبب سے اُس کے التیام کی آرزو مین - ہمیشہ گرفتار رہے گا - اور وقتاً فوقتاً ہمیشہ آگاہی ملنے سے یہ ہدایت ہوئی کہ جس کسی کے قول و فعل کا مضمون تجھکو ناگوار گزرے - اُس کو مبدء کی طرف سے تصور کرکے - نکتہ چینی اور اعتراض کا ذریعہ نہ بنانا - اور عقیدے کے بازار مین جو فروش گندم نما نہ بننا - کیونکہ [۵۲] ما یدب علی الارض تمام - الٰہی تقدیر کے قبضہ قدرت مین ہین - حرکات اور سکنات مین خود کوئی اختیار نہین رکھتے ہین بالخصوص آدمی زاد - جو کمال اسمائی کا مظہر ہے - پھر جو بزرگوار اصحاب ایزدی اخلاق کے ساتھ تہذیب یافتہ ہین اُن کے حالات اور افعال کو الٰہی شان اور الٰہی اوامر سمجھکر دل کے اندر روگردانی کا خیال نہ آنے دینا - کیونکہ باحقیقت خداشناسون کے اقوال اور افعال - مخاطبین کے مختلف ادراکات اور استعدادات پر لحاظ کرکے بعض کی نسبت جان گزا - اور بعض کے حق مین جان بخش کا حکم رکھتے ہین - اِن کی مثال قرآن مجید کی سی ہے - جس کے منصوص احکام بعض کے اعتبار سے نافع - اور بعض کے اعتبار سے ضار واقع ہوئے ہین - یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا پس اس جگہ کسی قدر دوربینی کو کام فرمانا چاہیے - تاکہ جلد معلوم ہوجاوے - کہ جس قدر اوراق فرقانی کے اندر وعدہ اور وعید کی آیتین آج کے روز موجود ہین یہ تمام خاتم النبوۃ علیہ السلام پر جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے پروردگار جل اسمہ کی بھیجی

---

[۵۱] وقت شمشیر بُران کا حکم رکھتا ہے - ۱۲ [۵۲] جو متحرک زمین پر چلتا ہے ۱۲

ہوتی ہین - اب انصاف کے گریبان مین سر جہکا کر معلوم کرنا چاہیے - کہان لکہے ہوئے قرآنون کے دشمن
ماننے سے - اور ان کا جلانا - اور دہونا دل مین لانے سے کس قدر کفر اور ضلالت کا نتیجہ پیدا ہوگا - اور اس کا
ثمرہ کیا ہے - اسی طرح سمجہنا چاہیے - کہ ہر ایک شخص کے حالات کی حقیقتین - اوس کی مہر علیہ کے موافق
ہوتی ہین - باایہمہ لوگون کے اقوال اور افعال کی عیب گیری کی جاتی ہے - پس ظاہر ہے کہ اس سے
کس قدر گمراہی اور سیاہ دل پیدا ہوگی - اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا - کیونکہ صاحبان نبوت کی آیات اور معجزات کا
نزول - ظاہری اور باطنی دونون طرح کی وحی سے ہوا ہے - اور اصحاب ولایت کے معاملات اور مکاشفات
کا ورود صرف باطنی وحی سے ہوتا ہے -

بحرف ہیچکس منہ انگشت اعتراض ؛		آن نیست کلک صنع کہ برخط خطا کشد	

کہتے ہین - سلطان سادات - اور برہان مشائخ شاہ محمد بخاری - جن کی اخروی خوابگاہ دار الاسلام لاہور
مین ہے ایک دفعہ شیخ محمد افغان کی ملاقات کے واسطے قصبہ بجوارہ مین آئے تہے - جب معرفتون
کے بیانات کا ہنگامہ گرم ہوا - تو ایک تقریب سے اس قسم کی بات نکلی - کہ باوجود شرف سیادت حاصل ہونے
کے اپنے تئین قوم غرغشتی سے ظاہر کرنا - کس غرض سے ہے - اور یہ بہی دریافت کیا کہ یہ نوید اس جانب
کی ہے - یا اُس جانب کی - جواب دیا - کہ فقیر دو جانب جاننے سے ایک طرف ہے - کل امور جانب حق سے
جان کر کبہی کابول ہوتا ہے - اور آج کے بعد جو لڑکا پیدا ہو - اُس کا نام سید احمد رکہا جاوے - یہی وجہ ہے - کہ
یہ خدا پرست بزرگوار اس لقب کے ساتہہ مخصوص ہین - کسی قدر اجمالی بیان آپ کے حالات کے
متعلق یہ ہے - کہ آپ وحدت وجود کے باغ کی فضا سے اپنے عقیدہ کے گہوڑے کی باگ کشیدہ رکہتے ہین
آپ کے سلوک کا طریقہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کی پیروی ہے - اور اپنے تئین اویسیہ سلسلہ مین
سے شمار کرتے ہین -

یاد سید ابراہیم نوری

آپ کا سابقہ نام شیخو ہے - زاد بوم غیاث پور جو کیہانہ کر کے مشہور ہے - حویلی حصار کے تعلق
ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین بماہ ربیع الثانی ایک روز راقم نے آپکے مکان پر جاکر آپ کے
حالات کی حقیقت دریافت کی تہی - تو فرمایا -

"ابراہیم کی بارہ سال کی عمر تھی - کہ مکتب کے اندر کلام ربانی کی تصحیح کرتا تھا - ناگاہ سیاحی کی شورش اور الٰہی طلب کی خلش - سودائی دل مین پیدا ہوئی - لہذا وطن چھوڑ کر دیوانون کی طرح چل کھڑا ہوا - دہلی مین پہونچکر بہاء الاولیا بخاری کے صوفیون کی ایک جماعت کے ساتھہ لاہور چلا گیا - یہان پر مولانا اسحق کاکو کے درس مین کسی قدر فقہ سیکھی - یہان سے ملتان کو گیا - شیخ کبیر بخاری کی خدمت مین مراسم ارادت بجا لا کر پھر دہلی چلا آیا - اور حضرت غوث الاولیا کی ملازمت سے شرف یاب ہوا - حضرت غوث الاولیا نے مجھکو شیخ مبارک مفتش مند کے حوالہ فرمایا - جو ان کے بڑے خلیفہ ہین - شیخ مبارک کے نزدیک جواہر خمسہ پڑھکر کمالات طریقت حاصل کئے - پھر حجاز کے ارادہ پر لاہور - ملتان - ایران توران - اندتیر از ہوتا ہوا - لار کے راستہ سے بغداد کو چلا گیا اس جگہہ سید زین العابدین امام اور متولی روضہ محی الملۃ غوث العرفا جیلانی کے دیدار سے بہت کچھہ فیض حاصل کیا - یہان سے مرسل مین ہونچکر یونس علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کی اور شام کے اندر جنۃ النسا مین شیخ حسن چشتی کے دیدار سے باطنی فروغ لیا - مدین مین حضرت شعیب علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کر کے تخت رب العالمین کی طرف نکل گیا - یہان سے قدس خلیل کی طرف جا کر مسجد اقصیٰ مین نماز پڑھی - اس کے بعد تمام حصہ جات زمین کی سیاحی کرتا ہوا اسکندریہ کے راستہ سے مصر مین جا پہونچا - یہان پر چند روز رئیس المحدثین شیخ محمد بکری کی ملازمت سے حدیث اور تفسیر کا استفادہ کیا - پھر مصر سے دریائے شور مین قدم رکھا - اثنائے راہ مین شیخ ابو الحسن شاذلی کی خاک پاک کی زیارت کی اس کے بعد دریائے شیرین پر سے عبور کر کے - مدینہ مکرمہ مین حضور کے آستانہ کی خاک پر ناک رگڑی پھر یہان سے قافلہ کے ہمراہ مکہ معظمہ کو روانہ ہو کر ارکان حج ادا کئے - شیخ علی متقی کی ملازمت سے بھی یہان مشرف ہوا - چونکہ کوہ نور مین بارہ سال خلوت کے اندر رہ چکا تھا - لہذا شیخ نے جلدی ہی خرقہ خلافت پہنا دیا - اور ابراہیم نوری خطاب ملا - بعدہ جدہ کے راستہ سے روپار بل جہاز پر سوار ہو کر باب مندب کے جزیرہ مین جا اترا - بن دیکھنے کا شوق ہوا - تو اس سرزمین کی بھی سیر کر کے عدن کے جہاز مین سوار ہوا اور اکیس روز کے اندر دیو بندر مین جا پہونچا چندروز

سورت کی سیر کی اس سیر کے اندر شیخ جمال نوری اور سید حبیب کی ملازمت سے جونا گڈھ
مین فیض پایا۔ قصبہ لاٹھی مین ایک بزرگ سید کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر سلطان خواجہ احمد دانش مند
سے بھی ملاقات کی۔ جو سید محمد گیسو دراز کے بالواسطہ خلفاے اعظم مین سے ہین۔ یہان
غیبی اشارہ ہوا۔ تو ان کی تلقین مین داخل ہو کر بہت کچھ فائدہ حاصل کیا۔ پھر ڈونگر پور
کے راستہ سے بانسواڑہ ہو کر مندسور کو گیا۔ اور ہجری سنہ نوسو اٹھتر مین اجین مالوہ
کے اندر آ گیا۔ اور یہین بوریا بچھا کر قیام کر لیا۔ اس کے بعد تین دفعہ یہان سے اپنے قدیمی
وطن کو قدم بڑھایا ہے۔ ایک دفعہ والدین کی پابوسی کے واسطے۔ دوسری دفعہ مان کی
رحلت کے بعد فاتحہ کے واسطے۔ تیسری دفعہ پدر بزرگوار کی وفات کے بعد۔ اُن کی خاک
پاک کی زیارت کے واسطے۔ ان تین سفرون کے سوا پھر کبھی اپنے خلوت کدہ سے
نکل کر کسی شخص کے گھر جانے سے پانون خاک آلود نہین کیا۔

اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کا شکر ہے۔ کہ دل اور پانون دونون شکستہ ہین۔ اور سیورغال (معین وجہ معاش) کے طور پر حاکم صوبہ اور گماشتگان حاکم کی طرف سے کوئی چیز قبول نہ کر کے۔ روزی کی طرف سے تمام عمر آسانی کے ساتھ پوری کردی۔ آپ کی دل افروز باتون مین سے یہ بات بھی ہے۔ خداوندا قبلہ کی طرف یا قبیلہ (پدری خاندان) کی طرف قدم فرسائی کی توفیق عطا فرما۔ اور اس کے سوا دوسری جگہہ جانے سے بندہ کے پانون مین لنگ پیدا کر دے۔" آپ نسب کے اندر سید شاہ اجملی سامانی ترمذی کو پہونچتے ہین۔ اور یہ بات تحقیق ہے۔ کہ سید شاہ سادات ترمذین سے ہین آپ کے بزرگوار آبا و اجداد کے انساب اور حالات کی تفصیل تاریخ اشتر دشتی مین لکھی ہے۔ خدا عمر دراز کرے۔۔

یاد شیخ عبداللطیف

آپ شیخ نور محمد احمد آبادی کے بیٹے ہین۔ جب پانچ چھہ سال کی عمر تھی اوس وقت مین حضرت غوث الاولیا نے شیخ نور محمد کو خدمت کے طور پر۔ اپنے فرزند شیخ ضیاء اللہ کی پرورش کے لئے۔ شہر نہروالہ مین بھیج دیا تھا۔ کہتے ہین۔ شیخ عبداللطیف کی ولادت۔ فقر وفاقہ کے زمانہ مین ہوئی تھی۔

جب آپ کے ہوش کا زمانہ آیا۔ تو وہ ایام طفولیت مین فقر وفاقہ کے اندر پائی ہوئی پرورش آپ کے سلوک کے واسطے۔ اختیاری فقر مین معین ہوئی۔ اور پاؤس نے آپ کے پانون مین ثابت قدمی پیدا کی۔ ایام کی گردش اور نفس نافرجام کی رنگ آمیزی بھی اپنے فریب اور افسون سے آپ کے استقامت پسند پانون کے لئے سنگ راہ یا باعث لغزش نہ ہو سکی۔ الحمد للہ علی نعمتہ جمال صورتہ العلمیۃ ہوش اور اختیار درویشی کے وقت سے ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ تک کہ اس وقت مین آپ کی عمر لطیف چونسٹھہ سال کی منزان کو پہونچی ہے۔ اپنے حجرہ سے وجہ معاش کی تجویز کے لئے۔ باہر نکل کر نصف قدم بھی تردد کے راستہ مین نہین چلے۔ اور معین وجہ معاش کے طور پر۔ اُس نواح کے والی اور امرا سے کوئی روپیہ قبول نہین کیا۔ کہتے ہین۔ آپ کے عیال اور اطفال کی یومیہ قوت جب تک شیخ ضیاء اللہ مسند حیات پر جلوس فرما رہے۔ تب تک فتوحات ضیائیہ سے متعلق تھی یعنی دار السلطنتہ آگرہ سے دار الاسلام احمد آباد مین پہونچتی تھی۔ اس کے بعد کے چند سال کا حال معلوم نہین ہے۔

شیخ داؤد شطاری بیان کرتے ہین۔ ایک روز شیخ عبد اللطیف نے فرمایا۔ چونکہ قوت بہم پہونچانے کے راستہ مین ظاہری بے سببی کی گھاٹی کے اندر نشیب وفراز بہت سے ہین۔ اس وجہ سے چند روز تک آزمائش کا پلہ بھاری ہو گیا تھا۔ اور مین بدستور اپنی ہمت کا پانون صبر وشکیبائی کے دامن مین سمیٹے ہوئے تھا۔ لیکن متعلقین کی بے طاقتی پر رحم آتا تھا۔ ایک رات عالم خواب مین حضرت غوث الاولیا نے فرمایا۔ عبد اللطیف۔ فلان طاق مین ایک سکہ دار رشتے ہے۔ وہ لے لو۔ جب عبادت صبح کے وظیفون سے فارغ ہوا۔ تو اس طاق کو جا کر دیکھا۔ نقرہ ایک درم ملا۔ جس سے دو تین روز کی قوت نکل آئی۔ اس تاریخ کے بعد پھر کبھی آزمائش نہین کی گئی۔ اور روزمرہ خرچہ مین تنگی نہین آئی پس معلوم ہوا کہ روزی آسمان مین ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّھَا وَمُسْتَوْدَعَھَا کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ روے زمین پر کوئی جنبش کرنے والا ایسا نہین ہے جس کی روزی پروردگار کی جامع الکمالات ذات پر اس کے فضل سے اور اُس کے وعدہ کے بموجب نہ ہو۔ وہ ہر جنبش کرنے والے کی قرارگاہ کو جانتا ہے۔ کہ زمین مین کہان پیدا ہوا ہے۔ اور کہان آرام کرتا ہے جب مرتا ہے۔ تو کہان مرتا ہے۔ کس صورت سے اور کس حالت سے اس کی پیکر تبدیل ہو جاتی ہے۔ نیز جانتا ہے۔ کہ استقرار سے پہلے کہان رکھا گیا تھا۔ آیا دواب کے صلب مین۔ رحم مین۔ یا انڈے مین

اور رزق - استقرار - اور استیداع یہ تمام چیزین لوح محفوظ کے اندر لکہی ہوئی ہین -

واضح ہو - کہ لفظ علی لانے سے کچہہ تفضیل کی منافاۃ نہین ہوتی ہے - کیونکہ وعدہ کی ایفاء اور فضل کی ایصال مین مبالغہ ہے - اِس کی نظیر یہ ہے کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ اور ایسے لفظ کا لانا جس سے وجوب کا مفہوم پیدا ہو - اس غرض سے ہے - کہ بندون کو اعتماد ہو - وصول رزق کا یقین ہو - اور اُن کے قلوب کو اطمینان حاصل ہو - اور اس مین اشارہ توکل کی طرف ہے - استقرار اور استیداع کے علم کا جو ذکر ہے - اس مین یہ اشارہ ہے کہ ایصال رزق یقینی طور پر ہوگا - اور کتاب مبین مین ان تمام امور کے لکھے ہونے کا جو ذکر ہے - اس مین یہ اشارہ ہے کہ بڑھنے - گھٹنے اور کم وبیش ہوجانے کا وہم نہین آنے پاوے گا - کیونکہ ایک تو مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ واقع ہے دوسرے جف القلم بما ہو کائن موجود ہے بیت

جامی مکن اندیشہ کہ تغییر نیابد	در روز ازل آنچہ مقدر شدہ باشد

قال بعض المحققین اراح القلوب عن تعب التقسیم والافکار عن نصب التراحم فی باب الرزق حیث قال الا علی اللہ رزقہا فسکنت القلوب لما تحققت ان الرزق علی اللہ ویقال اذا کان الرزق علی اللہ فمن المحال طلبہ من غیر اللہ ویقال اذا کان الرزق علی اللہ فصاحب الحانوت فی غلط من حسبانہ - ثم ان اللہ سبحانہ بیّن ان الرزق الذی علیہ ما حالہ فقال وفی السماء رزقکم وما کان فی السماء لا یوجد فی السوق

بعض عارفین نے فرمایا ہے - اللہ تعالیٰ جل شانہ نے رزق کے بارہ مین رحم کو کام فرما کر تقسیم اور افکار کی تکلیفات سے قلوب کو راحت دی ہے جب کہ ارشاد فرمایا ہے الا علی اللہ رزقہا یعنی مخلوقات کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس واسطے قلوب نے تسکین پائی - جب کہ تحقیق کرلیا - کہ رزق بے شک اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے - اور بعض کا کہنا ہے - کہ جب رزق اللہ جل شانہ کے ذمہ قرار پایا - تو غیر اللہ سے اوس کا طلب کرنا محال ہے - اور بعض کا کہنا یہ ہے جب رزق اللہ جل شانہ کے ذمہ قرار پایا ہے تو دوکاندار رزق کے حساب کی وجہ سے غلطی مین پڑا ہوا ہے - پھر جو رزق اللہ سبحانہ کے ذمہ ہے اوس کا کیا حال ہے - یہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فی السماء رزقکم یعنی تمہارا رزق آسمان مین ہے - اور جو شے آسمان مین ہوگی وہ بازار مین نہین پائی جا سکتی ہے - اور نہ مشرق ومغرب کے اندر گشت لگانے سے مل سکتی ہے - اور بعض کا کہنا یہ ہے -

[1] تمہارے رب نے مہربانی کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے ۱۲ [2] ہمارے ہان وہ بات (قرار پا چکی) وہ بدل نہین جایا کرتی ۱۲

ولا فی التطواف فی الغرب وا
المشرق ویقال الارزاق
مختلفۃ فرزق کل حیوان
علےٰ ما یلیق بصفتہ ویقال
للنفوس رزق وھو غذاء
طریقہ الحلق وللقلوب
رزق موجدہ الحق۔ و
لم نقل ما یشتہیہ ومقدا
ما یکفیہ بل ھو موکول الی مشیتہ
فمن وسع علیہ ومن قتر علیہ

ارزاق مختلف ہین - پس ہرایک حیوان کا رزق اُس طور پر ہے جو اُس کی شان کے مناسب ہے - اور بعض کا کنایہ ہے - نفوس کا رزق علیحدہ معین ہے اور یہ ایک غذا ہے جس کا راستہ حلق ہے - اور قلوب کا رزق علیحدہ ہے - جس کا موجد حق سبحانہ ہے - اور ہم نے وہ شے بیان نہین کی ہے - جس کی خواہش رزق کہانے والا کرے - اور نہ وہ مقدار بیان کی ہے جو رزق کہانے والے کو کفایت کرے - بلکہ یہ دونون باتین مشیت آلہی کے سپرد ہین - پس ذی مقدور کا رزق اُس کی مقدار کے موافق اور غیر ذی مقدور کا رزق اُس کی مقدار کے موافق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے -

یاد شیخ عبد الستار

آپ علم وعمر سے برخوردار - ربانی دانش کے حاکم پسندیدہ افعال - اور مسیح القلوب کے بڑے بیٹے ہین - امر ایجادی کی رہنمائی سے عالم جوانی مین ہی ترک اور توبہ کی توفیق ہوئی تہی - آپ کا طریقہ سلوک خدا طلب ریاضت مندون کے واسطے دستور العمل ہوا ہے آپ کے چہوٹے بہائی شیخ فتح محمد ہین - فتح اللہ علیہ ابواب کل خیر کما فتح علےٰ اولیائہ برخورداری - کامیابی - ادراک - اور فراست کے آثار واحکام ان کی پیشانی سے بہت کچہ نمایان ہین - **مصرع** باد عمرش عمر شیخ المرسلین -

ایک شخص صوفی کرو علی عرب مسیح الاولیا کے برگزیدہ درویشون مین سے ہین - ایک روز کہتے تہے ایک مدت تک شیخ عبد الستار نے - ریاضت کی غرض سے کہانے پینے کا راستہ اپنے اوپر روک دیا تہا جب یہ خبر آپ کے والد ماجد کو پہونچی - تو ایک پیالہ شوربا کا دیکر مجہکو اُن کے پاس بہیجا - اور وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ[۵] کے مضمون سے متنبہ کیا - اور مسنون ریاضت کے واسطے پیغام فرمایا - جو افراط اور تفریط کے درمیان مین ہے - ناچار ہوکر آپ نے یہ ارشاد قبول کیا - اور تہوڑا تہوڑا کہانا شروع کردیا تاکہ تن گدازی کی مشق بہی قایم رہے - جو خاص آپ کی نیت تہی - آپ نے ظاہری علوم - اور معنوی معارف کی اکثر تحصیل تو اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے کی ہے - اور ریاضی کے بعض فنون مین میرزا شکر اللہ

[۵] اور ہمنے اُن کے ایسے جثے نہین بنائے - کہ کہانا نہ کہاتے ہون ۱۲ -

شیرازی کے شاگرد ہین - جب میرزا شکراللہ ملک فارس سے ہندوستان مین آئے تھے - تو چندسال برہان پور مین افاضہ اور افادہ کی انجمن گرم رکھی تھی - عبدالرحیم خان خانخانان ان ایام مین صوبہ دکن کے حاکم - اور چارون ارکان فضیلت کے مالک تھے - ادہر مسیح الاولیا - ولایت معرفت کے والی - اور رسوم کثرت کے مٹانے والے موجود تھے - ان دونون اصحاب کی محبت اور ہمسائگی کے ذوق نے میرزا کو قیام برہان پور پر مجبور کیا - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین سپہ سالار کے ہمرکاب دارالسلطنۃ آگرہ کو چلے گئے اور یہان فرمان روائے زمانہ کی ملازمت مین ہونچکر ان کے اقبال کا درجہ - ترقی پا گیا - خدا عمر کرے -

یادِ شیخ فیض اللہ نارنولی

آپ نے جب تک ترک و تجرید اختیار نہین کی تھی - تب تک آپ خوراک حمالی کے ذریعہ سے بہم ہونچاتے تھے - ایکبارگی - آپ کو توفیق شیخ نظام نارنولی چشتی کے دربار مین موکشان لے گئی - یہان پر آپ لوازم ارادت بجالاکر شیوۂ درویشی مین سرگرم ہوئے - اور پیر کی روشن تلقین کی امداد سے اپنے آبا و اجداد کا پیشہ ترک کرکے توکل کا خرقہ پہن لیا - ناگاہ ایک کسبی کے جمال سے دلبستگی پیدا ہوئی اور بڑھتے بڑھتے آخرکار اوس کے سودا مین بے خودی - گرفتاری - اور عاشقی کی نوبت یہان تک پہونچی - کہ ننگ و ناموس کا خیال بھی پس پشت ڈال دیا - کسبی کا طبلہ اور سارنگی کندھے پر اٹھا کر ہمراہ رہنا لازم کرلیا - **القصہ** اسی شکل کے ساتھ آپ ایک روز پیر بزرگوار کی خدمت مین بھی پہونچے - چونکہ آپ عشق کی شورش مین محو - اور حسن کے تلاطم مین مضطرب تھے مجلس کی کیفیت معلوم نہ ہوئی - اور یہ نہ جانا - کہ مین کون ہون - کہان آیا ہون کس کے ہمراہ ہون - کس کے سامنے کھڑا ہون - میرا کیا طریقہ تھا اور اب کیا حال ہوگیا ہے - پیر بزرگوار یہ محویت دیکھکر حیرت مین ہوئے - اور کہا - فیض اللہ - تم دور چلے گئے - اند دیر کردی - اور بھول گئے لوٹ آؤ - ہماری یاد تم کو - اب تمھارے اوپر نہین رہنے دیگی - یہ دل آویز گفتار سُن کر معنوی دلدار کے قدمون پر سر رکھا - اور ایک عرصہ دراز تک بے خودی سے گزرے رہے - جب پھر ہوش آیا - تو سر اٹھا کر ارشاد پیر کے گرویدہ ہوئے - اور سلوک کا قدم بزرگون کے راستہ مین استحکام کے ساتھ رکھکر فریبی نفس کی لڑائی اور ہوسناک تن کے گھلانے مین مشغول ہوئے - رہنما پیر نے ان الفاظ کے ساتھ آپ کی دلاسا فرمائی جس گروہ والا معشوق کے ساتھ تم کو دلبستگی تھی - وہ گروہ واپسین نفس تک تمھارا مطیع فرمان رہیگا -

چنانچہ آج کے روز تک کہ ہجری سنہ کچھ اوپر ایک ہزار ہین - گروہ مذکور آپ کی پرستاری مین اپنا مال و منال صرف کر کے آپ کی خوشنودی کا جویان رہتا ہے - خدا عمر کرے -

یاد شیخ نعمۃ اللہ شیخپوری

آپ - وحید العصر شیخ فرید گنجشکر کی نسل سے ہین - نیز قرآن مجید کے حافظ - ارباب توحید مین منتخب اور ظاہری و معنوی مسالک کے واقف کار ہین - آغاز جوانی مین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق آپ کی آئینہ نما صاف طبیعت مین پیدا ہوا - تو والدین کی اجازت سے توکل اور تسلیم کو زاد راہ بنا کر دریا کے راستہ سے روانہ ہوئے - اور طواف حرمین سے زادھما اللہ شرفا سعادت حاصل کر کے قبول اور اقبال دونون پائے - چند سال بعد جزیرہ داہول کے جہاز مین سوار ہو کر ہند کی طرف لوٹ آئے - مذکورۃ الصدر بندر مین مسیح الاولیا کے خلیفہ شیخ محمد نامی اُس نواح کے لوگون کی رہنمائی کے واسطے ناظم تھے اون کے دیدار سے آنکھون کو منور کیا - جب مرشد کے اوصاف کا حُسن شیخ محمد خلیفہ کی پر اثر تقریر سے ازراہ گوش - مہمان کے دل مین جاگزین ہوا - تو دولت ملازمت اور سعادت پابوسی حاصل کرنے کا ولولہ شورش مین آیا - بے اختیار صاحب خانقاہ سے - سفر برہان پور کی اجازت چاہی - جہان مسیح الاولیا کا ہدایت خانہ ہے - مقیم نے اس خیال سے - کہ چند روز کا توشہ ضرور ہونا چاہیئے - کچھ نقد مسافر کی خدمت مین پیش کش کیا - آپ کی ہمت نے اِس کو منظور نہ کیا - اور کہا مجکو آپ درویشی کے باسعادت گھر کی طرف رہنمائی فرماتے ہین - جہان سب چیزون سے زیادہ پسند چیز فقر اور نیستی ہے - لہذا یہی بہتر ہے کہ آپ میرے ہمراہ جو کرین - وہ قناعت کا توشہ اور توفیق کا نقد ہونا چاہیئے - نہ کہ چند پتھر کمر مین باندھ کر دل کو دنیا کا صنم خانہ بنا دین -

القصہ - وارستگی اور آزادی کی رفاقت مین آپ چل کر مسیح الاولیا کی خدمت مین پہونچے اور نشاط دیدار پایا - چند روز گرامی صحبت مین رہکر اذکار اور اشغال کی مشق کی - اور دانش و بینش ہاور ظاہری و باطنی صفائی کا سرمایہ فراہم کر کے اپنے وطن کی اجازت لی - بالآخر حسب اجازت پیر - اپنا کمالاتی سامان بے شمار لیکر قافلہ معرفت کی معیت مین اپنے ملک کو چلے **الحمد للہ والمنۃ** کہ ایسی آراستگی اور پیراستگی کے ساتھ ایک عمر کے انتظار کے بعد پدر بزرگوار کی قدم بوسی حاصل کر کے بہرہ یاب

ہوئے - اور اسی قدیمی باپ دادون کے گھر مین ایک حجرہ تجویز کر لیا - کہتے ہین - بہت سے ذی استعداد اور صاحب حوصلہ لوگ آپ کے مرید ہوئے - چونکہ لوگون نے آپ کی ذات مین آثار گنجشکری مشاہدہ کیئے اس واسطے اس نواح کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی ولایت کے گرویدہ ہوئے اور فرید ثانی لقب دیا - خدا کرے - مبارک ہو -

یاد شیخ صالح حافظ

آپ خان محمد ابن تاج کے بیٹے - اور شیخ نور الدین ضیاء اللہ ابن حضرت غوث الاولیا کے مرید ہین - زاد بوم جانپانیر گجرات صلاح اور صلح - نگہداشت اور برگزیدگی - طریقت کی طلب - اور طبیعت کی طرب - یہ تمام خوبیان آپ کے خمیر مین داخل - اور سرشت کے اعتبار سے نمک کا حکم رکھتی ہین - ملک علام کے کلام کی عبارت حفظ یاد ہے - اوراد - اذکار - اشغال - اور مراقبہ کی مداومت رکھکر اپنے اوقات عمر زندہ رکھتے ہین - ہمیشہ ربانی کلام کی تلاوت کرتے ہین - جس کے سبب سے موسیٰ کی طرح کلیم اللہی خلعت زیب بدن ہے - روایت ہے - آپ کلمات عیسوی کے حافظ لافظ - اور ولایت موسوی کے والی ثانی ہین - جب سے آپ نے عاقل بالغ ہو کر خداطلبی کے راستہ مین قدم رکھا ہے - تب سے ہمیشہ سفر اور حضر مین شریعت کی صراط مستقیم پر چلتے رہے ہین - اور ہمیشہ استقامت کے ساتھ توکل - اور قناعت کے ساتھ تسلیم - مدنظر رکھی ہے - چالیس سال تک عالم تجرد کا تماشا کیا - اس کے بعد محمود العاقبۃ شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین رہ کر منڈو - (مانڈو) مین تاہل اختیار کر لیا - لڑکے ہو گئے - اور سامان خانہ داری بھی بہم پہونچ گیا - تقریباً پندرہ سال تک دار السلطنۃ آگرہ کے اندر اپنے پیر کی ملازمت مین رہکر فقر و درویشی کے اسباب تحصیل کیئے - جب پیر بزرگوار کا وصال ہوا تو رجوع پر فتوح سے اجازت لیکر منڈو (مانڈو) مین چلے آئے - یہان پر مسافرت کا خیال دل سے نکال دیا اور گوشہ نامرادی اختیار کیا - آپ کو چند اولیاء اللہ سے خرقہ ہائے خلافت حاصل ہین انہین مین تین خرقے حضرت غوث الاولیا کے فرزندون سے ہین -

(۱) اپنے پیر سے (۲) شیخ اکمل الدین برہان سے (۳) شیخ اویس سے (۴) شیخ محمود جلال سے - (۵) سیح القلوب کی خدمت سے ان اصحاب کے علاوہ دوسرے مشائخ کی طرف سے بھی درجہ مقبولیت

حاصل ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس مین چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ آپ راقم گلزار کے ساتھ سفر مین رفیق شفیق۔ اور وطن مین ہمسایہ مہربان ہین۔

مصرع بمن تا عمر باشد ہمچنین باد۔

یاد سید احمد قادری

آپ سید الاولیا جیلانی کی نسل سے ہین قدس سرہما آپ اپنے وقت کے پیشوا اور رہنما ہین ظاہری علم سے بقدر ضرورت حصہ ملا ہے۔ شہر ٹانڈہ مین وطن اختیار کر لیا ہے۔ اور یہان والے آپ کے فیض پرورش سے روشن ضمیری حاصل کرتے ہین۔ آپ کے درویشون کے رہنے کی خانقاہ عرفان اور عبادت کا خزانہ ہے۔ خدا کرے۔ عمر ہو۔

یاد سید حسین حسینی منڈوی

آپ الہ بخش چشتی کے بیٹے۔ اور سید علی چشتی کے مرید ہین۔ جو چھہ واسطے سے سید محمد گیسو دراز کو پہونچتے ہین۔ زاد بوم منڈو (مانڈو) ہجری سنہ نو سو اڑسٹھ مین پیر خان نے جو اکبر شاہی امراے اعظم مین سے ہین۔ اور مالوہ کو۔ اور پھر دار الخلافہ منڈو (مانڈو) کو فتح کیا۔ یہ دستور ہے۔ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا[۱] شہر کے باشندے۔ مغلون کے ڈر سے پریشان ہو کر بھاگے اس شورش مین سید کے پدر بزرگوار بھی اپنے فرزندون سے کہین علیحدہ جا پڑے۔ اور باوصف کوشش کے بھی ایک دوسرے کو نہ پا سکا۔ اس وقت آپ کی عمر دس برس کی تھی۔ اس کے بعد آپ کے بہنوئی شیخ فیروز نامی نے آپ کی پرورش کی۔ اس سبب سے رسمی فضیلتین آپ تحصیل نہ کر سکے۔ جب زمانہ عقل و ہوش آیا۔ تو آپ کی بہن نے آپ کو کدخدا کر دیا۔ اس اثنا مین خداجوئی کا ولولہ آپ کو پیدا ہوا۔ مرید ہو گئے۔ مگر آپ کے پیر نے دنیا سے جلد کوچ فرمایا۔ آپ کو پیاس نہ بجھی۔ لہذا جمال الاولیا شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین پہونچے علم طریقت حاصل کیا۔ جب پچیس سال کی عمر ہوئی۔ تو لوگون سے کنارہ کر لیا حدود شہر کے کنارہ حجرہ بنایا

[۱] بادشاہ جب کسی شہر (کو بزور فتح کر کے اُس) مین داخل ہوا کرتے ہین۔ تو (اُن کا دستور ہے کہ) اُس کو خراب کر دیا کرتے ہین ۱۲

آج کے روز تک کہ اٹھائیس سال ہوئے - توکل پر گذران کی امیر یا فقیر جو کوئی آپ کی ملازمت مین جاتا ہے ایک پیالہ چھاچھ پیش کرتے ہین - اس مدت مین کبھی دولت مندون کے دروازہ پر نہین گئے - لکڑی اور گھاس جنگل سے لاکر فروخت کرتے ہین - اور اس سے اپنی عیال و اطفال کا صرفہ نکالتے ہین - تمام سال روزہ رکھتے ہین اور افطار کے وقت خشک روٹی کے ٹکڑہ سے روزہ کو وصل سے جدا کرتے ہین - اس طریقہ سے زندگی بسر کر رہے ہین - بہت سے آثار ولایت آپ مین موجود ہین - راقم اذکار مشائخ کے ہم عمر اور ہمدم ہین -

مصرع خدا بر عمرش افزونی فرستاد ؎

یاد شیخ بابو ابن جیون ابن بھائی خان حلیم

آپ سید راجن ابن شاہو کے مرید ہین - نیز شاہ عالم بخاری گجراتی کے پوتون مین سے ہین - عقیق فروش کے لڑکے ہین برہان پور مین چند روز اسی پیشہ سے زندگی گزاری - اس کے بعد ایزدی جذبات کے سبب سے فقیری لباس پہن لیا - جوگیہ رنگ کے کپڑے رکھتے تھے - کھانے کی قسم کی کوئی چیز اپنے کچکول مین بچا کر نہین رکھتے تھے - نیستی کا کملیان - تواضع کے بارے دربار ہتا ہے از روے تعظیم کتے سے بھی لفظ جمع کے ساتھہ ہی خطاب کیا کرتے تھے - ذرات کائنات کے ساتھہ ادب سے رہتے تھے - ایک روز آپ سے ایک محرم نے اعتراض کیا - جب آپ گفت و گو مین کتے اور آدمی دونون کو لفظ جمع کے ساتھہ بولتے ہین - تو بس اِن دونون کے مرتبہ مین آپ کے نزدیک کوئی فرق نہین ٹھیرا - اس طرح سے حفظ مراتب کی رعایت نہ رکھنے کی بو - سننے والون کو آتی ہے فرمایا جمع کے مقام پر کوئی فرق نہین ہے حفظ مراتب کی رعایت جو کچھہ ہے فرق کے ہی مقام پر ہے **بیت** ۔

محقق ہمان بیند - اندر ابل	کہ در نقش خوبان چین و چگل

اور یہ اعتراض صرف لفظ جمع پر وارد ہوتا ہے - اگر دونون کلام کے مجموعہ پر - اور ان کے مقاصد پر نظر کی جاوے - تو لامحالہ کوئی فرق نہین ہے - حسین مظاہر کے نظارہ مین آپ کو فروایا کرتا تھا - اور حسن صورت پر آپ کا دل ٹھکانے نہین رہتا تھا چند سال تک آپ سفر مین اور حضر مین راقم کے ہمدم رہے تھے - عرس و سماع کے ہنگامہ سے - رقص و جشن کے معرکہ سے اور حسینون کی مجلس سے آپ کو بڑا ابتلا کہکر یا زنجیر دن مین باندہ کر بھی ہم باز نہین رکھہ سکتے تھے - اور ہمیشہ آپ کی صحبت سے دوست

خوش وقت رہتے تھے۔ مصرع وقت او خوش باد وقت ما خوش ست۔

یاد زندہ حاجی

آپ ذی عقل مجذوب۔ شیخ معروف دہارواں کے مرید۔ اور پایک رامراج کے بیٹے ہین جو بیجانگر کا راجہ تھا۔ بیجانگر ایک بڑا شہر ہے اخیر حد دکن پر ملک سراندیپ سے ملا ہوا۔ جس سال مین شاہ احمد نگر حسین نظام الملک نے رامراج کو مار ڈالا۔ اور ملک لوٹ لیا تھا اس سال مین آپ خرد سال تھے قید مین جا پڑے۔ اور مشیت ایزدی نے آپ کی پرورش چند گہرون کے ذریعے سے مقرر کی جب آپ حد بلوغ کو پہونچے۔ تو بند وقچیون مین نوکر ہو گئے۔ یہان محنت معلوم ہوئی تو فقر کی پناہ مین بہاگ کر گس بیٹھے۔ دارالملک گجراتی کی آستانہ بوسی سے شرف پایا۔ قصبہ دہار مالوہ مین آئے شیخ معروف سعد اللہ چشتی کے مرید ہوئے۔ پھر پیر سے آسودگان ہند کی زیارت کے واسطے اجازت لی۔ اور اس شرف سے مشرف ہو کر لوٹ آئے۔ ہجری سنہ نو سو ستانوین مین پیر کے ساتھ سفر حجاز مین جانے سے معذور رہے۔ لہذا پیر کی اجازت سے راقم کی ہمراہی قبول کی۔ ایک عجیب مزہ دار آدمی ہے۔ اپنے تئین ساتون ولایت کا بادشاہ سمجھتا ہے۔ اور اس سمجھنے پر ناز کرتا ہے۔ کسی شخص کو مرتبہ مین اپنے سے بڑا تصور نہین کرتا۔ سب کو پست نظر سے دیکھتا ہے دنیا دی سر آوردہ لوگون کے سامنے سر نہین جھکاتا ہے۔ کسی طرح سے ہی لقمہ بہم پہونچاتا ہے۔ گفتار کبھی وحشت اور کبھی نشاط پیدا کرتی ہے۔ پریشان گوئی مین بھی نفس الامر کی خبر ملتی ہے۔ بے نیازی مین بناوٹ نہین ہے۔ جب راقم آپ کے حالات قلم بند کر رہا تھا۔ تو آپنے فرمایا۔ لکھے جانے کے قابل بزرگون کے حالات ہوتے ہین۔ حالات لکھے جانے سے ہم بزرگ نہین ہو سکتے۔ اور کاغذ پر سوار ہو کر شہسوارون کے ہم رکاب نہین ہو جاوینگے۔

مصرع نصیبش باد پندارے کہ دارد ؎

یاد شیخ عبداللہ مجذوب قادری بغدادی

آپ کے اقوال اور افعال۔ ہوش اور دیوانگی کے ہاتھون کشاکش مین رہتے ہین اور آپ کا دماغ مستی اور ہوشیاری کی آمد و رفت کے لئے سرا ہے۔ آپ دولت پرست زمانہ ساز لوگون سے کوئی لقمہ لیکر

بار احسان نہین اوٹھاتے - اور اپنی نیاز و آرزو کے چہرہ سے نقاب نہین اوٹھنے دیتے - کلام مجید کی تلاوت مین خوشی کے ساتھہ وقت گزارتے ہین - قرآن کا ترجمہ کسیقدر تو ایسی عبارات مین جو نظم قرآنی سے نزدیک ہین - اور کسی قدر ایسے اشارون مین جو فہم سے بالکل دور ہین - بیان کرتے ہین شیخ محمد برقع پوش کے مرید ہین - جو سید محی الدین جیلانی قدس سرہ کی نسل سے تہے - جب بغداد سے ہند کی طرف آئے - تو ایک مدت تک سیالکوٹ مین - اور چندروز فتح پور مین بسر کی - سخن کوتاہ ہجری سنہ نوسو پچاسی کے اندر قصبہ دسور (مندسور) مین پہونچکر حجرہ اقامت تجویز کیا - کہتے ہین - ایک رات ایک حسین وجمیل عورت اس ارادہ پر - آپ کے مکان کے صحن مین پہونچی - کہ شیخ کی خلوت مین جاوے - اور ہوا و ہوس کا پیمانہ - شہوت کی شراب سے لبریز کرکے کام دل حاصل کرے - کیا دیکھتی ہے - ہر ایک سمت سے کچہہ لوگ بالکل کشتہ اور چند اشخاص نیم کشتہ - خون فشان زخم کہائے ہوئے پڑے ہین - سر سے پانون تک لرزہ پیدا ہوا - یہان تک کہ ٹہوکر کے بدون صحن کے اندر ایک قدم بہی نہ رکہہ سکی - پہر دوسرے روز آئینہ سے زنگ صاف کرکے - پاک دل کے ساتہہ آپ کی ملازمت مین گئی کسی قسم کی زحمت نہ دیکہکر مجلس مین جا پہونچی - آپنے فرمایا - کل کی رات جو وحشت اور آشوب کا سامنا تہا - یہ نفسانی وسواس کا عکس تہا - اور آج کے روز جو دیدار کی حلاوت - اور خاطر کا آرام حاصل ہے یہ توبہ اور پشیمانی کی صورت ہے - للہ الحمد ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ تک آپ کے وجود سے شہر والون کے دل سعادت کے ساتہہ آباد ہین آرزو یہ ہے - کہ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ[۱] آپ کی حیات مین اثر بخشے - بیت

خوش قسمت است ہستی او را بدورِ عشق	نیمی بدست مستی و نیمی بدست ہوش

یاد شیخ چندن

آپ کی زاد و بوم لاہور ہے - شروع شروع مین صابون فروشی سے آپ اپنی قوت بہم پہونچاتے تہے - جب خداطلبی کی روشنی روزافزون بڑہتی گئی اور اوس نے بالآخر دل کو سر سے پانون تک گہیر لیا - تو آپنے صابون فروشی سے قطعی ہاتہہ اٹہاکر درویشی اور بے سببی کا گریبان پکڑا - لیکایک

[۱] لیکن جو لوگون کے کام آتا ہے وہ زمین مین ٹہیرا رہتا ہے ۱۲

ایسا اتفاق پیش آیا - کہ ازلی ہدایت اور آسمانی کرشمہ کے موجب آپ وطن سے کوچ کرکے شہر بردوان مین چلے آئے - جو صوبہ بنگالہ کا باعث رونق گویا نگینہ ہے - اور شیخ بہرام سقا کے روضہ کے برابر مین ایک صحن کے اندر عبادت کے واسطے مقیمانہ بیٹھ گئے - لیکن ہمیشہ دل مین یہ آرزو آیا کرتی تھی - کہ یہان پر کوئی درخت ہوتا - جس کے سایہ کے اندر کبھی آفتاب کی گرمی سے بچنے کا موقع ملتا - چند روز بعد اس سرزمین مین ایک پودہ اُگا - اور وہ زمانہ کی پرورش سے سایہ دار درخت ہوگیا - آپنے اُس کی جڑ مین ایک دالان بنایا - پھر اسی طرح ایک ایک درجہ کے دالان کی عمارت بلند ہوتی چلی گئی - چنانچہ اب بنیس سیڑھیان چڑھ کر اوپر پہونچتے ہین - آپ نے اُسی جگہہ اپنی قبر بنالی ہے - اور ہر شب جمعہ کو اوس کے اندر گھستے ہین اِس اُمید پر - کہ اسی شب کے اندر جانا نصیب ہو جاوے -

رفیق دلہاے راست روان - عزیز خاطرہاے خداجویان میر فروغی کا بیان ہے - ایک روز مین آپ کی ملازمت مین پہونچا زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ دوسرے روز وہان جانے سے مین اپنے تئین ضبط نہین کرسکا - لہذا بے ارادہ اُس جگہہ گیا - چونکہ صدر الذکر مقام منظر ہر جمیلہ اور شاہدان دل ربا کا گزرگاہ ہے - لہذا نظر مین گرمی پیدا ہوئی - اس اثنا مین آپنے فرمایا - شروع زمانہ مین جب مینے یہ گوشہ اختیار کیا تھا - تو بہت سے نظر باز بوالہوس لوگون کو درویش کے موجود ہونے سے اِس چمنستان مین آنے کا بہانہ ہوجاتا تھا اور بندہ کو ہمیشہ اس سبب سے خجالت ہوتی تھی - کہین ایسا نہ ہو - تماشائی آنے والون سے کوئی نامناسب حرکت سرزد ہوجاوے - جو اُخروی حساب گاہ کے اندر جواب دہی اور گرفتاری کا سبب ہو - چونکہ مبدء کے ساتھہ خیرگی ہوئی ہے - نسبتی شر کو بازرکھکر مجازی نظر بازدن کو توبہ اور نیکی کی توفیق نے شرف سعادت بخشا - راوی کا بیان ہے - یہ تقریر سنکر انفعال کے سبب سے میرے چہرہ پر آثار پشیمانی ظاہر ہوئے جب میری صورت حال سے آپنے اندرونی مخفی بات معلوم کی - تو فرمایا - سخن معترضانہ نہین کہی گئی ہے - اور دیکھنے دیکھنے مین بہت فرق ہے مصرع نازنین جملہ نازنین مبیند ؎

القصہ اِس طرز کے ساتھہ تسلی بخشی -

کم وبیش چالیس سال اسی گوشہ مین توکل تسلیم - طاعت - اور طہارت کے ساتھہ گزارے - کسی شخص سے کسی قسم کا نقد - اپنے اختیار سے نہین لیا - اِس سبب سے لوگ نذر کا نقد اور جنس

دالان کے صحن مین ڈال آیا کرتے تھے - اُس کو اگر کوئی اُٹھا لیتا تھا تو کچھ پوچھ گچھ نہین ہوا کرتی تھی اگر اتفاقاً آپ کو بھی کوئی ضروری احتیاج پیش آجاتی تھی - تو دالان پر نظر ڈالتے تھے - اور وہان کی پڑی ہوئی چیز سے مایحتاج رفع کر لیا کرتے تھے - خدا عمر کرے -

یاد شیخ تاج

آپکی زاد بوم فتح آباد ہے - تقدیری کرشمہ سے آپ شہر ٹاٹھہ مین سامان اقامت سے گئے سلطان محمود فتح آبادی کی نسل سے اور سلطان غیاث بنگالہ کے ہم عصر ہین - اور سلطان غیاث وہ ہین - جن کے نام خداوند لسان الغیب شیرازی نے ایک غزل بھیجی تھی یہ دو بیت اوسی غزل کی ہین

این چشم جادوانہ عابد فریب بین	کش کاروان سحر بدنبالہ میرود
شکرشکن شوند ہمہ طوطیان ہند	زین قند فارسی کہ بہ بنگالہ میرود

آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین راہ و روش سنجیدہ - اور ماند بود پسندیدہ ہے - مشائخ زمانہ کی بازگشت آپ کی تلقین و رہنمائی کی طرف - اور دلدادگی - آپ کی مصاحبت اور ملازمت پر بہت کچھ ہے - توکل کو ایثار کے ساتھ اس طرح فراہم کیا ہے کہ آپ کا تمام زمانہ ان دونون طریقون کے بارہ مین خرق عادت سے منسوب ہے - خدا عمر کرے - مصرع توکل بر خدا تاج سرش باد؛

یاد شیخ ہمایون مجذوب بہاری

آپ - افغانان سور کے گروہ مین سے ہین - عمر اسّی سے اوپر نکل گئی ہے - آپ کی بود گی مین بہت ہی شیرینی ہے - گفتار تقدیری نسخہ ہے - اور بیشتر انفاس مین اثرات اُس سے زیادہ ہین جو تحریر مین آسکین - ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین افصح روزگار مقبول دلہائے کامگار میر محمد اشرف فروغی ابن نظیر الدین علی اشرف بلخی کا گزر منڈو (مانڈو) کی طرف ہوا تھا - ایک روز بیان کیا - فروغی - شہر بہار مین اُنکی مجذوب کی خدمت مین گیا تھا - آپ ایسی مہربانی اور عطوفت سے پیش آئے - جس کی امید مجذوبون سے نہین ہوسکتی ہے - میرے دل مین سفر کا ارادہ مصمم تھا - آپنے صراحت کے ساتھ منع فرمایا - آپ کے بیر بعیت لوگون کی زبان زد نہین ہین - اکثر حالات مین آپ صدناک نغمہ کرتے رہتے ہین - جس کے

عام سننے والون کے ہوش جاتے رہتے ہین - اور محویت پیدا ہوجاتی ہے - خدا عمر کرے -

یاد شاہ عمر خوشت گری [۵۷]

آپ چشتیہ سلسلہ مین مرید - اور اصلی و رسمی علوم کی کوٹھی ہین - خانقاہ و مدرسہ بھی رکھتے ہین اِس صوبہ کے اکثر لوگ علمی اور عملی معاملات مین آپ کے فرمانے پر کام کرتے ہین - آپ کے جاذبہ کے زور سے شہروالون کے دل کی کشش ہمیشہ آپ کی مجلس کی طرف رہتی ہے - جو لوگ آپ کی خدمت مین کھڑے رہتے ہین وہ آپ کی بزرگی اور خرق عادت کی بہت سی باتین بیان کرتے ہین - دریوزہ گر زادہ ملان میر فروغی اشرف کہتے تھے - مولانا مغیث کاکوکی نسل کا ایک جوان میرے ہمراہ تھا جب شاہ کی خدمت مین پہونچا تو آپ کی ملازمت سے اُس کو ایسا ذوق حاصل ہوا - کہ وہ میری ہمراہی سے رہ گیا - تھوڑے عرصہ مین آپ کی فیض رہنمائی سے انسانی کمالات حاصل کرکے بہرہ یاب ہوا - خدا عمر کرے -

یاد شیخ جمال بیابانی

آپ اعلی پور بنگالہ مین گوشہ گزین ہین - دنیا کے علم اور زبانی محاورات سے اس قدر وقعت ہے - کہ دینی مطالب اور دنیاوی مقاصد - صحیح صورت کے ساتھ ذہن مین آجاتے ہین - بہت مدت تک آبادی سے علیحدہ ہوکر صحرائی جانداروں کے ساتھ نشست برخاست رکھی - یہان تک کہ ہر ایک کے ساتھ باہم آرام کا داد و ستد تھا - اور نیز وہ آپ کے رام تھے - جب ایزدی اسمائی تجلیات سے حسب فرمان صورت علمیہ - یہ جذبہ ہوشیاری کے ساتھ تبدیل ہوگیا - تو آپنے سلوک کے راستہ مین قدم رکھا - اور لوگون کے ساتھ صحبت رکھنے سے جو ناگوارائی تھی - وہ دور ہوئی - اس سبب سے شہر کے کنارہ آپنے مکان تجویز کیا - میر فروغی اللہ جل شانہ اپنا فروغ اِن کے راستہ کی شمع بنادے - ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین راقم گلزار سے ملاقی ہوئے تھے - جب یہ خبر میر صاحب کو ملی - کہ مین خدا پرستان کے حالات لکھ رہا ہون - تو جن چند با صفا درویشون کی ملازمت سے میر صاحب اثنائے سیاحی مین بہرہ یاب ہوئے تھے - ان کے حالات بیان کرنے کی تحریک میر صاحب کو ہوئی - بیان کیا - شیخ جمال نے ایک خوش رنگ بلی مجکو دی تھی جس کو مین سفر و حضر کے اندر اپنے ساتھ رکھا کرتا تھا ایک سال مجکو

[۵۷] - خوشت گر شنگ گر لہ کے مضافات اور شانڈہ کے حدود مین ہے

غازی کہنہ کی طرف جانے کا اتفاق ہوا - اس راستہ مین شیر کا خوف بہت تھا - پشیمان ہوا - رات کو خواب مین دیکھا شیخ نے مجکو چند نصیحتین ایسی نصیح البیانی سے فرمائین - جس کو فصحاے زمانہ کی عبارت آرائی نہین پہونچ سکتی ہے - پہر فرمایا - آزمودہ کار قافلہ والون سے یہ بات کان مین پڑی ہوئی ہے کہتے ہین - جس راستہ مین شیر کا خوف ہو - اُس راستہ مین بلی کو ہمراہ رکہنا چاہیئے - جب تم کو یہ افسون حاصل ہے - تو شیر کی طرف سے خوف نہین کرنا چاہیئے - آخر کار مین اُس کے دوسرے روز وہ راستہ امن کے ساتہ طے کر کے خیر و عافیت سے مقصد کو پہونچ گیا -

یاد شیخ الہداد ساکن ٹانڈہ

آپ چشتیہ سلسلہ مین سے ہین - کتابی علوم کی سمجہہ آپ کو اُس قدر حاصل ہے - جس سے اعتقاد اور عبادت کی درستی ہوجاوے - ابتداے حالات مین آپ کو جذبہ تھا - اب سلوک مین آکر شریعت اور طریقت کے عقائد سے آراستگی ہوگئی ہے - لوگون کو آپ کی صحبت مین دلبستگی - اور آپ کو لوگون کے اوپر مہربانی بہت کچہہ ہے - خدا عمر کرے -

یاد شیخ کرم اللہ ملتانی

آپ سہروردیہ سلسلہ مین شیخ داؤد ملتانی کے مرید ہین - شروع شروع مین آپ کا سلوک جذبہ کے لگاؤ سے خالی نہ تہا حسین مظاہر پر نظر رہتی تہی - صورت داردن کی خوشی یہان تک مد نظر ہوتی تہی - کہ اپنی شیخی کی طرف قطعی نظر نہین کرتے تہے - بالآخر آپ اپنی زاد بوم سے شہر ٹانڈہ کی طرف چلے گئے - یہان کے لوگون کی دوستی دامنگیر ہوئی - ناچار سامان اقامت کہول دیا - اس صوبہ کا جاگیردار راجہ مان سنگہہ کچھواہہ تھا - اِس نے آپ کی بہت کچہہ عزت اور تعظیم کی - اس وقت آپ کے پاس شہر مذکور مین اکابر و اصاغر کی رجوعات ہے - آپ کے شیرین حالات بہت سے ہین قلم ان کے بیان سے عہدہ برا نہین ہو سکتا ہے - خدا عمر کرے -

یاد شیخ گدائی پانی پتی

آپ کو آغاز جوانی مین خدا طلبی کی شورش - اور دریافت پیر کا شوق ہوا جس نے آپ کو وطن سے

جہان بیابان کے جنگل مین نکال کھڑا کیا - جب آپ کا گزر اجمیر مین ہوا - تو جس کسی کے منہ مین زبان گویا تھی - اُس سے آپکے کان مین یہی آواز پہونچی - کہ آج کے روز رہنمائی اور خداشناسی کی روشنی سید حسین کے حالات سے عیان ہے جو خواجہ عمر بال ہتی کے جانشین ہین - رحمہما اللہ ہ

بدیدن میلش افتاد از شنیدن	سبلے باشد شنیدن تخم دیدن

آپ نے نہایت خواہش کے ساتھہ ملازمت مین پہونچکر اولین دیدار مین ہی رسم ارادت ادا کی - چند روز پیر کی خدمت مین رہے آخر کار پیر کی اجازت سے سفر کے واسطے کمر باندھی - کم و بیش بیس سال ہوتے ہین کہ قصبہ برادرہ کی مسجد مین آکر گوشہ گزین ہین - قصبہ برادرہ دسور (مندسور) کے پرگنات مین ہے راقم نے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے آخرین حصہ مین آپ سے ملاقات کی تہی - اور حالات بہی ٹٹولے تہے ایک مجذوب پایا محفوظ الاوقات لیکن گانون والے آپ کی خرق عادات بہت کچھہ بیان کرتے ہین منجملہ اُن کے یہہ بہی بیان کیا - ہمارے آمون کے باغ مین ایک درخت ہے جس نے چالیس سال کے اندر ایک پہل بہی نہین دیا تہا - ایک روز ہم لوگ نمبردار کی کہنے سے اُس کے کاٹنے کے واسطے گئے شیخ کو جو خبر لگی - کہلا بہیجا - کہ اس سال کاٹنا ملتوی رکہو - اگر اللہ تعالی جل شانہ کے حکم سے یہ درخت امسال پہل نہ لادے - تو آئندہ سال کاٹ ڈالنا کہتے تہے - اس درخت نے اُسی فصل مین دوسرے درختون سے زیادہ پہل دئے - اُس تاریخ سے اس درخت کے آم فقرا کے واسطے وقف ہین **القصہ** جو بات باشندگان دیہہ کی زبانی سنی تہی لکہدی - **بیت**

نخل وجدان وہنال طلب وشاخ بقا	از نسیم نفسش تا بابد خرم باد

یاد شیخ برخوردار گجراتی

آپ - صاحب تجرید و تفرید ہین - ہمیشہ سیاحی مین زمانہ گزارتے ہین - اکثر مختلف ادیان کے اصول اور فروع سے واقف ہین اور دیگر مذاہب والون کی تحقیقات کے اندر سوچ سمجھہ کے ساتھہ آمد و رفت رکہتے ہین - ہجری سنہ نوسو بانوین کے آغاز سے راقم کے دل مین اس باصفا ذات کی آشنائی کی بنیاد استحکام کے ساتھہ رکہی گئی ہے - اتفاقاً ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین آپ حاجی پور پٹنہ سے سیر کرتے ہوئے شہر برہان پور کی طرف جاتے تہے - اس سلسلہ مین ماہ صفر کی چاندرات کے روز آپ کا گزر

منڈو (مانڈو) مین ہوا۔ قدیمی یگانگی کے سبب سے فقیر کی مسجد مین اُترے۔ محبوب القلوب شیخ داود شطاری بھی ان ایام مین اوسی حجرہ کے اندر عبادت اور ریاضت مین مشغول تھے۔ ایک رات چند تونگر اور درویش حجرہ مذکور مین حاضر تھے۔ چونکہ شیخ برخوردار پنجگانہ فرائض ادا کرنے کے پابند نہین تھے۔ لہذا حاضرین مین سے ایک شخص نے نصیحت آغاز کر کے بہت کچھہ بیوقتی باتین کہین۔ آپنے جواب دیا۔ کہ مجکو اپنی حالت معقول بنانے کی طاقت نہین ہے۔ اور تم کو بھی اُن مقدمات کی قابلیت کی قوت اور طاقت نہین ہے۔ لہذا یہی بہتر ہے۔ کہ اس قسم کی گفت وگو کا دروازہ مقفل رہے میرے گناہ پر تمہاری گرفت نہین ہوگی۔ اور آیہ کریمہ[۵۱] وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى سے کا ترجمہ اس ذیل کے مطلع مین پڑھکر سنایا حافظ۔

عیب رندان مکن ای زاہد پاکیزہ سرشت	اکہ گناہ دگران بر تو نہ خواہند نوشت

فقیر بھی اس باب مین زبان حکمت بیان سے بمعترض ناصح کی تقویت کرتا تھا۔ **القصہ** اگرچہ ظاہری صفائی اور شگفتگی کی نگہبانی بہ تکلف کی گئی۔ لیکن حاضرین انجمن کے دل مین دوسرا ہی رنگ پیدا ہوگیا تھا۔ بقیہ شب شورش مین گزری۔ علی الصباح اس ارادہ پر کہ دل کا میل صاف کیا جاوے۔ راقم نے تذکرہ مشائخ علیہم الرحمۃ کہولکر پڑہنا شروع کیا۔ اولین صفحہ کے آغاز مین شیخ شرف الدین بوعلی قلندر کا ماجرا نکلا جس کو شیخ شرف نے اپنے مقامات کے بارہ مین اس طرح پر لکھا ہے۔

ایک روز شیخ نظام الاولیا سے میری ملاقات ہوئی۔ اتفاقاً اُس روز شیخ کی ایک نماز فرض قضا ہوگئی تھی۔ اور اس سبب سے شیخ کے مزاج مین غصہ اور غم کی موجین کی موجین آتی تھین۔ یہ آگاہی دینے کے واسطے۔ کہ میری فرض نماز قضا ہوگئی ہے۔ شیخ نظام الاولیا نے ایک ہندی بیت اس مضمون کی پڑہی کہ مجکو محبوب کے ساتھہ ایک لحظہ کی بھی جدائی بے انتہا بے آرامی کے شکنجہ مین دباتی ہے۔ افسوس ہے اُن لوگون کی جان پر۔ جو ہمیشہ دوری مین خاک خواری پر پڑے ہوئے ہین۔ اور جنہون نے بیکاری کو اپنا شغل بنا لیا ہے۔ چونکہ ہمدرد آشنا کی طرف سے رخ پھیر لینا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ لہذا شورش عشق سے مجبور ہو کر مینے بھی ہندی عبارت مین ایک بیت کہی۔ جس کا مضمون

[۵۱] اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بارا پنے اوپر نہین لے گا۔۱۲

یہ ہے - کہ تمہاری انگشت - خوان وصال کے نمک سے آشنا نہین ہے - نہ تمہاری نگاہ کا آئینہ اُس جمال سے انعکاس قبول کرتا ہے - کیونکہ ایسے صاحبِ کمالات کی باتون کا رنگ ڈھنگ کچھہ اور ہی ہوتا ہے - دوئی کی بو وجدان والون کے دماغ مین نہین آتی ہے - مین اُمیدوار ہون کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تم کو ذرہ برابر اپنی محبت کا سوز عطا فرماوے - اُسی رات آتش عشق مشتعل ہوئی - یہان تک کہ سوختگی کے آثار شیخ کے جسم اقدس پر دیکھے گئے - اور کسی تدبیر سے دل مین صبر نہین آیا - میر خسرو یہ حال دیکھکر سخت بیتاب ہوئے - معذرت کے طور پر ایک رنگین غزل کہی - اور اس بیچارہ کو سناکر دعا کے لئے عرض کیا - بالآخر اُسی دم ایزدی بخشش نے شیخ کے باطن مین تمکین اور ظاہر مین تسکین بخشی"

باقی شیخ شرف کے حالات شریف اُن کے ذکر مین لکھے گئے ہین مطالعہ مین آوین گے -

اس ہوش آفرین بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے - اولاً اپنی آنکھون کو دوسرون کی عیب بینی سے بند کرے - بہر ہنر بینی کی عینک اُن آنکھون پر لگاکر چھوٹا سا ہنر بھی - جو خط غبار کی طرح افعال کے ورقون پر لکھا ہوتا ہے - خط جلی کی مانند بڑا کر کے دیکھے - بالخصوص اُس گروہ کے حالات کا مشاہدہ جو پشمینہ پوش اور از خود رفتہ معلوم ہوتا ہے تجسّس کی نظر سے نہ کرے بلکہ اعتقاد اور حسن ظن کی نظر سے دیکھے - اور دکھاوے - امید ہے - کہ ایسی نظر برادران طریقت کی اندرونی اور بیرونی شستگی کا سرمایہ ہو کر عقل اور اعتبار کی جلا اور رونق کا باعث ہوگی - اور جو شخص سوختگان ایزدی محبت کے اسرار کی نسبت حسن عقیدت اپنے دل کے اندر استواری کے ساتھہ قایم کرے گا - وہ شخص توفیق کی برکت سے - اپنی دوجہان کی مرادات مین کامیاب ہوگا جس کسی کے دل مین اُلجھے ہوے بالون والے درویشون کی نسبت ناقص اندیشہ پیدا ہو - اُس کو چاہیئے - کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے پناہ مانگتا رہے - اور اپنا باطن اس تیرگی سے توبہ کے پانی اور پشیمانی کے آنسوؤن سے دھوتا رہے تاکہ یہ فعل سوء خاتمہ سے اُس کی نجات کا سبب ہو - اور اس عذر پذیر گروہ کے مقابلہ مین - قیامت کے روز عذر گوئی کے دست آویز ہاتھہ آوے -

طالبانِ صحبت کو واضح ہو - کہ گدڑی پوشون کی مصاحبت مین سلامتی کے ساتھہ رہنے والون کا

شاہراہ یہ ہے کہ اگر خاکساران نیستی کے ساتھ نشست و برخاست کی خواہش کسی شخص کے دل میں استحکام کے ساتھ قایم ہو - تو اُس کو چاہیے - کہ اولاً صحبت کی فوج کو عقل اور خیال کے لشکر پر غالب اور فتح مند کرے - جس کو حقیقی تمیز پر مطلق نگاہ نہیں ہے - اِس فوج کشی میں خیر اندیشی کے لشکر سے کمک مانگے اور اس فوج پر نگرانی بھی درکار ہوگی - سو یہ کام - لوگون کے اخفائے حالات سے بیوے دوسرے حُبُّكَ الشَّيْئَ يُعْمِي وَيُصِمُّ کے دریا میں غریق ہو کر دوست ہمنشینون کے عیب دیکھنے اور سننے سے اپنی آنکھون اور کانون کو بینائی اور شنوائی کے فعل سے معزول کرنے - کیونکہ یہ جماعت باطن میں جلال - اور ظاہر میں جمال رکھتی ہے اور ایسے مظاہر میں جلال ظہور کو - اور جمال بطون کو چاہتا ہے - دراصل ان کی صحبت کی مثال - پتھر اور لوہے کی مانند ہے - کہ اگر کوئی رگڑ یا ٹکر - درمیان میں نہ لگے - تو شعلہ نہ اُٹھے - اور العیاذ باللہ اگر صورت صحبت برعکس پیدا ہوئی تو جل جانے کے خوف کے سوا - کوئی فائدہ کسی قسم کا نہیں ہے - حافظ

خاکسارانِ جہان را بحقارت منگر	تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

پس مصاحبت کے اندر صحیح و سالم رہنے کی صورت اگر ہے - تو اصحاب مجلس کی رضا اور تسلیم میں ہی ہے ۔ ع

آتشے را کند گہے تسلیم	داغ نمرود و باغ ابراہیم
دل قوی کے کند ز رحمت و بیم	جز شراب و مفرح تسلیم

آن شرابے کہ اولیا سازند
از شفا خانۂ رضا سازند

القصہ اگر دو مصاحب باہم موافق ہو جاوین تو الحمد للہ والمنۃ اور اگر مقابل ہون - تو اس صورت مین نجات کی شکل یہ ہے - کہ انصاف کر کے اپنی حقیقت حال پر واقف ہون - اِس درمیان میں جو زشت ہے - اُس کو شکر خدا بجا لانا چاہیے - کہ ایسے پسندیدہ ہمدم کی نعمت سے مشرف ہے - اور جو خوب ہے - اُس کو صبر کرنا چاہیے - کہ وہ الٰہی مشیت سے ہمنشین کی بلا میں مبتلا ہے - اس طریقہ سے دونون مصاحب - ایک دوسرے کی صحبت سے خوش اور نیز سود مند رہین گے - اسی قسم کی ایک حکایت جو مناسب مقام ہے - مدارک سے نقل کی جاتی ہے -

كان عمران الخارجي من ادم بني ادم وزوجته من اجملهم فلما نظرت اليه فقالت اني وانك من اهل الجنة قال فكيف قالت انك رزقت مثلي وشكرت واني رزقت مثلك وصبرت والجنة موعودة للشاكرين والصابرين -	عمران خارجی گندمی رنگ والا نبی آدم تہا - اور اوس کی عورت جمیل ترین نبی آدم تہی - جب اُس عورت نے اپنے شوہر کو دیکہا - تو کہا - مین اور تم دونون اہل جنت ہین - عمران نے کہا - یہ کیونکر عورت نے کہا - مجہہ جیسی حسینہ تم کو دی گئی اور تم نے شکر کیا - اور تم جیسا گندمی رنگ والا شوہر مجکو دیا گیا اور مین نے صبر کیا اور جنت کا وعدہ شاکرین اور صابرین کے واسطے کیا گیا ہے -

شعر

او جزت ذکری وفی الایجاز فائدة		وللکرام من التطویل تقدیع

ضمیمہ

ضمیمہ - جس کو اس کتاب کا خاتمہ - تکملہ - نیز تتمہ کہہ سکتے ہین - اس طور پر ہے - کہ حمد وستایش کے پہول صور علمیہ کی چمن بندی کرنے والے کی حکمت اور قدرت پر نثار ہین - جس نے اِس خاکسار کی طبیعت کی نوبہارین - کتاب گلزار کے آغاز کا گلدستہ - مقامات مشائخ کے باغی پہولون سے - ازلی عنایت کے تاگہ مین پروکر - ترتیب دیا - جن کو عالم شہادت کی سیر کے وقت - یہ خاکسار تلاش کے ہاتہہ سے چن کر - دامن ادراک مین فراہم لایا تہا اور اسی طرح جس نے صورت بنانے والے قلم کو جو درویشون کے حالات کے چار چمنون کا انجمن آرا ہے - عنصری عالم مین روان کیا - تب کہین قلم - غیبی تصورخانہ مین بہشتی ناعلمی گلدستہ کی نقاشی کرسکا ہے - اور نیز عالم عبرت وعبارت کا تماشا کرنے والون - اور عالم غیب وشہادت کے سیاحون کی چشم شہود کو مالاعین رات کا ہنگامہ دکہا سکا ہے - اب یہ خاکسار ایزدی تقدیر اور آلہی توفیق سے یہ اُمید رکہتا ہے کہ اس گلدستہ کے انجام مین اپنے احوال کے تصویر - بقدر گنجایش - اور باندازہ فرصت آغاز کے رنگ مین - کہینچکر دکہا سکے - اور پہر فارغ البالی اور آزادی کی نعمت ملنے کی شکرگزاری - ابدالآباد تک کرتا رہے -

چونکہ دفتر کا تتمہ - بجاے خود - ایک جداگانہ رسالہ ہوتا ہے - لہذا اس خوف سے - کہ کہین ایسا نہ ہو - کوئی انتخاب دوست نکتہ سنج - گل کی طرح - اس تتمہ کو گلزار سے جدا کر کے - جمہور اہل ولایت الاولیا کی نیم رکابی سے محروم کردیوے اور اس سبب سے یہ تتمہ تنہائی کے ہولناک جنگل مین - بے رہبر - بے سروسامان - اور بے دانہ پانی رہ جاوے - اسواسطے مینے اپنے حالات کی تحریر کو - ایسے چند سو حد بزرگان و مشائخ کے اذکار کے تابع کیا ہے - جو بعض تو عالم عنصری سے بہشتی جہان کی سیرگاہ کو چلے گئے ہین - اور بعض زمانہ کے خلوت خانہ مین - شاہد زندگانی کے ساتھہ ہم آغوش ہین - خدا کرے - تابع ہی رہین -

یاد شیخ نظام انبیٹھی

آپ - عالم - عامل - عابد - عاشق - اور عارف تھے - خواجہ مودود چشتی کی پاک نسل سے اور شیخ معروف کے بامراد مریدون مین سے ہین - آپ ہمیشہ اخلاق کی درستی مین ایزدی حفاظت اور اخلاق کی جلا مین مصطفائی بصیرت کام مین لاتے تھے - اور نیز ہمیشہ تمام حرکات و سکنات کے آغاز مین بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہا کرتے تھے - ہمیشہ اس طرح مستعد اور مہیا رہتے تھے - کہ جیسے کوئی سفر پر بہمہ وجوہ تیار ہو - مہمان کی خدمت گرہی اپنی ذات خاص سے کرنا - یہ آپ کی تواضع کا طریقہ تہا - بلکہ تمام اہل دنیا کے ساتہہ - آپ مشفقانہ عام مہربانی - اور مرشدانہ خاص عنایت فرماتے تھے - امر معروف مرحمت کی شان مین - اور نہی منکر مروت کے لباس مین کیا کرتے تھے - القصہ آپ کی صحبت کی چاشنی مین برلودگی کا بے شمار ذوق ہوتا تہا - اور آپ کی خدمت کی حلاوت مین اکسیر کی جیسی بے انتہا تاثیر ہوتی تہی - آپ کے باصفا حالات کی شرح - عبارت کے حوصلہ مین نہین آسکتی ہے - آپ کے اوصاف کی حقیقت دانستنی ہے - گفتنی اور نوشتنی نہین ہے - بیت

چو من یارائے دانستن ندارم	بہ گفتن یا نوشتن چون سپارم

امیر سید شاہ محمد ایک بزرگ تھے - اکثر کتب متداولہ محقق استادون کے درس مین پڑہی تہین اور کیا عرب کیا عجم - کیا ہند - دسوین دور کے تمام مشائخ کی فیض بخش صحبت سے پورا حصہ لیا تہا - ظاہر اور باطن دونون آراستہ تھے - جب حرمین شریفین کی زیارت سے لوٹ کر آئے - تو چند روز ملک گجرات

مین افادہ اور استفادہ کے طور پر گزراوقات کی انہین ایام مین اطراف ہند کی سیر و سیاحت کر کے منڈو (مانڈو) مین آئے۔ دل کے اندر قیام کا شوق جاگزین ہوا میر جمال الدین ترکستانی بیر عراک کر کے مشہور۔ اور شہر منڈو (مانڈو) کے قاضی ہین۔ ان کی لڑکی کے ساتھ عقد کر لیا۔ کم و بیش سات سال راقم کی مسجد مین درس دیا۔ فقیر نے بھی کشف منار اور تلویح اصول فقہ یہ کتابین اس عرصہ مین سید کی باعظمت خدمت مین نکالی ہین۔ سید صاحب ایک روز فرماتے تھے۔

"مسافرت کے زمانہ مین قصبہ انبیٹھی مین گزر ہوا تھا جو شیخ نظام کا وطن ہے۔ مین آپ کی خدمت مین گیا۔ جب شام ہوئی۔ تو نماز مین خود امام ہو گئے۔ پہلی رکعت مین سورہ کافرون ملائی میرے دل مین یہ خیال آیا۔ کہ جو دوسری صورتین نسخ سے سالم ہین۔ ان مین سے اگر کوئی سورۃ ملاتے۔ تو اولیٰ ہوتا آپ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔ سید۔ اگرچہ یہ سورۃ نسخ کو شامل ہے لیکن قرأۃ کی رو سے چوتھائی قرآن کا ثواب اس کے پڑھنے مین ہوتا ہے۔ اگر اس نظر سے یہ سورۃ نماز مین پڑھی جاوے۔ تو اولیٰ معلوم ہوتا ہے۔ نیز فرماتے تھے۔ کہ آپ کی پیشانی مین ایمانی فراست کا نور۔ اور مصطفائی کرامت کی صفائی پائی جاتی تھی **تخلقوا باخلاق اللہ** کا دروازہ آپ کے چہرہ پر کشادہ تھا۔"

ہجری سنہ نوسو نوے مین اس عالم سے اخروی سفر اختیار کیا۔ قبر اسی قصبہ مین بنائی گئی۔ اس سے زیادہ آپ کے باصفا حالات پر اطلاع نہین ملی ہے۔ اور طبیعت ہمیشہ آپ کے مفصل حالات معلوم کرنے کی تشنہ ہے۔ ناچار یہ خدمت خیال کے سپرد کی۔ کہ کسی آشنا یا بیگانہ کو پیدا کرے۔ جو دل کی یہ پیاس بجھا کر حصول آرزو سے سیراب فرماوے۔ بہت سے غور کرنے کے بعد یہ بات خیال مین آئی کہ شیخ علم اللہ سلمہ اللہ جو ظاہری و باطنی علم کے عالم عبدالرزاق کے فرزند۔ اور شیخ نظام کے سالے ہین۔ شاید شیخ نظام کے حالات سے واقف ہون۔ ان کی خدمت مین دو کلمہ لکھکر تحقیق احوال کرنی چاہیے۔ جب نامہ التماس شیخ علم اللہ کے مطالعہ مین پہونچا۔ تو جواب دیا کہ اُس درویش کو ابتداے زمانہ ہوش سے کتاب داتی کا شوق۔ اور خدا شناسی کا جوش تھا جس نے مجھکو اپنے وطن سے نکال کر جہان پیمائی کی سرگردانی گوارا کر دی تھی۔ بالآخر کامل اٹھارہ سال عربستان مین رہ کر دینی علوم اور یقینی معرفتین تحصیل کرنے مین افادۂ استفادۂ مطلق طرح پر گزارے۔ جب وہان سے معاودت نصیب ہوئی۔ تو گجرات کے راستہ سے

خاندیس مین آیا۔ اوس وقت مین علی عادل شاہ فاروقی والی برہان پور تہا بیت

چو نسبت دار فاروق ست باد اجاودان عدلش		ہلاہل خورد کان ظلم را تریاک فاروقی

اوس کی ملاقات کی گرمی اور اخلاق کی شیرینی نے دارالاسلام برہانپور کے قیام کے لئے پانون مین زنجیر ڈالی۔ جب بہت کچھہ حیلہ حوالہ سے وطن کی اجازت لیکر جس حالت سے وطن مین پہونچا۔ اوس حالت مین ایسی تلاش کا خیال ہی نہین آیا۔ اِس مین شک نہین کہ زبانون پر رسمی حکایتون کے سوا۔ کوئی حرف نہین ملا۔ اور بہت سی ضروری باتین ناگفتہ رہ گئین۔ اب کہ آپ کو اِس قسم کا خیال دامنگیر ہے۔ تو اُس نواح کے آنے والون سے جو اِس قسم کے حالات سے واقف ہین تحقیق کر کے خدمت مین لکہونگا" سبحانہ اللہ یہ وعدہ بہی پورا نہین ہوا۔ کیونکہ اِن سنوات مین سفر حجاز کا خیال شیخ علم اللہ کے دل مین پیدا ہوا۔ اور اُس کی تیاری مین بالکل اپنے تئین منہمک کر کے جس طرح سے ممکن ہوا۔ بند رہا سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے۔ امسال ہجری سنہ ایک ہزار بائیس ہے چونکہ جہاز کا موسم گزر گیا تہا۔ لہذا بیجاپور دکن مین قیام فرمایا۔ یہان کا حاکم آپ کی تشریف آوری کو اپنے پرگنہ کی سعادت سمجھکر معتقدانہ پیش آتا ہے **مصرع** در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست

یاد شیخ جلال محمد تھانیسری

آپ۔ عالمانہ کمالات۔ اور درویشانہ مقامات کے جامع۔ دریاے توحید کے غواص۔ اور کشتی تحقیق کے معلم تہے شیخ عبدالقدوس حنفی کے مرید ہین۔ رسمی علم کی فروع و اصول مین آپ کے مطالعہ کو ید بیضا حاصل تہا۔ اکثر کتب متداولہ پر مشکل کشا حاشئے لکہے ہین۔ اور تعلیقات لگائی ہین۔ روز۔ روزہ مین گزرتا تہا۔ اور شب نماز مین گزرتی تہی۔ نماز تہجد ادا کرنے کے بعد کہانا کہایا کرتے تہے۔ ہر روز رات دن مین خانقاہ کے حافظون کے ساتہہ دو دفعہ قرآن ختم کیا کرتے تہے۔ نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد درس مین مشغول ہوجاتے تہے۔ آپ کی صحبت باطنی فروغ۔ اور ظاہری فیض زیادہ کرتی تہی۔ آپ درویشانہ سماع کے حریص تہے۔ آپ کے تواجد مین آپ کی سوزناک حالت سے حاضرین کے دل کو بہی حصہ پہونچتا تہا۔ جب دور عمر ضعیفی کو پہونچا۔ استغراق اور استہلاک کی حالت آپ کے تمام اوقات پر حاوی ہوگئی۔ لیکن جب نماز کا وقت آتا تہا۔ تو جو

پہنچتا تھا۔ جب نماز کا وقت ہوتا تھا وہ بلند آواز سے حق حق کہتا تھا۔ اُس وقت آپ عالم استغراق سے سر اونچا کر کے نماز کی تیاری کیا کرتے تھے۔ جماعت کے ساتھ فرض ادا کر کے۔ پھر سابقہ حالت کی طرف پلٹ جاتے تھے۔ کہتے ہیں۔ کم و بیش ایک سو دس سال کی عمر پائی ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو مین عالم صورت سے معنوی روضہ کی سیر کو چلے گئے۔

آپ کے پیر بزرگوار۔ حضرت شیخ الاسلام بہاء الاولیا ملتانی کو پہونچتے ہین اس ترتیب کے ساتھ شیخ عبدالقدوس شیخہ درویش قاسم بن شیخ برہان الدین اودھی شیخہ۔ شیخ بدہن بہرائچی شیخہ۔ شیخ سید اجمل شیخہ۔ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری شیخہ۔ شیخ رکن الدین ابوالفتح شیخہ۔ ابوہ شیخ صدر الدین عارف شیخہ۔ ابوہ بہاء الاولیا۔ **قدست اسرارہم** شیخ عبدالبصیر شیخ جلال کے فرزند رشید ہین۔ والد ماجد کے سجادہ نشین یہی ہین۔ اور آپ کے مریدان کامل مین سے شیخ بہاء الدین احمد سہرندی ہین جو ارادتمندون مین اقدم تھے۔

یاد شیخ نظام تھانیسری

آپ۔ صاحب توکل و تسلیم ہین۔ علم لدنی سے تعلیم پائی ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین اپنے وطن سے سفر حجاز کو دریا کے راستہ سے گئے تھے۔ اور دونون حرمین کا طواف کر کے سعادت دارین حاصل کی تھی۔ پھر ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین بندر دکن کے جہاز پر سوار ہوکر شہر بیجاپور مین پلٹ آئے۔ یہان کے حاکم نے۔ اور نیز دیگر بزرگان دین و دولت نے آپ کی تشریف آوری کو مبارک سمجھکر۔ نہایت تعظیم اور تواضع کی۔ جب یہان سے روانہ ہوئے۔ تو اپنے وطن مالوف مین پہونچے۔ پھر ملک عجم اور بلاد شمال کی سیر و سیاحت کا شوق دل سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ بے اختیار بلخ اور بدخشان کی طرف روانہ ہوگئے۔

مصرع ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

یاد شیخ درویش قاسم

کہتے ہین۔ آپ چشتیہ سلسلہ مین شیخ سعد الدین بدایونی کے مرید تھے۔ نیز اپنے پدر بزرگوار اور ان کے پیر شیخ فتح اللہ مایونی سے بھی فیض یاب ہوئے تھے۔ شیخ فتح اللہ کو خلافت کا خلعت شیخ صدر الدین احمد شہاب قریشی ناگوری سے حاصل ہوا تھا۔ اور نیز شیخ صدر الدین احمد کے پیر شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی

کی صحبت سے بھی باطنی ، روشن کر کے فروغ خاطر پایا تھا۔

القصہ درویش قاسم تین واسطہ سے حضرت چراغ دہلی کو پہونچتے ہین قدست اسرارہم درویش خانوادہ چشتیہ اور سہروردیہ ہبائیہ مین ایک بلند اور بیش بہا شان رکھتے تھے۔

یاد شیخ کمال الدین کمال مالوہ

آپ شیخ بایزید ابن شیخ نصیر الدین نصر اللہ کے بیٹے ہین۔ معرفت مشیخت۔ کشف و کرامت فضیلت۔ اور فراست۔ یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تھین۔ آپ کے جدامجد حضرت گنجشکر کے بڑے بیٹے ہین۔ آپ کو شیخ نظام الاولیا نے خلعت خلافت عطا فرما کر۔ مردمان مالوہ کی رہنمائی کے واسطے دہلی سے بھیجا تھا ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے مین جب کہ بیکر پرست راجہ پورنمل نامی حاکم صوبہ مالوہ تھا شیخ قصبہ دہار مین تشریف لائے۔ عبادت اور ریاضت کے واسطے حجرہ تجویز کر کے۔ اقامت کا بستر بچھایا مجاہدہ اور مراقبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ ہمیشہ مناجات مین رہتے تھے۔ بحکم[1] وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ غیبی فیض اور فتوح کے دروازے آپ کے چہرہ پر کشادہ ہوئے۔ بالآخر گمنامی کا نقاب۔ شہرت کے ہاتھہ نے۔ آپ کے حالات کے چہرہ پر سے حیات مین اور نیز رحلت کے بعد ایک مدت تک نہین اٹھایا جب ملک مالوہ کی حکومت غوری اور خلجی سلاطین کے قبضہ مین آئی۔ تو بہت اچھے لوگ فراہم ہوئے۔ اسلام نے قوت اور رونق پکڑی۔ چھوٹے اور بڑے سب نے آپ کے مرقد اقدس کی طرف توجہ کی آپ کے فرزندان کرام کے اعزاز اور تعظیم کا درجہ ترقی پاچلا۔ اور نذرات و فتوحات کے بازار مین گرمی پیدا ہوئی۔ یہان تک کہ حکومت کی نوبت سلطان محمود ابن ناصر الدین خلجی کو پہونچی۔ اور پھر سلطنت خلجیہ کا زمانہ اخیر ہوگیا۔ اپنے زمانہ مین سلطان محمود نے شیخ کی قبر پر ایک گنبد۔ ایک خانقاہ۔ اور صوفیوں اور فرزندون کے واسطے ایک بڑا دالان بنوا دیا ہے بیت

درین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر	کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند

آپ کی نسل مین سے کچھہ لوگ تو مرحوم ہین۔ اور کچھہ لوگ ماوٗف قصبہ دہار مین اپنے آبائے کرام کے قبہ خوابگاہ پر سجادہ ہین۔ مشروع نذرات اور نفقات کے مصرف اور محل مقبول ہین۔ دیکھین۔ توفیق کون سے دولتمند کو

[1] اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کی ہین ہم (بھی) اون کو ضرور اپنے رستے دکھا دینگے ۱۲

رہنمائی کے ذریعہ سے اِن تک پہونچا کر سعادت کونین بخشے۔

یاد شیخ محمد ابن شیخ عارف چشتی

آپ معروف ومحمود۔ اور احمد و عارف تھے۔ آپ کی صورت اور سیرت سے خرق عادات کی چمک۔ اور برق حالات کی دمک عیاں تھی۔ مسند جانشینی کا منصب اپنے والد ماجد کی خدمت کی برکت سے پایا تھا۔ احوال اور مراقبات ایسے مشابہ اور مناسب تھے کہ ان کے اعتبار سے آپ اپنے باپ کے بھائی ہو گئے تھے۔ ہجری سنہ آٹھ سو اٹھاسی میں معنوی ولایت اور خلافت کا ڈنکا بجاتے تھے۔ اِن ایام میں سلطان بہلول لودی۔ دار الخلافتہ دہلی کے شہروں میں ظاہری سلطنت کر رہا تھا۔ آپ کے کلمات میں عیسوی معجزات کا اثر تھا۔ تحت الذکر چند جملے آپ کے مکتوب میں سے ہیں۔

"اے عزیز۔ ارادہ۔ سالک کی سواری ہے۔ یہ ارادہ جس قدر زیادہ قوی اور مستحکم ہوگا۔ اور سی قدر طریقت اور طریق شریعت کا سلوک اور اس کے پیچھے پیچھے۔ منزل حقیقت کو وصول زیادہ آسان اور جلد ہوگا۔ سالک کو چاہیئے کہ کشش کے بعد کوشش کرے۔ اپنے تئیں۔ مرشد دانا کے پاس پہونچا دے جس کو انسان کامل کہہ سکیں اور جو حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال۔ افعال۔ اور احوال سے آگاہ۔ اور ان کے ساتھ متحقق ہو۔ سالک ایسے مرشد کے تحت فرمان ہو جاوے۔ اپنی ظاہر و باطن کو مرشد سے پوشیدہ نہ رکھے۔ اور تقوٰی۔ بھوک۔ بیداری۔ قلبی خاموشی۔ اور باطنی تنہائی کو عمل میں رکھے۔ تا کہ ابرار کے مقام اور احرار کے درجہ کو واصل ہو جاوے۔"

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل و عنایت سے شیخ عارف کو خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار شیخ احمد عبد الحق ردولی سے ہے۔ جن کا علم اور معرفت میں پایہ۔ اور استقامت و کرامت میں سرمایہ بہت بڑا تھا۔ ہمیشہ اپنا سر۔ مراقبہ فنا کے گریبان میں رکھا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت آتا تھا۔ تو خدمت گذار صوفی لوگ کا حق حق کہکر ان کو آگاہ کیا کرتے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تھے۔ تو پھر بدستور وحدت کے قعر عمیق میں غرق ہو جاتے تھے۔ شیخ احمد خلیفہ شیخ جلال پانی پتی کے ہیں جو ایسے آفتاب تھے۔ جس کی شعاع۔ کمالات تھے۔ اوج۔ الٰہی جمال۔ اور شرف۔ ایزدی جلال تھا۔ نیز اپنے وقت میں

عالیشان درویشوں مرکز تھے - خوابگاہ پانی پت مین ہے - کہتے ہین - خوابگاہ کے طواف سے اس قدر فیض اور فتوح دلون کو پہونچتا ہے - کہ بیان نہین ہوسکتا - لراسمہ

بعد از وفات تربت من از زمین مجو	در سینہ ہائے مردم دانا مزار ماست

شیخ جلال کے مفید کلام مین سے کسی قدر نمونہ یہ ہے - فرماتے تھے -

" طریقت مین منزلین اور مقامات ہین - اور ہر منزل اور مقام کی ایک ابتدا اور ایک انتہا ہے نہایت کو پہونچنا ممکن نہین ہے - جب تک ابتدا صحیح نہ ہو - اگر اصول ضائع ہوجاوینگے - تو وصول سے بھی محروم ہوجاوے گا - اور اصول بعض کے نزدیک پانچ ہین - اور بعض کے نزدیک سات ہین "

فی العوارف - فالمرید ینبغی ان یخرج الی طریق القوم للّٰہ فانہ ان وصل الی نہایات القوم نفد لحق بالمنزل وان ادرکہ الموت قبل الوصول الی المنزل فاجرہ علی اللّٰہ وکل من کانت بدایتہ احکم - کانت نہایتہ اتم

عوارف مین لکھا ہے - مرید کو چاہئے کہ اللہ کے واسطے قومی طریق اختیار کرے - اس کے اندر اگر مرید قومی طریق کی غایت کو پہونچ جاویگا - تو منزل کو پہونچ گیا - اور اگر اوس کو منزل پر پہونچنے سے پہلے موت نے آلیا تو اس کا اجر اللہ عزوجل کے نزدیک بڑا ہے اور جس شخص کی ابتدا زیادہ محکم ہے - اوس کی انتہا تمام ہوجاوے گی -

انا ابو زرعۃ اجازۃ عن ابن خلف عن ابی عبدالرحمن عن ابی العباس البغدادی عن جعفر الخلدی قال سمعت الجنید یقول اکثر العوائق والعلائق والحوائل والموانع من فساد الابتداء فالمرید فی اول سلوک ھذا الطریق یحتاج الی احکام النیۃ واحکام النیۃ تنزیھا من دواعی الھوی وکل ما کان فیہ للنفس حظ عاجل حتی یکون خروجہ خالصاً للّٰہ تعالیٰ -

ابو زرعہ سے روایت ہے - جن کو اجازت ابن خلف سے ابن خلف کو ابی عبدالرحمن سے ابو عبدالرحمن کو ابی العباس بغدادی سے - اور ابو العباس کو جعفر خلدی سے ہے - وہ کہتے ہین - مینے جنید رضی اللہ عنہ سے سنا ہے - وہ فرماتے تھے - اکثر عوائق - علائق حوائل - اور موانع - فساد ابتدا سے ہوتے ہین - لہذا مرید کو اس طریق کی ابتدائی حالت مین استواری نیت کی احتیاج ہے - اور نیت کی استواری -

ہوا وہوس کی مقتضیات سے۔ اور ہر اُس شے سے اُچکا دیتی ہے جس کے اندر نفس کے لئے فوری حظ ہو۔ اس قدر اُچکا دیتی ہے کہ مرید کو خالص للہ تعالیٰ کے واسطے خروج حاصل ہو جاتا ہے۔

وكتب سالم ابن عبد الله الى عمر ابن عبد العزيز اعلم يا عمر ان عون الله للعبد بقدر النية فمن تمت نيته تم عون الله له۔ ومن قصرت عنه نيته قصر عنه عون الله بقدر ذلك

سالم ابن عبد اللہ نے عمر ابن عبد العزیز کے پاس ایک دفعہ اس مضمون کی تحریر بھیجی تھی۔ سنو عمر۔ بندہ کو اللہ جل شانہ کی مدد بقدر نیت ہوتی ہے جس شخص کی نیت کام کا قصد کرے گی۔ اس کو آلہی مدد پوری ہوگی۔ اور جس شخص کی نیت کام مین قصور کریگی۔ اُس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی کوتاہی کرے گی بقدر قصور نیت

وكتب بعض الصالحين الى اخيه اخلص النية في اعمالك يكفيك قليل من العمل ومن لم يهتد الى النية بنفسه ليصحب من يعلمه حسن النية

ایک صالح شخص نے اپنے بھائی کو لکھا تھا تم اپنے اعمال مین خلوص نیت سے کام لو۔ تم کو خلوص نیت کا تھوڑا سا عمل بھی کفایت کرے گا۔ اور جو شخص خلوص نیت کی طرف خود ہدایت نہ پاوے۔ اس کو چاہیے کہ اُس شخص کی صحبت اختیار کرے جو حسن نیت کی تعلیم کر دیوے۔

قال سهل ابن عبد الله التستري اول ما يؤمر به المريد المبتدى التبري من الحركات المذمومة ثم النقل الى الحركات المحمودة۔ ثم التفرد لامر الله تعالى ثم التوقف في الرشاد ثم الثبات۔ ثم القرب الحاصل متى تمسك المريد بالصدق والاخلاص بلغ مبلغ الرجال ولا يتحقق صدقه واخلاصه الا بشيئين متابعة امر الشرع وقطع النظر من الخلق وكل الآفات دخلت

سہل ابن عبد اللہ تستری کا قول ہے۔ مبتدی مرید کو جن باتون کی نسبت امر کیا جاتا ہے ان مین اولین بات یہ ہے۔ کہ مذمومہ حرکات سے بچے۔ پھر محمودہ حرکات کی طرف انتقال کرے پھر صرف ایک اللہ تعالیٰ کے حکم کا ہی ہو جاوے۔ پھر راہ راست پر توقف کرے۔ پھر اس پر ثابت قدم ہو جاوے۔ پھر اس کے بعد قرب حاصل ہے جب مرید صدق اور اخلاق کو مضبوط پکڑے گا ضرور درجہ رجال کو پہونچے گا اور صدق و اخلاص کے ساتھ تحقق مرید کو دو ہی چیزون سے حاصل ہوتا ہے۔ (۱) شرعی امور کی متابعت (۲) خلق کی طرف سے قطع نظر کرنا۔ اور جس قدر آفتین مبتدیون کو عارض ہوتی ہین سب خلق کی طرف توجہ رکھنے سے عارض

على اهل البلايات لموضع نظرهم الى الخلق وبلغنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث انه قال لايكمل ايمان المرء حتى يكون الناس عنده كالاباعر اشارة الى قطع النظر عن الخلق والخروج منهم وترك التقيد بعاداتهم ونقل فى معنى الصدق ان عابدا من بنى اسرائيل راودته ملكة من نفسه فقال اجعلوا الى ماء فى الخلاء تنظف به ثم صعد عن موضع فى القصر فرمى بنفسه فاوحى الله تعالى الى ملك الهواء الزم عبدى قال فلزم ووضع على الارض وصار ذبيقا فقيل لابليس الا اغويته فقال ليس لى سلطان على من خالف هواه وبذل نفسه لله عزوجل - تم

ہوتی ہین - اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہونچی ہے - وہ یہ ہے - کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے - انسان کا ایمان کامل نہین ہوتا ہے - جب تک اُس کے نزدیک تمام لوگ اونٹون کی مثل معلوم نہ ہون - اس مین اشارہ ہے اس طرف کہ مخلوقات سے قطع نظر کی جاوے - مخلوقات مین سے اپنے تئین خارج کرے - عادات مخلوقات کی پابندی سے آزاد ہوجاوے - اور رسول اللہ صلعم نے صدق کے بارہ مین ایک نقل فرمائی - کہ بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا جس پر ایک ملکہ عاشق تھی - اُس عابد نے کہا میرے واسطے خالی مکان مین پانی رکھدو تاکہ مین اُس سے صفائی جسم کرون - پھر عابد بند کو محل کے اندر ایک مقام سے دیوار پر چڑھ گیا - اور وہان سے نیچے کودا - تو اللہ تعالیٰ نے ہوا کے فرشتہ کو حکم فرمایا - میرے بندہ کو تھام لے رسول اللہ صلعم فرماتے ہین - اُس فرشتہ نے اُس کو تھام لیا اور اُس کو زمین پر نہایت سہولت کے ساتھ لاکر کھڑا کیا - پھر ابلیس کو کہا گیا - کیا تو اس کو گمراہ نہین کرسکا - اُس نے جواب دیا - میرا کوئی زور اُس شخص پر نہین چل سکتا ہے جو اپنی خواہش نفسانی کی مخالفت کرے اور جس نے اپنا نفس اللہ عزوجل کے واسطے وقف کردیا ہو -

یہ چند باتین بھی شیخ جلال کے اقوال مین سے ہین عمل بے علم سقیم ہے - علم بے عمل عقیم ہے - اور علم باعمل صراط مستقیم ہے "اللھم اھدنا الصراط المستقیم"[۵۱] شیخ جلال - خلیفہ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے ہین - حالات کے شغلون کو مخفی رکھنا - اور ظہور کے اسباب کو برہم کرنا شیخ شمس الدین کا مشرب تھا - شیخ شمس الدین سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین مفقود الخبر ہوکر شہر دہلی مین سرمایہ معرفت

۵۱ یا اللہ ہم کو راہ راست دکھا ۱۲

جمع کرتے تہے - چونکہ اِن کی خدمت مین سلطان وقت کی آمد ورفت زیادہ ہوی - تو لوگون کے ہجوم سے ان کی گمنامی اور خاموشی مین خلل واقع ہوا - **بیت**

ہیچ کنجے بے دد و بے دام نیست	جز بہ خلوت گاہِ حق آرام نیست

بالآخر اپنے مرشد شیخ علی صابر کی اجازت لیکر دہلی سے قصبہ پانی پت مین چلے گئے - اور وہان پر گوشہ گمنامی اختیار کیا - باقی ماجرا شیخ شمس الدین کا جیسے سرزمین پانی پت کے مشائخ - علما - اور حکما کا حلقہ بگوش ہونا - ایام زندگی ختم ہونا - اُس جگہہ خوابگاہ ہونا - اور نیز دیگر سوانح کسی قدر مولانا علی کابلی گلبہاری کے تذکرہ مین لکہے ہوئے ہین - وہان سے مطالعہ کرلئے جاوین -

شیخ علی صابر - خلیفہ - اور بہن کے بیٹے حضرت گنجشکر کے ہین - وصال شیخ علی صابر کا ہجری سنہ چہ سو نوے کے کسی مہینے مین ہے - خوابگاہ کوہپایہ کے توابع مین سے کسی مقام پر ہے -

یاد سید عبد الواحد

آپ - سید ابراہیم قنوجی اور بلگرامی کے بیٹے ہین - صاحب مجاہدہ ومشاہدہ تہے صحت حال اور فصاحت مقال بہی رکہتے تہے سید حسینی کی نزہۃ الارواح پر ایک شرح لکہی ہے - جو قابل تحسین ہے - بہت سی توجیہات اور تاویلات کام مین لاکر عبارت کے تمام مقاصد کو حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے -

آپ شیخ حسین اسکندرآبادی کے مرید ہین - جب ایکبارگی ترک وتوبہ کی توفیق نے مال ومنال اور عزوجاہ کا کرو فر شیخ حسین اسکندرآبادی کے اعتقاد کے نذر کیا - تو آپ کسی عالی مرتبہ صاحب معرفت کی تلاش کرتے ہوئے شیخ صفی الدین عبد الصمد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور مراسم ارادت بجالاکر ذکر و فکر - مراقبہ - اور تصور مین مشغول ہوگئے اور اپنے مطلوب پر کامیابی چاہی شیخ صفی - شیخ محمد قطب لکہنوی کے بزرگ خلیفہ ہین - جو اس وقت کے لوگون کی زبانون پر شیخ مینا کرکے مشہور تہے - سہروردیہ اور چشتیہ سلسلہ مین لوگون کو کلاہ ارادت - اور مریدون کو خلعت خلافت بخشا کرتے تہے اور طالبون کو ایزدی وصول کے کمالات پر پہونچا دیا کرتے تہے -

یاد امیر سید صبغۃ اللہ

آپ بہروچی مولد - شطاری مشرب - اور وجیہ الملۃ احمد آبادی کے حالی فطرت شاگرد اور صاحب

ولایت خلیفہ ہین۔ فضیلت اور فصاحت کے قرآن کا آغاز۔ کشف وکرامت کی کتاب کا خاتمہ۔ انس وقرب کی نفحات کا تکملہ۔ اور صدق وصفا کی رشحات کا سرچشمہ تھے۔ چند سال تک مرشد کی اجازت سے اپنے وطن مین رہ کر امر معروف اور نہی منکر کی ہدایت اور علوم کی تعلیم مین مشغول رہے۔ حجاز کے مبارک سفر کی توفیق۔ حرمین شریفین کی زیارت کا سبب ہوئی۔ جب آپ کو حرمین کی بہشت نما زمین سے آب دانہ کی کشش۔ صلہ رحم کی رعایت اور فرزندون کی اور وطن کی محبت کے پردہ مین آکر ہند کی طرف لوٹا لائی۔ تو اس پر آپ ہمیشہ دل ہی دل مین رویا کرتے تھے۔ **بیت**

کے بود یارب کہ رو در یثرب وبطحا کنم	گہ بمکہ منزل وگہ در مدینہ جا کنم

اتفاقاً ہجری سنہ نوسو ننیانوین مین اپنے وطن سے تمام چیزون کو اور تمام لوگون کو خیرباد کہکر بے اختیار تن تنہا حسب مشیت ایزدی ملک مالوہ مین چلے آئے۔ اسی اثنا مین ایکبارگی۔ مدینہ مصطفویہ کی زمین بوسی کا شوق **علی صاحبہا افضل الصلوۃ** آپ کی آرزومند خاطر سے جوش کرا تھا۔ عنان اختیار ہاتھہ سے نکل گئی۔ لہذا یورش کر کے ہجری سنہ ایک ہزار مین خاندیس کے راستہ سے احمدنگر دکن مین پہونچے۔ اس ملک کے فرمان روا برہان الملک نے عرض کیا تو کچھہ کم ایک سال تک یہان پر توقف فرمایا زمانہ کے حسن اتفاق سے یہ بات ہے۔ کہ **راقم** ماجرائے درویشان ان ایام مین اس مقام پر فقرا اور فضلا کی خدمت سے فیض حاصل کررہا تھا۔ نیز شعرا اور ظرفا کی صحبت مین بھی شامل نشاط وطرب ہوا کرتا تھا۔ **القصہ** آپ کے تشریف لانے۔ اور درویش کے موجود ہونے نے دونون کو غریبی اور تنہائی کے اندوہ سے نجات بخشی۔ اور چند روز مصاحبت غنیمت سمجھی گئی **بیت**

چند روزے کہ غمت مونس جان بود مرا	خاطر جمع ودل شاد ہمان بود مرا

دوسرے سال جزیرہائے دریا کے عزم پر سامان باندہ کر تیار ہو گئے۔ جب بیجاپور پہونچے۔ تو یہان کے حاکم نے نہایت تواضع کے ساتھہ دل ہاتھہ مین لے کر اور تعظیم مالا کلام سے پیش آکر کچھہ مدت تک ٹہرایا۔ پھر سفر مبارک کا سامان کر دیا۔ اور جہاز خاصہ پیش کیا۔ تاکہ صوفیون اور درویشون کی جماعت فراغ خاطر کے ساتھہ حج کرکے۔ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا[۵] کی بشارت سے کامیاب

---

۵ جو شخص اس مین داخل ہوگیا۔ وہ امن مین آگیا ۱۲

سو جب حسب دلخواہ مشتاق آنکھین مدینۃ الحرام کے دیدار سے منور ہوئین - تو آپ نے بقیۃ العمر یہین رہنے
کی نیت کر کے اسی بنوت کے شہر مین گھر اور خانقاہ بنالی - ہر چند سلطان روم کی جانب سے نامہ و پیام آیا
اور منت و معذرت کی گئی - مگر آپ نے سیورغال (معاش کی وجہ معین) قبول نہ فرمائی - اور بقیۃ العمر توکل اور
تسلیم مین گزاردی -

کہتے ہین - آپ کی زیادہ خواہش پر نظر کر کے ایک رات خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والسلام نے
اپنے خدام حرم کو اجازت فرمائی - کہ سید صبغۃ اللہ - ہمارا فرزند ارجمند ہے - عرب اور عجم کے دیگر تمام زائرون
کی طرح نہ سمجھکر اس کو ہمارے حرم سے باہر نہ کرنا - چھوڑ دینا کہ شب جمعہ کو ہماری خدمت مین رہکر صلوٰۃ اور صلوات
صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک ادا کرتا رہے - یہ بھی ہمنے اجازت دی ہے - کہ اپنے یارون مین سے جس کسی
کو چاہے اپنے ہمراہ حرم شریف مین رکھے - جس روز سے کہ حضور نبوی نے خاکیون کی نظر سے عنصری
پیکر کا ظاہری چہرہ حجاب اور عزت کے برقع مین چھپاکر مدینہ وحدت مین خوابگاہ اختیار فرمائی ہے -
اُس روز سے آج تک کسی فرد بشر کو ایسی خاص عنایت کا خلعت عطا فرماکر سرفراز نہین فرمایا ہے -
الحمد للہ علیٰ ذٰلک -

آپ کے کمالات - حالات - اور خرق عادات کتابت کی امداد سے انجام پذیر نہین ہین - اور اس
کتاب کا اختصار مفصل حالات کی برداشت کرہی نہین سکتا - اس وجہ سے اِن معانی کا ادا - ایما - اشارات
اور اجمال کے سپرد کیا جاتا ہے - بالآخر اسی تفویض اور توکل پر استقامت اختیار کر کے ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ
کے کسی مہینے مین مدینہ معظمہ کی زمین امین کے اندر دفن کیے گئے رحمہ اللہ تعالیٰ -

یاد شیخ شمس الدین جالندری

آپ ہندوستان کے اندر مشائخ نامدار کے سر دفتر - اولیاے کامگار کے سرگروہ - دانش مندان
روزگار کے سرحلقہ - اور صلحاے تقویٰ شعار کے سردار تھے - جس وقت انسانی مظہر مراتب الٰہی کے ساتھ
متصف ہوتا ہے - تو باعتبار کمال اس کے مدارج مختلف ہوتے ہین اس کمال کے جامعیت کے
بارہ مین آپ فرماتے ہین -

الصوفی مختص ببعض الصفات والاسماء | صوفی کچھ اسما اور صفات کے ساتھ تو خصوصیت رکھتا ہے

فانها لا يليق بجناب العزة تعالى وتقدس
ومتخلق بالاسماء والصفات الالهية
فان الصوفى من كان حزينًا فى القلب
عليلا فى البدن وامعا فى العين
خالصا فى العمل جاهدا فى الدعاء
خلقا فى الثوب بائتا فى المسجد رفيقا
مع الفقراء باكيا من الذنوب مونسا
بالرب مزينا بالزهد اكلا للغضب هاديا
لطالب قاريا للقرآن كريما على الخلق
عالما باحكام الشرع ودقائقها
راحما على الناس رحيما عليهم بستر
عيوبهم مالكا على النفس الامارة
متكبرا عن المسئلة خالقا للاخلاق
الحميدة باديا لها بالرتبة خلاقا
للاخلاق الحسنة الكلية مصورا
لافعاله واقواله فى باطنه غفارا
لذنوب رعيته من عبيده واماءه
وهابا على الناس رزاقا لاولاده
ولمن كان فى عياله فتاحا على الخلق مغاليقهم
عليما لعيوب نفسه قابضا على الظلمة
باسطا على الطلبة خافضا للجهلة
رافعا لارباب العلم معزا لاصحاب الحقوق مذلا
للكفرة وللملاحدة سميعا لذكر الله بصيرا

اگر وہ جناب باری تقدس وتعالیٰ شانہ کی شان کے لائق
نہین ہین اور باقی اسماء صفات الٰہی کے ساتھ تہذیب
یافتہ ہوتا ہے - پس صوفی وہ ہے جو دل کے اندر حزین
ہو - بدن کے اعتبار سے علیل ہو - آنکھون کے اعتبار سے
روتا ہوا ہو - عمل کی رو سے خالص ہو - دعا کے اندر کوشش
کرنے والا ہو - کپڑے پھٹے پرانے رکھتا ہو - رات کو مسجد مین
رہتا ہو فقرا کا رفیق ہو - گناہون کے خیال سے روتا ہو
رب کا مونس ہو - زہد کے ساتھ زینت یافتہ ہو - غصہ کھاتا ہو
طالب کا ہادی ہو - قرآن کا پڑھنے والا ہو - مخلوق پر کریم ہو -
احکام شرع اور ان کے دقائق کا عالم ہو - لوگون پر رحم
کرنے والا ہو - اور ان پر اُن کے عیوب کے چھپانے سے
رحیم ہو - نفس امارہ پر مالک ہو - سوال کرنے سے تکبر کرتا ہو -
اخلاق حمیدہ کا خالق ہو - نیز رتبہ کے اعتبار سے اُن کا
آفرینندہ ہو - تمام اخلاق حسنہ کا خلاق ہو - اپنے باطن کے
اندر اپنے افعال اور اقوال کی تصویر کھینچنے والا ہو - اُس کے
لونڈی غلام جو اُس کی رعیت ہین اُن کے گناہون کو معاف
کرتا ہو - لوگون کے اوپر بخشش کرتا ہو - اپنی اولاد کا - اور جو
اُس کے عیال مین ہے - اس کا رزاق ہو - خلقت پر
اُس کی مشکلات کا حل کرنے والا ہو - اپنے نفس کے عیبون
کو جانتا ہو - ظالمون کے حق مین قابض اور طالبون کے
حق مین باسط ہو جاہلون کا درجہ پست اور ارباب علم کا مرتبہ
بلند کرنے والا ہو - اصحاب حقوق کو عزت اور کافرون اور
ملحدون کو ذلت دینے والا ہو اللہ جل شانہ کا ذکر سننے -

لاحسانه حكما على الخلق بالحق عدلا
فى احواله واقواله لطيفا فى غاية
خبيرا عن احوال الفقراء حليما
عن جواز الناس غفورا للتعدى
الخلق وظلمهم شكورا عن نعم
الهادى عليا بالهمة حفيظا عن
ارتكاب المعاصى حسيبا لافعاله
واقواله جليلا متنزها عن
اصحاب الدول رقيبا لرعيته
من ظلم الظالم مجيبا لسوال
السائلين واسعا بقوة من فى
عياله حكيما فى امره ودودا
لاصحاب الزحمة مجيدا فى ورعه
باعثا لافعاله واقواله الحسنة
شهيدا على الناس بالصدق حقا
فى الطاعة وكيلا فى امر الدنيا
والدين قويا فى الذات متينا فى
العبادات وليا لارباب الخيرات
حميدا فى الصفات محصيا
للحركات والسكنات الواردة
من النفس الامارة فى اليوم
والليلة معيدا للصيام والصلوة
باعتبار تحقق الشبهات محييا

اور اُس کا احسان سمجھے ۔ مخلوقات کے اوپر حق کے ساتھ
حکم ہو ۔ اور اُس کے احوال اور اقوال کے بارہ مین عادل ہو ۔
غایت درجہ لطیف ہو ۔ فقرا کے احوال سنے باخبر ہو لوگون سے
جو تجاوز ہو جاوے ۔ اُسپر حلیم ہو ۔ خلقت کے تعدی اور ظلم کا
بخشنے والا ہو ۔ اللہ جل شانہ کی دی ہوئی نعمتون کا شکر کرے ۔
ہمت عالی رکھے ارتکاب معاصی سے محفوظ رہے ۔ اپنے
افعال اور اقوال کا حساب کرتا ہو ۔ صاحبان دولت سے
بڑا اور علیحدہ رہتا ہو ۔ ظالم کے ظلم سے اپنی رعیت کا محافظ ہو
سائلین کے سوال کا مجیب ہو ۔ جو لوگ اُس کے عیال مین ہین
اُن کے رزق مین اپنی قوت سے وسعت دیوے ۔ اپنے بارہ
مین حکیم ہو ۔ تکلیف والون کا دوست ہو ۔ اپنی پرہیزگاری مین
بزرگ ہو ۔ اپنے نیک افعال اور اقوال کا باعث ہو ۔ صدق
کے ساتھ لوگون کے مقابلہ مین گواہ ہو ۔ طاعت کے اندر درست
ہو ۔ دنیا اور دین کے کامون مین وکیل ہو ۔ اپنی ذات سے قایم
ہو ۔ عبادت کے اندر متین ہو ۔ ارباب خیرات کا دوست ہو ۔
صفات کے اندر محمود ہو ۔ جو حرکات اور سکنات دن اور رات
مین نفس امارہ سے صادر ہونے والے ہون ۔ اُن کا ضابطہ
ہو جب شبہات کا ورود ہو ۔ تو روزون کے واسطے اور
نماز کے واسطے تیار ہو ۔ اخلاق حمیدہ کا زندہ کرنے والا
ہو ۔ افعال رویہ کا نیست و نابود کرنے والا ہو ۔ روح کے
ساتھ زندہ ہو ۔ عبادات باقیات کے واسطے قوی ہو جنات
کا حاصل کرنے والا ہو ۔ اغنیا کے سوال سے مستغنی ہو ۔
گوشہ کے اندر اکیلا رہتا ہو ۔ خلق کے اندر ایک ہو کر رہے

للاخلاق الحميدة مميتا للافعال الردية حيا
بالروح قويا للعبادات الباقيات اجل الحسنات اجلد
عن سؤال الاغنياء احد بالعزلة احلا
في الخلق سمحا في حوائج الرعية مقتدرا
بالقدرة الالهية مقدما لحوائج الناس مؤخرا
لحوائج النفس اولا في الاتيان بالاوامر اخرا
في الخروج عن المسجد ظاهرا في الفرائض باطنا
في النوافل عاليا على النفس متعاليا على الخلق
بكثرة الطاعات برا في المعاملات توابا في عصيان
العصاة منتقما من النفس عفوا من الناس رؤفا
على الصغار مليكا على النفس بجميع اوامره
هاديا للخلق الى الطاعات غنيا عن الناس معطيا
للسائلين سؤالهم مانعا للنفس عن ارتكاب
المعاصي مديما في الخيرات نافعا للغير نورا
لاصحاب الضلالة بالافعال الحميدة وارثا في الارض
بالصلاحية راشدا لاصحاب الارادة شديدا لهم
عن ظلم الخلق حافظا لحقوق اصحاب الوعظ وعند هذا
ظهر سر تخلقوا باخلاق الله وهذا معنى اشتهر
من الامام الغزالي قدس الله تعالى روحه ان
للعبد شركة في كل اسم وصفة من اسماء
الربوبية وصفاتها وبعد ذالك هو غير واصل
بالله تعالى شانه وتعالت اياته و
تقدست اسمائه وصفاته

رعیت کی کاربراری مین مرجع ہو۔ الٰہی قدرت کے اندر صاحب
مقدرت ہو۔ لوگون کی ضروریات کو آگے رکھے۔ اپنی
ذاتی ضروریات کو پیچھے ڈالے او امر کی تعمیل مین اول ہو۔
مسجد سے باہر نکلنے مین آخر ہو۔ فرائض کو ظاہر ظہور ادا
کرے۔ نوافل مخفی پڑھے۔ اپنے نفس کے اوپر غالب ہو
خلق کے اوپر کثرت طاعات مین ور ہو۔ معاملات مین
نیک ہو۔ عاصیون کے عصیان پر توبہ قبول کرے۔ اپنے
نفس سے انتقام لیوے۔ اور لوگون کو معاف کرے۔ چھوٹون
کے اوپر مہربان ہو۔ اپنے جمیع امور مین نفس کے اوپر مالک
ہو خلق کو طاعت کی طرف ہدایت کرے۔ لوگون سے غنی
ہو۔ سائلین کے سوال پورے کرے۔ نفس کو ارتکاب
معاصی سے باز رکھے۔ خیرات کا عمل نئی نئی طرح سے کرے
غیرون کو نفع پہونچاوے۔ گمراہون کے واسطے افعال حمیدہ
کے ذریعہ سے نور ہو۔ زمین پر صلاحیت کے ساتھ وارث
ہو۔ اصحاب ارادہ کا مرشد ہو۔ اون کو ظلم خلق سے نیک ہدایت
دیوے۔ اصحاب وعظ کے حقوق کا محافظ ہو۔ اور مذکورہ
بالا اعمال پر عمل کرنے سے ایسے اسرار ظاہر ہو گئے ہین جن
کے سبب سے اہل تصوف الٰہی اخلاق سے متصف ہو گئے
ہین۔ اور یہ معنی امام غزالی سے پہونچے ہین۔ قدس اللہ تعالیٰ
روحہ کہ بندہ ربوبیت کے اسما اور صفات مین سے ہر ایک
اسم وصفت مین شرکت رکھتا ہے۔ اور نیز بعد بھی اس
اعتبار سے رکھتا ہے۔ کہ اللہ جس کی شان اور ایات عالی ہین
اور جس کے اسما اور صفات پاک ہین اُس کو پہونچ نہین سکتا ہے۔

یاد شیخ جلال واصل رحمہ اللہ

آپ کالپی کے باشندہ۔ مولانا خواجگی بخوی کی نسل سے۔ اور حضرت غوث الاولیا کے خلفا مین سے ہین۔ آپکے دل کا سویدا۔ مشاہدہ اور مراقبہ کا مرکز اور آپ کا باخبر ضمیر معارف اور مواجید کا مزرعہ تھا آپ کی باصفا آنکھون کو انکشاف[۱] کے روز مین احدیت کے آفتاب سے اور استتار کی رات مین وحدت کے چراغ سے بینائی ملتی تھی۔ سرود وسماع کی بزم پر آپ عاشق تھے۔ آپ کے وجد اور حالت کا سوز۔ قلوب کی استعداد اور قابلیت کے موافق۔ حاضرین انجمن مین سرایت کر کے ان کو خود بینی سے رہائی دیتا تھا ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو نوے تھا۔ کہ آپ کے جسمانی آئینہ مین اسم محیی کے جمالی انعکاس کے جگہ اسم ممیت کا جلالی عکس نمودار ہوا۔ عیال کا مسکن۔ عبادت کا حجرہ۔ اور عاقبت کا مرقد زمین کالپی مین ہے۔ آپکے فاضل اور اہل فصاحت فرزند موجود ہین۔ خدا کرے۔ اِن کو آبا ے کرام کے مکاشفات کی ترقی نصیب ہو۔ سب سے بڑے شیخ افضل تھے۔ درحقیقت یہ اپنے وقت کے علما مین افضل تھے۔ پدر بزرگوار کے بعد ان کو عالم فرق مین قیام کے لئے دو سال کی مہلت ملی۔ پھر ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین عالم جمع کی جمعیت آباد کو کوچ فرمایا۔ دوسرے فرزند شیخ اجمل جمیلی تخلص ہین۔ فارسی شعر مین ان کی مشق پختگی کے درجہ کو پہونچ گئی ہے۔ تیسرے فرزند شیخ معین الدین ہین۔ فضیلت اور دانش مندی کا فروغ ان کی پیشانی مین تابان ہے۔ درویشی کے طریقہ مین ثابت قدم ہین متوکل۔ تسلیم۔ عزلت۔ خلوت۔ گزشتگی۔ اور بے نیازی کے طریقے کمال کے ساتھ رکھتے ہین۔ خدا کرے۔ اکملیت کے درجہ کو پہونچین۔

یاد شیخ بابو سندھی

محبت اور حیرت کے بیابانون مین تنہا قدم آپنے ہی کہا ہے۔ فنا کے صحرا۔ اور بقا کی شاہراہ کے اندر چلنے مین آپ کو آندھی یا بگولہ کہنا ناموزون نہین ہے۔ شیخ لشکر محمد عارف شطاری کے اچھے مریدہین۔ شہر برہانپور کے اندر سندھیون کے محلہ مین آپ کی عبادت کا حجرہ تھا۔ جب حجرہ مذکور دونون طرف سے گر گیا۔ اور اُس کی مرمت کا ارادہ دل کے اندر مستحکم ہوا۔ تو آپنے چاہا۔ کہ راقم گذارے اس بارہ مین مشورہ کے

[۱] انکشاف اور استتار۔ اصطلاحات صوفیہ مین مقامات کے نام ہین ۱۲۔

طور پر کچھ بات چیت کریں - اور اس ذریعہ سے پریشانی خاطر دور فرماویں اسی خیال کے اندر ناگاہ یاد پڑا
ہوا - کہ اولاً اس باب میں استخارہ کرنا درویشوں کی حالت کے اعتبار سے بہتر ہے - مثنوی منطق الطیر
ہاتھ میں تھی - اُس کو تفاول کے طور پر کھولا - یہ ابیات برآمد ہوئیں - **ابیات**

گلخن ست این جملہ دنیائے دون	قصر تو چندست ازین گلخن کنون
قصر تو گر خلد جنت آمدست	با اجل زندانِ محنت آمدست
گر نبودی مرگ را برخلق دست	لائق افتادے درین منزل نشست

ان واقعات کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے - کہ اس کے بعد ہر چند تعمیر درودیوار کے واسطے التماس کی
آوازیں بلند کی گئیں - لیکن قبولیت کا درجہ نہ ملا - اور ہجری سنہ ایک ہزار تین سے لیکر مزار کی عمارت تیار
ہونے تک جس کا سنہ ایک ہزار پندرہ ہے بے درودیوار اسی ویران گھر میں عمر گزاری - **بیت**

در این خانہ بے بوم ست غوثی از خرد نبود	پئے پاسِ متاعش رخنۂ دیوار بربستن

یادِ شیخ بدھا طیب بہاری

آپ اپنے زمانہ میں ظاہری معلومات کی - اور رسمی علم کی مجلس کے ہم نشینوں میں سر حلقہ - اور معنوی
وحقیقی محفل کے محرموں کے اندر قطب تھے محقق دانشوران ہند - مولانا حاتم سنبلی فرماتے تھے شیخ بدھا
کی بزرگی اور شان کے بارے اکثر بزرگان وقت کی طاقت کی پشت خم تھی - ان میں سے چند بد اندیش سیاہ باطن
لوگ - آپ کی خداداد رونق توڑنے کے واسطے ہمیشہ فلک سے بہانہ دریافت کرتے تھے - کیونکہ وہ بھی خمیدگی
پشت میں اس جماعت کی مثل ہے - اور فرمان روایان ملک - دولت کے نشہ اور خود بینی کی مدہوشی میں
سرشار ہوتے ہی ہیں - ان کے ساتھ وہ لوگ موافق ہو کر قرار دیتے تھے - کہ امتحان کی انجمن ترتیب
دیجاوے تاکہ جو مدعی دعویٰ بلا برہان رکھتے ہیں - وہ الزام اور انفعال کے گوشہ میں خاموش ہو کر بیٹھیں اور
اور ہر ایک کی حقیقت کا جوہر کھل جاوے - چاہتے تھے کہ اس حیلہ سے شیخ کی بات میں فرق پیدا کریں -
ہر چند یہ منصوبے - زمانہ پرستوں کی خواہش کی بساط پر مکرر بچھائے گئے - لیکن کسی شخص کو کسی مجلس میں آپ
کے ساتھ کلام میں معارضہ اور نقص کے طور پر بات کرنے کی گنجایش نہیں ملی بلکہ معرفتوں کے بیان کرنے کی
قوت - آپ کی ذات شریف کے سوا - دوسرے کو میسر ہی نہیں ہوئی - اور تمام امتحانات کے مقامات سے

آپ نے فتح اور فرخندگی کے ساتھ اپنے مکان کو بازگشت فرمائی - نیتجہ اس کا یہ ہوا - کہ حاضرین انجمن نے آپ کی گفتار کے شاہوار موتیون سے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا[۵۲] کا گوشوارہ بنا کر ارادت اور اطاعت کے کان مین پہنا - اور ہونٹون پر خاموشی کی مہر لگائی - حافظ

بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات	با دُرد کشان ہر کہ در افتاد بر افتاد

یاد شیخ بدھا حقانی جونپوری

آپ شیخ بدھا طیب بہاری کے ہم نام ہین - علوم متعارفہ کے اندر آپ کے مطالعہ سے فنون کے اعتراضات اور مشکلات حل ہو کر بالکل روشن ہوجاتی تہین - چونکہ آپ کی صحبت سے حق ثابت اور باطل معدوم ہوجاتا تھا - آپ سخن حق کو خلا وملا مین پوشیدہ نہین رکہتے تہے - اور بلند آواز کے ساتھ - نماز کی اذان کی طرح لوگون کے کان مین پہونچاتے تہے - اسواسطے آپ حقانی لفظ کے ساتھ مشہور ہوئے - باطنی کمالات کا کسب شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کی خدمت باعظمت سے کیا تہا - آپ کا امرمطالب کو قُلْ[۵۳] جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۖ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ تہا -

ارادبالحق ھٰھنا الاسلام والدین و بالباطل الکفر والشرک والحق المطلق ھو الموجود والحق المقید ماکان حسنا فی العقیدۃ والفعل والنطق والباطل نقیض الحق والله حق علی معنی انہ موجود وانہ ذوالحق وانہ محق الحق یقال الحق ما کان لله والباطل ما کان لغیرالله ویقال الحق من الخواطر ما دعی الی الله والباطل ما دعی الی غیرالله

اس مقام پر لفظ حق سے مراد اسلام اور دین ہے - اور باطل سے مراد کفر اور شرک - مطلق حق موجود ہے اور مقید حق وہ ہے - جو عقیدہ مین - فعل مین - اور نطق مین نیک ہو - اور باطل نقیض حق ہوتا ہے اور الله حق ہے اس اعتبار پر کہ وہ موجود ہے - اور وہ ذوالحق ہے - اور وہ احقاق حق کرنے والا ہے - یہ بہی ایک قول ہے کہ حق وہ ہے جو الله تعالیٰ کے واسطے ہو - اور باطل وہ ہے جو غیر الله کے واسطے ہو - اور یہ بہی ایک قول ہے کہ منجملہ خواطر حق وہ ہے جسکا رخ الله تعالیٰ کی طرف ہو اور باطل وہ ہے جس کا رخ غیر اسکی طرف ہو

---

[۵۲] - ہمنے سنا - اور قبول کیا - [۵۳] (اے پیغمبر لوگون سے) کہدو - کہ (بس دین) حق آیا اور (دین) باطل نیست ونابود ہوا - اور (دین) باطل نیست ونابود ہونے والا ہی تہا ۱۲ منہ

یاد شیخ دولت ابن شیخ عبدالملک منیری

آپ علم آموز۔ عمل اندوز۔ دانش گستر۔ اور بنیش پرور تھے۔ جب آپ حروف کی اور کتابی نقوش کی شناسائی۔ مسائل اور مقاصد کتب کی تحصیل۔ میان بدن منیری سے کر کے۔ ظاہری آراستگی کمال درجہ پر کر چکے۔ تو رسمی ارادت کے مراسم بھی میان بدن کی خدمت مین ہی ادا کیے۔ جب رہنمائی کی بدولت سلوک کے بازون سے۔ طریقت کا راستہ چل کر۔ درویشی کی منزلین اور مقامات طے فرمائے اور تلوین ؁۵ احوال کے گرداب سے نکل کر ساحل تمکین کے عالی مقام کو پہونچے۔ تو خلافت کا خرقہ۔ اور اجازت کا فرمان بھی ملا۔ آپ کی مانند فطرت مین۔ فراست مین۔ فنا مین اور نفس پر فیروزی پانے مین۔ میان بدن کے ہان دوسرا کوئی خلیفہ اور شاگرد نہین تھا آپ کی درس کے حلقہ مین یہ اصحاب حاضر ہوتے تھے۔ شیخ اجمل۔ شیخ عبدالکریم۔ سید احمد بہاری۔ شیخ احمد چشتی جو حضرت گنجشکر کی نسل سے ہین شیخ خلیل پٹنی۔ جن کے نام سے موضع نوادہ منسوب ہے شیخ حافظ سارنی۔ شیخ یعقوب۔ جن کے نام ایک مدت تک دارالخلافہ آگرہ کی قضا کا عہدہ رہا۔ اور نیز اس جماعت کی مثل دیگر بزرگان نامور بھی حاضر ہوتے تھے۔ اس حلقہ مین آپ مثال مرکز تھے۔ شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست ابن شیخ قاضن شطاری کی خدمت اور ملازمت سے بہت کچھ کامیابی اور فیض حاصل ہوا تھا۔

آپ کی ایک سرگزشت بطریق اختصار اس طرح پر ہے۔ کہ ایک روز ایک امر مشروع کی تقریب سے آپ قلعہ رہتاس کی طرف گئے تھے۔ اثنای راہ مین ایک شخص ملا۔ اُس نے کہا۔ میری لڑکی کے کار خیر (شادی) کا وقت نزدیک آگیا ہے۔ جس نے مجکو سوال پر مجبور کیا ہے۔ اور آپ کے چہرہ سے مین الٰہی بخشش کا فروغ مشاہدہ کرتا ہون۔ لہذا آپ میرے حق مین کیا فرماتے ہین۔ آپ نے مرحبا کہکر خادم کو فرمایا۔ جس قدر نقد جیب مین موجود ہو۔ اس سائل کے سامنے رکھدو۔ خادم نے عرض کیا۔ ایک سو درم مسکوک موجود ہین۔ اگر ارشاد ہو۔ تو کل کے لائق بچا کر باقی اس سائل کو دیدون۔ آپ نے فرمایا۔ غم نہ کرو۔ کل کا آنا اور روزی کا پہونچنا۔ دونون ساتھ ساتھ ہین۔ کوئی فردا ے روزی کے نہین

؁۵ تلوین اور تمکین اصطلاحات صوفیہ مین دو مقامات کا نام ہے ۱۲

ہوگی - تمام نقد بغیر توڑے ہوڑے اس شخص کو دیدو - ہنوز وہ شخص نقد مذکور لیکر ایک تیر کے فاصلہ پر نہین گیا تھا
کہ دو سوار اُسی طرف سے دوڑتے ہوئے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور بیس دینار زر سرخ - یومیہ فردا
کے نام سے پیش کئے - اور کوندتی ہوئی بجلی کی طرح چمک کر نظر سے غائب ہو گئے۔

دیگر قاضی عبد اللہ نامی ایک عالم قصبہ منیر مین رہتے تھے - مشائخ طریقت کی راہ و روش - بیعت
خلافت - اور خرقہ پوشی سے - اس سے انکار رکھتے تھے - ایک رات قاضی صاحب کو عالم خواب مین معلوم ہوا
کہ کوٹھہ کے اوپر مخدوم شیخ شرف الدین شیخ احمد چرم پوش - مولانا عبد الرحمن جامی - اور امیر خسرو بیٹھے ہوئے معرفت
کی باتین کر رہے ہین - اور فقیر اور شیخ دولت ہم دونون نیچے کھڑے ہوئے ہین - مولانا جامی نے ہم نشینون سے
شیخ دولت کے اوپر چڑھ آنے کے واسطے اجازت لے لی - جب شیخ دولت اوپر چلے گئے - تو اُنھون نے
کہا - قاضی عبد اللہ بھی حاضر ہین - حضور کی خدمت کی اُن کو آرزو ہے - شرف الاولیا نے فرمایا - یہ ازل سے
سائل کے حوالہ ہین - اپنا مرید کر لینا چاہیئے - چنانچہ شیخ دولت نے حسب اشارہ میرے سر کے تھوڑے سے
سے بال مقراض سے کتر لئے - اور مراسم ارادت ادا کئے - صبح کو جب مین مراسم ارادت بجالانے کے لئے
شیخ کی ملازمت مین گیا - تو مسکرا کر فرمایا - عبد اللہ تکرار بیعت کی حاجت نہین ہے - اس بارہ مین مشائخ
کی رسمین جو کچھہ تھین رات کو ادا ہو چکی ہین - یہ پوشیدہ بات سنکر سخت حیرت مین رہا - بالآخر شجرہ
اور ٹوپی جو ظاہری ارادت کا قاعدہ ہوتا ہے - لے کر اعتقاد اور اخلاص سے خوش اور سیراب ہو گیا -

کہتے ہین شیخ دولت کی تمام عمر آسمانی روزی پر گزری - اُس ملک کے حکام اور فرمان روا - آپ کے
ساتھہ معتقدانہ سلوک کیا کرتے تھے - اور بار بار سیورغال (معین وجہ معاش) قبول فرمانے کے لئے
التماس کرتے تھے - لیکن اُن سے آپ کی فاقہ دوست اور فقر پرور طبیعت نے لینا گوارا نہین کیا - اور
مضمون التماس پر کان ہی نہین دئے - بلکہ زمانہ سابق کے فرمان اور اسناد جو اراضی کے بارہ مین آپ کے
آباو اجداد کے پاس تھین - اِن سب کو لپیٹ کر آپ نے آگ دکھادی - اور دل کو وافوض امری الی اللہ[۵]
کے سپرد کر کے اس سرچشمہ سے شاداب کیا - کہتے ہین - جب آپ کے گوشہ خلوت مین اسم **القابض**
کی تجلی سے دل کے اوپر تنگی اور تیرگی کا پرتو پڑتا تھا - تو دور دراز جنگل بیابان کی طرف جو آپ کی عمر کے
اعتبار سے زیادہ دور ہوتا تھا - تنہا چلے جایا کرتے تھے - اور چند روز ایسی جگہہ مین جہان سراغ

۵ مین اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہون ۱۲

نہین لگ سکتا تھا۔ مراقبہ مین مشغول ہوجاتے تھے۔ تاکہ سابقہ تجلی اپنے مقابل کی طرف تبدیل ہوجاوے۔ بیت

تاکے چو گنج غوثی ویرانہ دوست باشی	شد سودہ در رہ تو پاے سراغ مردم

جب کامل طور پر انشراح پیدا ہوجاتا تھا۔ تب آپ اپنے مقام کو معاودت فرماتے تھے۔ جب آپ کو پیری نے آدبایا۔ تو استغراقی حالت نے آپ کے تمام اوقات کو گھیر لیا۔ لوگ نماز کے وقت کلمہ حق حق کہتے تو تب کہین ہستی کا ادراک لاتعین کے مرتبہ سے نزول فرماکر اس تعینی مظہر کے ساتھ تعلق پکڑتا تھا۔ اور اس وقت ماھوالمکتوب کے ادا کرنے مین مشغول ہوتے تھے۔ ایک سو سات برس کی عمر اسی مستقل نشست و برخاست کے ساتھ پوری کر کے ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس کے کسی مہینے مین ربانی بہشت کی سیر کے واسطے چلے گئے۔ خوابگاہ منیر۔

یاد شیخ محمد ابن فضل اللہ

آپ کی زاد بوم گجرات ہے نشو و نما دار الامان احمد آباد مین پایا ہے تسلیم۔ توکل۔ تقوی۔ اور ظاہری و معنوی علم کی فضیلتون کے مالک ہین۔ رسمی علم مین وجیہ الملۃ احمد آبادی کے شاگرد۔ اور طریقت مین شیخ ماہ بیر پوری کے مرید اور خلیفہ ہین جن کو خلافت کا خلعت اور اجازت کا خرقہ شیخ من اللہ عرف شیخ اوہن۔ ابن شیخ بہاء الدین جونپوری کی خدمت سے ملا تھا شیخ محمد۔ محمد شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی کے دور دولت مین گجرات سے خاندیس مین آئے ہین۔ اور برہان پور مین مسجد اور خانقاہ بنائی ہے۔ ہمیشہ حدیث۔ تفسیر۔ اور دیگر دینی علوم کے درس مین مشغول رہتے ہین۔ بہت سے طالب آپ کی رہنمائی کی برکت سے حق شناسی کے درجہ کو پہونچ گئے۔ آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین۔ آپ از بس کہ روضہ نبوی علیہ السلام کی زیارت پر والہ و شیفتہ ہین۔ اس واسطے ہر سال اپنے وطن سے جہاز کے موسم پر دیوانہ وار اُس دریا کے کنارون پر پہونچ جاتے ہین۔ اگر کوئی مانع پیش آجاتا ہے۔ تو آیندہ موسم تک صبر کرتے ہین۔ ورنہ اپنے مطلوب مقصد کی طرف متوجہ ہو کر روانہ ہوجاتے ہین۔ اسی طریق سے کئی دفعہ سفر حجاز کو دریا کے راستہ سے گئے۔ اور حرمین شریفین کے طواف سے دونون جہان کی سعادت حاصل کر کے اپنے وطن کو لوٹ آئے۔ ہمت کا قدم سنت کے راستہ مین استواری کے ساتھ رکھکر

صراط مستقیم پر چل رہے ہین - سماع وسرود کی طرف میلان نہین کرتے ہین - اور ماہ ربیع الاول کے اولین بارہ روز مین روزمرہ رات کو حدیثین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین عربی اور فارسی قصیدے - ذاکرین کی جماعت - آواز حزین کے ساتھہ پڑہتی ہے - اور جو کچھہ آپ کی بساط مین ہوتا ہے وہ اُن ایام مین حلوے - عطریات - اور صلحا - فقرا مجلس میلاد کے ذاکرین اور حاضرین اِن اصحاب کی خدمت کرنے مین عرف ہوجاتا ہے - اور کوڑی پیسہ جو کچھہ آپ بچاتے ہین - اُس کا سبب اِن چند روزون مین انہین چند مبارک ایام کا خرچ ہے - یا کسی معتمد شخص کے ہاتھہ حرمین محترمین کو بہیج دینا - جو لیجا کر اُس ملک کے فقرا کو تقسیم کردیوے - اِن دو اہم کامون کے سوا دوسری آرزو - اشیا کے جمع کرنے اور لینے کی نہین ہوتی ہے آپ کی عمر عزیز اس ہجری سنہ ایک ہزار بائیس مین ستر کو پہونچ گئی ہے - امید ہے - کہ باقی ماندہ سنوات گذرے ہوئے سنوات سے زیادہ ہونگے - آپ کے کامگار اور ذی معرفت متعدد فرزند اور مرید ہین - اللہ تعالےٰ جل شانہ سب کو مرشد کے بلند مرتبہ پر پہونچاوے -

شیخ ادہن - جو شیخ ماہ کے پیر تہے - مشائخ وقت کے انیس - اولیاے زمانہ کے جلیس اور بزرگان دین دولت کے اندر رئیس تہے - کہتے ہین - مولانا علاءالدین محمد لاری - نوع انسانی کے بڑے جوہر شناس اور دقائق سخندانی کے بال کی کہال نکالنے والے تہے - فرماتے تہے شیخ ادہن - اپنے زمانہ مین بے نظیر ہین - مولانا محمد برغلی کے بہائی مولانا حافظ برغلی کو جنت آشیانی کی رکاب مین جب ہجرت کی توفیق نہین ہوئی - اور جونپور مین رہ گئے - تو ارادت مندان شیخ ادہن کے حلقہ مین داخل ہو کر ہمیشہ ان کی خدمت کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا تہا - علی ہذا القیاس جنت آشیانی کے امیر اعظم اور عالی فطرت خان زمان علی قلی نے جب ہجری سنہ نوسو بتیسہ مین جونپور کو افغانون کے قبضہ سے نکال لیا تہا تو شیخ ادہن کی خدمت مین حاضر ہو کر بہت کچھہ مراسم عقیدت مندی ادا کئے تہے - القصہ سب قسم کے لوگون نے اپنی گردن شیخ ادہن کی ارادت کے طوق مین دے رکہی تہی - تمام اقسام عمر کے حقوق کافی طور پر حاصل کرکے اطوار زندگانی کی حقیقتین معلوم کی تہین - بعدہ ہجری سنہ نوسو بہتر مین حقیقی محبوب کے وصال کی مجلس مین جا داخل ہوئے - خوابگاہ جونپور -

یاد شیخ عبدالحق حقی تخلص

آپ حقی تخلص - قادری مشرب - دہلوی مسکن - علوم متداولہ اور فنون متعارفہ کے دقیقہ شناس -

عالم ارواح کی ام الکتاب اور عالم اجسام کے مو الید نامہ کی رموز سے واقف ہین - سلمہ اللہ تعالیٰ
آپ کے کسی قدر خجستہ حالات - جو کسی تذکرہ نویس کی سابقہ گزارش کے بدون راقم گلزار کی
صور علمیہ مین - عیان کے تختے پر لکہتا ہون - ہجری سنہ نوسو پچانوین کے آغاز مین سفر مجاز کے شوق کے
جذبات آپ کو اپنے وطن سے نکال کر مالوہ کے راستہ سے بندر گجرات کی طرف لے آئے - اِن
ایام مین مرکز مدار مردمی و مروت - مہر سپہر مجد و مکرمت - مروج مراسم ملک و ملت - بزرگ کوکہ عرش
آستانی اکبر شاہ - حاکم ممالک صوبہ مالوہ - مرزا عزیز محمد الملقب بہ خطاب اعظم خان مدظلہ - شہر اوجین مین
بطریق قیام تشریف رکہتے تہے - جب آپ مرزا کی ملازمت اور اجازت سے راستہ چل کر دار العزۃ
منڈو (مانڈو) مین آئے - تو ان ایام مین راقم گلزار نے بہی آپ کے بافروغ دیدار سے بہت کچہ
فیروزی اور فرخندگی کے فوائد حاصل کئے تہے - بالآخر آپ گجرات مین ایسے وقت پہونچے - کہ موسم جہاز گزر
چکا تہا - میرزا نظام الدین احمد اُس صوبہ کے بخشی تہے - انہون نے بے حد التماس کر کے آیندہ موسم تک
ٹہیرایا اور نہایت خواہش کے ساتہ آپ کی خدمتین انجام دین - پہر جب دوسرا سال آیا - تو الٰہی مشیت کی
کارسازی سے آپ حرمین شریفین کے طواف سے مشرف ہوئے - وہان پر مکہ معظمہ مین شیخ علی متقی کے
خلیفہ اور جانشین شیخ عبد الوہاب رہتے تہے - ان کی سعادت تلقین سے خلعت پایا - اور نیز اس معلی
مقام کے دیگر عالی اسناد بزرگون سے بہی کتب احادیث کی تصحیح فرمائی - القصۃ بطولہا جب آپ
مراجعت کر کے اپنے وطن مالوف مین پہونچے - تو خلوت اور وحدت کی حلاوت نے سیر و سیاحت کا اندیشہ
عزم کے مذاق مین تلخ کر دیا - آج کے روز تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس ہے - آپ ہمیشہ صبر و سکون
کا بالون آسودگی کے دامن مین لپٹا ہوا رکہتے ہین - اور ہمیشہ طالبان علم و عرفان کے درس اور تلقین مین
مشغول رہ کر اپنے بابرکات اوقات بے عار ہین - اور باایں ہمہ الحمد للہ آپ نے اس فرصت کے اندر عالم
باطن کی پردہ نشینون کی تصویر بہی قلم کی نقاشی سے کہینچ کر کتب تصنیف کو معرفت بیانی کے تصویر خانہ
مین جگہہ دی ہے - بالخصوص تذکرہ مشائخ جو اخبار الاخیار کے نام سے نامزد ہے - اس کتاب کی
خوبیان - تعریف کے قالب مین نہین سما سکتی ہین - چونکہ آپ نے اس تذکرہ کے ضمن مین اپنے آبائے کرام او
اقربائے عالی مقام اور حضرات مرشدین کے باحقیقت حالات تحقیق اور تفصیل کے ساتہ لکہے ہین - اسواسطے
راقم نے اس حاصل الاختصار نسخہ مین صدر الذکر حالات کا اعادہ نہین کیا - بلکہ تمناً فہرست کے طور پہ

اورعنوان کی طرح - اس عزیز ماجراین سے چند حرف لکھے ہین آپ کے عالی فطرت فرزندان رشید سب کے سب دانشوری اور سخندانی کے درجہ کو پہونچکر راہ طریقت پر چل رہے ہین - خدا کرے - پدر بزرگوار کی مشاطگی سے سب کی عمر دن کی نوعروس - علم وعمل کے زیور سے - ہمیشہ روز افزون بناؤ سنگھار کے ساتھ جلوہ گر رہے -

یاد مولانا محمد رضا

آپ شکیبی تخلص - اور خواجہ عبد اصفہانی کے فرزند ہین - فنون معقول کے مسائل کے ذاکر اور طبقات سلف کے اُن حالات کے بیان کرنے والے ہین جو اصحاب سیر وتاریخ کی کتب مین مسطور ہین - آپ فارسی شعر کو اعلیٰ درجہ پر پہونچا کر فن انشا مین آثار اُستادی - ظاہر کرتے ہین - اور جو کچھ آپ کی معنوی خوبیان ہین - وہ الفاظ اور تعبیر کے کالبد مین نہین آسکتی ہین - کسی قدر آپ کے حالات بیان کئے جاتے ہین - آپ کے سمو زمان اعلیٰ خواجہ عبد اللہ نامی کی پاک نسل سے ہین - جن کے باکمال حالات - نفحات الانس مین حقائق پناہی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی نے لکھے ہین - خواجہ عبد اللہ امامی خواجہ امین الدین حسن کے فرزند ارجمند تھے اور خواجہ امین الدین حسن وہ ہین - جن کے مبارک نام پر لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی نے ایک غزل موشح کی تھی - یہ دو بیتین اُسی غزل مین سے ہین حافظ

چو در گلزار اقبالش خرامانم بحمد اللہ	نہ میل لالہ ونسرین نہ برگ نسترن دارم
بر ندی شہرہ شد حافظ پس از چندین ورع لیکن	چہ غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم

دوسرے یہ ہے - کہ ہجری سنہ ایک ہزار چار کے آغاز مین آپ خانخانان مدظلہ کی سپہ سالاری کی ملازمت مین دکن کی یورش پر عازم ہو کر آئے تھے - مولانا نظیری نیشاپوری - بوبقلی بیگ انیس ملا حب علی سندھی - شریف کاشی - ملا کامی سبزواری ملا بقائی - یہ تمام اصحاب - اور نیز اہل سخن کی دیگر جماعت بھی - رفاقت مین تھی - یہ جملہ اصحاب منڈو (مانڈو) کے راستے سے گزرے مجبور راقم کا غریب خانہ ہے - روحانی شناخت تو اول ہی سے تھی بحکم اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ اب یہ موقع آیا - تو صدر النکر شناسائی - غیب کے تہخانے سے نکلکر وجود کے جلوہ گاہ مین آئی - اور پھر دونون جانب سے ہوئی اس کی پرورش - لہذا نوزادگی کے درجہ سے ابھر کر کمال کے درجہ کو پہونچی لیکن اس تربیت کی معین

معرفت کے جسم پر مفارقت کی بیماری مکرر عارض ہوئی - الحمد للہ کہ بغیر آفت دیکھے ہوئے - ہر دفعہ مرض مفارقت صحت قرب کے ساتھ تبدیل ہوتا رہا - القصہ بطولہا ہجری سنہ ایک ہزار سترہ مین پھر آپ کا عبور منڈو (مانڈو) پر ہوا - چونکہ ایک مدت کے بعد اوبت ملاقات ہوپہنچی - اور یہ وقت وہ وقت تھا کہ راقم مشائخ وقت اور بزرگان عصر کے باصفا حالات لکھ رہا تہا - لہذا گزرے ہوئے خاص خاص واقعات دریافت کئے گئے - فرمایا -

"ہجری سنہ نوسو چونسٹھ مین میری علمی صورت - عالم عین مین آئی - جب زمانہ ہوش آیا - تو کچھ علوم تو شیراز مین - اور کچھ اپنی زادبوم مین تحصیل کر کے - مطالعہ کے ذریعہ سے عبارت پڑھنے مین مہارت پیدا کی - جب عمر نے چونتیس سال کی بساط پر قدم رکھا - تو کلام کا وزن برابر کرنے کا ملکہ پیدا ہوا - اور جوانی سے قوت جسمانی بخشی - اس بنیاد پر سیر ہندوستان کی ہوا - سر مین بہری - فرمان دل کی اطاعت کر کے اپنے مکان سے لار ہوکر ہرمز مین آیا - ہرمز سے بندر چیول کی کشتی مین بیٹھکر دریا پار کے کنارہ آ - اوترا - یہان سپہ سالاری کی ملازمت کا شوق مجکو مو کشان احمد آباد گجرات مین لے گیا - ان ایام مین نواب کام بخش دارالخلافہ شاہنشاہی مین تشریف رکہتے تہے - لہذا جس طرح سے ممکن ہوا - احمد آباد سے روانہ ہوکر اپنے تئین نواب مظلہ کی گرامی خدمت مین پہونچایا - ہنوز مین اپنے دامن سے گرد راہ نہین جہاڑنے پایا تہا - کہ ہمرکاب دولت تہ کے لشکر مین فوراً جانے کا عزم بالجزم ہوگیا - الٰہی تائید شامل حال تہی کہ فتح کا چہرہ نظر آیا - اور اُس صوبہ کا والی میرزا جانی جو تہا - اوس کو ہمراہ لیکر شاہی دربار مین حاضر ہوا - انہین ایام مین دکن کی لڑائی بہی حسب مشیت ایزدی نواب کی خدمت مین بھگتنی تہی - سو بابا توقف ادوہر روانہ ہونا پڑا - قصہ کوتاہ ہجری سنہ ایکہزار چھ مین بہیں معہود کی لڑائی کے بعد حسب قرارداد یہان سے فارغ ہوکر لشکر سرونج مین آیا - ناگاہ خون شکم کی بیماری عارض حال ہوئی - یہان تک کہ دوست زندگی سے نا امید ہوکر اخروی سفر کے سامان مین مشغول ہوئے - اس حالت مین یہ ارادہ مصمم ہوا - کہ اگر صحت حاصل ہوجاوے تو آیندہ دنیا کے کام کو ہاتہہ نہین لگاؤن گا اور اخروی سامان کو راہ حجاز مین صرف کرون گا - اسی لئے سے شفا کا ستارہ طلوع ہوکر اونچا ہونا شروع ہوا - چونکہ تعلقات کا سلسلہ بے انتہا مستحکم تہا -

اسواسطے شمسی جہۂ دورمین تدبیرین کرتے کرتے بتدریج منقطع کیا - اور دل کو کامل طور پرونیاوی گرفتاری اور آلایش سے نجات دی - پھر ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین حجاز کے مبارک سفر کا ارادہ ہوا - تین سال کے اندر دشواریان اور سختی کی گھاٹیان طے کر کے - اس باسعادت سفر کو انجام دیا - وہان سے مراجعت کر کے بندر سورت کے کنارہ پر اترا - جب برہان پور مین پہونچا - تو وہی خانخانان کی محبت کی زنجیر آزادی کے پانون مین پڑگئی - بے اختیار ایک مدت تک ملازمت مین جس طرح مقدر تہا - بسر کیا - چونکہ یہ بات تجربہ مین آچکی ہے کہ جو کام صفاے طبیعت کے ساتہہ کیا جاوے - اُس کی تاثیر ضرور ہوتی ہے - لہذا ہجری سنہ ایک ہزار انیس مین نواب نے میری گوشہ نشینی کی درست خواہش پر اطلاع پائی اور آزادی کی اجازت دیکر اندرونی ناسور پر مرہم رکہا - اور جہانگیری عالی شان دربار سے سیورغال جو درویشانہ معیشت کے واسطے مکتفی ہو - لیکر دہلی مین گوشہ اختیار کرلیا ہے "

اب آپ صدارت کا خلعت پہنکر فقراے دہلی کی خدمت مین فراغ دل سے خدا کے ساتہہ مشغول ہین اللہ تعالیٰ آپ کو نشاط حضوری نصیب فرماوے **ایہا السامعون** ان ایام مین خانخانانی انجمن کے اندر - اور سپہ سالاری کی مسند پر صاحب مجلس کی توجہ سے سخن سنج اور عالی فطرت آدمیون کا ایک ایسا دائرہ فراہم ہوا تہا - کہ اگر ایران اور توران جیسے بڑے بڑے ملکون کے سلاطین کوشش کرین - تو ایسی خوبی اور خوشی کی جامع مجلس کو برسون مین بہی منعقد نہ کرسکین - آپ لوگ - اس راست کلام کو صرف آواز اور مدح کا نقش نہ سمجہین - کیونکہ اگر آپ لوگ منصفانہ معاملہ پیش کرینگے - تو اس مدعا پر عادل شاہد - قاضی وقت کے حضور مین بہت سے پیش کئے جاسکتے ہین بالخصوص یہ سرآمدون کی جماعت جس کے نام اوپر لکہے جاچکے ہین - اس جماعت کی گفتار - اور اس کا شعار - اپنے خداوندون کی فضیلت اور فصاحت پر خود گواہ ہے - منجملہ ان اصحاب کے مولانا نظیری نیشاپوری ہین - حاجی الحرمین درویش طبیعت - صوفی سیرت - اور مہذب الاخلاق تہے - آپ کے کلام کی معجون مین تاثیر کی تلخی - سوختگی کی شورش - اور چوٹ کہائے ہوئے دل کا نالہ - یہ صفات - فصاحت کی شیرینی - اور عبارت کی ترتیب سے زیادہ پائی جاتی ہین - انہون نے زندگانی کے آخرین حصہ مین نظم کا رخ - موحد صوفیون کی گفتار کی طرف پہیر دیا تہا - املاء عربی عبارت مین مہارت رکہتے ہین

کی مصاحبت سے پیدا کی تہی بعدہ بارہ سال جو بقیہ عمر کا حصہ رہا اس کے اندر احمد آباد مین قیام کرکے دینی علوم تحصیل کئے تفسیر وحدیث کی تصحیح - مولانا حسین جوہری داڑہ والہ کی خدمت مین کی تہی - ایک ہزار بیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے بیت

لا ینفع العلم والاداب واحجے	وصاحبہا عند الکمال یموت

یاد شیخ فرید

آپ شیخ عبد الحکیم ابن شاہ باجن چشتی برہان پوری کے فرزند ہین فضل وفراست کی فصل کی نوبہار رضا وریاضت کی بربیع کے نوروز - کشف وکرامات کی کتاب کے شاگرد - اور حالات ومقامات سے خداوندہین - شروع ہوش کے زمانہ سے آپ مسیح القلوب کی خدمت پر شیفتہ ہین - علوم متداولہ کی تحصیل اُن کے درس مین کرکے عیانی اور بیانی علوم کے کمالات کو پہونچے ہین - فارسی اور عربی کی بہت سی مبسوط کتابون کا اختصار اور انتخاب اس طرح سے کیا ہے - کہ وہی انتخاب اُن مبسوط کتابون کے معانی کا فائدہ دیتا ہے -

آپ فارسی شعر درویشانہ کہتے ہین - آپ کی حالت دیکہکر ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ فکر کی زبان - شعر کو ذکر مین ادا کرتی ہے - یعنی ذاکر ہونا - شاعر ہونے سے بہتر ہے - اکثر سرود کی مجلسون مین دیکہا گیا ہے - کہ جب سماع کے وقت آپ تواجد کے ہاتہون کو جنبش دیتے ہین - تو اہل انجمن کے لب پر شوق کا نعرہ - اور سر پر حیرت کا ہاتہہ ہوتا ہے - آپ کی ظاہری صفائی اور باطنی نور سے آباے کرام کی معرفت کے چراغ مین از سر نو روشنی پیدا ہو گئی ہے مصرع کجا حدیث جُنُنش را ہنوز آغاز می بینم -

مسیح القلوب اپنے بڑے بیٹے شیخ عبد الستار کی پرورش - اور آپ کی تربیت یکسان فرماتے ہین - اور آپ بہی اپنے مرشد کی نسبت نہایت اطاعت اور ادب کے مقام مین رہتے ہین بیت

میان عاشق ومعشوق صحبت عجب است	اگر فرشتہ بود غیر در نمی گنجد

خدا کرے - ان دونون اوج شرف کے نیرین - اور دونون برج سعادت کے قمرون کی تربیت کا پرتو - ابن الاقبال کے سر پر ابد الآباد تک رہے -

یاد خواجہ علی مسیحی تخلص

آپ کی زاد بوم احمد آباد ہے - قادری سلسلہ حسین رومی کے فرزند - اور گجرات کے بڑے دولت مندون

مین سے تھے طریقت کی تلقین مسیح الاولیا سے تھی - راقم گلزار کے ساتھہ بہت کچھہ رسم دوستی رکھا کرتے تھے
رسمی علوم کی کلیات سے آگاہ تھے فارسی زبان مین صوفیانہ اشعار رکھا کرتے تھے - آزاد خاطر - فارغ البال
نوعی فخر کا سے بے نیاز قسام لاشریک لہ کے دیئے ہوے حصہ پر خوشنود تھے - اپنے مرشد کے
خرق عادات کے متعلق حالات کے چند اوراق لکھکر راقم کے پاس بھیجے تھے - منجملہ اُن کے چند بیانات
کا خلاصہ تو عبارت مین لاکر راقم نے اپنے گلزار کی بہار بنایا - باقی چند بیانات کو عذر اختصار کر کے دیگر تذکرہ
نویسون کی کتابت پر موقوف رکھا -

رومی نگارخانہ مین سے ایک بات ہے - کہ سید محمد قادری کے بیٹے - سید عبد اللطیف نے شیخ عبد الرحیم
چشتی عادل پوری کی روایت کے حوالے سے فرمایا ہے - کہ شیخ عبد الرحیم کہتے تھے - ایک رات اعتکاف کے
اندر خواب اور بیداری کے درمیان مجکو ایسا معلوم ہوا - کہ چار نورانی اشخاص نے مسیح الاولیا کے بیٹھنے کے واسطے
اُن کے مکان مین ایک تخت آراستہ کیا ہے اور اون کے نام سے قطبیت کا ترانہ گاتے ہین - اور مسیح الاولیا
مسکراتے ہوے فرماتے تھے - مجھہ جیسے شخص کو اِس تخت کی نشست کے لائق نہ سمجھو - قصہ کوتاہ - ان چارون
شخصون نے مسیح الاولیا کے بہانہ پر خیال نہ کر کے تخت کے اوپر بٹھایا - اور سبنے از راہ طرب سامنے ادب سے
ہاتھہ باندھ کر مبارک بادمین خوشی اور نشاط کی آوازین بلند کین - جب مین صبح کے وقت مسیح الاولیا کی خدمت
مین گیا - تو میرے بشرہ سے رات کی دیکھی ہوئی حالت کے آثار معلوم فرمائے - اجازت کے واسطے لب نہ ہلایا -
اور مجکو کہنے سے روک دیا - درس سے فارغ ہونے کے بعد جب خلوت ہوئی - تو وہی خواب کی سرگذشت
مجھسے بے کم و کاست خود ظاہر فرمائی - مینے اللہ جل شانہ کا شکر بہت زیادہ کیا - کہ میری خواب اضغاث
احلام (پریشان خوابون) مین سے نہ تھی -

یاد شیخ کاجا

آپ کا نام الہداد ہے - اور نسل اعوان سے ہین - بے خودی - بے نیازی - اور آزادی - آپ کا
شعار ہے - جب جوانی تھی - تو آپنے ایک عمر سپاہ گری مین ہی گزاری - اُنھین ایام مین ایک حسینہ عورت پر
بھی نظر جا پڑی تھی - اور آپ اسیر نگاہ ہوگئے تھے - مجازی محبت کا غلبہ - ظاہری اسباب روزگار چھوڑنے کا
سبب ہوا - اور رفتہ رفتہ نوبت بہ جذبہ پہونچی - سارنگ پور مالوہ مین رہتے ہین - صادر و وارد لوگ ہمیشہ انکی

خدمت مین جاتے ہین - اور آپ کے ایسے عجائبات دیکھتے ہین جو خرق عادات تو نہین - البتہ قریب بہ خرق عادات ضرور ہین - القصہ آپ خراب جذبات سے مست - اور خمخانۂ آزادگی مین مدہوش ہین جب راقم نے آپ کے حالات تحریر فرمانے کے واسطے عارف وقت اور عارف تخلص صورۃً اور معنیً سید مولانا محی الدین سارنگ پوری کے خدمت مین مدظلال افادتہ یاد دہانی کی - تو مولانا نے آپ کے اسرار کچھ ایسے لکھے کہ کانون سے سنکر سخت تعجب ہوا - باوجود پانچ منزل کی مسافت کے - اور باوصف غلبہ شوق کے - آپ کی صورت جو دل کے اندر ہے - آنکھون کی منزل مین نہ لاسکا - اس مین شک نہین - جو شے مرہون وقت ہوتی ہے - اُس کا انفکاک نقدِ وقت خرچ کرنے کے بدون - صرف کوشش سے نہین ہوسکتا ہے -

یاد شیخ داؤد شطاری

آپ کے پدر بزرگوار کا نام شیخ خان محمد ہے - آپ کی حقیقت حال - صبر اور شکر کے مرتبہ سے ظاہر ہوئی ہے راقم آپ کی از خود رفتگی - اور شگفتگی کا حال کیا لکھے آپ شہر اور جنگل کو بے تفاوت ایک سمجھتے ہین - درویش اور تونگر مین فرق نہین کرتے ہین - آباد اور ویرانہ کو یکسان جانتے ہین - سب کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آتے ہین - اظہار احتیاج کو کفر طریقت شمار کرتے ہین - ایثار (دوسرون کی مصلحت کو اپنی منفعت پر مقدم رکھنا) اور نثار کو فرض سمجھتے ہین - آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین - آپ کے پیر خرقہ اور صحبت محمود العواقب شیخ جلال محمود شطاری ہین - عین جوش شباب مین ترک وتوبہ کی توفیق نے آپ کے آرزومند دل کی فریاد رسی کی - اور رہنما بزرگ کی تلاش کے ارادہ پر گھر سے نکال کر مسافرت مین ڈال دیا - ہر ایک آبادی اور ویرانہ مین پہونچکر - اُن بزرگون کی ملازمت حاصل کی - جو ارشاد کی عام شاہراہ پر بیٹھکر طالبون کی ہدایت کا سامان فرماتے تھے - کسی شخص کے دیدار سے اپنی پرورش کا غذا آپنے مطالعہ نہین کیا - اسی طریقہ پر قدم فرسائی کرتے کرتے شہر منڈو (مانڈو) مین آئے ازلی عنایت کے پرتو سے راستہ محمود العواقب کی خدمت مین ملا - اور اولین مشاہدہ مین ہی وابستگی کی تھوڑی سی چمک نمایان ہوئی - پھر حق شناسی کے آثار روز افزون بڑھنے شروع ہوئے چنانچہ بہت تھوڑے عرصہ مین اذکار و اشغال کی تعلیم اور مراقبات صوفیہ کے تصورات کا نشیب و فراز طے کر کے شطاری راہ درویش سے آشنا ہوگئے تین سال بعد محمود العواقب نے صورت کا برقع حقیقت کے چہرہ پر سے دور کیا - اور ان کا آفتاب عمر اخروی مغرب مین ڈوب گیا - آپ نے

بہ تقاضائے وقت مکان مرشد مین جب تک مقید رہے۔ گزران کی۔ جب حضرت غوث الاولیا کی زیارت اور عالی قدر مخدوم زادون کی ملازمت کا شوق ہجوم کر کے آیا۔ تو باطنی جذبات کے ساتھہ روانہ گوالیار ہوئے۔ گوالیار پہونچکر بہت برسون تک شیخ عبد اللہ۔ اور شیخ ضیاء اللہ کی صحبت سے الٰہی معرفت کا فیض حاصل کیا۔ اس درمیان مین صوبہ دہلی۔ اور ممالک شرقی و شمالی کی سیر و سیاحت کر کے۔ شہر نشین دانشورون اور صحرا گزین خدا پرستون کے دیدار سے باطن کی تشنگی کو دبا یا۔ اور صفائی قلب کی بدولت سرچشمہ وحدت کے کنارہ سے۔ کامیابی کے ساتھہ سیراب ہوئے۔ کم و بیش بیس سال بعد ہجری سنہ ایک ہزار انیس مین پیر بزرگوار کی زیارت کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ منڈو (مانڈو) کی طرف آئے۔ یہان پر کچھہ اوپر ایک سال بسر کرنے کے بعد۔ بہ شوقِ گوالیار۔ گوالیار۔ کو گئے۔ جب بمقام گوالیار پہونچے۔ تو حضرت غوث الاولیا کے جانشین شیخ عبد اللہ کو مرض الموت مین مبتلا پایا۔ چنانچہ شیخ عبد اللہ دس روز بعد اخروی سفر کو روانہ ہوئے۔ آپ نے چند روز تو شیخ عبد اللہ کے فرزندون اور ملازمون کے ساتھہ افسوس اور تاسف کے اظہار مین شریک رہکر مراسم تعزیت ادا کیے۔ پھر اجازت لیکر منڈو کی طرف مراجعت فرمائی ہجری سنہ ایک ہزار اکیس مین بماہ ذی قعدہ اپنے شہر مالوف مین داخل ہوئے۔ جو کچھہ آپ کے ظاہری ماجرا کا خلاصہ تہا۔ اختصار کے طور پر لکھا گیا۔ لیکن آپ کی باطنی حقیقت جو کچھہ ہے۔ اُس کے بیان کرنے کی طاقت عبارت مین نہین ہے۔

یاد شیخ اویس پور غوث الاولیا

آپ نے ہنگام جوانی مین عربی زبان کی مہارت پیدا کر کے ظاہری علم تحصیل کیا تہا۔ نیز سلوک کے راستہ مین قدم رکہکر پانچون جوہرون کو کہ وہ یہ ہین۔ عبادات۔ اوراد۔ دعوات۔ اذکار۔ اور اشغال عمل مین لا چکے ہین۔ اور اپنے تمام اوقات کو مشائخ کے معمولی کامون پر تقسیم کر کے ایک لحظہ بہی بیکار نہین جانے دیتے ہین۔ احمد آباد کی خانقاہ اور مسجد آپ کے پدر بزرگوار کی تعمیر کرائی ہوئی ہے اُس کو ظاہری اور باطنی مرمت سے معمور رکہتے ہین۔ آپ کی طبیعت اخفاد دست واقع ہوئی ہے۔ اس سے شہرت کے مقابلہ مین گمنامی کو اختیار کیا ہے۔ ظاہر کرنے والی رسمیات کو دل مین گہسنے نہین دیتے ہین۔ آپ کی والدہ ماجدہ افضل و اعلم روزگار امیر شاہ میر شیرازی کی سادات نسل سے ہین۔ جنہون نے بزرگ سلطان محمود کی سلطنت کے زمانہ مین گجرات مین آکر جانپانیر مین قیام فرمایا تہا۔ امیر شاہ میر۔ صدر الدین محمد شیرازی۔ اور مولانا جلال الدین محمد

دووانی یہ تینوں بزرگ ایک ہی زمانہ کی مجلس میں صدر نشین تھے۔ جب راقم گلزار ہجری سنہ ایک ہزار تین میں وجیہ الملۃ کے مقدس روضہ کا طواف کرنے کے ارادہ پر خاندیس سے احمد آباد گیا تھا۔ تو اُس وقت میں شیخ اویس سے ملا تھا۔ حالات بیان کرنے کے ضمن میں ایک تقریب سے گزارش کیا۔ کہ علی العموم مشائخ اور بالخصوص آسودگان ہند کے باکمال احوال کی جمع اور تالیف کا خیال ایک مدت سے دل میں ہو رہا ہے۔ دعا سے امداد فرمایئے تاکہ ذہن کی خلوت میں بیٹھنے والیاں تحریر کے کھلے ہوئے میدان میں نکل کر اپنا جلوہ دکھائیں۔ آپ نے دعا دیکر فرمایا۔ اگرچہ یہ منصوبہ دیر سے ظہور پذیر ہوگا۔ لیکن بہت اچھا ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ دس سال تک اس مسودہ کے تیار کرنے کے واسطے قلم اُٹھانے کی توفیق ہی نہیں ہوئی بالآخر جب ہجری سنہ ایک ہزار چودہ میں شیخ ابوالخیر مبارک خضر جن کی پیشانی سے فلاح اور اخلاق کے بہت سے آثار نمایاں تھے۔ بطریق سفارت میرزا شاہرخ والی ملک بدخشان کی ملازمت میں جانے کے واسطے اجین مالوہ میں آئے تو غوثی بھی ان ایام میں مولانا کمال محمد عباسی کے عرس کے واسطے وہیں گو گیا تھا۔ چونکہ شیخ ابوالخیر مبارک خضر کو راقم کے مذکورہ بالا ارادہ پر۔ اور اُس کے آغاز اور انجام پذیر نہ ہونے پر اطلاع تھی۔ تو ہنگام ملاقات کمال آرزو اور اخلاق کے ساتھ زمانہ کی بیوفائی۔ عمر کی کوتاہی۔ اور مافی الغیب معلوم ہونے کے متعلق بہت سی باتیں کرکے اس کے اہتمام کے واسطے غایت درجہ راقم کو آمادہ کیا چونکہ اہتمام پر آمادہ کرنے والی شیخ ابوالخیر کی گفتار آلہی تقدیر کے موافق تھی۔ تو کوشش کا دامن خدمت گزاری کے ہاتھ نے پکڑ لیا۔ اور شیخ کی ہمت اور امداد کی برکت سے اولین نسخہ دو سال کے اندر کتابت کی صورت میں آیا۔ لیکن اُس کی تصحیح اور صاف کرنے میں بہت اٹکاؤ کی شکل پیدا ہوگئی۔ آخرکار مسیح القلوب کے پیامی اور زبانی تازیانے جو غیبت اور حضور میں وقتاً فوقتاً لگتے رہے یہ تازیانے قلم تصحیح کی روانی کا باعث ہوئے۔ اور مسیح القلوب کے باتاثیر انفاس کی برکات سے بیاضی نسخہ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس کے رجب مہینے میں اتمام کو پہونچا۔ اِس ماجرا کے بیان کرنے کی علت غائی یہ ہے۔ کہ فرزند غوث الاولیا (شیخ اویس) کے فرمانے کے بموجب اِس مجموعہ کے فراہم کرنے کا تخم نااندیشہ۔ نوبہار زبان کی امداد۔ کلک بیان کے سینچنے۔ اور دوستوں کی مددگاری سے۔ کاغذی مضمون کے باغیچہ میں اٹھارہ سال بعد درخت کی مانند بارور ہوا۔

الحمد للہ المعین وحسن لقائہ	جمیع اقسام حمد اللہ جل شانہ کے واسطے ہی ہیں جو معین ہے اور اُس کا حسن دیدار

لمن سعوا فیہ قولہ تعالیٰ — ومن اراد الاٰخرۃ وسعیٰ لھا سعیھا وھو مؤمن فاولٰئک کان سعیھم مشکورا — علامۃ من اراد الاٰخرۃ علی الحقیقۃ ان یسعی لھا وارادۃ الاٰخرۃ اذا تجردت عن العمل لھا کانت تمنیا لا ارادۃ

اُن اصحاب کے واسطے ہے جنہون نے اُس کے واسطے سعی کی ہے قولہ تعالیٰ ومن اراد الخ جو شخص طالب آخرت ہو۔ اور آخرت کے واسطے جیسی کوشش کرنی چاہیئے ویسی کوشش بھی کرے اور وہ ایمان بھی رکہتا ہو۔ تو یہی لوگ ہین جن کی محنت خدا کے ہان مقبول ہوگی۔ جس شخص نے فی الحقیقۃ آخرت چاہی۔ اُس کی علامت یہ ہے کہ آخرت کے واسطے کوشش کرے اور ارادہ آخرت جب عمل آخرت سے خالی ہوگا۔ تو یہ صرف تمنائی ارادہ ہے۔

قولہ تعالیٰ — وھو مؤمن ای فی المآل کما انہ مؤمن فی الحال ویقال وھو مؤمن بان نجاتہ بفضلہ لا بسعیہ

قولہ تعالیٰ وہو مومن — ترجمہ — اور وہ ایمان بھی رکہتا ہو — یعنی عاقبت کے بارہ مین جیسے کہ وہ ایمان رکہتا ہے حال مین — نیز کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایمان رکہتا ہو اس طور پر کہ اُس کی نجات فضل الٰہی سے وابستہ ہے نہ اُس کی سعی سے۔

قیل السعی المشکور المقبول ومع القبول یکون فی التضعیف موفورا کما ان صدقۃ العبد یربیھا ویکثرھا فکذلک طاعۃ العبد اذا شکرھا ینمیھا ویکثرھا۔

کہتے ہین — سعی مشکور وہ ہے جو مقبول ہو — اور قبول کے ساتھہ وہ چند ہونے مین زیادہ ہو — جیسے کہ بندہ کا صدقہ مقدار صدقہ کو بڑہاتا ہے اور زیادہ کرتا ہے — اسی طرح بندہ کی طاعت — جب بندہ شکرگزار ہو تو نتیجہ طاعت کو بڑہاتی ہے — اور زیادہ کرتی ہے۔

یاد شیخ حسن ابن موسیٰ احمد آبادی

آپ راقم گلزار کے پدر بزرگوار ہین — کلام مجید کے حافظ — اور رسمی علم کے عالم تہے — آپ کے والد ماجد نے چہار سال کی عمر ہونے کے بعد آپ کو اُستاد کے سپرد کیا تہا — آٹھوین سال مین ربانی کلام حفظ کر لیا — اور رسمی علوم کی تحصیل مین مشغول ہوئے — ان ایام مین آپ کے پدر بزرگوار کی موسوی روح — عیسوی کالبد کی طرح — آسمان کو چلی گئی جس کے سبب سے آپ کی ہمت جمعیت — فراغت اور کوشش کی چار دیواری مین رخنے پڑ گئے — پس آپ کسی قدر نحو — فقہ — اور حدیث کے سوا کچہہ تحصیل نہ کر سکے — مراسم ارادت سید جلال ابن سید احمد جعفر رفاعی کی خدمت مین ادا کر کے خانقاہ مین رہتے تہے — ہجری سنہ نوسو اکتالیس مین جب آپ کی

عمر چوبیس سال کی تھی - جنت آشیانی ہمایون شاہ نے گجرات فتح کرنے کے واسطے لشکر کشی کی تھی - اور سلطانی خیمے احمد آباد مین آکر نصب ہوئے تھے - صوبہ مذکور کا حکمران سلطان بہادر دریا پار کے سواحل کی طرف بھاگا - ان حوصلہ آزما اور خرد رُبا حادثات کے پیش آنے سے گجراتیون پر پریشانی کی نوبین یورش کر کے آئین - قاعدہ کی بات ہے اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا [۵۱] یہان تک کہ ثریا کے متصل چھ ستارون کی طرح جو لوگ اجتماعی حالت مین آباد تھے - وہ بنات النعش کے منتشر سات ستارون کی طرح متفرق ہو کر تمام ہند کے شہرون مین پراگندہ ہو گئے - موسیٰ کے فرزند کا دل خانمان کی خرابی - اور ہمراز صوفیون کی مفارقت کے سبب سے جو پریشان خاطری تھی - اُس سے پہلے ہی باختہ تہا - اب یہ تنہائی کا درد - اور اہل قبیلہ کی جدائی کا رنج - مذکورہ بالا واقعات پر مزید ہوا - جس نے نہایت حسرت کے ساتھ گھر سے بھی آوارہ کر دیا لہذا آپ ہمایونی باظفر لشکر کے ہمراہ خاندیس سے چل کر مالوہ کی طرف آگئے - ایک موضع لونہرہ نامی شہر مندو (مانڈو) سے شمالی سمت مین تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اِس موضع مین قیام کرنے کا ارادہ کیا - چند روز تک رسمی اسباب کو ہاتھ نہین لگایا صرف ظاہری توکل پر گزران کی - اور نوبارہ نامی ایک عمارت قصبہ اور آبادی کی حدود سے دور ہے - اِس عمارت مین آپ قیام فرما کر تن کے گھلانے - اور جان کی پرورش کرنے مین راتون کو صبح کیا کرتے تھے اور دن کے اندر آبادی مین آکر آزادگان زمانہ کی صحبت مین گزارتے تھے - جو لقمہ بے سوال ہم پہونچتا تھا - چونکہ اُس کے روا - و ناروا - اور حلال و حرام کی تمیز اور پہچان مین قوت شناخت کارگر نہین ہوتی تھی - اور دل شریعت پسند کمانے کو چاہتا تھا لہذا آپ نے فتوحات لینے سے ہاتھ آستین مین کھینچ لیا - اور روزی کے واسطے ناچار یہ تجویز نکالی - کہ آپ کی شب باشی کے گمنام گوشہ کی ہمسائگی مین کاغذیون کا ایک محلہ تہا - وہان جا کر چند دستے کاغذ قرض خریدے - اور کاغذ فروشی کے پردہ مین روزی دہندہ پروردگار کے کمال کا مشاہدہ کر کے اپنی حقیقت بین آنکھون مین بصیرت کا سرمہ لگایا - اِس پیشہ کے ذریعہ سے وسعت رزق کا دروازہ آپ کے چہرہ پر کشادہ ہوا - یہان تک کہ اس ملک کے تمام سوداگرون کے معاملات کا انحصار آپ کے مشورہ پر ہو گیا اور آپ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ [۵۲] کے حلقہ مین سرگروہ قرار دئے گئے - اور بہت مدت تک ایک جگہ پر رہنے سے ایسا ہوا - کہ باغ دوستی کے تازہ کھلے ہوئے پھولون کے ہاتھ آپ نے اپنا

---

۵۱ بادشاہ جب کسی شہر (کو بزور فتح کر کے اُس) مین داخل ہوا کرتے ہین - تو (اُن کا دستور ہے کہ) اُس کو خراب کر دیا کرتے ہین ۱۲

۵۲ - ایسے لوگ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہین کرتے باقی ۱۲ -

دل اور آنکھین فروخت کردین - اور اس حالت کے اقتضا سے کہ خدا ہونے کا ہیولی ضمیر کے اندر اُٹھ کھڑا ہوا -

جب اس ناشگفتہ پہول کی مہک - دلسوز ہمدمون کے دماغ کو پہونچی - تو اُنہون نے اس اندرونی خیال کو عمدہ سے عمدہ صورت کے ساتھہ تکمیل کو پہونچایا - اور تنہائی کے وحشت کدہ سے رہائی دیکر خانہ آبادی کا سامان دیکر سعید کہ خداؤن کی طرح کیا - آخر کار سمدہیانہ والون کی کشش اور کوشش کے اثر سے آپ لونہرہ مین رہنے سے دل تنگ ہوکر منڈو (مانڈو) مین رہنے لگے - چند روز بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نور محمد رکہا گیا - ہنوز دوسال کی عمر نہین ہونے پائی تہی - کہ اُس بچہ کی ہستی کا سامان آسمانی ہوا - پہر ایک مدت دراز تک کسی فرزند کی ولادت کی نوید - گوش امید کے کان مین نہین پہونچی - ہجری سنہ نوسو ساٹھہ مین **شیخ میان جیو** جو سید جلال ابن سید احمد جعفر کے مرید شیخ صدر الدین ذاکر کے خلیفہ - اور **راقم** گلزار کے ماموں ہین تجارت کے طور پر احمد آباد گجرات مین گئے تہے - ایک دفعہ شب جمعہ کو اپنے پیر کے روضہ مین گئے - رو مراقبہ کے زانو پر - جو آرزومندون کے اونگہنے کا تکیہ ہے - اِس ارادہ پر سر رکہکر محو ہوگئے کہ میری فلان ہمشیرہ جو بچہ ہونے سے نا اُمید ہے - ان بزرگوار کی برکت سے نشاط خوشخبری کے ساتھہ اُمیدوار ہو - **الحاصل** عالم مثال مین ایسا نظر آیا - کہ ایک نہایت منور فانوس میرے ہاتہہ مین دیا گیا ہے جس کی روشنی کے اندر مین اُس جگہہ بآسانی پہونچ گیا ہون - کہ جہان کا عزم تہا - اور جہان راستہ کی تنگی و ناہمواری اور رات کی تاریکی اور خوف سے نہین پہونچ سکتا تہا بیدار ہوکر **اللہ جل شانہ** کا شکر حد سے زیادہ کیا - **شیخ** میا بجیو وطن کو لوٹ کر آئے - تو اس بشارت سے ہمشیرہ کے مغموم دل کو مسرور کیا - اور اسی واقعہ کی تعبیر سے جو تقدیر کے موافق تہا - **راقم** گلزار کی علمی صورت نے اطوار سبعہ[۱] پر سے عبور کر کے جمعہ کی رات تاریخ گیارہوین رجب ہجری سنہ نوسو باسٹھہ مین عنصری پیکر کا لباس زیب بدن کیا -

اس خوشی کی روح فزا ہوا سے گہر کے در و دیوار شگفتہ ہوئے - اور تمام خویشون اور عزیزون کے گہرون مین نوروزی اور آرایش کی صورت پیدا ہوئی جس طرح باغ - ہزار داستان کے ترنم سے پرآہنگ

---

[۱] اطوار سبعہ صوفیہ اصطلاح مین یہ ہین - طبع - نفس - قلب - روح - سر - خفی - اور اخفی اور بیان پر اطوار سبعہ سے مراد بمضمون آیۃ قرآنی ہے - جو اٹھارہوین پارہ کے اول رکوع مین ہے - ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشانٰہ خلقا اٰخر ١٢

ہوتا ہے۔ اسی طرح نشاط اور خوش دلی کے نغموں سے مکان مالامال ہوگیا۔ سعادت نگار منجموں نے زائچہ کے اعتبار سے محمد نام رکھا۔ پرستاران خانۂ محبت اور تعظیم کی راہ سے راجہ محمد کہنے لگے۔ (راجہ ہندی لغت میں شاہ کو کہتے ہیں) اور پدر بزرگوار نے یعقوبی محبت سے یوسف نام رکھا جس قدر نقد و جنس قبضہ میں تھا۔ نیز جس قدر نقد اور کپڑا قرض سے بہم پہونچ سکا۔ تمام کشادہ پیشانی سے۔ اور عذر و معذرت کے ساتھ معززین کی تواضع اور تکریم میں۔ آزادہ دلوں کی تدر میں۔ عزیزوں کی خلعت میں۔ مطربوں کے گانے بجانے کے انعام میں۔ اور بادہ فروشوں کی سخن آرائی کے صلہ میں صرف کیا مختصر کوتاہ۔ ہر ایک گروہ کے ساتھ جس طریقہ سے کہ مناسب معلوم ہوا۔ خدمت گزاری کرنے میں نیم قدم بھی پیچھے ہٹا کر نہیں رکھا چنانچہ صد الذکر لاف وگزاف کی صورت راقم کے وطن میں گوناگوں رنگ کے ساتھ شہرت رکھتی ہے اس ہمت آزما خوشی کے اندر مال لٹانے میں جو ڈھیلی چٹکی سے کام لیا گیا۔ اس سبب سے آپ نے پھر دوبارہ مال و منال فراہم کرنے میں کبھی تگ و دو کر کے اپنا پاؤں غبار آلود نہیں کیا۔ صرف قوت کی مقدار سے ضروری الوقت چیزیں پسند رہیں۔ بالخصوص جب راقم کی عمر کم و بیش پانچ سال کی ہوئی۔ تو گردش زمانہ سے سلطنت میں صورت تحویل پیدا ہوئی۔ اس شور فتن کے سبب سے کیا سوداگر۔ اور کیا سپاہی۔ جملہ ارباب داد و ستد ہجرت اور فرار کر گئے۔ اور زیاں زدگی کی ترقی ہونے کے سبب سے تہی دستی کا بازار گرم ہوا۔ چونکہ خدا طلبی اور گوشہ نشینی کی سابقہ عادت پدر بزرگوار کی ذات میں استحکام کے ساتھ قایم تھی۔ اسواسطے کام کرنے والا ہاتھ بیکاری کی آستین میں۔ اور پاؤں گوشہ گزینی کے دامن میں کھینچ لیا۔ آپ کا واپسی سفر شب جمعہ تاریخ چودھویں صفر ہجری سنہ لو سہتر میں ہوا ہے۔ اُس وقت تک کسی حاجت اور کسی کام کے واسطے اپنے مکان اور مسجد سے بازار کی طرف یا کسی کے مکان کی طرف باہر نکل کر نہیں گئے۔

مصنف گلزار کے حالات

تقریب کی تلاش نہیں کرنی پڑی۔ اور اس کے بدون سخن کا گھر۔ درویش کی سرگزشت پڑھا جس کو سنگلاخ کہنا موزوں نہیں ہے۔ پانچویں سال میں انہیں میرے ماموں (شیخ میانجیو) نے مجکو شیخ کمال الدین قریشی کے مکتب میں داخل کیا۔ ان دونوں بزرگوں کا کسی قدر حال چوتھے چمن میں گزارش ہو چکا ہے۔ آٹھویں سال کے آغاز میں تجوید قرآن کی صفائی کی۔ پھر فارسی خوانی میں کوشش کی گئی۔ جب زباندانی کے

کوچہ میں نو رفتار طفل کی مانند چلنا سیکھا - اور عمر نے گیارہ سال کے دائرہ میں قدم رکھا - تو پدر بزرگوار کی حیات کی گھڑی تمام ہوئی - کوچ کے وقت فرمایا - میرے دل میں ایسا خیال تھا - کہ تیس سال تک اِس خرد سال لڑکے کو جس کے خرد روز افزون ترقی پر ہے - ہوشیار دانا دلوں کی خدمت سے - اور اہل علم عالی فطرتوں کی ملازمت سے بہرہ مند ہونے دوں گا - تاکہ گوناگوں درستی فنون اور انواع واقسام کے ملکی اور انسانی علوم کی تحصیل میں سرگرم ہو کر اپنا تقدیری جوہر - اونچے درجہ پر ظاہر کرے - لیکن اُخروی سفر بعجلت پیش آجانے کے سبب سے یہ اندیشہ اندرون باطن سے ظہور میں نہیں آیا - اور دل کے ارمان دل میں ہی رہے - یہ بالکل سچ ہے - کہ آپنے اپنے قلبی نقش کے قرارداد کو زبانی تقریر میں ایسی خوش اسلوبی سے ادا کیا - کہ سننے والے کونے کی طرح اندر سے خالی کر کے - اپنے باثر ترنم سے مالامال کر دیا اور راقم کے دل میں استحکام کے ساتھ یہ بات جمی - کہ اگر تقدیر تدبیر کے ساتھ موافق آوے - تو والد ماجد کے قایم کئے ہوئے خیال کے موافق کاربند ہو کر اس کام کو میں اِس طرح انجام دوں گا - کہ جس طرح این وآن کی صور علمیہ عینی لباس میں ظہور پذیر ہوتی ہیں - اور پدر بزرگوار کی روح اس تعلق سے آزاد ہو کر بے رنگی اور آسودگی کی بہشت میں خرامان پھرے گی -

بالآخر - سوائے اُن چند روزوں کے جو پابندی رسم وعادات کے لحاظ سے - لوازم سوگواری ادا کرنے میں گزرے راقم نے ایک سانس بھی طلب علم کا راستہ چلنے کے بدون نہیں لیا - اور بفرمان من استوی یوماہ فہو مغبون[۵۱] ہر ایک دن کو اس کے آگے آنے والے دن کے ساتھ ایک حالت پر نہیں ملایا - بلکہ روز بروز دریافت مطالب کی فتوحات دوڑنے کے اندازہ سے سو حصہ زیادہ اپنی ذات میں پاتا تھا والدہ ماجدہ ہر چند مجھ سے ناخوش اور رنجیدہ وار دل تنگ رہتی تھیں کہ شاید یہ حال دیکھکر میں درویشوں کی خدمت اور مدرسوں کی ملازمت سے دل برداشتہ ہو کر دنیا داروں کے کام اور کسب میں اُلجھ جاؤں اور اسی خیال سے مجکو سترہ سال کی عمر میں کدخدا بھی کر دیا - اس امید پر کہ اس زنجیر کے سبب سے جو پاؤں دانش وبینش طلبی کے کوچہ میں آمد ورفت رکھتا ہے وہ سست قدم ہو جاوے گا - اور اس کمند کے ذریعہ سے ہماری اور نیز دیگر اپنے عزیزوں کی طرف کھنچ آوے گا لیکن اس جبر ہمت کرنے پر بھی اُس استغراقی حالت سے جو تحصیل معرفت کے عزقاب میں حاصل تھی - ایک بال برابر بھی کمی نہیں آئی جب بیس سال کی عمر ہوئی - تو کسی قدر تونگری جو ظاہر میں تھی - ہزار حصہ زیادہ ہو کر تعمیر باطن کی طرف

---

۵۱ - جس شخص کے دو دن برابر ہوں - وہ نقصان میں ہے ۱۲ -

متوجہ ہوئی - اور تمام فقر و نیستی جس نے دل کے اندر - ادراک اور علم کا دامن ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا - صرف دسواں حصہ باقی رہ کر وجہ معاش کے گریبان سے لٹک گئی - یہاں تک کہ دن میں تنہا اور مخفی طور پر جنگل میں جا کر پتے اور خودرو گھاس سے آتا تھا - اور اس ذریعہ سے دردِ گرسنگی کا علاج کرتا تھا - اور رات میں گھر کے اندر دل کی روشنی چراغ کا کام - اور ہاتھ کی ٹٹول بینائی کی نیابت کرتی تھی - کیونکہ میری طبیعت کو ما ہو الواقع کے اظہار میں ننگ معلوم ہوتی تھی - اور زبان کو ہمت فروشانہ گفتار سے آشنا نہیں کرتا تھا - آخر کار یہ شیوہ بڑھتے بڑھتے - اس درجہ پر پہونچا - کہ میری استغنا اور بے نیازی کے سبب سے چند لوگ ارباب تجارت کے ساتھ میری ملاقات دیکھکر مجھکو مالدار تاجر کہتے تھے - بعض لوگ میری موزون طبیعت پر نظر کر کے صلہ لینے والا شاعر جانتے تھے - بعض لوگ جوہریوں کے ساتھ میری ہمراہی دیکھکر مجھکو کیمیاگر تصور کرتے تھے بعض لوگ دولتمندوں کے ساتھ میری آشنائی دیکھکر میرے اوپر ان سے بہت کچھ فائدہ حاصل کرنے کا گمان کرتے تھے - بعض لوگ عمال اور پرگنات کے کلان افسروں کے ساتھ میری امداد دہی دیکھکر مال گزاری کے کاموں میں شریک سمجھکر مجکو منشی کہتے تھے - القصہ لباس بہت لوگوں کے نزدیک سب قسم کے لوگوں سے ان کی صورتوں میں میری آمیزش اس قسم کے خلاف ظنون اور خیالات کا منشا ہوتی تھی - اور نیز لوگ اسی طرح کے مختلف تصورات میری تونگری کے بارہ میں - ظاہری وہم سے قائم کر کے ہمیشہ مجکو ذی ثروت دنیادار جانتے تھے - مروت اور جوانمردی کے ساتھ پیش آنے سے جس کی کچھ قدر و قیمت عوام کے نزدیک نہیں ہے - مجکو اور نیز خود کو شرمندہ نہیں کرتے تھے - خشک و خالی آشنائیوں کو خدائی صحبت اور ربانی مجلس قرار دیکر کبھی اجازت کے ساتھ - اور کبھی تغافل کے ساتھ ہم ایک دوسرے سے خوش و خرم جدا ہوتے تھے - ہم میں سے ہر ایک بحسب ظاہر خوش دلی کے ساتھ اپنے اپنے کام کا راستہ لیتا تھا لیکن جو اصحاب محرم ہوتے تھے - ان کے ساتھ ہمیشہ رازداری کی باتیں رہا کرتی تھیں - اور میں ہمیشہ اپنی خاطر کو رضا و تسلیم کا گلستان - اس تصور کی بہار سے بنائے رکھتا تھا - الحمد للہ الملہم بالصواب جس نے اس گزرے ہوئے واقعہ میں اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے اوصاف کے ساتھ مجکو متصف فرما کر آیۂ کریمہ [۱] لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا

[۱] خیرات (تو) ان حاجتمندوں کا حق ہے - جو اللہ کی راہ میں گھرے بیٹھے ہیں ملک میں کسی طرف کو

کے عام مفہوم مین اتباعاً شامل کیا - اور جس نے صدر الذکر بستہ نکتہ سمجھا کر اہل زمانہ کے سلوک کو جو بہت سی شکایتون کا سبب تہا - ہزارون شکر کا باعث بنایا - القصہ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ مہمان داری) - مروت - اور تقلیدی داد وستد مین خویش و ہمسایہ کے ساتہہ برتاؤ - اور آشنا و بیگانہ کے ساتھہ معاملہ جس طرح سے اور جس درجہ پر پدر بزرگوار کے زمانہ مین اور فراخ دستی کے وقت تہا - بالکل بے کم و کاست اوسی طرح سے اور اوسی درجہ پر عمل مین آتا تہا - ایزدی پوشش کی وسیع پردہ داری کی ستایش سے کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہون - کہ اُس نے وقت بے وقت کام پیش آنے پر - کمال ضرورت کے موافق نقد و جنس مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ عطا فرما کر حسب عادت کاربراری فرمائی - کیونکہ اگر سابقہ طریقہ پر کوئی کام نہین کیا جاتا ہے - تو ناداری اور درویشی کے چہرہ پر سے نقاب دور ہو جاتا ہے - اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ کہ مین اس حالت کی مشق کو غنیمت نہین جانتا تہا اور قدم ڈگمگا جاتا تھا - کہ عزیزون کی طرف بازگشت کرتا تہا - اگرچہ معاش مین تنگی نہین آتی تہی - لیکن مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا[ا] کے پیشگاہ سے ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ[ب] کی گمراہی کے گڈہے مین سرنگون جا پڑتا تہا - پہر تقدیری کرشمہ سے اس دشوار زمانہ مین والدہ ماجدہ کی خوشنودی کا باعث ہے کہ مقلب القلوب نے مدد فرمائی اس طور پر - کہ مان نے اپنے بیٹے کو درویشی اختیار کرنے پر دلاور کیا - جس کے سبب سے ستودن کی قوت یکدلی پر فراہم کر خداشناسی اور تحصیل علم کی شاہراہ مین پہلے سے زیادہ استواری کے ساتہہ قدم رکہا - اور اس لغزشگاہ سے بہت جلد آگے بڑہکر - سازوسامان والے عزیزون کو مشرق مین - تو خود کو مغرب مین سمجہا - اور ظاہری توجہ کو اُن کی طرف محال جان کر اپنے تئین برگزیدہ کام مین تیز رو کیا -

اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی عجب شان ہے - جس خوفناک شورش نے - والدہ ماجدہ کی دل تنگی کے سبب سے بیٹے کی خاطر کے آفتاب کو سر سے پانون تک گہیر لیا تہا - اُس کا ہنوز پورا پورا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۳ - (جانا چاہین - تو) جا نہین سکتے - (جو شخص اِن کے حال سے) بے خبر (ہے وہ) ان کی خودداری (کی وجہ) سے اِن کو غنی سمجہتا ہے - (لیکن اے مخاطب) تو (انکو دیکہے - تو) ان کی صورت سے ان کو صاف پہچان جائے (کہ محتاج ہین مگر ان) لگ لپٹ کر لوگون سے نہین مانگتے ۱۲

ا - جس کو بات کی سمجہہ دی گئی - اوسنے بے شک بڑی دولت پائی - ب - پہر ہم اُس کو (بوڑہا کر کے) کم سے کم مخلوق کے درجہ مین لوٹا لائین گے ۱۲ -

انکشاف نہین ہونے پایا مگر ابتلاے باطن کے آغاز مین ہی - ایک وبال مین گرفتار ہوگیا - یعنی باطن کی آنکھہ ایک نورانی صورت جمیلہ کے دیدار سے گرم نگاہ ہوئی - اور ایک زمانہ دراز تک طرفین سے سوال وجواب کا کام - گوش وزبان کی نیابت کی حیثیت سے نگاہ کرتی رہی - بوستان ۵

حکایت کنانند دلبہا خموش		دوکس را کہ باشد بہم جان وہوش

اِس آفت کے نازل ہونے سے کونین کے اسباب اور دونون جہان کی کامیابی حاصل کرنے سے دل سرد ہوا - تسبدالذاکرین شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکر - بردورہ (بڑودہ) گجرات سے حضرت غوث الاولیا کی آستانہ بوسی کے واسطے گوالیار گئے ہوے تہے - یہان سے اِن ایام مین تاج العرفا شیخ سراج الدین خان اپنے پیر صدرالذاکرین کی خدمت سے واپسی کی اجازت لیکر براہ مالوہ اپنے وطن کو جاتے تہے - جب شہر منڈو (مانڈو) مین گزرہوا - تو راقم گلزار کے مکان مین نزول فرمایا - راقم کو سوز عشق اور شور شوق مین بالکل مستغرق پایا - ایک رات میرا ہاتہہ پکڑکر اپنی ارادت مین لینے کے واسطے دعوت دی - مینے بہی قبول کرکے ۱؎ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہَ پڑہا - اور رسمی بیعت انجام کو پہونچائی - میری دیکھا دیکھی میرے بہت سے ہم عمر اور دوست بہی مرید ہوے - تاج العرفا عرض معروض کرنے پر دوتین روز مہمان رہکر - روانہ وطن ہوے - غوثی کا غذی نقوش والون کی دیرینہ رسم ہر کہ ہرایک نامہ نگار تقریبی واقعات درمیان مین لاکر بیان کا اولین سلسلہ توڑدیتا ہے - اور جب تقریبی واقعہ سے فراغت ہوجاتی ہے - تو اُسی سابقہ ناتمام تقریر کی طرف متوجہ ہوجاتا ہی جیسے کوئی راہ رو - راستہ چلا جارہا ہے راستہ کے درمیان مین اگر داہین باہین دیکہنے کے قابل کوئی چیز نظر آجاتی ہے - تو فوراً اُس طرف نگاہ اُٹھاکر دیکہنے لگتا ہے - اور اُس دلکش منظر کے دیکہنے سے ایزدی آفرینش کے عجائبات پر عبرت کی نظر ڈال کر سمت مقصود کو چل نکلتا ہے - علیٰ ہذا - اب ہم کو بہی اسی سابقہ واقعہ نگاری کی طرف رخ کرنا چاہیے ایک سال نہین ہوا تہا - کہ اُس جمیلہ کے شوہر کا ارادہ - دارالسلطنة آگرہ کے سفر کا ہوا - راقم کو ایسا کوئی بہانہ نہین ملا جس کے سبب سے سفر کرنے کی صورت مین سفر کی اصلیت پر نکتہ چینون کی رسائی کا ہاتہہ پہونچنے سے کوتاہ رہے - ناچار ہمراہی سے باز رہا - صبر وسکون کی دیوار پر تکیہ لگاکر - اور تحمل کے زانو پر سر رکہکر جدائی کے غم کا بے انتہا بار - حوصلہ کے دوش پر اُٹہاتا رہا - جو گہاس کے تنکہ کا وزن بہی

۱؎ جو لوگ تمہارے ہاتہہ پر بیعت کررہے ہین - تو وہ (تم سے نہین بلکہ) خدا ہی سے بیعت کررہے ہین ۱۲

نہین اُٹھا سکتا تھا - لراسمہ

قرار صبر بخود دادہ باز ماندم ازو	باین خیال کہ تن دردہم بہ تنہائی
فراق میکشدم ہر زمان ومیگوید	سزائے آنکہ کند تکیہ بر شکیبائی

چند مدت اِسی طریقہ پر خون جگر کھا کر عمر گزاری - بالآخر معلوم ہوا - کہ محبت کے درد اور دوری کی تکلیف کے واسطے ملامت کا سفوف نصیحت کی گولیان - شرم کا لعوق - دوستی وطن کا ضماد - دیدار والدہ کا شربت - ہم نشینون کی مفارقت کا داغ - عزت کی معجون - عقل کا تریاق - طعن کا نشتر - اور آسودگی کا نطول - یہ چیزین فائدہ بخش نہین ہین - اور کسی افسون وافسانہ سے - کسی تعویذ وطومار سے - اور کسی قسم کی تصدق وخیرات سے اس درد اور تکلیف سے نجات کی صورت ممکن نہین ہے لراسمہ

دیگر برفع درد محبت دلا بکوش	روزے کہ ہمچو وصل دوا داشتم گشد

ناچار یہ بات دل مین ٹھانی - کہ جو سمت اپنے مسافر کی ہے - اُس طرف آوارگی کا سامان کرنا چاہیئے - یہ خیالات ہو ہی رہے تھے کہ اس درمیان مین صدر الذاکرین بھی حضرت غوث الاولیا کی روح پر فتوح سے اور انکے حقیقی جانشین شیخ عبد اللہ سے قدس سرہما رخصت ہو کر براہ مالوہ گجرات کی طرف لوٹ کر گئے جو اُن کا خاص وطن ہے - جب منڈو (مانڈو) مین پہونچے - تو غریب خانہ کو اپنے بابرکت قدوم سے سعادت خانہ بنایا - راقم نے اپنے سابقہ واقعات تحصیل علم کی کیفیت - اسی کے برابر مین والد ماجد کا ضمیمہ جو وصیت کے وقت زبان پر لائے تھے - اِس تعمیل کے ضمن مین جو واقعات پیش آئے - اور برداشت کرنے پڑے - عشق کی بلا مین مبتلا ہونے کا ماجرا - جدائی کی آفت - ہمراہ نہ جا سکنے کا حرمان - ان گھاٹیون کے طے کرنے مین جو کچھ سر پر گزرا - اور اوٹھانا پڑا - اِس اثنا مین شیخ سراج الدین کے پہونچنے اور اپنے مرید ہونے کی کیفیت - اور اس سلوک کے اندر جو کچھ عمل مین لایا - اور قرار دیا - غرض کہ یہ تمام حالات ایک ایک کرکے تفصیل وار اِن بزرگوار کے سامنے عرض کیے - صدر الذاکرین نے فرمایا - جب تک آب وگل کی دوری (ظاہری بعد) درمیان مین تھا - تب تک شیخ سراج الدین کے ساتھ تمہاری ارادت - صورت او معنی کے اعتبار سے سراج اور صدر کے درمیان مین منقسم تھی - جب تقسیم کا سبب - جو مکانی بعد ہے - باقی نہین رہا - تو وہ نسبت بھی جو صورت کے اعتبار سے تھی - صدر کی ہی طرف لوٹ آئی - یہان سے ظاہر ہوا کہ جس شخص کا شیخ زندہ ہو - اُس شخص کا مرید جب تک شیخ (دادا پیر) سے دور ہے - تب تک صدر المذکر شیخ

(دادا پیر) کے ساتھ ارادت معنیٰ رکھتا ہے - اور جب وہ مرید شیخ (دادا پیر) کی صحبت مین پہونچ جاتا ہے تو ظاہری تصرف بھی اُسی شیخ (دادا پیر) کی طرف بازگشت کرجاتا ہے - اور وہ شخص (مرید کا اصلی پیر) اس معاملہ مین محض سفیر رہ جاتا ہے -

درویش کے اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کی عجب سعادت ہے - کہ وطن کی طرف جانے والا مسافر کو جن کا ایک روز کا مقام بھی ذی عزت اصحاب کی التماس ہے - یا کسی مانع کے پیش آنے سے ہی ظہور پذیر ہوسکتا ہے مسبب الاسباب نے بدون اس بہانہ کے ایک سالہ قیام کی توفیق عطا فرمائی - اور اُن کی زبان کو اس دل نواز بیان کے ساتھ شکر فشان کیا - کہ اس شہر کا قیام - اس نیک مزاج جوان کی خوش قسمتی سے میرے حق مین عزیز کیا ہے اور مسافر کے معنوی تصرف کی عجب کرامات ہے - کہ کوچ کا ارادہ کرنے والا مجبور کو جو اپنے سفر کو گئے ہوئے دلدار کے پیچھے آوارگی کا ارادہ رکھتا تھا - اس قدر عرصہ دراز تک اپنی ملازمت کے اندر کام مین لگائے رکھا - اور باوصف اس قدر پراگندہ دلی اور پریشان خاطری کے اُس کے ادراک کے ڈبہ کو پنجگانہ جواہر کے اسرار سے مالامال کیا - جو حضرت غوث الاولیا کی عمدہ تصانیف مین سے ہے چند روز بعد جب ایک دل پر چوٹ مارنے والی خبر صدر الذاکرین کو پہونچی - تو گجرات جانے کا پرانا عزم جو ضمیر کے تہ خانہ کے اندر خواب فراموشی مین تھا - بیدار ہوا - مرغ دل پھڑپھڑایا - اور دماغ چکر کھا گیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ کالبد کے قفس کو جنبش ہوئی - ناچار سکون کا پلہ سفر کے پلہ سے ہلکا پڑگیا - صدر الذاکرین نے محمود العواقب مسعود المآرب شیخ ظہور الدین محمود جلال کو درویش کی باطنی پرورش کے واسطے جو اُس وقت تک اتمام کو ہین پہونچی تھی - ہمیشہ منڈو (مانڈو) مین رہنے کی اجازت دی - مسبب الاسباب کے الطاف کی ستایش سے کیونکر عہدہ برا ہوسکتا ہون - کہ جن ایام مین ظاہری و باطنی حواس کے بھائیون نے میری روح کے یوسف کو - نفسانی ہوا و ہوس کے کنوئین مین ڈالا تھا - اُن ایام مین صدر الذاکرین کے دل مین اپنے وطن سے حضرت غوث الاولیاء کی زیارت کا عزم بالجزم قایم کرکے روانہ گوالیار کیا - اور پھر قافلہ والون کی طرح گوالیار سے براہ مالوہ لوٹا کر اس تباہ کاری کے کنوئین مین ڈوبے ہوئے شخص کے سر پر پہونچا یا - تا کہ صدر الذاکرین - توجہ کے ڈول مین تلقین کی رسی کے ساتھ غریق کو مجازی گرفتاری کے کنوئین سے نکال کر مصر حقیقت کی طرف رہنمائی فرمادین - اب راقم امیدوار ہے - کہ وہی مسبب الاسباب - پھر مالک نشاتین - اور صاحب ریاستین کو مہربان کردیوے - کہ اس گرفتار کے حق مین تھوڑی سی توجہ کو کام فرما کر انانیت کے قید خانہ سے

رہائی بخشین - اور تخت خلافت کی کرسی پر پہونچادیوین - اور مذکورہ بالا بھائیون کا مسجود بنادیوین - سبحان اللہ اس قدر کام کے واسطے کس قدر اسباب انگیزی اور پردہ داری کام مین لائی گئی ہے - اسی معنی مین ہی جس کسی نے یہ کہا ہے رُبَّ سَاعٍ لِقَاعِدٍ ترجمہ - ایک بیٹھنے والے کے لئے - کئی خدمت کنندہ ہوتے ہین -

قال بعض المحققین فی تفسیر قولہ تعالیٰ وجآءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلیٰ دلوہ الآیۃ - لما اراد اللہ خلاص یوسف عن الجب ازعج خواطر السیارۃ فی قصد السفر واعدمھم الماء حتی احتاجوا الی الاستسقاء لیصل یوسف علیہ السلام الی خلاصہ ولھذا قیل

بعض محققین نے قولہ تعالیٰ - وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلیٰ دلوہ کی آیۃ کی تفسیر مین ایسا کہا ہے - ہرگاہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کنوئین مین سے یوسف علیہ السلام کی رہائی کا ارادہ فرمایا تو ارباب قافلہ کے قلوب کو قصد سفر پر برانگیختہ کیا - اور پھر اُن کے پاس سے پانی معدوم کردیا - یہان تک کہ قافلہ والے پانی بہم پہونچانے پر مجبور ہوئے - اور یہ سب سامان اللہ تعالیٰ نے اسواسطے کیا کہ قافلہ والون کو یوسف علیہ السلام کے پاس تک اون کی رہائی کے واسطے پہونچا دیوے - اسی معنی مین یہ شعر بھی کہا گیا ہے - ترجمہ

الارب تشویش یقع فی العالم والمقصود منہ سکون واحدۃ

سنو جی بعض متعدد تشویشین عالم مین ایسی واقع ہوتی ہین - جن سے سکون واحد مقصود ہوتا ہے

بیت

بجلہا بزی صد لس آتش کنند	زحلوا ربان سیکے خوش کنند

یہ سب کچھ تو ہوا - مگر وہ دیرینہ پریشانی - جس نے دل کو مکھی کی طرح عنکبوت تانے بانے مین پھیٹ کہا تہا اُس پریشانی کا ہر ایک تار - آزادی کی گردن کے واسطے پھانسی کی رسی ہوگیا - اور وہ پرانی آگ جو شوق وصدائی کی بجلی سے ہستی کے خرمن مین آپڑی تھی - اُس آگ کو پیر بزرگوار کے مرشدانہ تصرف نے خاکستری کیا - (راکھہ مین دبایا) انجام یہ ہوا - کہ مفارقت کی ہوا جو دور دیہ چلی - تو اُس نے اُس آگ کے جو گیانہ رخسارہ پر مشتعل ہونے کا اوبٹنا ملا - اور بدن کے ہر ایک مسام سے پسینہ کی جگہ شعلے نکلنے لگے - طاقت کیمیا ہوئی - اور صبر وسکون عنقا ہوا - ہرچند اس مجازی عشق سے اپنے تئین باز رکہنے کے لئے

جواہر خمسہ کے اوراد - اذکار - اشغال - اور نیز تمام اعمال عمل مین لایا - لیکن جمعیت حاصل نہین ہوئی
پھر خیال کیا - کہ اگر پریشانی کے چہرہ پر نقاب ہو الکر اس دیوانگی کے ساتھ ننگے سر - اور اس آشفتگی کے
ساتھ آبلہ پا - اپنے سفر کو گئے ہوئے دلدار کے راستہ مین چل کھڑا ہوتا ہون - تو ناتوان والدہ کی زندگانی
کا سرمایہ جو کچھ ہے - لڑکے کا ہی دیدار ہے - بیشک لڑکے کی آوارگی کا وقت والدہ کے واسطے
واپسین نفس ہوگا - ناچار اس ملک سے نکل بھاگنے کی تدبیرین رفتار زمانہ سے تلاش کرنے لگا - سوائے
اس کے کوئی راستہ نہین ملا - کہ اپنے تئین سابقہ طرز معیشت اور اولین راہ وروش سے لوگون کے نزدیک
پشیمان ظاہر کرنا چاہیئے - اور قبیلہ قرابت کی طرف توجہ کر کے پھر تجارت کرنے اور سامان تجارت بہم پہونچانے
کی آرزو پیش کرنی چاہیئے - جب اس فریب دہ بازگشت پر اطلاع ہوئی - تو تمام لوگون کے دل دیرینہ
پژمردگی سے نکل کر - تازہ اور شگفتہ ہونے لگے - اور خواہش کی مقدار سے زیادہ سوداگری کا سامان فراہم
ہوگیا - ہجری سنہ نوسو تراسی مین دیار یار کی طرف کوچ ہوا - اور بجلی کی طرح دوڑ چلنے کو زحل کی دامی رفتار
کے عوض فروخت کر کے اُس بلبل کی مثل جاتا تھا - جس کو قفس کے اندر بند کر کے باغ کی طرف لے جائین
او ہو - بات بڑھ گئی - جب دارالسلطنۃ آگرہ مین پہونچا - تو سراغ لگانے مین سخت انقباض پیدا ہوا - ناگاہ عشق
کے شعلہ نے آفتاب کی شعاع جیسی روشنی سامنے کی ایک آشنا ملا - اور یکے با دیگرے پرسش حالات
مین اصل مدعا سے محروم رہا - آشنا نے کہا - بروز فردا جست وجو کی پریشانی یافت مقصود اور دیدار کی
تسلی سے دور کر دی جاوے گی - چونکہ عجلت کرنے سے ستمندانہ شوق کی پردہ کشائی ہونے کا خیال
تھا - لہذا اپنے تئین قرار داد کے حوالہ کر کے صبر کے ساتھ لوٹ آیا - دوسرے روز علی الصباح خواہش کا
نقد ہاتھ پر لئے ہوئے - سراغ رسان کے گھر گیا - وہ بھی کشادہ پیشانی اور شگفتگی کے ساتھ پیش آیا - اور
اس نے رہنمائی کر کے منزل مقصود کو پہونچایا - خدا سخن کی عمر دراز کرے - جس کی امداد کے ذریعہ سے
طرفین کی سرگزشت ظاہر ہو کر دلدہی - دلبری - دلسوزی - اور دل آویزی کے ساتھ یکے با دیگرے
واقفیت حاصل ہوئی - اور خوشی وخورمی سے کے ساتھ ملاقات - اور ملاقات کے ساتھ دلاسا اور دیدار
نصیب ہوا - اسی طریقہ پر ہلالی پانچ دور تک رازداریان روز افزون رہین - اور آمد ورفت کی کمی - جو ہجران
کی اندرونی گدازش سے تھی - یہی بالکل حصول مراد - اور کامیابی کا سرمایہ ہوئی - جدائی کے داغ جو دل اور
جگر مین فراہم تھے - یہی اخیر مین درخت آسودگی کا ہیولیٰ ہوئے جس نے رنگین سے زیادہ رنگین شان مین

یک رنگی کے پھول خفیہ رازداری کے دامن مین بھرے - یُولِجُ اللَّیلَ فِی النَّھَارِ نے تمام اُفق ہاے
ہالہ کو چکی کی طرح چکر دیکر ہجران کے **قوس اللیل** کو بتمامہ وصل کے **قوس النھار** مین داخل کیا - اندوہ
فزا الفاظ - اس نقد معانی حاصل ہونے کی نشاط مین لٹائے گئے - اور ہم دوتن کی ہم کلامی کی بلند
بانگی کے مقابلہ مین الفاظ غم کا گروہ بالکل سست ہوکر مہجوری کے غار مین گر گیا -

مدت پانچ سال تک مجازی محبت کی رونق افزائی رہی - اس عرصہ مین طبیعت طرح طرح کی عاشقانہ
نظمین ترتیب دیتی تھی - اس سے بیشتر کہ مین دل نہاد ہوکر سلسلہ کوشش مین اپنے تئین ڈالون -
سخندانی - اور عبارت سنجی کے سامان سے نظرت کا علمی مکان چھت تک بھر گیا - یہان تک کہ ناطقہ
سخن آفرینی کے درجہ پر پہونچا - اور ہمت کو اس درجہ تلاش مین ڈالا - کہ کلام - قدیمانہ قالبون مین نہ ڈھالا جاوے
غور و فکر کی چلنی مین چھان کر اختراعی قالب ہم پہونچایا جاوے - اور اس مین رنگ برنگ کی ریختہ گری کام
مین لائی جاوے - باوجودیکہ مین جانتا ہون - عنقا طلب اندیشہ ہمیشہ باد بدست ہوتا ہے - یہ بھی جانتا
ہون کہ استعارہ دوست اصحاب کے کلام کی تدرو رعنا گرم رفتار ہے - اور اس قسم کی اشعار گوئی کی قوت
راقم حروف کے عجائب نگار قلم مین بہت کچھ ہے - لیکن اَلاِستِقَامَۃُ فَوقَ الکَرَامَۃِ کے ذوق مین صدرالذکر
فطری خیال سے باز نہین آیا - کیونکہ برگزیدہ کام کے سرانجام کے واسطے آستین کے اندر سے ہاتھ خواہ
نکلے ہی نہین - مگر فی نفسہ ایسے کام سے پشیمان ہونا - عقل مند کے نزدیک علامت بے استقامتی
کی ہے - بالآخر - اس خیال سے کہ کہین ایسا نہ ہو - فکر اور شعر کا راستہ چلنے والے مسافر - ہمراہی چھوڑ دینے کو
پیچھے رہ جانے کے سبب سے گمان کرین دو تین قدم پیچھے ہٹ کر وسط سخن کی آبادی مین نظم گوئی کا گھر پسند کیا
تاکہ مجوزہ گھر سخنوران عہد کے محلہ سے ایک کنارہ پر نہ رہے - نیز با نوا ہم صفیرون کا آشیانہ - اس شخص کی گفتار
کے ترنم سے - بوجہ اونچی نے اٹھانے کے بے میل اور پستی مین واقع نہ ہو - اور جیسے مجنون گروہ کے ہجوم مین
عقل والا آدمی صرف اکیلا اور متہم بنادانی ہوتا ہے - اس طرح میرا حال نہ ہو - اس واسطے زیادہ تر غزل کی
نساجی (بناوٹ) مینے دوسرون کے بنے ہوئے ردیف و قافیہ کے تانے بانے سے نہین کی ہے -

غوثی شاعرانہ تقریر کو لاف و گزاف کے منصب سے معزول کرو - اور وقائع نگار قلم کو درست نویس راستی کی
انگلیون مین دو - اس افسانہ کا تتمہ - ایسے الفاظ کے ساتھ جو تھوڑے ہون مگر معنی بہت رکھتے ہون -
بہ پیوند دیگر خوشی کے ساتھ پورا کرو - اور دوسرے واقعہ کی شاخ پر عندلیبانہ آئین سے ضروری نوا کے ساتھ

تازگی پیدا کرو - اس مجازی طفلانہ کھیل مین کہان تک بھاگ دوڑ کرو گے - اپنے کلام کو لڑکون کی اصطلاحی باتون کے ساتھہ جو کھیل کے وقت باہم بولتے ہین - کہان تک برابر رکھو گے - دیکھو - بہت دیر ہوگئی ہے - حیا اور خجالت کو بلانے کے واسطے آواز دینے کا وقت ہے -

القصہ جب دارالسلطنۃ آگرہ سے اپنے وطن کو لوٹ کر آیا - تو محمود العواقب کی صحبت نے دل ربائی کی بنیا ڈالی جس کے سبب سے اُس خام سودا سے دماغ نے اور اُس سخت پریشان حالی سے سر نے نجات پائی اب راقم نے ایزدی معرفت کے دروازہ کی زنجیر ہلائی - ناطقہ کو آراستہ کرنے والے انواع واقسام کے جہری ذکرون نے زبان کو کام مین لگایا - اور شطاری مشرب کے اشغال وافکار کی مشق نے دل کی تمام وسیع آبادی پر قبضہ کیا لیکن مینے قبا کو گودڑی کے عوض فروخت کر کے - اور صورت کو دگرگون بنا کر سیرت کی پردہ دری نہین کی - البتہ یہ ضرور چاہا - کہ مین خدا شناسون کا سا باطن - اور دنیا پرستون کا سا ظاہر اپنا بناؤن اور اس برزخ نما دورنگی سے - صلح کل کے باغچہ کے لئے رشگفتہ وشاداب کرنے والی نسیم بنون - تاکہ اگر اہل دل لوگون کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہو - تو باطن کے ذریعہ سے آشتی کی بزم آرائی کرون - اور اگر صورت پرست آدمیون کے ساتھہ چلنے کا موقع پیش آوے تو ظاہر کے ذریعہ سے موافقت کی صورت قائم رہے اس عالم کو جس کا ظاہر خلق اور باطن حق ہے - معکوس کر کے جیسا ہو ویسا دیکھون اور اَحۡسِنۡ كَمَآ اَحۡسَنَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ[۱] کے فرمان پر کاربند ہون - یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ساتھہ احسان کرو - اسی طرح کہ جس طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تمہارے ساتھہ احسان کیا ہے - یعنی تمہاری علمی صورت عینی لباس پہنا کر اپنے تئین تمہارے اندر چھپایا ہے تم بھی اپنے اندر چھپی ہوئی شے کو عیان کرو - اور دیکھنے مین اپنے تئین نہان کرو - تاکہ كُلُّ شَيۡءٍ[۲] يَرۡجِعُ اِلٰٓى اَصۡلِهٖ کا مشاہدہ نور بصیرت عطا فرماوے -

گجرات کی لڑائی کا بیان

جب راقم گلزار کی عمر چھبیس[۲۶] سال کی ہوئی - تو ایک نوزاد جہان کا راقم کے ظاہری پرورش خانہ

[۱] تو احسان کر جیسا تیرے ساتھہ اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے ۱۲ [۲] ہر ایک شے اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے ۱۲ -

مین درود ہوا۔ عبدالاول نام رکھا۔ میرے دوجہانی دوستون کو مبارک ہو۔ جب عمر کا ستائیسوان سال ہوا۔ جو ہجری سنہ نوسو نوے کی برابر تھا۔ تو علوم کی بقیہ تحصیل سے فراغت پانے کے واسطے احمد آباد کو گیا۔ دو سال بعد سلطان محمود گجراتی کا بیٹا سلطان مظفر اپنے صوبہ پر قابض ہو گیا۔ شہاب الدین احمد خان حسینی نیشاپوری جاگیردار احمد آباد تھا۔ وہ تلاش اور پرخاش سے پہلے ہی اپنی دارالحکومت سے رخصت ہو کر پٹن کی طرف چل دیا۔ قطب الدین محمد خان۔ عرش آستانی اکبر شاہ کا اتکہ[۵] ۔ اور قلعہ بھڑوچ و برودرہ (بڑودہ) وغیرہ کا جاگیردار تھا۔ اس کے لشکر کے تمام سردار۔ اور امرا بدنصیبی سے روگردان ہو کر سلطان مظفر کے لشکر مین جا ملے۔ جب یہ ناگوار خبر دارالسلطنۃ آگرہ مین اکبر شاہی تخت پر پہونچی تو فوراً اتکہ مذکور کے بڑے بیٹے نورنگ خان کو اور قلیج خان کو گجرات جانے کا حکم دیا گیا۔ اور مالوہ کی تمام سپاہ اور خوانین کے نام فرمان صادر ہوا۔ کہ این دونون امیران اعظم کے اتفاق سے ملک گجرات کی یورش پر دوش سے جاوین۔ قلیج خان ایک شخص انسانی اور ملکی کمالات کے جامع۔ اور ارضی و فلکی جواہر کے حقیقت شناس ہین۔ تمام علوم متداولہ اور غریبہ کا کئی دفعہ درس دیا ہوا ہے۔ اور بہت سے طالبان علم ان کی ملازمت سے مدرسی کے عالی درجہ کو پہونچ چکے ہین۔ نیز قلیج خان۔ عرش آستانی اکبر شاہ کے خوانین اعظم مین سے ہین۔ عمر شریف استی کے خانہ سے متجاوز ہو گئی ہے۔ ہمیشہ صوبہ کے مالک اور چند ہزار سوار کے سردار رہتے ہین۔ قلیج خان کی دولت۔ سعادت۔ سامان۔ اور دنیوی شوکت کی تعریف ان کی معنوی بزرگیون اور ذاتی خوبیون کے مقابلہ مین کرنا۔ ایسا ہے۔ کہ جیسے آفتاب کے مقابلہ مین ستارہ کی تعریف کرنا۔

صدر الذکر واقعہ کا بقیہ بیان اس طور پر ہے۔ کہ تیر گرون کی سروہی کے راستہ سے ایک لشکر اور بھی میرزا خان ابن بیرم خان خانخانان کی سرداری مین اسی مذکورہ بالا شورش کے فرو کرنے کی غرض سے صوبہ گجرات کے نام سے نامزد کیا گیا۔ چونکہ کمک کے سردارون کو ایک دراز راستہ درپیش تھا۔ اور اس سبب سے مقصد پر پہونچنا فرصت چاہتا تھا۔ لہذا یہ ضروری توقف اتکہ مذکور پر بہت زیادہ معلوم ہوا۔ کیونکہ اتکہ کو کمال انتظار تھا۔ یہان تک کہ توقف کا خیال بلکہ قطعی نہ آنے کا اندیشہ۔ اتکہ کے دل مین کامل طور پر جاگزین ہوا۔ چونکہ تنگی کی نوبت حد درجہ کو پہونچی تھی۔ اور گجرات والون کے ہاتھ مین گرفتار ہو جانے کا وہم زیادہ بڑھ گیا تھا۔ اس واسطے اتکہ نے اپنی رہائی سلطان مظفر کی ملازمت کر لینے کے اندھی سوچی۔ اور کم بخت یہ نہ سمجھا۔ کہ اس ناصواب تریاق نما اندیشہ مین

[۵] اتکہ شوہر دایہ کو کہتے ہین۔

جان ستان زہر ملا ہوا ہے۔ خیر جب آتکہ۔ مظفر کے دربار مین دخل یافتہ درباریون مین سے ہوگیا۔ تو گجراتیون کی راے۔ آتکہ کے مارڈالنے مین ہوئی۔ اور اس کے نابود کردینے مین ملک کی بہتری سمجھی لہذا شمشیر تیز سے گردن مارکر خاک نیستی مین ملادیا۔ اور اس بات کی تہ کو نہین پہونچے۔ نہ کسی نے اُن کو آگاہ کیا۔ کہ فرمان پذیر کا مارڈالنا بہت برا نتیجہ نکالتا ہے۔ خلاصہ اس یورش کی سرگزشت کا یہ ہے۔ کہ مذکورۃ الصدر دونون اشخاص نورنگ خان اور قلیج خان سرداران مالوہ کو اپنے ساتھ شامل کرکے گجرات کی طرف سلطان پور کے راستہ سے روانہ ہوئے۔ آدہے راستہ پر پہونچے تہے۔ کہ گجراتیون کے غالب اور آتکہ کے مارے جانے کی خبر سننے مین آئی۔ جس کے سبب سے ان کی تیزروی کے گھوڑون کے نعل گرگئے۔ اور ہر ایک کا دل بہاری پڑکر گویا کہ شتر خانہ ہوگیا۔ دلون کے اندر جو آگے بڑہنے کی ایک اُمنگ تہی۔ وہ رُک کر سکون کے مقام پر بیٹہہ گئی۔ دوسرے سپہ سالار (امیرزا خان) نے عجلت کی روش اور قاعدہ کو باہم ملاکر درمیانی رفتار کے ساتھ جنگل اور گہاٹیان قطع کرنا شروع کین۔ اور احمد آباد سے اس طرف بیس کوس کے فاصلہ پر شہاب الدین احمد خان (جاگیر دار احمد آباد) اور نیز گجرات کی دیگر سپاہ نے ملحق ہوکر تعداد لشکر بڑہائی۔ کارسازی تقدیر سے اس جوانمرد کی ہمرکابی مین شتر دلون کا جگر شیرانہ ہوگیا۔ تمام سپاہ نے یک دل اور یک رو ہوکر۔ دلیرانہ دوا دوش کی۔ دریاے سانبرمتی قلعہ احمد آباد کے نیچے ایسی خوشنمائی سے روان ہے جس نے قلعہ کو جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[۱۵] بنادیا ہے اس دریا کے کنارہ سلطان مظفر سے جنگ کا موقع پیش آیا۔ اگرچہ دشمن کا لشکر ساٹھہ ہزار سوار سے زیادہ ہی زیادہ تہا۔ اور شاہنشاہی سپاہ کی تعداد دس ہزار سے بہی کم تہی۔ لیکن كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ[۱۶] کی اُمید پر لڑائی کا آغاز کیا تہا۔ چنانچہ فتح اور فیروزی کے ساتھ سرفرازی نصیب ہوئی۔ گجراتی سلطان نے قلعہ بہروچ کی جانب بہاگ جانے کو چند روزہ زندگانی کا ذریعہ سمجہکر قدم بڑہایا۔ اور یہ فتح یاب لشکر۔ آہستگی کے ساتھ تعاقب مین جاتا تہا۔ اِس فتح کی خوشخبری سننے سے مالوی سپاہ کے دل۔ بظاہر تو بڑہے۔ مگر باطن مین ننگ اور شرمساری سے گہٹ گئے۔ بہرحال مالوی سپاہ کوچ کرکے عجلت سے روانہ ہوئی۔ اور کلال باڑی مین جو بردورہ (بڑودہ) کے حدود مین ہے۔ فیروز سپہ سالار کے لشکر سے آملی مجلس شوریٰ مین۔ ایسا قرار پایا۔ کہ مالوی سپاہ نے جنگ کی تکلیفات نہین اُٹہائی ہین۔ اور اُس کا سامان بہی اچہا ہے۔ لہذا یہ سپاہ مفرورون کے تعاقب مین جاوے۔ اور جنگ کرکے

[۱۵] باغ ہین جن کے تلے نہرین (نہیں) بہتی ہین ۱۲ [۱۶] یعنی اکثر ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے تہوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے ۱۲

اُن کو نیستی کی گھاٹیون مین ٹھکانے سے لگا دیوے - اور فتح یاب لشکر بازگشت فرما کر دارالخلافہ احمد آباد مین قیام کرے -

مذکورۃ الصدر سال مین اس رزمی داستان کا مجمل نویس - اور سکندری واقعات کا مختصر نگار استادی شیخی وجیہ الملۃ احمد آبادی کی خانقاہ مین دینی علوم کی تحصیل - اور علمی فنون کی سماعت کے نور سے نادانشگی اور بے علمی کی تیرہ وتاریک رات کو صبح سعادت بنا رہا تھا - اور جنگ احمد آباد کے تماشائیون مین سے تھا -

القصہ جب اکتیسوان سال عمر کا آغاز ہوا - تو اپنے وطن کو لوٹ کر آیا - اُس کے دوسرے سال کہ عمر کا بتیسوان سال تھا - تاریخ انتیسوین ماہ صفر **ختم بالخیر والظفر** ہجری سنہ نوسو پچانوین کو آئی علم کے خلوتخانہ سے عین (وجود) کی بزم مین - ایک فرزند نے کمال سعادت کے ساتھہ ورود کیا - اور وہ اپنے ساتھہ ساتھہ خوشی لایا - ہرطرف سے مبارک بادکی آوازین آئین - کامگار پیرون کی بشارت کے بموجب - حسن محمد نام رکھا - علم - عمر - عزت - اور عرفان سے خداوندتعالیٰ برخوردار اور بہرہ یاب فرماوے -

واقعہ گجرات کا تتمہ اس طور پر ہے - کہ جب اس فتح کی خوشخبری اکبر شاہ کے حضور مین پہونچی - تو سپہ سالاری اور خانخانانی کے خطاب کا طغرا - جو پانچ کرسی سے اُن کا موروثی ہے - صوبہ گجرات کی جاگیر نام زد ہونے کی خوشخبری - اور فزید بران کئی طرح کی دیگر نوازشین - یہ تمام لوازم - میرزاخان کے نامی نام پر صادر ہوے - اور شاہنشاہی التفات سے - نیز اس شجاعت دستگاہ کے استحقاق سے روزافزون ترقیات نصیب ہوئین - اور تمام امراے اعظم جو ہم رکاب تھے - اپنی کوشش اور کارگزاری کے موافق - نیز سپہ سالار کی سفارش کے موافق - منصب کی ترقی - جاگیر کی بیشی - اور خسروانی بخشش سے ممتاز ہوئے -

میرزاخان خانخانان کی تعریف

سبحان اللہ - تقریب طلب خاطر کو مدت دراز سے اِس بات کی آرزو تھی کہ اس **گلزار ابرار** مین قدیمی ہوا خواہی کے اعتبار پر میرزاخان سپہ سالار کے کسی قدر حالات ظاہر کرون - جن کے ذریعہ سے ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب) کی آرائش ہے - چنانچہ اب اِس خواہش کا دامن

ہاتھ میں آگیا ہے۔ لہذا چند دل آویز جملے لکھکر قلم کو گوہر فروش بناتا ہون۔

اولاً۔ یہ کہ دسوین اور گیارہوین صدی کے دور مین ہر چند ملک عدم کو گئے ہوئے لوگون کے حالات جست وجو کرنے والے کان اور آنکھ نے ٹٹولا لیکن محمدی کمالات کے ساتھ متصف۔ اور ایزدی اخلاق کے ساتھ موصوف ہونے مین کسی شخص کو آپ کی مثل صاحب سعادت نپایا۔

ثانیاً۔ یہ کہ آپ کے سوا کسی دوسرے کو ایسا نپایا۔ جس نے دولت کی عالی دستگاہ کو۔ اخروی نشاط بہم پہونچانے کا بازو معنوی فقر کا پردہ دار۔ اور حقیقی تجرد کا چشم بند۔ (آنکھہ باندہنے کی پٹی) بنایا ہو۔ آپ اُن لوگون کے بالکل برعکس ہین۔ جو بیٹھے ہوئے تو خلوت مین ہین۔ مگر دل بازار بنا ہوا ہے۔ اور جو زہد درویشی کی گرمی گودڑی کو دنیاوی سامان کی تحصیل کا بہانہ بنا کر باطن کے برخلاف ظاہر کا چہرہ دکھاتے ہین **بیت**

	تماشا کن تفاوت در دو رنگیہا تماشا کن		کجا این اختلاف آئین کجا آن پردہ آرائی

ثالثاً۔ یہ۔ کہ نظم ونثر مین اقسام مفرد ومرکب کی۔ اور ان اقسام کی فصاحت کی جوہر شناسی۔ اور حقیقت ومجاز مین انواع واقسام کے لطائف مدلولات۔ اور بلاغت ترکیب کی عیارروانی جس قدر آپ کی فطرت اور فکر کی نوعروس کا زیور بنائی گئی ہے۔ اس مین سے ہزارہان حصہ بھی اس شخص کو نہین مل سکتا ہے۔ جو تمام عمر سخن آرائی۔ اور نکتہ طرازی کے دریاے فضیلت مین غواصی کیا کرے۔

رابعاً۔ یہ۔ کہ بیان کے ذریعہ سے مدعا کی تصویر کھینچنے کے وقت جو عبارت کی رنگینی۔ آپ کی معجزہ نما بول چال کی زبان ودہان سے پیدا ہوتی ہے۔ بہتر ہے۔ کہ جمہور اصحاب بلاغت۔ اور ارباب معانی۔ اپنے صنائع وبدائع کی قلم سے اُس کی نقل لیکر سخن سنج حوصلہ کا سرمایہ بناوین تاکہ تشبیانہ فطرت کے لوگ جو آیندہ آنے والے ہین۔ ان کے ناطقہ اور گویائی کے واسطے وہ نقل قانون بن جاوے۔ **بیت**

	مسلم نیست در عہد تو طوطی را شکر خائی		بزارت آفرین سعدی برین شیرین سخن گفتن

خامساً۔ یہ کہ آپ کی خاص ہمت اور عام عطا کے ہاتھ کو بخشش اور بخشایش مین جو مرتبہ زر وجواہر لٹانے کا حاصل ہے اگرچہ خارا ور گل پروری کے مقام پر بلالحاظ تفاوت ابر بھی سرمایہ ثمرات عطا کرتا ہے مگر آپ کے سامنے شرمسار ہے۔ **قطعہ**

	کہ نکو نا ید از خرد مندی ؛		من نگویم کہ ابر مانندی ؛

اوہمی بخشد وہمی گریدؤ	توہمی بخشی وہمی خندی

ساوسًا - یہ - کہ دشمن کشی خصم افگنی - نبرد آزمائی - اور جہان کشائی کے میدان مین دلیری اور دلاوری آپ کی شمشیر اور کمان کے ساتھہ ساتھہ ہین - اور تیزی وتندی - آپ کے حملہ وشوکت کے برابر برابر لگے ہوئے ہین - اِس طرح پر - کہ زمانہ قدیم کے کسی شجاعت شعار کے کارنامہ مین اِس کی نظیر دیکھنے مین نہین آئی -

سابعًا - یہ - کہ آپ حسبتہ للہ عام مخلوق اور رعایا کی - اور ادن کے دلون کی پاسبانی اپنے ذمہ واجب سمجھکر ہر ایک کے ساتھہ اس طرح مہربانی سے پیش آتے ہین - کہ زبون ترین مخلوق کی بال برابر آزردگی بھی آپ کے مہر آگین دل پر ایک پہاڑ سے بھی زیادہ وزن دار معلوم ہوتی ہے - اور حال ومقال کی زبان سے اس مضمون کے ساتھہ آپ کا ترنم ہے - بیت

نیازارم زخود ہرگز دلے را	کہ می ترسم درو جائے تو باشد

ثامنًا - یہ - کہ تمام موجودہ جواہر سے آپ کی بے نیازی اور بیخودی حد کمال کو پہونچ گئی ہے - اس مدعا کے ثبوت کی ادنیٰ دلیل یہ ہے کہ مین کئی طرح کے زیور اخلاص کے ساتھہ - جو ساخت اور ریاسے معرا ہے - اور ہزارون قسم کے لباس خدمت کے ساتھہ جو تصنع اور خودنمائی سے مبرا ہے اپنے باطن اور اعتقاد باطن کی نوعروس آراستہ رکھتا ہون - باینہمہ مجھہ جیسے دعاگو کو اس طرح نظر سے گرا رکھا ہے - کہ میرا وجود - عدم کی برابر ہے - پھر دوسری چیزون کے ساتھہ آپ کی دلبستگی کا خیال کب ذی ہوش اصحاب کی تصور مین آسکتا ہے - اور اسباب تجمل - کوکبہ حشمت - دبدبہ شوکت - سامان منازل - اور ساز رفعت - غرض کہ جو کچھہ بھی دنیاوی لوازم - آپ کی عشرت اور خدمت کی بارگاہ مین ازلی سپردگی کے بموجب مہیا رہتے ہین - یہ آپ کے منصب اور مرتبہ کے اقتضا سے ہین - اور انسانی مصارف کی اشیا کا موجود ہونا - کچھہ صاحب تصرف کے تعلق خاطر کی دلیل نہین ہے -

تاسعًا - یہ - کہ آپ کی قوت حافظہ کے آئینہ کی صفائی اِس درجہ پر پہونچی ہوئی ہے - کہ اگر انعکاس کی شرطین مفقود بھی ہوجاوین - جو دوسرے ایسے عکس اور آئینہ مین معتبر ہین - تاہم آپ کی قوت حافظہ کے آئینہ مین صور اور معانی کا عکس پڑنا زائل نہو - اور آئینہ حافظہ - عالم مثال کی طرح - پیش شدہ مثال - معقولات اور محسوسات کی نگہبانی کرے - بیت

ازہر عرض کرون انواع صنع خویش	از ذوات او نساخت قضا بہتر آئینہ

چنانچہ آپ کے بافروغ دل کا صحیفہ قرآن مجید کے الفاظ اور معانی یاد کر لینے سے ثانی لوح محفوظ ہے
غوث جن جواہر اوصاف کا شمار عقل نہین کر سکتی ہے - اُن کے شمار سے اپنے عجز کا اقرار کرنا -
صواب اندیش عقل مندون کا شیوہ ہے - لہذا تم ہی بحکم اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا[۱] آپ کے
اوصاف محصور نہ کر سکنے کا اور اپنے قصور کے وجود کا اقرار صحیح کرو - کیونکہ تمہارا ممدوح وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ[۲]
الصُّدُوْرِ کا مظہر ہے اب چند صفحات لکھے ہوئے اوصاف کی برابر مین سفید سادہ چھوڑ دو - تاکہ ممدوح اپنے
اوصاف مین سے جو کچھہ مناسب جانے - اس کے لکھنے کا حکم فرما دے - **قطعہ**

چہ فروشی باو متاع سخن	کہ بدیع تو از خزینہ اوست
گنجہ تو بردکان لب داری	آن ہمہ از دعاے سینہ اوست

یہ تمہارا معاملہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ[۳]
کے بازار مین راست آنے والا ہے - کیونکہ مبیع اور ثمن کا مالک ان دونون معاملون مین ایک ہی طرح پر
معلوم ہوتا ہے -

قال المفسرون فی ھذہ الآیۃ لما کان من المؤمنین تسلیم انفسھم واموالھم الی حکم اللہ تعالیٰ ومنہ سبحانہ الثواب والجزاء شبہ الشراء الذی فیہ العوض والمعوض فیما بینھما من المشابھۃ اطلق لفظ الاشتراء ولما قال ھل ادلکم علی تجارۃ وقال فما ربحت تجارتہم وفی الحقیقۃ لا یصح فی وصف اللہ سبحانہ الاشتراء لانہ المالک

اس آیۃ کی تفسیر مین مفسرین نے لکھا ہے - ہرگاہ کہ بحکم اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین کی طرف سے اُن کے نفوس اور اموال کی سپردگی - اور اللہ سبحانہ کی طرف سے ثواب اور جزا عطا فرمایا جانا اُس شری کے مشابہ ہے جس کے اندر عوض اور معوض دونون پائے جاتے ہین اور وجہ شبہ وہی ہے جو ان دونون کے درمیان مین ہے - اسلئے لفظ اشترے بولا گیا - اور نیز اس سبب سے لفظ اشترے بولا گیا - کہ اللہ سبحانہ نے ایک جگہہ فرمایا ہے - ہل ادلکم الخ اور دوسری جگہہ فرمایا ہے - فما ربحت الخ ورنہ فی الحقیقۃ اللہ سبحانہ کے وصف

---

[۱] اگر تم خدا کی نعمتون کو شمار کرنا چاہو - تو ان کو پورا پورا شمار نہ کر سکو ۱۲ ۵۳ اور اللہ (لوگون کے) دلی خیالات (تک) سے (بھی) واقف ہے ۱۲ [۳] اللہ تعالیٰ نے مسلمانون سے ان کی جانین اور ان کے مال (اس وعدہ پر) خرید لئے ہین - کہ ان کی بدلے آن کو جنت دے گا ۱۲ -

سواه وهو مالك الاعيان كلها ومن لم يستحدث ملكا لا يقال انه فى الحقيقة اشترى وللمقال فى هذه الآية مجال

مین اشترے کا لفظ صحیح نہین ہوسکتا ہے - کیونکہ اُس کے سوا کوئی مالک نہین اور تمام اعیان کا مالک وہی ہے اور جو شخص جدید طور پر کسی شے کا مالک نہ بنے - اُس کی نسبت نہین کہا جاسکتا ہے - کہ اُس نے فی الحقیقۃ وہ شے خریدی - اور اِس آیہ مین گفت و گو کے لئے گنجائش ہے -

فيقال البائع لا يستحق الثمن اذا امتنع من تسليم المبيع فكذلك لا يستحق العبد الجزاء الموعود الا بعد تسليم المال والنفس على موجب اوامر الشرع فمن قصر او فرط فهو غير مستحق للجزاء

پس بعض کہتے ہین - کہ بائع قیمت کا مستحق نہین ہوتا ہے - اگر باز رہے مبیع کے سپرد کرنے سے - اسی طرح عبد - جزاے موعود کا مستحق نہین ہوتا ہے مگر اپنا مال اور نفس بموجب احکام شرع سپرد کردینے کے بعد - اگر کسی شخص نے احکام شرعی کی شروط مین کمی کی - یا زیادتی کی - تو وہ جزا کا مستحق نہین ہوسکتا ہے -

وفى التورية الجنة جنتى والمال مالى فاشتروا جنتى بمالى فان ربحتم فلكم وان خسرتم فعلى

اور توریت مین آیا ہے - جنت میری جنت ہے - اور مال میرا مال ہے پس تم میری جنت میرے مال کے عوض مین خریدو - اگر تم نے تجارت مین فائدہ اُٹھایا - تو وہ تمہارا ہے اور اگر نقصان اوٹھایا تو وہ مجھکو رہا -

وقيل لا يصح للمؤمن ان يتعصب لنفسه بحال لانها ليست له والذى اشتراها اولى بها من صاحبها الذى هو اجنبى عنها لانه باعها

اور بعض کہتے ہین - کہ مومن کے واسطے یہ صحیح نہین ہے کہ اپنے نفس کے دینے مین کسی طرح بخل کرے کیونکہ نفس مذکور اُس کا نہین ہے اور جس نے اس کو خریدا ہے - وہ اس کے تابنفس کی بہ نسبت اولی ہے - کیونکہ وہ نفس سے اجنبی ہے - اور اُس نے نفس کو بیچ دیا ہے -

وقيل اخبر انه اشتراها لئلا يدعى العبد فيها ولا يساكنها ولا يلاحظها ولا يعجب بها

اور بعض کہتے ہین - خبر دی گئی ہے کہ اللہ جل شانہ نے نفس کو خرید لیا - تاکہ عبد اُس کی بابت دعوی نہ کرسکے نہ اُس کے ساتھ مل جل کر رہے - نہ اُس کا ملاحظہ کرے - نہ اُس کی بنیاد پر غرور کرے -

ويقال انما قال اشترى من المؤمنين انفسهم ا ولم يقل قلوبهم لان النفس محل الآفات فجعل الجنة فى مقابلتها والقلب محل استوأ الرحمن فجعل ثمنه اجل من الجنة - وهو ما يخص به اولياءه فى الجنة من عزيز رويته -

بعض کہتے ہین - اللہ جل شانہ نے اشترے من المؤمنین انفسہم کہا اور قلوبہم نہین کہا - کیونکہ نفس محل آفات ہے - لہذا جنت کو نفس کے مقابلہ مین قرار دیا - اور قلب محل قیام رحمن ہے - لہذا اس کی قیمت جنت کی بہ نسبت زیادہ شاندار قرار دی - اور وہ جناب باری عز اسمہ کا عزیز دیدار ہے جو جنت کے اندر بالخصوص اُس کے اولیا کو نصیب ہوگا -

ويقال النفس مورد العيب والكريم يرغب فى شراء ما لا يريد فيه غيره -

بعض کہتے ہین - نفس مورد عیب ہے - اور کریم آدمی اُس شے کی خرید کی طرف رغبت کرتا ہے جس کی خرید کا ارادہ کوئی نہ کرے -

ويقال من اشترى شيئا لينتفع به - اشترى خير ما يجده ومن اشترى شيئا لينتفع غيره فليشترى ما ر وعلى صاحبه فينفعه بثمنه

بعض کہتے ہین - جو شخص کوئی شے اس غرض سے لینا چاہے کہ خود کو اُس سے نفع حاصل ہو - اُس کو اُن سب چیزون مین بہترین چیز خریدنی چاہیے جو بہم پہونچین اور جو شخص کوئی شے اس غرض سے لینا چاہے - کہ غیر شخص اُس سے نفع پاوے - تو اُس کو وہ شے خریدنی چاہیے - جو اُس کے مالک کی طرف پلٹ جاوے تاکہ یہ شخص غیر کو اُس شے کی قیمت سے نفع پہونچاوے -

وقال الشيخ ابو على الدقاق لم يقل اشترى قلوبهم لان القلب وقف على محبته والوقف لا يشترى -

شیخ ابو علی دقاق نے کہا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اشتری قلوبہم نہین کہا - اس کی وجہ یہ ہے - کہ قلب اُس کی محبت مین وقف ہے - اور وقف کا بیع و شری نہین ہوسکتا -

يقال الطير فى الهواء والسمك فى الماء لا يصح شراءه لانه غير ممكن التسليم كذلك القلب صاحبه لا يمكنه تسليمه فلم يقل اشترى قلوبهم قال الله تعالى واعلموا ان الله يحول بين المرء وقلبه

کہتے ہین - ہوا مین پرندون کا - اور پانی مین مچھلی کا شری صحیح نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ان کی سپردگی ممکن نہین ہے - اسی طرح صاحب قلب کو قلب کی سپردگی ممکن نہین ہے لہذا اشتری قلوبہم نہین کہا - اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے - یہ جان لو - کہ اللہ تعالی الشان اور اُس کے قلب کے درمیان مین حائل ہے

جو اصحاب تشبیہ و مجاز کہ فصاحت محل کی تعمیر کرنے والے ہین - اُن کے ریاضی دان ضمیر کو واضح ہو - کہ حدیث اَنَا مَدِینَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا[1] استعار قول کے محل کی بنیاد ہے - یعنی عبارت کا جہان جس کی حسّی صورتون کا ہیولی حروف تہجی ہین - مرکبات اور موالید کے جہان کی بہ نسبت فی الواقع بہت زیادہ اور بہت بڑا ہے - اولین جہان کے قطر اور ضلعے جو انواع و اقسام کے فنون اور مختلف علوم ہین - دوسرے جہان کی نواح اور ولایتون کی بہ نسبت کہ عرب اور عجم ہین - زیادہ خوش ہوا - اور شاداب ہین -

اولین جہان کی شہر اور قریے کہ مبسوط کتابین اور مختصر رسالے ہین - دوسرے جہان کے شہرون اور موضعون کی بہ نسبت کہ روم کا استنبول - اور ہند کا احمد آباد ہے - مقبولیت اور تحصیل محصول مین زیادہ ہین اولین جہان کے کوشک - قصر - ریاض - اور رباط - کہ مقاصد اور مسائل کے ابواب اور فصول ہین دوسرے جہان کی منازل - محلات - باغ - اور بازار کی بہ نسبت کہ طلائی چار دیوارین - رنگین چمنین - راحت دینے والے اشجار - اور ضلع دار دوکانین ہین - زیادہ خوش وضع - زیادہ رعنا - زیادہ روشن - اور زیادہ اونچے ہین -

عالم کلام کے مکانات کے مکین - کہ اشیا کے معانی اور حقائق ہین - کرہ خاک کے باشندون کی بہ نسبت کہ آدمیون کی اقسام اور حیوانات کی انواع ہین - زیادہ دیرپا - زیادہ لطیف - زیادہ موزون اور زیادہ نازک ہین -

اور عالم کلام کے سلاطین کہ اصحاب دانش و بینش ہین - کرہ خاک کے بادشاہون کی بہ نسبت کہ ارباب جاہ و حشمت ہین - زوال کے غم - اور انتقال کے اندیشہ سے زیادہ فارغ - اور زیادہ آزاد ہین -

یہ سچ بلکہ بالکل سچ ہے - کہ عالم اول کے تمام توابع اور تمام لواحق - عالم ثانی کی بہ نسبت زیادہ سنجیدہ و پسندیدہ اور منفعت و رتبہ مین اعظم و اعلیٰ ہین - تم دیکھتے نہین ہو - کہ جب ظاہری آفتاب اپنے افق سے طلوع کرتا ہے - تو رات کی تیرگی - زائل ہو جاتی ہے - اور دن کی روشنی سے ظاہری آنکھ مین مخلوقات کے دیکھ سکنے کا فروغ پیدا ہو جاتا ہے - اور جب معانی کا آفتاب حکمت بیان کرنے والی زبان کے مشرق سے طلوع فرماتا ہے - تو جہالت کی رات صنوبری قلب کے کرہ سے بستر باندہ جاتی ہے - اور ادراک کی

[1] مین علم کا شہر ہون - اور علی اُس شہر کا دروازہ ہین ۱۲

صبح کی سفیدی اوہر کر دل کی آنکھون کو حق شناسی کا نور بخشتی ہے۔ **بیت**۔

مہ کجا و آفتاب طلعتِ جانان کجا	آن شب ست این روز روشن این کجا و آن کجا

ایک روز چند خوبان صورت و معنی۔ بزرگان ظاہر و باطن۔ اور خاصان مسافر و مقیم کی جماعت درویش کے مہمانخانہ مین گفت وگو کر رہی تہی ۔ اور ہر ایک قسم کی باتین گرما گرمی سے ہو رہی تہین منجملہ اون کے حضرت غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ شیخ شمس الدین زندہ دل نے اُس مجمع مین معرفت کے متعلق کچھہ بیان کرنا شروع فرمایا۔ جس قدر باتین کرنے والے کیمیا بیان لوگ انجمن مین بیٹھے ہوئے تہے۔ وہ سب زبان کو خاموش کر کے۔ سراپا گوش ہوئے۔ زندہ دل کے باعجاز کلام پر عاشق ہوکر سنے سے سیر نہین ہوتے تہے۔ اور اسی طریقہ پر ان کا کلام کرتے رہنا دعا کے ساتھہ خدا سے مانگتے تہے۔ اور اس بیت کا ترانہ گانے تہے **بیت**

وحدثتنی یا سعد عنہا فزدتنی[۱]	جنونا فزدنی من حدیثک یا سعد

صدر الذکر انجمن کی تقریر درمیان مین لانے سے غرض یہ ہے۔ کہ زندہ دل نے فرمایا۔ کہ علوم۔ معارف حقائق اور معنی کا ملک فتح کرنے کی نشاط بیان مین نہین آسکتی ہے۔ کیونکہ جب مشکلات فنون کا عقدہ۔ مطالعہ اور تامل کی امداد کے بدون حل ہو جاتا ہے۔ تو چارون طرف سے بے حد خوشی اس طرح سے میرے متجسس دل پر نثار ہونے کو آتی ہے۔ کہ مجکو یقین ہو جاتا ہے کہ اتنی خوش دلی اور خوشحالی۔ کسی بادشاہ کی خاطر عاطر کو کسی جدید ملک فتح کرنے سے بہی نہین ہوتی ہوگی۔ بہت اچہا ہے وہ گروہ۔ جو سخنوری اور سخن شناسی کے ملک مین صاحب خطبہ اور صاحب سکہ ہے۔ اور بہت ہی اچہی ہے وہ جماعت جو عرفان اور علم کی اقلیم فتح کرنے کے واسطے کمر ہمت باندہ کر جہاد اکبر مین مشغول ہے۔ نہین نہین۔ دولتمندی مین عالی مرتبہ وہ صاحب خانہ ہے جو سلیمانی طالع اور سکندری زائچہ کے ساتھہ علم (عدم) کے آسمان سے صحن (وجود) کی زمین پر آیا ہے۔ اور یہ دونون زیبا دلنشین (اہل سخن اور طالب عرفان) جس کے عشرتخانہ تصرف کی دل رُبا بیبیان ہین۔ **الحمد للہ والمنۃ** کہ ہمارے زمانہ کا شہنشاہ **ابوالمظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ ابداً** ان دو جہاد سلطنتون کی سعادت سے اور جن صدر الذکر دو عروسون کو ارث و استحقاق کی آرزو نے ناز کے ساتھہ پرورش کیا ہے ان کے ہم خوابگی کی نشاط سے کامیاب اور کامران ہے۔ اور نیز تمام مقاصد کے حصول مین تمام

[۱] اے سعد تو نے اُس کی بات مجھہ سے کر کے میری حیات زیادہ کر دی ہے بس تو اپنی بیان سے میری حیات زیادہ کر تا رہ ۱۲۔

طالبان مقاصد کا کام بخش اور کام روا ہے۔ للہ الحمد فی الاولی والآخرۃ کہ اس گلزار کا آغاز اور انجام شاہنشاہی ستایش اور مدح کی ہوا کہانے سے نوبہار تازگی کی آغوش مین اور ابر سعادت کے سایہ مین ہے۔

تاریخ اتمام

بے حجابانہ خلوتے دارند
خلوت بے حجاب گشت ازان
۱۲۶۴

چون بزرگان درین چہار چمن
سال اتمام این حدیقہ من

بالخیر تمت

تواریخ اذکار ابرار من نتائج افکار گہربار ابوالاعجاز منشی سید محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری

فقرات نثر تاریخی

روضۂ شہود ۱۳۲۶ھ — صحیفۂ نیک بختان ۱۳۲۶ھ — مخزن الم نشرح ۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ

(۱) فرید العصر حافظ فضل احمد — مکرم زبدۂ امثال و افراد
(۲) تصوف میں تھا نسخہ فارسی کا — بھرے تھے اس میں اچھے اچھے اوراد
(۳) لباس اُردو کا پہنایا جو اوسکو — کیا یہ کام اونھون نے قابلِ داد
(۴) بڑی محنت بڑی کوشش کا ہی کام — ثنا گر اون کے ہین عباد و زہاد
(۵) حقیقت مین ہے وہ اذکار ابرار — بیانِ منزلِ اقطاب و اوتاد
(۶) مکمل ہر طرح دیکھا جو اوس کو — خوشی سے روحِ شبلی نے کیا صاد
(۷) ہوئی مجھ کو جو فکرِ سالِ احسان — کیا مین نے رقم الصلح ارشاد ۱۳۲۶ھ

دیگر

(۱) فضل احمد کہ بر و فضلِ خدا ست — ۳ آن ز گلزار بر آورد اذکار
(۲) ترجمہ کرد ز سعیِ وافر — باد این نسخہ قبولِ اخیار
(۳) بہر تاریخ جہان تاب احسان — آسمان گفت خجستہ انوار ۱۳۲۶ھ

دیگر سال طبع

(۱) آن حافظِ مصحف الٰہی — فضل احمد خجستہ تقریر
(۲) اذکار نوشت چون بہ اُردو — نظارگیان شدند تسخیر

(۲) احسان پئے سال طبع ہاتف
خوش گفت مآثر المشاہیہ
۱۳۲۸ھ

مصرع سال طبع

چھپ گیا مصحف ابرار تفقد آگین
۱۳۲۸ھ

فقرۂ نثر تاریخ

روضۂ نورانی
۱۳۲۸ھ

تواریخ اذکار ابرار اُردو ترجمۂ گلزار ابرار از محمد عزیز الدین رخشان انصاری جیوری

قطعۂ تاریخ

سلف مین ہوا ہے مشائخ کا فرقا — سوانح مین اون کے کوئی تذکرہ تھا
جو گلزار ابرار تھا نام اوس کا — ہزار اوس کے مانند بلبل تھے شیدا
زبانِ عجم اُس کی آسان نہین تھی — زبانِ عرب سے تھی بلاغت مین ڈوبی
مضامین تھے مشکل۔ عبارت ادق تھی — عدیم الوجود اوس کا تھا اصل نسخا
رئیسانِ اجین مین دو برادر — خدا یار خان اور الہ یار خان ہین
ملی اتفاقاً اونھین نقل اُس کی — جسے دیکھ کر اون کے دل مین یہ گزرا
کرین ترجمہ اِس کا اُردو زبان مین — لطیف وسلیس ونفیس اور آسان
مسلمان بھائی پڑھین اور سمجھین — شریعت۔ طریقت۔ حقیقت کا رستا
اِسی دھن مین اک روز یہ دونون بھائی — ملے میرے خالِ معظم سے آکر۔
سپرد اون کے گلزار ابرار کرکے — کہا ترجمہ کیجئے آپ اس کا
مرے قبلۂ ظاہر و پیر باطن — حمیدہ خصائل گرامی محاسن
گران منزلت مولوی فضل احمد — وہ حافظ کلام الٰہی کے یکتا
اگرچہ مشاغل کی تھی اتنی کثرت — نہ ملتی تھی اون کو کسی وقت فرصت
مگر عرض کی مین نے حضرت سلامت — مناسب نہین اس سے انکار ہلا

یہ بحرِ حقیقت کے خوش آب موتی
یہ کانِ طریقت کے انمول جوہر

زمانہ چھپائے گا کب تک اب انکو
اُٹھا دیجئے اِن کے چہرے سے پردا

خدا کا نہین کام حکمت سے خالی
سعادت یہ ہے حصۂ ذاتِ سامی

نہین قابل اِس کام کے اور کوئی
کرینگے اسے آپ ہی ختم اچھا

ادھر تھیں رجز خوانیاں میری پیہم
ادھر خانِ ذی شان کا اصرار ہردم

بڑھا ایک یہ یک جوشِ خیالِ معظّم
اُٹھایا قلم ترجمہ اوس کا لکھا

جو دشواریان ہوتی ہین ترجمہ مین
اونھین جاننے والے ہی جانتے ہیں

مگر حضرت **فضل** نے سچ تو یہ ہے
کیا ترجمہ نادر و صاف و زیبا

دہ علم و لیاقت کے جوہر دکھائے
فصاحت سلاست کے سکّے بٹھائے

مزے اہلِ علم و تصوف کو آئے
غل احسنت احسنت کا خوب اُٹھا

حرا منہ نہین داد دون ترجمہ کی
کرے گا تعجب پڑھے گا جو کوئی

غرض ترجمہ کی تو ہے صرف اتنی
کہ کھینچ جائے اصلی مقاصد کا نقشا

بصیرت سے جب ذاتِ وحدت کو دیکھین
خدائی کا جلوہ نمودار پائین

نہ کیون اپنی ہستی کو ہم ہیچ سمجھین
قدیم و ابد ہے وہی ذات یکتا

یہ اب خاتمہ پر خدا سے دعا ہے
کہ جب تک زمین و فلک کو بقا ہے

زمانہ مین یہ ترجمہ پاے شہرت
کرے اس کی ہر ایک دل سے تمنا

یہ توفیق دے اپنے بندون کو یارب
نہ تیرے سوا کچھ کسی سے ہو مطلب

ترا ذکر لب پر تری فکر دل مین
نظر مین ہو تو سر مین ہو تیرا سودا

قبولیّت عام دے ترجمہ کو
سبق ہم تصوف کا پاتے ہین اس سے

مظاہر مین جلوہ نما تیرے ہر سو
مگر پھر بھی ثانی نہین کوئی تیرا

بالآخر یہ کی فکر بھی مین نے **رخشان**
کہ تاریخ ہو ترجمہ کی نمایان

ملی مجھکو امداد فیض بزرگان
نیا نام اذکار ابرار نکلا

دیگر

مقدس کیوں نہ ہو گلزار ابرار
عبارت فارسی کی ہے سراسر
لباس اُردو کا پہنایا ہے اوس کو
بہت خوش ہوں گے اس کے پڑھنے والے

وہ ہے اک تذکرہ خاصانِ حق کا
بڑی دلکش بڑی دلچسپ وزیبا
جناب **فضل** خوش گو نے سراپا
کہ ایسا ترجمہ دیکھا نہ ہوگا

ہوئی مجھ کو جو فکر سال رخشان
تو شوقِ دل سے ذکر شوق لکھا
۱۳۲۶ھ

رباعی

یہ ترجمہ ہے نشانِ خاصانِ خدا
برجستہ سنین عیسوی میں رخشان

دل سے پڑھیں طالبانِ خاصانِ خدا
تاریخ ہے گلستان خاصان خدا
۱۹۰۸ء

رباعی

سب کے لئے وا ہے بابِ خاصانِ خدا
نکلا ہے یہ سال طبع موزون رخشان

نایاب ہے یہ کتابِ خاصانِ خدا
گلدستۂ لاجوابِ خاصانِ خدا
۱۹۰۹ء

آیۂ قرآنی متضمن تاریخ اذکار ابرار کہ مولوی اکبر حسن صاحب مجسٹریٹ

درجہ اوّل شہر اُجین برادر عالم خواب القا شدہ

ذِکْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنٰهُ

۱۳۲۶ھ

باتمام رسید

سلسلہ تبلیغ ۴۵

بار اول ۳۰۰۰

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً

وعظ

ترک المعاصی

(گناہوں کو چھوڑنا)

ازافادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

عنوانات و حواشی

مولانا خلیل احمد تھانوی

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ دار العلوم الاسلامیہ

کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ

فون کامران بلاک : ۴۴۸۰۶۰ — ۵۲۲۲۲۱۳

فون پرانی انارکلی : ۷۳۵۳۷۲۸

اکتوبر ۱۹۹۷ء

ترک المعاصی

حضرت والاؒ نے یہ وعظ، ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑنے کے موضوع پر ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۲۹ھ کو بندر مسجد گاڑی احاطہ کراچی میں ایک گھنٹہ تک کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔ سامعین کی تعداد تقریباً ۴۰۰ تھی۔ مولانا سعید احمد صاحبؒ نے وعظ قلم بند فرمایا۔

ترک المعاصی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وبارک وسلم. اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم . قال اللہ تبارک و تعالی وذروا ظاھرالاثم وباطنہ. ان الذین یکسبون الاثم سیجزون بما کانوا یقترفون[۱].

(اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کیے کی عنقریب سزا ملے گی)۔

یہ ایک مختصر سی آیت ہے اس میں خدا تعالی نے اپنے ایمان والے بندوں کو ایک نہایت عظیم الشان اور بڑے ضرر[۲] کی چیز سے بچایا ہے جس سے خدا تعالی کی رحمت کاملہ اپنے بندوں پر معلوم ہوتی ہے یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالی محتاج نہیں ہیں۔ خدا تعالی کا کوئی کام بندوں کی اصلاح پر موقوف نہیں ہے ان کی سلطنت[۳] مثل سلاطین[۴] دنیا کے نہیں ہے کہ اگر رعایا مطیع[۵] اور فرمبردار ہے تو وہ بادشاہ ہیں اور اگر نافرمان باغی ہوجائے تو کچھ بھی نہیں۔ دنیا کے سلاطین کی سلطنت کا مدار ہی اطاعت رعایا پر ہے۔ اس لیے اگر کوئی بادشاہ دنیا کا رعایا[۶] کو کچھ مصلحت کی بات بتلائے تو اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اپنی مصلحت کے لیے بتلارہا ہے تاکہ بغاوت نہ ہو اور ہمارے ملک میں ضعف نہ آئے لیکن خدا تعالی کی وہ سلطنت ہے اگر سب کے سب مل کر بھی بغاوت کریں تو اس میں ذرہ برابر کمی نہیں آسکتی اس لیے کہ اس کی تمام صفات قدیم[۷] ہیں جن پر

---

(۱) الانعام آیت: ۱۲۰ (۲) نقصان (۳) بادشاہت (۴) دنیاوی بادشاہوں (۵) فرمابردار (۶) پبلک (۷) ہمیشہ سے ہیں

زوال ممتنع[۱] ہے۔ مسئلہ مسلمہ ہے[۲] ماثبت قدمہ امتنع عدمہ یعنی جو چیز قدیم ہوگی اس کا عدم ممتنع[۳] ہوگا تو چونکہ خدا تعالی کی صفت سلطنت اور ملک و حکومت کی قدیم ہے اس لیے اس کو زوال ہو ہی نہیں سکتا نہ اس میں کوئی تغیر آسکتا ہے۔ تو اس حالت میں اگر خدا تعالی کوئی بات مصلحت کی بتلائیں گے تو وہ سراسر ہماری مصلحت کے لیے ہوگی اس میں یہ احتمال[۴] ہی نہیں کہ اپنی منفعت[۵] کے لیے بتلایا ہوگا۔ بس اس سے زیادہ کیا رحمت ہوگی کہ بلاغرض نفع رسانی[۶] ہو دنیا میں اگر کوئی نفع پہنچاتا ہے تو اس میں اپنا بھی نفع ملحوظ رکھتا ہے جیسا مثال مذکور سے معلوم ہوا اور بعض کی نفع رسانی میں اگرچہ کوئی ظاہری مصلحت اس شخص کی معلوم نہ ہو جیسے طبیب کا نسخہ تجویز کرنا لیکن اگر غور کر کے دیکھا جائے تو اس میں بھی اپنی کوئی غرض مخفی[۷] ضرور ہوتی ہے مثلاً یہ کہ اس شخص سے ہم کو مال حاصل ہوگا یا اس کے ذریعہ سے ہماری شہرت ہوگی یا کم از کم اگر کچھ بھی توقع نہ ہو اور کوئی بہت ہی بڑا دیندار ہو تو اس کو ثواب کی توقع تو ضرور ہی ہوگی اور یہ بہت ہی بڑی غرض ہے کہ دوسری تمام اغراض اس کے سامنے گرد[۸] ہیں اگرچہ یہ غرض مذموم[۹] نہیں بلکہ محمود[۱۰] و مطلوب ہے لیکن غرض تو ضرور ہے اور غرض بھی بہت بڑی ہے طالب ثواب کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے بے غرض نفع رسانی کی اور اگر کوئی شخص ایسا رحم دل ہے کہ اس کی نیت حصول ثواب کی بھی نہ ہو جیسے ماں باپ کی پرورش کہ بلا نیت ثواب ہوتی ہے گو اس پر ثواب بھی مرتب ہو جائے۔ یا مثلاً طبیب کا اپنے بچے کو دوا پلانا کہ بلا قصد ثواب ہوتا ہے وہ بھی غرض سے خالی نہیں، کم سے کم اپنے نفس کی راحت رسانی تو ضرور مقصود ہے یعنی بچے کی شکایت دیکھ کر جو اپنے کو تکلیف ہوتی ہے اس علاج

---

(۱) ناممکن ہے (۲) مانا ہوا ہے (۳) مطلب یہ ہے کہ جو چیز ہمیشہ سے ہوگی وہ ہمیشہ رہیگی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اللہ پاک کی تمام صفات ایسی ہی ہیں کہ ہمیشہ سے ہیں ہمیشہ رہینگی۔ (۴) امکان (۵) اپنے نفع کے لیے (۶) بغیر کسی غرض کے فائدہ پہنچانا میں (۷) پوشیدہ (۸) ہیچ (۹) ناپسندیدہ (۱۰) پسندیدہ

اور تجویز نسخہ سے اپنی اس تکلیف کا دفع کرنا اور اپنے کو راحت پہنچانا ہی مقصود ہے۔ اسی طرح اگر اجنبی کے ساتھ ہمدردی کی تو وہاں بھی ازالہ رقت جنسیت[1] کا مقصود ہے غرض کوئی عاقل صدہا[2] برس تک بھی سوچے تو وہ ایسی مثال نہیں بتلا سکتا جس میں کسی شخص نے دوسرے کو بلا اپنی کسی غرض کے نفع پہنچایا ہو۔ بہ خلاف خدا تعالیٰ کے کہ ان کو کسی کی احتیاج نہیں نہ مال کی ضرورت نہ جاہ کی طلب نہ جوش طبیعت مثل مادر و پدر[3] کے کیونکہ انفعال[4] سے خدا تعالیٰ بالکل پاک ہیں ان پر کوئی چیز موثر نہیں اور اس کی رحمت اختیاری ہے اس کا غصہ بھی مثل غصہ اہل دنیا کے نہیں کہ وہ بے چین ہو جاتے ہوں بلکہ انتقام عین ارادہ اس کے غصے کا حاصل ہے اور انفعال کے امتناع[5] کی وجہ یہ ہے کہ اس پر کوئی حاکم نہیں نہ اس پر کوئی قادر اور موثر[6] متاثر[7] سے زور دار ہوتا ہے تو اگر خدا تعالیٰ پر کوئی چیز نہ موثر ہو سکے تو خدا خدا نہ رہے گا۔ غرض یہ اہل اسلام کا عقیدہ اور مسلمہ[8] مسئلہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کوئی چیز قادر و موثر نہیں تو رحمت کے بھی یہ معنیٰ نہیں کہ اس کو جوش ہوتا ہے جیسے مادر شفیق[9] کو۔ بلکہ وہ صرف ارادے سے کرتے ہیں اور جب ایسا ہے تو وہاں یہ نفع بھی مطلوب نہیں کہ ہم کو راحت ہوگی۔ پس وہ جو شفقت کریں گے تو بالکل بے غرض شفقت ہوگی۔ وہ ہر طرح بے نیاز اور ہم ہر طرح محتاج ہیں۔ اب دیکھیے کہ اگر دنیا میں دو شخصوں میں ایسا علاقہ[10] ہو کہ زید کو عمرو کی کوئی حاجت نہ ہو اور عمر کو زید کی حاجت ہو تو حالت یہ ہوتی ہے کہ محتاج الیہ[11] منہ بھی نہیں لگایا کرتا اور محتاج[12] اس کے پیچھے پیچھے پھرا کرتا ہے تو اگر خدا تعالیٰ بھی اپنے استغناء[13] اور مخلوق کی احتیاج[14] کے اس مقتضائے[15] مذکور پر عمل کرتے تو وہ بھی توجہ نہ کرتے اللہ اکبر اتنی مستغنی ذات اور پھر اتنی بڑھی

---

(۱) اپنے ہم جنس کی رعایت (۲) سینکڑوں سال (۳) ماں باپ (۴) کسی فعل سے متاثر ہونے سے (۵) اور کسی فعل سے متاثر نہ ہونے کے ناممکن ہونے کی وجہ یہ ہے (۶) اثر ڈالنے والا (۷) اثر قبول کرنے والے (۸) طے شدہ مسئلہ (۹) شفیق ماں کو (۱۰) تعلق و واسطہ (۱۱) جس سے کام ہوا کرتا ہے (۱۲) جس کو کام ہوا کرتا ہے (۱۳) بے نیازی (۱۴) ضرورت مندی (۱۵) اس تقاضے پر

رحمت کہ ہم کو ہمارے ضرر[۱] سے مطلع فرماتے ہیں اس سے زیادہ کیا رحمت ہوگی اسی رحمت کے مقتضا، پر اس آیت میں ہم کو ہماری ایک ضرورت پر مطلع کیا ہے جس سے ہم کو اس کی رحمت کا ممنون[۲] ہونا چاہیے کیونکہ قاعدہ شریف طبائع کا یہ ہوتا ہے کہ جس قدر کسی کی عنایت دیکھتے ہیں اسی قدر اس کے سامنے پگھل جاتے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے الانسان عبدالاحسان (انسان غلام ہے احسان کرنے والے کا) مگر عجب بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت کو سن کر ہماری اور زیادہ سرکشی بڑھتی ہے اور لوگ اور زیادہ جری[۳] ہوجاتے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ رحمت اور مغفرت کی آیتوں کو سن کر اور زیادہ اطاعت کرتے اور معاصی[۴] پر جرأت نہ کرتے کیونکہ یہ آیات اس لیے نہیں فرمائی گئیں کہ سب بے فکر ہوجائیں۔

اللہ کے غفور رحیم ہونے کا مطلب

بلکہ سبب اس کا یہ ہے کہ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو تمام عالم جہل سے پر تھا جب حضور ﷺ نے طریقہ نجات ارشاد فرمایا تو سلیم الطبع لوگوں نے اس کو سمجھا اور مانا لیکن ان کو یہ شبہ ہوا جس کو بعض نے خود آکر عرض بھی کیا کہ تمام عمر تو نافرمانی میں گذری ہے اب توبہ کرلینے سے اور اطاعت کرنے سے وہ نافرمانی کیونکر دھل جائے گی اور اس کا اثر کیسے جاتا رہے گا تو پھر اپنے آبائی[۵] مذہب کو بھی کیوں چھوڑا ان حضرات نے خدا تعالیٰ کے معاملے کو دنیا کے لوگوں کے معاملے پر قیاس کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت کا علم ان کو نہ تھا وہ خدا کو پورا پہچانتے نہ تھے اور یہی وجہ تھی ان کے شرک میں مبتلا ہونے کی کہ وہ یوں سمجھتے تھے کہ خدا تعالیٰ مثل شاہان[۶] دنیا کے ہوں گے کہ جس طرح شاہانِ دنیا تنِ تنہا سلطنت کے کام کو نہیں سنبھال سکتے بلکہ ہر کام کا عملہ الگ ہوتا ہے اور ہر کام

---

(۱) نقصان سے (۲) احسان مند (۳) دلیر (۴) گناہوں (۵) باپ دادا کے مذہب۔
(۶) دنیاوی بادشاہوں کی طرح

کے لیے کارکن جدا مقرر ہوتے ہیں ایسے ہی وہ سمجھے کہ خدا تو ایک ہے وہ سارے کام کیسے کرے گا تو ایک عملہ گھڑا اور نائب مقرر کرلیے کہ چھوٹے چھوٹے کام ان سے نکال لیں گے اور بڑے بڑے کام خدا تعالیٰ سے چنانچہ ان کے اس خیال کو قرآن مجید کی اس آیت میں ظاہر کیا گیا ہے فاذا رکبوا فی الفلک دعوالله مخلصین له الدین الخ [1] (جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں خلوص دل کے ساتھ اللہ کو پکارتے ہیں) نیز حضور ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تمہارے کتنے خدا ہیں اس نے کہا کہ سات ہیں ایک آسمان میں اور چھ زمین میں۔ آپ ﷺ نے پوچھا بڑے کاموں کے لیے کس کو تجویز کیا ہے، کہا آسمان والے کو غرض وہ یہ سمجھتے تھے کہ خدا تعالیٰ ایسے ہی ہیں جیسے شاہان دنیا اس قیاس فاسد[2] سے ان کو یہ بھی شبہ ہوا کہ اسلام لانے پر بھی شاید پچھلے جرائم باقی رہیں جیسے مثلاً فرض کرو اگر کوئی کسی کے باپ کو قتل کردے اور پھر بیٹے سے معاف کرائے تو گو وہ معاف بھی کردے مگر دل کا میل نہیں جاسکتا تو انہوں نے بھی یہی سمجھا کہ جب معاف یا خوش ہونے کی امید نہیں پھر ماں باپ اور قدیم مذہب کو بھی کیوں چھوڑا اور یہ شبہ آکر پیش کیا کہ اگر ہم مسلمان ہوں تو ہمارے گناہ کیسے معاف ہوں گے اور اگر نہ معاف ہوئے تو مسلمان ہونے سے فائدہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله[3]۔ یعنی اے محمد ﷺ میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو وہ سب معاف کردے گا تم توبہ کرلو اس میں خاصیت یہ ہے کہ سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں گو ہر گناہ کی معافی کے قوانین الگ الگ ہیں جس کی تفصیل کتب شرعیہ میں ہے۔ تو آیات رحمت سے مقصود یہ ہوا کہ شکستہ دل[4] لوگوں کو تسکین[5] ہو نہ یہ کہ عام لوگوں کو اور جری[6] کردیا جائے۔ غرض رحمت کے ذکر سے زیادہ متاثر

---

(۱) العنکبوت آیت ۶۵ (۲) غلط استدلال (۳) الزمر آیت ۵۳ (۴) ٹوٹے ہوئے دل والوں کے لیے۔
(۵) سکون حاصل ہو (۶) دلیر

اور مطیع ہونا چاہیے۔

اس آیت سے یہ بھی ایک بڑی رحمت ثابت ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو مضرت [۱] سے بچنے کی تعلیم دی ہے پس ہم کو چاہیے کہ اور زیادہ مطیع [۲] ہو جائیں اور اس مضرت سے بچنے کی کوشش کریں۔

نقصان عظیم کیا ہے

اب سمجھیے کہ وہ مضرت [۳] کیا ہے۔ سو اس کی تعیین آیت کے ترجمہ ہی سے ہو جائے گی۔ ترجمہ یہ ہے کہ اے مسلمانو! چھوڑ دو ظاہر گناہ کو اور باطن گناہ کو تو وہ مضرت گناہ ہے۔ اور ظاہر اور باطن فرمانا اشارہ ہے تعمیم [۴] کی طرف یعنی ہر قسم کے گناہ کو چھوڑ دو یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ امر کا صیغہ [۵] وجوب کے لیے ہوتا ہے اور یہاں خدا تعالیٰ نے بصیغۂ امر فرمایا ہے تو ہر قسم کے گناہ کا ترک واجب ہوا پھر لفظ "اثم" فرما کر اس وجوب کو اور بھی موکد کر دیا ہے یعنی اگر کسی فعل کے ترک کو واجب کہا جائے پس واجب کہنا اس فعل کے گناہ ہونے پر دلالت کرنے کے لیے کافی ہے اور جو اس کے ساتھ اس فعل کو گناہ بھی کہا جائے تو ظاہر ہے کہ اس سے اور زیادہ تاکید ہو جائے گی۔ غرض معلوم ہوا ہو گا کہ وہ مضرت گناہ کرنا ہے۔

گناہ کا نقصان ہونا کیسے معلوم ہو؟

رہا یہ شبہ کہ ہم کو تو گناہ کرنے سے کوئی مضرت نہیں معلوم ہوتی نہ کبھی کوئی سزا ہوتی ہے تو سمجھیے کہ دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ ہیں کہ جن کا وجدان [۶] صحیح نہیں ہے اور ان کو کسی قسم کی مضرت محسوس نہیں ہوتی ان

---

(۱) نقصان (۲) فرمانبردار (۳) نقصان (۴) اس کے عام ہونے کی طرف (۵) قرآن پاک میں جب کسی کام کا حکم دیا جائے امر کے صیغہ سے تو وہ کام کرنا ضروری ہوتا ہے (۶) نفس اور اس کی باطنی قوتیں اسی لیے وجدانی وہ چیزیں کہلاتی ہیں کہ جس کو انسان اپنے نفس سے محسوس کرے

کے لیے تو جواب یہ ہے کہ نصوص[۱] میں دیکھ لو گناہ میں آخرت کی کیا کیا سزائیں مقرر ہیں چنانچہ فرماتے ہیں سیجزون بما کانوا یقترفون[۲] یعنی ان کو آخرت میں بہت جلد سزا ہوگی تو کیا یہ سزا کوئی چھوٹی مضرت ہے ہرگز نہیں۔ دیکھیے دنیا کی مضرت اگر آپ کی سمجھ میں آجاتی تو اس کو آپ بھی مضرت سمجھتے تو آخرت کی سزا تو اس سے زیادہ ہی ہے۔

دنیا اور آخرت کے نقصان میں فرق

چنانچہ دنیا کی مضرت[۳] میں اور آخرت کی مضرت میں فرق یہ ہے کہ دنیا کی کیسی ہی مضرت ہو اس میں منفعت[۴] کا شائبہ ضرور ہوتا ہے اگر سر میں درد ہے تو یہ کتنی بڑی بات ہے کہ پیٹ میں نہیں اگر مال جاتا رہا تو یہ کتنی بڑی منفعت ہے کہ آبرو[۵] نہیں گئی۔ نیز ایک درد کے ساتھ دس دردمند[۶] ہیں۔ باپ، بیٹے اور احباب وغیرہ تو کیا اس سے تسلی نہیں ہوتی ضرور ہوتی ہے اور دکھ درد میں بہت تخفیف ہو جاتی ہے۔ پس دنیا میں مضرت کے ساتھ ایک منفعت ضرور ہوتی ہے اور ایک بڑی بات یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں اسی تکلیف کے بہت سے مبتلا بھی نظر آتے ہیں اور مشہور ہے البلیۃ اذا عمت خفت (جو مصیبت عام ہو جاتی ہے ہلکی معلوم ہوتی ہے) اور طبعی امر[۷] بھی ہے کہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ بعض اوقات درد اور تکلیف میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے خوب کہا ہے۔

پای در زنجیر پیش دوستاں   بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں

(دوستوں کے ساتھ قید میں رہنا بھی غیروں کے ساتھ باغ میں رہنے سے بہتر ہے)

پھر بعض اوقات اس کے ازالے کے اسباب بھی اختیار میں ہوتے ہیں اور اگر ان سے زوال نہیں ہوتا تو بعض اوقات کچھ سکون ہی ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہ اگر شدت ہوتی ہے تو اتنی کہ سہار ہوسکے چنانچہ شدت تکلیف میں نیند کا آجانا اس کی

---

(۱) قرآن وحدیث (۲) (۳) تکلیف (۴) کچھ نہ کچھ فائدہ (۵) عزت (۶) ہمدرد (۷) طبعی تقاضا

دلیل ہے کہ تکلیف قابل برداشت ہے اکثر اوقات دل بھی بٹ جاتا ہے غرض دنیا کی تکلیف کی تو یہ کیفیت ہے۔ اب آخرت کے عذاب کو دیکھیے کہ اس میں راحت کا نام بھی نہیں ہے سر سے پاؤں تک تکلیف ہی میں غرق ہوگا کہ نہ سر کو چین نہ پیر کو نہ ہاتھ کو۔ ایک شخص[۱] جس کو سب سے کم عذاب ہوگا اس کی بابت حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس کو آگ کی جوتیاں پیر میں پہنا دی جائیں گی مگر شدت کی یہ حالت ہوگی کہ اس کا سر مثل دیگ کے پکتا ہوگا اور وہ سمجھے گا کہ مجھ سے زیادہ کوئی عذاب میں نہیں۔ صاحبو! کیا یہ کچھ کم مضرت ہے اور اگر اب بھی اس کا احساس نہیں ہوا تو امتحان کے لیے اپنی انگلی آگ کے اندر رکھ کر دیکھ لیجیے اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ اس عذاب کی کیا کیفیت ہوگی جو دنیا کی آگ سے ستر درجے زیادہ ہے کیونکہ جب اس آگ میں ایک منٹ بھی انگلی نہیں رکھی جاتی تو اس آگ کا برسوں تحمل[۲] کیسے ہوگا بلکہ اگر بہت ہی کم مثلاً ایک ہی دن کی اس میں قید ہو گئی تو اس کا بھی تحمل کیسے کیا جاوے گا بالخصوص جبکہ وہ دن بھی ہزار برس کے برابر ہو۔ چنانچہ خود ارشاد ہے۔ وان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون[۳]۔ (تحقیق وہ دن تیرے رب کے نزدیک تمہاری شمار کے لحاظ سے ہزار برس کے برابر ہوگا) اس پر شاید لوگوں کو تعجب ہو بلکہ عجب نہیں کہ ہمارے نوجوان جدید تعلیم یافتہ جماعت کو اس پر ہنسی آئے کہ ایک دن ہزار برس کا کیسا ہوگا۔ لیکن واقع میں یہ کوئی ہنسی کی بات نہیں ہے دیکھو دنیا میں بھی عرض تسعین میں چھ ماہ کا ایک دن ہوتا ہے جیسا دنیا میں اتنا بڑا دن موجود ہے تو اگر اس عالم کا ایک دن ہزار برس کے برابر ہو تو کیا تعجب ہے کیونکہ معمورہ اور ارض تسعین تو پھر بھی اس عالم کے اجزاء ہیں جب ایک ایک عالم کے اجزاء ہو کے خواص میں اس قدر تفاوت ہے تو جہاں عالم ہی بدل گیا وہاں اگر اس سے

---

(۱) اس شخص سے مراد ابو طالب ہیں (۲) سالوں کیسے برداشت کرو گے (۳) الحج آیت ۴۷ (۴) دق ہے

زیادہ تفاوت ہو جائے تو تعجب کیا ہے۔ تو اگر وہاں ایک دن کی سزا بھی ہو گئی تو کمیتہً[۱] یہاں کے ہزار برس کی سزا کے برابر ہے۔ اور کیفاً[۲] اس سے بھی زیادہ۔ دوسرے دنیا میں یہ راحت تھی کہ ہمدرد غمخوار موجود تھے وہاں یہ حالت ہو گی کہ کوئی بھی نہ پوچھے گا پھر یہ کہ یہاں تو اپنے سے زیادہ تکلیف میں دوسرے کو مبتلا دیکھ کر تسلی بھی کر لیتا ہے اور وہاں ہر شخص کو یہ خیال ہو گا کہ مجھ سے زیادہ کوئی تکلیف میں مبتلا نہیں ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ عذاب ابدی ہوا تو غضب ہی ہے کیونکہ وہاں کبھی موت بھی نہ آئے گی بلکہ یہ حالت ہو گی کہ کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلوداً غیرھا لیذوقوا العذاب[۳]۔ (جب ان کی کھال جل کر راکھ ہو جاتی ہے تو ہم ان کی دوسری کھال بدل دیتے ہیں۔ تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں)۔

تو تعجب ہے مسلمان پر کہ دنیا کی اتنی ہلکی تکلیف کو تو تکلیف سمجھے۔ اور اتنی بڑی مضرت پر نظر نہ کرے یہ تو جواب ان لوگوں کے لیے تھا کہ ان کا وجدان صحیح نہیں ہے کہ ان کو گناہ کی مضرت عاجلہ[۴] محسوس نہیں ہوتی اور وجدان کے بطلان[۵] کی اکثر وجہ یہ ہوتی ہے کہ گناہ کا یہ بھی خاصہ ہے کہ انسان کی عقل اور سلامت فطرت اس سے بالکل برباد ہو جاتی ہے لیکن جن لوگوں کا ادراک صحیح ہے ان کے لیے اس سوال کا کہ گناہ میں کیا مضرت ہے علاوہ جواب مضرت آخرت کے یہ بھی جواب ہے کہ گناہ میں مضرت عاجلہ[۶] بھی ہے لیکن ہم اپنی بے تمیزی سے اس مضرت کو لذت سمجھتے ہیں۔ میں ابھی اس کو عرض کروں گا۔

خرابی وجدان کی مثال

لیکن اول ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ مشہور ہے کہ ایک غیر ملکی وحشی

---

(۱) مقدار کے اعتبار سے (۲) کیفیت یعنی شدت کے اعتبار سے (۳) النساء، آیت ۵۶۔
(۴) فوری نقصان یا تکلیف (۵) احساس کے غلط ہونے کی (۶) فوری تکلیف

ہندوستان میں آیا اتفاق سے آپ ایک حلوائی کی دکان سے گذرے وہاں گرم گرم حلوا رکھا ہوا تھا خوشبو سونگھ کر طبیعت للچائی۔ درم و دوام کچھ پاس نہ تھے۔ آپ نے اس میں سے ایک لپ[1] بھر کر حلوا اٹھایا اور کھا گئے۔ حلوائی نے رپٹ لکھوائی افسر نے جاہلان کو خلجان[2] سمجھ کر تنبیہ کے لیے حکم دیا کہ اس کو گدھے پر سوار کرکے اس کے پیچھے لڑکے ڈھلی خنبری بجاتے ہوئے تشہیر کرتے ہوئے شہر بدر[3] کردیں۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ جب یہ اپنے ملک واپس ہوا لوگوں نے ہندوستان کا حال پوچھا۔ آپ فرماتے ہیں۔ ہندوستان خوب ملک ست، حلوا خوردن مفت ست، سواری خر مفت ست، فوج طفلان مفت ست، ڈم ڈم مفت ست، ہندوستان خوب ملک ست[4]۔ تو جیسا اس وحشی نے عادت خباوت سے اس سامان ذلت کو سامان عزت قرار دیا[5] تھا ایسا ہی ہم بھی اپنے سامان کلفت کو سامان لذت سمجھتے ہیں۔

وجدان صحیح کرنے کی ترکیب

یہ تو مثال تھی مگر میں مثال پر اکتفا نہ کروں گا بلکہ اس کی حقیقت بتلاتا ہوں غور کیجیے اور غور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چیز کو آپ نے سامان لذت سمجھ رکھا ہے کبھی اس سے گذر کر اس کے متضاد[6] حالت پر بھی نظر کیجیے تب آپ کو اس لذت ظاہری کے کلفت[7] حقیقیہ ہونے کا احساس ہو کیونکہ اور اس کے غلط ہوجانے کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اس سامان کے مقابل کو نہیں دیکھا قاعدہ مقررہ ہے کہ الاشیاء تعرف باضدادہا (ہر قسم کی چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں) (دیکھو

---

(۱) مٹھی بھر (۲) پریشانی کا باعث (۳) شہر سے باہر نکال دیں (۴) ہندوستان بہت اچھا ملک ہے، حلوا مفت کھانے کو ملتا ہے، گدھے کی سواری مفت ہے، بچوں کی فوج مفت ہے، ڈھول باجہ مفت ہے، ہندوستان بہت اچھا ملک ہے۔ (۵) اپنی انتہائی بے وقوفی سے اس رسوائی کو عزت سمجھ رہا تھا (۶) خلاف (۷) اس ظاہری لذت کے حقیقی پریشانی ہونے کا احساس ہوگا

جو ہمیشہ کسی کیچڑ میں رہتا ہو اور اسی میں پیدا ہوا ہو وہ چونکہ شفاف پانی سے واقف نہیں اس لیے اس کے نزدیک وہ سڑا ہوا کیچڑ ہی شفاف پانی ہے لیکن اگر کسی شفاف شیریں خوش ذائقہ رنگ چشمہ پر اس کا گذر ہو تو اس کو حقیقت اس کیچڑ کی معلوم ہو سکتی ہے۔ تو ہم نے چونکہ ہوش کدورات ہی میں سنبھالا ہے اس لیے ہم کو اس کی برائی یا اچھائی کی اطلاع نہیں۔ امتحان کے لیے یہ کیجیے کہ ایک ہفتہ بھر کے لیے گناہ کو چھوڑ دیجیے اور اپنے دنیوی کاموں کا کوئی بندوبست کر کے اور ان میں تلاوت اور ذکر اللہ میں مشغول رہیے اور کسی قسم کی نافرمانی اس زمانے میں نہ کیجیے صرف ایک ہفتہ بھر ایسا کر لیجیے اس کے بعد اپنے قلب[1] کو دیکھیے کہ کیا حالت ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے قلب میں ایک بہار شگفتگی پائیں گے اور اس کے بعد پہلی حالت معصیت پر تو آپ خود بہ خود آ ہی جائیں گے اس کے بعد جب ایک دو دن معصیت میں گذر چکیں پھر دیکھیے قلب کو کہ کیا حالت ہے اور پہلی حالت سے موازنہ کیجیے۔ واللہ آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ جمعیت[2] تھی اور یہ تشویش[3] ہے وہ راحت تھی یہ کلفت ہے وہ لذت تھی یہ معصیت ہے اس وقت آپ کو گناہ کر کے ایسی تکلیف ہوگی جیسے کسی کانٹے کے لگ جانے سے ہوتی ہے۔ بخدا جو لوگ گناہ سے بچتے ہیں ان کو گناہ کا ایسا ہی صدمہ ہوتا ہے بلکہ اگر بلا ضرورت نافرمان کے پاس بھی بیٹھتے ہیں تو پریشان ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی کم ہمتی سے یہ امتحان بھی نہ کرنا چاہے کہ اس میں چندے فارغ للطاعات[4] ہونا پڑتا ہے تو میں اس سے ترقی کر کے کہتا ہوں بحالت موجودہ ہی غور کر لیجیے کہ آپ کو کبھی سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے یا ہر وقت تکلیف اور پریشانی ہی گذرتی ہے اگر اس کا بھی اندازہ نہ ہو تو اور آسان بتلاتا ہوں کہ اہل اللہ کے پاس جائیے اور اہل اللہ سے مراد وہ لوگ نہیں کہ ان کے بیوی بچے کچھ بھی نہ ہوں بلکہ وہ لوگ مراد

---

(۱) دل (۲) دل جمعی سکون (۳) پریشانی (۴) کچھ دنوں کے لیے اپنے آپ کو نیکیوں کے لیے فارغ کرنا پڑتا ہے

ہیں جن کو اصلی محبت صرف خدا سے ہے اگرچہ بیوی بچے بھی ان کے ہیں تو ان کے پاس جائیے اور دیکھئے کہ مصیبت میں ان کی کیا حالت ہوتی ہے اور راحت میں کیا حالت ہوتی ہے تو آپ دیکھیں گے کہ مصیبت و راحت دونوں میں ان کی یہ حالت ہے کہ ہرچہ از دوست میرسد نیکوست[1]۔ ایک بزرگ کی خدمت میں کسی نے ایک نہایت قیمتی موتی بھیجا جب ان کے پاس پہنچا تو فرمایا الحمد للہ اس کے بعد وہ موتی گم ہو گیا آپ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا الحمد للہ۔ خادم نے عرض کیا کہ حضرت یہ اجتماع الضدین[2] کیسا کہ آنے پر بھی خوشی اور گم ہونے پر بھی خوشی۔ فرمایا اصل خوشی آنے جانے پر نہیں ہوئی بلکہ ایک دوسری بات پر ہوئی وہ یہ کہ جب موتی آیا تھا تو میں نے اپنے قلب[3] کو ٹٹول کر دیکھا تھا کہ اس کے ساتھ قلب کو زیادہ تعلق تو نہیں ہوا مگر معلوم ہوا کہ نہیں میں نے خدا کا شکر کیا۔ اس کے بعد جب یہ گم ہو گیا تو میں نے قلب کو دیکھا کہ اس میں غم کا اثر تو نہیں ہوا معلوم ہوا کہ نہیں۔ اس پر میں نے پھر خدا کا شکر کیا تو یہ الحمد للہ اس پر تھا کہ نہ آنے سے خوشی ہوئی اور نہ جانے سے غم ہوا۔

اسی طرح حضرت غوث الاعظمؒ کے پاس ایک آئینہ چینی لایا گیا آپ نے خادم کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ جب ہم طلب کیا کریں تو لایا کرو۔ اتفاق سے ایک مرتبہ وہ آئینہ خادم سے ٹوٹ گیا۔ وہ نہایت خوف زدہ ہوا اور سہم[4] گیا اور عرض کیا کہ از قضا آئینہ چینی شکست[5]۔ آپ نے فرمایا کہ خوب شد اسباب خود بینی شکست[6] گویا محض مزاح میں اس کو اڑا دیا اور کچھ بھی ا ... یر مزاج مبارک پر نہ ہوا۔

---

(۱) جو حالت بھی ہے دوست کی طرف سے پیش آئے اچھی ہی ہے (۲) ایک دوسرے کی ضد کو کیسے جمع کر دیا (۳) دل (۴) ڈر گیا (۵) قضائے الٰہی سے چینی آئینہ ٹوٹ گیا (۶) آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا ہوا کہ اپنی اچھائیوں پر نظر پڑنے کے اسباب ختم ہو گئے (کیونکہ اپنی خوبیوں پر نظر پڑنے سے تکبر پیدا ہوتا

اسباب پریشانی

سبب اس کا یہ ہے کہ جتنی پریشانی ہوتی ہے تعلق ماسوی اللہ[1]۔ سے ہوتی ہے اور جن لوگوں کو خدا سے تعلق نہیں ہے وہ ہمیشہ پریشان رہتے ہیں اور وجہ ان کی اس پریشانی کی یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر امر کے متعلق ایک خاص تجویز اپنے ذہنوں میں تراش لیتے ہیں جیسے شیخ چلی کا تجویز کردہ خاندان تھا۔ تو ہم سب اس بلا میں مبتلا ہیں کہ ہر وقت بیٹھ کر یہ دھن لگایا کرتے ہیں کہ یوں تجارت ہوگی، اتنا نفع اس میں ہوگا، یوں ہم بنک میں روپیہ داخل کریں گے۔ اور یہ تجربہ کی بات ہے کہ ہر تمنا پوری ہوتی نہیں تو سارے رنج کی بات یہ ہے کہ آرزو کرتا ہے اور وہ پوری ہوتی نہیں۔ کوئی دنیادار کسی وقت آرزو سے خالی نہیں ہے تو ہر وقت کسی نہ کسی تمنا میں رہتا ہے اور تمنا ہونا ضروری نہیں اس سے پریشانی ہوتی ہے تو کوئی دنیادار پریشانی سے خالی نہیں۔ اور اہل اللہ کی راحت کا راز یہ ہے کہ ہر کام انہوں نے مفوض[2] بحق کردیا ہے۔ اپنی کچھ تجویز نہیں کرتے تو جو کچھ ہوتا ہے ان کے لیے ایذا[3] وہ نہیں ہوتا۔

اہل اللہ کو رنج نہ ہونے کی حقیقت

حضرت بہلول[4] نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ کیسا مزاج ہے کہنے لگے کہ اس شخص کے مزاج کی کیا کیفیت پوچھتے ہو کہ دنیا کا ہر کام اس کی خواہش کے موافق ہوتا ہو۔ حضرت بہلول نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے وہ کہنے لگے کہ یہ تو عقیدہ ہی ہے کہ کوئی کام خدا کی خواہش کے خلاف نہیں ہوتا تو جس نے اپنی خواہش کو بالکل خدا تعالیٰ کی خواہش میں فنا کردیا ہو تو جس طرح ہر کام خدا کی

---

(۱) غیر اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے ہوتی ہے (۲) ہر کام اللہ کے سپرد کردیا ہے (۳) تکلیف دہ
(۴) ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں بہلول دانا کے نام سے مشہور تھے

خواہش کے موافق ہوگا اس طرح اس شخص کی خواہش کے موافق بھی ہوگا کوئی بات اس کی خواہش کے خلاف نہ ہوگی اور جب یہ نہیں تو اس کو رنج کیوں ہوگا۔ یہ راز ہے اس کا کہ اہل دنیا کو کبھی راحت نصیب نہیں ہوتی اور اہل اللہ کو کبھی رنج نہیں ہوتا۔ اگر کوئی کہے کہ ہم نے تو اہل اللہ کو مریض ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے ان پر مختلف انواع[1] کے صدمات بھی پڑتے ہیں تو صاحبو میں نے الم یعنی دکھ کی نفی نہیں کی ان کو الم ہوتا ہے لیکن پریشانی و کوفت نہیں ہوتی اس الم کی ایسی مثال ہے جیسے فرض کرو کہ ایک شخص کسی پر عاشق ہے اور ایک مدت کے بعد محبوب کی زیارت اس کو نصیب ہوئی اور اس کو دیکھ کر بالکل از خود رفتہ[2] ہوگیا اسی حالت میں محبوب کو سلام کیا اس نے بجائے جواب دینے کے دوڑ کر اس کو گلے سے لگالیا اور خوب زور سے دبایا کہ اس کا ارمان پورا ہوجائے۔ عاشق چونکہ فراق کی تکلیف میں بالکل نحمل[3] چکا تھا اس کے دبانے پر لگیں ہڈیاں پسلیاں ٹوٹنے عین اس دبانے کی حالت میں اتفاقاً ایک رقیب آگیا اس کو دیکھ کر محبوب نے کہا کہ اگر میرے دبانے سے تم کو تکلیف ہوتی ہو تو تم کو چھوڑ کر اس کو دبالوں۔ اب غور کیجئے کہ وہ عاشق اس کا کیا جواب دے گا۔ ظاہر ہے کہ وہ یہی کہے گا۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

(دشمن کا نصیبہ ایسا نہ ہو کہ وہ تیری تلوار کا مقتول ہو خدا کرے یہ سعادت تیرے عشاق کی قسمت میں ہی آئے اور دوستوں کا سر سلامت چاہیئے کہ اپنے خنجر کو آزماتا رہے)۔

اور یہ کہے گا۔

اسیرت نخواہد رہائی زبند
شکارت نجوید خلاص از کمند

---

(۱) مختلف قسم کے (۲) بے قابو (۳) کمزور ہوچکا تھا

(تیرا قیدی تیری قید سے رہائی کی خواہش نہ کرے گا تیرا شکار پھندے سے نکلنا پسند نہ کرے گا)

اور یہ کہنے لگا کہ۔

گر دو صد زنجیر آری بگسلم

غیر زلف آں نگار دلبرم

(اگر تو دو سو زنجیریں بھی لگائے گا تو میں ان کو توڑ دوں گا سوائے اس معشوق کی زلف کے جو میرے دل کو لے جانے والا ہے)۔

کیا اس قید کو وہ گراں[1] سمجھے گا ہرگز نہیں ہاں تکلیف جسمانی ضرور ہوگی مگر قلب کی یہ کیفیت ہوگی کہ اس میں راحت بھری ہوئی ہوگی بلکہ زبان سے یہ نکلتا ہوگا۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے

یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اسی طرح اہل اللہ کو اگر تکلیف پہنچتی ہے تو جسمی مگر قلب ان کا ہر وقت راحت میں ہے[2]۔

گناہ مصیبت کا سبب ہیں

اب تو سمجھ میں آگیا ہوگا کہ گناہ کرنے والے کیسی تکلیف میں ہیں کہ کسی وقت راحت نصیب نہیں تو گناہ سے یہ فوری مضرت ہوتی ہے نیز اس کے سوا ایک اور بھی تکلیف ہوتی ہے اور ہے وہ بھی عاجل[3] مگر فعل کے بعد ہوتی ہے اور

(۱) بھاری (۲) اسکی ایک دوسری مثال جو عام ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی کی بیٹی کی شادی ہو کر رخصت ہو رہی ہوتی ہے تو اگرچہ اس کی جدائی کیوجہ سے ماں، باپ رو رہے ہوتے ہیں لیکن ان کے دل خوش ہوتے ہیں اور اگر اس وقت میں کوئی کہے کہ اگر آپ کو اس کی جدائی کی تکلیف ہے تو ہم چھوڑ دیتے ہیں تو وہ ہرگز برداشت نہ کریں گے یہ ہے اجتماع ضدین کہ رو بھی رہے ہیں اور خوش بھی بہت ہیں۔ خلیل

(۳) فوری

یہ مذکور بالا[1] فعل کے ساتھ تھی وہ یہ ہے کہ جتنے گناہ کرنے والے ہیں وہ ہمیشہ کسی نہ کسی آفاقی مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں جیسے یہ مذکورہ کلفت مصیبت انفسی تھی ارشاد خداوندی ہے۔ اولایرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولاھم یذکرون[2]۔ (اور کیاان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایک بار یا دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں مگر پھر بھی باز نہیں آتے اور نہ کچھ سمجھتے ہیں مگر لوگ اس قسم کے مصائب کو یہ نہیں سمجھتے کہ فلاں گناہ کی سزا ہے۔ چنانچہ اکثر ایسے وقت کہا کرتے ہیں کہ معلوم نہیں کونسا گناہ ہوا تھا جس کے سبب یہ تکلیف جھیلنی پڑی اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو سب جانتے ہیں کہ تکلیف گناہ کے سبب ہوا کرتی ہے مگر تعجب صرف اس پر ہے کہ کونسا گناہ ہم سے ہوگیا تھا۔ مجھے لوگوں کے اس تعجب ہی پر تعجب ہے کیونکہ ہم میں وہ ایسا کون ہے کہ ہروقت کسی نہ کسی گناہ میں مبتلا نہیں رہتا اور جب ہروقت گناہ میں مبتلا رہیں تو تعجب تو آفات میں مبتلا نہ ہونے پر کرنا چاہیئے تھا۔ بہرحال یہ ثابت ہوگیا کہ گناہ کرنے سے دنیا کی بھی پریشانی ہوتی ہے اور آخرت کی الگ رہی۔ اب خدا تعالیٰ کی رحمت کو دیکھئیے کہ فرماتے ہیں کہ اس مضرت سے بچو۔ وذروا ظاہر الاثم وباطنہ[3] (ظاہری گناہ کو بھی چھوڑو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو) آپ نے دیکھا کہ کتنی بڑی مضرت سے خدا تعالیٰ نے بچایا ہے۔

قرب قیامت کا مطلب

اور میں نے اس کے بیان کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ اس کے متعلق ہم میں چند طرح کی کوتاہیاں ہیں ایک تو یہ کہ ہم میں اکثر کو تو دین ہی کی خبر نہیں ان کا تو یہ مذہب ہے کہ۔

---

(۱) اور یہ جو پہلے ذکر کی گئی ہے (۲) التوبہ آیت ۱۲۶ (۳) الانعام آیت ۱۲۰

اب تو آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

کیوں صاحبو اگر کوئی شخص آپ کو زہر بھرا لڈو لاکر دے تو کیا اسی اپنے قول کے موافق وہاں بھی عمل کرو گے کہ کل کے دن کیا خبر گذرے اب تو لڈو کھانے کو ملتا ہے یا کہ اس کے انجام بد پر نظر کرکے اس کو ترک کردو گے۔ تو کیا قیامت آپ کے نزدیک کل سے کچھ زیادہ دور ہے۔ صاحبو! کل کے چار بجے تو ۲۴ گھنٹے یقینی ہیں اور قیامت کے متعلق ۲۴ منٹ کی بھی خبر نہیں اس لیے کہ شاید ہمیں نفس نفس واپسین بود (شاید یہ ہی سانس آخری سانس ہو) موت کا کوئی مقرر اور معین وقت نہیں۔ لوگ اس دھوکے میں ہیں کہ ابھی تو ہم جوان ہیں۔ صاحبو! لوگوں کو اس طرح موت آگئی ہے کہ خود ان کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ اب ہم مرجائیں گے۔

کانپور میں ایک صاحب گھر میں آئے کھانا مانگا۔ ماما کھانا اتار کر لائی دیکھا تو آقا صاحب ختم ہوچکے۔ غرض موت کا کوئی قاعدہ اور وقت مقرر نہیں ہے اور میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض آپ سو برس کے بھی ہوگئے تو کیا ہوگا۔ وہ سو برس بھی جب گذر جائیں گے تو ایک دن کے برابر بھی نہیں معلوم ہوں گے حضرت نوح علیہ السلام سے جن کی عمر قریب ڈیڑھ ہزار برس کے ہوئی حضرت عزرائیل علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ نے دنیا کو کیسا پایا، فرمایا جیسا دو دروازے والا ایک گھر ہو کہ ایک دروازے سے داخل ہوا اور گذرتا ہوا دوسرے دروازے سے نکل جائے اور اگر یہ سمجھ میں نہ آئے تو یوں سمجھ کہ آپ کی عمر کے مثلاً چالیس چالیس پچاس پچاس برس گذر گئے ہیں مگر غور کرکے دیکھو کہ یہ اتنا بھی معلوم نہیں ہوتا جیسے آئندہ کل کا دن تو موت کو مدید اور بعید[1] سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے جب وہ آئے گی تو یہ حالت ہوگی جیسے خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قال کم لبثتم فی الارض عدد سنین.

---

[1] موت کو لمبا اور دور سمجھنا

قالوا لبثنا یوماً او بعض یوم فسئل العادین[1]۔ ارشاد ہوگا کہ اچھا یہ بتلاؤ تم برسوں کے شمار سے کس قدر مدت زمین پر رہے ہوگے وہ جواب دیں گے کہ ہم ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے۔ اور سچ یہ ہے کہ ہم کو یاد نہیں سو گننے والوں سے پوچھ لیجیے) خیال تو کیجیے اتنی بڑی بڑی عمریں اور جب پوچھا جائے گا تو ایک دن سے بھی کم معلوم ہوں گی تو جب یہ حالت ہے تو پھر کاہے پر ادھار کھائے بیٹھے ہو۔ صاحبو جس وقت ڈاکو ڈاکہ ڈالتا ہے تو جیل خانہ کو بہت بعید سمجھتا ہے لیکن جب سزا کا وقت آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قریب تھا۔ تو یہ کہنا کہ اب تو آرام سے گذرتی ہے۔ عاقبت کی خبر خدا جانے کتنی بڑی غلطی کی بات ہے۔ حضرت خدا تعالیٰ تو جانتا ہی ہے عاقبت کی خبر لیکن جس کو خدا بتلادے وہ بھی جانتا ہے۔ اگر کوئی مریض کہے کہ طبیب جانے کہ اس غذا میں کیا نقصان ہے تو اس سے کیا کہو گے یہی کہ بھائی طبیب تو بے شک جانتا ہے لیکن جب اس نے تمہیں بتلادیا تو اب تو تم بھی جانتے ہو اسی طرح عاقبت کی حالت جب خدا تعالیٰ نے تم کو بتلادی تو تم بھی تو جان گئے پھر غفلت اور جرأت کیسی اور بہت لوگ جو دنیا کے پیچھے پڑے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ موت اور عاقبت کو بھول گئے ہیں۔ اسی لیے حدیث میں آیا ہے۔ اکثروا ذکرھاذم اللذات الموت (دنیا کی لذتوں اور مزوں کو ختم کرنے والی چیز یعنی موت کو زیادہ سے زیادہ یاد رکھو) ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس مراقبہ کا دوام کرے اور سوتے وقت اس طرح غور کرے کہ مرنے کے بعد یہ خدم و حشم[2] سب چھوٹ جائے گا اور میں اکیلا رہ جاؤں گا اور صرف باز پرس رہ جائے گی اور سوچے کہ حضرت سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اگر ہزار تلوار لگیں تو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی جان کے نکلنے میں ہوتی ہے اور ظاہر بھی ہے کہ ذرا بدن کا ایک رواں توڑ کر دیکھے تو کس قدر تکلیف ہوتی ہے تو جب فرشتہ پوری جان نکالے گا اس وقت کیا عالم ہوگا اسی طرح سوچو کہ حشر و نشر

---

(۱) المؤمنون آیت ۱۱۲، ۱۱۳ (۲) نوکر چاکر رعب دبدبہ

کے وقت کیا حالت ہوگی جب اس طرح سوچو گے تو دنیا سے دل سرد ہوجائے گا میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ تم تجارت زراعت کو چھوڑ دو بلکہ مطلب یہ ہے کہ دنیا کے کسی کام میں دل نہ لگاؤ۔ ایک قطعہ مجھے اس مضمون کے مناسب ایک ناصح کا یاد آیا فرماتے ہیں۔

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
خوب ملک روس اور کیا سرزمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجئے زندگی
اس طرف آواز طبل اودھر صدائے کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہوئے گلگوں کا دور
شب ہوئی تو ماہرویوں سے کنار و بوس ہے

یہ تو ہوس کا فتویٰ تھا آگے کہتے ہیں کہ۔

سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا میں تجھے
چل دکھاؤں تو جو قید آواز کا محبوس ہے

اور کیا تماشا دکھلایا کہ۔

لے گئی یکبارگی گور غریباں کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا اور یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو ان سے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج
کچھ بھی ان کے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے[1]

خیال فرمایئے بڑے بڑے ملوک اور سلاطین گذر گئے مگر ان کا کہیں نشان بھی

---

(۱) حضرت تھانوی کے خلیفہ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب غوری کے اشعار ہیں کشکول مجذوب اور کلام مجذوب ان کے

باقی نہیں ہے، اور عجیب بات یہ ہے کہ بادشاہوں کا تو کہیں تاج بھی باقی نہیں لیکن بزرگوں کی جوتیاں تک بھی تبرکاً باقی ہیں اس سے موازنہ کرنا چاہیے طلب دنیا اور طلب حق کے اثر ہیں۔

دین کی طرف توجہ کرنے کی ترکیب

غرض ایک کوتاہی تو ہم میں یہ تھی کہ دین کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور دوسری کوتاہی یہ ہے کہ اگر توجہ کرتے ہیں تو بے ترتیبی سے کرتے ہیں ترتیب موافق عقل اور شرح کے یہ ہے کہ جلب منفعت سے دفع مضرت اہم[۱] ہے چنانچہ اطبا کا اتفاق ہے کہ علاج سے زیادہ ضروری پرہیز ہے تو اس وقت اگر توجہ بھی ہوتی ہے تو وظائف کی طرف اوراد[۲] کی طرف جو کہ جالب منفعت ثواب[۳] ہے اور آج کل اسی کا نام لوگوں نے بزرگی رکھا ہے کہتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا دین دار ہے کہ ایک قرآن شریف روز پڑھتا ہے۔ رات بھر جاگتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ یہ دین نہیں اپنے مرتبہ میں یہ بھی دین ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ ضروری کوئی چیز ہے اور وہ اس سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ گناہ کی چیزوں سے بچے جو کہ دفع مضرت[۴] ہے اس وقت اس کا مطلقاً خیال نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایک تسبیح بھی نہ پڑھے مگر گناہ چھوڑ دے غیبت نہ کرے، جھوٹ نہ بولے اور غیر خدا کی محبت سے دل کو خالی کردے اور ایک نفل بھی نہ پڑھے ایک تو ایسا ہو اور دوسرا ایسا ہو کہ ساری رات جاگے عبادت کرے قرآن شریف پڑھے لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو حقیر سمجھے ان کو تکلیف پہنچانے اور بھی گناہ کرے تو خوب سمجھ لو کہ پہلا ناجی[۵] ہے اور دوسرا ناری[۶] ہے خدا تعالی

---

(۱) نفع حاصل کرنے کی نسبت نقصان سے بچنا زیادہ ضروری ہے (۲) وظیفوں اور مختلف اذکار کے ورد کرنے کا خیال آتا ہے (۳) جو کہ ثواب کے نفع کا باعث ہیں (۴) نقصان دہ چیز کا دور کرنا ہے (۵) نجات پانے والا (۶) آگ میں جانے والا ہے

نفلوں کو نہیں دیکھتے۔ حدیث میں ہے لاتعدل بالرعة. یعنی ورع کی برابر کسی عمل کو نہ سمجھو۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ سے کسی نے ذکر کیا کہ فلاں عورت بہت روزے رکھتی ہے لکن تؤذی جیرانھا (لیکن وہ اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے) فرمایا ھی فی النار (وہ دوزخی ہے) پھر ایک دوسری عورت کے بارے میں پوچھا کہ وہ بہت زیادہ عبادت (یعنی نفل وغیرہ) نہیں کرتی لکن لا تؤذی جیرانھا (لیکن وہ اپنے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی) فرمایا ھی فی الجنۃ (وہ جنت میں ہے) آج کل ہمارے دین دار بھی دین کی وہ چیزیں لیتے ہیں جن کی کوئی صورت محسوس ہے یعنی وجودی عبادت اور جس کی کوئی صورت محسوس نہ ہو۔

جیسے ترک معصیت[1] کا اس کا اہتمام کم کرتے ہیں حالانکہ اس میں نفس کا کید ہے کہ وجودی[2] عبادت میں لوگوں کی نظروں میں عزت و وقعت ہوتی ہے اور ترک[3] میں کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا مثلاً اگر ایک شخص ساری عمر کسیکی غیبت نہ کرے تو دوسروں کو پتہ بھی نہیں چل سکتا کیونکہ وہ تو ترک ہے اور ترک فعل[4] نظر میں نہیں آیا کرتا نظر میں تو کسی فعل کا ارتکاب[5] واخذ آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وجودی عبادت تو کرتے ہیں مگر گناہ کو نہیں چھوڑتے اور اگر چھوڑا بھی تو بعض کو اور یہ بعض کا چھوڑنا بعض کا نہ چھوڑنا تو نہ چھوڑنے ہی کے حکم میں ہے۔ مثلاً اگر ہم نے غیبت کو نہ چھوڑا اور گالی کو چھوڑ دیا تو من وجہ نہ چھوڑنا ہی ہے۔ کیونکہ گالی وغیرہ کو ہم نے اس لیے چھوڑا ہے کہ اس میں بدنامی کا اندیشہ ہے۔ تو راز اس میں بھی وہی ہے کہ ایک گناہ مضر جاہ[6] ہے اور دوسرا نہیں ورنہ اگر خدا کے خوف سے چھوڑا جاتا تو سب گناہ چھوڑ دینے چاہئیں تھے۔

تیسری کوتاہی یہ ہے کہ اگر گناہ کو چھوڑتے ہیں تو بعض کو اور بعض کو نہیں جیسا پہلے ضمناً عرض کیا اور اگر کوئی بزعم خود[7] سارے گناہوں کو بھی

---

(۱) گناہ کو چھوڑنا (۲) عبادت کرنے میں (۳) چھوڑنے (۴) کام نہ کرنا (۵) کام کا کرنا (۶) مرتبہ کے لیے نقصان (۷) اپنے خیال میں

چھوڑے تو اس میں کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ ظاہری گناہوں کو جو کہ ہاتھ پیر کے ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ گناہ انہی کو سمجھتے ہیں اگر کسی سے پوچھا جائے کہ گناہ کیا کیا ہیں تو وہ انہی کو گنوائے گا۔ کبھی ریا اور کینہ وغیرہ کا نام بھی نہ لے گا وجہ یہی ہے کہ ان کو گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ خدا تعالیٰ نے ان سب کوتاہیوں کا علاج اس میں فرمایا ہے کہ وذروا ظاہر الاثم و باطنہ (تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو) پس اس میں یہ بات بھی بتلادی کہ بڑی بات یہ ہے کہ گناہ کو چھوڑا جائے اور سب کو چھوڑا جائے، اور یہ بھی بتلادیا کہ گناہ دو قسم کے ہیں ظاہری اور باطنی یعنی جوارح کے متعلق بھی اور قلب کے متعلق بھی۔

گناہوں کی مختصر فہرست

گناہ کی فہرست تو بہت بڑی ہے مگر میں مثال کے طور پر مختصر لکھتا ہوں کہ مثلاً آنکھ کا گناہ ہے، کسی نامحرم کو دیکھنا امرد[1] کا دیکھنا یا اجنبی کا ایسا بدن دیکھنا کہ اس کا دیکھنا شرعاً ناجائز ہے جیسے عورت کے سر کے بال[2] اور یہ مسئلہ عورتوں کو بھی بتلانا چاہیے۔ کیونکہ وہ اس میں بہت مبتلا ہیں۔ ایک گناہ آنکھ کا یہ ہے کہ کسی کی چیز دیکھ کر حرص کرے خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لاتمدن عینیک الی ما متعنابہ ازواجاً منھم زھرۃ الحیوۃ الدنیا الخ[3] (ہر گز مت اٹھاؤ اپنی آنکھوں کو اس چیز کی طرف جو ہم نے کفار کو ان کی آزمائش کے لیے نفع کے واسطے دی ہیں یعنی دنیا کی رونق وغیرہ)

اس کا بھی یہ مطلب نہیں ہے کہ مال حاصل نہ کرو بلکہ مطلب یہی ہے کہ مال کو قبلہ و کعبہ نہ بناؤ کہ اس کی بدولت دین ہی ہاتھ سے جاتا رہے۔ اسی طرح زبان کا

---

(۱) نابالغ بچے کو بری نظر سے دیکھنا (۲) کیونکہ عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے چہرے ہاتھ اور پیروں کے جیسے مرد کے لیے ناف سے گھٹنے تک ستر ہے کہ اس کا دوسرے کے سامنے بلا ضرورت شرعی کھولنا ناجائز ہے (۳) الحجر آیت ۸۸

گناہ چغلخوری ہے، غیبت ہے جھوٹ بولنا ہے آج کل کوئی بھی اس سے بچا ہوا نہیں الاماشاء اللہ اس کا علاج یہ ہے کہ جو کچھ بولو سوچ کر بولو کہ میں کیا کہوں گا اور وہ بات خلاف مرضیٔ حق[1] تو نہ ہوگی پھر ان شاء اللہ تعالیٰ زبان کا کوئی گناہ نہ ہوگا۔ کان کا گناہ یہ ہے کہ چھپ چھپ کر کسی کی بات سنے گانا سنے۔ ہاتھ کا گناہ یہ ہے کہ کسی نا محرم کو چھوئے کوئی ناجائز مضمون لکھے۔ پیر کا گناہ یہ ہے کہ کسی ناجائز موقع پر چلا جائے۔ اور ایک پیٹ کا گناہ ہے کہ بہت ہی کم لوگ اس سے بچے ہوئے ہیں جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ روزی حلال مل ہی نہیں سکتی جب حلال نہیں مل سکتی تو حرام حرام سب برابر پھر کہاں تک بچیں۔ صاحبو! یہ گمان بالکل غلط ہے جس کو فقہ حلال کہدے وہ بلاشبہ حلال ہے۔ لوگ علماء سے پوچھتے نہیں ورنہ بہت سی حلال صورتیں نکل آئیں۔ افسوس ہے معاملات میں وکلاء سے تو مشورہ کیا جاتا ہے مگر اہل علم سے کبھی مشورہ نہ کریں گے اور یہ نہ پوچھیں گے کہ یہ ناجائز ہے یا جائز۔ صاحبو! اگر عمل کی بھی توفیق نہ ہو تب بھی ہر معاملہ کو پوچھ تو ضرور ہی لو۔ اگر آتشک[2] ہو تو اس کا نسخہ تو ضرور ہی یاد کرلو اگرچہ اس کو برا تو نہیں کیونکہ معلوم ہوگا تو کبھی تو توفیق ہی ہو جائے گی۔ اسی طرح تمام بدن کے متعلق ایک گناہ ہے کہ لباس کفار کے مشابہ پہنا جائے۔ صاحبو! اگر تمہارے نزدیک مذہبی حکم کوئی چیز نہیں تو اسلامی غیرت تو ہونی چاہیئے۔ کیا یہ غیرت کی بات نہیں آخر قومی امتیاز بھی کوئی چیز ہے اور اگر ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے۔ غضب ہے کہ اکثر ہندو تو ایسی وضع اختیار کرنے لگے ہیں۔ جیسے مسلمان کی ہونی چاہیئے۔ اور مسلمان ہندوؤں کی وضع اختیار کرنے لگے ہیں۔ میرے بھائی کے پاس ایک تحصیل دار اور ایک سب انسپکٹر آئے۔ تحصیل دار ہندو مگر ریش بروت[3] مسلمانوں کا سا۔ اور سب انسپکٹر صاحب مسلمان مگر چہرہ ہندوؤں کا۔ خدمت گار نے پان تحصیل دار کے سامنے رکھدیئے تو سب انسپکٹر ہنسے، تحصیل دار صاحب بھی ہنسے،

---

(۱) اللہ کی مرضی کے خلاف (۲) ایک بیماری (۳) چہرے پر داڑھی

نوکر سمجھ گیا اور پان سب انسپکڑ کے سامنے رکھ دیئے۔ بھائی نے کہا کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ ایک نوکر آپ کو ہندو سمجھے۔

صاحبو! غیرت کرنی چاہیے اور ہماری یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ آخر اس تبدل ہئیت[1] میں مصلحت کیا ہے بجز اس کے کہ یہ ایک غیر مسلم قوم کا لباس ہے تو گویا نعوذ باللہ یہ مطلب ہوا کہ لاؤ ہم بھی کافر بنیں اگرچہ صورۃً ہی ہوں مجھے ایک ظریف کا قول یاد آیا کہنے لگے کہ اس وقت نوجوانوں کی یہ حالت ہے کہ اگر اہل یورپ کسی مصلحت سے اپنی ناک کٹوانے لگیں تو یہ نوجوان بغیر سوچے سمجھے اپنی ناک بھی کٹوانے لگیں گے اور در اصل وجہ یہ ہے کہ تبدل ہئیت کو باعث شوکت سمجھتے ہیں کیونکہ یہ وضع اہل حکومت[2] کی ہے۔ لیکن صاحبو! اگر شوکت بھی ہوئی تو نتیجہ کیا، شوکت تو اس لیے حاصل کی جاتی ہے کہ اغیار کے مقابلے میں اس سے کام لیا جائے نہ اس لیے کہ اپنوں ہی پر رعب جمادیں پھر اوپر سے یہ لوگ ہمدردی قومی کے بھی مدعی ہیں یاد رکھو! ہمدردی اور نفع رسانی اس شخص سے ممکن ہے کہ وہ قوم سے اختلاط[3] و مناسبت پیدا کرے نہ کہ ان سے نفور[4] ہو اور ان کو اپنے سے متوحش بنادے بعض لوگ اس مسئلے میں یہ جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم اس لباس سے کافر ہوجائیں گے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ اگر آپ عورت کا لباس پہن لیں تو کیا آپ عورت ہوجائیں گے، اور جب نہ ہوجائیں گے تو اس کو بھی کیوں اختیار نہیں کیا جاتا اور بعض چیزیں تو ایسی ہیں کہ ان کو شوکت سے بھی کوئی تعلق نہیں مثلاً تصویر رکھنا، کتا پالنا، ڈاڑھی منڈانا۔ مجھے ایک اپنی اور ایک دوسرے صاحب کی حکایت یاد آئی۔ اپنی تو یہ کہ میں ایک مرتبہ ریل میں سفر کر رہا تھا کہ ایک جنٹلمین جو کتا لیے ہوئے تھے مجھ سے فرمانے لگے کہ کتے میں ایسے ایسے

---

(۱) وضع کی تبدیلی (۲) اس زمانے میں تو انگریز کی حکومت تھی جو اہل حکومت تھے۔ آج کل اگرچہ اقتدار مسلمانوں کا ہے لیکن اب تک ذہنی عظمت دماغوں میں بسی ہوئی ہے انگریزی تعلیم کی وجہ سے (۳) میل جول (۴) دور بھاگے

اوصاف ہیں پھر اس کو پالنا کیوں منع کیا گیا۔ میں نے کہا کہ صاحب اس کا ایک تو عام جواب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اور یہ جواب ہزاروں شبہات کا ہے۔ دوسرا جواب خاص جواب ہے جو اس باب کے ساتھ مخصوص ہے وہ یہ کہ اس میں باوجود ان صفات کے ایک ایسا عیب ہے کہ جس نے سب اوصاف کو گرد[1] کردیا اور یہ وہ ہے کہ اس میں قومی ہمدردی نہیں اس لیے اس کا پالنا منع ہے۔ پس چپ ہی تو ہوگئے اور خوش ہو کر تسلیم کیا۔ اور دوسرے کی حکایت یہ ہے کہ ایک صاحب کتا بغل میں دبائے بیٹھے تھے کسی نے کہا کہ اس میں کیا مصلحت ہے کہنے لگے تاکہ فرشتہ موت کا نہ آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو کوئی بات نہیں آخر دنیا میں کتے بھی تو مرتے ہیں جو فرشتہ ان کی جان نکالتا ہے وہی تمہاری بھی نکالے گا۔ اور پہلی حکایت میں جو میں نے دوسرا جواب دیا تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے تھے واقع میں وہ کوئی بڑی بات نہیں بات اصلی تو وہی تھی کہ ہم کو حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے غرض بعضے گناہ میں تو بالکل ہی ضرورت و مصلحت کا کوئی درجہ نہیں گو جن کو ضروری سمجھا جاتا ہے بایں معنیٰ کہ ان کے نہ کرنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے اور ان کے لیے نفس کچھ حیلہ[2] نکال لیتا ہے عقل صحیح کے سامنے وہ بھی لغو[3] ہیں لیکن اس وضع کے بدلنے میں تو کسی درجے کا بھی نفع نہیں اور اس کے چھوڑنے میں کونسی تکلیف ہے تو یہ گناہ بالکل گناہ بے لذت ہوا اور اگر بالفرض کوئی لذت و ضرورت ہو بھی تو خدا کے حکم کے سامنے اپنی مصلحت کیا چیز ہے یہ تو ظاہری گناہ تھے اور باطنی گناہ یہ ہیں کہ مثلاً اہل دنیا تو دوسروں کو ذلیل سمجھتے ہیں اور دیندار اس پیرایہ میں تو نہیں لیکن وہ اپنے کو بزرگ سمجھ کر دوسروں کو ذلیل سمجھتے ہیں خوب کہا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ کہاں کی بزرگی یہ کہا ہے۔

---

(۱) تمام خوبیوں پر مٹی ڈال دی (۲) بہانہ (۳) بیکار۔

غافل مرو کہ مرکب مردان مرد راہ
در سنگلاخ بادیہ بپا بریدہ اند

(غافل مت رہ کہ جو لوگ منزلوں کو طے کرنے والے ہیں ان کے گھوڑے پتھریلے راستوں کو بھی میدان کی طرح طے کر لیتے ہیں)

نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش
ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

(ناامید بھی مت ہو جاؤ کہ شراب عشق سے مست لوگ ایک آواز میں منزل پر پہنچ جاتے ہیں)

یہ گناہوں کی مختصر سی تفصیل ہے۔

گناہ چھوڑنے کا طریقہ

اب اس کا طریقہ سمجھئے کہ یہ کس طرح چھوٹیں۔ سو طریقہ یہ ہے کہ سوچا کرو کم از کم سونے کے وقت آج ہم نے کیا کیا شرارتیں کی ہیں اس کے بعد سوچو کہ ان پر کیا سزا ہونے والی ہے اس کے بعد سوچو کہ ہم نے اس سزا سے بچنے کی کیا تدبیر کی ہے جب کچھ سمجھ میں نہ آئے تو توبہ کرو اور خوب روؤ اسی طرح روزانہ کیجئے پھر ایک چلہ[1] کے بعد دیکھئے کہ کتنی کایا پلٹ جاتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی اس کی بھی کوشش کیجئے کہ آپ کو گناہوں کی مفصل فہرست معلوم ہو جائے۔ آپ نے آج تک شاید سنا بھی نہ ہو کہ اگر ریل کے تیسرے درجہ میں سفر کرے اور بیس سیر اسباب ہو تو بغیر محصول دیئے لیجانا حرام ہے تو آپ کو ضروری ہے کہ علم دین حاصل کریں خواہ اردو ہی کی کتابیں ہوں مگر ہر رطب[2] ویابس دیکھنے کے قابل نہیں بلکہ محقق علماء سے انتخاب کرا کے کتابیں دیکھو ہر قسم کی کتابیں نہ دیکھو بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ صاحب دیکھنے میں کیا حرج ہے تو صاحبو! حرج یہ

(۱) چالیس دن بعد (۲) اچھی بری

ہے کہ آدمی ڈانواں ڈول[1] ہوجاتا ہے اور یہی راز ہے تقلید کا کہ اس تذبذب سے محفوظ رہے تو ہر قسم کی کتابیں نہ دیکھو بلکہ جو علماء محقق بے غرض ہیں ان کی کتابیں دیکھو۔ دوسرے یہ کہ ان کو کسی عالم سے پڑھ لو اور اگر پڑھنے کی فرصت نہ ہو تو خود دیکھ لو مگر اس طرح کہ جہاں ذرا بھی شبہ رہے فوراً اس پر نشان بنا دو اور کسی عالم سے اس کو پوچھ کر حل کرلو۔ اور جیسے کھانے کی روزانہ ضرورت ہے اسی طرح اس کو بھی ساری عمر کے لیے ایک ضرورت کی چیز سمجھو اور مطالعہ کرو اور جو پڑھ نہیں سکتے وہ پڑھے ہوؤں سے سن لیا کریں اور اس طریقے سے ان شاء اللہ تعالیٰ چند روز میں تمام امت محمدیہ ﷺ کے افراد باخبر ہوجائیں گے اور اس کے ساتھ وہ مراقبہ مفید ہوگا جو اوپر مذکور ہوا اس ترتیب کے ساتھ اگر کریں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد سب گناہ چھوٹ جائیں گے خدا تعالیٰ نے تھوڑے سے لفظوں میں ان سب کو بتلادیا ہے کہ۔ وذروا ظاہر الاثم وباطنہ. ان الذین یکسبون الاثم سیجزون بماکانوا یقترفون[2]

(تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کیے کی عنقریب سزا ملے گی)۔

اب خدا تعالیٰ سے دعا کرو وہ توفیق عمل عطا فرمائیں آمین یا رب العالمین[3]۔

تمت بالخیر

[1] تذبذب کا شکار ہوجاتا ہے [2] الانعام آیت ۱۲۰ [3] محشی خلیل احمد تھانوی اور اس کی اولاد کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے کہ اللہ پاک عمل کے ساتھ سب ظاہری باطنی گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

درود لامتناھی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم مُضعِفاً اَبَداً　　عَلَی النَّبِیِّ کَمَا کَانَت لَکَ الکَلِمُ

ترجمہ:

یااللہ حضور ﷺ پر اپنے کلمات کی بمقدار درود و سلام نازل فرما دو گنا در دو گنا ہمیشہ:

معنی اس شعر کے یہ ہیں کہ اے اللہ حضور ﷺ پر اپنے کلمات کے بقدر درود شریف نازل فرما اللہ تعالیٰ اپنے کلمات کے بارے میں قرآن حکیم میں فرماتے ہیں۔

"قل لوکان البحر مداداً لکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی ولوجئنا بمثلہ مدداً"۔ الکھف آیت ۱۰۹

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر ہو سمندر سیاہی باتیں لکھنے کیلئے میرے رب کی تو ختم ہوجائے سمندر پیشتر اسکے کہ ختم ہوں باتیں میرے رب کی اور اگرچہ ہم لے آئیں ایسا ہی اور (سمندر) ۔ کیلئے:۔ ایک دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا:۔

"ولو ان مافی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر مانفدت کلمت اللہ ان اللہ عزیز حکیم"

ترجمہ: اور جو کچھ زمین میں ہیں درخت وہ قلمیں ہوجائیں اور سمندر (سیاہی) کر مدد کریں اسکی اسکے ساتھ سات سمندر اور بھی تو بھی نہ ختم ہوں کلمات الٰہی بیشک اللہ بڑا غالب حکمت والا ہے۔ لقمن آیت ۲۷

تو مطلب اب یہ ہوا کہ اپنے ان لامتناہی کلمات کی بقدر حضور ﷺ پر درود و سلام نازل فرما اور وہ بھی مضعفا یعنی دو گنا در دو گنا کہ دو اسکا دو گنا چار اسکا دو گنا آٹھ اور اسکا دو گنا سولہ اور اسکا دو گنا بتیس اس حساب سے اس میں اضافہ کرتے رہیں الی غیر النہایۃ۔ اور پھر وہ بھی ابداً یعنی ہمیشہ ہمیشہ۔ تو گویا اس ایک شعر میں اللہ پاک سے یوں کہا جارہا ہے۔ حضور ﷺ پر میری طرف سے لامتناہی درود ہمیشہ بھیجتے رہیے۔

خلیل احمد تھانوی